بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

جدید

اَسُرَارِ مِحُبُوُب رح

مکتبۃ اعلیٰ حضرت ، دربار مارکیٹ، لاہور۔
+92 4237427301 +923008842540

عشقِ محمد مذھبی ۔ و حبہ ملتی ۔ وطاعتہ منزلی ۔ (انشاءاللہ)

فرمانِ اِلٰہی: اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ جو ایمان لائیں۔ اور نیک کام کریں۔ ان کے لئے وسیع مغفرت اور بہت بڑا اَجر وثواب ہے۔

حدیثِ نبوی ﷺ : الشریعة اقوالی۔ والطریقة افعالی۔ والحقیقة احوالی۔ والمعرفة سری۔

حدیثِ نبوی ﷺ : **الجاھل عدوی والعاقل صدیقی** ۔ جاہل میرا دشمن اور عاقل میرا دوست ہے۔

اسلام کی باطنی تعلیمات۔ تصوف وروحانیات۔ خانقاہی تعلیم وتربیت کے صدری علوم وفنون۔ علمِ لدُنی کا جامع مرقع

بفیضان نگاہ و کرم

جناب غوث زماں محبوب عالم مخدوم پیر سید محبوب علی شاہ بُخاری نور اللہ شاہ بانوا

قادری چشتی نقشبندی سہروردی شطاریؒ

اَسرارِ محبوبؒ

جدید

حَسبُ الحُکُمِ وَالاُیمَآء

جناب محترم ومکرم پیر سید ابوسعید گلشن شاہ بانوا قادری صاحب

+92 300 4695094

مُرتب وجامع

ابوالعباد محمد عبدالرَّؤف البلوشی (کوئٹہ)

ملنے کا پتہ : مکتبة اعلیٰ حضرت ، دربار مارکیٹ، لاہور۔ +923008842540 , +92 4237427301

برائے اِذن ورہنمائی: آستانہ عالیہ پیر سید محبوب علی شاہ بخاریؒ، طبیہ کالج، بستی عبداللہ۔ پپلی پہاڑ روڈ۔ دیپالپور۔ اوکاڑہ۔

پیر سید عابد علی شاہ صاحب (03017359092) پیر سید چمن شاہ صاحب (03066968300)

پیر سید ابوسعید گلشن شاہ صاحب (0300-4695094) پیر سید مراد علی شاہ صاحب بن پیر سید صائم شاہؒ (0301-4429292)

﴿ کتابِ مستطاب اَسرارِ محبوب کے جملہ حقوق بحق مُصنف محفوظ ہیں ﴾

اَللّٰھُمَّ ارۡزُقۡنِیۡ حُبُّکَ وَ حُبُّ مَنۡ یُّحِبُّکَ وَ حُبُّ عَمَلٍ یُقَرِّبُنِیۡ اِلٰی حُبِّکَ۔ آمین۔

اَللّٰھُم اَحۡسِنۡ عَاقِبَتَنَا فِی الۡاُمُوۡرِ کُلِّھَا۔ وَ اَجِرۡنَا مِنۡ خِزۡیِ الدُّنۡیَا وَ عَذَابُ الۡآخِرَۃِ ۔ آمین۔

حسبی ربی جل اللہ	ما فی قلبی غیر اللہ
نور محمد صلی اللہ	لا الہ الا اللہ۔ لا الہ الا اللہ

نعتِ حقیقی : انا احمد بلا میم من رانی فقد رای الحق ۔

(بقولِ شاعر) احمد است این جا اَحد اے مردِ کار دائمًا باعشق باشد بے قرار

(اے کام کے آدمی! احمد ہی یہاں اَحَد ہے۔ جو کہ عشق (یعنی عشقِ الٰہی کے حصول) سے ہمیشہ بے چین و بے قرار رہتا ہے)

نام کتاب: **اَسۡرَارِ مَحۡبُوۡب (جدید)**

فیضان کرم: **قطب الاقطاب محبوب الٰہی حضرت پیر سید محبوب علی شاہ ؒ**

عُرف نور اللہ شاہ بانوا قادری چشتی نقشبندی سہروردی شطاری ؒ

مُترتب و جامع: ابوالعباد محمد عبدالرؤف البلوشی ۔(خادمِ اہلِ بیتِ رسول ﷺ وخلفائے راشدین ؓ)

معاونِ خصوصی: پیر سید عابد علی شاہ موجِ دریا بانوا قادری صاحب ۔(خادمِ پنجتن پاک ؑ)

مشاورت: ایڈوکیٹ بہادر خان مروت صاحب کوئٹہ (خادمِ درگاہِ خانقاہِ سراجیہ کندیاں۔ میانوالی)

خصوصی مشاورت: محمد عدنان یوسف صدیقی مجددی BA-UK)(M دیپالپور۔ عالم شیر صاحب (فیصل آباد)

تعداد بارِ اول: 1000 (پہلا ایڈیشن)

تعداد بار دوئم: 1500 (دوسرا جدید ایڈیشن)

طبع اول: ربیع الثانی۔1443ھ ''ماہِ غوث پاک ؓ''۔ (نومبر 2021ء)

ہدیہ کتاب: **950 (نو سو پچاس روپیہ سکہ رائج الوقت پاکستانی)**

بات رہنے کے لئے ہوتی ہے رہ جائے گی
وقت کا کام گزرنا ہے گزر جائے گا

بسم الله الرحمن الرحيم ○

اللهم صل وسلم علی سيد المرسلين و راحة العاشقين و زينة العارفين ﷺ

عشقِ محمد مذهبی ۔ و حبه ملتی ۔ و طاعته منزلی ۔

اللهاللهاللهاللهاللهاللهاللهالله

بندهء پروردگارم ، اُمتِ احمد نبی ﷺ
دوست دارم چهار یار م، تابا اولادِ علیؓ
مذهب حنفیه دارم ، ملتِ حضرت خلیلؑ
خاک پائے غوثِ اعظمؓ زیرِ سایه هر ولی

مَیں اِس کتاب کا ثواب حضرت سید المرسلین ﷺ ، اہلِ بیتِ اطہارؓ ، حضرات خلفائے راشدینؓ ، دوازدہ امامینؒ ہفت سلطانُ الفقراء ، چاروں امامانِ شریعتؒ و چاروں امامانِ طریقتؒ کی ارواحِ طیبات کو ایصالِ ثواب کرتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ میری اِس ادنیٰ سی کاوش کو اپنے رسولِ مقبول ﷺ خلفائے راشدینؓ اور اہلِ بیتِ اطہارؓ کے تصدق و توسل سے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر مجھے ، میرے والدین اور میرے پیر و مرشدؒ اور میرے اہل و عیال کو اَجرِ عظیم عطا فرمائے ۔ آمین ۔

اسرار محبوب

بفیضانِ نگاہ کرم
جناب غوث زماں محبوب عالم مخدوم پیر سید محبوب علی شاہ نور اللہ شاہ بانوا
قادری چشتی نقشبندی سہروردی شطاریؒ

مرتب و جامعِ کتاب ہٰذا :
محمد عبدالرؤف بلوچ (کوئٹہ)

﴿دعائے خصوصی برائے﴾

فقیر پیر سید عابد علی شاہ موج دریا بانوا قادری محبوبی ۔ فقیر پیر سید ابوصالح شاہ چمن صمدانی بانوا قادری محبوبی ۔ فقیر پیر سید ابوسعید شاہ گلشن بانوا قادری محبوبی ۔ پیر سید مراد علی شاہ بانوا قادری محبوبی بن فقیر پیر سید محمد شاہ صائم عرف فیض الاسرار بانوا قادری محبوبیؒ (مرحوم)

چہرے کا تاثر تو زمانے کے لئے ہے
پڑھیے میری آنکھوں میں جو پیغام لکھے ہیں

شرف عقیدت ۔ انتساب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کھربوں درود وسلام ، آداب وتسلیمات ، تعظیم وتکریم ، احترام ونیاز
بحضور امام المرسلین خاتم النبیین

رسولِ معظم ومکرم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ

جن کا احسانِ عظیم پوری اُمت ، تمام جہانوں کی تمام مخلوقات پر تھا۔
اَب تک بھی ہے۔ بلکہ ہمیشہ ہی رہے گا۔

(انشاء اللہ العظیم)

میں اپنی اس کاوش کا انتساب اپنے

پیارے نبی آخرالزمان سرورِ کائنات سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ

کے نام کرنے کی سعادتِ عظیمہ حاصل کرتا ہوں۔

☆☆☆

ایک ادنیٰ سا کمترین وناچیز اُمتی
اِحقر العباد محمد عبدالرؤف الحنفی القادری (کوئٹہ)

گر قبول افتد زہے عز وشرف

نعت شریف بحضور سرور کائنات ﷺ

(حضرت مولانا شیخ عبدالرحمان نقشبندی جامیؒ)

تنم فرسودہ جاں پارہ
زِ ھجراں یا رسول اللہ ﷺ
دِلم پژمردہ آوارہ
زِ عصیاں یا رسول اللہ ﷺ
زِ کردہ خِویش حیرانم
سیاہ شُد رو زِ عصیانم
پشیمانم پشیمانم
پشیماں یا رسول اللہ ﷺ
زِ جامِ حُبِ تُو مستم
بہ زنجیرِ تُو دِل بستم
نمی گویم کہ ! من ھستم
سُخن داں یا رسول اللہ ﷺ
شب و روز از شکیبائی
زِ حد گُشتم تمنائی
بخلوت سوئے من گزر آری
خراماں یا رسول اللہ ﷺ
چُوں سوئے من گذر آری
من مسکیں زِ ناداری
فدائے نقش نعلینت
کُنم جاں یا رسول اللہ ﷺ
چُو روزِ حشر بر خیزم
بدامانِ تُو آویزم
زِ دیدہ خوں دِل ریزم
فراواں یا رسول اللہ ﷺ
زِ پا افتادم از پیری
برحمت دستِ من گیری
ھمِیں یک حرف بپزیری
زِ ناداں ! یا رسول اللہ ﷺ
بصدیقت خریدارم
عمرؓ را دوست می دارم
فدا سازم دل و جاں را
بعُثماں ! یا رسول اللہ ﷺ
نھادم پیش گاھے سر
بپائے ساقیء کوثر
امامانؓ را شُدم چاکر
با ایقاں ! یا رسول اللہ ﷺ
بوقتِ نزع درمانم
روز از تن بروں جانم
نِگاہ داری تُوئی ایمانم
زِ شیطاں ! یا رسول اللہ ﷺ
چُو بازوئے شفاعت را
کشائی بر گنہ گاراں
مکن محروم جامیؒ را
در آں ! یا رسول اللہ ﷺ

گر قبول اُفتد زھے عز و شرف

باب نمبر

1

فہرست ابواب

☆ حُسن ترتیب برائے فہرست ابواب ☆

ابواب نمبر	اَسمائے ابواب کتاب اسرارِ محبوبؒ	صفحہ نمبر
☆	شرفِ عقیدتِ انتساب ۔	05
☆	نعتِ رسولِ مقبول ﷺ (از علامہ عبدالرحمٰن جامیؒ)	06
01	فہرستِ ابواب۔	07
☆	یادداشت ضروریہ۔	09
02	عقیدہ ومسلک ومشربِ مرتب وجامع ۔اظہارِ تشکر ۔عرضِ مرتب وجامع ۔ خصوصی انتباہ۔	10
03	منتخب جامع الکلم احادیثِ نبویہ ﷺ ۔ معلوماتِ عامہ ۔	23
04	علوم القرآن ۔قرآنِ حکیم سے انٹرویو۔ فضائل وفوائدوخواص قرآنِ مجیدفرقانِ حمید۔	47
05	تلاشِ اسمِ اعظم بمطابق احادیث واقوال وآثار۔کتاب الرموز واَسرارِ مخفیہ مکنونہ۔	117
06	بابِ درودوسلام۔ زیارت الرسول ﷺ کے مجرب المجرب ومستند طریقے۔	177
07	پرتاثیرادعیہ مع اوراد و وظائف۔	205
08	خانقاہی اسباق وتعلیمات مع اذکارِ ضربیہ ۔	283
09	خانقاہی تعلیم ۔صدری وباطنی علوم مع مشاغل ومراقبات ۔	356
10 ☆	تصوف ۔تعلیمات واحوال مع فلسفہء ولایت (بحث مقامات ومدارجِ اولیاء اللہؒ) مع اعمال وعملیاتِ استخارہ۔ اعمال وعملیاتِ قضائے حوائج ۔	427 ☆
11	رسالہ روحی شریف (اَزغوثُ الوقت جنابِ حضرت سلطان باہوؒ) مع تعارف وفوائد۔	749
12	تعارف وفوائد ختمِ خواجگان ودیگر ختوم سلاسلِ طریقت مع فوائد وفضائل ۔	753
13	فالنامہء قرآنیہ۔ فالنامہء مجربہ اَز شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اندلسیؒ ۔	761
14	باب الصلاۃ ۔اہمیتِ نماز۔نفل نمازیں۔روزانہ کی نمازیں مع مختصر مسائلِ نماز۔معمولاتِ یومیہ۔	777
15	قواعد عملیات ۔اصطلاحاتِ جفریہ۔طریقہ جاتِ دعوات و زکات ۔	809
☆ 16 ☆	باب الروحانیۃ ۔حصارواصرافات ۔مثلث خالی البطن (اَزامام غزالیؒ)۔علوم جفریہ۔امہاتِ جامع ابجدی۔علوم افلاطونیہ۔حب وبغض ۔اسمائے اصحاب کہف ۔عشرہ اسمائے موسویؑ ۔علم النفس۔خیروبرکت ودستِ غیب۔تسخیرات ۔نشاندہیء سارق ومالِ مسروقہ ۔	☆ 857 ☆
17	باب الروحانیۃ ۔تسخیرِ جنات ومؤکلات ۔ارساِ ہواتف ۔سواقطِ حروفِ سورہ فاتحہ الکتاب ازاستاذ الخوارزمیؒ ۔	916
18	باب الطب والحکمہ ۔دفیعہ ونجات اَزسحروجادووآسیب ونظرِ بد۔سارق ومال مسروقہ۔خواص الانسان۔	932
19	اسمِ ذات ’’ اللہ ‘‘ ۔ (برائے تصوراتی وتخیلاتی مشق)	974
20	باب السورۃ قرآنی ۔ آیاتِ قرآنیہ ۔	976
21	مقدمہ خاتمۃ الکتاب ۔	998
☆	حوالہ جات مآخذ ومراجع ۔	1000

یادداشت ضروریہ۔

﴿ بوقتِ مطالعہ ضروری اور پسندیدہ مضامین کو صفحہ ہذا پر نوٹ فرمالیں ﴾

مضمون / عنوان	صفحہ نمبر	مضمون / عنوان	صفحہ نمبر

باب نمبر

2

عقیدہ و مسلک و مشرب

مرتب و جامع ۔ اظہارِ تشکر

☆اللہ☆

عرضِ مرتب و جامع

☆اللہ☆

از صد سُخن پیرم یک نکتہ مَرا یاد اَست
عالَم نشود ویراں تا میکدہ آباد اَست

’’عقیدہ مرتب وجامع محمد عبدالرؤف بلوچ‘‘

ہزاروں منزلیں ہوں گی ہزاروں کارواں ہوں گے
بہاریں ہم کو ڈھونڈیں گی نہ جانے ہم کہاں ہوں گے

اِس ضمن میں، کہ میرا عقیدہ کیا ہے؟ میں مذہبی طور پر کِن خیالات کا قائل ہوں؟ یہاں پر ذِکر کرنا لازم سمجھتے ہوئے بیان کر رہا ہوں۔ میں مذہبًا مسلمان، مسلکًا حنفی، مشربًا قادری ہوں۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ کا مجھ پر خصوصی احسان اور بہت عظیم فضل وکرم اور اُس کی عطا ہے۔
شکر الحمد للہ رب العا لمین۔

☆ **ایمانِ ظاہری و باطنی** : میں تمام عالمین کے رب یعنی اللہ تعالیٰ کے یکتا اور وحدہ لاشریک ہونے پر، اللہ تعالیٰ کے ماں باپ یا اولاد نہ ہونے پر، اللہ تعالیٰ کا ہر چیز پر مکمل قادر، مالک ومختار ہونے پر، اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے تمام انبیاء ورسل؈ اور آخری پیغمبر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر اور اِن ﷺ کے حق وسچ ہونے پر اور اِن ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی عطا کی گئی شریعتوں پر، اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر، اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے تمام انبیاء ورُسلؑ پر نازل کردہ تمام آسمانی کتب (صحائف) کے حق اور سچ ہونے اور اِن کے اندر موجود تمام تر ہدایات وتعلیمات پر (**بجز اُن ہدایات وتعلیمات کے، کہ! جن میں قصدًا تبدل وتغیر اور تقدیم وتاخیر کی گئی**)، قیامت کے دن پر، اچھی اور بُری تقدیر پر، اور موت پر اور موت کے بعد اُٹھائے جانے پر، زبانِ جسم وقلب سے کامل تصدیق کرتے ہوئے ایمان لایا ہوں۔ اور ہمیشگی سے ایمان رکھے ہوئے ہوں۔ اور میری ہر ہر لمحہ یہی دلی دُعا اور رب متعال سے دست بستہ عاجزانہ التجاء ہے۔ کہ!
میرا خاتمہ بھی کہ اسی عقیدہ پر ہو۔ انشاء اللہ۔ کیونکہ یہی عقیدہ ہی اللہ تعالیٰ اور اُس کے آخری رسولِ مکرم ﷺ کو پسند ہے۔

☆ **قرآنِ مجید فرقانِ حمید**: میرا اس بات پر بھی مکمل ایمان ہے۔ کہ قرآنی تعلیمات میں کوئی ردوبدل نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اس مقدس ومحترم کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے اوپر لی ہوئی ہے۔ اور قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کے پیغامات کی جامع کتاب ہے۔ جس میں حق وسچ بالکل واضح ہے۔ یقینًا اس میں قطعًا کوئی شک وشبہ نہیں۔ قرآن کریم کوئی مخلوق نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا واضح کلام ہے۔

☆ **فلسفہ مغفرت**: میرا یہ ایمان ہے۔ کہ! اگر کوئی مسلمان چاہے کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو۔ اگر وہ سچے دل کے ساتھ بارگاہِ الہیہ میں توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے رجوع کر لے۔ اور دوبارہ اُس گناہ کی جانب مبذول نہ ہو۔ تو اُس کی مغفرت یقینی ہے۔ اور اگر کوئی غیر مسلم (عیسائی، یہودی ونصاریٰ، ہندو، آفتاب یا آتش پرست وغیرہ) دائرہ اسلام میں صدق قلب سے داخل ہو جائے۔ تو اس کے تمام سابقہ (صغیرہ وکبیرہ، سری یا خفی، اعلانیہ یا چھپ کر کئے گئے تمام گناہوں کو) اللہ تعالیٰ اپنی رحمتِ کاملہ اور خصوصی فضل وکرم سے بخش دیتا ہے۔ اور اگر کوئی غیر مسلم کتنا ہی متقی، دیانت دار، سچا، امین اور ہزاروں خوبیوں کا ہی مالک کیوں نہ ہو۔ اُس کے نیک امور کا اجرا سے دنیا ہی میں مل جاتا ہے۔ بالآخر اس کی آخری منزل جہنم ہی ہوگی۔ کیونکہ وہ کلمہ اسلام اور دولتِ ایمان (کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی صریح وحدانیت اور آنخضور ﷺ کی نبوت ورسالت) سے یکسر محروم وخالی ہے۔ لہذا وہ جہنمی ہی ہوگا۔

مَیں ہر ہر لمحے اپنے لئے، والدین کریمین، پیرانِ سلسلہ قادریہ اور دیگر تمام سلاسل طریقت وتصوف، اپنے اہل وعیال و جملہ خاندان، عزیز واقارب، دوست احباب، بلکہ تمام اُمتِ محمد ﷺ کے لئے، ایمان پر خاتمے اور مغفرت کی دُعا کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دستہ بستہ ملتمس وملتجی ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول ومقبول فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔ بحرمۃ سیدالمرسلین ﷺ۔

☆ **حیات بعداز وصالِ انبیاءؑ واولیاءؒ** : میرا اس بات پر بھی مکمل ایمان ہے۔ کہ تمام انبیاء ورسل؈، شہدائے عُظام اور اولیاء اللہؒ کو اللہ تعالیٰ نے بعداز وصال حیاتِ باطنی عطا فرمائی ہوئی ہے۔ وہ اپنی اپنی قبور میں نہ صرف محوعبادت واستراحت ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُنہیں رزق بھی عطا کیا جاتا ہے۔ (جیسا کہ شہداء کے بارے میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے) بالخصوص آنخضرت ﷺ معہ شیخین (حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ) اپنی اپنی قبور کے اندر محوِ عبادت واستراحت ہیں۔ اور دنیا میں جب بھی کوئی مسلمان درود وسلام پڑھ کر آنخضرت ﷺ کو ایصال وارسال کرتا ہے۔ تو حضرت سیدالمرسلین ﷺ خود وہ درودِ پاک سنتے ہیں۔ اور اُنہیں درود پاک پڑھنے والے شخص کی مکمل جان وپہچان ہے۔ یقینًا علمائے حق کا بھی اس بات پر مکمل اتفاق واتحاد ہوگا۔ ان شاء اللہ العظیم۔ (بہر حال!) یہ ایک نا قابلِ فراموش کھری حقیقت ہے۔ کہ! ہر ذی روح کو موت آنی ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا واضح قانون ہے۔ کہ!

کل نفس ذائقة الموت۔ ہر نفس (یعنی جان رکھنے والے نے بہر حال) موت کا موت چکھنا ہے۔

☆ **علمِ غیبِ رسول اللہ ﷺ وانبیائے عظام اور اولیائے کرامؒ** : میرا اِس عقیدے پر قوی اتفاق اور مکمل ایمان ہے۔ کہ! مکمل غیب یا علومِ غیبی کا مالک و مُختار صرف اللہ تعالیٰ خود ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ، دیگر انبیاء و رسلؑ اور اولیاء اللہؒ کے پاس جو علمِ غیب ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا عطائی اور محدود علمِ غیب ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے جب چاہے، جتنا چاہے، اپنے خصوصی فضل و کرم سے علمِ غیب اور باقی علوم و فنون عطا فرماتا ہے۔ کیونکہ! **ان ا للہ علیٰ کل شئی قدیر۔**

☆ **کامل اختیارِ رحمانی**: میرا اس بات پر بھی مکمل ایمان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان (مسلم و غیر مسلم)، حیوان، چرند و پرند، جمادات وغیرہ کو ہر وقت دیکھ رہا ہے۔ سُن رہا ہے۔ اور ہر کسی کی حاجات کو اللہ تعالیٰ ہی پورا کرتا ہے۔ کیونکہ! سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے اِذن سے ہو رہا ہے۔ (جیسا کہ ایک حدیثِ نبوی ﷺ میں ہے۔ کہ!) **لا تتحرک ذرة الا باذن اللہ۔** وہ کامل کارمختار اور تمام جہانوں کا واحد مالک ہے۔

☆ **توسل و استمداد از انبیاء کرامؑ و اولیائے عظامؒ**: میرا اس بات پر بھی مکمل ایمان ہے۔ کہ اگر کوئی مسلمان اپنی حاجات یا حاجت روائی کے لئے اپنے نیک اعمال یا انبیاء و رسلؑ یا اللہ تعالیٰ کے مقبول صالحین بندوں کو وسیلہ بنائے۔ تو یہ امر و عمل نہ صرف جائز بلکہ مستحب و مستحسن بھی ہے۔ بلکہ یہ عمل تو سنتِ انبیاءؑ اور صحابہ کرام و تابعینؓ سے بھی منسوب و منقول ہے۔

☆ **خلافتِ راشدہ یعنی خلافتِ حقہ** : میرا اس بات پر بھی مکمل ایمان ہے۔ کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ، حضرت سیدنا عمرِ فاروقؓ، حضرت سیدنا عثمانِ غنیؓ، حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ، حضرت سیدنا حسن بن علیؓ اور حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیزؒ واقعتاً خلافت کے اُمور کو بخوبی سرانجام دینے میں حق و سچ پر اپنے آخیر سانس تک مکمل کاربند و عمل پیرا رہے۔ علاوہ ازیں حضرت سیدنا امیر معاویہؓ اور اُن کے والدِ محترم جناب حضرت ابو سفیانؓ (بمطابق تاریخِ اسلام، فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے) اور حضرت سیدنا عمرو بن العاصؓ بھی حضرت نبی مکرم ﷺ کے جلیل القدر صحابہ کرامؓ میں سے تھے۔

☆ **افضلیتِ صحابہ کرامؓ** : میرا اس بات پر بھی مکمل ایمان ہے۔ کہ آنحضور نبی اکرم سید المرسلین ﷺ کی اُمتِ عظیم المرتبت میں تمام خلفائے راشدینؓ (ابو بکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ و حسنؓ)، عشرہ مبشرہؓ اور اصحابِ بدرؓ اور تمام اُمہات المؤمنینؓ اور جملہ صحابہ کرامؓ انتہائی زیادہ معزز و قابل احترام ہیں۔ کوئی چاہے کتنا ہی بڑا ولی اللہؒ کیوں نہ ہو۔ وہ صحابیؓ کے مرتبے تک کبھی بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اِن تمام میں سے کسی کے ساتھ بھی بغض و عداوت رکھنے والا یقینی طور پر صریح جہنمی ہے۔ بہر حال تمام صحابہء کرام حق و سچ تھے۔ کیونکہ ایک صحیح حدیثِ نبوی ﷺ اس بات کی شاہد ہے۔ کہ! **اصحابی کالنجوم بایھم اقتد یتم اھتد یتم۔**

☆ **فی زمانہ پیر و مرشد سے بیعت کی اہمیت** : بعد نبی آخر الزمان جناب حضرت سید المرسلین ﷺ سلسلہ انبیاء والرسلؑ ختم ہو چکا۔ لہٰذا اَب رشد و ہدایت کی عظیم ذمہ داری علمائے کرامؒ اور اولیائے عظامؒ کے ذمہ ہے۔ کیونکہ تصفیہ قلب، رقتِ قلب اور ادب و آداب کو سیکھنے سکھانے کے لئے خانقاہی نظام، عبادات میں دل لگی، عاجزی و انکساری کے حصول کے لئے فی زمانہ پیر و مرشد کی اہمیت و ضرورت ایک لازمی امر ہے۔ اِسی لئے بزرگانِ دین نے تصوف و طریقت کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ مگر پیر و مرشد کا پابند شریعت ہونا سب سے ضروری امر ہے۔ بعدہٗ اُن کے سلسلہ طریقت کا شجرہ شریف بھی آنحضرت نبی مکرم ﷺ تک پہنچنا نہایت ضروری ہے۔ تارک سنتِ نبوی ﷺ چاہے جتنا ہی باکمال و حاملِ کشف و کرامات کیوں نہ ہو۔ وہ پیر و مرشد نہیں ہو سکتا۔ (بقولِ شاعر)

خدا کے بندوں کی یہ تاثیر ہوتی ہے
کہ ان کی ٹھوکروں کی خاک بھی اکسیر ہوتی ہے

(ممکن ہے۔ کہ! کچھ لوگ میرے عقائد سے تھوڑا یا بہت اختلاف رکھتے ہوں۔ بہر حال ہر شخص اپنے قول و فعل کا خود ذمہ دار ہوتا ہے)

عقیدہ مؤلف بزبانِ طریقت و تصوف : میں باحوش و حواس الحمد للہ اپنے پروردگار (یعنی) اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و معبودیت، قرآنِ حکیم و زبور و انجیل و توریت و دیگر آسمانی صحائف کے حق و سچ اور قرآنِ مجید کے آخری کتاب ہونے، انخضرت محمد ﷺ کے آخری نبی و رسول ہونے پر، اہلِ بیتِ رضوانؓ سے شدید محبت ہونے پر اور تمام صحابہء کرامؓ کیا فضلیت پر، اولیائے کرامؒ کی تعلیماتِ تصوف کے حق ہونے پر صدقِ قلب اور اخلاص نیت سے دائمی و قوی اور ایمان لاتا ہوں۔ میرا فرقہ واریت سے یا مسالکی تفرقہ (بمثل دیو بندیت، بریلویت یا غیر مقلدیت وغیرہم) سے عدم تعلق رکھتے ہوئے، عشقِ الٰہی اور حبِ رسول اور اہلِ بیتِ اطہارؓ و تمام صحابہ کرامؓ اور اولیاء اللہؒ سے شدت کی محبت و اُنسیت میرا ورثہ و جائداد ہے۔ میرے نزدیک حصولِ ایمان کے بعد عشقِ الٰہی اور معرفتِ خداوندی کی کھوج و تجسس اور انہیں کے لء جدوجہد نہایت لازمی ہے۔ (بہر حال! یہ میرا ایک قلبی راز ہے)

مِری انتہائے نگارش یہی ہے

تیرے نام (اللہ) سے ابتداء کر رہا ہوں

☆ اظہارِ تشکر **اَز حقیر پُر تقصیر، ناچیز (عبدالرؤف بلوچ)**

الحمدلله رب العالمین ــــ نحمده و نصلی علی رسوله الکریم ــــ اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم. ان النفس لامارة بالسوء ــــ اللھم یا رب زدنی علما ــــ اللھم انی اعوذبک من علم لا ینفع ــــ اللھم اعنی علی ذکرک و شکرک و حسنِ عبادتک ــــ و تلاوت کتابک ــــ بحرمة سیدنا خاتم النبیین ﷺ ــــ

(بقول حضرت سیدنا ابوبکر صدیقِ اکبرؓ)

العجز عن درک الذات ادراک و القول بدرک الذات اشراک

(یعنی ذاتِ حق کے ادراک سے عاجز ہونا ہی ادراک ہے۔ اور ادراک ذاتِ حق کا دعوٰی شرک ہے)

(بقول حضرت داتا گنج بخش دَر **کشفُ المحجوب ﴿باب اول﴾**)

العجز عن درک الادرک ادراک

والوقف فی طرق الاخیار اشراک

(علم کے ادراک سے عاجز رہنا ہی علم و ادراک ہے۔ اخیار (نیکوکار) کی راہ سے ہٹ جانا شرک کے برابر ہے)

کامل العقل لوگ دائما عجائبات بدیعہ اور اسرار مکشوفہ و مخفیہ میں اپنی اپنی قیمتی زندگیاں صرف کر کے دارالفناء سے دارالبقاء کی جانب کوچ کر گئے۔ لیکن یہی کامل العقل و ذہن رسا لوگ اپنے مشاہدات ملفوظات اور تصانیف و تالیفات سے اپنی اپنی علمی و عقلی استعداد اور سعی کے مطابق عوام الناس کے مطالب و مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنے علمی و عملی جواہر پاروں سے مستفید و متنفع ہونے کا زریں موقع بھی عطا فرما گئے۔ تاکہ خلق خدا کی تشنگی کا خاطر خواہ مداوہ ہو سکے۔ اور وہ علوم و فنون میں مہارتِ تامہ حاصل کر سکیں۔

یونہی کام دنیا میں چلتا رہا ہے　　　دیئے سے دیا جو نہی جلتا رہا ہے

اللہ تعالیٰ نے ہر ذی روح، بالخصوص انسان کو عقل سلیم سے نوازا۔ مگر پھر بھی لوگ اپنی اپنی نفسانی و شہوانی خواہشات اور دنیاوی آسائشوں اور آلائشوں کے درپے ہوئے۔ اور ایسے ہی لوگ علوم مخفیہ و مکشوفہ و مکنونہ سے بے بہرہ، تدبر و تشکر اور دائمی نفع کے حصول سے خود کو آزاد کر کے بِناء حصول نفع و فائدہ اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ بقولِ علامہ اِقبالؒ!

اپنی اصلیت سے ہو آگاہ اے غافل کہ تو　　　قطرہ ہے، لیکن مثال بحرِ بے پایاں بھی ہے

کیوں گرفتار طلسم ہیچ مقداری ہے تو　　　دیکھ تو پوشیدہ تجھ میں شوکت طوفانی بھی ہے

رب العالمین عزوجل کے مجھ ناچیز فقیر حقیر پر تقصیر (مرتب کتابِ **اَسرارِ محبوب**) محمد عبدالرؤف البلوشی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے شمار و لاتعداد احسانات و انعامات ہیں۔ جن کو احاطہ تحریر میں لانا کم از کم مجھ جیسے کمترین انسان کے بس کی بات ہرگز نہیں ہو سکتی۔

سب سے پہلی اور عظیم مہربانی تو یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام پیدا کردہ مخلوقات میں سب سے افضل و اشرف مخلوقات (یعنی انسانوں) میں مجھے پیدا فرمایا۔ **لقد خلقنا الا نسان فی احسن تقویم**۔ اور زمین پر اپنے نائبین کی اولاد میں سے بنایا۔ **انی جاعل فی الارض خلیفة**۔

مجھے انساں بنا کر دولتِ ایماں بھی بخشی　　　میرے مولا تو نے کیا مجھ پہ لطفِ بیکراں

اللہ تعالیٰ نے اس عظیم احسان کے ساتھ ساتھ ایک اور عظیم ترین احسان یہ بھی ہے۔ کہ! مجھے اپنے تمام انبیاءؑ اور رسلؑ کے امام و سردار بلکہ اپنے عزیز ترین، حبیب ترین رسول پاک سید المرسین و خاتم النبیین ﷺ کی عظیم اُمت میں سے پیدا فرمایا۔

رضیت بالله تعالیٰ ربا و بالاسلام دینا و بسیدنا محمد نبیا و رسولا۔ آمین۔ الحمد لله علیٰ نعمة

الاسلام و کفٰی بھا من نعمۃ ۔

اُنؑ کا کرم، کرم ہے میری زندگی کے ساتھ   ایسا کرم ہوا ہے، ہے یہ فضل کی بات

جن ﷺ کی عظمت وشان تمام انبیاء والرسلؑ کی بشارتوں سے اوران پر نازل شدہ صحائف میں موجود ہے۔ بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے ان کوسب سے بلند و بالا اور عظیم المرتبت واعظم ترین درجات عالیہ سے نوازا۔ **ور فعنا لک ذکرک ۔**

ورفعنا لك ذكرك کا جب بیان ہوتا ہے   ایسے موقع پر ہمیں ہوش کہاں ہوتا ہے

مزید براں یہ بھی کہ! رب العالمین کا مجھ جیسے گناہ گار پر خصوصی لطف وکرم یہ ہے۔ کہ یہ ناچیز (جامع و مرتبِ کتاب اسرارِمحبوب) امام الآئمہ، جدالآئمہ جناب امامِ اعظم ابو حنیفہؒ (نعمان بن ثابت کوفیؒ) کے فقہ کا پیروکار اور جناب پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کے سلسلہ عالیہ کا طالب وارادت مند ہے۔ کہ! انہیں دونوں صاحبان عظیم المرتبت شخصیات کے لئے کثیر تعداد میں خوشخبریاں ہیں۔

مذہب حنفیہ دارم، مِلتِ حضرت خلیلؑ   خاک پائے غوثِ اعظمؓ، زیرسایہ ہر ولیؒ

اسی طرح سے! اللہ تعالیٰ کا احسان واکرام وانعام مجھ جیسے حقیر انسان پر یہ بھی ہے۔ کہ مجھے شہنشاہ اولیاء پیران پیر کے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بطفیل وتوسط قطب الاقطاب **پیر سید محبوب علی شاہ بانوا قادریؒ** (جون1903ء تا جون2014ء) کے عظیم وارفع سلسلہ میں شرف ارادت وعقیدت عطا فرمایا۔ جوکہ واقعتاً اپنے وقت کے عظیم ترین روحانی بزرگ، اُستاذ المشائخ اور حکیمِ وقت تھے۔ ماشاءاللہ العظیم۔

کُشتگانِ خنجرِ تسلیم را   ہر زمانِ از غیب جانے دیگر است

ہرانسان کی حیات صالحہ میں چند اموراور چند اشخاص ایسے ضرور ہوتے ہیں۔ جوکہ ناقابل فراموش اور لائق تحسین و توصیف لمحات سے معمور ومزین ہوا کرتے ہیں۔ جیسے کہ میرے والدین اور بڑے بھائی (محمد فاروق بلوچ صاحب) کہ جن کی دعائیں اوران کی تربیت ورہنمائی نے مجھے علم وعمل اور تصوف وعرفان کی آگاہی کا شعور بخشا۔ میرے بہن، بھائیوں، شریک حیات اور بالخصوص سب سے چھوٹی ہمشیرہ محترمہ (ح۔ب Assistant Commisioner) جن کی معاونت کیلئے تاحیات ممنون ومشکوراور دست بستہ دائمًا دُعاگوہوں۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد   چراغِ مقبلاں ہرگز نہ میرد

میرے پیرومرشد و مربی جناب سید محبوب علی شاہ نقوی بخاری بانوا قادریؒ

کچھ اپنی اور کچھ اپنے پیر کی ☆☆☆ عہدِ شباب میں، جو ہنگامِ غرور، ایام سرور، نفسانی ہواجس اور شیطانی وساوس کے غلبہ کا زمانہ ہوا کرتا ہے۔ خوش قسمتی سے اپنے نانا جان (مولانا شیخ محمد دینؒ) کے ساتھ دلی وابستگی کی وجہ سے اس ناچیز وضعیف، عاصیء کمترین کے دل میں داعیہء طلب کا جذبہ صادقہ موجزن ہوا۔ اور **ان اللہ یحب معالی الامور** کے تقاضا کے موافق برادرانِ **اصحب مع اللہ** کی معیت وارادت کا عزمِ مصمم پیدا ہوگیا۔ اس بیچارہ کے صحیفہءقلب پر ملہمِ غیب نے قلمِ رشد سے یہ نقش کھینچ دیا۔ کہ! زندگی میں خیر وبرکات، ظاہری وباطنی کیفیات وواردات، علمِ لدنی کے اسرار ورموز، شناسائی طریقت، واقفیت اسرارِ حقیقت، کشفی صلاحیت اوراس جیسے کئی انعامات واکرامات کی دولت کی یافت، ان کے حصول، سعادت کا وصول، سالکِ محقق کی اقتداء اور مخدومِ مرفق کی اقتضاء کے بغیر ظہور پذیر نہیں ہوگا۔ **من طلب شیئا و جدَّ وَجدَ** کے قضیہءصادقہ اور **یھدی اللہ لنورہ من یشآء** کی علامت کے عین مطابق وموافقت میں سِرِّ اِرادت، ولی قبہءولایت، صفی کعبہءہدایت مرشد ربانی حامل کرامتِ صمدانی شیخ الشیوخ میرے پیرومرشد جناب قبلہ وکعبہ **حضرت حکیم پیر سید محبوب علی شاہ بانوا بخاری دھلویؒ** کے قدموں میں رکھ دیا۔ چنانچہ بنیتِ صادقہ یہ بندہ ناچیز اُنؒ کے آستانہءارادت میں داخل ہوکر فلاح دارین میں سے کچھ حاصل کرنے پہنچا۔ یاد رہے کہ! مَیں اُنؒ کے دولتِ آستانہ پر (بعداَز یک اشارہءغیبی درعالمِ رویاءصادقہ وصالحہ) واردِ ارادت ہوا۔

لفظ بانوا سے اکثر لوگ ناواقف ہیں۔ اگراس طریقے (بانوا) کا لوگوں کو پتا چل جائے۔ تو ہرکس وناکس کی یہی خواہش ہوگی۔ کہ!

کاش وہ بانوا ہوتا۔ کیونکہ! بانوا کو دیگر سلاسل میں فوقیت و برتری حاصل ہے۔ اس لئے کہ اکثر بانوا باطنی حکومت کے حکمران ہوتے ہیں۔ زیادہ تر رجال الغیب بانوا ہوا کرتے ہیں۔ لہذا یہ لوگ عموماً لوگوں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ بہت قلیل مرید بناتے ہیں۔ عزت، شہرت، دولت سے کوسوں دور رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ فقراء کے جیسی زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن باطنی احکامات پر ان کا مکمل کنٹرول ہوا کرتا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں اس وقت یہ سلسلہ فقیر پیر سید محبوب علی شاہ بخاری دہلوی (قادری بانوا) اور اُن کے صاحبزادگن اور خلفائے مجاز سے پھل پھول رہا ہے۔ یہ لوگ قلندرانہ زندگی اور ملامتیہ کے طرز پر چلتے ہیں۔ ان کے اوراد و وظائف میں بہت زیادہ تاثیر پائی جاتی ہے۔ یہ لوگ سیلان و سیاحت کرتے ہوئے (بمصداق سیر فی الارض) حکمِ الٰہی کے ماتحت اپنے (اندر کے) باطنی جہاں کی سیرِ باطنی کے ذریعے کرتے رہتے ہیں۔

چونکہ! یہ میری زندگی کی سب سے زیادہ عظیم ترین شخصیت، کہ! جنہوں نے میرے جیسے کاہل و جاہل، ناقص العلم وا لعقل اور علم و عمل سے کوسوں میل بعید ایک عاصی بندے کی زندگی میں حسن و نکھار کا بحرِ بے کراں اور لاتعداد و بے شمار کمی و کوتاہیوں کو دور فرمانے میں بھرپور سعی کی۔ بلکہ میرے ظاہر و باطن کو جہالت سے علم ___ علم سے عمل ___ عمل سے عامل ___ اور پھر ___ تصوف سے صوفی ___ صوفی سے متصوف ___ بلکہ! سب سے بڑھ کر میرے تقوٰی و ایمان و ایقان میں اضافہ کا سبب بننے والی شخصیت میرے پیر و مرشد ___ مربی و رہنما ___ جناب اُستاذُ الحکماء _ شمسُ الشریعت _ ماہرِ معرفت _ کاملِ طریقت _ اکملِ حقیقت _ **پیر سید محبوب علی شاہ نقوی بخاری بانوا قادری**ؒ ہیں۔ یہ میری خوش نصیبی ہے۔ کہ اپریل 2002 سے 2014 تک ان کے زیرِ سایہ عاطفت رہ کر مختلف الاعمال چلے اور ریاضتیں بخوبی سرانجام دینے کا عظیم ترین موقع میسر ہوا۔

از صد سُخن پیرم یک نکتہ مَرا یاد اَست   عالم نشود ویراں تا میکدہ آباد اَست

ان کی رہبری و رہنمائی میں ظاہر و باطن کو کافی حد تک تقویت اور روحانی علوم اور روحانیت سے آشنائی اور وقوف و ادراکِ علومِ باطنیہ نصیب ہوا۔ ان کی محبت و شفقت کے بحرِ بے کراں نے میری شخصیت کو بھرپور طریقے سے نکھارنے کی سعی فرمائی۔

این سعادت بزور بازو نیست   تانہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ میرے لیے عظیم سعادت یہ بھی ہے۔ کہ وہ ہر لمحہ میرے لئے چلہ کشی، سخت ترین ریاضتوں اور ان اعمال کو سمجھنے کے لئے عظیم ترین استاد ثابت ہوئے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ! حضرت سلطان الاولیاء پیر و مرشدؒ نے اس ضعیف بے بضاعت اور فقیرِ بے استطاعت پر کمال شفقت و مہربانی فرمائی۔ پہلی ہی ملاقات میں پیر و مرشدؒ نے دوران ملاقات اپنے جمیع اعمال، عملیات و اوراد و وظائف کی تحریرًا بخوشی اِذن کے احکامات صادر فرماتے ہوئے مجھ کمترین پر احسانِ عظیم فرمایا۔ کہ جس کا مَیں واقعتاً اہل نہ تھا۔ بلکہ یہ اُن کی دلی وابستگی اور محبت تھی۔ حق تو یہ ہے۔ کہ! پیر و مرشدؒ ان تمام خوبیوں کے حامل و مالک تھے۔ جو آج کل کے علماء، عاملین، حکماء صوفی حضرات یا پیرانِ عظام میں ڈھونڈنے سے بھی میسر نہیں آتیں۔ ان کو بیک وقت مختلف زبانوں پر مکمل عبور حاصل تھا۔ مختلف علوم و فنون کے وہ حاذق عالم تھے۔ انہوں نے علم و عرفان، طب و حکمت، روحانی و جسمانی، سلوک و معرفت، اعمال و عملیات، اوراد و وظائف، نجوم و جفر وغیرہا۔۔۔ غرضیکہ تمام علوم و فنون میں بھرپور انداز میں اپنے ماہرِ فن ہونے کا لوہا منوایا۔ لیکن بظاہر وہ نہایت ہی سادہ لوح شخصیت، منکسر المزاج اور مشفقانہ طبیعت کے حامل و مالک تھے۔

من نمی گویم انا الحق ، یار می گوید بگو   چوں نہ گوید چوں مرا دلدار می گوید بگو
آنچہ نتواں گفت اندر صومعہ با زاہداں   بے تحاشا برسرِ بازار می گوید بگو
بندہ قدوس گنگوہی خدا را خود شناس   ایں ندا از غیب با اِصرار می گوید بگو

اسی وجہ سے تو کثیر التعداد لوگ محوِ حیرت اور انگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ایک سادہ و درویش بندے کے پاس اس قدر علم و فن کیونکر آیا۔ ان کی کئی کرامات مشہور و معروف ہیں۔ گو کہ وہ کرامات کے ظہور سے بالکل احتراز فرمایا کرتے تھے۔ کرامات کے صدور کا عمل میں آنا ویسے بھی اولیاء اللہ کا خاصہ ہے۔

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر　　　　تو چہ دانی کہ دریں گرد ، سوارے باشد

اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم اور اپنے پیر و مرشد کی خاص الخاص تعلیم و تربیت ہی کی برکت و بدولت راقم الحروف صرف جھاڑ پھونک اور دم سے ہی عوام الناس کی تکالیف کا مداوہ کر لیتا ہے۔ چوبیس گھنٹوں میں سے صرف تین سے چار گھنٹے بھی سونے کو مل جائیں۔ اور باقی تمام وقت کام کرنا پڑے۔ تو بندہ حقیر کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ کھانے پینے میں پیاس و بھوک کی شدت میں عام انسان کی نسبت قوت برداشت کافی زیادہ ہے۔ یہ تمام منافع و فوائد صرف اور صرف اس وجہ سے حاصل ہوئے۔ کہ پیر و مرشدؒ نے کٹھن ریاضتوں اور چلہ کشی سے تربیت فرماتے ہوئے راقم الحروف کی حیات کو حتی الوسع جد و جہد کر کے سے مزین و معمور کر کے خوب نکھارنے کی کوشش کی۔ یہ سب انہی کا فیضان ہے۔ کہ بارہا کچہری رسالت مآب ﷺ میں شرف باریابی، دوران ریاضت کئی جنات و مؤکلات سے ملاقاتیں اور دیگر کئی امور و انعامات کا حاصل ہونا ہمارے پیر و مرشد و مربیؒ کی تعلیمات و برکات کی بدولت ہی ممکن ہو سکا ہے۔

اس کو ناقدری ء عالم کا صِلہ کہتے ہیں　　　　مر گئے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا

میرے نانا جان جناب حضرت **مولانا محمد دین**ؒ کہ جن کے سایہ عاطفت میں رہ کر مجھے دین اسلام اور صوفیانہ تعلیمات سے وابستگی اور محبت نصیب ہوئی۔ میرے نانا جانؒ جو کہ میرے استاد بھی تھے رہبر بھی۔ انہوں نے مجھے دین اسلام پر ہمیشہ عمل پیرا ہونے کا درس دیا۔ انؒ کی دعائیں، ظاہری و باطنی توجہ اور پرورش نے مجھے اور میری ذاتِ محتاج پر دینی و دنیاوی، علمی و عملی ان گنت اثرات و نقوش چھوڑے ہیں۔ جن کی زندہ امثال وہ لاتعداد و بے شمار ہزاروں خواتین و حضرات ہیں۔ جنہیں میرے نانا جانؒ نے قرآن مجید فرقان حمید کی تعلیم سے منور و معمور فرمایا۔ غرضیکہ ان کی عنایات و مہربانیوں کو میں اور دیگر کئی لوگ آج بھی محسوس کرتے ہیں۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں سے ، ارادت ہو تو دیکھ ان کو　　　　یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

میرے اپنوں میں اپنے خالہ زاد بھائی عالمی ایوارڈ یافتہ خطاط **مقصود علی صاحب جواھر رقم**، کہ جنکی بدولت و برکت سے مجھے علوم عجیبہ بدیعہ سیکھنے کا زریں موقع نصیب ہوا۔ علم روحانیہ، علم الجفر آثار، علم الاعداد کے پوشیدہ و صدری اسرر سے آگاہی بچپن سے انہی شخصیت کے طفیل حاصل ہوئی۔ بلکہ اگر سچ کہا جائے۔ تو مجھے دنیائے روحانیات و عملیات سے روشناس کرانے والے ہی یہی پہلے شخص ہیں۔ انہوں نے نہ صرف مجھے ان علوم سے روشناس فرمایا۔ بلکہ عملیاتی اقدار اور لاینحل معمات و اشکالات کے عقود کی سبیل پیدا کی۔ جس کا میں تا حیات مشکور و ممنون رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور ان کے علم و عمل، رزق و روزی اور اعمال صالحہ میں عظیم ترین خیر و برکت و اضافہ فرمائے۔ آمین۔

عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا　　　　درد کی دوا پائی ، درد بے دواء پایا

میرے تین بہترین دوست اور رہنما جناب ایڈوکیٹ ڈاکٹر **سعید خان بزدار** صاحب، جناب ایڈوکیٹ **بھادر خان** مروت (خادم خاص خانقاہ عالیہ سراجیہ، کندیاں شریف، میانوالی) اور کرنل ریٹائرڈ جناب **محمد نواز نعیم** صاحب، جن کے اَن گنت احسانات اور نوازشات ہمیشہ راقم الحروف کے ساتھ رہی ہیں۔ جن کے ساتھ کئی کئی گھنٹوں پر محیط روحانی و نورانی محافل رہی ہیں۔ جن کی بدولت روحانی علوم و فنون میں کافی حد تک مجھے علمی و عملی وقوف و ادراک کا حصول ممکن ہو سکا۔ ان تینوں حضرات کی دین و دنیا کی ترقی، ان کے مال و اسباب اور اولاد کی دائمی خیر و برکت کے لئے یہ راقم ہمیشہ دعا گو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تینوں کی عزت، جان و مال اور عمر میں خیر و برکت عطا فرمائے۔ اور انہیں زیادہ سے زیادہ اعمالِ صالحہ کرنے کی توفیق حاصل ہو۔ اور دائمی قرب و عشق الٰہی نصیب ہو۔ آمین۔ ثم آمین۔

نمی دانم کہ آخر چوں دم دیدار می رقصم
مگر نازم بایں ذوق کہ پیشِ یار می رقصم

میرے عزیز ترین دوست، بھائیوں سے بڑھ کر بھائی وادی کوئٹہ کے مشہور و معروف صوفی بزرگ اور کامل ترین عامل

جناب محترم **امتیازحسین سروری قادری نقشبندی چشتی صابری** مدظلہ العالیٰ کے ساتھ جب سے دوستی وآشنائی کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ زندگی کی تو جیسے رت ہی بدل گئی۔ ان جیسا ذہن رسا قابل شخص، عامل اکمل، ان کے جیسا صوفیانہ طرز وطرائق کا کامل شعور اور علمی اقدار ونکات کا مکمل فہم رکھنے والا شاید ہی سرزمین بلوچستان میں کوئی ہو۔ امتیاز صاحب کو کئی سلاسل طریقت میں خلافت واجازت بھی حاصل ہے۔ جناب قابل ذی احترام سے راقم الحروف کو بہت بڑا قلمی وصدری علمی خزانہ حاصل ہوا۔ جناب کے پاس علمائے عظام اور جلیل القدر اولیائے کرام کے سینکڑوں قیمتی قلمی نسخے (نادرونایاب مخطوطات) موجود ہیں۔ ان کے علم و حکمت کے مختلف الاقسام علوم وفنون پر مضامین عملیات، تصوف، ذکرواذکار اور مشاغل کو پاک و ہند کے مختلف رسائل وجرائد سے معمور ومزین فرماتے رہتے ہیں۔ اور عملیات وتعویذات، تصوف ومعرفت، دین ودنیا، ذکرواذکار، مشاغل ومراقبات کے مجھ جیسے ہزاروں شائقین کی تشنگی کو مدنظر رکھتے ہوئے ثواب دارین حاصل کررہے ہیں۔ اور موصوف ہٰذا کے پاس علمائے کرام بھی اکثر و بیشتر تشریف لاتے رہتے ہیں۔ ان کے فصیح و بلیغ مفاہیم کو ایک عام آدمی سمجھنے سے یکسر قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس علمی و عملی تبلیغ و اشاعت اور تشہیر وترویج کے عوض ثواب دارین عطا فرمائے۔ اور انہیں دائمی قرب وعشق الٰہی نصیب ہو۔ آمین۔ ثم آمین۔

کیف ومستی کی عجیب بستی ہے　　جہاں صبح وشام خُدا کی رحمت برستی ہے

میرے انتہائی مشفق استاد، رہبر ورہنما علامہ **پیر سید وارث علی شاہ جیلانی**ؒ فیصل آباد خلیفہ مجاز **پیرسید مہر علی شاہ گولڑوی**ؒ جن سے اکتساب فیض کا بارہا موقع نصیب ہوا۔ قبلہ شاہ صاحبؒ نے اپنے تمام اوراد وظائف اور تمام اعمال و عملیات کی مجھے بخوشی تحریراً اجازت مرحمت فرمائی۔ جو کہ ان کو پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ اور ان کے والد محترمؒ اور دیگر کئی سلاسل کے بزرگان سے عنایت ہوئے تھے۔ قبلہ پیر صاحبؒ سے تین مرتبہ دوبدو گفت وشنید اور استفسارات، اشکالات اور معمات کے حل کرانے کا زریں موقع میسر ہوا۔ اور ان کے کئی خطوط اور مکتوبات کے علم بحر بےکراں سے کافی امور میں مکمل رہنمائی حاصل ہوئی۔ میری دعا ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں عظیم درجات سے نوازے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تربت مبارک کو جنت کے باغوں میں سے ایک وسیع وعریض باغ بنائے۔ اور قبلہ شاہ صاحبؒ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء　　بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

زندگی میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوا کرتے ہیں۔ کہ! جن سے ملاقات تو نہیں ہوتی۔ لیکن ان کے فیوض وبرکات، تعلیمات و ملفوظات، مکتوبات وتجربات، مشاہدات وتحریرات سے بھرپور استفادہ کا موقع نصیب ہوتا ہے۔ میری بھی زندگی میں چند نام اسی قبیل کے ہیں۔ جیسے کہ حضرات صحابہ کرامؓ، حضرت نعمان بن ثابت المعروف امام الآئمہ امام اعظم ابوحنیفہ کوفیؓ، حضرت پیرانِ پیر شیخ **عبدالقادر جیلانی البغدادی**ؓ، حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی اندلسیؓ، حضرت شیخ الکل بایزید بسطامیؒ، حضرت سیدی عبدالعزیز الدباغؓ، حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ، حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ (کلاچی)، امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ، حضرت امام جلال الدین السیوطی الشافعیؒ، حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ، شیخ ابوالعباس احمد بن علی بونیؒ، شیخ الکبیر ابن الحاج التلسمانیؒ، شاہ محمد غوث گوالیاریؒ، مولانا عبدالعزیز پلہارویؒ، علامہ شفق رام پوریؒ، حضرت کاش البرنی ہیں۔ ایسی ہی ایک شخصیت جن سے راقم الحروف کو انتہائی عقیدت ومحبت ہے۔ اور میرے باطنی استاد محترم جن کا نام نامی اسم گرامی **فقیر غلام الرسول ناشاد**ؒ کہ جن کا تعلق لاڑکانہ سے تھا۔ فقیر ناشادؒ ہر وقت میری نیک تمناؤں اور دعاؤں میں رہتے ہیں۔

اِک مُدت سے میرے دل کے اندر تُمؒ ہو　　میری اُلفت، میری چاہت کا سمندر تُمؒ ہو

جن کو میں اپنا سب سے بڑا اور عظیم باطنی استاد تسلیم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔ حضرت ناشادؒ نے کتاب شموس الانوار، شمس المعارف اور دیگر کئی اردو، عربی، فارسی، عبرانی، سریانی زبانوں کے عملیات اور دیگر بے شمار علوم وفنون پر اپنی کامل تحقیقات کرتے ہوئے اپنے چند علمی جواہر پاروں سے عوام الناس کو بذریعہ ملاقات، خط وکتابت اور روحانی وعلمی رسائل وجرائد سے بھرپور طریقے سے مستفید ومتفع فرمایا۔ آج بھی علمائے عاملین کی کتب میں اُن کے روحانی مضامین زینت بنے ہوئے ہیں۔

آنکھ والا تو تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے　　دیدہء کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

اور میں نے اِن کے چند زریں اعمال وعملیات کو اس کتاب کی زینت بھی بنایا۔ تا کہ اُن کا روحانی مِشن جاری وساری رہے۔ اور عوامُ الناس اُن کے قیمتی جواہرات کے ذریعے اپنے مسائل کو حل کر کے حضرت ناشاد جیؒ کے لئے دُعا گو رہیں۔ اور اللہ کریم ان کے انہی اعمال وعملیات کی بدولت ان کے مزید درجات بلند فرمائے۔ اور اُن کی تربت مبارک کو جنت کا حَسِین باغ بنا دے۔ آمین۔

نظر در دیدہا ناقص فتادہ   وگرنہ یارِ من از کس نہاں نیست

حضرت ناشاد جیؒ اُن خوش قسمت ترین بزرگوں میں سے ہیں۔ جِن کو عطائے ربانی وعنایات رحمانی سے اِسم اعظم نصیب ہوا۔ میں ہمہ وقت ان کے عالی مرتبت، درجات عظیمہ کے لئے بارگاہ الٰہی میں دست بستہ دعا گو رہتا ہوں۔

ہمارے دوست اور بھائی جناب **غلام الرسول میمن عائلی نقشبندی** صاحب سے بھی اکتساب علم کا موقع میسر آیا۔ فاضل موصوف لاڑکانہ میں قیام پذیر تھے۔ اور میرے باطنی مشفق استاد فقیر غلام الرسول ناشادؒ کے شاگرد رشید اور نواسے تھے۔ اور بچپن ہی سے ان کی عنایات عائلی صاحب پر رہی ہیں۔ عائلی صاحب کی حال ہی میں چند کتب بھی منظر عام پر آئی ہیں۔ جیسے کہ مکاشفات اسرار، مکاشفات نور اور مکاتیب رسول اللہ ﷺ، جامع الصفات والاسماء اور تخریج حدیث اسماء الحسنٰی پر تحقیقی تحاریر کے علاوہ دیگر کتب بھی انشاء اللہ منظر عام پر آئیں گے۔ مجھے اور شائقین عملیات وروحانیت اور متصوفین کو ان کے قیمتی علوم وفنون سے مستفید ہونے کا موقع عطاء فرمائے۔ آمین۔ جناب محترم عائلی صاحب میرے استاد بھی تھے۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شُکر ہے۔ کہ وہ وقتاً فوقتاً میری رہنمائی کرتے رہتے تھے۔ جس کا میں تہ دل سے ممنون ومشکور ہوں۔ **الحمد لله الذی بنمته تتم الصا لحات۔**

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں، بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اُس کا بندہ بنوں گا، جس کو، خدا کے بندوں سے پیار ہو گا

ان شخصیات کے علاوہ میرے چند انتہائی محترم ومکرم اُستاذانِ ذی اکرام، تلامذہ ومعاونین، رفقاء اور احباب کی علمی ومالی معاونت اور حوصلہ افزائی شاملِ حال رہی ہے۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

☆ جناب محترم ومکرم قبلہ وکعبہ **امان اللہ بلوچ** صاحب (مؤلف کے والد محترم)۔

☆ پیر سید محمد شاہ صائم (مرحوم ومغفور) سابقہ گدی نشیں، آستانہ ء عالیہ پیر سید محبوب علی شاہؒ دیپال پور۔ ☆ پیر سید عابد علی شاہ موج دریا جانشین پیر سید محبوب علی شاہؒ دیپال پور۔ ☆ پیر سید ابو صالح چمن شاہ صمدانی جانشین پیر سید محبوب علی شاہؒ دیپال پور۔ ☆ پیر سید ابو سعید گلشن شاہ جانشین پیر سید محبوب علی شاہؒ دیپال پور۔ ☆ پیر سیف الرحمٰن ابن صاحب عرفان فقیر نور محمد سروری قادریؒ کلاچوی ڈیرہ اسماعیل خان حال مقیم لاہور۔ ☆ پروفیسر ڈاکٹر پیر سلطان الطاف حسین سروری قادری۔ شورکوٹ، جھنگ ☆ پیر سید عبدالصمد جان آغا نقشبندی (کچلاک) ☆ پیر سید غلام حسین شاہ بخاری (قمبر شہدادکوٹ) ☆ سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری شورکوٹ، جھنگ۔ ☆ پیر سراج الدین صاحب۔ موسیٰ زئی شریف، ڈیرہ اسمائیل خان۔ ☆ حضرت خواجہ پیر محمد طاہر صاحب بخشی نقشبندی المعروف **سجن سائیں** (اللہ آباد، کنڈیارو) ☆ جناب صوفی محمد اسلم صاحب نقشبندی، شادن لُنڈ، ڈیرہ غازیخان ☆ حضرت مخدوم پیرزادہ میاں علی محمد صابری چشتی قادری، ساہیوال ☆ محترم خالو جان جناب محمد نواز لاشاری صاحب (ریٹائرڈ آفیسر۔ PTCL) ☆ پیر نور حسین صاحب بن حضرت صوفی نذر حسین صاحبؒ (وستی بزدار) تونسہ شریف۔ ☆ علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب۔ ☆ استاد محترم جناب سیف اللہ صاحب بزدار (پروفیسر) کوئٹہ ☆ مولانا مفتی محمد غزالی صاحب، امام وخطیب جامع مسجد عمر فاروقؓ بروری کوئٹہ ☆ حضرت سعادت خان صاحب (ڈپٹی سیکرٹری) صوبائی سیکرٹریٹ کوئٹہ۔ ☆ حاجی عبدالرشیدؒ صاحب (مرحوم ومغفور) لاہور۔ ☆ مزمل حسین صاحب (لیکچرار) وزڈم کالج دیپال پور ☆ حضرت مولانا محمد مسعود اظہر صاحب (بہاولپور) ☆ محمد یار لاشاری صاحب بارکھان (راقم الحروف کے ماموں) ☆ احمد یار صاحب لاشاری وستی بزدار (راقم کے ماموں) ☆ اللہ یار صاحب لاشاریؒ وستی بزدار (راقم الحروف کے ماموں)۔ ☆ امیر بخش حبیب صاحب (لیکچرار) ڈگری کالج تربت۔ ☆ جناب حامد لون صاحب، بحریہ ٹاؤن، اسلام آباد ☆ محترم عطاء محمد وستی بزدار (راقم الحروف کے خالو) ☆ غلام شاہ محمد حسنی خاران ☆ حاجی محمد اسلم شاہ صاحب (محکمہ ءموسمیات) کوئٹہ ☆ محترم جناب محمد عدنان یوسف صاحب۔ (MBA-UK) ☆ **ابو حنظلہ** محمد اجمل صاحب مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور ☆ محترم نوید احمد صاحب (NESCOM) اسلام آباد۔ ☆ پرفیسر ڈاکٹر محمد اسد صاحب (BUITMS) کوئٹہ۔ ☆ محترم جناب حاجی معراج الدین صاحب سواتیٹہ۔ ☆ ہومیو ڈاکٹر محمد اعجاز احمد صاحب (PTCL) کوئٹہ۔ ☆ ثناء خوانِ مصطفٰے ﷺ محمد اشفاق قادری دیپال پور

،اوکاڑہ۔☆نصیر احمد (ٹریول ایجنٹ) کوئٹہ☆ جبار احمد صاحب عُمرانی (اوستہ محمد) حال مقیم کوئٹہ۔ ☆ ظفر علی صاحب (ایبٹ آباد) حال مقیم کوئٹہ☆ مفتی نیک محمد صاحب (ہرنائی) بلوچستان ☆ محمد عثمان انصاری صاحب، حال مقیم انگلستان (England)۔☆ استاد رحمت اللہ ساسولی صاحب آف ڈیرہ مراد جمالی۔☆ وحید علی مہر (سپرنٹنڈنٹ پاکستان شریعہ کورٹ) لاڑکانہ (حال مقیم کراچی) ☆ حضرتِ اقدس جناب مولانا مفتی عبدالخالق آزاد صاحب، خانقاہ رائے پورؒ مقیم لاہور۔☆ سپرنٹنڈنٹ (ر) غلام فرید صاحب ژوب۔☆ حاجی حبیب جمال صاحب میٹ (IMG) کراچی۔☆ جناب شفیق الرحمان صاحب، میٹ (ہری پور ہزارہ)۔PMD.Islamabad.☆ محمد طاہر لاشاری (مؤلف کتاب ہذا کا کزن اور بچپن کا عزیز ترین رفیق) ☆ ربیع الخان صاحب کراچی ☆ استاد و خلیفہ عبدالقیوم صمدانی صاحب کراچی ☆ خلیفہ علی اکبر صمدانی صاحب کراچی ☆ عامل و حکیم غلام قادر بلوچ (مواچھ گوٹھ) کراچی ☆ محترم محمد سعید صاحب (PTV) کراچی ۔☆ جناب امیر عمر صاحب (الیکٹرونک انجینئر) PMD Quetta۔☆ محمد رضوان نقشبندی (A Prog) اسلام آباد۔ ☆ مولانا قاری محمد عبدالرسول صاحب لاہور☆ پیر محمد فاروق جان سمون کراچی ☆ خرم شہزاد سیفی نقشبندی (چمالنگ) تونسہ شریف ☆ عبدالغفور بلوچ (چھوٹا بھائی) کوئٹہ۔☆ ظہور احمد (چھوٹا بھائی) SDO - NTDC, QUETTA، کوئٹہ۔☆ توصیف عالم صاحب (چیف میٹرولوجسٹ ریٹائرڈ) کراچی۔☆ حکیم محمد آصف قادری تلہ گنگ ☆ عالم شیر صاحب (فیصل آباد) ☆ حکیم منصب علی صاحب ہڑپہ ساہیوال ☆ امین اللہ صاحب (DCAO) اسلام آباد ☆ جناب الطاف حسین (سمیع) لاڑکانہ ☆ منیر احمد صاحب (sub-Engg) واہ کینٹ۔☆ مولانا محمد الیاس گھمن صاحب۔☆ شیر احمد مینگل، موسمیات، قلات۔☆ عبدالرحمٰن المعروف انوش زاہدان ایران ☆ ماسٹر عبدالعزیز ناصر صاحب کوئٹہ۔ ☆ پروفیسر محمد عبداللہ بھٹی، لاہور۔☆ حکیم محمد ذیشان قادری تلہ گنگ ☆ لیکچرار احمد بلال صاحب (U.O.B) کوئٹہ☆ لیکچرار وجاہت علی (U.O.B) کوئٹہ۔☆ حکیم روحانی محمد عمران اعظم ہمدانی لاہور☆ خادم حسین ساسولی چشتی صابری صاحب ڈیرہ مراد جمالی۔☆ حکیم قیصر عباس سلطان کاٹھیا قادری محبوب آباد سبونی شورکوٹ جھنگ۔☆ محقق ابرار احمد شاہی (ابن عربی فاؤنڈیشن) اسلام آباد☆ عامل خالد اسحاق راٹھور (ماہنامہ رسالہ رہنمائے عملیات) لاہور☆ سید محمد عمران (کیٹرنگ منیجر) سرینا ہوٹل کوئٹہ۔(مؤلف کتاب ہذا کے بچپن کا عزیز ترین رفیق) ☆ جناب احسان اللہ نیازی (ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ) کوئٹہ۔ (مؤلف کتاب ہذا کا بچپن کے عزیز ترین رفیق) ☆ ڈاکٹر عمران مُصطفٰے صاحب، گوجرانوالہ۔ ☆ حافظ عبدالقدیر صاحب ساسولی، ضلع پنجگور۔☆ عبدالرؤف نظامی، اوکاڑہ۔☆ محمد خالد لاشاری (کزن)۔☆ عبدالواجد لاشاری۔(کزن) دُکی۔☆ جناب خرم شہزاد سیفی نقشبندی (کزن)۔☆ محترم عثمان غنی صاحب (آفیسر محکمہ موسمیات)، مظفر گڑھ، ملتان۔☆ محترم اسد اللہ صاحب، ڈیرہ مراد جمالی۔☆ جناب اسد اللہ صاحب (سب انجینئر) آف ڈیرہ مراد جمالی۔ PMD Quetta۔ ☆ جناب علی رضا (سب انجینئر) آف ملتان/مظفر گڑھ۔ PMD Quetta۔☆ جناب لطف علی شیخ، اسسٹنٹ ڈائریکٹر، QESCO, Quetta۔☆ جناب محترم نوید سعید (ABL) بینک منیجر، کوئٹہ۔☆ جناب شفیق الرحمان (میٹرولوجسٹ) ☆ جناب عبد الباقی صاحب بنگلزئی، محکمہ موسمیات۔

علم تصوف اور موجودہ دور کے جاہلین

اسی ضمن میں یہ فقیرِ حقیر پر تقصیر (البلوشی) قارئین ذی اکرام کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔کہ! کچھ نام نہاد صوفیائے کرام اور جعلی پیر فقیر حضرات کا کہنا ہے۔کہ! نماز ظاہری کی کیا ضرورت ہے ؟ صوم وصیام کی کیا ضرورت ہے ؟ اصل فقیری و درویشی تو درحقیقت کچھ اور ہی ہے۔جس کی پہچان صاحبینِ علم وعرفان ومعرفت رکھنے والے چند گنے چنے لوگوں کو ہی معلوم ہے۔(معاذ اللہ۔نعوذ باللہ)

میری قارئینِ کتاب ہذا (اسرارِ محبوب) سے عرض ہے۔کہ! یہ لوگ بہت بڑا فتنہ وفساد ہیں۔شریعت سے عاری ہیں۔میرے قلیل علم کے مطابق علمِ تصوف کی بنیاد چار باتوں سے عبارت ہے۔یہ چار باتیں شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت دراصل یہ ہیں۔

شریعت مثل دودھ کے ہے۔**طریقت** مثل لسی کے ہے۔**معرفت** مثل مکھن کے ہے۔ اور **حقیقت** مثل روغن کے ہے۔

اَب بھلا مجھے کوئی اتنا تو سمجھائے۔کہ! دودھ کے بغیر لسی، لسی کے بغیر مکھن اور مکھن کے بغیر روغن (اصلی دیسی گھی) بنانا کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔دنیا میں موجود تمام علوم وفنون کا سرچشمہ قرآنِ حکیم ہے۔قرآنِ حکیم کے معانی ومفاہیم کو سمجھنے کے لئے صحیح احادیثِ نبوی ﷺ کا کثیر مجموعہ موجود ہے۔اور احادیثِ نبویہ ﷺ کو سمجھنے کے لئے فقہ (حنفی، مالکی، حنبلی وشافعی) موجود ہے۔

عرض مرتب و جامع : (اپنی بات)

اللھم انی اسئلک علما نافعا ☆ ورزقا طیبا ☆ وعملا متقبلا ☆

سب سے پہلے تو میں الہ العالمین کا کھربوں بار شکر گزار ہوں۔ کہ اس ذاتِ اعلیٰ وارفع نے مجھے اس کتاب کو تحریر کرنے کی توفیق اور طاقت عطا فرمائی۔ کیونکہ یہ سعادت اس ذات اقدس کے فضل وکرم کے بناء ناممکن العمل تھی۔ (شکر الحمد لله رب العالمین) کیونکہ!

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

دورِ حاضر کے عصری تقاضے ومسائلِ دینی ودنیاوی کو مدنظر رکھتے ہوئے کتاب کی تدوین وترویج اور اشاعت وتشہیر کی جارہی ہے۔ قارئینِ کتاب ہٰذا (اَسرارِ محبوب) کی خدمتِ اقدس میں راقم الحروف عرض پرداز ہے۔ کہ اس کتاب میں شامل تمام مضامینِ تصوف، احوال و مقامات ودرجاتِ اولیاء ومتعلقاتِ ولایت واقوال وملفوظات اولائ ء وبزگانِ دین اور اعمال وعملیات کو اسناد کے صحیح ہونے کی بنیاد پر تحریر کیا گیا ہے۔ یاد رہے۔ کہ! جو قاری وشائقِ کتاب ہذا دقیق مسائل تصوف ومتعلقات اور اعمال وعملیات سے مُستفید و مُتنفع ہوں۔ وہ مجھے، میرے والدین، پیرانِ سلسلہ وپیرومرشد مع اولاد وخلفاء کو اپنی خصوصی دُعاؤں میں لازمی یاد رکھیں۔ جزاک الله خیرًا کثیرا۔

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے کہ تیرے بحر کی موجوں میں اظطراب نہیں
تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تُو کتاب خواں ہے مگر صاحبِ کتاب نہیں

اور ہاں! بر سرِ لب اتنا ضرور کہوں گا۔ کہ اس کتاب میں جو کچھ بھی بیان ہوا ہے۔ اگر لوگ شرائط کی پاسداری کے ساتھ ان امور کو سرانجام دیں۔ یا پھر متذ کرۃ الصدر اقوال وملفوظات، اعمال کو اپنا لیں۔ تو اثرات سے قطعًا محروم نہیں رہیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بعد اَز حصولِ تقوٰی کسی کے اعمالِ صالحہ کی محنت ومشقت کو ضائع نہیں کرتا۔ اور یہی میرا ایمان وعقیدہ ہے۔

بہر حال! لوگ گھر بیٹھے بٹھائے جعلی قسم کے پیروں و فقیروں اور لٹیرے عاملین کی معاونت وچکموں کے بناء ہی اپنے جمیع الاقسام امور میں اپنی مدد آپ کے تحت اس کتاب کی مدد سے اپنے مسائل میں خود کفیل ہوسکیں گے۔ انشاءاللہ العظیم۔

بے سہارا کوئی ملتا ہے تو دکھ ہوتا ہے میں بھی کیا ہوں کہ کسی کام نہیں آ سکتا

یاد رہے۔ دورِ جدید میں خانقاہی نظام کو سیکھنے اور سمجھنے کے لئے کوئی درس وتدریس کا باقاعدہ کوئی سرکاری ادارہ یا درس گاہ موجود نہیں۔ اور نہ ہی ہماری حکومتیں ایسی درسگاہوں کو بنانے کی طرف کوئی توجہ دیتی ہیں۔ ہمارے پاس صرف سلف صالحین کی کتب کا خزانہ ہی واحد سبیل ہے۔ یا پھر کچھ پوشیدہ اولیاءاللہ، کہ! جن سے ہم تصوف، ولایت یا سلوک ومعرفت کو سمجھ سکتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیئے۔ کہ! مملکت خداداد ارض وطن ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' میں روحانی علوم وفنون کو باقاعدہ سیکھنے سکھانے کا بھی کوئی منضبط ادارہ ان روحانی ونورانی علوم وفنون کو تعمیر کر کے اُمتِ محمدیہ ﷺ پر ایک احسان کرے۔ ورنہ یہاں تو نہ کوئی ظاہر استاد ہے اور نہ ہی کوئی خانقاہی نظامِ تعلیم وتربیت کا حکومتی ادارہ۔ جو کہ ان علوم وفنون کی باریک بینیوں سے مجھ جیسے کم عقل وناسمجھ بندے اور عوام الناس کو روشناس کرا سکے۔ بناء استاد ورہبر کے کسی بھی قسم کے علم کو سیکھنا یا اُس کے مفاہیم وادراک تک رسائی حاصل کرنا ناممکن العمل امر ہے۔ کیونکہ!

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم تا غلام شمس تبریزی نہ شد

مَیں نے بھی کئی سالوں کے بعد اپنے پیرومرشد جناب قبلہ وکعبہ سیدی پیر سید محبوب علی شاہ بخاری دہلویؒ کی خدمت اقدس میں رہ کر تعلیم تصوف اور زمانہ شناسی کے کچھ اسباق حاصل کئے۔ جو کہ واقعتًا میرے لئے پُر فخر سرمایہ حیات ہیں۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

فی زمانہ ضرورت تو اس امر کی تھی۔ کہ عوام الناس کی زبوں حالی، مصائب ومشکلات، امراض ونقائص، ظاہر وپوشیدہ مسائل کے تدارک و مداوہ وازالہ اور ان کے روزمرہ کے جملہ مقاصد وجمیع مطالب کو مدنظر رکھتے ہوئے اسی لئے اِس کتاب کو مزین ومعمور کیا جائے۔

لہذا اس کتاب میں جو بھی علوم وفنون، حقائق ومعارف بیان ہوئے ہیں۔ ان تمام کو سہل اصطلاحات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اور کوشش کی گئی

ہے۔ کہ کتاب کے حصہ (روحانیات) میں کم سے کم نقوش کا دخیل ہو۔ تا کہ لوگوں کو نقوش کی چالوں اور مشک و کستوری اور عرق گلاب و زعفران، ہر قسم کے بخورات و خوشبویات وغیرہم سے بھی باز رکھا جائے۔ اِسی لئے تمام عملیات و اعمال کو سلیس اردو، عام فہم اور سادہ الفاظ میں شائقین و قارئین تک پہنچایا جا رہا ہے۔ شائقین عملیات و قارئینِ کتاب ہذا سے یہ گزارش بھی ہے۔ کہ اس کتاب کے کسی عمل پر عمل پیرا ہونے سے قبل عمل میں مستعمل سورہ یا آیت کے اعراب کی قرآن پاک سے ضرور بالضرور تصحیح کر کے تسلی و تشفی کر لیں۔ بیسویں و اکیسویں صدی کی تاریخ میں عملیات و وظائف، اوراد و روحانی مجربات پر سینکڑوں کتب منظر عام پر آ چکی ہیں۔ جو کہ کافی حد تک متداول و مقبول بھی ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے امید کامل و یقین واثق ہے۔ کہ میری یہ کاوش بھی انہیں مشہور و مقبول و معروف کتب میں سے ایک ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ کتاب سہل پیرائے میں تصنیف کی گئی ہے۔ تا کہ مبتدی حضرات و منتہی حضرات اس کتاب (**اَسرارِ محبوب**) سے بھرپور انداز میں منتفع و مستفید ہو سکیں۔

یاد رہے۔ کہ عاملین و سالکین و متصوفین و علماء و صلحاء و اولیاء اور ماہرینِ علوم جدیدہ، غرضیکہ تمام مکتبہ فکر کے لوگوں سے دست بستہ استدعا کی جاتی ہے۔ کہ امور دنیاوی کے علاوہ اوقاتِ باقی ماندہ میں قرآن خوانی، درود و سلام، اوراد و وظائف و مشاغل و مراقبات، وعظ و نصائح میں مشغول رہیں۔ پنج وقتی نماز با جماعت کے علاوہ تہجد و اشراق و چاشت و اوابین و صلوٰۃ التسبیح و مسبعاتِ عشرو دعائے حزب البحر و اورادِ فتحیہ، اسبوع شریف از سیدی و مرشدی پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ وغیرہم کو قطعاً ترک نہ کریں۔ کہ اِن میں دین و دنیا کے جمیع امور کا سہل الحصول حل موجود ہے۔ اور ویسے بھی عاقل و عالم و طالب حق کے لئے لازمی ہے۔ کہ ہر مکانے و زمانے کے گفتار و رفتار، دیدن و شنیدن، نشستن و برخاستن، در عالم رویاء و بحالت بیداری، کاہلی و ہوشیاری غرضیکہ بہر صورت شرعی طریقے سے قرآن و سنت کے عین مطابق دین کی رسی کو مضبوط تھام کر زندگی بسر کریں۔ کیونکہ! **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔**

دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ کار   میدار نہاں چشم و دل جانب یار

میں اپنے استاد محترم، پیر بھائی اور قلبی دوست جنابِ مکرم **پیر سید ابو سعید گلشن شاہ** صاحب کا بھی انتہائی سپاس گزار ہوں۔ کہ! جو بارہا مرتبہ مجھے اس طرح کی کتاب لکھنے کا حکم فرماتے رہے۔ انہی کی ایماء پر یہ کتاب تحریر کی گئی ہے۔

سوچوں تو ہے خیال سا، دیکھوں تو روشنی   ویران دل کو اس نے **گلشن** بنا دیا

حضرت موصوف نے اپنے قیمتی اوقات و مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر نہایت عرق ریزی سے کتاب کی نہ صرف اکمل انداز میں پذیرائی کی۔ بلکہ اپنی قیمتی آراء و مشاورت سے بھی نوازا۔ اور کتاب میں موجود تقریباً ہر موضوع و متن کے مطابق اشعار تحریر فرمائے۔ موصوف بلند کردار، اعلیٰ اخلاق کے حامل ہیں۔ اور شریعت و طریقت و معرفت و حقیقت کے رموز و اسرار سے کافی حد تک آگاہی و آشنائی رکھتے ہیں۔

اُٹھنا ہی تیری بزم سے دشوار تھا مجھے   اس پر سنبھالنا دلِ اختیار کا

تا حال موصوف (گلشن شاہ صاحب **0300-4695094**) مریدین کی روحانی تربیت و رہنمائی کے لئے ہمہ تن مصروف و مشغول اور کوشاں ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور دست بستہ ملتجی ہوں۔ کہ وہ نبی آخر الزمان سید المرسلین حبیب رب العالمین ﷺ کے صدقے و طفیل جناب گلشن شاہ صاحب کو ثوابِ دارین عطا فرمائے۔ اور اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرف باریابی عطاء فرمائے۔ اور میری یہ بھی دعا ہے۔ کہ!

یا الٰہ العالمین! یہ کتاب مستطاب، روحانی علوم و فنون کے شائقین، اصحاب سلوک و معرفت اور خدام الناس کے لئے کامیابی کی تقلید، شرف باریابی کی نوید جانفزاء طالبان راہ شریعت اور سالکان جادہء طریقت کے لئے بہترین تحفہ ثابت ہو۔ اور ہمارے شیخ طریقت پیر سید محبوب علی شاہؒ کے درجات عالیہ کو مزید بلند فرمائے۔ اور ہم تمام مریدین کو اس قسم کے عظیم علمی و روحانی مشن کی تکمیل و تتمیم کی توفیق انیق رفیق فرمائے۔ اور ہمی مریدین کو بھی اُنہیں کی طرح عشقِ الٰہی سے سرشار فرما دے۔ آمین۔

پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل   عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق   عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

خصوصی انتباہ!

ان اعمال میں خاص طور پر عزیمت برہتیہ، اسمائے سبعہ قمریہ، دعوت آیت الکرسی، دعوت سورۃ الاخلاص، اسمائے اصحاب کہف، دس اسماء حضرت موسیٰؑ ، دعوت احراق الجن اور دیگر عزائم و دعوات اور جنات اور موکلات کی تسخیر سے بھرپور استفادہ اور رہنمائی کے حصول کے لئے مرتب و جامع کتاب ہٰذا اور میرے مُرشدِ کریم حضرت غوث الفقراء قطب الاولیاء محبوب الٰہی جناب پیر سید محبوب علی شاہ بخاری عرف نوراللہ شاہ قادری بانوا رحمۃ اللہ علیہ کے چاروں صاحبزادگان اور خلفائے مجاز سے اجازت لینا انتہائی لازمی امر قرار دیا گیا ہے۔ بصورت دیگر کسی بھی ظاہری و باطنی نقصان ورجعت کا اندیشہ ممکن ہے۔ اور اسی طرح سے کتاب ھذا میں موجود اکثر آیات کے ساتھ سورہ کا نام اور آیت نمبر دے دیا گیا ہے۔ کسی بھی عمل کو سرانجام دینے سے قبل وہاں سے آیت اور اعراب کی درستگی لازمی کرلیں۔ عملیات میں کامیابی وکامرانی اور راہنمائی کے لئے اجازت وتربیت حاصل کر کے ان اعمال کی کوشش کریں۔ اور اس امر میں ہرگز غفلت کا مظاہرہ نہ کریں۔ تاکہ شب وروز کی محنت شاقہ اکارت نہ جائے اور کامیابی وکامرانی صاحبان ذوق وشوق کے قدم چومے۔ آمین۔ انشاءاللہ العظیم۔

اقسام پرہیز :

اندرون از طعام خالی دارد
تا درو نور معرفت بینی

اس کتاب میں بارہا مرتبہ پرہیز روحانی اور پرہیز عمومی کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جن کی مختصر مگر جامع تشریح یہاں بیان کی جاتی ہے۔

پرہیزِ روحانی :

روحانی پرہیز یہ ہے۔ گوشت ہر قسم، حیوانا تی گھی وتیل، انڈا، دودھ، دہی، کچا لہسن، پیاز، مولی، ہینگ، سرکہ، شہد۔ بوس وکنار و جماع وغیرہ۔ پرہیز روحانی میں بہتر تو یہ ہے کہ سحر وافطار میں پانی اور کھجور پر ہی اکتفا کیا جائے خلوت نشینی، اکل حلال اور صدق مقال، قلیل النوم وغیرہ۔ ویسے بھی تمام ریاضات وچلوں کے لئے یہ ضروری امور ہیں۔

پرہیزِ عمومی :

پرہیز عمومی یہ ہے کچا لہسن، پیاز، مولی، ہینگ، کھانا دن میں دو مرتبہ سے زیادہ نہ ہو اور بوس وکنار و جماع سے منع، اکل حلال اور صدق مقال بھی بہت ضروری ہے۔ اگر ممکن ہو تو دوران ریاضت پیر، جمعرات و جمعہ کو روزہ رکھنا اور اعمال وعملیات کو بوقتِ عمل تنہائی (خلوت) میں کرنے کی کوشش کرنا۔

انتہائی ضروری امور و شرائط عاملین :

اس کتاب سے اُن لوگوں کو فوائد تام حاصل ہوں گے۔ جو ان باتوں کا دائمًا خصوصی دھیان اور التزام رکھیں گے۔

☆ طہارتِ ظاہری ☆ تصفیہءِ باطنی ☆ تصحیحِ دُعا عمل وعزیمت ☆ اکلِ حلال۔
☆ صدقِ مُقال۔ ☆ قلیل گُفتن ☆ صدقِ نیت ☆ اجازتِ مُرشد
☆ اتصالِ اسناد ☆ تاریک مقام ☆ استعمال عطریات بر پوشاک
☆ قلیل خوابیدن ☆ خلوت نشینی ☆ حُسنِ اعتقاد ☆ کثرتِ ذکرِ الٰہی ودرود وسلام
☆ ہروقت باوضو رہتے ہوئے زبان کو ذکرِ الٰہی سے تر رکھنا ☆ استعمالِ بخورات برجائے اعمال وعملیات (حُب وبُغض وتسخیرات)
☆ اپنے ظاہر و باطن اور دل ودماغ کو ہمیشہ مکروہات وخرافات سے محفوظ و مامون رکھنے کی بھرپور سعی کرنا۔

محمد عبدالرؤف بلوچ کوئٹہ۔

+92 315 88 66979. +92 333 78 44556. +92 3337904090.
E.mail ID : rauf_zaib@yahoo.com / raufzaibbaloch@gmail.com

باب نمبر

3

مُنتخب جوامع الکلم

احادیثِ نبویہ ﷺ

مع

اسلامی معلوماتِ عامہ

ہدیہ نعت بحضور سرورِ کائنات ﷺ

اَز

حضرت شمس الدین شمس التبریزیؒ

یا رسول اللہ ﷺ! حبیبِ خالقِ یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلالِ پاک بے ہمتا توئی

نازنینِ حضرت حق و صدر و بدرِ کائنات
چشم و چراغِ انبیاءؑ ، نورِ چشمِ ما توئی

شمسِ تبریزی چہ داند ، نعتِ تُو پیغمبراؑ
مُصطفٰےؑ و مُجتبٰےؑ و سرورِ اعلٰے توئی

مُنتخب جوامع الکلم احادیثِ مبارکہ ﷺ

آنحضرت نبی مکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ اس بندے کو خوشحال رکھے۔ جو میرا کلام سن کر اسے یاد رکھے۔ اور دل کی گہرائیوں میں محفوظ کرتے ہوئے دوسروں تک پہنچادے۔ پس بعض حامل فقہ خود فقیہہ نہیں ہوتے۔ اور بعض فقیہ تک لے جاتے ہیں۔

آنحضرت نبی مکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ کہ! میرا جو امتی دین سے متعلق چالیس احادیث یاد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے فقیہ عالم کی صورت میں اُٹھائے گا۔ چنانچہ! حضرت سید الانبیاء ﷺ کے اسی ارشادِ گرامی پر عمل کرتے ہوئے متقدمین ومتاخرین علماء نے چالیس چالیس احادیث کو جمع کیا اور یوں ''اربعین'' کے متعدد مجموعہ جات تیار ہو گئے۔

اس باب میں زندگی سے نہایت قریب ترین تعلق رکھنے والی بالکل صحیح ومستند (بالخصوص صحیحین مسلم و بخاری کی) احادیثِ نبویہ ﷺ کو تحریر کیا جارہا ہے۔ جو کہ بہت جامع اور یاد کرنے کے لئے آسان ہیں۔ کیونکہ! یہ جوامع الکلم احادیث نہایت چھوٹی چھوٹی ہیں۔

حدیث نمبر 1۔ صحیحین (صحیح بخاری، صحیح مسلم) میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ ا۔ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور یقیناً حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔ ۲۔ نماز کا قائم کرنا۔ ۳۔ زکوۃ کا ادا کرنا۔ ۴۔ حج کرنا (اگر چہ استطاعت ہو) ۵۔ رمضان کے روزے رکھنا۔

حدیث نمبر 2۔ صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ جماعت کے ساتھ نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ (گنا) زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

حدیث نمبر 3۔ صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ تم میں سے کوئی شخص ایماندار (یعنی ایمان رکھنے والا۔ مومن) نہ ہوگا۔ جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے وہ پسند نہ کرے۔ جو اپنے نفس کے لیے پسند ہے۔

حدیث نمبر 4۔ صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ جمعہ کے دن غسل ہر بالغ کے لیے ضروری ہے۔

حدیث نمبر 5۔ صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیت میں بیج بوئے۔ پھر اس میں سے انسان، جانور یا پرند جو بھی کھاتے ہیں۔ وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

حدیث نمبر 6۔ صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت ابو بکرۃ نفیع بن حارث ثقفیؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ جب دو مسلمان تلوار سونت کر باہم جنگ کریں۔ تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ قاتل (تو) جہنم کا حقدار ہے۔ مگر مقتول کیوں؟ فرمایا۔ کہ وہ بھی تو اپنے ساتھی کو قتل کرنا چاہتا تھا۔

حدیث نمبر 7۔ صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نیکیاں اور تمام برائیاں لکھ لی ہیں۔ پھر اِنہیں بیان فرمادیا ہے۔ پس اگر کوئی شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے۔ مگر اس پر عمل نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس سے (اس شخص کے لیے) ایک کامل نیکی لکھ لیتے ہیں۔ اور اگر اس نے نیکی کا ارادہ کیا۔ اور پھر اس کو انجام (بھی) دے لیا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیوں سے لے کر سات سو بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ نیکیوں کا ثواب لکھ لیتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے۔ اور اس پر عمل نہیں کرتا۔ تو (بھی) اللہ تعالیٰ اپنے پاس ایک کامل نیکی لکھ لیتے ہیں۔ اور اگر اس (شخص) نے برائی کا ارادہ کیا۔ اور پھر اس پر عمل کیا۔ (یعنی کہ اس نے وہ برائی بھی کر ڈالی) تو اللہ تعالیٰ ایک ہی برائی لکھتے ہیں۔

حدیث نمبر 8 صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر فرزند آدم کو ایک پوری وادی سونے کی مل جائے۔ تو وہ یہی چاہے گا۔ کہ دو وادیاں اور (بھی) میسر آجائیں۔ قبر کی مٹی کے سوا کوئی چیز آدمی کا منہ نہیں بھرتی۔ اور جو شخص توبہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ (کیوں کہ موت کی یاد ہی حرص کا علاج ہے۔ جیسا کہ فرمان عالی شان ہے۔ **الھکم التکاثر o حتی زرتم المقابر o** غفلت میں رکھا تم کو بہتات کی حرص نے۔ یہاں تک کہ تم قبروں تک پہنچ گئے)

حدیث نمبر 9۔ صحیحین میں ہے۔ کہ! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ صدق

(سچائی) نیکی کی جانب رہنمائی کرتا ہے۔ اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو اللہ تعالی کے یہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ برائی کی جانب رہنمائی کرتا ہے۔ اور برائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالی کے یہاں (وہ شخص) کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر 10۔ صحیح مسلم شریف میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت سہل بن حنیف ؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص صدق کے ساتھ اللہ تعالی سے شہادت طلب کرے۔ تو اللہ سبحانہ تعالیٰ اسے شہداء کے مقامات تک پہنچا دیں گے۔ اگر چہ اس کی وفات اپنے بستر پر (ہی ہوئی) ہو۔

حدیث نمبر 11۔ صحیح مسلم شریف میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ نیک کاموں کے کرنے میں جلدی کرو عنقریب تاریک رات کے حصوں کے مانند فتنے ہوں گے۔ صبح کو آدمی مؤمن ہوگا۔ اور شام کو کافر یا شام کو مؤمن ہوگا۔ اور صبح کو کافر۔ دنیا کے تھوڑے سے مال کے بدلے اپنا دین فروخت کر دے گا۔

حدیث نمبر 12۔ صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اور عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ کون سے صدقے کا اجر عظیم ہے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ وہ صدقہ زیادہ اجر کا مؤجب ہے۔ جو تندرستی اور صحت کی حالت میں دے۔ جب تو فقر سے ڈرتا ہو۔ اور غناء کی امید رکھتا ہو۔ اتنی مہلت نہ لے۔ کہ سانس اکھڑ جائے۔ اور تو یہ کہے۔ کہ یہ فلاں کو دے دو۔ اور یہ فلاں کو دے دو۔ وہ تو پہلے ہی فلاں کا ہو چکا۔

حدیث نمبر 13۔ صحیح مسلم شریف میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت انس ؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تین چیزیں میت کے ساتھ جاتی ہیں۔ اہل خانہ، مال اور عمل۔ اہل خانہ اور مال تو واپس آجاتے ہیں۔ اور عمل (یعنی اس کی زندگی کے نیک اعمال) باقی رہتا ہے۔ (یعنی کہ مرنے والے کے ساتھ صرف اعمال رہ جاتے ہیں۔ جیسے کہ فرمانِ رب تعالیٰ ہے۔ کہ! پس جس نے ذرہ برابر نیکی ہوگی۔ وہ اس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر برائی ہوگی۔ وہ اسے دیکھ لے گا۔ (سورہ زلزال۔ آیات نمبر 7۔ 8)

حدیث نمبر 14. صحیح مسلم شریف میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت ابو ذر ؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ کسی بھی نیک عمل کو حقیر نہ سمجھو۔ اگر چہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرو۔ (کیونکہ! مسکراہٹ بھی صدقہ ہی ہے)

حدیث نمبر 15۔ صحیحین (صحیح بخاری، صحیح مسلم) میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص صبح و شام مسجد جاتا ہے۔ تو اللہ تعالی اس کے لئے ہر صبح و شام مہمانی تیار فرماتے ہیں۔

حدیث نمبر 16۔ صحیحین میں مذکور ہے کہ! حضرت ابو موسی اشعری ؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو دو ٹھنڈی نمازیں پڑھتا ہے۔ (وہ) جنت میں داخل ہوگا۔ (**ٹھنڈی نمازیں یعنی کہ صبح اور عصر**)

حدیث نمبر 17۔ صحیح مسلم شریف میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت انس ؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالی اس بندے سے راضی ہوتے ہیں۔ جو کھانا کھائے۔ اور اللہ تعالی کی حمد کرے۔ اور پانی پیئے۔ اور اللہ کی حمد کرے۔

حدیث نمبر 18۔ صحیح مسلم شریف میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت ابو مسعود ؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جس نے نیکی کی طرف رہنمائی کی اسے اس پر عمل کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔

(کیونکہ فرمانِ ربِ متعال ہے۔ کہ **وتعاونوا علی البر والتقوی۔۔**)

حدیث نمبر 19۔ صحیح مسلم شریف میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ کہ تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے۔ تو اسے ہاتھ سے مٹا دے۔ اگر قدرت نہ رکھتا ہو۔ تو زبان سے منع کرے۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے۔ تو دل سے برا سمجھے۔ یہ ایمان کا سب سے کمزور (تر) درجہ ہے۔

حدیث نمبر 20۔ صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ منافق کی تین علامتیں ہیں۔ (**پہلی علامت**) جب (بھی) بات کرے۔ تو جھوٹ بولے۔ (**دوسری علامت**) وعدہ (جب بھی) کرے۔ تو وعدہ خلافی کرے۔ (**تیسری علامت**) اور اگر اس کے پاس (کسی کی کوئی) امانت رکھوائی جائے۔ تو (اس امانت میں) خیانت کرے۔

حدیث نمبر 21۔ صحیح مسلم شریف میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ قیامت

کے روز کے تمام حقوق ضرور اہل حقوق کو مل کر رہیں گے۔ حتیٰ کہ بے سینگ والی بکری کو سینگ والی بکری سے قصاص دلایا جائے گا۔

حدیث نمبر 22. صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! زوجۃ الرسولؐ حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ جو شخص کسی کی ایک بالشت زمین ظلم کر کے لے لے۔ اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔

حدیث نمبر 23. صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ مؤمن مومن کے لئے ایک عمارت کی طرح ہے۔ جس کا ہر حصہ دوسرے حصے کو مضبوط رکھتا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالا۔

حدیث نمبر 24. صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کہ مسلمانوں کی باہمی الفت و مودت اور رحمت و شفقت میں مثال انسانی جسم کی سی ہے۔ اگر کسی ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے۔ تو اس کا سارا جسم بیداری اور بخار کی کیفیت میں رہتا ہے۔

حدیث نمبر 25. صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت جریر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ اللہ تعالی بھی اس پر رحم نہیں فرماتا۔ **(کیونکہ! من لا یرحم۔ لا یرحم)**

حدیث نمبر 26. صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ (ہی) اس پر ظلم کرے۔ اور نہ اسے دشمن کے حوالے کرے۔ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے۔ اللہ تعالی اس کی حاجت پوری کرتا ہے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی تکلیف کو دور کرتا ہے۔ اللہ تعالی اس کی قیامت کی تکالیف میں سے کسی تکلیف کو دور فرمائے گا۔ اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

حدیث نمبر 27. صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں۔ (1) سلام کا جواب دینا۔ (2) مریض کی عیادت کرنا۔ (3) جنازہ کے ساتھ چلنا۔ (4) دعوت کو قبول کرنا۔ (5) اور چھینکنے والا **الحمدلله** کہے۔ تو اسے **یرحمك الله** کہہ کر جواب دینا۔

حدیث نمبر 28. صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا۔ کہ! میری امت کے تمام لوگوں کو معاف کر دیا جائے گا۔ سوائے ان کے جو خود اپنے عیوب کا چرچا کرتے ہیں۔ ان کا چرچا یہ ہے۔ کہ آدمی رات کو کوئی برا فعل کرتا ہے۔ (جب) صبح ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی ہوئی ہوتی ہے۔ مگر وہ کہتا ہے۔ کہ اے فلاں! میں نے رات فلاں کام کیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس (کے کئے گئے گناہوں پر) پردہ ڈال دیا تھا۔ مگر وہ اللہ تعالیٰ کے ڈالے ہوئے پردہ کو چاک کر دیتا ہے۔

حدیث نمبر 29. صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ جب خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے۔ اور وہ نہ آئے۔ اور شوہر اس سے ناراض ہو کر رات گزارے۔ تو فرشتے صبح ہونے تک اس عورت پر لعنت کرتے ہیں۔

حدیث نمبر 30. صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت ابو مسعود بدریؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ کوئی شخص اپنے اہل و عیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے۔ تو یہ اس کے حق میں صدقہ ہے۔

حدیث نمبر 31. صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے۔ کہ دونوں بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ جبرائیل امینؑ مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے خیال کیا۔ کہ وہ اسے وارث قرار (دے) دیں گے۔

حدیث نمبر 32 صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا۔ کہ کون سا عمل اللہ کے یہاں سب سے زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا۔ نماز اپنے وقت پر پڑھنا۔ میں (دوبارہ) نے عرض کیا۔ کہ پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔ میں نے (تیسری مرتبہ) عرض کی۔ کہ پھر کون سا؟ فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔

حدیث نمبر 33. صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اور عرض کی! یا رسول اللہ ﷺ! میری حسن رفاقت کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ فرمایا! تیری ماں۔ اس نے کہا۔ کہ پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا! تیری ماں۔ اس نے کہا پھر کون؟ فرمایا! تیری ماں۔ اس نے کہا کہ پھر کون؟ فرمایا۔ تیرا باپ۔

حدیث نمبر 34۔ صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ جو شخص چاہتا ہے۔ کہ اس کے رزق میں فراخی ہو۔ اور اسے لمبی عمر عطا ہو۔ تو وہ صلہ رحمی کرے۔

حدیث نمبر 35۔ صحیح بخاری شریف میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ کبیر گناہ یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک، والدین کی نافرمانی، قتل النفس اور جھوٹی قسم۔

حدیث نمبر 36۔ صحیح مسلم شریف میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ قسم ہے اس ذات کی۔ (کہ) جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر تم گناہ نہیں کرو گے۔ تو اللہ تعالیٰ تمھاری جگہ ایسے لوگوں کو لے آئے گا۔ جو گناہ کریں۔ اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمادے گا۔

حدیث نمبر 37۔ صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے۔ کہ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔ کہ کون سا عمل بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! کھانا کھلاؤ۔ اور سلام کرو۔ (چاہے) جس کو تم پہچانتے ہو۔ اور (چاہے) جس کو نہیں پہچانتے۔

حدیث نمبر 38۔ صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ طاقتور وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے۔ طاقتور (تو درحقیقت) وہ ہے۔ جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔

حدیث نمبر 39۔ صحیحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے تمام کاموں میں دائیں طرف سے کام کرنا پسند تھا۔ وضو میں، کنگھی میں اور جوتے پہننے میں دائیں طرف سے ابتداء فرماتے تھے۔

حدیث نمبر 40۔ صحیحین میں مذکور ہے کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ خواہش ہوتی۔ تو کھا لیتے۔ نہ ہوتی۔ تو چھوڑ دیتے (تھے)۔

حدیث نمبر۔41 صحیحین میں ہے کہ! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ مسلمان کو گالی دینے سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے۔ اور مسلمان سے لڑنا کفر ہے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

حدیث نمبر42۔ صحیحین میں ہے کہ! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت رسولِ اکرم ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھے۔ تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! اے معاذ بن جبلؓ میں نے عرض کیا۔ حاضر ہوں۔ یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے (دوبارہ) فرمایا اے معاذؓ۔ میں نے عرض کیا۔ حاضر ہوں۔ اے اللہ کے رسول ﷺ۔ آپ ﷺ نے (تیسری مرتبہ) فرمایا۔ اے معاذؓ! میں نے عرض کیا۔ حاضر اے اللہ کے رسول ﷺ! تین مرتبہ ایسا ہوا (اس کے بعد) آپ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص سچے دِل سے اس بات کی گواہی دے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ (تو) اللہ تعالیٰ اس کو (دوزخ کی) آگ پر حرام کر دیتا ہے۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا (میں) اس بات سے لوگوں کو باخبر نہ کر دوں؟ تا کہ وہ خوش ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (اگر تم یہ خوش خبری لوگوں کو سناؤ گے) تو لوگ اس (بات) پر بھروسہ کر بیٹھیں گے۔ (اور اعمال صالحہ کرنا چھوڑ دیں گے) حضرت معاذ بن جبلؓ نے بوقتِ انتقال یہ حدیثِ نبوی ﷺ اس خیال سے بیان فرمادی تھی۔ کہ کہیں حدیثِ رسول ﷺ چھپانے کے گناہ پر اِن سے آخرت میں مؤاخذہ نہ ہو جائے۔

حدیث نمبر43۔ صحیحین میں ہے کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ کہ میری اُمت کے لوگ وضو کے نشانات کی وجہ سے قیامت کے دِن سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کی شکل میں بلائے جائیں گے۔ تو تم میں سے جو کوئی اپنی چمک بڑھانا چاہتا ہے۔ تو وہ بڑھا لے (یعنی کہ اچھی طرح سے وضو کیا کرے)۔

حدیث نمبر 44۔ صحیحین میں ہے کہ! حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء (Toilet) میں جائے۔ تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے۔ نہ (ہی) اس کی طرف پُشت کرے (بلکہ) مشرق کی طرف منہ کر لو۔ یا مغرب کی طرف۔

حدیث نمبر 45۔ صحیحین میں مذکور ہے کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے حالت بیداری میں دیکھے گا۔ یا گویا کہ اس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔ اس لئے کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

حدیث نمبر 46۔ صحیحین میں ہے کہ! حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ مدینے کے کسی راستے پر نبی کریم ﷺ سے اِن کی ملاقات ہوئی۔ اس وقت حضرت ابوہریرہؓ حالتِ جنابت میں تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا۔ کہ میں پیچھے رہ کر لوٹ گیا۔ اور غُسل کر کے واپس آیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا۔ کہ اے ابوہریرہؓ! کہاں چلے گئے تھے؟ انہوں نے جواب دیا۔ کہ میں جنابت کی حالت میں تھا۔ اس لئے میں نے آپ ﷺ کے ساتھ بِناء غُسل کے بیٹھنا بُرا جانا۔ تو آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا۔ **سُبحان الله!** مومن ہرگز نجس نہیں ہوسکتا۔

حدیث نمبر 47۔ صحیحین میں ہے کہ! حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ کہ کیا ہم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں سوسکتا ہے؟ (تو رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا۔ ہاں! وضو کر کے جنابت کی حالت میں سو سکتے ہو۔

حدیث نمبر 48۔ صحیح بخاری اور مسندِ احمد میں ہے۔ کہ! حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس ایک رنگین باریک پردہ تھا۔ جسے انہوں نے اپنے گھر کے ایک طرف پردہ کے لئے لٹکا دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ میرے سامنے سے اپنا یہ پردہ ہٹا دو۔ کیونکہ اس پر نقش شُدہ تصاویر مسلسل میری نماز میں خلل انداز ہوتی رہی ہیں۔

حدیث نمبر 49 ۔ صحیحین میں ہے۔ کہ! حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے۔ تو اپنے بازؤوں کے درمیان اس قدر کشادگی کر دیتے۔ کہ دونوں بغلوں کی سفیدی ظاہر ہونے لگتی تھی۔

حدیث نمبر 50 ۔ صحیحین میں ہے۔ کہ! حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! اپنے گھروں میں بھی نمازیں پڑھا کرو۔ اور انہیں بالکل مقبرہ مت بنالو۔ (غالبًا اسی لئے علمائے کرام اور اولیائے عظام کا یہ معمول رہا ہے۔ کہ! وہ فرائض کے علاوہ سنن ونوافل گھروں میں جا کر ادا کرتے ہیں)

حدیث نمبر. 51 صحیحین میں ہے۔ کہ! حضرت ابوقتادہ سلمیؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو۔ تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز (تحیۃ المسجد) پڑھ لے۔ (اگرچہ فرض نماز سے ابھی کچھ وقت باقی ہو)۔

حدیث نمبر 52 ۔ صحیحین میں ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ! نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! منافقوں پر فجر اور عشاء کی نماز سے کوئی اور نماز بھاری نہیں۔ اور اگر اِنہیں معلوم ہوتا۔ کہ اِن (دونوں نمازوں) کا ثواب کتنا زیادہ ہے۔ (اور وہ چل بھی نہ سکتے) تو گھٹنوں کے بل گِھسٹ کر آتے۔

حدیث نمبر 53۔ صحیحین میں ہے۔ کہ! حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا کہ! میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے سُنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے۔ اگر کسی شخص کے دروازے پر نہر جاری ہو۔ اور وہ (شخص) روزانہ اُس (نہر) میں پانچ مرتبہ نہائے۔ تو تمھارا کیا گمان ہے؟ کیا اُس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی رہ سکتی ہے؟ صحابہ کرامؓ نے (جوابًا) عرض کیا۔ نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ یہی حال پانچ وقت کی نمازوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن کے ذریعے سے گناہوں کو مِٹا دیتا ہے۔

حدیث نمبر 54 ۔ صحیح بخاری، جامع ترمذی اور تینوں سنن میں ہے۔ کہ! حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جو شخص اذان کی آواز سن کر یہ کہے۔ **اللهم رب هذه الدعوة التآ مة. والصلاة القائمة ، آت محمد ن ا لوسيلة والفضيلة. وابعثه مقا ما محمودا ن الذى وعد تة۔** اُسے قیامت کے دِن میری شفاعت ملے گی۔ (انشاءاللہ)۔

حدیث نمبر 55 ۔ صحیحین میں ہے۔ کہ! حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! شُہداء پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔

(۱) طاعون میں مرنے والے (۲) پیٹ کے عارضے میں مرنے والے۔ (۳) ڈوب کر مرنے والے۔ (۴) اور جو دیوار وغیرہ کسی چیز سے دب کر مر جائے۔ (۵) اللہ تعالیٰ کے راستے میں (جہاد کرتے ہوئے) شہید ہونے والے۔

حدیث نمبر 56 ۔ صحیحین میں ہے۔ کہ! حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ! نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! ایک شخص کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں اِس نے کانٹوں کی بھری ہوئی ایک ٹہنی دیکھی۔ پس اِسے راستے سے دور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ (اِس شخص کی صِرف اسی ایک چھوٹی سی نیکی پر) راضی ہوگیا۔ اور اِس کی بخشش کر دی۔ (سبحان اللہ)۔

حدیث نمبر 57 ۔ صحیحین میں ہے کہ! حضرت انس بن مالکؓ ہی سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جب شام کا کھانا حاضِر کیا جائے۔ تو مغرب کی نماز سے پہلے کھانا کھالو۔ اور اپنا کھانا چھوڑ کر نماز میں جلدی مت کرو۔

حدیث نمبر 58 ۔ صحیح بخاری اور مسند احمد میں ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے روایت ہے۔ کہ! نبی کریم ﷺ

نے فرمایا۔ کہ! اِمام لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں۔ پس اگر اِمام نے ٹھیک نماز پڑھائی۔ تو اِس کا ثواب تمھیں ملے گا۔ اور اگر غلطی کی تو بھی (تمھاری نماز کا) ثواب تُم کو مِلے گا اور غلطی کا وبال اِن (یعنی امام صاحب) پر رہے گا۔

حدیث نمبر 59 ۔ صحیحین میں ہے۔ کہ! حضرت زید بن ثابتؓ سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔ البتہ یہ ہے۔ کہ! آپ ﷺ نے فرمایا۔ تُم نے جو کیا وہ مجھ کو معلوم ہے۔ لیکن لوگو! تُم اپنے گھروں میں نماز پڑھتے رہو۔ کیونکہ بہتر نماز آدمی کی وہی ہے۔ جو اِس کے گھر میں ہو۔ مگر فرض نماز۔ (البتہ فرض نماز کو مسجد میں ہی پڑھنا ضروری ہے)

حدیث نمبر 60 ۔ صحیح بخاری، ترمذی، سنن ابی داوٗد اور سنن نسائی میں ہے۔ کہ! حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے۔ اُنہوں نے بتلایا۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! یہ تو ڈاکہ ہے۔ جو (کہ) شیطان بندے کی نماز پر ڈالتا ہے۔

حدیث نمبر 61 ۔ صحیحین، ترمذی، سنن ابی داوٗد اور سنن نسائی میں ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ! جب اِمام آمین کہے۔ تو تم بھی آمین کہو۔ کیونکہ جِس کی آمین ملائکہ (فرشتوں) کی آمین کے ساتھ ہوگئی۔ اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (انشاءاللہ)

حدیث نمبر 62 ۔ صحیحین، ترمذی، سنن ابی داوٗد اور سنن نسائی میں ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جب اِمام **سمع اللہ لمن حمدہ** کہے۔ تُم **اللھم ربنا لک الحمد** کہو۔ کیونکہ جِس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہوگا۔ اِس کے پچھلے تمام گُناہ بخش دئے جائیں گے۔

حدیث نمبر 63 ۔ صحیحین، اسنن ابی داوٗد اور سنن نسائی میں ہے۔ کہ! حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ! میں گواہ ہوں۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جمعہ کے دِن ہر جوان پر غُسل، مِسواک اور خوشبو لگانا، اگر میسر ہو (تو) ضروری ہے۔

حدیث نمبر 64 ۔ صحیحین اور مسند احمد میں ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! اگر مجھے میری اُمت یا لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا۔ تو میں ہر نماز کے لئے اِن کو مِسواک کا حکم دے دیتا۔

حدیث نمبر 65 ۔ صحیحین اور مسند احمد میں ہے۔ کہ! حضرت عامر بن ربیعہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جب تم میں سے کوئی جنازہ دیکھے۔ تو کھڑا ہو جائے۔ خواہ اِس (جنازے) کے ساتھ جانے کا قصد نہ رکھتا ہو۔ یہاں تک کہ وہ گُزر جائے یا گُزرنے سے پہلے رکھ دیا جائے۔ (صحیحین میں ایک اور آنحضرت ﷺ کا واقعہ ہے۔ کہ آپ ﷺ ایک یہودی کے جنازے کو دیکھ کر بھی کھڑے ہوگئے۔ اور آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو بھی حکم فرمایا تھا۔ کہ! جب تم لوگ جنازہ دیکھو۔ تو کھڑے ہو جایا کرو)

حدیث نمبر 66 ۔ صحیحین و مسند احمد میں ہے۔ کہ! حضرت عامر بن ربیعہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔ (جو) آدمی کو کھانے پینے اور سونے (ہر ایک چیز) سے روک دیتا ہے۔ اس لئے جب کوئی اپنی ضرورت پوری کر چکے۔ تو فوراً گھر واپس آ جائے۔

حدیث نمبر 67 ۔ صحیح بخاری اور سنن نسائی میں ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ کہ انسان کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ کہ جو اس نے حاصل کیا۔ وہ حلال سے ہے یا حرام سے ہے۔

حدیث نمبر 68 ۔ صحیح بخاری، ابو داوٗد، ابن ماجہ اور سنن نسائی میں ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ! انہوں نے بیان کیا۔ کہ میں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میرے دو پڑوسی ہیں۔ میں ان دونوں میں سے کِس کے پاس ہدیہ بھیجوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جِس کا دروازہ تجھ سے زیادہ قریب ہو۔

حدیث نمبر 69 ۔ صحیحین، جامع ترمذی اور سنن نسائی میں ہے۔ کہ! حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! اللہ تعالی کے یہاں سب سے زیادہ ناپسندیدہ وہ آدمی ہے۔ جو سخت جھگڑالو ہو۔

حدیث نمبر 70 ۔ صحیحین، جامع ترمذی، ابو داوٗد اور سنن نسائی میں ہے۔ کہ! حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ نبی کریم ﷺ سے سُنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا گیا۔ وہ شہید ہے۔

حدیث نمبر 71 ۔ صحیحین اور مسند احمد میں ہے۔ کہ! حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے

فرمایا۔ کہ! اگر کسی کو قسم کھانی ہی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ہی کی قسم کھائے۔ ورنہ خاموش رہے۔

حدیث نمبر 72 ۔ صحیحین میں ہے۔ کہ! حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! طاعون کی موت ہر مسلمان کے لئے شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔

حدیث نمبر 73 ۔ صحیحین اور مسند احمد میں ہے۔ کہ! حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! بخار جہنم کی بھاپ کے اثر سے ہوتا ہے۔ اسے پانی سے ٹھنڈا کر لیا کرو۔

حدیث نمبر 74 ۔ صحیحین اور مسند احمد میں ہے۔ کہ! حضرت ام شریک ؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے گرگٹ کو مارنے کا حکم دیا تھا۔ اور فرمایا ، اِس (یعنی گرگٹ) نے حضرت سیدنا ابراہیم ؑ کی آگ پر پھونکا تھا۔

حدیث نمبر 75 ۔ صحیحین، جامع ترمذی ، ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ میں ہے۔ کہ! حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر (وہ کھانا) آپ ﷺ کو مرغوب ہوتا۔ تو کھاتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

حدیث نمبر 76 ۔ صحیحین میں ہے۔ کہ! حضرت جندب بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! قرآن مجید اُس وقت تک پڑھو۔ جب تک اس میں دل لگے۔ جب دل اُچاٹ ہونے لگے۔ تو پڑھنا بند کر دو۔

حدیث نمبر 77 ۔ صحیحین، جامع ترمذی ، اور سنن ابن ماجہ میں ہے۔ کہ! حضرت اُسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ میں نے اپنے بعد مَردوں کے لئے عورتوں کے فِتنے سے بڑھ کر نقصان دینے والا اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا ہے۔

حدیث نمبر 78 ۔ صحیحین اور مسند احمد میں ہے۔ کہ! حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو اُس وقت غیرت آتی ہے۔ جب بندہ مومن وہ کام کرے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہو۔

حدیث نمبر 79 ۔ صحیحین، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں ہے۔ کہ! حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ بیواؤں اور مسکینوں کے کام آنے والا اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے برابر ہے۔ یا رات بھر عبادت اور دن کو روزہ رکھنے والوں کے برابر ہے۔

حدیث نمبر 80 ۔ صحیحین اور ابن ماجہ میں ہے کہ! حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جب کوئی شخص کھانا کھائے۔ تو ہاتھ چاٹنے یا کسی کو چٹانے سے پہلے ہاتھ نہ پونچھے۔

حدیث نمبر 81 ۔ صحیحین، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں ہے۔ کہ! حضرت انس ؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ برتن میں پانی پیتے وقت تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔

حدیث نمبر 82 ۔ صحیحین میں ہے کہ! حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ! قیامت کے دن میری اُمت اِس حالت میں بُلائی جائے گی۔ کہ منہ اور ہاتھ پاؤں آثارِ وضو سے چمکتے ہوں گے۔ تو جس سے ہو سکے۔ چمک زیادہ کرے۔

حدیث نمبر 83 ۔ جامع ترمذی میں ہے۔ کہ! حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ! جو شخص وضو پر وضو کرے۔ اس کے لئے دس **10** نیکیاں لکھی جائیں گی۔

حدیث نمبر 84 ۔ صحیحین میں ہے۔ کہ! حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ جب جنابت کا غُسل فرماتے۔ تو ابتداء یوں کرتے۔ کہ! پہلے ہاتھ دھوتے۔ پھر نماز کا سا وضو کرتے۔ پھر اُنگلیاں پانی میں ڈال کر ان سے بالوں کی جڑیں تر فرماتے۔ پھر سر پر تین لپ پانی ڈالتے۔ پھر تمام جلد پر پانی بہاتے۔

حدیث نمبر 85 ۔ سُنن اربعہ میں ہے۔ کہ! اصحابِ سُنن اربعہ ؒ نے حضرت ام المؤمنین ؓ سے روایت کی۔ فرماتی ہیں۔ کہ! نبی کریم ﷺ غُسل کے بعد وضو نہیں فرماتے۔

حدیث نمبر 86 ۔ صحیح مُسلم شریف میں ہے۔ کہ! حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ! مُنجملہ ان باتوں کے جن سے ہم (یعنی اِس اُمت) کو لوگوں (اُمت محمدی ﷺ سے پہلے والی اُمتوں) پر فضیلت دی گئی۔ یہ تین باتیں ہیں۔

ا۔ ہماری صفیں ملائکہ کی صفوں کے مثل کی گئیں۔ (۲) اور ہمارے لئے تمام زمین مسجد کر دی گئی۔ (۳) اور جب ہم پانی نہ پائیں (تو) زمین کی خاک ہمارے لئے پاک کرنے والی بنائی گئی۔ (یعنی پاک زمینی مٹی سے **تیمم**)

حدیث نمبر 87 ۔ صحیح مُسلم میں ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ! پانچ نمازیں اور جُمعہ سے جُمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک ان تمام گناہوں کو مِٹا دیتے ہیں۔ جو اِن کے درمیان ہوں۔ جب کہ کبائر (گناہ کبیرہ) سے بچا جائے۔

حدیث نمبر 88 ۔ صحیحین میں ہے۔ کہ! حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک صاحب سے ایک گناہ سرزد ہوا۔ حاضر ہوکر عرض کی۔ اُس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ **وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيۡلِ ؕ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ يُذۡهِبۡنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكۡرٰى لِلذّٰكِرِيۡنَ** o (سورہ ھود آیت نمبر **114**) نماز قائم کر۔ دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصہ میں۔ نیکیاں گناہوں کو دور کرتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے۔ نصیحت ماننے والوں کے لئے۔ انہوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ خاص میرے لئے ہے؟ فرمایا۔ میری تمام اُمت کے لئے۔

حدیث نمبر 89 ۔ صحیحین میں ہے۔ کہ! حضرت ابنِ مسعودؓ کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔ اعمال میں اللہ تعالٰی کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کیا ہے؟ فرمایا۔ وقت کے اندر نماز۔ میں نے عرض کی۔ پھر؟ فرمایا۔ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔ میں نے عرض کی۔ پھر کیا؟ فرمایا۔ راہِ خُدا میں جہاد کرنا۔

حدیث نمبر 90 ۔ صحیحین اور ابنِ ماجہ میں ہے۔ کہ! حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ! صفیں برابر کرو۔ کہ صفیں برابر کرنا۔ تمام نماز سے ہے۔

حدیث نمبر 91 ۔ صحیحین اور ابنِ ماجہ میں ہے۔ کہ! حضرت ابوموسٰی اشعریؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ! سب سے بڑھ کر نماز میں اس کو ثواب ہے۔ جو زیادہ دور سے چل کر آئے۔

حدیث نمبر 92 ۔ صحیح مُسلم شریف میں ہے۔ کہ! حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ! مجھ پر میری اُمت کے اچھے بُرے تمام اعمال پیش کئے گئے۔ نیک کاموں میں اذیت کی چیز کا راستے سے دور کرنا پایا۔ اور بُرے اعمال میں مسجد میں تھوک۔ کہ زائل نہ کیا گیا ہو۔

حدیث نمبر 93 ۔ صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، سنن دارِقطنی، بیہقی، سنن ابی داؤد، مسند احمد اور معجم کبیر میں ہے۔ کہ! حضرت وائل حضرمیؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت طارق بن سوید جعفیؓ نے نبی مکرم ﷺ سے شراب کے بارے میں دریافت کیا۔ تو آپ ﷺ نے انہیں (حضرت طارق بن سوید جعفیؓ) منع فرما دیا۔ (یا شاید) اِس بات پر ناپسندیدگی کا اِظہار فرمایا۔ کہ وہ (حضرت طارق بن سوید جعفیؓ) شراب بنائے۔ تو اُنہوں (حضرت طارق بن سوید جعفیؓ) نے عرض کیا۔ کہ اس (شراب) کو دواء (بنانے کے لئے) بناتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ یہ دواء نہیں (بلکہ) داء (بیماری) ہے۔

﴿اِس ضمن میں مؤلف کتاب ہذا (فقیر عبدالرؤف قادری) قارئینِ کتاب ہذا کی خدمت اقدس میں نہایت ادب سے عرض پرداز ہے کہ دورِ حاضر میں تقریبًا جملہ قسم کی دوائیوں اور خوشبوؤں (Scents) میں الکحل (ہلکی شراب) کا کثرت سے استعمال پایا جاتا ہے۔ سادہ لوح اور پڑھے لکھے افراد بہت شوق سے استعمال کرتے ہیں﴾

حدیث نمبر 94 ۔ صحیح مُسلم شریف میں ہے۔ کہ! حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ! جب کوئی شخص کھانا کھانے لگے۔ تو اُسے دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیئے۔ اور جب کچھ پیئے۔ تو دائیں ہاتھ سے پینا چاہیئے۔ کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا۔ اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

حدیث نمبر 95 ۔ صحیح مُسلم شریف، جامع ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد، دارمی و دیگر کتبِ حدیث میں ہے۔ کہ! حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہوکر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث نمبر 96 ۔ صحیحین، جامع ترمذی، صحیح ابن حبان، سنن ابن ماجہ، سنن نسائی و دیگر کتبِ حدیث میں ہے۔ کہ! حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں آبِ زم زم پیش کیا۔ تو آپ ﷺ نے اُسے کھڑے ہوکر پیا۔

حدیث نمبر 97 ۔ صحیحین، موطا امام مالک، ابویعلٰی اور معجم کبیر میں ہے۔ کہ! حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم

ﷺ کی خدمتِ اقدس میں دودھ پیش کیا گیا۔ جس میں پانی مِلا ہوا تھا۔ آپ ﷺ کے دائیں طرف ایک دیہاتی بیٹھا ہوا تھا۔ اور بائیں طرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ تھے۔ آپ ﷺ نے اِسے (دودھ کو) پیا اور پھر اسے دیہاتی کو دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ دائیں طرف والے کا پہلے حق ہے۔

حدیث نمبر 98 ۔ صحیحین، صحیح ابن حبان، سنن ابی داؤد و ماجہ، جامع ترمذی، مستدرک حاکم و دیگر کتبِ حدیث میں ہے۔ کہ! حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ! جب کوئی شخص کھانا کھالے۔ تو انگلیاں چاٹ لینے یا انہیں کسی اور کے چاٹ لینے سے پہلے (کسی چیز سے) صاف نہ کرے۔

حدیث نمبر 99 ۔ صحیحین، صحیح ابن حبان، سنن ابی داؤد و نسائی و ماجہ، جامع ترمذی، مستدرک حاکم و دیگر کتبِ حدیث میں ہے۔ کہ! حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے دیکھ کر فرمایا۔ یہ کفار کا لباس ہے۔ اِسے نہ پہنو۔

حدیث نمبر 100 ۔ صحیح مسلم، صحیح ابن خزیمہ، مسند احمد و دیگر کتبِ حدیث میں ہے کہ! حضرت ابنِ عمر ؓ بیان کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ میں نبی مکرم سید المرسلین ﷺ کے سامنے سے گزرا۔ اس وقت میرا تہبند گھسٹ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ عبداللہ ؓ اپنا تہبند اوپر کرو۔ میں نے اِسے اوپر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''اور'' (تو میں نے اور) اوپر کیا۔ یہاں تک کہ حاضرین میں سے ایک صاحب نے دریافت کیا۔ کتنا اوپر کرے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''نصف پنڈلیوں تک''۔

پانچ لاکھ میں سے صرف پانچ احادیث نبوی ﷺ کا انتخاب

ملفوظاتِ امام اعظم ابوحنیفہ میں جناب حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی ؓ کے متعلق ہے۔ کہ اُنہوں نے پانچ لاکھ احادیثِ نبویہ ﷺ میں سے صِرف پانچ احادیثِ نبویہ ﷺ کو مُنتخب فرمایا۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1 اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اور ہر ایک کے لئے وہی ہے۔ جس کی اس نے نیت کی۔ (صحیح بُخاری)

2 انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے۔ کہ وہ فضول باتیں چھوڑ دے۔ (جامع ترمذی)

3 تُم میں سے کوئی اُس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے۔ جو اپنے لئے کرتا ہے۔ (صحیح بُخاری)

4 بے شک حلال بھی واضح ہے۔ اور حرام بھی واضح ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان مُشتبہ چیزیں ہیں۔ جِن کے مُتعلق بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ جو مشتبہ چیزوں سے بچا۔ اس نے اپنی عزت اور اپنا دین بچالیا۔ اور جو مشتبہ چیزوں میں پڑا۔ وہ حرام میں مُبتلا ہوا۔ (بلکہ) وہ اس چرواہے کی مانند ہے۔ جو چراگاہ کے قریب اپنا ریوڑ چراتا ہے۔ اس کے چراگاہ میں چلے جانے کا اندیشہ ہے۔ سُن لو! ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اُس کی حرام کردہ اشیاء ہیں۔

خبردار! جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ جب وہ سنور جائے۔ تو سارا جسم سنور جاتا ہے۔ اور جب وہ خراب ہو جائے۔ تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ اور وہ (لوتھڑا) قلب ہے۔ (صحیح بُخاری)

5 مسلمان وہ ہے۔ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ (صحیح بُخاری)

بدو کے عجیب وغریب سوالات اور آنخضرت نبی مکرم ﷺ کے مکمل، مختصر مگر جامع جوابات

غریبم بے نوایم خاکسارم یا رسول اللہ   زِ رحمت یک نظر بر حالِ زارم یا رسول اللہ

مسند احمد اور کنز العمال احادیثِ نبویہ ﷺ کی مشہور ومعروف کتب ہیں۔ اُن میں سے یہ ایک مختصر واقعہ مع سوالات و جوابات آیا ہے۔ آنخضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں ایک بدو حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ کہ! مَیں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس وقت حضرت خالد بن ولید ؓ (سیف اللہ) بھی وہاں (مجلس ومحفل میں) موجود تھے۔ بدو نے سوالات کئے۔ (تو) نبی اکرم ﷺ نے بہت ہی شاندار، مکمل، مختصر مگر انتہائی جامع انداز میں (نہ صِرف اُس بدو کو بلکہ تمام انسانیت) جوابات مرحمت فرمائے۔ جو کہ نہ صِرف اُمتِ محمدیہ ﷺ بلکہ تمام نوعِ انسانی کے لئے مشعلِ راہ اور کامل ضابطہ حیات ہیں۔ وہ تمام سوالات و جوابات ہدیہ ناظرین وشائقین حاضر خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور ہم سب کو ان

پر مکمل عمل پیرا ہونے کی توفیق و طاقت عطا فرمائے۔ آمین۔

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں امیر (غنی) بننا چاہتا ہوں۔

آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! قناعت اختیار کرو۔ امیر ہو جاؤ گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں سب سے بڑا عالم بننا چاہتا ہوں۔

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! تقویٰ اختیار کرو۔ عالم بن جاؤ گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں سب سے بڑا عالم بننا چاہتا ہوں۔

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلانا بند کردو۔ عزت والے بن جاؤ گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں اچھا آدمی بننا چاہتا ہوں۔

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! قناعت اختیار کرو۔ امیر ہو جاؤ گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں سب سے بڑا عالم بننا چاہتا ہوں۔

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! مخلوق کو نفع پہنچاؤ۔ اچھے آدمی بن جاؤ گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں عادل بننا چاہتا ہوں۔

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! قناعت اختیار کرو۔ امیر ہو جاؤ گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں سب سے بڑا عالم بننا چاہتا ہوں۔

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! جسے اپنے لئے اچھا سمجھتے ہو۔ وہی دوسروں کے لئے پسند کرو۔

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں طاقت وَر بننا چاہتا ہوں۔

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں اللہ تعالیٰ کے دربار میں خاص درجہ چاہتا ہوں۔

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! کثرت سے ذِکر کرو۔

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں رزق میں کشادگی چاہتا ہوں۔

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! ہمیشہ باوضو رہو۔

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں دُعاؤں کی قبولیت چاہتا ہوں۔

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! حرام نہ کھاؤ۔

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں ایمان کی تکمیل چاہتا ہوں۔

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! اخلاق اچھے کرلو۔

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے گناہوں سے پاک ہوکر ملنا چاہتا ہوں۔

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! جنابت کے بعد فوراً غسل کیا کرو۔

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں گناہوں میں کمی چاہتا ہوں۔

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! کثرت سے استغفار کیا کرو۔

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں بروزِ قیامت نُور میں اُٹھنا چاہتا ہوں۔

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! ظلم کرنا چھوڑ دو۔

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں چاہتا ہوں۔ کہ! اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم فرمائے۔

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! اللہ تعالیٰ کے بندوں پر رحم کرو۔

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں چاہتا ہوں۔ کہ! اللہ تعالیٰ میری پردہ پوشی فرمائے۔

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! لوگوں کی پردہ پوشی کیا کرو۔

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں رُسوائی سے بچنا چاہتا ہوں۔

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! زِنا سے بچو۔

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کا محبوب بننا چاہتا ہوں۔

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! جو اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کا محبوب ہے۔ اس کو اپنالو۔

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بننا چاہتا ہوں۔

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! فرائض کی ادائیگی کا اہتمام کرو۔

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں احسان کرنے والا بننا چاہتا ہوں۔

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! اللہ تعالیٰ کی یوں بندگی کرو۔ جیسے تُم اس کو دیکھ رہے ہو۔ یا جیسے وہ تمھیں دیکھ رہا ہو۔

☆ بدو نے عرض کی۔ میرا کون سا عمل (مجھے) گناہوں سے معافی دلائے گا؟

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! آنسو، عاجزی، بیماری۔

☆ بدو نے عرض کی۔ میرا کون سا عمل دوزخ کی آگ کو ٹھنڈا کرے گا؟

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! چپکے چپکے صدقہ دو۔ اور صلہ رحمی کرو۔

☆ بدو نے عرض کی۔ سب سے بڑی بُرائی کیا ہے؟

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! بداخلاقی اور بخل۔

☆ بدو نے عرض کی۔ سب سے بڑی اچھائی کیا ہے؟

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! اچھے اخلاق، تواضع اور صبر۔

☆ بدو نے عرض کی۔ مَیں اللہ تعالیٰ کے غصے سے بچنا چاہتا ہوں۔

(آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے) اِرشاد فرمایا۔ کہ! لوگوں پر غصہ کرنا چھوڑ دو۔

حضرت سلطان العارفین سلطان الفقر سلطان باہوؒ کی جملہ کتبِ تصوف کی مشہور حدیث نبوی ﷺ

اس مشہور و معروف حدیث نبوی ﷺ کو حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ نے اپنی تمام کتب میں لکھا ہے۔ (کہ) حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر غفاریؓ نے ارشاد فرمایا۔ کہ!

اے ابوذرؓ! اکیلے چلا کرو۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اکیلا ہے۔ تم زمین میں اکیلے جاؤ۔ اے ابوذرؓ! بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہے۔ اور حسن و جمال کو پسند فرماتا ہے۔ اے ابوذرؓ! کیا تجھے ادراک ہے۔ کہ میں کس غم و فکر میں رہتا ہوں؟ اور مجھے کس چیز کا اشتیاق ہے؟ حضرت ابوذر غفاریؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اپنے غم، فکر اور اشتیاق سے آگاہ فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ’’آہ آہ آہ‘‘ مجھے اپنے اُن بھائیوں سے ملاقات کا اشتیاق ہے۔ جو میرے بعد آئیں گے۔ وہ انبیائے کرامؑ جیسی شان کے مالک ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُن کا مرتبہ شُہداء کے جیسا ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے والدین، بھائی بہنوں اور اولاد سے جدائی اختیار کریں گے۔ اپنے مال و دولت کو اللہ تعالیٰ کے لئے ترک کر دیں گے انکساری اختیار کریں گے۔ شہوات اور حصولِ دنیا کی طرف راغب نہ ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے ایک میں جمع ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں درد و تکلیف برداشت کریں گے۔ اِن کے قلوب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوں گے۔ اِن کی ارواح اللہ تعالیٰ میں فناء ہوں گی (فناء فی اللہ) اور اِن کے اعمال اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوں گے۔ جب اِن میں سے کوئی بیمار ہوگا۔ تو اُن کی بیماری اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہزار **1000** سالہ عبادت سے (زیادہ) افضل ہوگی۔

اے ابوذرؓ اگر تم چاہو اِن کی شان میں کچھ اور بیان کروں؟ حضرت ابوذر غفاریؓ نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول ﷺ مزید ارشاد فرمائیں، فرمایا! جب اِن میں سے کسی کو موت آئے گی۔ تو گویا آسمان والوں میں سے کسی کو موت آ گئی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ اہلِ اکرام میں سے ہوں گے۔

اے ابو ذر ؓ اگرتم چاہو اِن کے بارے میں بیان کروں؟ حضرت ابو ذر غفاری ؓ نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول ﷺ مزید ارشاد فرمائیں، فرمایا! اگر کوئی جوں (Lice) اِن کے کپڑوں میں گھس کر اِنہیں کاٹے گی۔ تو (اُس جوں کے کاٹے کی تکلیف کے بدلے) اللہ تعالٰی اِنہیں 70 حج اور 70 عُمروں کے برابر اجر عطا فرمائے گا۔ اور اِن کے لئے حضرت اسماعیل ؑ کی اولاد سے چالیس غلام آزاد کرنے کے برابر اجر ہوگا۔ اور وہ غلام بھی اِتنے قیمتی کہ اِن میں ہر ہر غلام کی قیمت بارہ ہزار دینار ہو۔

اے ابوذر ؓ اگرتم کہوتو مزید اِن کی شان بیان کروں؟ حضرت ابوذر غفاری ؓ نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول ﷺ مزید ارشاد فرمائیں، فرمایا! اِن میں سے جب کوئی اہلِ محبت اللہ تعالٰی کا ذکر کرے، تو اِس کے ہر ہر سانس کے بدلے دس لاکھ (Million) درجات لکھے جائیں۔

اے ابو ذر ؓ اگرتم کہوتو اِن کے بارے میں کچھ اور بیان کروں؟ حضرت ابو ذر غفاری ؓ نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول ﷺ مزید ارشاد فرمائیں، فرمایا! اِن میں سے جب کوئی عرفات کے پہاڑ پر دو رکعت نماز پڑھے گا تو اُس کو حضرت نوح ؑ کی ایک ہزار سالہ عمر جتنی عبادت کا ثواب دیا جائے گا۔

اے ابو ذر ؓ اگرتم کہوتو اِن کے بارے میں کچھ اور بیان کروں؟ حضرت ابو ذر غفاری ؓ نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول ﷺ مزید ارشاد فرمائیں، فرمایا! اِن میں سے جب کوئی اللہ تعالٰی کی تسبیح بیان کرے گا۔ تو قیامت کے دن وہ بیان کردہ تسبیح اِن کے لئے اِس بات سے بھی بہتر ثابت ہوگی کہ دنیا کے پہاڑ سونے اور چاندی کے بن کر اُس کے ساتھ چلا کرتے۔

اے ابوذر ؓ اگرتم چاہوتو اِن کے بارے میں مزید بیان کروں؟ حضرت ابوذر غفاری ؓ نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول ﷺ مزید ارشاد فرمائیں، فرمایا! جِس نے عقیدت ومحبت کی نگاہ سے اِن کی طرف دیکھا تو اللہ تعالٰی کو یہ بات اِس کے بیت اللہ کی طرف دیکھنے سے زیادہ پسند ہوگی۔ جِس نے اِن کو دیکھا تو گویا اِس نے اللہ تعالٰی کو دیکھا جِس نے اِنہیں لباس پہنایا اور اِنہیں کھانا کھلایا تو گویا اِس نے اللہ تعالٰی کو لباس پہنایا اور کھانا کھلایا۔

اے ابوذر ؓ اگرتم چاہوتو اِن کے بارے میں مزید بیان کروں؟ حضرت ابو ذر غفاری ؓ نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول ﷺ مزید ارشاد فرمائیں، فرمایا! وہ گناہ گار جو گناہ کرنے پر بضد ہوں اگر اِن کی محفل میں آ بیٹھے گا۔ تو اُٹھنے سے پہلے اُس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ پس تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اہلِ قلب کبھی سچے خوابوں کی صورت میں اسرارِ ملکوت کا مشاہدہ کرتے ہیں اور کبھی بحالتِ بیداری اُنہیں مشاہدہ ہوتا ہے جیسے کہ نیند میں ہوتا ہے جس سے اِنہیں ہر چیز کے معانی سمجھ آ جاتے ہیں یہ حالت اعلٰی درجات میں سے ہے جو کہ (دراصل) درجاتِ انبیاء میں سے ہے۔ (کیونکہ) بے شک سچے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں پس تم اِن کے معاملے میں ڈرنا۔ اگر تم اِن کے معاملے میں غلطی کرو گے تو تمھارے قصور کی حد تجاوز کر جائے گی اور تم ہلاکت میں پڑ جاؤ گیا یسی عقل سے جہالت بہتر ہے جو اُن کے انکار کی طرف راغب کرے۔ اولیاء اللہ کے اُمور سے جس نے انکار کیا تو گویا اُس نے انبیاء کا انکار کیا اور وہ دین سے مکمل طور پر خارج ہو گیا۔

کلام نبوی ﷺ بالکل مختصر اور فوائد کثیر (**جوامع الکلم**):

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی ؒ اپنی کتاب مدارج النبوت میں آنحضرت رسالت مآب ﷺ کے (اقوال کے) بارے میں رقم طراز ہیں۔ کہ اُن ﷺ کا کلام انتہائی مُختصر و جامع مگر پُر علم وکثیر فوائد پر مشتمل تھا۔ یہاں پر حضرت نبی مکرم ﷺ کی کچھ احادیثِ مبارکہ جو کہ حکمت ودانائی اور علم کے بلند ترین مراتب ومقامات تک رسائی کا مکمل ترین نصاب ہیں، بیان کی جا رہی ہیں۔ ☆ مَیں جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں۔ ☆ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ ☆ مومن کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔ (**نية المؤ من خير من عمله**) ☆ جو مرد عمدہ طریق پر اسلام لایا۔ اِس نے تمام لُغویت سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ ☆ مسلمان وہ ہے۔ جس کے ہاتھ اور زبان سے تمام مسلمان محفوظ رہیں۔ ☆ مسلمان ہو جا۔ کہ بچ جائے۔ ☆ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے۔ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ ☆ دین (اول تا آخر) مکمل نصیحت وبھلائی ہے۔ ☆ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ ☆ اپنے ماں باپ سے منہ نہ پھیرو۔ جس نے اپنے باپ سے منہ پھیرا۔ اس نے کفر کیا۔ ☆ اولاد کا اپنے والدین کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔ ☆ مومن کا زیور وہاں تک ہوگا۔ جہاں تک اس کے وضو کا پانی پہنچتا ہے۔ ☆ محفلوں کی باتیں امانت ہیں۔ ☆ حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے۔ ☆ مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا۔ ☆ جس سے مشورہ لیا جائے۔ وہ بات کا امین ہے۔

☆ بُرائی کو چھوڑنا صدقہ ہے ☆ جماعت اللہ تعالیٰ کی رحمت اور تفرقہ عذاب کا موجب ہوتا ہے۔ ☆ حیاء کامل بھلائی ہے۔ ☆ حیاء بھلائی ہے پوری کی پوری۔ **(الحیاء کلہ خیر)** ☆ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔ ☆ ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں۔ اور حیاء بھی ایمان (ہی) کی ایک شاخ ہے نہیں کرتا۔ تو جو تیرا دل چاہے، فضیلت، عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے۔ ☆ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ گویا تم اسے دیکھتے ہو۔ اگر تم اسے نہیں دیکھتے۔ تو وہ تمھیں دیکھتا ☆ اپنے آپ کو آرزو سے بچاؤ۔ کیونکہ وہ (تو) حماقتوں کا جنگل ہے۔ ☆ اگر ایمان والے کا خوف اور اُمید تولے جائیں۔ تو دونوں برابر اُتریں گے۔ ☆ مصائب کو چھپانا عرش کے خزانوں میں سے ایک (بہت عظیم) خزانہ ہے۔ ☆ تمھاری بیماری گناہ ہیں۔ اور تمھاری دوا توبہ ہے۔ ☆ کسی مومن کو ستانا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک کعبہ اور بیت المعمور کے شہید کر دینے سے پندرہ گنا زیادہ (بڑا) گناہ ہے۔ ☆ جو شخص میری محبت کا دعوٰی کرتا ہے۔ فقر اس کی طرف پانی کے بہاؤ سے بھی زیادہ تیزی سے بڑھتا ہے۔ ☆ جو شخص کسی مال دار کے مال کی خواہش لئے اس کی تعظیم کے لئے اپنی جگہ سے اُٹھا۔ اس کا دو تہائی دین جاتا رہا۔ ☆ ایمان والا مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی جو عنایتیں دیکھتا ہے۔ پھر یہی تمنا کرتا ہے۔ کہ دنیا میں ایک لمحہ کے لئے بھی نہ ٹھہرتا۔ ☆ آنکھیں بھی ضرور زِنا کرتی ہیں۔ اور ان کا زِنا حرام (یعنی غیر محرم) عورتوں کی طرف دیکھنا ہے۔ ☆ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے کو نعمت عطا کرتا ہے۔ تو اس سے اپنی نعمت کا اظہار چاہتا ہے۔ ☆ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ ☆ علم عمل کو بلاتا ہے۔ عمل اگر اسے جواب دے۔ تو علم ٹھہر جاتا ہے۔ ورنہ علم جاتا رہتا ہے۔ اور اس (علم) کی بر کت (بھی) جاتی رہتی ہے۔ ☆ فقہ حاصل کر۔ پھر کنارا کر۔ **(تفقہ ثم اعتزل)** ☆ عنقریب تم اپنے رب کو دیکھو گے۔ جیسے (کہ تم) چاند اور سورج کو دیکھتے ہو۔ ☆ قیامت کے دن آواز دینے والا آواز دے گا۔ کہاں ہیں ظالم اور کہاں ہیں اس کی مدد کرنے والے ؟ کہاں ہیں وہ جنہوں نے ان کے لئے قلم تیار کیا تھا ؟ اور کہاں ہیں وہ جنہوں نے ان کی دوات میں صوف ڈالا تھا ؟ ان سب کو اکٹھا کرو۔ اور آگ کے صندوق میں بند کر دو۔ ☆ جب کسی پر ظلم ہو۔ اور کوئی اس کی مدد کرنے والا نہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے مظلوم بندے! میں ضرور تیری مدد کروں گا۔ اگرچہ کچھ دیر بعد۔ ☆ بیماروں کی عیادت کرو۔ اور جنازوں میں شرکت کیا کرو۔ کیونکہ! یہ تمھیں آخرت کی یاد دلائیں گے۔ ☆ اور میں تم سے ملنے کا بہت شوق رکھتا ہوں۔ (حدیثِ قدسی) ☆ اپنا کھانا پرہیز گاروں کو کھلاؤ۔ اور اپنا کپڑا ایمان والوں کو پہناؤ۔ ☆ افضل لاذکر '' **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** '' سے شیطان کو دبلا کرو۔ کیونکہ! شیطان اس سے دبلا ہو جاتا ہے۔ جیسے کوئی اپنے شریر اونٹ کو بکثرت سوار ہونے اور بکثرت بوجھ لادنے سے دبلا کرتا ہے۔ ☆ ایمان کے دو حصص ہیں۔ ایک حصہ صبر اور ایک حصہ شکر ہے۔ ☆ لعنتی ہے۔ جو اپنے جیسی مخلوق پر بھروسہ کرے۔ ☆ جو مخلوق سے عزت چاہے۔ وہ ذلیل ہے۔ ☆ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے۔ جو سر کو بدن سے۔ ☆ میرا قرب حاصل کرنے والوں نے فرائض کو اچھی طرح سے ادا کر کے میری قربت حاصل کی۔ میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں۔ (میں) جب اسے محبوب بنا لیتا ہوں۔ تو اس کے کان، آنکھ اور ہاتھ اور مددگار ہو جاتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے ساتھ سنتا ہے۔ میرے ساتھ دیکھتا ہے۔ اور میرے ساتھ پکڑتا ہے۔ اور وہ اپنے سب کاموں کو اللہ تعالیٰ ہی دیکھتا اور سمجھتا ہے۔ (حدیثِ قدسی) ☆ جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت جہالت سے کرے گا۔ تو جہالت کی وجہ سے اصلاح کی نسبت زیادہ کرے گا۔ ☆ پہلے اپنے نفس کی اصلاح کرو۔ پھر اپنے اہلِ خانہ کی۔ ☆ قرابت دار محتاج ہوں۔ تو غیر کو صدقہ دینے کا کچھ اجر نہیں۔ ☆ اللہ تعالیٰ جب کسی سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے۔ اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ اور اس کے نفس کے عیوب اسے دکھا دیتا ہے۔ ☆ ہر صنعت میں اس کے ماہروں سے مدد لیا کرو۔ ☆ جو شخص ایک رات بیمار پڑا۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے راضی۔ اور جس بیامری سے دوچار رہا۔ اس پر صبر کیا۔ تو وہ گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے۔ جیسے اس دن پاک تھا۔ جب پیدائش کے وقت اپنی ماں کے پیٹ سے نکلا تھا۔ ☆ صحابہ کرام ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ حضرت معاذ ؓ ہمیں کہتے ہیں۔ آؤ۔ ایک گھڑی ٹھہرو۔ ایمان لائیں۔ کیا ہم ایمان والے نہیں ہیں ؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ معاذ ؓ کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ ☆ جو دنیا اور آخرت میں عزت و بزرگی چاہتا ہے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ! تقوٰی اختیار کرے۔ ☆ جو شخص یہ چاہے۔ کہ! سب لوگوں میں زیادہ عزت والا ہو۔ اسے چاہیئے۔ کہ تقوٰی اختیار کرے۔ (فرمانِ الٰہی: **ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم**۔ تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے۔ جو تقوٰی شعار ہے) ☆ اور جو یہ چاہے۔ کہ وہ سب سے زیادہ غنی ہو جائے۔ اسے چاہیئے۔ کہ وہ اپنی دسترس کی چیزوں ے بجائے ان چیزوں پر بھروسہ کرے۔ جو دستِ قدرت کے قبضے میں ہیں۔ ☆ دنیا ایمان والے کے لئے زندان ہے۔ **(الدنیا سجن المومن)** ☆ جیسے کہ دنیا تھی ہی نہیں۔ جیسے کہ آخرت سدا سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پہچان لینے والے کو بو

لنے سے روک دیا جاتا ہے۔ ☆ جب تو صبح کرے۔ تو اپنے نفس سے شام کی بات نہ کر۔ اور جب شام کرے۔ تو اپنے نفس سے صبح کی بات نہ کر۔ کیونکہ! تجھے نہیں معلوم کہ کل تیرا نام کیا ہوگا ؟ (زندہ یا مردہ) ☆ جس نے دنیا سے محبت کی۔ اس نے آخرت کو نقصان پہنچایا۔ اور جس نے آخرت سے مھبت کی۔ اس نے دنیا کو نقصان پہنچایا۔ ☆ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے سوا مومن کے لئے راحت نہیں۔ ☆ جو اپنے کھانے پینے میں حلال وحرام کی پرواہ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کی پرواہ نہیں کرے گا۔ کہ اسے دوزخ کے دروازوں میں سے کس دروازے سے داخل کرے۔ ☆ لوگوں کی دل جوئی کرنا صدقہ ہے۔ ☆ جن نیک بندوں نے دنیا میں پرہیزگاری اختیار کی۔ ان کا حساب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ شرمائے گا۔ ☆ کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔ ☆ مومن کا چہرہ مسکرتا ہوا ہوتا ہے۔ جبکہ دل غم سے معمور۔ ☆ جو اپنے علم پر عمل کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے ایسا علم بتاتا ہے۔ جسے وہ نہیں جانتا۔ ☆ میں تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والا ہوں۔ اور سب سے زیادہ خوف رکھنے والا ہوں۔ ☆ جہاں تک ہوسکے۔ دُنیا کے غموں سے فارغ ہو جاؤ۔ ☆ جب بندہ اپنے عمل کو آخرت کے لئے آرائش کرتا ہے۔ اور اس کا مقصود و ارادہ آخرت نہیں ہوتا۔ تو اس کے نام ونسب کے ساتھ آسمانوں پر لعنت کی جاتی ہے۔ ☆ جنصیحت (حاصل کرنے کے لئے) موت کافی ہے۔ (**کفٰی بالموت واعظا**) ☆ آپ ﷺ ادھر نظر نہ ڈالئے۔ کہ انہیں ان کی عورتوں سے نفع دیا۔ دُنیا کی زینت محض ان کی آزمائش کے لئے ہے۔ ☆ جاللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ گویا وہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔ اگر تم اسے نہیں دیکھتے۔ تو وہ (تو تمھیں یقینًا) دیکھتا ہے۔ ☆ جو اللہ تعالیٰ کے لئے جھکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بلند کرتا ہے۔ اور جو تکبر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے پست کرتا ہے۔ ☆ جو بندہ جہالت سے عبادت کرتا ہے۔ وہ اصلاح سے زیادہ فساد کرتا ہے۔ ☆ جایمان والا اگر پہاڑ کی چوٹی پر ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی تعلیم کے لئے وہاں بھی عالم کو بھیج دے گا۔ ☆ مجھے اپنی اُمت پر خوف نہیں۔ مگر مجھے منافق کے چرب زبان کا خوف ہے۔ ☆ جتم میں سے کوئی عمل کرنے والا جنتیوں جیسے عمل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک گز یا کچھ زائد کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ اسے بدبختی آلیتی ہے۔ اور وہ اہلِ دوزخ میں سے ہو جاتا ہے۔ اور تم میں سے کوئی دوزخیوں جیسے عمل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک گز یا کچھ زائد کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ اسے خوش بختی آلیتی ہے۔ اور وہ اہلِ جنت میں سے ہو جاتا ہے۔ ☆ ججو اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع (اختیار) کرے۔ (تو) اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے۔ ☆ جبے فائدہ چیز کا چھوڑ دینا بھی اسلام کی خوبیوں میں سے ایک (خوبی) ہے۔ ☆ جاہد اس جگہ ہے۔ تقوٰی اس جگہ ہے۔ اخلاص اس جگہ ہے۔ پھر اپنے سینہء اطہر کی جانب اشارہ فرمایا کرتے تھے۔ ☆ جاپنی رائے پر اکتفا کرنے والا گمراہ ہوا۔ ☆ ججس نے علم سیکھا۔ اور اس پر عمل کیا۔ اوروں کو سکھایا۔ (تو) ملکوتِ اعلیٰ میں اسے [عظیم ''پکارا جائے گا۔ ☆ سائل (سوال کرنے والا۔ مانگنے والا) اللہ تعالیٰ کا اس کے بندے کی طرف ہدیہ ہے۔ ☆ جقیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنے ایمان دار بندوں سے فرمائے گا۔ کہ تم نے اپنی آخرت کو دنیا پر اور میری عبادت کو اپنی شہوتوں پر مقدم رکھا۔ اور اختیار کیا۔ مجھے اپنی عزت وجلال کی قَسم! میں نے جنت کو تمھارے لئے ہی پیدا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد (تو) مومنین کے لئے ہوگا۔ مگر (اللہ تعالیٰ اپنے) محبین کے لئے یہ فرمائے گا۔ تم نے دُنیا وآخرت میں مجھے ساری مکلوق پر مقدم رکھا۔ اور سب پر مجھ ہی کو اختیار کیا۔ ساری مخلوق کو اپنے قلوب سے علیحدہ کیا۔ اور اسے اپنے باطن سے دور کر دیا۔ اس لئے میرا دیدار، میرا قرب اور میرا اُنس تمھارے لئے ہے۔ اور تمھی میرے سچے بندے ہو۔ ☆ تم رات کے سائل کو رَد نہ کرو۔ کیونکہ اس وقت کبھی وہ سائل جو آتا ہے۔ (کہ) نہ وہ جن ہوتا ہے۔ نہ وہ انسان۔ بلکہ کسی دوسرے کو بھیجا جاتا ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو مال تمھیں عطا فرمایا ہے۔ اس میں تمھارے کرتوت دیکھے۔ اس طرح اس بندے کو سوال کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمھیں عطا کردہ نعمتوں میں تمھارے اعمال دیکھے۔ ☆ تم میرے لئے چھ چیزوں کے کفیل بنو۔ میں تمھارے لئے اللہ تعالیٰ پر جنت کا کفیل بن جاؤں گا۔ جب تم بات کرو۔ تو جھوٹ مَت بولو۔ جب تمھارے پاس امانت رکھی جائے۔ (تو) اس مین خیانت نہ کرو۔ جب وعدہ کرو۔ تو وعدہ خلافی نہ کرو۔ جب تم اپنے ہاتھوں، آنکھوں اور شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔ جب تمھارا باطن پاک وصاف ہو جائے گا۔ تو کسی واسطے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی پکار کو سننے لگے گا۔ جب تیرا خوف وامید یکجا ہو جائیں۔ تو تیرے رب ومولیٰ کا خطاب آنے لگے گا۔ ☆ اگر آسمان سے آگ اُترے۔ تو مسجد والوں کے سوا کوئی اور شخص اس (آسمانی آگ) سے نجات نہیں پائے گا۔ ☆ اپنے آپ کو آرزو سے بچاؤ۔ کیونکہ! وہ حماقت کا جنگل ہے۔ ☆ اگر ایمان والے کا خوف اور اُمید تولے جائیں۔ تو دونوں برابر اُتریں گے۔ ☆ اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیلِ امین ؑ سے فرماتا ہے۔ کہ! اے جبرائیل ؑ ! فلاں بندے کو سُلا دے۔ فلاں بندے کو جگا دے۔ (جس نے میری محبت کا دعوٰی کیا۔ اس کو اُٹھا دے۔ تاکہ میں اس کی محبت کی آزمائش کروں۔ (اسی طرح سے) فلاں

بندے کو سلا دے۔ وہ میرا محبوب ہے۔ کیونکہ اس نے عرصہ دراز تک میری اطاعت میں مشقت اُٹھائی ہے) ☆ رسولِ اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا۔ (کہ) آپ ﷺ کی آل کون ہے؟ متقی محمد ﷺ کی آل ہے۔ ☆ دُعائے ملحوف کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔☆ شیطان بنی آدم میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ سو! اس کے راستوں کو بھوک اور پیاس سے بند کرو۔ ☆ وہ شخص اللہ تعالیٰ کا شکرگزار نہیں بن سکتا۔ جو لوگوں کا شکرگزار نہ بنے۔☆ میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔ (ایک اور حدیث ہے۔ کہ!) میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔ مگر مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔☆ جس نے نیکی کا ارادہ کیا۔ لیکن عمل نہیں کیا۔ (تو) اللہ تعالیٰ اپنے ہاں اس کی ایک کامل نیکی لکھ دے گا۔ اور اگر نیکی کا ارادہ اس پر عمل بھی کیا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض دس سے لے کر سات سو نیکیوں تک دو چند بڑھائے گا۔☆ دو خصلتیں مومن میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ کنجوسی اور بد اخلاقی۔ ☆ درگُزری (معاف کرنا) بندے میں عزت کو بڑھاتی ہے۔ ☆ صحت و فراغت خسارے کی نعمتیں ہیں۔ اِن دونوں میں اکثر لوگ مُبتلا ہیں۔ ☆ جس نے مِلاوٹ کی۔ وہ ہم میں سے نہیں۔ ☆ بے شک بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔ ☆ نیکی کی راہ دکھانے والا ایسا ہی ہے جیسے اِس نے نیکی کی۔ ☆ قناعت ایسا خزانہ ہے۔ جو کبھی ناپید نہیں ہوتا۔ ☆ تدبیر کی مانند عقل نہیں ہے۔ ☆ زبان روکنے کی مانند پارسائی (تقوٰی) نہیں ہے۔ ☆ خوش اخلاقی کی مانند مُحبت نہیں ہے۔ ☆ رحم کرو۔ تا کہ تم پر (بھی) رحم کیا جائے۔ ☆ جوے۔ وہ ایمان دار نہیں۔☆ آدمی کی خوبصورتی اِس کی زبان کی فصاحت ہے۔ ☆ جہالت سے بڑھ کر سخت مُحتاجی نہیں ہے۔☆ نیکی کا خزانہ مصائب کو چھپانے میں ہے۔ ☆ دنیا میں مِثل مُسافر (یعنی بغیر ٹھکانے والے) کے مانند رہو۔ اور اپنے آپ کو صاحبِ قبر شُمار کرو۔ ☆ صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا۔ ☆ سخاوت کر۔ کہ تجھ پر سخاوت ہو۔ ☆ تواضع (عاجزی) درجہ کی بُلندی کو زیادہ کرتی ہے۔ ☆ عُمدہ طریق سے پوچھنا نصف علم ہے۔☆ اپنے بھائی کو شرمسار نہ کرو۔ کہیں خُدا تمھاری گرفت نہ کرے۔ اور تمھیں بھی اِس میں آلودہ نہ کردے۔ ☆ خرچ میں میانہ روی نصف معیشت ہے۔☆ مومن، مومن کا آئینہ ہے۔ ☆ بہترین کام وہ ہیں۔ (کہ) جن میں میانہ روی (اعتدال) ہو۔ ☆ لوگوں سے محبت کا برتاؤ کرنا نصف عقل مندی ہے۔ ☆ عقل سے زیادہ پیارا مال (تونگری) نہیں ہے۔☆ سب سے سچا خواب صبح صادق کے وقت دیکھنا ہے۔ ☆ جس کا آخری کلام **لا الہ الا اللہ** ہے۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (انشاءاللہ) ☆ جو شخص دسترخوان سے کھانے کے گرے ہوئے ٹکڑوں کو اُٹھا کر کھائے۔ وہ فراخی کی زندگی گزارتا ہے۔ اور اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد کم عقلی سے محفوظ رہتی ہے۔ ☆ میں حق تعالیٰ کے نور سے ہوں۔ اور مومن میرے نور سے ہیں۔ ☆ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے شروع میں ایسے شخص کو ظاہر فرماتا ہے۔ جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کرتا ہے۔ ☆ اے میرے بندے! میں مَیں تیرے گمان کے مطابق تیرے ساتھ ہوں۔ جبکہ تُو مجھے پکارے۔ (حدیثِ قدسی) ☆ زمین و آسمان میرے متحمل نہیں۔ لیکن مسلمان بندے کا قلب اس کا متحمل ہے۔ (حدیث قدسی) ☆ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی۔ (تو) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ ☆

جس نے پورا پورا وضو کیا۔ اور فرض نماز پڑھنے کو گھر سے نکلا۔ اور مسجد میں جا کر امام کے ساتھ نماز پڑھی۔ تو اس کے تمام گناہ معاف ہو گئے۔

☆ اگر تمھیں کوئی نقصان پہنچ جائے۔ تو یہ نہ کہو۔ (کہ) ''اگر میں ایسا کر لیتا۔ تو ایسا ہو جاتا''۔ البتہ یہ کہو۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر یونہی تھی۔ اور انہوں نے جو چاہا، کیا۔ کیونکہ! ''اگر'' (کا لفظ درحقیقت) شیطان کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ ☆ دین (حساب، جزء اور اطاعت کی) گھڑی ہے۔ اس میں (خوب) عبادت کرلو۔ ☆ ایک گھڑی ذکرِ الٰہی میں محو رہنا، ساٹھ برس کی عبادت سے اچھا ہے۔ ☆ سچ بولو۔ اگرچہ اس میں تمھیں ہلاکت نظر آئے۔ (کیونکہ) نجات اسی میں ہے۔ ☆ انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ جب یہ سنور جائے۔ تو سارا بدن سنور جاتا ہے۔ اور جب وہ بیمار ہو جاتا ہے۔ تو سارا بدن بیمار ہو جاتا ہے۔ مطلع ہو جاؤ۔ (کہ) گوشت کا وہ ٹکڑا ''لب'' ہے۔☆ فکر کرنا نصف عبادت ہے۔ کم کھانا کل عبادت ہے۔☆ اے فاطمہ ؓ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی! اپنے نفس کو آگ سے بچا۔ مَیں اللہ تعالیٰ کے ہاں تیرے کام نہیں آؤں گا۔ ☆ میری مخلوق میں سب سے پہلے مرنے والا ابلیس ہے۔ حدیثِ قدسی۔ (یعنی کہ ابلیس کے گناہ کرنے سے اس کی موت واقع ہوگئی) ☆ سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔۔ ☆ ایک گھڑی کا فکر ساری رات کی عبادت سے بہتر ہے۔ ☆ جو شخص میرا ذکر کرتا ہے۔ مَیں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ (حدیثِ قدسی) ☆ لوگ اللہ تعالیٰ کے عیال (کنبہ) ہیں۔ اور لوگوں میں اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ محبوب (بندہ یا بندی) وہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے عیال (کنبہ) کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچائے۔ ☆ عیش (تو بس صرف) آخرت کی عیش ہے۔ ☆ بندے کا ایسی چیز کی طلب کرنا، جو اس کی قسمت میں نہیں لکھی گئی۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے

عذابوں میں سے ایک ہے۔ ☆ اللہ تعالیٰ کے سخت ترین عذابوں میں سے اپنے بندے کے لئے یہ ہے۔ کہ وہ ایسی چیز طلب کرے۔ جو اس کی قسمت میں نہیں ہے۔ ☆ جس کسی کے لئے بھلائی کا دروازہ کھولا جائے۔ اسے چاہیئے۔ کہ! غنیمت جانے۔ کیونکہ! اسے نہیں معلوم، کہ وہ دروازہ اس پر کب بند ہو جائے گا۔ ☆ دُنیا کی آخرت کی کھیتی ہے۔ جس نے بھلائی بوئی۔ (وہ) بھلائی پائے گا۔ اور باعثِ مسرت ہوگا۔ اور جو بُرائی بوئے گا۔ وہاں ندامت اُٹھائے گا۔ ☆ تمھارا رب ہر ایک مخلوق کی پیدائش، رزق اور زندگی (کی مدت) لکھ کر فارغ ہو چکا ہے۔ ہونے والی سب چیزیں لکھ کر قلم خشک ہو گیا ہے۔ ☆ تیرے ہاتھ مٹی لگے۔ (یعنی تُو محتاج ہو جائے)۔ اور جب غناء طلب کرے۔ تو منی میں خاک پڑے۔ ☆ مومن کی خوشی اس کے چہرے پر (دکھائی دے رہی) ہوتی ہے۔ اور غم اس کے دل میں (چھپا ہوا ہوتا ہے) ☆ وصلِ الٰہی کے سوا مومن کو راحت نہیں۔ ☆ اپنے کاموں پر درازی میں مدد لیا کرو۔ ☆ ایمان والا، ایمان والے کے لئے آئینہ ہے۔ ☆ جس قدر استطاعت ہو۔ دُنیا کے بکھیڑوں سے بچ جاؤ ☆ تمھاری دُنیا سے تین چیزیں ایسی ہیں۔ جو میری محبوب بنا دی گئی ہیں۔ خوشبو، عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ ☆ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو عذاب نہیں دیتا۔ لیکن کبھی آزمائش میں ڈالتا ہے۔ ☆ مَیں اور میری اُمت کے متقی تکلف سے بیزار ہیں۔ ☆ جھوٹ ایمان سے دور رکھنے والا ہے۔ برتن میں جو کچھ ہوگا۔ اس سے وہی ٹپکے گا۔ ☆ بڑوں میں برکت ہے۔ ☆ خود مجھے خوف ہے۔ اور (میں اپنی) امت پر خوف کرتا ہوں۔ زبان دراز منافق سے۔ ☆ اس نے روزہ نہیں رکھا۔ جو روزے میں لوگوں کا گوشت کھائے (لوگوں کا گوشت کھانے سے مراد غیبت کرنا ہے) ☆ جاہل کے لئے ایک دوزخ اور عالم کے لئے سات دوزخ ہیں۔ ☆ تمھارے اور رب کے بیچ میں جو تعلق ہے۔ اسے جوڑو۔ سعادت پاؤ گے۔ ☆ صابر فقراء، بروزِ قیامت رحمان کے ہم نشین ہوں گے۔ ☆ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے۔ جو ہر روز صبح و شام آواز دیتا ہے۔ اے اولادِ آدم! تم مرنے کے لئے پیدا ہوتے ہو۔ ویرانی کے لئے عمارت بناتے ہو۔ اور دشمنوں کے لئے مال جمع کرتے ہو۔ ☆ مون کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں۔ جب تک اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی چیز نہ چاہے۔ جو (وہ) اپنے لئے چاہتا ہے۔ ☆ میری اُمت جب تک رمضان کی تعظیم کرتی رہے گی۔ رُسوا نہ ہوگی۔ ☆ اللہ تعالیٰ سے محبت کرو۔ کیونکہ! (وہ) تمھیں اپنی نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ اور مجھے چاہو۔ کیونکہ! اللہ تعالیٰ مجھے چاہتا ہے۔ ☆ حیا ایمان ہے۔ **(الحیاء من الا یمان)** ☆ بندہ جب عمل میں کوتاہی کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اُسے مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ☆ جس کا آج اور گزرا ہوا کل ایک سے ہیں۔ وہ نقصان میں ہے۔ جس کا گزرا کل آج کے دن سے بہتر تھا۔ وہ محروم ہے۔ ☆ ان دلوں پر زنگ آ جاتا ہے۔ ان کی چمک قرآنِ مجید کی تلاوت اور موت کو یاد کرنا اور ذِکر الٰہی کی مجالس میں حاضر ہونا ہے۔ ☆ تم تنہائی کو لازم پکڑو۔ کیونکہ وہ عبادت ہے۔ اور تم سے پہلے نیکوکاروں کی عادت ہے۔ ☆ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ پس یقیناً اس کا ذکر کیا۔ اگر چہ اس کی نماز، روزہ اور تلاوتِ قرآنِ پاک کم ہو۔ اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ پس یقیناً اسے بھلا دیا۔ اگر چہ اس کی نماز روزہ اور تلاوتِ قرآنِ پاک بکثرت ہو۔ ☆ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے۔ جو سر کو بدن سے۔ ☆ وہ بڑا احمق ہے۔ جس نے اپنے نفس کو خواہشات کے تابع کر لیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی آرزوئیں باندھیں۔ ☆ جس نے اپنی نگاہ کسی اجنبی عورت کو گھورنے کے بجائے نیچی کر لی۔ اللہ تعالیٰ اس کے عوض ایمان میں اضافہ فرما دے گا۔ جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔ ☆ اگر تم افلاس کا اندیشہ کرتے ہو۔ تو صدقہ دے کر اللہ تعالیٰ سے تجارت کرو۔ ☆ غصے کی حالت میں کوئی شخص فیصلہ نہ کرے۔ ☆ بے شک! حکمت بھوکے کے دل میں ہوتی ہے۔ خواہ وہ کافر ہی ہو۔ خاص کر اہلِ ایمان میں زیادہ ہوتی ہے۔ ☆ دنیا کا طالب مولیٰ کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ ☆ گناہ گار کے آنسو اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کر دیتے ہیں۔

بندہ ناچیز کمترین (البلوشی) قارئینِ کتاب ''اسرارِ محبوب'' کی خدمت میں نہایت اَدب سے عرض گزار ہے۔ کہ! مذکورہ چند ایسی احادیث ہیں۔ جو کہ واقعتاً جوامع الکلم اور زادِ راہِ سفر دین و دنیا ہیں۔ جو کہ مختصر مگر بہت جامع ہیں۔ ان احادیث میں بہت بڑے بڑے مطالب و مفاہیم پوشیدہ ہیں۔ اور یہ مکمل ضابطہءِ حیات ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑا نورانی علوم کا خزانہ ہیں۔

جنہاں عشق نمازاں پڑھیاں او کدی نئیں مردے ولیاں دے درباراں اُتے ویکھ لے ڈیوے بَلدے

اسلامی معلوماتِ عامہ

میرے کریم آقا ﷺ یہ کرم نہیں تو کیا ہے
مجھ جیسا کمترین بھی سیرت نگار ہے

حضرت نبی مکرم ﷺ، اہلِ بیتؓ وصحابہ ءکرامؓ :

حضرت سیدنا وشافعنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ننانوے اسمائے مطہرہ میں سے مشہور ومعروف اسمائے مبارکہ یہ ہیں۔ محمد۔ احمد۔ ماحی۔ حاشر۔ عاقب۔ خاتم۔ مزمل۔ مدثر۔ رحمۃ اللعالمین۔ طٰہٰ۔ یٰسین۔ قاسم۔ المقضی۔ نبی التوبۃ۔ نبی الملاحم۔ نبی الرحمۃ۔ **رسول الملحمۃ**۔ اِن اسمائے عظام کے علاوہ **دیگر صحائف** میں یہ اسمائے طیبات آئے ہیں۔ **تورات** میں یہ اسمائے مبارکہ آئے ہیں۔ احمد۔ محمد حبیب الرحمٰن۔ حمیاط۔ حمطایا۔ قدمایا۔ پندیند۔ احید۔ طاب طاب۔ احمد الضحوک القتال۔ **انجیلِ مقدس** میں یہ اسمائے مبارکہ ہیں۔ **مخمناز**۔ حنبطا۔ فارقلیط۔ بارقلیط۔ یارقلیط۔ **زبور** میں یہ اسمائے مبارکہ آئے ہیں۔ حاط حاط۔ فارقلیط۔ فلاح۔ حضرت **ابراہیم خلیل اللہؑ کے صحیفے** میں اسمِ مبارک ''**یوذموذ**'' آیا ہے۔ **حضرت شعیبؑ کے صحیفے** میں اسمِ مبارک ''**رکن المتواضعین**'' آیا ہے۔ **حضرت شیثؑ کے صحیفے** میں اسمِ مبارک ''**اخوناخ**'' آیا ہے۔ حضرت داؤدؑ کے نغموں میں آپ ﷺ کو اسمِ مبارک ''**جبار**'' سے پکارا گیا ہے۔ دیگر **کتبِ سماوی** میں ''**ماذماذ**'' آیا ہے۔

☆ **نسب نامہء والدِ محترم :** حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا حسب نسب (بطرفِ والدِ محترمؓ) یہ ہے۔ حضرت ابوالقاسم محمد رسول اللہ ﷺ بن عبداللہؓ بن عبدالمطلب (شیبہ) بن ہاشم (عمرو) بن عبدمناف (مغیرہ) بن قُصی (زید) بن کلاب (حکیم) بن مرۃ بن کعب بن لوی (کچھ کتب میں لیا ی ہے) بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمۃ بن مدرکہ بن الیاس بن مُضر بن نزار بن معد بن عدنان (یہاں تک بلا اختلاف درست ہے) بن حضرت اسمائیل ذبیح اللہؑ بن حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہؑ (یادرہے۔ کہ! عدنان تک تمام ماہرین انساب کا اتفاق ہے۔ اس کے بعد کچھ اختلاف ہے۔ بقول کچھ ماہرین کے۔ عدنان بن اُد بن **الھمیسع** بن حمل بن قید بن اسمائیلؑ بن ابراہیمؑ)

یادرہے۔ کہ! حضرت ابراہیمؑ سے حضرت آدمؑ کے نسب میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ اسی لئے آگے نہیں لکھا گیا۔

☆ **نسب نامہء والدہ محترمہ :** حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا حسب نسب (بطرفِ والدہ محترمہؓ) یہ ہے۔ حضرت ابوالقاسم محمد رسول اللہ ﷺ بن آمنہؓ بن وہب بن عبدِ مناف بن زہرۃ بن کلاب بن مرۃ بن کعب --- **علیٰ ھذا القیاس**۔

☆ **ازواجِ مطہرات (امہات المؤمنین) :** حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہراتؓ (جو کہ ہماری مائیں یعنی امہات المؤمنین کہلاتی ہیں) کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں۔ 01۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ بنت خویلد۔ 02۔ حضرت سودہ بنت زمعہ۔ 03۔ حضرت عائشۃ الصدیقۃؓ بنت حضرت سیدنا ابی بکر صدیقؓ۔ 04۔ حضرت حفصہؓ بنت حضرت عمرِ فاروقؓ۔ 05۔ حضرت ام سلمہؓ بنت ابی امیہ سہیل۔ 06۔ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان۔ 07۔ حضرت زینبؓ بنت جحش۔ 08۔ حضرت زینب بنت خزیمہ۔ 09۔ حضرت جویریہؓ بنت حارث۔ 10۔ حضرت صفیہؓ بنت حی۔ 11۔ حضرت ریحانہ بنت زید۔ 12۔ حضرت میمونہ بنت حارث۔

یادرہے۔ کہ! حضرت علیؓ بن حسینؓ بن امیر المؤمنین علی المرتضیٰؓ نے ازواجِ مطہرات کی تعداد پندرہ بایں ترتیب بیان فرمائی ہے۔ حضرت خدیجہ کبریٰؓ۔ حضرت سودہؓ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ۔ حضرت حفصہؓ۔ حضرت ام حبیبہؓ۔ حضرت زینبؓ بنت جحش۔ حضرت میمونہؓ۔ حضرت ام سلمہؓ۔ حضرت زینبؓ بنت خزیمہ۔ حضرت صفیہؓ۔ حضرت عمرہؓ بنت معاویہ۔ حضرت جویریہؓ۔ حضرت قتیلہؓ۔ حضرت ام شریکؓ۔ حضرت لیلیٰؓ۔

☆ **نرینہ اولادِ پاکِ نبی ﷺ :** حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی نرینہ اولادِ پاک ؓ کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں۔

بقولِ عروۃ : حضرت قاسم ؓ ۔ حضرت طاہر ؓ۔ حضرت عبد اللہ ؓ ۔ حضرت مطیب ؓ ۔

(کچھ علماء کے بقول طاہر، مطہر اور مطیب ایک ہیں)

بقولِ سعید بن عبدالعزیز : حضرت ابراہیم ؓ ۔ حضرت قاسم ؓ ۔ حضرت طاہر ؓ۔ حضرت مطہر ؓ ۔ (ایضًا)

☆ **بناتِ پاکِ نبی ﷺ :** حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی چاروں بیٹیوں کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء ؓ ۔ حضرت سیدہ زینب ؓ ۔ حضرت رقیہ ؓ ۔ حضرت ام کلثوم ؓ ۔

☆ **اعمام (چچا) پاکِ نبی ﷺ :** حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے گیارہ چچاؤں کے اسماء یہ ہیں۔

حارث ۔ قثم ۔ زبیر ۔ حضرت حمزہ ؓ ۔ حضرت عباس ؓ ۔ حضرت ابوطالب ۔ عبدالکعبہ ۔ حجل ۔ ضرار ۔ غیداق ۔ ابولہب ۔ (آنخضور نبی مکرم ﷺ کے صرف دو چچا کو شرف اسلام کی سعادت نصیب ہوئی ۔ حضرت سید الشہداء جنابِ حمزہ ؓ اور حضرت عباس ؓ)

☆ **عمات (پھوپھیاں) پاکِ نبی ﷺ :** حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی پھوپھیوں کے اسماء یہ ہیں ۔ عاتکہ ۔ اروی ۔ ام حکیم ۔ برہ ۔ امیمہ ۔ حضرت صفیہ ؓ ۔ (آنخضرت ﷺ کی پھوپھیوں میں سے صرف حضرت صفیہ ؓ دولت اسلام سے مشرف ہوئیں)

☆ **غزواتِ پاکِ نبی ﷺ :** حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے جن لڑائیوں (غزوات) میں اَزخود شریک ہوئے ۔ اُن کی تعداد نو ہے ۔ جن کے نام یہ ہیں ۔ غزوہ بدر ۔ غزوہ احد ۔ غزوہ خندق ۔ غزوہ بنی قریظہ ۔ غزوہ بنی مطلق ۔ غزوہ خیبر ۔ غزوہ فتحِ مکہ ۔ غزوہ حنین ۔ غزوہ طائف ۔

☆ **معجزاتِ حضرت نبی مکرم ﷺ :** حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے بے شمار معجزات میں سے چند معجزات یہ ہیں۔

قرآنِ حکیم ۔ چاند کا دو ٹکڑے ہونا ۔ سورج کا واپس پلٹنا ۔ استجابتِ دعا ۔ انگشتِ مبارکہ سے پانی بہنا ۔ قلیل پانی و کھانے کا بڑھ جانا ۔ کھانے کا ذکرِ الٰہی کرنا ۔ کنکروں کا ذکرِ الٰہی کرنا ۔ پتھروں اور درختوں کا سلام کرنا ۔ آپ ﷺ کے فراق میں کھجور کے تنے کا گریہ کرنا ۔ بکری کے زہریلے ران کا آپ ﷺ کو خبر دینا (کہ مَیں زہر آلود ہوں) ۔ آپ ﷺ کے بلاوے پر درخت کا چل کر آنا ۔ آپ ﷺ کے حکم سے دور دور کھڑے ہوئے درختوں کو بلانے پر مل جانا اور پھر دونوں کا اپنی اپنی جگہوں پر واپس چلے جانا ۔ ناتواں بکری کا دودھ والی بن جانا ۔ آپ ﷺ کے دستِ اقدس سے حضرت قتادہ بن نعمان انصاری ؓ کی آنکھ کے ڈیلے کو اپنی جگہ سے نکلنے کے بعد پہلے والی جگہ پر ایسے رکھ دینا (یعنی **Fix / Fit** کر دینا) کہ جیسے آنکھ نکلی ہی نہ ہو ۔ آپ ﷺ کے لعاب دہن ڈالنے سے حضرت علی المرتضیٰ ؓ کی آنکھ کا تندرست ہو جانا ۔ آپ ﷺ کے دستِ شفاء پھیرنے سے حضرت عبداللہ بن عتیک کی ٹوٹے ہوئے پاؤں کا صحیح ہو جانا ۔ آپ ﷺ کی نشاندہی کے مطابق غزوہ بدر سے پہلے ہی مشرکین کی جگہوں کی اطلاع دینا ۔ آپ ﷺ کا ابی ابن خلف کی نسبت خبر دینا کہ یہ میرے ہاتھوں قتل ہوگا ۔ آپ ﷺ کا اپنی امت کے ایک گروہ کے متعلق خبر دینا کہ وہ حضرت ام حرام ؓ کی ہمراہی میں سمندر پار کر کے جہاد کریں گے ۔ آپ ﷺ کا زمین کے مشرق و مغرب کی فتح یابی کی خبر و اطلاع دینا ۔ آپ ﷺ کا روم و فارس و کسریٰ کے خزانوں کے مفتوح ہونے کی خبر دینا ۔ حضرت حسن بن علی المرتضیٰ ؓ کے دو بڑے بڑے اسلامی لشکروں میں ذریعہ ء صلح ہونے کی خبر دینا ۔ آپ ﷺ کا حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کو لمبی عمر اور آپ ؓ سے کچھ لوگوں کو فائدہ اور کچھ کو نقصان ہونے کی خبر دینا ۔ آپ ﷺ کا شام عراق یمن کی فتوحات کی خبر دینا ۔ آپ ﷺ کا حضرت اویس قرنی ؓ کی بابت خبر دینا ۔ آپ ﷺ کا اپنی امت میں سے ایک جماعت کا جو کہ ہمیشہ حق پر رہے گی ، کی خبر دینا ۔ آپ ﷺ کا امت کو کئی فرقوں میں بٹ جانے کی خبر دینا ۔ آپ ﷺ کا اپنی امت کے متعلق کہ وہ شدید جنگ کریں گے کی خبر دینا ۔ آپ ﷺ کا حجاز کی زمین سے نکلنے والی آگ کی خبر دینا ۔ آپ ﷺ کا حضرت عمر فاروق ؓ اور حضرت عثمان غنی ؓ کی شہادت کی خبر دینا ۔ آپ ﷺ کا حضرت فاطمہ ؓ کے غم کو دیکھتے ہوئے خبر دینا کہ تم بھی جلد ہی (انتقال کر کے) میرے پاس آؤ گی ۔ آپ ﷺ کا حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کے علم کی خبر دینا ۔

☆ تعارفِ چند جلیل القدر صحابہء کرامؓ ☆

☆ **حضراتِ خلفائے راشدینؓ** : حضرت نبی مکرم ﷺ کے وصال کے بعد خلیفہء برحق اور امامِ مطلق کی ترتیب یہ ہے۔ حضرت سیدنا ابی بکر صدیقؓ ۔ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ ۔ حضرت سیدنا عثمانِ غنیؓ ۔ حضرت سیدنا علی المرتضٰیؓ ۔ حضرت حسن بن علیؓ ۔

(یاد رہے۔ کہ) بعض علمائے مفسرین، محدثین اور مجتہدین نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو بھی خلافتِ راشدہ میں شامل کیا ہے۔

☆ **حضراتِ عشرہ مبشرہؓ** : وہ دس جلیل القدر صحابہء کرامؓ کہ جن کو آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے ان کی زندگی ہی میں جنت کی بشارت دی۔ اُن کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں۔ حضرت سیدنا ابی بکر صدیقؓ ۔ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ ۔ حضرت سیدنا عثمانِ غنیؓ ۔ حضرت سیدنا علی المرتضٰیؓ ۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ ۔ حضرت زبیر بن العوامؓ ۔ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ۔ حضرت سعید بن زیدؓ ۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ ۔

☆ **حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ** : آپؓ کا نام عبداللہ، کنیت ابوقحافہ، والد کا نام عثمان، والدہ کا نام ام الخیر سلمہ اور قبیلے کا نام تمیم تھا۔ آپؓ کی ازواج کے اسماء۔ قتیلہ، ام رومان، اسماء بنت عمیس ام حبیبہ خارجہ بنت زید۔ آپؓ کے صاحبزادوں کے اسماء۔ عبداللہؓ، عبدالرحمانؓ اور محمدؓ۔ آپؓ کی بیٹیوں کے نام۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ (ام المؤمنین)، اسماء اور ام کلثومؓ۔ والدِ محترم کی طرف شجرہ نسب یہ ہے۔ عبداللہؓ (ابوبکر صدیقؓ) بن عثمانؓ بن عامر بن عمرو بن سعد بن تمیم بن کلاب ۔ ۔ ۔ والدہ کی طرف شجرہ یہ ہے۔ عبداللہ (ابوبکر صدیق) بن ام الخیر سلمہؓ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تمیم بن کلاب ۔ ۔ ۔ (کلاب سے عدنان تک آنحضرت نبی مکرم ﷺ والا سلسلہ ہے) حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مشہور قول یہ ہے۔ **عرفت محمد ﷺ بربی و عرفت ربی بمحمد ﷺ** ۔ مَیں نے محمد ﷺ کو رب کے ذریعہ سے جانا۔ اور رب کو محمد ﷺ کے ذریعہ سے جانا۔

☆ **حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظمؓ** : آپؓ کا نام عمر، کنیت ابوحفص اور لقب فاروقِ اعظم ہے۔ والدِ محترم کا نام خطاب اور والدہ ماجدہ کا نام ختمہ بنت ہاشم (یا ہشام) بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم ہے۔ آپؓ کی نو ازواج کے اسماء یہ ہیں۔ حضرت زینبؓ ۔ حضرت ام کلثومؓ بنت علی المرتضٰیؓ ۔ عائکہؓ ۔ ام حکیم۔ فقیہ۔ لہیہ۔ ام ولد۔ قریبہ اور ملکیہ۔ (قریبہ اور ملکیہ کے اسلام نہ لانے کی وجہ سے آپؓ نے دونوں کو طلاق دے دی) آپؓ کے صاحبزادوں کے اسماء۔ عبداللہؓ ۔ عبدالرحمان الاکبرؓ ۔ زید الاکبرؓ۔ عاصمؓ۔ عیاضؓ۔ زید الاصغرؓ۔ عبیداللہؓ۔ عبدالرحمان الاصغرؓ۔ عبدالرحمان الاوسطؓ ۔ جبکہ آپؓ کی صاحبزادیوں کے اسماء۔ حفصہؓ (ام المؤمنین زوجِ رسول اللہ ﷺ) ۔ رقیہؓ۔ فاطمہؓ۔ زینبؓ۔ نسبِ والدِ محترم کا یہ ہے۔ عمرؓ بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزٰی بن ریاح بن عبداللہ بن قراط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی ۔ ۔ ۔ (لوی سے عدنان تک آنحضرت نبی مکرم ﷺ والا سلسلہ ہے) آپؓ کا مشہور قول ہے۔ کہ! اگر اونٹ کا بچہ نہر فرات کے کنارے پیاسا مرجائے۔ تو مجھے ڈر ہے۔ کہ! اللہ تعالٰی مجھ سے حساب لے گا۔

☆ **حضرت سیدنا عثمان غنیؓ** : آپؓ کا نام عثمانؓ، کنیت ابوعبداللہ، لقب ذی النورین اور غنی ہے۔ آپؓ کے والدِ محترم کا نام عفان بن الواص تھا۔ جبکہ آپؓ کی والدہ ماجدہ کا نام اروٰی بنت کریز تھا۔ آپؓ کی آٹھ بیگمات کے اسماء یہ ہیں۔ حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ ۔ حضرت ام کلثومؓ بنت رسول اللہ ﷺ ۔ بنت بنی سعد۔ فاطمہ بنت ولید۔ ملکیہ۔ رحلہ۔ ام ولد۔ نائلہ بنت فافتہ کلبیہ۔ آپؓ کے آٹھ بیٹوں کے نام یہ ہیں۔ عبداللہ اکبرؓ ۔ عبداللہ اصغرؓ۔ ابانؓ۔ خالدؓ۔ عمرؓ۔ سعیدؓ۔ ولیدؓ۔ عبدالملکؓ۔ آپؓ کی آٹھ بیٹیوں کے نام یہ ہیں۔ مریم الکبرٰیؓ۔ عائشہؓ۔ ام ابانؓ۔ ام عمرؓ۔ مریم صغرٰیؓ۔ ام سعیدؓ۔ ام النبینؓ۔ ام ایوبؓ۔ آپؓ کے والدِ محترم کا نسب یہ ہے۔ عثمانؓ بن عفان ابن العاص بن امیہ ابن عبدشمس ابن عبدِ مناف ۔ ۔ ۔ (عبدِ مناف سے عدنان تک آنحضرت نبی مکرم ﷺ والا سلسلہ ہے)

☆ **حضرت سیدنا علی المرتضٰیؓ** :

کیسے الفاظ کے سانچے میں ڈھلے گا یہ جمالِ　　سوچتا ہوں کہ تیرے حُسن کی توہین نہ ہو

آپؓ کا نام علیؓ، کنیت ابوالحسن اور ابوتراب جبکہ آپؓ کے مشہور القابات مرتضٰی، اسداللہ، حیدر کرار وغیرہ تھے۔ آپؓ کے والدِ محترم کا نام ابی طالب

بن ہاشم ہے۔ جبکہ آپؓ کی والدہ محترمہ کا نام فاطمہؓ بنتِ اسد ہے۔ حضرت سیدہ خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراءؓ کے وصال کے بعد حضرت علی المرتضیٰؓ نے مزید آٹھ نکاح فرمائے تھے۔ جن کے اسماء یہ ہیں۔ ام النبینؓ بن خرام بن خالد۔ لیلیٰؓ بنت مسعود۔ اسماءؓ بنت عمیس۔ امامہؓ بنت ابوالعاص۔ خولہؓ بنت جعفر بن قیس۔ ام سعیدؓ بنت عروہ بن مسعود۔ ام حبیبہؓ بنت ربیعہ۔ مسمیاۃ امراء القیسؓ۔ آپؓ کے صاحبزادوں کے نام یہ ہیں۔ حضرت حسنؓ۔ حضرت حسینؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عباسؓ۔ حضرت جعفرؓ۔ حضرت عبیداللہؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت عبداللہؓ۔ حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عونؓ۔ حضرت یحیٰؓ۔ حضرت محمدؓ۔ حضرت اوسطؓ۔ حضرت محمد حنفیہؓ۔ حضرت محمد اکبرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت محسنؓ۔ حضرت عمرانؓ۔ اِن صاحبزادگان میں سے شہدائے کربلا کے اسماء یہ ہیں۔ سیدنا حسینؓ۔ سیدنا عباسؓ۔ سیدنا جعفرؓ۔ سیدنا عثمانؓ۔ سیدنا محمدؓ۔ سیدنا ابوبکرؓ۔ سیدنا عبداللہؓ۔ جبکہ آپؓ کی صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں۔ حضرت زینبؓ۔ حضرت ام کلثومؓ (زوجہء حضرت امیرامؤمنین عمر فاروقؓ)۔ حضرت ام ہانیؓ۔ حضرت میمونہؓ۔ حضرت ام جعفرؓ۔ حضرت زینب الصغریٰؓ۔ حضرت رملۃ الصغریٰؓ۔ حضرت فامہؓ۔ حضرت امامہؓ۔ حضرت خدیجہؓ۔ حضرت ام الحسنؓ۔ حضرت رملۃ الکبریٰؓ۔ حضرت ام الکرامؓ۔ حضرت رقیہؓ۔ حضرت ام سلمہؓ۔ حضرت جمانہؓ۔ حضرت حارشہؓ۔ حضرت نصیرؓ۔ آپؓ کا والدِ محترم کی طرف سے یہ نسب نامہ اس طرح ہے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ ابن ابی طالب (عمران) بن ہاشم۔۔۔ **(ہاشم سے عدنان تک آنحضرت نبی مکرم ﷺ والا سلسلہ ہے)** آپؓ کے لاتعداد اقوال میں سے مشہور اقوال یہ ہیں۔ ☆ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا۔ اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ ☆ جس نے (اِس فانی) دنیا کی حقیقت جان لی۔ اس پر مصیبتیں آسان ہو جاتی ہیں۔ ☆ دنیا میں سب سے بڑی نعمت اسلام ہے۔ سب سے اچھا شغل عبادت ہے۔ اور سب سے بڑھ کر عبرت دلانے والی چیز موت ہے۔ ☆ بات کہنے والے کو نہ دیکھو۔ بلکہ بات دیکھو۔ ☆ مصائب کا مقابہ صبر سے اور نعمتوں کی حفاظت شکر سے کرو۔ ☆ آدمی اپنی زبان تلے چھپا بیٹھا ہے۔ ☆ دانشمندی (درحقیقت) بھیدوں کی حفاظت کرتی ہے۔ ☆ قناعت وہ دولت ہے۔ جو ختم نہیں ہوسکتی۔

☆ **حضرت سید نا حسن بن علیؓ** : آپؓ کا نام حسنؓ، کنیت ابومحمد اور مشہور القابت سید، مجتبیٰ، شبیہء رسول ﷺ، تقی وزکی وغیرہم ہیں۔ آپؓ کے والدِ محترم کا نام علیؓ بن ابی طالب ہے۔ جبکہ والدہ محترمہ کا اسمِ مبارک فاطمہ بنت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔ آپؓ کی ازاواج اور اولاد کے اسماء اور تعداد میں مؤرخین کے ہاں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ بہرحال آپؓ کی ازواج کے اسماء یہ ہیں۔ حضرت ام بشیرؓ بنت ابومسعود۔ حضرت خولہؓ بنت منظور۔ حضرت فاطمہؓ بنت ابومسعود۔ حضرت ام اسحاقؓ بنت طلحہ۔ حضرت ام ولدؓ۔ حضرت رملہؓ۔ حضرت ام الحسنؓ۔ حضرت تقفیہؓ۔ حضرت امراء القیسؓ۔ حضرت جعدہؓ بنت اشعت۔ اسی طرح آپؓ کے صاحبزادگان میں حضرت زیدؓ، حضرت حسنؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہؓ یعنی ان چاروں بھائیوں میں باتفاق جمہور مؤرخین متفق ہیں۔ بہرحال اختلافی تعداد واسمائے صاحبزادگان یہ ہیں۔ زیدؓ حسنؓ۔ عمرؓ۔ عمروؓ۔ عبداللہؓ۔ قاسمؓ۔ حسینؓ۔ محمدؓ۔ ابوبکرؓ۔ حمزہؓ۔ جعفرؓ۔ طلحہؓ۔ ابراہیمؓ۔ یعقوبؓ۔ عبدالرحمانؓ۔ حضرت حسنؓ بن علی المرتضیٰؓ کی پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ ام الحسنؓ۔ ام عبداللہؓ۔ ام سلمہؓ۔ ام الخیرؓ۔ تماضرؓ۔ جبکہ اختلافی اسمائے صاحبزادیوں کے یہ ہیں۔ فاطمہؓ۔ ام الحسنؓ۔ ام الحسینؓ۔ ام عبداللہؓ۔ ام سلمہؓ۔ ام الخیرؓ۔ تماضرؓ۔ رقیہؓ۔ فاطمہ ثانیؓ۔ آپؓ کے مشہور اقوال یہ ہیں۔ ☆ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہوجاؤ۔ لوگوں سے بے نیاز ہوجاؤ گے۔ ☆ نیکی وہ ہے۔ (کہ) جس کے کرنے میں کسی قسم کی ریا کاری نہ ہو۔ ☆ جس میں حیاء نہیں۔ اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔

☆ **حضرت سید نا حسین بن علیؓ** : آپؓ کا نامِ مبارک ''حسینؓ''، کنیت ابوعبداللہؓ اور القابات سبط الرسول ﷺ اور ریحانۃ الرسول ﷺ ہیں۔ آپؓ کے والد محترم علی المرتضیٰؓ بن ابی طالب جبکہ والدہ محترمہ فاطمۃ الزہراءؓ بنت رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپؓ کی ازواج کی تعداد پانچ ہے۔ جن میں سے حضرت شہر بانوؓ کے فرزند حضرت زین العابدین بن حسینؓ ہیں۔ بہرحال ازواج کے اسماء یہ ہیں۔ حضرت شہر بانوؓ۔ حضرت لیلیٰؓ بنت ابی مرہ۔ حضرت رباب بنت امراء القیس۔ حضرت ام اسحاقؓ بنت طلحہ بن عبداللہ۔ حضرت قضاعیہؓ۔ آپؓ کی اولاد کے اسماء یہ ہیں۔ حضرت سید زین العابدینؓ۔ حضرت سید علی اکبرؓ۔ حضرت سید علی اصغرؓ۔ حضرت سید جعفرؓ۔ (بیٹیوں کے اسماء) حضرت سیدہ سکینہؓ۔ حضرت سیدہ فاطمہ صغریٰؓ۔ آپؓ کا مشہور قول یہ ہے۔ کہ! بندے کی (یقینی) نجات دین کی پیروی میں ہے۔ اور ہلاکت (درحقیقت) دین کی مخالفت میں ہے۔

☆ **حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ** : آپؒ کا نام نعمان، کنیت ابوحنیفہ اور لقب امامِ اعظم ہے۔ آپؒ کا مختصر حسب نسب یہ ہے۔ نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان۔ آپؒ کے دادا کو حضرت علی المرتضیٰؓ کے ساتھ بارہا شرف کا ملاقات حاصل تھا۔ آپؒ فارسی النسل تھے۔ آپؒ کے متعلق ایک حدیث یہ ہے۔ کہ! ''میری اُمت میں ایک مرد پیدا ہوگا۔ جس کا نام ابوحنیفہ ہوگا۔ وہ قیامت میں میری اُمت کا چراغ ہوگا۔ آپؒ کے لاتعداد شاگردوں (تلامذہ) میں حضرت امام ابویوسف، حضرت امام محمد بن حسن شیبانیؒ، حضرت امام زفر بن ہزیلؒ اور امام عبداللہ بن مبارکؒ ہیں۔

ویسے تو آپؒ کا اسمِ مابرک نعمان بن ثابت ہے۔ مگر آپؒ ''ابوحنیفہ ' کی کنیت سے مشہور ومعروف ہوئے۔ آپؒ کی کنیت کا عجیب وغریب واقع یہ ہے۔ کہ! ایک مرتبہ کچھ عورتوں نے سوال کیا۔ کیا جب مرد کو چار نکاح کی اجازت حاصل ہے۔ تو پھر عورت کو کم از کم دوشوہر رکھنے کی اجازت کیوں نہیں ؟ آپؒ نے فرمایا۔ اس (سوال) کا جواب کسی اور وقت دوں گا۔ اور اسی الجھن میں گھر کے اندر تشریف لے گئے۔ اور جب آپؒ کی صاحبزادی ''حنیفہ ' نے الجھن کی وجہ دریافت کی۔ تو آپؒ نے (اُن چاروں) عورتوں کا سوال پیش کر کے فرمایا۔ کہ! میں اُن کے اس سوال کا جواب دینے سے قاصر ہوں۔ اور میری الجھن کا یہی سبب ہے۔ یہ سن کر صاحبزادی نے عرض کیا۔ اگر آپؒ اپنے اسم، مبارک کے ہمراہ میرے نام کو بھی شہرت دینے کا وعدہ کریں۔ تو میں ان عورتوں کو جواب دے سکتی ہوں۔ اور جب آپؒ نے وعدہ کرلیا۔ تو صاحبزادی نے عرض کیا۔ ان عورتوں کو میرے پاس بھجوا دیجئے۔ چنانچہ جب وہ عورتیں آگئیں۔ تو صاحبزادی نے ایک ایک پیالی ہر عورت کے ہاتھ میں دے کر کہا۔ کہ اپنی اپنی پیالی میں تم سب اپنا تھوڑا تھوڑا سا دودھ ڈال دیں۔ اس کے بعد ایک بڑا سا پیالہ ان کو دے کر کہا۔ ان سب پیالوں کا دودھ اس میں ڈال دو۔ اور جب عورتوں نے یہ عمل کیا۔ تو آپ نے کہا۔ اَب تم سب اس میں سے اپنا اپنا دودھ (واپس) نکال لو۔ لیکن عورتوں نے عرض کیا۔ کہ یہ تو ناممکن ہے۔ صاحبزادی نے عرض کیا۔ کہ جب دوشوہروں کی شرکت میں تمھاری اولاد ہوگی۔ تو تم یہ کیسے بتا سکوگی۔ کہ یہ اولاد کس شوہر کی ہے۔ اس (برجستہ) جواب سے وہ عورتیں ششدر رہ گئیں۔ اور امام صاحب نے اسی دن سے ابوحنیفہ کی کنیت اختیار کرلی۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی نام سے زیادہ کنیت کو شہرت عطا فرمائی۔

جس وقت مدینہ منورہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ نے حضورِ اقدس ﷺ کے روضہ اقدس پر یہ کہہ کر سلام پیش کیا۔ **السلام علیکم یا سید المرسلین** ﷺ تو وہاں سے جواب ملا۔ **وعلیک السلام یا امام المسلمین**۔ ایسا شرف واعزاز بھی آپؒ ہی کو زیبا ہے۔ کہ! حضور ﷺ نے جواب مرحمت فرمایا۔

☆ **حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی** ؓ : آپؓ کا نام عبدالقادر کنیت ابومحمد اور مشہور القابات محی الدین، غوثِ اعظم، پیر دستگیر، پیرانِ پیر، بازِ اشہب وغیرہم ہیں۔ آپؓ درحقیقت نجیب الطرفین سید ہیں۔ (کیونکہ) والدِ ماجدؒ کی طرف سے آپؓ حضرت حسن بن علی المرتضٰیؓ کی اولاد ہیں۔ جبکہ والدہ محترمہؒ کی طرف سے آپؓ حضرت حسین بن علی المرتضٰیؓ کی اولاد ہیں۔ والدِ محترم کی طرف سے آپؓ کا شجرہ نسبی یہ ہے۔ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ بن سید ابوصالح موسیٰ جنگیؒ بن سید عبداللہ جیلیؒ بن سید یحیٰ زاہدؒ بن سید شمس الدین زکریاؒ بن سید ابوبکر داؤدؒ بن سید موسیٰ ثانیؒ بن سید عبداللہ صالحؒ بن سید موسیٰ الجونؒ بن سید عبداللہ محضؒ بن سید حسن مثنیٰؒ بن سید حسنؓ بن سیدنا علی المرتضٰیؓ بن ابوطالب۔ جبکہ والدہ محترمہؒ کی طرف سے آپؓ کا شجرہ نسبی یہ ہے۔ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ بن سیدہ ام الخیرامۃ الجبار فاطمہؒ بن سید عبداللہ صومعیؒ بن سید ابوجمالؒ بن سید محمدؒ بن سید محمودؒ بن سید ابوالعطاء عبداللہؒ بن سید کمال الدین عیسیٰؒ بن سید علاؤالدین محمد الجوادؒ بن سید علی رضا مشہدیؒ بن سید موسیٰ کاظم بغدادیؒ بن سید جعفر صادقؒ بن سید محمد باقرؒ بن سید زین العابدینؒ بن سید حسینؓ بن سیدنا علی المرتضیٰؓ بن ابی طالب۔ اسی طرح کافی کتب سیر وتاریخ اور برصغیر پاک وہند میں آپؓ کا شجرہ طریقت یہ ہے۔ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ۔ حضرت شیخ ابوسعید مخزومیؒ۔ حضرت شیخ ابوالحسن قرشیؒ۔ حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیزؒ۔ حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ۔ حضرت شیخ جنیدِ بغدادیؒ۔ حضرت شیخ سری سقطیؒ۔ حضرت شیخ معروفِ کرخیؒ۔ حضرت شیخ داؤد طائیؒ۔ حضرت شیخ حبیبِ عجمیؒ۔ حضرت ام عالی مقام شیخ حسن بصریؒ حضرت مشائخ الاولیاء جناب علی المرتضیٰؓ۔ حضرت سرورِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ۔ (یاد رہے۔ کہ) آپؓ کے خاندانِ عالیشان کے عظیم فرزند حضرت سید طاہر علاؤالدین گیلانی نقیب لاشراف (خانقاہ عالیہ غوثیہ قادریہ۔ کوئٹہ) نے اپنی تصنیف 'تذکرہء قادریہ'' میں آپؓ کا شجرہء پیشوائی اس طرح تحریر فرمایا ہے۔ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ۔ حضرت شیخ ابوسعید مخزومیؒ۔ حضرت شیخ ابوالحسن علی بن محمد القرشی الھنکاریؒ۔ حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسیؒ۔ حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد التمیمیؒ۔ حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ۔ حضرت شیخ ابوالقاسم جنید بغدادیؒ۔ حضرت سری سقطیؒ۔ حضرت شیخ معروف کرخیؒ۔ حضرت سید ابوالحسن علی ابنِ موسیٰ رضاؒ۔ حضرت سید موسیٰ کاظمؒ۔ حضرت سید جعفر صادقؒ۔ حضرت سید محمد باقرؒ۔ حضرت سید زین العابدینؒ۔ حضرت شہیدِ کربلا جناب سید حسینؓ۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ۔ حضرت سید الرسل امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ۔

☆ حضور غوثِ پاکؒ کی چار ازواجِ مطہرات کے اسماء یہ ہیں۔ سیدہ بی بی مدینہؒ۔ سیدہ بی بی صادقہؒ۔ سیدہ بی بی مومنہؒ۔ سیدہ بی بی محبوبہؒ

☆ حضور غوثِ پاکؒ کے صاحبزادگان کے اسماء یہ ہیں۔ سید عبدالرزاقؒ۔ سید عبدالعزیزؒ۔ سید عبدالجبارؒ۔ سید عبدالوہابؒ۔ سید عبدالغفارؒ۔ سید عبدالغنیؒ۔ سید صالحؒ۔ سید محمدؒ۔ سید شمس الدینؒ۔ سید ابراہیمؒ۔ سید یحیٰؒ۔

☆ حضور غوثِ پاکؒ کی بیٹیوں کے اسماء اور تعداد میں کافی اختلافات پائے جاتے ہیں۔

☆ تعارفِ چند جلیل القدر علمائے محدثینِ عظام ☆

تاریخِ اسلام کے مطابق، حضرت جناب سرورِ کائنات ﷺ کے وصال کے وقت تقریباً ''ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ کرامؓ موجود تھے۔ سب سے آخری صحابی حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ لیثی کنانیؓ کی وفات 100 ھ میں ہوئی۔ صحابہ کرامؓ میں سے جنؓ کی مرویات ایک ہزار سے زائد ہوں۔ انہیں کثیر الروایہ خیال کیا جاتا ہے۔ محدث صحابہ کرامؓ کے اسمآئے مبارکہ اور اُن کی مرویات (روایت شدہ احادیثِ نبویہ ﷺ) یہاں رقم کی جاتی ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ۔	مرویات	5374۔	حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔	مرویات	2630۔
حضرت انس بن مالکؓ	مرویات	2286۔	ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ	مرویات	2210۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ	مرویات	1660۔	حضرت جابر بن عبداللہؓ	مرویات	1540۔
حضرت ابوسعید خدریؓ	مرویات	1170۔	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ	مرویات	848۔

نامِ محدثین	تاریخ ووفات	کتبِ حدیث	تعداد احادیث بمطابق جدید نمبر شمار	احادیث زبانی یاد تھیں
حضرت امام مالک بن انس مدنیؒ	93ھ۔تا 179ھ	موطا امام مالک	1891	متعدد ہزارہا
حضرت امام محمد بن حسن الشیبانی حنفیؒ	132ھ۔تا 204ھ	موطا امام محمد	1180	متعدد ہزارہا
حضرت امام محمد بن ادریس الشافعیؒ	150ھ۔تا 204ھ	مسندِ امام شافعی	1811	متعدد ہزارہا
حضرت امام احمد بن محمد بن حنبلؒ	164ھ تا 241ھ	المسند	40000	ایک لاکھ احادیث
حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ	194ھ تا256ھ	الجامع الصحیح المسند المختصر من امورِ رسول اللہ ﷺ	7275	ایک لاکھ صحیح۔ دو لاکھ غیر صحیح۔ کل تین لاکھ
حضرت امام مسلم بن حجاج بن مسلمؒ	206ھ تا261ھ	صحیح مسلم	12000	تین لاکھ
حضرت امام محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ	200ھ تا279ھ	الجامع الترمذی	1385	متعدد ہزارہا
حضرت امام سلیمان بن اشعث ابوداؤدؒ	202ھ تا275ھ	سنن ابو داؤد	5274	متعدد ہزارہا
حضرت امام ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائیؒ	215ھ تا303ھ	سنن نسائی	5761	متعدد ہزارہا
حضرت امام حافظ ابوعبداللہ محمد بن یزیدؒ	200ھ تا279ھ	سنن ابن ماجہ	4000	متعدد ہزارہا

واللہ اعلم بالصواب۔

اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔

باب نمبر

4

علوم القرآن

قرآنِ حکیم سے انٹرویو

فضائل وفوائد وخواص

قرآنِ مجید فرقانِ حمید

اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔

قُرآنِ پاک کےعلوم وفنون

قُر آنِ پاک کا اعجاز جلیلہ :

حضرت شاہ ولی اللہؒ اپنی کتاب ''**الفوز الکبیر**''میں فرماتے ہیں۔ کہ! اللہ تعالٰی نے اس عاجز (حضرت شاہ ولی اللہؒ) کوجن بے شمار و لا تعداد نعمتوں سے نوازا ہے۔ اُن میں سے جو سب سے بڑی نعمت مجھے نصیب ہوئی ہے۔ وہ قُر آنِ مجید فُرقانِ حمید کا علم وفہم ہے۔ اِس کے بعد نبی آخرالزمان سیدالمرسلین محمد رسول اللہ ﷺ کے بھی ہم (جمیع اُمتِ مسلمہ) پر بہت بڑے احسانات ہیں۔ جن میں سب سے بڑا احسان یہ ہے۔ کہ! آپ ﷺ نے ہمیں قُر آنِ حکیم کی دعوت وتبلیغ فرمائی۔

آنحضور ﷺ نے سب سے پہلے صحابہ کرامؓ کوقرآنِ پاک کی تعلیم دی۔ پھر صحابہ کرامؓ نے اپنے بعد آنی والی نسل کوقرانِ مجید سکھایا۔ اسی طرح ہرنسل نے اپنے بعد آنے والی نسل تک قرآنِ پاک کی تعلیمات کو پہنچایا۔ یہاں تک کہ اس کی روایت و درایت میں سے اس فقیر (حضرت شاہ ولی اللہؒ) کوبھی وافر مقدار میں حصہ نصیب ہوا۔

اللہ تعالٰی کی حمد وثناء اور نبی مکرم ﷺ پر درود وسلام کے بعد یہ فقیر جس کا نام ولی اللہ بن عبدالرحیمؒ ہے۔ عرض کرتا ہے۔ کہ اللہ سبحانہ وتعالٰی نے اپنی کتاب (قُرآنِ مجید فُرقانِ حمید) کے فہم وادراک کا دروازہ مجھ پر کھولا۔ تو میں نے چاہا۔ کہ بعض مفید معلومات اور نکات کواس مختصرسی کتاب (**الفوز الکبیر**) میں تحریر کردوں۔ اللہ تعالٰی سے امید ہے۔ کہ وہ اس کتاب (**الفوز الکبیر**) کے ذریعے طالب علموں کے لئے قرآن فہمی کی ایسی وسیع راہیں کھول دے گا۔ جو موجودہ زمانے میں عمریں کھپانے کے باوجود لوگوں پر نہیں کھلتیں۔ میں نے اِس کتاب کا نام'' **الفوز الکبیر فی علوم التفسیر**'' رکھا ہے۔

قُر آنِ پاک کے پانچ بنیادی علوم وفنون :

حضرت شاہ ولی اللہؒ اپنی کتاب ''**الفوز الکبیر**'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! اللہ تعالٰی نے درحقیقت قُر آنِ مجید میں پانچ بنیادی علوم بیان فرمائے ہیں۔ جن کو علوم خمسہ یا علوم پنج گانہ کہا جاتا ہے۔ ۱۔ علمِ احکام۔ ۲۔ علمِ مخاصمہ۔ ۳۔ علمِ تذکیر بآلاء اللہ۔ ۴۔ علمِ تذکیر بایام اللہ۔ ۵۔ علمِ تذکیر بالموت و مابعد الموت۔

علمِ احکام : (Allah's composite orders in Quran)

حضرت شاہ ولی اللہؒ اس علم کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ! اس علم میں فرائض، واجبات، مستحبات، مباحات، حرام اور مکروہات کی بحث ہوتی ہے۔ اوراس کا دائرہ کار(Jurisdiction) عبادات، معاملات، معاشرت اور سیاست تک پھیلا ہوا ہے۔ ایسے احکامات کی تشریح کرنا علمائے مجتہدینؒ اور فقہائے کرامؒ کا کام ہے۔ علم احکام کی آیات کا شانِ نزول لوگوں کے اچھے وبُرے اعمال اور ایک دوسرے پر احسان واکرام اور ظلم وزیادتی ہے۔ لیکن یادرہے۔ کہ قرآن مجید فرقانِ حمید کے علمِ احکام کا سب سے پہلا نکتہ یہ ہے۔ کہ نبی آخرالزمان امام الانبیاء شہنشاہِ کون ومکان سیدالمرسلین ﷺ کی بعثت دراصل مِلتِ ابراہیمیؑ کے تناظر میں ہوئی تھی۔ اسی لئے یہ ضروری تھا۔ کہ آپؑ نے بھی ملتِ ابراہیمیؑ کی تعلیمات اوراحکامات کو باقی رکھنا تھا۔ اور اِن کوعلاقائیت سے نکال کرعالمگیریت(Universality) کا رَنگ دیں۔ اور اِن کی تکمیل کے لئے اِن میں مزید اِضافہ کریں۔ اسی حوالے سے دوسرا نکتہ یہ تھا کہ مشیتِ الٰہیہ کے مطابق آنحضور نبی مکرم ﷺ کے ذریعے سے پہلے عربوں کی اصلاح ہو۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ کے اِن تربیت یافتہ عربوں کے ذریعے سے باقی قوموں کی اصلاح کا کام ہو سکے۔ اسی لئے یہ ضروری تھا۔ کہ شریعتِ محمدیہ ﷺ کے احکامات کی بنیاد عربوں کے مزاج وعادات اور رسم ورواج پر رکھی جائے۔ یہی ایک بنیادی وجہ ہے۔ کہ اگر ملتِ ابراہیمیہؑ کے احکامات اوراہلِ عرب کے رسم ورواج کو دیکھا جائے۔ جو کہ دراصل پہلے دونوں کی اصلاح اور تکمیل کا نام ہے۔ تو ہمیں شریعت اسلامیہ کے ہرہر حکم کا سبب و وجہ معلوم ہو جائے گی۔ اورقرآن میں بیان کردہ ہر امرونہی میں پوشیدہ حکمت ومصلحت سے بھی آگاہی میسر ہو جائے گی۔ انشاء اللہ۔ یعنی کہ ملت ابراہیمیؑ کی عبادات جیسے کہ طہارت، روزہ، نماز، زکٰوۃ، حج اور ذکر الٰہی میں لوگوں نے خرافات شامل کر کے اِن کے اندر بے شمار نقائص اور خرابیاں پیدا کردی تھیں۔ جن کی وجہ سے لوگ اِن احکامات پر عمل پیرا ہونے میں غفلت ولاپرواہی کا شکار ہو گئے۔ اور دوسری وجہ یہ بھی تھی۔ کہ صحیح علم نہ ہونے کے باعث اِن احکامات کے بارے میں عربوں میں مختلف الاقسام اختلافات پیدا ہو چکے تھے۔ جس وجہ سے صحیح احکام الٰہیہ سے عدم واقفیت اور جہالت کی بہت سی بدعات تحریفات اور تشبیہات جنم لے چکی تھیں۔ اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں ان تمام ناہمواریوں کو دور کر کے اعتدال کی راہ اختیار کی ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالٰی نے لوگوں کے اُن سوالوں اور استفسارات کا قرآنِ پاک میں جواب مرحمت فرمایا ہے۔ جو مختلف اوقات

میں آنحضور نبی مکرم ﷺ سے کئے گئے۔ جیسے کہ! آیت نمبر 1۔ **کتب علیکم اذا حضر احد کم الموت ان ترک خیرا. ن الوصیة للوالدین والاقربین بالمعروف ج حقا علی المتقین** ۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر **180**) ترجمہ۔ (فرمانِ الٰہی!) جب تم میں سے کسی کو موت آئے۔ تو اگر وہ کچھ مال چھوڑے۔ تو اس پر فرض کیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنے والدین (ماں اور باپ دونوں) اور قریبی رشتہ داروں کے لئے دستور کے مطابق وصیت کرے۔ یہ متقین (اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں پر) پر حق ہے۔ (اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا) آیت نمبر 2۔ **یا یھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون** ۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر **183**) ترجمہ۔ (فرمانِ الٰہی!) ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے۔ جس طرح کے تم سے پہلے لوگوں پر روزہ فرض کیا گیا تھا۔ تا کہ تم متقی بن جاؤ۔

اس ضمن میں راقم الحروف و مؤلف کتاب ہذا (محمد عبدالرؤف البلوشی) قارئینِ کتاب ہذا کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ! علمِ احکام کے موضوع پر علمائے عُظام نے قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ ﷺ کو مآخذ بناتے ہوئے اپنے اپنے علم، عقل و فہم کے مطابق بہت سی گراں قدر تصانیف و تالیف کو اُمت تک پہنچانے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ جس سے کہ موجودہ دور کے علمائے انگشت بدنداں اور تحیر کا شکار ہیں۔ کہ عدم سہولیات کے باوجود قدیم علمائے نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو کس قدر مفصل و جامع انداز میں پیش کر کے امت مرحومہ پر احسانِ عظیم سے سرفراز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنی شانِ کریمی کے مطابق جزا سے نوازے۔ آمین۔

علمِ مخاصمہ (بحث و مباحثہ کی آیات ۔ Quranic Ayah of Debate) :

حضرت شاہ ولی اللہؒ اس علم کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ! اس علم کے مطابق قُرآن مجید میں 4 گمراہ فرقوں (یہودیوں، عیسائیوں، مشرکین اور منافقین) سے بحث و مباحثہ کیا گیا ہے۔ اس بحث و مباحثے کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ وہ ہے۔ جس میں اُن گمراہ فرقوں (یہودیوں، عیسائیوں، مشرکین اور منافقین) کے غلط عقائد کی تردید کی گئی ہے۔ جبکہ دوسرے حصے میں اُن گمراہ فرقوں (یہودیوں، عیسائیوں، مشرکین اور منافقین) کے باطل اعتراضات اور شکوک و شبہات کا مکمل و جامع جواب دیا گیا ہے۔ اس علم کی تشریح کرنا ماہرینِ علمِ کلام (متکلمین) کے ذمہ کرم پر ہے۔ علمِ مخاصمہ کی آیات کا شانِ نزول لوگوں کے غلط و باطل عقائد ہیں۔

علمِ تذکیر بآلاء اللہ : (اللہ تعالیٰ کی نعمتوں و نشانیوں سے سمجھانے کا علم) :

حضرت شاہ ولی اللہؒ اس علم کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ! اس علم کے لحاظ سے قُرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اُس کی نشانیوں کا مفصل ذکر ہے۔ آسمان و زمین کی تخلیق کا بیان ہے۔ نوعِ انسان جس ہدایت اور تعلیم کا محتاج و تشنہ ہے۔ اس کی مکمل وضاحت بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جامع و مکمل صفات کا تذکرہ ملتا ہے۔ اسی لئے ہی تو علمِ تذکیر بآلاء اللہ کی آیات کا شانِ نزول اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور نشانیوں کے ضمن میں ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ قُرآنِ مجید تمام جہانوں کے لوگوں کی اصلاح اور ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے۔ اسی لئے اِس میں عربی و عجمی، امیر و غریب، شہری و دیہاتی کا کوئی فرق و امتیاز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے صرف ان نعمتوں اور نشانیوں کے ذریعے نصیحت و تذکیر فرمائی ہے۔ جن کو اکثر لوگ جانتے اور پہچانتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ امور پر بحث نہیں کی ہے۔

علمِ تذکیر بایام اللہ :

حضرت شاہ ولی اللہؒ اس علم کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ! یہ وہ علم ہے۔ جس کا تعلق اُن تاریخی واقعات اور حالات سے ہے۔ جو قُرآنِ مجید میں مذکور ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر اُس کے انعام و اکرام کا اور نافرمانوں پر غضب و عذاب کا نازل ہونا بیان کیا گیا ہے۔ لہذا علمِ تذکیر بایام اللہ کی آیات کا شانِ نزول اچھے و متقی لوگوں کے اچھے اعمال اور ایک دوسرے پر احسان و اکرام، جبکہ بُرے لوگوں کے بُرے اعمال اور ظلم و زیادتی سے متعلق ہیں۔ اس سلسلے میں قرآن پاک نے صرف اُن واقعات کو لیا ہے۔ جن کو لوگ اپنے آباؤ اجداد سے سن چکے تھے۔ جیسے قومِ نوح، قومِ عاد، قومِ ثمود وغیرہ یا پھر حضرت ابراہیمؑ اور اقوامِ اسرائیلؑ وغیرہ۔ جس طرح قرآن نے کسی نئے اور انوکھے واقعے کا ذکر نہیں کیا۔ اسی طرح بیان شدہ کسی واقعے یا قصے کو مکمل یا مفصل طور پر بیان کرنے سے بھی گریز کیا ہے۔ بلکہ صرف کسی بھی قرآنی واقعے یا قصے کے صرف اُن پہلوؤں کو اُجاگر کیا ہے۔ جس سے قرآن کا مقصد و غایت پورا ہو جاتا ہے۔ اور جس سے لوگوں کو ہدایت اور عبرت حاصل ہو سکتی ہے۔ اس انداز سے اللہ تعالیٰ کا قرآنِ مجید میں واقعات پیش کرنے کا مقصد و حکمت یہ ہے۔ کہ اگر عوام الناس کو کوئی نیا اور عجیب و غریب قصہ یا واقعہ کو مفصل و مطول سنایا یا بیان کیا جائے۔ تو لوگ اس قصے و واقعے کی دلچسپیوں میں منہمک و مگن ہو جاتے ہیں۔ کہ جس سے قصہ و واقعہ بیان کرنے کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ حضراتِ انبیائے کرامؑ جیسے کہ حضرت آدمؑ اور اُنؑ کی قوم کا قصہ، حضرت نوحؑ اور اُنؑ کی قوم کا قصہ، حضرت ہودؑ اور اُنؑ کی قوم کا قصہ، حضرت صالحؑ اور اُنؑ کی قوم کا قصہ، حضرت لوطؑ

اور اُنؑ کی قوم کا قصہ، حضرت شعیبؑ اور اُنؑ کی قوم کا قصہ، غرضیکہ اِن انبیائے کرامؑ اور اِنؑ کی اقوام کے قصص و واقعات میں ایک جیسی مماثلت پائی جاتی ہے۔ کہ ان واقعات میں ہر پیغمبر کا اپنی قوم سے وحدانیت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں بحث ومباحثہ ہوا ہے۔ ہر قوم نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیغمبر کی نافرمانی کی۔ اور فضول بے معنٰی وفضول اعتراضات کئے۔ پھر ہر قوم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب وغضب نازل ہونے اور انبیائے کرامؑ اور اُنؑ کے پیروکاروں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نُصرت وحمایت اور عذاب وغضب سے نجات پانے کا ذکر ملتا ہے۔ اسی طرح باقی انبیائے کرامؑ جیسے حضرت یوسف نبیؑ، حضرت عیسٰی بن مریمؑ، حضرت موسٰیؑ، حضرت داوٗدؑ، حضرت سلیمان نبیؑ، حضرت خضر نبیؑ، حضرت یونسؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت ادریسؑ کے ساتھ ساتھ ملکہ سباء (بلقیس)، ذوالقرنین، اصحابِ کہفؓ، باغ والے، حضرت عیسٰیؑ کے تین قاصدوں کی شہادت، اصحابِ فیل وغیرہ وغیرہ کے قصص و واقعات مختصراً قرآنِ پاک میں بیان ہوئے ہیں۔ ان تمام قصص و واقعات کے بیان کرنے کا مقصد محض قصہ گوئی یا کہانیاں سنانا نہیں ہے۔ بلکہ اِس قصص و واقعات کا مقصد (حضرت شاہ ولی اللہؒ کی نظر میں) عوام الناس کا اس بات کی طرف توجہ دلانا ہے۔ کہ شرک ونافرمانی اور صغیرہ وکبیرہ گناہ کرنے والوں پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا عذاب وغضب نازل ہوتا ہے۔ اور اس کے برعکس سچے ایمان وایقان والوں، اللہ و نبیؑ کے فرمانبرداروں کو ہمیشہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی جانب سے تائید ونصرت، انعام واکرام کے ساتھ ساتھ ہمہ قسم کے عذاب وغضب سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

علمِ تذکیر بالموت و مابعد الموت :

حضرت شاہ ولی اللہؒ اس علم کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ! اس علم کا تعلق موت اور آخرت کے احوال و واقعات سے ہے۔ اس میں تفصیل کے حشر ونشر، حساب وکتاب، میزان اور جنت ودوزخ کا ذکر ملتا ہے۔ لہٰذا علمِ تذکیر بالموت و مابعد الموت کی آیات کا شانِ نزول بھی حشر ونشر، حساب وکتاب، میزان اور جنت ودوزخ سے متعلق ہے۔ قرآنِ پاک میں موت اور موت کے بعد کے واقعات کا علم بھی موجود ہے۔ اس میں انسان پر موت کی حالت طاری ہونے، اُس وقت انسان کے بے بس ہوجانے، مرنے کے بعد اُس (مُردے) کو جنت ودوزخ دکھائے جانے اور عذاب کے فرشتوں کے آنے کا ذکر ملتا ہے۔ اس کے علاوہ قیامت کی نشانیوں، حضرت عیسٰی نبیؑ کا آسمان سے زمین پر نازل ہونا، یاجوج ماجوج کا نکلنا، صور کا پھونکا جانا، لوگوں کا حشر کے میدان میں جمع ہونا، اعمال کا حساب ہونا، میزان کا قائم ہونا، دائیں یا بائیں ہاتھ میں اعمال نامے کا مِلنا، ایمان والوں کا جنت میں داخل ہونا اور کفار کا دوزخ میں بھیجا جانے کا ذکر ملتا ہے۔ اس کے لئے یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ دوزخ میں عام لوگوں اور اُن کے رہنماؤں اور پیشواؤں کے درمیان ایک جھگڑا کب ہوگا؟ وہ ایک دوسرے پر الزام لگائیں گے۔ ایک دوسرے کو بُرا بھلا بھی کہیں گے۔ مومنین کو جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی نصیب ہوگا۔ کفار کو کس طرح عذاب دیا جائے گا۔ عذاب کے لئے زنجیروں، طوق، کھولتے ہوئے پانی، پیپ، زقوم (تھوہر) کے درخت کا ذکر بھی مِلتا ہے۔ جنت کی نعمتوں میں حوروں، محلات، نہروں، پسندیدہ کھانوں، عمدہ لباس، حسین وجمیل عورتوں، اور اہلِ جنت کی دلچسپ باتوں اور محفلوں کا ذکر ملتا ہے۔ اور ان تمام باتوں کا ذکر قرآنِ مجید کی مختلف سورتوں میں الگ الگ مقامات پر کہیں مختصر اور کہیں مفصل بیان ہوا ہے۔ لیکن ہر جگہ پر نئے اسلوبِ بیان کو اختیار کیا گیا ہے۔ تاکہ لوگوں کی دلچسپی کا ساماں پیدا کیا جاسکے۔

قُرآنِ پاک کا اندازِ بیان :

حضرت شاہ ولی اللہؒ اس ضمن میں رقم طراز ہیں۔ کہ! قُرآنِ پاک میں اِن علوم وفنون خمسہ (علوم پنج گانہ) کو بیان کرنے کے لئے قدیم عربوں کا اسلوب (Ancient Arab's Styles) اختیار کیا گیا ہے۔ یاد رہے۔ کہ یہ قدیمی اسلوب بعد کے عربوں کے ہاں نہیں ملتا۔ چنانچہ قُرآن مجید نے احکامی آیات کو مختصر انداز میں واضح کیا ہے۔ فقہاء کرامؒ کی طرح تفصیلات وجزئیات بیان نہیں کیں۔ اسی طرح علم مخاصمہ کی آیات میں مخالفین کے عقائد پر تقریری انداز میں کلام کیا گیا ہے۔ اور اُن سے فلسفیانہ اور منطقیانہ دلائل کے ساتھ بحث ومباحثہ کا انداز اختیار نہیں کیا گیا ہے۔ جیسا کہ بعد کے لوگوں کا طریقہ ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے جو کچھ بھی ضروری تھا۔ اُسے عمومی ترتیب کی پرواکئے بغیر بیان کیا گیا ہے۔

قُرآن فہمی کی مشکلات اور اُن کا حل :

حضرت شاہ ولی اللہؒ اس ضمن میں رقم طراز ہیں۔ کہ! قرآنِ پاک عربوں کی زبان میں اسی لئے نازل ہوا۔ کیونکہ اِنہیں قرآن فہمی کا قدرتی سلیقہ حاصل تھا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ!

☆ **حٰمٓ**۔ قسم ہے واضح کتاب کی۔ (سورہ دُخان) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ! بے شک ہم نے یہ عربی قرآن اُتارا ہے۔ تاکہ تم سمجھو۔ (سورہ یوسف)

☆ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ! **الٓرٰ**۔ یہ کتاب ہے۔ جس کی آیات محکم ومفصل ہیں۔ یہ ایک دانا اور باخبر ذات کی طرف سے ہے۔ (سورہ یوسف)

قُرآن فہمی میں دشواری کا بنیادی سبب :

حضرت شاہ ولی اللہ ؒ اس ضمن میں رقم طراز ہیں۔ کہ! قرآن کے بعض مقامات کو سمجھنے میں مشکلات کی چند وجوہات درج ذیل ہیں۔

☆ کسی سورہ اور آیہ میں استعمال ہونا والا لفظ نامانوس ہوتا ہے۔ چونکہ لفظ کا صحیح مفہوم معلوم نہیں ہوتا۔ اسی لئے پوری آیت کا مطلب ومقصد سمجھنے میں دشواری پیش آتی ہے۔ اس مشکل کا ایک حل تو یہ ہے۔ کہ دیکھا جائے۔ کہ صحابہ کرام ؓ، تابعین وتبع تابعین ؒ اور سلف صالحین کے زمانے میں اس لفظ کے کیا معنٰی تھے۔ تو آیت کو سمجھنا آسان ہوجائے گا۔ بصورتِ دیگر لغت کا سہارا لیا جاسکتا ہے۔

☆ قرآنِ پاک کی کسی سورہ یا آیت کا شانِ نزول نہ جاننے کی وجہ سے صحیح مطلب ومقصد اور مفہوم سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے۔

☆ کبھی کبھار قرآن میں کسی جگہ کوئی لفظ مخذوف ہوتا ہے۔ خواہ وہ مضاف ہو، موصوف ہو یا کچھ اور ہو۔ اس حذف کی وجہ سے آیت کا مضمون مبہم وغیر واضح ہوتا ہے۔ ☆ کہیں کسی ضمیر کے اسم یا مرجع کا پتہ نہیں چلتا۔

☆ بعض اوقات علم صرف ونحو سے عدم واقفیت کی بناء پر قرآن فہمی میں رکاوٹ پیش آتی ہے۔ مثلاً ایک لفظ دوسرے لفظ سے، یا ایک حرف دوسرے حرف سے، یا ایک فعل کو دوسرے فعل سے، یا ایک اسم کو دوسرے اسم سے بدلا ہوا ہوتا ہے۔

☆ بعض اوقات واحد کی جگہ جمع اور جمع کی جگہ واحد آجاتا ہے۔ ☆ کہیں الفاظ کی تقدیم وتاخیر ہوتی ہے۔

☆ بعض اوقات کہیں حاضر اور مخاطب کے لئے غائب کا صیغہ استعمال ہوتا ہے۔

☆ کبھی ایک لفظ کے ایک سے زیادہ معنٰی ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے پتہ نہیں چلتا۔ کہ یہاں کون سا معنی ہوگا۔

☆ بعض اوقات کہیں تکرار، کہیں تفصیل، کہیں اختصار، کہیں اشارے کنائے، کہیں متشابہ، کہیں مجاز مرسل کی وجہ سے بات سمجھ نہیں آتی۔

☆ قرآن فہمی کی راہ میں رکاوٹ کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے۔ کہ کبھی کبھار معلوم نہیں ہوتا۔ کہ کونسی آیت ناسخ ہے؟ اور کون سی آیت منسوخ ہے؟

ناسخ ومنسوخ آیات :

ناسخ ومنسوخ سے عدم واقفیت کی وجہ سے قرآنِ پاک کی بعض آیات میں تضاد (Contradiction) نظر آتا ہے۔ جس کی وجہ سے صحیح مفہوم سمجھ میں نہیں آتا۔ اسی لئے علمائے مفسرین کے نزدیک فہم قرآن کے لئے جن مشکل مقامات پر بہت بحثیں ہوئی ہیں۔ یا اختلاف وتضاد نظر آیا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ ناسخ ومنسوخ آیات کی پہچان ہے۔ اِس حوالے سے سب سے بڑی دشواری یہ ہے۔ کہ! قدیم وجدید مفسرین کی اصطلاحات میں فرق پایا جاتا ہے۔ اگر صحابہ کرام ؓ اور تابعین وتبع تابعین ؒ کے اقوال کا جائزہ لیا جائے۔ تو ہمیں معلوم ہوگا۔ کہ نسخ بمعنٰی منسوخ ہونا (یعنی ایک چیز کو دوسری چیز سے ہٹا دینا)۔ لیکن دور جدید کے علمائے کرام نے نسخ کی اایک نئی اصطلاح بنائی۔ یعنی کہ ایک آیت کے حکم کو دوسری آیت کے حکم سے بدل دینا۔

نسخ کی جدید اصطلاح کے طریقے :

حضرت شاہ ولی اللہ ؒ اس ضمن میں رقم طراز ہیں۔ کہ! نئی اصطلاح کے تحت نسخ کے چند ایک طریقے درج ذیل ہیں۔

☆ ایک طریقہ تو یہ ہے۔ کہ کسی قرآنی حکم کی انتہائی مدت مقرر کردی جائے۔ اور اس مدت کے بعد وہ حکم خود بخود ختم ہوجائے گا۔

☆ دوسرا طریقہ یہ ہے۔ کہ کسی قرآنی آیت کے ظاہری مفہوم کو کسی دوسرے مفہوم کی طرف پھیر دیا جائے۔ اس صورت میں پہلے مفہوم کو منسوخ سمجھا جائے گا۔

☆ تیسرا طریقہ یہ ہے۔ کہ کسی قرآنی حکم میں مذکور شرط کے بارے میں یہ وضاحت کردی جائے۔ کہ یہ شرط لازمی نہیں ہے۔

☆ چوتھا طریقہ یہ ہے۔ کہ کسی قرآنی عام حکم کو خاص حکم میں تبدیل کردیا جائے۔

☆ پانچواں طریقہ یہ ہے۔ کہ کوئی ایسا نکتہ بیان کیا جائے۔ جس سے قرآنی آیت کے اصلی حکم کے مفہوم میں اور اس آیت کے الفاظ سے بظاہر پیدا ہونے والے غلط مفہوم کا فرق واضح کیا جائے۔

☆ چھٹا طریقہ یہ ہے۔ کہ جاہلیت کے کسی رسم ورواج یا پہلی شریعتوں کے کسی حکم کو ختم کردیا جائے۔

اِس طرح کے اور بھی کئی طریقے ہیں۔ جن سے کسی آیت کے حکم کو دوسرے حکم سے منسوخ سمجھا جائے۔

سلف صالحین کے نزدیک منسوخ آیات اور اُن کی تعداد :

حضرت شاہ ولی اللہ ؒ اس ضمن میں رقم طراز ہیں۔ کہ! صحابہ کرام ؓ، تابعین ؒ، وتبع تابعین ؒ اور سلف صالحین کے ادوار میں ”نسخ“ کے لفظ کو جن مو

قعوں کے لئے استعمال کیا گیا۔ جس سے کہ اِس لفظ ''نسخ'' کے معنی میں بہت وسعت پیدا ہوگئی۔ اور اس میں عقل وفہم اور رائے کا عمل دخل شامل ہو گیا۔ جس کے نتیجے میں منسوخ آیتوں کی تعداد کے بارے میں بہت زیادہ اختلافات پیدا ہوگئے۔ یاد رہے۔ کہ از سلف تا خلف پوری اُمت مسلمہ اس بات پر متفق ہے۔ کہ قرآنِ کریم میں ناسخ آیات کے ساتھ منسوخ آیات بھی موجود ہیں۔

ہم اگر اِن جملہ اختلافات کو سامنے رکھیں۔ تو منسوخ آیات کی تعداد پانچ سو 500 سے بھی تجاوز کر گئی۔ بلکہ غور کرنے سے تو یہاں تک بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ منسوخ آیات کا کوئی شمار ہی نہیں۔ (مولف کی نظر میں یہ ایک صریح جہالت ہی ہے۔ کہ 500 یا اس سے زائد آیات بھلا اگر منسوخ تصور کی جائیں گی۔ تو قرآنِ پاک کی آیاتِ احکامات قلیل رہ جائیں گے۔ قرآنِ پاک تو سارا کا سارا ہی با مقصد ہے۔ اور انسانی زندگی کے ساتھ نہ صرف جُڑا ہوا ہے۔ بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات بھی ہے۔ کیونکہ!

(It's a comprehensive and compsite book for all mankind of the universe.)

یاد رہے۔ کہ! علمِ ناسخ والمنسوخ من القرآن والحدیث کا وقوف وادراک ہونا علماء کے لئے لازمی بھی ہے۔ کیونکہ آئمہ مجتہدین کا قول ہے۔ کہ جب تک کوئی شخص قرآنِ پاک کے ناسخ اور منسوخ کی پوری طرح سے معرفت حاصل نہ کر لے۔ اُس وقت تک اُس کے لئے قرآن مجید کی تفسیر کرنا جائز نہیں ہوسکتا۔ اسی ضمن میں خلیفہ چہارم جناب حضرت علیؓ کا ایک واقعہ ہے۔ کہ!

حضرت علیؓ بن ابی طالب نے ایک ایسے شخص سے جو کہ قرآنِ کریم کے معانی ومطالب (مطالب یعنی تفسیر ومفاہیم) بیان کیا کرتا تھا۔ سے دریافت فرمایا۔ کہ آیا اُسے قرآن حکیم کی ناسخ ومنسوخ آیتوں کا حال معلوم ہے۔ اُس شخص نے نفی میں جواب دیا۔ اور پھر حضرت علیؓ نے فرمایا۔ تُو خود (تو ویسے بھی) ہلاک ہوا۔ اور تُو نے دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔ اسی ضمن میں علامہ جلال الدین السیوطی الشافعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! نسخ کی تین اقسام ہیں۔

نمبر 1۔ نسخ وہ منسوخ حکم ہے۔ کہ **مامور به** (حکم دی گئی چیز) کا نسخ اُس کی بجا آوری سے قبل کر دیا گیا ہو۔ اور اس کی مثال ہے آیت نجوٰی اور یہی حقیقی نسخ ہے۔

نمبر 2۔ نسخ وہ منسوخ حکم ہے۔ جو کہ ہم (مسلمانوں) سے قبل کی اُمتوں پر نافذ اور مشروع تھا۔ اس کی مثال ہے شرع قصاص اور دیت کی آیت۔ یا یہ بات تھی۔ کہ اس امر کا اجمالی حکم دیا گیا تھا۔ مثلاً بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوکر نماز ادا کرنے کا حکم خانہ کعبہ کی جانب رُخ کرنے کے ساتھ۔ اور عاشورہ وروزے رمضان کے ایک ماہ کے روزوں کے ساتھ منسوخ کئے گئے۔ اور اسکو نسخ کے نام سے مجازی طور پر موسوم کرتے ہیں۔

نمبر 3۔ نسخ وہ منسوخ حکم ہے۔ کہ جس کے لئے کسی سبب سے حکم دیا گیا تھا۔ مگر بعد میں وہ سبب زائل ہوگیا۔ جس طرح کہ مسلمانوں کی کمزوری اور قلتِ وقت میں صبر ودرگذر (اور شکر) کا حکم دیا گیا۔ مگر بعد میں یہ عذر جاتا رہا۔ تو قتال کا واجب بنا کر اس اگلے حکم کو منسوخ کر دیا گیا۔

نسخ کی تیسری قسم درحقیقت نسخ نہیں ہے۔ بلکہ اس کو منساء (فراموش کردہ) کہا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ '' **او ننسها** '' (ترجمہ) بھلا دیتے ہیں۔ یا فراموش کر دیتے ہیں۔ (سورہ بقرہ۔ حصہ آیت نمبر 106) یعنی کہ قتال کا حکم اُس وقت کا نظر انداز کر رکھا گیا۔ جب تک کہ مسلمانوں میں قوت نہیں آئی۔ اور کمزوری کی حالت میں اذیت اور تکلیف کو صبر ودرگذر (اور شکر) کے ساتھ برداشت کرنے کا حکم تھا۔

یاد رہے۔ (بقولِ امام سیوطیؒ) کہ ناسخ آیات پر مشتمل سورتوں کی تعداد فقط چھ ہے۔ جن میں ناسخ آیتیں پائی جاتی ہیں۔ اور منسوخ کا وجود نہیں۔ وہ سورتیں یہ ہیں۔ **سورہ فتح۔ سورہ حشر۔ سورہ منافقون۔ سورہ تغابن۔ سورہ طلاق۔ سورہ اعلیٰ۔**

اور اسی طرح سے منسوخ آیات پر مشتمل سورتوں کی تعداد چالیس ہے۔ جن میں محض منسوخ آیتیں پائی جاتی ہیں۔ اور ناسخ کا وجود نہیں۔ (اس ضمن میں مزید تفصیل کے لئے علامہ جلال الدین السیوطی الشافعیؒ کی کتاب '' **الاتقان فی علوم القرآن** '' کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کتاب میں علوم القرآن اور علم التفسیر پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ جو کہ بہت مفید ومتنفع ہے)

متاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد :

حضرت شاہ ولی اللہؒ اس ضمن میں رقم طراز ہیں۔ کہ! سلف صالحین کے بعد علمائے متاخرین نے ''نسخ'' کا لفظ جن معنوں میں استعمال کر کے اسے ایک نئی اصطلاح بنا دیا ہے۔ جس کے مطابق منسوخ آیات کی تعداد بہت کم رہ جاتی ہے۔ اس ضمن میں امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی گراں مایہ کتاب '' **الاتقان فی علوم القرآن** '' میں ابنِ عربیؒ کے حوالے سے قرآنِ کریم کی منسوخ آیات کی تعداد بیس 20 بیان فرمائی ہے۔ لیکن میرے (حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ) نزدیک یہ تعداد اور بھی کم ہوسکتی ہے۔

اس ضمن میں (حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ) کے مطابق منسوخ آیات کی تعداد صرف پانچ 05 رہ جاتی ہے۔

جناب علامہ غلام رسول سعیدی (شیخُ الحدیث دارلعلوم نعیمیہ کراچی) اپنی مشہور ومعروف تفسیرِ تبیانُ القرآن (جو کہ اہلِ سنت والجماعت کی موجودہ دور کی انتہائی مقبول اورسنی حضرات کے تقریباً تمام مدارس میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی تفسیر ہے) میں رقم طراز ہیں۔ ان کے مطابق منسوخ آیات کی تعداد صرف پانچ **12** رہ جاتی ہے۔ علامہ سعیدی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ! کچھ لوگ قرآن مجید کے الفاظ کا مفہوم احادیث اور آثار کے بجائے لغت سے متعین کرتے ہیں۔ اور لغت میں ''نسخ'' کا معنیٰ کسی چیز کو مٹا دینا اوراس کی جگہ پر دوسری چیز کو لے کر آنا ہے۔ جیسے کہ تیمّم کے وقت وضو کرنا منسوخ نہیں ہوتا۔ بلکہ بدستور مشروع رہتا ہے۔ یادرہے۔ کہ نسخ کے وقوع پر قرآنِ مجید سے بھی استلال لایا جاسکتا ہے۔ ہم یہاں پر چند آیات کا حوالہ دیتے ہیں۔ جیسے کہ! **ما ننسخ من آیة او ننسها نات بخیر منها او مثلها**۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر **106**) ترجمہ۔ (فرمانِ الٰہی!) ہم جو آیت منسوخ کردیتے ہیں۔ یا اِس کو بُھلا دیتے ہیں۔ تو اِس سے بہتر یا اِس جیسی آیت لے آتے ہیں۔ (اسی طرح) **و اذا بدلنا آیة مکان آیة لا و الله اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر ط بل اکثر هم لا یعلمون**۔ (سورہ نحل۔ نمبر **101**) ترجمہ۔ (فرمانِ الٰہی!) اور جب ہم ایک آیت کو بدل کر اس کی جگہ پر دوسری آیت کو لاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ جو کچھ نازل فرماتا ہے۔ تو کافر کہتے ہیں۔ آپ ﷺ یہ آیتیں خود بنالاتے ہیں۔ (یہ بات نہیں) بلکہ اِن میں سے اکثر (تو) جاہل ہیں۔ **فاعفوا وصفحوا حتی یاتی الله با مره**۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر **109**) ترجمہ۔ (فرمانِ الٰہی!) تو انہیں معاف کردیں۔ اور درگذر کریں۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنا کوئی (اور) حکم لے آئے۔

قرآنِ حکیم کا سات حروف پر نزول : (ایک مخفی راز)

حضرت عبداللہ بن مبارک اپنے پیرومرشد و مربی ''غوث الوقت جناب سیدی عبدالعزیز الدباغ '' کے ملفوظات بنام ''**الابریز**'' میں رقم طرز ہیں۔ کہ! مَیں نے کئی مرتبہ آپ ؒ سے اس حدیث نبوی ﷺ کے معنی دریافت کئے۔

ان هذا القرآن انزل علیٰ سبعة اُحرف۔ (ترجمہ) بے شک! اس قرآنِ پاک کو سات حروف پر اُتارا گیا۔

بندہ ناچیز عبدالرؤف اس ضمن میں عرض گزر رہے۔ کہ! اسی حدیثِ نبوی ﷺ کے مطابقت رکھنے والی چند مزید احادیث پیش خدمت ہیں۔ تاکہ مَیں خود اور دیگر شائقینِ کتاب ہٰذا اس مخفی راز والی حدیثِ نبوی ﷺ سے بھرپور مستفید و منتفع ہوسکیں۔

☆ مسند احمد کی حدیث نمبر **4031** میں آیا ہے۔ کہ! حضرت ابنِ مسعودؓ نے فرمایا۔ (**ا ن القرآن نزل علی نبیکم صلی الله علیه وسلم من سبعة ابواب علی سبعة احرف ۔۔۔**) کہ یہ قرآن تمہارے نبی ﷺ پر سات دروازوں سے سات حروف پر اُترا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے کی کتاب ایک دروازے سے ایک حرف پر نازل ہوتی تھیں۔

☆ مسند احمد کی حدیث نمبر **19323** میں آیا ہے۔ کہ! حضرت سمرہؓ (سمرہ بن جندب) سے مروی ہے۔ کہ! نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! (**(قال نزل القرآن علی سبعة احرف ۔۔۔**) قرآنِ مجید سات حروف پر نازل ہوا ہے۔

☆ مسند احمد کی حدیث نمبر **20182** میں آیا ہے۔ کہ! حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے۔ کہ! نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! قرآنِ مجید سات حروف پر نازل کیا گیا ہے۔

☆ سنن ابوداؤد کی حدیث نمبر **1477** میں آیا ہے۔ کہ! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! ابی! مجھے قرآن پڑھایا گیا۔ پھر مجھ سے پوچھا گیا۔ ایک حرف پر یا دوحرف پر؟ میرے ساتھ جو فرشتہ تھا۔ اُس نے کہا۔ کہو۔ (کہ) دوحرف پر۔ مَیں نے کہا۔ دوحرف پر۔ پھر مجھ سے پوچھا گیا۔ دوحرف پر یا تین حرف پر؟ اس فرشتے نے جو کہ میرے ساتھ تھا۔ کہا۔ کہو۔ تین حرف پر۔ چنانچہ مَیں نے کہا۔ تین حرف پر۔ اسی طرح معاملہ سات حروف تک پہنچا۔ (تو) آپ ﷺ نے فرمایا۔ اِن میں سے ہر ایک حرف شافی اور کافی ہے۔ تم ''**سمیعا علیما**'' کہو۔ یا ''**عزیز حکیما**''۔ جب تک (کہ) تم عذاب کی آیت کو رحمت پر اور رحمت کی آیت کو عذاب پر ختم نہ کرو۔

☆ مسند احمد کی حدیث نمبر **19533** میں آیا ہے۔ کہ! حضرت ابوبکرہ (ابوبکرہ نفیع بن حارث بن کلدہ) سے مروی ہے۔ کہ! نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! میرے پاس حضرت جبرائیلؑ اور حضرت میکائیلؑ تشریف لائے۔ حضرت جبرائیلؑ نے مجھ سے کہا۔ قرآنِ کریم کو ایک حرف پر پڑھیں۔ حضرت میکائیلؑ نے کہا۔ اس میں اضافہ کی درخواست کریں۔ پھر حضرت جبرائیلؑ نے کہا۔ کہ قرانِ حکیم کو آپ ﷺ سات حروف پر پڑھ سکتے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کافی شافی ہے۔ بشرطِ کہ! آیتِ رحمت کو آیتِ عذاب سے یا آیتِ عذاب کو آیتِ رحمت سے بدل نہ دیں۔

☆ مسند احمد کی حدیث نمبر **20182** میں آیا ہے۔ کہ! نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! میرے پاس حضرت جبرائیلؑ اور حضرت میکائیلؑ تشریف لائے تھے۔ حضرت جبرائیلؑ نے کہا۔ قرآنِ کریم کو ایک حرف سے پڑھیئے۔ حضرت میکائیلؑ نے کہا۔ اس میں اضافہ کی درخواست

کریں۔ پھر حضرت جبرائیلؑ نے کہا۔ کہ اسے دو حرفوں پر پڑھیئے۔ حضرت میکائیلؑ نے پھر کہا۔ اس میں اضافہ کی درخواست کریں۔ یہاں تک کہ سات حروف تک پہنچ گئے۔ قرانِ حکیم کو آپ ﷺ سات حروف پر پڑھ سکتے ہیں۔ اور فرمایا۔ ان میں سے ہر ایک کافی شافی ہے۔ اگر آپ ﷺ ’’**غفورا رحیما** ‘‘ یا ’’ **سمیعا علیما** ‘‘ یا ’’**علیما سمیعا** ‘‘ کہہ دیتے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اسی طرح ہے۔ بشرطِ کہ! تم آیت عذاب کو آیتِ رحمت سے یا آیتِ رحمت کو آیتِ عذاب سے بدل نہ دیں۔

☆ مسند احمد کی حدیث نمبر **2555** میں آیا ہے۔ کہ! حضرت ابن عباسؓ سے نبی مکرم ﷺ کا ارشاد منقول ہے۔ مجھے جبرائیلؑ نے قرآنِ حکیم ایک حرف پر پڑھایا۔ مَیں ان سے بار بار اضافہ کا مطالبہ کرتا رہا۔ اور وہ اس میں برابر اضافہ کرتے رہے۔ تا آنکہ ساتھ حروف تک پہنچ کر رک گئے۔

☆ مسند احمد کی حدیث نمبر **2582** میں آیا ہے۔ کہ! حضرت ابن عباسؓ سے نبی مکرم ﷺ کا ارشاد منقول ہے۔ مجھے جبرائیلؑ نے قرآنِ حکیم ایک حرف (پر) پڑھایا۔ اور وہ اس میں برابر اضافہ کرتے رہے۔ تا آنکہ ساتھ حروف تک پہنچ کر رک گئے۔

مسند احمد میں اس طرح کی دیگر بھی کئی احادیث نبوہ ﷺ موجود ہیں۔ وہاں سے دیکھی جاسکتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک اپنے پیرو مرشد و مربی ’’غوث الوقت جناب سیدی عبدالعزیز الدباغ ‘‘ کے ملفوظات بنام ’’**الابریز** ‘‘ میں رقم طرز ہیں۔ کہ! آپؒ نے اس حدیث کے بہت سے جوابات عنایت فرمائے۔ لیکن اس کے باوجود میری تسلی نہیں ہوسکی۔ اور مَیں کسی جامع اور تسلی بخش جواب کا منتظر رہا۔ اصل اُلجھن یہ تھی۔ کہ ’’حرف‘‘ کا لغوی معانی ظاہر تو ہے۔ لیکن بعض سورتوں کے آغاز میں آنے والے حروفِ مقطعات سمجھ میں نہیں آتے۔ علمائے کرامؒ (مفسرین ومحدثین) نے اس حدیث میں کثیر اقوال کے ساتھ بہت اختلاف کیا ہے۔ جن کے مطالعے کے بعد بے چینی میں (مزید) اضافہ ہوجاتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کی مراد تو (اس حدیث) سے ایک ہی ہوگی۔ لیکن اختلافی اقوال کی تعداد چالیس سے متجاوز ہے۔ جس اس کے مبہم اور دقیق ہونے کے موجب ہیں۔ صحابہ کرامؓ کی کثیر تعداد نے اسی ضمن میں اقوال و احادیث اکٹھی کی ہیں۔ (جن میں سے چند ایک کو مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ جو آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں) یہاں تک کہ مشہور محدث حافظ ابو یعلیٰؒ اپنی کتاب ’’مسندِ کبیر‘‘ میں درج ذیل روایت نقل کرتے ہیں۔ کہ! ایک مرتبہ حضرت عثمانِ غنیؓ نے منبر پر کھڑے ہوکر خطبے کے دوران حاضرین سے یہ بات دریافت کی۔ کہ مَیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر یہ بات کہہ رہا ہوں۔ کہ تم میں سے جس شخص نے حضور نبی مکرم ﷺ کا فرمانِ ذی مقام سن رکھا ہے۔ وہ کھڑا ہوجائے۔ **ان هذا القرآن انزل علیٰ سبعة حرف و کل لشان**۔ (ترجمہ) بے شک! اس قرآنِ پاک کو سات حروف پر اُتارا گیا۔ اور اس میں سے ہر حرف کی اپنی مخصوص شان ہے۔ (خلیفہ سوئم جناب حضرت عثمان بن عفانؓ کی یہ بات سن کر) بہت سے افراد کھڑے ہوگئے۔ جن میں سے ہر ایک اس بات کا اقرار کررہا تھا۔ کہ اس نے بذاتِ خود نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ فرمان عالی شان سن رکھا ہے۔۔۔ احمد بن مبارک کہتے ہیں۔ کہ اس مسئلے کے متعلق (بہت سارے علماء کی کتب کی چھان بین کے بعد مجھے) ذاتی طور پر چار حضرات کی تحقیق اور رائے پسند آئی۔ احمد بن مبارک کہتے ہیں۔ کہ اگرچہ مَیں ان چاروں حضرات کی کتب اور تحقیقت ملاحظہ کرچکا ہوں۔ اور اس مسئلے کے جو پہلو میرے پیشِ نظر تھے۔ لیکن اس کے باوجود یہ بات واضح نہ ہوسکی۔ کہ آنحضور نبی مکرم ﷺ کے اس فرمان سے کیا مراد ہے؟ مَیں نے اپنے شیخ سیدی عبدالعزیز دباغؒ کی خدمت میں دوبارہ عرض کیا۔ کہ مَیں صرف آپؒ کے مؤقف کے تحت نبی اکرم ﷺ کے فرمان کی مراد کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔ تو آپؒ نے فرمایا۔ انشاء اللہ میں کل تمھیں اس بارے میں جواب دوں گا۔ اور اگلے ہی دن آپؒ نے جواب مرحمت فرمایا۔ جو کہ بالکل سچ (اور صحیح) تھا۔ آپؒ نے فرمایا۔ مَیں نے نبی اکرم ﷺ سے اس حدیث کے مرادی معنی دریافت کیے۔ تو آپ ﷺ نے اپنی مراد کی تشریح فرمائی۔ احمد بن مبارک کہتے ہیں۔ کہ! حضرت شیخ دباغؒ نے میرے سامنے جو معانی اور مفاہیم بیان کیے۔ تو میں تین دن تک شیخؒ کے ساتھ بحث میں مصروف و مشغول رہا۔ اور آپؒ اس کے معانی کی وضاحت کرتے رہے۔ اس کے بعد مجھے اندازہ ہوا۔ کہ یہ حدیث نبوی ﷺ (معنوی، اصطلاحی اور فہمی وسعت کے اعتبار) سے نہایت ہی عظیم مرتبے کی حامل ہے۔ اس کی تشریح کے دوران مَیں نے اس قدر اسرار کا علم حاصل کیا۔ کہ جن کی وضاحت کرنا ممکن ہی نہیں۔ تاہم مَیں (احمد بن مبارکؒ) اپنے الفاظ میں ان کا (قدرے) خلاصہ بقدر استطاعت تحریر کررہا ہوں۔

نبی مکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی خاص قوت ودیعت کررکھی ہے۔ کہ! جس کے انوار سات قسم پر مشتمل ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نور کے دو رخ ہیں۔ ایک رخ تو آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس اور اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدسہ کے بارے میں ہے۔ اور دوسرے پہلو کا تعلق مخلوق کے ساتھ آپ ﷺ کے تعلق سے ہے۔ یہ انوار پہلے رخ (یعنی آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس اور اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدسہ کے تعلق) میں متواتر فیضان کرتے رہتے ہیں۔ اور کبھی نہیں تھمتے۔ اور نہ ہی سست پڑتے ہیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کی طرف کوئی آیت نازل کرتے ہیں۔ تو تو اس نازل شدہ آیت کے ہمراہ پہلے رخ کے نور میں سے تھوڑا سا نور بھی ظاہر ہوکر آتا

ہے۔ سارا تو نہیں۔ کیونکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہونے کی وجہ سے تھمتا ہے اور نہ سست پڑتا ہے۔ اس لئے مخلوقات کی طرف توجہ کے وقت صِرف تھوڑا سا نور ظاہر ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ جب دوسری آیت اُتارتا ہے۔ تو اس میں دوسرے رُخ کا کچھ نور ہوتا ہے۔ پھر جب تیسری آیت اُترتی ہے۔ تو اس میں تیسرے نور میں سے کسی قدر نور ہوتا ہے۔ اسی طرح ساتویں نور تک۔

پھر مَیں نے عرض کیا۔ یہ ساتوں انوار کہ جن کی طرف سات حرف کہہ کر اشارہ کیا گیا ہے۔ کون سے ہیں؟ حضرت شیخ دباغؒ نے فرمایا۔ وہ سات حروف یہ ہیں۔ ☆ **حرفِ نبوت**۔ ☆ **حرفِ رسالت**۔ ☆ **حرفِ آدمیت**۔ ☆ **حرفِ روح**۔ ☆ **حرفِ علم**۔ ☆ **حرفِ قبض**۔ ☆ **حرفِ بسط**۔ (ان تمام (یعنی سات حروف) کی مختصر مگر جامع تشریح یہاں پیش کی جاتی ہے۔ شائقین حضرات مکمل تفصیل کے لئے کتاب ''الابریز'' یا اس کے اردو ترجمہ بنام ''**خزینہ معارف**'' کی طرف رجوع فرمائیں)

☆ **حرفِ نبوت:** حرفِ نبوت کی شناخت و علامت یہ ہے۔ کہ! آیتِ مبارکہ میں صبر کا حکم دیا گیا ہو۔ اور حق کی جانب رہنمائی کی گئی ہو۔ وہ آیت دنیا اور اس کی خواہشات (شہوات) سے گریز کرنے کی تعلیم دیتی ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ! نبوت طبعی طور پر حق ہی کی طرف مائل ہوتی ہے۔ اور صرف حق بیان کرتی ہے۔ اور حق ہی کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اور اس ضمن میں خیر خواہی کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔

☆ **حرفِ رسالت:** حرفِ رسالت کی نشانی و علامت یہ ہے۔ کہ! اس آیت میں دارِ آخرت، اس کے درجات اور وہاں رہنے والوں کے مقامات اور اِنہیں حاصل ہونے والے ثواب کا ذکر موجود ہے۔

☆ **حرفِ آدمیت:** حرفِ آدمیت کا ماحصل وہ نور ہے۔ کہ! جسے اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں ودیعت کر رکھا ہے۔ اور انہیں اس سے انسانی کلام کرنے پر قدرت بخشی ہے۔ تاکہ ان کا کلام ملائکہ، جنات اور باقی تمام مخلوقات کے کلام سے یکسر ممتاز ہو سکے۔ باوجود اس کے کہ یہ صفت تمام انسانوں میں پائی جاتی ہے۔ اسے ان ساتوں میں سے اس لئے شامل کیا گیا۔ کہ یہ صفت آنحضرت ﷺ میں طہارت اور صفائی کے لحاظ سے انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ جس کی وجہ سے طہارت اور صفائی میں آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کا کمال اس درجہ عالیہ تک پہنچ چکا ہے۔ کہ جس سے بڑھ کر کوئی کمال ممکن نہیں۔ اور آنحضرت ﷺ کی ذات کے ماسوا کسی اور کی ذات میں اس کا ہونا بھی ناممکن ہے۔ مختصر یہ کہ! جب یہ نور جس سے کہ انسان کلام کیا کرتا ہے۔ آنحضرت نبی مکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس میں یہ نور باقی تمام انوارات (نورِ نبوت۔ نورِ رسالت۔ نورِ علم۔ نورِ روح۔ نورِ قبض اور نورِ بسط) کے ساتھ پایا گیا۔ تو یہ نور انتہائی کمال پر ہی ہوگا۔ کیونکہ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس اِن چھ انوارات سے مستفیض ہو رہی ہے۔ لہذا آپ ﷺ پر جب آیات کا نزول ہوگا۔ تو کوئی آیت بھی ایسی نہ ہوگی۔ کہ جس میں یہ نور نہ پایا جائے۔ کیونکہ قرآنِ حکیم بنی نوعِ انسان ہی سے تعلق رکھنے والے ایک گروہ کی زبان یعنی عربی میں ہی نازل ہوا ہے۔

☆ **حرفِ روح:** حرفِ روح کی شناخت یہ ہے۔ کہ! قرآنِ پاک کی آیت اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدسہ یا اس کی صفاتِ مبارکہ کے بیان پر مشتمل ہو۔ اور اس میں مخلوق کا کوئی ذکر نہ ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ! روح ہمیشہ مشاہدہ حق میں محو و مستغرق رہتی ہے۔ اسی لئے جب بھی اس نوعیت کی کوئی آیت نازل ہوتی ہے۔ تو اس میں نورِ روح لازمی موجود ہوتا ہے۔

☆ **حرفِ علم:** حرفِ علم کی پہچان یہ ہے۔ کہ! آیت میں گذشتہ لوگوں کے حالات و واقعات بیان کئے گئے ہوں۔ مثلاً عد۔ ثمود۔ قومِ نوح۔ قومِ ہود۔ قومِ صالح وغیرہ کے حالات و واقعات یا اس میں کسی رائے کے مذموم ہونے کی اطلاع دی گئی ہو۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے۔ **اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی ص فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا کَانُوْا مُهْتَدِیْنَ**۔ (ترجمہ) یہی وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی۔ لیکن ان کی تجارت فائدہ مند نہ ہوئی۔ اور وہ (فائدہ مند و نفع بخش سودے کی) راہ جانتے ہی نہ تھے۔ یعنی کہ مختصر طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ تمام آیات کہ جن میں واقعات بیان کئے گئے ہوں۔ وعظ و نصیحت کی گئی ہو۔ یا پھر حکمت آمیز باتیں کی گئی ہوں۔ سیدی دباغؒ فرماتے ہیں۔ کہ اس حرف کے نور کا تعلق انسان سے جہالت کو دور کر کے اسے عارف و معرف بنا دیتا ہے۔

☆ **حرفِ قبض:** حرفِ قبض کی علامت یہ ہے۔ کہ! آیت کریمہ میں کفار و مشرکین کو مخاطب کیا گیا ہو۔ کبھی انہیں تباہی کی وعید سنائی گئی ہو۔ اور کبھی دیگر طریقوں سے ڈرایا گیا ہو۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے۔ کہ! **فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا ولھم عذاب الیم م بما کانوا یکذبون**۔ (ترجمہ) اور ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری کو اور بڑھا دیا۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر 102) نور اور ظلمت کی افواج ہمیشہ برسرِ پیکار رہتی ہیں۔ جب نبی مکرم ﷺ کی توجہ ان ظلمتوں کی طرف مبذول ہوتی ہے۔ تو اس وقت حرفِ قبض کا یہ نور ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس نور میں سے مذکورہ بالا قسم کی آیات سامنے آئی ہیں۔

☆ حرفِ بسط : حرفِ بسط کی شناخت یہ ہے۔ کہ! کسی آیت میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہو۔ جب آپ ﷺ کی توجہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی طرف مبذول ہوتی ہے۔ تو اس وقت بسط کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اور یہ آیات مقامِ بسط سے ظاہر ہوتی ہیں۔

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اِن ساتوں حروف کی تقریباً یہی پہچان و علامات اور نشانیاں ہیں۔ جو یہاں ذکر کی گئی ہیں۔ ورنہ ہر ہر حرف میں 366 وجہیں ہیں۔ اگر مَیں ہر حرف کی 366 مختلف وجوہ میں سے ہر ایک کا ذکر کرنا شروع کر دوں۔ تو نبی مکرم ﷺ کے باطن کا آفتاب سب لوگوں کے سامنے روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا۔ لیکن یہ درحقیقت وہ رموز و اسرار ہیں۔ کہ! جنہیں چھپانا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل کے تحت جن لوگوں کو **فتحِ کبیر** عطا فرماتا ہے۔ وہ ان کا علم حاصل کر لیتے ہیں۔ اور جسے فتح حاصل نہیں ہوتی۔ اس کے لئے مناسب یہی ہے۔ کہ! وہ اپنی ظاہری حالت پر ہی باقی رہے۔

سیدی عبدالعزیز دباغؒ نے ارشاد فرمایا۔ کہ احادیثِ مبارکہ میں جو اختلافِ تلفظ پایا جاتا ہے۔ اُس کی وجہ باطنی انوارات کے اختلاف کی **فرع** ہے۔ کیونکہ قبض کی بدولت کچھ حروف کو ساکن پڑھا جاتا ہے۔ اور اس پر پیش پڑھی جاتی ہے۔ زبر حرفِ رسالت سے پیدا ہوتی ہے۔ اور زیر حرفِ آدمیت سے پیدا ہوتی ہے۔ اور ہر آیت کے لئے ایک خاص فتح اور مخصوص ذوق ہوتا ہے۔

جب آپؒ تشریح فرما رہے تھے۔ تو مَیں نے آپؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ کہ! آیت میں کچھ تو اجزاء نبوت کے ہوتے ہیں۔ کچھ اجزاء رسالت کے ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح باقی پانچ حروف کے۔ اس لئے مَیں نے عرض کیا۔ کہ! یا حضرت! اِن سات حروف کے اجزاء کی مزید تشریح فرما دیں۔ اور یہ بھی بتا دیں۔ کہ! ان حروف کی ان پر تفریع کیسے ہوتی ہے۔ تا کہ اُن کا فائدہ مکمل ہو جائے۔ سیدی دباغؒ نے فرمایا۔ کہ! اِن سات حرفوں میں سے ہر ایک کے سات سات اجزاء ہوتے ہیں۔ (انتہی کلام الدباغ)

بندہ فقیر محمد عبدالروف قارئین کتاب کی خدمت میں عرض گزار ہے۔ کہ اِن سات حروف کے اجزاء اور اِن سات حروف، چند قرآنی آیات اور کچھ مبہم احادیثِ نبویہ ﷺ کی مزید جامع و مبسوط تشریح کتاب ''الابریز'' میں موجود ہے۔ وہاں سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ علمِ لدنی کے موضوع پر اس قدر کھلے اسرار و رموز پر الابریز اور الفتح الربانی (نصائح غوثیہ) سے بہتر شاید ہی کوئی کتاب ہو۔ وما توفیقی الا باللہ۔

آیاتِ قرآنی کے انوارات : (علمِ لدنی کا ایک عظیم ترین باطنی راز)

صاحب الابریز جناب شیخ احمد بن مبارکؒ اپنے شیخ سیدی عبدالعزیز دباغؒ کی تعلیمات اور ملفوظات سے روایت پیش کرتے ہیں۔ کہ سیدی دباغؒ فرماتے ہیں۔ کہ! قرآنی آیات کے انوارات دراصل تین اقسام پر مشتمل ہیں۔ سفید ، سبز اور زرد۔

☆ **سفید رنگ کا تعلق اُن آیات کے ساتھ ہے۔ جن کے بندے قائل ہیں۔**

☆ **سبز رنگ کا تعلق اُن آیات کے ساتھ ہے۔ جن کا قائل اللہ تعالیٰ خود ہے۔**

☆ **زرد رنگ کا تعلق اُن آیات سے ہے۔ جو کفار (اور مشرکین) سے متعلق ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا۔**

اب اگر ہم **سورہ فاتحہ** کا جائزہ لیں۔ تو ہمیں یہ معلوم ہوگا۔ کہ! ''**الحمد لله**'' میں سبز رنگ (اخضر) پایا جاتا ہے۔

''**رب العالمین**'' سے لے کر ''**انعمت علیهم (غیر)**'' تک سفید رنگ (ابیض) پایا جاتا ہے۔

اور ''**(غیر) المغضوب**'' سے لے کر ''**علیهم ولا الضالین**'' میں زرد رنگ (اصفر) پایا جاتا ہے۔

جیسے یہ تینوں انوارات ''سورہ فاتحہ'' میں پائے جاتے ہیں۔ اِسی طرح باقی تمام قرآنی سورتوں میں بھی یہ تینوں انوارات پائے جاتے ہیں۔ گویا کہ یہ تینوں انوارات قرآنِ مجید کی تمام سورتوں میں بھی موجود ہیں۔ البتہ بعض اوقات کوئی ایک رنگ کسی ایک سورت میں کم اور دوسری میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ جس طرح کہ تم نے سورہ فاتحہ میں ملاحظہ کر لیا۔ اِن تینوں قسموں کے انوارات کے درمیان اختلاف کی وجہ یہ ہے۔ کہ لوحِ محفوظ کے تین حصے اور رُخ ہیں۔

☆ ایک حصے کا رُخ دنیا کی طرف ہے۔ جس میں دنیا کے متعلق تمام تر معلومات، احوال وصفات درج ہیں۔

☆ دوسرے حصے کا رُخ جنت کی طرف ہے۔ جس میں جنت اور اہلِ جنت کے متعلق تمام تر معلومات، احوال وصفات درج ہیں۔

☆ تیسرے حصے کا رُخ جہنم کی طرف ہے۔ جس میں جہنم اور اہلِ جہنم کے متعلق تمام تر معلومات، احوال وصفات درج ہیں۔

یاد رہے کہ زرد نور درحقیقت سیاہ نور ہے۔ مگر مومن کی نگاہ کو یہ نور زرد نظر آتا ہے۔ کیونکہ جب اس کا نورِ بصیرت سیاہ رنگت پر پڑتا ہے۔ تو اسے اس کی نگاہ میں زرد بنا دیتا ہے۔ حتیٰ کہ مومن جب محشر میں کھڑا ہوگا۔ تو اس کو اس کی لکھی ہوئی تقدیر کے مطابق نور ملے گا۔ اور اس سے دور ایک کافر

ہوگا۔ جیسے بہت بڑی سیاہی اور تاریکیوں نے گھیرا ہوا ہوگا۔ تو وہ کافر مومن کو زرد دکھائی دے گا۔ جس سے کہ مومن سمجھ جائے گا۔ کہ یہ کسی کافر ہی کا وجود ہے۔ حضرت سیدی دباغؒ نے مزید فرمایا کہ کافر کوئی چیز نہیں دیکھ سکے گا۔ کیونکہ وہ تاریکی اور نورِ سیاہ جس نے اُس کافر کو چاروں اطراف سے گھیرے میں لے رکھا ہوگا۔ اُس کے لئے حجاب (پردہ) کا کام دے گا۔ لہذا اُنہیں (کفار) کو تاریکی میں نورِ سیاہ کے ماسوا کچھ بھی نظر نہیں آسکے گا۔

مفسرین کے جدید و قدیم گروہ : (بمطابق حضرت شاہ ولی اللہؒ)

محدثینِ کرام : یہ وہ گروہ ہے جو علم تفسیر میں اُن واقعات وقصص کو آسان پیرائے میں بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ لیکن یہ گروہ اِس بات کی بالکل پرواہ نہیں کرتا۔ کہ اِن واقعات وقصص کی صداقت کی چھان بین اور تحقیق بھی کرے۔ مگر وہ ہر واقعے کو نقل کر دیتے ہیں۔ خواہ وہ واقعہ کسی مرفوع حدیث نبوی ﷺ کا ہو یا موقوف کا۔ چاہے اُسے کسی تابعی نے ہی کیوں نہ بیان کیا ہو۔ جو کہ کسی بھی طرح اُس واقعے کا گواہ ہی نہیں ہوسکتا۔ یا پھر اِس واقعے کا تعلق اسرائیلیات (بنی اسرائیل کے قصص وکہانیاں) سے ہو۔ مفسرین کا یہ گروہ محدثین کہلاتا ہے۔

متکلمینِ عظام : مفسرین کا دوسرا گروہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے اسمائے حُسنیٰ کی توجیہ وتاویل کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ وہ اِس ضمن میں عموماً ظاہری مفہوم نہیں لیتے۔ بلکہ اِسے اللہ تعالیٰ کی شان کے برخلاف سمجھتے ہیں۔ اِن لوگوں نے علم تفسیر میں بھی اپنا یہی انداز اختیار کئے ہوئے ہے۔ وہ جن آیات کے ظاہری مفہوم کو اپنے خیال میں اللہ تعالیٰ کی شانِ عظیمی کے خلاف سمجھتا ہے۔ اُن کی تاویل کر دیتا ہے۔ اِن کا حریف (Rival) مکتبہ فکر (School of Thought) جب اِس حوالے سے الفاظ کا ظاہری مفہوم لیتا ہے۔ تو یہ لوگ اِس کی تردید کر دیتے ہیں۔

فقہائے کرام کا گروہ :

مفسرین کا تیسرا گروہ فقہائے کرام اور اصولیین کا ہے۔ جو قرآنی آیات سے فقہی احکامات نکالتا ہے۔ بعض مسائل میں تو ترجیح دینے کا کام بھی کرتا ہے۔ اور اِس کے لئے دلائل بھی دیتا ہے۔ اگر کسی آیت سے مختلف الاقسام احکامات نکلتے ہوں۔ تو وہ اپنی رائے کے مطابق اِن میں سے بہتر اور راجح کو اختیار کرتا ہے۔ اور اپنے نقطہ نظر سے اختلاف کرنے والوں کے نقطہ نظر کی کلی تردید کرتا ہے۔

لغت وصرف ونحو کے ماہرین کا گروہ :

مفسرین کا چوتھا گروہ جو کہ لغت (Dictionary) اور قواعد وانشاء کے ماہرین (Grammarian) کا گروہ ہے۔ جو قرآنی الفاظ کے معانی، الفاظ کے مختلف استعمالات (Usages) اور اِن کی صرفی ونحوی حیثیت (Grammatical status) سے بحث (Debate) کرتا ہے۔ یہ گروہ الفاظ کے معانی ولغت اور صرف ونحو کے حوالے سے اِن کو بیان کرتے ہوئے عربوں کے کلام سے استشہاد کرتا ہے اور ثبوت بھی پیش کرتا ہے۔

ادیبوں کا گروہ :

مفسرین کا پانچواں گروہ قرآن کریم میں علم معانی اور علم بیان کے نقاط تلاش کر کے اِن کو بیان کرتا ہے۔ اور قرآن مجید کی فصاحت وبلاغت کے پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے۔ یہ علم تفسیر میں ادیبوں کا گروہ کہلاتا ہے۔

علمِ قرأت کے ماہرین کا گروہ :

مفسرین کا چھٹا گروہ جو کہ قرآنِ پاک کی مختلف قرأتوں سے دلچسپی رکھتا ہے۔ قرآنِ مجید کی مختلف مشہور ومعروف قرأتوں کو نقل کرنا، اکٹھا کرنا اور اِن کو بیان کرنا اِس گروہ کے ماہرین کا کام ہے۔ اور یہ گروہ اِس سلسلے میں کسی قسم کی کوئی کسر نہیں چھوڑتا۔ یہ قرأ یعنی قاریوں کا گروہ ہے۔

علم تصوف ومتصوفین کا گروہ :

مفسرین کا ساتواں گروہ جو کہ اُن لوگوں کا (عظیم المرتبت) گروہ ہے۔ جو کہ درحقیقت تصوف، علم صوفیاء اور سلوک ومعرفت سے خاصی دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہ لوگ دراصل قرآن پاک سے تصوف کے مسائل کی تحقیق وجستجو اور تلاش کر کے اِن کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ اِن کو قرآن شریف میں جہاں کہیں کوئی صوفیانہ نقطہ ملتا ہے۔ یہ لوگ اِس کی فوراً تشریح وتوضیح کر دیتے ہیں۔

الغرض تفسیر کا میدان بہت وسیع ہے۔ تفسیر کی مذکورہ تمام اقسام میری نظر میں ہیں۔ اور میں نے اِن تمام قسم کی تفاسیر پر مجتہدانہ تحقیق کی ہے۔ بلکہ اِن کے علاوہ بھی علم تفسیر کی دو ایک ایسی اقسام ہیں۔ جو مجھے براہ راست الہام ہوتی ہیں۔ یہ ایک ایسی سعادت ہے۔ جس کا بیان کرنا کسی انسان کے بس میں نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ضروری ہدایات دورانِ تلاوتِ قرآن مجید

قرآنِ مجید میں بیس ایسے مقامات ہیں کہ جہاں پر ذرا سی بے احتیاطی سے نا دانستہ کلمہ کفر کا ارتکاب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ زیر، زبر و پیش ردو بدل کر دینے سے معنٰی کچھ کے کچھ ہو جاتے ہیں۔ اِسی لئے دانستہ پڑھنے سے گناہِ کبیرہ بلکہ صریح کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ذیل میں وہ جملہ مقامات درج کئے جا رہے ہیں۔

نمبرشمار	مقاماتِ قرآنِ مجید	غلط	صحیح
1	سورہ فاتحہ (اُمُّ الکتاب)	اَنعَمتُ عَلَیهِم	اَنعَمتَ عَلَیهِم
2	سورہ فاتحہ (اُمُّ الکتاب)	اِیَا کَ نَعبُدُ وَاِیَاکَ نَستَعِین	اِ یَّا کَ نَعبُدُ وَ اِ یَّا کَ تَستَعِین
3	سورہ بقرہ	وَاِذِابتَلٰی اِبرَاهِیمُ رَبَّهٗ	وَاِذِابتَلٰی اِبرَاهِیمَ رَبُّهٗ
4	سورہ بقرہ	قَتَلَ دَاوٗدَ جَا لُو تُ	قَتَلَ دَاوٗدُ جَا لُو تَ
5	آیتُ الکرسی	اٰ للّٰهُ لَا اِ لٰهَ اِ لَّا هُو	اَ للّٰهُ لَا اِ لٰهَ اِ لَّا هُو
6	سورہ بقرہ	وَاَللّٰهُ یُضعَفُ	وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ
7	سورہ نساء	رُسُلًا مُبَشِّرِ ینَ وَ مُنذَ رِینَ	رُسُلًا مُبَشِّرِ ینَ وَ مُنذِ رِین
8	سورہ توبہ	مِنَ المُشرِ کِینَ . وَرَسُو لِه	مِنَ المُشرِ کِینَ . وَرَسُولُهٗ
9	سورہ بنی اسرائیل	وَ مَا کُنَّا مُعَذَّ بِینَ	وَ مَا کُنَّا مُعَذِّ بِین
10	سورہ طٰہٰ	وَ عَصٰی اٰدَمَ رَبُّهٗ	وَ عَصٰی اٰدَمُ رَبَّهٗ
11	سورہ انبیاء	اِ نِّی کُنتَ مِنَ الظَّا لِمِینَ	اِ نِّی کُنتُ مِنَ الظَّا لِمِین
12	سورہ الشعراء	لِتَکُونَ مِنَ المُنذَ رِینَ	لِتَکُونَ مِنَ المُنذِ رِین
13	سورہ فاطر	یَخشَی اللّٰه مُن عِبَادِه العُلَمٰؤُا	یَخشَی اللّٰهَ مِن عِبَادِهِ العُلَمٰؤُا
14	سورہ الصافات	فِیهِم مُنذَ رِین	فِیهِم مُنذِ رِین
15	سورہ فتح	صَدَقَ اللّٰهَ رَسُو لُهٗ	صَدَقَ اللّٰهُ رَسُو لَهٗ
16	سورہ الحشر	مُصَوَّرُ	مُصَوِّرُ
17	سورہ الحاقۃ	اِ لَّا الخَا طَعُو نَ	اِ لَّا الخَا طِعُو نَ
18	سورہ مزمل	فَعَصٰی فِر عَونَ الرَّسُولُ	فَعَصٰی فِر عَونُ الرَّسُولَ
19	سورہ مرسلٰت	فِی ظَلٰلٍ	فِی ظِلٰلٍ
20	سورہ والنزعات	اِنَّمَا اَ نتَ مُنذَ رُ	اِنَّمَا اَ نتَ مُنذِ رُ

رسم الخط عربی میں یائے مجہول نہیں ہے۔ لیکن قرآنِ حکیم میں صرف ایک موقع پر اِس طرح کی آیت آئی ہے۔ **بسم اللّٰهِ مَجرٖهَا وَ مُر سٰهَا** ۔ اِس کو ایسے پڑھیں گے۔ **بسم اللّٰهِ مجرے هَا وَ مُر سٰهَا** ۔ علاوہ ازیں قرآنِ مجید میں اکثر جگہوں پر ''ا'' الف لکھا ہوا آیا ہے۔ لیکن یہ ''ا'' الف پڑھا نہیں جاتا۔ اور اکثر قرآنِ مجید کے اندر اِسی ''ا'' پر ایک چھوٹا سا گول دائرہ بنا ہوا ہوتا ہے۔

اِس کے علاوہ قرآنِ پاک میں جہاں پر ''و'' کے بعد حرف ''ا'' آ جائے تو وہ ''ا'' بھی نہیں پڑھا جائے گا۔ جیسے **قَا لُوا ، وَاتَّقُو ا ، وَاعلَمُوا** ۔۔۔۔

رموز اوقاف قرآن مجید برائے معلومات:

ہر زبان کے اہل زبان جب گفتگو کرتے ہیں۔ تو کہیں ٹھہر جاتے ہیں۔ کہیں نہیں ٹھہرتے۔ کہیں کم ٹھہرتے ہیں۔ کہیں زیادہ۔ اور اس ٹھہرنے کو بات کے صحیح بیان کرنے اور اس کا صحیح مطلب سمجھنے میں بہت دخل حاصل ہے۔ قرآن مجید کی عبارات بھی رب العالمین جل شانہ اور سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کے مابین گفتگو کے انداز میں واقع ہوئی ہے۔ اس لئے اہل علم نے اس کے ٹھہرنے نہ ٹھہرنے کی چند جگہوں پر علامتیں مقرر کر رکھی ہیں۔ جن کو رموزِ اوقاف کہتے ہیں۔ ضروری ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے ان رموز کو ملحوظ رکھیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

ہ جہاں بات پوری ہو جاتی ہے۔ وہاں چھوٹا سا دائرہ لگا دیتے ہیں۔ یہ حقیقت میں گول (ت) ہے۔ جو بصورت (ۃ) لکھی جاتی ہے۔ اور یہ وقف تام کی علامت ہے۔ یعنی اس پر ٹھہرنا چاہیے۔ اب (ۃ) تو نہیں لکھی جاتی۔ اس کی جگہ دائرہ یا کوئی اور علامت آیت نمبر کے ساتھ ڈال دی جاتی ہے۔ اس قرآن پاک میں اس کو (۵) کے نشان سے ظاہر کیا گیا ہے۔ آیت کے نشان پر اگر کوئی اور علامت نہ ہو تو رک جائیں۔ ورنہ علامت کے مطابق عمل کریں۔

۵ یہ اس بات کی علامت ہے۔ کہ اس موقع پر غیر کوفیین کے نزدیک آیت ہے۔ وقف کریں۔ تو اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اس کا حکم بھی وہی ہے۔ جو آیت کے نشان کا ہے۔

م وقف مطلق کی علامت ہے۔ اس پر ٹھہرنا چاہیے۔ یہ علامت وہاں ہوتی ہے۔ جہاں مطلب تمام نہیں ہوتا۔ اور بات کہنے والا ابھی کچھ اور کہنا چاہتا ہے۔

ج وقف جائز کی علامت ہے۔ یہاں ٹھہرنا بہتر اور نہ ٹھہرنا جائز ہے۔

ز علامت وقف مجوز کی ہے۔ یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

ص علامت وقف مرخص کی ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا چاہیے۔ لیکن اگر کوئی تھک کر ٹھہر جائے۔ تو رخصت ہے۔ معلوم رہے۔ کہ (ص) پر ملا کر پڑھنا (ز) کی نسبت زیادہ ترجیح رکھتا ہے۔

صلے الوصل اولیٰ کا اختصار ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ق قبل علیہ الوقف کا خلاصہ ہے۔ یہاں ٹھہرنا نہیں چاہیے۔

صل قد یوصل کا مخفف ہے۔ یہاں ٹھہرا بھی جاتا ہے۔ اور کبھی نہیں بھی۔ بوقت ضرورت وقف کر سکتے ہیں۔

قف یہ لفظ قِف ہے۔ جس کے معنی ہیں ٹھہر جاؤ۔ یہ علامت وہاں استعمال ہوتی ہے۔ جہاں پڑھنے والے کے ملا کر پڑھنے کا احتمال ہو۔

سکتہ سکتہ کی علامت ہے۔ یہاں کسی قدر ٹھہرنا چاہیے مگر سانس نہ ٹوٹنے پائے۔

وقفۃ لمبے سکتہ کی علامت ہے۔ یہاں سکتہ کی نسبت زیادہ ٹھہرنا چاہیے۔ لیکن سانس نہ توڑیں۔ سکتہ اور وقفہ میں یہ فرق ہے۔ کہ سکتہ میں کم ٹھہرنا ہوتا ہے۔ اور وقفہ میں زیادہ۔

لا لا کے معنی نہیں کے ہیں۔ یہ علامت کہیں آیت کے نشان کے اوپر استعمال کی جاتی ہے۔ اور کہیں آیت کی عبارت کے اندر۔ عبارت کے اندر ہو۔ تو ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہیے۔ آیت کے نشان کے اوپر ہو تو اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ٹھہرنا چاہیے۔ اور بعض کے نزدیک نہیں ٹھہرنا چاہیے۔ لیکن ٹھہرا جائے یا نہ ٹھہرا جائے۔ اس سے مطلب میں خلل واقع نہیں ہوتا۔

ک کذلک کا مخفف ہے۔ اس سے مراد ہے۔ کہ جو رمز اس سے پہلی آیت میں آ چکی ہے۔ اس کا حکم اس پر بھی ہے۔

یہ تین نقاط والے دو وقف قریب قریب آتے ہیں۔ ان کو معانقہ کہتے ہیں۔ کبھی اس کو مختصر کر کے (مع) بھی لکھ دیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ دونوں وقف گویا معانقہ کر رہے ہیں۔ ان کا حکم یہ ہے۔ کہ ان دونوں میں سے کسی ایک پر ٹھہرنا چاہیے۔ ہاں وقف کرنے میں رموز کی قوت اور ضعف کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

قرآنِ حکیم سے انٹرویو

دنیا بھر کے تمام انسانوں (غرضیکہ) تمام مسلم و غیر مسلم لوگوں کا اس بات پر مکمل اتفاق واتحاد ہے۔ کہ! قرآنِ حکیم میں ہر انسان کے ہر ہر سوال کا مکمل و جامع جواب موجود ہے۔ مثلاً ایک عام سا سوال ہے۔ جو کہ دنیا کے تمام انسانوں (مسلم و غیر مسلم یا لا دین) کے لئے ایک معمہ بنا ہوا ہے۔ کہ! دلوں کا سکون کس چیز میں ہے؟ یا دلوں کا سکون و قرار کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟

اَب اگر اس سوال کو دیکھا یا پرکھا جائے۔ تو ہمیں معلوم ہوگا۔ کہ وہ لوگ جو کہ غربت وافلاس کا شکار ہیں۔ یا وہ لوگ جن کے پاس مال و دولت بہت کثرت کے ساتھ موجود ہے۔ یا وہ لوگ جو پڑھے لکھے یا اَن پڑھ ہیں۔ اور وہ لوگ جو عقل مند یا کند ذہن ہیں۔ بہر حال یہ دونوں سوالات ہر طرح کے انسانوں کے ذہن کے لئے معمہ بنے ہوئے ہیں۔ اِن سوالوں کا جواب اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں یہ دیتا ہے۔

الا بذکر الله تطمئن القلوب ۔ (سورہ رعد۔ آیت نمبر 28) **ترجمه** ۔خبر دار رہو۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر (ہی) سے دلوں کو اطمینان (سکون و قرار) نصیب ہوا کرتا ہے۔

اسی طرح پورا قرآنِ پاک تمام مخلوقات و عالمین کے لئے ایک مکمل ضابطہ حیات اور زندگی گزارنے کا رہنما (**Manual**) ہے۔ ہم یہاں پر اپنے اور تمام انسانیت کے لئے سوالات کے ضمن میں قرآنِ حکیم کی چند آیات بطورِ جوابات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ! اگر ان سوالات و جوابات کو زبانی یاد کر لیا جائے۔ تو یہ آیات ہمارے لئے بہت بڑی رہنمائی کا سبب و جواز ہوں گیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سوال ۔ دلوں کا سکون کس چیز میں ہے؟ یا دلوں کا سکون و قرار کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟

جواب ۔**الا بذکر الله تطمئن القلوب ۔** (سورہ رعد۔ آیت نمبر 28) **ترجمه** ۔خبر دار رہو۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر (ہی) سے دلوں کو اطمینان (سکون و قرار) نصیب ہوا کرتا ہے۔

سوال ۔ قرآنِ پاک کیا ہے؟ قرآنِ پاک کیسی کتاب ہے ؟

جواب ۔ **ذٰلک الکتاب لا ریب فیه** ۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمر 02) یہ (اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآنِ حکیم) ایسی کتاب ہے۔ کہ ذرا بھر بھی شک (اس کے کتابِ الٰہی) ہونے میں نہیں ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **تنزیل الکتٰب لا ریب فیه من رب العا لمین** ۔ (سورہ سجدہ۔ آیت نمبر 02) اس کتاب (یعنی قرآنِ کریم) کی تنزیل (نزول) بلا شبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **هذا بیان للناس وهدی و موعظة للمتقین** ۔ (سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 138) یہ کلام (یعنی قرآنِ کریم) عام لوگوں کے لئے تو (محض ایک) بیان ہے۔ اور پرہیز گاروں کے لئے ہدایت و نصیحت ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **کتٰب انزل الیك فلا یکن فی صدرك حرج منه لتنذر به وذکرٰی للمؤمنین** ۔ (سورہ اعراف۔ آیت نمبر 02) (اے پیغمبر ﷺ !) یہ کتاب ہے۔ جو تم پر اس لئے اتاری گئی ہے۔ کہ تم اس کے ذریعے لوگوں کو ہوشیار کرو۔ لہذا اس کی وجہ سے آپ ﷺ کے دل میں کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہیئے۔ اور مومنین کے لئے یہ (قرآنِ حکیم اور اس میں موجود تمام باتیں) ایک نصیحت کا پیغام ہے۔

سوال ۔ اللہ تعالیٰ کِن بندوں کی معاونت (مدد) فرماتا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بعد کیا نتیجہ نکلتا ہے ؟

جواب ۔**وھو یتولی الصلحین** ۔ (سورہ اعراف۔ آیت نمبر 196) اور وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) نیک بندوں کی مدد کرتا ہے۔ (اور پھر اللہ تعالیٰ کی مدد کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ!) **ان ینصرکم الله فلا غالب لکم** ۔ (یعنی کہ) اگر اللہ تعالیٰ تمھاری مدد کرے۔ تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔

سوال ۔ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگ کون کون ہیں ؟

جواب ۔**ومن یطع الله والرسول فأولٰئك مع الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین والشهدآء والصلحین وحسن أولٰئك رفیقا** ۔ (سورہ النساء۔ آیت نمبر 69)۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ وہ (بروزِ قیامت) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا۔ یعنی انبیاءؑ ، صدیقین، شہداء اور صالحین اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر نماز میں سورہ فاتحہ کے اندر یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ **اھدنا الصراط المستقیم. صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضآ لّین** ۔ (سورہ فاتحہ۔ آیت نمبر 7-6) ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ ان لوگوں کی راہ پر کہ جن پر (اے اللہ تعالیٰ) آپ نے انعام کیا۔ ان کی نہیں۔ کہ جن پر غضب کیا گیا۔ اور نہ گمراہوں کی۔

سوال ۔ فلاح پانے والے اور نجات یافتہ کون لوگ ہیں ؟

جواب ۔الذین یؤمنون بالغیب و یقیمون الصلوٰ ة و مما رزقنا هم ینفقون. و الذین یؤ منون بما انزل الیک وما انزل من قبلک. وبا لأ خرة هم یوقنون. اولئک علٰی هدی من ربهم. و اولئک هم المفلحون ۔(سورہ بقرہ ۔آیت نمبر **5-3**) جولوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں ۔اور نماز کو قائم کرتے ہیں ۔اور ہمارے عطا کردہ (مال) میں سے خرچ کرتے ہیں ۔اور جولوگ ایمان لاتے ہیں ۔اس پر جو آپ کی طرف اُتارا گیا ۔اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا ۔(یعنی توریت، زبور، انجیل یا مقدس رحمانی صحائف کی صورت میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف احکامات کو لوگوں کی ہدایت کے لئے اتارا گیا) اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں ۔یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں ۔اور یہی لوگ فلاح پانے والے اور نجات پانے والے ہیں ۔

سوال ۔اس زمانے میں ہم لوگوں کو کس جماعت کے ساتھ شامل ہونا چاہیئے ؟ (یا) ہمیں فی زمانہ کس جماعت کی حمایت کرنی چاہیئے ؟

جواب ۔ولا تکن منکم امة یدعون الی الخیر ویا مرون بالمعروف و ینهون عن المنکر. و اولئک هم المفلحون ۔(سورہ آلِ عمران ۔آیت نمبر **104**) اور تمھارے درمیان ایک جماعت ایسی (ضرور) ہونی چاہیئے ۔جس کے افراد (لوگوں کو) بھلائی کی طرف بلائیں ۔نیکی کی تلقین کریں ۔اور برائی سے روکیں ۔ایسے ہی لوگ ہیں ۔جو فلاح پانے والے ہیں ۔اسی طرح ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان یہ بھی ہے ۔کہ! **کنتم خیر امة اخرجت للناس تا مرون بالمعروف و تنهون عن المنکر و تؤمنون بالله** ۔(سورہ آلِ عمران ۔آیت نمبر **110**) تم وہ بہترین اُمت ہو ۔جو لوگوں کے فائدے کے لئے وجود میں لائی گئی ہو ۔تم نیکی کی تلقین کرتے ہو ۔برائی سے روکتے ہو ۔اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو ۔

سوال ۔وہ لوگ جو قرآنِ حکیم کی آیات کو جھٹلاتے ہیں ۔اُن پر کیسا عذاب نازل ہوگا ؟

جواب ۔والذین کفروا و کذبوا باٰ یتنا اولئك اصحٰب النار ۔هم فیها خٰلدون ۔(سورہ بقرہ ۔آیت نمبر 39) اور جو (جن وانس یا دیگر مخلوقات) انکار کرکے ہماری آیات کو جھٹلائیں وہ جہنمی ہیں ۔اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے ۔

سوال ۔وہ کون لوگ ہیں ۔جن پر کوئی اداسی یا غم نہیں ہوتا ؟

جواب ۔من اٰمن بالله والیوم الأ خر وعمل صا لحا فلهم اجر هم عند ربهم ۔ ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون ۔(سورہ بقرہ ۔آیت نمبر **62**) جو (لوگ) اللہ تعالیٰ پر اور روزِ آخرت پر ایمان لائے ۔اور نیک عمل کرے ۔تو اُن کے اجر ان کے رب کے پاس ہیں ۔اور ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ (کسی قسم کی کوئی) اُداسی ہے ۔

سوال ۔کیا اللہ تعالیٰ لوگوں کو آزمائش سے گزارتے ہیں ؟

جواب ۔و لنبلو نکم بشیء من الخوف والجوع و نقص من الاموال والانفس والثمرٰت ۔ و بشر الصّٰبر ین ۔(سورہ بقرہ ۔آیت نمبر **155**) اور ہم کسی نہ کسی طرح تمھاری آزمائش ضرور کریں گے ۔دشمن کے خوف سے، بھوک و پیاس سے، مال و جان سے اور پھلوں کی کمی سے ۔(مگر جو لوگ صبر کرتے ہیں) اِن صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجیئے ۔

اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کی آزمائش پر صبر کرنے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والوں کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پیغام ہے ۔**اولٰئك علیهم صلوٰت من ربهم و رحمة ۔ واولٰئك هم المهتدون** ۔(سورہ بقرہ ۔آیت نمبر **157**) اِن پر ان کے رب کی جانب سے نوازشیں اور رحمتیں ہیں ۔اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں ۔

سوال ۔جب ہم پر کوئی مصیبت یا آزامائش آئے ۔تو ہمیں کیا کہنا چاہیئے ؟

جواب ۔ا لذین اذا اصا بتهم مصیبة ۔ قالوا انا لله وانا الیه رٰجعون ۔(سورہ بقرہ ۔**156**) **ترجمہ** ۔جنہیں جب کبھی کوئی مصیبت پیش آتی ہے ۔تو (وہ لوگ) کہہ دیا کرتے ہیں ۔کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں ۔اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں ۔

سوال ۔جو لوگ بعد اَز گناہ توبہ کرلیں ۔اِن کے لئے اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے ؟

جواب ۔الا الذین تابوا واصلحوا و بینوا فا ولٰئك اتوب علیهم ۔ وانا التواب الر حیم ۔(سورہ بقرہ ۔آیت نمبر **160**) مگر وہ لوگ جو توبہ کرلیں ۔اور (توبہ کرنے کے بعد اپنی) اصلاح کرلیں ۔اور (چھپی ہوئی باتوں کو) بیان کردیں ۔تو میں (یعنی اللہ تعالیٰ) ان کی توبہ قبول کرلیتا ہوں ۔اور میں (ہی صرف) توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں ۔

سوال ۔جو لوگ بحالتِ کفر فوت ہوجائیں ۔اِن کے لئے اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے ؟

جواب ۔الا الذین کفروا وماتوا وهم کفار واولٰئك علیهم لعنة الله والملٰئکة والناس اجمعین ۔(سورہ بقرہ ۔آیت

نمبر **161**) یقیناً جو کفار اپنے کفر میں ہی مَر جائیں۔ اِن پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

سوال۔ کیا خلوصِ قلب سے توبہ کرنا ہر کسی کے بَس کی بات ہے ؟ کیونکہ توبہ کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہوا کرتا ہے۔

جواب۔ و یتوب الله علی من یشآء۔ والله علیم حکیم ۔ (سورہ توبہ۔ آیت نمبر **15**) اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے۔ توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ ذی شان ہے۔ کہ!

ثم یتوب الله من م بعد ذٰلك علٰی من یشآء۔ والله غفور رحیم ۔ (سورہ توبہ۔ آیت نمبر **27**) پھر اس کے بعد (بھی) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے توبہ (کرنے کی سعادت) نصیب فرمائے گا۔ جس کو چاہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

سوال۔ توبہ کرنے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے کیا خوشخبری ہے ؟

جواب۔ الا من تاب واٰمن و عمل صا لحا فاولئک یدخلون الجنة ولا یظلمون شیئا ۔ (سورہ مریم۔ آیت نمبر **60**) مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی۔ اور ایمان لائے۔ اور (پھر) نیک اعمال کئے۔ تو وہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ اور ان پر قطعًا کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

سوال۔ کیا ہمیں توبہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے ؟

جواب۔ و توبوا الی الله جمیعا۔ ایه المؤ منون لعلکم تفلحون ۔ (سورہ نور۔ آیت نمبر **31**) اور تم سب اللہ تعالیٰ کی طرف (آگے) توبہ کرو۔ اے ایمان والو! تا کہ تم فلاح پاؤ۔ (یعنی جو شخص توبہ کرتا رہے گا۔ وہ ضرور فلاح پائے گا۔ انشاء اللہ)

اسی ضمن میں احادیثِ نبوی ﷺ بھی موجود ہیں۔ کہ آنحضور نبی مکرم ﷺ ستر یا سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کیا کرتے تھے۔ حالانکہ وہ ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ و معصوم اور پاک تھے۔ لیکن توبہ کا عمل چونکہ اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔ اسی لئے حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی مزید محبوبیت و قربت کے لئے توبہ کے عمل کو اختیار کئے ہوئے تھے۔

اسی ضمن میں مزید عرض ہے۔ کہ! آنحضور نبی مکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھی توبہ و استغفار کرنے کا حکم تھا۔ **فسبح بحمد ربك واستغفره۔ انه کان توابا** ۔ (سورہ نصر۔ آیت نمبر **03**) تو پھر آپ ﷺ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے۔ اور اس سے مغفرت طلب کیجئے۔ یقیناً وہ بہت توبہ قبول فرمانے والا ہے۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے عوام الناس کو مخاطب کرتے ہوئے حکم دیا ہے۔ کہ! **واستغفروا الله۔ ان الله غفور رحیم** ۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر **199**) اور اللہ تعالیٰ سے بخشش کی طلب کرتے رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

لہذا ہماری ہمیشہ یہ دعا ہونی چاہیئے۔ **اللھم انی اسئلك التو بة۔ اللھم انی اسئلك شھوة التو بة۔**

(**تر جمه**) یا اللہ تعالیٰ مَیں آپ سے توبہ کا سوال کرتا ہوں۔ یا اللہ تعالیٰ میں تجھ سے توبہ کی خوہش کا سوال کرتا ہوں۔

کیونکہ! یہ بات ہمیشہ ذہم نشیں رہنی چاہیئے۔ کہ توبہ کی توفیق بھی کسی کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میسر ہوتی ہے۔ صاحب غنیۃ الطالبین فرماتے ہیں۔ کہ! توبہ (توبۃ النصوح) کرنے والے کو اللہ تعالیٰ چار (**04**) انعامات کے ساتھ نوازتا ہے۔

نمبر **01**۔ تائب شخص کو گناہ سے ایسے الگ کر دیتا ہے۔ کہ جیسے اس نے کبھی (کوئی صغیرہ و کبیرہ) گناہ کیا ہی نہ ہو۔

نمبر **02**۔ تائب شخص کو اللہ تعالیٰ اپنا (خاص الخاص) محبوب بنا لیتا ہے۔

نمبر **03**۔ تائب شخص پر اللہ تعالیٰ شیطانِ لعین کو مسلط نہیں ہونے دیتا۔ بلکہ ہمیشہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔

نمبر **04**۔ تائب شخص کو دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے خوف (قبر و جہنم) سے بچا لیتا ہے۔

سوال۔ توبہ کرنے کے کیا کیا فوائد ہیں ؟

جواب۔ یا یھا الذین اٰمنوا توبوا الی الله تو بة نصو حا۔ عسٰی ربکم ان یکفر عنکم سیاٰ تکم و ید خلکم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر ۔ (سورہ تحریم۔ آیت نمبر **08**) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی جناب میں خالص توبہ کرو۔ امید ہے۔ (کہ) تمھارا رب تم سے برائیوں کو دور کر دے گا۔ اور تمھیں ایسے باغات میں داخل کر دے گا۔ جن کے دامن میں ندیاں بہتی ہیں۔

سوال۔ اللہ تعالیٰ کن لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے ؟

جواب۔ ا نما التو بة علی الذین یعملون السوٓء بجھا لة ثم یتوبون من قریب فاولٰئك یتوب الله علیھم۔ وکان الله علیما حکیما۔ (سورہ نسآء۔ آیت نمبر **17**) اللہ تعالیٰ صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ جو بوجہ نادانی کوئی برائی کر گزریں۔ پھر جلد اس سے باز آ جائیں۔ اور توبہ کر لیں۔ تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑے علم والا حکمت والا ہے۔

اسی طرح قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ! **فمن تاب من م بعد ظلمهٖ واصلح فان الله یتوب علیه۔ ان الله**

غفور رحیم ۔(سورہ مائدہ۔آیت نمبر 39) پھر جو شخص اپنی ظالمانہ کاروائی سے توبہ کرلے۔ اور معاملات درست کرلے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

سوال۔ اللہ تعالیٰ کن لوگوں کی توبہ قبول نہیں کرتا ؟

جواب۔ ولیست التوبة للذین یعملون السیاٰت۔ حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الئٰن ولا الذین یموتون وھم کفار۔ اولئٰك اعتد نا لھم عذابا الیما ۔(سورہ نسآء۔آیت نمبر 18) ان کی توبہ نہیں۔ جو برائیاں کرتے چلے جائیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آجائے۔ تو کہہ دے کہ اَب مَیں نے توبہ کی۔ اور ان کی توبہ بھی قبول نہیں۔ جو کفر پر ہی مرجائیں۔ یہی (درحقیقت وہ) لوگ ہیں۔ جن کے لئے ہم نے المناک عذاب تیار کررکھا ہے۔

اسی طرح ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **ان اللہ لا یغفر ان یشرك به ویغفر مادون ذٰلك لمن یشآء۔ ومن یشرك باللہ فقد افترٰی اثما عظیما** ۔(سورہ نساء۔آیت نمبر 48) بے شک! اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا۔ اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے۔ اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔

سوال۔ دین کو ہنسی مذاق بنانے والوں کے ساتھ کیسا سلوک و رویہ رکھنا چاہیئے ؟

جواب۔ یا یھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا ولعبا ۔(سورہ مائدہ۔آیت نمبر 57) اے اہلِ ایمان! (تم) ان لوگوں کو اپنا دوست مت بناؤ۔ جنہوں نے تمھارے (سچے) دین کو ہنسی مذاق اور کھیل بنارکھا ہے۔

سوال۔ اللہ تعالیٰ کے دوست کون لوگ ہیں ؟ اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی نشانی کیا ہے ؟

جواب۔ اللہ ولی الذین اٰمنوا ۔(یعنی) اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کا دوست ہے۔ جو ایمان لائے (سورہ بقرہ۔نمبر 257) اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی نشانی یہ ہے۔ کہ! **الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون. الذین اٰمنوا و کانوا یتقون** ۔(سورہ یونس۔آیت نمبر 62-63) یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ لوگ جو صاحبِ ایمان ہوں۔ اور تقوٰی کی روش اختیار کریں۔

سوال۔ شیطان کون ہے؟ اور اس کا کیا کام ہے ؟

جواب۔ و لا تتبعوا خطوٰت الشیطٰن. انه لکم عدو مبین. انما یا مر کم بالسوٓء والفحشآء وان تقولوا علی اللہ مالا تعلمون ۔(سورہ بقرہ۔آیت نمبر 168-169) اور شیطانی راہ پر مَت چلو۔ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تمھیں صرف برائی اور بے حیائی کا اور اللہ تعالیٰ پر ان باتوں کے کہنے کا حکم دیتا ہے۔ جن کا تمھیں علم نہیں۔

سوال۔ اللہ تعالیٰ کے سچے، متقی (پرہیزگار) اور اچھے لوگ کون ہیں ؟

جواب۔ من اٰمن باللہ والیوم الاٰ خر والملئکة والکتٰب والنبیین. واٰتی المال علٰی حبه ذوی القربٰی والیتٰمٰی والمسٰکین وابن السبیل. والسآئلین وفی الرقاب. واقام الصلوٰة واٰتی الزکوٰة. والموفون بعھدھم اذا عٰھدوا. والصّٰبرین فی البا سآء والضّرّاء وحین الباس. اولئک الذین صدقوا. واولئک ھم المتقون ۔(سورہ بقرہ۔آیت نمبر 176-177) جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔ اور قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب پر، انبیائے کرامؑ پر ایمان رکھنے والا ہو۔ جو مال سے محبت رکھنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلین کو دے۔ غلاموں کو آزاد کرے۔ نماز (کو پابندی کے ساتھ) قائم کرے۔ زکات دے۔ جب وعدہ کرے۔ تو اسے پورا کرے۔ تنگ دستی اور دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر اختیار کرے۔ یہی سچے لوگ ہیں۔ اور یہی متقی (پرہیزگار اور اللہ تعالیٰ سے ہروقت ڈرنے والے) لوگ ہیں۔

سوال۔ تعلیمات قرآنی کی روشنی میں قصاص لینا کیسا ہے؟

جواب۔ یایھاالذین اٰمنوا کُتِبَ علیکم القصاص فی القتلٰی. الحر بالحر والعبد بالعبد والاُ نثٰی بالاُنثٰی . فمن عفی له من اخیه شیء فا تباع م بالمعروف واداآء الیه با حسان. ذٰلک تخفیف من ربکم ورحمة. فمن اعتدٰی بعد ذلک فله عذاب الیم. ولکم فی القصاص حیٰوة یآ ولی الاباب لعلکم تتقون ۔(سورہ بقرہ۔آیت نمبر 177-179) اے ایمان والو! تم پر مقتولین کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے۔ آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ (مگر) ہاں! جس کسی کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی دے دی جائے۔ (تو) اسے بھلائی کی اتباع کرنی چاہیئے۔ اور آسانی کے ساتھ دیت ادا کرنی چاہیئے۔ تمھارے

رب کی جانب سے یہ تخفیف اور رحمت ہے۔ اس کے بعد بھی جو سرکشی کرے۔ اسے دردناک عذاب ہوگا۔ (اے عقل مندو) قصاص میں تمھارے لئے زندگی ہے۔ اس باعث کہ تم (کسی کے قتلِ ناحق سے) رُک جاؤ۔

سوال ۔ کیا ہمیں روزے رکھنے چاہئیں ؟ روزے رکھنے کا کیا فائدہ ہوتا ہے ؟ اور اگر کوئی شخص روزے نہ رکھ سکتا ہو تو اس کے لئے قرآنِ حکیم میں کیا حکم ہے ؟

جواب ۔ **یایھا الذین اٰ منوا کُتِبَ علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون. ایاما معدودٰت. فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اُ خر. وعلی الذین یطیقو نه فد یة طعام مسکین. فمن تطو ع خیرا فھو خیرلہ. وان تصوموا خیرلکم ان کنتم تعلمون** ۔ (سورہ بقرہ ۔ آیت نمبر 184-183) اے ایمان والو! تم پر (رمضان کے) روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر (روزے) رکھنا فرض کیا گیا تھا۔ تا کہ تم تقوٰی اختیار کرو۔ گنتی کے چند ہی دن ہیں۔ لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو۔ یا سفر میں ہو۔ تو وہ اور دنوں میں گنتی پورا کر لے۔ اور اس کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا (کھلا) دیں۔ پھر جو شخص نیکی میں سبقت کرے۔ وہ اسی کے لئے بہتر ہے۔ لیکن تمھارے حق میں بہتر کام روزے رکھنا ہے۔ اگر تم جانتے ہو۔ اسی طرح رمضان کے روزوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک آیا ہے۔ کہ! **فمن شھد منکم الشھر فلیصمه. ومن کان مریضا او علٰی سفر فعدۃ من ایام اخر. یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علٰی ما ھدٰکم. ولعلکم تشکرون** ۔ (سورہ بقرہ ۔ آیت نمبر 185) تم میں سے جو اس مہینے کو پائے۔ اسے روزے رکھنے چاہئیں۔ ہاں جو بیمار ہو۔ یا مسافر ہو۔ اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمھارے ساتھ آسانی کا ہے۔ سختی کا نہیں۔ وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) چاہتا ہے۔ کہ تم گنتی پوری کرلو۔ اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائی بیان کرو۔ اور اس کا شکرادا کرو۔

سوال ۔ مصیبت یا مشکل کے وقت ہمیں اللہ تعالیٰ کو کیوں پکارنا چاہیئے ؟ کیا وہ ہم سے قریب ہے ؟ آنحضرت نبی مکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس ضمن میں کیا حکم ارشاد فرمایا ہے ؟

جواب ۔ **واذا سأ لک عبادی فا نی قریب. اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون** ۔ (سورہ بقرہ ۔ آیت نمبر 186) جب میرے بندے میرے باری میں آپ ﷺ سے سوال کریں۔ تو آپ ﷺ کہہ دیں۔ کہ میں بہت ہی قریب ہوں۔ ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی مجھے وہ پکارے۔ قبول کرتا ہوں۔ کہ وہ میری بات مان لیں۔ اور مجھ پر ایمان رکھیں۔ یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ کہ! **ونحن اقرب الیه من حبل الورید** ۔ (سورہ قٓ ۔ آیت نمبر 16) اور ہم تو اس سے اس کی شہ رگ سے (بھی) زیادہ قریب ہیں۔

سوال ۔ اسلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کیا فرمان ہے ؟

جواب ۔ **ان الدین عنداللہ الاسلام** ۔ (سورہ آل عمران ۔ آیت نمبر 19) بے شک دین تو اللہ کے نزدیک (صرف) اسلام ہی ہے۔ ☆ اسلام کے بارے میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ کہ! **یا یھا الذین اٰمنوا ادخلوافی السلم کآ فة** ۔ (سورہ بقرہ ۔ آیت نمبر 208) اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ اسی طرح ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وھوفی الاٰ خرۃ من الخٰسرین** ۔ (سورہ آلِ عمران ۔ آیت نمبر 85) جو (بھی) شخص اسلام کے سوا اور (کوئی) دین تلاش کرے۔ اس کا دین (اللہ تعالیٰ کے ہاں) قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہوگا۔

سوال ۔ کفار کے ملکوں (بالخصوص European Counries) میں جنت کا سا نظارہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ میٹھا پانی، چشمے، مال و دولت کی ریل پیل، سکون اطمینان اور غربت سے پاک لوگ وہاں پائے جاتے ہیں۔ جبکہ مسلم ممالک میں غربت وافلاس، فسادات، ناانصافی، ظلم و جبر وغیرہ پایا جاتا ہے۔ یعنی کفار عیش و آرام میں ہیں۔ جبکہ مسلمان آزمائشوں اور امتحانات سے گزر رہے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے ؟

جواب ۔ **زین للذین کفروا الحیوٰۃ الد نیا و یسخرون من الذین اٰمنوا والذین اتقوا فوقھم یوم القیٰمة. واللہ یرزق من یشآء بغییر حساب** ۔ (سورہ بقرہ ۔ آیت نمبر 212) کفار کے لئے دنیا کی زندگی خوب زینت دار کی گئی ہے۔ وہ ایمان والوں سے ہنسی مذاق کرتے ہیں۔ حالانکہ! پرہیزگار لوگ قیامت کے دن اِن سے اعلیٰ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے۔ بے حساب رزق دیتا ہے۔

سوال ۔ کیا حضرت انسان اَز خود ہدایت یافتہ بن سکتا ہے ؟

جواب ۔واللہ یهدی من یشآء الٰی صراط مستقیم ۔(سورہ بقرہ۔آیت نمبر 213) اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے۔سیدھی راہ کی طرف رہبری کرتا ہے۔ بلکہ قرآن حکیم کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی ﷺ کو بھی واضح حکم فرمایا ہے۔کہ!

لیس علیك هدٰهم ولٰكن الله یهدی من یشآء۔ ۔(سورہ بقرہ۔آیت نمبر 213) (اے نبی مکرم ﷺ) آپ ﷺ کے ذمہ نہیں ہے۔کہ اِن کو ہدایت دے دیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دیتا ہے۔جس کو (وہ) چاہتا ہے۔

انك لا تهدی من احببت ولٰكن الله یهدی من یشآء۔ وهواعلم بالمهتدین۔ ۔(سورہ قصص۔آیت نمبر 56) (اے نبی مکرم ﷺ) آپ ﷺ ہدایت نہیں دے سکتے۔جس کو آپ ﷺ چاہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ یدایت دیتا ہے۔جس کو چاہتا ہے۔اور وہ خوب جانتا ہے۔ہدایت پانے والوں کو۔

سوال ۔ہدایت حاصل ہو جانے (یا ہدایت ملنے) اور ہدایت سے نہ ملنے کی نشانیاں کیا ہیں ؟

جواب ۔فمن یرد الله ان یهدیه یشرح صدره للاسلام۔ ومن یرد ان یضله یجعل صدره ضیقا حرجا كا نما یصعد فی السمآء۔ كذٰ لك یجعل الله الرجس علی الذین لا یؤمنون۔ وهذا صراط ربك مستقیما۔ قد فصلنا الاٰیٰت لقوم یذكرون ۔(سورہ انعام۔آیت نمبر 126-125) تو اللہ تعالیٰ جس کسی کو ہدایت سے نوازنا چاہتا ہے۔اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔اور جس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے۔اس کے سینے کو بالکل تنگ کر دیتا ہے گُھٹا ہوا۔(وہ اسی تنگی محسوس کرتا ہے۔کہ) گویا اسے آسمان پر چڑھنا پڑ رہا ہے۔اس طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر ناپا کی مسلط کر دیتا ہے۔جو ایمان نہیں لاتے۔اور یہ تیرے رب کا سیدھا راستہ ہے۔ہم نے اپنی آیات خوب تفصیل سے بیان کر دی ہیں۔ان لوگوں کے لئے جو نصیحت حاصل کرنا چاہیں۔

سوال ۔کیا کوئی بندہ دوسرے کو مار پیٹ یا جبر وتشدد سے مسلمان کر سکتا ہے ؟ یا کوئی شخص جبر وتشدد اور ظلم سے کسی کو نیک اعمال کرنے (جیسے نماز روزہ وغیرہ) کی تلقین کر سکتا ہے ؟

جواب۔ لا اكراه فی الدین ۔(سورہ بقرہ۔آیت نمبر 256) دین میں کوئی جبر (زبردستی) نہیں ہے۔

سوال ۔دین سے پھر جانے والوں (یعنی مرتدین) کے لئے اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے ؟

جواب۔ و من یر تدد منكم عن دینه فیمت وهو كافر فاولئک حبطت اعمالهم فی الدنیا والاٰ خرة. واولئک اصحٰب النار. هم فیها خٰلدون ۔(سورہ بقرہ۔آیت نمبر 217) جو کوئی تم میں سے اپنے (حق وسچ) دین سے پھر گیا۔تو یہ وہ لوگ ہوں گے۔جن کے تمام اعمال دنیا اور آخرت ضائع جائیں گے۔اور وہ (مرتد) جہنم والے ہوں گے۔اور اسی (جہنم) میں ہمیشہ رہیں گے۔

سوال ۔اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اُمیدوار کون لوگ ہیں ؟

جواب ۔ان الذین اٰمنوا والذین هاجروا و جٰهدوا فی سبیل الله. اولئک یرجون رحمت الله. والله غفور رحیم ۔(سورہ بقرہ۔آیت نمبر 218) بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے۔جنہوں نے (اپنے دین وجانوں کی حفاظت کے لئے) ہجرت کی۔اور (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) جہاد کیا۔۔تو یہی وہ لوگ ہیں۔جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اُمیدوار ہیں۔اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بہت مہربانی کرنے والا ہے۔قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ آتا ہے۔کہ! **فمن تاب من م بعد ظلمه واصلح فان الله یتوب علیه۔ ان الله غفور رحیم** ۔(سورہ مائدہ۔آیت نمبر۔90) جو شخص اپنے گناہ کے بعد توبہ کر لے۔اور (اپنے تئیں) اصلاح کر لے۔تو اللہ تعالیٰ (اپنی وسیع وعریض) رحمت کے ساتھ اس کی طرف لوٹتا ہے۔یقیناً! اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا مہربانی کرنے والا ہے۔

سوال ۔شراب اور جوئے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قرآن حکیم میں کیا حکم ہے ؟

جواب۔ یسئلونک عن الخمر والمیسر. قل فیهما اثم كبیر و منا فع للناس. واثمهما اكبر من نفعهما ۔(سورہ بقرہ۔آیت نمبر 219) لوگ آپ ﷺ سے شراب اور جوئے کا مسئلہ پوچھتے ہیں۔آپ ﷺ کہہ دیجیئے۔(کہ) ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔اور لوگوں کو اس سے دنیاوی فائدہ بھی ہوتا ہے۔لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے کہیں زیادہ ہے۔

سوال ۔کیا ہندو یا مشرک مرد یا عورت سے نکاح جائز ہے ؟

جواب۔ ولا تنكحوا المشركٰت حتّٰی یؤمن ۔(سورہ بقرہ۔آیت نمبر 221) اور شرک کرنے والی عورتوں سے تاوقیکہ وہ ایمان نہ لائیں۔تم (ان سے) نکاح نہ کرو۔ **ولا تنكحوا المشركین حتّٰی یؤمنوا** ۔(سورہ بقرہ۔آیت نمبر 221) اور شرک کرنے والے مردوں کے نکاح میں عورتوں کو نہ دو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔

سوال۔ کیا کسی انسان کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف دی جاتی ہے ؟

جواب۔ **لاتکلف نفس الا وسعھا**۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر 232) ہر شخص اتنی ہی تکلیف دیا جاتا ہے۔ جتنی اس کی طاقت ہو۔ **لایکلف الله نفسا الا وسعھا**۔ (سورہ بقرہ۔ نمبر 286) اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی استطاعت (یعی سکت اور برداشت) سے زیادہ تکلیف نہیں پہنچاتا۔

سوال۔ صلوۃ وسطیٰ (نمازِ عصر) کی ادائیگی کا کیا حکم منجانبِ اِلٰہی آیا ہے ؟

جواب۔ **حا فظوا علی الصلوٰۃ الوسطٰی**۔ (سورہ بقرہ۔ 238) نمازوں کی حفاظت کرو۔ بالخصوص نمازِ وسطیٰ (یعنی نمازِ عصر) کی۔

سوال۔ ایمان والوں کا دوست کون ہے؟ اور کفار کا دوست کون ہے ؟

جواب۔ **الله ولی الذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمٰت الی النور. والذین کفرو اولیٰئھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمٰت. اولٰئک اصحٰب النار. ھم فیھا خٰلدون**۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر 258) ایمان والوں کا دوست (وکیل و مددگار) اللہ تعالیٰ خود ہے۔ وہ انہیں (ظلمت وتاریکی کے) اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے۔ اور کفار کے دوست (وکیل و مددگار) شیاطین ہیں۔ وہ انہیں روشنی سے نکال کر (ظلمت وتاریکی کے) اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہ لوگ جہنمی ہیں۔ جو ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔

سوال۔ اگر کوئی شخص فقر وافلاس سے تنگ آکر بے حیائی کا راستہ اختیار کرلے۔ تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے ؟

جواب۔ **الشیطٰن یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشآء۔ والله یعدکم مغفرۃ منه وفضلا۔ والله واسع علیم**۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر 268) شیطان لعین تمھیں فقیری سے ڈراتا دھمکاتا ہے۔ اور (اس فقیری وافلاس سے نکلنے کے لئے بطور تدبیر) بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔ (جبکہ) اللہ تعالیٰ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے۔ (بے شک) اللہ تعالیٰ وسعت والا اور علم والا ہے۔

سوال۔ حکمت کا عطا کیا جانا کیا فائدہ رکھتا ہے ؟

جواب۔ **یؤتی الحکمة من یشآء۔ ومن یؤت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا۔ وما یذکرو الا اولوالالباب**۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر 269) وہ جس کو چاہتا ہے۔ حکمت عطا فرماتا ہے۔ اور جسے حکمت دی گئی۔ اسے تو خیر کثیر (بہت بڑی بھلائی) عطا کی گئی۔ اور نصیحت صرف ہوش مند (عقل والے) ہی حاصل کرسکتے ہیں۔

سوال۔ صدقہ خیرات کرنے اور پوشیدہ طور پر مساکین کی مدد کرنے والوں کو کیا حاصل ہوگا ؟

جواب۔ **انما تبدوالصدقٰت فنعما ھی۔ وان تخفوھا وتؤتوھا الفقراء فھوخیرلکم۔ ویکفر عنکم من سیاٰتکم۔ والله بما تعملون خبیر**۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر 271) اگر تم صدقے خیرات کو ظاہر کرو۔ تو وہ بھی اچھا ہے۔ اور اگر تم اسے پوشیدہ پوشیدہ مسکینوں کو دے دو۔ تو یہ تمھارے حق میں بہتر ہے۔ (اس صدقے وخیرات اور مساکین کی مدد کے عوض) اللہ تعالیٰ تمھارے گناہوں کو مٹادے گا۔ اور اللہ تعالیٰ تمھارے تمام اعمال کی خبر رکھنے والا ہے۔

سوال۔ کیا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کسی سے ادھار اور لین دَین کے معاملہ کو لکھنا درست ہے ؟

جواب۔ **یا یھا الذین اٰمنوا اذا تدا ینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ. ولیکتب بینکم کاتب بالعدل**۔ (سورہ بقرہ۔ 281) اے ایمان والو! جب تم آپس میں ایک میعاد مقررہ تک اُدھار کا معاملہ کرو۔ تو اسے لکھ لیا کرو۔ اور چاہیئے۔ کہ (کوئی) کاتب عدل (انصاف) سے لکھ لیا کرے۔

سوال۔ دنیا کی مرغوب چیزوں زن، زر زمین وغیرہ سے محبت رکھنا کیسا ہے ؟

جواب۔ **زین للناس حب الشھوٰت من النسآء والبنین والقنا طیر المقنطرۃ من الذ ھب والفضة والخیل المسومة والانعام والحرث۔ ذٰلك متاع الحیٰوۃ الدنیا۔ والله عندہ حسن الماٰب**۔ (سورہ اٰل عمران۔ آیت نمبر 14) مرغوب چیزوں کی محبت لوگوں کے لئے مزین کردی گئی۔ جیسے عورتیں، بیٹے، سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے (اس کے ساتھ ساتھ) شاندار گھوڑے، چوپائے اور کھیتی۔ یہ سب دنیاوی زندگی کا سامان ہے۔ (لیکن) ابدی انجام کا حسن تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔

سوال۔ کسی کو بادشاہی وسلطنت دینا یا اس سے چھین لینا اور کسی عزت دینا یا عزت چھین لینا کس ذات کا امر ہے ؟

جواب۔ **قل اللھم مٰلك الملك تؤتی الملك من تشآء وتنزع الملك ممن تشآء۔ وتعز من تشآء وتذل من تشآء۔ بیدك الخیر۔ انك علی کل شیء قدیر**۔ (سورہ اٰل عمران۔ آیت نمبر 26) آپ ﷺ کہہ دیجیئے۔ اے تمام جہان

کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے۔ اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے۔ اور تو جسے چاہے عزت دے۔ اور جسے چاہے ذلے دے۔ تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

سوال ۔ اگر کوئی شخص مومنین کے بجائے کفار سے دوستی کرلے۔ تو اس کے لئے کیا حکم ہے ؟

جواب ۔ **لا یتخذ المؤمنون الکٰفرین اولیآء من دون المؤمنین۔ ومن یفعل ذٰلك فلیس من الله فی شیء** ۔ (سورہ اٰل عمران۔ آیت نمبر 29) مومنوں کو چاہیئے۔ کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا یار و مددگار نہ بنائیں۔ اور جو ایسا کرے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

سوال ۔ کیا اللہ تعالیٰ کی اطاعت و تابعداری کے لئے آنحضور نبی مکرم ﷺ سے محبت بھی شرط ہے؟

جواب ۔ **قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ویغفرلکم ذنو بکم. والله غفور رحیم** ۔ (سورہ اٰل عمران۔ آیت نمبر 31) آپ ﷺ کہہ دیجیئے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو۔ تو میری تابعداری کرو۔ (مجھ سے محبت اور میری پیروی کے عوض) اللہ تعالیٰ خود تم سے محبت کرے گا۔ اور (آپ ﷺ کی خاطر) ان کے گناہ معاف کردے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔

محمد ﷺ کی محبت دین کی شرطِ اول ہے
اگر نہ ہو یہی تو، دین ہی نامکمل ہے

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **من یطع الرسول فقد اطاع الله** ۔ (سورہ نساء۔ آیت نمبر 80) جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے۔ (تو گویا) اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

سوال ۔ قرآنِ حکیم کی روشنی میں نیک لوگوں کی چند خاصیات کا ذکر کریں۔

جواب ۔ **الذین ینفقون فی السرآء والضرآء والکٰظمین الغیظ والعافین عن الناس. والله یحب المحسنین. والذین اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذکروا الله فاستغفروا لذنوبهم. ومن یغفر الذنوب الا الله. ولم یصروا علی ما فعلوا وهم یعلمون. اولٰئک جزآءهم مغفرة من ربهم و جنّٰت تجری من تحتها الا نهٰر خٰلدین فیها. ونعم اجر العٰلمین** ۔ (سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 134-136) جو لوگ آسانی میں اور سختی کے موقع پر بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ غصہ پینے والے اور درگزر کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔ جب ان سے کوئی ناشائستہ فعل سرزد ہو جائے۔ یو (یہ لوگ) کوئی گناہ کر بیٹھیں۔ تو فورًا اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم (رکھنے کے) کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔ انہیں کا بدلہ (اجر) ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے۔ اور جنتیں ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔ ان نیک کاموں کے کرنے والوں کا ثواب کیا ہی اچھا ہے۔

سوال ۔ اللہ تعالیٰ کن لوگوں سے محبت کرتا ہے ؟ اللہ تعالیٰ کو کون سے لوگ پسند ہیں ؟

جواب ۔ **ان الله یحب المحسنین** ۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر 195) بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

ان الله یحب التوابین و یحب المتطهرین ۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر 222) بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

من اوفٰی بعهده واتقٰی فان الله یحب المتقین ۔ (سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 76) جو اپنا (کیا ہوا) عہد پورا کرے۔ اور متقی رہے۔ تو بے شک اللہ تعالیٰ متقین (پرہیزگاروں یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں) کو پسند کرتا ہے۔

و الله یحب الصّٰبرین ۔ (سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 146) اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

ان الله یحب المتوکلین ۔ (سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 159) بے شک اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

ان الله یحب المقسطین ۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر 42) بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

ان الله یحب المتقین ۔ (سورہ توبہ۔ آیت نمبر 04) بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

والله یحب المتطهرین ۔ (سورہ توبہ۔ آیت نمبر 108) اور اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

ان الله یحب الذین یقاتلون فی سبیله صفا کانهم بنیان مرصوص ۔ (سورہ صف۔ آیت نمبر 04) بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ جو اس کے راستے میں صف بنا کر لڑتے ہیں۔ جیسے وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہوں۔

سوال ۔ اللہ تعالیٰ کن لوگوں سے محبت نہیں کرتا ؟ اللہ تعالیٰ کن لوگوں سے نفرت کا اظہار فرماتا ہے ؟

جواب۔ ان الله لا یحب المعتدین ۔(سورہ بقرہ۔آیت نمبر 190) بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

و الله لا یحب الفساد ۔(سورہ بقرہ۔آیت نمبر 80) اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

و الله لا یحب کل کفار اثیم ۔(سورہ بقرہ۔آیت نمبر 276) اللہ تعالیٰ ناشکرے گناہ گاروں کو پسند نہیں کرتا۔

فان الله لا یحب الکٰفرین ۔(سورہ آلِ عمران ۔آیت نمبر 32) تو بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

و الله لا یحب الظا لمین ۔(سورہ آلِ عمران ۔آیت نمبر 57) اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

ان الله لا یحب من کان مختا لا فخورا ۔(سورہ نساء۔آیت نمبر 36) بے شک اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔

ان الله لا یحب کل مختا ل فخور ۔(سورہ لقمان ۔آیت نمبر 18) یقیناً اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔

ان الله لا یحب من کان خوانا اثیما ۔(سورہ نساء۔آیت نمبر 107) بے شک اللہ تعالیٰ کسی خیانت کرنے والے گناہ گار کو پسند نہیں کرتا۔**لا یحب الجهر بالسوء من القول الا من ظلم و کان الله سمیعا علیما** ۔(سورہ نساء۔آیت نمبر 148) اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ کہ کسی کی برائی اعلانیہ زبان پر لائی جائے۔مگر یہ کہ کسی پر ظلم ہوا ہو۔اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا اور ہر بات کو جانتا ہے۔

و الله لا یحب المفسدین ۔(سورہ مائدہ۔آیت نمبر 64) اللہ تعالیٰ فساد مچانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

انه لا یحب المسرفین ۔(سورہ انعام ۔آیت نمبر 141) بے شک وہ (اللہ تعالیٰ) فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ان الله لا یحب الخا ئنین ۔(سورہ انفال ۔آیت نمبر 58) بے شک اللہ تعالیٰ بدعہدی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

انه لا یحب المستکبرین ۔(سورہ نحل ۔آیت نمبر 23) بے شک وہ (اللہ تعالیٰ) تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ان الله لا یحب کل خوان کفور ۔(سورہ حج ۔آیت نمبر 38) یقیناً اللہ تعالیٰ کسی دغا باز ناشکرے کو پسند نہیں کرتا۔

ان الله لا یحب الفرحین ۔(سورہ قصص ۔آیت نمبر 76) بے شک اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

سوال ۔غیبت کرنے اور بدگمانی کرنے والوں کے بارے میں قرآنِ حکیم کی کیا تعلیمات ہیں ؟

جواب۔یا یها الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن۔ ان بعض الظن اثم ولا تجسسو ولا یغتب بعضکم بعضا۔ ایحب احد کم ان یا کل لحم اخیه میتا فکرهتموه۔ واتقوالله۔ ان الله تواب رحیم ۔(سورہ حجرات۔آیت نمبر 12) اے ایمان والو! بہت سے بدگمانوں سے احتراز کرو۔بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو۔اور نہ (ہی) کوئی کسی کی غیبت کیا کرے۔کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا۔کہ (وہ) اپنے مَرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے ؟ اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے۔اور اللہ تعالیٰ کا ڈر رکھو۔بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان ہے۔

سوال ۔ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ کی نظر میں اہمیت ہے ؟

جواب۔ واما الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت فیو فیهم اجو رهم. و الله لا یحب الظّٰلمین ۔(سورہ آلِ عمران۔آیت نمبر 57) لیکن ایمان والوں اور نیک اعمال سرانجام دینے والوں کو اللہ تعالیٰ ان کا پورا پورا ثواب عطا فرمائیں گے۔اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔

سوال ۔اگر کوئی غیر مسلم پوری زندگی بھلائی کے کام کرتا رہے۔تو کیا وہ جنتی ہوگا ؟

جواب۔ان الذین کفروا وماتوا وهم کفار فلن تقبل من احد هم ملء الارض ذهبا ولوفتدٰی به۔ اولٰئك لهم عذاب ا لیم۔ وما لهم من نّٰصرین ۔(سورہ آلِ عمران۔آیت نمبر 91) ہاں جو لوگ کفر کریں۔اور مرتے دَم تک کافر (ہی) رہیں۔ان میں سے کوئی اگر زمین بھر سونا دے دے۔گو فدیئے میں ہی ہو۔تو بھ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔یہی لوگ ہیں۔جن کے لئے تکلیف دینے والا عذاب ہے۔اور جن کا کوئی یار و مددگار نہیں۔

سوال ۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھلائی کب پا سکتے ہیں ؟

جواب۔لن تنا لوا البر حتّٰی تنفقوا مما تحبون ۔(سورہ آلِ عمران۔آیت نمبر 92) جب تک تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی پسندیدہ چیز خرچ نہ کرو گے۔ ہرگز بھلائی نہیں پاؤ گے۔

سوال ۔اللہ تعالیٰ کے گھر (بیت اللہ شریف) کن خصائل کا حامل ہے ؟

جواب۔ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة مبٰرکا و هدی للعٰلمین ۔(سورہ آلِ عمران۔آیت نمبر 96) اللہ تعالیٰ کا

پہلا گھر جولوگوں کے لئے مقرر کیا گیا۔ وہی ہے۔ جو مکہ (معظّمہ) میں ہے۔ جو تمام دنیا کے لئے برکت و ہدایت والا ہے۔

سوال۔ کیا ہمیں ہمیشہ مسلمان (اسلام پر قائم رہنے) کی دعا کرنی ضروری ہے ؟

جواب۔ یا یھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقٰتہ ولا تمو تن الا وانتم مسلمون ۔(سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 102) اے ایمان ولو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو۔ جتنا اس سے ڈرنا چاہیئے ۔ اور دیکھو۔ مرتے دَم تک مسلمان ہی رہنا۔

سوال۔ آنخضور نبی مکرم ﷺ کی اُمت کی باقی اُمتوں کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے ؟

جواب۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔ ۔(سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 110) تم بہترین اُمت (یعنی اُمتِ محمدی ﷺ) ہو۔ جو لوگوں کے (نفع رسانی اور استفادہ) کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو۔ اور بری باتوں سے روکتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ پر (کامل) ایمان رکھتے ہو۔

سوال۔ سود کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے ؟

جواب۔ یایھا الذین اٰمنوا لا تا کلوا الربٰوا اضعافا مُضٰعفۃ۔ واتقوااللہ لعلکم تفلحون ۔(سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 130) اے ایمان والو! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ تا کہ تمھیں نجات مِل سکے۔

سوال۔ اللہ تعالیٰ کے رحم کا حق دار کون ہے ؟

جواب۔ واطیعوا اللہ والر سول لعلکم تر حمون ۔(سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 132) اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی (کامل) فرمانبرداری کرو۔ تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

سوال۔ مؤمنین (ایمان والے) کون لوگ ہیں ؟ مومنین پر اللہ تعالیٰ کے کیا کیا انعامات ہیں ؟

جواب۔ ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰ خر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیین ۔(سورہ بقرہ۔ آیت نمر 177) ہاں اصلی نیکی یہ ہے۔ کہ! (ایمان والوں کے لئے شرائط ہیں۔ کہ) وہ قیامت پت، فرشتوں پر، (آسمانی والہامی) کتب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائے۔ (قرآن میں ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ!) **من اٰمن باللہ والیوم الاٰ خر والعمل صا لحا فلا خوف علیھم ولا ھم یحز نون** ۔(سورہ مائدہ۔ آیت نمبر 69) جو سچے دل سے اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پت ایمان لائے۔ اور اچھے کام کرے۔ تو اسے نہ اندیشہ ہے۔ اور نہ (ہی) کچھ غم۔ (قرآن میں ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ!) **من اٰمن باللہ والیوم الاٰ خر واقا مۃ الصّلٰوۃ واٰ تی الزکٰوۃ ولم یخش الا اللہ فعسٰی اولٰئك ان یکونوا من المھتد ین** ۔(سورہ توبہ۔ آیت نمبر 18) جو (لوگ) اللہ تعالیٰ پر اور روزِ قیامت پر ایمان لاتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور زکات دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ تو قریب ہے۔ کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں۔ (قرآن میں ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ!) **واللہ ولی المؤ منین** ۔(سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 68) اور اللہ تعالیٰ مومنین کا کارساز (دوست) ہے۔ (قرآن میں ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ!) **وعلی اللہ فلیتو کل المؤ منون** ۔(سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 122) اور مومنین کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے ۔ (قرآن میں ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ!) **ولتھنوا ولا تحزنوا وانتم الا علون ان کنتم مؤ منین** ۔(سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 139) (اے مسلمانو!) تم نہ تو کمزور پڑو۔ اور نہ ہی غمگین رہو۔ اگر تم واقعی مومن رہو۔ تو (تمام دنیا میں ہر مذہب پر صرف) تم ہی سربلند رہو گے۔ (قرآن میں ایک اور جگہ آیا ہے۔) **واللہ ذو فضل علی المؤ منین** ۔(سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 152) اور اللہ تعالیٰ مومنین پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔ (قرآن میں ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ!) **لقد من اللہ علی المؤ منین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰ یٰتہٖ ویز کیھم ویعلمھم الکٰتب والحکمۃ۔ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین** ۔(سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 164) حقیقت یہ ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے مومنین پر بڑا احسان کیا۔ کہ ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول ﷺ بھیجا۔ جو ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تلاوت کرے۔ انہیں پاک صاف بنائے۔ اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے۔ جبکہ یہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔ (قرآن میں ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ!) **واما الذین اٰمنوا وعملوالصّلحٰت فیو فیھم اجو رھم** ۔(سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 57) اور جو ایمان لائے۔ اور انہوں نے نیک کام کئے۔ اللہ تعالیٰ ان کا بھرپور اجر عطا فرمائے گا۔ (قرآن میں ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ!) **وان اللہ لا یضیع اجر المؤ منین** ۔(سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 171) اور اللہ تعالیٰ مومنین کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ (قرآن میں ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ!) **فلا تخا فوھم وخافون ان کنتم مؤ منین** ۔(سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 175) اگر تم سچے مومن ہو۔ تو نہ ان (شیاطین اور اس کے ٹو

لے) سے ڈرو۔ اور بس تم (اے مومنین) صرف میرا خوف کیا کرو۔ (قرآن میں ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ!) **ومن یعمل من الصّٰلحٰت من ذکر او انثٰی وھو مؤمن فاولٰئك یدخلون الضنة ولا یظلمون نقیرا** ۔ (سورہ نساء۔ آیت نمبر 124) اور جو شخص نیک کام کرے۔ چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ بشرطیکہ (وہ) مؤمن ہو۔ تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ اور کھجور کی گٹھلی کے شگاف برابر بھی ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (قرآن میں ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ!) **ا لا الذین تا بوا واصلحوا واعتصموا بالله واخلصوا دینهم لله فاولٰئك مع المؤمنین وسوف یؤت الله المؤمنین اجرا عظیما** ۔ (سورہ نساء۔ آیت نمبر 146) البتہ جو (لوگ سچی) توبہ کر لیں۔ اور اپنی اصلاح کر لیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا سہارا مضبوطی سے تھام لیں گے۔ اور اپنے (حق و سچ) دین کو خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے بنا لیں گے۔ تو ایسے لوگ مومنین کے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ (یقیناً) مونین کو ضرور اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔ (قرآن میں ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ!) **قال اتقوااللہ ان کنتم مؤمنین** ۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر 112) اور اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ (قرآن میں ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ!) **یا یھا الذین اٰمنوا اتقوااللہ وذروا ما بقی من الرِّبٰوا ان کنتم مؤمنین** ۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر 278) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اگر تم واقعی (سچے) مومن ہو۔ تو سود کا جو بھی حصہ (کسی کے ذمے) باقی رہ گیا ہے۔ اسے چھوڑ دو۔ (قرآن میں ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ!) **فاٰمنوا با لله ورسله ۔ وان تؤمنوا و تتقوا فلکم اجر عظیم** ۔ (سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 179) لہذا اگر (تم لوگ) اللہ تعالیٰ اور رسولوں ؑ پر ایمان رکھو گے۔ اور ایمان رکھو گے۔ اور تقوٰی اختیار کرو گے۔ تو زبردست ثواب کے مستحق ہو گے۔ (قرآن میں ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ!) **انما المؤ منون الذین اذا ذکر الله وجلت قلو بهم واذا تلیت علیهم اٰ یٰته زادتهم ایمانا و علی ربهم یتو کلون** ۔ (سورہ انفال۔ آیت نمبر 02) مومن تو وہ لوگ ہیں۔ کہ جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ اور جب ان کے سامنے اس (اللہ تعالیٰ کے قرآنِ حکیم) کی آیات پڑھی جاتی ہیں۔ تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور ترقی دیتی ہیں۔ اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

سوال ۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے سب سے زیادہ مکرم (عزت و وقار کا حامل) کون ہے ؟

جواب ۔ **ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم** ۔ (سورہ حجرات۔ آیت نمبر 13) تم میں سے سب سے زیادہ مکرم (عزت والا) وہ ہے۔ جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ اسی ضمن میں ایک اور جگہ یوں آیا ہے۔ **ومن یا ته مؤمنا قد عمل الصّٰلحت فاولٰئك لهم الدرجٰت العلٰی** ۔ (سورہ طٰہٰ۔ آیت نمبر 75) اور جو اس (اللہ تعالیٰ) کے پاس ایمان دار ہو کر حاضر ہوگا۔ اور اس نے نیک اعمال بھی کئے ہوں گے۔ اس کے لئے بلند و بالا درجات ہیں۔

سوال ۔ جب کوئی قوم اپنے دین سے پھر جائے۔ تو اللہ تعالیٰ کا کیا فیصلہ ہوگا ؟

جواب ۔ **یا یھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینه فسوف یا تی الله بقوم یحبهم ویحبو نه. اذلة علی المؤ منین اعزة علی الکٰفرین یجاهدون فی سبیل الله ولا یخا فون لو مة لآ ئم. ذٰ لک فضل الله یؤ تیه من یشآء. والله واسع علیم** ۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر 54) اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے۔ تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کی محبوب ہوگی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتی ہوگی۔ وہ مسلمانوں پر نرم دل ہوں گے۔ اور کفار پر سخت اور تیز ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں گے۔ اور کسی بھی ملامت کرنے والے کی پرواہ تک نہیں کریں گے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا (خصوصی) فضل۔ جسے چاہے عنایت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور زبردست علم والا ہے۔

سوال ۔ کیا قلب کی پاکیزگی لازمی ہے ؟

جواب ۔ **قد افلح من زکھا۔ وقد خاب من دسھا** ۔ (سورہ شمس۔ آیت نمبر 10-9) بے شک (وہ شخص) کامیاب ہوا۔ جس نے اس (دل) کو پاک کر لیا۔ اور یقیناً (وہ) ناکام ہوا۔ جس نے اس (دل) کو گندگی سے آلودہ کر لیا۔

قد افلح من تزکی ۔ (سورہ اعلیٰ۔ آیت نمبر 14) بے شک وہ شخص کامیاب ہوا۔ جس نے (اپنے دل کو) پاک کر لیا۔

اسی ضمن میں ایک مشہور و معروف حدیثِ نبوی ﷺ بھی حاضر خدمت ہے۔ کہ! **الا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وھی القلب الاوھی القلب** ۔ خبردار! اور بے شک انسان کے بدن میں گوشت کا ایک لوتھڑا (ٹکڑا) ہے۔ (اگر) جو وہ ٹھیک ہو گیا۔ تو تمام بدن ٹھیک ہو گیا۔ اور اگر وہ بگڑ گیا۔ تو تمام بدن بگڑ گیا۔ سنو! وہ دل ہے۔ سنو! وہ دل ہے۔ سنو! وہ دل ہے۔

سوال ۔ آنحضور نبی مکرم ﷺ تمام عالمین کے حاکمِ اعظم ہیں ۔ اُن کا ہر ہر قول و فعل ہمارے لئے صراطِ مستقیم اور بہترین فیصلہ ہیں ۔ اُن کی ہر بات ماننا مسلمان ہونے کی سب سے بڑی شرط ہے ۔ قرآنِ حکیم اس ضمن میں کیا فرماتا ہے ؟

جواب۔ فلا وربک لا یؤ منون حتّٰی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما ۔ (سورہ شمس ۔ آیت نمبر 75) تو (اے محبوب ﷺ) آپ ﷺ کے رب کی قسم! وہ لوگ (اُس وقت تک) مسلمام نہیں ہوسکتے ۔ یہاں تک کہ وہ (تمام لوگ) آپ ﷺ کو ہر اس جھگڑے میں حاکم نہ مانیں ۔ جو ان کے درمیان پیدا ہو ۔ اور پھر اپنے قلوب میں ہر اس فیصلے سے کوئی تنگی نہ پائیں ۔ جو (کہ) آپ ﷺ نے کیا ۔ اور (آنحضور نبی اکرم ﷺ کے ہر فیصلے کو) بخوشی دل سے مان لیں ۔

اسی ضمن میں احادیثِ نبویہ ﷺ بھی پیشِ خدمت ہیں ۔ **قال رسول اللہ ﷺ اکمل المؤمنین ایمانا ا حسنھم خلقا** ۔ (ترمذی شریف ۔ حدیث حسن) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ۔ کہ! ایمان میں سب سے کامل مومن وہ ہے ۔ جو سب سے بہتر اخلاق والا ہو ۔ **قال رسول اللہ ﷺ المسلم من سلم المسلمون من لسا نہ و یدہ والمؤ من من ا منہ الناس علی دما ئھم واموا لھم** ۔ (ترمذی شریف ۔ نسائی شریف ۔ بیہقی ۔ شعب الایمان) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ۔ مسلمان وہ ہے ۔ جس کے ہاتھ اور زبان (کی ایذاء سے) مسلمان محفوظ رہیں ۔ اور مومن وہ ہے ۔ (کہ) جس سے لوگ اپنی جان اور مال کو مامون سمجھیں ۔ **قال رسول اللہ ﷺ لا یزنی الزانی حین یز نی ۔ وھو مؤمن ۔ ولا یشرب الخمر حین یشرب ۔ وھو مؤمن ۔ ولا یسرق حین یسرق ۔ وھو مؤمن ۔ ولا ینتھب نھبة یر فع الناس الیه فیھا ابصا رھم حین ینتھبھا ۔ وھو مؤمن** ۔ (صحیح بخاری شریف) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ۔ زانی مومن رہتے ہوئے (کبھی بھی) زنا کا مرتکب نہیں ہوسکتا ۔ شرابی مومن رہتے ہوئے (کبھی بھی) شراب نہیں پی سکتا ۔ چور مومن رہتے ہوئے (کبھی بھی) چوری کا مرتکب نہیں ہوسکتا ۔ لٹیرا ڈاکو مومن رہتے ہوئے (کبھی بھی) لوٹ مار ڈاکہ ڈالنے کا مرتکب نہیں ہوسکتا ۔ کہ لوگوں کی نظریں اس کی طرف اُٹھی ہوئی ہوں ۔ اور وہ لوٹ رہا ہو ۔ **قال علی ؓ والذی فلق الحبة برأ النسمة انه لعھد النبی الا می ﷺ الی ۔ أن لا یحبنی الا مؤ من ولا یبغضنی الا منا فق** ۔ (صحیح مسلم شریف) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؓ نے فرمایا ۔ (کہ) قسم ہے اس ذات کی (کہ) جس نے دانہ کو پھاڑا ۔ اور ذی روح کو پیدا کیا ۔ درحقیقت حضرت نبی امی ﷺ نے مجھے یقین دلایا تھا ۔ کہ جو (کامل) مومن ہوگا ۔ وہ مجھ سے (یعنی حضرت علی بن ابی طالب ؓ) سے محبت رکھے گا ۔ اور جو منافق ہوگا ۔ وہ مجھ سے (یعنی حضرت علی المرتضیٰ ؓ) سے عداوت رکھے گا ۔

سوال ۔ غزوہ اُحد کے بارے میں اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے؟

جواب۔ ولیعلم اللہ الذین اٰمنواویتخذ منکم شُھدآء واللہ لا یحب الظّٰلمین ۔ (سورہ آلِ عمران ۔ آیت نمبر 140) درحقیقت (غزوہ اُحد کی پریشانی) اس لئے تھی ۔ کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ظاہر کردے ۔ اور تم میں سے بعض کو درجہ شہادت پر فائز فرمادے ۔ اور (یقیناً) اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا ۔

سوال ۔ شکر کرنے والوں کا اللہ تعالیٰ کی نظر میں کیا درجہ و مقام ہے ؟

جواب۔ وا شکرولی ولا تکفرون ۔ (سورہ بقرہ ۔ آیت نمبر 1152) اور میرا شکرادا کرو ۔ اور میری ناشکری نہ کرو ۔ **ان اللہ لذو فضل علی الناس ولٰکن اکثرالناس لا یشکرون** ۔ (سورہ بقرہ ۔ آیت نمبر 243) حقیقت یہ ہے ۔ کہ! اللہ تعالیٰ لوگوں پر بہت فضل فرمانے والا ہے ۔ لیکن اکثر لوگ (اللہ تعالیٰ کا) شکرادا نہیں کرتے ۔ **فاتقواللہ لعلکم تشکرون** ۔ (سورہ آلِ عمران ۔ آیت نمبر 123) لہذا (اگر تم لوگ صرف) اللہ تعالیٰ سے ڈرو ۔ تو تم شکر گزار ہوگے ۔ **و سیجزی اللہ الشّٰکرین** ۔ (سورہ آلِ عمران ۔ آیت نمبر 144) عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو نیک بدلہ عطا فرمائے گا ۔ **و سنجزی الشّٰکرین** ۔ (سورہ آلِ عمران ۔ آیت نمبر 145) جو لوگ شکر گزار ہیں ۔ ان کو ہم (اللہ تعالیٰ) جلد ہی نیک بدلہ عطا کریں گے ۔ **ما یفعل اللہ بعذا بکم ان شکر تم وامنتم ۔ وکان اللہ شاکرا علیما** ۔ (سورہ نساء ۔ آیت نمبر 147) اگر تم (اللہ تعالیٰ کے شکر گزار) بنو ۔ اور (صحیح معنوں میں) ایمان لے آؤ ۔ تو اللہ تعالیٰ تمھیں عذاب دے کر آخر کیا کرے گا ؟ اللہ تعالیٰ بڑا قدر دان ہے ۔ اور خوب جاننے والا ہے ۔ **کذٰلك یبین اللہ لکم اٰ یته لعلکم تشکرون** ۔ (سورہ مائدہ ۔ آیت نمبر 89) اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں کھول کھول کر تمھارے سامنے واضح کرتا ہے ۔ تاکہ تم شکرادا کرو ۔ **لئن شکر تم لا زید نکم ولئن کفر تم ان عذابی لشد ید** ۔ (سورہ ابراہیم ۔ آیت نمبر 07) اگر تم (واقعی) اللہ تعالیٰ کا (خلوصِ دل سے) شکرادا کرو ۔ تو مَیں تمھیں اور (بھی) زیادہ دوں گا ۔ اور اگر تم نے (میری) ناشکری کی ۔ تو (یقین جانو کہ) میرا عذاب بڑا سخت ہے ۔

والله اخرجکم من م بطون امّھٰتکم لا تعلمون شیئا۔ و جعل لکم السمع والابصار والافئدۃ۔ لعلکم تشکرون ۔(سورہ نحل ۔آیت نمبر 78) اور اللہ تعالیٰ نے تمھاری ماؤں کے پیٹ سے (تم لوگوں) کو ایسی حالت میں نکالا ۔کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے ۔اور تمھارے لئے کان، آنکھیں اور دل پیدا کئے ۔تا کہ تم (اللہ تعالیٰ کا ہر وقت) شکرادا کرو۔ **واشکروا نعمت الله ان کنتم ایاہ تعبدون** ۔(سورہ نحل ۔آیت نمبر 114) اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکرادا کرو ۔اگر تم واقعی اسی (وحدہ لاشریک) کی ہی عبادت کرتے ہو۔ **ومن رحمته جعل لکم الیل والنھار لتسکنوا فیه ولتبتغوا من فضله ولعلکم تشکرون** ۔(سورہ قصص ۔آیت نمبر 73) یہ تو اسی (ذاتِ برحق) نے اپنی (وسیع وعریض) رحمت سے تمھارے لئے رات بھی بنائی اور دن بھی ۔تا کہ تم اس میں آرام و سکون کرو ۔اور اس میں اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو ۔تا کہ تم شکر (بھی) ادا کرو۔

سوال۔ کیا وہ لوگ جو دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی کے مقابلے میں محبوب سمجھتے ہیں ۔ان کو ہدایت نصیب ہوتی ہے؟

جواب۔ ذٰلك با نھم استحبوا الحیٰوۃ الد نیا علی الاٰ خرۃ وان الله لا یھدی القوم الکٰفرین ۔(سورہ نحل ۔107) یہ اس لئے کہ ایسے لوگوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں زیادہ محبوب سمجھا ۔اور اسی لئے کہ اللہ تعالیٰ ایسے ناشکرے لوگوں کو ہدایت تک نہیں پہنچایا کرتا۔

سوال۔ کیا کسی کے کہنے سے کوئی جی یا مر سکتا ہے ۔جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی شامل حال نہ ہو ؟

جواب۔وما کان لنفس ان تموت الا باذن الله کتٰبا مؤجلا ۔(سورہ آلِ عمران ۔آیت نمبر 145) اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی جاندار مَر نہیں سکتا ۔(کیونکہ! ہر جان کے مرنے کا اللہ تعالیٰ کی) کتاب میں مقرر وقت لکھا ہوا ہے۔

اسی طرح سے اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے ۔کہ! **ان ینصر کم الله فلا غالب لکم. وان یخذ لکم فمن ذالذی ینصر کم من م بعد ہٖ. وعلی الله فلیتو کل المؤ منون** ۔(سورہ آلِ عمران ۔آیت نمبر 160) اگر اللہ تعالیٰ تمھارہ مدد کرے ۔تو تم پر کوئی بھی غالب نہیں آسکتا ۔اور اگر وہ تمھیں چھوڑ دے ۔تو اس کے بعد کون ہے؟ جو تمھاری مدد کرے ۔ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر (ہمیشہ) بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

سوال۔ آنحضور نبی مکرم ﷺ کا اپنی اُمت کے ساتھ معاملہ کیسا ہے؟ قرآن کیا کہتا ہے ؟

جواب۔فبما رحمة من الله لنت لھم. ولو کنت فظا غلیظ القب لا نفضوا من حولک. فا عف عنھم و استغفر لھم وشاور ھم فی الامر. فاذا عزمت فتو کل علی الله. ان الله یحب المتو کلین ۔(سورہ آلِ عمران ۔آیت نمبر 159) اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ﷺ ان پر نرم دل ہیں ۔اور اگر آپ ﷺ تندمزاج اور سخت دل ہوتے ۔تو یہ سب (لوگ) آپ ﷺ کے پاس سے چھٹ جاتے ۔سو آپ ﷺ ان سے درگزر فرمائیں ۔اور ان کے لئے استغفار کریں ۔اور ان کے ساتھ (کسی) اَمر میں مشورہ (صلاح) کیا کریں۔ پھر جب آپ ﷺ کا پختہ ارادہ ہو جائے ۔تو اللہ تعالیٰ پر (کامل) بھروسہ کریں ۔بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

سوال۔ شہید کے بارے میں اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے ؟

جواب۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات۔ بل احیاء و لکن لا تشعرون ۔(سورہ بقرہ ۔آیت نمبر 154) اور اللہ تعالیٰ کی راہ کے شہیدوں کو مُردہ مَت کہو ۔وہ زندہ ہیں ۔لیکن تم اس (بات کا) شعور نہیں رکھتے ۔اسی طرح قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔کہ! **ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا۔ بل احیآء عند ربھم یرزقون** ۔(سورہ آلِ عمران ۔آیت نمبر 169) جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کئے گئے ۔ان کو ہرگز مُردہ نہ سمجھیں ۔بلکہ وہ زندہ ہیں ۔(اور یقیناً وہ) اپنے رب کے پاس سے رزق دیئے جاتے ہیں۔

سوال۔ جیسا کہ حضرت خضرؑ کے بارے میں مشہور ہے ۔کہ انہیں لمبی عمر عطا کی گئی ہے؟ کیا وہ بھی انتقال فرمائیں گے ؟ موت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واضح وصریح حکم بیان کریں۔

جواب۔ اللہ تعالیٰ تمام جان رکھنے والوں کے بارے میں ایک ہی واضح قانون موجود ہے ۔کہ! **کل نفس ذآ ئقة الموت** ۔(سورہ آلِ عمران ۔آیت نمبر 185) ہر جان نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اسی طرح قرآنِ پاک میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔کہ! **این ما تکونوا ید رککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ** ۔(سورہ نساء ۔آیت نمبر 78) تم جہاں کہیں بھی ہو ۔موت تمھیں (یقیناً) آپکڑے گی ۔چاہے تم مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ ہو۔

سوال۔ اللہ تعالیٰ ہم (یعنی حضرتِ انسان سے) آزمائش کرے گا ؟

جواب۔ **لتبلون فی اموالکم وانفسکم** ۔(سورہ آلِ عمران ۔آیت نمبر 186) یقیناً (اللہ تعالیٰ) تمھارے مالوں اور جانوں سے تمھاری آزمائش کرے گا۔ اور قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **ونبلوکم بالشر والخیر فتنة** ۔(سورہ انبیاء ۔آیت نمبر 35) اور ہم (یعنی اللہ تعالیٰ خود) تمھیں آزمانے کے لئے بری اور بھلی حالتوں میں مبتلا کرتے ہیں۔ اور قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **واعلموا انما اموالکم واولادکم فتنة** ۔(سورہ انفال ۔آیت نمبر 08) اور یہ بات سمجھ لو۔ کہ تمھارے مال اور تمھاری اولاد ایک آزمائش (آزمائشی فتنہ) ہیں۔ اور قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **وجعلنا بعضکم لبعض فتنة** ۔(سورہ فرقان ۔آیت نمبر 20) اور ہم نے تم لوگوں (اے حضرت انسان) ایک دوسرے کی آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **انما اموالکم واولادکم فتنة** ۔(سورہ تغابن ۔آیت نمبر 15) بے شک! تمھارے مال اور تمھاری اولاد ایک آزمائش (آزمائشی فتنہ) ہیں۔

سوال۔ یتیموں کا مال ناحق طریقے سے ظلم کر کے کھانے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا کیا فیصلہ ہے ؟

جواب۔ **ان الذین یا کلون اموال الیتٰمٰی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا. ویصلون سعیرا** ۔(سورہ نساء ۔آیت نمبر 10) یقیناً جو لوگ ناحق ظلم سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں۔ وہ اپنے (ہی) پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں۔ اور عنقریب وہ دوزخ میں جائیں گے۔

سوال۔ وراثت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قرآنی فیصلہ کیا ہے ؟

جواب۔ **یو صیکم اللہ فی اولادکم. للذکر مثل الانثیین فان کن نسآء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک. وان کانت واحدة فلھا النصف. ولابو یه لکل واحد منھما السدس مما ترک ان کان له ولد فان لم یکن له ولد وورثه ابوٰ یه فلا مهٖ الثلث. فان کان له اخوة فلا مه السدس من م بعد وصیة یو صی بھا اودین. اباآ ءکم وابنآء کم . لا تدرون ایھم اقرب لکم نفعا . فریضة من الله. ان الله کان علیما حکیما** ۔(سورہ نساء ۔آیت نمبر 11) اللہ تعالیٰ تمھیں تمھاری اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے۔ کہ! ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔ اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں۔ اور دو سے زیادہ ہوں۔ تو انہیں مال متروکہ کا دوتہائی حصہ ملے گا۔ اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لئے آدھا ہے۔ اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے اس کے چھوڑے ہوئے مال کا چھٹا حصہ ہے۔ اور اگر اس (مرے ہوئے) کی اولاد ہو۔ اور اگر اولاد نہ ہو اور ماں باپ وارث ہوتے ہیں۔ تو اس کی ماں کے لئے تیسرا حصہ ہے۔ ہاں اگر میت کے کئی بھائی ہوں۔ تو پھر اس کی ماں کا چھٹا حصہ ہے۔ یہ (تمام مذکورہ) حصے اس وصیت (کی تکمیل) کے بعد ہیں۔ جو مرنے والا کر گیا ہو۔ یا ادائے قرض کے بعد۔ تمھارے باپ ہوں یا تمھارے بیٹے، تمھیں نہیں معلوم کہ ان میں سے کون تمھیں نفع پہنچانے میں زیادہ قریب ہے۔ یہ حصے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل حکمتوں والا ہے۔

سوال۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق کن کن سے نکاح شرعاً جائز نہیں ؟

جواب۔ **حرمت علیکم امھٰتکم وبنٰتکم واخوٰتکم وعمّٰتکم وخٰلٰتکم وبنٰت الاٰخ وبنٰت الاُخت وامھٰتکم التی ارضعنکم واخوٰتکم من الرضاعة وامھٰت نسآئکم وربآئبکم التی فی حجورکم من نسآئکم التی دخلتم بھن. فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم. وحلآئل ابنآئکم الذین من اصلابکم. وان تجمعوا بین الاختین الا ما قد سلف. ان اللہ غفورا رحیما.** (سورہ نساء ۔آیت نمبر 23) حرام کر دی گئیں تم پر تمھاری مائیں اور تمھاری لڑکیاں اور تمھاری بہنیں، تمھاری پھوپھیاں، اور تمھاری خالائیں اور بھائی کی لڑکیاں اور بہن کی لڑکیاں اور تمھاری وہ مائیں جنہوں نے تمھیں دودھ پلایا ہو اور تمھاری دودھ شریک بہنیں اور تمھاری ساس اور تمھاری وہ پرورش کردہ لڑکیاں جو تمھاری گود میں ہیں۔ تمھاری ان عورتوں سے جن سے تم دخول کر چکے ہو۔ ہاں اگر تم نے ان کے ساتھ قربت نہ کی ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔ اور تمھارے صلبی سگے بیٹوں کی بیویاں اور تمھارا دو بہنوں کا جمع کرنا۔ ہاں جو گزر چکا سو گزر چکا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت مہربان ہے۔

سوال۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور اَجر کے سلسلے میں قرآنی تعلیمات کیا ہیں ؟

جواب۔ **ان اللہ لا یظلم مثقال ذرة. وان تک حسنة یضعفھا ویوت من لد نه اجرا عظیما** ۔(سورہ نساء ۔آیت نمبر 40) بے شک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔ اور اگر (کسی کی) نیکی ہو۔ تو اسے دوگنی کر دیتا ہے۔ اور خاص اپنے پاس سے بہت بڑا ثواب دیتا ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره. ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره** ۔(سورہ زلزلۃ ۔آیت نمبر 08-07) چنانچہ جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی۔ وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی۔ وہ اسے (بھی) دیکھ لے گا۔

سوال۔ کسی مومن کوقتل کرنے کی کیا سزا ہے ؟

جواب۔ ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزآئه جهنم خالدا فیها وغضب الله علیه ولعنه واعد له عذابا عظیما ۔ (سورہ نسآء۔ آیت نمبر 93) اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کرڈالے۔ (تو) اس کی سزا دوزخ ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔ اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ قرآن میں ایک اور جگہ الھلہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **المسیح ابن مریم** ۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر۔ 90) بے شک! **فکا نما قتل الناس جمیعا. ومن احیا ھا فکا نما احیا الناس جمیعا** ۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر۔ 32) جو شخص کسی کوقتل کرڈالے۔ گویا اس نے تمام لوگوں کوقتل کردیا۔ اور جو شخص کسی ایک کی جان بچا لے۔ تو گویا اس نے تمام لوگوں کو حیات دی۔

سوال۔ عیسائی عقائد کا حضرت عیسیٰؑ کے مصلوب کئے جانے کے بارے میں قرآن حکیم کا کیا فیصلہ ہے ؟

جواب۔ وقولهم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول الله۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولٰکن شبه لهم وان الذین اختلفوا فیه لفی شك منه۔ ما لهم به من علم الا اتباع الظن۔ وما قتلوہ یقینا۔ م بل رفعه الله الیه۔ وکان الله عزیزا حکیما ۔ (سورہ نسآء۔ آیت نمبر 158-157) اور یوں کہنے کے باعث کہ! ہم نے اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کوقتل کردیا۔ حالانکہ نہ تو انہوں نے اسے قتل کیا۔ اور نہ ہی سولی پر چڑھایا۔ بلکہ ان کے لئے ان (حضرت عیسیٰ بن مریمؑ) کا شبیہ (ہم شکل) بنا دیا گیا۔ یقین جانو۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں اختلاف کرنے والے ان کے بارے میں (خود بھی) شک میں ہیں۔ انہیں اس کا کوئی یقین نہیں۔ بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے۔ (بہرحال یہ وقعتاً ایک حقیقت ہی ہے۔ کہ) انہوں نے انہیں قتل نہیں کیا۔

سوال۔ عہد و پیان پورا کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے ؟

جواب۔ یا یها الذین اٰمنوا اوفوا با لعقود ۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر 1) اے ایمان والو! (اپنے) عہد و پیمان پورے کرو۔ قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ ہے۔ **من اوفٰی بعهده وا تقی فان الله یحب المتقین** ۔ (سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 76) جو اپنا اقرار (عہد) پورا کرے۔ اور پرہیزگاری (اختیار) کرے۔ تو بے شک اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے۔

سوال۔ لوگوں کی کس موقع پر مدد کرنا مستحسن اور کہاں پر ممنوع ہے؟

جواب۔ وتعاونوا علی البر والتقوٰی۔ ولا تعاونوا علی الا ثم والعدوان ۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر 02) اور نیکی و پرہیز گاری کے امور میں ایک دوسرے کی معاونت کرو۔ (لیکن) گناہ اور ظلم (وزیادتی) میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

سوال۔ عدل کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

جواب۔ اعدلوا۔ هو اقرب للتقوٰی ۔ (سورہ مائدہ۔ 08) عدل (انصاف) کیا کرو۔ جو پرہیز گاری کے قریب ہے۔ قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ ہے۔ کہ! **واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا با لعدل** ۔ (سورہ نساء۔ آیت نمبر۔ 58) اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ ہے۔ کہ! **ان الله یا مر با لعدل والاحسان** ۔ (سورہ نحل۔ آیت نمبر۔ 90) بے شک! اللہ تعالیٰ عدل (انصاف) اور احسان کا حکم دیتا ہے۔ قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ ہے۔ کہ! **ان الله یحب المقسطین** ۔ (سورہ ممتحنہ۔ آیت نمبر۔ 08) بے شک! اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

سوال۔ نیک اعمال (نیکی کرنے والوں کے ساتھ) اللہ تعالیٰ کا کیا وعدہ ہے ؟

جواب۔ وعد الله الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت۔ لهم مغفرة و اجر عظیم ۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر۔ 9) اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کہ جو ایمان لائیں۔ اور نیک اعمال کریں۔ ان کے لئے وسیع مغفرت اور بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔

سوال۔ توکل اور متوکل کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ وعلی الله فلیتو کل المؤمنون ۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر۔ 11) اور مومنوں کو (صرف) اللہ تعالیٰ (ہی) پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **فاذا عزمت فتو کل علی الله۔ ان الله یحب المتو کلین** ۔ (سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر۔ 159) پھر جب آپ ارادہ کرلیں (کسی امر کا) تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں۔ بے شک! اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اسی طرح قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ آیا ہے۔ **وعلی الله فتو کلوا ان کنتم مؤمنین** ۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر۔ 23) اگر تم (واقعی) مومن ہو۔ تو تمھیں (صرف) اللہ تعالیٰ (ہی) پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

سوال۔ حضرت عیسیٰؑ کو (نعوذ باللہ) خدا سمجھنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ کیا ہے ؟

جواب۔ لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم ۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر۔ **17**) بے شک ! وہ لوگ کافر ہو گئے۔ جنہوں نے کہا۔ کہ ! خدا ہی مسیح ابنِ مریم ہے۔

سوال۔ چوری کرنے والے یا چوری کرنے والی کی اسلام میں کیا سزا مقرر و متعین ہے ؟

جواب۔ والسارق والسارقة فا قطعا اید یهما جزآء بما کسبا نکالا من الله ۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر۔ **38**) چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو۔ یہ بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا۔ عذاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

سوال۔ یہود و نصارٰی سے دوستی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے ؟

جواب۔ یا یها الذین اٰمنوا لا تتخذوا الیهود والنصٰرٰی اولیآء۔ بعضهم اولیاء بعض۔ ومن یتو لهم منکم فا نه منهم۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر۔ **51**) اے ایمان والو ! تم یہود و نصارٰی کو (اپنا) دوست مَت بناؤ۔ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے۔ وہ بے شک انہی میں سے ہے۔

سوال۔ نیکی پر اللہ تعالیٰ کا انعام اور برائی پر اللہ تعالیٰ کی معمولی سی سرزنش پر قرآنِ حکیم کیا فرماتا ہے؟

جواب۔ من جآء با لحسنة فله عشر امثا لها. و من جآء با لسیئة فلا یجزیٰ الا مثلها و هم لا یظلمون ۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر۔ **160**) جو شخص نیک کام کرے۔ اس کو اس کے دس گنا ملیں گے۔ اور جو شخص بُرا کام کرے گا۔ اس کو اس کے برابر ہی سزا ملے گی۔ اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہو گا۔

اسی ضمن میں آنحضور نبی مکرم ﷺ کی صحیح بخاری شریف میں یہ حدیث ہے۔ کہ ! امام مالک ؒ کہتے ہیں۔ مجھے زید بن اسلم نے خبر دی۔ انہیں عطاء بن یسار ؒ نے، ان کو ابو سعید خدریؓ نے بتایا۔ کہ ! انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ کہ جب (ایک) بندہ مسلمان ہو جائے۔ اور اس کا اسلام (بھی) عمدہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو جو اس نے (اسلام قبول کرنے سے پہلے) کئے۔ معاف فرما دیتا ہے۔ اور اب اس کے بعد کے لئے بدلا (اجر) شروع ہو جاتا ہے۔ (یعنی) ایک نیکی کے عوض دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک (ثواب منجانب الٰہی دیا جاتا ہے) اور ایک برائی کا اسی برائی کے مطابق (بدلا دیا جاتا ہے) مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس برائی سے بھی درگزر کرے۔

سوال۔ قیامت کے روز کون کامیاب اور کون خسارے میں ہو گا ؟

جواب۔ والوزن یو مئذ ن الحق۔ فمن ثقلت موازینه فاو لٰئك هم المفلحون۔ ومن خفت موازینه فاولٰئك الذین خسروا انفسهم بما کانوا باٰ یتنا یظلمون ۔ (سورہ اعراف۔ آیت نمبر۔ **08-09**) اور اس روز (بروزِ قیامت) وزن بھی برحق ہے۔ پھر جس شخص کا پلا بھاری ہو گا۔ سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے۔ اور جس شخص کا پلا ہلکا ہو گا۔ سو یہ وہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا (ہی) نقصان کر لیا۔ بسبب اس کے کہ ! ہماری آیتوں کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔

سوال ۔ لوگ تقوٰی (یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کو) معمولی سمجھتے ہیں۔ تقوٰی کے کیا فائدے ہیں۔ تقوٰی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم کیا ہے ؟

جواب۔ وا تقوا الله ربکم ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ جو تم سب کا رب ہے۔ (سورہ طلاق۔ آیت نمبر 1) **ان اکر مکم عندالله اتقٰکم** ۔ یقیناً تم (تمام لوگوں) میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والا وہ ہے۔ جو متقی (تقوٰی والا) ہے۔ (سورہ الحجرات۔ آیت نمبر 13) اسی طرح قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ پر آیا ہے۔ کہ ! **یا یها الذین اٰمنوا اتقوا الله حق تقتٰه** ۔ اے ایمان والو ! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ (سورہ آل عمران ۔ آیت نمبر 102) اسی طرح قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ پر آیا ہے۔ کہ ! **ومن یتق الله یجعل له مخرجا** ۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا۔ تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ (ہر قسم کے رنج و غم، مصائب و مشکل سے) نکلنے (کی یقینی صورت ضرور بالضرور) پیدا فرما دے گا۔ (ان شاء اللہ) (سورہ طلاق۔ آیت نمبر 02) اسی طرح قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ پر آیا ہے۔ کہ ! **ومن یتق الله یجعل له من امره یسرا** ۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا۔ تو وہ اس کے لئے اس کے تمام امور میں آسانی پیدا فرما دے گا۔ (سورہ طلاق۔ آیت نمبر 04) اسی طرح قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ پر آیا ہے۔ کہ ! ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ! **خذوا ما تینا کم بقوة واذکروا ما فیه لعلکم تتقون** ۔ (ترجمہ) جو ہم نے تمھیں (کتاب کی صورت میں) دیا۔ اس کو مضبوطی سے تھام لو۔ اور اس میں جو کچھ لکھا ہے۔ اس کو یاد رکھو۔ تاکہ تمھیں تقوٰی حاصل ہو۔ (سورہ بقرہ۔ 63) اس آیت سے واضح طور پر ہمیں یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ ! احکاماتِ الٰہیہ کو یاد

کرنے اوراس پرعمل پیراہونے سے تقویٰ کا حصول ممکن ہے۔ اسی طرح سے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے۔ کہ! **یا یھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون** ۔ (ترجمہ) اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جیسے کہ تم سے پہلے والے لوگوں لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔ تا کہ تمھارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔ (سورہ بقرہ۔ 183) اسی طرح سے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے۔ کہ! **البر من اتقٰی** ۔ (ترجمہ) نیکی یہ ہے۔ کہ! انسان تقویٰ اختیار کرے۔ (سورہ بقرہ۔ 189) اس آیت میں نیکی کو تقویٰ کے ساتھ مشروط و مربوط کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح سے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے۔ کہ! **اعدلوا. ھو اقرب للتقوٰی** ۔ عدل (انصاف) کیا کرو۔ جو پرہیز گاری کے قریب ہے۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر۔ **08**) اسی طرح سے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے۔ کہ! **فان خیر الزاد التقوٰی. واتقون یا ولی الا لباب** ۔ (ترجمہ) بے شک! بہترین زادِراہ تقویٰ ہے۔ اور اے عقل والو! میری نافرمانی سے ڈرتے رہو۔ (سورہ بقرہ۔ 197) اس آیت کا یہ مفہوم ہوسکتا ہے۔ کہ! انسان اس دنیا میں ایک نہایت ہی قلیل و مختصر وقت کے لئے لایا گیا ہے۔ چونکہ اس نے واپس لوٹنا ہے۔ لہذا اسے اپنے سفر کے لئے کچھ نہ کچھ زادِراہ بھی تو چاہیئے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ! بہترین زادِراہ تقویٰ ہے۔ اسی طرح سے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے۔ کہ! **من اٰمن باللہ والیوم الاٰ خر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیین. واٰتی المال علٰی حبه ذوی القربٰی والیتٰمٰی والمسٰکین وابن السبیل. والسآئلین وفی الرقاب. واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ. والموفون بعهدهم اذا عٰهدوا. والصّٰبرین فی البا سآء والضّرّاء وحین الباس. اولئک الذین صدقوا. واولئک هم المتقون** ۔ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔ اور قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب پر، انبیائے کرامؑ پر ایمان رکھنے والا ہو۔ جو مال سے محبت رکھنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلین کو دے۔ غلاموں کو آزاد کرے۔ نماز (کو پابندی کے ساتھ) قائم کرے۔ زکات دے۔ جب وعدہ کرے۔ تو اسے پورا کرے۔ تنگ دستی اور دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر اختیار کرے۔ یہی سچے لوگ ہیں۔ اور یہی متقی (پرہیزگار اور اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ڈرنے والے) لوگ ہیں۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر **176-177**)

☆ ایک حدیث میں ہے۔ کہ! حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے۔ (کہ!) رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا۔ (کہ!) تم کو اپنی ذات سے نہ کسی گورے کے مقابلے میں بڑائی حاصل ہے۔ نہ کسی کالے کے مقابلہ میں۔ البتہ تقویٰ۔ (مسند احمد)

☆ لوگ رزق کے حصول کے لئے سرگردان پھرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ! اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔ کہ! **وما من دا بة فی الارض الا علی الله رزقها ویعلم مستقرها و مستو دعها** ۔ اور زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا (جن وانس، چرند و پرند وحیوان ایسا بالکل) نہیں۔ مگر اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ وہ جہاں رہتا ہے۔ اسے بھی جانتا ہے اور جہاں (اُسے اُس کے حصے کا رزق) سونپا جاتا ہے۔ اُسے بھی۔ (سورہ ہود۔ آیت نمبر 06) اسی طرح سے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے۔ کہ! **ذٰلکم یو عظ به من کان یؤ من با لله والیوم الآ خر ومن یتق الله یجعل له مخرجا لا و یر زقه من حیث لا یحتسب ط و من یتو کل علی الله فهو حسبه** ۔ ان باتوں سے اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے۔ (کہ) جو اللہ تعالیٰ پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا۔ تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ (ہر قسم کے رنج وغم، مصائب ومشکل سے) نکلنے (کی یقینی صورت ضرور بالضرور) پیدا فرمادے گا۔ اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا۔ جہاں سے (ایسا ایمان رکھنے والے اور تقویٰ اختیار کرنے والے کو وہم و) گمان بھی نہ ہو۔ اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ (توکل) کرے گا۔ تو وہی اس کو کفایت کرے گا (سورہ طلاق۔ آیت نمبر 2-3)

سوال ۔ اللہ تعالیٰ نے دُعا کرنے کا ہمیں کیا طریقہ سکھایا ہے؟ قرآنی تعلیمات میں دعا کا فلسفہ بیان کریں۔

جواب ۔ **ادعوا ربکم تضرعا و خفیة** ۔ (سورہ اعراف۔ آیت نمبر۔ **55**) تم لوگ اپنے پروردگار سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے سے دعا کیا کرو۔ قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **واذا سالک عبادی عنی فانی قریب. اجیب دعوۃ الداع اذا دعان. فلیستجیبوا لی ولیؤ منوا بی لعلهم یر شدون** ۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر۔ **186**) اور (اے میرے حبیب ﷺ) جب میرے بندے آپ ﷺ سے میرے متعلق پوچھیں۔ تو (آپ ﷺ انہیں بتا دیجئے۔ کہ) میں (تم سے) اتنا قریب ہوں۔ کہ جب کوئی مجھے پکارتا ہے۔ تو میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں۔ لہذا وہ بھی میری بات دل سے قبول کریں۔ اور مجھ پر ایمان لائیں۔ تا کہ وہ راہِ راست پر آجائیں۔ **امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوٓء** ۔ (سورہ نمل۔ آیت نمبر۔ **62**) بھلا وہ کون (سی عظیم ترین قبول کرنے والی ذات) ہے۔ کہ جب کوئی بے قرار اسے پکارتا ہے۔ تو وہ اس کی دعا قبول کرتا ہے۔ اور (اس پکار کی وجہ اس کی) تکلیف دور کر دیتا ہے۔

صحیح بخاری میں ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ ہمارا پروردگار بلند برکت والا ہے۔ ہر رات کو اس وقت آسمانِ دنیا پر آتا ہے۔ جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ ہے کوئی مجھ سے دعا کرنے والا۔ کہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ ہے کوئی مجھ سے مانگنے والا۔ کہ میں اسے عطا کروں۔ ہے کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا۔ کہ میں اس کو بخش دوں۔ (یہی حدیث کتاب صحیح مسلم میں ان الفاظ کے اضافہ کے ساتھ ہے۔ کہ! ۔۔۔ ہے کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا۔ کہ میں اس کو بخش دوں۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح فرماتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ صبح روشن ہو جاتی ہے۔) اسی طرح صحیح مسلم شریف کی ایک حدیث ہے۔ کہ! نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ کہ! مسلمان مرد کی اپنے بھائی کے لئے پس پشت دعا قبول ہوتی ہے۔ اس (دعا کرنے والے مسلمان) کے سر کے پاس ایک موکل (فرشتہ) موجود ہے۔ جب یہ اپنے بھائی کے لئے بھلائی کی دعا کرتا ہے۔ تو موکل فرشتہ (اس کی دعا پر) آمین کہتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ! تیرے لئے بھی اس کی مثل ہو۔ حدیث میں ہے۔ **الدعا ھو العبادة**۔ (دعا عبادت ہے) ایک اور حدیث میں ہے۔ **الدعا مخ العبادة**۔ (دعا عبادت کا مغز ہے)۔۔۔

دعا کی قبولیت، دعا کے قبول ہونے کے اوقات اور احادیثِ نبویہ ﷺ و آثارِ صحابہ کرام و اولیائے عظام کے تحت مختلف الاقسام مجرب المجرب و مستندترین ادعیہ تصوف کے باب میں اور صلوٰۃ الحاجت کی نمازیں ، نمازوں والے باب میں مفصلاً تحریر کئے گئے ہیں۔ تاکہ قارئین اپنی تشنگی دور کر کے منتفع و مستفید ہو سکیں۔ **وما توفیقی الا باللہ**۔

سوال۔ اللہ تعالیٰ نے مایوسی کی کن الفاظ میں مذمت فرمائی ہے ؟

جواب۔ **و لا تا یئسوا من روح اللہ ۔ انہ لا یا یئس من روح اللہ الا القوم الکٰفرون** ۔ (سورہ یوسف۔ آیت نمبر۔ 87) اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مَت ہو۔ یقیناً رب متعال سے ناامید وہی ہوتے ہیں۔ جو کافر ہوتے ہیں۔

سوال۔ اگر مومنین کسی تکلیف یا مشکل میں پڑ جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو کیا مژدہ سنایا ہے ؟

جواب۔ **و لا تھنوا ولا تحز نوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤ منین** ۔ (سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر۔ 139) اور سست نہ پڑو۔ اور غمگین مَت ہو۔ اگر تم واقعہ مومن رہو۔ تو تم ہی سربلند رہو گے۔ اسی طرح سے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ! **فان مع العسر یسرا** ۔ (سورہ الشرح۔ آیت نمبر۔ 05) پس بے شک! مشکلات کے ساتھ آسانی بھی ہوتی ہے۔

سوال۔ رحمتِ الٰہی کن لوگوں کے قریب ہے ؟

جواب۔ **ان رحمت اللہ قریب من المحسنین** ۔ (سورہ اعراف۔ آیت نمبر 56) بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک کام کرنے والوں کے قریب ہے۔

سوال۔ قرآنِ حکیم کی آیات کا جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوگا ؟

جواب۔ **واغرقنا الذین کذبوا با یٰتنا ط** (سورہ اعراف۔ آیت نمبر 64) اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا۔ (تو ہم نے) اُن کو غرق کر دیا۔ **و قطعنا دابر الذین کذبوا با یتنا وما کانوا مؤ منین** (سورہ اعراف۔ آیت نمبر 72) اور ہم نے ان کی جڑ کاٹ دی۔ جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا۔ اور وہ ایمان لانے والے نہ تھے۔

سوال۔ قرآنِ حکیم کے مطابق انسان فلاح کیسے پا سکتا ہے ؟

جواب۔ **واتقوا اللہ لعلکم تفلحون** ۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر 189) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ تاکہ تم نجات پاؤ۔ **وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون** ۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر 35) اور اس (اللہ تعالیٰ) کے راستے میں جہاد کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔ **یا یھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والا نساب والازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوا لعلکم تفلحون** ۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر 90) اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور پاسے (یہ تمام) ناپاک کام شیطان کی جانب سے ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو۔ تاکہ (تم) نجات پاؤ۔ **فاذکروا الآ ء اللہ لعلکم تفلحون** ۔ (سورہ اعراف۔ آیت نمبر 69) پس اللہ تعالیٰ کی (عطا کردہ تمام) نعمتوں کو یاد کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔ **یا یھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم فئة فا ثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون** ۔ (سورہ انفال۔ آیت نمبر 45) اے ایمان والو! جب تمھارا آمنا سامنا کسی جماعت (کفار یا دشمنانِ اسلام) سے ہو تو (تم پر لازم ہے کہ تم) ثابت قدم رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔ **یا یھا الذین اٰمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون** ۔ (سورہ حج۔ آیت نمبر 77) اے ایمان والو! رکوع کرتے رہو۔ سجود کرتے رہو۔ اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو۔ اور نیک کام کرتے رہو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔ **وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہ المؤ منون لعلکم تفلحون** ۔ (سورہ نور۔ آیت نمبر 31) اور تم سب اللہ تعالیٰ

کے آگے توبہ کرواے مومنو! تا کہ تم فلاح پاؤ۔

سوال۔ قرآنِ حکیم کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ کہ! اگر کوئی گناہ کر کے توبہ کر لے۔

جواب۔ والذین عملوا السیئات ثم تابوا من م بعدها وامنوا ط ان ربی من م بعدها لغفور رحیم. ۔(سورہ اعراف۔ آیت نمبر 153)اور جن لوگوں نے گناہ کئے۔ پھر وہ ان (گناہوں) کے بعد توبہ کر لیں۔تو آپ کا رب اس توبہ کے بعد گناہ معاف کر دینے والا، رحمت کرنے والا ہے۔

سوال۔ قرآنِ حکیم کے مطابق اللہ تعالیٰ کن لوگوں کے اعمال کو ضائع نہیں کرتا ؟

جواب ۔ والذین یمسکون بالکتٰب واقاموا الصلوٰۃ ط انا لا نضیع اجر المصلحین. ۔(سورہ اعراف۔آیت نمبر 170)اور جو لوگ کتاب (اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب) کے پابند ہیں۔اور نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ہم ایسے لوگوں کو، جو اپنی اصلاح کریں۔(اُن کے نیک اعمال کا) ثواب ضائع نہیں کریں گے۔

سوال۔ قرآنِ حکیم کا قیامت کے وقوع پذیر ہونے کے بارے میں کیا حکم ہے ؟

جواب۔ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسھا ط قل انما علمھا عند ربی ج لا یجلیھا لوقتھا الا ھو ط ثقلت فی السموٰت والارض ط لا تاتیکم الا بغتۃ ط یسئلونک کانک حفی عنھا ط قل انما علمھا عنداللہ ولکن اکثرالناس لا تعلمون ۔(سورہ اعراف۔آیت نمبر 187) یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں۔کہ اس کا وقوع کب ہوگا ؟ آپ فرما دیجیئے۔کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی پاس ہے۔اس کے وقت پر اس کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی اور ظاہر نہ کرے گا۔وہ آسمانوں اور زمینوں میں بڑا بھاری ہوگا۔وہ تو تم پر محض اچانک آ پڑے گی۔وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں۔جیسے گویا آپ اس کی تحقیق کر چکے ہیں۔ آپ فرما دیجیئے۔کہ اس کہ اس کا علم خاص اللہ تعالیٰ (ہی) کے پاس ہے۔لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

سوال۔ قرآنِ حکیم کو سننے کا کیا فائدہ ہوسکتا ہے ؟

جواب۔ واذا قرءی القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون ۔(سورہ اعراف۔آیت نمبر 204)اور جب قرآن پڑھا جایا کرے۔تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو۔اور خاموش رہا کرو۔امید ہے۔کہ تم پر رحمت ہو(گی۔انشاءاللہ)

سوال۔ قرآنِ حکیم مین مومنین (ایمان والوں) کی کیا کیا نشانیاں ہیں ؟

جواب۔ انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایٰتہٖ ذادتھم ایمانا وعلٰی ربھم یتوکلون ۔(سورہ انفال۔آیت نمبر 02) پس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں۔کہ جب (اِن کے سامنے) اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے۔تو اِن کے قلوب ڈر جاتے ہیں۔اور جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں۔اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

سوال۔ اللہ تعالیٰ کن لوگوں کو سخت سزا دیتا ہے ؟

جواب۔ ومن یشاقق اللہ ورسولہ فان اللہ شدید العقاب ۔(سورہ انفال۔آیت نمبر 13)اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؑ کی مخالفت کرتا ہے۔سو بے شک! اللہ تعالیٰ (ایسے دشمن کو) سخت سزا دینے والا ہے۔

سوال۔ قرآنِ حکیم میں مال اور اولاد کے بارے میں کیا حکم آیا ہے ؟

جواب۔ واعلموا انما اموالکم والولادکم فتنۃ ط وان اللہ عندہ اجر عظیم ۔(سورہ انفال۔آیت نمبر 28)اور تم اس بات کو جان لو۔کہ تمھارے اموال (جو کہ تمھیں غافل کر دیں) اور تمھاری اولاد (کہ جس کی محبت اللہ اور اس کے رسول ؑ پر غالب آ جائے) ایک آزمائش (بمثل فتنہ) کی چیز ہے۔اور اس بات کو بھی جان لو۔کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا بھاری اَجر ہے۔

سوال۔ اگر کوئی کافر اپنے کفر سے باز آ کر اسلام قبول کر لے۔تو اس کے سابقہ گناہوں کا کیا ہوگا ؟

جواب۔قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لھم ما قد سلف ج (سورہ انفال۔آیت نمبر 38) آپ ان کفار سے کہہ دیجیئے۔کہ! اگر یہ لوگ (اسلام لے آئیں اور کفر سے) باز آ جائیں۔تو ان کے سارے گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں۔سب معاف کر دیئے جائیں گے۔

سوال۔ قرآنِ حکیم کے مطابق ایک انسان بزدل کب اور کیسے ہوتا ہے ؟

جواب۔ واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم واصبروا ط ان اللہ مع الصابرین ۔(سورہ

انفال۔ آیت نمبر 46) اور اللہ تعالیٰ و اس کے رسول ؐ کی اطاعت کرتے رہو۔ آپس میں اختلاف نہ کرو۔ ورنہ (تم لوگ) بزدل ہو جاؤ گے۔ (کیونکہ اسی بزدلی کی وجہ سے) تمھاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ اور صبر سہار رکھو۔ یقیناً! اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہے۔

سوال۔ کیا اللہ تعالیٰ نے جہاد کی ترغیب دی ہے؟ اور اگر بفرضِ محال مسلمانوں کی تعداد کفار کے مقابلے میں کم ہو تو اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے ؟

جواب۔ یا یھا النبی حرض المؤ منین علی القتال ط ان یکن منکم عشرون صٰبرون یغلبوا مائتین ج و ان یکن منکم مائۃ یغلبوا الفا من الذین کفروا با نھم قوم لا یفقھون ۔ الٰن خفف اللہ عنکم و علم ان فیکم ضعفا ط فان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ ط و اللہ مع الصّٰبرین ۔ (سورہ انفال۔ آیت نمبر 66-65) اے نبی ؐ! ایمان والوں کو جہاد کا شوق دلائیں۔ اگر آپ میں سے (صرف) بیس بھی صبر کرنے والے ہوں گے۔ تو وہ دو سو پر غالب رہیں گے۔ اور اگر تم میں سے ایک سو ہوں گے۔ تو وہ ایک ہزار کافروں پر غالب رہیں گے۔ اس واسطے کہ وہ لوگ (کفار) بے سمجھ ہیں۔ اچھا! اَب اللہ تعالیٰ آپ کا بوجھ ہلکا کرتا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ! آپ میں ناتوانی ہے۔ پس اگر آپ میں سے ایک سو صبر کرنے والے ہوں گے۔ تو وہ دو سو پر غالب رہیں گے۔ اور اگر آپ میں سے ایک ہزار ہوں گے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے۔ (کیونکہ!) اللہ تعالیٰ (تو ہمیشہ سے) صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

سوال۔ قرآنِ حکیم نے کفار کی کیا عادت بیان فرمائی ہے ؟ کہ جس سے کسی (مسلم) ملک میں فتنہ و فساد پیدا ہو جائے۔

جواب۔ والذین کفروا بعضھم اولیاء بعض ط الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض و فساد کبیر ۔ (سورہ انفال۔ آیت نمبر 73) کافر آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اگر تم نے ایسا (یعنی ایمان کی بنیاد پر ایک دوسرے کی حمایت اور کگار سے عدم موالات و تعاون) نہ کیا۔ تو ملک میں فتنہ ہو گا۔ اور زبردست فساد ہو جائے گا۔

سوال۔ اگر کوئی خود مسلمان ہو مگر اس کے بھائی اور باپ غیر مسلم ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کا ان کے بارے میں کیا حکم ہے ؟

جواب۔ یا یھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا ابآء کم و اخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ط و من یتو لھم منکم ط فأو لٰئک ھم الظلمون ۔ (سورہ توبہ۔ آیت نمبر 23) اے ایمان والو! اپنے باپوں اور بھائیوں کو دوست مَت بناؤ۔ اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ تم میں سے جو بھی ان (کافر و مشرک باپ و بھائیوں) سے محبت رکھے گا۔ وہ پورا گناہ گار اور ظالم ہے۔

سوال۔ قرآنِ حکیم کا منافقین کے بارے میں کیا حکم ہے ؟

جواب۔ المنٰفقین و المنٰفقٰت بعضھم من بعض ۔ یامرون بالمنکر و ینھون عن المعروف و یقبضون ایدیھم ط نسوا اللہ فنسیھم ط ان المنٰفقین ھم الفٰسقون ۔ وعداللہ المنٰفقین و المنٰفقٰت و الکفار نار جھنم خٰلدین فیھا ط ھی حسبھم ج و لھم عذاب مقیم ۔ (سورہ توبہ۔ آیت نمبر 68-67) تمام منافق مرد و عورت آپس میں ایک ہی ہیں۔ یہ بُری باتوں کا حکم دیتے ہیں۔ اور بھلی باتوں سے روکتے ہیں۔ اور اپنی مٹھی بند رکھتے ہیں۔ (یعنی بخل کرتے ہیں) یہ اللہ تعالیٰ کو بھول گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھلا دیا۔ بے شک منافق ہی فاسق و بدکردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان منافق مردوں اور عورتوں سے آگ کا وعدہ کر چکا ہے۔ جہاں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ وہی انہیں کافی ہے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے۔ اور انہیں کے لئے اللہ تعالیٰ کا دائمی عذاب ہے۔

سوال۔ قرآنِ حکیم کے مطابق اللہ تعالیٰ کن لوگوں کے ساتھ ہے ؟ کفار کے حملے کے وقت اللہ تعالیٰ کا کیا رویہ ہوتا ہے ؟

جواب۔ وقال اللہ انی معکم لئن اقمتم الصلوۃ و اٰتیتم الزکوۃ و اٰمنتم برسولی ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یقیناً! میں تمھارے ساتھ ہوں۔ اگر (تم) نماز قائم رکھو گے۔ اور زکات دیتے رہو گے۔ اور میرے (بھیجے ہوئے تمام) رسولوں ؑ پر ایمان لاؤ گے۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر 12) اور جب (خدانخواستہ) کفار ظلم پر اُتر آئیں۔ یا مسلمانوں کے قتل کے درپہ ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے۔ کہ! **لا تحزن ان اللہ معنا ۔** غم زدہ نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے (سورہ توبہ۔ آیت نمبر 40) ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **و ھو معکم اینما کنتم ۔** اور وہ (اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ طاقتور ذات) تمھارے ساتھ ہے۔ جہاں کہیں تم ہوتے ہو (سورہ حدید۔ آیت نمبر 04)

سوال۔ قرآنِ حکیم میں کن خوش نصیبوں کے لئے خوشخبری ہے ؟

جواب۔ التآ ئبون العٰبدون الحٰمدون السآئحون الراکعون السجودن الاٰمرون بالمعروف و الناھون عن المنکر و الحٰفظون لحدود اللہ ط و بشر المؤمنین ۔ (سورہ توبہ۔ آیت نمبر 113) وہ ایسے ہیں۔ جو توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدے کرنے والے، نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے، اربُری باتوں سے باز رکھنے والے، اور اللہ تعالیٰ کی حدود کا خیال رکھنے والے ہیں۔ اور ایسے مومنین کو (آپ) خوشخبری سنا دیں۔

سوال۔ قرآنِ حکیم کے مطابق دوزخی کن وجوہات وبداعمالیوں کے باعث واصلِ دوزخ (جہنم) ہوں گے ؟

جواب۔ ما سلککم فی سقر o قالوا لم نک من المصلین o ولم نک نطعم المسکین o و کنا نخوض مع الخائضین o و کنا نکذب بیوم الدین o حتی اتٰنا الیقین o (سورہ مدثر۔ آیت نمبر 47-42) تمھیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا ؟ وہ کہیں گے۔ کہ ہم نمازی نہ تھے۔ نہ مسکیوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ اور ہم بحث کرنے والے (منکرین) کا ساتھ دے کر بحث مباحثہ میں مشغول رہا کرتے تھے۔

﴿اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم اور اُس کی عطا وعنایت ہی کی بدولت سورہ توبہ تک کی آیاتِ قرآنیہ (جو کہ چند منتخب آیاتِ مقدسہ ہیں) کو انسانی سوالات اور رحمانی جوابات کی صورت میں مزین ومعمور کیا گیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا۔ تو اگلے ایڈیشن میں قرآن حکیم کی تقریباً تمام احکامات کو سوال وجواب کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ! وہ ذاتِ بابرکات اپنے خصوصی فضل وکرم اور عزت ورفعت اور اپنے حبیبِ صادق پیغمبر آخرالزمان ﷺ کے تصدق وتوسل سے میری یہ سعی اپنی بارگاہ میں منظور ومقبول فرمائے۔ اور اس کتاب کو میرے لئے، میری اہلِ خانہ، عزیز واقارب، دوست واحباب اور تمام مسلمانوں کے لئے مفید ونافع بنائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ آمین ثم آمین﴾

مختصر مگر جامع ترین نصائح اَزقرآنِ مجید

ھٰذَا بیان للناس و ھدی و موعظة للمتقین o (سورہ آلِ عمران، آیت نمبر۔ 138)

ترجمه : عام لوگوں کے لئے تو یہ بیان (یعنی یہ صِرف قرآنِ) ہے۔ اور پرہیزگاروں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے۔

ان فی ذٰلک لذکرٰی لمن کان له قلب او القٰی السمع وھو شھیدo (سورہ قٓ۔ آیت نمبر۔ 37)

ترجمه: یقیناً! اس (قرآنِ حکیم) میں اس شخص کے لئے بڑی نصیحت کا سامان موجود ہے۔ جس کے پاس دل ہو۔ یا جو بغور (قرآنِ حکیم کو) سنے۔

ویسے تو الحمد للہ پورے کا پورا قرآن ہی نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام عالمِ انسانیت کے لئے مکمل ظابطہء حیات اور زندگی کو باحسن طریق سے گزارنے کی ایک آسمانی کتابِ رحمانی ہے۔ جو جیسے تھی ویسے ہی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے ہمیشہ ویسی ہی رہے گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) یہاں پر اس کتاب سے چند نصائح کا انتخاب کیا گیا ہے۔ مجھ ناچیز کمترین کا یہ خیال ہے۔ کہ! اگر اِن نصائح کا یاد کر کے ہمیشہ ملحوظ، خاطر اور رکھا جائے اور ذہن نشیں کر لیا جائے۔ تو کوئی بھی انسان گمراہی یا پریشانیوں، مصائب ومشکلات کی طرف نہیں جائے گا۔ (ان شاء اللہ) اور زندگی بہت آسان، پُر لطف اور عزت وتکریم کے ساتھ گزرے گی۔ (ان شاء اللہ)

☆ **بوقت مایوسی اللہ تعالیٰ کا واضح ترین حکم اور قانون ہے۔ کہ! لا تقنطوا من رحمة الله** (یعنی کہ) آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں (سورہ الزمر۔ آیت نمبر 53) اسی طرح قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ! **و لا تایئسوا من روح الله ۔ انه لا یایئس من روح الله الا القوم الکٰفرون** ۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مَت ہو۔ یقیناً رب متعال سے ناامید وہی ہوتے ہیں۔ جو کافر ہوتے ہیں۔ (سورہ یوسف۔ آیت نمبر۔ 87)

☆ **بوقتِ مصیبت، تنگ دستی، مشکل صورتِ حال اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم ہے۔ کہ! لا یکلف الله نفسا الا وسعھا** ۔ (یعنی کہ) اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر 286) اور اسی طرح قرآن میں ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ! **لا تکلف نفس الا وسعھا** ۔ (یعنی کہ) کسی شخص کو اس کی قوتِ برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر 233) چاہیئے کہ! مصائب ومشکلات اور آزمائش کے وقت اُسی زات کو پکارے کو سب سے زیدہ قریب ترین ہے۔ **و نحن اقرب الیه من حبل الو رید** ۔ اور ہم اس کے شہ رگ (رگ گردن) سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔ (سورہ ق ۔ آیت نمبر 16)

☆ **لوگ عزت، دولت، شہرت، شہوت اور دنیاوی آلائش وآسائش میں دل کا سکون وقرار تلاش کرتے ہیں۔ حالانکہ! اللہ تعالیٰ کا** قانون اور واضح حکم ہے۔ کہ! **الا بذکر الله تطمئن القلوب** ۔ (یعنی کہ!) یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کی یاد (یعنی ذِکر) سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ (سورہ الرعد۔ آیت نمبر 28)

☆ **دو لوگ یا دو گروہ یا دو خاندان یا میاں بیوی یا بہن بھائی و بھائی بھائی آپس میں چھوٹی بڑی بات ومعاملے پر دست وگریبان ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ!** اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔ کہ! **فلا جناح علیھما ان یصلحا بینھما صلحا و الصلح خیر** ۔ تو نہیں گناہ ان دونوں پر کہ وہ آپس میں صلح کر لیں۔ (کیونکہ) صلح بہتر ہے۔ (سورہ النساء۔ آیت نمبر 128)

☆ **جو بندہ اپنے تمام معاملات پر اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ (یعنی کامل توکل) کرے گا۔ اُس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم کیا ہے؟**

ومن یتو کل علی اللہ فھو حسبہ۔ اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ (توکل) کرے گا۔ تو وہ (اللہ) اس کو کافی ہے۔ (سورہ طلاق۔ آیت نمبر 03)

☆ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ! جس کے پاس عزت، دولت، شہرت یا نام ہے۔ وہی سب سے زیادہ عزت والا ہے۔ حالانکہ! اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔ کہ! **ان اکرمکم عنداللہ اتقکم** ۔ یقیناً تم (تمام لوگوں) میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والا وہ ہے۔ جو متقی (تقوی والا) ہے۔ (سورہ الحجرات۔ آیت نمبر 13) اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی نشانی و علامت اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتائی ہے۔ کہ! **وممن ھدینا واجتبینا اذا تتلی علیھم ایٰت الرحمٰن خروا سجداو بکیا** ۔ اور یہ ان لوگوں میں سے تھے۔ جن کو ہم نے ہدایت بخشی اور برگزیدہ کیا۔ ان کا یہ حال تھا۔ کہ جب رحمان کی آیات ان کو سنائی جاتیں۔ تو (یہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے) روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے۔ (سورہ مریم۔ آیت نمبر 58)

☆ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ! برائی ہم سے شیطان کرواتا ہے۔ اور بھلائی ہم اَز خود کرتے ہیں۔ حالانکہ! اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔ کہ! **ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک** ۔ اے انسان! تجھے جو بھی بھلائی حاصل ہوتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہی سے ہوتی ہے۔ اور جو نقصان (یا مصیبت) تجھے پہنچے۔ وہ (تیرے ہی شامتِ اعمال یعنی) نفس کی وجہ سے ہے۔ (سورہ النساء۔ آیت نمبر 79)

☆ لوگ (غیر مسلم) سمجھتے ہیں۔ کہ! اللہ تعالیٰ اور آنحضور نبی مکرم ﷺ کے حکم میں فرق ہے۔ حالانکہ! اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔ کہ! **من یطع الرسول فقد اطاع اللہ** ۔ جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی۔ (تو) یقیناً اُس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ (سورہ النساء۔ آیت نمبر 80)

☆ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ! ہمیں جو نعمتیں ہمارہ محنت، کمائی اور کوشش کا نتیجہ ہیں۔ حالانکہ! اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔ کہ! **وما بکم من نعمۃ فمن اللہ**۔ تمھیں جو بھی نعمت حاصل ہوتی ہے۔ وہ (صِرف اور صِرف) اللہ تعالیٰ ہی طرف سے ہے۔ (سورہ النحل۔ آیت نمبر 53)

☆ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ! ہمارے پاس زیادہ مال و دولت ہوگی۔ تو ہمارے رزق میں وسعت و زیادتی ہوگی۔ حالانکہ! اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔ کہ! **لئن شکر تم لازید نکم**۔ اگر تم شکر کرو گے۔ تو میں تمھیں (اور بھی) زیادہ عطا کروں گا۔ (سورہ ابراہیم۔ نمبر 07)

☆ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ! سارے گناہ ہم سے شیطان کرواتا ہے۔ کیا شیطان کا ہم پر بس چل سکتا ہے؟ حالانکہ! اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔ کہ! **ان عبادی لیس لک علیھم سلطٰن الا من اتبعک من الغٰوین** ۔ بے شک! جو میرے (مخلص و حقیقی) بندے ہیں۔ اِن پر تیرا کوئی زور نہیں چلے گا۔ تیرا بس تو صِرف (بھٹکے ہوئے گمراہ) لوگوں پر ہی چلے گا۔ (سورہ الحجر۔ آیت نمبر 42) اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کا یہ بھی وعدہ ہے۔ کہ! **ان عبادی لیس لک علیھم سلطٰن و کفیٰ بر بک و کیلا** ۔ بے شک! جو میرے (مخلص و حقیقی) بندے ہیں۔ اِن پر تیرا کوئی زور نہیں چلے گا۔ اور تیرا پروردگار (ان کی رکھوالی کے لئے) کافی ہے۔ (سورہ الاسراء۔ آیت نمبر 65)

☆ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ! ہم اتنے عرصے سے نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ نیک اعمال بھی کر رہے ہیں۔ مگر ہم ہدایت نصیب نہیں ہو رہی۔ حالانکہ! اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔ کہ! **والذین جاھدوا فینا لنھد ینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین** ۔ جن لوگوں نے ہمارے لئے کوشش (جدوجہد اور مجاہدہ) کی۔ ہم انہیں (ضرور بالضرور) اپنے (ہدایت والے) استے دکھائیں گے۔ اور یقیناً! اللہ تعالیٰ تو نیکی کرنے والوں کے ساتھ (ہمیشہ ہوتا) ہے۔ (سورہ العنکبوت۔ آیت نمبر 69)

☆ لوگ جب کسی معاملے یا مسئلے میں پھنس جاتے ہیں۔ تو وہ کسی سے پوچھنے کے بجائے اپنی عقل و دانائی اور علم کو استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ! اللہ تعالیٰ کا واضح حکم تو یہ ہے۔ کہ! **فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون** ۔ اگر تم لوگ (کوئی بھی بات) نہیں جانتے۔ تو (اہلِ علم) سے پوچھ لو۔ (سورہ النحل۔ آیت نمبر 43)

☆ جب کوئی صاحب ثروت (حامل مال و دولت) کسی پر اپنے مال و دولت اور اثر و رسوخ کے بَل بوتے پر کسی پر ناجائز ظلم کرتا ہے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔ حالانکہ! اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔ کہ! **یا یھا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید**۔ اے لوگو! تم سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو۔ اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور سزاوار ہے۔ (سورہ فاطر۔ آیت نمبر 15)

☆ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ! قرآنِ حکیم بہت مشکل اور فہم سے بالا اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ حالانکہ! اللہ تعالیٰ کا واضح حکم تو یہ ہے۔ کہ! **ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر** ۔ اور یقیناً! ہم نے قرآن کو سمجھنے (اور نصیحت حاصل کرنے) کے لئے آسان کر دیا ہے۔ (تو) اَب

کیا کوئی ہے نصیحت قبول کرنے والا۔ (سورہ القمر۔ آیت نمبر 17)

☆ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ! مذاق یایا سنجیدگی میں کسی سے جھوٹ بولنے یا دھوکہ دینے سے یا کسی سے چیخ کر بات کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حالانکہ! اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔ کہ! **یا یھا الذین اٰمنوا اتقوا الله و قولوا قولا سدیدا** ۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور سیدھی بات کہا کرو۔ (سورہ احزاب۔ آیت نمبر 70) ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **وقولوا لھم قولا معروفا** ۔ اور ان سے مناسب انداز (معقول و مناسب اور اچھی) بات کہا کرو۔ (سورہ النساء۔ آیت نمبر 05) اسی طرح ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **فقل لھم قولا میسورا** ۔ ان سے نرمی سے بات کہہ دیا کرو۔ (سورہ الاسراء۔ آیت نمبر 28)

☆ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ! آج کے دور میں کسی کو نصیحت کرنا بھی درست نہیں۔ کہ! شاید وہ ناراض ہو جائے۔ حالانکہ! اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔ کہ! **وذکر فان الذکرٰی تنفع المؤ منین** ۔ البتہ نصیحت کرتے رہو۔ (کہ) نصیحت ایمان والوں کو نفع (فائدہ) دیتی ہے۔ (سورہ الذاریات۔ آیت نمبر 55)

☆ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ! اگر ہم نے ظلم کیا۔ تو شاید ہم بخشے نہیں جائیں گے۔ حالانکہ! اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔ کہ! **الا من ظلم ثم بدل حسنا بعد سوء فانی غفور رحیم** ۔ ہاں! جس نے ظلم (کوئی بہت برا گناہ یا کوئی قصور) کیا۔ پھر اس برائی کے بعد نیکی سے (اس گناہ، ظلم و قصور) کو بدل دیا۔ تو میں بخشنے والا مہربان ہوں۔ (سورہ النمل۔ آیت نمبر 11)

☆ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ! اگر کوئی برا ہے یا گناہ گار ہے۔ تو اس کی غیبت کرتے ہیں۔ حالانکہ! اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔ کہ! **لا یحب الله الجھر بالسوء من القول** ۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ کہ! کوئی کسی کو اعلانیہ بُرا کہے۔ (سورہ النساء۔ آیت نمبر 148)

☆ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ! بار بار گھر والوں کو نماز کا کہیں گے۔ تو وہ ناراض ہو جائیں گے۔ حالانکہ! اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔ کہ! **وامر اھلک بالصلوۃ واصطبر علیھا** ۔ اور اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم دیتے رہا کرو۔ اور خود بھی اس کے پابند رہو۔ (سورہ طہٰ۔ نمبر 132)

☆ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ! آج امریکہ یا یورپی ممالک بہت زیادہ طاقتور ہیں۔ اور اُن کا (توبہ نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کا قادر ہونے سے ایمان و یقین ختم ہو گیا ہے حالانکہ! اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔ کہ! **ان ینصر کم الله فلا غالب ۔ وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصر کم من م بعدہ ط و علی الله فلیتو کل المؤ منون** ۔ اگر اللہ تعالیٰ تمھاری مدد کرے۔ تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں ہے۔ اور اگر وہ تمھیں تنہا چھوڑ دے۔ تو کون ہے؟ جو اس کے بعد تمھاری معاونت کر سکے۔ اور ایمان والوں کو (تو) چاہیئے۔ کہ! وہ (صِرف اور صِرف) اللہ تعالیٰ ہی پر توکل (کامل بھروسہ) کریں (سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 160)

☆ ہدایت کیسے نصیب ہو سکتی ہے۔ کیونکہ! اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم یہ ہے۔ کہ! **ومن یعتصم بالله فقد ھدی الی صراط مستقیم** ۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ (کے دامن اور سہارے کو) مضبوطی سے پکڑ لیا۔ وہ (یقیناً) ہدایت پا گیا۔ (سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 101)

☆ دینِ الٰہی کا وقوف و ادراک اس دنیا میں اور اُس دنیا کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ! اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم یہ ہے۔ کہ! **ومن کان فی فی ھذہ اعمٰی فھو فی الآ خرۃ اعمٰی واضل سبیلا** ۔ اور جو شخص اس دنیا میں اندھا بن کر رہا۔ وہ آخرت میں بھی اندھا بن کر رہے گا۔ بلکہ راستے سے اور بھی زیادہ بھٹکا ہوا رہے۔ (سورہ الاسراء۔ آیت نمبر 72)

☆ شیطان متقی لوگوں کو ذکر الٰہی کی وجہ سے گمراہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ! اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔ کہ! **ان الذین اتقوا اذا مسھم طٰئف من الشیطٰن تذکروا فاذا ھم مبصرون** ۔ جن لوگوں نے تقوٰی اختیار کیا ہے۔ انہیں جب شیطان کی طرف سے کوئی خیال آ کر چھوتا بھی ہے۔ تو وہ (اللہ تعالیٰ کو) یاد کر لیتے ہیں۔ چنانچہ اچانک اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ (سورہ اعراف۔ آیت نمبر 201)

☆ لوگ گناہ کرتے وقت یا کسی کے بارے میں غلط سوچتے وقت بھول جاتے ہیں۔ حالانکہ! اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔ کہ! **واعلموا ان الله یعلم ما فی انفسکم فاحذروہ ۔ ان الله غفور حلیم** ۔ اور جان لو۔ کہ! جو کچھ تمھارے قلوب میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے۔ (لہذا) اُس سے ڈرتے رہو۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بڑا بردبار ہے۔ (سورہ البقرہ۔ آیت نمبر 235)

☆ بروزِ حساب و کتاب اولاد اور مال کسی کام کے نہیں ہوں گے۔ کہ جن کی خاطر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا ہے۔ حالانکہ! اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔ کہ! **یوم لا ینفع مال و لا بنون ۔ الا من اتی الله بقلب سلیم** ۔ جس دن نہ کوئی مال کام آئے گا نہ اولاد۔ (مگر) ہاں جو شخص اللہ تعالیٰ کے پاس سلامتی والا دل لے کر آئے گا۔ (صِرف اُسی کو نجات ملے گی) (سورہ الشعراء۔ آیت نمبر 89-88)

اسی سلامتی والے دل کے بارے میں ایک حدیثِ نبوی ﷺ بھی ہے۔کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔کہ! جسم میں ایک ٹکڑا ایسا ہے۔کہ اگر وہ درست ہے۔تو سارے اعضاء درست ہو جاتے ہیں۔خبردار! وہ ٹکڑا دل ہے۔(اسی طرح سے ایک اور حدیث میں آیا ہے۔کہ!)رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔کہ! بندے کا عمل اس وقت درست نہیں ہوسکتا۔جب تک اس کا دل درست نہ ہو۔اور اس کا دل اُس وقت تک درست نہیں ہوسکتا۔جب تک (کہ) اس کی زبان درست نہ ہو۔

☆ **کسی کو نفع ونقصان اللہ تعالیٰ کے ماسوا کوئی پہنچانے پر قدرت نہیں رکھتا۔کیونکہ!** اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔کہ! **لا املک لنفسی نفعا و لا ضرا الا ماشاء الله** ۔جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے۔مَیں (محمد ﷺ) خود اپنے آپ ﷺ کو (بھی) کوئی نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا۔(سورہ اعراف۔آیت نمبر 188)

☆ **جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے۔کوئی کسی کو مصیبت نہیں پہنچا سکتا۔کیونکہ!** اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔کہ! **قل لن یصیبنا الا ما کتب الله لنا هو مولٰنا و علی الله فلیتو کل المؤمنون** ۔کہہ دیں۔کہ! ہمیں کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی بجز اس کے جو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے لکھ دی ہے۔(کیونکہ) وہی ہمارا مولیٰ کارساز) ہے۔اور مومنوں کو (تو صِرف) اللہ تعالیٰ ہی پر توکل (بھروسہ) رکھنا چاہیئے۔(سورہ التوبۃ۔آیت نمبر 51)

☆ **اللہ تعالیٰ کی آزمائش سے کوئی کسی کو نہیں بچا سکتا۔اور اللہ تعالیٰ کی عطا کو کوئی روک نہیں سکتا۔کیونکہ!** اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔کہ! **وان یمسسک الله بضر فلا کاشف له الا هو ۔ وان یمسسک بخیر فهو علٰی کل شیء قدیر** ۔اگر اللہ تعالیٰ تمھیں کسی آزمائش میں ڈالے۔تو اس کے سوا (اُس آزمائش کو) دور کرنے والا کوئی نہیں۔اور اگر وہ تمھیں کوئی بھلائی سے بہرہ مند فرمائے۔تو وہ (ویسے بھی) ہر چیز پر (مکمل طور پر) قادر ہے۔(سورہ انعام۔آیت نمبر 17) اسی طرح ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے۔کہ! **وان یمسسک الله بضر فلا کاشف له الا هو ۔ وان یردک بخیر فلا راد لفضله یصیب به من یشآء من عباده وهو الغفور الر حیم** ۔اور اگر اللہ تعالیٰ تمھیں کسی آزمائش میں ڈالے۔تو اس کے سوا (اُس آزمائش کو) دور کرنے والا کوئی نہیں۔اور اگر وہ تمھیں کوئی بھلائی سے بہرہ مند فرمائے۔تو اس کے فضل کو پھیرنے والا کوئی نہیں۔وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے۔اپنے فضل سے نوازتا ہے۔اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔(سورہ یونس۔آیت نمبر 107)

☆ **جب کوئی شخص چھپ کر کوئی گناہ کر رہا ہوتا ہے۔تو وہ سمجھتا ہے۔کہ! اُسے کوئی نہیں دیکھ رہا۔حالانکہ!** اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔کہ! **ایحسب ان لم یره احد** ۔کیا اُسے یہ گمان ہے۔کہ! کسی نے اُس کو نہیں دیکھا۔(سورہ البلد۔آیت نمبر 07) قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ آتا ہے۔کہ! **من یعمل سوء ا یجز به** ۔(ترجمہ) جو برائی کرے گا۔اس کا بدلہ پائے گا۔

☆ **لوگوں نے عزت کے حصول کے فلسفے کو سمجھنے میں غلطی کی ہے۔اور اُن کو اس بات کا ادراک نہیں کہ اعمالِ صالحہ اللہ تعالیٰ کی طرف کیسے جاتے ہیں۔حالانکہ!** اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔کہ! **من کان یرید العز فلله العزة جمیعا ۔ الیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یر فعه** ۔ جو کوئی عزت چاہتا ہے۔تو تمام تر عزت اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔اُس کے ہاں جو چیز اوپر چڑھتی ہے۔وہ صِرف پاکیزہ قول ہے۔اور عملِ صالح اس کو اوپر چڑھاتا ہے۔(سورہ فاطر۔آیت نمبر 10)

☆ **اگر کسی بات کی سمجھ نہ آئے۔کسی بات پر بحث مباحثہ ہو جائے یا کہ کسی مشکل، مصیبت سے کیسے نکلا جائے۔تو پریشان نہ ہونا چاہیئے۔کیونکہ!** اللہ تعالیٰ کا قانون اور واضح حکم تو یہ ہے۔کہ! **فان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله ولرسول ان کنتم تؤمنون با لله والیوم الآ خر ذٰلک خیر واحسن تا ویلا** ۔اگر تم میں کسی بات پر اختلاف واقع ہو جائے۔تو اگر (تم) اللہ تعالیٰ اور روز۔آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔تو اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ (کے حکم اور اطاعت) کی طرف رجوع کرو۔یہ بہت اچھی بات ہے۔اور اس کا انجام بھی سب سے بہتر ہے۔(سورہ النساء۔آیت نمبر 59)

☆ **احسان کا بدلہ : هل جزآء الاحسان الا الا حسان** ۔سوائے احسان کے، کیا احسان کا کچھ اور بدلہ بھی ہے ؟

☆ **مومن لوگ : وا لذین اٰ منوا اشد حبا لله** ۔اور جو لوگ مومن ہیں۔(وہ تو) اللہ تعالیٰ ہی سے شدید محبت کرتے ہیں۔(بقرہ۔65)

☆ **انسان کے لئے کیا : لیس للا نسان الا ما سعٰی** ۔انسان کے لئے وہی کچھ ہے۔جس کے لئے وہ کوشش کرتا ہے۔(سورہ نجم 53)

☆ **دوسروں کو وہ نصیحت کہ جس پر خود عمل نہیں کرتے۔ لم تقو لون ما لا تفعلون** ۔کیوں کہتے ہو وہ (کہ) جس پر خود عمل نہیں کرتے۔

☆ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نہ کوئی مصلحت ہے۔ **و لو شئنا لا یتنا کل نفس ھد لھا** ۔ اگر ہم چاہتے۔ تو ہر نفس کو ہدایت نصیب فرما دیتے۔ (سورہ سجدہ۔ 32)

☆ **صبر کا بدلہ کیا ہے ؟** صابرین کا صلہ واجر کیا ہے ؟ **ا نـمـا یو فی الصابرون اجر ھم بغیر حساب** ۔ (ترجمہ) صبر کرنے والوں کو اُن (کے صبر پر قائم رہنے) کا بے حساب اجر ملے گا۔ (39 .10) ایک اور جگہ پر آیا ہے۔ کہ! **ان الـلـہ مع الصا برین** ۔ (ترجمہ) بے شک! اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو چاہتا ہے۔ اسی طرح ایک اور جگہ پر آیا ہے۔ **و اللہ یحب الصا برین** ۔ (ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کا دوست ہے۔

☆ **قرآن میں اخلاص کو کیسے بیان کیا گیا ہے؟** **فـمـن کان یر جوا لقآء ربہ فلیعمل عملا صا لحا و لا یشرک بعبادۃ ر بہ ا حدا** ۔ جو شخص اپنے رب سے ملنے کا امیدوار ہو۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ! نیک عمل کیا کرے۔ اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ (کہف۔ 110)

☆ **اچھا ٹھکانہ کہاں ہے؟** **و اللہ عندہ حسن المآب** ۔ اور لوٹنے کا اچھا ٹھکانہ تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔

☆ **کسی کو معاف کرنے اور معاملات کو درست رکھنے یا کرنے کا کیا فائدہ ہے ؟** **فـمـن عـفـا و ا صلح فا جرہ علی ا للہ** ۔ پس جو معاف کرے۔ اور اور اصلاح سے کام لے۔ (تو) اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ (سورہ الشوریٰ۔ آیت نمر 40)

☆ **کیا قرآنِ حکیم کا سمجھنا سہل ہے ؟** **ولـقـد یسـرنـا ا لقرآن للذکر فھل من مد کر** ۔ اور ہم نے قرآنِ حکیم کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا۔ اَب کیا کوئی ہے۔ جو (اس عظیم کتاب یعنی قرآنِ حکیم سے) نصیحت حاصل کرے۔ (سورہ قمر۔ آیت نمبر 40-32-22-17)

☆ **قرآنِ حکیم کو کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ کتنا پڑھا جائے ؟** **فـا قـرء وا ما تیسر من القرآن** ۔ پس بآسانی جتنا قرآنِ حکیم میں سے پڑھ سکو۔ (تو ضرور) پڑھ لیا کرو۔ (سورہ مزمل۔ آیت نمبر 20)

☆ **مقصدِ تخلیقِ انسان وجن کیا ہے؟** **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون. وما خلقھم للھو س وما خلقھم للعب ما خلقھم للا کل والشـرب والـنـوم والنکـاح** ۔ (ترجمہ) اور انس وجن کو ہم نے (محض) اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ انہیں ہوس، کھیل کود، کھانے پینے اور نکاح کرنے کے لئے پیدا نہیں کیا۔ (ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ!) **ومـا امـروا الا لیـعبدو اللہ مخلصین لہ الدین حنفآء** ۔ (ترجمہ) اور انہیں یہی حکم ہوا۔ کہ ہر چیز سے کنارہ کش ہو کر (فقط) اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں۔ (سورہ البینہ)

☆ جب کوئی بندہ تقوٰی اختیار کر کے توکل و اخلاص کی طرف کوشاں ہوتا ہے۔ تو اُسے صرف یہ خیال آتا ہے۔ کہ! ۔ **الذی خلقنی فھو یھد ین** ۔ (ترجمہ) جس نے مجھے پیدا کیا۔ وہی مجھے ہدایت (بھی) دے گا۔ (کیونکہ) حقیقتِ توبہ دراصل دل کے اعمال سے ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اترانے والے کی پکڑ :۔ **حتی اذا فـرحـوا بـمـا اوتـوا اخذ نا ھم بغتۃ** ۔ (ترجمہ) جب وہ ہماری عطا کردہ نعمتوں پر اترانے لگے۔ تو ہم نے انہیں دبوچ لیا۔

☆ اللہ تعالیٰ کی مثال :۔ **لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر** ۔ اُس کی مثل کوئی چیز نہیں۔ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

☆ شیطان کو کھلا چیلنج :۔ **ان عبادی لیس لک علیھم سلطان** ۔ (ترجمہ) میرے (متقی و مخلص) بندوں پر تیرا کوئی زور نہیں چلے گا۔

☆ لوگوں کے نیک اعمال کی وجوہات اور اُن کا واحد حل :۔ **مـنـکـم من یر ید الدنیا و منکم من یر ید الآ خرۃ** ۔ (ترجمہ) تم میں سے کوئی دنیا کا طلب گار ہے۔ اور کوئی آخرت کو چاہنے والا ہے۔ (مگر انعام یافتہ کون لوگ ہیں) **یـریـدون و جھـہ** ۔ (ترجمہ) انہیں صِرف رضائے الٰہی کی جستجو ہے۔ (کیونکہ! وہ جانتے ہیں۔ کہ!) **فھـنـا لک الو لا یۃ للہ الحق** ۔ (ترجمہ) یہاں (صِرف اور صِرف) اللہ تعالیٰ ہی کی ولایت ہے۔ جو کہ حق ہے۔

☆ تقدیرِ الٰہی کے ہر فیصلے میں ہمارا یہ ایمان ہونا چاہیئے۔ کہ! **لا یسـئـل عما یفعل و ھم یسئلون** ۔ (ترجمہ) اور وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) جو کچھ کرتا ہے۔ اس سے نہ پوچھا جائے گا۔ اور لوگوں سے (اُن کے تمام امور کے بارے میں ضرور) پوچھا جائے گا۔

☆ نیکی اور بدی کا تصور۔ **فا لھمھا فجو رھا و تقو ھا . قد افلح من ز کھا** ۔ (ترجمہ) پھر الہام کیا بدکاری سے بچنے اور تقوٰی (کے اختیار کرنے) کی۔ جس نے اسے پاک کیا۔ وہ کامیاب ہوا۔ (مفہومِ آیت) یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرتِ انسان کو بدکاری و تقویٰ کی شناخت کا شعور الہام فرمایا۔ تو جس نے بدی کو نیکی سے اور نیکیوں کو اخلاص کے ساتھ پاک کیا۔ وہ یقیناً فلاح پا گیا۔

☆ دوسروں کو نصیحت جبکہ خود میاں فضیحت :۔ **کبر مقتا عنداللہ ان تقولوا مالا تفعلون** ۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے وہ بات۔ کہ جو (دوسروں کو تو) کہو۔ مگر خود (اُسی نصیحت و بات پر) عمل نہ کرو۔ (سورہ الصّف)

☆ کیا طاقتور لوگ غالب ہیں ؟ **ان حزب اللہ ھم الغالبون** ۔ (ترجمہ) بے شک ! اللہ والے ہی غالب ہیں ۔

☆ اللہ تعالیٰ کی طلب سے شکلات کا حل : **والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا** ۔ (ترجمہ) اور جو لوگ ہماری طلب میں سعی کرتے ہیں ۔ انہیں ہم اپنے کئی راستے بتا دیتے ہیں ۔ (سورہ العنکبوت)

☆ شکرگزار اور ایماندار بننے کا فائدہ : **ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وامنتم** ۔ (ترجمہ) اگر تم شکرگزار اور ایمان دار بنو ۔ تو اللہ تعالیٰ (کے جیسی نہایت ہی رحمان ورحیم ہستی) نے تمھیں عذاب دے کر کیا لینا ہے ۔ (سورہ النساء)

☆ بندہ کا ایک دل ہے ۔ لہذا دنیا اور آخرت ایک ساتھ ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتے ۔ اگر دو دل ہوتے تو یہ شاید ممکن ہوتا ۔ مگر قانونِ الٰہی تو یہ ہے ۔ کہ ! **ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ** ۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے کسی سینے میں دو قلوب نہیں بنائے ۔ (سورہ احزاب)

☆ ایمان والوں کے جان و مال سے جنت کی خریداری : **ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ** ۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے ان کی جانیں اور مال کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے ۔ (سورہ توبہ)

☆ اللہ تعالیٰ ظاہری اعمال کو نہیں دیکھتا ۔ **لن ینال اللہ لحومھا ولا دمآؤھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم** ۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کو ان کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو تمھارا تقوٰی پہنچتا ہے ۔ (سورہ الحج)

☆ آنکھوں کا بھی زِنا ممکن ہے کیا ؟ **قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم** ۔ (ترجمہ) اے محبوب ! ایمان والوں سے کہہ دیں ۔ کہ اپنی نظریں جھکائے رکھیں ۔

☆ اللہ تعالیٰ کا علمِ لامحدود : **واللہ یعلم وانتم لا تعلمون** ۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کو علم ہے ۔ اور تم کو علم نہیں ۔

☆ اپنی حالت بدلنے کے لئے خود کوشش کرو ۔ کیونکہ ! **ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم** ۔ (ترجمہ) بے شک ! اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا ۔ جب تک کہ وہ قوم خود اپنی حالت کو نہ بدلے ۔ (سورہ رعد) بقولِ شاعر !

خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی نہ ہو خیال جس کو خود اپنی حالت بدلنے کا

☆ راضی برضا کا سب سے بڑا فائدہ : **وعسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم انتم تعلمون** ۔ (ترجمہ) اور ممکن ہے ۔ کہ تمھیں کوئی چیز ناپسند ہو ۔ جبکہ وہ تمھارے لئے بہتر ہو ۔ اور ممکن ہے ۔ کہ ! کوئی شئے تمھیں پسند ہو ۔ اور وہ تمھارے لئے شر (بدتر ۔ نقصان دہ) ہو ۔ (کیونکہ) اللہ تعالیٰ (اپنی حکمت کے پیشِ نظر بہتر) جانتا ہو ۔ جو (کہ) تم نہیں جانتے ۔ (سورہ بقرہ) اسی طرح قرآن میں ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ کہ ! **وما اوتیتم من العلم الا قلیلا** ۔ (ترجمہ) اور تمھیں نہایت قلیل علم دیا گیا ہے ۔ (سورہ نبی اسرائیل)

☆ جب اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہو ۔ تو فتح یقینی ہے ۔ کیونکہ ! **ان ینصر کم اللہ فلا غالب لکم** ۔ (ترجمہ) اگر اللہ تعالیٰ تمھاری مدد فرمائے گا ۔ تو کوئی تم پر غالب نہ ہوگا ۔ (ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ کہ !) **ان تنصرو اللہ ینصر کم و یثبت اقدامکم** ۔ (ترجمہ) اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے ۔ تو اللہ تعالیٰ تمھاری مدد فرمائے گا ۔ اور تمھیں ثابت قدم رکھے گا ۔

☆ دُنیا کی زندگی کی زینت کس لئے ہے ؟ **زھرۃ الحیٰوۃ الدنیا لنفتنھم فیہ** ۔ (ترجمہ) دنیا کی زندگی کی زینت محض ان کی آزمائش کے لئے ہے ۔ (سورہ طٰہٰ) قرآن میں ایک اور جگہ پر آتا ہے ۔ کہ ! **اعلموا انما الحیٰوۃ الدنیا لعب و لھو و زینۃ** . (ترجمہ) جان لو ۔ کہ ! دنیا کی زندگی (تو محض) کھیل کود ، تماشا اور زینت ہے ۔ (سورہ الحدید) قرآن میں ایک اور جگہ آیا ہے ۔ کہ ! **ارضیتم بالحیٰوۃ الدنیا من الآخرۃ** ۔ (ترجمہ) کیا تم نے دنیا کی زندگی آخرت کی زندگی کے بدلے پسند کر لی ۔ ایک اور جگہ پر ہے ۔ کہ ! **فاما من طغیٰ واثر الحیٰوۃ الدنیا فان الجحیم ھی الماویٰ** ۔ (ترجمہ) تو وہ جس نے سرکشی کی ۔ اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی ۔ تو بے شک جہنم ہی اس کا ٹھکانہ ہے ۔

☆ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار اور نافرمان بندہ : **کنت احبکم کما اطعتمونی فلما عصیتمونی بغضتکم** ۔ (ترجمہ) جو میری فرمانبرداری کرتا ہے ۔ اسے (مَیں) دوست رکھتا ہوں ۔ اور جو نافرمانی کرتا ہے ۔ اس سے نفرت کرتا ہوں ۔

☆ نیک اعمال والوں کے لئے خوش خبری : **ادخلوا الجنۃ بما کنتم تعلمون** ۔ (ترجمہ) اپنے اعمال کے ذریعے جنت میں داخل ہو جاؤ ۔ (کیونکہ نیک اعمال سرانجام دینے والے اللہ تعالیٰ کے قہر سے محفوظ ہیں) **وعملوا الصلحت** ۔ (سورہ العصر)

☆ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے مدد مانگنا کیسا ہے ؟ **الیس اللہ بکاف عبدہ** ۔ (ترجمہ) کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کے ہاں کثرت عبادت والوں کی تعریف وتوصیف : **کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون و بالا سحار ھم یستغفرون** ۔ (ترجمہ) وہ راتوں میں نہایت کم سوتے ہیں ۔ اور رات کے پچھلے پہر استغفار کیا کرتے ہیں ۔ (سورہ الذاریات)

☆ جنتی کون ہیں ؟ **الذین اٰمنوا بایتنا و کانوا مسلمین** ۔ وہی جنتی ہیں ۔ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے ۔ اور مسلمان ہوئے ۔

☆ مضطر کی دُعا : **امن یجیب المضطر اذا دعا** ۔ ہے کوئی جو مضطر کی دُعا قبول کرے ۔ جب وہ اسے پکارے ۔ (سورہ نمل) اسی طرح سے ایک اور جگہ پر آیا ہے ۔ کہ ! **ادعوا ربکم تضرعا و خفیة** ۔ (ترجمہ) اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ چھپ کر پکارو ۔ (سورہ اعراف) قرآن میں آتا ہے ۔ **ادعونی استجب لکم** ۔ (ترجمہ) مجھ سے دُعا مانگو ۔ مَیں قبول کروں گا ۔

☆ اللہ تعالیٰ کی آزمائش : **و بلو نھم با لحسنات والسیئات** ۔ (ترجمہ) اور ہم نے انہیں بھلائیوں اور برائیوں سے آزمایا ۔

☆ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں : **انتعدوا نعمة اللہ لا تحصوا ھا** ۔ (ترجمہ) اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو ۔ تو شمار نہیں کر سکتے ۔

☆ شیطان کا انسان سے تعلق : **ان الشیطان للا نسان عدو مبین** ۔ (ترجمہ) بے شک ! شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے ۔

☆ اللہ تعالیٰ کا شانِ فضل : **ان اللہ لذو فضل علی الناس** ۔ (ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے ۔ (ایک اور جگہ آیا ہے) **ذٰلک فضل اللہ یؤ تیہ من یشآء** ۔ (ترجمہ) یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ۔ جسے چاہے عطا فرمائے ۔ (اسی طرح ایک اور جگہ آیا ہے) **واللہ ذو الفضل العظیم** ۔ (ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے ۔ (یاد رہے ۔ کہ !) صبر کی وجہ سے سلامتی میسر آتی ہے ۔ قرآنِ حکیم میں آیا ہے ۔ کہ ! **سلٰم علیکم بما صبر تم** ۔ (ترجمہ) سلامتی ہو تم پر تمھارے صبر کا بدلہ ۔ (سورہ رعد ۔ آیت نمبر 24)

☆ خواہشات کے پیچھے جانا کیسا ؟ **لا تتبع الھوٰی فیضلک عن سبیل اللہ** ۔ (ترجمہ) اور خواہش کے پیچھے مت جانا ۔ کہ تجھے اللہ تعالیٰ کی راہ سے بہکا دے گی ۔

☆ اللہ تعالیٰ کو بھولنے کا انجام : **نسو اللہ فنسیھم** ۔ (ترجمہ) وہ اللہ تعالیٰ کو بھول بیٹھے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بھلا دیا ۔

☆ بھلائی تک کیسے پہنچا جائے ؟ **لن تنا لو البر حتی تنفوا مما تحبون** ۔ (ترجمہ) تم ہرگز بھلائی کو نہیں پہنچو گے ۔ جب تک (کہ تم) اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو ۔

☆ ہدایت بھی طلب کرو ۔ کیونکہ ! **و من یھد اللہ فھو المھتد** ۔ (ترجمہ) اور جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے ۔ تو وہی ہدایت پر ہے ۔ (قرآن میں ایک اور جگہ پر ہے ۔) **ذٰلک ھد اللہ یھدی بہ من یشآء و من یضلل اللہ فما لہ من ھاد** ۔ (ترجمہ) یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے ۔ جسے چاہے ۔ راہ دکھائے ۔ اور جسے چاہے ۔ گمراہ کر دے ۔ اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں ۔

☆ اللہ تعالیٰ کا صالحین سے وعدہ : **ان لا نضیع اجر من احسن عملا** ۔ ہم ان کے اَجر ضائع نہیں کرتے ۔ جن کے اعمال اچھے ہیں ۔

☆ عبرت پکڑو : **فاعتبروا یا اولی الابصار** ۔ (ترجمہ) اے نگاہ والو ! عبرت پکڑو ۔

☆ اُمید صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدسہ سے : **وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر** ۔ (ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمھارا نہ (تو) کوئی حمائتی ہے اور نہ ہی کوئی مددگار ۔ (میرے خیال میں اس کا جواب یہ ہوگا) **ففروا الی اللہ** ۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو ۔ (میرے خیال میں اس کا جواب یہ ہوگا) **فقد فاز فوزا عظیما** ۔ (ترجمہ) پس اس نے بڑی کامیابی پائی ۔

☆ تبلیغ کرنے والے کی سعادت وفضیلت : **اجیبوا داعی اللہ** ۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے منادی کی بات پر لبیک کہو ۔ (کیونکہ ! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔ کہ !) **و من احسن قولا ممن دعا الی اللہ و عمل صالحا** ۔ (ترجمہ) اور اس سے زیادہ اچھی کس کی بات ہے ۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے ۔ اور نیک عمل کرے ۔

☆ نماز کس لئے ؟ **اقم الصلوة لذکرٰی** ۔ (ترجمہ) میری یاد کے لئے نماز پڑھو ۔ (سورہ طٰہٰ ۔ آیت نمبر 14)

☆ اللہ تعالیٰ کی عبادت کس طرح سے کی جائے ؟ **واعبد ربک حتی یاتیک الیقین** ۔ (ترجمہ) اپنے رب کی عبادت (اس طور سے) کرو ۔ حتی کہ یقین آ جائے ۔ (سورہ الحجر ۔ آیت نمبر 99)

فضائل وفوائد وخواصِ قرآنِ مجید

و اتل ما اوحی الیک من کتاب ربک۔ لا مبدل لکلمٰتہ۔ ولن تجد من دو نہ ملتحدا o (سورہ کہف۔ **27**) ترجمہ: تیری جانب جو تیرے رب کی کتاب (قرآنِ مجید) وحی کی گئی ہے اسے پڑھتا رہ، اِس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں، آپ اِس کے سوا ہرگز ہرگز کوئی پناہ کی جگہ نہ پائے گا۔ (اسی طرح سے قرآن میں ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ!) **و ما یعزب عن ربک من مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السمآء ولا اصغر من ذٰلک ولا اکبر الا فی کتٰب مبین** o (سورہ کہف، آیت نمبر۔ **61**) ترجمہ: اور آپ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں، نہ زمین میں نہ آسمان میں۔ اور نہ کوئی چیز اِس سے چھوٹی اور نہ کوئی چیز بڑی، مگر یہ سب (کچھ) کتابِ مبین میں موجود ہے۔ **ھو للذین اٰمنوا ھدی و شفآء** o **ترجمہ** : یہ تو ایمان والوں کے لئے ہدایت وشفاء ہے۔ (سورہ حم السجدہ، آیت نمبر۔ **44**) **و لقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر** o **ترجمہ** : اور ہم نے قرآن کو (سمجھنے کے لئے) آسان کر دیا۔ تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔ (سورہ قمر۔ آیت نمبر **54**)

☆ صحیح بخاری اور صحیح مسلم (صحیحین) میں ہے۔ کہ! قرآنِ پاک کا ماہر، نیکو کار کاتبِ قرآن، ملائکہ (فرشتوں) کے ساتھ ہوگا۔ اور جو قرآن شریف کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے۔ اور مشقت اُٹھاتا ہے۔ اس کو دہرا اَجر ہوگا۔

☆ صحیح بخاری، صحیح مسلم (صحیحین)، جامع ترمذی اور سننِ ابنِ ماجہ میں حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ! غبطہ (یعنی کسی کی خوبی کی وجہ سے اُس کے زوال یا کم از کم اُس سے برابری کی خواہش رکھنا) اور رشک (یعنی حسد اور جلن) دو اشخاص کے سوا کسی سے جائز نہیں۔ ایک وہ (کہ) جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک عطا کیا ہو۔ اور وہ دن رات اس کی تلاوت کرتا رہا۔ (جبکہ) دوسرا وہ شخص (کہ) جس کو اللہ تعالیٰ نے خوب مال عطا کیا ہو۔ اور وہ دن رات اس (مال ودولت) کو خرچ کرنے میں مصروف ہو۔

☆ صحیح مسلم اور سننِ ابنِ ماجہ میں ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ اِس قرآن کی بدولت بہت سی اقوام کو رفعت و بلندی عطا فرماتے ہیں۔ اور بہت سی اقوام کو پستی و ذلت کا شکار کرتے ہیں۔

☆ جامع ترمذی شریف اور مسند امام احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ! وہ شخص جو (کہ) قرآن پڑھتا ہے۔ اور اس کا ماہر ہے۔ وہ کاتبین (قرآن)، نیکوکار، ملائکہ (فرشتوں) کے سرداروں کے ساتھ ہوگا۔ اور وہ شخص جو قرآن شریف کو مشقت کے ساتھ (یعنی اٹک اٹک کر) پڑھتا ہے۔ اس کو دُگنا اَجر ہوگا۔

☆ جامع ترمذی شریف اور مسند امام احمد میں حضرت جبیر بن نفیرؓ اور مستدرک للحاکم میں حضرت ابی ذرؓ سے روایت ہے۔ کہ! تم اللہ تعالیٰ کے پاس اس سے بہتر کوئی شیء نہیں لے جاسکتے۔ جو خود اِس سے نکلی ہے۔ یعنی قرآنِ پاک۔

☆ سننِ ابنِ ماجہ میں حضرت سعدؓ سے روایت ہے۔ کہ! تم میں بہترین لوگ وہ ہیں۔ جو قرآن کو سیکھیں۔ اور اس کو سکھائیں۔

☆ ابنِ عساکر میں حضرت عثمانؓ سے روایت ہے۔ کہ! تم میں بہترین اور معزز وہ شخص ہے۔ جو قرآن کو سیکھے۔ اور اس کو سکھائے۔

☆ حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ! تم میں بہترین لوگ وہ ہیں۔ جو قرآن کو پڑھیں۔ اور اس کو پڑھائیں۔

☆ شعب الایمان میں حضرت سمرہؓ سے روایت ہے۔ کہ! ہر میزبان اپنا دسترخوان پیش کرنا پسند کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا دسترخوان قرآن ہے۔ سو اس کو مَت چھوڑو۔

☆ شعب الایمان میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ! وہ گھر جس میں قرآن پڑھا جاتا ہے۔ اہلِ آسمان کے لئے ایسے چمکتا ہے۔ جیسے اہلِ اَرض کے لئے ستارے۔

☆ شعب الایمان میں روایت ہے۔ کہ! قرآنِ پاک کھلا نور ہے۔ حکمت ودانائی کا ذکر ہے۔ اور راہِ مستقیم ہے۔

☆ شعب الایمان میں روایت ہے۔ کہ! میری اُمت کی افضل ترین عبادت قرآنِ پاک کی قرأت ہے۔

☆ شعب الایمان میں حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ! ہر ختمِ قرآن پر دُعا قبول ہوتی ہے۔

وہ احادیث نبویہ ﷺ جو کہ علی الجملہ قرآن مجید کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں جیسے ترمذی اور دارمی وغیرہ نے حارث اعور کے طریق پر حضرت علی المرتضیٰؓ سے روایت کی ہیں۔ کہ انہوں نے حضرت سید المرسلین خاتم الانبیاء ﷺ سے سنا ہے کہ!

’’عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب کہ فتنے برپا ہوں گے۔ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! پھر اِن فتنوں سے نکلنے کا کیا ذریعہ

ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! کتاب اللہ (قرآن مجید) اُس میں تم سے قبل کے حالات اور تم سے بعد کی خبریں اور تمھارے مابین (موجودہ امور) کا حکم ہے۔ اور فصل (قولِ فیصل) ہے کوئی ہزل (ظرافت) نہیں جو شخص جبار اپسے چھوڑ دے گا رب ذوالجلال اُس کو توڑ ڈالے گا۔ اور جو شخص قرآن پاک کے ماسوا کسی اور کتاب میں ہدایت کو تلاش کرے گا اللہ تعالٰی اُس کو گمراہ کردے گا۔ قرآنِ مجید ہی اللہ تعالٰی کی استوار رسی ہے۔ وہی ذکر حکیم اور وہی صراط مستقیم ہے۔ قرانِ مجید ہی (وہ واحد ہدایت کرنے والی) چیز ہے کہ جس کو نفسانی خواہشات لغزش میں نہیں لا سکتیں۔ اور زبانیں اِس کے ساتھ ملتبس نہیں ہوسکتیں۔ علمائے کرام اُس کے علم سے آسودہ نہیں ہوا کرتے اور باوجود ادھر اُدھر بکثرت پھیرے جانے کے پرانا اور زرد نہیں ہوتا۔ اور اس کے عجائبات ختم ہونے میں نہیں آتے۔ اُس کے مطابق کہنے والا سچا اور اُس پر عمل کرنے والا مستحق اجر ہوجاتا ہے۔ اور اُس کے موافق حکم دینے والا عادل ہوتا ہے اور اُس کی جانب دعوت دینے والا راہ راست کی طرف ہدایت پاتا ہے۔

☆ دارمی نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی حدیث سے مرفوعًا روایت کی ہے کہ! ’’اللہ تعالٰی کے نزدیک آسمانوں اور زمین میں اور جو کچھ اِن دونوں میں ہے اُن سب سے قرآن مجید ہی زیادہ محبوب ہے‘‘

☆ احمد اور ترمذی نے شداد بن اوسؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ! ’’جو مسلمان لیٹے ہوئے کتاب اللہ کی کوئی سورہ پڑھ لیتا ہے اللہ تعالٰی اُس پر ایک فرشتہ کو محافظ مقرر کردیتا ہے اور فرشتہ کسی اذیت دینے والی چیز کو اُس کے پاس نہیں آنے دیتا یہاں تک کہ جس وقت وہ مسلمان بیدار ہوتا ہے اُس وقت وہ فرشتہ بھی اپنی (اُس شخص کی حفاظت کی) خدمت سے سبکدوش ہوجاتا ہے۔‘‘

☆ حاکم وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث سے روایت کی ہے۔ کہ! ’’جس شخص نے قرآن پاک کو پڑھا تو بے شک اُس کے دونوں پہلوؤں کے مابین نبوت کا استدراج ہوگیا مگر فرق یہ ہے اُس پر وحی نہیں بھیجی جاتی، صاحب القرآن کو یہ بات سزاوار نہیں کہ وہ جد کلام اللہ کو اپنے جوف (پیٹ) میں رکھتے ہوئے جد (متانت کا برتاؤ) کرنے والے کے ساتھ جِد کرے اور اُسے جہالت کرنے والے کے ساتھ جہالت بھی کرنی چاہیئے۔‘‘

☆ بزار نے انسؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ! ’’جس گھر میں قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔ اُس (گھر) میں خیر و برکت بکثرت ہوا کرتی ہے اور جس گھر میں قرآنِ پاک نہیں پڑھا جاتا اُس کی خیر و برکت کم ہوجاتی ہے‘‘۔

☆ ابو یعلٰی اور طبرانی نے ابو ہریرہؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ! ’’قرآن مجید میں ایسی تو انگری ہے۔ کہ اُس کے بعد فقر ہوتا ہی نہیں۔ اور نہ ہی اُس کے برابر کوئی اور تو انگری ہے۔‘‘

☆ نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے انسؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ! اُس نے کہا، ’’اہلِ قرآن ہی اہل اللہ اور اللہ کے خاص بندے ہیں۔‘‘

☆ احمد نے معاذ بن انسؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ! ’’جس شخص نے قرآن پاک کو اللہ تعالٰی (کی رضا و خوشنودی) کے لئے پڑھا وہ صدیقین، شہداء اور صالحین کی ہمراہی میں لکھا دیا گیا اور یہ لوگ کیسے ہی اچھے رفیق ہیں۔‘‘

☆ حاکم نے ابو ہریرہؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ! ’’قیامت کے دن صاحب قرآن (جب) حشر میں آئے گا تو قرآنِ پاک کہے گا اِس (قرآنِ پاک کے پڑھنے والے شخص) کو لباس آراستہ پہنا دے چنانچہ اُس کو بزرگی کا تاج پہنایا جائے گا پھر قرآنِ پاک کہے گا آپ اِس کو اور زیادہ مرتبہ عطا فرمائیں اور اِس سے راضی ہوجائیں اور خدائے ذوالجلال اُس سے راضی ہوجائے گا اور اُس کو حکم دے گا کہ ایک ورق پڑھ، اور ہر ایک آیت کے عوض اُس کی ایک نیکی بڑھائے گا۔‘‘

☆ اور اِسی راوی نے عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ! ’’روزہ اور قرآنِ پاک، یہ دونوں (قرآنِ مجید کے قاری اور روزہ رکھنے والے) بندہ کی شفاعت کریں گے۔‘‘ اور پھر اِسی راوی نے ابی ذرؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ! ’’تُم لوگ اللہ تعالٰی کے سامنے اُس شئے سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہ لے جاؤ گے جو اُسی سے نکلی ہو، اور اُس سے مُراد قرآنِ پاک ہے۔‘‘

فضیلتِ قرآنِ حکیم : (علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی الشافعیؒ)

علامہ سیوطی الشافعیؒ اپنی گراں مایہ تصنیفِ جلیلہ ’’**الاتقان فی علوم القرآن**‘‘ میں فرماتے ہیں کہ! ابوبکر بن شیبہ النسائیؒ، ابوعبید القاسم بن سلام، ابن الضریس اور دیگر کئی علمائے عظامؒ نے اس نوع پر جداگانہ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اور اس بارے میں با اعتبار اجمال صحیح احادیثِ نبویہ ﷺ پائی جاتی ہیں۔ اور بعض سورتوں میں تعین کے ساتھ بھی کوئی نہ کوئی فضیلت ثبوت کو پہنچتی ہے۔ مگر ایک بات جو کہ قابل لحاظ ہے وہ یہ کہ! فضائلِ قرآن کے بارے میں کثیر تعداد میں احادیثِ نبویہ ﷺ وضع (یعنی کہ جھوٹے طور پر گھڑی گئی) کی گئیں ہیں۔ اسی لئے میں نے ایک خاص کتاب بنام ’’**حمائل الزھر فی فضائل السور**‘‘ تصنیف کی ہے۔ اور اس میں صرف وہی احادیثِ نبویہ ﷺ تحریر کی ہیں جو کہ موضوع نہیں تھیں۔ اور اب میں یہاں پر اس نوع میں سے دو فصلیں وارد کرتا ہوں۔

احادیثِ نبویہ ﷺ کی مشہور و معروف کتاب **کنز العلوم فی سنن الاقوال و الافعال** کے مصنف علامہ علاؤ الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی البرہان نوری ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! کنایۃ العدوی ؓ فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت عمر فاروق ؓ نے مقامِ اجناد کے حکام کی جانب پیغام بھیجا۔ کہ ہر حامل قرآن کو میرے روبرو پیش کرو۔ تاکہ میں اِنہیں عطاء کے شرف میں رکھوں۔ اور اِنہیں نئے جہانوں میں بھیجوں۔ (تاکہ) وہ لوگوں کو (قرآنِ کریم کی) تعلیم دیں۔ تو حضرت اشعری ؓ نے حضرت سیدنا فاروقِ اعظم ؓ کی طرف (جواباً) پیغام بھیجا کہ یہ پتہ چلا ہے۔ کہ میری جانب تقریباً تین سو 300۔ اور کچھ حاملینِ قرآن ہیں۔ تب حضرت عمر فاروق ؓ نے اِن کی طرف یہ پیغام بھیجا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم0

اللہ تعالیٰ کے بندے عمر ؓ کی جانب سے!

عبد اللہ بن قیس ؓ اور اِن کے ساتھ موجود حاملینِ قرآن کی طرف!

السّلامُ علیکم!

بعد ازاں! بلا شبہ یہ قرآن کریم تمھارے لئے ہمیشہ اجر کا باعث رہے گا اور ہمیشہ تمھارے لئے بلندی اور ذخیرہ شدہ رہے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) چنانچہ تم اس (قرآن مجید) کی پیروی کرو۔ یہ تمھارے پیچھے نہ لگا رہے کیونکہ جس کے پیچھے قرآنِ کریم لگا اس کی گدی میں دھکا مارا جائے گا۔ حتیٰ کہ یہی قرآنِ کریم اسے دوزخ میں پھینک دے گا۔ اور جس آدمی نے قرآنِ کریم کی پیروی کی۔ تو قرآنِ کریم اُسے جنت الفردوس میں لے جائے گا۔ (انشاء اللہ) اگر تم طاقت رکھتے ہو تو اسے تمھارا سفارشی بننا چاہیئے۔ تمھاری چغلی کھانے والا نہیں بننا چاہیئے۔ کیونکہ جس کی سفارش قرآنِ کریم کرے گا۔ وہ جنت میں (ضرور) داخل ہوگا۔ اور جس کی چغلی قرآنِ کریم کھائے گا۔ وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔ جان لو! یہ قرآنِ کریم ہدایت کا سرچشمہ اور علم کی بہار ہے۔ اس نے تمام کتابوں سے تازہ تازہ رب رحمٰن کے قرب کا زمانہ پایا ہے۔ اس کے باعث اللہ تعالیٰ اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور غلاف چڑھے قلوب کو کھولتا ہے۔ جان لو! جب بندہ رات کو اُٹھے۔ مسواک کرے۔ اور وضو کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرے۔ اور قرآنِ کریم پڑھے۔ تو فرشتہ اپنا منہ اس آدمی (قرآن پڑھنے والے) کے منہ پر رکھتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ تلاوت کرتا رہ۔ تُو پاک صاف رہ۔ اور یہ تجھے راس آئے۔ اور اگر اس نے وضو کیا۔ اور مسواک نہ کی۔ تو وہ اس (مسواک کرنے) کی حفاظت کرے۔ اور دوبارہ ایسا نہ کرے۔ خبردار! نماز کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنا پوشیدہ خزانہ اور رکھی ہوئی بھلائی ہے۔ تم جتنی طاقت رکھتے ہو۔ اس کی زیادہ مقدار چاہو۔ کیونکہ نماز نور، زکوۃ دلیل، صبر ضیاء، روزہ ڈھال اور قرآنِ کریم تمھارے لئے حجت ہے۔ یا پھر تمھارے خلاف حجت ہے۔ چنانچہ قرآنِ کریم کی تکریم کرو اَس کی تذلیل مت کرو۔ کیونکہ جس نے قرآنِ کریم کی تکریم کی اللہ تعالیٰ اُسے عزت دے گا۔ اور جس نے اس (قرآنِ کریم) کی تذلیل کی اُسے (اللہ تعالیٰ) ذلیل وخوار کرے گا۔ جان لو! جس نے قرآنِ کریم کی تلاوت کی اسے یاد کیا اور اس پر عمل کیا اور جو کچھ اس میں ہے اس کی پیروی کی تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک دُعا مستجاب ہوگی۔ چاہے تو اسے (یعنی اس دعا کو) دنیا میں ہی جلدی سے اپنے لئے حاصل کرے وگرنہ وہ آخرت میں اس (یعنی اُس شخص کے لئے جو قرآنِ کریم پڑھے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرے) کے لئے ذخیرہ ہوگی۔ اور جان لو کہ! جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اور ان لوگوں کے لئے باقی رہنے والا ہے جو ایمان لائے اور اپنے رب تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ **(کنز العلوم فی سنن الاقوال و الافعال)**

☆ حضرت عبد اللہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ! وہ شخص بہت بُرا ہے جو یہ کہے کہ میں قرآنِ پاک کی فلاں آیت بھول گیا ہوں۔ بلکہ وہ آیت اسے بُھلائی گئی ہے۔ قرآن مجید یاد کرتے رہو۔ کیونکہ یہ بندھے ہوئے جانور سے (بھی) زیادہ تیزی سے انسان کے سینے سے رُخصت ہو جاتا ہے۔ (یہ حدیث نبوی ﷺ صحیحین اور دیگر کتب حدیث سے ماخوذ ہے)

☆ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ! اِنہیں نبی مکرم ﷺ کی اِس حدیث کا پتا چلا ہے کہ اللہ تعالیٰ اچھی آواز والے نبی ؑ کو اچھے طریقے سے قرآن پڑھنے پر جو اجر عطا کرتا ہے وہ کسی اور عمل پر عطا نہیں کرتا۔ (صحیح مسلم)

☆ حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآنِ پاک پڑھنے والے مسلمان کی مثال

ترنج کی طرح ہے جس کی خوشبو پاکیزہ ہوتی ہے اور ذائقہ مزیدار ہوتا ہے اور قرآنِ پاک نہ پڑھنے والے مسلمان کی مثال کھجور کی طرح ہے جس کی کوئی خوشبو (تو) نہیں ہوتی مگر ذائقہ میٹھا ہوتا ہے۔ قرآنِ مجید پڑھنے والے منافق کی مثال ریحانہ کی طرح ہوتی ہے جس کی خوشبو (تو) اچھی ہوتی ہے مگر ذائقہ کڑوا ہوتا ہے قرآنِ مجید نہ پڑھنے والے منافق کی مثال حنظلہ کی طرح ہوتی ہے جس کی خوشبو بھی نہیں ہوتی ہے اور ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

مختلف سورتوں کے نزول کے وقت فرشتوں کی ایک عظیم تعداد ہمراہ اُترنے کی روایات

امامِ وقت علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی الشافعیؒ اپنی گراں مایہ تصنیفِ جلیلہ ''**الا تقان فی علوم القرآن** '' میں فرماتے ہیں۔ کہ! ابن حبیب اور اس کی پیروی میں ابن النقیب دونوں کا قول ہے۔ کہ قرآنِ پاک میں بعض سورتیں اور آیتیں اس قسم کی ہیں۔ کہ جن کے ساتھ فرشتوں (ملائکہ) کی ایک کثیر تعداد مشایعت کرتی ہوئی نازل ہوئی تھی۔

☆ اس قبیل کی سورتوں میں ایک سورہ انعام ہے جس کی مشایعت ستر ہزار فرشتوں نے کی۔ **ماشاء اللہ لا قوۃ الا با للہ۔**

امام بیہقیؒ نے شعب الایمان سے اور امام طبرانیؒ نے کمزور سند کے ساتھ حضرت انسؓ سے مرفوعًا روایت کی ہے کہ! ''سورہ انعام کا نزول فرشتوں کے ایک جلوس کے ساتھ ہوا یہ جلوس اِس قدر بڑا اور کثیر تھا کہ اس جلوس نے مشرق تا مغرب تمام فضا کو پُر کر دیا تھا اور اِن فرشتوں کی تسبیح و تقدیس کے غلغلہ سے زمین تھرتھرا رہی تھی''۔ **سبحان اللہ و بحمدہ ۔**

حاکم اور بیہقی نے حضرت جابرؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ! ''جس وقت سورہ انعام کا نزول ہوا اس وقت رسول اللہ ﷺ نے **سبحان اللہ العظیم** پڑھ کر فرمایا کہ! اِس سورہ کے سامنے اتنے فرشتے بطور مشایعت کے آئے ہیں کہ اُنہوں نے اُفق کو مسدود کر دیا ہے''۔

☆ امام احمدؒ نے اپنی مسند میں معقل بن یسار سے روایت کی ہے کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ! ''سورہ بقرہ قرآنِ کریم کا بلند ترین رکن اور کنگرہ ہے اس کی ہر ایک آیت کے ساتھ اَسی (شاید اسی ہزار) فرشتے نازل ہوئے۔ اور آیہ **اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم** ۔۔۔ عرش کے نیچے سے نکال کر اِس میں ملائی گئی۔'' **سبحان اللہ و بحمدہ ۔**

☆ ابن الضریس اپنی کتاب الفضائل میں رقم طراز ہیں کہ مجھ سے یزید بن عبدالعزیز طیالسیؒ نے اور اس سے اسماعیل بن عافعؒ نے روایت کی ہے ابن رافع مذکور نے کہا کہ ہم کو یہ حدیث نبوی ﷺ پہنچی ہے کہ! ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تُم لوگوں کو ایک ایسی سورت نہ بتاؤں؟ (کہ) جس کی عظمت نے زمین و آسمان کے مابین تمام خلاء کو بھر لیا ہے اور ستر ہزار فرشتے اِس (سورہ) کی مشایعت میں آئے ہیں۔ یہ **سورۃ الکھف** ہے۔''

دوئم۔ فاتحۃ الکتاب ہے جس کی مشایعت میں اَسی ہزار فرشتے ہمراہی (مشایعت) میں آئے۔ **سبحان اللہ و بحمدہ ۔**

سوئم۔ سورہ یونس اس کی مشایعت تیس ہزار فرشتوں نے کی۔ **سبحان اللہ و بحمدہ ۔**

چہارم۔ سورہ زخرف (**واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا**) کہ اس سورہ کے ساتھ بیس (یا شاید بیس ہزار) فرشتے آسمان سے نازل ہوئے۔

☆ اِس کے علاوہ آیت الکرسی کی مشایعت میں تیس ہزار فرشتے آسمان سے اُترے تھے۔ **سبحان اللہ و بحمدہ ۔**

خاص عرش کے خزانے سے نازل ہونے والی آیات :

امامِ وقت حضرت جناب علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی الشافعیؒ اپنی گراں مایہ تصنیفِ جلیلہ ''**الا تقان فی علوم القرآن**'' میں فرماتے ہیں کہ! ابن الضریس کہتا ہے کہ مجھ سے محمود بن غیلان نے بواسطہ یزید بن ہارون بیان کیا ہے کہ اِس سے ولید یعنی ابن جمیل نے بواسطہ قاسم ابی امامہ سے روایت کی ہے کہ! ''چار آیات اس قسم کی ہیں کہ جو عرش کے خزانے سے نازل کی گئیں اور بجز اِن آیات کے اور کوئی آیت عرش کے خزانے میں سے نہیں اُتاری گئی۔ **سبحان اللہ و بحمدہ** ۔ (وہ چار آیات یہ ہیں)

☆ **الم o ذٰلک الکتاب** (شاید **المفلحون**o تک) ☆ **آیت الکرسی شریف** ☆ **سورۃ البقرہ** (شاید آخری آیات **آمن الرسول بما ۔۔۔۔ علی القوم الکٰفرین**o تک) ☆ **سورہ کوثر**

☆ علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی الشافعیؒ اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ! **سورہ فاتحہ** کی نسبت بھی بیہقی نے کتاب شعب الایمان میں حضرت انسؓ کی حدیث سے مرفوعًا روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ! ''بے شک جن چیزوں کو خداوند کریم نے

مجھے (اپنی محبت وشفقت کے پیشِ نظر) احسان جتلا کر عطا فرمایا ہے۔ اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خداوندِ عالم نے ارشاد فرمایا (کہ) میں نے آپ ﷺ کو فاتحۃ الکتاب (**سورہ فاتحہ**) عطا کی ہے۔ اور یہ میرے عرش کے خزانوں کا تحفہ ہے‘‘۔ **سبحا ن اللہ و بحمدہ ہ**۔

صحیح مسلم میں روایت ہے۔ کہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیلِ امین علیہ السلام بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھے کہ اُنہوں نے اپنے سر پر ایک آواز سُنی تو اوپر سر اُٹھایا اور عرض کیا۔ یہ آسمان کا دروازہ ہے جو آج ہی کھولا گیا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ پھر اس سے ایک فرشتہ نیچے اُترا۔ تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یہ ایک فرشتہ ہے جو زمین کی طرف اُترا ہے آج سے پہلے کبھی نہیں اُترا۔ پھر اس فرشتے نے سلام کیا اور عرض کیا ! یا رسول اللہ ﷺ ! دونوروں کی خوشخبری لیجئے جو آپ ﷺ کو عطا کئے گئے ہیں اور آپ ﷺ سے پہلے کسی بھی نبی علیہ السلام کو عطا نہیں ہوئے۔ وہ (سورہ) **فاتحہ** اور (سورہ) **بقرہ کی آخری آیات** ہیں۔ آپ ﷺ ان دونوں میں سے جو بھی حرف پڑھیں گے اس کے عوض آپ ﷺ پر عطائیں کی جائیں گیں۔ (انشاء اللہ العظیم)

☆ حاکم نے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا نقل روایت کی ہے کہ! ’’رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مجھے فاتحۃُ الکتاب اور سورہ بقرہ کے خاتمہ کی آیات (شاید آخری آیات **آمن الرسول**۔۔۔ **علی القوم الکٰفرین ہ** تک) عرش کے نیچے عطا کی گئی ہیں‘‘۔

☆ ابن راہویہ اپنی مسند حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ اُن سے فاتحۃُ الکتاب کی نسبت سوال کیا گیا تو اُنہوں نے کہا کہ! ’’مجھ سے نبی کریم ﷺ نے (یہ) فرمایا کہ یہ سورہ زیرِ عرش کے ایک خزانہ سے نازل ہوئی ہے‘‘۔

☆ خاتمہ سورہ بقرہ کے بارے میں دارمی نے اپنی مسند میں ایفع الکلاعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ! ’’کسی شخص نے دریافت کیا تھا کہ! یا رسول اللہ ﷺ ! آپ ﷺ اپنے اور اپنی اُمت کے لئے کس آیت کا حاصل ہونا پسند فرماتے ہیں؟ تو رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا! سورہ بقرہ کے آخری حصے کی آیت (شاید آخری آیات **آمن الرسول**۔۔۔ **علی القوم الکٰفرین ہ** تک) کیونکہ وہ عرشِ الٰہی کے خزانہ رحمت کا تحفہ ہے‘‘۔ **سبحا ن اللہ و بحمدہ ہ**

☆ احمد وغیرہ نے عقبہ بن عامر کی حدیث سے مرفوع طور پر روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ! ’’تُم لوگ اِن دونوں آیتوں (شاید (**آیت الکرسی شریف**) اور آخری آیات **آمن الرسول**۔۔۔ **علی القوم الکٰفرین ہ** تک) کو پڑھا کرو۔ کیونکہ پروردگاِ عالم نے مجھے یہ دونوں عرش کے خزانہ سے عطا کی ہیں‘‘۔ **سبحا ن اللہ و بحمدہ ہ**

☆ حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ! ’’یہ سورۃ البقرہ کے خاتمے کی آیات (شاید آخری آیات **آمن الرسول**۔۔۔ **علی القوم الکٰفرین ہ** تک) مجھ کو زیرِ عرش کے خزانے سے ملی ہیں اور یہ مجھ سے پہلے کسی نبی علیہ السلام کو عطا نہیں کی گئیں‘‘۔

☆ اور اسی راوی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ!’’ **سورۃ البقرہ** کے خاتمے کی آیات (شاید آخری آیات **آمن الرسول**۔۔۔ **علی القوم الکٰفرین ہ** تک) مجھ کو زیرِ عرش کے خزانے سے ملی ہیں اور یہ مجھ سے پہلے کسی نبی علیہ السلام کو عطا نہیں کی گئیں‘‘۔

اور اِس حدیث کے بکثرت طریقے حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی آئے ہیں۔

☆ اسی طرح ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الفضائل میں کعب سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ! ’’محمد رسول اللہ ﷺ کو چار آیات ایسی عطا کی گئی ہیں۔ جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو عطا نہیں کی گئی تھیں۔ اُن چار آیات میں سے ایک تو آیت الکرسی ہے۔ اور باقی تین آیات یہ ہیں۔

لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ ط فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر‘‘ ہ

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط کُلّ‘‘ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ قف لَانُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍمِّنْ رُّسُلِہٖ قف وَقَالُوْاسَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ز غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ ہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ط لَھَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْھَا مَا اکْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وقفۃ وَاغْفِرْلَنَا وقفۃ وَارْحَمْنَا وقفۃ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ہ

ہفت روزہ ختمِ قرآن برائے قضائے حوآئج :

بعض فوائدِ نافعہ سے واسطے برآمد حاجات کے ختمِ قرآن مجید مجرب المجرب اور مستند قرار پایا ہے۔ اس میں قطعاً کوئی شک وشبہ نہیں۔ لیکن تلاوت اس ترتیب وطریق سے موجب نشانی قبولیتِ دُعا یا قضائے حاجات کے اس طرح سے ہے۔ کہ!

☆ بروزِ جمعہ **سورہ بقرہ** سے **سورہ مائدہ** تک قرأت کرے۔

☆ بروزِ ہفتہ **سورہ انعام** سے **سورہ توبہ** تک قرأت کرے۔

☆ بروزِ اتوار **سورہ یونس** سے **سورہ مریم** تک قرأت کرے۔

☆ بروزِ سوموار **سورہ طٰہٰ** سے **سورہ قصص** تک قرأت کرے۔

☆ بروزِ منگل **سورہ عنکبوت** سے **سورہ صٓ** تک قرأت کرے۔

☆ بروزِ بدھ **سورہ زمر** سے **سورہ رحمٰن** تک قرأت کرے۔

☆ بروزِ جمعرات **سورہ واقعہ** سے **سورہ والناس** تک قرأت کرے۔

پھر ختمِ قرآن مجید کے، سجدے ادا کرے۔ اور حق تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے۔ ان شاء اللہ مقصود ضرور حاصل ہوگا۔

الحمد شریف (سورہ فاتحہ) کے خصائص میں قصائد وابیات کا ذکر:

صاحب **خزینۃ الاسرار** جناب علامہ حقی نازلیؒ فرماتے ہیں کہ! حضرت امام احمد بن علی بونیؒ نے **شمس المعارف** میں، امام غزالیؒ اور شیخ اکبر محی الدینؒ نے اپنی اپنی تصانیف میں حضرت علی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے ذیل کا قصیدہ نقل کیا ہے۔ (جس کا ترجمہ یہ ہے)۔

جب رزق تلاش کرنا چاہے یا اپنی مراد کی کامیابی ہر ایک شخص سے اور وجلدی کامیاب ہو اپنی مراد کے ساتھ اور ہر قسم کی مخالفت اور فریب سے امن میں رہے۔ تو الحمد شریف کا ورد کر۔ کیوں کہ اُس تیری امید کا بڑا بھاری بھید ہے۔ اور ہر ایک وقت میں اُس کو پڑھتا رہے یعنی صبح، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء میں سو۔ سو مرتبہ۔ تو تُو عزت، مرتبہ اور علو قدر اور عظیم الشان ہیبت کو پالے گا۔ (انشاء اللہ) اور کسی حاجت میں کسی کا محتاج نہیں رہے گا۔ اور نہ تجھے کوئی تکلیف اور مصیبت پہنچے گی۔ اور یہ ایک ایسا پردہ ہے جس کو حوادثِ زمانہ متغیر نہیں کر سکتے۔ اور اِس میں تجھے پے در پے خوشی اور توفیق نصیب ہوگی۔ اور ہر ایک کے شر سے تُو امن میں رہے گا۔ اور فقیری، تنگ دستی اور اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بھی مامون رہے گا۔ اگر تو ایسا کرے گا تو غائب سے کوئی شخص تیرے پاس آئے گا جس کی وجہ سے تُو تمام لوگوں سے بے نیاز ہو جائے گا۔ اور تُو ہر ایک وقت میں برگزیدہ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت سے ہمیشہ مالا مال رہے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

☆ صحیح بخاری شریف میں آیا ہے۔ کہ! آنخضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت سیدنا ابوسعید معلیٰؓ سے فرمایا۔ کہ! مَیں تمھارے مسجد سے نکلنے سے پہلے تمھیں ایک سورۃ سکھاؤں گا۔ جو کہ قرآن کی سب سے عظیم سورۃ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ جب ہم نے مسجد سے نکلنے کا ارادہ کیا۔ تو مَیں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ (کہ) مَیں تمھیں قرآن کی سب سے عظیم سورۃ سکھاؤں گا۔ (تو) آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ ''الحمد للہ رب العالمین'' ہے۔ یہ وہ سبع مثانی اور قرآنِ عظیم ہے۔ جو مجھے عطا کیا گیا۔

☆ حضرت شیخ محمد حقی نازلیؒ اپنی کتاب **خزینۃ الاسرار** میں رقم طراز ہیں۔ کہ! حضرت شیخ اکبر جناب رئیس المکاشفین امام اجل محمد محی الدین ابنِ عربی الحاتمی الطائی المالکی اندلسیؒ نے اپنی مشہور ومعروف کتاب بنام ''**فتوحاتِ مکیہ**'' اور اپنی یگانہ روزگار کتاب'' **مشکاۃ الانوار فیما روی عن اللہ من الاخبار**'' میں فرمایا ہے۔ کہ! سورہ فاتحہ، الحمد شریف کو بسم اللہ (**بسم اللہ الرحمٰن الرحیمِ الحَمدُ للّٰہِ۔۔۔مِلحَمدُ لِلّٰہِ۔۔۔** آخر تک) کے ساتھ مِلا کر ایک ہی دَم (یعنی ایک ہی سانس میں) پڑھا جائے۔ کیونکہ!

☆ میں حلفاً کہتا ہوں۔ کہ ابوالحسن علی بن ابوالفتحؒ نے مقام کناری میں جو شہر موصل کے پاس ایک قریہ ہے۔ 601ھ میرے آگے بیان کیا۔

☆ اور حلفاً فرمایا کہ میں نے ابوالفضل طوسیؒ سے سُنا ہے۔

☆ اور ابوالفضل طوسیؒ نے حلفاً فرمایا کہ! میں نے مبارک بن احمد نیشا پوریؒ سے سُنا ہے۔

☆ اور مبارک بن احمد نیشا پوریؒ نے حلفاً کہا کہ! میں نے ابو بکر فضل بن محمد ہرویؒ سے سُنا ہے۔

☆ اور ابو بکر فضل بن محمد ہرویؒ نے حلفاً کہا کہ! میں نے ابو بکر محمد بن علی شاشیؒ سے سُنا ہے۔

☆ اور ابو بکر محمد بن علی شاشیؒ نے حلفاً کہا کہ! میں نے عبداللہ بن محمد ابو بکر سرخسیؒ سے سُنا ہے۔

☆ اور عبداللہ بن محمد ابوبکر سرخسیؒ نے حلفاً کہا کہ! میں نے ابوبکر محمد بن فضلؒ سے سُنا ہے۔

☆ اور ابوبکر محمد بن فضلؒ نے حلفاً کہا کہ! میں نے عبداللہ بن محمد بن علی بن یحیٰی الوراقؒ سے سُنا ہے۔

☆ اور عبداللہ بن محمد بن علی بن یحیٰی الوراقؒ نے حلفاً کہا کہ! میں نے محمد بن یونس الطّویل الفقیہہؒ سے سُنا ہے۔

☆ اور محمد بن یونس الطّویل الفقیہہؒ نے حلفاً کہا کہ! میں نے محمد بن حسن علویؒ سے سُنا ہے۔

☆ اور محمد بن حسن علویؒ نے حلفاً کہا کہ! میں نے ابنِ عیسٰیؒ سے سُنا ہے۔

☆ اور ابنِ عیسٰیؒ نے حلفاً کہا کہ! میں نے ابوبکر الراجعیؒ سے سُنا ہے۔

☆ اور ابوبکر الراجعیؒ نے حلفاً کہا کہ! میں نے عمار بن موسٰی البرمکیؒ سے سُنا ہے۔

☆ اور عمار بن موسٰی البرمکیؒ نے حلفاً کہا کہ! میں نے انس بن مالکؓ سے سُنا ہے۔

☆ اور انس بن مالکؓ نے حلفاً کہا کہ! میں نے علی المرتضٰی بن ابی طالبؓ سے سُنا ہے۔

☆ اور علی المرتضٰی بن ابی طالبؓ نے حلفاً کہا کہ! میں نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے سُنا ہے۔

☆ اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے حلفاً کہا کہ! میں نے حضرت سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے۔

☆ اور حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے حلفاً فرمایا کہ! میں نے حضرت جبرائیلِ امینؑ سے سُنا ہے۔

☆ اور حضرت جبرائیلِ امینؑ نے حلفاً کہا کہ! میں نے حضرت میکائیلؑ سے سُنا ہے۔

☆ اور حضرت میکائیلؑ نے حلفاً کہا کہ! میں نے حضرت اسرافیلؑ سے سُنا ہے۔

☆ اور حضرت اسرافیلؑ نے حلفاً کہا کہ! مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ! مجھے اپنی عزت وجلال اور بخشش وکرم کی قسم ہے۔ کہ! جو شخص بسم اللہ شریف کو الحمد للہ کے ساتھ (**بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ۔۔۔ مِلحَمدُ لِلّٰہِ۔۔۔** آخرتک) مِلا کر پڑھے گا۔ تو تُم گواہ ہو۔ کہ میں ضرور اُس کے گناہ بخش دوں گا۔ اور اُس کی نیکیوں کو قبول کروں گا۔ اور اُس کی بُرائیوں سے درگزر کروں گا۔ اور اُس کی زبان کو آگ میں نہیں جلاؤں گا۔ اور اُس کو عذابِ قبر، عذابِ دوزخ، عذابِ قیامت اور بڑی بے قراری سے پناہ دوں گا۔ اور (وہ شخص، جو کہ سورہ فاتحہ کو اِس ترتیب سے پڑھے گا۔ تو وہ) تمام انبیاءؑ اور اولیاء اللہؒ سے ملاقات کرے گا۔ ان شاءاللہ۔ (تفسیر روح البیان، خزینۃ الاسرار، فتوحاتِ مکیہ)

فضیلت سورۃ فاتحہ بزبان ولی کامل شیخ الہندؒ

بندوں کے فہم وعقل کی ایک حد ہے وہ بھی ہیچ
کرتا ہے خود وہ اپنی خدائی کا انتظام آپ

حضرت خواجہ شیخ الہند معین الہند شہنشاہ سلسلہ چشتیہ، خواجہ غریب نواز خواجہ خواجگان معین الدین چشتی اجمیریؒ کے عظیم ترین مفید ملفوظات بنام دلیل االعارفین میں ہے۔ جو کہ ان کے چہیتے اور سب سے بڑے خلیفہ حضرت خواجہ خواجگان قطب الدین بخیار کاکیؒ نے جمع فرمائے۔ ساتویں مجلس میں فرماتے ہیں۔ کہ سورۃ فاتحہ میں 124 حروف ہیں۔ اب جو کوئی بھی سورۃ فاتحہ کو ایک بار پڑھے گا۔ تو سورۃ فاتحہ کے تمام حروف کے بدلے اس شخص کو ایک ہزار پیغمبروںؑ کا ثواب ملے گا (انشاءاللہ)

ہر ہر قدم پر جلوہ رنگین ہے نو بہ نو
خود تنگی نگاہ جو زنجیر پا نہ ہو

☆ آپؒ نے فرمایا کہ ''**الحمد**'' کے پانچ حروف ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے دن میں پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں۔ جو بھی شخص پانچ وقت کی نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھے گا۔ تو اس شخص کی نماز کے اندر جو بھی (خدانخواستہ) نقائص رہ جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو درگزر فرماتے ہوئے ان پانچ حروف کی بدولت قبول فرما لیتے ہیں۔

☆ پھر فرمایا کہ **للہ** میں تین حروف ہیں۔ اور ان تین میں گزشتہ پانچ کو شامل کرلیا جائے۔ یعنی **الحمد للہ** کل آٹھ حروف۔ تو اس کے پڑھنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ جنت کے آٹھوں دروازے کھلوا دیتا ہے اور وہ (یعنی پڑھنے والا) جس دروازے سے دل چاہے داخل ہو۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

☆ پھر فرمایا کہ **رب اللعالمین** میں کل دس حروف ہیں ان دس میں گزشتہ آٹھ ملائے تو اٹھارہ بنتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا فرمائے ہیں جو ان حروف یعنی **الحمد للہ رب العالمین** کو پڑھتا ہے اسے اٹھارہ ہزار عالم کا ثواب ملتا ہے (ماشاءاللہ وانشاءاللہ)۔

☆ پھر فرمایا کہ **الرحمن** کے چھ حروف ہیں۔ ان چھ کو اٹھارہ میں جمع کریں۔ **الحمد اللہ رب العالمین الرحمن**۔ تو کل چوبیس بنتے ہیں۔ دن اور رات میں کل چوبیس ساعتیں ہیں۔ جو شخص **الحمد اللہ رب العالمین الرحمن** پڑھتا ہے۔ تو وہ گویا گناہوں سے ایسا

پاک ہوجاتا ہے۔ جیسے کہ وہ مادر شکم سے ابھی ابھی پیدا ہوا ہے۔ سبحان اللہ۔

☆ پھر فرمایا کہ **الرحیم** کے بھی چھ حروف ہیں یہ چھ اور گزشتہ چوبیس **الحمد اللہ رب العالمین الرحمن الرحیم** کو اگر ملائیں۔ تو یہ تیس بنتے ہیں۔ اور پل صراط کی مسافت بھی تیس ہزار سالہ ہے۔ اس کو پڑھنے والا بجلی کی سی تیزی سے یہ مسافت طے کرلیتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆ پھر فرمایا۔ کہ **مالک یوم الدین** میں بارہ حروف ہیں۔ اور سال کے بارہ ماہ ہوتے ہیں۔ تو ان بارہ حروف کی بدولت وفیضان برکت سے پڑھنے والے کے بارہ مہینے یعنی مکمل سال کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ **ایاک نعبد** میں آٹھ حروف ہیں۔ یہ آٹھ اور گزشتہ بیالیس **الحمد اللہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد**۔ کل پچاس ہوئے۔ اور قیامت کا پچاس ہزار سال کا دن ہے۔ یہ پڑھنے والا قیامت کے پچاس ہزار سال کے دن صدیقوں میں شمار ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆ پھر فرمایاک۔ ہ **و ایاک نستعین** میں گیارہ حروف میں یہ گیارہ اور گزشتہ پچاس **الحمد اللہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین** کل مجموعہ اکسٹھ ہوئے۔ زمین وآسمان میں مخفی دریاؤں کی تعداد بھی اکسٹھ ہے۔ (جو کہ صرف صاحب معرفت ہی) جانتے ہیں۔ تو اس کے پڑھنے والے کو ان اکسٹھ دریاؤں کے قطروں کے برابر ثواب عطا ہوگا۔ انشاء اللہ۔

☆ پھر فرمایا۔ کہ **اھد نا الصراط المستقیم** میں انیس حروف ہیں۔ یہ انیس اور گزشتہ اکسٹھ **الحمد اللہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین اھد نا الصراط المستقیم**۔ کل 80 بنتے ہیں۔ شراب پینے والے کی شرعی سزا 80 کوڑے ہیں۔ اس کو پڑھنے والا دائمی طور پر شراب سے دور ہوجاتا ہے۔

☆ پھر فرمایا۔ کہ! **صراط ا لذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین** ۔ میں حروف کی تعداد چوالیس ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں مخصوص چوالیس ہزار انبیاءؑ دعوت دینے کے لئے بھیجے۔ ان حروف کے پڑھنے والے کو ان چوالیس ہزار انبیاءؑ کی دعوت دینے جتنا ثواب ملتا ہے۔ یہ چوالیس حروف گزشتہ **80** حروف میں جمع کرنے سے کل مجموعہ **124** بنتا ہے۔ ایک بار اس پوری سورہ فاتحہ کے **124** حروف پڑھنے والے کو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ورسل کا ثواب ملتا ہے۔

کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ طلسم ہستی
اس کی قدرت کے کرشمے بھی عجیب ہوتے ہیں

فضیلت سورۃ فاتحہ شریف :

ایک اور جگہ اس کتاب میں خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس صحابہ کرامؓ تشریف لائے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ اللہ نے مجھے بہت سے معجزے عطا فرمائے ہیں۔

جبرائیل امینؑ نے تشریف فرما کر کہا۔ کہ حکم ربانی ہے۔ کہ میں نے جو کتاب آپ ﷺ پر نازل کی ہے۔ اس میں ایک ایسی سورۃ ہے۔ اگر وہ سورۃ کتاب توریت شریف میں ہوتی۔ تو حضرت موسیٰؑ کی امت میں کوئی شخص اس طرح کے یہود کی طرح نہ ہوتا۔ اگر یہ سورت انجیل مقدس میں ہوتی۔ تو حضرت عیسیٰؑ کی امت میں کوئی بت پرست نہ ہوتا۔ اگر یہ سورۃ زبور مبارکہ میں ہوتی۔ تو حضرت داؤدؑ کی امت میں کوئی گمراہ نہ رہتا ہے۔

یہ سورہ مبارکہ اس لئے نازل کی گئی۔ تا کہ اس کی برکت سے آپ ﷺ کی امت مدد حاصل کرے۔ اور قیامت میں دوزخ سے نجات پائے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا۔ کہ وہ کونسی سورت مبارک ہے تو حضرت جبرائیل نے فرمایا۔ **سورۃ فاتحہ** پھر فرمایا کہ اگر دنیا کے تمام درخت قلم بن جائیں۔ اور سمندر سیاہی بن جائیں۔ اور ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں کاغذ بن جائیں۔ پھر بھی اس عظیم سورۃ کی تعریف مکمل نہیں ہوسکتی۔

☆ تصوف کی مشہور ومعروف کتاب ہشت بہشت کے حصہ فوائد السالکین میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کیؒ نے اپنے خلیفہ خاص حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ سے فرمایا۔ کہ دعا گو (حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کیؒ) کو ابتدائے حال میں قرآن شریف یاد نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے طبیعت پریشان سی رہا کرتی تھی۔ (پھر فرمایا کہ!) ایک رات میں نے حضرت رسالت مآب ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ تو اپنی آنکھوں کو آنخضرت محمد ﷺ کے قدم مبارک پر مَلا۔ اور زاروزار رویا۔ پھر عرض گزار ہوا کہ! یارسول اللہ ﷺ میری ایک التماس ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا۔ مجھے یاد ہے۔ آپ ﷺ کو میری حالت (زارونا گفتہ) پر رحم آیا۔ اور فرمایا۔ کہ! سر اُٹھا! (پھر) آپ ﷺ نے فرمایا کہ! سورہ یوسف پڑھا کر۔ تا کہ تجھے قرآنِ پاک حفظ ہوجائے۔ پھر میری آنکھ کھلی تو اِس (خواب) کے بعد میں ہمیشہ سورت یوسف پڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ جلد ہی مجھے قرآن شریف یاد ہوگیا۔

☆ تصوف کی مشہور ومعروف کتاب ہشت بہشت کے حصہ **اسرار الاولیاء** میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے اپنے خلیفہ خاص حضرت خواجہ بدر الدین اسحاق اجودھنیؒ سے فرمایا۔ کہ اے درویش! انسان کو حضرت رسالت پناہ ﷺ کی روح پاک کی زیارت اور

امامانِ دین (امامانِ طریقت، مثل اصحابِ رسول ؓ، تابعین وتبع تابعینؒ اوراولیاء اللہؒ) میں سے کسی کی زیارت کے لئے قرآنِ مجید کی (بار بار) تلاوت اور فاتحہ کے ختم میں شریک ہونا چاہیئے۔ تاکہ کلام اللہ اوران کی روح کی برکت سے اس کے دینی ودنیاوی امور بخوبی سرانجام ہو سکیں۔ اوراسے عزت ومرتبہ حاصل ہو۔ اورصاحب قرب اوراسرارِ تجلی ہوجائے۔ پس اے درویش!

جوشخص سورہ فاتحہ کو بیمار کی شفاء یا کسی مہم کے لئے اکتالیس (41) مرتبہ پڑھے۔ (پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تعوذ پڑھ کر سورہ فاتحہ کوایسے پڑھے۔ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیمِ الْحمد للہ...مِلْحَمْدُ لِلّٰہِ**۔۔۔ آخرتک، مگرسورہ فاتحہ میں **الرحمٰن الرحیم**، **ایاک نعبد وایاک نستعین** اور **آمین** کی تین۔ تین مرتبہ تکرار کرنی ہے) تو فوراً صاحب درد کو شفاء حاصل ہوگی اور مہم بھی پوری ہوگی کیونکہ سورہ فاتحہ شریفہ کا ختم ہی اس کا اکتالیس مرتبہ کا پڑھنا ہے۔

☆☆☆ کسی بھی مہم جوئی کی نیت سے سورہ فاتحہ کو درجِ بالا طریقے سے اگر روزانہ فجر کی نماز کے سنتوں اورفرض کے درمیان فقط اکتالیس مرتبہ چندایام تک پڑھاجائے تو تمام حاجات بہرصورت پوری ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆ اے درویش! تجھے واضح رہے کہ حدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے سورہ فاتحہ تمام بیماریوں کی شفاء ہے۔

کعب احبار نے کہا ہے۔ کہ! اگرسورہ فاتحہ شریف توریت یاانجیل میں ہوتی۔ تو وہ (توریت یازبور کے پڑھنے والے اوران پرایمان رکھنے والے) یہودی ونصرانی نہ ہوتے۔ اوراگر یہ سورہ مبارکہ زبور میں ہوتی۔ تو (زبور کے پڑھنے والے اوراس پرایمان رکھنے والے) مسخ ہوکر بندراورسورنہ بنتے۔ یہ سورہ (یعنی سورہ فاتحہ شریف) اس اُمت پرنازل ہوئی ہے۔ اور مجھے اُمید ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ ان لوگوں کوگمراہ نہیں کرے گا۔ (ان شاءاللہ)

ایک حدیث (قدسی) میں آیا ہے۔ کہ! اے محمد ﷺ! مَیں نے آپ ﷺ کی اُمت کوایک ایسی سورت دے کر بزرگی عطا کی ہے۔ کہ جواور (آسمانی) کتابوں میں نہیں ہے۔ جواس (سورہ) کوپڑھے گا۔ مَیں آگ کواس کے بدن پرحرام کردوں گا۔

ایک اورحدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے۔ کہ! آنحضور نبی مکرم ﷺ سے مروی ہے۔ کہ! اگراللہ تعالیٰ کسی قوم پرعذاب بھیجتا ہے۔ اورمکتب میں کوئی لڑکا سورہ فاتحہ پڑھتا ہوتا ہے۔ تواس کی وجہ سے چالیس برس تک کے لئے عذاب اُٹھ جاتا ہے۔

سورہ فاتحہ کا ایک نام ماحیہ (یعنی مٹانے والی) بھی ہے۔ کیونکہ اس میں بسم اللہ کی ''**میم**'' سمیت پندرہ ''**میم**'' آئی ہیں۔ جب کوئی بندہ اس (سورہ فاتحہ کومع تسمیہ) پڑھتا ہے۔ تو ساری ''میمیں'' پرندوں کی طرح نکل بھاگتی ہیں۔ اورعرش سے جاکر چمٹ جاتی ہیں۔ اسی وجہ سے عرش اوربھی وزنی (بھاری) ہوجاتا ہے۔ اورعرش اُٹھانے والے کہتے ہیں۔ کہ یاالٰہی! یہ بوجھ (ہم پر) کیسا ہے؟ ارشاد ہوتا ہے۔ یہ ایک سورہ کا ثواب ہے۔ جس کومیرے بندے نے پڑھا ہے۔ ''میمیں'' بول اُٹھتی ہیں۔ کہ اے پروردگار! اس (سورہ فاتحہ) کے پڑھنے والے کوکیا جزا ملے گی۔ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ! اس کے نامہءاعمال کوجاکر دیکھو۔ ہر''میم'' دس دس گناہ مٹاتی ہے۔ پھروہ (ملائکہ) کہتے ہیں۔ اے پروردگار! اور بڑھایئے۔ پھر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اور بڑھایا جاتا ہے۔ حتی کہ ایک ایک ''میم'' ایک سوبیس گناہ مٹاتی ہے۔ اسی طرح سب مل کرایک ہزار آٹھ سوگناہ مٹاتی ہیں۔ (یعنی 15x120=1800) اس طرح سے اگر پورے دن کی پانچ نمازوں کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھی جائے۔ تو کل دن کی (48) رکعت میں سورہ فاتحہ اٹھتالیس مرتبہ پڑھی جاتیئے گی۔ اس حساب سے روزانہ ہرپنج وقتہ نمازی (جوکہ روزانہ اٹھتالیس رکعتیں پڑھتا ہو) کے چھیاسی ہزار چارسو (1800x48=86400) گناہ مٹ جاتے ہیں۔

حضرت نیشاپوریؒ فرماتے ہیں۔ کہ! بندہ جب''**بسم اللہ الرحمٰن الر حیم**''پڑھتا ہے۔ تواس کے لئے ذکر کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور بندہ جب''**الحمد للہ رب العا لمین**''پڑھتا ہے۔ تواس کے لئے شکر کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور بندہ جب''**الر حمٰن ا لر حیم**''پڑھتا ہے۔ تواس کے لئے اخلاص کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور بندہ جب''**ایاک نعبد و ا یا ک نستعین**''پڑھتا ہے۔ تواس کے لئے استجابتِ دُعا کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور بندہ جب''**ا ھدنا الصراط المستقیم**''پڑھتا ہے۔ تواس کے لئے ہدایت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور بندہ جب''**صراط ا لذین انعمت علیھم**''پڑھتا ہے۔ تواس کے لئے انعام واکرام کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور بندہ جب''**غیر ا لمغضوب علیم ولا الضالین**''پڑھتا ہے۔ تواس کے لئے غضب کا دروازہ بندہوکر رحمت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور بندہ جب''**آمین**'' کہتا ہے۔ تواس کے لئے پاک ارواح کی پیروی کا دروازہ دروازہ کھل جاتا ہے۔

اسی طرح سے صاحبِ **نزھة المجالس** جناب حضرت علامہ امام عبدالرحمٰن الصفوریؒ سورہ فاتحہ کے فوائد کے بارے میں رقم طراز ہیں۔ کہ!

☆ قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کی جتنی بزرگی اورحمد وثناء آئی ہے۔ وہ''**الحمد للہ**''میں مندرج ہے۔ ☆ قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کے جتنے اسماءاورصفاتِ علیا ہیں۔ وہ سب''**رب**''میں شامل ہے۔ ☆ قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کی جتنی مخلوقات کا ذکر آیا ہے۔ وہ سب''ا

لعالمین ‘‘میں شامل ہے۔ ☆ قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنی معافی اور بخشش کا ذکر آیا ہے۔ وہ سب ’’**ا لرحمٰن الرحیم** ‘‘ میں شامل ہے۔ ☆ قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنی وعیدیں اور قیامت کی باتیں آئی ہیں۔ وہ سب ’’**ما لک یوم ا لدین** ‘‘ میں شامل ہیں۔ ☆ قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کی جتنی طاعت وعبادت کا ذکر آیا ہے۔ وہ سب ’’**ا یاک نعبد** ‘‘میں شامل ہے۔ ☆ قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ سے جتنی زاری اور سوال (یعنی مانگنے) کا ذکر آیا ہے۔ وہ سب ’’**وایاک نستعین** ‘‘میں شامل ہے۔ ☆ قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ہدایت کی درخواست اور خاتمہ کے خوف کی بات کا ذکر آیا ہے۔ وہ سب ’’**ا ھدنا الصراط المستقیم** ‘‘ میں شامل ہے۔ ☆ قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ انعام واکرام اور مقربین کے تذکرے آئے ہیں۔ وہ سب ’’**صراط الذین انعمت علیھم** ‘‘ میں داخل ہے۔ ☆ قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ مشرکین کی نسبت مذکور ہے۔ وہ سب ’’**غیر المغضوب علیھم ولا الضا لین** ‘‘ میں داخل ہے۔

سورہ فاتحہ برائے قضائے حوائج:

یہ عمل کئی علمائے عاملین کے علاوہ حضرت امام غزالیؒ اور حضرت کاش البرنی سے منقول ہے۔ امام غزالیؒ اس ضمن میں فرماتے ہیں۔ کہ پہلے، دوسرے یا پھر زیادہ سے زیادہ چوتھے ہفتے تک ہر صورت بڑی سے بڑی حاجت بھی ضرور بالضرور پوری ہو جائے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ عمل نو چندی اتوار سے بعد نماز فجر شروع ہوگا۔ اور روزانہ بعد نماز فجر ہی پڑھنا ہوگا۔ ذیل میں دیا گیا چارٹ اس سلسلے میں معاون ثابت ہوگا۔

ایام	آیت شریفہ	تعداد پڑھائی
اتوار	الحمد اللہ رب العالمین . مع تسمیہ (اول و آخر 11 مرتبہ درود)	852
سوموار	الرحمن الرحیم . مع تسمیہ (اول و آخر 11 مرتبہ درود)	619
منگل	مالک یوم الدین . مع تسمیہ (اول و آخر 11 مرتبہ درود)	242
بدھ	ایاک نعبد و ایاک نستعین. مع تسمیہ (اول و آخر 11 مرتبہ درود)	836
جمعرات	اھد نا الصراط المستقیم. مع تسمیہ (اول و آخر 11 مرتبہ درود)	1073
جمعہ	صراط ا لذین انعمت علیھم . مع تسمیہ (اول و آخر 11 مرتبہ درود)	1807
ہفتہ	غیر المغضوب علیھم ولا الضالینo آمین. مع تسمیہ (اول و آخر 11 مرتبہ درود)	4203

سورہ اخلاص (یعنی سورہ صمدیہ) کے خصائص وفوائد :

صاحب خزینۃ الاسرار فرماتے ہیں۔ کہ! جو شخص سورہ اخلاص کو ایک ہی مجلس میں (ایک ہزار مرتبہ) معہ تسمیہ بناء کسی سے بات چیت کئے پڑھ لے۔ اور اثنائے قرأت میں نہ ہی کوئی دنیاوی کام کرے۔ تو یہ وِردا ُس کے لئے **اسمِ اعظم** کے مثل سریع الاثر والاجابت ثابت ہوگا۔ اور جو شخص ہمیشہ اِسی ترتیب سے سورہ اخلاص کا ورد کرتا رہے گا۔ تو وہ شخص دنیا وآخرت کے ہر شر سے بچ کر ہر بھلائی و نیکی کو بآسانی پالے گا۔ اور ایسے شخص پر تجلیاتِ الٰہیہ کا دروازہ کھل جائے گا۔ جس کی علامات یہ ہیں۔ کہ! وہ تجلیات کا بعین مشاہدہ تمام موجودات میں کرے گا۔ انشاءاللہ۔

اِسی ضمن میں صاحب شمس المعارف حضرت شیخ ابوالعباس احمد بن علی بونیؒ رقم طراز ہیں کہ! جو شخص سورہ اخلاص کو ایک ہی مجلس میں (ایک ہزار مرتبہ) معہ تسمیہ بناء کسی سے بات چیت کئے پڑھ لے۔ اور اثنائے قرأت میں نہ ہی کوئی دنیاوی کام کرے۔ اور وہ شخص ہمیشہ اِسی ترتیب سے سورہ اخلاص کا ورد کرتا رہے۔ تو ایسے شخص سے روحانیات اچھے تعلقات استوار کرنے کے بے حد متمنی وملتجی ہوتے ہیں۔ اور ایسے شخص کے خواب میں اور کبھی بیداری میں روحانیات اِس وظیفہ کے پڑھنے والے کی استعداد کے مطابق آن حاضر ہوتے ہیں۔ جس کی کچھ علامات تو یہ ہیں۔ کہ! بعض روحانی تو نور بن کر آتے ہیں، بعض برق کی مانند ، بعض سورج کی روشنی کی طرح بن کر آتے ہیں۔ اور بعض تو سبز یا سفید پرندوں کی اشکال میں کہ جن کے چہرے خوبصورت آدمیوں کی طرح ہوتے ہیں۔ اور صاحب وظیفہ سے مختلف زبانوں میں آکر بات چیت کرتے ہیں۔ اور بعض روحانی ایسے شخص کے پاس شرابِ طھورا لے کر آن حاضر ہوتے ہیں۔ جو شخص اِس شراب کو پی لے تو اُس شخص پر سے حجابات اُٹھ جاتے ہیں۔ اور اُسے انکشافات تآم اور خوارقِ عادات حاصل ہوتے ہیں۔ لہٰذا چاہیئے۔ کہ اِس سورہ کے ساتھ ساتھ درود وسلام کا ورد بھی لازمی رکھا جائے۔ تاکہ دین ودنیا کے کثیر و بے شمار فوائد کے علاوہ بار بار زیارت النبی ﷺ کا شرف اور اِس شرابِ طھورا کو پینے کی سعادات وانعامات بھی نصیب ہوسکیں۔ (انشاءاللہ)

☆ صحیح مسلم میں آیا ہے۔ کہ! حضرت سیدنا ابو درداء ؓ سے روایت ہے۔ کہ! نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم میں سے کوئی شخص رات میں تہائی قرآن کیوں نہیں پڑھتا؟ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا۔ (کہ) کوئی شخص تہائی قرآن کیسے پڑھ سکتا ہے۔ ارشادفرمایا۔ **قل هو الله احد** ۔۔۔ تہائی قرآن کے برابر ہے۔

☆ ترمذی نے حضرت انس ؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ! ''جس نے ہر روز دوسو مرتبہ **قل هو الله احد** ۔۔۔ کو پڑھا اس کے پچاس (50) برس کے گناہ محو کردئے گئے مگر یہ کہ اس پر کوئی قرض ہو (یعنی کہ وہ شخص مقروض نہ ہو کیونکہ قرض دار کا بار معاف نہ ہوگا) اور جس شخص نے اپنے بستر پر سونے کے ارادے سے داہنے پہلو پر لیٹ کر **قل هو الله احد** ۔۔۔ سو مرتبہ پڑھا (جب) قیامت کا دن آئے گا تو اللہ تعالیٰ اِس (سورہ اخلاص پڑھنے والے شخص) سے ارشادفرمائیں گے کہ! اے میرے بندے! تو اپنی داہنی جانب سے جنت میں داخل ہوجا۔''

☆ طبرانی سے ابن الدیلمی ؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ! ''جس شخص نے ایک سو مرتبہ **قل هو الله احد** ۔۔۔ بحالتِ نماز یا غیر نماز میں پڑھا تو اللہ تعالیٰ اُس کو دوزخ سے برأت کا فرمان لکھ دے گا۔''

☆ اسی راوی نے اپنی کتاب الاوسط میں ابی ہریرہ ؓ کی حدیث سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ! ''جس شخص نے دس مرتبہ **قل هو الله احد** ۔۔۔ پڑھا اس کے واسطے جنت میں ایک قصر (محل) تعمیر ہوگیا اور جس نے بیس مرتبہ پڑھا اس کے واسطے دو قصر، اور جس نے تیس مرتبہ اس کی قرأت کی اس کے واسطے تین قصر جنت میں بنادیئے جاتے ہیں۔''

☆ اسی راوی نے اپنی کتاب الصغیر میں حضرت ابوہریرہ ؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ! ''جو شخص بعد نمازِ فجر بارہ (12) مرتبہ **قل هو الله احد** ۔۔۔ پڑھتا ہے تو گویا وہ پورا قرآنِ پاک چار مرتبہ پڑھ لیتا ہے۔ اور اگر وہ اللہ تعالیٰ سے بھی۔ تو اُس دن وہ اہلِ زمین میں سب سے افضل شخص ہوگا۔''

☆ ابوداؤد اور ترمذی نے عبداللہ بن حبیب سے روایت کی ہے۔ کہ! ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تُو شام و صبح دونوں اوقات میں تین مرتبہ سورہ اخلاص اور معوذتین (یعنی تینوں سورتوں کو تین تین مرتبہ) پڑھا کر کہ یہ تیرے لئے ہر ایک چیز سے کفایت کرے گی۔''

☆ ابن السنی ؒ نے حضرت عائشۃ الصدیقہ ؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ! ''جس شخص نے نمازِ جمعہ کے بعد سات مرتبہ سورہ اخلاص اور معوذتین (یعنی تینوں سورتوں کو سات سات مرتبہ) کو پڑھ لیا (تو) اللہ تعالیٰ اُس کو دوسرے (یعنی آنے والے اگلے) جمعہ تک بُرائی سے اپنی پناہ میں رکھے گا۔''

☆ امام بیہقی نے ابی امامہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ! ''جس شخص نے کسی رات یا دن میں سورہ حشر کو پڑھ لیا ہو اور اُسی دن یا رات میں مَر گیا تو بے شک اللہ تعالیٰ نے اُس کے لئے جنت واجب کردی ہے۔''

☆ حضرت علی المرتضیٰ ؓ سے سورہ فاتحہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ؓ نے فرمایا کہ! مجھ سے اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ! یہ (یعنی سورہ فاتحہ) عرش کے نیچے ایک خزانے سے نازل کی گئی ہے۔ **(کنزالعلوم فی سنن الاقوال والافعال)**

☆ پاک و ہند کے مشہور و معروف شاعر (شاعرِ مشرق) جناب علامہ محمد اقبال ؒ نے ایک شب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کو خواب میں دیکھا۔ اور ان سے ملتِ اسلامیہ کے ادبار اور زوال ٹالنے اور خسران سے بچنے کا نسخہ دریافت کیا۔ تو آپ ؓ نے فرمایا۔ کہ!

''**آب و تاب از سورہ اخلاص گیر**'' (یعنی کہ! سورہ اخلاص سے روشنی حاصل کرو)

☆ ابن سنی کی روایت میں مرقوم ہے۔ کہ! حضرت علی ؓ نے آنحضور نبی مکرم ﷺ سے روایت کی ہے۔ کہ! آپ ﷺ نے ارشادفرمایا۔ کہ! آیت الکرسی اور سورہ فاتحہ اور سورہ آلِ عمران کی دو آیات (**شهد الله انه لا اله الا هو** ۔ اور **قل اللهم مالک الملک** ۔۔) کو جب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمانے کا ارادہ کیا۔ تو یہ (سورہ اور آیتیں) عرش میں معلق ہوگئیں۔ اور کہنے لگیں۔ کہ کیا آپ ہم کو زمین پر اور گناہ گاروں پر نازل کئے دیتے ہیں۔ (تو) اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا۔ کہ (مجھے) اپنی عزت و جلال کی قَسم! میرے بندوں میں کوئی ایسا نہیں۔ کہ ہر نماز کے بعد تم کو پڑھا کرے۔ اور پھر بھی (مَیں) اُس کا ٹھکانہ جنت نہ بناؤں۔ اور حظیرۃ القدس میں اُس کو سکونت پذیر نہ کروں۔ اور ہر روز اس کی طرف نظر نہ کروں۔ اور ہر روز اُس کی ستر حاجتیں پوری نہ کردیا کروں۔ کہ جن میں سے ادنیٰ درجہ مغفرت (کا) ہے۔

☆ حدیثِ پاک میں آیا ہے۔ کہ! جو بے چینی کے وقت آیت الکرسی اور سورہ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھے گا۔ (تو) اللہ تعالیٰ اُس کی فریاد رسی کرے گا۔

☆ حضرت انس بن مالک ؓ نے حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔ کہ جب تو اپنا پہلو اپنے بچھونے پر رکھا کرے۔ یعنی لیٹے۔ تو سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد۔۔۔ پڑھ لیا کر۔ کہ ان سے تو موت کے سوا ہر شئے سے امن میں رہے گا۔ (ان شاءاللہ)

☆ صحیح مسلم میں روایت ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم کے تین جزء فرمادیئے۔ اور **قل هو الله احد** ۔۔۔ کو قرآن کے

اجزاء میں سے ایک جزء بنا دیا۔

حضرت شیخ العلمائے ہند شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص روزانہ سورہ اخلاص (ایک ہزار مرتبہ) کو معہ تسمیہ بحالت تنہائی (دَر یک نشست) روزانہ پڑھنے کا معمول بنا لے۔ تو ایسے شخص کو شروع میں عالمِ رویاء کے اندر اور کچھ عرصہ گزرنے کے بعد بحالت بیداری بھی زیارت النبی ﷺ کا بار بار شرف حاصل ہوتا رہتا ہے۔ لہذا چاہئے۔ کہ سورہ اخلاص کو ایک ہزار مرتبہ اِس طرح پڑھتا رہے۔ کہ اول و آخر گیارہ مرتبہ درود وسلام پڑھا جائے۔ ایسے شخص کی تمام دینی ودنیاوی حاجات ازخود پوری ہوتی رہتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے ہیں۔

یاد رہے۔ کہ سورہ اخلاص (سورہ صمدیہ) کے بہت ہی زیادہ خواص ہیں۔ اس سورہ طیبہ وطاہرہ کے ورد کرنے اور رکھنے والے نیک بخت انسان پر اس کے خواص خود بخود کھلتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ العظیم۔

سورہ یٰسین شریف کے فضائل وخصائص :

☆ حضرت انسؓ، آنخضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہر شئے کا قلب ہوتا ہے۔ اور قرآن شریف کا قلب یٰسٓ ہے۔ جو اس کو پڑھے گا۔ تو اس کے پڑھنے سے اس کو دس قرآن پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ (جامع ترمذی شریف)

☆ حضرت علی المرتضیٰؓ، آنخضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ! آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ یٰسٓ پڑھا کرو۔ کیونکہ اس میں دس برکتیں ہیں۔ اگر بھوکا اس کو پڑھتا ہے۔ تو آسودہ ہو جاتا ہے۔ اگر پیاسا پڑھتا ہے۔ تو اسے سیرابی حاصل ہوتی ہے۔ اگر ننگا پڑھتا ہے۔ تو اسے لباس میسر آتا ہے۔ اور اگر کوئی مجرد اسے پڑھتا ہے۔ تو اس کا نکاح ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی دہشت زدہ اس کو پڑھتا ہے۔ تو امن نصیب ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی قیدی اسے پڑھتا ہے۔ تو اسے قید سے رہائی ملتی ہے۔ اور اگر کوئی مسافر اسے پڑھتا ہے۔ تو سفر میں اس کی اعانت ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی ایسا شخص اسے پڑھتا ہے۔ جس کی شئے گم ہوگئی ہو۔ تو وہ اسے مل جاتی ہے۔ اور اگر کوئی مریض اسے پڑھتا ہے۔ صحت یاب ہو جاتا ہے۔ اور اگر کسی میت کے پاس اسے کوئی پڑھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر آسانی فرما دیتا ہے۔

☆ طبرانی سے مروی ہے۔ کہ! جو یٰسٓ کے پڑھنے پر مدامت کرے گا۔ تو وہ شہید مرے گا۔ (ان شاء اللہ)

☆ حضرت علی المرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے سورہ یٰسین شریف غور سے سنی تو یہ اس کے لئے راہ خدا میں بیس دیناروں کے برابر ہوگی۔ اور جس نے سورہ یٰسین پڑھی یہ اس کے لئے بیس مقبول حجوں کے برابر ہوگی۔ اور جس نے اسے لکھا اور پی لیا اس کے پیٹ میں ایک ہزار نور، ایک ہزار رحمتیں اور ایک ہزار برکتیں داخل ہوگئیں اور اس کے دل سے ہر کھوٹ اور بیماری نکل گئی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) **(کنز العلوم)**

☆ حضرت علی المرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **سورہ یٰسین** پڑھ، کیونکہ ! سورہ یٰسین میں دس برکتیں ہیں (جو کہ مندرجہ ذیل ہیں) ☆ جو بھوکا اسے پڑھے گا۔ وہ سیر ہو جائے گا۔ ☆ جو پیاسا اسے پڑھے گا۔ وہ سیراب ہوگا۔ ☆ جو ننگا اسے پڑھے گا۔ وہ کپڑا پہنے گا۔ ☆ جو غیر شادی شدہ اسے پڑھے گا۔ اس کی شادی ہو جائے گی۔ ☆ جو خوفزدہ اسے پڑھے گا۔ وہ بے خوف ہو جائے گا۔ ☆ جو قیدی اسے پڑھے گا۔ وہ رہا ہو جائے گا۔ ☆ جو مسافر اسے پڑھے گا۔ اس کے سفر پر اس کی مدد کی جائے گی۔ ☆ جو مقروض اسے پڑھے گا۔ اس کا قرض ادا ہو جائے گا۔ ☆ ایسا آدمی جس کی کوئی چیز کھو گئی ہو۔ وہ (جب سورہ یٰسین کو) پڑھے گا۔ تو اسے وہ (کھوئی ہوئی) چیز مل جائے گی۔ ☆ جو اسے (سورہ یٰسین کو) میت کے قریب پڑھے گا تو اس (سورہ یٰسین کے پڑھنے سے) سے (اس میت کے عذاب میں) تخفیف ہوگی۔ **(کنز العلوم)**

☆ جامع ترمذی شریف اور دارمی میں حضرت انسؓ روایت ہے۔ فرمایا کہ! ہر شئے کا دل ہوتا ہے۔ قرآنِ مجید کا دل سورہ یٰسٓ ہے۔ جس نے (سورہ) یٰسین پرھی۔ اللہ تعالیٰ اس کی قرآت پر دس قرآن پڑھنے کا ثواب لکھ دیتے ہیں۔ **سبحان اللہ و بحمدہ**

☆ شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہؓ روایت ہے۔ فرمایا کہ! جس نے ہر رات (سورہ) یٰسین پڑھی۔ اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔

☆ شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہؓ روایت ہے۔ فرمایا کہ! جس نے رات کو یسین پڑھی۔ صبح کو بخشش شدہ اُٹھے گا۔

☆ ابوداؤد، نسائی اور ابنِ حبان نے مغفل بن یسار کی حدیث سے روایت کی ہے کہ (سورہ) یٰسین قرآنِ پاک کا قلب ہے کوئی شخص اُس کو اللہ تعالیٰ سے ثواب اور آخرت کی خوبی حاصل کرنے کا ارادہ کرکے نہ پڑھے گا مگر یہ کہ اُس کی مغفرت ہو جائے گی تم اِس (سورہ یٰسین شریف) کو اپنے مُردوں پر پڑھو۔"

☆ ترمذی اور دارمی نے انس ؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ! ''ہر ایک چیز کا ایک قلب ہوا کرتا ہے اور قرآنِ پاک کا قلب سورہ یٰسین ہے۔ (لہذا) جو شخص محض رضائے الٰہی کی طلب میں رات کے وقت سورہ یٰسین پڑھے گا اُس کی مغفرت کر دی جائے گی۔''

☆ طبرانی نے انس ؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ! ''جو شخص ہر رات کو (محض رضائے الٰہی کی طلب میں) سورہ یٰسین کی قرأت پر مداومت کرے گا اور پھر وہ مر جائے تو وہ شہید ہو کر مرے گا۔''

روئیتِ موتی کا مجرب المجرب عمل :

ملاقات ارواح مقدسین کے ضمن میں ہے۔ کہ جب ارواح طیبین مقدسین ؓ سے عالم رویا میں شرف باریابی کا شوق دامن گیر ہو۔ یا پھر رب العالمین سے کسی قسم کی کوئی حاجت وضرورت درپیش ہو۔ تو اس عمل کو بجالائیں۔ اس عمل میں **سورہ یسین** کو فقط پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے حصول کے لئے ایک مرتبہ پڑھا جائے۔ پھر **10** بار اس طرح پڑھنا ہے۔ کہ ہر **مبین** پر درج ذیل دعا کو **3** بار پڑھیں۔

بسم الله الر حمن الر حیم o سبحا ن المنفس عن کل مد یو ن . سبحا ن المفر ج عن کل مخزون . سبحا ن النا صر عن کل مظلو م . سبحا ن المخلص عن کل مسجو ن . سبحا ن العا لم بکل مکو ن . سبحا ن من جعل خزا ئنه ملکه بین الکا ف و ا لنو نo سبحا ن من ا جر ی الما ء فی ا لبحا ر و ا لعیو ن o سبحا ن ا لله وبحمده. اذا ارا د شیئا ان یقو ل له کن فیکو نo فسبحا ن ا لذی بید ہ ملکو ت کل شیء و ا لیه تر جعو ن . سبحا ن ربک ر ب ا لعز ة عما یصفو ن . و سلا م علی ا لمر سلین . و ا لحمد لله رب ا لعا لمین. اللهم یا مبین یا مبین یا مبین اسئلک با سمک ا لعظیم الا عظم و بحق نبیک الکر یم المکرم ان تفعل لی (کذا و کذا) یا قا ضی الحا جا ت. انک علی کل شیء قدیر o

(یعنی کہ! سورہ یٰسین شریف کی کل تعداد **10** ہوگی۔ جبکہ! دعا کی کل تعداد **30** ہو جائے گی۔ انشاءاللہ العظیم)

قضائے حوائج کے مجرب المجرب اعمال: (فضائلِ سورہ یٰسین شریف)

صاحب مجربات دیربی ؒ فرماتے ہیں۔ اور بعض خواص سورہ یٰسین شریف سے کفایت جمیع مہمات کے واسطے سے آیا ہے۔ کہ! اگر کوئی شخص (مسلمان صحیح العقیدہ) بعد نمازِ عشاء دو رکعت بنیتِ قضائے حاجت سورہ یٰسین کو اکتالیس (**41**) مرتبہ اِس طرح سے پڑھے۔ کہ! ہر خاتمہ سورہ یٰسین شریف کے عقب پر تین مرتبہ یہ کہے۔ **یا من یقول للشئی کن فیکون. افعل بی کذا و کذا (حاجت کا نام) بحق سلٰم قف قولا من رب رحیمo** ۔ چنانچہ امقصد ومطلب اِس سورہ مبارکہ کو اِس ترتیب سے پڑھنے والے کا ضرور بالضرور پورا کیا جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

سرزمینِ افغانستان کے ایک مشہور ومعروف عامل و عالم فرماتے ہیں۔ سورہ یٰسین شریف کو اکتالیس مرتبہ پڑھنے میں کافی وقت لگ جاتا ہے۔ (کیونکہ بعض علمائے کرام اور عوام الناس نے جب بھی سورہ یٰسین شریف کو **41** مرتبہ اپنی کسی جائز حاجت برآری کے لئے پڑھا ہے۔ اسے کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ اور یہ طریقہ بھی لوگوں کا انتہائی مجرب المجرب طریقہ ہے۔ بہرحال) سورہ یٰسین کو کم وقت میں اور سرعتِ اجابت کے حوالے سے اُن کا اپنا ایک نہایت ہی مجرب طریقہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ (یاد رہے۔ کہ اِس طریقہ کو احقر [**عبدالرؤف**] نے خود بھی آزمایا۔ اور چند احباب کو بھی بتایا۔ ہم سب نے بہت مجرب پایا)

سورہ یٰسین شریف کو فقط **11** مرتبہ ایسے پڑھنا ہے۔ کہ! پہلی مرتبہ مکمل سورہ یٰسین خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لئے پڑھیں۔ اس کے بعد اپنی حاجت برآری کے تصور وتخیل کے ساتھ **10** مرتبہ سورہ یٰسین شریف اس طرح سے پڑھے۔ کہ! پہلے نو مرتبہ تک سورہ یسین شریف میں آیتِ کریمہ (**سلٰم قف قولا من رب رحیمo**) کی تکرار کو ہر مرتبہ میں **81** مرتبہ پڑھا جائے گا۔ مگر دسویں اور آخری مرتبہ میں اسی آیتِ کریمہ کو **89** مرتبہ پڑھا جائے گا۔ (یعنی کہ! سورہ یٰسین شریف کی کل تعداد **11** ہوگی۔ جبکہ آیتِ کریمہ کی کل تعداد **818** ہو جائے گی۔ انشاءاللہ العظیم) یہ واقعی بہت ہی مجرب طریقہ ہے۔ اگر چند ایام میں حاجت پوری نہ ہو۔ تو صاحب عمل ہٰذا کو چاہیئے۔ کہ! اپنے تئیں ذرا سا غور وفکر کرے۔ اُس نے لازماً کہیں کوئی غلطی یا کوتاہی کی ہوگی۔ **و ما تو فیقی الا با لله**۔

حضرت قدرت اللہ شہاب ؒ اپنی کتاب ''شہاب نامہ'' کے آخری باب ''**چھوٹا منہ بڑی بات**'' میں رقم طراز ہیں۔ کہ!

گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر سورہ یٰسین شریف اس طرح پڑھی جائے۔ کہ ہر مبین پر رک کر سورہ فاتحہ معہ تسمیہ سات مرتبہ پڑھی جائے۔ سورہ یٰسین شریف ختم کرنے کے بعد آخر میں بھی گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھا جائے۔ اس کے بعد اپنی حاجت برآری کی دعا مانگی جائے۔ یہ تلاوت اس وقت تک ہر روز جاری رکھی جائے۔ جب تک کہ دل میں اپنی حاجت کے بارے میں سکون یا اطمینان پیدا نہیں ہو جاتا۔ یوں بھی کسی خاص حاجت یا ضرورت کے بغیر ہر جمعۃ المبارک کو ایک مرتبہ ایسا کرنا باعثِ برکت ہے۔ اور زندگی میں سہولت اور تازگی کے عناصر بڑھاتا ہے۔

آیت الکرسی کے خصائصِ قدسیہ :

صاحب خزینۃ الاسرار جناب علامہ حقی نازلیؒ فرماتے ہیں کہ! شیخ جلال الدین محقق دوانیؒ نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص آیت الکرسی شریف کو اُس کے حروف کی تعداد (170) مرتبہ روزانہ پڑھنے کا معمول بنالے۔ تو دنیا کی ہر منزل، جس کو طلب کرے گا پالے گا۔ اور اگر رزق کے کشائش کے لئے پڑھے، یا قرض کے پورا کرنے کے لئے یا کسی غم کے دور کرنے کے لئے یا قید سے آزاد ہونے کے لئے یا ہلاکت و تکلیف سے بچنے کے لئے پڑھے۔ تو یہ سب مرادیں اُس کی پوری ہوں گی۔ (انشاءاللہ) لیکن اگر جلدی آیت الکرسی کی تاثیر کا ظاہر ہونا منظور ہو تو پانچوں فرض نمازوں کے بعد اور نصف شب میں بھی روبقبلہ بحالت وضو اِسی تعداد میں پڑھنے کا معمول بنالے۔ اور اگر حروف کی تعداد کے مطابق کسی بادشاہ یا حکمران کے سامنے پڑھے تو بادشاہ و حکمران اُس (آیت الکرسی کو 170 مرتبہ پڑھنے والا) کی بہت عزت و تکریم کرے گا۔ انشاءاللہ۔

آیت الکرسی شریف کے کچھ مزید فوائد یہ بھی ہیں۔ کہ! صاحب مجربات دیربیؒ فرماتے ہیں۔ واضح ہو کہ! آیت الکرسی کے ٹوٹل حروف ایک سو ستر (170) ہیں۔ اور اس کے کُل کلمات (یعنی الفاظ) کی تعداد پچاس (50) ہے۔ اور اِس کے فصول سات ہیں۔ بعضوں نے کہا ہے۔ سترہ ہیں۔

☆ چنانچہ جو کوئی (مسلمان شخص) اِس کو (یعنی آیت الکرسی کو) اول روز (یعنی بوقتِ صبح) پڑھے۔ تو وہ شخص پورا دن شر شیطان وایذائے انسان سے مکمل امان میں رہے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ ☆ اور جو شخص اول شب سے (یعنی بعد نماز مغرب) آیت الکرسی کو پڑھے گا۔ تو وہ بھی پوری رات شر شیطان وایذائے انسان سے مکمل امان میں رہے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ ☆ اور جو شخص نصف شب اُٹھ لکھ کر بطریقِ احسن وضو کر کے تنہائی میں آوازِ مردم سے دور ہو کر آیت الکرسی کو بعدد حوف (یعنی ایک سو ستر مرتبہ) تلاوت کرے گا۔ اور حق تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے گا۔ تو اُس کی حاجت بر آئے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ ☆ اور جو شخص آیت الکرسی کو رسولوںؑ، اصحابِ بدر اور اصحابِ طالوت کے شمار (یعنی 313 مرتبہ) کے مطابق تلاوت کر کے اِنہیں کے توسط و توسل سے دعا مانگے۔ اور حق تعالیٰ سے اپنی بابت دَر اُمور دِین و دُنیا کسی قسم کی کوئی حاجت طلب کرے گا۔ تو اُس کی حاجت (اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم اور اِذن سے) ضرور بر آئے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

☆ ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ کہ! ''جس وقت رسول اللہ ﷺ آیت الکرسی پڑھا کرتے تھے۔ تو ہنس کر فرماتے۔ کہ یہ آیت زیرِ عرش سے کنز الرحمان کا تحفہ ہے۔'' **سبحا ن اللہ و بحمدہ**

☆ ابو عبید نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا۔ کہ! ''آیت الکرسی تمھارے نبی ﷺ کو زیرِ عرش کے ایک خزانہ سے عطا کی گئی ہے۔ اور تمھارے نبی ﷺ سے قبل یہ آیت کسی (نبیؑ) کو نہیں عطا کی گئی تھی۔'' **سبحا ن اللہ و بحمدہ**

☆ حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو اس منبر مبارک کی لکڑیوں پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس نے ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی اُسے (یعنی ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنے والے کو) جنت میں داخل ہونے سے فقط موت ہی روکے ہوئے ہے۔ اور جس نے بستر پر لیٹے وقت آیت الکرسی پڑھی۔ اللہ تعالیٰ اسے اس کے اپنے گھر اور ارد گرد کے گھر والوں پر امن عطا فرمائے گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ) **(کنز العلوم)**

☆ حضرت ابی بن کعبؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآنِ مجید) کی سب سے زیادہ عظمت والی آیت کون سی ہے؟ میں نے عرض کیا (کہ) اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے دوبارہ (یہی) دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآنِ مجید) کی سب سے زیادہ عظمت والی آیت کون سی ہے؟ میں نے عرض کیا (کہ) **اللہ لا الہ الا ھو ۔ الحی القیوم**۔۔۔۔ (یعنی آیت الکرسی شریف) آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا، اے ابو المنذر! تمھیں اِس بات کا علم مبارک ہو۔ (صحیح مسلم شریف) **سبحا ن اللہ و بحمدہ**

آیت الکرسی کے وہ خصائص : (جن کو امام ابو العباس احمد بن علی البونی القرشیؓ نے بیان فرمایا ہے)

صاحب خزینۃ الاسرار جناب علامہ حقی نازلیؒ فرماتے ہیں کہ! امام بونیؒ فرماتے ہیں کہ آیت الکرسی کے حروف کی تعداد **170** پر جو مشتمل ہے) کو جو شخص اپنی تمام عمر میں فقط ایک مرتبہ آیت الکرسی کو ایک سو ستر مرتبہ پڑھے گا۔ تو کوئی شخص اُس کے دین و دنیا میں اُسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اور وہ تمام ظالمین کے شر اور شیطانی وساوس سے محفوظ رہے گا۔ اور جو شخص بتعدادِ مذکورہ کسی خالی مکان (یا کمرے) میں آیت الکرسی کو اِسی تعداد میں پڑھا کرے گا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی تمام حاجات کو پورا فرمائے گا۔ ایک سو ستر مرتبہ پڑھنے والی بات ایک مصدقہ و مجربہ امر ہے۔ جس میں کسی بھی قسم کے شک و شبہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اور جو شخص اِسی تعداد کے موافق پانچوں نمازوں میں فرائض یا سنن کے بعد پڑھنے کا معمول بنالے۔ تو وہ تمام لوگوں کے نزدیک محبوب ہوگا۔ بلکہ تمام علوی و سفلی روحانیات چند ہی ماہ میں اُس کے تابع فرمان ہو

جائیں گیں۔ اور جو شخص وسعتِ رزق چاہے۔ تو وہ آیت الکرسی کو ایک سو ستر مرتبہ پڑھ کر اِن اسمائے الٰہیہ کو تین ہزار مرتبہ پڑھا کرے۔ اسماء یہ ہیں۔ **یاکافی۔ یا غنی۔ یا فتاح۔ یا رزاق**۔ تو کچھ ہی عرصے میں اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رزق کے وسیع دروازے کھول دے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ نیز امام بونیؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص آنحضرت رسالت مآب ﷺ کے اسمائے مقدسہ کی تعداد (200) کے مطابق آیت الکرسی پڑھے گا۔ اور آیت الکرسی کی اِس تعداد کی تکمیل کے بعد وہ شخص اپنے کسی دینی یا دنیاوی امر میں اللہ تعالیٰ سے اپنا کوئی مقصد و غایت طلب کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کی حاجت ضرور پوری فرمائے گا۔

صاحب خزینۃ الاسرار جناب علامہ حقی نازلیؒ فرماتے ہیں کہ! جو شخص آیت الکرسی میں سے مستخرج پانچ اسمائے الٰہیہ (**یااللہ . یا حی . یا قیوم . یا علی . یا عظیم**) کو تین سو تیرہ مرتبہ یا اِس سے زیادہ پڑھنے کا روزانہ معمول بنالے۔ تو یہ وظیفہ اُس کے لئے بمثل کبریت احمر اور اکسیرِ اعظم کے ہوگا۔ اور اِس عظیم وظیفہ کے سبب وہ ہر قسم کے تصرفات کا حامل ہوگا۔ کیونکہ اِن مخصوص اعداد (313) میں ایک ایسی خاصیت اور سرِ عظیم موجود ہے۔ جو اور عددوں میں نہیں پائی جاتی۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے جملہ انبیائے کرامؑ کی تعداد (کم وبیش) ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور اِن جملہ انبیائے کرامؑ میں رسولوںؑ کی تعداد تین سو تیرہ (313) ہے۔ اور یہی تعداد اصحابِ بدرؓ اور اصحابِ طالوتؓ کی بتائی جاتی ہے۔

آیت الکرسی کے وہ خصائص: (جن کو امام محی الدین ابنِ عربیؒ نے بیان فرمایا ہے)

صاحب خزینۃ الاسرار جناب علامہ حقی نازلیؒ فرماتے ہیں کہ! شیخ اکبر حضرت امام محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ! جو شخص آیت الکرسی کو اُس کے حروف کی تعداد (170) کے مطابق پڑھے گا۔ تو ایسا شخص سلاطین، وُزراء اور قضاء کے نزدیک نہایت معزز و مکرم و مرغوب و محبوب و معظم مانا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اُس پر ہر ہر حرف کے عوض نیکی و بھلائی کے دروازے کھول دے گا۔ اور ایسے شخص کو علم خزائن، علوم مکنونہ، علوم معالجہ اور علومِ کشفیہ اُسے سکھلائے گا۔ اور اُس کے ظاہر و باطن کو علم و حکمت سے مالا مال کر دے گا۔ علاوہ ازیں تمام مَردوں و عورتوں اور جنات و شیاطین کو اُس کے تصرف میں کر دے گا۔

اور جو شخص آیت الکرسی کو رات یا دن میں روزانہ چالیس ایام تک ہزار مرتبہ روزانہ پڑھنے کا معمول بنالے۔ تو اللہ تعالیٰ کی قَسم ہے۔ جو لائق پرستش و عظمت و بزرگی والا ہے۔ ایسے شخص پر تمام عالم روحانی منکشف ہوگا۔ اور فرشتے اُس کی زیارت کو آئیں گے۔ اور اُس کی تمام مُرادیں پوری ہوں گی۔ اور جو شخص ہر روز ایک ہزار مرتبہ آیت الکرسی کو (ہمیشگی کے ساتھ) پڑھنے کا معمول بنالے۔ تو اُسے کسی بھی چیز کی ضرورت نہیں رہے گی۔ ایسا شخص نان ونفقہ، مال و دولت اور دیگر ضرویات زندگی سے مستغنی و بے نیاز ہو جائے گا۔ کیونکہ اُس کی تمام حاجات دینی و دنیاوی از خود پوری ہوتی رہیں گی۔ یہ بات یاد رہے کہ حاجات بر آری، علوم و اسرار کے انکشاف کے لئے آیت الکرسی کا ہمیشہ ہزار مرتبہ پڑھنا اِس قدر بے نظیر، عظیم الشان وظیفہ ہے جس کا کوئی ثانی وظیفہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ آیت الکرسی قرآنِ کریم کی اعظم ترین آیت ہے۔ نیز اِس میں عجائب و غرائب کے اسرار، علوم و انکشافات کے ساتھ ساتھ بحالتِ خواب و عالم بیداری میں آنحضرت رسالت مآب ﷺ کی زیارت ہونے کی سعادتِ عُظمٰی بھی پوشیدہ راز ہے۔ یعنی زیارت النبی ﷺ اور زیاراتِ انبیائے کرامؑ بھی اِس وظیفہ ءعظیمہ کی خصائص میں شامل ہے۔ بہر حال ایسے شخص کو کسی اور ریاضت و وظیفہ کی ضرورت نہیں رہتی۔

☆ حدیثِ پاک میں آیا ہے۔ کہ! جس کو یہ بات پسند ہو۔ کہ اس کا گھر خیر و برکت سے بھر جائے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ آیت الکرسی کو بکثرت پڑھا کرے۔ اور جو کوئی وضو کے بعد اسے پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے چالیس درجے بلند فرمائے گا۔ اور ہر حرف سے ایک فرشتہ پیدا کرے گا۔ جو قیامت تک پڑھنے والے کے لئے دُعا کرتا رہے گا۔ (ان شاءاللہ)

☆ حدیثِ پاک میں آیا ہے۔ کہ! جو کوئی اس (یعنی آیت الکرسی) کو سوتے وقت پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر صبح تک رحمت کے دروازے کھلے رکھے گا۔ اور اس کے بدن پر جتنے بال ہوں گے۔ ہر بال کے عوض اس کو نور کا ایک شہر ملے گا۔ اور اگر اسی شب اس کا انتقال ہو جائے۔ تو وہ (یعنی وہی شخص کہ جس نے پڑھتے وقت آیت الکرسی پڑھی ہوگی۔) شہید مرے گا۔

☆ حدیثِ پاک میں آیا ہے۔ کہ! جو کوئی اس (آیت الکرسی) کو غروبِ آفتاب کے وقت چالیس مرتبہ پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے چالیس حج کا ثواب لکھے گا۔

☆ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے۔ کہ! جو گھر سے نکلتے وقت آیت الکرسی پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دے گا۔ جو سامنے سے، پیچھے سے، داہنے سے، بائیں سے، غرض یہ کہ چاروں اطراف سے اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ اور واپسی سے قبل مر جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو ستر شہیدوں کا ثواب عنایت فرمائے گا۔ (ان شاءاللہ)

☆ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔ کہ جو شخص گھر سے نکل کر آیت الکرسی پڑھے گا۔ (تو) اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے بھیجے گا۔ جو اس کے لئے دُعا اور استغفار کیا کریں گے۔ اور جب واپس آ کر اپنے گھر میں داخل ہو گا۔ اور آیت الکرسی پڑھے گا۔ (تو) اللہ تعالیٰ اُس کی انکھوں کے سامنے سے فقر کو دور فرما دے گا۔ (ان شاء اللہ)

☆ حضور نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔ کہ! جو ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھا کرے۔ تو اُس کی روح قبض کرنے والا خود خدائے ذوالجلال والاکرام ہو۔ اور ایسا رتبہ پائے۔ گویا کہ انبیاءؑ کی ہمراہی میں یہاں تک لڑا۔ کہ شہید ہو گیا۔

☆ حضور نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔ کہ! جو ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھا کرے۔ اس کے لئے ساتوں آسمان شگاف یافتہ ہو جائیں گے۔ اور اُن کا شگاف ہرگز نہ جڑے گا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ پڑھنے والوں کی طرف نظر نہ کر لے۔

☆ حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ کہ! میں نے تمھارے نبی کریم ﷺ کو منبر پر کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ جو ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا۔ اس کو سوائے موت کے دخولِ جنت سے کوئی شئے نہ روکے گی۔ (ان شاء اللہ) اور اگر اس کو سوتے وقت پڑھے گا۔ (تو) اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے پڑوسی کو اور اس کے پڑوسی کے پڑوسی کو اور (اُن) جملہ مکانات کو جو اس کے ارد گرد ہوں گے۔ امن میں رکھے گا۔ (ان شاء اللہ)

☆ حضرت سلمان فارسیؓ، آنحضور نبی مکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جو آیت الکرسی پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر سکرات الموت کو آسان فرما دے گا۔ اور فرشتوں کا گزر جب کبھی (کسی) ایسے مکان پر ہوتا ہے۔ جس میں آیت الکرسی ہو۔ تو وہ تالی بجاتے ہیں۔ اور جب کبھی ایسے مکان پر ہوتا ہے۔ جس میں ''قل ہو اللہ احد۔۔۔'' ہو تو سجدہ کرتے ہیں۔ اور جب کبھی ایسے مکان پر ہوتا ہے۔ جس میں سورہ حشر کی آخری آیتیں ہوں۔ تو گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے ہیں۔

☆ حضور نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔ کہ! جس گھر میں شیطان ہو۔ اور (اُس شیطان سکونت گھر میں) آیت الکرسی پڑھی جائے۔ تو وہاں سے شیطان نکل جاتا ہے۔

☆ حدیثِ پاک میں آیا ہے۔ کہ! حضرت جبرائیلؑ نے حضرت رسالت مآب ﷺ کو خبر دی۔ کہ اے محمد ﷺ! ایک سرکش جن آپ ﷺ سے مکر و دغا کرنا چاہتا ہے۔ آپ ﷺ آیت الکرسی پڑھ کر اُسے بھگا دیجئے۔

☆ حدیثِ پاک میں آیا ہے۔ کہ! جو اس کو (یعنی آیت الکرسی کو) ایک مرتبہ پڑھتا ہے۔ اس کا نام اشقیاء کے دفتر سے مٹا دیا جاتا ہے۔ اور جو دو مرتبہ پڑھتا ہے۔ اس کا نام نیک بختوں کے دفتر میں لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جو تین مرتبہ اس کو پڑھتا ہے۔ تو فرشتے اُس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ اور جو اس کو چار مرتبہ پڑھتا ہے۔ تو انبیائے کرامؑ اس کی شفاعت کرتے ہیں۔ اور جو پانچ مرتبہ اس کو پڑھتا ہے۔ اس کا اسرار کے دفتر میں نام درج کر دیا جاتا ہے۔ اور جو اس کو چھ مرتبہ پڑھتا ہے۔ اس کے لئے سمندر کی مچھلیاں استغفار کرتی ہیں۔ اور (آیت الکرسی کے پڑھنے والا) شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ اور جو کوئی اس کو سات مرتبہ پڑھتا ہے۔ جہنم کے ساتوں دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں۔ اور جو اس کو آٹھ مرتبہ پڑھتا ہے۔ تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور جو اس کو نو مرتبہ پڑھتا ہے۔ تو دنیا و آخرت کی فکر سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اور جو دس مرتبہ پڑھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی اس پر نظر ہو جاتی ہے۔ اور پھر وہ اس کو (یعنی آیت الکرسی پڑھنے والے کو) کبھی عذاب نہ دے گا۔ (ان شاء اللہ)

فضیلت سورہ قرآنیہ :

☆ جامع ترمذی میں آیا ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ! حبیب العالمین ﷺ نے فرمایا۔ جو کسی رات میں سورہ دخان پڑھے گا۔ تو صبح ہونے تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہیں گے۔ (انشاء اللہ)

☆ جامع ترمذی میں آیا ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ! رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! بے شک قرآنِ مجید میں تیس آیتوں پر مشتمل ایک سورہ ایسی ہے۔ جو اپنے قاری کے لئے شفاعت کرتی رہے گی۔ یہاں تک کہ اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔ (اسی لئے یہ قدیم رواج ہے۔ کہ لوگ رات کو سونے سے پہلے سورہ ملک لازمی پڑھ کر ہی سوتے ہیں) **سبحان اللہ و بحمدہ**

☆ جامع ترمذی میں آیا ہے۔ کہ! حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ! نبی مکرم ﷺ نے ایک صحابیؓ سے فرمایا۔ کہ! اے فلاں! کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ تو اس نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ کی قسم! نہیں۔ (کیونکہ) میرے پاس شادی کرنے کے لئے کچھ نہیں۔ فرمایا۔ کیا تمھیں ''**قل ھو اللہ احد ۔۔۔**'' یاد نہیں۔ اس نے عرض کیا۔ کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ پھر فرمایا۔ کیا تمھیں ''**اذا جاء نصر اللہ والفتح ۔۔۔**'' یاد نہیں۔ اس نے عرض کیا۔ کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ یہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ پھر فرمایا۔ پھر دریافت فرمایا۔ کیا تمھیں ''**قل یا یھا الکٰفرون ۔۔۔**'' یاد نہیں۔ اس نے عرض کیا۔ کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے

ارشاد فرمایا۔ یہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ پھر فرمایا۔ پھر دریافت فرمایا۔ کیا تمھیں ’’**اذا زلزلت الارض** ۔۔۔‘‘ یاد نہیں۔ اس نے عرض کیا۔ کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ یہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ پھر فرمایا۔ پھر دو مرتبہ ارشاد فرمایا۔ شادی کرلو۔

☆ جامع ترمذی میں ہے۔ کہ! حضرت سیدنا ابنِ عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ! نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! **اذا زلزلت الارض** ۔۔۔‘‘ نصف قرآن کے برابر ہے۔ **قل ھو اللہ احد** ۔۔۔‘‘ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اور **قل یا یھا الکفرون** ۔۔۔‘‘ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔

☆ صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں ابنِ مسعودؓ روایت ہے۔ کہ! جس نے رات کے پہر سورہ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھیں۔ یہ اس کے لئے کافی ہو جائیں گیں۔ (انشاءاللہ العظیم) **سبحا ن اللہ و بحمدہ**

☆ صحیح مسلم میں ابی امامہؓ روایت ہے۔ کہ! قرآن پڑھو۔ کیونکہ یہ روزِ قیامت اپنے اصحاب کے لئے شفاعت گار بن کر آئے گا۔ دو روشن سورتیں یعنی سورہ بقرہ اور سورہ آلِ عمران پڑھو۔ کیونکہ وہ روزِ حشر اپنے پڑھنے والوں پر بادل کی مانند چھا جائیں گی۔ یا صف در صف پرندوں کے غول کی مانند آئیں گی۔ اور اپنے پڑھنے والوں کی حمایت میں جھگڑا کریں گی۔ سورہ بقرہ پڑھو۔ کیونکہ اس کا پڑھنا باعثِ برکت اور ترک کرنا باعثِ حسرت وندامت ہے۔ باطل لوگ اس کی ہمت نہیں رکھتے۔ **سبحا ن اللہ و بحمدہ**

☆ صحیح مسلم میں آیا ہے۔ کہ! حضرت سیدنا عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے۔ کہ! نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ گذشتہ رات کچھ ایسی آیتیں نازل ہوئیں۔ جن کی مثل کوئی آیت نہیں۔ وہ **قل اعوذ برب الفلق** ۔۔ اور **قل اعوذ برب الناس** ۔۔۔ ہیں۔

☆ مشکوٰۃ شریف میں آیا ہے۔ کہ! حضرت سیدنا عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے۔ کہ! نبی مکرم ﷺ سونے سے پہلے **مسبحات** (وہ سورتیں کہ! جن کی ابتداء لفظ **سبحن یاسبح یایسبح** سے شروع ہوتی ہیں) پڑھتے تھے۔ کہ ان میں ایک (ایسی) آیت ہے۔ جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔ **سبحا ن اللہ و بحمدہ**

☆ صحیحین (بخاری و مسلم)، سنن نسائی اور مستدرک للحاکم میں حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تخلیق کرنے سے دو ہزار برس قبل ایک کتاب لکھی۔ جو عرش کے پاس ہے۔ اسی سے دو آیات نازل کیں۔ جن پر سورہ بقرہ کا اختتام فرمایا۔ یہ دو آیات کسی گھر میں نہیں پڑھی جاتیں۔ مگر شیطان تین رات تک اس گھر کے قریب نہیں پھٹک سکتا۔ **سبحا ن اللہ و بحمدہ**

☆ صحیحین (بخاری و مسلم) اور سنن ابنِ ماجہ میں حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ! جس نے رات کے (پہلے) پہر سورہ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھیں۔ یہ اس کے لئے (پوری رات کے لئے) کافی ہو جائیں گی۔ (انشاءاللہ العظیم) **سبحا ن اللہ و بحمدہ**

☆ جامع ترمذی شریف میں ابو ہریرہؓ روایت ہے۔ کہ! ہر چیز کی کوہان بلند ہوتی ہے۔ اور قرآنِ حکیم کی کوہان سورہ بقرہ ہے۔ جو آیاتِ قرآنیہ کا سردار ہے۔ وہ آیۃ الکرسی ہے۔ **سبحا ن اللہ و بحمدہ**

☆ جامع ترمذی شریف میں حضرت عمرؓ روایت ہے۔ فرمایا کہ! مجھ پر دس ایسی آیات نازل ہوئیں۔ جس نے ان پر عمل کیا۔ (وہ) جنت میں داخل ہو جائے گا۔ شروع آیت ’’ **قد افلح** ۔۔۔ سے دس آیات تک۔ **سبحا ن اللہ و بحمدہ**

(**قد افلح المؤمنون** ۔۔۔ سے ۔۔۔ **اولئک ھم الوٰرثون**۔ تک) سورہ مؤمنون کی دس آیات۔

☆ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں۔ اگر تمھارے قلوب پاک ہوں جائیں تو اللہ تعالیٰ کے کلام سے تم (کبھی بھی) سیر نہ ہو۔ **(کنزالعلوم فی سنن)**

☆ سعید بن منصور اور بیہقی وغیرہ نے ابی سعید خدریؓ کی حدیث نبوی ﷺ سے روایت کی ہے کہ فاتحۃُ الکتاب سم (زہر) سے شفاء ہے۔

☆ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے زیادہ بہتر، زیادہ نیک اور زیادہ ممتاز وہ ہے جس نے قرآنِ کریم سیکھا اور (دوسروں کو) سکھایا۔ **(کنزالعلوم فی سنن الاقوال والافعال)**

☆ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین وانصار سے فرمایا تم پر قرآنِ کریم لازم ہے اسے پیشوا اور رہبر بناؤ کیونکہ رب العالمین کا وہ کلام ہے جو اسی سے نکلا ہے اور دوبارہ اسی کی طرف لوٹ جائے گا۔ **(کنزالعلوم فی سنن الاقوال والافعال)**

☆ حضرت ابوسعید رافع بن معلیٰؓ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا میں مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآنِ کریم کی عظیم سورت نہ سکھا دوں؟ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لے لیا پھر جب ہم مسجد سے نکلنے لگے، میں نے عرض کی کہ! آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ آپ ﷺ مجھے قرآنِ کریم کی عظیم سورت سکھائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (وہ سورہ) **الحمد للہ رب العالمین** ۔۔۔ سبع مثانی ہے اور قرآنِ عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا۔ (صحیح بخاری)

☆ حضرت عثمان بن عفانؓ کی حدیث سے روایت ہے کہ! ’’ جو شخص کسی رات میں سورہ آلِ عمران کا آخر پڑھے

گا اُس کے حق میں تمام رات قیام کرنے کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔''

☆ حاکم نے نے ابی سعیدؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ! ''جس شخص نے روزِ جمعہ کو سورہ کہف پڑھی اُس کو اِس قدر نور عطا کیا جائے گا جو جمعہ اور اُس کے بعد آنے والے جمعہ کے مابین امانہ کو تاباں رکھے گی۔''

☆ ابوعبیدہ نے موقوفاً حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت کی ہے کہ! ''ہر ایک شئے کا لب لباب ہوا کرتا ہے اور قرآنِ مجید کا لب لباب حوامیم (وہ تمام سورتیں جو **حٰمٓ** سے شروع ہوتی ہیں) ہیں۔''

☆ حاکم نے ابنِ مسعودؓ سے موقوفاً حدیث روایت کی ہے کہ! ''حوامیم قرآن کی دیباج (دیباج یعنی ایک بیش بہا نہایت اعلیٰ درجے کا انتہائی قیمتی ریشمی لباس) ہیں۔''

☆ ترمذی وغیرہ نے ابوہریرہؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ! جس شخص نے رات میں **سورہ دُخان** پڑھی وہ ایسی حالت میں صبح کرے گا کہ اُس کے واسطے ستر ہزار (70000) فرشتے استغفار کرتے ہوں گے۔''

☆ بیہقی نے حضرت علی المرتضیٰؓ کی حدیث سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ! ''ہر شئے کی ایک عروس ہوا کرتی ہے۔ اور اور قرآنِ پاک کی عروس سورہ رحمٰن ہے۔''

☆ سنن ابوداؤد ونسائی، جامع ترمذی اور احمد نے عرباض بن ساریہ سے روایت کی ہے کہ آنحضور نبی مکرم ﷺ ہر شب کو سونے سے قبل سورۃ المسبحات (**سبح** سے شروع ہونے والی سورتیں۔ جو کہ چار ہیں۔ سورہ حدید، سورہ حشر، سورہ الصّف اور سورہ اعلیٰ) کی قرأت فرمایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اِن سورتوں میں ایک آیت ایسی ہے جو ایک ہزار (1000) آیات سے بہتر ہے۔''

ابنِ کثیرؒ اپنی تفسیر میں اِس حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اِس حدیث نبوی ﷺ میں جس آیات کی بابت فضیلت بیان ہوئی ہے وہ دراصل سورہ حشر کی آخری آیات (**لو انز لنا ھذا القرآن علی جبل لرایتہ** ـــــ آخر تک) ہیں۔

☆ ابن السنیؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ! ''نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو ہدایت فرمائی کہ جب تو اپنی خواب گاہ میں آیا کرے تو سورہ حشر پڑھ لیا کر۔ اور فرمایا کہ اگر تو اِس اثناء میں مَر جائے گا تو شہید مرے گا۔''

☆ حضرت امام ترمذیؒ نے یسار بن معقلؓ کی ایک حدیث سے روایت کی ہے کہ! ''جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ **اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم** پڑھ کر ایک مرتبہ سورہ حشر کی آخری آیات (**ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو** ـــ آخر تک) ایک مرتبہ صبح پڑھے۔ تو شام تک ستر ہزار (70000) فرشتے اُس کے لئے استغفار کریں۔ اور اس دن مرے تو شہید ہو۔ اور شام کو پڑھے تو صبح تک یہی حکم ہے۔''

☆ ایک حدیث میں ہے کہ! ''جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ **اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم** پڑھ کر ایک مرتبہ سورہ حشر کی آخری آیات (**ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو** ـــــ آخر تک) ایک مرتبہ صبح پڑھے۔ تو خداوند کریم اِس پر ستر ہزار (70000) فرشتے مقرر کر دے گا۔ کہ وہ شام ہونے تک اُس شخص کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہیں گے۔ اور اس دن مرے تو تو شہید ہو۔ اور شام کو پڑھے۔ تو وہ بھی بمنزلہ اُسی شخص کے ہوگا۔ جس طرح صبح پڑھنے والے کی فضیلت ـــ۔''

☆ فن حدیث کے آئمہ اربعہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابوہریرہؓ کی کی حدیث سے روایت کی ہے ! ''کہ منجملہ قرآن پاک کے ایک سورہ اکتیس (31) آیات کی ہے اپس نے ایک مرد کی یہاں تک شفاعت کی کہ وہ بخش دیا گیا۔'' (وہ سورہ **سورہ مُلک** ہے)

☆ ترمذی نے ابن عباسؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ! ''یہی سورہ (**مُلک**) مانعہ ومنجیہ ہے جو عذابِ قبر سے نجات دلاتی ہے۔

☆ ترمذی نے حضرت انسؓ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ! ''**اذا جاء نصر اللہ والفتح** ربع قرآن ہے۔''

☆ احمد اور حاکم نے نوفل بن معاویہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ! ''**قل یا ایھا الکٰفرون** ـــ کو پڑھ اور پھر اس کے خاتمے پر سوجا کہ بے شک وہ شرک سے برأت ہے۔''

☆ ابویعلیٰ نے حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت کی ہے کہ! ''کیا میں تم کو (ایک ایسا عظیم الشان) کلمہ نہ بتاؤں ؟ جو کہ تمھیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے نجات دلاتا ہے تم اپنے سونے کے وقت **قل یا ایھا الکٰفرون** ـــ پڑھا کرو۔''

☆ حضرت انسؓ، حضرت نبی مکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ ﷺ نے کسی صحابیؓ سے فرمایا۔ کہ (کیا) تم نے نکاح کر لیا۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ نہیں۔ اے نبی اللہ ﷺ! میرے پاس اتنا مال نہیں کہ میں نکاح کر سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ تمھیں '**قل ھو اللہ**

احد ۔۔۔'' بھی یاد نہیں۔ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں یاد تو ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا۔'' **قل یا یھا الکفرون ۔۔۔**'' یاد نہیں۔ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں یاد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ نکاح کر لے۔ نکاح کر لے۔ آپ ﷺ نے یہ دو مرتبہ فرمایا۔ (ترمذی شریف)

☆ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ کہ! '' **اذا زلزلت الارض ۔۔۔**'' نصف قرآن کے برابر ہے۔

سورہ کہف کی فضیلت : صحیح بخاری شریف میں یہ روایت ہے۔ کہ! حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ! آنخضور نبی اکرم ﷺ کے مبارک دور میں ایک مرتبہ ایک شخص نے اپنے گھر میں سورہ کہف کی تلاوت کی۔ اُن (تلاوت کرنے والے صحابی رضی اللہ عنہ) کے گھر میں ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ وہ (گھوڑا) تلاوت سن کر خوشی سے اپنے پیَر اور گردن کو ہلانے لگا۔ اور ایک بادل اُن (صحابی رضی اللہ عنہ) کے گھر پر آکر سایہ فگن ہو گیا۔ ان (صحابی رضی اللہ عنہ) نے اس (سورہ کہف کی تلاوت) کا ذکر حضور نبی مکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں کیا۔ تو اس پر حضور ﷺ نے فرمایا۔ کہ سورہ کہف پڑھا کرو۔ کیونکہ یہ (سورہ کہف کی تلاوت کرنا) سکینہ ہے۔ یعنی اس سے سکون ملتا ہے۔ اور یہ بذریعہ وحی قرآن نازل ہوئی ہے۔

☆ صحیح مسلم شریف میں آیا ہے۔ کہ! حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ! آنخضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جو شخص سورہ کہف کی آخری دس آیات کو پڑھے۔ وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔

☆ جامع ترمذی شریف میں آیا ہے۔ کہ! حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ! آنخضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جو شخص سورہ کہف کی ابتدائی تین آیات کو یاد کرے۔ وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔

☆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ حضور نبی مکرم ﷺ کا فرمانِ عالیشان نقل کرتے ہیں کہ جو شخص سورہ کہف شریف کی ابتدائی دس۔ 10۔ آیات کو (زبانی) یاد کرلے گا وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ (انشاءاللہ) صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم۔ سنن ابوداؤد اور سنن نسائی۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ کہ جو شخص سورہ کہف شریف کی آخری دس۔ 10۔ آیات کو (زبانی) یاد کر لے گا۔ وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ (انشاءاللہ) صحیح مسلم۔ **سبحان اللہ و بحمدہ**

☆ ابن الضریس اپنی کتاب الفضائل میں رقم طراز ہیں کہ مجھ سے یزید بن عبدالعزیز طیالسی رحمۃ اللہ علیہ نے اور اس سے اسماعیل بن عافع رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے ابن رافع مذکور نے کہا کہ ہم کو یہ حدیث نبوی ﷺ پہنچی ہے کہ! ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تُم لوگوں کو ایک ایسی سورت نہ بتاؤں؟ (کہ) جس کی عظمت نے زمین و آسمان کے مابین تمام خلاء کو بھر لیا ہے اور ستر ہزار فرشتے اِس (سورہ) کی مشایعت میں آئے ہیں۔ یہ **سورۃ الکھف** ہے۔''

علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی یگانہ روزگار تصنیف مبارکہ'' **الاتقان فی علوم القرآن** ''میں فرماتے ہیں کہ دارمی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کی ہے کہ جو شخص سورہ بقرہ کی پہلی چار آیات، آیت الکرسی (**ھم فیھا خٰلدون ۝** تک)، آخر سورہ بقرہ (**آمن الرسول بما انزل ۔۔۔** آخر تک) پڑھے گا تو اُس دن نہ تو اُس کے اور نہ ہی اُس کے گھر والوں کے کسی کے نزدیک بھی شیطان نہیں آسکے گا۔ اور نہ ہی اُس کو کوئی چیز رنج پہنچا سکے گی۔ (انشاءاللہ تعالیٰ) اور یہی آیات اگر کسی مجنون پر پڑھ کر دَم کر دی جائیں۔ تو وہ اسی لمحہ تندرست ہو جائے گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جسے یہ بات خوش کرتی ہو کہ اسے پورا پورا تولنے والے پیمانے سے اجر تول عطا کیا جائے تو اسے یہ آیت مبارکہ آخر تک تین مرتبہ پڑھنی چاہیئے۔ **سبحانک رب العزۃ عما یصفون . و سلام علی المرسلین . والحمد للہ رب العالمین ۔** (سورہ الصافات۔ آخری آیات) (کنز العلوم فی سنن الاقوال والافعال)

☆☆☆ اس ضمن میں راقم الحروف و مؤلف کتاب ہذا (محمد عبدالرؤف القادری) قارئینِ کتاب ہذا کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ! حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کا یہ مطلب میرے گمان کے مطابق یہ ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی بھی شخص کسی نماز، ذکر، یا کسی بھی دینی و اسلامی عمل کے بعد یہ آیات تین مرتبہ پڑھ لے گا تو اُس شخص کو اس کی کی گئی نیکی کا پورا پورا اجر و ثواب ملے گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک ایسا آدمی اُٹھایا جائے گا (یعنی زندہ کیا جائے گا) کہ جس نے گناہوں میں کوئی چیز نہیں چھوڑی ہوگی (یعنی اس نے ہر قسم کے صغیرہ و کبیرہ گناہوں کو کثرت سے کیا ہوگا) مگر یہ کہ اس پر سوار ہوا ہوگا ہاں مگر یہ ہے کہ! وہ اللہ تعالیٰ کی یکتائی کا اقرار کیا کرتا تھا (یعنی کہ وہ مسلمان تھا) اور قرآنِ کریم سے فقط ایک ہی سورت پڑھا کرتا تھا تو اسے دوزخ کی طرف

لے جانے کا حکم دیا جائے گا تب اس کے پیٹ سے شہابِ ثاقب کی مانند کوئی چیز اُڑے گی تو وہ (چیز) عرض کرے گی۔ اے اللہ تعالیٰ ! میں اس میں سے ہوں جو آپ نے اپنے (آخری رسول) سید المرسلین ﷺ پر اُتارا ، اور تیرا یہ بندہ اسے پڑھا کرتا تھا چنانچہ وہ (چیز) اُس آدمی کے لئے (اُس وقت تک) سفارش کرتی رہے گی حتٰی کہ اُسے جنت میں لے جائے گی اور وہ نجات دلانے والی ہے یعنی سورہ **تبارک الذی بیدہ الملک** ۔۔ (سورہ مُلک شریف)، (کنز العلوم) **سبحا ن اللہ و بحمدہ**

☆ حضرت ابنِ مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی وفات پا گیا تو عذاب (یعنی عذابِ قبر) اس کی قبر کے دونوں پہلوؤں کی طرف سے آیا تو قرآنِ کریم کی ایک سورہ اس آدمی (سورہ کے پڑھنے والے) کی طرف سے جھگڑنے لگی یہاں تک کہ اس نے اس عذاب کو روک دیا۔ میں نے اور مسروق نے دیکھا تو وہ سورت **تبارك الذی بيده الملك** ۔۔۔ (سورہ مُلک شریف) تھی۔ **سبحا ن اللہ و بحمدہ**

اسی طرح کی ایک اور روایت بھی ابنِ مسعود ؓ سے ہے کہ سورہ **تبارك الذی بيده الملك** ۔۔۔ (سورہ مُلک شریف) اپنے ساتھی کی طرف سے (یہاں تک) جھگڑی۔ حتٰی کہ اسے جنت میں لے گئی۔ (کنز العلوم فی سنن الاقوال والا فعال)

☆ حاکم نے حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایک رات میں ایک ہزار 1000۔ آیات پڑھیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اُس کے چہرے پر مسکراہٹ ہوگی عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ ! (ہر رات کو) ایک ہزار 1000۔ آیات پڑھنے کی بھلا کون رکھتا ہے ؟ تو آپ ﷺ نے پڑھا۔ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo الھاکم التکاثر حتی زرتم المقابر** ۔۔۔ آخر تک۔ پھر (آنحضور ﷺ نے) فرمایا قسم ہے اس ذات کی ، جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، یہ (سورہ تکاثر معہ تسمیہ) ایک ہزار 1000۔ آیات کے برابر ہے (کنز العلوم فی سنن الاقوال والا فعال)

☆ حضرت علی المرتضیٰ ؓ فرماتے ہیں جس نے (ہر روز) نماز فجر کے بعد دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی تو اس دن اس سے کوئی گناہ لاحق نہیں ہوگا اگرچہ شیطان زور لگا لے۔ (کنز العلوم فی سنن الاقوال والا فعال) **سبحا ن اللہ و بحمدہ**

☆ حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ میں نبی مکرم ﷺ سے ملا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا ! اے عقبہ بن عامر ؓ ! جو تجھ سے ناطہ توڑے تُو اُس سے ناطہ جوڑ، جو تجھے محروم رکھے تُو اسے عطا کر اور جو تجھ پر ظلم کرے تُو اُسے معاف کر۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ سے ملا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا، اے عقبہ بن عامر ؓ ! کیا میں تمھیں ایسی سورتیں نہ سکھاؤں کہ اِن (سورتوں) جیسی نہ ہی اللہ تعالیٰ نے تورات میں، نہ ہی زبور میں ، نہ ہی انجیل میں اور نہ قرآنِ کریم میں نازل فرمائیں؟ اِن (یعنی رسول اللہ ﷺ) پر کوئی رات ایسی نہیں آتی۔ کہ جس میں ، مَیں اِنہیں (یعنی اِن سورتوں کو) نہ پڑھوں۔ وہ سورتیں یہ ہیں۔ سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ والناس۔ چنانچہ مجھ (عقبہ بن عامر ؓ) پر بھی ایسی کوئی رات نہیں آئی جب سے رسول اللہ ﷺ نے مجھے اِن کا حکم دیا ہے کہ جس میں، مَیں نے اِنہیں (یعنی اِن تین سورتوں کو) نہ پڑھا ہو۔ اور میرے لئے یہ حق ہے کہ میں اِنہیں نہ چھوڑوں جبکہ رسولِ معظم ﷺ نے مجھے اِن (کے پڑھنے) کا حکم دیا ہے۔ (کنز العلوم)

☆ حضرت براء ؓ بیان کرتے ہیں ایک شخص سورہ کہف پڑھ رہا تھا اس کے پاس ایک گھوڑا کھڑا تھا جو دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ اس شخص کو بادل نے ڈھانپ لیا جو اس کے قریب آتا گیا اور گھومنے لگا۔ اس کے گھوڑے نے بدکنا شروع کر دیا صبح وہ شخص نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ (سورہ کہف مبارکہ) سکینت تھی جو قرآنِ مجید کی وجہ سے نازل ہوئی تھی۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

☆ حضرت ابنِ عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل ؑ ، نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اسی دوران حضرت جبرائیل امین ؑ نے اوپر کی جانب سے ایک آواز سنی۔ اُنہوں نے اپنا سر اُٹھایا اور عرض کی آسمان کا یہ دروازہ جسے آج کھولا گیا ہے آج سے پہلے کبھی (بھی) نہیں کھولا گیا پھر اس میں سے ایک فرشتہ اُترا تو حضرت جبرائیل امین ؑ نے عرض کی یہ جو فرشتہ زمین پر اُترا ہے آج سے پہلے کبھی بھی نہیں اُترا۔ (اُس آسمانی) فرشتے نے آکر (بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوکر) سلام کیا اور عرض گزار ہوا آپ ﷺ کو دو ایسے نوروں کی خوشخبری ہو جو آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی ؑ کو عطا نہیں کئے گئے۔ ایک سورہ فاتحہ شریف اور دوسرا سورہ بقرہ کی آخری آیات (**آمن الرسول بما انزل الیه** ۔۔۔ **علی القوم الکٰفرین o**) آپ ﷺ اِس کا جو بھی حرف پڑھیں گے۔ آپ ﷺ کو اس کا مصداق عطا کر دیا جائے گا۔ (انشاء اللہ) صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم۔ **سبحا ن اللہ و بحمدہ**

☆ عبد الرحمٰن بن یزید ؒ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بیت اللہ شریف کے پاس میری ملاقات حضرت ابو مسعود انصاری ؓ سے ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ آپ ؓ کے حوالے سے سورہ بقرہ کی آخری دو آیات کے بارے میں ایک حدیث نبوی ﷺ مجھ تک پہنچی ہے، تو اُنہوں نے فرمایا، ہاں!

اللہ تعالیٰ کے رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص رات کے وقت سورہ بقرہ کی آخری دو آیات (**آمن الرسول بما انزل اليه ۔۔۔۔۔ على القوم الكٰفرين** o) پڑھ لے گا وہ دونوں آیات اِس کے لئے کافی ہوں گی۔ صحیح مسلم، صحیح بخاری، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ، سنن ابن ماجہ وابوداؤد و دیگر کئی کتب احادیث نبویہ ﷺ ۔۔۔۔ **سبحا ن الله و بحمده**

☆ حضرت ابودرداء ؓ حضور نبی مکرم ﷺ کا فرمانِ عالیشان نقل کرتے ہیں ، کیا کوئی شخص روزانہ رات کے وقت ایک تہائی قرآن پڑھ سکتا ہے؟ صحابہ کرام ؓ نے عرض کی، (اِتنی زیادہ) تلاوت کیسے کی جاسکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا **قل هو الله احد** ۔۔۔(یعنی سورہ اخلاص) تہائی قرآن شریف کے برابر ہے۔ صحیح مسلم، مستدرک حاکم، سنن نسائی وابن ماجہ، جامع ترمذی وغیرہ۔۔ **سبحا ن الله و بحمده**

☆ حضرت ابنِ عباس ؓ سے روایت ہے کہ! حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ! میری خواہش ہے کہ یہ سورت ہر مومن کو (زبانی) یاد ہو۔ **تبارك الذى بيده الملك** ۔۔۔(سورہ مُلک شریف) **مستدرك على الصحيحين** ۔

☆ حضرت ابنِ عباس ؓ سے روایت ہے کہ! حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ! سورہ زلزال (کا ثواب) آدھے قرآن کے برابر ہے اور سورہ کافرون (کا ثواب) چوتھائی قرآن کے برابر ہے اور سورہ اخلاص (کا ثواب) تہائی قرآنِ مجید کے برابر ہے۔ **مستدرك** ۔

☆ حضرت ابنِ عمر ؓ سے مروی حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ! سورہ کافرون کا ثواب چوتھائی قرآنِ پاک کے برابر ہے، صحیح ہے۔ جامع ترمذی شریف، **مستدرك على الصحيحين** ۔ **سبحا ن الله و بحمده**

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! اور تم قرآنِ پاک کو اپنی آوازوں کے ساتھ زینت دو۔ **مستدرك على الصحيحين** ۔

☆ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ! حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ! تُم اپنے گھروں کو مقابر نہ بناؤ ، بے شک شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں **سورہ بقرہ** (روزانہ) پڑھی جاتی ہے۔ صحیح مسلم شریف۔ **سبحا ن الله و بحمده**

☆ صاحب ''**الا بریز**'' فرماتے ہیں کہ! جو شخص وقتِ قبولیت کو پانا چاہے تو اُسے چاہیئے کہ وہ شخص سوتے وقت (بحالتِ وضو) سورہ کہف شریف کی آخری آیات (**11** مرتبہ) پڑھ کر پاک وصاف بستر پر سوجائے۔ وہ آیات یہ ہیں۔

بسم الله الرحمٰن الر حيم oاِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتۡ لَهُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًاoخٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا لَا يَبۡغُوۡنَ عَنۡهَا حِوَلًا o قُلۡ لَّوۡ كَانَ الۡبَحۡرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّىۡ لَنَفِدَ الۡبَحۡرُ قَبۡلَ اَنۡ تَنۡفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّىۡ وَلَوۡ جِئۡنَا بِمِثۡلِهٖ مَدَدًاo قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ يُوۡحٰۤى اِلَىَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج فَمَنۡ كَانَ يَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلۡيَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشۡرِكۡ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا o

اس کے بعد صاحب عمل ہٰذا یہ دُعا کرے۔ کہ! یا اللہ تعالیٰ (رات کے جس وقت) ساعتِ قبولیت ہو مجھے اپنے خصوصی فضل وکرم سے بیدار فرمادے۔ یہ شیخ عبدالرحمٰن ثعالبی ؒ کا بیان ہے۔ کہ! ہم نے بارہا اس (عمل) کو آزمایا اور اس کو اوروں نے بھی تجربہ کیا حتٰی کہ اکثر ایسا ہوا کہ متعدد اشخاص نے یہ آیات پڑھ کر (ساعتِ قبولیت کے وقت) جاگنے کی دعا مانگی۔ اور کسی ایک کو دوسرے کی نیت کا بھی علم نہیں تھا۔ مگر جب بیدار ہوئے تو ایک ہی وقت میں۔ **سبحا ن الله و بحمده**

☆ تصوف کی مشہور ومعروف کتاب ہشت بہشت کے حصہ انیس الارواح میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی ؒ نے اپنے خلیفہ خاص حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ؒ سے فرمایا۔ کہ پیغمبر خدا ﷺ کی ایک حدیث ہے۔ کہ جو شخص سوتے وقت سورہ فاتحہ اور سورت اخلاص پڑھتا ہے۔ وہ قیامت کے دن امینوں سے ہوگا۔ اور پیغمبروں کے بعد سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوگا۔ اور بہشت میں جاتے وقت حضرت عیسیٰ ؑ کے نزدیک ہوں گے۔ (انشاء اللہ) **سبحا ن الله و بحمده**

☆ کتاب ہشت بہشت میں آیا ہے۔ کہ! جو شخص سوتے وقت ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھتا ہے۔ وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوجاتا ہے گویا کہ ماں کے شکم سے پیدا ہوا ہو۔ **سبحا ن الله و بحمده**

☆ کتاب ہشت بہشت میں آیا ہے۔ کہ! ''حدیقہ'' میں لکھا ہے کہ میں نے دیکھا ہے۔ کہ حضرت ابوہریرہ ؓ اور حضرت ابنِ عمر ؓ نے فرمایا ک۔ ہ جو شخص سوتے وقت ''**قل يا يها الكٰفرون** ۔ آخر تک'' پڑھے گا۔ ایک ہزار۔ **1000**۔ آدمی بہشت میں اُس کی گواہی دیں گے۔

☆ کتاب ہشت بہشت میں آیا ہے۔ کہ! حضرت خواجہ قطب ؒ نے فرمایا۔ کہ میں شیخ معین الدین حسن سنجری ؒ کی زبانی سُنا۔ جنہوں نے اپنے پیر ومرشد خواجہ عثمان ہارونی ؒ کو یہ فرماتے سُنا۔ کہ ابو یوسف چشتی ؒ کو قرآنِ پاک حفظ نہ تھا۔ ایک رات آپ ؒ اسی متردد حالت میں سو

گئے۔ خواب میں نہوں نے اپنے پیرومرشد کو دیکھا۔ انہوں نے فرمایا۔ آپؒ اِتنا متردد کیوں ہیں ؟ انہوں نے عرض کی۔ کہ قرآنِ حکیم یاد کرنے کے لئے۔ آپؒ کے پیرومرشد نے فرمایا۔ کہ! آپؒ ہرروز 1000 ہزار مرتبہ سورہ اخلاص اِس نیت سے پڑھا کرو۔ کہ مجھے قرآنِ پاک (جلد) حفظ ہوجائے۔ انشاءاللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ تیرے نصیب کرے گا۔ اوراگرکوئی اور بھی پڑھے گا تو اسے بھی نصیب ہوگا۔ جب میں جاگا تو ہرروز حسبُ الھدایت سورہ اخلاص پڑھا کرتا تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اللہ عزوجل کے خصوصی فضل وکرم سے مجھے (پورا) قرآن شریف حفظ ہوگیا۔ آخری عمر میں یہاں تک کہ کمال حاصل کیا کہ ہرروز پانچ ختم کلام اللہ شریف کے کیا کرتا۔ پھر کسی دوسرے کام میں مشغول ہوتا۔

☆ احادیث نبویہ ﷺ کے مطابق افضل ذکر **لا الہ الا اللہ** اور افضل دعا'' **الحمد للہ** ۔۔۔ آخرتک'' ہے۔

کسی بہت بڑی عظیم غلطی کا ازالہ:

☆ کتاب ارژنگِ فقیر کے صفحہ نمبر **60** پر حضرت سید سرفراز احمد شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ! انسان غلطیاں اور کوتاہیاں کرتا ہے۔ اوراُن کی وجہ سے خسارے میں چلا جاتا ہے۔'' **سورہ تغابن** '' (رات کو سونے سے قبل) پڑھنے سے انسان کی وہ غلطیاں، خطائیں اورکوتاہیاں معاف ہوجاتی ہیں۔ اس سورہ کی تلاوت کے اثرات بہت آہستہ آہستہ سامنے آئیں گے۔

ختوم سورہ ہائے قرآنیہ مع فضائل و فوائد و خواص :

☆ ملفوظاتِ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر اجودھنیؒ (بنامِ اسرارالاولیاء) کے مرتب حضرت شیخ بدرالدین اسحاقؒ اور فوائد وفضائل حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ فرماتے ہیں۔ کہ اے درویش!

☆ جو کوئی سورہ فاتحہ (ام الکتاب، سبع مثانی) کو بیماری کی شفاء یابی کے لئے یا کسی بھی اہم کام (یعنی حاجت روائی) کے لئے اکتالیس مرتبہ تعوذ و تسمیہ کے ساتھ اس طرح کہ تسمیہ کے اسم ''رحیم'' کی میم کو ''الحمد'' کے ''ال'' میں ملاکر پڑھے۔ (یعنی **بسم اللہ الرحمٰن الرحیمِ الْحَمْدُ لِلّٰہ** ۔۔۔) اورمریض پر دَم کرے۔ فوراً شفاء پائے۔ کیونکہ! سورہ فاتحہ شریفہ کا ختم اکتالیس مرتبہ ہی ہے۔ اورحدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ! **الفاتحۃ شفاء لکل داء**۔ یعنی کہ! سورہ فاتحہ شریفہ ہرمرض کی دواء ہے۔

☆ پھر فرمایا کہ! سورہ بقرہ کا ختم ہرروز ایک مرتبہ پڑھنا ہے۔ جو شخص صبح کی سنتوں اور فرض کے درمیان تین ایام تک سورہ بقرہ کسی بھی نیت سے پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کی نیت (مراد) پوری ہوگی۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ (میرے پیرومرشد) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ کو رب ذوالجلال سے کچھ حاجت تھی. اس سورہ کا پڑھنا اختیار کیا ابھی ایک روز بھی پورے طور سے پڑھنے نہ پائے تھے کہ (اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم اورسورہ بقرہ کی برکت سے) حاجت پوری ہوگئی۔

☆ پھر فرمایا کہ دینی ودنیاوی حاجتوں کے لئے ہرروز دومرتبہ سورہ آلِ عمران پڑھنی چاہیئے۔ (اسرارالاولیاء میں ہے۔ کہ! سورہ آلِ عمران کا ختم دن میں دس مرتبہ پڑھنا ہے۔ چاہیئے۔ کہ! دین ودنیا میں کشائش کے لئے اس سورہ کو پڑھے)

☆ پھر فرمایا کہ! اے بدرالدین درویش! جو کچھ میں بیان کررہا ہوں یہ سب تیری ترغیب کے لئے ہے تا کہ تجھے تیرے حال کی کمالیت حاصل ہو۔ جو ہم سے علاقہ رکھتے ہیں اس واسطے کہ پیر اپنے مرید کو سنوارنے والا ہوتا ہے۔

☆ پھرفرمایا کہ! جو شخص سورہ النساء ہرروز سات مرتبہ پڑھتا ہے وہ دینی ودنیاوی عذابوں سے بے کھٹکے (لاپرواہ) ہوجائے گا۔

☆ جو شخص سورہ مائدہ کو ہرروز سات مرتبہ پڑھے اس کے شہر میں بارش کی کبھی قلت نہ ہوگی۔

☆ اسی طرح سورہ انعام کا ختم سات مرتبہ پڑھنا چاہیئے ایک روایت کے مطابق اکتالیس مرتبہ، پس جو بھی شخص برائے حاجت اس (سورہ انعام) کا ختم کرے گا اپس کی حاجت برآئے گی۔

☆ پھرفرمایا کہ سورہ اعراف، توبہ کے قبول ہونے کی خاطر اس طرح پڑھنی چاہیئے کہ پہلے ستر (70) مرتبہ استغفار پڑھنی چاہیئے پھر دورکعت (صلاۃ التوبہ کی نیت سے) اس طرح پڑھنی چاہیئے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سو (100) مرتبہ سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سو (100) مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر سات مرتبہ سورہ اعراف پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزی وانکساری سے رو روکر اور گڑگڑا کر معافی کا خواست گوار ہو۔ انشاءاللہ توبہ قبول ہوگی۔

☆ قیدی کی رہائی کے لئے سورہ انفال کا چارمرتبہ پڑھنا پُر اثر ہے۔ اوراگرکوئی شخص سورہ انفال کو روزانہ ایک مرتبہ پڑھا کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے

دنیا کی قید اور قید خانے سے نجات عطا فرمائے گا نیز آخرت میں بھی اُسے محفوظ رکھے گا۔ انشاء اللہ۔

☆ بعد ازاں فرمایا کہ اس جہان میں عاقبت بخیر ہونے اور اپنے جمیع امور (تمام کاموں) پر فتح مندی حاصل کرنے کے لئے سورہ توبہ چالیس (40) مرتبہ پڑھنی چاہیئے۔ پس جو شخص اس طرح روزانہ پڑھے گا وہ دائمًا فتح مند رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆ پھر فرمایا اے درویش! سورہ ہود کا ختم دس مرتبہ پڑھنا ہے۔ یہ ختم دراصل کفار پر مظفر و منصور ہونے کے لئے پڑھا جاتا ہے۔

☆ سورہ ابراہیمؑ کا دس مرتبہ پڑھنا، کسی کے بخشے جانے، حصولِ عزت، قرآنِ پاک پڑھنے اور حفظ کرنے کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ جو بھی سورہ ابراہیم کو اس طرح دس مرتبہ روزانہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُسے حافظِ قرآن بنائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆ پھر فرمایا کہ! رسولِ مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ! جو شخص سورہ یوسف پڑھے۔ اُسے ضرور بالضرور قرآنِ پاک حفظ ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆ دشمنانِ دین کے ڈر و خوف سے بے کھٹکے ہونے کے لئے سورہ رعد سات مرتبہ پڑھنی چاہیئے۔

☆ کوئی شخص مرگی یا جنون کے مریض پر سورہ حج کو ستر مرتبہ پڑھ کر مریض پر دَم کرے گا تو مریض فورًا صحت یاب ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆ جو شخص سورہ نحل کو ہر روز دس مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے جو کچھ (اللہ تعالیٰ سے) مانگے گا (یقینًا) پائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆ سورہ بنی اسرائیل کا ختم دس مرتبہ پڑھنا ہے۔

☆ ہر ایک مہم کے پورا ہونے کے لئے سورہ کہف کا بروزِ جمعۃ المبارک چالیس (40) مرتبہ پڑھنا حاجت کو پورا کرتا ہے۔

☆ سورہ مریم ہر روز بلا ناغہ بیس مرتبہ پڑھنا فراخی نعمت اور فراخی کام کے لئے مجرب ہے۔ (جبکہ اسرار الاولیاء میں مذکور ہے۔ کہ! مال و دولت کی فراوانی اور امورِ عظیمہ کے لئے سورہ مریم ہر روز بیس مرتبہ بلا ناغہ پڑھنی چاہیئے)

☆ سورہ طٰہٰ ہر جمعرات کو تین مرتبہ پڑھنی چاہیئے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ اِس سورہ کو بغیر زبان و تالو کے پڑھتا ہے۔ جو اس سورہ کو جمعرات کے روز (تین مرتبہ) پڑھے گا۔ گویا وہ اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہا ہے۔

☆ پھر فرمایا کہ دشمنوں کی مقہوری کے لئے سورہ انبیاء پچھتر (75) مرتبہ پڑھنی چاہیئے۔

☆ دین و دنیا کی خلاصی کے لئے سورہ مؤمنون (قد افلح المؤمنون ۔۔۔) سات مرتبہ پڑھنی چاہیئے۔

☆ قسم قِسم کی بلاؤں کے دفیعے کے لئے سورہ نور سات مرتبہ پڑھنی چاہیئے۔ (اسرار الاولیاء میں مرقوم ہے۔ کہ! سورہءنور کا ختم تمام مصائب کو دور کرنے کے لئے سات مرتبہ کرنا (یعنی پڑھنا) چاہیئے)

☆ پھر فرمایا کہ سورہ فرقان کا ختم سات مرتبہ کا پڑھنا ہے۔

☆ سورہ شعراء کا ختم پچھتر (75) مرتبہ کا پڑھنا ہے۔ اس سورہ کا ختم دشمنانِ دین کے دفیعہ کے پڑھنا مفید و منتفع ہوتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لئے (شاید سات مرتبہ) سورہ نمل کا ختم پڑھنا چاہیئے۔

☆ اگر سورہ قصص دس مرتبہ پڑھی جائے تو اس قدر ثواب ہوتا ہے جتنا کہ انبیاءؑ کو ہوا۔ اتنا ہی ثواب اس سورہ کے قاری کو ہو گا۔

☆ سورہ عنکبوت دس مرتبہ، وساوس شیطانی کے دفیعے کے لئے پڑھی جاتی ہے۔

☆ دفیعہ دشمن کی نیت سے سورہ الروم اکیس مرتبہ پڑھنی چاہیئے۔

☆ دینی و دنیاوی سعادت کے حصول کے لئے سورہ لقمان ستر مرتبہ پڑھنی چاہیئے۔

☆ درجہ شہادت پانے کے لئے سور السجدہ اکیس مرتبہ پڑھنی چاہیئے۔

☆ مہمات کے سر ہونے کے لئے (یعنی برائے امورِ مشکلہ کے حل کے لئے) سورہ الم نشرح پچھتر (75) مرتبہ پڑھنی چاہیئے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول (اور دشمنوں سے صلح کرنے) کے لئے سورہ السباء اکتالیس مرتبہ پڑھنی چاہیئے۔

☆ بلاؤں سے محفوظ رہنے اور بزرگوں کو ثواب پہنچانے کے لئے سورہ فاطر ستر مرتبہ پڑھنی چاہیئے۔

☆ سورہ یٰسین شریف کا ختم ہر ایک مہم کے لئے کافی ہے۔ (بشرطِ کہ اس سورہ کو ایک ہی نشست میں اکتالیس مرتبہ پڑھا جائے۔ اس دوران کسی سے کوئی بات نہ کی جائے اور نہ ہی وقفہ کیا جائے)

☆ بے کھٹکے ہونے (یعنی امن و امان میں رہنے) کے لئے سورہ الصافات اکیس مرتبہ پڑھنی چاہیئے۔

☆ پھر فرمایا کہ اے درویش! اللہ تعالیٰ کی عبادت کے دوران شیطان کے دفیعہ کے لئے بروزِ جمعرات پانچ مرتبہ سورہ تنزیل الکتاب پڑھنی

چاہیئے۔ (اسرارالاولیاء میں مرقوم ہے۔ کہ! یہ سورہ پانچ مرتبہ بروزِ جمعرات، اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سستی وغفلت دور کرنے کے لئے پڑھیں)

☆ طاعون کے دفیعہ کے لئے دو مرتبہ سورہ سجدہ پڑھنی چاہیئے۔ (جبکہ اسرار الاولیاء میں ہے۔ کہ! ظالموں کے دفع کرنے کے لئے سورہء سجدہ کا ختم دس مرتبہ کرنا چاہیئے)

☆ مصائب کے دفیعہ کے لئے اور سعادت کے حصول کے لئے سورہ **حٰمٓ عٓسٓقٓ** سات مرتبہ پڑھنی چاہیئے۔

☆ حفظ الایمان کے لئے اکیس مرتبہ سورہ زخرف پڑھنی چاہیئے۔

☆ سعادت کے حصول کے لئے پچھتر مرتبہ (75) سورہ دُخان پڑھنی چاہیئے۔

☆ اسرارِ الٰہی کے ظہور کے لئے سورہ **محمد** ﷺ اکتالیس مرتبہ پڑھنی چاہیئے۔

☆ فوائد الفواد میں ہے کہ! تنگی معاش دور کرنے کے لئے ہر شب سورہ جمعہ پڑھا کرو۔

جب حضرت شیخ الاسلام ؒ یہاں تک پہنچے۔ تو فرمایا۔ کہ! اے درویش! عاقل تلاوتِ قرآن سے غافل نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ! اسی قرآنِ حکیم کا ایک ایک حرف اپنے اندر اسرار وانوار کے بحرِ زخار رکھتا ہے۔ جب کسی چیز سے نعمتِ الٰہیہ کا ظہور ہو تو انسان کیسے اپنے آپ کو اس سے محروم رکھ سکتا ہے۔

فضائل وفوائد وخواصِ آیاتِ قرآنیہ :

اور حضرت موسٰی کلیم اللہ ؑ کو ایک ایسی آیت عطا کی گئی جو کہ آنحضور نبی کریم ﷺ کو عطا نہیں ہوئی۔ وہ یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ لَا تُوْلِجُ الشَّیْطَان فِیْ قُلُوْبنا وَ خَلِّصْنَا مِنْهُ اجل ان لک الملکوت والابد والسلطان والملک والحمد والارض والسماء الدھرِ اَئنا . آمین. آمین.

☆ حاکم نے ابی میسرہ سے روایت کی ہے۔ کہ یہ آیت تورات میں سات سو آیات کے برابر مرتبہ رکھتی ہے۔ **یسبح للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم**o (سورہ جمعہ۔ آیت نمبر 1)

☆ طبرانی میں حضرت ابنِ عباس ؓ سے مرفوعاً روایت ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ! ''میری اُمت کو ایک ایسی چیز ملی ہے۔ جو کسی پیغمبر کی اُمت کو نصیب نہیں ہوئی۔ اور وہ مصیبت کے وقت '**انا للہ وانا الیہ راجعون**' کہنا ہے۔''

☆ دارِ قطنی نے حضرت بریدہ ؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ! ''میں تجھ کو ایک ایسی آیت بتاتا ہوں۔ جو حضرت سلیمان نبی ؑ کے بعد میرے سوا اور کسی نبی ؑ پر ہرگز نازل نہیں ہوئی (وہ آیت یہ ہے) **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**o۔''

☆ فوائد الفواد ملفوظاتِ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی ؒ میں فرماتے ہیں کہ جو شخص رات کو سوتے وقت یہ دو آیات پڑھ کر سویا کرے۔ اِسے ضرور قرآنِ پاک حفظ ہو جاتا ہے۔ **والھکم الہ واحد لا الہ الا ... یعقلون**o

دنیا وآخرت میں بھلائی کی دُعا :

جامع راحت القلوب جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی ؒ اپنے پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر ؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص دنیا وآخرت میں بھلائی چاہے اور آتشِ دوزخ سے محفوظ رہنا چاہے تو یہ آیت پڑھا کرے۔

ربنا آتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النارo

امام جعفر صادق ؓ کا تعجب :

حضرت سیدنا امام جعفر صادق ؓ سے نقل ہے کہ آپ ؓ نے فرمایا مجھے اس آدمی پر تعجب ہوتا ہے جو چار آزمائشوں میں مبتلا کیا جائے اور وہ (ان چار آزمائشوں سے نکلنے کے لئے) چار باتوں سے غافل ہو۔

۱۔ مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جو کسی تکلیف میں مبتلا ہو اور اس آیت کو نہ پڑھے۔

رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین o

حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے **فا ستجبنا له و کشفنا ما به من ضر**۔

۲۔ مجھے اس شخص پر بھی تعجب ہے جسے کوئی غم پہنچے اور وہ اس آیت کو نہ پڑھے۔ **لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین** o

جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **فا ستجبنا له ونجینا من الغم وکذلك ننجی المؤمنین** o

۳۔ مجھے اُن لوگوں پر بھی تعجب ہوتا ہے جو کسی سے ڈرتے ہیں کہ اِن کی نگاہ سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کیسے اوجھل رہتا ہے؟ (حالانکہ یہ

پڑھنا مشکل نہیں) **حسبی اللہ و نعم الوکیل** ﴿ ایک جگہ آیا ہے۔ **حسبنا اللہ و نعم الوکیل** ﴾ کیونکہ اللہ تعالیٰ قُرآنِ مجید میں فرماتا ہے۔ **فانقلبوا بنعمة من اللہ و فضل**۔

۴۔ چوتھا مجھے اس آدمیوں پر تعجب آتا ہے جو کسی کے مکر (دھوکہ بازی) سے ڈرتے ہوں وہ یہ آیت پڑھنا کیوں بھول جاتے ہیں۔ **و افوض امری الی اللہ☆ ان اللہ بصیرم بالعباد☆** حالانکہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔ **فوقاہ اللہ سیأت ما مکرو**۔ اسی ضمن میں صاحب راحت القلوب نے نمبر والی بات کو چھوڑ دیا جبکہ نمبر چار پر یہ لکھا ہے کہ !

۴۔ چوتھا مجھے تعجب ہے اُن لوگوں پر جو بہشت کے تو مُشتاق ہیں مگر یہ نہیں پڑھتے۔ **ما شاء اللہ لا حول و لا قوۃ الا با للہ**۔ کیونکہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ! **فعسی ربی ان یؤتین خیرًا من جنتک**۔ کچھ بعید نہیں۔ کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بہتر عطا فرمادے۔

ثابت قدم رہنے کی دُعا :

جامع راحت القلوب جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی ؒ اپنے پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر ؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی بڑے بڑے کاموں میں صابر رہنے کا آرزومند ہو اور ہر معاملے میں ثابت قدم اور دشمنوں پر ظفریاب رہنا چاہتا ہو تو یہ آیت (اس کے لئے ہماری طرف سے) مجرب ہے۔ **ربنا افرغ علینا صبرا و ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکٰفرین** o ایک اور جگہ اسی کتاب میں فرماتے ہیں کہ جو شخص اسلام کے ساتھ اپنی زندگانی خوش خوش گزارنا چاہے وہ یہ آیت (مذکورہ) بکثرت پڑھا کرے۔ **ربنا افرغ علینا۔۔۔ وانصرنا علی القوم الکٰفرین** o

وہ مجھ سے ہوئے ہم کلام اللہ اللہ   کہاں میں کہاں یہ مقام اللہ اللہ
یہ رنگینیٔ نو بہار اللہ اللہ   یہ جامِ مَے خوش گوار اللہ اللہ

فراخی رزق کا مجرب وظیفہ :

جامع راحت القلوب جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی ؒ اپنے پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر ؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔ کہ! احادیثِ نبویہ ﷺ میں ہے کہ جو شخص فرض نمازوں کے بعد تین مرتبہ سورہ اخلاص، تین مرتبہ درودِ پاک اور ایک مرتبہ یہ آیت **ومن یتق اللہ یجعل لہ ... لکل شیء قدرًا** o پڑھے گا۔ (تو) اللہ تعالیٰ اُسے تین نعمتیں عطاً فرمائے گا۔ ۱۔ درازی عمر۔ ۲۔ مالِ بسیار۔ ۳۔ اِقبال مندی۔ نیز وہ (یعنی یہ وظیفہ ہر نماز کے بعد روزانہ پڑھنے والا شخص) بے حساب جنت میں داخِل ہوگا۔

قدر زر، زرگر شناسد   قدر جوہر، جوہری

اعمال مقبول ہونے کی دُعا :

جامع راحت القلوب جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی ؒ اپنے پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر ؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کے (تمام نیک) اعمال مقبول ہوں تو اس کے لئے یہ آیت ہے۔

ربنا تقبل منا انك اینت سمیع العلیم o

میں نے سیکھا ہے سمندر سے جینے کا سلیقہ   چپ چاپ سے بہنا، اپنی موج میں رہنا

دلی اطمینان وامان کی دُعا :

جامع راحت القلوب جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی ؒ اپنے پیر و مرشد حضرت بابا فرید ؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ اگر (کسی کو) یہ منظور ہو کہ اس کا دل ایمان اور امان کے ساتھ رہے اور رحمت الٰہی اس کے ساتھ شامل حال ہو تو یہ آیت پڑھے۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد از ھدیتنا و ھب لنا من لدنك رحمة ط انك انت الوھاب o

لوگ مجھ سے بھی کہہ دیتے ہیں اکثر دعا کے لئے   دیکھو کس قدر خُدا نے چھپا رکھے ہیں میرے عیب

اولیاء اللہ میں شامل ہونے کی دُعا :

جامع راحت القلوب جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی ؒ اپنے پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر ؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دوستانِ خُدا میں جمع ہونا چاہے تو وہ یہ آیت بکثرت پڑھے۔

ربنا انك جامع الناس لیوم الا ریب فیه ط ان اللہ لا یخلف المیعاد o

حصولِ اولاد یا واپسی گریختہ کے لئے دُعا :

جامع راحت القلوب جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ اپنے پیرومرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی کو کوئی مہم درپیش ہو یا کسی کا غُلام بھاگ گیا ہو یا وہ نیک و پارسا فرزند کا خواہاں ہو تو وہ یہ آیت پڑھا کرے۔ **رب ھب لی من لدنک ذریة طیبة ۔ انک سمیع الدعاء** o بعد ازاں فرمایا کہ حضرت زکریاؑ نے یہی آیت پڑھی تھی کہ رب ذوالجلال نے حضرت یحییٰؑ جیسا فرزند عطا فرمایا۔

ندامت کے چراغوں سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
اندھیری رات کے آنسو، خُدا سے بات کرتے ہیں

رحمت و برکت اور وسعتِ رزق کے حصول کی دُعا :

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ اپنے پیرومرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ رحمت و برکت اس پر نازل ہو اور وہ اپنی روزی میں وسعت پائے اور وہ کسی کا مُحتاج نہ رہے تو یہ آیت پڑھا کرے۔

ربنا انزل علینا مآئدة من السماء ... وانت خیر الرازقین o

ظُلم سے بچنے کی دُعا :

جامع راحت القلوب جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ اپنے پیرومرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی یہ چاہے کہ دنیا و آخرت میں ظالمین کے ساتھ شریک نہ ہو تو یہ آیت پڑھا کرے۔

ربنا لا تجعلنا... القوم الکٰفرین o

صالحین کے درجے پر پہنچنے کی دُعا :

جامع راحت القلوب جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ اپنے پیرومرشد حضرت بابا فرید گنج شکرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی چاہے کہ صالحین کے درجے تک پہنچے تو یہ آیت پڑھا کرے۔ **فاطر السموت والارض ط انت ولی فی الدنیا والآخرة o توفنی مسلما و الحقنی بالصلحین** o

کفار پر فتح یاب ہونے کی مجرب دعا :

جامع راحت القلوب جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ اپنے پیرومرشد حضرت بابا فرید گنج شکرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے۔ کہ کُفار اس پر حاوی نہ ہوں۔ تو وہ یہ آیت پڑھا کرے۔ **ربنا لا تجعلنا فتنة للذین کفروا واغفرلنا ربنا انک انت العزیز الحکیم** o (ترجمہ) اے ہمارے پروردگار! ہمیں کفار کا تختۂ مشق نہ بنائیے۔ اور اے ہمارے پروردگار! ہماری مغفرت فرمادیجئے۔ یقیناً آپ اور صِرف آپ کی ذات وہ ہے۔ جس کا اقتدار بھی کامل ہے۔ جس کی حکمت بھی کامل ہے۔ (**سورہ ممتحنة** ۔ آیت نمبر 05) (چاہیئے کہ پہلے تو پیر خود عمل کرے۔ اور پھر مرید سے کروائے۔ تاکہ فوائد سے مستفیض و متنفع ہوسکے)

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

ظالموں سے نجات پانے کی دُعا :

جامع راحت القلوب جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ اپنے پیرومرشد حضرت بابا فرید گنج شکرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص ظالموں کے ہاتھ سے نجات پانا چاہے تو لازم ہے کہ اس آیت کا وِرد کرے۔ **ربنا اخرجنا من ھذہ القریة الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیراً** o اس آیت کا پڑھنے والا ہمیشہ مظفرو منصور رہے گا۔

کثیر علوم کے حفظ کا مجرب عمل :

صاحب خزینۃ الاسرار جناب علامہ حقی نازلیؒ فرماتے ہیں۔ کہ امام غزالیؒ خواص القرآن میں رقم طراز ہیں۔ کہ جو شخص تمام علوم کے حفظ کا خواہش مند ہو تو اسے چاہیئے۔ کہ ایک نہایت پاکیزہ برتن (مثل طشتری مگر بغیر لائن و ڈیزائن) پر درج ذیل آیات لکھ کر صبح سویرے نہار منہ آب زم زم سے دھو کر پیا کرے۔ تو ایسا شخص جو بھی چیز سنے گا یا پڑھے گا۔ تو ان آیات کی برکات سے یاد کرلے گا (یاد رہے کہ یہ آیات روزانہ لکھ کر خشک ہونے کے بعد آب زم زم یا عرق گلاب سے دھو کر پیتا رہے) یہ عمل نہایت مجرب المجرب اور مستند ہے۔ آیات شریفہ یہ ہیں۔

(بسم الله الرحمن الرحيم) الرحمن ۔ علم القرآن ۔۔۔ والشجر يسجدان ۔(سورہ رحمٰن)

لا تحرك به لسانك ۔۔۔ ان علينا بيانه (سورہ القیمۃ آیت نمبر ۱۶ سے ۱۹ تک)

بل هو قرآن مجيد ۔۔۔ في لوح محفوظ ۔ (سورہ بروج آیت نمبر ۲۱۔۲۲)

سنقرئك فلا تنسى ۔(سورہ اعلیٰ آیت نمبر ٦) **اقراء وربك ۔۔۔ ما لم يعلم ۔**(سورہ علق آیت نمبر ۳ سے ۵ تک)

صالحین کے ساتھ حشر ہونے کی دُعا :

جامع راحت القلوب جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ اپنے پیرو مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ جب آدمی یہ چاہے کہ اس کا حشر نیک مَردوں کے ساتھ ہو اور وہ عرصاتِ قیامت کو بھی دیکھ لے تو یہ آیت پڑھے۔ **ربنا وآتنا ما وعدتنا على رسلك ولا تخزنا يوم القيمة ط انك لا تخلف الميعاد o** مزید چل کر آگے فرماتے ہیں کہ ایک شخص فسق و فجور کے سبب مشہور تھا جب وہ مَرا تو اس شخص کو کسی نے خواب یں اولیاء اللہ اور دوستانِ خُدا کے ساتھ دیکھا تو اس سے پوچھنے پر پتا چلا کہ وہ اس آیت کو خلوصِ دل کے ساتھ پڑھا کرتا تھا۔

ہزار خویش کہ بیگانہ از خُدا باشد
ندائے یک تن بیگانہ کاشنا باشد

ایک اہم وظیفہ :

حضرت امام مبارکؒ اپنے پیرو مرشد حضرت سیدی عبدالعزیز الدباغؒ کے ملفوظات بنام ''**الابریز**'' میں بیان کرتے ہیں کہ سیدی دباغؒ نے فرمایا کہ سورہ ملک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ **الا يعلم من خلق وهو اللطيف الخبيرo** ۔ جو شخص اِس آیت کو کثرت سے تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے فقر، جہالت، آزمائش، گناہ، اور نقصان سے محفوظ رکھے گا۔(انشاءاللہ تعالیٰ)

دل میں نورِ ایمان کامل ہونے کی دُعا :

جامع راحت القلوب جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ اپنے پیرو مرشد حضرت بابا فرید گنج شکرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص یہ چاہے کہ نور ایمان اس کے دل میں کامل ہو تو یہ آیت پڑھا کرے۔

ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انك على كل شئ قدير o

نزولِ باراں کا مجرب و بے مثل عمل:(بارگاہ الٰہیہ میں التجاء):

مولانا مولوی حقی نازلیؒ نے اپنی گراں مایہ تصنیف مبارکہ **خزينة الاسرار جليلة الاذكار** میں فرمایا ہے۔ کہ سنگریزوں پر طلب بارش کیلئے آیات قرآنیہ کا پڑھنا ایک مستحسن امر ہے۔ کہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ، علامہ ابن سیرینؒ وغیرہ کبار تابعینؒ سے اس طرح مروی ہے کہ ستر ہزار کنکریوں پر یہ آیت پڑھی جائے۔ **وَهُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْ بَعْدِہٖ مَا قَنَطُوْا وَیَنْشُرُوْا رَحْمَتَه‘ وَهُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ** ۔ (سورہ شوریٰ ۔ **نمبر ۲۸**) اور ہر سینکڑہ کے بعد یہ دعا پڑھی جائے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تُهْلِکْ بِلَادَکَ بِذُنُوْبِ عِبَادِکَ وَلٰکِنْ بِرَحْمَتِکَ الشَّامِلَةِ اَسْقِنَآ مَآءٍ غَدْقًا تُحْیٖ بِهِ الْاَرْضِ وَتُرْوٰی بِهِ الْعِبَادِ . اِنَّکَ عَلٰی شَیْءٍ قَدِیْرٌo

پھر ان تمام سنگریزوں کو پاک صاف بہتے ہوئے پانی میں یا کسی پاک صاف حوض کے کھڑے پانی میں ڈال دیں۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور بارانِ رحمت کا نزول فرمائے گا۔

☆ اسی طرح سے صاحب **خزينة الاسرار** (حقی نازلیؒ) نے اپنے مجربات میں کافی تعریف و توصیف کے ساتھ لکھا ہے۔ کہ ! جو شخص کسی طاہر و مغسول و خشک گھوڑے کی پیشانی پر یہ آیتِ کریمہ لکھے۔(**فتحنا ابواب السمآء بما منهمر ۔ و فجرنا الارض عيونا فالتقى الماء علٰى امر قد قدر**) پھر اُس گھوڑے کو جاری پانی یا ٹھہرے پانی میں ڈال لے۔ تو (اللہ کریم کے خصوصی فضل و کرم و مہربانی سے) فوراً بارش اُتر پڑے گی۔ اور جب بقدرِ ضرورت بارش برس جائے گی۔ مزید بارش کی ضرورت نہ ہو۔ تو وہ تحریر شدہ سر پانی سے نکال لیں۔ اس عمل کا بارہا تجربہ کیا گیا۔

جب گناہ یاد آ جائیں تو:

جب کسی کو اپنے گناہ یاد آ جائیں تو ایسے وقت میں اُس شخص کو چاہیئے کہ یوں کہے۔ **رب انی ظلمت نفسی فاغفر لی وار حمنی**

. انک انت الغفور الرحیم . گناہوں سے بچاؤ کا مجرب طریقہ یہ ہے کہ!

۱۔ اپنے کئے ہوئے گناہ پر وہ ایسے غمگین ہو جیسا کہ اُس کا عزیز ترین اکلوتا بیٹا اچانک نوجوانی میں فوت ہو جائے۔

۲۔ اپنے ساتھ یہ عہد کرے کہ آئندہ کسی بھی چھوٹے یا بڑے گناہ کی طرف قطعًا توجہ نہ دے۔

۳۔ ہر وقت استغفار کرتا رہے اور مندرجہ بالا دُعا کے ترجمہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اِس دعا کو بار بار پڑھتا رہے۔

حد چاہیئے سزا میں عقوبت کے واسطے
آخر گناہ گار ہوں کافر نہیں ہوں میں

اخلاق واحوال میں اصلاح پیدا کرنے کا مجرب ومستند عمل :

اخلاق واحوال میں درستی واصلاح پیدا کرنے کے حصول کے لئے ایک عمل یہاں پر پیش کیا جا رہا ہے۔ جو کہ دراصل حضرت مولانا مولوی حقی نازلیؒ کی گراں مایہ تصنیف مبارکہ **خزینة الاسرار الکبری** میں درج ہے۔ آپؒ اِس ضمن میں فرماتے ہیں۔ کہ! کہ جو شخص **سورۃ اخلاص** (1000) ایک ہزار بار معہ تسمیہ اور **آیت الکرسی** (313) تین سو تیرہ مرتبہ اور **درود تنجینا** بھی (1000) ایک ہزار بار پڑھ کر ایسے شخص کی قمیص پر دَم کر دے۔ جو کہ زنا ، شراب نوشی ، جوا اور والدین کی نافرمانی جیسے محرمات وگناہوں میں مبتلا ہو۔ جب وہ زانی، شراب خور، جواری اور والدین کا نافرمان شخص اس پڑھی ہوئی قمیص کو پہنے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے اخلاق اور احوال کی اصلاح فرما دے گا۔ اور ہم نے بارہا اسکا تجربہ کیا ہے۔ بشرطِ کہ! صدقِ نیت سے اِس عمل کو کم از کم تین یا پانچ مرتبہ عاصی کی قمیص پر کیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کلی فوائد حاصل ہوں گے۔

بُرے لوگوں کے لئے اصلاحی عمل :

اگر کوئی شخص شراب نوشی، جوئے، سود خوری، زنا کاری اور جھوٹ وچغلی وغیرہ جیسے معاصی میں مبتلا ہو تو بروز جمعة المبارک بعد نماز جمعہ کسی پیالے یا طشتری (جو کہ سفید رنگ کی ہو اور اس پر کوئی ڈیزائن، لائینیں، یا پھول وغیرہ نہ ہو) پر ان آیتوں کو لکھے پھر جب یہ آیتیں خشک ہو جائیں تو پیالے یا طشتری میں آب باراں (بارش کا پانی) ڈال کر پھر اس پانی پر ستر مرتبہ ان آیتوں کو پڑھ کر پانی پر پھونک ماریں پھر بحالت وضو ہی میں اس پانی کے ساتھ گیہوں کا آٹا گوندھ کر روٹی پکائیں پھر جس شخص کی اصلاح کا ارادہ ہوا سے ہفتے کے دن صبح نہار منہ (خالی پیٹ) روٹی کھلائیں اور اسی طرح سے اتوار اور پیر کی صبح بھی، متواتر تین، پانچ یا زیادہ سے زیادہ نو دن تک روٹی کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور اس معاصی شخص سے برائیوں کو ختم فرما دے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور اس طرح گناہوں میں پھنسے ہوئے آدمی کی حالت تبدیل ہو کر کچھ یوں ہو جائے گی۔ پردہ دامان اکابر ہیں نگاہیں دل علم کا گنجینہ انوار ہے گویا آزادی کامل کے لئے رزم عمل میں اخلاص کی چلتی ہوئی تلوار ہے گویا اور اگر ہر جمعة المبارک کو یہ عمل کیا جائے اور ہفتہ سے جمعہ تک یہ روٹی اس معاصی کو کھلائیں۔ پھر دوسرے جمعہ اور تیسرے جمعہ تک بھی یہ عمل کیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے۔ کہ وہ شخص تا حیات ہمہ قسم برائیوں سے دور رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ جو بھی شخص یہ عمل کسی معاصی کے لئے کرے وہ نمازی متقی اور دیندار ہو تا کہ عمل میں سرعت وتاثیر یقینی ہو۔ آیات ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ o يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّمَا الۡخَمۡرُ وَالۡمَيۡسِرُ وَالۡاَنۡصَابُ وَالۡاَزۡلَامُ رِجۡسٌ مِّنۡ عَمَلِ الشَّيۡطٰنِ فَاجۡتَنِبُوۡهُ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ . اِنَّمَا يُرِيۡدُ الشَّيۡطٰنُ اَنۡ يُّوۡقِعَ بَيۡنَكُمُ الۡعَدَاوَةَ وَ الۡبَغۡضَآءَ فِى الۡخَمۡرِ وَالۡمَيۡسِرِ وَيَصُدَّكُمۡ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّنۡتَهُوۡنَ . وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاحۡذَرُوۡا ۚ فَاِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوۡلِنَا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ o (سورہ مائدہ نمبر۹۰۔۹۱)

صاحب **خزینة الاسرار** (حقی نازلیؒ) نے اس عمل کو اپنے مجربات میں کافی تعریف وتوصیف کے ساتھ لکھا ہے۔

سورہ توبہ کی آخری آیت کی فضیلت وخواص: (لقد جآءکم ـــــــ العرش العظیم۔) :

احادیثِ نبویہ ﷺ میں ہے۔ کہ جو کوئی نمازِ فجر کے بعد سات مرتبہ یہ آیت پڑھے۔ **بسم الله الرحمن الرحيم o فان تولو فقل حسبی الله لا اله الا هو عليه توكلت وهو رب العرش العظيم o** تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دن بھر کافی ہوگا۔ اگرچہ (پڑھنے والا) توکل میں سچا نہ ہو۔ اگر شام کو پڑھے تو صبح تک یہی اثر رہے گا۔ (انشاء اللہ العظیم)

حضرت ابن الحاج تلسمانی المغربی ؒ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ''شموس الانوار'' میں رقم طراز ہیں۔ کہ! جو اِس آیت کو ہر دن یا رات سات مرتبہ پڑھا کرے۔ وہ اُس دن یا رات لوہے سے ہلاک نہ ہو۔ اور نہ ہی اچانک اُسے موت آئے گی۔ انشاء اللہ۔

لقد جآء کم ... العرش العظیم کے تعویذ کے فوائد وفضائل اور خواص :

اِس آیت کا تعویذ عجیب وغریب اور کئی اقسام کے خواص وفوائد کا حامل ہے۔ جن سے چند ایک یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔ جو کہ عرق گلاب، مشک و زعفران سے بنایا جاتا ہے۔ (اس نقش کی دو چالیں بھی دی گئی ہیں۔ نقش سے فوائد حاصل کرنے کے لئے چال کے عین مطابق نقش پُر کیا جائے گا)

بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی بڑا بے اَدب ہوں سزا چاہتا ہوں

1۔ جو کوئی اِس نقش کو اپنے پاس رکھے گا۔ لوہا یا تلوار و خنجر کا اثر نہ ہوگا۔ (بمثل تیغ بند) حاملِ تعویذ ہذا جنگ میں محفوظ رہتا ہے۔ ان شاء اللہ۔

2۔ اِس تعویذ کو پاس رکھنے والا مرجع خلائق ہو جاتا ہے۔ اور دشمنان کی زبانیں بند ہو جاتی ہیں۔ انشاء اللہ۔

3۔ اِس تعویذ کو پاس رکھنے والا اگر کسی خوفناک جگہ یا کسی درندوں وخطرناک جانوروں کے جنگل میں چلا جائے تو حفظ میں رہے۔ ان شاء اللہ۔

4۔ حامل تعویذ ھذا کی لوگوں وجنات پر عجیب ہیبت طاری رہتی ہے۔ اِسی لئے جن وانس حامل تعویذ ہذا کو ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ ان شاء اللہ۔

5۔ ہر عارضہ اور جمیع امراض سے نجات مل جاتی ہے۔ بشرطیکہ تعویذ کو گلے میں ڈال کر آیت کو روزانہ 313 مرتبہ پڑھا بھی جائے۔ ان شاء اللہ۔

6۔ اِس تعویذ کو رکھنے والا ہر شخص (مرد وعورت) ہر قسم کی برائیوں، زنا ونشہ جات سے محفوظ و مامون رہتا ہے۔ انشاء اللہ۔

7۔ اِس تعویذ کو اگر مال واسباب میں رکھا جائے تو وہ مال واسباب چوری ہونے سے محفوظ رہے گا۔ انشاء اللہ۔

8۔ اگر اِس تعویذ کو کسی برتن میں لکھ کر اُس میں آبِ باراں ڈال کر وہ پانی کسی پھل دار درخت میں ڈالا جائے تو اُس درخت کے پھل ضائع نہیں ہوں گے۔ بفضلِ خُدا اُن درختوں کے پھل وفروٹ میں بھی خیر وبرکت ہو جاتی ہے۔ انشاء اللہ۔

9۔ حامل تعویذ ھذا پر کسی قسم کا سحر وجادو یا آسیبی وجناتی اثر نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی ایسا شخص کسی قسم کی قید وبند کا شکار ہوتا ہے۔ ان شاء اللہ۔

10۔ حامل تعویذ ھذا کو ہر قسم کے زہر، درد کمر، درد سر، درد پیٹ، درد جوڑ وپٹھے سے نجات رہتی ہے۔ ان شاء اللہ۔

11۔ اگر اِس تعویذ کو لکھ کر اپنے مکان کے بالا خانے یا درخت پر باندھا جائے تو اُس گھر میں سارق کبھی داخل نہ ہو سکے۔ ان شاء اللہ۔

12۔ اگر کوئی سوداگر اِس تعویذ کو اپنے مال میں یا کوئی دکاندار اپنی دکان میں رکھے تو وہاں خیر وبرکات کا نزول ہو۔ انشاء اللہ۔

13۔ اگر کوئی شخص انہیں آیات کو بعد ہر نماز صد مرتبہ ہمیشہ پڑھتا رہے۔ اور یہ تعویذ بھی گلے میں موجود ہو۔ تو ایسا شخص لمبی عمر پائے۔ ان شاء اللہ

العظیم	العرش	رب	و هو	تو کلت	علیه	الا هو	لا اله	الله	العظیم
الله	حسبی	فقل	تو لوا	فا ن	رحیم	رؤ ف	با لمؤ منین	حسبی	العرش
لا اله	با لمؤ منین	علیکم	حریص	ما عنتم	علیه	عزیز	علیکم	فقل	رب
الا هو	رؤ ف	عزیز	ا نفسکم	من	رسول	انفسکم	حریص	تو لو ا	و هو
علیه	رحیم	علیه	رسول	**لقد جآ ء کم**	**لقد جآ ء کم**	من	ما عنتم	فا ن	تو کلت
تو کلت	فا ن	ما عنتم	من	**لقد جآ ء کم**	**لقد جآ ء کم**	ر سول	علیه	رحیم	علیه
و هو	تو لو ا	حریص	انفسکم	ر سو ل	من	انفسکم	عزیز	رؤ ف	الا هو
رب	فقل	علیکم	عزیز	علیه	ما عنتم	حریص	علیکم	با لمؤ منین	لا اله
العرش	حسبی	با لمؤ منین	رؤ ف	رحیم	فا ن	تو لو ا	فقل	حسبی	الله
العظیم	الله	لا اله	الا هو	علیه	تو کلت	و هو	رب	العرش	العظیم

اسی نقش کی چالیں دو طرح سے بنائی جا سکتی ہیں۔ ایک **Clockwise** جبکہ دوسری **Anti Clockwise** بنے گی۔ بہرحال

دونوں چالیں یہاں درج کی جا رہی ہیں۔ تا کہ شائقین و قارئینِ کتاب ہذا کو نقش پر کرنے میں آسانی میسر ہو۔

100	95	90	85	84	79	74	69	68	99
65	64	59	54	49	48	43	38	23	94
70	39	34	29	28	23	18	33	58	89
75	44	19	14	9	8	13	32	53	88
80	45	24	5	4	3	12	27	52	83
81	50	25	10	1	2	7	22	47	78
86	55	30	15	6	11	16	17	42	73
91	60	35	20	31	26	31	36	37	72
96	61	40	41	46	51	56	57	62	67
97	66	71	76	77	82	87	92	93	98

اسی نقش کی ایک اور چال اس طرح سے بھی ہے۔

99	68	69	74	79	84	85	90	95	100
94	23	38	43	48	49	54	59	64	65
89	58	33	18	23	28	29	34	39	70
88	53	32	13	8	9	14	19	44	75
83	52	27	12	3	4	5	24	45	80
78	47	22	7	2	1	10	25	50	81
73	42	17	16	11	6	15	30	55	86
72	37	36	31	26	31	20	35	60	91
67	62	57	56	51	46	41	40	61	96
98	93	92	87	82	77	76	71	66	97

باب نمبر

5

تلاشِ اسمُ اللہُ العظیم الاعظم

بمطابق

احادیث واقوال وآثار

مع

کتاب الرموز والاسرار مخفیہ مکنونہ

اِسمُ اللهُ العظیمُ الاعظم

اسم اللہ العظیم الاعظم کے ضمن میں ہم اگر مختلف علماء وفضلاء، محدثین ومفسرین، عاملین و ماہرینِ روحانیہ کی کتب و آراء، ملفوظات ومکتوبات کا بغور مطالعہ کریں۔ تو ہمیں مندرجہ ذیل باتوں کی آ گاہی وشناسائی میسر ہوگی۔ جیسے کہ ! اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء فضیلت و برکت کے اعتبار سے مساوی ہیں۔ کسی اسم کو دوسرے اسم پر فضیلت وفوقیت حاصل نہیں ہے۔ اور احادیث وآثار میں جو اسم اعظم مذکور ہے۔ وہاں پر اعظم دراصل عظیم کے معنٰی میں مستعمل ہوا ہے۔ اگر کوئی اسم اعظم ہوتا۔ تو رسول اللہ اپنی اُمت کے لئے تقرر وتعین فرما کر اس اسم اعظم کے توسل سے دعا مانگتے۔ کیونکہ آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی بھی انسان اس عظیم اُمت کا غمگسار و ہمدرد نہیں۔ لہذا فضیلت وحکم میں تمام اسماء برابر ہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **قل ادعوا الله او ادعوا الرحمٰن ط ایا ما تدعوا فله الاسمآ ء الحُسنٰی** ---۔ اے محمد ﷺ کہہ دو کہ! اللہ کو پکارو یا رحمان کو، جس نام سے بھی اسے پکارو۔ سب اُسی کے نام ہیں ---

اس ضمن میں مؤلف کتاب ہٰذا (فقیر عبدالرؤف القادری) قارئینِ کتاب وشائقین علومِ روحانیہ کی خدمت اقدس میں نہایت ادب و احترام سے عرض پرداز ہے۔ کہ! ہمیں اس بات پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ جو لوگ اسم اعظم کے وجود کے منکر ہیں۔ اِن کے انکار کی وجہ کیا ہے؟ آیا یہ بات عقلاً محال ہے۔ یا شرعاً--- چنانچہ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ! یہ بات عقلاً وشرعاً محال نہیں، اس بات کی عقلی دلیل تو یہ ہے۔ کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ! **افضل الذکر لا اله الا الله ، افضل الدعا الحمد لله** ---۔ الخ (تمام اذکار میں سے) افضل (ترین) ذکر **لا اله الا الله** ہے۔ اور (تمام ادعیہ میں سے) افضل (ترین) دعا **الحمد لله** ---۔ (الخ) ہے۔

اِسی طرح سے نمازوں میں سے سب سے زیادہ فضیلت فرض نماز کو، نوافل میں سے سب سے زیادہ فضیلت تہجد کی نماز کو حاصل ہے۔ اِسی لئے یہ بات قطعاً واضح وعیاں ہوگئی۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے افضلیت کا پیمانہ اور معیار ضرور مقرر فرمایا ہوگا۔ البتہ یہ بات بھی ضرور ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ! اگر کوئی شخص کسی ایک اسم الٰہی کو کوئی مقرر تعداد سے پڑھنے کا مسلسل اہتمام کرتا ہے۔ تو اسے اِسی اسم الٰہی سے اسم اعظم جیسے خواص وفضائل میسر ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء اور آیت قرآنیہ بمنزلہ وسیلہ استجابت ہیں۔ کچھ لوگ چند قرآنی آیاتِ کریمہ جیسے **آیتُ الکرسی** یا یہ تین آیاتِ کریمہ **لا اله الا انت سبحٰنك انی کنت من الظالمین** ٥ یا پھر **حسبنا الله و نعم الوکیل** ٥ یا پھر **سلٰم قف قولًا من رب رحیم** ٥ یا پھر **اسماء الحسنی** بمثل **یا اللہ یا حی یا قیوم ، یا وهاب ، یا ذوالجلال والاکرام** ---۔ وغیرہم کو پڑھ کر اپنی حاجات میں استجابت ملاحظہ کرتے ہیں۔ اِسی ضمن میں اِس آیت کو دلیل بنایا جاتا ہے۔ **قل ادعوالله اوادعوالرحمٰن ط ایا ما تدعوا فله الاسمآ ء الحُسنٰی** ---۔ اے محمد ﷺ کہہ دو کہ! اللہ کو پکارو یا رحمان کو، جس نام سے بھی اسے پکارو سب اُسی کے نام ہیں---

مگر یاد رہے۔ کہ اگر اعظم بمعنی عظیم ہوتا۔ تو ہمیں اِس حدیثِ نبوی ﷺ کی طرف ضرور رجوع کرنا چاہیئے کہ !

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب ؓ سے استفسار فرمایا۔ کہ! قُرآنِ کریم میں اعظم آیت کون سی ہے؟ تو اُنہوں نے جواباً عرض کیا! **الله لا اله الا هو الحی القیوم** ---۔ الخ (آیت الکرسی) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے ابوالمنذر ؓ تجھے تیرا علم مبارک ہو۔

کچھ لوگوں کا یہ بھی گمان ہے۔ کہ ہم اسم اعظم سے دعا کرتے ہیں۔ مگر ہماری دعا قبول نہیں ہوتی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جہاں تک میرا خیال ہے تو اس سوال کے چند جوابات یہ ہو سکتے ہیں جیسے کہ!

1۔ دعا کا قبول ہونا صرف اور صرف اللہ جل شانہ کے فضل وکرم اور عطیہ الٰہیہ پر ہی منحصر ہے۔ نہ کہ ہمارے اوراد و وظائف، نوافل یا نیکیوں سے۔ 2۔ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی اسم کے بارے میں یہ قطعی طور پر یقین سے نہیں کہا جا سکتا۔ کہ جس اسم سے اُس بندہ خدا نے دعا کی ہے۔ وہی دراصل اسم اعظم ہو۔ بلکہ انسانی ظن ہی ہوتا ہے کیونکہ اسم اعظم کی تعیین میں علماء کا اختلاف ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ! جب دعا مانگنے والے کے نزدیک اسم اعظم ہی متعین ومقرر نہیں۔ تو وہ کیونکر یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ! میں نے اسم اعظم سے دعا مانگی مگر قبول نہ ہوئی۔ 3۔ دعا کی قبولیت کے لئے تو انسان کی اپنی اندرونی کیفیت، عاجزی، انکساری اور صدقِ نیت وخلوص ہے۔ کیونکہ ہم جب اپنے معاشرے میں بسنے والے عوام الناس کا بغور مطالعہ کرتے ہیں۔ تو ہمیں یہ بات بھی معلوم ہو جاتی ہے۔ کہ! اگر کوئی ہندو، مندر میں، کوئی عیسائی، گرجا میں، کوئی آتش پرست آتش کدہ میں آگ کے سامنے بیٹھ کر، یا کوئی رب العالمین کو سرے سے نہ ماننے والا بھی جب دعا کرتا ہے۔ تو ہر شخص کی دعا تو صرف اور صرف وہی ایک ذات (جو کہ **وحده لا شریك**) ہے۔ جو اس کی دعا اور حاجت کو درجہ قبولیت عطا فرماتے ہوئے انعامِ استجابت عنایت فرماتی ہے۔ کیونکہ!

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ! **امن یجیب المضطر اذا دعاہ۔**

بہرحال دعا کی قبولیت کے ضمن میں ایک مشہور ومعروف حدیثِ نبوی ﷺ ہے کہ!

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ یا تو سائل کا مطلوب (مطلوب یعنی کہ! سائل کی مطلوبہ چیز، کہ جس کی اُس نے دعا مانگی ہوتی ہے) اُسے مِل جاتا ہے۔ یا اِس دعا کے عوض اِس کے لئے قیامت کے دِن تک ذخیرہ کرلیا جاتا ہے۔ اور سائل کے لئے وہ ذخیرہ آخرت کہیں بہتر ہوتا ہے۔ اور یا اِس دعا کے سبب سے اُس (یعنی دعا کرنے والے) کے سر سے کوئی بلا ٹال دی جاتی ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی یہ دعا کہ! میری اُمت دنیا کے کسی عذاب میں مبتلا نہ کی جائے۔ اس لئے قبول نہ ہوئی۔ تا کہ قیامت کے دن دنیا کے فتنوں کے عوض اُمت کے حق میں حضورِ اکرم ﷺ کی سفارش قبول کی جائے۔ اور آنحضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ! میری اُمت مرحوم ہے۔ آخرت کے دن اِسے عذاب نہ ہوگا۔ اور دنیا میں انہیں زلزلوں اور فتنوں کا عذاب ہوگا۔

غافل تجھے گھڑیال دیتا ہے منادی   خالق نے تیری عُمر کی اک سانس گھٹا دی

تمام اسماء میں اسم اعظم کوفوقیت حاصل ہونا :

مذکورہ بحث سے یہ بات تو بہرحال عقلاً ثابت ہو ہی گئی۔ کہ! اسم اعظم واقعتاً ہے اور یہی اسمِ اعظم اللہ تعالیٰ کے باقی تمام اسماء پر افضلیت وفوقیت رکھتا ہے۔ اور یہ بات ناممکنات سے ہے۔ کہ یہ اسمِ اعظم قُرآنِ کریم میں وجود نہ رکھتا ہو۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین کتاب ہے۔ اور جس کو باقی تمام الہامی کتب وصحائف پر افضلیت وفوقیت حاصل ہے۔ اور ارشادِ ربانی ہے کہ! **ما فرطنا فی الکتاب من شیء۔** (سورہ انعام۔ آیت نمبر 38) کوئی (بھی) ایسی شئے نہیں جو ہم نے قُرآن میں نہ لکھی ہو۔ لہذا قُرآنِ مجید میں اسم اعظم ضرور واقع ہے۔ اب ضرورت تو اس امر کی ہے۔ کہ! قُرآنِ پاک میں یہ اسم اعظم کہاں واقع ہے؟

اِس ضمن میں دو مشہور ومعروف احادیثِ نبویہ ﷺ بھی پیشِ خدمت ہیں۔

ا۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ! اسمِ اعظم (قرآن پاک کی) تین سورتوں میں ہے۔ بقرہ، آلِ عمران، طٰہٰ (مستدرک حاکم)

۲۔ حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ! نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ! اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم اِن دو آیتوں میں ہے۔ **والھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمٰن الرحیم** ٥ (اور دوسری آیت) **الم اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم** ۔ یہ روایت جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن ابنِ ماجہ، دارمی شریف میں ہے۔

لہذا یہ بات ثابت ہوگئی۔ کہ اسم اعظم قرانِ پاک میں بہرحال وبہرصورت لازمًا موجود ہے۔ لیکن یہ اُسی طرح مخفی ہے۔ جیسے کہ 1۔ ماہِ رمضان میں شب قدر، 2۔ جمعہ کے دن میں ساعتِ قبولیت، 3۔ اولیاء اللہ کے سردار قطب الاقطاب یعنی غوثِ وقت، 4۔ مجددِ زمانہ (جس کو امام وقت بھی کہا جاتا ہے) جو کہ صرف اور صرف مسلمانوں کے اہلِ سنت والجماعۃ میں سے ہی ہو سکتے ہیں۔ وغیرہم۔ تا کہ لوگ ان کی تلاش میں مستعد وکوشاں رہیں۔ اور جس پر یہ عیاں ہوں۔ تو اُن پر لازم ہے۔ کہ عوام الناس میں ڈھنڈورا نہ پیٹیں۔ کیونکہ جس کو اللہ تعالیٰ پوشیدہ رکھنا چاہتا ہو۔ اور صرف مستحقین تک پہنچائے۔ تو مستحق لوگ بھی اُسے پوشیدہ رکھیں۔

اِسی ضمن میں مؤلف کتاب (اسرارِ محبوب) قارئینِ کتاب کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ! بعض حاملین علم لدنیہ وولایتِ کاملہ فرماتے ہیں۔ کہ! اسم اعظم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دن میں 14 مرتبہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دن میں فقط 4 مرتبہ وِرد معمول رکھے ہوئے تھے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اسمِ اعظم کے متعلق آیاتِ قُرآنیہ واحادیثِ نبویہ ﷺ اورآثارسلف صالحین :

اسمِ اعظم کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ! **واتل علیھم نبا الذی آتینہ اٰیٰتنا فا نسلخ منھا** ۔ یعنی اِن کو اس شخص کی خبر سنا دے۔ جس کو ہم نے اپنی آیتیں دی تھیں۔ اور وہ اِن سے نکل گیا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابنِ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ اِس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں۔ کہ! اس آیت میں جس شخص کا ذِکر ہے۔ وہ دراصل بنی اسرائیل کا آدمی **بلعم باعور** تھا۔ اور اسے اسمِ اعظم معلوم تھا۔ جن کا قصہ مشہور ہے۔

اور اِسی طرح کی دوسری آیت یہ بھی ہے! **قال الذی عندہ علم من الکتٰب انا اتیک** ۔۔ اکثر مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں۔ اس آیتِ عظیمہ میں جس شخص کو کتاب کا علم دیا گیا۔ وہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے چچازاد بھائی **آصف ابنِ برخیا** رضی اللہ عنہ تھے۔ جنہوں نے اسمِ اعظم کے ذریعے سے حضرت سلیمان نبی علیہ السلام کی آنکھ جھپکنے سے قبل ہی تختِ بلقیس کو آن حاضر کیا تھا۔

☆☆ بہر حال اب اسمِ اعظم کے متعلق چند احادیثِ نبویہ ﷺ پیش خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وقوف وادراک عطا فرمائے۔ آمین۔ کیونکہ اسمِ اعظم کا پانا نعمتِ بے بہا اور اس دنیا کی نعمتوں میں سے بہت ہی بڑی اور عظیم ترین انعام وسعادت ہے۔

☆۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا ایک شخص نے اِس طرح دُعا مانگی۔

یا بدیع السمٰوٰت یا حی یا قیوم انی اسئلك ۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو اس نے کس چیز کے ساتھ دعا کی؟ مجھے قسم ہے اس ذاتِ پاک کی۔ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے نام (اسم اعظم) کے ساتھ دعا کی جب اس کے ذریعے دعا کی جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فوراً قبول فرماتا ہے۔ (الادب المُفرد للبُخاری)

☆۔ حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ایک شخص کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ پس جب اس نے رکوع اور سجدہ کیا۔ تو اس میں یوں دُعا کی۔ **اللهم انی اسئلک بان لک الحمد لا اله الا انت بدیع السمٰوٰت والارض یا ذالجلال والاکرام یا حی یا قیوم** ☆ایک روایت (کے آخر میں یہ) بھی ہے۔ **اسئالک الجنة واعوذ بک من النار** ۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس نے اللہ تعالیٰ سے اسمِ اعظم کے ذریعے سے دعا کی ہے جب اس (یعنی اسم اعظم) کے ذریعہ سے دعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے (مستدرک حاکم، ابوداود فی السنن)

☆۔ حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو یہ کلمات کہتے ہوئے سُنا۔

اللهم انی اسئلک بان لک الحمد لا اله الا انت. انت الحنان المنان بدیع السمٰوٰت والارض ذوالجلال والاکرام . اسئلک الجنة واعوذبک من النار ☆ یہ سن کر آنخضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے اس نام کے ذریعے دُعا مانگ رہا ہے کہ جب اس سے اس نام کے ذریعے سے دعا مانگی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ دعا کو قبول فرماتا ہے۔ جب اس نام کے ساتھ سوال کیا جاتا ہے تو اللہ تعالی عطا کرتا ہے۔ (المستدرک للحاکم)

☆ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو یہ کلمات کہتے ہوئے سُنا۔

اللهم لک الحمد لا اله الا انت. یا حنان یامنان یابدیع السمٰوٰت والارض یاذوالجلال والاکرام ۔ آنخضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس نے اسمِ اعظم **الله لا اله الا هو** کے ذریعے سے اپنے رب کو پکارا ہے۔ کیونکہ اِس کا کوئی ہم نام نہیں۔ اور اِس نام کے ساتھ کوئی دوسرا موسوم نہیں ہے۔

☆۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ اسلمیؓ اپنے والدِ محترم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو یوں دعا مانگتے ہوئے سنا۔ **اللهم انی اسئلك بانك احد صمد۔ لَمۡ یَلِدۡ o وَلَمۡ یُوۡلَدۡ o وَلَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ o** تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اِس شخص نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اس اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگی ہے کہ جب (بھی) اس (یعنی اسمِ اعظم) سے دعا مانگی جائے۔ تو قبول ہوتی ہے۔ اور جب اس کے ساتھ مانگا جائے تو عطا کیا جاتا ہے۔ مستدرک حاکم۔

☆۔ حضرت ابن بریدہؓ اپنے والدِ محترم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو یوں دعا مانگتے ہوئے سنا۔ **اللهم انی اسئلك بانك انت لا اله الا انت۔ الاحد الصمد الذی لَمۡ یَلِدۡ o وَلَمۡ یُوۡلَدۡ o وَلَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ o** تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اِس (شخص) نے اللہ تعالیٰ سے اس اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگی ہے کہ جب بھی اس کے ساتھ دعا مانگو، قبول ہوتی ہے۔ اور جب بھی اس کے ساتھ سوال کرو تو پورا کیا جاتا ہے۔ مستدرک حاکم۔

☆۔ حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو اس طرح کہتے ہوئے سُنا۔

اللهم انی اسئلك بانی اشهدانك انت الله لا اله الا انت الله لا اله الا انت الاحد الصمد الذی لَمۡ یَلِدۡ o وَلَمۡ یُوۡلَدۡ o وَلَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ o یہ سن کر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے جب اس کے ذریعے سے سوال کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور جب اس کے واسطہ سے دعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ (المستدرک للحاکم، ترمذی، ابوداود، نسائی ابن ماجہ، صحیح ابن حبان)

☆ حافظ ابنِ حجرؒ نے فرمایا کہ یہ روایت اس باب (یعنی کہ **اسم اعظم** کے ضمن میں) واردشدہ تمام روایتوں میں سند کی حیثیت سے

زیادہ راجح ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نماز میں یوں دعا مانگتے ہوئے سنا۔ **اللھم انی اسئلک انک احد صمد لم یتخذصا حبة ولا ولدا** ۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تُم نے اللہ تعالیٰ سے اس اسم اعظم کے ساتھ سوال کیا ہے۔ جس سے دعا قبول ہو جاتی ہے۔ اور جو مانگو مِل جاتا ہے۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ! رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! آصف بن برخیا ؒ نے جس اسمِ اعظم سے دعا مانگی تھی وہ **یا حی یا قیوم** تھا۔

☆ علامہ زہری ؒ فرماتے ہیں کہ! آصف بن برخیا ؒ نے جس اسمِ اعظم سے دعا مانگی تھی۔ وہ یہ دعا تھی۔ **یا الٰھنا و الہ کل شیء الٰھا واحدا لا الہ الا انت آنتی بعر شھا** ۔ اور س دعا کی برکت سے تخت فورًا موجود ہو گیا۔

☆ اِسی ضمن میں بعض علمائے عُظام فرماتے ہیں کہ! حضرت آصف بن برخیا ؒ کا اسمِ اعظم **یا ذوالجلال والاکرام** تھا۔

☆۔ حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے۔ کہ بارگاہ رسول اللہ ﷺ میں ایک شخص نے عرض کی۔ کہ! یارسول اللہ ﷺ ! کیا کوئی ایسی دُعا ہے۔ جو رد نہ کی جائے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں۔ تو اس طرح دُعا کیا کر۔

اسئلك باسمك الاعلیٰ الاعز الاجل الاكرم ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی)

☆۔ حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سُنا۔ **یا ذوالجلالِ والاکرام** ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تمھاری دعا قبول ہوگئی اب مانگو (جو مانگنا ہے)۔ ترمذی شریف۔

☆۔ حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ مقرر ہے اِس شخص کے لئے جو تین مرتبہ **یا ارحم الر احمین** کہتا ہے۔ تو وہ فرشتہ کہتا ہے کہ **ارحم الراحمین** تیری طرف متوجہ ہیں۔ جو مانگنا ہے مانگ لے۔ (مستدرک حاکم)

☆۔ حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، جو اِن پانچ کلمات کے ذریعے دعا کرے (پھر) اللہ تعالیٰ سے جو طلب کرے اللہ جل شانہ اُس کو عطا فرمائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

☆۔ **لا اله الا الله والله اكبر** ۔ ☆ **لا اله الا الله وحده لا شريك له۔ له الملك** ۔ ☆ **وله الحمد وهو علیٰ كل شيء قدير** ۔ ☆ **لا اله الا الله** ۔ ☆ **لا حول ولا قوة الا با لله** ۔ (طبرانی فی الکبیر والاوسط)

☆ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! مچھلی والے (نبی یونس بن متّیٰ ؑ) کی دعا، جب وہ مچھلی کے پیٹ میں تھی، یہ تھی۔ **لا الہ الا ا نت سبحنک انی کنت من الظا لمین** ۔ (سورہ انبیاء۔ آیت نمبر 87) کوئی بھی مسلمان کسی بھی ضرورت میں اس (دعا) کے ذریعے سے دعا کرے گا۔ (تو) اللہ تعالیٰ اُس کی دعا کو ضرور قبول فرمائے گا۔ (انشاء اللہ) جامع ترمذی، مستدرک حاکم، سنن نسائی۔ الترھیب والترغیب۔

☆☆☆ اور اِسی طرح کی حدیث نبوی ﷺ حضرت ابراہیم بن محمد بن سعد ؓ اپنے والد سے، اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ موجود تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمھیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں؟ کہ اگر تم کسی دنیاوی آزمائش میں مبتلا ہو۔ اور وہ دعا مانگو۔ تو اللہ تعالیٰ تمھاری آزمائش ختم فرما دے۔ اُنھوں نے جوابًا عرض کیا! جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت یونس ؑ کی دعا۔

لا اله الا ا نت سبحنك انی كنت من الظا لمینo ہے۔ (مستدرک حاکم)

☆☆☆ اور اِسی طرح کی حدیث نبوی ﷺ کے متعلق حضرت سعد بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ! رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمھیں اللہ تعالیٰ کے اس اسمِ اعظم کے بارے میں رہنمائی نہ کروں کہ اِس کے ساتھ جب دعا مانگی جائے تو قبول کی جاتی ہے جب اس کے ساتھ سوال کیا جائے تو پورا کیا جاتا ہے۔ یہ وہ دعا ہے جو حضرت یونس ؑ نے مانگی تھی۔ جب اُنھوں نے اللہ تعالیٰ سے اندھیریوں میں تین مرتبہ یہ دعا مانگی تھی۔ **لا اله الا ا نت سبحنك انی كنت من الظا لمین** ۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ (دعا صِرف) حضرت یونس ؑ کے ساتھ مخصوص ہے یا تمام مومنوں کے لئے (بھی) ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ (عالیشان) نہیں سنا۔ **فستجبناله لا و نجیناه من الغم . و كذلك ننجي المؤ منين** ۔

(ترجمہ: تو ہم نے اُن کی پکار سُن لی، اور اُسے غم سے نجات دے دی۔ اور ہم ایمان والوں کو اِسی طرح سے بچا لیا کرتے ہیں) رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص (اگر) بیماری کی حالت میں 40 چالیس مرتبہ یہ دعا مانگے اور (وہ مریض) اسی بیماری میں انتقال کر جائے تو اس کو شہید کے برابر اجر دیا جاتا ہے۔ اور اگر اس بیماری سے شفایاب ہو جائے تو اس کے تمام گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے۔

اَب یہاں پر مزید اسمِ اعظم سے متعلق تمام اقوال پیش کئے جا رہے ہیں۔ کہ اسمِ اعظم کِن اسماء یا آیات کو کہا گیا ہے۔

☆ ازالہ غم اور ادائیگی قرض کی مجرب دعا :

ا۔ حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی البغدادی ؒ اپنی کتاب ’’ **غنیۃ الطالبین** ‘‘ میں فرماتے ہیں کہ! حضرت حسن بصری ؒ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ! ایک دن اِن کے پاس انہی کے ایک عزیز دوست تشریف لائے۔ اور گزارش کی کہ! ابوسعید ؒ ! مجھ پر (بہت زیادہ) قرض ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ؒ مجھے اسم اعظم سکھائیں۔ تو اُنھوں نے فرمایا کہ اگر تم یہ بات چاہتے ہو تو اُٹھو اور (تجدید) وضو کرو۔ وہ اُٹھا اور (وضو کے ہوتے ہوئے دوبارہ سے) وضو کیا۔ تو آپ ؒ نے فرمایا کہ یوں دُعا مانگو۔

بسم الله الر حمٰن الر حیمo اللھم یا الله یا الله انت الله بلٰی و الله انت الله لا اله الا انت الله . الله الله . و الله انه لا اله الا الله . اقض عنی الدین و ارزقنی بعد الد ین ۔ (وہ بزرگ رات کو چند مرتبہ اِس دعائے مبارکہ کو پڑھتے پڑھتے سو گیا) صبح جب وہ شخص اُٹھا تو اُس نے اپنی مسجد میں ایک تھیلی میں مختلف اقسام کے ایک لاکھ دراہم رکھے ہوئے پائے۔ اور اُس تھیلی کے دھانے پر لکھا ہوا تھا کہ اگر تم اِس سے زیادہ بھی مانگتے تو تمھیں دیتے، تو نے جنت کا سوال کیوں نہیں کیا۔ پھر وہ بزرگ حضرت سیدنا حسن بصری ؒ کے پاس تشریف لائے اور تمام واقعہ سے انہیں مطلع کیا، تو حضرت حسن بصری ؒ اپنے دوست کے ساتھ اِن کے گھر کو چلے گئے۔ اُنہوں نے عرض کیا۔۔ (باقی حکایت شیخ عبدالقادر الجیلانی ؒ کی کتاب غنیۃ الطالبین میں مذکور ہے)

۲۔ حضرت سیدی عبدالوہاب الشعرانی ؒ اپنی کتاب لطائف المنن میں فرماتے ہیں کہ!

ایک شخص پر تین ہزار دینار قرض تھا تو اُس نے یہ کہا۔ **بسم الله الرحمٰن الرحیمo اللھم انی اسئلک یا الله یا الله یا الله بلٰی و الله ، انت الله لا اله الا انت الله الله الله و الله انت الله لا اله الا انت یا حی یا قیوم** ۔ پھر وہ شخص سو گیا اور جب اُٹھا تو اپنے سر کے قریب تین ہزار دینار پائے۔ پھر اِس شخص کو خواب میں بتایا گیا کہ ا تو نے اسمِ اعظم کے ساتھ سوال کیا جسے اگر پانی پر پڑھا جائے تو وہ بھی جم جائے۔۔۔

لہذا مندرجہ ذیل دونوں بھی اسمائے عظام ہیں۔ جن کو پڑھنے سے دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔

1. بسم الله الر حمٰن الرحیمo اللھم یا الله یا الله انت الله بلٰی و الله انت الله لا اله الا انت الله . الله الله . و الله انه لا اله الا الله . اقض عنی الدین و ارزقنی بعد الد ین.

2. بسم الله الر حمٰن الر حیم o اللھم انی اسئلک یا الله یا الله یا الله انت الله بلٰی و الله ، انت الله لا اله الا انت الله الله الله و الله انت الله لا اله الا انت یا حی یا قیوم .

☆ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی ؓ سے ایک روایت ہے۔ (یہ روایت دمشق کے ایک مکتبہ بنام ’’ مکتبة الاسد ‘‘ کے مخطوطے سے نقل کی گئی ہے) حضرت شیخ اکبر ابن عربی ؓ فرماتے ہیں۔ کہ ہر فرض نماز کے بعد مندرجہ ذیل دعا (تین مرتبہ یقین کے ساتھ) پڑھ کر ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھو۔ دعائے اسمِ اعظم یہ ہے۔ **بسم الله الر حمٰن الر حیمo اللھم یا من له الاسم الاعظم وھو اعظم . یا من تقدم علی القدم وھو اقدم . یا من لیس له جھة تعلم وھو اعلم . اسئلک بکل اسم ھو لک فی اللوح المحفوظ ان تکفینی شر من خلقت من خلقک . ما علمت منھم وما لم اعلم . و ان تسخر لی الملک و الملکوت . و ان تجری بمرادی القضآء و القدر و الفَلَکِ و الفُلکِ . فقد سأ لتک بجملة اسمآ ئک التی تحی بھا من حی . و تھلک بھا من ھلک . لا اله الا انت وحدک لا شریک لک . اللھم صل علٰی سیدنا محمد و علٰی اٰ له و صحبه و بارک وسلم تسلیما . و الحمد لله رب العا لمین .**

☆ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی اندلسی ؓ سے ایک روایت ہے۔ کہ! جس کسی کو کوئی حاجت ہو تو وہ مغرب کی نماز کے بعد فرض و سنن سے فارغ ہو کر وہیں پر بیٹھے ہوئے (بحالتِ تشہد ہی) تسمیہ کے ساتھ سورہ فاتحہ مع یہ دُعا چالیس **40** مرتبہ پڑھے۔ اور پھر اپنی حاجت کا اللہ تعالٰی سے سوال کرے۔ تو اللہ تعالٰی اُس کی حاجت کو ضرور پورا فرمائے گا۔ انشاء اللہ۔ اور اِس کا ہم نے تجربہ کیا ہے۔ الحمد شریف کے ساتھ

پڑھنے والی دُعا یہ ہے۔ **بسم اللہ الر حمٰن الر حیم o الٰھی علمک کآف عن السؤال اکفنی بحق الفا تحۃ سؤلًا وکرمک کآفٍ عن المقال أکر منی بحق الفا تحۃ مقالًا و حصل ما فی ضمیری۔**

☆ **الد ر المنظم** میں ہے۔کہ! حضرت امام فخر الدین الرازیؒ نے حضرت امام زین العابدینؓ کا ایک قول نقل کیا ہے۔ کہ! حضرت امام زین العابدینؓ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی۔کہ! وہ اِنہیں اسم اعظم کی تعلیم عطا فرمائیں۔تو آپؓ نے خواب میں دیکھا۔کہ اللہ تعالیٰ کا ''اسم اعظم'' یہ ہے۔ **اللہ اللہ الذی لا الہ الا ھو رب العرش العظیم ۔**

☆ حضرت سری بن یحیٰی قبیلہ بنوطے کے ایک شخص کے بارے میں ہے۔جس کی انہوں نے بہت تعریف بھی کی ہے۔بیان نقل فرماتے ہیں کہ! میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتا تھا کہ! (اے اللہ تعالیٰ) مجھے اسم اعظم دِکھا دے۔جس کے ذریعے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔تو میں نے ایک روز ستاروں کے اندر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ **یا بد یع السموات والارض یا ذوالجلال والاکرام۔**

☆ حضرت ہشام بن ابی رقبہؓ سے روایت ہے کہ! حضرت ابو درداءؓ اور حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا ہے کہ! اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم ''**رب رب**'' ہے۔ مستدرک حاکم

☆ حضرت علی المرتضیٰؓ کا اِرشاد ہے کہ! اسمِ اعظم **الم**۔۔۔**کھیعص**۔۔۔**حم عسق**۔۔۔ وغیرہ ہیں۔جو شخص اِن حروف کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑنا جانتا ہو وہ اسمِ اعظم سے ناواقف نہیں رہ سکتا۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کے اِس فرمانِ ذی مقام کے ضمن میں مؤلف کتاب ہٰذا (**محمدعبدالرؤف البلو شی**) قارئین وشائقینِ کتاب ہٰذا کی خدمتِ اقدس میں عرض پرداز ہیں کہ! گُمان غالب ہے کہ! اسمِ اعظم حروفِ مقطعات سے حاصل شدہ حروف ہی میں سے چند حروف کا جامع ہوگا۔ایسے حروف کو حروفِ نورانی کہا جاتا ہے۔جو کہ یہ ہیں۔**ا-ل-ر-ح-م-ن-ك-ه-ی-ع-ص-ط-س-ق**۔اور ان سے کئی **اسماء الحسنیٰ** بنائے اور جوڑے جاسکتے ہیں۔جیسے کہ **.اللہ . ا لر حمٰن . صمد . حنان . منان . حی . حق . مالک الملک . سلطان . سطیع**۔۔۔وغیرہ وغیرہ ۔

☆ چند علمائے کرام اور اولیائے عُظام جیسے حضرت امام مالکؒ ،حضرت امام طبریؒ اور حضرت ابوالحسن اشعریؒ کا یہ مؤقف ہے کہ! اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء عظیم اور جلیل القدر ہیں۔اِن میں سے کسی کو دوسرے اسماء پر اعظم قرار دینا درست نہیں۔چنانچہ جن احادیث وروایات میں اسمِ اعظم کا تذکرہ ہے وہاں دراصل اعظم ،''عظیم'' کے معنیٰ میں مستعمل ہوا ہے۔

☆ چند علمائے کرام اور اولیائے عُظام کا یہ مؤقف ہے کہ! اسمِ اعظم کو بھی لیلۃ القدر ،جمعۃ المبارک اور ہر رات کی مقبول گھڑی (وقتِ استجابت) کی طرح اس وجہ سے مخفی رکھا گیا ہے کہ! لوگ پھر اسی اسمِ اعظم کو لسانُ الوِ رد رکھیں گے۔قُرآن خوانی، نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام پڑھنا اور باقی اسمائے باری تعالیٰ ،اوراد و وظائف ،عبادات ونوافل پر دھیان نہیں دیں گے۔ بلکہ شیخ عمر بن سعید الفونیؒ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ! یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اسمِ اعظم دنیا اور طالبِ دنیا کے لئے مفید ومناسب ہی نہیں ہے۔کیونکہ جو شخص اسمِ اعظم پا کر دنیا کے لئے استعمال کرتا ہے۔وہ دنیا وآخرت دونوں کا خسارہ پاتا ہے۔(لیکن اِس خاکسار مصنف کا یہ خیال ہے کہ! حاملِ اسمِ اعظم اطاعتِ الٰہی ،تقوٰی وعبادت ، عجز وانکساری کا پرتَو اور خوش خُلقی ونرم مزاجی میں لاکھوں مسلمانوں میں لاثانی ہوا کرتا ہے)

☆ چند علمائے کرام اور اولیائے عُظام فرماتے ہیں۔کہ اسمِ اعظم تقوٰی ،کشف اور الہام کے ذریعے سے ایسے نیکوکار اور متقی حضرات کو حاصل ہوتا ہے۔جو مکمل امانت دار ،اللہ تعالیٰ کے اخلاق واخلاص وفناء میں مکمل مستغرق ہو دنیاوی آسائشوں ،آلائشوں سے بےرُغبت اور آخرت وآسائشِ قبر کے لئے محنت وفکر رکھنے والا ہو۔تاکہ وہ اسمِ اعظم کو حاصل کر کے اس فانی دنیا کے معاملات میں استعمال کر کے دونوں جہانوں کی سعادت سے محروم نہ ہو جائے۔جیسا کہ ایک مشہور ومعروف واقعہ ہے۔کہ! حضرت ذوالنون مصریؒ نے اپنے بعض خدام وخواص اصحاب کو اسمِ اعظم کے متعلق آگاہی کا قصد کیا۔مگر جب اُن میں تھوڑی سی خیانت کا شائبہ ہوتے ہوئے دیکھا۔تو اُنھیں اسمِ اعظم سکھانے سے انکار کردیا۔

☆ حضرت امام جلال الدین السیوطی الشافعیؒ نے اپنی تفسیر الدر المنثور میں شرح اسما الحسنٰی کے تحت فرماتے ہیں۔کہ! **ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکوننا من الخٰسرین o** میں اسمِ اعظم ہے۔

☆ بعض اصحاب سالکین جیسے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ حکیم ترمذیؒ اور حضرت شیخ المفسرین حضرت امام فخر الدین رازی شافعیؒ کا مؤقف ہے کہ اسمِ اعظم ''**ھو**'' ہے۔یہ اسم سلسلہءِ عالیہ قادریہ میں سے بھی ہے۔جس سے کشف وکرامات کا ظہور ہوتا ہے۔اس اسم تک پہنچنے سے پہلے کچھ اسماء معہ توجہات پڑھے جاتے ہیں۔جن کا طریقہ آگے مرقوم ہے۔ (بقول حضرت سلطان باہوؒ)

اسمِ اعظم انتہا باھوؒ بود   وِردِ باھوؒ روز و شب یاھُوْ بود

☆ اسمِ اعظم **بسم الله الرحمٰن الرحیم** ہے۔

☆ سورہ فاتحہ میں موجود اسماء جیسے کہ **یا الله ، یا رب العا لمین ، یا رحمٰن ، یا رحیم ، یا مالك یوم الدین ۔ ایا ك نعبد و ایاك نستعین ۔** اسمِ اعظم ہے۔ کیونکہ انہیں اسماء سے سورہ فاتحہ شریف کو فضیلت عطا کی گئی ہے۔

☆ اسمِ اعظم **سورہ حدید** کے شروع اور **سورہ حشر** کی آخری آیات میں موجود ہے۔

☆ زیادہ تر محققین ، محدثین ، مفسرین ، علمائے کرام اور اولیائے عظام کا خیال ہے کہ اسمِ اعظم دراصل یہ ہے۔ **اللھم ا نی اسئلك یا اللہ ۔ یا حی ۔ یا قیوم ۔ یا ذوالجلال والاکرام ۔ یا وھاب ۔ یا حنان ۔ یا منان ۔ یا بدیع السمٰوٰت والارض ۔ یا ارحم الرا حمین ۔ یا صمد ۔ یا من لَم یلد و لَم یُولَدْ o وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَد o اقضِ حا جتی (کذا وکذا) بحق اسمُ الله العظیم الاعظم ۔** اور لوگوں نے واقعتاً اِن اسماء کے مسلسل وِرد سے اسمِ اعظم کی تاثیرات کو بعین مشاہدہ وملاحظہ کیا ہے۔

☆☆☆ اس ضمن میں مؤلف کتاب ہذا (فقیرعبد الرؤف القادری) قارئینِ کتاب و شائقین علمِ روحانیہ کی خدمت اقدس میں نہایت ادب واحترام سے عرض پرداز ہے کہ ! اِن اسماء کو میں نے ورد زبان رکھ کر تاثیر پائی ہے ۔ عقل مند کو اشارہ کافی ہے ۔ کیونکہ بے عقل وضدی تو نصیحت سے ہی بے بہرہ ہوتا ہے ۔

☆ احادیث وآثار میں ’’**یا حی یا قیوم**‘‘ یا ’’**الحی القیوم**‘‘ کو اسمِ اعظم بتایا گیا ہے۔

☆ احادیث وآثار میں ’’**یا ذوالجلالِ والاکرام**‘‘ کو اسمِ اعظم بتایا گیا ہے۔

☆ احادیث وآثار میں ’’**یا اللہ . یا اله .یا ھو . یا حی . یا قیوم . یا علی . یا عظیم**‘‘ کو اسمِ اعظم بتایا گیا ہے۔ کیونکہ انہیں اسماء سے آیت الکرسی کو فضیلت عطا کی گئی ہے۔

☆ سلسلہ سروری قادری میں ’’**یااللہ ۔ یا رحمٰن ۔ یا رحیم ۔ یا حی ۔ یا قیوم**‘‘ کو اسمِ اعظم بتایا گیا ہے۔ (کیونکہ اُن کا فرمان ہے۔ کہ! قرآنِ کریم کی سب سے زیادہ عظیم سورہ ’’سورہ فاتحہ‘‘ ہے۔ جس میں کہ تین اسماء (**یااللہ ۔ یا رحمٰن ۔ یا رحیم**) ہیں۔ جبکہ قرآنِ مجید کی سب سے عظیم آیت ’’آیت الکرسی ہے۔ جس میں کہ دو اسماء (**یا حی ۔ یا قیوم**) ہیں۔)

☆ حضرت شریحؒ فرماتے ہیں کہ! میں نے عالم رویاء میں کسی کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ! فلاں (ایک بزرگ) کے پاس چلے جاؤ ہم نے اُسے حکم دے دیا ہے وہ تمھیں اسمِ اعظم سکھا دے گا۔ جب صبح ہوئی تو میرے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا رات کو خواب میں مجھے کہا گیا کہ! شریحؒ کے پاس جاؤ اور اُسے اسمِ اعظم سکھا دو۔ وہ اسم اعظم قرآن پاک کی یہ آیات ہیں۔ جن میں کلمہ ’’**لا الــہ الا**‘‘ آتا ہے۔ جو کہ 30 آیاتِ قرآنیہ ہیں۔

☆ احادیث وآثار کے مطابق اسمِ اعظم اِن **سورتوں** میں موجود ہے۔ **سورہ فاتحہ** میں تین آیتیں، **سورہ بقرہ** میں دو آیتیں، **سورہ آلِ عمران** میں ایک آیت، **سورہ انعام** میں تین آیتیں، **سورہ اعراف** میں دو آیتیں، **سورہ رعد** میں ایک آیت، **سورہ مریم** میں ایک آیت، **سورہ طٰهٰ** میں چار آیات، **سورہ مومنون** میں ایک آیت، **سورہ فیل** میں ایک آیت، **سورہ روم** میں ایک آیت، **سورہ سجدہ** میں ایک آیت، **سورہ یسین** میں دو آیتیں، **سورہ حدید** میں چھ آیتیں، **سورہ حشر** میں تین آیتیں، **سورہ مُلك** میں ایک آیت، اور **سورہ اخلاص** میں دو آیتیں ایسی ہیں جن میں اسمِ اعظم اشتقاقاً موجود ہے۔ جو کہ قسمت والے ہی ڈھونڈھ سکتے ہیں۔

کور چشم کہ بہ بیند آفتاب   کور را از آفتابش صد حجاب

☆ حضرت ابنِ جریرؒ نے **بسندِ صحیح** ، حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ اسمِ اعظم ’’**ن**‘‘ ہے۔

☆ حضرت ابنِ مسعودؓ نے روایت کیا ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم ’’**ا لم**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم ’’**لا اله الاالله**‘‘ ہے۔ ☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم ’’**الله**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **الرحمٰن**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’**بدیع السمٰوٰت والارض ۔ ذوالجلالِ والاکرام**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **ما لک ا لملک**‘‘ ہے۔☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’**اللطیف**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **یا و ھا ب**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **سلٰم قف قولا من رب رحیم**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **یا حی یا قیوم**‘‘ ہے۔ ☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’**اللھم**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **ر بنا**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **حسبنا اللہ و نعم الو کیل**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **و اللہ المستعان علٰی ما تصفون**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **اللہ الصمد**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **احد الصمد**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’**خیر الوٰرثین**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **الغفا ر**‘‘ ہے۔ ☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **القریب**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **السمیع العلیم**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **السمیع الد عاء**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **الودود**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **یا ودود ۔ یا ذوالعرش المجید ۔ یا فعال لما یر ید**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **یا کھیعص ۔ یا حم عسق ۔ اغفر لی و ار حمنی**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **العلی العظیم**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **العلی العظیم الحلیم العلیم**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **العلیم**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **الما نع**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **الم**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **حم**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **حم ۔ لا ینصرون ۔**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **الم ۔ حمٓ ۔ طسٓ**‘‘ ہے۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا قول ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **اللہ لا الہ الا ھو رب العرش العظیم**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **اللہ اللہ اللہ الذی لا الہ الا ھو رب العرش العظیم**‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم’’ **ھواللہ اللہ اللہ الذی لا الہ الا ھو رب العرش العظیم**‘‘ یہ دعا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم **سورہ حدید** کی چھ آیتوں اور **سورہ حشر** کی آخری چھ آیتوں میں ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’**یا لطیف . یا لطیف . یا لطیف . الطف لی بلطفک الخفی یا لطیف بالقدرۃ التی استویت بھا علی العرش فلم یعلم العرش این مستقرک منہ الا ما کفیتنی ھذہ الحیۃ ۔**‘‘ ہے۔ یہ دعا **حیات الحیوانات** میں مذکور ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم’’ **بسم اللہ الرحمن الرحیم o لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ. یَا قَدِیْمُ یَا دَآئِمُ یَا قَائِمُ یَافَرْ دُ یَا وِتْرُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَاالْجَلَا لِ وَالْاِکْرَامِ یَاکَرِیْمُ یَا رَحِیْمُ یَا سَنَدُ مَنْ**

لَّاسَنَدَ لَهُ‘ يَا مَنْ اِلَيْهِ الْمُسْتَنَدُ يَامَنْ لَّمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ‘ كُفُوًا اَحَدٌ o اس دعا کے بارے میں علمائے عاملین کا صرتح گمان ہے کہ! یہ دعا حضرت عیسیٰؑ کی تھی۔ اس دعا کو بعد نماز فجر روزانہ 100 مرتبہ پڑھنے سے تمام مشکلات حل ہوتی ہیں۔ اور یہ بارہا کا مجرب و مستند عمل ہے جو فیل نہیں ہوتا۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم ’’ **بسم الله الرحمن الرحيم o لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِّيِ الْعَظِيْمِ. يَا قَدِيْمُ يَا دَاآئِمُ يَا قَائِمُ يَافَرْ دُ يَا وِتْرُ يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَاالْجَلاَ لِ وَالْاِ كْرَامِ يَا كَرِيْمُ يَا رَحِيْمُ يَا مَنْ لَّمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ‘ كُفُوًا اَحَدٌ o**

بقولِ علمائے عاملین! یہ دعا حضرت عیسیٰؑ کی تھی۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم ’’ **بسم الله الرحمن الرحيم o لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِّيِ الْعَظِيْمِ۔ اللهم انى اسئلك يَا قَدِيْمُ يَا دَاآئِمُ يَا قَائِمُ يَافَرْ دُ يَا وِتْرُ يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَاالْجَلاَ لِ وَالْاِكْرَامِ يَاكَرِيْمُ يَا رَحِيْمُ ۔ فا ن تو لو فقل حسبى الله لا اله الا هو عليه تو كلت و هو رب العرش العظيمo**

اس دعا کے بارے میں علمائے عاملین فرماتے ہیں کہ! یہ دعا حضرت مقاتل بن سلیمانؒ سے مرفوع و منقول ہے۔ یہ دعا اس قدر مجرب ہے کہ! حضرت عیسیٰؑ اسی دعا سے مُردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ جو شخص اس دعا سے مستفید و منتفع ہونا چاہے اُسے چاہیئے کہ! فجر کی نماز کے بعد بحالت تشہد بناء کسی سے کلام کئے اس دعا کو 100 مرتبہ روزانہ پڑھنے سے چندہی ایام میں ہر طرح کی حاجت پوری ہوگی بشرطیکہ وہ جائز ہو۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم ’’ **يا بديع العجائب بالخير يا بديع** ‘‘ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم ’’ **بسم الله الر حمٰن الر حيمo اللهم انى اسئلک يا واحد . يا احد . يا واجد . يا جواد . انفحنا منک بنفحة خيرا o انک علٰی کل شیء قديرo** ‘‘ ہے۔

☆ حضرت ابوالعباس احمد بن علی البونی القرشیؒ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ’’شمس المعارف ‘‘ میں فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت محاسبیؒ نے فرمایا۔ کہ! حضرت جبرائیلِ امینؑ اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم لے کر بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں بادب واحترام تشریف لائے۔ جو کہ جنت کے ایک ورق پر لکھا ہوا تھا۔ اور اِس (اسمِ اعظم) پر مشک کی مہر لگی ہوئی تھی۔ اور اِس (جنتی ورق) کے اندر یہ عبارتِ عظیمہ لکھی ہوئی تھی۔ **اللّٰهُمَّ انى اسئلک با سمک المخزون الطا هر المطهر القدوس الحی القيوم الرحمٰن الر حيم ذی الجلال و الا کرام۔**

☆☆☆ یہی دعا صاحب **شمس المعارف**، جناب حضرت شیخ احمد بن عباس علی بونی قرشیؒ نے اپنی کتاب **منبع اصول الحكمة** میں اس طرح سے بیان فرمائی ہے۔ **اللهم انى اسئلک با سمک العلى العزيز الا عز الجليل الاجل الكبير الاكبر الكريم الا كرم المخزون المكنون الطا هر المطهر المقدس المبا رک الحی القيوم الرحمن الرحيم بديع السموت و الا رض ذی الجلا ل و الا کرام ان تصلی و تسلم علی سيدنا و مو لا نا محمدو علی آل سيدنا محمد و ان تفعل لی كذا و كذا** (حاجت کا نام) **و صلى الله تعالى على سيدنا محمد و علٰى آله و صحبه و با رک و سلم۔**

☆ اللہ تعالیٰ کے اسمِ اعظم کے ضمن میں آیا ہے کہ! ایک مشہور و معروف دعا جو کہ حضرت امام محمد بن ادریس رازیؒ سے منسوب و منقول ہے۔ اس دعا سے فرشتے کانپ جاتے ہیں۔ دعائے مبارک یہ ہے۔ **اللهم يا ودود يا ودود يا ودو د يا ذو العرش المجيد يا مبدیء يا معيد يا فعال لما يريد . اسئلک بنور وجهک الذی ملا ء ار کان عر شک و بقدرتک التی قدرت بها علٰی جميع خلقک و بر حمتک التی و سعت کل شیء لا اله الا انت يا غياث المستغيثين اغثنی اغثنی ا غثنی۔**

☆ ایک دوسری روایت میں (بمطابق مرقع کلیمی) یہی دعا اِس طرح سے ہے۔ **اللهم يا ودود يا ودود يا ودود يا ذو العرش المجيد يا مبدیء يا معيد يا فعال لما يريد . اسئلک بنور وجهک الذی ملا ء ار کان عر شک و بقدرتک التی قدرت بها علٰی جميع خلقک و بر حمتک التی و سعت کل شیء لا اله الا انت يا غياث المستغيثين اغثنی اغثنی ا غثنی. بفضلک اغثنی بجو دک اغثنی بر حمتک اغثنی برافتک اغثنی بلطفک اغثنی بجميع اسما ئک و صفا تک و جمالک و جلالک اغثنی يا غياث المستغيثين اغثنی اغثنی ا غثنی** ۔ اِس دعا کو اگر

بوقت حاجت ایک ہی مجلس میں 51 مرتبہ صدق نیت وخلوص سے پڑھا جائے تو ہر طرح کی حاجت پوری ہوگی ۔

☆ اِسی طرح تیسری روایت میں یہی دعا اِس طرح سے ہے۔ **اللھم یا ودود یا ودود یا ودود یا ذوالعرش المجید یا مبدیء یا معید یا فعال لما یرید یا ذالعزۃ التی لا ترام والملک الذی لا یضام یا من علیٰ نورہ ارکان عرشہ یا مغیث اغثنی اغثنی اغثنی. انک علیٰ کل شیء قدیرo**

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم ’’**بسم اللہ الرحمٰن الرحیم☆ اللھم یا کریم العفو یا حسب التجاوز یا کاشف البلایا یا مُحسن یا مُفضل یا منعم انت الذی سجدلک سواد اللیل و نور النہار وضوء القمر وشُعاع الشمس وذوی الماء وھفیف الشجر یا اللہ لا شریک لکo**‘‘ ہے۔ یہ اسمِ اعظم حضرت امام غزالیؒ کے ایک قلمی مخطوط بنامِ ’’السرالقاطع‘‘ سے حاصل ہوا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! قبولیت کی تاثیر رکھنے والا اسمِ اعظم سورہ آلِ عمران کی اِس آیت میں ہے۔ **قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الۡمُلۡکِ تُؤۡتِی الۡمُلۡکَ مَنۡ تَشَآءُ وَتَنۡزِعُ الۡمُلۡکَ مِمَّنۡ تَشَآءُ ز وَتُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ ط بِیَدِکَ الۡخَیۡرُ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ’’ o تُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّھَارِ وَتُوۡلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیۡلِ ز وَتُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَتُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ ز وَتَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍo**

☆ حضرت عیسیٰؑ کے قتل کے لئے جب یہود مجتمع ہوئے۔ تو اِن کے پاس حضرت جبرائیلؑ یہ دُعائے مبارکہ لائے۔ **اللھم انی اسئلک الاحد باسمک الاعز وادعوک اللھم باسمک الاحد الصمد وادعوک اللھم باسمک العظیم الوتر وادعوک اللھم باسمک الکبیر المتعال الذی ملاء الارکان کلھا ان تکشف عنی ما اصبحت وما امسیت فیہ** ۔ جب حضرت عیسیٰؑ نے اس دُعا کے ذریعے سے دُعا مانگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو آسمان پر اُٹھالیا۔ اور حضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! اے بنی ہاشم اور اے عبدِ مناف! اپنے رب سے اِن کلمات کے ذریعہ سے دُعا مانگو۔ قسم ہے اس ذات کی (کہ) جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ ان کلمات سو کے ذریعہ سے کوئی مؤمن بندہ دُعا نہیں کرتا۔ جس سے (کہ) عرش اور ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ہل نہ جاتی ہوں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے۔ کہ تم گواہ رہو۔ میں نے اِن کلمات کے ذریعہ سے دُعا کرنے والے کی دُعا قبول کرلی۔ اور دُنیا میں فوراً اور نیز کچھ مُدت بعد آخرت میں اس کو عنایت کیا۔ (بقولِ اقبالؒ)

ڈھونڈتا پھرتا ہوں اے اقبال اپنے آپ کو
آپ ہی گویا مسافر ، آپ ہی منزل ہوں میں

☆ بعض کتب کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم ’’ **اللھم انی اسئلک بجمیع اسمائک الحسنیٰ کلھا ما علمت منھا وما لم اعلم واسئلک باسمک العظیم الاعظم الکبیر الاکبر الذی من دعاک بہ اجبتہ ومن سألک بہ اعطیتہ** ‘‘ ہے۔

☆ بعض کتب کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم ’’ **یا حی یا قیوم یا ذا الجلالِ والاکرام یا بدیع السموت والارض** ۔ ہے۔

☆ بعض کتب کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم ’’ **یا فارج الھم یا کاشف الغم یا صادق الوعد یا موفیا بالعھد یا حی یا قیوم لا الہ الا انت** ۔ ہے۔

☆ بعض کتب کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم ’’ **اللھم انی اسئلک باسمک العلی الاعز الاجل الاکرم** ۔ ہے۔

☆ بعض کتب کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم یہ ہے۔ ’’ **اللھم انت الذی لا الہ الا انت یا ذا المعارج اسئالک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ویا انزلتہ فی لیلۃ القدر ان تجعل لی من امری فرجا و مخرجا واسئلک ان تصلی و تسلم علی محمد وان تغفرلی خطیئتی وان تقبل توبتی یا ارحم الراحمین** ۔

☆ بعض کتب کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم ’’ **ھو الا سامۃ سرنا ھو** ۔ ہے۔

☆ بعض کتب کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم ’’ **اللھم انی باسمک الاحد الاعز وادعوک باسمک الاحد الصمد وادعوک اللھم باسمک العظیم الوتر وادعوک اللھم باسمک الکبیر المتعال الذی ملاء ارکان کلھا ان تکشف عنی ما اصبحت وما امسیت فیہ** ۔ ہے۔

☆ بعض کتب کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم ’’ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo اللھم یا کھیعص و یا**

حم عسق ۔ و یا دھر یا دیھور یا دھیار ۔ ویا اھیا اشر اھیا ۔ و یا احمیٰ و یا اطمیٰ ۔ و یا أھم سقک حلع یص طرن ۔ و یا أحون قاف حم أدم ھاء ۔ و یا اٗ ہٍ واہٍ ۔ و یا بدوح ۔ و یا ارحم الراحمین ۔ ہے۔

☆ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔ اے رب! اسمِ اعظم کیا ہے ؟ (تو) اللہ تعالیٰ نے اِن کے پاس وحی بھجی۔ (کہ) اے موسیٰؑ ! اگر آپؑ میری مقبولیت چاہتے ہیں۔ اور آپؑ کو مہربانی کی حاجت ہو۔ تو دونوں ہاتھ اُٹھا کر پڑھیئے۔ **یا عالم السرائر یا مقلب القلوب یا نور النور یا دائم کل شیء یزول غیرک یا حی یا قیوم کل حی یموت سواک۔**

☆ بعض اصحاب سالکین نے کسی نیک صالح کے بارے میں بیان کیا ہے۔ کہ! مجھ سے خواب میں ایک شخص نے فرمایا۔ کہ کیا میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم نہ بتادوں ؟ یواُس نے کہا۔ ہاں ! تو خواب میں آئے ہوئے شخص نے کہا۔ کہ یہ پڑھا کیجئے۔

ا للھم انی اسئا لک با سمک المخزون المکنون المبارک المطھر الطا ھر المقدس۔

احوال و مقامات پہ موقوف ہے سب کچھ
ہر لحظہ ہے سالک کا زماں اور ، مکاں اور

اللہ تعالیٰ کے اسمِ اعظم میں علماء کا اختلاف :

صاحب شمس المعارف حضرت امام بونیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اسمِ اعظم کے اندر علمائے کرامؒ کے تین مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔

☆ ایک تو یہ کہ! بحالتِ اضطراب جس بھی اسم (الٰہی) کے ساتھ دعا مانگی جائے۔ قبول ہو۔ یہ اسمِ اعظم ہے۔

☆ دوسری بات یہ ہے۔ کہ! اسمِ اعظم میں لوگوں نے بہت اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ اسمِاعظم ''اللہ'' ہے۔ اور یہی قول (اُن کے مطابق) زیادہ صحیح ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ ''ذوالجلالِ والاکرام'' ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ ''یا لطیف'' ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ ''سلام قولا من رب رحیم'' (سورہ یٰسین۔ آیت نمبر 58) ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ ''حنان منان ذوالجلال والاکرام'' ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ ''شروع آیات سورہ حدید'' ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ ''آخری آیات سورہ حشر'' ہے۔ بعض کے نزدیک ''یا ودود'' ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ سورہ حج کی اس آیت میں (اسمِ اعظم) ہے۔ **والذین ھاجروا فی سبیل اللہ ثم قتلوا وما توا لیرزقنھم اللہ رزقا حسنا. وان اللہ خیر الرازقین** ۔ (سورہ حج۔ آیت نمبر 58) اور بعض کہتے ہیں۔ حروفِ نورانیہ یعنی مقطعات اسمِ اعظم ہیں۔ اور بعض کے نزدیک اسم ''کانع'' ہے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ اسم ''اللہ'' مکرر کرنے سے اسمِ اعظم بنتا ہے۔ اور بعض اسم ''علیم'' کو بتلاتے ہیں۔ اور بعض ''علی العظیم'' کو اسمِ اعظم سمجھتے ہیں۔ اور بعض ''لا الہ الا اللہ'' کی گواہی کو کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک ''ھوالرب'' ہے۔ (یاد رہے۔ کہ) یہ سب روایات اخبارِ صحیحہ کے ساتھ مروی ہیں۔ اور ایک حدیث نبوی ﷺ میں وارد ہے۔ کہ! حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ ''ذوالجلال والاکرام'' کے ساتھ دعا کرو۔ یہ دلیل قطعی ہے۔۔ بعض کے نزدیک اسمِ اعظم ''ھوھو'' ہے۔ یہ اسم سلسلہء عالیہ قادریہ میں سے بھی ہے۔ جس سے کشف وکرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ اس اسم تک پہنچنے سے پہلے کچھ اسماء معہ توجہات پڑھے جاتے ہیں۔ جن کا طریقہ آگے آئے گا۔ ان شاء اللہ العظیم۔

سریانی وعبرانی زبانوں میں اسمِ اعظم :

میری طلب بھی کسی کے کرم کا صدقہ ہے
قدم یہ اٹھتے نہیں ، اُٹھائے جاتے ہیں

سریانی زبان میں یہ اسمِ اعظم اس طرح سے ہے۔ ''**باخیار صحیحہ تضیر جیو شا**'' اور عبرانی زبان میں اسمِ اعظم اس طرح سے ہے۔ ''**اھیا اشراھیا اذوانائی اصباؤث ال شدای**''

☆ تیسری بات یہ ہے۔ کہ! اسمِ اعظم قطب الاسماء ہے۔ یعنی تمام اسمائے الٰہی اسی اسمِ اعظم سے مدد لیتے ہیں۔ جیسے کہ غوث یا قطب سے تمام عالم مدد لیتا ہے۔ اور اسی سبب سے دعا قبول ہوتی ہے۔ اسی لئے تمام ارواح ومؤکلات اس کی (حاملِ اسمِ اعظم کی) اطاعت کرتے ہیں۔

حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصّلوات :

حضرت جناب ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی نقشبندی ''البینات'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! حقیقتِ محمدیہ درحقیقت اسمِ اعظم ہے۔ یعنی کہ! ''**ھی الذات مع التعین الاول وھو الاسم الاعظم**'' (یعنی) حقیقتِ محمدیہ وہ ذات ہے۔ کہ! تعینِ اول کے ساتھ اور وہی اسمِ اعظم ہے۔

عارف باللہ حضرت شیخ عبدالغنی نابلسی نقشبندیؒ نے ''شرح خطبہ دیوان ابن الفارض'' میں '' **و قرن اسمہ الشریف با عظم اسمآئہ الحسنیٰ** '' کی شرح میں فرمایا ہے۔ کہ! **و ھو اسم اللہ فا نہ الاسم الاعظم علیٰ ما علیہ الا کثر** '' (یعنی) آنحضور نبی مکرم ﷺ

کا اسم ہیں۔ پس بے شک وہ اسمِ اعظم ہیں۔

اور اسی پر اکثریت کا اتفاق ہے۔ صوفیائے وجودیہ کے نزدیک ذاتِ لاہوت کے تنزلات کو تعبیری الفاظ میں اسماء کہا جاتا ہے۔ مرتبہء ذات (لاتعین) کے بعد اسماء کے مراتب شروع ہو جاتے ہیں۔ جن میں پہلا مرتبہ وحدت کا ہے۔ جبکہ باقی جملہ مراتب کا ظہور اور ان کی بقاء اسی مرتبہ سے وابستہ ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم بھی وحدت ہے۔ اور آپ ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کے اسمِ اعظم کے ساتھ متحقق ہیں۔ اسی لئے اس مرتبے کو اسماء کے مراتب کا اسمِ اعظم کہا جاتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب) اسی لئے کہا جاتا ہے۔ کہ!

’’**فا لحقیقة المحمدیة صورة لا سم الله الجا مع لجمیع الاسمآء الا لهیة لا نه الاسم الاعظم**‘‘ (یعنی) پس حقیقتِ محمدیہ تمام اسمآئے الٰہیہ کے جامع اسم اللہ کی صورت ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ صاحبِ اسمِ اعظم ہیں۔

میری ایک پسندیدہ نظم، جو کہ ہمارے قومی شاعر جناب حضرت علامہ محمد اقبال مرحوم ومغفورؒ نے لکھی ہے۔

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں — میری سادگی دیکھ ، کیا چاہتا ہوں
ستم ہو کہ ، ہو وعدہء بے حجابی — کوئی بات صبر آزما چاہتا ہوں
یہ جنت مبارک رہے زاہدوں کو — کہ مَیں آپ کا سامنا چاہتا ہوں
ذرا سا تو دل ہوں ، مگر شوخ اتنا — وہی **لَنْ ترانی** سنا چاہتا ہوں
کوئی دَم کا مہماں ہوں اے اہلِ محفل! — چراغِ سحر ہوں ، بجھا چاہتا ہوں
بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی
بڑا بے اَدب ہوں ، سزا چاہتا ہوں

علم تصوف اور موجودہ دور کے جاھلین

اسی ضمن میں یہ فقیرِ حقیر پر تقصیر (البلوشی) قارئین ذی اکرام کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ! کچھ نام نہاد صوفیائے کرام اور جعلی پیر فقیر حضرات کا کہنا ہے۔ کہ! نماز ظاہری کی کیا ضرورت ہے؟ صوم وصیام کی کیا ضرورت ہے؟ اصل فقیری و درویشی تو درحقیقت کچھ اور ہی ہے۔ جس کی پہچان صاحبینِ علم وعرفان ومعرفت رکھنے والے چند گنے چنے لوگوں کو ہی معلوم ہے۔ (معاذ اللہ۔ نعوذ باللہ)

میری قارئینِ کتاب ہذا (**اسرارِ محبوب**) سے عرض ہے۔ کہ! یہ لوگ بہت بڑا فتنہ وفساد ہیں۔ شریعت سے عاری ہیں۔ میرے قلیل علم کے مطابق علمِ تصوف کی بنیاد چار باتوں سے عبارت ہے۔ یہ چار باتیں شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت دراصل یہ ہیں۔

شریعت مثل دودھ کے ہے۔ **طریقت** مثل لسی کے ہے۔ **معرفت** مثل مکھن کے ہے۔ اور **حقیقت** مثل روغن کے ہے۔

اَب بھلا مجھے کوئی اتنا تو سمجھائے۔ کہ! دودھ کے بغیر لسی ، لسی کے بغیر مکھن اور مکھن کے بغیر روغن (اصلی دیسی گھی) بنانا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ دنیا میں موجود تمام علوم وفنون کا سرچشمہ قرآنِ حکیم ہے۔ قرآنِ حکیم کے معانی ومفاہیم کو سمجھنے کے لئے صحیح احادیثِ نبوی ﷺ کا کثیر مجموعہ موجود ہے۔ اور احادیثِ نبویہ ﷺ کو سمجھنے کے لئے فقہ (حنفی، مالکی، حنبلی وشافعی) موجود ہے۔

تصوف کے تین اہم ترین مدارج :

☆ ابتدائی تصوف علم ہے۔ ☆ اوسط تصوف عملِ خالص ہے۔ ☆ اور آخر تصوف بخششِ خدا ہے۔

تصوف کے چار نہایت اہم ترین زریں اصول وارکان :

☆ گرسنگی (اشتہاء۔ بھوک) ☆ خاموشی۔ ☆ بیداری۔ ☆ تنہائی۔ ☆ یادِ الٰہی۔

”تلاشِ اسم اعظم (ایک حل طلب معمہ عظیمہ)“

یہ ایک ایسا عظیم الشان اور مخفی رمز یہ اسرار اور خزانہ مکنونہ ہے۔ کہ جس کی خاطر لاتعداد عُلمائے عظام، اولیائے کرام اور محققین نے اپنی اپنی زندگیاں صَرف کر دیں۔ مختلف اساتذہ سے ملنے کے قصد سے کئی ممالک کے دورے کئے۔ انتہائی سخت ریاضات و مجاہدات اور مشقتیں سرانجام دیں۔ برسوں تک اپنے اساتذہ و مرشدین کی خدمت کی۔ مگر اکثر لوگ اس گوہر نایاب راز و اسرار سے آگاہی و شناسائی حاصل کرنے میں ناکام رہے۔

سپردم بتو مایہ ء خویش را　　تو چہ دانی حساب کم و بیش را

دائرہ اسمِ اللہ العظیم الاعظم۔ تعارف، تفصیل و فوائد :

وضاحتِ اول:

اِس ضمن میں حضرت ابوالعباس احمد بن علی بونیؒ اپنی مشہورِ زمانہ تصنیف **شمس المعارف و لطائف العوارف** کے حصہ ء اول میں فرماتے ہیں۔ کہ! بہت سے بزرگانِ دین نے ”**بیتُ الخطا بہ**“ کے اندر جو کہ حلب میں واقع ہے، کے اندر اعتکاف کیا ہے۔ یہ قبر کی مثل تنگ و تاریک ہے۔ یہ ایک ایسی کوٹھڑی ہے۔ کہ سوائے دروازے کے روشنی جانے کا اِس میں کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ جب دروازے کو بند کر دیا جائے۔ تو یہ کوٹھڑی بالکل قبر کی طرح تنگ و تاریک اور خوفناک ہو جاتی ہے۔ بہت سارے عاملین و علمائے کرامؒ نے اس میں سخت قسم کی ریاضتیں اور مجاہدے کئے ہیں۔ جب نماز کا وقت ہو جاتا تو یہ لوگ اُس کوٹھڑی سے نکل آتے۔ اور جونہی نماز ختم ہوتی اور امام صاحب سلام پھیرتے۔ تو یہ لوگ جلدی سے اِسی کال کوٹھڑی میں واپس چلے جاتے۔ اور رو بہ قبلہ بیٹھے رہتے اور کسی کی جانب قطعاً نظر نہیں کرتے تھے۔ اور نہ ہی متوجہ ہوتے تھے۔

ایک بزرگ نے اِسی کوٹھڑی میں کئی ماہ کی چلہ کشی کی۔ اور وہ اکثر یہی دُعا مانگتے رہتے تھے۔ کہ ان کو اسمِ اعظم معلوم ہو جائے۔ پس وہ بزرگ ایک رات اپنی عادت کے موافق ذِکر و دُعا کے مجاہدے میں مشغول تھے۔ کہ اچانک نور کی ایک لوح اِن کے سامنے نمودار ہوئی۔ جس میں چند اشکال نبی ہوئی تھیں۔ اِس بزرگ نے اِس خیال سے اِس لوح سے اپنی نظر ہٹالی کہ شاید یہ لوح اسے اللہ تعالٰی کے ذِکر سے غافل نہ کر دے۔ لیکن پھر دوبارہ وہ لوح اِن کے سامنے آ گئی۔ اور آواز آئی۔ کہ اس لوح کو خوب غور سے دیکھو اور ذہن نشیں کر لو۔ کیونکہ یہی وہ چیز ہے۔ جو دراصل تمھیں نفع پہنچائے گی۔ تب اِس بزرگ نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ اور اس لوح کو دیکھنا شروع کیا۔ اِس لوح میں چار سطور تھیں۔ ایک اوپر ایک نیچے، ایک دائیں اور ایک بائیں۔ اِن کے اندرون ایک دائرہ تھا۔ پھر اِس دائرہ میں ایک اور دائرہ تھا۔ اندر کے دائرے میں ایک خط تھا۔ جس نے اِس کے دو حصے کئے ہوئے تھے۔ اور پھر اوپر کے نصف دائرے میں مزید دو خطوط دونوں جانب تھے۔ جنہوں نے اِسے مثل مثلث کی شکل کے بنا دیا تھا۔ اور اِس خط کے درمیان میں یہ لکھا ہوا تھا۔ **کلا بل ھوا للہ**۔ جبکہ دونوں خطوط کے زاویوں میں ایک ”**ج**“ تھا۔ دائیں خط کی طرف قطر دائرے سے متصل حرف ”**د**“ لکھا ہوا تھا۔ اور قطرِ خط پر اللہ تعالٰی کا اسم ”**صمد**“ لکھا ہوا تھا۔ اِس کی ابتداء خط مثلث سے اور انتہاء دائرے کے قریب ہے۔ قطر کے دائرے پر حرف ”**د**“ لکھا ہوا تھا۔ دائرے کے نیچے حرف ”**ا**“ اور اسم الٰہی ”**صمد**“ سے پہلے اسمِ الٰہی ’**واحد**‘ لکھا ہوا تھا۔ اور اِسی خط میں اسم ”**واحد**“ سے آگے اسم ’**قھار**“ لکھا ہوا تھا۔ دوسرے خط پر اسمائے الٰہیہ ”**قھار۔ رحمٰن۔ رحیم۔ غفور**“ لکھے ہوئے تھے۔ مثلث کے اندر قطر پر حرف ”**ط**“ لکھا ہوا تھا۔ نیچے کے آدھے دائرے میں جو خطوط تھے۔ وہ چوتھائی دائرے کے برابر تھے۔ ایک اور خط جو کہ نصف دائرے تک ختم ہوتا ہے۔ اِس کے اندر ”**سجل**“ لکھا ہوا تھا۔ اِس کے اندر دائرے کے مقابل حرف ”**ز**“ لکھا ہوا تھا۔ دائرے کی دوسری چوتھائی کے اندر دائرے کے اندر ہندی میں حرف ”**ھ**“ جبکہ باہر ”**عبدلنا**“ لکھا ہوا تھا۔ چھوٹے دائرے میں جو نصف دائرے کی چوتھائی ہے۔ وہاں پر ”**مختار**“ لکھا ہوا تھا۔ زاویئے کے پاس جہاں دونوں خطوط دائرے کے نصف تک ملے ہوئے ہیں۔ وہاں ’**تلک عشرۃ کاملۃ**“ اور حرف ”**و**“ لکھے ہوئے تھے۔ دائرے کے اوپر ”**الم اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم**“ الگ الگ (متفرق) حروف میں لکھا ہوا تھا۔ یہ تمام حروف دراصل حرف ”**ج**“ کے مقابل تھے۔ جو مثلث کے اندر تھا۔ اور اسم الٰہی ”**حی**“ کی ”**ی**“ اِس ”**و**“ کے مقابل ہے۔ جو اسفل دائرہ میں ہے۔ اسم الٰہی ”**قیوم**“ کا ”**م**“، ”**الم**“ کے مقابل ہے۔ دائرے کے باہر کی ایک طرف ”**واللہ من ورآئھم محیط**“ اور دائرے کے باہر کی دوسری طرف ’**بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ**“ لکھا ہوا تھا۔ وہ دائرہ درجِ ذیل ہے۔ (پھر فرماتے ہیں۔ کہ!)

جب میں نے کیفیت کا مثال کے ساتھ سامنا کیا تو وہ شکل غائب ہو گئی۔ میں نے اُٹھ کر نماز ادا کی۔ اور اپنا وظیفہ پڑھنے لگا۔ کہ دورانِ وظیفہ خوانی مجھے نیند نے آلیا۔ اور میں نے حضرت شیرِ خدا جناب امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضٰیؓ کو خواب میں دیکھا۔ آپؓ نے مجھ سے پوچھا وہ لوح کہاں

ہے؟ جوتم نے دیکھی تھی۔ چونکہ وہ لوح میرے تصور میں تصویر کی طرح تھی۔ میں نے اُسے پیش کیا۔ آپؓ نے اُسے لے لیا۔ اور اُس عظیم دائرہ کی تفصیل بیان کرنا شروع کر دی۔ جس کو میں نہیں سمجھا۔ صِرف اِتنا سمجھ آیا۔ کہ آپؓ نے حرف '' **ج** '' پر اپنی انگشتِ شہادت رکھی۔ جو دائرے سے اوپر والے نصف میں مثلث کے زاویئے میں ہے۔ اور فرمایا کہ یہیں سے جلال پیدا ہوتا ہے۔ تب میں نے جانا کہ یہی اللہ تعالیٰ کا '' **اِسم اعظم** '' ہے۔ اور اسمائے ذاتِ مقدسہ پر دلالت کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنینؓ! میں نہیں سمجھا۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ! **محمد بن طلحہ**ؒ تمھیں سمجھا دیں گے۔ پھر میں جاگ گیا۔ اور جاگتے ہی اپنا وظیفہ پورا کر کے محمد بن طلحہؒ کے پاس پہنچا۔ یہ میرے دینی بھائی تھے۔ میں نے اِن سے سارا قصہ بیان کیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی۔ پھر مجھے اِسی دائرے کی شرح سمجھانی شروع کی۔

اِنہوں نے اِس (دائرے) کا نام '' **در المنظم فی شرح اسم الا عظم** '' رکھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اِس دائرے کو '' **فی السر الا عظم** '' بھی کہا گیا ہے۔ وہ بزرگ کہتے ہیں کہ! اِس کے بعد میں نے آنحضرت رسالت مآب ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ کہ آپ ﷺ ایک محراب میں جلوہ افروز ہیں۔ اور ساتھ ہی حضرت امیر المؤمنین جناب علیؑ المرتضیٰؓ اِسی اِسمِ اعظم کا ورد کر رہے ہیں۔ (شمس المعارف کی قلمی کتب میں دائرہ اِسی طرح سے بنا ہوا ہے) آپؓ نے مجھے یہ کلمہ تعلیم فرمایا۔ '' **لم یتو قف الا سم المقدس علیٰ غیرہ فی الد لۃ** ''۔

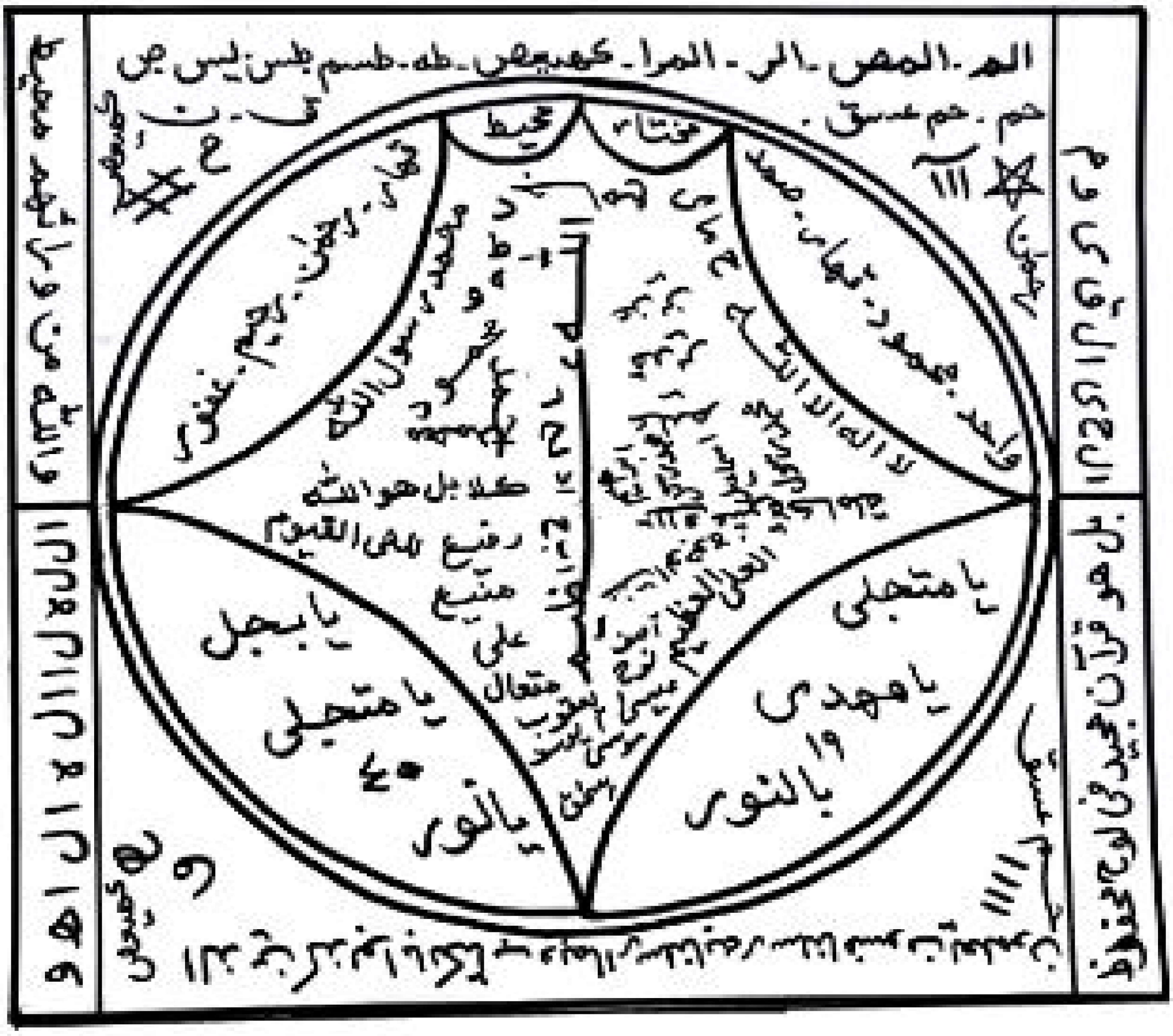

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ! حق تعالیٰ کی قسم ہے۔ اِسی طرح جبرائیلؑ نے مجھے تعلیم دی ہے۔ پھر جب میں خواب سے بیدار ہوا۔ تو شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ بیان کیا۔ اُنہوں نے کچھ دیر سکوت اختیار کیا۔ پھر اپنی پشت پر ہاتھ ڈال کر ایک پرچہ نکالا۔ جس پر بعینہ وہی الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ یعنی کہ! '' **لم یتو قف الا سم المقدس علیٰ غیرہ فی الد لۃ** ''۔

میں نے اِس کو دیکھتے ہی کہا کہ! اِس کو آپؒ شرح کے ساتھ کیوں نہیں لکھتے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ! میرا خیال تھا۔ کہ اِس کو میرے سوا اور کوئی نہ جان سکے۔ پھر اُنہوں نے '' **استغفار** '' پڑھی۔ اور مجھے لکھ دیا۔ یہ وہ چیز ہے۔ کہ جس کو اہلِ صدق وصفا کے اور کوئی نہیں جان سکتا۔ کیونکہ یہ '' **اِسمِ اعظم** '' اور '' **سرِ کریم و مخزونِ عظیم** '' ہے۔ اگر تو اِس کو جان لے۔ تو جن وانس تیری اطاعت کریں گے۔ لیکن چاہیئے

کہ غیر اہل سے اِس کو بچایا جائے۔ اور چاہیئے کہ ظاہر و پوشیدہ حالت میں اللہ تعالیٰ سے تقوٰی اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمھارے تمام امور میں کامیابی حاصل ہوگی۔ انشاء اللہ العظیم۔

حضرت شیخ ابوالعباس احمد بن علی بونیؒ اپنی کتاب شمس المعارف ولطائف العوارف کے حصہ سوئم میں فرماتے ہیں کہ! ایک بزرگ نے فرمایا کہ! جب میں نے بیت المقدس کی زیارت کے واسطے سفر کیا۔ تو مجھے خیال آیا کہ! کیوں نہ، شام اور حلب کے بزرگوں کی زیارت بھی کرتا چلوں۔ چنانچہ میں ابھی راستے میں ہی تھا۔ کہ! ایک شخص، جو کہ شاید ابدالوں میں سے تھا۔ میرے سامنے آیا اور بعد سلام کے مجھے فرمایا کہ! اے احمدؒ! میں آپؒ کو ایک تحفہ دینا چاہتا ہوں۔ جس سے آپؒ کو بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ! وہ تحفہ کیا ہے؟ تو اُنہوں نے فرمایا۔ میں ایک روز خلوت میں مراقبہ کر رہا تھا۔ اور اپنے روزانہ کے **اوراد و اذکار** میں مشغول تھا کہ! اچانک ایک لوحِ عظیمہ میرے سامنے آئی۔ جس پر عجیب وغریب طرح سے چند خطوط، دوائر اور اسماء وحروف مرقوم تھے۔ پھر ایک مؤکل (**فرشتہ**) میرے سامنے آیا۔ اور وہی لوح اِس نے مجھے دے دی۔ مگر کچھ بتایا نہیں اور فوراً ہی غائب ہوگیا۔ اُس وقت مجھے یہ معلوم نہ ہوا کہ اِس لوح کے کیا کیا فوائد ہیں؟ اور یہ لوح کس کام کے لئے مفید ہے۔ جس کے سبب میرے قلق واضطراب میں کافی اِضافہ ہوتا رہا۔ کہ اِسی حال میں مجھ پر نیند غالب ہوئی۔ اور خواب میں مجھے حضرت علیُ المرتضیٰؓ کی زیارت سے فیضِ یابی کا شرف حاصل ہوا۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ! حضرت علیؓ کھڑے ہوئے ہیں۔ اور اُنہوں نے سلام کرنے میں مجھ سے سبقت کی۔ پھر میں نے اُنؓ کے سلام کا جواب عرض کیا۔ پھر آپؓ نے مجھ سے فرمایا کہ! وہ لوح کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا یہ حاضر ہے۔ پھر آپؓ نے وہ لوح مجھ سے لے کر اُسے نہایت ادب واحترام سے بوسہ دیا۔ اور فرمایا! کیا تم جانتے ہو کہ! اِس لوح میں حقیقت اور معرفت کے کیا کیا اسرار ہیں؟ اور تمام ''**علمِ جفر**'' جو میں نے تالیف کیا ہے۔ وہ سب اِسی کے اندر موجود ہے۔ اور اِس لوح کا نام میں نے قضاء وقدر رکھا ہے۔ اِس میں حرف ''**ا**'' کے اسرار ہیں۔ اور اِس میں ''**اسمِ اعظم**'' کا راز ہے۔ دورہ ءاقطاب اور خلداء سب اِسی میں ہیں۔ پھر جنابِ حضرت امیر المؤمنین علیُ المرتضیٰؓ وہ دائرہ (جو پچھلے صفحہ پر دیا گیا ہے) مجھ کو عنایت کر کے اپنا دستِ مبارک اسمِ ذات (اللہ) پر رکھا۔ اور فرمایا کہ! یہ اسمِ اعظم کا راز اور اِس کی حقیقت ہے۔ پھر حضرت امیر المؤمنینؓ تشریف لے گئے۔ اے احمدؒ! میں اِس لوح کو لے کر تمھارے پاس آیا ہوں۔ میں نے اِس کو قبول کیا۔

دائرے کے انوارات واسرار :

اِس ضمن میں حضرت ابوالعباس احمد بن علی بونیؓ اپنی مشہورِ زمانہ تصنیف شمس المعارف ولطائف العوارف میں فرماتے ہیں کہ! اِس دائرے میں ایسے ایسے اسرار اور انوارات مخفی ہیں۔ یہ (اسرار اور انوارات) میں صرف سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی اِجازت سے ظاہر کرتا ہوں۔ یعنی میں نے آنحضور نبی کریم ﷺ کو محراب میں اور حضرت علیؓ کو اِس دائرہ کا ذکر کرتے ہوئے اور اِس کے فوائد کو بیان کرتے ہوئے ملاحظہ کیا۔ تو آنحضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ! میں نے اِس (لوحِ مبارک) کو اِسی طرح لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا دیکھا ہے۔ اور حضرت جبرائیلؑ نے اِسی صورت سے مجھے یہ لوحِ عظیمہ دکھائی تھی۔ میں نے اِس وقت عرض کیا کہ! حضور! مجھے اِجازت ہو تو میں اِس کی تشریح کو ظاہر کر دوں۔ اِرشاد فرمایا کہ کچھ حرج نہیں۔ اِس وقت میں خواب سے بیدار ہوا۔ اور میں نے اِس دائرہ میں غور وغوض کرنا شروع کیا۔ اب جو میں نے دیکھا۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ دائرہ تمام اسرار پر حاوی ہے۔ پس حروف اِس کے شفع اور وتر ہیں۔ اور اسمائے مبارکہ اِس کے مجموع اور متفرق ہیں۔ بے شک! حرف ''**ا**'' کا جو میں نے ذکر کیا ہے۔ وہ اِنہی معنوں میں اور اِسی شرح کے ساتھ ہے۔ اور میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں۔ کہ وہ الہام والقاء میں میری معاونت فرمائے۔ اور مجھے ثوابِ عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)۔ بے شک وہ بڑا بخشش کرنے والا مہربان ہے۔ اور میں یہ بھی دُعا کرتا ہوں کہ! ہر طالبِ علم کو اِس کے ساتھ احسان واکرام سے متنفع ومستفیذ فرمائے۔ آمین۔

اِس ضمن میں حضرت ابوالعباس احمد بن علی بونیؓ فرماتے ہیں کہ! اگر کوئی شخص اِس دائرے کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا۔ تو ایسے شخص کا عوام الناس کے اندر رعب ودبدبہ ہوگا۔ اور اُسے تسخیرِ خلائق وعظیم قبولیت نصیب ہوگی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اور اگر کوئی شخص اِس دائرے کو سونے کے پانی سے چاندی کی پلیٹ پر لکھ کر اپنے پاس رکھے گا۔ تو تمام پر مخلوقات میں ایسے شخص کو عظیم ترین توقیر وقبولیت نصیب ہوگی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اور اگر کوئی شخص کسی لشکر میں ہو اور اِس دائرے کو علم پر لکھ کر لگائے۔ تو کبھی ایسا لشکر ناکام وشکست خوردہ واپس نہیں لوٹے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اور اگر اِس دائرے کو ہرن کی جھلی پر لکھ کر کوئی اپنے پاس رکھے۔ تو ایسا شخص ایذا دینے والے لوگوں کے شر سے مامون ومحفوظ رہے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اِس دائرے کے لاتعداد وبے شمار فوائد ومنافع ہیں۔ جن کے بیان کرنے سے زبان جسم یکسر قاصر وگونگ ہے۔ اگر سعادت وانعام کسی کے نصیب میں ہوگا۔ تو وہ اِس رازِ عظیمہ، جوہرِ مکنون ومخزون سے مستفید ومتنفع ہوگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

اِس دائرہ میں دُنیا کے جملہ تغیرات وحوادث اور تمام سلطنتوں کے عروج وزوال کا حال ہے۔ اور تمام لڑائیاں جو بادشاہوں میں ہوئی ہیں یا

آنے والے وقتوں میں وقوع پذیر ہوں گی۔ اور سب بادشاہوں کے نام اِس سے نکل سکتے ہیں۔ مگر یاد رہے۔ کہ اِن رموز واسرار اور پوشیدہ رازوں کا استخراج صرف وہی اہل شخص کرسکتا ہے۔ جو قواعد بسط وتکسیر وجفر سے واقفیت رکھتا ہو۔ اور ہر اصل کو اِس کے اصول میں ضرب دینا بھی جانتا ہو۔ کیونکہ جب تم کسی حرف کے اعداد کو بسط کرو گے۔ اور تحقیق کرو گے۔ کہ یہ حرف کِس مرتبے کا ہے؟ اور کون سی دولت سے متعلق ہے؟ تو اِس وقت تم کو معلوم ہو جائے گا کہ! اِس دولت کے ساتھ مستقبل میں کون کون سے واقعات وحوادث پیش آئیں گے۔ یہ دائرہ دراصل اُن تمام باتوں کا مجموعہ ہے۔ جو ’’**جفر مِفتاحُ الغیب**‘‘ میں وضع کی گئی ہیں۔ اور ہم نے اِس کو جفر کا مصادر پایا ہے۔ چنانچہ اِس جفر میں **626** مصراع ہیں۔ جس میں سے ہر ایک کی **28** جدولیں ہیں۔ اور ہر جدول میں **28** خانے طول وعرض میں ہیں۔ اور سب حروف معجمہ (یعنی کہ **28** حروفِ تہجی) ہیں۔

وضاحتِ اول :

اِسی ضمن میں حضرت ابوالعباس احمد بن علی بونیؒ اپنی مشہورِ زمانہ تصنیف شمس المعارف ولطائف العوارف کے حصہ سوئم میں اِسی اسمِ اعظم کے متعلق ایک عظیم الشان اشارہ فرماتے ہیں۔ کہ! کِن کِن اسمائے الٰہیہ میں اسمِ اعظم کے کتنے کتنے حروف شامل ہیں۔ اسمائے حُسنٰی کی شرح کے تحت امام بونیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اللہ تعالیٰ کا اسم ’’**اللہ**‘‘ اسمِ اعظم اور بہت ہی عظیم اذکار میں سے ایک اسم ہے۔ اور اسم ’’**العزیز**‘‘ کے ضمن میں فرماتے ہیں۔ کہ اسم الٰہی ’’**العزیز**‘‘ میں اسمِ اعظم کے حروف میں سے ایک حرف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک ’’**الممیت**‘‘ کے ضمن میں امام بونیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اسم ’’**الممیت**‘‘ میں اسمِ اعظم کے خالص دو حروف ’’**م**‘‘ مکرر آئے ہیں۔ (لہٰذا گمان غالب ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا جو بھی اسمِ اعظم ہے۔ اُس میں حرف ’’**م**‘‘ ضرور آئے گا) واللہ اعلم بالصواب۔

(باقی کچھ اسمائے الٰہیہ کا جدول بمطابق اشارہ علامہ بونیؒ مندرجہ ذیل ہے)

العزیز.1	العلیم.2	الرافع.3	المعز.2	الحکم.1	العدل.1	الخبیر.1	الحلیم.1	العظیم.2	الغفور.2
شکور.1	العلی.1	المقیت.1	الکریم.2	المجیب.1	الحکیم.1	المجید.1	باعث.2	حمید.1	المحصی1
المبدیء.1	المعید.2	المحی.1	الواجد.1	الواحد.1	القادر.1	المقدم.2	الوالی.1	المنتقم.1	رؤف.1
مقسط.1	الجامع.1	الغنی.1	المغنی.1	المانع.1	الباقی.1	الرشید.1	الصبور.1	الممیت.1	

وضاحتِ دوئم:

میرے اُستادِ محترم جناب غلام الرسول عائلی نقشبندی صاحب نے اپنی کتاب مکاشفاتِ نور میں بابِ اسمِ اعظم میں ’’**جدول کلیدِ اسمِ اعظم**‘‘ کے تحت رقم طراز ہیں۔ کہ! واضح ہو کہ یہ جدول اِس سارے معمے کی کلید اعظم ہے۔ اور ہم نے آگاہی دی تھی۔ کہ اسمِ اعظم کوئی جفر کا نہ تو قاعدہ تھا اور نہ معمہ! بلکہ جنہوں نے اِس بات کو عوام الناس تک صراطِ مستقیم بنا کر پیش کیا۔ تو اس کے قواعد اسی جدول ہی سے بنائے گئے ہیں۔ اور تمام معمہ (اسمِ اعظم) اسی جدول سے ہی وضع کیا گیا تھا۔ وگرنہ یہ اسم کوئی نہیں تھا۔

عائلی صاحب دعوٰی کرتے ہیں۔ کہ! اِس جدول کو بطور اس معمے کی کلید کے تاریخ میں پہلی بار پیش کیا جا رہا ہے۔ اِس سے آپ کسی بھی اسم کو پھیلا کر اِس کا بسطِ کبیر لے سکتے ہیں۔ اور کسی کا بھی نصف وثلث ودیگر اجزاء لے سکتے ہیں۔ اور اگر اِس براہینہ بات کو سمجھنے کے بعد کسی بھی اسم کو اِس جدول میں پھیلا دیں۔ اور پھر تمام حروف کا بسطِ کبیر لے لیں۔ اور دیکھیں۔ کہ!

اِس کے **40** حروف بنتے ہیں کہ نہیں؟ اگر **40** حروف بنتے ہیں۔ تو دیکھیں۔ کہ! اِن کے وہ اعداد **581** نکلتے ہیں؟ اور اگر نکلتے ہیں۔ تو کیا اِن کو جُمل کرنے سے **19** حروف نکلتے ہیں؟ اور کیا اِن **19** حروف کے جُمل کبیر کے اعدادِ کامل **600** نکلتے ہیں؟

اگر اِس طرح ہے۔ تو آپ کو مبارک ہو۔ کہ آپ اِس عظیم ترین راز سے آگاہ ہو گئے۔ کہ جس کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے لوگوں کی عمریں صَرف ہو گئیں۔ لیکن پھر بھی وہ مقصود کو نہ پا سکے۔ کیونکہ اِن کے پاس پرکھنے کا کوئی پیمانہ نہیں تھا۔ جس کی بِناء پر وہ سرگردان رہے۔ اِس کے بعد آپ دیکھیں گے۔ کہ باقی تمام قواعد جتنے بھی اِس معمے میں مرقوم ہیں۔ وہ اِس پر منضبط ہونا شروع ہو جائیں گے۔ اور کوئی بھی علامت، کوئی بھی رمز اِس کے سوا باقی نہیں رہے گی۔ کہ اِس جیسی تفاصیل تاریخ میں موجود تمام کتب میں سے کہیں بھی آپ کو نہیں ملیں گی۔ اور نہ ہی تاریخِ عالم میں اِس سے قبل ایسی جامع گفتگو کی گئی ہو گی۔ اور اِس سلسلے میں یہ تمام اسرار محض اس وجہ سے دیئے گئے ہیں۔ کہ اِس کتاب کے بارے میں جو ہمارا مقصود تھا۔ کہ اِسے تاریخ کی پہلی باضابطہ اور مفصل کتاب بنایا جائے۔ اِس سلسلے میں ہمیں جتنی آگاہی تھی۔ ہم نے اِسے دل کھول کر بیان

کر دیا ہے ۔ ۔ ۔ مجھے جتنی تعلیم تھی میں نے بتا دی ۔ اب اِس سے زائد کچھ بھی بتانے کے لئے باقی نہیں رہا ۔ یہاں وہ (تقریبًا) سب کچھ بتا دیا گیا ہے جو بتانا نہیں چاہیئے تھا ۔ یہی سب کچھ حتمی ہے ۔ کیونکہ اِس سے زائد کچھ ہے بھی نہیں ، کہ جسے بتایا جائے ۔

(یہی جدول ”**رسالہ مجربۃ لطیفہ فی الزایرجہ**“ از ”سرفراز علی رضوی“ کی فارسی کتاب میں بعنوانِ ”**ھذا جدول الکسور المسمی بجدول العناصر**“ کے تحت موجود ہے)

حروف	اعداد قمری	نصف	ثالث	رابع	خامس	سادس	سابع	ثامن	تاسع	عاشر
▨	▨	1/2	1/3	1/4	1/5	1/6	1/7	1/8	1/9	1/10
ا	01	☆	☆	☆	☆	☆	☆	☆	☆	☆
ب	02	ا	☆	☆	☆	☆	☆	☆	☆	☆
ج	03	☆	ا	☆	☆	☆	☆	☆	☆	☆
د	04	ب	☆	ا	☆	☆	☆	☆	☆	☆
ه	05	☆	☆	☆	ا	☆	☆	☆	☆	☆
و	06	ج	ب	☆	☆	ا	☆	☆	☆	☆
ز	07	☆	☆	☆	☆	☆	ا	☆	☆	☆
ح	08	د	☆	ب	☆	☆	☆	ا	☆	☆
ط	09	☆	ج	☆	☆	☆	☆	☆	ا	☆
ی	10	ه	☆	☆	ب	☆	☆	☆	☆	ا
ک	20	ی	☆	ه	د	☆	☆	☆	☆	ب
ل	30	ه ی	ی	☆	و	ه	☆	☆	☆	ج
م	40	ک	☆	ی	ح	☆	☆	ه	☆	د
ن	50	ه ک	☆	☆	ی	☆	☆	☆	☆	ه
س	60	ل	ک	ه ی	ب ی	ی	☆	☆	☆	و
ع	70	ه ل	☆	☆	د ی	☆	ی	☆	☆	ز
ف	80	م	☆	ک	و ی	☆	☆	ی	☆	ح
ص	90	ه م	ل	☆	ح ی	ه ی	☆	☆	ی	ط
ق	100	ن	☆	ه ک	ک	☆	☆	☆	☆	ی
ر	200	ق	☆	ن	م	☆	☆	ه ک	☆	ک
ش	300	ن ق	ق	ه ع	س	ن	☆	☆	☆	ل
ت	400	ر	☆	ق	ف	☆	☆	ن	☆	م
ث	500	ن ر	☆	ق ک ه	ق	☆	☆	☆	☆	ن
خ	600	ش	ر	ن ق	ک ق	ق	☆	ه ع	☆	س
ذ	700	ن ش	☆	ق ع ه	م ق	☆	ق	☆	☆	ع
ض	800	ت	☆	ر	س ق	☆	☆	ق	☆	ف
ظ	900	ن ت	ش	ر ک ه	☆	ن ق	☆	☆	ق	ص
غ	1000	ث	☆	ن ر	ر	☆	☆	ه ک ق	☆	ق

وضاحتِ سوئم :

حضرت شیخ بہاؤالدین عاملیؒ نے اپنی ابیات میں اِسمِ اعظم کے متعلق چند اِشارات ونشانیاں بیان کی ہیں ۔ وہ ابیات تو بہت زیادہ ہیں ۔ مگر

ہم یہاں پر اسمِ اعظم تک رسائی والی چند چنیدہ ابیات درج کر رہے ہیں۔

گنج اسرار الهی حرف است   گوهر مخزن شاهی حرف است
سی و شش حرف که در گفت و شنید   کس بپایان رموزش نرسید
اسمِ اعظم که نهان از نظر است   عقل ها جُمله از ان بی خبر است
شد از آن اسم مقدس آگاه   که بود اعظم اسماء الله
هر چه در عالم از ایں اسم بپا ست   زانکه ایں اسم کنوز الاسماء است
هست در مُصحف ما بعد سه میم   در میاں هائی سور در حا میم
عددش با سورِ قُرآنی   متساوی است اگر میدانی
هشت حرف است بتر تیب و نظام   بسط حرفیش چهل گُشته تمام
نقطه اش (حرفیش) نوزده از روئے جُمل   هشت چون مُدخل باسط بعمل
اولش میم و چهارم لام است   سیمش شهره در ایں ایام است
طابود آخر شش حرف در او   گوش دل باز کُنی گر نیکو
در سه جا مصدر اسمش دال است   در سه آیت یی از انفال است
اولش هفده و آخر سین اَست   متصل در وسطِ یا سین اَست
عدد بینه اش هفتاد است   ایں هم از قاعده استاد است
اے (شیخ بهائی) چو تو ایں کشف رموز   کردی و یافتی آن نقد کنوز

چند مزید وضاحتیں برائے تحقیق وجستجو وتلاشِ اسمِ اعظم :

1۔ اِسی ضمن میں میرے باطنی استادمحترم جناب حضرت فقیرغُلام الرسول مین ناشادؒ اس ضمن میں فرماتے ہیں۔ کہ حضرت بہاؤالدین عاملیؒ، خواجہ نصیرالدین طوسی اور دیلمیؒ نے اسم اعظم کے متعلق جن دوسورتوں (**سورہ بقرہ ۔ سورہ آل عمران**) کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ اِن میں اسم اعظم واقعی موجود تو ہے۔ مگر **اشتقاقًا** موجود ہے۔ اور جس قُرآنی سورہ میں اسم اعظم **صریحًا** (یعنی کہ جس سورہ مبارکہ میں اسم اعظم صریحًا اور بہ لحاظ خواندہ مکمل ہے) موجود ہے۔ اس سے پہلوتہی کر گئے۔ اس لئے کہ جس سورہ مبارکہ میں اسم اعظم صریحًا اور بہ لحاظ خواندہ مکمل طور پر ہے۔ وہ ان دونوں سورتوں سے مقدار میں اتنی ہی کم ہے۔

2۔ اسم اعظم جس طرح قُرآن میں موجود ہے۔ اسی طرح عبرانی وسریانی، بابلی وآرامی اور دیگرزبانوں میں بھی موجود تھا۔

3۔ اس اسم اعظم سے تمام انبیاء ورسلؑ آگاہ تھے۔ اور بوقت **لا ینحل معمات و مهمات** میں اسی سے دعافرماتے تھے۔

4۔ اِسی طرح سے ہمارے باطنی استاذِمحترم **جناب غلام الرسول میمن ناشاد**ؒ اور صاحب حقیقتِ گلزارِصابری جناب مخدومِ زمن شاہ محمد حسن صابری چشتی قادری حنفی رامپوریؒ کے علاوہ دیگر صاحبان تصوف کا اس بات پر قوی اتفاق ہے کہ! اسمائے اعظم الہی سب گیارہ (11) ہیں۔ جوکہ انہی اٹھائیس 28 **حروف معجمه** کے حروف تہجی میں پوشیدہ ہیں۔ جن میں آتشی، بادی وآبی میں تین۔ تین اور خاکی میں فقط دو اسماء ہیں۔ اِن میں سے صرف ایک اسم کو حضرت امام جعفر صادقؑ نے قواعد علم جفر میں ضم فرما دیا ہے۔ اور حکام اہل جفر اُس اسم مبارک کو اسمِ اعظم تحریر کرتے ہیں۔ کیونکہ بغیر اس اسمِ اعظم کے علم جفر مآثر ہوتا ہی نہیں۔

حضرت ناشادؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اِن گیارہ اسمائے عظام الھیہ کی اطلاع بلارمزیہ کلیہ پر مجاہدہ کرنے کے بعد مبشرات، مغیبات اور مکاشفات ہی سے اطلاع ہوتی ہے۔ جو بندہ خدا خود کو ریاضت سے اِس کا اہل ثابت کردے گا۔ تو یہ اسمائے عظام الھیہ خودبخود اُسے میسر ہو جائیں گے۔ انشاءاللہ تعالٰی۔

5۔ اسمِ اعظم 29 اسمائے مبارکہ (یعنی 29 حروفِ مقطعات سے مستخرج شدہ 14 حروفِ نورانی سے) مرکب ہے۔

6۔ اِسی بارے میں میرے باطنی استادمحترم جناب حضرت فقیرغُلام الرسول میمن ناشادؒ فرماتے ہیں کہ حروفِ نورانی کا ایک عظیم طریقہ **جفر الجامع** کی طرز کا ہے۔ جس میں حروفِ مقطعات سے حاصل شدہ 14 حروفِ نورانی کا ایک صحیفہ نورانیہ بھی مرتب کیا جاتا ہے۔ انہی چودہ حروف کو گردشیں دے کر

196 صفحات تیار ہوتے ہیں۔ یاد رہے۔ کہ اِس پورے صحیفہ نورانیہ میں اسمِ اعظم 14 جگھوں پر آتا ہے۔ ایک جگہ پر مستقیم اور باقی صدر و مؤخر کے لحاظ سے۔ اِس اسمِ اعظم کی مختلف جہتیں سامنے آتی ہیں۔ لیکن اِس اسمِ اعظم میں ایک حرف کی گنجائش ہے۔ اِس لئے کہ یہ حروف کا جو صحیفہ ہے اِس کے اندر تمام حروف خالص ہیں۔ اور اسمِ اعظم حروف کے لحاظ سے مکرر ہے۔ مگر پھر بھی بہ لحاظِ قوتِ اعراب بآسانی پڑھنے میں صاف طور سے آتا ہے۔

7۔ میرے باطنی استاد حضرت ناشادؒ فرماتے ہیں کہ! آپ (متلاشی اسمِ اعظم) کے پاس تین چیزیں موجود ہیں۔

A۔ جفر الجامع کے 14 نورانی حروف کا 196 صفحات پر مشتمل عظیم الشان صحیفہ۔

B۔ معمہ اسمِ اعظم (درابیاتِ بہائی برائے اسمِ اعظم)۔

C۔ اس مضمون میں درج شدہ بسط کے 40 حروف، جُمل کے 19 حروف۔ (یعنی کہ! اسم اعظم کو بسط کرنے سے 40 حروف نکلتے ہیں۔ جِن کے اعداد بحساب ابجد قمری 581 ہیں۔ اور انہیں جُمل کرنے سے 19 حروف نکلتے ہیں۔ جن کے اعداد بحساب ابجد قمری 600 بنتے ہیں)۔

8۔ میرے باطنی استاد حضرت ناشادؒ فرماتے ہیں کہ! اب بھی اگر (معمہ اسمِ اعظم) حل نہ ہوتا ہو۔ **توأمُّ الدعوات** (یعنی کہ) سورہ فاتحہ کی 40۔ ایام کی ریاضت عظیمہ (باپرہیز روحانی) خصوصی جناب حضرت امامِ موسیٰ کاظمؑ **بـــن** حضرت امامِ جعفر صادقؑ کی خصوصی اجازت سے ادا کریں۔ میں دعوٰی سے کہتا ہوں۔ کہ ناکامی کا 1% بھی امکان نہیں رہے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

9۔ اسی ضمن میں ایک اور بات یاد آئی۔ کہ! حضرت شیخ سعد الدین بن محمود الحمویؒ جو کہ اللہ تعالیٰ کے ”**اسمِ اعظم**“ سے واقف تھے۔ اور اُنہوں نے اسمِ اعظم کا بطریقِ جفر استخراج بھی کیا تھا۔ لیکن اُنہوں نے بزبانِ فارسی بطریقِ علم جفر نا اہل سے مخفی رکھا۔ (جس کی مکمل تشریح روحانی رسالہ ماہنامہ فلکیات ستمبر 2006 میں تفصیلاً تحریر کیا گیا ہے) اور اِسی اسمِ اعظم کے معمہ کو والی افغانستان جناب احمد شاہ ابدالی کے پیر و مرشد حضرت میاں فقیر اللہ علوی شکار پوریؒ نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ”**قطبُ الارشاد**“ پر اسمِ اعظم کی تلاش کے طریقے کو کچھ اس طرح سے بیان فرمایا ہے۔ کہ!

اگر کوئی شخص ایک مرتبہ سورہ یٰسین شریف کو سجدے میں اِس طرح سے پڑھے۔ کہ! مقاماتِ رمز و اشارات کو 200-200 مرتبہ تکرار کرے۔ تو یہ طریقہ جمیع مقاصد دینی و دنیاوی کے لئے راقم (**میاں فقیر اللہ علوی**ؒ) کے بارہا کا مجرب اور آزمودہ طریقہ ہے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ! اِس سورہ شریفہ (سورہ یٰسین شریف) میں تین محل اشارات کے مقامات ہیں۔ جو کہ رمز و اشارات میں لکھے ہوئے ہیں۔ اگر یہ رموز و اشارات کسی خوش قسمت انسان پر افشاں ہو جائیں۔ یعنی مخلوق میں سے کوئی اِن کا ادراک حاصل کر لے۔ تو ایسے شخص سے کارہائے عظیمہ رونما ہوں۔ (وہ مافوق الفطرت و خوارق العادات کرامات جیسی خصوصیات کا حامل ہو جائے) اور کوئی بھی شخص اُس کی نافرمانی نہ کر سکے۔ اشارات کی تفصیل درجِ ذیل ہے۔

☆ پہلا اشارہ : یہ اشارہ دو کلمات کے درمیان واقع ہے۔ کہ ہر دو حروف کا مجموعہ ”**بہشت**“ کی تعداد کے مطابق ہے۔ پہلے کلمے کے چار حروف ہیں۔ کہ ہر حرف نے دوسرے حرف کے بعد تکرار کیا ہوا ہے۔ اور دوسرے کلمے کے چاروں حروف ہی غیر مکرر ہیں۔ اگرچہ اِن میں سے ایک حرف کا پہلے کلمے میں تکرار موجود ہے۔ جبکہ دوسرا اور تیسرا حرف پہلے کلمے کے حرفِ اول کے مقابل ہے۔ جو مراتب اعدادِ جمل کے مرتبہ ثانیہ میں ہے۔ جبکہ چوتھا حرف پہلے اور تیسے حرف کے مجموعہ مثل ہے۔ جو **امامِ مبین** نکلا۔

☆ دوسرا اِشارہ : یہ اشارہ تین کلمات کے درمیان واقع ہے۔ اِن حروف کا مجموعہ ”ابواب“ کی تعداد سے باہر ہے۔ پہلا اور ساتواں حرف ہم مثل ہیں۔ چنانچہ دوسرا اور چھٹا، تیسرا اور پانچواں ہم مثل ہیں۔ جبکہ چوتھا حرف اِن حروف کے مجموعے کا عین مرکز ہے۔ اور وہ ایک حرف ہے۔ کہ وہ زبر و بینہ کے ساتھ کے ساتھ ”**اسمِ اعظم**“ کے مطابق ہے۔ کہ اِس سے اسمِ اعظم مراد ہے۔ اور (تمام) حروف کا دائرہ اِس پر ختم ہو جاتا ہے۔ اور اِس کا بینہ ہا آخر سے مِلا ہوا ہے۔ اور اِسی میں دوسری علامت یہ ہے۔ کہ کلمات کے انضمام کا عمل اگر مقلوبی طور پر کیا جائے۔ تو پھر بھی وہی کلمات پیدا ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ یہ کلمہ ہے۔ **کل فی فلک**۔

☆ تیسرا اِشارہ : یہ اشارہ پانچ کلمات کے درمیان واقع ہے۔ اِن کلموں کے حروف کا مجموعہ تمام ابوابِ مذکورہ کی تعداد کے مطابق ہے۔ ایک زیادہ سے اور دو کلموں کے حروف جو پہلے اشارے کے مقام پر ہیں۔ بعینہٖ پہلے اور دوسرے اشارے کی ترتیب پر غیر مرتب اِن کلمات میں مندرج ہیں۔ اور اِن کلمات کے نقطے (نقات) تمام جہات کو احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ اِس کے اندر نصف نقاط بالائی ہیں۔ اور نصف نقاط زیریں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے الٰہیہ اِس کلمے کے اول و آخر میں جلوہ گر ہیں۔ جو کہ یہ ہے۔ **سلٰم قف قولا من رب رحیم o**

10 ۔ اکثر اولیاء اللہ کے نزدیک سورہ فاتحہ کے شروع میں ''**اسمِ اعظم**'' ہے۔

11۔ حضرت ذوالنون مصریؒ نے کسی بزرگ سے پوچھا۔ اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم کون سا ہے ؟ تو اس نے جواب دیا۔ ''اللہ'' مَیں (حضرت ذوالنون مصریؒ) نے کہا۔ کہ! اس اسمِ الٰہی کا بہت زیادہ وِرد کیا کرتا ہوں۔ لیکن میرے قلب میں اس کی ہیبت پیدا نہیں ہوتی۔ تو اس بزرگ نے فرمایا۔ تُو اس (اسمِ الٰہی) کو اس کی حیثیت سے نہیں بلکہ اپنی حیثیت سے کہتا ہے۔

12۔ حضرت شریحؒ فرماتے ہیں۔ کہ! مَیں نے خواب میں دیکھا۔ کہ! ایک شخص مجھ سے کہتا ہے۔ فلاں شخص کے پاس جا۔ ہم نے اُس کو حکم دے دیا ہے۔ کہ وہ تجھے اسمِ اعظم بتا دے گا۔ صبح کو مَیں اُسی شخص کے پاس گیا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا۔ کیا تم شریحؒ ہو ؟ مَیں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے۔ کہ! مَیں تجھ کو اسمِ اعظم سکھاؤں۔ دیکھو! قرآن شریف میں جس قدر آیات ہیں۔ جن میں ''**لا الٰہ الا ھو**'' ہے۔ وہ سب اسمِ اعظم ہیں۔

13۔ حضرت شیخ خوارزمیؒ نے فرمایا۔ کہ! جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے اسم ''**وتر**'' کو حال وقال میں معلوم کر لیا۔ پس یہی اسمِ اعظم ہے۔

14۔ حضرت شیخ ابوالحسن شاذلیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ایک روز مَیں اپنے اُستاد شیخ عبدالسلام مشیشؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ شیخ صاحبؒ کا ایک چھوٹا سا بچہ گھوم رہا تھا۔ اس کو مَیں نے اپنی گود میں بٹھا لیا۔ پھر میرے دل میں خیال آیا۔ کہ! مَیں شیخ عبدالسلام مشیشؒ سے ''اسمِ اعظم'' کی بابت سوال کروں۔ تو اس بچے نے میری ٹھوڑی پکڑ کر کہا۔ اے چچا جان! تُم ہی اسمِ اعظم ہو۔ یا کہا۔ تمھارے ہی اندر اسمِ اعظم ہے۔ شیخؒ نے فرمایا۔ بچے نے تم کو جواب دے دیا۔ اس کو سمجھ لو۔ (لہٰذا) معلوم ہوا۔ کہ! انسان خود ہی اسم اعظم ہے۔

15۔ حضرت امام خوارزمیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اسمِ اعظم اللہ کی معرفت کے حصول کے سلسلے میں میری چین کے ایک شیخ کبیر نابینا سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ! وہ اسم (دراصل) اسمِ ذات ہے۔ جس میں طبائع اربعہ موجود ہیں۔ اور اس کے جملہ ''**بارہ**'' حروف ہیں۔

16۔ حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں۔ کہ! اللہ تعالیٰ کے اسمِ اعظم ''**الم . کھیعص . حم عسق**'' اور اس سے ملتے جلتے الفاظ ہیں۔ جو کوئی اِن کی ترتیب و ترکیب کو اچھی طرح سے سمجھ لے۔ اسے اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم معلوم ہو جائے گا۔

صحیفہء نورانیہ، جفر جامع، اسم اعظم :

یہ تو ویسے بھی یقینی بات ہے۔ کہ! اسمِ اعظم حروفِ نورانی سے ہی مرکب ہے۔ یعنی کہ اسمِ اعظم میں جملہ حروف درحقیقت حروفِ نورانی والے ہی ہیں۔ کیونکہ! حروفِ نورانی دراصل حروفِ مقطعات سے مستخرج کئے جانے والے تمامی حروف ہیں۔

بہر حال! ہم اپنے مطلب و مقصد کی طرف دوبارہ سے لوٹتے ہیں۔

17 ۔ حروفِ نورانی کے صحیفہ جفر جامع میں ایک جگہ پر اسمِ اعظم آتا ہے۔ صحیفہ جفر جامع کو سمجھانے کے لئے یہاں طریقہ دیا جاتا ہے۔ تاکہ عوام الناس کو معلوم ہو۔ کہ صحیفہ نورانی جفر جامع کیسے بنے گا۔

علمائے عاملین نے جفر الجامع لکھنے کا ایک طریقہ وضع فرمایا ہے۔ اگر کوئی شخص ابجدِ قمری یا ابجدِ شمسی، یا حروفِ نورانی یا حروفِ صوامت کو بطرزِ جفر الجامع لکھ لے۔ تو ایسا شخص کثیر الاقسام فیوضات و برکات کا حامل ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو علم الحروف، علم الاعداد اور علمِ لدنی کے فہم و ادراک اور شناسائی سے نوازتا ہے۔ یہ بات بارہا تجربے سے بھی ثابت ہو چکی ہے۔

جناب غلام الرسول عائلی نقشبندی صاحب اپنی گراں مایہ کتاب مکاشفات نور میں بعنوانِ ''صحیفہ نورانی واسمِ اعظم'' کے تحت رقم طراز ہیں۔ کہ! اِن حروف کا ایک عظیم طریقہ جفر الجامع کی طرح کا ہے۔ جس سے کہ اِنہیں **14** حروفِ نورانی کا ایک صحیفہ بھی مرتب کیا جاتا ہے۔ جو کہ انہی چودہ حروف کو گردشیں دے کر (**14x14=196**) ایک سو چھیانوے صفحات پر مشتمل ہوتا ہے۔ حروفِ نورانی کی یہ ترتیب، جس سے کہ یہ صحیفہ بنایا گیا ہے۔ بہت ہی خاص ہے۔ واضح ہو کہ یہ **4** حرفی کتاب ہے۔ اور جفر الجامع کی طرز پر مشتمل ہے۔ اِس لحاظ سے کوئی بھی نورانی حروف پر مشتمل چہار حرفی لفظ ایسا نہیں ہے۔ جو کہ اِس کتاب میں موجود نہ ہو۔ اِس صحیفہ نور کے **14** جزو ہیں۔ اور ہر جزو کے **14** صفحات ہیں۔ اور ہر صفحے میں **14** سطور ہیں۔ طول میں بھی اور عرض میں بھی۔ اِسی طرح ہر سطر میں 14 خانے ہیں۔ اور ہر خانے میں 4 حروف مقرر ہیں۔ یہ کتاب حروفِ مقطعات پر مشتمل ایک صحیفہ نورانیہ ہے۔ اِس لئے اِس کے لکھنے کا طریقہ بھی مقرر ہے۔ اور لکھتے وقت کچھ قواعد وضوابط کا خیال رکھنا بھی لازم ہے۔ جب یہ کتاب مکمل طور پر پایہء تکمیل کو پہنچے گی۔ تو اِس سے بے شمار فوائد حاصل ہوں گے۔ صحیفہء نورانیہ کو لکھنے سے پہلے اِن شرائط کو لازمًا ملحوظِ خاطر رکھیں۔

اول : یہ پورا صحیفہ نورانیہ قمری ماہ کی اُن پہلی **14** تاریخوں میں لکھا جاتا ہے۔ جب اِنہی **14** تاریخوں میں قمر درعقرب نہ آئے۔ (ورنہ اگلے ماہ یا کچھ مہینے چھوڑ کر یہ عمل کرے۔ جبکہ اُن **14**۔ ایام میں قمر درعقرب وقوع پذیر نہ ہو)

دوئم: روزانہ لکھنے سے پہلے غسل کر کے پاکیزہ ومعطر لباس زیب تن کریں۔

سوئم: معطر بخور جلایا یا سلگایا جائے۔

چہارم: کوشش کی جائے۔ کہ صحیفہء نورانی لکھتے وقت مکمل تخلیہ ہو۔ روشنائی میں مشک وزعفران مِلا دیں۔

پنجم: کامل احتیاط سے سطور بنائیں۔ اور ہر، ہر خانے میں **4-4** حروف لکھے جائیں۔ لکھتے وقت یہ بھی خیال رکھا جائے۔ کہ کسی بھی خانے میں کوئی غلط حرف نہ لکھا جائے۔ وگرنہ وہ پورا صفحہ ہی غلط ہو جائے گا۔ لہذا اِس نسخہ کو پیشِ نظر رکھا جائے۔ کہ محض دیکھ کر ہی لکھا جائے۔ تا کہ حسابی مراحل سے گزرنا نہ پڑے۔

ششم: روزانہ **14** صفحات تیار کرنے ہوں گے۔

ہفتم: روزانہ لکھنے سے پہلے اور لکھنے کے بعد 29 حروفِ مقطعات کی ایک تسبیح پڑھنا خیر و برکت کا مؤجب ہوتا ہے۔

بہر حال متفرقات حروفِ مقطعات یعنی کہ! حروفِ نورانی کو بطرزِ جفر الجامع لکھنے کا مختصر سا طریقہ یہاں لکھا جاتا ہے۔ جس کی چند مثالیں پیش کی جارہی ہیں۔ حروفِ نورانی 14 ہیں۔ لہذا یہاں پر ایک صفحہ پر **14-Rows** اور **14-Columns** بنیں گے۔ بہر حال **14** حروف نورانی ترتیب وار یہ ہیں۔

ا۔ل۔ر۔ح۔م۔ن۔ك۔ھ۔ی۔ع۔ص۔ط۔س۔ق۔

چند صفحات کی کچھ لائنیں بطورِ تمثیل یہاں پر پیشِ خدمت ہیں۔ میرے خیال میں جفر الجامع کو لکھنے سے پہلے اگر اِن **14** حروف کو زبانی یاد کر لیا جائے۔ تو جفر الجامع کا لکھنا بہت سہل ہوگا۔ اور اسی طرح سے اگر پہلے صفحے کی مشق پر عبور حاصل ہو جائے۔ تو باقی صفحات لکھنا آسان ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

صفحہ نمبر 1 کی تمام سطور

اااا	ااال	ااار	اااح	ااام	ااا ن	اااک	اااه	اااى	ااا ع	اااص	اااط	اااس	اااق
اال ا	اال ل	اال ر	اال ح	اال م	اال ن	اال ک	اال ه	اال ی	اال ع	اال ص	اال ط	اال س	اال ق
اارا	اار ل	اارر	اار ح	اار م	اار ن	اار ک	اار ه	اار ی	اار ع	اار ص	اار ط	اار س	اار ق
ااح ا	ااح ل	ااح ر	ااح ح	ااح م	ااح ن	ااح ک	اا ح ه	ااح ی	ااح ع	ااح ص	ااح ط	ااح س	ااح ق
اام ا	اام ل	اام ر	اام ح	اام م	اام ن	اام ک	اام ه	اام ی	اام ع	اام ص	اام ط	اام س	اام ق
اان ا	اان ل	اان ر	اان ح	اان م	اان ن	اان ک	اان ه	اان ی	اان ع	اان ص	اان ط	اان س	اان ق
ااک ا	ااک ل	ااک ر	ااک ح	ااک م	ااک ن	ااک ک	ااک ه	ااک ی	ااک ع	ااک ص	ااک ط	ااک س	ااک ق
ااه ا	ااه ل	ااه ر	ااه ح	ااه م	ااه ن	ااه ک	ااه ه	ااه ی	ااه ع	ااه ص	ااه ط	ااه س	ااه ق
اای ا	اای ل	اای ر	اای ح	اای م	اای ن	اای ک	اای ه	اای ی	اای ع	اای ص	اای ط	اای س	اای ق
ااع ا	اای ل	اای ر	اای ح	اای م	اای ن	اای ک	اای ه	اای ی	اای ع	اای ص	اای ط	اای س	اای ق
ااص ا	ااص ل	ااص ر	ااص ح	ااص م	ااص ن	ااص ک	ااص ه	ااص ی	ااص ع	ااص ص	ااص ط	ااص س	ااص ق
ااط ا	ااط ل	ااط ر	ااط ح	ااط م	ااط ن	ااط ک	ااط ه	ااط ی	ااط ع	ااط ص	ااط ط	ااط س	ااط ق
ااس ا	ااس ل	ااس ر	ااس ح	ااس م	ااس ن	ااس ک	ااس ه	ااس ی	ااس ع	ااس ص	ااس ط	ااس س	ااس ق
ااق ا	ااق ل	ااق ر	ااق ح	ااق م	ااق ن	ااق ک	ااق ه	ااق ی	ااق ع	ااق ص	ااق ط	ااق س	ااق ق

صفحہ نمبر 2 کی تمام سطور

ال ا ا	ال ا ل	ال ا ر	ال ا ح	ال ا م	ال ا ن	ال ا ک	ال ا ہ	ال ا ی	ال ا ع	ال ا ص	ال ا ط	ال ا س	ال ا ق
ال ل ا	ال ل ل	ال ل ر	ال ل ح	ال ل م	ال ل ن	ال ل ک	ال ل ہ	ال ل ی	ال ل ع	ال ل ص	ال ل ط	ال ل س	ال ل ق
ال ر ا	ال ر ل	ال ر ر	ال ر ح	ال ر م	ال ر ن	ال ر ک	ال ر ہ	ال ر ی	ال ر ع	ال ر ص	ال ر ط	ال ر س	ال ر ق
ال ح ا	ال ح ل	ال ح ر	ال ح ح	ال ح م	ال ح ن	ال ح ک	ال ح ہ	ال ح ی	ال ح ع	ال ح ص	ال ح ط	ال ح س	ال ح ق
ال م ا	ال م ل	ال م ر	ال م ح	ال م م	ال م ن	ال م ک	ال م ہ	ال م ی	ال م ع	ال م ص	ال م ط	ال م س	ال م ق
ال ن ا	ال ن ل	ال ن ر	ال ن ح	ال ن م	ال ن ن	ال ن ک	ال ن ہ	ال ن ی	ال ن ع	ال ن ص	ال ن ط	ال ن س	ال ن ق
ال ک ا	ال ک ل	ال ک ر	ال ک ح	ال ک م	ال ک ن	ال ک ک	ال ک ہ	ال ک ی	ال ک ع	ال ک ص	ال ک ط	ال ک س	ال ک ق
ال ہ ا	ال ہ ل	ال ہ ر	ال ہ ح	ال ہ م	ال ہ ن	ال ہ ک	ال ہ ہ	ال ہ ی	ال ہ ع	ال ہ ص	ال ہ ط	ال ہ س	ال ہ ق
ال ی ا	ال ی ل	ال ی ر	ال ی ح	ال ی م	ال ی ن	ال ی ک	ال ی ہ	ال ی ی	ال ی ع	ال ی ص	ال ی ط	ال ی س	ال ی ق
ال ع ا	ال ع ل	ال ع ر	ال ع ح	ال ع م	ال ع ن	ال ع ک	ال ع ہ	ال ع ی	ال ع ع	ال ع ص	ال ع ط	ال ع س	ال ع ق
ال ص ا	ال ص ل	ال ص ر	ال ص ح	ال ص م	ال ص ن	ال ص ک	ال ص ہ	ال ص ی	ال ص ع	ال ص ص	ال ص ط	ال ص س	ال ص ق
ال ط ا	ال ل ط	ال ط ر	ال ط ح	ال ط م	ال ط ن	ال ط ک	ال ط ہ	ال ط ی	ال ط ع	ال ط ص	ال ط ط	ال ط س	ال ط ق
ال س ا	ال س ل	ال س ر	ال س ح	ال س م	ال س ن	ال س ک	ال س ہ	ال س ی	ال س ع	ال س ص	ال س ط	ال س س	ال س ق
ال ق ا	ال ق	ال ق ر	ال ق	ال ق م	ال ق	ال ق ک	ال ق	ال ق ی	ال ق ع	ال ق ص	ال ق ط	ال ق س	ال ق ق

صفحہ نمبر 3 کی تمام سطور

ارا ا	ارال	ارار	اراح	ارام	اران	اراک	اراہ	ارای	اراع	اراص	اراط	اراس	اراق
ارل ا	ارل ل	ارل ر	ارل ح	ارل م	ارل ن	ارل ک	ارل ہ	ارل ی	ارل ع	ارل ص	ارل ط	ارل س	ارل ق
ارر ا	ارر ل	ارر ر	ارر ح	ارر م	ارر ن	ارر ک	ارر ہ	ارر ی	ارر ع	ارر ص	ارر ط	ارر س	ارر ق
ارح ا	ارح ل	ارح ر	ارح ح	ارح م	ارح ن	ارح ک	ارح ہ	ارح ی	ارح ع	ارح ص	ارح ط	ارح س	ارح ق
ارم ا	ارم ل	ارم ر	ارم ح	ارم م	ارم ن	ارم ک	ارم ہ	ارم ی	ارم ع	ارم ص	ارم ط	ارم س	ارم ق
ارن ا	ارن ل	ارن ر	ارن ح	ارن م	ارن ن	ارن ک	ارن ہ	ارن ی	ارن ع	ارن ص	ارن ط	ارن س	ارن ق
ارک ا	ارک ل	ارک ر	ارک ح	ارک م	ارک ن	ارک ک	ارک ہ	ارک ی	ارک ع	ارک ص	ارک ط	ارک س	ارک ق
ارہ ا	ارہ ل	ارہ ر	ارہ ح	ارہ م	ارہ ن	ارہ ک	ارہ ہ	ارہ ی	ارہ ع	ارہ ص	ارہ ط	ارہ س	ارہ ق
اری ا	اری ل	اری ر	اری ح	اری م	اری ن	اری ک	اری ہ	اری ی	اری ع	اری ص	اری ط	اری س	اری ق
ارع ا	ارع ل	ارع ر	ارع ح	ارع م	ارع ن	ارع ک	ارع ہ	ارع ی	ارع ع	ارع ص	ارع ط	ارع س	ارع ق
ارص ص	ارص ل	ارص ر	ارص ح	ارص م	ارص ن	ارص ک	ارص ہ	ارص ی	ارص ع	ارص ص	ارص ط	ارص س	ارص ق
ارط ا	ارط ل	ارط ر	ارط ح	ارط م	ارط ن	ارط ک	ارط ہ	ارط ی	ارط ع	ارط ص	ارط ط	ارط س	ارط ق
ارس ا	ارس ل	ارس ر	ارس ح	ارس م	ارس ن	ارس ک	ارس ہ	ارس ی	ارس ع	ارس ص	ارس ط	ارس س	ارس ق
ارق ا	ارق ل	ارق ر	ارق ح	ارق م	ارق ن	ارق ک	ارق ہ	ارق ی	ارق ع	ارق ص	ارق ط	ارق س	ارق ق

صفحہ نمبر 196 یعنی آخری صفحہ کی تمام سطور

ققاا	ققال	ققار	ققاح	ققام	ققان	ققاک	ققاه	ققای	ققاع	ققاص	ققاط	ققاس	ققاق
ققلا	ققلل	ققلر	ققلح	ققلم	ققلن	ققلک	ققله	ققلی	ققلع	ققلص	ققلط	ققلس	ققلق
ققرا	ققرل	ققرر	ققرح	ققرم	ققرن	ققرک	ققره	ققری	ققرع	ققرص	ققرط	ققرس	ققرق
ققحا	ققحل	ققحر	ققحح	ققحم	ققحن	ققحک	ققحه	ققحی	ققحع	ققحص	ققحط	ققحس	ققحق
ققما	ققمل	ققمر	ققمح	ققمم	ققمن	ققمک	ققمه	ققمی	ققمع	ققمص	ققمط	ققمس	ققمق
ققنا	ققنل	ققنر	ققنح	ققنم	ققنن	ققنک	ققنه	ققنی	ققنع	ققنص	ققنط	ققنس	ققنق
ققکا	ققکل	ققکر	ققکح	ققکم	ققکن	ققکک	ققکه	ققکی	ققکع	ققکص	ققکط	ققکس	ققکق
ققها	ققهل	ققهر	ققهح	ققهم	ققهن	ققهک	ققهه	ققهی	ققهع	ققهص	ققهط	ققهس	ققهق
ققیا	ققیل	ققیر	ققیح	ققیم	ققین	ققیک	ققیه	ققیی	ققیع	ققیص	ققیط	ققیس	ققیق
ققعا	ققعل	ققعر	ققعح	ققعم	ققعن	ققعک	ققعه	ققعی	ققعع	ققعص	ققعط	ققعس	ققعق
ققصا	ققصل	ققصر	ققصح	ققصم	ققصن	ققصک	ققصه	ققصی	ققصع	ققصص	ققصط	ققصس	ققصق
ققطا	ققطل	ققطر	ققطح	ققطم	ققطن	ققطک	ققطه	ققطی	ققطع	ققطص	ققطط	ققطس	ققطق
ققسا	ققسل	ققسر	ققسح	ققسم	ققسن	ققسک	ققسه	ققسی	ققسع	ققسص	ققسط	ققسس	ققسق
قققا	قققل	قققر	قققح	قققم	قققن	قققک	قققه	قققی	قققع	قققص	قققط	قققس	قققق

18۔ بقول علمائے روحانیہ و جفارین! اِس اسم اعظم کو بسط کرنے سے 40 حروف نکلتے ہیں۔ جِن کے اعداد بحساب ابجد قمری 581 ہیں۔ اور انہیں جُمل کرنے سے 19 حروف نکلتے ہیں۔ جن کے اعداد بحساب ابجد قمری 600 بنتے ہیں۔

اِسی ضمن میں مزید کچھ وضاحت و تفصیل پیشِ خدمت ہے۔ کہ اگر تو آپ نے کوئی اسم تلاش کر ہی لیا ہے۔ تو وہ اُن 99۔ اسماء اِلٰہیہ میں سے تو نہیں ہے۔ اور کیا اُس اسم کے تمام حروف کا استخراج حروف نورانی سے کیا گیا ہے۔ یعنی حاصل شدہ اسم حروفِ نورانی کے چند حروف پر مشتمل ہے۔ اب اِس حاصل شدہ اسم کے تمام حروف کا بسطِ کبیر لے لیں۔ اور دیکھیں۔ کہ اِس کے 40 حروف بنتے ہیں کہ نہیں؟ اگر 40 حروف بنتے ہیں۔ تو دیکھیں۔ کہ اِن کے وہ اعداد 581 نکلتے ہیں؟ اور اگر نکلتے ہیں۔ تو کیا۔ اِن کو جُمل کرنے سے 19 حروف نکلتے ہیں؟ اور کیا اِن 19 حروف کے جُمل کبیر کے اعدادِ کامل 600 نکلتے ہیں؟ اگر اِس طرح ہے۔ تو آپ کو مبارک ہو۔ کہ آپ اِس عظیم ترین راز سے آگاہ ہو گئے۔

19۔ حضرت امام جعفر صادق ؓ اور حضرت جنیدِ بغدادی ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اللہ تعالیٰ کا ہر اسمِ گرامی کہ بندہ جس میں محو ہو کر اس طرح سے دعا مانگے۔ کہ اس حالت میں اللہ تعالیٰ کا غیر نہ ہو۔ جو بھی اس طرح سے دعا مانگے گا۔ اس کی دعا لازمی قبول ہوگی۔ (جیسا کہ قرآنِ حکیم میں آیا ہے۔ **قل ادعوا الله او ادعوا لرحمٰن ایام ما تدعوا فله الا سمآء الحسنىٰ**۔ یعنی کہ! آپ فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ کو پکارو یا رحمان کو پکارو۔ جس کو (بھی) پکارو۔ تمام اچھے نام اسی کے ہیں)

19۔ حضرت ابو القاسم قشیری ؒ کے استاد جناب حضرت شیخ امام علامہ ابو الثناء محمود ؒ سے بعض اولای ء اللہ ؒ یہ قول نقل فرماتے ہیں۔ کہ! اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم وہی ہے۔ کہ جس کے ذریعے کوئی تعظیم اور دِلی توجہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ اس حال میں جو بھی (جائز و شرعی) دعا مانگے گا۔ خواہ وہ (اللہ تعالیٰ کے) کسی بھی نام سے مانگے۔ (دعا بقبول ہوگی۔ کیونکہ) اس حالت میں اللہ تعالیٰ کا وہ ایفائے عہد ہے۔ کہ! **امن یجیب المضطرا اذا دعاء ہ**۔ بے بس جب دعا کرتا ہے۔ تو اس کی دعا کو کون سنتا ہے؟

20۔ حضرت ذوالنون المصری ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اللہ تعالیی کا وہ اسمِ اعظم کہ جس کے ذریعے سے دعا مانگی گئی۔ وہ سات حروف سے مرکب ہے۔

21۔ حضرت خلیفہ شیخ عمر بن سعد القونی تیجانیؒ نے حضرت سیدی عبدالعزیز دباغؒ کے قول (کہ اسمِ اعظم اللہ تعالیٰ کے 99 اسماء الحسنیٰ کے علاوہ سواں نام ہے۔ جو کہ پوشیدہ ہے) کے حوالے سے اتنا اضافہ کیا ہے۔ کہ وہ سواں نامِ مبارک ہے۔ اور یہ کہ اس کے اکثر معانی 99 اسماء الحسنیٰ میں موجود ہیں۔ (سلسلہء تیجانیہ کے بانی) حضرت شیخ عارف باللہ سید احمد محمد تیجانیؒ جو کہ بحالتِ بیداری آنحضور نبی مکرم ﷺ سے ملاقی ہوا کرتے تھے۔ کا قولِ مبارک ہے۔ کہ! مجھے سیدالوجود ﷺ نے (خود) فرمایا۔ کہ! اسمِ اعظم پر پردہ ڈالا گیا ہے۔ اور اس (یعنی اسمِ اعظم) پر اللہ تعالیٰ صرف اپنے مخصوص بندوں کو اطلاع دیتا ہے۔ اور حضرت تیجانیؒ مزید فرماتے ہیں۔ کہ! اسمِ اعظم کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے۔ کوئی (بھی) عمل اس کے برابر نہیں۔ حضرت شیخ عمر تیجانیؒ نے فرمایا۔ کہ! جب تم اسمِ اعظم کے متعلق جان گئے۔ تو جان لو۔ کہ! اسمِ اعظم دنیا و طالبِ دنیا کے لائق نہیں۔ جس کسی نے اسے جانا۔ اور طلبِ دنیا کے لئے اسے صَرف کیا۔ وہ دنیا و آخرت میں زیاں کار رہا۔

مزید کچھ اشارات اور وضاحتیں :

1۔ اسمِ اعظم کے متعلق علمائے عاملین کے گمان کے مطابق اِسمِ اعظم چار، پانچ یا چھ حرفی ایک عظیم و مقدس لفظ یا اسم ہے۔ جو ایک یا دو مکرر حروف پر مشتمل ہے۔ لیکن اِس ضمن میں میرا (مُصنفِ کتاب ہٰذا **محمد عبدالرؤف البلوشی آف کوئٹہ** کا) خیال ہے۔ شاید اسمِ اعظم کا **ایک حرف مکرر** ہے۔ اور یہ قرآنِ پاک میں صریحًا فقط ایک مرتبہ آیا ہے۔ اور اشتقاقًا دو مرتبہ۔ **واللہ اعلم بالصواب۔**

2۔ اسمِ اعظم کے متعلق فقط ایک لفظ (یعنی کہ ایک اسم) ہے۔ کوئی آیت یا **اسماء الحُسنیٰ** وغیرہ کا مجموعہ نہیں۔ جیسے کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے۔ کہ **یا حی یا قیوم . یا ذوالجلال والاکرام . اللہ الصمد . مالک الملک** وغیرہ ہیں۔ گو کہ اِن اسمائے مبارکہ میں اسمِ اعظم جیسے خصائل بعین موجود تو ہیں مگر یہ اسمِ اعظم نہیں۔ ۔ (کیونکہ! یہ ایک اسم نہیں۔ بلکہ دو۔ دو **اسماءُ الحسنیٰ** ہیں)

اِسی طرح سے کچھ علماء کا یہ بھی خیال ہے۔ کچھ آیات ہی اسمِ اعظم ہیں۔ جیسے کہ! آیتِ کریمہ **سلٰم قف قولا من رب رحیم**۔ یا پھر آیتِ کریمہ **حسبنا اللہ و نعم الوکیل**۔ یا پھر آیتِ کریمہ **لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین**۔ یا پھر آیتِ کریمہ **اللہ الذی لا الہ الا ھو رب العرش العظیم**۔ یا پھر آیتِ کریمہ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ وغیرہ وغیرہ۔۔۔ کیونکہ یہ سب تو آیات ہیں۔ جب کہ! یہاں پر تو بات ہی فقط ایک اسم یعنی اسمِ اعظم کی ہو رہی ہے۔ بہرحال اسمِ اعظم کی کھوج کے لئے یہاں پر کچھ نشانیاں، وضاحتیں اور اشارات پیشِ خدمت ہیں۔ تاکہ (صاحبانِ تقوٰی) عوام الناس اسمِ اعظم کی تحقیق و جستجو کو جاری رکھیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی اِس عظیم سعادت و انعام و اکرام کو پاسکیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

A۔ اسمِ اعظم کے متعلق تصوف کی عظیم المرتبت کتاب '' الابریز '' میں مندرج ہے۔ کہ! سیدی عبدالعزیز دباغؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اللہ تعالیٰ کے 99 مشہور اسماء میں سے کوئی اسمِ اعظم نہیں ہے۔ (کوئی اسمِ اعظم نہیں، سے یہ مراد ہے۔ کہ! وہ اسمِ اعظم نہیں، جس کو ہم تلاش کر رہے ہیں) البتہ اسمِ اعظم کے بیشتر معانی اِن 99 اسماء میں (ضرور) پائے جاتے ہیں۔ زبان کے ذریعے اسمِ اعظم کا وِرد کیا جاتا ہے۔ لیکن جب اسمِ اعظم کا ذِکر (وِرد) انسان کی ذات کرتی ہے۔ تو اِس کے ذکر کی آواز یوں محسوس ہوتی ہے۔ جیسے پیتل کا برتن کھنکھایا جائے۔ اور یہ ذِکر بہت وزنی ہوتا ہے۔ اِس لئے روزانہ ایک یا دو مرتبہ اِس (اسمِ اعظم) کا ذِکر (وِرد) کیا جاتا ہے۔ اَس کی وجہ یہ ہے۔ کہ! یہ ذکر مکمل مشاہدے کے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔ چونکہ یہ بہت وزنی محسوس ہوتا ہے۔ اِسی لئے جب ذاتِ انسانی اِس کا ذکر کرتی ہے۔ تو خوف اور ہیبت کے باعث ذات کے سامنے سے تمام جہان مفقود ہو جاتا ہے۔

سیدی دباغؒ فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت سیدنا عیسیٰ رسولؑ روزانہ فقط 14 مرتبہ یہ ذکر کیا کرتے تھے۔ (ایک اور کتاب میں مرقوم ہے۔ کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ بمشکل 4 مرتبہ اِسم اعظم کا روزانہ ذکر کیا کرتے تھے۔) سیدی دباغؒ سے دریافت کیا گیا۔ کہ! آپؒ کو کتنے اسماء کے انوارات سے نوازا گیا؟ تو آپؒ نے فرمایا۔ اور بلاشبہ سچ فرمایا۔ کہ! مجھے 97 اسماء کے انوارات سے نوازا گیا۔ پوچھا گیا۔ کہ! اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسماء تو 99 ہیں؟ آپؒ نے فرمایا۔ نہیں۔ بلکہ 100 ہیں۔ لیکن عام طور پر سوواں اسم (جو کہ دراصل اسمِ اعظم ہی ہے) شمار نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ لوگ اِس کے انوارات برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اور یہی (سوواں اسم ہی) اسمِ اعظم ہے۔ کہ جس کے وسیلے سے جب دعا کی جائے۔ تو وہ قبول ہوتی ہے۔ اور اگر سوال کیا جائے۔ تو پورا کیا جاتا ہے۔ (یہ الفاظ کسی عام کتاب کے نہیں۔ بلکہ صحاح ستہ کی مشہور و معروف کتب احادیث میں مرقوم ہیں۔ جیسے کہ پچھلے صفحات میں مفصلاً مذکور ہے۔)

B۔ اسمِ اعظم کے ضمن میں صاحبِ **مراۃ الاسرار** نے حضرت خواجہ داؤد بلخیؒ کے تذکرہ میں فرمایا ہے۔ کہ! ایک کرامت کے ظاہر ہونے کے بعد استفسار کیا گیا۔ کہ! یہ کیا ہے؟ میں نے جواب دیا۔ اسمِ اعظم۔ پوچھا گیا۔ وہ (یعنی اسمِ اعظم) کیا ہے؟ وہ اسمِ پاک میرے قلب میں اِس قدر عظیم ہے۔ کہ زبان پر نہیں لایا جاسکتا۔ اِسی ضمن میں مُلا عبدالغفورؒ نے **نفحات الانس** کے حاشیہ پر اِس کلام کی شرح میں لکھا ہے۔ کہ! اسمِ اعظم کے دو اطلاق (اعتبار) ہیں۔ ایک وہ اسم ہے۔ جو ذاتِ مستجمع جمیع صفاتِ کمال پر دلالت کرتا ہے۔ اور وہ اسم ذات ''اللّٰہ'' ہے۔ جبکہ دوسرا وہ اسم ہے۔ کہ جس کی برکت سے عجیب وغریب (بعید از فہم وادراک اور نا قابل یقین اثرات) آثار مرتب ہوتے ہیں۔ اور اِس بات میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ کہ! آیا وہ (یعنی اسمِ اعظم) فقط ایک اِسم ہے۔ یا ایک سے زیادہ اسمائے مبارکہ ومعظّمہ ہیں (ہر ایک کی مناسبت کے مطابق)۔ اِس اسم پاک کا تعین شریعت میں بطریقِ اجمال ہے۔ اور اِس فقیر مؤلفِ کتاب (یعنی صاحبِ **مراۃ الاسرار**) نے سالہا سال اسمِ اعظم کے حصول اور آرزو میں جان توڑ محنتِ شاقہ کی ہے۔ اور برسوں تک حالتِ زار میں ہی رہا۔ (یہاں تک کہ!) میرے سر سے پاؤں تک جملہ جسمانی اعضاء ذاکر ہو گئے۔ اور بہت محنت کے بعد میرا قلب نیلوفری (قلبِ صنوبری) شگفتہ ہو گیا۔ جس کے نتیجے میں اسمِ اعظم (بالآخر) ظاہر ہو ہی گیا۔ اسمِ اعظم کے ظہور کے بعد مجھ پر پہلی مرتبہ ایک عجیب وغریب سی کیفیت طاری ہو گئی۔ میں کبھی حالتِ سکر (بے خودی) اور کبھی حالتِ صَحو (ہوشیاری) میں ہو گیا۔ مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ یہ سب اسمِ اعظم ہی کی برکات ہیں۔ پس اِسی دوران مجھے حضرت بندگی شیخ نظام الدین انبیٹھویؒ کے خلیفہ حضرت بندگی شیخ معروف بہ جونپوریؒ سے درعالمِ غیب ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اور میں نے اُن سے اسمِ اعظم کی بابت دریافت کیا۔ تو آپؒ نے میرے **قلبِ نیلوفری** پر نشان دہی فرمائی۔ مجھے اُس وقت معلوم ہو گیا۔ کہ! یہی اسمِ اعظم ہے۔ کہ! اس کا مطلب ہے۔ کہ! جب تک قلبِ نیلوفری شگفتہ نہ ہو۔ اسمِ اعظم سے آشنا ہونا یا اس کا ادراک ہونا محال ہے۔ اور یہ وہ راز ہے۔ کہ قلب اس کا موم ہو جاتا ہے۔ اور بیان کرتا ہے۔ زبان پر لانا ممکن نہیں۔ اِسی وجہ سے خواجہ ابراہیم بن ادھمؒ نے اُس بزرگ سے فرمایا۔ کہ اسمِ اعظم اِس قدر عظیم ہے۔ کہ زبان پر نہیں لایا جاسکتا۔ **فھم من فھم** (سمجھا جس نے سمجھا)

C۔ اسمِ اعظم کے ضمن میں جناب سید شریف احمد شرافت نوشاہی قادری صاحب اپنی یگانہ روزگار تاریخی کتاب شریف التواریخ کی پہلی جلد میں جناب حضرت سید نوشہ گنج بخش کے حالات و واقعات کے سلسلے میں رقم طراز ہیں۔ کہ!

جب اللّٰہ تعالیٰ کسی شخص کو اپنا ولی ومقرب بنانا چاہتا ہے۔ تو پہلے پہل اِس کو علمِ لدنی عطا فرماتا ہے۔ جس سے وہ ولی عالم ہو جاتا ہے۔ پھر اُس کو ننانوے 99 نام یعنی اسمائے حُسنیٰ کا علم عطا فرماتا ہے۔ جس سے کہ اُس پر وہ علوم کھلتے ہیں۔ جس سے کہ علمائے ظاہر بے خبر رہتے ہیں۔ پھر اللّٰہ تعالیٰ اُس کو اسمائے باطنی وظاہری کی معرفت کی طرف ترقی عطا فرماتا ہے۔ پھر اُسے 14 حروفِ مفرد قرآنی جو کہ 29 سورتوں کے اوائل میں وارد ہوئے ہیں۔ اور جن کو حروفِ نورانی کہا جاتا ہے۔ (جن کی تفصیل اِسی باب میں آگے بیان کی گئی ہے) اُن کا علم عطا فرماتا ہے۔ پھر اُس کو اسمِ اعظم (منجانب اللّٰہ تعالیٰ) بتایا اور سکھلایا جاتا ہے۔ جس سے وہ جو دعا کرے۔ وہ قبول ہو۔ اور وہ جو سوال کرے۔ وہ پورا کیا جائے۔ (لیکن حامل اسمِ اعظم اپنی ذات کے لئے کوئی دعا نہیں کرتا۔ بلکہ ہر وقت عشقِ الٰہی میں منہمک ومستغرق رہتا ہے) بعض اوقات حضرت خضر نبیؑ کے توسط وتسل سے ایسے شخص کو اسمِ اعظم بتایا اور سکھایا جاتا ہے۔ اور پھر اِس کو الہام والقاء سے بہرہ ور کیا جاتا ہے۔ اور کثیر کرامات عطا کی جاتی ہیں۔ جیسے **استجابت دعا، طی الارض، مشی علی الماء، طیران فی الھوا** اور زمین واعیان اُس کے لئے منقلب و مسخر کئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر کئی ایسے کرامات سے اللّٰہ تعالیٰ اُسے مخصوص فرماتا ہے۔ جو لوگوں کی لکھی ہوئی کتب میں یا اُن کے علوم میں نہیں۔ بلکہ وہ تو اللّٰہ تعالیٰ اور اُس کے مخصوصین ومحبوبین کے مابین ہی مخصوص ہیں۔

D۔ اسمِ اعظم کے متعلق مذکورہ واقعے سے کچھ ملتی جلتی کیفیت کا واقعہ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی سہروردیؒ کے خانوادہ کے نامور بزرگ حضرت بہاؤالدین المعروف **حضرت خاکی شاہ**ؒ سے بھی منقول ومنسوب ہے۔ یہ واقعہ قدیم طرزِ لفاظی کا عظیم شاہکار ہے۔ اِسی لئے اِس واقعے کو بعنیہ اُسی طرح نقل کیا جاتا ہے۔ آپؒ خود فرماتے ہیں۔ کہ!

مَیں سالہا سال تک پیچ طلب کرنے اسمِ اعظم کے رہا۔ (اسمِ اعظم کی تلاش وجستجو اور تحقیق کے ضمن میں) ہر کتاب سے، ہر شیخ (پیرِ طریقت) سے اور عالم (علمائے وفقہائے شریعت) سے ڈھونڈتا پھرتا رہا۔ مگر نہیں پایا۔ ایسی کوئی کتاب نہ چھوڑی کہ جس کا مَیں نے مطالعہ نہ کیا ہو۔ نہ پایا مَیں نے کہیں پر۔ یہاں تک کہ خدمت کی مَیں نے ہر مذہب کے جید علمائے اکابر کی۔ اور اُن کی کتابوں کا بھی مطالعہ کیا۔ مگر سب بے سود۔

پس خیال کیا مَیں نے۔ کہ شاید ریاضت ومحنتِ شاقہ سے حاصل ہو مقصود میرا۔ لہٰذا مَیں نے سخت وکٹھن ریاضات شروع کر دیں۔ کم کھانا کھانے کی

عادت ڈالی۔ راتوں کو عبادت و ریاضت کرنا شروع کردی۔ اِس سلسلے میں کافی بھوک و پیاس برداشت کی۔ جس کی وجہ سے میرے تمام اعضاء کمزور پڑ گئے۔ پھر بھی کسی جگہ یا کہیں سے مجھے بوئے اسمِ اعظم کی میرے دماغ میں نہیں پہنچی۔ پس مَیں نے تسخیر کی ستاروں، جنوں اور موٗکلات (فرشتوں) کی۔ تا کہ کسی بھی طرح سے مجھے میرا مقصود حاصل ہووے۔ جب کسی بھی طرح سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ پس مَیں بیزار ہو گیا۔ کہا مَیں نے پھر خود سے۔ کہ! بس! اب اگر مجھے اسمِ اعظم حاصل ہو بھی گیا۔ تو نہ چاہوں گا مَیں اسمِ اعظم کو۔ اور کیفیت میری ہوگئی بیزاری کی اِس قدر کہ۔ مَیں دنیا و مافیہا سے ہو گیا بہت بیزار۔ پس میں سخت نا اُمید ہوا ہر چیز سے۔ اَب مَیں نے کہا خود سے کہ! بعد اِن سب باتوں (یعنی محنت و ریاضت اور بھوکا پیاسا رہنے) کے۔ اَب مَیں کل دن کو سب کچھ کھاؤں گا اور مزے سے سب پیوں گا۔ اور آج سے راتوں کو گہری نیند سویا کروں گا۔ اور مدت تیس برس کی میری محنت و ریاضت و بھوک و پیاس کو ہوئی۔ جب کہ مَیں طلب کرتا رہا اپنے مقصد کی۔ پَر نہیں پایا مَیں نے اِس کو۔ بہرحال اِسی رات اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے حاصل ہوا مجھے میرا مقصد۔ اور دیکھا مَیں نے آنحضور سید المرسلین ﷺ کو۔ جب رات کو مَیں سویا۔ پھر مَیں خواب میں گیا۔ تو ہوا مشک بوئے کی میرے دماغ تک پہنچی۔ جب نظر کی مَیں نے تو دیکھا۔ کہ! اشرفِ کائنات جناب آنحضرت نبی مکرم ﷺ ٹہلتے ہوئے میری جانب تشریف لا رہے ہیں۔ ستر پوشاکیں نور کی پہنے ہوئے چہرہ اقدس مجھ بندہ عاجز کی طرف کیا ہوا ہے۔ اور مجھ کو بغل میں پکڑا۔ اور سر اور منہ میرے کو بوسہ دیا۔ اور نوازش و وعدہ بہت فرمایا۔ اور مجھ کو ساتھ فرزندی کے نسبت دی۔ اور مجھ بندی ناچیز کی تعریف کرتے تھے۔ اور زبانِ مبارک سے فرماتے تھے۔ کہ! کیا حاجت رکھتا ہے تُو؟ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! تم اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ تاکہ میں آمین کہوں۔ کہا مَیں نے نہایت عاجزی و انکساری سے۔ کہ! یا رسول اللہ ﷺ! اسمِ اعظم چاہتا ہوں مَیں۔ پس کہا میں نے یہ دعا کی۔ کہ!

اے خداوند پروردگار! اَب حق حقانیت اپنی اور بحرمتِ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے۔ حاجت میری (اسمِ اعظم کی) روا فرما۔ اور تو خیر کر مجھ پر۔ اور آنحضرت ﷺ آمین کہتے جاتے تھے۔ (یہاں تک کہ!) میرا سینہ گرم ہو گیا۔ دل کی حرکت (یعنی دھڑکن) تیز ہو گئی۔ زبان میں شیرینی آ گئی۔ دماغ معطر ہو گیا۔ آنکھیں روشن (پُرنور) ہو گئیں۔

ایسا کہ! درمیان میرے اور پروردگا کے کوئی پردہ نہ رہا۔ اور آواز آتی تھی۔ اور اسمِ اعظم کی تلقین کرتے تھے۔ (پھر مجھے) لکھنے کا حکم ہُوا۔ مَیں نے لکھنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کُھلی۔ تو نورانی خط سے لکھے ہوئے اسماء میری یاد میں تھے۔ اور نور کا کاغذ ظاہرًا میرے ہاتھ میں تھا۔ جس میں اسمائے اعظم لکھے ہوئے تھے۔ پس واسطے ہر مطلب و مقصد کے جو پڑھتا تھا۔ وہ مقبول ہو جاتا تھا۔ پس ساتھ عزت تمام کے اِن کو نگاہ رکھتا تھا۔ اور لوگوں سے پوشیدہ رکھتا تھا۔ شرح اس اسمِ اعظم کی بے حد و بے شمار ہے۔ لیکن اِس جگہ مختصر کیا گیا۔ تا کہ پڑھنے والے اور لکھنے والے کو ملال نہ ہووے۔ دس عبارات (ادعیہ و آیات) جو نورانی کاغذ میں شیخ مذکور (حضرت بہاؤالدین خاکی شاہؒ) کے ہاتھ میں بعد اَز بیداری غیب سے لکھی ہوئی آن میسر ہوئی تھیں۔ وہ یہ ہیں۔ اِن کا ورد کامیابی مقاصد اور روائے مُرادات کے لئے اکسیرِ اعظم ہے۔ کیونکہ اِن میں اسمِ اعظم موجود ہے۔ بہرحال وہ دس آیات و ادعیہ یہ ہیں۔ (یہ واقعہ جس طرزِ لفاظی میں مرقوم تھا۔ بعینہٖ یہاں لکھا گیا ہے۔ جو کہ اُردو کی قدیم طرز ہے)

الاسمآئے الاعظم لسیدنا بہاؤالدین خاکی شاہؒ

اسمِ اعظم اول: **بسم الله الرحمٰن الر حیمo اللهم انی اسئلک با نی اشهد انک انت الله لا اله الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یو لد ولم یکن له کفوا احدo**

اسمِ اعظم دوئم: **بسم الله الرحمٰن الر حیمo اللهم انی اسئلک با لله الاحد الصمدالذی لم یلد الم یو لد ولم یکن له کفوا احدo ان تغفر لی ذنوبی انک انت الغفور الر حیمo**

اسمِ اعظم سوئم: **بسم الله الرحمٰن الر حیمo اللهم انی اسئلک با ن لک الحمد لا اله الا انت الحنان المنانo یا بد یع السمٰوٰت والارض یا ذالجلال والاکرام o یا حی یا قیوم اسئلک ان تقضی حا جتی بر حمتک یا رحم الراحمینo**

اسمِ اعظم چہارم: **بسم الله الرحمٰن الر حیمo اللهم یا کٓهٰیٰعٓصٓ یا حٰمٓ عٓسٓقٓ. طٰهٰ و یٰسٓ**

.یا مٰلکِ یومِ الدینo ایاک نعبد و ایاک نستعینo الا الا الله تصیر الامورo

اسمِ اعظم پنجم: بسم الله الرحمٰن الر حیمo اللهم انی اسئلک باسمک الاعلٰی الاعلٰی الاعلٰی. الاعز الاعز الاعز. الاکرم الاکرم الاکرم. الذی لا اله الا الله الاجل الاجل الاجل. العظیم العظیم العظیم. الاعلم الکبیر الاکبر. الذی من دعاک بہٖ اجبتہٗo ومن سألک بہٖ اعطیتہٗ o اللهم انی اسئلک بو جهک الکریم و اسئلک بر حمتک علٰی جمیع خلقک و اسئلک بفضلک ان تقضی حا جتی و الله المستعان علٰی ما تصفونo

اسمِ اعظم ششم: بسم الله الرحمٰن الر حیمo والهکم اله واحد. لا اله الا هو الر حمٰن الر حیم.

اسمِ اعظم ہفتم: بسم الله الرحمٰن الر حیم oالمٓ o الله لا اله الا هو الحی القیوم. و عنت الو جوه للحی القیوم. یا حی یا قیوم یا اله الاولین والاٰ خرین یا رب العا لمین. یاَ رحم الرا حمینo

اسمِ اعظم ہشتم: بسم الله الرحمٰن الر حیم o فسیکفیکهم الله وهو السمیع العلیم. سلٰم قف قولا من رب رحیمo یا حا فظ یا نا صر یا معین یا صر یخ المستصر خین. یا دلیل المتحر ین. یا مفرج المکروبین. یا غیاث المستغیثین ا غثنی بعز تک القد یم. لله الامر من قبل ومن م بعدو یومئذ یفر ح المؤ منون بنصرالله ینصر من یشآء . وهو العز یز الر حیم o

اسمِ اعظم نہم: بسم الله الرحمٰن الر حیمo اللهم یا الله یا رحمٰن یار حیم یا رب الارباب یا مفتح الابواب. الر حمٰن علی العرش استوٰی. الله لا اله الا هو. له الاسمآء الحُسنٰی. وهو الفتاح العلیم. یا علی یا عظیم. والله علٰی کل شیء قد یر. و صلی الله تعالٰی علٰی خیر خلقه سیدنا و سندنا محمد وعلٰی اٰ لہٖ و اصحا بہٖ اجمعینo

اسمِ اعظم دہم: بسم الله الرحمٰن الر حیم o اللهم انی اسئلک با ن لک الحمد لا اله الا انت الحنان المنان یا بد یع السمٰوٰت والارض یا ذالجلال والاکرام .والاحد الصمد. الذی لم یلد ولم یو لد ولم یکن له کفوا احد oیا حی یا قیوم فی دیمو میة ملکه وبقا ئہٖ.یا حی محی الموتٰی یا حی. یا ممیت الاحیآء. یا وارث الارض والسمآء. اللهم انی اسئلک با سمک الذی لا اله الاهو الحی القیوم. لاتا خذه سنة ولا نوم. له ما فی السموات وما فی الارض.من ذالذی یشفع عنده الا با ذنه. یعلم ما بین اید یهم وما خلفهم ولا یحیطون بشئی من علمه الا بما شآء وسع کر سیه السموات والارض. ولا یئو ده حفظهما. وهو العلی العظیم. اللهم انی اسئلک با سمک العظیم الاعظم العلی العزیز الا عز الجلیل الاجل الکبیر الاکبر الکریم الا کرم المخزون المکنون الطا هر المطهر المقدس المبا رک الحی القیوم الرحمن الرحیم بدیع السموت و الا رض ذی الجلا ل و الا کرام . الذی اذا دعیت بہٖ اجبتہٗ واذا سئلت بہٖ اعطیت یا نور.یا مد بر الامور. یا عا لمًا م بما فی الصدور.یا رقیب. یا مجیب. یا سمیع الدعآء. یا لطیفا لما تشآء. یا رؤف. یا عطوف. یا حلیم. یا کبیر. یا عظیم. یا الله. یا رحمٰن. یا رحیم. یا علیم. یا ذالجلال والاکرام. اللهم یا

کٓھٰیٰعٓصٓ ویا حٰمٓ عٓسٓقٓ. طٰہٰ و یٰسٓ. یا مٰلک یوم الدین. ایاک نعبد و ایاک نستعین. الا الا الله تصیر الامور. بر حمتک یارحم الراحمین. و صلی الله تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ نورِ عر شه و سید رسلہٖ سیدنا و سندنا محمد وعلٰی اٰلہٖ و اصحابه اجمعین. وسَلِّم تسلیمًا کثیرًا کثیرًا .

یہ اضافی دُعا (منازل بن لاحق) ہے۔ جوکہ مصنف ومؤلف کی جانب سے **add** کی جارہی ہے۔

اسمِ اعظم یازدہم: **بسم اللہ الرحمٰن الر حیم ○اللهم انی اسئلک یا عالم الخفیة. ویا من السمآء بقدرته مبنیة .ویا من الارض بعز تہٖ مد حیة. و یا من الشمس والقمر بنور جلالہٖ مشر قة و مضیئة. ویا مقبلا علٰی کل نفس مؤ منة ز کیة. ویا مسکن رعب الخا ئفین و اهل التقیة .یا من حوائج الخلق عنده مقضیة. یا من نجی یو سف نبی علیه السلام من رق العبو دیة. یا من لیس بواب ینادی. ولا صا حب یغشٰی. ولا وزیر یعطی. ولا غیره رب ید عی. ولا یزداد علی کثرة الحوا ئج الا کرما و جودا. وصلی الله علی محمد و اله. أعطنی سوالی** (حاجت کا نام) **انک علی کل شیء قد یر. انک علی کل شیء قد یر☆یا حی یا قیوم. یا ارحم الراحمین. یا ارحم الراحمین. یا ارحم الراحمین ۔**

کیونکہ! **(فیها اسم الله العظیم الاعظم۔ الذی اذا دعی به اجاب۔ واذا سئل به اعطی)**

اِس دُعا (منازل بن لاحق) کے متعلق علمائے کرام اور اولیائے عظام فرماتے ہیں۔ کہ! جو دعا کو قبل اذانِ فجر (بوقت سحر، جوکہ یقینًا بوقتِ قبولیت ہے) اور قبل اذانِ مغرب وقبل سونے کے 25 یا 50 مرتبہ پڑھا جائے۔ تو جائز حاجت چند ایام میں ہی بِاذن اللہ تعالٰی پوری ہوجائے گی۔ انشاء اللہ تعالٰی۔

اِس دُعا کی اسناد احادیث وآثار کی کتب کے علاوہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب غنیۃ الطالبین اور علامہ عبدالرحمٰن بن عبدالسلام الصفوری الشافعیؒ کی کتاب نزہۃ المجالس میں دیکھی جاسکتی ہے۔

E۔ اسمِ اعظم کے متعلق حضرت شیخِ اکبر محی الدین ابنِ عربیؒ کی کتاب (**فتوحاتِ مکیہ**) کے باب نمبر **177** کے حوالے سے جناب ابرار احمد شاہی صاحب رقم طراز ہیں۔ کہ! راہ طریقت میں ہمارے نزدیک معرفت کا دارومدار سات چیزوں (باتوں) کے علم پر ہے۔ اور یہی وہ راستہ ہے۔ جس پر اللہ تعالٰی کے بندوں میں سے خواص سفر کرتے ہیں۔ ان میں سب سے پہلے حقائق کا علم رکھنا ہے۔ اور یہی اسمائے الٰہیہ کا علم ہے۔

اسمائے الٰہیہ کا علم (دراصل) معرفت کا پہلا علم ہے۔ یہ علم اِس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ! اسماء کس لئے لائے گئے۔ اور یہ اسماء کے خواص کا علم بھی ہے۔ لیکن اِس پر بات کرنے سے اہل اللہ کو روکا گیا ہے۔ کیونکہ اِس میں راز افشانی اور پردہ کشائی ہے۔ جبکہ غیرتِ الٰہی اِس کے اظہار میں مانع ہے۔ بلکہ اہل اللہ اِن اسماء کے بارے میں سب کچھ جانتے ہوئے بھی اللہ تعالٰی کے سامنے اِن کا استعمال نہیں کرتے۔ اور اس پر دلیل رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (کیونکہ!) آپؐ اِن اسماء کو سب سے بڑھ کر جاننے والے ہیں۔ اور یہ بھی جانتے تھے۔ کہ! اللہ تعالٰی اس (شخص) کی دعا کو ضرور مستجاب فرمائے گا۔ جو اِن اسماء سے دعا مانگے۔ کیونکہ! اللہ تعالٰی (تو) یہ بھی جانتا ہے۔ کہ! اِن اسماء کی ایک خاصیت ہے۔ (ننانوے اسمائے الٰہیہ کے علاوہ ایک خاص اسم یعنی اسمِ اعظم ہے) اگر رسول اللہ ﷺ اِس خاص اسم (اسمِ اعظم) کو استعمال میں لاکر دعا فرماتے۔ تو اللہ تعالٰی آپؐ کی دعا کو ضرور درجہ استجابت عطا فرماتا۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ! آپؐ اولین اور آخرین کا علم بھی رکھتے ہیں۔ اور آپؐ عوام الناس (یعنی تمام انبیائے کرام اور تمام انسانیت) میں سب سے بڑھ کر علم رکھنے والے ہیں۔ سو ہمیں یہ پتا چلا۔ کہ آپ ﷺ نے اِس خاص اسم (اسمِ اعظم) سے دعا نہ کی۔ اور اللہ تعالٰی کے حضور ادب کا اظہار کیا۔ لہذا اِس کا سبب دراصل ''ادبِ الٰہی'' ہی ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ یہ نہیں جانتے تھے۔ کہ! اللہ تعالٰی کی مُراد کیا ہے؟ جیسا کہ (ادبِ الٰہی کے ضمن میں) حضرت عیسٰی رسولؑ نے فرمایا۔ **تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک**۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر۔ **116**) اے اللہ تعالٰی تو جانتا ہے۔ جو میرے دل میں ہے۔ لیکن میں وہ نہیں جانتا۔ جو آپ کے علم میں ہے۔

(اِس آیت کے سلسلے میں مفسرین کی یہ آراء بھی ہے۔ کہ! ہر نبیؑ ورسولؑ آئینہ حق نما ہوا کرتا ہے۔ اُن کی اپنی کسی قسم کی کوئی مرضی نہیں ہوتی۔

اُنہوں نے خود کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں % 100 پیش (Surrender) کیا ہوا ہوتا ہے۔ لہذا وہ کبھی بھی انبیاء والی فطرت کے مطابق اپنی کسی خواہش کا اظہار نہیں کیا کرتے۔ **اللہ تعالیٰ مجھے بھی اپنے پیارے حبیب ﷺ کے توسل وتوسط سے ایسا ادب عطا فرمائے۔ آمین۔ مؤلف)**

حضرت شیخ اکبر امام محی الدین ابنِ عربیؒ مزید فرماتے ہیں۔ کہ! اور یہ بھی ہوسکتا ہے۔ کہ انبیائے کرامؑ اللہ تعالیٰ سے جو مانگیں۔ اس میں بھلائی نہ ہو۔ تو انبیائے کرامؑ جو چاہتے تھے۔ وہ مانگتے تھے۔ لیکن اس خاص اسم (یعنی اسمِ اعظم) کے استعمال کے بغیر۔ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں اس کی رضا اور مانگنے والے کے لئے بھلائی ہوتی۔ تو وہ انھیں وہی چیز عطا فرماتا۔ لیکن اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو مانگنے والے کے درجات بلند کرتا۔ اور اس کے گناہوں کو بخش دیتا۔

عام وخاص سب یہ جانتے ہیں۔ کہ! اسماء میں ایک ایسا خاص الخاص اسم بھی ہے۔ جسے **اسمِ اعظم** کہتے ہیں۔ یہ **آیت الکرسی** اور **سورہ آلِ عمران** کی ابتدائی آیت میں ہے۔ حالانکہ نبی مکرم ﷺ اِسے (یعنی اسمِ اعظم کو بخوبی) جانتے تھے۔ لیکن آپ ﷺ نے (رنج والم، غم وخوشی، یا خواہش کے وقت اِس اسمِ خاص سے) وہ دعا اس اسم (اسم اعظم سے) نہ مانگی۔ اگر آپؐ اس اسم سے وہ دعا مانگتے۔ تو اللہ تعالیٰ (آپ ﷺ کی دعائے مبارکہ کو) بعینہٖ وہی چیز قبول کرتا جو آپ ﷺ نے مانگی تھی۔ اشیاء میں اللہ تعالیٰ کا علم باطل نہیں ہوتا۔ اِسی لئے اللہ تعالیٰ اہل اللہ کو ادب سکھاتا ہے۔ اور یہ ادب بھی اسمائے الٰہیہ کے علوم میں سے ہے۔

حضرت شیخِ اکبرؒ فرماتے ہیں۔ کہ! حدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے۔ کہ! حق تعالیٰ کے اسماء دو اقسام پر منقسم ہیں۔ ایک وہ جو اُس ذاتِ باری تعالیٰ نے ہمیں سکھائے۔ اور دوسرے وہ جو اُس ذات نے اپنے تئیں پوشیدہ رکھے۔

حضرت شیخ اکبرؒ اسمائے الٰہیہ کی چار اقسام کا ذکر فرماتے ہیں۔ کہ! سب سے پہلے حقائق کا علم ہے۔ جو کہ اسمائے الٰہیہ کا علم کہلاتا ہے۔ اسماء کی چار قسام ہیں۔ (جن کی تفصیل یہ ہے)

نمبر1۔ اسماء کی پہلی قسم ذات پر دلالت کرتی ہے۔ یہی (اسم علم) ہے۔ جس سے مسمی ذات کے سوا کچھ معلوم نہیں پڑتا۔ یہ کسی تعریف اور مذمت پر دلالت نہیں کرتا۔ ہمیں اسماء کی اس قسم میں اسم ''اللہ'' کے سوا کوئی دوسرا اسم نہیں ملا۔ جو اس نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہو۔ یا اپنے انبیائے کرامؑ کی زبان سے ادا کروایا ہو۔ اور اس اسم میں بھی اختلاف ہے۔

نمبر2۔ اسماء کی دوسری قسم صفات پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس کی آگے (مزید) دو اقسام ہیں۔

ایک وہ قسم جو ان معقول اعیان کی صفات پر دلالت کرتی ہے۔ جن کا وجود ممکن ہے۔ جبکہ دوسری وہ قسم ہے۔ جو ان اضافی صفات پر دلالت کرتی ہے۔ جن کا اعیان میں کوئی وجود نہیں۔

نمبر3۔ اسماء کی تیسری قسم صفات افعال پر دلالت کرتی ہے۔ اس کی بھی آگے مزید دو اقسام ہیں۔ ایک صریح جبکہ دوسری مضمّن۔

نمبر4۔ چوتھے وہ مشترک اسماء جن کی دلالت ایک رخ سے صفتِ فعل پر ہو۔ اور دوسرے رخ سے صفتِ تنزیہ پر ہو۔

F۔ اسمِ اعظم کے متعلق حضرت قطبِ ربانی ہیکلِ سلیمانی عارف باللہ سیدی **شیخ عبدالوہاب الشعرانی**ؒ اپنی کتاب **لطائف المنن** میں فرماتے ہیں۔ کہ! مجھے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کی معرفت حاصل ہے۔ (الحمد للہ)۔ جس کے ساتھ دعا مانگی جائے۔ تو قبول ہوتی ہے۔ لیکن میں اِس کی تعلیم اسے نہیں دیتا۔ جو اسے طلب کرے۔ مگر جبکہ مجھے اس کے دین کا وثوق ہو۔ اللہ تعالیٰ کے خوف اور اِس کی مخلوق پر اِس کی شفقت کا یقین ہو۔ پس مجھے خطرہ ہے۔ کہ وہ اس کے ساتھ اُس (شخص) کے لئے بد دعا کرے۔ جس سے وہ ناراض ہو۔ یا اس نے اسے ستایا ہو۔ پس اسے اللہ تبارک وتعالیٰ ہلاک فرمادے۔ جیسا کہ **بلعم بن باعور** کا واقعہ مشہور ہے۔ اگر میرے علاوہ گذشتہ اولیاءؒ نے مجھ سے پہلے اسے چھپایا نہ ہوتا۔ تو اے بھائی! اس کتاب (**لطائف المنن**) میں علی التعین میں تیرے لئے اس (اسم اعظم) کا ذکر کر دیتا۔ لیکن کتاب اہل و نااہل دونوں کے ہاتھ آتی ہے۔ آگے چل کر حضرت مولانا عبدالوہاب الشعرانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! قصہ مختصر یہ کہ، بغیر کشف کے اسمِ اعظم پر مطلع نہیں ہوا جاسکتا۔

سید سرفراز اے شاہ صاحب (آف لاہور) نے اپنی چند کتب میں اسمِ اعظم کے متعلق بہت سے اشارات دیئے ہیں۔ جن کتب کے چند چیدہ و چنیدہ متن مختصر مگر جامع تفصیل کے ساتھ قارئینِ وشائقین کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

ایک انٹرویو کے دوران شاہ صاحب نے فرمایا۔ کہ! اَب یہ اسمِ اعظم کہیں لکھا ہوا نہیں ہے۔ قرآنِ حکیم کی تین سورتوں میں یہ آیا ہے۔ تینوں (سورتوں کے) نام اس لئے نہیں بتاؤں گا۔ کہ! پھر آدمی **Compare** کر لیتا ہے۔ کہ! ایک ہی چیز کہاں **Repeat** ہوئی ہے۔ (تو وہ) پکڑا جاتا ہے۔ لیکن سورہ طٰہٰ میں (اسمِ اعظم موجود) ہے۔ ایک بتا دیتا ہوں آپ کو سورت۔

G۔ بقول سید سرفراز اے شاہ صاحب! اسمِ اعظم، اُنہی 29 اسمائے مبارکہ (یعنی 29 حروفِ مقطعات) میں سے ایک ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کو ایک نام میں واضح کرتا ہے۔ یہ 29 احکامات درحقیقت اپنے اندر ایک (خاص) ترتیب رکھتے ہیں۔ لہٰذا اُنہیں اِسی ترتیب سے جانا اور تحقیق کیا جائے۔

اور اسمِ اعظم اللہ تعالیٰ کا ایسا اسمِ اعظم ہے۔ جس میں تمام کے تمام حروف، دراصل حروفِ مقطعات (یعنی کہ 14 حروفِ نورانی) میں سے ہیں۔

ارژنگ فقیر کے صفحہ نمبر 225 پر ہے۔ اگر آپ کو اسمِ اعظم کا پتا چل جائے۔ تو مَیں آپ کو Warn (متنبہ) کر دوں۔ کہ! اولیاءاللہ جب ایک خاص مقام پر پہنچتے ہیں۔ تو اسم اعظم اُن کے علم میں آ جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ اسمِ اعظم (آپ) استعمال کر لیں۔ تو دعا تو قبول ہو جاتی ہے۔ لیکن ولایت کی فہرست سے اُنھیں (حاملِ اسمِ اعظم کو) خارج کر دیا جاتا ہے۔ عمر بھر کی کمائی (یعنی عبادت و ریاضت، تقوٰی و بزرگی وغیرہ) سب رائیگاں جاتی ہے۔ کسی فقیر (حاملِ اسمِ اعظم) کے لئے یہ بہت سخت سزا ہے۔ اِسی لئے کوئی (بھی) ولی اللہ کبھی کبھی اسمِ اعظم استعمال کر کے دعا نہیں کرے گا۔

ارژنگ فقیر کے صفحہ نمبر 227 پر ہے۔ آپ ایسا کیوں نہیں کر لیتے۔ کہ رب تعالیٰ کو درد سے پکاریئے۔ بندے کا رب کو درد سے پکارنا ہی اُس کے لئے اسم اعظم ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ تب (جب بندہ رب کو درد بھری کیفیت میں پکارے) رب بندے کی طرف متوجہ نہ ہو۔ ہم اپنی اُس آہ کو اسم اعظم کیوں نہیں بنا لیتے!

فقیر رنگ کے صفحہ نمبر 40 پر ہے۔ کہ! اسم اعظم کبھی اکیلا لکھا ہوا نظر نہیں آئے گا۔ یہ ہمیشہ دیگر لفظوں میں لپٹا ہوا ہوتا ہے۔ اِس سے پہلے اور بعد میں الفاظ موجود ہوں گے۔ جو لوگ اسمِ اعظم کا علم رکھتے ہیں۔ وہ بھی اِسے لپٹی ہوئی حالت میں ہی جانتے ہیں۔ بہر حال رب تعالیٰ کے تمام اسماء بہت مبارک ہیں۔ ا، ن کی اپنی قوتیں ہیں۔ اِن کو پڑھنے والے کو انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ اِس لئے آپ بھی یہ اسماء ضرور پڑھ لیجئے۔ (انشاءاللہ) بہت برکات نازل ہوں گی۔

فقیر رنگ کے صفحہ نمبر 40 پر ہے۔ کہ! روحانیت میں تیسرا لیول Advance Level کہلاتا ہے۔ جس میں کچھ باتیں صرف مستند اولیائے کرام کے سامنے کی جاتی ہیں۔ جن کے بارے میں مرشد کو پتا ہوتا ہے۔ کہ یہ اُس مقام پر آ چکا ہے۔ جہاں اُس کے کندھے پر مُہر (یعنی مہرِ ولایت) لگا کر اُسے باقاعدہ ولی اللہ کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ اس کے بعد وہ مقام شروع ہوتا ہے۔ جس میں انسان جوں جوں آگے بڑھتا ہے۔ وہ تجربات سے سیکھتا (چلا جاتا) ہے۔ اور یوں اُس کی معلومات اور علم میں اضافہ ہونے لگتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے۔ جہاں پہنچ کر اسمِ اعظم اِس کے علم میں آ جائے گا۔ (ورنہ) نہ تو کوئی مرشد کسی مرید کو بتاتا ہے۔ کیونکہ اِس کی اجازت نہیں۔ اور نہ ہی کسی کتاب اُسے ملتا ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔ ایک ولی اللہ جب ذکر اذکار اور مجاہدوں کی بنیاد پر روحانیت کی راہ میں آگے بڑھ رہا ہوتا ہے۔ تو اسم اعظم خود بخود اُس کے علم میں آ جاتا ہے۔

اسم اعظم سید سرفراز احمد شاہ صاحب کے مطابق چار حرفی اسم ہے۔ (**فقیر رنگ۔ صفحہ نمبر 265**)

نوائے فقیر کے صفحہ نمبر 173 پر ہے۔ کہ! ''اسمِ اعظم'' یہ دو الفاظ خود اپنی تشریح کر رہے ہیں۔ کہ ''بڑا نام'' اِس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سب ناموں میں سب سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (یاد رکھیئے۔ کہ!) ربِّ متعال کا قرب اسمِ اعظم سے حاصل نہیں ہوتا۔ البتہ اسمِ اعظم اُس وقت حاصل ہوتا ہے۔ جب قربِ الٰہی حاصل ہو جائے۔ اور قربِ الٰہی اُس وقت حاصل ہوگا۔ جب انسان علم و تربیت کے مراحل سے گزر چکا ہوگا۔ بغیر تربیت کے انسان صاحبِ علم نہیں بنتا۔ صاحب علم ہوگا۔ تو اُسے رب تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔ (اور اگر) رب تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔ تو اسمِ اعظم تک رسائی پا لے گا۔ لیکن تب تک وہ دنیا کی محبت سے اتنا دور جا چکا ہوگا۔ کہ وہ اسمِ اعظم کو استعمال نہیں کرتا۔

کہے فقیر کے صفحہ نمبر 68 پر ایک جناب سید سرفراز اے شاہ صاحب سے ایک سوال کیا گیا ہے۔ کہ!

(جناب) دُعائے مشلول اُردو میں بتائی گئی ہے۔ تو کیا اسمِ اعظم کا بھی (اُردو زبان میں) ترجمہ کیا گیا ہے؟

تو جناب سید سرفراز اے شاہ صاحب نے جواب میں فرمایا۔ آپ خاطر جمع رکھیئے۔۔۔ اسمِ اعظم کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ وہ بعینہٖ اِس میں موجود ہے۔ (یاد رہے۔ کہ! دُعائے مشلول اِسی کتاب **کہے فقیر** کے صفحہ نمبر 61-62 پر اِس طرح بیان ہوئی ہے)

حضرت علی شیرِ خدا ؓ نے اُسے (ایک شخص بنامِ ''حضرت منازل بن لاحق ؒ'' کو، از راہِ ہمدردی و خدا ترسی) ایک دُعا پڑھنے کو دی۔ اور فرمایا۔ کہ اِسے پڑھو۔ رب تعالیٰ سے اُمید ہے۔ کہا، سے پڑھنے سے تم صحتِ یاب ہو جاؤ گے۔ (انشاءاللہ)

منازل بن لاحق ؒ کا کہنا ہے۔ کہ اِس رات جب میں سویا۔ تو مجھے آنحضرت نبی مکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اور آپ ﷺ نے

ارشاد فرمایا۔ جو دُعا تمھیں میرے چچا زاد بھائی حضرت علیُ المُرتضیٰ ؓ نے دی ہے۔ اُس کو پڑھو۔ اِس دُعا میں اسمِ اعظم پوشیدہ ہے۔ اور جو شخص رب تعالیٰ کو اسمِ اعظم سے پکارتا ہے۔ (وہ) اُس کی دُعائیں پوری کرتا ہے۔ (یاد رہے۔ کہ! اِس دعا کا مکمل قصہ وفضیلت مشہور کتب غنیۃ الطالبین اور نزھۃ المجالس وغیرہ میں مفصل موجود ہے) دُعا پڑھنے کا طریقہ یہ ہے۔ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد تین بار درودِ پاک پڑھ لیجیئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔ یہ کہتے ہوئے۔ کہ!

اے اللہ ! اے پوشیدہ چیزوں کے جاننے والے ۔
اے وہ ذات ! جس کی قدرت سے آسمان بنائے گئے ۔
اے وہ ذات ! جس کی قوت سے زمین بچھائی گئی ۔
اے وہ ذات ! جس کے نورِ جلال سے سورج اور چاند روشن و پُرنور ہیں ۔
اے وہ ذات ! جس کی توجہ ہر پاک ، ایماندار نفس کی طرف ہوتی ہے ۔
اے وہ ذات ! جو ترساں اور ہراساں لوگوں کو خوف سے تسکین دینے والی ہے ۔
اے وہ ذات ! جس کے ہاں مخلوق کی حاجتیں پوری کی جاتی ہیں ۔
اے وہ ذات ! جس نے حضرت سیدنا یوسف نبیؑ کو غلامی کی ذلت سے نجات عطا فرمائی ۔
اے وہ ذات ! جس کا کوئی دربان ہے ۔ کہ اُس کو پکارا جائے ۔ نہ اُس کے علاوہ کوئی رب ہے ۔ جس سے دعا کی جائے ۔ جس کا کرم اور فضل باوجود کثرتِ حاجات بڑھتا ہی چلا جاتا ہے ۔ مَیں تجھ سے درخواست کرتا ہوں ۔ کہ ! تُو اپنی رحمت آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی اولاد پر نازل فرما ۔ اور مجھے میری مُراد (حاجت کا نام) عطا فرما ۔ بے شک و بلا شبہ ، حقیقت میں ہر چیز تیرے ہی قابو میں ہے ۔

یہ دُعا کے وہ الفاظ ہیں۔ جو آپ ﷺ نے اپنی زبانِ مبارک سے بھی اُس خواب میں ادا فرمائے تھے۔ اور منازل بن لاحق کو تلقین فرمائی تھی۔ کہ اِس دُعا کو پڑھنے والے کی کوئی حاجت اور دُعا رَد نہیں ہوتی۔ (سبحان اللہ و ماشاءاللہ) اسی میں اسمِ اعظم پوشیدہ ہے۔ کیونکہ یہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔ اور آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلنے والا کوئی (بھی) لفظ حکمت سے خالی نہیں۔ اور اِس میں کوئی شبہ نہیں۔

اَز مؤلف و مصنف (محمد اعبدالرؤب بلوچ) یاد رہے ۔ کہ یہی دُعا چند صفحات پیچھے حضرت خاکی شاہ ؒ کے اسمائے اعظم کے مضمون میں بزبانِ عربی دی گئی ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الر حیم ٥ اللھم انی اسئلک یا عالم الخفیۃ☆ ویا من السمآء بقدرتہ مبنیۃ☆ویا من الارض بعز تہ مد حیۃ☆ و یا من الشمس و القمر بنور جلالہٖ مشر قۃ و مضیئۃ☆ ویا مقبلا علیٰ کل نفس مؤ منۃ ز کیۃ☆ ویا مسکن رعب الخا ئفین و اھل التقیۃ ☆یا من حوائج الخلق عندہ مقضیۃ☆یا من نجی یو سف من رق العبو دیۃ☆یا من لیس بواب ینادی☆ ولا صا حب یغشیٰ☆ ولا وزیر یعطی. ولا غیرہ رب ید عی☆ ولا یزداد علی کثرۃ الحوا ئج الا کرما و جودا☆ وصلی اللہ تعالی علی محمد و الہ☆ أعطنی سؤالی (حا جت کا نام) انک علی کل شیء قد یر☆یا حی یا قیوم.یا ارحم الراحمین.یا ارحم الراحمین.

کھےفقیر کے صفحہ نمبر 138 پر مرقوم ہے۔ کہ! ایسی چیز جس کی جستجو سبھی لوگوں کو ہے۔ اگر چہ اِس میں نیت دینی نہیں۔ بلکہ دنیاوی ہے۔ اگر یہ ہاتھ لگ جائے۔ تو ہم اپنی دنیاوی اغراض پوری کر لیں۔ وہ ہے اسمِ اعظم ۔۔۔ وہ اسمِ اعظم، اُنہی 29 اسمائے مبارکہ (یعنی 29 حروفِ مقطعات) میں سے ایک ہے۔ جو اِن چیزوں کو ایک (ہی) نام میں واضح کرتا ہے۔

کھےفقیر کے صفحہ 115 پر مرقوم ہے۔ کہ! مَیں بھی جوانی میں 40, 42 اوراد و وظائف صبح اور اتنے ہی شام کو کیا کرتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود کسی مقام تک نہ پہنچا تھا۔ جب مرشد صاحبؒ سے ملاقات ہوئی۔ تو انہوں نے (سب سے) پہلا حکم (ہی) یہی دیا۔ کہ جو پڑھتے ہو۔ سب چھوڑ دو۔ میں یہ سن کر پریشان ہو گیا۔ کیونکہ میرے نزدیک یہ بہت (ہی) اعلیٰ وظائف تھے۔ اور (مختلف اوراد و وظائف اور احادیثِ نبویہ

ﷺ واولیاءاللہؒ کی) کتابیں اِن کی فضیلت کے بیان سے بھری پڑی تھیں۔ لیکن چونکہ مرشد صاحبؒ کا حکم تھا۔ لہٰذا سب اوراد و وظائف ترک کر دیئے۔ تب مرشد صاحبؒ نے مجھے صِرف ایک ''**حَرف**'' (ہی وِرد کرنے کو) بتایا۔ جس کی فضیلت مجھے اُس وقت سمجھ نہیں آئی۔۔۔ لہٰذا مَیں نے مرشد صاحبؒ سے کہا۔ ''یہ کیا دے دیا آپؒ نے؟'' وہ بولے ایسا نہیں کہتے۔

(پھر) مَیں نے قدرے حیرت اوراس خیال کے تحت کہ! آخر اِس کو پڑھنے سے حاصل کیا ہوگا؟ اُن سے دریافت کیا۔ ''کیا اِس (فقط ایک) ''**حَرف**'' کو پڑھنے سے (مجھے) کشف وکرامات حاصل ہو جائیں گی؟''

تو اُنہوں نے فرمایا۔ ''ہاں''
مَیں نے پھر پوچھا۔ ''کیا اِس سے مراد حاصل ہو جائے گی؟''
وہ بولے ''ہاں''

غرض وہ میرے ہر سوال کے جواب میں ''ہاں'' کہتے رہے۔ اور مَیں حیرت سے سوچتا رہا۔ کہ آخر اِس (ایک) حرف میں ایسا ہے کیا؟ **لیکن محض ڈھائی سال کے (مختصر) عرصے میں (اِسی ایک حرف کو ایک مخصوص تعداد میں پڑھنے سے مجھ سے) کشف وکرامات ظاہر ہونے لگیں۔ چھ سات سال کے عرصے میں ''اَمــر'' حاصل ہوگیا۔** اور مَیں مستجاب الدعوات بھی ہوگیا۔ یہ سب کچھ (صِرف اُسی) ایک حرف کے پڑھنے کی برکت سے (مجھے) حاصل ہوا۔ لیکن اِسی دوران شرط وہی تھی۔ کہ کچھ اور نہیں پڑھنا۔

جب یہ ایک حرف پڑھتے پڑھتے ایک لمبا عرصہ گزر گیا۔ تو مرشد صاحب نے ایک روز بیٹھے بیٹھے ایک ''**لفظ**'' عطا کر دیا۔ اور فرمایا۔ یہ پڑھا کرو۔ تمھیں دستِ غیب حاصل ہو جائے گا۔ دستِ غیب دو طرح کا ہوتا ہے۔

1۔ (روزانہ) اتنی رقم مل جاتی ہے۔ (کہ) جس سے کم اَز کم ضروریات تو پوری ہو جائیں۔

2۔ دوسری قِسم میں دستِ غیب کے ذریعے وافر پیسہ آتا ہے۔ لیکن اگر اس پیسے کو جمع کر لیا جائے۔ اور رات تک خرچ نہ کیا جائے۔ تو اِس کی سزا بسا اوقات ''موت'' بھی ہو سکتی ہے۔

مَیں ایک روز پشاور میں تھا۔ عشاء کی نماز کے لئے کھڑا ہونے لگا۔ تب مرشد صاحب نے ایک اور ''**حــرف**'' بتایا۔ اور فرمایا۔ (کہ) یہ حرف ہر جمعہ کی صبح پڑھنا ہے۔ رزق کثرت سے ملے گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

مرشد صاحب نے جو پہلا حرف بتایا تھا۔ شروع میں اُسے پڑھنے میں ساڑھے سات گھنٹے لگتے تھے۔ اَب (صِرف) سوا گھنٹہ لگتا ہے۔ کیونکہ (اَب میری) زبان رواں ہوگئی ہے۔

(میرے خیال میں مذکورہ دونوں حروف شاید حروفِ نورانی میں سے ہی ہوں گے۔ بہرحال حروف نورانی کی خاصیات وفضائل کتاب ''الابریز'' اور ابنِ عربی کی کتب جیسے فتوحاتِ مکیہ وغیرہ میں مفصل بیان کی گئی ہیں۔ شائقین وہاں دیکھ سکتے ہیں)

فقیر نگری کے صفحہ نمبر 57 پر ہے۔ کہ! اسم اعظم قرآن میں تین مقامات پر بیان ہوا ہے۔ اور وہ بھی لفظوں میں لپٹا ہوا۔ کہیں بھی یہ **Single Word** میں آپ کو نہیں ملے گا۔ کوئی ولی اللہ بھی اسم اعظم آپ کو نہیں بتائے گا۔ کیونکہ اُسے بتانے کی اجازت نہیں ہوتی۔

اِسی کتاب فقیر نگری کے صفحہ نمبر 59 پر ہے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ سے جب اِس بارے میں پوچھا گیا۔ کیا ''**یا حی یا قیوم**'' اسم اعظم ہے۔ تب انہوں نے جواب تو نہیں دیا۔ لیکن اسماء الحسنٰی میں سے ایک اور لفظ عطا فرمایا۔ یہ پڑھ لیا کرو۔ یہ اسم اعظم ہی ہے۔۔۔ اِس جملہ میں لفظ ''ہی'' ساری بات کو واضح کر دیتا ہے۔ اگر یہ اسم اعظم ہوتا۔ تو حضرت علیؓ یہ نہ فرماتے۔ کہ یہ اسم اعظم ہی ہے۔ پھر وہ یہ فرماتے۔ کہ یہ اسم اعظم ہے۔ دراصل ''**یا حی یا قیوم**'' اسم اعظم (تو) نہیں۔ تاہم اسم اعظم کے بہت **Close** ہے۔ اسماء الحسنٰی میں تین چار نام ایسے ہیں۔ جو اسم اعظم تو نہیں ہیں۔ لیکن اسمِ اعظم کے بہت قریب چلے جاتے ہیں۔ جیسے!

فقیر نگری کے صفحہ نمبر 60 پر ہے۔ کہ **اسمـاءُ الحُسنٰی** میں سے تین چار ایسے ہیں۔ جو اسم اعظم تو نہیں۔ لیکن اسم اعظم کے بہت قریب چلے جاتے ہیں۔ جیسے!

☆ **یا حی۔ یا قیوم۔ یا احد۔** یہ تقریباً 96,95 فیصد اسم اعظم کے قریب ہیں۔ حضرت علیؓ نے جو اسم مبارک ''**یا ذاالجلال والاکرام**'' عطا فرمایا تھا۔ وہ بھی اسم اعظم سے بہت قریب ہے۔ اِسی طرح ''**وھو الرحمٰن الرحیم**'' بھی اسمِ اعظم سے خاصا قریب ہے۔

یہ سب اسمائے مبارکہ اسم اعظم کے طور پر کام کرتے ہیں۔ لیکن اِن کا دائرہ اثر (**Area of Influence**) اِتنا وسیع نہیں ہے۔ جتنا اسم اعظم کا۔

جیسے ''**یا ذاالجلال والاکرام** '' کو اگر ایک خاص وقت میں (جیسے بوقتِ تہجد) ایک مخصوص تعداد میں (جیسے 1000 مرتبہ) پڑھیں۔ تو اِنسان کو لوگوں میں عزت ملنے لگتی ہے۔ (یعنی ایسے شخص کو تسخیر الخلائق حاصل ہو جاتا ہے) ظاہر ہے۔ کہ جب عزت ملے گی۔ تو اُس کے اور بھی بہت سے کام ہونے لگیں گے۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

''**وھو الرحمٰن الرحیم** '' کو اگر ایک خاص وقت میں (جیسے مغرب وعشاء کے درمیان بحالتِ خلوت) ایک مخصوص تعداد میں (جیسے 1000 مرتبہ) پڑھا جائے۔ تو انسان کے رُکے ہوئے کام ہونے لگتے ہیں۔ کوئی شخص آپ کو کسی بھی کام کے لئے انکار نہیں کرے گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

یا ذاالجلال والاکرام جلالی ہے۔ جب کہ **وھو الرحمٰن الرحیم** Construction میں جمالی اور اثرات میں جلالی ہے۔ **یا احد** بے پناہ جلالی ہے۔ اگر یہ (یا احد) Suit کر جائے۔ تو جس کام کے لئے پڑھا جائے۔ وہ کام (فوراً) ہو جائے گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

کتاب فقیر نگری کے صفحہ نمبر 61 پر ہے۔ (کہ!) اُن اسمائے مبارکہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ جو اسم اعظم سے قریب تر ہیں۔

یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع۔ یہ ذکر بہت جلالی ہے۔ اور اسم اعظم کے بہت قریب ہے۔ اپنی Efficiency میں۔

آگے چل کر سید سرفراز احمد شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ! اسم اعظم سے قریب ہونے سے مراد یہ ہے۔ کہ! اِن اسماء کے ذکر کے اثرات یا Influence اسم اعظم کے اثرات کے بہت قریب چلا جاتا ہے۔ پھر شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ! یہاں میں آپ سے گزارش کروں گا۔ کہ اِن اسماء کو پڑھیئے گا نہیں۔ کیونکہ آپ کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔ کہ آپ کی Body Chemistry کیا ہے؟ آپ کی روح کا Controlling Word کیا ہے؟ کون سے اسماء آپ کے لئے Compitable ہیں؟ اور کون سے Neutral ہیں؟ اور کون سے Unfavourable ہیں؟

H۔ فقیر نگری کے صفحہ نمبر 62 پر ہے۔ کہ! اسم اعظم کا اِدراک رب تعالیٰ کے انعام کے طور پر ہوتا ہے۔ جب رب تعالیٰ کے عطا کردہ علم کے ایک مخصوص مقام تک انسان جا پہنچتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے صدقے اُس پر عنایات کرتا چلا جاتا ہے۔ اُسے علم عطا کرتا جاتا ہے۔ حتیٰ کے ایک Stage پر جا کر اپس صاحبِ علم پر یہ راز کھل جاتا ہے۔ کہ یہ۔۔۔ اسمِ اعظم ہے۔ لیکن اُس وقت صاحب علم ظرف کے اُس بلند مقام پر ہوتا ہے۔ کہ اُسے استعمال نہیں کر پاتا۔ اُس فقیر (یعنی حامل اسم اعظم) کو شرم اور حیا آنے لگتی ہے۔ کہ جو رب تعالیا اتنا مہربان ہے۔ کہ میری ضروریات کو کو میرے بغیر کہے پورا کر دیتا ہے۔ جو میری ضروریات کا مجھ سے زیادہ خیال رکھتا ہے۔ اُس رب کے ہوتے ہوئےمیں اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے اسم اعظم بھلا کیسے استعمال کر سکتا ہوں۔

کسی بھی صاحب علم کے لئے سب سے زیادہ طمانیت کا باعث یہ بات ہوتی ہے۔ کہ اُس پر علم کے راز کھلتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ اِسی پر ہی اتنا خوش ہوتا ہے۔ کہ اسم اعظم اُس کے علم میں ہے۔ لیکنن اِس کے باوجود وہ اُسے استعمال نہیں کرنا چاہتا۔ وہ اسمِ اعظم کی گردان بھی نہیں کرتا۔ وہ اسے محض Routine میں پڑھتا ہے۔ بغیر رُکے اور دیکھے۔ کہ کب وہ (قرانِ پاک کی تلاوت کے دوران) اسمِ اعظم پڑھ کر آگے گزر گیا۔ اپس کے نزدیک قرآنِ پاک کے تمام الفاظ اسم اعظم کی مانند مقدس ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ اسمِ اعظم پر رُکتا نہیں۔

بعینہٖ جب انسان علم کے حصول کی طرف بڑھتا ہے۔ تو ابتداء میں اُسے اسم اعظم جان لینے کی بہت بے چینی ہوتی ہے۔ لیکن فتہ رفتہ وہ علم کے اس بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ جہاں اسم اعظم اُس کے علم میں آ جاتا ہے۔ لیکن تب وہ اسم اعظم کو استعمال کرنے کی سطح سے بہت اوپر جا چکا ہوتا ہے۔ تب فقیر (حامل اسم اعظم) سوچتا ہے۔ کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ میرا رب جو اتنا مہربان ہے۔ کہ بغیر میرے مانگے اور کہے میری ضروریات پوری کر دیتا ہے۔ ایسے مہربان رب کے ہوتے ہوئے مَیں اسم اعظم استعمال کروں۔ تو یہ مقام، شرم ہے۔ یوں وہ صاحبِ علم اسم اعظم معلوم ہونے کے باوجود اُس کی تسبیح پڑھنے نہیں بیٹھتا۔۔۔

اِسی کتاب فقیر نگری کے صفحہ نمبر 288 پر ہے۔ کہ! یاد رکھیئے۔ کہ اسمِ اعظم ہمیشہ الفاظ میں لپٹا ہوا علم میں آتا ہے۔ اکیلے لفظ کی صورت میں کسی کے علم میں بھی نہیں آتا۔ اور اس قدر چھپا ہونے کے باوجود اُس (یعنی اسم اعظم) کے اظہار کی اجازت نہیں ہوتی۔ آپ حضرات کو چونکہ اکثر اسم اعظم کی کرید رہتی ہے۔۔۔ کہ کوئی آدمی اسم اعظم کا آپ کے سامنے اظہار نہیں کرے گا۔ یوں یہ ہمیشہ الفاظ میں ہی لپٹا ہوا علم میں آتا ہے۔ خود وہ لفظ Directly کسی کے علم میں نہیں آتا۔ عموماً یہ تین الفاظ میں ملفوف ہوتا ہے۔ اور بتا دیا جاتا ہے۔ کہ یہ اسم اعظم ہے۔ عالم الغیب والشھادۃ کا حصہ ہونے کی وجہ سے اسم اعظم اتنا چھپا ہوا ہے۔ اور ظاہر نہیں ہوتا۔

I۔ اسمِ اعظم کے متعلق حضرت غوثِ پاک محی الدین شیخ عبدالقادر الجیلانی البغدادیؒ فرماتے ہیں۔ کہ!
اسمِ اعظم کے متعلق بمطابق حدیثِ نبوی ﷺ! حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ پاک ہے۔ کہ! **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** اور اسمِ اعظم میں اتنا فرق ہے۔ جتنا آنکھ کی سفیدی اور سیاہی میں ہے۔ (**شمس المعارف ولطائف العوارف۔ امام بونیؒ**)

J۔ اسمِ اعظم کے متعلق حضرت غوثُ الوقت سلطانُ العارفین حضرت سلطان باہوؒ اپنی کتاب ''**عین الفقر**'' میں فرماتے ہیں۔ سُن! اہلِ علم کو قرآنِ پاک میں اسمِ اعظم اِس لئے نہیں ملتا۔ کہ! اسمِ اعظم وجودِ اعظم ہی میں قرار پکڑتا ہے۔ اگر کسی کو اسمِ اعظم مِل بھی جائے۔ اور وہ اِس کا ذکر کرتا بھی رہے۔ تو بھی اسمِ اعظم اِس (حاملِ اسمِ اعظم) پر تاثیر نہیں کرے گا۔ کیونکہ جو وجود ہی بے اعظم ہے۔ اِس پر اسمِ اعظم کیا تاثیر کرے گا۔ (یاد رہے کہ) اسمِ اعظم کے بغیر ذکر (بھی) جاری نہیں ہوتا۔ اور اسمِ اعظم صرف فقیرِ کامل مکمل اور علمائے عامل کے وجود میں قرار پکڑتا ہے۔ علمائے عامل بھی فقیرِ کامل ہی ہیں۔ وہ احمق ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے بجائے اسمِ اعظم پر اعتقاد و یقین رکھتا ہے۔ اسمِ اعظم اُسے حاصل ہوتا ہے۔ جو صاحبِ مسمّٰی ہو۔ اور وہی (درحقیقت) صاحبِ اسمِ اعظم ہوتا ہے۔ علمائے عامل اور فقیرِ کامل کے پیٹ میں حرام کا ایک بھی لقمہ ہرگز نہیں جا سکتا۔ چاہے ظاہر اور باطن میں زمین و آسمان کی ہر چیز حرام ہو جائے۔ کیونکہ وہ ولایت کے والی ہیں۔ مشرق سے مغرب تک تمام عالم اِنہی (حاملینِ اسمِ اعظم اولیاء اللہ) کی برکت سے قائم ہے۔ یہ صرف اہلِ دنیا کے حق سے اپنی گردن آزاد کرانے کے لئے کھاتے ہیں۔ جس طرح پیغمبرؑ کا حق (اُس کی) اُمت پر ہوتا ہے۔ بالکل اِسی طرح علمائے عامل اور فقرائے کامل کا حق مخلوق پر ہوتا ہے۔ فقیرِ کامل وہ ہے۔ جس کے وجود میں ذکرِ سلطانی (شاید ذکرِ سلطانی سے مراد ذکرِ سلطانُ الاذکار ہو) اور ذکرِ حامل جاری ہو چکا ہو۔ ذکرِ حامل وہ ذکر ہے۔ جو گمان اور فکر کے بغیر تمام ہڈیوں، مغز، رگوں، گوشت، قلب، روح، سرّ، کھال اور ہر ہر بال یعنی تمام وجود میں جاری رہے۔ جیسے کہ! ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ **فاذکرونی اذکرکم**۔ (سورہ بقرہ) ترجمہ: تم میرا ذکر کرو۔ میں تمہارا ذکر کروں گا۔

K۔ اسمِ اعظم کے متعلق حضرت امام یافعیؒ نے حضرت ذوالنون المصریؒ کا ایک قولِ مبارک نقل کیا ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ کا وہ اسمِ اعظم (کہ) جس کے ذریعے سے جب دُعا مانگی جائے۔ تو دعا قبول ہو جاتی ہے۔ وہ (دراصل) سات حروف سے مرکب ہے۔

L۔ اسمِ اعظم کے متعلق یہاں پر ایک مشق دی جا رہی ہے۔ جس کے کرنے سے اسمِ اعظم کے حصول میں مزید نشانیاں سامنے آتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم سے اسمِ اعظم تک مستحق بندے کو اسمِ اعظم تک پہنچا دیتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے۔

اِس ضمن میں فقیرِ احقر **عبدالرؤف القادری** عرض پرداز ہے۔ جیسا کہ! صاحب شمس المعارف فرماتے ہیں۔ کہ! یہی حروفِ نورانی ہی ہیں۔ کہ! جن کا پہلے (کتاب شمس المعارف میں) میں ذکر کیا گیا ہے۔ پھر اِن کے سمجھنے کے بعد اللہ تعالیٰ اسمِ اعظم کی سمجھ عطا کرتا ہے۔ جس کے ساتھ جو دعا مانگی جائے۔ قبول کی جاتی ہے۔ اور جو کچھ طلب کیا جائے۔ عطا کیا جاتا ہے۔ پھر اِن کے سمجھنے کے بعد حضرت خضرؑ کے ذریعے سے اسمِ اعظم تعلیم کیا جاتا ہے۔ اور بعض اوقات بندے پر رحمت کے نزول کے وقت بطریق الہام بھی اسمِ اعظم معلوم ہو جاتا ہے۔ اولیاء اللہ میں اس کے (یعنی اسمِ اعظم کے) حاصل ہونے کے مختلف طریقے ہیں۔ اسمِ اعظم کا علم مختلف علوم و فنون میں سب سے اشرف ترین علم ہے۔ درحقیقت اسمِ اعظم ایک پوشیدہ قیمتی اور سرمخزون ہے۔

یاد رہے۔ کہ! اسمِ اعظم کا مسمّٰی و مقتضی یہ ہے۔ کہ! یہ اسم اِن اسماء میں سے ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کو بیان فرمایا ہے۔ آگے چل کر امام بونیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! مَیں آپ کے لئے اِس کی ایک مثال بیان کرتا ہوں۔ جس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ وہ یہ کہ!

انسان بعض دفعہ کسی ایک دواء کا نام جانتا ہے۔ اور وہ اِس دواء کی قوت و منافع سے بھی شناسا ہوتا ہے۔ پھر اِس دواء کو وقف و ادراک کے بعد استعمال میں لاتا ہے۔ درحقیقت یہی لفظ کے ادراک کا رُتبہ ہے۔ کہ حسبِ موقع اِس کا استعمال کرتا ہے۔ اِسی طرح جب انسان نے ایک لفظ کو معلوم کر لیا۔ اور اِس کے کمال کی تحقیق کی۔ تو یہی حقیقت ہے۔ کہ اُسے استعمال کرے۔ تو ضرور اِس کا پھل حاصل ہو گا۔ اور اس کے نفع کی تعریف کی جائے گی۔ یہ دراصل اعتبار کی وجہ سے ہے۔ لفظ کی دو حالتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ! اللہ تعالیٰ اِسے انسان کی زبان پر جاری کرے۔ اور اُسے معلوم نہ ہو۔ کہ یہی اسمِ اعظم ہے۔ تو کیا دونوں (حالتیں) اِس کے لئے کافی ہیں۔ یا دوسرا کافی ہے۔ اور اِسی تمام میں نظر ہے۔ کیونکہ اِس سے اسمِ اعظم کے متعلق اطلاع ہوتی ہے۔ اور یہ درجات میں سب سے زیادہ خالص ہے۔ اِس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں زیادہ طمع ہوتا ہے۔ جس سے واقعتاً بندے کو عروج و کمال حاصل ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ! اِس اسم کی حقیقت سے واقف ہو۔ اگر واقف نہیں ہے۔ تب بھی اِس میں خیر و برکت ضروری ہے۔ اور ادراک کے درجات بھی مختلف ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ کیا ایسا شخص بھی برابر ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اِس

کے لئے خصوصیت دی۔ اگر یہ اسم ایسے شخص کی زبان پر جاری ہو۔ جسے اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت نہ دی ہو۔ تو دونوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح سب درجات کو بھی خیال کرو۔ اور واقف ہونے کی یہ صورت ہے۔ کہ واقعتاً یہی اسمِ اعظم ہی ہے۔

M　بمطابق صاحب شمس المعارف ولطائف العوارف جناب حضرت شیخ احمد بن علی البونی القرشیؒ

ان اسماء کے دیگر کئی مجرب اور مستند اعمال وعملیات سے روحانی علوم وفنون کی کُتب بھری پڑی ہیں۔ شائقین اعمال و عملیات وہاں سے دیکھ سکتے ہیں۔ جن میں سے قابل ذکر چند کتب کے نام یہ ہیں۔ جیسے شمس المعارف و لطائف العوارف للبونیؒ۔ منبع اُصول الحکمہ للبونیؒ۔ الجواہر الماعہ فی استحضار الجن للمرزوقی۔ الکبریت الاحمر ابنِ عربیؒ وغیرہم کے علاوہ بیسیوں عاملین کی کتب سواقط حروفِ سورہ فاتحہ کے پر تاثیر وسریع الاجابت اعمال وعملیات سے معمور ومزین ہیں۔

دعائے اسمِ اعظم :

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ٥ اللھم انی اسئلک بالھاء من اسمک الاعظم وبا لثلث العصی والالَف الَمقوم وبا لمیم الطمیس الا بتر وبا لسلم و با لا ربعة التی ھی کا لکف بلا معصم و با لھاء المشفو قة والواو المعظم صورة اسمک الشر یف الا عظم ۔ ان تصلی و تسلم علٰی سیدنا محمد بعدد کل حرف جَرٰی به القلم تقضی حا جتی و ھی کذا و کذا (حاجت کا نام)۔

اس دعا کا خاتم (یعنی نقشِ معظم) یہ ہے۔ جس کے ذریعے جملہ قسم کی حاجتیں بفضلِ خُدا پوری ہوتی ہیں۔

☆	۱۱۱	م	#	۱۱۱۱	ھ	و
۱۱۱	م	#	۱۱۱۱	ھ	و	☆
م	#	۱۱۱۱	ھ	و	☆	۱۱۱
#	۱۱۱۱	ھ	و	☆	۱۱۱	م
۱۱۱۱	ھ	و	☆	۱۱۱	م	#
ھ	و	☆	۱۱۱	م	#	۱۱۱۱
و	☆	۱۱۱	م	#	۱۱۱۱	ھ

N　سریانی زبان میں اسمِ اعظم یہ ہے۔

یا خبار صحیحه تجیر جیوشا ۔

O　عبرانی زبان میں اسمِ اعظم یہ ہے۔

اھیا اشر اھیا اذونائی اصبآؤث اصباؤن الُ شدائی ۔

P۔ اسمِ اعظم کے متعلق ایک انتہائی مشہور ومعروف روایت یہ بھی ہے۔ ایک نیک وصالح شخص جن کا اسمِ گرامی حضرت شریحؒ تھا۔ کہ اُنہوں نے خواب میں دیکھا۔ کہ! ایک شخص نے اُن کو بحالتِ رویاء تاکیداً حکم فرمایا۔ کہ! آپ فلاں شخص کے پاس جائیں۔ کہ! ہم نے اُسے حکم دیا ہے۔ کہ! وہ آپ کو اسمِ اعظم تعلیم فرمائیں گے۔ (انشاءاللہ)

حضرت شریحؒ فرماتے ہیں۔ کہ صبح اُٹھتے ہی مَیں اُن کے پاس گیا۔ تو اُنہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا۔ کہ! کیا تم شریحؒ ہو؟ تو حضرت شریحؒ نے اثبات میں جواب دیا۔ ہاں! تو اُس شخص نے فرمایا۔ کہ! رات کو خواب میں مجھے حکم دیا گیا ہے۔ کہ! مَیں تمھیں اسمِ اعظم سکھاؤں۔ غور سے سنیں۔ کہ قرآنِ پاک میں دیکھیں۔ کہ جس قدر وہ آیات ہیں۔ کہ جن کلمہ ’’ **لا الـه الا الله** ‘‘ آیا ہے۔ وہ سب اسمِ اعظم ہیں۔ (یعنی اُنہیں آیات (’ لا الہ الا اللہ‘) میں اسمِ اعظم پایا جاتا ہے)

لہذا بہتر تو یہ ہے۔ کہ اِن آیات کو قرآن میں تلاش کیا جائے۔ تا کہ بفضلِ الٰہی اسمِ اعظم میسر ہو سکے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

Q۔ اسمِ اعظم کے ضمن میں ایک عالمِ دین کا یہ بھی بیان ہے۔ کہ! ذاتِ باری تعالیٰ نے جو اسماء اپنے بندوں کو سکھائے۔ اِن کی بھی آگے دو اقسام ہیں۔ ایک وہ قسم جو عمومی (مسلمان) بندوں کے لئے ہے۔ (عمومی بندوں کو اللہ تعالیٰ کے ننانویں یا اِس سے زیادہ

اسمآئے الٰہیہ کا وقوف و ادراک عطا کیا گیا ہے) جبکہ دوسری قسم خواص کی ہے ۔ جن میں انبیائے کرامؑ اور اولیائے اُمت ہیں ۔ یہ دوسری قسم کے خاص بندوں کو اسمِ اعظم ، سارے اسمائے احصاء اور دیگر اسمآئے باطنیہ مخفیہ تعلیم ہوئے ہیں ۔

یاد رهے ۔ که! اسمِ اعظم کے متعلق کئی کتب میں رموز واشارات دیئے گئے ہیں ۔ لیکن سب سے زیادہ رموز واشارات حضرت ابوالعباس احمد بن علی البونیؒ کی کتاب ''**شمسُ المعارف و لطائف العوارف** ''میں بیان کیا گیا ہے ۔ تاریخ شاہد ہے ۔ کہ اِس قدر نشانیاں ، رموز و اشارات کسی بھی اور کتاب میں موجود نہیں ہیں ۔ بہر حال اللہ تعالیٰ اسمِ اعظم اپنے مخصوصین ہی کو عطا فرماتا ہے ۔

R ۔ اسمِ اعظم کے متعلق علمائے عاملین فرماتے ہیں ۔ کہ اسمِ اعظم درحقیقت **13** ۔ اسماء پر مُشتمل ہے ۔

☆ اِن میں سے یہ 5 ۔ الفاظ قُرآنِ معظم کے ہیں ۔

سلام قف قولا من رب رحیم ☆

☆ اِن میں سے یہ 4 ۔ الفاظ توراتِ عظیم کے ہیں ۔

آب توک جلیل یا دار غاب ☆

☆ اور یہ 4 ۔ الفاظ انجیلِ مُقدس کے ہیں ۔

یا غائب اغیل یامٍ لمیمٍ قائم نحس برغاث ☆

صاحب شمس المعارف فرماتے ہیں ۔ کہ معلوم ہو ۔ کہ میں نے یہاں (اس عزیمت میں) آنحضور نبی مکرم ﷺ کا اسمِ مبارک نہیں لیا ۔ اس کی چند وجوہات ہیں ۔ مُنجملہ ان کے کہ حضور ﷺ (بشر اور) نور ہیں ۔ آپ ﷺ کے اسم مبارک کے نور سے ان اسماء کا نور بجھ جاتا ہے ۔

☆ ان میں تورات کے یہ حروف ہیں ۔ **ھ ۔ ، ۔ اااا** ۔

☆ ان میں سے انجیل کے یہ دو حروف ہیں ۔ **# ۔ م** ۔

☆ ان میں سے قُرآنِ مجید کے یہ دو حروف ہیں ۔ **☆ ۔ ااا** ۔

اگلے صفحہ پر آنے والا وفق یا خاتم (یعنی نقشِ معظم) **7x7** دیا گیا ہے ۔ جس کے اندر سات حروفِ ہجا ہیں ۔ جو کہ درحقیقت سواقطِ فاتحہ کے حروف ہیں ۔ اور ان ساتوں حروف میں سے ہر ایک حرف سے ایک ۔ ایک اسمِ الٰہی مستخرج ہوتا ہے ۔ وہ حروف اور اسمائے الٰہیہ یہ ہیں ۔

اسمِ اعظم درزبانِ غیر عربی	☆	ااا	م	#	اااا	ھ	و
سواقط فاتحہ کے حروف	ف	ج	ش	ث	ظ	خ	ز
سواقط فاتحہ کے حروف سے مستخرج اسمائے الٰہیہ	فرد	جبار	شکور	ثابت	ظھیر	خبیر	زکی

علمائے عاملین کا اِس بات پر قوی اتفاق ہے ۔ کہ یہ سات حروف سورہ فاتحہ میں قطعًا موجود نہیں ہیں ۔ اِسی وجہ سے اِن حروف کو سواقطِ فاتحہ بھی کہا جاتا ہے ۔ علمائے عاملین نے اِن حروف کے دو کلمے بھی ترتیب دیئے ہیں ۔ جو کہ یہ ہیں ۔ **فَجَشٍ ثَظخَزٍ** ۔

علامہ دیربیؒ اپنی کتاب ''الفتح المجید'' میں رقم طراز ہیں ۔ کہ! ☆ اِن اشکال (**☆ ۔ ااا ۔ م ۔ # ۔ اااا ۔ ھ ۔ و**) کو حضرت ابنِ عباسؓ نے اسمِ اعظم قرار دیا ہے ۔

☆ حضرت ذالنون مِصریؒ فرماتے ہیں ۔ کہ میں نے اِن اشکالِ سبعہ (**☆ ۔ ااا ۔ م ۔ # ۔ اااا ۔ ھ ۔ و**) کو تین مختلف امور میں آزمایا ۔ تو میں نے اِن اسماء کو شمشیرِ تیر براں سے بھی زیادہ تیز پایا ۔

ا ۔ میں نے اِن اشکال کو کتنی ہی کشتیوں میں رکھا ہے ۔ اور وہ ہمیشہ غرق ہونے سے محفوظ رہیں ۔

۲ ۔ میں نے اِن اشکال کو کسی بھی گھر میں جب رکھا ہے ۔ اور وہ ہمیشہ جلنے سے محفوظ رہا ۔

۳ ۔ میں نے اِن اشکال بضاعت میں رکھا ہے ۔ نہ وہ چرایا گیا ۔ اور نہ ہی وہ رائیگاں گیا ۔

اِس ضمن میں ابن الوراقؒ فرماتے ہیں ۔ کہ جب یہ نقوش اشکالِ سبعہ کسی مالِ بضاعت میں رکھے جائیں ۔ تو سزاوار ہے ۔ کہ اِن اشکالِ سبعہ کے ساتھ یہ کلمات بھی لکھے جائیں ۔ تو یہ اشکال اور کلمات اس مال کے لئے حرز وحفظِ تمام ہوں گے ۔ انشاءاللہ ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o اللھم یا حفیظ لا ینسیٰ یا من لعمتہ لا محصی یا من لہ الاسماءُ الحُسنیٰ اِحفظ ھذا الشیء

بما حفظت به الذ کر فا نک قلت فی کتا بک المنزل علٰی نبیک المر سل انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحا فظونo
حضرت علیؓ کے دیوان کے اشعار اس کے بارے میں بہت معروف ہیں۔ (کچھ علمائے عاملین کا خیال ہے۔ کہ! اِن اشعار میں یقینی طور پر اسمِ اعظم پوشیدہ ہے۔ **و الله اعلم**)

ثُلٰثُ عَصِیٍّ صُفِّفَتْ بَعْدَ خَاتَمِ	عَلٰیٰ رَأْسِهَا مِثْلَ السِّنَانِ الْمَقَوَّمِ
انگشتری خاتم کے بعد تین الف برابر ہوں	اس کے سر پر مثل نیزے سیدھے کے
وَمِیْمٌ طَمِیْسٌ اَبْتَرٌ ثُمَّ سُلَّمٌ	اَلیٰ کُلِّ مَامُوْلٍ وَّ لَیْسَ بِسلّمٍ
اور میم ہو مڑی ہوئی پھر زینہ ہو	ہر امید کا اور حقیقت میں وہ زینہ نہیں ہے
وَ اَربَعَۃٌ مِّثْلَ الْاَصَابِعِ صُفِّفَتْ	تُشِیْرُ اِلَی الْخَیْرَاتِ مِنْ غَیْرِ مِعْصَمِ
اور چار انگلیوں کی طرح برابر الف ہوں	جس میں کلائی نہ ہو جو نیکیوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں
وَھَآءٌ شَقِیْقٌ ثُمَّ وَاوٌ مُّقَوَّسٌ	عَلَیْھَا اِذَآ یَبْدُوْا کَانُبُوْبِ مَجِمِ
اور شگاف شدہ پھر کج واؤ ہو	اور وہ ھاء کے اوپر ہو مثل پچھنہ کی آرکی گرہ کی
فَیَاحَامِلَ الْاِسْمِ الَّذِیْ لَیْسَ مِثْلَہٗ	تَوَقَّ مِنَ الْاَسْوَآءِ تَنْجُ وَتَسْلِمُ
پس اس خدام کے یاد کرنے والے جس کی مثل نہیں	برائیوں سے بچ نجات حاصل کر اور سلامت رکھ
فَذَالِکَ الْاِسْمِ اللّٰہُ جَلَّ جَلَاَلُہٗ	اِلیٰ کُلِّ مَخْلُوْقٍ فَصِیْحٌ وَّاَعْجَمِ
پس یہ اللہ کا اسم اعظم ہے بڑے جلال والا	ہر مخلوق کے نزدیک خواہ فصیح ہو یا عجمی ہو

اِن کو سمجھو اور (رازِ عظیمہ) کو پوشیدہ رکھو۔ میں اس کے چند خواص تم کو سُناتا ہوں۔ اور یہ وہ خواص ہیں۔ کہ جن کو کاملین نے بھی بیان نہیں کیا۔ اور عارفین بھی یہاں ادب سے خاموش ہیں۔ جن کی جانب اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ **کل من عند ربنا وما یذ کر اولو الالباب** ۔ اور ملائکہ بھی باوجود ملکوتِ سماوی وارضی پر مطلع ہونے کے یہی کہتے ہیں۔ **سبحا نک لا علم لنا الا ما علمتنا.انک انت العلیم الحکیم** ☆ ان اسمائے مبارکہ (**فرد۔ جبار۔ شکور۔ ثابت۔ ظھیر۔ خبیر۔ زکی**) سے اگر بعد دعا کے توسل کیا جائے۔ تو حاجت پوری ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حاملینِ اسمِ اعظم پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات و انعامات :

ویسے تو حاملِ اسمِ اعظم پر اللہ تعالیٰ کے انعامات و عنایات اِس قدر بے شمار و لا تعداد ہیں۔ کہ جن کو بیان کرنا ناممکن ہے۔ کیونکہ اسمِ اعظم اللہ تعالیٰ کے عظیم ترین اور مخفی اسرار و رموز میں سے اللہ تعالیٰ کی ذاتی نام کی صفت ہے۔ اور اسمِ اعظم تک پہنچنے سے پہلے حاملِ اسمِ اعظم کو کئی طرح کے مدارج طے کرنے پڑتے ہیں۔ جیسے کہ!

☆ ایسا شخص **100%** اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسول اللہ ﷺ پر دائمی عمل پیرا ہوتا ہے۔

☆ ایسا شخص واقعتاً ولی اللہ ہوتا ہے۔ جس کو دیکھ کر بندہ از خود اپنی مغفرت کا طلب گار ہوتا ہے۔ اور ایسے شخص کو دیکھ کر ہر خاص و عام بندگان کو اللہ تعالیٰ یاد آتا ہے۔ اور وہ عبادت و تقوٰی اور توکل و اخلاص کی طرف از خود مائل ہو جاتے ہیں۔

☆ ایسا شخص عبادت و تقوٰی کا عظیم پیکر ہوتا ہے۔ مگر اُس کی عبادت و تقوٰی شاذ و نادر ہی نظر آتے ہیں۔

☆ ایسا شخص ہر وقت اپنا محاسبہ کرتا رہتا ہے۔ اُس کی زبان پر ہر وقت ’’استغفار‘‘ اور ذکر الٰہی کا ورد جاری رہتا ہے۔

☆ اُسے اللہ تعالیٰ، نبی مکرم ﷺ اور تمام انسانوں سے دائمی **(Ever Lasting)** عشق ہو جاتا ہے۔

☆ ایسا متوکل شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے کوئی بھی تقاضا نہیں کرتا۔

☆ ایسے شخص کی عبادت میں اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہوتا ہے۔

☆ ایسے شخص کا نفس دائمی موت مر چکا ہوتا ہے۔ ایسے شخص کی کوئی بھی دنیاوی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ وہ فقر اور فقیرانہ طرزِ زندگی کو ہمیشہ اپناتا ہے۔ وہ خود کو معہ تمام دینی و دنیاوہ خواہشات کے اللہ تعالیٰ کے حضور (Surrender) پیش کر چکا ہوتا ہے۔

☆ ایسا شخص کم گو ہوتا ہے۔ کیونکہ خاموشی بھی عبادت ہے۔

☆ ایسا شخص ہر مشکل و مصیبت میں بھرپور صبر و شکر اور اطمینان کا مظاہرہ کرتا ہے۔

☆ ایسا شخص حد درجہ مہمان نواز، خوش اخلاق اور تمام حقوق (حقوق العباد و حقوق اللہ) کو پورا کرنے والا ہوتا ہے۔

☆ ایسا شخص ہر طرح کی غیبت، بدعت، ریاء کاری، لوگوں کی دِل آزاری اور گناہِ صغیرہ و کبیرہ سے خود کو محفوظ رکھتا ہے۔

☆ ایسا شخص کسی سے بھی بغض و عداوت، دُشمنی و حسد، حرص و طمع نہیں رکھتا۔ بلکہ جو لوگ حاملِ اسمِ اعظم سے بغض و عداوت، دُشمنی و حسد اور نفاق رکھتے ہیں۔ بالخصوص جو لوگ ایسے انسان کو جانی و مالی اور ناقابلِ تلافی نقصان پہنچاتے ہیں۔ یہ اُن سے شدید محبت و موَدت سے پیش آتا ہے۔ بلکہ غیبی طور پر اُن کے ہر طرح کے کام بھی آتا ہے۔ اور اُنہیں پریشانیوں، مصائب و مظالم سے نجات دلانے کی بھرپور سعی کرتا ہے۔ کیونکہ ایسا شخص حد درجہ تک اعلیٰ ظرف کا مسلمان ہوتا ہے۔

حاملینِ اسمِ اعظم کے چند خصائل و فضائل بشکلِ عنایاتِ رحمانی :۔

☆ حاملِ اسمِ اعظم محبوبِ رب العالمین ہوتا ہے۔

☆ حاملِ اسمِ اعظم کی دائمی مغفرت ہو جاتی ہے۔

☆ حاملِ اسمِ اعظم جنت الفردوس کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اور ایسے شخص پر نارِ دوزخ حرام ہو جاتی ہے۔

☆ حاملِ اسمِ اعظم کی دعائیں رب متعال کے حضور مقبول ہو جاتی ہیں۔

☆ حاملِ اسمِ اعظم صلہ رحمی، خوش اخلاقی، اخوت اور خدا ترسی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ ☆ حاملِ اسمِ اعظم کے کسی بھی قول و فعل سے
قطعاً یہ گمان نہیں ہوتا۔ کہ یہ شخص ریاکار ہے۔ ☆ حاملِ اسمِ اعظم مقبول الخلائق ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسے شخص کو ملکہ تسخیر الخلائق حاصل ہوتا ہے۔
☆ حاملِ اسمِ اعظم کی جانب سب لوگ (امیر و غریب ، چھوٹے بڑے) رجوع کرتے ہیں۔ ☆ حاملِ اسمِ اعظم کا بتایا ہوا یا تعلیم
کردہ ہر ورد و وظیفہ انتہائی سریع الاثر ہوا کرتا ہے۔ ☆ حاملِ اسمِ اعظم جب ذکر ربانی یا ذکر نبی اکرم ﷺ سنتا ہے۔ تو اشکبار ہو جایا
کرتا ہے۔ ☆ حاملِ اسمِ اعظم کو طی الارض (زمین کا سمٹ جانا) کی کرامت حاصل ہو جاتی ہے۔

☆ حاملِ اسمِ اعظم کو طیران فی الھواء (ہوا میں بناء پروں کے اُڑنا) کی کرامت حاصل ہو جاتی ہے۔

☆ حاملِ اسمِ اعظم کو مشی علی الماء (پانی پر چلنا) کی کرامت حاصل ہو جاتی ہے۔

☆ حاملِ اسمِ اعظم کو اختفیٰ عن الناس (سب کو دیکھنا، مگر حاملِ اسمِ اعظم کو کوئی نہ دیکھ سکے) کی کرامت حاصل ہو جاتی ہے۔

☆ حاملِ اسمِ اعظم کو کشف القبور و کشف القلوب کی کرامت حاصل ہو جاتی ہے۔ ☆ حاملِ اسمِ اعظم کثیر تسخیر الخلائق و مرجع الخلائق کا حا
مل ہوتا ہے۔ ☆ حاملِ اسمِ اعظم کے پاس پاک طینت و مقدس ارواح حاضر ہوتی رہتی ہیں۔ ☆ حاملِ اسمِ اعظم کو بزمِ نبوی
ﷺ اور دیوانُ الصالحین میں باریابی کا شرف حاصل رہتا ہے۔ ☆ حاملِ اسمِ اعظم کو فتح کبیر و صغیر اور دستِ غیب اور کثیر کرامات دائمی طور
پر میسر رہتی ہیں۔ ☆ حاملِ اسمِ اعظم کو نہ ہی کسی چیز کے پانے کی کوئی خاص خوشی ہوتی ہے۔ اور نہ کسی انتہائی اہم ترین چیز (مثل مال و دولت،
یا اولاد) کے کھونے کا کوئی دکھ ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسا شخص ہر وقت بلکہ ہر لحہ اللہ تعالیٰ کی رضا میں خوش و خرم اور راضی رہتا ہے۔ اور ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ
کا لطف و کرم ہر ہر لحہ رہتا ہے۔ (یاد رہے۔ کہ!) اِس کے علاوہ بھی حاملِ اسمِ اعظم پر لطف و عنایات اور انعامات کی دائمی برسات ہمیشہ برستی
رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی لطف و عنایات عطا فرمائے۔ آمین۔

بہر حال! اِس باب میں اسمِ اعظم کے راز کو جاننے کی چند نشانیاں و اشارات اور وضاحتیں پیش کر دی گئی ہیں۔ جس کسی کے نصیب میں اسمِ اعظم ہو گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے اپنی علمی استعداد، روحانی و نورانی تفکر و تدبر سے ذیل میں دی گئی چند وضاحتوں (جن میں کافی سارے قوانین و نشانیوں دی گئی ہیں) کے ذریعے سے اِس عظیم ترین راز تک پہنچ جائے گا۔ انشاء اللہ العظیم۔ جو اِس عظیم راز تک پہنچ جائے۔ مجھ حقیر پر تقصیر کو لازماً اپنی دعاؤں میں یاد رکھے۔

” کتابُ الرموز والاسرارِمخفیہ ومکنونہ “

اعدادِ بمطا بق ابجدِ عددی قمرہ و شمسیِ حروفِ مقطعات اور حروفِ نورانی:

حروفِ مقطعات	الم	المص	الر	المر	كهيعص	طه	طسم	طس	يس	ص	حم	حم عسق	ق	ن
اعدادِ قمری	71	161	231	271	195	15	109	69	70	90	48	278	100	50
اعدادِ شمسی	1101	1151	511	1111	2047	970	700	100	1030	50	606	1026	300	700
حروفِ نورانی	ا	ه	ح	ط	ی	ك	ل	م	ن	س	ع	ص	ق	ر
اعدادِ قمری	1	5	8	9	10	20	30	40	50	60	70	90	100	200
اعدادِ شمسی	1	900	6	70	1000	400	500	600	700	30	90	50	300	10

حروفِ مقطعات (غیر مکرر) یہ ہیں۔

الم.المص.الرا.المرا.كهيعص.طه.طسم.طس.يس.ص.حم.حم عسق.ق.ن۔

انہیں حروفِ مقطعات کی مفرد صورت یہ ہے۔ کہ جس میں چودہ حروف نورانی آجاتے ہیں۔

.الرٰ۔ کھیعص۔ طٰسٓ۔ حٰمٓ۔ قٓ۔ نٓ۔

14 حروفِ نورانی یہ ہیں۔ **ا۔ھ۔ح۔ط۔ی۔ك۔ل۔م۔ن۔س۔ع۔ص۔ق۔ر۔**

حروفِ مقطعات کی تکرار کی تعداد اور سورتوں کے نام

☆ **الم** ۔ چھ مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ بقرہ، آلِ عمران، العنکبوت، الروم، لقمان، السجدۃ)

☆ **المص** ۔ ایک مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ الاعراف) ☆ **الرٰ** ۔ پانچ مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ یونس، ھود، یوسف، ابراہیم، الحجر)

☆ **حٰم** ۔ چھ مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ غافر، فصلت، الزخرف، الدخان، الجاثیہ، الاحقاف)

☆ **المرٰ** ایک مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ الرعد) ☆ **طٰسٓمٓ** ۔ دو مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ الشعراء، القصص)

☆ **کٓھٰیٰعٓصٓ** ۔ ایک مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ مریم) ☆ **طٰهٰ** ۔ ایک مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ طٰہٰ)

☆ **یٰسٓ** ۔ ایک مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ یٰسین) ☆ **طٰسٓ** ۔ ایک مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ النمل)

☆ **حٰمٓ عٓسٓقٓ** ۔ ایک مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ الشوریٰ) ☆ **صٓ** ۔ ایک مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ صاد)

☆ **قٓ** ۔ ایک مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ قاف) ☆ **نٓ** ۔ ایک مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ القلم)۔

حروفِ مقطعات کے بارے میں چند مخفی اسرار ورموز

☆ حروفِ مقطعات کے بارے میں یہاں پر چند رموز و اشارات بیان کئے جاتے ہیں۔ جو کہ خالصتاً ”علم لدنی“ کا خاصہ ہیں۔

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغؒ فرماتے ہیں۔ کہ! سورتوں کے ابتدائی حروف (یعنی حروف مقطعات جیسے **الم، المر، المص، کھیعص** ۔۔۔ وغیرہ) کا علم صِرف دو (اقسام کے) اشخاص کو ہوسکتا ہے۔ ایک وہ، کہ جس کی نظر ”لوح محفوظ“ پر ہو۔ یا دوسرا وہ شخص جو دیوان الاولیاء اللہ سے میل جول رکھتا ہو۔ ان دونوں اشخاص کے ماسوا کسی کو فواتح السور کے جاننے کی ہرگز خواہش نہیں کرنی چاہیئے۔ (کیونکہ! ان میں اللہ تعالیٰ کے انتہائی ذاتی و مخفی اسرار ورموز پوشیدہ ہیں۔ ایک عام آدمی ان کی تاب نہیں لاسکتا)

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغؒ حروفِ مقطعات میں سے حرف ”صٓ“ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ! ص سے مراد وہ خلاء ہے۔ جہاں روزِ محشر سب لوگ اور دیگر جملہ مخلوقات جمع ہوں گی۔ اور آیت میں اسے (یعنی حرف ص کو) بطورِ وعید کے لایا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ! **وہ ص ہے۔** جس خوف ناک منظر سے تمھیں ڈرایا جاتا ہے۔ اور وہ خوشنما منظر کہ جس کی تم کو بشارت دی جاتی ہے۔

☆ سید سرفراز احمد شاہ صاحب اپنی کتاب ”فقیر رنگ“ میں فرماتے ہیں۔ کہ! اِن حروف (حوروفِ مقطعات) کو پڑھا بھی جاتا ہے۔ ذکر بھی کیا جاتا ہے۔ طریقہ علیحدہ ہے۔ وقت (بھی) علیحدہ ہے۔ اور ان سے مرتب ہونے والے اثرات بھی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ پھر ان کی پرواز بھی

اپنا جدا جدا مقام رکھتی ہے۔ (شاہ صاحب آگے چل کر فرماتے ہیں۔ کہ! اگر) الم کی تعداد اور وقت بھی مرشد بتائیں۔ اور اگر وہ (الم) آپ کو Suit کرتا ہو۔ تو آپ کریں۔ ورنہ جہاں اُس (یعنی الم کے مخصوص وقت و تعداد) کے پڑھنے کے انعامات بہت ہیں۔ وہاں مار بھی بہت پڑتی ہے۔ (یاد رہے۔ کہ!) روحانیات یا ولایت کے دس درجے ہیں۔

الم کا ذکر کرنے والا شخص تیسرے درجے کا ولی اللہ بنتا ہے۔ (بمطابق فقیر نگری، اللہ ھو کا تعلق روحانیت کے ساتویں درجے سے ہے)

ص کا ذکر آٹھویں درجے کا ولی اللہ بناتا ہے۔

سب سے زیادہ تیزی حرف ''س'' میں ہے۔ (کیونکہ) یہ ساجدین، صابرین اور شاکرین سے متعلق ہے۔ اور اس کا تعلق براہ راست صبر سے ہے۔ جو اولیائے کرام اس (یعنی حروفِ مقطعات کے حرف س) کا ورد کر کے ولایت کے منصب پر فائز ہوتے ہیں۔ وہ بہت اونچا مقام پاتے ہیں۔ آپ انہیں بہت صابر پائیں گے۔ اور اُن کے اندر قلندرانہ صفات کی جھلکیاں آپ دیکھیں گے۔

ق کے ذاکر بہت جلالی ہوتے ہیں۔ اس ذکر سے دور رہیئے۔ اس کا ذکر کرنے والا عموماً مجذوبیت کی طرف چلا جاتا ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے۔ کہ جس طرح لوگ ''یاصمد'' یا ''اللہ الصمد'' کا ذکر کرتے ہیں۔

☆ سید سرفراز احمد شاہ صاحب اپنی کتاب '' ارژنگِ فقیر '' کے صفحہ نمبر 185 پر حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتی نقشبندیؒ کے حوالے سے فرماتے ہیں۔ کہ! ''ق'' کا علم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ ہی کے درمیان ہے۔ یہ علم کے ایک خاص مقام پر پہنچنے والے چند صاحبانِ علم (ہی) اِس کا راز جانتے ہیں۔

☆ کتاب '' فقیر نگری '' کے صفحہ نمبر 214 پر ہے۔ کہ! تصوف سے متعلق کوئی ایسی جہت نہیں۔ جو اِن حروفِ مقطعات سے پوری نہ ہوتی ہو۔

☆ سید سرفراز احمد شاہ صاحب اپنی کتاب '' فقیر نگری '' کے صفحہ نمبر 215 پر فرماتے ہیں۔ کہ! اِن حروف مقطعات کو (اگر چہ) پابندی کے ساتھ ایک مخصوص تعداد میں مکمل شرائط کے ساتھ پڑھا جائے۔ تو سب کچھ حاصل ہونے لگتا ہے۔

☆ سید سرفراز احمد شاہ صاحب اپنی کتاب '' فقیر نگری '' کے صفحہ نمبر 77 پر فرماتے ہیں۔ کہ! حروفِ مقطعات میں سے ایک حرف ایسا ہے۔ (کہ) جسے پڑھنے سے دستِ غیب حاصل ہو جاتا ہے۔

☆ سید سرفراز احمد شاہ صاحب اپنی کتاب '' فقیر نگری '' کے صفحہ نمبر 215 پر فرماتے ہیں۔ کہ! انہی حروف (یعنی حروف مقطعات) میں سے ایک ایسا حرف بھی ہے۔ (کہ) جس کو پڑھنے سے کشف جاری ہو جاتا ہے۔ اور کرامات حاصل ہونے لگتی ہیں۔

☆ سید سرفراز احمد شاہ صاحب اپنی کتاب '' فقیر نگری '' کے صفحہ نمبر 215 پر فرماتے ہیں۔ کہ! حروفِ مقطعات میں سے ایک ایسا حرف ہے۔ (کہ) جس کو پڑھنے سے رزق وسیع ہونے لگتا ہے۔

☆ سید سرفراز احمد شاہ صاحب اپنی کتاب '' فقیر رنگ '' کے صفحہ نمبر 166 پر فرماتے ہیں۔ کہ! مقطعات کا ایک حرف (کہ) جس کو پڑھنے سے تمام بیماریاں فوراً دور ہو جاتی ہیں۔

☆ سید سرفراز احمد شاہ صاحب اپنی کتاب '' ارژنگِ فقیر '' کے صفحہ نمبر 112 پر فرماتے ہیں۔ کہ! ''الم'' تین حروف ہیں۔ جو (کہ) ایک جگہ پر اکٹھے ہوگئے ہیں۔ ان کو پڑھنے سے انسان ''ولایت'' کے تیسرے درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔

سید سرفراز احمد شاہ صاحب اپنی کتاب '' ارژنگِ فقیر '' کے صفحہ نمبر 112 فرماتے ہیں۔ کہ! آپ (شائقینِ حروف مقطعات) پہلے اپنی روح اور قلب کو بالیدگی کے ایک خاص مقام تک لے جایئے۔ اِس کے بعد حروفِ مقطعات کے ''وِرد'' سے آپ کو Desired Result ملے گا۔ (اسی کتاب میں شاہ صاحب مزید فرماتے ہیں۔ کہ!) اپنی روح اور قلب کی بالیدگی و لطافت کا اہتمام کرنا پڑے گا۔ نفس کو مارنا ہوگا۔ جب آپ کی روح لطافت کے ایک خاص مقام پر پہنچ جائے گی۔ تب آپ کو حروفِ مقطعات پڑھنے کا فائدہ ہوگا۔ (اسی کتاب میں شاہ صاحب مزید فرماتے ہیں۔ کہ!) عبادات۔ ذکر و اذکار اور اوراد و وظائف بہتر اثرات اُس وقت تک نہیں دِکھا پائیں گے۔ جب تک کہ انسان کی روح کی Foundations (بنیادیں) تعمیر نہ ہو جائیں۔ اوراد و وظائف سے فائدہ لینے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم نے بنیادیں صحیح طرح سے بنائی (ہوئی) ہوں۔ پہلے آپ کو بنیاد بنانا پڑے گی۔

بنیادیں تعمیر کرنے کے لئے تین Steps ہیں۔

Step 1 یہ ہے۔ کہ! کوئی شخص ہمیں جتنا بھی بُرا کیوں نہ کہے۔ منفی پروپیگنڈا کرے۔ جڑیں کاٹے۔ کتنے ہی بہتان باندھے۔ الزامات لگائے۔ ہم اُس کے خلاف اپنے دل میں کوئی مَیل نہ آنے دیں۔ اپنے دل کو غصے، کینے انتقام کی آگ سے دور اور پاک صاف رکھیں۔ یوں سمجھ لیجئے۔ کہ! روحانانیت کی Building کے لئے اس پر عمل کیا۔ تو گویا بنیادوں کے لئے زمین کی کھدائی کر لی۔

Step 2 یہ ہے۔ کہ! ہم اپنی ضروریات (کو) روک کر، اپنے آرام کو قربان کر کے اپنے مسلمان بھائیوں بالخصوص اپنے مخالفین کے کام آ جائیں۔ اُن کی خدمت کر لیں۔ لیکن دو کڑی شرائط کے ساتھ۔ اول یہ کہ! رازداری اس درجے کی ہو کہ خود ہماری ذات کو (بھی) پتا نہ ہو۔ کہ ہم نے کس کی خدمت کی۔ دوئم یہ کہ! اپنے آپ کو Self - Suggestion کے ذریعے یہ تعلیم دیتے رہیں۔ کہ! یہ شخص خدمت کرا کر مجھ پر احسان کر رہا ہے۔

Step 3 یہ ہے۔ کہ! ہم قسم کھا لیں۔ کہ ہم کسی کے بارے میں کوئی (بھی) Negative بات نہیں کہیں گے۔ جب بھی کسی کا ذکر کریں۔ یا Comments کریں۔ تو وہ Positive ہی ہوں۔

اِن تینوں Steps پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ فرض عبادات (پانچ وقتی نماز، رمضان کے روزے، زکوٰۃ اور حج) جاری رکھیں۔ تو رب (متعال) آپ کا ہے۔ آپ کا دوست ہے۔ (یاد رہے۔ کہ!) روح کی غذا مثبت سوچ اور رب تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اس سے روح پھلتی پھولتی اور طاقت ور ہوتی ہے۔ روح جس قدر طاقت ور ہوگی۔ اُسی قدر اُس کی پرواز بلند ہوگی۔ اسی کو روح کی لطافت یا بالیدگی کہا جاتا ہے۔

اِن باتوں (یعنی اِن تینوں Steps) پر عمل کرنے کے بعد روح سے مطابقت رکھنے والا ''**حروفِ مقطعات**'' یا تسبیح پڑھیں گے۔ تو بہت انعامات ملیں گے۔ (انشاءاللہ العظیم)

☆ سید سرفراز احمد شاہ صاحب اپنی کتاب ''**فقیر نگری**'' کے صفحہ نمبر 222 پر فرماتے ہیں۔ کہ! حروفِ مقطعات **14** ہیں۔ اور ان حروف کے مختلف Combinations سے 19 (عدد) Compound Words بنتے ہیں۔ جن سے **29** سورتوں کا آغاز ہوتا ہے۔

☆ سید سرفراز احمد شاہ صاحب اپنی کتاب ''**فقیر نگری**'' کے صفحہ نمبر 264 پر فرماتے ہیں۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حروفِ مقطعات شب معراج (میں اپنے) روبرو گفتگو کے بعد عطا فرمائے۔ یہ حروفِ مقطعات دراصل Transcrips (مسودہ) ہیں اُس قانون کا۔ (کہ) جس کے تحت یہ نظامِ کائنات چل رہا ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے۔ کہ حروف مقطعات اصل میں وہ حروف ہیں۔ جو Law Book کی List ہیں۔ اگر ہم ان کو Translate کرنا شروع کر دیں۔ تو اُس قانون کا ترجمہ ہوتا چلا جائے گا۔

یہ کائنات یقیناً ایک ٹھوس قانون یا اصول پر چل رہی ہے۔ وہ قوانین یا اصول کیا ہیں؟ وہ (درحقیقت) انہیں 14 حروف میں پنہاں ہیں۔ یہ جو ہم سورہ بقرہ میں پڑھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو علم الاسماء سکھایا تھا۔ (**وعلم اٰدم الاسمآء کلھا**۔ اور (اللہ تعالیٰ نے کمال مہربانی و شفقت سے) حضرت آدمؑ کو سارے نام سکھائے) وہ علم الاسماء بھی انہی حروفِ مقطعات میں سمایا ہے۔

☆ سید سرفراز احمد شاہ صاحب اپنی کتاب ''**کہے فقیر**'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! حروفِ مقطعات کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ کہ! اسلام کا جو Code of Conduct یا Log Book ہے۔ حروفِ مقطعات اس کی Key ہیں۔ اور یہی وہ اسماءالحسنٰی ہیں۔ جو حضرت آدمؑ کو سکھائے گئے۔ اور یہی وہ اسماء الحسنٰی ہیں۔ (کہ) جن کی حفاظت حضرت آدمؑ سے لے کر آپ ﷺ تک تمام انبیاءؑ نے کی تھی۔ چونکہ! آپ ﷺ آخری پیغام لے کر تشریف لائے۔ (اور) پیغام مکمل کر دیا گیا تھا۔ (چونکہ) قرآنِ حکیم (بھی) جامع کتاب تھی۔ جو کل اسلام کے Total کو بیان کرتی ہے۔ جب کہ پہلے کی تمام الہامی کتابیں اسلام کے ایک حصے یا جزو کو بیان کرتی تھیں۔ جبکہ قرآنِ پاک (تو) کل کو بیان کرتا ہے۔ اسی لئے اسے ''کتابِ کل'' بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی Key بھی حروفِ مقطعات کی صورت قرآنِ پاک میں بیان کر دی گئیں۔ (چونکہ) علمِ لدنی محیط ہے تمام علوم پر۔ (اور) تمام علوم اس کے اندر سمٹے ہوئے ہیں۔ اس لئے اسے علمِ کل بھی کہا جاتا ہے۔ جس شخص کو علمِ لدنی حاصل ہوتا ہے۔ وہ حروفِ مقطعات کی وضاحت بھی جان لیتا ہے۔

(یاد رہے۔ کہ!) حروفِ مقطعات وہ Key Words ہیں۔ (کہ) جن سے قرآنِ پاک کے اسرار کھلنے لگتے ہیں۔ قرآنِ پاک کا Code سمجھ میں آنے لگتا ہے۔ قرآنِ پاک کے عام مفہوم کے علاوہ اس کے دس (مزید) مفاہیم ہیں۔ ولایت کے بھی دس ہی درجے ہیں۔ (لہٰذا) پہلے درجے کے ولی اللہ کو قرآنِ پاک کے پہلے (ہی) درجے کے مخفی معنیٰ سمجھ آنے لگتے ہیں۔ (اسی طرح سے) دوسرے کے ولی اللہ کو قرآنِ پاک کے دوسرے درجہ کے مخفی معنیٰ اور تیسرے درجے کے ولی اللہ کو تیسرے درجے کے مخفی معنیٰ سمجھ میں آتے ہیں۔ حتیٰ کہ! دسویں درجے کے ولی اللہ کو

قرآنِ پاک کے دسویں درجے کے مخفی معنی سمجھ آنے لگتے ہیں۔ قرآنِ پاک کے تمام تر معانی اور اسرار (اللہ تعالیٰ کے علاوہ) ص،رف اور صِرف آپ ﷺ کو معلوم ہیں۔ اولیاء اللہ کو اپنے مقام اور درجہ کے مطابق قرآنِ پاک کے معنی معلوم ہیں۔ اور ان کا علم وہیں تک (ہی) محدود ہے۔ جہاں تک تعلق ہے اس بات کا۔ کہ!

حروفِ مقطعات سے شروع ہونے والی **29** میں سے **25** سورتوں میں حروفِ مقطعات کے فوراً بعد آنے والی آیت میں قرآنِ پاک کی فضیلت کا ذکر (موجود) ہے۔ جس کو پڑھ کر کیفیت عجیب سی ہو جاتی ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے۔ جیسے ایک اناڑی آدمی کے ہاتھ چابی لگ جائے۔ تو تالے میں اُسے لگانے سے **Movement** محسوس ہونے لگتی ہے۔ خواہ غلط تالے میں غلط چابی ہی کیوں نہ لگائی جائے۔ یہ وہی **Movement** ہے۔ جس کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔ ایسی سورتیں پڑھتے ہوئے عجیب کیفیت پیدا ہونے کی وجہ بھی یہی ہے۔ کیونکہ! جب آپ حروفِ مقطعات پڑھتے ہیں۔ اور اُن کے بعد قرآنِ پاک کی فضیلت پر مبنی آیت پڑھتے ہیں۔ تو **Movement** محسوس ہوتی ہے۔ گویا (کہ) شاید تالا کھل جائے گا۔ لیکن تالا کھلتا نہیں۔ کیونکہ! تالا کھولنے والا بھی اناڑی ہے۔ اور اُس نے چابی بھی غلط تالے میں ڈالی ہے۔ یہ تو بالکل ویسا ہی ہے۔ کہ نیا گرا آبشار (**Waterfall**) سے نکلنے والی پھوار کے آگے ہاتھ رکھیں۔ تو وہاں پر چوٹ محسوس ہوگی۔

قرآنِ پاک (کہ) جس میں کل کائنات کا چھپا علم ہے۔ علم کی **360** کی **360** نہریں قرآنِ پاک میں پوشیدہ ہیں۔ لہٰذا قرآنِ پاک پڑھتے ہوئے ذرا سی بھی **Movement** محسوس ہوگی۔ تو روح پر اس کے بے پناہ اثرات مرتب ہوں گے۔ اور یوں (لگنے) لگے گا۔ کہ جیسے انسان ہلکا پھلکا ہو کر فضا میں اُڑنے لگا ہے۔ یہ اصل میں ہلکی سی (ایک معمولی) جھلک ہے۔ اس سے اندازہ لگا لیجئے۔ کہ انسان کو قرآنِ پاک کے معنی درجہ بدرجہ سمجھ میں آنے لگیں۔ تو اُس کی روحانی کیفیت کیا ہوتی ہوگی۔ **هذا من فضل ربی. وما توفیقی الا باللہ۔**

حروف مقطعات کی معرفت کا طریقہء عظیمہ: (پروفیسر احمد رفیق اختر صاحب)

پروفیسر احمد رفیق اختر صاحب (اپنی کتاب ''اُٹھتے ہیں حجاب آخر'' میں) فرماتے ہیں۔ کہ! حروفِ مقطعات کے لئے مجھے اپنی ریسرچ بتانی پڑے۔ تو اس میں ''مَیں'' کا صیغہ کثرت سے استعمال ہوگا۔ بہت عرصہ پہلے ایک دفعہ میں اللہ تعالیٰ سے گلہ گزار ہوا۔ کہ اگر تمام قرآنِ حکیم ہمارے سمجھنے کے لئے نہیں تھا۔ تو پھر کیا ہے؟ کہ! آپ نے تمام قرآن پاک پڑھنے کی توفیق دی۔ کوئی آیت آپ بتا دیتے۔ ہم روز پڑھ لیا کرتے۔ مگر سارا قرآن اگر ہم نے ہی پڑھنا ہے۔ تو پھر سارے کو قابلِ فہم بھہ ہونا چاہیئے۔ (اسی طرح سے) دوسرا سوال مَیں نے اپنے اللہ تعالیٰ سے یہ کیا۔ کہ اگر ناقابلِ فہم رہ کر (بھی) ہمارے تک اس کے معانی نہیں پہنچے۔ تو مجھے نہیں سمجھ آتا۔ کہ! آپ نے حروفِ زائد کیوں قرآنِ حکیم میں استعمال کئے۔ اسی ادھیڑ بن میں ایک برس رہا۔ کہ! کوئی سراغ مجھے حروفِ مقطعات کا ملے۔ اتفاق سے ایک دفعہ ''لوئی مائی سینوں'' کی ایک کتاب (مَیں) پڑھ رہا تھا۔ جس کا حروفِ مقطعات سے (تو قطعاً) کوئی واسطہ نہیں تھا۔ (مگر) اس میں اس نے (صاحبِ فتوحاتِ مکیہ حضرت شیخ اکبر محی الدین) ابنِ عربیؒ کے بارے میں بات کرتے ہوئے ایک فقرہ استعمال کیا۔ کہ وہ بنیادی کیٹیگریز (**Basic categories**) کے علم کا ماہر تھا۔

یہ فقرہ سنتے ہی جیسے نیوٹن کو ایک جھٹکا لگا تھا۔ میرے ذہن میں بھی حروف کے بارے میں ایک بڑا باب کھل گیا۔ جب ان حروف کی بنیاد پر مَیں نے پورے حروف کو پرکھنا شروع کیا۔ تو رفتہ رفتہ مجھے یہ محسوس ہوا۔ کہ (جیسے یہ) پوری کائنات بنیادی طور پر انہیں چند حروف میں (ہی) قید ہے۔ اور صفات و تعلقات کے لحاظ سے کوئی چیز بھی ان حرورف سے غیرت کا مظاہرہ نہیں کرتی۔

بہت سارے اصحاب (شاید) اس کو کشف کہیں گے۔ مگر میں انسانی مطالعے میں اکتشاف سے زیادہ کشف کو بھی انسانی ذہن کی باریک بینی، وسعت اور ترفع سمجھتا ہوں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ کے رسولِ معظم ﷺ کے لفظ سے بہتر کوئی لفظ نہیں۔ کہ فراست اس کے لئے موزوں ترین لفظ ہے۔ جب ذہن اپنے اعلیٰ ارتقاء پر پہنچتا ہے۔ تو الہام و فراست ہم معانی ہو جاتے ہیں۔

تب سے مَیں نے اس علم کو کثرت سے استعمال (تو) کیا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے لئے۔ جیسے ''الف۔ لام۔ میم'' ہے۔ اس کی وضاحت کروں گا۔ (کہ) یہ باہمی تعلقات کی ایک جماعت (یعنی **Group of Relationship**) ہے۔ خواہ وہ اشیاء میں ہوں یا انسانوں میں ہو۔ اس کے بعد ان کی اپنی اپنی کیٹیگریز متعین ہوتی ہیں۔ تفصیل میں جانے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ! ان میں لاکھوں امکانات مراسم کے پیدا ہوتے ہیں۔ نارمل فنکشن کے لئے ہر انسان کی فطرت پر یہ اسماء حکومت کرتے ہیں۔ (لہذا) الف۔ لام۔ میم کی شناسائی اور ربط ہمیشہ سے مُسَلَّم رہا ہے۔ جن کے نام الف سے ہیں۔ وہ (اگر گہرائی میں جا کر کچھ سوچ بچار کے بعد) اپنے تعلقات کو پرکھیں گے۔ تو ان میں لام۔ میم نمایاں (طور پر) نظر آئیں گے۔ اسی طرح لام والے جب اپنی دوستی اور محبت کے پر تولیں۔ تو ان میں بھی الف اور میم مظاہرہ کریں گے۔ مگر جب کوئی اسم آگے بڑھ کر دوسرے

اسماء سے منسلک ہوتا ہے۔ تو رفتہ رفتہ بنیادی کیٹیگر یز میں فرق پڑ جاتا ہے۔

اسی طرح (سے) ایک شخص، جس کا کوئی بھی نام ہو۔ جب ہم اس کے اسماء کی بنیادی صفات پر جاتے ہیں۔ تو وہ انسان اسی طرح واضح ہوتا ہے۔ جیسے (حضرت شیخ اکبر) ابنِ عربیؒ نے فرمایا تھا۔ کہ! میں ایک شخص پر تین مرتبہ نگاہ ڈالتا ہوں۔ اور میثاق سے لے کر برزخ تک اس کے مقامات دیکھ لیتا ہوں۔ مگر اس ضمن میں ایک دلچسپ واقعہ سناتا ہوں۔ کہ ابنِ عربیؒ نے ایک پیشگوئی کی تھی۔ ابنِ عربیؒ نے فرمایا۔

دخل سین فی الشین ظھرک محی الدین ۔ (ترجمہ) جب سین شین میں داخل ہوگی۔ تو محی الدین کی قبر ظاہر ہوگی۔ بہت سارے لوگ اس بیان پر (جب ابنِ عربیؒ وصال فرما گئے۔ اور دفن بھی ہو گئے) بڑے پریشان ہو گئے۔ مگر لوگوں کو یہ بات یاد تھی۔ (اچانک سے) ان کی قبر گم ہوگئی۔ کسی کو نہ ملتی تھی۔ لوگوں نے (بہت) کوشش کی۔ کہ! جب سلطان سلیم اول (مُلک) شام میں داخل ہوا۔ تو اس نے خاص طور پر (یہ) حکم دیا۔ کہ محی الدین (ابنِ العربیؒ) کی قبر نمایاں کی جائے۔ انہوں نے ڈھونڈی۔ تب لوگوں کو سمجھ آیا۔ کہ وہ کیا کہہ گئے تھے۔ **دخل سین فی الشین ظھرک محی الدین** ۔

حروفِ مقطعات کا علم : (اَز پرفیسر احمد رفیق اختر صاحب)

حروفِ مقطعات کے بارے میں پہلے سے ایسا کوئی اشارہ یا کنایہ موجود نہیں۔ حضرت ابنِ عباسؓ کی ایک روایت کے بعد اسلام میں صِرف ایک ماہر اس کے گزرے ہیں۔ وہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ تھے۔ (یہ فیقرِ حقیر البلوشی یہاں پر قارئین کی خدمت میں عرض گزار ہے۔ کہ! حروفِ مقطعات کے بارے میں سیدی عبدالعزیز الدباغؒ کے ملفوظات'' الابریز'' حضرت شیخ ابوالعباس بونیؒ کی کتب مثل شمس المعارف ودیگر، حضرت امام مجدد الف ثانیؒ کی کتاب، حضرت خواجہ حسن نظامی کی کتب اور جناب سید سرفراز احمد شاہ صاحب کی کتب جیسے فقیر نگری، فقیر رنگ وغیرہا کے علاوہ دیگر کئی مصنفین کی کتب میں بھی حروفِ مقطعات کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ شاید پروفیسر صاحب موصوف کی نظر سے یہ کتب نہیں گزری ہوں گی۔ بہر حال!) انہوں (ابنِ عربیؒ) نے فتوحاتِ مکیہ میں اس کی وضاحت کی ہے۔ اِن سے پہلے اور ان کے بعد حروفِ مقطعات کا علم کسی سکالر کے پاس کسی صورت میں موجود نہیں رہا۔ اگر چہ (حضرت) شیخ مجددؒ نے اس کے بارے میں دعوٰی کیا۔ کہ! مجھے حروفِ مقطعات عطا ہوئے ہیں۔ مگر اس علم کا مکتوباتِ شیخ مجددؒ یا کسی اور کتاب میں کوئی اظہار نہیں ہوا۔ (لہذا) وہ دعوٰی نا قابلِ تسلیم رہا۔ کچھ لوگوں نے اس کے بارے میں دعوے ضرور کئے ہیں۔ مگر جس دعوے کی پرکھ موجود نہ ہو۔ یا جس دعوے کا مظاہرہ نہ ہو۔ اس کو تسلیم کرنے سے ہر سنجیدہ انسان کو تامل ہوتا ہے۔

ایک بات اکیڈیمیکلی صِرف میرے حوالے سے ہی جانی جاتی ہے۔ کہ اس ادھیڑ بن میں ایک دن میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی۔ کہ! لگتا ہے۔ سارا قرآن شریف بندوں کے لئے نہیں ہے۔ اور اگر سارا قرآنِ حکیم بندوں کے لئے نہ تھا۔ تو پھر آپ نے بندوں کو سارا قرآنِ پاک پڑھنے کی زحمت کیوں دی ؟ کوئی بارڈر لگا دیا ہوتا۔ کہ بندے یہ پڑھیں۔ وہ نہ پڑھیں۔ اس لئے میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ خصوصی استدعا کی۔ کہ! حضور کی بارگاہِ عنایت سے اس علم کا تھوڑا سا حصہ (مجھے بھی) نصیب ہو۔

میری اس دُعا کے باوجود مَیں سننے، سمجھنے اور پہچاننے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن مجھے کوئی ایسا سراغ نہ ملا۔ جس سے (کہ) میں مطمئن ہوتا۔ کہ میں نے راستہ ڈھونڈ لیا ہے۔ اتفاق ایسا ہوا۔ کہ! لوئی ماسینوں کی کتاب پڑھتے ہوئے اس کا ایک جملہ میری نظر میں آیا۔ وہ جملہ پوری طرح (سے) میرے ذہن میں اٹک گیا۔ شاید وہ بھی حکمتِ ربانی (ہی) تھی۔ لوئی ماسینوں نے کہا۔

It seems that he (Ibn e Arabi) knows some kind of knowledge of basic categories.

(لوئی ماسینوں کے اس جملے) نے مجھے سخت ضرب لگائی۔ مجھے خیال آیا۔ کہ! جب کائنات بنی ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ نے کلام کیا ہوگا۔ اور انسان نے علم سیکھا ہوگا۔ تو اس کے پاس اتنا وسیع تر علم نہ تھا۔ جتنی بھی کائنات میں اسے چیزیں نظر آئی ہوں گی۔ اور خیالات اس کے ذہن میں آئے ہوں گے۔ ان کی اس نے ایک یا دو ہیڈز کے تحت گروپ بندی کی ہوگی۔ چونکہ! تخئی اسے پروردگار سے حروفِ مقطعات کی نصیب ہوئی۔ تو یہ چودہ حروف (**الم. المص. الرٰ. المرٰ. کھیعص. طه. طسم. طس. یٰس. ص. حم. حم عسق. ق. ن**) وہ **کیٹیگر یز** ہیں۔ جس میں کائنات کی ہر چیز اور ان کی فطرت کا یہ علم ضرور ہوگا۔

اَب سوال یہ (پیدا) ہوتا ہے۔ کہ! کہ ابتدائی طور پر اسے کیسے سیکھا جا سکتا ہے ؟ جب میں نے ان پر زیادہ غور کرنا شروع کیا۔ تو ابتدائی'' الف۔ لام۔ میم'' سے کی۔ (پھر) میں نے سوچا۔ اگر یہ بنیادی کیٹیگر یز ہیں۔ تو یہ بنیادی کیٹیگر یز کے علاوہ گروپ بھی ہیں۔ یعنی (کہ) الف۔ لام۔ میم۔ ایک گروپ ہے۔ الف بنیادی کیٹیگری ہے۔ لام بنیادی کیٹیگری ہے۔ میم بنیادی کیٹیگری ہے۔ مگر یہ اکٹھے ہو کر ایک گروپ

بناتے ہیں۔ (پھر) جب میں نے گروپنگ کو دیکھا۔ تو باقی کے اسمآئے مقطعات بھی (مجھے) گروپنگ میں نظر آئے۔ مجھے یہ خیال ہوا۔ کہ ان گروپوں کی قرابت داری کو چیک کروں۔ کیا یہ واقعی ہے۔ کہ! الف، لام کی قرابت داری ہے ؟ اور قائم ہے؟ اور کیا یہ واقعی صحیح (بھی) ہے ؟ کہ یہ اسماء جب آپس ملتے ہیں۔ تو کچھ اسماء آپس میں متصادم اور کچھ آپس میں موافق ہو جاتے ہیں۔

میں ابھی اسی ادھیڑ بن میں پڑا ہی ہوا تھا۔ کہ مجھے مسند اہلِ بیت کی ایک حدیث نظر آئی۔ جس میں حضرت علی المرتضٰیؓ کی روایت سے حضرت عمرِ فاروقؓ اور حضرت علی المرتضٰیؓ کا مکالمہ درج تھا۔ حضرت عمرِ فاروقؓ نے حضرت علیؓ سے کہا۔ کہ! ہم جو اچھے بھلے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر چلنے والے نیک لوگ ہیں۔ کیا وجہ ہے؟ ہمارا دل کسی نیک کے بجائے کسی بُرے آدمی کی آشنائی کو جاتا ہے؟ ایک بُرے آدمی کو بھی دل کھنچتا ہے۔ اور اس کی محبت بھی اچھی لگتی ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا۔ اے عمر امیر المؤمنینؓ ! میں نے یہ سوال ایک دفعہ حضرت رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا۔ کیونکہ! میری بھی یہی کیفیت تھی۔ کہ! اچھے، بُرے لگتے تھے۔ اور بُرے، اچھے لگتے تھے۔ میں نے حضور گرامی ءمرتبت ﷺ سے پوچھا۔ کہ یہ کیا بات ہے ؟ کہ ہم نیکی کی طرف رغبت رکھتے ہیں۔ اس کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ مگر جب دوستی یاری کی بات ہے۔ تو کبھی بُرے آدمیوں سے آشنائی اچھی لگتی ہے۔ رسولِ گرامی مرتبت ﷺ نے فرمایا۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے جب ارواح کے جنود پیدا فرمائے۔ تو اسی وقت کچھ کی کچھ سے محبتیں ٹھہرا دیں۔ اور کچھ کی کچھ سے نفرتیں ٹھہرا دیں۔ اَب چاہو یا نہ چاہو۔ جب آپ زمین پر آئیں گے۔ تو وہی محبتیں ہوں گی۔ چاہے۔ وہ اچھے ہوں، چاہے بُرے۔

چونکہ! میں خود (بھی) قرابت داری کے موضوع پر غور کر رہا تھا۔ (اور) مجھے ایک بڑی مضبوط سند مل گئی۔ میں نے وہ پراسیس (**Process**) کرنے شروع کر دئے۔ جیسے سولہ + سولہ = بتیس۔ مہروں کی چالیں ایک اَرب سے زیادہ ہیں۔ جب آپ ایک بنیادی حرف کی کیٹیگری (**Category**) ختم کر لیتے ہیں۔ تو اس کے جو کمبی نیشن (**Combination**) شروع ہوتے ہیں۔ وہ بے پناہ مصیبت کا باعث بنتے ہیں۔ فرض کیجئے۔ اسم ''احمد '' ہی کو لیجئے۔ اَب اسم ''احمد '' میں چار لفظ (یعنی حروف) ہیں۔ جو علٰیحدہ علٰیحدہ حیثیت میں کمبائن ہو رہے ہیں۔ حا۔ میم بیچ میں آگئے۔ الف اِدھر اور دال اُدھر آگیا۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ! چاروں بڑے اور مؤثر الفاظ (حروف) ہیں۔ الف میں طاقت کا نشہ ہے۔ یہ لفظ ہر حال میں مغلوبیت کے خلاف ہے۔ وہ (بہرصورت) اختیارات کو اپنی تحویل میں رکھنا چاہتا ہے۔ اس لئے بخیل ہے۔ الف کی بنیادی نشانی یہی ہے۔ کہ! یہ دو چیزوں کے لئے منضبط ہے۔ (یعنی) اختیارات اور بخل کے لئے۔ یہ آسانی سے دیتا نہیں۔ اور آسانی سے چھوڑتا (بھی) نہیں۔

آگے آگئی ح۔ (اَب جب) ح کو دیکھا۔ تو پتہ لگا۔ کہ یہ تو پوری حیات ہے۔ ابتدائی حا۔ میم یہ ہے۔ **و جعلنا من المآء کل شیء حی**۔ اس میں حا۔ میم کا تذکرہ ہوا ہے۔ ما کی میم اور ح حیات کی۔ یہ پہلی ح۔ م تھی۔ جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی۔ یعنی پانی سے حیات شروع کی۔ اب ان کی صفات کہ م ساکن ہے۔ جبکہ ح حرکت والی ہے۔ جب دوسری ح۔ م۔ پیدا فرمائی۔ تو آپ دیکھیں گے۔ کہ ہر وہ چیز جو ''ما '' میں حرکت کرتی ہے۔ یہ دوسری لائف ہے۔ پہلی طرز زندگی میں ایک چیز پائی جاتی ہے۔ وہ حرکت اور اشتعال ہے۔ جس چیز میں ح یا خ ہوگی۔ اس میں یہ بنیادی صفت پائی جائے گی۔ کیونکہ! وہ حیات ہے۔ اسے چین نہیں آسکتا۔ اپنے اندر بہترین ڈسپلن (**Dicipline**) کے ساتھ وہ اسے متحرک رکھے گی۔

(اَب) آگے میم آگیا۔ میم متفکر ہے۔ میم بھی دو ہیں۔ بعض اوقات یہ رنگ میں چلا جاتا ہے۔ ایک میم مآءالبحر ہے۔ (جبکہ) دوسرا میم مآئے دریا ہے۔ صاف ستھرا پانی اچھلتا ہوا، جمپ کرتا زندگی کو سیراب کرتا اور آنکھوں کو بھلا لگتا ہوا۔ یہ صاف رنگ والی میم ہے۔ دوسری میم جسے مآءالبحر کہتے ہیں۔ سمندر کی میم ہے۔ یہ تاریک، متفکر، وسیع، انتہائی گہری آسائشوں کا مرکز، بہت گہرے پردوں کے اندر اور اس میں بے پناہ وسعتیں چھپی ہوئی ہیں۔ جب آپ میم کا رنگ سانولا اور اس میں رنگ پائیں گے۔ تو وہ حرکت ہوگی۔ ایک میم باہر کی طرف اور دوسری اندر کی طرف رجوع رکھتی ہے۔

اب دو انتہائی مشتعل لفظوں الف اور حا میں موجود تیسری میم ہے۔ وہ رنگ پر جائے گی۔ اگر میم کا رنگ گندمی یا سیاہ ہے۔ تو یہ دَبی ہوئی ہے۔ دبا ہوا اثر پہلے دو مشتعل اثرات کو کنٹرول کرتا ہے۔ آگے آگئی دال۔ جو سُستی، وجود کے بھارے پن، حضرت داؤدؑ کی اور بے پناہ تقوے اور شدتِ غضب کی ہے۔ اب ان تینوں چیزوں میں الف کنٹرول کر رہا ہے۔ ح کنٹرول کر رہی ہے۔ میم دبی ہوئی ہے۔ دال دوبارہ غصہ دلاتی ہے۔ تو یہ نام احمد انتہا درجے کی کارکردگی کو جائے گا۔ مگر کارکردگی کے ساتھ ایک انتہا درجے کی غصے کی حساسیت کی وجہ سے تلخی و بے چینی کا شکار رہو گا۔ محقق ہوگا۔ مگر بیمار رہو گا۔

اگر آپ کے نام ان میں سے ہیں۔ تو آپ اپنی فطرت کو بڑی آسانی سے جان سکتے ہیں۔

یہ جو تمام خصائص میں نے بیان کئے ہیں۔ ان میں کوئی گیس ورک (**Guess Work**) نہیں۔ غلطی کا کوئی چانس نہیں۔ غلطی صِرف اُستاد کرتا ہے۔ علم نہیں کرتا۔

حروف مقطعات کے رموز و اسرار سے مستفید و متنفع ہونے کی صدری ریاضت : (49 روزہ)

یہ طریقہ دراصل سلسلہ شاذلیہ شطاریہ قادریہ کے ایک روحانی بزرگ (**افغانی پیر طریقت**) سے منقول ومنسوب ہے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ یہ طریقہ اُنہوں نے ایام جوانی میں سرانجام دیا تھا۔ مزید فرماتے ہیں۔ کہ! وہ اُس وقت رات کو اِس عمل سے خود کو محظوظ (**Enjoy**) کراتے۔ دن کو سوتے تھے۔ مگر کوئی نماز قطعاً قضاء نہیں کرتے تھے۔ یہ طریقہ تو **49** دنوں تک کرنا پڑتا ہے۔ مگر وہ سات سال تک ہر برس یہی طریقہ اختیار کئے ہوئے تھے۔ کیونکہ اِس میں جو مزہ اور لذت ہے۔ وہ کسی اور عمل میں دیکھنے میں نہیں آیا۔ اور اِس عمل سے خوارقِ عادات کرامات اور دست غیب حاصل ہوئے۔ بہر حال بعد میں مَیں صرف یہ حروفِ مقطعات (**الم. المص. الرٰ. المرٰ. کھیعص. طٰہ. طسم. طس. یٰس. ص. حم. حم عسق. ق. ن.**) روزانہ اَب تک ایک ہزار مرتبہ پڑھتا رہتا ہوں۔ (اس عمل کا نقش یہ ہے)

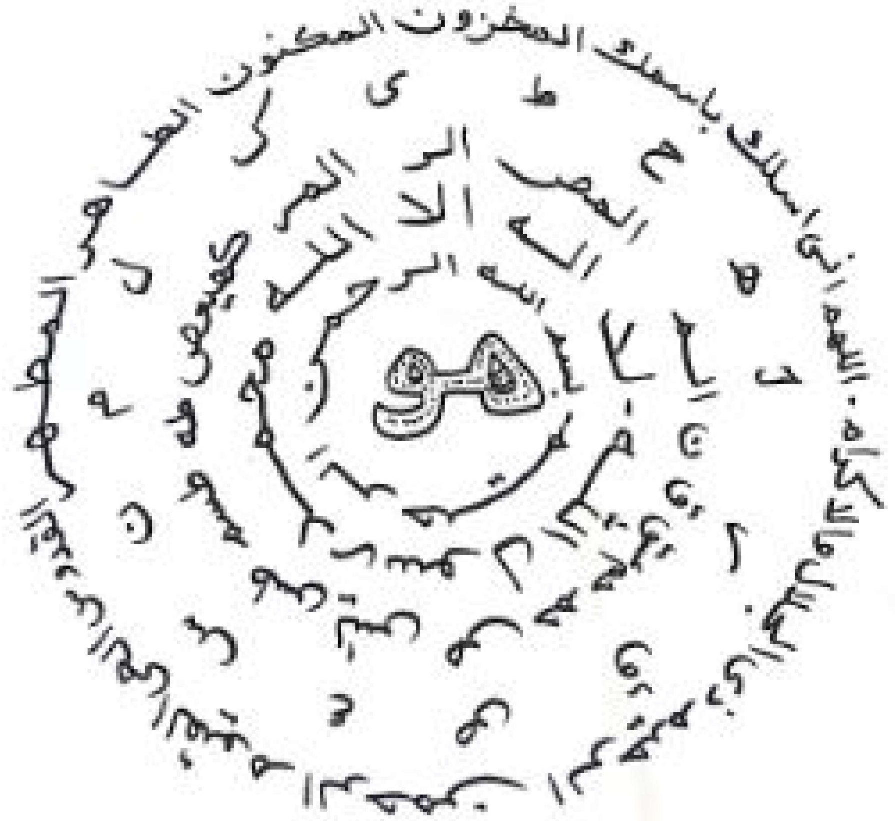

اُس بزرگ نے مجھ جیسے فقیرِ حقیر پُرتقصیر (**مؤلف کتابِ اَسرارِ محبوب**) کو نہ صرف اِس عظیم روحانی ریاضت کے رموز و اسرار دکھلائے۔ بلکہ مجھے بخوشی اِس تمام عمل کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ کہ مَیں کسی اور (اہل و متقی شخص) کو بھی اِس کی اجازت دینے کا کلی اہل و مجاز ہوں۔ یہ بات یاد رہے۔ کہ! اس عمل سے رموز و اسرار کا سلسلہ پہلے ہی ہفتے سے شروع ہو جاتا ہے۔ اِس طریقہ میں کسی بھی قسم کا کوئی مخصوص پرہیز نہیں۔ ماسوائے یہ کہ! ریاضت کرنے والا شخص صحیح العقیدہ سنی ہو۔ سچا عاشقِ رسول اللہ ﷺ ہو۔ اور اہلِ بیتِ نبوی ﷺ و خلفائے راشدین ؓ سے شدید محبت وعقیدت رکھتا ہو۔ کیونکہ (درحقیقت) حروفِ مقطعات، اسمِ اعظم اور علمِ لدنی کا وقوف و ادراک اور شناسائی زیادہ تر سادات اور علمائے باطنیہ (یعنی اولیاء اللہ) ہی کا خاصہ اور ورثہ ہے۔ اِس عمل کے لئے دو اوقات میں سے کوئی ایک وقت مخصوص کرلیں۔ بعد نمازِ تہجد یا بعد نمازِ عشاء۔ بوقتِ عمل مکمل تخلیہ ہو۔ خوشبو کے لئے ایک عام سی اگر بتی سلگا لیں۔ وقت، جگہ (کمرہ، مسجد یا حجرہ وغیرہ ۔ ۔ ۔) اور نشست (جائے نماز یا کوئی پاک صاف سفید چادر وغیرہ) ہرگز ہرگز تبدیل نہ کریں۔

بہر حال عمل کا مکمل طریقہ قارئین وشائقین کے حضور پیشِ خدمت ہے۔

☆ پہلے گیارہ مرتبہ درود وسلام پڑھیں۔ ☆ پھر یہ چودہ حروف چودہ سو مرتبہ پڑھیں۔

الم. المص. الر. المرٰ. کھیعص. طہ. طسم. طس. یس. ص. حم. حم عسق. ق. ن.

☆ پھر ایک سو ایک مرتبہ یہ کلمات پڑھیں۔

اللھم انی اسئلک با سمک العظیم الاعظم العلی العزیز الا عز الجلیل الاجل الکبیر الاکبر الکریم الا کرم المخزون المکنون الطا ھر المطھر المقدس المبا رک الحی القیوم الرحمن الرحیم بدیع

السموت و الا رض ذی الجلا ل و الا کرام . الذی اذا دعیت بہٖ اجبتہٗ و اذا سئلت بہٖ اعطیت.

☆ پھر گیارہ مرتبہ درود وسلام پڑھیں ۔

☆ پھر چار رکعت نمازِ روحانی (بنیتِ حصول فیضِ حروفِ مقطعات وعلم لدنی) بالکل نمازِ تسبیح کی طرح پڑھیں ۔

لیکن اِس نماز میں تسبیح (**سبحٰن اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر**) پندرہ اور دس مرتبہ کے بجائے حروفِ مقطعات (**الٓرٰ ۔ کٓھٰیٰعٓصٓ ۔ طٰسٓ ۔ حٰمٓ ۔ قٓ ۔ نٓ ۔**) فقط پندرہ اور دس مرتبہ پڑھنے ہیں ۔ اِس طرح ہر رکعت میں تعداد **75** ہوگی ۔ اور چاروں رکعتوں میں تعداد **300** ہو جائے گی ۔

بقول (افغانی) روحانی بزرگ ! یہ طریقہ کسی کتاب میں تو ناپید ہے ۔ ہاں البتہ کسی شاذلی شطاری قادری سلسلے کے پیران یا مرید کی ذاتی قلمی بیاض میں ممکن ہوسکتا ہے ۔ (واللہ اعلم بالصواب) بہرحال چار رکعت نمازِ روحانی کے بعد دیئے گئے نقش کو آدھے گھنٹے تک بغور دیکھتے رہنا ہے ۔ اور جب بھی سو کر اُٹھیں ۔ اِسی نقش کو دس سے پندرہ منٹ تک دیکھا کریں ۔ اور اِسی طرح کا نقش خوشخط لکھ کر روزانہ سرہانے کے نیچے رکھنا ہے ۔ تاکہ ہر طرح کی رُجعت سے محفوظ و مامون رہیں ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

اسی ضمن میں قارئینِ کتاب ہذا کو ایک سِر لطیف اور کشف شریف بتاتا ہوں ۔ اور وہ یہ ہے ۔ کہ! جو اسم لطیف اور بزرگ ہوگا ۔ اس کی (لطافت و بزرگی کی) نشانی یہ ہے ۔ کہ اس کے معانی عقل کے اندر عجیب و غریب اور دیر فہم ہوں گے ۔ اور اس کا علم ادراک سے بعید ہوگا ۔ پس جاننا چاہیئے ۔ کہ! ایسا اسم جو بھی ہو ۔ اس کو خوب جان لو ۔ کہ یہی اسمِ اعظم سے کافی زیادہ قریب ہے ۔ چنانچہ اسم ’’احد‘‘ بجز جہت کے دوسری جہت سے نہیں جانا جاتا ۔ یہ اسم ، اسمائے الٰہی قدیم سے ہے ۔ کیونکہ بجز اس کے دوسرا کوئی موجود نہیں ۔ اس نے تمام عالم کی مثالیں بنائی ہوئی ہیں ۔

علمُ الحروف وعلم الکتاب کی عظیم الشان اچھوتی ترتیبات

1۔ حروفِ تہجی کے اسمائے عظام کا استخراج :

ابجد کے حروف سے اسمائے الٰہیہ کی ایک عجیب وغریب و پرتاثیر وسریع الاجابت اشکال نہایت منفرد ہیں ۔ اِسی ضمن میں فقیر غلام الرسول میمن ناشادؒ فرماتے ہیں ۔ کہ! اِس فقیر کے تجربہ ومشاہدہ کا نچوڑ یہ ہے ۔ کہ! حروف کے جو اسماء ہیں ۔ وہ انہی کے اعدادِ ملفوظی کے برابر ہیں ۔ یہاں پر تین درجات وترجیحات میں منقسم طریقہ کو مفصلاً بیان کیا جارہا ہے ۔ (یہ ناچیز عبدالرؤف البلوشی عرض گزار ہے ۔ یادرہے ۔ کہ! اگر کوئی شخص اس طریق کو پا گیا ۔ تو سمجھو کہ علم الحروف کو اُس نے جان لیا)

اول : سب سے عمدہ ترین واولین طریقہ یہ ہے ۔ کہ! ابجد کے حروف کے عین مطابق اُنہیں حروف واعداد سے اسمِ اعظم نکالنا ۔ جیسے حرف ’’غ‘‘ (**غین**) کا اسمِ اعظم ’’ **غنی** ‘‘ بنتا ہے ۔ (حرفِ **غین** اور اسم الٰہی **غنی** کے سرحرف ، حروف اور اعداد تینوں بالکل برابر و یکساں ہیں ۔)

دوئم : دوسرے درجہ پر عمدہ تر طریقہ یہ ہے ۔ کہ! ابجد کے حرف کے سرحرف اور اعداد کے مطابق اسمِ اعظم نکالنا ۔ جیسے کہ! حرف ’’ا‘‘ (**الف**) کا اسمِ اعظم ’’ **اعلٰی** ‘‘ بنے گا ۔ (حرف **الف** اور اسمِ الٰہی **اعلٰی** کے اعداد اور سرحرف تو ایک جیسے ہیں ۔ مگر تمام حروف اور اعداد ایک جیسے نہیں ہیں ۔)

سوئم : تیسرے درجہ پر عمدہ طریقہ یہ ہے ۔ کہ! حروفِ تہجی کے صرف اعداد بحسابِ ابجد قمری کے اسمِ اعظم نکالنا ۔ جیسے کہ! حرف ’’ش‘‘ (**شین**) کا اسمِ اعظم ’’ **رفیع** ‘‘ بنے گا ۔ (اِس طریقہ میں حرف شین اور اسمِ الٰہی رفیع کے صرف اعداد بحسابِ ابجدِ قمری برابر ہیں ۔)

اِسی طرح 28 حروفِ ملفوظی سے اٹھائیس **اسمآءُ الحسنٰی** استخراج کریں ۔ اور (رمز کی بات یہ بھی ہے ۔ کہ!) اِسی طریقہ سے رازِ اسرار الحروف بھی حل ہوگا ۔ شائقینِ علم الحروف وقارئینِ کتاب اِس طریقہ میں غور وغوض کر کے حروفِ تہجی کے 28 حروف کے اسمائے الٰہیہ کا استخراج خود کریں گے ۔ علمی ادراک سے نوازے جائیں گے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔ کیونکہ !

Practice makes a person perfect.

حروفِ تہجی کے 28 حروف کے اسمائے الٰہیہ کے ضمن میں میرے باطنی اُستادِ محترم جناب حضرت میمن ناشادؒ فرماتے ہیں ۔ کہ ! اب میں حروف (علم الحروف) کے ایک خاص الخاص راز سے آپ کو آگاہ کرتا ہوں ۔ کہ آپ بلا شبہ سب اعمال چھوڑ دیں ۔ اور 28 حروف کے 28 ۔ اسماء کو لے لیں ۔ تو وہ موجودات میں ہر جائز ومتشرع امور پر تصرف کے لئے کافی ہیں ۔ اِسی بابت میں ایک جدول پیشِ خدمت ہے ۔ یہ **تمثیلی** جدول ہے ۔ قارئین ازخود کوشش کریں ۔ مگر استخراجِ اسمائے الٰہیہ کے وقت تینوں درجات وترجیحات کو ملحوظِ خاطر رکھنا ضروری ہے ۔ اسمائے الٰہیہ اگر عربی کے علاوہ

سریانی، عبرانی یا کسی اور زبان میں بھی ہوں۔ تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن عربی زبان (زبانِ محمد ﷺ، ابراہیمؑ و اسمائیلؑ اور زبانِ قرآن) کے اسمائے الٰہیہ کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ یاد رہے۔ کہ! ایک روایت یہ بھی موجود ہے۔ کہ! ہر ہر حرف دراصل اللہ تعالٰی کا ایک ایک نام ہے۔ **(واللہ اعلم با لصواب)**

حروفِ معجمه	الف	با	جیم	دال	ها	واؤ	زا
اسمائے الٰهیه	اعلیٰ. کافی	☆	موجد	له . هل	اٰهٍ	احد	☆
حروفِ معجمه	حا	طا	یا	کاف	لام	میم	نون
اسمائے الٰهیه	☆	هادِ	هُو	صاحب	الٓمّ. حاسب	ملک	☆
حروفِ معجمه	سین	عین	فا	صاد	قاف	را	شین
اسمائے الٰهیه	سُبحٰن	سلٰم	☆	صٓ	فعال	نافع	رفیع
حروفِ معجمه	تا	ثا	خا	ذال	ضاد	ظا	غین
اسمائے الٰهیه	کاشف	☆	☆	خالق	☆	☆	غنی

2 ۔ حروف (الفاظِ) مقطعات سے اسمائے الٰہیہ کا استخراج :

یہ ایک ایسا طریقہ ہے۔ جس کی تعریف لکھنے سے قلم قاصر ہے۔ جو بھی اِس طریقہ میں محنت شاقہ سے ہمکنار ہوگا۔ اُس کے لئے کامرانی کے دریچے خود بخود کھلتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالٰی۔ سب سے پہلے یاد رہے۔ کہ حروف مقطعات غیر مکرر یہ ہیں۔ **الم۔ المص۔ الرٰ۔ المرٰ۔ کھیعص۔ طه۔ طسم۔ طس۔ یٰس۔ ص۔ حم۔ حم عسق۔ ق۔ ن۔**

اب ان سے ہمیں اسمائے الٰہیہ بنانے ہیں۔ جیسے کہ! **الرٰ۔ حٰمٓ۔ نٓ** سے **الرحمٰن۔**

اور اِسی طرح سے اگر اِن کو متفرق کیا جائے۔ تو اِن حروفِ مقطعات سے جو حروف نکلیں گے۔ وہ حروفِ نورانی کہلائیں گے۔ جو کہ یہ ہیں۔ **ا ۔ ہ ۔ ح ۔ ط ۔ ی ۔ ك ۔ ل ۔ م ۔ ن ۔ س ۔ ع ۔ ص ۔ ق ۔ ر۔**

اور اِن حروفِ نورانی سے اسمائے الٰہیہ اِس طرح سے بنائیں۔ جیسے کہ! **الٰله ۔ حی ۔ صمد** ---۔ یہاں پر ایک بات یاد دلانا ضروری ہے۔ کہ کچھ دوستوں نے تو یہاں تک بھی محنت کی ہے۔ کہ اِنہیں 14 حروفِ نورانی سے مرکب چار اور پانچ اسمائے الٰہیہ کا استخراج کیا ہے۔ جِن میں ایک بھی حرف مکرر نہیں آتا۔ بہر حال یہ محنت ہم اور آپ بھی کر سکتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ ۔

3۔ حروف (الفاظ) مقطعات سے اسمائے الٰہیہ کا استخراج :

یہ طریقہ اوپر کے بیان کردہ طریقے ہی کی طرز پر ہے۔ مگر اِس میں اسمائے الٰہیہ کے بجائے قرآنِ مجید کی آیات کو تلاش کرنا پڑتا ہے۔ اِس کا طریقہ کار یہ ہے۔ کہ وہ حروفِ مقطعات جو کہ فقط ایک ہی حرف پر مشتمل ہیں۔ اُن کی تو پوری آیت ہی لی جائے گی۔ جیسے کہ!

ص **ص ج والقرآن ذی الذکر o**
ق **ق ج والقرآن المجید o**
ن **نٓ ج والقلم وما یسطرون o**

اِن حروفِ مقطعات کے علاوہ دیگر تمام حروفِ مقطعات کی آیات بھی محنت اور لگن سے استخراج کی جاسکتی ہیں۔ جیسے کہ!

حم سے **حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت و ھو رب العرش العظیم o**

یعنی کہ! حرف ''**حـــا**'' سے آیتِ کریمہ شروع ہو کر حرف ''**م**'' پر ختم ہوئی۔ ۔ یاد رہے۔ کہ! **حٰم**۔ چھ مرتبہ آیا ہے۔ اور اِن چھ **حٰم**۔ کی علیحدہ علیحدہ چھ ہی مختلف آیات تلاش کرنی پڑیں گی۔

الم سے **اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم o**
الم سے **اللہ لا الہ الا ھورب العرش العظیم o**

یعنی کہ! حرف ''ا'' سے آیتِ کریمہ شروع ہو کر حرف ''م'' پر ختم ہوئی۔ (الم کی آیات کے استخراج کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہے۔ کہ!)

الم سے الھکم الہ واحد۔ لا الہ الا ھو الر حمٰن الر حیمO

یعنی کہ حروفِ مقطعات ''**الم**'' سے آیت کا استخراج کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہے۔ آیت کا پہلا حصہ ''الف'' سے شروع ہوتا ہے۔ جبکہ دوسرا حصہ ''''لام'' سے شروع ہوکر ''میم'' پر منتہی ہوتا ہے۔

اسی طرح سے ''**الم** '' سے آیت کے استخراج کا تیسرا طریقہ یہ بھی ہے۔ کہ! ہمیں ایسی تین آیتیں ڈھونڈنے کی ضرورت ہے۔ کہ! جن میں پہلی آیت ''الف'' سے شروع ہو۔ دوسری آیت ''لام'' سے شروع ہو اور تیسری آیت ''میم'' سے شروع ہو۔ اگر پہلی آیت اسمِ ذات ''اللہ'' والی ہو تو بدرجہا بہتر واولیٰ ہوگا۔ (الم کے متعلق میری ذاتی رائے ہے۔ کہ! ''الف'' سے اسمِ ذات ''**اللہ**'' بنے گا۔ اور ''میم'' سے آنحضرت نبی مکرم ﷺ کا اسمِ مبارک ''**محمد**'' بنے گا۔ جبکہ درمیان کا ''لام'' کس طرف کو اشارہ کرتا ہے۔ شاید ''**لا**'' بنتا ہو۔ یا کچھ اور۔۔۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔۔۔)

اِسی طرح سے دیگر تمام حروفِ مقطعات سے بھی قرآنِ کریم کی آیات کا استخراج کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ ہر مستخرج آیت ایک مکمل وجامع دُعا کی صورت میں ہوگی۔ جیسے کہ ''**حٰمٓ**'' کی مذکورہ مثال میں دیا گیا ہے۔ اِن آیات کی تلاش کے دوران بِاِذن اللہِ تعالیٰ کئی اقسام کے عجائب وغرائب اور رموز واسرار کا انکشاف ہوگا۔ انشاءاللہ۔ جو محنت کرے گا۔ وہ ضرور بالضرور میٹھا اور دائمی پھل پائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

ذاتی اسمِ اعظم کا استخراج (عجیب وغریب صدری وپرتاثیر طریقہ مخفیہ ومکنونہ):

علمائے جفارین نے اس طریقے کو عوام الناس کی نظروں سے ہمیشہ پوشیدہ رکھا۔ اور صرف اپنے معتقدین اور شاگردوں یا پھر اپنی اولاد کو یہ طریقہ عظیمہ تعلیم کیا۔ اسی لئے یہ طریقہ صدری طور سے مخصوص لوگوں تک ہی محدود رہا۔ مُختلف کُتب جیسے **عامل کامل** مؤلف پیر سید وارث علی شاہ جیلانی القادری ؒ، **ارواح الجفر** (حصہ اول و دوئم) مُصنف علامہ شفق رامپوری ؒ، **محبوب الطالبین** میں پنڈت گِردہاری لعل (جفار ومنجم ورمال) کے علاوہ دیگر کئی مصنفین ومؤلفین نے بھی اس علم کا تھوڑا سا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ صاحبِ **مصباحُ الرموز واسرار الکنوز** جناب عبدالوہاب ابن مُصطفٰے نحاس رقم طراز ہیں۔ کہ! چونکہ اسم موافق کا استخراج ہر ایک مشکل سے مشکل کام کے واسطے نہایت عظیم النفع اور مفید ہے۔ اسی واسطے میں نے ان قواعد کو تُرکی زبان سے عربی زبان میں ترجمہ کیا۔ تاکہ مخلوقِ خُدا ان کے فوائد سے بہرہ ور ہو۔ اور یہ سب ہمارے مرشد کامل سید واقف علی باب النبی شاذلی بیلانی ؒ کے طفیل وتصدق ہے۔

معلوم ہو۔ کہ ہر چیز کے واسطے مناسبت ہے خیر کے لانے اور نقصان کے دفع کرنے۔ خصوصًا جو موافقت کہ جفر کے طریق سے ہو۔ وہ تو مِثل سیفِ قاطع اور برقِ ساطع کے ہے۔ اور اس کے ذریعے سے بحکم الٰہی بہت جلد مراد پوری اور مسائل حل ہوتے ہیں۔ **وللہ الاسماءُ الحُسنٰی فادعوہ بھا**۔ اور نیز اسمائے الٰہیہ کے ساتھ دعا کرنے میں سچی نیت کا ہونا بھی شرط ہے۔ کیونکہ ہر کام نیت ہی کے موافق ہوتا ہے۔

وہ تو یکتا ہے مگر عالمِ تنہائی میں
مَیں نے گھبرا کے کئی نام پکارے اُس کے

یاد رہے۔ کہ جب کوئی انسان کسی ایسے اسم کے ساتھ دعا کرے۔ جو حروف **مستوی**، حروف **دلیلی** اور حروف **سِری** سے مُرکب ومعجم ہو۔ تو دعا ضرور بالضرور قبول ہوتی ہے۔ اور کامیابی کا چہرہ مراد کے آئینہ میں نظر آئے گا۔ اور اگر بالفرض ایک اسم الٰہی ایسا نہ ملے۔ تو چاہیئے۔ کہ دو یا دو سے زائد **اسماءُ الحُسنٰی** کو لے لیوے۔ اور پھر ان کے اعداد کے مطابق ان اسماء یا اسم الٰہی کا ورد کرے۔ کیونکہ یہ طریقہ انتہائی پُرتاثیر وسریع الاثر مانا گیا ہے۔

قارئین وناظرینِ کتاب ہٰذا کو میری یہ وصیت یاد رہے۔ کہ ان اسرار کو ہرگز ہرگز کسی جاہل وناواقف یا پھر نااہل کو قطعًا تعلیم نہ کریں۔ ورنہ اس کا وبال ظاہر کرنے والے کی گردن پر ہوگا۔ نیز راز کا فاش کرنا اور نااہل کو اس قسم کی مخصوص تعلیم دینا سخت گُناہ اور قطعًا ممنوع ہے۔ (کیونکہ نااہل اور علم وعقل سے کورے لوگ عدم شعور اور ناواقفیت کی بِناء پر اپنے بھائیوں کے خلاف بددعائیں کریں گے۔ اور ان کی بددعائیں قبول ہوں گی) طریقہ اسم اعظم کے استخراج کا یہ ہے۔

مثال : **عبدالرؤف** کا اسم الٰہی مُستخرج کرنا ہو۔ تو!

☆ حرف مستوی حرف ''ع'' ہے۔ (کیونکہ حرفِ مستوی کسی بھی نام کے پہلے حرف کو کہا جاتا ہے)

☆ حرف دلیلی کے استخراج کا طریقہ یہ ہے۔ کہ اسم ''عبدالرؤف'' کے اعداد چونکہ 393 بنتے ہیں۔ ان اعدد کو 28 پر تقسیم کیا۔ تو باقی 1 بچا۔ پھر جب ہم نے ابجد قمری پر نظر کی۔ تو ہمیں معلوم ہوا۔ کہ پہلا حرف ''ا'' آیا۔ لہذا ہمارے پاس حرف دلیلی دوسرا حرف ''ا'' آیا۔ اَب حرفِ دلیلی سے حاصل شُدہ (پہلا) حرف ''ا'' کا عدد بحسابِ ابجد قمری 1 ہے۔

☆ حرف سِری کے استخراج کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! حرف دلیلی سے حاصل شدہ 1 سے 28 منہا کریں۔ 1-28 تو باقی 27 بچے۔ تو ہمارے پاس جدول نمبر 2 کے مطابق ستائیسواں حرف ''ظ'' **حرف سِری** کے برآمد ہوا۔ لہذا اِن سب حروف کا مجموعہ ''ع ۔ا۔ ظ'' ہوا۔ اور ان حروف کے اعداد بحساب ابجد قمری 971 بنتے ہیں۔

یاد رہے۔ کہ! ہر حرف، اسمِ الٰہی (یا کسی شخص کے نام)، سورہ یا آیت کا پہلا حرف ہی اُس کا ''حرفِ مستوی'' ہوگا۔ جبکہ حروف دلیلی اور سری کے حصول کے لئے ہمیں حرف مستوی کے حرف کے اعداد بحسابِ ابجد قمری لینے کے لئے کچھ مزید حساب (Calculations) کرنا ہوں گیں۔ اگر تو حاصل شدہ حرف ''ا سے ک'' تک میں سے کوئی ایک کوئی حرف ہے۔ تو ہم اس حرف کے اعداد قمری کو 28 سے منہا (Minus) کریں گے۔ لیکن اگر تو حاصل شدہ حرف ''ل سے غ'' تک میں سے کوئی ایک کوئی حرف ہے۔ تو ہم اس حرف کے اعداد قمری کو 28 سے تقسیم کریں گے۔ جیسے کہ! یاد رہے۔ کہ! اگر کسی کے نام کے اعداد 48 ہوتے۔ تو 48-28، باقی 20 بچتے ہیں۔ جب ہم ابجد قمری کو دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں معلوم ہوا۔ کہ! بیسواں حرف ''ر'' آیا۔ اور اگر باقی کچھ نہ بچے۔ تو اس کا مطلب ہے۔ کہ ''غ'' برآمد ہوا۔ اور اگر حرف کے اعداد 28 سے کم آئیں۔ تو اُن اعداد کو 28 سے منفی (مِنہا) کریں گے۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے۔

اب اس بات کا لازمی دھیان رکھنا ہے۔ کہ اس قاعدے کے معلوم ہونے کے بعد آگے دی گئی جدول کے مطابق اسمِ الٰہی کا استخراج کریں۔ یعنی کہ حاصل شُدہ تینوں حرفوں کے اعداد 971 کے موافق ایسے **اسمآءُ الحُسنٰی** یا کوئی ایسی آیت کریمہ استخراج کرنا ہوگی۔ کہ! جن میں سے یہ تینوں حروف پیدا ہوئے ہوں۔ اگر ایسا اسمِ الٰہی نہ ملے۔ تب دو یا تین اسمائے الٰہیہ کو مِلا کر یہی تین حروف پیدا کرنے ہیں۔ جن اسماء سے وہی تین حروف (جو کسی کے نام سے مستخرج کئے ہوں) اِن اسمائے الٰہیہ کو مکمل تقوٰی (طہارت ظاہری و باطنی کے ساتھ) صدقِ نیت اور خلوصِ قلب کے ساتھ پڑھا جائے۔ تو ہر ایک جائز و متشرع حاجت باِذن اللہ تعالٰی پوری ہو جائے گی۔ کیونکہ! یہ اسم یا اسمائے الٰہیہ تاثیر میں مثل اسمِ اعظم ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالٰی۔ بہرحال! علمائے روحانیات و شائقینِ اعمال و عملیات کی آسانی کے پیشِ نظر یہاں پر پانچ جداول دیئے جا رہے ہیں۔ تاکہ شائقین حضرات اِس قاعدے کو بخوبی سمجھ سکیں)

جدول نمبر 1 یہ جدول حروف کے قمری اعداد بحسابِ ابجد قمری کا ہے۔

ا 1	ب پ 2	ج چ 3	د ڈ 4	ھ ہ 5	و 6	ز ژ 7
ح 8	ط 9	ی ے 10	ک گ 20	ل 30	م 40	ن 50
س 60	ع 70	ف 80	ص 90	ق 100	ر ڑ 200	ش 300
ت ٹ 400	ث 500	خ 600	ذ 700	ض 800	ظ 900	غ 1000

جدول نمبر 2 یہ جدول حساب کی ہے۔ کہ کون سا حرف کتنے نمبر شمار پر ہے۔

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14
س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28

جدول نمبر 3 یہ جدول حروف سے مستخرج مستوی اور دلیلی اور سری حروف اور اِن کے اعداد کا ہے۔

ا ا ظ د 905	ب ب ض ع 872	ج ج ذ غ 1704	د د خ ل 634	ہ ہ ث خ 1105	و و ت ح 414	ز ز ش ر 507
ح ح ر د 212	ط ط ق ع 179	ی ی ص و 186	ك ك ح ر 228	ل ل ب ص 122	م م ل ب 72	ن ن ت ح 458
س س د خ 664	ع ع ن ت 520	ف ف خ ل 710	ص ص و ت 496	ق ق ع ن 220	ر ر د خ 804	س ش ر د 504
ت ت ح ر 608	ث ث خ ل 1130	خ خ ل ب 637	ذ ذ ع ز 777	ض ض ع ن 504	ظ ظ د خ 1204	غ غ ر ر 608

جدول نمبر 4 یہ جدول اعدادِ حروفِ ابجد کے منازل پر تقسیم کرنے کے بعد عددِ بقایا کے بارے میں ہے۔ یعنی کہ! کون سا حرف کس نمبر شمار پر واقع ہے۔

ا 1	ب 2	ج 3	د 4	ہ ہ 5	و 6	ز 7
ح 8	ط 9	ی ے 10	ک 8 یا 20	ل 2	م 12	ن 22
س 4	ع 14	ف 24	ص 6	ق 16	ر 4	ش 20
ت 8	ث 24	خ 12	ذ 20	ض 16	ظ 4	غ 20

جدول نمبر 5 قاعدہ جفر کے مطابق اسمائے الٰہیہ سے مستخرج اعداد و حروف۔

اللہ	رحمٰن	رحیم	مٰلک	قدوس	سلٰم	مؤمن	مھیمن	عزیز	جبار
66	298	258	90	170	130	136	145	94	206
ا ی ص	ر ص و	د و ت	م و ت	ق ب ض	ص ت غ	م خ ل	م ہ ث	ع ی ص	ج ی ص

اِن چاروں جداول کو مدنظر رکھ کر باقی تمام اسماء کے اعداد اور حروف کا استخراج کر کے اس عظیم الشان قاعدے سے مستفید و متنفع ہوں۔

یعنی کہ حرف دلیلی کے حرف سری کا جدول یہ ہوگا۔ جیسے کہ اگر ہمارے پاس حرف دلیلی ہمیں ''ک'' حاصل ہوا۔ جس کے اعداد بحساب ابجد قمری 20 ہیں۔ اَب ہم حرف ''ک'' کے اعداد 20 کو 28 سے منہا کریں۔ تو ہمارے پاس حاصل نفی 8 ہوگا۔ لہٰذا قاعدے کے مطابق حرف سری ہمارے لئے ابجد کا آٹھواں حرف ''ح'' ہوگا۔ حرف ''ک'' کی مزید تفصیل آگے بیان کی گئی ہے۔

اگر باقی کچھ نہ بچے۔ تو اس کا مطلب ہے۔ کہ ''غ'' برآمد ہوا۔ اور اگر حرف کے اعداد 28 سے کم آئیں۔ تو اُن اعداد کو 28 سے منفی (مِنہا) کریں گے۔

ویسے اسی کتاب میں چند صفحات آگے زائد اسمائے الٰہیہ، اور کچھ آیاتِ قُرآنی اور سورتیں دی گئی ہیں۔ اگر شائقینِ کتاب ہٰذا کچھ محنت کریں گیں۔ تو ایک بہترین جدول تیار ہو جائے گا۔ جو آپ کے اور آپ کے دوستوں کے بہت کام آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور ویسے بھی یہ محنت آپ کی مشق کو کامل کرنے میں بہت معاون ثابت ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مزید وضاحت :

اسی ضمن میں حضرت علامہ شفق رامپوریؒ اپنی کتاب **ارواح الجفر** میں رقمطراز ہیں۔ کہ! میں قطعی طور پر یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ! اس طریقے سے حاصل شُدہ اسمِ الٰہی واقعی مثلِ اسمِ اعظم ہی ہوگا۔ مگر ہاں! اس قدر میں ضرور عرض کردوں۔ کہ! اثرات ونتائج کے اعتبار سے اس جفری طریقہ سے حاصل شدہ اسم الٰہی (جوکہ بمثلِ اسمِ اعظم ہی ہے) کے بعد پھر دنیا میں کسی اور عمل کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ اسم الٰہی تمام امور میں متکفل اور جمیع ضروریات کو حل کرنے میں معاون ومددگار ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ حصولِ محبت، مفارقت وجدائی، حصولِ مال وزر، زیادتی عزت وعظمت، فتح در جنگ وکھیل، غرضیکہ ہرکام وہر حاجت میں یہ اسم الٰہی سیفِ قاطع ہے۔ اور اس کا اثر کم سے کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دو سے تین عشروں میں ہی لازمی جاتا ہے۔ کیونکہ یہ بہت ہی زیادہ آزمودہ اور کثیر لوگوں کا نہایت مجرب المجرب صدری طریقہ ہے۔ اگر خدانخواستہ سریع الاثری واجابۃ الدعاء میں تاخیر ہو۔ تو صاحب عمل کو اپنے ہی تیئیں کمی وکوتاہی تلاش کرنی چاہیئے۔ اور اپنے تقوی اور معاملات واخلاقیات کو ہر طرح سے پرکھنا ہوگا۔ کیونکہ یہ بھی علمِ لدنی ہی کی ایک شاخ اور حصہ ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**۔

اِسی ضمن میں حضرت علامہ شفق رامپوریؒ اپنی کتاب ارواح الجفر کی جلد دوئم میں فرماتے ہیں۔ کہ! مذکورہ طریقہ کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے ایک جدید طریقہ لاعلم ہوا ہے۔ کہ! اگر حرف دلیلی میں سے 1 سے 20 تک جفت اعداد حاصل ہوں۔ تو اِن اعداد کو 28 سے منہا کرو۔ جو باقی رہے۔ وہی حرف سری ہوگا۔ مثلاً حرف دلیلی ہمیں ''ک'' حاصل ہوا۔ جس کے اعداد بحساب ابجد قمری 20 ہیں۔ اور یہی ایک حرف ہے۔ کہ! جس میں دو ہی صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ جبکہ باقی حروف کے اعداد میں یعنی ابجد سے حطی تک کوئی دو صورتیں پیدا نہیں ہوتیں۔ اِسی لئے اگر حرفِ دلیلی ''ک'' پیدا ہوا۔ تو دونوں ہی صورتیں جائز اور مستعمل ہونگی۔ لہذا بطریق مذکور حرف سری ہمارے لئے ابجد کا بیسواں حرف ''ر'' ہوگا۔ اور دوسری صورت یہ ہے۔ کہ! جب حرف دلیلی ہم نے 28 میں سے 20 منہا کیئے۔ تو ہمیں حاصل نفی 8 میسر ہوئے۔ لہذا ابجد کا آٹھواں حرف ''ح'' ہی حرف سری ہوگا۔ باقی دس حروف میں یعنی ''ابجد'' سے ''حطی'' تک سب میں یہی صورت ہوگی۔ کہ ''ا'' سے ''ی'' تک جو بھی حرف دلیلی پیدا ہوگا۔ اُسے 28 سے منہا (منفی) کرنے سے جو باقی بچے گا۔ وہی درحقیقت حرف سری ہوگا۔ **علیٰ ھذا القیاس**۔۔

چند صدری رموز واسرار کا انکشاف : (ہر شخص کے کھوئے ہوئے رموز واسرار)

قارئینِ کتاب (اسرارِ محبوبؒ) کی خدمت میں صدری رموز واسرار کا انکشاف کیا جارہا ہے۔ کہ! ہر انسان کے اندر ایک جہاں پوشیدہ ہے۔ اور ہر انسان کا اپنا ایک Code یا Password بھی ہوا کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم اور رحمتِ کاملہ سے اپنی کھوج کرتے کرتے اس مقام ومرتبہ تک پہنچ جائے۔ تو اُس پر ''**مَن عرف نفسه فقد عرف ربه**'' کا مخفی رازعیاں ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر شخص کا اپنا منسوبی اور نسبتی بموافق طبیعت ایک ''**حرف**'' ہے۔ اسی طرح ہر شخص کا اپنا منسوبی اور نسبتی بموافق طبیعت ایک ''**اسمِ الٰھی** (بمنزلہ) **اسمِ اعظم**'' ہے۔ اسی طرح ہر شخص کی اپنی منسوبی اور نسبتی بموافق طبیعت ایک ''**آیتِ کریمہ**'' ہے۔ اسی طرح ہر شخص کی اپنی منسوبی اور نسبتی بموافق طبیعت ایک ''سورہء مبارکہ'' ہے۔ اسی طرح ہر شخص کا اپنا منسوبی اور نسبتی بموافق طبیعت ایک ''**حروفِ مقطعات میں سے ایک حرف**'' ہے۔ اسی طرح ہر شخص کا اپنا منسوبی اور نسبتی بموافق طبیعت ایک ''**عدد**'' ہے۔ اَب یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ! اگر کوئی شخص اپنا حرف، اسمِ الٰہی، حروفِ مقطعات میں سے ایک حرف، آیتِ کریمہ، سورہ یا عدد معلوم کرنے کے لئے متجسس وخواہاں ہے۔ تو اُس کو یہ بتائے گا کون ؟

اِن جملہ سوالوں کا فقط ایک ہی جواب ہے۔ کہ! کوئی صاحبِ نظر شخص (جوکہ حامل ولایت وحاملِ اسم اعظم) ہی بتا سکتا ہے۔ اور جس خوش نصیب کو انہیں تمام سوالوں کے جوابات مل جائیں۔ وہ دین ودنیا میں کبھی کوئی ٹھوکر نہیں کھا سکتا۔ اگر خدانخواستہ کبھی ایسے شخص کو کوئی مسئلہ پیش آ بھی جائے۔ تو یقیناً وہ قابلِ تلافی وقابلِ ازالہ ہوگا۔ (ان شاءاللہ العظیم) چاہیئے۔ کہ! ہر شخص خود کو مستعد کرکے اِن تمام سوالوں کے جوابات کے لئے خود کو کوشاں کرے۔ روح کی بالیدگی ولطافت کو بیدار کرنے کی بھر پور کوشش کرے۔ کیونکہ! ان سوالوں کے جوابات کے حصول کے لئے ایک مرشدِ کامل، خاموشی، تنہائی، ذکرِالٰہی کا ورد اور دائمی تقوی اختیار کرنا لازمی امور ہیں۔ بغیر اِن امور کے جوابات کا ملنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

اپنے نام کے اسمِ اعظم کا استخراج وحصولِ فوائد (بطریق حضرۃ شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربیؒ) :

اپنے نام کے مطابق اسمِ اعظم کا یہ طریقہ حضرت شیخ اکبر امام محی الدین ابن العربی اندلسیؒ سے منقول ومنسوب ہے۔ اس کا طریقہ نہایت آسان اور سریع الاثر ہے۔ جب بھی کوئی شخص اپنے یا کسی دوسرے شخص، عزیز واقارب کے لئے ذاتی اسم الٰہی (بمثل اسمِ اعظم) کا استخراج کرنے کا

قصد کرے۔ تو پہلے اپنے نام کے اعداد بحسابِ ابجدِ قمری نکال لیں۔ پھر اتنے ہی اعداد کا ایک یا ایک سے زائد اسمائے الٰہیہ تلاش کرلیں۔ تو یہی آپ کا ذاتی اسمِ اعظم ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مثلاً اگر کسی کے نام کے اعداد بحسابِ ابجد قمری 92 ہیں۔ تو ہم اسمائے الٰہیہ میں سے ''**امان**'' لیں گے۔ یا پھر ''**حی ۔ وھاب ۔ واجد ۔ ولی**'' لیں گے۔ بہرحال جو بھی لیں۔ چاہے پہلا والا اسم لیں۔ یا باقی کے چار اسماء الحُسنٰی لے لیں۔ کیونکہ پہلے اسم یا دوسرے چار اسماء کے اعداد 92 ہی بنتے ہیں۔ اب جو بھی شخص اپنے اسمِ اعظم کے فوائد سے منتفع و مستفید ہونا چاہے۔ تو اُس کو چاہیئے کہ! یہ طریقہ عظیمہ اختیار کرے۔

سب سے پہلے درودِ ابراہیمؑ **11** مرتبہ پڑھے۔ پھر اسمِ الٰہی **یا امان** **92** مرتبہ پڑھے۔
پھر **سورہ فاتحہ** **92** مرتبہ پڑھے۔ پھر **سورہ الم نشرح** **92** مرتبہ پڑھے۔
پھر اسمِ الٰہی **یا امان** **92** مرتبہ پڑھے۔ سب سے آخر میں دوبارہ درودِ ابراہیمؑ **11** مرتبہ پڑھے۔

اگر اِن تمام اوراد و وظائف کے بعد نہایت عاجزی و انکساری اور صدقِ دل سے دعا مانگیں گے۔ تو یقیناً آپ اپنے سامنے ضرور استجابت پائیں گے۔ انشاء اللہ۔ اور پھر کسی دوسرے ورد و وظیفے کی آپ کو قطعاً ضرورت نہیں پڑے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اگر کوئی روزانہ اِس پر مداومت اختیار کرے۔ تو چند ہی عشروں میں یہی اسمِ الٰہی بمنزلہ اسمِ اعظم ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔

پرندوں کی دنیا کا درویش ہوں مَیں
کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ زمیں پر

اسمِ اعظم جیسی خصوصیت کے حصول کا عظیم و مجرب اور مستند طریق:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مواعظ کے مجموعہ (بنامِ فیوضِ غوثِ یزدانی) میں مرقوم ہے۔ کہ! اولیاء اللہ میں سے بعض وہ (اولیاء بھی) ہیں۔ کہ جنہیں ملائکہ سجدہ کرتے ہیں۔ اور ہاتھ باندھے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے رہتے ہیں۔ اور بعض وہ اولیاء اللہ ہیں۔ کہ! جو ملائکہ کو اس حالت میں دیکھتے (بھی) ہیں۔ (کیونکہ تقویٰ و اخلاص کی وجہ سے اُن کی آنکھوں سے حجاب ہٹ چکا ہوتا ہے) آگے چل کر حضرت پیرانِ پیرؒ ایک حکایت بیان فرماتے ہیں۔ کہ!

ایک نیک آدمی شام کی مسجد میں بھوک کی حالت میں پہنچا۔ (اس ولی اللہ نے) اپنے نفس سے کہا۔ کاش! میں'' **اسمِ اعظم** '' جانتا۔ تو اچانک آسمان سے دو اشخاص اُترے۔ اور اس (ولی اللہ) کے پہلو میں آکر بیٹھ گئے۔ ایک نے دوسرے کو کہا۔ کیا تیری خواہش ''اسمِ اعظم'' جان لینے کی ہے؟ دوسرے نے (اثبات میں) کہا۔ ہاں۔ اس نے جواب دیا۔ تو کہو۔'' **اللّٰہ** ''اس صالح آدمی نے اپنے (تئیں) دل میں کہا۔ یہ (یعنی اللہ کا نام) تو بلا کسی شک و شبہ کے مَیں بھی کہا کرتا ہوں۔ مگر اسمِ اعظم کی جو خاصیت ہے۔ وہ تو ظاہر نہیں ہوتی۔ اس نے (یعنی دوسرے والے فرشتے نے پہلے والے فرشتے کو) جواب دیا۔ یہ بات نہیں۔ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ! تُو'' **اللّٰہ** '' اس طرح سے کہہ۔ کہ! تیرے دل میں کوئی دوسرا نہ ہو۔ یہ کہہ کر وہ دونوں ملائکہ واپس آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔

مرید کے لئے اسمِ الٰہی کا انتخاب :

اگر مرید غبی ہو۔ یعنی کہ! اس کا قلب کسی بھی ذکر سے متاثر نہ ہوتا ہو۔ تو مرشد کو چاہیئے۔ کہ! اِس مرید کو اِس کے اسمِ مربی کے ذکر کی تعلیم کرے۔ (اسمِ مربی کے معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! خلوت میں مرید کو اپنے سامنے مؤدب دوزانو بٹھا کر آنکھیں بند کرنے اور اس کا سر جھکا کر کمر ٹیڑھی کرا کے اس کا سینہ مرشد اپنے سینے کے مقابل کرنے کو کہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے الٰہیہ (بالخصوص کوئی جمالی اسم) میں سے کسی اسمِ مبارک کو اپنے ذہن میں رکھ کر اس کی ضربات مرید کے قلب پر کچھ شدت کے ساتھ چند مرتبہ لگاتا رہے۔ جب تک کہ اسم اثر نہ کرے۔ اگر اس اسمِ الٰہی سے کچھ اثر نہ ہو۔ تو اسمِ الٰہیہ تبدیل کر کے کسی دوسرے اسمِ الٰہیہ سے یہی طریقہ دوبارہ سرانجام دے۔ اس طرح کچھ اسمائے الٰہیہ کو تبدیل کرنے کے بعد ضرور کوئی نہ کوئی اسم اثر کر ہی جائے گا۔ اَب جو بھی اسم اثر کر جائے۔ تو سمجھ لیں۔ کہ یہی اسمِ الٰہی اس مرید کا اسمِ مربی ہے۔ اسمِ الٰہی کے اثر و تاثیر کی صورت یہ ہوگی۔ کہ! مرید کے قلب میں سرور و لرزہ پیدا ہو جائے گا۔ جسم میں کپکپاہٹ اور لرزہ پن شروع ہو جائے گا۔ بلکہ تمام جسم میں اس قدر لرزہ پیدا ہو جائے گا۔ اور اسم کے اثرات کا غلبہ ہو جائے گا۔ کہ! مرید سے ضبط نہ ہو پائے گا) یاد رہے۔ کہ! مرید کا یہی اسمِ مربی ہی اس کے لئے بعینہٖ'' **اسمِ اعظم** '' کے مثل ہوگا۔ اور مرشد کو چاہیئے۔ کہ! اسی اسم کے ذکر کو سہ ضربی یا چہار ضربی کے طریقہ پر تعلیم کرے۔ تاکہ مریدِ صادق اس اسمِ الٰہی کے ذکر کی پابندی کر سکے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہی ذکر اس کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگا۔ اور مرید نورِ الٰہی سے منور ہو جائے گا۔ ان شاءاللہ۔ کیونکہ! انسان تو ہیرا ہے۔ بس اُسے صِرف تراشنے کی ضرورت ہے۔ بقول بابا بلھے شاہؒ

بُرے بندے نوں میں لبھن ٹُریا پر بُرا لبا نہ کوئی
جد میں اندر جھاتی پائی تے مے توں بُرا نہ کوئی

طریقہ خواندن اسمِ اِلٰہیہ دورانِ وظیفہ خوانی :

اس عظیم المرتبت طریقہ کو علمائے عاملین نے ہمیشہ اپنے استعمال میں رکھ کر سریع التا ثیر فوائد و منافع اور اپنی حاجات کو مستجاب پایا ہے۔ یاد رہے۔ کہ جب کوئی اسمِ الٰہی (اپنے نام کا اسمِ اعظم یا اپنے استاد و مرشد کے بتائے ہوئے اسمائے عظام) کو پڑھنے کا اہتمام کرے۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ! اگر ان اسمائے الٰہیہ کا ورد طلوعِ آفتاب سے غروب آفتاب تک کرنا ہو۔ تو ''**اَ لُ**'' کے ساتھ ہوگا جیسے'' **الحی القیوم** '' مگر بعد غروبِ آفتاب تا قبل طلوعِ آفتاب (یعنی کہ رات کے کسی دورانیہ میں) اگر ورد کرنا مقصود ہو۔ تو'' **حرفِ ندائیه** '' کے ساتھ اسمائے الٰہیہ کا وِرد کرنا ہوگا۔ جیسے کہ'' **یا حی یا قیوم** '' کیونکہ یہ بھی ایک مجرب و مستند طریقہ ہے۔ جو کہ اپنے اندر سموئے ہوئے اثرات کے ظاہر ہونے کا متقاضی ہے۔

دل میں خدا کا ہونا لازم ہے اے انسان
سجدوں میں پڑے رہنے سے جنت نہیں ملتی

اَسماء کی عظیم تاثیرات (بمطابق حدیثِ نبوی ﷺ):

امام بونی ؒ اپنی کتاب عظیمہ **شمس المعارف و لطائف العوارف** کے آخر میں فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک مرتبہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ کی زیارت باسعادت سے مُشرف ہوا۔ اور میں نے آپ ﷺ سے خلوت اور اس (یعنی خلوت) کے **اسماء** کی نسبت سوال کیا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ ! خلوت کے سات 7 روز ہیں۔ اور اس (یعنی خلوت) کے اسماء یہ ہیں۔ (یاد رہے۔ کہ خلوت کے اسماء بھی سات 7 ہی ہیں)

یا حی یا قیوم یا ذوالجلال والاکرام یا نھایة النھایات یا نور الانوار یا روح الارواح ۔

حضرت امام احمد بن علی البونی ؒ اپنی اسی کتاب " **شمس المعارف و لطائف العوارف**" میں رقم طراز ہیں۔ کہ! تمام اسمائے الٰہیہ کی خلوت کا طریقہ یکساں ہے۔ جب ان تمام اسماء یا اِن میں سے کوئی ایک اسمِ الٰہی استعمال کرنا چاہو۔ تو روزہ رکھ کر ریاضت کرتے ہوئے یہ دُعا پڑھا کرو۔'' **اللھم انی اسئلک نورا یبیض صحیفتی و یمحو ذلاتی و یقیل عثراتی و یصلح ظاھری و یجمع شملی و یقدس سری و ییسر امری حتی تصر فه ما افوق به علٰی ابنآء جنسی انک منور الانوار و کاشف الاسرار و کل شئی عندک بمقدار** '' اِس دُعا کے دوامی ذاکر کی لوگوں کے قلوب میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہیبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس ذاکر کے قلب سے وساوس دور ہو جاتے ہیں۔ اور اسے اللہ تعالیٰ کشف احوالِ اسمآء عطا فرماتا ہے۔ ذاکر کو لازم ہے۔ کہ متذکرہ دُعائے عظیمہ کے بعد اپنی آنکھیں بند کر لے۔ تاکہ وہ روحانیین کو مقید کر لے۔ ذاکر کو ایسے ذکر کے دوران چاہیئے۔ کہ! لہسن، پیاز اور مولی سے پرہیز کرے۔ جو کی روٹی تناول کرے۔ دل بیدار رکھتے ہوئے قدرے سویا کرے۔ صبح و شب و روز میں بکثرت استغفار پڑھا کرے۔ متذکرہ دعا کے ذکر کے ساتھ سورہ یٰسین و تبارک الذی ۔۔۔ بھی پڑھا کرے۔ بوقتِ خلوت زمین پر بیٹھے۔ اور بیٹھے بیٹھے ہی اپنی نیند پوری کر لیا کرے۔ تلاوتِ قرآنِ کریم کا بھی معمول بنا لے۔ اس نوبت پر جو اسرار نظر آئیں۔ اُنھیں پوشیدہ رکھے۔ ذاکر اپنی خلوت میں کسی آدمی کو اپنے پاس نہ آنے دے۔ اس ذکر کے ذاکر سے جنات بھی دور رہتے ہیں۔

مزید وضاحت : اگر کوئی شخص یہ پانچ اسمائے الٰہیہ میں سے'' **یااللہ یا حی یا قیوم یا ذوالجلال والاکرام** '' کو روزانہ صبح کے وقت، ظہر کی نماز کے بعد اور رات کو سونے سے قبل ایک۔ ایک ہزار مرتبہ اس طرح سے پڑھنے کا معمول بنا لے۔ کہ! پانچ اسمائے الٰہیہ ہر سو کے بعد یہی دعا دس مرتبہ پڑھی جائے۔ اس طرح ایک نشست میں اسمائے الٰہیہ ہزار مرتبہ اور یہی دعا صد مرتبہ پڑھی جائے گی۔ اور تین نشستوں میں اسمائے الٰہیہ تین ہزار مرتبہ، دعا تین سو مرتبہ پڑھی جائے گی۔ اگر اسی کو معمول بنا لیا جائے۔ اور اکل حلال و صدق مقال، کم گفتن و کم خوابیدن، صدق نیت اور خلوصِ قلب کے ساتھ پڑھا جائے۔ تو چند ہی دنوں کے بعد پہلے بحالاتِ رویاء اور پھر بحالتِ بیداری مؤکلات مانند نور یا بجلی یا آئینہ ءنور یا سبز پرندے کی اشکال میں ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ جن کا چہرہ آدمی کا سا ہوگا۔ انشاء اللہ۔ یہ بارہا کا آزمایا ہوا مجرب و مستند عمل ہے۔

مُختلف اسماء کی عظیم تاثیرات :

صاحب **شمس المعارف** میں فرماتے ہیں کہ جب اثنائے خلوت میں تم ہو اور !

☆ اگر تم پر خلوت میں شہوت کا غلبہ ہو تو بحالتِ وضو اسم الٰہی **یا ھادی** کا خوب ذِکر کرو۔
☆ اگر تم پر خلوت میں خیالاتِ فاسدہ ستائیں تو بحالتِ وضو اسم الٰہی **یا لطیف** کا خوب ذِکر کرو۔
☆ اگر تم پر خلوت میں کھانے یا پینے کے خیالات کا غلبہ ہو تو بحالتِ وضو اسم الٰہی **یا قوی** کا خوب ذِکر کرو۔

☆ اگر تم پر خلوت میں خرچ کی تنگی ہو تو بحالتِ وضو اسم الٰہی **یا فتاح** کا خوب ذِکر کرو۔

☆ اگر تم پر خلوت میں نفسانی خیالات اور شہوانی وساوس کا غلبہ ہو تو بحالتِ وضو اسم الٰہی **یاذوالقوۃ** کا خوب ذِکر کرو۔

☆ اگر تم پر دورانِ ریاضت قلق اور اضطراب کی سی کیفیت پیدا ہو تو بحالتِ وضو اسم الٰہی **یا باسط** کا خوب ذِکر کرو۔

☆ اگر تم دین کے کسی کام میں متوجہ ہونا چاہو تو بحالتِ وضو اسم الٰہی **یا قوی . یا عزیز . یا علیم . یا سمیع . یا بصیر** کا خوب ذِکر کرو۔

اسم الٰہی لطیف کے فوائد

بعضے عارفین نے فرمایا ہے کہ! اگر کسی کی مُعیشت تنگ ہو اور دنیا کی کوئی بھی چیز اس کے پاس نہ ہو انتہائی غریب ہو۔

☆ یا اگر کوئی غریب ہو اور دل کسی دولت مند دوشیزہ کی الفت اور چاہت میں گرفتار ہو گیا ہو۔ اور وہ اس دوشیزہ سے نکاح کا خواہاں ہو۔ جبکہ وہ دوشیزہ یا اُس کے گھر والے اس عاشق صادق کی غُربت و افلاس اور تنگ دستی کی وجہ سے اسے ناپسند کرتے ہوں

☆ یا کوئی ایسا شخص جو کہ ایسا بیمار ہو۔ کہ حکماء و اطباء اس کے علاج سے عاجز آ چکے ہوں۔ تو ایسے اشخاص کو چاہیئے۔ کہ دو رکعت (اپنی حاجت برآری کی نیت سے) پڑھ کر اس اسم مبارک کو **16641** مرتبہ روزانہ صدق نیت اور پُختہ یقین سے در یک نشست پڑھا کریں۔ تو چند ہی ایام میں تمام مُشکلات حل ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ کیونکہ لوگوں کے تجربات و اسناد کو اگر مد نظر رکھا جائے۔ تو یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ یہ اسم مبارک (**یا لطیف**) تکالیف، مصائب و مُشکلات کے وقت جتنا پر تاثیر اور سریع الاجابت ہے۔ کسی اور اسم کی طرف اس اسم کی نِسبت نہیں کی جا سکتی۔ (واللہ اعلم بالصواب) کیونکہ اس اسم کے عجیب و غریب اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر کسی کے روح یا بدن میں تکلیف ہو۔ تو وہ اس اسم کا ورد کرے اثنائے ورد میں ہی اللہ تعالیٰ ازالہ فرمائے گا۔ انشاء اللہ۔

جستجو نے کسی منزل پہ ٹھہرنے نہیں دیا
ہم بھٹکتے ہی رہے آوارہ خیالوں کی طرح

اسمِ ''لطیف'' کے بارے میں حضرت جناب قدرت اللہ شہاب ؒ اپنی کتاب ''شہاب نامہ'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! ہر نماز کے بعد یا پھر کم از کم ایک نماز کے بعد 129 مرتبہ یا لطیف (کیونکہ اسم الٰہی ''**لطیف**'' کے اعداد بحسابِ ابجد قمری 129 بنتے ہیں) کا ورد کرنا بہت سی مشکلات، مصائب اور غموں کا علاج ہے۔ ☆☆☆ اور اگر ہمت کر کے زندگی بھر میں صِرف ایک بار ایک نشست میں لگا تار اسم مبارک ''**لطیف**'' (بشمول حرف ندا) کا **16641** مرتبہ (**16641=129 x 129**) ورد کر لیا جائے۔ تو انسان کی زندگی میں پریشانیوں، مصیبتوں اور غموں کا رُخ موڑنے اور آسانی سے برداشت کرنے کی صلاحیت بدرجہ اَتم بڑھ جاتی ہے۔ اس ورد کے اول و آخر گیارہ یا اکیس یا اکتالیس مرتبہ درود شریف پڑھ لینا چاہیئے۔ (اسم لطیف کے مزید فوائد آگے بھی آئیں گے)

اسمائے الٰہیہ کے فوائد:

اگر کوئی طالب حق سیف زبانی چاہے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ پرہیز روحانی کے ساتھ مندرجہ ذیل اسمائے الیہیہ کو ایک کروڑ کی تعداد تک پہنچا جائے۔ تو ایسا شخص نہ صرف سیف القلم و سیف الزبان ہو جائے گا۔ بلکہ ولایت کاملہ کا عظیم مرتبہ بھی حاصل کرے گا۔ انشاء اللہ تعالی۔ اور ایسی باتوں کے انکشافات سامنے آئیں گے۔ کہ انسان خود کو سنبھال بھی نہیں پائے گا۔ کشف القلوب، کشف القبور اور کشف الخزائن الارض و کشف السّماوات اس کے سامنے کچھ بھی نہیں ہو گا۔ انشاء اللہ العظیم۔ ان اسماء کی روز کی تعداد **10,00** (ایک ہزار) مرتبہ صبح اور **10,00** (ایک ہزار) مرتبہ بعد نمازِ عشاء ہے۔ یہ تعداد ایک ہی نشست میں بنا کسی سے بات چیت کئے پوری کرنی ہے۔ اسمائے الٰہیہ یہ ہیں۔

یا اللّٰہ . یا رحمٰن . یا رحیم . یا حی . یا قیوم . یا ذوالجلال والاکرام . .یا سبوح . یا قدوس . یا احد .

اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ (گرمی کے اثرات زائل کرنے والے اسمائے الٰہیہ):

جو شخص اسمِ الٰہی ''حی'' اور اسمائے حائیہ (یعنی وہ اسمائے الٰہیہ جو حرف ''ح'' سے شروع ہوتے ہیں) جیسے **حکیم، حلیم، حنان،** حمید، حسیب، حفیظ، حق وغیرہ کا ذکر گرمی میں طلوعِ آفتاب کے وقت کیا کرے۔ تو اُسے پورے دن گرمی کا شدید اثر نہیں ہو گا۔ انشاء اللہ۔

اسمآء الحسنیٰ اور ایک آیتِ کریمہ کے عجیب اثرات:

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ ؒ فرماتے ہیں۔ کہ!

☆ اسماءِ حسنیٰ میں سے ایک اسم (قریب) ایسا ہے۔ کہ! اگر کوئی بندہ اس (اسم) کے نور سے سیراب ہو جائے۔ تو وہ ہر وقت روتا رہے۔

☆ پھر فرمایا۔ کہ! اسمائے حسنیٰ میں سے ایک ایسا اسم (**المتعالی**) ہے۔ کہ اگر کوئی اس (اسم) کے نور سے سیراب ہو جائے۔ تو ہمیشہ ہنستا رہے۔

پھر فرمایا۔ کہ! سورہ ملک آیت ’’**الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر**‘‘ آیا ہے۔ اس (آیت) کا وردان لوگوں کے لئے مفید ہے۔ جو محتاج ہوں یا (کسی قسم کی) مصیبت میں مبتلا ہوں۔ جو شخص اس (آیت) کا کثرت سے ورد کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی مشکل حل فرما دے گا۔ (آگے چل کر ایک واقعہ لکھتے ہیں۔ کہ!) ایک شخص کو بیش کے دانے نکل آئے۔ یہ ایک لا علاج مرض ہوتا ہے۔ وہ حضرت (سیدی عبدالعزیز دباغؒ) کے پاس آیا۔ اور آپؒ سے اس (لا علاج مرض) کی شکایت کی۔ (کیونکہ) وہ (مریض) اس مرض سے خوفزدہ تھا۔ تو حضرت دباغؒ نے اسے یہ آیت (**الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر**) پڑھنے کو کہا۔ تو یہ بیماری (اس مریض) سے اس طرح جاتی رہی۔ کہ پتہ بھی نہ چلا۔

اسی ضمن میں یہ ناچیز (**عبدالرؤف بلوچ**) قارئین کی خدمت میں عرض گزار ہے۔ کہ! میری ایک مرتبہ ملتان کی سیاحت کے دوران ایک مزار پر ایک ولی الصفت انسان سے ملاقات ہوئی۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ! اگر کوئی شخص اسماءالٰہیہ ’’**اللہ الصمد**‘‘ کو روزانہ دس ہزار یا اس سے زیادہ تعداد میں وردِ زبان رکھے۔ اور یہی تسلسل کئی ماہ تک برقرار رکھے۔ تو کچھ ہی عرصے بعد وہ شخص دنیا کی تمام چیزوں (مثل کھانے پینے، اوڑھنے بچھونے یا استعمال کرنے والی چیزوں سے) یکسر مکتفی و مستغنی ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ پرانے یا نئے کپڑوں میں اسے فرق محسوس نہ ہوگا۔ بلکہ شاید کپڑے پہننے سے ہی وہ عاری ہو جائے گا۔ وہ مکمل طور پر بے نیاز و متوکل ہو جائے گا۔

اسی طرح سے اگر کوئی شخص (کسی کامل شخص سے اِجازت لئے بغیر) اسمائے الٰہیہ میں سے ’’**یا حی یا قیوم**‘‘ یا پر ’’**یا ذوالجلال ولاکرام**‘‘ یا پھر ’’**یا مالک الملک**‘‘ یا پھر **یا اللہ۔ یا رحمن یا رحیم**‘‘ یا پھر ’’**بسم اللہ الرحمن الرحیم**‘‘ یا پھر **یا اللہ الواحد الاحد**‘‘ یا پھر ’’**یا ارحم الراحمین**‘‘ میں سے کسی مجموعہ وغیرہ کا ورد شروع کر دے۔ تو وہ شخص یا تو مجذوب ہو جائے گا۔ یا پھر ولی کامل بن جائے گا۔ یعنی تخت یا تختہ دار۔۔۔

البتہ (میرے تجربے کے مطابق)! ولایت کے حصول کی کلید یہ اسماء ہیں۔ ’’**یا اول یا آخر یا ظاہر یا باطن**‘‘۔ یا پھر ان اسماء کو اس طرح سے پڑھا جائے گا۔ ’’**ھو الاول والآ خر والظاھر والباطن**۔ (سورہ حدید۔ آیت نمبر **03**)

بہر حال! کسی بھی سورہ یا آیت یا اسمِ الٰہی یا اسمائے الٰہیہ کا ورد مرشدِ کامل ولی اللہ کی اذن کے بغیر نہ پڑھا جائے۔ کیونکہ! اکثر دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ! کتابی اوراد و وظائف یا عوام سے لئے ہوئے وظائف (مثل کسی سورہ یا آیت یا اسمِ الٰہی یا اسمائے الٰہیہ یا کسی دعا) کے مسلسل ورد سے طبیعت میں گرانی و گرمی محسوس ہونے لگتی ہے۔ یہاں تک کہ اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے۔ کہ! اوراد و وظائف کی کثرت کی وجہ سے اُن کے لہجے میں تلخی، مزاج میں گرمی اور اخلاق میں تندہی (ناگوار سختی) پائی گئی ہے۔ البتہ درود ابراہیمی یا قرآن کریم (اول تا آخر) پڑھنے والے کے لہجے یا مزاج یا طبیعت میں مثبت اثرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ بہر حال یہ چند اشارات ہیں سمجھ دار لوگوں کے ادراک و فہم کی خاطر۔۔۔

ایک اور بات! جو میرے تجربے و مشاہدے میں آئی ہے۔ کہ! جب بھی مَیں نے کسی اسمِ الٰہی کو کثیر تعداد (دس ہزار یا اس سے زیادہ کی تعداد) میں پڑھا۔ تو بوقتِ دعا مَیں نے اپنے ہاتھوں کو انتہائی وزنی محسوس کیا۔ جیسے میرے ہاتھوں کا وزن پچیس کلو یا اس سے بھی زیادہ ہو۔ دوسری بات، جو میرے مشاہدے میں آئی۔ وہ یہ کہ! مَیں نے اپنے جسم کو اس قدر لطیف محسوس کیا۔ کہ! میرا وزن بالکل ہے ہی نہیں۔ اور اِب میں فضا میں بلند ہو کر کمرے کی چھت کو جا لگوں گا یا پھر میرا جسم دیوار کے آر پار چلا جائے گا۔ تیسری بات یہ کہ میرے ہونٹوں پر جیسے کچھ چیزیں چمٹ گئی ہوں۔ یا میرے ہونٹوں کو مسلسل چبا رہی ہوں۔ چوتھا احساس یہ کہ! مجھے عجیب سی، دلربا سی میٹھی، بھینی اور ٹھنڈی خوشبوئیں اور ہوا محسوس ہوتی رہی۔ پانچواں مشاہدہ یہ کہ جیسے کمرے کے کسی ایک یا دو یا چاروں کونوں سے کسی کے سانس لینے یا تسبیح پھرنے کی سی آواز آتی ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔۔۔ بہر حال ہر انسان کے مشاہدے اور احساس کی کیفیت مختلف ہو سکتی ہے۔ میں تو شاید دنیا کا گناہ گار ترین انسان ہوں گا۔ باقی لوگوں کے مشاہدے اور احساسات یقیناً مجھ سے کہیں بہتر اور اچھے ہوں گے۔ انشاءاللہ۔

اللہ تعالیٰ کے چار اسمائے مبارکہ (الاول الآ خر الظاھر الباطن):

حضرت بایزید بسطامیؒ کا ارشاد ہے۔ کہ! اگرچہ اولیاءاللہ باہم تفاوت ہوا کرتا ہے۔ مگر انہیں حصہ اللہ تعالیٰ کے کے چار اسماء سے ملا ہوتا ہے۔ اور ہر گروہ (گروہ اولیاءاللہ) ان چاروں ناموں میں سے ایک نہ ایک نام پر دارومدار رکھتا ہے۔ اور یہ چار نام (**الاول الآخر الظاھر الباطن**) ہیں۔ لہذا ان اسماء کی کثرتِ مزاولت کے بعد جو ان سے فناء ہو جائے۔ وہ کامل اور تام ہو گیا۔

☆ چنانچہ جسے اللہ تعالیٰ کے نام ’’**الظاھر**‘‘ سے حصہ ملتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے عجیب و غریب نمونے ملاحظہ کرتا ہے۔

☆ اورجس کا حصہ اللہ تعالیٰ کے نام ''**الباطن**'' سے ہو۔ وہ ان انوار کو دیکھے گا۔ جو ان کے قلب میں جاری ہوتے ہیں۔

☆ اورجس کا حصہ اللہ تعالیٰ کے نام''**الاول**'' سے ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات میں مشغول ہوگا۔ جو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیئے جا چکے ہیں۔

☆ اورجس کا حصہ اللہ تعالیٰ کے نام''**الآخر**'' سے ہو۔ اس کا تعلق آئندہ قیامت میں ہونے والے امور کے ساتھ ہوگا۔

یاد رہے۔ کہ! ہر ولی کے لئے اسی قدر مکاشفہ ہوتا ہے۔ جس قدر اس کی قستطاعت ہوتی ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جن پر اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے خود ان کا ولی (دوست یا محبوب) بنتا ہے۔ اور خود اس کی کفالت کرتا ہے۔

اس ضمن میں یہ ناچیز کمترین (عبدالرؤف بلوچ) عرض پرداز ہے۔ کہ! اگر کوئی شخص انہیں چاروں اسمائے الٰہیہ کے انوارات سے مستفیض و منتفع ہونا چاہے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ! ولایت کاملہ (جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم انعام ہے) کے حصول کی نیت سے یہ آیت ''**ھو الاول والآخر والظاھر والباطن**'' (سورہ حدید۔ آیت نمبر **03**) کو ہر نماز کے بعد **313** مرتبہ اور رات کو سونے سے قبل بحالت وضو **1000** ایک ہزار مرتبہ پڑھنے کا اہتمام کرے۔ چند ہی عشروں میں ولایت حاصل ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ چاہیئے۔ کہ! اس آیت کو ہمیشہ پڑھتے رہنا چاہیئے۔ کیا معلوم کہ! رب متعال کب راضی ہو کر ولایت عطا فرمادے۔

اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ سے اولیاء اللہ کو مناسبت (بمطابق حضرت ابن الحاج التلسمانی المغربیؒ):

مبتدی مریدوں کی تین اقسام ہیں۔ جبکہ منتہی مریدوں کی سات۔ **پہلی قسم والے مرید** (مبتدی) اولیاء اللہ کو چاہیئے۔ کہ! مرید گناہوں سے مغفرت طلب کرے۔ ایک مُدت کے بعد ایسے مریدوں کو''**الحی القیوم**'' کے ذکر کی تعلیم کرے۔ **دوسری قسم کے مریدوں** کو شیخ ''**لا الہ الا اللہ**'' کی تلقین کرے۔ پھر اسمِ الٰہی ''**الوھاب**'' کی۔ دوسری قسم والے نجباء اصفیاء ہیں۔ **تیسری قسم والے مریدوں** (جو کہ غوث ہیں) کو''**یا ذوالجلال والاکرام**'' کا ذکر تعلیم کرتے ہیں۔ اور تیسری قسم والے ابدال ہیں۔ پھر شیخ کو مناسب ہے۔ کہ! شاگرد (یعنی مرید) کو گوشہ نشینی کا حکم دے۔ اور اسے یہ بھی کہے۔ کہ وہ اُن لوگوں کو خدمت کرے۔ جو مقامِ مقصود تک پہنچے ہوئے ہوں۔ لیکن اس سے پہلے خوفِ خدا اور اس کی مقرر کردہ حدود پر ٹھہرنا ضروری ہے۔ جب شیخ ملاحظہ کرے۔ کہ! مرید کے اعضاء عبادت ومجاہدہ کے لئے مضبوط ہو گئے ہیں۔ اور مرید کی شیخ سے محبت وعقیدت بہت بڑھ گئی ہے۔ اور مرید نے اوراد و وظائف کو بھی کثرت ودلجمعی سے سرانجام دیا ہے۔ تب شیخ اس کو''**بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**'' کی تلقین کرے۔ کہ وہ پوشیدہ وظاہر اسی (یعنی تسمیہ) کو پڑھے۔ صبح وشام اور دن بھر اسی کا ورد کرتا رہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہو جائے۔ اور قربِ الٰہی کے جام پینے کو ملیں۔ اور وہ (مرید) غیب کے نشان دیکھے۔ (یعنی اسے فتوحات حاصل ہوں۔ اور اس سے کرامات کا صدور ہو) اور پھر وہ مقام (بلندی مرتبت ومقامِ ولایت) پر چڑھ جائے۔ اور یہ چوتھا وصف اہلِ دائرہ ربانیہ کا ہے۔ جو حضراتِ نورانیہ کے اہل ہیں۔ اور پانچویں وصف والے غوث ہیں۔ کہ اطرافِ عالم میں اُن سے فریاد واستعانت طلب کی جاتی ہے۔ اور رات کے وقت''**استغفار**'' کے بعد اُن کا ذکر (وردِ زبان) یہ کلمات ہوتے ہیں۔''**سبحان الجبار الواحد القھار**''۔ اسی طرح چھٹے وصف والے اہلِ صیام وقیام ہیں۔ شیخ ان کو''**یا فتاح یا بدیع السمٰوٰت والارض یا ذوالجلالِ والاکرام**'' کے ذکر (یعنی وِرد) کا بتاتا ہے۔ اور یہی اوتاد ہیں۔ پھر ساتویں وصف والے ہیں۔ جو اپنے شیخ سے ہمت حاصل کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہر بات سچ بولتے ہیں۔ اور نیت بھی خالص رکھتے ہیں۔ اور یہ لوگ اسمائے الٰہیہ، دعاؤں، قرآنی آیتوں کا ورد اور تہجد گذاری میں اپنا سارا وقت صَرف کرتے ہیں۔ پس یہ سات صفات ہیں۔ کہ کوئی شخص ان کو بدون اپنے شیخ کی خدمت کے کہیں نہیں پائے گا۔ اور جو شخص مقاماتِ رجال تک پہنچنا چاہے۔ اس کے لئے (اولیاء اللہ کی جانب سے) پانچ شرائط ہیں۔ یعنی خلوصِ نیت، صدق مقال، توکل علی اللہ، رجاء (اُمید)، محبتِ الٰہیہ۔ بعض عارفین نے ان پانچ شرائط میں ایک اور شرط کا اضافہ فرمایا ہے۔ (وہ یہ کہ) اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ نیک گمان کرنا (گمان رکھنا)۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ سچ بولنا اللہ تعالیٰ کی زمین پر اس کی تلوار ہے۔ جس پر وہ رکھی جاتی ہے۔ اس کو کاٹ دیتی ہے۔ شیخ احمد حافیؒ کو قطبِ اولیاء کہا گیا ہے۔ جو کہ تمام دنیا میں ایک ہوتا ہے۔ اور اِسے قطبِ ولایتِ مطلق بھی کہتے ہیں۔ بلکہ اِس کو قطبِ جہاں اور جہانگیرِ عالم کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ تمام اقسام کی ولایت کا قوام اِن کے وجودِ بابرکت سے ہی ہوتا ہے۔ ہر مقام پر اِن کی محافظت کے لئے ایک ولی اللہ مقرر رہوتا ہے۔ جو کہ درحقیقت اِسی شہر کا قطب ہوتا ہے۔ خواہ اِس شہر میں بسنے والے مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔ اگر مومن ہوں۔ تو اسم **ھادی** کی تجلی سے پرورش پاتے ہیں۔ اور اگر کفار ہوں تو اسم **مذل** کی تجلی کے تحت پرورش پاتے ہیں۔ دونوں صفات اِسی ایک ہی ذات بابرکات کی ہیں۔ (**فھم من فھم**۔ سمجھا۔ جس نے سمجھا، سمجھ لیا)

ہر سال اللہ تعالیٰ کے اسم کی جلوی گری :

اللہ تعالیٰ کے **99** اسمائے مبارکہ ہیں۔ اور ہر برس اللہ تعالیٰ اپنے ایک مبارک نام سے جلوہ گر ہوتا ہے۔ اس حساب سے ہر اسمِ الٰہی کا ایک دور نوے برس کا ہوگا۔ ہجرتِ نبویہ ﷺ کے لحاظ سے اِن اسمائے الٰہیہ کے دس ادوار **990** ھ تک ختم ہوئے۔ اور اَب **1000** ھ تک پورے ہونے میں فقط دس برس کا عرصہ باقی ہے۔ (مزید برآں یہ کہ) جس برس اسمِ الٰہی ''ممیت'' یا اسمِ الٰہی ''قابض'' کی جلوہ گری ہوگی۔ تو دنیا میں قتل و غارت اور ہلاکتیں بکثرت ہوں گیں۔ اور جس برس اسمِ الٰہی ''حی'' کی تجلی ہوگی۔ تو اس برس دنیا میں حیات و پیدائش زیادہ ہوں گیں۔ اور جس برس اسمِ الٰہی ''فتاح'' یا اسمِ الٰہی ''رزاق'' کی جلوہ پاشی ہوگی۔ تو دنیا میں خیر و خوبی بخوبی ہوگی۔ **علیٰ هذا القیاس**۔۔۔

خواصِ اسمائے الٰہیہ :

اسمائے الٰہیہ میں سے جس اسم کے حروف وَتَر (طاق) ہوں۔ وہ تفریق کے واسطے ہیں۔ اور جس اسمِ الٰہی کے حروف شفع (جُفت) ہوں۔ وہ وصل و محبت کے واسطے ہیں۔ اور معلوم ہو کہ! ہر اسمِ الٰہی کے حروف، اعداد اور وفق ہیں۔ پس جس نے اِن تینوں کو جمع کرنے کا طریقہ سیکھ لیا اور ہر اسم کی روحانی مدد (یعنی مؤکلات کو اُخذ کرنے کا طریقہ) تک پہنچ گیا۔ تو اُس پر ایک عظیم راز منکشف ہو گیا۔

اسی طرح سے قبولیت دعا میں سِرِّ جامع اور سیفِ قاطع یہ ہے۔ کہ! اسم کے عدد کو بغیر ''**ال**'' کے جیسے خبیر وغیرہ۔ پھر اس اسمِ الٰہی کے عدد کو ہفتہ کے ایام میں ضرب دو۔ اور حاصل ضرب کے موافق اسی اسم کو ہمت اور صفائے باطن کے ساتھ کسی خالی مقام پر ذکر کرو۔ دعا فوراً قبول ہوگی۔ انشاء اللہ العظیم۔

آیاتِ قرآنی کے انوارات : (علمِ لدنی کا ایک عظیم ترین باطنی راز)

صاحب الابریز جناب شیخ احمد بن مبارکؒ اپنے شیخ سیدی عبدالعزیز دباغؒ کی تعلیمات اور ملفوظات سے روایت پیش کرتے ہیں۔ کہ سیدی دباغؒ فرماتے ہیں۔ کہ! قرآنی آیات کے انوارات دراصل تین اقسام پر مشتمل ہیں۔ سفید، سبز اور زرد۔

☆ سفید رنگ کا تعلق اُن آیات کے ساتھ ہے۔ جن کے بندے قائل ہیں۔

☆ سبز رنگ کا تعلق اُن آیات کے ساتھ ہے۔ جن کا قائل اللہ تعالیٰ خود ہے۔

☆ زرد رنگ کا تعلق اُن آیات سے ہے۔ جو کفار (اور مشرکین) سے متعلق ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا۔

اب اگر ہم **سورہ فاتحہ** کا جائزہ لیں۔ تو ہمیں یہ معلوم ہوگا۔ کہ!

''**الحمد لله**'' میں سبز رنگ (اخضر) پایا جاتا ہے۔

''**رب العا لمین**'' سے لے کر ''**انعمت علیهم (غیر)**'' تک سفید رنگ (ابیض) پایا جاتا ہے۔

اور ''**(غیر) المغضوب**'' سے لے کر ''**علیهم ولا الضا لین**'' میں زرد رنگ (اصفر) پایا جاتا ہے۔

جیسے یہ تینوں انوارات ''**سورہ فاتحه**'' میں پائے جاتے ہیں۔ اِسی طرح باقی تمام قرآنی سورتوں میں بھی یہ تینوں انوارات پائے جاتے ہیں۔ گویا کہ یہ تینوں انوارات قرآنِ مجید کی تمام سورتوں میں بھی موجود ہیں۔ البتہ بعض اوقات کوئی ایک رنگ کسی ایک سورت میں کم اور دوسری میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ جس طرح کہ تم نے سورہ فاتحہ میں ملاحظہ کرلیا۔ اِن تینوں قسموں کے انوارات کے درمیان اختلاف کی وجہ یہ ہے۔ کہ لوحِ محفوظ کے تین حصے اور رُخ ہیں۔

☆ ایک حصے کا رُخ دنیا کی طرف ہے۔ جس میں دنیا کے متعلق تمام تر معلومات، احوال وصفات درج ہیں۔

☆ دوسرے حصے کا رُخ جنت کی طرف ہے۔ جس میں جنت اور اہلِ جنت کے متعلق تمام تر معلومات، احوال وصفات درج ہیں۔

☆ تیسرے حصے کا رُخ جہنم کی طرف ہے۔ جس میں جہنم اور اہلِ جہنم کے متعلق تمام تر معلومات، احوال وصفات درج ہیں۔

یاد رہے کہ زرد نور درحقیقت سیاہ نور ہے۔ مگر مومن کی نگاہ کو یہ نور زرد نظر آتا ہے۔ کیونکہ جب اس کا نورِ بصیرت سیاہ رنگت پر پڑتا ہے۔ تو اسے اس کی نگاہ میں زرد بنا دیتا ہے۔ حتیٰ کہ مومن جب محشر میں کھڑا ہوگا۔ تو اس کو اس کی لکھی ہوئی تقدیر کے مطابق نور ملے گا۔ اور اس سے دور ایک کافر ہوگا۔ جسے بہت بڑی سیاہی اور تاریکیوں نے گھیرا ہوا ہوگا۔ تو وہ کافر مومن کو زرد دکھائی دے گا۔ جس سے کہ مومن سمجھ جائے گا۔ کہ یہ کسی کافر ہی کا وجود ہے۔ حضرت سیدی دباغؒ نے مزید فرمایا کہ کافر کوئی چیز نہیں دیکھ سکے گا۔ کیونکہ وہ تاریکی اور نورِ سیاہ جس نے اُس

کافر کو چاروں اطراف سے گھیرے میں لے رکھا ہوگا۔ اُس کے لئے حجاب (پردہ) کا کام دے گا۔ لہذا اُنہیں (کفار) کو تاریکی میں نور سیاہ کے ماسوا کچھ بھی نظر نہیں آسکے گا۔ (انوارات کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے)

دیوان الصالحین کے انعقاد کا مخصوص وقت اور قبولیت دعا کی گھڑی :

دیوان کے انعقاد کا مخصوص وقت رات کا وہ آخری حصہ ہے۔ کہ جب نبی آخر الزماں ﷺ کی مبارک پیدائش ہوئی۔ رات کا یہ تیسرا پہر مقبولیت کے لئے بھی ایک بنیادی سبب ہے۔ اِس ضمن میں ایک حدیثِ نبوی ﷺ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں۔ ہمارا پروردگار رات کے آخری پہر میں آسمانِ دنیا پر اپنی خصوصی توجہ فرماتا ہے۔ اور ارشاد فرماتا ہے۔ کون ہے؟ جو مجھ سے دعا مانگے۔ اور مَیں اس کی دعا کو قبول کروں۔ اِسی ضمن میں صاحب **الابریز** فرماتے ہیں کہ! جو شخص وقتِ قبولیت کو پانا چاہے۔ اُسے چاہیئے۔ کہ وہ سوتے وقت (بحالتِ وضو) سورہ کہف شریف کی آخری آیات (11 مرتبہ) پڑھ کر پاک وصاف بستر پر سو جائے۔ اور نیت یہ ہو کہ! رات کو بوقتِ استجابت آنکھ کھلے۔ یعنی کہ! یا اللہ تعالیٰ (رات کے جس وقت) ساعتِ قبولیت ہو مجھے اپنے خصوصی فضل وکرم سے بیدار فرمادے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتۡ لَہُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا o خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا لَا یَبۡغُوۡنَ عَنۡہَا حِوَلًا o قُلۡ لَّوۡ کَانَ الۡبَحۡرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیۡ لَنَفِدَ الۡبَحۡرُ قَبۡلَ اَنۡ تَنۡفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیۡ وَلَوۡ جِئۡنَا بِمِثۡلِہٖ مَدَدًا o قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ج فَمَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشۡرِکۡ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖۤ اَحَدًا o

اس کے بعد صاحب عمل ہذا یہ دُعا کرے۔ کہ! یا اللہ تعالیٰ (رات کے جس وقت) ساعتِ قبولیت ہو۔ مجھے اپنے خصوصی فضل وکرم، وسعتِ رحمت اور اپنی عظمت وربوبیت کے صدقے سے بیدار فرمادے۔ آمین۔ یہ شیخ عبد الرحمٰن ثعالبیؒ کا بیان ہے۔ کہ! ہم نے بارہا اس (عمل) کو آزمایا۔ اور اس کو اوروں نے بھی تجربہ کیا۔ حتیٰ کہ اکثر ایسا ہوا۔ کہ متعدد اشخاص نے یہ آیات پڑھ کر (ساعتِ قبولیت کے وقت) جاگنے کی دعا مانگی۔ اور کسی ایک کو دوسرے کی نیت کا بھی علم نہیں تھا۔ مگر جب بیدار ہوئے۔ تو بھی ایک ہی وقت میں۔

بروزِ جمعۃ المبارک ساعتِ قبولیت کا حصول :

سید سرفراز اے شاہ صاحب کے ملفوظات بنامِ ''عرضِ فقیر'' میں ہے۔ کہ! جمعہ کے روز قبولیت کی ساعت اتنی مختصر ہے۔ کہ! جتنا رکوع سے واپس حالتِ قیام میں آنے کا دورانیہ ہے۔ آپ ﷺ کے زمانہء مبارک میں جمعہ کی آخری ساعت قبولیت کی ہوتی تھی۔ وقت (زمانہ) کی گردش کی وجہ سے یہ ساعت پیچھے شفٹ ہوتی گئی۔ اور جمعہ کی اول ساعتوں میں آگئی۔

(شاہ صاحب مزید فرماتے ہیں۔ کہ!) یہ ساعت زوال کا ٹائم شروع ہونے سے فوراً پہلے ہوتی ہے۔ (مزید فرماتے ہیں۔ کہ! نمازِ جمعہ سے پہلے) یہ (ساعتِ قبولیت درحقیقت) اتنی مختصر ہوتی ہے۔ کہ امام صاحب خطبہ پڑھ کر جب منبر پر بیٹھنے کے بعد دوبارہ اُٹھتے ہیں۔ تو یہ ساعت ختم ہو چکی ہوتی ہے۔ (شاہ صاحب زوال کے وقت کے بارے میں رقم طراز ہیں۔ کہ!) عام طور پر زوال کے وقت کا تعین یوں کیا جاتا ہے۔ کہ طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک کُل (ٹوٹل) گھنٹوں اور منٹوں کا حساب لگا کر ٹوٹل (یعنی حاصل جمع) کو 2 پر تقسیم کریں۔ جو وقت آئے۔ اُسے طلوعِ آفتاب کے وقت میں جمع کر دیں۔ (تو) زوال کا وقت نکل آئے گا۔ (انشاء اللہ)

اسی ضمن میں حضرت سیدی عبد العزیز دباغؒ فرماتے ہیں۔ کہ! جس (خوش نصیب) شخص کو اللہ تعالیٰ جمعہ کی ساعت (یعنی ساعتِ قبولیت) پر مطلع فرمائے۔ اور اسے توفیق بخشے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ! وہ اس قسم کی دعا مانگے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کی بھلائی مانگے۔ (جیسے کہ! **ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار**) کیونکہ! اس دن مخلوقات کے دل سے یہی دعا نکلی تھی۔ اور انہوں نے محض آخرت کے لئے دعا نہیں کی تھی۔ لہذا جس کی دعا اس ساعتِ مقبولہ سے موافقت پا جائے۔ اس کی مراد بر آئے گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) نیز فرمایا کہ! یہ ساعت بہت ہی تھوڑی ہے۔ اس قدر ہے۔ کہ! کوئی شخص اطمینان سے رکوع کر کے ہر عضو اپنی جگہ پر لوٹ آئے۔ اور اس کے عروج وجوارح میں سکون آجائے۔ نیز فرمایا کہ! یہ ساعت منتقل ہوتی رہتی ہے۔ لیکن ہوتی جمعہ کے دن ہے۔ چنانچہ کبھی زوال سے پہلے ہوتی ہے۔ اور زوال سے پہلے کی گھڑیوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ اور کبھی زوال کے وقت اور زوال کے بعد ہوتی ہے۔ اور غروبِ آفتاب تک کی ساعات میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ (یاد رہے۔ کہ) چھ ماہ تک قبل زوال ہوتی ہے۔ اور چھ ماہ بعد از زوال۔

شب قدر جانچنے کا عظیم روحانی طریقہ :

شب قدر جانچنے کا یہ عظیم روحانی طریقہ **شمس المعارف و لطائف العوارف** اور **نزھة المجالس** کے علاوہ دیگر کئی کتب میں بڑی شرح وبسط سے بیان کیا گیا ہے۔ صاحبان مذکورہ کتب دراصل جس بزرگ شخصیت سے شب قدر کو جانچنے کے اس طریق کو روایت کرتے ہیں ان کا فرمان ہے کہ شیخ امام عارف باللہ علامہ ابوالحسن حرانیؒ کی ایک روایت دیکھی گئی شیخ ابوالحسن حرانیؒ نے فرمایا کہ میں جب سے بالغ ہوا ہوں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میری شب قدر فوت ہوئی ہو۔ پھر ابوالحسن حرانیؒ نے شب قدر جانچنے کا یہ عظیم روحانی طریقہ بیان فرمایا کہ!

اگر پہلی رمضان شب اتوار یا شب بدھ کو ہو تو لیلة القدر 29 کی شب کو ہوگی۔

اگر پہلی رمضان شب سوموار کو ہو تو لیلة القدر 21 کی شب کو ہوگی۔

اگر پہلی رمضان شب منگل یا شب جمعہ کو ہو تو لیلة القدر 27 کی شب کو ہوگی۔

اگر پہلی رمضان شب جمعرات کو ہو تو لیلة القدر 25 کی شب کو ہوگی۔

اگر پہلی رمضان شب ہفتہ کو ہو تو لیلة القدر 23 کی شب کو ہوگی۔

علم تصوف اور موجودہ دور کے جاھلین

اسی ضمن میں یہ فقیرِ حقیر پر تقصیر (البلوشی) قارئین ذی اکرام کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ! کچھ نام نہاد صوفیائے کرام اور جعلی پیر فقیر حضرات کا کہنا ہے۔ کہ! نماز ظاہری کی کیا ضرورت ہے ؟ صوم وصیام کی کیا ضرورت ہے ؟ اصل فقیری و درویشی تو درحقیقت کچھ اور ہی ہے۔ جس کی پہچان صاحبینِ علم وعرفان ومعرفت رکھنے والے چند گنے چنے لوگوں کو ہی معلوم ہے۔ (معاذ اللہ۔ نعوذ باللہ)

میری قارئینِ کتاب ہذا (**اسرارِ محبوب**) سے عرض ہے۔ کہ! یہ لوگ بہت بڑا فتنہ وفسادی ہیں۔ شریعت سے عاری ہیں۔ میرے قلیل علم کے مطابق علمِ تصوف کی بنیاد چار باتوں سے عبارت ہے۔ یہ چار باتیں شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت دراصل یہ ہیں۔

شریعت مثل دودھ کے ہے۔ **طریقت** مثل لسی کے ہے۔ **معرفت** مثل مکھن کے ہے۔ اور **حقیقت** مثل روغن کے ہے۔

اَب بھلا مجھے کوئی اتنا تو سمجھائے۔ کہ! دودھ کے بغیر لسی ، لسی کے بغیر مکھن اور مکھن کے بغیر روغن (اصلی دیسی گھی) بنانا کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔ دنیا میں موجود تمام علوم وفنون کا سرچشمہ قرآنِ حکیم ہے۔ قرآنِ حکیم کے معانی ومفاہیم کو سمجھنے کے لئے صحیح احادیثِ نبوی ﷺ کا کثیر مجموعہ موجود ہے۔ اور احادیثِ نبویہ ﷺ کو سمجھنے کے لئے فقہ (حنفی، مالکی، حنبلی وشافعی) موجود ہے۔

تصوف کے تین اہم ترین مدارج :

☆ ابتدائی تصوف علم ہے۔ ☆ اوسط تصوف عملِ خالص ہے۔ ☆ اور آخر تصوف بخششِ خدا ہے۔

تصوف کے چار نہایت اہم ترین زریں اصول وارکان :

☆ گرسنگی (اشتہاء۔ بھوک) ☆ خاموشی۔ ☆ بیداری۔ ☆ تنہائی۔ ☆ یادِ الٰہی۔

محمد۔ احمد۔ محمود۔ طٰہٰ۔ یٰسٓ۔ مزمل۔ مدثر۔

باب نمبر
6
فضائلِ
درودُ و سلام
و
زیارتُ الرَّسولُ اللہ ﷺ
کے مجرب المجرب
و
مستند طریقے

محمد۔ احمد۔ محمود۔ طٰه۔ یٰسٓ۔ مزمل۔ مدثر۔

ورفعنا لک ذکرک

یا صاحب الجمال ویا سید البشر — من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ — بعد از خُدا بزرگ توئی قصہ مختصر

درودِ پاک کی اہمیت :

☆ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ کہ! **ان اللہ و ملائکۃ یصلون علی النبی۔ یایھاالذین اٰمنوا صلو علیہ و سلموا تسلیما**۔ (سورہ احزاب) ترجمہ: بے شک! اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ (فرشتے) نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان ﷺ پر درود بھیجو۔ اور خوب سلام بھیجو۔

یاد رہے۔ کہ! درود شریف ایک ایسا پُر لذت، روح پرور، پاکیزہ اور نیک ترین عمل ہے۔ کہ جو انسان کو بآسانی عظمت و رفعت کے بلند ترین مقامات سے لے جا کر ایک ایسی شان و عزت کا باعث فراہم کرتا ہے۔ کہ جس کا وہم و گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک نبیؑ و رسولؑ کو اپنی کسی نہ کسی خصوصی شان و عظمت سے ضرور نوازا ہے۔

☆ سب سے پہلے حضرت آدمؑ کو یہ عزت اور شرف عطا ہوا۔ کہ فرشتوں کو اُنؑ کے سامنے جھکایا۔ اور اسماء کا کثیر ترین علم عنایت فرمایا۔ اور اُنؑ کو ابوالبشر کا خطاب ملا۔

☆ اسی طرح سے حضرت سیدنا ابراہیمؑ کو اپنی دوستی سے نوازتے ہوئے خلیل اللہ کا لقب عطا فرمایا۔ اِن کی جائے سکونت حج کو مرکز بنایا۔ اور پھر اِن کے چہیتے صاحبزادے کو ذبیح اللہ کے لقب سے سرفراز فرمایا۔

☆ اسی طرح سے حضرت سیدنا ادریسؑ کے بارے میں فرمایا۔ کہ یہ میرا سچا نبیؑ ہے۔ جن کا میں نے درجہ بلند کیا۔

☆ اسی طرح سے حضرت سیدنا یوسف نبیؑ کو علم تعبیر سکھایا، ایک عظیم سلطنت کا والی بنایا۔ اور عظیم المثل حسن سے نوازا۔

☆ اسی طرح سے حضرت سیدنا موسیٰؑ کو اپنی ہم کلامی کا شرف بخشا۔ علم عظیم عطا فرمایا۔ جادوگروں کے مقابلے میں عظیم الشان معجزات سے نوازا۔ اور فرعون جیسی عظیم شیطانی قوت کے مقابلے میں بہت بڑی فتح عطا فرمائی۔

☆ اسی طرح سے حضرت سیدنا عیسیٰ نبیؑ کو مُردوں کو زندہ کرنے، کوڑھی و جذام کے مریضوں کو شفایاب کرنے کی قابلیت و صلاحیت سے ہمکنار فرمایا۔ اور ہر جگہ پر اپنی حمایت و تائید عطا فرمائی۔

☆ یاد رہے۔ کہ! آنحضور نبی مکرم سید المرسلین رحمۃ اللعالمین ﷺ کو مذکورہ بالا تمام معجزات و عنایات کے علاوہ سب سے اعلیٰ یہ مرتبہ، اعزاز اور درجہ عطا فرمایا۔ کہ! انؐ کے ذکر (درود و سلام) کو اپنا ذکر قرار دیا۔ اور اِن ﷺ کے اسمِ مبارک کو اپنے اسمِ مبارک کے ساتھ شامل کر کے اِن ﷺ پر نہ صِرف خود صلوٰۃ پڑھا۔ بلکہ جملہ جن وانس و ملائکہ کو یہ ذمہ داری (**Duty**) تفویض کی گئی۔ کہ جمیع مخلوقات آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجا کریں۔ سبحان اللہ و بحمدہٖ۔ ہمیں اس بات پر بہت زیادہ فخر ہے۔ کہ! ہمارے پیارے نبی مکرم ﷺ تمام انبیاء و رسلؑ میں سب سے زیادہ جامع جمیع کمالات کے حامل ہیں۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تُو تنہا داری۔۔۔ (بقول شاعر)

اے ذاتِ تُو از صفات ما پاک — کنہ تُو برون زِ حدِّ ادراک
ہم اَز تُو منیر شمع و انجم — ہم اَز تُو بلند قصرِ افلاک
آدمؑ زِ تُو شد منور از مہ — پیدا اَست مقامِ ذرہء خاک

یاد رہے۔ کہ! اگر احادیثِ نبوی ﷺ کا بغور جائزہ لیا جائے۔ یا علماء، صلحاء، فقہاء اور مجتہدین کے اخبار سے اسناد و استدلال کی روشنی میں تجزیہ کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت نبی مکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر درود و سلام بھیجنا افضل ترین اور انتہا درجے کی مفید و متنفع ترین عبادت و ریاضت ہے۔ اور اس بات کی سب سے قوی ترین دلیل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام تر مخلوق کو فقط اپنی ہی عبادت کا حکم فرمایا ہے۔ مگر درود و سلام کی عبادت ایسی عظیم ترین فضیلت والی عبادت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نہ صِرف خود یہ عبادت کرتا ہے۔ بلکہ جمیع مخلوقات مثل جن و انس، ملائکہ و دیگر مخلوقات جیسے چرند و پرند و شجر و حجر اور تمام جانداروں کو بھی یہی حکم ہے۔ کیونکہ! یہ ایک ایسی عبادت ہے۔ کہ جس سے اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات سے بے انتہا خوش و راضی ہوتا ہے۔ اسی ضمن میں چند احادیثِ نبویہ ﷺ اور علماء کے اقوال تحریر کئے جاتے ہیں۔

☆ جامع ترمذی کی ایک روایت ہے۔ حضرت ابن ابی کعبؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ پر درود پڑھتا ہوں۔ تو کتنا وقت درود (پڑھنے) کے لئے مقرر کروں؟ (آنحضرت ﷺ نے) فرمایا۔ جتنا چاہو۔ میں نے عرض کیا۔ چوتھائی حصہ۔ (آنحضرت ﷺ نے) فرمایا۔ جتنا چاہو۔ اگر درود کا وقت بڑھا دو۔ تو تمھارے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا۔ آدھا وقت؟ (آنحضرت ﷺ نے) فرمایا۔ جتنا چاہو۔ اگر درود کا وقت بڑھا دو۔ تو تمھارے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا۔ دو تہائی وقت؟ (آنحضرت ﷺ نے) فرمایا۔ جتنا چاہو۔ اگر درود کا وقت بڑھا دو۔ تو تمھارے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا۔ میں سارا وقت درود ہی پڑھوں گا؟ (آنحضرت ﷺ نے) فرمایا۔ تب تو تمھارے غموں کے لئے کافی ہے۔ اور تمھارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

☆ حضرت ابوطلحہؓ سے مروی ہے۔ کہ! ایک دن آنحضور پُرنور ﷺ خوش خوش تشریف لائے۔ فرمایا۔ حضرت جبرائیلِ آمینؑ میرے پاس تشریف لائے۔ اور کہا۔ آپ ﷺ کا رب فرماتا ہے۔ اے محمد ﷺ! کیا آپ ﷺ اِس پر راضی نہیں۔ کہ آپ ﷺ کی اُمت میں سے جو کوئی آپ ﷺ پر درود بھیجے۔ مَیں اِس پر دس مرتبہ سلام نازل کروں۔

☆ مسند احمد بن حنبلؒ کی ایک روایت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ میرے پاس میرے پروردگار کا ایک قاصد آیا۔ اور کہا۔ آپ ﷺ کی اُمت کا جو فرد آپ ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھیں گے۔ اور دس برائیاں مٹا دیں گے۔ اور اس کے دس درجات بلند کریں گے۔

☆ ابنِ عساکرؒ کی ایک روایت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ مجھ پر کثرت سے درود بھیجو۔ کیونکہ تمھارا مجھ پر درود بھیجنا تمھارے (ہی) گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔ اور میرے لئے درجہ و وسیلہ طلب کرو۔ کیونکہ میرے رب کے یاں میرا مقامِ وسیلہ پر فائز ہونا تمھارے لئے (تمھاری ہی) شفاعت کا باعث ہوگا۔

☆ ابنِ ماجہؒ میں حضرت ابی درداءؓ سے مروی ہے۔ کہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو۔ کیونکہ وہ ملائکہ کی حاضری کا دن ہے۔ اور کوئی مجھ پر درود نہیں پڑھتا۔ مگر وہ ضرور مجھ پر پڑھنے والے کی فراغت تک پیش کر دیا جاتا ہے۔

☆ شعب الایمان میں حضرت ابی امامہؓ سے مروی ہے۔ کہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو۔ کیونکہ میری اُمت کا درود ہر جمعہ کو مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ پس جو مجھ پر زیادہ درود بھیجنے والا ہوتا ہے۔ وہی مجھ سے قریب تر ہوتا ہے۔

☆ جامع ترمذی شریف میں روایت ہے۔ کہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ لوگوں میں بخیل ترین وہ شخص ہے۔ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے۔ اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

☆ کتاب الکبیر میں امام طبرانی تحریر کرتے ہیں۔ کہ حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے۔ کہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ تم جہاں کہیں ہو۔ مجھ پر درود بھیجو۔ کیونکہ مجھ پر تمھارا درود پہنچ جاتا ہے۔ (یعنی پہنچایا جاتا ہے)

☆ جامع ترمذی اور مستدرک للحاکم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ کہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ہلاک ہو وہ شخص (کہ) جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے۔ اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ اور ہلاک ہو وہ شخص (کہ) جس پر ماہ رمضان آئے۔ اور اس کی بخشش سے قبل چلا جائے۔ اور ہلاک ہو وہ شخص (کہ) جس کے پاس اس کے والدین بڑھاپے کو پہنچ جائیں۔ اور وہ اس کو اس کی خدمت کی بدولت جنت میں داخل نہ کرا دیں۔

☆ کتاب الحلیہ میں حضرت سعید بن عمیر انصاریؓ سے مروی ہے۔ کہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ میری اُمت کا کوئی بندہ صدقِ دل کے ساتھ مجھ پر درود نہیں بھیجتا۔ مگر اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے۔ اور اس کے لئے دس برائیاں محو فرماتا ہے۔

☆ کتاب مسند احمد، سنن نسائی، صحیح ابن حبان اور مستدرک للحاکم میں حضرت ابی طلحہؓ سے مروی ہے۔ کہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ (کہ) میرے پاس حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے۔ اور کہا۔ اے محمد ﷺ! کیا آپ ﷺ اس (امر) پر خوش نہیں۔ (کہ) آپ ﷺ کے پروردگار نے فرمایا۔ (کہ) آپ ﷺ پر آپ ﷺ کی اُمت کا کوئی فرد ایک مرتبہ درود نہیں بھیجے گا۔ مگر میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا۔ آپ ﷺ کی اُمت کا کوئی فرد آپ ﷺ پر ایک مرتبہ سلام نہیں کرے گا۔ مگر میں اس پر دس (مرتبہ) سلامتی بھیجوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے پروردگا! میں اس پر کیوں خوش نہ ہوں۔

☆ حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ ایک صحابیؓ نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر میں اپنے تمام اوراد و اشغال اور دُعاوں کی جگہ صرف آپ ﷺ پر درود پڑھا کروں تو یہ کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ! اگر تم نے ایسا کر لیا تو اللہ تعالیٰ تمھارے دین و

دنیا کے کاموں کا ذمہ دار بن جائے گا (مسند امام احمد بہ سند جید)

☆ کتاب الکبیر للطبرانی میں حضرت ابی طلحہؓ سے مروی ہے۔ کہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ (کہ) میرے پاس حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے۔ اور کہا۔ اے محمد ﷺ! (کہ) آپ ﷺ پر آپ ﷺ کی اُمت کا کوئی فرد ایک مرتبہ درود بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھیں گے۔ اور دس برائیاں مٹا دیں گے۔ اور اس کے دس درجات بلند فرما دیں گے۔ اور فرشتہ بھی ان کو یوں ہی دعا کرے گا۔ جس طرح اس نے آپ ﷺ پر درود بھیجا۔ میں نے پوچھا۔ اے جبرائیلؑ! وہ فرشتہ کونسا ہے؟ جواب دیا۔ کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو پیدا فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت تک آپ ﷺ پر دو فرشتے مقرر فرما دیئے ہیں۔ کہ جو بھی آپ ﷺ کی اُمت کا فرد آپ ﷺ پر درود بھیجے۔ تو وہ فرشتہ اس کو کہے۔ اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر رحمت نازل فرمائے۔ (آمین)

☆ کتاب جامع ترمذی میں حضرت عمر فاروقؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ! دعا آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے۔ اس میں سے کچھ بھی اوپر نہیں جاتا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ درود و سلام پیش نہ کیا جائے۔

درود و سلام کے فوائد:

حضرت سمرقندیؒ اپنی کتاب "تنبیہ الغافلین میں فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جو اپنی زندگی میں مجھ پر بکثرت درود بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ مخلوقات کو حکم فرماتا ہے۔ کہ اس کی وفات کے بعد اس کے لئے استغفار کیا کریں۔

☆ جو شخص بروز جمعہ بعد نماز عصر اسّی (80) مرتبہ یہ درود پڑھتا ہے۔ **اللھم صل علیٰ محمد ن النبی الامی ولیٰ اله وصحبه وبارک وسلم**۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے اسّی (80) برس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

☆ حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ کہ! حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جو شخص **اللھم صل علیٰ محمد وعلٰ اٰل محمد**۔ پڑھتا ہے۔ قبل اس کے کہ وہ کھڑا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے۔ اور اگر کھڑے ہو کر پڑھتا ہے۔ تو قبل اس کے، کہ وہ بیٹھ جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے۔

☆ حضرت جابر بن عبداللہؓ کا بیان ہے۔ کہ! حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جو صبح و شام **اللھم رب محمد صلی علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد وا جز محمدًا صلی اللہ علیه وسلم ما ھوا اھله** پڑھتا ہے۔ ہزار دنوں تک کاتبینِ اعمال کو تھکا ڈالتا ہے۔

☆ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ کہ! جو شخص تین مرتبہ روزانہ اور ہر جمعہ کو صد مرتبہ **صلوات اللہ و ملئکته و انبیائه ورسله و جمیع خلقه علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد وعلیه و علیھم السلام ورحمة اللہ وبر ته**۔ پڑھا کرے۔ تو اس نے آپ ﷺ پر تمام خلائق کی درود پڑھی۔ اور قیامت میں آپ ﷺ کے زمرے میں اُٹھے گا۔ اور آپ ﷺ کا دستِ مبارک پکڑے رہے گا۔ یہاں تک کہ! آپ ﷺ اسے جنت میں داخل فرما دیں گے۔

ہر بامقصد کام، جو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور پھر مجھ پر درود سے شروع نہ کیا جائے۔ وہ ہر بھلائی سے خالی ہو جاتا ہے۔ (الحدیث نبوی ﷺ)

جب ہم کہتے ہیں۔ کہ! **اللھم صل علیٰ محمد**۔ (یعنی) اے اللہ تعالیٰ! حضور ﷺ پر صلوۃ نازل فرما۔ تو یہ آنحضور نبی مکرم ﷺ کا حق پورا کرنا ہوا۔

حدیث میں آتا ہے۔ کہ! اپنے نبی ﷺ پر بہترین درود بھیجو۔

حضرت سیدی عبدالوہاب الشعرانیؒ نے طبقات میں حضرت سیدی ابوالمواہب الشاذلیؒ کے حالات میں ان کا یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ!

مَیں نے سید العالمین ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ تو عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اس شخص پر، جو ایک مرتبہ آپ ﷺ پر درود بھیجے۔ (تو) کیا یہ بشارت اس کے لئے ہے۔ جو حضورِ قلب سے درود شریف پڑھے؟ (تو آپ ﷺ) فرمایا نہیں۔ (بلکہ) یہ تو ہر اس شخص کے لئے ہے۔ جو غفلت سے مجھ پر درود بھیجے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو پہاڑوں جتنے فرشتے عطا فرماتا ہے۔ جو اس کے لئے دُعا و استغفار کرتے ہیں۔ لیکن اگر (کوئی شخص) حضورِ قلب سے پڑھے۔ تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حدیث میں آتا ہے۔ کہ! مجھ پر میری اُمت کے اعمال پیش کئے گئے۔ (اُن اعمال میں سے) کچھ تو مقبول تھے۔ اور کچھ مردود سوائے درود کے۔

حدیث میں آتا ہے۔ کہ! جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا۔ اور وہ قبول ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے اسی برس کے گناہ معاف فرما دے گا۔

حدیث میں آتا ہے۔ کہ! جس مسلمان کے پاس صدقہ نہ ہو۔ تو (ایسا شخص بطورِ صدقہ یا صدقہ کرنے کے عوض) اپنی دُعا میں یہ کہے۔ **اللھم**

صل علٰی محمد عبدک ورسولک و صل علی المؤ منین و المسلمین و المسلمات ۔ یہی اس کی ذکات ہے۔ اور فرمایا۔ مومن نیکی سے سَیر نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ اس کی آخری منزل جنت ہے۔

ایک روز نبی کریم ﷺ صبح کے وقت بہت خوش وخرم تھے۔ چہرہء اقدس سے مسرت کے آثار نمایاں نظر آرہے تھے۔ تو صحابہء کرام ؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ ! آج آپ ﷺ بہت خوش وخرم اور مسرور نظر آرہے ہیں۔ فرمایا۔ ہاں! میرے پاس میرے رب کے ہاں سے ایک آنے والا آیا۔ اور اس نے کہا۔ کہ! آپ ﷺ کی اُمت میں سے جو شخص آپ ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا۔ (تو) اس پر اس کے عوض دس نیکیاں لکھے گا۔ اور اس کے دس گناہ مٹائے گا۔ اور اس کے دس درجے بلند فرمائے گا۔ اور اس کی طرف ایسا ہی درود جواب میں بھیجے گا۔

حدیث میں آتا ہے۔ کہ! بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے۔ جس کو قدرت نے تمام مخلوق کی آواز سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔ میری وفات کے وقت سے وہ میری قبر پر کھرا رہے گا۔ جو بھی شخص مجھ پر درود بھیجے گا۔ وہ فرشتہ کہے گا۔ یا محمد ﷺ ! آپ ﷺ پر فلاں ابن فلاں نے درود بھیجا ہے۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس آدمی پر ایک درود کے بدلے دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے۔ کہ! قیامت کے دن تین آدمی عرشِ الٰہی کے سائے میں ہوں گے۔ یہ وہ دن ہوگا۔ جس میں اس کے سائے کے علاوہ کسی کا سایہ نہ ہوگا۔ عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ ﷺ ! وہ (تین اشخاص) کون ہوں گے ؟ فرمایا۔ جس نے میرے کسی اُمتی کی تکلیف دور کی۔ اور میری سنت زندہ کی۔ اور مجھ پر کثرت سے درود بھیجا۔

حضرت سیدِ عالم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا۔ اور اس نے اپنے فقر وفاقہ اور تنگدستی کی شکایت کی۔ (تو) حضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ (کہ) جب اپنے گھر جاؤ۔ تو سلام کہا کرو۔ چاہے گھر میں کوئی ہو یا نہ ہو۔ پھر مجھ پر سلام کہو۔ اور ایک مرتبہ قل ھواللہ احد۔۔۔ (پوری سورہ) پڑھو۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر رزق وسیع کیا۔ یہاں تک کہ اس کے رشتہ داروں، ہمسایوں پر بھی کشائشِ رزق فرمائی۔

حدیث میں آتا ہے۔ کہ! مجھ پر درود پڑھ کر اپنی مجلسوں کو زینت دو۔ بے شک تمھارا درود بھیجنا بروزِ قیامت نور ہوگا۔

حدیث میں آتا ہے۔ کہ! حضرت جبرائیلِ امین ؑ نے عرض کیا۔ یا محمد ﷺ ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو شخص آپ ﷺ پر دس مرتبہ درود بھیجے۔ اس کے لئے میرے غضب سے امان واجب ہوگئی۔

حدیث میں آتا ہے۔ کہ! میں نے حضرت جبرائیل ؑ سے کہا۔ (کہ) اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کون سا عمل محبوب ہے ؟ کہا۔ یا محمد ﷺ ! آپ ﷺ پر درود بھیجنا۔ اور علی ابنِ علی طالب ؓ سے محبت کرنا۔

ابی بن کعب کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ ! میں آپ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں۔ آپ ﷺ فرمائیں۔ (کہ میں) آپ ﷺ پر کس قدر درود بھیجا کروں ؟ فرمایا۔ جتنا چاہو۔ میں نے عرض کیا۔ ایک چوتھائی وقت۔ فرمایا۔ جو چاہو۔ اگر زیادہ کردو۔ تو تمھارے لئے بہتر ہے۔ میں نے (پھر) عرض کیا۔ آدھا وقت۔ فرمایا۔ جتنا چاہو۔ اگر اور زیادہ کردو۔ تو تمھارے لئے بہتر ہے۔ میں نے (پھر) عرض کیا۔ دو تہائی وقت۔ فرمایا۔ جتنا چاہو۔ اگر زیادہ کردو۔ تو تمھارے لئے بہتر ہے۔ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ حضور ﷺ ! سارا وقت (میں) آپ ﷺ پر درود پڑھتا رہوں گا۔ فرمایا۔ یہ تیرے غم واَلَم دور کرنے کو کافی ہے۔ اور تیرے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے درمیان کوئی نہ بیٹھتا تھا۔ ایک دن ایک شخص آیا۔ تو حضرت نبی مکرم ﷺ نے اس کو اپنے (اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ) کے درمیان بٹھالیا۔ صحابہء کرام ؓ کو اس (بات) پر تعجب ہوا۔ جب وہ شخص چلا گیا۔ تو حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ یہ شخص اس طرح درود پڑھتا ہے۔ **ا للھم صل علٰی محمد کما تحب و ترضٰی لہ۔**

زِ رحمت کن نظر بر حالِ زارم یا رسول اللہ ﷺ   غریبم ، بے نوایم ، خاکسارم یا رسول اللہ ﷺ
زِ داغِ ہجر تُو کے دل فگارم یا رسول اللہ ﷺ   بہارِ صد چمن در سینہ دارم یا رسول اللہ ﷺ
تُوئی تسکینِ دل ، آرامِ جاں ، صبر و قرارِ مَن   رُخِ پر نور! جانِ بے قرارم یارسول اللہ ﷺ
تُوئی مولائے مَن ، آقائے مَن ، والی جانِ مَن   تُوئی دانی کہ جُز تُو کَس نہ دارم یا رسول اللہ ﷺ
دَمِ آخر نمائی جلوہء دیدار **جامی** ؒ را   زِ لطفِ تَو ہمیں اُمید دارم یا رسول اللہ ﷺ

اِسی ضمن میں فقیر (**محمد عبدالرؤف البلوشی**) قارئینِ کتاب ہذا (**اَسرارِ محبوب**) کی خدمت میں عرض گزار ہے۔ کہ! درودِ پاک پڑھتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کا کامل تصور کرے۔ اور یہ یقین رکھے۔ کہ اُن کی ذاتِ اقدس ﷺ پر درودِ پاک پڑھنا بہت عظیم نیکی اور عمل ہے۔ اگر خوش قسمتی سے آنحضرت

رسالت مآب ﷺ کی بحالتِ خواب زیارت کا عظیم شرف حاصل ہوجائے۔ تو چاہیئے۔ کہ اُسی صورتِ دل نشین کے تصور و تخیل میں دائمًا خود کو محو مستغرق رکھے۔ کیونکہ کثرت درور وسلام اور اِسی صورت کے انہاک کی وجہ سے شاید دوبارہ بھی زیارت حاصل ہوجائے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اگر درود وسلام پڑھنے کے باوجود بھی (خدانخواستہ) زیارت کا شرف حاصل نہ ہوا۔ تو بھی اپنے ذوق وشوق میں کمی نہیں آنے دینی چاہیئے۔ یاد رہے۔ کہ شروع میں آنحضرت ﷺ بحالتِ خواب اپنی بارہا مرتبہ زیارت کا شرف عطا فرماتے ہیں۔ پھر بحالت بیداری بھی یہ شرف حاصل ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ جب درود وسلام کثرت سے پڑھتے پڑھتے اور عشق نبوی ﷺ میں ہمیشہ منہمک رہنے کی عادت ہوجائے گی۔ تو (انشاء اللہ تعالیٰ) درودِ پاک پڑھنے والے کی روح کا مجلس ومحفل نبوی ﷺ میں آنا جانا شروع ہوجائے گا۔ کیونکہ ایسا شخص پھر اپنی روح وجسم کی آنکھ سے ہمیشہ یادنبوی ﷺ وعشق نبوی ﷺ میں مستغرق ومحو رہے گا۔ اور جوں جوں درودِ پاک کے قاری کی محبت وعشق میں آنحضرت ﷺ کے لئے جذبہ عشق زیادہ ہوتا چلا جائے گا۔ اسی نسبت سے اس کی روح پر انواراتِ الٰہیہ کا نزول کثرت سے ہوتا جائے گا۔ اور اسی طرح دن بدن اس پر رحمتِ خداوندی، عنایات رحمانی اور نبی مکرم ﷺ کی خصوصی توجہ سے وہ خوش نصیب شخص ولایت کے عظیم درجات کو پالے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ایسا شخص ہر وقت اپنے اردگرد نور کا بحر بیکراں محسوس کرتا ہے۔ اور اسی بحر بیکراں میں اُس کی روح غوطہ زن ہوکر روحانیت ونورانیت سے مالا مال ہوتی چلی جائے گی۔ کیونکہ!

☆ ہر مرض کی دواء صلے علٰے محمدٍ۔ ☆ ہر مشکل کا حل صلے علٰے محمدٍ۔
☆ ہر مصیبت سے نجات صلے علٰے محمدٍ۔ ☆ ہر دشمن سے پناہ صلے علٰے محمدٍ۔
☆ دین ودنیا کی بھلائی صلے علٰے محمدٍ۔

☆ حضرت شیخ علامہ شہاب الدین قلیوبیؒ نے صلوٰۃ القلیوبی کے مقدمہ میں نبی اکرم ﷺ پر درود وسلام کی فضیلت میں چند احادیثِ نبوی ﷺ اور اِن کے عظیم فوائد ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔ کہ! یہ عبادت (یعنی درود وسلام پڑھنا) تمام عبادات میں آسان ترین عبادت ہے۔ اور اللہ الملک الجلیل کے زیادہ قریب ہے۔ اور ہر ایک کی طرف سے مقبول (بلکہ) ہر حال میں مقبول (ہے) چاہے پڑھنے والا مخلص ہو یا ریا کار۔ اُن (شیخ علامہ شہاب الدین قلیوبیؒ کے نزدیک) یہی قول زیادہ صحیح ہے۔ اور ویسے بھی ارشادِ ربانی ہے۔ کہ!

ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ ترجمہ: یقینًا! اللہ تعالیٰ بھلائی کرنے والے کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

☆ اِسی ضمن میں غوث الوقت حضرت سیدی عبدالعزیز دباغؒ کے ملفوظات بنام کتاب ''الا بریز'' میں آیا ہے۔ کہ! ہم یہ بات دیکھتے ہیں۔ کہ! دو اشخاص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ہدیہ درود وسلام پیش کرتے ہیں۔ اِن دونوں میں سے ایک شخص کو زیادہ اجر وثواب عطا کیا جاتا ہے۔ جبکہ دوسرا کم ثواب کا مستحق قرار پاتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے۔ کہ! جس شخص کو کم اجر وثواب عطا کیا جاتا ہے۔ اِس نے اپنے خیالات کی یورش میں بہتے ہوئے غفلت کے ساتھ درود پڑھا تھا۔ گویا یہ درود اس نے محض عام عادت وفطرت کے تحت پڑھا تھا۔ اور نتیجے کے طور پر اسے کم اجر وثواب میسر ہوا۔ اس کے برعکس دوسرے شخص نے مکمل محبت واخلاص کے ہمراہ درودِ پاک پڑھا تھا۔ (جس کے باعث وہ ثواب کا زیادہ حقدار بنا) اور آنحضرت نبی مکرم ﷺ سے محبت کا بنیادی سبب یہ ہے۔ کہ! انسان کے دل میں آنحضرت رسالت مآب ﷺ کی عظمت وشان اور رفعتِ مکان کا کامل تصور جاگزیں ہو۔ (انسان ہمیشہ یہ بات ذہن نشیں رکھے۔ کہ) آپ ﷺ کی ذات تمام موجودات کے وجود میں آنے کا وسیلہ ہیں۔ اور تمام انوارات آپ ﷺ ہی کے نور سے نکلتے ہیں۔ آپ ﷺ گذشتہ اور آنے والے تمام لوگوں بلکہ تمام تر مخلوقات کے لئے رحمت ہیں۔ جیسا کہ فرمانِ عالی شان ہے۔

و ما ارسلنک الا رحمۃ اللعالمین۔ ترجمہ: اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

غریبم یا رسول اللہ ﷺ غریبم ، ندارم در جهاں جُز تُو حبیبم
بریں نازم که هستم اُمّتِ تُو ، گنهگارم و لیکن خوش نصیبم

لہذا جملہ مخلوقات کو یقینًا آپ ﷺ ہی کے وسیلے سے ہدایت نصیب ہوئی۔ جب انسان آنحضرت نبی مکرم ﷺ کی اِسی عظمت وشان ورفعت مکان کو پیشِ نظر رکھ کر درود شریف پڑھے گا۔ (تو یقینًا وہ بے شمار اجر وثواب کا مستحق قرار پائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ)

آگے چل کر حضرت سیدی دباغؒ مزید فرماتے ہیں۔ کہ! جو بھی شخص آنحضرت رسالت مآب ﷺ کی عظمت وشان سے ذرہ بھر بھی واقف وشناسا ہوجائے۔ وہ بہت خوش نصیب شخص ہوتا ہے۔ اور زیادہ بہتر یہی ہے۔ کہ انسان آنحضرت ﷺ کی عظمتِ شان کا خیال سامنے رکھ کر ہدیہ درود پیش کرے۔ تاکہ اس کے انوار سے فیض یاب ہوسکے۔

حضرت سیدی دباغؒ مزید فرماتے ہیں۔ کہ! ہر عمل کا اجر اور ہر اجر کا (ایک مخصوص) نور ہوا کرتا ہے۔ اور یہ نور دنیاوی زندگی میں بھی انسان سے کافی گہرا تعلق رکھتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی عمل خالص اللہ تعالیٰ کی رضا (اور خوشنودی) کے حصول کے لئے کیا جائے۔ تو اس عمل کے انوارات صاحب عمل کی شخصیت پر (بالکل واضح طور پر) بھی ظاہر ہوں گے۔ اور صاحب عمل اِن انوارات کو (انتہائی لذت سے) محسوس بھی کرے گا۔ جو خشیت، لرزہ یا گریہ وزاری کی شکل میں ظاہر ہوں گے۔ اور اگر عمل کرنے والا صاحبِ بصیرت ہوگا۔ تو فوراً سمجھ جائے گا۔ کہ اس کا عمل قبول ہوگیا ہے۔ اسی طرح اسے اجر (وثواب) کے بارے میں بھی علم ہو جائے گا۔ اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اجر کے بارے میں صِرف آخرت میں ہی پتہ چل سکتا ہے۔ حالانکہ یہ (بیان اور) کیفیت محجوب لوگوں ہی کی ہے۔ ورنہ اہلِ بصیرت لوگوں کے سامنے ہر چیز روزِ روشن کی طرح عیاں ہوا کرتی ہے۔ لیکن صاحبِ عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے بجائے کسی ذاتی مقصد کے حصول کے لئے کوئی نیکی کرتا ہے۔ تو یہ نیکی بے نور ہوتی ہے۔ اور عمل کرنے والے کو عمل کی مشقت اور محنت کے بجائے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت سیدی دباغؒ نے مزید ارشاد فرمایا۔ کہ! صاحبِ عمل کو عمل (یعنی کسی بھی قسم کی کوئی نیکی یا نیک عمل) کرتے وقت اپنا (ایک سرسری سا) جائزہ لینا چاہیئے۔ اگر چہ اس کا عمل کسی قدر معمولی ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ ہر معمولی سے معمولی نیکی کا بھی کوئی نہ کوئی اجر (اور ثواب) ضرور ہوتا ہے۔ اور اس اجر کا مخصوص نور ہوتا ہے۔ جو نیکی کرنے والے شخص کے باطن پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ اثر محسوس بھی کیا جا سکتا ہے۔ (اس اثر کو محسوس کرنے کا سہل طریق یہ ہے۔ کہ!) اگر نیکی کرتے وقت انسان کا دل دناوی خواہشات اور اللہ تعالیٰ سے منقطع کرنے والے اُمور سے معمور ہوگا۔ تو انسان کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہ اجر (اور ثواب) سے محروم رہے گا۔ کیونکہ اجر سے محرومی کے باعث اس کا دل غافل ہے۔ لیکن اگر عمل کرتے وقت انسان کا دل بارگاہ رب العزت کی طرف متوجہ ہو۔ تو انسان کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے اس عمل کا بہترین اجر عطا فرمائیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اسی طرح اگر کوئی شخص پورے خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دستِ سوال دراز کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ البتہ (اس شخص کی اسی) دعا کی قبولیت کا اثر دو صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں (ضرور) ظاہر ہوتا ہے۔ ایک صورت تو یہ ہے۔ کہ سائل کی درخواست کے مطابق اس کی مراد پوری کردی جاتی ہے۔ جبکہ دوسری صورت یہ ہے۔ سائل کی مراد تو پوری نہیں ہوتی۔ البتہ اسے مراد پوری نہ ہونے کی حکمت کے راز سے آگاہ (ضرور) کردیا جاتا ہے۔ اور یہ خصوصیت صِرف اولیاء اللہ ہی کو حاصل ہے۔

☆ اِسی ضمن میں فلسطین کے ایک سچے عاشقِ رسول ﷺ حضرت **محمد یوسف بن اسمائیل النبہانیؒ** اپنی کتاب **سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علیٰ سید الکو نین** ﷺ میں فرماتے ہیں۔ کہ! درودوسلام کا سب سے بڑا فائدہ (بلکہ سعادت وانعام) خواب میں آپ ﷺ کی زیارت کرنا ہے۔ جن لوگوں کو یہ نعمت کثرت سے حاصل ہوگی۔ وہ اس سے ترقی کر کے بحالتِ بیداری آنحضرت نبی مکرم ﷺ کی زیارت تک پہنچیں گے۔ اور جب کہ یہ سب سے بڑی نعمت ہے۔ اور اس کے اسباب کا علم تمام علوم میں اہم ترین علم ہے۔

پس جو کوئی نبی کرم ﷺ کی زیارتِ بابرکات کا شوق رکھتا ہے۔ اور جس کے دل پر آقائے دوجہاں ﷺ کی محبت غالب ہے۔ اور اس کے دل میں دنیا کے مال واسباب کی محبت نہیں۔ اس کا دل ایسا (صاف وشفاف) آئینہ ہوجاتا ہے۔ جس میں کہ اس کائنات کے سب سے زیادہ اعلیٰ صفات و کمالات کی حامل شخصیت حضور نبی مکرم ﷺ ہی نظر آتے ہیں۔ اور آپ ﷺ کا دیدار بالکل درست اور خواب میں قطعی ہے۔ پس تیرے (یعنی شائق زیارت کے) اور اس مقام میں دل کی صفائی اور پختہ محبت کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ بقولِ مرزا غالب!

وا کر دیئے ہیں شوق نے بند قبائے حُسن
عز از نگاہ اَب کوئی حائل نہیں رہا

کیونکہ صادق ومصدوق آقا ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ! **من راٰنی فی المنام فقد راٰنی حقا** ۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا۔ اس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا۔ پس تمھیں (یعنی شائق زیارت کو) جب بھی اِن عظیم المرتبت شان والے نبی ﷺ کے دیدار کا شوق دامن گیر ہو۔ تو اپنی محبت کو خالص وقوی کرلو۔ نفس کو بالکل صاف کرلو۔ اور حضورِ پاک ﷺ پر درود وسلام پڑھنے میں اپنی تمام عمر صَرف کردو۔ یہاں تک کہ مکمل قلب، جسم کا ایک ایک بال اور تمام جسم انوار سے پُر ہو جائے۔ اور اغیار وظلمت کے اندھیرے مِٹ جائیں۔ اور قلب میں صِرف اور صِرف حضرت ابوالقاسم ﷺ ہی کی صورتِ مبارکہ منقش ہو جائے۔

یا رسول اللہ ﷺ اُنظر حالنا
یا رسول اللہ ﷺ اسمع قالنا

انی فی بحر غم مغرق
خُذ یدی سھل لنا اشکالنا

اُمتِ محمدیہ ﷺ میں سب سے زیادہ درود وسلام پڑھنے والی عظیم شخصیت :

بہر حال ہم دوبارہ درود وسلام کے موضوع کی طرف آتے ہیں۔ اس دنیا میں بے شمار و لاتعداد لوگ عشقِ نبوی ﷺ سے سرشار تھے، ہیں اور انشاءاللہ پیدا بھی ہوتے رہیں گے۔ اسی طرح کی ایک شخصیت ہیں جنکا اسمِ گرامی حضرت شیخ باغ حسین کمال اویسی نقشبندیؒ ہے۔ جو کہ حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب اویسی نقشبندیؒ، منارہ، چکوال کے مرید ہیں۔ (اِن کے متعلق کتاب ''خطباتِ کمال'' میں آیا ہے۔ کہ!) حضرت جی پروفیسر کمال صاحبؒ روحانیت کے تاجدار اور ولایت کے بلند ترین منصب ''عبد'' پر فائز المرام تھے۔ آپؒ کا ذکر آتے ہی ایک ایسی ہستی کا تصور (ذہن میں) آتا ہے۔ (کہ) جنہوں نے ذکر اسمِ ذات ''اللہ'' اور ''درود شریف'' کی ترویج کو اپنی زندگی کا مرکز ومحور اور نصب العین بنائے رکھا۔ (اُن پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم یہ ہے۔ کہ!) خاص طور پر درود شریف کو آپؒ نے درجہ کمال تک پہنچایا۔ اور ایسے ایسے ریکارڈ قائم کئے۔ (اُنہوں نے آنحضور پرنور ﷺ کی تمام گذشتہ، موجودہ اور آنے والی اُمت میں سب سے زیادہ درود وسلام پیش کیا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کی جانب سے پہلے نمبر پر آئے ہیں۔ سبحان اللہ) کہ انہیں رہتی دنیا تک بطورِ مثال پیش کیا جاتا رہے گا (انشاءاللہ تعالیٰ)۔ کیوں نہ ہو۔ کہ خود اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو درود شریف کی ذاتی نسبت عطا فرمائی۔ اور جنابِ رسالت مآب ﷺ نے آپؒ کو اس حوالے سے اولیت کی سند عطا کرتے ہوئے فرمایا۔ (جس کی مکمل تفصیل پیشِ خدمت ہے) حضرت باغ حسین کمالؒ اپنی کتاب ''حالِ سفر'' میں فرماتے ہیں۔ کہ!

(مجھے) بارگاہ رسالت ﷺ سے حکم۔۔۔ صادر فرمایا گیا۔ کہ اپنی روحانی کیفیات واحوال اور تصوف وسلوک کے بارے میں ایک مختصر سی کتاب قلمبند کروں۔ جو سالکین کے لئے مشعل راہ ثابت ہو۔۔۔ مزید فرمایا۔۔۔ دین کے اہم ترین شعبے ''احسان'' کو ایک بڑا طبقہ نظر انداز کر چکا ہے۔۔۔ انکار کے مقابلے میں بھی پوری قوت سے ہونا چاہیئے۔ لہٰذا (تم) اپنے احوال کا تذکرہ کرو۔ تا کہ لوگوں کو اس کی برکات کا احساس ہو۔ اور انہیں اس راہ پر چلنے کا شوق نصیب ہو۔۔۔ (میں نے) عرض کیا۔ کتاب کا نام کیا رکھوں؟ حضرت امام حسینؓ بول اُٹھے۔۔۔ ''حالِ سفر''۔۔۔ مَیں (ابھی اس نام پر) غور ہی کر رہا تھا۔ کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا۔ ''از فرش تا عرش'' بھی نیچے لکھوا دینا۔ تا کہ معنویت پیدا ہو جائے۔ **الحمد للہ رب العلمین** o مَیں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ ﷺ کے کرم سے ناچیز (جناب باغ حسین کمالؒ) کو انعامات سے اس قدر مالا مال فرمایا گیا ہے۔ کہ اگر مَیں ظاہر کر دوں۔ تو لوگ یقین کرنے کے بجائے مذاق کرنا شروع کر دیں گے۔۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔۔۔ ''سنو! قرآنِ کریم کی یہ آیت: **ان اللہ و ملائکۃ یصلون علی النبی۔ یایھاالذین امنوا صلو علیہ و سلموا تسلیما** ۔ (سورہ احزاب) ترجمہ : بے شک! اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ (فرشتے) نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ (تو) اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود بھیجو۔ اور خوب سلام بھیجو۔

ہر کوئی ہر دور میں (درود) پڑھتا رہا ہے۔ جامع ترمذی شریف میں آیا ہے۔ کہ! ''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت والے دن وہ شخص میرے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔ جس (کسی دنیا میں) نے مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف پڑھا ہوگا۔

مگر اس حکم پر کما حقہ توجہ نہیں دی گئی۔۔۔ تمام عباد وزہاد نے نوافل، تلاوت اور تسبیحات پر (اپنی) توجہ مرکوز رکھی۔ انہوں نے درودِ پاک (کے ورد کرنے پر) وہ توجہ نہ دی۔ (کہ) جس کا تقاضا اللہ کریم نے کیا تھا۔ مگر میری اُمت میں تم (باغ حسین کمال صاحبؒ) واحد شخص ہو۔ (کہ) جس نے اللہ کریم سے عجیب دعا مانگی۔۔۔ درود اللہ تعالیٰ کا ذاتی وظیفہ ہے۔ سو جب تم نے اس کی دعا کی۔ تو گویا اللہ کریم کی آرزو طلب کر لی۔ لہٰذا اس نے تمھیں درود کی ذاتی نسبت عطا فرما دی۔ تمھاری یہ معصوم اور پاکیزہ اَدا و دعا اللہ کریم کو اتنی پسند آئی۔ کہ تمھیں بتدریج ذوق وشوق اور ہمت وحوصلے سے نوازتے چلے گئے۔۔۔ (اور) تم نے اُمتِ محمدیہ ﷺ کے کثرت سے درود پڑھنے والے پہلے سو (انتہائی خوش نصیب) اشخاص میں شامل ہونے کی دعا کی تھی۔۔۔ مگر اللہ کریم نے اس لحاظ سے ساری اُمت میں (تمھیں) اول کر دیا۔ درود شریف کے لحاظ سے کوئی بھی تمھارا مثیل نہیں۔ اس درود شریف (کہ جس درود شریف نے پروفیسر باغ حسین کمالؒ کو درجہ کمال تک پہنچایا۔ آگے دیا جائے گا۔) کی وجہ وبرکت سے مَیں نے اور ایصالِ ثواب کی وجہ سے دیگر انبیائے کرامؑ، خلفائے راشدینؓ، حسنین کریمینؓ، صحابہ کرامؓ اور اولیائے کرامؒ نے تمھیں اپنا (روحانی) بیٹا بنایا ہے۔

اوراولیائے کرامؒ میں میری ذاتی توجہ جتنی تمھیں حاصل ہوئی ہے۔ وہ اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ اوراس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم تیرے شاملِ حال ہورہا ہے۔ (حضرت باغ حسین کمال نقشبندیؒ کا درودِ پاک یہ ہے)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ۔

آگے چل کر پروفیسر باغ حسین کمال نقشبندیؒ مزید فرماتے ہیں۔ کہ! درود شریف کے سلسلے میں یہ گزارش بے جا نہ ہوگی۔ کہ اگرچہ درود شریف پہلے بھی میرا معمول تھا۔ مگر **29** جولائی **1975** کو میں حضرت جی (اپنے پیرومرشد جناب مولانا اللہ یار خان اویسی نقشبندی، منارہ، چکوال) کے حلقہ ذکر میں شامل ہوا۔ تو اس انس مزید بڑھ گیا۔ اور میں نے روزانہ بلا ناغہ دس ہزار درود شریف اور دس ہزار کلمہ طیبہ کا وِرد معمول بنا لیا۔۔۔ تا آنکہ رمضان شریف 1978 کے اعتکاف کے دوران دل میں (یہ) خیال پیدا ہوا۔ کہ اِن میں سے کسی ایک (ذکر یعنی ''ذکر اسمِ ذاتِ اللہ'' یا ''درود شریف'' کے ورد) کو اختیار کر کے درجہ کمال تک پہنچانا چاہیئے۔ سو (آخر دل نے یہ فیصلہ دیا کہ) درود شریف سے طبعی لگاؤ کے باعث اسے اختیار کیا گیا۔۔۔ اور پھر ایک عجیب سی آرزو نے دل میں پیدا ہو کر بے قرار کر دیا۔۔۔ بے چینی بڑھی۔ تو نصف رات کے وقت دعا کی صورت میں لبوں پر (یہ خواہش) آ گئی۔۔۔ (کہ) بارگاہِ الٰہی میں دستِ دعا بلند ہوا۔ (پروفیسر باغ حسین کمالؒ کی دعا کے یہ الفاظ تھے)

''الٰہی! مجھے تا حیات آنحضور نبی مکرم ﷺ کے حضور میں کم اَز کم ایک کروڑ (مرتبہ) سالانہ درود شریف کے ایصال کی سعادت نصیب فرما''۔ ''یا اللہ کریم! مَیں درود شریف کا ریکارڈ قائم کروں۔ پھر توڑوں۔ پھر قائم کروں۔ پھر توڑوں۔ اے رب العالمین! میرے مالک! مجھے اُمت محمدیہ ﷺ کے ان پہلے سو **100** خوش نصیبوں میں شامل فرما۔ (کہ) جنہوں نے حضور ﷺ پر کثرت سے درود شریف بھیجا ہے''۔

بے حد و بے حساب تعریفیں ناپیدا کنار تعریفیں بے انتہا تعریفیں میرے اللہ میرے مالک کے حضور (کہ) جس نے مجھ ناچیز دعا کو یہ دعا مانگنے کا لازوال شرف بخشا۔۔۔ بے مثال سعادت سے بہرہ ور فرمایا۔ جس نے مجھے اپنے ذاتی وظیفے سے سرفراز فرما دیا۔۔۔ میں اگر یہ کہوں۔ کہ نہ (ہی) کسی نے ایسی دعا مانگی۔ (اور) نہ کسی کی ایسی دعا قبول ہوئی۔ میں کیوں نہ کہوں۔ کہ چودہ سو **1400** سال سے رحمتِ حق منتظر تھی۔ کہ کوئی ایسی دعا مانگے تو سہی۔ وہ ذاتِ اقدس طالب تھی۔ کہ کوئی طلب تو کرے۔۔۔ یہی مطلب اس کا مطلوب تھی۔ اور اسی طلب کے لئے دل چُنا۔ تو کس کا چُنا؟ ہاں! کمال (پروفیسر باغ حسین کمال نقشبندی اویسیؒ) کا چُنا۔ بے شک کمال کا چنا۔ حضور ﷺ کی رحمت کے صدقے کمالؒ کو اس نعمتِ لازوال و بے مثال سے مشرف کیا گیا۔ کہ ملائکہ بھی جھوم اُٹھے۔ کائنات جھوم اُٹھی۔۔۔ حضور نبی اکرم ﷺ جھوم اُٹھے۔ ارے رحمتِ حق جھوم آٹھی۔ کمالؒ کا نصیب جاگ اُٹھا۔ میرے اللہ! میرے مالک! بے حد و بے حساب تعریفیں۔۔۔ بے کراں تعریفیں، بے پایاں تعریفیں تیرے لئے ہیں۔ (بقولِ حضور پیرانِ پیرؒ)

چو ذرہ ذرہ شود ایں تنم بہ خاکِ لحد   تُو بشنوی صلوات از جمیع زر اتم
سلام گویم و صلوٰۃ بر تُو ہر نفسے   قبول کن بہ کرم ایں سلام و صلواتم

یاد رہے۔ کہ! پروفیسر باغ حسین کمال نقشبندیؒ کو بہت زیادہ انعامات واکرامات وکرامات سے نوازا گیا ہے۔ کہ جن کی تفصیل اگر یہاں لکھی جائے۔ تو کم اِز کم سینکڑوں صفحات درکار ہوں گے۔ بہر حال شائقین حضرات اُن کے متعلق دو کتب ''حالِ سفر، فرش تا عرش'' اور خطباتِ کمال'' میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ کہ جن کی روزانہ کی کم سے کم تعداد دو لاکھ **200000** مرتبہ ہوا کرتی تھی۔ اور اُنہوں نے پانچ اَرب سے کہیں زیادہ مرتبہ درود شریف پڑھ لیا تھا۔ جو کہ ناممکن الامر نظر آتا ہے۔ لیکن جیسے ایک کرامت ''طی الارض'' کی ہے۔ اسی طرح کی ایک اور کرامت ''طی اللسان'' کی بھی ہے۔ کیونکہ بعض اولیاء اللہؒ کے قصص میں مذکور ہے۔ کہ وہ ایک دن و رات میں پانچ یا اس سے بھی زیادہ مکمل قرآنِ پاک کا ختم کر لیا کرتے تھے۔ کئی اولیاء اللہ ایک سے دوسرا قدم اُٹھانے اور رکھنے تک ایک مکمل قرآنِ پاک کا ختم کر لیا کرتے تھے۔ اسی طرح سے امامِ اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ نے اپنے حجرے میں (کہ جہاں ابھی اُن کا مزار مبارک بنا ہوا ہے) ستر ہزار **70000** سے زائد مرتبہ قرآنِ پاک کا ختم کیا ہوا تھا۔ اور پھر وصیت فرمائی تھی۔ کہ مجھے بعد اَز وصال اسی حجرے ہی میں دفن کر دیا جائے۔۔۔ بہر حال اس تمہید کا مقصد و غایت یہی تھی۔ کہ جہاں پر اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ کسی شخص سے راضی اور خوش ہو جائیں۔ تو وہاں زمان و مکان کی قید ختم ہو جاتی ہے۔ تعداد اور وقت میں ایک عجیب سی خیر و برکت پیدا ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب سے راضی ہو۔ آمین۔

ہر لفظ میں ہے پوشیدہ لفظ اسم محمد ﷺ:

کتاب من موہنی الحب میں مرقوم ہے کہ بابا گرونانک صاحب نے اپنی ایک رباعی میں ایسا فیصلہ ظاہر کردیا کہ جس سے کہ ان کی حضرت خاتم المرسل ﷺ سے محبت وعقیدت نہایت وضاحت سے آشکار ہوتی ہے۔ اِن کی رباعی یہ ہے۔

نام لو جس اچھر کا کر لو چوگن سار   دو ملا پنچ گنا بیسوں دو اوڑا
جو بچے سو نو گن کر دو اور لو ملا   نانک تن بدن سے محمد لو بنا

مثال کے طور پر ہم ایک لفظ لیتے ہیں جیسے کہ امید۔ امید کے حروف ابجد قمری یہ ہوئے۔ ا کا 1 عدد، م کے 40 عدد، ی کے 10 عدد، د کے 4 عدد ہوئے۔ کل اعداد کا حاصل جمع کیا۔ تو 55 ہوئے۔ اب ان 55 کو چوگنا کیا۔ یعنی کہ 4 میں ضرب دیا۔ تو 55x4=220 اب ان 2 اور ملائے یعنی جمع کئے۔ تو 222 ہوئے۔ پھر ان 222 کو 5 میں ضرب دیا۔ تو 1110 ہوئے۔ پھر انکو 20 پر تقسیم کریں۔ تو 10 باقی بچے۔ اب ان 10 کو 9 سے ضرب دی۔ تو 90 ہوئے۔ اب اس میں 2 اور ملائے۔ تو کل 92 ہوئے۔ اور آنحضرت خاتم النبین ﷺ کے اسمِ مبارک ''**محمد**'' کے اعداد بحسابِ ابجدِ قمری بھی 92 ہیں۔

مذکورہ طریقہ کو مدنظر رکھ کر منہ سے جو بھی لفظ، جس بھی زبان سے لیا جائے تو اس سے لفظ **محمد** ﷺ ہی نکلے گا۔

ورفعنا لك ذكرك ☆ بابا گرونانک بھی اس بات کے قائل تھے کہ اس کائنات کی تمام تخلیقات آنحضور ﷺ ہی کی وجہ سے ہیں۔ اور ویسے بھی آنحضور نبی مکرم ﷺ کی محبت ایمان کی اولین شرائط میں سے پہلی شرط ہے۔ کیونکہ! صحیح حدیثِ نبوی ﷺ ہے۔ کہ! **لا یؤمن احدکم اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین**۔ (یعنی) تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل الایمان ہو ہی نہیں سکتا۔ جب تک کہ میری ذات اقدس اُسے (اپنے) والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو۔ جائے۔ (بقولِ شاعر)

محمد ﷺ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے   اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اَب ہم چند چنیدہ درودِ پاک کے فضائل اور زیارت النبی ﷺ کے چند مستند ترین اور مجرب المجرب طریقوں کا ذکر کرتے ہیں۔

محمد ﷺ کی محبت آنِ ملت، شانِ ملت ہے   محمد ﷺ کی محبت روحِ ملت، جانِ ملت ہے

مشکل امور میں حضرات صحابہء کرام ؓ سے استمداد :(علامہ مولانا مولوی حقی نازلی ؒ کا اپنا ذاتی واقعہ)

حضرت علامہ مولانا مولوی حقی نازلی ؒ اپنی کتاب خزینۃ الاسرار میں فرماتے ہیں۔ کہ! ایک مرتبہ ہم نے ارادہ کیا۔ کہ! ہم خواب میں آنحضرت نبی مکرم ﷺ کو اُسی طرح سے ملاحظہ کریں۔ جس طرح کہ امہات المؤمنین ؓ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام ؓ نے آپ ﷺ کو دیکھا تھا۔ لہذا مَیں (حضرت مولوی حقی نازلی ؒ) نے ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ کی روحِ مبارکہ کو بخش دیا۔ پھر دوسری مرتبہ (دوبارہ سے) ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی روحِ مبارکہ کو بخش دیا۔ پھر تیسری مرتبہ ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب حضرت خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراء ؓ کی روحِ مبارکہ کو بخش دیا۔ پھر ان (تینوں خواتین ؓ) کو حضرت رسولِ کریم ﷺ کے پاس شفیع ٹھہرایا۔ تاکہ آپ ؓ (تینوں خواتین ؓ) اللہ تعالیٰ کے ہاں میری (یہ) سفارش کریں۔ کہ مَیں آپ ﷺ کو اُسی طرح سے دیکھ سکوں۔ کہ جس طرح آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات ؓ (اور صاحبزادی ؓ) نے آپ ﷺ کو اپنی حیات میں دیکھا تھا۔ اور جمعہ کی رات پھر (اس کے بعد) مَیں نے (یہ استغفار) **استغفر الله واتوب الیه** ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے (نہایت عاجزی وانکساری سے) سوال کیا۔ کہ! وہ میری روح کو اپنے پیارے حبیب ﷺ کی روحِ مبارکہ کے ساتھ ملا دے۔ اور پھر مَیں نے ایک ہزار مرتبہ یہ عرض کیا۔ **الصلاۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله خذ بیدی قلت حیلتی ادرکنی**۔ (پھر حضرت مولوی حقی نازلی ؒ فرماتے ہیں۔ کہ!) اللہ تعالیٰ کی قَسم ہے۔ کہ! اُس رات مَیں نے آپ ﷺ کو ایک ایسے ماہِ کامل کی طرح دیکھا۔ کہ جس کے وصف سے قلم اور زبان عاجز ہے۔ کہ آپ ﷺ کے حسن کا کمال اور آپ ﷺ کے جمال کی غایت معلوم نہیں ہوسکتی تھی۔ اور (پھر) آپ ﷺ نے مجھے بعض اَسرار کی بھی خبر عطا فرمائی۔

اسی ضمن میں یہ کمترین (عبدالرؤف البلوشی) قارئینِ کتاب ہذا کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ! اگر کوئی عاشقِ رسول ﷺ واقعتاً آپ ﷺ کی زیارت کا خواہش مند ہو۔ یا آنخضور نبی مکرم ﷺ کے تصدق وتوسل سے اپنی کوئی بہت بڑی حاجت روائی چاہتا ہو۔ یا کہیں پر مسلم وغیر مسلم

کے درمیان کوئی بہت بڑا معرکہ ہو۔ کہ جس میں مسلمانوں کی تعداد نہایت قلیل ہو۔ اور بظاہر مسلمانوں کی فتح یابی کے آثار نمایاں نہ ہوں۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ! وہ آنحضرت نبی مکرم ﷺ سے استمداد یا آپ ﷺ کی زیارت کے مقصد سے فقط سات ایام کی ریاضت وخلوت کا پختہ ارادہ کرکے اہتمام کرے۔ جس کا آسان طریقہ یہ ہے۔ کہ!

☆ پہلی رات وہ خواہش مند تین سو مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ کی روح کو ایصالِ ثواب کرے۔

☆ دوسری رات وہ خواہش مند تین سو مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی روح کو ایصالِ ثواب کرے۔

☆ تیسری رات وہ خواہش مند تین سو مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر حضرت فاطمۃ الزہراء ؓ کی روح کو ایصالِ ثواب کرے۔

☆ چوتھی رات وہ خواہش مند تین سو مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی روح کو ایصالِ ثواب کرے۔

☆ پانچویں رات وہ خواہش مند تین سو مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر حضرت عمرِ فاروق ؓ کی روح کو ایصالِ ثواب کرے۔

☆ چھٹی رات وہ خواہش مند تین سو مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر حضرت عثمانِ غنی ؓ کی روح کو ایصالِ ثواب کرے۔

☆ ساتویں رات وہ خواہش مند تین سو مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر حضرت علی المرتضیٰ ؓ کی روح کو ایصالِ ثواب کرے۔

اگر اِن سات دن ورات صاحبِ عمل ہذا سے کوئی صغیرہ وکبیرہ گناہ سرزد نہ ہوا۔ تو وہ ضرور بالضرور آنحضرت نبی مکرم ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوکر باریاب ہوگا۔ اور زیارت کی اس لذت وسرور کو وہ کئی ہفتوں یا مہینوں تک فراموش نہیں کر پائے گا۔ ان شاء اللہ۔

درود کمالیہ کے عجیب وغریب فوائد فضائل وکمالات:

کی کجھ نعت تساڈی آکھاں خلقت دے سردارا ﷺ لکھ صلوٰۃ سلام تیرے تے لکھ درود ہزارا

اور اس عظیم درود پاک کو صاحب کنزالاسرار جناب علامہ مولانا حقی نازلیؒ اور علامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی نے اس درود کی فضیلت بڑی شرح وبسط کے ساتھ بیان فرمائی ہے۔ اس درود پاک کے فضائل وفوائد اور برکات مندرجہ ذیل ہیں۔ یہ بزرگ ترین درود پاک ہے۔ کیونکہ یہ ستر ہزار یا ایک لاکھ درود پڑھنے کی فضیلت جتنا درود وسلام ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم o اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْكَامِلِ وَعَلٰى اٰلِهٖ كَمَا لَا نِهَايَةَ لِكَمَالِكَ وَ عَدَدَ كَمَالِهٖ ۔

☆ ایک بزرگ شیخ سالم بن احمد الشماعؒ کی تصنیف کے مطابق یہ درود شریف حضرت خضر نبیؑ کی طرف منسوب ہے۔ جو دفع نسیان کے لئے مشہور ہے۔ کہ! روزانہ یہی درود شریف مغرب وعشاء کے درمیان بغیر تعداد (دریک نشست ودرخلوت) پڑھو۔

☆ سید علی سموی سے مروی ہے۔ جس کسی نے یہ درود وسلام فقط ایک بار بھی پڑھا۔ تو اسے پانچ لاکھ بار پڑھنے جتنا ثواب ملے گا۔ اور یہ اس کے لئے جہنم سے بچاؤ کا فدیہ ہوگا۔

☆ جس نے نبی اکرم ﷺ پر یہ درود وسلام فقط 700 سات سو بار بھیجا۔ تو یہ درود پاک پڑھنے والے کی طرف سے فدیہ ہوجائیگا۔ انشاء اللہ۔

☆ شیخ شریف حسن بن ابوعبداللہ محمد بن علی المعروف بہ ابن بسونؒ نے خواب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا یہ درود شریف دس ہزار کے برابر ہے۔

☆ اس طرح شیخ عارف مولانا عبداللہ بن علی طاہر حسنیؒ نے آنحضرت ﷺ کا دیدار کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہے (یعنی یہ درود پاک دس ہزار کے برابر ہے) اِس درودِ پاک کے کثیر التعداد فوائد درودِ پاک کی مختلف کتب میں مرقوم ہیں۔ وہاں سے دیکھے جاسکتے ہیں۔

درودِ پاک از سیدنا پیرانِ پیر شیخ سید عبدالقادر الجیلانی والبغدادیؒ :

صلٰوۃ الغوثیه کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ! یہ درود شریف درودِ کبریت احمر کا حصہ ہے، آنحضور غوثِ پاکؒ کے اورادِ سبعہ میں ''ورِدِ یوم الاثنین'' ہے۔ یہ درود پاک کتبِ کثیرہ جیسے کہ **الفتوحات الربانیۃ فی الاوراد القادریۃ، اوراد القادریہ، سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین ﷺ، افضل الصلوٰۃ علی سید السادات** اور دیگر اوراد و وظائف کی تقریباً جملہ کتب میں آیا ہے۔ حضرت شیخ شمس الدین عیدروسیؒ فرماتے ہیں۔ کہ یہ درودِ پاک سیدنا قطبِ ربانی محبوبِ سبحانی جنابِ شیخ عبدالقادر الجیلانی والبغدادیؒ کا ہے۔ اور حضرت شیخ شمس الدین عیدروسیؒ ہی سے مروی ہے۔ کہ جو شخص بعد نمازِ عشاء 3-3 مرتبہ سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ والناس پڑھ کر یہ درودِ غوثیہ فقط ایک مرتبہ پڑھ لے۔ تو ایسا شخص چند ہی راتوں میں زیارت النبی ﷺ سے ضرور بالضرور مشرف ہو کر سعادتِ دارین حاصل کرے گا۔ انشاءاللہ العظیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ صَلَوَاتِکَ اَبَدًا۔ وَ اَنْمٰی بَرَکَاتِکَ سَرْمَدًا۔ وَاَزْکٰی تَحِیَّاتِکَ فَضْلًا وَّ عَدَدًا۔ عَلٰی اَشْرَفِ الْخَلَآئِقِ الْاِنْسَانِیَّۃِ وَالْجَانِیَّۃِ۔ وَمَجْمَعِ الْحَقَآئِقِ الْاِیْمَانِیَّۃِ۔ وَ مَعْدَنِ الدَّقَآئِقِ الْاِیْمَانِیَّۃِ۔ وَ طُوْرِ التَّجَلِّیَاتِ الْاِحْسَانِیَّۃِ۔ وَمَھْبَطِ الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِیَّۃِ۔ وَعُرُوْسِ الْمَمْلَکَۃِ الرَّبَّانِیَّۃِ۔ وَاسِطَۃِ عِقْدِ النَّبِیِّیْنَ۔ وَ مُقَدَّمِ جَیْشِ الْمُرْسَلِیْنَ۔ وَقَائِدِ رَکْبِ الْاَنْبِیَآءِ الْمُکَرَّمِیْنَ۔ وَاَفْضَلِ الْخَلَآئِقِ اَجْمَعِیْنَ۔ حَامِلِ لِوَاءِ الْعِزِّ الْاَعْلٰی۔ وَمَالِکِ اَزِمَّۃِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰی۔ شَاھِدِ اَسْرَارِ الْاَزَلِ۔ وَمُشَاھِدِ اَنْوَارِ السَّوَابِقِ الْاُوَلِ۔ وَ تَرْجُمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ۔ وَ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ. مَظْھَرِ سِرِّ الْجُوْدِ الْجُزْئِیِّ وَالْکُلِّیِّ۔ وَاِنْسَانِ عَیْنِ الْوُجُوْدِ الْعُلْوِیِّ وَالسُّفْلِیِّ۔ رُوْحِ جَسَدِ الْکَوْنَیْنِ۔ وَعَیْنِ حَیَاۃِ الدَّارَیْنِ۔ اَلْمُتَحَقِّقِ بِاَعْلٰی رُتَبِ الْعُبُوْدِیَّۃِ۔ وَالْمُتَخَلِّقِ بِاَخْلَاقِ الْمَقَامَاتِ الْاَصْطِفَائِیَّۃِ۔ اَلْخَلِیْلِ الْاَعْظَمِ. وَالْحَبِیْبِ الْاَکْرَمِ۔ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَحَبِیْبِنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ عَبْدِالْمُطَّلِب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ وَ مِدَادَ کَلِمَاتِکَ کُلَّمَا ذَکَرَکَ وَ ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ۔ وَ غَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ وَ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ. اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ تَسْلِیْمًا دَآئِمًا کَثِیْرًا۔

مجموعہ درود پاک کے فوائد:

احباب نے طویل مضامین وہاں پڑھے   لیکن میری زبان کا تھا حصہ مختصر
میں نے تو بزم نعت میں صرف اتنا ہی کہہ دیا   بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کتاب **سعادۃ الدین فی الصلوۃ علی سید الکونین** ﷺ (مصنف۔ علامہ یوسف نبہانیؒ) میں ہے کہ حضرت جابرؓ حضرت امام المرسلین سیدنا نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ میرا جو امتی صبح و شام یہ درود شریف پڑھے تو اس نے ستر ۷۰ لکھنے والوں کو ہزار دن تک تھکا دیا اس نے نبی اکرم ﷺ حق ادا کر دیا۔ اس کی اور اسکے والدین کی مغفرت ہو گئی۔ مجموعہ درودِ پاک یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم o اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَہٗ. اَللّٰھُمَّ یَارَبِّ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اعْطِ مُحَمَّدَنِ الدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَالْوَسِیْلَۃَ فِی الْجَنَّۃِ. اَللّٰھُمَّ یَارَبِّ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اعْطِ مُحَمَّد ﷺ مَا ھُوَ اَھْلُہٗ. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّد وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ۔

کثیر الفوائد وسریع الاثر ادرود پاک :

سید و سرور محمد ﷺ نور جاں   مہتر و بہتر شفیع مجرماں
بہتر و بہترین از جملہ انبیاء   بجز **محمد** ﷺ نیست در ارض و سماء

حضرت علامہ محمد یوسف بن اسماعیل بنہانی فلسطینیؒ اپنی تصنیف جلیلہ بنام **سعادۃ الدراین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین** ﷺ میں سیدی عارف باللہ شیخ محمد تقی الدین دمشقی حنبلیؒ کے اس درود و سلام کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ!

1 اگر کوئی اس درود پاک کو روزانہ **1000** ہزار مرتبہ پڑھے گا۔ تو اسے غیب سے رزق ملے گا انشاءاللہ۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم   خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۲ گمشدہ چیز کے ملنے، واپسی گریختہ، چوری شدہ یا چھینا ہوا مال واپس ہونے یا امانت وقرض کے وصول ہونے کے لئے ہر روز سات بار (مقصد کو دل میں رکھ کر) یہ درود پاک پڑھیں مطلب حاصل ہوگا انشاءاللہ۔

ہے رضائے مصطفیٰ ﷺ میں رب کعبہ کی رضا   رب کعبہ کی رضا میں ہے رضائے مصطفیٰ ﷺ

۳ اگر کوئی شخص کسی بیماری میں مبتلا ہو تو لوبان پر یہی درودِ پاک پڑھ کر تو اسکا دھواں مریض پر پھونک دو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ مریض تندرست ہو جائیگا! انشاءاللہ تعالیٰ۔

۴ اگر کسی کو دردِ سر ہو، بخار ہو، آشوب چشم ہو، آنکھوں میں درد ہو یا آدھے سر کا درد ہو تو عرق گلاب پر فقط 7 مرتبہ اس درو پاک کو پڑھیں۔ اور ہر مرتبہ **سورۃ فاتحہ مع تسمیہ** بھی پڑھ کر بیمار کے سر پر اسکی مالش کریں۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسی وقت شفاء ہوگی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

5 اگر کسی عورت یا چوپائے کا دودھ نہ آتا ہو تو جاری ابلتے چشمہ سے پانی لے کر اس پر صرف سات مرتبہ **سورۃ فاتحہ مع تسمیہ** کے یہ درود شریف پڑھ کر اس بیمار کو پلائیں اور اس پر چھڑکاؤ بھی کریں۔ تو وہ اللہ کے حکم سے نہ صرف شفاء یاب ہوگا بلکہ دودھ دینے لگے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

۶ پیشاب کھولنے یا بچے کی پیدائش میں تکلیف ہو تو **سورۃ فاتحہ مع تسمیہ** کے یہ درودِ پاک سات مرتبہ پڑھ کر دم کریں شفا ہوگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

۷ ذہنی عوارض کے ختم ہونے کے لئے پانی، بتی یا تیل پر پڑھیں یا پھر سرمہ یا مرہم وغیرہ پر یہ درودِ پاک پڑھیں۔

یا شافعِ روزِ جزا پُرسان تُوئی پُرسان تُوئی   رشکِ ملک، نورِ خدا پُرسان تُوئی پُرسان تُوئی
یا مصطفیٰ ﷺ یا مجتبیٰ ﷺ ارحم لنا ارحم لنا   دست ہمہ بے چارہ را دامان تُوئی دامان تُوئی

8 اگر کوئی شخص ایک طشتری پر یہ درود پاک لکھ کر اس میں پانی یا دودھ ڈال لے یا شہد ڈال کر چاٹ لے تو ڈراؤنے یا غلط قسم کے خواب، گھبراہٹ، بھول جانا، سانس میں تنگی، سینے میں درد، پیٹ میں گیس، پیٹ کے درد، ٹونے ٹوٹکے، دل کی دھڑکن یعنی تمام امراض سے شفا حاصل ہوگی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

9 اگر کوئی شخص یہ درود پاک لکھ کر دوکان میں رکھے تو دوکان میں کثیر رونق وعجیب حسن ظاہر ہوگا۔ گاہکوں کے قلوب اس دوکان کی طرف ازخود مائل ہوں جائیں گے۔ اور نتیجتاً تجارت، نفع اور برکت میں بے حد اضافہ ہوگا۔ انشاءاللہ۔

دوا ہر دکھ کے درد کی درود پاک ہے   پڑھتے رہو کہ پڑھتا یہ عبادت پاک ہے

10۔ اگر کوئی شخص زیارت النبی ﷺ کا متمنی ہو یا حضرت سید خضر نبیؑ سے ملاقات کا مشتاق ہو یا کسی امر کو معلوم کرنا چاہتا ہے یا پھر کوئی ایسا علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو جس سے دنیا وآخرت میں فائدہ ہو تو سوتے وقت یہ درود پاک روزانہ **100** بار اسی نیت سے پڑھ لے۔ اور درود پاک لکھ کر تکیہ کے نیچے بھی رکھ لے اور مطلب کے حصول تک روزانہ باوضو قبلہ رخ ہو کر اور سر کے پاس کوئی خوشبو مثل عرق گلاب یا گلاب کے پھول یا ایسی ہی کوئی چیز رکھ کر اور با معطر ہو کر تنہا سویا کرے تو سردار الانبیاء ﷺ کی روحانیت اس پر اسکی استعداد کے مطابق عالم رویا میں باذن اللہ ضرور ظاہر ہوگی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ o اَللّٰھُمَّ اِنِیّ اَسئَلُکَ بِاِسمِکَ الاَعُظَمِ المَکتُوبِ مِنُ نُّورِ وَجُھِکَ الاَعلَی المُوَبَّدِ الدَّائِمِ البَاقِی المُخَلَّدِ فِیُ قَلُبِ نَبِیّکَ وَرَسُوُلِکَ مُحَمَّدٍ وَّاَسئَلُکَ بِاِسمِکَ الاَعُظَمِ الوَاحِدِ .بِوَحُدَۃِ الاَحَدِ المُتَعَالِیُ عَنُ وَحُدَۃِ الکَمِّ وَالعَدَدِ. اَلمُقَدَّسِ عَنُ کُلِّ اَحَدٍ وَبِحَقِّ بِسُمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ o قُلُ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ o اَللّٰہُ الصَّمَدُ o لَمُ یَلِدُ o وَلَمُ یُوُلَدُ o وَلَمُ یَکُن لَّہٗ کُفُوًا اَحَد" o اَنُ تُصَلِّیَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سِرِّ حَیَاۃِ الوُجُودِ وَالسَّبَبِ الاَعظَمِ لِکُلِّ مَوجُودٍ صَلٰوۃً تُثَبِّتُ فِیُ قَلُبِیَ الاِیمَانَ وَ تُحَفِّظُنِی القُراٰنَ وَتُفَھِّمُنِی مِنہُ الاٰیَاتِ وَتَفتَحُ لِی بِھَا نُورَ الجَنَّاتِ وَنُورَ النَّعِیمِ وَنُورَ النَّظَرِ اِلٰی وَجُھِکَ الکَرِیمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحُبِہٖ وَسَلَّمِ☆

زیارت النبی ﷺ کا مجرب المجرب اور مستند وعظیم عمل مبارک:

یہ عمل مجربات میں سے ہے۔ کہ اگر ہر روز سونے سے پہلے (**1000**) ایک ہزار مرتبہ کوئی بھی درودِ پاک، ایک ہزار (**1000**) سورہ کوثر اور (**1000**) ایک ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ کر بناء کسی سے بات چیت کئے سوجائیں۔ تو یقینی طور پر چند ہی راتوں میں جمال مصطفے ﷺ سے مستفید و مستفیض ہو جائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مجرب واللہ مجرب۔

درود تنجینا (تعارف و فوائد):

فوائد درود تنجینا کے سلسلے میں صاحب **سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین** ﷺ میں علامہ محمد یوسف بن اسماعیل النبہانی الفلسطینیؒ فرماتے ہیں کہ! الفاکہانی نے اپنی کتاب" **الفجر المنیر** "میں شیخ صالح ضریر کا یہ واقعہ انہی کی زبانی نقل کیا ہے کہ میں بحر شور میں جہاز پر سوار ہوا ہم لوگوں پر تیز آندھی آمسلط ہوئی۔ کسی کے بچنے کی کم ہی امید تھی کہ مجھے اچانک نیند آ گئی۔ پس میں نے نبی کریم ﷺ کی زیارت (بحالت رویا) کی آنحضور ﷺ نے فرمایا جہاز پر سوار تمام لوگوں سے کہو کہ 1000 ایک ہزار مرتبہ یہ درود شریف (یعنی درود تنجینا) پڑھیں۔ کہتے ہیں کہ جب کچھ دیر کے بعد میں نیند سے بیدار ہوئے اور تمام اہل جہاز کو خواب میں جو کچھ دیکھا تھا بتا دیا پس ہم نے تقریباً صرف 300 تین سو مرتبہ ہی یہ درود شریف پڑھا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے وہ مشکل دور فرمادی اور وہ آندھی ٹھہر گئی اور یہ سب کچھ ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ پر درود وسلام (یعنی درود تنجینا) ہی کے پڑھنے کی برکت سے ہوا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاۃً تُنَجِّیۡنَا بِھَا مِنۡ جَمِیۡعِ الۡاَھۡوَالِ وَالۡاٰفَاتِ وَ تَقۡضِیۡ لَنَا بِھَا جَمِیۡعِ الۡحَاجَاتِ وَ تُطَھِّرُنَا بِھَا مِنۡ جَمِیۡعِ السَّیِّاٰتِ وَ تَرۡفَعُنَا بِھَا عِنۡدَکَ اَعۡلَی الدَّرَجَاتِ وَ تُبَلِّغُنَا بِھَا اَقۡصَی الۡغَایَاتِ مِنۡ جَمِیۡعِ الۡخَیۡرَاتِ فِی الۡحَیَاتِ وَ بَعۡدَ الۡمَمَاتِo اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌo

اسی ضمن میں علامہ مجد الدین فیروز آبادلغوی نے بھی ایک ایسا ہی واقعہ اپنی سند کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اور اس واقعہ کے نقل کرنے کے بعد انہوں نے حسن بن علی اسوانی سے یہ بھی نقل کیا ہے۔ کہ جو شخص یہ درود شریف (درود تنجینا) کسی مہم، کسی مصیبت اور بلا میں صرف ایک ہزار **1000** بار پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مشکل ضرور دور فرمائیگا۔ اور مقصد برآری ہوگی۔ انشاء اللہ العظیم۔

السمہودی نے اپنی گراں قدر مایہ تصنیف **جواھر العقدین فی فضل الشرقین** میں فرمایا جو کوئی طاعون سے بچنا چاہے۔ اس کو (یعنی کہ درود تنجینا کو) کثرت سے پڑھے۔ اور اسی بات کو ابن ابی حجلہ نے ابن خطیب بیرود سے نقل کیا ہے۔ اور اس بات کا تجربہ کیا گیا۔ یہ بات بالکل درست ہے۔ بہر حال اس درود پاک کی افادیت اور بارہا کا تجربہ کئی محترم ومکرم شخصیات نے بھی کثرت سے کیا ہے۔ **لیکن علمائے کرام نے اس درود میں اپنی جانب میں کافی کمی پیشی بھی کی ہے۔ جبکہ میں (بندہ ناچیز) قدیم قلمی نسخوں سے بعد از تحقیق و جستجو اس درودِ تنجینا کو اصلی حالت میں لکھ رہا ہوں۔** اور اس آخری آیت (**اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ**) کو بھی لکھ رہا ہوں۔ جو کہ اضافہ شدہ ہے۔ ورنہ اصلی درود تنجینا میں یہ آیتِ کریمہ بھی موجود نہیں ہے۔ مثلاً علامہ محمد یوسف بن اسماعیلی نبہانیؒ نے **سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین** ﷺ اور **افضل الصلوۃ** میں **ii**۔ مولانا مولوی حقی نازلیؒ نے **خزینۃ الاسرار الکبری** میں۔ **iii**۔ علامہ عبدالرحمٰن بن عبدالسلام الشافعی الصفوریؒ نے **نزھۃ المجالس** میں **iv**۔ امام شمس الدین محمد عبدالرحمٰن السخاویؒ نے **القول البدیع** میں اور اس طرح سے کئی دیگر مصنفینِ متقدمین ومتأخرین نے اس درود پاک سے اپنی تالیفات وتصانیف کو بصد شوق مزین ومعمور فرمایا ہے۔

درودِ تنجینا کی زکات کا صدری عمل:

درودِ تنجینا کی زکات کا ایک صدری ومخفی طریقہ پیشِ خدمت ہے۔ اگر ممکن ہو سکے تو خلوت اختیار کر کے صوم وصیام سے اس عمل کو کیا جائے۔ تو بہت بہتر ہوگا۔ ورنہ لوگوں سے میل جول کم سے کم رکھا جائے۔ طریقہ عمل یہ ہے۔ کہ! اکتالیس روز تک بعد ہر نماز اسی درودِ تنجیا کو تین سو تیرہ (**313**) مرتبہ اور رات کو ایک ہزار مرتبہ پڑھا جائے۔ بعد از زکات اس درودِ پاک کو روزانہ تین سو تیرہ مرتبہ کسی وقت پڑھتے رہنا چاہیئے۔

(یاد رہے۔ کہ!) دورانِ زکات آنحضرت ﷺ کی لازمی زیارت نصیب ہوگی۔ اور حاملِ زکات کو اس شہر کے قطب سے بھی ملاقات کرائی جائے گی۔ جہاں وہ رہتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص بعد از زکات اسی درودِ پاک کو پڑھتا ہوا کسی اور شہر چلا جائے۔ یا کسی اور ملک چلا جائے۔ اور وہاں بھی وہ یہی درود پڑھتا رہے۔ تو وہاں کے اولیاء سے بھی درود شریف پڑھنے والے کی لازمی ملاقاتیں ہوں

گی۔ کیونکہ اولیاء جب کسی کے زبان وقلب کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہ اس درود پاک کو پڑھ رہا ہے۔ تو وہ خود اس درودِ پاک پڑھنے والے کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی ظاہری و باطنی معاونت کرتے ہیں۔ (بقولِ پیر نصیر الدین نصیر چشتی گولڑویؒ)

مَیں بھی شیدا ہوں نصیرؒ اُس شہِ خوباں ﷺ کا مگر
مَیں محبت کو تماشا ہونے نہیں دیتا

زیارت النبی ﷺ کا طریقہ:

صاحب سعادۃ الدارین جناب علامہ محمد یوسف بن اسماعیلؒ فرماتے ہیں۔ کہ پیران پیر شیخ عبدالقادر الجیلانیؓ اپنی تصنیف جلیلہ **غنیة الطالبین** میں فرماتے ہیں۔ کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے آنحضور ﷺ کا یہ فرمان عالیشان نقل فرمایا ہے۔ کہ! جو کوئی شب جمعہ میں زیارت النبی کریم ﷺ کی نیت سے صدق دل سے دو رکعت نفل اس طرح سے پڑھے۔ کہ ہر رکعت میں **سورہ فاتحہ** کے بعد ایک مرتبہ **آیت لکرسی** اور پندرہ مرتبہ **سورہ اخلاص** (صمدیہ) پڑھے۔ بعد از سلام بناء کسی سے بات چیت کئے بحالت تشہد ایک ہزار مرتبہ یہ درودِ پاک پڑھے۔ **بسم الله الرحمن الرحيم ۰اللهم صل على سيدنا محمد ن النبى الا مى و علٰى اله و صحبهٖ وبارك وسلم** ۔ تو وہ مجھے دیکھے گا۔ اور اگلے جمعہ سے پہلے مجھے دیکھے گا۔ اور جس نے مجھے دیکھا۔ اس کے لئے جنت ہے۔ اور اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف۔ (سبحان اللہ وبحمدہٖ)

حضرت خضر نبیؑ کا مجوزہ درودِ پاک:

عالم باعمل جناب علامہ شیخ احمد بن مبارک سلجماسیؒ نے اپنی مشہور و معروف زمانہ کتاب ''**الابریز**'' جو کہ ان کے شیخ کامل پیر طریقت غوث زماں جناب سیدنا عبد العزیز دباغؒ کے مناقب، ملفوظات وتعلیمات کے موضوع پر لکھی گئی ہے۔ میں فرماتے ہیں۔ کہ آپؒ یعنی سیدی عبد العزیز دباغؒ کو اوائل عمری میں ہی حضرت سیدنا خضر نبیؑ نے ایک وظیفہ مرحمت فرما۔ یا کہ اسے روزانہ سات ہزار مرتبہ پڑھنا تاکید فرمایا۔ وہ عطائے خضریؑ وظیفہ مبارک یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم ۰ اَللّٰھُمَّ یَا رَبِّ بِجَاہِ سَیِّدِ نَا مُحَمّدُ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ ۰ اِجْمَعْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِا للّٰہِ صَلیَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِی الدُّنْیَا قَبْلَ الْاٰخِرَۃِ ۰

چنانچہ شیخ سیدی عبدالعزیز دباغؒ نے ہمیشہ کے لیے ان دعائیہ کلمات کو اپنا دائمی وظیفہ بنالیا۔ اور کتاب میں متعدد جگہ اس بات کا تذکرہ کیا۔ کہ سیدی عبدالعزیز دباغؒ کئی مرتبہ بحالت بیداری نبی کریم ﷺ کی مبارک مجلس سے بار آور ہوئے۔ حضرت سیدی دباغؒ سے لوگ کئی مسائل دریافت کرتے۔ تو ان کی بات اور دلائل بالکل آئمہ دین اور علمائے کرامؒ کے عین مطابق ہوتی۔ حالانکہ آپؒ بظاہر پڑھے لکھے نہیں تھے۔ بلکہ امی تھے۔ اسی درود پاک کے ورد کی تاکید ہمارے پیرو مرشدؒ نے اپنی کتاب معدن کرامات میں بہت زیادہ فرمائی ہے۔ اللہ کریم ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین!

سوچا تھا بہت دور نکل جاؤں گا لیکن
دیکھا تو ہر مقام تیری راہ گزر میں تھا

زیارت النبی ﷺ کا طریقہ:

راقم الحروف فقیر حقیر چند سال بیشتر حضرت **پیر سید غلام حسین شاہ بخاری** کے حضور شہداد کوٹ قمبر ضلع لاڑکانہ میں حاضر خدمت ہوا، اور حضرت صاحب سے زیارت النبی کریم ﷺ کے لئے عرض گزار ہوا تو آپ جناب نے از راہ محبت و شفقت یہ درودِ پاک دو سو مرتبہ بقصد زیارت النبی ﷺ کے پڑھنا اِرشاد فرمایا تھا۔ **بسم الله الرحمن الرحيم ۰ اللهم صل على سيدنا محمد ن النبى الا مى الطاهر المطهر و علٰى اله وصحبه وبارك وسلم۔**

درودِ مُحبت:

یہ انتہائی مختصر درود پاک ہے۔ جو کہ بارگاہ نبوی ﷺ میں عشق رسول اکرم ﷺ میں پڑھا جاتا ہے۔

جو کچھ کہ تھا وظیفہ و اوراد رہ گیا
تیرا ﷺ ایک نام فقط یاد رہ گیا

حضرت علامہ شیخ محمد یوسف بن اسماعیلؒ نبہانی فلسطینیؒ اپنی گراں مایہ کتاب **افضل الصلوٰۃ علی سید السادات** میں اس درود مبارک کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ یہ درود پاک مختصر مگر نہایت سریع الاثر ہے درود یہ ہے۔

☆ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد ☆

حضرت علامہ شیخ محمد یوسف بن اسماعیلؒ نبہانیؒ حضرت امام عبدالوہاب الشعرانیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے یہ درود شریف پڑھا تو ایسے شخص نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ستر دروازے اپنی ذات پر کھول دیئے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔ پس اس آدمی (یعنی یہ درود پاک پڑھنے والے آدمی) سے وہی شخص بغض رکھے گا جس کے دل میں نفاق ہوگا

محمد ﷺ محمد ﷺ پکارے چلا جا
یونہی زندگانی گزارے چلا جا

اسی طرح علامہ سخاویؒ نے صاحب القاموس جناب حضرت مجدالدین فیروز آبادی سے امام سمرقندیؒ تک سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت خضر نبیؑ اور حضرت الیاس نبیؑ سے سنا ہے کہ اور ان دونوں حضرات نے آنحضرت ﷺ سے سنا کہ جو صاحب ایمان **صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد** پڑھے گا۔ لوگ اس سے محبت کریں گے اگرچہ وہ بغض ہی کیوں نہ رکھتے ہوں اور اللہ کی قسم لوگ اس سے محبت نہیں کرتے جب تک کہ اللہ تعالیٰ اسے دوست نہ رکھے اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ!

جس شخص نے **صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد** کہا اس نے اپنے اوپر رحمت کے ستر دروازے کھول دیئے۔ علامہ حافظ سخاویؒ نے سند مذکورہ کے ساتھ حضرت امام سمرقندیؒ سے نقل فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے انہوں نے (یعنی حضرت خضر نبیؑ اور حضرت الیاس نبیؑ سے) بھی روایت فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک نبیؑ تھے جنہیں **اسموئیل**ؑ کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دشمنوں پر غلبہ عطا فرمایا اور انہوں نے دشمنوں کا تعاقب کیا وہ (یعنی دشمن) کہنے لگے کہ یہ نبیؑ (معاذ اللہ) جادوگر ہے۔ اسی لئے ہمارے پیچھے آئے تا کہ ہماری آنکھوں پر جادو کر دیں اور ہمارے لشکر کو تباہ کر دیں لہذا ہم انہیں سمندر کے کنارے پر لے جا کر ان سے لڑیں گے۔ تو اللہ کے نبی سموئیلؑ چالیس آدمیوں کے ہمراہ ان کے تعاقب میں نکلے تو دشمنوں نے انہیں سمندر کے کنارے لا کھڑا کیا اب اللہ کے نبی سموئیلؑ کے اصحابؓ بولے کہ اب ہم کیا کریں گے تو انہوںؑ نے فرمایا کہ تم دشمنوں پر حملہ کر دو اور **صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد** کہتے جاؤ ان سب نے **صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد** کہتے ہوئے حملہ کیا اور دشمنوں کے تمام لشکر کو اس سمندر میں ہی غرق کر دیا۔

علامہ حافظ سخاویؒ نے یہ بھی روایت فرمایا کہ ملک شام سے ایک شخص حضور بنی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا والد بہت ہی ضعیف العمر ہے مگر آپ ﷺ کی زیارت کا بے حد مشتاق ہے تو حضور بنی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسے یعنی اپنے والد کو میرے پاس لے آؤ تو اس شخص نے عرض کی کہ حضور ﷺ وہ تو نابینا ہے تو آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ اسے کہنا کہ مسلسل سات ہفتے یہ درود پاک (**صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد**) پڑھے بے شک وہ خواب میں میری زیارت کرے گا اور مجھ سے حدیث کی روایت بھی کرے گا پس اس (ضعیف العمر نابینا) نے ایسا ہی کی اور آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف بھی ہوا اور آپ ﷺ سے روایت کیا کرتے تھے۔

زیارت النبی ﷺ کا طریقہ:

حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے ملفوظات بنام **مقابیس المجالس** میں مرقوم ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا کہ اس غلام کو آنحضرت ﷺ کی زیارت اقدس کے لئے کوئی وظیفہ تعلیم فرمایا جاوے تو حضرت اقدس (خواجہ غلام فریدؒ) نے یہ وظیفہ لکھ کر دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم٥ اللھم رب البلد الحرام ۔و رب الشھر الحرام۔ و رب المشعر الحرام۔ و رب البیت الحرام۔ و رب الرکن والمقام. و الحل و الحرام ۔اقراء روح محمدٍ منا السلام ۔ ابلغ لسیدنا و مولانا محمد منا السلام۔ اللھمّ ارنی فی منامی سیدنا و سندنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیما دائما ابدا کثیرا۔

(ایک جگہ پر اسی وظیفہ کے یہ الفاظ بھی آئے ہیں) **بسم اللہ الرحمن الرحیم٥ اللھم رب الحل و الحرام۔ رب الرکن والمقام۔ و رب المشعر الحرام۔ بحق کلامک الذی انزلتہ فی شھر رمضان بلغ روح محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام منی تحیۃ والسلاما یا ذوالجلال والاکرام یا اکرم الاکرمین ویا ارحم الراحمین** ۔ (حضرت خواجہ فریدؒ) فرمایا کہ بعد نماز عشاء اس وظیفہ کو ایک سو مرتبہ پڑھا کرو۔ اگر اِس وظیفہ کو خانہ کعبہ کے سامنے پڑھا جائے تو بہت زیادہ فوائد حاصل ہوں گے۔ انشاء اللہ العظیم۔

نوٹ: اِن کلمات کے متعلق کچھ کتب میں یہ وظیفہ مبارکہ 200، 313 اور 1000 کی تعداد بھی مرفوع و منقول ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم، عشق نبوی ﷺ اور اِس وظیفہ کی بدولت کافی لوگوں کو زیارت النبی ﷺ کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ کیونکہ یہ واقعتاً مجرب المجرب وظیفہ ہے۔ (نعتیہ بیت اَز سید علی ہمدانیؒ)

شاہا زِ کرم بر من درویش نگر   بر حالِ من خستہ و دل ریش نگر
ہر چند نیَم لائقِ بخشائشِ تُو   بر من منگر ، بر کرم خویش نگر

درودِ جوہرۃُ الکمال :

نگاہ عشق ومستی میں وہی اول وہی آخر   وہی قُرآن وہی فرقان وہی یسین وہی طٰہ ﷺ

صاحب سعادۃ الدارین جناب علامہ محمد یوسف بن اسماعیلؒ فرماتے ہیں کہ یہ درودِ پاک بڑے مشہور ولی اللہ جناب سیدی ابوالعباس احمد نجانی مغربیؒ کا ہے۔ اِن کے شاگردِ رشید جناب علی بن حرازمؒ کی کتاب جواہر المعانی میں لکھا ہے۔ کہ یہ درودِ پاک آنحضرت رسالت مآب ﷺ نے خود جناب سیدی ابوالعباس احمد نجانی مغربیؒ کو بحالتِ بیداری لکھوایا تھا۔ اور یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس درود شریف کے چند خواص بھی بیان فرمائے تھے۔ ان فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے۔ کہ جو آدمی اس درود شریف کو سات مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ پڑھے گا تو اس شخص کے پاس حضورِ اکرم ﷺ اور چاروں خُلفائے راشدینؓ کی ارواح طیبات آن حاضر ہوتی ہیں۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جو اس درود پاک کو سات مرتبہ سے زیادہ (ہمیشگی کیساتھ) پڑھتا رہے گا۔ تو ایسے شخص سے رسولِ اکرم ﷺ خصوصی محبت فرماتے ہیں۔ اور جب تک وہ شخص ولی اللہ نہ بن جائے مَرے گا نہیں۔ انشاء اللہ العظیم۔

اور شیخ احمد نجانی مغربیؒ نے فرمایا کہ جس نے اس درودِ پاک کو سونے سے پہلے باوضو ہوکر پاک وصاف، مُعطر بستر پر سات مرتبہ روزانہ پڑھتا رہا اس کو نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوگی۔ درود پاک یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم O اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی عَیْنِ الرَّحْمَۃِ الرَّبَّانِیَّۃِ وَالْیَاقُوْتَۃِ الْمُتَحَقِّقَۃِ الْحَائِطَۃِ بِمَرْکَزِ الْفُھُوْمِ وَالْمُعَانِیْ۔ وَ نُوْرِ الْاَکْوَانِ الْمُتَکَوِّنَۃِ الْاٰدَمِیِّ صَاحِبِ الْحَقِّ الرَّبَّانِیْ۔ اَلْبَرْقِ الْاَسْطَعِ بِمَزُوْنِ الْاَرْبَاحِ الْمَالِئَۃِ لِکُلِّ مُتَعَرِّضٍ مِنَ الْبُحُوْرِ وَالْاَوَانِیْ۔ وَ نُوْرِکَ اللَّامِعِ۔ اَلَّذِیْ مَلَاْتَ بِہٖ کَوْنَکَ الْحَائِطِ بِاَمْکِنَۃِ الْمَکَانِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی عَیْنِ الرَّحْمَۃِ الْحَقِّ الَّتِیْ تَتَجَلّٰی مِنْھَا عُرُوْشُ الْحَقَائِقِ عَیْنِ الْمَعَارِفِ الْاَقْوَمِ۔ صِرَاطِکَ التَّآمِّ الْاَسْقَمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی طَلْعَۃِ الْحَقِّ بِالْحَقِّ الْکَنْزِ الْاَعْظَمِ۔ اِفَاضَتِکَ مِنْکَ اِلَیْکَ اَحَاطَۃِ النُّوْرِ الْمُطَلْسَمِ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ صَلَاۃً تُعَرِّفُنَابِھَااِیَّاہُ۔

اسماء النبی کریم ﷺ کے فوائد :

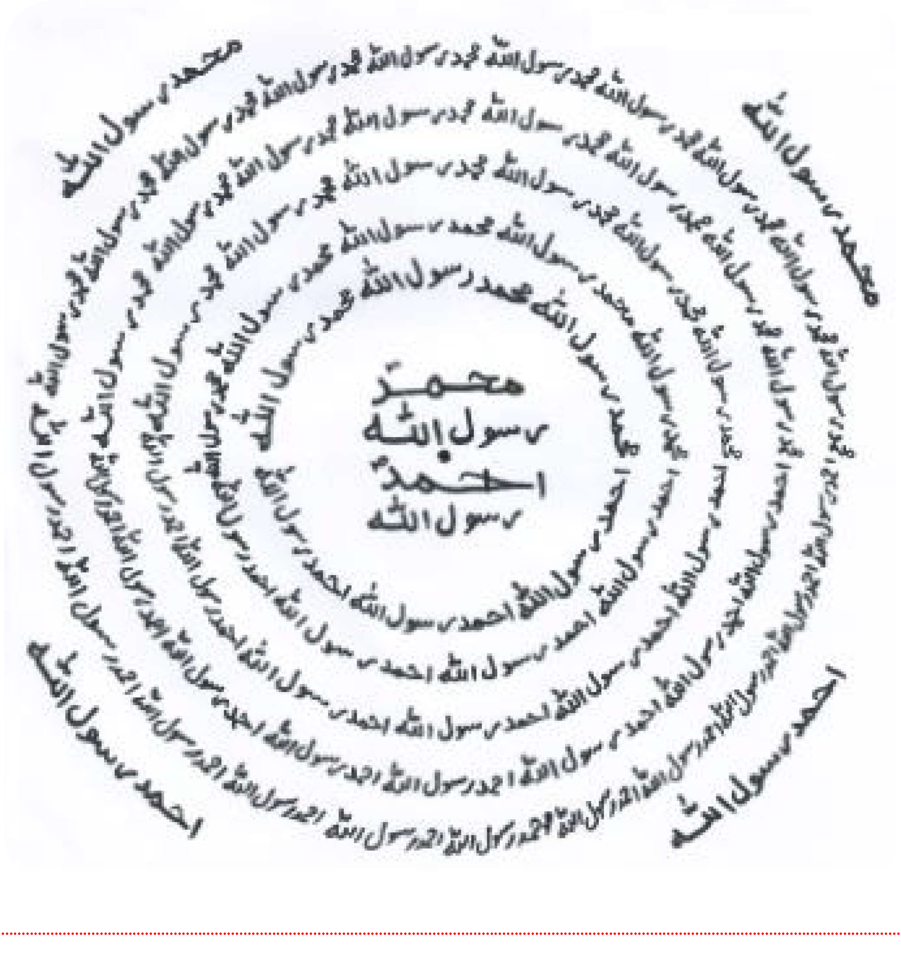

شیخ ابو العباس احمد بن علی بونیؒ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب **شمس المعارف** میں، علامہ کمال الدین الدمیریؒ نے **حیات الحیوان** میں اور علامہ شیخ محمد یوسف بن اسماعیلؒ نے **سعادۃ الدارین** میں اور دیگر کئی مؤلفین و مصنفین نے اس مبارک، مجرب المجرب اور مستند عمل سے اپنی تصانیف و تالیفات کو مزین و معمور فرمایا ہے۔ عمل ہذا کا طریق کار یہ ہے۔

اگر کوئی شخص بعد نماز جمعہ پاکی و نظافت میں (اگلے صفحہ پر دیئے گئے نقش کی طرح) **محمد رسول اللہ . احمد رسول اللہ** فقط **35** مرتبہ مصلے پر بیٹھ کر نہایت ادب و احترام سے رو بہ قبلہ با معطر ہو کر لکھیں۔

اب اگر اس نقش (خاتم) کو روزانہ بوقت طلوع و غروب آفتاب آدھے گھنٹہ تک دیکھتے ہوئے خود کو عشق نبوی ﷺ میں ڈھال کر درود و سلام بھی زبان قلب سے پڑھتے رہیں۔ تو اللہ تعالیٰ بار بار اپنے پیارے حبیب ﷺ کا دیدار عطا فرماتے رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

طریقه نمبر 2. اور اگر کوئی شخص بعد نماز جمعہ پاکی و نظافت میں ایک سادہ بغیر لائن کے صفحہ پر فقط **35** مرتبہ دیئے گئے نقش کی طرح مصلےؒ پر بیٹھ کر نہایت ادب و احترام سے رو بہ قبلہ با معطر ہو کر لکھے۔

محمد رسو ل الله.احمد رسو ل الله.محمد رسو ل الله. محمد رسو ل الله.احمد رسو ل الله. احمد رسو ل الله.محمد رسو
ل الله . احمد رسو ل الله . محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله . محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله.محمد رسو ل الله .
احمد رسو ل الله ،محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله. محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله. محمد رسو ل الله . احمد
رسو ل الله محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله.محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله. محمد رسو ل الله . احمد رسو ل
الله. محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله. محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله.محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله
.محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله.محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله. محمد
رسو ل الله . احمد رسو ل الله.محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله.محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله.محمد رسو ل الله
. احمد رسو ل الله.محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله . محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله، محمد رسو ل الله . احمد
رسو ل الله. محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله. محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله، محمد رسو ل الله . احمد رسو ل
الله. محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله. محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله، محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله.
محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله. محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله. محمد رسو ل الله . احمد رسو ل الله ☆

اس نقش کو اپنے پاس رکھنے کے سینکڑوں فوائد کے علاوہ چند مفید و سریع الاثر فضائل و فوائد یہ ہیں۔

☆ اس نقش کے حامل کو اللہ تعالیٰ اپنی عبادت میں شوق اور چستی عطا فرمائیں گے۔ انشاء اللہ تعالی۔

☆ . اس نقش کے حامل کو اللہ تعالیٰ ہر قسم کی خیر و برکت عطا فرمائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆ . اس نقش کے حامل کو اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شیطانی خطرات و حملوں سے محفوظ و مامون فرمائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

نوٹ: یہ بات یاد رہے کہ ان دونوں اعمال کا دارومدار اور اثر خلوص نیت اور طہارتِ ظاہر و باطن پر ہے۔

زیارت النبی ﷺ کا طریقہ:

مغزِ قرآن، روحِ ایماں، جانِ دیں
ہست حب رحمۃ اللعالمین ﷺ

علامہ سنوسیؒ اپنے مجربات میں اور صاحب مسالک الحنفاء رقم طراز ہیں۔ کہ جو شخص یہ چاہے۔ کہ جمالِ باکمال حضرت سید المرسلین ﷺ کو خواب میں ملاحظہ کرے۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ روزانہ رات کو سونے سے پہلے دو رکعت بنیت دیدار النبی ﷺ اس طرح پڑھے۔ کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص سو **100** مرتبہ پڑھے۔ اور بعد سلام حالت تشہد ہی میں یہ دعا سو **100** مرتبہ پڑھے۔ (ایک کتاب میں تعداد سو کے بجائے دو سو مرتبہ لکھی ہوئی ہے)

بسم الله الرحمٰن الرحيم ٥ اللهم يا الله - يا رحمٰن - يامُحسن- يا مجمل- يا منعم- يا متفضل- اَرنی وجه نبيك محمد صلى الله عليه وعلى اله وصحبه و بارك وسلم- (یہ بارہا کا مجرب المجرب عمل ہے)

اس عمل کے بعد یہی دعائیہ کلمات ایک مرتبہ صاحب عمل خود ہی خوشخط لکھ کر اپنے سرہانے کے نیچے رکھ کر سو جائے۔ اور یہی دعائیہ کلمات روزانہ عمل کے بعد لکھنے ہیں۔ انشاء اللہ پہلی ہی رات یا پھر چند راتوں میں آنحضور نبی مکرم ﷺ کی ضرور بالضرور زیارت کا شرف حاصل ہو جائے گا۔

زیارت النبی ﷺ کا طریقہ:

اگر کوئی صاحب ذوق و شوق اس ذِکر سہ ضربی کو زیارت آنحضور نبی مکرم ﷺ کی نیت سے روزانہ رات کو سونے سے پہلے کیا کرے۔ تو انشاء اللہ وہ ہمیشہ زیارت النبی ﷺ سے مشرف ہوتا رہے گا۔ اس ذکر کا سہل طریقہ یہ ہے۔ کہ !

دائیں کندھے پر **یا احمد** بائیں کندھے پر **یا محمد** دِل پر **یا رسول الله**

چاہیئے۔ کہ ! اس ذکر مبارک کو شروع کے ایک ہفتہ تک تین سو تیرہ (313) مرتبہ پڑھنا ہے۔ پھر اسی ذِکر کو ہمیشہ گیارہ سو (1100) مرتبہ کرتا رہے۔ تاکہ بار بار اِس عظیم ترین نعمتِ زیارت النبی ﷺ کا شرف حاصل ہوتا رہے۔ انشاء اللہ العظیم۔

سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت بحالت بیداری :

جناب حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ اپنی کتاب اوراد غوثیه میں رقمطراز ہیں۔ کہ جب بھی کوئی سالک ارواحِ انبیاء واولیاء اور دیگر مؤمنین کی ارواح وملائکہ کے دیدار کا متمنی ہو اور اُنہیں حاضر کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو ایسے شخص کو چاہیئے کہ وہ نوچندی اتوار کو کسی جنگل، یا ویران مقام یا پھر آبادی سے دور کسی پہاڑ کی گھاٹی یا دامن، یا پھر جنگل میں یا کسی خالی مکان میں یا پھر کسی سنسان وویران جگہ پر چلا جائے جہاں پر کسی آدمی کی آواز، چرند و پرند تک کا گذر نہ ہو۔ وہاں پہنچ کر اِس ریاضت کا آغاز اِس طرح سے کرے کہ! نوچندی سوموار، منگل، بدھ کو دن ورات جاگتا رہے۔ اور ایک منٹ کے لئے بھی نہ سوئے۔ اور اِس دوران استغفار، درود وسلام اور قرآن خوانی میں اپنا وقت صَرف کرے۔ پھر بروزِ جمعرات بعد از نمازِ فجر وہاں پر پہلے پہل غسل کر کے مصلے پر بیٹھ کر فقط 5000 (پانچ ہزار) مرتبہ یہ اسم مبارک بنا تعداد کی کمی وبیشی کے پڑھے۔ **یا کبیر انت الذی لا تهتدی العقول لوصف عظمته یا کبیر o یا باریٔ النفوس بلا مثال خلا من غیره یا باریٔ o یا زاکی الطاهر من کل آفة بقدسه یا زاکی o یا کافی الموسع لما خلق من کل عطایا فضله یا کافی o یا حنان انت الذی وسعت کل شیء رحمته و علما یا حنان o** پھر تازہ وضو کرے۔ اور پھر دو رکعت کے بعد **تحیة الوضو** پڑھ کر چار رکعت ایک سلام سے یہ نیت کر کے پڑھے۔ **نویت ان اصلی لله تعالی اربع رکعات صلوة اظهار الارواح العلویة و السفلیة متوجها الی جهة الکعبة. الله اکبر**۔ چاروں رکعتوں میں **سورہ فاتحہ** کے بعد 9 مرتبہ **سورہ قدر** پڑھ کر 9 مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ نماز سے فارغ ہو کر آنحضور ﷺ پر دس مرتبہ درود وسلام پڑھے۔ پھر صاحب عمل کھڑا ہو جائے۔ پھر سات قدم آہستہ آہستہ آگے رکھتا چلا جائے۔ اور ہر قدم پر تین مرتبہ **اغثنی اغثنی** پڑھے۔ ساتویں قدم کے بعد درود وسلام پڑھ کر سات مرتبہ یہ اسماء مبارکہ پڑھے۔ **یا کبیر انت الذی لا تهتدی العقول لوصف عظمته یا کبیر o یا باریٔ النفوس بلا مثال خلا من غیره یا باریٔ o یا زاکی الطاهر من کل آفة بقدسه یا زاکی o یا کافی الموسع لما خلق من کل عطایا فضله یا کافی o یا حنان انت الذی وسعت کل شیء رحمته و علما یا حنان o** پھر درود وسلام پڑھتا ہوا جائے نماز پر چلا جائے۔ اور منہ قبلہ ہی کی طرف رہنا چاہیئے پھر مصلے پر بیٹھ کر یہی اسما مبارکہ دس بار پڑھ کر کھڑا ہو جائے۔ پھر سات قدم آہستہ آہستہ پیچھے رکھتا چلا جائے۔ اور منہ قبلہ ہی کی طرف رہنا چاہیئے۔ اور ہر قدم پر تین مرتبہ **اغثنی اغثنی** پڑھے۔ ساتویں قدم کے بعد درود وسلام پڑھ کر سات مرتبہ یہ اسماء مبارکہ پڑھے۔ **یا کبیر انت الذی لا تهتدی العقول لوصف عظمته یا کبیر o یا باریٔ النفوس بلا مثال خلا من غیره یا باریٔ o یا زاکی الطاهر من کل آفة بقدسه یا زاکی o یا کافی الموسع لما خلق من کل عطایا فضله یا کافی o یا حنان انت الذی وسعت کل شیء رحمته و علما یا حنان o** پھر درود وسلام پڑھتا ہوا جائے نماز پر چلا آئے اور منہ قبلہ ہی کی طرف رہنا چاہیئے پھر مصلے پر بیٹھ کر یہی اسماء مبارکہ دس بار پڑھ کر کھڑا ہو جائے۔ پھر سات قدم آہستہ آہستہ دائیں طرف شمال کی جانب رکھتا چلا جائے اور منہ قبلہ ہی کی طرف رہنا چاہیئے اور ہر قدم پر تین مرتبہ **اغثنی اغثنی** پڑھے۔ ساتویں قدم کے بعد درود وسلام پڑھ کر سات مرتبہ یہ اسمائے مبارکہ پڑھے۔ **یا کبیر انت الذی لا تهتدی العقول لوصف عظمته یا کبیر o یا باریٔ النفوس بلا مثال خلا من غیره یا باریٔ o یا زاکی الطاهر من کل آفة بقدسه یا زاکی o یا کافی الموسع لما خلق من کل عطایا فضله یا کافی o یا حنان انت الذی وسعت کل شیء رحمته و علما یا حنان o** پھر درود وسلام پڑھتا ہوا جائے۔ نماز پر چلا آئے۔ اور منہ قبلہ ہی کی طرف رہنا چاہیئے۔ پھر مصلے پر بیٹھ کر یہی اسماء مبارکه دس بار پڑھ کر کھڑا ہو جائے۔ پھر سات قدم آہستہ آہستہ بائیں طرف جنوب کی جانب رکھتا چلا جائے اور منہ قبلہ ہی کی طرف رہنا چاہیئے اور ہر قدم پر تین مرتبہ **اغثنی اغثنی** پڑھے ساتویں قدم کے بعد درود وسلام پڑھ کر سات مرتبہ یہ اسماء مبارکہ پڑھے۔ **یا کبیر انت الذی لا تهتدی العقول لوصف عظمته یا کبیر o یا باریٔ النفوس بلا مثال خلا من غیره یا باریٔ o یا زاکی الطاهر من کل آفة بقدسه یا زاکی o یا کافی الموسع لما خلق من کل عطایا فضله یا کافی o یا حنان انت الذی وسعت کل شیء رحمته و علما یا حنان o** پھر درود وسلام پڑھتا ہوا جائے نماز پر چلا آئے اور منہ قبلہ ہی کی طرف رہنا چاہیے مصلّے پر پہنچ کر 21 مرتبہ **احضروا احضروا** کہتا ہوا پھر مصلے پر بیٹھ کر یہی اسماءِ مبارکہ تین سو اکسٹھ (361) بار پڑھے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اسی پڑھائی کے دوران و درمیان ہی ارواح انبیاءؑ واولیاءؒ وجمیع

مومنین وملائکہ حاضر ہو جائیں گے۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع
ایھاالمبعوث فینا جئت با الا مر المطاع

صاحب عمل یعنی کہ سالک انہیں دیکھ کر بے ہوش ہو جائے گا۔ پھر جب ہوش میں آئے گا تو مستوں کی سی خبریں دے گا اس نماز کا سلسلہ شطاریہ اور دیگر سلاسل طریقت میں بار ہا مرتبہ تجربہ کیا گیا ہے یہ نماز گو کہ کچھ مشقت طلب تو ضرور ہے مگر ناممکن نہیں۔

سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت بحالت بیداری : (مجرب طریقہ از حضرت سلطان باہوؒ)

حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ نے حضرت سلطان باہوؒ کی کتاب ''عقلِ بیدار'' کی شرح وترجمہ بنامِ ''کنز الانوار'' میں فرمایا ہے۔ کہ! اگر کوئی چاہے۔ کہ! علمِ دعوت اس کے عمل میں آجائے۔ (یعنی علم دعوت کی تاثیرات، تصرفات اور کمالات حاصل ہو جائیں) اور اس کے اوراد و وظائف میں تاثیر پیدا ہو جائے۔ اور اس کا عمل جاری ہو۔ اور موکل (فرشتے) اس کے تابعدار ہو جائیں۔ اور کلام اللہ اس کے وجود میں تاثیر کرے۔ اور جمعیت بخشے۔ اور جملہ مخلوقات کی رجوعات، مسخرات اور حاضرات اسے حاصل ہو۔ اور وہ خوش نصیب مجلسِ محمدی ﷺ میں داخل ہو۔ اور اس کی ہر مشکل مہم آسان اور حل ہو۔ اور دنیا کا تمام تصرف اسے حاصل ہو تو چاہیئے۔ کہ! کسی دشت و بیابان میں جہاں پاک و صاف ریت میسر ہو۔ (عامل بحالت وضو مع معطر و پاک صاف پوشاک زیب تن کرکے) اپنے دائیں ہاتھ کی انگشتِ شہادت سے ذیل کا نقشہء مبارکِ حضرت رسولِ مکرم ﷺ زمین پر خوشخط کرکے بنائے۔ (جیسا کہ نقش میں دیا گیا ہے) حرمِ نبوی ﷺ اور قبرِ مبارکِ جناب رسول اللہ ﷺ پر لکھے۔ قبر محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ اور اس قبر مبارک کے اردگرد یہ آیتِ قرآنی تحریر کرے۔ **ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی۔ یا یھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما**۔ اور جب یہ نقشہء مبارکہ تیار ہو جائے۔ تو یہی آیت (**ان اللہ و ملئکتہ۔۔۔وسلموا تسلیما**) تین مرتبہ پڑھے۔ اس آیت کے بعد تین ہی مرتبہ یوں کہے۔ **اُحضُرُوا لِلْمُسَخِّرَاتِ یَا مَلِکَ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ یَا مُحَمَّدٍ بِنِ عَبْدِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وبارک وسلم**۔ (نقشہء مبارکہ یہ ہے)

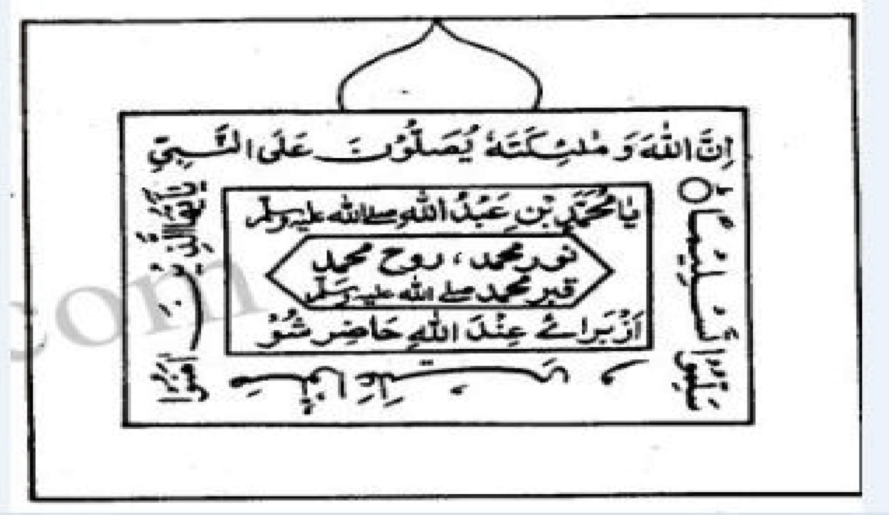

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ
یَا مُحَمَّدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلم
نورِ محمد، روحِ محمد
قبرِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم
اَزْبَرائے عِنْدَ اللّٰہِ حَاضِر شَوْ

اس کے بعد سورہ ملک یا انافتحنا پڑھے۔ (سورہ ملک یا سورہ یٰسین یا سورہ مزمل بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ لیکن بہترین طریقہ یہ ہے۔ کہ ایک تسبیح درود وسلام، پھر ایک مرتبہ سورہ یٰسین پھر ایک مرتبہ سورہ ملک پھر تین مرتبہ سورہ مزمل پڑھی جائے) اور بعدہٗ کلمہ طیبہ کی دل (یعنی لطیفہء قلب) پر نو مرتبہ ضربات لگائے۔ (بہتر تو یہ ہے۔ کہ ایک تسبیح مکمل ضربات لگائے) اس کے بعد درود وسام، لاحول ولاقوۃ الا باللہ اور کلمہ تمجید پڑھ کر آنکھیں بند کرلے۔ اور مراقبہ کرے۔ یہاں تک کہ خواب اور بیداری یکساں ہو جائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگر اہلِ دعوت عامل کامل (یعنی اسے حضرت سلطان باہوؒ والے طریقے کے مطابق دعوت القبور میں بھی کمال حاصل ہو) ہے۔ تو بے شک روح پرفتوح حضرت محمد ﷺ مع جمیع لشکر اصحابِ کبار بالخصوص عشرہ مبشرہؓ وتابعین واولیائے کرامؒ تشریف لاکر اہلِ دعوت کی دستگیری فرماتے ہیں۔ اور اس کی مشکل ومہم درگاہ حق تعالیٰ سے حل کراتے ہیں۔ اور اسے باطنی طور پر اپنے ساتھ شامل فرماتے ہیں۔ اس دعوت کو ''تیغ برہنہ'' کہتے ہیں۔

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کردے کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ اس ضمن میں رقم طراز ہیں۔ کہ! بعض لوگ حضرت سلطان باہوؒ کی کتابوں میں (کیونکہ یہی دعوت حضرت سلطان باہوؒ کی بہت ساری کتابوں میں مرقوم ہے) اس دعوتِ روضہ وقبر مبارک کا حال (مع فوائد وفضائل) پڑھ کر فوراً اس کے پڑھنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب وہ اس دعوت کو بے اثر و بے نتیجہ پاتے ہیں۔ تو حیران رہ جاتے ہیں۔ بعدہ' طرح طرح کی بدگمانیوں (اور شکوک وشبہات) میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ دراصل یہ دعوت القبور کی انتہائی دعوت ہے۔ اگر کوئی شخص اہلِ دعوت عامل اور کامل ہو۔ اور دعوت القبور کی کلید بھی اسے حاصل ہو چکی ہو۔ اور ہر طرح کی قبور پر عدوت القبور پڑھ کر وہ صاحب قبر کو حاضر کرنے میں بھی ماہر ہو۔ لیکن خامِ ناتمام، نفسانی آدمی عبادت وتقوٰی سے دور اشخاص اس کام کو کرنے سے یکسر قاصر ہیں۔

زیارت النبی ﷺ بحالت بیداری: (مجرب طریقہ اَز حضرت شیخ شاہ محمد غوث گوالیاریؒ)

حضرت شیخ شاہ محمد غوث گوالیاریؒ اپنی یگانہ روزگار کتاب ''جواہر خمسہ'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! جو شخص یہ چاہے۔ کہ! مَیں حضرت جناب رسالت مآب ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوں۔ اور آپ ﷺ کے اصحابِ کرامؓ اور دیگر ارواحِ طیبات کو دیکھوں۔ تو اس کو چاہیئے۔ کہ! شہر سے باہر کسی ایسی جگہ جائے۔ جہاں کوئی تالاب، حوض، جھیل، دریا یا سمندر ہو۔ پہلے تو وہاں پر غسل کرے۔ پھر اپنا سر ننگا کر کے دو رکعت شکرانہءِ وضو ادا کرے۔ اس کے بعد دو رکعت دو رکعت صلوٰۃ ارواح پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد 21 مرتبہ سورہءِ اخلاص اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد 21-21 معوذتین پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد سجدہ میں جا کر نہایت عاجزی وانکساری کے ساتھ تین مرتبہ یہ کہے۔ **یا غیاث المستغیثین اغثنی اغثنی یا غیاث**۔ پھر سجدہ ہی کی حالت میں یہ کلمات سات ہزار (7000) مرتبہ کہے۔ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o بسم اللہ افواہ یا اللہ**۔ جس وقت طالبِ صادق اس دعا کو پورا پڑھ لے۔ تو سر سجدہ سے اُٹھا کر منہ آسمان کی طرف اُٹھا کر قبلہ طعف کر لے۔ پھر تین قدم آگے پھر تین قدم پیچھے پھر تین قدم دائیں پھر تین قدم بائیں طرف ایسے چلے۔ کہ! منہ وجسم قبلہ کی طرف سے نہ اُٹھائے۔ جب طالب آنحضرت نبی مکرم ﷺ کو دیکھ لے۔ اور ارواحِ طیبات وصحابہ کرامؓ کو طالب کے ماسوا کوئی اور نہیں دیکھ سکے گا۔ پھر طالب کو چاہیئے۔ کہ! اپنی کوئی شرعی اور بہت ضروری حاجت آنحضور ﷺ کے حضور پیش کرے۔ انشاء اللہ جو مقصود ہو گا۔ وہ بَر آئے گا۔ یہ خاص فقیر (حضرت شیخ شاہ محمد غوث گوالیاریؒ) کا مجرب عمل ہے۔ بعدہ' طالبِ صادق یہ مناجات (معہ تسمیہ) دس مرتبہ کہے۔

الٰہی آنچہ بَد کردم ندانستم خطا کردم بخشش خواھم بحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ۔

درودِ تاج:

اولیائے عُظام، عاشقانِ رسولِ کریم ﷺ اور علماء والمشائخین میں انتہائی خاصیت اور بے پناہ فیوض و برکات کا منبع وحامل رہا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد صاحب التاج والمعراج والبراق والعلم☆دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم☆اسمہ مکتوب مرفوع مشفوع منقوش فی اللوح والقلم☆سید العرب والعجم☆جسمہ مقدس معطر مطھر منور فی البیت والحرم☆شمس الضُحٰی بدر الدجٰی صدر العُلٰی نور الھُدٰی کھف الورٰی مِصباحِ الظلم☆جمیل الشیم☆صاحب الجود والکرم☆واللہ عاصمہ وجبریل خادمہ والبُراق مرکبہ والمعراج سفرہ و سدرۃ المُنتھٰی مقمہ وقاب قوسین مطلوبہ والمطلوب مقصودہ والمقصود موجودۃ سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبیین انیس الغریبین رحمۃ للعٰلمین راحۃ العاشقین مُراد المُشتاقین شمس العارفین سراج السالکین مِصباح المقربین محب الفقرآء والغربآء والمساکین سید الثقلین وسیلتِنا فی الدارین صاحب قاب قوسین محبوب رب المشرقین والمغربین جد الحسن والحسین مولنٰا و مولا الثقلین ابی القاسم محمد بن عبداللہ☆نور من نور اللہ☆یا یھا لمُشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ والہ واصحابہ وسلموا تسلیما۔

اس کے ہزاروں فوائد میں سے چند فوائد (لوگوں کے تجربات ومُشاہدات کی بِنا پر) یہاں درج کئے جا رہے ہیں۔

☆ جو مومن شخص اس درود پاک کو روزانہ رات کو سونے سے پہلے **170** مرتبہ پڑھے گا۔ وہ چند ہی راتوں میں حضرت سید المرسلین ﷺ کی زیارت سے مُشرف ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆ جو شخص اس درود کو صبح اور رات (قبل نوم) 100 مرتبہ پڑھے گا۔ چند ہفتوں میں صاحب کشف ہو جائیگا۔ انشاء اللہ۔

☆ جو شخص اس درودِ پاک کو ہر نماز کے بعد 11 مرتبہ پڑھے گا وہ عابدین وزاہدین کے اعلیٰ مقام تک پہنچ جائے گا۔ انشاء اللہ۔

☆ جو شخص خلوت اختیار کر کے 100 ایام تک (پرہیز روحانی کے ساتھ) اس درود شریف کو 1000 کی تعداد کے مطابق روزانہ پڑھتا رہے گا۔ تو

اس کی رسائی ولایت کے اعلیٰ وارفع مقام تک یقینی ہوجائے گی۔ اور خیال غالب ہے کہ وہ ابدال بن جائے۔ انشاءاللہ۔

☆ جو شخص درودِ تاج کا عامل بننا چاہے تو اس کو چاہیئے کہ خلوت اختیار کر کے اس درودِ پاک کو ہر نماز کے بعد 100-100 مرتبہ اور رات کو سونے سے پہلے 313 مرتبہ 41 (اکتالیس) ایام تک پڑھے۔ (دورانِ زکات عین ممکن ہے کہ حضرت سیدنا آخر الزمان امام المرسلین سیدنا محمد ﷺ کی بحالتِ بیداری زیارت بھی نصیب ہو جائے۔ انشاء اللہ العظیم) تو اس درودِ پاک کی زکاتِ کبیر ہو جائے گی۔ پھر مداومت کے طور ہر روزانہ بعد نمازِ فجر اور بعد نمازِ عشاء 21-21 مرتبہ تاحیات پڑھتا رہے۔ تاکہ وہ اس درودِ پاک کے فیوض و برکات سے مستفید و متنفع ہوتا رہے۔

میرے پسندیدہ چند نعتیہ اشعار جو کہ حضرت مولانا جلال الدین عارف رومیؒ کے ہیں، یہاں قارئین کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

زینتِ یٰسین تُوئی زیبائشِ طٰہٰ تُوئی
صاحبِ معراج سبحان الذی اسریٰ تُوئی
مرحبا صل علیٰ روشنِ جہاں ازروئے تو
خُسروِ شہر مدینہ رونقِ کعبہ تُوئی
رحمۃ اللعالمین آمد زِ شانِ پاک تو
بے نوا را سرپرست و والی و مولیٰ تُوئی
یارسول اللہ ﷺ! بسوئے ما غریباں یک نظر
بے نوا را دستگیر و ماوٰی و ملجا تُوئی
نعتِ پیمبر منیر از شمس تبریزے شنو
مصطفیٰ و مجتبیٰ و سید و اعلیٰ تُوئی

درود بیر : (صاحبِ دلائل الخیرات کا عجیب واقعہ)

صلوٰۃ البیر کے بارے میں مشہور ہے کہ! وظائف کی مشہور و معروف کتاب بنام ''**دلائل الخیرات**'' کے عظیم المرتبت جامع جناب امام علامہ قطبِ زماں ابو عبداللہ شیخ سید محمد سلیمان الجزولیؒ (م۔ 870ھ) ایک دن بنیتِ وضو ایک کنویں پر تشریف لے گئے۔ جب کنویں کے آس پاس اور اندر جھانک کر دیکھا۔ تو حیران و پریشان رہ گئے۔ کہ گہرے کنویں میں سے پانی نکالنے کے لئے وہاں پر نہ تو کوئی ڈول ہے۔ اور نہ ہی کوئی رسی۔ کہ جس کی مدد سے پانی نکالا جاسکے۔ اِتنے میں قریب کے مکان سے ایک معصوم سی بچی نے دیکھا۔ تو کہنے لگی۔ آپؒ وہی شخصیت ہیں؟ جن کی نیکی کی بڑی تعریف کی جاتی ہے۔ اِس کے باوجود آپؒ پریشان اِس لئے ہیں۔ کہ کنویں کا پانی کس شئے کی مدد سے نکالیں؟ اِس لڑکی نے کنویں میں اپنا لعابِ دہن ڈال دیا۔ جس کی وجہ سے کنویں کا پانی جوش مارتا ہوا باہر اُبل پڑا۔ اور باہر بہنے لگا۔ جس سے کہ حضرت شیخ مذکورؒ نے وضو کیا۔ اور پھر اِس لڑکی سے اِس کرامت کے رازِ عظیمہ کی بابت قسم دے کر دریافت فرمایا۔ کہ! تُم نے یہ مرتبہ کیونکر حاصل کیا؟ تو اُس معصوم و فرشتہ صفت لڑکی نے بتایا۔ کہ! اِس ذات اقدس ﷺ پر درود و سلام بھیجنے سے۔ کہ جس کی بدولت جب آپ ﷺ جنگل میں چلتے تو جنگل کے وحشی جانور و درندے بھی آپ ﷺ سے لپٹ جاتے تھے۔ یہ سُن کر حضرت شیخ نے قسم کھائی۔ کہ! وہ بھی دربارِ رسالت مآب ﷺ میں درود و سلام کی کتاب لکھ کر ضرور پیش کریں گے۔ بہرحال اِس واقعے کے بعد اُنہوں نے دلائل الخیرات نامی کتاب لکھی۔ جس کی مقبولیت زد عام و خاص ہر زبان پر ہر زماں میں موجود و مستحکم ہے۔ اُس نیک لڑکی نے بتایا تھا۔ کہ! میں یہ درودِ پاک پڑھا کرتی ہوں۔ (جو کہ درودِ بیر کے نام سے مشہور و معروف ہے)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً دَآئِمَۃً مَّقْبُوْ لَۃً تُؤَدِّیْ بِھَا عَنَّا حَقَّہُ الْعَظِیْمِ۔

یہاں پر چند نعتیہ اشعار پیشِ خدمت ہیں۔ ایک نعت جو کہ کئی زبانوں میں عشقِ رسولِ کریم ﷺ میں سرشار ہو کر تحریر کی گئی ہے۔

لم یات نظیرک فی نظر
مثلِ نہ تو شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سرسو
ہے تجھ کو شہ دُوسَرا جانا
البحر علا والموج طغیٰ
مَن بیکس و طوفاں ہو شربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا
موری نیا پار لگا جانا
یا شمس نظرت الی لیلیٰ
چو بطیبہ رسی عرضے جانا
توری جوت کی جھل جھل جگ میں رچی
میری شب نے نہ دن ہونا جانا
الروح فداک فزد حرفا
ایک شعلہ دگر برزن عشقا
مورا تن من دھن سب پھونک دیا
یہ جان بھی پیارے جلا جانا
بس خامہء خام نوائے رضا
نہ یہ طرز میری نہ یہ رنگ میرا
ارشادِ احبا ناطق تھا
ناچار اس راہ پڑا جانا

زیارت النبی ﷺ کے چندمزید مجرب المجرب اورمستندطریقہ جات :

1۔ بعض علماء فرماتے ہیں۔ کہ! جس شخص نے بوقتِ طلوعِ آفتاب اور بوقت غروبِ آفتاب سورہ قدر کو **21-21** مرتبہ پڑھا۔ وہ خوش نصیب شخص خواب میں آنحضور نبی مکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف اور بہرہ وَر ہوگا۔

2۔ بعض علماء فرماتے ہیں۔ کہ! جوشخص دن میں کوئی ایک وقت مخصوص کر کے سورہ مزمل اور سورہ مدثر کو **100-100** مرتبہ زیارت النبی ﷺ کے قصد سے پڑھے گا۔ وہ بالآخر اپنے اسی نیک مقصد میں ضرور کامیاب ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

3۔ صاحبِ فتح المجید فرماتے ہیں۔ کہ! جوشخص ہر جمعۃُ المبارک کو سورہ قدر ایک ہی نشست میں ایک ہزار **1000** مرتبہ پڑھے گا۔ وہ مَرنے سے پہلے زیارت النبی ﷺ کے شرف سے فیض یاب ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

4۔ بعض علماء فرماتے ہیں۔ کہ! جس نے شب جمعہ میں نصف شب کو سورہ قریش ایک ہزار **1000** مرتبہ پڑھی۔ پھر وہ سوگیا۔ تو وہ ضرور آنحضور نبی مکرم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کر پائے گا۔ (انشاء اللہ) مجرب ہے۔

5۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ! جس نے رات کو ایک ہزار **1000** مرتبہ سورہ اخلاص کو (ایک ہی نشست میں بغیر کسی سے بات چیت کئے) پڑھا۔ اسے خواب میں جناب سید عالم ﷺ کی زیارت ہوگی۔ (انشاء اللہ) الحمد للہ یہ مجرب ہے۔

6۔ سید جمال الدین ابوالمواہب الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ! مَیں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا۔ (کہ) سوتے وقت پانچ مرتبہ **اعوذ باللہ من الشیطٰن الر جیم**۔ پانچ مرتبہ **بسم اللہ الرحمٰن الر حیم**۔ کہو۔ پھر کہو۔ **اللھم بحق محمدٍ آرِنِی وَجہَ مُحَمَّدٍ (ﷺ) حا لًا وَ مَا لًا**۔ جب تم سوتے وقت ایسا کہوگے۔ تو مَیں تمھارے پاس آتا رہوں گا۔ اور تجھ سے بالکل دور نہیں ہوں گا۔ پھر فرمایا۔ کتنا اچھا تعویذ (تعویذ سے مراد طریقہ) ہے۔ اور کتنی اچھی مراد ہے۔ (کہ) جو اس پر ایمان لائے۔ اور یقین کرے۔ خصوصًا اگر آپ ﷺ پر درود وسلام کا اِضافہ بھی کر لیں۔ (الحمد للہ یہ طریقہ مجرب ہے۔ کیونکہ! یہ طریقہ بعینہٖ آپ ﷺ ہی کی زبانِ مبارک سے ادا ہوا ہے)

☆ کتاب سعادۃُ الدارین میں ہے۔ کہ مدینہ منورہ کی ایک شخصیت نے مجھ (مصنف کتاب سعادۃ، سیدی شیخ یوسف بن اسمائیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کرتے ہوئے فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جوشخص خواب میں حضور نبی مکرم ﷺ کی زیارت کرنا چاہتا ہو۔ تو وہ سوتے وقت بائیس **22** مرتبہ ’’**محمد** ﷺ‘‘ کہے۔ (سبحان اللہ۔ بہت سہل عمل ہے۔)

7۔ کتاب **سرمایہ درویش** میں پرفیسر محمد عبداللہ بھٹی فرماتے ہیں۔ کہ! یہ (عمل مبارک) ایک کامل درویش کا تحفہ خاص ہے۔ ایسے سالکین وعاملین جو عرصہ دراز سے زیارتِ رسولِ مقبول ﷺ کی تلاش میں رہتے ہیں۔ بلکہ وہ سالکین جو **20** سالوں سے اس شوق میں بار بار وظیفے بدل چکے تھے۔ ان کی قسمت بھی جاگ اُٹھی۔ جب سرکارِ مدینہ ﷺ نے اِن (سالکین) پر کرم فرمایا۔ مَیں اُن سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ ایک بار ضرور یہ عمل کریں۔ کیونکہ میرے بہت سارے ایسے دوست ہیں۔ جن کو اس عمل کے دوران ایک سے زیادہ مرتبہ سرکارِ مدینہ ﷺ کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔۔۔ (بلکہ) میری ایک روحانی مرید کو تو عالم بیداری میں بھی سرکارِ مدینہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔۔۔ ترکیبِ عمل یہ ہے۔ (کہ) بعد نمازِ عشاء اول وآخر **11-11** مرتبہ درود شریف (اور درمیان میں) تیسرا کلمہ (کلمہ تمجید) اور سورہ کوثر شریف **500-500** مرتبہ پڑھ کر سرکارِ مدینہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں اس تصور کے ساتھ کہ! سرکارِ ﷺ مَیں آپ ﷺ کا ایک کمزور گناہ گار اُمتی ہوں۔ مجھ پر کرم فرمائیں۔ یہ عمل بعد نمازِ عشاء روضہ رسول ﷺ کا تصور کر کے کریں۔ (یا پھر اس وظیفہ کے دوران گنبدِ خضرٰی کی کوئی تصویر لے کر سامنے رکھیں۔ اور اس پر اپنی نظریں ٹکا کر رکھیں) انشاء اللہ سرکارِ مدینہ ﷺ کا دیدار نصیب ہوگا۔

8۔ میرے پیر بھائی اور استادِ محترم جناب سید گلشن شاہ صاحب ہمارے پیرومرشد کے حوالے سے اُن کا فرمودہ ایک مجرب عمل تحریر فرماتے ہیں۔ کہ! اگر کوئی شخص **20** مرتبہ سورہ مزمل شریف پڑھ کر **2000** مرتبہ یہ درود پڑھے۔ **بسم اللہ الر حمٰن الر حیم ٥ الصلوٰۃ والسلام علیک یَا یُّھَا الْمُزَّ مِّلُ زَمِّلْنِیْ زَمِّلْنِیْ زَمِّلْنِیْ**۔ س عمل کی برکت سے زیارت النبی ﷺ کا شرف حاصل ہوگا۔ اور حاجت بھی پوری ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

9۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کلیاتِ امدادیہ میں فرماتے ہیں۔ کہ! عشاء کی نماز کے بعد (تمام کاموں سے فارغ ہوکر، سونے سے قبل) مکمل پاکی سے نئے کپڑے پہن پہن کر خوشبو لگا کر باادب مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں جمالِ مبارک

آنحضرت رسولِ مکرم ﷺ کی زیارت حاصل ہونے کے قصد سے نہایت عاجزی وانکساری سے دعا کرے۔ اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت نبی مکرم ﷺ کی صورتِ مبارکہ کا سفید شفاف کپڑے، سبز پگڑی اور منور چہرے کے ساتھ تصور و تخیل میں خود کو محو و مستغرق کر لے۔ (اول و آخر طاق مرتبہ کم اَز کم 33 مرتبہ) درودِ پاک پڑھنا ہے) اور درمیان میں یک صد مرتبہ یہ تین ضربی ذکر کرنا ہے۔

دائیں طرف **الصلوٰۃ والسلام علیک یَا رسول الله** کی ضرب لگانی ہے۔ بائیں طرف **الصلوٰۃ والسلا علیک یَا نبی الله** کی ضرب لگانی ہے۔ دل پر **الصلوٰۃ والسلام علیک یَا حبیب الله** کی ضرب لگانی ہے۔

اور پھر متواتر جس قدر ہو سکے۔ اس کے بعد طاق تعداد میں جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے۔ (یعنی اول و آخر طاق مرتبہ (کم اَز کم 33 مرتبہ) درودِ پاک پڑھنا ہے) درود شریف یہ ہے۔ **بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّ حِیۡم o اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّد کما امر تناان تصلی علیه۔ اللهم صلی علٰی محمد کما هو اهله۔ اللهم صلی علٰی محمد کما تحب و تر ضا له۔**

پھر پاک صاف بستر پر آ کر لیٹے ہوئے **سورہ نصر معہ تسمیہ 21** مرتبہ پڑھ کر آپ ﷺ کے جمالِ مبارک کا تصور کرے۔ اور درود شریف پڑھتے وقت سر قلب کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف داہنی کروٹ سے سوئے۔ اور **الصلوٰۃ والسلام علیک یَا رسول الله** پڑھ کر داہنی ہتھیلی پر دَم کرے۔ اور اس ہتھیلی کو سر کے نیچے رکھ کر سو جائے۔ یہ عمل شب جمعہ یا دوشنبہ کی رات کو کیا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اُسی رات یا چند راتوں میں ہی اپنا مقصد پا لے گا۔

10۔ صاحب سعادۃ الدارین جناب علامہ محمد یوسف بن اسماعیلؒ فرماتے ہیں۔ کہ! جو کوئی خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کرنا چاہتا ہو۔ وہ یہ پڑھے۔ **بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّ حِیۡم o اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّد کما امر تناان نصلی علیه. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّد کما هو اهله. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّد کما تحب و تر ضٰی له** ۔ جو کوئی طاق مرتبہ یہ درود شریف پڑھے گا۔ وہ خواب میں آپ ﷺ کو (ضرور) دیکھے گا۔ اور اس کے ساتھ اِن کلمات کا اِضافہ کر لے۔ **بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّ حِیۡم o اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوۡحِ مُحَمَّد فی الارواح. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی جسد مُحَمَّد فی الا جساد. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی قبر مُحَمَّد فی القبور۔**

11۔ حضرت حسن رسول نماؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اگر آنحضور نبی مکرم ﷺ کی زیارت کی خواہش ہو۔ تو اپنے اندر خلوص پیدا کرو۔ حضرت حسن رسول نماؒ **1100** مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ اور جس کو بتا دیا کرتے تھے۔ اُس کو بھی حضور ﷺ کی زیارت کا شرف نصیب ہو جاتا تھا۔ (حضرت حسن رسول نماؒ کا درود شریف یہ ہے) **بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّ حِیۡم o اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عِتۡرَتِه بِعَدَدِ کُلِّ مَعۡلُوۡمِ لَّكَ** ۔ اس درود شریف کی وجہ سے آپؒ کے اندر یہ وصف پیدا ہو گیا تھا۔ کہ جس کو چاہتے حضرت رسولِ کریم ﷺ کی زیارت کرا دیتے تھے۔ اور خود اس قدر صاحبِ حضور تھے۔ کہ! ہر وقت آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں موجود رہتے تھے۔ اور اس درود شریف کو اسی طرح پڑھنے کی آپؒ کی جانب سے اجازت عام ہے۔ (ماشاء اللہ)

12۔ بعض بزرگ اپنے تجربات کی بنیاد پر فرماتے ہیں۔ کہ! جو شخص ہر رات کو سورہ ''**لایلف قریش**'' ایک ہی نشست میں ایک ہزار **1000** مرتبہ پڑھے گا۔ وہ جلد ہی زیارت النبی ﷺ کے شرف سے فیض یاب ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

13۔ جو بھی شخص دیدارِ مصطفٰے ﷺ کا طالب و شائق ہو۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ! رات کو سونے سے پہلے آنحضور نبی مکرم ﷺ کی نیت و قصد سے دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا فقط سو (**100**) مرتبہ روزانہ پڑھا کرے۔ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم اور اس عمل کی برکت سے آنحضرت ﷺ کے دیدار کا شرف ضرور بالضرور حاصل ہو جائے گا۔ انشاء اللہ العظیم۔ دعا یہ ہے۔ **بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّ حِیۡم o اَللّٰھُمَّ یا نور النور و یا مد بر الامور۔ بلغ عنی روحِ سید نا محمد و ارواح آل سید نا محمد تحیة و سلاما۔**

14۔ زیارت النبی ﷺ کا یہ طریقہ مجربات میں سے ہے۔ (جو کہ کبھی فیل نہیں ہوا) مغرب کی نماز پڑھ کر عشاء کی نماز تک دو۔ دو رکعت نفل پڑھ کر اس دوران کسی سے گفتگو نہ کرے۔ اور اپنی ہی نماز میں مشغول رہے۔ (اور ہر مرتبہ زیارت النبی ﷺ کی نیت و قصد سے دو رکعت نفل اس طرح سے پڑھے۔ کہ! ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سات مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد سر سجدے میں رکھ کر سات مرتبہ یہ استغفار پڑھے۔ **استغفر الله العظیم الذی لا اله الا هو الحی القیوم واتوب الیه واسئا له التو بة** ۔ پھر سات مرتبہ یہ پڑھے۔ **سبحٰن الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر** ۔ پھر سات مرتبہ یہ درود شریف پڑھیں۔ **اللهم صل علی النبی الا می محمد واله وسلم** ۔ پھر سات مرتبہ یہ پانچ اسمائے الٰہیہ پڑھے جائیں۔ **یا الله۔ یا حی۔ یا قیوم۔ یا**

رحمٰن۔ یا رحیم ۔ پھر سر سجدے سے اُٹھالے۔ (دو۔ دو کر کے تمام رکعتیں عشاء کی نماز تک اسی ترتیب سے پڑھنی ہیں) پھر یہ دعا کھڑے ہو کر 11 مرتبہ پڑھ لیں۔ **یا اللہ. یا حی. یا قیوم. یا ذوالجلالِ والاکرام. یا ارحم الراحمین. یا رحمٰن الدنیا والاٰخرۃ ورحیمھما. یا اللہ. یا الہ الاولین والاٰخرین. یا رب یا رب یا رب. یا اللہ یا اللہ یا اللہ اٰرنی فی منامی سیدنا محمد رسول اللہ** ﷺ ۔ یہاں تک کا عشاء کی نماز کا وقت آن پہنچے۔ پس عشاء کی پوری نماز پڑھ کر ایک ہزار (1000) مرتبہ یہ درود شریف (**اللھم صل علی سیدنا محمد ن النبی الامی والہ وبارك وسلم** ۔ یا پھر) کسی بھی **درودِ پاك** کو پڑھ کر دائیں پہلو پر (اگر ہو سکے تو رو بہ قبلہ) سو جائیں۔ (لیٹے ہوئے اسمِ مبارک **محمد** ﷺ کا یا گنبدِ خضراء کا تصور و تخیل کرتے ہوئے سو جائیں) اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم، نبی مکرم ﷺ کی بے حد و بے شمار محبت و چاہت اور اس عمل کی بدولت پہلی ہی رات یا پھر چند ہی راتوں میں ضرور بالضرور آنحضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

15۔ زیارت النبی ﷺ کا یہ طریقہ مجربات میں سے ہے۔ کہ جو شخص ہمیشہ رات کو سونے سے پہلے سو مرتبہ **سورہ مزمل**، ایک ہزار مرتبہ **سورہ کوثر** اور ایک ہزار مرتبہ (یہ درود شریف **اللھم صل علی سیدنا محمد ن النبی الامی والہ وبارك وسلم** ۔ یا پھر) کسی بھی **درودِ پاك** کو پڑھنے کا اہتمام والتزام کرتا رہے۔ (گو کہ اس عمل میں کچھ وقت تو لگ جائے گا۔ مگر) ایسا شخص کثرت سے زیارت النبی ﷺ سے مشرف ہوتا رہے گا۔ (کثیر وقت صَرف ہونے کے بجائے سعادتِ ازلی و ابدی پر توجہ دینا لازمی امر ہے۔ کیونکہ!) پھر ایک وقت ایسا بھی آئے گا۔ کہ وہی شخص صاحبِ حضوری ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

16۔ زیارت النبی ﷺ کے لئے یہ آسان طریقہ اختیار کیا جائے۔ کہ بعد فرض نمازِ جمعہ سلام پھیرنے کے فوراً بعد بحالتِ تشہد سو مرتبہ **سبحٰن اللہ و بحمدہٖ** پڑھیں۔ اور اسی دن بعد نمازِ عصر ایک ہزار مرتبہ یہ درود شریف **اللھم صل علی سیدنا محمد ن النبی الامی و علٰی الہ و صحبہٖ و بارک وسلم** ۔ پڑھیں۔ اس عمل کو کئی لوگوں نے آزمایا۔ اور مجرب پایا۔ اگر خدانخواستہ پہلے جمعہ نہیں تو دوسرے یا تیسرے، حد سے حد ساتویں جمعہ تک لازمی زیارت النبی ﷺ کا شرف حاصل ہو ہی جائے گا۔ بشرطِ حبِ نبوی ﷺ عروج پر ہو۔ اور شوق دیدار بھی۔

اسی درود پاک کے متعلق امام یافعیؒ کی کتاب بستان لافقراء کے حوالے سے یہ بات نقل کی گئی ہے۔ کہ! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ جس نے مجھ پر ایک ہزار (1000) مرتبہ یہ درود شریف پڑھا۔ (**اللھم صل علی سیدنا محمد ن النبی الامی و علٰی الہ و صحبہٖ وبارك وسلم**) وہ اس رات کو اپنے رب یا اپنے نبی مکرمؐ کو یا اپنا جنت کا ٹھکانہ ضرور ملاحظہ کرے گا (انشاء اللہ تعالیٰ) اگر نہ دیکھ سکے۔ تو وہ تین یا پانچ جمعے تک یہی عمل کرے۔ (وہ ضرور اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا۔ انشاء اللہ) اولیائے کرام اور بزرگانِ دین اس درود کو کئی سالوں سے بعد نمازِ عصر پڑھنے کا اہتمام والتزام کئے ہوئے ہیں۔

17۔ زیارت النبی ﷺ کے اس طریقے کو حضرت شیخ عارف المرسیؒ کے قولِ مبارک کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔ کہ! جو کوئی شخص دن یا رات میں یہ درودِ پاک ہمیشہ پانچ سو (500) مرتبہ پڑھنے کا اہتمام والتزام رکھے گا۔ وہ شخص مرنے سے پہلے بحالتِ بیداری نبی مکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) درود شریف یہ ہے۔

اللھم صل علی سیدنا محمد عبدك و نبیك و رسولك النبی الامی و علٰی الہ و صحبہٖ وبارك وسلم ۔

یاد رہے۔ کہ! اگر اس درودِ پاک سے بحالتِ بیداری نبی اکرم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہو سکتا ہے۔ تو خواب میں تو بطریقِ اولیٰ یہ شرف حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے۔ اسی درودِ پاک کو اگر رات کو ایک ہزار (1000) مرتبہ پڑھنے کا اہتمام والتزام رکھا جائے۔ تو خواب میں زیارت النبی ﷺ کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ یہ بات بھی مجربات میں سے ہے۔

18۔ زیارت النبی ﷺ کے قصد سے اگر کوئی شخص روزانہ رات کو سونے سے پہلے بارہ ہزار (12000) مرتبہ کلمہ طیبہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** (ﷺ) کا ورد کیا کرے گا۔ تو اسے زیارت النبی ﷺ کا شرف حاصل ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

19۔ یہ طریقہ بھی مجربات سے ہے۔ کہ! اگر کوئی شخص بحالتِ خواب نبی اکرم ﷺ کی زیارت کے لئے سترہ (17) مرتبہ **اللہ الصمد** پڑھے۔ پھر سونے سے پہلے یہ دعا سو مرتبہ پڑھ لے۔ تو وہ شخص زیارت النبی ﷺ سے مشرف ہوگا۔ انشاء اللہ۔ دعا یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَا لُكَ بِنُوْرِ الْاَنْوَارِ الَّذِیْ ھُوَ عَیْنُكَ لَا غَیْرُكَ اَنْ تُرِیَنِیْ وَجْہَ نَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ كَمَا ھُوَ عِنْدَكَ ۔

بہر حال میرا (عبدالرؤف) کا یہ خیال ہے۔ کہ! **اللہ الصمد** کو بجائے سترہ مرتبہ پڑھنے کے تین سو تیرہ (313) یا ایک ہزار (1000) مرتبہ پڑھا جائے۔ تو بہت بہتر ہوگا۔ اور کثیر فوائد حاصل ہوں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

20۔ زیارت النبی ﷺ کے مقصد وغایت کے لئے یہ طریقہ بھی مجربات سے ہے۔ کہ! اگر کوئی شخص روزانہ ایک سو مرتبہ **سورہ یسین** شریف کو مکمل پڑھ لیا کرے۔ جس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ ہر نماز کے بعد دس۔ دس مرتبہ پڑھا کرے۔ اور اول و آخر **11-11** مرتبہ کوئی درود شریف پڑھ لیا کرے۔ اور رات کو سونے سے پہلے پچاس مرتبہ پڑھ لیا کرے۔ ور اول و آخر **100** مرتبہ کوئی درود شریف پڑھ لیا کرے۔ مگر نیت زیارت النبی ﷺ ہی کی ہو۔ تو چند ہی دنوں میں زیارت کا شرف ضرور بالضرور حاصل ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تعشق کیجئے اپنا عنایت یا رسول اللہ ﷺ　　نہ ہو تا غیر کی مجھ کو محبت یا رسول اللہ ﷺ
خدا نے غیب سے آسان کر دیں مشکلیں اس کی　　پکارے جو کوئی وقتِ مصیبت یا رسول اللہ ﷺ
تصور میں بھی اب جایا نہیں جاتا مدینہ میں　　بڑھی ہے اَب تو اِس درجہ نقاہت یا رسول اللہ ﷺ

21۔ زیارت النبی ﷺ کے حصول کے لئے اگر کوئی شخص شب جمعہ کو سونے سے قبل غسل کر کے کپڑوں پر عطر لگا لے۔ اور لوبان سلگا کر یہ درود شریف فقط ایک سو گیارہ (111) مرتبہ پڑھ لے۔ تو یقیناً وہ پہلی ہی شب جمعہ میں اپنا مقصد پالے گا۔ (ان شاء اللہ)

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم o اَللّٰھُمَّ انی اسئلک بجلال وجھک الکر یم ان تَر ٰنِیُ وجہَ نبیک محمد صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وبارک وسلم فی منا می ھذا رُؤْ تِیُ حتی تقر بھا عینی و تفرح بھا کر بی و یشر ح بھا صدری و تَاَ لَّفَ بھا شَملی و تجمعُ بھا بینی و بین نبیک محمد صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیما دائما ابدا کثیرا.

21۔ زیارت النبی ﷺ کے حصول کے لئے اگر کوئی شخص بحالتِ وضو قبل نوم پاک وصاف اور معطر بستر پر روزانہ ایک تسبیح (صد مرتبہ) یا کم از کم دس مرتبہ حصولِ شرفِ زیارت النبی ﷺ یہ کلمات معہ تسمیہ پڑھ لیا کرے۔ تو وہ شخص بارہا اپنے مقصد میں کامرانی سے ہمکنار ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ا لُبَیُتِ ا لُحَرَامِ وَ ا لُشَّھُرِ ا لُحَرَامِ وَا لُرُّ کُنِ ا لُمَقَامِ اِ قُراِء رُوُحِ مُحَمَّدٍ مِّنِی ا لسَّلَامِ.

درودِ معظم :

جو خوش نصیب شخص یہ درودِ شریف پڑھے۔ ضرور بالضرور اپنے مقصد وغایت کو پہنچے گا۔ ان شاء اللہ۔ اُسے وصول الی اللہ حاصل ہوگا۔ تمام دینی و دنیوی مقاصد میں کامیابی ہوگی۔ زیارت النبی ﷺ قصد کے لئے اس درود پاک کو بعد ہر نماز کے سو مرتبہ اور رات کو سونے سے قبل تین سو مرتبہ پڑھنا مجرب وآزمودہ قرار دیا گیا ہے۔ درودِ معظم یہ ہے۔

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم o اَللّٰھُمَّ صل علٰی محمد مادامت الصلوٰۃ. اَللّٰھُمَّ صل علٰی محمد مادامت البر کات وارحم. اَللّٰھُمَّ صل علٰی محمد مادامت الرحمۃ. اللھم صل علٰی روح محمد فی الارواح . اللھم صل علٰی جسد محمد فی الاجساد . اللھم صل علٰی قبر محمد فی القبور . اللھم صل علٰی تربۃ محمد فی التراب . اللھم صل علٰی روح محمد فی الارواح . اللھم صل علٰی نفس محمد فی النفوس . اللھم صل علٰی قلب محمد فی القلوب . اللھم صل علٰی روضۃ محمد فی الریاض . اللھم صل علٰی صورۃ محمد فی الصور . و صلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ محمد وعلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم اجمعین فضلا من اللہ ورسولہ. الحمد للہ علی التو فیق واستغفر اللہ علی التقصیر. سبحانک ما عبد ناک حق عبادتک . بر حمتک یا ارحم الراحمین.

درودِ مکرم :

یہ درود شریف حضرت قطبِ عالم مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاریؒ سے منقول ومنسوب ہے۔ جو شخص یہ درودِ مکرم پڑھے گا۔ ضرور بالضرور اپنے مُقصد وغایت کو پہنچے گا۔ ان شاء اللہ۔ آپؒ اپنے خصوصی اوراد میں فرماتے ہیں۔ جو مومن اس درودِ مکرم کو ایک مرتبہ پڑھے گا۔ تو ایک حج کا ثواب اُس خوش نصیب شخص کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ جو اِس درودِ مکرم کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا۔ وہ تمام دنیاوی واُخروی بلاؤں سے محفوظ وماموں رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ اور اُسے عقبیٰ میں حضرت کی ہمسائے گی اُسے نصیب ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ بہر حال! درودِ مکرم یہ ہے۔

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم o اَلصلٰوۃ والسلام علیکم یا محمد ن العربی ۔ اَلصلٰوۃ والسلام علیکم یا

محمد ن القرشی ۔ اَلصلٰوۃ والسلام علیکم یا محمد ن المکی ۔ اَلصلٰوۃ والسلام علیکم یا محمد ن المدنی ۔ اَلصلٰوۃ والسلام علیکم یا خاتم النبیین ۔ اَلصلٰوۃ والسلام علیکم یا نبی الله ۔ اَلصلٰوۃ والسلام علیکم یا محمد رسول الله ۔ اَلصلٰوۃ والسلام علیکم یا محمدحبیب الله ۔ اَلصلٰوۃ والسلام علیکم یا ابا الفاطمة الزهرآء ۔ اَلصلٰوۃ والسلام علیکم یا جد الحسن والحسین. اَلصلٰوۃ والسلام علیکم یا صا حب المنبر والمعراج محمد محمد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه والٰهٖ وصحبهٖ وابارک وسلم تسلیما دائما کثیرا ۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

درودِ عجیبه و غریبه : (دل کی گرمی اور طبیعت کے چڑ چڑا پن کے دفیعہ کا درودِ پاک)

یہ بھی انتہائی مختصر مگر ایک جامع ترین کثیر المنافع درود پاک ہے۔ اگر کسی کے دل پر گرمی ہو یا طبیعت میں چڑ چڑا پن ہو تو چاہیئے ۔ کہ روزانہ رات کو سونے سے پہلے اور صبح اُٹھنے کے بعد اسی درودِ پاک کو لاتعداد مرتبہ پڑھتے رہیں۔ کچھ ہی دنوں میں دل کی گرمی اور طبیعت کے چڑ چڑا پن سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ درودِ عجیبہ وغریبہ یہ ہے۔ **بسم الله الرحمٰن الرحیم ہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَا بِقًا نُوْرُہ' وَ اٰخِرًا ظُهُوْرُہ' وَ رَحْمَةً'' الِّلْعَا لَمِیْنَ وَجُوْدُہ' وَ عَلٰی اٰ لِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔**

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے اسی میں ہو اگر خامی تو سب نامکمل ہے
محمدؑ کی محبت آنِ ملت ، شانِ ملت ہے محمدؑ کی محبت روحِ ملت ، جانِ ملت ہے

زیارت النبی ﷺ کا طریقہ:

حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے ملفوظات بنام **مقا بیس المجا لس** میں مرقوم ہے۔ کہ حضرت خواجہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ نے فرمایا۔ کہ جو شخص ایک لاکھ مرتبہ (پرہیز عمومی کے ساتھ) اس درودِ پاک کو پڑھے۔ تو اس ساتھ رسول اللہ ﷺ بے حجاب و بے حساب کلام فرماتے ہیں۔ درود شریف یہ ہے۔ **بسم الله الر حمن الر حیم ہ اللهم صل و سلم علی سیدنا رسولک محمد تعینک الاقدم والمظهر الاتم لاسمک الاعظم بعدد تجلیات ذلک و تعینات صفاتک و علی اله کذلک۔**

زیارت النبی ﷺ کا طریقہ:

حضرت خواجہ ابو سعید ابوالخیرؒ نے یہ فرمایا۔ کہ! جو شخص جمعرات کو بعد ا۔ زغسل لباسِ پاکیزہ پہن کر عطر لگا کر پھول و شیرینی پر فاتحہ حضرت رسولِ مکرم ﷺ کی دے۔ پھر اکتالیس مرتبہ یہ اشعار پڑھے۔ اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جمالِ کمالِ مصطفیٰ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو۔ اشعار یہ ہیں۔

نسیما جانبِ کویش گذر کن بگو آں نازنین شمشادِ مارا
به تشریفِ قدومِ خود زمانه مشرف کن خرابِ آبادِ مارا
که به تشریفِ تُو اسبابِ شادی نشاید خاطرِ ناشادِ مارا

انہیں اشعار سے کچھ ملتے جلتے اشعار یہ بھی ہیں ۔

نسیما جانبِ بطحا گذر کن زِ احوالم محمد ﷺ را خبر کن
تُوئی سلطانِ عالم یا محمد ﷺ زِ رُوئے لطف سُوئے من نظر کن
به برایں جانِ مشتاقم در آنجا فدائے روضه خیر البشر کن
مشرف گَرچه شد جامیؒ زِ لطفش خدایا ایں کرم بارِ دیگر کن

زیارت النبی ﷺ کا طریقہ:

اگر کوئی صاحب ذوق وشوق اس ذِکر سہ ضربی کو زیارتِ آنحضور نبی مکرم ﷺ کی نیت سے روزانہ رات کو سونے سے پہلے کیا کرے۔ تو انشاءاللہ وہ ہمیشہ زیارت النبی ﷺ سے مشرف ہوتا رہے گا۔ اس ذکر کا سہل طریقہ یہ ہے کہ !

دائیں کندھے پر **یا احمد** بائیں کندھے پر **یا محمد** دِل پر **یا رسول الله**

اس ذکر کو پہلے عشرے میں روزانہ بعد نماز عشاء **313** مرتبہ کیا جاتا ہے ایک دوسرے عشرے سے **500** مرتبہ روزانہ کیا جاتا ہے۔ ایک ماہ بعد

1100 مرتبہ ہمیشہ کے لئے اختیار کرنا ہوتا ہے۔ تا کہ بار بار اِس عظیم ترین نعمت (زیارت النبی ﷺ) کا شرف حاصل ہوتا رہے۔ انشاء اللہ العظیم۔ (زیارت النبی ﷺ کے متعدد طریقے پیچھے درود شریف والے باب میں بیان کیئے گئے ہیں)

حضرت شیخ العلمائے ہند شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص روزانہ سورہ اخلاص (ایک ہزار مرتبہ) کو معہ تسمیہ بحالت تنہائی (دَریک نشست) روزانہ پڑھنے کا معمول بنالے۔ تو ایسے شخص کو شروع میں عالمِ رویاء کے اندر اور کچھ عرصہ گزرنے کے بعد بحالت بیداری بھی زیارت النبی ﷺ کا بار بار شرف حاصل ہوتا رہتا ہے۔ لہذا چاہیئے۔ کہ سورہ اخلاص کو ایک ہزار مرتبہ اِس طرح پڑھتا رہے۔ کہ اول و آخر گیارہ مرتبہ درود و سلام پڑھا جائے۔ ایسے شخص کی تمام دینی و دنیاوی حاجات ازخود پوری ہوتی رہتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے ہیں۔

میری پسندیدہ نعتِ رسولِ مقبول ﷺ : (''مظفر وارثیؒ'')

تُو کُجا مَن کُجا

تُو امیرِ حرم ، مَیں فقیرِ عجم　　تیرے گُن اور یہ لب ، مَیں طلب ہی طلب
تُو عطا ہی عطا ، مَیں خطا ہی خطا　　تُو کُجا مَن کُجا ، تُو کُجا مَن کُجا
تُو اَبد آفریں ، مَیں ہوں دو چار پل　　تُو یقیں مَیں گماں ، مَیں سُخن تُو عمل
تُو ہے معصومیت ، مَیں نِری معصیت　　تُو کرم مَیں خطا ، تُو کُجا مَن کُجا
تُو ہے احرامِ انوار باندھے ہوئے　　مَیں دردوں کی دستار باندھے ہوئے
کعبہء عشق تُو ، مَیں تیرے چار سُو　　تُو اَثر مَیں دُعا ، تُو کُجا مَن کُجا
میرا ہر سانس تو خوں نچوڑے میرا　　تیری رحمت مگر دل نہ توڑے میرا
کاسہء ذات ہوں ، تیری خیرات ہوں　　تُو سخی مَیں گدا ، تُو کُجا مَن کُجا
تُو حقیقت ہے ، مَیں صِرف احساس ہوں　　تُو سمندر ہے ، مَیں بھٹکی ہوئی پیاس ہوں
میرا گھر خاک پر اور تیری راہ گزر　　سِدرَۃُ المُنتھیٰ ، تُو کُجا مَن کُجا
ڈگمگاؤں جو حالات کے سامنے　　آئے تیرا تصور مجھے تھامنے
میری خوش قسمتی ، مَیں تیرا اُمتی　　تُو جزاء مَیں رضا ، تُو کُجا مَن کُجا
میرا ملبوس ہے پردہ پوشی تیری　　مجھ کو تابِ سُخن دے خموشی تیری
تُو جلی مَیں خفی ، تُو اَٹل مَیں نفی　　تُو صلہ مَیں گلہ ، تُو کُجا مَن کُجا
دوریاں سامنے سے جو ہٹنے لگیں　　جالیوں سے نگاہیں لپٹنیں لگیں
آنسوؤں کی زباں ہو میری ترجماں　　دل سے نکلے سَدا ، تُو کُجا مَن کُجا

وِردِ عشقیه : (المعروف بہ **درودِ شوقیه**)

سلاسل طریقت کے صاحبانِ طریقت میں یہ ورد نہایت معروف و مشہور ہے۔ اس درود کے مسلسل ورد سے بندے کا اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ترین پیغمبر جناب رسول مکرم ﷺ سے بے انتہا عشق و محبت بڑھ جاتے ہیں۔ اور اس کے مقامات ولایت اور روحانی درجات نہایت تیزی سے طے ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ایک عام بندے ولایت کے بلند ترین مقام تک بآسانی پہنچ جاتا ہے۔ ورِدِ عشقیہ یہ ہے۔

بسم الله الر حمٰن الر حیم ○ اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ شَوْ قِکَ وَ حُبّ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مُحَبَّتِکَ وَ عِشْقِ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِ فَتِکَ۔ اَللّٰھُمَّ حَرِّقْ قَلْبِیْ بِنَارِ عِشْقِکَ وَارْزُقْنِیْ اِزْ دِیَا دِ مُحَبَّتِکَ حَتّٰی لَا یَبْقٰی شَیْءٌ غَیْرُکَ ۔ اٰمین۔

اور ایک جگہ اس طرح ہے۔ کہ لفظ ''**مُحبَّتِك**'' کی جگہ ''**مُحبَّةِ**'' آیا ہے۔ بہر حال دونوں ٹھیک ہیں۔ اور دونوں طرح پڑھنے سے فائدہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (یاد رہے۔ کہ) مبتدی حضرات اس درودِ پاک کو **313** مرتبہ، متوسط حضرات **1100** مرتبہ اور منتہی حضرات **5000** مرتبہ اس درودِ پاک کو دائمی طور پر پڑھنے کا اہتمام اور التزام کرتے ہیں۔ تا کہ وہ اس درود شریف کے کثیر منافع سے مستفید ہوسکیں۔

باب نمبر

7

پرتاثیر ادعیہ

مع

اوراد و وظائف

بِسمِ اللہ الرحمٰنِ الرَّحِیمِ o

یا اللہ **نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم** **یا لطیف**

ذکرِ رحمانی اور فائدہ انسانی:

☆ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے۔ **الذین امنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ ط الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ۔**(سورہ رعد آیت 28) جو ایمان لائے اور ان کے دِل اللہ جل شانہ کے ذِکر سے مطمئن ہو گئے۔ سنو! اللہ تعالیٰ کے ذِکر سے ہی دل کا اطمینان (چَین، سکون، آرام، قرار) ہوسکتا ہے۔

جس دل میں تیری یاد ہے وہ شاد ہے آباد ہے   جو یاد سے غافل رہا ناشاد ہے برباد ہے

☆۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ! **ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا و نحشرہ یوم القیمۃ اعمیٰ** o(سورہ طٰہٰ آیت 124) جس نے میرے ذکر سے منہ موڑا۔ اس کی روزی تنگ ہو جائے گی۔ اور اس کو (ہم) قیامت کے دن اندھا اُٹھائیں گے۔

رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا   جے اِک قطرہ مینوں بخشیں کم بن جاوے میرا

مؤلف کی اس ضمن میں رائے :

ان آیات کو یہاں پیشِ خدمت کرنے کا مقصد و غایت بھی یہی ہے کہ جب دائمی ذکر ہی محبت و مودت الٰہی کا سبب ہے اور اللہ جل شانہ کامل محبت، عبودیت، تعظیم، تکریم و اجلال کا سب سے بڑھ کر مُستحق ہے تو اس کا ذِکر بندے کے لئے جُملہ اشیاء و ضروریاتِ حیات میں سب سے مُقدم ہونا لازمی ہے۔ تاکہ ایسا شخص رحمتِ رحمانی اور فیوضات و انعاماتِ ربانی سے مستفید و متنفع اور مفید ہونے کا مستحق قرار پا سکے۔ آمین۔

سوداگری نہیں، یہ عبادت خُدا کی ہے   اے بے خبر! جزاء کی تمنا بھی چھوڑ دے

اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے حق و سچ کتابِ مبین قرآنِ حکیم میں اہلِ ایمان کے لئے فرمایا ہے۔ کہ! **یا یھا الذین آمنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ج ومن یفعل ذلک فاولئک ھم الخسرون** (سورہ المنافقون۔ آیت 9) اے ایمان والو! تمھارے مال اور تمھاری اولاد تمھیں اللہ تعالیٰ کے ذِکر سے غافل کر نہ دیں۔ اور جو ایسا کریں وہی نُقصان اُٹھانے والے ہیں۔

☆۔ حضرت ابو ہریرہ؄، نبی آخر الزمان حضرت رسالت مآب ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ کہ! میں اپنے بارے میں بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں۔ جب کہ وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ اگر وہ تنہائی میں میرا ذکر کرے۔ تو میں بھی تنہائی میں اسکا ذکر کرتا ہوں۔ اور اگر وہ محفل میں میرا ذکر کرے۔ تو میں اُس محفل میں اسکا ذکر کرتا ہوں۔ جو اسکی محفل سے زیادہ بہتر ہوتی ہے۔ اور اگر وہ ایک بالشت کے برابر میرے قریب آئے۔ تو میں چار ہاتھ کے برابر اسکے قریب ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ چل کر میرے پاس آئے۔ تو میں دوڑ کر اس کے پاس آتا ہوں۔ (صحیح بخاری ، صحیح مسلم)

☆ حدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن بسر؄ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے (بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوکر) عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! اسلام کی تعلیمات بہت زیادہ ہیں۔ آپ ﷺ مجھے کسی ایسی چیز کے بارے میں بتائیں جسے میں باقاعدگی سے اختیار کرلوں۔ نبی اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا (کہ) تمھاری زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذِکر سے تر رہنی چاہیئے۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

☆ ایک اور حدیث نبوی ﷺ میں آیا ہے کہ۔ حضرت جابر بن عبداللہ؄ بیان کرتے ہیں (کہ) میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو اِرشاد فرماتے ہوئے سُنا۔ **افضل الذکر لا الہ الا اللہ و افضل الدعاء الحمد للہ** ۔ سب سے زیادہ فضیلت والا ذکر **لا الہ الا اللہ** ہے۔ اور سب سے زیادہ فضیلت والی دُعا **الحمدللہ** ہے۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، سنن نسائی)

دل گمراہ کو اے کاش یہ معلوم ہو جاتا اے ناداں
گناہ میں اُس وقت تک لذت ہے جب تک ہو نہیں جاتا

قُرآنِ کریم کے اسرار :

قرآن شریف پڑھنے کے بہت سے اسرار ہیں۔ جو کہ پڑھنے والے کے دل پر بہت عظیم الشان و گہرے اثرات کو دائمًا منقش کرتے ہیں۔ ان اسرار کے ساتھ ساتھ بہت سے آداب بھی ہیں لیکن فقط 9 آداب یہاں پر بیان کئے جاتے ہیں۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

ا۔ قُرآن کریم پڑھنے کے وقت اللہ تعالیٰ کے کلامِ مبارک کی دل میں عزت و تکریم اور عظمت کو پہچانے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام (لفظوں میں

)دیگر تمام کلاموں سے فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے بہت بلند و عظیم المرتبت اور معنوں میں سب سے زیادہ کامل ہے۔

۲۔ تعظیمِ متکلم، یعنی کہ پڑھنے کے وقت اللہ تعالیٰ کی عزت و عظمت کو جانے۔

۳۔ قُرآنِ پاک کو حضورِ دل سے پڑھتے ہوئے دیگر کسی چیز کی طرف قطعاً دھیان نہ کرے۔ تاکہ فیوض و برکات کا مستحق قرار پاسکے۔

۴۔ قُرآن کریم پڑھتے وقت اس کے معانی و مفاہیم اور اسرار میں تدبر و تفکر کرے۔ اور تحقیق کے ساتھ سمجھنے کی سعی و جستجو کرے۔

۵۔ قُرآن کریم پڑھتے وقت ہر ایک آیت کا مرتبہ علیحدہ جانے۔ کیونکہ ہر آیت میں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، آیات افعال و اقوال، آیات کے احکامات اور مبشرات، وعید، ڈر و خوف و احکاماتِ شریعہ کو علیحدہ علیحدہ معلوم کر کے پہچاننے کی سعی کرے۔

۶۔ قُرآن کریم کی کسی آیت کی تکلف سے تاویل نہ کرے۔ کیونکہ دیگر اکثر مذاہب کے پیروکاروں کی عادات ہیں کہ تکلف سے آیتوں کو اپنے اپنے مذاہب کے موافق اور مطابق ڈھال لیتے ہیں۔

۷۔ قُرآنِ پاک کی آیتوں سے متاثر ہو۔ قُرآن کریم کی تلاوت کے وقت آیاتِ ذات اور آیاتِ صفات کی اپنے دل میں ہیبت کو بزرگی کو غالب کرے۔ اور جب وعدے و وعید کی آیات پر پہنچے تو قاری کو چاہیئے کہ اپنے دل کو رقیق و نرم رکھے۔ ۸۔ بوقتِ تلاوتِ قُرآنِ کریم اپنے دل سے خیالات و تعلقات، ذریعے و وسیلے ایسے طور سے محو و زائل کرے کہ اس کو معلوم ہوے کہ گویا میں کلام عالیشان کو اللہ تعالیٰ ہی کی مقدس و محترم ذات سے بے واسطہ سُن رہا ہوں۔

۹۔ تلاوت کے وقت اپنی طاقت و قوت پر کسی قسم کا گھمنڈ نہ کرے۔ کہ میں اتنا پڑھ سکتا ہوں۔ (کیونکہ اولیاء اللہؒ تو ایک ایک دن میں کئی کئی مرتبہ پورا پورا قُرآن ختم کرلیا کرتے تھے)

۱۰۔ قُرآن مجید کی ہمیشہ تلاوت کرتا رہے۔ لیکن ہمیشہ کی تلاوت کا دل و دماغ میں غرور و تکبر پیدا نہ ہونے دے۔ اور روزانہ کی تلاوت کو محض و فقط رب متعال کا فضل و کرم ہی سمجھے۔ نہ کہ اپنی کوششوں کا ثمر۔

اذکار کی تحقیق اور اِن کا خُلاصہ:

فتاوٰی عزیزی میں ہے۔ کہ اس مسئلے کی تحقیق فقیر کی بعض تالیفات میں مذکور ہے کہ تقریباً تمامی اذکارِ ماثورہ کے صِرف 9 صیغے ہیں۔ غالباً اِس کے عِلاوہ کسی ذِکر کا کوئی دوسرا صیغہ نہیں۔ (وہ نو صیغے یہ ہیں) پہلا صیغہ **تسبیح**۔ دوسرا صیغہ **تحمید**۔
تیسرا صیغہ **تکبیر**۔ چوتھا صیغہ **تہلیل**۔ پانچواں صیغہ **تفویض و توکل**۔ چھٹا صیغہ **تعوض، التجا اور تحصن** ساتواں صیغہ **درود و سلام**۔ آٹھواں صیغہ **استغفار**۔ نواں صیغہ **ادعیہ جامعہ**۔

کیونکہ ادعیہ جامعہ ہر ہر مطالب کے لئے با اعتبارِ حاجات اور اوقات کے وارد ہیں۔ ان تمام صیغوں کے ہر ہر صیغہ کے لئے اجمال اور تفصیل موجود ہے۔ اور ہر ہر صیغہ کے آثار بھی ہیں۔ جو کہ ذاکر کے نفس میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ہر ہر صیغہ کے خواص بھی جُدا جُدا ہیں۔ جو کہ مطالب کے حاصل ہونیکے لحاظ سے ہیں۔ اور تفویض و توکل کے کلمات تاثیر میں تریاق کے مانند ہیں۔ اور ظاہری طور پر تجربے میں آیا ہے۔ کہ اِن کلمات کی برکت سے یا اس کی حالت میں (عوام الناس کی) حاجت روائی بھی ہوئی ہے۔

میرے بعض احباب نے ایک دسواں صیغہ بھی ذِکر کیا ہے اور وہ تسمیہ (**بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O**) ہے مگر اِس فقیر کے نزدیک یہ صیغہ مقصود بالذات نہیں بلکہ یہ تو صِرف توسّل و تبریک ہے کہ جس کے ذریعے سے سب اذکار سے استفادہ و نفع حاصل کیا جاتا ہے۔ البتہ بعض مقامات میں اس کی خاص تاثیر بھی ہے۔ جیسے کہ!

بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم O

آداب الاذکار: کتاب **منہج السالك الی اشرف المسالك** میں ذکر کے بیس آداب بیان کئے گئے ہیں۔ اِنہیں تین مراتب میں منقسم کیا گیا ہے۔ جن میں سے پانچ آدابِ ذکر سے پہلے، بارہ آداب بوقت ذکر اور تین آداب ذکر سے فراغت کے بعد کے ہیں۔

ذکر سے پہلے کے پانچ آداب: ۱۔ طہارتِ ظاہری و باطنی ۲۔ توبۃ النصوح ۳۔ اطمینانِ قلب ۴۔ اپنے شیخِ طریقت سے طلبِ اِمداد ۵۔ شیخ کی اِمداد کو سیدنا نبی کریم ﷺ کی اِمداد تصور کرنا۔

ذکر کے دوران کے بارہ آداب: ۱۔ پاک صاف و معطر کپڑے پہننا ۲۔ حجرے کا تاریک ہونا ۳۔ حجرے میں کوئی خوشبودار دخنہ سلگانا یا کوئی خوشبو (مثل اگربتی) لگانا ۴۔ دونوں آنکھوں کو بند رکھنا ۵۔ دونوں کانوں کو بھی بند رکھنا ۶۔ اپنے شیخ کو روبرو سمجھنا ۷۔ صدقِ نیت اور طہارتِ ظاہری و باطنی کو ملحوظِ خاطر رکھنا ۸۔ ذکر کے لئے چارزانو یا نماز کے قعدہ کی طرح بیٹھنا ۹۔

دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں کی چپنیوں پر رکھنا ۱۰۔ کلمہ توحید کا ذکر کرنا ۱۱۔ ذکر کے دوران ریا و شہرت کو قطعی دخیل نہ ہونے دینا ۱۲۔ ہر مرتبہ ذکر کرتے وقت اس ذکر کے معنی کا دل میں اِستحضار کرنا۔

ذکر کے بعد کے تین آداب: ۱۔ ذکر کرنے کے بعد بہت دیر تک مُراقبہ میں خاموشی سے بیٹھ کر دل پر توجہ کرنا ۲۔ حبس نفس کرنا ۳۔ ذکر کرنے کے کافی دیر بعد تک ٹھنڈی ہوا یا ٹھنڈے پانی کے استعمال سے پرہیز کرنا۔

(مخدومی حضرت بندہ نوازؒ فرماتے ہیں کہ جو بھی شخص طہارت ظاہری و باطنی اور حضورِ قلب کے ساتھ جو بھی ذکر و مراقبہ بجا لائے گا چاہے وہ کوئی سا بھی ہو اس کا مقصد حاصل ہونا ضروری ہے ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔ کہ ہر ذکر کی کم سے کم تعداد پانچ سو مرتبہ ہے اور زیادہ سے زیادہ تین ہزار مرتبہ ہے۔ مگر یاد رہے کہ جس قدر زیادہ ذکر کرے گا بہتر ہے۔ اور ایک درجہ درحقیقت ایک ہزار مرتبہ کے مساوی ہے)

اوراد و وظائف کا مقصد :

جو کوئی مسلمان اوراد اور وظائف سے بھرپور انداز میں مستفید و متنفع ہونا چاہے تو اسے چاہیئے کہ اپنے جُملہ اعمال و اقوال اور دینی و دنیاوی امورات و معاملات میں سُنتِ نبوی ﷺ کی مکمل مطابعت کرتے ہوئے شریعت پر مکمل کاربند ہو اور پھر اِن اوراد و وظائف کے اسرارِ عجیبہ اور اثراتِ سریعہ کا بعین مشاہدہ و معائنہ کرے۔ (بقولِ بعضے)

با حضوری معرفت ہے زندگی بے حضوری زندگی شرمندگی

یہ بات یاد رہے کہ اوراد و وظائف، اذکار و ادعیہ وغیرہ قضاء قدر اور پیش آمدہ مصائب و مشکلات کو بدلتے تو نہیں۔ ہاں البتہ آسانی پیدا کردیتے ہیں۔ کیونکہ یہ تو بندگی ہے۔

زندگی آمد برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی

خُلاصہ یہ ہے۔ کہ مقصد کے حصول اور قضاء و قدر میں اوراد و وظائف، اذکار و ادعیہ لُطف و کرم کا فائدہ دیتے ہیں۔ اِس ضمن میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ! **ولو ان اھل القُرٰی اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکٰت من السمآء والارض ولکن کذبوا فاخذ نٰھم بما کانوا یکسبون o** (ترجمہ) اور اگر اِن بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز گاری اختیار کرتے۔ تو ہم اِن پر آسمان و زمین کی برکتیں کھول دیتے۔ لیکن اُنہوں نے تکذیب کی ہم نے اِن کے اعمال کی وجہ سے اِن کو پکڑ لیا۔ (سورہ اعراف۔ آیت نمبر 96)

صبر و شکر اور تقوی اختیار کرنے سے جملہ نفسانی، شہوانی اور جمیع مکروہات کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ اور ایسا شخص اپنے جُملہ امورِ دینی و دنیاوی میں مُکتفی اور لایحتاج ہو جاتا ہے۔ اور اِمدادِ ربانی از غیب کے اسرارِ عجیبہ اور اثراتِ سریعہ کا بعین مشاہدہ و معائنہ کرتے ہوئے پُرسکون اور مسرور ہو جاتا ہے۔ دراصل طلب کا مقصد و غایت بھی یہی ہے اور نتیجتاً ایسا شخص اپنے تمامی دینی و دنیاوی امورات و معاملات کو سُپردِ خُدا کر کے پھر قضائے الٰہی کو مدنظر رکھتے ہوئے رب العالمین کے حضور سرِ خم تسلیم کر کے اور اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن رکھ کر مدد کا طالب ہوتا ہے کیونکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور تسلیم و رضا کی لازماً پیروی کرنی چاہیئے۔ **ایاک نعبد و ایاک نستعین o**

دُعا یا کوئی بھی ذکر کرتے وقت کا گمان :

حضرت انسؓ سے، انہوں نے حضور نبی مکرم ﷺ سے روایت کی ہے۔ کہ! میرے پاس حضرت جبرائیلِ امینؑ آئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پیغام پہنچایا۔ **انا عند ظن عبدی بی فل یظن بی ما یشآء۔** میرا بندہ جیسے میرے بارے میں گمان رکھتا ہے۔ مَیں ویسے ہی اس سے سلوک کرتا ہوں۔ (بقولِ شاعر)

بات سجدوں کی نہیں خلوصِ دل کی ہوتی ہے اے دل
ہر مے خانے میں شرابی، اور ہر مسجد میں نمازی نہیں ہوتا

ترتیبِ اوراد :

جامع العلوم للرازیؒ میں اوراد کی ترتیب کے بارے میں ہے۔ کہ دن کے اوقات میں اوراد کے سات 7 اوقات ہیں۔

۱۔ طلوعِ صبح سے لے کر طلوعِ قرص آفتاب تک۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ وقت کی قسم یاد فرمائی ہے جیسے کہ فرمانِ رب ذوالجلالِ والاکرام ہے کہ! **والصبح اذا تنفس** ۔ ۲۔ بوقتِ اشراق۔ جب آفتاب آدھا نیزہ جتنا اُونچا ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس وقت کی نسبت فرماتا ہے۔ **یسبحن بالعشی والاشراق** ۔ ۳۔ بوقتِ چاشت۔ اس وقت کی اللہ تعالیٰ قسم یاد فرماتا ہے کہ! **والضحی**

والیل اذا سجی ۔ ۴۔ آفتاب ڈھلنے کے وقت سے لے کر نمازِ ظہر تک ۔ ۵۔ نمازِ ظہر کے بعد سے لے کر نمازِ عصر تک ۔ ۶۔ نمازِ عصر کا وقت۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ! **والعصر ۔ ان الانسان لفی خسر** ۔ ۷۔ غروبِ آفتاب کا وقت۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ! **فسبحان اللہ حین تمسون و حین تصبحون**۔

(اسی ضمن میں یہ فقیر قارئینِ کتاب ہذا کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ اولیاء اللہ کی کئی تصانیف میں آیا ہے کہ بوقتِ غروبِ آفتاب ملائکہ کا عرش سے فرشِ زمین پر نزول ہوتا ہے۔ اور تمام شب زمین پر قیام کرتے ہیں۔ پھر طلوعِ آفتاب سے چند لمحات قبل ملائکہ آسمان کی جانب واپس تشریف لے جاتے ہیں۔ اور اس وقت جو بھی بندہ ءخدا سربسجود رہتا ہے۔ اور نوافل کی کثرت کرتا ہے۔ یا **تسبیح و تھلیل و تحمید و تمجید** میں مشغول رہتا ہے۔ تو ایسا شخص ضرور بالضرور مقبولِ ملائک ہوتا ہے)

اسی طرح رات میں اوراد کے پانچ اوقات ہیں۔

۱۔ نمازِ مغرب سے نمازِ عشاء تک۔ ۲۔ عشاء کے وقت سے لے کر عوام الناس کے سونے تک۔

۳۔ باوضو ہو کر (اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیج کر) سوئے تا کہ روح قوت پا کر فکر و تدبر میں مشغول ہو سکے۔ کیونکہ اس طرح سے سونے کی فضیلت کثیر احادیثِ نبویہ ﷺ میں آئی ہے۔

۴۔ چوتھا وقت نیم شب کا ہے جس کو بوقتِ تہجد بھی کہتے ہیں۔ (کیونکہ آدھی رات کے وقت کی عبادت کے وقت اللہ تعالیٰ کی خصوصی نظرِ کرم اور فضلِ عظیم ہوتا ہے۔ اسی وقت سے اولیاء اللہ اپنے معمولات، عبادات اور حضوریءقلب میں تقویت حاصل کرتے ہیں) ۵۔ پچھلی رات کو صبح سے پہلے پہلے عبادت میں مشغول ہو۔ جیسا کہ اس وقت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ! **کانوا قلیلا من الیل ما یھجعون**☆ **بالاسحار ھم یستغفرون** ۔ وہ رواتوں میں بہت کم سوتے ہیں۔ اور بوقتِ صبح وہ استغفار کرتے ہیں۔ (سورہ غایات۔17-18)

☆ اذکار و ادعیہ بمطابقِ احادیث نبویہ ﷺ ☆

حدیث نمبر 1. صحیحین میں ہے کہ! حضرت ابوموسیٰؓ نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرے تو اللہ پاک (بھی) اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ (معاذ اللہ) تو اللہ تعالیٰ بھی اس شخص سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

حدیث نمبر 2. صحیحین میں ہے کہ! حضرت ابوھریرہؓ نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جو شخص روزانہ یہ دعا سو مرتبہ پڑھے۔ **لا الہ الا اللہ. و حدہ لا شریک لہ. لہ الملک و لہ الحمد. وھو علی کل شیء قدیر** ۔ تو ایسے شخص کو دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ اس شخص کے لئے سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ اور اِس شخص کے سو گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ اس دن (کو) شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ اور اس دن کسی بھی شخص کا عمل اس (دعا کو سو مرتبہ پڑھنے والے) کے عمل سے افضل نہیں ہوتا البتہ جس شخص نے اس سے زیادہ مرتبہ پڑھا ہو۔

(اسی حدیث کا دوسرا حصہ یہ بھی ہے کہ!) اور جو شخص روزانہ سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھے۔ تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (**صحیحین**، صحیح ابن حبان۔ صحیح مستدرک)

حدیث نمبر 3. صحیحین میں ہے کہ! حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے دس مرتبہ یہ کلمہ کہا **لا الہ الا اللہ و حدہ لا شریک لہ. لہ الملک و لہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر o** تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے اولاد اسماعیلؑ میں سے چار آدمیوں کی گردنیں آزاد کی ہوں۔

حدیث نمبر 4. صحیح مسلم میں مذکور ہے کہ! حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ہر نماز کے بعد **سبحان اللہ** 33 مرتبہ، **الحمدللہ** 33 مرتبہ، **اللہ اکبر** 33 مرتبہ، کہا اور سو کا عدد پورا کرنے کے لئے یہ کلمہ پڑھا۔ **لا الہ الا اللہ . وحدہ لا شریک لہ . لہ الملک و لہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر o** اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

حدیث نمبر 5. صحیحین میں ہے کہ! حضرت ابوھریرہؓ نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جو شخص روزانہ صبح و شام کے وقت سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھے (تو) قیامت کے دن کسی بھی شخص کا عمل اسکے عمل سے افضل نہیں ہوگا۔ ماسوائے اس شخص کے جس

نے اس کلمے کو اتنی ہی مرتبہ پڑھا ہو یا اس سے زیادہ مرتبہ پڑھا ہو۔ (صحیحین، صحیح ابن حبان، صحیح مستدرک)

حدیث نمبر 6۔ صحیح مسلم میں ہے کہ! حضرت سعد بن ابی وقاص؄ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ روزانہ ایک ہزار نیکیاں کما لے؟ شرکائے مجلس میں سے کسی نے عرض کیا کہ آدمی ایک ہزار نیکیاں کیسے حاصل کر سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سو مرتبہ **سبحان الله** کہنے پر ایک ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں یا اس سے ایک ہزار خطائیں درگزر کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر 7۔ صحیح مسلم و جامع ترمذی میں مذکور ہے کہ! حضرت ابوذر؄ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا کلام افضل ہے تو آپ ﷺ نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے اپنے ملائکہ (فرشتے) اور بندوں کے لئے **سبحان الله وبحمده** کو منتخب فرمایا ہے۔

حدیث نمبر 8۔ صحیح مسلم، جامع ترمذی اور صحیح ابن حبان میں مذکور ہے کہ! حضرت ابوہریرہ؄ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا **سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر** ایک مرتبہ پڑھنا میرے نزدیک ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔

حدیث نمبر 9۔ صحیحین میں ہے کہ! حضرت ابوھریرہ؄ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں اور میزان پر بھاری ہیں اور رحمان کو محبوب ہیں۔ **سبحان الله وبحمده سبحٰن الله العظيم** ۔

حدیث نمبر 10۔ صحیح مسلم میں مذکور ہے کہ! حضرت ابن عمر؄ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کیا کرو میں خود اس کی بارگاہ میں روزانہ سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

حدیث نمبر 11۔ صحیحین میں ہے کہ! حضرت براء؄ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تھے تو یہ دعا مانگتے تھے۔ **اللهم باسمك احياء و باسمك اموت** ۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن حبان)

حدیث نمبر 12۔ صحیحین میں ہے کہ! حضرت سلیمان بن صرد؄ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ دو آدمی ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے اور ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور رگیں پھول گئیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایسا کلمہ معلوم ہے جو اسے کہے اس کا غصہ جاتا رہے۔ اگر **اعوذ بالله من الشيطن الرجيم** پڑھ لے تو اس کی یہ حالت دور ہو جائے۔ صحابہ کرام؄ نے اس شخص سے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ **اعوذ بالله من الشيطن الرجيم** پڑھ لو۔

حدیث نمبر 13 ۔ صحیحین میں ہے کہ! فُقرائے مہاجرین خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی، مال داروں نے بڑے بڑے درجے اور لازوال نعمتیں حاصل کیں، ارشاد فرمایا، کیا سبب؟ لوگوں نے عرض کی، ہم جیسے نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں اور جیسے ہم روزہ رکھتے ہیں وہ بھی رکھتے ہیں، اور وہ صدقہ کرتے ہیں ہم صدقہ نہیں کر سکتے۔ اور غُلام آزاد کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے،، فرمایا کیا تمھیں ایسی بات نہ سِکھا دوں؟ اور تم سے کوئی افضل نہ ہو، مگر وہ جو تمھاری طرح کرے۔ لوگوں نے عرض کی، ہاں یا رسول اللہ ﷺ! ارشاد فرمایا کہ! ہر نماز کے بعد **33-33** مرتبہ **سبحٰن الله ، الله اكبر ، الحمد لله** کہہ لیا کرو، ابوصالح کہتے ہیں کہ پھر فقرائے مہاجرین حاضر ہوئے اور عرض کی، ہم نے جو کیا اس کو ہمارے مال دار بھائیوں نے سُنا تو انہوں نے بھی ویسا ہی کیا، ارشاد فرمایا، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جسے چاہے دیتا ہے۔

حدیث نمبر 14۔ صحیح مسلم میں ہے کہ! حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص؄ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

حدیث نمبر 15۔ صحیح مسلم شریف میں ہے کہ! حضرت ابومالک اشعری؄ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ طہارت ایمان کا حصہ ہے **الحمد لله** میزان کو بھر دیتا ہے۔ اور **سبحان الله** اور **الحمد لله** آسمانوں اور زمینوں کے درمیان ساری فضا کو بھر دیتے ہیں۔

حدیث نمبر 16۔ صحیحین میں ہے کہ! حضرت انس؄ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ **اللهم آتنا فی الدنيا حسنة و فی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار** ۔

حدیث نمبر 17۔ صحیحین میں ہے کہ! حضرت ابوموسیٰ اشعری؄ سے روایت ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمھیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ پر مطلع نہ کر دوں میں نے عرض کیا کہ ضرور یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا کہ! **لا حول ولا قوة الا بالله** .

حدیث نمبر 18۔ صحیح مسلم ، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں ہے۔ کہ! حضرت عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لاتے۔ تو آپ اپنی دونوں ہتھیلیاں جمع کر کے ان میں پھونک مارتے تھے۔ آپ ﷺ **سورہ اخلاص ، سورہ فلق** اور **والناس** پڑھ کر دم کرتے تھے۔ پھر ان دونوں ہاتھوں کو اپنے جسم پر جہاں تک ہوسکتا تھا۔ پھیر لیتے تھے۔ پہلے آپ ﷺ اپنے سر مبارک پر، اپنے چہرۂ اقدس پر اور جسم کے آگے والے حصہ پر پھیرتے تھے۔ آپ ﷺ یہ عمل تین مرتبہ کیا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو مِلتی ہے خُدا کو یاد کرنے سے

99 اسماء الحُسنیٰ کا فائدہ عظیمہ :

صحیحین (صحیح بخاری ، صحیح مسلم) میں ہے کہ! حضرت ابو ہریرہ ؓ نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء مبارکہ ہیں جو شخص انھیں یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ بیشک اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق عدد کو پسند کرتا ہے۔

جامع ترمذی میں ہے کہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا (کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ! بے شک اللہ تعالیٰ کے **99** اسماء مبارکہ ہیں جس نے اِن کو یاد کرلیا وہ جنت میں جائے گا (انشاء اللہ) جو (کہ) یہ ہیں۔

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم o ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو. الرحمٰن . الر حیم . الملک . القدوس . السلام . المؤمن . المھیمن . العزیز . الجبار . المتکبر . الخالق . الباریء . المصور . الغفار . القھار . الو ھاب . الرزاق . الفتاح . العلیم . القا بض . البا سط . الخا فض . الر ا فع . المعز . المذل . السمیع . البصیر . الحکم . العدل . اللطیف . الخبیر . الحلیم . العظیم . الغفور . الشکور . العلی . الکبیر . الحفیظ . المقیت . الحسیب . الجلیل . الکریم . الرقیب . المجیب . الواسع . الحکیم . الودود . المجید . الباعث . الشھید . الحق . الو کیل . القوی . المتین . الولی . الحمید . المحصی . المبدیء . المعید . المحی . الممیت . الحی . القیوم . الواجد . الما جد . الواحد . الا حد . الصمد . القادر . المقتدر . المقدم . المؤخر . الاول . الآ خر . الظاھر . الباطن . الوالی . المتعالی . البر . التواب . المنعم . المنتقم . العفو . الرؤف . ما لک الملک . ذوالجلال والاکرام . الرب . المقسط . الجامع . الغنی . المعطی . المانع . الضآر . النا فع . النور . الھادی . البدیع . الباقی . الوارث . الر شید . الصبور . الذی لیس کمثلہ شیء و ھو السمیع البصیر o نعم المولیٰ و نعم النصیر o سمیع . بصیر . علیم . قدیر . مر ید . متکلم . یا من لم یلد . ولم یولد . ولم یکن لہ کفوًا احد o

اسمآئے الٰہیہ کے متعلق ایک حکایت ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے ایک فرشتہ پیدا فرمایا۔ کہ! جس کے ایک ہزار سَر ہیں۔ ایک ہزار چہرے ہیں۔ اور ہر ایک چہرے میں ایک ہزار منہ ہیں۔ اور ہر منہ میں ایک ہزار زبانیں ہیں۔ اور وہ فرشتہ اپنی تمام زبانوں سے خدائے وحدہٗ لا شریک کی تسبیح وتحمید میں ہر وقت مصروفِ عمل رہتا ہے۔ ایک روز اِس فرشتے نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا۔ یا الٰہی! کیا تُو نے مجھ سے بھی زیادہ کسی کو ذکر کرنے والا بنایا (پیدا کیا) ہے ؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں! مَیں نے ایک انسان پیدا کیا ہے۔ اس فرشتے نے اُس خوش نصیب شخص کی زیارت کی اجازت طلب کی۔ تو منجانبِ الٰہی اسے اجازت عطا ہوئی۔ تو وہ فرشتہ اس کے ہاں حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہے۔ کہ! وہ فرائض کی ادائیگی کے علاوہ اور کوئی عبادت و ریاضت نہیں کرتا۔ فرشتے نے (شاید بشکلِ انسانی اس شخص کے پاس جا کر) دریافت کیا۔ کیا تُو اس کے علاوہ بھی کوئی ذکر کرتا ہے۔ تو وہ شخص کہنے لگا۔ اور تو کچھ نہیں۔ البتہ! نمازِ فجر کے بعد دس مرتبہ ’’ اسماءُ الحُسنہ ‘‘ کا پڑھنا میرا معمول ہے۔

دُعا شروع کرنے کا مسنون طریقہ نبویہ ﷺ :

مسند امام احمد بن حنبل میں وارد ہے۔ کہ سرکارِ مدینہ ﷺ اس طرح دُعا شروع فرمایا کرتے تھے۔ **سبحان ربی العلی الا علی الوھاب۔**

رہ جانے والے وظیفے کا تدارک بزبان مصطفٰے ﷺ :

مسلم شریف ،صحیح ابن خزیمہ ، جامع تر مذی شریف ، سنن ابی داؤد ، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں

یہ مرفوع حدیث ہے۔ کہ جو شخص سو جانے کی وجہ سے اپنا پورا وظیفہ یا اس کا کچھ حصہ چھوڑ بیٹھے۔ تاہم اسے فجر اور ظہر کی نماز کے درمیانے وقت میں پڑھ لے۔ تو اس کے بارے میں لکھ دیا جائے گا۔ کہ اس نے اسے رات ہی میں پڑھا تھا۔

فضیلت کلمہ طیبہ :

قبلہ پیر صاحب سید محبوب الٰہی اعرف نور اللہ شاہؒ اپنی تصنیف مبارکہ **وصل حق یعنی کشکول محبوبی** میں ابن عطاء اللہ شاذلیؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ!

۱۔ جب کوئی بھی شخص (صدق قلب ونیت سے) **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** (ﷺ) کہتا ہے تو عرش عظیم ہلنے لگتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ کلمہ جبروتی ہے۔ اور اسکو ملک کے ساتھ خصوصی نسبت ہے۔ جس کی وجہ سے یہ ملکوت پر جا لگتا ہے۔ کیونکہ عالم کی حقیقت سے اسے کوئی سروکار نہیں۔

۲۔ جو شخص بوقت صبح طہارت کیساتھ 1000 ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر روزی کے اسباب آسان فرما دے گا۔ انشاء اللہ (قبلہ پیر صاحب اسی ضمن میں مزید تشریح فرماتے ہیں کہ غالباً روزی سے مراد عام ہو خواہ روحانی ہو یا جسمانی۔ انشاء اللہ)

۳۔ جو شخص 1000 ہزار مرتبہ پڑھ کر سوئے۔ اسکی روح عرش کے نیچے پہنچ کر استراحت کرتی ہے۔ اور اگر دوپہر کے وقت 1000 بار پڑھ لے۔ تو اسکے باطن سے غلبہ شیطانی جاتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۔ جو شخص نیا چاند دیکھتے وقت 1000 ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ لے۔ تو وہ جملہ بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۵۔ جو شخص شہر میں داخل ہونے کے وقت 1000 بار پڑھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو تمام خوفناک چیزوں سے محفوظ رکھے گا انشاء اللہ۔

۶۔ جو شخص اطمینان اور حضور قلب سے 1000 بار پڑھے گا۔ کسی سرکش، ظالم و جبار کی طرف دم کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو برباد، نیست و نابود کر دے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۷۔ جو شخص 1000 مرتبہ اس قصد سے پڑھے گا۔ کہ اس پر غیب کی باتیں ظاہر ہونے لگیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر ملک وملکوت کے پردے کھول دے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۸۔ جو شخص کلمہ طیبہ کو 70000 ہزار مرتبہ پڑھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ انشاء اللہ۔

من از فریبِ امارت گدا شدم ورنہ ہزار گنج بہ ویرانۂ دل افتادہ است

ذکر و فوائد کلمہ طیبہ:

ذکر کا یہ طریقہ حضرت پیر سید وارث علی شاہ جیلانی القادریؒ سے منقول ہے آپؒ اپنی کتاب **عامل کامل** میں فرماتے ہیں کہ طریقت کے اربعہ سلاسل یعنی قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ میں اللہ تعالیٰ تک رسائی کے لئے مراقبہ میں کلمہ طیبہ کے ذکر کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اس کے بغیر تصوف و معرفت اور عرفان ربانی کی کوئی منزل بھی طے نہیں ہو سکتی۔

اللہ اللہ کے سوا آخر رہا نہ کچھ بھی یاد جو کیا تھا یاد سب تھا بھول جانے کے لئے

کیونکہ یہ ذکر دراصل اصل الاصول اور اساس و بنیاد ہے جس کا آسان اور سہل طریقہ یہ ہے کہ! بحالت تنہائی باوضو قبلہ رخ چار زانو بیٹھ کر دل پر اللہ لکھا ہوا تصور کرے اور لا کو ناف سے دائیں طرف سے ہوتا ہوا دماغ کی طرف **الـٰہ** لے جا کر دل پر الا اللہ کی ضرب مارو دو تسبیح اسی طرح سے پوری کرنی ہیں پھر بائیں طرف سر جھکا کر الا اللہ کی چار تسبیحات کی ضربات لگاؤ بعد ازاں اللہ اللہ کی چھ تسبیحات کی ضربات لگاؤ اور دل پر یہ خیال ہو کہ عرش سے نورانی انوارات وتجلیات کی بارش ہو رہی ہے بفضلہ تعالیٰ اس ذکر کلمہ طیبہ سے تصوف و معرفت اور عرفان ربانی کے تمام مقامات اور منازل پر کامل عبور حاصل ہو جائے گا انشاء اللہ العظیم۔

پانچ آسان ترین کام:

دامان نگاہ تنگ گل حسن تو بسیار گل چین بہار تو ز داماں گلہ دارد

تصوف کی مشہور کتاب **اسرار الاولیاء** جو کہ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے ملفوظات سے مزین ہے اس میں فرماتے ہیں ایک دن آنحضور ﷺ مع اصحابؓ ورفقاء تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے فرمایا جب تک تم پانچ کام نہ کر لیا کرو اس وقت تک نہ سویا کرو۔

پہلا کام قرآن شریف پورا پڑھنا

دوسرا کام خیرات کر کے سونا **تیسرا کام** رسول اللہ ﷺ کو خوش کرنا
چوتھا کام حج کرنا **پانچواں کام** اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا

تمام اصحاب کرامؓ حیران ہوئے کہ! ایک رات میں یہ سارے کام کیونکر ہو سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پورا قرآن پاک پڑھنے کی بجائے پچیس بار سورۃ اخلاص پڑھنا۔ خیرات کرنے کے بجائے دس بار **سبحن اللہ والحمدللہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر** پڑھنا۔ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو خوش کرنا چاہتا ہو تو وہ سو مرتبہ **درود و سلام** پڑھے جو حج کرنا چاہتا ہو (یعنی حج کا ثواب چاہتا ہو تو) وہ سو مرتبہ **لا الہ الا اللہ الحکیم الکریم** پڑھے۔ جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا چاہتا ہے وہ بکثرت **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھے۔

ہزار بار بشوئم دہن بمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

پانچ اہم ترین اشکالات (سوالات):

ملک روم کے بادشاہ نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا امیر معاویہؓ کی خدمت اقدس میں ایک خط ارسال کیا جس میں سات سوالات پیش کیے گئے تھے۔

۱۔ افضل کلام کون سا ہے؟ اور اس کے بعد دوسرا، تیسرا، چوتھا اور پانچواں (افضل کلمہ) کون سا ہے۔ (اس کے علاوہ چھ اور سوالات بھی تھے بہر حال) جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا امیر معاویہؓ نے یہ خط پڑھا تو آپؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو (یعنی ملک روم کے بادشاہ کو) ذلیل کرے ہمیں ان باتوں کا (یعنی سات سوالوں) کا کیا علم؟ پھر آپؓ کو کسی نے مشورہ دیا کہ آپؓ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کو خط لکھ کر (ان سات سوالوں کے جوابات) معلوم کر لیجیے چنانچہ آپؓ نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی خدمت اقدس میں خط بھیجا تو وہاں سے یہ جوابات موصول ہوئے۔

۱۔ افضل کلام، کلمہ اخلاص یعنی کہ **لا الہ الا اللہ** ہے (کیونکہ) اس (عمل) کے بغیر کوئی عمل نیک و مقبول نہیں ہوتا۔
۲۔ دوسرے نمبر پر **سبحان اللہ و بحمدہ** ہے جو (کہ) اللہ تعالیٰ کی رحمت لانے میں معین ہے۔
۳۔ تیسرے نمبر پر کلمہ شکر **الحمد للہ** ہے۔ ۴۔ چوتھے نمبر پر **اللہ اکبر** ہے۔
۵۔ پانچویں نمبر پر **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** ہے۔

مُسبعاتِ عشر (جامع الوظائف عظیم البرکۃ وکثیر الفوائد تحفہ):

وہیں آتے ہیں طائر، جہاں اُن کو ملے دانا
پسند آتا ہے اُن کو بھی سخی لوگوں کے گھر آنا

یہ جامع الوظائف عظیم البرکۃ وکثیر الفوائد تحفہ (بنام **مُسبعاتِ عُشر**) جناب حضرت خضر علیٰ نبیّنا علیہ السلام نے حضرت سیدنا ابراہیم تیمیؒ کو عطا فرمایا تھا اور وصیت فرمائی تھی کہ روزانہ صبح و شام پڑھا کریں۔ مزید یہ بھی ارشاد فرمایا کہ انہیں یہ وظیفہ ہمارے پیارے رسولِ کریم جناب آقائے نامدار رسالت ماب ﷺ نے عطا فرمایا تھا۔ کہ اس کے بعد آپؑ نے اس وظیفہ کے فضائل اور اس کے عظیم الشان ہونے کا تذکرہ فرمایا پس کوئی ایسا سعادت مند انسان ہی اس پر ہمیشہ عمل کر سکتا ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی نظر کرم ہو۔ اسی وظیفہ ہی کے متعلق حضرت سیدنا سعید بن سعیدؒ سے بھی مروی ہے کہ حضرت سیدنا ابوطیبہؒ، جناب کرز بن وبرہؒ جو کہ ابدال تھے فرماتے ہیں کہ میرے ایک برادر محترم ملک شام سے تشریف لائے اور مجھے ایک تحفہ عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا، ''اے کرزؒ، میری جانب یہ تحفہ عظیمہ قبول فرمالیں کیونکہ یہ ایک بہترین تحفہ ہے میں نے ان سے عرض کی اے میرے بھائی آپ کو یہ تحفہ کہاں سے ملا تو انہوں نے بتلایا کہ مجھے حضرت سیدنا ابراہیم تیمیؒ نے عطا فرمایا کہ انہیں یہ تحفہ کس نے دیا تو انہوں نے بتایا کہ ''ہاں'' میں نے دریافت کیا تھا پس انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں کعبہ مشرفہ کے صحن میں تسبیح و تحمید اور تہلیل میں مشغول تھا کہ ایک بزرگ نے میرے پاس آکر سلام کیا اور میرے دائیں جانب آکر تشریف فرما ہوئے میں نے ان سے زیادہ حسین چہرے، عمدہ لباس، گوری رنگت اور بہترین خوشبو والے کسی فرد کو نہ دیکھا تھا چنانچہ میں نے ان سے دریافت کیا! اے بندہ خدا، آپؑ کون ہیں؟ اور کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ تو انہوں نے بتایا کہ میں ''خضر'' ہوں میں نے دوبارہ پوچھا کہ میرے پاس کس غرض سے تشریف لائے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ! میں تو صرف آپؒ کو صرف سلام کرنے اور آپؒ کی پروردگار عالم سے جو محبت ہے۔ اس کی وجہ سے آیا ہوں۔ میں نے دریافت کیا کہ وہ کیا (تحفہ) ہے تو انہوں نے فرمایا کہ سورج طلوع ہونے پر اس کی روشنی پھیلنے سے پہلے اور اسی طرح سورج کے غروب ہونے سے پہلے یہ وظیفہ پڑھا کریں۔

پڑھتے ہیں لوگ جو مسبعات عشر
پائیں گے اجر وہ سب بروز حشر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ○ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِکۡ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ الۡکَامِلِ وَعَلٰی اٰلِہٖ کَمَالًا نِّھَایَۃَ لِکَمَالِکَ وَعَدَدَ کَمَالِہٖ ○ دس مرتبہ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ○ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ؑ سات مرتبہ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ○ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِکِ النَّاسِ ○ اِلٰہِ النَّاسِ ○ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ○ الۡخَنَّاسِ ○ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ○ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَالنَّاسِ ○ سات مرتبہ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ○ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۔ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔ وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۔ وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ۔ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۔ سات مرتبہ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ○ قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ لَمۡ یَلِدۡ ۙ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ؑ سات مرتبہ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ○ قُلۡ یٰۤاَیُّھَا الۡکٰفِرُوۡنَ ۙ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۙ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۚ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ۙ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ؕ لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ ؑ سات مرتبہ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ○ اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡہِ مِنۡ رَّبِّہٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ ۟ قف لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِہٖ ۟ قف وَقَالُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ٭ غُفۡرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَھَا ؕ لَھَا مَا کَسَبَتۡ وَعَلَیۡھَا مَا اکۡتَسَبَتۡ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ۚ وَاعۡفُ عَنَّا ۟ وقفۃ وَاغۡفِرۡ لَنَا ۟ وقفۃ وَارۡحَمۡنَا ۟ وقفۃ اَنۡتَ مَوۡلٰنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۲۸۶﴾ سات مرتبہ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ○ اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۬ۚ لَا تَاۡخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوۡمٌ ؕ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ ؕ یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡھِمۡ وَمَا خَلۡفَھُمۡ ۚ وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ کُرۡسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ ۚ وَلَا یَـُٔوۡدُہٗ حِفۡظُھُمَا ۚ وَھُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ﴿۲۵۵﴾ لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ ۟ۙ قف قَدۡ تَّبَیَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَیِّ ۚ فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَیُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ بِالۡعُرۡوَۃِ الۡوُثۡقٰی ٭ لَا انۡفِصَامَ لَھَا ؕ

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۵۶ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۵
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓئُهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ط
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۵۷ سات مرتبہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o سُبْحٰنَ اللّٰهِ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ۔ وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ وَاللّٰهُ اَكْبَر ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ o سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَ رِضَاءَ نَفْسِهٖ وَ زِيْنَةَ عَرْشِهٖ وَ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ o سات مرتبہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَعَدَدَ مَا عَلِمَ اللّٰهُ وَزِنَةَ مَا عَلِمَ اللّٰهُ وَ مِلَاَ مَا عَلِمَ اللّٰهُ o تین مرتبہ (شروع میں تسمیہ شریف)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o تَبَرَّاْتُ مِنْ حَوْلِيْ وَقُوَّتِيْ وَالْجَاْتُ اِلٰى حَوْلِ اللّٰهِ فِيْ قُوَّتِهٖ فِيْ جَمِيْعِ اُمُوْرِيَ الدِّيْنِيْ وَ دُنْيَایَ o ایک مرتبہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا بِقَدْرِ عَظَمَةِ ذَاتِكَ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ وَ حِيْنٍ o سات مرتبہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَالِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا وَّ اغْفِرِ اللّٰهُمَّ لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعْوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ o سات مرتبہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ افْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَّ اٰجِلًا فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَا اَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا وَ بِهِمْ يَا مَوْلٰنَا مَا نَحْنُ لَهٗ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ جَوَّادٌ ، كَرِيْمٌ ، مَلِكٌ . بَرٌّ . رَّؤُفٌ . رَّحِيْمٌ o سات مرتبہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ بِرَاْفَتِكَ يَا نَافِعُ وَ مُرَافِعُ رَبَّنَا تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ o چھ مرتبہ۔

يَاجَبَّارُ (شروع میں ایک بار تسمیہ پھر ایک ہی سانس میں 21 مرتبہ ''یا جبار'' پڑھنا ہے)

(اس وظیفہ کے شروع میں **درود پاك** اور **سورۃ کافرون** کے بعد **سورۃ بقرۃ** کی آخری آیات اس فقیر کی طرف سے اضافہ شدہ ہیں۔ حصولِ خیر و برکت اور رضائے الٰہی وخوشنودی رب ذوالجلال والاکرام کا سبب بننے کے لئے سورہ بقرہ کی آخری آیات کو مُسبعاتِ عشر میں شامل کیا گیا ہے۔ سورہ بقرہ کو شامل کرنے کی وجہ درحقیقت یہ حدیثِ نبوی ﷺ ہے۔ کہ! صحیح مسلم میں روایت ہے۔ کہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیلِ امین علیہ السلام بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھے کہ اُنھوں نے اپنے سر پر ایک آواز سُنی تو اوپر سر اُٹھایا اور عرض کیا۔ یہ آسمان کا دروازہ ہے جو آج ہی کھولا گیا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ پھر اس سے ایک فرشتہ نیچے اُترا۔ تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یہ ایک فرشتہ ہے جو زمین کی طرف اُترا ہے آج سے پہلے کبھی نہیں اُترا۔ پھر اس فرشتے نے سلام کیا اور عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ! دونوروں کی خوشخبری لیجئے جو آپ ﷺ کو عطا کئے گئے ہیں اور آپ ﷺ سے پہلے کسی بھی نبی علیہ السلام کو عطا نہیں ہوئے۔ وہ (سورہ) فاتحہ اور (سورہ) بقرہ کی آخری آیات ہیں۔ آپ ﷺ ان دونوں میں سے جو بھی حرف پڑھیں گے اس کے عوض آپ ﷺ پر عطائیں کی جائیں گیں۔ (انشاء اللہ العظیم)

اور پھر حضرت سیدنا خضر نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ خیال رکھیں کہ صبح وشام ان وظائف میں سے کوئی رہ نہ جائے حضرت سیدنا ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں۔ کہ میں نے ان سے عرض کی کہ! میں چاہتا ہوں کہ آپؒ مجھے اس بات سے بھی آگاہ فرمائیں کہ آپؒ کو یہ عظیم تحفہ کس نے عطا فرمایا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ مجھے یہ تحفہ وعطیہ سرکار مدینہ نبی آخری الزمان ﷺ نے عطا فرمایا ہے میں نے پھر عرض کی کہ مجھے اس کا اجر وثواب بھی بتائیں تو انہوں نے فرمایا کہ جب آپؒ کی ملاقات تاجدار رسالت مآب ﷺ سے ہوگی تو آپؒ خود ہی اس وظیفہ کا ثواب دریافت فرمالیجیے گا۔ یقیناً وہ ﷺ آپؒ کو آگاہ فرمادیں گے۔

حضرت سیدنا ابراہیم تیمیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن انہوں نے خواب دیکھا کہ فرشتے ان کے پاس تشریف لائے اور انہیں اٹھا کر جنت میں داخل فرمادیا انہوں نے جنت کے انعامات واکرامات بھی دیکھے اور جو کچھ دیکھا تھا اسکے اوصاف بھی بیان فرمائے اور پھر ارشاد فرمانے لگے کہ مجھے فرشتوں نے بتایا کہ! یہ سب کچھ اس کے لئے ہے جو ویسا ہی عمل کرے جو آپؒ کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جنتی پھل بھی کھائے۔ اور فرشتوں نے مجھے جنتی مشروب بھی پلایا۔ اس اثناء میں اللہ عزوجل کے محبوب نبی احمد مجتبیٰ ﷺ تشریف لائے۔ اور آپ ﷺ کے ہمراہ ستر انبیاء کرام کے ساتھ ساتھ فرشتوں کی 70 قطاریں بھی تھیں۔ اور ہر قطار مشرق سے مغرب تک طویل تھی۔ آپ ﷺ نے مجھے السّلام علیکم فرمایا اور پھر میرا ہاتھ تھام لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ! حضرت خضرؑ نے سچ کہا ہے۔ انہوں نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ حق ہے اور وہ اہل زمین کے عالم اور ابدالوں کے سردار ہیں۔ نیز وہ زمین پر اللہ کے لشکر میں سے ہیں میں نے دوبارہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جو یہ عمل کرے لیکن ان انعامات کا مشاہدہ نہ کرسکے جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے تو کیا اسے بھی ویسے ہی نوازا جائیگا جیسے مجھے نوازا گیا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! اس ذات کی قسم جس نے مجھے **حق** کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے یقیناً! رب قدوس ہر اس شخص کو بھی ان انعامات سے نوازے گا جو اس وظیفہ پر عمل کرنے والا ہوگا خواہ اس نے نہ تو میری زیارت کی ہو تو اور نہ ہی جنت کا مشاہدہ کیا ہو بلکہ پروردگار عالم اس کی تمام بڑی بڑی لغزشیں تک معاف فرما کر اس سے اپنی ناراضگی ختم فرمادے گا۔ اور بائیں کندھے والے فرشتے کو حکم دے گا۔ کہ سال بھر تک اس کی برائیاں نہ لکھنا اور اس ذات کی قسم! جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے یہ عمل صرف وہی شخص بجالائے گا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے سعادت مند وخوش بخت بنا کر پیدا کیا ہوگا۔ اور اس عمل کو ترک بھی صرف وہی (شخص) کرے گا جو بد بخت ہوگا۔ حضرت سیدنا اعمشؒ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم تیمیؒ نے چار ماہ تک نہ تو کچھ کھایا اور نہ ہی کچھ پیا۔ کیونکہ عین ممکن ہے کہ! اُن کی یہ حالت اس خواب کے بعد ہی ہوئی ہو (واللہ اعلم بالصواب)۔ بقولِ حضرت سلطان باہوؒ

زندگی اَز برائے بندگی اَست و بے بندگی زندگی شرمندگی اَست

وظیفہ مبارکہ **مسبعات عشر** حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی تصنیف مبارکہ **غنیۃ الطالبین**'' میں، حضرت حجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے **احیاء العلوم الدین** (جلداول) **کیمیائے سعادت** وغیرہ میں حضرت امام اجل سیدنا شیخ ابوطالب مکیؒ نے **قوت القلوب** (جلداول)، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی تصنیف بنام **دلیل العارفین** جوکہ دراصل ملفوظات حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتیؒ پر مشتمل ہے۔ شیخ ابوالبرکات احمد بن محمد بن احمد بن ابی حامد العروی الازہری کی مشہور کتاب **صلوٰۃ الدردی**، امام احمد الصاوی المصیر کی **کتاب الاسرار الربانیہ والفیوضات الرحمانیہ** میں علامہ ابن عبدین شامیؒ نے **عقود اللآلی فی السانید المعالی** میں اور ان کی کتب کے علاوہ لاتعداد قیمتی کتب میں **مسبعات عشر** کے فوائد وفضائل درج ہیں۔ بقول علامہ محمد اقبالؒ

اسی ضمن میں حضرت قطب عالم سید جلال الملۃ والدین سرخ پوش بُخاریؒ نے فرمایا ہے۔ اگر فُرصت نہ ہو تو مسبعاتِ عشر کے بجائے کم از کم سات مرتبہ یہ دعا پڑھ لیں۔ انشاء اللہ وہی فوائد حاصل ہونگے۔ (جو مسبعاتِ عشر میں مضمر ہیں) دعا یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ اللھم انت ربی لا الہ الا انت رب العرش الکریم علیک توکلت و انت رب العرش العظیمِ. لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیمِ. ماشاء اللہ کان وما لم یشاء لم یکن اشھد ان لا الہ الا اللہ اعلم ان اللہ علی کل شئی قدیر واَن اللہ قد احاط بکل شئی علما .و احصی کل شئی عددا. اللھم انی اعوذبک من شر نفسی و من شرغیری و من شر کل دآبۃ انت آخذم بنا صیتھا ان ربی علی صراط مستقیم ٥

اِسی دُعائے عظیمہ (جس کو دعائے ابودرداءؓ بھی کہا جاتا ہے) کے متعلق ہے کہ! **امام غزالی**ؒ نے اپنی کتاب احیاء العلوم الدین اور حضرت شاہ ولی اللہؒ اپنی کتاب **شفاء العلیل** میں اس عمل نبوی ﷺ کو مشہور ومعروف کتاب **الدعاء للطبرانی** میں حدیث نمبر 343

کے تحت نقل فرماتے ہیں کہ! حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کے محلے میں ایک دفعہ آگ لگ گئی۔ کسی نے آپ رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ آپ رضی اللہ عنہ کا گھر جل گیا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہونے دے گا۔ انہیں تین مرتبہ یہ خبر دی گئی۔ مگر آپ رضی اللہ عنہ (ہر بار) اس کے جواب میں یہی کہتے کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہونے دے گا۔ پھر ایک شخص نے آ کر بتایا۔ اے ابودرداء رضی اللہ عنہ محلے میں لگنے والی آگ جب آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کے قریب پہنچی تو بجھ گئی۔ یہ سن کر (آپ رضی اللہ عنہ نے) فرمایا مجھے معلوم تھا۔ پوچھا گیا آپ رضی اللہ عنہ کی بات حیران کن ہے۔ اصل معاملہ کیا ہے؟ فرمایا۔ میں نے سرورِ کائنات نبی آخرالزمان ﷺ کا یہ فرمانِ عالیشان سنا کہ جو شخص دن یا رات میں یہ کلمات (دعائے ابودرداء رضی اللہ عنہ) پڑھ لے گا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اور میں نے (یہ کلمات مبارکہ) پڑھ لئے تھے۔ (بقولِ شاعر)

زندگی مقصود بہر بندگی ست زندگی بے بندگی شرمندگی ست

دعائے ابوذر رضی اللہ عنہ کے متعلق عظیم حدیث مبارکہ نبویہ ﷺ :۔

صاحب کنز العمال نے اس حدیث مبارکہ کو بحوالہ **حکیم ترمذی** رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب **نوادر الوصول** سے تحریر فرمایا ہے فرماتے ہیں عمرو بن ابی عمرو، ابو ہمام الدلال ابراہیم بن طہمان، عاصم بن ابی النجود، زریں النجود، زر بن حبیش اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے۔ وہ آپ ﷺ کے پاس ہی تھے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ سامنے آئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ یہ ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے پوچھا اے اللہ کے امین علیہ السلام آپ علیہ السلام ابوذر رضی اللہ عنہ کو پہچانتے ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا جی ہاں! قسم ہے اس ذات باری تعالیٰ کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جتنے زمین والوں میں معروف ہیں اس سے زیادہ آسمان والوں میں معروف ہیں۔ اور اس کی وجہ (معروفیت و مشہوری) وہ دعا مبارکہ ہے جو یہ ہر روز دن میں دو مرتبہ کیا کرتے تھے۔ جس پر ملائکہ (فرشتے) بھی فخر و تعجب کرتے ہیں ان رضی اللہ عنہ کو بلایئے اور ان رضی اللہ عنہ سے اس دعا مبارک کے بارے میں پوچھیئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اے ابوذر رضی اللہ عنہ ایک دعا ہے جو آپ رضی اللہ عنہ ہر روز دو مرتبہ مانگتے ہیں انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں میں نے وہ دعا کسی انسان سے نہیں سنی وہ دس کلمات ہیں جو کہ میرے رب تعالیٰ نے مجھے الہام فرمائے ہیں اور میں اسے (یعنی دعا کو) ہر روز دو مرتبہ مانگتا ہوں (سب سے پہلے) میں قبلہ رخ ہوتا ہوں پھر کافی دیر تک (جی بھر کے) اللہ تعالیٰ کی تسبیح (یعنی **سبحان اللہ**) و تہلیل (یعنی **لا الہ الا اللہ**) اور تحمید (یعنی **الحمد اللہ**) و تکبیر (یعنی **اللہ اکبر**) کرتا ہوں (یعنی اورادِ تسبیح، تہلیل، تحمید اور تکبیر پڑھتا ہوں) پھر میں وہ دعا مبارک (دُعائے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ) مانگتا ہوں۔ جو کہ دس کلمات پر مشتمل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ اَللّٰھُمَّ اِنّیِ اَسْئَلُکَ اِیُمانًا دَآئِماً ☆ وَاَسْئَلُک قَلُباً خَاشِعَاً ☆ وَاَسْئَلُکَ عِلُماً نَافِعاً ☆ وَاَسْئَلُکَ یَقِیُناً صَادِقا ☆ وَاَسْئَلُکَ دِیُناً قَیّما ☆ وَاَسْئَلُک رِزُ قًا طَیِّبًا ☆ وَاَسْئَلُکَ عَمَلًا مُتَقَبَّلًا ☆ وَاَسْئَلُکَ الُعَا فِیَۃَ مِنُ کُلِّ بَلِیَّۃٍ ☆ وَاَسْئَلُکَ حُسُنُ الُعَا فِیَّۃ ☆ وَاَسْئَلُکَ دَوَامَ الُعَا فِیَّۃِ ☆ وَاَسْئَلُکَ تَمَامَ الُعَافِیَۃ ☆ وَاَسْئِلَکَ دَوَامَ الُعَافِیَۃ ☆ وَاَسْئَلُکَ الشُّکر عَلَی الُعَافِیَۃ ☆ وَاَسْئَلُکَ الُغِنٰی عَنِ النَّاسِ ☆ بِرَحمَتِکَ یَا اَرحَم الراحمین ☆

(پھر) حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا۔ اے محمد ﷺ قسم ہے۔ اس اس ذات باری تعالیٰ کی۔ جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ نبی علیہ السلام بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ کی امت میں جب کوئی بھی یہ دعا مانگے گا۔ تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔ اور زمین کی مٹی کے ذروں کی تعداد سے زیادہ ہوں۔ اور آپ ﷺ کی امت میں سے کوئی بھی اس حال میں (اللہ تعالیٰ سے) ملے گا۔ تو اس کے دل میں یہ دعا ہو تو جنتیں اس کی مشتاق ہوں گی۔ فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کریں گے۔ اور اسکے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ اور فرشتے ندا دیں گے۔ کہ اے ولی اللہ (اللہ کے دوست) آپ جس دروازے سے چاہیں جائیں۔ یعنی جنت میں داخل ہو جائیں۔

متاعِ بے بہا ہے درد و سوز و آرزو مندی مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی

☆ میری رائے کے مطابق اگر اللہ تعالیٰ کی تسبیح (یعنی **سبحان اللہ**) و تہلیل (یعنی **لا الہ الا اللہ**) اور تحمید (یعنی **الحمد اللہ**) و تکبیر (یعنی **اللہ اکبر**) کو 101-101 مرتبہ اور **دس کلماتی دعائے** مبارک (**دعائے ابوذر** رضی اللہ عنہ) کو **10** مرتبہ پڑھا جائے اور یہ مداومت دن میں دو بار یعنی صبح اور رات کو پڑھے جائیں تو اس ورد کی برکت سے تھوڑے وقت میں بہت زیادہ نیکیاں کمائی جا سکتی ہیں۔ انشاء اللہ العزیز۔

موت علی الایمان (دو طریقے):

1۔ حضرت قطب ربانی ہیکل صمدانی، عارف باللہ، جناب سید عبدالوہاب الشعرانیؒ اپنی گراں مایہ تصنیف لطیف **لطائف المنن** میں فرماتے ہیں۔ کہ میں نے سیدی عبدالقادری الدشطوطیؒ کو فرماتے سنا کر ابوادریس الخولانیؒ کی مجلس وعظ میں حضرت خضر نبیؑ تشریف فرمایا کرتے تھے۔ اور جب مجلس سے فارغ ہوتے۔ تو آپؒ سے گفتگو فرماتے تھے۔ پس ایک دن ابوادریسؒ نے عرض کی یا نبی اللہؑ بندہ کون (ایسا) ساعمل کرے؟ کہ! اللہ تعالیٰ اسے ایمان پر موت عطا فرمائے۔ تو حضرت خضر نبیؑ نے فرمایا کہ مجھے ایک لاکھ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیماتؑ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اور میں نے بھی ان تمام انبیاءؑ سے یہی سوال کیا لیکن انہوں نے مجھے جواب نہیں دیا یہاں تک کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی ملاقات کا بھی شرف نصیب ہوا۔ پس میں نے آپ ﷺ سے بھی یہ سوال کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ جو شخص نماز فجر ادا کرے۔ اور **آیت الکرسی**، آخر سورہ بقرہ (**امن الرسول بما انزل**۔۔ آخر تک) اور **شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو. و ترزق من تشآء بغیر حساب** (سورۃ ال عمران نمبر ۱۸ تا نمبر ۲۷ تک) پڑھے۔ (یعنی ان تینوں کو پڑھنے سے ایمان پر موت نصیب ہوگی۔ انشاء اللہ العظیم) یہ تینوں آیات اسی کتاب کے آخر میں دِی گئی ہیں۔ (قارئین کی آسانی کے لئے یہ تینوں یہاں دی جاتی ہیں)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ۝ اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ج اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡم ج لَا تَاۡخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوۡمٌ ط لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ط مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ ط یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَمَا خَلۡفَھُمۡ ج وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِہٖۤ اِلَّا بِمَاشَآءَ ج وَسِعَ کُرۡسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ ج وَلَا یَئُوۡدُہٗ حِفۡظُھُمَا ج وَھُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ۝ لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ قف قَدۡ تَّبَیَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَیِّ ج فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَیُؤۡمِنۢ م بِاللّٰہِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ بِالۡعُرۡوَۃِ الۡوُثۡقٰی ق لَاانۡفِصَامَ لَھَا ط وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ۝ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لا یُخۡرِجُھُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ط وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَوۡلِیٰٓئُھُمُ الطَّاغُوۡتُ لا یُخۡرِجُوۡنَھُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ط اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ج ھُمۡ فِیۡھَا خٰلِدُوۡنَ ☆ (آیات الکرسی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ۝ **اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡہِ مِنۡ رَّبِّہٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ط کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ قف لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِہٖ قف وَقَالُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا. غُفۡرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ. لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَھَا ط لَھَا مَا کَسَبَتۡ وَعَلَیۡھَا مَا اکۡتَسَبَتۡ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ج وَاعۡفُ عَنَّا وقفۃ وَاغۡفِرۡلَنَا وقفۃ وَارۡحَمۡنَا وقفۃ اَنۡتَ مَوۡلٰنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ۔** (سورہ بقرہ۔ آخر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝ **شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لا وَالۡمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الۡعِلۡمِ قَآئِمًا م بِالۡقِسۡطِ ط لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ☆ اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ قف وَمَا اخۡتَلَفَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ اِلَّا مِنۡۢ م بَعۡدِ مَا جَآءَھُمُ الۡعِلۡمُ بَغۡیًا م بَیۡنَھُمۡ ط وَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ☆ فَاِنۡ حَآجُّوۡکَ فَقُلۡ اَسۡلَمۡتُ وَجۡھِیَ لِلّٰہِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ط وَقُلۡ لِّلَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ وَالۡاُمِّیّٖنَ ءَاَسۡلَمۡتُمۡ ط فَاِنۡ اَسۡلَمُوۡا فَقَدِ اھۡتَدَوۡا ج وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَیۡکَ الۡبَلٰغُ ط وَاللّٰہُ بَصِیۡرٌۢ م بِالۡعِبَادِ ☆ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡفُرُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقۡتُلُوۡنَ النَّبِیّٖنَ**

حَقٍّ لا وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاس. فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ☆ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ☆ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُدْعَوْنَ اِلٰی کِتٰبِ اللّٰهِ لِیَحْکُمَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْ ☆ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ. وَغَرَّهُمْ فِیْ دِیْنِهِمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْن ☆ فَکَیْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ قف وَ وُفِّیَتْ کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ☆ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ. وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ط بِیَدِکَ الْخَیْرُ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ☆ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ. وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ. وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ☆ (سورۃ ال عمران نمبر 18 تا نمبر 27)

اسی کتاب میں سید عبدالوہاب اشعرانیؒ صاحب **بستان العارفین** سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے آپؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس عمل کے متعلق پوچھا کہ جو بندے کے ایمان کی حفاظت کرتا ہے۔ تو رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر ایمان کی حفاظت فرمائے۔ یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن اس کی (اللہ تعالیٰ کی) ملاقات کا شرف پاوے تو اسے چاہیے کہ ہر شب سنت مغرب کے بعد کوئی بات کرنے سے پہلے دو رکعت (اِس طرح) پڑھے ہر رکعت میں **فاتحہ الکتاب** ایک مرتبہ، **سورة قدر** ایک مرتبہ، **سورة اخلاص** ایک مرتبہ اور ایک مرتبہ **سورة فلق** اور ایک مرتبہ **سورہ والناس** پڑھے۔ اور پھر اپنی بقایا نماز مکمل کرے اور بعد نماز بناء کسی سے بات چیت کئے بحالت تشہد 100 مرتبہ **سبحٰن الله و بحمده** پڑھ کر 11 مرتبہ **یا حی یا قیوم ثبتنی علی الایمان و ثبت قدمی علٰی دینک. ان الدین عند الله الاسلام. و الحقنی بالصا لحین. یا هادی اهدنا الصراط المستقیم. صراط الذین انعمت علیهم** ۔ پڑھیں پس اللہ تعالیٰ اس پر اس کے ایمان کی حفاظت فرمائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ حتیٰ کہ وہ قیامت کے دن اس کے (یعنی اللہ تعالیٰ کے) حضور حاضر ہو جائے۔ یہ عمل لطائف المنن اور حیاۃ الحیوان میں مذکور ہے۔ (اللہ تعالیٰ عبارتِ متن میں کمی بیشی معاف فرمائے۔ آمین)

دلم پاک است و مذہب پاک دارم
فریق راست، راہ راست دارم

2۔ صاحب **نُزهة المجالس** اور صاحب **فتح المجید** نے فرمایا ہے۔ کہ! کہ حکیم ترمذی بیان فرماتے ہیں۔ کہ میں نے رب ذوالجلال کو ہزار مرتبہ خواب میں دیکھا۔ اور عرض کی۔ اے میرے مولا کریم! میں زوالِ ایمان سے خائف ہوں۔ اِرشاد ہوا کہ اس دُعا کو فجر کے سُنت اور فرض کے مابین پڑھا کر۔

بسم الله الرحمن الرحیم ٥ اللهم بحرمة الحسن و الحسین و اخیه و جده و ابیه و امه و بنیه نجنی من الهم و الغم الذی انا فیه یا حی یا قیوم یا الله لا اله الا انت یا حنان یا منان یا بدیع السموت و الارض یا ذو الجلال و الاکرام اسئلک ان تحی قلبی بنور معرفتک حتی اعرف حق معرفتک کما ینبغی ان تعرف به یا الله یا الله یا الله یا محی الموتی یا ارحم الراحمین ☆

☆ ایک حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ! **دس خوش نصیب لوگ اپنی قبور میں بوسیدہ نہیں** ہوں گے۔

☆ نبیؑ۔ ☆ عالم۔ ☆ شہید۔ ☆ حافظِ قرآن۔ ☆ مؤذن۔

☆ عورت، جو بحالتِ نفاس فوت ہو۔ ☆ جسے ظُلماً قتل کر دیا جائے۔

☆ جو شخص شبِ جمعہ میں فوت ہو۔ ☆ جو شخص جمعہ کو فوت ہو۔

سلسلہ عالیہ قادری میں رائج اسمائے اصول و اسمائے فروع

(برائے تصفیہ قلب و صفائی باطن و حصول ولایت)

اسمائے اصول اور اسمائے فروع کے بارے میں حضرت نقیب الاشراف قطبِ وقت جناب پیر سید طاہر علاؤالدین بغدادی گیلانیؒ اپنی کتاب تذکرہ قادریہ میں فرماتے ہیں۔ کہ! اسمائے اصول وفروع (بتقریب الی اللہ) پڑھے جاتے ہیں۔ جن کی تعداد **13** ہیں۔ جو کہ یہ ہیں۔

اسمائے اصول: **لا الہ الا اللہ۔ اللہ۔ ھو۔ حی۔ واحد۔ عزیز۔ ودود۔**

اسمائے فروع: **وھاب۔ فتاح۔ واحد۔ احد۔ صمد۔ علی۔ عظیم۔**

(یاد رہے۔ کہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ اسمائے اصول میں اسم 'وہاب' لکھتے ہیں۔ جبکہ **حضرت پیر سید طاہر علاؤالدین بغدادی گیلانیؒ** اسم ''ہو'' لکھتے ہیں۔ چونکہ یہ ایک معمولی اختلاف تھا۔ لہذا بیان کر دیا گیا)

چنانچہ اسمائے اصول سات اور اسمائے فروع بھی کچھ ہیں۔ (اور دونوں اسماء میں اللہ تعالیٰ کا اسمِ مبارک ''**یا واحد**'' مشترک ہے) جو سات اسمائے اصول ہیں۔ وہ ساتوں نفسوں کے لئے ہیں۔ اور ہر ایک نفس کا ایک علیحدہ نام ہے۔ اسی طرح ہر اسم کے لئے ایک مخصوص تعداد مقرر ہے۔ اور توجہ کی ضرورت ہے۔ ہر ایک نفس کے لئے پڑھے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہر نفس کے متعلق سَیر ہے۔ عالم ہے۔ محل ہے۔ ورود ہے۔ نور ہے۔ اور ذکر ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔۔۔

لہٰذا اسی ضمن میں یہ ناچیز (عبدالرؤف بلوچ) قارئینِ کتاب ہٰذا کی خدمت میں عرض گزار ہے۔ کہ! اسمائے فروع کے کچھ اسماء میں اختلاف ہے۔ (ان اسماء کے سلسلے میں اگلے باب میں ایک مکمل جدول معہ تفصیل دیا گیا ہے) لیکن یہاں پر اِن اسمائے اصول کو معہ توجہات دیا جا رہا ہے۔ تو جہات سے پہلے اسمِ اول اور اسمِ ہفتم کی مختصر مگر جامع تشریح یہاں بیان کی جاتی ہے۔ جبکہ اسمِ اول سے اسمِ ہفتم کی اسی قسم کی تفصیل اگلے باب میں بیان کی گئی ہے۔

☆ اسمِ اول: **لا الہ الا اللہ۔**

اسمِ اول کے ذکر کے وقت نفس کی حالت: نفسِ امارہ۔ (**ان النفس لا مارۃ با لسوٓء**۔ سورہ یوسف۔ آیت نمبر **53**)

نفسِ امارہ کی صفات: کنجوسی۔ بخل۔ کبر۔ نشہ۔ شہوت۔ حسد۔ غفلت (لیکن سالک ان خامیوں کو قطعاً خاطر میں نہ لائے۔ بلکہ اِن منفی کیفیات کے وقت ذکر کو زیادہ کر دینا چاہیئے۔ اگر ہو سکے۔ تو اسی ذکر کو بوقتِ وساوس نفی اثبات یا دو یا چہار ضربی ذکر کے طرز پر کرے)

اسمِ اول کے ذکر سے سیر کا حاصل مقام: **سَیر الی اللہ تعالیٰ۔**
اسمِ اول کے ذکر سے عالم کا مقام: ناسوت۔
اسمِ اول کے ذکر کا موضع الذکر: صدر (سینہ)۔
اسمِ اول کے ذکر کا حالِ مقام: ریاضت۔
اسمِ اول کے ذکر کا وارِدمقام: شریعت۔
اسمِ اول کے ذکر کے نور کا رنگ: ارزق۔
اسمِ اول کے ذکر کے وقت اسمِ تصور و تخیل: **اللہ۔**
اسمِ اول کے ذکر کی تعداد: **ایک لاکھ** (دورانِ ذکر ہر سینکڑہ یا پانصد کے بعد ایک مرتبہ توجہ اسم بھی ضروری ہے)

☆ اسمِ ہفتم: **یا ودود۔**

اسمِ ہفتم کے ذکر کے وقت نفس کی حالت: نفسِ کاملہ۔ (**لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم**۔ سورہ والتین۔ آیت نمبر **04**)

نفسِ کاملہ کی صفات: نفسِ ملہمہ سے نفسِ مرضیہ تک کی جملہ صفات (لیکن سالک ان خوبیوں کو قطعاً خاطر میں نہ لائے۔ بلکہ اِن مثبت کیفیات کے وقت ذکر کو زیادہ کر دینا چاہیئے۔ اور ہر ہر لحہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیئے)

اسمِ ہفتم کے ذکر سے سیر کا حاصل مقام: **سَیر با اللہ تعالیٰ۔**
اسمِ ہفتم کے ذکر سے عالم کا مقام: ہویت۔

اسمِ ہفتم کے ذکر کا موضع الذکر: خفی۔

اسمِ ہفتم کے ذکر کا حالِ مقام: جذب۔

اسمِ ہفتم کے ذکر کا وارِدِ مقام: وحی (الہام والقاء)۔

اسمِ ہفتم کے ذکر کے نور کا رنگ: وردی۔

اسمِ ہفتم کے ذکر کے وقت اسمِ تصور و تخیل: **اللہ۔ محمد** (بہتر تو یہ ہے۔ کہ مُہرِ نبوت ﷺ کو تصور کیا جائے)

اسمِ ہفتم کے ذکر کی تعداد: بیس ہزار دس (**مگر ہر سینکڑہ یا پانصد کے بعد ایک مرتبہ توجہ اسم پڑھنا بھی ضروری ہے**)

اسمائے اصول معہ توجہات: (صدری و باطنی نصابی وظیفہء دَر سلسلہء عالیہ قادریہ غوثیہ)

اسمِ اول: **لا اله الا الله۔**

اسمِ اول کے ذکر کے وقت اسمِ تصور و تخیل: **الله۔**

اسمِ اول کے ذکر کی تعداد: **ایک لاکھ** (دورانِ ذکر ہر سینکڑہ یا پانصد کے بعد ایک مرتبہ توجہ اسم بھی ضروری ہے)

اسمِ اول کی خصوصی توجہ: **بسم الله الرحمٰن الر حیم. الهی اظهر علی ظا هری سلطان لا اله الا اللهُ.لا اله الا اللهُ.لا اله الا اللهُ.و حقق با طنی بحقا ئق لا اله الا اللهُ.لا اله الا اللهُ.لا اله الا اللهُ.و استغرق فیک ظاهری با حاطة لا اله الا اللهُ.لا اله الا اللهُ.لا اله الا اللهُ.و احفظنی اللهم بک لک فی مراتب وجودک بشهودک و صفا تک حتی لا اشهد غیر افعا لک وصفا تک بو جهک الحق الذی لا اله الا اللهُ.لا اله الا اللهُ۔**

اسمِ دوئم: **یاالله۔**

اسمِ دوئم کے ذکر کے وقت اسمِ تصور و تخیل: **لله۔**

اسمِ دوئم کے ذکر کی تعداد: اٹھہتر ہزار چوراسی (دورانِ ذکر ہر سینکڑہ یا پانصد کے بعد ایک مرتبہ توجہ اسم بھی ضروری ہے)

اسمِ دوئم کی خصوصی توجہ:

بسم الله الرحمٰن الر حیم.یا الله یا الله یا الله الٰهی دلنی بک علیک وارزقنی الثبات عند وجودک ما اکون متا دبا م بین یدیک یا الله یا الله یا الله الٰهی بعظمتک و جلالک ارزقنی حبک یا الله یا الله یا الله اللهم اجعل قلب عبدک الضعیف مظهرا لذا تک ومنبعا لا یا تک یا الله یا الله ۔

اسمِ سوئم: **یا هو۔**

اسمِ سوئم کے ذکر کے وقت اسمِ تصور و تخیل: **له۔**

اسمِ سوئم کے ذکر کی تعداد: چوالیس چھ سو چھتیس (دورانِ ذکر ہر سینکڑہ یا پانصد کے بعد ایک مرتبہ توجہ اسم بھی ضروری ہے)

اسمِ سوئم کی خصوصی توجہ: **سم الله الرحمٰن الر حیم. یامن هو یا هو یا هو یا هو الله لا اله الاانت یا هو یا هو یا هو. الٰهی حقق باطنی بسر هو یة ذاتک وافن منی انا نیتی الی ان أتصل الی هو یة ذاتک العلیة یا من لیس کمثله شیء افنن عنی من کل شیء غیرک و حفف عنی ثقل کثا ئف الموجودات و امح عنی نقطه الغیر یة لا شا هدک ول ادری غیرک یا هو یا هو یا هو لا سواک معبودًا لا سواک مقصودًا یا واجد الوجودًا یا الله یا هو یا هو یا هو. والحمد لله رب العا لمین۔**

اسمِ چہارم: **یا حی۔**

اسمِ چہارم کے ذکر کے وقت اسمِ تصور و تخیل: **هو۔**

اسمِ چہارم کے ذکر کی تعداد: بیس ہزار بیانوے (دورانِ ذکر ہر سینکڑہ یا پانصد کے بعد ایک مرتبہ توجہ اسم بھی ضروری ہے)

اسمِ چہارم کی خصوصی توجہ: **بسم الله الرحمٰن الر حیم. یا حی یا حی یا حی الٰهی احیینی حیوٰ ة طیبة واسقنی من شراب محبتک اعذ به واطیبه. یا حی یا حی یا حی الٰهی حقق حیاتی بک یا حی یا حی یا حی. الٰهی اظهر نور حیا تک فی حیا تی یا حی یا حی یا حی. الٰهی احیی روحی بک حیوٰ ة ابدیة ومتع سری بسرک فی الحضرة الشهو دیة واملا قلبی با لمعارف الربا نیة واطلق لسانی بالعلوم اللد نیة یا حی یا حی یا حی ۔**

اسمِ پنجم: **یا واحد۔**

اسمِ پنجم کے ذکر کے وقت اسمِ تصور وتخیل: **محمد** (ﷺ)۔

اسمِ پنجم کے ذکر کی تعداد: ترانوے ہزار چار سو بیس (دورانِ ذکر ہر سینکڑہ یا پانصد کے بعد ایک مرتبہ توجہ اسم بھی ضروری ہے)

اسمِ پنجم کی خصوصی توجہ: **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.** یا واحد یا واحد یا واحد الٰهی انت الموجود اجعلنی موحدا بنور وحدا نیتک مؤیدا بشهود اُنسک یا واحد یا واحد یا واحد. الٰهی انت الموجود فی ذاتک العلیة بالوهیتک یا واحد یا واحد یا واحد۔

اسمِ ششم: **یا عزیز۔**

اسمِ ششم کے ذکر کے وقت اسمِ تصور وتخیل: **فقر۔**

اسمِ ششم کے ذکر کی تعداد: چوہتر ہزار چھ سو چوالیس (دورانِ ذکر ہر سینکڑہ یا پانصد کے بعد ایک مرتبہ توجہ اسم بھی ضروری ہے)

اسمِ ششم کی خصوصی توجہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. یا عزیز یا عزیز یا عزیز اجعلنی من عبادک لاعزیز الذاکرین. یا عزیز یا عزیز یا عزیز. یا الٰهی عززنی بعزتک یا عزیز یا عزیز یا عزیز. الٰهی و اجعلنی مکرما یا عزیز یا عزیز یا عزیز۔ (بمطابق حضرت پیر سید طاہر علاؤالدین گیلانیؒ)

اسمِ ششم کی خصوصی توجہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. یا عزیز یا عزیز یا عزیز اجعلنی بعزتک من الاعزین بین یدیک یا عزیز یا عزیز یا عزیز. استعملنی باعمال الاعزین لدیک یا عزیز یا عزیز یا عزیز. الٰهی اعزنی بعزتک یا عزیز یا عزیز یا عزیز. اجعلنی من عبادک الاعزین یا عزیز یا عزیز یا عزیز۔ (بمطابق حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ)

اسمِ ہفتم: **یا ودود۔**

اسمِ ہفتم کے ذکر کے وقت اسمِ تصور وتخیل: **اللہ۔ محمد** (بہتر تو یہ ہے۔ کہ مُہرِ نبوت ﷺ کو تصور کیا جائے)

اسمِ ہفتم کے ذکر کی تعداد: بیس ہزار دس (مگر ہر سینکڑہ یا پانصد کے بعد ایک مرتبہ توجہ اسم پڑھنا بھی ضروری ہے)

اسمِ ہفتم کی خصوصی توجہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. یا ودودُ یا ودودُ یا ودودُ اجعل فی قلبی و دا ذٰلک یا ودودُ یا ودودُ یا ودودُ. الٰهی اعطنی ودا فی قلبی و فی قلوب عبادک المؤمنین العارفین یا ودودُ یا ودودُ یا ودودُ. الٰهی اجعل لی عندک عهدا واجعل لی عندک عهدا واجعل لی عندک ودا واجعل لی فی صدور المؤمنین العارفین مودة. یا ودودُ یا ودودُ یا ودودُ. الٰهی اکفنی شر من کفیته و کیفیته بیدک یا ودودُ یا ودودُ یا ودودُ۔ (بمطابق حضرت پیر سید طاہر علاؤالدین گیلانیؒ)

اسی اسمِ ہفتم کی توجہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ کے مجموعہ وظائف میں کچھ اختلاف کے ساتھ اس طرح سے ہے۔

اسمِ ہفتم کی خصوصی توجہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. یا ودودُ یا ودودُ یا ودودُ الٰهی اعطنی ودا فی قلبی اجعل قلبی وادا الک یا ودودُ یا ودودُ یا ودودُ الٰهی اعطنی ودا فی قلوب عبادک المؤمنین یا ودودُ یا ودودُ یا ودودُ الٰهی اکفنی شر من کفا یته بیدک یا ودودُ یا ودودُ یا ودودُ۔ (یاد رہے۔ کہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ اسمائے اصول میں اسم 'وہاب' لکھتے ہیں۔ جبکہ حضرت پیر سید طاہر علاؤالدین بغدادی گیلانیؒ اسم ''**ھو**'' لکھتے ہیں۔

چونکہ یہ ایک معمولی اختلاف تھا۔ لہذا یہاں پر اسمِ مبارک '**وهاب**'' کی توجہ بھی بیان کی جاتی ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. یا وهاب یا وهاب یا وهاب هب لی من جزیل هبا تک ما یبلغنی الی مرضیاتک یا وهاب یا وهاب یا وهاب الٰهی هب لی من لدنک رحمة انک انت الوهاب یا وهاب یا وهاب یا وهاب الٰهی یا واهب الاسرار هب لی من اسرارک فیضا تجعلنی به دائما مستحفظا لمواهبک یا وهاب یا وهاب یا وهاب اللهم حققنی بمواهب حقیقة حقیقک یا وهاب یا وهاب یا وهاب الٰهی کونی شاهدا علی بالافتقار الی غنائک المطلق الکامل بالذات فامنن علی عبدک الضعیف بعنی اکون به غنیا مغنیا من شئت غناه بوصف الفقر بین یدیک انت الغنی الوهاب یا وهاب یا وهاب یا وهاب۔ (حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ کے مجموعہ وظائف مہریہ)

اسمائے اصول واسمائے فروع کی توجہات کتب مثلِ ''تذکرہ قادریہ'' ازحضرت پیر سید طاہر علاؤالدین بغدادی گیلانیؒ۔ ''مرقع کلیمی'' از حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی چشتیؒ ۔ ''مجموعہ وظائفِ چشتیہ مہریہ''اور کتاب'' الفیوضات الربانیة فی المآثر والأوراد القادریة''جمع وترتیب '' العبدالفقیر الی لطف مولاہ الجلیل الجیلانی البغدادی السید الحاج اسماعیل بن سید محمدؒ سعید القادری''اور دیگر کئی کتب سے بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

لیکن میرے خیال کے مطابق اسمائے اصول اوراسمائے فروع کی تعداد ایک۔ یک لاکھ مقرر ومعین کی جائے۔اور ہر ہر اسمِ اصول کی متعلقہ توجہ ہر سینکڑہ یا پانچ سو مرتبہ کے بعد لازمی پڑھی جائے۔(اسمائے اصول کی تمام توجہات پچھلے باب میں دی گئی ہیں)اور ہر ایک اسم کو کم اَز کم دس یا زیادہ سے زیادہ چالیس ایام میں ختم کیا جائے۔جبکہ اسمِ فروع کے ہر ایک اسم مبارک کو کم اَز کم دس اور زیادہ سے زیادہ بیس ایام میں ختم کیا جائے۔

یاد رہے کہ! سلسلہ عالیہ قادریہ میں اسمائے اصول واسمائے فروع نصاب کی حیثیت کے حامل ہیں۔ جو کہ سالکِ مبتدی کو عارف وقت وولی کامل اکمل کے درجہ ومقام تک پہنچا دیتے ہیں۔ بشرطِ کہ سلسلہ قادریہ کے کامل پیر ومرشد ومربی سے اجازت حاصل کرکے اِن اسماء کو معہ توجہات پڑھتے ہوئے مقامات ومدارج کو طے کیا جائے۔

دُعائے غوثیہ برائے حصولِ شیخ وملاقی صالحین:

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں مِلتا یہ گوہر، بادشاہوں کے خزینوں میں

1۔ میرے پیرومرشد وہادی برحق جناب سید عبدالقادر جیلانی اپنے ملفوظات وخطابات بنام ''الفتح الربانی'' کی مجلس نمبر 26 میں فرماتے ہیں۔کہ! جب کوئی امر تجھ پر مشکل ہو۔(جس کی وجہ سے) تُو نیک صالح اور منافق کے مابین امتیاز نہ کرسکے۔کہ کون صالح ہے اور کون منافق؟ پس تُو رات میں کھڑا ہو۔اور دو رکعت نمازِ نفل پڑھ کر پھر یہ دُعا مانگ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرحمٰن الرحیم o یَا رَبِّ دُلَّنِی عَلٰی الصَّالِحِینَ مِن خَلۡقِکَ دُلَّنِیۡ عَلٰی مَن یَّدُلَّنِی عَلَیکَ وَ یُطعِمُنِی مِن طَعَامِکَ یَسقِینِی مِن شَرَابِکَ وَ یَکحِلُ عَینَ قَلبِی بِنُورِ قُربِکَ وَ یُخبِرُنِی بِمَا رَاٰی عِیَانًا تَقلِیدًاo آمین.

2۔ میرے پیرومرشد وہادی برحق جناب سید عبدالقادر جیلانی اپنے ملفوظات وخطابات بنام ''الفتح الربانی'' کی مجلس نمبر 61 میں فرماتے ہیں۔کہ! تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے۔کہ! جب رات کا اندھیرا (دن میں نظر آنے والی تمام اشیاء کو اندھیرا ہونے کی وجہ سے) چھپا لے۔اور ساری مخلوق سو جائے۔اور اُن کی (یعنی عوام الناس کی) آوازیں تھم جائیں۔تو (طالبِ حق) کھڑا ہو جائے۔وضو کرے۔اور دو رکعت نمازِ نفل پڑھے۔اور پھر یہ دُعا مانگے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرحمٰن الرحیمo یَا رَبِّ دُلَّنِی عَلٰی عَبدٍ مِن عِبَادِكَ الصَّالِحِینَ المُقَرِّبِینَ حَتّٰی یَدُلَّنِیۡ وَ یُعرِفُنِی طَرِیقَكَo آمین.

3۔ ہمارے پیرومرشد جناب سید محبوب الٰہی عرف نوراللہ شاہؒ اپنی عظیم کتاب **وصل حق** یعنی **کشکول محبوبی** میں جناب حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی چشتیؒ کی کتاب **کشکول کلیمی** اور سید موسیٰ پاک شہیدؒ کی کتاب **تیسیر الشاغلین** سے روایت فرماتے ہیں۔کہ حضرت سیدنا شیخ محی الدین ابومحمد عبدالقادر جیلانیؓ نے فرمایا۔کہ جو شخص آدھی رات کو اٹھ کر وضو کرے۔اور دو رکعت نماز پڑھے۔اور جس قدر چاہے۔قرآن پڑھے۔اور بارگاہ الہ العالمین میں بحالت سجدہ عاجزی اور استغاثہ کرے۔اور وہ یہ دعا پڑھے۔ **بِسۡمِ اللّٰہِ الرحمٰن الرحیم o یا رب دلنی علٰی عَبدٍمِّن عِبَادِكَ المُقَرِّبِینَ حَتّٰی یَدُلَّنِی عَلَیكَ وَیُعَلِّمُنِی طَرِیقَ الوُصُولِ اِلَیكَo**

تو اللہ تعالیٰ اس پر ضرور بالضرور وصول کا دروازہ کھول دے گا۔اور کسی ایسے ولی اللہ کے پاس پہنچا دے گا۔جو کہ اس (طالب) کو حق سبحانہ کی طرف پہنچا دے۔اور بارہا اس دعا کا تجربہ ہو چکا ہے۔آگے چل کر شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی فرماتے ہیں۔کہ متاخرین گروہ شاذلیہ نے فرمایا۔کہ جو کوئی حضور دل سے **درود و سلام** اور **لا الہ الا اللہ** کو کثرت سے پڑھتا رہے۔تو ضرور اس کو شیخ کامل ملے گا۔اور جماعۃ الشاذلیہ فرماتے ہیں۔کہ اس طریقہ میں ہمارے پیشوا حضرت حسنؓ بن علی المرتضیٰؓ ہیں۔

شیخ کامل کی نہ ہو جس پر نظر
پا سکتا نہیں کبھی وہ حق کی خبر

4۔ اسی طرح حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ کا طریقہ **احسن الاعمال** میں ہے کہ روزانہ بعد نماز فجر یہ وظیفہ 1000 ہزار بار پڑھیں۔(تو بھی شیخِ کامل جیسے مدعا کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔انشاءاللہ العظیم۔ **بِسۡمِ اللّٰہِ الرحمٰن الرحیم o یا رب دلنی علٰی عَبدٍمِّن عِبَادِکَ المُقَرِّبِینَ حَتّٰی یَدُلَّنِی عَلَیکَ وَیُعَرِّفُنِی اِلٰی طَرِیقَ الوُصُولِ اِلَیکَ o**

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

(اس ضمن میں راقم الحروف قارئین کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ اس دُعا مبارکہ کو روزانہ بعد نماز فجر اور بعد نمازِ عشاء یعنی کہ سونے سے قبل یہ وظیفہ 1000 ہزار بار پڑھیں۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّ حِیۡم o یارَبِّ دُلَّنِیۡ عَلیٰ عَبۡدِمِّنۡ عِبَادِکَ الۡمُقَرِّبِینَ حتّٰی یَدُ لَّنِیۡ عَلَیۡکَ وَیُعَرِفۡنِیۡ اِلیٰ طَرِیۡقَ الۡوَصُوۡلِ اِلَیۡک توفنی مسلما و الحقنی بالصالحین .

دُعائے ہفت کافی معہ دعائے کلیہ کا ایک عجیب طریقہ :

بعض بزرگان میں حصول فیض کے لئے دعائے قطب یعنی دعائے ہفت کافی اور دعائے کلیہ کو ایک مقررہ ومعینہ وقت پر وِرد کیا جات ہے۔ اس کے بعد مراقبہ کیا جاتا ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ کا نور مکہ معظّمہ عین بیت اللہ شریف پر برس رہا ہے۔ اور وہاں سے حجرِ اسود میں سے نکل کر گنبدِ خضراء میں داخل ہو رہا ہے۔ اور گنبدِ خضراء سے دو روشنیوں (نیلی اور گلابی انوارات) کی صورت میں نکل کر نیلا نور حضور غوثِ پاک شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے روضہء مبارکہ پر جبکہ گلابی نور حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے روضہء مبارک میں داخل ہو رہے ہیں۔ کچھ ہی عرصہ میں عجیب وغریب فیوضات وبرکات حاصل ہونا شروع ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ اس عمل کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! دعائے کافی کے اس عمل کو ایسے کرنا ہے۔ کہ! دعائے کافی معہ تسمیہ ایک سو ایک (101) مرتبہ پڑھ کر دعائے کل معہ تسمیہ (50) پچاس مرتبہ پڑھنی ہے۔ اَب یہ تو ایک مرتبہ ہوا۔ لیکن یہی عمل گیارہ مرتبہ کرنا ہے۔ لہذا اس عمل میں دعائے کافی کی جملہ تعداد (1111) مرتبہ جبکہ دعائے کل کی ٹوٹل تعداد (550) مرتبہ ہو جائے گی۔ بہر حال! دعائے قطب یعنی دعائے ہفت کافی اور دعائے کلیہ یہ ہے۔

☆ (دعائے کافی یہ ہے) بِسۡمِ اللہ الرحمن الرحیم . اَللّٰہُ الۡکَافِیۡ ☆ قَصَدۡ تُّ الۡکَا فِیۡ☆ وَجَدۡ تُّ الۡکَا فِیۡ☆ کَفَا نِیَ الۡکَا فِیۡ☆ لِکُلِّ الۡکَا فِیۡ☆ وَ نِعۡمَ الۡکَا فِیۡ☆ وَ ھُوَ الۡکَا فِی☆ وَ لِلّٰہِ الۡحَمۡدِ o

☆ (دعائے کلیہ یہ ہے) بِسۡمِ اللہ الرحمن الرحیم . اَللّٰھم انت الکل ☆ و منک الکل ☆ وبک الکل ☆ ولک الکل ☆ و الیک الکل ☆ وکل الکل ☆ صل علیٰ تعینک الاقدام والمظھر الاتم لاسمک الاعظم۔

دُعائے ہفت کافی:

یہ دعائے مبارکہ سلسلہ قادریہ کے علاوہ دیگر سلاسل میں بھی انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ اس ضمن میں صاحب اقتباس الانوار، جناب شیخ محمد اکرم قدوسیؒ رقمطراز ہیں کہ! یہ بات کُتبِ معتبرہ سے ثابت ہے۔ کہ دعائے کافی المہمات جسے دعائے قُطب بھی کہتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو اپنی والدہ ماجدہ سے وِرثہ میں نصیب ہوئی تھی۔ (بمطابق حضرت شیخ محمد اکرم قدوسیؒ) آپؒ کو جو (ولایت وکرامات) بھی مِلا۔ اسی دعا کی خیر و برکت سے نصیب ہوا۔ دعائے قطب یعنی دعائے ہفت کافی یہ ہے۔

بِسۡمِ اللہ الرحمن الرحیم . اَللّٰہُ الۡکَافِیۡ ☆ قَصَدۡ تُّ الۡکَا فِیۡ☆ وَجَدۡ تُّ الۡکَا فِیۡ☆ کَفَا نِیَ الۡکَا فِیۡ☆ لِکُلِّ الۡکَا فِیۡ☆ وَ نِعۡمَ الۡکَا فِیۡ☆ وَ ھُوَ الۡکَا فِی☆ وَ لِلّٰہِ الۡحَمۡدِ o

بوقت حاجت برآری اسکی تعداد بارہ ہزار (12000) مرتبہ پڑھنا ہے۔ عمومًا لوگ اس دعا کو روزانہ 111 مرتبہ (بحسابِ ابجدِ قمری کے اعداد 111 لفظ قطب کے مطابق) پڑھتے ہیں۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں اس دعا کو 111 مرتبہ پڑھنا روزانہ کا معمول ہے۔

صاحب اقتباس الانوار، جناب شیخ محمد اکرم قدوسیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! یہ بات کتبِ معتبرہ سے ثابت ہے۔ کہ! **دعائے کافی المھات** جسے دعائے قطب کہتے ہیں۔ حضرت غوثِ پاکؒ کو اپنی والدہ ماجدہ سے ملی ہے۔ اور آپؒ کو جو کچھ ملا۔ اس دعا کی برکت سے ملا۔

کتاب تحفۃ الراغبین (ایک قدیم کتاب، کہ جس کی فقیر کو عرصہء دراز سے تلاش ہے۔ مگر تا حال میسر نہ ہو سکی) میں یہ بھی لکھا ہوا ہے۔ کہ! جب حضرت غوث پاکؒ نے سفر پر جاتے ہوئے اپنی والدہ سے الوداع کیا۔ تو انہوں نے آپؒ کو یہ دعا تعلیم فرمائی۔ اور فرمایا۔ یہ چیز (دعائے قطب) مجھے آپؒ کے والد بزرگوار (سید ابی صالح موسیٰ جنگی دوستؒ) سے ملی ہے۔ ان کا فرمان تھا۔ کہ یہ چیز میرے بیٹے ابو محمد سید عبدالقادرؒ کو پہنچا دینا۔ اَب مَیں تمھیں اس کی اجازت دیتا ہوں۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ! آپؒ کے والد ماجد نے خود یہ چیز (یعنی دعائے قطب) ان کو عطا کی تھی۔ اور وصیت کی تھی۔ کہ نزولِ مصائب و بلا کے وقت یہ دعا لفظ قطب کے اعداد (111) کے مطابق پڑھنی چاہیئے۔ کشائش حاصل ہو گی۔

حضرت غوثِ پاک شیخ عبدالقادر جیلانیؒ خود بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ مراتب و مقامات میں سے جو کچھ مجھے ملا۔ اسی دعا کی برکت سے ملا۔

کتاب تحفۃ الراغبین میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ! اس دعا کے پڑھنے کا ایک طریقہ یہ ہے۔ کہ! پہلے دو رکعت نمازِ نفل پڑھ کر اس کا ثواب سیدِ کائنات ﷺ کا ایصالِ ثواب کرے۔ اس نماز کی نیت یوں کرے۔ **نویت ان اصلی لله تعالٰی الهد یة الی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم متو جها الی جهت الکعبة الشر یفة۔ الله اکبر**۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ اور سلام پھیر کر ایصالِ ثواب بروحِ پاک سید کائنات ﷺ کرے۔ اور اپنا مدعا (یعنی جائز حاجت) عرض کرے۔

اس کے بعد دو رکعت نفل حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے لئے پڑھے۔ اور یوں نیت کرے۔ **نویت ان اصلی لله تعالٰی رکعتی الهد یة الی العباس خضروم علیه السلام متو جها الی جهت الکعبة الشر یفة. الله اکبر**۔ اور سلام پھیر کر ایصالِ ثواب بروحِ سیدنا خضر نبی ع کرے۔ اور اپنا مدعا (یعنی جائز حاجت) ان کی خدمت میں عرض کرے۔ نیز ایک فاتحہ حضرت خضر نبیؑ کی سلامتی کے لئے پڑھے۔

اس کے بعد دو رکعت نمازِ نفل پہلے کی طرح نیت (**نویت ان اصلی لله تعالٰی رکعتی الهد یة الی غوث الثقلین شیخ محی الدین ابی محمد عبدالقادر الحسنی والحسینی الجیلانی رحمة الله علیه متو جها الی جهت الکعبة الشر یفة۔ الله اکبر**) کر کے حضرت غوثِ پاکؒ کی روحِ مبارک کو ایصالِ ثواب کی نیت سے پڑھے۔ اس دوگانہ کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد **11** مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد پہلے پانچ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ پھر حضرت غوث پاکؒ سے (اس طرح **یا شیخ محی الدین ابی محمد عبدالقادر جیلانی شیئًا لله**) امداد طلب کرے۔ اور اپنا مطلب عرض کرے۔ اور پھر **1011** مرتبہ دعائے کافی المہمات معہ تسمیہ پڑھے۔ انشاء اللہ حق تعالٰی اس کے مقاصد کو پورا فرمائے گا۔ مگر اس نماز سے لے کر دعا پڑھنے تک درمیان میں نہ کسی سے کوئی بات کرے۔ اور نہ ہی کسی دوسرے کام کی طرف متوجہ ہو۔ دعا کے معنی دل میں رکھے۔ بالخصوص لفظ "**قصدت**" کہتے وقت دل میں اپنے مقصد کا تصور و تخیل لازمی رکھے۔ اور لفظ "**وجدت**" کہتے وقت یہ یقین کرے۔ کہ مطلب پا لیا۔ اس طریقے سے پڑھنا بہت مؤثر ہے۔ اسی کتاب (تحفۃ الراغبین) مین یہ بھی لکھا ہے۔ کہ! یہ دعا **12000** مرتبہ پڑھنے سے مرادیں پوری ہوتی ہیں۔

روایت ہے۔ کہ! حضرت غوثِ پاکؒ کے ابتدائے حال میں کشف اس دعا کو باقاعدہ طور پر پڑھنے سے حاصل ہوا۔ اگر کوئی بارہ ہزار مرتبہ نہ پڑھ سکے۔ تو ایک ہزار گیارہ مرتبہ کا (دائمی) ورد رکھے۔ تمام دنیوی اور اُخروی مرادات حاصل ہوں گیں۔ اگر ایک ہزار گیارہ بھی نہ پڑھ سکے۔ تو پانچ سو مرتبہ پڑھے۔ اس کا اثر بھی بہت ہوتا ہے۔ اگر پانچ سو مرتبہ بھی نہ پڑھ سکے۔ تو لفظ قطب کے اعداد (بحساب ابجد قمری) **111** مرتبہ پڑھ لے۔ مگر ناغہ نہ کرے۔ اگر کوئی دینی حاجت درپیش ہو۔ تو بعد نمازِ عشاء یا تہجد اسی تعداد میں (ایک سو گیارہ مرتبہ) پڑھے۔ اور اگر کوئی دنیاوی غرض و غایت ہو۔ تو بعد نمازِ فجر بوقتِ طلوعِ آفتاب (اسی تعداد میں) پڑھے۔ بہت مؤثر ہے۔

نیز حضراتِ قادری کے طریق میں حاجت برآری کے لئے پہلے ایک دوگانہ نماز پڑھے۔ اس کے بعد فاتحہ (جس کا طریقہ آگے آرہا ہے) پڑھ کر حضرت غوثِ پاکؒ کی روحِ مبارک کو ایصالِ ثواب کرے۔ اس کے بعد آپؒ کے والد ماجدؒ اور اس کے بعد آپؒ کی جد مادریؒ (نانی) پھر اس کے بعد آپؒ کی والدہ ماجدہؒ کو ایصالِ ثواب کرے۔ فاتحہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ!

پہلے **11** مرتبہ درود شریف پھر **11** مرتبہ سورہ فاتحہ پھر **11** مرتبہ آیت الکرسی پھر **11** مرتبہ سورہ الم نشرح پھر **11** مرتبہ سورہ الھکم التکاثر پھر **11** مرتبہ سورہ کافرون پھر **11** مرتبہ سورہ اخلاص پھر **11** مرتبہ سورہ فلق پھر **11** مرتبہ سورہ والناس اور آخر میں **11** مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ اس کے بعد **111** مرتبہ دعائے کافی المہمات (یعنی دعائے قطب) پڑھے۔ اور پھر ایک دوگانہ نماز نفل پڑھے۔ سلام کے بعد سجدے میں جا کر یاودود کی دعائے متبرکہ (**بسم الله الرحمٰن الر حیم. یا ودودُ یا ودودُ یا ودودُ الٰهی اعطنی ودا فی قلبی اجعل قلبی ودا الک یا ودودُ یا ودودُ یا ودودُ الٰهی اعطنی ودا فی قلوب عبادک المؤ منین یا ودودُ یا ودودُ یا ودودُ الٰهی اکفنی شر من کفا یته بیدک یا ودودُ یا ودودُ یا ودودُ**) پڑھے۔ اگر یہ تمام کام ایک ہی وقت میں نہ کر سکے (جو کہ اگر بعد نمازِ عشاء کیا جائے۔ تو نہایت آسان ہے۔ لیکن پھر بھی اگر ایک وقت میں نہ ہو سکے۔ تو) ہر نماز کے بعد پانچ مرتبہ یا گیارہ مرتبہ پڑھے۔ اور دل پر دَم کرے۔ اس کے بے شمار منافع اور کثیر فضائل ہیں۔

اسی کتاب (**تحفة الراغبین**) میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ! جب حضرت شیخ (شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) معمر ہو گئے۔ تو آپؒ نے تمام اوراد و وظائف ترک کر کے صِرف اسی دعا (دعائے قطب) پر اکتفا کر لیا۔ جو آپؒ کو اپنی والدہ ماجدہؒ سے ملی تھی۔

بعض مشائخینِ سلسلہ نے اس دعا (یعنی دعائے قطب) کی فضیلت میں لکھا ہے۔ کہ جو شخص بہت اوراد پڑھتا ہو۔ اور بیک وقت یہ اوراد و وظائف نہ

پڑھ سکے۔ تو تمام اوراد و وظائف کے بجائے ہر نماز کے بعد اسی دعا (دعائے قطب) کو گیارہ مرتبہ پڑھا کرے۔ تو گویا (جیسے اس نے) جملہ اوراد و وظائف پڑھ لئے ہوں۔ نیز ثواب اور فیوضاتِ باطنیہ بھی حاصل ہوں گے۔ اور ساتھ ہی ساتھ مہماتِ دنیاوی بھی حاصل ہوں گیں۔ نہایت مجرب المجرب اور بارہا کا آزمودہ ہے۔

حرا بنظارہء نگارم صف زد رضوان زِ تعجب کف خود برکف زد
آن خال سیہ بران رخان مطرف زد ابدال ز بیم چنگ در مصحف زد

صلوٰۃ التوبہ کی ترغیب وفائدہ :

یہ ایک انتہائی مشہور ومعروف حدیث نبوی ﷺ ہے۔ جسے **امام ترمذی**ؒ ، **امام دائود** ، **امام نسائی**ؒ ، **امام ابن ماجہ**ؒ نے اپنی سنن میں **امام ابن حنان**ؒ اور **اپنی خزیمہ**ؒ نے اپنی صحیحین میں اور امام بیہقیؒ نے ذکر فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ کہ جو کوئی شخص بھی کسی قسم کا گناہ کرے پھر اٹھ کر وضو کرے۔ اور نماز (صلوٰۃ توبہ) پڑھے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

چند انتہائی پرتاثیر ادعیہ : یہاں پر چند ایک نہایت عظیم الشان اور پرتاثیر ادعیہ دی جارہی ہیں۔ جو کہ پہلے لکھنے سے رہ گئی تھیں۔

تین روشن اعمال :

حضرت سیدی عبدالوہاب الشعرانیؒ اپنی کتاب طبقات امام شعرانی میں اپنے والدِ محترم اور مقتدا الشیخ نورالدین الشونیؒ کے حالات میں رقمطراز ہیں کہ ایک دفعہ میں (عبدالوہاب الشعرانیؒ) نے خواب میں آپ (یعنی اپنے والدِ محترم) کو دیکھا۔ تو پوچھا! یا سیدیؒ! آپؒ کا کیا حال ہے؟ فرمایا مجھے برزخ کا دربان بنادیا گیا ہے چنانچہ کوئی عمل برزخ میں داخل نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اور میں نے اپنے اصحاب کے اعمال میں سے **سورہ اخلاص** کی قرأت ، **درود و سلام** اور کلمہ طیبہ **(لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ)** سے زیادہ ضیاء اور روشن کوئی عمل نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ کی بہترین انداز میں حمد وثناء:

اگر کوئی شخص قسم کھائے۔ کہ! مَیں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کو اس کے تمام محامد ومحاسن کے ساتھ کروں گا۔ تو اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! وہ کہے۔

بِسۡمِ اللہ الرحمن الرحیم . اَلحمد للہ حمدا یوافی نعمہ ویکا فی مزیدہ.

اگر کوئی شخص قسم کھائے۔ کہ! مَیں سب سے عمدہ الفاظ کے ساتھ اس کی حمد وثناء بجالاؤں گا۔ تو اسے یہ طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔

بِسۡمِ اللہ الرحمن الرحیم . سبحنک لا احصی ثنا علیک انت کما اثنیت علیٰ نفسک فلک الحمد حتی ترضیٰ.

اللہ تعالیٰ کی بہترین حمد وثناء:

حضرت علی ابنِ ابی طالبؓ سے روایت ہے۔ کہ! بادشاہ بخت نصر نے حضرت دانیال نبیؑ کو ایک کنویں میں دو شیروں کے ہمراہ پانچ ایام تک قید رکھا۔ جب کھولا۔ تو ان کو صحیح سالم پایا۔ پوچھا۔ کہ (آپؑ) کو کس وجہ سے نجات میسر ہوئی۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ میں نے یہ کہا تھا۔

بِسۡمِ اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ الذی لا ینسی من ذکرہ ، الحمد للہ الذی لا یخیب من دعاہ ، الحمد للہ الذی من توکل علیہ کفاہ ، الحمد للہ الذی لا یأکل من توکل علیہ الی غیرہ ، الحمد للہ الذی یجزی بالاحسان احسانا وبالسیأت کرما وحلما وغفرانا ، الحمد للہ الذی ھو رجآؤنا یوم سوقنا بأعمال ، الحمد للہ الذی یجزی بالصیر نجاۃ۔

دعائے عظیم البرکت وکثیر الفوائد برائے حصولِ مراتبِ عارفین :

علمائے روحانیہ ومتصوفین فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ! ایک مرتبہ حضرت اسرافیلؑ ، جناب حضرت نبی مکرم ﷺ کے پاس اُتر آئے۔ اور کہا۔ کہ! **سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم عدد ما علم اللہ ومثل ما علم اللہ** ۔ پڑھے۔ جو کوئی اس (دُعائے مبارکہ) کو ایک مرتبہ پڑھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو ان لوگوں کے زمرے میں لکھے گا۔۔ جو اللہ تعالیٰ کی بکثرت یاد کرنے والے ہیں۔ اور وہ دن ورات اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگے رہنے والوں سے بھی افضل ہو جائے گا۔ اور یہ کلمات (دعائے مبارکہ) اس کے لئے نہالِ جنت بن جائیں گے۔ اور جس طرح کہ درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ اسی طرح اس کے گناہ جھڑ جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی اُس پر نظر رہے گی۔ اور (اللہ تعالیٰ) اُس کو دوزخ کا عذاب نہ دے گا۔

حضرت خضرؑ کی دُعا :

رسائلِ چرخیہ میں ہے۔ کہ! حضرت خواجہ خضرؑ اس دعا کو کثرت سے پڑھتے ہیں۔ **بسم الله الر حمن الر حیم o یا حی یا قیوم یالا اله الا انت اسئا لک ان تحی قلو بنا بنو ر معر فتک ابدًا.**

مردہ دِلی سے بچنے کا نبوی ﷺ وظیفہ:

حضرت سیدی عبدالوہاب الشعرانیؒ اپنی کتاب طبقات امام شعرانی میں اور عبدالرحمان جامیؒ اپنی کتاب نفحاتُ الانس میں رقمطراز ہیں۔ کہ ایک بزرگ کو بحالتِ رویا حضرت رسولِ کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ تو بزرگ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالی کے حضور میرے لئے دُعا فرمائیں۔ کہ میرا دِل مُردہ نہ ہو۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ ہر روز چالیس (40) مرتبہ یہ پڑھا کرو۔ **یا حی یا قیوم لا اله الا انت ۔** اس دعا کے متعلق ہے۔ کہ! حضرت ابو بکر کنانیؒ (م۔358ھ) جو کہ حضرت جنید بغدادیؒ کے اصحاب میں سے تھے، نے بیان فرمایا ہے۔ کہ! میں نے حضرت نبی مکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ اور آپ ﷺ سے عرض کیا۔ کہ! اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیے۔ کہ میرا دل مردہ نہ ہو۔ ارشاد فرمایا۔ کہ! روزانہ چالیس مرتبہ (یہ دُعا) پڑھ۔ **یا حی یا قیوم یالا اله الا انت ان یحیی قلبی ۔ اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰ له بارک وسلم۔** چنانچہ میں نے اسے تین دن پڑھا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میرا دل زندہ کر دیا۔

ایک روایت میں اس دعا کا ایک بزرگ بتاتے ہیں۔ کہ ہفتہ عشرہ میں ہی مردہ دل دوبارہ زندہ ہو جاتا ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرحمن الرحيم ۔ یا حی یا قیوم لا اله الا انت اسئلک ان تحی قلبی بنور معرفتک حتیٰ اعَرف حق معرفتک کما ینبغی ان تعرف به یا الله یا الله یا الله یا محی الموتی یا ارحم الر ا حمین ☆ اللھم صل علی سید نا محمد وعلیٰ اٰ لهٖ وصحبهٖ وبارک وسلم ☆

دعائے عظیم القدر :

ثواب اِن کلمات کا اتنا زیادہ ہے۔ کہ! اگر ملائکہ سات طبق زمین و آسمان کے جمع ہو جائیں۔ اور ایک وصف ان کا بیان کرے۔ اور روزِ قیامت تک ہزار جزاء ثواب میں سے فقط ایک جزو بھی بیان کرنے سے قاصر رہیں۔ دعا یہ ہے۔

بسم الله الرحمن الر حیم o یا من اظهر الجمیل وستر القبیح یامن لم یؤ خذ بالجریرة ولم یهتک الستر یا عظیم العفو یا حسن التجاوز یاواسع المغفرة یاباسط الیدین بالرحمة یا صاحب کل نجوٰی ومنتهٰی کل شکوٰی یا کریم الصفح یاعظیم المن یامبتدء بالنعم قبل استحقا قها یاربنا وسیدنا ومولانا ویا غایة رغبتنا اسئالک یا الله ان لا نشوت خلقی بالنار وان یغفرلی ولوالدی برحمتک یارحم الراحمین وان تعطینی حوآئج الدنیا والآ خرةo انک علیٰ کل شیء قدیرo و صلی الله تعالیٰ علیٰ سید نا محمد واله الطیبینo

دعائے عظیم البرکت وکثیر الفوائد برائے ثوابِ نمازِ کثیرہ:

علمائے روحانیہ ومتصوفین فرماتے ہیں۔ کہ! اس دعا کے پڑھنے والے کو ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ دعا یہ ہے۔

بسم الله الرحمن الر حیم o ا لحمد لله قبل کل احد ☆ والحمد لله بعد کل احد ☆ والحمد لله علیٰ نعمآ ئهٖ ☆ والحمد لله علیٰ کل حل ☆ و صلی الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقهٖ سیدنا محمد واٰ له و صحبهٖ اجمعین ☆ بر حمتک یا ارحم الر ا حمین ☆

دعائے عظیم البرکت وکثیر الفوائد برائے حصولِ مراتب :

علمائے روحانیہ ومتصوفین فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت ابنِ عباسؓ نے کہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیلؑ کو ایک دُعا سکھلائی۔ اور انہیں حکم دیا۔ کہ! نبی کریم ﷺ کو سکھلا دیں۔ جو شخص اُسے پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کے لئے ستر ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور ستر ہزار گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ اور اس کے ستر ہزار درجات بلند کر دیئے جائیں گے۔ اور وہ دُعا یہ ہے۔

بسم الله الرحمن الر حیم o لا اله الا الله هلل الله کل شیء و کما یحب ان یهلل و کما ینبغی لکریم وجهه وعز جلاله وسبحان الله کما سبح الله کل شیء و کما یحب لله ان یسبح و کما ینبغی لکریم وجهه وعز جلا له والله اکبر کما کبر الله کل شیء و کما یحب لله ان یکبر و کما ینبغی لکریم وجهه وعز جلا له۔

دعائے عظیم البرکت وکثیر الفوائد برائے کفارہء معاصی :

علمائے روحانیہ ومتصوفین فرماتے ہیں۔ کہ! نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ! روئے زمین پر کوئی ایسا نہیں۔ جو **لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر و لا حول و لا قوۃ الا با للہ العلی العظیم** پڑھے۔ اور اس کی ساری خطاؤں کا کفارہ نہ ہو جائے۔ اگر چہ اُس کی خطائیں سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)

دعائے عظیم البرکت وکثیر الفوائد برائے مغفرت :

علمائے روحانیہ ومتصوفین فرماتے ہیں۔ کہ! حضور سرورِ عالم ﷺ سے مروی ہے۔ کہ! جب بندہ **سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر و تبارک اللہ**۔ پڑھتا ہے۔ تو ایک فرشتہ اُس کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے۔ اور اپنے پَر کے نیچے لئے ہوئے اوپر چڑھ جاتا ہے۔ اور ان کلمات کو لے کر فرشتوں کی کسی ایسی جماعت پر اُس کا گزر نہیں ہوتا۔ جو اُس کے پڑھنے والے کے لئے استغفار نہ کرتے ہوں۔ یہاں تک کہ خدائے رحمان عزوجل کے روبرو لے کر حاضر ہوتا ہے۔ (مستدرک للحاکم۔)

دعائے عظیم البرکت وکثیر الفوائد برائے حصولِ ثواب :

علمائے روحانیہ ومتصوفین فرماتے ہیں۔ کہ! حدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے۔ کہ! جو کوئی **سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم عدد ما علم اللہ و دوام ملک اللہ**۔ پڑھے گا۔ دنیا و اہلِ دنیا چاہے ختم ہو جائیں۔ لیکن اس کے پڑھنے والے کا ثواب ختم نہ ہوگا۔

دعائے عظیم البرکت وکثیر الفوائد برائے حصولِ مرتبہء صالحین :

علمائے روحانیہ ومتصوفین فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا۔ کہ جو شخص (یہ کلمات) ہر صبح و شام پڑھ لیا کرے۔ **اللھم اجعلنی خیرا مما یظنون و لا تؤاخذنی مما یقولون و اغفرلی مالایعلمون**۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ بخش دے گا۔ اور قیامت میں صالحین میں اس کا شمار کرے گا۔ اور جنت میں حضرت یحیؑ کا رفیق بنے گا۔

دعائے عظیم البرکت وکثیر الفوائد برائے حصولِ مغفرت :

اسی طرح سے حضرت علی المرتضیٰؓ کا قولِ مبارک ہے۔ کہ جو شخص (یہ کلمات) روزانہ تین مرتبہ پڑھ لیا کرے۔ **صلوات اللہ و سلامہ علی آدم**۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ بخش دے گا۔ اگر چہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ اور وہ حضرت آدمؑ کا رفیق ہوگا۔

دعائے عظیم البرکت وکثیر الفوائد :

علمائے روحانیہ ومتصوفین فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت ابنِ عباسؓ کا بیان ہے۔ کہ! عرش کی بعض زبانوں کی تسبیح عقائق میں یہ ہے۔ **سبحان القائم الدائم سبحان الدائم القائم سبحان الملک الاعظم سبحان من لا یعلم ماھو الا ھو**۔ اور اس میں ایک لاکھ قندیلیں ہیں۔ ہر قندیل اتنی بڑی ہے۔ کہ اس میں آسمان اور زمین سما جائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو اس صفت پر جوہرِ سبز پر پیدا کیا۔ اور اس میں عجب داخل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک سانپ کا طوق پہنا دیا۔ جس کا سر سفید موتی کا اور چشم یاقوت زرد کی اور دانت زمرد سبز کے اور بدن طلائی سرخ کا تھا۔ اس کا طول ساٹھ برس کی مسافت کا تھا۔ اس کے ستر ہزار بازو تھے۔ ہر بازو میں ستر ہزار پَر تھے۔ اور ہر پر میں ستر ہزار چہرے تھے۔ اور ہر چہرے میں ستر ہزار منہ تھے۔ اور ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں تھیں۔ ہر منہ سے اس قدر تسبیح نکلتی تھی۔ جتنے کہ بارش کے قطرے اور درختوں کے پتے اور دنیا کے دن، اور زمین کے کنکر اور تر مٹی اور تمام فرشتے ہوں گے۔ جب عرش نے اسے دیکھا۔ تو کہنے لگا۔ اے میرے رب عزوجل! آپ نے اسے کس لئے پیدا کیا ؟ ارشاد ہوا۔ تا کہ تُو اپنی عظمت بھول جائے۔ اور تیری نظر میری عظمت پر رہے۔

دعائے عظیم البرکت وکثیر الفوائد :

علمائے روحانیہ ومتصوفین فرماتے ہیں۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا فرمایا ہے۔ جس کے چار لاکھ سر ہیں۔ ہر سر میں چار لاکھ چہرے ہیں۔ ہر چہرے میں چار لاکھ منہ ہیں۔ ہر منہ میں چار لاکھ زبانیں ہیں۔ ہر زبان میں کی الگ الگ لغت (بولی) ہے۔ جو کہ دوسری بولی کے مشابہ نہیں۔ اُس فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے کہا۔ اے رب عزوجل! مجھ سے بھی زیادہ ذکر کرنے والا کسی کو آپ نے پیدا فرمایا ہے۔ ارشادِ ربانی ہوا۔ ’’ہاں‘‘! میرا بندہ یوشع بن نونؑ ہے۔ اُس فرشتے نے (حضرت یوشع بن نونؑ) زیارت کی اجازت چاہی۔ اس کو اجازت ملی۔ تو اُس (فرشتے) نے اُن (حضرت

یوشع بن نون ؑ) سے سوال کیا۔ کہ آپ ؑ کیا ذکر کرتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ میں صبح وشام دس دس مرتبہ یہ دُعا پڑھا کرتا ہوں۔ **سبحان اللہ وبحمدہ وعد د ما سبحہ بہ خلفہ واضعاف ذالک کلہ حتی یرضی ربنا و کما ینبغی لکرم وجھہ وعز جلا لہ و نظم ربو بیتہ و کما ھو لہ واھللہ کذالک واحمدہ کذالک واشکرہ کذالک۔**

دعائے عظیم البرکت وکثیر الفوائد برائے حصولِ اجابت :

علمائے روحانیہ ومتصوفین فرماتے ہیں۔ کہ! محمد بن زرین ؒ کا بیان ہے۔ کہ! مَیں نے حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ (تو) مَیں نے کہا۔ یا نبی اللہ ﷺ ! میں قلیل البضاعۃ اور کثیر العیال ہوں۔ مجھے کوئی دُعا تعلیم فرمائیے۔ کہ اس کو پڑھ کر دُعا مانگا کروں۔ اور اپنے معاملے میں اس سے مدد لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہر سختی میں اور ہر نماز کے بعد تین مرتبہ یہ پڑھا کرو۔ **یا قدیم الاحسان یا من احسا نہ فوق کل احسان یا مالک الد نیا والآ خرۃ ۔**

اسی طرح سے ایک اور روایت میں آیا ہے۔ کہ! کسی نے حضرت نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ اور آپ ﷺ سے عرض کی۔ کہ! یا نبی اللہ ﷺ ! مجھے کوئی دُعا سکھلائیے۔ جو میں اپنے سفر وحضر میں پڑھا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہر شدت کے وقت اور ہر نماز کے وقت ان کو پڑھ کر دُعا مانگا کرو۔ **یا قدیم الاحسان یا من احسا نہ فوق کل احسان یا مالک الد نیا والآ خرۃ ۔**

ایک اور جگہ دُعائے احسان اس طرح سے بھی ہے۔ **یا قدیم الاحسان اَحۡسِنُ اِلَیَّ بِا حسا نک القد یم** ۔ اسی طرح سے ایک اور روایت میں آیا ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد ؑ پر وحی بھیجی۔ کہ! اے داؤد ؑ ! مجھ سے تملق کرو۔ انہوں نے عرض کیا۔ آپ سے کیسے تملق کروں ؟ (کیونکہ) آپ تو رب العالمین ہیں۔ ارشاد ہوا۔ کہہ۔ **یا قدیم الاحسان یا دائم الخیر یا کثیر المعروف** ۔ جو شخص اِن کلمات کے ساتھ تملق کرے گا۔ تو گویا اُس نے اہلِ شرق اور اہلِ غرب کے برابر عبادت کی۔

دعائے عظیم البرکت وکثیر الفوائد برائے رفعِ غم وحصولِ عزو مرتبہ :

علمائے روحانیہ ومتصوفین فرماتے ہیں۔ کہ! حضرتِ عائشہ صدیقہ ؓ نے فرمایا۔ جب تہمت لگانے والوں نے مجھ پر افتراء پردازیاں کیں۔ تو نزدیک ودور کے سب لوگوں نے حتی کہ بلی تک نے مجھے چھوڑ دیا۔ میرا کھانا، پینا سب چھوٹ گیا۔ اور میں گرسنگی کی حالت میں سوگئی۔ خواب میں مجھے ایک شخص دکھلائی دیا۔ اُس نے مجھ سے ماجرا دریافت کیا۔ میں نے بتلا دیا۔ اُس نے مجھ سے کہا۔ کہ دفع غم اور کشائش کی دعا پڑھو۔ وہ یہ ہے۔ **اللھم یا سابغ النعم یا شافع النقم یا فارج الغم یا کاشف الظلم اعدل من حکم یا حسب من ظلم یا ولی من ظلم یا اولا بلا بدایۃ واخرا بلا نھا یۃ من لہ اسم بلا کنیۃ اجعل لی من امری فرجا** ۔ وہ فرماتی ہیں۔ جب میں بیدار ہوئی۔ تو شکم سیر تھی۔ اور پیاس کا انم نہ تھا۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے آیتِ برأۃ میرے پارسا ہونے کی شہادت میں نازل فرمادی۔

دعائے عظیم البرکت وکثیر الفوائد برائے حصولِ استجابت وقضائے حوآئج :

علمائے روحانیہ ومتصوفین فرماتے ہیں۔ کہ! رسولِ کریم ﷺ سے روایت ہے۔ کہ جو شخص اِن پانچ کلمات کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے۔ اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال ایسا نہ ہوگا۔ جو اُسے نہ مل جائے۔ وہ (پانچ) کلمات یہ ہیں۔

لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ۔ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیء قدیر ۔ لا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا با للہ ۔

دعائے عظیم البرکت وکثیر الفوائد :

علمائے روحانیہ ومتصوفین فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت جبرائیلِ امین ؑ نے آنحضور نبی مکرم ﷺ سے عرض کیا۔ یا محمد ﷺ ! میں کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ جو آپ ﷺ سے زیادہ مجھے محبوب ہو۔ میں آپ ﷺ کو ایک دُعا بتلا دوں۔ جو مَیں نے چھپا رکھی ہے۔ آپ ﷺ سے قبل میں نے آج تک کسی کو نہیں بتلائی۔ رغبت اور خوف کے موقعوں پر آپ ﷺ اُس کے ذریعے سے دُعا مانگا کیجئے۔ لیجئے پڑھیئے۔ **یا نور السمٰوٰت ولارض یا قیوم السموت والارض ویا زین السموت والارض یا جمال السموت ولارض یا بدیع السموت والارض یا ذالجلال ولاکرام یا غوث المستغیثین ومنتحی رغبۃ العا بدین ومنفسا عن المکروبین ومفرجا عن المغمومین وصریخ المستخرحین ومجیب دعوۃ المضطرین کاشف السوٓء الہ العالمین۔**

دعائے عظیم البرکت وکثیرالفوائد برائے حفاظت از جن ومخلوقاتِ روحانیہ :

علمائے روحانیہ فرماتے ہیں۔ کہ! جو شخص ہمیشہ یہ دُعا پڑھنے کا اہتمام کرتا رہے۔ وہ جنات وآسیب اور شیاطین سے محفوظ رہے گا۔ ان شاءاللہ۔ دُعا یہ ہے۔ **بسم اللہ الرحمن الر حیم ٥ امنت با للہ العظیم و کفرت با لجبت و الطاغوت و استمسکت با لعروۃ الو ثقی لا نفصام لھا واللہ سمیع علیم ۔**

سیدالاستغفار بمطابقِ حدیثِ نبوی ﷺ:

صحیح بُخاری میں ہے کہ محبوب رب العالمین حضرت رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ یہ سیدالاستغفار ہے۔

بسم ا للہ الرحمٰن الرحیم ٥ اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عھدک ووعدک ما استطعت اعوذبک من شر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی وابوء بذنبی فاغفرلی انہ لا یغفر الذنوب الا انت ۔

جس نے اسے (سیدالاستغفار) شام کے وقت ایمان ویقین کے ساتھ پڑھا پھر اس کا اس رات میں انتقال ہو گیا تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ اور جس نے صبح کے وقت اسے ایمان ویقین کے ساتھ پڑھا پھر اسی دن اس کا انتقال ہو گیا تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ (انشاءاللہ العظیم)

گُناہوں کی بخشش :

صحیح مسلم، موطا امام مالک، مسند احمد اور المعجم الاوسط للطبرانی میں وارد ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے ہر فرض نماز کے بعد 33 مرتبہ اللہ اکبر، 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمدللہ اور (ایک مرتبہ) **لاالہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ. لہ الملک. ولہ الحمد . وھو علیٰ کل شیء قدیر** ☆ پڑھ کر سو 100 کا عدد پورا کیا تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگر چہ وہ سمندر کے جھاگ سے زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔

دعائے مغفرت:

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص نیند سے بیدار ہوتے وقت پڑھا کرے۔ **سبحانک لا الہ الا انت فاغفرلی ۔** تو گناہوں سے ایسے نکل آتا ہے۔ جیسے سانپ اپنی کیچلی سے۔

استغفار از حضرت آدم صفی اللہؑ :

حضرت جبرائیلِ امینؑ نے فرمایا۔ اے آدمؑ ! تُو (اپنی معافی وبخشش کے لئے) اِن کلمات کے ساتھ عرض گزار ہو۔

ا للھم انی اسئلک بحق محمد وال محمد ﷺ ۔ سبحانک اللھم و بحمدک عملت سوء ظلمت نفسی انہ لا یغفر الذنوب الا انت وارحمنی وانت خیرالراحمین ۔ سبحانک وبحمدک لا الہ الا انت عملت سوء وظلمت نفسی فتب علی انک انت التواب الرحیم ۔ سبحانک وبحمدک لا الہ الا انت عملت سوء وظلمت نفسی فاغفرلی وانت خیرالغا فرین ۔

حضرت آدمؑ یہ دُعا پڑھا کرتے تھے۔ **سبحان الخا لق الباریء سبحان اللہ العظیم و بحمدہ ۔** جو کوئی اس (دُعا) کو دس مرتبہ پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی (ایسی) نعمتیں عطا فرمائے گا۔ جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا ہوگا۔ نہ کانوں نے سنا ہوگا۔ نہ کسی بشر کے خیال میں گزری ہوں گی۔

عجیب وپُرتاثیر استغفار برائے قضائے حوائج :

یہ استغفار حضرت امام احمد بن علی البونیؒ نے اپنی کتاب ''شمس المعارف'' میں تحریر فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ! قضائے حوائج کے واسطے، کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو۔ تو لازم ہے۔ کہ! نمازِ عشاء کے وتر سے قبل دو رکعتیں (قضائے حوائج کے قصد سے) اس طرح سے پڑھے۔ کہ! ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ پھر اپنے دونوں پیروں کے بل اکڑوں ہو کر اس طرح سے بیٹھے۔ کہ! تھوڑا سا کھڑا رہ جائے۔ اور یہ استغفار آنکھیں بند کر کے ایک ہزار (1000) مرتبہ پڑھے۔ **استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ واسئالہ التو بۃ. اللھم اغفرلی ولولدی ولجمیع المسلمین والمسلمات الاحیآء منھم والاموات ۔** پھر فارغ ہو کر جو (شرعی وجائز) دُعا مانگے گا۔ قبول ہوگی۔ (ان شاءاللہ العظیم)

استغفارو رُقعہ مورث العلم والمال :

صاحب مرقع کلیمی ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! جو شخص (روزانہ) چارسو مرتبہ (یہ استغفار) پڑھا کرے۔ اس کو علمِ نافع یا مالِ کثیر حاصل ہو گا۔ (انشاءاللہ) مجرب ہے۔

بسم اللہ الرحمن الر حیم ٥ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ الَّذِیۡ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ الر حمٰن الرحیم بد یع السموات والارض من جمیع جرمی و ظلمی و اسرافی علٰی نفسی وَاَتُوۡبُ اِلَیۡہِ وَاَسۡئَا لُہُ التَّوۡ بَۃ .

استغفار :

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عیدنا مولا علی ؓ سے فرمایا۔ کیا مَیں تجھے ایسی دُعا نہ سکھاؤں (کہ) جسے پڑھا جائے۔ تو پہاڑوں جیسے گناہ بھی ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ اس (دعا) کے پڑھنے سے معاف فرمادے گا۔ وہ دعائیہ کلمات یہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الر حیم ٥ **اَللّٰھُمَّ لا الہ الا انت العلیم الکر یم تبار کت سبحا نک رب العرش العظیم ۔**

استغفارِ عجیبہ :

مختلف کتب میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ کہ! شیطانِ لعین نے ایک مرتبہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر آنحضور نبی کریم ﷺ کو آگاہ کیا۔ کہ! وہ ایک ایسی دعا سے واقف ہے۔ کہ! وہ روزِ قیامت اس دعا کے پڑھنے کے سبب بخشا جائے گا۔ اور جنت کا مستحق قرار پائے گا۔ لیکن شیطان کے جانے کے بعد حضرتِ جبرائیل ؑ اسی مقدس بارگاہ میں تشریف لائے۔ اور کہا۔ یارسول اللہ ﷺ! وہ واقعی سچ کہہ گیا ہے۔ لیکن یہ دعا چالس روز قیامت سے قبل ابلیسِ لعین کو بھلادی جائے گی۔ (یہ دعا تین طرح سے آئی ہے)

☆ بسم اللہ الرحمن الر حیم ٥ اللھم یا اجود الاجودین ویا اکرم الاکرمین ویا خا لق السمٰوٰت والار ضین ٥رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین ٥ صلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین. برحمتک یارحم الراحمین.

☆ بسم اللہ الرحمن الر حیم ٥ الحمد للہ رب العالمین ٥ الرحمٰن الر حیم قبل کل شئی ٥ والحمد للہ بعد کل شئی ٥ والحمد للہ علٰی کل حال ٥ سبحٰن اللہ من لم یزل ٥ سبحٰن الحی القیوم وستار العیوب ٥ بر حمتک یارحم الراحمین ٥

☆ بسم اللہ الرحمن الر حیم ٥ا للھم یا الٰہ البشر ویا عظیم الخطر ویا سریع الظفر ویا معروف الا ثر و یا واسع المغفر ۃ ویا عز یز المن ویا مالک یوم الدین بحق ایاک نعبد ویاک نستعین ٥ بر حمتک یارحم الراحمین ٥ بسم اللہ الر حمٰن الر حیم ٥ یا الہ العا لمین و یا خیر النا صرین و یا غیا ث المستغیثین ا غثنی ا غثنی ا غثنی ٥ بر حمتک یارحم الراحمین ٥

عظیم استغفار :

جامع ترمذی، مسند احمد اور الترغیب والترہیب میں وارد ہے۔ کہ حضرت ابوسعید خدری ؓ صاحب جود وسخا نبی آخرالزمان ﷺ کا یہ فرمانِ عالیشان نقل کرتے ہیں۔ کہ جو شخص بستر پر لیٹ کر (بوقتِ خوابیدن) یہ (استغفار تین مرتبہ) پڑھے۔ **استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ ۔** تین مرتبہ پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے گُناہوں کو بخش دے گا اگر چہ وہ سمندر کے جھاگ کے جتنے ہوں۔ اگر چہ وہ ریت کے ذروں جتنے ہوں۔ اگر چہ وہ دنیا کے ایام جتنے ہوں۔

عجیب وپُرتاثیر استغفار برائے رحمتِ الٰہی ودافع رنج واَلم :

یہ عجیب وغریب استغفار رحمتِ الٰہی کے حصول اور رنج واَلم سے نجات کے لئے مجرب قرار دیا گیا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

بسم اللہ الرحمن الر حیم ٥ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡتَغۡفِرُ کَ لِکُلِّ ذَ نۡبٍ یَکُوۡنَ فِیۡ ا جۡتِرَا حِہٖ قَطۡعُ الرَّ جَآءِ وَرَدُّ الدُّ عَآءِ وَ تَوَا تُرُ الۡبَلَآ ءِ وَ تُرَادُفُ الۡھُمُوۡ مِ وَ تُضَا عُفُ الۡغُمُوۡمِ۔

استغفار :

کتاب **الدرالنظیم** کے مصنف حضرت امام عبداللہ اسعد الشافعی الیمنیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جوشخص (روزانہ) سومرتبہ (یہ) استغفار کرے۔ وہ جب تک اپنے مال میں برکت مشاہدہ نہیں کرے گا۔ نہیں مرے گا۔ اور صاحب **مرقعِ کلیمی** فرماتے ہیں۔ کہ! جوشخص ہر روز یہ استغفار پچیس مرتبہ پڑھا کرے۔ اس کے مال و اولاد کو کوئی ضرر نہ پہنچے۔ **بسم اللہ الرحمن الرحیم o اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ وَاَسْئَا لُہُ التَّوْبَۃِ وَالْمَغْفِرَۃِ مِنْ جَمِیْعِ الْذُّنُوْبِ .**

دعائے حبیبی برائے مغفرت :

جوشخص قبرستان میں جا کر تمام اہلِ قبور اور آنحضرت نبی مکرم ﷺ کی تمام اُمت اور حضرت آدم نبیؑ سے لے کر آخری پیدا ہونے والے مسلم لڑکا اور لڑکی بشمول اپنے اور والدین وعزیز و اقارب کے ایصال کے لئے اس دعا کو فقط دس (10) مرتبہ پڑھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے تمام قبور میں انوارات بھر جائیں گیں۔ (انشاءاللہ) دعائے مغفرت یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم o اَللّٰھُمَّ یَا حَبِیْبُ الْفُقَرَآءِ وَیَا اَنِیْسَ الْغُرَبَآءِ وَیَا عَظِیْمُ الرِّجَآءِ وَیَا مُعِیْنُ الضُّعَفَآءِ وَیَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ وَیَا غَیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ یَا رَاحِمُ الْعَطَایَا وَیَا غَافِرُ الْخَطَایَا یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا سُبْحٰنُ یَا سُلْطٰنُ یَا غُفْرَانُ یَا بُرْھَانُ یَا مُسَبِّبُ الْاَسْبَابِ یَا مُفَتِّحُ الْاَبْوَابِ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ یَا بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ سَخِّرْلِیْ جَمِیْعَ الْاَشْیَآءِ مِنْ جَمِیْعُ النَّاسِ o بِرَحْمَتِکَ خَلِّصْنَا مِنْ شَرَائِرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یَا رَحِیْمُo اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا اِلٰی یَوْمُ الدِّیْنِo بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَo

اور اگر ویسے بھی اسی دعا کو روزانہ رات کو سونے سے قبل بحالتِ وضو فقط دس مرتبہ پڑھ کر بنا کسی سے بات چیت کر کے سویا جائے۔ تو اس دعا کا روزانہ پڑھنے والا خوش نصیب شخص عجائبات در عالم رویاء خوب لطف اندوز ہوتا ہے۔ (مجرب المجرب ہے)

دعائے مغفرت :

جوشخص قبرستان میں جا کر تمام اہلِ قبور اور آنحضرت نبی مکرم ﷺ کی تمام اُمت اور حضرت آدم نبیؑ سے لے کر آخری پیدا ہونے والے مسلم لڑکا اور لڑکی بشمول اپنے اور والدین وعزیز و اقارب کے ایصال کے لئے اس دعا کو فقط دس (19) مرتبہ پڑھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے تمام قبور میں انوارات بھر جائیں گیں۔ (انشاءاللہ) دعائے مغفرت یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم o الحمد للہ الذی فی السمآء عرشہٖ ☆ الحمد للہ فی رؤیتہٖ ☆ والحمد للہ فی القبور قضآؤہ' ☆ والحمد للہ الذی فی البر والبحر حکمہٖ ☆ والحمد للہ الذی لا تقوۃ ولا ملجا من اللہ الا الیہ ☆ بر حمتک یا ارحم الرا حمین ☆

استغفارِ شاذلیہ : (منسوب ومنقول اَز حضرت سیدی خضر نبیؑ) :

یہ استغفار نہایت ہی بابرکت اور مفید ہے۔ کیونکہ! یہ دراصل حضرت خضر نبیؑ کا تعلیم کردہ استغفار ہے۔ (چاہیئے۔ کہ! بعد فرض نماز تین مرتبہ اور رات کو سونے سے قبل یک صد مرتبہ (یعنی فقط ایک تسبیح) یہی استغفار پڑھ لیا جائے۔ تاکہ! اس کے ظاہری و باطنی فوائد وثمرات سے مستفید و منتفع ہوا جا سکے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ یَا غَفَّارَ الذُّنُوْبِ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ یا مِنْ جَمِیْعِ الْمَعَاصِیْ کُلِّھَا وَالذُّنُوْبِ وَالْاٰثَامِ۔ وَمِنْ کُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُہ' عَمَدًا اَوْ خَطَأً سِرًّا اَوْ عَلَانِیَۃً ظَاھِرًا وَبَاطِنًا قَوْلًا وَفِعْلًا فِیْ جَمِیْعِ حَرَکَاتِیْ وَسَکَنَاتِیْ وَخَطَرَاتِیْ وَأَنْفَاسِیْ کُلِّھَا دَآئِمًا اَبَدًا سَرْمَدًا مِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ لَا اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ لَآ اَعْلَمُ. عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِہِ الْعِلْمُ وَاَحْصَاہُ الْکِتَابِ وَخَطَّہُ الْقَلَمُ وَعَدَدَ مَا اَوْجَدَتُّہُ الْقُدْرَۃُ وَخَصَّصَتْہُ الْاِرَادَۃُ وَمِدَادِ کَلِمَاتِ اللّٰہِ کَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْہِ رَبِّنَا وَجَمَالِہٖ وَکَمَا لِہٖ وَکَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی۔ (اس کے ساتھ یہ کلمات بھی ملا لیں) **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّد" رَّسُوْلُ اللّٰہِ فِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ وَنَفْسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَۃُ عِلْمُ اللّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ یَا رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْر" الرَّاحِمِیْنَ. اِنَّکَ لَآ تُخْلِفُ الْمِیْعَادُ۔**

عجیب وپُرتاثیر درود و استغفار:

یہ درود شریف و استغفار دراصل منقل و منسوب بہ حضرت خواجہ خواجگان امیر الفُقراء سیدنا اویس قرنیؓ سے ہے۔ اور حضرت ابوانیس صوفی محمد برکت علی لُدھیانویؒ کے سلسلہ عالیہ قادریہ، مجددیہ، غفوریہ، رحیمیہ، کریمیہ، امیریہ کا موروثی درود شریف ہے۔

بسم الله الرحمن الر حیم ○ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ عِتۡرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعۡلُوۡمٍ لَّکَ۔ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ الَّذِیۡ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ وَاَتُوۡبُ اِلَیۡہِ ۔

مغفرت کی عظیم الشان دعا :

معاذ بن الحارث بن رفاعہ الانصاری الزرقیؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ یحیٰی بن زکریاؑ (یوحنا العمدان) گزرتے ہوئے حضرت دانیال نبیؑ کی قبر سے گزرے۔ تو اُنھوں نے آپؑ کی قبر سے یہ دعا پڑھنے کی آواز سُنی۔ **سبحان من تعزز بالقدرة و قھر العباد بالموت ۔** وہ بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص یہ کلماتِ عظیمہ پڑھے گا۔ تو اس کے لئے ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کی چیزیں (یعنی جملہ مخلوقات جن وانس وشجر جمادات، چرند وپرند) مغفرت کی دعا کریں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

مُلا کو جو ہے، ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے، کہ! اسلام ہے آزاد

دعائے مغفرت:

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتا ہے۔ (تو) اللہ تعالیٰ اس کے نامہءاعمال میں ہزار نیکیاں درج کردیتا ہے۔ ہزار درجے بلند فرماتا ہے۔ اور ستر ہزار فرشتوں کو اس کے لئے مقرر فرماتا ہے۔ جو قیامت کے روز تک اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے۔ کلمات یہ ہیں۔ **بسم الله الرحمن الر حیم ○ الحمد لله الذی تواضع کل شیء لعظمتہٖ والحمد لله الذی ذل کل شیء لعز تہٖ والحمد لله الذی خضع کل شیء الملٰئکة. والحمد لله الذی استسلم کل شیء لقدرتہٖ.** (طبرانی)

عظیم عملِ بخشش:

حضرت سیدنا امام اعظم نعمان بن ثابتؒ فرماتے ہیں۔ کہ! مَیں نے رب العزت کو 99 مرتبہ خواب میں دیکھا۔ لیکن پھر بھی میری حسرت کم نہ ہوئی۔ مَیں نے (دل میں) کہا۔ اگر ایک مرتبہ اور زیارت ہوجائے۔ تو مَیں عرض کروں گا۔ الٰہی! قیامت میں مخلوق کی بخشش کس عمل سے ہوگی۔ چنانچہ مَیں پھر اللہ تعالیٰ کی زیارت سے شاد ہوا۔ مَیں اللہ تعالیٰ کے حضور عرض گذار ہوا۔ الٰہی! تیری سلطنت باعزت اور تیری شان عظیم ہے۔ مَیں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کہ! قیامت میں مخلوق کس عمل سے جلد نجات پائے گی۔ ارشاد ہوا۔ جب خواب گاہ میں آتے اور جاتے وقت یہ پڑھا کرے۔

بسم الله الر حمن الر حیم ○ سبحا ن الابدی الابد سبحان الواحد الاحد سبحان الفرد الصمد سبحان رافع السمآء بغیر عمد سبحان من بسط الارض علی المآء فجمد سبحان من خلق الخلق فاحصا ھم عد دا سبحان من قسم الارزاق ولم ینس احدا سبحان الذی لم یتخذ صا حبة ولا ولدا سبحان الذی لم یلد ولم یو لد ولم یکن له کفوا احد ○

سلسہءعالیہ نقشبندیہ کا خصوصی استغفار :

یہ استغفار حضرت امام مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے خصوصی اذکار میں سے ایک ہے۔ خطرات و وساوس کے دفیعہ کے لئے تنہائی میں تین مرتبہ یہ استغفار پڑھنا چاہیئے ۔ اور استغفار پڑھتے وقت سانس کو تینوں مرتبہ قوت کے ساتھ کھینچے۔ اس طرح کہ! گویا وہ کسی چیز کو دل و دماغ سے دور کررہا ہے۔ اور اس استغفار کے معنے کو بھی اپنے ذہن میں رکھے۔

بسم ا لله الر حمٰن الر حیم ○ ا ستغفر الله و اتوب الیه من جمیع ما کره الله قولا و فعلا و ظاھرا و سامعا و خاطرا و ناظرا لا حول ولا قوة الا با لله ۔

دعائے عظیم البرکت وکثیر الفوائد برائے حصولِ ثواب :

علمائے روحانیہ ومتصوفین فرماتے ہیں۔ کہ! اایک صحابیؓ کا بیان ہے۔ کہ! ایک مرتبہ میں نے عصر کی نماز حضرت نبی کریم ﷺ کے پیچھے ادا کی۔ نمازیوں میں سے ایک شخص نے **سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا اله الا انت وحدک لا شریک**

لک عملت سوء وظلمت نفسی فاغفر لی ذنبی وارحمنی وتب علٰی انک انت التواب الرحیم ۔ پڑھا۔ جب نبی کریم ﷺ نماز پڑھ چکے۔ تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا۔ کہ یہ کلمات کہنے والا کون تھا ؟ وہ شخص بولا۔ کہ! مَیں یا رسول اللہ ﷺ ! (تو) آپ ﷺ نے فرمایا۔ اُس ذات کی قَسم ! جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تیرے منہ سے آخری لفظ نکلنے بھی نہ پایا تھا۔ کہ میں نے بارہ فرشتوں کو لکھتے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے ہر ایک چاہتا تھا۔ کہ میں ہی لکھ لوں۔ پھر میں ان کو ایک آسمان سے نکل کر دوسرے آسمان میں برابر جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ سارے کلمات عرش کے نیچے رکھ دیئے گئے۔ اور وہ (کلمات اُس وقت تک) رکھے رہیں گے۔ یہاں تک کہ قیامت میں تجھے اس کے ساتھ اُتنے ہی اور ملیں گے۔

ایک جامع دُعائے نبوی ﷺ کہ جِس میں سب کچھ ہے:

حضرت ابوامامہ ؓ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے بہت زیادہ دُعا مانگی۔ لیکن ہمیں اِس میں سے کچھ یاد نہ رہا۔ ہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ ! آپ ﷺ نے بہت زیادہ دعا مانگی۔ لیکن ہمیں اِس میں سے کچھ یاد نہ رہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں کوئی جامع دُعا نہ بتادوں؟ جِس میں یہ سب کچھ آجائے۔ تُم یہ دُعا مانگا کرو۔ **بسم ا للہ الر حمٰن الر حیمo اللھم انا نسئلک من خیر ما ساء لک منہ نبیک محمد صلی اللہ علیہ و سلم و نعو ذ بک من شر ما استعا ذ منہ نبیک محمد صلی اللہ علیہ و الہ وسلم و انت المستعان و علیک و علیک البلا غ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ۔**

دعائے جامع الکلام :

حضرت سیدالشہداء حسن بن علی ؓ نے فرمایا۔ کہ! تمام دعوات اور رحمت اس دعا میں لکھی ہے۔ اور خواص اس دعا کے کثیر ہیں۔ اور فضیلت بے شمار۔ (پس) جو کوئی مومن اس دعا کو پڑھے۔ اور درد اپنا کرے **بتخصیص در حالتِ ماندگی** و پریشانی وقصد اعداء کی اور تمام حاجتوں کے۔ دعا یہ ہے۔ **بسم اللہ الرحمن الر حیم o اللھم انی احمدک علٰی کل نعمۃo واستغفرک من کل ذ نبo و اسئالک من کل خیرo واستعیذ بک من کل شر و بلآء o ولا حول ولا قوۃ الا با للہ العلی العظیم o**

نا زیبا گفتگو کا کُفارہ:

حضرت امامِ غزالی ؒ کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص ایسی کسی محفل میں بیٹھ جائے۔ جہاں نا زیبا گفتگو ہو رہی ہو۔ تو اس (نا زیبا گفتگو) کا کُفارہ یہ ہے۔ کہ اِنسان یہ دُعا مانگے۔ **بسم اللہ الر حمن الر حیم o سبحا نک اللھم و بحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک عملت سوء و ظلمت نفسی فا غفرلی انہ لا یغفر الذ نو ب الا انت۔**

کثیر النفع تسبیح :

حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی گئی۔ تو ایک صحابی ؓ نے ان کلمات سے تسبیح پڑھی۔ **بسم اللہ الر حمن الر حیم o سبحا نک اللھم و بحمدک اشھد ان لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک عملت سوء و ظلمت نفسی فا غفرلی ذنبی وارحمنی وتب علٰی انک انت التواب الر حیم o** یہ سنتے ہی حضور پُرنور سید عالم ﷺ نے دریافت فرمایا۔ (کہ) یہ تسبیح کس نے پڑھی ہے۔ وہ صاحب عرض گزار ہوئے۔ آپ ﷺ کے اس غلام نے۔ (تو) آپ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے اس ذات اقدس کی قسم (کہ) جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ تیرے منہ سے ابھی آخری کلمہ نکلنے نہیں پایا تھا۔ کہ مَیں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا۔ جو بڑے اشتیاق سے اس کے ثواب کو لکھنے کی طرف مائل ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کی یہی خواہش ہے۔ کہ میں لکھوں۔ پھر انہیں آسمانوں کی طرف پرواز کرتے پایا ہے۔ یہاں تک کہ وہ عرشِ معلیٰ تک پہنچ گئے۔ اور ان کلماتِ عظمٰی کو عرش کے نیچے محفوظ کر دیا۔ وہ قیامت تک وہیں محفوظ رہیں گے۔ یہاں تک کہ تجھے ان کے ساتھ آتے ہی اور عطا کئے جائیں گے۔

حضرت سیدنا رسول اللہ ﷺ کی تسبیح :

آنحضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ جو صبح وشام **سبحا ن اللہ و بحمدہٖ** ۔ ایک ہزار مرتبہ پڑھتا ہے۔ (تو) اللہ تعالیٰ اس (تسبیح کے پڑھنے والے کے ساتھ) سودا فرمالیتا ہے۔ اور اس دن کے اختتام تک اللہ تعالیٰ اسے رہائی سے نواز دیتا ہے۔

(بزرگوں کا فرمان ہے۔ کہ! **سبحا ن اللہ و بحمدہٖ** ۔ ایک ہزار مرتبہ پڑھنا فدیہ ہے)

حضرت سیدنا رسول اللہ ﷺ کی تسبیح :

آنخضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ نور کے پہاڑ پر اللہ تعالیٰ کا ایک نور کا سمندر ہے۔ جس کے گرد نور کے فرشتے ہیں۔ وہ اپنے ہاتھوں میں نور کے حربے لئے ہوئے ہیں۔ اور اس سمندر کے گرد گھومتے پھرتے ہیں۔ اور (یہ تسبیح) پڑھتے رہتے ہیں۔ **سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزة والجبروت سبحان الحی الذی لا یموت سبوح قدوس رب الملائکة والروح ۔** جو اس (تسبیح) کو روزانہ (ایک مرتبہ)، یا ہر ماہ (میں ایک مرتبہ) یا ہر برس (میں ایک مرتبہ) یا وہ تمام عمر میں ایک مرتبہ پڑھے گا۔ (تو) اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔ اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ یا ریگ عالج کے برابر ہوں۔ یا وہ لڑائی سے بھاگ گیا ہو۔

حضرت سیدنا رسول اللہ ﷺ کی تسبیح :

آنخضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص صبح وشام **حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ تو کلت وھو رب العرش العظیم ۔** سات مرتبہ پڑھا کرے۔ (تو) اللہ تعالیٰ اُس کو دین و دنیا کی فکر سے کافی ہو جائے گا۔ (ان شاء اللہ العظیم)

حضرت سیدنا ابراہیمؑ کی تسبیح :

یہ تسبیح حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہؑ سے منسوب و منقول ہے۔ جو شخص اس تسبیح کو ایک مرتبہ پڑھتا ہے۔ اس کے نامہء اعمال میں دس لاکھ نیکیاں درج کی جاتی ہیں۔ اور اس کے دس لاکھ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اور دس لاکھ درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ سبحان من ھو باق لا یفنیٰ سبحان من ھو عالم لا ینسی سبحان من ھو قیوم لا ینام سبحان من ھو دائم لا یسھو سبحان من ھو واسع لا تکلف سبحان من ھو قائم لا یلھو سبحان من ھو عزیز لا یظلم ٥

حضرت سیدنا اسمائیل ذبیح اللہؑ کی تسبیح :

یہ تسبیح حضرت سیدنا اسمائیل ذبیح اللہؑ سے منسوب و منقول ہے۔ جو شخص اس تسبیح کو ایک مرتبہ پڑھتا ہے۔ اس کے نامہء اعمال میں دس لاکھ نیکیاں درج کی جاتی ہیں۔ اور دس لاکھ گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ اور دس لاکھ درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔ **بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ سبحان من ھو مطلع یعلم جوارح القلوب سبحان من یعصی عدد الذنوب سبحان من لا یخفی علیہ خافیة فی السمٰوٰت ولا فی الارض سبحان اللہ الرؤف الودود ۔**

حضرت سیدنا موسیٰؑ کی تسبیح :

حدیث شریف میں ہے۔ کہ! ایک شب حضرت موسیٰؑ نے صبح تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ اس سے اِن میں عُجب (بڑائی) آ گئی۔ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا۔ کہ! ان کو یہ دکھا دیں۔ چنانچہ دریا کے کنارے پر ان کا گزر ہوا۔ دیکھتے کیا ہیں۔ کہ! ایک مینڈک کہہ رہا ہے۔ اے موسیٰؑ ! گذشتہ شب کی عبادت سے آپؑ کو عُجب پیدا ہوا ہے۔ اور میں چار سو برس سے عبادت کر رہا ہوں۔ (اور) اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہوں۔ آپؑ نے دریافت فرمایا۔ تجھے اس کا واسطہ! جس نے تجھے گویا کیا ہے۔ بتلا تیری تسبیح کیا ہے؟ وہ بولا میں **سبحان من یسبح لہ من فی البحار سبحان من یسبح لہ من فی الارض القھار سبحان من یسبح لہ من فی رؤس الجبال سبحان من یسبح لہ بکل شفیة و لسان ۔** پھر آنخضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ جو اس تسبیح کو روزانہ (ایک مرتبہ)، یا ہر ماہ (میں ایک مرتبہ) یا ہر برس (میں ایک مرتبہ) پڑھے گا۔ (تو) اللہ تعالیٰ اس کے لئے اتنا ثواب لکھے گا۔ گویا اولادِ اسمائیلؑ میں سے ہزار جان کو اس نے آزاد کیا۔ یا ایک ہزار حجِ مبرور ادا کئے۔

اسی طرح سے حضرت موسیٰؑ یہ دُعا بھی پڑھا کرتے تھے۔ **سبحان من ھو فی علوہ وان و فی دنوہ عال و فی اشراقہ منیر و فی سلطانہ قوی ۔** جو کوئی روزانہ اس (دُعائے موسویؑ) کو دس مرتبہ پڑھے گا۔ گویا اُس نے چالیس ہزار حج کئے۔

ایسی دعا کہ عبادت کا حق ادا ہو جائے :

آنخضرت نبی مکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حضرت جبرائیلِ امینؑ حاضرِ خدمت ہوئے۔ اور عرض گزار ہوئے۔ یا رسول اللہ ﷺ ! اگر آپ ﷺ چاہتے ہیں۔ کہ! اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی ایسی عبادت کی جائے۔ جیسا کہ اس کی عبادت کرنے کا حق ہے۔ تو آپ ﷺ ان

کلمات کو ادا فرمایا کریں۔ **بسم اللہ الرحمن الر حیم o ا للھم لک الحمد حمدا کثیرا خالدا مع خلودنا ولک الحمد حمدا لا منتھٰی لہ دون علمک ولک الحمد حمدا لا منتھٰی لہ دون مشیتک ولک الحمد حمدا لا اجر لقا ئلہ الا رضا ک ۔**

حضرت یونسؑ کی تسبیح :

یہ تسبیح حضرت سیدنا یونس بن متیٰؑ سے منسوب ومنقول ہے۔ اس تسبیح کے متعلق حضرت علی المرتضیٰؓ کی طرف یہ قول منسوب ہے۔ کہ! حضرت یونسؑ کے زمانہ میں ایک مینڈک تھا۔ جس کی عمر چار ہزار برس کی ہوچکی تھی۔ اور پھر بھی تسبیح سے اُکتایا نہ تھا۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ! اے پروردگار ! کیا میری طرح بھی کوئی تسبیح خوانی کرتا ہوگا۔ ارشاد ہوا۔ کہ! حضرت یونسؑ ۔ اُس نے عرض کیا۔ اے پروردگار! اُن کی کیا تسبیح ہے ؟ ارشاد ہوا۔ کہ! **سبحا نک اضعاف من قالھا من خلقک و سبحانک اضعاف من لم یقلھا من خلقک و سبحانک ھدی علمک ونور وجھک وزنۃ عرشک ومداد کلما تک۔**

یہ دُعا بھی حضرت یونسؑ پڑھا کرتے تھے۔ **سبحا ن القا ضی الاکبر سبحا ن الخالق الباریء سبحان القادر المقتدر سبحان العظیم و بحمدہ ۔** جو اس دعا کو روزانہ ایک مرتبہ پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر ایک ہزار فرشتے مقرر فرما دے گا۔ جو ہر برائی سے اُس کی حفاظت کریں گے۔ اور اتنا ثواب ملے گا۔ گویا اُس نے ہزار بردے آزاد کئے۔

حصولِ مرتبہ ابدال کے لئے خصوصی دعا:

حضرت امامِ غزالیؒ کیمیائے سعادت میں اور حضرت سیدی عبدالوہاب الشعرانیؒ لطائف المنن میں فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص ہر صبح اور رات کو تین تین مرتبہ یہ دِعا پڑھے گا۔ وہ ابدال میں سے ہوجاتا ہے۔ **بسم اللہ الر حمن الر حیم o اللھم اغفر لا مۃ محمد ﷺ. اللھم ا صلح امۃ محمد ﷺ. اللھم ارحم امۃ محمد ﷺ. اللھم فرج عن امۃ محمد ﷺ. اللھم تجا وز عن امۃ محمد ﷺ. اللھم ا جعلنا من امۃ محمد ﷺ**

شِرک سے بچاؤ کی دُعا:

صاحب نُزھۃ المجالس طبرانی اور بعض روایات سے نقل فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص اِس دُعا کو تین مرتبہ روزانہ پڑھا کرے۔ تو وہ شِرک سے محفوظ رہے گا۔ انشاءاللہ تعالی۔ دُعا یہ ہے۔ **بسم اللہ الر حمن الر حیم o اللھم انا نعوذبک من ان اُشرک بک شیئا نعلمہ و نستغفرک لما لا نعلمہ☆**

فرشتوں کی عبادت کا ثواب:

جو شخص سوتے وقت یہ کلمات (کم ازکم تین مرتبہ) کہے۔ تو اللہ تعالیٰ آسمان سے تین فرشتے زمین پر اُتارتا ہے جو اسے نماز کے لئے بیدار کردیتے ہیں۔ اب اگر وہ شخص صبح کی نماز پڑھتا ہے تو وہ فرشتے اس شخص کی دُعا پر آمین کہتے ہیں اور اگر وہ قیام نہ کرے تو فرشتے فِضا میں عبادت کرتے ہیں اور فرشتوں کی عبادت کا ثواب اس شخص کے لئے لکھ دیا جاتا ہے۔ **بسم اللہ الر حمٰن الر حیم o اللھم ایقظنی فی احب الساعات الیک والستعملنی باحب الاعمال لدیک التی تقربنی الیک زلفیٰ و تبعدنی من سخطک بُعدا. واسئلک فتعطنی و استغفرک فتغفرلی وادعوک فتستجیب لی . اللھم لا تؤ مننی مکرک ولا تولنی غیرک ولا ترفع عنی سترک ولا تنسنی ذکرک ولا تجعلنی من الغافلین ☆**

کثیر عبادت والی ایک خصوصی دعا:

ایک ایسی دعا کہ اگر ایک لاکھ فرشتے بھی مل کر عبادت کریں۔ تو اس دعا کے پڑھنے والے کے برابر ثواب حاصل نہ کرسکیں۔ (ایک اور روایت میں ہے۔ کہ) اس دعا کے پڑھنے والے کو اسی (80) برس کا ثواب نصیب ہوتا ہے۔ ستر ہزار گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اور ستر ہزار درجات بڑھا دیئے جاتے ہیں۔ بعد نمازِ صبح اور رات کو سونے سے قبل بحالتِ وضو یہ دعا دس مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الر حیم o سبحٰن اللہ اضعاف ما سبح جمیع خلقہ کما یحب ربنا ویرضٰی و کما ینبغی لکرم وجھہ ربنا و عز جلا لہ والحمد للہ اضعاف ما حمدہ و بحمد جمیع خلقہ کما یحب ربنا و یرضی و کما

ینبغی لکرم وجهه وعز جلا له لا اله الا الله اضعاف ما هلله‘ویهلله جمیع خلقه کما یحب ربنا و یرضی و کما ینبغی لکرم وجهه ربنا وعز جلا له والله اکبر اضعاف ما اکبره و یکبره جمیع خلقه کما یحب ربنا و یر ضٰی و کما ینبغی لکرم و جهه ربنا و عز جلا له ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیمo اضعاف ما یحمد ویمجد جمیع خلقه کما یحب ربنا ویرضی و کما ینبغی لکرم وجهه وعز جلا له و صلی الله تعالٰی علٰی خیر خلقهٖ سید نا محمد وعلٰی اٰ لهٖ وصحبهٖ اجمعینo بر حمتک یا ارحم الراحمینo

یہی دعا ایک روایت میں اس طرح سے بھی آئی ہے۔ **بسم الله الرحمن الر حیم o لا اله الا الله محمد رسول الله کما هلل الله کل شئی و کما یحب لله ان یحمد ان بهلل و کما ینبغی للکریم وجهه و عز جلا له والحمد لله کما حمد الله کل شیء و کما یحب لله ان یحمد و کما ینبغی للکرم وجهه و عز جلا له وسبحان الله کما سبح الله کل و کما یحب الله ان یسبح و کما ینبغی للکریم وجهه ونمر جلا له والله اکبر کما کبر الله کل شیء و کما یحب لله ان یکبر و کما ینبغی للکریم وجهه وعز جلا له. لا اله الا الله☆ و صلی الله تعالٰی علٰی خیر خلقهٖ سید نا محمد وعلٰی اٰ لهٖ وصحبهٖ اجمعینo بر حمتک یا ارحم الراحمینo**

کثیرفوائد ومنافع کی حامل دعا : (ایک ایسی دعا کہ جس کا ثواب فرشتے بھی نہیں جانتے)

یہ ایسی عظیم البرکت دعا ہے۔ کہ! جب کوئی شخص اس دعا کو شروع کرتا ہے۔ تو فرشتے پریشان ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے پوچھتے ہیں۔ کہ! یا اللہ سبحانہٗ تعالیٰ! ہم اس (دعائے عظیمہ) کا کتنا اَجر لکھیں۔ اللہ تعالیٰ جواباً فرشتوں سے فرماتے ہیں۔ کہ! تم اس کا ثواب نہیں لکھ سکتے۔ تم صرف ان الفاظ کو لکھ لو۔ اس (دعائے عظیمہ) کا ثواب میں خود دوں گا۔ وہ دعائے عظیمہ یہ ہے۔ **بسم الله الر حمٰن الر حیم o اللهم لک الحمد کما ینبغی لجلال وجهک و عظیم سلطا نک.**

کشائش رزق کی دُعا :

جامع راحت القلوب جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ اپنے پیر و مرشد حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ارشاد فرمایا۔ کہ ایک دفعہ میں اپنے شیخِ طریقت جناب شیخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ اور وہاں دعا کے بارے میں باتیں ہو رہی تھیں۔ حضرت قطبؒ نے فرمایا جس کو مُعاش کی تنگی ہو۔ وہ اس دعا کا ورد کرے۔ **بسم الله الر حمن الر حیم o یا دائم العز والملک والبقاء یا ذالمجد والعطاء یا ودود یا ذوالعرش المجید فعال لما یرید o**

اسی طرح سے ایک اور کتاب میں یہ دعا اس طرح سے آئی ہے۔ **بسم الله الر حمن الر حیم o یادائم العزیز والبقآء ذالجلال والجود والعطآء یا الله یا رحمٰن یا رحیم بحق ایاک نعبد وایاک تستعین 0**

اسی طرح سے ایک اور کتاب میں یہ دعا اس طرح سے آئی ہے۔ **بسم الله الر حمن الر حیم o یادائم الفضل علی البر یة یا باسط الیدین با لعطیة یا صاحب المواهب السنیة . صل علی محمد خیر الورٰی سجیة واغفر لی** ۔ اس دُعا کے فوائد میں لکھا ہوا ہے۔ کہ جس نے شب جمعہ میں دس مرتبہ کہا (یعنی یہ دعا پڑھی)۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس کروڑ نیکیاں لکھے گا۔ (ان شاء اللہ) اور اس کی دس کروڑ برائیاں مٹا دے گا۔ (ان شاء اللہ) اور اس کے لئے دس کروڑ درجات بلند فرمائے گا۔ (ان شاء اللہ)

حصولِ حفاظت کے لئے خصوصی دعا: (سلامتی کا خصوصی وظیفہ)

ایک آدمی کو بقصدِ ہلاکت سات شیروں کے آگے ڈالا گیا۔ تا کہ! وہ اس شخص کو چیر پھاڑ کر کھا جائیں۔ مگر کئی دنوں تک کسی شیر نے اسے مَس تک نہ کیا۔ کئی ایام کے بعد وہ صحیح وسلامت باہر آ گیا۔ سببِ سلامت اس شخص کی یہ دعائے اسمِ اعظم تھی۔ **بسم الله الرحمن الر حیم o اللهم یا دائم بلا فناء ویا قائم بلا زوال ویا امیر بلا وزیر o** یہ دعا حضرت بابا فریدالدین گنجِ شکرؒ نے اپنے بیان فرمائی ہے۔ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ نے ''راحت القلوب'' میں لکھا۔

آن عقل کجا کہ در کمالے تو رسد　　آں روح کجا کہ در جلالِ تُو رسد
گیرم کہ تُو پردہ بر گرفتی زِ جمال　　واں دیدہ کجا کہ در جمالِ تُو رسد

مجرب علاج غم واندوہ: (کان میں اذان دینے سے غم اور ہم غائب)

حضرت سیدی عبدالوہاب الشعرانیؒ لطائف المنن میں فرماتے ہیں۔ کہ دفع غم واندوہ کے لئے میرا مجرب عمل وہ ہے۔ جو ہمیں ہمارے شیخ عالم محدث شیخ امین الدینؒ نے جو کہ مصر کی جامع مسجد الغمری کے امام ہیں مجھے عطا فرمایا۔

آپؒ نے فرمایا۔ کہ ہمیں حضرت علیؓ بن ابی طالب تک متصل سند کے ساتھ روایت کی گئی۔ آپؓ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے غم زدہ دیکھا تو فرمایا ! اے ابن ابی طالب ! کیا بات ہے ؟ کہ میں تجھے غم زدہ دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کی کہ ایسا ہی معاملہ ہے۔ یارسول اللہ ﷺ ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ اپنے بعض اہل خانہ کو حکم دو۔ کہ تیرے کان میں اذان دیں۔ پس بے شک یہ ہر غم کی دوا ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ میں نے (حکم) کی تعمیل کی چنانچہ مجھ سے غم واندوہ زائل ہوگیا۔ بعدازاں اِس کا کئی لوگوں نے تجربہ کیا۔ تو اسے انتہائی مجرب پایا۔ (مزید اسناد اور دیگر لوگوں کے تجربات حدیث نبویہ ﷺ کی مشہور کتاب ''**کنزالعمال**'' میں مذکور ہیں)

شیطانی خیالات، دنیاوی تفکرات اور نفسانی وشہوانی وساوس سے بچاؤ:

فقیر نور محمد سروری قادریؒ فرماتے ہیں کہ جب بھی کسی مسلمان کو شیطانی خیالات، دنیاوی تفکرات اور نفسانی وشہوانی وساوس گھیر لیں۔ تو ایسے میں وہ شخص اگر اسمِ ذات **اللہ** کو انگشتِ تصور سے اپنی ناف پر بار بار لکھتا رہے۔ تو جُملہ شیطانی خیالات، دنیاوی تفکرات اور نفسانی و شہوانی وساوس دور ہو جائیں گیں۔ انشاء اللہ۔ یہ طریقہ راقم الحروف کا بارہا کا مجرب طریقہ ہے۔

کثیرالنفع جامع دعا:

حضرت سید احمد کبیر رفاعیؒ کی یہ دعا بارگاہِ الٰہی میں نہایت منظور ومقبول ہوئی۔ اگر اس دعا کو ہر نماز کے بعد کم اَز کم تین مرتبہ پڑھا جائے۔ تو پڑھنے والے پر بہت اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ انشاءاللہ العظیم۔ دعا یہ ہے۔ **بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ اللھم اعنی علیٰ ذکرک و شکرک و حسنِ عبادتک و توفیق طاعتک واجتناب معصیتک یارب ھب لی من لدنک رحمۃ. انک انت الوھاب. برحمتک یا ارحم الراحمین○**

ظالم حکمران کی معزولی کا مجرب وظیفہ :

صاحب سعادۃ الدارین نے صاحب فتح المجید سے روایت کی کہ ظالم حکمران کی معزولی کے لئے ایک عُمدہ طریقہ یہ ہے کہ شب جمعرات سے بعد نماز عشاء گھر جا کر تجدید وضو کے بعد مصلے پر قبلہ رُخ بیٹھ کر ایک ہزار مرتبہ درود شریف اس طرح سے پڑھا جائے کہ ہر سینکڑہ پر یوں کہا جائے۔ **یا رسول اللہ استجیر بک من فلاں بن فلاں** (حکمران کا نام مع والدہ یا مع عہدہ یا وزارت) **فخذ لی حقی منہ** ۔ اور درودِ پاک یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ **اللھم صل علی سیدنا محمدن النبی الامی و علی الہ و صحبہ و بارک وسلم** ۔

عظیم الشان دُعائے مُبارکہ :

احادیث کی مشہور ومعروف کتاب کنزالعُمال میں مذکور ہے کہ حضرت مُعاذؓ کی ایک روایت میں ہے کہ بعد نماز فجر حضرت رسالت مآب ﷺ کی (خیر وبرکت سے بھرپور) مجلس شریف میں علمی مُذاکرہ ہوتا تھا۔ جس میں آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کو تعلیم فرمایا کرتے تھے مگر حضرت مُعاذؓ ابتداء میں جماعت کا سلام پھیر کر گھر تشریف لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ (آنحضور نبی کریم ﷺ نے) فرمایا۔ اے معاذؓ! صبح کو (تُم) ہماری مجلس میں نہیں آتے ؟ تو حضرت معاذؓ نے یہ کہہ کر معذرت کردی کہ صبح میرا سات ہزار مرتبہ تسبیح پڑھنے کا معمول ہے اگر کہیں بیٹھ جاتا ہوں تو پھر میرا وہ عمل پورا نہیں ہو پاتا۔ فرمایا۔ کیا میں تمھیں ایسی دُعا نہ بتلادوں کہ جس کا ایک مرتبہ پڑھ لینا سات ہزار مرتبہ کے پڑھ لینے سے بہتر ہے۔ عرض کیا ضرور اِرشاد فرمائیں۔ اِرشاد فرمایا! **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ لا الہ الا اللہ عدد رضاہ. لا الہ الا اللہ زنۃ عرشہ. لا الہ الا اللہ عدد خلقہ. لا الہ الا اللہ ملاء سمٰوتہ. لا الہ الا اللہ ملاء ارضہ. لا الہ الا اللہ ملاء ما بینھما. لا الہ الا اللہ مثل ذٰلک معہ. لا الہ الا اللہ مثل ذٰلک معہ. لا الہ الا اللہ مثل ذٰلک معہ.**

والد کے حق میں عظیم دُعا:

ایک روایت میں آتا ہے۔ کہ جو شخص ایک مرتبہ یہ دُعا پڑھتا ہے۔ پھر کہتا ہے۔ یا اللہ اس (دُعا) کا ثواب میرے والد کو پہنچے۔ تو اس کے والد کا کوئی حق نہیں رہتا۔ جِس کو وہ ادا نہ کرچُکا ہو۔ (تو گویا اس دعا کے پڑھنے والے نے اپنے والد ماجد کے تمام شرعی حقوق ادا کر دیئے)

بسم اللہ الر حمن الر حیم o الحمد للہ رب العا لمین ☆ الحمد للہ الملک رب السموت و رب الارض و رب العالمین ☆ ولہ الکبریاء فی السموت والارض وھو العزیز الحکیم ☆ الحمد للہ الملک رب السموت و رب الارض و رب العالمین ☆ ولہ العظمۃ فی السموت والارض وھو العزیز الحکیم ☆ الحمد للہ الملک رب السموت و رب الارض و رب العالمین ☆ ولہ النور فی السموت و الارض وھو العزیز الحکیم☆

وسوسوں کا بہترین علاج :

حضرت سیدی عبدالوہاب الشعرانیؒ اپنی کتاب طبقات امام شعرانی میں حضرت الشیخ ابوالحسن شاذلیؒ کے حالات میں فرماتے ہیں۔ کہ شیخ شاذلیؒ نے فرمایا۔ کہ جب کسی کو کثرت سے وسوسے آئیں۔ تو یہ پڑھیں۔ **بسم اللہ الر حمن الر حیم o سبحان الملک الخلاق ان یشاء یذھبکم و یأت بخلق جدید وما ذالک علی اللہ بعزیز o**

عظیم الشان ثواب کا وظیفہ جلیلہ :

احادیث کی مشہور کتاب المعجم الاوسط للطبرانی میں وارد ہے کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے یہ پڑھا۔ **جزی اللہ عنا محمدا ماھوا اھلہ** تو ستر لکھنے والے (ملائکہ) ایک ہزار ایام تک لکھتے تھک جائیں گے۔

پہاڑ کے برابر قرض سے نجات کا نبوی ﷺ وظیفہ:

سُنن ترمذی میں ہے کہ ایک مُکاتَب (یعنی کہ وہ غُلام جس نے اپنے آقا سے مال کی ادائیگی کے بدلے آزادی کا مُعاہدہ کیا ہوا ہو) نے حضرت علی المُرتضٰیؓ کی بارگاہ میں عرض کی، میں اپنی کتابت (کتابت یعنی آزادی کی قیمت) ادا کرنے سے عاجز ہوں، میری مدد فرمایئے۔ آپؓ نے فرمایا، میں تمھیں چند کلمات نہ سِکھاؤں جو سرورِ کائنات ﷺ نے مجھے سِکھائے ہیں اگر تُم جبلِ صیر (صیر ایک بہت بڑے پہاڑ کا نام ہے) جتنا دَین (دَین یعنی قرض) ہوگا تو اللہ تعالٰی تمھاری طرف سے ادا کردے گا (انشاءاللہ تعالٰی) تُم یوں کہا کرو۔

اللھم اکفنی بحلالک عن حرامک واغننی بفضلک عمن سواک ۔

پہاڑ کے برابر سونے کے قرض جتنے بار سے نجات کا نبوی ﷺ وظیفہ:

حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں، کہ! میرے پاس (میرے والدمحترم) حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اور کہنے لگے۔ حضرت رسول رحمۃ اللعالمین ﷺ نے مجھے ایک دعا سکھائی ہے۔ کیا تو نے (بھی) آنحضور ﷺ سے کبھی وہ (دعا) سنی ہے؟ میں نے پوچھا: وہ (دعا) کیا ہے؟ تو اُنہوں (حضرت ابوبکرؓ) نے فرمایا: یہ وہ دعا ہے جو حضرت عیسٰیؑ اپنے اصحابؓ کو سکھایا کرتے تھے۔ وہ فرماتے تھے اگر تمھارے اوپر پہاڑ کے برابر سونا قرضہ ہو اور تم یہ دعا اللہ تعالٰی سے مانگو گے۔ تو اللہ تعالٰی اس (مقروض) کا قرضہ ادا فرمادے گا۔ (انشاءاللہ)۔

سم اللہ الر حمٰن الر حیم ۔ اللھم فارج الھم. کا شف الغم. مجیب دعوۃ المضطر ین. رحمٰن الدنیا و الآ خرۃ و رحیمھما. انت تر حمنی. فا رحمنی بر حمۃ تغنینی بھا عن رحمۃ من سواک۔

اِسی حدیث میں آگے آتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت ام المؤمنین عائشۃ الصدیقہؓ کے ذمہ کچھ قرض تھا اِس دعا کی برکت سے اللہ تعالٰی نے اپنا خصوصی فضل وکرم فرماتے ہوئے ان کو قرض سے نجات عطا فرمائی۔ مستدرک حاکم۔

محتاجی دور کرنے کا وظیفہ :

جامع راحت القلوب جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ اپنے پیرومرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے فرمایا۔ کہ جو شخص فقروفاقہ میں مبتلا ہو جائے۔ اگر وہ ’’**لا حول ولا قوۃ الا با للہ العلی العظیمo**‘‘ کا (کثرت سے لاتعداد مرتبہ دن رات) وِرد رکھے۔ تو اس کی حالت (یقینی طور پر) درست ہوسکتی ہے۔ پھر آگے چل کر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے فرمایا۔ کہ رسالت مآب ﷺ سے روایت ہے۔ کہ جو شخص اسے بکثرت پڑھے گا۔ اللہ تعالٰی اُسے محتاجی سے محفوظ رکھے گا۔ انشاءاللہ تعالٰی۔

نا گہانی مصیبت سے بچاؤ کا مجرب وظیفہ :

احادیثِ نبویہ ﷺ میں ہے کہ جو کوئی شام کے وقت **بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم o** تین مرتبہ پڑھے اسے صبح تک (کسی قسم کی کوئی) نا گہانی مصیبت نہیں پہنچے گی اور جو کوئی اسے صبح کے وقت تین مرتبہ پڑھے اسے شام تک (کسی قسم کی کوئی) نا گہانی مصیبت نہیں پہنچے گی انشاءاللہ۔

دنیا و آخرت کی جامع الخیر دُعائے نبوی ﷺ :

صحیح ابن خُزیمہ میں مذکور ہے کہ حضرت سیدنا ابو مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے مجھے بتایا کہ ہم صبح کے وقت بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہُوا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک مرد یا عورت نے حاضر ہو کر عرض کی! یا رسول اللہ ﷺ! میں صبح کے وقت کیا دُعا مانگوں؟ تو آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: یہ دُعا مانگا کرو (اس دعا کی برکت سے) دنیا و آخرت کی خیر و برکت تمھارے لئے جمع کردی جائے گی۔ (انشاء اللہ)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o اللھم صل علیٰ محمد و اله و اغفرلی و ارحمنی و اھدنی و ارزقنی و عافنی و اجبرنی ☆

خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃُ الزہرہ رضی اللہ عنہا کو آنحضور رسولِ کریم ﷺ کی نصیحتِ مُبارکہ :

سُنن الکُبرٰی للنسائی میں مذکور ہے کہ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا سے اِرشاد فرمایا! اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں، توجہ سے سُنو اور یوں دُعا مانگا کرو۔ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o یا حی یا قیوم برحمتک استغیث فا غثنی و لا تکلنی الیٰ نفسی طرفة عین و اصلح لی شانی کله ☆**

دنیا میں اپنی جنت دیکھنے کا عمل :

نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! جس آدمی نے روزانہ (بلا ناغہ، بطورِ وظیفہ) ایک مرتبہ یہ (کلمات) کہے۔ وہ آدمی مرے گا نہیں۔ یہاں تک کہ جنت میں اپنا مکان دیکھ لے۔ یا اسے دکھا دیا جائے گا۔ (وہ دعائیہ کلماتِ مبارکہ یہ ہیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o سبحان القا ئم الدآئم سبحان الحی القیوم سبحان الحی الذی لا یموت سبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ سبوح قدوس رب الملٰئکة و الروح سبحان العلی الا علیٰ سبحا نه' و تعالیٰ .

مرنے سے پہلے جنت میں اپنا مقام دیکھ لینا:

صاحب قوت القلوب، صاحب احیاء العلوم الدین اور صاحب عوارف المعارف فرماتے ہیں کہ منقول ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم بن اُدہم رحمۃ اللہ علیہ ایک ابدال سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک رات سمندر کے کنارے محوِ عبادت تھے کہ اچانک انہوں نے کسی کی آواز سُنی جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر رہا تھا مگر کوئی دکھائی نہ دیا۔ تو فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا! کون ہے؟ تو آواز آئی، میں اس سمندر پر متعین ایک مؤکل (فرشتہ) ہوں۔ (مجھے صِرف آواز آ رہی تھی مگر کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا) آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس فرشتے سے پوچھا۔ آپ کا نام کیا ہے؟ تو اس نے بتایا۔ **مھیھیائیل** میں نے اس سے پوچھا۔ ان کلمات کی فضیلت کیا ہے؟ تو وہ بولا۔ جو انہیں سو مرتبہ (روزانہ) پڑھے گا جنت میں اپنا مقام وٹھکانا دیکھنے سے پہلے نہیں مرے گا۔ یا یہ کہ اسے دکھا دیا جائے گا۔ وہ کلماتِ عظیمہ یہ ہیں۔ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o سبحان اللہ العلی الدیان☆ سبحان اللہ الشدید الارکان☆ سبحان الذی من یذھب باللیل ویأ تی بالنھار☆سبحان اللہ من لا یشغله شان عن شان☆سبحان اللہ الحنان المنان ☆ سبحان اللہ المسبح فی کل مکان ☆**

جو شخص یہ دُعا ہر شب و روز میں سات مرتبہ پڑھا کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ (ان شاء اللہ) دُعا یہ ہے۔ **ا للھم انی اسئلک ا لجنة ا لتی ظلھا عرشک ونورھا وجھک وحشرھا رحمتک۔**

بخشش و بھلائی کا آسان حصول:

صحیح بُخاری، صحیح مسلم اور جامع ترمذی میں وارد ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میں تمھیں وہ کلمات نہ سکھاؤں۔ جنہیں تم اس وقت پڑھ لیا کرو جب تم اپنے بستر پر (سونے کے لئے) جاؤ اگر تم اس رات میں انتقال کر گئے۔ تو تم دینِ اسلام پر مروگے۔ اور اگر تم صبح تک زندہ رہے۔ تو تمھیں بھلائی نصیب ہوگی۔ تم یہ کلمات پڑھو۔

بسم الرحمٰن الرحیم o اللھم اسلمت نفسی الیک و وجھت وجھی الیک و الجات ظھری الیک و فوضت امری الیک رغبة ورھبة الیک لاملجا ولا منجا منک الا الیک امنت بکتابک الذی انزلت و برسولک الذی ارسلت ☆

چھ عظیم الشان خصلتوں کا حصول :

صاحب قوت القلوب، صاحب احیاء العلوم الدین اور صاحب کتاب الضعفاء للعقیلیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانِ عالیشان ﴿ **له مقاليد السمٰوٰت والارض** ۔۔۔زمین و آسمان کی چابیاں۔۔۔﴾ کی تفسیر میں جو کچھ مروی ہے اسے بھی صبح و شام پڑھنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کا بھی بہت زیادہ ثواب ہے۔ چنانچہ امیر المؤمنین خلیفہ سوئم حضرت سیدنا عثمان غنیؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت مبارکہ کی تفسیر آنحضرت رسالت مآب ﷺ سے دریافت کی۔ تو آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا۔ تم نے مجھ سے جس شیئ کے متعلق پوچھا ہے۔ اس کے بارے میں تُم سے پہلے کسی نے نہیں پوچھا۔ اور اس کی تفسیر یہ (چھ) کلمات ہیں۔ **بسم الله الرحمٰن الرحيم o لا اله الا الله والله اكبر ☆ سبحان الله العظيم وبحمده ☆ ولاحول ولا قوة الا بالله ☆ واستغفر الله الاول والآخر والظاهر والباطن ☆ له الملك وله الحمدبيده الخير ☆ وهو علىٰ كل شيء قدير ☆**

پھر مصنفین فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کلمات صبح و شام 10-10 مرتبہ پڑھے گا تو اسے چھ فضیلتوں سے نوازا جائے گا۔ ۱۔ اسے شیطان اور اس کے لشکریوں سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ ۲۔ اسے ایک قنطار (قنطار مخصوص مقدار کو کہتے ہیں) اجر دیا جاتا ہے۔ ۳۔ جنت میں اس کا ایک درجہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ ۴۔ اللہ تعالیٰ اس کا نکاح حورِعین سے کر دیتا ہے۔ ۵۔ اس کے پاس بارہ فرشتے حاضر رہتے ہیں۔ ۶۔ اسے حج و عُمرہ کا ثواب دیا جاتا ہے۔

انفرادی طور پر پڑھنے کی دعا :

اگر اس دعا کو روزانہ بعد ہر نماز ایک مرتبہ اور رات کو سونے سے پہلے 10 مرتبہ پڑھا جائے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے جنت میں جانے اور جہنم سے چھٹکارے کا قوی گمان رکھا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ اپنے گمان کے مطابق پائے گا۔ (انشاءاللہ) یہ ایک ایسی دعا ہے۔ کہ! جس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور بارہ فرشتے اس دعا کو لے جانے میں مسابقت کرتے ہیں۔

بسم الله الرحمٰن الرحيم o اللهم انى اسئلك ايمانا كاملا و يقينا صادقا و رزقا واسعا و قلبا خاشعا و لسانا ذاكرا و رزقا حلالا طيبا و توبة نصوحا و توبة قبل الموت ومغفرة و رحمة بعد الموت والعفو عند الحساب والفوز بالجنة والنجاة من النار برحمتك يا عزيز يا غفار ☆ رب زدنى علما والحقنى بالصالحين ☆ الحمد لله حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه ☆ الله اكبر كبيرا ☆ والحمد لله كثيرا ☆ و سبحانا لله بكرة و اصيلا ☆ برحمتك يا ارحم الراحمين o

☆ **دل کا وسوسہ دور کرنے کا وظیفہ:** سنن ابوداؤد میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب اپنے دل میں کسی قسم کا وسوسہ محسوس کرو تو پڑھو۔ **هوالاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم o**

☆ **عملِ استجابت :** بہت سے مصنفین اپنی تالیفات میں فرماتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص ایسے رنج و الم میں مُبتلا ہو۔ جو کسی بھی طرح سے حل پذیر نہ ہو۔ تو جمعہ کے روز بعد نمازِ عصر سے قبل اذانِ فجر تک ان تین **اسمآءُ الحُسنٰی** کو بلا تعداد بنا کسی سے بات چیت کئے اپنی حاجت کو مدنظر رکھتے ہوئے پڑھتا رہے۔ تو ضرور بالضرور اس رنج و الم، مصیبت و مُشکل سے نجات پائے گا۔ یہ عمل بارہا کا انتہائی مجرب اور مُستند عمل ہے۔ وہ تین **اسماءُ الحُسنی** یہ ہیں۔ **یا اللہ ۔ یا رحمٰن ۔ یا رحیم ۔**

روشن اِسی ضَو سے اگر ظلمت کردار نہ ہو
خود مسلماں سے ہے، پوشیدہ مسلماں کا مقام

☆ **جہنم سے آزادی کا وظیفہ جلیلہ :** احادیث کی مشہور و معروف کتاب سنن ابی داؤد اور کتاب الادب میں روایت ہے کہ! سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ! جو بھی شخص صبح یا شام کے وقت ایک مرتبہ یہ (دُعا) پڑھے۔ **بسم الرحمٰن الرحيم o اللهم انى اصبحت** (شام کے وقت **امسيت** کہنا ہے۔) **اشهدك واشهد حملة عرشك و ملائكتك و جميع خلقك انك انت الله لا اله الا انت وحدك لا شريك لك وان محمدا عبدك ورسولك** ﷺ ۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کے چوتھائی حصہ کو جہنم سے آزاد فرما دے گا۔ اور جو دو مرتبہ (اِس دُعا کو) پڑھے گا۔ تو اللہ عزوجل اُس کے نصف حصہ کو جہنم سے آزاد فرما دے گا۔ اور جو تین مرتبہ (اِس دُعا کو) پڑھے گا۔ تو اللہ عزوجل اُس کے تین چوتھائی حصہ کو جہنم سے آزاد فرما دے گا۔ اور جو چار مرتبہ (اِس دُعا کو) پڑھے گا۔ تو اللہ عزوجل اُسے مکمل جہنم سے آزاد فرما دے گا۔ (شام کے وقت یوں کہنا ہے۔ **امسيت**)

☆ **حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی دُعا :** **اللھم ارنا الحق حقا فنتبعه ☆ والباطل باطلا فنجتنبه☆ ولا تجعل ذٰلک علینا مُتشابها فنتبع الھوٰی** ☆ ترجمہ: اے اللہ ہمیں حق کو حق ہی دِکھانا تا کہ ہم اس کی پیروی کرنے لگیں ☆ اور باطل کو باطل ہی دِکھانا تا کہ ہم اس سے اِجتناب کر سکیں ☆ اور اسے ہم پر مُشتبہ نہ بنانا کہ کہیں ہم اس کی پیروی نہ کرنے لگیں۔

☆ **نیند سے بیدار ہونے کی دُعا :** **الحمد لله الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیه النشور** ☆ (صحیح بُخاری، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

☆ **نفسِ کافر پر ظفر یابی کا عمل :** اگر کسی کا نفس کافر و منکر ہو۔ تو اُس پر ظفر مندی و کامیابی کے لئے اس مجرب دعا کو فقط تین سو مرتبہ پڑھا جائے۔ **بسم الله الرحمٰن الر حیمo بسم الله ملاء ثمان الر حمٰن ابر ثمان الرحیم حیثمان ۔**

مٹی دا توں مٹی ہونا کاہدی بلے بلے اَج مٹی دے اُتے بندیا کل مٹی دے تھلے

☆ **معاملات کی درستگی ہونا :** اگر کسی کے دنیاوی معاملات تعطل کا شکار رہتے ہوں۔ تو وہ کسی طرح اس اسم کو دس روز تک مع لزومِ شرائط (خلوت وصوم وصیام) سے ایک لاکھ مرتبہ پڑھ لے۔ پھر مداومت کے طور پر روزانہ ڈھائی ہزار مرتبہ پڑھتا رہے۔ تو اُس کے تمام امور بخوبی سرانجام پائیں گے۔ ان شاءاللہ۔ اسم یہ ہے۔ **اِنہٗ وَلِیُّ الْاِ جَابَۃِ** ۔ یاد رہے۔ کہ! تاثیر اس اسم کی دُعائے سیفی کے برابر ہے۔

☆ **حاجت برآری کا عمل :** یہ اسمِ عظیم جو ہر تسمیہ ہے۔ **غِیُطِیُغُوُرَش** ۔ اگر کوئی شخص فقط گیارہ روز تک مع لزومِ شرائط (خلوت و صوم وصیام) اسی اسم کو بعد ہر نماز کے ایک۔ ایک ہزار مرتبہ اور رات کو دس ہزار مرتبہ پڑھ کر گیارہوں روز اپنی بڑی سے بڑی حاجت چاہے۔ تو ضرور بالضرور روا ہوگی۔ ان شاءاللہ۔ اور اگر کوئی بناء شرائط بھی اسی تعداد میں پڑھتا رہے۔ تو بھی کثر فوائد حاصل ہوں گے۔ بمطابق حضور غوثِ پاکؒ ، یہ حاملانِ عرش کی تسبیح ہے۔ اور حضور غوث پاکؒ کا معمولات میں شامل تھی۔

☆ **دورانِ سفر پیاس کی شدت کا حل :** اگر کسی کو دورانِ سفر پیاس کا شدید غلبہ ہو۔ تو تو وہ شخص زمین سے ایک صاف ستھرا سنگریزہ اُٹھا کر اُس پر تین مرتبہ **سورہ قدر** پڑھ کر منہ میں رکھ لے۔ اور کسی جائے بالا پر جا کر زور سے تکبیر کہے۔ ان شاءاللہ تشنگی دور ہو جائے گی۔ پھر سفر پر روانہ ہو۔ اور سنگریزہ منہ میں رکھے ہوئے مسلسل یہ اسمائے الٰہی پڑھتا رہے۔ **یَا صَمَدُ یَا صَمَدُ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔**

☆ **نئے کپڑوں میں برکت کا عمل :** اگر کوئی شخص نیا کپڑا پہننے سے پہلے آبِ پاکیزہ پر دس مرتبہ سورہ قدر اور دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر اُنہیں نئے کپڑوں پر چھڑک دے۔ تو ایسا شخص نہ صِرف عیش وعشرت سے رہے گا۔ بلکہ اُس کے رزق میں بھی وسعت پیدا ہو جائے گی۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔

☆ **پورے ماہ سلامتی کا عمل :** اگر کوئی شخص نیا چاند دیکھ کر ایک مرتبہ زور سے تکبیر کہہ کر تیں مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ لے۔ وہ وہ شخص سارے مہینے امن وسلامتی سے رہے گا۔ ان شاءاللہ۔

☆ **دُعائے ایمان وحصولِ بہشت :** اگر کوئی شخص دن ورات کو یہ دُعا ہمیشہ پڑھتا رہے۔ تو حق تعالیٰ اُس کو جنت نصیب فرمائیں گے۔ ان شاءاللہ۔ اگرچہ وہ کسی کام میں رہا ہو۔ وہ دُعائے ایمان یہ ہے۔ **بسم الله الرحمٰن الرحیم ۔اشھد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشھد ان محمدًا عبده ورسوله ۔ وان عیسٰی عبدالله وابن امته وکلمته القٰھا الٰی مریم روح منه وانِ الجنة حق والنار حق۔**

☆ **دفعِ ولہ یعنی شیفتگی و بے قراری دوران زہد وریاضت :** اگر کسی شخص کو بحالتِ زُہد میں ولہ یعنی شیفتگی اور بے قراری ایسی بڑھی ہوئی ہے۔ کہ کوئی بھی عمل نہ کر سکے۔ تو ایسے شخص کو اچاہیئے۔ کہ! دورانِ شغل (ورد و وظائف، ذکر واذکار وغیرہم) آنے والی دُعا سات مرتبہ بہ نیتِ دفعِ ولہ پڑھے۔ اس دُعا کے پڑھنے کے بعد توفیقِ عمل زیادہ ہوگی۔ ان شاءاللہ۔ وہ دعائے بزرگوار یہ ہے۔

بسم الله الرحمٰن الرحیم ۔یا صانع کل مصنوع ویا جابر کل کسیر ویا شاھد کل نجوٰی ویا حاضر کل بلآء ویا صاحب کل غریب ویا مونس کل وحید اجعل لی من امری فرجا و مخرجا ۔

☆ **دفعِ سستی وکاہلی دوران زہد وریاضت :** اگر کسی شخص کو بحالتِ زُہد سستی وکاہلی اس قدر کثرت سے ہو۔ کہ کوئی بھی عمل نہ کر سکے۔ تو ایسے شخص کو اچاہیئے۔ کہ! دورانِ شغل (ورد و وظائف، ذکر واذکار وغیرہم) آنے والے کلمات کو دوصد 200 مرتبہ بہ نیتِ دفعِ سستی وکاہلی پڑھے۔ اس دُعا کے پڑھنے سے بفضلِ خدا سستی وکالی دور و دفع ہوگی۔ ان شاءاللہ۔ وہ کلمات یہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن ا لر حیم ۔یا کلکا ئیل بحق جبار الذی خضع کل جبار بجروته یا کلکا ئیل ۔

☆ **دیدارِ خداوندی کا شرف:** حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے ایک سونانوے (199) مرتبہ رب متعال کو بحالتِ رویاء ملاحظہ کیا۔ اور ہر بار یہ دریافت کیا۔ کہ! اے خداوندا! جوآپ کے دیدار کا متمنی ہو۔ وہ دنیا میں کیا کرے۔ حضرت عزتِ ایشاں سے فرمان ہوا۔ کہ بوقتِ چاشت (یعنی تقریباً طلوعِ آفتاب کے دو گھنٹے بعد) یہ دُعا تیرہ 13 مرتبہ پڑھا کرے۔ اور قرار پکڑے۔ تو اللہ تعالیٰ کے دیدارِ پُر انوار سے مشرف ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ وہ دُعائے بزرگوار یہ ہے۔ **بسم اللہ الرحمٰن ا لر حیم ۔اللھم صغر الدنیا با عیننا و عظم جلالک فی قلوبنا ۔ اللھم وفقنا لمرضا تک و ثبتنا علٰی دینک و طا عتک ۔**

☆ **دیدارِ الٰہی وتقربِ الٰہی کا طریقہ:** اگر کسی شخص کو بغیر دیدارِ الٰہی کے سکون وچین نہ آتا ہو۔ یعنی وہ دیدارِ الٰہی کے بغیر ہمہ وقت بے قرار و بے آرام ہو۔ تو ایسے شخص کو چاہیئے ۔ کہ! اِس دُعا کو روزانہ سولہ مرتبہ (بوقتِ تہجد یا چاشت) پڑھا کرے۔ ہمیشہ حضرتِ حق کا مقرب رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ اور خطرہ ء رحمانی بھی اس کا مستحکم ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ جبکہ قلب اس کا غنی اور چہرہ منور ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ اور وہ خود موصوف بصفاتِ کمالات الٰہی ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ وہ دُعا یہ ہے۔ **بسم اللہ الرحمٰن ا لر حیم ۔سبحان الد آئم القائم و سبحان الدآئم القآ ئم ۔ سبحان الملک الحی القیوم ۔سبحان اللہ و بحمدہ ۔سبحان اللہ الملک القدوس ۔ سبوح قدوس ربنا ورب الملٰئکۃ والروح ۔ سبحان العلی الا علٰی سبحانہ و تعالٰی ۔برحمتک یا ارحم الراحمین ۔ و صلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقه سیدنا محمد وعلٰی اٰله وصحبه اجمعین وعتر ته الطا ھرین ۔**

☆ **برائے حصولِ قربِ حق تعالیٰ:** اگر کوئی شخص حق تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کے لئے آنے والی دُعائے عظیمہ کی روازنہ کی بنیاد پر مسلسل مواظبت کرتا رہے۔ تو اس مواظبت سے قربِ حضرت عزت حاصل ہو۔ دُعائے عظیمہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن ا لر حیم ۔ھو اللہ الذی لا الہ الا انت ھو یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم یا علی یا حلیم یا عظیم یا احد یا صمد یا فرد یا وتر یا سلام یا مؤمن یا مھیمن یا بصیر یا واحد یا کریم یا لطیف یا علیم یا کبیر یا متکبر یا جمیل یا جلیل یا قوی یا عزیز یا متعذر یا حنان یا منان یاتواب یا باعث یا بآرّ یا حمید یا مجید یا محمود یا معبود یا موجود یا کلیم یا ظاھر یا باطن یا طھر یا طاھر یا اول یا آ خر یا حی یا قیوم یا شامخ یا واسع یا سلام یا رفیع یا مر تفع یا نور یا ذالقوۃ والاکرام. برحمتک یا ارحم الراحمین ۔ و صلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقه سیدنا محمد وعلٰی اٰله وصحبه اجمعین وعتر ته الطا ھرین ۔

☆ **برائے دفیعہ خطراتِ دین ودنیا:** اگر کسی شخص کو دین ودنیا کے دونوں خطرات ایک ہی جگہ پر پیش آئیں۔ تو اُس کو چاہیئے ۔ کہ! آنے والی دُعا کو روزانہ پچیس مرتبہ پڑھا جائے۔ کظرہ مذکورہ دور ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ دُعا یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن ا لر حیم ۔لا الہ الا اللہ العلی العظیم. لا الہ الا اللہ المنان القدیم. لا الہ الا اللہ الحی القیوم. لا الہ الا اللہ الواسع الر حیم .لا الہ الا اللہ الرحمٰن الرحیم الکر یم. لا الہ الا اللہ الحی العلیم. لا الہ الا اللہ ما لک یوم الدین. لا الہ الا اللہ ایاک نعبد وایاک نستعین. لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر. اللھم انی اسئلک باسمک العظیم الاعظم وانت العظیم الاعظم. القیوم الطاھر المطھر القادر المقتدر. برحمتک یا ارحم الراحمین ۔ و صلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقه سیدنا محمد وعلٰی اٰله وصحبه اجمعین وعتر ته الطا ھرین ۔

☆ **برائے حصولِ صفائی قلب:** اگر کوئی شخص روزانہ رات کو سونے سے قبل بحالتِ وضو یہ دُعا اکیس مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے۔ تو چالیس سے پچاس ایام میں اُس کی قلبی صفائی ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ۔ اور اُس کا باطن بھی پاکیزہ ومنور ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ دُعا یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن ا لر حیم ۔اللھم ارضنی برضآ ئک وصبر نی علٰی بلآئک وارضنی علٰی شکر نعمآئک واسئلک تمام نعماتک ودوام عا فیتک ۔ اللھم جنبنی فی قلوب المؤ منین وبلغنی عمری الٰی مائۃ و عشرین سنۃ ۔برحمتک یا ارحم الراحمین ۔ و صلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقه سیدنا محمد وعلٰی اٰله وصحبه اجمعین وعتر ته الطا ھرین ۔

☆ **برائے دفیعہءخطراتِ مستورات:** اگرکوئی شخص خطرہءنفسانیہ (نسوانیہ) میں مبتلا ہو۔اوراُس کا رجحان ومیلان کسی اجنبی وغیرمحرم لڑکی یاعورت کی طرف ہو۔تواُس کوچاہیئے۔کہ! اُس عورت یالڑکی کے پاؤں کی مٹی لے کر یہ اسمِ اعظم پڑھ کراس کی جانب (جب وہ جارہی ہو) پھینک دے۔مٹی پھینکتے وقت وہ صدق قلب واخلاص نیت کے ساتھ یہ نیت کرے۔کہ! اے اللہ میرے ان فحش خیالات کودائمًا دورودفع فرمادے۔ آمین۔اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے وہ خطرہ دورہوجائے گا۔ان شاءاللہ۔دُعا یہ ہے۔

بسم الله الرحمٰن ا لر حیم ۔یا شمعیثا الذی یقلب الشمس من المغرب الی المشرق.

☆ **برائے حصولِ رزقِ حسنہ:** اگرکوئی شخص اس اسمِ مبارک کو ہرروزصد 100 مرتبہ پڑھا کرے۔تووہ بفضل اِلٰہی رزقِ حسنہ پائے گا۔ان شاءاللہ۔اسمِ معظم یہ ہے۔ **بسم الله الرحمٰن ا لر حیم ۔یا طیھوج الذی طاھر علیٰ کل شیء ۔ الله قائم ازلی فی ازلیتة لم یزل ولا یزال۔ سبحان من لم یزل کریما ولا یزال رحیما ۔برحمتک یا ارحم الراحمین۔**

☆ **برائے فتح مندی درمہماتِ راہ دین:** اگرکسی شخص کوراہِ دین میں کوئی مہم پیش آئے۔تواُسے چاہیئے۔کہ! اول وآخر (طاق مرتبہ جیسے تین، پانچ سات وغیرہ) درودِ پاک پڑھ کرایک ہزارایک سو1100 مرتبہ یہ ایمانی کلمات پڑھے۔ان شاءاللہ وہ کامیاب ہوگا۔ بلکہ اُس کے ذوق وشوق بھی حق تعالیٰ کا زیادہ ہوگا۔(بلکہ اس کی جملہ جائز حاجات خودبخوددر جہ قبولیت تک پہنچیں گی۔ان شاءاللہ) ایمانی کلمات یہ ہیں۔ **بسم الله الرحمٰن ا لر حیم ۔امنت بالله العلی العظیم وتو کلت علی الحی القیوم یا ذوالجلاِ والا کرام یا احد۔**

☆ **برائے خوشنودی تمام سال:** اگرکوئی شخص ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کوتسمیہ اورآٹھ اسمائے مبارکہ کوسات سات مرتبہ پڑھ لے۔ تووہ تمام سال خوش رہے گا۔ان شاءاللہ۔اوروہ بے حساب بہشت میں جائے گا۔ان شاءاللہ۔تسمیہ اوراسماءیہ ہیں۔

بسم الله الرحمٰن ا لر حیم ۔(7مرتبہ) یا الله. (7مرتبہ) یا رحمٰن. (7مرتبہ) یا غفور. (7مرتبہ) یا رحیم. (7مرتبہ) یا حنان. (7مرتبہ) یا منان. (7مرتبہ) یا دیان. (7مرتبہ) یا سبحان. (7مرتبہ)

☆ **برائے روشنی قلب وقضائے حوائج:** اگرکوئی شخص شب جمعہ کو (بحالتِ وضودرمصلہ روبقبلہ ایک ہی نشست میں بلا کلام) یہ دُعائے بزرگوار پانچ ہزارمرتبہ پڑھے۔مگردوران پڑھائی کسی سے بات چیت نہ کرے۔تواُسی شب یا تین سے پانچ شب جمعہ میں اُس کی بڑی سے بڑی حاجت (اگرشرعی ہوئی۔تو) ضرور بالضرور پایہءتکمیل کوپہنچ کرمستجاب ہوگی۔ان شاءاللہ۔دُعائے بزرگوار یہ ہے۔

بسم الله الرحمٰن ا لر حیم۔ **یا مسھل سھل کل صعب اصبحت فی جوار الله۔ وامسیت فی امان الله۔**

☆ **حصولِ نورِقلب وقضائے حوائج کا مجرب عمل:** اگرکوئی شخص اِس دُعا کو پانچ یاسات یاچودہ ایام میں (بحالتِ وضودرمصلہ روبقبلہ بغیرتبدیلیءجائے ریاضت) خلوت میں جا کر اِس مناجات کوستر ہزار(70000) مرتبہ پڑھ لے۔توبفضلِ خدااس کا قلب نورسے منورہوگا۔ اوراگراس دوران کوئی (دینی ودنیاوی) حاجت بھی ہوگی۔تووہ بھی باذن اللہ تعالیٰ پوری ہوگی۔ان شاءاللہ۔مناجاتِ مجربہ یہ ہے۔

بسم الله الرحمٰن ا لر حیم ۔**الھی قلبی محجوب ونفسی معیوب وھوائی غالب وعقلی مغلوب وطاعتی قلیل ومعصیتی کثیر ولسانی مقر بالذنوب فکیف حیلتی یا غفار یا غفاریا غفار. برحمتک یا ارحم الراحمین۔**

☆ **دُعائے ملکیہ برائے کشادنِ باطن:** اگرکوئی شخص اپنے باطن کوکھولنا چاہتا ہو۔یا اسرارورموزاورمشاہدات کوملاحظہ کرنے کا متمنی ہو۔تواُسے چاہیئے۔کہ! اول وآخر (طاق مرتبہ جیسے تین، پانچ سات وغیرہ) درودِ پاک پڑھ کرایک ہزارایک 1001 مرتبہ یہ **دُعائے ملکیہ** صبح ورات کوروزانہ پڑھے۔ان شاءاللہ وہ کامیاب ہوگا۔ بلکہ اُس کے ذوق وشوق بھی حق تعالیٰ کا زیادہ ہوگا۔دُعائے ملکیہ یہ ہے۔

بسم الله الرحمٰن ا لر حیم۔ **اٰہٍ اٰہٍ ۔ وَاٰہٍ وَاٰہٍ ۔ وَاٰیَہٍ وَاٰیَہٍ ۔**

☆ **دُعائے سریانیہ برائے کشادنِ باطن:** کیاب ''الابریز'' میں ایک عجیب وغریب واقعہ لکھا ہواہے۔کہ! ایک شخص جب ولی کامل جناب حضرت ابراہیم دسوقیؒ کی قبرمبارک کی زیارت کے لئے اُنؒ کے مزار پرگیا۔توکیا دیکھتا ہے۔حضرت شیخ دسوقیؒ اُس (زیارت پرآنے والے) شخص کے پاس آن کھڑے ہوئے۔اوریہ دُعاسکھلائی۔ اورفرمایا۔یہ دُعا (ہمیشہ) پڑھا کرو۔اورکسی چیز سے نہ ڈرو۔(چاہیئے کہ!اس دُعائے مبارکہ کوہرنماز کے بعدتین مرتبہ اوررات کوسونے سے قبل بحالتِ وضوسومرتبہ پڑھاجائے)

بسم الله الرحمٰن ا لر حیم۔ **بسم اُلاِ لٰہِ الُخَا لِقِ الُاَ کُبَرُ . وَھُوَ حرز مانع لمااخاف منه واحذر . لا قدرۃا لمخلوق**

مع قدرة الخالق يلجمه بلجام قدرته احمٰی حمیثا و اطمٰی طمیثا و کان الله عزیزا . یا کھیعص کفائتنا و یاحم عسق حمایتنا . فسیکفیکھم الله وھو السمیع العلیم . ولا حول ولا قوة الا با لله العلی العظیم .

علم تصوف اور موجودہ دور کے جاہلین

اسی ضمن میں یہ فقیرِ حقیر پُر تقصیر (البلوشی) قارئین ذی اکرام کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ! کچھ نام نہاد صوفیائے کرام اور جعلی پیر فقیر حضرات کا کہنا ہے۔ کہ! نماز ظاہری کی کیا ضرورت ہے ؟ صوم وصیام کی کیا ضرورت ہے ؟ اصل فقیری و درویشی تو درحقیقت کچھ اور ہی ہے۔ جس کی پہچان صاحبینِ علم وعرفان ومعرفت رکھنے والے چند گنے چنے لوگوں کو ہی معلوم ہے۔ (معاذ اللہ۔ نعوذ باللہ)

میری قارئینِ کتاب ہذا (اسرارِ محبوب) سے عرض ہے۔ کہ! یہ لوگ بہت بڑا فتنہ وفساد ہیں۔ شریعت سے عاری ہیں۔ میرے قلیل علم کے مطابق علمِ تصوف کی بنیاد چار باتوں سے عبارت ہے۔ یہ چار باتیں شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت دراصل یہ ہیں۔

شریعت مثل دودھ کے ہے۔ **طریقت** مثل لسی کے ہے۔ **معرفت** مثل مکھن کے ہے۔

اور **حقیقت** مثل روغن کے ہے۔

اَب بھلا مجھے کوئی اتنا تو سمجھائے۔ کہ! دودھ کے بغیر لسی ، لسی کے بغیر مکھن اور مکھن کے بغیر روغن (اصلی دیسی گھی) بنانا کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔ دنیا میں موجود تمام علوم وفنون کا سرچشمہ قرآنِ حکیم ہے۔ قرآنِ حکیم کے معانی ومفاہیم کو سمجھنے کے لئے صحیح احادیثِ نبوی ﷺ کا کثیر مجموعہ موجود ہے۔ اور احادیثِ نبویہ ﷺ کو سمجھنے کے لئے فقہ (حنفی، مالکی، حنبلی وشافعی) موجود ہے۔

تصوف کے مدارج :

حضرت شیخ ضیاء الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں۔ کہ!

☆ ابتدائی تصوف علم ہے۔ ☆ اوسط تصوف عملِ خالص ہے۔

☆ اور آخر تصوف بخششِ خدا ہے۔

تصوف کے اصول وارکان :

تصوف کے درحقیقت پانچ اصول وارکین مقرر ومتعین فرمائے ہیں۔

☆ گرسنگی (اشتہاء۔ بھوک) ☆ خاموشی۔ ☆ بیداری۔ ☆ تنہائی۔ ☆ یادِ الٰہی۔

☆ دُعائے اسمِ اعظم برائے حل المشکلات :

بعض حضرات کا یہ قول ہے۔ کہ! یہ اسمِ اعظم ہے۔ **ھو الا سامة سرنا ھو** ۔ یاد رہے۔ کہ! اس اسمِ اعظم میں بڑی بڑی خاصیتیں پنہاں ہیں۔ جو کہ اس کے ورد کرنے والے پر ظاہر ہوتی ہیں۔ جن میں سے چند ایک خصائص وفضائل یہ ہیں۔

☆ جو شخص یہ اسمِ اعظم ہر روز ایک ہزار مرتبہ صبح اور ایک ہزار مرتبہ رات کو سونے سے قبل اور ہر نماز کے بعد تین تین سو مرتبہ پڑھنے کا معمول بنا لے۔ تو ایسے شخص کی رسائی کسی ایسے راز وسر تک یقینی ہو جائے گی۔ کہ! جس کے پیچھے دنیا سرگرداں ہے۔ جیسے اسمِ اعظم کا حصول یا کسی چھپے ہوئے خزانے تک رسائی، یا وقت کے حکمران کی کسی طرح کی مشکل کا حل کہ جس سے وہ خوش ہو کر ایک عظیم مقام ومرتبہ عنایت کر دے۔

☆ جو شخص یہ اسمِ اعظم ہر روز ایک ہزار مرتبہ صبح اور ایک ہزار مرتبہ رات کو سونے سے قبل پڑھنے کا معمول بنا لے۔ تو اُسے عالمِ غائب اور اسرارِ عجیبہ سے واقفیت حاصل ہو۔ اور عجیب عجیب خاصیتیں ظاہر ہوں۔ بوقتِ خواب ملائکہ نظر آئیں۔ اور ایک نور کا عالم چھا جائے۔ بلکہ پردہ غائب سے عجائبات ظہور میں آئیں۔ ان شاء اللہ۔

☆ گریختہ کی واپسی کے لئے بوقتِ خفتن یہ اسمِ اعظم اگر 500 مرتبہ پڑھ کر سویا جائے۔ تو چند ہی راتوں میں عالمِ رویاء میں اُس گمشدہ کا یقینی پتہ چل جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

☆ جو شخص یہ اسمِ اعظم ہر روز بعد ہر نماز کے پانچ سو مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے۔ اور اُس کی نیت یہ ہو۔ کہ! وہ کسی بھی چھوٹے یا بڑے پر حاضرات کر سکے۔ تو اکیس ایام کے بعد بفضلِ الٰہی اُسے یہ کمال بھی حاصل ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

اسمآئے عجیبہ وغریبہ برائے حصولِ کثیر فوائد :

حضراتِ علمائے عاملین فرماتے ہیں۔ کہ! اس دُعا میں عجیب وغریب اقسام کی تاثیرات پائی جاتی ہیں۔ جو شخص اِن اسماء کو کثرت سے وردِ زبان رکھے گا۔ کچھ ہی عرصے میں سیف الزبان ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ یاد رہے۔ کہ! اس دُعا میں اسمِ اعظم پنہاں ہے۔ (بہرحال) اس ورد کی کم از کم تعداد **313** ہے۔ (عموماً لوگ تو بعد ہر نماز کے صد مرتبہ جبکہ قبل اَز نوم ایک ہزار مرتبہ اسی دُعا کو پڑھنے کا معمول رکھتے ہیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ اَللّٰھُمَّ یا کٓھٰیٰعٓصٓ وَ یا حٰمٓ عٓسٓقٓ ۔ وَ یا دَھَرَ یا دَیُھُوْرَ یا دَھُیَارَ ۔ وَیَا اِھُیًا اَشْرَ اھِیًّا ۔ وَ یا اَحُمٰی وَ یا اَطُمٰی ۔ وَ یا أَھَم" سَقَک" حَلَع" یَصِّ طَرَن" ۔ وَ یا أَحُوْنُ قَافٍ حَمِّ أَدَمُ ھَآءٍ ۔ وَ یا اٰہٍ وَاہٍ۔ وَ یا بُدُّوُح" ۔ وَ یا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ۔

اسمآئے دہروشیہ برائے حصولِ کثیر فوائد :

حضرت ابن الحاج التلسمانی المغربی ؒ، جو کہ اکابر اولیاء اللہ ؒ میں سے ہو گزرے ہیں۔ آپ ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اسمآئے دہروشیہ کثیر فوائد وفضائل کی حامل دُعا ہے۔ جو کہ دین و دنیا کے جمیع امور میں سریع التاثیر ہے۔ یہ عزیمت اخراج الکنوز میں لاثانی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم٥ بسم اللہ شراھیا داھموتا عالی متعالی فی علوۃ این الاجناد القویۃ این المشمھازیۃ این کردون و دردم این عصاب این صاحب جبل الدخان این الراکب علی الفیل المتعمم بالثعبان . اجیبوا بحق الاسمآء العبرانیۃ شیموتا و برھموتا و شیموتا. اجیبوا طائعین للہ رب العالمین ۔

سِلسلہ عالیہ **قادریہ** کے مخصوص اوراد :

جناب حضرت شیخ عبدالحق مُحدث دہلوی ؒ کے پیرومُرشِد حضرت شیخ مُوسیٰ پاک شہید ؒ نے اپنی یگانہ روزگار تصنیف **تیسیر الشاغلین** میں فرمایا ہے۔ کہ دینی و دنیاوی مُرادیں پوری ہونے، دُعاؤں کی استجابت اور درازی عُمر کے لئے یہ اذکار دائماً جاری رکھنے چاہیئے۔

بعد نمازِ فجر	ھو الحی القیوم	ایک ہزار مرتبہ
بعد نمازِ ظُہر	ھو العلی العظیم	ایک ہزار مرتبہ
بعد نمازِ عصر	ھو الرحمن الرحیم	ایک ہزار مرتبہ
بعد نمازِ مغرب	ھو الغنی الحمید	ایک ہزار مرتبہ
بعد نمازِ عشاء	ھو اللطیف الخبیر	ایک ہزار مرتبہ

معمولاتِ الشیخ الہند حضرت سید خواجہ معینُ الدین چشتی اجمیری ؒ

از صد سُخن پیرم یک نکتہ مَرا یاد اَست
عالَم نشود ویراں تا میکدہ آباد اَست

تصوف کی مشہور و معروف کتاب بنامِ ہشت بہشت (کے حصہ **انیس الارواح**) کے جامع جناب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ؒ اپنے پیرومرشد حضرت شیخ الہند خواجہ خواجگان چشت جناب معین الحق والدین چشتی سنجری ؒ سے نقل کرتے ہیں کہ! جمعرات کے روز قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ اوراد و تسبیحات کی بابت گفتگو کا سلسلہ جاری تھا۔ کہ مرشد حضرت شیخ الہند خواجہ خواجگان چشت جناب معین الحق والدین چشتی سنجری ؒ نے زبانِ مبارک سے ارشاد فرمایا کہ! جو شخص ورد مقرر کرے۔ اِسے روزانہ (ضرور) پڑھنا چاہیئے دِن کو اگر نہ پڑھ سکے تو رات کو ضرور پڑھے لیکن پڑھے ضرور۔ بعد ازاں کسی (دوسرے) کام میں مشغول ہووے۔ کیونکہ بمطابق یکے قول کہ!

''**تارک الورد ملعون**'' وِرد کا تارک (ترک کرنے والا) لعنتی ہے۔ (کچھ علماء کے نزدیک یہ موضوع اور ضعیف حدیث ہے)

بعدازاں اِسی موقع کی مناسبت سے فرمایا کہ! ایک دفعہ مولانا رضی الدینؒ گھوڑے پر سے گر پڑے۔ جس کی وجہ سے پاؤں پر چوٹ لگ گئی۔ جب گھر واپس پہنچے تو سوچا کہ یہ بَلا (گھوڑے سے گرنے کی مصیبت) مجھ پر کہاں سے آئی۔ یاد آ گیا کہ میں صبح کی نماز کے بعد سورہ یٰسین شریف پڑھا کرتا تھا جو کہ آج نہیں پڑھی۔

پھر اسی موقع کی مناسبت سے یہ حکایت بیان فرمائی کہ! ایک بزرگِ دین بنام خواجہ عبداللہ مبارک سے ایک مرتبہ وظیفہ نہ ہو سکا۔ اُسی وقت غیب سے آواز آئی کہ اے عبداللہ! جو عہد تُو نے ہم سے کیا تھا شاید تو آج بھول گیا (یعنی تو آج اپنا مقرر شدہ وظیفہ پڑھنا بھول گیا)۔

پھر فرمایا کہ انبیائے کرامؑ اور اولیائے عظامؒ، مشائخ و مردانِ غیبؒ کا جو وظیفہ ہوتا ہے وہ اس کو برابر پڑھتے رہتے ہیں اور جو کچھ اپنے مرشدان سے سنتے ہیں ضرور بجالاتے ہیں۔ بعدازاں فرمایا کہ جو اوراد ہمارے پیرانِ عظام سے منقول ہیں وہ ہم (لازمی) پڑھتے ہیں۔ تم بھی پڑھا کرو تا کہ وظیفے میں ناغہ نہ ہو۔ اور جب اُٹھو تو دائیں جانب کے پہلو سے آٹھو پھر تسمیہ (یعنی **بسم الله الرحمٰن الرحیم**) پڑھ کر وضو کرو۔ پھر دوگانہ ادا کر کے مُصلّٰی پر بیٹھو۔ پھر سورہ بقرہ کی چند آیات اور سورہ انعام کی ستر آیات پڑھ کر کلمہ طیبہ (**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ﷺ) کا ذِکر سو مرتبہ کرو۔ پھر صبح کی نماز کی سنتیں اس طرح ادا کرو کہ پہلی رکعت میں **سورہ فاتحہ** کے بعد **سورہ الم نشرح** اور دوسری رکعت میں **سورہ فاتحہ** کے بعد **سورہ الم ترکیف** پڑھنی ہے۔

بعدازاں فرمایا کہ! سو مرتبہ یہ پڑھو۔ **سبحان الله و بحمده .و سبحان الله العلی العظیم وبحمده .استغفرالله ربی من کل ذنب و اتوب الیه o**

جب صبح کی نماز ادا کر چکے۔ تو قبلہ رُخ بیٹھ کر دس مرتبہ یہ پڑھو۔ **لا الہ الا الله . وحده لا شریک له . له الملک و له الحمد یحیی و یمیت وهو حی لا یموت . وهوعلی کل شیء قدیر o**

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔ **اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده ورسوله۔**

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔ **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدُنَا مُحَمَّدٍ ما اختلف الملوان وتعاقب العصران وتکرار الجدیدان واستصحب الفرقد ان والقمران ان بلغ علٰی روح محمد منی التحیة والسلام۔**

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔ **یا عزیز یا غفور۔**

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔ **سبحان الله.و الحمد لله.و لا اله الا الله. و الله اکبر. ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم o**

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔ **استغفر الله ربی من کل ذنب و اتوب الیه و اسئله التوبة ۔**

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔ **سبحان الله و بحمده .و سبحان الله العلی العظیم وبحمده . استغفر الله العظیم الذی لا اله الا هو الحی القیوم غفار الذنوب وستار العیوب وعلام الغیوب و کشاف الکروب ومقلب القلوب واتوب الیه واسئا له التوبة.**

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔ **یا حی یا قیوم یا حنان یا منان یا دیان یا سبحان یا سلطان یا بدیع السموات والارض یا ذالجلال والاکرام برحمتک یا ارحم الراحمینo**

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔ **لا حول ولا قُوة الا بالله العلی العظیم یا قدیم یا دائم یا حی یا قیوم یا احد یا صمد یا حلیم یا عظیم یا علی یا نور یا فرد یا وتر یا باقی یا حی یا قیوم یا حی اقض حاجتی بحق محمد واله اجمعینo** پھر اسماءُ الحُسنٰی کو 1 مرتبہ اسمِ ندا ''**یا**'' کے ساتھ پڑھو۔

بسم الله الرحمٰن الرحیمo هو الله الذی لا اله الا هو. اللهم یا الله.یارحمٰن . یارحیم .یامٰلک .یاقدوس .یاالسلام .یامؤمن . یامهیمن .یاعزیز . یاجبار .یامتکبر .یاخالق . یاباریء .یامصور .یاغفار .یاقهار .یاوهاب . یارزاق . یافتاح .یاعلیم .یاقابض . یاباسط . یاخافض . یارافع .یامعز . یامذل . یاسمیع . یا بصیر . یاحکم .یاعدل .یا لطیف . یا خبیر .یاحلیم .یاعظیم .یاغفور . یا شکور .یا علی . یا کبیر .یا حفیظ .یا مقیت . یا حسیب .یا جلیل .یا کریم .یا رقیب .یا مجیب .یا واسع . یا حکیم .یا ودود .یا مجید .یا باعث .یا شهید .یا حق . یا وکیل .یا قوی .یا متین .یا ولی . یاحمید .یامحصی .یامبدیء .یامعید .یامحی .یاممیت .یاحی .یاقیوم .یاواجد .یا ماجد

. یاواحد .یااحد .یاصمد .یاقادر .یامقتدر .یا مقدم .یا مؤخر .یااوّلُ .یا آخر .یاظاهر . یا باطن .یاوالی .یامتعالی .یابر .یاتواب .یامنعم .یامنتقم .یاعفو .یارؤف .یا مالک الملک .یا ذوالجلال والاکرام .یارب .یامقسط .یا جامع .یاغنی .یامعطی .یامانع .یا ضآر .یا نافع .یانور .یا هادی .یا بدیع .یاباقی .یا وارث .یارشید .یاصبور. الذی لیس کمثله شیء و هو السمیع البصیر oیانعم المولٰی و نعم النصیرoیا سمیع .یا بصیر.یا علیم.یا قدیر.یا مرید.یا متکلم.یا من لم یلدولم یولدولم یکن له کفوًا احد o

پھر اسمائے رسولِ کریم ﷺ کو 1 مرتبہ ''**سیدنا**'' کے ساتھ اِس طرح سے پڑھو۔

بسم الله الرحمٰن الرحیمo سیدنا محمد ﷺ. سیدنا احمد ﷺ. سیدنا حامد ﷺ. سیدنا محمود ﷺ. سیدنا قاسم ﷺ. سیدنا عاقب ﷺ. سیدنا فاتح ﷺ. سیدنا شاهد ﷺ. سیدنا حاشر ﷺ. سیدنا رشید ﷺ. سیدنا مشهود ﷺ. سیدنا بشیر ﷺ. سیدنا نذیر ﷺ. سیدنا داع ﷺ. سیدنا شاف ﷺ. سیدنا هاد ﷺ. سیدنا مهد ﷺ. سیدنا ماح ﷺ. سیدنا منج ﷺ. سیدنا ناه ﷺ. سیدنا رسول ﷺ. سیدنا نبی ﷺ. سیدنا امی ﷺ. سیدنا تهامی ﷺ. سیدنا هاشمی ﷺ. سیدنا ابطحی ﷺ. سیدنا عزیز ﷺ. سیدنا حریص علیکم ﷺ. سیدنا رؤف ﷺ. سیدنا رحیم ﷺ. سیدنا طٰهٰ ﷺ. سیدنا مجتبٰی ﷺ. سیدنا طٰسٓ ﷺ. سیدنا مُرتضٰی ﷺ. سیدنا حٰمٓ ﷺ. سیدنا مُصطفٰے ﷺ. سیدنا یٰسٓ ﷺ. سیدنا اولٰی ﷺ. سیدنا مزمل ﷺ. سیدنا ولی ﷺ. سیدنا مدثر ﷺ. سیدنا متین ﷺ. سیدنا مصدق ﷺ. سیدنا طیب ﷺ. سیدنا ناصر ﷺ. سیدنا منصور ﷺ. سیدنا مصباح ﷺ. سیدنا اٰمِر ﷺ. سیدنا حجازی ﷺ. سیدنا نزاری ﷺ. سیدنا قریشی ﷺ. سیدنا مضری ﷺ. سیدنا نبی التوبة ﷺ. سیدنا حافظ ﷺ. سیدنا کامل ﷺ. سیدنا صادق ﷺ. سیدنا امین ﷺ. سیدنا عبدالله ﷺ. سیدنا کلیم الله ﷺ. سیدنا حبیب الله ﷺ. سیدنا نجی الله ﷺ. سیدنا صفی الله ﷺ. سیدنا خاتم الانبیآء ﷺ. سیدنا حسیب ﷺ. سیدنا مجیب ﷺ. سیدنا شکور ﷺ. سیدنا مقتصد ﷺ. سیدنا رسول الرحمة ﷺ. سیدنا قوی ﷺ. سیدنا حفی ﷺ. سیدنا مامون ﷺ. سیدنا معلوم ﷺ. سیدنا حق ﷺ. سیدنا مبین ﷺ. سیدنا مطیع ﷺ. سیدنا رسول الراحة ﷺ. سیدنا اول ﷺ. سیدنا آخر ﷺ. سیدنا ظاهر ﷺ. سیدنا باطن ﷺ. سیدنا نبی الرحمة ﷺ. سیدنا یتیم ﷺ. سیدنا کریم ﷺ. سیدنا حکیم ﷺ. سیدنا خاتم الرسل ﷺ. سیدنا سید ﷺ. سیدنا سراج ﷺ. سیدنا منیر ﷺ. سیدنا محرم ﷺ. سیدنا مکرم ﷺ. سیدنا مبشر ﷺ. سیدنا مذکر ﷺ. سیدنا مطهر ﷺ. سیدنا قریب ﷺ. سیدنا خلیل ﷺ. سیدنا مدعو ﷺ. سیدنا جواد ﷺ. سیدنا خاتم ﷺ. سیدنا عادل ﷺ. سیدنا شهیر ﷺ. سیدنا شهید ﷺ. سیدنا رسول الملاحم ﷺ. سیدنا کرامت الله ﷺ. سیدنا آیت الله صل و سلم تسلیما ابدا کثیرا . برحمتک یا ارحم الراحمین o

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔ اللهم صل علی محمد حتی لا یبقٰی من الصلوٰة شیء وارحم علٰی محمد حتٰی لا یبقٰی من الرحمة شیء وبارک علٰی محمد حتی لا یبقٰی من البرکات شیء۔

پھر ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھو۔ الله لا اله الا هو الحی القیوم ..... وهو العلی العظیمo

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔ اللهم مالک الملک .... علی کل شیء قدیر o

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔ قل هو الله احد. الله الصمد . لم یلد. و لم یولد . ولم یکن له کفوا احد o

پھر سات مرتبہ یہ پڑھو۔ فان تولوا فقل حسبی الله لا اله الا هو علیه توکلت و هو رب العرش العظیم o

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔ ربنا ولا تحملنا .... علی القوم الکفرین o برحمتک یا ارحم الراحمین o

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔ اللهم اغفر لی ولولدی ولمن توالد وارحمهما کما ربیانی صغیرا واغفراللهم لجمیع

المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیآء منهم والاموات بر حمتک یا ر حم الر ا حمین o

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔ سبحان الاول المبدیء سبحان البا قی المیعدالله الله الصمد لم یلد ولم ولم یولد ولم یکن له کفوا احد o

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔ وان الله علی کل شیء قدیر و ان الله قد احاط بکل شیء علما o

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔ واتوب تو بة عبد الظالم لا علمک لنفسه نفعا ولا ضرا ولاموتا ولا حیٰو ة ولا نشورا o

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔ اللهم یا حی یا قیوم یا الله یا اله الا انت اسئلک ان تحی قلبی بنور معرفتک ابدا یا الله یا الله یا الله o

پھر تین مرتبہ یہ (دعائے مستجاب) پڑھو۔ اللھم یا مسبب الاسباب ویا مفتح الابواب ویا مقلب القلوب والابصار ویا دلیل المتحیرین ویامخرج المخروجین ویا غیاث المستغیثین اغثنی اغثنی اغثنی تو کلت علیک یا ربی قضیت وفوضت امری الیک یا رزاق یا فتاح یا باسط لا حول ولا قوة الا با لله العلی العظیم . ما شاء الله کان وما لم یشآء لم یکن بحق ایاک نعبد وایاک نستعین o و صلی الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد واٰلهٖ و صحبه وبارک وسلم اجمعین ☆ بر حمتک یا ارحم الرا حمین o

پھر ایک مرتبہ یہ پڑھو۔ اللهم انی اسئلک یا من علیک حوآئج السائلین و یعلم ضمیر المامتین فان لک من کل مسئلة منک سمعا حا ضرا جوابا عقیدا وان لک من کل مامت علما ناطقا فاعطنا مواعیدک الصادقة وایادیک الشاملة ورحمتک الواسعة ونعمتک السابقة انظر الیٰ نظرة برحمتک یا ر حم الراحمین o

پھر ایک مرتبہ یہ پڑھو۔ اللهم یا حنان یا منان یا دیان یا برهان یا سبحان یا غفران یا ذوالجلال والاکرام o

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔ اللهم انی اسئلک باسمائک واسمک الاعظم ان تعطین ما سئلتک بفضلک وکرمک یارحم الراحمین . الحمدلله الذی فی السموات عرشه والحمدلله الذی فی القبور قضآئه وامره والحمد لله الذی فی البر والبحر سبیله والحمدلله الذی لا ملا ذوالا ملجا الا الیه . رب لا تذرنی فرداوانت خیرالرازقین o

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔ رضیت بالله یا کریما وبمحمد نبیا وبالاسلام علینا وبالقرآن اماما وبالکعبة وقبلة وبالمؤمنین اخوانا o

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔ بسم الله خیرالاسمآء بسم الله رب الارض والسمآء بسم الله لا یضر مع اسمه شیء فی الارض ولا فی السمآء وهوالسمیع العلیم o

پھر سات مرتبہ یہ پڑھو۔ اللهم اجرنا من النار یا مجیر یا مجیر یامجیر o

پھر ایک تسبیح اس طرح پڑھیں کہ ہر 9 مرتبہ لا اله الا الله پڑھنے کے بعد دسویں مرتبہ۔ محمد رسول الله (ﷺ) پڑھیں۔ پھر ایک مرتبہ یہ پڑھو۔ واشهد ان الجنة حق النار حق والمیزان حق والموت حق والسوال حق والصراط حق والشفاعة حق والکرامة الاولیاء حق ومعجزة الانبیاء حق فی الالدار الدنیا وان الساعة ایته لاریب فیها وان الله یبعث من فی القبور o

پھر ہاتھ اُٹھا کر عاجزی وانکساری سے ایک مرتبہ یہ پڑھو۔ اللهم زد نورنا وزد حضورنا وزد مغفر تنا وزد طا عتنا وزد نعمتنا وزد محبتنا وزد عشقنا وزد قبو لنا . برحمتک یا ر حم الراحمین o

اس کے بعد **مسبعات عشر** پڑھ کر ایک ایک مرتبہ **سورہ یٰسین** ، **سورہ مزمل** ، **سورہ ملك** ، **سورہ جمعہ** پڑھیں۔

پھر جب آفتاب بلند ہو جائے تو دس رکعت نمازِ اشراق پانچ سلاموں سے اس طرح پڑھیں کہ (ہر دو رکعتوں میں) پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے **اذا زلزلت الارض** ۔۔۔ آخر تک، دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد **انا اعطینك الکوثر** ۔۔۔ آخر تک پڑھنا ہے۔ اِن دس رکعتوں کے بعد دس مرتبہ درود شریف پڑھ کر وقتِ چاشت تک قرآنِ مجید کی تلاوت میں مشغول ہو جائیں۔

جب وقت چاشت ہو جائے تو بارہ رکعت نماز چاشت چھ سلاموں کے ساتھ اس طرح پڑھیں کہ! پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ والشّمس، دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ واللیل، تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ والضحیٰ چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الم نشرح پڑھنی ہے۔ باقی تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد تین تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنی ہے۔ اِن بارہ رکعتوں کے بعد یہ دعا **360** مرتبہ پڑھیں۔ **لا اله الا الله الملک الحق المبین . لیس کمثله شيء وهو السمیع العلیم** o

پھر دس رکعت نماز اس طرح سے پڑھیں کہ اِن دس رکعتوں میں قرآنِ مجید کی آخری دس سورہ پڑھیں (سورہ الم ترکیف ۔۔۔ سے ۔۔۔ سورہ والناس تک) سلام کے بعد دس مرتبہ درودِ پاک پڑھ کر ایک مرتبہ سورہ نوح پڑھیں۔

(اور اگر بعد نمازِ ظہر دس رکعت نماز پانچ سلاموں سے حضرت سیدنا خضر نبیؑ سے ملاقات کی نیت سے اِس طرح پڑھے۔ کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اذا جآء نصر اللہ والفتح ۔۔ آخر تک اور تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔۔ اِن دس رکعتوں کے بعد 21 مرتبہ یہ دعا پڑھے۔

یا فتاح تفتحت با لفتح و الفتح فی الفتح فتحک یا فتاح. انک خیر الفا تحین۔

تو البتہ حضرت سیدنا خضر نبیؑ سے کسی دن ملاقات ضرور ہوگی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

اور پھر وقتِ عصر تک یادِ الٰہی میں منہمک و مستغرق رہیں۔ اور اسی دورانیہ میں **100** مرتبہ **لا حول ولا قوة الا با لله العلی العظیم** o پڑھیں۔ پھر پانچ۔ پانچ مرتبہ سورہ فتح، سورہ ملک، سورہ عم یتسآلون ۔۔ اور سورہ والنازعات۔ پڑھیں۔ اِن سورتوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ بندہ کو قبر میں نہیں چھوڑے گا۔ (وہ سیدھا جنت میں جائے گا۔ انشاء اللہ) پھر عصر تک یادِ الٰہی میں مشغول رہے۔

شرح مشائخ میں لکھا ہے کہ جو شخص سورہ والنازعات (کو روزانہ پانچ مرتبہ) پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُسے قبر میں نہیں چھوڑیں گے۔

اِس کے بعد شام کی نماز ادا کرے نماز مغرب کے فرض اور دو سنتوں کے بعد دو رکعت نماز بنیت حفظِ ایمان اس طرح پڑھیں۔ کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر ایک مرتبہ سورہ فلق اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورہ اخلاص اور ایک مرتبہ سورہ والناس پڑھیں سلام پھیرنے کے بعد سو مرتبہ **لا اله الا الله** پڑھیں پھر سو مرتبہ **یا حی یا قیوم ثبتنی علی الایمان** پڑھیں۔ نماز حفظ ایمان کے بعد چھ رکعت نمازِ اوابین اس طرح پڑھیں کہ پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد اذا زلزلت الارض ۔۔۔، دوسری دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الھاکم التکاثر ۔۔۔ اور تیسری دونوں رکعتوں میں سورہ واقعہ پڑھیں۔ پھر نمازِ عشاء تک یادِ الٰہی میں مشغول رہیں۔ اور عشاء کی اذان سے قبل سو مرتبہ یہ دعا پڑھیں۔ **اللھم اعنی علیٰ ذکرک و شکرک و حسن عبادتک و تلاوت قرانک ابدا کثیرا کثیرا** ۔ پھر عشاء کی نماز مکمل پڑھ لینے کے بعد بنیت حاجت روائی چار رکعت اس طرح سے پڑھیں کہ! پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی اور باقی تینوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد بالترتیب سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ والناس پڑھیں۔ اس نماز کی برکت سے انشاء اللہ حاجت ضرور روا ہوگی۔ پھر چار رکعت نماز صلوۃ السعادت کی اس طرح ادا کریں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورہ انا انزلنا ۔۔۔ اور پندرہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھیں۔ سلام کے بعد بحالت سجدہ تین مرتبہ یہ دعا پڑھیں۔ **یا حی یا قیوم ثبتنا علی الایمان** پھر سر سجدہ سے اُٹھا کر دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا پڑھیں۔ **اللھم انی اسئلک برکة فی العمر و صحة و فی المعیشة وَ وُسعة فی الرزق وزیادة فی العلم والعمل و ثبتنا علی الایمان** ۔

بعد ازاں! رات کے تین حصے کرے پہلا حصہ نماز میں گزارے، دوسرا حصہ سونے میں گزارے اور تیسرا حصہ نماز تہجد اور تلاوت قرآنِ مجید میں مشغول و منہمک ہو کر گزارے۔ نمازِ تہجد کے ضمن میں رسولِ اعظم سرورِ کائنات ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے کہ نماز تہجد ہمارے لئے فرض ہے یہ آٹھ رکعت نماز چار سلام سے ادا کرے (یاران طریقت تو دس، بارہ بلکہ پچاس اور سو رکعت بھی بوقتِ تہجد پڑھتے ہیں) نماز تہجد میں قرآن سے جو یاد ہو وہ پڑھیں۔ پھر اٹھ کر تازہ وضو کریں اور صبح کاذب تک یادالٰہی میں مشغول رہیں۔

کہتے ہیں کہ ایک بزرگ سے نماز تہجد فقط ایک رات فوت ہوگئی۔ تو وہ شخص گھوڑے سے گرا جس کی وجہ سے اُس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ وہ سوچنے لگا۔ کہ یہ مصیبت کیونکر نازل ہوئی۔ تو ہاتف غیبی سے آواز آئی۔ کہ تہجد کی نماز تجھ سے فوت ہوگئی تھی۔ بہر حال صبح کاذب تک مشغول الٰہی رہیں۔ پھر گذشتہ روز والے عبادات میں مشغول رہیں۔ اسی طرح ہر روز کیا کریں۔ اور اِن مین کمی بیشی نہ ہونے دیں۔ تا کہ مشائخ (چشتیہ) کی سنت ادا ہو سکے۔ (بہر حال! یہی واقعہ ابھی گذرا ہے) **الحمد لله علیٰ ذالک** ۔

سِلسلہ چِشتیہ نظامیہ کے مخصوص اوراد :

جامع راحت القلوب جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی ؒ اپنے پیرو مرشد حضرت بابا فرید گنج شکر ؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام شہاب الدین سُہروردی کی یگانہ روزگار کتاب ’عوارف المعارف‘ میں بروایتِ فقیہ ابواللیث سمرقندی ؒ میں لکھا دیکھا ہے کہ یہ کلمات انجیل مُقدس میں بھی نازل ہوئے تھے اور ان کلمات کی برکت سے نابینا، بینا ہو کر دیکھنے لگتا تھا کہ آسمان سے نور اُتر رہا ہے اس کے بعد شیخ الاسلام نے فرمایا کہ جو شخص اِن کلمات کی حُرمت و تعظیم کا خیال رکھے گا وہ اِن کے اثرات کو ضرور دیکھے گا۔

اول روز سو مرتبہ پڑھے۔ **لا الہ الا اللہ ۔ وحدہ لا شریک لہ ۔ لہ الملک و لہ الحمد یحیی و یمیت و ھو حی لا یموت ۔ وھو علی کل شیء قدیر o**

دوئم روز سو مرتبہ پڑھے۔ **اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الھا و احدا احدا صمدا فردا وترا لم یتخذ ولا ولدا ۔**

سوئم روز سو مرتبہ پڑھے۔ **اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ احدا صمدا لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد o**

چہارم روز سو مرتبہ پڑھے۔ **اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ . لہ الملک و لہ الحمد یحیی و یمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر . وھو علی کل شیء قدیر o**

پنجم روز سو مرتبہ پڑھے **حسبی اللہ و کفیٰ و سمع اللہ لمن دعا ولیس وراءہ المُنتھیٰ . سبحان من لم یزل کریما و لا یزال رحیما o**

چھٹے روز وہی روز اول کا وظیفہ اور ساتویں روز دوئم روز والا وظیفہ۔۔۔ اسی طرح ان کو روزانہ پڑھتے رہنا ہے۔

سِلسلہ عالیہ چشتیہ کے مخصوص اوراد و وظائف

اِلٰہی تا بود خورشید و ماہی چراغِ چشتیاں را روشنائی

جامع فوائد الفواد جناب حضرت امیر حسن علی سنجری ؒ اپنے پیرو مرشد حضرت سُلطان المشائخ محبوب اِلٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی ؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ اتوار کے روز پانچویں ماہ صفر ۷۱۵ھ کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا اور اوراد و ادعیہ کے بارے میں گُفتگو شروع ہوئی مجھ سے پوچھا کہ کون سا وِرد آج کل کیا کرتے ہو؟ میں نے عرض کی کہ جو جناب کی زبان مبارک سے سُنا ہے پانچوں وقت کی نماز کے بعد جو سورت فرمائی ہے وہ بھی پڑھتا ہوں عصر کی نماز کے بعد پانچ مرتبہ سورہ نباء اور مُقررہ سورتیں جو سُنتوں میں فرمائی ہیں اور دو وقت مسبعاتِ عشر اور سو مرتبہ **لا الہ الا اللہ . وحدہ لا شریک لہ . لہ الملک و لہ الحمد . وھو علی کل شیء قدیر o** پڑھتا ہوں۔

بعد ازاں فرمایا کہ دس تسبیحات اور بھی ہیں جِن میں سے ہر ایک سو مرتبہ پڑھنی چاہیئے تا کہ ہزار مرتبہ ہو جائے اگر کوئی سو مرتبہ نہ پڑھ سکے تو دس مرتبہ پڑھے جِن کا مجموعہ سو مرتبہ ہو جائے گا وہ دس تسبیحات یہ ہیں۔

۱. **لا الہ الا اللہ . وحدہ لا شریک لہ . لہ الملک و لہ الحمد یحیی و یمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر . وھو علی کل شیء قدیر o**

۲. **سبحان اللہ. والحمد للہ. و لا الہ الا اللہ. و اللہ اکبر. ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم o**

۳. **سبحان اللہ و بحمدہ .و سبحان اللہ العلی العظیم وبحمدہ . استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ o**

۴. **استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ و اسئلہ التوبۃ . استغفر اللہ ربی من کل ذنب اذنبتہ عمدا او خطآءً سرا او علانیۃ و اتوب الیہ o**

۵. **سبحان الملک القدوس سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح o**

۶. **اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذالجد منک الجد o**

۷. اَللّٰھُمَّ اغْفِرلِیْ وَالِوَالِدَیَّ والا ستاذی و لِجَمِیعِ الْمُومِنِیْنَ وَالْمُومِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الاَحْیَآءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ o

۸. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدُنَا مُحَمَّدٍ و علی آل سیدنا محمد وَبَارِکْ وَسَلِّمْ و صل علی جمیع الانبیاء والمرسلین

۹. اعوذ بالله السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم o رب اعوذ بک من ھمزات الشیطٰن واعوذبک رب ان یحضرون o

۱۰. بسم الله خیر الاسمآء بسم الله رب الارض والسمآء بسم الله لا یضر مع اسمه شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم o

جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ کے سلسلہ چشتیہ کے وظائف:

اگر گیتی سراسر باد گیرد چراغِ چشتیاں ہرگز نمیرد

حضرت سراج الاولیاء جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ سے منقول ہے۔ کہ بعد نماز صبح اِن اوراد کوسو۔سو مرتبہ پڑھنا چاہیئے لیک۔ن اگر کوئی یہ چاہے۔ کہ سرعت اجابت ہو۔تو ہر روز ہزار۔ ہزار مرتبہ یہ وظیفہ پڑھے۔

بروز جُمعہ	**لا اله الا ھو**	بروزِ ہفتہ	**یا رحمن یا رحیم**
بروزاتوار	**یا واحد یا احد**	بروزسوموار	**یا صمد یا فرد**
بروزمنگل	**یا حی یا قیوم**	بروزبُدھ	**یا حنان یا منان**
بروزجمعرات	**یا ذالجلال والاکرام**		

چِشتیہ صابریہ سلسلے کی خصوصی دُعاوشُغَل (دُعائے نوری):

حضرت مخدومِ ضمن شاہ محمد حسن صابری چشتی قادری حنفی رامپوریؒ اپنی تالیف بنامِ حقیقت **گلزارِ صابری** میں رقمطراز ہیں۔ کہ! حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیریؒ (آستانہ عالیہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ) پر بعد نمازِ مغرب لنگر تقسیم کر کے (اپنے حجرے میں دروازہ بند کر کے تنہائی میں) دُعائے نوری ایک مرتبہ بآوازِ بُلند تلاوت کرتے تھے۔ دُعائے نوری یہ ہے۔

بسم الله الرحمٰن الرحیم o اللھم اجعل لی نورا فی قلبی و نورا فی قبری و نورا فی سمعی و نورا فی بصری و نورا فی شعری و نورا فی اللسانی و نورا فی بشری و نورا فی لحمی و نورا فی دمی و نورا فی مخی و نورا فی عظامی و نورا بین یدی و نورا من خلفی ونورا عن یمینی ونورا عن شمالِی ونورا من فوقی ونورا من تحتی وسلم حقا ھو.

مُجرد شد از دین و دنیا قلندر که راه حقیقت ازیں هردو برتر

اوریہی دُعائے نوری حضرت پیر سید وارث علی شاہؒ کی کتاب عامل کامل میں اِس طرح سے منقول ومرفوع ہے۔

بسم الله الرحمٰن الرحیم o اللھم اجعل لی نورافی قلبی. و نورا فی بصری. و نورا فی سمعی. و نورا فی اللسانی. و نورا عن یمینی. و نورا عن یساری. و نورا من فوقی. و نورا من تحتی. و نورا من امامی. و نورا من خلفی. و نورافی عصبی. و نورا واجعل فی نفسی. و نورافی شعری. ونورا فی بشری. و نورا فی لحمی. و نورا فی دَمِی. و نورا فی عظامی. و نورا فی قبری. و نورا اعظم لی. و نورا اعطنی. و نورا واجعل لی نورا. رب اشرح لی صدری. و یسر لی امری. واحلل عقدة من لسانی. یفقھوا قولی. (سورہ طٰہٰ۔ آیت نمبر۔ **28-25**) **اللھم یا رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطٰنا نصیرا.** (سورہ بنی اسرائیل۔ آیت نمبر **80**) **ان الله علٰی کل شیء قدیر. برحمتک یا ارحم الراحمین o**

سالکین کو چاہیئے۔ کہ اس دُعا کو عالم تنہائی میں روزانہ **300** مرتبہ پڑھ کر مُراقبہ کریں۔ اِس دُعا کی برکت سے کئی اقسام کے ظاہری و باطنی رموز واسرار کا انکشاف ہوگا۔ اور درجہ ولایت میں بھی یقینی ترقی ہوگی۔ انشاء اللہ العظیم۔

سلسلہ عالیہ **سُہروردیہ** کے اوراد و وظائف:

حضرت شیخ الاسلام بہاءالدین زکریا مُلتانیؒ اپنی مشہور و معروف تصنیفِ جلیلہ الاوراد میں رقمطراز ہیں کہ شب و روز میں کسی بھی وقت روزانہ یہ سات تسبیحات سوسو مرتبہ پڑھنی چاہیئے۔

یکم : لا اله الا الله . وحده لا شریک له . له ا لملک و له الحمد یحیی و یمیت .وھوعلی کل شیء قدیر☆

دوئم : **سُبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله و الله اکبر .ولا حول ولا قُوۃ الا با لله العلی العظیم☆**

سوئم : **سُبحان الله وبحمده و سُبحان الله العظیم☆**

چہارم : **استغفر الله ربی من کل ذنب و اتوب الیه☆**

پنجم : **لا اله الا الله الملک الحق المبین☆**

ششم : **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبۡدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوۡلِکَ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحۡبِهٖ اجمعین**

ہفتم : **ماشاء الله لا قوۃ ا لا بالله ☆**

حضرت شیخ الاسلام بہاءالدین زکریا مُلتانیؒ اپنی مشہور و معروف تصنیفِ جلیلہ **الاوراد** میں رقمطراز ہیں۔ کہ حضرت شیخ الشیوخ ابوحفص شہاب الدین سُہروردیؒ سے مروی ہے۔ کہ !

بروز جُمعہ	**یا ھو یا الله**	بروز ہفتہ	**یا رحمن یا رحیم**
بروزاتوار	**یا واحد یا احد**	بروزسوموار	**یا صمد یا فرد**
بروز منگل	**یا حی یا قیوم**	بروز بُدھ	**یا حنان یا منان**
بروز جُمعرات	**یا ذالجلال والاکرام۔**		

اس وظیفے کے بارے میں صاحب بکھرے موتی جناب حضرت مولانا محمد یونس صاحب پالن پوری فرماتے ہیں کہ یہ عمل حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کے جدامجد اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے شاگرد خاص کا بارہا آزمایا ہوا نہایت مُجرب عمل ہے اس عمل کے پڑھنے سے صاحب عمل کو اللہ تعالیٰ کی معرفت و محبت نصیب ہوتی ہے۔ جس کے نتیجے میں نیکی کرنا اور گناہوں سے بچنا بندے کے لئے سہل ہو جاتا ہے۔ علامہ پالن پوری صاحب ترکیبِ عمل بتاتے ہیں کہ! کسی بھی ماہ کو نیا چاند دیکھ کر پہلے سے مُستقل سات ایام تک مذکورہ بالا ترکیب کے مطابق دن یا رات میں ایک وقت اور جگہ مُعین کر کے پابندی کے ساتھ بناء کسی سے بات چیت کئے ایک ایک نشست میں اللہ تعالیٰ کے ان مبارک **اسماءُ الحُسنیٰ** کو بلا ناغہ بطورِ وظیفہ پڑھتے رہیں۔ بوجہ مجبوری اگر وقت اور جگہ تبدیل ہو بھی جائیں۔ تو کوئی حرج نہیں ہوگا۔

حضرت شیخ الاسلام بہاءالدین زکریا مُلتانیؒ اپنی مشہور و معروف تصنیفِ جلیلہ الاوراد میں رقمطراز ہیں کہ ایک ترتیب جو حضرت شیخ الشیوخ ابو حفص شہاب الدین سُہروردیؒ سے منقول ہے کہ ہر ایک ہزار مرتبہ اس ترتیب سے پڑھا جائے۔

بروزہفتہ **لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ** بروزاتوار **یا حی یا قیوم برحمتک استغیث**

بروزسوموار **اللهم صل علی سیدنا محمد ن النبی الامی و علی اله و بارک و سلمo**

بروزمنگل **لا حول ولا قُوۃ الا با لله العلی العظیم o**

بروزبُدھ **استغفر الله ربی من کل ذنب و اتوب الیه o**

بروز جُمعرات **سُبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله و الله اکبر .ولا حول ولا قُوۃ الا با لله العلی العظیم☆**

بروز جُمعہ **یا الله یا اللهo**

سِلسلہ **قادریہ شطاریہ** کے مخصوص اوراد

عابد کو چاہیئے کہ مندرجہ ذیل ادعیہ کو ہفتہ وار 100-100 مرتبہ اس ترتیب سے پڑھا کرے۔

بروز ہفتہ **لا اله الا انت سبحنك انی کنت من الظالمین o**

بروزاتوار	**لا اله الا الله الملك الحق المبين o**
بروزسوموار	**لا اله الله عزيزا جليلا يا عزيز يا جليل o**
بروزمنگل	**اللهم صل علی سيدنا محمد ن النبی الامی و علی اله و بارک و سلم o**
بروزبُدھ	**لا اله الا الله خالصا مُخلصا o**
بروز جُمعرات	**لا اله الا الله خالق كل شیءِ وهو علی كل شیءِ قدير o**
بروز جُمعہ	**سُبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله و الله اكبرولا حول ولا قُوة الا با لله العلی العظيم .**

سِلسلہ قادریہ شطاریہ کے مخصوص اوراد (دوسری ترتیب)

حضرت شیخ ظہورالحقؒ سے منقول ہے کہ ہرایک ہزار **1000** مرتبہ اس ترتیب سے پڑھا جائے۔

بروز ہفتہ	**يا هو يا الله**	بروزاتوار	**يا رحمن يا رحيم**
بروزسوموار	**يا واحد يا احد**	بروزمنگل	**يا صمد يا فرد**
بروزبُدھ	**يا حی يا قيوم**	بروز جُمعرات	**يا حنان يا منان**
بروز جُمعہ	**يا ذالجلال والاكرام۔**		

معمولاتِ الشیخ عبدالوہاب الشعرانیؒ

حضرت سیدنا شیخ عبدالوہاب الشعرانیؒ اپنی کتاب **لطائف المنن** میں فرماتے ہیں کہ مجھے عمل کی توفیق ماثور کے مطابق ودیعت کی گئی ہے۔ پس میں اپنے اوراد میں آسمان پر مقیم ملائکہ کی موافقت کو ترک نہیں کرتا۔ بلکہ اس کا التزام کرتا ہوں۔ اور میں نہیں جانتا کہ اب میرے معاصرین میں کسی کا ورد اس پر مشتمل ہو جس کے ساتھ ملاءِ اعلیٰ کے فرشتے کے ذریعے تسبیح پڑھتے۔ اور میرے اوراد کے ترتیب کی صورت یہ ہے۔ کہ! میں اس قول سے ابتداء کرتا ہوں۔ **سبحان من سبقت رحمتة غضبه** ۔کیونکہ طبرانی وغیرہ میں وارد ہے۔ کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی صلوٰۃ **سبقت رحمتی غضبی**۔ پس میں ہزار مرتبہ یہ پڑھتا ہوں۔ **سبحان من سبقت رحمتة غضبه**۔

پھر ہزار مرتبہ میں یہ پڑھتا ہوں۔ **سبحان الله و بحمده . سبحان الله العظيم . استغفر الله .**

پھر ہزار مرتبہ میں یہ پڑھتا ہوں۔ **سبحان الله والحمدلله ولا اله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظيم** کیونکہ احادیث نبوی ﷺ میں وارد ہے کہ ان دونوں صیغوں کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔

پھر ہزار مرتبہ میں یہ پڑھتا ہوں۔ **اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد رسول الله ﷺ .**

پھر ہزار مرتبہ میں یہ پڑھتا ہوں۔ **اللهم لک الحمد كما ينبغی لجلال وجهک والعظيم سُلطانک** . احادیث نبوی ﷺ میں وارد ہے کہ یہ کلمات دونوں فرشتوں پر گراں ہو گئے انہیں ان (کلمات) کے ثواب کی مقدار معلوم نہ ہوسکی۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا انہیں لکھ لو جس طرح کہ میرے بندے نے کہا ہے اور ان کی جزاء مجھ پر ہے۔

پھر ہزار مرتبہ میں یہ پڑھتا ہوں۔ **جز الله سيدنا و نبينا محمد صلی الله عليه واله وسلم عنا ما هو اهله** ۔ کیونکہ احادیث نبوی ﷺ میں وارد ہے کہ جس نے اسے ایک مرتبہ پڑھا اس نے ستر کاتبوں کو ایک ہزار ایام تک مُشقت میں ڈال دیا۔

پھر ہزار مرتبہ میں یہ پڑھتا ہوں۔ **سبحان الله و بحمده عدد خلقه. سبحان الله و بحمده رضا نفسه . سبحان الله و بحمده زنة عرشه سبحان الله و بحمده مداد كلماته** . کیونکہ احادیث نبوی ﷺ میں وارد ہے کہ اس کا پڑھنا ہر مرتبہ دن بھر بندے کی تسبیح کے برابر ہے۔

پھر ہزار مرتبہ میں یہ پڑھتا ہوں۔ **سبحان الله العلی الديان☆ سبحان الله الشديد الاركان☆ سبحان الذی من يذهب بالليل ويأ تی بالنهار☆سبحان الله من لا يشغله شان عن شان☆سبحان الله الحنان المنان ☆ سبحان الله المسبح فی كل مكان ☆** ۔ کیونکہ وارد ہے کہ یہ اُس فرشتے کی تسبیح ہے جس کا نصف آگ سے اور نصف برف سے ہے۔

پھر ہزار مرتبہ میں یہ پڑھتا ہوں۔ **الحمد لله بجميع محامدة كلها ما علمت منها وما لم اعلم علی جميع نعمه كلها ما علمت منها وما لم اعلم عدد خلقه كلهم ما علمت منهم وما لم اعلم** . اس لئے کہ اثر میں وارد ہے کہ ایک شخص نے یوم عرفہ میں ے ایک مرتبہ کہا (یعنی کہ ایک شخص نے اس وِرد کو یوم عرفہ میں ایک مرتبہ پڑھا) پھر جب دوسرے سال حج کیا تو اس نے اسے کہنا شروع کیا تو اسے ہاتف غیبی نے ندا دی؛ اے فلاں! سالِ گذشتہ سے اب تک ہم تیرے لئے اِس حمد کا ثواب لکھ رہے ہیں ابھی تک فارغ نہیں ہوئے۔

پھر ہزار مرتبہ میں یہ درود شریف پڑھتا ہوں۔ **اللهم صل علی سیدنا محمد ن النبی الامی وعلی ا ٰله وصحبه و بارک وسلم**۔ کیونکہ وارد ہے کہ بحرِ محیط کے پیچھے ملائکہ کا درود ہے اس سے رات دن کوتاہی نہیں کرتے۔ اسے ثعلبی نے کتاب العرائس میں ذکر کیا ہے۔

پھر میں ہزار مرتبہ یہ پڑھتا ہوں۔ **سبحانک اللهم وبحمدک علی کفوک بعد قدرتک . سبحانک اللهم وبحمدک علی حلمک بعد علمک**۔ کیونکہ وارد ہے کہ پہلی شق عرش کے آدھے حاملین کی تسبیح ہے جبکہ دوسری شق دوسرے نصف کی تسبیح ہے۔ دو فرشتے دو فرشتوں پر لوٹاتے ہیں۔ اسے میں ہزار مرتبہ پڑھتا ہوں۔

پھر ہزار مرتبہ میں یہ پڑھتا ہوں۔ **لا اله الا انت یا حی یا قیوم** کیونکہ یہ حیاتِ قلب کے لئے مجرب ہے۔

معلوم ہیں مجھ کو تیرے احوال کہ مَیں بھی
مُدت ہوئی گزرا تھا اسی راہِ گزر سے

حضرت امامِ غزالیؒ کے فرمودہ مخصوص اوراد

حضرت امامِ غزالیؒ نے اپنی مشہورِ زمانہ تصانیف **احیاء العلوم الدین** اور **کیمیائے سعادت** میں یہ دس گراں قدر اوراد و وظائف تحریر فرمائے ہیں۔ حضرت امام غزالیؒ اپنی کتاب احیاء العلوم الدین میں رقم طراز ہیں کہ یہ (دس) وہ کلمات ہیں جنہیں بار بار پڑھنے کے فضائل آئے ہیں انہیں ذکر کر کے ہم کلام کو طویل نہیں کرنا چاہتے بہتر یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو کم از کم تین یا سات مرتبہ یا زیادہ سے زیادہ ستر یا سو مرتبہ پڑھا جائے۔ جبکہ درمیانی مقدار 10 مرتبہ ہے۔ لہٰذا اپنی فراغت اور وقت کی وسعت کے مُطابق اِن اذکار کو بار بار دہرایا جائے۔ زیادہ کی فضیلت زیادہ ہے مگر درمیانی مقدار ہی راہ اعتدال ہے اور وہ یہ ہے کہ **10** مرتبہ پڑھا جائے۔ اور ہمیشہ پڑھے، یہی زیادہ لائق ہے کیونکہ بہترین عمل وہ ہے جو دائمی ہو۔ اگرچہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔ ہر وہ وظیفہ جس کی کثرت پر مواظبت ممکن نہ ہو اس کی قلیل مِقدار ہی افضل ہوگی جبکہ ہمیشگی کے ساتھ ہو اور دل میں اس کثرت سے زیادہ اثر کرنے والی ہوگی جو کبھی کبھی ہو۔ ہمیشہ کئے جانے والے عمل قلیل کی مثال پانی کے ان قطروں کی سی ہے جو مسلسل زمین پر گرتے رہتے ہیں اور آخر کار زمین میں گڑھا ہو جاتا ہے اگرچہ یہ پتھر ہی پر گریں۔ اس کے برعکس وہ عمل جو کثرت کے ساتھ ہو لیکن مسلسل نہ ہو اس کی مثال اُس پانی کی طرح ہے۔ جو ایک ہی مرتبہ گرے۔ یا پھر چند متفرق جگہوں پر مُختلف اوقات میں گرے۔ تو اس کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ بار بار پڑھے جانے والے دس اوراد و وظائف یہ ہیں۔

۱۔ لا اله الا الله وحده لا شریک له۔ له الملک و له الحمد یحیی و یمیت وهو حی لا یموت بیده الخیر۔ وهو علی کل شیء قدیر o

۲۔ سبحان الله و الحمد لله و لا اله الا الله و الله اکبر. ولا حول ولا قوة الا با لله العلی العظیم۔

۳ سبوح قدوس رب الملائكة والروح o

٤۔ سبحان الله و بحمده .و سبحان الله العظیم وبحمده . استغفر الله۔

۵۔ استغفر الله العظیم الذی لا اله الا هو الحی القیوم و اتوب الیه o

٦۔ اللهم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذالجد منک الجد o

۷۔ لا اله الا الله الملک الحق المبین o

۸۔ بسم الله خیر الاسمآء بسم الله رب الارض والسمآء بسم الله لا یضر مع اسمه شیء فی الارض ولا فی السماء وهو السمیع العلیم o

۹۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْماً o

۱۰۔ یا حی یا قیوم برحمتک استغیث لا تکلنی الی نفسی طرفة عین و اصلح لی شانی کلہ o

﴿جبکہ احیاء العلوم الدین میں وظیفہ نمبر 10 کے بجائے یہ وِردو وظیفہ لکھا ہوا ہے﴾

۱۰۔ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم o رب اعوذ بک من ھمزات الشیطٰن و اعوذبک رب ان یحضرون o

حضرت امام غزالیؒ اپنی کتاب کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں کہ انسان ہر روز موت اور اجل کے جلد آنے پر غور کرے اور اپنے آپ سے یوں گویا ہو ''ممکن ہے کہ میری موت میں صِرف ایک ہی دِن رہ گیا ہو'' اس طرح سوچنے کا بہت بڑا فائدہ ہے یہ مخلوق جو ہمہ وقت دولتِ دنیا (کو ذخیرہ کرنے) میں مصروف ہے اس کا سبب درازی آرزو ہے۔ کیونکہ! اگر کسی کو یہ یقین ہو کہ وہ ایک ماہ بعد یا ایک سال بعد مر جائے گا تو وہ اپنی تمام ضروریات ومصروفیات سے بھاگ جائے گا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿کیا انہوں نے غور سے نہیں دیکھا آسمانوں اور زمین کی وسیع مملکت میں اور (اس میں) جو چیز پیدا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اور اس میں کہ شاید نزدیک آ گئی ہو۔ اِن کی مقرر میعاد۔﴾ ﴿الاعراف :185﴾

حضرت انس بن مالکؓ کی عظیم الشان دعا :

علامہ کمال الدین الدمیریؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب **حیات الحیوان** میں رقم طراز ہیں۔ کہ! جو شخص صبح کے وقت یہ دعائے جلیلہ پڑھے گا۔ اس کو شام تک کوئی بھی کسی قسم کا نقصان پہنچانے پر قادر نہیں ہوگا۔ اور اسی طرح جو بھی شخص شام کو اس دعا کو پڑھے گا۔ تو صبح تک اس پڑھنے والے کو کوئی بھی نقصان پہنچانے پر قادر نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ دُعائے جلیلہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ بسم اللہ علٰی نفسی و دینی۔ بسم اللہ علٰی اھلی ومالی۔ بسم اللہ علٰی کل شیء اعطا نی ربی۔ بسم اللہ و باللہ۔ بسم اللہ خیر الاسماء بسم اللہ رب الارض ورب السماء۔ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ داء، بسم اللہ خیرالاسمآء بسم اللہ رب الارض والسمآء بسم اللہ لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم o بسم اللہ افتحت و باللہ ختمت وبہ آمنت بسم اللہ اصبحت (شام کو پڑھتے وقت ''**امسیت**'' آئے گا) **و علی اللہ توکلت، ھواللہ، اللہ ربی لا ا شرک بہ احدا۔ اسئلك بخیرك اللھم من خیرك الذی لا یعطیہ احد غیرك۔ عز جارك و جل ثناؤك ولا الہ الا انت۔ اللھم اجعلنی فی عبادك و جوارك من كل سوء، و من الشیطٰن الرجیم o اللھم انی استجیرك من جمیع كل شیء خلقت، واحترس بك منھن واقدم بین یدی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَد'' o اَللّٰہُ الصَّمَدُ o لَمْ یَلِدْ لا وَلَمْ یُوْلَدْ o وَلَمْ یَكُنْ لَّہٗ كُفُوًا اَحَد'' o** (سورہ اخلاص کو پڑھ کر سامنے پھونک ماریں) **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَد'' o اَللّٰہُ الصَّمَدُ o لَمْ یَلِدْ لا وَلَمْ یُوْلَدْ o وَلَمْ یَكُنْ لَّہٗ كُفُوًا اَحَد'' o** (سورہ اخلاص کو پڑھ کر پیچھے پھونک ماریں) **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَد'' o اَللّٰہُ الصَّمَدُ o لَمْ یَلِدْ لا وَلَمْ یُوْلَدْ o وَلَمْ یَكُنْ لَّہٗ كُفُوًا اَحَد'' o** (سورہ اخلاص کو پڑھ کر دائیں جانب پھونک ماریں) **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَد'' o اَللّٰہُ الصَّمَدُ o لَمْ یَلِد لا وَلَمْ یُوْلَدْ o وَلَمْ یَكُنْ لَّہٗ كُفُوًا اَحَد'' o** (سورہ اخلاص کو پڑھ کر بائیں جانب پھونک ماریں) **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَد'' o اَللّٰہُ الصَّمَدُ o لَمْ یَلِدْ لا وَلَمْ یُوْلَدْ o وَلَمْ یَكُنْ لَّہٗ كُفُوًا اَحَد'' o** (سورہ اخلاص کو پڑھ کر اوپر کی طرف پھونک ماریں) **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَد'' o اَللّٰہُ الصَّمَدُ o لَمْ یَلِد لا وَلَمْ یُوْلَدْ o وَلَمْ یَكُنْ لَّہٗ كُفُوًا اَحَد'' o** (سورہ اخلاص کو پڑھ کر نیچے کی طرف پھونک ماریں)۔

یہ دعا سبل الہدٰی والرشاد، عمل الیوم والسنة لابن سنی اور کنز العمال جلد دوئم میں بھی بیان ہوئی ہے۔

تسبیحاتِ باری تعالیٰ:

صاحب قوت القلوب، صاحب احیاء العلوم الدین للغزالیؒ، صاحب جامع العلوم للرازیؒ اور صاحب اتحاف السادۃ المتقین فرماتے ہیں کہ صبح وشام اِن کلماتِ طیبات سے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنی چاہیئے جن سے باری تعالیٰ نے ازخود اپنی حمد بیان فرمائی ہے ان تسبیحات کا جو ثواب مروی ہے وہ راہِ حق کے ہر طالب کا مقصود ہے۔ چنانچہ امیر المؤمنین خلیفہ چہارم حضرت علی المُرتضیٰؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ تعالیٰ روزانہ ان الفاظ سے اپنی بزرگی کا اِظہار فرماتا ہے۔

انی انا الله رب العالمین ☆ انی انا الله لا اله الا انا الحی القیوم ☆ انی انا الله لا اله الا انا العلی العظیم ☆۔۔۔ پھر مصنفین فرماتے ہیں کہ ان کلمات سے دُعا مانگنے والے کو چاہیئے کہ وہ مُتکلم کے بجائے حاضر کی ضمائر استعمال کرے۔ یعنی **انی انا الله** کے بجائے **انك انت الله**۔۔۔ یعنی کہ مذکورہ دُعا کو اس طرح سے پڑھے۔

بسم الله الرحمٰن الرحیم ☆ انک انت الله رب العالمین ☆ انک انت الله لا اله الا انت الحی القیوم ☆ انک انت الله لا اله الا انت العلی العظیم ☆ انک انت الله لا اله الا انت العفو الغفور ☆ انک انت الله لا اله الا انت المبدیء کل شیء والیک یعود ☆ انک انت الله لا اله الا انت لم تلد ولم تولد ☆انک انت الله لا اله الا انت العزیز الحکیم☆ انک انت الله لا اله الا انت مالک یوم الدین ☆ انک انت الله لا اله الا انت الرحمٰن الرحیم ☆ انک انت الله لا اله الا انت الخالق الخیر والشر ☆ انک انت الله لا اله الا انت الخالق الجنة والنار ☆انک انت الله الذی لا اله الا انت الواحد الاحد الفرد الصمد الذی لم یتخذ صاحبتو لا ولدا ☆ انک انت الله لا اله الا انت الفرد الوتر ☆ انک انت الله لا اله الا انت عالم الغیب والشهادة ☆انک انت الله لا اله الا انت المالک القدوس ☆ انک انت الله لا اله الا انت السلام المؤمن المهیمن☆ انک انت الله لا اله الا انت العزیز الجبار المتکبر ☆ انک انت الله لا اله الا انت الخالق الباریء ☆ انک انت الله لا اله الا انت المصور ☆ انک انت الله لا اله الا انت الکبیر المتعال ☆ انک انت الله لا اله الا انت المقتدر القهار ☆ انک انت الله لا اله الا انت الحکیم الکبیر ☆ انک انت الله لا اله الا انت القادر الرزاق ☆ انک انت الله لا اله الا انت اهل الثناء والمجد☆ انک انت الله لا اله الا انت تعلم السر و تخفیٰ ☆ انک انت الله لا اله الا انت فوق الخلق والخلیفة ☆ انک انت الله لا اله الا انت الجبار المتکبر ☆

آگے چل کر مصنفین فرماتے ہیں کہ! جو بھی شخص مذکورہ اسمائے مُبارکہ کے ساتھ دُعا کرے۔ تو اُسے ایسے شُکر گُزار، سجدہ کرنے والوں اور صالحین میں لکھا جائے گا۔ جو دارِ جلال میں آنحضرت رسولِ بے مثال ﷺ، حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہؑ، حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہؑ، حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہؑ اور دیگر انبیائے کرام **علیهم الصلوٰة والسلام** کا خوش نصیب پڑوسی ہوگا۔ اور اسے آسمانوں اور زمینوں کے تمام عبادت گُزاروں کا ثواب ملے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سلسلہ عالیہ قادریہ میں سورہ فاتحہ کا مخصوص طریقہ:

سورہ فاتحہ کی اس مخصوص ترتیب وترکیب کا یہ طریقہ سلسلہء عالیہ قادریہ میں بہت مشہور ومعروف ہے۔ یہ سورہ فاتحہ بامحل ہے۔ اس طریقہ سے سورہ فاتحہ کو روزانہ بہ ترتیبِ ذیل بعد نمازِ صبح 30 مرتبہ۔ بعد نمازِ ظہر 25 مرتبہ۔ بعد نمازِ عصر 20 مرتبہ۔ بعد نمازِ مغرب 15 مرتبہ۔ بعد نمازِ عشاء 10 مرتبہ پڑھے۔ (تو دن بھر کی مجموعی تعداد 100 ہو جائے گی) لیکن یاد رہے۔ کہ بعد نمازِ عشاء جب 10 مرتبہ سورہء فاتحہ پڑھی جا چکے۔ تو دعائے مخصوصہ 03 مرتبہ پڑھے۔ جو شخص اس طرح سے سورہء فاتحہ روزانہ پڑھا کرے گا۔ وہ عجائبات وغرائبات ضرور ملاحظہ کرے گا۔ اور دیگر انعامات وکرامات بھی حاصل ہوں گے۔ عروجِ ماہ سے شروع کرے۔

بسم الله الرحمٰن الرحیم o الحمد لله رب العٰلمین o منور ابصار العارفین بنور المعرفة والیقین.

وجاذب ارمة اسرار المحققين بجذبات القرب والتمكين فاتح اقفال قلوب الموحدين بفاتحة التوحيد والفتح المبين. الذى احسن كل شيء حلقة وبدأ خلق الانسان من طين ثم جعل نسله من سلالة من ماء مهين☆ **الرحمٰن الرحيم** o العزيز الحكيم اعلى العظيم الاول القديم خاطب موسیٰ كليم الله بخطاب التكريم وشرف نبيه الكريم بالنص الشريف ولقد اتيناک سبعا من المثانى والقرآن العظيم ☆ **مالک يوم الدين** o قاهر الجبابرة والمتمردين ومبيد الطغاة الجاحدين ذٰلكم الله ربكم فتبارک الله احسن الخالقين فيامن لا شريک له ولا معين ☆ **اياک نعبد واياک نستعين** o معترفين بالعجز عن القيام بحقک فی كل وقت وحين. ياباعث الريح العقيم يا محيى العظام وهى رميم ☆ **اهدنا الصراط المستقيم** o صراط اهل الاخلاص والتسليم ☆ **صراط الذين انعمت عليهم** o صراط الذين تسلوا بالهدٰى وفرحوا بما لديهم ☆ **غير المغضوب عليهم** o هبنا اللهم منک مواجب الصديقين. واشهدنا مشاهد الشهداء ولا تجعلنا ضالين ولا مضلين ولا تحشرنا فی زمرة الظالمين ☆ **ولا الضالين** o (آمين)

سورہ فاتحہ کی اس مخصوص ترتیب وترکیب کے بعد یہ دعائے مخصوصہ تین مرتبہ پڑھنی ہے۔

بسم الله الرحمٰن الرحيم o اللهم بحق هذه الفاتحة افتح لنا فتحا قريبا. اللهم بحق هذه الشافية من كل اٰفة وعاهة فى الدنيا والآخرة. اللهم بحق هذه الكافية اكفنا ما اهمنا من امر الدنيا والآخرة واجر تعلقاتى و تعلقات عبادک المؤمنين على اجل عوائدک واشفع لنا بنفسک عند نفسک فی الدينا والآخرة اذلا ارحم بنا وبهم منک يا ارحم الراحمين. و صلى الله تعالىٰ علىٰ سيدنا محمد علىٰ اله وصحبهٖ وبارک وسلم تسليما كثيرا الى يوم الدين. والحمد لله رب العالمين ☆

سورہ فاتحہ کا عجیب وغریب ونادر عمل مبارک :

بہت سے مصنفین نے عمل ہٰذا کی تعریف کی ہے۔ اور کچھ مصنفین ومؤلفین نے تو اِس میں کئی قسم کی ترامیم بھی کی ہیں۔ کچھ نے اِس عمل مبارک میں کچھ ترامیم کر کے اِسے ہفتے کے سات ایام پر بھی منقسم کیا ہے۔ اِس ضمن میں ہمارے استادِ محترم جناب غلام الرسول عائلی آف لاڑکانہ اپنی مشہور و معروف کتاب ''مکاشفاتِ اسرار'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! ایک عجیب سی دعوت الکبیر (دعوتِ سورہ فاتحہ شریف) جسے حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ نے (جواہر خمسہ) میں ایک انداز سے بیان فرمایا ہے۔ تو صاحب شمس المعارف نے دوسرے انداز سے اور صاحب اکسیر الاحمر نے تیسرے انداز سے ذکر کیا ہے۔ بہر حال اِس دعوت کا (اصل) مآخذ و بنیاد صاحب جواہر خمسہ جناب حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ کی ترتیب ہی پر ہے۔ (جناب عائلی صاحب نے اِس دعوت کو مفصلاً، **مجملاً** اور **مصححاً** مکاشفات اسرار میں دیا ہے۔ صاحب ذوق لوگ وہاں سے دیکھ سکتے ہیں۔ جو سات ایام کی ریاضت پر مشتمل ہے)

حضرت مولانا مولوی حقی نازلی نقشبندیؒ سے منقول ہے۔ آپؒ اپنی کتاب ''خزینۃ الاسرار'' میں رقم طراز ہیں۔ کہ! مدینہ منورہ میں مَیں نے الحمد شریف کی اِس ترتیبِ مذکور کو پایا۔ اور پانچوں نمازوں کے بعد بلا کسی کی اجازت کے اِس کے ورد کو شروع کر دیا۔ کیونکہ اُس وقت تک مجھے کوئی ایسا شیخ نہیں مِلا تھا۔ جن سے میں اجازت طلب کرتا۔ اور مواجہہ شریف میں آنحضرت نبی محترم ومکرم ﷺ سے اِس کی اجازت کی درخواست کی۔ اور پھر خواب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کریم کو دیکھا۔ اور اُنہوں نے مجھے اِس (سورہ فاتحہ کے خصوصی وِرد) کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اور میں نے اُن کے داہنے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ پھر میں نے اُس خواب کو حضرت شیخ سنوسی المغربیؒ (جو جبل ابوقبیس میں رہتے تھے) کی خدمتِ اقدس میں بیان کیا۔ تو اُنہوں نے فرمایا کہ! اے میرے فرزند! تجھے اِس روحانی اجازت کی مبارک ہو۔ جو اِس ترتیب سے سورہ فاتحہ کو نوچندی یک شنبہ سے پڑھے گا۔ اسرار سے مطلع ہوگا۔ اِسی ضمن میں حضرت شیخ اکبر محی الدیں ابنِ عربیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! جو شخص سورہ فاتحہ کو اِس ترتیب سے ہر روز سات مرتبہ پڑھا کرے۔ اُس کو عالم غیب کا مشاہدہ ہوگا۔ اور وہ عالم ملکوت وجبروت کی روحانیت سے مطلع ہوگا۔ اور حق تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ اپنے تمام دنیوی واُ

خروی مقاصد میں بھی کامیاب ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

راقم کے خیال کے مطابق سورہ فاتحہ کو پہلے ایک ہفتے تک کسی بھی وقت مکمل سورہ فاتحہ کی آنے والی ترتیب کے مطابق روزانہ دس مرتبہ پڑھا جائے۔ سورہ فاتحۃ الکتاب کے پڑھنے کی دو تراکیب ہیں۔

1۔ نوچندی یک شنبہ سے روزانہ رات کو سونے سے قبل بحالت وضورو بقبلہ جائے نماز پر بیٹھ کر **100** مرتبہ روزانہ پڑھا جائے۔ اِس ترکیب وطریقہ میں پرہیزِ عمومی ضروری ہے۔ اور اِس ترکیب کا چلہ فقط 40۔ ایام کا ہے۔

2۔ نوچندی یک شنبہ سے سورہ فاتحہ کی ہر آیت کو ہزار مرتبہ معہ تسمیہ پڑھنا ہوگا۔ جیسے کہ پہلی رات **بسم اللہ الر حمٰن الر حیم o الحمد للہ رب العا لمین** ۔۔۔ آخر تک، جبکہ دوسری رات **بسم اللہ الر حمٰن الر حیم o الرحمٰن الر حیم** ۔۔۔۔ آخر تک۔ لیکن اِس ترکیب وطریقہ میں پرہیزِ روحانی ضروری ہے۔ اور اِس ترکیب کا چلہ **49**۔ ایام تک کا ہے۔

بہرحال سورہ فاتحہ پڑھنے کی وہ ترتیب، جو کہ حضرت شیخ امام محی الدین ابنِ عربی اندلسیؒ سے منقول ومنسوب ہے۔ رفاع عام اور ثوابِ دارین کی غرض وغایت سے یہاں درج کی جارہی ہے۔ تاکہ عوام الناس اِس ترکیب وترتیب سے کلی طور پر مستفید ومتنفع ہوسکیں۔ انشاءاللہ العظیم۔

بسم الله الر حمٰن الر حيم o الحمد لله رب العٰلمين o يا حى يا قيوم☆ اجب يا روقيا ئيل ☆ وأنت يامذهب علىٰ ما امر تک و سخر لى قلوب المخلو قات الروحا نية من العلويات و السفليات سميعا مطيعا ☆ بحق الحمد لله رب العٰلمين ☆ وبحق الحى القيوم ☆ و بحق سيدنا محمد عليه الصلاة والسلام و بحق الملک أ بجد . الملک المؤ كل بالقوآ ئم العرشية و بحق للطهطيل و بحق ياه.و ننزل من القرآن ما هو شفآء ورحمة اللمؤ منين ولا يز يد الظا لمين الا خسارًا ☆

الر حمٰن الر حيم o يا رحمٰن يا ر حيم يا رؤف يا عطوف☆ اجب يا جبرا ئيل ☆ وأنت يا ا بيض علىٰ ما أ ريد و سخر لى قلوب المخلو قات الروحا نية من العلويات و السفليات سميعا مطيعا ☆ بحق الر حمٰن الر حيم ☆ وبحق الرؤف العطوف ☆ و بحق سيدنا محمد عليه الصلاة والسلام و بحق الملک هو ز ح الملک المؤ كل بالقوآ ئم العرشية و بحق مهطهطيل و بحق سامٍ . ما قد منا ا لى ما عملوا من عمل فجعلنٰه هبآء منثورا☆

مٰلک يوم الدين o يا مقلب القلو ب والا بصار☆ اجب يا سمسما ئيل ☆ وأنت يا أ حمر علىٰ ما د عو تک وسخر لى قلوب المخلو قات الروحا نية من العلويات و السفليات سميعا مطيعا ☆ بحق ما لک يوم الد ين ☆ وبحق مقلب القلوب والا بصار ☆ و بحق سيدنا محمد عليه الصلاة والسلام و بحق الملک طيكل الملک المؤ كل بالقوآ ئم العرشية و بحق قهطهطيل و بحق د مليخٍ . فا ذا جآء و عد ر بى جعله د كآ ء وكان و عد ر بى حقا ☆

اياک نعبد و ايا ک نستعين o يا سر يع يا قريب يا مجيب يا معبو د يا مستعان☆ اجب يا ميكا ئيل ☆ وأنت يا بر قان علىٰ ما ا نت ما مور به وسخر لى قلوب المخلو قات الروحا نية من العلويات و السفليات سميعا مطيعا ☆ بحق اياک نعبد و ايا ک نستعين ☆ وبحق السر يع القريب المجيب المعبود المستعان ☆ و بحق سيدنا محمد عليه الصلاة والسلام و بحق الملک المنسع الملک المؤ كل بالقوآ ئم العرشية و بحق فهطيطيل و بحق ا هياشٍ . قال مو سٰى ما جئتم به السحر ، ان الله سيبطله ان الله لا يصلح عمل المفسدين ☆ و بحق الله الحق بكلما ته☆

اهدنا الصراط المستقيم o يا قادر يا مقتدر☆ اجب يا صر فيا ئيل ☆ وأنت يا شمهو رش علىٰ ما ا طلبه منک وسخر لى قلوب المخلو قات الروحا نية من العلويات و السفليات سميعا مطيعا ☆ بحق

اھدنا الصراط المستقیم ☆ وبحق القادر المقتدر ☆ و بحق سیدنا محمد علیه الصلاة والسلام و بحق الملک فصقر الملک المؤ کل بالقوآ ئم العرشیة و بحق نھھططیل و بحق درمیشٍ . و ا نه لکتاب عز یز . لا یا تیه البا طل من بین ید یه ولا من خلفه تنز یل من حکیم حمید ☆

صراط الذین انعمت علیھمo یا اللہ یا علی یا علیم یا حکیم☆ اجب یا عینیا ئیل ☆ وأنت یا ذو بعة علٰی ما دعو تک وسخر لی قلوب المخلو قات الروحا نیة من العلویات والسفلیات سمیعا مطیعا ☆ بحق صراط الذین انعمت علیھم ☆ وبحق اللہ العلی العلیم الحکیم ☆ و بحق سیدنا محمد علیه الصلاة والسلام و بحق الملک شتشخ الملک المؤ کل بالقوآ ئم العرشیة و بحق جھلططیل و بحق سبوح . ا لیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصا لح یر فعه☆

غیر المغضوب علیھم ولا الضآ لّین o آمین o یا قآ ئم یا عز یز☆ اجب یا عزرآ ئیل ☆ وأنت یا میمون السحا بی علٰی ما دعو تک و سخر لی قلوب المخلو قات الروحا نیة من العلویات والسفلیات سمیعا مطیعا ☆ بحق غیر المغضوب علیھم ولا الضآ لّین☆ وبحق القآ ئم العز یز ☆ و بحق سیدنا محمد علیه الصلاة والسلام و بحق الملک ذ ضظغ الملک المؤ کل بالقوآ ئم العرشیة و بحق لخھططیل و بحق اوزا . اللہ الصمد ☆ لم یلد ولم یو لد ولم یکن له کفوا ا حد ☆

اقسمت علیکم یا ملٰئکة الروحا نیین من العلویات والسفلیات ویا خدام فاتحة الکتاب أجیبونی وامددنی وأعینونی فی جمیع اموری الدینی و دنیای الوحا الوحا العجل العجل الساعة الساعة بحق السبع المثا نی والقرآن العظیم وبحق الاسرار والبرکات فیھما وبحق ما تعتقدو نه من العظمة والبرھان وبحر مة سیدنا محمد علیه الصلاة والسلام.اللھم سخر لی عبدک الرفرف الاخیضر. انک علٰی کل شیء قد یرoبر حمتک یارحم الراحمینo

دُعائے پنج گنج برائے فتوحاتِ غیبی وحصولِ رموز واسرار:

اگرکوئی شخص اس دُعائے پنج گنج کو ہمیشہ تین مرتبہ اپنے وِرد میں رکھے گا۔ تو باذن اللہ تعالیٰ اُس پر فتوحاتِ غیبی کے دروازے کھل جائیں گے۔ ان شاءاللہ۔ اوراللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے بہت سے اسرار ورموز سے شناسا ہوگا۔ غیبی کیفیات کا اُس پر انکشاف ہوگا۔ ان شاءاللہ۔ وہ عظیم المرتبت دُعائے پنج گنج یہ ہیں۔

☆ **گنجِ اوّل** : بسم اللہ الرحمٰن ا لر حیم ۔من ارادنا بسوٓء فردوہ ومن کادنا بکید فکدہ ومن بغی علینا فاھلکه رب تقبل تو بتی واغسل حویتی واجب دعوتی یا امان الخآئفین. برحمتک یا ارحم الراحمین.

☆ **گنجِ دوئم** : بسم اللہ الرحمٰن ا لر حیم ۔وافوض امری الی اللہ واستفتح باللہ وما النصر الا من عند اللہ لا اله الا اللہ شھداللہ قلبی. اللھم احرسنا بعینک التی لا تنام وبعزتک التی لاترام وارحمنا بقدرتک علینا ولا تھلکنا وانت جآئنا برحمتک یا ارحم الراحمین.

☆ **گنجِ سوئم** : بسم اللہ الرحمٰن ا لر حیم ۔اللھم اھدنا من عندک وافض علینا من فضلک وانشر علینا من رحمتک وانزل علینا مائدة من السمآء من برکاتک واعوذبک منک عز جارک وجل ثنآئک ولا اله غیرک یا قادر یا قدیر. برحمتک یا ارحم الراحمین.

☆ **گنجِ چھارم** : بسم اللہ الرحمٰن ا لر حیم ۔اللھم احفظنا من بین ایدینا ومن خلفنا وعن ایماننا ومن

شمائلنا ومتعنا باسمآئنا وابصارنا واجعلهما الوارث منا وانصرنا ربنا علیٰ من ظلمنا ولا تخذلنا وانت مولٰنا یا الله. برحمتک یا ارحم الراحمین.

☆ **گنجِ پنج** : بسم الله الرحمٰن الرحیم۔ اللهم یا شاهدا غیر غائب ویا قریبا غیربعید ویا غالبا غیر مغلوب ویا خالقا غیر مخلوق ویا رازقا غیر مرزوق ویا معبودا غیر عابد اسئالک ان تصلی علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ اٰل سیدنا محمدان ترزقنی نعم الدنیا والاٰخرة یا حکیم . بر حمتک یا ارحم الراحمین.

دُعائے کیمیائے سعادت بزرگوار:

دُعائے کیمیائے سعادت کے لاتعداد و بے شمار فوائد و فضائل اور خصائل ہیں۔ جن میں سے چند ایک کو یہاں پر بیان کیا جاتا ہے۔ تاکہ لوگ مستفید و منتفع ہوسکیں۔

جو عالمِ ایجاد میں ہے صاحبِ ایجاد ہر دور میں کرتا ہے ، طواف اس کا زمانہ

☆ جو کوئی بعد نمازِ فجر وعشاء سات سات مرتبہ دُعائے کیمیائے سعادت کو روزانہ پڑھتا رہے۔ وہ شخص باذن اللہ تعالیٰ عجائبات وغرائبات ملاحظہ کرتا رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

☆ جو کوئی روزانہ ایک ہی نشست میں پچاس مرتبہ دُعائے کیمیائے سعادت کو پڑھنے کا معمول بنالے۔ ایسا شخص کچھ ہی عرصہ میں رویئتِ باری تعالیٰ سے ضرور بالضرور مشرف ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ اور اُسے کشف بھی حاصل ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ اگرچہ وہ کسی بھی حال میں ہو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

☆ جس کسی عورت کا کچا حمل گر جاتا ہو۔ اگر اُسے یہی دُعائے کیمیائے سعادت لکھ کر اُس کے گلے میں باندھا جائے۔ اور اُس عورت اور اُس کے شوہر کو تاکید کی جائے۔ کہ! وہ دونوں اسی دُعائے کیمیائے سعادت کو روزانہ صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھا جائے۔ تو باذن اللہ دوبارہ اُس کا حمل نہیں گرے گا۔ ان شاء اللہ۔

☆ اگر کسی دو ماہی یا سہ ماہی حمل والی عورت کو قند پر یہی دُعائے کیمیائے سعادت سات مرتبہ پڑھ کر کھلائی جائے۔ اور اسی دُعائے کیمیائے سعادت کو لکھ کر دائیں بازو پر باندھ دی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ کی منشاء اور حکم سے لڑکی کو لڑکے میں بدل دے گا۔ ان شاء اللہ۔ اور فرزندِ نرینہ پیدا ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

☆ اگر کوئی عورت برسوں سے بانجھ ہو۔ اور اُسے اولاد نہ ہوتی ہو۔ تو اس کے لئے ایک سپاری ترلائی جائے۔ اور اس پر دُعائے کیمیائے سعادت سات مرتبہ پڑھ کر عورتِ عقیمہ کو کھلائی جائے۔ ضرور طفہ قرار پکڑے گا۔ ان شاء اللہ۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے لڑکا ہی پیدا ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

☆ اگر کسی میاں بیوی میں ناموافقت ہو تو اسی دُعائے کیمیائے سعادت کو پندرہ مرتبہ کسی شیرینی پر تین روز تک کھلائی جائے۔ تو باذن اللہ تعالیٰ موافقت ہوجائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ دُعائے کیمیائے سعادت یہ ہے۔

بسم الله الرحمٰن الرحیم۔ اللهم انت الرب وانا العبد فمن یدع العبد الا الرب یا رب۔ اللهم انت الخالق وانا المخلوق فمن یدع المخلوق الا الخالق یا رب۔ اللهم انت المالک وانا المملوک فمن یدع المملوک الا المالک یا رب۔ اللهم انت الغنی وانا الفقیر فمن یدع الفقیر الا الغنی یا رب۔ اللهم انت القوی وانا الضعیف فمن یدع الضعیف الاالقوی یا رب۔ اللهم انت القیوم وانا الزائل فمن یدع الزائل الا القیوم یا رب۔ اللهم انت العفو واناالمسیء فمن یدع المسیء الا العفو یارب ۔ اللهم انت الغفور وانا المذنب فمن یدع المذنب الا الغفور یارب۔ اللهم انت الرحیم واناخاطی فمن یدع الخاطی الا الرحیم یارب۔ اللهم انت المغیث وانا المستغیث فمن یدع المغیث یا رب۔ اللهم انت المجیب وانا الداعی فمن یدع الداعی الا المجیب یارب ۔ اللهم انت المجیر وانا المستجیر فمن یدع الا المجیر یارب۔ اللهم انت العزیز وانا الذلیل فمن یدع الذلیل الا العزیز یارب۔ اللهم انت الوهاب وانا البائس فمن یدع البائس

الالوھاب یارب ۔اللھم انت المفرج وانا المغموم فمن یدع المغموم الا المفرج یارب ۔اللھم انت المنجی وانا الغریق فمن یدع الغریق الا المنجی یارب ۔اللھم انت الرزاق وانا المرزوق فمن یدع المرزوق الرازق یارب۔ اللھم انت الغفار وانا المتضرع فمن یدع المتضرع الاغفار یارب ۔اللھم انت الکاشف وانا المضطر فمن یدع المضطر الا الکاشف یارب ۔اللھم انت السید وانا المبتھل فمن یدع المبتھل الاالسید یارب ۔ اللھم انت سیدی ومولائی فاغفرلی ذنوبی اعتقنی من النار ۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔ و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد وعلیٰ اٰ لہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم اجمعین۔

تعارف دُعائے حزبُ البحر :

یہ عظیم الشان دعائے مبارکہ بنام **دُعائے حزب البحر** دراصل حضرت شیخ ابوالحسن شاذلیؒ سے منقول ومنسوب ہے۔ بزرگان دین اس ضمن میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ دعائے مبارکہ حضور شہنشاہِ کونین امام العرب والعجم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے امامِ طریقت حضرت شیخ ابوالحسن شاذلیؒ کو مُراقبہ میں تعلیم فرمائی تھی۔ یہ حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ کریمہ میں بہترین اور نہایت مقبول ترین دُعاؤں کا عظیم الشان مجموعہ ہے۔ جس کی دعوت دیگر دعاؤں سے بہت افضل وارفع ہے۔ کیونکہ یہ دعا جُملہ دینی و دنیاوی امورات کے حل کے لئے اکسیر صفت اور نہایت تیر بہدف ثابت ہوئی ہے۔ تمام سلاسل طریقت (جیسے قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی، قلندری، اویسی وغیرہم) میں اکثر اہل اللہ ومشائخ نے اس دعا کو اپنا دائمی ورد بنائے رکھا۔ اور کبھی بھی ناغہ نہیں کیا۔ اسی وجہ سے اس دعا کے قارئین بفضلِ خُدا اکثیر الاقسام ظاہری و باطنی فیوضات و برکات سے مستفید و متنفع ہوئے۔ اِسی ضمن میں جناب امام عبدالوہاب الشعرانیؒ کی کتاب میں آیا ہے۔ کہ! ایک شیخ طریقت کا تو یہاں تک بیان ہے۔ کہ اِس حرز (دُعائے حزبُ البحر) کو آنحضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت سیدی ابوالحسن شاذلیؒ کو لفظ بلفظ املاء کرایا ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب۔**

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی ، جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

دُعائے حزب البحر کی شرائط :

شائقین دعوت وطالبان صادق کے لئے دعائے حزب البحر کی زکات کے لئے مندرجہ ذیل قواعد وضوابط اور شرائط کی پاسداری انتہائی ضروری ہے۔ تاکہ عامل وصاحب دعوت ہذا سے تصرفات کا اجراء ہوسکے۔ اور وہ عظیم وپُر خطر رجعت سے بھی مامون رہے۔

۱۔ کسی شیخ کامل یا صاحب مجاز سے باقاعدہ اِذن حاصل کرے۔ تاکہ شب وروز کی محنت شاقہ اکارت نہ جائے۔

۲۔ دورانِ دعوت پرہیز روحانی، صوم وصیام اور نماز کا خصوصی التزام واہتمام رکھے۔ تاکہ خیالات ووساوس سے محفوظ رہے۔

۳۔ دورانِ دعوت پوشاکِ نادوختہ (اَن سِلے کپڑے) پہنے۔ بہتر تو یہ ہے۔ کہ احرام باندھے۔

۴۔ جہاں تک ہوسکے۔ کھانا اپنے ہاتھ سے بنا کر کھائے۔ ورنہ سب سے بہتر تو یہ ہے۔ کہ کھجور اور پانی سے سحر وافطار کرے۔

۵۔ بوقتِ ادائیگی دعوت (دُعائے حزب البحر پڑھنے سے بیشتر) ایک چھری پر 3 مرتبہ آیت الکرسی اور 3 مرتبہ معوذتین پڑھ کر بائیں طرف سے حصار کرتا ہوا واپس اسی نقطہ پر چھری کو زمین میں گاڑھ دے۔ جہاں سے چھری کیساتھ حصار شروع کیا تھا۔

۶۔ یاد رہے۔ کہ دعا و دعوت کی پڑھائی، قیام اور سونا، غرضیکہ تمام امورات کو حصار ہی میں کیا کرے۔

۷۔ جو خواب دیکھے۔ سوائے مُرشد ومُربی کے کسی اور کو نہ بتائے۔ تاکہ خوابوں کا سلسلہ بند نہ ہو۔ اور مزید روحانی ترقی ہو۔

دُعائے حزب البحر کی زکات کے طرائق :

اس دُعا کی زکات کے عمومًا پانچ طرائق بہت معروف ومشہور ہیں۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ دعوت کبیر : 3 دنوں میں روزانہ 120 مرتبہ پڑھنا۔ ۲۔ دعوت متوسط: 6 دنوں تک روزانہ 60 مرتبہ پڑھنا۔

۳۔ دعوتِ صغیر: 12 دنوں تک روزانہ 30 مرتبہ پڑھنا۔ ۴۔ دعوتِ اصغر: 40 دنوں تک روزانہ 9 مرتبہ پڑھنا۔

۵۔ دعوتِ عمومی: اگر کوئی شخص ایک سال تک روزانہ (**10**) دس مرتبہ (ایک ہی نشست میں) بناء کسی سے گفت وشنید کے بِلا ناغہ دن کے کسی بھی حصے میں ایک مخصوص وقت مُقرر ومعین کر کے پڑھتا رہے۔ تو دعوتِ اکبر ادا ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس دعوت میں پرہیز روحانی کی تو ضرورت نہیں۔ ہاں! البتہ اِس دعوت میں اکل حلال، صدق مقال، کم گُفتن، کم خوابیدن وغیرہم ضروری امور ہیں۔ اور ویسے بھی یہ امور تو ہر قسم کی ریاضات کی اساس

ہیں۔ (بہر حال!) اکابر اولیائے عُظام اور سلف صالحین اسی وجہ سے اس دعائے مبارکہ کو سیف الفقراء بھی کہتے ہیں۔ دعائے حزب البحریہ ہے۔ بعد از ادائیگی زکات دعائے حزب البحر میں چند کلمات کی تکرار ہے۔ اور کچھ اضافہ بھی ہے۔ جو مطلب و مقصد کے حصول کے لئے ضروری ہے۔

بسم ا لله الر حمٰن الر حیم ٥ یا ا للّٰہ یا رحمٰن یا رحیم یا علی یا عظیم یا حلیم یا علیم یا کریم انت ربی و علمک حسبی فنعم الرب ربی ونعم الحسب حسبی تنصر من تشآء و انت العزیز الرحیم ٥اللهم انا نسئلک العصمة فی الحرکات و السکنٰت و الکلمٰت والارادات والخطرٰت من الظنون والشکوک والاوهام الساترة للقلوب عن مطالعة الغیوب فقد ابتلی المؤمنون وزلزلوا زلزالا شدیدا٥ واذیقول المنٰفقون والذین فی قلوبهم مرض ما وعدنا الله ورسوله الا غرورا ٥ فثبتنا علٰی امور الشریعة اللهم اجعلنی عزیزا فی اعین الناس وذلیلا فی عینی وانصرنا علی جمیع الخلائق و سخرلنا هذا البحر کما سخرت البحر لسیدنا موسٰی علیه الصلوٰةوالسلام. وسخرت النار لسیدنا ابراهیم علیه الصلوٰةوالسلام. وسخرت الجبال والحدید لسید نا داؤد علیه الصلوٰةوالسلام .وسخرت الریا ح والشیٰطین والجن والانس والوحوش والطیرلسیدنا سلیمٰن علیه الصلوٰةوالسلام.وسخرت الشمس والقمر والبراق والثقلین وسخرت الملک والملکوت والعوالم کلها لسیدنا و نبینا و شفیعنا ومولٰنا محمد علیه الصلوٰةوالسلام ورحمة الله وبرکاته وسخرلنا کل الخلآئق و کل سلطٰن ووزیر وامیر و صغیر و کبیروامام ورعیة وسخرلنا کل بحرو بر و فاسق وفاجر ط وسخرلنا کل بحر و بر وفاسق وفاجر هولک فی الارض والسمآء والملک والملکوت و بحرالدنیا و بحرالآخرة ط وسخرلنا کل شیء ما من م بیده ملکوت کل شیء والیه تر جعون بحق کهیعص اُ نصُرنَا فا نک خیر النّٰصرین یا ناصر٥ وافتح لنا فانک خیر الفاتحین یا فاتح٥ واغفرلنا فا نک خیر الغٰفرین یا غفار٥وارحمنا فانک خیر الرّٰحمین یا رحیم ٥ وارزقنا فانک خیر الرّٰزقین یا رزاق٥واحفظنا فانک خیر الحٰفظین یا حفیظ ٥واهدنا فانک خیرالهادین یا ها دی٥ و نجنا من القوم الظّٰلمین یا منجی ٥وهب لنا من لدنک دولة وعزة و حر مة وبر کة وکرامة واستقامة ومها بة وریحا طیبة کما هی فی علمک وانشرها علینا من خز آئن رحمتک یا وهاب ٥ واحملنا بها حمل الکرامة مع السلامة والعافیة فی الدین والدنیا والآخرة انک علٰی کل شیء قدیر ٥اللهم یسرلنا امورنا مع الراحة لقلوبنا والصحة لِاَبدانِنَا والسلامة والعافیة فی دیننا و دنیانا . وکن لنا صاحبا فی سفرنا و خلیفة فی اهلنا ومعینا وحامیا فی حضرنا .واطمس علٰی وجوه اعدآئنا . وامسخهم علٰی مکانتهم .فلا یستطیعون المضٰیء ولا المجّییء الینا. ولو نشاء لطمسنا علٰی اعینهم فاستبقوا الصراط فانّٰی یبصرون٥ ولو نشآء لمسخنهم علٰی مکا نتهم فما استطا عوا مضیا و لا یر جعون ٥یٰسٓ٥والقُرآن الحکیم٥انک لمن المرسلین ٥علٰی صراط مستقیم٥تنزیل العزیز الرحیم ٥لتنذر قوما ما انذر ا' بآؤهم فهم غٰفلون٥لقد حق القول علٰی اکثرهم فهم لا یومنون٥انا جعلنا فی اعنا قهم

اغلـلا فهی الی الاذقان فهم مقمحون o وجـعلنا من م بیـن ایـدیهم سدا و من خلفهم سدا فاغشینٰهم فهم لا یبصرون o شاهت الو جوه o وعـنـت الوجوه للحی القیوم. و قد خاب من حمل ظلما o واطمس علٰی وجوه اعدآ ئنا o طٰسٓ طٰسٓمٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ o مرج البحرین یلتقیٰن o بینهما برزخ لا یبغیٰن o حٰـمٓ دفعت بامر الله تعالٰی کل بلآء وقضآء یجیٓء من هذه الجهات الستة تـا مـن بـاذن الـلـه تعالٰی من جمیع الاٰفات و العاهات حٰمٓ o حـمی الا مرُ وجآء النصر فـعلینا لا ینصرون o حٰمٓ o تـنـزیل الکتٰب من الله العزیز العلیم o غـافر الذنب و قابل التوب شـدید العقاب ذی الطول ط لا اله الا هو ط الیه المصیر o بسـم الـلـه با بنا. تبارک حیطا ننا. یٰسٓ سـقفنا. کٓهٰیٰعٓصٓ کفا یتنا. حٰمٓ عٓسٓقٓ حما یتنا. اٰمین o فسیکفیکهم الله ج وهو السمیع العلیم o سـتـر العرش مسبول علینا و عین الله ناظرة الینا بحول الله و قوته لا یقدر احد علینا والله من ورآ ئهم محیط o بل هو قُرآن مجید. فی لوح محفوظ o فالله خیر حا فظا ط وهو ارحم الرّٰحمین o ان ولی ے الـلـه الذی نزل الکتٰب وهو یتولی الصالحین o فـان تولوا فقل حسبی الله لا اله الا هو ط علیه توکلت وهو رب العرش العظیم o بسم الله الشافی بسم الله الکافی بسم المعافی. بسم الله خیرالاسمآء بسم الله رب الارض والسمآء بسم الله الذی لا یضر مع اسمه شیء فی الارض ولا فی السماء وهو السمیع العلیم o لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم o سبـحٰن ربک رب العزة عمّا یصفون. وسلٰم علی المرسلین. والحمد لـله رب العالمین o و صـلـی الـلـه تـعالٰی علٰی خیر خلقه سیدنا محمد وعلٰی اله وا صحابه اجمعین o برحمتک یا رحم الرّٰحمین o

دُعائے ودعوت حزب البحر کے تصرفات واعمال میرے پیرومُرشد جناب پیر سید محبوب علی شاہ بخاری دہلوی، حضرت پیر مِہر علی شاہ گولڑوی ؒ، حضرت خواجہ حسن نظامی ؒ، حضرت شاہ ولی اللہ ؒ، حضرت پیر سید وارث علی شاہ جیلانی ؒ اور علامہ دیربی ؒ تصوف کے جملہ سلاسل جیسے قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی، اویسی وغیرہم کی تالیفات وتصانیف ملاحظہ فرمائیں۔

دعا برائے دفیعہ ءعذابِ قبر:

غیراں نال تے ہر کوئی لڑدا نفس اپنے نال لڑنا اوکھا

جب کوئی شخص فوت ہو جائے۔ اور کفنایا جائے۔ تو چاہیئے۔ کہ! یہ دُعائیہ کلمات (معہ چند آیات) لکھ کر اُس میت کے سینہ پر رکھ دی جائیں۔ تو بے شک اُس کو عذابِ قبر نہ ہوگا۔ اگرچہ وہ گناہِ کبیرہ (ماسوائے شرک) ہی کا کیوں نہ ارتکاب کر چکا ہو۔ (آیات کی قرآنِ حکیم سے درستگی کر لیں۔ بے شک یہ تمام ادعیہ بلا اعراب لکھ لیں) بہرحال! وہ دعائیہ کلمات یہ ہیں۔

بسم الله الرحمٰن الر حیم۔ اشهـد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله. وان الموت حق وان الـجنة حق والـنار حق ولقآئک حق وان الساعة اٰ تیة لا ریب فیها وان الله وان الله یبعث من فی القبور. بسم الـله الرحمٰن الرحیم. الم نشرح لک صدرک. ووضعنا عنک وزرک. الذی انقض ظهرک. ورفعنا لک ذکرک. فان مع العسر یسرا. ان مع العسر یسرا. فاذا فرغت فانصب. والی ربک فارغب. اقم الصلٰوة طرفی الـنهار وزلـفا من اللیل. ان الحسنات یذهبن السیئات. ذٰلک ذکرٰی للذاکرین. واصبر فان الله لا یضیع اجرا الـمـحسـنـین. افمن شرح الله صدره للاسلام فهو علٰی نور من ربه. حسبی الله لا اله الا هو علیه تو کلت وهو

رب العرش العظيم. والکاظمين الغيظ والعافين عن الناس. والله يحب المحسنين. بسم الله الرحمٰن الرحيم. لا اله الا الله الملک الحق المبين. ربنا ورب ابا ئنا الاولين يا حی يا قيوم اهيا اشراهيا ربنالا تذغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنک رحمة ربنا انک انت الوهاب توفنا مسلمين والحقنا بالصالحين. بسم الله الرحمٰن الرحيم. الله لا اله الا هو الحی القيوم. لا تاخذه سنة ولا نوم. له ما فی السمٰوٰت وما فی الارض. من ذالذی يشفع عنده الا باذنه يعلم ما بين ايديهم وما خلفهم ولا يحيطون بشیء من علمه الا بما شآء وسع کرسيه السمٰوٰت والارض. ولا يئوده حفظهما وهو العلی العظيم. الهی قلبی محجوب ونفسی معيوب وهوائی غالب وعقلی مغلوب وطاعتی قليل ومعصيتی کثير ولسانی مقر بالذنوب فکيف حيلتی يا ستار العيوب ويا غفار الذنوب فاغفرلی ذنوبی يا غفار. برحمتک يا ارحم الراحمين۔ و صلی الله تعالیٰ علیٰ خير خلقه سيدنا محمد وعلیٰ اٰله وصحبه اجمعين وعترته الطاهرين۔

ذکر مجموعہ اسمائے عظام: (فوائد و فضائل) اَز کتاب جواہر خمسہ مصنفہ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ

ویسے تو مجموعہ اسمائے عظام کے فوائد وفضائل لاتعداد و بے شمار ہیں۔ مگر یہاں پر بطورِ تبریک کچھ بیان کئے جاتے ہیں۔ یاد رہے۔ کہ! مندرضہ ذیل میں دیئے گئے فوائد کے حصول کے لئے چند شرائط لازمی ہیں۔ جیسے کہ! نماز پنج گانہ، تلاوتِ قرآن معہ ترجمہ (بے شک ایک رکوع یا ربع یا سپارہ ہی کیوں نہ ہو) اکل حلال، صدق مقال، کم گفتن، کم خوابیدن، کم خوردن، خلوت، صوم وصیام اور تقویٰ وغیرہم۔۔۔

حضرت شیخ ابو طالب مکیؒ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ''قوت القلوب'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے۔ کہ! جب اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا ادریس نبیؑ کو اپنی قوم کی جانب مبعوث فرمایا۔ تو انہیں یہ اسمائے حسنیٰ (مجموعہ اسمائے عظام) تعلیم فرمائے۔ اور وحی فرمائی۔ کہ ان اسمائے حسنیٰ کو دل میں آہستگی سے پڑھا کریں۔ اور اپنی قوم پر ان (اسماء) کا اظہار نہ کریں۔ ورنہ وہ بھی مجھ سے انہی الفاظ کے ذریعے دُعا کیا کریں گے۔ راوی فرماتے ہیں۔ کہ انہوں نے انہی کلمات سے دُعا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بلند مقام پر فائز المرام فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ کلمات حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہؑ کو تعلیم فرمائے۔ اور اس کے بعد حضرت سرورِ کائنات ﷺ کو تعلیم فرمائے۔ اور آپ ﷺ نے غزوہ احزاب میں انہیں کلمات کے وسیلہ سے دُعا کی۔ (آگے چل کر صاحب قوت القلوب فرماتے ہیں۔ کہ!) پس اللہ تعالیٰ سے انہیں کلمات سے دُعا طلب کیا کرو۔ اور اس سے اپنے تمام (صغیرہ وکبیرہ، ظاہر و پوشیدہ، ظاہری و باطنی) گناہوں کی بخشش چاہو۔ اور پھر اپنی دینی و دنیاوی اور اُخروی حاجات کا سوال کیا کرو۔ وہ تمھیں ضرور عطا فرمائے گا۔ (ان شاءاللہ) یاد رہے۔ کہ! یہ 40 اسماء ایامِ توبہ کی تعداد کے برابر ہیں۔

☆ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ فرماتے ہیں۔ بقصدِ کشف القلوب یہ اسمائے عظام بعد نمازِ فجر **12** مرتبہ اور بعد نمازِ عصر **05** مرتبہ پڑھے جائیں۔

☆ بمطابق حضرت شیخ الشیوخ محمد بن عبداللہ المصری، مجموعہ اسمائے عظام کو اسرار و مغیبات کے حصول کے لئے چالیس روز تک **40-40** مرتبہ بعد نماز فجر، ظہر وعشاء پڑھے۔

☆ بمطابق حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانیؓ، مجموعہ اسمائے عظام کو چالیس روز تک بعد نماز تہجد، بعد نماز فجر، بوقتِ زوال، بعد نماز ظہر، بعد نمازِ عصر بعد نماز مغرب اور بعد نماز عشاء **10-10** مرتبہ پڑھے۔ اور ایسے پڑھنے والے کو اسرار و مشاہداتِ غیبی اور مکاشفاتِ لاریبی حاصل ہوں۔ اور ارواح انبیاءؑ واولیاءؒ اور صلحاء اور اصدقاء اس کے مصاحب ومعاون ہوں گے۔ ایسا شخص عنایات الٰہیہ سے ایک مقام سے دوسرے اور ایک حال و کیفیت سے دوسرے کی طرف ترقی حاصل کرے۔ (مجربات سے ہے)

☆ بمطابق حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ، اگر حق تعالیٰ مجھے ہزار برس کی عمر دیتا۔ تو مَیں اِسی (وِرد کو پڑھنے) میں ہی صَرف کر دیتا۔

☆ بمطابق حضرت خواجہ معروف کرخیؒ، مجموعہ اسمائے عظام کو چالیس روز تک بعد نماز تہجد، بعد نماز فجر، بوقتِ زوال، بعد نماز ظہر، بعد نمازِ عصر بعد نماز مغرب اور بعد نماز عشاء **07 - 07** مرتبہ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم حاصل ہوگا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔

☆ بمطابق حضرت خواجہ **حبیب عجمی**ؒ، مجموعہ اسمائے عظام کو چالیس روز تک بعد نماز تہجد، بعد نماز فجر، بوقتِ زوال، بعد نماز ظہر، بعد نمازِ عصر بعد نماز

مغرب اور بعد نماز عشاء 40 - 40 مرتبہ پڑھے۔ تو اُسے خاص مقام و مرتبہ، ولایتِ کاملہ، اطلاعِ اسرار و مغیبات حاصل ہوں گے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔

☆ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری ؒ فرماتے ہیں۔ کشف القلوب اور تصرفاتِ ظاہری و باطنی کے لئے یہ اسمائے عظام اکتالیس ایام تک روزانہ بعد نمازِ فجر اور بعد نماز عشاء 41-41 مرتبہ پڑھیں۔ بہر حال! مجموعہ اسمائے عظام (یا) چہل اسماء (یا) اَسمآئے ادریسیہ یہ ہیں۔

بسم الله الر حمٰن الر حیم ο

سُبۡحٰنَکَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنۡتَ یَا رَبَّ کُلِّ شَیۡءٍ وَّوَارِثَهٗ وَرَازِقَهٗ وَرَاحِمَهٗ سُبۡحٰنَکَ یَا رَبَّ ۔

سُبۡحٰنَکَ یَا اِلٰهَ الۡاٰلِهَةِ الرَّفِیۡعُ جَلَالُهٗ یَا اِلٰهُ ۔

یَا اَللّٰهُ الۡمَحۡمُوۡدُ فِیۡ کُلِّ فَعَالِهٖ یَا اَللّٰهُ ۔

یَا رَحۡمٰنُ کُلِّ شَیۡءٍ وَّوَارِثَهٗ وَرَاحِمَهٗ وَرَازِقَهٗ یَا رَحۡمٰنُ ۔

یَا حَیُّ حِیۡنَ لَآ حَیَّ فِیۡ دَیۡمُوۡمَةِ مُلۡکِهٖ وَ بَقَآئِهٖ یَا حَیُّ ۔

یَا قَیُّوۡمُ فَلَا یَفُوۡتُ شَیۡءٌ مِّنۡ عِلۡمِهٖ وَلَا یَئُوۡدُهٗ حِفۡظُهٗ یَا قَیُّوۡمُ ۔

یَا وَاحِدُ الۡبَاقِیۡ اَوَّلُ کُلِّ شَیۡءٍ وَّاٰخِرُهٗ یَا وَاحِدُ ۔

یَا دَآئِمُ بِلَا فَنَآءٍ لِحُکۡمِهٖ وَلَا زَوَالَ لِمُلۡکِهٖ وَ بَقَآئِهٖ یَا دَآئِمُ ۔

یَا صَمَدُ مِنۡ غَیۡرِ شِبۡهِ فَلَا شَیۡءَ کَمِثۡلِهٖ یَا صَمَدُ ۔

یَا بَآرُّ فَلَا شَیۡءَ کُفُوُهٗ یُدَانِیۡهِ وَلَآ اِمۡکَانَ لِوَصۡفِهٖ یَا بَآرُّ ۔

یَا کَبِیۡرُ اَنۡتَ اللّٰهُ الَّذِیۡ لَا تَهۡتَدِی الۡقُلُوۡبُ وَالۡعُقُوۡلُ لِوَصۡفِ عَظۡمَتِهٖ وَ کِبۡرِیَآئِهٖ یَا کَبِیۡرُ ۔

یَا بَارِیءُ النُّفُوۡسِ بِلَا مِثَالٍ خَلَا مِنۡ غَیۡرِهٖ یَا بَارِیءُ ۔

یَا زَاکِیَ الطَّاهِرُ مِنۡ کُلِّ اٰفَةٍ بِقُدۡسِهٖ یَا زَاکِیۡ ۔

یَا کَافِیَ الۡمُوۡسِعُ لِمَا خَلَقَ لَهٗ مِنۡ عَطَایَا فَضۡلِهٖ یَا کَافِیۡ ۔

یَا نَقِیًّا مِّنۡ کُلِّ جَوۡرٍ لَمۡ یَرۡضَهٗ وَلَمۡ یُخَالِطۡهُ فَعَالُهٗ یَا نَقِیًّا ۔

یَا حَنَّانُ اَنۡتَ الَّذِیۡ وَسِعۡتَ کُلَّ شَیۡءٍ رَّحۡمَةً وَّ عِلۡمًا یَا حَنَانُ ۔

یَا مَنَّانُ ذُو الۡاِحۡسَانِ قَدۡ عَمَّ کُلَّ الۡخَلَآئِقِ مَنُّهٗ یَا مَنَّانُ ۔

یَا دَیَّانُ الۡعِبَادِ کُلٌّ یَّقُوۡمُ خَاضِعًا لِرَهۡبَتِهٖ وَرُغۡبَتِهٖ یَا دَیَّانُ ۔

یَا خَالِقُ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ کُلٌّ اِلَیۡهِ مَعَادُهٗ یَا خَالِقُ ۔

یَا رَحِیۡمُ کُلِّ صَرِیۡخٍ وَّ مَکۡرُوۡبٍ غِیَاثُهٗ وَ مَعَاذُهٗ یَا رَحِیۡمُ ۔

یَا تَآمُّ فَلَا تَصِفُ الۡاَلۡسُنُ کُلَّ کُنۡهِ جَلَالِ مُلۡکِهٖ وَ عِزِّهٖ یَا تَآمُّ ۔

یَا مُبۡدِعُ الۡبَدَآئِعِ لَمۡ تَبۡغِ فِیۡ اِنۡشَآئِهَا عَوۡنًا مِّنۡ خَلۡقِهٖ یَا مُبۡدِعُ ۔

یَا عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ فَلَا یَفُوۡتُ شَیۡءٌ مِّنۡ حِفۡظِهٖ یَا عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ ۔

یَا حَلِیۡمُ ذِی الۡاَنَاتِ فَلَا یُعَادِلُهٗ شَیۡءٌ مِّنۡ خَلۡقِهٖ یَا حَلِیۡمُ ۔

يَا مُعِيْدُ مَا اَفْنَاهُ اِذَا بَرَزَا لْخَلَآئِقُ لِدَعْوَتِهٖ مِنْ مَّخَافَتِهٖ يَا مُعِيْدُ۔

يَاحَمِيْدُ الْفَعَّالِ ذَا لْمَنِّ عَلٰى جَمِيْعِ خَلْقِهٖ بِلُطْفِهٖ يَا حَمِيْدُ۔

يَا عَزِيْزُ الْمُنِيْعُ الْغَالِبُ عَلٰى جَمِيْعِ اَمْرِهٖ فَلَا شَيْءَ يُعَادِلُهٗ يَا عَزِيْزُ۔

يَا قَاهِرُ ذَا الْبَطْشِ الشَّدِيْدِ اَنْتَ الَّذِىْ لَا يُطَاقُ اِنْتِقَامُهٗ يَا قَاهِرُ۔

يَا قَرِيْبُ الْمُجِيْبُ الْمُتَعَالِىْ فَوْقَ كُلِّ شَيْءٍ عُلُوُّ اِرْتِفَاعِهٖ يَا قَرِيْبُ۔

يَا مُذِلُّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ بِقَهْرِ عَزِيْزِ سُلْطَانِهٖ يَا مُذِلُّ۔

يَا نُوْرُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدَاهُ اَنْتَ الَّذِىْ فَلَقَ الظُّلُمٰتُ بِنُوْرِهٖ يَا نُوْرُ۔

يَا عَالِىَ الشَّامِخُ فَوْقَ كُلِّ شَيْءٍ عُلُوُّ اِرْتِفَاعِهٖ يَا عَالِىْ۔

يَا قُدُّوْسُ الطَّاهِرُ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ فَلَا شَيْءٍ يُعَآدُّهٗ مِنْ جَمِيْعِ خَلْقِهٖ بِلُطْفِهٖ يَا قُدُّوْسُ۔

يَا مُبْدِئُ الْبَرَايَا وَ مُعِيْدَهَا بَعْدَ فَنَآئِهَا بِقُدْرَتِهٖ يَا مُبْدِئُ۔

يَا جَلِيْلُ الْمُتَكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَالْعَدْلُ اَمْرُهٗ وَالصِّدْقُ وَعْدُهٗ يَا جَلِيْلُ۔

يَا مَحْمُوْدُ فَلَا تَبْلُغُ الْاَوْهَامُ كُلَّ كُنْهِ ثَنَآئِهٖ وَ مَجْدِهٖ يَا مَحْمُوْدُ۔

يَا كَرِيْمَ الْعَفْوِ ذَا الْعَدْلِ اَنْتَ الَّذِىْ مَلَاءَ كُلَّ شَيْءٍ عَدْلُهٗ يَا كَرِيْمُ۔

يَا عَظِيْمُ ذَا الثَّنَآءِ الْفَاخِرِ وَالْعِزِّ وَالْمَجْدِ وَالْكِبْرِيَآءِ فَلَا يَذِلُّ عِزُّهٗ يَا عَظِيْمُ۔

يَا قَرِيْبُ الْمُجِيْبُ الْمُدَانِىْ دُوْنَ كُلِّ شَيْءٍ قُرْبُهٗ يَا قَرِيْبُ۔

يَا عَجِيْبُ الصَّنَآئِعِ فَلَا تَنْطِقُ الْاَلْسُنُ بِكُلِّ اٰلَآئِهٖ وَ نَعْمَآئِهٖ وَ ثَنَآئِهٖ يَا عَجِيْبُ۔

يَا غِيَاثِىْ عِنْدَ كُلِّ كُرْبَةٍ وَ مُجِيْبِىْ عِنْدَ كُلِّ دَعْوَةٍ وَ مَعَاذِىْ عِنْدَ كُلِّ شِدَّةٍ وَ مُوْنِسِىْ عِنْدَ كُلِّ وَحْشَةٍ وَيَا رَضَآئِىْ حِيْنَ تَنْقَطِعُ حِيْلَتِىْ يَا غِيَاثِىْ۔

اِنہیں اَسمائے ادریسیہ کے ملحقہ اسماء یہ ہیں؏ یعنی یہ اسمآئے مبارکہ درحقیقت ایک ایک نبیؑ کے اعمال ہیں۔

يَا شَتْخِيْثَا۔ يَا شَمُوْطِيْثَا۔ يَا مَعْزُوْسُنُ۔ يَا طَهْفَطُوْنَ۔ يَا خَثِيْنُوْذٍ۔ يَا مُتَرَقِّبُ۔ يَا حَجْطَرَكُوْ۔ يَا هَيُجَنُ۔ يَا كَفْكَفُ وَ اَرْفَخَشَدُ۔ يَا اَرْمِيَا كَهُكُنِ وَ مُسَيْطِعُ۔ يَا مُسْتَطِيْعُ۔ يَا اَلْخَشُفَفُ۔ يَا سَآمُ عَيُطَرُزَجُ۔ يَا سَبْكَرِيْنَا۔ يَا دَيُنُوْنِىْ۔ يَا دُنِّىْ۔ يَا صَنُوْنَ۔ يَا خَمُوْنَاعٍ۔ يَا فَطَلَيْلَخُ وَ بُرْهَانُ اَغِثْنِىْ۔ يَا عَنَا كَفِىْ۔ يَا بَرَاغِثْنِىْ۔ يَا جَيْلُوْسِ بَطْفَرْنَانِىْ۔ يَا صَلَخْبُوْخُ۔ يَا حَىُّ۔ يَا نَصرُ۔ يَا حَجرَةُ۔ يَا رَسُنُوْسُ۔ يَا طَسُبَخَسُ۔ يَا عَطِيُرَاثُ۔ يَا عَدْمُوْلِىْ۔ يَا وَاٰهُ۔ يَا ضَمُنُوْنُ۔ يَا طَاطُوْتِ۔ يَا طَفْغَانُ۔ يَا مُنْتَظِرُ۔ يَا اَزَلُ۔ يَا عَضَاجُوْ۔ يَا سُوْرَاجِے۔ يَا سَرُتَا وَ مَشْفِيْلَخُ۔ يَا نُوْرُ۔ يَا دَخُنَشٍ۔

یہ بات ذہن نشیں رہنی چاہیئے ۔ کہ! یہ وہی اسمائے مبارکہ ہیں ۔ کہ جن کو عارفین وسالکین و عاملین وکاملین وعلماء ومتصوفین نے اسمائے اعظم قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے ۔ کہ! اِن اسماء میں ہزار ہا قسم کی تاثیرات ہیں ۔ بلکہ یہ اسمائے طیبات انتہائی سریع الاجابت وتاثیری امور کے حامل ہیں ۔ اِنہیں اسمائے طیبات سے حصولِ معرفت وحقیقتِ الھیہ کے علاوہ رموز واسرارِ علوم وفنون عجیبہ، غریبہ ومغیبہ وریمیا سیمیا ہیمیا وکیمیاء وغیرہم کا بحرِ بے بہا عوام الناس سے پوشیدہ ہے ۔ اور اِنہیں اسمائے مبارکہ کی برکات سے مشاہدہ کیفیاتِ ہژدہ ہزار عالم ہوتا ہے ۔ تمام حاجاتِ دنیا اور آخرت کے لئے یہ عزیمت بے گنجینہ بے حصر وحصار دریائے ذُخار ہے ۔

صاحب جواہرخمسہ اِن اسمائے مبارکہ کی زکات کے ضمن میں فرماتے ہیں ۔ کہ! پہلے تو طریقِ دوگانہ ودیگر اوراد جو کہ پہلے (اِسی کتاب یعنی جواہرخمسہ میں) مذکور ہو چکے ہیں ۔ اِس کے موافق عمل کرے ۔ اسمِ اول یہ ہے ۔ **سبحٰنک لا الہ الا انت یا رب کل شیء ووارثه ورازقه وراحمه سبحٰنک یا رب** ۔ اور اِس اسمِ اول کے اعداد بحساب ابجد قمری 2902 (دو ہزار نو سو دو) بنتے ہیں ۔ اِس اسم کے حروف (بِلا مؤکلات) کی تعداد 50 بنتی ہے ۔ اور یہی اسم اول با مؤکل اِس طرح سے ہوتا ہے ۔ **یا ھمرآئیل ویا ھمواکیل بحق شمخیثا سبحٰنک لا الہ الا انت یا رب کل شیء ووارثه ورازقه وراحمه سبحٰنک یا رب** ۔ پس بحکم قاعدہ یہ اسم درحقیقت آتشی ہے ۔ اور طالع اِس اسم کا برجِ قوس ہے ۔ جس وقت اِس اسم کی دعوت شروع کرو ۔ تو پہلے ایک دائرہ اس برج کے رنگ کا کھینچے ۔ پھر اس پر ہیئت اِسی برج کی بنا کر اُس پر مصلّٰے بچھائے ۔ عود اور دارچینی کا بخور سُلگائے ۔ اور بروزِ اتوار در ساعت شمس پہلی ساعت میں اِسی مصلّٰے پر بیٹھ کر دعوت اس اسم اول کی با مؤکل اِس طرح سے شروع کرے کہ! زکات اسم اول کی ترتیب بلحاظِ نصاب وزکات وعُشر وقُفل ودرومدور وبذل وختم کے طریق سے کرے ۔ (نصاب وزکات وغیرہا کا مکمل طریقہ باب ’’طریقہ جاتِ دعواتِ صدریہ وزکاتِ مکنونہ‘‘ پر مفصل دیا جا چکا ہے، وہاں سے دیکھ سکتے ہیں) اور باقی تمام اسمائے مبارکہ کا طریق اِسی پر قیاس کر کے عمل کا آغاز کرنا چاہیئے ۔ علاوہ ازیں اِن تمام اسمائے مبارکہ کے مؤکلات کے مفصل وجامع طرائق حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری ؒ نے اپنی کتاب جواہرخمسہ میں بیان فرمائے ہوئے ہیں ۔ وہاں سے بآسانی دیکھے جا سکتے ہیں ۔

یاد رہے کہ! اِسی کتاب کے حصہ دوئم میں باب الزکات ودعوات میں دعوتِ کبرٰی کے ضمن میں تحریر ہے ۔ کہ اگر 50 حروف کا کوئی ’’اسم‘‘ ہو تو اُس ’’اسم‘‘ کو چھ لاکھ مرتبہ پرہیز روحانی مع صوم وصیام سے ایک مقرر شدہ جگہ ووقت پر روزانہ اگر پڑھا جائے ۔ تو اُس ’’اسم‘‘ کی دعوتِ کبرٰی ادا ہو جائے گی ۔ انشاء اللہ ۔

صاحب جواہرخمسہ فرماتے ہیں ۔ کہ! اگر کوئی عامل چاہے ۔ کہ! تمام جن وانس اور ارواح اُس کے ماتحت وتصرف میں آئیں ۔ اور فرمانبردار ہوں ۔ اور اُس کے حکم سے قطعاً سرکشی نہ کر سکیں ۔ تو اُس کو چاہیئے ۔ کہ! طریقِ آداب اور سند ودوگانہ (جیسا کہ کتاب جواہرخمسہ میں بیان کیا گیا ہے) بشرائطِ تمام ادا کرے ۔ اس کے بعد تسخیرات کا عمل شروع کرے ۔ شرائط یہ ہیں ۔ مجموعہ اسمآئے عظام (**سُبحٰنکَ** ۔۔۔ سے **غِیَاثِیُ** ۔۔۔ تک) بنیتِ نصاب اکتالیس ہزار مرتبہ پڑھے ۔ پھر یہی اسمائے عظام بنیتِ **زکات** بیس ہزار پانچ سو مرتبہ پڑھے ۔ پھر یہی اسمائے عظام بنیتِ **عشر** دس ہزار دو سو پچاس مرتبہ پڑھے ۔ پھر یہی اسمائے عظام بنیت **قفل** پانچ ہزار ایک سو پچیس مرتبہ پڑھے ۔ پھر یہی اسمائے عظام بنیتِ **دورمدور** برابر نصاب یا پھر نصاب سے دو چند یا تما شرائط سے دو چند پڑھے ۔ پھر یہی اسمائے عظام بنیتِ **بذل** سات ہزار مرتبہ (بمطابق دعوتِ حرفی) پڑھے ۔ پھر یہی اسمائے عظام بنیتِ **ختم** سات ہزار مرتبہ (یہ بھی بمطابق دعوتِ حرفی) پڑھے ۔ ان شرائط کے بعد تین خلوتیں ایک گوشہ میں اختیار کرے ۔ مگر وہ جگہ ایسی ہو ۔ کہ اُس کے کان تک میں کسی قسم کی آواز نہ پہنچے ۔ اگر ایسی جگہ شہر میں میسر نہ ہو سکے ۔ تو پہاڑ، جنگل یا سنسان وویران جگہ تلاش کرے ۔ یا پھر زمین میں تہہ خانہ بنا لے ۔ مگر یاد رہے ۔ کہ! جس جگہ ایک خلوت کی ہو ۔ وہاں دوسری اختیار نہ کرے ۔ اور جس جگہ پہلی اور دوسری خلوتیں کی ہوں ۔ وہاں تیسری خلوت نہ کرے ۔ یہ نہایت لازمی ہے ۔ اگر خلوت کی جگہیں میسر نہ ہو سکیں ۔ تو ہر خلوت میں حجرہ یا خلوت گاہ کا رنگ تبدیل کرتے رہیں ۔ (اِن خلوتوں کی مزید تفصیلات اور انعامات کتاب جواہرخمسہ میں دیکھے جا سکتے ہیں)

اِس ضمن ایک بات یاد آئی کہ ہمارے پیرومرشد کے صاحبزادہ اِس اسمائے مبارکہ کی ریاضت کے سلسلے میں ہمارے مرشد ومربی (حضور قدوۃُ الاولیاء جناب پیر سید محبوب علی شاہ بانوا قادری ؒ) کا طریقِ کار اِس طرح بتاتے ہیں ۔ کہ! شروع میں اُنہوں (حضور پیر سید محبوب علی شاہ بانوا قادری ؒ) نے اِن تمام اسمائے طیبات کو روزانہ یک صد مرتبہ پڑھنا شروع کیا ۔ پھر تعداد بڑھا کر اُنہوں نے تین سو (300) مرتبہ روزانہ پڑھنا

شروع کیا۔ کچھ عرصے بعد پانچ سو (500) حتّٰی کہ تعداد کو روزانہ ہزار (1000) تک پڑھنے کا معمول بنا لیا۔ اور کئی ماہ (یا غالبًا کئی برس تک) روزانہ اِنہیں تمام اسمائے مبارکہ کو ہزار مرتبہ پڑھتے رہے۔ بظاہر تو یہ ایک ناممکن العمل امر نظر آتا ہے۔ مگر یاد رہے۔ کہ!

ایں سعادت بزورِ بازو نیست　　　تا نہ بخشد خُدائے بخشندہ

اس ضمن میں یہ ناچیز (عبدالرؤف البلوشی) عرض گزار ہے۔ کہ! اگر کوئی شخص ان اسماء کے ظاہری و باطنی فوائد سے متنفع ہونا چاہے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ! شروع میں انہیں اسمائے مبارکہ کو بعد ہر نماز کے پانچ مرتبہ اور رات کو سونے سے پہلے پچیس مرتبہ پڑھا جائے۔ اور اسی پر پندرہ تا بیس روز مداومت اختیار کی جائے۔ پھر دو سے تین ماہ تک بعد ہر نماز کے ان اسمائے طیبات کو دس مرتبہ اور رات کو سونے سے پہلے صد مرتبہ کا معمول بنا لے۔ تو ایسا شخص اسرار و رموز سے شناسا ہوگا۔ جب اس وظیفہ کریمہ کی عادت ہو جائے۔ اور پڑھائی میں پختگی بھی ہو جائے۔ ۔ تو چاہیئے۔ کہ! بعد ہر نماز انہیں اسماء کو صد مرتبہ اور رات کو سونے سے پہلے تین صد مرتبہ پڑھا جائے۔ اور اسی پر تاحیات عمل جاری رکھے۔ تاکہ کثیر فوائد سے مستفید و متنفع ہو سکے۔ تو یقینًا کچھ ہی وقت بعد نہ صرف اس سے کرامات کا صدور ہوگا۔ بلکہ ایسا خوش نصیب شخص مستجاب الدعوات اور کاشف الاسرار ہو جائے گا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔ مجموعہ اسمآئے عظام میں تسخیر الخلائق بہت ہی زیادہ ہوتا ہے۔

دُعائے عظیم الشان : (فوائد و فضائل)

اس بابرکت و کثیر النفع دُعائے عظیم الشاں کے فضائل و خصائل و فوائد کو لکھنے کے لئے دسیوں صفحات بھی تحریر کئے جائیں۔ تو کم پڑ جائیں گے۔ جو شخص اس دُعائے عظیم الشاں کو پڑھے گا۔ وہی اس کے دینی و دنیاوی فوائد سے مستفید و متنفع ہو سکے گا۔ ہر اسمِ الٰہی کے ساتھ قرآنی آیت دی گئی ہے۔ اس دُعائے عظیم الشاں کو پڑھنے یا ورد و وظیفہ رکھنے سے پہلے ہر اسمِ الٰہی کے ساتھ متصل آیت کے اعراب کی درستگی لازم ہے۔ تاکہ بھرپور فائدہ ہو سکے۔ بہرحال! یہاں پر چند فوائد پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ! کوئی دُعا اس دعا سے بہتر نہیں۔ جو کوئی اس دعا کو (روزانہ تین یا پانچ یا سات مرتبہ یومیہ) پڑھے گا۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم سے اُس شخص سے ستر ہزار امراض ظاہری و باطنی کو دور فرمائے گا۔ (انشاءاللہ) اور جو کوئی ایامِ بیض میں (نمازوں و درود شریف و استغفار کے علاوہ مسلسل ہر وقت) تین دن و رات برابر پڑھتا رہے گا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے اپنے نفسِ کافر پر فتح یاب ہوگا۔ اور اس کے تمام صغیرہ و کبیرہ گناہ بھی بخش دیئے جائیں گے۔ (انشاءاللہ) اور جو کوئی روزانہ رات کو اکیس مرتبہ اکیس راتوں تک یہی دُعائے عظیم الشاں پڑھتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے اُس پر عالمِ ارواح منکشف ہوگا۔ اور سب کچھ دکھلائی دے گا۔ (انشاءاللہ) اور جو شخص اسی دُعائے عظیم الشاں کو روزانہ ایک مرتبہ صبح (سو کر اُٹھنے کے بعد) اور ایک مرتبہ رات (سونے سے قبل) بلاناغہ پڑھتا رہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اتنا ثواب عطا فرمائے گا۔ (انشاءاللہ) کہ جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ حق تعالیٰ اس کو عذابِ گور سے محفوظ رکھے گا۔ (انشاءاللہ) اور قیامت کو بھی عذاب سے بچائے گا۔ (انشاءاللہ) اور دارین کی آفات سے محفوظ رکھے گا۔ (انشاءاللہ) اور دوزخ کی سخت آواز بھی اس کے گوش نہیں سنیں گے۔ (انشاءاللہ) اور وہ مرگِ مفاجات سے بھی امان میں رہے گا۔ (انشاءاللہ) اور وہ تونگر ہوگا۔ (انشاءاللہ) اور خلائق کی نگاہ میں عزیز ہوگا۔ (انشاءاللہ) اور اُسے حج کا ثواب نصیب ہوگا۔

(انشاءاللہ) وہ شخص کبھی مقروض نہیں ہوگا۔ (انشاءاللہ) وہ اپنے دشمنان کے شر سے مامون رہے گا۔ (انشاءاللہ) دُعائے عظیم الشاں یہ ہے۔

اسی ضمن میں یہ کمترین (البلوشی) عرض گزار ہے۔ کہ! اگر کوئی شخص اس دُعائے عظیم الشان کی حقیقت کے ادنیٰ ترین حصے کو جاننا چاہے۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ! اسی دُعائے عظیم الشان کو بعد ہر نماز کے دس مرتبہ پڑھنے کا اہتمام کرے۔ اور رات کو صد (100) مرتبہ پڑھا کرے۔ پڑھائی کے دوران کسی سے ہم کلام نہ ہو۔ اور نہ ہی کسی غرض و غایت سے اُٹھ کر دیگر کوئی کام کرے۔ اسی ترتیب کے ساتھ فقط اٹھائیس ایام تک پڑھے۔ تو وہ اِس دُعائے عظیم الشاں کو کچھ نہ کچھ حد تک جان جائے گا۔ جو کہ کشفِ حقیقی، کرامت و خرق العادات سے کم نہ ہوگا۔ انشاءاللہ۔

اور اگر کوئی شخص اسی دُعائے عظیم الشاں کو خلوت میں پابندی صوم و صلوٰۃ و اکل حلال صدق مقال و صدق نیت و خلوصِ قلب سے ہر نماز کے بعد پچیس مرتبہ اور رات کو سو مرتبہ ننانوے (99) ایام تک پڑھتا رہے۔ تو وہ نہ صرف ملائکہ سے محوِ گفتگو ہو سکے گا۔ بلکہ ارواح الصالحین سے بالواسطہ اور بلاواسطہ ملاقات کر کے فیض حاصل کر سکے گا۔ انشاءاللہ۔

بسم ا لله الر حمٰن الر حیمo ا للهم انی اسألک باسمآئک الحسنٰی **یا الله یا الله یاا لله** فاعلم انه لا اله الا ا نت. **یا رحمٰن** علی العرش استوٰی. **یا رحیم** و کان الله غفو ر رحیما. **یا مالک** لمن الملک الیوم لله الواحد القهار. **یا قدوس** الملک القدوس. **یا متعالی** فتعالی الله الملک الحق. **یا سلام** سلٰم قف قولا من رب رحیم. **یا مؤمن** المؤمن المهیمن. **یا عزیز** وهو العزیز الحکیم . **یا جبار** الجبار المتکبر. **یا خالق** فتبارک الله احسن الخالقین. **یا باریء** هو الله الخالق الباریء. **یا مصور** هو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشآء. **یا اول یا آ خر** هو الاول و الاٰ خر و الظاهر و الباطن وهوبکل شیء علیم. **یا شکور** اِنَّ ربنا لغفور شکور. **یا غفور** و الله غفو ر رحیم. **یا ودود** وهو الغفور الو دو د. **یا باطن** وهو الاول والاٰ خر و الظاهر و الباطن. **یا قائم** قائما م بالقسط لا اله الا هو العزیز الحکیم. **یا قاهر** وهو القاهر فوق عباده. **یا حی** الله لا اله الا هو الحی القیوم. **یا سمیع** فسیکفیکهم الله وهو السمیع العلیم. **یا بصیر** ان الله بصیر م با لعباد. **یا علیم** و الله بکل شیء علیم. **یا حلیم** ان الله علیم حلیم. **یا عظیم** وهو العلی العظیم. **یا حکیم** و کان الله عزیزا حکیما. **یا کریم** ان ربی غنی کریم. **یا قادر** هو قادر علٰی ان یبعث علیکم. **یا مقتدر** عند ملیک مقتدر. **یا رؤف** ان ربکم لرؤوف رحیم. **یا لطیف** ان ربی لطیف لما یشآء. **یا قهار** لمن الملک الیوم لله الواحد القهار. **یا خبیر** ان الله کان علیما خبیرا. **یا قریب یا مجیب** ان ربی قریب مجیب. **یا باعث** و ان الله یبعث من فی القبور. **یا رزاق** وهو خیر الرازقین. **یا وارث** ولله میراث السمٰوٰت و الارض. **یا صادق** ولقد صدقکم الله وعده. **یا فاطر** فاطر السمٰوٰت و الارض. **یا باسط** ولو بسط الله الرزق لعباده لبغوا فی الارض. **یا قوی** ان الله لقوی عزیز. **یا شهید** و الله علٰی کل شیء شهید. **یا مبدیء** انه هو یبدیء و یعید. **یا رزاق** ان الله یرزق من یشآء بغیر حساب. **یا تواب** ان الله هوالتواب الرحیم. **یا وهاب** انک انت الوهاب. **یا جلیل** یا ذالجلال والاکرام. **یا جمیل** فاصبر صبرا جمیلا. **یا وکیل** و کفٰی بالله و کیلا. **یا کافی** و کفٰی الله المؤ منین القتال. **یا ولی** فا لله هو ا لولی وهو یحی ا لمو تٰی وهو علٰی کل شیء قدیر. **و کفٰی** با لله ولیا. **یا رب** فتبارک الله رب العالمین. **یا غنی** و الله الغنی و انتم الفقرآء. **یا شاکر** ومن تطوع خیرا فان الله شاکر علیم. **یا خلاق** وهوالخلاق العلیم. **یا نور** الله نور السمٰوٰت والارض. **یا محسن** وان ا لله یحب المحسنین. **یا قدیر** ان الله علٰی کل شیء قدیر. **یا مفضل** و الله ذوالفضل العظیم. **یا متم** ویتم نعمته علیک. **یا معز** وتعز من تشآء. **یا مذل** وتذل من تشآء. **یا رفیع** رفیع الدرجات ذوالعرش. **یا شفیع** من ذالذی یشفع عنده الا باذنه. **یا کبیر** ان الله کان علیا کبیرا. **یا حق** فتعالی الله الملک الحق. **یا بر** انه هو البر الرحیم. **یا وتر** والشفع والوتر. **یا غفار** انه کان غفارا. **یا غافر** وانت خیرالغافرین. **یا حمید** و الله هو الولی الحمید. **یا منان** بل ا لله یمن علیکم ان هدٰ لکم للایمان. **یا احد** قل هو الله احد. **یا متین** ان الله هوالرزاق ذوالقوة المتین. **یا هادی** ان الله یهدی من یشآء. **یا بدیع** بدیع السمٰوٰت و الارض. **یا عالم** عالم الغیب والشهادة. **یا فتاح** وهوالفتاح العلیم. **یا رقیب** ان الله کان علٰی کل شیء رقیبا. **یا محیط** ان الله کان بما یعملون محیط. **یا قاضی** و الله یقضی بالحق. **یا صمد** الله الصمد. **یا حسیب** ان الله کان علٰی کل شیء حسیبا. **یا ناصر** نعم المولٰی ونعم النصیر. **یا واسع** و کان الله واسعا حکیما. حسبی الله ونعم الوکیل نعم المولٰی ونعم النصیر. ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم. بر حمتک یا ارحم الراحمین. **آمین** ۔

تہدیدی نامہ مبارک از سید المرسلین ﷺ : (حرزِ ابودُجانہ انصارؓ صحابیء رسول مکرم ﷺ)

یہ **تھدیدی نامه** حضرت پیر سید پیر سید محبوب علی شاہ بخاری دہلویؒ کی کتاب ''**جواھر اولیاء**''، حضرت سید وارث علی شاہؒ کی کتاب ''**عامل کامل**''، حضرت مولانا مولوی حقی نازلیؒ کی کتاب '' **خزینة الا سرار** '' اور علامہ دمیریؒ کی کتاب ''**حیات الحیوان**'' سے نقل کر کے یہاں لکھا جارہا ہے۔ اِس تہدیدی نامہ کو حرزِ ابودُجانہ انصاریؓ بھی کہا جاتا ہے۔ اُنؓ کو (ابودُجانہ انصاریؓ) یہ تہدیدی نامہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے تحفۃً عطا ہوا تھا۔

بسم الله الر حمٰن الر حیمO هذا کتاب من محمد رسول الله رب العا لمین. الیٰ من طرق الدار من العمار والزوار الا طارقا یطرق بخیرا ما بعد فان لنا ولکم فی الحق سعة فان تک عا شقا مو لعا او فا جرا مقتحما أوراعیا مبطلًا فهذ ا کتاب الله ینطق علینا و علیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون ورسلنا لد یهم یکبتون ما یمکرون . اتر کوا صا حب کتا بی هذا وانطلقوا الیٰ عبدة الا صنام والیٰ من یز عم ان مع الله الها آ خر ط لا اله الا هو قف کل شیء ها لک الا وجهه ط له الحکم والیه تر جعون O آ مین .حٰمٓ لا ینصرون O حٰمٓ عٓسٓقٓ تغلبون O حٰمٓ والکتاب المبین O تفرق أعداء الله و بلغت حجة الله ولا حول ولا قوة الا با لله العلی العظیم O فسیکفیکهم الله وهو السمیع العلیمO

بزرگانِ عاملین کی پسندیدہ ایک اور عظیم عزیمت ودعا :

علمائے عاملین فرماتے ہیں۔ کہ! یہ دعاوعزیمت (**دُعائے بشمخ**) حضرت عیسٰی نبیؑ سے منقول ومنسوب ہے۔ جو بھیء عامل اس دعا پر متصرف ہوگا۔ وہ اپنی جملہ حاجات ومشکلات پر (باذن اللہ) متصرف ہوگا۔ اگر کسی شخص کو ذکر وشغل کی حالت میں خطرہ واقع ہوتا ہو۔ تو دفع خطرہ وخطرہ بندی کے لئے یہ دعا گیارہ مرتبہ پڑھی جائے۔ تو سوائے حق کے اور کچھ اس کے قلب میں راہ نہیں پائے گا۔ بلکہ عشق ومحبت اور زیادہ ہوگا۔ اسی طرح دورانِ ذکر وشغل کے اگر نیند کا غلبہ ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ! دعا کو فقط سات مرتبہ پڑھے۔ نیند جاتی رہے گی۔ انشاءاللہ۔ یادرہے۔ کہ! علمائے عاملین نے اس دعا میں بہت زیادہ اختلاف کیا ہے۔ لیکن ہم یہاں کوشش کرتے ہیں۔ کہ! بعداز تصحیح آپ قارئین کے سامنے دعائے **بشمخ** کو پیش کرتے ہیں۔ انشاءاللہ۔ اللہ تعالیٰ سے دست بستہ گزارش ہے۔ کہ وہ ذاتِ متعال مجھے حق لکھنے اور حق آپ تک پہنچانے کی سعادت واستعداد عطا فرمائے۔ آمین۔ بہرحال! اس علامت (☆) کے ساتھ والا جملہ کتاب جواہر خمسہ سے لکھا گیا ہے۔ یہ کتاب ایک ولی کامل کی تالیف ہے۔ جبکہ باقی مکمل دُعا شیخ ابوالعباس احمد بن علی البونیؒ کی کتاب منبع اصول الحکمۃ سے لیا گیا ہے۔ فوائد وفضائل اس **دُعائے بشمخ** کے لاتعداد فوائد ہیں۔ جو کہ احاطہ تحریر میں لانے کے لئے کئی دفاتر درکار ہوں گے۔

بسم الله الر حمٰن الر حیم۔

☆ **اللھم یا بشمخ بشمخ ذالاھا موا شیطشون۔ تر جمه :** اے اللہ تعالیٰ! تُو بڑا بزرگوارقدیم ہے۔

☆ **اللھم یا ذانوا ملخو ثوا ادموثوا دآئمون۔** (کچھ کتب میں **ملخو ثوا ادیموثون** لکھا ہے)

تر جمه : اے اللہ تعالیٰ! تُو اپنے بندوں اور آدمیوں کے بھید سے خوب شناسا ہے۔

☆ **اللھم یا خیثوا میمو ن ارقش دار علیون۔** (کچھ کتب میں **یا خیثوا** کے بجائے **یا خیشوا** لکھا ہے)

تر جمه: اے اللہ تعالیٰ! تُو برکت کر اُن لوگوں کی برکت سے جن کو تُو نے اپنے فضل وکرم سے بے حساب بہشت میں داخل فرمایا۔

☆ **اللھم یا رحیمثا رھلیلون میتطرون ۔** (کتب میں **رھلیلون میتطرون** کے بجائے **دھلیلون میططرون**)

تر جمه : اے اللہ تعالیٰ! تُو بہت رحم کرنے والا ہے۔ ہم پر مہربانی (گرامی) کر۔ اور (ہمیں) غالب رکھ ہر کام پر۔

☆ **اللھم یا رخیثوا اخلا قون ۔** (کچھ کتب میں **یا رخیثوا** کے بجائے **یا رخشیثوا**)

تر جمه : اے اللہ تعالیٰ! تُو تمام خلائق کو روزی پہنچاتا ہے۔

☆ **اللھم یا رحموث ارحم ار خیمون ۔** (کچھ کتب میں **دحموث ارخیم ار خیمون** لکھا ہے)

ترجمه : اے اللہ تعالیٰ! تُو رحمت کر ہم پر۔ اور اپنی رضا کے موجب ہم پر اپنی رحمت نازل فرما۔

☆ **اللھم یا اھیا أشرا ھیا أذونا ئی أذونائی أصباؤن ۔** ترجمه : اے اللہ تعالیٰ! تُو ہر چیز سے پہلے سے زنده ہے۔ اور بعد ہر چیز کے تُو ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ اور ہم کو تمام بلاؤں اور آفتوں سے محفوظ رکھ۔ (آمین)

☆ **اللھم یا نور ارغیش ار غی تثلیثو ن.** ترجمه. اے اللہ تعالیٰ! تُو خلائق کے تمام امور کا روشن کرنے والا ہے۔

☆ **اللھم یا اشبر اسماء اسماؤن۔**

ترجمه : اے اللہ تعالیٰ! تُو (بے شک بڑا) نیکوکار ہے۔ اور مَیں (بہت بڑا) گناہ گار اور بدکردار ہوں۔

☆ **اللھم یاملیعو ثا املیخا ملخون ۔** ترجمه : اے اللہ تعالیٰ! تُو بادشاہ ہے۔ اور مَیں تیرے دَر کا فقیر ہوں۔

☆ **اللھم یاالام ار عد ار عی یزنون ۔**

ترجمه : اے اللہ تعالیٰ! تُو بڑا عظیم ہے۔ اور عاجزوں و بےکسوں کا فریاد رَس ہے۔

☆ **اللھم یا مشمخ مشمخیثا مثلا مون ۔**

ترجمه : اے اللہ تعالیٰ! تُو حق ہے۔ اور اپنے ڈھونڈنے والوں کو محروم نہ رکھ۔

☆ **اللھم یا کھیعص و یا حم عسق ویاارحم الراحمین اغفر لی وارحمنی بحق اسم اللہ العظیم الاعظم بین الکاف والنون. انما امره اذا ارادا شیئا ان یقول له کن فیکون. فسبحٰن الذی بیده ملکوت کل شیء والیه ترجعون۔**

بزرگانِ عاملین کی پسندیده ایک عظیم عزیمت ودعا :

یہ دعا ودعوت وعزیمت بہت بابرکت اور کثیر خاصیات کی حامل ہے۔ اس کی تعریف وتوصیف حضرت محمد یوسف الھندی ؒ نے اپنی کتاب ”الشجرۃُ النعمانیۃ فی خواص الاقسام الروحانیۃ“ میں بیان کی ہے۔ حضرت موصوف فرماتے ہیں۔ کہ! دعائے انوارِ کبریٰ ایسی دعا ہے۔ کہ جس کی مثال عملیات کی دنیا میں موجود نہیں ہے۔ یہ دعا خیر وشر کے تمام امور میں تصرفات کے حصول کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ اسے (بطور وظیفہ) حسبِ طاقت ہر نماز کے بعد 7 یا 21 مرتبہ باقاعدگی سے پڑھا جاتا ہے۔ وہ دعا یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. بسم اللہ الملک القدوس السلام. بسم اللہ العلی العظیم. بسم اللہ الکبیر المتعال. بسم اللہ رب العظمة والکبریآء. بسم اللہ رب النور والبهآء والمجد والثنآء. بسم اللہ الذی تدکدکت من مخافته صم الجبال الصلاب وخضعت لعزته رواسی الاسباب وانفتحت لحکمته مغالق الابواب الصعاب. بسم اللہ الکملک القدوس الطاهر العلی العظیم القاهر رب الدهور والازمان مقدر الاوقات ومکون الاکوان مسخر الفلک والملٰئکة والشیاطین والانس والجان سبحانه و تعالیٰ هو اللہ اللطیف الخبیر القادر الفعال القدیم الدآئم الابدی الازلی الواحد الاحد الفرد الصمد الملک القدوس السلام الحی القیوم القائم القاهر المقتدر. الذی لا یحول وملکه لا یزول وسلطانه لایغیر ذوالعز الشامخ والجلال الباذخ. الذی تجلی بالانوار وتعزز بالقوة والاقتدار سبحانه و تعالیٰ. هو اللہ الواحد القهار ذوالعزة والجبروت رب الملک والملکوت لااله الا هو الکبیر المتعال بقدرته ادعوکم یا معاشر الارواح الروحانیة والملوک الطیارة والارضیة. اقسمت و عزمت علیکم بحق اسمآء اللہ العظام وایاته الکرام واعز علیکم ان تعجلوا بالاجابةواظهروا البرهان واکشفو لی الحجاب بحق اسم اللہ الاعظم وبنور وجه اللہ الاکرم و بکلمات اللہ التامات المعظمات. اقسمت و عزمت علیکم الاما جئتم دعوتی وقضیتم حاجتی فی وقتی هذا وهی کذا وکذا بحق الر کهیعص طس حم ق ن سلام قف قولا من رب رحیم. وبحق تیفاب

سیفاب سلیوب هلیوب هیطوب طاطوب طوب وبا ا هیا ا شر اهیا اذو نائی اصبآ ؤ ث ال شدای. أجب یا سید روفا ئیل وانت یا سید جبرائیل وانت یا سید سمسما ئیل وانت یا سید میکا ئیل وانت یا سیدصر فیا ئیل وانت یا سیدعینیا ئیل وانت یا سید کغیا ئیل وانت یا سید میططرون وانت یا شر نطیا ئیل و ثمخیا ئیل و شد خیائیل و شر خیا ئیل وبکر یا ئیل و سحر میا و شراطیل أ جیبوا أ یتها الملٰئکة الکرام واهبطوا علی الملوک والاعوان والخدام واأتونی با ملوک الهوا ئیة والترا بیة وأ مرو هم بطا عتی والزموهم بقضآء حا جتی وازجرو هم علی ذلک بحق هذه الاسمآء علیکم و طا عتها لد یکم وبما فیها من الاسرار والانوار و بحق السید طحلیطمفیلیا ل و بحق السید طهطهو یال علیها السلام و بحق طیهوب لیهوب سیغوب وبحق الم المص المر الر کهیعص حم عسق طس طسم یس حم ص ق ن فالله خیرا حا فظا وهوا ارحم الراحمین. أ جیبوا أ یتهاا لملٰئکة الکرام وامددنی باسرار کم ومتعونی بانوار کم واکشفولی الحجاب ومکنونی من التصریف فی الانس والجان وتوکلونی بجلب الولایة واظهرولی البرهان افعلوا ما أمر تکم به بحق ما اقسمت و عزمت به علیکم انه من سلیمان وانه بسم الله الر حمٰن الر حیم الا تعلوا علی وأ تو نی مسلمین مسرعین طائعین لله رب العا لمین هیا. الوحا الوحا العجل العجل الساعة السا عة. بارک الله فیکم و علیکم۔

اس دعا میں شامل حروف مقطعات کے حروف نورانی **14** ہیں۔ اوران چودہ حروفِ نورانی کے اعداد بحساب ابجد **693** بنتے ہیں۔ جبکہ مثلث ومربع میں لکھے ہوئے نقوش (تعویذات) اس کے موافق ہیں۔ جس میں کوئی کسر نہیں۔ دونوں نقوش یہ ہیں۔ (نقوش بنا کے دونوں نقوش کے اوپر مکمل تسمیه لکنی ہے۔ نقوش کے نیچے آیتِ کریمہ **سلٰم قف قولا من رب رحیم**۔ اورنقوش کے دائیں اور بائیں 7+7 حروفِ نورانی لکھنے ہیں)

227	236	230
233	231	229
232	227	234

166	180	176	173
177	172	168	179
171	174	183	168
181	169	170	175

یاد رہے۔ کہ! فقر کا آغاز جنون، وسط فنون اور انجام کن فیکون ہے۔ تو کیوں نہ فقیری حاصل کی جائے۔

تعارف وخواص دعوت ودُعائے **برهتیه** :

یہ دعا ودعوت بہت عظیم البرکت ہے۔ علمائے عاملین نے دعوت برہتیہ کونصاب روحانیہ میں اولین درجہ عطا کیا ہے۔ بلکہ علمائے عاملین کا اس بات پر مصمم اتفاق ہے۔ کہ جب تک کوئی شخص **دعوت برهتیه** کی ریاضت نہ کرلے۔ وہ عامل کہلانے کا حقدار نہیں ہے۔ عہد جدید وقدیم کے تمام عاملین نے اس دعوت کولازماً اپنی گراں مایہ تصانیف وتالیفات سے مزین فرمایا ہے۔ جو عامل واقعتاً **دعوت برهتیه** میں کمال حاصل کرلے۔ تو ایسے عامل کوجمیع امور کے لیے یہ دعوت کفایت کرتی ہے۔ اورتاحیات اسے باقی کسی بھی دعوت وریاضت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس دعوت کی مختصر ریاضت کے بعد ایک عام سا شخص بھی عامل کامل بن جاتا ہے۔

تفصیلات اسمائے برہتیہ:

اسمائے زجر برہتیہ: **شامخیط ، بهوف ، لطاخ ، هوف ، شاطل ، میهوف ، شیطوخ ، لطفا ، لو خ، وهفال .**

خواتیم برہتیہ: **کهکهیج ، کجکلم .**

الاسم الاعظم برہتیہ: **شلع ، یعو ، یوبیه ، یه ، ییه ، وآهٍ ، آه ، بتکه ، بتکفال ، بصعی ، کعی ، ممیال .**

باب ھیکل الکبیر: **بعلشاقش مهراقش، اقشامقش ، شقمونهش ، رکشا ، کشلخ ، عکش ، طهش .**

اسمائے اسرار برہتیہ: **بدوح ، اجهزط .**

اسمائے رموزِ برہتیہ: **بطد ، زهج ، واح.**

فوائد وخصائل وفضائل دعوۃ برہتیہ :

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ کہ اس دعوت برہتیہ کے ساتھ خیر وشر کے کُل اعمال وعملیات ممکن ہیں۔ مگر فائدہ ریاضت کے بعد اور تقوٰی ہی سے حاصل ہوگا۔ جب عامل اس دعوت برہتیہ کی ریاضت کر لے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ یہ بات یاد رکھے۔ کہ اگر عامل نے کوئی بھی عمل خیر کا کرنا ہے۔ تو اسے عرج ماہِ قمری میں سرانجام دے۔ مثلاً اعمالِ حُب، حاضری مطلوب، بادشاہوں یا حُکامِ بالا سے فائدہ اُٹھانا، وُسعت وفراخی رزق، اعمالِ دستِ غیب، وغیرہ۔ اور اگر کوئی اعمال وعملیات شر کے اُمور میں عمل کرنا چاہے۔ تو عامل کو چاہیئے۔ کہ زوالِ ماہ میں امور شر کے لئے کوشاں ہو۔ جیسے کہ بُغض وعداوت وجُدائی، تسلیط المراض، سقم، ہلاکی دشمن، زبان بندی، طرد، کسی پر نحوست ڈالنا وغیرہ۔ اِسی طرح سے دعوت برہتیہ کا حامل اور عامل کائنات روحانیت وعملیات کا شہنشاہ کہلاتا ہے۔ جنات کا حاضر کرنا۔ آسیب زدہ لوگوں سے آسیب وجنات وعوارضات کا مکمل اخراج کرنا، خزائن ودفائن کا نکالنا، دشمن کو بیمار یا ہلاک کرنا، کشتی کو ڈبونا، کسی کو حاضر کرنا (جلب المطلوب) کسی کو بیماری یا شفاء کے لئے **دعوت برھتیہ** کو وسیلہ بنانا، چھوٹوں اور بڑوں پر حاضرات کرنا، برکت دکان ومکان، ورزق وروزی، تسخیر الخلائق غرضیکہ خیر وشر ہمہ قسم میں عامل دعوت ھذا دائمی کامیاب وکامران ہوتا ہے۔

اعمال وعملیاتِ دعوۃ برہتیہ :

ہمارے پیر ومرشد کی کتب جواہر اولیاء ودعوت مؤکلات میں مذکور ہے کہ! ا۔ جب کسی مؤکل یا بادشاہ جِنات کو حاضر کرنے کا ارادہ تو اُس روز روزہ رکھے۔ اور اِس کام کے واسطے نوچندی شنبہ کا روز بہتر ہے۔ بخور عود واسود کا روشن کر کے دعائے برھتیہ کو سات مرتبہ پڑھ کر پچیس مرتبہ اُسی روز کی دعوت کو پڑھے۔ تو یقیناً اُس روز کا جِن یا مؤکل لمحہ بھر میں حاضر ہوگا۔ صاحب عمل اُس جِن یا مؤکل سے اپنی حاجت پوری کرا کے اُسے فارغ کر دے۔ روزِ شنبہ کے عون کا نام "**میمون سیاف سحا بی ابی نوخ**" ہے۔ اِس کی دعوت یہ ہے۔ **اجب یا ابی نوخ و بحق الملک المؤ کل علیک کسفیا ئیل الذی تسر ع الٰی خد مته وبحق ازالی** (تین مرتبہ)۔ **ارلاز** (تین مرتبہ)۔ **تقمش** (تین مرتبہ)۔ **ھلشمل** (تین مرتبہ)۔ **کشلط** (تین مرتبہ)۔ **کشلطا شی** (تین مرتبہ)۔ **کلشة** (تین مرتبہ)۔ **لطله** (تین مرتبہ)۔ **نعما ئم** (تین مرتبہ)۔ **شلغمیص** (تین مرتبہ)۔ **شمغلیص** (تین مرتبہ)۔ **علشا قش** (تین مرتبہ)۔ **مھراقش** (تین مرتبہ)۔ **اقش** (تین مرتبہ)۔ **اقشا مقش** (تین مرتبہ)۔ **شقمو نھش** (تین مرتبہ)۔ **رکشارکش** (تین مرتبہ)۔ **ر کشا کشلیخ** (تین مرتبہ)۔ **کلخ بشکیلخ** (تین مرتبہ)۔ **عکمش** (تین مرتبہ)۔ **لمھش** (تین مرتبہ)۔ **عوہ** (تین مرتبہ)۔ **بر کشلیخ** (تین مرتبہ)۔ **اجب یا میمون یا انوخ و تو کل بکذا و کذا و بحق ما اقسمت به علیک العجل** (تین مرتبہ) **الو حا** (تین مرتبہ) **السا عة** (تین مرتبہ) **بارك الله فيكم وعليكم**۔

طریقہ زکوۃ دعوت برہتیہ :

ریاضت سے ایک دن پہلے عامل کو چاہیے۔ کہ ایک ہلکا سے مسہل لے۔ تاکہ گندم اور باقی تمام اشیاء جو کھائی یا پی ہیں۔ ان تمام کی کثافت پیٹ سے نکل جائے۔ مسہل بنانے کا نسخہ یہ ہے۔ کہ سنا مکی، مصطگی رومی، گل گلاب، منقی دانے دور شدہ، یہ تمام اشیاء تین تین ماشہ پانی میں ابال کر قدرے شکر سرخ میں ملا کر پینے سے چند بار کے پاخانے سے پیٹ صاف ہو جائے گا۔ اب چاہیے۔ کہ آبادی سے دور خلوت نشین ہو کر۔ **دعوت برھتیه** کی سات روزہ ریاضت کے لئے صوم وصیام و پرہیز جلالی وجمالی سے آغاز کرے۔ دوران ریاضت کھجور وپانی سے سحر وافطار کا اہتمام کرے۔ یا پھر ریاضت کی خوراک کے مطابق جو کا آٹا چوتھائی روغن زیتون میں بریاں کر کے شہد ڈال کر ٹکیاں بنا لے۔ پانچوں وقت ہر نماز کے بعد اول وآخر **3-3** بار درود وسلام درمیان میں پینتالیس **45** بار **دعوت برھتیه** پڑھے۔ تاکہ **دعائے برھتیه** کی روزانہ کی مجموعی تعداد **225** دوسو پچیس ہو جائے۔ اور اسی طرح سے سات یوم تک ہی یہی معمول ہو۔ روزانہ بوقت سحر وافطار اسمائے **برھتیه** چینی کے صاف برتن مثل طشتری (بغیر لائن وڈیزائن وپھول) وغیرہ پر لکھ کر پانی ڈال کر عامل روزانہ پیتا رہے۔ تاکہ ہمہ قسم رجعت سے محفوظ ومامون رہے۔ جب بھی عامل **دعائے برھتیه** پڑھنے بیٹھے۔ تو خوشبودار دخنہ لازمی جلائے۔ (خوشبودار دخنہ نہ ہونے کی صورت میں اگربتی بھی ٹھیک ہے) پس سات دن جب پورے ہو جائیں گے۔ تو بندہ خدا اس عظیم روحانی ریاضت (**دعائے برھتیه**) کا عامل ہو جائے گا۔ بعدہٗ ریاضت روزانہ چوبیس بار دعوت برہتیہ کو لازمی پڑھتا رہے۔ مگر ایک عامل نے بتایا ہے۔ کہ جب اس نے **دعائے برھتیه** کی انہی شرائط وتعداد کے مطابق 49۔ اُنچاس ایام تک اس طرح ریاضت کی۔ تب جا کر اسے **دعائے برھتیه** کے تمام تصرفات حاصل ہوئے۔ بلکہ جنات اور دُعائے برھتیہ کے مؤکلات خود بخود اس کے مطیع وفرمانبردار ہو گئے۔

اسمائے **برھتیہ** کے اعدادِ قمری و معانی:

نمبرشمار	اسمائے عبرانی وسریانی	اعدادقمری	اسمائے عبرانی و سریانی کےعربی معانی و مفاہیم
1	بَرْهَتِيْهٍ	622	قُدُوْسٌ یا سُبُّوْحٌ
2	كَرِيْرٍ (یا) كَرِيْهٍ	235 ـ 430	اِلٰهٌ كُلِّ شَيٍّ یا اللّٰهُ
3	تَتْلِيْةٍ	845	سُبُّوْحٌ قُدُّوْ سٌ یا اَلْقَادِرُ ، اَلْخَبِيْرُ ، اَلْمُجِيْرُ
4	طُوْرَان	266	يَاحَيُّ يَا مُحْيِ
5	مَزْجَلٍ	80	يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ یا يَاقَآ ئِمُ
6	بَزْجَلٍ	42	يَا وَدُوْدُ يَاوَاجِدُ یا يَا اللّٰه يُاقَاهِرُ يَااَحَدُ
7	تَرْقَبٍ	702	يَاسَلَامُ يَا سَلِيْمُ
8	بَرْهَشٍ	507	يَااَللّٰهُ عَبْدُكَ اُجِبْهُ یا يَامُقْتَدِرُ
9	غَلْمَشٍ	1370	يَاحَمِيْدُ يَامَجِيْدُ یا يَامَلِكُ
10	خُوْطِيْرٍ	825	يَاقَوِّىُ يَا عَلِيْمُ يَاحَكِيْمُ يَا مَتِيْنُ
11	قَلْنَهُوْدٍ	195	يَامَتِيْنُ یا يَاسَمِيْعُ يَابَصِيْرُ يَا بَدِيْعُ يَامُغْنِىُ يَا مُحِيْطُ
12	بَرْشَان	553	يَامُحِيْطُ یا يَااَللّٰهُ ىَ عَزِيْزُ
13	كَظْهِيْرً	1135	سُبْحَانَ اللّٰهِ يا يَاقَوِىُّ يَمَتِيْنُ يَارَحِيْمُ
14	نَمُوْشَلَخٍ	1026	يَاعَزِيْزُ يَااَللّٰهُ يا يَا اَللّٰهُ يا قَوِىُّ يا مَتِيْنُ يَا عَزِيْزُ اَنْتَ اللّٰهُ يَااَللّٰهُ يَاهُوَ
15	بَرْهِيُوْلاً	256	سُبْحَانَ اللّٰهُ يا اَنَا اللّٰهُ اَمَانُ الْخَآ ئِفِيْنَ يَا كَافِىْ يَاسَمِيْعُ ، يَااَللّٰهُ رُوْفِىْ لِرُوْحِكَ مُنْتَصِيَةٌ عَلٰى اَدْرِئِكَ
16	بَشْكِيْلَخٍ	962	يَااَللّٰهُ بِرُوْحِكَ مُنْتَصِبَةٌ عَلٰى اِرَادَتِكَ الْكَرِيْمَةِ
17	قَزْمَرٍ	154	عَزَاللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْم ، يا اللّٰه يارحمن يا رحيم يا مهيمن
18	اَلْغَلَ لِيْطٍ	2121	اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِيْم يا حَكِيْمُ يا خَبِيْرُ لَطِيْفُ يَا عَظِيْمُ
19	قَبْرَاتٍ	703	يَاحَكِيْمُ يَا عَلِيْمُ يا عَزَاللّٰهُ الْكَافِىُ الْكَرِيْمُ
20	غَيَاها	1017	يَا كَرِيْمُ يَا قَاضِىُ يا عَزِيْزُ يَا جَبَّارُ
21	كَيْدَهُوْلاً	72	اَلْقَادِرُ هُوَاللّٰهُ يا يَاقَدِيْمُ يَا قَاهِرُ يَاقَادِرُ عَلٰى كُلِّ شَيٍّ
22	شَمْخَاهِرٍ	1146	تَعَالَيْتَ يَا عَلِىٌّ يَا عَلِيْمُ
23	شَمْخَا هِيْر	1156	يَاهُوَ يَارَبَّاهُ يَارَبُّ
24	شَمْهَاهِيْر	561	يَاقَاضِىُ يَاقَدِيْرُ يَاقَادِرُ يا عَزِيْزُ يَا جَبَّارُ
25	بِكَهْطَهُوْنِيَةٍ	112	يَا قَدِيْمُ يَا دَآئِمُ
26	بَشَارَشٍ	803	يَاقَادِرُ عَلٰى كُلِّ شَيٍّ
27	طُوْنَشٍ	365	يَا شَكُوْرُ يا هُوَاللّٰهُ الْكَرِيْمُ
28	شَمْخَا بَارُوْحٍ	1750	هُوَاللّٰهُ الْكَرِيْمُ الْقَادِرُ

دعا ودعوت برهتیه :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الْمَلِکِ الْمُحِیْطِ الدَّآئِمِ الْقَدِیْمِ الْاَذَلِیْ الَّذِیْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا وَّ اَحَاطَ عِلْمُهٗ بِجَمِیْعِ الْکَائِنَاتِ الْکُلِّیَّاتِ مِنْهَا وَالْجُزْئِیَّاتِ وَ یُسَخِّرُ جَمِیْعَ عَالِمِ عُلْوِیَّةِ وَسِفْلِیَّةِ الدَّآئِمِ الْقَدِیْمِ الْاَبَدِیْ الَّذِیْ لَآ اِبْتِدَآءَ لِقَدَمِهٖ وَ لَیْسَ لَهٗ اِنْتِهَآءَ الَّذِیْ اَشْرَقَ بِسَاطِعِ نُوْرٌ وَجْهِهٖ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَکْوَانِ وَاَمَدَّهَا بِقُوَّةِ جَذْبَةِ هَیْبَةِ سُلْطَانِهٖ عَلٰی کُلِّ فَلَکٍ وَّمَلَکٍ وَّجِنٍّ وَّاِنْسٍ وَّ شَیْطَانٍ وَّسُلْطَانٍ فَخَافَتْهُ‘ جَمِیْعَ مَخْلُوْقَاتِهٖ وَاذْعَنَتْ وَ تَوَاضَعَتْ لَهُ الْمَلٰئِکَةُ الْکُرُّوْبِیُّوْنَ مِنْ اَعْلٰی مَقَامَاتِهَا وَسَجَدَتْ وَ اَجَابَتْ لِدَعْوَةِ اِسْمِهِ الْعَظِیْمِ الْاَعْظَمِ لِمَنْ تَکَلَّمَ بِهٖ وَاَسْرَعَتْ بِالْاِجَابَةِ وَالْبُرْهَانِ الْمُحْکَمِ الْمَکْتُوْبِ فِیْ اَلْوَاحِ قُلُوْبِ الْمُتَصَرِّفِیْنَ بِسِرِّ بُدُّوْحٍ اَجْهَزَطٍ وَ بَطَدٍ زَهَجٍ وَاحٍ اَقْسَمْتُ عَلَیْکُمْ اَیَّتُهَا الْاَرْوَاحُ الرُّوْحَانِیَّةُ الْعُلْوِیَّةِ وَالسِّفْلِیَّةِ وَخُدَّامُ هٰذَا الْعَهْدِ الْکَبِیْرِ اَنْ تُجِیْبُوْا دَعْوَتِیْ وَتَقْضُوْا حَاجَتِیْ وَ تَتَوَکَّلُوْا (حاجت کا نام) بِعِزَّةِ بَرْهَتِیَهٍ 2 کَرِیْرٍ 2 تَتْلِیَةٍ 2 طُوْرَانٍ 2 مَزْجَلٍ 2 بَزْجَلٍ 2 تَرْقَبٍ 2 بَرْهَشٍ 2 غَلْمَشٍ 2 خُوْطِیْرٍ 2 قَلْنَهُوْدٍ 2 بَرْشَانٍ 2 کَظْهِیْرٍ 2 نَمُوْشَلَخٍ 2 بَرْهَیُوْلًا 2 بَشْکَیْلَخٍ 2 قَزْ مَزٍ 2 اَنْغَلْ لِیْطٍ 2 قَبْرَاتٍ 2 غَیَاهًا 2 کِیْدَ هُوْلًا 2 شَمْخَاهِرٍ 2 شَمْخَاهِیْرٍ 2 شَمْهَاهِیْرٍ 2 بِکَهْطَهُوْ نَیْهٍ 2 بَشَارِشٍ 2 طُوْنَشٍ 2 شَمْخَا بَارُوْحٍ 2 بِحَقِّ هٰذَا الْعَهْدِ الْمَاخُوْذِ عَلَیْکُمْ یَا خُدَّامُ هٰذِهِ الْاَسْمَآءُ اِلَّا مَا اَسْرَعْتُمُ الْاِنْقِیَادُ وَ الْاِنْفَاذُ فِیْمَا تُؤْمَرُوْنَ بِهٖ فِیْ وَقْتِیْ هٰذَا بِهٖ بِعِزَّةِ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْمُعْتَزِّ فِیْ عِزِّ عِزِّهٖ وَاَوْفُوْ بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَاتَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ کَفِیْلًا ○ (سورہ نحل۔91) وَبِحَقِّ الَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَّ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ○ (سورہ شوری۔ 11) اُحْضُرُوْا وَاسْمَعُوْا وَ اَطِیْعُوْا وَکُوْنُوْا اَعْوَانًا لِّیْ عَلٰی جَمِیْعِ مَا اَمَرْتُکُمْ بِهٖ (حاجت کا نام) وَتَوَکَّلُوْا بِجَلْبِ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ وَالْاَرْزَاقِ وَالْمَنَافِعِ وَرَفَعَ جَمِیْعَ الْمُضَرَّاتِ عَنِّیْ وَعَمَّا تَحُوْطُ بِهٖ شَفْقَةُ قَلْبِیْ وَبِحَقِّ الْاِسْمِ الْعَظِیْمِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اَوَّلُهٗ اٰلْ وَاٰخِرُهٗ اٰلْ وَهُوَ اٰلُ شَلْعٍ 2 یَعْوٍ 2 یَوْبَیْهٍ 2 یَهٍ 2 یِیْهٍ 2 وَآهٍ 2 آهٍ 2 بَتْکَهٍ 2 بَتْکَفَالٍ 2 بِصَعْیٍ 2 کَعْیٍ 2 مَمْیَالٍ 2 مُطِیْعِیْنَ لَکَ مَا اَعْظَمَ اِسْمُکَ یَا آلٍ جَلَّ زُرْیَالٍ مَا سَمِعَ اِسْمُکَ رُوْحٌ وَّعَصٰی اِلَّا صَعِقَ وَاِحْتَرَقَ مَنْ عَصٰی اَسْمَآءُ اللّٰهِ اَقْسَمْتُ عَلَیْکُمْ وَعَزَّمْتُ عَلَیْکُمْ بِعَالِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْکَبِیْرِ الْمُتَعَالِ ○ وَبِحَقِّ هٰذِهِ الْاَسْمَآءِ الَّتِیْ تَعَاهَدْتُّمْ بِهَا عِنْدَ بَابِ الْهَیْکَلِ الْکَبِیْرِ وَفِی الْاَصْلِ وَهُوَ بَعَلْشَاقَشٍ 2 مِهْرَاقَشٍ 2 اَقْشَامَقْشٍ 2 شَقْمُوْنَهَشٍ 2 رَکْشًا 2 کَشْلَخٍ 2 عَکْشٍ 2 طَهْشٍ 2 وَمَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِکْرِ رَبِّهٖ یَسْلُکْهُ‘ عَذَابًا صَعَدًا (سورہ جن نمبرآیت نمبر17) وَبِحَقِّ اِهْیًا اَشْرَاهِیًّا اٰذُوْنَآئِیْ اَصْبَأُوْتْ اٰلُ شُدَایْ وَبِحَقِّ اَبْجَدْ هَوَّزْ حُطِّیْ وَبِحَقِّ بَطَدٍ زَهَجٍ وَاحٍ وَبِحَقِّ بُدُّوْحٍ اَجْهَزَطٍ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ ○ (سورہ واقعہ نمبر ۷۶) اَلْوَحَا 2 اَلْعَجَلُ 2 اَلسَّاعَةُ 2 بَارَکَ اللّٰهُ فِیْکُمْ وَعَلَیْکُمْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ○ آمین ۔

دعوت برہتیہ کی ایک اور آسان زکوۃ :

دعوت برھتیه کی ایک ایسی زکواۃ جس میں صرف عمومی پرہیز کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ اس مختصر **دعائے برھتیه** کو ایک سال تک اس ترتیب سے پڑھیں۔ کہ روزانہ ہر نماز کے بعد اس مختصر دعوت برہتیہ کو سو۔ سو بار اور رات کو سونے سے پہلے پانچ سو بار مسلسل ایک سال تک بلا ناغہ پڑھنے سے نہ صرف دعوت برہتیہ کی زکوۃ کبیر پوری ہوگی۔ بلکہ اس ریاضت کے دوران حضرت سلیمان نبیؑ کی بارہا زیارت کا بھی شرف حاصل ہوگا۔ انشاء اللہ العظیم۔ مختصر **دعائے برھتیه** یہ ہے۔

بسم ا للہ الر حمن الر حیم o اَقۡسَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ اَیَّتُھَا الۡاَرۡوَاحُ الرُّوحَانِیَۃُ الۡعُلۡوِیَّۃِ وَالسِّفۡلِیَّۃِ وَخُدَّامُ ھٰذَاالۡعَھۡدِ الۡکَبِیۡرِ اَنۡ تُجِیۡبُوۡا دعو تی وَتَقۡضُوۡا حَاجَتِیۡ وَ تَتَوَکَّلُوۡا (حاجت کا نام) بِعِزَّۃِ بَرۡھَتِیۡہِ 2 کَرِیۡرٍ 2 تَتۡلِیَۃٍ 2 طُوۡرَان 2 مَزۡجَلٍ 2 بَزۡجَل 2 تَرۡقَبٍ 2 بَرَھَشٍ 2 غَلۡمَشٍ 2 خُوۡطِیۡر 2 قَلۡنَھُوۡدٍ 2 بَرۡشَانٍ 2 کَظۡھِیۡرٍ 2 نَمُوۡشَلَخٍ 2 بَرۡھَیُوۡلاً 2 بشکیلخ 2 قز مز 2 اَنۡغَلۡ لِیُطٍ 2 قَبۡرَاتٍ 2 غَیَاھاً 2 کِیُدَھُوۡلاً 2 شَمۡخَاھِرٍ 2 شَمۡخَاھِیۡر 2 شَمۡھَاھِیۡرٍ 2 بِکَھۡطَھُوۡ نَیۡہٍ 2 بَشَارِش 2 طُوۡنَش 2 شَمۡخَا بَارُوۡح 2 بِحَقِّ ھٰذَا الۡعَھۡدِ الۡمَاخُوۡذِ عَلَیۡکُمۡ یَا خُدَّام ھٰذِہِ الۡاَسۡمَآءُ اِلَّا مَا اَسۡرَعۡتُمُ الۡاِنۡقِیَادُ وَ الۡاِنۡفَاذُفِیۡمَا تُوۡمَرُوۡن بِہٖ فی وقتی ھذا بہ بعزۃ ا للہ ا لعزیز ا لمعتز فی عز عزہ وَاَوۡفُوۡ بِعَھۡدِاللّٰہِ اِذَا عٰھَدۡتُّمۡ وَلَاتَنۡقُضُوۡا الۡاَیۡمَانَ بَعۡدَ تَوۡکِیۡدِھَا وَقَدۡجَعَلۡتُمُ اللّٰہُ عَلَیۡکُمۡ کَفِیۡلاً o (سورہ نحل نمبر **91**)

دعوت ملوک سبعہ **گلشن اسرار لاھوت و نا سوت**، امام غزالیؒ اور سید عبد الفتاح الطّوخی کی کتب میں دستیاب ہیں۔ وہاں سے دیکھی جاسکتی ہیں۔ یہاں پر چند چیدہ واہم اور سہل الحصول اعمال وعملیات درج کئے جارہے ہیں۔

۲۔ اگر صاحب عمل کسی تندرست شخص کو بے ہوش کر کے غائب یا مسافر یا کسی دفینے وخزانے کا پتا چلانا چاہے۔ یا دو جنگجو لشکروں کا حال دریافت کرنا چاہے۔ تب خاتم غزالیؒ کو ایک نابالغ بچے کی ہتھیلی پر لکھے۔ خاتم غزالی یہ ہے۔

ب	ط	د
ز	ہ	ج
و	ا	ح

عمل سے قبل لبان ذکر کی دھونی کو روشن کرے۔ اور وہاں پر ''اصرافِ عامر'' کو تین مرتبہ پڑھے۔ پھر بچے کی ہتھیلی کو دھوئیں کے مقابل کرے۔ تاکہ خاتم غزالی کو دھواں لگتا رہے۔ اِس دوران عامل (برھتیہ) دعوت برھتیہ کو مسلسل پڑھتا رہے۔ کچھ دیر کے بعد بچے کو اپنی ہی ہتھیلی پر کچھ دکھائی دے گا۔ اِس وقت عامل مؤکلات کو حکم دے۔ کہ بچے کے خاتم والی ہتھلی کی انگلیوں کو متفرق کردے۔ پھر اِن کو حکم دے کہ ہتھیلی کو سر پر رکھ دے۔ جب یہ کام بھی مؤکلات سرانجام دے دیں۔ تو عامل مؤکلات کو حکم دے۔ کہ وہ اِس بچے میں حلول کر جائیں۔ اِس وقت عامل اُس بچے کو زمیں پر آرام سے لِٹا دے۔ کیونکہ وہ بچہ اُس وقت بے ہوش ہو چکا ہوگا۔ اِس وقت عامل اُس بچے کو مخاطب کر کے دعوت برھتیہ کو پڑھ کر یہ آیت پانچ مرتبہ پڑھے۔

و قالوا لجلودھم لم شھد تم علینا . قا لوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شیء (سورہ فصلت۔ **21**) **انطق ایھا الروح بحق الذی انطق النملۃ لسیمٰن بن داؤد علیھما السلام و انطق عیسٰی ابن مر یم علیھما السلام فی المھد صبیا۔**

اِن کلمات کو عامل اُس وقت تک پڑھتا رہے۔ کہ جب تک وہ بچہ گویا نہ ہو۔ جب وہ بولنے لگے۔ تو اُس وقت بچے سے جو بھی کچھ دریافت کیا جائے گا۔ وہ درست جوابات دے گا۔ جب جوابات حاصل کرلے۔ تو مؤکلات کو جانے کا اور بچہ کا جسم چھوڑنے کا حکم دے۔ وہ چلے جائیں گے۔ اور بچہ ہوش میں آجائے گا۔ اور اُسے کچھ بھی خبر نہ ہوگی۔ کہ وہ بے ہوش ہوا تھا۔ یا اُس نے کیا کیا جوابات دیئے تھے۔

۳۔ اگر عامل یہ چاہے۔ کہ کسی مطلوب یا محبوب یا معشوق کو دور دراز سے طلب کرے۔ تو چاہیئے۔ کہ! اتوار کے روز روزہ رکھ کر کسی پاکیزہ ومصفا جگہ پر بیٹھ کر (جہاں اور کوئی بھی موجود نہ ہو) دعوت برھتیہ کو **45**۔ مرتبہ پڑھے۔ اور مؤکلات کو اُس شخص کے حاضر ہونے کا حکم

دے۔ دعوت پڑھنے کے دوران عود، گوگل اور لبان کا بخور روشن کرے۔ بفضلِ الٰہی وہ مطلوب شخص فاصلہ مسافت کے دورانیے میں لازمی حاضر ہوگا۔ یہ عمل بارہا کا مجرب المجرب اور مستند عمل ہے۔

۴۔ بعد ادائیگی زکاتِ دعوتِ برھتیہ، اگر کوئی عامل اسمِ اول'' **برھتیہ** ''کو چالیس ایام تک بعد ہر نماز کے یک صد مرتبہ پڑھے گا۔ تو اُس کا رزق بفضلِ یزداں کشادہ ہوگا۔ اور اِس دوران اگر اِسی اسم کو اپنی ہتھیلی پر لکھ کر چاٹتا رہے۔ تو حافظہ حیرت انگیز طور پر قوی ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۵۔ بعد ادائیگی زکاتِ دعوتِ برھتیہ، اگر کوئی عامل اسمائے '' **برھتیہ ۔ کریہ ۔ تتلیہ** ''کو ہر نماز کے بعد **100-100** مرتبہ اور رات کو سونے سے پہلے ایک ہزار مرتبہ روزانہ پڑھنے کا معمول بنالے۔ تو علوی وسفلی ارواح کچھ ہی عرصے میں مطیع وفرمانبردار ہوں گی۔ اور عامل کے جمیع امور میں معاون ومددگار رہوں گی۔ انشاءاللہ۔

۶۔ بعد ادائیگی زکاتِ دعوتِ برھتیہ، اگر کوئی عامل اسماء'' **برھتیہ ۔ کریہ ۔ تتلیہ ۔ طوران** ''کو خاتم غزالی کے اردگرد لکھ کر آسیب زدہ کے گلے میں لٹکالے۔ تو مسیّب کو اُسی لحہ شفاء ہو۔ انشاءاللہ۔

۷۔ بعد ادائیگی زکاتِ دعوتِ برھتیہ، اگر کوئی عامل اسماء'' **قلنھود ۔ برشان** ''کو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر روزانہ رات کو سویا کرے۔ تو ایسے شخص کو خواب میں تمام حالات سے اگاہی ہوجایا کرے گی۔ انشاءاللہ۔

۸۔ بعد ادائیگی زکاتِ دعوتِ برھتیہ، اگر کوئی عامل اسماء'' شمخاھر .شمخاھیر ''کو ایک ہزار اِس طرح سے پڑھا جائے۔ کہ ہر سو مرتبہ کے بعد یہ کلمات تین مرتبہ پڑھے۔ **ان کنتم حضر تم ایتھا الارواح الروحا نیۃ فَاَرُونی من شعا ع نور کم۔**

تو پتا چلے گا۔ کہ عامل کے پاس کون سی ارواح حاضر ہیں۔ پس اِن ارواح کے رنگ والی شعاعوں ارواح نظر آئیں گی۔ انشاءاللہ۔

شیاطین جنات وآسیب کو حاضر کر کے جلانے کا مجرب عمل (عزیمت احراق الجن)

اس عظیم الشان اور سریع التاثیر عمل مبارک کی گراں مایہ عزیمت یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم o اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ مُسْرِعِیْنَ طَآئِعِیْنَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن o عَزِیْمَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَرَسُوْلِہٖ اِلٰی کُلِّ جَآنٍّ وَجِنِّیَّۃٍ وَشَیْطٰنٍ وَ شَیْطَانَۃٍ وَمَارِدٍ وَمَارِدَۃٍ وَغِیْلٍ وَغِیْلَانَۃٍ مِنَ الدَّنَاھِشَۃِ وَالاِبَالِسَۃِ وَالْغَطَاطِشَۃِ وَالزَّوَابِعَۃِ وَالْعَفَارِیْتِ وَ الْعِمَالِقَۃِ وَالْخَوَاطِفِ وَالْمُسْتَرِقِیْنَ السَّمْعَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ وَالْغَوَّاصِیْنَ تَحْتَ الثَّرٰی وَجُنُوْدِ اِبْلِیْسَ صَغِیْرُکُمْ وَکَبِیْرُکُمْ وَحُرِّکُمْ وَ عَبْدِکُمْ وَذُکُوْرِکُمْ وَاُنَاثِکُمْ صَحِیْحُکُمْ وَسَقِیْمُکُمْ وَاَعْمَامُکُمْ وَبَصِیْرُکُمْ وَسُکَّانِ الْبَرَارِیْ وَالْقِفَارِ وَالْکُھُوْفِ وَالتَّلُوْلِ وَرُؤُوْسِ الْجِبَالِ وَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ اَعْجَمِیًّا اَوْعَرَبِیًّا اِلَّا مَاجِئْتُمْ اَوْ اَسْرَعْتُمْ اِلٰی مَجْلِسِیْ ھٰذَا السَّاعَۃَ اَلسَّاعَۃَ اَلْوَحَا اَلْوَحَا وَجَلَّبْتُمْ ھٰذَا الظَّالِمِ الْمُتَمَرِّدُ عَلَی اللّٰہِ وَعَلٰی ھٰذَ الْاٰدَمِیِّ وَ اَخْبَرْتُمُوْنِیْ بِاِسْمِہٖ وَشَاْنِہٖ وَرَھْطِہٖ وَمَذْھِبِہٖ وَ مِنْ اَیِّ الْاَجْنَاسِ ھُوَ وَمِنَ الْحَاکِمُ عَلَیْہٖ مِنْکُمْ فَاِنَّ لَنَا وَلَکُمْ مِنَ الْحَقِّ سَعَۃ o اَقْسَمْتُ وَعَزَّمْتُ عَلَیْکُمْ یَا ھٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ سَمَّیْتُ مِنْھُمْ وَمَنْ لَّمْ اِسْمِہٖ فِیْ عَزَیْمَتِیْ ھٰذِہٖ بِحَقِّ الْاِسْمِ الَّذِیْ یَنْطِقُ بِہٖ رَبُّنَا فِیْ سَمَآءِ الْغُیُوْبِ عَلٰی بُرُوْجِ السَّمَآءِ فِیْ مُبْدَآءِ عَالِمِ الْغَیْبِ وَخُلِقَ الْاَرْضِ فِیْ لُجَجِّ الْبِحَارِ وَاَذْعَنَتْ لَہٗ الْمَلٰئِکَۃِ فَخَرُّوْا لِلّٰہَ سَاجِدِیْنَ وَ بِاَوَّلَ کَلِمَۃٍ تَکَلَّمَ بِھَا الرَّبُّنَا جَلَّا جَلَالُہٗ وَقَھَّرَ بِھَا خَلْقُہٗ حِیْنَ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَحَمِدَ

نَفْسَہ‘ بِنَفْسِہٖ قَبْلَ خَلْقِ الْخَلْقَ وَقَالَ لِکُلِّ شَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنَ o وَ (اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیٍ عِلْمًا o (سورہ تحریم، آیت نمبر۔12) وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ ج اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا o (سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر۔81) اَعْزَمُ عَلَیْکُمْ بِالْاِسْمِ الَّذِیْ تَزَلْزَلَتْ بِہِ الْاَقْدَامُ وَتَدَکْدَکَتْ بِہٖ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَارْتَعَدَّتْ بِہٖ وَمِنْہُ الْاَجْسَادُ وَخَرَّصَتْ مِنْہُ الْاَلْسِنُ وَاقْشَعَرَّتْ مِنْہُ الْجُلُوْدُ وَ عَنَتِ الْوُجُوْہُ . وَ وُجُوْہُ الْخَلَآئِقِ لِعَظْمَتِہٖ وَخَضَعَتِ الرِّقَابُ الْجَبَابِرَۃِ وَخَرَّتِ الْجِبَالُ الصَّلَابُ لِھَیْبَتِہٖ وَاَقَرَّتْ جَمِیْعُ الْخَلَآئِقِ بِرُبُوْبِیَّتِہٖ تَکَادُ السَّمٰوٰتِ یَتَفَطَّرْنَ مِنْہُ‘ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ ھَدًّا o اَقْسَمْتُ وَعَزَّمْتُ عَلَیْکُمْ یَامَعَاشَرَ الْجِنِّ وَالشَّیَاطِیْنِ وَالْاَعْوَانِ اَوَّلُکُمْ وَآخِرُکُمْ تُحْضَرُوْنَ o اَلسَّاعَۃِ اَلسَّاعَۃِ اَلْوَحَا اَلْوَحَا وَتَتَوَکَّلُوْا بِھٰذَا الْعَاصِیْ اَلْمُتَمَرِّدُ اَیْنَ مَیْمُوْنَ السَّحَابِیْ اَیْنَ مَیْمُوْنَ الْغَمَامِیْ اَیْنَ اَبُوالْوَلِیْدِ صَاحِبِ الْعَذَابِ اَیْنَ بَخِیْلِیْتُ السَّیْفَ اَیْنَ مَیْمُوْنَ الْاَسْوَدِ ۔ اَلَّذِیْ ھُوَ مِنْ خُدَّامِ الْاَحْمَرِ اَیْنَ مَرْوَانِ الْاَسْوَدِ سَیْف اَیْنَ قَیْحُوْنَ السَّیْفَ اَیْنَ مُحَلِّقَ النَّصْرَانِیْ اَلسَّحَابُ السَّیْفَ اَیْنَ فِرْقُوْنَ اِکْتِفُوْہُ وَاَوْثِقُوْہُ وَاَعْجَلُوْہُ وَاَعْلَمُوْہُ بِحَقِّ الْاَسْمَآءِ الْعَظِیْمَۃِ خُذُوْہُ بِحَقِّ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ عِبَادِہِ الصَّالِحِیْنَ اَجْمَعِیْنَ o آمین o یَارَبُّ الْعَالَمِیْنَ o تَقَدَّمُ یَا مُذْھَبُ اِلٰی بِسَاطِیْ ھٰذَا وَاَنْتَ یَا مُرَّۃَ وَاَنْتَ یَا مَیْمُوْنَ وَاَنْتَ یَا دُنْھَشِ وَاَنْتَ یَامَھَیَا کِیْلَ اَنْتُمْ وَخُدَّامُکُمْ وَاَعْوَانُکُمْ فَاِنْ اَبَیْتُمْ وَعَصَیْتُمْ رَجَمْتُکُمْ بِشِھَابٍ ثَاقِبٍ وَشِھَابٍ مُّبِیْنٍ وَشِھَابٍ رَّاصِدٍ o اَلْوَحَا اَلْوَحَا قَبْلَ نُزُوْلِ الْمَلٰٓئِکَۃِ بِالْمَحَارِقِ وَالْمُحَرِّقَاتِ اَلْوَحَا اَلْوَحَا قَبْلَ اَنْ یَّغْضِبَ الرَّبَّ عَلَیْکُمْ السَّمَآءِ بِکُمْ تَخْسِفُ وَالْاَرْضُ بِکُمْ تَرْجُفُ وَالْعَذَابُ وَیُنْزِلُ عَلَیْکُمْ وَ اَسْمَآءُ اللّٰہِ تَعَالٰی مُحِیْطَۃٌ م بِکُمْ اِنْ کَانَتْ اِلَّا صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ھُمْ بِالسَّاھِرَۃِ وَاُجِیْبُوْا بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکُمْ وَعَلَیْکُمْ وَاَعِیْنُوْنِیْ عَلٰی ھٰذَا الْمُتَمَرِّدُ عَلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلُ اَیْنَ مَا تَکُوْنَ یَاْتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا o اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ o وَقِفُوْا ھُمْ اِنَّھُمْ مَسْئُلُوْنَ o

اس عمل وعزیمت کی جس قدر تعریف وتوصیف بیان کی جائے۔ کم ہے۔ یہ عزیمت میری روزمرہ آسیبی وجناتی معاملات میں گذشتہ کئی برسوں سے استعمال میں ہے۔ اس عزیمت سے نامور علمائے عاملین نے اپنی اپنی تصانیف وتالیفات کو مزین فرمایا ہے۔ جیسے کہ محدث ومفسر جناب علامہ جلال الدین سیوطی الشافعیؒ نے **کتاب الطب والحکمۃ** المعروف **مجربات امام سیوطی**ؒ میں، فقیر غلام رسول ناشاد اور غلام الرسول عائلی نقشبندیؒ نے **مکاشفات اسرار** میں، علامہ رفیق زاہد نے **قانون طلسمات** میں، الشیخ محمود ابی المواہب الخلوتی الحنفیؒ نے مفاتیح الکنوز فی حل الطلاسم والرموز میں، عامل ابراہیم محمد عبیدؒ نے **مجموعہ عملیات و مجربات الغزالی الکبیر** میں، شیخ طریقت السید محمد بن محمد الحریری البیومی المصریؒ نے **کتاب الروح** وغیرہم کے علاوہ امام غزالیؒ کے **قلمی مخطوطات** اور دیگر کئی کتب میں یہ عمل مع عزیمت وخاتم (چوکور نقش) نہایت شرح وبسط سے بیان کیا گیا ہے۔

عزیمت احراقُ الجن سے جنات وآسیب کی معلومات اور علاج کے مجرب طریقے:

1۔ علامہ سیوطیؒ اپنی مشہور ومعروف کتاب **کتاب الطب والحکمۃ** اس عزیمت کے متعلق رقمطراز ہیں۔ کہ!
جن وآسیب گرفتہ شخص کو سامنے بیٹھا کر یہ عزیمت **11** بار پڑھ کر کسی شخص کو کہو۔ کہ وہ کسی صاف چیز مثل آئینہ یا پانی یا تیل میں دیکھنا شروع کرے۔ وہ جو کچھ اس میں دیکھے۔ وہ بعینہ عامل کے آگے بیان کرتا جائے گا۔ دیکھنے والے کو جب کوئی شخص اس پانی وغیرہ میں نظر آئے گا۔ تو تم اس کو کہو۔ کہ وہ اس شخص کو کہے۔ کہ تیرے (عامل کے) آگے بیمار کو حاضر کرے۔ کہ وہ اس مریض کو فی الفور تیرے آگے حاضر کرے گا۔ پھر اس مریض وبیمار سے عامل اسی شخص کے توسط سے حال مرض پوچھے۔ پھر ظالم جن وآسیب سے بدلہ لے۔ اگر عامل ارادتاً ایسا چاہے۔ کہ جن کو قید کرے۔ تو عامل اس مریض کو اپنے سامنے کسی رومال پر کھڑا کرلے۔ اور ایک سرمہ دانی لے کر ایک سفید کاغذ پر یہ آیت لکھ کر مریض پر ڈال دیں۔ آیت یہ ہے۔

يُعْرِفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُوْ خَذُ بِاالنَّوَاصِيْ وَالْاَ قْدَام☆ (سورۃ رحمٰن نمبر ۴۱)

2۔ صاحب **مکاشفات الاسرار** جناب غلام الرسول میمن عائلی نقشبندی صاحب اس عزیمت کے بارے میں رقمطراز ہیں۔ کہ انہوں نے اس عزیمت کو اپنے معمولات میں رکھا ہوا ہے۔ اور اس عزیمت کے حقائق کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ!
جہاں تک حقائق بیان کرنے کا تعلق ہے۔ تو عزیمت احراق الجن کا بیان ادھورا سا محسوس ہوتا ہے۔ جب تک کہ! اس عزیمت (احراق الجن) سے متعلقہ خاتم (چوکور نقش) کا ذکر نہ کیا جائے۔ کیوں کہ عزیمت کا خاتم (چوکور نقش) ہی دراصل اس عمل کے مکمل ہونے کی واضح دلیل ہے۔ حقیقت اس عزیمۃ اور خاتم (چوکور نقش) کی یہ ہے۔

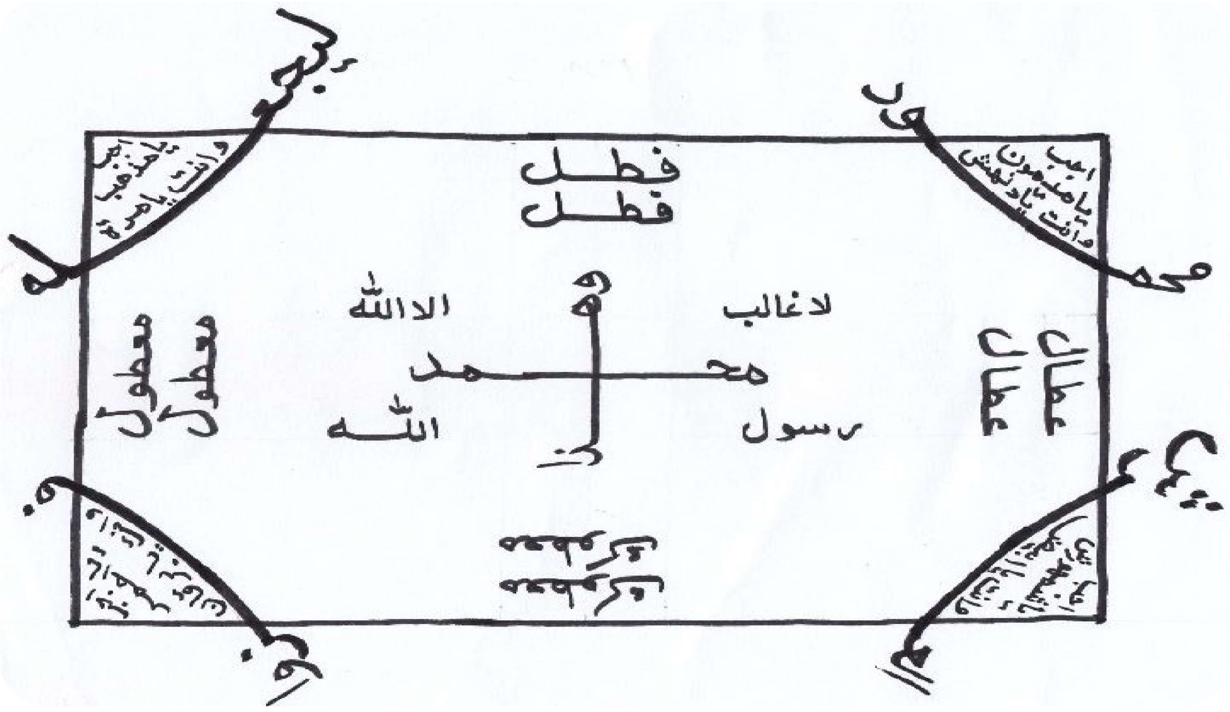

کہ یہ عزیمۃ لکھ کر آسیب زدہ کے سر پر رکھی جائے گی۔ اور مذکورہ خاتم (چوکور نقش) اس (آسیب زدہ یا جن گرفتہ شخص) کے دائیں ہاتھ میں (تھما) دیا جائے گا۔ بعدہٗ اسی دعوت (یعنی عزیمت احراق الجن) کو 7 مرتبہ پڑھا جائے گا۔ تو جنات کی اس (آسیب زدہ یا جن گرفتہ) کے وجود پر حاضری ہوگی۔ دوران عمل بخور اس عمل کا لوبان وزعفران ہے۔ اگر کوئی اس دعوت کی حقیقت کو پا گیا۔ تو (یہ دعوت) تاحیات اسے دوسرے اعمال سے بے نیاز کردے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ کیونکہ جنات وآسیب کو حاضر کر کے جلانے کا اِس سے بہتر عمل اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

لیکن میرا (**محمد عبدالرؤف القادری**) کا ضمناً یہ خیال ہے۔ کہ سب سے اعلیٰ وارفع عمل آیت الکرسی شریف کا ہے۔ بشرطیکہ آیت الکرسی کی زکات ادا کی گئی ہو۔ (جس کا طریقہ زکات والے باب میں دیا گیا ہے۔ کہ پچاس دنوں میں آیت الکرسی کو ایک لاکھ مرتبہ پڑھا جائے۔)

3۔ صاحب ”**الروح وماھتیھا وماھیت الجن والملک**“ جناب السید محمد الحریری البیومی المصریؒ اس عظیم عزیمت احراق الجن کے متعلق بعنوان قرینہ جنات کے عوارض کے تحت فرماتے ہیں۔ کہ یہ جنات آدمیوں، عورتوں اور بچوں پر مسلط ہوجاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے نتیجتاً (**آسیب زدہ یا جن گرفتہ شخص**) مریض اپنے پاؤں زمین پر زور سے مارتا ہے۔ یا پھر سر کو زمین یا دیوار پر پٹختا رہتا ہے۔

یا پھر منہ کو ٹیڑھا کر لیتا ہے۔ یا پھر کبھی کبھار تو ایسے مریض و مریضہ کا دل چاہتا ہے۔ کہ خود کو کسی بلند مقام سے یا نہر، کنوئیں یا دریا میں گرا کر ہلاک کر ڈالے۔ بہر حال رفتہ رفتہ ایسا مریض و مریضہ مخبوط الحواس ہو تا جاتا ہے۔ آ گے چل کر مصنف فرماتے ہیں۔

کہ آغاز علاج میں کتے، بلی یا گوہ کا سر معالج اپنے پاس رکھتا ہے۔ اور قرینہ جن اس عزیمت اخراج الجن (یعنی عزیمتِ احراقُ الجن) کے پڑھنے سے ہی بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ جس سے مریض خود کو پرسکون اور ہلکا محسوس کرتا ہے۔ بعد اس سر کو افتادہ، ویران و سنسان یا پھر آبادی سے دور کسی جگہ دفن کر دیا جاتا ہے۔ مریض کا علاج کرنے سے قبل خاتم سلیمانی بھی مریض یا مریضہ کے ماتھے پر لکھی (بنائی) جاتی ہے۔ بہر حال اس عمل کی خاتم سلیمانیؑ یہ ہے۔

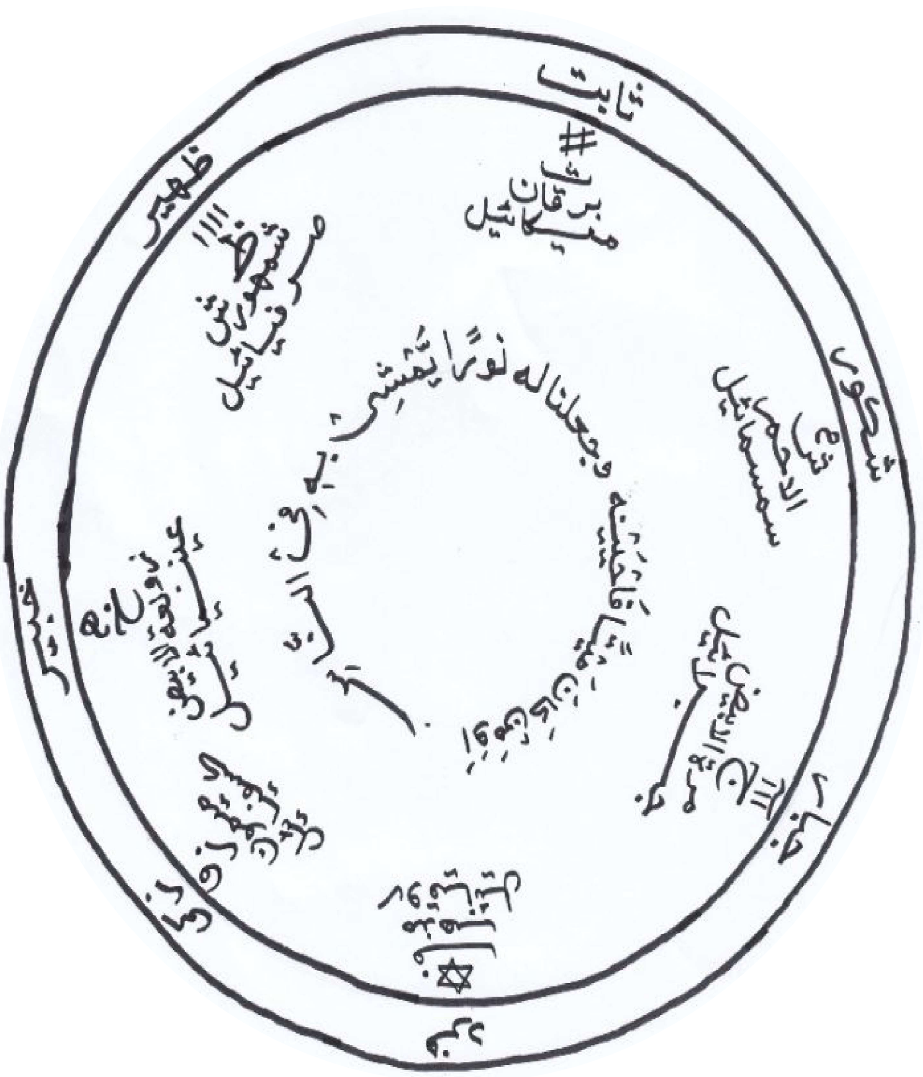

۴۔ میرا (**محمد عبدالرؤف القادری**) اپنا ذاتی طریقہ یہ ہے۔ کہ! کسی صاف کاغذ پر عزیمت کی خاتم (پیچھے دیا گیا چوکور نقش) لکھ کر مریض یا مریضہ کے دائیں ہاتھ پر رکھی جاتی ہے۔ اور خاتمِ سلیمانیؑ مریض کے ماتھے پر بنائی (لکھی) جاتی ہے۔ اور عزیمتِ احراق الجن کو مریض و مریضہ کے سر پر رکھا جاتا ہے۔ اور مریض کی آنکھوں پر کالی پٹی باندھ دی جاتی ہے۔ اس کے بعد یہی عزیمۃ احراق الجن **11** بار پڑھی جاتی ہے۔ اور ہر تین (3) مرتبہ پڑھ کر مریض سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ! کچھ نظر آیا۔ یا کندھے بھاری ہوئے۔ یا سر میں درد ہوا۔ یا پورا جسم سُن ہو رہا ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم اور اِس عمل کی برکت و بدولت سے مریض یا مریضہ دائمی طور پر اس جن یا آسیب سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔ مصنف و مؤلف و جامع کتاب ہٰذا (**محمد عبدالرؤف القادری**) کے نزدیک یہ عمل مستند ہونے کے ساتھ ساتھ بارہا کا مجرب المجرب طریقہ عمل ہے۔ جو کہ نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے۔

۵۔ صاحب **کلیدر موز مخفی** جناب عامل و حکیم غلام سرور شباب آف حویلی لکھا اس عزیمت احراق الجن کے متعلق فرماتے ہیں کہ جب سحر و جادو یا تعویزات کو حاضر کرنا مطلوب ہو تو ایک سفید تانبے کی چھوٹی سی دیگ لے کر اس کے باہر اوپر کی طرف اٹھائیس اضمار الحروف احتیاط سے کندہ کرالیں یا لکھ کر اور دیگ کے اندرونی طرف (یعنی دیگ کی گردن سے منہ تک) یہ آیت کاغذ پر لکھ کر اُس کاغذ کو چسپاں کر لیں۔ یا پھر کسی سے اندرونی طرف یہی آیت کندا کرالیں۔ **وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ**o (سورۃ سباء آیت نمبر. 51) پھر نیا سفید کپڑا لے کر اس دیگ کے منہ پر یعنی اس کی گردن تک کپڑا باندھ دیں اور لوبان کا بخور سلگائیں پھر مذکورہ دعوت (یعنی عزیمت احراق الجن) کی تلاوت شروع کر دیں یہاں تک عامل کو دیگ سے باریک سی آواز سنائی دے گی پس جب آواز سنائی دے تو عامل کو چاہیے کہ سفید کپڑے کو کھول دے پس سحر و جادو و تعویزات سب کو دیگ کے اندر حاضر پائے گا سحر جادو و تعویزات کی حاضری کا یہ عمل نایاب ترین اعمال میں سے ایک ہے مصنف فرماتے ہیں کہ ہمیں (یہ عمل) بڑی کوشش و محنت سے حاصل ہوا ہے۔ اس دعوت (یعنی عزیمت احراق الجن) کو دنیا کے نامور و مشہور عاملین و کاملین **دعوۃ الاحراق** اور **جامعۃ القبائیل الجنات** کے نام سے جانتے ہیں۔ بہر حال اٹھائیس اضمار الحروف یہ ہیں۔

نمبر شمار	حروف	اضمار الحروف
1	ا	هِیُهٍ هِیُهٍ یَهُوُنِ یَهُوُنِ شَکُمَهِیُلٍ شَکُمَهِیُلٍ
2	ب	بَلِیُسٍ لِیُسٍ حَلِیُجٍ
3	ج	هَدُ مَحٍ لَیُطَفٍ لَهُظَفُجٍ اَحُوُجٍ
4	د	هَیُطَطَبٍ هَطَطُفٍ تَهَالِیُجٍ
5	ه	دَلُحٍ هَلِیُلَکٍ سَلُمُوُحٍ یَاهٍ
6	و	یَهُیُوُهٍ هَدُوُهٍ یَمُوُهٍ
7	ز	سَعُدُوُسٍ هَطَاطِمٍ
8	ح	دَهُلَجٍ وَدَهُلَجٍ یَغُشَلاً
9	ط	شَمُهَطٍ شَمُهَطٍ شَمُهُوُطٍ شَلُحٍ
10	ی	یَاهٍ یَاهٍ یُوُهٍ یَدَهٍ وَمُضَعٍ دَمُضَعٍ هَلُفٍ هَلُفٍ
11	ک	لَهُمِیُطٍ لَهُمِیُطٍ حِیُثٍ بَیَعُورٍ هِیُهٍ هَشٍ سَعُدُوُسٍ
12	ل	عَفِیُطٍ عَفِیُطٍ طَمُسٍ خَلُذَمٍ مَلُخَسٍ
13	م	جَمِیُشاً اَلُفٍ حُجَجٍ یَا مُوُهٍ اِهُیاً حَجُمَشَطٍ لَعُیَاهٍ
14	ن	مُسُلَسُلَةٍ شَلُشَعٍ شَهُقَعٍ سَرُوِیُحٍ مَرُدَمَخٍ مَهُلِیشٍ فَعَحُجٍ یَاهٍ عَلُصَلَحِیُمٍ سُوُحٍ طَمُسٍ
15	س	سَلُطِیُعٍ عَلُطَحٍ یَاهٍ یَاهٍ عَلُصَلَحِیُمٍ سُوُحٍ طَمُسٍ یَرُدَتَجٍ صَدَ یَاهٍ یَمُوُ هٍ
16	ع	یَحُطَمٍ عَذُنَقٍ اَرُدِیفٍ سَبُعٍ یَاهٍ یَمُوُهٍ
17	ف	سَطَفٍ سَطِیطَالٍ کِیُطَمٍ بَطُمَلَشٍ لَطُشٍ لَطُشٍ
18	ص	حَطِیُعٍ سَعٍ سَتُعٍ لِیُحٍ یَمُوُهٍ یَاهٍ
19	ق	عَلُطَکٍ عَطُلَقٍ مَهُفِیُطٍ عَلُجٍ یَاهٍ یَمُوُهٍ قَهُرٍ یُوُه
20	ر	سَطِیُقٍ لَهُلِیخٍ یَمُوُهٍ یَمُوُهٍ قَهُرٍ یُوُهٍ یَاهٍ
21	ش	عَدُحَصٍ عَدُحَصٍ طَلُحَیَاسٍ طَلُحَیَاسٍ
22	ت	سُوُهِیُلٍ صَقِیُلٍ طُوُسَمٍ طَاهٍ یَمُوُهٍ
23	ث	لِیَا کِیُدٍ لِیلَدُوُسٍ طَمُعَتٍ
24	خ	عَیُوُطٍ اَلاَ وُکَسٍ وَ کُسٍ وَکُسٍ خَخَجٍ خَخَجٍ یَاهٍ یَمُوُهٍ
25	ذ	عَامَصٍ مَهُدَ عٍ سَهُلَطٍ
26	ض	عَلَلَمٍ صَصٍ صَهُدَ عٍ شَهُلَطٍ
27	ظ	هِیَمَطُوُشٍ سَعُدَایُلٍ سَطُوُ لٍ نَمُوُهٍ یَاهٍ یَمُوُهٍ
28	غ	صَطَطٍ سَهُقِیُعٍ کَلَکٍ هَبُوُطٍ

باب نمبر

8

خانقاہی اسباق وتعلیمات

مع

اَذکارِ ضربیہ

کریما بہ بخشائے بَر حالِ مَا
کہ ہستم اسیرِ کمند ہوا
نداریم غیر اَز تُو فریاد رَس
تُوئی عاصیاں رَا خطا بخش و بَس
نگہدار مارا اَز راہِ خطاء
خطا در گذار و صوابم نُما

انوارِ عرفانی بشکل اذکارِ نورانی

اِس ضمن میں کچھ ارشاداتِ ربانی در مصحف قرآنی پیشِ خدمت ہیں۔

فاذکرونی اذکرکم۔ آپ مجھے یاد کریں، میں (بھی) آپ کو یاد کروں گا۔

واذکرربک کثیرا بالعشی والابکار۔ اور اپنے رب کو صبح وشام بہت یاد کیا کرو۔

واذکرربک اذا نسیت۔ اور اپنے رب کو یاد کرو۔ جب کہ تم بھول جاؤ۔

ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا و نحشره یوم القیمة اعمیٰO (سورہ طٰہٰ۔آیت **124**)

جس نے میرے ذکر سے منہ موڑا۔ اس کی روزی تنگ ہو جائے گی۔ اور اس کو (ہم) قیامت کے دن اندھا اُٹھائیں گے۔

الم یان للذین اٰمنوا ان تخشع قلو بهم لذکر الله وما نزل من الحق۔ (سورہ حدید۔آیت **16**) کیا اَب تک ایمان والوں کے لئے (وہ) وقت نہیں آیا؟ کہ ان کے دل ذکرِ الٰہی سے اور جو حق اُتر چکا ہے اس سے نرم ہو جائیں۔ (اسی طرح ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ) **تطمئن قلو بهم بذکر الله. الا بذکر الله تطمئن القلوب۔** دلوں کا اطمینان اللہ تعالیٰ کے ذِکر میں ہے۔ (خبردار رہو، کیونکہ) دلوں کا اطمینان (صِرف) اللہ تعالیٰ (ہی) کے ذِکر میں ہے۔

ذکر کن، ذکر تا ترا جان است
صافیِ دِل زِ ذِکرِ یزدان است

صحیح احادیث میں ہے۔ کہ! جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرنے اور یاد کرنے کو بیٹھتے ہیں۔ تو اِن کو چاروں اطراف سے ملائکہ گھیر لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اِن کو چھپا لیتی ہے۔ اور ان پر آرام وچین اُترتا ہے۔ اور اِن کا ذِکر کرتا ہے۔ جو اس کے پاس ہیں۔ یعنی فرشتے اور ارواحِ انبیائے کرام۔ (بقولِ حضرت علی المرتضیٰ ؓ) اللہ تعالیٰ کا ذکر (درحقیقت) روح کی غذا ہے۔ اور اس کی تعریف کرنا روح کا مشروب ہے۔ اور اس سے حیاء کرنا روح کا لباس ہے۔ نہ تو اس کے ذکر جیسی لذت کسی کو نصیب ہوئی ہے۔ اور نہ (ہی) اس کے اُنس جیسی مشغولیت کسی کو ملی ہے۔ (بقولِ شاعر)

یک دم غافل، ہر دم غافل
یک دم کافر، ہر دم کافر

مندرجہ بالا شعر ہی کی تشریح میں حضرت سیدنا جنید بغدادی ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اگر ایک صدیق (**صدیق درجاتِ ولایت میں سب سے بلند ترین** درجہ ہے۔ جو کہ صحابہ کرام ؓ میں **صرف حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کو ہی عطا** ہوسکا۔ اور کچھ اولیائے کرام ؒ **کو بھی عنایت ہوا**) ایک ہزار برس تک ''متوجہ الی اللہ'' رہے۔ پس اگر وہ ایک لمحے کے لئے بھی غافل ہو۔ تو اس قلیل وقت میں اسے جو روحانی گزند پہنچے گا۔ وہ اس روحانی منفعت سے کہیں زیادہ ہوگا۔ جو اس نے (مسلسل جدوجہد مجاہدے اور مشقت کے بعد) ایک ہزار سال تک حاصل کیا ہوگا۔

کتاب ''**تذکرہ قادریہ**'' از حضرت پیر سید طاہر علاؤالدین بغدادی گیلانی ؒ میں فرماتے ہیں۔ کہ!

بسم الله الرحمٰن الرحیم. الحمد لله رب العالمین. والصلوٰة والسلام علیٰ خیر خلقه محمد واله و اصحابه اجمعین ۔ امابعد! اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔ **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون** ۔ (اور مَیں نے انسانوں اور جنوں کو اپنے عبادت کے لئے پیدا کیا) تاکہ وہ مجھے پہچانیں۔ اور میری ہی طرف مشغول ہوں۔

اسی طرح حضرت داؤد نبی ؑ نے پروردگار سے عرض کیا۔ کہ! اے باری تعالیٰ! (تُو نے) خلقت کو کیوں پیدا کیا؟ جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **کنت کنزا مخفیا واحببت ان اعرف فخلقت الخلق** ۔ (مَیں ایک مخفی خزانہ تھا۔ مجھے محبت ہوئی۔ کہ مَیں پہچانا جاؤں۔ بدیں وجہ، مَیں نے خلقت کو پیدا کیا) پس لفظ خلق کا اطلاق تمام مخلوق حتیٰ کہ پتھر۔ ریت اور مٹی وغیرہ پر ہے۔ مگر مقصود ومراد اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا۔ **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم**۔ (انسان کو مَیں نے نہایت اعلیٰ ترکیب اور صورت پر پیدا فرمایا) پس انسان کو معرفتِ خداوندی کے قابل بنایا۔ اور دل انسان کو اپنے آپ کے ظاہر کرنے کے لئے آئینہ بنایا۔ تاکہ خداوند تبارک وتعالیٰ انوارِ جمال کے حصول کے لئے انسان نیکی اور صلاحیت کی طرف متوجہ ہوں۔

حضرت بابائے انسان آدم ؑ کی مٹی اللہ تبارک وتعالیٰ کے دستِ قدرت نے چالیس ایام میں گندھی۔ اور خمیر کی گئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا۔ **فاذا سویته و نفخت فیه من روحی** ۔ (پھر جب میں شکل وصورت درست کرلوں۔ اور اس میں پھونکوں اپنا روح کہ میرا پیدا کردہ ہے) انسان کے درجہ کمال و بلند ترین احوال اور روشن ترن مقال کی طرف اشارہ ہے۔ اسی واسطے انسان تمام موجودات بلکہ ملائکہ مقربین سے بھی مخصوص شدہ ہے۔ لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حکم دیا ہے۔ ان پر کتابیں بھیجی ہیں۔ اور (اولوالعزم) پیغمبر ؑ مبعوث فرمائے۔

جیسا کہ پیغمبروںؑ میں سے ہر ایک پیغمبرؑ نے ان کو براہ راست دکھایا۔ اور سکھایا ہے۔ اور خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنی پیارے حبیب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو جملہ پیغمبروںؑ سے افضل و اعلیٰ منتخب فرما کر ان کو راہ ہدایت و توکل کی طرف لانے کے لئے بھیجا ہے۔ کیونکہ انسان خود بخود اپنے نفس کی اصلاح نہیں کرسکتا۔ اور معارفِ حقیقی کی طرف متوجہ نہیں ہوسکتا۔ (بقولِ علا شاعر)

سر سجدے میں، دل میں دغا بازی ہو
ایسے سجدے سے بھلا کیسے خدا راضی ہو

اذکار کے استفادہ کے حصول کے لئے پانچ طہارتوں کی ضرورت :

دورانِ ذکر، ذاکر کے لئے پانچ طہارتیں لازم ہیں۔ اس کے بعد ذکر کی تاثیر و برکت (اور فیوض و برکات) ذاکر کے روح و قلب میں سرایت کر جاتی ہے۔ طہارتِ چشم۔ ☆ طہارتِ گوش۔ ☆ طہارتِ لسان۔ ☆ طہارتِ شکم۔ ☆ طہارتِ صحبت۔

طریقِ اذکار : شیخ شرف الدین یحیٰی منیریؒ نے فرمایا ہے۔ کہ! ذِکر دراصل چار طرح کا ہوتا ہے۔

☆ پہلی صورت یہ ہے۔ کہ زبان تو ذکر میں ہمہ وقت مشغول رہے۔ مگر قلب غفلت کا شکار ہو۔

☆ دوسری صورت یہ ہے۔ کہ زبان کے ساتھ ساتھ قلب بھی ذکر میں مشغول رہے۔ تاہم دل کبھی کبھار غفلت کا شکار ہو جائے۔ مگر زبان بدستور ذکر ہی میں مشغول رہے۔

☆ تیسری صورت یہ ہے۔ کہ زبانِ جسم کے ساتھ زبانِ قلب برابر و موافق پوری طرح ذکر میں مشغول رہیں۔ لیکن کبھی دل اور کبھی زبانِ جسم غفلت کا شکار ہو ہی جائیں۔

☆ چوتھی اور آخری صورت یہ ہے۔ کہ! زبان بعض اوقات غافل اور بے کار ہو جائے۔ مگر قلب دائمًا ذکر میں حاضر و مشغول رہے۔ یہی مقامات کی انتہا ہے۔ کیونکہ اصل بات ہی ہمہ وقت حضوری و آگاہی کی ہے۔ اور یہی ذکر کی اصلیت و حقیقت ہے۔ بلکہ یہی وہ مقام و مرتبہ ہے۔ جہاں ذاکر اپنے قلب کی آواز کو ہر وقت سنتا ہے۔ اور سوائے ذاکر کے اس آواز کو اور کوئی نہیں سن پاتا۔ مگر بجز اُس کے کہ! جس کا قلب زندہ اور جملہ لطائف ہمہ وقت جاری ہوں۔

صبح کو باغ میں شبنم پڑتی ہے فقط اس لئے
کہ پتا پتا کرے تیرا ذکر باوضو ہو کر

مختلف الاقسام اذکار کے حاصل ہونے کی علامات :

☆ عارف ربانی شیخ عبدالکریم الجیلیؒ نے فرمایا ہے۔ کہ! ذِکر قلب حاصل ہونے کی علامت یہ ہے۔ کہ! ذاکر اپنے قلبی ذکر کو ہر وقت یا کبھی کبھار اپنی قوت و استعداد کے مطابق، ہر شئے سے یا پھر بعض اشیاء سے سنتا رہتا ہے۔

اول ما آخر ہر منتہی
آخر ما حبیب تمنا تہی

☆ ذکر روحی کے حاصل ہونے کی علامت و نشانی یہ ہے۔ کہ! ذاکر جملہ اشیاء سے کچھ مخصوص تسبیحات سنتا ہے۔ اور سوائے حق تعالیٰ کے اور کسی **فاعل** کو قطعًا نہیں دیکھتا۔ ☆ شیخ الطریقت شیخ احمد بن غیلان مکیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ذِکر قلب میں حضورِ حق اور حضورِ خلق دونوں برابر ہیں۔ جبکہ ذِکر روح میں حضورِ خلق کی نسبت حضورِ حق قدرِ غالب رہتا ہے۔ ☆ ذِکر سر میں ذاکر کو سوائے حضورِ حق کے اور کوئی حضوری نہیں ہوتی۔ ☆ ذِکر خفی یہ ہے۔ اپنا وجود اپنی ہی روح میں مخفی ہو جائے۔ جس طرح کائنات سر میں مخفی ہو جاتی ہے۔

یاد رہے کہ بعض مشائخ نے فرمایا ہے۔ کہ! مبتدی کے واسطے ذِکر کرنا۔ متوسط کے واسطے تلاوتِ قُرآنِ پاک۔ جبکہ منتہی کے واسطے نمازِ نفل سالکین کے مناسب حال ہیں۔ (مگر یاد رہے۔ کہ! یہ لازمی نہیں۔ کہ مبتدی صرف ذکر میں تو مشغول رہے۔ جبکہ ادائیگیء نوافل اور تلاوتِ قرآن سے غفلت برتے۔ بلکہ ذکر زیادہ کرے۔ اور نوافل و قرآن خوانی کو بھی جاری رکھے)

تلقینِ ذِکر :

جامع راحت القلوب جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ اپنے پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ بعض مشائخِ عُظام جیسے کہ خواجہ فضیل عیاضؒ اور خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا ہے۔ کہ پیرِ طریقت پہلے اپنی ٹوپی مُریدِ صادق کے سر پر رکھے۔ پھر اس کے بعد تلقینِ ذِکر کرے۔ اور ذکر تین ہیں۔ (شروع میں اِن اذکار کو تین۔ تین سو مرتبہ پڑھا جائے۔ عشرے یا دو عشروں بعد ہر ذکر کو کم از کم ایک ہزار مرتبہ پڑھنا چاہیئے۔ تا کہ قلب زندہ ہو جائے)

اوّل۔ **لا الہ الا اللہ**۔ دوئم۔ **سُبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر**۔

سوئم۔ **یا حی یا قیوم**۔

اگر پہلا ذکر اختیار کیا جائے۔ تو اس کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ نو مرتبہ **لا الہ الا اللہ** . کہے اور دسویں دفعہ **محمد رسو ل اللہ** (صلی اللہ علیہ وسلم) کہے۔ پھر اکیس مرتبہ **سُبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر**. کہے۔ بعد ازاں تیس مرتبہ **یا حی یا قیوم** کہے۔ لیکن یہ سب اس طرح پڑھنا چاہیئے۔ کہ حاضرین بھی سُنیں۔ اور ذوق حاصل کریں۔ لیکن ایسے چیخ کر نہیں۔ کہ دوسروں کے گھروں تک آواز جائے۔

درکوئے تُو عاشقاں چناں جان بدہند کانجا ملک الموت نہ گنجد ہرگز

(تیری گلی کے عشاق اس طرح اپنی جان دے دیتے ہیں (اے اللہ) کہ! وہاں موت کا فرشتہ بھی ہرگز نہیں سماتا)

ذکر کی تعریف :

ذِکر کے معنی کسی کو یاد کرنے کے ہیں___اذکار در اصل ذِکر کی جمع ہیں۔ ذِکر کے پانچ انداز یا طریقے ہیں۔

1۔ **ذِکر اللسان لقلقة** یعنی ذِکر لسانی (زبان سے) 2۔**ذِکر القلب وسوسة** یعنی ذِکر قلبی (بخیال و تصور)

3۔ **ذِکر الروح مُشاهدة** یعنی ذِکر روحی (مشاہدہ) 4۔ **ذِکر السر مُعائنة** یعنی ذِکر سری (معائنہ)

5۔ **ذِکر الخفی مُغا ئبة** یعنی ذِکر خفی (فنائیت)

1۔ **ذِکر اللسان لقلقة** یعنی ذِکر لسانی (بزبانِ جسم) : جب کوئی عاشق دور افتادہ اپنے معشوق مسافر کا زبانی ذکر کرتا ہے۔ تو اس کو ذکر لسانی کہتے ہیں۔

2۔ **ذِکر القلب وسوسة** یعنی ذِکر قلبی (بخیال و تصور) : جب کوئی عاشق اپنے معشوق مسافر کے آنے کی خبر سن کر دل ہی دل میں سوچتا ہے۔ تو اسے ذکر قلبی یعنی وسوسہ کہتے ہیں۔

3۔ **ذِکر الروح مُشاهدة** یعنی ذِکر روحی (بمشاہدہ) : جب کوئی عاشق اپنے معشوق مسافر کو قریب سے دیکھ لیتا ہے۔ تو اسے ذکر روحی یعنی مشاہدہ کہتے ہیں۔

4۔ **ذِکر السر مُعائنة** یعنی ذِکر سری (بمعائنہ) : جب کوئی عاشق اپنے معشوق مسافر سے شرفِ کلام حاصل کرتا ہے۔ تو اسے ذکرِ سری یعنی معائنہ کہتے ہیں۔

5۔ **ذِکر الخفی مُغا ئبة** یعنی ذِکر خفی (فنائیت) : کوئی عاشق اپنے معشوق مسافر کے وصال میں سب کی فراموشی اور اپنی فنا کا نام ذکرِ خفی یعنی مغائبہ ہے۔

وہ سجدہ ، جس سے روحِ زمیں کانپ جاتی ہے اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

اس ضمن میں مؤلف کتاب ہٰذا (**فقیر عبدالرؤف القادری**) قارئینِ کتاب کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ! **تعلیماتِ** سروریہ قادریہ (درسلسلہ **حضرت سلطان باہو**ؒ) میں ذِکر کے دو طریقوں کی وضاحت فرمائی ہے۔ ا۔ ذِکر باللسان۔ ۲۔ ذِکر بالجنان۔

ذِکر باللسان :

ذکر باللسان میں زبان سے ذکر کیا جاتا ہے۔ اور اِس ذِکر میں زبان و ہونٹ استعمال ہوتے ہیں۔

ذکر بالجنان :

اور ذکر بالجنان میں قلب و تصور سے ذِکر کیا جاتا ہے۔ جس قدر قوت تخیل اور تصور میں پختگی ہو گی۔ اُسی قدر ثمرات بھی لازماً منعقد ہوں گے۔ اور اِن دو طریقوں کو اللہ تعالیٰ نے قُرآنِ مجید فرقانِ حمید میں اس طرح ذِکر فرمایا ہے۔ **الم نجعل له عينين o و لسانا و شفتين o وهدينٰه النجدين o** (سورہ بلد، آیت نمبر 8 سے 10) ترجمہ: کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہیں بنائیں۔ زبان اور ہونٹ نہیں بنائے۔ اور ہم نے اس کو دونوں راستے دکھا دیئے۔

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ، ایماں کی حرارت والوں نے
مَن اپنا پرانا پاپی ہے ، برسوں میں نمازی بن نہ سکا

آگے چل کر سلسلہ سروری قادری کے بزرگان فرماتے ہیں کہ زبان اور ہونٹوں کا راستہ ظاہری ذِکر (ذِکر باللسان) کا ہے۔ اور

دونوں انکھوں (چاہے وہ بند ہوں یا کھلی ہوں) سے ذِکر تصور وتفکر کے راستے کو ذِکر جنان تصور کیا گیا ہے۔ اسی لئے تو طالب کو تصور وتفکر کے راستے سے دیدار، مشاہدہ ومعائنہ نصیب ہوتا ہے۔ جملہ اذکار سے افضل واعلیٰ واکمل اتم اور جامع ترین ذکر دراصل انکھ کا ذکر ہی ہے۔ لہذا اِس عظیم سلسلہ عالیہ (سروری قادری) میں تصور اسم ذات (اللہ) باقی تمام اذکار واشغال کا اصل، مغز اور نچوڑ ہی ہے۔ اس کے علاوہ باقی ذکر کے طریقے ثانوی حیثیت کے حامل ہیں۔

(یاد رہے۔ کہ!) چکنی میٹھی، تیکھے مصالحہ جات والی اور کھٹی چیزیں کم سے کم استعمال کرنے، زیادہ تر تاریکی میں رہنے اور ہر وقت بحالت وضو رہنے کی وجہ سے بہت اچھے، گہرے اور زود اثر، اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مراقبے، مشاغل اور اذکارِ ضربیہ میں عمل تنفس کی وجہ سے اثرات بہت جلد رونما ہوتے ہیں۔

ذکر واذکار کے ضمن میں **حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ** فرماتے ہیں۔ کہ! جو شخص بوقتِ ذکر اللہ تعالیٰ کے ذکر کو نہیں سن پاتا۔ اس کا ذکر (درحقیقت) ذکر نہیں ہوتا۔ کیونکہ! اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ کہ! اگر تم مجھے یاد کرو گے۔ تو مَیں (بھی یقیناً) تمھیں یاد کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی یاد کے لئے سننا لازمی ہے۔ اور ظاہرًا استماع ذکرِ حق کا مطلب دعوتِ حق جذبے کے طریقے سے حاصل کرنا ہے۔

حضرت شیخ نجم الدین الکبریٰؒ اس آیت (**فاذکرونی اذکرکم ۔۔۔**) کے دو معنی بیان فرماتے ہیں۔ کہ! اول تو یہ ہے۔ کہ! اگر تم مجھے یاد کرو گے۔ تو میں تمھیں یاد کروں گا۔ (بلکہ اللہ تعالیٰ تو اس سے کہیں بلند ترین ذات ہے۔ کہ) میں تمھارے ذکر سے بلند تر ذکر سے تمھیں یاد کروں گا۔ کیونکہ! اللہ تعالیٰ کے کئی مراتب ہیں۔

اول درجہ ''**مرتبہ نطقِ ظاہری**'' کا ہے۔ جس میں کہ الفاظ اور عبارت ہوتی ہے۔ نطق ظاہری کے دو درجات ہیں۔ بولنا اور سوچنا۔

جبکہ دوئم درجہ ''**مرتبہ نطقِ باطنی**'' کا ہے۔ نطقِ باطنی کا مفہوم ''ادراک'' ہے۔ اور ادراک کے کئی درجات ہیں۔ پہلا درجہ ''**ادراکِ ایمانی تصدیقی**'' کا ہے۔ اور یہ گویا کہ ذکر کی صورت ہے۔ جبکہ دوسرا درجہ ''**ادراکِ تصویری وجدانی**'' کا ہے۔ جو کہ جھوٹے خداؤں کے فنا ہونے کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے بھی کئی درجے ہیں۔ (بہر حال) خداوندِ حقیقی سے قرب کے درجوں کے مطابق مالوفات اور مانوسات کے درجے ہیں۔ کیونکہ! جس قدر مالوفات (الفت) سے بیکانگی ہوگی۔ تو بساطت اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ اور حق سبحانہٗ تعالیٰ جو کہ بسیطِ حقیقی ہے۔ اس سے اتنی ہی قربت زیادہ ہوگی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اور جس قدر اللہ تعالیٰ سے قربت زیادہ ہوگی۔ اس کی معرفت وعرفان اتنا ہی زیادہ، وسیع اور صحیح ہوگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

اسی آیت (**فاذکرونی اذکرکم ۔۔۔**) کے دوسرے معنی یہ ہیں۔ کہ! تم مجھے قولاً وفعلاً یاد کرو گے۔ تو مَیں تمھیں ایسے عطیے سے یاد کروں گا۔ جو کہ اس کے مناسب ہوگا۔ حضرت شیخ نجم الدین الکبریٰؒ مزید فرماتے ہیں۔ کہ! ذکرِ خداوندی کے بیان کو ہم ایک اور طریقے سے بھی ادا کر سکتے ہیں۔ مثلاً ذکر خداوندی سے مراد ایک روح کے پرندے کو اپنے جذب سے بلانا ہے۔ جیسے کہ ایک شکاری کسی بھوکے جانور کو کوئی چیز مثل خوراک دکھا کر اپنی جانب بلاتا ہے۔ جو بھی ذکر اس خوبی سے خالی ہوگا۔ اس ذکر کا کوئی اعتبار نہیں۔ بلاشبہ وہ مقبولیت کے زیور سے معرا ہوگا۔

اذکار ومشاغل اور مراقبات میں فوائد کا حصول: (روحانی حصار)

ذکر واذکار، مشاغل ومراقبات میں وساوس وخیالات سے نجات حاصل کرنے کا مجرب المجرب طریقہ دراصل **حضرت سلطان باھوؒ** سے منقول ہے۔ جس کو **حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ** نے رفاہِ عام کے لئے عیاں فرما کر بڑی شرح وبسط سے اپنی تصانیف میں مزین فرما کر عوام النّاس کو اس کے بے حد وبے شمار فوائد ونتائج سے آگاہی عطا فرمائی۔ **جزاک اللہ بالخیر**۔ (بقولِ عارف مولانا جلال الدین رومیؒ)

بر زُبانِ تسبیح و در دل گاؤخر　　　　ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

جب کوئی شخص تصور اسم ذات کے لئے، لطائف وقلب جاری کرنے کے لئے، ذکر واذکار یا مشاغل ومراقبات کے لئے بیٹھتا ہے۔ تو دل میں نفسانی وشہوانی خواہشات، غیر خیالات، دنیاوی تفکرات، ذہنی خلفشار، نامساعد حالات وواقعات، ظاہری وباطنی وساوس اور شیطانی خیالات کا راستہ بند کرے اور اذکار ومشاغل اور مراقبات سے پوری طرح مستفید ہونے کے لئے اگر اپنے اوپر ذیل کا حصار کر لیا جائے۔ تو فیوض وبرکات کے باب کھل جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ حصار کے لئے درج ذیل اوراد ووظائف سے کام لیا جاتا ہے۔

لہذا بوقت تصور اسم ذات ''**اللہ**'' سے بھرپور طریقے سے مستفید ومتنفع ہونے کا یہ طریقہ انتہائی بے مثال ہے۔ کہ! صاحب تصور اسم ذات ''**اللہ**'' کو چاہیے۔ کہ باوضو پاک صاف کپڑے پہن کر پاک جگہ میں تنہا آلتی پالتی مار کر مربع ہو کر قبلہ رُخ ہو بیٹھے۔ اور دل کو تمام غیر خیالات دنیوی تفکرات وماسویٰ خیالات سے خالی اور فارغ کر دے۔ اور ظاہری وساوس شیطانی وخطرات نفسانی کا راستہ بند کرنے کے لئے اپنے اوپر ذیل کا حصار کر لے۔ یعنی کہ!

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ السَّمِیۡعِ الۡعَلِیۡمِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ		7 مرتبہ۔
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔		19 مرتبہ۔
درود وسلا م معه تسمیه ۔		3 مرتبہ۔
سورۃ فاتحه معه تسمیه ۔		3 مرتبہ۔
آیت الکرسی معه تسمیه ۔		3 مرتبہ۔
آخر سورۃ بقرۃ معه تسمیه ۔	(اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَا ۔۔۔۔۔۔ تا آخر)	3 مرتبہ۔
آخر سورۃ مومنون معه تسمیه ۔	(اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا ۔۔۔۔ تا آخر)	3 مرتبہ۔
سورۃ کافرون معه تسمیه ۔		3 مرتبہ۔
سورۃ اخلاص معه تسمیه ۔		3 مرتبہ۔
سورۃفلق معه تسمیه ۔		3 مرتبہ۔
سورۃ والناس معه تسمیه ۔		3 مرتبہ۔
درود و سلام معه تسمیه ۔		3 مرتبہ۔
کلمه تمجید معه تسمیه ۔		3 مرتبہ
کلمه توحید مع تسمیه	(وہ حصہ جو تسبیح فاطمہؓ میں فرض نماز فجر وعصر کے بعد پڑھا جاتا ہے)	3 مرتبہ
کلمه طیبه	(شروع میں صرف ایک بار تسمیہ)	3 مرتبہ
استغفار	(شروع میں صرف ایک بار تسمیہ)	3 مرتبہ
سلٰم قف قولا من رب رحیم	(شروع میں صرف ایک بار تسمیہ)	3 مرتبہ
والله المستعان علی ماتصفون	(شروع میں صرف ایک بار تسمیہ)	3 مرتبہ

اِن تمام اوراد ووظائف میں سے ہر ایک کو انفرادی طور پر **3-3** بار پڑھ کر سینے پر دم کرتے رہنا ہے۔ اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر دم کر کے تمام چہرے پر پھیرتے رہنا ہے۔ اور اس کے بعد تمام بدن پر پھیر دیں۔ تا کہ کلی فوائد حاصل ہوسکیں۔ بعدہٗ ذکر واذکار، اوراد و وظائف، مشاغل و مراقبات جو بھی کرنا ہو کریں۔ اگر مراقبہ یا تصور کرنا ہو تو آنکھیں بند کریں۔ انشاءاللہ تعالیٰ کلی فوائد حاصل ہوں گے۔

ایک ذِکر سے دوسرے ذِکر کی طرف منتقلی :

جب ایک ذِکر سے دوسرے ذِکر کی طرف منتقلی مقصود ہو تو صاحب ذِکر کو چاہیئے کہ! یہ اوراد پڑھے۔

☆ **اللهم انی اعو ذبک من ان اشرک بک شیئا و انا اعلم به و استغفر ک لما لا اعلم به تبت عنه و اقول لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ ۔** تین مرتبہ۔

☆ **استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم غفا ر الذنوب ستار العیوب و اتوب ا لیه و اسئا له التو بة . انک انت الغفو ر الر حیم ۔** اکیس مرتبہ۔

☆ **اللهم صل و سلم علٰی سیدنا محمد قد ضاقت حیلتی ادر کنی یا رسول الله یاحبیب الله یا نبی الله یا رحمة اللعا لمین ﷺ .** گیارہ مرتبہ (یا طاق مرتبہ)۔

☆ **بسم الله الر حمٰن الر حیمOلا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ** سات مرتبہ۔

جب ذکر سے تھک جائے۔ تو تھوڑی دیر خاموش ہو کر ''متوجہ الی اللہ تعالیٰ'' ہو جائے۔ پھر ذکر ''الا اللہ'' کا اس قدر تکرار کرے۔ کہ دوبارہ تھک جائے۔ پھر خاموش اور متواضع ومتوجہ ہو کر بیٹھ جائے۔ پھر دَم لے کر ''ذکر اللہ'' میں ایسا مشغول ہو کہ محویت و استغراق کی حد درجہ کیفیت طاری ہو جائے۔

میری دُعا : **اللهم انی اسئا لک من فضلک و کر مک و رحمتک و مغفر تک۔ فا نه لا یملکها الا انت** ۔ اے اللہ عزوجل! مَیں آپ سے آپ کا فضل، کرم، رحمت اور مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔ بے شک! آپ کے سوا اس کا کوئی (دوسرا) مالک نہیں۔

ذکر و فکر یا مشاغل و مراقبہ کے مبادیات :

کوئی سالک چاہے ذکر میں ہو، شغل میں، مراقبہ میں ہو یا کسی بھی عبادت میں ہو۔ سب میں ہو یا تنہا ہو۔ ہمہ وقت اسی تصور و تخیل میں رہے۔ کہ! ''اللہ تعالیٰ '' یہاں پر حاضر و موجود ہے۔ اور وہی ہر امر کا حقیقی اور واحد کارساز ہے۔ اور مَیں بندہ ء ناچیز و محتاج اسی ذات وحدہٗ لا شریک کے حضور میں ہوں۔ وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ سن رہا ہے۔ میرے ہر، ہر قول و فعل، تصور و تخیل، ارادے و نیت سے سو فیصدی واقف ہے۔

جب یہ تصور و تخیل خوب پختہ ہو جائے گا۔ تو سالک میں تقوٰی (پرہیز۔ اللہ تعالیٰ کا حقیقی ڈر و خوف) پیدا ہو جائے گا۔ اور سالک ہر صغیرہ و کبیرہ گناہ سے بچنا شروع ہو جائے گا۔ تو اُس وقت سالک کا ہر ذکر، شغل و مرقبہ اور عبادت میں خوب خشوع و خضوع پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ راضی برضا ، متوکل علی اللہ، متقی اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا ہر ایک سے لا یحتاج و بے نیاز ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اُسے من جانب رب یزداں دینی و دنیوی فوائد و ثمرات ملنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور اُسے فتوحات حاصل ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اور اُس کے ہر قول ع فعل اور اذکار و مشاغل اور عبادات و ریاضات میں عجیب سی لذت اور بے شمار خیر و برکت پیدا ہو جاتی ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

ذِکر سے پہلے کے مبادیات :

ایک تنگ و تاریک جگہ میں تنہا سیدھی پشت کر کے قبلہ کی جانب منہ کر کے بیٹھ جائے۔ اور دونوں آنکھیں بند کر کے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ یادِ الٰہی میں ایسا مشغول و مصروف ہو۔ کہ! اذکار کی گرمی ذاکر کے تمام گوشت و پوست، خون و استخوان اور رگ و پے میں نفوذ پذیر ہو کر اپنا بھرپور اثر کر جائے۔ تو اِس وقت ذاکر کی تیسری آنکھ کھلنے کی وجہ سے مخفی انوارات و مکاشفات اور مختلف الاقسام اسرار و رموز ظاہر ہوتے ہیں۔ جن سے کہ حجابِ قلبی بھی رفع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ محض زبانی شور و غُل سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ بہر حال اِن اذکار کو بالترتیب سات طریقوں یا انداز میں بھی کیا اور پہچانا جاتا ہے۔ جس کی تفصیلات یہاں پر بیان کی جاتی ہیں۔

نشست اور ذِکر کا عظیم النفع اور کثیر البرکۃ طریقہ ء کار :

اِسی طریقہ ء کار کو خوب سمجھنا چاہیئے۔ جیسا کہ اگلے بزرگوں اور مشائخ نے بتایا ہے۔ کہ پالتی مار کر بیٹھے۔ اور بند کیماس کو بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے مضبوط پکڑے۔ اور دونوں ہاتھ دونوں زانوؤں پر اس طرح رکھے۔ کہ انگلیاں کھلی رہیں۔ تا کہ اِن سے اللہ تعالیٰ کا نقش ظاہر ہو سکے۔

سر کو بائیں زانو کی طرف اِتنا جھکائے۔ کہ داڑھی خنصر قدم (پاؤں کی چھنگلیاں) تک پہنچ جائے۔ اور یہیں سے ذکر ''**لاالـہ الاالـلـہ** '' کا آغاز کرے۔ پھر زانوئے راست کی طرف سر لا کر سیدھے شانے کی طرف لے جائے۔ تا کہ سر اور کمر برابر ہو جائیں۔ اور ذرا سر دائیں شانے سے پشت کی طرف مائل کرے۔ اور وہاں تیراندازوں کی طرح واپسی پر جیسے ''**لاالـہ الاالـلـہ** '' کی آواز اوپر کی جانب گئی تھی۔ اسی طرح نیچے کی طرف لے آئے۔ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ! جو مقدار نفی ہے۔ وہی مقدار اثبات ہے۔ جب ''لا الٰہ'' کہے۔ تو نفی اور بطلانِ غیر کا تصور و تخیل کرے۔ اور جب ''الا اللہ'' کی ضرب لگائے۔ تو واجب الوجود کو ثابت جانے۔ جب اسی طرح سے ذِکر کرتا رہے گا۔ اور وجودِ اعیان کی نفی کرے گا۔ اور عین کو ثابت جانے گا۔ اور جب یہ فکر قرار پائے۔ تو مسلسل ''**لاالـہ الاالله** '' کہے۔ تا کہ سالک بے خود ہو جائے۔ اور جب جدائی پیدا ہووے۔ تو بے اختیار بخت بیدار ہو گا۔ اور ارادتِ باطن حاصل ہو گی۔ (ان شاء اللہ) جب دس پندرہ یا بیس مرتبہ کہہ چکے۔ تو تصور میں ''محمد رسول اللہ ﷺ'' (لازمی) کہے۔ کیونکہ! اگر خطرہ ء محل دیگر میں چلا جاتا ہے۔ تو واپس آجاتا ہے۔

جلسہ و قاعدہ در دو (02) ضرب اس طرح سے کرے۔ کہ! پہلے ایک ضرب دائیں زانو پر اور ایک ضرب دونوں زانوؤں کے درمیان لگائے۔ اور پے در پے یہی مشق جاری رکھے۔ تا کہ فناء فی اللہ حاصل ہو جائے۔ پہلی ضرب مدوِّر ''لا الٰہ اللہ'' اور دوسری ضرب ''الا اللہ'' کی لگائے۔ جب سالک و طالبِ صادق ذکرِ جہری سے تھک جائے۔ تو پھر ذِکر '' **لا الہ الا اللہ** '' خفیہ کرے۔ جسے کے بزرگ ''پاس انفاس'' کہتے ہیں۔ ذِکر پاس انفاس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! جب سانس باہر آئے۔ تو ''لا الٰہ'' کہے۔ اور جب سانس لے۔ تو ''الا اللہ'' کہے۔ (یاد رہے۔ کہ) سانس باہر جاتے وقت مقعد و معدہ اوپری جانب کھینچے۔ اور پیٹ کو پیٹھ کی طرف لے جا کر آندھی کی طرح تیزی سے ''لا الٰہ'' کہے۔ تا کہ قلب میں حرارت پیدا ہو۔ اور ماسوای اللہ جل کر خاکستر ہو جائے۔ اور جب سانس اندر جائے۔ تو اس کے ساتھ ''الا اللہ'' کہے۔ اور اندرونی سانس کو ''الا اللہ'' کے ساتھ کھینچے۔ تا کہ پیٹ پھول جائے۔ اور سختی حاصل ہو۔ اگر اس طرح تو سالک کو بہت نفع اور فائدہ حاصل ہو گا۔ (ان شاء اللہ) دوسری بات یہ ہے۔ کہ! جب ''لا الٰہ'' سانس کی قید میں ثقیل معلوم ہو۔ تو سانس نکالتے وقت لا الٰہ کے بجائے ''ہا'' کہے۔ اور سانس لیتے وقت الا اللہ کے بجائے ''ہو'' کہے۔ کیونکہ! یاد رہے۔ کہ! ذِکروں میں ''ہُوْ'' سرِّ ی عظیم ہے۔ اور نشانِ تعین و لاتعین ہے۔ (بہر حال) یہ حال و کیفیت عمل و مشق سے ہی ظاہر ہوں گے۔

جب سالک ''نفی اثبات'' سے گزر جائے۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ! ذِکراثبات میں مشغول ہو۔ اور ہر طرف اثبات کرے۔ کہ! **لمن الواحد املک للہ الواحد القھار** کل قیامت میں سماعت کرے گا۔ اور اسی ذکر کی اتنی مداومت کرے۔ کہ جلد ہی بغیر کان لگائے اسی ذکر کو خود سن سکے۔۔۔ بہرحال! جب سالک ذکراثبات سے گزر جائے۔ تو ذکراسمِ ذاتی میں مشغول ومنہمک ہو۔ اور دیوانہ وار ''اللہ اللہ'' کہے۔ جیسے کہ وحی سے قبل بآوازِ بلند آنحضرت نبی مکرم ﷺ کیا کرتے تھے۔

اے عزیزِ من! تُو تو تمام بشریت ہی ہے۔ ایسی کوشش کر۔ اور عمل کر۔ کہ تجھ سے آثارِ بشریت مرتفع ہو جائیں۔ اور تُو متصف بصفات اللہ ہو جائے۔ اور تجھے ''**تخلقوا با خلاق اللہ**'' کا نتیجہ (یعنی درجہ ومقام ومرتبہ) حاصل ہو۔ طریقہ یہ ہے۔ کہ! روقبلہ بیٹھے۔ دائیں شانے سے بائیں شانے تک سر کو گھماتا ہوا لائے۔ اور اسمِ ذات ''اللہ'' شدت وسرعت سے کہے۔ اور ہر مرتبہ اسمِ ذات ''اللہ'' اسمائے حسنیٰ میں سے ایک ایک اسم کے ساتھ متصف ہوتا جائے۔ اس طریقہ سے کہ! اہ ماہ ق اہ س۔۔۔ الیٰ اخرہ۔

جب سالک اس سے بھی آگے بڑھے۔ تو وہ اراکینِ ثمانیہ میں مشغول ہو۔ کیونکہ! یہ ذِکرِ قلب کی کلید ہے۔ جبکہ دیگر کوئی ذِکر معہ ریاضتِ کاملہ کے ایک برس تک بھی کر لیا ہو۔ اگر اس کی کوشش صدق واخلاص کے ساتھ کرے۔ تو سال بھر کے ذکر کے فتح باب کے برابر مقصد میں کامیابی حاصل ہوگی (اِن شاءاللہ) بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ! یہ وہی ذکر ہے۔ جو حضرت ضعرف صادقؒ نے حضرت بایزید بسطامیؒ کو عطا کیا تھا۔ جب کوئی رکن ارکان میں سے بغیر تصور وتصدیق جاری ہو تو ''**ثبات ولا یفتح بہ ایں تفصیل برزخِ صُغریٰ و کبریٰ و ذات و صفات و شد و مد و تحت و فوق و ملاحظہء**'' مذکورین ایک ایک میں تصور کرے۔ تاکہ ایک ہو جائے۔ اور اس کو ایسی قوت جانے۔ اور اتنی سختی کرے۔ کہ اِن میں سے کوئی ایک بھی نہ رہے۔ ہویت خالص ہو جائے۔ جب اس مقام سے تنزل کرے۔ تو ایک دَم عالمِ سفلی میں جا کر نہ گرے۔ بلکہ ''احدیت الجمع'' میں جا پہنچے۔ اور ذات وصفات کی تجلی ہو۔ سوئی کان کو اپنے فعل سے بنائے۔ طریقِ ذِکر اِن حروف سے منسوب ہے۔ ب اص ت م م ف۔ (بقولِ شاعر)

برزخ ذات و صفات و شد و مد و تحت و فوق
می نماید طالباں را کل نفس ذوق و شوق

اذکار کا دار ومدار، مقامات ومختصر تفصیلات :

چونکہ انسانی دل گنجینہء اسرارِ الٰہی اور خزینہء انوارِ لامتناہی ہے۔ اور پردہ ہائے ظاہری وباطنی میں مستور ومحجوب ہے۔ پردہ ہائے باطنی قولِ نبی مکرم ﷺ سے واضح طور پر ظاہر ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! **ان فی جسد ابن مضغة و فی المضغة فؤ اد و فی الفؤاد ضمیر و فی الضمیر سر و فی السر اَنَا** ۔ پردہ ہائے ظاہری وپردہ ہائے باطنی پر آویختہ ہیں۔ اور انسانی دل دونوں پستان کے درمیان بائیں جانب کو جھکا ہوا ہے۔ جبکہ اس پر چربی کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ ان پردوں کے علاوہ مزید تین اور پردے بھی حائل ہیں۔ کہ اس کو اپنی جگہ سے ہلنے نہیں دیتے۔

1۔ ذِکر لسانی در عالم ناسوت :

ذِکر **لسانی** کی سند **زبان** سے کلمہ طیبہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** (ﷺ) کہنا ہے۔ کیونکہ! اِسی ظاہری شرع شریف پر اس ذِکر کا کامل دارومدار ہے۔ اور ویسے بھی اِس اُمت کا سب سے عظیم ترین تُحفہ بھی یہی کلمہ طیبہ ہی ہے۔ اس ذِکر کا کامل دارومدار **دخولِ اسلام** پر ہے۔ یعنی ایک عام بندہء خدا زبان سے کلمہ پڑھے۔ اور دل میں اس کلمہ کو من وعن اقرار کرے۔ کیونکہ! یہی پہلا زینہء ''**شریعت**'' ہے۔ جس کے بعد ایک عام انسان بفضلِ الٰہی مسلمان ہو جاتا ہے۔

سالک کو چاہیئے۔ کہ! ذِکرِ زبانی ناسوتی ''**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**'' میں ایسا محو ومشغول ہو۔ کہ سالک کی زبان پر ہر لمحہ بحالت بیداری اس ذکر کے علاوہ کوئی دوسرا ذکر نہ ہو۔ تاکہ وہ ترقی کر کے ذکر قلبی ملکوتی میں جا سکے۔ اسی ذکر کے مسلسل کرنے سے نفسِ امارہ سے جان چھوٹ جاتی ہے۔ اور بندہء خدا سیر الی اللہ حاصل کر لیتا ہے۔

بعض اہلِ طریقت نے اپنی تحقیق وجستجو کے لئے تجربات بھی کئے ہیں۔ اگر کوئی شخص اسرارِ الٰہی اور تجلیاتِ انوارِ لامتناہی کا معائنہ ومشاہدہ کرنا چاہے۔ تو چاہیئے۔ کہ! سالکِ معرفتِ الٰہیہ ابتدائے ایام میں صبح وشام، دن ورات اس قدر ذِکرِ الٰہی (ذِکر اللہ لسانی) میں محو ومشغول اور مگن ہو جائے۔ کہ ذِکر کی کثرت کی وجہ سے رقت طاری ہو کر باطن میں آگ سی لگ جائے۔ اور اس کی حرارت سے جملہ حجابات ہٹ جائیں گے۔ جس سے دل مدور، دل عبرت، دل صنوبری اور دل نیلوفری (چاروں قلوب بالکل) یکساں ہو جائیں گے۔ جس کے بعد اسرارِ علوی یک رنگ ظاہر ہوں گے۔ اور مشاہدہ ومکاشفہ اور تلوین وتمکین نہایت لذت ومزے کے ساتھ حاصل ہوں گے۔ یاد رہے۔ کہ! جب تک دل اپنی جگہ پر نہ آئے۔

ذِکرِ الٰہی برابر کرتے رہیں۔ جونہی کچھ رمق وحرکت بائیں طرف سے غائب ہو اور سینہ کے نیچے ناف سے کچھ اوپر ظاہر ہو۔ تو سمجھ لیں۔ کہ! دل اپنی جگہ پر پہنچ گیا ہے۔ اس حال میں ذاکر کا دل ہر حال میں ذاکر ہوگا۔ سالک چاہے سو رہا ہو یا جاگ رہا ہو۔ خواہ خاموش ہو یا محوِ کلام ہو۔ ہر وقت اس کا ذکر جاری وساری رہے گا۔ ایسا سالک کسی بھی وقت غافل نہ رہے گا۔ بلکہ ہر وقت ذکر کرتا رہے گا۔ وقت بے وقت اپنے حق سے ہوشیار رہے گا۔ ذِکرِ جہر کی انتہا یہیں تک ہے۔

خاموشی میں طبیعت اور بھی سنگین ہوتی ہے   تڑپ اے دل! تڑپنے میں ذرا سی تسکین ہوتی ہے

2۔ ذِکرِ قلبی در عالم ملکوت :

ذِکر **قلب** کی سند **دِل** سے کلمہ **لا الہ الا اللہ** کہنا ہے۔ کیونکہ! اس ذِکر کا کامل دارومدار **طریقت** پر ہے۔ سالک جب ذکر زبانی ناسوتی سے ترقی کر کے مقامِ قلب پر آتا ہے۔ تو اس کا ذکر بالفکر یعنی ذکرِ قلبی ملکوتی ''**لا الہ الا اللہ**'' ہو جاتا ہے۔ چنانچہ پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ! اِس ذکر میں سالک کو ایسا مشغول ومحو ہو جانا چاہیئے۔ کہ! ''لا الٰہ'' کی نفی ہو جائے۔ اور اثبات ''الا اللہ'' کے سوا کچھ بھی نہ رہے۔ بہرحال اسی ذکر کی مسلسل تکرار سے بندہ ءِ خدا کی نفسِ لوامہ سے جان چھوٹ جاتی ہے۔ اور اسے سیر اللہ حاصل ہو جاتی ہے۔

ذِکرِ جہر کی انتہا سے آگے ذِکرِ قلبی کا آغاز ہوتا ہے۔ جب عنایتِ الٰہی اور ہدایتِ مرشد سے اس مقام پر کوئی سالک پہنچتا ہے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ! اپنا کام معائنہ سے کرے۔ کیونکہ! **و المعائنۃ رؤیۃ اللہ تعالیٰ بلا حجاب** ۔ ذِکرِ قلبی کا طریق حضرت علی المرتضیٰ ؓ کو آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے سکھایا تھا۔ حضرت علی شیرِ خدا ؓ سے منقول ہے۔ کہ! آپ ؓ نے اپنا تعشق اور محبتِ الٰہی جناب آنحضرت نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہوئے عرض کیا۔ کہ! مجھے راستہ بتایئے۔ چنانچہ ایک حدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے۔ کہ! حضرت علی ؓ نے آنحضرت نبی مکرم ﷺ سے عرض کیا۔ (کہ!) یارسول اللہ ﷺ ! مجھے اللہ تعالیٰ سے ملنے کا آسان اور افضل راستہ بتلایئے۔ (تو) آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے علی ؓ! ہمیشہ خلوت میں اللہ تعالیٰ کا ذِکر کیا کریں۔ (تو) حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے عرض کیا۔ کیسے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ دونوں آنکھیں بند کر کے بیٹھیں۔ اور مجھ سے سنیں۔ پھر آپ ﷺ نے تین مرتبہ ''**لا الہ الا اللہ**'' فرمایا۔ اور حضرت علی ؓ نے سُنا۔ پھر حضرت علی ؓ نے (بھی) تین مرتبہ (لا الہ الا اللہ) کہا۔ اور آپ ﷺ نے سُنا۔ (یاد رہے۔ کہ!) اہلِ طریقت حضرات ذِکرِ قلبی کی سند اسی حدیث اور واقعے سے لیتے ہیں۔

3۔ ذِکر روحی در عالم جبروت:

ذِکر **روح** کی سند **مشاھدہ** سے کلمہ **الا اللہ** کہنا ہے۔ کیونکہ! اس ذِکر کا کامل دارومدار **معرفت** پر ہے۔ سالک جب ذکر قلبی ملکوتی سے ترقی کر کے روح (لطیفہ ءِ روح) پر آتا ہے۔ تو اس کا ذکر بالفکر یعنی ذکر روحی جبروتی ''**الا اللہ**'' ہو جاتا ہے۔ سالک کو چاہیئے۔ کہ! دل میں اپنی ذات وصفات کو حق تعالیٰ کی ذات وصفات سے ربط دے کر اس ذکر میں ایسا محو ومشغول ہو۔ کہ! استثناء ''الا'' کی نفی ہو جائے۔ اور صرف اثبات میں ''اللہ'' باقی رہ جائے۔ اگر سالک اس مقام تک آ جائے۔ تو اس کی نفس ملھمہ سے جان چھوٹ جاتی ہے۔ اور اسے سیر علی اللہ حاصل ہو جاتی ہے۔

شغل روحی:

آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے لگا کر قلب کو غیر اللہ سے قطعًا خالی کر دے۔ کسی قدر عرصے کے بعد حقیقتِ بے نشانی وگم گشتگی طاری وساری ہو جاتی ہے۔ جس کے بیان لذت ومزہ سے زبان عاجز وقاصر ہے۔

4۔ ذِکر سری در عالم لاھوت :

ذِکر **سر** کی سند **معائنہ** سے اسمِ ذات **اللہ** کہنا ہے۔ کیونکہ! اس ذِکر کا کامل دارومدار **حقیقت** پر ہے۔

سالک جب ذکر روحی جبروتی سے ترقی کر کے سر (لطیفہ ءِ سر) پر آتا ہے۔ تو اس کا ذکر بالفکر یعنی ذکر سری لاھوتی اسمِ ذات ''**اللہ**'' ہو جاتا ہے۔ جب سالک کو یہ مقام حاصل ہوا۔ تو وہ خطرہ روحی جبروتی سے نکل کر مرتبہ ءِ روح کو طے کر کے مرتبہ ءِ سر میں پہنچتا ہے۔ ذکر اسمِ ذات ''اللہ'' جامع جمیع صفات ہے۔ بہرحال! اگر سالک اس مقام تک بھی پہنچ جائے۔ تو اس کو نفسِ مطمئنہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اسے سیر مع اللہ حاصل ہو جاتی ہے۔

5۔ ذِکر خفی در عالم یاھوت :

ذِکر **خفی** کی سند **مغائبہ** سے اسم **للہ** کہنا ہے۔ کیونکہ! اس ذِکر کا کامل دارومدار **مقام منتھٰی** پر ہے۔

سالک جب ذکر سری لاھوتی سے ترقی کر کے یہاں پر آتا ہے۔ تو اس کا ذکر بالفکر یعنی ذکر خفی یاھوتی ''**للہ**'' ہو جاتا ہے۔ اگر سالک اس

مقام پر بھی پہنچ جائے۔ تو اس کو نفسِ راضیہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اسے سیر فی اللہ حاصل ہوتی ہے۔ یہاں سے سالک سے کشف کا ظہور ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ سالک کو چاہیئے۔ کہ حتی الامکان کشف سے خود کو بچائے۔ اور ایسے رہے۔ جیسے ایک عام انسان۔

6۔ ذِکرِ اِخفی در عالم **یوھوت** :

اس ذِکر کا کامل دارومدار **بازِ شریعت** پر ہے۔

سالک جب ذکرِ خفی یاہوتی سے ترقی کر کے یہاں پر آتا ہے۔ تو اس کا ذکر بافکر یعنی ذکرِ اِخفی یوہوتی ''**لــہ**'' ہوجاتا ہے۔ اگر سالک اس مقام پر بھی پہنچ جائے۔ تو اس کو نفسِ مرضیہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اسے سیر عن اللہ حاصل ہوتی ہے۔ یہاں سے سالک سے کشف اور کرامات کا ظہور ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ سالک کو چاہیئے۔ کہ حتی الامکان کشف وکرامات سے خود کو بچائے۔ کیونکہ! شیاطین اس پر اس زور سے حملہ آور ہو کر اسے کرامات وخوارق کی طرف مجبور کرتے ہیں۔ تاکہ اس کو دوبارہ تکبر کی طرف لاسکیں۔

7۔ ذِکر **سلطانُ الاذکار** در عالم **ھویت** :

اس ذِکر کا کامل دارومدار **مقامِ جمع الجمع** پر ہے۔

سالک جب ذکرِ اِخفی یوہوتی سے ترقی کر کے یہاں پر آتا ہے۔ تو اس کا ذکر بافکر یعنی ذکرِ اِخفی یوہوتی ''**ھـو**'' ہوجاتا ہے۔ اگر سالک اس مقام پر کسی طرح سے پہنچ جائے۔ تو اس کو نفسِ کاملہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اسے سیر باللہ حاصل ہوتی ہے۔ یہاں پر سالک سے حجابات دور ہو جاتے ہیں۔ اور وہ فرش تا عرش اور لوحِ محفوظ تک دیکھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

یعنی اسمِ ذات ''اللہ'' میں جو حرف ''الف'' اور ''لام'' ہے۔ یہ افعال واسمائے ذات کی طرف اشارے ہیں۔ اور آخری حرف ''ھ'' صرف ذات کی طرف اشارہ ہے۔ لہذا سالک کو چاہیئے۔ کہ! اس ذکر ''**ھو**'' میں اس قدر محو و مشغول ہو جائے۔ کہ! اسمِ ذات ''اللہ'' میں پہلے تین حروف (الف۔ لام۔ لام) کی نفی کر کے ''ھ'' یعنی اسم ''ھو'' کو کرنے سے ذاکر خود بھی ذکر ہو جاتا ہے۔ (اسم ھو اور کیفیتِ **ھو** کا تفصیلی ذکر اگلے باب میں '' حقیقتِ صوتِ ھو'' کے عنوان سے دیا گیا ہے) یاد رہے۔ کہ! اِن ساتوں اذکار و عوالم میں سلاسلِ طریقت کے مابین کچھ نہ کچھ تضاد واختلاف پایا جاتا ہے۔

ذکر کلمہ طیبہ کے وِرد کا **ایک عجیب و پرتاثیر طریقہ** :

حضرت پیر سید وارث علی شاہ جیلانی قادریؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اربعہ سلاسل قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ میں اللہ تعالیٰ تک رسائی کے لئے مراقبہ میں ''کلمہ طیبہ'' (**لا الــه الا اللــه**) کے ذکر کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس (ذکر) کے بغیر تصوف ومعرفت اور عرفانِ الٰہی کی کوئی منزل بھی طے نہیں ہوسکتی۔ یہ ذکر اصل الاصول اور اساس و بنیاد ہے۔ جس کا آسان اور سہل طریقہ یہ ہے۔ کہ! باوضو قبلہ رخ چارزانو بیٹھ کر دل پر اسمِ ذات ''**الله**'' لکھا ہوا تصور کرے۔ اور ''**لا**'' کو ناف سے دائیں طرف دماغ کی طرف ''**اله**'' لے جا کر دل پر ''**الا الله**'' کی شدید ضرب مارے۔ اس طرح دو تسبیح (یعنی دوصد مرتبہ) پوری کرے۔

پھر بائیں طرف سر جھکا کر ''**الا الله**'' کی چار تسبیحات کی ضربیں لگائے۔ بعد ازاں ''**الله**'' کی چھ تسبیحات ضربات لگائے۔ اور یہ تخیل وتصور کرے۔ کہ! قلب پر عرش سے انواراتِ الٰہیہ وتجلیاتِ رحمانیہ کی بارش ہو رہی ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ اسی ذکر سے معرفت کے تمام مقامات طے ہوں گے۔ اور منازلِ ولایت پر عبور حاصل ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مختلف کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ کہ اس کلمہ کی مسلسل تکرار انسان کو کئی مدارج طے کرا دیتی ہے۔ لیکن چاہیئے۔ کہ! اس ذکر کو کم اَز کم ایک ہزار یا بارہ ہزار یا چوبیس ہزار مرتبہ پڑھا جائے۔ اور ہر سینکڑہ پر یہ کہے۔ **اللهم انت مقصودی و رضاک مطلوبی واعطنی محبة ذاتک و معرفة صفاتک** (اے اللہ عزوجل! تُو ہی میرا مقصود ہے۔ اور تیری رضا ہی میرا مطلوب ہے۔ مجھے اپنی ذات کی محبت عطا فرما۔ اور اور صفات کی معرفت عطا فرما) لیکن یاد رہے۔ کہ! یہ ذکر زبانِ جسم سے نہیں بلکہ زبانِ قلب سے پڑھنا فائدہ دیتا ہے۔ کیونکہ زبانِ جسم سے پڑھنے سے ثواب ملتا ہے۔ جبکہ زبانِ قلب سے پڑھنے سے انسان کی جسمانی، روحانی اور نورانی تربیت کے ساتھ ساتھ بہت کثیر ثواب بھی ملتا ہے۔ طالبانِ سلوک ومعرفت ہمیشہ اس ذکر کو زبانِ قلب سے کرتے ہیں۔ **و بالله التوفیق**۔

ضربات اذکار :

اسمِ ذات کے ذکر کی (عموماً) چار صورتیں ہوا کرتی ہیں۔ یک ضربی۔ دوضربی۔ سہ ضربی اور چہار ضربی۔

یک ضربی کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! طالبِ صادق آنکھیں بند کر کے داہنے شانے کی طرف سر کو لے جا کر پوری قوت سے اسمِ

ذات ''**الله**'' کی دل پر ضرب لگائے۔

دو ضربی کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! طالبِ صادق آنکھیں بند کرکے اسمِ ذات ''**الـلـه**'' کی پہلی ضرب روح (لطیفہء روح) پر لگائے۔ اور دوسری ضرب دل (یعنی لطیفہء قلب) پر لگائے۔

دو ضربی کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہے۔ کہ! بائیں گھٹنے پر ''لا الہ'' اور بائیں کہنی پر ''الا اللہ'' کی ضربات لگائے۔ اور خیال کرے۔ کہ! یہ ضربات تمام بدن پر سرایت کرتی ہیں۔ ذاکر خود کو اسی ذِکر میں مشغول رکھے۔

طریقہ ذِکر دو ضربی : ذِکر دو ضربی میں دو ضربات لگانی پڑتی ہیں، یعنی کہ!

☆ ضربِ اول **لا اله** ☆ ضربِ دوئم **الا الله**

لا اله کو ایک ہی ضرب میں تینوں خطرات کی نفی کے ساتھ ساتھ اُٹھائیں۔ اور **الا الله** کی ضرب قلب پر لگائیں۔

اور ہر تین یا پانچ یا سات یا نو مرتبہ کے بعد **محمد رسول الله** ﷺ کہیں۔ تاکہ **کلمه طیبه** کے ہر سہ ارکان پورے ہوتے چلے جائیں۔ اس ذکر کو سہ رُکنی ذِکر بھی کہتے ہیں۔

جب یہ ذِکر ختم ہو جائے۔ تو تھوڑی دیر کے لئے گردن جھکا کر بہ چشمِ بند تواضع کے ساتھ اِس انتظار میں ٹھہرے رہیں۔ اور ملاحظہ کریں۔ کہ! کہ حق تعالیٰ کی جانب سے دل و دماغ پر کیا وارد ہوتا ہے۔ اور ویسے بھی یہ اولیائے متصوفین و ذاکرین کی عادت رہی ہے۔ کہ! ہر طرح کے ذکر و اذکار، تلاوتِ قرآن خوانی اور نوافل کے بعد سر جُھکا کر کچھ دیر تک گہرے تدبر و تفکر میں خود کو مستغرق کر لیتے تھے۔ جس کی وجہ سے اُنہیں تسکین و فرحت حاصل اور روحانی لذت ہوتی ہے۔ اور وہ قلب پر وارِد ہونے والی کیفیات کو بخوبی جان لیتے تھے۔ لیکن یہاں پر واضح رہے۔ کہ!

☆ **لا اله الا الله محمد رسول الله** (ﷺ) یہ ذِکر ناسوتی ہے۔

☆ **الا الله** یہ ذِکر ملکوتی ہے۔

☆ **الله الصمد۔ الله احد۔ حی قیوم** یہ ذِکر جبروتی یعنی اسمِ ذات باصفات ہے۔

☆ **الله۔ الله۔ الله۔** یہ ذِکر لاہوتی بغیر صفات کے ہے۔

اور اسی آخری ذِکر میں ہمیشہ ہفت صفات سلبیہ وایجابیہ کا ملاحظہ رکھنا چاہیئے۔ صفاتِ سلبیہ وایجابیہ یہ ہے۔ کہ! صفات کے بغیر ذکر، ذکر لاہوتی ہے۔ یعنی **الله۔ الله۔ الله**۔ اس ذکر میں سات صفات مذکور ہیں۔ جو کہ درحقیقت ''صفاتِ سلبیہ وایجابیہ'' کہلاتی ہیں۔ جو کہ یہ ہیں۔

نمبر01۔ **لا مرغوبی الا الله**۔ نمبر02۔ **لا مشهودی الا الله**۔
نمبر03۔ **لا مقصودی الا الله**۔ نمبر04۔ **لا محبوبی الا الله**۔
نمبر05۔ **لا معبودی الا الله**۔ نمبر06۔ **لا مطلوبی الا الله**۔
نمبر07۔ **لا موجودی الا الله**۔

اس راہ میں عروج و نزول بھی نہایت تاثیر رکھتا ہے۔ مثلاً بوقتِ نزول کہے۔

نمبر01۔ اول مرتبہ۔ **لا معبود الا الله**۔ نمبر02۔ دوئم مرتبہ۔ **لا مطلوب الا الله**۔
نمبر03۔ سوئم مرتبہ۔ **لا موجود الا الله**۔

پھر عروج میں یوں کہے۔

نمبر01۔ **لا موجود الا الله**۔ نمبر02۔ **لا مطلوب الا الله**۔ نمبر03۔ **لا معبود الا الله**۔

پھر نزول میں یوں کہے۔

نمبر01۔ **لا معبود الا الله**۔ نمبر02۔ **لا مطلوب الا الله**۔ نمبر03۔ **لا موجود الا الله**۔

یہ نو اسماء (3 x 3) بیک دم کہتا رہے۔ تاکہ تصفیہء قلب حاصل ہو سکے۔ یاد رہے۔ کہ ہر ذکر میں صفاتِ سلبیہ وایجابیہ، شد و مد اور صحتِ حروف (یعنی حروف کی صحیح طور پر ادائیگی) کا ہمیشہ لحاظ رکھے۔ نفی اثبات میں سے اثبات زیادہ اور اثبات سے زیادہ اسمِ ذات (**الـلـه**) کہے۔ بوقتِ اختتام درود و فاتحہ باارواح پیرانِ عظام اور سلسلہ و جملہ خاندان اہل اللہ، ختمِ خواجگان یا دعا مزید میں اللہ تعالیٰ سے طلب کرکے فارغ ہو۔ یاد رہے۔ کہ!

☆ خطرہء شیطانی درحقیقت خطرہء سراسر معصیت ہے۔ ☆ خطرہء نفسانی درحقیقت خطرہء تنعم لذات وشہوات ہے۔

☆ خطرہء ملکی درحقیقت خطرہء عبادت وطاعت ہے۔ (یعنی اپنی عبادات واطاعتِ الٰہی پر غرور و تکبر کرے)

☆ خطرہ ءرحمانی در حقیقت خطرہ ءدرد و محبت اور عرفانِ حق تعالیٰ ہے۔ لیکن عرفانِ حق یعنی **حقیقی معرفتِ الٰہیہ** ہمیشہ مشاہدہ ءحق میں ہی رہتا ہے۔ یاد رہے۔ کہ! اِن چاروں خطرات کی مکمل تفصیل پیچھے (صفحہ نمبر 239 پر) گزر چکی ہے۔ وہاں سے دیکھی جاسکتی ہے۔

سہ ضربی کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! طالبِ صادق آنکھیں بند کر کے اسمِ ذات ’’**الــلــه**‘‘ کی پہلی ضرب دائیں گھٹنے پر لگائے۔ دوسری ضرب بائیں گھٹنے پر لگائے۔ اور تیسری ضرب قلب پر لگائے۔

سہ ضربی کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہے۔ کہ! دوزانو بیٹھ کر پہلی ضرب دائیں گھٹنے پر ’’لا‘‘ کی دوسری ضرب دائیں گھٹنے پر ’’الٰہ‘‘ کی اور تیسری ضرب دونوں زانوؤں کے بیچ میں ’’الا اللہ‘‘ کی لگائے۔ اور خیال کرے۔ کہ! یہ تینوں ضربات تمام بدن پر سرایت کرتی ہیں۔

چہار ضربی کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! طالبِ صادق آنکھیں بند کر کے اسمِ ذات ’’**الــلــه**‘‘ کی پہلی ضرب دائیں گھٹنے پر لگائے۔ دوسری ضرب بائیں گھٹنے پر لگائے۔ تیسری ضرب روح (یعنی لطیفہ ءروح) پر لگائے۔ اور چوتھی ضرب قلب (یعنی لطیفہ ءقلب) پر لگائے۔

چہار ضربی کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہے۔ کہ! دوزانو بیٹھ کر پہلی ضرب دائیں گھٹنے پر ’’لا‘‘ کی دوسری ضرب بائیں گھٹنے پر ’’الٰہ‘‘ کی تیسری ضرب دونوں زانوؤں کے درمیان ’’الا‘‘ کی اور چوتھی ضرب ناف پر ’’اللہ‘‘ کی مسلسل لگائے۔ (یاد رہے۔ کہ!) اس ذکر میں اول دور ’’لا الٰہ الا اللہ‘‘ کا کیا کرے۔ اور پھر پیا پے ’’الا اللہ۔ الا اللہ‘‘ کہتا رہے۔

چہار ضربی کا تیسرا طریقہ یہ بھی ہے۔ کہ! جلسہ معہود پر بیٹھ کر ’’لا‘‘ کو دونوں زانوؤں سے اُٹھا کر پھر دائیں شانے پر ’’الا‘‘ کی ضرب لگا کر ’’ھا‘‘ کی بائیں شانے پر ضرب لگا کر پھر ’’الا اللہ‘‘ کی ضرب اپنے جسم کے اندرون لگا کر اپنی پشت کو خم کر کے ’’ھو‘‘ کی ضرب لگائے۔ اس طرح چاروں جگہوں پر ’’لا الٰہ الا اللہ‘‘ کی مسلسل ضربات لگاتا رہے۔

(ذِکر پنج ضربی، شش ضربی ہفت ضربی، ہشت ضربی، دوازدہ ضربی، شانزدہ ضربی، بیست ضربی، بست چہار ضربی، ضربِ لامتناہی وغیرہا کے طریقے کتاب ’’جواہر خمسہ مصنفہ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ‘‘ میں تفصیلاً بیان کئے گئے ہیں۔ وہاں سے دیکھے جاسکتے ہیں)

چراغِ زندہ مے خواہی درشبِ زندہ داراں زن کہ بیداری بخت از بخت بیداراں شود پیدا

جبکہ! اسی ضمن میں **حضرت سید گل حسن قادری قلندریؒ** اپنی کتاب **تعلمِ غوثیہ** سے روایت کرتے ہیں۔ کہ! ذِکرِ اسمِ ذات **اللّٰه** اور مختلف اذکار کی ضربات عموماً سات ضربات (جسم کے سات مختلف حصص پر) سے کیا جاتا ہے۔ جو کہ اَب یہاں پر بیان کی جاتی ہیں۔

☆ **ذِکر یک ضربی** : قبلہ رُخ ہو کر منہ دائیں طرف پھر آ کر قلب پر اسم ذات **اللّٰه** کی ضربات لگائے۔

ذِکر یک ضربی اسمِ ذات ’’اللہ‘‘ کا ایک اور طریقہ یہ بھی ہے۔ کہ! جلسہ ءمعہودہ ملحوظ رکھ کر دونوں ہاتھ زانوؤں پر رکھے۔ اور ’’اللہ‘‘ کہتے ہوئے سختی کے ساتھ دَم کھینچے۔ سر اور کمر بلند کرے۔ اور پھر ناف کے نیچے زور سے ’’اللہ‘‘ کی ضرب لگائے۔ اور دونوں ضربوں میں سختی کرے۔ اور علی التواتر یہاں تک ضربات لگاتا رہے۔ کہ ذاکر بے خود ہو جائے۔

یک ضربی بامدّہ ھو کا ایک طریقہ یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ ملحوظ رکھ کر ’’اللہ‘‘ کہتے ہوئے دائیں شانے سے بائیں شانے پر ضرب لگائے۔ اور وہاں سے ’’ھو‘‘ کہتا ہوا سر کو دائیں شانے تک پہنچائے۔ اسی طرح پیاپے ضربیں لگاتا رہے۔ جب یہ ذِکر قرار پذیر ہو۔ تو بے اختیار ایک خفیف خفیف سی آواز دل سے نکلے گی۔ کہ اکثر آدمی اور جانور اس آواز پر شیفتہ ہو جاویں گے۔ مگر یہ آواز (یعنی سُر) کثرتِ ذِکر سے ہی ظاہر ہوگا۔

☆ **ذِکر دو ضربی** : قبلہ رُخ ہو کر راست و چپ شانے پر **یا** پھر روح و قلب پر **یا** پھر قلب و فوق پر اسم ذات **اللّٰه** کی ضربات لگائے۔

☆ **ذِکر سہ ضربی** : قبلہ رُخ ہو کر راست و چپ شانے اور قلب پر اسم ذات **اللّٰه** کی ضربات لگائے۔

☆ **ذِکر چہار ضربی** : قبلہ رُخ ہو کر راست و چپ شانے، آسمان (یا سامنے) اور قلب پر اسم ذات **اللّٰه** کی ضربات لگائے۔

☆ **ذِکر پنج ضربی** : قبلہ رُخ ہو کر راست و چپ شانے، پیس و پش (پشت یا آسمان) اور قلب پر اسم ذات **اللّٰه** کی ضربات لگائے۔

☆ **ذِکر شش ضربی** : قبلہ رُخ ہو کر راست و چپ شانے، پیش و پس اور فوق و قلب پر اسم ذات **اللّٰه** کی ضربات لگائے۔

☆ **ذِکر ہفت ضربی** : قبلہ رُخ ہو کر راست و چپ شانے، پیس و پش اور سامنے پھر آسمان و قلب پر اسم ذات **اللّٰه** کی ضربات لگائے۔

اِسی طرح بار بار کرتا رہے۔ حتیٰ کہ استغراق و محویت حاصل ہو جائے۔ مذکورہ اذکارِ ضربیہ کی کم از کم تعداد **1100** ہے۔ اگر کوئی شخص ضربات کے بغیر زبانی ذِکر کرنا چاہے تو اُسے چاہیئے کہ! اسم ذات **اللّٰه** کو **25000** مرتبہ روزانہ ایک یا پانچ نشستوں میں پڑھنے کا معمول بنائے۔ یاد رہے کہ! مسلمانوں کی روحانی غذا سوائے ذِکرِ الٰہی کے اور کچھ نہیں۔ کیونکہ! **الذین اٰمنوا و تطمئن قلوبھم بذکر اللہ۔ الا بذکر اللہ**

تطمئن القلوب ۔(سورہ رعد، آیت نمبر 28) ترجمہ: دلوں کا اطمینان اللہ تعالیٰ کے ذِکر میں ہے۔(خبر دار رہو، کیونکہ) دلوں کا اطمینان (صِرف) اللہ تعالیٰ (ہی) کے ذِ میں ہے۔

☆ **ذِکر ضربی کی عجیب مشق** : قبلہ رُخ دوزانو بیٹھ کر اس ذکر کو اس طرح سے کرے کہ!
پہلے لطیفہ ء قلبی پر ’’ اللہ‘‘ کی پھر لطیفہ ء اخفیٰ پر ’’ ھو‘‘ کی ضرب لگائے۔
پھر لطیفہ ء روحی پر ’’ حق‘‘ کی اور لطیفہ ء اِخفیٰ پر ’’ ھو‘‘ کی ضرب لگائے۔
پھر لطیفہ ء سری پر ’’ اللہ‘‘ کی پھر لطیفہ ء اخفیٰ پر ’’ ھو‘‘ کی ضرب لگائے۔
پھر لطیفہ ء خفی پر ’’ حق‘‘ کی اور لطیفہ ء اِخفیٰ پر ’’ ھو‘‘ کی ضرب لگائے۔
پھر لطیفہ ء نفس (ناف سے تین انگل نیچے کی جانب) پر ’’ اللہ‘‘ کی پھر لطیفہ ء اخفیٰ پر ’’ ھو‘‘ کی اور لطیفہ ء نفس دوئم (یعنی پیشانی پر) پر ’’ حق کی ضرب لگائے۔
پھر سلطان الاذکار (سر پر تالو کی جگہ پر) پر ’’ حق‘‘ کی تین ضربیں لگائے۔

اَب یہ ایک مرتبہ ہوا۔ پھر اَز سرِ نو شروع کرے۔ اور پیاپے یہی ذِکر کرتا رہے۔ چند ہی ایام میں پورا جسم ذاکر ہو جائے گا۔ اگر کسی خوش نصیب نے اسی ذِکر کو کم از کم ایک برس تک بعد نمازِ فجر، عشاء اور تہجد میں جاری رکھا۔ تو سال بعد قلب سے ’’ اللہ۔ اللہ۔ ھو‘‘ جبکہ جسم سے ’’ حق حق ‘‘ کی بالکل واضح آواز سنائی دینے لگے گی۔ ان شاء اللہ۔ ذاکر کو ایسا کشف نصیب ہوگا۔ کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ اس عمل و ذکر کی وجہ سے تسخیر اس قدر ہو جائے گی۔ کہ جن وانس و ملائکہ ذاکر کو ایک بھی لمحہ کے لئے فارغ نہیں چھوڑیں گے۔

ذِکر پاس انفاس : (بمطابق حضرت سید گل حسن شاہ قلندری قادریؒ)

لا اله کو زور سے سانس کے ساتھ کھینچ کر مغز میں لے جائے۔ جب جب سانس میں تنگی و دشواری محسوس ہو تو **الا لله** کے ساتھ دم (دم سے مراد سانس ہے) کو آہستہ آہستہ سے اِس طرح سے چھوڑتا چلا جائے کہ معلوم بھی نہ ہو۔ بارعایت ملاحظہ و واسطہ۔ لیکن نظر ناف پر رکھے۔ اِسی طرح ہمیشہ ذَہن بستہ پاس انفاس میں مشغول رہے۔ سانس کو آہستہ چھوڑنے کو **آرامکی** کہا جاتا ہے۔ اور جب سانس اوپر نیچے بادم حیات ہو کر ایک ہو جاتا ہے تو اُسے **مجمع البحرین** کہا جاتا ہے۔ یہی مقام **آب حیات** ہے۔ یہاں عالم طیر و سیر پیش آتا ہے۔ جہاں پر **علمناه من لدنا علما** کا اعجاز رونما ہوتا ہے۔

اِس ذِکر کی دائمی مشق سے **درازی عمر** اور **ملاقاتِ حضرت خضر نبی**ؑ ضرور حاصل ہوتی ہے۔ اور صاحب ذِکر ہذا یقیناً صاحبِ **تجرید وتفرید** (تجرید ہے ازالہ ء ماسوِیٰ از قلب اور سیر بسوئے رویتِ ظہورِ حق در کل، یعنی تجرید کی ظاہری صورت ہے ماسوٰی اللہ سے اعراض۔ جبکہ تفرید یہ ہے۔ کہ! اعتبارات کے لباس کو ممکنات کے حقائق سے اُتار کر حقیقتِ واحدہ منفردہ کی جانب رجوع کیا جائے۔ علمائے طریقت یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ! تجرید در حقیقت خلائق و علائق سے بے تعلقی کا نام ہے۔ جبکہ تفرید خودی سے بے تعلقی کا نام ہے) اور روزگار تصرف ہو جاتا ہے۔ لیکن اِس میں ترکِ مباشرت شرط ہے۔ اس کے بغیر یہ کرامات وانعامات کا حاصل کرنا ناممکن العمل امر ہے۔ ذِکر پاس انفاس مذکورہ انعامات عظیمہ اور برکات ہائے عمیمہ رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ ذِکر دراصل عارفانِ سُبحان وسالکانِ رحمٰن کا ذِکر وشُغل ہے۔ لہذٰا وہ اِسے کبھی ترک (Miss) نہیں کرتے۔

یاد رہے کہ ذِکر پاس انفاس ’’ لا الہ الا اللہ، اللہ ھو‘‘ اور ’’ اللہ اللہ‘‘ سبھی طریقوں سے کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کا فائدہ اور فیض اس وقت زیادہ نصیب ہوتا ہے۔ جب کسی شیخ کامل سے اس کی اجازت حاصل ہو۔ اور وہ شیخ بصد خوشی اس کی اجازت بھی دے دے۔ میرے تجربے کے مطابق! اس مشق (یعنی پاس انفاس) میں ابتداء میں عادت نہ ہونے کی وجہ سے کافی دشواری پیش آتی ہے۔ لہذا سالک کو چاہیئے۔ کہ! جیسے ایک عام شخص بے تکلف سانس لیتا ہے۔ اس کو تھوڑی سی آمد و رفت میں ذرا سا زور دے (یعنی کھینچے) اور بقوت چھوڑ دے۔ سانس لیتے وقت ’’ اللہ‘‘ کا تصور کرے۔ اور سانس باہر نکالتے وقت ’’ ھو‘‘ کا تصور کرے۔ یا پھر سانس لیتے وقت ’’ لا الہ‘‘ کا تصور کرے۔ اور سانس باہر نکالتے وقت ’’ الا اللہ‘‘ کا تصور کرے۔ مبتدی حضرات کو چاہیئے۔ کہ! ابتداء میں خلوت میں اس مشق کو کرنا چاہیئے۔ تا کہ طبیعت میں گرمی پیدا ہو جائے۔ اور آواز بھی پیدا ہو جائے۔ پھر اُٹھتے بیٹھتے وقت (غرضیکہ ہر حال میں) اسی مشق کو جاری رکھے۔ اس ذکر میں اول دھیان کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر اس مشق کی تکرار سے بے دھیان نہ چاہتے ہوئے بھی یہی ذکر جاری رہتا ہے۔ یاد رہے۔ کہ! ترقی علم و حکمت کے لئے اس سے بہتر شاید ہی کوئی ذکر یا اور طریقہ ہو۔ رات کو ذکر (پاس انفاس) کرتے کرتے سونا چاہیئے۔ مگر اسی ذکر کے دوران

اگر دس مرتبہ اسمائے الٰہیہ، دس مرتبہ سورہ فاتحہ، پچیس مرتبہ سورہ الم نشرح اور دس دس مرتبہ چاروں قل شریف پڑھ کر سویا جائے۔ تو اس ذکر کے اثرات کو سالک اپنے خوابوں میں بھی ملاحظہ کر سکتا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

شغلِ پاس انفاس : (بمطابق حضرت مولانا مہاجر مکی چشتی صابریؒ)

انسان کو ہر سانس پر ہوشیار اور بیدار رہنا چاہیئے۔ بغیر پاس انفاس کی مدد کے قلب کا کدورتوں اور تاریکیوں سے ہرگز صاف نہیں ہو سکتا۔ اصطلاحِ صوفیاء میں ''پاس انفاس'' اس کو کہتے ہیں۔ کہ! سانس لیتے اور سانس باہر کرتے وقت جہرًا یا سرًا ذکر کرے۔ سانس باہر نکالتے وقت کلمہ ''لا الہٰ'' کہے اور سانس لیتے وقت کلمہ ''الا اللہ'' کہے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ! ذکرِ سری میں صرف سانس سے ذکر کرے۔ سانس لیتے اور خارج کرتے وقت سالک اپنی ناف پر نظر کرے۔ اور منہ کو بالکل بند رکھے۔ زبان کو ادنیٰ سی حرکت بھی نہ دے۔ اور اس قدر پابندی و استقلال سے یہ ذکر کرتا رہے۔ کہ! سانس خود بخود بلا ارادہ یہی ذکر کرنے لگے۔ (اگر اس عمل و مشق میں کسی سالک کو کمال حاصل ہو جائے۔ تو وہ بحالت یقظہ و نوم یہی ذکر کرتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ)

اسی ذکر کا دوسرا طریقہ یہ ہے۔ کہ! سانس خارج کرتے وقت اسمِ ذات ''اللہ'' کو سانس میں لائے۔ اور سانس لیتے وقت اسم ''ھو'' کو اندر لائے۔ اور تصور کرے۔ کہ! ظاہر و باطن میں ہر ہر جگہ صرف اس ذاتِ یکتا یعنی اللہ تعالیٰ کا ظہور ہے۔ سالک کو چاہیئے۔ کہ! اس ذکر کی اس قدر غیر معمولی زیادتی کرے۔ کہ! سانس اسی ذکر کا دائمًا عادی ہو جائے۔ تاکہ بحالتِ بیداری و غفلت اسی ذکر میں مشغول و محو رہے۔ اور پاس انفاس کے نفع و فائدہ سے بہرہ ور ہو۔ جب سالک کا قلب ماسوائے اللہ سے بالکل پاک صاف ہو جاتا ہے۔ تو یہ ذکر قلب کو بالکل صاف اور جمیع کدورتوں سے پاک کر کیا نوارات الٰہیہ کا مہبط و آماجگہ بنا دیتا ہے۔ اسی وجہ سے اصطلاحِ صوفیاء میں اس کو جاروبِ قلب بھی کہتے ہیں۔

شغلِ پاس انفاس : (بمطابق حضرت قدرت اللہ شہاب صاحبؒ)

راہِ سلوک میں ذکر کا درجہ سرفہرست ہے۔ حقیقت ذکر ایسی چیز کو یاد رکھنا ہے۔ جو ظاہری اور باطنی گناہوں کو روک دے۔ اور اطاعاتِ ربانی پر انسانی ہمت کو چست کر دے۔ اگر کسی کو جنت اور دوزخ کی یاد گناہوں سے روک دے۔ اس کے لئے یہی ذکر اللہ ہے۔ جس کسی کو اسمِ ذات ''اللہ'' یا کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کا ورد معصیت سے روک دے۔ تو اس کے لئے یہی بہتر ہے۔ یاد رہے۔ کہ جس کسی کو اشغال و مراقبات معاصی سے روکیں۔ اور اطاعات پر اکسائیں۔ تو ایسوں کے واسطے یہی ذکر اللہ ہے۔ اگر کوئی شخص یہی سب کچھ دن رات کرتا رہے۔ لیکن نہ تو گناہوں سے باز رہے۔ اور نہ ہی اطاعات اختیار کرے۔ تو یہ ذکر اللہ قطعًا حقیقی نہ ہوگا۔ بلکہ یہ محض ذکر کی (مجازی) صورت ہوگی۔ (میرا تو یہ خیال ہے۔ کہ یہ صریح ریا ہوگا) ذکر کی کوئی حد نہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج سب کی حد ہے۔ لیکن ذکر لامحدود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ایک عجیب سی توانائی، لطیف نشاط اور عمیق سکون ہے۔ عام طور پر ذکر کی چار اقسام ہیں۔ جنہیں بآسانی آزمایا جا سکتا ہے۔

اول ناسوتی ذکر جیسے لا الہ الا اللہ ہے۔ دوئم ملکوتی ذکر جیسے الا اللہ، سوئم جبروتی ذکر جیسے **اللہ** اور چہارم لاہوتی ذکر جیسے **ھوھو**۔ زبان کے ذکر کو ناسوتی، دل کے ذکر کو ملکوتی، روح کے ذکر کو جبروتی اور سارے وجود کے اجتماعی ذکر کو لاہوتی کہتے ہیں۔

ذکر کی ان چاروں اقسام میں بھی ایک ایک قسم کی کئی کئی طریقے ہیں۔ جن طریقوں کی تھوڑی بہت مشق مجھے (یعنی قدرت اللہ شہاب صاحبؒ کو بھی) نصیب ہوئی ہے۔ اُن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔

ذکرِ الٰہی بطریقِ ضربات جیسے کہ! اسمِ ذات ''**اللہ اللہ**'' کا ذکرِ یک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی اور چہار ضربی۔ اگر اس ذکر کو ہر ضرب میں اس تصور کے ساتھ کیا جائے۔ کہ جدھر منہ پھیرو۔ اُدھر ہی خدا ہے۔ تو استغراق اور محویت کی کیفیت پیدا ہو کر ہر شئے سے ذکر کی آواز سنائی دینے لگتی ہے۔ اور قرآنِ مجید کے اس فرمان کی کامل تصدیق ہو جاتی ہے۔ کہ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی (ہر ہر لمحہ) حمد کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ حضرت داؤد نبیؑ کا یہ معجزہ تھا۔ کہ جب وہ خود ذکر کرتے تھے۔ تو پہاڑ اور طیور بھی اُن کا ساتھ دیتے تھے۔

اسمِ ذات اللہ کا دوسرا ذکر **پاس انفاس** ہے۔ سانس باہر کرتے وقت لفظ ''اللہ'' کو سانس میں لائے۔ اور سانس کو لیتے وقت ''ھو'' کو اندر لائے۔ اور تصور کرے۔ کہ ظاہر و باطن میں ہر جگہ اللہ تعالیٰ کا ہی ظہور ہے۔ اس ذکر کی اس قدر غیر معمولی کثرت کرے۔ کہ سانس ہمہ وقت اس ذکر کی مسلسل عادی ہو جائے۔ اسی طرح پاس انفاس سے بہرہ ور ہو کر قلب غیر اللہ سے صاف اور دیگر کدورتوں سے پاک ہو کر انوارِ الٰہیہ کا محور و مرکز بن جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اسی طرح سے نفی اثبات (لا الہ الا اللہ) کو پاس انفاس میں رچانا ایک نہایت خوشگوار عمل ہے۔ سانس لیتے وقت صرف سانس سے الا اللہ

کہے۔ اور سانس باہر آئے وقت لا الہ کہے۔ اس دوران منہ بالکل بند رکھے۔ اور زبان کو ادنیٰ سی حرکت بھی نہ دے۔ اور اس قدر پابندی اور استقلال سے کام لے۔ کہ سانس خود بخود بلا ارادہ ذکر کرنے لگے۔

اسی طرح حبس **نفی اثبات** اور ذکر اسمِ ذات اللہ کے بھی کئی ایک طریقے ہیں۔ اِن اذکار کے ساتھ ساتھ کئی طرح کے اشغال وابستہ ہیں۔ مثلاً شغل سلطاناً نصیرا، شغل سلطاناً محمودا، شغل سلطان الاذکار اور شغل سرمدی وغیرہ۔ غرضیکہ! ہر ذکر اور شغل میں لطف وانبساط کا اپنا ہی رنگ ولذت ہے۔

طریقہ ذِکر ''نفی اثبات'' و ''چہار ضربی'' :

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے کہ! **فاذا قضیتم الصلٰوۃ فاذکروا اللہ قیٰما و قعودا و علیٰ جنو بکم** ۔ (سورہ نساء، آیت نمبر **103**)

ترجمہ : پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو اُٹھتے، بیٹھتے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرتے رہو۔

اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ! ذِکرِ رحمانی ہر طرح سے جائز مستحب اور مستحسن ہے۔ اسی لئے ہی تو صوفیائے کرام نے اذکار کے طریق انواع و اقسام سے بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ اِن کا اجمالاً بیان دیا جا رہا ہے۔ ''نفی و اثبات'' بطریقِ ''چہار ضربی'' جس کے بے شمار فوائد ہیں۔ چونکہ **صحیح** حدیثِ نبوی ﷺ میں کلمہ (لا الہ الا اللہ) کا کافی ذکر آیا ہے۔ اِسی لئے تمام اوراد و اذکار کا منبع و مغز بھی یہی ہے۔ اِسی کلمہ سے مستخرج مختلف اذکار ضربیہ یہاں بیان کئے جا رہے ہیں۔ اسی ضمن میں نفی اثبات بصورتِ چہار ضربی اور دیگر کئی طرق کے ساتھ پیشِ خدمت ہے۔

نفی اثبات کا پہلا طریقہ :

کلمہ **لا الہ** کو بائیں جانب سے کھینچے اور دائیں طرف لائے۔ (~) لآ کے مد کو ایسا دراز کرے کہ بیک دم ضربات ثلاثہ (تین ضربیں) کو ادا کر کے ضربِ چہارم **الا اللہ** کی ضرب قلب پر مارے۔ اِس کلمہ میں **لا الہ** تین مختلف خطرات کا عندیہ نفی ہے۔ ☆ نفی خطرہ شیطانی۔ ☆ نفی خطرہ نفسانی۔ ☆ نفی خطرہ ملکی۔ ر **الا اللہ** میں دل میں ذاتِ پاک کا اشارہ اثبات ہے۔

جاننا چاہیئے۔ کہ! اِس ذِکر (نفی اثبات) میں ضربات کی تفصیل اس طرح سے ہے۔ کہ!

ضربِ اول : سر کو جھکا کر بائیں گھٹنے کے محاذی لا کر **لآ** کو شدت وقوت کے ساتھ بائیں گھٹنے کی طرف سے خطرہ شیطانی کی نفی کا تصور کرتے ہوئے اُٹھائے۔

ضربِ دوئم : ضربِ اول سے سر کو بائیں گھٹنے کی طرف کھینچتے ہوئے دائیں گھٹنے تک لائیے۔ یہاں سے **الـہ** کے ہمزہ کو شدت وقوت کے ساتھ اُٹھائیے۔ یہاں خطرہ نفس کی نفی ہے۔

ضربِ سوئم: ضربِ دوئم میں نفسانی خطرات کی نفی کرتے ہوئے **لہ** کھینچتے ہوئے کندھے تک پہنچائیے۔ یہاں خطرہ ملکی کی نفی ہے۔ اور یہی خیر کے کاتب فرشتے کا مقام ہے۔

ضربِ چہارم: **الـہ** کی (ہ) کی ضرب دائیں شانے پر لگاتے ہوئے خوب اچھی طرح سے منہ کو پھیرتے ہوئے چوتھی ضرب **الا اللہ** انوار فیض الٰہی کو ساتھ لئے ہوئے بہ شدت وقوت تمام قلب پر دیجیئے۔ یہ ذاتِ پاک کے اثبات کا اشارہ ہے۔

دورانِ ذِکر **لا معبود الا اللہ لا مقصود الا اللہ لا مطلوب الا اللہ لا موجود الا اللہ** کا کامل تصور رکھے۔ کلمہ **الا اللہ** میں دل پر ذات پاک کا اثبات کرتا ہے۔

پہلی تین ضربیں اچھی طرح کھینچنے کے باوجود ایک ہی سانس میں ہونی چاہیئں۔ یاد رہے کہ آواز نہ بہت بلند ہو۔ اور نہ ہی بہت پست۔ سالک کو چاہیئے۔ کہ! اس ذِکر (یعنی نفی اثبات بطریقِ چہار ضربی) کی اِس قدر کثرت کرے۔ کہ محویت واستغراق حاصل ہو جائے۔ تا کہ کلی فوائد حاصل ہو سکیں۔ (انشاءاللہ تعالیٰ) اسی ذِکر کی مزید تفصیل یہ ہے۔ کہ!

سالک کو چاہیئے۔ کہ! چہار زانو روبہ قبلہ دائیں پاؤں کے انگوٹھے سے رگِ کیماس (بائیں جانب کے گھٹنے کے قریب پٹھے کے نیچے) کو خوب مضبوطی سے پکڑے۔ اپنے دونوں ہاتھ دونوں زانوؤں پر رکھے۔ اور اپنی پشت سیدھی کر کے ذکر (جیسے کہ **نفی اثبات یا پاس انفاس یا حبسِ دَم**) شروع کرے۔ نفی اثبات کی مثال یہ ہے۔

اگر سالک اس طرح سے نشست رکھے۔ اور اس کا اردہ نفی اثبات کا ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ! نفی کے وقت دونوں ہاتھوں کی دونوں انگلیاں اس تصور وتخیل سے اُٹھائے۔ کہ! جیسے اللہ کے علاوہ تمام غیروں سے ہاتھ اُٹھا لیا ہے۔ جبکہ اثبات کے وقت ثبوتِ ہستی یعنی مطلوبِ حقیقی کے تخیل وتصور سے انگلیوں کو ران پر رکھے۔ اور اسی طرح سے ذکر (نفی اثبات) شروع کرے۔ (یعنی نفی کا کلمہ لا الہ۔ جبکہ اثبات کا کلمہ الا اللہ ہے) کہ سر کو بائیں زانو پر لے جائے۔

اس حدتک کہ! پیشانی بائیں زانو کے قریب تک پہنچ جائے۔ اور سالک کلمہ (لاالہ الا اللہ) اس انداز میں باقاعدہ آغاز کرے۔ کہ اپنے سر کو زانوئے راست پر لاکر دورہ ٔ تمام کتفِ راست (دائیں شانے) پر پہنچائے۔ اور دَم کو اس قدر دراز کرے۔ کہ! ضرباتِ ثلاثہ یکدم سے آئیں۔ یعنی کہ!

☆ بایاں گھٹنا محلِ شیطان ہے۔ اور یہاں پر شیطانی وساوس وخطرات کی نفی کا تصور وتخیل کرے۔ کیونکہ! خطرہ ٔ شیطانی درحقیقت خطرہ ٔ معصیت ہے۔

☆ دایاں گھٹنا محلِ نفس ہے۔ اور یہاں پر نفسانی وساوس وخطرات کی نفی کا تصور وتخیل کرے۔ کیونکہ! خطرہ ٔ نفسانی درحقیقت خطرہ ٔ تنعم لذات وشہوات ہے۔

☆ دایاں شانہ محلِ فرشتہ ٔ کاتب اعمال خیر ہے۔ اور یہاں پر ملکی وساوس وخطرات کی نفی کا تصور وتخیل کرے۔ کیونکہ! خطرہ ٔ ملکی درحقیقت خطرہ ٔ عبادت وطاعت ہے۔

☆ جبکہ قلبِ محل ورودِ انواراتِ الٰہیہ ہے۔ جہاں پر رب العالمین ہے۔ اور عرفان ہمیشہ مشاہدہ ٔ حق میں رہتا ہے۔

پھر سر، پشت اور کمر برابر کر کے درکو اس خیال سے پسِ پشت قدرے خم کرے۔ کہ تمام خطرات ماسوٰی اللہ کو مَیں نے دائمًا پس پشت ڈال دیا۔ وہاں سے سالک بقوتِ تمام دل (یعنی لطیفہ ٔ قلب) پر کلمہ ''الا اللہ'' کی ضرب لگائے۔ کہ مَیں عشق ونورِ الٰہی کو دل میں لایا ہوں۔ نفی کی حالت میں آنکھیں بند کرے۔ اور اثبات کی حالت میں کھلی۔ بحالتِ نفی سانس لے۔ جبکہ حالت اثبات میں سانس خارج کرے۔ یادرہے۔ کہ! کلمہ نفی میں ذیل میں تصور کی شکل ہونی چاہیئے۔ کہ!

☆ مبتدی کو چاہیئے۔ کہ! **لا معبود** یا **لا محبوب** کا تصور کرے۔ کہ یہ ملاحظہ ٔ طریقت ہے۔

☆ متوسط کو چاہیئے۔ کہ! **لامقصود** یا **لا مطلوب** کا تصور کرے۔ کہ یہ ملاحظہ ٔ طریقت ہے۔

☆ منتہی کو چاہیئے۔ کہ! **لا موجود** کا تصور کرے۔ کہ یہ ملاحظہ ٔ حقیقت، ہمہ اوست اور ملاحظہ ٔ معرفت ہے۔

عالمِ سوز وساز میں وصل سے بڑھ کے ہے فراق
وصل ہے مرگِ آرزو، حجر میں لذتِ طلب

اور کلمہ ٔ اثبات (الا اللہ) میں نورِ الٰہی اور ہمہ اوست (وحدت الوجود کا نظریہ وعقیدہ) کا تصور کرتا رہے۔ اور دس مرتبہ کلمہ ''محمد رسول اللہ'' کہے۔ اس طرح دوصد مرتبہ کہے۔ پھر تھوڑی دیر مراقب ہو کر یہ تصور کرے۔ کہ عرش سے نورِ الٰہی میرے دل میں آتا ہے۔ پھر ذکر میں مشغول ہو۔

ایک طریقہ (**جو کہ نفی اثبات کے طریقے میں تمام سلاسل میں تقریبًا یکساں ہے**) اس طرح سے بھی ہے۔ کہ! اسم ''لا'' کو دل سے نکالے۔ اسم ''الہ'' کو کتفِ راست (دائیں کندھے) پر لائے۔ اور سر کو مائل بہ پشت کر کے یہ تصور کرے۔ کہ! غیر اللہ کو دل سے نکال کر مَیں نے پس پشت ڈال دیا۔ مذکورہ بالا ملاحظات سے زور وقوت سے دل (لطیفہ ٔ قلب) پر ضرب لگائے۔ (نفی اثبات کے متعدد طریقے آگے بیان کئے گئے ہیں)

نفی اثبات کا دوسرا طریقہ:

مرشد اپنے مرید کو سمجھاوے اور سکھادے۔ کہ! اے بیٹے! کلمہ ''**لا**'' اپنے دل کے مرکز سے اپنے ذہن وخیال میں دائیں پستان تک کھینچتا ہوا پھر دائیں شانے تک لاتا ہوا سر کی چوٹی تک لاکر ''**ا لہ**'' پڑھ کر یعنی بہر صورت ''**ا لہ**'' اپنے سر کی چوٹی پر ختم کر کے پھر اسی خیالی صورت میں سر کی چوٹی سے بائیں شانے تک نیچے لاتا ہوا بائیں پستان پر لفظ ''**ا لا اللہ**'' لے آئے۔ اور ''**ا لا اللہ**'' کا آخری حرف ''**ہ**'' کو جو کہ نہایت بزرگ اور جلالیت والا ہے۔ دل کے سر پر ''**ا لــــہ**'' کہہ کر ضربِ شدید سے مارے۔ یہ ضرب اتنی سخت ہونی چاہیئے۔ کہ! قلب حرکت کرے۔ اور تمام بدن کانپ جائے۔ اور ہر حالت میں تیرا ذکر اسی مقام سے شروع اور اسی مقام پر ختم ہو۔ کیونکہ یہ دشمنوں کا مقام ہے۔ جس کو **نفسِ امارہ** کہتے ہیں۔

اسی ذکر کی مزید تفصیل:

سر کو نیچے لے جاکر ذکر نفی اثبات کے لفظ ''**لا**'' کو مَد سے پڑھے۔ اور نفی کرنے والا ہے۔ اور اس قدر حرکت دے۔ کہ جتنی ضرورت ہوے۔ پھر ''**الہ**' کے الف کو زیر سے پڑھے۔ جبکہ ''**الہ** کے ''ہ'' کو زبرِ خفیف سے (یعنی لمبا یا پھر کھینچ کر) پڑھے۔ کہ بجائے زبر کے ''الف'' ظاہر ہونے لگے۔ بلکہ سکوں سے پڑھے۔ اور ''**ا لا اللہ**'' کی آخری ''ہ'' کو، جو کہ اسمِ جلالی ہے۔ ''**الـہ**'' سخت ضرب سے پڑھے۔ اور ''**الـہ**'' کی ''ہ'' کو اور '''**ا لا اللہ**'' کے پڑھنے میں جدائی نہ کرے۔ کیونکہ ''**لا الـہ**'' نفی ہے۔ جبکہ '''**ا لا اللہ**''' اثبات ہے۔ دونوں کلمات کو ایک ہی سانس میں ادا کرنا ضروری ہے۔

نفی اثبات کا تیسرا طریقہ :

دوزانو بیٹھ کر اپنے دونوں ہاتھ زانو پر رکھے۔ زبان کو تالو کے ساتھ چسپاں کر کے حبسِ دَم بہ حرکاتِ ثلاثہ اور وقوفِ ثلاثہ یعنی کہ! **وقوفِ عددی**۔ **وقوفِ زمانی** اور **وقوفِ قلبی**۔ (**وقوفِ عددی** یعنی ذکر طاق تعداد میں رکھنا، **وقوف زمانی** یعنی حبسِ دَم و کشائش دَم کے وقت اور نفسین کے درمیان آگاہ رہنا اور **وقوفِ قلبی** یعنی نفی کے وقت غیر اللہ کی نفی اور اثبات کے وقت ذاتِ حقیقی کا اثبات کرنا)، خمسہ اسمائے صفات (اسمائے صفاتِ خمسہ لامعبود۔ لامطلوب۔ لامقصود۔ لامحبوب اور لاموجود) اس طور سے ذکر کرے۔ کہ!

سر کو نیچے لے جا کر ''**لا**'' کو ناف سے کھینچے۔ اور ''**لا**'' کے ساتھ سر کو دائیں شانے کی طرف بلند کرے۔ (یعنی مائل بہ کتف راست)۔ حتی کہ کسرہ ہمزہ ''**لا**'' کو بہ سر کتف اور فتح ہائے ''**الــه**'' کو دماغ میں پہنچائے۔ سر کو ذرا پیچھے کی جانب مائل کر کے یہ خیال کرے۔ کہ جمیع اشیاء و خیالات ما سوٰی اللہ کو پسِ پشت ڈال دیا ہے۔ پھر ضربِ ضمہ ءہائے ''**الا الله**'' کو بہ زورِ تمام قلب پر مارے۔

لیکن یہاں پر یہ بات بھی ذہن نشین رہنی ضروری ہے۔ کہ! نفی کے وقت ان اسماء میں سے ایک اسم کو دل میں تصور کرے۔

☆ مبتدی حضرات کو چاہیئے۔ کہ! **لا معبود** یا **لا مطلوب** کا تصور کریں۔

☆ متوسط حضرات کو چاہیئے۔ کہ! **لا مقصود** یا **لا محبوب** کا تصور کریں۔

☆ منتہی حضرات کو چاہیئے۔ کہ! **لا موجوود** کا تصور کریں۔

نفی اثبات کا چوتھا طریقہ :

حضراتِ نقشبندیہ کا طریقہ بھی اسی طرح ہے۔ ان کے مطابق نفی اثبات میں ''**لا الـه الا الـله**'' کی ضربات لگائی جاتی ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے۔ کہ! باوضو دوزانو قبلہ رو پاک صاف جگہ یا مصلہ پر بحالتِ سکون بیٹھ جائے۔ دونوں آنکھوں کو بند کر کے زیرِ ناف سانس روک کر بزبانِ قلب لفظ ''**لا**'' کہے۔ اور ''**لا**'' کہتے وقت سانس زیرِ ناف سے کھینچے۔ اور لطیفہ قالب سے لیتا ہوا دائیں شانے (کندھے) تک لے جائے۔ پھر ''**الـه**'' کہے۔ اور اس ''**الـه**'' کو اصل دماغ سے نکالے۔ اس کے بعد ''**الا الـله**'' کی ضرب شدت وقوت کے ساتھ دل پر لگائے۔ اس ذکر سے پانچوں لطائف عالَمِ امر پر اس کی حرارت محسوس کریں گے۔ اسی طرح متعدد مرتبہ حبسِ دَم کے ساتھ اسی ذکر کی مسلسل تکرار کرتا رہے۔ جب سانس میں تنگی و دشواری محسوس ہونا شروع ہو۔ تو ایک لمبا سانس لیتے ہوئے ''**مـحـمـد رسـول الـلـه**'' کہہ کر سانس چھوڑ دے۔ یہ لطیفہ اِخفیٰ میں کہے۔ البتہ یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ! جب سانس چھوڑے۔ تو طاق عدد پر چھوڑے۔ اسی طرح نفی اثبات کا ورد کرنے سے معکوس لا کی شکل بنے گی۔ (جو کہ متعدد کتب میں ہے) یاد رہے۔ کہ! دورانِ ذکر نفی اثبات اِن چار معانی کا خیال رکھنا بہت مفید ہے۔

☆ **لا معبود الا الله**۔ ☆ **لا مقصود الا الله**۔

☆ **لا مطلوب الا الله**۔ ☆ **لا موجود الا الله**۔

ابتداء میں ''لامعبود'' اور ''لامقصود'' کو پیشِ نظر رکھنا زیادہ مناسب خیال کیا جاتا ہے۔ تا کہ طالبِ صادق اور سالک پر توحیدِ وجودی کا انکشاف نہ ہو۔ (کیونکہ حضرات مجددیہ توحیدی وجودی کو ظاہر شریعت کے خلاف جبکہ توحیدی شہودی کو عین شریعت کی عظیم شاہراہ خیال کرتے ہیں۔ اَز مؤلف)

علمائے نقشبندیہ مجددیہ فرماتے ہیں۔ کہ! حبسِ دم کے ساتھ روزانہ (کم اَز کم) ایک ہزار مرتبہ نفی اثبات کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

نفی اثبات کا پانچواں طریقہ :

اسی طرح سے نفی اثبات کا ایک طریقہ یہ بھی ہے۔ کہ! سانس نکالتے وقت بزبانِ قلب ''**لا اله**'' کہے۔ اور سانس لیتے وقت ''**الا الله**'' کہے۔ اکابر صوفیہ اس کو **پاس انفاس** بھی کہتے ہیں۔ لیکن یہ نفی اثبات ہی کا ایک طریق ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

مگر یہ ذکر زبان سے نہ کرے۔ بلکہ زبان کو تالو سے لگا کر تصور و تخیل سے یہ ذکر کرے۔ اگر سالک کچھ عرصہ یعنی چند ماہ تک اسی طرح سے ذکر میں محو و مشغول و مستغرق رہے۔ تو اس پر لطائف کے بطون کھلنا شروع ہو جائیں گے۔ اور اگر لطائف کے اذکار میں پہلے کچھ کمی رہ گئی تھی۔ تو اَب اس ذکر نفی اثبات سے وہ کمی یقینی طور پر پوری ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اصلاحِ عناصر اربعہ (آتش۔ باد۔ آب۔ خاک) اور **نفس** سے ہو کر **جذباتِ لطائف فوق الفوق** کی طرف ہو جاتے ہیں۔ یعنی حضوری و جمعیت ایک خاص طور کے ہو جاتے ہیں۔ اکابر نقشبندیہ ہر رطب (تَر) اور یابس (خشک) کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اور صورتوں و اشکالِ غیبی کی طرف بھی رخ نہیں کرتے۔ اور نہ کشف و انوار کا اعتبار کرتے ہیں۔ یاد رہے۔ کہ! طالبِ مولا کو صرف چار چیزوں کی طرف رغبت ہوا کرتی ہے۔ جمعیت۔ حضوری۔ جذبہ ۔ واردات۔

☆ **جمعیت:** خطرات سے قلب کو پاک صاف کرنا۔ ☆ **حضوری:** دل میں رب متعال کی کامل حضوری۔

☆ **جذبہ:** یعنی کشش لطائف کی فوق الفوق کی طرف رکھنا۔

☆ **واردات:** حالِ فوق کی طرف سے قلب پر کسی دوسرے مقام پر وارد ہوں۔

یہی چار چیزیں اکابر نقشبند میں اصل مانی جاتی ہیں۔ اگر یہ چار ہوگئیں۔ تو سب کچھ ہوگیا۔ پہلی تین چیزیں تو حاصل ہوجاتی ہیں۔ مگر ''واردات'' پہلے تھوڑی تھوڑی اور کبھی کبھی ہوتی ہے۔ کبھی دو ماہ میں، کبھی ایک ماہ میں۔ پھر آہستہ آہستہ پندرہ دن یا عشرہ، ہفتہ میں، پھر چوتھے پانچویں روز، پھر دوسرے تیسرے روز، پھر دن میں ایک یا دو مرتبہ پھر دن میں تین چار مرتبہ اتصال واردات کا ہوتا ہے۔ **یاد رہے۔** کہ! سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں سالکین و مریدین وطالبینِ مولا کی ترتیب یہ ہوتی ہے۔ پہلے لطائف، پھر نفی اثبات، پھر پاس انفاس اور پھر مراقبات پھر دیگر سلاسل کے اذکار۔ ۔ ۔

نفی اثبات کا چھٹا طریقہ : (دستورِ ذکر جہر)

پہلے نفی اثبات (اس کی صورت یہ ہے۔ کہ! باوضو دوزانو قبلہ رو پاک صاف جگہ یا مصلہ پر بحالتِ سکون بیٹھ جائے۔ دونوں آنکھوں کو بند کر کے زیرِ ناف سانس روک کر بزبانِ قلب لفظ ''**لا**'' کہے۔ اور ''**لا**'' کہتے وقت سانس زیرِ ناف سے کھینچے۔ اور لطیفہ قالب سے لیتا ہوا دائیں شانے (کندھے) تک لے جائے۔ پھر ''**الہ**'' کہے۔ اور اس ''**الہ**'' کو اصل دماغ سے نکالے۔ اس کے بعد ''**الا اللہ**'' کی ضرب شدت وقوت کے ساتھ دل پر لگائے) چارصد مرتبہ کرے۔ پھر صِرف اثبات یعنی ''**الا اللہ**'' کی چھ صد مرتبہ دل (لطیفہ ءقلب پر) شدت وقوت سے ضربات لگائے۔ اور آخر میں اسمِ ذات ''**اللہ**'' کی دو صد مرتبہ دل (لطیفہ ءقلب پر) شدت وقوت سے ضربات لگائے۔ (اس طرح سے یہ تعداد بارہ صد ہو جائے گی) حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص ذکر جہری روزانہ ایک ہزار دو سو مرتبہ کیا کرتا ہے۔ وہ ضرور بالضرور مرتبہ ءولایت سے مشرف ہوتا ہے۔

نفی اثبات کا ساتواں طریقہ :

نفی اثبات (کا ایک اور طریقہ) یہ بھی ہے۔ کہ! (طالبِ صادق ومرید) دو سو مرتبہ نفی اثبات کرے۔ چار سو مرتبہ صرف اثبات کرے۔ اور چھ سو مرتبہ اسمِ ذات۔ ۔ ۔ سلسلہ (عالیہ چشتیہ) کے مشائخِ عظام اس طرح ذکر تلقین فرماتے ہیں۔ کہ!

پہلے کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' معہ تسمیہ تین مرتبہ تکرار کرے۔ اس کے بعد سر کو ناف کی طرف جھکا کر ''لا الہ'' کہے۔ اور سر کو دائیں کندھے کی طرف یہ خیال کرے۔ کہ! مَیں نے غیر اللہ کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اس کے بعد سر کو دائیں طرف لے جائے۔ اور پورے زور وشدت سے ''الا اللہ'' کی ضرب قلب پر لگائے۔ اسی طریقے سے دو صد مرتبہ ''لا الہ الا اللہ'' (نفی اثبات) کرے۔ اور درمیان میں گاہے بگاہے ''محمد رسول اللہ'' بھی کہتا رہے۔ اور دسویں یا بیسویں مرتبہ پورا کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھ لیا کرے۔ اس ذکر سے فراغت پر تھوڑی دیر مراقب ہو جائے۔ اور فیضان کا انتظار کرے۔

اس کے بعد پہلے کی طرح کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' معہ تسمیہ تین مرتبہ تکرار کرے۔ پھر ذکر دوضربی باسمِ ذات ''**اللہ**'' کرے۔ پہلی ضرب دل پر لگائے۔ جو بائیں جانب ہے۔ جبکہ دوسری ضرب جگر پر لگائے۔ جو دائیں جانب ہے۔ اس دوضربی ذکر کے دوران ''**انت الھادی. انت الحاضر. انت الناظر**'' کا تصور وتخیل اختیار کئے رکھے۔ ساتھ ساتھ مرشد سے رابطے اور اُن کے واسطے کا تصور بھی جمائے۔ جب یہ ذکر بارہ سو مرتبہ پورا ہو جائے۔ تو کچھ دیر مراقب ہو کر بیٹھ جائے۔ اور فیضان کا منتظر ہو۔ کہ باطن سے کیا علمِ معرفت وارد ہوتا ہے۔

اس کے بعد سر اُٹھا کر پہلے کی طرح کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' معہ تسمیہ تین مرتبہ تکرار کرے۔ پھر ذکر یک ضربی باسمِ ذات ''**اللہ**'' کی ضربات دل پر لگائے۔ اگر اس سے ''انشراحِ قلب'' محسوس ہو۔ تو فبھا۔ ۔ ۔ یہی ذکر کرتا رہے۔ کیونکہ اس (ذکر یک ضربی باسمِ ذات اللہ) سے بہت فیضان حاصل ہوتا ہے۔ اور خوب جوش وخروش پیدا ہوتا ہے۔

نفی اثبات کا آٹھواں طریقہ :

ذکر نفی اثبات کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! کلمہ ''لا الہ'' کو بائیں جانب سے کھینچ کر دائیں طرف لے جائے۔ اور کلمہ ''الا اللہ'' کی دل (لطیفہ ءقلب) پر قوت وشدت سے ضرب لگائے۔ اور یہ کلمہ (لا الہ الا اللہ) وضربات (دائیں سے بائیں اور پھر دل پر) ایک ہی سانس میں چار مرتبہ کیا کرے۔ (یعنی ایک سانس میں چار نفی اثبات)۔ ایک سانس میں چار مرتبہ نفی اثبات کی ضربات کا اشارہ دراصل اربعہ خطرات (یعنی خطرہ ءشیطانی۔ خطرہ ءنفسانی۔ خطرہ ءملکی اور خطرہ ءرحمانی) کی نفی کی جانب اشارہ ہے۔

لیکن ذکر دوضربی نفی اثبات دمادم اس طرح سے کرے۔ کہ! اس ذکر میں مکمل محو و مستغرق ہوجائے۔ کیونکہ! صِرف ذکرِ چہار ضربی میں ایک قسم کا تفرقہ ہے۔ جبکہ! ذکر دوضربی با کلمہ ’’لا الہ الا اللہ‘‘ کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! کلمہ ’’لا الہ‘‘ بائیں کندھے سے کھینچ کر تیزی سے دائیں کندھے پر لے جائے اور جلدی سے دل (لطیفہ ءقلب) پر شدت وقوت سے ضرب لگائے۔ اور (کوشش کرے۔ کہ) ہر تیسری، پانچویں، ساتویں یا گیارہویں مرتبہ کلمہ ’’محمد رسول اللہ‘‘ کہے۔ تاکہ کلمہ طیبہ مکمل ہوجائے۔ جب شغلِ نفی اثبات سے دل کا آئینہ پاکیزہ و مصفی ہوجائے۔ تو کلمہ ’’الا اللہ‘‘ کے بجائے اسمِ ذات ’’اللہ‘‘ کا ذکر اختیار کرے۔ تاکہ ذکر ’’اللہ۔ اللہ۔ اللہ‘‘ ہی باقی رہ جائے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ! بعض عُشاق اسمِ ذات ’’اللہ۔ اللہ۔ اللہ‘‘ کے سوا دیگر کسی قسم کا کوئی ذکر نہیں کیا کرتے۔ اور نہ ہی اس اسم ذات ’’اللہ‘‘ کے کسی دوسری چیز کا دل و دماغ میں کوئی خیال لاتے ہیں۔

نفی اثبات کا نواں طریقہ :

ایک طریقہ (**جو کہ نفی اثبات کے طریقے میں تمام سلاسل میں تقریباً یکساں ہے**) اس طرح سے بھی ہے۔ کہ! اسم ’’لا‘‘ کو دل سے نکالے۔ اسم ’’الہ‘‘ کو کتفِ راست (دائیں کندھے) پر لائے۔ اور سر کو مائل بہ پشت کر کے یہ تصور کرے۔ کہ! غیر اللہ کو دل سے نکال کر میں نے پس پشت ڈال دیا۔ مذکورہ بالا ملاحظات سے زور وقوت سے دل (لطیفہ ءقلب) پر ضرب لگائے۔

نفی اثبات (بذریعہ حبسِ نفس) کے مزید دو مجرب طریقہ جات :

نمبر1۔ اس ذکر کو بعض لوگ شغل نفی اثبات بھی کہتے ہیں۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! سالک اپنی دونوں آنکھیں بند کر کے زبان کو تو لو سے لگا کر اپنے دَم کو ناف سے کھینچے۔ اور جا کر دل میں ٹھہرادے۔ اور کلمہ ’’لا الہ‘‘ کو اپنے بائیں زانو سے شروع کر کے داہنے زانو پر لا کر شانے تک دورہ ختم کر کے کلمہ ’’الا اللہ‘‘ کی پوری قوت وشدت سے دل (لطیفہ ءقلب) پر ضرب لگائے۔ سالک کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ! پہلے دن میں دس سانسیں کھینچے۔ اور ہر سانس میں یہ تین مرتبہ کرے۔ اس کے بعد روز بروز، درجہ بدرجہ ایک۔ ایک یا تین۔ تین دَم کا اِضافہ کرتا چلا جائے۔ (ایک یا تین کی تخصیص اس لئے کی گئی ہے۔ کہ! **اللہ وتر و یحب الوتر** ۔ اللہ تعالیٰ طاق ہے۔ اور طاق ہی کو دوست رکھتا ہے) تاکہ اندرونی حرارت پیدا ہو۔ چربی پگھلے۔ اور خطراتِ شیطانی و وساوس دفع ہوسکیں۔ اور اندر کے شیطان اور نفس کو شکست ہوسکے۔ جب سالک کو دَم کشی کی عادت ہوجائے گی۔ تو دل پر محویت کی سی کیفیت ظاہر ہونے لگے گی۔ اور تمام جسم میں حرارت جاری ہوجائے گی۔ جس سے کہ ہر عضو خود بخود ذاکر، جاری اور روشن ہوتا چلا جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اور عشقِ الٰہی کی آگ دل میں روشن ہوجائے گی۔ مگر خطرے کی مدافعت اور کششِ دَم کے واسطے یہ لازمی ہے۔ کہ! معدہ غذا سے کچھ نہ کچھ حد تک خالی ہو۔

نمبر2۔ سالک کو چاہیئے۔ کہ! چار زانو بیٹھ کر دونوں آنکھیں بند کرلے۔ داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے پاس کی انگلی سے رگ کیماس کو مضبوطی سے پکڑ لے۔ اپنے دونوں ہاتھوں کو زانوؤں پر رکھ دے۔ پھر دَم کو ناف سے کھینچ کر دل کی طرف لا کر ام الدماغ (سر کی چوٹی) میں ٹھہرائے۔ اور زبان کو بغیر حرکت دیئے غور وفکر کے ساتھ لفظ ’’لا‘‘ کو ناف سے کھینچ کر روح (لطیفہ ءروح) کی طرف لا کر لفظ ’’الہ‘‘ کو دماغ تک پہنچا کر باہر لائے۔ اور دل (لطیفہ ءقلب) پر کلمہ ’’الا اللہ‘‘ کی پوری قوت وشدت سے ضرب لگائے۔ اسی طرح سے ایک سانس میں پانچ یا سات یا نو مرتبہ کہے۔ پھر آہستہ سے سانس باہر کردے۔ اور ہر مرتبہ سانس باہر کرتے وقت کلمہ ’’محمد رسول اللہ‘‘ کا تصور کرے۔ پھر آنکھیں کھول کر ’’لا محبوب الا اللہ‘‘ کا تصور کرے۔ پھر آہستگی سے سانس روکے۔ اور اسی طرح ہر دن کم اَز کم دس سانسیں لے۔ (اس عمل و مشق کو تین یا پانچ دن تک کرتا رہے) پھر ہر روز ایک ایک یا تین تین مرتبہ زائد کرتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ! ایک ہی سانس میں **121** ایک سو اکیس مرتبہ یہی ذکر کرنے کے قابل ہوجائے۔ تو اس وقت یقیناً دروازہ ءقلب کھل جائے گا۔ اور نورِ مشاہدہ سے قلب منور و تاباں ہوجائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اسم ھُوْ کا ذِکر (مختلف طریقے اور اقسام) مجرب طریقہ جات :

نمبر1۔ **یک کشش ھو تا ام الدماغ :** اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! کہ سالک دوزانو بیٹھے۔ اور دونوں ہاتھ ایک دوسرے پر رکھ کر ’’ھو‘‘ کو ناف کے نیچے سے حبس کر کے آوازِ ظاہری سے دماغ تک لے جائے۔ اور چندے قرار دے۔

نمبر2۔ **یک کششِ باطنی بفکر ھو :** اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ معین کر کے ٹھوڑی کو سینے سے ملا کر تصور سے [’’ھُو‘‘ کو ناف کے نیچے سے کھینچے۔ اور حبسِ دَم کر کے اپنے سانس کو ہر عضو میں گردش دیں۔ مگر اس قدر کہ بے طاقت نہ ہوجاوے۔ اور اگر بے طاقت ہوجائے۔ تو ’’ھو‘‘ کہتا ہوا آہستہ آہستہ سانس کو باہر نکالے۔ پھر اَز سرنو اسی مشق کو اسی طرح سے شروع کرے۔ اس ذِکر میں فوائد بے شمار ہیں۔

نمبر3۔ **سہ ضربی ذِکرِ ھو مع حی :** اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ معین کر کے پہلے ایک خالی ضرب آسمان کی طرف اُٹھا کر لگائے۔ اور دوسری ضرب ’’ھو‘‘ کی زمین کی طرف سر جھکا کر لگائے۔ پھر تیسری ضرب ’’حی‘‘ کی اپنے وجود میں لگائے۔ پھر اَز سرِ نو اسی مشق کو اسی طرح سے شروع کرے۔ اس ذِکر میں فوائد بے شمار ہیں۔

نمبر4۔ **یک کشش ھو با ضربِ ھو :** اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! سالک دوزانو بیٹھے۔ اور دائیں پاؤں کی پشت بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے۔ تاکہ دونوں سرین پاؤں کے ٹخنوں پر رکھے جائیں۔ اس کے بعد ’’ھو‘‘ کو ہلکی سی آواز سے ناف کے نیچے سے نکالے۔ اور اپنے اندرونِ جسم میں ضرب لگائے۔ اور اسی طرح سے پیاپے ضربات لگاتا رہے۔ اس ذِکر سے بے شمار فوائد حاصل ہوں گے۔ ان شاء اللہ۔

نمبر5۔ **صدائے ھو بہ نو دو نہ ملاحظ :** اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ معین کر کے زبان کو تالو سے چپکائے۔ اور شہادت کی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں دے۔ پھر قلبِ نیلوفری سے ’’ھو‘‘ کہتا ہوا آوازِ باطنی کے ساتھ اوپر کی جانب سانس کو لائے۔ مگر دَم کو نہ چھوڑے۔ اور صدائے ’’ھو ‘‘ کو ننانویں ملاحظہ سے تصور میں لائے۔ اور اسی تصور میں ہر ملاحظہ کے ساتھ تھوڑی سے حرکت دے۔ جب تمام ہو جائے۔ پھر اَز سرِ نو اسی مشق کو اسی طرح سے شروع کرے۔ اس ذِکر میں فوائد بے شمار ہیں۔

نمبر6۔ **ذِکرِ ھو بیک نفس پیوستہ بھزار کرت :** اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ متعین کر کے پیٹ کو پیٹھ سے ملائے۔ اور زبان سے ’’ھو‘‘ کہے۔ اس طرح کہ جب ’’ھو‘‘ کہے۔ تو فوراً اشکم کو کمر سے ملائے۔ اسی طرح پیوستہ ہزر مرتبہ تک نوبت پہنچائے۔ اس ذِکر میں فوائد بے شمار ہیں۔

نمبر7۔ **ذِکرِ ھو لا متناھی :** اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ قرار دے کر ایک سانس سے ’’ھو‘‘ کہتے ہوئے بائیں زانو سے دائیں زانو تک دورہ پر دورہ کرے۔ لیکن ہر دورہ پہلے دورہ سے کم ہو۔ جب سانس میں ورزش کی طاقت نہ رہے۔ پھر اسی طرح از سرِ نو شروع کرے۔ اس ذِکر کے فوائد و ثمرات بے انتہا ہیں۔ عمل کرنے سے ہی معلوم ہوں گے۔ طریقِ انواعِ اذکار جو کہ مرشدانِ نامدار نے مریدانِ کامگار کے لئے معین فرمائے ہیں۔ اور بر سبیلِ فتح باب ان کے نام بھی مقرر کر دیئے ہیں۔

طریقِ انواعِ اَذْکارْ :

طریقِ انواعِ اذکار جو کہ مرشدانِ نامدار نے مریدانِ کامگار کے لئے معین فرمائے ہیں۔ اور بر سبیلِ فتح باب ان کے نام بھی مقرر کر دیئے ہیں۔

نمبر1۔ **ذِکرِ لاھوتی :** اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ قرار دے کر سر کو بائیں شانے کی طرف جھکا کر تھوڑا تھوڑا پشت کی جانب خم دے کر متصل ’’ھو‘‘ کی ضرب لگائے۔ اور ایک ضرب اندرونِ جسم میں لگائے۔ مگر منہ اسی جانب ہی رہے۔ پھر سر کو اسی طرح مقامِ مذکور پر پہنچا کر دائیں پہلو پر متصلاً دو ضربیں لگائے۔ اور ایک ضرب پہلوئے راست پر پھر دو ضربیں بائیں زانو پر اور ایک ضرب بائیں پہلو پر اور دو ضربیں دونوں زانوؤں کے درمیان اور ایک ضرب اپنے اندرونِ جسم میں پھر دو ضربیں دائیں زانو پر اور ایک ضرب بائیں پہلو پر لگا کر پھر سر کو دائیں شانے کی طرف جھکا کر متصلاً ’’ھو‘‘ کہے۔ اور ایک ضرب بائیں پہلو پر لگائے۔ اس کے بعد تین بار سرین کو تھوڑا سا زمین سے اُٹھا کر دوزانو بیٹھ کر تین ضربیں لگائے۔ پھر تین دور ’’ھو‘‘ کے بائیں زانو سے دائیں زانو تک کرے۔ اس کے بعد بائیں زانو پر ایک ضرب لگائے۔ اور تین کوب اپنے اندرونِ جسم میں لگائے۔ اور تین ضربیں سیدھے زانو پر پھر تین ضربیں دونوں زانو کے درمان اور تین کوب (کوب یعنی کوٹنا) اپنے اندرونِ جسم میں لگائے۔ اس کے بعد تین ضربیں اور اپنے وجود میں لگائے۔ پھر سیدھے زانو سے بائیں زانو تک تین دور کرے۔ جس طرح کہ بائیں زانو سے ضرب اور کوب کا عمل کیا تھا۔ اسی طرح سے اس کا انصرام کرے۔ اور پھر اَز سرِ نو شروع کرے۔ اس کا کثیر فائدہ عمل کرنے سے خوب واضح اور روشن ہو جائے گا۔ یہ ذِکرِ لاھوتی کا خاص الخاص ذکر اور شغل ہے۔

نمبر2۔ **ذِکرِ جبروتی :** اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ ملحوظ رکھ کر دونوں زانوؤں کے درمیان جھکا کر زمین تک پہنچائے۔ اور ’’یا احد‘‘ کی ضرب لگائے۔ اور وہاں سے سر اُٹھا کر ایک ضرب اپنے وجود میں لگائے۔ پھر ’’یا احد‘‘ اور ’’یا واحد‘‘ دونوں کی دس ضربات پیاپے لگائے۔ اور پھر سات ضربیں سیدھی ’’اللہ‘‘ کی اپنے وجود پر لگائے۔ اور پھر اَز سرِ نو شروع کرے۔ اس کا کثیر فائدہ عمل کرنے سے خوب واضح اور روشن ہو جائے گا۔ یہ ذِکرِ جبروتی کا خاص الخاص ذکر اور شغل ہے۔

نمبر3۔ **ذِکرِ ملکوتی :** اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! بجلسہ ءمعینہ مذکورہ بائیں زانو پر ’’یا بدیع‘‘ اور دائیں پہلو پر ’’یا باعث‘‘ کی

ضربیں لگائے۔ پھر دائیں زانو پر ’’یا نور‘‘ اور بائیں پہلو پر ’’یا شہید‘‘ کی ضربیں لگائے۔ اور پھر اَز سرِ نو شروع کرے۔ اس کا کثیر فائدہ عمل کرنے سے خوب واضح اور روشن ہو جائے گا۔ یہ ذِکرِ ملکوتی کا خاص الخاص ذکر اور شغل ہے۔

نمبر4۔ ذِکرِ ناسوتی : اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! بجلسہ ءمعینہ ملحوظ رکھ کر سر کو دونوں زانوؤں کے درمیان تین مرتبہ لے جا کر وہاں سے ’’اللہ‘‘ کہتا ہوا سر اُٹھائے۔ اور ’’یا اللہ۔ یا معز‘‘ دونوں کو ایک ساتھ ملا کر تین ضربیں اپنے وجود میں لگائے۔ پھر سر کو اس جگہ لے جا کر اس طریق سے ’’یا اللہ۔ یا مذل‘‘ دونوں کو ملا کر بائیں زانو پر لگائے۔ پھر سر کو اسی جگہ لے جا کر اسی طریق سے دائیں زانو پر ’’اللہ۔ رازق‘‘ کی ضرب لگائے۔ اور پھر اَز سرِ نو شروع کرے۔ اس کا کثیر فائدہ عمل کرنے سے خوب واضح اور روشن ہو جائے گا۔ یہ ذِکرِ ناسوتی کا خاص الخاص ذکر اور شغل ہے۔

نمبر5۔ ذِکرِ مکاشفہ : اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ ءمذکورہ معینہ قرار دے کر ’’ھوٗ‘‘ کہتے ہوئے بائیں زانو سے دائیں زانو تک ایک دورہ کرے۔ اور جہاں سے زروع کیا تھا۔ جب وہاں پر پہنچے۔ پھر اسی طرح ’’یا من ھوٗ‘‘ کا دورہ کرے۔ پھر اسی جگہ ’’یا منٗ لَاّ اِ لٰہَ‘‘ کو دائیں شانے تک پہنچا کر ’’الا اللہ‘‘ کی ضرب بائیں زانو کے سر پر لگائے۔ اور ’’الا اللہ‘‘ کی ’’ھ‘‘ کو دائیں شانے پر پہنچا کر ’’الا اللہ‘‘ کو دراز کر کے ’’ھوھوھوٗ‘‘ کی تین کوب اپنے وجود میں لگائے۔ اور پھر اَز سرِ نو شروع کرے۔ اس کا کثیر فائدہ عمل کرنے سے خوب واضح اور روشن ہو جائے گا۔ یہ ذِکرِ مکاشفہ کا خاص الخاص ذکر اور شغل ہے۔

شغلِ مکاشفہ :

جلسہ مربع زانو سے **یا ھو** کہتے ہوئے سر کی گردش دائیں زانو اور کتفِ راست ، بائیں زانو تک پہنچائے۔ پھر اِسی طرح **یا من ھو** کی گردش بائیں زانو سے دائیں زانو تک پہنچائے۔ پھر یہاں سے **یا من لا ھو** کی گردش با ملاحظہ وواسطہ بائیں زانو سے بہ نفی پر سہ خطرات دائیں شانے پر تمام کر کے **الا** کو دماغ میں لے جا کر قلب پر **ھو** کی تین ضربیں لگائے۔

اِس ذِکر کی مشق سے کشفی صلاحیت اور فہم وفراست اور ادراک میں بے پناہ اِضافہ ہو گا۔ بلید طبیعت کھل جائے گی۔ اگر قبض بھی لاحق ہو گیا ہو گا۔ تو اِس ذِکر کی برکت و بدولت بسط پیدا ہو جائے گا۔ جس سے طبیعت سنبھل جائے گی۔ انشاء اللہ۔

اگر مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ ایک تسبیح (یعنی یک صد مرتبہ) نفی ، چار تسبیحات اثبات اور چھ تسبیحات اثبات کے ذکر کی کیا کرے۔ اور چھ تسبیحات اسمِ ذات (اللہ) کی ہمیشہ با ملاحظہ و واسطہ پڑھتا رہا کرے۔ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم اور اس ذکر کی بدولت چند ہی روز میں ذاکر نورِ حق سے منور ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

نمبر6۔ ذِکرِ مشاھدہ : اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! مربع بیٹھ کر موجودات کی نفی کا بحالتِ نفی اور واجب الوجود کا بحالتِ اثبات تصور کرے۔ اور بائیں زانو سے ’’**لا مطلوب لا مقصود لا محبوب لا موجود**‘‘ کہتا ہوا اس کو دائیں شانے پر پہنچا کر ’’الا اللہ‘‘ کی ضرب اپنے وجود میں لگائے۔ اور ’’ھُوَ اِلَّا اللّٰہُ‘‘ کو ناف کے نیچے سے مدّ کے ساتھ کھینچتا ہوا ام الدماغ تک لے جائے۔ اور ’’ھوٗ‘‘ کی سات ضربیں اپنے وجود میں لگائے۔ اور پھر اَز سرِ نو شروع کرے۔ یہ ذِکرِ مشاہدہ کا خاص الخاص ذکر اور شغل ہے۔

ذِکرِ مشاھدہ کا دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ! ’’لا الہٰ‘‘ کو مد کے ساتھ بائیں زانو سے کھینچ کر دائیں شانے تک لائے۔ اور کلماتِ مذکورہ (**لا مطلوب لا مقصود لا محبوب لا موجود**) کا تصور رکھے۔ اور مقامِ مذکورہ پر اِلا اللہ‘‘ کی ضرب لگائے۔ اسی طرح ورزش (Practice) کرے۔ یہ بھی ذِکرِ مشاہدہ کا ذکر اور شغل ہے۔

نمبر7۔ ذِکرِ ثلاثی گنبدی : اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ یعنی اس کی نشست اپنے مرشد سے معلوم کرے۔ اور بائیں شانے سے ’’لا الہ‘‘ کہتا ہوا سر کو دائیں شانے تک پہنچائے۔ اور آگے کو کود کر ’’الا اللہ‘‘ کی ضرب لگائے۔ پھر وہاں سے آگے کو کود کر ’’الا اللہ‘‘ کی دو ضربیں لگائے۔ پھر پیچھے کو کود کر اپنی جگہ پر آ کر ’’الا اللہ‘‘ کی ضرب لگائے۔ پھر اَز سرِ نو شروع کرے۔

نمبر8۔ ذِکرِ ثلاثی مجرد : اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ متعین کر کے ’’لا‘‘ کو ناف سے کھینچ کر دائیں شانے پر ضرب دے کر زور وشور سے پھر کر اسی جگہ ’’الا اللہ‘‘ کی ضرب (بغیر ھ) کے لگائے۔ اس کے بعد بائیں طرف سے زور سے سر پھرا کر ’’ھ‘‘ کی ضرب لگائے۔

اسی ذکر (ذکر ثلاثی مجرد) کا دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ! ’’الا اللہ‘‘ کو ناف سے اُٹھائے۔ اور ایک ضرب بائیں پہلو پر اور ایک ضرب دائیں پہلو پر لگائے۔ پھر ایک ضرب ’[الا اللہ‘‘ کی اپنے وجود پر لگائے۔ مگر یہ تمام مشق حبسِ دَم کے ساتھ کرے۔ تا کہ کلی فائدہ حاصل ہوے۔

نمبر9۔ ذِکرِ سر : اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! دو زانو بیٹھ کر ’’یا شاہد‘‘ کی ضرب دونوں زانوؤں کے درمیان لگائے۔ اور ’’یا شہید‘‘

کی ضرب اپنے وجود میں اور'' یا شاہد'' کہتے ہوئے آنکھیں کھلی رکھے۔ اور تصور رکھے۔ کہ وہ مع الصفات ظاہر ہے۔ اور'' یا شہید'' کہتے ہوئے آنکھیں بند رکھے۔ اور تصور کرے۔ کہ وہ مع الذات ظاہر ہے۔ اسی طرح ہر روز مواظبت (یعنی استقلال ویکسوئی سے) کرے۔

نمبر10۔ **ذِکرِ امہات** : اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! اول معدہ کو طعام سے خالی کرے۔ اور اس کا جلسہ (بیٹھنے کی مخصوص جگہ) متعین کرے۔ بائیں زانو پر بیٹھے۔ اور جلسہ دوزانو رکھے۔ اور دایاں زانو بطریق مربع رکھے۔ لیکن دائیں تلوے کو بائیں پاؤں کی رگ کیماس کی جگہ سختی سے ملائے رکھے۔ اور'' لا الہ'' کہتا ہوا اول جگہ سے ہرن یا چیتے کی طرح اچانک سے اُچھلے۔ اور'' الا اللہ'' کہتا ہوا دوسری جگہ پر جاٹھہرے۔ پھر اَز سرنو اسی طرح کرے۔

اگر بلا انفصال و تعطل اسی طرح برابر ایک برس تک اس ذکر کی مواظبت و مداومت جاری رکھے رہے۔ تو وہ یقیناً دو سے تین گز تک اونچا اُڑنے کی صلاحیت حاصل کر لے گا۔ اسی طرح سے دو برس میں چھ گز تک اور چار برس میں بارہ سے پندرہ گز تک اونچا اُڑ سکے گا۔ کرامتِ شہبازی کے حصول کا یہ بہت ہی مجرب طریقہء عمل ہے۔

(اس مشق کو صاحبِ جواہر خمسہ سے تفصیلاً بیان کیا ہے۔ اور اور اپنی کتاب کے جوہر چہارم میں اس مشق کے تجربے کو بیان فرمایا ہے)

نمبر11۔ **ذِکرِ آورد برد** : اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ متعین کر کے دائیں شانے کی طرف منہ کر کے'' ھا'' اور بائیں شانے کی طرف منہ کر کے'' ھو'' اور سر جھکا کر اپنے جود میں'' ھے'' کی ضربات لگائے۔ اسی طرح پیاپے ضربیں لگا تا رہے۔ یہ ذکر حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا مخصوص ذکر ہے۔ اس کا کثیر فائدہ کرنے سے معلوم ہوگا۔

نمبر12۔ **ذِکرِ ضربِ راست** : اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ متعین کر کے سر جھکا کر'' حق تو ئی'' کہتا ہوا ناف کے نیچے سے سختی کے ساتھ دَم کھینچے۔ اور سیدھا ہو کر متصلاً '' ھق'' کی ضرب اپنے وجود میں لگائے۔ اور پھر اَز سرنو اسی طرح کرے۔ اور اسی طرح پیاپے ضربات لگا تا رہے۔ تھوڑے ہی ایام میں غایت درجہ کا ذوق وشوق پیدا ہو جائے گا۔ ان شاءاللہ۔

نمبر13۔ **ذِکرِ مدور بحلق** : اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ متعین کر کے سر کو بائیں شانے سے'' لا الہ'' کہتا ہوا دائیں شانے تک پہنچائے۔ پھر وہاں سے جلد سر کو پھرا کر ٹھوڑی کو بائیں شانے پر رکھ کر'' لا الہ'' کہہ کر'' الا اللہ '' کی ضربات لگائے۔ اور پھر اَز سرنو اسی طرح کرے۔ اور اسی طرح پیاپے ضربات لگا تا رہے۔ تھوڑے ہی ایام میں اس ذکر کے لا متناہی فوائد کسب سے ہی معلوم ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔

طریقِ ذِکرِ ثلاثی مغربی بطریق ضرباتِ مختلفہ:

طریقِ انواعِ اذکار جو کہ مرشدانِ نامدار نے مریدانِ کامگار کے لئے معین فرمائے ہیں۔ اور بر سبیلِ فتح باب ان کے نام بھی مقرر کر دیئے ہیں۔

نمبر1۔ **ذِکرِ گنجینہء معرفت** : اگر گنجینہء انوارِ الوہیت اور خزانہ اسرارِ ربوبیت کو، جو کہ مخزنِ قلب میں موجود ہے۔ بہت جلد جرأت کے ساتھ حاصل کرنا چاہیئے۔ تو اس کے لئے مناسب ہے۔ کہ! ذِکرِ ثلاثی مغربی میں کہ اس کے لئے مثل کلید کے ہے۔ مشغول ہونا چاہیئے۔ تا کہ معرفت کے خزانے کا باب کھلے۔ اور اکثر و بیشتر فقراء کو اسی ذِکر سے فتح یاب ہوتے ہوئے پایا گیا ہے۔ پس جو شخص اس ذخر کو عمل میں لائے گا۔ امید ہے۔ کہ! تین چار روز ہی میں اسے مشاہدہ غیب سے پردہء لاریب حاصل ہوگا۔ اس ذکر و شغل کا طریق یہ ہے۔ کہ!

جلسہ معہودہ متعین کرے۔ اور عامل پہلے برزخِ کبریٰ اور صغریٰ کو ظاہرًا و باطنًا قرار دے کر پھر بائیں زانو پر سر رکھ کر لا الہ کہتے ہوئے۔ دورہ شروع کرے۔ اور دائیں زانو پر گزرتا ہوا دائیں شانے تک پہنچائے۔ اور تھوڑا سا کمر کی طرف جھکا کر تین ضربیں '' الا اللہ'' کی بائیں زانو پر اور تین ضربیں دونوں زانوؤں کے درمیان اور تین دائیں زانو پر اور تین ضربیں اپنے وجود پر لگائے۔ پھر بائیں زانو پر سر کو پہنچا کر بتصور'' لا الہ'' دورہ شروع کرے۔ اور سر کو دائیں زانو اور دائیں شانے پر پھر گردن اور بائیں شانے پر گزار کر بائیں زانو پر پہنچائے۔ اسی طرح سے مسلسل دورے کرے۔ اور دوزانو ہو کر حبسِ دَم کر کے تین کوب اپنے وجود پر کرے۔ پھر تین حملے کرے۔ اسی طرح سے سر کو دونوں زانوں کے درمیان زمین کے نزدیک پہنچا کر آہستہ آہستہ سانس کو ناف کے نیچے سے قوت اور شدت کے ساتھ بتصورِ'' الا اللہ'' اس طرح سے اوپر کھینچے۔ کہ سر اور کمر دونوں برابر ہو جائیں۔ پھر اسی طریق سے تین قبض کرے۔ اور معدے کو نیچے سے اوپر کو بتصور'' الا اللہ'' سینہ تک کھینچے۔ اور دائیں زانو سے اسی طرح تین دورے کرے۔ اور تین کوب اور تین حملے کرے۔ اور تین قبض کا بطریقِ مسطور انصرام کرے۔ اس کے بعد سر کو دائیں بائیں

آگے پیچھے (چاروں اطراف) اس طرح سے جھکائے۔ کہ تمام اعضاء خمیدہ ہو جائیں۔ اور تمام اعضاء میں سرایت کرے۔ جب بے طاقت ہونے لگے۔ آسمان کی طرف منہ کرکے ہلکی آواز سے ''ھو'' کہتا ہوا سانس کو بتدریج آہستہ آہستہ چھوڑ دے۔ تو یہ ایک بسط تمام ہوا۔ پھر آٹھواں بسط اسی طریق سے تمام کرے۔ مگر بارہ ضربیں کہ بسطِ اول میں لگائی ہیں۔ وہ نہ لگائے۔ بلکہ ہر بسط میں دوسرا دورہ شروع کرے۔ کیونکہ! ہر دورہ دوسرے دورے سے متضاد ہے۔ جب اس طریق ایک دَم میں نو بسط پورے کرے گا۔ تو ایک مرتبہ ذِکر پورا ہوگا۔

ذِکرِ قربان :

اس ذکر سے صفائی باطن اور خرق العادات کا ظہور ہوتا ہے۔ لیکن طالب کو چاہیئے۔ کہ! حصولِ مقصدِ مذکورہ کے لئے پانچ باتوں کا لازمی التزام و مواظبت کرے۔ اول۔ تنگ و تاریک حجرہ۔ دوئم۔ دوسرا بھوکا رہنا۔ سوئم۔ کسی پہلو پر یا معکوس قطعاً نہ سونا (بلکہ منہ آسمان کی جانب کرکے سونا)۔ چہارم۔ غذائے لطیف کا استعمال کرنا (مثل دودھ چاول) اور پنجم۔ دل کو غیر اللہ سے بالکل خالی و پاک رکھنا۔

اس ذکر کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! سالک اس طرح سے مربع بیٹھے۔ کہ! دونوں پاؤں کی ایڑیاں خصیتین کے نیچے اور دائیں پاؤں کو بائیں پاؤں پر رکھے۔ پھر مقعد کو بند کرکے سانس کو اوپری جانب کھینچ کر ناف کے گرد لا کر ٹھوڑی کو سینے سے ملا کر منہ بند کرکے زبان کو تالو میں سخت گردش دے۔ اور باطن میں ''یا باسط '' کا ذکر کرے۔ جب سالک اس سند سے ذاکر ہو جائے گا۔ تو چند ہی روز میں منزلِ مقصود کو پہنچ جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ اور وہ اپنے تئیں صفائی باطن اور خوارق عادات ملاحظہ کرے گا۔ بلکہ عالمِ ارواح سے بھی ملاقی ہوگا۔ اور ہاتھ پاؤں سب در جہ بسیط میں آجائیں گے۔ یعنی دیکھنے والے کو ہر عضو جدا گانہ نظر آئے گا۔ اس کے علاوہ اس ذکر میں ایک اور سِر عظیم بھی مخفی ہے۔ جو عمل کے کسب سے ہی معلوم ہوگا۔ یہاں بیان کرنے پر پابندی ہے۔

ذِکرِ مقدس کا طریقہ :

اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ متعین کرکے بائیں شانے سے ''اللہ'' کہتا ہوا سر کو دائیں شانے تک لائے۔ اور بائیں پہلو پر ''اکبر '' کی ضرب لگائے۔ اسی طرح ''سبحٰن اللہ'' اور ''الحمد للہ'' ہر ایک کی تینتیس تینتیس ضربات لگائے۔ پھر از سرنو شروع کرے۔ بعضے مشائخ نے اس کا ورد بعد نمازِ مغرب کیا ہے۔ جبکہ بعضوں نے بعد نمازِ تہجد یا بعد نمازِ صبح اسی ذکر کی مواظبت سے مقام و مرتبہء کبریائی اور مرتبہء تقدیسی سے بہرہء یاب ہو کر ممدوحِ صد ہا سالکِ جہاں ہوئے ہیں۔

ذِکرِ حیران کا طریقہ :

اس کا کوئی خاص طریق نہیں۔ کوئی جلسہ معین نہیں۔ جس نشست سے سہولت ہو۔ کرے۔ البتہ چاہیئے۔ کہ! حبسِ دَم کرکے پیاپے معدہ کو ناف سے اوپر کی طرف کھینچ کر بتصور ''الا'' اور بفکر ''ھو'' قلب پر ساتھ ضربات لگائے۔ جب سات ضربیں پوری ہو جائیں۔ تو سانس کو آہستہ آہستہ کرکے چھوڑ دے۔ اور پھر از سرنو اسی ذکر کو شروع کرے۔ اس ذکر کا فائدہ عمل سے معلوم ہوگا۔

ذِکرِ حیران کا دوسرا طریقہ یہ ہے۔ کہ! معدہ کو صاف کرکے جلسہء معینہ کو مدِنظر رکھے۔ اور ہمیشہ اس طرح سے ذِکر کرے۔ کہ! سانس کو روک کر بتصور ''الا اللہ'' ناف کے نیچے سے معدہ تک سات مرتبہ گردش دے۔ اور ہر کشش میں دل سے ''اللہ'' کہے۔ جب ایک سانس میں سات مرتبہ مکمل کر چکے۔ تو اپنے دَم (سانس) کو بتدریج چھوڑ دے۔ پھر از سرنو شروع کرے۔ اسی طرح سے کم از کم آدھ سے پون گھنٹے تک اسی ذِکر کی تکرار کرے۔ اس عمل کی مسلسل مواظبت سے چالیس پنتالیس روز کے بعد یقینی طور پر ذاکر کا قلب خود بخود ذِکر الٰہی کرنے لگے گا۔ اور اس کے بعد ذاکر کے اوپر ایسی حالت طاری ہوگی۔ کہ! وہ مقیداتِ اسماء وصفات سے ایسی رہائی پائے گا۔ کہ! وائے حیرت اور مقامِ ولایت کے ایسے درجے اور سرحد تک پہنچ جائے گا۔ جس کا بیان زبان سے نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ! وہ مقامِ تجلیات و انواراتِ الٰہیہ ہے۔

ذِکرِ بودلہ کا طریقہ :

اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ متعین کرکے دو زانو بیٹھے۔ اور دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر ''لا الہ'' کہتا ہوا دو زانو ہو کر دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بند کرکے ہوا کی طرف لے جا کر کھول دے۔ پھر دونوں مٹھیاں بند کرکے ''الا اللہ'' کہتا ہوا زمین پر بیٹھتے وقت دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بند کی ہوئی منہ تک لے جا کر ضرب لگائے۔ اور پھر از سرنو شروع کرے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ! اس ذکر میں دو تصورات لازمی رکھے۔ بحالتِ نفی (لا الہ) جب مٹھیاں بند کرکے ہوا کی طرف لے کر جائے۔ تو خیال کرے۔ کہ ماسوائے اللہ کو قلب سے دائمًا نکال کر باہر ڈالتا

ہوں۔ اور غیر اللہ سے انقطاعِ قطعی کرتا ہوں۔ جبکہ بحالتِ اثبات (الا اللہ) یہ تصور و تخیل کرے۔ کہ! انواراتِ الٰہیہ کو قلب میں لے آیا ہوں۔ اور ہستی ءحق اور اطلاقِ مطلق کو ثابت کر دیا ہے۔

ذِکرِ بودلہ کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ متعین کر کے دوزانو بیٹھے ہوئے دونوں ہاتھوں کے بجائے نفی (لا الہ) کے وقت بائیں ہاتھ کی مٹھی کو اور بوقتِ اثبات (الا اللہ) دائیں ہاتھ کو استعمال کرے۔ باقی جلسہ و قیام و قعود و جملہ عمل (ذکر) پہلے طریقے کے موافق کرے۔ اس ذکر کی کچھ عرصہ (مثل دو سے تین ماہ) کی مواظبت سے بودلوں کی ارواحیں ذاکر کے سامنے حاضر ہوتی ہیں۔ اور نیک امور میں معاونت کرتی ہیں۔

ذِکرِ بودلہ کا تیسرا طریقہ یہ بھی ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ متعین کر کے دوزانو بیٹھے۔ اور بائیں ہاتھ کی مٹھی باندھ کر منہ پر رکھے۔ اور اس میں بے انفصال ''ھو۔ ھو'' کہنا شروع کر دے۔ ''ھو'' کے ساتھ دائیں ہاتھ سے دلِ صنوبری پر ضرب لگائے۔ اور زبان سے ''ھو'' اور دل سے ''اللہ'' کا تصور و تخیل کرے۔ اس ذکر کی مواظبت سے سالک کو مرتبہ فنا حاصل ہو کر مرتبہء بقا حاصل ہوتا ہے۔

ذِکرِ معلّٰی کا طریقہ :

اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ متعین کر کے دوزانو بیٹھے۔ اور اسمِ ذات ''اللہ'' کو قلب سے کھینچے۔ اور دائیں طرف سر کو لے جا کر تھوڑا سا پشت کی جانب جھکا کر شدت سے ''ھو'' کی ضرب قلب پر لگائے۔ اور اسی ورزش کو جاری رکھے۔ اس ذکر سے کشفِ حقائقِ اشیاء حاصل ہوتا ہے۔ یہ ذکر بہت پر تاثیر، سہل اور کثیر النفع ہے۔

ذِکرِ حلاجی کا طریقہ :

اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ متعین کر کے دوزانو بیٹھے۔ پہلے اسمِ ذات ''اللہ'' سے الف اور لام طُرح کرے۔ پھر دائیں طرف ''ھا'' مفتوح اور بائیں طرف ''ھے'' مکسور اور قلب پر ''ھو'' مضموم کی ضربات لگائے۔ خواہ باثباع یا بے اثباع اور اسمِ ذات ''اللہ'' کا تصور و تخیل رکھے۔ تا کہ ''ھو'' کا ثمرہ بخوبی ظاہر ہو۔ تھوڑی ہی مُدت میں یقینی طور پر سالک پر درجہ ''انا الحق'' ذاکر پر ظاہر ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ اس ذکر سے تجلّی ءذات اور ترقی ءدرجات حاصل ہوتے ہیں۔ اس ذِکر کے دیگر بہت فوائد بھی ہیں۔ جو عمل و مشق کرنے سے عامل پر خود بخود روشن ہوں گے۔

بندگی حضرت قطب الاقطاب شیخ حاجی بابا فرید گنج شکرا جودھنیؒ نے مذکورہ ذکر کو بزبانِ پنجابی میں اس طرح سے تعلیم فرمایا ہے۔ کہ!

اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ متعین کر کے دوزانو بیٹھے۔ اور آسمان کی طرف بطریقِ کرشمہ ملاحظہ کرے۔ اور ''اُھوں تُوں'' کہے۔ اور ایک لحہ آنکھ کھلی رکھے۔ پھر اسی طرح سے زمین کی طرف دیکھتے ہوئے ''اِھوں تُوں'' کہے۔ پھر اپنے وجود کی جانب ملاحظہ کر کے تین یا سات ضربات ''اِھِیں تُوں'' کی لگائے۔ اور یہی ذکر پیاپے کرتا رہے۔ حتیٰ کہ بیگانگی ہو جائے۔ پھر از سرِ نو شروع کرے۔ اس ذِکر کے دیگر بہت فوائد بھی ہیں۔ جو عمل و مشق کرنے سے عامل پر خود بخود روشن ہوں گے۔

ذِکرِ قلندریہ کا طریقہ :

اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ متعین کر کے دوزانو بیٹھے۔ دونوں زانوؤں کے وسط میں ''یا حسن'' ناف پر ''یا حسین'' دائیں شانے پر ''یا فاطمہ'' بائیں شانے پر ''یا علی'' کی ضرب لگائے۔ جبکہ اپنے وجود پر ''یا محمد'' کی ضرب لگائے۔ پھر از سرِ نو شروع کرے۔ اسی طرح کم از کم 313 مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ 1100 مرتبہ اس ذکر کو کرے۔ اگر کوئی اس ذکر کی مواظبت کرے۔ تو ارواحِ پنجتن پاک کی ارواحِ طیبات تشریف لائیں گی۔ اور امداد بھی فرمائیں گی۔ بلکہ طالبِ صادق کو مطلوب (معشوقِ الٰہی) تک بھی پہنچا دیں گے۔ ان شاء اللہ۔

ذِکرِ قلندری :

دائیں طرف (شانے یا پہلو) سے اسمِ ذات ''اللہ'' کو شروع کرے۔ اور قلب پر ''ھو'' کی ضرب لگائے۔ ابتداء میں آہستہ آہستہ پھر جیسے جیسے جوش بڑھتا جائے۔ آواز کو بلند کرتا جائے۔ پھر ذکر خفی بہ حبسِ دَم کرے۔ (جب جوش شدت اختیار کر جائے۔ تو یہ ذکر شروع کر دے)

کلمہ ''ھو اللہ'' کو ناف سے ک لے جا کر ام الدماغ تک لے جا کر حبسِ دَم کرے۔ اور ''ھو اللہ'' کی جنبش ناف میں دے۔ جب تنگی نفس (سانس میں دشواری) ہونے لگے۔ بہ لفظ ''اللہ ھو'' کہہ کر دَم کو چھوڑ دے۔ اسی ذکر کی مسلسل تکرار کرتا رہے۔ اس ذکر میں بہت زیادہ اثر پوشیدہ ہے۔ جو کرے گا۔ وہ ملاحظہ کر لے گا۔ طیر و سیر اور ساز و رنگ سبھی کچھ اپنے جسم میں پائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اگر سالک مقامِ ہویت پر پہنچنا چاہے۔ تو تو اس ذکر پر ہمیشگی اختیار کرے۔ اور خود کو کسی خلوت میں گوشہ نشین کرلے۔ اس ذکر میں ذاکر چار زانو بیٹھ کر اور دونوں گھٹنوں کے بیچ میں سر کر کے ناف پر اسمِ ذات ’’اللہ‘‘ کی ضرب لگا کر سر کو بلند کرے۔ اور گھٹنوں کو مستحکم پکڑے۔ پھر دل (یعنی لطیفہءقلب) پر اسم ’’ھوٗ‘‘ کی شدید ضرب لگائے۔ اور خود کو اسی ذکر میں مشغول و منہمک کرلے۔ اگر کوئی **طالبِ صادق اسی ذکر میں خود کو مشغول و مستغرق** کرلے گا۔ تو اُس خوش نصیب شخص میں یقینی طور پر اللہ تعالیٰ کے بہترین اوصافِ جمیلہ مجتمع ہو جائیں گے۔ انشاءاللہ۔

یہ ذکر اکثر مشائخ کا دستورالعمل رہا ہے۔

(اس ذکر کو پہلے عشرے میں روزانہ بعد نماز عشاء **313** مرتبہ کیا جاتا ہے۔ دوسرے عشرے سے **500** مرتبہ روزانہ کیا جاتا ہے۔ ایک ماہ بعد **1111** مرتبہ ہمیشہ کے لئے اختیار کرنا ہوتا ہے)

ذِکرضیاء کا طریقہ :

اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ متعین کر کے دوزانو بیٹھے۔ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں زانوؤں پر رکھے۔ اور اپنے سر کو ناف کے برابر لا کر ’’اللہ‘‘ کہتے ہوئے دَم کو اوپری جانب کھینچے۔ اور معدہ پر ’’حق‘‘ کی ضرب لگائے۔ اور ’’ھو‘‘ کو مدّ کے ساتھ ام الدماغ تک پہنچائے۔ پھر ایک ضرب ’’ھو‘‘ کی آگے ایک پشت کی طرف جھک کر ناف پر ایک ضرب دونوں زانوؤں کے وسط پر ایسے لگائے۔ کہ! ایک ضرب دائیں زانو پر جبکہ دوسری ضرب بائیں پہلو پر پھر ایک ضرب دائیں ران پر ایک ضرب بائیں زانو پر ایک ضرب دائیں پہلو پر ایک ضرب بائیں ران پر اور تین ضربیں اپنے وجود میں لگائے۔ پھر اَز سرِ نو شروع کرے۔

ذِکرتجلی کا طریقہ :

اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جیسے کبوتر خوشی میں گونجتا ہوا چاروں اطراف میں گھومتا پھرتا ہے۔ اسی طرح دائیں طرف گھوم کر ’’یا حیّ‘‘ شروع کرے۔ اور سر کو پشت کی طرف پھرا کر ’’یا قیوم‘‘ کی ضرب قلب پر شدت سے لگائے۔ اس ذِکر سے سَیرِ طیرانی حاصل ہوتی ہے۔ اس ذِکر کے دیگر بہت فوائد بھی ہیں۔ جو عمل و مشق کرنے سے عامل پر خود بخود روشن ہوں گے۔

ذِکرزجاج کا طریقہ :

اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ متعین کر کے دوزانو بیٹھے۔ اول قلب سے ’’اللہ‘‘ کہے۔ پھر سر کو ’’لا الہ‘‘ کہتے ہوئے ایک دوحلقے دے کر کلمہ ’’ھو‘‘ کی شدت سے قلب پر ضرب لگائے۔ پھر دائیں طرف ’’الحی‘‘ اور بائیں طرف ’’القیوم‘‘ کی ضربات لگائے۔ یہ ایک مرتبہ ہوا۔ سالک کو چاہیئے۔ کہ! اسی طرح سے ہزار ضربات لگائے۔ اس ذکر کی مواظبت سے تھوڑے ہی عرصے میں بلا شک وریب پردہءغیبی سے ’’کشفِ ملکوتی‘‘ حاصل ہونے لگے گا۔ کیونکہ اس ذکر میں ثبوت اور سلب دونوں داخل ہیں۔ لیکن عمل کرنا شرط ہے۔ تاثیر یقینی طور پر ظاہر ہوگی۔ اس ذِکر کے دیگر بہت فوائد بھی ہیں۔ جو عمل و مشق کرنے سے عامل پر خود بخود روشن ہوں گے۔

اَذکارِطیور

جو کہ **مشائخینِ طریقت** کو القاء و مکاشفہ سے معلوم ہوئے ہیں۔ اور ان پر عمل کرنے سے ثمراتِ بے غایات اور تجلیاتِ بے نہایت حاصل ہوتے ہیں۔ یہ اذکار نہایت پر تاثیر اور مجرب ہیں۔ لیکن اگر ہر ذکر کو مرشد کی ہدایات اور طریقے سے کیا جائے۔ اس میں بہت تاثیر ہوتی ہے۔

ذِکرچغد کا طریقہ :

حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ اپنے پیرومرشد حضرت شیخ شمس الدین التبریزیؒ سے نقل فرماتے ہیں۔ کہ! ایک دن میں نے عرش پر نظر کی۔ تو مَیں نے ایک جانور کو ملاحظہ کیا۔ کہ عرش کے کنگرہ پر سرنگوں بیٹھا ہوا کچھ ذِکر کر رہا ہے۔ اُسے دیکھ کر مجھے اَز حد ذوق وشوق دامنگیر ہوا۔ میں نے اُسے اڑا کر اسی کی طرز پر ذکر میں مشغول ہوگیا۔ بعد کسب وریاضت کے معلوم ہوا۔ کہ وہ پرندہ اسمآئے الٰہیہ کا ذکر کیا کرتا تھا۔

اگر کوئی سالک اس طریق میں مشغول ہونا چاہے۔ تو چاہیئے کہ! جلسہ معہودہ متعین کر کے دوزانو بیٹھے۔ اور بتصور ’’**یا رحمٰن یا رحیم یا رفیع** دائیں طرف ’’**حقا حقم حققم حقی** ‘‘ کی تین ضربات لگائے۔ پھر بتصور ’’**یا سبوح یاقدوس یا سبحان** ‘‘ بائیں طرف ’’ **حقا حقم حققم حقی** ‘‘ کی تین ضربات لگائے۔ پھر بتصور ’’ **یا اللہ یا ھو یا حق** ‘‘ سامنے کی طرف ’’ **حقا حقم حققم حقی** ‘‘ کی تین ضربات لگائے۔ اگر کوئی خوش نصیب ذاکر اسی طرح سے ذِکر کرے گا۔ کہ! ظاہر میں یہ الفاظ (**حقا حقم حققم حقی**) کہے۔ اور باطن میں

مذکورہ نو اسمائے الٰہیہ کا تصور وتخیل رکھے۔ تو بے شمار فوائد حاصل ہوں گے۔ یہاں تک کہ سالک پرندوں کی بولی سمجھنے لگے گا۔ اور ملائکہ کو ملاحظہ کیا کرے گا۔ ان شاء اللہ۔

ذِکرِ عنقاء کا طریقہ :

اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ متعین کر کے دوزانو بیٹھے۔ دونوں ہاتھوں کو زانوؤں پر رکھے۔ بائیں پپتان پر ''یاھو'' کی ضرب لگا کر متصلاً ''ھو'' کی سانس اوپری جانب کھینچ کر دائیں پپتان پر ''یاھو'' کی ضرب لگا کر متصلاً ''ھو'' کی سانس نکال کر سینہ پر ضرب لگائے۔ اور پیاپے اسی طرح ذکر کرتا رہے۔ کثیر فائدہ اس عمل کا ذاکر پر بخوبی ظاہر ہو جائے گا۔ کہ ذاکر حیران وخرم ہو جائے گا۔

ذِکرِ شکر خوردہ کا طریقہ :

ایک شخص (سید محمد جنگلی پلاس) کو خوردسالی میں ان کے والدِ محترم نے تعلیمِ علم کے **وقت مارا**۔ آپؒ تحمل نہ کر سکے۔ اور ماں باپ، گھر و آسائش کو ھوڑ چھاڑ کر جنگل کے ہو رہے۔ اس وقت میں ان کو کوئی ذکر فکر علم معرفت حاصل نہ تھا۔ بالآخر رنجیدہ قلب ہو کر ایک درخت کے نیچے جا بیٹھے۔ تیسرے روز اسی درخت پر ایک جانور آ بیٹھا۔ اور ''**توئی توئی**'' کرنے لگا۔ آپؒ اکو اس کی آواز بہت بھلی معلوم ہوئی۔ آپؒ بھی اسی پرندے کی طرح سے ذِکر کرنے لگے۔ ایک برس بعد مکاشفہ کا درجہ حاسل ہو گیا۔ اور ولایت میں بھی شہرہ حاصل ہو گیا۔ اور نتیجے میں گبر، ترسا، ہندو ومسلمان سبھی آپؒ کے آستانۂ فیض کاشانہ پر جوق در جوق آنے لگے۔ بعد کے بہت سے بزرگوں نے اپنے اپنے تجربات میں لکھا ہے۔ کہ! اب بھی اگر کوئی شخص اسی ذکر میں مشغول ومنہمک ہو گا۔ تو ضرور بالضرور کشف وولایت کی دولت سے بہرہ مند اور مستفید ومتنفع ہو گا۔ ان شاء اللہ۔

اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ متعین کر کے بیٹھے۔ اور دَم کو نگاہ میں رکھ کر اس قدر ''توئی توئی'' کرتا رہے۔ کہ بے خود و بے طاقت ہو جاوے۔ جب ہوش میں آئے۔ تو از سرِ نو پھر سے اسی ذِکر میں مشغول ومنہمک ہو جائے۔ ضرور کشف وولایت کا حامل ہو گا۔ ان شاء اللہ۔

ذِکرِ خفی کا طریقہ :

ہمیشہ ہر حال میں خفیہ عمل کیا کرے۔ چونکہ ہر مرتبہ ذِکرِ خفی دوسرے اشارے سے منقول ہے۔ پس جس مرتبے پر پہنچے۔ اسی کے موافق عمل کیا کرے۔ اور ذکر کا طریق بھی ترقیٔ مقامات کے موافق ہے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ! جو بندہ پاس انفاس میں کامل ہو چکا ہو۔ وہ ذکرِ خفی کی جانب بآسانی گامزن ہو سکتا ہے۔ ذکرِ خفی تین طرح سے ہوتا ہے۔ ایک تو پاس انفاس یعنی انفاسِ نفسیہ کی محافظت کرنا۔ (بموٗجب **الطرق الی اللہ بعد دا نفاس الخلائق**) کیونکہ ہر دَم نئے اطوار ہیں۔ ذِکر پاس انفاس (**لا الٰہ** ۔ اور **الا اللہ**) میں جب سالک بندِ ناسوت میں پابند ہو جائے۔ تو بندِ ماسوی اللہ سے رہائی پانے کے لئے اس طریق سے ذکر کرے۔ کہ! جلسہ معہودہ متعین کر کے دوزانو بیٹھے۔

'ھاھو' جب آئینہ ملکوت سالک کے مقابل آئے۔ تو کبھی عکس اور کبھی عین نظر آئے۔ اس وقت سالک اس ذکر کو کرے۔ تاکہ عکس غیر منتفی ہو جائے۔ اور عینیت کا ظہور ہو۔

''اللہ اللہ'' جب سالک مرتبہ جبروت پر پہنچے۔ اور وہ مستجمع بجمیع اسمائے الٰہی وموصوف بصفاتِ لامتناہی ہو جائے۔ تو اس ذکر میں مشغول ہو۔ تاکہ ثمرہ **تخلقوا با خلاق اللہ** اور انعامِ **اتصفوا بصفاتِ اللہ** ہاتھ میں آ جائے۔

''ھوھو'' جب سالک مرتبۂ لاہوت پر پہنچے۔ اور شعورِ اجمالی اور تفصیلی کما حقہٗ اُٹھ جائے۔ تو اس ذکر میں مشغول ہو جائے۔ تاکہ مقامِ **کان اللہ ولم یکن معہ شیءٍ** میں استقامت، استقلال اور مواظبت اختیار کرے۔

'' ھوحق '' جب سالک چاہے۔ کہ غیب کو مشاہدہ شہادت میں معائنہ کر لے۔ تو اس ذکر میں مشغول ہو۔ تاکہ **سنریھم اٰیا تنا فی الاٰ فاق وفی انفسھم** (عنقریب ہم انہیں افاق میں اور ان کے اپنے نفسوں میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے) عیاں نظر آ جائے۔ فانی باقی (فنا و بقا) اگر سالک وجودِ ممکن کو فانی دیکھے۔ تو بقائے وجب الوجود کو باقی جان لے۔ تو یہی ذِکر کرے۔

'' ھوالظاھر ھوالباطن '' جب سالک چاہے۔ کہ دوئی اُٹھ جائے۔ اور غیب وشہادت ایک ہی نظر آئے۔ تو اس ذکر میں مشغول ہو۔ تاکہ بجز وجودِ واحد کے ظاہر وباطن سب ہی نظر آنے لگے۔

'' ھوالاول ھوالآخر'' جب سالک ماہیتِ ازل وابد جو کہ ایک پیچیدہ راستہ ہے۔ معلوم کرنا چاہیئے۔ تو اس ذِکر میں مشغول ہو۔

ذِکرِ خفی کا دوسرا طریق ذِکرِ قلب ہے۔ کہ! حرکتِ معدہ سے دل کو جنبش دیتے ہیں۔ اگر طالب سالک اسی طرح چند ماہ عادت ڈال لے۔ تو دل خود بخود ہی ذاکر ہو جائے گا۔ (ان شاء اللہ) اور سالکِ طالب کو اپنے قلب سے بے اختیار ذکر کی واضح آواز آنے لگے گی۔ بلکہ ایک برس

کے بعد تو دل نورِ حضوریت سے ایسا معمور و منور ہو جائے گا۔ کہ! ہر شئے کے ذِکر سے آگاہ و آشنا ہو جائے گا۔ بموٴجب آیتِ کریمہ **یسبح لله ما فی السمٰوٰت وما فی الارض** (جو بھی چیز آسمانوں میں ہے۔ یا جو بھی چیز زمینوں میں ہے۔ وہ تمام کی تمام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہیں)

ذِکرِ خفی قلبی کا تیسرا طریق یہ ہے۔ کہ! سالک روبقبلہ کم روشنی یا اندھیرے میں مکمل یکسوئی کے ساتھ باادبِ تمام، جلسہ معہودہ متعین کر کے دوزانو بیٹھے۔ آنکھیں بند کر لے۔ نفسانی خواہشات کو دل سے نکالنے اور حواس کو معطل کرنے کی بھرپور سعی کرے۔

(بہتر ہے۔ کہ! روحانی حصار جو کہ اسی باب کے شروع میں بعنوانِ **اذکار و مشاغل اور مراقبات میں فوائد کا حصول**) دیا گیا ہے۔ کو پڑھ لے)

اس ذِکر (بلکہ ہر ذکر، مشغلہ و مراقبہ، وَرد یا وظیفہ) کے لئے نیت یہ ہو۔ کہ! میرے دل و دماغ سے گناہوں کا زنگ اُتر جائے۔ غفلت دور ہو جائے۔ مجھ میں پارسائی، پرہیزگاری اور خلوص پیدا ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حقیقی معرفت و محبت پیدا ہو جائے۔ پھر!

اعوذ با لله من الشیطٰن الر جیم ۔ بسم الله الر حمٰن الر حیم ۔ لا الـه الا الله محمد رسول الله (ﷺ) ۔ استغفر الله ربی من کل ذنب و اتوب الیه و اسئا له التو بة۔ پڑھ کر یہ تصور و تخیل کریں۔ کہ!

میرا قلب ایک شیشے کی مانند ہے۔ جس پر واضح طور پر اسمِ ذات ''**الله**'' سنہری رنگت میں مرقوم ہے۔ اسے خیال کے ساتھ پڑھتے ہوئے دل سے ''ال'' اُٹھائیں۔ اور ''لہ'' کی ضرب واپس دل پر لگائیں۔ اسی طرح سے اسمِ ذات ''اللہ'' کے ذکر کی مواظبت جاری رکھیں۔ اس ذکر کو شروع میں کم و بیش دس سے پندرہ منٹ کے لئے بعد نمازِ فجر اور بعد نمازِ مغرب کرنے کا اہتمام کر لیں۔ ہفتہ عشرہ گزرنے کے بعد اِن دو اوقات کے علاوہ بوقتِ تہجد (بعد یا قبل ادائیگیٔ تہجد) معمول بنا لیں۔ تا کہ کثیر فوائد کا حصول ممکن ہو سکے۔ دو سے تین ہفتوں میں ہی عجائبات کا لا متناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس ذِکر سے ذاکر کا قلب ہر وقت ہر جگہ پر بے اختیاری کے ساتھ اسمِ ذات ''اللہ'' کے ذکر میں مشغول و محو اور منہمک رہتا ہے۔ جس سے کہ پورے بدن کو ایک عجیب و تقویت اور دائمی اطمینان میسر رہتا ہے۔

ذِکرِ خفی قلبی کا چوتھا طریق ''ذِکر استیلاء'' ہے۔ کہ! اعضائے ظاہری کو حرکت دے۔ اور خامۂ فکر سے صفحۂ باطن میں کلمۂ طیب مرقوم کرے۔ کیونکہ! اس سے خطرہ بندی حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کے دو طرق ہیں۔ ایک باضرب جبکہ دوسرا بے ضرب۔ استیلائے عشقیہ با ضرب ہے۔ جبکہ سندِ نقشبندیہ بے ضرب ہے۔

استیلائے عشقیہ کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! سالک ہمیشہ ہر حال میں ذاکر رہے۔ جیسے کوئی کاتب حروفِ ظاہری کو قلم سے کسی کاغذ پر مرقوم کرتا ہے۔ بعینہٖ سالک قلمِ خطرہ سے لوحِ باطن پر کلمۂ طیب کے حروف لکھے۔ اس طرح کہ پہلے زبان کو تالو سے لگائے۔ اور اپنے دَم کو حبس کر کے ''لا'' کو داہنے شانے سے شروع کر کے ناف کی داہنی طرف لا کر آس پاس قلمِ خطرہ کو پھرائے۔ اور ''الف لا'' کو درمیان سے بائیں طرف اوپری جانب کھینچے۔ تا کہ ''الف'' کا سر بائیں شانے کے اوپر پہنچے۔ اور ناف کو ''لا'' کی کرسی ٹھہرائے۔ اور ''الہ'' کو ''الف'' اور ''لام'' کے درمیان قائم کرے۔ اور ''الا اللہ'' کو قلب پر مرقوم کرے۔

اس کے بعد ''محمد'' کا دائرہ کھینچے۔ اس طرح کہ ''میم'' اول کو بائیں پستان پر اور دوسری ''میم'' کو دائیں پستان پر لے جائے۔ اور ''ح'' کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر دوسری ''میم'' کو دونوں پستانوں کے وسط میں بٹھائے۔ اور اسی جگہ سے ''دال'' کا سر داہنے پستان کے اوپر لے جائے۔ اور یہ خیال کرے۔ کہ! گویا اس کا دامن قلب تک پہنچا ہوا ہے۔ پھر آنحضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا نقش جمائے۔ اس طرح کہ ''ر'' کو بائیں پستان کے قریب اور ''سین'' کو سینہ پر اور ''واؤ'' کو پستان کے قریب لکھے۔ اور ''لام'' کا سر بائیں پستان سے شروع کرے۔ اور اس کا دامن پستان تک پہنچائے۔ اور اسمِ ذات ''اللہ'' کو دائرہ ''رسول'' کے وسط میں لکھے۔ جیسے کہ حروفِ ظاہری لکھے ہوئے قلم کو ہاتھ میں پھراتا ہے۔ اسی طرح حروفِ باطنی میں قلمِ خطرہ سے اپنے بدن کو ہلائے۔ تا کہ ''حرف'' کی صورت حاصل ہو۔ اس ذِکر کے فکر سے خطرہ بندی حاصل ہوتی ہے۔ صورتِ استلائے عشقیہ یہ ہے۔

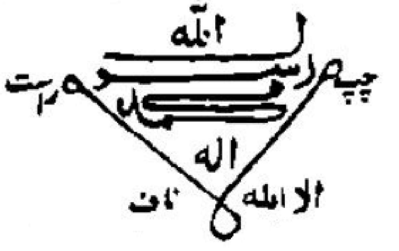

''**استیلائے نقشبندیہ**'' کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسۂ معہودہ متعین کر کے اسی طرح سے ہمیشہ ذِکر میں مشغول و منہمک رہے۔ کہ زبان کو تالو سے چپکائے رکھے۔ اور اپنے دَم کو حبس کو کرے۔ اور قلمِ فکر سے سرِّ ''الف'' کو سرِّ ''ناف'' سے داہنے پستان تک کھینچے۔

اور داہنے پستان کو کرسی ‘‘لا’’ کے وسط میں قائم کرے۔ اور سرِّ ‘‘لام’’ کو قلب تک پہنچائے۔ اور ‘‘الہ’’ کو کرسی ‘‘لا’’ کے قریب، جو کہ پستان راست پر واقع ہے۔ اور ‘‘الا اللہ’’ محمد رسول اللہ ’’ کو قلب کے متصل لکھے۔

اسی طرح ایک طریقہ یہ بھی ہے۔ کہ! زبان کو تالو سے ملا کر اپنے سانس (دَم) کو نگاہ میں رکھے۔ اور فکر کے ساتھ خطرہ ٔقلم سے کلمہ ٔطیب کو 24 مرتبہ کہے۔ صورتِ استیلائے نقشبند یہ یہ ہے۔

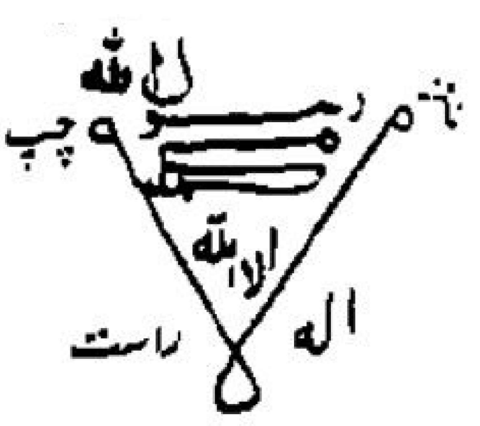

ذِکرعبرت کا طریقہ :

اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ متعین کر کے دوزانو بیٹھے۔ اور خود کو ہمہ وقت ذِکر میں محو و مشغول رکھے۔ جس بھی چیز پر نظر جائے۔ اپنی آنکھیں فورًا بند کر لیا کرے۔ اور اسمِ ذات ‘‘اللہ’’ کے لفظ ،عظیم کا تصور و تخیل کر کے کھول لیا کرے۔ اگر اسی طرح سے ذِکر کے سلسلے کو ایک ڈیڑھ چلے تک روزانہ برقرار رکھے رہے۔ اور اس پر مداومت و مواظبت رکھے۔ تو ایسے سالک پر ظاہر و باطن ہستی مطلق کا ظہور ہو۔ ان شاءاللہ۔

ذِکر کبریاء کا طریقہ :

اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! جلسہ معہودہ متعین کر کے دوزانو بیٹھے۔ اپنی کمر کو خم دے کر سر کو دونوں سے ملا کر اپنی سانس (دَم) کو بتصورِ ‘‘ھو’’ ناف کے نیچے سے کھینچ کر حبس کرے۔ جب بے طاقت ہو جائے۔ تو پھر از سر نو شروع کرے۔ اس ذکر سے تھوڑے ہی عرصے میں سالک ‘‘ھو’’ کی تجلی کے ساتھ متصف ہو جائے گا۔ ان شاءاللہ۔

ذِکر ارّہ کے طریقے :

☆ طریقہ نمبر 1۔ سانس کو الٹا کر کے پوری قوت سے کلمہ ‘‘لا الہ’’ کا ورد داہنے کندھے تک پہنچائے۔ اور پھر سر کو پیٹھ کی طرف جھکا کر دل (یعنی لطیفہ ٔقلب) پر کلمہ ‘‘الا اللہ’’ کی شدت و قوت سے ضرب لگائے۔ اور اسی ذکر کو جاری رکھے۔

☆ طریقہ نمبر 2۔ دوزانو بیٹھ کر دونوں ہاتھ دونوں زانوؤں پر رکھے۔ پھر ناف پر ‘‘ھا’’ کی ضرب لگائے۔ اور ‘‘ھے’’ کی مد و شد کے ساتھ ناف کے نیچے سے اس طرح نکالتے ہوئے (کہ سر، پشت اور کمر ایک ہو جائیں) پر ضرب کرے۔ جس طرح کوئی بڑھئی لکڑی پر آرہ چلاتا ہے۔ آواز شش کو آرہ بنا دے۔ اور دل کو تختہ فرض کرے۔ تا کہ ہموار ہو جائے۔ اور صفائی بھی حاصل ہو۔

واضح ہو کہ! بعض ذاکرین اسی ذکر (ذکر ارہ) کو ‘‘ھو’’ اور ‘‘حی’’ سے بھی کرتے ہیں۔

☆ طریقہ نمبر 3۔ پہلے آنکھیں بند کرے۔ اور زبان کو تالو سے لگائے۔ پھر اُلٹی سانس میں پوری قوت سے اسمِ ذات ‘‘اللہ’’ کو ناف سے کھینچ کر داہنے شانے تک پہنچائے۔ اور اسم ‘‘ھو’’ کی ضرب دل (لطیفہ ٔقلب) پر بزور و شدت اس طرح سے لگائے۔ کہ جس طرح کہ ایک بڑھئی لکڑی پر آرہ کھینچتا ہے۔ (عین ممکن ہے۔ کہ اسی وجہ سے اس ذکر کو ذِکر ارّہ کہا جاتا ہو) اور برابر سانس کو زور سے جاری رکھے۔ اور صفات سے جہات کا تصور کرے۔ اور خیال کرے۔ کہ میں دل پر آرہ کھینچ رہا ہوں۔ (یعنی کہ! اسم ‘‘ھو’’ کی ضرب بہ قوتِ تمام دل پر ایسے لگائے۔ کہ جیسے ارَّہ کش کسی لکڑی پر ارہ کو کھینچتا ہے۔ اسی طرح دمادم نفس یعنی سانس کو بزورِ آواز سخت، بالملاحظہ وصفاتِ امہات و واسطہ جاری رکھے۔ اور یہ تصور کرے۔ کہ میرے قلب پر ارہ چلتا ہے۔) اور مزید یہ بھی خیال کرے۔ کہ! جس طرح لکڑی کو کاٹتے وقت اس سے برادہ نکلتا ہے۔ اسی طرح سے میرے قلب سے (لکڑی کے برادے کی جگہ پر) نور کے ذرات اسم ‘‘ھو’’ کے ساتھ نکل رہے ہیں۔ اور بدن میں پھیل رہے ہیں۔ جس سے کہ میرا تمام بدن منور ہوتا جاتا ہے۔ بلکہ جسم سے نکل کر تمام عالم کو گھیر کر میرے اور تمام عالم کے وجود کو مستور (مخفی یا پوشیدہ) کر رہے ہیں۔ اس ذکر میں سالک کو اس قدر مشغول ہونا چاہیئے۔ کہ! محویتِ کل اور مشاہدہ ٔتمام حاصل ہو جائے۔ یاد رہے۔ کہ! اس ذکر کا ذاکر ہی اس ذکر کے لطف و لذت سے خوب واقف و آشنا ہے۔ جو کہ احاطہ ٔتحریر میں لانا ممکن نہیں۔ یاد رہے۔ کہ! اسی طرح ذکر ارہ نفی و اثبات میں بھی کیا جاتا ہے۔

علمِ حق در علمِ صوفی گم شود
این سُخن که باور مردم شود

ذِکرِ جاروب :

اس ذکر میں ذاکر سالک و طالبِ صادق دو زانو بیٹھے۔ پھر بائیں گھٹنے سے ''لا الہ'' شروع کرے۔ اور سر کو داہنے گھٹنے پر لا کر داہنے شانے کی طرف لے جائے۔ اور تھوڑا سا کمر کی طرف جھکا کر ''الا اللہ'' کی بہت شدت سے دل پر ضرب لگائے۔

ستہ لطائف میں ذکر جاروب کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! اسمِ ذات ''اللہ'' کے تصور کے ساتھ سانس کو پوری قوت و شدت سے حبسِ دَم کے بغیر (بغیر سانس روکے) جس بھی لطیفہ کی جاروب مقصود ہو۔ اس سے کھینچ کر ''ھو'' کی ضرب اسی لطیفہ پر لگائے۔ مثلاً اگر لطیفہء قلبی کی جاروب کرنا مقصود ہے۔ تو تصورِ اسمِ ذات ''اللہ'' کے ساتھ سانس کو قلب سے کھینچ کر موضوعِ روح (یعنی لطیفہء روح کا مقام) تک لا کر اسم ''ھو'' کی ضرب قلب پر لگائے۔ اور یہی طریقہ ہر لطیفہ کی جاروب میں اختیار کرنا چاہیئے۔

جبکہ! ستہ لطائف میں ذکر ارّہ کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! اسمِ ذات ''اللہ'' کے تصور کے ساتھ سانس کو جو لطیفہ مقصود ہو۔ اس سے معکوسی (اُلٹا) کھینچ کر اسی لطیفہ پر اسم ''ھو'' کی ضرب لگائے۔ چنانچہ جاروب لطیفہء قلب کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن جب (سالک و مرید) چھیوں لطائف کی مشق سے فارغ ہو جائے۔ اور ان میں کمال حاصل ہو جائے۔ تو مرشد (اپنے مرید) کو جملہ لطائف کی یکبارگی توجہ کرنے کو حکم فرمانا چاہیئے۔ اور مرشد کو خود بھی توجہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ تمام لطائف آسانی جاری و روشن ہو جائیں۔ اگر اس دوران لطائف کی سیر کی کچھ تجلیات ظاہر ہوں۔ تو طالب اِن میں مشغول ہو کر بے پرواہ نہ ہو جائے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور مزید ترقی کی دعا و خواہش کرے۔

ذکر آیتُ الکرسی :

ہر سہ خطرات (شیطانی۔ نفسانی اور ملکی) کی نفی کرتے ہوئے با ملاحظہ و واسطہ دل پر اسمِ ذات ''**اللہ**'' کی ضرب لگائے۔ پھر کلمہ ''**لا الہ**'' میں اپنے سر کو بائیں طرف سے دائیں طرف حرکت دے کر کلمہ ''**الا**'' کو دماغ میں لے جائے۔ اور پھر دل پر ثبوتِ ذاتِ پاک اسم ''**ھو**'' کی ضرب لگائے۔ پھر اپنے دائیں طرف اسمِ الٰہی ''**الحی**'' کی ضرب لگائے۔ جبکہ اپنے بائیں جانب اسمِ الٰہی ''**القیوم**'' کی ضرب لگائے۔ اسی طرح ہر روز یہی ذکر کرتا رہے۔ اس ذکر سے چند ہی دنوں میں **انکشافِ ملکوتی** شروع ہو جائے گا۔

سالک کو چاہیئے۔ کہ! بار بار یہی ذکر کرتا رہے۔ حتیٰ کہ اثر ظاہر ہو۔ (اس ذکر کو پہلے عشرے میں روزانہ بعد نماز عشاء **313** مرتبہ کیا جاتا ہے۔ دوسرے عشرے سے **500** مرتبہ روزانہ کیا جاتا ہے۔ ایک ماہ بعد **1111** مرتبہ ہمیشہ کے لئے اختیار کرنا ہوتا ہے)

ذِکرِ فنا و بقاء :

ذکر فنا و بقا آٹھ اقسام پر مشتمل ہے۔ (ان آٹھ اذکار میں سے جس بھی ذکر کو منتخب کیا جائے۔ تو اسے روزانہ کی بنیاد پر کم اَز کم گیارہ سو (1100) مرتبہ روزانہ کیا کرے۔ تاکہ مستفید و منتفع ہو)

☆ نمبر **01**۔ دائیں زانو کھڑا اور بائیں زانو کو تہہ کر کے بیٹھے۔ کلمہ ''**الا اللہ**'' کی ایک ضرب کھڑے زانو پر اور ایک ضرب قلب پر لگائے۔ دمادم اسی طرح اس ذکر میں خود کو مستغرق و مشغول کر لے۔ لیکن نفی کو مفہوم رکھے۔

☆ نمبر **02**۔ دونوں زانو کھڑے کر لے۔ پھر نیم خیز ہو کر حالتِ ضرب میں سینہ کو پیش کر کے ضرب لگائے۔

☆ نمبر **03**۔ کھڑے ہو کر دائیں پاؤں کو تھوڑا آگے کر کے رکھے۔ اور حالتِ رکوع میں پہلی ضرب زمین پر اور دوسری ضرب کھڑے ہو کر قلب پر لگائے۔

☆ نمبر **04**۔ پانچ مصحفات (یعنی قرآنِ کریم) کھول کر چاروں جہات میں رکھے۔ لیکن پیچھے والا مصحف گدی اور سر سے بالا کوئی چیز رکھ کر رکھے۔ اَب دائیں طرف والے مصحف پر ''یا حی'' کی ضرب لگائے۔ بائیں طرف والے مصحف پر ''یا قیوم'' کی ضرب لگائے۔ اگلے بعید مصحف پر ''یا سمیع'' کی ضرب لگائے۔ اور پچھلے مصحف پر ''یا علیم'' کی ضرب لگائے۔ اور اگلے قریب مصحف پر ''الا اللہ'' کی ضرب لگا کر دوسری ضرب قلب پر شدت سے مارے۔

☆ نمبر **05**۔ آگ کی انگیٹھی یا آگ کا چولہا سامنے رکھے۔ پہلے تو ''یا مجیر'' کی ضرب آگ پر اور دوسری ضرب قلب پر ''یا نور'' کی لگائے۔ اور اسی ذکر کو کم اَز کم گیارہ سو (1100) مرتبہ روزانہ کیا کرے۔ اس ذکر سے **بہت جلد انکشافات** ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ چاہیئے۔ کہ! اِن انکشافات کا ذکر کسی سے نہ کرے۔ ورنہ یہ انکشافات ہونا رک جائیں گے۔ قلب و جسم پر گرمی بھی ہوتی ہے۔ لہذا اس ذکر کو سردیوں کے موسم میں سرانجام دینا بدرجہا اولیٰ ہے۔

☆ نمبر **06**۔ سیدھے لیٹے لیٹے اول ضرب اپنے دائیں طرف اور دوسری ضرب قلب پر لگائے۔ (بہتر یہ ہوگا۔ کہ! زبان کو تالو کے

ساتھ چسپاں کر کے قلب پر ''لا'' کھینچ کر دائیں شانے پر ''الہ'' کی ضرب لگا کر پیچھے سے لاتے ہوئے ''الا اللہ'' کی ضرب قلب پر شدت سے مارے۔ اس ذکر سے بیخوابی کا ازالہ ہوگا۔ ڈراؤنے خوابوں سے نجات کلی حاصل ہوگی۔ (انشاءاللہ)

☆ نمبر **07**۔ دائیں ہاتھ کی پانچوں انگلیاں کھول کر پیشانی پر رکھے۔ اور ضرب لگائے۔ پھر کتفِ راست (دائیں شانے) پر دائیں ہاتھ کی پانچوں انگلیاں رکھ کر ضرب لگائے۔ پھر کتفِ چپ پر رکھ کر ضرب لگائے۔ پھر دل پر رکھ کر ''الا اللہ'' کی ضرب لگائے۔

☆ نمبر **08**۔ فنائے خود اور بقائے ذاتِ حق کے تصور سے قدم آگے بڑھا کر ضرب لگائے۔ پھر قدم ہٹا کر قلب پر شدت سے ضرب لگائے۔ (مذکورہ آٹھ اذکار ضربیہ پر اگر صدق نیت اور اخلاص سے ہمیشگی اختیار کی جائے۔ تو ممکن ہے۔ کہ ان اذکار سے مقامِ فنا و بقاء حاصل ہو جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ)

ذِکرِ حدّادی:

اس ذکر میں بھی ذاکر سالک وطالبِ صادق دوزانو بیٹھے۔ طریقہ جاروب کے طریقے سے سانس کو زور سے کھینچ کر ''لا الہ'' کا دور داہنے شانے تک پہنچا کر دونوں گھٹنوں سے کھڑا ہو جائے۔ اور ہوتھوں کو بلند کر کے پوری قوت وشدت سے دل (یعنی لطیفہءقلب) پر ''الا اللہ'' کی ضرب لگائے۔ پھر بیٹھ جائے۔ پھر پھر اپنے ہاتھوں کو اس طرح سے حرکت دے۔ کہ جیسے ایک لوہار کے ہاتھوں کی حرکت ہتھوڑا اُٹھاتے وقت ہوا کرتی ہے۔ تا کہ اس ذکر سے لطف حاصل ہو سکے۔ حضرت امداد اللہؒ فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت شیخ جلال الدین تھانیسریؒ کے متعلق حضرت امام ابوالحفص سے مذکور ہے۔ کہ وہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ! میرے شیخ نے یہ ذکر مجھ کو تعلیم کرنا پسند فرمایا ہے۔ عموماً دیکھا تو یہ گیا ہے۔ کہ! یہ ذکر انسانی طاقت سے باہر و بعید ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے یہ آسان ہو جاتا ہے۔ (اس کے فوائد کثیر ہیں۔ جو کہ کرنے والے پر ظاہر ہوتے ہیں)

ذکر حدادی کا ایک طریقہ یہ بھی ہے۔ کہ! دوزانو اس طرح سے بیٹھے۔ کہ! دونوں سرین زمین پر رہیں۔ پھر دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے ''لا الہ'' کہے۔ پھر اسی طرح سے دونوں ہاتھ نیچے لا کر سینے سے لگائے۔ اور (قلب پر شدت کے ساتھ) ''الا اللہ'' کی ضرب لگائے۔ جیسے کہ ایک لوہار ہتھوڑا لوہے کی سندان پر زور سے مارتا ہے۔ اسی طرح پیاپے ضربیں لگاتا رہے۔ بے شمار ثمرات سے مستفید و متنفع ہوگا۔ ان شاءاللہ۔

☆ ذِکرِ حدّادی ایک اور طریقہ کے مطابق:

دونوں زانوؤں پر ہاتھ رکھ کر اس طرح سے کھڑا ہو۔ جیسے ایک لوہار کھڑا ہوا کرتا ہے۔ ہر سہ خطرات کی نفی کرتے ہوئے بائیں طرف سے باملاحظہ وواسطہ ذکر ''لا الہ'' شروع کرے۔ پھر بیٹھتے وقت تمام قوت سے دل (یعنی لطیفہءقلب) پر پوری شدت سے ''الا اللہ'' کی ضرب لگائے۔ اور دونوں ہاتھوں سے اسی طرح اشارہ بھی کرے۔ جیسے ایک لوہار ہتھوڑے کو لوہے پر مارا کرتا ہے۔ برابر لگاتار اسی طرح کھڑے ہوتے رہیں۔ اور بیٹھتے رہیں۔ اور اسی طرح سے ذکر (ضربات) کرتے رہیں۔ بلکہ کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کا مبارک ذکر (مذکورہ طریقے سے) کرتے ہوئے معاصی اور آلودہ دل پر ضربات لگاتے رہیں۔ اور ماسوا اللہ کا قدیم زنگ دور کریں۔ اس ذکر میں کثرت و مداومت جتنی زیادہ ہوگی۔ اُتنے ہی فوائد حاصل ہوں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

ذکر برائے کشف دقائق آئندہ یا پیش آمدہ حالات ومعلومات :

بعد نمازِ عشاء یا بوقت تہجد اس طرح سے چھ ضربی ذِکر کرے۔ کہ !

☆ دائیں طرف	**یا علیم**	کی ضرب لگائیں۔
☆ بائیں طرف	**یا خبیر**	کی ضرب لگائیں۔
☆ آگے کی طرف	**یا ھادی**	کی ضرب لگائیں۔
☆ پیچھے کی طرف	**یا رشید**	کی ضرب لگائیں۔
☆ آسمان کی طرف	**یا بصیر**	کی ضرب لگائیں۔
☆ قلب پر	**یا مبین**	کی ضرب لگائیں۔

یہ ایک مرتبہ ہوا، اسی طرح سے گیارہ سو گیارہ (**1111**) مرتبہ کریں۔ اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اپنے قلب پر توجہ کریں، اور دیکھیں۔ کہ آئینہ قلب پر کیا وارِد ہوتا ہے۔ چند ہی ایام میں کشفی صلاحیت حاصل ہو جائے گی۔ جب بھی کوئی شخص یہ ذِکر کر کے کچھ معلوم کرنا چاہے گا۔ تو اُسے ہر اُس بات کی خبر ہو جائے گی۔ جس کا وہ گمان کرے گا۔ انشاءاللہ العظیم۔

اس ذکر کو پہلے عشرے میں روزانہ بعد نماز عشاء 313 مرتبہ کیا جاتا ہے۔ دوسرے عشرے سے 500 مرتبہ روزانہ کیا جاتا ہے۔ ایک ماہ بعد 1111 مرتبہ ہمیشہ کے لئے اختیار کرنا ہوتا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

ذکرِ روح:

جاننا چاہیئے۔ کہ! اس ذکر میں ضربات کے لگانے کا طریقہ اس طرح سے ہے۔ کہ! مربع یا دوزانو بیٹھ کر

☆ دائیں پہلو پر” **هو الاول** “ کی ضرب لگائیں گے۔ ☆ بائیں پہلو پر” **هو الاخر** “ کی ضرب لگائیں گے۔

☆ دونوں زانوؤں کے وسط میں” **هو الظاهر** “ کی ضرب لگائیں گے۔

☆ دل (یعنی لطیفہء قلب) پر” **هو الباطن** “ کی ضرب لگائیں گے۔

(سالک کو چاہیئے۔ کہ!) بار بار یہی ذکر کرتا رہے۔ حتی کہ اثر ظاہر ہو۔ اس ذکر سے سالک پر تھوڑی سی مواظبت میں ظاہر و پوشیدہ سب یکساں معلوم ہوگا۔ (اس ذکر کو پہلے عشرے میں روزانہ بعد نماز عشاء 313 مرتبہ کیا جاتا ہے۔ دوسرے عشرے سے 500 مرتبہ روزانہ کیا جاتا ہے۔ ایک ماہ بعد 1111 مرتبہ ہمیشہ کے لئے اختیار کرنا ہوتا ہے)

ذکر برائے کشف الارواح:

اس عمل میں پرہیز عمومی اور استقلال کی ضرورت ہے۔ اس عمل کا طریق یہ ہے کہ! نماز عشاء کے بعد عامل چہار زانو بیٹھ کر پہلے گیارہ مرتبہ درود ابراہیمی پڑھے۔ پھر!

☆ دِل پر ضرب **یا رب** ☆ آسمان پر **یا روح** ☆ دل پر **یاروح الارواح**

کی ضربیں لگاتے رہیئے۔ اس عمل کو روزانہ 1111 گیارہ سو گیارہ مرتبہ کرے۔ اس کے بعد صاحب ذِکر ہذا مطلوب کی روح کی طرف کامل دھیان جمائے۔ اُمید ہے کہ نہ صرف اُس روح سے ملاقات ہوگی۔ بلکہ وہ ذاکر کے مطالب و مقاصد میں بھی معاون ہوں گے۔ مگر یاد رہے کہ! یہ اُسی وقت ہی ممکن ہوسکتا ہے جب مذکورہ بالا عمل میں خوب اچھی طرح سے مشق ہو جائے جب کہ یکسوئی کی عادت ہو چکی ہو اور قلب جلایا جا چکا ہو۔

(اس ذکر کو پہلے عشرے میں روزانہ بعد نماز عشاء 313 مرتبہ کیا جاتا ہے۔ دوسرے عشرے سے 500 مرتبہ روزانہ کیا جاتا ہے۔ ایک ماہ بعد 1111 مرتبہ ہمیشہ کے لئے اختیار کرنا ہوتا ہے)

طریقہ نمبر 02 : ذکر الروح کا ایک طریقہ یہ بھی ہے۔ کہ! آسمان کی طرف منہ کر کے” **یا روح** “ کی ضرب لگاتے ہیں۔ اور اور اپنے قلب کی طرف منہ کر کے” **یا روح الروح** “ کی ضرب لگاتے ہیں۔ (پھر از سرنو اسی ذکر کو شروع کرتے ہیں۔ اس ذکر کو پہلے عشرے میں روزانہ بعد نماز عشاء 313 مرتبہ کیا جاتا ہے۔ دوسرے عشرے سے 500 مرتبہ روزانہ کیا جاتا ہے۔ ایک ماہ بعد 1111 مرتبہ ہمیشہ کے لئے اختیار کرنا ہوتا ہے) پھر مراقب ہو کر قلبی حالت و کیفیت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ کہ کیا کچھ وارد ہوتا ہے۔

ذکر برائے کشف الارواح:

اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! جلسہء معہودہ متعین کر کے دائیں جانب” **سبوح** “ بائیں طرف” **قدوس** “ آسمان کی طرف” **رب الملئكة والروح** “ کی ضرب لگائے۔ اس ذکر سے کشف الارواح ہوتا ہے۔ اس ذکر سے اور بھی بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ جو عمل کرنے سے عامل پر خود بخود روشن ہو جاتے ہیں۔

ذکر برائے کشف ملائکہ و ارواح:

اس عمل میں پرہیز عمومی اور استقلال کی ضرورت ہے۔ اس عمل کا طریق یہ ہے۔ نماز عشاء کے بعد عامل چہار زانو بیٹھ کر پہلے گیارہ مرتبہ درود ابراہیمی پڑھے پھر 21 (اکیس مرتبہ) آسمان پر پر ضرب **یا رب** پھر قلب کی طرف اکیس مرتبہ **یاروح الارواح** کی ضربیں لگاتے ہیں۔ پھر دوبارہ آسمان کی طرف منہ اٹھا کر **یا روح یا روح** کی 11 گیارہ مرتبہ تکرار کرے۔ اب یہ ایک مرتبہ ہوا۔ پھر از سرنو شروع کریں۔ اس ذکر کے بعد مکمل یکسوئی سے مندرجہ ذیل ذکر 1111 (گیارہ سو گیارہ مرتبہ) کرتا رہے۔

دائیں طرف **یا سبوح** کی ضرب لگائیں۔ پھر بائیں طرف **یا قدوس** کی ضرب لگائیں۔
پھر آسمان کی طرف **یاربنا** کی ضرب لگائیں۔ پھر سامنے کی طرف **یا رب الملئكة** کی ضرب لگائیں۔
پھر دل کی طرف **یاروح** کی ضرب لگائیں۔

اس طرح سے ہر روز گیارہ سو گیارہ مرتبہ 1111 یہی شغل کرتا رہے۔ دو سے تین عشروں ہی میں کشف ملائکہ اور کشف ارواح حاصل ہو جائیگا۔ انشاء اللہ تعالی۔ بہرحال اس عمل کو تاحیات منقطع نہ کیا جائے اس عمل کے دیگر کئی فوائد ہیں۔ جو عمل کرنے والے پر خود بخود ظاہر ہوں گے۔ (اس ذکر کو پہلے عشرے میں روزانہ بعد نماز عشاء 313 مرتبہ کیا جاتا ہے۔ دوسرے عشرے سے 500 مرتبہ روزانہ کیا جاتا ہے۔ ایک ماہ بعد 1111 مرتبہ ہمیشہ کے لئے اختیار کرنا ہوتا ہے)

ذکر برائے کشف القبور :

جب یکسوئی کی عادت بڑھ چکی ہو اور قلب میں بھی جلا پیدا ہو چکا ہو۔ تو پھر کسی مزار پر صاحب وشائق کشف القبور چلا جائے۔ وہاں جا کر سب سے پہلے **سورہ یٰسین** ، **سورہ ملک** ،**سورہ مزمل** ، **سورہ فاتحہ** ،تین مرتبہ **سورہ اخلاص** اور 11 مرتبہ **آیت الکرسی** پڑھ کر اِن تمام اوراد کا ثواب آنحضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور اُن کی تمام اُمت کو اور اُس صاحب قبر کو جہاں پر کشف القبور کا عمل کرنا مقصود ہے۔ کو بخش دیں۔ پھر صاحب عمل قبر کے سینے کے مقابل پاؤں کی جانب اِس طرح بیٹھ جائے کہ اُس کا بایاں کندھا شمال مغرب کی طرف ہو۔ وہاں پر چہارزانو بیٹھ کر پہلے گیارہ مرتبہ **درود ابراھیمی** پڑھے۔ پھر اپنے قلب کی جانب متوجہ ہو کر اپنے دِل پر **اِکْشِفْ لِیْ یَا نُوْرُ** کی ضربیں لگائے۔ پھر قبر پر **عَنْ حَالِہٖ** کی بھی اتنی ہی ضربیں لگائے۔ تو یہ ایک مرتبہ ہوا۔ اِسی طرح سے گیارہ سو گیارہ (1111) مرتبہ ضربات لگاتا رہے۔ اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اپنے قلب کی طرف بھی متوجہ ہوتا رہے۔ اِس عمل کی بدولت مفید و منتفع مطلب حاصل ہوگا۔ اور صاحب قبر کی حالت مکشوف ہو جائے گی۔ صاحب عمل کی اُس صاحب قبر سے نہ صرف باتیں ہوں گی۔ بلکہ صاحب عمل ہذا بے شمار فیوض و برکات سے بھی مستفید و مستفیض ہوگا۔ انشاء اللہ۔ (اس ذکر کو پہلے عشرے میں روزانہ بعد نماز عشاء 313 مرتبہ کیا جاتا ہے۔ دوسرے عشرے سے 500 مرتبہ روزانہ کیا جاتا ہے۔ ایک ماہ بعد 1111 مرتبہ ہمیشہ کے لئے اختیار کرنا ہوتا ہے)

ذکر برائے کشف القبور :

حضرت بندہ نواز سید گیسو دراز ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! '' **کشف قبور** '' کا ذکر اس طرح سے کیا جاتا ہے۔ کہ! قبر کے نزدیک صاحبِ قبر کے سینہ کے مقابل بیٹھ کر '' **یا نور** '' کہتے ہوئے سر اونچا کر کے آسمان کی طرف بلند کرتے ہیں۔ پھر '' **یا نور** '' کہتے ہوئے قلب پر ضرب لگاتے ہیں۔ تو '' **اِکْشِفْ بِیْ** '' کہتے ہوئے قبر پر ضرب لگاتے ہیں۔ پھر از سر نو اسی ذکر کو شروع کرتے ہیں۔ اور اس ذکر کی تعداد کو کم از کم 313 اور زیادہ سے زیادہ 1100 مرتبہ کرتے ہیں۔

ذِکر کشفِ حقائق واستجابتِ دُعا :

سلسلہ عالیہ قادریہ میں یہ ذکر بہت مشہور و معروف ہے۔ اس ذکر کے کرنے سے بہت فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ بالخصوص مخفی حقائق و اسرار عیاں ہوتے ہیں اور صاحب ذکر ہذا کو درجہ استجابت حاصل ہوتا ہے۔ اس ذکر کو پہلے عشرے میں روزانہ بعد نماز عشاء 313 مرتبہ کیا جاتا ہے۔ دوسرے عشرے سے 500 مرتبہ روزانہ کیا جاتا ہے۔ ایک ماہ بعد 1100 مرتبہ ہمیشہ کے لئے اختیار کرنا ہوتا ہے۔ جس سے اس ذکر کو کرنے سے معارف کھلتے ہیں۔ اور عظیم عرفان حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص ایک سال تک اِس ذکر کو کرلے۔ اُسے '' **کن فیکون** '' کی زبان حاصل ہو جاتی ہے۔ اس ذکر کا طریقہ یہ ہے۔

دائیں کندھے پر	**انت الھادی**	بائیں کندھے پر	**انت الحق**
قلب پر	**لیس الھادی**	آسماں پر	**الا ھو**

اس ذکر کے کرنے سے پہلے اور بعد میں طاق مرتبہ درود وسلام پڑھنا لازمی ہے۔ تاکہ خیر و برکت برقرار رہے۔

☆ اسی ذکر کے بارے میں ایک جگہ وارد ہے۔ کہ! طریقہ چشتیہ کا چوتھا ذکر مبارک '' **انت الھادی انت الحق۔ لیس الھادی الا ھو** '' ہے۔ اس ذکر کا طریقہ یہ ہے۔ کہ!

دل (لطیفہ قلب) پر	**انت الھادی انت**	تصورِ اخفی پر	**الحق**
پھر دل (لطیفہ قلب) پر	**لیس الھادی الا**	تصور روح پر	**ھو**

یاد رہے۔ کہ! اس ذکر میں نہ صرف ضربات لگانی ہیں۔ بلکہ زبانِ قلب و زبانِ لسان سے بھی کہنا ہے۔ یہ ذکر انتہائی عجز و انکساری سے کیا

جاتا ہے۔ اسے **نزولی سبق** بھی کہا جاتا ہے۔ (اس ذکر کو پہلے عشرے میں روزانہ بعد نماز عشاء **313** مرتبہ کیا جاتا ہے۔ دوسرے عشرے سے **500** مرتبہ روزانہ کیا جاتا ہے۔ ایک ماہ بعد **1111** مرتبہ ہمیشہ کے لئے اختیار کرنا ہوتا ہے)

ذکرِ کڑکائے حیدری :

اس کی ترکیب یہ ہے۔ کہ! دوزانو ہوکر اپنے دونوں ہاتھ زانوؤں پر رکھے۔

☆ پھر اپنے دائیں طرف ''**اللہ اکبر**'' کی ضرب لگائے۔

☆ پھر اپنے بائیں طرف ''**اللہ اکبر**'' کی ضرب لگا کر اسم ''**لا**'' کو ناف سے نکالے۔

بائیں زانو، دائیں زانو اور دائیں کندھے سے اوپر تین یا پانچ ضربیں لگائے۔

☆ پھر اپنے دماغ میں ''**لا الہ**'' کی ضرب لگائے۔

☆ پھر اپنے دل (لطیفہء قلب) پر ''**الا اللہ**'' کی ضرب زور و شدت سے باملاحظہ وواسطہ لگائے۔

☆ پھر اپنے دائیں کندھے پر ''**واللہ اکبر**'' کی ضرب لگائے۔

☆ پھر اپنے بائیں کندھے پر ''**اللہ اکبر**'' کی ضرب لگائے۔

☆ پھر اپنے دماغ میں ''**وللہ الحمد**'' کی ضرب لگائے۔

سالک کو چاہیئے۔ کہ! بار بار یہی ذکر کرتا رہے۔ حتیٰ کہ اثر ظاہر ہو۔ (اس ذکر کو پہلے عشرے میں روزانہ بعد نماز عشاء **313** مرتبہ کیا جاتا ہے۔ دوسرے عشرے سے **500** مرتبہ روزانہ کیا جاتا ہے۔ ایک ماہ بعد **1111** مرتبہ ہمیشہ کے لئے اختیار کرنا ہوتا ہے)

اذکار برائے قضائے حوائج :

طریقہ نمبر 1۔ بعد نمازِ مغرب یا بوقت تہجد اس طرح ذِکر کرے کہ !

☆ دائیں طرف **یا حی** کی ضرب لگائیں۔ ☆ بائیں طرف **یا قیوم** کی ضرب لگائیں۔

☆ آسمان کی طرف **یا وھاب** کی ضرب لگائیں۔ ☆ قلب پر **یا اللہ** کی ضرب لگائیں۔

یہ ایک مرتبہ ہوا، اِسی طرح سے گیارہ سو گیارہ (**1111**) مرتبہ کریں۔ چند ہی ایام میں مرادیں پوری ہونا شروع ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ العظیم۔ بشرطِ کہ وہ حاجات متشرع وجائز ہوں۔ (اس ذکر کو پہلے عشرے میں روزانہ بعد نماز عشاء **313** مرتبہ کیا جاتا ہے۔ دوسرے عشرے سے **500** مرتبہ روزانہ کیا جاتا ہے۔ ایک ماہ بعد **1111** مرتبہ ہمیشہ کے لئے اختیار کرنا ہوتا ہے)

طریقہ نمبر 2۔ بعد نمازِ مغرب یا بوقت تہجد اِس طرح ذِکر کرے کہ !

☆ دائیں طرف **یا احد** کی ضرب لگائیں۔

☆ بائیں طرف **یا صمد** کی ضرب لگائیں۔

☆ آسمان کی طرف **یا حی** کی ضرب لگائیں۔

☆ قلب پر **یا قیوم** کی ضرب لگائیں۔

یہ ایک مرتبہ ہوا، اِسی طرح سے گیارہ سو گیارہ (**1111**) مرتبہ کریں۔ چند ہی ایام میں مرادیں پوری ہونا شروع ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ العظیم۔ بشرطِ کہ وہ حاجات متشرع وجائز ہوں۔ (اس ذکر کو پہلے عشرے میں روزانہ بعد نماز عشاء **313** مرتبہ کیا جاتا ہے۔ دوسرے عشرے سے **500** مرتبہ روزانہ کیا جاتا ہے۔ ایک ماہ بعد **1111** مرتبہ ہمیشہ کے لئے اختیار کرنا ہوتا ہے)

یادرہے۔ کہ! ان جملہ مشقوں سے مستفید و متنفع ہونے کے لئے کامل اُستاد (مرشد ومربی) کی اَشد ضرورت ہے۔

مشق وجودیہ کی ضرورت وطریقہ مع فوائد :

مشق وجودیہ کا عمل تمام سلاسل طریقت (مثل قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، اویسیہ، قلندریہ وغیرہم) میں باقاعدگی سے کیا جاتا ہے۔

اگر مرید وطالب صادق کی غفلت یا سختی قلب کی وجہ سے تصور اسم اللہ ذات دل پر اور جسم کی دیگر حصص پر قائم نہ ہو رہا ہو۔ تو ایسے طالب کو

چاہیئے ۔ کہ مشق وجودیہ کے نقشے کو مدنظر رکھ کر مشق وجودیہ اسم اللہ ذات اپنے اوپر روزانہ لازم کر کے دائمًا مشق جاری رکھے ۔ چنانچہ سلسلہ عالیہ سروریہ قادریہ کے مطابق جسم کے چودہ مقامات پر اسم اللہ ذات کی مشق کیا کرے ۔

جس کا طریقہ یہ ہے ۔ کہ! ماتھے پر، ہر دو آنکھوں پر، دونوں کانوں پر، زبان پر، دونوں کندھوں پر، دونوں ہاتھوں پر، قلب پر، ناف پر اور دونوں رانوں پر انگشت تصور وتفکر سے اسم اللہ ذات بار بار لکھنے کی مشق کرتا رہے ۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باھو ؒ کی کئی کتب میں نقشِ وجودیہ مختلف اشکال وطرق سے دیا گیا ہے ۔ جن میں سے دو نقوش بطورِ برکت یہاں پر قارئینِ ذی اکرام کی خدمت میں تمثیلاً پیشِ خدمت ہیں ۔

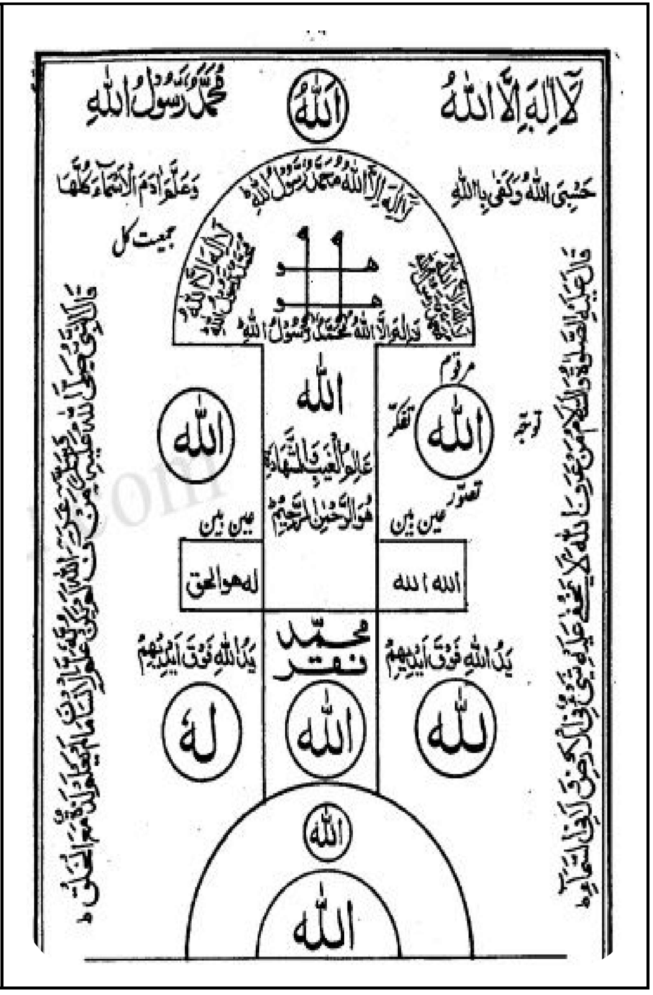
لا الہ الا اللہ
اللہ
محمد رسول اللہ
حسبی اللہ وکفی باللہ
وعلم آدم الاسماء کلھا
بیعت کل
مرقوم
توجہ
تفکر
تصور
اللہ
عالم الغیب والشہادۃ
ھو الرحمن الرحیم
عین بین
اللہ اللہ
لہ ھو الحق
ید اللہ فوق ایدیھم
محمد
فقر
لہ

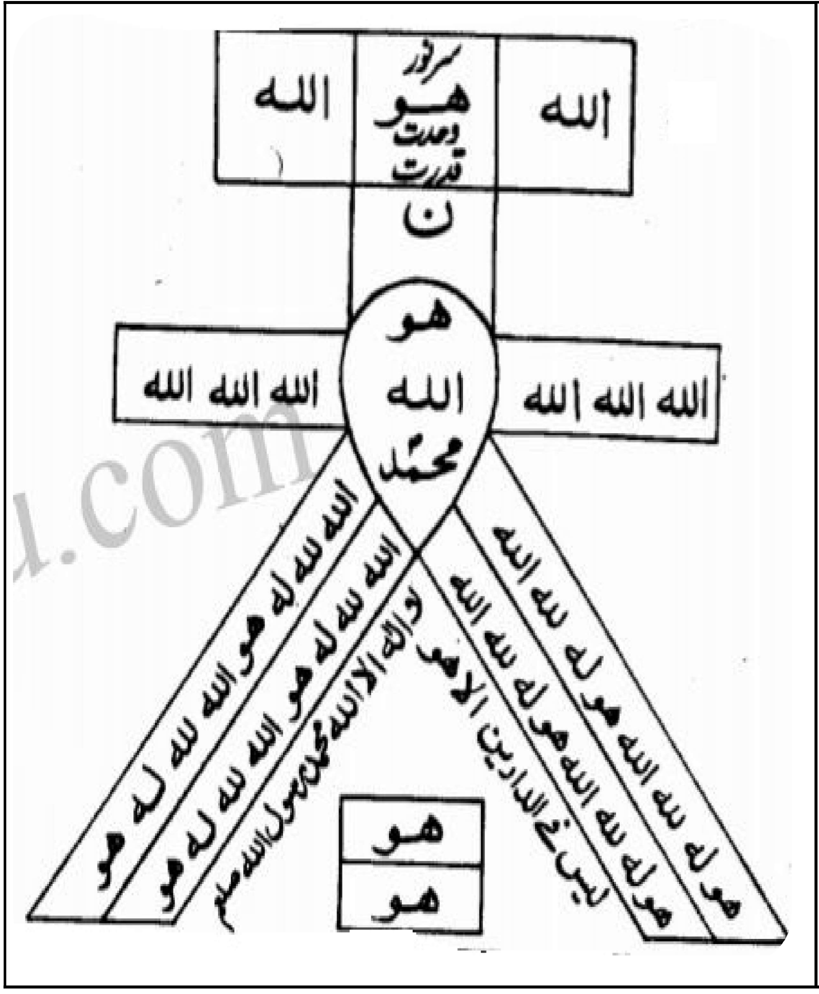
اللہ
سرور
ھو
وحدت
قدرت
اللہ
ن
ھو
اللہ
محمد
اللہ اللہ اللہ
اللہ اللہ اللہ
ھو
ھو

حضرت سلطان العارفین سلطان باھو ؒ افلسفہءِ نقشِ وجودیہ:

حضرتِ انسان کو جاننا اور سمجھنا چاہیئے ۔ کہ! علمائے ظاہر دراصل علمِ شریعت کے عامل اور ماہر ہیں اور ہمیشہ قیل وقال میں لگے رہتے ہیں ۔ جبکہ علمائے باطن جو کہ علمِ طریقت ومعرفت وحقیقت کے عامل و ماہر ہیں ۔ اور قیل وقال کے باطنی معانی ومفاہیم کو سمجھتے ہوئے حال وکیفیات سے بھی گزر رہے ہوتے ہیں ۔ انہی علمائے باطنیہ ہی کو درحقیقت وارثۃ الانبیاء کہا جاتا ہے ۔ اور یہ لوگ فقراء ہوتے ہیں ۔ یہی فقراء فناء فی اللہ، بقاء باللہ، عارفینِ لم یزل، مشاہدہ قربِ خداوندی میں محو ومنہمک رہتے ہیں ۔ جس شخص کے وجود میں اسم ذات ''اللہ'' اپنی تاثیر دکھا جائے ۔ اور اُس شخص کا ظاہر وباطن اسی تاثیر میں آمیختہ ہو جائے ۔ تو ایسا شخص صاحبِ تصرف وگنج با توفیق ہو جاتا ہے ۔ اگر یہی شخص صاحبِ اِذن (یعنی حاملِ اجازت و خلافت) ارشاد وتلقین کے درجہ پر ہو ۔ یعنی پیر و مرشد ہو تو ایسا مرشدِ کامل جسے (اپنے مرید یا کسی دوسرے کو) چاہے صرف اپنی توجہ کے ذریعے سے ہی سر سے لے کر قدم تک بلکہ اس کے ہفت اندامِ قلب اور قالب کو پاک صاف کرتے ہوئے نورِ الٰہی اور نورِ اسمِ ذات ''اللہ'' سے معمور ومزین فرما دیتا ہے ۔ جس سے کہ طالب (یعنی مرید وشاگرد) مشرف حضور اور اللہ کی مدد سے منظور اللہ ہو جاتا ہے ۔ اور وہ نفس وشیطان کے کبر وغرور اور دنیاوی آلائشوں سے بہت دور جبکہ ہژدہ ہزار عالمین میں مشہور ہو جاتا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ بذریعہ الہام ہم کلام ہوتا رہتا ہے ۔ ایسا خوش نصیب صاحبِ نسبت باطنِ معمور با اہلِ وجودِ مغفور، ذوق وشوقِ باطنی سے مستِ اَلست، دل شاد ومسرور، تصور وتخیلِ اسمِ ذات ''اللہ'' کے علم و تعلیم اور مشقِ وجودیہ مرقوم کے ارشاد اور تلقین سے زمانہ ماضی وحال اور مستقبل کے حالات کو اپنی فراست وفہم کے وقوف وادراک سے جان پہچان لیتا ہے ۔ اس طرح کے نقشِ وجودیہ کی مسلسل مشق سے وجود میں محبت، اللہ تعالیٰ کی معرفت اور مراقبہ کی توفیق وطاقت حاصل ہو جاتی ہے ۔ ایسا مرشدِ کامل اور اس کا طالبِ حقیقی مرید وشاگرد جب چاہیں انبیاء ؑ اور اولیاء ؒ کی مجالس ومحافل میں ملاقات اور مشاہدہ حضوریء ذات کی

تحقیقات اور جملہ مقامات اور درجات کے جلدی طے کرنے کی ہمت اور توفیق حاصل کر لیتے ہیں۔ وجود کے مختلف حصص پر تصور و تخیل اسمِ ذات ''اللہ'' کی قوت سے لامکاں میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور بالآخر اللہ تعالیٰ کی رویئت اور لقاء سے مشرف ہو جاتے ہیں۔

یاد رہے۔ کہ! جس طرح کہ ایک حلال جانور پر ''**بسم اللہ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر**'' نہ پڑھ کر حلال سمجھا نہیں جا سکتا۔ اسی طرح سے جب تک نفس کو تصور اسم ذات ''اللہ'' کی شمشیر سے جب تک قتل نہ کیا جائے۔ ہرگز کوئی بھی قابلِ معرفت اور لائقِ مشاہدہ ء وصالِ حق نہیں ہو سکتا۔ مومنِ حقیقی کے لئے موت اس کے اور ذاتِ باری تعالیٰ کے درمیان حائل ہے۔ اسی لئے مومن حیات پر موت کو ترجیح دیتا ہے۔ اور جو شخص موت سے ڈرتا ہے۔ وہ قطعاً عاشق نہیں۔ بلکہ خامِ ناتمام ہے۔ مذکورہ ''نقشِ وجودیہ'' کو وجود کے مختلف حصص (جیسا کہ تصویر میں دیا گیا ہے) پر مرقوم کر کے طالبِ حق کو یہ باطنی سعادتیں اور روحانی دولتیں اور ظاہری کرامتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ اور فتوحاتِ غیبی (یعنی غیبی خزائن، مال و دولت، رزقِ بے حساب و بلا محنت رزقِ کثیر وغیرہا) کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ یعنی مجاہدہ با مشاہدہ، محبت با راز، عبادتِ دوام با نماز، سعادتِ انعام با سرالاسرار، دافع حجب وحجاب با پروردگار، فنا با بقاء، ایمان با خیا، حصولِ شرف با معرفت ولقاء، تصرفِ گنج بغیرِ رنج، علمِ علوم حی قیوم، الہام مع اللہ تمام، مطالعہ لوح محفوظ، مرتبہ روشن ضمیری، حصولِ علمِ لدنی وحروفِ مقطعات، حصولِ اسم اللہ العظیم الاعظم، تصرف زندہ کردن مردہ را، اور دیگر کئی قسم کے انوارات و برکات اور فضائل وخصائص حاصل ہوتے ہیں۔ غرضیکہ! نقشِ وجودیہ درحقیقت مختلف الاقسام باطنی مناصب اور روحانی مدارج کے لئے باطنی نوری خلعتیں، وردیاں اور تمغے ہیں۔ جو کہ باطن میں اولای ء اللہ کو پہنائے جاتے ہیں۔

یاد رہے۔ کہ! اسم ذات ''اللہ'' کے تصور وتفکر کی مشق کی کنہہ کو عامل جانتا ہے۔ اور کامل پڑھتا ہے۔ نقشِ وجودیہ کا عمل طالبِ حقیقی کے جملہ وجود کو اس طرح پاک صاف کر دیتا ہے۔ جیسا کہ! ایک صابن میلے کچیلے اور پلید جسم ولباس کو پاک صاف کر دیتا ہے۔ لہذا جس خوش قسمت شخص کا تمام وجود اور ہفت اندام اسم ''اللہ'' ذات کی نوری تحریر سے منقش اور مرقوم ہو جاتا ہے۔ تو اس کے بعد ایسے شخص کو ایک نوری لطیف وجود عطا ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اسی نوری لطیف وجود کے ساتھ باطن میں مجلس ومحفلِ نبوی ﷺ میں اور دیگر انبیاء؈ اور اولیاء کی محافل میں حاضر ہونے کے قابل اور لائق ہو جاتا ہے۔ یاد رہے۔ کہ! جب تک اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم اور مرشدِ کامل کی توجہ سے طالبِ حقیقی وسالک اپنا نوری لطیف وجود زندہ نہیں کر لیتا۔ اُس کے لئے مجلسِ نبوی ﷺ میں شرفِ باریابی حاصل کرنا ناممکن اور انتہائی مشکل اَمر ہے۔ چاہے وہ جتنی محنت ومشقت کر لے۔ وہ اپنے کثیف عنصری جسم کے ساتھ اس شرف کو حاصل نہیں کر پاتا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص مجلس ومحفل پاک طینت میں داخل ہو جائے۔ اور وہ اس بات کا امتحان لینا چاہے۔ کہ! کیا واقعتاً یہ محفل نیک لوگوں یا آنحضور ﷺ کی ہے۔ تو چاہیئے۔ کہ! جس وقت اس بابرکت محفل ومجلس میں حاضر ہو۔ تو درودِ پاک، کلمہ طیبہ اور **لاحول ولا قوۃ** لازمی پڑھ لے۔ تو اگر یہ واقعتاً بابرکت محفل ہوگی یا بزمِ نبوی ﷺ ہوگی۔ تو ان کلماتِ طیبہ کے بعد بھی برقرار رہے گی۔ بلکہ محفل کے لطف ولذت میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ البتہ شیطان آنحضرت ﷺ کی شکل اختیار کرنے سے یکسر قاصر ومعذور ہے۔ لہذا بحالتِ رویاء یا مراقبہ میں اگر آنحضرت نبی مکرم ﷺ کا دیدار ہو جائے۔ تو یہ ایک حقیقت ہوگی۔

لہذا اکمل سلک سلوک اور باطن کا درست ترین راستہ کہ جس میں کسی بھی قسم کی چھوٹی یا بڑی غلطی، سلب ورجعت کا بالکل خطرہ نہ ہو۔ وہ یہ ہے۔ کہ! طالبِ حق ایسے مقام ومرتبہ تک خود کو پہنچا لے۔ کہ جس وقت چاہے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوب ترین رسول ﷺ اور اُس کے عزیز ترین اولیاء اللہ کے دیدار سے مشرف ہو سکے۔ یاد رہے۔ کہ! طالب کو اول خواب میں حضوری حاصل ہوتی ہے۔ پھر دوئم حضوری ء الہامِ صحیح مقامِ قرب اللہ میں باریابی نصیب ہوتی ہے۔ پھر سوئم حضوری روشن ضمیری کو مراقبہ میں تصور اسمِ ذات اللہ سے پیدا ہوتی ہے۔ آخری اور چہارم حضوری میں طالبِ حق بزمِ نبوی میں جملہ صحابہ کرام؇ اور اولیاء اللہ بلکہ دیگر انبیاء؈ سے شرف ملاقات اور شرف نیاز بطریق مصافحہ حاصل کرتا ہے۔

اسمِ ذات ''اللہ'' کے زبانی ذکر کا بیان:

ہر ایک طالبِ صادق کو چاہیئے۔ کہ! پاس انفاس کے باوجود اسمِ ذات ''**اللہ**'' کا ورد ایک لاکھ چوبیس ہزار مرتبہ روزانہ کیا کرے۔ (یہ انتہائی مرتبہ ہے) اگر اتنی تعداد پر قدرت حاصل نہ ہو۔ تو کم اَز کم چوبیس ہزار مرتبہ ضرور بالضرور اسمِ ذات ''**اللہ**'' کا ورد لازمی کرنا چاہیئے۔ یاد رہے۔ کہ! چوبیس ہزار مرتبہ اسمِ ذات ''**اللہ**'' (کہ یہ تو متوسط درجہ ہے) کے ذکر کرنے میں یہ حکمت پوشیدہ ہے۔ کہ! ہر شخص دن ورات میں چوبیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے۔ اسی لئے اس کے اس تعداد میں ذکر کرنے سے اس کی ہر سانس کا مداوہ ذکر پر ہو جائے گا۔ اور ایسا شخص''

والذاکرین الله کثیرا والذاکرات ۔۔۔ (یعنی وہ مرد اور عورتیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں) کے زمرے میں داخل ہو جائے گا۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے۔ تو کم سے کم بارہ ہزار مرتبہ اسی اسمِ ذات ''**الله**'' کو ضرور پڑھ لیا کرے۔ (کہ یہ تو بالکل ہی ادنیٰ سا درجہ ہے) اس ذکر میں ذکرِ زبانی یقیناً ذکرِ قلبی کا وسیلہ ثابت ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور جب زبان وقلب دونوں ذکر میں مشغول ہو جائیں گے۔ تو ذکر کی ترکیب کامل ہوگی۔ یاد رہے۔ کہ! یہی ترتیب تمام سلاسل طریقت (قادری۔ چشتی اور سہروردی وغیرہ) میں ہے۔ ہاں البتہ سلسلہ نقشبندیہ میں صرف ذکرِ قلبی پر ہی انحصار کیا جاتا ہے۔ اور مبتدیوں کو اسی ذکر سے شروعات کرائی جاتی ہے۔

تصور اسم ذات اللہ (تعارف وطریق) :

اسم اللہ ذات کا تصور ایک نہایت پوشیدہ بے ریا، بے رُجعت اور زود اثر طریقہ ذِکر وشُغل ہے۔ اس ذکر وشغل میں کسی خاص وقت کا تعین وتقرر لازمی نہیں۔ نہ ہی کسی تعداد و گنتی، شرائط جلالی وجمالی کی حاجت ہے۔ بلکہ ہر مسلمان اپنے تقوٰی سے اس ذِکر کا آغاز شروع کر سکتا ہے۔ کیونکہ انسان کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف مبذول کرنے کا یہ ایک سہل ومنفرد توسل و تصدق کا طریقہ ہے۔ بلکہ اسلام، عرفان وایقان، قرب ومشاہدہ وصل فناء وبقاء کے عظیم المرتبت مراتب اور مدارج کے دائمی حصول کے لئے یہ ذکر وشغل اصلی و آخری اور جامع کلید ہے۔ روحانی مقام ومنازل کا بآسانی طے کرنا اور باطنی لطائف کا حصول تصور اسم اللہ ذات کے بغیر ناممکن ومحال ہے۔ یاد رہے کہ! مسمریزم کی مشق اور تصور اسم ذات اللہ کے ابتدائی اصول وقواعد یقیناً ایک ہی جیسے ہیں۔ چنانچہ صاحبان وشائقینِ مسمریزم کسی خاص نقطے جیسے بلور، موم بتی یا کسی بھی مادی چیز کو اپنے زاویہ نظر (90 درجہ کے زاویہ) کے برابر اپنی نظر اور توجہ کو مرکوز کر دیتے ہیں۔ بار بار کی اسی مشق سے ان کی توجہ اور نظر کو خاص نقطہ پر مرکوز رکھنے کی وجہ سے انسان کی باطنی اور چھپی ہوئی صلاحیت ابھر کر سامنے آتی ہے۔ اور نظر میں ایک غیر معمولی طاقت وقوت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے کوئی بھی انسان چاہے وہ غیر متقی ہو یا غیر مسلم، وہ شعبداتِ سِفلی اور مادی عجائبات دکھانے کا ماہر وکامل بن جاتا ہے۔ لیکن مسمریزم کا کمال وہنر عالم ناسوت تک ہی محدود ہے۔ اس عالم سے آگے عالم ملکوت تک ایسے اشخاص کی رسائی ناممکن العمل امر ہے۔ کیونکہ اُن کا نقطہ موہوم ومخلوق ہی ہوتا ہے۔

بسکہ در جان فگار و چشم بیدارم توئی
ہر کہ پیدا می شود از دور پندارم توئی

لیکن اس کے مقابلے میں اسم اللہ ذات کا تعلق اپنے مسمی خالقِ کائنات حضرتِ ذات واجب الوجود کے ساتھ ہے۔ اسی لئے جب صاحب تصور کی توجہ، تخیل وتفکر اور روحانی وجسمانی تصرف ظاہری وباطنی نقش اسم اللہ ذات پر مجتمع ہو جاتے ہیں۔ تو یک دم طالب مولیٰ عالم ناسوت سے برق براق کی طرح بآسانی پار ہو کر عالم ملکوت، جبروت اور لاہوت میں داخل ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ تصور کی اِسی ظاہری وباطنی بجلی سے روحانی دنیا کی تمام باطنی مشینیں بخوبی چل رہی ہیں۔ اور مرشد کامل اپنے سینے کے پاور ہاؤس سے اس تصور کی برقِ جمال وجلال کی لہروں سے طرح طرح کے باطنی فیوضات وبرکات اور کمالات سے اپنے لاتعداد و بے شمار مریدین وشاگردوں کے سینوں میں منتقل کرتے ہیں۔

اسم اللہ ذات کے صحیح طور پر تصور کے ذریعے نقش اور مرقوم ہونے کی علامت یہ ہے کہ اسم اللہ ذات آئینہ قلب پر مرقوم ہو کر آفتاب کی طرح تجلی مارتا ہے۔ جس سے کہ صاحب تصور پر فورًا استغراق اور محویت طاری ہو جاتی ہے۔ اور دل، روح یا سر کا لطیفہ ذِکر الٰہی یا کلمہ طیبہ سے گویا ہو جاتا ہے۔ حق کو اس استغراق کے اندر کوئی نہ کوئی مکاشفہ، مشاہدہ اور معائنہ لازمی طور پر حاصل ہو ہی جاتا ہے۔ اور بالآخر یہی صاحب تصور شخص مشاہدہ حق ذات یا حضوری سرورِ کائنات ﷺ (بزمِ نبوی وکچہری رسالت مآب ﷺ) میں داخل ہو جاتا ہے۔

لہذا طالب حق پر لازم ہے کہ! تصور اسم اللہ ذات کے مبارک شغل ومشق کو بہر صورت جاری وساری رکھے۔ خواہ ابتداء میں تصور اسم اللہ ذات دِل پر قائم نہ بھی ہو۔ سمجھ دار شخص کو تو چاہیئے کہ! وسیع حوصلہ اور ہمت بلند رکھ کر اپنی جملہ عمر اسی مبارک شغل میں وقف کر دے۔ اِس سہل الحصول مبارک شغل ہی سے بہت جلد کلید خزائن دارین مفتاح کنز کونین حاصل ہو جائیں گے۔

اس مشق کے دوران دودھ، چاول، تبرید کا استعمال رکھے۔ چکنی، کھٹی، میٹھی، نمکین اور تیکھے مصالحات والی غذا سے پرہیز رکھے۔ بعد شغل آنکھوں میں مسکہ گاوی سلائی سے ہر روز لگاتا رہے۔ مشق کے فورًا بعد آنکھوں کو عرقِ گلاب یا آبِ زم زم یا ٹھنڈے پانی سے دھولیں۔ اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر تفکر وتدبر کی کیفیت میں جا کر آئینہ قلب پر ملاحظہ کریں کہ کیا واردات ہوتی ہے۔

لہذا اگر کوئی شخص صدق قلب ونیت سے اسم ذات اللہ کا قلبی ذِکر روز وشب مسلسل کیا کرے۔ تو یقیناً 40 چالیس ایام ہی میں اُس شخص پر

انکشاف عالم ناسوت، ملکوت، جبروت، لاہوت اور ہاہوت ہوگا۔ اور ایک ایسی حالت پیدا ہو جائی گی۔ کہ زبان بیان سے یکسر قاصر ہے۔ کہ! سوائے ذاتِ بحت کے ایسے ذاکر کو اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اور ایسا شخص مقامِ فنا فی اللہ پر جلد فائز ہو جاتا ہے۔

اسمِ ذات ''**الله**'' کے ذکر کا بیان :

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے۔ کہ! **قل الله. ثم زرهم** ۔ سورہ انعام۔ آیت نمبر **91** (آپ کہہ دیں اللہ۔ پھر انہیں چھوڑ دیں) کے مطابق اس طرح سے ذکر کرے۔ کہ! پہلے اسمِ ذات ''اللہ'' کی ''ہ'' کو پیش اور اس کے بعد اسمِ ذات ''اللہ'' کی ''ہ'' کو جزم دے۔ پھر دونوں آنکھیں بند کر کے سر داہنے شانے کی طرف لے جا کر اسمائے صفاتِ امہات کا یقین کرے۔ اور پہلے اسمِ ذات ''اللہ'' کی ضرب لطیفہء روح پر لگائے۔ پھر دوسری ضرب اسمِ ذات ''اللہ'' کی فضائے قلب پر لگائے۔ اس ذکر کو اصطلاحِ صوفیاء میں دوضربی ذکر باسمِ ذات ''اللہ'' کہا جاتا ہے۔ اس طرح سے یہ ذکر چھ سو مرتبہ کرے۔ مگر یاد رہے۔ کہ نو مرتبہ ''اللہ۔ اللہ۔ اللہ'' کہنے کے بعد دسویں مرتبہ'' **الله حاضری. الله ناظری. الله معی** ''میں سے کوئی ایک لازمی کہے۔ اگر یاد رہے۔ تو پہلے نو کے بعد'' **الله حاضری** ۔ '' کہے۔ دوسرے نو کے بعد'' **الله ناظری** ۔ '' کہے۔ اور تیسرے نو کے بعد'' **الله معی** ۔ '' کہے۔ اور پھر نزول کرے۔ اور پھر عرج کرے۔ اس عرج و نزول کے طریقے کو یاد رکھے۔ لیکن یہ بھی ضروری ہے۔ کہ! اس ذکر کے معنی کو بھی سمجھتا جائے۔ تاکہ ذکر کا شوق اور اس میں واقعتاً لطف حاصل ہو سکے۔ چاہیئے۔ کہ! سستی اور غفلت پیدا نہ ہونے دے۔ اس کے بعد پھر کلمہ طیبہ تین مرتبہ، کلمہ شہادت ایک مرتبہ پڑھ کر سر کو داہنے شانے کی طرف جھکا کر اسمِ ذات ''اللہ'' کی ضربات متواتر دل (لطیفہء قلب) پر پوری قوت و شدت سے لگاتا رہے۔ (سلسلہ چشتیہ صابریہ کے حضرات کو چاہیئے۔ کہ پھر مشائخ کبار کی ارواح کو ایصال کرے۔ دیگر سلسلہ کے لوگ اپنے پیران کو ایصال کریں۔ بہر حال!) پھر جتنی دیر چاہے مراقبہ کرے۔ اور جس ذکر میں اس کو لطف حاصل ہو (کوشش کرے۔ کہ) صبح تک اسی شغل و ذکر میں محو و مشغول ہو۔ تاکہ طالبِ صادق و سالک ظاہری و باطنی فوائد سے مکمل طور پر مستفید و منتفع ہو سکے۔

تیرے تصورات میں راتوں پڑے پڑے
ہوتی رہی ہے سحر بھی مجھ کو کبھی کبھی

تصور اسم ذات ''**الله**'' کے متعلق ایک عجیب و غریب نُقطہ :

اگر کوئی شخص صدق قلب و نیت سے اسم ذات اللہ کا قلبی ذِکر روز و شب مسلسل کیا کرے تو یقیناً **40** چالیس ایام ہی میں اُس شخص پر انکشاف عالم ناسوت، ملکوت، جبروت، لاہوت اور ہاہوت ہوگا۔ اور ایک ایسی حالت پیدا ہو جائیگی کہ زبان بیان سے یکسر قاصر ہے۔ کہ! سوائے ذاتِ بحت کے ایسے ذاکر کو اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اور ایسا شخص مقامِ فنا فی اللہ پر جلد فائز ہو جاتا ہے۔

طریقہ ذکر اسمِ ذات :

شغل اسمِ ذات'' **الله** '' کی ترکیب و ترتیب یہ ہے کہ! کاغذ کی لوح پر قلب صنوبری کی صورت بنائے۔ پھر اس لوح میں اسم ذات'' **الله** '' کو طلائی حروف میں خوشخط لکھوائے۔ پھر اس منقش لوح کو اپنے سامنے رکھ کر اسم مذکور کو بغور دیکھے۔ پھر آنکھیں بند کر کے اپنے آئینہ قلب میں اسم طلائی کو نورِ ذات کے رنگ میں منقش دیکھے۔ چند روز میں وہ نور خیال متشکل ہو جائے گا۔

پھر اسی طریقہ سے روزانہ اپنی آنکھیں بند کر کے قلب صنوبری میں طلائی رنگ کے اسم ذات'' **الله** '' کا نقش تصور کرے یہاں تک کہ اسی کیفیت میں خود پر استغراق و محویت طاری کر لے۔ اس شغل میں بہت اسرار و مغیبات ہیں جو کرنے والے پر خود بخود ظاہر ہوں گے۔ اس عظیم شغل میں چند نقاط ہیں جن کو یہاں بیان کیا جا رہا ہے۔

ہفتے عشرے کی مشق کے بعد اس شغل کی حالت میں سالک اپنے آپ کو اس نقش کے مقابل یا بجانب تحت یا بطرف یمین و شمال سمجھنے لگے گا۔ اس وقت سالک کو لازم ہے کہ! بہت جدوجہد کر کے اپنے آپ کو اس نورِ ذات تک پہنچائے۔ اس کو تصوف کی زبان میں'' **سیر الی الله** '' کہتے ہیں۔ سالک جب اپنے آپ کو'' **الف** '' اور'' **لام** '' کے درمیان دیکھے۔ تو پھر اس سے ترقی کر کے سالک خود کو دو'' **لام** '' کے درمیان تک پہنچائے۔ اور یہاں پر قیام کرے۔ وہاں سے بھی کوشش تمام سے اپنے آپ کو'' **لام** '' اور'' **ه** '' کے درمیان تک پہنچائے۔ پھر یہاں سے ہمت کر کے حلقہ'' **ه** '' تک پہنچ جائے۔ یاد رہے کہ ابتدائے سیر و سلوک میں سالک اپنے سر کو حلقہ'' **ه** ''میں داخل پائے گا۔ اور پھر آخر کار اپنے تمام جسم کو بھی حلقہ'' **ه** ''میں مقیم پائے گا۔ اب یہی وہ وقت ہوتا ہے جب سالک خود کو جمیع آفات و بلیات اور خطرات سے محفوظ و مامون رکھ کر حق تعالیٰ کو محیط اور اپنے آپ کو محاط دیکھے گا۔ اس مقام کا نام''**سیر فی الله**'' ہے۔

جب سالک خود کو قطرہ دریا میں فانی اور ذرہ نورِ آفتاب سے منور ہو کر اور پھر اس مقام عالی سے اپنے پایہ اسفل کی جانب نزول کرے گا۔ اس وقت اپنے ابنائے جنس کو اپنے ہی ہمراہ عروج ونزول کرائے گا۔ سمجھنا چاہیئے کہ! اس آمدورفت اور عروج ونزول کو ''**سیر عن اللہ با للہ**'' کہتے ہیں۔

تصور اسم ذات ''اللہ'' سے استفادہ کرنے کا مجرب طریق: طریقہ فقیر نور محمد سروری قادریؒ

لہٰذا بوقت تصور اسم ذات ''**اللہ**'' سے بھرپور طریقے سے مستفید ومتنفع ہونے کا یہ طریقہ انتہائی بے مثال ہے۔ کہ! صاحب تصور اسم ذات ''**اللہ**'' کو چاہیے کہ باوضو پاک صاف کپڑے پہن کر پاک جگہ میں تنہا آلتی پالتی مارکر مربع ہو کر قبلہ رُخ ہو بیٹھے۔

آنکھیں بند کر کے اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے مشاہدے اور مجلس حضرت سرکار کائنات آخرالرسل ﷺ مجلس انبیاء واولیاء اور یاد موت وآخرت و قبر وحشر ونشر وغیرہ کے تفکرات کو دل میں جاگزیں کر لے۔ اور اسم اللہ ذات واسم محمدؐ کو اور اگر کسی کا نفس سرکش ہو (نفسانی یا شہوانی خواہشات ابھریں) اور اس کی سرکوبی مطلوب ہو تو ناف کے مقام پر بھی اسم ذات اللہ انگشت تصور سے لکھے۔ (یہ نہایت مجرب طریقہ ہے)

اسم اللہ بس گراں است بے بہا
ایں حقیقت را بداند مصطفےٰ ﷺ

اپنی شہادت کی انگلی کو قلم خیال کر کے اسم ''**اللہ**'' ذات کو ماتھے پر لکھے۔ اس سے جذب جلالی پیدا ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ جبکہ اسم ''**محمد** ﷺ'' کو سینے پر لکھنے سے جذب جمالی پیدا ہوگا انشاءاللہ تعالیٰ۔

بخش محبت یا رب اپنی نالے حبّ نبی سرورؐ دی
پا دیہہ خیرات نئیں گھٹ جاندی رحمت تیرے گھر دی

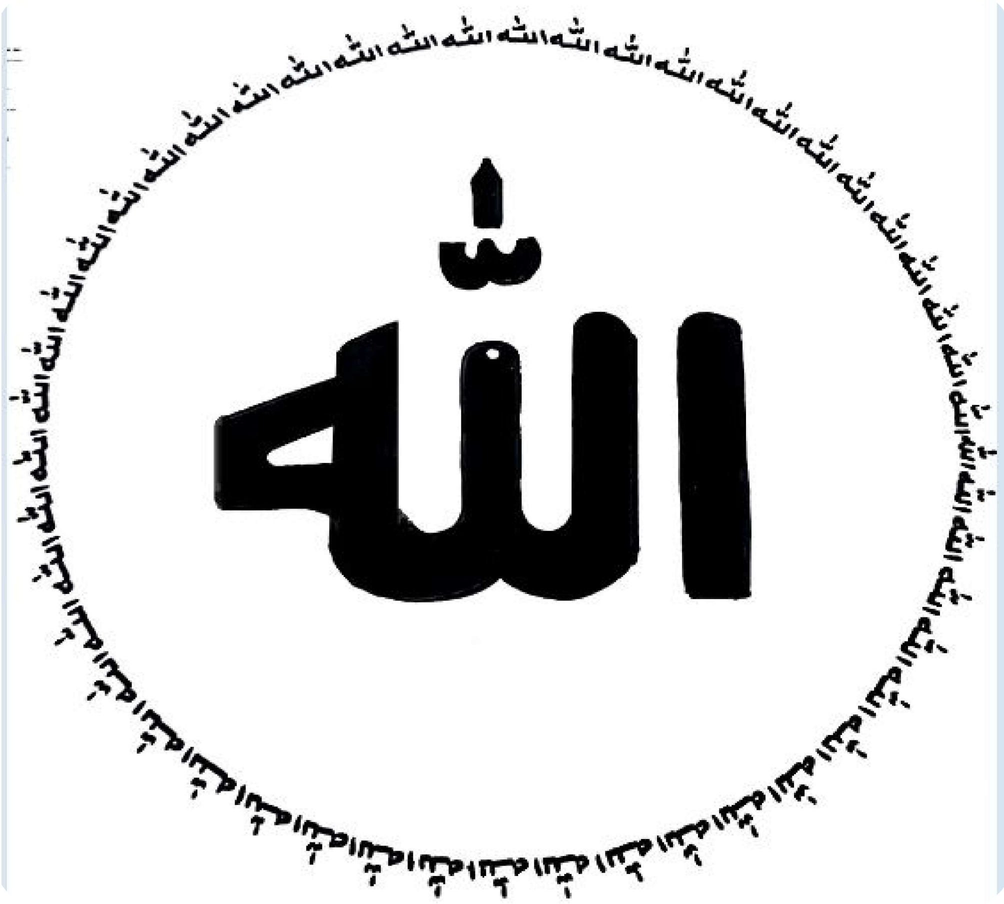

اور ان دونوں مقامات پر ان اسماء کو خوشخط نوری، آفتابی اور سفید روشن ماہتابی رنگ سے موٹا مرقوم لکھا ہوا خیال کرے اور ان پر انگشت تفکر پھیرتا جائے اور ساتھ ہی دل سے پاس انفاس جاری رکھے (یعنی اندر کے سانس سے) ''**اللہ**'' کہے اور سانس باہر نکالتے وقت ''**ھو**'' کہے۔ اسطرح بار بار مشق کرنے سے اسم ''**اللہ**'' ذات یا اسم **محمد** متجلی ہو کر قلب کو منور کرے گا۔ انشاء اللہ۔ یہ مشق پورے انہماک وتوجہ کے ساتھ اسم ''ہو'' یا صرف ''اللہ۔ اللہ'' کے ساتھ بھی کر سکتے ہیں۔ جیسے آسانی ہو۔

تصور وتخیل اسم اللہ ذات کے لئے سامنے دیا گیا چارٹ بہت مفید ہے۔ طالبِ صادق کچھ عرصہ تک اِس طرح کا ایک چارٹ بنا کر روزانہ دن میں تین مرتبہ **20-20** منٹ تک اِس چارٹ کو مکمل یکسوئی سے دیکھتا رہے۔ (اسمِ ذات ''اللہ'' کا یہی نقش بڑے سائز میں اسی کتاب کے آخر میں بھی دیا گیا ہے۔ جو کہ تصوراتی مشق میں معاون ثابت ہوگا) لیکن یاد رہے کہ شغل پاس انفاس ''**اللہ اللہ . اللہ ھو . ھو اللہ . لا الہ الا ھو**'' کسی بھی طریقہ سے یا پھر جس طرح اپنا مرشد تعلیم کرے، کیا جا سکتا ہے۔

پاس انفاس ہو اگر ملحوظ ہر نفس کامرانی ہے
سانس لینے کا ورنہ کیا حاصل صرف ایک شغل زندگانی ہے

شغل تصور کے لئے وقت کا تعین نہیں جس وقت طالب چاہے کر سکتا ہے لیکن سب سے بہتر وقت صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب یا چاشت تک کا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔ تصور اسم ''اللہ'' کو اپنے وجود کے تمام مقامات میں اسم ''**اللہ**'' ذات کا نوری چراغ روشن خیال کرلے تو اس نور حق سے ظلمت باطلہ دائمی کافور ہو جائیگی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب   گر دلیلت باید از وے رو متاب

2۔ اس دنیا کے ظلمت کدہ اور اندھیری رات میں انسان کا حقیقی انیس، غمگسار اور مشعل راہ صرف چراغ تصور اسم ذات ''**اللہ**'' اور قندیل خیال اسم ''**اللہ**'' ہی ہے۔

3۔ اسم ''**اللہ**'' ذات بذریعہ تصور و تفکر جسم کے جس مقام یا عضو میں نوری حروف سے موٹا مرقوم ہو جاتا ہے تو وہ عضو نور اسم ''**اللہ**'' ذات سے باطن میں بھی اسی طرح سے مرقوم ہو جاتا ہے اور جب طالب کے وجود کے تمام ضروری اندام اور اہم اعضائے نقش اسم ''**اللہ**'' ذات کی نوری تحریر سے منقش اور منور ہو جاتے ہیں تو باطن میں ایسے طالب کا ایک نوری لطیف وجود زندہ ہو جاتا ہے۔ ایسا طالب صادق و سالک اس نوری لطیف جسم کے ساتھ عالم غیب اور عالم امر کے لطیف جہاں میں گویا از سر نو جنم لیتا ہے۔ اور پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ اچھا خاصہ نوری حضوری طفل بن جاتا ہے۔

یوں ہم اس شوخ کو پہلو میں لئے بیٹھے ہیں   کوئی دیکھے تو یہ سمجھے کہ پیئے بیٹھے ہیں

طالب جس بھی اسم (جیسے کہ! **اللہ** ، **للہ** ، **لہ ھو** ، **محمد** ، **فقر** یا (کلمہ طیبہ) **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ﷺ یا **لا الہ الا اللہ**) کا تصور کرنا چاہے۔ تو اُسے چاہیئے کہ! اُس اسم کو خوشخط لکھ کر یا کسی نیک بندے سے بحالت وضو لکھوا کر دو قدم کے فاصلے (تقریباً ڈیڑھ سے دو فُٹ کے فاصلے) پر زاویہ نظر کے عین سامنے (**90** درجہ پر) رکھے۔ اور تصور شروع کرنے سے پہلے اپنے اوپر پیچھے دیا گیا حصار کر کے سانس اور دم بند کرے۔ جتنی مرتبہ بھی ہو سکے اُسی اسم پر تفکر و تخیل کی اُنگلی پھیرتا جائے۔ اور زبان کو تالو سے لگا کر زبانِ قلب سے بھی اُسی اسم کو پڑھتا رہے۔ یاد رہے کہ اِس تصور و ذِکر کے درمیان اپنے جسم کے کسی حصہ، زبان یا ہونٹ کو قطعاً متحرک نہ کرے۔ اور نہ ہی سانس نکلنے دے۔ سانس کو جتنی دیر تک بند رکھ کر تصور کرنے کی مشق کو کرے گا اُتنا ہی زیادہ کامیاب ہوگا۔ انشاء اللہ۔ (ویسے بھی حبس نفس کی زیادہ سے زیادہ مشق کرنے کے بہت زیادہ فوائد ہیں۔ سانس کو بند رکھنے سے شعور یقینی طور پر متحرک ہو جاتا ہے۔ اور دل میں نفسانی و شہوانی خواہشات، غیر خیالات، دنیاوی تفکرات، ذہنی خلفشار، نامساعد حالات و واقعات، ظاہری و باطنی وساوس اور شیطانی خیالات کے راستے بند ہو جاتے ہیں) بہتر تو یہ ہے کہ! ہر مرتبہ طالب سانس کو بند رکھنے میں وقت اور مشقِ تصور مع ذِکرِ قلبی کی تعداد کو اپنی انگلیوں یا تسبیح پر شمار کرے۔ اور روزانہ بتدریج اپنی **مکمل مشق اور وقت کو بڑھاتا چلا جائے۔ حتٰی کہ! ذکرِ قلبی کی تعداد 150 سے زائد ہو جائے اور، سانس بند رکھنے کا وقت تین منٹ سے زائد اور پلک جھپکنے کا وقت بیس منٹ تک ہو جانا چاہیئے۔ تو طالب یقیناً کامیاب و کامران ہوگا۔ انشاء اللہ۔** اور یہی ذِکر اور تصور کرنے کا بہترین، اعلیٰ و ارفع اور بار ہا کا نہایت آزمودہ و تجربہ شدہ طریقہ ہے۔ کیونکہ جب انسان کی ذیل میں دی گئی تینوں قوتیں ایک ہی اسم پر متوجہ و مرکوز ہو جائیں تو کامیابی لامحالہ یقینی ہے۔ اور اس کام میں استقلالِ مزاج اور مضبوط قوتِ ارادی انتہائی لازمی ہے۔

1. ظاہری بصارت (آنکھوں کو پلک جھپکنے سے روکنے کی مشق)   2. **قوت تصور و تفکر و تخیل**   3۔ **قلب**

طریقہ ذکرِ اسمِ ذات:

جس دم کے ساتھ آنکھیں کھول کر اس قدر **اللہ اللہ** کریں۔ کہ سامنے اندھیرا سا چھا جائے اور زبان گُنگ ہو جائے۔ اس ذکر سے بے اختیار دل بھی ذاکر ہو جاتا ہے۔ اور چند ہی ہفتوں کی مشق کے بعد جُملہ اعضائے جِسمانی بلکہ تمام چیزیں ذاکر نظر آنے لگتی ہیں۔ اور چند ہی ماہ میں ذاکر کو فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔

اقتباس از وصل حق یعنی کشکول محبوبی:

لقمہ وصل:۔ اسم ذات ''اللہ'' کو سونے یا چاندی کے پانی سے لکھ کر ہمیشہ اس کو دیکھا کرے۔ تا کہ ''اللہ'' کی وہی صورت صفحہ قلب پر لکھ کر ہمیشہ اس پر اِس قدر توجہ رکھے۔ کہ! اس قدر کہ حواس جاتے رہیں اور دل سے **اللہ۔ اللہ** کی آواز آنے لگے۔

تصور اسم ذات ''اللہ'' (در سلسلہ عالیہ چشتیہ):

بعض حضرات اسم ذات ''**اللہ**'' کی تصویر (یعنی تصوراتی تصویر) لوح دل پر اس طرح بناتے ہیں۔ کہ قلب کو سبز رنگ کا تصور کر کے اس پر سنہری رنگ میں اسم ذات ﴿**اللہ**﴾ کا تصور کرتے ہیں۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کے نقش کے سوا دل میں اور کوئی خیال نہ گزرے۔ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا اسم ہی رہ پائے۔ اس کے بعد اللہ کے 'ا'' کو ہٹا کر ﴿**للہ**﴾ کا تصور کریں۔ اس کے بعد پہلا لام ہٹا کر صرف ﴿**لہ**﴾ کا تصور کر کے اور آخر میں سوائے

دائرہ ﴿۞ ٥ ۞﴾ کے کچھ نہ رہے۔ غلبہ شغل میں جب دائرہ یا ﴿۞ ٥ ۞﴾ وسعت پکڑتا ہے۔ اور جوں جوں دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے۔ درمیانی نقطہ یعنی مرکز دائرہ (تعین سالک) چھوٹا ہوتا جاتا ہے۔ جبکہ دائرہ ﴿۞ ٥ ۞﴾ لامتناہی لامحدود ہوتا جاتا ہے۔ تو نقطہ وسطہ (یعنی تعین سالک) گم ہو جاتا ہے۔ اور لاتعین (یعنی ذات احدیت یا ذات بحت) کے علاوہ باقی کچھ نہیں رہتا۔

ایک ایسی بھی تجلی آج میخانے میں ہے   لطف پینے میں نہیں بلکہ کھو جانے میں ہے

سالکین کا کہنا ہے۔ کہ صاحب عشق، شور اور ولولہ کے لئے اسم ذات **اللہ** کا تصور ہی کافی ہے۔ کیونکہ اس تصور (1 سے 5 تک) میں بندہ اس قدر مستغرق و مشغول ہو جاتا ہے۔ کہ قلب جاری ہو جاتا ہے۔ سوتے جاگتے دل ذاکر رہتا ہے۔ کہ حتیٰ کہ بوقت بول و براز بھی یہ ذکر نہیں رُکتا۔ خواہ جتنی بھی کوشش کی جائے۔ **سبحان اللہ و بحمدہ**۔

ذکرِ حق چو بصف دل شدہ   مرکبہء قرب بمنزل شدہ

ذکرِ حق جب دل میں قرار پکڑ لیتا ہے۔ تو منزل قرب نصیب ہو جایا کرتی ہے

اسم اللہ ذات کا طریقہ : (بمطابقِ سلسلہ عالیہ سہروردیہ)

سلسلہ عالیہ **سروریہ قادریہ** کے مطابق جسم کے چودہ مقامات پر اسم اللہ ذات کی مشق کا سب سے بہترین، سہل اور نزدیکی طریقہ (**Short cut way**) یہ ہے کہ! خلوت میں رہ کر تصور کی مشق کرتے وقت اپنے رہنما و مرشد و مربی کو تصور میں لا کر مرشد ہی کی انگشت شہادت کو تصور و تفکر سے مشق وجودیہ کرے۔ تو اس طریقہ سے طالب صادق جلد ہی اپنی منزل و مراد تک پہنچ جاتا ہے۔ یاد رہے کہ مشق وجودیہ کے دوران عمل پاس انفاس لازمی جاری رہنا چاہیئے اور زبانِ قلب سے بھی اللہ تعالیٰ کا ذِکر ہوتا رہے۔

تصور سے حاصل ہوئے سب مقام   اسی تصرف میں ہے فقر و عرفان تمام

اس ضمن میں حضرت فقیر نور محمد سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ! جس بھی شخص کا تمام وجود، بالخصوص ہفت اندام اسم اللہ ذات کی نوری تحریر سے منقش و مرقوم ہو جاتے ہیں تو اس کے بعد اِسے ایک نوری لطیف وجود عطا ہو جاتا ہے۔ اِسی وجود سے وہ باطن میں حضرت سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ و دیگر انبیائے کرام علیہم السلام و اولیائے عظام رضی اللہ عنہم کی باطنی مجلس، محفل اور کچہری میں حاضر ہوتا رہتا ہے۔

روئے نبوی ﷺ دیکھ لے جو ایک بار   عالم و عارف ہو از پروردگار

یاد رہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم اور اپنے مرشد و مربی کی توجہ خاص سے سالک کا وہ نوری لطیف وجود زندہ نہیں ہوتا اُس وقت تک اپنی مکمل کوشش اور محنت و مشقت سے اس کثیف عنصری خاکی جثّے کے ساتھ وہ باطن میں حضرت سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ و دیگر انبیائے کرام علیہم السلام و اولیائے عظام رضی اللہ عنہم کی باطنی مجلس، محفل اور کچہری میں حاضر نہیں ہو سکتا۔

دیکھتا دیدار ہوں میں ہر دوام   ورد ہے دیدار میرا صبح و شام

مصطفیٰ ﷺ پر جو یقیں رکھتا نہیں   کاذب و مردودِ حق ہے وہ لعیں

اور جب اِس پاک و مصفیٰ محفل و مجلس میں جانے کی سعادت حاصل ہو جائے تو طالب صادق کو چاہیئے کہ حق و باطل اور واقعتاً اس مجلس کو جانچنے اور امتحان کے لئے 11-11 مرتبہ درود و سلام، کلمہ طیبہ اور **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** ۔ پڑھے۔ اگر یہ حضرت سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ و دیگر انبیائے کرام علیہم السلام و اولیائے عظام رضی اللہ عنہم کی باطنی مجلس، محفل اور کچہری ہو گی تو اِن کلمات (درود و سلام، کلمہ طیبہ اور **لاحول ولا قوۃ الا باللہ**) کے پڑھنے سے قائم و برقرار رہے گی اور مزید سکون و سرور حاصل ہو گا۔ بصورتِ دیگر یہ محفل اُسی وقت محو و رفع ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ ایک شیطانی جھانسہ، احوالاتِ شیطانی، خیالات نفسانی و شہوانی ہو سکتے ہیں۔ بہر حال جس سعادت مند اور خوش نصیب انسان کا جسم، جسم لطیف کے ہفت اندام جسہ نور سے معمور ہو جاتا ہے۔ تو وہی شخص ہی لائق حضور اور بزمِ نبوی ﷺ کا مستقل ساکن و مکین بن جاتا ہے۔۔۔

ہے مُریدوں کو تو حق بات گوارہ لیکن   شیخ و مُلا کو بُری لگتی ہے درویش کی بات

اسم اللہ ذات کا گلاب کے حسین پھول کی طرح کِھلا ہوا ہونا :

جب اسم اللہ ذات اچھی طرح سے قلب پر مرقوم و منقش ہو جاتا ہے۔ تو قلبی لطیفہ گل گلاب کی طرح کِھل اُٹھتا ہے۔ جس سے سات نوری لطیفے، سات نوری پُتلیوں کی مانند سفید ماہتابی رنگ، معطر و معنبر قلب کے اردگرد نمودار ہو جاتے ہیں۔

اور ہر لطیفہ اسم اللہ ذات کے سات ذاتی صفات کے انوار سے جگمگا اُٹھتا ہے۔ دل کے دائرے پر اسم اللہ ذات مرقوم ومنقش اور مثل گلِ گلاب شگفتہ بمعہ اردگرد سات لطائف مرقوم باسم اللہ ذات کا نقشہ، جیسا کہ تصویر میں دیا گیا ہے۔

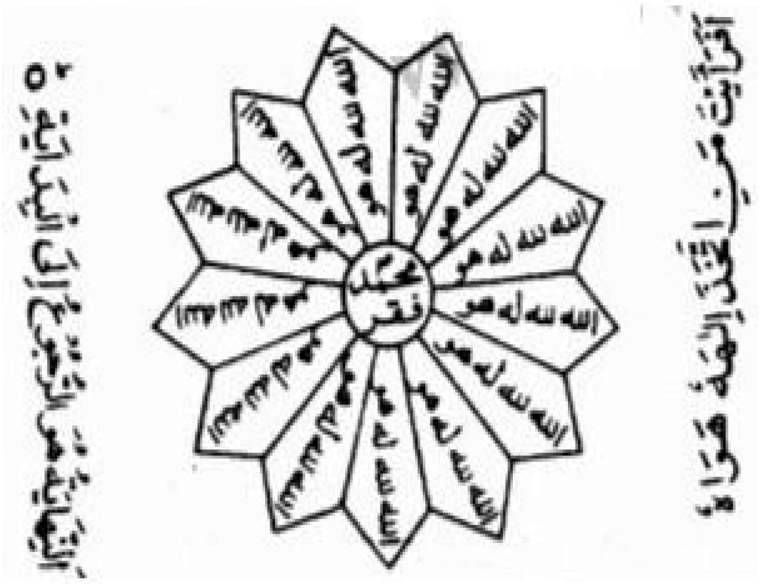

اور اپنے جسم عنصری کو لباس خیالی و تصوراتی پہنا کر طالب صادق اسی لباس کے اندریں خود کو پہنائے ہوئے تصور کر کے ہر مقام پر اندر کی جانب سے اسم اللہ ذات مرقوم شدہ پر انگشت شہادت پھیرنے کی بھرپور مشق کرتا رہے۔

ذکر اسمِ ذات ''اللہ'' یک ضربی:

اسمِ ذات ''اللہ'' (اَل ۔ لا ۔ ھُو) کہتے ہوئے دائیں شانے کی طرف بلند کرکے اسم ''**ھو**'' کی ضرب ایسے زور سے لگائے ۔کہ! بایاں پہلو خم ہو جائے۔ پہلی اور دوسری ضرب معمولی ہو۔ جبکہ تیسری ضرب قدرے زوردار اور سخت ہو۔ سالک کو چاہیئے ۔کہ! اس ذکر میں اسمِ ذات ''اللہ'' کو اسمائے صفات امہات سبع میں سے کسی ایک اسم سے متصف کرے۔ اور دمادم (مسلسل بغیر کسی وقفے سے) کرتا رہے۔ یہاں تک کہ سالک پر بے خودی ومحویت طاری ہو جائے۔

طریقہء ذکرِ تہلیلی :

اس طریقہء عظیمہ سے ذکر کلمہء طیبہ کو تمام لطائف سے گزارا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے۔کہ! کلمہ طیبہ'' **لا اله الا الله محمد رسول الله** '' کو کو ساتوں لطائف سے اس طرح گذارو۔ کہ! ''**لا**'' کو دل (لطیفہء قلب) سے روح (لطیفہء روح) تک کھینچیں۔ اور'' **الہ** '' کو روح (لطیفہء روح) سے خفی اخفی (لطیفہء خفی اخفی) پر لا کر سر (لطیفہء سر) میں داخل کرے۔ اور پھر دل (لطیفہء قلب) پر'' **الا الله** '' کی قوت وشدت سے ضرب لگائے۔ اور ذکر زبان سے متوسط آواز کے ساتھ کرے۔ اس ذکر کو سات مرتبہ کرنے کے بعد نفس (لطیفہء نفس) کے مقام (یعنی ناف پر) آنحضرت ﷺ کے اسمِ مبارک کے پہلے حرفِ مقدس (یعنی م) کا تصور وتخیل کرکے کلمہ'' **محمد رسول الله** '' کو پیشانی پر کھینچ کر اپنی بنی میں سے گذارتا ہوا اسمِ ذات ''اللہ'' کو منہ کے سامنے لاکر ختم کرے۔ اور مکمل کوشش کے ساتھ یہ پوراذکر فقط ایک ہی سانس میں کرنے کی حتی المقدور سعی کرے۔

فرشتے سے بڑھ کر انسان بننا مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

غیر حق کی طرف رُغبت درحقیقت غفلت وگمراہی ہے :

شہرت کا شوق کہاں ، مَیں تو بس عام ہونا چاہتا ہوں
عاشق ہوں تیرا ، تیرے عشق میں نیلام ہونا چاہتا ہوں

جب تک کہ انسان غیر حق کی جانب مصروف ومشغول رہتا ہے۔ تو اُن اوقات میں وہ غفلت کا شکار رہتا ہے۔ اور یہی غفلت مؤجب عذاب وعتاب ہے۔ غیر اللہ کی جانب مصروف ومشغول رہنا ایک قلبی مرض ہے۔ جو کہ دراصل تین اقسام پر مشتمل ہے۔

☆ حدیثِ نفس ☆ خطرہ (قلبی وروحانی) ☆ علمِ اشیاء پر قلبی نظر

حدیثِ نفس :

یہ نفس ہمیشہ بالقصد کچھ نہ کچھ کہتا ہی رہتا ہے۔ ذِکر واذکار تو بعید، یہاں تک کہ نماز تک میں بھی خاموش نہیں رہتا۔ اس کا علاج یہ ہے۔ کہ بندہء مومن ہردم، ہروقت، ہرجگہ صدقِ نیت اور طہارتِ ظاہری وباطنی کے ساتھ اسم ذات (اللہ) اور ذکر کلمہ (کلمہ طیبہ) کے ذِکر سے زبان کو تر کئے رکھے۔

عشقِ اول ، عشقِ آخر ، عشقِ کل عشقِ شاخ وعشقِ نخل وعشقِ گل

خطرہ یا وسوسہ (قلبی وروحانی) : یہ نفس دراصل قلبی، روحانی، جسمانی، شیطانی، نفسانی، شہوانی، نسوانی غرضیکہ جمیع خطرات، وساوس اور تصورات میں بناء اختیار وارادہ کے دل ودماغ میں ایسے سما جاتا ہے کہ بندہ خُدا کہیں کا نہیں رہتا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ ہر وقت ہر جگہ اسم ذات کے لسانی ذِکر کے ساتھ ساتھ اسم ذات (اللہ) کے حقیقی تصور و تخیل میں رہے۔ اور ہفت امہاتِ صفات (یعنی **حیات. علم. ارادت. قُدرت. سمع. بصر. کلام**) کو ہفت اسمائے امہاتِ صفات (**یعنی یا حی . یا علیم . یا مُربی . یا قدیر (یا قادر) . یا سمیع . یا بصیر . یا کلیم**) کو قلب پر قائم کر کے دِلی نظر کو جمالِ مُرشد (جو کہ دراصل آئینہ حق ہی ہے) کو دائمًا منور رکھے۔ یہ کیفیت درحقیقت ہوس وحرص اور لالچ وآلائشِ دنیاوی کے مزید حصول کے لئے قلبی وروحانی خطرات کا یقینی باعث بنتا ہے۔ اور اِسی وجہ سے انسان کا سکون وقرار برباد ہو کر رہ جاتا ہے۔ (اُمہاتِ صفات معہ اسمائے امہاتِ صفات کی تفصیل اس جدول میں دی گئی ہے)

نمبر شمار	اُمہات صفات	ہفت اسمائے امہاتِ صفات
01	حیات	یا حی
02	علم	یا علیم
03	اِرادت	یا مرید
04	قدرت	یا قدیر
05	سمع	یا سمیع
06	بصر	یا بصیر
07	کلام	یا کلیم

علمِ اشیاء پر قلبی نظر :

سب سے اچھا علاج تو یہ ہے۔ کہ! حدیثِ نفس کے موقع پر اسمِ ذات (**اللہ**) کو خطرے (ایسا خطرہ جو کہ بغیر اختیار وارادے سے دل میں آکر بیٹھ جائے) کے موقع پر اسمائے امہاتِ صفات (جن کا ذکر آگے آرہا ہے) کو قائم کر کے دل کی نظر کو جمالِ مرشد سے (جو کہ واقعتًا آئینہ حق ہے) روشن رکھے۔ ایک تاریک وتنگ جگہ میں تنہا سیدھی پشت کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے۔ اور آنکھیں بند کر کے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ یادِ الٰہی میں مشغول ومستغرق ہو۔ کہ! ایسا مشغول ہو۔ گرمی اذکار تمام گوشت و پوست، خون واستخوان، رگ وپے میں سرایت کر کے اثر کر جائے۔ اس وقت مکاشفات وانوارات کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ اور حجابِ قلبی رفع ہوجاتا ہے۔ محض زبانی شور وغل سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

(ایک اور جگہ پر آیا ہے۔ کہ) اس نفس کی وجہ سے قلب وروح کو ثبات وقرار نہیں مِلتا۔ کیونکہ اس جہاں کی رنگینی، عیاشی، خوشگوار اور پُرسکون زندگی کے حصول کے لئے شاہانہ طرزِ زندگی وغیرہ سے دل ودماغ، جسم وروح اور گزرانِ زندگانی پر بہت بُرے اور گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ باوجود تمام اشیاء کے بھی قلبی سکون میسر نہیں ہوتا۔ معنٰی یہ کہ! یہی کیفیت حرص وہوس ولالچ یا دنیاوی آلائش وآسائش کے مزید حصول کے لئے قلبی خطرات ووساوس کا موجب بنتی ہے۔ اِنہی وجوہات کی بِناء پر قلب فربہ ہوجاتا ہے۔ اور بندہ حصول نعمت سے محروم ہو کر رہ جاتا ہے۔

علم تصوف اور موجودہ دور کے جاہلین

اسی ضمن میں یہ فقیرِ حقیر پر تقصیر (**البلوشی**) قارئین ذی اکرام کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ! کچھ نام نہاد صوفیائے کرام اور جعلی پیر فقیر حضرات کا کہنا ہے۔ کہ! نماز ظاہری کی کیا ضرورت ہے ؟ صوم وصیام کی کیا ضرورت ہے ؟ اصل فقیری ودرویشی تو درحقیقت کچھ اور ہی ہے۔ جس کی پہچان صاحبینِ علم وعرفان ومعرفت رکھنے والے چند گنے چنے لوگوں کو ہی معلوم ہے۔ (معاذ اللہ۔ نعوذ باللہ)

میری قارئینِ کتاب ہذا (**اسرارِ محبوب**) سے عرض ہے۔ کہ! یہ لوگ بہت بڑا فتنہ وفساد ہیں۔ شریعت سے عاری ہیں۔ میرے قلیل علم کے مطابق علمِ تصوف کی بنیاد چار باتوں سے عبارت ہے۔ یہ چار باتیں شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت دراصل یہ ہیں۔ **شریعت** مثل دودھ کے ہے۔ **طریقت** مثل لسی کے ہے۔ **معرفت** مثل مکھن کے ہے۔ اور **حقیقت** مثل روغن کے ہے۔ اَب بھلا مجھے کوئی اتنا تو سمجھائے۔ کہ! دودھ کے بغیر لسی ، لسی کے بغیر مکھن اور مکھن کے بغیر روغن (اصلی دیسی گھی) بنانا کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔ دنیا میں موجود تمام علوم وفنون کا سرچشمہ قرآنِ حکیم ہے۔ قرآنِ حکیم کے معانی ومفاہیم کو سمجھنے کے لئے صحیح احادیثِ نبوی ﷺ کا کثیر مجموعہ موجود ہے۔ اور احادیثِ نبویہ ﷺ کو سمجھنے کے لئے فقہ (حنفی، مالکی، حنبلی وشافعی) موجود ہے۔

فلسفہ ءلطائف، مقامات و اسمائے لطائف در سلاسلِ طریقت

نورانی لہروں کا نزول مع مقام :(بمطابق حضرت پیر سید محبوب علی شاہ بخاری قادری ؒ)

انسان کے اندر جو چھ لطائف (**نفس۔ قلب۔ روح۔ سر۔ خفی۔ اَخفٰی۔**) کام کر رہے ہوتے ہیں۔ ان چھ لطائف کو در حقیقت چار نہریں سیراب کر رہی ہوتی ہیں۔ ☆ مقامِ اخفٰی میں نہر تسوید کا لطیفہ نزول کرتا ہے۔ ☆ مقامِ سری میں نہرِ تجرید کا لطیفہ نزول کرتا ہے۔ ☆ مقامِ قلبی میں نہرِ تشہید کا لطیفہ نزول کرتا ہے۔ ☆ مقامِ نفس پر نہر تطہیر کا لطیفہ نزول کرتا ہے۔

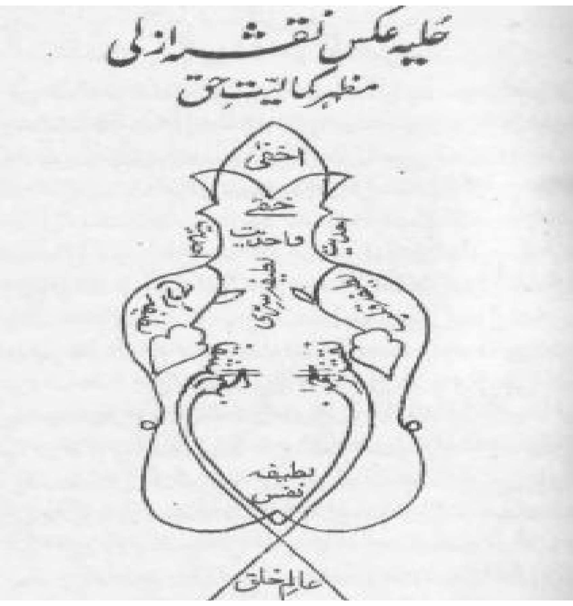

اسی سلسلے میں ہمارے مرشد و مربی (پیر سید محبوب علی شاہ بخاری قادری ؒ) کی تصنیف جواہر اولیاء کے حصے ''دعوت حق'' میں رقم طراز ہیں۔ کہ! سلسلہ قادریہ چشتیہ کے درویش لطائفوں کو ان مقاموں پر بیان کرتے ہیں۔ اور نقشبندیوں کے لطائف کے مقام اور ہیں۔ اور قادری چشتی سلسلے کے لوگ صِرف ایک ہی ذکر سے تمام لطائف تہ کر لیتے ہیں۔ جبکہ نقشبندیہ سلسلے کے لوگ جدا جدا ہر لطیفہ تہ کرتے ہیں۔ جیسے کہ تمثیلاً سامنے تصویر (حلیہ عکس نقشہ اَزلی یعنی مظہر کمالیت حق) میں واضح طور پر دیا گیا ہے۔

لطائف ستہ کے اسمآء اور مقامات کا بیان :(بمطابق حضرت پیر سید محبوب علی شاہ بخاری ؒ)

☆ پہلا لطیفہ : اس لطیفہ کا نام قلب ہے۔ اس کا مقام بائیں پستان کے نیچے دو انگلیوں کے فاصلے پر ہے۔

☆ دوسرا لطیفہ : اس لطیفہ کا نام روح ہے۔ اس کا مقام دائیں پستان کے نیچے دو انگلیوں کے فاصلے پر ہے۔

☆ تیسرا لطیفہ : اس لطیفہ کا نام سری ہے۔ اس کا مقام بائیں پستان کے اوپر دو انگلیوں کے فاصلے پر ہے۔

☆ چوتھا لطیفہ : اس لطیفہ کا نام خفی ہے۔ اس کا مقام دائیں پستان کے اوپر دو انگلیوں کے فاصلے پر ہے۔

☆ پانچواں لطیفہ : اس لطیفہ کا نام اخفٰی ہے۔ اس کا مقام سینہ کے درمیان ہے۔

☆ چھٹا لطیفہ : اس لطیفہ کا نام نفس ہے۔ اس کا مقام دونوں ابروں کے درمیان ہے۔

☆ ساتواں لطیفہ : اس لطیفہ کا نام قالبیہ (سلطانُ الاذکار) ہے۔ یہ نقطہ ام الدماغ (سر کی اوپری چوٹی) میں ہے۔ جو مثل آفتاب کی طرح روشن چمکتا ہے۔ صوفیاء حضرات اس مقام کو دل دور مدور، قالبیہ، انہد، شغلِ نوری، دسواں دوار اور سلطان الاذکار سے منسوب کرتے ہیں۔

لطائف ستہ کا بیان (بمطابق حضرت قلندر بابا اولیاء ؒ) :

لطائف کے ضمن میں سلسہ عالیہ عظیمیہ کے بانی جناب حضرت قلندر بابا اولیاء ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! **روحانی علم در حقیقت تین درجات میں منقسم ہے۔** تجلیات کا درجہ۔ احکامات کا درجہ۔ اعمال کا درجہ۔

تجلیات کا درجہ :

لطیفہءخفی کا لطیفہءاخفٰی کی تجلیات سے تعلق ہے۔ صاحبِ **اسرار** لطیفہءخفی کی روشنی میں **ثابتہ کی تجلیات** کو پڑھ سکتا ہے۔

(یعنی کہ) لطیفہءخفی + لطیفہءاخفٰی = روحِ اعظم / ثابتہ کا ریکارڈ۔

احکامات کا درجہ :

لطیفہء روحی کا لطیفہءسری کے احکامات سے متعلق ہے۔ صاحبِ **تفصیل** لطیفہءروحی کی روشنی میں **اعیان کے احکامات** کو پڑھ سکتا ہے۔

(یعنی کہ) لطیفہء روحی + لطیفہء سری = روحِ انسانی/ اعیان کا ریکارڈ۔

اعمال کا درجہ :

لطیفہء نفسی کا لطیفہء قلبی کے اعمال سے تعلق ہے۔ **صاحبِ جمال** لطیفہء نفسی کی روشنی میں جُو یّہ کے اعمال کو پڑھ سکتا ہے۔

(یعنی کہ) لطیفہء نفسی + لطیفہء قلبی = روحِ حیوانی/ جُو یّہ کا ریکارڈ۔

جیسا کہ! نیچے دی گئی تصویر میں دیا گیا ہے۔

لطائف ستہ کا بیان (بمطابق حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی):

سلسلہ عالیہ **عظیمیه** کے عظیم روحانی بزرگ جناب حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب اپنی کتاب احسان وتصوف میں رقم طراز ہیں۔ کہ! ہر تخلیق نور اور روشنی سے زندہ ہے۔ نور اور روشنی کے ذخیرہ ہونے کے لئے ایسے روشن نقطے یا مراکز ہیں۔ جو نور اور روشنی کو ذخیرہ کرتے ہیں۔ بزبانِ تصوف ان نورانی روشن نقطوں کو ''**لطائف**'' کہا جاتا ہے۔

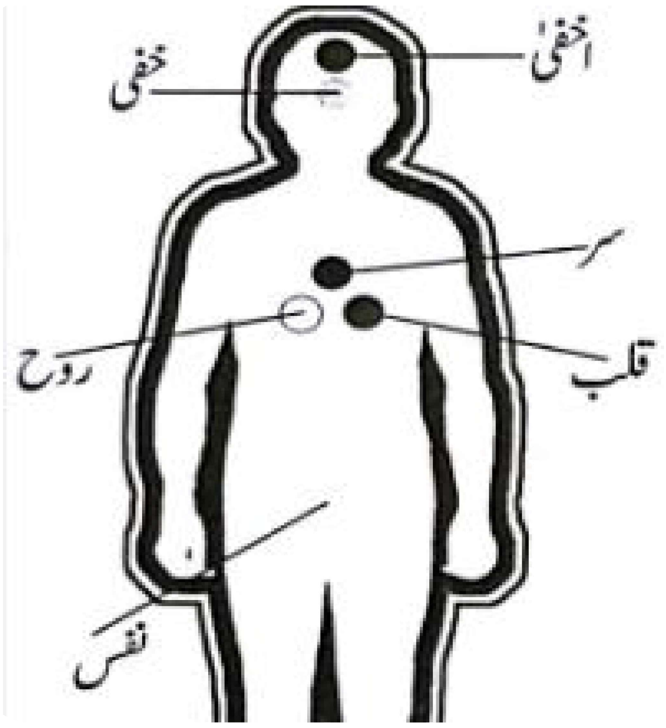

یاد رہے۔ کہ جسم میں توانائی کے مراکز ہر جگہ پر موجود نہیں ہیں۔ لیکن توانائی سرتا پاء دَور کرتی رہتی ہے۔ اور جسم سے خارج بھی ہوتی رہتی ہے۔ جس طرح کسی کہکشانی نظام میں ستارے روشنی خارج کرتے ہیں۔ اسی طرح سے انسانی جسم سے بھی روشنی خارج ہوتی رہتی ہے۔ ظاہری جسم کی طرح انسان کے اوپر بُنا ہوا ایک اور جسم بھی ہے جس کو جسمِ مثالی کہا جاتا ہے۔ جسم مثالی در حقیقت ان بنیادی لہروں یا بنیادی شعاعوں کا نام ہے۔ جو ابتداء کرتی ہیں۔ جسم مثالی (روشنیوں کا بنا ہوا جسم) مادی وجود کے ساتھ تقریباً چِپکا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن جسم مثالی کی روشنیوں کا انعکاس گوشت پوست کے جسم پر 9 انچ تک پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ انسان کے اندر ہمہ وقت چھ لطائف کام کر رہے ہوتے ہیں۔ جیسے کہ مندرجہ ذیل میں واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

لطائف ستہ کا بیان: (بمطابق حضرت سید غوث علی شاہ قلندری قادری ؒ)

تذکرہ غوثیہ میں آیا ہے۔ کہ! بمطابق سلسہء عالیہ نقشبندیہ، شیخ اپنے مرید کو روبرو بٹھا کر اول لطیفہء قلب کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور تاکید کرتا ہے۔ کہ! اپنے قلب میں ''اسمِ ذات اللہ'' کا تصور وتخیل کرو۔ پھر اپنے قلب سے مرید کے قلب میں حرارت پہنچاتا ہے۔ لیکن یہ توجہ (بقول سید غوث علی شاہ ؒ کے) پائیدار نہیں۔ (کیونکہ! مرید) جب تک شیخ کے سامنے ہے۔ اور ذکر وشغل میں مصروف ومشغول ہے۔ اثر رہتا ہے۔ ورنہ کچھ بھی نہیں۔ اس کی مثال فوارہ کی سی ہے۔ کہ! پانی حوض سے آیا۔ تو فبہا۔ ورنہ خشک۔ توجہ کے معنی (بمطابق سید غوث علی شاہ ؒ) یہ ہیں۔ کسی کی طرف رخ کرنا۔ مگر اصطلاحِ صوفیہ میں یہ مراد ہے۔ کہ! فیض وگرمی مرید کے قلن میں پہنچانا۔ از روئے باطن مرید کی طرف متوجہ ہونا اور ذکر الٰہی کا پرتو (عکس) اس کے قلب میں ڈالنا۔ خواہ اسمِ ذات کا ہو، خواہ نفی واثبات یا پاس انفاس ومراقبہ وغیرہ کا۔ جب لطیفہ قلب سے کہ زیرِ پستان چپ ہے۔ سے مرید آگاہ ہو جاتا ہے۔ پھر لطیفہء روح پر توجہ کرتے ہیں۔ جو کہ زیرِ پستانِ راست ہے۔ جب وہ بھی جاری ہو جاتا ہے۔ تو لطیفہء سر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جو کہ قلب وروح میں حائل ہے۔ اس کے بعد لطیفہء نفس پر، جو زیرِ ناف ہے۔ جب یہ بھی جاری ہو جاتا ہے۔ پھر لطیفہء خفی پر، جو پیشانی میں ہے۔ پھر لطیفہء اِخفیٰ پر، کہ جس کا مقام دماغ میں ہے۔ غرضیکہ! جب یہ لطائفِ ستہ جاری ہو جاتے ہیں۔ تو مشائخ سلطان لاذکار کی تلقین کرتے ہیں۔ (سلطان الاذکار کی پختگی کے بعد) مرید کے ہر بن مو اور گوشت وپوست سے اسمِ ذات نکلنے لگتا ہے۔ (یعنی جاری ہو جاتا ہے) اور اکثر طرح طرح کے انوار وتجلیات کا غلبہ طالب کے دل پر بلکہ تمام وجود پر ہوتا ہے۔ اگر طالب کا ظرف عالی اور حوصلہ فراخ ہو۔ تو ان سب کو نوش کر کے ''نفی'' کے تحت میں لاتا ہے۔ اور قدم آگے بڑھاتا جاتا ہے۔ لیکن اگر (خدانخواستہ) طالب کوتاہ نظر اور بے استعداد ہے۔ تو چوکڑی بھول کر کیفیتِ اذکار کی

دولت کھو بیٹھتا ہے۔ البتہ اگر مرید سلطان الاذکار سے اچھے طور پر نکلا۔ اور اس کی کیفیت کو بھی حاصل کر چکا۔ تو لطائف سیہ کی اثنائے اجرائے میں وجد و جذب ہوتا ہے۔ وجد کی حقیقت یہ ہے۔ کہ! جب تصفیہء قلب اور تزکیہء باطن حاصل ہو جاتا ہے۔ تو پیر و مرشد مرید کی روح کو اپنی روح کے ہمراہ لے کر عرش و کرسی کی جانب پرواز کرتا ہے۔ وہاں گوناگوں انوار و عجائب اسرار مرید کے قلب پر غلبہ کرتے ہیں۔ اور اس کو مدہوش بنا دیتے ہیں۔ جب کہیں سوائے انوارات کے کچھ نظر نہیں آتا۔ تو مرید حیران و سرگردان ہو کر واپسی کا ارادہ کرتا ہے۔ لیکن راہ نہیں پاتا ناچار ہائے ہو مچاتا ہے۔ پھر پیر و مرشد افاقیہ دیتا ہے۔ اس وقت اوسان درست ہو جاتے ہیں۔

حضراتِ مشائخ میں لطائفِ ستہ کی بیداری کے واسطے طرح طرح کے اذکار مروج ہیں۔ مثلاً حدادی، ندائی، دوضربی، سہ ضربی، شش ضربی، پاس انفاس، حبسِ دم، اسمِ ذات، نفی اثبات، پاس انفاس، نظر بر قدم، ہوش در دم، وغیرہ ہٰذا لک بعد ازاں مراقبات و مکاشفات جو معمول خاندان ہوں تعلیم کرتے ہیں۔ اور ان کے لئے کچھ حد و حصر نہیں۔

لطائف ستہ کا بیان (بمطابق مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابریؒ):

لطائفِ ستہ کے اسماء، مقامات، رنگ اور عوالم کے تعلقات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

پہلا الطیفہ . **لطیفہ نفس** : پہلا لطیفہ نفس ہے۔ اس کے ذکر کا مقام بھی ناف ہے۔ اور جس کے نور کا رنگ زرد ہے۔ جس کا تعلق عالم حیات سے ہے۔

دوسرا الطیفہ . **لطیفہ قلب** : دوسرا لطیفہ قلب ہے۔ اسی لئے ذکر کا مقام بھی قلب ہے۔ اور جس کے نور کا رنگ سرخ ہے۔ جس کا تعلق عالم مثال سے ہے۔

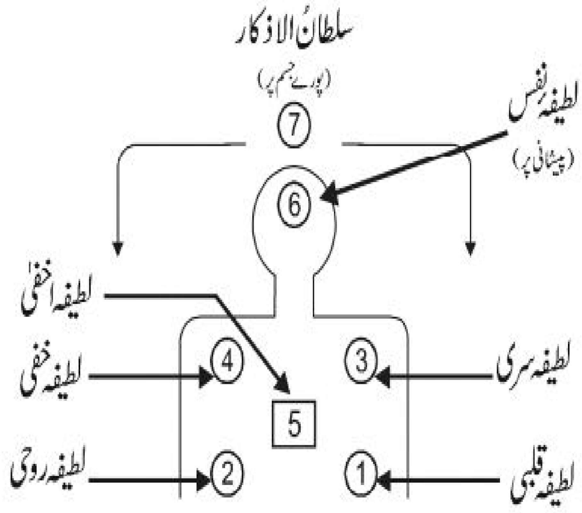

تیسرا لطیفہ . **لطیفہ روح** :تیسرا لطیفہ روح ہے۔ اس کے ذکر کا مقام دایاں پہلو ہے۔ اور جس کے نور کا رنگ سبز ہے۔ جس کا تعلق عالم ارواح (ملکوت) سے ہے۔

چوتھا لطیفہ . **لطیفہ سر** : چوتھا لطیفہ سر ہے۔ ذکر کا مقام قلب اور روح کے مابین ہے۔ جس کے نور کا رنگ لال و پیلا ہے۔ جس کا تعلق عالم جبروت (عالم صفات الٰہی) سے ہے۔

پانچواں لطیفہ . **لطیفہ خفی** : پانچواں لطیفہ خفی ہے۔ اس کے ذکر کا مقام وسط پیشانی ہے۔ جس کے نور کا رنگ نیلگوں ہے۔ جس کا تعلق عالم لاہوت (ذات) سے ہے۔

چھٹا لطیفہ . **لطیفہ اَخفٰی** : چھٹا لطیفہ نفس ہے۔ اس کے ذکر کا مقام ام الدماغ (**سر کی چوٹی**) ہے۔ اور جس کے نور کا رنگ سیاہ ہے۔ جس کا تعلق عالم ہاہوت (ذات بحت) سے ہے۔

کچھ اولیاء اس مقام کو سلطان الاذکار سے تعبیر فرماتے ہیں۔ مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابریؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرات نقشبندیہ کے ہاں ناموں اور رنگوں میں تھوڑا سا تفاوت و تبدل ہے۔ لیکن حقیقت ان تمام کی یکساں ہے۔

لطائف ستہ کا بیان: (بمطابق حضرت قدرتُ اللہ شہاب صاحبؒ)

حضرت قدرت اللہ شہاب صاحبؒ اپنی مشہور کتاب ''شہاب نامہ'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! خدا خدا کر کے یہاں سے (یعنی مراقبات سے) گزرا۔ تو آگے لطائفِ ستہ کی منزل آگئی۔ انسان کے جسم میں انوار اور برکات والی چھ جگہیں ہیں۔ جنہیں لطائف کہا جاتا ہے۔

اول لطیفہ قلبی، دوئم لطیفہ روحی، سوئم لطیفہ نفس، چہارم لطیفہ سری، پنجم لطیفہ خفی اور ششم لطیفہ اخفی

لطائف کو جاری کرنا بڑی کٹھن لیکن دلکش مشق ہے۔ سب سے پہلے ایک ایک لطیفے کو باری باری اسمِ ذات (**اللہ**) کے مبارک ذکر میں اس قدر محو کر دیا جائے۔ کہ چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے غرضیکہ ہر حالت میں اسی ذکر میں مشغول رہے۔ اور لمحہ بھر کے لئے بھی اس سے قطعاً غافل نہ ہو۔ جب چھ کے چھ لطائف اس طرح سے جاری ہو جائیں۔ تو اسمِ ذات (**اللہ**) کے سائے میں اسمِ صفات کے ہزاروں رنگ اور ہزاروں عجائبات کے مشاہدہ کرنے کا موقع نصیب ہوتا ہے۔ اسے ''**سیر الاسماء**'' کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ایک ایک صفت اس قدر بے پایاں اور بے کراں ہے۔ کہ اس کے ننانوے صفاتی

نام (**اَسماءُ الحُسنٰی**) کا احاطہ کرنا قطعی طور پر ناممکن ہے۔ سوائے شب معراج کے، جو صرف اور صرف حضرت رسولِ مکرم خاتمُ الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے حصے میں آئی۔ عام انسانوں کے لئے سیر الاسماء کا حصہ اُن کے اپنے اپنے مقدر اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق ملتا ہے۔

لطائف کی ترتیب و نظام و تعداد مخلوقات میں :(بمطابق حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب)

☆ انسان کے اندر چھ لطائف کام کر رہے ہوتے ہیں۔ کیونکہ انسان اشرف المخلوقات میں سے ہے۔
نفس۔ قلب۔ روح۔ سر۔ خفی۔ اَخفٰی

☆ فرشتے (ملائکہ) کے اندر چار لطائف کام کر رہے ہوتے ہیں۔ قلب۔ روح۔ سر۔ اَخفٰی

☆ اجنہ (جنات) کے اندر پانچ لطائف کام کر رہے ہوتے ہیں۔ نفس۔ قلب۔ روح۔ سر۔ اَخفٰی

☆ اجرامِ سماوی کے اندر تین لطائف کام کر رہے ہوتے ہیں۔ قلب۔ روح۔ سر۔

☆ حیوانات (چوپائے، چارپائے، چرند و پرند، حشرات الارض و آبی مخلوقات) کے اندر دو لطائف کام کر رہے ہوتے ہیں۔ روح۔ سر۔

☆ جمادات کے اندر فقط ایک لطیفہ کام کر رہا ہوتا ہے۔ روح۔

لطائف ستہ کے اسباق (بمطابق حضرت غلام علی شاہ نقشبندی دہلویؒ):

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ فرماتے ہیں۔ کہ! پہلے لطیفہ قلب کی سیر کے دوران پہلے مراقبہء احدیت فرماتے ہیں۔ یعنی اسمِ مبارک ''اللہ'' کا مسمی دل میں محفوظ رکھتے ہیں۔ پھر اس کے بعد مراقبہ معیت (**وھو معکم اینما کنتم**) کو پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ اور انہیں مراقبات سے توحیدِ وجودی کا انکشاف ہوتا ہے۔ اور سالک جب لطیفہء قلب کا سلوک تمام کر لیتا ہے۔ تو لطیفہء روح کی سیر میں عروج واقع ہوتا ہے۔ اور اس میں تجلیءصفاتِ ثبوتیہ الٰہیہ جلوہ گر ہوتی ہے۔ کہ جب سالک اپنی اور تمام عالم کی صفات کو حضرتِ حق کی صفات میں گم پاتا ہے۔ اس کے بعد سیر ترقی کرتے ہوئے لطیفہء سِرّ میں واقع ہوتی ہے۔ اور وہاں **شیوناتِ ذاتیہ** الٰہیہ کی تجلی ظاہر ہوتی ہے۔ پھر ترقی کرتے ہوئے لطیفہء خفی کی سیر واقع ہوتی ہے۔ جس میں کہ صفاتِ سلبیہ الٰہیہ جلوہ گر ہوتی ہے۔ پھر اس کے بعد لطیفہء اِخفٰی کی سیر واقع ہوتی ہے۔ کہ جہاں پر شانِ جامع الٰہی کی تجلی کا انکشاف ہوتا ہے۔ پھر سالک لطیفہء نفس کے تزکیہ میں مشغول ہو جاتا ہے۔ یہ تمام طریقہ بزرگوں سے ہوتا ہوا حضرت امام مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ تک پہنچا۔ اور انہوں نے تلقین فرمایا۔

لیکن دو حضرات عالیہ (حضرت خازنؒ اور حضرت خواجہ محمد معصومؒ) نے لطائف کے اس دراز راستہ کو مختصر کرتے ہوئے اپنا یہ معمول بنا لیا۔ کہ! لطیفہء قلب کے تصفیہ کے بعد لطیفہء نفس کے تزکیہ میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور تصفیہء قلب کے ضمن میں لطائفِ اربعہ (روح، سِرّ، خفی، اِخفٰی) کا تصفیہ بھی میسر ہو جاتا ہے۔ الغرض یہاں تک دو دائروں (دائرہ امکان، دائرہء ولایتِ صغرٰی) کا سلوک طے ہو جاتا ہے۔ اور ان دونوں دائروں کے نتیجہ میں مقامات عشرہ (توبہ، زہد، انابت، ورع، توکل، قناعت وغیرہ) حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے بعد لطیفہء نفس کی آراستگی میں مشغول ہوتے ہیں۔ تو اس وقت ''انا'' کی فنائیت اور توحید شہودی منکشف ہوتی ہے۔ اور اسی مقام پر مراقبہ اقربیت (**نحن اقرب الیه من حبل الورید**) کرتے ہیں۔ اور اس لطیفہ میں ساڑھے تین دائرے طے ہوتے ہیں۔ درحقیقت جو کہ دائرہ ولایتِ کبرٰی میں شامل ہیں۔ اس کے بعد سوائے عنصر خاک کے تینوں عناصر کے لطائف کی سیر شروع ہو جاتی ہے۔ جس کو ولایتِ علیا کہا جاتا ہے۔ جو ولایتِ ملاءِ اعلیٰ ہے۔ اس کے بعد دائرہ کمالاتِ نبوت کا انکشاف ہوتا ہے۔ اور یہاں پر سیر عنصر خاک میں ہوتی ہے۔ اور تجلی ذاتی دائمی ہوتی ہے۔ پھر وہاں سے دائرہ کمالاتِ رسالت اس کے بعد دائرہ کمالات اولوالعزم ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس کت بعد حقائق میں سیر واقع ہوتی ہے۔ جیسا کہ! دائرہ حقیقتِ کعبہ، دائرہ حقیتِ قرآن، دائرہ حقیقت صلٰوۃ، دائرہ حقیقت معبودیت صرفہ، دائرہ حقیقت ابراہیمی، دائرہ حقیقت موسوی، دائرہ حقیق محمدی، دائرہ حقیقتِ احمدی، دائرہ حب صرفہ، اور دائرہ لاتعین منکشف ہوتے ہیں۔ کس کے نصیب جو خوش نصیب یہاں تک پہنچ سکے۔ اور کس کا مقدر، جو ان مقامات کی سیر کر سکے۔ نکتہ شناس عاقلوں کی عقل اس مقام پر حیرت کے بھنور میں ڈوبتی ہے۔ اور دقیقہ شناس ہوش مندوں کو فکرِ سر درد دامنگیر ہوتی ہے۔

لطائف ستہ کی مزید تفصیلات (بمطابق حضرت خواجہ محبوب عالم شاہ نقشبندی سیدوی):

حضرت انسان یعنی بنی آدم مرکب دس لطیفوں (لطائف) سے ہے۔ ان میں سے پانچ لطائف عالَم امر سے اور پانچ لطائف عالَمِ خلق سے تعبیر و موسوم ہیں۔ جو عالم امر سے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ قلب۔ روح۔ سر۔ خفی۔ اِخفیٰ۔ اور جو عالمِ خلق سے پانچ ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ نفس۔ آتش۔

باد۔ آب۔ خاک۔ عالمِ امر کے معنیٰ یہ ہیں۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے لفظ ''**کن**'' فرمایا۔ تو ''**فیکون**'' یعنی کُن کے فرماتے ہی فوراً وہ چیزیں بن گئیں۔ اسی واسطے فرمایا۔ ''کن فیکون''۔ پس اسی وقت وہ چیزیں یعنی فرمان ہوتے ہی ان چیزوں کا موجود ہونا زمانہ حال میں جیسا کہ سورج نکلتا ہے۔ تو فوراً دھوپ بھی ساتھ ہی ساتھ نمودار ہو جاتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا۔ کہ پہلے سورج چڑھے۔ پھر کچھ دیر کے بعد دھوپ نکلے۔ بلکہ جس قدر سورج نکلتا ہے۔ اسی قدر دھوپ بھی ساتھ ساتھ ہوتی جاتی ہے۔ اور جو عالمِ خلق کے پانچ لطیفے ہیں۔ یہ امر ''کن'' کے بتدریج یعنی دیر کے بعد آہستہ آہستہ پیدا ہوتے گئے۔ چنانچہ اللہ جل شانہٗ نے فرمایا۔ **ان ربکم الله الذی خلق السمٰوٰت و الارض فی ستة ایام**۔ بے شک تمھارا رب وہی ہے۔ جس نے زمین و آسمان کو چھ دن کی مقدار میں پیدا کیا۔ یہ تصریح ہے دیر سے پیدا کرنے کی۔ جس میں مخلوق کے فائدے کے واسطے مصلحتِ خداوندی ہے۔ عرشِ مجید ایک حجابِ نوری ہے۔ درمیان میں عالمِ امر اور عالمِ خلق کے نیمہ دائرہ کے نیچے کا عالمِ خلق میں داخل فرمایا۔ اور اسی عالمِ خلق کو عالمِ امکان بھی کہتے ہیں۔ اور نیمہ دائرہ اوپر کا عالمِ امر میں ہے۔ اصولِ لطائف عالم امر کے اوپر کے نیمہ دائرہ عرش ہیں۔ اور اصول لطائف عالم خلق نیمہ دائرہ کے نیچے داخل ہیں۔ اور یہ عالم خلق یعنی دائرہ امکان متضمن ہر دو عالم یعنی عالم امر و عالم خلق ہے۔ عالم خلق میں عالم امر بھی ہے۔ اور عالم امر نصف دائرہ عرش کے اوپر کا ہے۔ وہاں عالم خلق نہیں ہے۔ لیکن دائرہ امکان میں جامعیت ہے۔ عالم خلق اور عالم امر کی عرش سے لے کر جہاں تک کوئی شیٔ موجود ہے۔ وہ سب دائرہ امکان ہے۔ اور نیمہ دائرہ بالائے عرش عالم امر ہے۔ عرش کے نیچے عالم خلق ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے شکلِ انسانی کو بنایا۔ تو اس عالم خلق میں چند جگہ عالم امر کے لطائف کا بھی انسان کے بدن میں تعلق پیدا کیا۔ تا کہ عالم امر کا جذب اور عشق پیدا ہو۔ اور یہ بدن انسانی جو عالم خلق میں ہے۔ اسی کو عالم امر کی طرف لے جا کر فلاحِ اُخروی اور نجاتِ ابدی حاصل کرائیں۔ یہ خاک جو پاؤں کے نیچے آنے والی ہے۔ اگر کسی کپڑے کو لگے۔ تو دھونا پڑے۔ اور اگر بدن کو لگے تو غسل کرنا پڑے۔ اس کو اعلےٰ علیین میں لے جا کر مقامِ محبوبیت میں لباسِ معشوقیت پہنا کر بٹھائیں۔ اور یہ ''اللہ اللہ'' کہہ اُٹھے۔ تو محبوبِ حقیقی کی طرف سے ''لبیک یا عبدی'' (میں حاضر ہوں۔ اے میرے بندے) کی ندا سے بہرہ یاب ہو۔

اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ''**لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم. ثم رددنٰه اسفل سا فلین الا الذین اٰ منوا و عملوا الصّٰلحٰت فلهم اجر غیر ممنون**۔ (البتہ ہم نے انسان کو (تمام پیدا کردہ مخلوقات میں سب سے زیادہ) اچھی صورت میں پیدا فرمایا۔ اور پھر ہم نے اسے نیچے سے بھی نیچے والی جگہ پر پہنچا دیا۔ سوائے (اُن کے) جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک اعمال کرتے رہے۔ تو انہیں بے حد ثواب ہے۔ یعنی عرش سے عالم امر کا محل اس کا بدن بنا دیا۔ تا کہ عالم امر اور عالم خلق دونوں جہاں کی نعمتوں کا یہ بدن عالمِ خلق میں رہ کر مشاہدہ کر کے تصرفاتِ دنیا و مافیہا میں جاری و ساری کرے۔

انی جاعل فی الارض خلیفه۔ (میں زمین پر (اپنا ایک) نائب بنانے والا ہوں) اور یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ بنے۔ پھر فرمایا۔ کہ! اسی جامعیت کے سبب یہ عالی ہمت ہو گیا۔ پھر اسے زمین پر پھینک دیا۔ کہ ہم یہ دکھلائیں۔ کہ یہ عالی ہمت میری اطاعت و فرمانبرداری میں اپنے نفس پر ظلم کر کے اس کو اس کی خواہشات سے توڑ کر میری خوشی اور رضا میں لگائے۔ یہ اسی کا کام ہے۔ اور کوئی اس امانت کو اُٹھا نہیں سکتا۔ کیونکہ ماسوائے انسان کے یہ سبب نہ ہونے جامعیت کے کے وہ عالی ہمت نہ تھے۔ اسی واسطے وہ ڈر گئے۔ اور یہ بار اُٹھانے سے خود ہی انکار کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی عالی ہمت انسان کی تعریف خود اس طرح سے فرمائی ہے۔ کہ!

انا عر ضنا الاما نة علی السموت و الارض و الجبال فا بین ان یحملنها و اشفقن منها و حملها الانسان انه کان ظلوما جهولا۔ (یقیناً! ہم نے یہ امانت آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کی۔ تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا۔ اور اس سے ڈر گئے۔ اور (بالآخر حکمِ خداوندی سمجھ کر) انسان نے اس کا بوجھ اُٹھا لیا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ! وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے) یعنی اپنے تئیں ظلم کر کے میری اطاعت میں لانے والا۔ **جهولا** کے معنی تو نادان کے ہیں۔ مگر یہاں اس کے اصطلاحی معنی اطاعت گزار، یادِ الٰہی میں لذائذ نفسانی، ملکاتِ رذیلہ کو بالکل بھول جانے والا اور پھر اسی رب کی یاد میں ایسا محو ہو جانے والا کہ میرے مشاہدہ میں آ کر تمام غیر اللہ کو بھول جائے۔ اور پھر فرمایا۔ **ولقد کر منا بنی اٰدم**۔ (اور ہم نے اولادِ آدم کو بڑی عزت بخشی) یعنی ایسی عزت تمام مخلوقات میں اور کسی کے نصیبہ میں نہیں آئی۔ اور پھر اسی طرح اسی رحیم و کریم اور مہربان ذاتِ پاک نے فرطِ محبت میں فرمایا۔ **فا ذکرونی اذکر کم**۔۔۔ (تم مجھے یاد کرو میں (بھی) تمھیں یاد کروں گا) مذکورہ آیات کے سیاق و سباق سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ احادیثِ نبویہ ﷺ سے بھی یہی پتا چلتا ہے۔ کہ! یہ نعمتِ عظمیٰ مخلوقِ خاکی بندگانِ خدا کے حصہ میں آئی ہے۔ اور تمام مخلوقات میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کو اگر یاد کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے یاد نہیں کرتا۔ مگر جب بندہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ خوشی سے اسے بھی یاد کرتا ہے۔ جس کی شاہد مذکورہ آیت بھی ہے۔ اسی عمدہ لقب کی وجہ سے جو خاکی پتلے کو عطا ہوا۔ اسی ضمن میں حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ!

حمد بے حد مر خدائے پاک را   آں کہ ایماں داد مُشتِ خاک را

بے شمار تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ جس نے ایک خاک کی مٹھی کو ایمان دیا۔

یعنی مشتِ خاک انسان اور ایمان سے مراد اس جگہ مشاہدہ ہے۔ یعنی یہ خاک جو ظاہر میں سب سے زیادہ حقیر و ناچیز ہے۔ اور پاؤں کے نیچے روندی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس خاک انسان کو ایسی بے بہا نعمت سے سرفراز فرمایا۔ کہ مخلوقات میں سے کسی کو میسر نہیں ہوئی۔ اور وہ مشاہدہ اور وصل دیدارِ الٰہی ہی ہے۔

آگے چل کر حضرت خواجہ محبوب شاہ توکلی انبالویؒ لطائف کی پڑوسنوں کا بیان ہے۔ جو درحقیقت ملکاتِ رذیلہ ہیں۔ لہذا عالَمِ اَمر کے پانچوں لطائف کی پڑوسنیں یہ ہیں۔

☆ **قلب:** قلب کے نیچے کی طرف ایک کاغذ بھر مقدار کے فاصلے پر شہوت ہے۔ جس کو کہ قوتِ باہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس نے بسببِ لذت اپنی طرف کھینچ کر اوپر یعنی اپنی اصل کی کشش بھلا دی ہے۔ اور اپنی لذت سے جو اسفل السافلین کی طرف لے جانے والی تھی۔ کو اپنا عاشق و دیوانی بنا دیا۔

☆ **روح:** قلب کے دائیں طرف روح ہے۔ جو منور اور خاص ملاء اعلیٰ کا رئیس ہے۔ اس کے نیچے غصہ ہے۔ جو کہ غضب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس نے اس کو ایسا مکدر (کدورت سے بھرا ہوا۔ آلودہ) کیا۔ کہ! اپنی صفائی اور برق چمک سب بجھا بیٹھا۔ اور اصل خصلت چھوڑ کر سبعیت یعنی بھیڑیئے پن کی عادت پکڑ لی۔

☆ **سرّ:** لطیفہ سر کے نیچے کاغذ کے فاصلے پر حرص ہے۔ اس لطیفے کو دیدارِ الٰہی یعنی مشاہدہ ذاتِ الٰہی کا ہوتا تھا۔ کام تو اس کا یہ تھا۔ کہ ہر وقت مشاہدہ جمالِ الٰہی کی طرف سیر کرائے۔ اور خواہش صرف دیدارِ الٰہی کی رکھے۔ مگر حرص کی صحبتِ ناقصہ نے اس کو اسفل کی طرف جو چیزیں لے جانے والی ہیں۔ ان کی خواہش شروع کر دی۔ جیسے مال و زنا، سرقہ، خون ریزی وغیرہ کی حرص۔ اور اس کی ہم جلیس حرص نے اس کو سیاہ کر دیا۔ اور ملاء اعلیٰ سے پھیر کر اسفل کے مشاہدے میں گرفتار کر دیا۔

☆ **خفی:** لطیفہ خفی کے نیچے حسد اور بخل ہے۔ کہ فی الحقیقت یہ ایک ہی چیز کے دو نام وصفات ہیں۔ فعل وہ کرتی ہے۔ جس نے اس کو ملاء اعلیٰ سے روک لیا۔ اور اس کے نور کی سیاہی کو جو ملاء اعلیٰ کی بصارت دینے والی تھی۔ بجھا دی۔ جیسے کہ آنکھ کی سیاہ پتلی ہوا کرتی ہے۔ اور وہی ہر چیز کو دیکھتی ہے۔ اور ایسا ہی یہ لطیفہ خفی تھا۔ اس کی سیر حجاب کے بطون البطون میں واضح تھی۔ اور اس کو بھی اس کے ہم جلیس نے مکدر (آلودہ) کر دیا۔ یہاں تک کہ اسفل سے ایسا مکدر کیا۔ کہ نابینا ہی ہو گیا۔ اور اصلی وطن کی طرف جانے کی تاب و طاقت ہی نہ رہی۔ العیاذ باللہ۔

☆ **اِخفی:** لطیفہ اخفی کے نیچے تکبر اور فخر ہے۔ اس تکبر و فخر نے اس لطیفہ اخفی کے نور کو بجھا دیا۔ اور ہاں تک اس کو کر دیا۔ کہ! تمرد (اکڑ وانانیت) اور سرکشی احکام و اطاعت الٰہی سے کرائی۔ جس کے باعث ہو غضبِ الٰہی میں گرفتار ہو کر راندۂ درگاہِ مولا ہو گیا۔ چنانچہ فرعون و شداد اور نمرود وغیرہ کے قصے اس پر شاہد ہیں۔

لہذا اے طالبِ مولا، سالکِ ملتجی معرفت الٰہیہ! معلوم کر! کہ یہ پانچ چیزیں انہیں پانچوں لطائف کو اپنے مولائے حقیقی کے وصل سے دور کر رہی ہیں۔ یہ عرش کا رہنے والا ان دشمنوں کے پنجوں میں اس طرح گرفتار ہو گیا۔ اور مصائبِ دنیوی اور محرومیٔ اُخروی نے اس کو گھیر لیا ہے۔ اس مضمون کو مولانا رومؒ نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

پایہ اگر آدم است وآدمی   گشت محروم از مقام محرمی
گر نگر ددباز مسکیں زیں سفر   نیست از وے ہیچ کس محروم تر

مرتبہ تو اعلےٰ آدمؑ کا تھا۔ لیکن آدمی مقامِ محرمی سے محروم و گیا۔ اگر مسکین انسان اس سفر سے نہ لوٹے۔ تو اس سے زیادہ تر کوئی محروم نہیں۔

لطائفِ ستہ کی معلومات سے پہلے مرشد برحق طالب مولا کو مرید کرنے کے بعد اس طرح تلقین کرے۔ (اَب قلب کے سبق کی طرف آتے ہیں۔ کہ جس سے لطائف کا جاری و روشن ہونا بے حد سہل ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ)

☆ **لطیفہ قلب کا سبق:** (یاد رہے۔ کہ سب سے زیادہ اہم اور سب سے پہلا لطیفہ قلب ہے۔ لہذا جو اس کے سبق کو سمجھ گیا۔ وہ آگے بآسانی چلتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ) اور اس جگہ پیر و مرشد اپنے مرید کو اس طرح سے نیت بتائے۔ اول لطیفہ قلب نور زرد ہے۔ (یعنی کہ قلب کی صفائی کے آثار زرد رنگ کے انوارات دکھائی دینے سے معلوم ہوتا ہے) زیرِ قدم حضرت آدمؑ ذکر اسمِ ذات ''اللہ اللہ اللہ'' مرشد اپنی زبان سے کہے۔ (لیکن مرشد اپنے بائیں ہاتھ کی دونوں انگلیاں طالب کے بائیں پستان کے ذرا نیچے پہلو کی طرف عرض میں رکھ کر اپنے دائیں ہاتھ کی

شہادت کی انگشت کا سَر ان انگلیوں کے آگے ملا ہوا رکھ کر بتائے۔ کہ یہ قلب کا منہ ہے۔ اور اسی جگہ مرشد اپنی انگلیاں رکھی ہوئی ہوں، کہ اسمِ ذات ''اللہ اللہ اللہ'' اس طرح سے کہے۔ کہ! کہ اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک کی آخری ''ہ'' پر بہت زور دے کر کہے۔ کہ جس سے طالب و مرید کو کپکپی ہو۔ اور دل میں ایک عجیب سی لہر اُٹھ کر جیسے گزر جائے) مگر مرید اپنی زبان سے کچھ نہ کہے۔ بلکہ دل سے مرید ہونے اور قلب جاری ہونے کی نیت و تمنا کرے۔ مرشد اپنی زبان سے دوبارہ'' اللہ اللہ اللہ'' کہے۔ مگر مرید اپنی زبان سے کچھ نہ کہے۔ بلکہ دل سے مرید ہونے اور قلب جاری ہونے کی نیت وتمنا کرے۔ اسی طرح مرشد اپنی زبان سے تیسری مرتبہ بھی'' اللہ اللہ اللہ'' کہے۔ مگر مرید اپنی زبان سے کچھ نہ کہے۔ بلکہ دل سے مرید ہونے اور قلب جاری ہونے کی نیت وتمنا کرے۔ تیسری مرتبہ کے بعد مرشد اپنی انگلی مرید کے سینہ سے ہٹالے۔ اور طالبِ صادق کو ذکر قلبی اسمِ ذات ''اللہ'' کی ترکیب اس طرح بتائے۔ کہ بوقتِ ذکر زبان کو تالو سے لگالے۔ اور اپنے خیال کو قلب پر رکھ کر ذکر اثباتِ مجرد یعنی ''اللہ'' کا کرے۔ اس ذکر کو کثرت سے کرے۔ یہاں تک کہ ذکر کی کثرت طالبِ مولا کو دل میں اَز خود معلوم ہونے لگے۔ اور سوائے سنن مؤکدہ اور صلوٰۃ مفروضہ و نوافل معمول کے اور سب کو ترک کر دے۔ اور بجائے اس کے ذکر کی کثرت کرے۔ پھر اس میں بھی ذکر ذکر اسمِ ذات ''اللہ اللہ اللہ'' کرتا رہے حبسِ دم کے ساتھ کم اَز کم ایک ہزار مرتبہ یا اس سے زیادہ۔ یہ بھی سمجھنا ضروری ہے۔ کہ! ہر ایک لطیفہ کھلنے سے قلبی صفائی، حضوری اور جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ مرشد کو یہ اختیار ہے۔ کہ چاہے ترکیب ذکر قلبی اسمِ ذات کی بیعت سے پہلے بتا دیں۔ خواہ بعد بیعت کے بتائیں۔ دونوں طرح جائز اور مفید ہے۔ اور بعد نمازِ عشاء مدینہ منورہ کی جانب منہ کر کے دوزانو بیٹھ کر تصور کرے۔ کہ مَیں رسول اللہ ﷺ کے روزہ مبارک کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں۔ اور درود وسلام پڑھتا رہے۔ اور یہ تصور وتخیل کرے۔ کہ! میرا درود وسلام خود آنحضرت نبی مکرم ﷺ سن رہے ہیں۔ اور آپ ﷺ کے قلبِ اطہر سے میرے قلب میں زرد رنگ کا نور آرہا ہے۔ اور یہی خیال کر کے جس جگہ مرشد نے اپنی انگلی رکھی تھی۔ وہاں قلب کے منہ میں سوراخ ہو گیا ہے۔ اور اسی راستہ سے یہ نور آرہا ہے۔ اور اپنے خیال کے ساتھ آپ ﷺ کے قلب مبارک سے نور لے کر اپنے دل میں لائے۔ اور مرید اپنی زبان سے ''**صلی اللہ علیہ والٰہ وسلم** '' کی 11 تسبیحات پڑھے۔ (یعنی 11 صد مرتبہ) پڑھے۔ اور ہر نماز کے بعد ایک تسبیح (صد مرتبہ) آیتِ کریمہ'' **لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین** '' کا ہمیشہ ورد رکھے۔ اور اپنے مرشد سے پرید اپنا رابطہ پختہ رکھے۔ اور اپنے قلب پر توجہاتِ کثیرہ لے۔ کیونکہ توجہ سے قلب بہت جلد کھل کر ذاکر ہو جاتا ہے۔ سو چلے ایک مردِ کامل کی توجہ کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی واسطے بہت جلد آسان اور اقرب طرق توجہ مرشد کی ہے۔ درود پاک پڑھتے وقت اس بات کا خصوصی خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ کہ! سالک وطلب صادق کا جس لطیفہ پر سبق ہو۔ بوقت ذکر وہ سالک اور طالب صادق اپنے اسی سبق کے لطیفہ کو آنخضرت نبی مکرم ﷺ کے عین اسی لطیفہ کے مقابل کر کے (یعنی رکھ کر) درود شریف پڑھا کرے۔ اس طریقہ سے وہ لطیفہ بہت سرعت کے ساتھ ترقی پا کر کھل جاتا ہے۔ یعنی جاری ہو جاتا ہے۔

یاد رہے۔ کہ! مرشد سے توجہ لینے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! اس طرح نیت کر کے مرشد کے روبرو بیٹھے۔ اور مرید یہ نیت کرے۔ کہ! میں متوجہ ہوں طرف قلب اپنے کے۔ اور قلب میرا متوجہ ہے طرف ذاتِ احدیت کے، جہاں سے سارا فیض آرہا ہے۔ ذاتِ احدیت سے میرے مرشد کے قلب میں اور مرشد کے قلب کے نیچے اپنا قلب لگالے۔ اور یہ تصور وتخیل کرے۔ کہ! مرشد کے قلب سے پرنالہ کی طرح میرے قلب میں نور آتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ آسمان کی طرف سے ایک نور مرشد کے قلب میں آرہا ہے۔ اور مرشد کے قلب کے نیچے اپنا قلب لگا کر رکھے۔ اور خیال کرے کہ مرشد کا قلب نور سے بھر کر اچھل رہا ہے۔ اور قلب سے اچھل کر خود ہی میرے قلب میں پرنالہ کی طرح نور داخل ہو رہا ہے۔ اور میں وہ نور اُن سے لے کر اپنے دل میں ڈال رہا ہوں۔

جبکہ مرشد یہ نیت کرے۔ کہ! پیر یا شیخ اپنے جس لطیفے کو کہ جس کا فیض مرید کے لطیفے میں ڈالنا چاہتا ہے۔ اس میں ذکر کرے۔ اور اپنے پیر ومرشد کی شکل وصورت کا تصور کرے۔ تصورِ شیخ سے اس لطیفہ میں جوش آجاتا ہے۔ بلکہ تمام طبیعت میں ہی جوش آجاتا ہے۔ پھر اپنے اس لطیفے کو مقابل لطیفہ مرید کے رکھ کر ہمت کر کے مرید کے لطیفہ قلب یا جس لطیفہ میں ذکر یا نور ڈالنا چاہے ڈال دے۔ پھر وہ جنابِ الٰہی میں التجا اور اپنے خواجگان سے طلبِ امداد کرے۔ اسی طرح ہر روز مرید کے لطیفے میں ہمت کر کے فیض ڈالتا رہے۔ اسی طرح کرتے کرتے وہ لطیفہ جوش میں آکر ذاکر ہو جاتا ہے۔ اور اپنے مقام سے نکل کر اپنی اصل میں جا مِلتا ہے۔ مگر اس مقام میں مرید کو چاہیئے۔ کہ! تمام خطرات اور نفس کی باتوں سے دل کو پاک ومصفی کر کے جمعیت اور دلی تسلی پیدا کر کے ذکر کرے۔ اس مقام کی نگہداشت بہت ہی زیادہ کرے۔ یعنی قلب کو خطرات سے نگاہ میں رکھے رہے۔ کیونکہ اس میں وقوفِ قلبی (یعنی اپنی توجہ ذکر کی ہمیشہ قلب کی طرف ہونا) لازمی جزو ہے۔ کہ اپنے قلب سے غافل نہ ہو۔ اور قلب کی توجہ طرف مذکور کے یعنی ذاتِ الٰہی کی طرف اور نگہداشت خطرات سے اور وقوفِ قلبی یہ دونوں لازمی ہیں۔ بلکہ اصولِ طریقت میں فرض گردانے جاتے ہیں۔ اس کے سوا طالبِ مولا کو گنجائش نہیں۔ ہاں البتہ! ہجومِ خطرات کے وقت اپنے شیخ کی صورت کا تصور کرنے سے خطرات دفع ہونے میں بہت اثرات ہیں۔

اسی ضمن میں حضرت شیخ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اگر طالبِ مولا فقط خطرات ہی دور کرنے میں مشغول ومستغرق ہو گیا۔ تو

خطرات بہت ہجوم کے ساتھ پیش آئیں گے۔ اور طالب ذکر کے بجائے ان کو دفع کرنے میں ہی لگ جائے گا۔ اور ذکر سے جاتا رہے گا۔ تو ایسے وقت میں تو ذکر میں مذکور کا تصور کر کے مشغول ہو جا۔ اور خطرات کی طرف قطعًا متوجہ نہ ہو۔ اس سے خطرات آپ ہی دور و دفع ہو جائیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) جیسا کہ ایک حدیثِ قدسی میں ارشاد ہے۔ کہ! ''**اَنَا جَلِیْسَ مَنْ ذَکَرَنِیْ** ''(جس وقت مجھے کوئی یاد کرتا ہے۔ تو میں (اُس وقت اس وقت اس کا ہم جلیس ہو جاتا ہوں) اور اسی طرح قرآنِ کریم میں ہے'' **فاذکرونی اذکرکم** ''۔

اس آیت اور حدیثِ قدسی سے صاف پتا چلتا ہے۔ کہ! جس وقت کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی ذات کے نور کا ظہور ہو جاتا ہے۔ یعنی کہ! جب قلب اور دیگر لطائف پر اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو گا۔ تو اللہ تعالیٰ کا اُن تمام جگہوں پر ظہور ہو گا۔ پھر نہ تو خطرات کا نام و نشان رہے گا۔ اور نہ یہ پڑوسنیں (جن کا ذکر ابھی پیچھے گزرا ہے) ایذا دے سکیں گیں۔ بلکہ شیطان خود بخود بھاگ جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) یعنی یہی قلب دوسرے لطائف کو بھی فیض پہنچائے گا۔ پس جب خطرات کی طرف طالب کی مکمل توجہ ہو گی۔ اور مذکورہ کا تصور کر کے ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو جائے گا۔ تو انہی لطائف میں ذکر کرنے سے پڑوسنیں خود بخود اصلاح پالیں گیں۔ اور جو ایذا و وساوس لطائف کو ان کی وجہ سے درپیش ہوتے ہیں۔ وہ بھی خود بخود رفع دفع ہو جائیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔'' **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب** ''(یعنی اللہ تعالیٰ ہی کے ذکر میں قلوب کا اطمینان ہے) یہ اسی طرف اشارہ ہے۔ کہ قلب میں وقتِ خطرات کے ذکر الٰہی کی کثرت سے خطرات دفع ہو کر تسلی و اطمینان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ! '' **و لذکر اللہ اکبر** ''(یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑا (تریاق و علاج) ہے)

یاد رہے۔ کہ! جب طالب کے قلب میں ذکر شروع ہو تو حبسِ دَم کے ساتھ یہ ذکر اس طرح سے کرے۔ کہ! زبان کو تالو سے لگا کر سانس کو دل میں بند کر کے دل سے'' **اللہ۔ اللہ۔ اللہ** ''اس قدر کثرت سے مکمل محویت، انہماک اور استغراق کے ساتھ کرے۔ کہ! قلب سے ذکر کی حرکت خیال کے کانوں میں پہنچے۔ شروع شروع میں حبسِ دم قلیل کریں۔ یعنی زیادہ سے زیادہ ایک ہزار تک۔ پھر آہستگی کے ساتھ بڑھاتا چلا جائے۔ آہستہ آہستہ تعداد کو ہزار سے تین ہزار، پھر پانچ ہزار، پھر پندرہ ہزار کرتے کرتے چوبیس ہزار تک اس ذکر پہنچائے۔ کیونکہ ایک شخص دن و رات میں کم و بیش چوبیس ہزار مرتبہ سانس لیتا رہتا ہے۔ اصولِ طریقت میں ہر سانس کے ساتھ کم از کم ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کا نام مبارک لینا فرضِ عین ہے۔ اور غفلت کفر۔ چونکہ ہر سانس کے ساتھ دن و رات ذکر الٰہی کرنے سے دیگر دنیوی امور سرانجام نہیں پائیں گے۔ اسی لئے علمائے تصوف نے فرمایا ہے۔ کہ! کہ کوئی ایک وقت یا صبح و رات کے دو اوقات مخصوص کر کے چوبیس ہزار سانسوں کی قضاء دی جانی احسن ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص چوبیس ہزار مرتبہ حبسِ دم کے ساتھ ذکر الٰہی کرتا رہے۔ تو گویا اس شخص نے ہر سانس کے بدلے ذکر کر لیا۔ اس طرح بعد میں وہ اپنے دیگر امور جیسے کمانا، کھانا پینا، نمازوں اور دیگر ذکر و اذکار کی ادائیگی وغیرہ کے لئے بآسانی وقت نکال سکتا ہے۔

جب طالب اس حالت میں پہنچ جائے۔ کہ! اس کے تصور و تخیل میں ذکرِ قلبی، قلب میں جوش و جذبہ اور مراقبہ یا تفکر میں زرد رنگ کے انوار کا نور ظاہر ہو جائے۔ تو اس کا مطلب ہے۔ کہ! قلب اپنے اصلی مقام میں پہنچ گیا ہے۔ علاوہ ازیں! قلب کی اپنے اصل میں پہنچنے کی اصل علامت و نشانی یہ ہے۔ کہ! اس کی ہمت فوق (بلندی و ترقی) کی طرف مضمحل (سست روی و تھکاوٹ) ہو جائے۔ بلکہ تمام جہات کی طرف سہو ہو تو سمجھ لو۔ کہ قلب اپنے مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) سے نکل کر اپنی اصل میں پہنچ گیا۔ اگرچہ تم کو کشف نہ ہو۔ کیونکہ اس زمانہ میں کشف بسبب حلال معاش میسر نہ ہونے کے تقریبًا محال ہے۔ مگر یہ ہے۔ کہ حالات کے تبدل و تغیر سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ لذائذ و جوش و خروشِ قلب خود اس امر کا شاہد کافی ہے۔ طالب صادق کو چاہیئے۔ کہ کشف کا منتظر نہ بیٹھا رہے۔ یاد رہے۔ کہ! آج کل بھی بعض طبائع میں کشف حاصل ہو ہی جاتا ہے۔ اگر بفرض محال کشف حاصل ہو بھی جائے۔ تو چاہیئے۔ کہ اس لذت میں خود کو گم و گمراہ نہ کرے۔ کیونکہ اگر اسی مزے میں گرفتار ہو گیا۔ آگے قدم اُٹھانے کا ذوق و شوق جاتا رہے گا۔ اور سالک کی مزید ترقی رُک جائے گی۔ ہاں البتہ جب سلوک تمام ہو کر نزول قلب کی طرف چلا جائے۔ تو پھر جو کچھ بھی ہو۔ کچھ ضرر نہیں کرتا۔ اس لئے کہ پھر بعد نزول کے ذکر قلبی کرنے سے تمام مقامات کے انوارات اور ان کا کشف و مشاہدہ بعین خود بخود ہوتا رہتا ہے۔ کیونکہ توجہ قلب ہی مقامِ ارشاد ہے۔ یعنی ارشاد اسی میں جاری ہوتا ہے۔ اور غیروں کو ہدایت بھی اسی میں ہوتی ہے۔ اور اسی میں توحیدِ وجودی مضمر ہے۔ اور نعرہ انا الحق۔ و ہاؤ ہو۔ ہمہ اوست وغیرہ یہ تمام قلب میں ہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ حالات مقامِ فنا میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اور فنا نفی اثبات سے حاصل ہوتی ہے۔ اسمِ ذات ''اللہ'' کا ذکر جبروتی ہے۔ اسی لئے اس میں اس قدر فنائیت نہیں۔ بلکہ یہ تو بقاء کی طرف لے جاتا ہے۔ اور ذکر کلمہ ناسوتی ہے۔ یہ فنا کی طرف لے جانے والا ہے۔

☆ **لطیفہ روح کا سبق:** نیت اس کی اس طرح پر ہے۔ کہ! دوسرا لطیفہ روح کہ جس کا نور سرخ سنہرا (یعنی کہ روح کی صفائی کے آثار سرخ سنہرے رنگ کے انوارات دکھائی دینے سے معلوم ہوتے ہیں) جبکہ زیرِ قدم حضرت ابراہیمؑ و حضرت نوحؑ اور ذکر اسمِ ذات ''اللہ اللہ اللہ''

ہے۔ مگر پہلے نیت سے مرشد کریم اپنے بائیں ہاتھ کی دونوں انگلیاں دائیں پستان کے نیچے پہلو کی طرف رکھ کر دستِ راست کی انگلی شہادت ان کے آگے رکھ کر سمجھائے۔ کہ یہ اصل میں مقامِ روح ہے۔ اور اس کے مضغہ کا اس جگہ منہ ہے۔ جیسا کہ ابھی قلب کے بیان میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ پھر اس میں بھی ذکر ذکر اسمِ ذات ''اللہ اللہ اللہ'' کرتا رہے حبسِ دم کے ساتھ کم اَز کم ایک ہزار مرتبہ یا اس سے زیادہ۔ یہ بھی سمجھنا ضروری ہے۔ کہ! ہر ایک لطیفہ کھلنے سے قلبی صفائی، حضوری اور جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ اور پھر مرید کے لطیفہ روح پر توجہاتِ کثیرہ دے۔ اور مرید بھی لے۔ تا کہ یہ لطیفہ بھی ہم شکل قلب کے جوش میں آ کر ذاکر ہو جائے۔ اور اس کی سیاہی و کدورت دور ہو جائے۔ اور اس کی شکل جو مثل کوئلہ کے سیاہ پڑ گئی تھی۔ وہ اس کے نور سے منور ہو جائے۔ اور یہ اپنی پڑوسن کے کدورت و گندگی کو بھی رفع دفع کر دے۔ یعنی اس میں بے جا غصہ نہ رہے۔ جب بے جا غصہ دور ہو جائے گا۔ تو اس کا نور اپنی اصل کا نائب ہو جائے گا۔ جونہی ی طے ہو گیا۔ تو لطیفہ روح میں توحیدِ شہودی کھلتی ہے۔ اس وقت یہ حالت ہو جاتی ہے۔ کہ اگر قلب میں ذکر کیا جائے۔ تو روح کا ذکر شروع ہو جاتا ہے۔ گویا کہ ان دونوں کے کرنٹ کی ایک ہی تار ہو جاتی ہے۔ اور بعض اوقات تو ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ! طالب یہ بھی معلوم نہیں کر سکتا۔ کہ قلب کون سا ہے؟ اور روح کو کا لطیفہ کون سا ہے؟ بسبب جاری ہونے ذکر کے روح کو جو کدورت یا تنگی یا پھر کسی قسم کی سیاہی جرائم یا کبائر گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ تو وہ اسی مضغے میں ہی ہوتی ہے۔ جو در حقیقت اس کی اصل ہے۔ اس کو تو کچھ نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ تو اپنی حالت پر ہی رہتی ہے۔ جب ی صاف ہو گیا۔ تو اس کا نائب ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ابھی بیان کیا جا چکا ہے۔ کیونکہ اس وقت اس کو فنا ہوتی ہے۔ جب روح کا ذکر سمع خیال میں آ جائے۔ اور حالتِ مذکورہ پر پہنچ جائے۔ تو یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ! اپنی اصل میں جا ملا۔ اگر چہ بالکلیہ نہ ہو۔ یاد دہانی تو اپنے وطن کی ہو ہی گئی۔ آگے جس قدر ذکر اس میں ہوتا چلا جائے گا۔ اسی قدر تکمیل ہوتی جائے گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اس مقام میں یہ درود شریف پڑھے۔ ''**صلی اللہ علٰی النبی الامی و الہ وبارک وسلم**'' یا پھر یہ درود شریف پڑھے۔ ''**صلی اللہ علٰی محمد ن النبی الامی و الہ وبارک وسلم**'' لیکن یہ یاد رہے۔ کہ ابتداء میں درود شریف پڑھنے کی کثرت کرے۔ اور کثرت ایک تسبیح سے گیارہ تسبیحات تک ہے۔ لیکن غلبہ ذکر ہی کا رکھے۔ اور ہمہ وقت ذکر میں مشغول و مستغرق رہے۔ درود پاک پڑھتے وقت اس بات کا خصوصی خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ کہ! سالک و طلب صادق کا جس لطیفہ پر سبق ہو۔ بوقت ذکر وہ سالک اور طالب صادق اپنے اسی سبق کے لطیفہ کو آنحضرت نبی مکرم ﷺ کے عین اسی لطیفہ کے مقابل کر کے (یعنی رکھ کر) درود شریف پڑھا کرے۔ اس طریقہ سے وہ لطیفہ بہت سرعت کے ساتھ ترقی پا کر کھل جاتا ہے۔ یعنی جاری ہو جاتا ہے۔

☆ **لطیفہ سر کا سبق:** نیت اس کی اس طرح پر ہے۔ کہ! تیسرا لطیفہ سر ہے۔ کہ جس کا نور سفید (یعنی کہ سر کی صفائی کے آثار سفید رنگ کے انوارات دکھائی دینے سے معلوم ہوتے ہیں) جبکہ زیرِ قدم حضرتِ موسیٰ کلیم اللہ؈ اور ذکر اسمِ ذات ''اللہ اللہ اللہ'' ہے۔ مگر پہلے نیت سے مرشد کریم اس کو مثل قلب اور روح اس لطیفے کی پہچان کرائے۔ کہ دونوں انگلیاں بائیں پستان سے دو انگل سینے کی طرف رکھ کر دستِ راست کی انگلی شہادت ان کے آگے رکھ کر سمجھائے۔ کہ یہ اصل میں مقامِ سر ہے۔ اس میں انگلی رکھنے میں بڑا اثر ہے۔ انگلی رکھ کر ''اللہ اللہ اللہ'' کہہ کر سمجھاتے ہیں۔ تو برکتِ خواجگان ذکر اس لطیفہ میں جاری ہو جاتا ہے۔ اس میں بھی پیر و مرشد کو چاہیئے۔ کہ! مثل پہلے لطیفوں کے توجہاتِ کثیرہ دے۔ اور مرید کو چاہیئے۔ کہ! بڑے ادب و احترام، ذوق و شوق اور تشنگی و اشتہا (بھوک) سے توجہ لے۔ اس پر اسمِ ذات ''اللہ اللہ اللہ'' حبسِ دم کے ساتھ کم اَز کم ایک ہزار مرتبہ کیا کرے۔ یہ بھی سمجھنا ضروری ہے۔ کہ! ہر ایک لطیفہ کھلنے سے قلبی صفائی، حضوری اور جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ چونکہ یہ مقام مشاہدے اور دیدارِ الٰہی کا ہے۔ قلب میں مشاہدہ اور دیدار نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں ذکر کرنے سے مذکور کی طرف کشش ضرور ہوتی ہے۔ اور اس میں مشاہدہ اور دیدارِ الٰہیہ حاصل ہوتا ہے۔ پہلے اکابرنے جو قلب میں مشاہدہ لکھا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب قلب فانی ہو جاتا ہے۔ تو سر کا نور کھلتا ہے۔ اور قلب قرب کی وجہ سے اس نور سے بھر جاتا ہے۔ تو صوفی معلوم کرتا ہے۔ کہ قلب میں مشاہدہ ہوتا ہے۔ ورنہ قلب کے مغضہ میں یہ بات نہیں۔ اس کے ذکر میں عجائب و غرائب کیفیات ظہور میں آتی ہیں۔ جو تحریر میں نہیں لائی جا سکتیں۔ کیونکہ اس کی لذات اوروں سے کہیں زیادہ ہیں۔ جب اس کا نور شروع ہوا۔ اور یہ انوارات اپنے مقام سے نکلے۔ تو اس نور کی وجہ سے اس لطیفہ کی پڑوسن معدوم ہو گئی۔ تو پھر یہ اپنے اصل میں جا ملتا ہے۔ اور اس کی سیر تجلیاتِ ذاتیہ میں یا سیر فی اللہ کہلائے گی۔ چونکہ یہ مجمع اسرارِ مشاہدہ ہے۔ جو یہاں تک پہنچے گا۔ وہی اسے پائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اس لطیفہ پر اس درود شریف کی تسبیح پڑھی جائے گی۔ ''**صلی اللہ علٰی حبیبہٖ محمد والہ وصحبہ وسلم**'' درود پاک پڑھتے وقت اس بات کا خصوصی خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ کہ! سالک و طلب صادق کا جس لطیفہ پر سبق ہو۔ بوقت ذکر وہ سالک اور طالب صادق اپنے اسی سبق کے لطیفہ کو آنحضرت نبی مکرم ﷺ کے عین اسی لطیفہ کے مقابل کر کے (یعنی رکھ کر) درود شریف پڑھا کرے۔ اس طریقہ سے وہ لطیفہ بہت سرعت کے ساتھ ترقی پا کر کھل جاتا ہے۔ یعنی جاری ہو جاتا ہے۔

☆ **لطیفہ خفی کا سبق:** نیت اس کی اس طرح پر ہے۔ کہ! چوتھا لطیفہ خفی ہے۔ کہ جس کا نور سیاہ (یعنی کہ لطیفہ خفی کی صفائی کے آثار سیاہ رنگ کے

انوارات دکھائی دینے سے معلوم ہوتے ہیں۔ جو سالک کو بعد اَز صفائی نظر آتے ہیں) جبکہ زیرِ قدم حضرتِ عیسیٰؑ روح اللہؑ اور ذکر اسمِ ذات ''اللہ اللہ اللہ'' ہے۔ مگر پہلے نیت سے مرشد کریم اس کو مثل دیگر لطائف کے اس لطیفے کی بھی پہچان کرائے۔ کہ دونوں انگلیاں دائیں پستان سے دو انگل سینے کی طرف رکھ کر دستِ راست کی انگلی شہادت ان کے آگے رکھ کر سمجھائے۔ کہ یہ اصل میں مقامِ خفی ہے۔ ذکر اس پر اسمِ ذات ''اللہ اللہ اللہ'' حبسِ دم کے ساتھ کم اَز کم ایک ہزار مرتبہ کیا کرے۔ یہ بھی سمجھنا ضروری ہے۔ کہ! ہر ایک لطیفہ کھلنے سے قلبی صفائی، حضوری اور جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ اور سیر اس کی اسی نور میں ہی ہے۔ جیسا کہ ایک حدیثِ نبوی ﷺ میں بھی آیا ہے۔ کہ! کسی نے آنحضرت رسالت مآب ﷺ سے پوچھا۔ کہ! یا رسول اللہ ﷺ! جب زمین و آسمان کچھ (بھی) پیدا نہیں ہوا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کی رہائشِ مقام کہاں تھی؟ تو آنحضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ''**کان الله فی عماء**'' (اللہ تعالیٰ اندھا دھند میں تھا) یعنی کہ مخلوقات کی پیدائش سے پہلے اندھیرے (مثل بغیر چاند والی رات کی طرح تاریکی) میں تھا۔ اور بعض بزرگوں نے اسی کو ہی ذاتی تجلی سمجھ لیا۔

اس بات کی دلیل یہ ہے۔ کہ! آنکھ کی پتلی کی سیاہی موجب بصارت ہے۔ اسی طرح یہ سیاہ تجلی موجب معرفتِ ذاتِ الٰہی ہے۔ جب اس میں ذکر جاری ہو جائے۔ اور لطیفہ جوش میں آ جائے۔ اور اس کی پڑوسن جو اس لطیفہ کے عین نیچے ہے۔ تو اس کی متوجگی اپنے اصل کی طرف ہو جائے گی۔ مگر یہ حالت پیر و مرشد کی توجہ دینے اور مریدِ صادق کی توجہ لینے سے بہت جلد حاصل ہو جاتی ہے۔ پیر اپنے مرید کے لطیفہ میں توجہ اور ہمت سے ذکر جاری کرے۔ تو مرید کے ذکر کرنے اور توجہ لینے سے لطیفہ اپنے اصل میں جا ملے گا۔ اور اس کا وجدان بھی ایک عجیب ہی حالت رکھتا ہے۔ اس لطیفہ پر اس دعا کی ایک تسبیح پڑھنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ ''**یا لطیف ادرکنی بلطفك یا لطیف**'' اور اس کے بعد یہ درود شریف کم اَز کم ایک تسبیح پڑھنی چاہیئے۔ ''**صلی الله علٰی حبیبهٖ محمد واله وصحبه وسلم**''۔ درود پاک پڑھتے وقت اس بات کا خصوصی خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ کہ! سالک وطلب صادق کا جس لطیفہ پر سبق ہو۔ بوقت ذکر وہ سالک اور طالب صادق اپنے اسی سبق کے لطیفہ کو آنحضرت نبی مکرم ﷺ کے عین اسی لطیفہ کے مقابل کر کے (یعنی رکھ) کر درود شریف پڑھا کرے۔ اس طریقہ سے وہ لطیفہ بہت سرعت کے ساتھ ترقی پا کر کھل جاتا ہے۔ یعنی جاری ہو جاتا ہے۔

☆ **لطیفہ اِخفی کا سبق:** نیت اس کی اس طرح پر ہے۔ کہ! پانچواں لطیفہ اخفی ہے۔ کہ جس کا نور سبز (کہ ذکر کرتے کرتے لطیفہ اخفی کی صفائی کے آثار سبز رنگ کے انوارات دکھائی دینے سے معلوم ہوتے ہیں) جبکہ زیرِ قدم حضرتِ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور ذکر اسمِ ذات ''اللہ اللہ اللہ'' ہے۔ مگر پہلے نیت سے مرشد کریم اس کو مثل دیگر لطائف کے اس لطیفے کی بھی پہچان کرائے۔ کہ دونوں انگلیاں شہادت و وسطیٰ دائیں و بائیں پستان کے مابین سینے کے بیچ رکھ کر دستِ راست کی انگلی شہادت ان کے آگے رکھ کر سمجھائے۔ کہ یہ اصل میں مقامِ اخفی ہے۔ ذکر اس پر اسمِ ذات ''اللہ اللہ اللہ'' حبسِ دم کے ساتھ کم اَز کم ایک ہزار مرتبہ کیا کرے۔ یہ بھی سمجھنا ضروری ہے۔ کہ! ہر ایک لطیفہ کھلنے سے قلبی صفائی، حضوری اور جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ ہم لوگ چونکہ محمدی ﷺ ہیں۔ لہٰذا قلب کی طرح باقی لطائف کی نسبت اس پر بھی ذکر زیادہ کرنا چاہیئے۔ اس کی سیر اور فوق الفوق دیگر گذشتہ تمام لطائف سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ بلکہ اس کی کچھ بھی انتہا نہیں۔ اس لطیفہ کے سلسلے میں حضرت امام مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ یہ بے انتہا ہے۔ کیونکہ یہ مقامِ ولایت محمدیہ ﷺ کا خاصہ ہے۔ سید المرسلین ﷺ کا مقام اسی کا وسطِ سینہ ہے۔ جمعیت کے معنیٰ یہاں پر یہ ہیں۔ کہ! خطرات و وساوس سے پاک و مصفےٰ ہو کر ذکر میں تسلی و تسکین کا حاصل ہو جانا ہے۔ یہاں تک حضوری و جمعیت کہ جیسے حضرت آدم نبیؑ کو تھی۔ جب اُمتِ مرحومہ سید المرسلین ﷺ کی ہوئی۔ تو سب ولایتیں ما تحت اس قرب کے ہو گئیں۔ جو کہ ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ کو تھا۔ لہٰذا لطیفہ اخفی میں جس کو کہ جمعیت و قرب نصیب ہو جائے۔ تو وہ حامل ولائت نبوی ﷺ ہوگا۔ اس کو ولایت محمدی ﷺ کہتے ہیں۔ یہ مقام دیگر (گذشتہ) تمام مقاموں سے افضل گردانا گیا ہے۔ ''**طوبیٰ له ولمن راٰه**'' اس لطیفہ پر اس درود شریف کی کم اَز کم ایک تسبیح ہمیشہ بوقتِ ذکر ضرور پڑھنی چاہیئے۔ ''**اللھم صلے علٰی سیدنا محمد و علےٰ اٰلِ سیدنا محمد م بعدد کل معلوم لك**'' درود پاک پڑھتے وقت اس بات کا خصوصی خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ کہ! سالک وطلب صادق کا جس لطیفہ پر سبق ہو۔ بوقت ذکر وہ سالک اور طالب صادق اپنے اسی سبق کے لطیفہ کو آنحضرت نبی مکرم ﷺ کے عین اسی لطیفہ کے مقابل کر کے (یعنی رکھ کر) درود شریف پڑھا کرے۔ اس طریقہ سے وہ لطیفہ بہت سرعت کے ساتھ ترقی پا کر کھل جاتا ہے۔ یعنی جاری ہو جاتا ہے۔ جب لطائف کھل جائیں۔ اور شیخ مقتدیٰ اس طالب کو آگے ترقی دے دیں۔ اور پھر وہی گیارہ تسبیحات (یعنی 11 سو مرتبہ) یہ درود شریف پڑھتے رہیں۔ ''**صلے الله علیه وسلم**'' مگر ذکر کی کثرت رکھے۔ اور بالآخر حقیقتِ محمدیہ ﷺ میں جا کر یعنی سلوک طے کر لینے کے بعد درود شریف کی جس قدر کثرت کی جائے۔ اسی قدر نفع زیادہ حاصل ہوگا۔ اگر کوئی اور کام نہ ہو۔ تو دن رات درود شریف پڑھنا بہت ہی زیادہ مفید ہوگا۔ مگر شروع میں ذکر زیادہ کرنا لطائف

کے جاری ہونے کے لئے زیادہ ضروری ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیئے۔ کہ!

☆ جس کو لطیفہ قلب میں یہ قربت وحضوری حاصل ہو۔ اور ذکر حضرت آدمؑ کا سا ہو۔ وہ آدمی ''المشرب'' کہلاتا ہے۔

☆ جس کو لطیفہ روح میں یہ قربت وحضوری حاصل ہو۔ وہ آدمی ''ابراہیمی ونوحی المشرب'' کہلاتا ہے۔

☆ جس کو لطیفہ سر میں یہ قربت وحضوری حاصل ہو۔ وہ آدمی ''موسوی المشرب'' کہلاتا ہے۔

☆ جس کو لطیفہ خفی میں یہ قربت وحضوری حاصل ہو۔ وہ آدمی ''عیسوی المشرب'' کہلاتا ہے۔

☆ جس کو لطیفہ اِخفیٰ میں یہ قربت وحضوری حاصل ہو۔ وہ آدمی ''محمدی المشرب'' کہلاتا ہے۔

اے طالبِ مولا! اس مقام کی ولایتیں پانچ ہیں۔ جو متعلق بہ عالمِ امر کے ہیں۔ ولایت آدمی۔ ولایت خلیلی۔ ولایت موسوی۔ ولایتِ عیسوی اور ولایت محمدی ﷺ۔ یہ پانچویں اور آخری ولایت جامع ولایات ہے۔ یہاں عناصر اربعہ اور نفس کو قربِ الٰہی ہوتا ہے۔ اور ان کے سمیت سات ولایتیں ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ اولعزم انبیاءؑ بھی تو پانچ ہی ہوئے ہیں۔ اور ان چاروں کے اوپر ہی ولایتِ محمدی ﷺ ہے۔ اور اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ (مجددیہ) پانچوں ولایتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ مگر جس کا غلبہ وتصرف حاصل ہو۔ طالبِ مولا بھی اسی ولایت سے ہی نامور ہوتا ہے۔ **الحمد لله علٰے احسانہٖ۔**

☆ **لطیفہ نفس کا سبق:** نیت اس کی یہ ہے۔ کہ! چھٹا لطیفہ نفس ہے۔ کہ جس کا نور بے رنگ سیاہی مائل نیلگوں آسمانی (کہ ذکر کرتے کرتے لطیفہ نفس کی صفائی کے آثار بے رنگ کے انوارات دکھائی دینے سے معلوم ہوتے ہیں) اور ذکر اسمِ ذات ''اللہ اللہ اللہ'' ہے۔ مگر پہلے نیت سے مرشد کریم اس کو مثل دیگر لطائف کے اس لطیفے کی بھی پہچان کرائے۔ کہ دونوں انگلیاں شہادت وسطٰی پیشانی کے بیچ رکھ کر دستِ راست کی انگلی شہادت ان کے آگے رکھ کر سمجھائے۔ کہ یہ اصل میں مقامِ نفس ہے۔ ذکر اس پر اسمِ ذات ''اللہ اللہ اللہ'' حبسِ دم کے ساتھ کم اَزکم ایک ہزار مرتبہ کیا کرے۔ یہ بھی سمجھنا ضروری ہے۔ کہ! ہر ایک لطیفہ کھلنے سے قلبی وروحانی صفائی، حضوری اور جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ حرکت اس جگہ چنداں نہیں ہوتی۔ تاہم پھر بھی جذب و شوق اور ذوق سے خالی نہیں رہتا۔ اس مقام پر بھی مرید کو اپنے پیرومرشد کی توجہ ضروری ہے۔ جبکہ عالمِ امراس کا کوئی مقام نہیں۔ کہ جس جگہ یہ جائے۔ بلکہ یہ قالب جو عناصر سے مرکب ہے۔ نفس اسی کا حاکم ہے۔ یہ بات یادر ہے۔ کہ! اس مقام میں صوفیائے کرام کا کچھ اختلاف ہے۔ بعضے اس کا مقام ناف سے نیچے دو انگل کے فاصلے پر بتاتے ہیں۔ مگر حضرت امام مجدد الف ثانیؒ اس کا مقام پیشانی پر فرماتے ہیں۔

اسی ضمن میں محققین تصوف نے اس طرح سے تطبیق بیان کی ہے۔ کہ پیشانی پر اس کا سر ہے۔ اور زیرِ ناف اس کا دھڑ ہے۔ پس بہتر اور مناسب یہ ہے۔ کہ! جب نفس کے سر سے فارغ ہو چکے۔ تو زیرِ ناف بھی ذکر اسی طریق اور نیت سے کرے۔۔ اور اس ذکر میں ایک عجیب خاصہ یہ بھی ہے۔ کہ! جب کبھی کسی پر شہوت غلبہ کرے۔ اور محل حاجت میسر نہ ہو۔ تو اس مقام میں یعنی زیرِ ناف اسمِ ذات کا ذکر معہ تصورِ لکھائی بر ناف اسمِ ذات ''اللہ'' کرے۔ تو فوراً وہ خطرہ یعنی غلبہ شہوت کا ہٹ کے طبیعت ٹھنڈی اور شہوانی خواہش سے متنفر ہو جاتی ہے۔ اور مکمل توجہ ذکرِ الٰہی کی طرف ہو جاتی ہے۔ (یہ بارہا تجربہ کیا گیا ہے) جب نفس کی حالت میں بجائے تمرد (اکڑ وکبر) کے لذتِ ذکر آجائے۔ تو قالب کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس طرح نفس سرعت کے ساتھ فوراً اصلاح پا جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

☆ **لطیفہ قالب کا سبق:** نیت اس کی اس طرح پر ہے۔ کہ! ساتواں لطیفہ قالب ہے۔ نور آتش لباس، ذکر نفی اثبات۔ اس جگہ پیرومرشد اپنے دائیں ہاتھ کی انگشتِ سبابہ (شہادت وکلمے کی انگلی) مرید کے اگر وہ مرد ہو۔ تو زیرِ ناف دو انگل کے فاصلے پر رکھ کر اور وسطِ سینہ میں لطیفہ اخفی پر گذارتا ہوا انہی صفات سے مرید کے دائیں کندھے پر گزار کر لطیفہ روح وخفی وسر کے اوپر کھینچتا ہوا قلب تک پہنچائے۔ جس سے کہ'' **لا** '' معکوس بن جائے۔ (جیسا کہ آگے تصویر میں بھی آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ) پھر مرید کو اس مقام میں ذکر نفی اثبات کا حکم فرمائیں۔ (نفی اثبات کا مختصر مگر جامع طریقہ (سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں) یہ ہے۔ کہ! زیرِ ناف دو انگل کے فاصلے پر دم بند کرے۔ یعنی سانس کو روکے رکھے۔ اور اس جگہ سے خیال کے ساتھ ''**لا**'' کو کھینچ کر وسطِ سینہ میں لطیفہ اخفی پر گزارتا ہوا عین ماتھے پر کہ جہاں لطیفہ نفس ہے، اس میں اور دماغ میں گزارتا ہوا دائیں کاندھے سے ہوتا ہوا لطیفہ روح خفی اخفی اور سر پر ہوتا ہوا ''**اِ لٰہ** '' کی ضرب لگا کر پھر قلب پر ''**اِ لَّا اللّٰہُ** '' کی ضرب زور سے اپنے تصور وتخیل کے ساتھ مارے۔ مگر یہ ذکر زبان سے نہ کرے۔ بلکہ زبان کو تالو سے لگا کر تصور وتخیل سے یہ ذکر کرے۔ اگر سالک اسی طرح سے ذکر میں محو ومشغول ومستغرق رہے۔ تو اس پر لطائف کے بطون کھلنا شروع ہو جائیں گے۔ اور اگر لطائف کے اذکار میں پہلے کچھ کمی رہ گئی تھی۔ تو اَب اس ذکر نفی اثبات سے وہ کمی یقینی طور پر پوری ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ)

چونکہ یہ عناصر اربعہ (آب۔ خاک۔ آتش۔ باد) سے مرکب ہے۔ اور یہ اسی باعث الگ الگ اصلاح نہیں پا سکتے۔ کیونکہ ان کی معتدل تر

کیب ہے۔ اس لئے ان کی اکٹھی اصلاح ہوتی ہے۔ اس لطیفہ کے ذکر کو سلطان الاذکار بھی کہا جاتا ہے۔

☆ **لطائف جاری ہونے کا مطلب** : یاد رہے۔ کہ! کسی بھی لطیفہ میں ذکر جاری ہونے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے۔ کہ! مضغہء گوشت یا مقامِ لطیفہ جنبش و حرکت کرے گا۔ بلکہ! مشائخین فرماتے ہیں۔ کہ! حرکتِ ذکر از دل بہ سمع خیال برسد (یعنی دل سے ذکر کی حرکت خیال کے کانوں تک پہنچتی ہے) اور خیال کے کان دل کا ذکر (اسمِ ذات اللہ کی مسلسل تکرار) سنتے ہیں۔

البتہ بعض مشائخ مبتدی کے لئے مضغہء گوشت کی ظاہری طور پر حرکت و جنبش کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ اور اسی طریق پر مرید کو ذکر القاء کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت الامر یہی ہے۔ کہ! ذکرِ قلبی وغیرہ مقامِ لطیفہ کی حرکت ضروری نہیں۔ حضوریء قلب (یعنی غفلت و ظلمت کا عدم وجود)، اخلاص کے ساتھ اور حضور مع اللہ ہی لطیفہ جاری ہونے کی ضروری علامت ہے۔ کیونکہ! **وھو المقصود** ۔۔۔ مشائخینِ نقشبند فرماتے ہیں۔ کہ! **حقیقة الذکر رفع الغفلة** ۔ (یعنی ذکر کی حقیقت غفلت کا نہ رہنا ہے) لیکن سلسلہ عالیہ قادریہ کے مشائخین فرماتے ہیں۔ کہ! لطائف کا روشن اور جاری ہونے اُن کیفیات و انعامات و کرامات سے مشروط ہے۔ جو کہ! اس لطیفہ کے ذکر کرنے سے فوائد کا حصول اور کدورتوں سے منزہ ہونا ہے۔ جس کا بیان چند صفحات کے بعد آگے آئے گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

لطائف ستہ کے حجابات: (بمطابق حضرت پیر سید محبوب علی شاہ بخاریؒ)

اِن ساتوں لطائف کے چالیس حجابات ہیں۔ اور یہ وہی حجابات ہیں۔ جو بندے کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے درمیان حائل و مانع ہوتے ہیں۔ یہ چالیس حجابات چار اقسام پر منقسم ہیں۔ ہر ایک قِسم سے دس حجابات رفع ہوتے ہیں۔

پہلے دس حجابات **حیات** کے نور سے اُٹھتے ہیں۔ دوسرے دس حجابات **علم** کے نور سے اُٹھتے ہیں۔ تیسرے دس حجابات **قدرت** کے نور سے اُٹھتے ہیں۔ اور چوتھے دس حجابات **ارادہ** کے نور سے اُٹھتے ہیں۔

اِن چالیس حجابات کو دور اور دفع کرنے کے لئے چالیس ایام کی خلوت میں ریاضت مقرر و متعین کی گئی ہے۔ کیونکہ ایک ایک دن کی ریاضت سے ایک ایک پردہ (حجاب) درجہ بدرجہ اُٹھتا چلا جاتا ہے۔ (اور تمام لطائف روشن و جاری ہوجاتے ہیں) وہ چالیس حجابات یہ ہیں۔

1	خاک۔	2	آب۔	3	باد۔	4	آتش۔
5	یبوست (خشکی)۔	6	حرارت۔	7	صُفراء۔	8	بلغم۔
9	سودا۔	10	خون۔	11	جُہل۔	12	علم۔
13	نظر۔	14	حرص۔	15	غناہ۔	16	تکبر۔
17	غصہ۔	18	غفلت۔	19	کثافت۔	20	مخالفت۔
21	رسوب	22	شہوت۔	23	دعوٰی۔	24	خوف۔
25	اُمید۔	26	افعال۔	27	اقوال۔	28	قبض۔
29	بسط۔	30	کرامت۔	31	نیند۔	32	دن۔
33	رات۔	34	ناسوت۔	35	ملکوت۔	36	جبروت۔
37	لاہوت۔	38	ہاہوت۔	39	خاتمہ۔	40	سابقہ۔

یہ چالیس حجابات ہیں۔ جب سالک و طالبِ صادق (اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے حصول کے لئے) چالیس ایام کی خلوت میں مکمل یکسوئی اور دلجمعی سے عبادت و مجاہدہ کر کے ساتوں لطائف کی سیر کر لیتا ہے۔ تو یہ چالیس حجابات اُٹھ جاتے ہیں۔

صاحبِ شمس المعارف و لطائف العوارف جناب حضرت شیخ ابوالعباس احمد بن علی البونی القرشیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! جس نے چالیس روز اللہ تعالیٰ کے واسطے خالص کئے۔ تو اس کے قلب سے حکمت کی نہریں اس کی زبان سے ظاہر ہوں گی۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم سے اس پر کشف کے دروازے کھول دے گا۔ اس اصول کو خوب ذہن نشین کر لو۔ تا کہ اس کے ذریعے کامیابی نصیب ہو۔ (بقولِ شاعر)

دِلا گر تواضع کُنی اِختیار   شود خلقِ دُنیا تُرا دستدار

اے دل! اگر تُو عاجزی کو اختیار کرے گا۔ تو دُنیا کی مخلوقات تیری دوستدار (دوست) ہو جائے گی۔

فلسفہ ءنفس ،نفسوں کی پہچان وغیرہ

ذکرواذکار کے مبادیات :

عیباں والا بندہ مَیں ، اندروں باروں گندا مَیں رحمت رب دی کجیا مینوں، عملوں اُنج تے مندا میں

جب کسی کوایجادِ جسمانی کا علم حاصل ہو جائے۔تو پھراُسے حکمتِ معرفت زیادہ سمجھ میں آئے گی۔(انشاءاللہ) یادرہے۔کہ! جسدِ انسانی میں آٹھ چیزیں مہیا اور موجود ہیں۔جب وہ آپس میں گھل مل گئیں۔اور اِن میں باہمی امتیاز نہ رہا۔تب پتلۂ خاکی کا خمیر جسمِ انسانی کی شکل وصورت میں ظہور میں آیا۔اوروہ آٹھ چیزیں اصلی رنگ میں رنگی گئیں۔اُن میں چار چیزیں ظاہر ہیں۔جبکہ چار چیزیں باطن۔جوکہ چارمخفی رنگ میں رہیں۔اور چار باطن چار حصص میں تقسیم ہوگئیں۔استعداد کے مطابق ہرایک کا ایک نام رکھا گیا۔دل مدور۔دل عبرت۔دل صنوبری۔اوردل نیلوفری۔

☆ **دلِ مدور** : یہ دل ذات وصفات کے نور سے منورومزین ہے۔

☆ **دلِ عبرت** : اس دل میں انکشافِ عشق، عاشق اورمعشوق ہے۔

☆ **دلِ صنوبری** : یہ دل تجلی ءعالم اور جامع جمیع صفاتِ الٰہی ہے۔یہ لطیفہ ءربانی اورنمونہ ءیزدانی ہے۔اور بمعنی باطن یہ نگہبان ورہنما ہے۔اسی ضمن میں ارشادِ ربانی (حدیثِ قدسی) ہے۔کہ! **ان فی جسد ابن آدم لمضغة وفی المضغة فواد و فی الفواد ضمیر و فی الضمیر سر و فی السر انا**۔(یعنی) یقیناً! ابنِ آدم (یعنی ہرانسان) کے جسم میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے۔اور اِس ٹکڑے میں دل ہے۔اوردل میں ضمیر ہے۔اورضمیر(ایک) راز ہے۔اور(وہ) راز مَیں ہوں۔

☆ **دلِ نیلوفر** : مرکزِفروعِ نفسانی اورمعدنِ معانی ہے۔کسوفِ طبیعت اور خسوفِ حقیقت اسی سے اوراسی کی وجہ سے ہے۔جب حضرت آدم نبیؑ کا ظاہروباطن آراستہ ہوگیا۔تو اِن دونوں کے ارتباط سے آپؑ کو کیفیتِ بخار ہوگئی۔کیونکہ! اجزائے آدمؑ میں پہلے کوئی باہمی مناسبت نہ تھی۔جو خصلت انسان کے ساتھ منسوب ہے۔اسی بخار ہی کی وجہ سے ہے۔آج ہرانسان میں ایک صفت مخصوص ہے۔جبکہ خصلت کے اعتبار سے انسان کا شمار حیوانات میں ہوتا ہے۔جب کوئی شخص دورانِ حال مرجائے۔تووہ اپنی خصلت کے نام سے موسوم ہوجاتا ہے۔ ''**الخناس. الذی یوسوس**'' کا اشاری اسی طرف ہے۔جب کوئی شخص تزکیہ وتصفیہ ایسا کرتا ہے۔جیسا کہ اس کا حق ہے۔تو وہ خصائلِ اسلی کے نام کے ہمنام ہوجاتی ہیں۔یہ بات تو بالکل واضح ہے۔کہ! جب پتلہ ءآدمؑ تیار ہو چکا تھا۔اوراس میں حرکت وحرارت نہ تھی۔تو قادرِ مطلق نے'' **فنفخت فیه من روحی** ''کے فرمانے کے مطابق اِس بے جان پتلے میں روح پھونک کراسے زندہ (یعنی جاندار) کردیا۔

اس میں جو بات پوشیدہ تھی۔وہ خصلت کی نسبت سے ظاہر ہوگئی۔اس سے چار دلوں نے چار نفسوں کی نسبت کو پایا۔وہ چار نفس یہ ہیں۔**نفسِ امّارہ. نفسِ لوّامه. نفسِ مُلهمه. نفسِ مطمئنه.** (مزید برآں یہ کہ!) اِن چاروں نفسوں میں ہرایک کے ساتھ علیحدہ علیحدہ ایک ایک خطرہ بھی ہے۔قرآنِ حکیم میں واضح طور پر آیا ہے۔کہ! ''**ولا تزکوا انفسکم**'' (ترجمہ) اپنے نفسوں کو عیب سے پاک مَت کہو۔(اِن چاروں نفسوں معہ خطرات وخواب وعلامات وغیرہا کی مفصل تشریح آگے سلسلہ ءعالیہ قادریہ کے اسمائے اصول وفروع اور بابِ تصوف میں بھی آئے گی۔یہاں پرمختصر مگر جامع طور پر بیان کیا جاتا ہے)

سوال۔ : کس چیز(وردیا ذکر کے کرنے) کی برکت سے گناہوں سے نفرت ہوتی ہے؟ اوراطاعت کی رغبت ہوتی ہے؟

جواب:اس مقصد کے لئے یہ مفید ہے۔کہ **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه** کثرت سے پڑھیں۔اور **نفی اثبات . کلمہ توحید** کی اوراس کی ضرب شدومد کے ساتھ قلب پر لگاتے رہیں۔اور**معوذ تین** (یعنی **سورۃ فلق . سورہ والناس**) صبح وشام پڑھا کریں۔ان امور کی باقائدہ ادائیگی کی برکت سے گناہوں سے نفرت اوراطاعت الٰہیہ کی طرف یقینی رغبت ہوتی ہے۔

نفس سے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے استفسار :

سوال : نفس کی چااقسام کیا ہیں؟ (تفصیل سے آگاہ فرمائیں)

جواب: نفس کی چاراقسام یہ ہیں۔نفس ناطقہ۔نفس امارہ ۔نفس مطمئنہ۔نفس لوامہ۔ تفصیل ان چارنفوس کی یہ ہے۔

۱۔ **نفسِ ناطقه** : نفس ناطقہ گویا پیچ کے مانند ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی وجہ سے گویائی فصیح اور پاکیزہ قسم کی ہو۔کہ دل سے چسپاں

ہو۔ علماء کے نزدیک اور جُہلاء کے نزدیک دلپذیر اور دل پسند ہو جائے۔

۲۔ **نفس امارہ** : نفس امارہ گویا مانند شاخ کے ہے۔ جسکے معنی یہ ہیں۔ کہ گویائی بے فائدہ ہو۔ کہ جس کو سُخن لا اُبالی کہتے ہیں۔ اور عُمدہ کھانا اور ہر اُس چیز کی خواہش ہو۔ کہ جس میں آخرت کا نفع نہ ہو۔

۳۔ **نفس مطمئنه** : اس کی وجہ سے گویائی کبھی بہتر نہایت خوبی کے ساتھ ہو۔ اور اس کے ساتھ نیک فعل بھی ہو۔ اور کبھی نہایت قبیح گویائی ہو۔ کبھی اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کے موافق اس کا عمل ہوتا ہو۔ اور کبھی شرع کے خِلاف ہوتا ہے۔

٤۔ **نفس لوامه** : اس کی وجہ سے شب و روز ہر لحظہ اور ہر ساعت شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے موافق اس کا عمل ہوتا ہے۔ حاصل کلام ان چاروں طریقوں کے خِلاف اسکا عمل نہیں ہوتا۔

نفس ہی کے ضمن میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ کہ! **واذکر ربک اذا نسیت** ۔ (ترجمہ) یاد کرو اپنے رب کو۔ جس وقت فراموش کرے۔ (سورہ کہف۔ آیت نمبر 24) نفس کی فراموشی اس کی مخالفت میں ہے۔ سالک کو چاہیئے۔ کہ! وہ نفس کی ہمیشہ مخالفت کرتا رہے۔ کیونکہ! یہی تمام عبادات کا سرچشمہ ہے۔ اس لئے کہ نفس سے زیادہ مضبوط دشمن اور کوئی بھی نہیں ہے۔ اسی لئے مشائخین فرماتے ہیں۔ کہ! **مخالفة النفس راس العبادة و موافقة النفس راس الکفر** ۔ (ترجمہ) نفس کی مخالفت عبادت کی بنیاد اور اس کی موافقت کفر کی جڑ ہے۔ بیت۔

گر حیات خوب خواہی نفس را گردن بزن   زانکہ از نفست قوی تر ہیچ دشمن وار نیست

(یعنی) اگر بہتر زندگی کے خواہاں ہو۔ تو نفس کی گردن مروڑ دو۔ اس لئے کہ طاقت کے اعتبار سے نفس سے بڑا دشمن اور کوئی نہیں۔

اسی حوالے سے ایک بزرگ کا فرمان ہے۔ کہ! ایک لاکھ بھوکے بھیڑیوں کا گلہ بکریوں کے ریوڑ کو اتنا گزند نہیں پہنچاتا۔ جتنا گزند ایک شیطان پہنچاتا ہے۔ اور ایک لاکھ شیاطین مل کر اتنا نقصان نہیں پہنچ سکتے۔ کہ جتنا ایک بُرا ساتھی کرتا ہے۔ اور ایک لاکھ بُرے دوست مِل کر اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ کہ جتنا ایک اکیلا نفس انسان کے جسم میں کرتا ہے۔ مشائخ کا فرمان ہے۔ کہ! **النفس ھی الصنم**۔ نفس ہی بہت برا بت ہے۔ بیت۔

تا یک نفس از نفس تُو پیدا است ہنوز   بر درگہ دل ز دیو غوغا ست ہنوز

(یعنی) جب تک تمھارے اندر نفس کا ایک بھی سانس باقی ہے۔ جان لو۔ کہ! ابھی تک (تمھارے) دل پر شیطان ناچ رہا ہے۔

اقسام نفس اور خطرات :

☆ **نفسِ اَمّا رہ** : نفسِ امارہ کی نسبت دلِ نیلوفر کے ساتھ ہے۔ اور قرآنِ پاک کی یہ آیت اِس پر شاہد ہے۔ **وما ابریء نفسی ان النفس لامارة بالسوء** ۔ (یعنی) اور میں اپنے نفس کو بَری قرار نہیں دیتا۔ یقیناً نفس تو بدی پر اُکساتا ہی ہے۔ (سورہ یوسف۔ آیت نمبر 53) اور اسی ضمن میں ایک حدیثِ نبوی ﷺ بھی وارد ہوئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ کہ! **اعد عدوک نفسک التی بین جنبیک** ۔ (یعنی) نفسِ امارہ کے دو پہلو ہیں۔ ظاہر اور باطن۔ اور یہ دونوں اعتبار سے ذلیل و خوار ہیں۔ یہ انسان کو بدی کی طرف کھینچتا ہے۔ اور اِس سے حق راضی نہیں ہے۔ جو بھی کام بغیر مرضیء حق کے ہوگا۔ اس میں سوائے ذلت و مذمت کے اور کچھ نہ ہوگا۔ (یاد رہے۔ کہ! نفسِ امارہ کے متعلق اولیائے عظام فرماتے ہیں۔ کہ! نفسِ امارہ درحقیقت ایک خونخوار درندے کی مانند ہوتا ہے۔ جیسے کہ کوئی شیر، چیتا، لگڑ بگڑ یا بھیڑیا وغیرہ۔ کہ جب ان کو کوئی بھی معصوم جانور مثل ہرن وگُرہ نظر آتا ہے۔ تو یہ اس کی معصومیت یا چھوٹے جسم پر ترس و رحم کئے بغیر اُسے چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہیں۔ اسی طرح سے نفسِ امارہ بھی مثل درندے کے ہے۔ جو کہ بناء کسی رحم و ترس کے انسان سے کئی قسم کے چھوٹے بڑے گناہ کرواتا ہے۔ اس نفس کے ساتھ خطرہء شیطانی رہتا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

☆ **خطرہء شیطانی** : یہ نفسِ امارہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کا مقام اسفل ہے۔ سوائے خلل و ذلت کے اور کچھ اس کی شایانِ شان نہیں۔ یہ زبان درازی، ایذا رسانی، جہل اور زیاں کاری اختیار کر کے ہمیشہ اسی میں مبتلا رہتا ہے۔ اگر کوئی سالک اس کی بیخ کنی کرنا چاہے تو چاہیئے۔ کہ! وہ ریاضتِ شاقہ کی بھٹی میں اپنے نفس کو پگھلائے۔ اور ہمیشہ زجر و توبیخ کرتا رہے۔ اور اس کی تمام خباثتوں کے شر کو کلمہء طیبہ اور کلمہء شہادت کے ہمہ وقت وِرد کی تلوار سے کاٹ دے۔ تاکہ یہ صفت ذمائم سے باز آجائے۔ اور صفتِ محامد کی جانب گامزن ہو سکے۔ نفسِ امارہ کی بیخ کنی کے لئے ہر وقت خاموشی اختیار کرنے اور خلوت میں رہ کر کلمہء شہادت کا ورد کرنا بھی کافی حد تک کمی لا سکتا ہے۔ (یہ مجھ کمترین **البلوشی** کا بارہا کا مجرب عمل ہے)

☆ **نفسِ لوامہ :** نفسِ لوامہ میں نسبتِ دل صنوبری ہے۔ بمصداقِ آیتِ کریمہ **لا اقسم با النفس اللوامۃ** ۔ (یعنی) اور میں نہیں۔ قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی۔ (سورہ قیامۃ ۔ آیت نمبر 02) چونکہ یہ نفس علامتِ ملامت و مذمت کے ساتھ منسوب ہے۔ لہذا اس کے کام فخر و غرور کے ساتھ مشہور ہیں۔ چنانچہ سالکِ منزل اپنے حال سے آگاہ ہوتا ہے۔ اس لئے رشد و ہدایت کی برکتوں سے اس سے ہوشیار رہتا ہے۔ اور اس کی حسبِ منشاء کوئی کام نہیں کرتا۔ ویسے تو یہ نفس نفسِ امارہ کی نسبت کم خطرے والا ہوتا ہے۔ کیونکہ! یہ کسی سے گناہ کروانے کے بعد احساسِ ندامت پیدا کرتا ہے۔ لیکن اگر اس کی اصلاح نہ کی جائے۔ تو یہ دوبارہ نفسِ امارہ بن جاتا ہے۔ اس نفس کے ساتھ خطرہ ءنفسانی لگا رہتا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

☆ **خطرہء نفسانی :** یہ نفسِ لوامہ سے متعلق ہے۔ اس کا مقام وسط ہے۔ اور اس کے بعض افعال کا تعلق موانستِ شیطانی سے ہے۔ اور بعض کا موافقتِ ملہمہ (جس کا بیان اسی خطرہ ءنفسانی کے بعد ہے) سے۔ جبکہ بعض افعال اس کے اختیاری ہی ہوتے ہیں۔ یہ نفس ہمیشہ اصلاح و ترقی و بزرگی وحبِ جاہ و وجاہت اور برتری کا خواہاں اور طلب گار رہتا ہے۔ دوسرے کو خود سے بلند و بالا یا بزرگ نہیں جانتا۔ بزگوں اور صاحب مقام ومرتبہ کے طعنہ و تشنیع وشکایات بلکہ شب وستم اور بری صحبت و بے ہودگی اور گناہ کبیرہ میں مشغول ومنہمک رہتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہے۔ کسی کو برحق نہیں سمجھتا۔ کیونکہ یہ خود کو برحق و عاقل و حاکم سمجھتا ہے۔ لوگوں کے سامنے عجز و نیکی اور پارسائی کا ڈرامہ رچاتا ہے۔ جبکہ باطنی طور پر متکبر اور سیاہ کار ہوتا ہے۔ یہ بالکل جاننا یا سمجھنا ہی نہیں چاہتا۔ کہ! بُری صحبت، بے ہودگی و برائی کا آغاز و انجام کیا ہوگا۔ جب سالکِ منزل اس کو تمام عیوب و نقائص سے پاک ومصفٰے کرنا چاہے۔ تو چاہیئے۔ کہ! بھوکا رہنے، کلمہ ءطیبہ، استغفار اور سورہ اخلاص (کم از کم صبح وشام 313 یا 1000 مرتبہ) کا وِرد کرنے، شب بیداری، کثرتِ صوم وصیام، نوافل و اذکار اور نفسِ امارہ والے افعال (یعنی خاموشی وخلوت) جس قدر کرتا رہے گا۔ فائدہ ہوگا۔ (انشاءاللہ) (الحمد للہ! یہ بھی مجھ کمترین **البلوشی** کا بارہا کا مجرب عمل ہے)

☆ **نفسِ ملہمہ :** نفسِ ملہمہ کی نسبت دلِ عبرت کے ساتھ ہے۔ بمصداقِ آیہ ءکریمہ **و نفس و ما سواھا فا لھمھا فجورھا وتقوھا** ۔ (یعنی) اور (قسم ہے) انسانی جان (یعنی نفس) کیجس نے اسے سنوارا۔ اور پھر اُس کی بدی اور پرہیزگاری اُس کے دل میں الہام کردی۔ (سورہ والشّمس ۔ آیت نمبر 08-07) یعنی اخبارِ ظاہر کا باطن کے ساتھ اور باطن کی اخبار کا ظاہر کے ساتھ، یعنی اس کا بذاتِ خود کوئی مزاج نہیں۔ (جیسا کہ علمِ نجوم میں ستارہ عطارد کی نسبت سعد کے ساتھ سعد اور نحس کے ساتھ نحس) بہر حال! ریاضتِ شاقہ کی ادنیٰ توجہ سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور خیانت دور ہو کر ضیافت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر اپنے اصل حالت اور تقوٰی کی طرف پلٹ جاتا ہے۔ اس نفس کے ساتھ خطرہ ءملکی جڑا رہتا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

☆ **خطرہء ملکی :** اس کا تعلق نفسِ ملہمہ سے ہے۔ اس کا مقام بلند ہے۔ اس کے بعض افعال بموانست خطرہ ءنفسانی ہیں۔ جبکہ بعض خطرہ ءرحمانی کے موافق اور نفسِ مطمئنہ کے مطابق ہیں۔ (خطرہ ءرحمانی اور نفسِ مطمئنہ کی تفصیل آگے آرہی ہے) یہ اکثر اپنے افعال (یعنی خطرہ ءرحمانی اور نفسِ مطمئنہ) میں مختار ہے۔ اس کو خطرہ ءملکی اس لئے کہا جاتا ہے۔ کہ! بعض ملک آتش ہیں اور بعض نوری۔ اور بعض میں نوری و ناری کی ملی جلی کیفیت ہے۔ جب نسبتِ نار غالب آجاتی ہے۔ تو نفس خصائلِ نار کو اختیار کرتا ہے۔ اور حقیقتِ ناری کا الہام کرتا ہے۔ اس پر جب نسبتِ نور غالب آتی ہے۔ تو یہ عالمِ نور اور اس کی حقیقت کا الہام کرتا ہے۔ اور افعالِ عالم کا منتظر رہتا ہے۔ یہ نیک کو نیک اور بد کو بد کہتا ہے۔ کیونکہ! یہ (خصائلِ نیک و بد میں) اپنے اختیار میں نہیں ہوتا۔ جب یہ اِن دونوں نسبتوں سے نکلنا چاہتا ہے۔ تو تو اکثر مراقبے میں رہتا ہے۔ اور شب روز کا اور اپنے جملہ اعمال وافعال، واقوال کا محاسبہ کرتا رہتا ہے۔ کہ کتنے امور امر بالمعروف کے مطابق اور کتنے برخلاف ہوئے۔ ہر وقت اپنے نفس کا محاسبہ کر کے اس کو مغلوب کر کے خصائلِ بد سے محفوظ اور امورِ حسنہ (یعنی نیک شمائل اور اطاعتِ الٰہی کے امور) کے عین مطابق ڈھالنے کی مسلسل جدو جہد میں محو ومستغرق رہتا ہے۔ تا کہ خطرہ ءملکی دفع ہو جائے۔ اور صفتِ نوری اختیار کرے۔ (**سبحان ذی الملک والمکوت ۔ سبحان ذی العزۃ و العظمۃ و الھیبۃ و القدرۃ و الکبریاء و الجبروت** ۔۔۔)

☆ **نفسِ مطمئنہ :** نفسِ مطمئنہ دلِ مدور کے ساتھ منسوب ہے۔ بمصداقِ آیتِ کریمہ **یا یتھا النفس المطمئنۃ ۔ ارجعی الٰی ربک راضیۃ مر ضیۃ ۔ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی** ۔ (یعنی) اے اطمینان والی جان۔ اَب لوٹ چل اپنے رب کی طرف، تاکہ وہ تجھ سے راضی (اور) تُو اُس سے راضی۔ پس داخل ہو جا میرے نیک بندوں میں۔ اور داخل ہو جا میری جنت میں۔ (سورہ فجر۔ آیت نمبر 30-27) یعنی سالکِ منزل کا کام اس کے اختیار سے باہر اور اختیارِ رضائے حق سے ہوتا ہے۔ اس کے تمام احکامات وافعال بارگاہِ

حق میں عزیز، منظور اور پسندیدہ ہیں۔ گویا کہ اس نے وہ مقام حاصل کرلیا۔ فعلِ محبوب، محبوب ہوگیا۔ یہ جنت وہ جنت ہے۔ کہ اس میں شر کا کوئی گزر نہیں ہے۔ اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے۔ کم ہے۔ جس خوش نصیب کو وہاں داخلہ ملے گا۔ اُسے خود بخود سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔

☆ **خطرہء روحانی** : یہ نفسِ مطمئنہ سے ہے۔ اس کا مقام اعلیٰ علیین ہے۔ اوصافِ اسمائے کیانی سے گذر کر متصف باَسمائے کیانی (اسمائے کیانی کی تفصیل جواہرِ خمسہ اور اورادِ غوثیہ میں موجود ہے۔ بسبب طوالت یہاں بیان نہیں کئے جا رہے) سے گزر کر متصف باسمائے الٰہی ہوا۔ اس کی قرار گاہ شہادت ہے۔ اور وجوب سے موصوف ہے۔ جبکہ حقیقتِ انسانی بھی اسی سے منسوب ہے۔ برزخ البرازخ ورب روحی اور رب الارباب یہی ہے۔ خطرہ ء روحانی کو اکثر بزرگوں نے رحمانی بتایا ہے۔ کیونکہ وہ عین اور اس کے عکس میں تمیز نہیں کر سکتے۔ دونوں کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ یہ ہر رنگ میں نمودار ہے۔ اور دونوں عالمین سے مجرد (تنہا۔ اکیلا)۔ لیکن یہاں دو احتمالات ہیں۔ ایک تو یہ کہ! مشائخین نے عارف باللہ ہونے میں کمال حاصل نہ کیا ہو۔ اسی لئے خطرہ روحانی کو رحمانی کہہ دیا۔ جبکہ دوسرا یہ کہ! اوصاف کو نہ پایا۔ اور خود پر قناعت کر بیٹھے۔ جس کی وجہ سے روحانی کو رحمانی بتا دیا۔

☆ **خطرہء رحمانی** : یہ محض ذات کی صورتِ خاص ہے۔ روحِ انسانی جانتی ہے۔ کہ! رب روحی ہے۔ اور انسان کی روح میں جو کچھ مثل نیک یا بد ظاہر ہوتا ہے۔ تو اس کو خطرہ ء روحانی کہتے ہیں۔ جب تجلی روحانی کا ظہور ہوتا ہے۔ اور مشاہدہ و مکاشفہ وحضوری، قبض وبسط، تلوین وتمکین ظاہری و باطنی کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ تو ذوق وشوق بہر حال نمایاں ہو جاتا ہے۔ تو اس حالت میں بے ساختہ زبان سے یہی نکلتا ہے۔ **لا اله الا الله الملک الحق المبین۔ لیس کمثله شيء وهو السميع العليم**۔ رب روحی کا تعلق رب الارباب سے ہے۔ جب تعلقاتِ بشری مکمل طور پر ختم ہو جاتے ہیں۔ تو خطرہ ء روحانی، رحمانی بن جاتا ہے۔ رب الارباب کی مناسبت سے تو اس کو خطرہ ء رحمانی کہتے ہیں۔ سالکِ منزل جب تزکیہ وتصفیہ کے بعد ان مراتب پر فائز ہوتا ہے۔ تو **تخلقوا با خلاق الله** کا عین مظہر بن کر وہ اور بھی حُسن وجمال میں نمودار ہوتا ہے۔ تو چاروں قلوب (مدور۔ عبرت۔ صنوبری اور نیلوفر) ایک ہو جاتے ہیں۔ اور چاروں خطرات (شیطانی۔ نفسانی۔ ملکی اور رحمانی) ایک حقیقت بنتے ہیں۔ اور **قلب المؤ من بين الا صبعين من اصابع الرحمان** اس کی صفت ہوگئی۔ اس موقع پر روا نہیں کہ وہ ایک صفت کے ساتھ منسوب ہو۔ کیونکہ حق تعالیٰ کی ذاتی صفات دو ہیں۔ ایک جلالی اور دوسری جمالی۔ اور یہ دونوں عالمِ باطن سے منسوب ہیں۔

تزکیہ نفس کے بیان میں: (بمطابق واردات و مشاہداتِ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلیؒ)

حضرت خواجہ محبوب عالم توکلیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت امام مجدد الف ثانیؒ کا کہنا ہے۔ کہ! اِن کا سلوک انبیائے کرامؑ کی شاہراہ ہے۔ جس سے کہ وہ **واصل الی الله** ہوئے۔ اور پھر انہوں نے مخلوقِ خدا کو اسی شاہراہ سے اللہ تعالیٰ تک (بھی) پہنچایا۔ حضرت خواجہ محبوب عالم توکلیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت امام مجدد الف ثانیؒ کے اس قول کی تصدیق اکتوبر **1998** کو بطورِ واردات ومشاہدات اس وقت ہوئی۔ جب راقم (حضرت توکلیؒ) نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا۔ کہ! آپ ﷺ کا طریقہء تزکیہ نفس اور سلوک الی اللہ کیا ہے؟ ازراہِ مہربانی میرا تزکیہ اسی طریقہ سے فرمایا جائے۔ اور اسی طریقہ سے وصول الی اللہ (بھی) کرایا جائے۔ کہ جس طریقہ کو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کے لئے استعمال فرمایا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ! **هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم اٰیته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة. وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین**۔ (ترجمہ) وہی تو خدا ہے۔ جس نے اَن پڑھوں میں سے (حضرت محمد ﷺ کو) پیغبر (بنا کر) بھیجا۔ جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے ہیں۔ اور ان کا تزکیہ نفس (بھی) کرتے ہیں۔ اور انہیں (اللہ تعالیٰ کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں۔ اور اس سے پہلے تو یہ لوگ واضح گمراہی میں تھے۔ (القرآن) پھر حضرت توکلیؒ نے آنحضور نبی مکرم ﷺ سے انتہائی عاجزی وانکساری سے عرض کیا۔ کہ! نہایت ادب سے میری (آپ ﷺ سے) گزارش ہے۔ کہ اس آیتِ مبارکہ میں ”یزکیھم“ کا لفظ دلالت کرتا ہے۔ کہ قیامت تک اپنی اُمت کے تزکیہ نفس کے لئے آپ ﷺ ہی کی ذاتِ والا صفات (یقیناً) مامور من اللہ ہے۔ لہذا میری التجاء ہے۔ اگرچہ میرے پیروں نے میرا تزکیہ نفس کیا ہے۔ تاہم چونکہ آپ ﷺ تزکیہ نفس کے لئے براہ راست مامور ہیں۔ لہذا ازراہ مہربانی میرا تزکیہ نفس خود فرمائیے۔ تاکہ مجھے (بھی) معلوم ہو جائے۔ کہ آپ ﷺ کا طریقہ مبارکہ کیا ہے؟ میرا یہ اصرار کافی عرصہ رہا۔ حتی کہ آنحضور ﷺ نے میری درخواست کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا۔ اور میرے مشائخ کو اکٹھا کر کے اِن کے سامنے میرا تزکیہ نفس کرنا شروع فرمایا۔ میرا نفس ایک سانپ کی شکل میں میرے جسم سے باہر آگیا۔ اور وہ مجھ پر تابڑ توڑ حملے کرنے لگا۔ جس سے بچنا (میرے لئے) محال ہوگیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ کلمہ طیبہ پڑھ کر اس (نفس) کے حملے کو روک دو۔ میں مسلسل کلمہ طیبہ پڑھتا تھا۔ اور اس کے حملوں کو روکتا تھا۔ اور

اُسے دور کر دیتا تھا۔ لیکن وہ پلک جھپکنے میں پھر وہ دورا حملہ کر دیتا تھا۔ میرا ایک ماہ اپنے نفس کے ساتھ جنگ کرنے میں گزر گیا۔ (اس دوران) مَیں کھانا پینا بھول گیا۔ ملاقاتیں ختم ہوگئیں۔ میں زندگی سے بیزار ہوگیا۔ یہ نفس مجھے ایک لحظہ بھی چین نہیں لینے دیتا تھا۔ نہ سونے دیتا تھا۔ نہ کھانا کھانے دیتا تھا۔ نہ لیٹنے دیتا تھا۔ پلک جھپکنے میں وہ تابڑ توڑ حملے کرتا تھا۔ **ایک ماہ کے بعد میری ہمت جواب دے گئی۔ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اَب یہ حملہ کرے۔ تو کلمہ طیبہ پڑھ کر اِسے (یعنی اپنے نفس کو) میری طرف اُچھال دو۔** آپ ﷺ میرے کمرے کی مغربی دیوار کے ساتھ اُونچائی پر لگے ہوئے ایک تخت پر تشریف فرما تھے۔ ساتھ ہی حضرت **شیخ عبدالقادر جیلانی**ؒ اپنے تخت پر تشریف فرما تھے۔ میں نے بصد مشکل نفس کو دو تین مرتبہ اوپر اُچھالا۔ حتی کہ تیسری مرتبہ حضرت نبی مکرم ﷺ نے اس کو اپنے دستِ مبارک سے پکڑ لیا۔ اور حضور غوثِ پاکؒ کے حوالے کر دیا۔ جب میں نے نیچے سے دیکھا۔ کہ حضور غوث پاکؒ نے ایک قربان گاہ یعنی ذبیحہ خانہ (**Altar**) پر میرے نفس کے سر کو رکھ کر اسے ایک بڑے نوکے سے کاٹ دیا۔ اس کا سر دوسری جانب جا گرا۔ اور اس کا دھڑ ایک غبارے کی مانند، کہ جس کی ہوا نکل گئی ہو، نیچے آیا۔ اور دور جا کر فضا میں تحلیل ہوگیا۔ میں نے سمجھا۔ کہ میں مَر گیا ہوں۔ موت وحیات کی یہ کشمکش تین دن ورات تک مسلسل رہی۔ پھر میں نے دیکھا۔ کہ میرا ایک اور نفس جو مٹیالے (**Brown**) رنگ کا ہے۔ میرے پاس آ گیا۔ اسے دیکھ کر مجھ پر شدید گریہ طاری ہوگیا۔ اور مجھے تمام کوتاہیاں، گناہ اور لغزشیں یاد آنے لگے۔ اور میں اس نفس کو مخاطب کر کے اس کو اپنے ان گناہوں کا سزاوار ٹھہراتا رہا۔ اور گریہ وزاری کے ساتھ توبہ واستغفار کرتا تھا۔ یہ کیفیت بھی تین دن ورات مسلسل رہی۔ پھر وہ نفس غائب ہوگیا۔ اور ایک آسمانی (**Sky Blue**) رنگ کا نفس میرے سامنے آیا۔ جس کے آنے سے مجھے سکو نملا۔ بے قراری ختم ہوئی۔ وضو کر کے (پہلی مرتبہ) نماز پڑھی۔ یہ عصر کا وقت تھا۔ جب سر سجدے میں رکھا۔ تو تمام اعضائے جسمانی کامل سکون اور اطمینان سے لذت یاب ہوئے۔ اور قربِ ربانی حاصل ہوا۔ اس کے بعد آنخضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **کہ زرد رنگ کا جو تمھارا نفس تھا۔ وہ نفسِ امارہ ہے۔ اسے کاٹنے کے سوا اس کا کوئی اور علاج نہیں۔ کیونکہ گمراہ کرنا اس کی فطرت میں ہے۔ اسے (نفسِ امارہ کو) کاٹنے کی ڈیوٹی، جب سے غوثِ اعظم اس جہاں میں پیدائش کے بعد اپنے منصب پر متمکن ہوئے ہیں۔ ہم نے ان کے سپرد کر دی ہے۔** اس کے بعد مٹیالے رنگ (مٹی جیسے رنگ) کا جو نفس آیا۔ وہ تمھارا نفسِ لوامہ تھا۔ جو نفسِ امارہ کے **48** گھنٹے بعد پیدا ہوا۔ پھر اس کے چلے جانے کے 48 گھنٹے بعد جو نیلگون نفس تمھارے پاس آیا۔ اس سے تمھیں سکون، اطمینانَ کامل اور قربِ ربانی نصیب ہوا۔ وہ تمھارا نفسِ مطمئنہ ہے۔ ازاں بعد کئی مسلمانوں کے نفوس میرے سپرد کیئے گئے۔ اور حکم ہوا۔ کہ! اِن کے نفسِ امارہ کو کاٹو۔ اور انہیں نفسِ لوامہ سے گزار کر نفسِ مطمئنہ تک پہنچاؤ۔ میں آپ ﷺ کے سامنے ان نفوس کو کاٹتا رہا۔ اس پر حضور غوثِ پاکؒ نے مسکرا کر فرمایا۔ ’’ **الشیخ یحی و یمیت** ‘‘ آپؓ کا جو یہ قولِ مبارک اولیاء اللہ میں مشہور ہے۔ کہ! وہ یہی ہے۔ کہ! وہ نفسِ امارہ کو مار دیتے ہیں۔ نفسِ لوامہ کو زندگی دیتے ہیں۔ اور پھر نفسِ مطمئنہ پیدا کرتے ہیں۔ نفسِ امارہ کٹنے کے بعد ختم ہوجاتا ہے۔ اور نفسِ لوامہ ونفسِ مطمئنہ آدمی کے ساتھ رہتے ہیں۔ چھوٹی موٹی غلطیاں ہوتی رہتی ہیں۔ جس کے لئے دن میں (ایک تسبیح یا جتنا زیادہ سے زیادہ ہوسکے) یہ استغفار ” **استغفر اللہ ربی کل ذنب واتوب الیہ واسئالہ التوبۃ** ‘‘ پڑھا جاتا ہے۔ (کیونکہ) یہ نفسِ لوامہ کا علاج ہے۔ اور باقی نفسِ مطمئنہ حاصل ہونے کے بعد عبادات میں اور ظاہری زندگی میں سکون اور اطمینانِ کامل نصیب ہوتا ہے۔ اور اس طرح سے گویا مجھے تزکیہ نفس کے بارے میں حضرت نبی مکرم ﷺ سے اور حضرت غوثِ پاکؒ سے براہ راست تلمذ کا شرف بھی حاصل ہوا۔

پھر حضرت نبی اکرم ﷺ نے مجھے لطائفِ خمسہ عالمِ امر طے کرا کے میرے قالب کا تصفیہ فرمایا۔ تو مجھ پر یہ منکشف ہوا۔ کہ! یہ سارا کچھ تو وہی سلوک ہے۔ جسے حضرت امام مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ نے بیان کیا ہے۔ اس پر آنخضور نبی مکرم ﷺ نے مسکرا کر ارشاد فرمایا۔ کہ! مجدد صاحب کو یہ سلوک ہم ہی نے عطا کیا ہے۔ اور یہ ہمارا اور تمام انبیائے کرامؑ کا سلوک ہے۔

بقول حضرت خواجہ محبوب عالم توکلی! اس سے میرے اندر حضرت امام مجدد الف ثانیؒ کے اس قول کے بارے میں عین الیقین اور حق الیقین پیدا ہوا۔ کہ آپؒ کا طریقہ ءمبارکہ ہی انبیائے کرامؑ کا اور صحابہ ءکرامؓ کا طریق ہے۔ اور مجھ پر اپنے مشائخینِ طریقت کی فضیلت اور ان کی کرامت واضح اور بین ہوگئی۔ چنانچہ میں اللہ تعالیٰ اور اور حبیب رسول ﷺ کے حضور سراپا تشکر اور اطمینان بن گیا۔ (بقولِ شاعر)

خِرد مند باشد طلب گارِ علم کہ گرم اَست پیوستہ بازارِ علم
کسے را شد دَر اَزل بخت یار طلب کردن علم کرد اختیار

علم کا طلبگار عقلمند ہوتا ہے۔ اس لئے کہ علم کا بازار ہمیشہ گرم رہتا ہے۔ جس کا نصیب ازل سے اس کا مددگار رہوا۔ اس نے علم کا طلب کرنا ہی اختیار کیا۔

سلسلہء عالیہ قادریہ کے مریدین و معتقدین کے لئے مفید چارٹ

کتاب ''تذکرہ قادریہ'' ازحضرت پیر سید طاہر علاؤ الدین بغدادی گیلانیؒ میں فرماتے ہیں۔ کہ! **بسم الله الر حمٰن الر حیم ۔ الحمد لله رب العا لمین. و الصلوٰ ة و السلام علیٰ خیر خلقه محمد و اله و اصحا به ا جمعین** ۔ اما بعد! اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔ **و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون** ۔ (اور مَیں نے انسانوں اور جنوں کو اپنے عبادت کے لئے پیدا کیا) تا کہ وہ مجھے پہچانیں۔ اور میری ہی طرف مشغول ہوں۔ (یاد رہے۔ کہ) سلسلہ عالیہ **قادریہ** میں عدد مقامات، صفات النفوس، سیر المقامات، عوالم المقامات ، مواضع الذکر، حالات المقامات واردات المقامات، انوار المقامات اسماء الاصول اور اسماء الفروع کا نقشہ ذیل میں دیا جا رہا ہے۔ ذیل میں دیا گیا ٹیبل (جدول) سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب **سر الاسرار فیمایحتاج الابرار** ۔ **مجموعہ وظائف چشتیہ مہریہ** اور فقیر نور محمد سروری قادری کی کتاب ''عرفان'' اور دیگر کچھ عربی و فارسی قلمی نسخوں کی مدد سے منقول و ماخوذ ہے۔ یہاں پر اس کا مکمل و جامع جدول دیا جاتا ہے۔ تا کہ سالکین و طابین کی تشنگی دور ہو سکے۔ تا کہ دیگر سلاسل بالخصوص سلسلہ قادریہ کے معتقدین و مریدین بھی مستفید و مستفیض ہو سکیں۔

عدد مقامات	اول	دوئم	سوئم	چہارم	پنجم	ششم	ہفتم	نتائج یا مقامِ ہشتم
صفات النفوس	ا ما ر ة	لو ا مة	ملهمة	مطمئنة	ر ا ضية	مر ضية	كا ملة	نفسِ مؤ من
کیفیات	کنجوسی۔ بخل	مکر	سخاوت	بخشش	کرامات	حسنِ خلق	گوشہ نشینی	مقامِ رضا۔ مقامِ عبدیت
سیر المقامات	سیر الی اللہ	سیر للہ	سیر علی اللہ	سیر مع اللہ	سیر فی اللہ	سیر عن اللہ	سیر باللہ	سیر فنا فی اللہ و بقا باللہ
عوالم المقامات (پیر سید طاہر علاؤ الدین گیلانیؒ)	ناسوت	ملکوت	جبروت	لاھوت	عماخ	ارواح	استغراق	جذبِ عقل
عوالم المقامات (فقیر نور محمد سروری قادریؒ)	ناسوت	ملکوت	جبروت	لاہوت	یاہوت	یوہوت	ہَویت	x
مواضع الذکر (پیر سید طاہر علاؤ الدین گیلانیؒ)	صدر	عقل	قلب	روح	سر	سر السر	خفی	اِخفیٰ
اسمائے لطائف (فقیر نور محمد سروری قادریؒ)	نفس	قلب	روح	سر	خفی	اِخفیٰ	اَ نَا	سلطانُ الاذکار (شاید)
حالات المقامات (پیر سید طاہر علاؤ الدین گیلانیؒ)	ر یا ضة	تمییز	محبة	عشق	و صل	غنا ء	جذ ب	تصر ف
حالات المقامات (فقیر نور محمد سروری قادریؒ)	میل	محبت	عشق	وصل	فناء	حیرت	بقاء	x
واردات المقامات (پیر سید طاہر علاؤ الدین گیلانیؒ)	شریعت	طریقت	معرفت	حقیقت	تمیز بالجذب	تمکین بالتلوین	وحی	خطاب بالجمع
واردات المقامات (فقیر نور محمد سروری قادریؒ)	شریعت	طریقت	معرفت	حقیقت	مقامِ منتہیٰ	بازِ شریعت	مقامِ جمع الجمع	x
انوار المقامات (پیر سید طاہر علاؤ الدین گیلانیؒ)	نور ارزق	نور احمر	نور اخضر	نور ابیض	نور اصغر	نور اسود	نور وردی	نور لیس لہ نور
انوار المقامات (فقیر نور محمد سروری قادریؒ)	نیلا	زرد	سرخ	سفید	سبز	بنفشی	بے رنگ	x
اسماء الاصول (پیر سید طاہر علاؤ الدین گیلانیؒ)	لا الہ الا اللہ	یاا لله	یاهو	یاحی	یاواحد	یاعزیز	یاودود	جر ب الا سم
تعداد اسماء اصول (پیر سید طاہر علاؤ الدین گیلانی	100000	78084	44636	20092	93420	74644	20010	x
تعداد اسماء اصول (بمطابق بعضے کتب)	لا الہ الا اللہ	**یاا لله**	**یاهو**	**یاحق**	**یا حی**	**یا قیوم**	یا قہار۔ یا صمد	x
تعداد اسمائے اصول (پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ) ہر ایک کی تعداد ایک ایک لاکھ مرتبہ۔	لا الہ الا اللہ 100000	**یاا لله** 100000	**یاحی** 100000	**یاواحد** 100000	**یاعزیز** 100000	**و ها ب** 1000000	**و دود** 100000	x
اسمائے قادریہ (فقیر نور محمد سروری قادریؒ)	کلمہ طیبہ	لا الہ الا اللہ	**یا الله**	یا حی یا قیوم	**یا و احد**	**یا احد**	**یا هو**	x
اسماء الفروع	و ها ب	فتا ح	و ا حد	ا حد	صمد	علی	عظیم	ا سمِ الا عظم
تعداد اسمائے فروع	100000	100000	100000	100000	100000	100000	100000	x
اسمِ تصور (فقیر نور محمد سروری قادریؒ)	**الله**	**لله**	**له**	**هو**	**محمد ؑ**	**فقر**	**الله.محمد**	x

دیئے گئے معلوماتی نقشے کی تفصیلات سالکین اپنے اپنے سلسلہ کے بزرگوں سے دریافت فرمائیں۔ تاکہ ہر قسم کی تشنگی دور ہو سکے۔ اور طالب صادق تمام قسموں کے روحانی مقامات کو آسانی طے کر سکے۔ اور اس معلوماتی نقشے سے تمامی اقسام کی اصطلاحات بھی معلوم کی جاسکتی ہیں۔ مزید رہنمائی ہمارے مرشدومربیؒ کی اولاد وخلفاء سے بھی معلوم کی جاسکتی ہے۔

مختلف بزرگوں نے اپنے سلاسل اور مکاشفات کے مطابق ان لطائف اور نفسوں کے مقامات، رنگ اور کیفیات کو بیان کیا ہے۔ ان کی کچھ تفصیل ہمارے پیر و مرشدؒ کی کتاب جواہرالاولیاء اور سید غوث علی شاہ پانی پتیؒ کے ملفوظات (بنام سید غوث علی شاہ صاحبؒ کے ملفوظات) بنامِ تعلیم غوثیہ اور تذکرہ غوثیہ میں ملاحظہ فرمائیں یا پھر ہر کوئی اپنے شیخ طریقت سے ان کے اسباق لے سکتا ہے۔

نہ ملا زُہد کچھ بھی ہمیں نخوت کے سوا
شغل بے کار ہیں سب تیری محبت کے سوا

یاد رہے۔ کہ! اسی ضمن میں یہ ناچیز (عبدالرؤف بلوچ) قارئینِ کتاب ہٰذا کی خدمت میں عرض گزار ہے۔ کہ! اسمائے فروع کے کچھ اسماء میں اختلاف ہے۔ جو کہ آگے بیان کیا جائے گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

اَب یہاں پر سلسلہ قادریہ کے حضرات ذی اکرام کے لئے اس جدول کی مختصر مگر جامع تشریح و تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

☆ اسمِ اول: **لا الہ الا اللہ۔**

اسمِ اول کے ذکر کے وقت نفس کی حالت: نفسِ امارہ۔ (**ان النفس لا مارة با لسوٓء** ۔یقیناً نفسِ امارہ (تو) انسان کو برائی سکھاتا رہتا ہے۔ سورہ یوسف۔ آیت نمبر 53)

نفسِ امارہ کی صفات: کنجوسی۔ بخل۔ کبر۔ نشہ۔ شہوت۔ حسد۔ غفلت۔ غیبت (لیکن سالک ان خامیوں کو قطعاً خاطر میں نہ لائے۔ بلکہ اِن منفی کیفیات کے وقت ذکر کو زیادہ کر دینا چاہیئے۔ اگر ہو سکے۔ تو اسی ذکر کو بوقتِ وساوس نفی اثبات یا دو یا چہار ضربی ذکر کے طرز پر کرے)

اسمِ اول کے ذکر سے سیر کا حاصل مقام: **سَیر الا اللہ تعالیٰ۔**
اسمِ اول کے ذکر سے عالم کا مقام: ناسوت۔
اسمِ اول کے ذکر کا موضع الذکر: صدر (سینہ)۔
اسمِ اول کے ذکر کا حالِ مقام: ریاضت۔
اسمِ اول کے ذکر کا وارِدِمقام: شریعت۔
اسمِ اول کے ذکر کے نور کا رنگ: ارزق۔
اسمِ اول کے ذکر کے وقت اسمِ تصور وتخیل: **اللہ۔**
اسمِ اول کے ذکر کی تعداد: **ایک لاکھ** (دورانِ ذکر ہر سینکڑہ یا پانصد کے بعد ایک مرتبہ توجہ اسم بھی ضروری ہے)

☆ اسمِ دوئم: **یا اللہ۔**

اسمِ دوئم کے ذکر کے وقت نفس کی حالت: نفسِ لوامہ۔ (**و لا اقسم بالنفس اللوا مة** ۔اور قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی۔ سورہ قیامۃ۔ آیت نمبر 02)

نفس لوامہ کی صفات: لوم۔ فکر۔ قبض۔ عجب۔ اعتراض (لیکن سالک ان خامیوں کو بھی قطعاً خاطر میں نہ لائے۔ بلکہ اِن منفی کیفیات کے وقت ذکر کو زیادہ کر دینا چاہیئے)

اسمِ دوئم کے ذکر سے سیر کا حاصل مقام: **سَیر للہ تعالیٰ۔**
اسمِ دوئم کے ذکر سے عالم کا مقام: ملکوت۔
اسمِ دوئم کے ذکر کا موضع الذکر: عقل۔
اسمِ دوئم کے ذکر کا حالِ مقام: تمیز۔
اسمِ دوئم کے ذکر کا وارِدِمقام: طریقت۔
اسمِ دوئم کے ذکر کے نور کا رنگ: احمر۔
اسمِ دوئم کے ذکر کے وقت اسمِ تصور وتخیل: **للہ۔**

اسمِ دوئم کے ذکر کی تعداد: اٹھہتر ہزار چوراسی (دورانِ ذکر ہر سینکڑہ یا پانصد کے بعد ایک مرتبہ توجہ اسم بھی ضروری ہے)

☆ اسمِ سوئم: **یا ھو۔**

اسمِ سوئم کے ذکر کے وقت نفس کی حالت: نفسِ ملہمہ۔ (**فا لھمھا فجورھا و تقوٰھا**۔ سورہ شمس۔ آیت نمبر **08**)

نفسِ ملہمہ کی صفات: سخاوت۔ قناعت۔ علم۔ تواضع۔ توبہ۔ صبر۔ تحمل (لیکن سالک ان خوبیوں کو قطعاً خاطر میں نہ لائے۔ بلکہ اِن مثبت کیفیات کے وقت ذکر کو زیادہ کر دینا چاہیئے۔ اور ہر ہر لحہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیئے)

اسمِ سوئم کے ذکر سے سیر کا حاصل مقام: **سَیرعلی اللہ تعالیٰ۔**

اسمِ سوئم کے ذکر سے عالم کا مقام: جبروت۔ (فقیر نور محمد سروری قادریؒ اس مقام کو حقیقتِ محمدی ﷺ سے موسوم کرتے ہیں)

اسمِ سوئم کے ذکر کا موضع الذکر: قلب۔

اسمِ سوئم کے ذکر کا حالِ مقام: محبت۔

اسمِ سوئم کے ذکر کا وارِدِ مقام: معرفت۔

اسمِ سوئم کے ذکر کے نور کا رنگ: اخضر۔

اسمِ سوئم کے ذکر کے وقت اسمِ تصور و تخیل: **لہ۔**

اسمِ سوئم کے ذکر کی تعداد: چوالیس چھ سو چھتیس (دورانِ ذکر ہر سینکڑہ یا پانصد کے بعد ایک مرتبہ توجہ اسم بھی ضروری ہے)

☆ اسمِ چہارم: **یا حی۔**

اسمِ چہارم کے ذکر کے وقت نفس کی حالت: نفسِ مطمئنہ۔ (**یا یتھا النفس المطمئنۃ**۔ سورہ فجر۔ آیت نمبر **27**)

نفسِ مطمئنہ کی صفات: جود۔ توکل۔ حلم۔ عبادت۔ شکر۔ راضی بالرضا (لیکن سالک ان خامیوں کو قطعاً خاطر میں نہ لائے۔ بلکہ اِن منفی کیفیات کے وقت ذکر کو زیادہ کر دینا چاہیئے۔ اگر ہو سکے۔ تو اسی ذکر کو بوقتِ وساوس نفی اثبات یا دو یا چہار ضربی ذکر کے طرز پر کرے)

اسمِ چہارم کے ذکر سے سیر کا حاصل مقام: **سَیرمع ا للہ تعالیٰ۔**

اسمِ چہارم کے ذکر سے عالم کا مقام: لاہوت۔

اسمِ چہارم کے ذکر کا موضع الذکر: روح۔

اسمِ چہارم کے ذکر کا حالِ مقام: عشق۔

اسمِ چہارم کے ذکر کا وارِدِ مقام: حقیقت۔

اسمِ چہارم کے ذکر کے نور کا رنگ: ابیض۔

اسمِ چہارم کے ذکر کے وقت اسمِ تصور و تخیل: **ھو۔**

اسمِ چہارم کے ذکر کی تعداد: بیس ہزار بیانوے (دورانِ ذکر ہر سینکڑہ یا پانصد کے بعد ایک مرتبہ توجہ اسم بھی ضروری ہے)

☆ اسمِ پنجم: **یا واحد۔**

اسمِ پنجم کے ذکر کے وقت نفس کی حالت: نفسِ راضیہ۔ (**ارجعی الٰی ربک راضیۃ** ۔ اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل۔ تو اِس سے راضی ہو۔ سورہ فجر۔ آیت نمبر **28**)

نفسِ راضیہ کی صفات: زُہد۔ اخلاص۔ ورع۔ وفا۔ ترک مالا یعینہ (لیکن سالک ان خوبیوں کو قطعاً خاطر میں نہ لائے۔ بلکہ اِن مثبت کیفیات کے وقت ذکر کو زیادہ کر دینا چاہیئے۔ اور ہر ہر لحہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیئے)

اسمِ پنجم کے ذکر سے سیر کا حاصل مقام: **سَیرفی اللہ تعالیٰ ۔**

اسمِ پنجم کے ذکر سے عالم کا مقام: یاہوت۔

اسمِ پنجم کے ذکر کا موضع الذکر: سِرّ (راز)۔

اسمِ پنجم کے ذکر کا حالِ مقام: وصل۔

اسمِ پنجم کے ذکر کا وارِدِ مقام: تمیز بالجذب۔

اسمِ پنجم کے ذکر کے نور کا رنگ: اصفر۔

اسمِ پنجم کے ذکر کے وقت اسمِ تصور و تخیل: **محمد** (ﷺ)۔

اسمِ پنجم کے ذکر کی تعداد: ترانوے ہزار چار سو بیس (دورانِ ذکر ہر سینکڑہ یا پانصد کے بعد ایک مرتبہ توجہ اسم بھی ضروری ہے)

☆ اسمِ ششم: **یا عزیز۔**

اسمِ ششم کے ذکر کے وقت نفس کی حالت: نفسِ مرضیہ۔(**ارجعی الٰی ربک راضیة مر ضیة**۔اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل۔تو ان سے راضی ہو۔اور وہ تجھ سے راضی ہو۔سورہ فجر۔آیت نمبر 28)

نفسِ مرضیہ کی صفات: حسنِ خلق۔ترک ماسوی اللہ۔اللطف بالخلق۔تقرب الی اللہ۔تفکر۔رضائے کاملہ (لیکن سالک ان خوبیوں کو قطعاً خاطر میں نہ لائے۔ بلکہ اِن مثبت کیفیات کے وقت ذکر کو زیادہ کر دینا چاہیئے۔اور ہر ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیئے)

اسمِ ششم کے ذکر سے سیر کا حاصل مقام: **سَیرعن اللہ تعالیٰ۔**

اسمِ ششم کے ذکر سے عالم کا مقام: یاہوت۔

اسمِ ششم کے ذکر کا موضع الذکر: سرالسر۔

اسمِ ششم کے ذکر کا حالِ مقام: غناء۔

اسمِ ششم کے ذکر کا وارِدِ مقام: تمکین بالتلوین۔

اسمِ ششم کے ذکر کے نور کا رنگ: اسود۔

اسمِ ششم کے ذکر کے وقت اسمِ تصور و تخیل: **فقر۔**

اسمِ ششم کے ذکر کی تعداد: چوہتر ہزار چھ سو چوالیس (دورانِ ذکر ہر سینکڑہ یا پانصد کے بعد ایک مرتبہ توجہ اسم بھی ضروری ہے)

☆ اسمِ ہفتم: **یا ودود۔**

اسمِ ہفتم کے ذکر کے وقت نفس کی حالت: نفسِ کاملہ یا نفسِ عبدیہ۔(**لفا د خلی فی عبا د ی**۔پس! ہمارے خاص بندوں میں شامل ہو جا۔سورہ والفجر۔آیت نمبر 29)

نفسِ کاملہ کی صفات: نفسِ ملہمہ سے نفسِ مرضیہ تک کی جملہ صفات (لیکن سالک ان خوبیوں کو قطعاً خاطر میں نہ لائے۔ بلکہ اِن مثبت کیفیات کے وقت ذکر کو زیادہ کر دینا چاہیئے۔اور ہر ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیئے)

اسمِ ہفتم کے ذکر سے سیر کا حاصل مقام: **سَیربالله تعالیٰ۔**

اسمِ ہفتم کے ذکر سے عالم کا مقام: ہویت۔

اسمِ ہفتم کے ذکر کا موضع الذکر: خفی۔

اسمِ ہفتم کے ذکر کا حالِ مقام: جذب۔

اسمِ ہفتم کے ذکر کا وارِدِ مقام: وحی (الہام والقاء)۔

اسمِ ہفتم کے ذکر کے نور کا رنگ: وردی۔

اسمِ ہفتم کے ذکر کے وقت اسمِ تصور و تخیل: **اللہ۔محمد** (بہتر تو یہ ہے۔کہ مُہرِ نبوت ﷺ کو تصور کیا جائے)

اسمِ ہفتم کے ذکر کی تعداد: بیس ہزار دس (مگر ہر سینکڑہ یا پانصد کے بعد ایک مرتبہ توجہ اسم پڑھنا بھی ضروری ہے)

لیکن میرے خیال کے مطابق اسمائے اصول اور اسمائے فروع کی تعداد ایک۔ایک لاکھ مقرر و معین کی جائے۔(جیسا کہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی ؒ اور دیگر قلمی نسخوں میں ہے)اور ہر ہر اسمِ اصول کو سینکڑہ یا پانچ سو مرتبہ کے بعد اس کی متعلقہ توجہ کو کم اِز کم تین یا دس مرتبہ لازمی پڑھا جائے۔(اسمائے اصول کی تمام تر توجہات پچھلے باب میں دی گئی ہیں) اور اسی طرح سے ہر ایک اسمِ اُصول کو کم اَز کم دس یا زیادہ سے زیادہ چالیس یا پچاس ایام میں ختم کیا جائے۔جبکہ اسمِ فروع کے ہر ایک اسم مبارک کو کم اَز کم دس اور زیادہ سے زیادہ بیس ایام میں ختم کیا جائے۔

یاد رہے کہ! سلسلہ عالیہ قادریہ میں اسمائے اصول و اسمائے فروع نصاب کی حیثیت کے حامل ہیں۔جو کہ سالکِ مبتدی کو عارف وقت ولی کامل اکمل کے درجہ و مقام تک پہنچا دیتے ہیں۔ بشرطِ کہ سلسلہ قادریہ کے کامل پیر و مرشد و مربی سے اجازت حاصل کر کے اِن اسماء کو معہ توجہات پڑھتے ہوئے

مقامات ومدارج کو طے کیا جائے۔ اور دورانِ خواندن اسمائے اُصول وفروع ، تمام حالات وکیفیات کو اپنے مرشد ومربی کو مطلع کیا جائے۔

ذکرِ جہری و خفی کے بیان میں: (بمطابق اورادِ غوثیہ مصنفہ حضرت شاہ محمد گوالیاریؒ)

جس وقت سالک چاروں نفسوں اور خطرات سے عہدہ برآ ہو جائے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ! ذکرِ جہر میں مشغول رہے۔ تاکہ اُسے صفائی باطن حاصل ہو سکے۔ چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔ کہ! **لکل شیء مصقلة و مصقلة القلب ذکر الله تعالیٰ** ۔ (یعنی) اس حد تک ذکر کی کثرت کرے۔ کہ مردہ دل زندہ ہو جائے۔ اور حق تعالیٰ سے موانست پیدا ہو جائے۔ اس بارے میں ایک حدیثِ قدسی بھی وارد ہے۔ کہ! **انا عند ظن عبدی وانا معه اذا ذکرنی فاذا ذکرنی فی نفسهٖ ذکرت فی نفسی وان ذکرنی ملاء ذکرته فی ملاء خیر منه** ۔ (یعنی) میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ساتھ ہوں۔ اور میں اس کے ساتھ ہوں۔ جب وہ مجھے یاد کرے۔ پس اگر وہ مجھے تنہائی میں (یاد) کر۔ تو میں بھی اُسے تنہائی میں (یاد) کروں۔ اور وہ جب مجھے مجمع میں یاد کرے۔ تو مَیں اُسے اس سے بہتر مجمع میں یاد کروں۔ (لہذا) معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ! وجودِ انسانی میں عجیب سر وسیر ہے اور نادر گمان بھی۔ (بقولِ شاعر)

تو یقینی و جہاں جملہ گماں من بر یقین
مدتے شد کہ یقیں رازِ گماں می بینم

کیونکہ! نیست ہست نہیں ہوتا۔ جبکہ ہست نیست نہیں ہوتا۔ یہاں اُسے صِرف جاننا اور پانا ہے۔ تُو جس طرح اُسے (یعنی اللہ تعالیٰ کو) یاد کرے گا۔ اُسی طرح سے اُسے پائے گا۔ (**یہ بات ہمیشہ ذہن نشیں رہنی چاہیئے۔ کہ!**) ذِکرِ جہر سے لذتِ ظہور پیدا ہوگی۔ جبکہ ذِکرِ خفی سے حقیقت تک رسائی ہوگی۔ محبت کے لئے بے قراری ضروری ہے۔ اور معشوق کے ساتھ ہر لحظہ دَم سازی۔ ظاہر میں محبت اتنا پریشان کرتی ہے۔ کہ کوئی چیز اس کے باطن میں ذاکر اس قدر مستغرق ہو جاتا ہے۔ کہ اس کا ظاہر باطن ہو جاتا ہے۔ واضح ہو کہ باطنی ربط، ظاہرہ آشفتگی حب دلخواہ پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمان رحمانی ہے۔ کہ! **فاذکرونی اذکر کم** ۔ اس معنیٰ کی تائید میں ہے۔ ایسا کون بدنصیب وشقی ہی ہوسکتا ہے۔ کہ! جو نقد سودے (اور منافع) کو چھوڑ دے۔ عجب راز ہے۔ کہ! سر ربوبیت ذکر الوہیت کا مبادلہ ہو جاتا ہے۔ اور بندہ کی طرف اس کے ذکر کے باعث حق تعالیٰ متوجہ ہو جاتا ہے۔ زہے سعادتِ انسان کہ! جب وہ بکمالِ نیستی حق کو یاد کرتا ہے۔ تو وہ بکمال ہستی سے بھی یاد فرماتا ہے۔ اور پھر انعامی وہنگامی طور پر اسے مقبولِ بارگاہ اور مرجع ءخلائق بنا دیتا ہے۔ اور یہ محض اس کا کرم ہے۔ واضح ہو۔ کہ! یہ غفلت کا وقت نہیں ہے۔ بلکہ یہ **فکشفنا عنک غطائک** چشمِ بصارت سے غیر کا پردہ دور کر دے۔ اور کسبِ ریاضت دائمًا اختیار کر لے۔ اور ذِکر وفکر کو پیشِ نظر رکھے۔ تاکہ تکلفاتِ ظاہری سے آزاد ہو کر نامِ خدا کا ایسا عاشق وشیدائی بن جائے۔ کہ جب سنے بے قرار ہو جائے۔ اور ہمیشہ افضل ذکر (یعنی **لا الہ الا اللہ**) میں مشغول ومصروف رہے۔ (بقولِ شاعر)

مَیں نے توڑ دی تسبیح اس لئے کہ!
کیا گن کے نام لوں اُس خدا کا جو بے حساب دیتا ہے

حضرت مولا علیؓ نے آنحضور نبی مکرم ﷺ سے عرض کی۔ کہ! یارسول اللہ ﷺ! مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا قریب ترین راستہ بتائیے۔ جو اس کے بندوں کے لئے زیادہ سہل ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ فضیلت والا ہو۔ پس حضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ اے علیؓ! ہمیشہ خلوت میں اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کو پابندی سے لازم جانو۔ تو حضرت علی المرتضیٰؓ نے کہا۔ یہی فضیلتِ ذِکر تمام ذِکر کرنے والے لوگوں کی ہے۔ پس حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ اے علیؓ! (تمام) روئے زمین پر جب تک کوئی ’’اللہ اللہ‘‘ کہنے والا باقی رہے گا۔ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی۔ پس آپؓ نے کہا۔ یارسول اللہ ﷺ! مَیں کِس طرح (اللہ تعالیٰ کا) ذِکر کروں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا۔ آنکھیں بند کرو۔ اور مجھ سے سنو۔ ’’**لا الہ الا اللہ**‘‘ تین مرتبہ (آنحضرت ﷺ نے فرمایا) اور حضرت علی المرتضیٰؓ سن رہے تھے۔ پھر حضرت علیؓ نے (بھی) تین مرتبہ ’’**لا اله الا الله**‘‘ کہا۔ اور آنحضرت نبی مکرم ﷺ سن رہے تھے۔

تمام نفسوں کے بیان میں:

اسی ضمن میں کتاب ’’تذکرہ قادریہ‘‘ از حضرت پیر سید طاہر علاؤالدین بغدادی گیلانیؒ میں فرماتے ہیں۔ کہ!

اسمائے اصول وفروع بتقریب الی اللہ تعالیٰ تعداد میں 13 ہیں۔ چنانچہ اسمائے اصول سات اور اسمائے فروع کچھ (یعنی وہ بھی سات ہیں۔ لیکن اسمائے اصول وفروع میں اسم ’’**واحد**‘‘ مشترک ہے) پس سات اسمائے اصول جو ہیں۔ وہ ساتوں نفسوں کے لئے ہیں۔ اور ہر ایک نفس کا علیٰحدہ علیٰحدہ نام ہے۔ پس ہر اسم کے لئے تعداد مقرر ہے۔ اور توجہ کی ضرورت ہے۔ ہر ایک نفس کے لئے پڑھے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہر نفس کے متعلق سَیر ہے۔ عالم ہے۔ محل ہے۔ ورود ہے۔ نور ہے۔ اور ذکر ہے (جیسا کہ! آگے آنے والے جدول اور مختصر مگر جامع

شرح وتفصیل میں بیان کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ العظیم)

جاننا چاہیئے ۔ کہ! قالبِ انسانی میں سات نفس ہیں ۔ اور ہر نفس اپنی (اچھی اور بُری) صفت سے متصف ہے ۔ اور ان میں سے ہر ایک کا نام بھی علیٰحدہ علیٰحدہ ہے ۔ اور ہر ایک کام بھی بلحاظِ صفت جدا جدا۔ چنانچہ ان سے نجات حاصل ہونے کا واحد ذریعہ خلوت (چلہ کشی) ہی ہے ۔ اسی کتاب ''**تذکرہ قادریہ**'' ازحضرت پیر سید طاہر علاؤالدین بغدادی گیلانیؒ میں آگے چل کر فرماتے ہیں ۔ کہ! پس اِن اسمائے اصول وفروع کا ورد کرنے سے پہلے سالک کو لازم ہے ۔ کہ! (اِن اسماء کو ورد کرنے سے پہلے) اپنے مرشد سے اذن حاصل کرے ۔ تفاوتِ الفاظی کو رفع کر کے حقیقی اسم کا سبق دے کر اجازتِ ورد دے دے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) ورد (شروع) کرنے سے پہلے یہ درود شریف کہ آنحضور نبی مکرم ﷺ کی طرف منسوب ہے ۔ کو پڑھے ۔ **بسم اللہ الر حمٰن الر حیم. اللھم صل علٰی سیدنا محمد ن النور الذا تی السا ری سرہ فی جمیع ا ثار السمآء واصفات و علٰی ا لہ و اصحا بہ عدد ما فی علمک مضا عفا بدوام ملک وامد یتک** ۔ (یاد رہے ۔ کہ!) اس درود شریف کا ایک مرتبہ پڑھنا ثواب کے لحاظ سے ہزار درودوں کے پڑھنے کے برابر ہے ۔ اس کے متعلق بزرگان اور اہلِ کشف نے یہ بھی فرمایا ہے ۔ کہ! تمام دینی ودنیاوی مقاصد برآری کے لئے پڑھنا مجرب ہے ۔ **و با للہ التو فیق** ۔

☆ پس اسم اول (**لا الہ الا اللہ**) برائے نفسِ امارہ ہے ۔ جو کہ سب سے زیادہ گناہوں کی طرف مائل کرنے والا ، نہایت سختی سے دنیاوی لذتوں کی طرف کھینچ کر لے جانے والا اور بدکاریوں وفواحشات کی طرف راغب کرنے والا ہے ۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ (قرآنِ حکیم میں) ارشاد فرماتے ہیں ۔ **ان النفس لا مارۃ بالسوٓء** ۔ سورہ یوسف ۔ آیت نمبر **53** ۔ (بے شک نفس برائی سکھانے والا ہے)

☆ اسمِ اول (**لا الہ الا اللہ**) نفسِ امارہ کے لئے ہے ۔ سَیر (اور رفتار) اس کی **الی اللہ** یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف ۔ اور جہاں اس کا یہ جہاں (یعنی عالمِ ناسوت) اور جائے رہائش (محل) اس کا سینہ (صدر) اور حال اس کا توجہ وخواہش منجانبِ خدا ۔ اور وارد (یعنی آنا اور راہ بتلانا) اس کا شریعت ہے ۔ اور نور اس کا مائل سیاہی (کبود) ہے ۔

نفسِ امارہ : کتاب ''**تذکرہ قادریہ**'' ازحضرت پیر سید طاہر علاؤالدین بغدادی گیلانیؒ میں فرماتے ہیں ۔ کہ!

اس کی صفتیں کنجوسی ۔ بخیلی ۔ حرص وانا۔ بیوقوفی ۔ بدی ۔ کینہ اور غضب وغصہ ہے ۔ (اسی کتاب میں حضرتؒ فرماتے ہیں ۔ کہ! نفس امارہ ، جو کہ نہایت سرکش ۔ نافرمان ۔ ناتابع ۔ اور گناہوں ، فواحشات ، بدکاریوں کی طرف سخت مائل کرنے والا ہے) اِن (تمام) صفات (خاصیاتِ منفیہ) سے نجات حاصل کرنا اسمِ اول سے ہی ممکن ہے ۔ اور وہ اسم **لا الہ الا اللہ** ہے ۔ اس کے ورد کی تعداد ستر ہزار (یا ایک لاکھ) مرتبہ ہے ۔ چنانچہ بعد (حصولِ) طہارت ووضو دو رکعت نمازِ نفل اس طرح پڑھے ۔ کہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور بعد اس کے جو سورہ کہ چاہے پڑھے ۔ پس سلام پھیرنے کے بعد یہ کلمات پڑھے ۔ **بسم اللہ الر حمٰن الر حیم. اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَشْتَرِیْ مِنْکَ نَفْسِی اْلاَمَّارَۃُ بھذہ السبعین الفا مرۃ** ۔ (اے اللہ تعالیٰ! میں تجھ سے اپنے نفسِ امارہ کو ان ستر ہزار مرتبہ اسم (کے وِرد) کے عوض خریدتا ہوں) پھر فرمانِ مرشد کے مطابق روزانہ ورد کرے ۔ پھر بمطابق طریقہ اسمِ اول میعاد معینہ تک ختم کر کے اگلا اسم شروع کر دے ۔

☆ اسم دوئم (**اللہ**) برائے نفسِ لوامہ : نفسِ لوامہ وہ نفس ہے ۔ کہ! جو نورِ دل کی ہدایت کے باعث گناہوں کے وقوع پذیر ہونے پر اپنے آپ کو سخت ملامت کرتا رہتا ہے ۔ اور یہ نفس صلحاء اور اولیاءِ کو حاصل ہے ۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے اس (**نفس**) کی قَسم اُٹھائی ہے ۔ **لا اقسم بالنفس اللوامۃ** ۔ سورہ قیامۃ ۔ آیت نمبر **02** (اور نہیں میں قَسم کھاتا دل کی اپنے اوپر ملامت کرنے والے)

یہ اسم (**اللہ**) نفسِ لوامہ کے لئے ہے ۔ سَیر (اور رفتار) اس کی **للہ** یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے ۔ اور عالَم اس کا برزخ (ملکوت) ہے ۔ یعنی میانہ یا بمعنی وہ زمانہ کہ مرنے کے وقت سے لے کر قیامت تک ہے ۔ جائے رہائش (محل) اس کا دل (قلب) ہے ۔ جو (سینہ کے) بائیں جانب والے پستان کے نیچے بقدر چار یا دو انگل کے ہے ۔ اور حال اس کا محبت ہے ۔ اور وارد یعنی آنا اور راہ بتلانا اس کا طریقت ہے ۔ اور نور اس کا زرد ہے ۔

نفسِ لوامہ : کتاب ''**تذکرہ قادریہ**'' ازحضرت پیر سید طاہر علاؤالدین بغدادی گیلانیؒ میں فرماتے ہیں ۔ کہ!

اس (نفس) کی صفتیں مکر ۔ ہوا ۔ خود بینی ۔ اور خواہشاتِ نفسانی ہیں ۔ اور ان (تمام) سے رہائی پانا اس اسم کے ورد سے ممکن ہے ۔ اور وہ اسم **اللہ** ہے ۔ اور اس کا ورد ساٹھ ہزار (یا ایک لاکھ) مرتبہ ہے ۔ پس اس (اسم) کے ورد کرنے سے قبل پہلے کی طرح دو رکعت نماز گزارے اور کہے ۔ **بسم اللہ الر حمٰن الر حیم. اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَشْتَرِیْ مِنْکَ نَفْسِیُ اللوا مۃ بھذہ الستین الفا مرۃ** ۔ (اے اللہ تعالیٰ! میں تجھ سے اپنے نفسِ لوامہ کو ساٹھ ہزار مرتبہ اسم (کے وِرد) کے عوض خریدتا ہوں) پھر بمطابق طریقہ اسمِ اول میعاد معینہ تک ختم کر کے اگلا اسم شروع کر دے ۔

☆ اسم سوئم (**ھو**) برائے نفسِ ملہمہ : نفسِ ملہمہ وہ نفس ہے ۔ کہ! جو اَز قسم نیکی کے خیالات دل میں ڈالتا ہے ۔ اور خواب میں ظاہر

کرتا ہے۔ (اولیاءاللہ کا یہ بھی وطیرہ رہا ہے۔ کہ! وہ اپنے مریدین کی اصلاح عالمِ رویاء میں آ کر کرتے ہیں)

یہ اسم (**ھو**) نفسِ ملہمہ کے لئے ہے۔ سَیر (اور رفتار) اس کی **علی اللہ** یعنی اللہ تعالیٰ (کی معرفت) پر۔ اور عالَم اس کا ارواح (جبروت) ہے۔ اور عالَم سے مراد اصطلاحِ صوفیہ کرام میں عالَم حقیقت یا عالَم غائب یا عالَمِ ملائکہ و عالَمِ ارواح (بھی پر حادی) ہے۔ محل یا مقام اس کا روح ہے۔ جو سینہ کے دائیں جانب والے پستان کے نیچے عین قلبی لطیفہ کے بالمقابل ہے۔ اور حال اس کا عشق ہے۔ اور وارد (یعنی آنا اور راہ بتلانا) اس کا معرفت ہے۔ اور نور اس کا سرخ ہے۔

نفسِ ملہمہ : کتاب "**تذکرہ قادریہ**" از حضرت پیر سید طاہر علاؤالدین بغدادی گیلانیؒ میں فرماتے ہیں۔ کہ!

اس (نفس) کی صفتیں قناعت۔ علم۔ تواضع۔ توبہ اور صبر و تحمل ہیں۔ اور ان کا حاصل کرنا اس اسم سوئم سے ہی ممکن ہے۔ اور وہ اسم **ھو** ہے۔ تعداد ورد اس اسم کی پچاس ہزار ہے۔ پس پہلے کی طرح نماز ادا کرے۔ اور کہے۔ **بسم اللہ الر حمٰن الر حیم. اَللّٰھُمَّ اِنّیٓ اَشْتَرِیُ مِنکَ نَفْسِیُ الملھمة بھذہ الخمسین الفا مرة** ۔ (اے اللہ تعالیٰ! میں تجھ سے اپنے نفسِ ملہمہ کو پچاس ہزار مرتبہ اسم (کے وِرد) کے عوض خرید تا ہوں) پھر بمطابق طریقہ اسمِ اول میعاد معینہ تک ختم کر کے اگلا اسم شروع کر دے۔

☆ اسم چہارم (**حی**) برائے نفسِ مطمئنہ : نفسِ مطمئنہ وہ نفس ہے۔ کہ! جو بُری خصلتوں سے پاک اور نیک خصلتوں سے متصف ہو کر حضورِ الٰہی میں فائز ہو کر اطمینان کو پہنچتا ہے۔ اسی لئے اس کا نام نفسِ مطمئنہ رکھا گیا ہے۔ (دَر قرآنِ حکیم) بمصداق آیتِ کریمہ **یا یتھا النفس المطمئنة ارجعی الٰی ربک** ۔ سورہ فجر۔ آیت نمبر **90-89** (اے مطمئن نفس (یعنی روح)! اپنے رب کی جانب لوٹ چل)

یہ اسم (**حی**) نفسِ مطمئنہ کے لئے ہے۔ سَیر (اور رفتار) اس کی **من اللہ** یعنی اللہ تعالیٰ سے۔ اور عالَم اس کا حقیقتِ محمدی ﷺ (لاہوت) ہے۔ اور محل یا جگہ یا لطیفہ اس کا سر (راز) ہے۔ جو مابین وابین دائیں اور بائیں پہلو کے، کہ خم معدہ ہے۔ اور حال اس کا وصل ہے۔ اور وارد (یعنی آنا اور راہ بتلانا) اس کا حقیقت ہے۔ اور نور اس کا سفید ہے۔

نفسِ مطمئنہ : کتاب "**تذکرہ قادریہ**" از حضرت پیر سید طاہر علاؤالدین بغدادی گیلانیؒ میں فرماتے ہیں۔ کہ!

اس (نفس) کی صفتیں بخشش۔ توکل۔ بردباری۔ حقیقت و رضا اور شکر ہیں۔ اور ان کا حصول اسمِ چہارم سے ہی ممکن ہے۔ اور وہ اسم **حق** ہے۔ اور تعداد اس ورد کی چالیس ہزار (یا ایک لاکھ) مرتبہ ہے۔ پس پہلے کی طرح نماز گزارے۔ اور کہے۔ **بسم اللہ الر حمٰن الر حیم. اَللّٰھُمَّ اِنّیٓ اَشْتَرِیُ مِنکَ نَفْسِیُ المطمئنة بھذہ الاربعین الفا مرة** ۔ (اے خداوندِ تعالیٰ! میں تجھ سے اپنے نفسِ مطمئنہ کو ان چالیس ہزار مرتبہ اسم (کے وِرد) کے عوض خرید تا ہوں) پھر بمطابق طریقہ اسمِ اول میعاد معینہ تک ختم کر کے اگلا اسم شروع کر دے۔

☆ اسم پنجم (**واحد**) برائے نفسِ راضیہ : نفسِ راضیہ وہ نفس ہے۔ کہ! جو بمصداق آیتِ کریمہ **رضی اللہ عنہ** ۔ سورہ مائدہ۔ آیت نمبر **119** (راضی ہوا اللہ تعالیٰ اِن سے) کی ماہیت پیدا کرتا ہے۔ اور یہ رضائے الٰہی پر راضی ہو جانے کی ترغیب دیتا ہے۔

یہ اسم (**واحد**) نفسِ راضیہ کے لئے مخصوص ہے۔ سَیر (اور رفتار) اس کی **فی اللہ** یعنی اللہ تعالیٰ کے بارے میں۔ اور عالَم اس کا لاہوت (شاید یاہوت) یعنی عالَمِ ذاتِ الٰہی ہے۔ جہاں سالک کو اس مقام میں مرتبہ **فنا فی اللہ** کا حاصل ہوتا ہے۔ اور مرتبہ صفات کو جبروت اور مرتبہ اسماء کو ملکوت کہتے ہیں۔ محل یا مقام اس کا سرالسر یعنی منفرد ہے۔ اور حال اس کا فنا ہے۔ اور وارد (یعنی آنا اور راہ بتلانا) اس کا نہیں ہے۔ اور نور اس کا سبز ہے۔

نفسِ راضیہ : کتاب "**تذکرہ قادریہ**" از حضرت پیر سید طاہر علاؤالدین بغدادی گیلانیؒ میں فرماتے ہیں۔ کہ!

اس (نفس) کی صفتیں کرامات۔ زہد و ریاضت۔ ذکر و فکر اور عشق ہیں۔ اور اِن تمام خاصیتوں کا حصول اسی اسم سے ہی ممکن ہے۔ اور وہ اسم **حی** ہے۔ اور اس اسم کے ورد کی تعداد تیس ہزار (یا ایک لاکھ) ہے۔ پس پہلے کی طرح نماز گزارے۔ اور کہے۔ **بسم اللہ الر حمٰن الر حیم. اَللّٰھُمَّ اِنّیٓ اَشْتَرِیُ مِنکَ نَفْسِیُ الراضیة بھذہ الثلاثون الفا مرة** ۔ (اے بارِ خدا! میں تجھ سے اپنے نفسِ راضیہ کو اِن تیس ہزار مرتبہ اسم (کے وِرد) کے عوض خرید تا ہوں) پھر بمطابق طریقہ اسمِ اول میعاد معینہ تک ختم کر کے اگلا اسم شروع کر دے۔

☆ اسم ششم (**عزیز**) برائے نفسِ مرضیہ:

یہ اسم (**عزیز**) نفسِ مرضیہ کے لئے ہے۔ سَیر (اور رفتار) اس کی **عن اللہ** یعنی اللہ تعالیٰ کے بارے میں۔ اور عالَم اس کا شہادت (یوہوت) ہے۔ اس کو عالَمِ مشاہدہ اور عالَمِ مخلوق بھی کہتے ہیں۔ جو کہ عرش و کرسی، ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں معہ اس کے فرشتوں کے جو تمام زمین کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر سنگِ مَرمَر پر کھڑا ہے۔ اور معہ اس گائے کے کہ جس نے سنگِ مَرمَر کو اپنے سینگوں پر رکھ کر ایک سیاہ پتھر پر

کھڑی ہے۔ معہ اس بڑی مچھلی کے کہ جس نے اس سیاہ پتھر کو اپنی گردن پر رکھا ہوا ہے۔ اور معہ ایک دریائے عظیم کے جو ساکن ہے۔ اور معہ اس ہوا کے کہ جس پر وہ دریا قائم ہے۔ یہ سب کچھ عالمِ مشاہدہ میں محسوس ہے۔ اور حال ہی اس کا عالمِ حیرت ہے۔ اور وارد (یعنی آنا اور راہ بتلانا) اس کا بعض اَسرارِ شریفہ سے ہیں۔ اور نور اس کا سیاہ ہے۔

نفسِ مرضیہ : کتاب ''**تذکرہ قادریہ**'' از حضرت پیر سید طاہر علاؤالدین بغدادی گیلانیؒ میں فرماتے ہیں۔ کہ!

اس (نفس) کی صفتیں حسنِ خلقی۔ نرمی۔ قربِ الٰہی۔ متابعت سنت مُصطفےٰ ﷺ ہیں۔ اور اِن تمام صفات کا حصول اس اسم سے ہی ممکن ہے۔ اور وہ اسم قیوم (کتاب میں اسم **قیوم** ہے۔ جبکہ! میرے خیال میں یہاں اسم **عزیز** آئے گا) پد پہلے کی طرح نماز گزارے۔ اور کہے۔ **بسم الله الرحمٰن الرحیم. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْتَرِیْ مِنکَ نَفْسِیْ المرضیة بھذہ العشرون الفا مرة**۔ (اے ربِ متعال! میں تجھ سے اپنے نفسِ مرضیہ کو اِن بیس ہزار مرتبہ اسم (کے وِرد) کے عوض خرید تا ہوں) پھر بمطابق طریقہ اسمِ اول میعادِ معینہ تک ختم کر کے اگلا اسم شروع کر دے۔

☆ اسم ہفتم (**ودود**) برائے نفسِ کاملہ:

یہ اسم (**ودود**) نفسِ کاملہ کے لئے ہے۔ سَیر (اور رفتار) اس کی **بالله** یعنی اللہ تعالیٰ پر۔ اور عالَم اس کا وحدت کو کثرت میں اور کثرت کو وحدت میں دیکھنا ہے۔ اور محل یا جگہ اس کی لطیفہ اِخفیٰ ہے۔ اور مقام اس کا سر کی پیشانی ہے۔ اور حال اس کا بقاء ہے۔ اور وارد (یعنی آنا اور راہ بتلانا) اس کا تمام نیک اوصاف جو دیگر نفسوں کے ذکر میں بیان ہو چکے ہیں۔ اور نور اس کا نوروردی (بے رنگ یا مبہم رنگ) ہے۔

نفسِ کاملہ : کتاب ''**تذکرہ قادریہ**'' از حضرت پیر سید طاہر علاؤالدین بغدادی گیلانیؒ میں فرماتے ہیں۔ کہ!

یہ نفسِ کاملہ جس کو صافیہ (بھی) کہتے ہیں۔ اس (نفس) کی صفتیں گوشہ نشینی۔ عبادت گزاری اور زن و فرزند سے مفارقت ہے۔ اور خاموشی۔ سچائی۔ مددگاری۔ وفائے عہد۔ فرمانبرداری اور احکامِ الٰہی (کا دائمًا بجا لانا) وغیرہ ہیں۔ اور ان تمام خاصیتوں کا حصول اسی اسم سے ہی ممکن ہے۔ اور وہ اسم **قهار یا صمد** ہے۔ (کتاب تذکرہ قادریہ میں اسم **قهار یا صمد** ہیں۔ لیکن کتبِ مختلفہ کے مطابق ساتواں اسمِ اصول **ودود** ہے) اور اس اسم کے ورد کی تعداد بیس ہزار ہے۔ پس پہلے کی طرح نماز ادا کرے۔ اور کہے۔ **بسم الله الرحمٰن الرحیم. اللهم انی اشتری منک نفسی المرضیة بھذہ العشرہ الفا مرة**۔ (اے اللہ تعالیٰ! میں تجھ سے اپنے نفسِ مرضیہ کو اِن دس ہزار مرتبہ اسم (کے وِرد) کے عوض خرید تا ہوں) پھر بمطابق طریقہ اسمِ اول میعادِ معینہ تک ختم کر کے اگلا اسم شروع کر دے۔

(**اے طالبِ صادق!**) جب تُو اِن نفسوں سے خلاص ہو جاوے۔ تو (تُو) خاصوں اور کاملوں سے ہوگا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

بعض کتابوں میں اسمائے اصول ہفت گانہ اس طرح درج ہیں۔ اسم اول ''**لا الہ الا اللہ**''۔ اسم دوئم ''**اللہ**''۔ اسم سوئم ''**ھو**''۔ اسم اول ''**حق**''۔ اسم اول ''**حی**''۔ اسم اول ''**قیوم**''۔ اسم اول ''**قهار یا صمد**''۔

بذریعہ خواب نفس ہائے ہفت گانہ کے حالات کا اظہار اور اِن کا علاج :

جناب نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ ''جس کسی نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ اُس نے (درحقیقت) اپنے رب کو پہچان لیا''۔ پس ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ کے بعد خلفائے راشدینؓ (وصحابہ کرامؓ) اہلِ یقین ہوئے ہیں۔ خداوند تعالیٰ ہمیشہ ان سے راضی ہو۔ کہ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف خاص اسلام کا راستہ بتلایا۔ پھر ان کے بعد مشائخ بزرگوار ہیں۔ کہ جنھوں نے پروردگارِ عالَم کے (تعلیم کردہ سیدھے) راستہ حق کی طرف گمراہوں کو ہدایت فرمائی۔ جس طرح کی اُنہوں نے اُمت ہائے گذشتہ کے حال وقال اور تعبیرِ رویاء اور حوادث واحوال کو ملاحظہ کیا۔ اور حاصل کیا۔ پس مریدوں میں سے کوئی مرید اپنے (ہی) نفس کی شکل خواب میں دیکھے (اللہ تعالیٰ اِن کے اخلاق کو پاک کرے۔ اور ان کے نفسوں کو صلاحیت بخشے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

تو مرید فی الفور اپنے واقع (یعنی عالمِ رویاء کے مشاہدے) کو اپنے مرشد کے حضور میں ظاہر کرے۔ مرشد اس واقع کی پہچان کرے۔ کہ کس دائرہ کے متعلق ہے۔ تاکہ اس کو اپنا حال کما حقہ ظاہر ہو جائے۔ پس دائروں کے نام اور صفتیں حسبِ ذیل ہیں۔ چنانچہ اول دائرہ امارہ ہے۔ دوئم دائرہ لوامہ۔ سوئم دائرہ ملہمہ۔ چہارم دائرہ مطمئنہ۔ پنجم دائرہ راضیہ۔ ششم دائرہ مرضیہ اور ہفتم دائرہ کاملہ۔

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پہ اسرارِ شہنشاہی

☆ **اول دائرہ نفسِ امارہ** : جو بدی کی طرف سخت ترین مائل کرنے والا اور کفر وعناد کی صفتوں سے متصف ہے۔ جب کوئی شخص ان باتوں کو خواب میں آنے والی شکلوں وصورتوں میں ملاحظہ کرے۔ تو وہ اس اسم (**لا الہ الا اللہ**) کو شروع کرے۔ جیسے کہ! انسان خواب میں سور (خنزیر) یا

کتا یا ہاتھی یا بندر (یا گدھا) یا سانپ یا بچھو یا چوہا یا پسو یا جوں یا چڑیا یا گدھ یا چیونٹی یا ٹٹی خانہ (Toilet) یا اصطبل یا شراب یا بھنگ یا افیون (یا سگریٹ یا نسوار) یا اِن کی مثل کوئی چیز شراب وغیرہا سے ملتی جلتی ہو۔ گندا پانی یا کیچڑ یا ٹھہرا ہوا پانی مثلاً تالاب یا جوہڑ یا جاری پانی (کہ جس کا رنگ سیاہ یا مٹی کے رنگ جیسا ہو) وغیرہ کو (خواب میں) دیکھے۔ تو سمجھے۔ کہ! یہ تمام خاصیتیں (منفی صفتیں) نفسِ امارہ ہی کی ہیں۔ پس انسان (جب) ان صفتوں سے متصف ہو جائے۔ تو وہ خاص طور پر اپنے نفسیاتی خواہشوں کے تابع ہے۔ پس اس (یعنی ایسے خواب دیکھنے والے شخص) کو اپنے نفسِ امارہ کی صفائی کے لئے اللہ تعالیٰ کی یاد اور وعبادت کی سخت ترین ضرورت ہے۔ اور وہ ذکر کلمہ پاک (**لا الـه الا الـلـه**) کی طرف متوجہ ہونا لازم ہے۔ پس اس دائرہ امارہ کو اسمائے اصول کے سب سے پہلے اسم سے منقطع کرے۔ اور (پہلے اسم کے) ذکر کے تین اصول ہیں۔

☆ اول اصول۔ **لا اله الا الله**۔ اور اس (اسم) کا فروع **لا معبود الا الله. لا محبوب الا الله. لا مقصود الا الله. لا موجود الا الـلـه. لا مطلوب الا الله. لا مراد الا الله**۔ اور ان (میں سے ہر ایک) کے ورد کی تعداد پانچ پانچ لاکھ مرتبہ پڑھنا ہے۔ اسمِ نہ گانہ سے اسم اول ہے۔ یعنی کہ! پڑھنے کی تعداد اس طرح سے بنے گی۔ ☆**لا معبود الا الـلـه**۔ پانچ لاکھ مرتبہ۔ ☆**لا محبوب الا الله**۔ پانچ لاکھ مرتبہ۔ ☆**لا مقصود الا الله**۔ پانچ لاکھ مرتبہ۔ ☆**لا موجود الا الله**۔ پانچ لاکھ مرتبہ۔ ☆**لا مطلوب الا الله**۔ پانچ لاکھ مرتبہ۔ ☆**لا مراد الا الله**۔ پانچ لاکھ مرتبہ۔

(اسمِ نہ گانہ یہ ہیں۔ اول اسم **لا اله الا الله**۔ دوئم اسم۔ **الله** سوئم اسم۔ **ھو**۔ چہارم اسم۔ **حق**۔ پنجم اسم۔ **حی**۔ ششم اسم۔ **قیوم**۔ ہفتم اسم۔ **قھار**۔ ہشتم اسم۔ **دائم**۔ نہم اسم۔ **صمد**)

اور یہ **اصول** اسمائے حسنہ سے ہے۔ جو اپنے اپنے مواقع پر ذکر کئے جاتے ہیں۔ یہ نہ گانہ اسماء میں سے اسمِ دوئم ہے۔

مثال کے طور پر دائرہ نفسِ امارہ اگر (کوئی شخص) خنزیر کو خواب میں دیکھے۔ تو یہ صفت حرام ہے۔ اگر کتا دیکھے۔ یہ تو صفت عقب وغصہ کی ہے۔ اگر ہاتھی دیکھے۔ تو یہ صفت غرور کی ہے۔ اور سانپ صفتِ منافقت کی ہے۔ اور بندر صفتِ سخن چینی کی ہے۔ اور بچھو صفت عذاب کی ہے۔ اور چوہے کی صفت خلقت سے پوشیدہ رہتی ہے۔ محض اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوتی ہے۔ لہذا وہ اپنے نفس کی خواہش کے تابع ہے۔ جبکہ چڑیا، جوں، چچڑی اور پسو وغیرہ سے مراد ایسا گناہ کرنا ہے۔ جو مکروہ ہو۔ اور گدھی سے مباشرت کرنا ایسا کام ہے۔ جس سے اسے نفع نہ ہو۔ اور ٹٹی خانہ (Toilet) سے مراد محبتِ دنیا میں غرق ہونا ہے۔ پس جب شراب کو چکھے۔ تو یہ صفت حرام کاری پر دلالت کرتی ہے۔ اگر شراب دیکھے۔ مگر اس کو نہ چکھے۔ تو اس کے خیالات حرام کی طرف مائل ہوں گے۔ اگر شراب خانہ دیکھے۔ تو اس کے خیالاتِ فاسدہ موجزن رہیں گے۔ اسی طرح اسی قبیل کی دوسری چیزیں خواب میں دیکھنے کا مطلب بھی دائرہ نفسِ امارہ سمجھ لیجیئے۔

☆ **دوئم دائرہ نفسِ لوامہ** : اس کی صفتیں یہ ہیں۔ کہ! یہ نورِ دل کی ہدایت کے باعث گناہوں کے وقوع پذیر ہونے پر اپنے آپ کو سخت ملامت کرتا رہتا ہے۔ جب کوئی شخص ان باتوں کو خواب میں آنے والی شکلوں وصورتوں میں ملاحظہ کرے۔ تو وہ اس اسم (**الـلـه**) کو شروع کرے۔ جیسے کہ! بھیڑ یا بکری یا گائے یا اونٹ یا مچھلی یا کبوتر یا بطخ یا مرغی یا درخت یا کھجور یا طعام ہائے پختہ یا کپڑا سلا ہوا یا گھوڑا بے زین یا بجھا ہوا دِیا۔ یا بجھا ہوا لالٹین یا بجھی ہوئی شمع یا پکی ہوئی روٹی یا دکانات یا عمارات یا محل یا ماڑی یا اِن کی مانند دیگر عمارات یا شہد یا گنا یا شربت وغیرہ کو کہا جاتا ہے۔ وغیرہ کو (خواب میں) دیکھے۔ تو سمجھے۔ کہ! یہ تمام علامتیں ونشانیاں دائرہ نفسِ لوامہ ہی کی ہیں۔ پس جب ان صفتوں اور خیالات سے متصف ہو۔ اور ساتھ ہی اس کا ارادہ دائرہ سوئم کی طرف (کوچ کرنے کا) ہو۔ تو وہ اصول سہ گانہ میں سے اسم ''**الله**'' کا ذکر کرے۔ کہ جس ترکیب سے قبل مرقوم ومذکور ہو چکا ہے۔

اَب دائرہ نفس لوامہ کے حالات کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔ پس بھیڑ (چونکہ) حلال ہے۔ اور گائے کی صفت کام کرنا ہے۔ جس سے کہ انسان کو نفع پہنچتا ہے۔ اور اونٹ کی صفت بوجھ اُٹھانا ہے۔ اور تکلیف برداشت کرنا ہے۔ (بمطابق آنحضور نبی مکرم ﷺ۔ یعنی مومن کی شرط یہ ہے۔ کہ تکلیف برداشت کرے) مچھلی کی صفت یہ ہے۔ کہ! حلال روزی کھاتی ہے۔ نیز بطخ آبی یا مرغی یا کبوتر اور ان کی مانند پاکیزہ جانور (پرندے) حلال ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اور خرما اور شہد اخلاقِ پسندیدہ اور حمیدہ کی دلیل ہیں۔ اور پکے ہوئے کھانے اپنے کی خواہش کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور جملہ قسم کے میوے بے معنیٰ کلام سے نجات پانے اور گھر یا دکانیں اپنے نفس کے عیش وآرام پر دلالت کرتے ہیں۔

☆ دوئم اصول۔ **الله**۔ اور اس اسم (**الله**) کا فروع یہ ہیں۔ یا نور یا باسط یا الله (پانچ لاکھ مرتبہ) **یا نور یا ھادی** (پانچ لاکھ مرتبہ) **یا نور یا الله** (پانچ لاکھ مرتبہ) **یاھادی یا الله** (پانچ لاکھ مرتبہ)

☆ **سوئم دائرہ نفسِ ملہمہ** : اس کی صفتیں قناعت ۔ علم ۔ تواضع ۔ توبہ اور صبر و تحمل کے ہیں ۔ جب کوئی شخص ان باتوں کو خواب میں آنے والی شکلوں وصورتوں میں ملاحظہ کرے ۔ تو وہ اس اسم (**ھو**) کو شروع کرے ۔ جیسے کہ! ایسے ناقص انسان مثلاً عورتیں اور کافر یا ملحد یا بے دین یا بد اعتقاد یا مرتد (یعنی ایک سچے دین کو چھوڑ کر دوسرے باطل دین کی طرف راغب ہونے والے) یا سپاہی (فرنگی یا غیر مسلم سپاہی) یا داڑھی منڈائے ہوئے بے ریش (یا کھودے) یا لنگڑے سہرا یا یا گونگا یا جاسوس یا مست یا ہیجڑا یا غلام یا آزاد شدہ یا ہنسی خانہ یا اسی چیز جس کو کہ دیکھ کر ہنسی آئے یا پہلوان (کُشتی گزیدہ) یا چوکیدار یا قصہ گو یا دلال یا قصاب یا بہانہ ساز یا بھینگا یا اندھا یا مریضِ دق یا بندر کو (عالَمِ رویاء میں) دیکھے ۔ تو یہ تمام شکلیں دائرہ نفسِ ملہمہ پر دلالت کرتی ہیں ۔

پس جو کوئی شخص عورتوں کو خواب میں دیکھتا ہے ۔ تو اس شخص کا نقصان عقل کی دلیل ہے ۔ اور کافروں کو دیکھنا اس کے دین میں نقصان کی دلیل ہے ۔ اور بے دین سپاہی ۔ رافضی اس کے مذہب میں نقصان کی دلیل ہے ۔ اور داڑھی منڈا یا یا تراشیدہ کا دیکھنا اس کے شرع میں نقصان کی علامت ہے ۔ اور لنگڑے کو دیکھنا یہ ہے ۔ کہ خلقت کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے ۔ مگر خود اس کی فرمانبرداری نہ کرے ۔ اور کھودے کو دیکھنا اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل نہ کرے ۔ اور اندھے کو دیکھنا یہ کہ سچی گواہی کو چھپائے رکھے ۔ اور بہرے کا دیکھنا یہ کہ شریعت کی باتیں نہ سنے ۔ اور نہ ہی وعظ کی طرف کان دھرے ۔ اور گونگے کا دیکھنا یہ کہ سچی بات نہ کرے ۔ اور غلام کا دیکھنا کسی کے روبرو جو بات کہے ۔ اس کے عیب ہی کی کہے ۔ اور جاسوس کا دیکھنا یہ کہ سنت کا تارک ہو ۔ اور مدہوش کا دیکھنا عشقِ مجازی میں مبتلا ہونا ہے ۔ اور قمار باز (جوا کھیلنے والا) یا پہلوان یا مسخرہ یا قصہ گو کا دیکھنا ترکِ عبادت اور مباشرت بالزنا کی طرف کے دلائل ہیں ۔ اگر چور کو دیکھے ۔ تو یہ خلقت کے سامنے عبادت میں ریاکاری کی دلیل ہے ۔ اور دلال کا دیکھنا یہ کہ مجرموں سے اپنی نظروں کو نہ روکنا ہے ۔ اور دروغ گوئی پر دلالت کرتا ہے ۔ اور قصاب کا دیکھنا دیکھنے والے کی گمراہی پر دلالت کرتا ہے ۔ اور ان سے رہائی پانے کے لئے ریاضت اور عبادت کرنے اور دنیاوی تعلقات سے باہر آنے کی ضرورت ہے ۔ اور اس سے رہائی پانا اسم ''**ھو**'' کے شغل سے (ممکن) ہے ۔

اور اس (اسم) کا فروع یہ ہیں ۔ **یا ھو انت ھو** (پانچ لاکھ مرتبہ) **یا ھو انت ھو یا الله** (پانچ لاکھ مرتبہ) **یا ھو یا من لا الہ الا ھو** (پانچ لاکھ مرتبہ) **احد ھو ھو احد** (پانچ لاکھ مرتبہ) ۔ (اگر اس کو بھی شامل کر لیا جائے ۔ تو کثیر فوائد حاصل ہوں گے ۔ انشاءاللہ تعالیٰ ۔ **یا ھو یا من لا ھو الا ھو یا من لا الہ الا ھو** (پانچ لاکھ مرتبہ) ۔ اَز مؤلف ناچیز ۔

☆ **چہارم دائرہ نفسِ مطمئنہ** : اس (نفس) کی صفتیں بخشش ۔ توکل ۔ بردباری ۔ حقیقت و رضا اور شکر ہیں ۔ جب کوئی شخص ان باتوں کو خواب میں آنے والی شکلوں وصورتوں میں ملاحظہ کرے ۔ تو وہ اس اسم (**حق**) کو شروع کرے ۔ جیسے کہ! خواب میں انسان قرآنِ حکیم پڑھتے ہوئے یا کسی پیغمبرؑ یا (عادل و منصف) بادشاہ یا عالَم (باعمل) یا پیر یا قاضی (عادل و منصف) یا کعبہ شریف یا مدینہ منورہ یا گنبدِ خضراء یا بیت المقدس یا جامع مسجد یا مدرسہ یا صالحین کے مکان یا جائے رہائش یا صدقہ و خیرات کرنا یا اِن (مذکورہ) کی مانند اور چیزیں، نیز تیر و کمان یا تلوار یا خنجر یا بندوق یا کتابیں دیکھتا ہے ۔ تو یہ سب متقیان و چیزیں و جگہیں اس کے نفسِ مطمئنہ پر دلالت کرتی ہیں ۔ اور اس سب کا حصول اسمِ **حق** کے ورد و وظیفے میں ہمہ وقت مشغول و مصروف رہنے ہی میں مضمر ہے ۔

پس یاد رہے ۔ کہ! یہ صورتیں، نشانات اور علامتیں صرف وہی شخص دیکھتا ہے ۔ جو صادق و کامل ہوتا ہے ۔ اگر وہ خواب میں قرآنِ حکیم دیکھے ۔ تو یہ دیکھنا اس کے اپنے دل کی صفائی پر دلالت کرتا ہے ۔ اور یہ بھی ممکن ہے ۔ کہ خواب میں قرآنِ مجید سے وہی سورت دیکھے ۔ یا تلاوت رکے ۔ جو اس کے مطابق حال ہو ۔ یا آئندہ کے لئے کوئی اچھی نوید (خوشخبری) ہو ۔ پیغمبر ﷺ یا دیگر پیغمبروں کو دیکھنا اسلام اور ایمان کا نشان ہے ۔ بادشاہوں کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کی طرف رجوع کرنے یا ہونے کی علامت ہے ۔ اور عاشقِ حق یا شیفتہ و شیدائے کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں استقامت اور توجہ باطنی کی طرف رجوع کرنے کی ترغیب و علامت ہے ۔ صدقہ و خیرات کرنا یا پیران و مرشدوں کا دیدار کرنا اپنے نفس کی رہنمائی کی علامت و نشانی ہے ۔ اور وہ شریف یا مدینہ منورہ یا گنبدِ خضراء یا بیت المقدس کی زیارت بحالت رویاء اپنے قلب او ہام و وساوس سے پاک و مبراء ہونے کی علامت ہے ۔ جامع مسجد و کسی مسجد یا جھنڈا یا کمر بند یا تیر و کمان کا دیکھنا شیطانی وساوس کی دلیل ہے ۔ اور ان سے رہائی یا نعمتوں کا حصول اسم **حق** کے ورد و وظیفے میں ہمہ وقت مشغول و مصروف رہنے ہی میں مضمر ہے ۔ اور یہی اسمِ چہارم اصولِ نہ گانہ کے نو اسموں میں سے ایک ہے ۔ اور فروع اس اسم کا یہ ہیں ۔ **یا مغیث ھو الحق** (پانچ لاکھ مرتبہ) **یافرد ھو انت الحق** (پانچ لاکھ مرتبہ) **یا حق انت الحق حق الحق** (پانچ لاکھ مرتبہ) **یامجیب انت الحق** (پانچ لاکھ مرتبہ) ۔

☆ **پنجم دائرہ نفسِ راضیہ**: اس (نفس) کی صفتیں کرامات ۔ زہد و ریاضت ۔ ذکر و فکر اور عشق ہیں ۔ جب کوئی شخص ان باتوں کو خواب میں آ

نے والی شکلوں وصورتوں میں ملاحظہ کرے۔ تو وہ اس اسم (**حی**) کو شروع کرے۔ جیسے کہ! خواب میں انسان جب کوئی نیک صالح شخص یا فرشتہ یا غلمان یا حور یا براق یا جنت یا زیور یا آفتاب و ماہتاب (عالمِ رویاء میں) دیکھے۔ تو ان خوابوں کی تشریح یہ ہوگی۔ کہ جب کوئی شخص کسی فرشتے یا غلمان یا حور یا جنت کو خواب میں دیکھے۔ تو یہ اس کے عقلِ کل یا عقلِ تمام کے کمال اور تقربِ خداوندِ متعال کے حصول پر دلالت کرتی ہے۔ جبکہ آفتاب و ماہتاب کا دیکھنا کبھی نہ کبھی معرفتِ خداوندی کے حاصل ہونے کی اور مشدوں کے مرشد کی طرف رجوع کرنے کی ترغیب و دلیل ہے۔ پس چاہیئے۔ اوران سے رہائی یا نعمتوں کا حصول اسم **حی** کے وردو وظیفے میں ہمہ وقت مشغول ومصروف رہنے ہی میں مضمر ہے۔ اور یہی اسمِ پنجم اصولِ نہ گانہ کے نو اسموں میں سے ایک ہے۔ اور فروع اس اسم کا یہ ہیں۔ **یا حی لا حی غیرہ** (پانچ لاکھ مرتبہ) **یا حی انت الحی** (پانچ لاکھ مرتبہ) **یا علی یا جمیل انت الحی** (پانچ لاکھ مرتبہ) **یا عظیم الا لطاف حی یا حی افننی** (پانچ لاکھ مرتبہ) **انی و ابقنی بك و بیان ذٰلك فالحور والجنة والملٰئکة** (پانچ لاکھ مرتبہ)۔

☆ **ششم دائرہ نفسِ مرضیہ** : اس (نفس) کی صفتیں حسنِ خلقی۔ نرمی۔ قربِ الٰہی۔ متابعت سنت مُصطفےٰ ﷺ ہیں۔ جب کوئی شخص ان باتوں کو خواب میں آنے والی شکلوں وصورتوں میں ملاحظہ کرے۔ تو وہ اس اسم (**قیوم**) کو شروع کرے۔ جیسے کہ! خواب میں انسان جب ساتوں آسمان یا رعد (گرج یا کڑک) کا سننا یا دیکھنا یا سورج یا چاند یا ستارے یا جلتی ہوئی شمع یا قندیل یا چراغ یا لالٹین جو کہ روشن ہوں، کو (عالمِ رویاء میں) دیکھے۔ تو اس اسم **قیوم** کا ورد شروع کردے۔ پس یہ اسم نہ گانہ اسماء میں سے اسمِ ششم ہے۔ اور بیان نفسِ مرضیہ کا یہ ہے۔ کہ! جب کوئی شخص خواب میں ساتوں آسمان دیکھے۔ تو اس کی نظر ہمیشہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لگی رہتی ہے۔ اور ستارے دیکھنا اس کے نفس کا نور ہے۔ اور لوگوں کا دیکھنا اپنے نفس کے فناء ہونے کی دلیل ہے۔ اور رعد کا سننا یا دیکھنا کسی چیز یعنی راہِ حق سے آگاہی پانے کی دلیل ہے۔ جبکہ آفتاب و ماہتاب یا روشن چراغ ولالٹین وقندیل وشمع کا دیکھنا نورِ قلب (دل کی روشنائی) کی علامت ہے۔ پس مریدِ کامل ہادی ورہنما کی طرف رجوع کرے۔ تاکہ وہ اس کو دائرہ ہفتم کی طرف باہم پہنچادے۔ اور اس اکو اسم قیوم کی تلقین کرے۔ کیونکہ! اور ان نعمتوں کا حصول اسم **قیوم** کے وردو وظیفے میں ہمہ وقت مشغول ومصروف رہنے ہی میں مضمر ہے۔ اور یہی اسمِ ششم اصولِ نہ گانہ کے نو اسموں میں سے ایک ہے۔ اور فروع اس اسم کا یہ ہیں۔ **یا کافی یا غنی یا قیوم ذالفضل قد ملا کل شیء فضله** (پانچ لاکھ مرتبہ) **یا غنی یا مغنی** (پانچ لاکھ مرتبہ) **یا قیوم یا قادر** (پانچ لاکھ مرتبہ) **یا قیوم انت الازلی با لازل** (پانچ لاکھ مرتبہ) **یا قیوم الازلی یا الله** (پانچ لاکھ مرتبہ)۔

☆ **ہفتم دائرہ نفسِ کاملہ** : اس (نفس) کی صفتیں گوشہ نشینی۔ عبادت گزاری اور زن وفرزند سے مفارقت ہے۔ اور خاموشی۔ سچائی۔ مددگاری۔ وفائے عہد۔ فرمانبرداری اور احکامِ الٰہی (کا دائمًا بجالانا) وغیرہ ہیں۔ جب کوئی شخص ان باتوں کو خواب میں آنے والی شکلوں و صورتوں میں ملاحظہ کرے۔ تو وہ اس اسم (**قھار**) کو شروع کرے۔ جیسے کہ! خواب میں انسان جب کوئی بارش یا برف باری یا اولے یا ندی یا چشمہ یا کنواں خواب میں ملاحظہ کرتا ہے۔ تو یہ تمام مکاشفات (در عالمِ رویاء) راہِ حق کے کھل جانے کی نشانیاں ہیں۔ پس چاہیئے۔ کہ! ایسا مرید اپنے شیخِ کامل کی طرف مکمل رجوع کرے۔ اور مرشد کو بھی چاہیئے۔ کہ! ایسے حاملِ شہبازِ ولایت ولی کو اسم ہفتم اسم **قھار** کی تلقین کرے۔ جو کہ اسمائے نہ گانہ میں سے اسمِ ہفتم ہے۔ تفصیل اِن خوابوں کی یہ ہے۔ کہ! بارش کا خواب میں دیکھنا رحمتِ الٰہی کی دلیل ہے۔ اور برف کا دیکھنا بارش کے دیکھنے کی نسبت زیادہ رحمتِ الٰہی کی دلیل ہے۔ جبکہ نہر یا دریا یا ندی یا چشمہ وغیرہا کو دیکھنے سے مراد اللہ تعالیٰ کی معرفت کے ذریعہ اخلاص حاصل کرنا ہے۔ پس مرید کو چاہیئے۔ کہ! اپنے مرشد کی تصدیق کے بعد اسم ہفتم قہار کی طرف التفات (توجہ ورجوع) کرے۔ پس مریدِ کامل ہادی و رہنما کی طرف رجوع کرے۔ تاکہ وہ اس کو اسم **قھار** کی تلقین کرے۔ پس یہی اسم اس کے لئے کافی ہوگا۔ کیونکہ! ان نعمتوں کا حصول اسم **قھار** کے وردو وظیفے میں ہمہ وقت مشغول ومصروف رہنے ہی میں مضمر ہے۔ اور یہی اسمِ ہفتم اصولِ نہ گانہ کے نو اسموں میں سے ایک ہے۔ اور فروع اس اسم کا یہ ہیں۔ **یا قیوم یا قھار** (پانچ لاکھ مرتبہ) **یا جبار یا قھار** (پانچ لاکھ مرتبہ) **یا عظیم یا قھار** (پانچ لاکھ مرتبہ) **یا قادر یا قھار** (پانچ لاکھ مرتبہ) **الحکم لله الواحد القھار** (پانچ لاکھ مرتبہ)۔

نیز ایک اور روایت میں اسمائے فروع سات اور بھی ہیں۔ پس دونوں مل کر چودہ (**14**) ہو جاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ اسم اول ''**حی قیوم**''۔ اسم دوئم ''**سریع مبین**''۔ اسم اول ''**فتاح علیم**''۔ اسم سوئم ''**کبیر متعال**''۔ اسم اول ''**عزیز قدیر**''۔ اسم اول ''**مالك قدوس**''۔ اسم اول ''**ھادی خبیر**''۔ (بہتر تو یہ ہے۔ کہ آنے والے اسماء کا ورد) جو کہ نمازِ تہجد کے بعد ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اس کو جو راہِ مستقیم کی طرف جانا چاہے۔ اپنے ہی فضل وکرم سے راہ دکھائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

(اور اِن اسماء کے ورد کا طریقہ اس جدول میں دیا گیا ہے)

نمبر شمار	ورد کا دن	اسمائے فروع	ورد کی تعداد
01	بروزِ اتوار	یا حی یا قیوم	194
02	بروزِ سوموار	یا سریع یا مبین	442
03	بروزِ منگل	یا کبیر یا متعال	773
04	بروزِ بدھ	یا فتاح یا علیم	639
05	بروزِ جمعرات	یا عزیز یا قدیر	480
06	بروزِ جمعۃ المبارک	یا مالک یا قدوس	290
07	بروزِ ہفتہ	یا ھادی یا خبیر	832

آگے چل کر حضرت پیر سید طاہر علاؤ الدین گیلانیؒ اپنی کتاب ''تذکرہ قادریہ'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! مرید (صادق) کے لئے لازم ہے۔ کہ! پہلے بمطابقِ تعداد معینہ اسمِ اصول متعلقہ ہر نفس کا وِرد کرے۔ اس کے بعد اسمِ توجہ جو کہ وِرد شدہ اسمِ اصول کی طرف منسوب ہے۔ نیز یہ کہ جو اسم مقرر کئے گئے ہیں۔ ان کی جگہ کوئی دوسرا اسم نہ بدلہ جائے۔ جب تک کہ اس اسم کی جگہ دوسرا اسم بدلنے کا مستحق نہ ہو جائے۔ یعنی مرشد (کامل) کے اشارے سے یا جنابِ باری تعالیٰ کی امداد و فیض سے جو (کہ) نشانیوں اور علامتوں سے تجھ پر ظاہر ہوں۔ یا بحکمِ ظاہری مرشد کہ جو اس نے بتلایا ہو تبدیل کریں۔ پس یہ اسمائے متبرکہ (یعنی یہی ہفت اسمائے اصول) ان طریقوں۔ ترکیبوں اور علامتوں کے ساتھ پڑھیں۔ تا کہ (اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے) پڑھنے والوں کو متجلی و منور کر دیں۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اور ہر ہر نفس کے متعلقہ اطوار، علامات اور رنگوں وغیرہ جو تجھے (یعنی وِرد کرنے والوں کو) پس اسی بھید (رازِ باطنی) کو یاد رکھو۔ اور (ہر عام و خاص سے) مخفی رکھو۔ (تا کہ عنایات الٰہیہ سے وافر مقدار میں فیض ملتا رہے) مگر جو مستحق ہے۔ (جو اِن مقامات سے گزرا ہو۔ اور آپ کے راز کو کسی پر ظاہر نہ کرے) اس پر بے شک ظاہر کر دے۔ پھر جب ساتویں قِسم کے اسم (ودود) سے فراغت حاصل کر لے۔ تو پھر اسمائے فروع ہر شش قِسم یکے بعد دیگرے کا وِرد (بمطابقِ تعداد) شروع کریں۔ جب اِن کا وِرد بھی (مکمل ہو جانے پر) ختم ہو جائے۔ تو پھر پہلے اسم سے اسمائے اصول (کو اسی سابقہ طریقے سے معہ توجہات) شروع کر دے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے (خصوصی) فضل و کرم سے راز کھول دے۔ پس لازمی امر یہ ہے کہ! نیتِ خالص کے ساتھ تن تنہائی کی حالت میں عاجزی اور گڑگڑاہٹ کے ساتھ ذکر میں مشغول رہے۔ **واللہ علیٰ کل شیء قدیر۔**

نفس کی ماہیت و پہچان :

حضرت پیر سید طاہر علاؤ الدین گیلانیؒ تذکرہ قادرہ میں فرماتے ہیں۔ کہ! نفس بھی روح کی مانند ایک لطیف ہستی ہے۔ جو کہ وجودِ انسان میں قدرتِ الٰہیہ نے ودیعت کی ہوتی ہے۔ چنانچہ جسمِ انسانی تین چیزوں سے مرکب ہے۔ یعنی روح، نفس اور جسم۔ چنانچہ ہر عین یعنی جوہر کے لئے اپنی علیحدہ صفت ہے۔ جس سے کہ وہ قائم ہوتا ہے۔ چنانچہ روح کے لئے عقل (یعنی تلاشِ خدا)، نفس کے لئے ہوا و ہوس اور جسم کے لئے حواسِ خمسہ کی صفات مخصوص ہیں۔ محققین کی آراء سے عیاں ہے۔ کہ! نفس بمثلِ روح تب بھی موجود تھا۔ جب کہ اس نے جسمِ ظاہری نہ پایا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **ھل اتیٰ علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا** ۔ (سورہ انسان ۔ آیت نمبر 01) بے شک انسان پر ایک ایسا وقت بھی گزر چکا ہے۔ کہ جب کہیں اس کا نام (ونشان تک) نہ تھا۔ (یعنی کہ) وہ وجودِ نفس رکھتے ہوئے بھی جسمانی وجود نہیں رکھتے تھے۔ اور اس بات پر بھی سبھی لوگ متحد و متفق ہیں۔ کہ! دلی اخلاق و اعمال کا اظہار اسی سے ہوتا ہے۔ اور ظہور کی بھی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک نیکی کی جبکہ دوسری بدی کی شکل۔ بدی کی صورت کو اخلاقِ رزیلہ قرار دیتے ہوئے کہہ لیجئے۔ کہ! کہ تکبر، حسد، بخل، بغض، کینہ، کذب، افتراء، غیبت، بد دیانتی، چوری، جھوٹ وغیرہم۔ جبکہ نیکی کی صورت میں اخلاقِ حمیدہ مثلاً حسنِ خلق، پابندیء شریعت، تقویٰ، ایثار، نیکی، عدل و انصاف، جود و سخا، اکلِ حلال، امین، صدق مقال وغیرہم۔۔۔ غرضیکہ اخلاقِ رزیلہ کے بالکل برعکس تمام عادات و خصائلِ حمیدہ۔ جاننا چاہیئے۔ کہ! نفس کی سات اقسام ہیں۔ جو کہ الگ الگ اثرات کی حامل ہیں۔ جن کے اسماء یہ ہیں۔

نفسِ امارہ۔ نفسِ لوامہ۔ نفس ملہمہ۔ نفسِ مطمئنہ۔ نفسِ راضیہ۔ نفسِ مرضیہ۔ نفسِ کاملہ۔

نفسوں کی ان اقسام میں سب سے زیادہ قوی اور برائیوں کی طرف کھینچ کرلے جانے والا نفسِ امارہ ہے۔ جو کہ انسان کو برائی کرنے اور احکاماتِ الٰہیہ سے انحراف کرانے کی ترغیب دلاتا ہے۔ عیش وعشرت پرستی، بدکاری، بداخلاقی وغیرہ افعالِ مذمومہ کی طرف کھینچ کرلے جاتا ہے۔ جس کے مکروفریب سے بچنا بجز فضل وکرمِ ایزدی کے ممکن نہیں ہے۔ جیسے کہ حضرت یوسف نبیؑ کی طرح کے پاک سیرت، نیک طینت پیغمبر و پسرِ پیغمبر و پسر زادہ پیغمبر نے بھی اس نفسِ امارہ کی طاقت کو ناقابلبر داشت تصور کرتے ہوئے فرمایا۔ **وما ابریء ان النفسلا مارة بالسوٓء الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم** ۔ اور میں اپنے نفس کو بےقصور نہیں گردانتا۔ بے شک نفس تو برائی کا حکم دینے والا ہے۔ مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے۔ بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورہ یوسف۔ آیت نمبر 53) لہذا جب تک کہ تائیدِ الٰہی شاملِ حال نہ ہو۔ کوئی بھی انسان نفسِ امارہ کے شر سے ہرگز ہرگز محفوظ نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ ابلیسِ لعین بھی اسی نفسِ اماری ہی کی وجہ سے راندہ ءدرگاہِ الٰہی وملعون ہوا۔ پس شرِ نفس سے محفوظ و مامون رہنے اور رب متعال کی معرفت کے حصول کے لئے نفس کی شناخت کرنا نہایت لازمی ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ! **ومن یرغب عن ملة ابرٰھیم الا من سفہ نفسه** ۔ اور حضرت ابراہیمؑ کے دین سے کون روگردانی کرے۔ سوائے اُس کے کہ جس کا نفس جہالت اور سفاہت سے موصوف ہو۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر 130) نیز حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا ہے۔ کہ! **من عرف نفسه فقد عرف ربه** ۔ جس نے نفس کو پہچانا (تو بے شک) اُس نے اپنے رب کو پہچانا۔

اَب دیکھنا تو یہ ہے۔ کہ! نفس کی پہچان کا کون سا طریقہ ہے۔ اور اس کی کیا کیا صورتیں ہوسکتی ہیں۔ یاد رہے۔ کہ! ہر انسان کے لئے اُس کے نفس کی علیحدہ علیحدہ شکلیں ہوتی ہیں۔ اور علیحدہ علیحدہ تاثرات ہیں۔ وہ شکلیں عموماً مجاہدہ، ریاضت، زہد وتقوٰی وغیرہ۔۔۔ غرضیکہ مکمل طور پر ارشاداتِ الٰہیہ کی تعمیل کی صورت میں قبیح وعجیب مناظر کی شکلیں متشکل ہوکر خواب میں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ جنہیں عموماً اُڑتے خوابوں سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ پس ابتداء میں انہیں خوابوں سے اپنے اپنے نفسوں کو شناخت کیا جا سکتا ہے۔ کہ کون سا نفس کس دائرے میں محیط ہے۔ (نفس کے دائرے سے مراد اس نفس پر قابو پانے کے دوران کیا کیا خیالات، خواب اور کیفیات ہوتی رہتی ہیں۔ جن کا بیان ابھی ابھی گزرا ہے) اس کے بعد جوں جوں سالکِ راہِ حقیقت اپنے مرشدِ کامل کی رہنمائی سے زہد و ریاضت، مجاہدہ وتقوٰی، پابندیءشریعتِ الٰہیہ میں دل لگا کر مکمل کوشش کرتا ہے۔ تو اس پر اس کا نفس جسمِ ظاہری میں متشکل ہوکر سامنے آموجود ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت جنید بغدادی کے استادِ محترم نے بیان کیا۔ کہ! جب وہ اپنے ابتدائی حالات میں اپنے نفس پر آگاہ ہوئے۔ تو دیکھا کہ! لومڑی کے بچے کی مثل کوئی جانور اُن کے حلق سے باہر نکل گیا۔ چنانچہ وہ سمجھ گئے۔ کہ! یہی اُن کا نفس تھا۔ چونکہ میرے دل میں اس کی جانب سے پہلے سے ہی نفرت موجود تھی۔ اسی لئے میں نے فوراً اس کو لتاڑنا شروع کر دیا۔ میں جتنے زیادہ پاؤں مارتا تھا۔ وہ (جانور) اُتنا ہی بڑا اور موٹا ہوتا جاتا تھا۔ جب میں حیران ہوکر اس (جانور، جو کہ میرا نفس تھا) سے وجہ پوچھی۔ تو اُس نے جواب دیا۔ کہ! میری ساخت ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی طرح کی بنائی ہے۔ کہ جن چیزوں سے اوروں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ مجھے ان سے راحت میسر ہوتی ہے۔ چنانچہ یہی خاصہ میرے خمیر میں بھی موجود ہے۔ کہ! مَیں مخالفت سے اور زیادہ تقویت وفربہی پکڑتا ہوں۔ (اسی طرح سے) حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانیؒ اپنے ابتدائی احوال کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ! مَیں نے اپنے نفس کو سانپ کی صورت میں ملاحظہ کیا۔ ایک اور درویش کا کہنا ہے۔ کہ! مَیں نے اپنے نفس کو چوہے کی شکل میں دیکھا۔ تو مَیں نے پوچھا۔ کہ! تُو کون ہے ؟ اس نے بتایا۔ کہ! مَیں ہی تیرا نفس ہوں۔ مَیں خام طبع اور غافل لوگوں کو گمراہ کرنے والا ہوں۔ کیونکہ! مَیں برائی اور گناہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سچے طالبین کو نجات دلانے والا بھی ہوں۔ کیونکہ! وہ مجھے برائی کی ترغیبات پر لعنت ملامت کرتے رہتے ہیں۔ اور میرے خلاف جہاد ومجاہدہ کرکے راہِ حق کی تلاش میں مصروفِ عمل رہتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! تیرے تمام دشمنان میں سے بدترین دشمن تیرا نفس ہے۔ جو کہ تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔

لہذا سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ! نفس کی شناخت اور اس کے عیوب سے آگاہ ہوجانے پر طالب کو اس کی موجودگی سے کچھ خوف وہراس نہیں ہوتا۔ کیونکہ! نفس ایک بھونکنے والے سگ کی مانند ہوتا ہے۔ یا پھر ایک لمبے اژدھے کی طرح ہوتا ہے۔ جس نے پورے جسم کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہوتا ہے۔ اِن (یعنی کتے یا سانپ) کی وحشت پر ریاضت ومجاہدہ کی برکت سے قابو پالینا بلاشک وشبہ ممکن ہے۔ جیسا کہ! اولیائے کرام کے حالات وواقعات سے ظاہر ہے۔

عمر خود ضائع مکن اے بوالہوس　　لب مزن جز نام اللہ یک نفس

اسمائے فروع کی تفصیل :

حضرت پیر سید طاہر علاؤالدین گیلانیؒ اپنی کتاب ''تذکرہ قادریہ'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! اسمائے فروع یہ چھ ہیں۔ **حق - قهار - قيوم - وهاب - مهيمن - باسط**۔ پس اسمائے اصول واسمائے فروع متذکرۃ الصدر کل تیرہ ہوئے۔ اور انہیں (تیرہ اسمائے مبارکہ ہی) میں اسم اعظم ہے۔ اور ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے۔ **الحمد لله رب العالمين**۔

پس میرے اس (رمز وسر) کو غیر سے پوشیدہ رکھنا تم پر لازم ہے۔ اور ہر ورد کو اس کے معینہ محل میں بطورِ امانت رکھنا اور پرہیز گاری پر قائم رکھنا۔ اور اپنی اپنی جگہ پر رکھنا ضروری ہے۔ اور تجھے تقوٰی اور اخلاص کا اختیار کرنا ضروری ہے۔ تا کہ (طالبِ صادق) اپنے مطلوب کو پہنچے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) جو کہ سب سے بڑا ہے۔ **ان الله علی كل شیء قدير**۔

اسباقِ چشتیہ صابریہ :

چونکہ قلب کو سات لطیف چیزوں سے مناسبت ہے۔ اسی وجہ سے ذکر نفی اثبات کے بھی سات مراتب تجویز کیئے گئے ہیں۔ اور ہر درجہ میں نفی و اثبات ہے۔ پس ذکر زبانی میں مرید (طالبِ صادق) کو اس طرح سے مشغول ہو جانا چاہیئے۔ کہ! کہ سوائے ذکر کے اور کچھ نہ رہے۔ اور کوئی بھی سانس بغیر ذکر کے نہ ہو۔ جب سالک یہ حیثیت حاصل کر لیتا ہے۔ تو وہ عالَمِ مادیت سے تجاوز کر کے مرتبہ لطافت پر پہنچ جاتا ہے۔ مرید کو چاہیئے۔ کہ! اس ذکر یعنی ''**لا اله**'' کے ذکر وفکر میں اس درجہ منہمک و مستغرق ہو جائے۔ کہ بجز ''**الا الله**'' کے اثبات کے تمام چیزوں کی نفی کر جائے۔ یونہی سالک کو یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ تو وہ مرتبہ نفس سے خارج ہو کر قلب کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اور چونکہ قلبی ذکر ''**الا الله**'' ہے۔ اسی واسطے اس (سالک) کو ہمیشہ ''**الا الله**'' کا تصور و تخیل حضورِ قلب سے کرنا چاہیئے۔ اور اپنی ذات وصفات کو جنابِ باری تعالیٰ کی ذات وصفات کے ساتھ اس طرح مربوط کر لے۔ کہ دائمًا ''**الا الله**' سے استثناء کی نفی ہو جائے۔ جب سالک یہ مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ تو وہ مرتبہ دل سے متجاوز ہو کر مرتبہ روح تک پہنچ جاتا ہے۔ اور چونکہ روح کا ذکر اسم ہی کا ذکر ہے۔ اس واسطے سالک کو چاہیئے۔ کہ! اسمِ ذات (**الله**) کے ذکر میں اس طرح متوجہ ہو جائے۔ کہ ''الف۔ لام'' جو اللہ پر داخل ہے۔ باقی نہ رہے۔ اور صرف حرف ''ہ'' (یعنی **هُو**) رہ جائے۔ اس مرتبے پر پہنچتے ہی سالک کا جملہ جسم سراپا ذاکر ہو جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اس طرح وہ مرتبہ روح سے ترقی کر کے مرتبہ ''سر'' پر پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد ایسے سالک کو ''ہو۔ ہو'' کے ذکر میں اس قدر منہمک و مستغرق ہو جانا چاہیئے۔ کہ خود مذکور (یعنی ذاکر) ہو جائے۔ کیونکہ فنا درفنا میں محویت کے یہی معنیٰ ہیں۔ اس حالت کے حاصل ہو جانے پر وہ سراپا نور ہو جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اور مرتبہ ''**بی يسمع و بی يبصر وبی يبطش وبی يمشی و بی يعقل**'' کا حاصل ہو جائے گا۔ اور پھر وہ درجہ کہ جس میں عبدیت ومعبودیت کی حقیقت واصلیت بے حجابانہ آشکار ہوتی ہے۔ یعنی مرتبہ عبدیت ''**لا اله الاالله**'' بخوبی ظاہر وعیاں ہو جائے گا۔ اس عبادت میں سالک کو کما حقہ مشغول ومحو ہونا چاہیئے۔ اور حفظِ مراتب اور احکامِ شریعت کی بجا آوری کرنی چاہیئے۔ اور پھر (اپنے مرشد کامل سے خرقہ خلافت واِذن حاصل ہو جانے کے بعد) مسندِ ارشاد پر جلوہ گر ہو کر طالبانِ حق کے لئے رہنما ورشد وہدایت کا ضامن ہو۔ اور ایسی حالت پر اس کی ولایت اور مشیخت مُسلم ہو جائے گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

یک لحظہ زِ کوئے یار دوری　　در مذہبِ عاشقاں حرام اَست

لطائف کے متعلق سلسلہ عالیہ سروریہ قادریہ کی تعلیم :(بمطابق حضرت سلطان باہوؒ)

حضرت سلطان باہوؒ اپنی اکثر کتب میں لطائف سے متعلق احترازفرماتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ کہ! سب کچھ تصور و ذکر اسمِ ذات ہی میں پوشیدہ ہے۔ بشرطیکہ مرشد کامل ہو۔ جیسا کہ انہوں نے اپنے اشعار میں بھی اپنے اسی قول کی تائید وتصدیق فرمائی ہے۔

جنہاں عشق حقیقی پایا، موہوں نہ کجھ الاون ہو　　ذکر فکر وچہ رہن ہمیشہ دَم نوں قید لگاون ہو
قلبی روحی سرّی خفی اِخفیٰ ذکر کماون ہو　　مَیں قربان تنہاں توں باہوؒ جیہڑے ہِک نگاہ جگاون ہو

اسی طرح ایک اور جگہ اپنی ابیات میں حضرت سلطان العارفین سلطانِ حق سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔ کہ!

قلب وی ہلیا تاں کی ہویا کیا ہویا ذکر زبانی ہو　　ذکر نفسی قلبی روحی سرّی سبھے راہ حیرانی ہو
شاہ رگ تھیں نزدیک جو رہندہ یار نہ ملیا جانی ہو　　نام فقیر تنہاندا باہوؒ جہڑے وسدے لامکانی ہو

باب نمبر

9

خانقاہی تعلیم

صدری و باطنی علوم

مع

اشغال و مراقبات

☆☆ کتاب الاشغال والمراقبات ☆☆

یہ ذِکر نیم شبی، یہ مراقبے ، یہ سرور تیری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں

اذکار و مشاغل اور مراقبات میں فوائد کا حصول:

ذکر واذکار، مشاغل و مراقبات میں وساوس و شیطانی خیالات سے نجات حاصل کرنے کا مجرب المجرب طریقہ دراصل **سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ** سے منقول ہے۔ جس کو **حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ** نے رفاہ عام کے لئے عیاں فرما کر بڑی شرح وبسط سے اپنی تصانیف میں مزین فرما کر عوام النّاس کو اس کے بے حدو بے شمار فوائد و نتائج سے آگاہی عطا فرمائی۔ **جزاک الله با لخیر**. (بقولِ عارف رومیؒ)

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر این چنیں تسبیح کے دارد اثر

جب کوئی شخص تصور اسم ذات کے لئے، لطائف و قلب جاری کرنے کے لئے، ذکر واذکار یا مشاغل و مراقبات کے لئے بیٹھتا ہے۔ تو دل میں نفسانی و شہوانی خواہشات، غیر خیالات، دنیاوی تفکرات، ذہنی خلفشار، نا مساعد حالات و واقعات، ظاہری و باطنی وساوس اور شیطانی خیالات کا راستہ بند کرے۔ اور اذکار و مشاغل اور مراقبات سے پوری طرح مستفید ہونے کے لئے اگر اپنے اوپر ذیل کا حصار کر لیا جائے۔ تو فیوض و برکات کے باب کھل جائیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ حصار کے لئے درج ذیل اوراد و وظائف سے کام لیا جاتا ہے۔

اذکار و مشاغل اور مراقبات سے پہلے کا مجرب المجرب روحانی حصار :

لہذا ابوقت تصور اسم ذات ’’ **اللہ** ‘‘ سے بھرپور طریقے سے مستفید و متنفع ہونے کا یہ طریقہ انتہائی بے مثال ہے۔ کہ! صاحب تصور اسم ذات ’’ **اللہ** ‘‘ کو چاہیے۔ کہ باوضو پاک صاف کپڑے پہن کر پاک جگہ میں تنہا آلتی پالتی مار کر مربع ہو کر قبلہ رُخ ہو بیٹھے۔ اور دل کو تمام غیر خیالات دنیوی تفکرات و ماسویٰ خیالات سے خالی اور فارغ کر دے۔ اور ظاہری وساوس شیطانی و خطرات نفسانی کا راستہ بند کرنے کے لئے اپنے اوپر ذیل کا حصار کر لے۔ یعنی کہ!

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ السَّمِيۡعِ الۡعَلِيۡمِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ۔		**7 مرتبہ۔**
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔		**19 مرتبہ۔**
درود وسلام معہ تسمیہ ۔		**3 مرتبہ۔**
سورۃ فاتحہ معہ تسمیہ ۔		**3 مرتبہ۔**
آیت الکرسی معہ تسمیہ ۔		**3 مرتبہ۔**
آخر سورۃ بقرۃ معہ تسمیہ ۔	(**اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَا** ...... تا آخر)	**3 مرتبہ۔**
آخر سورۃ مومنون معہ تسمیہ ۔	(**اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا** ... تا آخر)	**3 مرتبہ۔**
سورۃ کافرون معہ تسمیہ ۔		**3 مرتبہ۔**
سورۃ اخلاص معہ تسمیہ ۔		**3 مرتبہ۔**
سورۃ فلق معہ تسمیہ ۔		**3 مرتبہ۔**
سورۃ والناس معہ تسمیہ ۔		**3 مرتبہ۔**
درود و سلام معہ تسمیہ ۔		**3 مرتبہ۔**
کلمہ تمجید معہ تسمیہ ۔		**3 مرتبہ**
کلمہ توحید مع تسمیہ	(وہ حصہ جو تسبیح فاطمہؓ میں فرض نماز فجر وعصر کے بعد پڑھا جاتا ہے)	**3 مرتبہ**
کلمہ طیبہ	(شروع میں صرف ایک بار تسمیہ)	**3 مرتبہ**
استغفار	(شروع میں صرف ایک بار تسمیہ)	**3 مرتبہ**
سلٰم قف قولا من رب رحیم	(شروع میں صرف ایک بار تسمیہ)	**3 مرتبہ**
واللہ المستعان علی ماتصفون	(شروع میں صرف ایک بار تسمیہ)	**3 مرتبہ**

اِن تمام اوراد و وظائف میں سے ہر ایک کو انفرادی طور پر **3-3** بار پڑھ کر سینے پر دم کرتے رہنا ہے۔ اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر دم کر کے تمام چہرے پر پھیرتے رہنا ہے۔ اور اس کے بعد تمام بدن پر پھیر دیں۔ تا کہ کلی فوائد حاصل ہو سکیں۔ بعدہٗ ذکر و اذکار، اوراد و وظائف، مشاغل و مراقبات جو بھی کرنا ہو کریں۔ اگر مراقبہ یا تصور کرنا ہو تو آنکھیں بند کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کلی فوائد حاصل ہوں گے۔

اقسامِ اشغال :

اشغال کی چار اقسام ہیں۔ ☆ دستی ☆ لسانی ☆ سمعی ☆ نظری و بصری

شغلِ دستی :

دست کاری وصنعت یا پیشہ وحرفت ہے۔ یوگی، جوگی، سنیاسی یا سمادھی قسم کے لوگ اپنے ہاتھوں کو کئی کئی برسوں تک اپنی گردن کے پیچھے باندھ کر رکھتے ہیں۔ اُن کا عقیدہ ہے کہ اِن مشقوں کے کرنے سے اُن کے ہاتھوں میں عجیب وغریب قسم کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اور اِس طرح کے دیگر کئی امور دراصل شغلِ دستی میں آتے ہیں۔

شغلِ لسانی :

قُرآن خوانی، درورد شریف واذکار و اوراد، وعظ، قصہ خوانی، گفتگو وتقریر جیسے امور شغلِ لسانی میں آتے ہیں۔

شغلِ سمعی :

ایسی کوئی بات سُن سکیں یا قوتِ سامعہ کا آواز وحرکت کی جانب بھرپور متوجہ ہونا اور اِس کے معنی والفاظ اپنی طرف سے خود پیدا کر کے استغراق ومحویت میں جانے کے عمل کو شغلِ سمعی کی طرف تعبیر کیا جاتا ہے۔ فقراء اسی قسم کے اشغال میں محو رہ کر باطنی قوتوں کو بڑھاتے ہیں۔ فقراء کے ہاں تین مشاغل بہت مشہور ومعروف ہیں۔ ☆ **شغلِ سرمدی** ☆ **شغلِ منصوری** ☆ **شغلِ قلبی**

شغلِ نظری یا شغلِ بصری :

اس شغل میں اپنی قوت ناظرہ یا قوت باصرہ کو کسی مرئی یا غیر مرئی چیز کی جانب متوجہ کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ قوت نظر و بصر قائم ہو جائے۔ اور پھر وہی شئے منظورِ نظر سے اثر اُخذ کرنے لگ جائے۔ اور پھر مسلسل مشق کرنے سے نظر میں اِس قدر قوت پیدا ہو جائے کہ! اگر کوئی (وہ شخص جس نے اس مشق میں کمال حاصل کر رکھا ہو) کسی پر اثر ڈالنا چاہے تو تخیل وتصور ہی میں اثر پڑ جائے۔ ویسے بھی نظر کا یہ قانون ہے کہ! جب کوئی نظر کسی بھی شئے کو اپنا ہدف بناتی ہے یعنی کہ! کسی بھی چیز کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھا جاتا ہے تو دماغ کی سکرین پر پانچ سے آٹھ سیکنڈ تک اس شئے کا عکس (تصور وتخیل) برقرار رہتا ہے۔ پھر پلک جھپکنے کے عمل سے یہی عکس مدھم ہو کر حافظہ کی طرف چلا جاتا ہے۔ اور پھر دوسرا عکس دماغ کی سکرین پر آ جاتا ہے۔ اور اگر کسی بھی ہدف کو ایک منٹ سے زیادہ مرکوز کر دیا جائے تو پھر ایک ہی ہدف (یعنی وہی شئے) دماغ کی سکرین پر وارد رہتی ہے۔ اور یہی چیز حافظے پر نقش ہوتی رہتی ہے۔ اور اگر یہی ہدف کم وبیش ایک آدھ گھنٹے تک نظر کے سامنے رہے۔ اور بغیر پلک جھپکائے مسلسل اتنی ہی دیر تک اُسی ہدف کو دیکھتے رہیں تو اس عمل سے نگاہ قائم ہونے کا وصف دماغ ہی میں پیوست ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ذہنی انتشار ختم ہو جاتا ہے۔ اس عمل کی مسلسل تکرار سے اس شئے کی حرکت صاحب مشق کے اختیار وتصرف میں آ جاتی ہے۔ اب صاحب مشق جہاں اور جس طرف شئے کو چاہے بآسانی حرکت دے سکتا ہے۔ اور پھر نتیجے کے طور پر نگاہ کی مرکزیت کسی بھی شخص کے اندر قوت ارادی کو جنم دیتی ہے۔ اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ اگر کسی شخص کی قوتِ ارادی جتنی مضبوط ہوگی انسان اسی قدر اپنی قوت ارادی سے من چاہے کام لے سکتا ہے۔ اور امراض پر بھی بآسانی قابو پا سکتا ہے۔

طریقِ اذکار :

ذِکر دراصل چار طرح کا ہوتا ہے۔

☆ پہلی صورت یہ ہے کہ زبان تو ذکر میں ہمہ وقت مشغول رہے مگر قلب غفلت کا شکار ہو۔

☆ دوسری صورت یہ ہے کہ زبان کے ساتھ ساتھ قلب بھی ذکر میں مشغول رہے تاہم دل کبھی کبھار غفلت کا شکار ہو جائے۔ مگر زبان بدستور ذکر ہی میں مشغول رہے۔

☆ تیسری صورت یہ ہے کہ زبانِ جسم کے ساتھ زبانِ قلب برابر وموافق پوری طرح ذکر میں مشغول رہیں۔ لیکن کبھی دل اور کبھی زبانِ جسم غفلت کا شکار ہو ہی جائیں۔

☆ چوتھی اور آخری صورت یہ ہے کہ! زبان بعض اوقات غافل اور بے کار ہو جائے مگر قلب دائما ذکر میں حاضر ومشغول رہے۔ یہی مقامات

کی انتہا ہے۔ کیونکہ اصل بات ہی ہمہ وقت حضوری و آ گاہی کی ہے۔ اور یہی ذکر کی اصلیت و حقیقت ہے۔ بلکہ یہی وہ مقام و مرتبہ ہے جہاں ذاکر اپنے قلب کی آواز کو ہر وقت سنتا رہتا ہے۔ اور سوائے ذاکر کے اس آواز کو اور کوئی نہیں سن پاتا۔

مختلف الاقسام اذکار کے حاصل ہونے کی علامات :

☆ ذِکر قلب حاصل ہونے کی علامت یہ ہے کہ! ذاکر اپنے قلبی ذکر کو ہر وقت یا کبھی کبھار اپنی قوت و استعداد کے مطابق، ہر شئے سے یا پھر بعض اشیاء سے سنتا رہتا ہے۔

☆ ذکر روحی کے حاصل ہونے کی علامت ونشانی یہ ہے کہ! ذاکر جملہ اشیاء سے کچھ مخصوص تسبیحات سنتا ہے۔ اور سوائے حق تعالیٰ کے اور کسی **فاعل** کو قطعًا نہیں دیکھتا۔

☆ ذِکر قلب میں حضورِ حق اور حضورِ خلق دونوں برابر ہیں۔ جبکہ ذِکر روح میں حضورِ خلق کی نسبت حضورِ حق قدرِ غالب رہتا ہے۔

☆ ذِکر سر میں ذاکر کو سوائے حضورِ حق کے اور کوئی حضوری نہیں ہوتی۔

☆ ذِکر خفی یہ ہے اپنا وجود اپنی ہی روح میں مخفی ہو جائے۔ جس طرح کائنات سر میں مخفی ہو جاتا ہے۔

اچھے اور برے انوارات و آثار کی کیفیات :

جب سالک کا دل اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے لگتا ہے۔ اور یہ ذکرِ الٰہی تمام جسم و جان میں سرایت کر جاتا ہے۔ اور غیر اللہ سے دل بالکل پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ اور روحانیت سے ایک خاص قسم کا تعلق وانس بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ تو انواراتِ الٰہیہ ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ کبھی وہ انوار اپنے میں خود دکھائی دیتے ہیں۔ اور کبھی اپنے باہر۔ لیکن یاد رہے۔ کہ! اچھے انوار تو وہی ہیں۔ کہ جن کو وہ دل و سینہ اور سر یا دونوں اطراف اور کبھی بدن میں پائے۔ اور جو انوار کبھی داہنے شانے اور کبھی سامنے سر کے پاس ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ بھی اچھے ہیں۔ مگر ان کی طرف توجہ نہیں کرنا چاہیئے۔ کسی رنگ کا نور اگر داہنے شانے کے برابر ظاہر ہو تو وہ ملائکہ (فرشتوں) کا نور ہے۔ اگر سفید رنگ کا نور ظاہر ہو۔ تو کرامًا کاتبین (وہ دو فرشتے جو ہر انسان کی اچھائیوں اور برائیوں کے تحریر کرنے کے واسطے انسان کے دونوں شانوں پر منجانبِ الٰہی متعین و مقرر کئے گئے ہیں) کا نور ہے۔ اور اگر سبز پوش خوبصورت آدمی یا اور کوئی اچھی دلعزیز صورت نظر آئے۔ تو وہ فرشتہ ہے۔ جو ذاکر کی حفاظت پر مامور کیا گیا ہے۔ اگر داہنے شانے سے کچھ ہٹا ہوا ہو۔ یا آنکھ کے برابر ہو۔ تو وہ مرشد کا نور ہے۔ جو درحقیقت راستے کا رفیق ہے۔ اور اگر سامنے ہے۔ تو وہ نورِ محمدی ﷺ ہے۔ جو کہ ہمیشہ سیدے راستے کی تعلیم وتلقین فرماتا ہے۔

اگر بائیں شانے کے متصل کوئی نور ظاہر ہو۔ تو وہ سینہ کے فرشتہء کاتب کا نور ہے۔ اگر بائیں شانے سے دور ظاہر ہو۔ خواہ کسی بھی رنگ کا ہو۔ تو وہ شیطانِ لعین ہے۔ اور بعض اس کو دنیا کا نور کہتے ہیں۔ اسی طرح جو صورت یا آواز پیچھے سے یا بائیں طرف سے ہو۔ وہ شیطان کا دھوکہ ہے۔ اس وقت سالک **لا حول ولا قوۃ** پڑھے۔ اور تعوذ پڑھے۔ تاکہ وہ (شیطان اور شیطانی خیال) دفع ہو۔ اور اس کی طرف قطعًا توجہ نہ کرے۔ اور اگر نور اوپر سے یا پھر پیچھے سے آئے۔ تو وہ اِن ملائکہ (فرشتوں) کا ہے۔ جو ذاکر و سالک کی حفاظت پر مامور کئے گئے ہیں۔ اگر نور بلا کسی جہت (طرف وسمت) کے ظاہر ہو۔ اور دل پر خوف طاری ہو۔ اور اس کے دفع ہو جانے کے بعد بھی باطنی حضوری نہ رہے۔ تو وہ نور شیطان کا ہے۔ اس وقت **لا حول ولا قوۃ** پڑھے۔ اور تعوذ پڑھے۔ تاکہ وہ (شیطان اور شیطانی خیال) دفع ہو۔ اور اسی طرح اگر کوئی نور بلا جہت ظاہر ہو۔ اور اس کے زوال کے بعد بھی حضورِ باطنی کی لذت نہ جائے۔ اشتیاق اور طلب اسی طرح غالب رہے۔ تو وہی نور مطلوب ہے۔ **رزقنا اللہ ایاکم**۔ اور اگر دھوئیں یا آگ کے رنگ کا نور سینہ یا ناف کے اوپر سے ظاہر ہو۔ تو یہ خناس (**من شر الوسواس الخناس**) کا نور ہے۔ ایسی صورت میں فورًا تعوذ پڑھنا چاہیئے۔ اور اگر سینے کے اندر یا دل پر نور ظاہر ہو۔ تو وہ صفائے دل کا نور ہے۔ اور اگر سرخ یا سفید زردی مائل نور دل سے ظاہر ہو۔ تو دل کا نور ہے۔ اور اگر خالص سفید رنگ کا نور ہے۔ تو روح کا ہے۔ جس نے طالب کے دل میں تجلی کر کے اپنی ہستی کو ظاہر کیا ہے۔ اور اگر سر کی جانب سے نور ہے۔ تو وہ بھی روح کا نور ہے۔ اور آفتاب کے رنگ کا نور بھی روح کا ہی نور ہے۔ بعض سالکین اس کو نورِ ذات ٹھہراتے ہیں۔ تو اگر یہ اوپر سے ہے۔ تو ذات کا ہے۔ اور اگر سامنے سے ہے۔ تو روح کا ہے۔ اگر ماہتاب جیسا ہو۔ تو دل کا نور ہے۔ اور بعضوں کے نزدیک سامنے کا نور نورِ محمدی ﷺ ہے۔ اور جو **سلطانًا نصیرًا** اور **سلطانًا محمودًا** کی طرف سے ظاہر ہو۔ تو وہ بھی نورِ ذات ہے۔ مگر سالک کو چاہیئے کہ انوار میں ماسوائے مطلوب کے کسی بھی طرف متوجہ نہ ہو۔ سرور اور لطف حاصل نہ کرے۔ بلکہ صرف نورِ الٰہی میں ہی ترقی کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات کی کوئی حد وانتہا نہیں ہے۔ اور اگر کاجل کی سیاہی کی ایسی تاریکی اور اس کے اردگرد باریک اور مکدر (کدورت آمیز، میلا و گدلا) نورانی خطوط

ہوں تو وہ نورِ نفی کا ہے۔ اگر اس طرف توجہ کرے گا۔ تو نفی ہی حاصل ہوگی۔ اور ماسوائے اللہ تعالیٰ سے قلب صاف ہو جائے گا۔ اور ہر آثاری وافعالی و صفاتی تجلی (جس کا رنگ سفید، سبز اور سرخ ہے) میں محویت واستغراق اور فنا کا حاصل ہونا مقصدِ اصلی ہے۔ جس میں ہوش آئے گا۔ تو درد وشوق اور بے قراریٔ عشق ترقی کرے گا۔ اور ہر ہر تجلی سے ترقی کر کے لطف حاصل کرے گا۔ اس کی کیفیت کا بیان کرنا غیر ممکن ہے۔ اور عروجی سیر کے پورا ہونے کے بعد تجلیٔ ذات کا جلوہ دکھائی دیتی ہے۔ اور تجلی ذاتی کا انکھ کی سیاہی کی مانند رنگ ہے۔ اور اس میں عارف کی فناء الفناء ہے۔ معلوم کرنا چاہیئے۔ کہ ان تجلیات کی ابتداء میں (عالمِ ناسوتی کے انوارات واوصاف کے مناسب) سالک کے قلب پر مختلف حیثیتوں سے انوارات ظاہر ہوتے ہیں۔ اور سالک ان انوارات کی طرح مجسم نور بن کر عالم انوار کی سیر کرتا ہے۔ اس مقام پر سالک کو چاہیئے۔ کہ ان انوارات سے لذت حاصل نہ کرے۔ اور نہ ہی ان میں مشغول ہو۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ کی قدرت سمجھ کر صانع کی طرف متوجہ ہو۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ مرشد کی رہنمائی ومعاونت سے سالک آسمان پر پہنچ جائے گا۔ جہاں پر سالک کے لئے یہ انعامات ہوں گے۔

☆ آسمان کی عجیب وغریب تخلیقات (چیزوں) کا بعین معائنہ کرے گا۔

☆ انبیائے کرامؑ، اولیائے عظام اور ملائکہ سے نیاز حاصل کرے گا۔

☆ فرشتوں کو مختلف صورتوں میں ملاحظہ کرے گا۔

☆ فرشتوں کی طرح ان کے ساتھ ساتھ آسمانوں پر صعود کر کے عجیب عجیب چیزوں کا بعین نظارہ بھی کرے گا۔

یہاں پر بھی مرید وسالک کو لطف نہ اُٹھانا چاہیئے۔ اور دردِ عشق اور شوق کے ساتھ ترقی کرے۔ پھر ارشادِ الٰہی اور مرشد کی خصوصی توجہ سے عرش وکرسی پر پہنچے گا۔ اور کرسی کو نورِ عرش سے منور پائے گا۔ جو آفتاب کی مانند روشن ہوگا۔ سالک کو اس سے بھی لذت نہ اُٹھانا چاہیئے۔ اور سب کو نفی کے تحت میں رکھنا چاہیئے۔ اس مرتبہ میں عنصریت (چار عناصر جیسے کہ آب، خاک، آتش وباد) ترقی کر کے اطلاق کی حالت پیدا کرلے گا۔ بلکہ اس حالت پت بھی سالک کو مطمئن نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے مختلف اوصاف کا نظارہ کر کے اپنے دل میں عشقِ الٰہی کی آگ کو اور بھی زیادہ تیز کرلے۔ یہ آگ سالک کے ہوش وحواس کو بالکل خاکستر کردے گی۔ ہوش میں آنے پر شوق ومحبت کی وجہ سے سالک بے باکی سے گفتگو کرے گا۔ لیکن اس کو خود بھی اس کا احساس نہ ہوگا۔ نیز اس حالت کی وجہ سے وہ تمام چیزوں سے قطعِ تعلق کرلے گا۔ از روئے وصل اور وجہ دردِ عشق اور بھی زائد ہو جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مزید فضل کیا۔ تو وہ ان تجلیاتِ کیفی (کیفی بمعنی مسروری ومخموری) سے آگے ترقی کر جائے گا۔ اور اس پر تجلی حقیقی بے کیفی ہوگی۔ سالک ان میں محو مستغرق ہو جائے گا۔ اور ان تمام چیزوں سے بے خبر ہو جائے گا۔ اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو بھی نہ دیکھے گا۔ اور وجودِ خدا کا اس کو یقینی ثبوت پہنچ جائے گا۔ پھر ہوش بحال ہونے پر اپنے فنا کی وجہ سے وصالِ حق کے اشتیاق کی ایک خاص کیفیت محسوس کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کو اپنے وجود میں منصور (منصور بن حلاج کے کلمات جیسے انا الحق وغیرہا۔۔۔) پا کر ایسے کلمے کہنے لگ جائے گا۔ کہ خود بھی جان نہ پائے گا۔ کہ مَیں کیا کہہ رہا ہوہوں۔ یہ تو تجلیاتِ افعالی اور صفاتی تھے۔ مگر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم اور مرشد کامل کی توجہ سے عشقِ بے قراری کے باوجود مطلوبِ حقیقی کی تجلی ذاتی اس پر وارد ہوگی۔ اس مرتبہ میں وہ اپنے ہی وجود سے اس قدر بے خبر ہو جائے گا۔ کہ اپنے فنا کا احساس بھی نہ کرے گا۔ اور اس کو فناء الفناء کا مقام ومرتبہ حاصل ہو جائے گا۔ اس کے بعد پھر اس کو فنائے حقیقی حاصل ہوگی۔ اور حفظِ مراتب کا پاس کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی خلافت پائے گا۔ انشاء اللہ۔

قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔

اذکار میں احوال کی رونمائی :

اِن اذکار میں تین احوال رونما ہوتے ہیں۔ قربِ نوافل۔ قربِ فرائض۔ عین رویت اللہ۔

قربِ نوافل اور مشاہدہ حق : طالبِ صادق جب اذکارِ جہریہ، خفیہ اور سریہ سے بفضلہٖ تعالیٰ ترقی کرتا جاتا ہے۔ تو ذکر روحی اور مشاہدہ میں جا پہنچتا ہے۔ یہاں پر غلبہ وہیبت اور جلالِ الٰہی سے بے ہوش ہو جاتا ہے۔ جب ہوش میں آتا ہے۔ تو اپنے آپ کو حقیر وعاجز اور کم حیثیت خیال کرتا ہے۔ پھر مزید ترقی کا آرزومند ہوتا ہے۔ اور انوار وجمالِ الٰہی میں مستغرق سالک کے حواسِ خمسہ معطل وبے کار ہو جاتے ہیں۔ اور طالب کے دل میں تجلی قرار پکڑتی ہے۔ پھر طالب کی دید وشنید، علم وفعل اور ارادہ وکلام وغیرہ عین خدا ہو جاتا ہے۔ اس مقام میں ربِ متعال آلہ اور سالک اس کا فاعل ہوتا ہے۔ اور وہ جمیع اشیاء میں دیدہ باطن سے ہستی حق کو مشاہدہ کرتا ہے۔ **وھو علٰی کل شیء محیط۔ وھو معکم اینما کنتم۔** (**ترجمہ**) تمام موجودات کو اللہ تعالیٰ گھیرے ہوئے ہے۔ اور تم جہاں کہیں اور جس حالت میں ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ یعنی سالک کا دیکھنا سننا۔۔۔ غرضیکہ اس کے تمام افعال اللہ تعالیٰ ہی سے ہوں گے۔ وہ تمام چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے وجود کو پائے گا۔ اور اس کی توجہ اللہ

تعالیٰ ہی کی طرف ہوگی۔ اس مرتبہ کو ''قربِ نوافل اور مشاہدہ حق '' سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کی منتہا (حد) نہیں۔ اس میں سالک بنی ہوئی چیزوں سے بنانے والے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔ اس مرتبہ میں سالک کی نظر صنعت کی معرفت سے صانع کی طرف جاتی ہے۔ اس مرتبہ ومقامِ کمالیت میں طالب کو''سالک مجذوب'' کہتے ہیں۔

ما رایت شیئا الا رایت اللہ فیہ ۔ (ترجمہ) مَیں نے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی۔ جس میں اللہ تعالیٰ کا جلوہ دکھائی نہ دے۔

قربِ فرائض : طالبِ صادق جب اس مرتبہ سے ترقی کرتا ہے۔ اور تجلی الٰہی بصورتِ اجسام سالک کے دل پر ظہور ہوتی ہے۔ تو اس مرتبہ میں سالک کی نظر معرفتِ صانع سے صنعت کی طرف ہوتی ہے۔ اور تجلی ذاتی عاشق کے قلب پر ظہور کرتی ہے۔ اس تجلی میں نورِ الٰہی کو بے مثل و مانند دیکھتا ہے۔ ہستی حق کو کثرتِ اشیاء کے حجاب میں مشاہدہ کرتا ہے۔ جو کچھ صفات وافعال اَز خود یا دیگر موجودات سے دیکھتا ہے۔ تو یقینِ کامل سے جانتا ہے۔ کہ یہ صفات وافعال اللہ تعالیٰ کے ہی ہیں۔ اسی مقام کا نام''قربِ فرائض'' ہے۔ جو اس مرتبہ ومقامِ کمالیت کو پہنچتا ہے۔ اس کو بھی''سالک مجذوب'' کہتے ہیں۔ اس مقام پر سالک تمام اشیاء میں ہستی ءذاتِ حق کو جلوہ گر دیکھتا ہے۔

ما رایت شیئا الا رایت اللہ قبلہ ۔ I saw nothing but I saw Allah before him

عین رویت اللہ : طالبِ صادق جب اس سے بھی ترقی کرتا ہے۔ تو تجلی ذات بہ جمیع صفات ظہور پکڑتی ہے۔ اور سالک مقاماتِ فنا در فنا حاصل کرتا ہے۔ مرتبہ سوئم میں صانع کے ماسوا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ **الا انہ بکل شیء محیط ۔ (ترجمہ)** آگاہ ہوجاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ کا اس سے ظہور ہوگا۔ اور پھر اس سالک پر **من عرف نفسہ فقد عرف ربہ** ۔ کی حقیقت وشناسائی کے دریچے کھل جائیں گے۔ (انشاءاللہ تعالیٰ) اس وقت سالک پر اپنے اور رب کا عرفان منکشف ہوگا۔ اور اسی طرح سے **کل شیء ھالک الا وجھہ ۔ (ترجمہ)** ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ سوائے اس ذات (یعنی اللہ تعالیٰ) کے۔ اور پھر محض حق ہی حق باقی رہ جائے گا۔ پھر بذاتِ حق بقا (خود) حاصل کرکے روح کی آنکھ کے نورِ ذاتی سے ذاتِ حق کو بے پردہ معائنہ کرتا ہے۔ اگر اس جگہ پر سالک **الان کما کان** ۔ کا تصور وتخیل کرے۔ تو اللہ تعالیٰ کے نورِ ذاتی کو ملاحظہ کرے گا۔ انشاءاللہ۔ بلکہ بے نقاب وحجاب دیکھے گا۔ (یعنی جس طرح اولیاء اللہ دیکھتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حقیقی دیدار تو بروزِ قیامت ہی نصیب ہوسکے گا۔ اور وہ بھی صرف انبیاء وصالحین وغیرہا کو۔۔۔) اور **رایت ربی بربی** ۔ اس پر شاہد ہے۔ سالک اللہ تعالیٰ کو اس کے نورِ ذات کے ذریعے سے دیکھتا ہے۔ اور اپنے آپ کو درمیان میں نہیں پاتا۔ اسی کو مقام ومرتبہ فنا کہتے ہیں۔

مریدین کے دس احوال :

اگر ہو عشق ، تو ہے کفر بھی مسلمانی
نہ ہو مرد مسلمان بھی کافر و زندیق

کسی شیخِ کامل سے نسبت قائم ہونے کے بعد سالک کا روحانی ارتقاء بتدریج شروع ہوجاتا ہے۔ مرشدِ کامل کی رہنمائی میں جب سالک، سلوک کی منازل طے کرتا ہے۔ اور مقاماتِ سلوک سے گزرتا ہے۔ تو سالک کے قلب پر بعضے کیفیات طاری ہوتی ہیں۔ جن کو اصطلاحِ تصوف میں''**احوال**'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یاد رہے۔ کہ! حال کی کیفیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے قلبِ سالک پر طاری ہوتی ہے۔ سالک کو اس وہبی کیفیت پر بذاتِ خود کوئی قدرت حاصل نہیں ہوتی۔ اور اگر دل پر یہ کیفیت طاری ہوجائے۔ تو سالک اسے اپنی کوشش یا ارادے سے ہٹا نہیں سکتا۔ اور اگر خود بخود یہ کیفیت ختم ہوجائے۔ تو سالک کسب واجتہاد سے اسے دوبارہ لا نہیں سکتا۔ کیونکہ! یہ تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی اور عنات سے ہی ممکن ہوسکتا ہے۔ بہرحال! یہی احوال ہی درحقیقت سالک و طالبِ صادق کی روحانی بلندی اور عروج کا باعث بنتے ہیں۔ احوال کی تعداد دس ہے۔ جوکہ درجِ ذیل ہیں۔

مراقبہ۔ قرب۔ محبت۔ خوف۔ رجاء (اُمید)۔ شوق۔ اطمینان۔ اُنس۔ مشاہدہ۔ یقین۔

اِن دس احوال کی تفصیل آگے''تصوف والے باب میں آئے گی۔ انشاءاللہ۔ وہاں سے ملاحظہ کی جاسکتی ہے

چشمِ قلب :

دل اگر کان رکھتا ہے۔ تو اس کی دو آنکھیں بھی ہیں۔ ایک اوپر اور دوسری نیچے۔

☆ بالائی آنکھ کشادہ ہے۔ اور وہ جسم سے متعلق ہے۔

☆ اور چشمِ پائیں (زیریں)، جوکہ مسدود ہے۔ اس کا روح سے تعلق ہے۔

طالبِ صادق (سالک) جب ذکر جہر میں بہ کوشش تمام شد و مد، تحت وفوق کے ساتھ مشغول ہوتا ہے۔ تو کچھ دیر بعد بالائی چشم بند

ہو جاتی ہے۔ اور چشمِ زیریں ذکرِ خفی میں حبسِ دم سے مفتوح ہونے لگتی ہے۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

یاد رہے۔ کہ خاندانِ قادریہ و چشتیہ میں حبسِ دم درحقیقت اصل الاصول اور شرطِ اعظم ہے۔ اس لئے کہ حبسِ دَم کے بغیر چشمِ روح کشادہ ہوتی ہی نہیں۔ لہذا ہر طالبِ صادق کو لازم ہے۔ کہ! ذکر جہر و ذکر خفی میں حبسِ دم کی بلیغ کوشش کرے۔ تا کہ چشمِ دلعالم بین مسدود ہو۔ جبکہ چشمِ روح ذات میں کشادہ ہو۔ کیونکہ چشمِ روح کی کشادگی کے بغیر انوارات ذاتی کا حصول نہایت محال ہے۔

حصولِ تصرف ظاہری و باطنی سے مانع حجابات:

سالکین حضرات کے ساتوں لطائف روشن و جاری نہ ہونے کے اسباب ور کاوٹین درحقیقت **چالیس حجابات** ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں میرے پیرو مرشد حضرت پیر سید محبوب علی شاہ صاحب بخاریؒ اپنی کتاب راہِ طریقت میں فرماتے ہیں۔ کہ! **اِن ساتوں لطائف کے چالیس حجابات** ہیں۔ اور یہ وہی حجابات ہیں۔ جو بندے کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے درمیان حائل و مانع ہوتے ہیں۔ **یہ چالیس حجابات چار اقسام پر منقسم** ہیں۔ ہر ایک قِسم سے دس حجابات رفع ہوتے ہیں۔

پہلے دس حجابات **حیات** کے نور سے اُٹھتے ہیں۔ دوسرے دس حجابات **علم** کے نور سے اُٹھتے ہیں۔ تیسرے دس حجابات **قدرت** کے نور سے اُٹھتے ہیں۔ اور چوتھے دس حجابات **ارادہ** کے نور سے اُٹھتے ہیں۔

اِن چالیس حجابات کو دور اور دفع کرنے کے لئے چالیس ایام کی خلوت میں ریاضت مقرر و متعین کی گئی ہے۔ کیونکہ ایک ایک دن کی ریاضت سے ایک ایک پردہ (حجاب) درجہ بدرجہ اُٹھتا چلا جاتا ہے۔ (اور تمام لطائف روشن و جاری ہو جاتے ہیں) وہ **چالیس حجابات** یہ ہیں۔

1 خاک۔ 2 آب۔ 3 باد۔ 4 آتش۔ 5 یبوست (خشکی)۔
6 حرارت۔ 7 صُفراء۔ 8 بلغم۔ 9 سودا۔ 10 خون۔
11 جُہل۔ 12 علم۔ 13 نظر۔ 14 حرس۔ 15 غناہ۔
16 تکبر۔ 17 غصہ۔ 18 غفلت۔ 19 کثافت۔ 20 مخالفت۔
21 رسوب 22 شہوت۔ 23 دعوٰی۔ 24 خوف۔ 25 اُمید۔
26 افعال۔ 27 اقوال۔ 28 قبض۔ 29 بسط۔ 30 کرامت۔
31 نیند۔ 32 دن۔ 33 رات۔ 34 ناسوت۔ 35 ملکوت۔
36 جبروت۔ 37 لاہوت۔ 38 ہاہوت۔ 39 خاتمہ۔ 40 سابقہ۔

یہ چالیس حجابات ہیں۔ جب سالک و طالبِ صادق (اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے حصول کے لئے) چالیس ایام کی خلوت میں مکمل یکسوئی اور دلجمعی سے عبادت و مجاہدہ کر کے ساتوں لطائف کی سیر کر لیتا ہے۔ تو یہ چالیس حجابات اُٹھ جاتے ہیں۔

صاحبِ **شمس المعارف** جناب حضرت **شیخ ابو العباس احمد بن علی البونی القرشی**ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! جس نے چالیس روز اللہ تعالیٰ کے واسطے خالص کئے۔ تو اس کے قلب سے حکمت کی نہریں اس کی زبان سے ظاہر ہوں گی۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم سے اس پر کشف کے دروازے کھول دے گا۔ اس اصول کو خوب ذہن نشین کر لو۔ تا کہ اس کے ذریعے کامیابی نصیب ہو۔

صاحبِ **شمس المعارف و لطائف العوارف** کا بیان ہے۔ کہ! جب اللہ تعالیٰ نے اس عالم کو پیدا فرمایا۔ تو عقل کو پیدا کیا۔ تو اس میں ہر ایک فرد کو اس کی حیثیت کے موافق عقل عنایت فرمائی۔ چنانچہ حیوان ناطق (گویائی، بولنے کی صلاحیت) کو پیدا کیا۔ اور اس کے اندر مختلف نشانیاں، قبولِ نورانیت اور کشف اسرارِ ملکوتیات کے واسطے پیدا کیں۔ پھر انسان کو پیدا کیا۔ (اور انسان کو پیدا کر کے اس کو عقل و شعور جیسی نعمت و خوبی سے سرفراز فرمایا۔) پھر پہاڑوں کو اور ان کے اندر معدنیات کو پیدا فرمایا۔ کیونکہ یہ دور عقول کا احاطہ ہے۔ اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی محبوب ترین خلقت میں ساکن کیا۔ اور ان سے خطاب فرمایا۔ اور اول اطوار میں ان کو جواب دیا۔ روح کو روح کے ساتھ پیدا کیا۔ پس اس میں ہیبت کی حکمت ہوئی۔ اور اس کی (بہت لمبی اور بڑی) تفصیل ہے۔ پس روح عالم جبروت سے ہے۔ اور عالم ملکوت عقلِ اول ہے۔ اور عقل انہیں عوالم کے ساتھ مرتبط ہے۔ اپنی قوتیں ان کو عطا کرتی ہے۔ اور امداد پہنچاتی ہے۔ اور یہی قبولِ کمالات اور اسرار کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ پس اسی سبب سے اس کا نام مواہبِ لدنیہ ہے۔

روح پر اللہ تعالیٰ نے بہت سے ملائکہ (فرشتے) مقرر کئے ہیں۔ جو اِن حقائقِ ملکوت کے ساتھ اسرار غیوب ڈالتے ہیں۔ پس اسی عالم کو

عالم ملک قرار دیا ہے۔ یہ عالم تین عوالم پر مشتمل ہے۔ عالم حیوانات عالم نباتات اور عالم معادن۔

عالمِ حیوانات میں سب سے احسن، مقدم اور عمدہ انسان ہے۔ یہ ذاتِ انسانی بہت سی ذاتوں، نفس اور قلب پر شامل ہے۔ چونکہ عالمِ قدرت غیر مفید سے عالمِ نباتات کے جنگلوں اور بیابانوں میں پایا جاتا ہے۔ کسی ایک مقام اور مکان میں منحصر نہیں ہے۔ ایسے ہی قلب کے خطرات بھی بے شمار ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ جیسے کہ زمین سات اقالم پر مشتمل ہے۔ ایسے ہی قلب کے اندر بھی سات نفوس کی اقالم ہیں۔ کیونکہ قلب حقیقی صورت ہے۔ اور اس نے روح اور سِر پر ایمان کے دو حصص کا فیض پہنچایا ہے۔ بلکہ نفس، عقل اور سِر کو فیض پہنچایا ہے۔ اَیہاں پر اُن سات اقالم کی تفصیل و وضاحت بیان کرتے ہیں۔

سات اقالم کا ذکر اور نام :

حضرت بونیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! پہلی اقلیم قلب کی فواد ہے۔ یہی بادشاہ کا مقام ہے۔ کیونکہ حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **مـــا وسعنی ارضی ولا سمائی ویسعنی قلب عبدی المؤ من** ۔ (اور اللہ تعالیٰ زمین و اسمان ن میں کہیں نہیں سما سکتا۔ سوائے بندہء مومن کے قلب میں) دوسری اقلم سویدا ہے۔ اور یہ قلب میں بمنزلہ وزیر کے مقام کے ہے۔ تیسری اقلم شفاف ہے۔ یہ بھی وزیر کی جگہ ہے۔ چوتھی اقلم محبت ہے۔ یہ سویدا اور شفاف کے درمیان کا مقام ہے۔ پانچویں اقلم ضمیر کی ہے۔ یہی سِر کا محل ہے۔ چھٹی اقلم غلاف ہے۔ ساتویں اقلم قلب کا احاطہ ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک اقلم کا ایک دروازہ ہے۔

چنانچہ پہلی اقلم کا دروازہ سرحیات ہے۔ دوسری اقلم کا دروازہ سرعلم ہے۔ تیسری اقلم کا دروازہ سرقدرت ہے۔ چوتھی اقلم کا دروازہ سرارادہ ہے۔ پانچویں اقلم کا دروازہ سررحمت ہے۔ چھٹی اقلم کا دروازہ سرحکمت ہے۔ ساتویں اقلم کا دروازہ سرعمل ہے۔

ساتوں اقالم پر حجابات:

حضرت بونیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! پہلی اِن اقالیم کے واسطے 40 حجابات ہیں۔ اور یہ وہی حجابات ہیں۔ جو بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حائل ہوتے ہیں۔ انہی حجابات کو دفع کرنے کے لئے چالیس روز کی ریاضت متعین و مقرر کی گئی ہے۔ کیونکہ ہر روز کی ریاضت سے ایک ایک حجاب دور ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور طالب اِن ساتوں اقالیم کی سیر کر کے اِن کے عجائبات کو ملاحظہ کرتا ہے۔ جس قدر ان کے اندر حیوانات، نباتات اور جمادات ہیں سب اس کی نظر سے گزرتے ہیں۔ اِن حجابات کے نام یہ ہیں۔

1 خاک۔ 2 آب۔ 3 باد۔ 4 آتش۔ 5 خشکی۔
6 رطوبت۔ 7 حرارت۔ 8 برودت۔ 9 صفراء۔ 10 بلغم۔
11 خون۔ 12 سودا۔ 13 جہل۔ 14 گناہ۔ 15 غفلت۔
16 بُعد۔ 17 کثافت۔ 18 مخالفت۔ 19 رسوب ۔ 20 شہوت۔
21 دعوٰی 22 خوف۔ 23 اُمید۔ 24 کرامت۔ 25 افعال۔
26 اقوال۔ 27 قبض۔ 28 بسط۔ 29 غنائم۔ 30 عبادت۔
31 قبضہ۔ 32 نیند۔ 33 دِن۔ 34 رات۔ 35 خاتمہ۔ 36 سابقہ۔

(کتاب شمس المعارف میں یہی 36 حجابات دیئے گئے ہیں۔ مجھے کامل یقین ہے۔ کہ! حضرت امام بونیؒ نے پورے چالیس حجابات دیئے ہوں گے۔ مگر باقی 4 حجابات اُن کی مشہورِ زمانہ کتاب سے حذف کر دیئے گئے ہوں گے۔ یا مٹ گئے ہوں گے۔)

بہر حال! امام بونیؒ اسی کتاب میں آگے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ! پس یہ کل چالیس حجابات (پردے) ہیں۔ اور یہی ساتوں اقالیم کے حجابات ہیں۔

یہ چالیس حجابات چار اقسام پر منقسم ہیں۔ اور انہیں چار اقسام کی ریاضت سے اُٹھتے ہیں۔ ہر ایک قِسم سے دس حجابات رفع ہوتے ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔ کہ! پہلے دس حجابات حیات کے نور سے اُٹھتے ہیں۔ دوسرے دس حجابات علم کے نور سے اُٹھتے ہیں۔ تیسرے دس حجابات قدرت کے نور سے اُٹھتے ہیں۔ اور چوتھے دس حجابات ارادہ کے نور سے اُٹھتے ہیں۔ اور اَب چالیس حجابات کی تصریف بیان کرتے ہیں۔

پہلی تصریف۔ **وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا** ۔ (قطار در قطار صف باندھنے والوں کی قسم) ۔ دوسری تصریف ۔ **فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا** ۔ (پھر اُن کی قسم، جو ڈانٹ پھٹکار کرتے ہیں) ۔ تیسری تصریف ۔ **فَالتّٰلِیٰتِ ذِکْرًا** ۔ (پھر اُن کی قسم، جو تلاوت ذکر کرتے ہیں) ۔ چوتھی تصریف ۔ **وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا** ۔ (قسم ہے اُن ہواؤں کی جو اُڑ کر بکھیرنے والیاں ہیں)۔ پانچویں تصریف ۔ **فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا** ۔ (پھر اُن بادلوں کی جو بوجھ اُٹھانے والے ہیں) ۔ چھٹی تصریف ۔ **فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا** ۔ (پھر اُن کشتیوں کی جو آہستہ چلنے والیاں ہیں)۔ ساتویں

تصریف۔ **فَالۡمُقَسِّمٰتِ اَمۡرًا** ۔ (پھر فرشتوں کی جو حکمِ الٰہی کے بانٹنے والے ہیں) ۔ آٹھویں تصریف۔ **وَالطُّوۡرِ** ۔ (قسم ہے (کوہِ طُور کی) ۔ نویں تصریف۔ **کِتٰبٍ مَّسۡطُوۡرٍ** ۔ (اور لکھی ہوئی کتاب کی) ۔ دسویں تصریف ۔ **الۡبَیۡتِ الۡمَعۡمُوۡر** ۔ (قسم ہے بیتِ معمور کی) ۔ گیارہویں تصریف ۔ **السَّقۡفِ الۡمَرۡفُوۡعِ** ۔ (بلند چھت کی) ۔ بارہویں تصریف۔ **وَالۡمُرۡسَلٰتِ عُرۡفًا** ۔ (ہواؤں کی قسم جو پے در پے بھیجی جاتی ہیں) ۔ تیرہویں تصریف ۔ **فَالۡعٰصِفٰتِ عَصۡفًا** ۔ (پھر ان کی قسم جو تیز و تند ہیں) ۔ چودھویں تصریف ۔ **فَالۡفٰرِقٰتِ فَرۡقًا** ۔ (پھر پارہ پارہ کرنے والی ہواؤں کی قسم) ۔ پندرہویں تصریف ۔ **فالتا لیات ذِکۡرًا** ۔ (پھر ان کی، جو ذکر (قرآنِ حکیم) کی تلاوت کرتے ہیں) سولہویں تصریف ۔ **وَّالنّٰشِرٰتِ نَشۡرًا** ۔ (اور بادلوں کو پھیلانے والی ہواؤں کی قسم) ۔ سترہویں تصریف ۔ **فَالۡفٰرِقٰتِ فَرۡقًا** (پھر پارہ کرنے والی ہواؤں کی قسم) ۔ اٹھارہویں تصریف۔ **فَالۡمُلۡقِیٰتِ ذکرا** ۔ (پھر ان کی قسم جو (دلوں میں ذکر کا القاء کرنے والی ہیں) ۔ انیسویں تصریف ۔ **فَالۡمُقَسِّمٰتِ اَمۡرًا** ۔ (پھر اُن کی جو چیزیں تقسیم کرتے ہیں) ۔ بیسویں تصریف۔ **وَالنّٰزِعٰتِ غَرۡقًا** ۔ (قسم ہے (فرشتوں کی) جو غوطہ لگا کر (کفار کی ارواح کو زور سے) کھینچنے والے ہیں) ۔ اکیسویں تصریف۔ **وَّالنّٰشِطٰتِ نَشۡطًا** ۔ (اور (مومنین کی گرہ کے) بند آسانی سے کھولنے والوں کی) ۔ بائیسویں تصریف۔ **وَّالسّٰبِحٰتِ سَبۡحًا** ۔ (پھر (فضا میں) تیرتے ہوئے جاتے ہیں) ۔ تیئسویں تصریف ۔ **فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا** ۔ (پھر تیزی سے لپکتے ہیں) ۔ چوبیسویں تصریف ۔ **فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا** ۔ (پھر جو حکم ملتا ہے۔ اُس (کو پورا کرنے) کا انتظام کرتے ہیں) ۔ پچیسویں تصریف ۔ **وَالشَّمۡسِ وَضُحٰٮهَا** ۔ (قسم ہے آفتاب کی اور اس کی پھیلی ہوئی دھوپ کی) ۔ چھبیسویں تصریف ۔ **وَالۡقَمَرِ اِذَا تَلٰٮهَا** ۔ (اور ماہتاب کی جب وہ سورج کے پیچھے پیچھے آئے) ۔ ستائیسویں تصریف۔ **وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰٮهَا** ۔ (اور دن کی جب وہ سورج کا جلوہ دکھادے) ۔ اٹھائیسویں تصریف۔ **وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰٮهَا** ۔ (اور رات کی جب وہ اس پر چھا کر اسے چھپالے) ۔ انتیسویں تصریف ۔ **و السمآء وما بنٰها** ۔ (اور قسم ہے آسمان کی اور اس کی جس نے اسے بنایا) ۔ تیسویں تصریف ۔ **و الارض وما طحا ها** ۔ (اور زمین کی اور اس کی جس نے اسے بچھایا) ۔ اکتیسویں تصریف۔ **و اللیل اذا یغشٰی** ۔ (قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے) ۔ باتیسویں تصریف ۔ **وَالنَّهَارِ اِذَا تجلّٰی** ۔ (اور دن کا جب اس کا اجالا پھیل جائے) ۔ تینتیسویں تصریف ۔ **وَما خلق الذکر والا نثٰی** ۔ (اور اُس ذات کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا) ۔ چونتیسویں تصریف۔ **الجوار الکنس** ۔ (سیدھے چلنے والے، چھپ جانے والے) ۔ پینتیسویں تصریف ۔ **وَطُوۡرِ سِيۡنِيۡنَ** ۔ (اور صحرائے سینا کے پہاڑ طور کی) ۔ چھتیسویں تصریف۔ **وَهٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِيۡنِ** ۔ (اور امن و امان والے شہر کی) ۔ سینتیسویں تصریف ۔ **جملة اسمآء الحسنٰی من حیث المخلوقات علی التفصیل** ۔ (تمام اسمائے الٰہیہ میں مخلوقات کی تفصیلی حیثیت سے) ۔ اڑتیسویں تصریف۔ **هما استار الجملة** ۔ (دونوں پردے استار جملہ) ۔ انتالیسویں تصریف۔ **فی استار الجملة** ۔ (استار جملہ) ۔ چالیسویں تصریف۔ **فلا قسم بما تبصرون. وما لا تبصرون** ۔ (میں نہیں قسم کھاتا ساتھ اس کے جو تم دیکھتے ہو۔ اور جو نہیں، تم دیکھتے)

امام بونیؒ اپنی اسی کتاب **شمس المعارف** (امام بونیؒ) میں فرماتے ہیں۔ کہ! یہ کل اسمائے الٰہیہ (آیاتِ قرآنیہ) ہیں۔ پردہ ہائے کلیات و جزئیات، علویات وسفلیات، فریات، مرکبات، مزوجات خمسات اور ملکویات میں اور یہ سب قرآن شریف میں مذکور ہیں۔ اگر طالبِ صادق اِن اشارات کی معرفت اور ریاضات کے اسباب اسی راز میں تحقیق وجستجو کرے۔ تو ریاضت کے طفیل سے یہ جملہ راز اس پر مکشوف ہو جائیں گے۔

امام بونیؒ ایک جگہ فرماتے ہیں۔ کہ! عشق حب و ود کے درمیان ایک لطیف چیز کا نام ہے۔ جس کا مسکن شغف ہے۔ اور حب عشق کا باطن ہے۔ جس کا مسکن خاص قلب ہے۔ کیونکہ دل کے اندر تین جوف (اندرونی خلاء۔ کھوکھلا پن) ہیں۔ ایک اوپر کی طرف جہاں سے وہ غلیظ (سخت اور مضبوط) ہے۔ وہ روشن نور ہے۔ اور وہی اسلام کی جگہ ہے۔ اور حروف کے معانی یہاں مشکل ہیں۔ اور یہی انسان میں قوتِ ناطقہ کی جگہ ہے۔ نفس ابھرنے والے ارادہ کے معانی کا انتظام کرتی ہے۔ دوسرا جوف وسطِ قلب میں ایک نور روشن فکر و ذکر کا مقام ہے۔ یہی اطمینان اور روح کے خیالات کی جگہ ہے۔ تیسرا جوف آخر قلب ہے۔ یہ حصہ سارے قلب کا زیادہ نرم ولطیف حصہ ہے۔ اسے فواد کا نام دیا جاتا ہے۔ ایمان، عقل، نور، تصرف اور اسرار کی جگہ بھی یہی ہے۔ یہی عقل کی میزان حکمتوں کے لطائف اور حیات طبیعہ کی جگہ ہے۔ جو حرارت لطیفہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کی محبت کا محل ہے۔ اس فواد (دل) کی ایک نورانی آنکھ ہے۔ جس سے یہ عالم ملکوت کے حقائق عالم علویات کے جزوی اور کلی اسرار و حقائق کے موازین کا ادراک کرتا ہے۔ یہی فواد وہبی انوارات اور علوی اسرارات کی جگہ و مقام ہے۔ یہی بصیرت ہے۔ جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اسی چشمِ بصیرت کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم میں فرماتا ہے۔ کہ! **فَا نها لا تعمٰی الابصار ولکن تعمی القلوب الّتی فی الصدور** ۔ (ترجمہ) بات یہ ہے۔ (کہ) آنکھیں ہی اندھی نہیں ہوتیں۔ بلکہ قلوب اندھے ہو جاتے ہیں۔ جو سینے میں ہیں۔ (سورہ حج۔ آیت نمبر 46)

اور وہ جوف جو قلب کے درمیان میں ہے۔ عشق کی جگہ ہے۔ اس کی بھی ایک نورانی آنکھ ہے۔ جس سے وہ طلب و تلاش کا ادراک حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ کسی مطلوب شئے کی تحقیق و جستجو اور تلاش میں بھر پور سعی کرتا ہے۔ اس کی لطافت کی وجہ سے اس حصے کا تعلق اشخاص کے ساتھ بہت جلد ہوتا ہے۔ اسی پر عالمِ ملک اور اس کے متعلق عجائباتِ مخلوقاتِ الٰہی کا انکشاف ہوتا ہے۔ کیونکہ حُسن کی خوبیاں تو محبت و عشق کرنے والوں کو ہی معلوم ہوتی ہیں۔ جوف اول کی بھی ایک نورانی آنکھ ہے۔ جس سے وہ محسوسات کے اسرار اور مرکبات کے اطوار کا وقوف و ادراخ کرتا ہے۔ حروف کے حقائق اور ان کے اندر اللہ تعالیٰ نے جو اسماء کے اسرار اور ان معرفتوں کے حقائق پوشیدہ رکھے ہوئے ہیں۔ ان کو دیکھتا ہے۔ اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے بندوں سے اس کو مودت ہوتی ہے۔ یہ اس کی معرفت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اَدب و تعظیم کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر بڑا انعام کیا۔ کہ اسرارِ محسوسات اس پر منکشف کر دیئے۔ یہ سب قلوب کی آنکھیں ہیں۔ مگر اختلافی امور میں یہ سب مختلف ہیں۔

ارتکازِ توجہ کے حصول کے لئے عملی مشق : (بمطابق حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب)

اگر ذہنی یکسوئی حاصل نہ ہوتی ہو اور توجہ کسی نقطہ پر قائم نہیں رہتی۔ اور ذہن بھی ہزاروں لاکھوں خیالات، تفکرات، وساوس میں مبتلا رہتا ہو تو مذکورہ عمل کے ساتھ ساتھ اس تکنیکی عمل کو بھی رواں کیا جائے۔ اسی لئے سب سے زیادہ ضروری یہ ہے۔ کہ! ہمارا ذہن ہزاروں لاکھوں خیالات، تفکرات، وساوس سے نجات حاصل کر کے صرف ایک ہی خیال کو اپنا ہدف بنالے۔ لہٰذا یکسوئی کے حصول کے لئے مندرجہ ذیل عمل قبل طلوعِ آفتاب و قبل سونے رات کے کرنے کی تاکید و تلقین کی جاتی ہے۔ عمل تنفس کی اس مشق سے قبل جسم کو بالکل ڈھیلا چھوڑ دیں۔ جسم میں کسی بھی قسم کا تناؤ قطعاً نہیں ہونا چاہیئے۔ عمل تنفس کی مشق کے دوران ریڑھ کی ہڈی اور گردن کو ایک ہی سیدھ میں رکھیں۔ ایسے وقت میں پیٹ کا خالی ہونا بھی ضروری ہے۔ جس جگہ مشق کی جائے وہاں پر تازہ ہوا کا ہونا یا آنا بھی ضروری امر ہے مگر سردیوں میں کمرے کی کھڑکیوں اور دروازوں کو تھوڑا سا کھول کر عمل کریں۔ تازہ ہوا کی وجہ سے پھیپھڑے کافی مقدار میں آکسیجن جذب کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ! چکنی، میٹھی، تیکھے مصالحہ جات والی اور کھٹی چیزیں کم سے کم استعمال کرنے، زیادہ تر تاریکی میں رہنے اور ہر وقت بحالت وضو رہنے کی وجہ سے بہت اچھے، گہرے اور زود اثر، اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مراقبے، مشاغل اور اذکارِ ضربیہ میں عمل تنفس کی وجہ سے اثرات بہت جلد رونما ہوتے ہیں۔

☆ آلتی پالتی مار کر شمال کی جانب رُخ کر کے مکمل سکون کے ساتھ بیٹھ جائیں۔
☆ داہنے ہاتھ کے انگوٹھے سے دائیں طرف کے نتھنے کو اوپر کی جانب سے بند کرلیں۔
☆ بائیں طرف کے نتھنے سے پانچ سے آٹھ سیکنڈ تک سانس اندر کی طرف کھینچے رکھیں۔
☆ داہنے نتھنے پر سے انگوٹھا ہٹا کر داہنے ہاتھ کی چھنگلی سے بائیں طرف کے نتھنے کو بند کرلیں۔
☆ دائیں طرف کے نتھنے سے پانچ سے آٹھ سیکنڈ تک سانس کو روکے رکھیں۔
☆ دائیں طرف کے نتھنے سے پانچ سے آٹھ سیکنڈ تک سانس اندر کی طرف کھینچیں۔
☆ اب چھنگلی ہٹا کر دوبارہ داہنے انگوٹھے سے داہنے نتھنے کو جلدی سے بند کرلیں۔
☆ بائیں طرف کے نتھنے سے پانچ سے آٹھ سیکنڈ تک سانس کو روکے رکھیں۔
☆ اب بائیں طرف کے نتھنے سے سانس کو آہستگی کے ساتھ اخراج کرنا شروع کردیں۔

اِس طرح سے یہ ایک چکر (دور) مکمل ہوا۔ اس طرح کے نو چکر مکمل کرنے ہیں۔

حصولِ تصرف ظاہری و باطنی بزریعہ اشغالِ مروجہ :

موجودہ دور کے کچھ لوگ انہی قوتوں کے حصول کے لئے شمع بینی، دائرہ بینی، بلور بینی، آفتاب یا ماہتاب بینی، آب بینی، آسمان بینی وغیرہ کے اشغال کرتے ہیں۔ الحاصل ان علوم کا درحقیقت عشرِ عشیر علم و قواعد مسمریزم (علم مقناطیس)، یوگا، ریکی، ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی وغیرہ ہیں۔

اِس ضمن میں مؤلف عرض پرداز ہے۔ کہ علمائے صالحین و فقراء میں مندرجہ ذیل اشغال مشہور و معروف اور معمول ہیں۔

☆ شغل اسم ذات اللہ (اسم **اللہ** کو سامنے رکھ کر دیکھتے رہنا)
☆ شغل **سلطانا نصیرا**
☆ شغل **سلطان الاذکار**
☆ شغل **روحی**
☆ شغل **دورہ قادریہ**
☆ شغل **مقاما محمودا**
☆ شغل **اندھیرا بینی**
☆ شغل **آفتاب بینی**

☆ شغل ماہتاب بینی ☆ شغل شمع بینی ☆ شغل دائرہ بینی
☆ شغل آئینہ بینی ☆ شغل بلور بینی ☆ شغل آسمان بینی
☆ شغل آب بینی ☆ شغل برزخ ☆ شغل بساط

متذکرۃ الصدر آخری نو اشغال مسلمانوں کے علاوہ دیگر مذاہب بالخصوص ہندو و سِکھ برادران میں بھی مروج ہیں۔ اور اِن اشغال کو معمول میں رکھنے سے غیبی رموز و اسرار اور مُغیبات بھی منکشف ہوتے ہیں۔ اور ان نو اشغال کی مدد سے وہ لوگ **مسمریزم** (علم مقناطیس)، **ہپناٹزم** اور **ٹیلی پیتھی** وغیرہ میں کمال حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کرتے رہتے ہیں۔

بہر حال توجہ قلبی کی اِن نو اقسام کے اشغال میں شرکت ہے۔ فقرا کے نزدیک اِن تمام اشغال کی ابتداء و انجام دراصل ابتدائے مراقبہ ہی ہے۔ کیونکہ جو بھی شخص اشغال سے عاری ہوگا۔ ایسے اشخاص قلبی قوت و باطنی فوائد سے یکسر خالی ہوں گے۔ اِسی لئے وہ فوائد و نتائج اور منافع **مراقبہ** سے بھی بے بہرہ اور محروم رہے گا۔ کیونکہ مراقبہ میں درحقیقت تمام کام تخیل و تصور سے ہی سرانجام پاتا ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب اس بات پر متفق ہیں کہ یکسوئی قلب کے لئے کسی دیکھی ہوئی شئے کا تصور و تخیل ہونا لازمی ہے تاکہ اندرونی نقشہ دل پر اُس چیز کا کامل تصور جم سکے۔ مسلمان اسمِ ذات یا عشق حقیقی و مجازی کا تصور کرتے ہیں۔

تصور :

یکسوئی قلب سے مراد ہے اپنے خیال کو ایک مرکز پر قائم کرنا، مگر یہ یکسوئی بدوں استقلال اور یقینِ کامل کے قائم نہیں ہوسکتی۔ پس جس انسان میں مستقل مزاجی اور یقین نہیں وہ بے اعتقاد ہے۔ اس شخص کو یہ رتبہ حاصل نہیں ہوسکتا اور اِن دو قوتوں کے نہ ہونے کی بنا پر ایسا شخص کسی بھی کام کو صحیح طریقہ سے سرانجام نہیں دے سکتا۔ کیونکہ ایسے اشخاص کے خیالات ہمیشہ منتشر رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مدعا حاصل نہیں ہوتا۔ لہذا ہمیں چاہیئے کہ! جس بھی کام کی ابتدا کریں خواہ اُس کام کا نتیجہ نیک ہو یا بد ہو اُس کام میں دلی توجہ سے ہمہ تن متوجہ و مصروف ہو کر کام کی طرف مکمل توجہ دینی چاہیئے۔ پس شاغل کو اپنے شغل میں ایسا منہمک و مستغرق رہنا چاہیئے کہ سوائے اپنے اندرونی مدعا کے بیرونی آوازوں و خیالات کی طرف متوجہ ہونے سے خود کو مستثنٰی کر دے۔ گو کہ ابتدائی صورت حال میں ایسی ارتکاز توجہ کا ہونا محال ہوتا ہے۔ مگر رفتہ رفتہ عادت ڈالنے سے اور خیالات کو ایک جگہ مرکوز کرنے سے یکسوئی حاصل ہونا کوئی مشکل امر نہیں۔ یاد رہے کہ دنیا کے تمام مذاہب اس بات پر متفق ہیں۔ کہ یکسوئی قلب کے لئے کسی دیکھی ہوئی چیز (Seen Object) کا تصور ہونا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک کسی بیرونی چیز کا نقشہ اپنے اندرون قلب پر نقش نہیں ہوگا تب تک تصور کا قائم کرنا نہایت مشکل بلکہ تقریباً ناممکن العمل امر ہے۔

ویسے تو تصور بہت طرح کا ہوتا ہے مگر تصور کے دو مقام ہیں۔ 1۔ **قلب۔** .2۔ **چشم۔**

تصور کے دو مقامات ہونے کی وجہ سے تصور کی اقسام بھی دو ہی ہیں۔ **1۔تصور اندرونی۔** **2۔ تصور بیرونی۔**

یاد رہے کہ جب تک تصور بیرونی نہیں ہوگا تب تک اندرونی تصور ہو ہی نہیں سکتا۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ جب تک ہم کسی بھی چیز کا اپنی آنکھوں سے خود مشاہدہ نہیں کرتے۔ تب تک اُس کو قبول بھی نہیں کرتے۔ اور نہ ہی تصور و تخیل میں لا سکتے ہیں۔ ہاں البتہ بعض اوقات کچھ شنیدہ باتوں پر بوجہ صدق یقین خیال ضرور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ باطنی تصور کا راستہ ظاہری آنکھوں سے ہو کر ہی گزرتا ہے۔ اگر ظاہری آنکھ سے کچھ دیکھا ہی نہ گیا ہوگا تو تصور محال ہوگا۔

اگر کوئی بھی تصور صدق نیت اور یقین قلب سے کیا گیا ہو تو ایسا تصور ظاہری آنکھوں سے گزر کر باطنی آنکھوں کے پردوں میں جا کر ایک ایسا نور پیدا کر دیتا ہے کہ اُس نور میں ہم اپنے مطلوب کی مجسم صورت دیکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ جن لوگوں کے دل نفسانی و شہوانی خواہشات، غیر خیالات، دنیاوی تفکرات، ذہنی خلفشار، نامساعد حالات و واقعات، ظاہری و باطنی وساوس اور شیطانی خیالات و کدورتوں سے پاک و مصفّٰی ہوں وہ لوگ منزل پر پہنچ تو جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی جب تک کہ اُنہوں نے کسی بھی چیز کی اپنی آنکھوں سے شکل نہیں دیکھی ہوگی وہ ہرگز اُس کو تصور میں نہیں لا سکتے۔ اگرچہ وہ لے بھی آئیں تو بھی اُن کے تصور کا دورانیہ اتنا کم وقتی ہوگا۔ کہ مدعا، لذت اور مزا حاصل نہیں ہوسکتا۔

خِرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

اِس ضمن میں انتہائی مشہور و معروف بات ہے۔ کہ! ایک مرتبہ ایک ماہر تصوراتی عامل سے تصور سے متعلق جب ذکر کیا گیا تو اُنہوں نے

باطنی تصور کو ترجیح دے کر فرمایا کہ ہم باطنی تصور کے متعلق ایک انتہائی سہل ترکیب و ترتیب بتلائے دیتے ہیں کہ!

رات کو اپنے تمام کام کاج سے جب فارغ ہو کر سونے لگو تو ہاتھ پاؤں دھو کر چارپائی پر چت لیٹ جاؤ جس کا سرہانہ شمالی جانب اور پاؤں جنوبی سمت کی طرف ہوں۔ اور آنکھیں بند کر کے کسی چھوٹی سی پیالی وغیرہ کا تصوراتی نقش دل میں جمانے کی سعی کرو۔ کہ اُس پیالی کی لمبائی، چوڑائی، شکل و شباہت کی ایک ایسی تصوراتی تصویر خیالِ دل میں بنانے کی بھرپور کوشش کرو کہ گویا وہ پیالی تمھارے سامنے مجسم پڑی ہوئی ہے۔ تم روزانہ اسی خیال میں سوجایا کرو۔ کم از کم اِسی تصور میں ایک ہفتے عشرے تک خوب دھیان جماؤ۔ اس کے بعد کسی بڑی چیز کی طرف توجہ کرنے کی کوشش کرو۔ اس طرح اس عمل پر ہمیشگی اختیار کرنے سے تصوراتی قوت میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ اسی طرح چھوٹی بڑی کم از کم سات چیزوں کا تصور اپنے قلب میں اِتنا بٹھلا دیں کہ جب اور جس بھی وقت تم کو ذرا بھی کسی چیز کا خیال آ جائے تو فوراً اُس کی مجسم شکل تمھاری آنکھوں کے سامنے کھچ جائے۔ جیسے کہ ایک شخص دوسری یا تیسری مرتبہ کی تصوراتی مشق میں ایک تلوار کو ہاتھ میں لے کر ہوا میں لہرانے کا تصور کرنا شروع کرتا ہے۔ تو ہفتے عشرے بعد وہ اُس تلوار کی ہوا میں لہرانے کی باقاعدہ آواز آئے گی۔ بلکہ اگر عامل کا تصور بہت زیادہ پختہ ہو گا تو ایسا شخص کسی اور ایسے دوست کو کہ جس نے کبھی تصور کی کوئی مشق بھی نہ کی ہوئی ہو اگر اُسے کہے کہ اب تمھیں تلوار لہرانے کی آواز آئے گی تو دوسرا بندہ بھی یقینی طور پر تلوار کے لہرانے کی آواز کو بخوبی سُن سکے گا۔ اس کا مطلب ہے کہ اب صاحب تصور شخص مسمریزم و ہپناٹزم کا ماہر ہو گیا ہے۔ پس ایسی مشق و تجربے کے بعد تم جس بھی چیز کا تصور کر کے جو حرکتِ خیالی اُس کو دو گے ویسا ہی پاؤ گے۔

اِس ضمن میں کاتب الحروف (محمد عبدالرؤف) قارئینِ کتاب ہذا کی خدمت اقدس میں نہایت ادب سے عرض گزار ہے کہ سلسلہ عظیمیہ کے لوگ برستی ہوئی بارش یا مراقبہ نور (یعنی کہ اللہ تعالیٰ کے نور کے سمندر میں ڈوب جانے کا تصور) جمانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کچھ عرصے کے بعد جس برستی بارش کا وہ تصور کر رہے ہوتے ہیں۔ وہی بارش اپنے جسم پر پڑنے کے ظاہری احساس تک کو ملاحظہ کر لیتے ہیں۔ حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب مراقبہ نور کے متعلق رقم طراز ہیں کہ! ذہنی یکسوئی کے حصول کے لئے ہم نے مراقبہ نور کی مشق اِس لئے تجویز کی تاکہ ذہنی سکون کے ساتھ ساتھ انسان کے اندر طرزِ تفکر بھی پاکیزہ و مصفّٰی ہو جائے۔ کیونکہ پاکیزہ طرز فکر میں انسان اپنی روح سے قریب تر ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کے اندر ایسی فہم و فراست اور ادراکِ علوم و فنون پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو بیان سے باہر ہے۔ اس طرزِ فکر کو بزبانِ تصوف ''**فکر سلیم**'' کہا جاتا ہے۔

حبس دَم:

توجہ سمیٹنے کے لئے اور ایک نقطے پر لانے کے لئے سب سے پہلے آپ کو سانس کی مشق کرنا لازم ہوگی۔ سانس کی مشقیں مختلف ہیں۔ مگر ان سب میں سے بہتر مشق ہے ''حبس دَم''۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ! آپ کوئی فرصت کا وقت تلاش کر کے شمالی جانب منہ کر کے اس حالت میں بیٹھ جائیں۔ کہ آپ کے بدن کے کسی حصے بالخصوص ریڑھ کی ہڈی یا گردن میں کوئی تکلیف یا درد محسوس نہ ہو۔ اب سینہ تان لیں، منہ بند کر لیں۔ آنکھیں بند کر کے ایک لمبا مگر آہستگی کے ساتھ ناک کے ساتھ سانس لیں۔ منہ کے ساتھ نہیں۔ اور جب آپ کے پھیپھڑے سانس سے بھر جائیں۔ تو اپنے سانس کو روک دیں۔ سانس کو اس حد تک روکیں جتنا کہ آپ آسانی سے روک سکیں۔ روکے رکھیں۔ اس کے بعد آپ آہستہ آہستہ سانس کو نتھنے سے باہر نکال دیں۔ ایک دو لمحے کے لئے سکون لے لیں۔ اور پھر یہی مشق کریں۔ یہ مشق ہی دراصل حبسِ دَم کا عمل کہلاتی ہے۔

یاد رہے کہ یہ مشق ابتداء میں **15** سے **20** منٹ سے شروع کرنی ہے اور زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سے دو گھنٹے تک اس مشق کو تکمیل تک پہنچانا ہے۔ اور کوشش کریں کہ آپ زیادہ دیر تک سانس کو روک سکنے کے قابل ہو جائیں۔ زیادہ دیر تک سانس روکنے میں جو سکون، مزہ اور قرار حاصل ہوگا شاید باید۔ صاحبِ مشق کو اِس قدر مزہ آئے گا کہ وہ یہ چاہے گا کہ سانس آئے ہی نہیں۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے۔ کہ! حبسِ دَم کی مشق ایسے وقت میں کی جائے جبکہ نہ معدہ بالکل خالی ہو اور نہ ہی بالکل بھرا ہوا ہو۔ اور حبس دم ایسے مقام پر کیا جائے جہاں پر نہ تیز ہوا ہو نہ بالکل خسیس، اُس جگہ پر زیادہ روشنی نہ ہو۔ تاریکی اعلیٰ و ارفع ہے۔ حبسِ دم کی مشق سے پہلے سچے دِل سے توبہ و استغفار کرتے ہوئے ظاہری و باطنی طہارت کے ساتھ دل کی کدورات ماسواء اور خیالاتِ ایں و آں سے حتی الوسع یکسر خالی ہو کر خود کو اِس مشق میں محو و مستغرق کر لے۔ تا کہ ہر قسم کے فوائد سے مستفید و متنفع ہو سکے۔

اس مشق کے دوران دودھ، چاول، تبرید کا استعمال رکھے۔ چٹنی، کھٹی، میٹھی، نمکین اور تیکھے مصالحات والی غذا سے پرہیز رکھے۔ بعد شغل آنکھوں میں مسکہ گاوی سلائی سے ہر روز لگاتا رہے۔ مشق کے فوراً بعد آنکھوں کو عرقِ گلاب یا آبِ زم زم یا ٹھنڈے پانی سے دھو لیں۔ اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر تفکر و تدبر کی کیفیت میں جا کر آئینۂ قلب پر ملاحظہ کریں کہ کیا واردات ہوتی ہے۔

حبسِ دَم کے چند عجیب وغریب و پُر تاثیر فوائد :

حبسِ دَم کرنے سے مختلف لوگوں کے تجربات سے جو باتیں معلوم ہوئی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ دماغ روشن ہوجاتا ہے۔ ☆ بصارت تیز ہوجاتی ہے۔ ☆ دائمی نزلہ زکام رُک جاتا ہے۔ ☆ اعصاب میں جدید قوت آجاتی ہے۔ ☆ پھیپھڑے کے اکثر امراض کا یہ اعلیٰ ترین روحانی علاج ہے۔ ☆ حافظہ قوی ہو جاتا ہے۔ ☆ قبض کُھل جاتی ہے۔ ☆ بھوک بڑھ جاتی ہے۔ ☆ انسانی ذہن ایک نقطہ پر مرکوز ہونے کے لئے مستعد ہوجاتا ہے۔

حبسِ دَم (بزبانِ تصوف) : حبسِ دَم میں دو امور انتہائی ضروری ہیں۔ **حبس نفس۔ حصرِ نفس۔**

حبس نفس بھی دو طرح پر ہے۔

به تخلیه۔ به تملیه۔

به تخلیه :

دَم کا بطن ناف سے اور ناف کے اطراف سے پشت کی جانب کھینچنا اور دَم کا سینہ یا دماغ میں روکنا '' **تخلیہ** '' سے عبارت ہے۔ اس ترکیب سے جسم میں گرمی کچھ زیادہ ہوجاتی ہے۔ بہتر ہے کہ یہی مشق موسم سرما میں کی جائے تاکہ جسم گرم رہے۔

به تملیه :

دَم کا شکم میں کھینچ کر لاکر شکم کو ہوا سے بھر کر دَم کو بطن میں بند کرنا '**تملیہ**'' کہلاتا ہے۔ اس سے طعام جلد ہضم ہوجاتا ہے۔

بہرحال مذکورہ بالا دونوں ہی صورتوں میں حد درازی نفس سے قطع نفس کم کرنا '' **حصرِ نفس** '' کہلاتا ہے۔ یعنی حصرِ نفس میں دَم کو مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں درازی معہود تک نہیں کھینچتے۔ واقعی اس میں کوئی شک نہیں کہ! حبسِ نفس میں کشش دَم کی حرارت دراصل حد حرارت تک حصرِ نفس سے زیادہ اثر رکھتی ہے۔ لیکن اس میں کچھ نقصان واقع ہونے کا خدشہ ہے۔ اس نقصان سے بچنے کے لئے وہ ترکیب زیرِ استعمال لانی چاہیئے کہ! جسے حضرت خضر نبیؑ نے حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانی ؒ کو پانی میں غوطہ لگوا کر اس شغل کے کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ اس صورت میں کہ آنکھ، ناک، کان اور منہ کو اپنی انگلیوں سے بند کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ حضرت خضر نبیؑ کا فرمودہ یہ طریقہ لاجواب و بے مثال ہے۔

(کاش کہ آج بھی پیران عوام کے لئے حضرِ وقت بنیں۔ ورنہ تو بقول اقبالؒ)

اُٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غمناک　　نہ زندگی نہ محبت نہ معرفت نہ نگاہ

شغلِ نفی اثبات اور لطائفِ قلب :

مشہور قول ہے۔ کہ! **ان فی جسد آدم لمضغة و فی المضغة قلب و فی القب فواد و فی الفواد روح و فی الروح سر و فی السر نور و فی النور انا**۔ اسی طرح سے ذکر (نفی اثبات) کے بھی سات ہی درجات ہیں۔

☆ اول ذکر زبانی ناسوتی	یعنی	لا الہ الا اللہ۔
☆ دوئم ذکر بافکر (تصوراتی وتخیلی)	یعنی	لا الہ الا اللہ۔ (زبان کو تالو سے لگا کر زبانِ قلب سے کہنا ہے)
☆ دوئم ذکر بافکر (بانفسی)	یعنی	لا الہ۔
☆ دوئم ذکر بافکر (باقلبی)	یعنی	الا اللہ۔
☆ دوئم ذکر بافکر (باروحی)	یعنی	اللہ۔
☆ دوئم ذکر بافکر (باسرّی)	یعنی	الہ۔
☆ دوئم ذکر بافکر (باخفی اِخفی)	یعنی	ھُ۔ (یعنی کہ اسمِ ذات ''اللہ'' کے آخری حرف ''ہ'' پر پیش)

شغلِ پاس انفاس :

جب سانس نیچے جائے۔ تو سالک کو چاہیے۔ کہ '' اللہ '' کہے۔ اور جب سانس باہر آئے۔ تو سالک '' ھو '' کہے۔ اس ذکر کے ساتھ ہمیشہ اپنے دل پر متوجہ رہے۔ تو ایسا شخص اپنے قلب کو نور سے معمور ملاحظہ کرے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اور وہ چند ہی روز میں ذاتی انوار سے مشرف ہوگا۔ لیکن ہر وقت یہی تصور رکھے۔

شغلِ سہ پایہ قادریہ :

(اَز پیر سید محبوب علی شاہ بخاری قادریؒ)

ہمارے مرشد و مربی (پیر سید محبوب علی شاہ بخاری قادریؒ) کی تصنیف مبارکہ جواہر اولیاء کے حصے ''**دعوتِ حق**'' میں رقم طراز ہیں۔ کہ! جس سے **تمام لطائف کا بیک وقت دورہ** کیا جاتا ہے۔ اور کچھ ہی دنوں کی مشق سے تمام لطائف کھل کر (انسان) مشاہدہ الٰہی سے بہرہ مند ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ (**لطائف کی تفصیلات پچھلے باب میں ہیں**) اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ!

اَدب سے قبلہ جانب دوزانو بیٹھ کر دونوں آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے لگا کر حضورِ قلب سے **اللہ سمیع** کا تصور کرے۔ وہ بھی زبانِ دل سے۔ اور **اللہ سمیع** بملاحظہ نورِ خط نورانی ناف سے نکال کر وسطِ سینہ تک کے لطیفہ سر کے مقام تک پہنچائے۔ اور **اللہ بصیر** کو ام الدماغ سے نکال کر عرش تک پہنچائے۔ اور پھر **اللہ علیم** کو عرش سے دماغ تک اور **اللہ بصیر** کو دماغ سے سینہ تک۔ اور پھر **اللہ سمیع** کو سینہ سے ناف تک لائے۔ یہ ایک دورہ ہوا۔ اسی طرح پھر ناف سے شروع کرے۔ اور درجہ بہ درجہ اسی طریقہ پر بطریق عروج و نزول شاغل رہے۔

اور بعض بزرگوں نے ان کلمات میں **اللہ قدیر** کو بھی شامل کیا ہے۔ اسی طریق پر **اللہ قدیر** کو آسمان پر پہنچائے۔ اور **اللہ علیم** کو عرش تک۔ اور اُس جگہ ٹھہرے۔ اس شغل کے ثمر سے مزید کیفیات بیان سے باہر ہیں۔ جو کرے گا۔ وہی جانے گا۔ جبکہ اس شغل کی مفصل ترکیب اپنے پیر و مرشد و مربی سے معلوم کرے۔ کیونکہ بغیر تلقین و توجہ کے یہ شغل مشکل ہے۔

اور بعضے بزرگ اس ذکر کو اس طرح کرتے ہیں۔ کہ بطریق مراقبہ ، مشاہدہ اور معائنہ کے کرے۔ تو نماز کی بیٹھک بیٹھے۔ اور **علیم سمیع بصیر** کو شیخ کی صورت کے ساتھ ملاحظہ کرے۔ اور ہر حال کا التزام کرے۔ جب اس میں مستقیم ہو تو اسی ہیئت پر بیٹھے۔ اور دل کی جانب رو مائل کرے۔ اور آنکھ بند کرے۔ جبکہ باطنی آنکھ سے دل کی طرف دیکھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کا تصور کرے۔ پھر جب اس میں مستقیم ہو۔ تو اسی بیٹھک پر بیٹھے۔ مگر آسمان کی طرف نظر کرے۔ اور صاحبِ نزع کی طرح آنکھ بند کر کے تصور کرے۔ کہ روح قالب سے نکل کر آسمان کے اوپر پہنچے۔ **اور حق تعالیٰ کو دیکھنے لگے۔ اگر اس پر مستقیم ہو جائے۔ تو ایک سبز دھاگہ ظاہر ہوگا۔ جس کا ایک سرا تو آسمان کے اوپر جبکہ دوسرا اس کے دل میں ہوگا۔ یہ فکر کا اعلیٰ درجہ ہے۔** اور اس شغل کو مشائخؒ چھپائے رکھتے ہیں۔ (یاد رہے۔ کہ!) اس میں شیخ کی صورت کا ملاحظہ کرنا درست نہیں۔ اور اس پہلے طریقے کو مراقبہ، دوسرے طریقے کو مشاہدہ اور تیسرے طریقے کو معائنہ کہتے ہیں۔ (حضرات چشتیہ کا کہنا ہے۔ کہ! اس شغل کو شغل سہ پایہ اس لئے کہا جاتا ہے۔ کہ! اس شغل میں تین اسمائے الٰہیہ کے جوڑوں ''اللہ سمیع۔ اللہ بصیر۔ اللہ علیم'' کی ضربات لگائی جاتی ہیں۔ چونکہ یہ ضربات مختلف لطائف پر لگائی جاتی ہیں۔ جن لطائف پر اِن اسمائے الٰہیہ کی ضربات لگائی جاتی ہیں۔ وہ لطائف زندہ ہو کر ذاکر و روشن ہو جاتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں ذکر کی جگہ یعنی وہ کمرہ اور پورا گھر نورانی ہو جاتا ہے۔ یہ ذکر بے حد مؤثر و اعلیٰ ہے۔)

یہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ نے اپنے شیخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ سے نقل کیا ہے۔ اور آپؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اس شغل کے کرنے والوں پر جو قرب کے ساتھ حالات و واقعات اور کیفیات ظاہر ہوتے ہیں۔ اِن کی تفصیل (کو عوام الناس کے سامنے بیان) کرنا خلافِ اَدب ہے۔ اور زبان قاصر ہے۔ اور صرف اتنا بتانا ضروری ہے۔ کہ قرب کی دو اقسام ہیں۔

قربِ نوافل۔ قربِ فرائض۔

قربِ نوافل یہ ہے۔ کہ! مالک سے صفاتِ بشریہ زائل ہو جائیں۔ اور صفاتِ حق ظاہر ہوں۔ جیسے **قُم باذن اللہ** کہہ کر مُردے زندہ کرنا۔ اپنے بدن سے سننا اور دیکھنا اور دور کی بات سننا اور دیکھنا۔ علیٰ ہذا القیاس۔۔۔ اور صفتیں ظہور میں آئیں۔ اور صفاتِ بندے کا صفاتِ الٰہیہ میں فنا ہونا۔ اسی کو ہی کہتے ہیں۔ یہ ثمرات مراتبِ نوافل کے ہیں۔

قربِ فرائض یہ ہے۔ کہ! بندہ تمام موجودات کے شعور سے بالکلیہ فنا ہو جائے۔ اسی طرح سالک کی نظر میں وجودِ خالق کے سوا کوئی شئے باقی نہ رہے۔ اور ذاتِ الٰہی میں بندے کے فناء ہونے کے یہی معنٰے ہیں۔ اور یہ ثمر قربِ فرائض کا ہے۔ (قرب نوافل اور قربِ فرائض کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے)

شغلِ سہ پایہ قادریہ :

سالک کو چاہیئے۔ کہ قبلہ رخ دوزانو بیٹھے۔ اپنی دونوں آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے لگائے۔ اور حبسِ دَم کر کے خط نورانی کو نور سے ملاحظہ کرتے ہوئے دل سے اس طرح ذکر کرے۔ کہ! ''**اللّٰہ سمیع**'' کو ناف سے وسطِ سینہ میں لائے۔ (کیونکہ یہ مقام لطیفہ سر ہے) پھر سینہ

سے ’’ **اللّٰہ بصیر** ‘‘ کہتا ہوا ام الدماغ تک لے جائے۔ وہاں سے ’’ **اللّٰہ علیم** ‘‘ کو عرش سے ام الدماغ میں۔ اور ام الدماغ سے ’’ **اللّٰہ بصیر** ‘‘ کو سینہ میں۔ اور سینہ سے ’’ **اللّٰہ سمیع** ‘‘ کو ناف میں لے آئے۔ یہ ایک دورہ مکمل ہوا۔ اسی طرح بار بار عروج ونزول کرتے ہوئے کم از کم صد اد وار روزانہ مکمل کیا کرے۔ اس کے ثمرات قلم میں نہیں آسکتے۔ جو کرے گا۔ وہ اِن ثمرات سے یقیناً مستفید و متنفع ضرور ہو گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

شغلِ سہ پایہ چشتیہ :

شغل سہ پایہ چشتیہ میں یا د رہے۔ کہ! **اللّٰہ سمیع۔ اللہ بصیر۔ اللہ علیم** ‘‘ کا ذکر کرے۔ اس ذکر کو اکثر حضراتِ مشائخ نے کیا ہے۔ اس کا سہل طریقہ یہ ہے۔ کہ! سالک چارزانو بیٹھ جائے۔ اور ’’ سلطاناً نصیرا ‘‘ کا تصور و تخیل کرے۔ اور پھر سانس کو روک کر ناف سے لے کر ام الدماغ تک پہنچائے۔ جب سانس ام الدماغ تک پہنچ جائے۔ تو سالک ’’ **اللّٰہ سمیع** ‘‘ کہے۔ اور ’’ **بی یسمع** ‘‘ کا تصور کرے۔ پھر ناف پر ’’ **اللّٰہ علیم** ‘‘ کہے۔ اور ’’ **بی ینطق** ‘‘ کا تصور کرے۔ اَب پھر سے شروع کرے۔ اور ام الدماغ میں ’’ **اللّٰہ علیم** ‘‘ اور ناف پر ’’ **اللّٰہ سمیع** ‘‘ عروج ونزول کے طریقہ پر کہے۔ یہاں تک کہ ایک سانس میں ایک سو ایک (101) مرتبہ شغلِ سہ پایہ کرنے لگے۔ انشاء اللہ جمال الٰہی سے سالک فیض یاب ہو گا۔ چونکہ! اس شغل میں آٹھ چیزوں کا تصور شرط ہے۔ اسی واسطے اصحابِ شطار یہ اس شغل کو ہشت رکنی بھی کہتے ہیں۔

برزخ و ذات و صفات و شد و مد و تحت و فوق
می نماید طالبان وکل نفس ذوق و شوق

اس شغل میں جو احوال منکشف ہوا کرتے ہیں۔ ان کو کسی بھی اہل و نا اہل کے روبرو بیان کرنا بے حد بے ادبی ہے۔ لیکن اس شغل میں تین احوال ذاتی ہیں۔ اول۔ قربِ نوافل۔ دوئم۔ قربِ فرائض۔ سوئم۔ تعین عین ذاتِ باری تعالیٰ۔

(ان تینوں کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے)

شغلِ سہ پایہ : (اَز کتاب ’’ اقتباس الانوار۔ مؤلفہ ’’ حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی چشتیؒ)

اہلِ شغل کے اشغال میں سے کامل ترین شغل ’’ شغلِ سہ پایہ ‘‘ ہے۔ اس ذکر کے تین ارکان ہیں۔ اول اسمِ ذات ’’ **اللّٰہ** ‘‘ کا لطیفۂ نفس میں ذکر۔ دوئم اسمائے صفاتِ امہات (**سمیع۔ بصیر** اور **علیم**) کا دورہ۔ جبکہ سوئم تصورِ شیخ۔ اس شغل کو سہ پایہ اس لئے بھی کہتے ہیں۔ کہ! ابریق کی طرح اس کے بھی تین ہی اجزاء ہیں۔ اور ایک جزو دوسرے جزو کے بغیر قائم ہی نہیں رہ سکتا۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ! اسمِ ذات ’’ اللّٰہ ‘‘ کا اسمائے صفاتِ امہات کے ساتھ ہونا جیسا کہ آگے وضاحت کے ساتھ آرہا ہے، مشائخ کی اصطلاح میں اسمِ ذات اور اسمائے صفات کے ملانے کا نام ملاحظہ ہے۔ مثلاً ’’ **اللّٰہ سمیع** ۔ اسے ارادہ بھی کہتے ہیں۔ اور تصورِ شیخ کو برزخ کہتے ہیں۔ اس ذکر کی سات شرائط ہیں۔ **شدّ۔ مدّ۔ تحت۔ محاربہ۔ مراقبہ۔ محاسبہ۔ مواعظہ**۔ پہلی تین شرائط کو داخلی کہتے ہیں۔ چوتھی و پانچویں شرط کو تداخلی کہتے ہیں جیسے کہ محاربہ کا تداخل یہ ہے۔ کہ ذکر شدت سے کیا جائے۔ اور مراقبہ کا تداخل یہ ہے۔ کہ! ملاحظہ برقرار رہے۔ یعنی اسمِ ذات ’’ اللّٰہ ‘‘ اور اسمائے صفات امہات کا ملانا مستقل طور پر قائم رہے۔ چھٹی اور ساتویں شرط (محاسبہ اور مواعظہ) خارجی کہلاتی ہے۔ ان کی پابندی بھی لازمی ہے۔ تاکہ سستی اور غفلت طاری نہ ہو۔ اس شغل (یعنی شلِ سہ پایہ) کی تمام شرائط اس شعر میں بیان کی گئی ہیں۔

برزخ و ذات و صفات و شد و مد و تحت و فوق
مے نماید طالبان را کل نفسٍ ذوق و شوق

(یعنی برزخ سے مراد تصورِ شیخ۔ ذات و صفات سے مراد ذات وصفاتِ باری تعالیٰ میں فنائیت ہے۔ شد و مد سے مراد یہ ہے۔ کہ! خوب کوشش و ہمت سے کام لیا جائے۔ تحت وفوق سے مراد نزول وعروجِ ذکر ہے) اگر یہ شرائط پوری ہو جائیں۔ تو طالبانِ راہ حقیقت کے ذوق وشوق میں ہر ہر لمحہ اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس ذکر کے ساتھ دو مزید چیزوں کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ اول تعظیم اور دوئم حرمت۔

تعظیم سے مراد حق تعالیٰ کا وقار اور عظمت ہے۔ جبکہ! حرمت سے مراد آدابِ شریعت کا ملحاظِ خاطر رکھنا ہے۔ اس حساب سے اس ذکر کو ’ بارہ رکنی ‘‘ بھی کہا جاتا ہے۔ اور کمال یہی ہے۔ کہ! تمام ارکان کو پورا کیا جائے۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ! اس شغل کے دوران سانس کو اس حد تک بند رکھا جائے۔ کہ تنگیٔ نفس محسوس ہونے لگے۔ اور بے خودی طاری ہو جائے۔ کوشش یہ کرنی چاہیئے۔ کہ! ایک شبانہ وروز میں ایک ہزار سانس بند کر سکے۔ اس کے علاوہ دیگر اوقات میں بھی ہر وقت اسی مراقبہ میں محو و مستغرق رہے۔ حتیٰ کہ ذکر روح میں سما جائے۔ اور ذاتِ حق میں فنا میسر آ جائے۔

مذکورہ شرائط کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے **شغلِ سہ پایہ کو کرنے کا طریقہ** یہ ہے۔ کہ!

(حبسِ نفس سے بزبانِ قلب اس طرح سے یہ ذکر کرے۔ کہ!)

پہلے ’’ اللّٰہ سمیع ‘‘ کی ضرب ’’ لطیفۂ نفس ‘‘ پر لگائے۔ جو کہ زیرِ ناف ہے۔ (اور ’’ **بی یسمع** ‘‘ کا تصور کرے)

اس کے بعد ''اللہ بصیر'' کی ضرب ''لطیفہء قلب'' پر لگائے۔ (اور ''**بی یبصر**'' کا تصور کرے)

اس کے بعد ''اللہ علیم'' کی ضرب ''لطیفہء خفی'' پر لگائے۔ جو وسطِ پیشانی میں ہے۔ (اور ''**بی ینطق**'' کا تصور کرے)

اس کے بعد سالک دورہء نزول شروع کرے۔ (دورہء نزول کا طریقہ یہ ہے۔ کہ!)

پھر ''اللہ علیم'' کی ضرب ''لطیفہء خفی'' پر لگائے۔ (اور ''**بی ینطق**'' کا تصور کرے)

اس کے بعد ''اللہ بصیر'' کی ضرب '' لطیفہء قلب'' پر لگائے۔ (اور ''**بی یبصر**'' کا تصور کرے)

اس کے بعد ''اللہ سمیع'' کی ضرب ''لطیفہء نفس'' پر لگائے۔ (اور ''**بی یسمع**'' کا تصور کرے)

اور اسمائے صفاتِ امہات کا معنی دل میں رکھے۔ اس کے ساتھ برزخِ شیخ یعنی تصورِ شیخ بھی قائم رکھے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ! یہ شغل کرتے وقت سالک اپنے آپ کی نفی کر دے۔ اور یہ خیال کرے۔ کہ! یہ میرا شک ہے۔ مَیں نہیں ہوں۔ اس تخیل سے سالک کو فنائیت فی الشیخ حاصل ہوگی۔ اور اسی کے ذریعے مقامِ ''فنافی اللہ'' حاصل ہوگا۔ شروع میں ایک ایک ہی سانس کے اندر دو دفعہ یہ ذکر کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ تین چار دنوں بعد پانچ مرتبہ۔ اور پھر کچھ کچھ دنوں بعد (کم اَزکم تین یا پانچ دنوں کے وقفے کے بعد) بڑھاتا چلا جائے۔ حتیٰ کہ ایک سانس میں چالیس مرتبہ تک جب پہنچا دے گا۔ تو یہ محاربہء صغیر کہالئے گا۔ جب چالیس سے اوپر سو یا زیادہ تک چلا جائے گا۔ تو یہ محاربہء کبیر ہو جائے گا۔ کوشش تو یہ ہونی چاہیئے۔ کہ! زیادہ سے زیادہ ذکر کرے۔ جب دو سو تک نوبت پہنچ جائے۔ اور تمام شرائط مثل شد و مد، تحت و فوق اور تصورِ شیخ بھی پوری ہوتی رہیں۔ تو سالک کو سلطانِ ذکر حاصل ہو جاتا ہے۔ جس سے کہ سالک پر محویت و استغراق طاری ہو جاتا ہے۔

حصولِ محویت و استغراق بطریقِ اقسامِ محاربہ :

محاربہ کی دو اقسام ہیں۔ محاربہ صغیر۔ محاربہ کبیر۔

☆ **محاربہ صغیر** : محاربہ صغیر کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! سالک اپنا منہ بند کر کے زبان کو تالو سے لگا کر سانس کو ناف کے پاس روکے۔ اور دل سے اسمِ ذات ''**اللہ**'' کا ذکر با ملاحظہ و واسطہ **شد و مد، تحت و فوق** کریں۔

(**شد** سے مراد ہے۔ برآوردن ہمزہ اسمِ ذات بہ سختی جانبِ فوق۔ **مد** سے مراد ہے۔ عبارت کشیدن۔ الف اسمِ ذات۔ جو کہ لام کے آگے اس کے کھینچنے سے پیدا ہوتا ہے۔ **تحت** سے مراد ہے۔ سر کو جانبِ ناف لے کر جانا۔ اور **فوق** سے مرد ہے۔ برداشتن سر بہ طرف ام الدماغ) ایک سانس کے روکنے کی مدت میں جس قدر آسانی سے ہو سکے۔ پھر آہستہ آہستہ سانس کو چھوڑیئے۔ اور بتدریج ہر حبس میں ذکر کی تعداد بڑھائیں۔ حتیٰ کہ ایک حبس میں **40** مرتبہ ہو جائے۔ (یاد رہے کہ)! **40** مرتبہ سے زیادہ محاربہ کبیر کہلائے گا۔ جب **150** سے **300** تک شرائطِ مذکورہ کے ساتھ ذکر اللہ بڑھ جائے گا۔ تو یہ مقامِ محویت و استغراق کہلائے گا۔

☆ **محاربہ کبیر**: محاربہ کبیر کا ایک اور طریقہ یہ ہے۔ کہ! منہ بند کر کے سانس کو ناف کے پاس (جو محلِ نفس ہے) روک کر ناف سے ''**لا**'' اُٹھائیں۔ اور خیال ہی خیال میں کھینچتے ہوئے دائیں شانے تک لائیں۔ اَب دائیں شانے سے ''**اله**'' کے ہمزہ کو اُٹھا کر ''**لا**'' کو کھینچ کر دماغ تک پہنچا کر ''**ه**'' کو عرش تک لے جائیں۔ وہاں سے انوارِ الٰہی کو لئے ہوئے ''**ا لا اللہ**'' کی ضرب قلب پر لگائیں۔ پوری رعایت ملاحظہ و واسطہ **شد و مد، تحت و فوق** کے ساتھ اول دَم میں ایک مرتبہ کہیئے۔ پھر آہستہ آہستہ سے سانس چھوڑتے ہوئے زبان سے (نہایت اَدب، عاجزی و انکساری سے) **محمد رسول اللہ** ﷺ کہیئے۔ پانچ دن اسی کی مشق کرتے رہیں۔ یاد رہے۔ کہ ایک جلسہ (نشست) میں اسی قسم کا حبس کم اَز کم دس پندرہ مرتبہ ضرور کریں۔ جب جم جائے۔ تو تعداد بڑھا دیں۔ کہ ایک حبس میں تین مرتبہ ہو جائے۔ دو تین دن بعد ایک حبس میں پانچ مرتبہ کریں۔ اسی طرح مشق کرتے ہوئے بتدریج دوسرے تیسرے دن بڑھاتے رہیں۔ مگر تعداد ہمیشہ طاق ہی رہنی چاہیئے۔ ایک حبس میں تین مرتبہ مجموعی تعداد دس مرتبہ کے حبس میں تیس ہو جائے گی۔ اور پانچ مرتبہ ہوگا۔ تو پچاس ہو جائے گی۔ ذکر کی تعداد کو یہاں تک بڑھائیں۔ کہ! محویت و استغراق حاصل ہو جائے۔ (یاد رہے۔ کہ اس طرح کی مشق میں جسم میں کافی زیادہ حرارت پیدا ہو جاتی ہے)

جبکہ! محاربہ صغیر و کبیر میں (ہدایت کے طور پر) یہ بات ضرور ذہن نشیں رہنی چاہیئے۔ کہ! دونوں طریقوں میں ذکر سے فراغت پر فوراً ٹھنڈا پانی نہ پیئیں۔ اور نہ ہی ٹھنڈی ہوا میں جائیں۔ اگر دورانِ مشق پسینہ آ بھی جائے۔ تو کپڑے ہرگز نہ آتاریں۔ یہ نہایت ہی لازمی اُمور ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہونا اَشد ضروری ہے۔ بلکہ اطمینان اور صبر سے کام لینا چاہیئے۔ دل و دماغ پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہیئے۔

چپ کریں تے موتی ملسن ، صبر کریں تے ہیرے   پاگلاں وانگوں رولا پاویں ، نہ موتی نہ ہیرے

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں وصول الی اللہ کے طریقے: (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (الانتباہ فی سلاسل اولیاء)

مشائخِ نقشبندیہ کے ہاں وصول الی اللہ کے تین راستے ہیں۔ صحبت (مرشد)، ذکر (اسمِ ذات ''اللہ'' یا کلمہ ''لا الہ الا اللہ) اور مراقبہ۔ اِن تینوں میں سے نزدیک ذکر کا طریقہ یہ ہے۔ کہ کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا ذکر حبسِ دَم (یعنی سانس کو روک کر) کے ساتھ کرے۔ اور گنتی میں طاق عدد کی رعایت ملحوظ رکھے۔ جب ذکر ایک سانس میں اکیس (**21**) مرتبہ سے بڑھ جائے۔ تو اَز سرِ نو شروع کرے۔ ذکر کے اثرات سے مراد یہ ہے۔ کہ! جس وقت ''لا الہ الا اللہ'' کہے۔ تو وجودِ بشریہ کی نفی کرے۔ اور جب ''الا اللہ'' کہے۔ تو جذبہ الٰہیہ کے تصرفات ظاہر ہوں۔ اثر کا ظہور استعداد کے مطابق ہوا کرتا ہے۔ بعض سالکین کو تو پہلے ماسوائے حق سے غیبت حاصل ہوتی ہے۔ اور کچھ کو پہلے سکر اور غیبت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد ان کو وجود کی نفی ثابت ہوتی ہے۔

حضرت شیخ عبداللہ انصاریؒ نے آیتِ کریمہ ''**واذکر ربك اذا نسیت**'' ترجمہ: اور جب کبھی بھول جاؤ۔ تو اپنے رب کو یاد کرو۔ (سورہ کہف۔ آیت نمبر **24**) کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ کہ! جب تو ذکرِ خداوندی میں اس کے غیر کو بھول جائے۔ یا پھر اپنے ذکر کو بھول جائے۔ یا پھر ذکرِ حق میں اپنے آپ کو بھول جائے۔ تو سمجھ لے۔ کہ اَب تیرا ذکر کامل ہو گیا ہے۔ کیونکہ! ذکر کا اعلیٰ اور اَتم درجہ فنائیت ہی ہے۔ یعنی کہ سالک کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی بھی چیز کی خبر نہ رہے۔

ذکر کی کیفیت یہ ہونی چاہیئے۔ کہ! زبان کو اپنے تالو سے لگائے۔ لَب کو لَب سے اور دانتوں کو دانتوں سے ملا کر سانس کو روکے۔ اور حرف ''لا'' کو ناف سے کھینچ کر دماغ کی طرف لے جائے۔ پھر دماغ سے دائیں کندھے پر پہنچا کر ''الہ'' کی ضرب لگائے۔ اور پھر ''الا اللہ'' کو دائیں سے بائیں کندھے پر پھرا کر قلبِ صنوبری پر ایسے زور سے ضرب لگائے۔ کہ اس ''الا اللہ'' کی ضرب کا اثر اور حرارت سارے جسم میں محسوس ہو۔ اور پھر کلمہ کا باقی حصہ یعنی'' محمد رسول اللہ'' کو بائیں طرف سے دائیں طرف یعنی دونوں کندھوں کے درمیان ضرب کرے۔ اس کے بعد دل سے کہے۔ ''یا اللہ! میرا مقصود صرف تُو ہی ہے۔'' اور یہ سلسلہ دل کی توجہ سے ہو کر ڈل میں ہی اس کا اثر ظاہر ہو۔ اور دل اس کا اثر قبول کرے۔ مگر یہ سب کچھ ایسے ہو۔ کہ! ظاہر میں کوئی حرکت نہ ہو۔ یہاں تک کہ قریب بیٹھے ہوئے شخص کو بھی یہ پتہ نہ چلے۔ بہر حال حبسِ دَم میں ایک مرتبہ کرے۔ یا تین یا سات مرتبہ غرض طاق مرتبہ کرے۔

ذکر میں باقاعدگی اور ہمیشگی کے لئے انتہائی جدو جہد اور کوشش کرنی چاہیئے۔ ذکر کسی بھی صورت میں اور کسی بھی حال میں ترک نہیں کرنا چاہیئے۔ اُٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، کھاتے پیتے یا باتیں کرتے وقت۔ غرضیکہ ذکر سے کسی بھی صورت میں غفلت نہیں برتنی چاہیئے۔ ذکر یا صحبتِ شیخ میں اگر کوئی خاص کیفیت حاصل ہو تو اسے ایک خطِ مستقیم کی طرح فرض کرے۔ جس وقت کہ یہ معنی خیال میں بندھ جائیں۔ اور خیال پر صرف ایک ہی دُھن سوار ہو جائے۔ تو جمعیتِ خاطر کے لئے یہ چیز انتہائی فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔ بلکہ بعض بزرگوں نے تو یہ تک فرمایا ہے۔ کہ! کہ اگر خیال اور اس کے معنی کی جمعیت میں کوئی ذرا سا بھی خلل واقع ہو یا اس کی تاثیر میں کمی واقع ہونے لگے۔ تو تو چاہیئے۔ کہ! انتہائی باریکی سے اس کی تفتش و تحقیق کرے۔ اور اس سے قطعاً غفلت نہ کرے۔ یہاں تک کہ اسے تعطیل (یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کا خیال مِٹ جانا) حاصل ہو جائے۔ چنانچہ بعض اکابرین کا کہنا ہے۔ کہ! **الشغل ھو عدم الشغل. و عدم لاشغل ھو الشغل** ۔ (یعنی) شغل، شغل کا نہ ہونا ہے۔ اور شغل کا نہ ہونا ہی شغل ہے۔

شغل منصوری:

بغیر بالین زمین پر چِت لیٹ جائیں۔ اور ہر دو شہ رگِ گردن پر دو انگلایں رکھے۔ ان کی حرکت محسوس ہوگی۔ اس حرکت و تڑپ پر تصور' **انا الحق** '' قائم کرنا ہے۔ ہفتے عشرے بعد شہ رگِ گردن پر زور و شور سے آواز آنے لگے گی۔ اور ایک عجیب و غریب دریائے عشق موجزن ہوگا۔ ذوق و شوق روز افزوں بڑھتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ خودی سے بخود ہو کر فنا فی اللہ ہو جائے گا۔

کچھ لوگ اسی شغل میں'' **اللہ ۔ ھو**'' کا تصور قائم کرتے ہیں۔ بہر حال ہر ذکر اللہ تعالیٰ تک لے جاتا ہے۔

اس مشق کے دوران دودھ، چاول، تبرید کا استعمال رکھے۔ میٹھی، نمکین اور تیکھے مصالحات والی غذاؤں سے پرہیز رکھے۔ بوقت شغل آنکھوں میں مسکہ گاوی سلائی سے ہر روز لگاتا رہے۔ مشق کے فوراً بعد آنکھوں کو عرقِ گلاب یا آبِ زم زم یا ٹھنڈے پانی سے دھو لیں۔ اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر تفکر و تدبر کی کیفیت میں جا کر آئینہ قلب پر ملاحظہ کریں کہ کیا واردات ہوتی ہے۔

شغلِ کشفِ قُرآن:

چار عدد قرآن شریف لے کر ایک اپنے آگے (کسی رحل یا پاک صاف تکیہ پر) اور اسی طرح ایک اپنے دائیں طرف، اور اسی طرح ایک اپنے بائیں طرف اور ایک اپنی گود میں نہایت ادب واحترام سے رکھ کر ایک ضرب اپنے دائیں طرف والے قرآن پر دوسری ضرب گود میں رکھے۔ قرآن پر تیسری ضرب بائیں طرف رکھے. قرآن پر اور چوتھی ضرب اپنے آگے رکھے۔ قرآن پر لگا تار لگا تا رہے۔ اور یہ ذِکر (ضربات) گیارہ سو گیارہ مرتبہ لگا تا رہے۔ تو چند ہی ایام یا ہفتوں میں اس مبارک ذِکر کی تاثیر و برکت سے کما حقہ تجلی قرآن اس ذاکر پر ہونا شروع ہو جائیں گیں۔ جس کی لذت وسرور بیان سے باہر ہے۔ اور قرآنِ پاک کے مفہوم کا بھی ادراک حاصل ہوگا۔ انشاء اللہ العظیم۔

اسی عمل کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہے۔ کہ ایک اقرآنِ پاک نہایت ادب واحترام سے اپنے سامنے رکھے۔ پھر ایک ضرب قرآنِ پاک پر اور دوسری ضرب اپنے دِل پر لگائے۔ اور یہ ذکر بھی گیارہ سو گیارہ مرتبہ لگا تا رہے۔ تو چند ہی عشروں یا ماہ میں اس مبارک ذِکر کی تاثیر و برکت سے حق تعالی کی تجلی ہونے لگتی ہے۔

(اس ضمن میں راقم الحروف **محمد عبدالرؤف بلوچ** قارئین کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ ان دونوں اذکار سے علوم قُرآنی ورموزِ رحمانی کا انکشاف ہوتا ہے۔ چاہیئے۔ کہ! سالکین وطالبین اس ذکر کی مسلسل مداومت کیا کریں۔ تاکہ انعامات وکرامات سے مستفید ومتفع ہوسکیں)

شغلِ کشفِ قُرآن یا کشف القبور کا مجرب شغل:

اگر کوئی سالک (جس کے تمام لطائف جاری ہوں۔ اور اذکار میں بھی کمال حاصل کر چکا ہو۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ) قرآنِ حکیم یا کسی کسی بزرگ کی قبر کو سامنے کر کے رو بہ قبلہ بیٹھے۔ پھر اسمِ ذات ''اللہ'' کی ضربات اس طرح لگائے۔ کہ! پہلے دائیں طرف، پھر بائیں طرف، پھر قرآن شریف یا قبر پر اور آخری یعنی چوتھی ضرب دل (لطیفہء قلب) پر لگائے۔ اس ذکر سے معانی ومفہومِ قرآنیہ کا انکشاف ہوگا۔ لیکن اگر کسی قبر پر یہی شغل کیا جائے۔ تو ذاکر کو کشف القبور حاصل ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

شغلِ برزخ:

مقامِ برزخ کا واسطہ ورابطہ تین اقسام پر منقسم ہے۔

نمبر **1**۔ ذکر کے وقت صورتِ مرشد کو اپنے قلب کی نظر میں رکھے۔ دل جمالِ مرشد سے منور رہے۔ کیونکہ صورتِ مرشد درحقیقت جمالِ الٰہی ہی کا مظہر ہے۔ (یہ قسم متعدی ہوتی ہے)

نمبر **2**۔ ذکر کے وقت اپنی صورت کو آئینے میں دیکھ کر قلبی نظر اپنی ہی صورت پر قائم کرے۔ (یہ قسم لازمی ہوتی ہے)

نمبر **3**۔ ذکر کے وقت اسمِ ذات ''**اللّٰہ**'' کو طلائی رنگ میں تصور کر کے دل کی نظر اس پر رکھے۔ (یہ قسم متوسط ہوتی ہے)

چونکہ واسطے کے بغیر اثر کم ہوتا ہے۔ ذات کے معانی دل میں موجود رکھے۔ کیونکہ ذات سے مراد اسمِ ذات ہے۔ یعنی جمع کنندہ جمیع عوالم اور صفات عبارت اسمائے آئمہ سے ہے۔ یعنی ''**سمیع** ۔ **بصیر** ۔ **علیم**''

یا باالفاظِ دیگر! احوال واقوال وافعال بلحاظ، معانی **شنو ندہ** (سنتا)۔ **بنندہ** (دیکھتا)۔ **دانندہ** (جانتا)۔

یعنی تمھارے احوال واقوال وافعال کو اللہ تعالیٰ خوب سنتا، دیکھتا اور جانتا ہے۔ (یعنی یہی درحقیقت مرتبہ احسان اور اخلاصِ نیت ہے)

شغلِ برزخِ اکبر:

اس شغل کی تین اقسام ہیں۔ اِن تینوں کو حبسِ دم کر کے کیا جاتا ہے۔

1۔ نظر کو دونوں ابروؤں کے درمیان رکھ کر۔

2۔ نظر کو ہوا میں معلق رکھ کر

3۔ بائیں آنکھ کو بند کر کے دائیں آنکھ کی نظر کو پرہ راست بینی پر قائم کرنا۔

اس شغل میں جس بھی قسم کا شغل اختیار کرنا چاہے تو چاہیئے کہ صاحب مشق نورِ بے کیف اور وجودِ مطلق کا تصور کرے۔ تاکہ تقیدات سے منزہ ہو کر ظہور پکڑے۔ یاد رہے کہ حضرت شاہ بوعلی قلندر پانی پتیؒ اور حضرت سید علاؤالدین علی احمد صابر کلیریؒ یہی شغل کیا کرتے تھے۔ اور اِن دونوں اولیاء اللہ کا خاتمہ بالخیر بھی اسی شغل کے ساتھ ہوا۔ یعنی کہ آخری دم تک اِن دونوں حضرات نے اسی شغل کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔ ہر سہ قسم اشغال میں پلک نہ جھپکائے۔ جو کچھ بھی دیکھے یقین جانے کہ میرا یہ مقصود ہے۔ یہ شغل ہوائی بھی کہلاتا ہے۔

شغل برزخِ کبیر:

انسان کامل کے ظاہر و باطن کو اپنا ظاہر و باطن قرار دے۔ یعنی اس کے ظاہری وجود کو اپنا باطنی وجود تصور کرے۔ قلیل عرصہ میں اس کے اسرار خود نمایاں ہوتے ہوئے ملاحظہ کرے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) لیکن ہمہ تن مصروف ہو۔ اور شب و روز اسی مشغلے کو جاری و ساری رکھے۔

اشغالِ مقاما محمودا و سلطانًا نصیرًا :

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ط اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًاO وَمِنَ الَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا O وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًاO** (سورہ اسراء۔ آیت نمبر **80-78**)

ترجمہ : (اے پیغمبر ﷺ !) سورج ڈھلنے کے وقت سے لے کر رات کے اندھیرے تک نماز قائم کرو۔ اور فجر کے وقت قرآنِ حکیم پڑھنے کا اہتمام کرو۔ یاد رکھو۔ کہ فجر کی تلاوت میں مجمع حاضر ہوتا ہے۔ اور رات کے کچھ حصے میں تہجد پڑھا کرو۔ جو آپ ﷺ کے لئے ایک اضافی عبادت ہے۔ امید ہے۔ کہ! آپ ﷺ کا پروردگار آپ ﷺ کو مقامِ محمود تک پہنچائے گا۔ اور یہ دعا کریں۔ کہ! یارب! مجھے جہاں داخل فرما۔ اچھائی کے ساتھ داخل فرما۔ اور جہاں سے نکال اچھائی کے ساتھ نکال۔ اور مجھے خاص اپنے پاس سے ایسا اقتدار عطا فرما۔ جس کے ساتھ (تیری) مدد ہو۔

ماہرینِ سلوک و معرفت اور علمائے ظواہر و باطن چار مقامات پر اختلاف کرتے ہیں۔

نمبر1۔ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ نمبر2۔ مُدْخَلَ صِدْقٍ۔ نمبر3۔ مُخْرَجَ صِدْقٍ۔ 4۔ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا۔

تیرا غرورِ عبادت تجھے نہ لے ڈوبے
سنا ہے پڑھتا تھا ابلیس بھی نماز بہت

اَب اِن چاروں کی مختصر مگر جامع تشریح پیشِ خدمت ہے۔

نمبر1۔ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔

علمائے ظواہر فرماتے ہیں۔ کہ! یہ وہ مقامِ عز و شرف ہے۔ کہ! جہاں رسول اللہ ﷺ بروزِ قیامت باستدائے طلب شفاعت قائم ہوں گے۔ اور سجدہ میں جاکر (اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی اُمت کے لئے) شفاعت طلب فرمائیں گے۔ اسی کا نام شفاعتِ کبرٰی ہے۔ اسی طرح سے مقامِ محمود کی تشریح میں ایک روایت حضرت سیدنا عمرِ فاروق ؓ کی ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے مقامِ محمود کی یہ تشریح بیان فرمائی ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ مجھ کو قریب کرے گا۔ اور اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔ جبکہ صوفیائے کرامؒ فرماتے ہیں۔ کہ! مقام محمود درحقیقت وہ مقامِ قرب اور خلعتِ خاص ہے۔ جو کہ رسول اللہ ﷺ کو شب معراج میں عطا کی گئی۔

نمبر2۔ مُدْخَلَ صِدْقٍ۔

مدینہ منورہ سے مراد ہے۔ کہ ہجرت کے بعد جہاں آپ ﷺ کا قیام ہوا۔ صوفیائے کرامؒ فرماتے ہیں۔ کہ! **مُدْخَلَ صِدْقٍ** درحقیقت توحید ذاتی میں پورا قیام کرنا ہے۔

نمبر3۔ مُخْرَجَ صِدْقٍ۔

مکہ معظّمہ مراد ہے۔ کہ جہاں سے آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی۔ صوفیائے کرامؒ فرماتے ہیں۔ کہ! **مُخْرَجَ صِدْقٍ** درحقیقت مراد یہ ہے۔ کہ! تنزلات و تعینات جسمانی و حسی اور ماسوٰی اللہ سے پورا نکلنا۔

نمبر4۔ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا۔

اس غلبہ و نصرت سے مراد ہے۔ کہ! جو ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ کو کفار پر حاصل ہوئی۔ جس کی تصدیق اِس آیتِ کریمہ سے بھی ہوتی ہے۔ **قل جآء الحق و زھق البا طل . ان البا طل کان ز ھو قا** ۔ اَب کہہ دیں (اے محمد ﷺ یہ بات۔ کہ!) حق آ گیا۔ اور باطل بھاگ گیا۔ (کیونکہ! حق کے ہوتے ہوئے) بے شک! باطل تھا نکل بھاگنے والا۔

صوفیائے کرامؒ فرماتے ہیں۔ کہ! **سلطانًا نصیرًا** درحقیقت وہ غلبہ قوتِ ذاتی اور اسرارِ الٰہیہ ہیں۔ جو کہ رسول اللہ ﷺ کو شب معراج میں عطا ہوئے۔ اور یہ ایک شغل بھی ہے۔ جو کہ اُمتِ مرحومہ کے لئے تحفتًا عنایت ہوا۔ تاکہ وہ بھی آپ ﷺ کے معراج کے رموز و اسرار سے کچھ نہ کچھ حد تک واقف ہو سکیں۔ اور منتفع و مستفید ہو سکیں۔

ادخالِ صدق سے مراد ہے توحیدِ ذاتی میں پورا پورا قیام۔ جبکہ اخراجِ صدق سے مراد ہے تنزلات وتعیناتِ جسمانی وحسی اور ماسوٰی اللہ سے پورا نکلنا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکمِ الٰہی سے جب اہلِ مکہ کو وحدانیتِ ربی کی تعلیم شروع کی۔ تو کفار مکہ کہنے لگے۔

’’لوسنو! حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی باتیں! ہمارے اتنے خداؤں کو تو ملیا میٹ کرتا ہے۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ! ماسوائے ایک ذاتِ الٰہی کے باقی سب معبودان (صریح) باطل ہیں۔ بھلا ایسی بات کب ہوسکتی ہے۔ اور اس طرح کی باتیں بھلا ہم کب سن سکتے ہیں۔ کہ اتنے بہت سے خدا تو باطل ہوں۔ اور صرف ایک ذاتِ حق (واقعتًا) حق ہو۔ یہ ہرگز نہین ہوسکتا۔ اور ہم اُن ﷺ کی یہ بات کبھی بھی نہیں مانیں گے۔ (استغفر اللہ العظیم)‘‘

اور پھر کفارِ مکہ آنخضرت نبی مکرم ﷺ کی ذاتِ حق کو ایذا رسانی کے در پے ہوئے۔ کفار کی اس طرح کی جاہلانہ باتیں سن کر رسولِ اکرم ﷺ بدرجہ غایت غمگین ہوئے۔ تو حکمِ ربانی ہوا۔ (جس کا مفہوم یہ ہے)

اے میرے حبیب ﷺ! (کفار کی ان باتوں کی) کچھ بھی فکر نہ کریں۔ اور نہ ہی غم کھائیں۔ یہ لوگ (تو) اندھے ہیں۔ اور حقیقتِ توحید سے جاہل اور راہِ راست سے بہت ہی دور ہیں۔ مَیں ان کو بروزِ قیامت اپنے دیدار سے بھی محروم رکھوں گا۔ یہ کوئی رنج کی بات نہیں۔ آپ ﷺ اپنی جدو جہد جاری رکھیں۔ اس جدو جہد کے عوض ہم آپ ﷺ کو با اعزاز وتکریم معراج میں بلائیں گے۔ اور خلعت قرب عطا فرما کر آپ ﷺ کی بزرگی ظاہرًا و باطنًا سب پر عیاں کر دیں گے۔ اور آپ ﷺ کی (عظیم اور چنی ہوئی) اُمت کے لئے مقامًا محمودا اور سلطانًا نصیرًا کا تحفہ عنایت فرمائیں گے۔ جس کی وجہ سے وہ (آپ ﷺ کی اُمت) آپ ﷺ کی معراج ہی کی کیفیت حاصل کر سکے گی۔ جس کی (باطنی) تعلیم آپ ﷺ ہی کے دائرہ اختیار میں ہوگی۔ لہذا آپ ﷺ ہماری جناب سے ہمیشہ **مقامِ محمود ، ادخالِ صدق، اخراجِ صدق** اور **سلطانا نصیرا** کی دعا طلب کرتے رہیں۔

اسی طرح دعا کرتے کرتے جب آنخضرت ﷺ کی دعا قبول ومقبول ہوئی۔ اور بشرفِ تمام آپ ﷺ معراج میں بلائے گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جو وعدے آنخضرت نبی اکرم ﷺ سے فرمائے تھے۔ وہ سب پورے کر دیئے۔ چنانچہ اس بات کا شاہد خود قرآنِ حکیم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

کہ! **سبحٰن الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلا من المسجد الحرام الی امسجد الا قصٰی الذی با رکنا حوله لنر یه من اٰیتن** ۔ (پندرہویں پارے کی شروع کی پہلی آیت) **ترجمہ :** پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے (محبوب) بندے ﷺ کو راتوں رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک، کہ جس کو ہماری برکتوں نے گھیر رکھا ہے۔ تاکہ ہم دکھائیں اسے ﷺ اپنی قدرت کی نشانیاں۔

اہلِ ظاہر کے نزدیک تو مسجدِ حرام کعبہ شریف ہے۔ اور مسجدِ اقسیٰ بیت المقدس۔ جبکہ اہلِ باطن فرماتے ہیں۔ کہ! مسجدِ حرام سے مراد تنزلاتِ جسمانی وتنزلاتِ حسی ماسوٰی اللہ ہے۔ جبکہ مسجدِ اقصیٰ باطن میں درحقیقت ذاتِ وحدت سے عبارت ہے۔۔۔

بہر حال **مقامًا محمودا** اور **سلطانًا نصیرا** ایک شغل ہے۔ جو کہ شبِ معراج میں اُمتِ مرحومہ کے لئے رسول اللہ ﷺ کو مرحمت ہوا۔ جو شخص اِن اشغال کو کیا کرتا ہے۔ وہ خوش نصیب حالِ قیامت اور کیفیتِ معرج سے بخوبی واقف ہوکر فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کو ذرا سا بھی شک ہو تو وہ یہ شغل کر کے دیکھ لے۔ (مگر پیرِ کامل کے بغیر یہ شغل سرانجام دینا ناممکن العمل ہے۔ کیونکہ) ہر عمل میں استادِ کامل اور رہبرِ صادق کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس شغل کے نشیب وفراز کو دریافت کر کے عمل میں لایا جائے۔ ورنہ بجائے فائدہ کے جسمانی نقصان ہونے کا خدشہ ہے۔

شغل سُلطانًا نصیرًا : (بمطابق حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ)

اس شغل کے اَن گِنت فضائل وخواص ہیں۔ خصوصًا خطرات کے انسداد و دفیعہ کے لئے یہ شغل بے نظیر و بے مثل ہے۔ اس کا سہل طریقہ یہ ہے کہ! بعد نمازِ فجر ومغرب یا عشاء شائق شغل ہذا جائے نماز پر باوضور وبقبلہ نہایت مؤدب (بصورتِ پدم آسن یعنی دایاں پاؤں بائیں ران پر اور بایاں پاؤں دائیں ران پر رکھ کر بیٹھنا) بیٹھ کر سکون واطمینان سے (اپنے حواس کو یکسو کر کے) دونوں آنکھیں یا ایک آنکھ بند کر کے دوسری آنکھ سے ناک کے نتھنے پر ٹکٹکی باندھ کر مکمل غور وتوجہ سے دیکھتا رہے۔ اور بغیر پلک جھپکائے جس طرح چراغ یا ستارہ کی روشنی کو دیکھتا ہے۔ اسی قسم کا غیر معین نور کا اس قدر کامل تصور کرے۔ کہ اس میں محو ومستغرق ہو جائے۔ اس دوران اسمِ اعظم ’’**یا حی یا قیوم**‘‘ کا بزبان قلب ورد جاری رکھیں۔ اس شغل میں مسلسل مشق کی وجہ سے آنکھوں میں درد ہوگا آنسو بھی بہیں گے۔ لیکن چند ایام کی مشق کے بعد یہ تمام شکایات دور ہو جائیں گی۔ کچھ ایام کے بعد اس شخص کو اپنے ناک کے نتھنے پر ایسی ہی صورت نظر آنا شروع ہو جائے گی جس طرح سے آئینہ میں نظر آتی ہے۔ (یعنی جیسے کہ چند صفحات قبل شغل آئینہ کی مشق میں بیان کیا گیا ہے۔ اُس سے ملتے جلتے آثار پیدا ہوں گے)

شغل سُلطانًا محمودًا :

جس طرح شغلِ **سلطانًا نصیرًا** کے شغل میں ناک کے نتھنوں پر نظر رکھ کر مشق کرتے ہیں۔ اسی طرح اس شغل میں دونوں بھوؤں کے بیچ میں نظر رکھتے ہیں۔ اس دوران اسمِ اعظم "**یا حی یا قیوم**" کا بزبان قلب ورد جاری رکھیں۔ اس شغل کی مسلسل مشق سے یہ نتیجہ و فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ! شاغل کو اپنا ہی سر نظر آنے لگتا ہے۔ یاد رہے کہ جب شاغل کو اپنا سر نظر آنے لگے گا تو وہ عالم بالا کے حالات سے واقفیت و شناسائی حاصل کرتا جائے گا۔

شغل سُلطانًا نصیرًا : (بمطابق تعلیماتِ حضرت غوث علی شاہ قادری قلندری ؒ)

کپڑے کی اینڈوی (سینو۔ یعنی کسی رسی یا کپڑے کو لپیٹ کر رکھنا۔ جیسے کہ دیہاتوں میں عورتیں جب گھڑا لے کر پانی بھرنے جاتی ہیں۔ تو پانی بھر کر سر پر اینڈوی بنا کر اس پر گھڑا رکھ کر گھر کو لوٹتی ہیں) پر مربع نشست اس طرح بیٹھے۔ کہ دایاں پاؤں بائیں ران پر اور بایاں پاؤں دائیں ران پر ہو۔ اَب اپنے حواس کو یکسو کر کے چند ایام تک چراغ یا آئینہ یا سفید گلاس بلور کو نظر زاویے کے بالکل مقابل (تقریبًا دو سے ڈھائی فُٹ کے فاصلے پر) مگر قدرے اونچا (دو سے تین انچ) رکھے۔ اور اس پر اپنی نظر کو جمائے رکھے۔ اور پلک نہ جھپکائے۔ اور اس دوران دل ہی دل میں زبانِ قلب سے "**یا حی یا قیوم**" کا ورد رکھیں۔ جب نظر جم جائے۔ بلکہ کچھ صعود بھی کرنے لگے۔ تو پھر ذرا اونچا کرے۔ اور دونوں آنکھوں کی نظروں کو بہ گوشہ قوسین ابرو (آنکھوں کے اوپر والے ہلالی بالوں کے دائروں کے کونے) کو بنی (ناک) کی جڑ کے ساتھ قائم کرے۔ اس دوران پلک حتی الامکان نہ جھپکائے۔ اور دل ہی دل میں زبانِ قلب سے "**یا حی یا قیوم**" کا ورد رکھیں۔ تاکہ چراغ کی روشنی کی طرح انوارِ حق نمودار ہوں۔

پھر نظر کو سہولت کے ساتھ آہستہ آہستہ قلبِ صنوبری کی طرف (جو مقام لطیفہء قلب ہے) گردش کرے۔ تاکہ اندھیری رات میں آفتابی تجلی نمودار ہو۔ اور رنگ برنگ کے عجائبات وغرائبات ظہور میں آئیں۔

پھر کوشش تمام سے نظر کو منظور مستک (یعنی اپنی پیشانی کے ٹسور میں) لائے۔ (کہ مقامِ لطیفہء خفی اور خانہ مہتاب ہے) جب دونوں آنکھوں کی پتلی گوشہ قوسینِ ابرو سے نکل کر مثلث بناتے ہوئے لطیفہء خفی میں پہنچ جائیں گے۔ تو اس کا نام "**قاب قوسین او ادنٰی**" ہے۔

لہذا اے طالبِ حق! اگر تُو اسی طرح سعی کرتا رہا۔ تو کچھ تعجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم اور اپنے پیارے و لاڈلے حبیب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے تصدق و توسل سے وہ تحفہ عظیمہ یعنی کرامتِ قربِ الٰہی جو کہ شب معراج کو آنحضور نبی مکرم ﷺ کو انعام ہوئی تھی۔ تجھ کو بھی تیرے حسبِ لیاقت نصیب ہو سکے۔

یاد رہے۔ کہ! جو شخص محض ایک سال تک فجر کے وقت صرف چار گھڑی (ایک گھڑی کا مطلب ہے۔ کہ ایک گھنٹے کا 2/5 حصہ، یعنی 24 منٹ کی ایک گھڑی بنتی ہے) روزانہ یہ عمل سرانجام دیتا رہے گا۔ تو ایسا شخص روزِ روشن میں بھی آسمان پر ستارے دیکھنے کے قابل ہو جائے گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ) اور لطیفہء خفی میں (کہ خانہ مہتاب ہے) مہتاب نظر آنے لگے گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ) جب مہتاب نظر آنے لگے۔ تو پھر اس کے بعد وہ شخص شغلِ آفتابی کیا کرے۔ کیونکہ جو اس مقام پر شغلِ آفتابی نہیں کر لیتا۔ تو وہ آئندہ انوارات و تجلیات کی تاب بھی نہیں لا سکتا۔ اور پھر اس کو خالی ہاتھ لوٹنا پڑتا ہے۔ اور اس کی چشمِ ظاہری بھی پھوٹ جاتی ہے۔ (شغلِ آفتاب کی مکمل ترتیب و ترکیب آگے آئے گی۔ شائقین حضرات دیکھ سکتے ہیں۔)

لیکن جب آفتاب گز بھر کے فاصلے پر آ جائے۔ تو شغلِ آفتابی کو ترک کر کے نظر کو لطیفہء خفی سے ام الدماغ کی طرف (جسے لطیفہ اخفٰی کہتے ہیں) بڑھائے۔ جب دونوں پتلیاں لطیفہء خفی سے صعود کرنے لگیں۔ تو راستے میں دو کنڈ (تالاب) اور دو کوہ (پہاڑ) حائل ہوں گے۔ تو سالک ان کے درمیان سے ہوتا ہوا نکلے۔ پھر آگے چل کر تین مزید دریا راستے میں رکاوٹ ہوں گے۔ یعنی ظاہر سوراخ بنی کے آخر میں ذرا اوپر کی جانب تین سوراخ ہیں۔ اور ہر ایک سوراخ سے ایک دریا جاری ہے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

پہلا دریا : دائیں طرف کے سوراخ سے سفید و شفاف شیریں دریا کا پانی جاری ہے۔

دوسرا دریا : بائیں طرف کے سوراخ سے آتش خیز و شعلہ زن سرخی مائل دریا کا پانی جاری ہے۔

تیسرا دریا : متذکرۃ السدور دونوں دریاؤں کے بیچ میں دریائے آبِ حیات کا پانی جاری ہے۔

اَب دائیں طرف کے دریا میں غسل کرے۔ اور دریائے آبِ حیات کا پانی پیتا ہوا اس دریا کا دایاں کنارہ پکڑ کر روانہ ہو جائے۔ یاد رہے۔ کہ بائیں دریا سے بہت دور بھاگے۔ ورنہ جل مرنے اور جھلس جانے کا خوف و خطرہ ہے۔ اسی لئے دریائے آبِ حیات کا بھی دایاں کنارہ لے کر چلتے ہیں۔ بائیں جانب قطعاً نہیں چلتے۔ کہ کہیں کوئی لپٹ نہ لگ جائے۔

پھر کئی منزل کے بعد ایک مقام ملے گا۔ جہاں دس چتر ہار یعنی حواس خمسہ ظاہری و باطنی سحر کار نہایت خوش الحانی سے انہد کے سرود بجا رہے ہیں۔

یہ مقام حواس خمسہ ظاہری و باطنی کا مخزن ہے۔ لیکن اس کے راگ ورنگ پر مائل نہ ہوں۔ کہ ابھی منزل کی دوری کی وجہ سے ہمیں مزید دور جانا ہے۔ کیونکہ! **ما زاغ البصر وما طغٰی** ۔(آنکھ نے نہ ہی کجی کی اور نہ ہی حد سے آگے بڑھی) پر عمل پیرا ہوکر مکشوفات وتلونیا تسے روگردنی کرے۔ کیا تعجب ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل وکرم سے **لقد رایٰ من اٰ یٰت ر بہ الکبریٰ**۔ کی برکات میں سے کچھ عنایت فرمائے۔ (انشاء اللہ) اسی مقام میں تقریباً عرصہ چھ ماہ کے بعد الہام شروع ہوجاتا ہے۔

پھر ام الدماغ یعنی لطیفہء اخفیٰ کی طرف رجوع کرے۔ جسے بحرِ ظلمات کہتے ہیں۔ اور مذکورہ تینوں دریا اسی بحرِ ظلمات میں آکر گرتے ہیں۔ یہاں **ظلمات بعضها فوق بعض** ۔(اوپر نیچے اندھیرے ہی اندھیرے) کا مضمون اور تاریکی محض ہے۔ سالک یہاں گھبرائے نہیں۔ کیونکہ!

آبِ چشمہ حیات درونِ تاریکی اَست ۔ آبِ حیات کا چشمہ (درحقیقت) تاریکی میں ہے۔

باہمت ہوکر اپنے قدم آگے بڑھاتا چلا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ سے یوں عرض گزار ہو۔ **اللھم ایاك نعبد وایاك نستعین** ۔ (اے اللہ تعالیٰ۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور (صِرف) تُجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) یہی دعا کرتے ہوئے نور (سفید روشنی) کا تصور وتخیل دل میں لائے۔ اچانک ہزار ہا آفتابوں کا نور نمودار ہوجائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) جو بھی شخص پہلے شغلِ آفتابی کرچکا ہوگا۔ تو ایسے شخص کی آنکھیں بآسانی اِن روشنیوں (آفتابوں کے انوار) کی تاب لاسکیں گیں۔ ورنہ بے مراد واپس جانا ہوگا۔ اور شاید آنکھیں بھی پھوٹ جائیں۔ بہرحال یہاں پر سلوک کے تین درجات طے ہوں گے۔ **ناسوت ،ملکوت اور جبروت** ۔ اسی مقام کا نام ہی **مقامِ محمود** ہے۔ اسی مقام پر طرح طرح کے کشف وکرامات اور خوارقِ عادات کا بعین ظہور ہوتا ہے۔ حتی کہ قیامت تک کا حال بھی عیاں ہوجاتا ہے۔

لیکن چاہیئے ۔ کہ! یہاں سے جلدی جلدی اپنے قدم آگے بڑھاتا چلا جائے۔ رُکے نہیں۔ اور پتلی کو نزول میں گدی کی طرف اتارے۔ اس کے بعد اَب منزلِ لاہوت شروع ہوئی۔ سالک جب اپنے کشف وکرامات اور خوارقِ عادات سے روگردانی کرکے ذاتِ الٰہی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تو وہ ذات ربانی اس سالک کو اپنے غلبہء عشق میں سرگرم کردیتی ہے۔ اور انعامی طور پر **فاوحٰی الٰی عبده ما اوحٰی** ۔ (پس اس نے اللہ تعالیٰ کے بندے کو وحی پہنچائی) کی کیفیت کا مزہ چکھا کر اپنی عظیم ترین ذات میں فنا کردیتی ہے۔ یعنی تنزلات جسمانی وتعینات حسی سے فنائے مطلق حاصل کرکے باقی بخدا ہوجاتا ہے۔ پھر پرتوئے رسالت مآب ﷺ سے خلعتِ عبدیت اور خلافتِ دائمی حاصل کرکے عالمِ تنزلات میں **العلماء ورثة الا نبیاء** ۔ (علمائے کرام (درحقیقت) انبیائے عظام کے وارث ہیں) کا مقامِ عظیم المرتبت حاصل کرلیتا ہے۔ اور اسی کا نام ہی **سلطا نا النصیرًا** ہے۔ اور یہی سالک کا نصرت نامہ ہوگا۔ (ان دونوں مقامات (**مقامِ محمود** ۔ **سلطا نا النصیرًا**) کو طے کرنے کی روداد کسی کو قطعاً گوش گزار نہیں ہونی چاہیئے)

لیکن دھیان رہے۔ کہ! جب بھی پتلی کو چڑھاتے ہیں۔ تو وہ فورًا نیچے کی طرف گر جاتی ہے۔ ہر چند کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن کچھ پیش نہیں جاتی۔ اس عمل میں بہت حیرانی وپریشانی دامن گیر ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں سالک کو چاہیئے ۔ کہ وہ چت لیٹ جایا کرے۔ اور دونوں ہاتھوں کو سر کی طرف دراز کردے۔ اس عمل سے پتلی فورًا چڑھ کر نیچے کو نہیں گرتی۔ اور پتلی چڑھ کر قائم ہوئی رہتی ہے۔

اس مشق کے دوران دودھ، چاول، تبرید کا استعمال رکھے۔ چکنی، کھٹی، میٹھی، نمکین اور تیکھے مصالحات والی غذا سے پرہیز رکھے۔ بعد شغل آنکھوں میں مسکہ گاوی سلائی سے ہر روز لگاتا رہے۔ مشق کے فورًا بعد آنکھوں کو عرقِ گلاب یا آبِ زم زم یا ٹھنڈے پانی سے دھولیں۔ اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر تفکر وتدبر کی کیفیت میں جاکر آئینہ قلب پر ملاحظہ کریں۔ کہ کیا واردات ہوتی ہے۔

شغلِ سُلطانُ الاذکار :

مقامِ محویت کے حصول کے بعد سلطان الاذکار ظہور کرتا ہے۔ اس کی ترکیب یہ ہے۔ کہ! مربع نشست میں دم کو ناف سے کھینچ کر ام الدماغ میں جبس کرکے اس طرح ضربات لگائے۔ کہ!

☆ **بی یسمع** کے تصور میں **اللہ سمیع** کی ضرب دماغ پر لگائے۔

☆ **بی یبصر** کے تصور میں **اللہ بصیر** کی ضرب دل پر لگائے۔

☆ **بی ینطق** کے تصور میں **اللہ علیم** کی ضرب ناف پر لگائے۔

(اس کا ایک طریقہ یہ بھی ہے۔ کہ) ☆ **بی یعلم** کے تصور میں **اللہ علیم** کی ضرب ناف پر لگائے۔

بہرحال پھر دماغ پر ''**اللہ علیم**'' دل پر'' **اللہ بصیر**'' اور ناف پر ''**اللہ سمیع**'' کی ضربات لگائے۔ اور اسی طریقے سے

عروج ونزول جاری رکھے۔ لیکن معانی اسمائے صفات کو بھی دل میں رکھے۔ تاکہ مفہوم ملاحظہ بخوبی حاصل ہوسکے۔ اپنے تخیل کو ملاحظہ میں رکھے۔ تاکہ خطرہ مسدود ہوسکے۔ اور نظر دل مدام واسطے پر رہے۔ تاکہ مقامِ ''فنافی اللہ'' جلد میسر آسکے۔ اور ذاکر و مذکور باقی نہ رہے۔

اسم اللہ ذوق بخشید با وصال　　بے زباں گوید سخن بس قیل و قال

شغلِ سلطان الاذکار کی حقیقت، کیفیت، علامات اور نشانیاں :

☆ سلطان الذکر ایک غیبی واردات اور ایک خاص حالت کا نام ہے۔ رسالہ مکیہ میں حضرت شیخ نجم الدین کبریٰؒ سے منقول ہے۔ کہ! ذاکر پر اس ذکر کی وجہ سے ایک عظیم غلبہ ہوتا ہے۔ لیکن وہ غلبہ ذاکر کی قوتِ برداشت کے باعث ظاہر نہیں ہوتا۔ جس سے کہ ذاکر اضمحلالی کیفیت کا شکار رہتا ہے۔ جب ذاکر کو کچھ افاقہ ہوتا ہے۔ تو سالک محویت کے عالم میں اپنی ہستی سے بے خبر ہوجاتا ہے۔ جس طرح کہ بحالتِ نوم۔ چونکہ! سلطان الذکر ایک نور ہے۔ جس کہ سالک پر اوپر یا نیچے، آگے یا پیچھے کی جانب سے وارد ہوتا ہے۔ جس سے کہ اس کو جنبش ہوتی ہے۔ اور زبردست قوت ظاہر ہوتی ہے۔ جو سالک کے ذکر پر مداومت کے لحاظ سے کم وبیش ہوا کرتی ہے۔ غرضیکہ سلطان الذکر میں غلبۂ عظیم اور ہیبت سخت ہوتی ہے۔ کہ جس سے انسان کے جسدِ خاکی کی کثافت دور ہوجاتی ہے۔ اسی لئے ایسے شخص پر انوارات پر زبردست حملہ ہوتا ہے۔ اور بمصداقِ'' **اذا زلزلت الارض زلزالھا ۔۔۔**'' (جب زمین اپنے سخت بھونچال سے بڑی شدت کے ساتھ تھرتھرائی جائے گی) کی سے کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔ (اس آیت (**اذا زلزلت**) کی تفصیل آگے بیان کی گئی ہے)

جاننا چاہیئے۔ کہ! سلطان الاذکار کے وارد ہونے کا وقت نینداور بیداری کے درمیان ہے۔ کہ جس وقت سالک کے ظاہری حواس کمزور ہوجاتے ہیں۔ لیکن جب یہ شغل غالب آجاتا ہے۔ تو نینداور بیداری یکساں ہوجاتی ہے۔ اور یہ کیفیت عین بیداری میں آناً فاناً وارد ہوجاتا ہے۔ ابتدائے حال میں تو سلطان الذکر سے ہیبت اور خوف کمال درجہ کا ہوتا ہے۔ لیکن کثرتِ ورود کی وجہ سے اس کی دہشت کم بتدریج کم ہوتی جاتی ہے۔ اور طالبِ حق بے چینی سے اس کا منتظر رہنے لگتا ہے۔ اس حالت میں اسے دنیا و مافیھا کا شعور ختم ہوجاتا ہے۔ لیکن اپنی خودی کا شعور باقی رہتا ہے۔ اور وہ جانتا ہے۔ کہ! مجھ پر یہ حالت طاری ہے۔ بعض اوقات یہ شعور بھی نہیں رہتا۔ اور محو در محو اور غرق در غرق ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہی مقامِ فناء الفنا ہے۔ جیسا کہ حدیثِ نبوی ﷺ میں بیان ہوا ہے۔ کہ! صحیح بخاری میں آیا ہے۔ کہ! حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ نے نقل ہے۔ کہ! آپؓ نے فرمایا۔ کہ! ایک شخص حضرت حارث بن ہشام نامیؓ نے آنخضور نبی مکرم ﷺ سے سوال کیا تھا۔ کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے؟ (تو) آپ ﷺ نے فرمایا۔ وحی نازل ہوتے وقت کبھی مجھ کو گھنٹی کی سی آواز محسوس ہوتی ہے۔ اور وحی کی یہ کیفیت مجھ پر بہت شاق گذرتی ہے۔ جب یہ کیفیت ختم ہوتی ہے۔ تو میرے دل و دماغ پر اس (فرشتے) کے ذریعے نازل شدہ وحی محفوظ ہوجاتی ہے۔ اور کسی وقت ایسا ہوتا ہے۔ کہ! فرشتہ بشکلِ انسان میرے پاس آت ہے۔ اور مجھ سے کلام کرتا ہے۔ پس مَیں اس کا کہا ہوا یاد رکھ لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا (مزید) بیان ہے۔ کہ! میں نے سخت کڑاکے کی سردی میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے۔ کہ! آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔ اور جب اس (وحی) کا سلسلہ ختم ہوا۔ تو آپ ﷺ کی پیشانی پسینے سے شرابور تھی۔

اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ! اس حالت میں باطنی حرارت جوش میں آتی ہے۔ جس کے مقابلے میں ظاہری سردی ماند پڑ جاتی ہے۔ اور جسم میں گرمی محسوس ہونے لگتی ہے۔ جس کے باعث بدن سے پسینہ جاری ہوجاتا ہے۔ اسی لئے آنخضور نبی اکرم ﷺ نے یہ جو فرمایا۔ کہ'' **اشدہ علی**'' (مجھ پر دشوار گذرتی ہے) برحق ہے۔ لیکن اہلُ اللہ کے سوا اس بات کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ اور اس حالت میں جو کلام نازل ہوتا ہے۔ اسی کا نام وحی ہے۔ لیکن اولیاء اللہ کے ساتھ جب یہی معاملہ پیش آتا ہے۔ تو وہ وحی کے بجائے الہام کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

جاننا چاہیئے۔ کہ سلطان ذکر کی علامت یہ ہے۔ کہ! طالبِ صادق پر ذوق وشوق طاری ہوتا ہے۔ اور وہ اس قدر جد و جہد کرتا ہے۔ کہ! کہ جس سے اس کو باذنِ الٰہی عجیب وغریب مشاہدہ و معائنہ حاصل ہوجاتا ہے۔ اس کے لئے دو مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔

☆ مثال نمبر **1**۔ کہ جیسے ہیبت ناک آندھی ہو۔ جس سے کہ درخت کے پتے جھڑ جائیں۔ بلکہ بعض درخت بھی جڑوں تک ہل جائیں۔ اور تہ و بالا ہوجائیں۔ ذاکر کے جسم میں سلطانِ ذکر بھی بعینہٖ یہی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ اور چونکہ بجلی کی کڑک اور بادلوں کی سی گرج جب کونوں تک پہنچتی ہے۔ تو اس قدر خوف وہیبت دل پر چھا جاتی ہے۔ کہ! یوں لگتا ہے۔ گویا کہ سر پر آسمان گرنے والا ہے۔ جس سے کہ اس کے سارے بدن پر ایک لرزہ سا طاری ہوجاتا ہے۔ لیکن یہ آواز خارج اَز وجود ہوتی ہے۔ اس لئے جسم کو ماسوائے خوف وہیبت کے اور کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ لیکن سلطانِ ذکر چونکہ جسم کے اندر ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ آدمی کے جسم کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔ کہ جس سے اس کے جسم کی ساری کثافت دور ہوجاتی ہے۔

☆ **مثال نمبر 2**۔ یا پھر اس کی دوسری مثالیہ کیفیت یہ بیان کی جا سکتی ہے۔ کہ! جیسے ایک کمزور وناتواں شخص دریا کے سیلابِ عظیم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور طوفان کی تیزی وتندی کی وجہ سے وہ باہر نہیں نکل سکتا۔ پانی کے زور کی وجہ سے ایک نہایت خوفناک سی آواز پیدا ہوتی ہے۔ جس سے کہ سالک کا سارا وجود ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ اور جس سے اس کی ہلاکت تقریباً یقینی سی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ سلطانِ ذکر بھی ذاکر کے اندر کی یہی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ شروع میں تو سلطانِ ذکر کا محل سالک کا قلب ہوتا ہے۔ اس کے بعد بتدریج ذکر کا غلبہ سالک کے گوشت و پوست و استخوان ومغز اور جملہ اجزائے جسم میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ بلکہ سنائی بھی دینے لگتا ہے۔ جس طرح کہ شروع میں یہ آواز دل سے سنائی دیا کرتی ہے۔

یاد رہے۔ کہ! اس ذکر کی ابتداء ''**تشبیہ**'' (تشبیہ سے مراد اشیائے ظاہری میں ظہورِ ذات کا ہونا) جبکہ انتہا ''**تنزیھہ**'' (تنزیہہ سے مراد ذاتِ حق تعالیٰ کا صفاتِ نقص یا صفاتِ ممکنات سے پاک ومنزہ ہونا) ہے۔ (ایک اور لفظ ''**رداء**'' بھی ہے۔ کہ جس کا مطلب ہے۔ سالک میں صفاتِ حق کا ظہور یا صفاتِ حق میں سالک کا ظہور) اور ساک پر اس کے غلبے کی علامت یہ ہے۔ کہ! ذکر کی آوازِ عجیبہ قلب بلکہ تمام اجزائے جسم سے سنائی دیتی ہے۔ جب مداومتِ ذکر سے یہ آواز مستقل ہو جاتی ہے۔ تو سالک ہر وقت اسی آواز کی طرف ہی پوری توجہ سے متوجہ رہتا ہے۔ اور یہ مراقبہ تما مراقبوں سے افضل واعلیٰ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نصیب کرے۔ تو یہ مراقبہ اکثر آواز ہی آواز ہوتا ہے۔ اور آواز بھی بے حرف اور بے صوت ہوا کرتی ہے۔

لیکن یاد رہے۔ کہ! یہ تو وہ کلام ہے۔ کہ! جس سے کہ تمام علوم معلوم ہوتے ہیں۔ اور تمام تجلیات عیاں ہوتی ہیں۔ جب اس آواز میں تجلیات کے مطابق ترقی ہوتی جاتی ہے۔ تو بے حرف وصوت آواز میں مخارج وحروف پیدا ہوتے ہیں۔ باوجودیکہ یہ آواز اپنی اصلی حالت پر ہی برقرار رہتی ہے۔

پس اس کلام کو اس آواز پر ہی قیاس کرنا چاہئیے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآنِ کریم کے شروع میں ''**الٓمّٓ**'' فرمایا ہے۔ یہ آواز حرف و صوت سے معرا جب مخارج کے قالب میں آئی۔ تو ''حرف'' ہو گئی۔ چنانچہ ''الف'' سے مراد **خلق** ہے۔ ''لام'' سے مراد وسط ہے۔ جبکہ ''میم'' کا اشارہ **شفقت** کی طرف ہے۔ یعنی لب وہونٹ سے خارج شدہ وہ آوازِ مستقیم نامتناہی جو مخارج کے قالب میں آ کر ''**ذٰلک الکتٰب لا ریب فیہ**'' ہو گئی۔ پس حروف ظاہر اور آواز باطن ہے۔ حروف کا انکار آواز کا انکار ہے۔ اور کتابِ مقدس (قرآنِ حکیم) کی ہدایت یکساں ہے۔ یعنی ''**یؤمنون با لغیب**'' (غیب پر ایمان والے ہیں) اور انہوں نے غیب کو پالیا۔ اور (خلوصِ قلب سے) اسی غیب پر ہی ایمانِ صادق لے آئے۔

اگر (تو بہ نعوذ باللہ!) کوئی شخص اس ظاہر کو دیکھ بھی لے۔ لیکن وہ تجلیات سے بے بہرہ ہو۔ تو اس کا مطلب ہے۔ کہ! وہ کتاب اللہ سے بے بہرہ ہے۔ لیکن جو (خوش نصیب) شخص اِن تجلیات سے آگاہ ہوتا ہے۔ وہ وحی کی حقیقت و کیفیت کو بخوبی پہچانتا ہے۔ اور وہی (خوش بخت) مومنِ صادق ہوتا ہے۔

یاد رہے۔ کہ! مراقبہء آواز ایک سالک کے لئے اس قدر اہم ولازمی ہے۔ کہ! اگر وہ اس پر مداومت اختیار کرے۔ تو وہ جسمِ خاکی سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔ کبھی کبھار تو اس کا سارا وجود ہی گوش (ایسا کان جو سننے کی اہلیت رکھتا ہو) بن جایا کرتا ہے۔ یعنی وہ اپنے بال بال و پوست کے ذرے ذرے سے آواز سننے کے قابل ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات اس کا جسم ہمہ تن چشم بن جاتا ہے۔ اور وہ اپنے بال بال و پوست کے ذرے ذرے سے دیکھتا ہے۔ اکثر تو یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ! جب سالک ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتا ہے۔ تو اس کے ہاتھ جواب دیتے ہیں۔ بسا اوقات وہ اپنی ہی روح کو کپڑے کی طرح جسم وبدن سے علیحدہ پڑا ہو محسوس کرتا ہے۔ بلکہ دیکھتا ہے۔ اس حالت کو ''**خلع ء بدن**'' کہتے ہیں۔ (خلع بمعی علیحدہ ہونا) لیکن یہ مراتب و مقامات کے حصول کے لئے چند چیزوں کی اشد ضرورت ہے۔ اول مرشد کاملِ اکمل۔ دوئم ہمت وصبر۔ سوئم استعدادِ ظاہری وباطنی اور چہارم درازیء عمر۔ جب تک کہ ان چار چیزوں میں سالک ومطالبِ صادق سخت جدوجہد نہیں کرتا۔ یہ مراتب ومقامات حاصل نہیں ہوتے۔

یاد رہے۔ صوفیائے کرامؒ میں ''**دید**'' اور ''**شنید**'' میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ پہلے شنید حاصل ہوتی ہے۔ پھر دید۔ جبکہ بعض کا یہ مؤقف ہے۔ کہ! پہلے دید حاصل ہوتی ہے۔ پھر شنید۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ کہ! پہلے تو مرید پر کشف کھلتا ہے۔ جسے ''تجلیِ برق'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جس میں کہ یہ نور متواتر برق ہی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ جس قدر خیال (یعنی مراقبہ) کے اندر پختگی ہو گی۔ نور ظاہر تر اور قائم تر ہوتا جائے گا۔ اور اس سے رفتہ رفتہ ذکر میں بھی قوت آتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ سلطانِ ذکر کا ورود شروع ہو کر قرار پکڑ لیتا ہے۔

بعض کے نزدیک تو سلطانِ ذکر یہ ہے۔ کہ! کہ سالک ہر چیز سے ذکر سنتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک وہی صورت رعد (رعد یعنی کڑک و گرج) و برق ہوتی ہے۔ جس کا ذکر ابھی گذرا ہے۔ بعض پر ذکر سر منکشف ہوتا ہے۔ لیکن محققین یہ کہتے ہیں۔ کہ! پہلے شنید حاصل ہوتی ہے پھر دید۔ نیز ان محققین کے مابین بھی قدرے اختلاف پایا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض کہتے ہیں۔ کہ! پہلے رعد کی آواز سر میں یعنی خفی میں پیدا ہوتی ہے۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ چکی کے چلنے کی سی آواز معلوم ہوتی ہے۔ پھر ریاضت شاقہ کی صفائی کے بعد یہی آواز بھڑ کی بھنبھناہٹ میں مبدل ہو کر سنائی دینے لگتی ہے۔ جوں جوں یہ آواز زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ ذکر بھی نازک تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اسی ضمن میں محققین ایک ایک گروہ کہتا ہے۔ کہ!

طالبِ صادق پہلے چکی، پھر بھڑ کی سی بھنبھناہٹ، پھر توپخانہ کے گولے، پھر زور کی شہنائی اور طنبورہ وغیرہ کی سی آواز سنتا چلا جاتا ہے۔ ریاضت کی صفائی کے بعد بجلی کی سی زوردار کڑک سنائی دیتی ہے۔ اسی آواز کو ذکرِ سر، ذکرِ روح اور سلطانِ ذکر کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ نیز اس آواز کی ہیبت کے متعلق بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض تو کہتے ہیں۔ کہ! یہ آواز ''**اَ نتَ**'' (یعنی تُو) ہے۔ جبکہ بعض کا کہنا ہے۔ کہ! یہ آواز ''**اَ نا**'' (یعنی مَیں) کی ہے۔ لیکن اکثر محققین کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ! وہ اسے ''**ھو**'' (یعنی وہ) کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جبکہ کچھ اس کو ''**اَلَستُ بِرَبِّکُم**'' کی آواز خیال کرتے ہیں۔ آگے چل کر صاحبِ اقتباس الانوار فرماتے ہیں۔ کہ! بات یہ ہے۔ کہ! ہر شخص اپنے تجربے اور استعداد کے مطابق مطلب و معانی بیان کرتا ہے۔ لیکن کاتبِ حروف (صاحب اقتباس الانوار) کا یہ خیال ہے۔ کہ! یہ آواز بذاتِ خود کسی حرف سے متعین و مقرر نہیں ہے۔ یہ فقط کلام ہے۔ اور یہ اختلافِ تغیر محض ہے۔ (واللہ اعلم)

یاد رہے۔ کہ! یہ تمام بیانِ ادنیٰ (تو محض تعارف) سلطانِ ذکر کا ہے۔ اس کی اعلیٰ و اکمل صورت تحریر میں آ ہی نہیں سکتی۔

☆ **شغل سلطان الاذکار** کے دو مزید طریقے ہمارے پیر و مرشد جناب پیر سید محبوب علی شاہ صاحب ؒ نے اپنی کتابِ مبارکہ **دعوتِ حق** میں بھی تحریر فرمائے ہیں۔ جو کہ قارئین کی خدمت میں پیشِ کئے جاتے ہیں۔

طریقہ نمبر **1**۔ مرید و سالک کو چاہیئے۔ کہ! ایک تنگ و تاریک حجرے (کہ جس میں کوئی بیرونی شور و غل نہ ہو) میں داخل ہو۔ تعوذ، استغفار اور درود و سلام پڑھ کر یہ دعا (صدق قلب، خلوصِ نیت کے ساتھ) تین مرتبہ پڑھے۔ ''**اللھم اعطنی نورا. واجعل لی نورا .و اعظم لی نورا .واجعلنی نورا** ۔'' اس کے بعد بیٹھ کر یا لیٹ کر کھڑے ہو کر جس صورت میں ہو۔ اپنے بدن کو (فرش پر) گرا دے۔ اور خود کو مردہ تصور کرے۔ یہاں تک کہ سر سے پاؤں تک ہمت کے ساتھ بال بال سے متوجہ ہو جائے۔ جب دَم اوپر کی جانب لے (یعنی سانس نکالے)۔ لفظ ''اللہ'' کا خیال کرے۔ اور جب نیچے کی طرف دم لے (یعنی سانس اندر لے) تو ''ھو'' کا خیال کرے۔ اور ہمیشہ یہی سمجھے۔ کہ سانس آتے جاتے وقت جسم کے بال بال کی جڑ سے ''اللہ ھو'' آ اور جا رہا ہے۔ اور اس ذکر میں ایسا مشغول ہو کہ اپنے آپ سے شعور جاتا رہے۔ اور ''ھو الحی القیوم'' کے معنی کا لحاظ کرے۔ چند روز میں ہر بُن مُوئے بدن ذاکر ہو جائے گا۔ اور تجلیات ظاہر ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن اس مقام تک پہنچنے سے پہلے شاغل ہونا ضروری ہے۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہیے   کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

طریقہ نمبر **2**۔ چاہیئے۔ کہ! حواسِ خمسہ کو روئی سے یا انگلی سے بند کر کے دَم کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر ام الدماغ میں بند کر لے۔ اور دل مدور میں لے جا کر ذکر قلبی اسمِ ذات ''اللہ'' کے ساتھ قلبِ صنوبری سے استماعِ آوازِ احدیت کے ضمن میں نقطہ درخشندہ کے تصور میں جو دل مدور میں ام الدماغ میں واقع ہے۔ اس کو لطیفہ اخفیٰ بھی کہتے ہیں۔ شغل رکھے۔ یہاں تک کہ یہ نقطہ اس قدر پھیل جائے۔ کہ سارا بدن روشن ہو جائے۔ اور اس کے بعد تمام فرش سے عرش تک نورِ محض ہو۔ اور اس نور میں پاکیزہ صورتیں حق کا ظہور ہو۔ اور ملائکہ بھی نظر آئیں۔ اور جب یہ ذکر کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ تو سالک اپنی حقیقت کا افرادِ عالم میں متصرف ہے مشاہدہ کر لیتا ہے۔ اس مقام میں سالک کو چاہیئے۔ کہ اپنی صفات کو صفاتِ حق سمجھے۔ **واللہ یرزق من یشآء**۔ اس مقام میں سالک کو اپنی صفات بشریہ کو صفاتِ باری تعالیٰ پر محمول کرنا چاہیئے۔

☆ مرید کو سر سے پیر تک اپنے جسم کے ہر ہر بال کی طرف متوجہ ہو کر اسمِ ذات ''اللہ'' کا تصور کرنا چاہیئے۔ اور مرشد کو بھی ہر ہر جزو کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور اس شغل میں اس قدر منہمک ہو جائے۔ کہ جسم کا ہر ہر بال ذکرِ الٰہی میں محو و مستغرق ہو جائے۔ یہاں تک کہ اگر ذاکر خود بھی اس ذکر سے اپنی نظر کو ہٹانا چاہے۔ تو اس کی وہ قدرت ذاکر کے اختیار میں نہ ہو۔ اِن سلسلوں (قادری و چشتیہ) کے مشائخِ عظام کے نزدیک اس راستہ میں منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لئے سات اقدام (گام) کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اِن میں سے یہ پانچ عالمِ اَمَر سے ہیں۔ قلب۔ روح۔ سر۔ خفی اور اخفیٰ۔ جبکہ دو کا تعلق عالمِ خلق سے ہے۔ نفس اور قلب۔ (قلب دونوں عوالم میں پایا جاتا ہے) قالب چار عناصر سے مرکب ہے۔ اَب اس صورت میں دس لطائف ہوئے۔ سالک کو قلب سے (جو کہ عالمِ امر سے ہے) شروع کراتے ہیں۔ نصف دائرہ اس وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے۔ کہ یہ بہت قریب ہے۔ اور لطائف قالب یعنی عناصر اربعہ کو نفس کے ضمن میں سلوک فرماتے ہیں۔ اس کے بعد (یعنی جب یہ ذکر جم جائے۔ اور سالک اس ذکر میں ماہر **Epert** ہو جائے) تو مرشد اسے نفی اثبات کا ذکر تعلیم فرمائے۔

حدیثِ دل اگر گویم بصد دفتر نمی گنجد   کمالِ وصف دل ہرگز بہ بحر و بر نمی گنجد
بیا اے طالبِ صادق بحالِ خویش خوش بنگر   کہ او در عالمے کہ پائے سر نمی گنجد

سلطانُ الذکر کا طریقہ جو کہ عوام وخاص بلکہ خواص اور اخص الخواص کے لئے مفید و منتفع ہوتا ہے۔ کہ جب سالک اپنے شیخِ کامل سے مکمل ذکر کی تعلیم حاصل کر لیتا ہے۔ اور اس میں مشغول ہو جاتا ہے۔ تو دل کی حرکت حیوانی حرکتِ ذکر میں مبدل ہو جاتی ہے۔ اور گوشت کا ٹکڑا یعنی دل کی حرکت سے متحرک ہوتا ہے۔ اور صدائے ذکر بھی اس کے ساتھ مل کر سارے جسم کے اندر سرایت کرتی ہے۔ اور سارا جسم ذکر سے بھر جاتا ہے۔ جس طرح کہ گنبد کے اندر کی آواز سے ٹکرا کر زیادہ بلکہ دو یا کئی آوازیں گونج اُٹھتی ہے۔ ذکر کی یہ آواز ذاکر کے کانوں میں پہنچ کر بے حد مرغوب بن جاتی ہے۔ اور دوامِ ذکر سے ذکر کا غلبہ اور بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ حتی کہ آوازِ جرس سنائی دیتی ہے۔ بعض اوقات دوسری قسم کی آواز بھی سنائی دیتی ہے۔ جب اس کا غلبہ حد سے بڑھ جاتا ہے۔ تو سلطانِ ذکر بن جاتا ہے۔ اور بجلی کی کڑک کی سی آواز سنائی دیتی ہے۔ جس سے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ اور ذاکر پر محویت اور بے شعوری طاری ہو جاتی ہے۔ اس حالت میں کبھی کبھی انوار مثلِ برق، ستارہ، ماہ وآفتاب وغیرہ ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن سالک کو ان کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اس وجہ سے کہ مقصدِ اعلیٰ نور اللہ ہے۔ غرضیکہ! سلطان الذکر کی کیفیت بیان کرنا بہت ہی دشوار ہے۔ اس وجہ سے اس کا عالمِ غیب بیان نہیں ہوسکتا۔

سلطانُ الذکر کا ایک اور طریقہ یہ ہے۔ کہ! رات یا دن کے وقت صحرا (یا کسی بیاباں یا آبادی سے دور کسی میدان) میں جا کر کہ جہاں لوگوں کی آمد و رفت نہ ہو۔ یا پھر ایسے حجرے میں بیٹھ جائے۔ کہ جہاں کوئی نہ آئے اور نہ ہی کسی کی آواز آسکے، میں بیٹھ جائے۔ پس خلوت میں بیٹھ کر اپنے کانوں کی طرف متوجہ ہو جائے۔ حتی کہ! اسے ایک لطیف سی آواز سنائی دینے لگے۔ وہ آواز رفتہ رفتہ اس قدر غالب ہوتی چلی جائے۔ کہ! تمام جہان میں وہی آواز (سالک کو) سنائی دینے لگے۔ اور یہ آواز جو اس کے کانوں میں پیدا ہوتی ہے۔ اس صوتِ عظیم کے سمندر میں فقط ایک قطرے کی مانند ہے۔ نیز باقی تمام آوازوں کی نسبت بھی اس صوتِ عظیم کے ساتھ یہی ہے۔ (صوتِ عظیم کی مفصل شرح آگے بیان کی گئی ہے)

اذا زلزلت الارض زلزالھا۔۔۔ کی کیفیت کا خلاصہ :

جب کسی سالک پر سلطان الذکر کا غلبہ وارد ہوتا ہے۔ تو یہ جسدِ خاکی پر حملہ آور ہوتا ہے۔ تو اس پر آناً فاناً لرزہ سا طاری ہو جاتا ہے۔ اور یہ لرزہ سالک کو اس قدر محو اور بے خود کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس پر سورہ ’’**اذا زلزلت الارض زلزالھا**۔۔۔‘‘ کی سی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ جب سالک پر محویت طاری ہوتی ہے۔ تو شروع میں اس کے قلب کے انوارات مثل شمع یا مشعل یا ستارہ یا ماہتاب یا برق وسحاب اور امرِ صبیح وغیرہ کی طرح ہوتے ہیں۔ اور پھر یہی انوارات روحِ مثل ایک آفتاب کے اور اس کے بعد کئی آفتاب، آسمان اور آئینہ ہا کی طرف بصورتِ جبل (پہاڑ)، پھر سرخ انوارات کی بارش وغیرہ کی طرح سالک کے وجود میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اس حالت میں سالک اٹھارہ ہزار جہانوں کو اپنے وجود کے اندر مختلف صورتوں وشکلوں میں مشاہدہ کرتا ہے۔ جس سے کہ اس کی روح، قلب اور دیگر تمامی لطائف پر انوارات جلوہ گر ہوتے ہیں۔ اصل میں یہ ہے کیفیت ’’**اذا زلزلت الارض زلزالھا** ۔۔۔‘‘ کی۔ اور یہ عالم ملکوت کا مرتبہ ہے۔ جب سالک ان تجلیات کو اپنے اندر اس طرح سے مشاہدہ کیا کرتا ہے۔ اور اِن انواراتِ حق کو اپنے قلب میں ملاحظہ کرتا ہے۔ تو اس کی زبان سے بے اختیار یہ نکلتا ہے۔ کہ! کیا جمال ہے۔ اور کیا کمال ہے۔ اور کیا استعداد ہے۔ اور کیا وسعت ہے۔ میرے جسم کے اندر تو اٹھارہ ہزار عالم موجود ہیں۔ اور جب میں اپنے وجود پر لرزہ طاری ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ تو دوسرا تعجب میں آ کر کہتا ہے۔ کہ! یہ کیا حالت ہے۔ تو تجھ پر طاری ہے۔ اور تیرے جسم میں یہ زلزلے کس وجہ سے آرہے ہیں۔ ’’**وقال الانسان ما لھا**۔۔۔‘‘ (اور انسان (متحیر ہو کر) کہے گا۔ کہ اسے کیا ہو گیا ہے) جب سالک ان جذباتِ الٰہیہ کے زلزلے کی وجہ سے صفاتِ بشریہ سے متصف ہوتا ہے۔ اور اس کی استعداد حق تعالیٰ کی استعداد سے مبدل ہو جاتی ہے۔ تو بمصداق ’’**یوم تبدل الارض غیر الارض**۔۔۔‘‘ (جس دن یہ زمین (دوسری زمین سے) بدل دی جائے گی) کی سی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے کہ سالک کے قلب وروح پر معارفِ الٰہیہ اور علومِ لدنیہ جلوہ گر ہوتے ہیں۔ فنائے ذاتی کے تصرفات کی وجہ سے اس کی بشریت معدوم ہو جاتی ہے۔ تب سالک کو مختلف الاقسام آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ جیسے بجلی کی کڑک یا بودلوں کی گرج وغیرہ۔ جس سے کہ سالک کو اس وقت قیامتِ کبریٰ پیش آتی ہے۔ اور تصرفات وتعیناتِ روح بالکل ختم ہو جاتے ہیں۔ اس وقت اس کے قلب پر الہاماتِ ذاتیہ وصفاتیہ کا ظہور ہوتا ہے۔ اور ہر ایک ساعت اس پر حقائقِ باطنیہ اور معارفِ غیبیہ کا انکشاف شروع ہو جاتا ہے۔ اور سالک کا قلب لوحِ محفوظ بن جاتا ہے۔ جس پر کہ تمام امور کا اظہار ہوتا ہے۔ جس طرح کہ انبیاء ورسلؑ پر وحی کا نزول ہوتا ہے۔ اسی طرح سالک کے قلب پر الہامِ ذاتی وارد ہوتا ہے۔ اور علوم اولین وآخرین اس پر منکشف ہوتے ہیں۔ اس وقت سالک کا ہر بنِ موئے اور جسم کا ہر ایک ذرہ روح بن جاتا ہے۔ جس سے کہ وہ کلام کیا کرتا ہے۔ اور اس کو تمام اسرارِ ذات ورموزِ صفات سے آگاہی وشناسائی حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم (سورہ یٰسین) میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ! ’’

الیوم تختم علی افواھھم و تکلمنا اید یھم و تشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون ۔۔۔ ’’(آج ہم اُن کے مونہوں پر مُہر لگا دیں گے۔ اور اُن کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے۔ اور اُن کے پاؤں اُن کے (جملہ) اعمالوں کی گواہی دیں گے۔ جو کہ وہ کمایا کرتے تھے) یعنی (اللہ تعالیٰ یوں اِن سے مخاطب ہوتے ہیں۔ کہ!) آج ہم سالکین کے قلوب پر حقائقِ الٰہیہ اور معارفِ ذاتیہ القاء کرتے ہیں۔ سالکین باقی نہیں ہوتے۔ بلکہ ہم ہوتے ہیں۔ اس لئے کلامِ غیر اور بے معنی سے ان کے منہ پر مُہرِ سکوت لگ جاتی ہے۔ اسی وجہ سے کہ ان کے قلوب ہمیشہ میری ذات کے الہامات وشہودات میں محو، مستغرق اور متوجہ رہتے ہیں۔ اور انبیائے کرامؑ اپنے ان اعضاء کے ذریعے سے مجھ سے بے واسطہ کلام کرتے ہیں۔ اور اپنی استعداد کے مطابق میری تجلیات طلب کرتے ہیں۔ اور ان کے تمام اعضاء اپنی جد و جہد اور اشتیاق کے مطابق ہمارے حضور میں گواہی دیتے ہیں۔ اور در حقیقت ان کے اعضاء کا یہ اختیار (یعنی کلام کرنا) حقائقِ انبیاءؑ کی بناء پر ہے۔ جو نفس الامر میں میری ذات و صفات ہیں۔ اور سورہ زلزلہ کی آیتِ کریمہ ’’**یومئذ تحد ث اخبارھا۔ بان ربك اوحٰی لھا ۔۔۔**‘‘ (اس دن وہ اپنے حالات خود ظاہر کر دے گی۔ اس لئے کہ آپ کے رب نے اس کے لئے تیز اشاروں (کی زبان) کو مسخر کر دیا ہے) سے بھی یہی حقیقت مراد ہے۔ یا پھر اس سے یہ مراد بھی لی جا سکتی ہے۔ کہ! سالک کے قلب کی حقیقت جسے ’’روحِ مسافر‘‘ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جب وہ معکوسیت سے راستی کی طرف آتی ہے۔ تو بے شمار صورت ہائے مثالیہ سے متمثل ہو کر مختلف اعضاء سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور حقیقتِ وجود کہ جس کی تلاوت ہر شخص پر فرضِ عین ہے۔ اس پر منکشف ہوتی ہے۔ یا پھر اس آیت سے یہ مراد ہو سکتی ہے۔ کہ! اندامِ مقیم (یعنی جسدِ خاکی) جو نمونہء ’’**اللہ نور السمٰوٰت والارض ۔۔۔**‘‘ ہے۔ اور مقامِ سفلی میں مقید ہے۔ اگرچہ خود صراطِ مستقیم ہے۔ لیکن بوجہ تقید ناسوتی اس سے منحرف ہو کر تقید و رہائی حاصل کرتا ہے۔ اور اطلاق کے رنگ میں میں آتا ہے۔ یعنی کہ تشبیہ سے تنزیہہ کی طرف آتا ہے۔ تو امواجِ تجلیاتِ ذات در پیش ہوتے ہیں۔ اس کے بعد حکمِ الٰہی سے خلق کی ہدایت وارشاد کے کے لئے اسے خلقت کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ اس وقت اس سالک کی صورت، سورہ انفال ’’**انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم ۔۔۔**‘‘ (مومن تو وہ لوگ ہیں۔ کہ جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں) کا مصداق بن جاتی ہے۔ جس سے کہ طالبین کو اختیارِ ذات حاصل ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہ حق تعالیٰ نے اسے اپنے ذاتی علم سے بھر دیا ہے۔ یا اس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں۔ کہ! جب سالک کے عین ثابتہ (اعیانِ ثابتہ یعنی اشیاء و تعینات کا وہ نقشہ ہے۔ جو خلقت سے پہلے حق تعالیٰ کے علم و ذہن میں تھا) کی زمینِ تقید سے رہائی حاصل کر کے اطلاق کا رنگ اختیار کرتی ہے۔ تو تجلیاتِ ذات کا محل بنتی ہے۔ لیکن سالک اس سے تنزل کر کے مقامِ عبدیت پر آتا ہے۔ اور اپنے جسم کے ہر ایک عضو کو عینِ ثابتہ کے احوال سے بھرا ہوا پاتا ہے۔ چنانچہ اس کے اعضاء میں سے اسے اس کے مشہودِ اطلاقی سے خبر دیتا ہے۔ اس وقت سالک کا پورا جسم و جان اور چشم و گوش یعنی سمع و بصر بن جاتا ہے۔

اسی ضمن میں **ایک واقعہ** ہے۔ کہ! ایک دفعہ دو آدمی کسی بزرگ (ولیء کامل) کے پاس کوئی سوال حل کرانے کے لئے گئے۔ لیکن وہ بزرگ چونکہ سوئے ہوئے تھے۔ تو وہ دونوں (مایوس ہو کر) واپسی کا قصد کر کے جونہی واپس آنے لگے۔ تو اس بزرگ کے دائیں ہاتھ کی چھنگلی (چھوٹی انگشت) کلام کرنے لگی۔ اور ان کے سوال کا (درست) جواب دے دیا۔

یہ واقعہ اسی بات اور مقام کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور یہ آیت بھی (غالباً) اسی واقعہ سے مناسبت رکھتی ہے۔ کہ یہ مرتبہء جبروت ہے۔ جب سالک کے جسم کے تمام اجزاء اپنی استعداد کے مطابق یا ان میں سے ہر جزو اپنی انفرادی استعداد کے مطابق شہودِ اطلاقِ ذات میں غوطہ لگاتا ہے۔ حتیٰ کہ نقطہء صل الاصل تک عروج کرتا ہے۔ اور جسم کا ہر جزو مبدائے تعین تک عروج کرتا ہے۔ اور فنائے محمدی ﷺ حاصل ہوتی ہے۔ اور اپنی حیثیت کے مطابق مشاہدہء ذاتی کی بدولت ہر خبر سے باخبر ہوتا ہے۔ آیتِ کریمہ ’’**یومئذ یصدر الناس اشتاتا لیروا اعما لھم ۔۔۔**‘‘ (اس روز لوگ مختلف ٹولیوں میں باہر نکلیں گے۔ تاکہ ان کے اعمال انہیں دکھائے جائیں) سے یہی مراد ہے۔ یعنی جب جسدِ انسانی کا ہر جزو استعدادِ کلی حاصل کر کے تقیدِ جسمی سے آزاد ہوتا ہے۔ اور شہودِ تجلیات لا کیف سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ تو شغلِ باطن کا اکتساب کرتا ہے۔ اور اگرچہ تمام اجزاء کا جزو حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ آیتِ کریمہ ’’**فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ. ومن یعمل مثقال ذرہ شرا یرہ ۔۔۔**‘‘ (چنانچہ جس نے ذرہ برابر کوئی اچھائی کی ہوگی۔ وہ اسے دیکھے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر کوئی برائی کی ہوگی۔ وہ اسے دیکھے گا) سے یہی مراد ہو سکتی ہے۔ کہ جب سالکینِ شہودِ ذاتِ مطلق میں فنا ہو کر درجات میں ترقی کرتے ہیں۔ تو ان میں سے ہر ایک زبانِ حال سے اپنے مرتبہ و مقام کے مطابق شہودِ ذات میں امتیاز طلب کرتا ہے۔ تاکہ وہ منصبِ خاص سے منسوب ہو سکے۔ اور اپنے مجاہدہ کا ثمرہ حاصل کرے۔ پس ان میں سے ہر شخص ذاتِ احدیت میں فنا کی خاطر ریاضت و مجاہدہ کرتا ہے۔ اگرچہ وہ فنا صرف ایک لمحہ کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔ اور پھر وہ شخص اپنے فنا کی

گہرائی کے مطابق مقامِ بقا اور منزلت و منصبِ خاص سے مشرف ہوتا ہے۔ تو ان اشخاص کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق مقامِ محبوبیت یا قطبیتِ کبریٰ یا پھر قطبِ مدار کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور جو شخص کسبِ شرک کرتا ہے۔ اور غفلت میں مبتلا رہتا ہے۔ تو اس کی بدلہ (یعنی سزا) دوزخ ہے۔ جس سے مراد فراق اور ذات وصفات کے وصال سے محرومی ہے۔ (بقولِ بعضے کہ) صوتِ سرمدی (کہ جس کا مکمل طریقہ و کیفیت اسی کتاب میں موجود ہے) کی نسبت سلطانِ ذکر بہت اعلیٰ وارفع ہے۔ اور وہ فرماتے ہیں۔ کہ! حصولِ کمال کے لئے صوتِ سرمدی (شغلِ انہد) سے احسن اور بہتر طریقہ سلطان الذکر کا ہے۔ جس سے مراد ''صوتِ مستقیم'' ہے۔

صوتِ مستقیم کی تشریح و تفصیل :

صوتِ مستقیم کی تفصیل یہ ہے۔ کہ! جس طرح ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ سے نزولِ وحی کی کیفیت کے متعلق جب دریافت کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! مجھے ایسی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ جو کبھی (تو) دیگ کے جوش کی مانند ہوتی ہیں۔ کبھی شہد کی مکھیوں کی سی بھنبھناہٹ کی طرح اور کسی وقت فرشتہ وحی بصورت انسان متشکل ہو کر مجھ سے کلام کرتا ہے۔ اور بعض اوقات گھنٹی کی سی آواز سنائی دیتی ہے۔ عاشقِ بے نیازی حضرت خواجہ حافظ شیرازیؒ نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

کس ندانست کہ منزلِ دلدار کجا اَست　　ایں قدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید

(کسی کو معلوم نہ ہوسکا۔ کہ! دوست کہاں ہے ؟ بس یہی ہے۔ کہ! گھنٹی کی سی آواز سنتے ہیں)

جب شاغلِ کامل کو یہ آواز سنائی دے۔ تو اُس پر واجب ہے۔ کہ! اس کی طرف پوری کوشش سے متوجہ رہے۔ تا کہ جس طرح حجرہ و صحرا میں سنتا ہے۔ اسی طرح سے کوچہ و بازار اور ہجومِ خلائق میں بھی یہی آواز سننے کا ملکہ پیدا ہو جائے۔ نیز جب اس شغل شریف ولطیف کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ تو یہ آواز ڈھول، نقارہ وغیرہ کی سی تیز آواز سے بھی زیادہ سخت ہوتی ہے۔ اور ان پر غالبآ جاتی ہے۔ اور کیوں ہ نہ غالب آئے۔ کہ! اُن تمام آوازوں کی اصل تو وہی آواز ہے۔ اور تمام آوازیں اُسی آواز سے ظہور پذیر ہوئی ہیں۔ سننے اور پڑھنے میں آیا ہے۔ کہ! سلسلہء عالیہ قادریہ کے عظیم صوفی بزرگ جناب حضرت میاں میر قادری لاہوریؒ کے شاغل وکامل مریدین اپنا امتحان لینے کی غرض سے بھرے بازار میں عوام الناس کے شور وغل کے بیچ میں جا کر بیٹھ جاتے تھے۔ تا کہ وہ دیکھ سکیں۔ کہ! وہ آوازیں کیا تمام آوازوں پر غالب آتی ہیں یا نہیں ؟ اور جس شاغل وکامل مرید کو سلطان الذکر حاصل ہو جاتا تھا۔ تو اس پر عالم لطافت اور اطلاق کا دروازہ مکمل ہو کر کھل جاتا تھا۔ کیونکہ! یہ شغلِ مبارک اس کو مزید لطیف بنا دیتا ہے۔ اور دریائے لطافت اور اطلاق میں بے رنگ بنا دیتا ہے۔

نصیحت ہمیں اَست اے جانِ برادر　　کہ اوقات ضاءع مکن تا توانی

(اے جانِ برادر! میری نصیحت تو یہی ہے۔ کہ! جہاں تک ہو سکے۔ (اپنے قیمتی) اوقات ضائع مَت کرو)

حضرت اقدس شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ نے اپنے خلیفہء خاص جناب حضرت شیخ جلال الدین تھانیسریؒ کو شغلِ نفی اثبات تلقین فرمایا۔ اور ساتھ ہی خلواتِ تآم اور مجاہدہء دوام کا بھی حکم فرمایا۔ چنانچہ حضرت شیخ جلالالدین تھانیسریؒ نے اپنے پیر دستگیرؒ کے حکم کے مطابق شب وروز ذکر نفی اثبات بہ طریقِ خفی وجلی حبسِ دَم کے ساتھ کمر بستہ ہو گئے۔ کچھ ہی عرصہ بعد حق تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے صوتِ مستقیم (جس کی تفصیل ابھی گذری ہے) آپ کے دماغ میں تیزی سے پیدا ہوئی۔ اور رفتہ رفتہ اس آواز سے آپؒ کے جسم پر لرزہ اور بے ہوشی طاری ہو گئی۔ جو کہ ظہورِ الہاماتِ ذاتیہ وصفاتیہ کی ابتداء ہے۔ کچھ عرصے تک یہ حالت مخفی طور پر پیش آتی رہی۔ اس کے بعد اس ظہور پیاپے اور متواتر ہونے لگا۔ اور قدرے بے خودی بھی طاری رہنے لگی۔ جب حضرت شیخ تھانیسریؒ نے اپنی یہی کیفیت اپنے پیر ومرشدؒ سے بیان کی۔ تو وہ بہت مسرور ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ! ہمارے مشرب کے احباب تو دو تین برس کے اندر ہی اس نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز ہوتے ہیں۔ لیکن تم نے تو دیر لگا دی۔ خیر اگر چہ دیر ہے۔ آہو در چنگ شیر ہے۔ کیونکہ! بڑی دیگ تو دیر سے ہی پکتی ہے۔ خوش وخرم رہو۔ فکر بالکل مَت کرو۔ اور دلیر بن کے رہو۔ کیونکہ! اس صورت کے بعد اس شغل (یعنی سلطان الذکر) کا عظیم غلبہ ہوگا۔ اور یہ آواز متجسم ہوگی۔ اور ''**ونفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوٰت ومن فی الارض**'' (اور صور پھونکا جائے گا۔ تو آسمان اور زمین میں جتنے ہیں۔ وہ سب بے ہوش ہو جائیں گے)۔ (سورہ زمر۔ آیت نمبر 68۔) جس سے کہ سالک کون ومکان سے باہر نکل جاتا ہے۔ یعنی سالک زمان ومکان کی قید سے رہائی پا کر عالمِ قدس میں پہنچ جاتا ہے۔ اور وہ ایسا محو ومستغرق ہوتا ہے۔ کہ اپنے وجود سے بالکل بے خبر ہو جاتا ہے۔ یاد رہے۔ کہ! یہ مریدین کی ابتدائی حالت ہوتی ہے۔ اور جب شیرِ ولایت مشائخ کے پستان سے نکل کر مریدین کی تربیت و پرورش کرتا ہے۔ تو شنیدہ و دیدہ بلکہ عین شہود ونمود بن جاتا ہے۔ جب حضرت شیخ تھا

نیسری ؒ نے اپنے مرشدِ کامل و پیر روشن ضمیر سے یہ بشارتِ دلپذیر سنی۔ تو مجاہدات و ریاضات تیز تر کر دیئے۔ حتی کہ آپ ؒ پر بھی صوتِ مستقیم کا غلبہ ہوا۔ اور آپ ؒ کی نیند جاتی رہی۔ اور آپ ؒ کے سینہ میں ذکر اس شدت سے جاری ہوا۔ کہ بحالتِ نوم بھی جاری و ساری رہتا تھا۔ اس وقت آپ ؒ پر حقیقتِ ذکر (سلطان الذکر) کا راز منکشف ہوا۔ اس کے بعد بجلی کی سی کڑک سنائی دینے لگی۔ اور اس برقی آواز کا آپ ؒ کے دماغ پر اس قدر اثر ہوا۔ کہ! محویت اور بے خودی طاری ہو جاتی تھی۔ کچھ ہی عرصے بعد بجلی کی اس آواز کہ جس کی خاصیت محویت اور بے خودی ہے، کا آپ ؒ پر اس کثرت سے ورود ہونے لگا۔ کہ! تھوڑی سی دیر میں سترہ ی کم و بیش یہی بجلی کے گرنے کی سی کیفیت آپ ؒ پر رہنے لگی۔ جس سے کہ محویت در محویت پیدا ہوتی چلی گئی۔ اس سے آپ ؒ کے جسم میں اس قدر درد پیدا ہو گیا۔ کہ! گویا سب اعضاء الگ الگ ہو گئے ہوں۔ اور وہ حالت آپ ؒ پر پہاڑ کی مانند آپ ؒ پر بوجھل ہو گئی۔ لیکن پھر کچھ دیر کے بعد آفاقہ ہو جایا کرتا۔ جس سے کہ ذوق و فرحت میسر ہوتی تھی۔ لیکن تھکان دیر تک رہتی تھی۔ چنانچہ آپ ؒ نے اپنی یہ کیفیت بھی اپنے پیر و مرشد حضرت قطبِ عالم سے بیان کی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا۔ کہ! اَب قدرے نیند مجھے آجاتی ہے۔ اور شدتِ حال میں بھی کچھ کمی واقع ہوئی ہے۔ تو جواباً حضرتِ اقدسؒ نے فرمایا۔ کہ! یہ تو غیبی دودھ ہے۔ جو شیخ کے پستانِ ولایت سے نکل کر طفلانِ صادق اور عاشقانِ واثق کو اسی طریقے سے ہی ملا کرتا ہے۔ اور مرید کی بتدریج کی پرورش ہوتی ہے۔ اگر اس کا ورد یکبارگی ہو۔ تا کہ طالب کا وجود ''**جعله' دكا**'' کے بمصداق پارہ پارہ ہو جائے۔ اور ''**خر موسے صاعقا**'' کا عمل جاری ہو جائے۔ اَب تجھے یہ تین چیزیں لازمی پکڑنی چاہئیں۔ اول دوام دوئم خلوہءمعدہ اَز طعام (طعام اگر خشک ہو۔ تو زیادہ بہتر ہے) اور سوئم شغلِ باطن بمعہ جمیع آداب و شرائط بالخصوص مخالفتِ نفس۔ جیسا کہ! ابتدائے حال میں آنحضرت نبی مکرم ﷺ غارِ حرا میں جا کر مشغول رہتے تھے۔ حتی کہ! حضرت جبرائیلِ امینؑ آکر آپ ﷺ کو جھنجوڑتے تھے۔ اور پھر چلے جاتے تھے۔ اس کے بعد آپ ﷺ پختہءروزگار اور حاجبِ وحی ہوئے۔ روایت ہے۔ کہ! بعض اوقات آپ ﷺ بوقتِ نزولِ وحی بے خود ہو کر گر پڑتے تھے۔ اس کے بعد حضرتِ اقدس نے شیخ تھانیسری ؒ کو فرمایا۔ کہ! اَب اس طرح کی سی یہ بے خودی تجھے بھی مبارک ہو۔ (حضرت نبی ﷺ کی بے خودی اور ایک سالک کی بے خودی کا موازنہ نہیں ہوسکتا۔

یہاں تمثیلاً بیان کیا گیا ہے) اپنے کام میں لگے رہو۔ اور ''**ارحم الراحمین**'' اپنا کام کرے گا۔ اور تجھے بلند مرتبہ پر پہنچا دے گا۔ حضرتِ شیخ ؒ نے یہ مژدہ جانفزا سن کر شیخ جلال الدین تھانیسری ؒ کے دل میں جہاد (یعنی جد و جہد) کا جذبہ اور بھی زیادہ مضبوط ہوا۔

غارِ حرا میں آنحضور نبی مکرم ﷺ کا اس آواز (سلطانِ ذکر) کو سماعت فرمانا :

جب آنحضرت نبی اکرم ﷺ غارِ حرا میں اسی آواز کو سنتے تھے۔ تو اس قدر محظوظ ہوا کرتے تھے۔ کہ! بیان سے باہر ہے۔ اس آواز کی لذت آپ ﷺ کے تمامی جسم کو محیط تھی۔ کچھ ہی عرصے کے بعد کیفیتِ شنید کیفیتِ دید میں مبدل ہو گئی۔ اور صورتِ جبرائیلؑ رونما ہوئی۔ جس سے کہ آنحضرت ﷺ پر خوف، ہیبت اور لرزہ طاری ہوا۔ اور آپ ﷺ اسی حالت میں اپنی زوجہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبرٰیؓ کے پاس تشریف لائے۔ (جیسا کہ! مشہور ہے) آنحضرت ﷺ نے اسی آواز سے کلام اللہ حاصل کیا۔ آپ ﷺ جب اس آواز کی طرف متوجہ ہوا کرتے تھے۔ تو کلام اللہ ظاہر ہوا کرتا تھا۔ لیکن اس سے آپ ﷺ کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ! جب آپ ﷺ اُونٹ پر سوار ہوتے۔ تو بوقتِ نزولِ وحی اُونٹ کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ بیٹھ جاتا تھا۔ اگر وحی کی حالت میں آنحضور نبی مکرم ﷺ کا سرِ اقدس کسی صحابیؓ کی ران پر ہوتا۔ تو وہ ران ٹوٹنے لگتی تھی۔

غارِ حرا میں حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کا سلطانِ ذکر کرنا :

چنانچہ حضرت شاہ میر ؒ (یعنی حضرت میاں میر قادری لاہوری ؒ) سے مروی ہے۔ کہ! حضرت غوثِ پاکؓ نے فرمایا۔ کہ! ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ غارِ حرا میں چھ سال تک سلطانُ الاذکار میں مشغول رہے۔ اور مَیں نے اسی غارِ متبرکہ (غارِ حرا) میں بارہ سال تک یہی ذکر (سلطان الذکر) کیا ہے۔ اور عظیم کشائش رونما ہوئی۔

شغلِ بھونکم :

جاننا چاہیئے۔ کہ! منتہیوں کے لئے یہ شغل (شغلِ بھونکم) ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! پہلے اس طرح بیٹھ جائے۔ کہ بائیں پاؤں کو پھیلا کر اس کے اوپر بیٹھ جائے۔ اور دائیں ٹانگ کے گھٹنے کو اندر سے نکال کر بائیں ٹانگ پر رکھے۔ اس طریقہ پر کہ! دائیں پاؤں کا تلہ (سرین) بائیں ران پر جا لگے۔ اس کے بعد سانس کو ام الدماغ (یعنی سر کی چوٹی) میں بند کر کے وہاں غیر منقطع یعنی ایک مسلسل لمبی آواز مثلِ تاج (ایک آلہءصوت کہ جس کی آواز لمبی اور دیر تک آتی ہے) کا تصور کرے۔ صوفیائے کرام اس آواز کو ''**کُــن**'' کی آواز کہتے ہیں۔ اور جوگی لوگ اسے ''سِن'' کے نام سے موسوم

کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ قلبِ صنوبری پر چراغ کی روشنی کا تصور و تخیل کرے۔ اور قلب کے نیچے کی طرف اوپری جانب سے تخیل و تصور میں اسمِ ذات ’’اللہ‘‘ کے ساتھ دل میں باری باری یہ چار معانی سمجھتا جائے۔ **اللہ حاضری. اللہ ناظری. اللہ شاہدی. اللہ معی** ۔ بطریقِ عروج ونزول۔ اگر اس شغل کو پوری توجہ وانہماک سے کیا جائے۔ تو اس کا اثر یہ ہوگا۔ کہ! سالک کو **سلطان الذکر، طی الارض، زمین پر طیر وسیر** (اور اسی طرح کے دیگر کئی **کمالات وکرامات**) کی **قوت حاصل ہو جائے گی**۔ اس ضمن میں محققین کا کہنا ہے۔ کہ! سالک کو چاہیئے۔ کہ! **شغلِ بھونکم** کو ایک سانس میں کم اَز کم پانچ صد مرتبہ تک یا اس سے زیادہ تک پہنچا دے۔ تو سلطان الذکر حاصل ہو جاتا ہے۔ اور عرفان الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم)

شغلِ دائرہ ءحق :

☆ اگر کوئی شخص تصور میں شغلِ دائرہ حقی، جو کہ حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق ردولویؒ کا خاص طریقہ تھا۔ (اس کی تفصیل آگے آرہی ہے) میں مداومت اختیار کرے۔ تو نورِ دل چاند کی طرح نمایاں ہوتا ہے۔ جب اس سے بھی زیادہ کوشش کرے۔ تو نورِ روح آفتاب کی مانند روشن ہوتا ہے۔ اگر اس سے بھی زیادہ مداومت کرے۔ تو لاتعداد آفتاب اس کے ہر بنِ موئے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور طالب کے عقل و ہوش گم ہو جاتے ہیں۔ حتی کہ! جب مداومت مکمل ہو جاتی ہے۔ تو سالک کا اپنا ہی وجود بلکہ ساری کائنات کا وجود گم ہو جاتا ہے۔ اور نور الانوار جو نورِ ذات لاکیف ہے۔ طلوع ہوتا ہے۔ نسبتِ تشبیہی اس کو نیچے کے مقامات پر حاصل تھی۔ جو کہ نسبتِ تنزیہی میں مبدل ہوگئی۔ اور بے اختیار اُس کی زبانِ حال پر ’’**جآء الحق و زھق الباطل**‘‘ جاری ہوگیا۔ ور پھر ایسا سالک اس طرح کے اشعار گنگناتا پھرتا ہے۔

وجودِ محض مطلق را بہر جا ہر زماں دیدم   بہر کوئے بہر مظہر عیاں دیدم

(مَیں نے وجودِ مطلق کا ہر جگہ اور ہر لمحہ میں مشاہدہ کیا ہے۔ اور ہر کوچہ و بازار اور ہر چیز میں اسے ظاہر دیکھا)

بہر حال آدمی (سالک و طالبِ صادق) اس دائرہ کو حق سمجھتا ہے۔ لیکن یہ دائرہ حق نہیں ہے۔ بلکہ ظہورِ حق ہے۔ کیونکہ اوپر نیچے ہر ہر جگہ مشہود ہوتا ہے۔

شغل دائرہ حقی کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! **خلوت** میں جہاں کوئی آواز نہ آئے۔ بیٹھ کر اسمِ حق کو گول دائرہ کی شکل میں برنگِ زر یا نقرہ یا نیلگوں اپنے قلب میں تصور کرے۔ اور اس پر اس قدر مداومت اختیار کرے۔ کہ واقعتًا حق ظاہر ہو جائے۔ اور تمام خلق مخفی۔

یعنی کہ! عام طور پر شغلِ دائرہ حقی کا تصور و تخیل یوں کیا جاتا ہے۔ کہ! ’’لطیفہ ءسر (جو کہ لطیفہ ءقلب اور لطیفہ ءروح کے عین درمیان یعنی وسطِ سینہ میں ہے) کے گرد نقشِ حق یعنی گول دائرہ بشکل سفید نور قائم ہو جاتا ہے۔ اور تصور یا تخیل میں اسم ’’حق۔ حق‘‘ اس لطیفہ ءسر‘‘ سے کہا جاتا ہے۔ نہ کہ زبان سے۔ اس کا اثر یہ ہوتا ہے۔ کہ! سارے جسم میں ذکرِ ’’حق۔ حق۔ حق۔‘‘ جاری و روشن ہو جاتا ہے۔ اور تمام لطائف پر بھی ’’انواراتِ حق‘‘ برستے رہتے ہیں۔

بہر حال! اس ذکر سے سالک عالم تحیر میں چلا جاتا ہے۔ جیسا کہ! آنحضرت نبی اکرم ﷺ کی ایک مشہور دعا ہے۔ کہ! ’’**اللھم زدنی تحیرا**‘‘ (اے اللہ تعالیٰ! میری حیرت میں اضافہ فرما)۔ یاد رہے۔ کہ! یہ ذکر مرشد کی اِذن کے بغیر قطعًا نہ کیا جائے۔ ورنہ بجائے فائدے کے نقصان ہوگا۔

شغلِ بساط :

☆ جاننا چاہیئے۔ کہ! ام الدماغ میں بمثل آفتاب ایک منور و تاباں نقطہ ہے۔ جس کو دل مدور یا بقول صوفیہ اِخفی کہتے ہیں۔ مشہور ہے۔ کہ! یہ شغل شہنشاہ ہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کو بلاواسطہ آنحضور نبی مکرم ﷺ سے پہنچا ہے۔ اور اسی شغل ہی کی برکت سے حضرت اجمیریؒ کو معراجِ باطنی نصیب ہوئی تھی۔ اسی بنا پر کہا جاتا ہے۔ کہ! ’’**العلم نقطه**‘‘ علم ایک نقطہ ہے۔ (حضرات چشتیہ کے ہاں یہ ذکر لازمی اور نہایت متبرک سمجھا اور مانا جاتا ہے۔ وہ لازمًا اس شغل کا اہتمام والتزام کیا کرتے ہیں۔ تاکہ باطنی فیوضات و برکات سے مستفید و متنفع ہوسکیں) بہر حال اس شغل کا طریقہ یہ ہے۔

سالک اپنی دونوں آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے لگا کر بطریقِ حبسِ نفس ام الدماغ میں سانس روک کر ’’**گردہ ھو**‘‘ (گردہ ہو یعنی بے جہت و بے کیف ذات کا عین ہونا) کو سرخی ما مائل خیال آفتاب کی طرح خیال کرے۔ کہ یہ نقطہ تمام جسم پر پھیل کر حاوی ہوگیا ہے۔ گویا کہ سالک کا جسم فنا ہوگیا۔ اور اس کی جگہ پر ’’گردہ ہو‘‘ قائم ہوگیا۔ اس مرتبہ و مقامِ فنا کا نام روئیتِ تجلی ذات اور لاہوتِ محمدی ﷺ ہے۔ اس شغل میں کچھ انوارات نظر آتے ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔ کہ! اگر زرد نور دکھائی دے۔ تو یہ نورِ نفس و ناسوت ہے۔ اگر سرخ نور دکھائی

دے۔ تو یہ نورِ ملکوت ہوگا۔ اور اگر سبز نور دکھائی دے۔ تو یہ نورِ جبروت ہوگا۔ اور اگر نورِ سیاہ نظر آئے۔ تو یہ نورِ لاہوت ہوگا۔

ذلک فضل اللہ یؤ تیہ من یشآء۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ جو وہ جس کو چاہتا ہے۔ عطا فرماتا ہے۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر **54**)

☆ ام الدماغ میں ایک نقطہ مانندِ آفتاب ’’ہ‘‘ کی صور میں ’’ھو‘‘ درخشاں ہے۔ اس کی ترکیب یہ ہے۔ کہ! دونوں آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے چپکا کر اور اپنے دَم کو ام الدماغ تک لے جائے۔ وہاں حلقہ ’’ہ‘‘ کو آفتاب کی صورت میں منور و تاباں تصور کرے۔ اور خیال کرے۔ کہ یہ حلقہ ’’ہ‘‘ جو کہ عین ذاتِ الٰہی بے جہت و بے کیف ہے، ایسا کشادہوا ہوا ہے۔ کہ میرے تمام وجود کو مٹا کر اس کا قائم مقام بن گیا ہے۔ بلکہ یہی نقطہ تمام عالم کو محیط ہو گیا ہے۔ اسی کا نام ’’شغلِ اِخفی‘‘ بھی ہے۔

اور اسی طرح کا ایک نقطہ دل میں بھی ہے۔ جسے ’’سویدائے قلب‘‘ بھی کہتے ہیں۔ اس نقطے پر بھی مذکوری طریقے سے تصور و تخیل کرے۔ تاکہ دونوں نقطے ایک ہو جائیں۔ یہاں پر تجلی ذات ہوتی ہے۔ اور یہیں پر سالک (طالبِ صادق) فنا در فنا حاصل کرتا ہے۔ مگر اس نقطہ سے باہر آجانا پیرِ کامل کے بغیر امر قطعًا محال ہے۔ (اور شرط یہ بھی کہ پیرِ کامل اس شغل و مشق میں کامل ہو)

نمازِ زاہداں سجدہ سجود اَست
نمازِ عاشقاں ترکِ وجود اَست

ذکرِ آورد (ح) برد (ق) :

اس کو ذکر فنا و بقا اور ذکر جبروتی و ذکرِ لاہوتی بھی کہتے ہیں۔ یہ دو طریقہ پر کیا جاتا ہے۔

☆ **پہلا طریقہ** تو یہ ہے۔ کہ! پہلے قبلہ رُخ مربع نشست رگ کیماس بائیں پاؤں کو انگشتِ نر دائیں پاؤں سے مضبوطی سے پکڑے۔ دونوں ہاتھ دونوں زانوؤں پر رکھے۔ اور مقعد کو اس طرح سے اوپری جانب کھینچے۔ کہ! ہر دو سرین یک جا ہو جائیں۔ شکم کو پشت سے ملا دے۔ جبکہ سر، سینہ اور کمر کو برابر کر کے اس طرح ذکر کریں۔

پھر بائیں شانے کی طرف منہ پھیر کر ’’**ھا**‘‘ کہے۔

پھر بائیں شانے کی طرف ’’**ھو**‘‘ کہہ کر سر جھکا کر دل (لطیفہء قلب) پر ’’**ھی**‘‘ کی شدت سے ضرب لگائے۔

اسی طرح سے اس ذکر کو جاری رکھیں۔

جبکہ اسی ذکر کا **دوسرا طریقہ** یہ ہے۔ کہ! ’’**ھا**‘‘ کی ضرب ناف میں لگا کر پھر ’’**ھو**‘‘ کی ضرب دماغ میں لگا کر پھر ’’**ھی**‘‘ کی ضرب دل پر لگاتے ہیں۔ حضرت سید غوث علی شاہ قلندری قادریؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس تصور سے ذکر کرے۔ لاتعین کو ’’**ھائے ھویت**‘‘ کہتے ہیں۔ اول حرف ’’**ھ**‘‘ حرفِ بسیط ہے۔ جسے بغیر حرکت پڑھنا دشوار ہو۔ لہذا یہ اشباع حرکت فتح بحرفِ ’’**ھ**‘‘ رجوع کیا۔ تو ’’**الف**‘‘ پیدا ہوا۔ مرتبہ احدیت میں حرفِ ’’الف‘‘ **احد** سے عبارت ہے۔

اسمِ اعظم ’’**ھا**‘‘ پر مد ’’ ٓ ‘‘ بہ صورتِ تعین اور تقید ’’احد‘‘ اس کا نام یکتا ہوا۔ یعنی ایک مرتبہ حاصل ہوا۔ پھر اس ایک حرف نے دوسری حرکت طلب کی۔ فتح سے ضمہ کی جانب مائل ہو کر **بضمم بہ** واؤ ہوا۔ واؤ سے یہ مراد ہے۔ کہ وہ بہ شش مراتب کے موجود ہے۔ اور مراتبِ واجب الوجود کی طرف اشارہ ہے۔ اسی کو ’’**ھو**‘‘ کہتے ہیں۔ وہ شش مراتب یہ ہیں۔ علم۔ نور۔ وجود۔ شہود۔ روح۔ مثال۔

واجب الوجود نے ان مراتب کے ساتھ تعین پایا۔ پھر وہ حرف ’’**ھ**‘‘ مخفف بہ صورت ’’**ھی**‘‘ مثقل مبدل ہوا۔ مرکب بیا فتح اور ضم نے حرف ’’یا‘‘ سے شدت کے ساتھ صورت پکڑی۔ اس لئے کہ! جامع کون و مکان ہے۔ اس سے مراد عقولِ عشرہ ہیں۔

چنانچہ ذکر کرتے وقت کلمہ ’’**ھا**‘‘ میں مرتبہء احدیت کا تصور و تخیل کرے۔ اور کلمہ ’’**ھو**‘‘ کہتے وقت واجب الوجود کو شش مراتبِ مذکورہ ثابت کرے۔ جبکہ کلمہ ’’**ھی**‘‘ بہ صورتِ مثال، کہ غیب و شہادت ایک ہی بند میں باہم پیوند ہیں۔

اثبات کرے۔ تو تمام کرہء عرش کو ایک ذی حیات حیوان تصور کرے۔ یاد رہے۔ کہ! حضرت غوث صمدانی سیدی عبدالقادر الجیلانیؒ نے کلمہ ’’لا الہ‘‘ سے لفظ ’’**ھا**‘‘ اور کلمہ ’’الا اللہ‘‘ سے لفظ ’’**ھو**‘‘ جبکہ کلمہ ’’محمد رسول اللہ‘‘ سے لفظ ’’**ھی**‘‘ اختصار فرمایا ہے۔ اور پھر بعد میں اسی ’’**ھی**‘‘ کو ’’**حی**‘‘ میں مبدل فرما دیا۔ بو الارواح کہ ابو الاجساء کی حقیقت مرتبہء جامع میں بہ تصور ’’**حی**‘‘ ثابت کرے۔ جب تعین و تقید سے باہر آجائے۔ تو کرہء عرش ایک حیوان کی صورت میں ظاہر ہو کے انسانی زبان میں ’’**حی**‘‘ کہے گا۔ اس وقت اس ذکر کے بے حد ثمرات و فوائد ظہور میں آئیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بظاہر جو قلندر ہے، حقیقت میں مجاور ہے
اسی پر عشق سجتا ہے، جو اندر سے قلندر ہو

شغلِ آورد برد :

☆ نفی واثبات کے ساتھ اول دونوں گھٹنے اس طرح کھڑے کرے۔ کہ پاؤں اور سرین (کولھا) زمین پر رہیں۔ پھر چادر یا چمڑے کے تسمے یا رسی وغیرہ سے اپنی کمر اور دونوں زانوؤں کو باندھ کر بیٹھے۔ جیسے کہ کسی گاؤں کا چودھری اپنی کمر اور گھٹنوں کو چادر سے باندھ کر بیٹھا کرتے ہیں۔ پھر دونوں کہنیوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھے۔ اور دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں سے دونوں کانوں کے سوراخ بند کر دے۔ اور دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیوں سے دونوں آنکھوں اور دونوں ہاتھوں کی درمیانی انگلیوں سے دونوں سوراخ بینی اور دونوں خنصر و بنصر سے ہر دولبوں کو بند کر دے۔ بینی کے دائیں سوراخ کو بند کر کے خاموش بیٹھا ہوا جب تک کہ سانس کے ضبط کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ اپنے دل کو دیکھتا رہے۔ اور جب دَم ٹوٹنے لگے۔ تو بینی کے بائیں سوراخ سے کلمہ ''**لا الہ الا اللہ**'' کے تصور وتخیل سے دَم کو بآہستگیٔ تمام چھوڑنا شروع کر دے۔ کیونکہ! دَم کو اچانک چھوڑنے سے دماغ کو نقصان پہنچتا ہے۔ اسی مشق وعمل کو مسلسل دہراتے رہیں۔ اگر حبسِ دَم کے درمیان اور کشادگی دَم کے وقت تصور میں قلبِ صنوبری کی زبان سے کلمہ ''**لا الہ الا اللہ**'' کہتا رہے۔ تو اس کا نام ''**زد برد با لتمام**'' ہے۔

اسی طرح سے شغل آورد برد باسمِ ذات ''**اللہ**'' بھی اسی طرح سے کیا کرتے ہیں۔ اس کی ترکیب یہ ہے۔ کہ! مذکورہ انداز میں بیٹھ کر دَم کو اسمِ ذات ''**اللہ**'' کے ساتھ ناف سے کھینچ کر (یعنی اللہ کہتے ہوئے) اپنے دَم کو ام الدماغ میں لے جائے۔ اور دَم کو وہیں روک کر دماغ میں قرار پکڑے۔ جب تنگیٔ نفس ہونے لگے۔ تو اپنے دَم کو اسم ''**ھو**'' کے ساتھ بآہستگیٔ تمام اس طرح پر چھوڑے۔ کہ اگر ناک کے مقابل روئی بھی ہو۔ تو وہ بھی جنبش نہ کرے۔ حبسِ دَم کے دوران اگر اسمِ ذات ''**اللہ**'' کی ضرب قلب کے تصور وتخیل سے دماغ میں لگاتا رہے۔ تو اس کو ''**با لتمام زد برد**'' کہتے ہیں۔ اگر زیادہ کشائش منظور ہو تو دورہٴ سہ پایہ قادری اسی ترکیب سے کرے۔ اور دماغ میں اس طرح سے ضربات لگائے۔ کہ! پہلے

پہلے **اللہ سمیع -----اللہ بصیر-----اللہ علیم ۔**

پھر **علیم اللہ-----بصیر اللہ-----سمیع اللہ ۔**

پھر **اللہ سمیع -----اللہ بصیر-----اللہ علیم ۔**

کی ضربات لگائے۔ یہ ایک دور یا دورہ مکمل ہوا۔ یعنی عروج الطرفین۔ اسی طرح سے اگر ایک دَم میں کوئی خوش نصیب صد دوروں تک پہنچ جائے۔ تو اسے فنائے کلی حاصل ہوگی۔ یاد رہے۔ کہ! اس شغل میں خوراک نرم کھچڑی وروغن ہے۔ نمک کا استعمال قطعاً بند ہے۔

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند   گر نہ بینی سر حق برما نجند

یعنی، تُو اپنی آنکھیں، کان اور لَب بند کر لے۔ اور پھر اگر سرحق نہ دیکھے۔ تو مجھ پر ہنس۔ یعنی اگر سالک اپنی دونوں آنکھیں، کان اور لَب بند کر کے سب سے یکسو ہو کر ذکر الٰہی (اسی طریقے سے کہ جیسا بیان ہوا ہے۔ تو) پھر ایسے سالک کو مشاہدہٴ تجلیاتِ الٰھیہ حاصل ہو جاتا ہے۔ بقولِ بعضے کہ! **فکر ہر کس بقدر ھمت اوست۔** ہر فرد و بشر کی فکر اس کی ہمت وحوصلہ کے موافق ہوا کرتی ہے۔

کارِ دنیا درازی دارد   ہر چہ گیرد ، مختصر گیرد

شغلِ سرمدی کا طریقہ:

چاہیئے۔ کہ! کسی جنگل، کسی ویرانے یا کسی خالی کمرہ میں سہ پایہ بیٹھ کر (یا جس طرح بیٹھنے میں سہولت ہو) آوازوں سے دور (کہ جہاں پر کسی بھی قسم کی آواز یا شور شرابے کی ہلکی سی آواز بھی نہ سنی جا سکے) حواسِ خمسہ کو روئی سے یا انگلی سے بند کر کے دَم کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر ام الدماغ میں بند کر لے۔ اور دل مدور میں لے جا کر ذکر قلبی اسمِ ذات ''اللہ'' کے ساتھ قلبِ صنوبری سے استماعِ آوازِ احدیت کے ضمن میں نقطہ درخشندہ کے تصور میں جو دل مدور میں ام الدماغ میں واقع ہے۔ کر کے اپنی دونوں آنکھوں اور کانوں کو دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کی مدد سے بند کرے۔ اور پھر اپنے حواسِ خمسہ کو مجتمع کر کے یہ تخیل وتصور کرے۔ کہ! اوپر سے پانی کے گرنے کی (یا آبشار کے بہنے، یا گھنگھرو، یا کوئی اور سریلی سی) آواز آ رہی ہے۔ اور اسی آواز کے سننے میں پوری ہمت سے مشغول ہو۔ اس بارے میں کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

در راہ عشق وسوسہ اہرمن بسے اَست   ہشدار گوش دل بہ پیام سردش دار

اور کسی وقت اس سے غفلت نہ کرے۔ چند ہی دنوں میں اسی آوازِ غیبی کو اس قدر قوت وشدت حاصل ہو جائے گی۔ کہ! بغیر کانون کو بند کیئے بھی یہ

آواز بالکل واضح (**Clear Crystal**) سنائی دینے لگے گی۔ اور پھر مزید کچھ دنوں کے بعد تو باوجود شوروغل اور دیگر کوئی تیز آواز اس آواز کے مانع نہیں ہوسکے گی۔ اس وقت یہ کیفیت ہوجائے گی۔ کہ! یہی ذکر (یعنی صوتِ سرمد) ذاکر کے تمام بدن میں سرایت کر جائے گا۔ اور تمام جسم سے بمثل گنبد یا ایک بڑے گھنٹے کی سے آواز آنے لگتی ہے۔ اس آواز کا اصطلاحِ صوفیہ میں ''صوتِ حسن یا ہمس'' کہتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔ کہ! ''**وخشعت الاصوات للرحمٰن فلا تسمع الا ھمسا**'' **ترجمہ**۔ اور خدائے رحمٰن کے سامنے تمام آوازیں دَب کر رہ جائیں گیں۔ چنانچہ آپ کو ایک آواز (بمثل سرسراہٹ)) کے کچھ سنائی نہیں دے گا۔ (سورہ طٰہٰ۔ آیت نمبر 108)۔ بعض لوگ کا یہ کہنا ہے۔ کہ! حضرت موسیٰ نبیؑ نے درخت سے جو آواز سنی تھی۔ وہ یہی آواز تھی۔ اور یہی آواز اُنؑ پر وحی کے نزول کی عین دلیل تھی۔ (واللہ اعلم) اور اولیائے کرام بھی اسی آواز سے الہام کا سا فخر حاصل کرتے ہیں۔ اور عارفین نے بھی کسی آواز سے اسی آواز سے وصالِ حق حاصل کیا ہے۔ یہ آواز پابندی سے غالب ہو جاتی ہے۔ اور کبھی گھنٹے کی جیسی آواز آنے لگتی ہے۔ اسی لئے تو حافظ فرماتے ہیں۔ کہ! (بقولِ سعدی)

کس ندانست کہ منزل کہ آں یار کجا اَست ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید
یا کس ندانست کہ منزلِ معشوق کجا اَست ایں قدر ہست کہ بانگ جرسی می آید

اور کبھی دوسرے قسم کی آوز (ڈھول یا طنبورے یا کسی پرندے کے پھڑ پھڑانے یا دیگچی میں رکھے پانی کے ابلنے یا چشمہ وآبشار کے پانی گرنے یا کسی طائر کی سی آواز وغیرہ) سنائی دینے لگتی ہے۔ یہ ذکر مکمل ہوجانے کے بعد سلطان الاذکار شروع ہوجاتا ہے۔ اور پھر آواز میں مزید تیزی اور کرختگی شروع ہوجاتی ہے۔ جیسے کہ! کڑک اور گرج کی آواز ہو۔ اور کبھی ماہتاب وآفتاب اور برقی روشنی کی طرح کا نور دکھائی دینے لگتا ہے۔ لیکن سالک کو چاہیئے۔ کہ! اِن انوارات کی طرف ہرگز متوجہ نہ ہو۔ کیونکہ منزل ابھی دور ہے۔ بقولِ بعضے! **ہنوز دِلی دور اَست۔** بلکہ چاہیئے۔ کہ! اپنی تمام تر توجہ اور خیال کو نورِ ذاتِ الٰہی کی جانب کردے۔ **واللہ یختص برحمتہٖ من یشاء. واللہ ذوالفضل العظیم**۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے۔ اپنی رحمت کے لئے مخصوص کرلیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فضلِ عظیم کا مالک ہے۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر 105)

شغلِ اَنہد یا صوتِ سرمدی:

اس شغل کو **شغل انھد**، **صوتِ سرمدی** یا **آوازِ انعام واکرام**، **آوازِ رحمانی** اور **آوازِ کُن** بھی کہا جاتا ہے۔ دراصل یہ وہ آواز ہے جو کہ ازل الازال سے شروع ہوئی اور ابدال آباد تک جاری رہے گی۔ جس کسی نے بھی اس شغل کو اختیار کیا وہ اس راز واسرار تک پہنچ گیا کہ تمام امور اس علم کو جو تقرب وتوسل وتصدق کا مؤجب ہیں، کو اپنی معیاریت (شمولیت) سے دائم الوقوع بنا دیتے ہیں۔ چونکہ ان امور کا دوام اور اتصال ثابت ہے۔ لہذا جس شئے کا یہ معیار ہوگا وہ شئے بھی دائم الوقوع ہوگی۔ ان امورَ دائمی کے علاوہ اگرچہ ان کے مِثل اور امور بھی ہیں جن کو معیار بنایا جاسکتا ہے۔ بہرحال اس شغل کا مکمل طریق کار یہ ہے۔

آبادی سے دور کسی جنگل، ویران وسنسان جگہ یا پھر کسی ایسے کمرے میں جہاں کسی بھی قسم کا بالکل شوروغل نہ ہو۔ وہاں انتہائی خاموشی سے بیٹھ جائے۔ اور کانوں میں دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیاں ٹھونس کر کانوں میں کسی قسم کی کوئی آواز سننے کی کوشش کرو۔ اس شخص کو لازمًا کسی قسم کی کوئی آواز ضرور بالضرور سنائی دے گی۔ یاد رہے کہ یہ آواز مختلف لوگوں کو مختلف چیزوں کی آتی ہے۔ عمومًا یہ سُنا گیا ہے کہ! آبشار کے گرنے کی سی آواز آتی ہے یا بارش کے برسنے کے وقت جو آواز ہوتی ہے اُس طرح کی سی آواز آتی ہے یا ایک جھینگے کی سی آواز آتی ہے۔ یا جو بھی آواز آئے اُس کی طرف دھیان جمائے۔ بعض لوگوں کو یہ آواز کئی کئی ایام تک نہیں آتی۔ ایسے لوگوں کے لئے علمائے متصوفین نے یہ ترکیب نکالی ہے کہ سرخ ریشمی کپڑے کے اندر تین، پانچ یا سات کالی مرچیں رکھ کر پھر اِس کپڑے کو کانوں میں ڈال دیتے ہیں۔ اس سے صاحب مشق کو یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ بیرونی آوازیں بند ہوجاتی ہیں اور اندرونی آواز سطحِ سماعت پر آکر مقوی ہوجاتی ہے۔ اور پھر اُسی آواز کو سننے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ وہ آواز واضح طور پر سننے میں آئے۔ جب یہ شغل روزانہ کرنے سے ہفتے عشرے بعد سننے میں آنے لگتی ہے تو اگلے ہفتے عشرے کے بعد وہ آواز ہر وقت ہر جگہ اُٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے خود بخود آنے لگتی ہے۔ مزید ہفتے عشرے کے بعد اِس آواز کا شور اِس قدر زیادہ وقوی ہوجاتا ہے کہ! اِس آواز کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں آتی۔ پھر آہستہ آہستہ یہ آوازیں دو سے چار، چار سے آٹھ اور دس یا اِس سے بھی زیادہ ہوجاتی ہیں۔ اور ہر ایک جُدا جدا ہوتی ہے۔ پھر چند ایام کے بعد یہ سب آوازیں یکجا ہوکر ایک آواز رہ جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے شاغل اس قدر مست ومدہوش ہوجاتا ہے کہ اگر اُس کا کوئی کامل پیرومرشد، مربی ورہنما نہ ہوگا تو ایسا شخص اسی جگہ پر اٹک کر رہ جائے گا۔ کیونکہ اس وقت بے پناہ وبے شمار اسرار ومغیبات ظہور پذیر ہونا شروع ہوتے ہیں۔ کہ زبان بیان سے قاصر ہے۔ ان اسرار مکنونہ و انکشاف مخزونہ کے عیاں ہونے سے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ کیونکہ جو کرے گا وہی سنے گا اور عین وہی دیکھے گا۔ بہرحال جو شخص اس شغل کو اختیار کرے گا

۔مزید فوائد ازخود ملاحظہ کرلے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

شغل سرمدی کے سلسلے میں حضرت جناب **قدرت اللہ شہاب** صاحب اپنی یگانہ روزگار کتاب ”**شہاب نامہ**“ میں رقم طراز ہیں۔ کہ!

شغلِ سرمدی نے خاص طور پر مجھے اپنی نشاط کی گرفت میں دبوچ لیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال نہ ہوتی۔ تو (عین) ممکن تھا۔ کہ! مَیں اسی شغل کی سرمستی و بے خودی میں منہمک ہوکر ساری زندگی اسی میں ہی ضائع کردیتا۔ (کیونکہ) اس شغل کی خصوصیت یہ تھی۔ کہ! شروع میں دماغ پر پہاڑی جھرنے کی طرح (یا) پانی گرنے کی سی آواز آنے لگی۔ پھر رفتہ رفتہ اُس نے سمندر کے لہروں کے ایک بلند آہنگ اور مستانہ ساز ینے کا روپ دھارلیا۔ بجلی کی لہر کی طرح اس ساز ینے کی آواز تمام بدن میں سرایت کر کے گنبد کی طرح گونجنے لگی۔ جسے اصطلاحِ صوفیہ میں صوتِ حسن وہمس کہتے ہیں۔ اس آواز سے کبھی عجیب وغریب عارفانہ علوم و رموز اور محویت کی سی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اور کبھی بجلی کی سی کڑک، گرج اور کوند ظاہر ہوتی ہے۔ جس سے جسم کانپنے لگتا ہے۔ اور بے خودی ومحویت کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ جبکہ کبھی چاند، سورج اور بجلی کی طرح روشنی کا سیلاب اُمڈ آتا ہے۔ جسے سالک غلطی سے نورِ حق کی تجلی سمجھ بیٹھتا ہے۔ لیکن (یہ بات ذہن نشین رہے۔ کہ) یہ نورِ ذات کی تجلی نہیں ہوتی۔ بلکہ راہِ سلوک پر ایک دلفریب اور خوشنما رکاوٹ ہوتی ہے۔ جو شخص یہاں پر آکر اٹک گیا۔ وہ یقیناً منزلِ شریعت کی راہ سے بھٹک گیا۔ اِن کیفیات پر میرا دل بھی بری طرح لٹو ہورہا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ بھلا کرے میرے رہنما کا۔ کہ! جس نے مجھے ایسی ڈانٹ پلائی۔ کہ کانوں کے کیڑے جھڑ گئے۔ اور گردن سے پکڑ کر مجھے اس جنجال سے نکال باہر کیا۔

ہاتفِ غیبی کا مشغلہ ومراقبہ : جناب حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب

مراقبے کے ذریعے شعور سے رابطہ کیا جاتا ہے۔ اس شعور سے رابطے کا ایک ذریعہ آواز ہے۔ اس آواز کو اصطلاحًا ”**ہاتفِ غیبی**“ کہتے ہیں۔ جس کے معنی ”**غیب کا پکارنے والا**“ کے ہیں۔ یہ آواز کائنات میں ہر وقت دورہ کرتی رہتی ہے۔ اور ایسا کوئی شخص جس کا ذہن مرکزیت قائم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور آلائش سے بھی پاک ہے۔ متوجہ ہوکر اس آوازِ غیبی کو سن بھی سکتا ہے۔ وسال کا جواب بھی پا سکتا ہے۔

قُرآنِ پاک کے مصداق سب سے پہلے ”**کُــن**“ کی عظیم صدا تمام عالمین میں بلند ہوئی۔ جس کے نتیجے میں یہ کائنات پوری تفصیل کے ساتھ ظہور میں آگئی۔ لیکن مخلوق کو اس وقت تک کسی قسم کے کوئی حواس حاصل نہیں ہوئے تھے۔ خالق کائنات نے مخلوقات کو مخاطب کرکے پوچھا۔ **الســت بــربکم** ؟ کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ اس آواز نے مخلوق کو نگاہ عطا کی جس کے نتیجے میں بصارت کی قوت عمل میں آگئی۔ اور بصارت کے ساتھ ہی دوسرے حواس بھی متحرک ہوگئے۔

بہر حال علمائے متصوفین بھی ایک غیبی آواز کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جو **صوتِ سرمدی** یعنی غیبی آواز کہلاتی ہے۔ اس **آوازِ غیبیــہ** سے اولیائے عظام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام والقاء ہوتا ہے۔ اگر کسی کا مُرشد ومربی کامل نہ ہو تو طالب ومرید اِسی مقام میں گُم ہو جاتا ہے اور اُس کی باطنی ترقی یکسر رُک جاتی ہے۔

ہا تفِ غیبی سننے کا طریقہ :

☆ مراقبہ کی طرح کی نشست میں بیٹھ کر دونوں کانوں کے سوراخوں کو روئی کے پھوئے سے بند کردیا جائے۔

☆ اب اپنے باطن کی طرف متوجہ ہو کر ایک ایسی آواز کا سا تصور کیا جائے۔ جو ذیل کی آوازوں میں سے کسی بھی ایک آواز سے مشابہت رکھتی ہو۔ اِن آوازوں کا مختصر سا ذِکر یہ ہے۔ ☆ میٹھی اور سریلی گھنٹیوں کی سی آواز۔ ☆ شہد کی مکھیوں کی سی بھنبھناہٹ ☆ بارش کے قطروں کے زمیں پر گرتے وقت کی سی آواز۔ ☆ پانی کے جھرنے کی سی آواز۔ ☆ آبشار کے گرنے کی سی آہستگی والی آواز۔ ☆ بانسری کی سی آواز۔ ☆ سمندر یا دریا کی لہروں کی سی آواز وغیرہ وغیرہ۔

صاحب مراقبہ جب مسلسل اس آواز (مذکورہ بالا میں سے جو بھی آواز ہو) پر اپنا مکمل دھیان مرکوز رکھتا ہے۔ تو کان میں آواز آنے لگتی ہے۔ یاد رہے کہ یہ آواز مختلف **Pitch**، انداز اور طرزوں پر سنائی دیتی ہے۔ اس مراقبہ کی مسلسل مشق سے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسی آواز میں الفاظ اور جملے بھی سنائی دینا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور اس آواز کے ذریعے صاحب مراقبہ پر عجیب وغریب اسرار ورموز اور مغیبات کا انکشاف ہونے لگتا ہے۔ غیبی واقعات کا کشف اور عالم بالا سے رابطہ قائم ہو جاتا ہے۔ جب صاحب مراقبہ اس مشق میں مہارت حاصل کر لیتا ہے۔ تو اسی غیبی آواز سے گفتگو کا شرف میسر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ جس سے کہ صاحب مراقبہ مشق ہذا طرح طرح کے سوال کر کے کافی وشافی جوابات حاصل کرتا ہے۔ جو کہ بہت بڑا انعامِ خداوندی ہے۔

غیبی آواز سے سوال کا طریقہ :

جب کوئی شخص ہاتفِ غیبی کو سننے کے قابل ہو جاتا ہے۔ تو ازخود ایسے شخص میں سوال کر کے جواب حاصل کرنے کی صلاحیت مترقبہ بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ تاہم عملی طور پر اس کا طریقہ یہاں پر بیان کیا جاتا ہے۔ ☆ جو بھی بات پوچھنی ہو اس کو ذہن میں دو چار بار دہرائیں۔ ☆ پھر مراقبہ کی سی حالت میں بیٹھ کر ہاتف غیبی کی طرف متوجہ ہوں۔ اور اپنے دھیان کو مسلسل قائم رکھیں۔ ☆ دھیان قائم رکھنے کے دوران سوال کو ذہن میں نہ لائیں۔ بلکہ صرف توجہ ہاتف غیبی کی طرف مرکوز رکھیں۔ ☆ ذہنی یکسوئی اور دماغی طاقت کی مناسبت سے جلد ہی آواز (**ہاتف غیبی** ۔ یا۔ **صوتِ سرمدی**) کے ذریعے جواب ذہن میں آجاتا ہے۔ جو کہ درست ہوتا ہے۔

حقیقتِ صوتِ '' **ھو** '' :

☆ حقیقتِ صوتِ '' ھو '' کے بارے میں جناب حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی چشتیؒ نے اپنی مشہور کتابِ مبارکہ '' **اقتباسُ الانوار** '' میں فرماتے ہیں۔ کہ! (**بطریقِ پاس انفاس**) جب سالک سانس اندر لیتا ہے۔ تو زبان کے ساتھ نہیں۔ بلکہ زبانِ قلب کے ساتھ اسمِ ذات '' **الله** '' دل میں کہتے ہیں۔ اس طریقے میں کمال حاصل کرنے کے لئے بعض سالکین اسمِ ذات '' **الله** '' کے '' الف '' اور دونوں '' لام '' کو محذوف کر کے اسم '' **ھو** '' کا ذکر کرتے ہیں۔ یعنی سانس اندر لیتے اور نکالتے وقت اسم '' **ھو** '' ہی بزبانِ قلب کہتے رہتے ہیں۔ محققین کا کہنا ہے۔ کہ! یہ ذکر یعنی '' ھو۔ ھو '' ہر سانس میں خود بخود جاری ہے۔ خواہ کوئی جانے یا نہ جانے۔ بندہ ہمیشہ اسی ذکر میں ہی ہے۔ لیکن اس کی کامل صورت یہ ہے۔ کہ! سالک اپنے اس ذکر سے آگاہ ہو۔ اور اپنے ذکر کی طرف ہمیشہ متوجہ رہے۔ تا کہ عین ذات (ذاتِ باری تعالیٰ) میں محو و مستغرق ہو جائے۔ اور صوتِ مستقیم (جس کی تفصیل سلطان الذکر میں گذر چکی ہے) بے اختیار ہر شخص کے اندر جاری ہے۔ اور یہ اعلیٰ قسم کا ذکر ہے۔ چنانچہ اگر کانوں میں انگلیاں دے دی جائیں۔ تو یہ ذکر سنائی دیتا ہے۔ اور بعض لوگ اسی آواز کو '' **آواز ھویت** '' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ کہ جو باطن میں ملحق ہے۔ جو سالک اس آواز میں مشغول و مستغرق رہتا ہے۔ تو وہ صدائے '' ھو۔ ھو۔ '' تک بالآخر پہنچ ہی جاتا ہے۔ اور اس میں گم ہو جاتا ہے۔ اور اس کے مغز، گوشت و پوست اور ہڈیوں سے بھی یہی آواز نکلتی ہے۔ (**اسم ھو کے اذکارِ ضربیہ کی مختلف اقسام اور طریقے پچھلے باب میں تفصیلاً دیئے گئے ہیں۔ شائقین حضرات وہاں سے مستفید ہو سکتے ہیں**)

اقسامِ صوتِ '' **ھو** '' :

صوتِ ھو کی تین اقسام ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔ کہ! ☆ اول وہ آواز جو دو جسموں کے باہم ملنے سے پیدا ہوتی ہے۔ جیسے کہ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارنے سے تالی بجتی ہے۔ لیکن ایک ہاتھ سے تو تالی نہیں بجتی۔ اس آواز کو محدث یا مرکب کہتے ہیں۔ ☆ دوئم وہ آواز جو دو جسموں کی حرکت اور الفاظ کی ترکیب کے بغیر عنصرِ آتش کی وجہ سے انسان کے اندر سے نکلتی ہے۔ اس آواز کو بسیط اور لطیف کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ☆ سوئم وہ آواز جو کہ بے حد آواز ہے۔ جو بے واسطہ ہمیشہ ایک ہی طرق پر ہوتی ہے۔ مگر کم و بیش نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اس آواز میں تغیر و تبدل کو دخل حاصل ہے۔ یہ آواز بے جہت ہوتی ہے۔ اگر چہ سارا جہان بھی اس آواز سے بھرا ہوا ہو۔ لیکن اہلُ اللہ کے بغیر کوئی اس سے مطلع نہیں ہوتا۔ یہ آواز تخلیقِ کائنات سے کی آواز ہے۔ اس آواز کو بے حد اور مطلق کہا جاتا ہے۔

بہر حال ! اس شغل (**شغلِ ھو**) سے اوپر کوئی شغل نہیں ہے۔ کیونکہ باقی جتنے بھی اشغال ہیں۔ سب انسان کی کوشش اور اختیار سے صادر ہوتے ہیں۔ جونہی کوئی آدمی ایک بھی لمحہ کے لئے اپنے کسی بھی شغل سے غفلت برتتا ہے۔ وہ منقطع ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ شغل شریف آدمی کے ارادہ اور اختیار کے بغیر ہی علی الدوام، بلا انقطاع اور بلا انفصال میسر رہتا ہے۔ یاد رہے۔ کہ! حضرت رسالت مآب ﷺ بھی غارِ حرا میں اسی شغل میں ہی مشغول رہا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے کہ حضرت جبرائیلِ امینؑ آکر آنحضور نبی مکرم ﷺ پر ظاہر ہوئے۔ اور وحی کی ابتداء ہوئی۔

عجیب و غریب اور انتہائی پر تاثیر نماز :

اس نماز کو پڑھنے سے پہلے یہ بات لازمی ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ! نماز کے ہر رکن (جیسے تکبیر، رکوع، سجود، قیام وغیرہ وغیرہ) میں **9** یا **11** مرتبہ حبسِ دَم کے ساتھ نماز ادا کرنی ہے۔ ایک رکعت نماز ممکن الوجود کے حصول کے لئے '' **اللــه اکبر** '' کہہ کر آنکھیں بند کر کے خاموش کھڑا رہے۔ اور آواز سرمدی میں '' **ھو** '' کو شامل کر کے دماغ میں لے جائے اور دل و نظر کی توجہ کو اس آواز پر قائم رکھے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد '' **الله اکبر** '' کہہ کر رکوع میں چلا جائے۔ اور اس آوازِ سرمدی میں '' **ھو** '' کا تصور قائم رکھے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد '' **اللــه اکبر** '' کہہ کر قیام کرے۔ اور اس آوازِ سرمدی میں '' **ھو** '' کا تصور قائم رکھے۔ پھر '' **اللــه اکبر** '' کہہ کر سجدہ میں جائے۔ اور اس آوازِ سرمدی میں '' **ھو** '' کا

تصور قائم رکھے۔ پھر'' **اللہ اکبر** '' کہہ کر سجدے سے سر اُٹھائے۔ اور بحالت تشہد (**ا لتحیات** کی صورت) میں اس آوازِ سرمدی میں'' **ھو** '' کا تصور قائم رکھے۔ پھر سلام کی نیت سے'' **اللہ اکبر** '' کہہ کر دائیں طرف منہ پھیر لے۔ اور اس آوازِ سرمدی میں'' **ھو** '' کا تصور قائم رکھے۔ پھر سلام کی نیت سے '' **اللہ اکبر** '' کہہ کر بائیں طرف منہ پھیر لے۔ اور اس آوازِ سرمدی میں'' **ھو** '' کا تصور قائم رکھے۔ پھر بیٹھ کر اس آوازِ سرمدی میں'' **ھو** '' کا تصور قائم رکھے۔ اس شغل کے کرنے کے بعد آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر تفکر و تدبر کی کیفیت میں جا کر آئینہ قلب پر ملاحظہ کریں کہ کیا واردات ہوتی ہے۔ نماز کے ہر رکن میں حبس دم کرے اور چھوڑے۔ ہر رکن میں جس قدر دیر لگائے گا۔ اُتنا ہی زیادہ مستفید و متنفع ہو سکے گا۔ انشاء اللہ ۔ نماز کے خاتمہ پر جو دعا رب العالمین سے طلب کرے گا۔ اپنے سامنے استجابت پائے گا۔ انشاء اللہ۔ یاد رہے۔ کہ! یہ طریقہ بزرگانِ دین کا صدری و مخفی اور مجرب طریقہ ہے۔ اور اس طریقہ کو صرف وہی حضرات سرانجام دے سکتے ہیں۔ جو کہ شغل انہد میں کافی حد تک ماہر (**Experts**) ہوں۔

ممکن الوجودِ ملکوتی کے حصول کا مراقبہ (ایک انتہائی عجیب وغریب مراقبہ ونماز)

چاہیئے کہ پیرِ کامل، واقف اسرارات وجودات خمسہ (وجوداتِ خمسہ کی تشریح تصوف کی کتب میں بکثرت آئی ہے) کی اجازت سے اس مراقبہ میں مشغول ہو۔ ترکیبِ مراقبہ وطریقہ حصولِ الھیہ کا یہاں بیان پیش خدمت ہے۔

مقامِ تنہائی میں حجرہ تاریک کا دروازہ بند کر کے جائے نماز پر بحالتِ وضو قبلہ رُخ ہو کر سینہ تان کر نہایت مؤدب ہو کر سکون سے بیٹھے۔ اور اپنی دونوں آنکھیں، کان، اور ہونٹ بند کر کے اپنی باطنی نظر اور قلبی توجہ کو صدقِ نیت پر قائم کر لے۔ اور اس کی ہمیشہ محافظت کرتا رہے۔ کہ علم سے پوشیدہ نہ ہو جائے۔ یعنی اپنے علم کو بھی قائم رکھے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مدہوشی طاری ہو جائے۔ کیونکہ اس میں نقصان کا احتمال ہے۔ لازم ہے کہ ہوشیار رہے۔ یہاں تسخیراتِ خلائق بدرجہ کمال ہے۔ لوگوں کا چاہے جتنا ہی اژدہام ہو، صاحب مشق کو اس طرف قطعًا ملتفت نہیں ہونا چاہیئے۔ ورنہ منزل سے رہ جائے گا۔ بلکہ ظہوراتِ ذات حق کی جانب متوجہ رہے۔ اس شغل کو ہر روز بعد نماز صبح چار گھنٹے تک روزانہ کرتا رہے۔ اور ظہر سے عصر تک بھی اسی شغل میں مشغول ومصروف رہے۔ اور نمازِ عشاء کے بعد صوتِ سرمدی میں اسم ذات'' **اللہ** '' کو شامل کر کے'' **ھو** '' کو کلمہ دراز کھینچ کر دماغ میں لے جائے۔ اور حبسِ دَم کرے۔ جب ہوا پھیپھڑوں میں بھر جائے تو'' **یاسمیعُ۔ یا بصیرُ۔ یا علیمُ** '' کہہ کر چھوڑ دے۔ پھر اسی طرح'' **ھو** '' کو آوازِ سرمدی کے ساتھ دماغ میں لے جائے۔ اور اسی آواز پر'' **ھو** '' کا تصور جمائے۔ ابتداء میں اپنے اوپر یہ امر لازمی سمجھے کہ اپنے خیال ونظرِ دِل کو اسی آواز پر لفظ '' **ھو** '' پر قائم رکھے۔ تاکہ خیال ونظر اور دل سمع پر قائم رہے۔ ورنہ سمع سے پوشیدہ ہو جائے گا۔ کیونکہ سمع سے پوشیدہ ہونے میں بھی نقصان ہے۔ جب تک حبس دَم کی طاقت رہے توجہ ونظر دل اسی آواز یعنی'' **ھو** '' کے تصور میں قائم رکھے۔ اور اس بات کا بھی تصور رکھے کہ! '' **میں ہی سنتا ہوں، میں ہی دیکھتا ہوں، میں ہی جانتا ہوں**، میرے سوا کوئی دوسرا نہیں۔''

اس مراقبہ میں '' **ھو** '' کا تصور بآوازِ سرمدی اور نظر دل توجہ کی اس آواز پر، اور شنوائی، بینائی اور دانائی معمول ہیں۔ اس شمار سے کم ورزش نہ کرے۔ کہ عدد امہاتِ اعداد ہے۔ اگر ہو سکے تو 21 یا 41 بار تک نوبت پہنچائے۔ پھر اس تعداد سے فارغ ہو کر اگر دو عدد رکعتیں بھی خشوع وخضوع سے ادا کرے گا۔ تو اس ایک نماز کا اثر 20 سے 30۔ ایام تک محسوس کرتا رہے گا۔ یعنی کہ اگر بہ نیت شہود ومشاہدہ **ممکن الوجود**، **کشف کونی والٰہی**، **تصرفات وخوارق عادات**، **طی الارض**، **طیران علی الھوا**، **مشی علی الماءِ**، **اختفاء عن الناس**، **حصولِ مال ودولت**، **تسخیر الخلائق** اور **فتوحات ظاہری وباطنی** وغیرہ، غرضیکہ جس بھی نیت سے پڑھے گا۔ اس کا اثر اپنی آنکھوں سے بہت جلد خود معائنہ کر لے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تصورِ شیخ کے مراقبے کا حصول :

مراقبہ کا سب سے آسان طریقہ تصورِ شیخ ہے۔ آنکھیں بند کر کے ذہن کی تمام صلاحیتوں کو اس بات میں مستعمل کیا جائے۔ کہ شیخ ہمارے سامنے موجود ہے۔ تصورِ شیخ کا پہلا فائدہ تو یہ ہوتا ہے۔ کہ! مرید چونکہ اپنے شیخ سے واقف وشناسا ہوتا ہے۔ اور بارہا اُن کی زیارت سے باریاب ہو چکا ہوتا ہے۔ اسی لئے اس کے ذہن اپنے شیخ کی شکل وصورت اور سیرت کا ایک عکس بھی موجود ہوتا ہے۔ اسی لئے تصور وتخیل میں مرید وسالک وشاگرد کو آسانی ہوتی ہے۔ کیونکہ! ہم جب تصورِ شیخ کرتے ہیں۔ تو خیالات کے ذریعے شیخ کی پاکیزگی ہمارے ذہن کے صفحہ قرطاس پر منتقل ہوتی ہے۔ اور رفتہ رفتہ اس پاکیزگی کا اس قدر غلبہ ہو جاتا ہے۔ کہ تارکی اور کثافت چھٹ جاتی ہے۔ اور جب تک کہ دماغ کی سطح پر تاریکی اور کثافت باقی رہتی ہے۔ کوئی بھی سالک روحانی سفر میں آگے کو قدم نہیں بڑھا سکتا۔

شمع بینی :

ارتکازِ توجہ کی بہت سی مشقیں ہیں۔ مگر سب سے اہم، مقدم ومفید مشق ہے شمع بینی۔ ذہن کو **One-Pointed** کرنے کے لئے شمع بینی سے بہتر نہ کوئی اور مشق ہے اور نہ ہو سکتی ہے **(بقولِ شاد گیلانی صاحب)** اس مشق کا طریقہ کار یہ ہے کہ! فُرصت کا وقت تلاش کر کے کسی ایسے کمرے کو اپنی مشق گاہ بنائیں جہاں شوروغل اور زیادہ سامان نہ ہو۔ اور نہ ہی کسی کے آنے جانے کا کھٹکا ہو۔ کمرہ اندر سے بند کر دیں۔ اِس مشق کے لئے بعد نمازِ فجر اور رات کو سونے سے قبل کا وقت بالکل مناسب ہے۔ اگر موسم سردی کا ہو تو کوئی گرم لحاف اوڑھ کر بیٹھیں اور اگر گرمی ہو تو پس پُشت بجلی کا کوئی چھوٹا سا پنکھا **(Pedistal Fan)** لگا کر روزانہ مشق کیا کریں۔ مگر خیال رہے کہ پنکھے کی ہوا کا اثر شمع پر نہ پڑے۔ ورنہ شمع بُجھ جائے گی۔ بوقت مشق تمام اقسام کے تفکرات، اندیشے اور اوہام کو ذہن سے نکال کر مشق کرنا ضروری ہے۔

اب ایک شمع جلا کر کسی چھوٹی سی میز یا کسی ایسی چیز پر شمع کو رکھیں۔ کہ وہ زاویہ آنکھ کے بالکل برابر سے دو تین انچ اوپر رہے۔ مگر یاد رہے۔ کہ صاحب مشق کی پوزیشن ایسی ہونی چاہیئے۔ کہ ریڑھ کی ہڈی اور گردن بالکل سیدھی رہے۔ تا کہ دورانِ مشق تھکاوٹ کا احساس نہ ہو۔ شمع اور آنکھ کا فاصلہ دو سے ڈھائی فٹ ہی ہونا چاہیئے۔ اِس دوران سانس لینے اور نکالنے کے عمل کو نتھنوں سے جاری رکھیں۔ اگر خدانخواستہ نزلہ وزکام کی شکایت ہو تو منہ سے بھی سانس لیا جا سکتا ہے۔ لیکن یکسوئی کے حصول کے لئے ناک سے سانس لینا اور نکالنا بہر حال افضل وارفع ہے۔

تین مرتبہ حبس دم (سانس کو روک کر) شمع کی لو پر اپنی آنکھیں گاڑھ دیں۔ اس دوران اسمِ اعظم ’’**یا بصیر یا مجیر**‘‘ کا بزبان قلب ورد جاری رکھیں۔ اور حتی الامکان کوشش کریں کہ پلک نہ جھپکے، لیکن چونکہ آنکھ کی فطرت ہے۔ جھپکنا، مگر کوشش کریں۔ کہ بہت دیر کے بعد آنکھ کو جھپکنے کا موقع فراہم کریں۔ آنکھیں تھکتی ہیں تو بے شک تھکنے دیں۔ اگر آنکھوں سے پانی بہتا ہے تو بہنے دیں۔ آنکھوں میں چاہے چبھن ہو، درد ہو یا کچھ بھی ہو آنکھوں کو شمع کی لو سے نہ ہٹنے دیں۔ اور نہ ہی جھپکنے دیں۔ اور اِس طرح سے اِس مشق کو کم از کم 10 سے 15 منٹ تک جاری رکھیں۔ اور روزانہ دورانیہ کو 2-2 یا 3-3 منٹ بڑھاتے چلے جائیں۔ مشق کے فورًا بعد آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیں اور شمع کی لَو کو بند آنکھوں سے کم از کم 30 سے 35 منٹ تک دیکھنے کی کوشش کریں۔ اس کے بعد شمع بجھا کر کمرے سے باہر آ کر فورًا آنکھوں کو عرقِ گلاب یا آبِ زم زم یا ٹھنڈے پانی سے دھو لیں۔ اگر رات کی مشق ہے تو آنکھوں کو دھونے کے بعد اُسی وقت سو جائیں اور اگر صبح کا وقت ہے تو آنکھوں کو دھونے کے بعد آدھ پون گھنٹے کے لئے ویسے ہی لیٹ جائیں یا گھنٹے دو کے لئے سو جائیں۔ بہر حال یہ صاحب مشق کی صوابدید پر منحصر ہے اُس کو جو مناسب لگے۔

ہفتے عشرے کے بعد صاحب مشق کو شمع کی لَو سے ایک انجانی سی محبت کا احساس ہونے لگے گا۔ مشق ہونے کی وجہ سے خیالات کا آنا، آنکھوں میں درد و چبھن کا ہونا وغیرہ سب ختم ہو چکا ہوگا۔ اسی مشق کو مزید جاری رکھتے ہوئے اگلے ہفتے عشرے کے بعد شمع کی اسی لَو میں عجائبات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ کبھی کبھار لَو میں جانور بھاگتے دوڑتے یا لڑتے جھگڑتے نظر آنے لگیں گے۔ عمومًا اِس مشق میں دیکھا گیا ہے۔ کہ! ایک شیر چند دنوں کے بعد نظر آیا کرتا ہے۔ اور کبھی کبھار اِسی لَو میں ایک دوشیزہ رقص کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور کبھی کبھار ایک لق ودق صحرا نظر آتا ہے۔ بہر حال لازمی نہیں کہ یہی تمام مشاہدات ہر ایک صاحب مشق کو بھی نظر آئیں۔ ہاں البتہ اتنا ضرور ہے کہ مشاہدات نظر ضرور آتے ہیں کسی کو کچھ تو کسی کو کچھ۔ شمع بینی کی اِس مشق کو تین سے چار ماہ تک کم از کم لازمی جاری رکھیں۔ اِس مشق کی پختگی کی پڑتال **(Check)** کرنے کا طریقہ یہ ہوگا۔ کہ!

☆ اس مشق کی تکمیل کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے۔ کہ صاحب مشق **50** سے **50** منٹ تک شمع کی لَو سے آنکھیں لڑا سکے گا۔

☆ کسی بھی سوئے ہوئے جانور مثل کتا یا بلی یا خرگوش وغیرہ کو ٹکٹکی باندھ کر جب دیکھیں گے۔ تو وہ جانور ہڑبڑا کر، خوف زدہ ہو کر اُٹھ بیٹھے گا۔ اور شاید خوفزدہ ہو کر بھاگ بھی جائے۔

☆ اگر آپ کسی اپنے سے آگے چلنے والے شخص کی گردن پر ٹکٹکی باندھ کر بغور چند سیکنڈ دیکھیں گے۔ تو وہ شخص لازمًا پیچھے مُڑ کر آپ کی جانب دیکھے گا۔ جیسے کہ آپ نے اُسے بُلایا ہو۔

☆ اگر آپ کسی بھی شخص کی آنکھوں میں اِس نیت سے دیکھیں کہ اُس پر نیند طاری ہو جائے تو وہ شخص اُسی لمحے سو جائے گا۔ یاد رہے کہ عمل تنویم کے ذریعے سے مختلف الاقسام طبعی امراض اور نفسیاتی عوارضات کا بآسانی علاج کیا جا سکتا ہے۔

اس مشق کے دوران دودھ، چاول، تبرید کا استعمال رکھے۔ چکنی، کھٹی، میٹھی، نمکین اور تیکھے مصالحات والی غذا سے پرہیز رکھے۔ بعد شغل آنکھوں میں مسکہ گاوی سلائی سے ہر روز لگاتا رہے۔ مشق کے فورًا بعد آنکھوں کو عرقِ گلاب یا آبِ زم زم یا ٹھنڈے پانی سے دھو لیں۔ اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر تفکر وتدبر کی کیفیت میں جا کر آئینہ قلب پر ملاحظہ کریں کہ کیا واردات ہوتی ہے۔

دائرہ بینی :

جوشخص باطنی قوتوں کا شائق ہواور مختلف الاقسام اسرار کودیکھنے کا خواہاں ہوایسے شخص کولازم ہے کہ! طہارت کاملہ ظاہری کی پابندی کے ساتھ ایک مکان میں یا کسی ایسی جگہ میں خلوت کا انتظام کرے۔ اور ایک جدید سفید چارٹ پر سکے کے برابر نقطہ بنائے یا شمالی جانب دیوار میں سکے کے برابر نقطہ بنائے۔ کہ وہ دائرہ زاویہ آنکھ کے بالکل برابر سے دوتین انچ اوپر رہے۔ مگر یادرہے۔ کہ صاحب مشق کی پوزیشن ایسی ہونی چاہیئے۔ کہ ریڑھ کی ہڈی اور گردن بالکل سیدھی رہے۔ تاکہ دورانِ مشق تھکاوٹ کا احساس نہ ہو۔ شمع اور آنکھ کا فاصلہ دو سے ڈھائی فٹ ہی ہونا چاہیئے۔ اِس دوران سانس لینے اور نکالنے کے عمل کونتھنوں سے جاری رکھیں۔ اگر خدانخواستہ نزلہ وزکام کی شکایت ہوتو منہ سے بھی سانس لیا جاسکتا ہے۔ لیکن یکسوئی کے حصول کے لئے ناک سے سانس لینا اور نکالنا بہرحال افضل وارفع ہے۔ صاحب مشق کی نشست **پدم آسن** (چوکڑی مارکر بیٹھنا) ہوگی۔

بعدازطلوعِ آفتاب اور رات کوسونے سے قبل ایک گھنٹہ تک روزانہ اس سیاہ دائرے پر ٹکٹکی باندھ کرنظریں جمائے۔ اس دوران اسمِ اعظم ’’ **یا حی یا قیوم** ‘‘ کا بزبان قلب ورد جاری رکھیں۔ اس مشق میں روزانہ وقت کو بڑھاتے جائیں اور وقت مقررہ پر روزانہ مشق کیا کریں۔ اس دوران پلک نہ جھپکائے اور منہ بند کرکے ناک سے سانس لے۔ چار چھ ایام میں ایسا محسوس ہوگا کہ! دائرے کے اردگرد ایک نورانی ہالہ سا بنتا اور مدھم ہوتا رہتا ہے۔ عشرے پندرے بعد صاحب مشق کو ایسا لگنے لگے گا کہ دائرہ کبھی مدھم ہوجاتا ہے۔ کبھی غائب ہوجاتا ہے۔ پھر ہفتے عشرے بعد ایسا محسوس ہوگا۔ کہ دائرہ ہے ہی نہیں۔ بلکہ سارا کا سارا نور ہی نور ہے۔ جب اُسی نور میں طرح طرح کی مختلف الاقسام عجیب شکلیں نظر آنا شروع ہوجائیں۔ تو چند دنوں تک وہ نور بھی آنکھوں کے سامنے سے مضمحل ہونا شروع ہوجائے گا۔ اور پھر دائرہ میں جس شخص کی نیت وارادہ کیا جائے گا بعین وہی شخص اُس دائرہ میں نظر آئے گا۔ یہ کیفیت 35 سے 45۔ ایام تک ضرور حاصل ہوجائے گی۔ اِس مشق کی استجابت کی پڑتال (**Check**) کرنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ! 1. اُس دائرہ میں جب بھی دیکھیں گے۔ تو ہالہ نور، اور نور میں ارواح نظر آئیں گیں۔ 2. جس روح کا تصور وتخیل کریں گے۔ وہی روح وہاں (اُس دائرے کے اردگرد نورانی ہالہ کے اندر) نظر آئے گی۔ 3. صاحب مشق جب گھر سے باہر چلتے پھرتے کسی شخص کے پیچھے کی جانب نظر کرے گا۔ تو آگے چلنے والا شخص ایک جھٹکے سے پیچھے مُڑ کر عامل کی جانب آئے گا۔ اور پوچھے گا کہ شاید آپ نے مجھے بلایا ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ! قوتِ مقناطیسی بڑہانے کا یہ طریقہ (یعنی دائرہ بینی) بہت اعلیٰ ہے۔ شائق کو چاہیئے۔ کہ! ایک سفید کاغذ لے کر اُس پر گول دائرہ (پانچ یا دس روپے کے سکے کے برابر) سیاہ رنگ کا بنالے۔ جو کہ دیکھنے میں کچھ چمک دار بھی ہو۔ اور اس دائرہ کے عین درمیان میں سوئی کی نوک (جو کہ بآسانی دیکھی جاسکے) سفید نشان رہنے دے (یا سفید نشان خود بنالے) پھر عامل اُس دائرہ کے اندر والے نشان کو اپنے سامنے (آنکھوں کے برابر زاویے میں) ایک گز کے فاصلے پر رکھ کر اسے ٹکٹکی باندھ کر مسلسل دیکھتا رہے۔ اور اپنے اسی عمل پر دن میں دو مرتبہ (صبح سورج نکلنے سے دو گھنٹے تک اور شام کو سورج نکلنے کے دو گھنٹے بعد سے کسی وقت تک) اس عمل کی مداومت اختیار کرے۔ چند دنوں کی مشق سے وہ نشان سفید یا زرد یا کسی رنگ میں چمک دار نظر آنا شروع ہوجائے گا۔ بلکہ کبھی کبھی تو وہ دائرہ نظر بھی نہیں آئے گا۔ جب وہ نشان مختلف رنگوں میں نظر آنا شروع ہوجائے۔ تو عامل مختلف حشرات کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے ہوئے اُنہیں بے ہوش کرنے کا تصور کرے۔ چند دنوں تک وہ حشرات الارض کو بے ہوش کرنے پر بھی قدرت حاصل کرلے گا۔ پھر وہ کسی طفل (جس کی عمر دس برس سے کم ہو) کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے ہوئے اُسے سلانے کا تصور کرے۔ جب اسے اس بات پر بھی قدرت حاصل ہوجائے۔ تو وہ کسی بھی راہ چلتے کو بقوتِ مقناطیسی اپنی طرف متوجہ کرسکتا ہے۔

بہرحال جب یہ کیفیات حاصل ہوجائیں۔ تو صاحبِ عمل ہٰذا شخص واقعتاً عامل بن چکا ہوگا۔ کیونکہ اِس طریقہ میں اجتماعی خیالات، تصور، یکسوئی قلب اور قوتِ روحانی، غرضیکہ یہ چاروں چیزیں اِس مشق میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر کئی اقسام کے اسرار وعجائبات کو بھی بخوبی دیکھ سکے گا۔ انشاءاللہ۔

آسمان بینی :

دوساعت بعد نکلنے آفتاب کے صبح کو اور عصر کو بجانبِ آفتاب پشت کرکے کھڑا ہوجائے۔ اور نظر اپنے سائے پر کرے۔ حتیٰ کہ سایہ اپنا طویل ہوتا ہوا ہائے۔ اور اُفق آسمان پر پہنچے۔ اور آسمان کو شق کرتا ہوا دوسرے آسمان پر پہنچے۔ اور وہاں سے تیسرے اور چوتھے آسمان کو طے کرتا ہوا بعالمِ معانی پہنچے۔ **الم تر الی ربک کیف مد الظل۔** (یعنی کہ) کیا آپ نے اپنے پروردگار کی (قدرتِ اختیار) کو نہیں دیکھا۔ کہ آپ کا رب سائے کو کس طرح پھیلا دیتا ہے ؟ (سورہ فرقان۔ آیت نمبر 45) پس کچھ عرصے بعد، شاغل گم گشتہ بحقیقت انسانی پیوستہ ہوجائے گا۔ اور بالیقین معلوم کرلے گا۔ کہ متصرف بعالم وہی حقیقت ہے۔ اور عالم جونشو ونما ہوتا ہے۔ اسی سے ہی ہے۔ بلکہ تمام ظہور اسی کا ہے۔ اور انسان تو مثل شجر کے ہے۔ پس جو سالک کہ اشتغال ساتھ اس شغل کے کرے گا۔ تو اُس خوش نصیب کو ’’ **تخلقوا با خلاق الله** ‘‘ کا مقام ومرتبہ حاصل ہوجائے گا۔ ان شاءاللہ۔

آئینہ بینی :

جو شخص اسرارِ غیب سے مطلع ہونا چاہے اور انوارِ الٰہیہ کا پرتو بننا چاہے تو ایسے شخص کو لازم ہے کہ! طہارت کاملہ ظاہری و باطنی کی پابندی کے ساتھ ایک مکان میں یا کسی ایسی جگہ میں خلوت کا انتظام کرے۔ جہاں کسی قسم کا شور و غل یا انسانی آمدورفت نہ ہو۔ پھر ایک جدید آئینہ، جس میں مکمل چہرہ گردن تک بآسانی دیکھا جا سکے، خرید لیں۔ بوقت آئینہ بینی اس آئینہ کو خود سے تین سے چار فُٹ کے فاصلے پر شمال کی جانب دیوار پر اپنی زاویہ نظر کے عین برابر کہیں آویزاں کریں یا کسی چیز پر رکھ لیں۔ کہ وہ آئینہ زاویہ آنکھ کے بالکل برابر سے دو تین انچ اوپر رہے۔ مگر یاد رہے۔ کہ صاحب مشق کی پوزیشن ایسی ہونی چاہیئے۔ کہ ریڑھ کی ہڈی اور گردن بالکل سیدھی رہے۔ تاکہ دورانِ مشق تھکاوٹ کا احساس نہ ہو۔ شمع اور آنکھ کا فاصلہ دو سے ڈھائی فٹ ہی ہونا چاہیئے۔ اِس دوران سانس لینے اور نکالنے کے عمل کو نتھنوں سے جاری رکھیں۔ اگر خدانخواستہ نزلہ وزکام کی شکایت ہو تو منہ سے بھی سانس لیا جا سکتا ہے۔ لیکن یکسوئی کے حصول کے لئے ناک سے سانس لینا اور نکالنا بہر حال افضل وارفع ہے۔

بعد از طلوعِ آفتاب اور رات کو سونے سے قبل ایک گھنٹہ تک روزانہ آئینہ کے اندر دونوں آنکھوں کے درمیان ٹکٹکی باندھ کر نظریں جمائے رکھیں اور تصور اس کا کرے کہ۔ ’’**المؤ من مرأة امؤ من** ‘‘۔ اس دوران اپنی پلکیں نہ جھپکے۔ اور منہ بند کر کے ناک سے سانس لیں۔ اس دوران اسمِ اعظم ’’**یا مصور یا خالق** ‘‘ کا بزبان قلب ورد جاری رکھیں۔ ہفتے عشرے بعد صاحب مشق کو ایسا لگنے لگے گا کہ آئینہ کے عکس میں دونوں آنکھیں ایک دوسرے کی طرف حرکت کر رہی ہیں۔ پھر ہفتے عشرے بعد ایسا محسوس ہوگا کہ دونوں آنکھیں ایک آنکھ ہوگئی ہے۔ جب دونوں آنکھیں ایک رہ جائے گی تو چند دنوں تک وہ ایک آنکھ بھی مضمحل ہونا شروع ہو جائے گی۔ اور ایک پُتلی باقی رہ جائے گی۔ مزید کچھ دنوں بعد بتدریج اس مشق سے تمام چہرہ آئینہ سے قطعًا صاف ہو جائے گا۔ یہ کیفیت 20 سے 30۔ ایام تک ضرور حاصل ہو جائے گی۔ جب یہ کیفیت حاصل ہو جائے تو صاحبِ عمل ہذا واقعتًا عامل بن چکا ہوگا۔ اب عامل آئینہ سامنے رکھ کر جس کسی شخص کا تصور و تخیل قلب میں لائے گا۔ تو لازمًا اُس شخص کی صورت اِسی آئینہ میں ضرور جلوہ گر ہوگی۔ اب صاحب عمل اُس حاضر شخص سے جو بھی کچھ معلوم کرنا چاہے۔ سب چیزیں یا معلومات اُس پر بذریعہ یہی آئینہ منکشف ہوں گیں۔ انشاءاللہ۔ اس کے علاوہ وہ حاضر شخص دیگر کئی اقسام کے اسرار بھی دیکھ سکے گا۔ انشاءاللہ۔

صاحب تعلیم غوثیہ جناب سید شاہ گل حسن ؒ اپنے پیر و مرشد حضرت سید غوث علی شاہ قلندری قادری ؒ کی تعلیمات وملفوظات کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ! اس مشق میں وقت کو بڑھاتے چلے جائیں۔ یہاں تک کہ تین گھنٹے تک نوبت جا پہنچے۔ اور پتلی یعنی مردم چشم پر نگاہ کو مرکوز رکھے۔ ہرگاہ کہ طالب کی نگاہ مردم چشم کی مردمک پر جب پڑے گی۔ تو اس وقت جو بھی حال وارد ہو گا وہ زبان سے بیان کرنا ممکن نہیں۔ ہاں البتہ اتنا ضرور ہے کہ آنکھوں کی پتلیاں صعود کر کے ام الدماغ کے نقطہ اِنھی میں داخل ہو کر سویداء قلب پر قائم ہوں گی۔ اور ظاہر و باطن یکجا ہو جائے گا۔ انشاءاللہ العظیم۔

مزید وضاحت :

مسلسل مشق سے کہ جب صاحب مشق آئینہ کو بغیر تھکن، بغیر جلن اور بِناء پانی بہے گھور سکنے کے قابل ہو جائے تو وہ روحیت کی سرزمین پر وارد ہونے کے لئے تیار ہو جائے۔ کیونکہ اب منزل صِرف دو ہی قدم کے فاصلے پر رِہ گئی ہے۔ اب آئینہ کی طرف گھوریں، لو جی آئینہ تو سفید ہو گیا۔ بالکل سفید۔ اُوہ یہ کیا ! صاحب مشق کی اپنی ہی شکل آئینہ سے غائب ہو گئی۔ کہاں گئی آپ کی شکل ؟؟؟ آپ کے لاشعور نے اِسے سفید کر کے آپ کی شکل کو روپوش کر دیا۔ یہ کیا !!! سفید آئینہ پھر سے سیاہ ہونا شروع ہو گیا، سیاہ، بالکل سیاہ۔ اِس وقت صاحب مشق محوِ استغراق ہو گیا۔ گو کہ آپ کی سوچ و تفکر دونوں گہرائی میں ڈوب چکے ہیں۔ مگر لاشعور برابر جاگ رہا ہے۔ اب آئینہ کی سیاہی سِمٹ کر چھوٹا ہونا شروع ہو گئی۔ سِمٹ رہی ہے۔ سِمٹ رہی ہے۔ سِمٹ رہی ہے۔ گیند کے برابر، سِکے کے برابر ، اب ناخن کے برابر، یہ کیا؟ اب دائرہ فقط ایک نقطہ کے برابر رِہ گیا۔ اب آپ روحیت کی دنیا میں آ گئے۔ نیند میں نہیں بلکہ جاگتے میں، یہ کیا ہے؟ عالمِ ارواح! اِس عالم سے (دل ہی دل میں) کہو کہ آپ کے کسی فوت شدہ عزیز و رشتہ دار یا کسی دوست و جاننے والے کی روح اِسی آئینہ میں لے آئے۔ اِدھر آپ کا خیال روح کی طرف ہوا اور دوسرے ہی لمحے مطلوبہ روح آئینہ میں آ گئی۔ وہی روح! ہاں بالکل وہی روح۔ سو فیصد وہی روح۔ لیجیئے جناب اب یہ آپ کی صوابدید پر منحصر ہے جو پوچھنا ہے، جو سوال کرنا ہے، جس پوشیدہ راز سے آگاہی حاصل کرنی ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ عمل بالکل تنہائی میں کریں کہ جہاں پر کسی کی آواز تو کیا سانس لینے کی بھنک بھی نہ پڑے۔ کیونکہ اِدھر کوئی آواز آئی تو اُدھر آئینہ سے سب غائب۔ بس یہ خیال رہے کہ شروع میں چھوٹے اور معمولی سوالات، دو چار منٹ بات کریں پس ختم آہستہ آہستہ وقت بڑھائیں اور سوالات کی تعداد بھی۔

شغل ماہتابی :

ایامِ بیض کی راتوں (یعنی اسلامی ماہ کی **15-14-13** کی راتیں) میں ماہتاب پر خوب نظر جماؤ۔ اس دوران اسمائے اعظم ''**یا رحمٰن یا رحیم یا کریم**'' کا بزبان قلب لازمی ورد جاری رکھیں۔ اور حتی الامکان کوشش کریں کہ پلک نہ جھپکے، لیکن چونکہ آنکھ کی فطرت ہے جھپکنا، مگر کوشش کریں کہ بہت دیر کے بعد آنکھ کو جھپکنے کا موقع فراہم کریں۔ آنکھیں تھکتی ہیں۔ تو بے شک تھکنے دیں، اگر آنکھوں سے پانی بہتا ہے تو بہنے دیں۔ آنکھوں میں چاہے چبھن ہو، درد ہو یا کچھ بھی ہو آنکھوں کو ماہتاب سے نہ ہٹنے دیں۔ اور نہ ہی جھپکنے دیں۔ اور اِس طرح سے اِس مشق کو کم از کم **20** سے **25** منٹ تک جاری رکیں۔ اور روزانہ دورانیہ کو **2-2** یا **3-3** منٹ تک بڑھاتے چلے جائیں۔ مشق کے فوراً بعد آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیں۔ اور ماہتاب کو بند آنکھوں سے کم از کم **30** سے **35** منٹ تک دیکھنے کی کوشش کریں۔ اس کے بعد کسی تاریک جگہ یا کمرے کے اندر آ کر فوراً آنکھوں کو عرقِ گلاب یا آبِ زم زم یا ٹھنڈے پانی سے دھولیں۔ اور اِس مشق کو ماہ کے آخر تک کریں جب تک کہ طلوعِ آفتاب سے قبل تک کے ایام تک ماہتاب بینی کی مشق کو جاری رکھنا ہے۔ پھر اگلے قمری ماہ کی 7 تاریخ سے دوبارہ ماہتاب بینی کی مشق کو شروع کرنا ہے۔ اور اِس مشق کو ماہ کے آخر تک کریں جب تک کہ طلوعِ آفتاب سے قبل تک کے ایام تک ماہتاب بینی کی مشق کو جاری رکھنا ہے۔ اس طرح سے مشق کو چھ سے آٹھ ماہ تک جاری رکھنے کے دوران صاحب مشق کے نقطہ قلب پر ماہتاب کامل بن کر تمام اسرار و مغیبات کو مکشوف کر دے گا۔ کہ صاحب مشق تمام عوالم کی سیر کرتے ہوئے انوارِ ذات کی صحیح صورت جلوہ گر ہوگی۔ اس عمل کا طبعی فائدہ یہ بھی ہوگا۔ کہ بینائی بھی کم نہ ہوگی۔ اور آنکھوں میں جلن بھی نہیں ہوگی۔

اس مشق کے دوران دودھ، چاول۔۔۔ کہ کیا واردات ہوتی ہے۔

شغلِ آفتابی :

اِس مشق کے لئے سب سے مقدم یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ یہ مشق آفتاب پرستی نہیں بلکہ آفتاب بینی کی ایک مشق ہے۔ اِس مشق کو کسی ایسے شخص کی زیرِ نگرانی کیا جائے جس نے واقعتاً اِس مشق کو کیا ہوا ہو۔ دراصل اس مشق میں ایک کامل رہبر و رہنما کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ اِس مشق میں عجائب و غرائب کے انکشافات و اسرار کا باب کھل جاتا ہے۔ طریقہ کار یہ ہے۔ کہ!

سب سے پہلے روئی دار ٹوپی ایسی سلوائی جائے کہ اِس ٹوپی میں سوائے دو سوراخوں (جن سے آنکھوں کے ذریعے دیکھا جا سکے) کے علاوہ کوئی جگہ کشادہ نہ ہو۔ اس شغل کو ابتدائے موسم سرما میں شروع کیا جائے۔ بعد طلوعِ آفتاب (جونہی سورج نظر آنا شروع ہو) بجانب مشرق منہ و رُخ کر کے کسی بلند مقام پر کھڑے ہو کر (جہاں آفتاب اُفق سے نمودار ہوتا ہوا نظر آئے) ٹوپی چڑھا کر آفتاب کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا ہے۔ اسی طرح منہ و رُخ کو بجانب مغرب کر کے مشق کو قبل غروبِ آفتاب بھی کرنا ہے۔ اِس طرح کہ آفتاب کے اُفق پر اپنی آنکھیں گاڑھ دیں۔ آفتاب بینی کے دوران آیتِ کریمہ ''**ا للہ نور السمٰوٰتِ والارض**'' کا بزبان قلب ورد جاری رکھیں۔ اور حتی الامکان کوشش کریں کہ پلک نہ جھپکے، لیکن چونکہ آنکھ کی فطرت ہے جھپکنا، مگر کوشش کریں۔ کہ بہت دیر کے بعد آنکھ کو جھپکنے کا موقع فراہم کریں۔ آنکھیں تھکتی ہیں تو بے شک تھکنے دیں، اگر آنکھوں سے پانی بہتا ہے تو بہنے دیں۔ آنکھوں میں چاہے چبھن ہو، درد ہو یا کچھ بھی ہو آنکھوں کو آفتاب سے نہ ہٹنے دیں۔ اور نہ ہی جھپکنے دیں۔ اور اِس طرح سے اِس مشق کو کم از کم 15 سے 20 منٹ تک جاری رکھیں۔ اور روزانہ دورانیہ کو 2-2 یا 3-3 منٹ بڑھاتے چلے جائیں۔ مشق کے فوراً بعد آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیں اور آفتاب کے قرص کو بند آنکھوں سے کم از کم 30 سے 35 منٹ تک دیکھنے کی کوشش کریں۔ اس کے بعد کسی تاریک کمرے کے اندر آ کر فوراً آنکھوں کو عرقِ گلاب یا آبِ زم زم یا ٹھنڈے پانی سے دھولیں۔ آنکھوں کو دھونے کے بعد اُس تاریک مگر ہوادار کمرے میں قرصِ خورشید کا تصور اپنے قلب میں جمانے کی کوشش کرے۔ جب آفتاب خط استواء پر پہنچے تو پھر چند لحظہ اس پر اسی طرح سے نظر جمائے۔ پھر آنکھوں کو دھونے کے بعد اُس تاریک مگر ہوادار کمرے میں قرصِ خورشید کا تصور اپنے قلب میں جمانے کی کوشش کرے۔ بہر حال چند روز کی مشق کے بعد صاحبِ مشق سورج کی صورت کو اپنے قلب میں پائے گا۔ مزید چند روز بعد آفتاب کا قرص سیاہ ہو کر چکر کھاتا ہوا نظر آنے لگے گا۔ اور ہر روز قریب سے قریب تر ہوتا چلا آئے گا۔ یہاں تک کہ چار یا چھ یا آٹھ ماہ میں قرصِ آفتاب منہ سے داخل ہو کر قلب میں قیام کرنا شروع کر دے گا۔ اس دوران میں بے شمار انکشافات و تصرفات ظہور پذیر ہوں گے۔ صاحب مشق کو چاہیئے کہ جو بھی انکشاف ہو کسی سے قطعاً بیان نہ کرے۔ اِس وقت صاحبِ مشق کو یہ معلوم ہوگا کہ ''**اللہ نور السمٰوات والارض**'' کا حقیقی نور کیونکر جلوہ گر ہو سکتا ہے؟

اس مشق کے دوران دودھ، چاول، تبرید۔۔۔ کہ کیا واردات ہوتی ہے۔

شُغلِ معیت :

اول زبانِ قلب سے ’’ **اللہ حا ضری** ‘‘ کہے۔ اورشش جہات پرنظرکرے۔ شش جہات پرنظر کرنے کے دوران ’’ **وللہ المشرق و المغرب فا ینـما تولوا فثم و جہ اللہ** ‘‘ (ترجمہ) اور مشرق ومغرب سب اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں۔ سوجس طرف تم منہ کرو۔ تو وہیں اللہ تعالیٰ کا رُخ ہے۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر 115) کا دل میں یہ تصور وتخیل کرے۔ کہ! وہ مجھ میں حاضر ہے بایں حضور۔ پھر دل سے ’’ **اللـہ نا ظری** ‘‘ کہے۔ اور اپنی نظر اور جمیع موجودات کی نظر اپنے اوپر رکھے۔ اور دل میں یہ تصور کرے۔ کہ! وہ ہماری نظر کے ساتھ ناظر ہے۔ پھر زبانِ قلب ’’ **اللـہ معی** ‘‘ کہے۔ اور آنکھیں بند کر کے فکر کو سر میں کہ ’’ **فی السر انا** ‘‘ ملاحظہ کرے۔ اور پھر شش جہات پر ’’ **و ھو معکم اینما کنتم** ‘‘ (ترجمہ) اور جہاں کہیں تُم ہو۔ وہ (اللہ تعالیٰ) تمھارے ساتھ ہے۔ (سورہ حدید۔ آیت نمبر 04) ‘‘ کہتے ہوئے متوجہ ہو۔ اور دل میں یہ تصور کرے۔ کہ! وہ ہمیشہ ہرجگہ ہمارے ساتھ ہے۔ (بقولِ شاعر)

اسمِ اعظم ہی سمجھتا ہوں میں اسمِ یار کو   اس لئے مَیں یار ہی کے نام کا عامل ہوا

شغل میت (مراقبہ موت):

بغیر بالین زمین پر چت لیٹ جائیں۔ اور اپنے دل میں یہ مضبوط ارادہ کرلیں کہ! میں خواب غفلت میں مردہ ہوکرنہیں سوؤں گا۔ اور روزانہ موت کو یاد کر کے سویا کرے۔ اور یہ خیال کرے کہ میرے پاؤں سے جان نکل کر زانو میں آئی اب زانو سے ران میں آئی۔ اب ران سے کمر تک آئی۔ اب کمر سے سینے تک آئی۔ اب سینے سے گلے تک آئی۔ اور اب میری جان بالکل نکل گئی۔ اسی دوران دل میں ’’ **کـل شیء ھالك الا و جھہ** ‘‘ (سورہ قصص۔ آیت نمبر 88) ترجمہ: (ہر چیز فنا ہونے والی ہے مگر اِس کا منہ) کا کامل تصور کریں۔ اور اِس بات کو اپنی فطرت بنالے۔ کچھ ہی ماہ میں یہ بات ایک مستقل عادت بن جائے گی۔ چار چھ ماہ کے بعد خواب و بیداری یکساں ہو جائیں گیں۔ چند ایام کے بعد حالت موت طاری ہونے لگے گی۔ اور پھر ایسے محسوس ہوگا کہ پورے جسم پر جیسے مرضِ فالج طاری ہو گیا ہو۔ اس دوران عجیب وغریب اسرار ومغیبات اور حالات پیش آنا شروع ہوں گے۔ اگر اسی شغل کو جاری رکھا گیا تو اِس مشق کے چھ آٹھ ماہ بعد ہی ’’ **موتوا قبل ان تمو توا** ‘‘ کا مرتبہ حاصل ہوکر شاغل کے لئے موت وحیات یکساں ہوجائے گی۔ انشاء اللہ۔

یادر ہے کہ مراقبہ موت میں جا کر واپس اپنی پہلی حالت میں آنے کے لئے دوبارہ اپنی مشق کو معکوسی طور سے **Reverse** کرنا پڑے گا۔ یعنی کہ! روح کو منہ کے راستے گلے سے گزار کر سینے تک لے جانے کا تصور۔ پھر سینے سے کمر تک، پھر کمر سے ران تک، پھر ران سے زانو تک اور آخر میں زانو سے پاؤں تک روح کو لے کر آنا ہے۔ جب روح پاؤں تک آجائے گی۔ تو جسم میں خون کا دورانیہ تیز ہوجائے گا۔ سانس بھی قدرے تیز ہوگا۔

اس مشق کے دوران دودھ، چاول، تبرید کا استعمال رکھے۔ چکنی، میٹھی، نمکین اور تیکھے مصالحات والی غذا سے پرہیز رکھے۔ یادر ہے کہ اگر یہ مراقبہ موت یعنی شغل میت کسی نے ازخود شروع کردیا تو عین ممکن ہے کہ اپنے اوپر وہ موت کو طاری کرلے اور پھر عظیم رُجعت کا شکار ہوجائے۔ لہذا اس شغل میں اگر اُس کا کوئی کامل پیر ومرشد، مربی ورہنما نہ ہوگا تو ایسا شخص اسی جگہ پر اٹک کر رہ جائے گا۔ کیونکہ اس مشق میں بے پناہ و بے شمار اسرار و مغیبات ظہور پذیر ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔ کہ زبان بیان سے قاصر ہے۔ ان اسرار مکنونہ وانکشاف مخزونہ کے عیاں ہونے سے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ کیونکہ جو کرے گا وہی سنے گا اور عین وہی دیکھے گا۔ بہرحال جو شخص اس شغل کو اختیار کرے گا مزید فوائد ازخود ملاحظہ کرلے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مراقبہ موت کے سلسلے میں حضرت قدرتُ اللہ شہاب صاحبؒ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ’’شہاب نامہ‘‘ میں فرماتے ہیں۔ کہ!

دیگر مراقبات میں سے مراقبہ موت کا رنگ سب سے الگ ہے۔ اس مراقبے کی اصل آیت یہ ہے۔ **کـل نفس ذا ئقۃ الموت** ۔ (ہر جان کو روح کا مزہ چکھنا ہے) اس مراقبہ میں پوری دُھن، دھیان اور لگن کے ساتھ اپنے سارے وجود کو مکمل طور پر موت کی آغوش میں اس طرح تصور کرنا ہے۔ کہ جو کیفیت (درحقیقت) اصلی موت کے وقت وقوع پذیر ہوگی۔ شروع شروع میں مجھے (قدرت اللہؒ کو) اس تصور سے بے حد وحشت ہوتی تھی۔ اور موت کے خوف سے میرے روئیں روئیں پر کپکپی طاری ہوکر ڈر کے مارے میری **گِھگھی** بندھ جاتی تھی۔ لیکن میرے رہنما کی مشفقانہ ڈانٹ ڈپٹ نے مجھے مسلسل اس مراقبے میں جوتے رکھا۔ پہلے تھوڑا سا خوف وہراس کم ہوا۔ پھر کسی قدر سکون میں ثبات آیا۔ رفتہ رفتہ موت کے ساتھ محبت تو پیدا نہ ہوسکی۔ البتہ اس کا خوف بڑی حد تک جاتا رہا۔ کبھی کبھار وارداتِ عجیبہ اور کیفیاتِ غریبہ بھی محسوس ہوجاتی تھیں۔ یہ طُرفہ تماشہ (یعنی عجیب وغریب کھیل تماشہ) تھا۔ کہ موت کے خوف کی جگہ اگر اس کے ساتھ کسی قدر لگاؤ اور تعلق پیدا ہوجائے۔ تو زندہ رہنے کا عمل بڑا سُبک اور سہل ہوجاتا ہے۔

علم سکون و ثبات ، عشق حیات و ممات   علم سے پیدا سوال ، عشق میں پنہاں جواب

(آگے چل کر جنابِ قدرت اللہ شہاب صاحبؒ اپنا ایک ذاتی تجربہ بیان کرتے ہیں۔ کہ!)

ایک رات میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا مراقبہ موت کی مشق کر رہا تھا۔ کہ اچانک مجھے محسوس ہوا۔ میرا جسم فوم کے گدے اور چارپائی کی ٹھوس لکڑی سے گزر کر نیچے فرش کے ساتھ جا لگا ہے۔ مَیں نے گھبرا کر اُٹھ کر دیکھا۔ تو چارپائی پر میرا اپنا وجود بھی بدستور لیٹا پڑا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ نیچے جانے والا جسم مثالی (میرا ہمزاد) یعنی **Astrol Body** تھا۔ یہ بھی خطرے کی گھنٹی تھی۔ کیونکہ اگر انسان اسی مشق میں ضرورت سے زیادہ مہارت حاصل کر لے۔ تو طرح طرح کی شعبدہ بازیاں اختیار کر کے دنیاداری کی دکان کھول سکتا ہے۔ چنانچہ مجھے (قدرت اللہ شہاب صاحبؒ) دھکا دے کر یہاں سے بھی نکال دیا گیا۔

موت کا خوف اگر اعصاب پر طاری رہے۔ تو انسانی کردار میں بے حد کمزوری آ جاتی ہے۔ مثلاً ہندوستان میں شاہی زمانہ کے آخری دور میں لال قلعہ دہلی کے ایک دروازے کا نام خضری دروازہ رکھا گیا تھا۔ جس سے جنازہ گزرتا تھا۔ گویا موت کے نام سے بھی وحشت تھی۔ اسی طرح بعض شہزادوں نے قرآنِ حکیم کی جلدوں سے سورہ یٰسین شریف نکال کر مساجد میں رکھوا دی تھی۔ کیونکہ سورہ یٰسین شریف کی تلاوت کا تعلق زندگی کے آخری لمحات کے ساتھ عام ہے۔ مراقبہ موت کی مشق اس قسم کے مضحکہ خیز خوف و ہراس سے ضرور نجات دلا دیتی ہے۔

شہاب صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ! مراقبات کا دور بھی بڑا دلفریب اور پرکشش ہوتا ہے۔ اس میں بیمار کی شفاء، ارواح اور ملائکہ کے کشف، کشف القبور، حاجت برآری، ماضی، حال و مستقبل کے حالات سے باخبری وغیرہ کے ایسے ایسے تصرفات و تجربات سے شناسائی ہوتی ہے۔ کہ بہت سے بدقسمت لوگ یہیں پر اپنا ڈیرہ (پڑاؤ) بسا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ مجھے حکم دیا گیا۔ کہ تم اِن عجائبات پر صِرف سرسری سی نظر ڈال کر اپنی آنکھوں پر پٹی باندھو۔ اور جلد اَز جلد اس خطرناک گھاٹی سے گزر جاؤ۔

میرے لفظوں کو ڈھونگ کہتے ہیں لوگ   خاک کے بندوں کی سوچ ، خاک ہی رہی

شُغلِ عالم خفائی :

واضح ہو کہ! کاسہء سرانسانی درحقیقت دو حصص پر منقسم ہے۔ حصہ اول یعنی پیشِ سر مخزنِ نور و عقل ہے۔ جبکہ حصہ آخری جانبِ معدنِ ظلمات کے ہے۔ پس وسط ان دونوں حصص کے ایک روزن (سوراخ۔ شگاف) حد مفاصل واقع ہے۔ اور بروقت آمد نوم (نیند آتے وقت) جب اس روزن پر ابرِ رقیق حائل ہوتا ہے۔ تو انسان پر غفلت و بے خودی طاری ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اور آنکھوں پر اس ظلمت کا اثر پہنچتا ہے۔ پس جس سے کہ گوش و زبان معطل ہو کر وہ دل صنوبری پر پہنچتا ہے۔ جو کہ اِنسان پر مکمل بے ہوشی طاری کر دیتا ہے۔ اور یہی نیند ہے۔ پس سالکِ صادق کو چاہیئے۔ کہ! فکر اپنا اس سوراخ (روزن) پر پہنچائے۔ اور اپنی ذات کو محو تفکر رکھے۔ تا کہ خواب غلبہ نہ کر سکے۔ اور شاغل تمامی مغیبات مثل ارواح و ملائکہ اور عالمِ صغیر و کبیر کا مکاشفہ حاصل کر سکے۔ چند ہی ایام کی مسلسل مشق سے اس پر یہ جملہ امورات مکشوف ہونا شروع ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔

شغلِ نیم خوابی :

اس شغل کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! بوقتِ خواب اپنے دل میں یہ ارادہ مضبوطی سے جما لے۔ کہ! مَیں خوابِ غفلت میں غافل ہو کر نہ سوؤں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ دل میں ’’یا حی یا قیوم‘‘ کا تصور و تخیل رکھے۔ جب نیند کا شدید غلبہ ہونے لگے۔ تو فورًا آنکھیں کھول دیا کرے۔ اور اس عمل کو اپنی عادت بنا لے۔ اور اسی عادت کو بڑھاتا چلا جائے۔ تقریبًا ایک سال (کم و بیش) میں خواب و بیداری یکساں ہو جائے گیں۔ اس عمل سے ظاہر و باطن ایک ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔

دلش بیدار و چشمش در شکر خواب   اس کا دل بیدار اور آنکھیں میٹھے (شکر) خواب میں ہوتی ہیں۔

اس شغل و مشق سے جو بھی حال وارد ہوگا وہ زبان سے بیان کرنا ممکن نہیں۔ ہاں البتہ اتنا ضرور ہے کہ آنکھوں کی پتلیاں صعود کر کے ام الدماغ کے نقطہ اِخفی میں داخل ہو کر سویداء قلب پر قائم ہوں گی۔ اور ظاہر و باطن ایک ہو جائے گا۔ اور اگر شغلِ آئینہ اور شغل نیم خوابی کو روزانہ کیا جائے تو اثرات بہت جلد وارد ہوں گے اور مختلف الاقسام اسرار و مغیبات کا انکشاف ہوگا۔

شُغل سیروسفر:

اگر آپ **تصور و تخیل** کے پاؤں سے چلنے پھرنے کی استعداد رکھتے ہیں۔ تو آپ انسانیت میں بہت ہی بلند مقام کے حامل ہیں۔ اور آپ کی روحانی قوت کا مقام بہت ہی بلند ہے۔ مگر یاد رہے کہ تصور کے پاؤں سے چلنا آسان بھی ہے اور مشکل بھی۔ عام انسانوں کے لئے یہ ایک ناممکن سی

بات ہے مگر قوی ارادہ والے یقیناً ایسا کر سکتے ہیں۔ بلکہ کر رہے ہیں۔ جو لوگ اس مراقبہ میں مہارت رکھتے ہیں وہ کسی کے گھر، یا کسی بھی شہر با آسانی آ جا سکتے ہیں۔ صاحبانِ کمال لوگ اور ولی صفت مسلمان تصور کے ذریعے سے اپنے مثالی جسم کے ساتھ مدینہ منورہ اور مکہ شریف پہنچ جایا کرتے ہیں۔ کیونکہ مادی جسم تو گھر پر ہی ہوتا ہے۔ اس مقصد کی پہلی شرط حبس نفس پر کمال مہارت ہونا لازمی ہے۔ جب آپ 15 منٹ تک حبسِ دَم کرنے پر قادر ہو جائیں گے۔ تو آپ یقینی طور پر اپنے مثالی جسم سے چلنا سیکھ سکتے ہیں۔ رات کی تاریکی میں، مطلق تنہائی میں شور و شغب سے دور آرام وسکون سے چارپائی پر لیٹ کر آنکھیں بند کر کے حبس دَم کی مشق شروع کریں۔ گہرے سانس لے کر آٹھ دس مرتبہ حبس دَم کریں۔ اور پھر اپنے جسم کا تصور کریں سر سے لے کر پاؤں تک۔ اور ذہن صرف اِسی بات کی طرف مائل ہو کہ آپ باطنی بصارت سے اپنے جسم کو دیکھ رہے ہیں۔ شاد گیلانی آگے چل کر اپنا ذاتی تجربہ کچھ اس طرح سے بیان کرتے ہیں۔ کہ! حبس دَم کرنے کے بعد یہ تصور کیا کہ میں چارپائی سے اُٹھ کر بیٹھ گیا ہوں۔ پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں۔ اور جوتے پہن رہا ہوں۔ جوتے مجھے چارپائی کے نیچے بالکل صاف نظر آ رہے ہیں۔ اپنے دونوں پاؤں میں جوتے پہن لئے۔

لیجیئے جی! تصور کے عالم میں مَیں چارپائی سے اُٹھ کھڑا ہوا ہوں۔ صحن میں تصوراتی آنکھوں سے چاروں اطراف دیکھا۔ تمام افراد خانہ گہری نیند سو رہے تھے۔ میں تصوراتی قدموں سے آہستہ آہستہ چلتا ہوا صحن کی لمبائی کو عبور کر کے گھر کے دروازے پر جا پہنچا۔ تصوراتی ہاتھوں نے دروازے کی کنڈی کھولی۔ دروازے کھولنے کے بعد میں تصوراتی قدموں سے آہستگی کے ساتھ چلتا ہوا اپنی گلی میں داخل ہو گیا۔ میں نے تصوراتی آنکھوں سے آسمان کی جانب دیکھا چاند پوری آب وتاب کے ساتھ آسمان پر چمک رہا تھا۔ اور گلی میں بھی چاندنی چٹکی ہوئی تھی۔ دیوار پر میرا سایہ واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ میں تصوراتی قدموں سے آہستہ آہستہ آگے بڑھتے ہوئے حضرت انیس شیرازی صاحب کے دروازے پر پہنچ گیا۔ چونکہ دروازہ اندر سے بند تھا لہذا میں نے اپنے تصوراتی ہاتھوں سے کنڈی کو پکڑ کر کھٹکھٹانا شروع کر دیا۔ کنڈی کی آواز بالکل صاف طور پر میرے کانوں میں آ رہی تھی۔ کہ اتنے میں اندر سے انیس شیرازی صاحب نے آواز دی۔ کون ہے بھائی ؟

میرے تصوراتی جسم نے اس سوال کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں اپنے مثالی وتصوراتی جسم کے ساتھ شیرازی صاحب کے دروازے پر تو موجود تھا لیکن درحقیقت میرا حقیقی جسم بحالتِ مراقبہ اپنے ہی نرم بستر پر موجود تھا۔ بہر حال شیرازی صاحب نے کنڈی کھولی۔ میں نے ان کے قدموں کی اور کھنکھارنے کی آواز کو واضح طور پر سنا تھا۔ دروازہ کھلنے کے بعد میں نے اپنے تصوراتی آنکھوں سے اُن کو دیکھا بھی تھا۔ مگر وہ مجھے نہ دیکھ سکے بلکہ وہ تو پر تجسس انداز میں ادھر اُدھر کو دیکھے جا رہے تھے۔ جب وہ کسی کو اپنے دروازے پر نہ دیکھ سکے اور بات اُن کی سمجھ میں نہ آسکی تو زور سے اُنہوں نے دروازہ بند کر دیا اور اُونچی آواز میں **لا حول ولا قوة الا با لله** پڑھا۔ اُن کے دروازہ بند کرنے اور **لا حـول** ۔۔۔ پڑھنے سے میرے تصوراتی بدن نے ایک عجیب سی جھنجھناہٹ محسوس کی۔ اور میں کابوس کے مریض کی طرح بلبلا کر جسمِ مادی میں پھر سے واپس آ گیا۔ ایک دم سے آنکھ کھلنے کے باعث میں نے اُٹھنے کی کوشش کی مگر چونکہ جسم پر عارضی فالجی اثرات قائم کر کے مراقبہ کیا تھا۔ اسی لئے فوراً اُٹھ نہ سکا۔ ذہن نے اسی لمحے مشورہ دیا کہ فالجی اثرات دور کرنے کے لئے جسم کو ہدایت دی جائے۔ سابقہ طریقے کے مطابق میں نے ہدایت دے کر اپنے خوابیدہ اعضاء کو پھر سے مکمل بیدار کر دیا۔ یہ ایک عظیم تجربہ تھا۔ جس کے مکمل ہونے پر مجھے روحانی مسرت تھی۔

اذکار، ضربات اور مشاغل کے بعد مراقبات :

جب انوارِ جہریہ وسریہ سے سالک کا قلب وجسم وروح منور وتاباں ہو جاتے ہیں۔ تو اس کی رگ وپے میں ذکر سرایت کر جاتا ہے۔ جس سے ای کی طبیعت ومزاج میں ایک عجیب سی محویت اور بے خودی پیدا ہو جاتی ہے۔ تب اس (مرید وسالک) کے استاذانِ طریقت (مرشد ومربی) اس کو مراقبات کی تعلیم دینا شروع کر دیتے ہیں۔ مگر یاد رہے۔ کہ! مراقبے کی چند اقسام ہیں۔ جن سے کہ طالبِ صادق نہایت مستفید ومتنفع ہوتا ہے۔ اگر کوئی سالک اسے (مراقبات کی مشقوں ومشاغل کو) منزلِ مقصود تک پہنچا دے۔ اور ان پر مرشد کے ارشادات کی روشنی میں عمل پیرا ہو۔ تو اسے بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یعنی کہ جب سالک مذکورہ اذکارِ جہریہ اور سریہ (بمثل مشاغل واذکارِ ضربیہ، نفی اثبات، پاس انفاس، سلطان الذکر وغیرہ) سے ترقی کر جاتا ہے۔ اور درجہء کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ تو اس پر معنوی وحقیقی کیفیات (جیسے کہ ذکر روحی، سری اور ذکرِ مشاہدہ و معائنہ) منکشف ہو جاتا ہے۔ تو وہ اس مقام میں غلبہء نور اور اللہ تعالیٰ کی عظمت سے بے ہوش ہو جائے گا۔ ہوش میں آنے پر سالک اپنے آپ کو کمترین، عاجز اور کم حیثیت شخص سمجھنے لگے گا۔ اور مزید ترقی کا آرزومند ہونا چاہے گا۔ اس کے بعد اس پر نورِ جمالی ظہور فرمائے گا۔ اس نور کا غلبہ اس کے حواسِ خمسہ کو بیکار اور مضمحل کر دے گا۔ اور باطنی آنکھ کے غلبے کی وجہ سے اس نور کو وہ ظاہری آنکھ سے دیکھے گا۔ اگر یہ کیفیتِ نورانی سالک کے دل میں ٹھہر کر قرار پکڑ لے۔ تو وہ مجسم "**کن**" بن جائے گا۔ یعنی کہ سالک کا ارادہ اور کام درحقیقت اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور کام ہو جائے گا۔ اور

وہ'' **وھو علٰی کل شیء محیط۔ وھو معکم اینما کنتم** ''(اور تمام موجودات کو اللہ تعالیٰ گھیرے ہوئے ہے۔ اور تم جہں کہیں اور جس حالت میں ہو۔ اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ ہے) کی کیفیت کا معائنہ و مشاہدہ کرے گا۔ غرضیکہ سالک کا دیکھنا، سننا بلکہ اس کے جمیع افعال اللہ تعالیٰ ہی سے ہوں گے۔ اور وہ تمام چیزوں میں خداوندِ متعال کے وجود کو ہی پائے گا۔ اور اس کی توجہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہوگی۔ یہ مرتبہ قرب نوافل اور مقامِ مشاہدہ کا ہے۔ اور اس کی کوئی حد نہیں۔ اس میں سالک بنی ہوئی چیزوں سے بنانے والے (مصور و خالق) یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ جب سالک اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اور اس میں کمال بھی حاصل کر لیتا ہے۔ تو وہ کیفیت جذب میں چلا جاتا ہے۔ جسے اصطلاحِ صوفیاء میں ''مجذوب'' کہا جاتا ہے۔ اور پھر اس کی حالت و کیفیت'' **و بی یسمع. و بی یبصر. وبی ینطق. وبی یبطش. وبی یمشی. وبی یعقل. ما را ایت شیئا. الا و رایت اللہ فیہ** ''(یعنی وہ میرے ہی ذریعے سے سنتا ہے۔ دیکھتا ہے۔ بولتا ہے۔ پکڑتا ہے۔ چلتا ہے۔ ادراک حاصل کرتا ہے۔ میں نے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی۔ کہ جس میں مجھے اللہ تعالیٰ کا جلوہ دکھائی نہ دے) ہو جاتی ہے۔ بقولِ بعضے!

علمِ حق در علمِ صوفی گم شود
ایں سخن کہ باور مردم شود

اس مرتبہ میں انوار تجلّی کبھی اجسام کی طرح سالک پر ظاہر ہوتے ہیں۔ سالک کو چاہیئے۔ کہ! اِن انوارات کو انوارِ الٰہی خیال کرے۔ اگر اسی حالت پر سالک ٹھہر نہ ٹھہرے۔ اور آگے بڑھ جائے۔ تو وہ اس سے بھی بلند مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ بلکہ تجلّیءِ ذاتی اس کے قلب کو حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اس تجلّی میں وہ اس نور کو بے نظیر و بے مثال دیکھے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ادراک کے مطابق وہ وجودِ باری تعالیٰ کو جان سکے گا۔ بلکہ جنابِ باری تعالیٰ کو بے حجاب دیکھت گا۔ (جیسے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، امامِ اعظم ابوحنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اور دیگر کئی اولیاءاللہؒ نے بھی اللہ تعالیٰ کی روئیت کا شرف حاصل کیا) لہذا ایسے سالک سے جو افعال و اوصاف صادر ہوں گے۔ ان کو جنابِ باری تعالیٰ کے اوصاف و افعال خیال کرنے چاہئیں۔ جو کہ عالم سے ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ مقام در حقیقت ''قربِ فرائض'' کا ہے۔ اس مرتبہ میں کمال حاصل کر لینے کے بعد ایک عام سالک ترقی کر کے مجذوبِ سالک بن جاتا ہے۔ یعنی صفاتِ باری تعالیٰ اور اس کی ہستی کو دنیا کی ہر چیز میں مشاہدہ کرتا ہے۔ بمطابق '' **ما را ایت شیئا۔ الا و رایت اللہ فیہ** ''(میں نے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی۔ کہ جس میں مجھے اللہ تعالیٰ کا جلوہ دکھائی نہ دے) اس مشاہدہ کی کوئی حد نہیں ہے۔ اگر اس مرتبہ سے مزید ترقی حاصل ہو جائے۔ اور تجلّیءِ ذات باصفاتِ خدا (اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے) اس سالک پر ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ وہ ان تجلیات میں خود کو محو و مستغرق کر لے۔ کیونکہ! اس تیسری مرتبہ میں سالک ہمہ تن صانع ہو جائے گا۔ اور کوئی صنعت باقی نہ رہے گی۔ اور اس سے'' **الا انہ بکل شیء محیط** ''(آگاہ ہو جاؤ۔ کہ اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے) کا ظہور ہوگا۔ اور ساتھ ہی ساتھ اس سالک پر '' **من عرف نفسہ‘ فقد عرف ربہ‘** ''(جس نے خود کو پہچان لیا۔ اس نے رب کو پہچان لیا) کا اسرار منکشف ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہستی کے سوا اس میں کچھ نہ رہے گا۔ اور فنا ہو جائے گا۔ پھر اس پر'' **کل شیء ھالک الا وجھہ** ''(تمام موجودہ چیزیں مٹ جائیں گی۔ لیکن خدائے موجود کبھی فنا نہیں ہوگا) کا ظہور ہوگا۔ اور حق محض باقی رہ جائے گا۔ اگر اس جگہ '' **الآن کما کان** '' کا تصور و تخیل کیا جائے۔ تو روح کو، جو کہ اللہ تعالیٰ کا نورِ ذاتی ہے۔ بے نقاب و بے حجاب دیکھے گا۔ اور '' **رایت ربی بر بی** ''(میں نے اپنے پروردگار کو پروردگار کے ذریعے سے دیکھا) اس پر شاہد ہے۔ سالک کو اللہ تعالیٰ کے نورِ ذات کے ذریعے سے دیکھتا ہے۔ اور اپنے آپ کو درمیان میں نہیں پاتا۔ اسی کو فنا کہتے ہیں۔

مراقبہ کے بیان میں : (بمطابق تعلیماتِ حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب)

مراقبہ کے بیان سے پہلے یہ بات ہمیشہ ذہن نشین رہنی چاہیئے۔ کہ! روحانی علوم سیکھنے یا تیسری آنکھ بیدار کرنے یا مراقبہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے انسان کو ایک وقت مقرر کر کے اپنے ذہن کو کسی ایک نقطہ پر مرکوز کر کے مکمل یکسوئی (Concentration) حاصل کرنا ہے۔ جیسے جیسے انسان اپنی یکسوئی پر قابو پا لیتا ہے۔ کامیابی حاصل کرتا چلا جاتا ہے۔ جس طرح ہم جسمانی آنکھوں سے بہت ساری چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق انسانی جسموں میں ارواح بھی ہوتی ہیں۔ اسی کنسنٹریشن سے روح کی آنکھ کھل کر بیدار ہو جاتی ہے۔ اور اسی سے ہم زمان و مکان (Time and Space) سے گزر کر ماورائی دنیا (یعنی وہ دنیا کہ جس کو ہم عام آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے) میں داخلے کی اجازت حاصل کر لیتے ہیں۔

مراقبہ ہے کیا ؟ مراقبہ ایک ایسی حالت کا نام ہے۔ کہ جس میں انسانی شعور آہستہ آہستہ لاشعوری واردات و کیفیات سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ اور لاشعور (یعنی روح کا شعور) متحرک ہو جاتا ہے۔ مختلف سلاسل میں مختلف مشقوں کے ذریعے سے اس حالت کو زندہ و بیدار کیا جاتا ہے۔ بہر کیف مقصد و مطلب جملہ سلاسل کا صرف یہی ہے۔ کہ! وہ ارادہ کے ساتھ نیت بھی کام کرے۔ اس لئے کہ بغیر نیت کے ارادہ میں حرکت پیدا نہیں ہوتی۔

یاد رہے۔ کہ! مراقبہ ایک ایسی حالت وکیفیت کا نام ہے۔ کہ جس میں زمان ومکان کی حد بندیاں نہیں ہیں۔ کیونکہ! زمان ومکان کی حد بندیاں تو انسانی ارادے اور نیت میں خلل پیدا کرتی ہیں۔ سالک وطالبِ صادق کو یہ دیکھنا لازمی ہے۔ کہ! اُن کی زندگیوں میں کن حالات میں حد بندیاں زیادہ اور شدید ہوتی ہیں۔ اور کن صورتوں میں ان حد بندیوں سے آزاد ہوتے ہیں۔

چونکہ انسانی زندگی دو حصص پر منقسم ہے۔ بیداری وخواب۔ بیداری میں تو انسان زمان ومکان کا پابند ہے۔ لیکن درعالمِ رویاء یعنی خواب میں انسان ان پابندیوں سے یکسر آزاد ہو جاتا ہے۔ بالفاظِ دیگر! سوتے انسان میں جاگتے انسان کی نسبت صلاحیتیں زیادہ بیدار ہوتی ہیں۔ اور مراقبہ کے ذریعے خواب میں زمان ومکان سے آزاد کام کرنے والی صلاحیتیں بیداری میں منتقل ہو جاتی ہیں۔ بہرحال! محنت تو ہر حالت میں شرط ہے۔ جیسا کہ! حضرت شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! دُعا پر بھروسہ کرنا حماقت ہے۔ اور اپنی محنت پر بھروسہ کرکے دُعا سے گریز کرنا تکبر ہے۔

مراقبہ میں سب سے پہلے اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ! انسان کے اوپر بیدار رہنے کی حالے میں ایسی کیفیت وحالت طاری ہو جائے۔ جو کہ خواب سے کافی قریب ترین ہے۔ لہذا اس کا یہ طریقہ اختیار کیا گیا۔ کہ انسان اپنی نیت وارادہ سے بیداری میں اپنے اوپر خواب کی سی زندگی طاری کرلے۔ مثلاً یہ کہ!

اندھیرا ہو۔ آنکھیں بند ہوں۔ جسم ڈھیلا ہو۔ شعور بیداری کی جکڑ بندیوں سے آزاد ہو۔ اور لاشعوری کیفیات کو قبول کرتا ہو۔ ذہن کسی ایک نقطہ پر مرکوز کرلیا جائے۔ جو بظاہر سامنے موجود نہیں ہے۔ یہی مشق آہستہ آہستہ انسان کو اس مقام تک لے آتی ہے۔ جہاں وہ خواب کی واردات کو بیداری کے حواس میں محسوس کرتا ہے۔ اور اس کا آخری درجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ! لاشعوری کیفیات کو انسان اس طرح قبول کرنے لگ جاتا ہے۔ جیسے وہ شعوری تحریکات کو قبول کرتا ہے۔

یاد رہے۔ کہ! انسان کے اندر بیک وقت دو مختلف دماغ کام کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک دماغ وہ ہے۔ کہ! جو آدم کے اندر اسفل سافلین میں پھینکے جانے سے پہلے کام کرتا تھا۔ جبکہ دوسرا دماغ وہ ہے۔ جو اسفل میں بنا اور اسفل ہی میں کام کرتا ہے۔ لیکن جو دماغ جنت میں بھی کام کیا کرتا تھا۔ وہ ختم تو نہیں ہوا۔ درحقیقت ہوتا یہ ہے۔ کہ! اسفل کا دماغ عموماً غالب رہتا ہے۔ جبکہ جنت والا دماغ مغلوب۔ لیکن اس کی حرکات وسکنات خواب میں محوِ سفر رہتی ہیں۔ لیکن مراقبہ کے ذریعے خواب کے حواس جب بیداری میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ تو صورتِ حال برعکس ہو جاتی ہے۔ یعنی اسفل کا دماغ معطل ہو جائے۔ تو انسان کے اوپر جذب کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے اس راستہ میں سفر کرنے والے سالک وطالبِ صادق کو استاد و رہبر ورہنما کی لازمی ضرورت پڑتی ہے۔ اور وہ بھی ایسا استاد، جو کہ اس راہ میں سفر کرکے منزل رسیدہ ہو۔ اور وہ اس بات سے کماحقہ واقف وشناسا بھی ہو۔ کہ سالک وطالبِ صادق یا شاگرد کی ذہنی استعداد کیا ہے۔ اور وہ جنت کے دماغ کی تحریکات کو کس حد تک قبول کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ اسی مناسبت سے ایسے شاگرد کے لئے کچھ ایسے اسباق تجویز کرتا ہے۔ جو سالک کی ذہنی استعداد کے عین مطابق ہوں۔ اور اس کی سکت کو بتدریج بڑھاتے رہیں۔ (یاد رہے۔ کہ! تصوف کی زبان میں استاد سے مراد شیخ یا مرشد ومربی ہے)

یاد رہے۔ کہ! مراقبہ میں واردات وکیفیات کا نزول دو طرح سے ہوا کرتا ہے۔ پہلی صورت یہ کہ! آدمی آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے اوپر آدھی نیند طاری ہوگئی۔ جس کو نیم غنودگی کہتے ہیں۔ اور اس حالت میں وہ غیب کی بہرسی چیزوں کا مشاہدہ کر رہا ہوتا ہے۔ جبکہ دوسری حالت میں وہ آنکھیں بند کئے بیٹھا ہے۔ لیکن اس کے اوپر نیند طاری نہیں ہوتی۔ بند آنکھوں سے وہ غیبی چیزوں کا مشاہدہ کر رہا ہوتا ہے۔ اس کیفیت کا اصطلاحی نام **درود** ہے۔ جب کوئی شخص اس کیفیت سے مکمل طور پر آشنا ہو جاتا ہے۔ تو پھر درود کی حالت میں اس کی آنکھیں کھلنے لگتی ہیں۔ جبکہ اس وقت کیفیت یہ ہوتی ہے۔ کہ! وہ ہر چیز بند آنکھوں سے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ یاد رہے۔ کہ! آنکھوں پر جب دباؤ پڑا۔ تو آنکھیں کھل گئیں۔ رفتہ رفتہ یہ حالت اس درجہ تک غالب آجاتی ہے۔ کہ سالک کو آنکھیں بند کرنے کی بھی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اور وہ اپنے ارادوں کے ساتھ جہاں بھی دیکھنا چاہتا ہے۔ بآسانی ملاحظہ کرلیتا ہے۔ اس حالت وکیفیت کا اصطلاحی نام **کشف یا مکاشفہ** کہلاتا ہے۔ لیکن اس حالت میں انسانی شعور کافی حد تک معطل اور دبا ہوا رہتا ہے۔ یعنی جب اس کے اوپر یہ حالت وارد ہوتی ہے۔ تو ماحول سے اس کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ اور جب اس کیفیت سے باہر آجاتا ہے۔ تو تعلق بحال ہو جاتا ہے۔

مکاشفہ کی صلاحیت پوری طرح سے بیدار ہو جانے کے بعد ذہن ایک نئی کروٹ لیتا ہے۔ اور انسان کھلی آنکھوں سے دور ودراز اور پس پردہ چیزوں کو دیکھنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ پس پردہ چیزیں بھی دیکھتا ہے۔ اور شعوری حواس میں بھی رہتا ہے۔ مطلب یہ کہ! وہ شعوری حواس میں باتیں کر رہا ہوتا ہے۔ کھا پی رہا ہوتا ہے۔ چل پھر رہا ہوتا ہے۔ تصوف میں اسی کا نام **مشاھدہ** ہے۔ کیونکہ وہ اس حالت وکیفیت میں مشاہدہ بھی کر رہا ہوتا ہے۔ اور یہ مشاہدہ ہی تو ہے۔ جو کہ انسان کو درجہ بدرجہ وہاں تک لے جاتا ہے۔ جہاں پر وہ عرفان صفات کے علمِ گراں مایہ سے متصف ومتصل ہو جاتا ہے۔

مشاہدہ میں اس بات کی مشق ہو جاتی ہے۔ کہ انسانی لاشعوری واردات و کیفیات میں جو دیکھتا ہے۔ شعور اس کو نہ صرف محسوس کرتا ہے۔ بلکہ اس کو ایک حقیقت جان کر اہمیت بھی دیتا ہے۔ نتیجہ میں لاشعوری اور شعوری کیفیات میں ایک توازن قائم ہو جاتا ہے۔ جب یہ کیفیت قائم ہو جاتی ہے۔ تو کوئی سالک غیب اور ظاہر میں بیک وقت دیکھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ نہ صرف وہ دیکھتا ہے۔ بلکہ محسوس بھی کرتا ہے۔ اور عمل بھی کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مشاہدہ بھی کرتا ہے۔ دنیاوی امور میں مشغول بھی رہتا ہے۔ ملائکہ سے ہم کلام بھی ہوتا ہے۔ اور اپنے دوست و احباب سے محوِ گفتگو بھی رہتا ہے۔ یعنی کہ اس کے اوپر ایک ایسی حالت وارد ہو جاتی ہے۔ جس کو ہم لاشعوری اور سعوری کیفیات کا ایک جگہ مجتمع ہونا اور بیک وقت عمل کرنا بھی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس وقت سالک خود کو زمین پر موجود بھی دیکھتا ہے۔ اور آسمانوں کی سیور (سیر کی جمع) میں مصروف بھی پاتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (الانتباہ فی سلاسل اولیاء میں) فرماتے ہیں۔ کہ! حصولِ معرفت اور سببِ وصول کے سلسلے میں مشائخینِ نقشبندیہ کا دوسرا اور آسان ترین اور قریب ترین راستہ ’’توجہ‘‘ اور ’’مراقبہ‘‘ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ! سالک معنی مقدس جو کیفیت اور مثال سے منزہ ہے۔ اسمِ مبارک یعنی ’’اللہ‘‘ کی طرف کسی عربی، عبرانی، فارسی یا کسی بھی اور زبان کے الفاظ کو بیچ میں لائے بغیر ذہن کو منتقل کرے۔ اور اپنے تصور و تخیل میں اس صورت اور حفاظت نقش کرے۔ سالک کو چاہیئے۔ کہ! اپنی قوتوں اور ادراکات کے ساتھ قلبِ صنوبری میں اسی معنی مقدس کو جاگزیں کرے۔ اور اسی ریاضت پر ہمیشگی اختیار کرے۔ اسے اپنانے کے سلسلے میں اس قدر تکلف اور کوشش سے کام لے۔ کہ یہ کلفت (بھدا یا بے ڈول) اور سعی بھی وسط سے اُٹھ جائے۔ اور یہ علم طبیعتِ ثانیہ اور ملکہ بن جائے۔

مراقبہ ک تعریف و طریقہ تفصیلاً پچھلے باب میں گزر چکا ہے۔ اَب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ! مراقبہ میں واردات اور کیفیات کا نزول کس طرح سے ہوتا ہے۔ مشاہدے سے پتا چلا ہے۔ کہ! مراقبہ میں واردات اور کیفیات کا نزول دو طرح سے ہوا کرتا ہے۔

پہلی صورت تو یہ ہے۔ کہ! آدمی آنکھیں بند کئے بیٹھا ہے۔ اس کے اوپر آدھی نیند طاری ہو گئی۔ جس کو ہم نیم غنودگی کہہ سکتے ہیں۔ اور اس حالت میں بیٹھے بیٹھے وہ بہت سی چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے۔

جبکہ دوسری صورت یہ ہے۔ کہ! ایک آدمی آنکھین تو بند کئے بیٹھا ہے۔ لیکن اس کے اوپر نیند یا غنودگی طاری نہیں ہے۔ وہ صِرف آنکھیں بند کئے بیٹھا ہے۔ اور وہ غیب کی چیزوں کا مشاہدہ بھی کر رہا ہے۔ اس کیفیت کا اصطلاحی نام درود ہے۔ جب کوئی شخص اس کیفیت سے پوری طرح آشنا ہو جاتا ہے۔ تو پھر درود کی اس حالت میں اس کی آنکھیں کھلنے لگتی ہیں۔ اور کیفیت یہی ہوتی ہے۔ کہ! وہ ہر چیز بند آنکھوں سے دیکھ ہی رہا ہوتا ہے۔ آنکھوں پر دباؤ (**Stress**) پڑنے کی وجہ سے آنکھیں کھل گئیں۔ رفتہ رفتہ یہی حالت اس درجہ تک غالب آ جاتی ہے۔ کہ اس کو آنکھیں بند کرنے کی بھی نوبت نہیں آتی۔ اور وہ اپنے ارادے کے ساتھ جہاں دیکھنا چاہتا ہے۔ باسانی دیکھ لیتا ہے۔ اَب اس کیفیت کا اصطلاحی نام کشف یا مکاشفہ کہلاتا ہے۔ لیکن اس حالت میں انسانی شعور کافی حد تک معطل اور دَبا ہوا رہتا ہے۔ یعنی جب اس کے اوپر جب یہ حالت وارد ہوتی ہے۔ تو اپنے اردگرد کے ماحول سے اس کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ جبکہ باطنی اور غیر موجود ماحول سے تعلق ملحق ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ اس کیفیت سے باہر آتا ہے۔ تو پھر دوبارہ اپنے اردگرد کے ماحول سے تعلق بحال ہو جاتا ہے۔

مکاشفہ کی صلاحیت پوری طرح سے بحال و بیدار ہو جانے کے بعد ذہن ایک نئی کروٹ لے لیتا ہے۔ اور ایسا خوش نصیب شخص کھلی آنکھوں سے دور و نزدیک، حاضر و پس پردہ غیب چیزوں کو دیکھنے کی قدرت حاصل کر لیتا ہے۔ یعنی جب تک کوئی شخص پس پردہ و غیب چیزوں کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ وہ اس وقت شعوری حواس میں رہتا ہے۔ یعنی کہ وہ شعوری حواس میں باتیں کر ہرا ہوتا ہے۔ کھا پی رہا ہوتا ہے۔ چل پھر رہا ہوتا ہے۔ اور ان جملہ امور کے ساتھ وہ مشاہدہ بھی کر رہا ہوتا ہے۔ تصوف میں اسی کا نام مشاہدہ ہے۔ یہی مشاہدہ انسان کو درجہ بدرجہ وہاں لے کر جاتا ہے۔ جہاں پر وہ خوش نصیب شخص عرفانِ صفات کے علمِ گراں قدر سے متصف ہو جاتا ہے۔

مشاہدہ میں ایسے شخص کو اس بات کی بھی مشق حاصل ہو جاتی ہے۔ کہ انسان شعوری واردات اور کیفیات میں جو دیکھتا ہے۔ شعور اس کو نہ صِرف محسوس کرتا ہے۔ بلکہ اس کو ایک حقیقت جان کر اہمیت بھی دیتا ہے۔ جس کے نتیجے میں شعوری و لاشعوری کی کیفیات میں یکساں توازن قائم ہو جاتا ہے۔

جب کسی پر یہ کیفیات قائم ہو جاتی ہیں۔ تو کوئی سالک راہ حق غیب و ظاہر میں بیک وقت دیکھتا ہے۔ محسوس کرتا ہے۔ اور عمل کرتا ہے۔ اس طرح سے وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مشاہدہ کر رہا ہوتا ہے۔ اور وہ دنیاوی اُمور میں بھی مصروفِ کار رہتا ہے۔ ملائکہ (فرشتوں) سے بھی ہم کلام رہنے کا شرف بھی رہتا ہے۔ اور اپنے دوست و احباب سے محوِ گفتگو بھی رہتا ہے۔ یعنی کہ اس کے اوپر ایک ایسی حالت وارد رہتی ہے۔ جس کو ہم لاشعوری اور شعوری کیفیات کا ایک جگہ مجتمع ہونا اور بیک وقت عمل کرنا کہہ سکتے ہیں۔ ایسا خوش نصیب شخص خود کو زمین پر بھی موجود پاتا ہے۔ اور آسمانوں کی

سَیر میں بھی مصروف رہتا ہے۔ جب بندہ ءمومن اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے یہ عرفان حاصل کر لیتا ہے۔ تو وہ حضرت علی المرتضیٰ ؓ کے اس قول کے مصداق ہو جاتا ہے۔ کہ! **من عرف نفسه فقد عرف ربه**۔ جس نے خود کو پہچان لیا۔ اُس نے اپنے رب کو بھی پہچان لیا۔

بعض مشائخینِ نقشبندیہ نے یہ فرمایا ہے۔ کہ! مقصود کے معنی یہ ہیں۔ کہ! جب سالک پر ایک بے خودی ومحویت کی سی کیفیات طاری ہو جائیں۔ تو پھر اسے اسمِ ذات ''اللہ'' ایک ایسے نورِ بسیط کی صورت میں متشکل تصور کرے۔ کہ جو تمام موجوداتِ علمیہ اور غیبیہ کو احاطہ کئے ہوئے تھا۔ اور پھر اسے بصیرت کے سامنے کرے۔ تخیل وتصور کے اس عکس کو محفوظ رکھتے ہوئے تمام قوتوں اور ادراکات کے ساتھ دل کی طرف متوجہ ہو۔ اور اس امر کا بھی اہتمام والتزام کرے۔ کہ! بصیرت بھی قوی ہو اور صورت بھی باقی رہے۔ چنانچہ اس عمل کے نتیجے میں معنی ءمقصود کا ظہور ظاہر ہو کر نکل آئے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! مراقب بابِ مفاعلہ ہے۔ یعنی تراقب (نگرانی ءتوجہ یا نگہبانی) دونوں اطراف سے ضروری ہے۔ مراقبہ کرنے والے کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے احوال پر حق تعالیٰ کے مطلع ہونے کے بارے میں اپنی اطلاع پر مراقب ہو۔ اور اسی پر مداومت وتسلسل کو جاری رکھے۔ یا مراقب ہو۔ اپنی اطلاع کا اپنے موجد پر بغیر کسی خلل اور پریشان خاطری کے۔

اور ایک طریقہ یہ ہے۔ کہ! اپنے قلبِ صنوبری کا مراقب ہو۔ اور اس میں کوئی خطرہ نہ آنے دے۔ یہاں تک کہ اسے اپنے قلبِ حقیقی سے ربط آسان ہو جائے۔ اس میں مفاعلہ کے معنی کا کوئی لحاظ شامل نہ ہو۔ **مراقبہ کا راستہ ''نفی اثبات'' کے طریق سے بہت ہی اعلیٰ اور افضل ہے۔ دوسرے راستوں کے مقابلے میں مراقبہ کا راستہ جذبہ ءالٰہیہ کا سہل ترین اور قریب ترین راستہ ہے۔**

کیونکہ! مراقبہ کے ذریعے ملکوت میں تصرف کرنا، لوگوں کے قلوب کی باتیں معلوم کرنا، دوسروں کو محض نظر ہی سے عطا کر دینا یا اس کے باطن کو روشن کر دینا اور اس طرح کے دیگر فوائد ومنافع ممکن ہیں۔ مراقبہ کے ملکہ سے دائمی جمعیتِ خاطر حاصل ہوتی ہے۔ اور سالک ہمیشہ لوگوں کے قلوب کا مقبول ومحبوب بنا رہتا ہے۔ اور یہی وہ مقام ہے۔ کہ جسے جمع وقبول کہا جاتا ہے۔

مراقبہ :

محققین کے نزدیک مراقبہ کے تین معنی ہیں۔

☆ ایک دوسرے کو دیکھنا اور اپنی قلبی توجہ کو رقیب کی جانب پھیرنا۔

☆ منتظر ہونا اور نگہبانی کرنا۔

☆ اصطلاح، صوفیاء میں فیضِ الٰہی کے لئے منتظر ہونے اور قلب کی نگہبانی کرنے کو دراصل **مراقبہ** کہا جاتا ہے۔

اس ضمن میں راقم الحروف ومؤلف کتاب ہذا (محمد عبد الرؤف القادری) قارئینِ کتاب ہذا کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ! شغل اور مراقبہ میں کچھ فرق ہے کیونکہ شغل میں کوئی ایک چیز (**Object**) سامنے رکھ کر مشق کی جاتی ہے۔ جبکہ مراقبہ میں کسی چیز کا ذہن میں تصور و تخیل کر کے مشق کو سرانجام دیا جاتا ہے۔

بہرحال مراقبے کی کامیابی کا مکمل انحصار تقوٰی اور قلب کی باطنی کیفیت پر ہے۔ کیونکہ دل جب متوجہ الی اللہ یا متوجہ غیر اللہ ہوتا ہے تو جسم کے تمام اعضاء بھی اُسی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ توجہ، تصور وتخیل میں تمام اعضاء بالآخر قلب ہی کے تابع ہوتے ہیں۔

مراقبے کا نتیجہ یہ ہے کہ! محبوب ومطلوب کے تصور وتخیل میں ایسا محو ومستغرق ہو کہ پھر کسی کی بھی خبر نہ رہے۔ اور نہ ہی کوئی درد وغم محسوس ہو۔ حدیثِ نبوی ﷺ میں بارہا آیا ہے کہ!

اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طور پر کرو کہ گویا تو اِس کو دیکھتا ہے۔ اس حدیث نبوی ﷺ میں پہلا مقام مشاہدہ کا ہے جبکہ دوسرا مراقبہ کا۔ لہٰذا درویش وفقیر کو ہر وقت یہ خیال رہنا چاہیئے کہ! خُدا ہر وقت مجھ کو دیکھ رہا ہے اور میں خُدا کو۔ اگر کسی انسان میں یہ کیفیت آ جائے کہ! خُدا ہر وقت مجھ کو دیکھ رہا ہے، تو ایسا شخص ہر قسم کے گناہ سے بچ جاتا ہے اور مقامِ تقوٰی حاصل کر لیتا ہے۔

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سرحق بر ما نہ بخند

بعض محققین وعاملین فرماتے ہیں کہ! مراقبے، مشاغل اور اذکارِ ضربیہ میں عملِ تنفس کی وجہ سے اثرات بہت جلد رونما ہوتے ہیں۔

کیونکہ ان طریقوں کو مسلمانوں کے علاوہ اہل ہنود نے بھی بارہا آزمایا ہوا ہے۔

مراقبہ کے ذریعے سے حاصل ہونے والے فوائد :

تجربات اور مشاہدات نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ مراقبہ سے مندرجہ ذیل جسمانی اور نفسیاتی فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

☆ خون کے دباؤ پر کنٹرول ☆ قوتِ حیات میں اضافہ ☆ بصارت میں تیزی ☆ خون کی چکنائی میں کمی

☆ تخلیقی قوتوں میں اضافہ ☆ چڑ چڑے پن میں کمی ☆ دل کی کارکردگی میں بہتری ☆ قوتِ سماعت میں اضافہ

☆ بہتر قوتِ فیصلہ ☆ قوتِ یادداشت میں تیزی ☆ بے خوابی سے نجات ☆ گہری نیند کا حصول

☆ حسد کا خاتمہ ☆ ڈپریشن اور جذباتی ہیجان کا خاتمہ ☆ بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت کا زیادہ ہونا ☆ خون کے ذرات میں اضافہ ☆ پریشانی اور مشکلات میں آنے والے دباؤ میں کمی ☆ صاحبان مراقبہ (مرد و عورت) کو وسوسے نہیں آتے ☆ ڈر اور خوف کے خلاف ہمت اور بہادری پیدا ہو جاتی ہے۔ ☆ عدم تحفظ کے احساس اور متقبل کے اندیشوں سے نجات مل جاتی ہے۔ ☆ مراقبہ میں کامیابی کے بعد صاحبانِ مراقبہ (خواتین و حضرات، چھوٹے بڑے۔۔۔) جادو ٹونے، بھوت پریت، آسیب و جنات اور منفی قِسم کے تخیلات و تصورات سے بالکل آزاد ہو جاتے ہیں۔

ترتیبِ مراقبہ :

مراقبہ کے دوران مناسب ہے۔ کہ! ☆ خلوصِ نیت سے باوضو ہو کر مراقبہ کے لئے خود کو مستعد کر لے۔ ☆ باادب تمام قبلہ رُخ ہو کر جائے نماز پر بیٹھ کر مراقبہ کیا کرے۔ ☆ دوزانو یا جس طرح بیٹھنے میں آرام دیکھے اور سمجھے، اسی طرح اپنی مرضی سے سینہ تان کر اور کمر سیدھی کر کے بیٹھے۔ حضرت خواجہ شمس الدین عظیم صاحب اپنی گرانمایہ تصنیف ''**مُراقبہ**'' میں رقم طراز ہیں۔ کہ!

☆ آلتی پالتی مار کر شمال کی جانب رُخ کر کے مکمل سکون کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ ☆ داہنے ہاتھ کے انگوٹھے سے دائیں طرف کے نتھنے کو اوپر کی جانب سے بند کر لیں۔ ☆ بائیں طرف کے نتھنے سے پانچ سے آٹھ سیکنڈ تک سانس اندر کی طرف کھینچے رکھیں۔ ☆ داہنے نتھنے پر سے انگوٹھا ہٹا کر داہنے ہاتھ کی چھنگلی سے بائیں طرف کے نتھنے کو بند کر لیں۔ ☆ دائیں طرف کے نتھنے سے پانچ سے آٹھ سیکنڈ تک سانس کو روکے رکھیں۔ ☆ دائیں طرف کے نتھنے سے پانچ سے آٹھ سیکنڈ تک سانس اندر کی طرف کھینچیں۔ ☆ اب چھنگلی ہٹا کر دوبارہ داہنے انگوٹھے سے داہنے نتھنے کو جلدی سے بند کر لیں۔ ☆ بائیں طرف کے نتھنے سے پانچ سے آٹھ سیکنڈ تک سانس کو روکے رکھیں۔ ☆ اب بائیں طرف کے نتھنے سے سانس کو آہستگی کے ساتھ اخراج کرنا شروع کر دیں۔ اِس طرح سے یہ ایک چکر (دور) مکمل ہوا۔ اس طرح کے سات، نو یا گیارہ چکر مکمل کرنے ہیں۔

تعلیماتِ مراقبہ :

مراقبہ کے ماہرین نے اپنے شاگردوں اور مریدوں کو مراقبے کے مختلف طرق تعلیم کئے ہیں۔ کیونکہ یہ مراقبے ان کے روحانی مدارج عبور کرنے میں کلاسوں کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ تا کہ ان کی چھپی ہوئی روحانی قوتیں یکے بعد دیگرے مرحلہ وار بیدار ہوتی جائیں۔ مراقبے کے بعض پروگرام خصوصی مقاصد کے لئے ہیں۔ جیسے کشف القبور کا مراقبہ، ہاتف غیبی کا مراقبہ، مراقبہ موت، ذہنی سکون کے حصول کا مراقبہ۔ بہر حال مراقبات کے اندر در حقیقت انسان کی تیسری آنکھ یعنی اُس کی چھپی ہوئی باطنی قوتوں کو اُجاگر کرنا ہوتا ہے۔

مانا کہ تو شہ رگ سے بھی قریب ہے لیکن مگر میں یہ فاصلہ بھی کہاں چاہتا ہوں

بقولِ عظیمی صاحب! مراقبہ کی نشست کے عموماً چار طریقے ہیں۔ جن کی تصاویر حاضر خدمت کی جا رہی ہیں۔

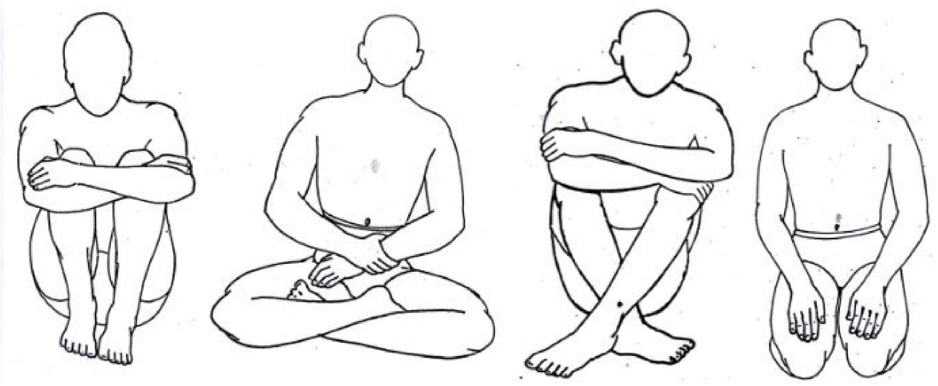

مراقبہ کا عملی پروگرام :

کسی بھی پروگرام پر عمل کرنے سے قبل چند باتوں کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔

☆ مراقبہ کرنے سے پہلے اس کے طریقے کو مکمل طور پر سمجھنا۔ ☆ مراقبہ کو ذوق وشوق اور خصوصی دلچسپی کے ساتھ کیا جائے۔

☆ مراقبہ کسی ایسے استاد کی زیرنگرانی کیا جائے جو مشق مراقبہ میں مہارت رکھتا ہو۔

☆ مراقبہ کی مشق کو روزانہ وقت کی پابندی کے ساتھ کم ازکم **20** سے **30** منٹ تک بلاناغہ کیا جائے۔

☆ مراقبہ کرنے کے فوراً ابعد اُٹھ کھڑے ہونے کے بجائے بہ چشم بند اپنی قلبی و باطنی واردات کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔

☆ مراقبہ کسی ایسی جگہ کیا جائے جہاں شوروغل، لوگوں کا اژدہام نہ ہو بلکہ مکمل سکون وتنہائی ہو۔

☆ مراقبہ کرنے سے پہلے صاحب مشق خود کو ہر قسم کے ذہنی خلفشار، خیالات، تفکرات اور وساوس سے آزاد کر کے مشق شروع کرے۔

☆ مراقبے سے قبل دو باتیں انتہائی ضروری ہیں۔ خالی الذہن ہونا اور کسی دیکھی ہوئی چیز کے تخیل وتصور سے مراقبہ کرنا۔

۞ یاد رہے کہ عام طور پر لوگ اس اُلجھن کا شکار ہو جاتے ہیں کہ تصور وتخیل کس طرح کیا جاتا ہے۔ عموماً تصور کا یہ مطلب ومقصد جانا اور سمجھا جاتا ہے کہ! چشمِ بند سے کسی چیز کو دیکھا جائے۔ جیسے تصورِ شیخ میں اپنے شیخ کے چہرے یا جسمانی خدوخال کو چشمِ بند سے دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص روشنیوں کا مراقبہ کرنے کی کوشش کرتا ہے تو بند آنکھوں سے روشنیوں کو دیکھنا چاہتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ تصور وتخیل کی تعریف ان معنوں میں نہیں آتی بلکہ اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ ایک شخص بند آنکھوں سے کسی چیز کو دیکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یعنی دیکھنے کا عمل ساقط نہیں ہوا۔ چونکہ دیکھنے کا عمل ساقط نہیں ہوسکا اسی لئے تصور قائم نہیں ہوگا۔

تصور سے مراد تو یہ ہے کہ آدمی ہر طرف سے ذہن ہٹا کر کسی خیال میں بے خیال ہو جائے۔ اور اس خیال میں کسی قسم کے معانی نہ پہنائے۔ اور نہ ہی کچھ دیکھنے کی کوشش کرے۔ مثال کے طور پر اگر روحانی اُستاد یا پیرومرشد (**شیخ طریقت**) کا تصور کیا جائے۔ تو اس کا صحیح طریقہ یہ ہے۔ کہ آدمی اپنی آنکھیں بند کر کے اس تخیل وتصور میں بیٹھ جائے کہ میں اپنے روحانی اُستاد یا پیرومرشد (شیخ طریقت) کی طرف یکسر متوجہ ہوں یا پھر میری توجہ کا مرکز روحانی اُستاد یا پیرومرشد (شیخ طریقت) کی قابلِ احترام ذات ہے۔ اسی طرح روشنیوں کا مراقبہ کرتے وقت یہ محسوس کیا جائے کہ میرے اوپر روشنیاں برس رہی ہیں اور میں روشنیوں کے دریا وسمندر میں ڈوبا ہوا ہوں۔ اس طرف دھیان نہ لگائے کہ روشنی کیا ہے؟ اور روشنی کس رنگ کی ہے؟

☆ شروع شروع میں بہت زیادہ وقت تک مراقبہ نہیں کرنا چاہیئے بلکہ معتدل مزاجی بہتر ہے۔

☆ مراقبہ اور نیند کو یکجا نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اگر نیند کا غلبہ ہو تو سونا بہتر ہے۔

☆ مراقبہ لیٹ کر یا کرسی پر بھی کیا جاسکتا ہے لیکن اس طریقے میں ذہن نیند کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

☆ مراقبہ کا سب سے بہترین طریقہ بناء کسی سہارے کے بیٹھ کر کرنا سب سے زیادہ مفیدومتنفع خیال کیا جاتا ہے۔

☆ مراقبہ کے لئے معتدل موسمی جگہ ہونا لازمی ہے۔ جگہ نہ زیادہ ٹھنڈی ہو نہ ہی زیادہ گرم۔

☆ مراقبہ کرنے کی جگہ پر اردگرد چیزیں بالکل نہ ہوں یا کم ہوں۔ ☆ مراقبہ کی جگہ ہوادار ہو۔ تاکہ صاحب مراقبہ کو گھٹن محسوس نہ ہو۔

☆ مراقبہ کے دوران زیادہ سے زیادہ اندھیرا ہونا چاہیئے۔ تاکہ صاحب مراقبہ کو بیرونی خیالات نہ ستائیں۔

☆ صاحبینِ مراقبہ فرماتے ہیں کہ! مراقبہ کے لئے چار اوقات بہتر ہوتے ہیں۔ 1 قبل طلوعِ آفتاب۔ 3 - 2۔ دن یا رات کے بالکل وسطی وقت میں۔ 4۔ عصر کے بعد۔ 5۔ بوقتِ سحر

☆ مراقبہ سے پہلے کالی مرچ کا سفوف روئی کے پھوئے میں رکھ کر ہلکا سا نم کر کے اس کو کانوں میں رکھنے سے بیرونی آوازیں نہیں آتیں۔ اور اندر کی آواز سطحِ سماعت پر آجاتی ہے۔ اور جلد یکسوئی حاصل ہو جاتی ہے۔

☆ مراقبہ میں مختلف خیالات سے بچنے کے لئے زود ہضم غذا کھانی چاہیئے۔

☆ مراقبہ جب شروع کر دیا جائے تو لوگوں سے میل جول کم کرلے۔ تاکہ اِدھر اُدھر کی پریشانیوں بالخصوص دوسروں کی غیبت سے بھی بچا رہے۔

☆ ہر قسم کی بدگمانی دل ودماغ سے نکال کر مراقبہ شروع کیا جائے ورنہ خیالات ستاتے رہیں گے۔

☆ مراقبہ کیلئے آرام دہ نشست کا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ اعصاب بالخصوص گردن اور ریڑھ کی ہڈی میں کسی بھی قِسم کا کھچاؤ پیدا نہ ہو۔

تراکیبِ مراقبہ :

نمبر1۔ آنکھیں بند کر کے دل کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے۔

☆ جس کلمہ، آیت، سورہ، اسم یا جس شخص و چیز کا مراقبہ کرنا مقصود ہو۔ اس کے مطلب و مفہوم کو ذہن میں رکھ کر اپنی ذات کو (اُسی جس کلمہ، آیت، سورہ، اسم یا جس شخص و چیز میں) مکمل محو و مستغرق کر لے۔

نمبر2۔ صاحب شہاب نامہ حضرت جناب **قدرتُ اللہ شہاب صاحب** مراقبہ کے بارے میں رقم طراز ہیں۔ کہ! ذکر اور شغل کے بعد ''مراقبہ'' کی باری آتی ہے۔ مراقبہ کی اصطلاح لفظ ''رقیب'' سے نکلی ہے۔ جسے نگہبان اور محافظ کہتے ہیں۔ مراقبہ بھی دل کو غیر اللہ کی یاد سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ جس آیت یا کلمہ کا مراقبہ (کرنا) منظور ہو۔ اس کو بار بار زبان سے دہرائے۔ اور دل کو دوسرے تمام خیالات سے خالی کر کے اس کے معانی میں اس قدر منہمک ہو جائے۔ کہ دنیا و مافیہا سے بھی حتی الوسع بے خبر ہو جائے۔ یہاں تک کہ اپنا بھی خیال دل سے نکل جائے۔ زمین و آسمان درہم برہم ہو کر غائب ہو جائیں۔ اور صِرف اللہ تعالیٰ کی (واحد اور قابل عبادت) ذات ہی کو موجود اور باقی تصور کرے۔ (شہاب نامہ میں اس کے بعد 12۔ اقسام کے مراقبات اور اُن مراقبات سے متعلق آیات دی گئی ہیں) حضرت شہاب ؒ مراقبہ فنا کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ! مراقبہ فنا کے پانچ درجات ہیں۔ پہلا درجہ یہ ہے۔ کہ ذکر جسمی کے غلبہ کی وجہ سے نفسِ لوامہ کے برے اخلاق ان اوصافِ حمیدہ میں فنا ہو جاتے ہیں۔ جن کا شرع نے حکم فرمایا ہے۔ دوسرے درجہ میں ذکر فکری کے غلبہ سے نفسِ لوامہ کی تمام امکانی خواہشیں احکاماتِ شرع کی پابندی میں فنا ہو جاتی ہیں۔ تیرے درجے ذکر قلبی کا غلبہ ہے۔ جس کی وجہ سے تمام موجودات کے اوصاف اور افعال اللہ یعنی موجودِ مطلق کے اوصاف اور افعال میں فنا ہو کر نفسِ مطمئنہ کو جنم دیتے ہیں۔ اس کے بعد مشاہدہ، معائنہ اور فناء الفنا کے (مزید) درجات ہیں۔ جن کے بارے میں مجھے زیادی سمجھ نہیں۔ مزید آگے جناب ژہاب ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! مراقبوں کا دور بھی بڑا دل فریب اور پر کشش ہوتا ہے۔ اِن میں بیمار کی شفاء، ارواح اور ملائکہ کے کشف، کشف القبور، حاجت بر آری، ماضی، حال اور کسی قدر مستقبل کے حالات سے باخبری وغیرہ کے ایسے ایسے تصرفات اور تجربات سے آشنائی ہوتی ہے۔ کہ بہت سے بدقسمت لوگ یہیں پر اپنا ڈیرہ بسا کر بیٹھ جاتے ہیں۔

بندگی میں میرا انداز جدا ہوتا ہے
میرا کعبہ میرے سجدوں میں چھپا ہوتا ہے

نمبر3۔ جناب سید سرفراز اے شاہ صاحب کتاب ''ارژنگِ فقیر'' میں مراقبہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ! مراقبہ کرتے ہوئے ابتداء میں تصور کیجئے۔ کہ دل کو دل دیکھ رہے ہیں۔ دو چار دن تو اندھیرا دکھائی دے گا۔ لیکن مایوس نہ ہوں۔ چند دن بعد ہلکی سی روشنی نظر آنے لگے گی۔ اور پھر آپ کو گلابی رنگ کا چمکتا ہوا اپنا دل دکھائی دے گا۔ تب اُس (گلابی رنگ کے چمکتے ہوئے دل) پر نظر جما کر تصور کیجئے۔ کہ اُس پر'' **اللہ** '' کا اسمِ مبارک لکھا ہوا ہے۔ چند مہینوں میں آہستہ آہستہ ''اللہ'' کا نام واضح (**Visible**) ہونے لگے گا۔ اللہ تعالیٰ کا اسمِ مبارک واضح ہونے کے بعد بھی اگر آپ مراقبہ کرتے رہے۔ تو پھر یوں ہوگا۔ کہ جیسے ہی آپ مراقبہ میں بیٹھے گے۔ چند ہی منٹوں میں اللہ تعالیٰ کا اسمِ مبارک دل پر لکھا آنکھوں کے سامنے آ جائے گا۔ (انشاء اللہ العظیم) جب ایسا ہو۔ تو سمجھ لیں۔ کہ آپ کا مراقبہ ہوگا۔

فکر بے نور تیرا، جذبِ عمل بے بنیاد
سخت مشکل ہے، کہ روشن ہو شبِ تارِ حیات

نمبر4۔ حضرت جناب امداد اللہ مہاجر مکی صاحب ؒ مراقبہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ! دوزانو (بمثلِ حالت تشہد) بیٹھ کر سر کو گھٹنے پر رکھ کر قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کر کے خداوندِ متعال کی درگاہ میں حاضر ہو جائے۔ اور تعوذ (**اعوذ باللہ من الشیطٰن الر جیم**) و تسمیہ (**بسم اللہ الر حمٰن الر حیم**) کے بعد'' **اللہ حاضری. اللہ ناظری. اللہ معی**۔ کہہ کر مراقب ہو کر ان کے معانی کا تصور و تخیل کرے۔ اور یقین کرے۔ کہ! اللہ تعالیٰ ہر وقت ہر جگہ پر'' حاضر و ناظر'' ہے۔ اور'' میرے ساتھ ہے''۔ اسی خیال و تصور میں خود کو اس قدر منہمک و مستغرق کر لے۔ کہ! غیر اللہ بلکہ اپنا خیال تک دل و دماغ سے نکال دے۔ اور اگر یہی تصور و تخیل تھوڑی ہی دیر میں زائل ہو جائے۔ تو سالک کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ! یہ مراقبہ نہیں ہے۔ (کیونکہ! جو چیز کہ مطلوبِ حقیقی یعنی رب متعال تک پہنچانے والی ہے۔ اس خیال کو مراقبہ کہا جاتا ہے۔ اور مراقبہ کی نشانی و علامت یہ ہے۔ کہ! سالک ہر چیز سے یہاں تک کہ وہ اپنی ذات سے بھی بے خبر و بے فکر ہو جائے) گو کہ ابتدا میں کچھ زحمت و پریشانی ضرور ہوتی ہے۔ لیکن مشق کرتے کرتے اور عادت ہونے پر کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس مرتبہ و مقام تک رسائی تدریجاً ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے پیران فرمایا کرتے ہیں۔ کہ! ابتدا میں مراقبہ کے حصول میں رکاوٹ کو جھاڑ کر عاجز ہو کر چھوڑ نہیں دینا چاہیئے۔ بقولِ بعضے!

ہمہ کارِ کہ ہمت بستہ گردد
اگر خارِ بود گلدستہ گردد

انتہائی آسان اور مفید مراقبہ

یا رب ایسا کوئی بت خانہ عطا کر جس میں ایسی گزرے جس میں تصور بھی گنہ گار نہ ہو

اگر کوئی شخص علم اشراق حاصل کرنا چاہے۔ یا ارواحِ اموات میں سے جس سے بھی مردہ شخص کی روح سے ملاقات کا خواہش مند ہو۔ تو ایسے شخص پر واجب و لازم ہے۔ کہ چند روز کے واسطے تھوڑی سے محنت و مشقت اختیار کر کے مقصود عظیم میں کامیاب و کامران ہو عامل کو چاہیے۔ کہ ایک مکان یا مکان میں کوئی کمرہ اس مقصد کے لئے ایسا تلاش کرے۔ جہاں عامل کے علاوہ کوئی دوسرا نہ آئے۔ پھر اس خلوت خانہ میں صحت جسمانی، حضور قلب، طہارت ظاہری و باطنی، پاکیزہ و معطر کپڑوں کے ساتھ خاموش سرنگوں بیٹھ کر بحالت مراقبہ اپنے دل کی حالت و کیفیت پر غور کر کے دیکھے۔ کہ میرا قلب کسی کام میں مشغول ہے۔ ظاہر بات ہے۔ کہ ابتداء قلب کے اندر طرح طرح کے خطرات اور وساوس ہوں گے اور دل خواہشات نفسانی و شہوانی و دنیاوی لذات سے بھرپور بھرا ہوا ملے گا۔ لیکن اگر کوئی شخص تقوٰی والا ہو۔ قلب و لطائف اس کے جاری ہوں۔ نمازی و پرہیز گار ہو۔ تو یہ خیالات انتہائی قلیل مقدار میں اس کے قلب پر ہوں گے۔ بہرحال صاحب مراقبہ کو چاہیے۔ کہ اپنے دل سے ایسے تمام خیالات و لغویات کو نکالنے کی بھرپور سعی کرے۔ اس دوران اسمِ اعظم ''**یا نور یا حی یا قیوم**'' کا بزبان قلب ورد جاری رکھیں۔ تا کہ حد درجہ محویت و استغراق کا حصول ممکن ہو سکے۔ اور یہ خیال مٹانے کی کوشش کرے۔ کہ میرے قلب کا یہ کام نہیں ہے۔ کہ میرا دل ان وساوس، لغویات، برے خیالات و نجاسات میں آلودہ رہے۔ بلکہ یہ خیال جمانے کی کوشش کرے۔ کہ میرا قلب پاک صاف ہو کر انوار الٰہی کا مظہر و مسکن بن چکا ہے۔ یہ بات کچھ مشکل تو ہے۔ مگر جب انسان ہمت سے کام لیتا ہے۔ تو سب مشکلات آسان ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ ہفتہ عشرہ میں ہی اس مشق کی برکت سے قلب کی حالت یکسر بدل جائے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ اور دل پاکیزہ و مصفّیٰ ہو کر تجلیات الٰہی، انوارات رحمانی کا سر چشمہ اور آماجگاہ بن جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

او تھے خودی گمان منظور ناہیں سر دیکے بھیت پا لیئے
وارث شاہ محبوب نوں تدوں پایئے جدوں اپنا آپ گنوا لیئے

یہ مشق روزانہ کم از کم ایک گھنٹہ رات کو اس وقت کریں۔ جب خلق خدا گہری نیند میں مشغول ہو۔ یعنی کہ رات کو بعد نماز عشاء سے بوقت صبح صادق یعنی تہجد تک اس مشق کو عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ چند روز کی مشق سے ایک بھی خطرہ وسوسہ یا برا خیال دل میں نہ رہے گا۔ انشاءاللہ۔ اور پاکیزہ و مصفّیٰ قلب بدرجہ اعلیٰ و اولیٰ نصیب ہو جائے گا۔ **یا ایتھا النفس المطمئنہ** ۔۔۔ اس وقت عامل یعنی صاحب مراقبہ کا دل مثل آئینہ ہو گا۔ یہاں تک کہ یہ خود اپنی ظاہری آنکھوں سے اپنے دل کی روشنی یعنی انوارات کو بخوبی دیکھ سکے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

جب صاحب مراقبہ اپنی کامیابی و کامرانی کو چیک کرنا چاہے۔ کہ اسے اس عمل میں کامیابی نصیب ہوئی ہے یا نہیں؟ کیونکہ یہ بھی ایک شیطانی خیال و شیطانی رکاوٹ تو نہیں ہے کیا؟ تو صاحب مراقبہ کو چاہیے۔ کہ کسی ایک شخص کو کہے۔ کہ تم دل میں کوئی خیال کرو۔ اور صاحب مراقبہ خود مراقب ہو کر اس شخص کے قلب کی طرف اپنی باطنی نگاہ سے دیکھے۔ جو خیال سامنے والا شخص اپنے دل میں کرے گا۔ وہی خیال بعینہٖ صاحب مراقبہ کے دل میں وارِد ہو گا۔ بعدہٗ اپنی قلبی کیفیت کو اس شخص کی نگاہ سے پوشیدہ کر کے لکھ لے۔ اور چھپا کر رکھ لے۔ اور اب اس شخص سے دوبارہ پوچھ لے۔ قوی امید ہے۔ کہ اس شخص کا وہی جواب ہو گا۔ جو صاحب مراقبہ نے لکھا ہو گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ بعدہٗ اس مفید مراقبہ کو حتی الامکان کوشش کی جائے۔ کہ روزانہ کم از کم آدھا گھنٹہ تا حیات جاری رکھا جائے۔ اور اپنے دل پر اور جسم کے مختلف حصوں پر اسم ذات اللہ لکھے ہوئے کا تصور کرتے رہیں۔ جیسا کہ بزرگان دین اور اولیاء اللہ شش و ہفت مقامات پر اسم اللہ ذات کو مرقوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو ایسے شخص سے کرامات اور خرق عادات امور کا ظہور ہو گا۔ اور اس مراقبہ کی مدد سے امت محمدیہ ﷺ کی بھی اصلاح ہوتی رہے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ (وہ اصحاب جو شغل صوت سرمدی کرتے ہیں۔ ان کو اس عمل کی قدر و قیمت و حیثیت کا بخوبی اندازہ ہے) اس مراقبہ کے بے شمار فوائد حاصل ہوں گے۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔ (باقی جو شخص یہ مراقبہ کرنا شروع کرے گا۔ اس کے اپنے مشاہدات ہوں گے)

لن ترانی کی خبر عشق نے سن رکھی ہے پھر بھی مشکل ہے کہ وہ طالب دیدار نہ ہو

☆ صاحب مراقبہ کو کشف الارواح حاصل ہو گا انشاءاللہ تعالیٰ۔
☆ صاحب مراقبہ کو کشف القلوب اور کشف القبور حاصل ہو گا انشاءاللہ تعالیٰ۔
☆ آنے والے خطرات و خدشات کی قبل از وقت آگاہی ہو گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

☆ دوسروں کے قلبی خیالات فاسدہ کو ختم کرنے کی اہلیت پیدا ہوگی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

☆ دور و نزدیک کسی بھی شخص کے حالات سے آگاہی ہوگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

☆ ارواح اموات میں جس مردہ کا خیال اپنے دِل میں لائے گا۔ اُس سے ملاقات ہوگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

☆ ایسا شخص مسمریزم، ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی کا ماہر ہوگا انشاءاللہ تعالیٰ۔

☆ ایسا شخص بحالت مراقبہ بار ہا طواف کعبہ معظّمہ و دیدار مدینہ منورہ سے مشرف ہوگا انشاءاللہ تعالیٰ۔

غرضیکہ! جو بھی شخص اِس مراقبے کو کرے گا۔ ایسے شخص کو اِان فوائد کے علاوہ بہت سے فوائد حاصل ہوں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

اَب یہاں پر چند مشہور مراقبات بیان کئے جاتے ہیں۔ جو کہ بزرگانَ دین کے مستقل اسباق میں ہمیشہ شامل رہے ہیں۔

مراقبے سے متعلق آیات :

صاحبان مراقبہ کے لئے یہاں ایک بہت مفید چارٹ (جدول) پیش کیا جارہا ہے۔ جس میں کچھ مراقبات بیان کئے گئے ہیں۔

نمبرشمار	مراقبے کا نام	آیاتِ کریمہ	اورادِ قلبیہ
1	مراقبہ قدس	انک بالواد المقدس طوٰی.	ا نی ا نا اللہ
2	مراقبہ معیت	و ھو معکم اینما کنتم.	اللہ معی
3	مراقبہ شہادت	فا ینما تو لوا فثم و جہ اللہ.	اللہ شا ھدی
4	مراقبہ نُصرت	الم یعلم با ن اللہ یرٰ ی.	اللہ نا صری
5	مراقبہ حضوری	واللہ علٰی کل شیء محیط.	اللہ حا ضری
6	مراقبہ قادری	ان اللہ علٰی کل شیء قدیر.	اللہ قادری
7	مراقبہ نوری	اللہ نو ر السمٰوٰت والا ر ض.	اللہ نوری
8	مراقبہ فناء	کل من علیھا فان .	اللہ نا ظر
9	مراقبہ ہمہ اوست	ھوالاول والاٰ خر والظاھر والبا طن.	اللہ ظاھر
10	مراقبہ اقربیت	و نحن اقرب من حبل الورید.	اللہ قریب
11	مراقبہ رفاقت وحمایت	اکفٰی باللہ ولیا وَّ کفٰی باللہ نصیرًا.	اللہ کافی
12	مراقبہ غناء	و ربک الغنی ذوالر حمۃ.	اللہ غنی
13	مراقبہ عالمیت	و سع ربنا کل شیء علما.	اللہ عالم
14	مراقبہ علمیت	و کفٰی با للہ علیما.	اللہ علیم
15	مراقبہ توکل	و کفٰی باللہ و کیلا.	اللہ و کیل
16	مراقبہ موت	کل نفس ذا ئقۃ الموت.	اللہ حی القیوم

☆ **مراقبہء قدس** : سمجھانے کے لئے یہاں پر نمبر شمار کے مراقبے کا مختصر طریقہ دیا جارہا ہے۔ اس مراقبہ کو **مراقبہ قدس** کہا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہے۔ کہ! تنگ و تاریک حجرہ میں کُھلی آنکھوں سے نظر ایک نقطہ پر مرکوز کریں۔ اور دل ہی دل میں ”**انک بالواد المقدس طوٰی**“ کا تصور و تخیل رکھیں۔ اور دل سے ”**انی انا اللہ**“ کی آواز سننے کی کوشش کریں۔ اس مراقبہ سے صاحب مراقبہ اس قدر انوارِ مقدس سے مشرف و باریاب ہوگا۔ کہ جس کو زبان بیان کرنے سے یکسر قاصر و گونگ ہے۔ بہر حال ہر مراقبے کے فیوضات و برکات اور انعامات بھی مختلف ہیں۔ بشرطِ کہ! صدقِ نیت، خلوصِ قلب اور اِذن شیخ کامل سے مراقبہ کیا جائے۔۔۔

تادر ہے۔ کہ! محققین کے نزدیک مراقبہ کے معنے ایک دوسرے کو ملاحظہ کرنا ہے۔ اور اسی توجہءقلبی کو رقیب کی طرف پھیرنا ہے۔ رقیب

اسمائے الٰہیہ میں سے ایک اسمِ رحمانی ہے۔ اور نتیجہءِ مراقبہ یہ ہے۔ کہ! تصورِ محبوب میں ایسا غرق ہو۔ کہ! پھر کسی طرح کی بھی خبر نہ رہے۔ عارفانِ حقیقی فرماتے ہیں۔ کہ! مقصود (یعنی سرّ) اور خاصہ جملہ مراقبات کا یہی ہے۔ جو یہاں بیان کیا گیا ہے۔

مراقبہ توحیدِ افعالی :

مراقبہ توحیدِ افعالی کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! تمام دنیا کے حرکات وسکنات کو اللہ تعالیٰ کی حرکات وسکنات پر محمول کرے۔ اور ظاہری کام کرنے والوں کو آلہ کو فاعلِ حقیقی خیال کرے۔ اور اس پر پورے طریقے سے پابندی کرنے پر عجیب ثمرہ اور بہترین اخلاق ظاہر ہوں گے۔

مراقبہ توحید صفاتی :

مراقبہ توحید صفاتی کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! اپنے اور تمام دنیا کے وجود کو اللہ تعالیٰ کے وجود کا عکس سمجھے۔ اور خود کو اسی تخیل وتصور میں منہمک کر کے اپنی ذات کو دائمًا محو ومستغرق رکھے۔ اور اس کے فوائد بھی کل کے کل قلمبند نہیں کیئے جا سکتے۔ مختصرًا یوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ! یہ مراقبہ کرنے والا اپنے آپ کو کثرت فی العالم کا متبع سمجھتا ہے۔ اور اس کی صورت یہ ہے۔ کہ! اپنے جسم کو وسیع اور چوڑا پاتا ہے۔ اور اس مرتبہ زمین سے عرش تک تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہوتا ہوتا ہے۔ اور تمام عالم کا وجود اپنے میں پاتا ہے۔ اور ہر چیز کی حقیقت اس پر منکشف ہوجاتی ہے۔ یاد رہے۔ کہ یہ کشف غلط نہیں ہوتا۔ بلکہ واقعی ہوتا ہے۔ لیکن اس مقام پر خود نہ ٹھہرائے۔ بلکہ اُن انوارات کے حصول کا قصد کرے۔ کہ جو ذات کے حجابات ہیں۔ اور بعض اوقات جو مختلف اقسام کے انوار ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ بھی وجودِ مطلق کے حجابات ہیں۔ دربارِ الٰہی میں عجز و انکساری سے دعا کر کے خیالی طریقہ سے اس سے گزر جائے۔ اور ان پردوں (حجابات) کے بعد ایک جمالی پردہ ہے۔ (جو کہ لطیف اور بے رنگ ہوتا ہے) کبھی اس پر توقف ہو جاتا ہے۔ اور بعضے اس کو غرضِ اصلی سمجھ کر ٹھہر جاتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو تو یہ حجابات باسانی طے ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ذاتِ مطلق کی معرفت کا فخر حاصل ہوتا ہے۔ اور اس جگہ عجیب وغریب حالات پیش آتے ہیں۔ اس کو اصطلاح میں سیر فی اللہ کہا جاتا ہے۔ اور اس کی کوئی انتہا نہیں۔ یہاں تک کہ یہ سلوک ومعرفت کا منتہا مقام سمجھا جاتا ہے۔

مراقبہ توحیدِ ذاتی :

مراقبہ توحید ذاتی کے مراقبہ کے محققین نے منع کیا ہے۔ اور توحیدِ ذاتی یہ ہے۔ کہ تمام چیزوں کو خدا جانے۔ اور غیر خدا کو معدوم خیال کرے۔ اور وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ! یہ سمجھنا بغیر وجدانِ کامل کے نہیں ہوسکتا۔ مجملاً یوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ! ہمیشہ اسی حالت میں رہے۔ انشاءاللہ تدریجًا پورے طور پر کشف ہونے لگے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ لیکن ابتدا میں تحقیق وتلاش نہ کرے۔

اس سلسلے میں حضرت قدرتُ اللہ شہاب صاحب ؒ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ''شہاب نامہ'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! مراقبات میں توحیدِ افعالی، توحیدِ صفاتی اور توحیدِ ذاتی کے مراقبات بھی ہیں۔ جن کی تفصیل (بے حد) پیچیدہ ہے۔ اور میری (حضرت قدرتُ اللہ شہاب صاحب ؒ کی) سمجھ سے باہر ہے۔

مراقبہء برائے دفیعہ عارضہ جاتِ قلبیہ : جن امراضِ قلبی کی وجہ سے دل ہمیشہ غیر اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ ان کے (بظاہر) اسباب تین ہیں۔ ایک تو حدیثِ نفس (یعنی کہ! بقصد اپنے دل سے جلوت وخلوت میں باتیں کرنا) دوسرا خطرہ واہمہ ووسوسہ (یعنی بلاقصد دل میں کوئی وہم یا خیال بیٹھ جائے) جبکہ تیسرا خطرہ نظر بغیر (یعنی کہ! کثیر التعداد چیزوں کی واقفیت ہونا)۔

بہرحال! اِن تینوں امراضِ قلبی کا علاج شغلِ باطنی وصحبت شیخ ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی چند صورتیں یہ بھی ہیں۔ کہ! حدیثِ نفس کی صورت میں اسمِ ذات ''اللہ'' کا دل میں تصور وتخیل کرنا ہے۔ اور دوئم خطرہ واہمہ ووسوسہ کی صورت میں اسمائے صفات کا تصور وتخیل کرنا چاہیئے۔ جبکہ خطرہ سوئم سے بچاؤ صحبتِ شیخ اور قلب کی مرشد پر ہمہ وقت نظر رہے۔ (مراقبہ کے ذریعے مختلف الاقسام امراض کا علاج آگے آئے گا)

☆ **مراقبہء ھوا :** بعض لوگ آنکھیں کھول کر کے آسمان کی طرف یا اپنے سامنے کسی خاص نقطہ پر توجہ دیتے ہوئے دیکھتے رہتے ہیں۔ اور پلک نہ بند ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس شغل میں انواراتِ الٰہیہ متجلی ہوتے ہیں۔ اور ایک پلک سے آگے نکل کر تمام جسم کو گھیر لیتے ہیں۔ جس سے کہ عشقِ خدا پیدا ہو جاتا ہے۔ مراقبہ کی اس قسم کو ''مراقبہ ہوا'' کہتے ہیں۔ بعض حضرات ہوا پر نظر کر کے مدتوں عالمِ تحیر میں رہتے ہیں۔ (اس مشق سے ایسے محسوس ہوتا ہے۔ کہ! جیسے آنکھوں سے آگ نکل رہی ہو۔ اور اور تمام اعضاء پر چھاتی جارہی ہو۔ یہ آتشِ عشقِ ربانی ہے۔ جو کہ بھڑک اُٹھی ہے) **اسی مراقبہ کا ایک اور طریقہ یہ بھی ہے۔** کہ! تنگ و تاریک حجرے میں بیٹھ کر آنکھیں کھول کر ہوا میں ایک جگہ پر ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہے۔ اس شغل سے عالمِ قدس کیا نواراتِ الٰہیہ ظاہر ہوتے ہیں۔ جو کہ سالک کو گھیر لیتے ہیں۔ اس شغل کے کرنے سے سالک کو وصالِ حق نصیب ہوتا ہے۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

☆ **مراقبہء تفکر** : بعض لوگ خاموش رہتے ہیں۔ اور اپنی نفی کرتے ہیں۔ یعنی وہ یہ سوچتے رہتے ہیں۔ کہ! مَیں تو بالکل موجود ہی نہیں ہوں۔ بلکہ یہ سب تو اسی ذاتِ حق کا وجود ہے۔ اگر پوری توجہ سے سالک اسی تفکر کو جاگزین کرے۔ تو اس پر ’’ **جآء الحق و زھق الباطل** ‘‘ کے مطابق اپنی خودی (انانیت) کا خیال نکل جائے گا۔ یاد رہے۔ کہ! یہ راستہ بہت قریب کا ہے۔ مَن کو بہر صورت صاف رکھنا ازحد لازمی ہے۔

(بقولِ حضرت سلطان باہوؒ) اندر جے گر صاف نہ ہووے جج وی سیر سپاٹا ہو

☆ **مراقبہء دریا**: بعض لوگ ذاتِ باری تعالیٰ کو صاف اور روشن پانی کا دریا تصور کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو اس اسی دریا کا قطرہ خیال کرتے ہیں۔ اور اس میں مستغرق ہو جاتے ہیں۔ (اس مراقبہ سے وسعتِ قلب اور دریا دل نصیب ہوتی ہے)

بعض لوگ اس نورِ مطلق کو غیر متناہی دریا فرض کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو اس دریا کا ایک قطرہ خیال کرتے ہیں۔

☆ **مراقبہء سایہ** : بعض لوگ اس کو ظلمتِ محض اور اپنے آپ کو تاریکی میں زائل ہو جانے والا سایہ تصور کرتے ہیں۔ غرضیکہ یہ مثالیں اس وجہ سے فرض کی جاتی ہیں۔ تاکہ مادی اور کوتاہ عقلیں اس کو تصور کر سکیں۔ ورنہ ذاتِ مطلق جو کہ بے کیف، بے چوں اور تمام دنیاوی لوازم سے یکسر خالی ہے۔ اس سے کوئی بھی نسبت نہیں رکھتی۔ ان تمثیلات سے پاک اور بری ہے۔ اور اِن تمام حیلوں اور طریقوں سے غرض اپنی موہوم ہستی کو کو فنا کرنا مقصود ہے۔ کیونکہ! یہ وجود عین حقیقت کے مشاہدے سے سالک کو روکتا ہے۔ جس قدر کہ سالک استغراق اور محویت کی زیادتی کی وجہ سے اپنی ہی ذات میں فنا ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر وصالِ حق نصیب ہوتا ہے۔ غرضیکہ سالک کو اپنے افعال وصفات اور وجود کو جنابِ باری تعالیٰ کے افعال وصفات اور وجود سمجھنا چاہیئے۔ اور وہ اسی میں ہی محو و مستغرق رہے۔ تاکہ اس کی حقیقت سالک پر منکشف ہو سکے۔ اور وہ بآسانی منزلِ مقصود تک پہنچ جائے۔

☆ **مراقبہء حجاب** :اس مراقبہ کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! خلوت میں (کہ جہاں کوئی دوسرا نہ ہو۔ بلکہ کسی انس وحیوان وطیور کی آواز تک کانوں میں نہ پہنچے) رو بہ قبلہ سیدھا ہو کر اس طرح اپنی نشست رکھے۔ کہ! ریڑھ کی ہڈی میں خم نہ ہو۔ آنکھیں سامنے لگی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا نقش (جیسا کہ! تصورِ اسمِ ذات کا نقش پچھلے ابواب میں اور اسی کتاب کے آخر میں ذکر کیا گیا ہے) اپنے سینے میں تصور وتخیل کرے۔ اور اس دوران شغلِ پاس انفاس کرے۔ اور غیرِ حق کو خیال میں مدخل نہ ہونے دے۔ اس طریق سے اگر کوئی سالک وطالبِ صادق ہفتے وعشرے تک مراقبہ کی بخوبی مشق سرانجام دیتا رہے۔ تو وہ خوش نصیب بزمِ توحید میں اپنے رفیقِ حقیقی (یعنی اللہ تعالیٰ) کے ساتھ اس کی نورانی وعرفانی حضوری میں ہم مجلس رہے)

(اس ضمن میں فقیر عرض گزار ہے۔ کہ مندرجہ ذیل مراقبات کے علاوہ اور بھی مختلف الاقسام مراقبات ہیں۔ اور سالکین اپنے مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے دیگر کئی آیات کا مراقبہ اَز خود بھی کرتے ہیں۔ سمجھ دار کے لئے اشارہ کافی ہے۔ مذکورہ بالا جدول کو دیکھ کر اور آیات کے ساتھ مراقبے کا نام اور وردِ قلبی خود بھی بنایا جا سکتا ہے)

مرتبہء احسان کے مراقبہ کا حصول :

یاد رہے۔ کہ! مراقبہ ایک ایسا عمل ہے۔ کہ جس میں پریکٹس وکوشش کی جاتی ہے۔ کہ! انسان مادی خیالات اور کثیف وساوس سے اپنے ذہن کو ہٹا کر صرف اور صرف لطافت وپاکیزگی اور انوار کے اندر ذہن کو مرکوز کرے۔ حضرت جناب رسولِ مکرم ﷺ نے مراقبہ کو مرتبہء احسان کے نام سے موسوم فرمایا۔ آنحضور نبی کریم ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے۔ کہ! **موتوا قبل ان تموتوا**۔ مرجاؤ مرنے سے پہلے۔ یعنی اسی دنیا میں رہتے ہوئے مرنے کے بعد کی زندگی سے واقفیت حاصل کر لی جائے۔ یہ ہر شخص کی ذمہ داری ہے۔ کہ! وہ اسی دنیا میں رہتے ہوئے اس بات کو بخوبی سمجھ لے۔ کہ مرنے کے بعد ہم نے جس عالم میں جانا ہے۔ وہ عالم کیا ہے۔ اور ہمیں اگر اُس عالم میں آسائش وآرام چاہیئے۔ تو اس کے لئے ہمیں کیا کیا محنت ومشقت کرنا پڑے گی۔ درحقیقت اسی بات کو آنحضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی روشنی میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ یعنی کہ! مرجاؤ مرنے سے پہلے۔ لہذا مرنے سے پہلے ہی بعد کی زندگی سے واقف وشناسا ہو جاؤ۔ یعنی کہ! مرنے کے بعد کی زندگی سے واقفیت حاصل کرنے کا طریقہ صرف اپنی روح سے واقفیت حاصل کرنا ہے۔۔۔

100 مرتبہ درود شریف اور **100** مرتبہ اسمِ اعظم ’**یا حی یا قیوم**‘ مکمل دھیان سے پڑھ کر بند آنکھوں سے یہ تصور کیا جائے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہ تصور ممکن نہیں تو یہ تصور کیا جائے کہ! اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ اس مراقبے کی مسلسل مشق سے بندے کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط دائمی تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اور صاحب مشق کے اندر سے ڈر وخوف اور رہم وغم کی سی کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قرب، خوف اور محبت پیدا ہو جاتی ہے جس سے بندہ تقوٰی کی جانب گامزن ہو جاتا ہے۔

یاد رہے کہ مرتبہ احسان کا مراقبہ کی مشق قیامِ صلوٰۃ کے لئے نہایت ہی مفید ومتنفع ہے۔ بمطابقِ مفہومِ حدیثِ نبوی ﷺ، ’’جب نماز

میں کھڑے ہو تو یہ تصور کرو۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ یا اللہ تعالیٰ تمھیں دیکھ رہے ہیں۔'' اس مراقبہ کی مشق سے اللہ تعالیٰ کا کامل تصور قائم ہو جاتا ہے۔ نماز میں خیالات و تفکرات و وساوس سے جان چھوٹ جاتی ہے۔ بلکہ نماز میں عجیب قسم کا سکون، آرام، چین اور سرور آنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور بندہ کو اللہ تعالیٰ کا اِس قدر قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ جس کے بیان سے زبان قاصر ہے۔ (نہ جانے کیوں آج کل مراقبے کی تعلیم معلمینِ مدارس نے کیوں ختم کر دی ہے)

ملا کی نظر نورِ فراست سے ہے خالی   بے سوز ہے میخانہ ، صوفی کے مئے ناب

مراقبہ در سلسلہ سہروردیہ:

مراقبات کے سلسلے میں دیگر چند مراقبات کو بھی ملحوظِ خاطر رکنا ضروری اور لازم امر ہے۔ تاکہ ملوک و معرفت کے شہسوار کو اپنی منازل طے کرنے میں کسی قسم کی دشوری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مراقبہ ہفت گام پنج مراتب :۔ ہفت گام سے مراد سات صفات ذاتی ہیں۔ حیات، علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر، کلام ہیں۔ جبکہ پنج مراتب سے مراد ہے۔ کہ! ناسوت، ملکوت، جبروت، لاہوت اور ہاہوت ہے۔ اور انہیں پنج مراتب کو بہ ارشادِ کاملین عوالم خمسہ (پنج عوالم) کے طور پر بھی بیان کیا گیا ہے۔ ان پنج عوالم کی مختصر مگر جامع مفاہین پیشِ خدمت ہیں۔

نمبر1۔ **ہاھوت**: یہ وہ عالم ہے۔ جہاں نہ اپنی خبر ہے۔ اور نہ اس بے خبری کی کوئی خبر۔

نمبر2۔ **لاھوت**: یہ وہ عالم ہے۔ جہاں اپنی خبر ہوتی ہے۔ اور الوہیت کا دعوٰی۔

نمبر3۔ **جبروت**: یہ وہ عالم ہے۔ جہاں اپنے وجود سے بالتفصیل شناسائی حاصل ہوتی ہے۔

نمبر4۔ **ملکوت**: یہ وہ عالم ہے۔ جہاں بندہ اَز خود تسبیح و تہلیل میں ہمہ تن مشغول و محو رہتا ہے۔

نمبر5۔ **ناسوت**: یہ وہ عالمِ ظاہر ہے۔ جہاں ہر مظہر میں خود ظاہر ہے۔

یا پھر یوں سمجھئے۔ کہ! جب خواہشات میں پڑا ناسوت میں ہے۔ جب حمد و ثناء میں مشغول ہوا۔ تو ملکوت میں ہے۔ پھر جب اپنے آپ کو پہچانا۔ تو جبروت میں ہے۔ اور جب '' **انی** اور **انا** '' کا نعرہ مارا۔ تو لاہوت میں ہے۔ اور جب جملہ حالتیں گم ہو گئیں۔ یعنی غیبِ مطلق تو ہاہوت میں ہے۔ یو دوسری صورت یوں خیال کیجئے۔ کہ! ہاہوت لاہوت کا اور لاہوت جبروت کا اور جبروت ملکوت کا اور ملکوت ناسوت کا باطن ہے۔ اور یہ مراتب جہات سے پاک ہیں۔ نہ اوپر نہ نیچے۔ نہ دائیں نہ بائیں۔ نہ آگے نہ پیچھے۔ اور یہاں زمانہ کو بھی دخل نہیں۔ بلکہ یہ مراتب کی تقدیم و تاخیر محض افہام و تفہیم (سمجھنے اور سمجھانے) کا عظیم مشغلہ ہے۔ ورنہ ذاتِ حق جل شانہ تو سب سے پاک منزہ و مبرا ہے۔ اور '' **الاٰن کما کان** '' یعنی جیسی پہلے تھی ویسے ہی اَب بھی ہے۔ اور ایسے ہی ہمیشہ رہے گی۔ پھر ہر مرتبہ میں یہ تصور کرے۔ کہ وہ ذاتِ پاک بحیات خود ''حی'' ہے۔ بعلمِ خود ''علیم'' ہے۔ بارادتِ خود ''مرید'' ہے۔ بقدرتِ خود ''قادر و قدیر'' ہے۔ بسمعِ خود ''سمیع'' ہے۔ بہ بصر خود ''بصیر'' ہے۔ اور بکلامِ خود ''کلیم'' ہے۔

مراقبہ بحری :۔ اپنے آپ کو بحرِ ذات سمجھے۔ اور باقی اشیائے حباب کو جو اس میں فناء ہو رہے ہیں۔

مراقبہ قربِ نوافل :۔ جس میں سالک یہ تصور کرتا ہے۔ کہ میں فاعل ہوں۔ اور وہ خدائے واحد ہی صرف آلہ ہے۔

مراقبہ قربِ فرائض :۔ جس میں سالک یہ تصور کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فاعل ہے۔ اور بندہ اس کا آلہ ہے۔

مراقبہ عین :۔ جس میں سالک یہ تصور کرتا ہے۔ کہ نہ قربِ نوافل اور نہ ہی قربِ فرائض، بلکہ عین ہے۔ یعنی وہ خود ہی حی، سمیع، بصیر، علیم اور کلیم وغیرہ سب کچھ ہے۔

اِن مراقبات کے علاوہ فقیر (حضرت ابوالفیض قلندر علی سہروردی) کے شیخ قبلہ عالم شیخ الاعظم پیرِ مکرم زبدۃ الاصفیاء قدوۃ الاولیاء متخلق باخلاق اللہ مولانا خواجہ غلام محمد سہروردیؒ کلمہ شریف ''تمجید'' کے ماتحت چار مراقبے اور بھی تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ یعنی مراقبہ تسبیحی، مراقبہ تحمیدی، مراقبہ تہلیلی اور مراقبہ تکبیری۔ اِن چاروں کی مختصر مگر جامع تشریح یہ ہے۔

مراقبہ تسیحی :۔ جس میں سالک **سبحٰن اللہ** کے تصور پر کدورتِ نفس کی پاکیزگی اختیار کرنے کی بھر پور سعی کرتا ہے۔

مراقبہ تحمیدی :۔ جس میں سالک **الحمد للہ** کی حقیقت کو محمود باللہ بننے کے لئے اختیار کیا کرتا ہے۔

مراقبہ تہلیلی :۔ جس میں سالک **لا الہ الا اللہ** کے تصور پر نفی و اثبات کے ورد کے لئے اختیار کرتا ہے۔

مراقبہ قربِ نوافل :۔ جس میں سالک **اللہ اکبر** کے تصور پر حجابِ کبریائی کے عبور کرنے کے لئے اختیار کرتا ہے۔

مختلف الاقسام روشنیوں کے مراقبوں کے فوائد (حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب)

ماہرین طب وحکمت کے لئے روشنیوں کے چند مراقبہ جات یہاں پیش کئے جا رہے ہیں۔ تا کہ عوام الناس بھی مستفید و متنفع ہو سکیں۔ یونکہ طبی و جسمانی لحاظ سے ہر رنگ و روشنی کے مختلف فوائد وخواص ہیں۔ جب کسی روشنی کا مراقبہ کیا جاتا ہے تو دل و دماغ بلکہ پورے جسم میں مختلف طبعی و کیمیاوی تبدیلیاں رونما ہونے لگتی ہیں۔ جس سے دل و دماغ میں مطلوبہ روشنی کو جذب کرنے کی طاقت میں بے حد اِضافہ ہو جاتا ہے۔ چند طبی و نفسیاتی امراض و عوارض کے تدارک کے لئے رنگوں اور روشنیوں کے مراقبے مفصل طور پر یہاں پیشِ خدمت ہیں۔

نیلی روشنی کے مراقبے سے علاج : نیلی روشنیوں کے مراقبے سے دماغی امراض، گردن و کمر میں درد، ریڑھ کی ہڈی کے مہروں کی خرابی، ڈپریشن، احساسِ محرومی، کمزور قوتِ ارادی سے نجات مل جاتی ہے۔

نیلی روشنی کے مراقبے کا طریقہ عظیمہ : یہ تصور کیا جائے کہ صاحب مراقبہ آسمان کے نیچے ہے اور آسمان سے نیلے رنگ کی روشنی اُتر کر دماغ میں جمع ہو رہی ہے اور پورے جسم سے گزر کر پَیروں کے ذریعے سے زمین میں ارتھ ہو رہی ہے۔ اور میرا فلاں مرض ختم ہوتا جا رہا ہے۔

زرد رنگی روشنی کے مراقبے سے علاج : زرد رنگی روشنیوں کے مراقبے سے نظامِ ہضم، حبسِ ریاح، آنتوں کی دِق، پیچش، قبض، بواسیر، معدے کا السر وغیرہ جیسے امراض کے لئے نہایت ہی مؤثر علاج ہے۔

زرد رنگی مراقبے کا طریقہ عظیمہ : یہ تصور کیا جائے کہ صاحب مراقبہ آسمان کے نیچے ہے اور آسمان سے زرد رنگی مائل روشنی اُتر کر دماغ میں جمع ہو رہی ہے اور پورے جسم سے گزر کر پَیروں کے ذریعے سے زمین میں ارتھ ہو رہی ہے۔ اور میرا مرض ختم ہوتا جا رہا ہے۔

نارنجی رنگ کی روشنی کے مراقبے سے علاج : نارنجی رنگ کی روشنیوں کے مراقبے سے دق، سل، پرانی کھانسی اور دمہ وغیرہ جیسے امراض کا مفید علاج کیا جاتا ہے۔

نارنجی رنگ کے مراقبے کا طریقہ عظیمہ : یہ تصور کیا جائے کہ صاحب مراقبہ آسمان کے نیچے ہے اور آسمان سے نارنجی مائل روشنی اُتر کر دماغ میں جمع ہو رہی ہے اور پورے جسم سے گزر کر پَیروں کے ذریعے سے زمین میں ارتھ ہو رہی ہے۔ اور میرا فلاں مرض ختم ہوتا جا رہا ہے۔

سبز رنگ کی روشنی کے مراقبے سے علاج : نیلی روشنیوں کے مراقبے سے ہائی بلڈ پریشر اور خون میں حدت سے پیدا ہونے والے امراض، جلدی امراض، خارش، آتشک، سوزاک اور چھیپ جیسے امراض کا مفید علاج کیا جاتا ہے۔

سبز رنگ کے مراقبے کا طریقہ عظیمہ : یہ تصور کیا جائے کہ صاحب مراقبہ آسمان کے نیچے ہے اور آسمان سے سبز رنگ کی روشنی اُتر کر دماغ میں جمع ہو رہی ہے اور پورے جسم سے گزر کر پَیروں کے ذریعے سے زمین میں ارتھ ہو رہی ہے۔ اور میرا فلاں مرض ختم ہوتا جا رہا ہے۔

سُرخ رنگ کی روشنی کے مراقبے سے علاج : سرخ رنگ کی روشنیوں کے مراقبے سے لو بلڈ پریشر، انیمیا، گھٹیا، دل کا گھٹنا، دل کا ڈوبنا، توانائی کا کم محسوس کرنا، کیفیت بزدلی، نروس بریک ڈاؤن، دماغ میں مایوس کن خیالات کا رہنا، مسلسل مایوسی کا شکار رہنا، موت کا خوف، اونچی آواز سے دماغ میں چوٹ محسوس ہونا وغیرہ جیسے امراض کے لئے سرخ روشنی کا مراقبہ کرایا جاتا ہے۔

سرخ رنگ کے مراقبے کا طریقہ عظیمہ : یہ تصور کیا جائے کہ صاحب مراقبہ آسمان کے نیچے ہے اور آسمان سے سرخ رنگی مائل روشنی اُتر کر دماغ میں جمع ہو رہی ہے اور پورے جسم سے گزر کر پَیروں کے ذریعے سے زمین میں ارتھ ہو رہی ہے۔ اور میرا فلاں مرض ختم ہوتا جا رہا ہے۔

جامنی رنگ کی روشنی کے مراقبے سے علاج : جامنی رنگ کی روشنیوں کے مراقبے سے مَردوں کے جنسی امراض اور خواتین کے اندر رحم سے متعلق امراض کا وافی وشافی علاج کیا جاتا ہے۔ جنسی کمزوری کے مریضوں کے لئے یہ مراقبہ بہت مفید و متنفع ثابت ہوا ہے۔

جامنی رنگ کے مراقبے کا طریقہ عظیمہ : یہ تصور کیا جائے کہ صاحب مراقبہ آسمان کے نیچے ہے اور آسمان سے جامنی مائل روشنی اُتر کر دماغ میں جمع ہو رہی ہے اور پورے جسم سے گزر کر پَیروں کے ذریعے سے زمین میں ارتھ ہو رہی ہے۔ اور میرا فلاں مرض ختم ہوتا جا رہا ہے۔

گلابی رنگ کی روشنی کے مراقبے سے علاج: گلابی رنگ کی روشنیوں کے مراقبے سے دماغی امراض ، دماغی دورے ، مرگی ، ذہن وحافظہ کا ماؤف ہونا ، انجانا ساڈر وخوف ، عدم تحفظ کا احساس ، زندگی سے متعلق منفی خیالات کا آنا ، دنیا سے بیزاری جیسے امراض سے نجات پانے کے لئے یہ مراقبہ بہت مفید ومتنفع ہے ۔ یہ امراض مَردوں کی نسبت عورتوں میں زیادہ پائے جاتے ہیں ۔

گلابی رنگ کے مراقبے کا طریقہ عظیمہ : یہ تصور کیا جائے کہ صاحب مراقبہ آسمان کے نیچے ہے اور آسمان سے گلابی رنگ کی روشنی اُتر کر دماغ میں جمع ہورہی ہے اور پورے جسم سے گزر کر پَیروں کے ذریعے سے زمین میں ارتھ ہورہی ہے ۔ اور میرا فلاں مرض ختم ہوتا جارہا ہے ۔

مراقبہ کے ذریعے **Parasympathetic System** (**نز مشارکا عصبی نظام**) پر حسبِ منشاء اثرات مرتب کئے جاسکتے ہیں ۔ مراقبے کی مشق اس نظام میں خوشگوار تبدیلیاں پیدا کر دیتا ہے ۔ مراقبے کی کیفیت گہرے سکون اور ٹھہراؤ میں لے جاتی ہے ۔ یہ کیفیت ہمارے اوپر عام طور پر طاری تو نہیں ہوتی ۔ کیونکہ ذہن زیادہ دیر تک ایک ہی جگہ پر نہیں ٹھہرتا ۔ مراقبہ سے نہ صِرف قوتِ ارادی میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے ۔ بلکہ جسمانی اور نفسیاتی اعتبار سے بھی کثیر فوائد حاصل ہوتے ہیں ۔

مشائخینِ طریقت کے ہاں چند طُرق :

مشائخِ نقشبندیہ کے اکابرین ، جو کہ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے عظیم مقامات پر فائز المرام ہوئے ہیں ۔ وہ لوگ عظیم تصرفات کے سلسلے میں عجیب شان کے حامل اور مالک تھے ۔ (اَب یہاں پر اس کمترین عبدالرؤف بلوچ کی طرف سے توجہ وتصرفِ شیخ کے حوالے سے شواہد پیش کئے جاتے ہیں ۔ تاکہ فہم میں ادراک حاصل ہوسکے)

رندوں کو بھی معلوم ہیں صوفی کے کمالات
ہر چند کہ مشہور نہیں ، ان کے کرامات

توجہ شیخ :

شیخ کا اپنی قوتِ ارادی اور قلبی طاقت سے طالبِ صادق (بالخصوص اپنے مرید) کے قلب پر اثر ڈال کر اس کی باطنی حالت میں تبدیلی پیدا کر دینا ’’ توجہ ‘‘ کہلاتا ہے ۔ سلوک وحصول معرفت کی منازل میں شیخ ہر سبق کے لئے اپنی خصوصی توجہ کے ذریعے طالب کے لطائف پر فیض القاء کیا کرتا ہے ۔ اس کو باطنی تصرف یا ہمت بھی کہا جاسکتا ہے ۔

توجہ کا ثبوت قرآنِ حکیم اور حدیثِ نبوی ﷺ سے : توجہ کے اس مفہوم کی قرآنِ حکیم اور احادیثِ نبویہ ﷺ سے تائید ہوتی ہے ۔ جیسے کہ ! حضرت یعقوب نبیؑ کی توجہ اولاد کے لئے اصلاحِ احوال کا مؤثر ذریعہ ثابت ہوئی ۔ ارشادِ باری تعالٰی ہے ۔ کہ !

☆ **یخل لکم و جه ابیکم و تکونوا من م بعدهٖ قومًا صا لحین** ۔ (ترجمہ) تا کہ ! آپ کے باپ کی توجہ آپ ہی کی طرف ہورہے ۔ تو اس کے بعد آپ صالحین (نیک اعمال کرنے والے) بن کر رہنا ۔ (سورہ یوسف ۔ 09)

☆ **اذ یوحی ربک الی الملئکة انی معکم فثبتوا الذین اٰمنوا** ۔ (ترجمہ) اور یاد کریں اپ وہ وقت ۔ کہ ! جب آپ کا رب فرشتوں کو اشارہ کر رہا تھا ۔ کہ ! مَیں آپ کے ساتھ ہوں ۔ پس آپ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھیں ۔ یعنی ان کی ہمت کو بڑھائیں ۔ (سورہ انفال ۔ 12) اَب اسی ضمن میں حدیث نبوی ﷺ بیان کی جاتی ہے ۔ کہ ! حضرت عروہ بن زبیرؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے نقل کرتے ہیں ۔ کہ ! نبی کریم ﷺ پر وحی کا ابتدائی دور سچے پاکیزہ خوابوں سے شروع ہوا ۔ خواب میں (آپ ﷺ) جو کچھ ملاحظہ فرماتے ۔ وہ صبح کی روشنی کی طرح صحیح اور سچا ثابت ہوتا ۔ پھر من جانب قدرت ، آپ ﷺ تنہائی پسند ہوگئے ۔ اور آپ ﷺ نے غارِ حرا میں خلوت نشینی اختیار فرمائی ۔ اور کئی کئی دن رات وہاں مسلسل عبادت اور یاد الٰہی وذکر وفکر میں مشغول رہتے ۔ جب تک کہ گھر آنے کو دل نہیں چاہتا ۔ توشہ ہمراہ لئے ہوئے وہیں رہتے ۔ توشہ ختم ہونے پر اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ کبریٰؓ کے پاس تشریف لاتے ۔ اور کچھ توشہ ہمراہ لے کر پھر وہاں جا کر خلوت گزیں ہوجاتے ۔ یہی طریقہ جاری رہا ۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ پر حق منکشف ہوگیا ۔ اور آپ ﷺ غارِ حرا ہی میں قیام پذیر تھے ۔ کہ اچانک حضرت جبرائیلؑ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے ۔ اور کہنے لگے ۔ کہ !

اے محمد ﷺ ! پڑھیں ۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں ۔ کہ مَیں نے کہا ۔ مَیں پڑھنا نہیں جانتا ۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں ۔ فرشتے نے مجھے پکڑ کر اتنے زور سے بھینچا ۔ کہ ! میری طاقت جواب دے گئی ۔ پھر مجھے چھوڑ کر کہا ۔ پڑھیں ۔ مَیں نے پھر وہی جواب دیا ۔ کہ مَیں پڑھا ہوا نہیں ہوں ۔ اس فرشتے نے مجھ کو نہایت ہی زور سے (دوبارہ) بھینچا ۔ کہ مجھ کو سخت تکلیف محسوس ہوئی ۔ پھر اس نے کہا ۔ پڑھیں ۔ مَیں نے کہا ۔ مَیں پڑھا ہوا نہیں ہوں ۔ فرشتے نے تیسری مرتبہ مجھ کو پکڑا ۔ اور تیسری مرتبہ پھر مجھ کو بھینچا ۔ پھر مجھے چھوڑ دیا ۔ اور کہنے لگا ۔ پڑھو اپنے رب کے نام کی مدد سے ، جس نے پیدا کیا ۔ اور انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا ۔ پڑھیں ۔ اور آپ ﷺ کا رب بہت سی مہربانیاں کرنے والا ہے ۔ پس یہی آیتیں آپ ﷺ حضرت جبرائیلؑ

سے سن کر اس حال میں غارِ حرا سے واپس ہوئے۔ کہ آپ ﷺ کا دل اس انوکھے واقعے سے کانپ رہا تھا۔ آپ ﷺ حضرت خدیجہ ؓ کے ہاں تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ مجھے کمبل اوڑھا دو۔ لوگوں نے آپ ﷺ کو کمبل اوڑھا دیا۔ جب آپ ﷺ کا ڈر جاتا رہا۔ تو آپ ﷺ نے اپنی زوجہء محترمہ حضرت خدیجہ ؓ کو تفصیل کے ساتھ یہ (سارا) واقعہ سنایا۔ اور فرمانے لگے۔ کہ مجھ کو اَب اپنی جان کا خوف ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ کی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ ؓ نے آپ ﷺ کو ڈھارس بندھائی۔ اور کہا۔ کہ آپ ﷺ کا خیال درست نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ تو اخلاقِ فاضلہ کے مالک ہیں۔ آپ ﷺ تو کنبہ پرور ہیں۔ بے کسوں کا بوجھ اپنے سر مبارک پر رکھ لیتے ہیں۔ آپ ﷺ مفلسوں کے لئے کماتے ہیں۔ مہمان نوازی میں آپ ﷺ بے مثال ہیں۔ اور مشکل وقت میں آپ ﷺ اَمرِ حق کا ساتھ دیتے ہیں۔ ایسے اوصافِ حسنہ والا انسان یوں بے وقت ذلت و خواری کی موت نہیں پا سکتا۔ پھر مزید تسلی کے لئے حضرت خدیجہ ؓ آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ جو اِن (حضرت خدیجہ ؓ) کے چچا زاد بھائی تھے۔ اور زمانہ جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار کر چکے تھے۔ اور عبرانی زبان کے کاتب تھے۔ چنانچہ انجیل کو بھی حسبِ منشائے خداوندی عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے۔ وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی بینائی بھی رخصت ہو چکی تھی۔ حضرت خدیجہ ؓ نے ان کے سامنے آپ ﷺ کے حالات بیان کئے۔ اور کہا۔ کہ اے چچا زاد بھائی! اپنے بھتیجے (حضرت نبی مکرم ﷺ) کی زبانی ذرا ان کی کیفیت سن لیجئیے۔ وہ بولے۔ کہ! اے بھتیجے ﷺ! آپ ﷺ نے جو کچھ ملاحظہ فرمایا۔ اس کی تفصیل سنائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اَز اول تا آخر پورا واقعہ سنایا۔ جسے سن کر ورقہ بے اختیار ہو کر بول اُٹھے۔ یہ تو وہی ناموس (معزز راز دان فرشتہ وحی) ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ؑ پر وحی دے کر بھیجا تھا۔ کاش! مَیں آپ ﷺ کے اس عہد نبوت کے شروع ہونے پر جوان عمر ہوتا۔ کاش مَیں اس وقت تک زندہ رہتا۔ جب کہ آپ ﷺ کی قوم آپ ﷺ کو اس شہر سے نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر تعجب سے پوچھا۔ کہ! کیا وہ لوگ مجھ کو نکال دیں گے۔ ورقہ بولا۔ ہاں۔ یہ سب کچھ سچ ہے۔ مگر جو شخص بھی آپ ﷺ کی طرح امرِ حق لے کر آیا۔ لوگ اس کے دشمن ہی ہو گئے ہیں۔ اگر مجھے آپ ﷺ کی نبوت کا وہ زمانہ مل جائے۔ تو مَیں آپ ﷺ کی پوری پوری مدد کروں گا۔ مگر ورقہ کچھ دنوں کے بعد انتقال کر گئے۔ پھر کچھ عرصے تک وحی کی آمد موقوف رہی۔ (صحیح بخاری شریف)

اس واقعے میں آنحضور نبی مکرم ﷺ کو دبانے (بھینچنے) کا اتصال اس مقدس جسم سے ہوا۔ جس کو کہ دبایا گیا۔ تو جاننا چاہیئے۔ کہ! یہ اتصال حصولِ فیض کا ایک طریقہ ہے۔ جس سے کہ باطن میں ایک قوتِ نورانیہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح احادیثِ مبارکہ میں آنحضور نبی مکرم ﷺ کا حضرت عمر فاروق ؓ، حضرت علی المرتضیٰ ؓ، حضرت معاذ بن جبل ؓ، حضرت ابو محذورہ ؓ اور دیگر صحابہ کرام ؓ کے ہاتھ پکڑ کر، سر سے ناف تک ہاتھ پھیر کر نظرِ خاص فرما کر اپنی خصوصی توجہ کے ذریعے احوال و کیفیات بدل دینا تواتر کے ساتھ ثابت و منقول ہے۔

اسی طرح اولیاء اللہ ؒ کی توجہات اور تصرفات سے بے شمار انسانوں کے دلوں اور دماغوں میں انقلاب پیدا ہونا، توبہ کی توفیق ملنا، فیضِ ولایت حاصل ہونا، شفاء کی ترتیب کرنا بھی تسلسل کے ساتھ ثابت ہے۔ جس سے کہ کسی بھی اہلِ عقل و فہم کو انکار نہیں ہو سکتا۔

اقسامِ توجہ: صوفیائے کرام نے توجہ و تصرف کی مختلف اقسام بیان فرمائی ہیں۔ جن میں سے تین اقسام زیادہ مشہور و معروف ہیں۔

☆ **توجہء انعکاسی**: جیسے کسی چیز پر شیشے یا روشنی کا عکس اور پرتو پڑنا یا اہلِ مجلس کا عطر وغیرہ کی خوشبو پانا انعکاسیء توجہ کے مشابہ ہے۔ یہ توجہ وقتی اور عارضی ہوا کرتی ہے۔ اس توجہ کا اثر بھی قلیل وقت کے لئے ہوتا ہے۔ اسی لئے اگرچہ یہ توجہ ضعیف ہوتی ہے۔ لیکن فائدے سے خالی نہیں۔

☆ **توجہء القائی**: اس توجہ کی مثال یوں ہے۔ کہ! جیسے کوئی شخص دیئے میں بتی اور تیل ڈال کر لایا۔ تو دوسرے نے آگ لگا کر روشن کر دیا۔ یہ تاثیر کچھ طاقت رکھتی ہے۔ اور کچھ دیر تک اس کا اثر باقی رہتا ہے۔ لیکن جب کوئی بیرونی صدمہ پہنچے۔ مثلاً آندھی، بارش وغیرہ تو اس کا اثر جاتا رہتا ہے۔ اس لئے یہ توجہ کسی حد تک مفید ضرور ہے۔ لیکن لطائف کی مکمل اصلاح نہیں کر سکتی۔ اس لئے مرید کو مجاہدہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

☆ **توجہء اتحادی**: یہ توجہ سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس میں شیخ اپنی پوری ہمت صَرف کر کے طالب کی روح میں القاء کر دیتا ہے۔ اس طرح کے دونوں ارواح باہم (ایک دوسے میں) جذب ہو جاتی ہیں۔ جیسے کہ! حضرت خواجہ باقی باللہ ؒ نے ایک نانبائی کو توجہ اتحادی دے کر اس کے ظاہر و باطن کو اپنے ہی جیسا بنا دیا۔ جس کو وہ ضبط نہ کر سکا۔ اور بالآخر وہ وصال پا گیا۔ توجہ القائی کا طریقہ یہ ہے۔ کہ!

شیخ اپنے مرید کو سامنے بٹھا کر اپنے قلب کو اس کے قلب پر غالب کرے۔ اور خطرہء غیر کو اس کے قلب پر آنے سے روک کر جذبہء قلبی کے ساتھ مرید کے دل پر اپنی نسبت امقاء کرے۔ اور اپنے آپ کو ہر قسم کے خیالات سے خالی کر کے اپنے نفسِ ناطقہ کی طرف اس نسبت میں متوجہ ہو جائے۔ جس کو طالب کے دل میں ڈالنا منظور ہو۔ اور اپنی پوری باطنی ہمت کے ساتھ یہ تصور کرے۔ کہ میرے دل سے فیوض و انوار طالب صادق یا مرید کے قلب

میں سرایت کرر ہے ہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ طالبِ صادق یا مرید کی قابلیت واستعداد کے مطابق اس کو فیوض وبرکات حاصل ہوں گے۔

اسی طرح کے جس لطیفہ میں ذکر جاری کرنا مقصود ہو۔ شیخ اپنے اسی لطیفہ کو مرید کے لطیفہ کے مقابل سمجھ کر ہر قسم کے خیالات، وساوس اور واہمات کو روک کر مرید کے دل کو اپنے دل کی طرف کھینچے۔ اور اسمِ ذات ''اللہ'' کی اُس وقت تک شیخ ضربات لگا تا رہے۔ جب تک کہ شیخ کی اس توجہ اور ضرب کے اثرات سے مرید کے اس لطیفہ میں جنبش پیدا ہو کر ذکر جاری ہو جائے۔ اسی طرح دیر تک متوجہ رہے۔ اور روزانہ اسی عمل کے تسلسل کو جاری رکھا جائے۔ تا کہ اس توجہ کی تاثیرات راسخ ہو جائیں۔ اور مرید کے دل میں حرارت اور نفی خاطر کی سی کیفیت پیدا ہو جائے۔ اگر مرید غیر حاضر ہو۔ یعنی سامنے موجود نہ ہو۔ یا کسی اور شہر یا ملک میں رہتا ہو۔ لیکن اپنے شیخ کی توجہ کا طلب ہو۔ تو اس کی صورتِ مثالیہ کا کا تصور کر کے غائبانہ توجہ بھی دی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ بعض مشائخ کا معمول منقول ہے۔

افاضہءتاثیر (طالب میں تاثیر پیدا کر دینے کا عمل)

☆ افاضہءتوبہ (توبہ واستغفار کی توفیق پیدا کر دینے کا عمل):

مشائخِ نقشبندیہ کے ہاں یہ طریقہ ہے۔ کہ! صاحبِ نسبت اپنے آپ کو اُس (گناہ گار کے جیسا) گناہ گار تصور وتخیل کرے۔ (کہ جس سے توبہ کرانا چاہتا ہے) اور پھر اس میں ایسی تاثیر کرے۔ گویا کہ اس کی ذات اس گناہ گار کی ذات سے مِل جائے۔ اور دونوں ذاتوں میں اتصال ہو جائے۔ اس کے بعد دوبارہ یہی عمل شروع کرے۔ کہ گناہ اور معصیت سے نادم وشرمسار ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے صدقِ نیت اور خلوصِ قلب سے توبہ واستغفار کرے۔ چنانچہ اس عمل سے وہ گناہ گار جلدی توبہ کر لے۔ (اور انشاءاللہ پھر معصیت سے اجتناب کرے گا)

☆ افاضہءتوبہ (توبہ واستغفار کی توفیق پیدا کر دینے کا عمل):

مشائخِ چشتیہ کے ہاں یہ طریقہ ہے۔ کہ! صاحبِ نسبت وضو کر کے دو رکعت نمازِ نفل ادا کرے۔ سلام کے بعد ایک ایک تسبیح درود واستغفار کی پڑھ کر نہایت خشوع وخضوع سے درگاہِ الٰہی میں ملتجی وملتمس ہو۔ کہ! اے قادرِ مطلق ومختارِ کل ذات باری تعالیٰ! اس گناہ گار سے گناہوں کو دور فرمادے۔ کیونکہ! اس کے گناہ کم اور چھوٹے ہیں۔ جبکہ تیری ذاتِ اقدس اس کے گناہوں کی نسبت بہت بڑی وبلند ہے۔ اس کے بعد گناہ گار کو اپنے سامنے بٹھا کر پوری ہمت کے ساتھ سانس لے۔ سانس لیتے وقت کامل توجہ وتخیل سے یہ تصور کرے۔ کہ! گناہ گار کو اس کے مرغوب گناہوں سے نجات مل رہی ہے۔ پھر ایک لمبی سانس لے کر یہ تصور کرے۔ کہ اس کے سابقہ گناہ زمین پر گرار ہا ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ وہ گناہ گار دوبارہ گناہوں کی جانب گامزن نہیں ہوگا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔

افاضہءتاثیر (مریدِ مبتدی اور مریدِ غبی کے علاجات):

مرشد سے توجہ لینے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! اس طرح نیت کر کے مرشد کے روبرو بیٹھے۔ اور مرید یہ نیت کرے۔ کہ! میں متوجہ ہوں طرف قلب اپنے کے۔ اور قلب میرا متوجہ ہے طرف ذاتِ احدیت کے، جہاں سے سارا فیض آرہا ہے۔ ذاتِ احدیت سے میرے مرشد کے قلب میں اور مرشد کے قلب کے نیچے اپنا قلب لگا لے۔ اور یہ تصور وتخیل کرے۔ کہ! مرشد کے قلب سے پرنالہ کی طرح میرے قلب میں نور آتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ آسمان کی طرف سے ایک نور مرشد کے قلب میں آرہا ہے۔ اور مرشد کے قلب کے نیچے اپنا قلب لگا کر رکھے۔ اور خیال کرے کہ مرشد کا قلب نور سے بھر کر اچھل رہا ہے۔ اور قلب سے اچھل کر خود ہی میرے قلب میں پرنالہ کی طرح نور داخل ہو رہا ہے۔ اور میں وہ نور اُن سے لے کر اپنے دل میں ڈال رہا ہوں۔ مشائخِ نقشبندیہ کے اکابرین، جو کہ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے عظیم مقامات پر فائز المرام ہوئے ہیں۔ وہ لوگ عظیم تصرفات کے سلسلے میں عجیب شان کے حامل اور مالک تھے۔

افاضہءتاثیر (طالب میں تاثیر پیدا کر دینے کا عمل):

طالب کے اندر تاثیر پیدا کرنے کے سلسلے میں بعد والے تمام مشائخِ نقشبندیہ کا طریقہ یہ رہا ہے۔ کہ! مرشدِ کامل اپنے مرید (یعنی سالک وطالب) کے نفسِ ناطقہ (یعنی روحِ انسانی) کی طرف متوجہ ہو کر اپنی مضبوط باطنی قوت کے ساتھ اس سے باہم ٹکرائے۔ اور پھر جمعیتِ خاطر کے ساتھ اپنی نسبت میں ڈوب جائے۔ یہ تصرف اس کے بعد ہوگا۔ کہ مرشد کا نفس مشائخ کی نسبتوں میں سے کون سی نسبت کا حامل ہے۔ اور اسے اس نسبت کا ملکہ راسخہ حاصل ہو۔ یعنی یہ نسبت ہر وقت اس کے قابو میں ہو۔ پھر مرشد کی نسبت طالب کی طرف اس کی لیاقت اور استعداد کے مطابق منتقل ہوگی۔ ☆ بعض نقشبندی بزرگ اس توجہ کے ساتھ ذکر اور طالب کے قلب پر ضرب

لگانے کو بھی شامل کر دیتے ہیں۔ اگر طالب سامنے موجود نہ ہو۔ تو اس کی صورت کا تصور کر کے توجہ دیتے ہیں۔

☆ اسی طرح سے بعض نقشبندی بزرگ مریدِ صادق کو اپنے روبرو بٹھاتے ہیں۔ اور اُسے تاکید کرتے ہیں۔ کہ! وہ اپنی آنکھیں بند کر کے بجانبِ قلب متوجہ ہو جائے۔ بعدہ' مرشدَ کامل اپنے قلب کی جانب متوجہ ہو کر ہمتِ القائی نسبت کی کرتا ہے۔ تاکہ مرید کے قلب پر فیوضاتِ غیبیہ کا اثر ہو۔ اور ایک طرح کی محویت اور بیخودی اُس مرید پر طاری ہو۔ اور یہ طریقہ ءتوجہ نقشبندیہ سلسلے کے بزرگ دوسرے یا تیسرے روز کیا کرتے ہیں۔

جس مرید پر اس توجہ کا مطلق کوئی اثر نہ ہوے۔ قلب اس کا سخت ہو۔ اس کے واسطے یہ تدبیر ہے۔ کہ! اس کے قلب (سینے) کے پاس ایک چراغ روشن کر کے رکھ دے۔ تاکہ حرارتِ چراغ سے قلب میں بھی حرارت پیدا ہو۔ کیونکہ! اگر قلب میں جس قدر زیادہ حرارت پیدا ہوگی۔ اُسی طرح مرید کا قلب توجہ جلدی حاصل کرنے کے قابل ہو گا۔ ان شاء اللہ۔

بعض فقراء کے ہاں اس توجہ کا یہ طریقہ بھی ہے۔ کہ! مرشد و مسترشد دونوں آنکھیں بند کر کے بیٹھیں۔ اور اپنے اپنے قلوب کی جانب متوجہ رہیں۔ اور دیر تک مراقب رہیں۔ کچھ دیر بعد دل میں حرارت (گرمی سی) پیدا ہو جائے گی۔ بعد پیدا ہونے گرمی کے دل میں باہم دیگر محویت پیدا ہو جائے گی۔ لیکن طالبِ توجہ کو لازم ہے۔ کہ! قبل توجہ کے اپنے قلب میں **اللہ** کا ذکر جاری کرے۔ تاکہ جلد تاثیر ہوے۔ **قلب جاری ہونے کی شناخت یہ ہے۔** کہ! سالک جس وقت بجانبِ باطن توجہ کرے۔ بقدر استعداد اپنی کے زرد و سفید وسیاح و سرخ و سبز انوارات اپنے میں مشاہدہ کرے گا۔

واسطے دریافت نسبتِ بزرگ :

اگر کسی بزرگ کی قبر پر واسطے دریافت نسبت اُس بزرگ کے متوجہ ہو۔ اور اپنی ہمت اُس (بزرگ) کی طرف مصروف کرے۔ تو اس وقت بھی انوارِ سرخ و سفید اور مثل اس کے ظاہر ہوں۔ تو معلوم کرے۔ کہ وصل اس بزرگ متوجہ الیہ کا بواسطہ لطیفہ ءقلب یا روح کے ہے۔ اور اگر نور دو لطائف یا زیادہ مخلوط ہو کر ظاہر ہوں۔ تو وصل اُس (بزرگ) کا زرد ہوگا۔ اس لئے کہ وصل ہر بزرگ کا تقریبًا بواساطت ایک لطیفہ کے لطائفِ سبعہ کے لئے ہے۔ جو کہ اس کے جسد کے متعلق ہے۔

بہر حال! مرید مبتدی ذکر کے طریقوں اور اس کی لذتوں سے نا آشنا ہوتا ہے۔ بلکہ خالی الذہن اور سادہ دل ہوا کرتا ہے۔ ایسے میں مرشد کو چاہیئے۔ کہ! (مرید کو ذکر سے واقفیت اور شوق دلانے اور لطائف روشن کرنے کے لئے یہ چار طریقے استعمال کرائے)

طریقہ نمبر1۔ مرید کو اپنے سامنے مؤدب دوزانو بٹھا کر آنکھیں بند کرنے اور اس کا سر جھکانے کی تلقین کرے۔ پھر مرشد خود اپنے قلب و ذہن کو تمام خیالات سے خالی کر کے اور پھر اپنے قلب کو مرید کے قلب کے مقابل کرے۔ اور اسمِ ذات ''اللہ'' کی ضربات مرید کے قلب پر لگائے۔ اور یہ خیال کرے۔ کہ! موجودہ ذکر کی کیفیت میری اور میرے سلسلہ کے تمام بزگوں تا کہ آنخضرت نبی مکرم ﷺ ہی کی وجہ سے اس (مرید) کو حاصل ہو رہی ہے۔ اور یہ ذکر اس کے قلب و روح بلکہ پورے جسم میں سرایت کر رہا ہے۔ یہ ضربیں (کم اَز کم) ایک سو ایک (101) مرتبہ ضرور ہونی چاہئیں۔ تاکہ شوق اور ذکر کی حرارت اس کے قلب پر اثر پذیر ہو۔ اور اس (مرید) کا قلب اس ذکر کی ضربات کی وجہ سے حرکت کرتے کرتے تیز ہوتا جائے۔ جب اس کا قلب ذکر سے حرکت کرنے لگ جائے۔ تو مرشد ضربات لگانا بند کر دے۔ بعد ازیں مرشد کو ذکر اس کی حیثیت و استعداد کے مطابق ہو۔ اس کو دے دے۔ اور اسے یہ ذکر ہمیشگی سے کرنے کی تلقین کرے۔ اسی طرح مرید کو مرشد کے بتائے ہوئے اشغال میں دائمًا مشغول و مستغرق رہنا چاہیئے۔ اس دورن مرید اپنے مشاہدات و کشفی خیالات کو سوائے مرشد سے کسی کے سامنے قطعًا بیان نہ کرے۔ تاکہ یہ باطنی فیوضات و برکات قائم رہیں۔ بلکہ ان میں روز افزوں اضافہ ہوتا رہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

طریقہ نمبر2۔ مرید کو اپنے سامنے مؤدب دوزانو بٹھا کر آنکھیں بند کرنے اور اس کا سر جھکا کر کمر ٹیڑھی کرا کے اس کا سینہ مرشد اپنے سینے کے مقابل کرنے کو کہے۔ اس کے بعد مرید کی سانس کے ساتھ سانس لے۔ یعنی جب مرید سانس لے۔ تو مرشد بھی سانس لے۔ اور جب مرید سانس خارج کرے۔ تو مرشد بھی اس کے ساتھ اپنا سانس خارج کرے۔ اس عمل کو کرنے سے کچھ لمحات بعد مرید خود بخود لرزنے اور کانپنے لگے گا۔ یا پھر بے تابانہ نعرے لگانا شروع کر دے گا۔ اور جو بھی ذکر اس وقت مرشد کے ذہن میں ہوگا۔ مرید بے اختیاری سے اسی ذکر کو کرنا شروع ہو جائے گا۔

طریقہ نمبر3۔ اگر مرید غبی ہو۔ یعنی کہ! اس کا قلب کسی بھی ذکر سے متاثر نہ ہوتا ہو۔ تو مرشد کو چاہیئے۔ کہ! اِس مرید کو اِس کے اسمِ مربی کے ذکر کی تعلیم کرے۔ (**اسمِ مربی کے معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے۔** کہ! خلوت میں مرید کو اپنے سامنے مؤدب دوزانو بٹھا کر آنکھیں بند

کرنے اور اس کا سر جھکا کر کمر ٹیڑھی کرا کے اس کا سینہ مرشد اپنے سینے کے مقابل کرنے کو کہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے الٰہیہ (بالخصوص کوئی جمالی اسم) میں سے کسی اسمِ مبارک کو اپنے ذہن میں رکھ کر اس کی ضربات مرید کے قلب پر کچھ شدت کے ساتھ چند مرتبہ لگاتا رہے۔ جب تک کہ اسم اثر نہ کرے۔ اگر اس اسمِ الٰہی سے کچھ اثر نہ ہو۔ تو اسمِ الٰہیہ تبدیل کر کے کسی دوسرے اسمِ الٰہیہ سے یہی طریقہ دوبارہ سرانجام دے۔ اس طرح کچھ اسمائے الٰہیہ کو تبدیل کرنے کے بعد ضرور کوئی نہ کوئی اسم اثر کر ہی جائے گا۔ اَب جو بھی اسم اثر کر جائے۔ تو سمجھ لیں۔ کہ یہی اسمِ الٰہی اس مرید کا اسمِ مربی ہے۔ **اسمِ الٰہی کے اثر و تاثیر کی صورت یہ ہوگی۔ کہ! مرید کے قلب میں سرور و لرزہ پیدا ہو جائے گا۔ جسم میں کپکپاہٹ اور لرزہ پن شروع ہو جائے گا۔ بلکہ تمام جسم میں اس قدر لرزہ پیدا ہو جائے گا۔ اور اسم کے اثرات کا غلبہ ہو جائے گا۔ کہ! مرید سے ضبط نہ ہو پائے گا)** یاد رہے۔ کہ! مرید کا یہی اسمِ مربی ہی اس کے لئے بعینہٖ ''**اسمِ اعظم**'' کے مثل ہوگا۔ اور مرشد کو چاہیئے۔ کہ! اسی اسم کے ذکر کو سہ ضربی یا چہار ضربی کے طریقہ پر تعلیم کرے۔ تا کہ مریدِ صادق اس اسمِ الٰہی کے ذکر کی پابندی کر سکے۔ انشاءاللہ تعالیٰ یہی ذکر اس کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگا۔ اور مرید نورِ الٰہی سے منور ہو جائے گا۔

طریقہ نمبر4۔ مرید کو مرشد کہلوائے۔ کہ! میں نے مرید ہونا اور اس سلسلہ ءعالیہ۔۔۔ میں بخوشی و ذوق وشوق آنا اور ارادت میں داخل ہونا من وعن برضائے قلبی تسلیم کرتا ہوں۔ اس کے بعد کسی ایسے تنگ و تاریک کمرے یا حجرے میں مرید کو رہنے کی تاکید کرے۔ کہ جس کی وسعت صرف لیٹنے اور کھڑے ہونے کی ہی ہو۔ (اگر فی امانہ یہ ممکن ہو تو) اور شور وغل اس کمرے و حجرے میں نا آتا ہو۔ مرید کو چاہیئے۔ کہ! اسی حجرے کو اپنی قیام گاہ کے لئے مستعد کر لے۔ ہمیشہ باوضو اس میں داخل ہوا کرے۔

حصولِ فیض کے لئے مرید و سالک کو چاہیئے۔ کہ! چارزانو اس طرح سے بیٹھے۔ کہ! اس کی پیٹھ میں کوئی کجی نہ ہو۔ اور اپنی دونوں آنکھیں بند کر لے۔ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے۔ اور ہاتھوں کی انگلیاں کھلی رکھے۔ تا کہ ہاتھوں پر اسمِ ذات ''اللہ'' کے اسمِ مبارک کا سا نقشہ پیدا ہو جائے۔ اور دائیں پاؤں کے انگوٹھے سے رگ کیماس (یہ ایک رگ ہے۔ جو کہ بائیں گھٹنے کے جوڑ کے قریب پٹھے کے نیچے ہوتی ہے) اور قلب سے متعلق ہے۔ اس رگ کی تحریک و حرارت قلب پر اثر کرتی ہے۔ اس رگ کو دبائے۔ اور ساتھ نہایت خشوع و خضوع اور حضوری ءقلب سے بزبانِ قلب اسمائے الٰہیہ ''یا حی یا قیوم'' کا ورد کرتا رہے۔ اس کے بعد محاسبہ و مجاہدہ کے طریقے سے ذکر میں فکر اور ملاحظہ و واسطہ کے ساتھ بہت توجہ و قوت اور شدتِ جبریہ یا خفیہ سے کہ جس سے اس (مرید) کو ذوق وشوق اور انبساط پیدا ہو۔ کرے۔ تا کہ لذتِ ذکر سے یہ سالک (مرید) بے خود ہو کر اس ذکر میں مشغول و مستغرق ہو جائے۔ اگر اس دوران کسی قسم کا کوئی وہم، خیال یا وسوسہ پیدا ہو۔ تو تصورِ شیخ سے اس نقص کا ازالہ و انسداد کرے۔ لیکن خود بدستور شغل میں منہمک رہے۔ تا کہ جملہ خطرات و وساوس جو انسانیت کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ رفع دفع ہو جائیں۔ اور مصفائے قلب اور تصفیہ ءنفس کا حصول ممکن ہو سکے۔ اور یہی ذکر اور اس کے اثرات تمام اعضاء و گوشت و پوست اور رگوں میں سرایت کر جائیں۔ اور مکاشفاتِ انوارِ غیبی کا مظہر بنے۔ اور حقائقِ اشیاء اس (پر) پر منکشف ہو جائیں۔ اور عالمِ ارواح سے ملاقات اور ذکرِ حقیقی و شہودِ حق بھی حاصل ہو جائے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

☆ افاضہء توبہ (توبہ و استغفار کی توفیق پیدا کر دینے کا عمل):

مشائخِ نقشبندیہ کے ہاں یہ طریقہ ہے۔ کہ! صاحبِ نسبت اپنے آپ کو وہ گناہ گار خیال کرے۔ (کہ جس سے توبہ کرانا چاہتا ہے) اور پھر اس میں ایسی تاثیر کرے۔ گویا کہ اس کی ذات اس گناہ گار کی ذات سے مِل جائے۔ اور دونوں ذاتوں میں اتصال ہو جائے۔ اس کے بعد دوبارہ یہی عمل شروع کرے۔ کہ گناہ اور معصیت سے نادم و شرمسار ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے صدقِ نیت اور خلوصِ قلب سے توبہ و استغفار کرے۔ چنانچہ اس عمل سے وہ گناہ گار جلدی توبہ کر لے۔ (اور انشاءاللہ پھر معصیت سے اجتناب کرے گا)

دورانِ ذِکر شیطانی، نفسانی، نسوانی خیالات کو دور کرنے کا مجرب طریقہ:

یہ طریقہ دراصل بارہا کا انتہائی کامیاب و مجرب طریقہ ہے۔ میرے روزانہ کے معمولات میں سے ہے۔ اِس عظیم اور سہل الحصول طریقے سے دل کو تمام غیر خیالات، دنیوی تفکرات و ماسویٰ خیالات سے خالی اور فارغ الذہن کرنے اور ظاہری و ساوس شیطانی و خطرات نفسانی کا راستہ بند کرنے کے لئے اِس سے بہتر اور سریع التاثیر کوئی اور طریقہ ہو ہی نہیں سکتا۔

جب بھی اس قسم کے تخیلات و تفکرات و خطرات ستائیں تو ایسے وقت میں چاہیئے کہ! اسم ذات **اللہ** کو اپنے تخیل و تفکر و تصور کی انگشت سے اپنی ناف سے تین اُنگل نیچے لکھنے کی سعی کرے۔ انشاءاللہ اُسی لمحے جملہ تخیلات و تفکرات و خطرات سے جان چھوٹ جائے گی۔ مجھے یہ عظیم النفع طریقہ حضرت فقیر نور محمد سروری قادری ؒ کی کتاب **عرفان جلد اول** سے میسر ہوا ہے۔

☆ تصرفِ قلوب (لوگوں کے قلوب پر تصرف کرنے کا عمل):

لوگوں کے دلوں میں اس طرح سے تصرف کرنا کہ وہ محبت وطاعت سے پیش آنے لگیں۔ یا اِن کے دماغوں میں ایسا تصرف کرنا کہ ان میں (حسبِ منشاء) واقعات متمثل ہونے لگ جائیں۔ اس ضمن میں مشائخِ نقشبندیہ کے ہاں یہ طریقہ ہے۔ کہ! صاحبِ نسبت اپنی باطنی قوت اور توجہ کے مطابق خود (یعنی شیخ۔ مرشد و مربی) اپنے مرید (طالب یا سالک) کے نفس سے ٹکرا جائے۔ اور اسے اسے اپنے ہی نفس سے متصل کر دے۔ پھر محبت یا واقعہ کی صورت کا تصور و تخیل کرے۔ اور دل کی گہرائی سے اس کی طرف کامل توجہ کرے۔ اس پر اثر ہوگا۔ اس کے دل میں محبت پیدا ہو جائے گی۔ اور اس واقعہ کے ذہن میں صورت اختیار کر لے گا۔

☆ نسبتوں پر مطلع ہونا (اولیاءاللہ کے مقامات و مدارج پر مطلع ہونے کا عمل):

اولیاءاللہ کی نسبتوں پر مطلع ہونے کا مشائخِ نقشبندیہ کے ہاں یہ طریقہ ہے۔ کہ! اگر وہ زندہ ہے۔ تو اس کے سامنے، اور اگر وہ اس دارِفانی سے کوچ کر گیا ہے۔ تو اس کے مزار پر جا کر اس طرح کرے۔ کہ! اپنی ذات کو ہر قسم کی نسبتوں (مقامات و درجات) سے یکسر خالی کر دے۔ اور کچھ دیر کے لئے اپنی روح کو اس کی روح تک پہنچا دے۔ یہاں تک کہ اس کی روح اُس (جس کی نسبت معلوم کرنا ہو) کی روح سے متصل ہو کر مِل جائے۔ اور پھر اپنی ذات کی طرف رجوع کرے۔ اَب جو کیفیت اپنے اند محسوس کرے۔ یہی اس بزرگ کی نسبت ہے۔

☆ اشرافِ خواطر یا ضمیر شناسی کا فن (دوسرے کے دل کی بات معلوم کرنے کا عمل):

اپنی ذات کو ہر بات اور پیدا ہونے والے خیالات سے خالی کر لے۔ اور اپنی ذات کو اس کی ذات تک پہنچا دے۔ اَب عکس یا پرتو کی صورت میں جو بھی بات اس کے دل پر کھٹکے۔ وہی دوسرے کے دل کی بات ہے۔

☆ مصائب کو ٹالنا (نازل ہونے والی کسی مصیبت کو ٹالنے کا عمل):

اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! اس مصیبت کو ایک خیالی شکل تصور کرے۔ پھر اسے دفع کرنے اور اس سے مقابلہ کرنے کے لئے پوری قوت و ہمت کا تصور کرے۔ اور اپنے عزم و ارادے کو اس پر مرکوز کر دے۔ اس کے بعد اپنی روح کو وقفے وقفے سے ملائے اعلیٰ یا ملائے اسفل کی جانب بلند کرے۔ اور اس معاملے میں یکسو ہو جائے۔ تو عنقریب وہ مصیبت ٹل جائے گی۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

☆ کشف بیش آئندہ (آئندہ پیش آنے والے واقعات پر مطلع ہونے کا عمل):

اپنے قلب کو آئندہ پیش آنے والے واقعے کے علم کے انتظار کے سوا ہر چیز سے خالی کر لے۔ جس وقت اس کا دل ہر خیال سے خالی ہو جائے۔ اور اس واقعے کے بارے میں انتظار اس مرتبہ پر آ جائے۔ جیسے پیاسے کو صِرف پانی ہی کے حصول کا انتظار اور خیال ہوتا ہے۔ اپنی روح کو تھوڑے تھوڑے وقفے سے استعداد کے مطابق ملاءِ اعلیٰ یا ملاءِ اسفل کی طرف بلند کرنا شروع کر دے۔ اور صرف اسی بات پر یکسو ہو جائے۔ چنانچہ جلد ہی اس پر تمام واقع کھل جائے گا۔ (البتہ واقع کھلنے کا ذریعہ) غیبی آواز یا بحالتِ خواب یا بیداری میں ہوسکتا ہے۔ (بہر حال پورا واقعہ سامنے کھل کر آ جائے گا۔ جس سے آگاہی ہوگی) بعد نمازِ عشاء یا بوقت تہجد اِس طرح سے چھ ضربی ذِکر کرے۔ کہ!

☆ دائیں طرف **یا علیم** کی ضرب لگائیں۔ ☆ بائیں طرف **یا خبیر** کی ضرب لگائیں۔
☆ آگے کی طرف **یا ھادی** کی ضرب لگائیں۔ ☆ پیچھے کی طرف **یا رشید** کی ضرب لگائیں۔
☆ آسمان کی طرف **یا بصیر** کی ضرب لگائیں۔ ☆ قلب پر **یا مبین** کی ضرب لگائیں۔

یہ ایک مرتبہ ہوا، اِسی طرح سے گیارہ سو گیارہ (**1111**) مرتبہ کریں۔ اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اپنے قلب پر توجہ کریں، اور دیکھیں۔ کہ آئینہ قلب پر کیا وارِد ہوتا ہے۔ چند ہی ایام میں کشفی صلاحیت حاصل ہو جائے گی۔ جب بھی کوئی شخص یہ ذِکر کر کے کچھ معلوم کرنا چاہے گا۔ تو اُسے ہر اُس بات کی خبر ہو جائے گی۔ جس کا وہ گُمان کرے گا۔ انشاءاللہ العظیم۔

اس ذکر کو پہلے عشرے میں روزانہ بعد نماز عشاء **313** مرتبہ کیا جاتا ہے۔ دوسرے عشرے سے **500** مرتبہ روزانہ کیا جاتا ہے۔ ایک ماہ بعد **1111** مرتبہ ہمیشہ کے لئے اختیار کرنا ہوتا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

یہ عمل و ذِکر صاحب کتاب ہذا (**محمد عبد الرؤف القادری** آف کوئٹہ) کا مجرب المجرب عمل و ذِکر ہے۔

☆ اپنے قلب کو تمام خطرات، خیالات اور حدیثِ نفس سے صاف کر کے بارگاہِ الٰہی میں یوں دعا کرے۔ کہ! اے اللہ تعالیٰ۔ اے علیم۔ اے خبیر، تُو مجھ کو اس واقعہ کی واقفیت و ادراک عطا فرما۔ اس وقت سالک کے دل و دماغ میں کوئی اور خیال نہ رہے۔ وہ کچھ دیر یونہی بیٹھا رہے۔ اور اس واقعہ کے انکشاف کا منتظر رہے۔ (اور منتظر بھی ایسا کہ! جیسے کسی مسافر کو صحرا کے اندر ایک

لمبے سفر میں گلا خشک ہونے کی وجہ سے مارے پیاس کے پانی کی طلب رہتی ہے۔ خود پر وہی کیفیت طاری کر لے) اور وہ اپنی پوری توجہ سے اپنی روح کو لمحہ بہ لمحہ ملائے اعلیٰ یا ملائے اسفل کی جانب حسبِ حیثیت توجہ و خیال کرے۔ تو وہ واقعہ بذریعہ آوازِ غیبی یا خود اپنے مشاہدے سے یا خواب سے معلوم ہو جائے گا۔ اگر وہ مراقبہ میں مہارت حاصل کر چکا ہوگا۔ تو اس پر بچشمِ بند مگر بحالتِ بیداری مکمل واقعہ منکشف ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ **(المرید لا یرید ۔** مرید وہی ہے۔ جس کی کوئی مراد (خواہش) نہ ہو))

اسی ضمن میں حضرت مولانا امداد اللہ مہاجر مکی ؒ سے ایک ذکر بھی مروی ہے۔ کہ! اگر کوئی چاہے۔ کہ! اسے آئندہ کے حالات کا علم ہو جایا کرے۔ تو چاہیئے۔ کہ! داہنے طرف ''یا احد'' بائیں طرف ''یا صمد'' سر شانے کی طرف ''یا حی'' اور دل (یعنی لطیفہء قلب) پر ''یا قیوم'' کی ایک ہزار ضربات لگائے۔ اس ذکر سے نہ صرف آئندہ کے حالات کی خبریں حاصل ہوں گی۔ بلکہ بلاؤں کو دور کرنے کے لئے بھی یہ ذکر بہت نافع و مفید ہوگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

☆ نسبت کی حقیقت (مذکورہ تصرفات کو سمجھنے کے لئے نسبت کی حقیقت) :

مشائخ کے تمام طریقوں کا ماحصل انسانی نفس کی تہذیب و آراستگی ہے۔ مشائخ اسے نسبت کا نام دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ! یہ سکونِ قلبی اور نور کی شکل میں اللہ جل شانہٗ سے انتساب اور ربط کی صورت ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے۔ کہ! نسبت نفسِ ناطقہ میں ایک ایسی کیفیت اور حالت کا نام ہے۔ جسے ملائکہ (فرشتوں) سے تشبیہہ دی جا سکتی ہے۔ یا عالم جبروت پر مطلع ہونے کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ! سالک جب طاعات، طہارات اور اوراد و وظائف یا اذکار پر مستقل مزاجی سے عمل پیرا ہو جاتا ہے۔ تو اس کے نفسِ ناطقہ میں ایک صفت قائم ہو جاتی ہے۔ اور توجہ کا ملکہ راسخہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں نسبت کی صورتیں ہیں۔ اور ہر ایک صورت کی مزید کئی اقسام ہیں۔ جن میں سے چند ایک کی مختصر تشریح یہ ہے۔ کہ!

☆ **نسبتِ عشق و محبت :** اس نسبت سے دل میں عشق و محبت کی صفت محکم و راسخ ہو جاتی ہے۔

☆ **نسبتِ نفس شکنی :** اس نسبت سے نفس شکنی اور اس کے مرغوبات سے نجات حاصل کرنا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ کے والدِ محترم اس نسبت کو ''**نسبتِ اہلِ بیت**'' سے موسوم کیا کرتے تھے۔

☆ **نسبتِ مشاہدہ :** اس نسبت سے مراد ذاتِ مقدس کے مجرد بسیط (اکیلا پھیلا ہوا) ہونے کی توجہ کا ملکہ ہے۔

الغرض! حضور مع اللہ کے معنیٰ، محبت کے حصول یا نفس شکنی یا ان کے علاوہ ''یادداشت'' کے مطابق رنگ برنگ ہے۔ ان رنگوں میں سے کسی رنگ میں نفس کو ملکہ راسخہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی ملکہ کو ''نسبت'' کہا جاتا ہے۔

☆ نسبتوں کا حصول (نسبت حاصل ہونے کے مختلف طریقے) :

نسبت حاصل ہونے کے کئی طریقے ہیں۔ مثلاً! اوراد و وظائف یا اشغال سے اصل مقصودِ نسبت کا حصول، اور اس پر قائم رہنا اور اس میں ڈوب جانا، تاکہ اس طرح نفس بآسانی ملکہ راسخہ حاصل کر لے۔ لیکن نسبت کا حصول کئی طریقوں سے ممکن ہو سکتا ہے۔

اِس ضمن میں یہ ناچیز (فقیر محمد عبدالرؤف) عرض گزار ہے۔ کہ! صحابہ کرام ؓ کی تو سب سے بڑی خوش نصیبی آنحضرت رسولِ مکرم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ، اُن ﷺ کے اقوال و افعال اور احوال اور پھر اُن ﷺ کی معیت میں عبادات کی سرانجام دہی اور اُن ﷺ کے فرمان (حدیث و سنت) کی ادائیگی وغیرہ حصولِ نسبت کے بہت بڑے ذرائع تھے۔ اور پھر آپ ﷺ کا زمانہ، جو کہ تمام زمانوں پر افضلیت و فوقیت رکھتا تھا۔ اسی لئے یہ کہنا صریحاً درست ہوگا۔ کہ! جو نسبت حقیقی آنحضور ﷺ کی وجہ سے صحابہ کرام ؓ کو حاصل تھی۔ وہ بعد والے کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتے۔

صحابہ کرام ؓ اور تابعین ؒ کے ہاں سکینت یعنی نسبت حاصل کرنے کے دوسرے ذرائع تھے۔ مثلاً نماز کی پابندی، خلوت میں خشوع و خضوع اور حضوری قلب کی پابندی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی پاکی اور حمد کا ذکر، ہمہ وقت طہارت (ظاہری و باطنی) سے رہنے کی پابندی، موت کی ہر وقت یاد میں مستغرق رہنا، نفس کی پسندیدہ چیزوں کی شدید مزمت، فرمانبرداروں کے لئے ثواب اور انعامات جبکہ گناہ گاروں کے لئے عذاب اور ڈرانے کا ذکر، اسی طرح انہیں جسمانی لذات اور خواہشات سے چھٹکارا حاصل ہو جاتا تھا۔

اسی طرح سے صحابہ کرام ؓ اور تابعین کے ہاں نسبت حاصل کرنے کے دوسرے ذرائع یہ بھی تھے۔ کہ! تلاوتِ قرآن پر ہمیشگی اور اس کی آیات کے معانی و مفاہیم پر غور و فکر اور عمل کرنا، ناصح حضرات کی بات کو غور و توجہ سے سننا، احادیثِ نبویہ ﷺ میں سے وہ احادیث خاص طور پر سنن، کہ جن سے قلوب حلیم المزاج اور بردبار ہوتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ! صحابہ کرام ؓ اور تابعینِ عظام ؒ کو ان باتوں پر مسلسل عمل پیرا ہونے اور انہیں وظیفہ حیات بنا لینے کی وجہ سے ملکہ راسخہ اور ہیئاتِ نفسانیہ حاصل ہو گئی تھی۔ چنانچہ وہ زندگی بھر اِن امور کو پابندی اور باقاعدگی سے ادا کرتے رہے۔ پھر یہی مقصود اور

حقیقت آنحضور ﷺ سے بطریقِ وراثت ہمارے مشائخ (تمام سلاسل طریقت جیسے قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ، اویسیہ، قلندریہ وغیرہ) لے طریقوں میں چلی آئی ہے۔ ہر چند کہ ان کے رنگ، مزاج، طریقے، حصول کے انداز جدا جدا ہیں۔ (مگر منزلِ مقصود'' **اطیعوا اللہ والرسول**'' ہے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیسے حاصل کی جائے)

بلند احوال میں سے ایک انعام ''فراستِ صادقہ'' بھی ہے۔ یعنی دل میں واقعے کا بعینہٖ متمثّل ہو جانا۔ کیونکہ! ایک حدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے۔'' **اتقوا فراسة المؤ من فا نه ینظر بنو ر اللہ** '' (ترجمہ) ''**مومن کی فراست سے ڈرو۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔**''

مراقبے سے امراض سلب کرنے کے مجرب طریقہ جات :

☆ اپنے قلب کو تمام خیالات سے صاف کر لے۔ مریض کو سامنے بٹھائے۔ اور اپنے آپ کو اسی مرض میں مبتلا سمجھے۔ جو مرید (مریض) کو ہے۔ تو وہ مرض صاحبِ مراقبہ کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ (لیکن اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ صاحبِ مراقبہ اپنی مشقوں کے ذریعے سے مراقبہ کرنے میں ماہر ہو) یہ انسان میں اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک عجیب وغریب صفت ہے۔

☆ اور دوسرا طریقہ امراض کے دور کرنے کا یہ بھی ہے۔ کہ! مریض کے سامنے بیٹھ کر اس کو منجانب اللہ تعالیٰ شفا یابی کا تصور و تخیل کر کے یہ ذکر شروع کر دے۔ کہ! داہنے طرف ''یا احد''، بائیں طرف ''یا صمد'' آسمان کی طرف ''یا وتر'' اور دل (یعنی لطیفہء قلب) پر ''یا فرد'' کی کم از کم ایک ہزار ضربات لگائے۔ اس ذکر سے پہلے یا تیسرے دن تک بہر صورت شفا حاصل ہو جائے گی۔ انشاء اللہ۔

☆ مشائخِ نقشبندیہ کے بزگان کے ہاں دفع مرض یعنی کسی قسم کی کوئی بیماری کے دفع کرنے کی صورت یہ ہے۔ کہ! صاحبِ نسبت اپنے آپ کو مریض (یعنی مریض کے مرض کا حامل) ہونے کا تصور و تخیل کرے۔ اور یہ سمجھے۔ کہ! یہ مرض مجھے ہے۔ اور اسی پر اپنی باطنی ہمت اور توجہ مرکوز کر دے۔ اس کے سوا دل میں کوئی اور خیال نہ آنے دے۔ پس یہ بیاری صاحبِ نسبت کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ چونکہ یہ قدرِ الٰہیہ کا عجیب وغریب کرشمہ ہے۔ (لوگ اسے کرامت سے تعبیر کرتے ہیں)

☆ جب کوئی شخص بیمار ہو جائے۔ یا کوئی شخص معصیت میں مبتلا ہو۔ تو صاحبِ نسبت وضو کرے۔ اور دو رکعت نماز پڑھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ بخشوعِ قلب ہو۔ اور زبان سے کہے۔ **امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوٓء** ۔ اور اس مناجات وتضرع کے درمیان میں یوں عرض گزار ہو۔ کہ! فلاں شخص مذکور کی بیماری یا ابتلائے معصیت زائل ہو جائے۔ اس عمل سے وہ شخص بیماری یا گناہوں سے نجات پائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆ **ایک طریقہ امراض کے دور کرنے اور توبہ بخشی کا یہ بھی ہے۔** کہ! صاحبِ نسبت وضو کر کے دو نوافل پڑھے۔ اور درود واستغفار پڑھ کر نہایت ہی خشوع وخضوع سے درگاہ الٰہی میں اللہ تعالیٰ کے حضور ملتجی وملتمس ہو۔ کہ! اس مرید (مریض) سے مرض یا گناہ دور ہو جائیں۔ اور پوری ہمت سے سانس لیتے وقت یہ خیال کرے۔ کہ مریض یا گناہ گار کے قلب سے مرض یا گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ ایک لمبی سانس لے۔ اور سانس نکالتے وقت یہ تصور و تخیل کرے۔ کہ! اس کے قلب وجسم سے یہ مرض اور گناہ دفع (یا نکال) کے زمین پر گرا رہا ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی معاونت شامل حال رہے۔ تو وہ شخص گناہ اور مرض سے فوراً نجات پا لے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

میرے پاس سے گزر کر میرا حال تک نہ پوچھا
میں کیسے مان جاؤں، وہ دور جا کے روئے

☆ سلبِ امراض کا ایک طریقہ یہ ہے۔ کہ! فاتحہ (سورہ فاتحہ، چہار قل تین تین مرتبہ، سورہ یسین، سورہ ملک اور سورہ مزمل، آیت الکرسی وآخری آیات سورہ بقرہ) پڑھ کر مشائخین سلاسل طریقت کی ارواح کو ایصالِ ثواب کرے۔ پھر اسمِ الٰہی ''یا شافی'' پڑھ کر اس اسمِ مبارک کے انوارات کی طرف متوجہ ہو کر جبکہ مریض اس کے سامنے ہو۔ اور وہ پوری قوت باطنی صَرف کر کے اس کے بدن سے مرض جدا کر کے اس کی پشت کے پیچھے پھونکے۔ اور اس عمل میں اس وقت مشغول رہے۔ کہ جب تک آثارِ توجہ ظاہر ہونے لگیں۔ چند مرتبہ یا چند روز تک یہی عمل جاری رکھے۔ انشاء اللہ چند ہی ایام میں مریض بھلا چنگا ہو جائے گا۔ کیونکہ!

تیری رحمتوں پہ ہے منحصر میرے ہر عمل کی قبولیت
نہ آتا مجھے سلیقہء التجاء، نہ ہے مجھے شعورِ نماز

توجہات اورگمان :

اگرہم اپنے اردگرد کا معائنہ کریں۔ تو ہمیں گمان، توجہات، اوہام، وساوس، شبہات یا بدگمانی کے کثیر الاقسام شواہد ملتے ہیں۔ بہرحال! ہمارا موضوع گمان یا توجہ کے متعلق ہے۔ جس کی چند ایک مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔ سب سے پہلے ہم گمان کو دیکھتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **یخل لکم وجه ابیکم و تکونوا من م بعدہٖ قومًا صالحین**۔ (ترجمہ) تاکہ! آپ کے باپ کی توجہ آپ ہی کی طرف ہورہے۔ تو اس کے بعد آپ صالحین (نیک اعمال کرنے والے) بن کر رہنا۔ (سورہ یوسف۔09)

صحیح بخاری میں ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! مَیں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔ جو (کہ) وہ میرے متعلق رکھتا ہے۔

اس ضمن میں یہ کمترین (البلوشی) قارئینِ ''اسرارِ محبوب'' سے عرض گزار رہے۔ کہ! بحیثیت مسلمان ہمیں ہمیشہ چند باتوں کو ملحوظِ خاطر رکھنا ہوگا۔ کہ! اللہ تعالیٰ بہت ہی رحمان، رحیم اور کریم ہے۔ وہ بہت غفار رہے۔ لہذا ہمیں اُس سے ہمیشہ یہی گمان رکھنا چاہیئے۔ کہ! ہو نہ ہو بالآخر ہم نے جنت میں ہی جانا ہے۔

وہ ذات باری تعالیٰ بہت ہی رحمان، رحیم اور کریم ہے۔ وہ بہت غفار رہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی یہ شانِ ربوبیت ہے۔ کہ! وہ ہم سب پر اپنی وسعتِ رحمت، رحمانیت اور کرم وفضل سے ہمیں بخشش عطا فرما کر جنت میں داخل فرمائے۔ لیکن اس کے لئے ہمیں دائمی طور پر اللہ تعالیٰ سے خوش گمان ہونا پڑے گا۔ جیسا کہ پچھلی اور آنے والی حدیث میں بیان ہوا ہے۔

صحیح بخاری کی ایک اور حدیث میں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا۔ کہ! نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! مَیں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔ اور جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے۔ تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور جب وہ مجھے (کسی) مجلس میں یاد کرتا ہے۔ تو میں اُسے اس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے۔ تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے۔ تو اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں۔ اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے۔ تو میں اس کے پاس دوڑ کر آجاتا ہوں۔

گمان کے متعلق ایک حکایت بہت مشہور ہے۔ کہ! کسی دیہاتی شخص کو ہل چلاتے ہوئے ببول کا کانٹا چبھ گیا۔ اُس دیہاتی شخص نے جب دیکھا۔ تو کانٹا پڑا ہوا تھا۔ لیکن پاؤں کے اندر کانٹا نہیں گیا تھا۔ اُس دیہاتی کو گمان ہوا۔ کہ! ہو نہ ہو، یہ کانٹا نہیں تھا۔ بلکہ! مجھے شاید کسی سانپ نے ڈسا ہے۔ اُس نے کئی حکماء کو اپنا زخم دکھایا۔ مگر ہر ایک نے یہی کہا۔ کہ! یہ سانپ کاٹنے کا نشان نہیں۔ بلکہ یہ تو ببول کے کانٹے کا نشان ہے۔ مگر اُس دیہاتی کو قطعًا یقین نہیں آیا۔ اسی وہم میں گرفتار ہو کر بالآخر وہ دیہاتی بیمار پڑ گیا۔ تقریبًا دو ہفتے بعد اُس کی حالت نازک ہوگئی۔ اَب جب حکماء نے اُس کے زخم کو ملاحظہ کیا۔ تو واقعتًا اُس کانٹے کے معمولی زخم میں سانپ کے اثرات موجود پائے گئے۔ بہرحال! پھر جب سانپ ڈسے شخص کے مطابق اُس دیہاتی کا علاج کیا گیا۔ تو وہ تندرست وشفایاب ہوگیا۔ کانٹے کا زخم سانپ کے ڈسنے میں مبدل ہونا درحقیقت اُس کے گمان کی وجہ سے تھا۔

علم مسمریزم، ٹیلی پیتھی اور ہپناٹزم میں بھی توجہات وگمان بہت بہت عمل دخل شامل ہوتا ہے۔ اِن علوم وفنون کے اساتذہ کا کہنا ہے۔ کہ! ہمارے تجربے کی بات ہے۔ کہ! اگر کسی شخص کو توجہات یا گمان پر یقین نہ ہوتا ہو۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ! اپنے گھر میں دو ایک ہی جیسے پودے رکھ لے۔ اور دونوں پودوں کو یکساں مقدار میں پانی، ہوا اور دھوپ دیتا رہے۔ مگر دل ہی دل میں ایک پودے سے پیار کرے۔ جبکہ دوسرے پودے کو دل ہی دل میں کوستا رہے۔ ہفتے عشرے ہی میں وہ ملاحظہ کرے گا۔ کہ جس پودے پر اُس نے محبت کی نظر رکھی۔ وہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہے۔ ربڑھتے بڑھتے بطریق احسن نشوونما پا رہا ہے۔ جبکہ! دوسرا پودا، کہ جس کو نظر بد کے ساتھ توجہ کی تھی اور اُسے کوستے رہے۔ وہ بالکل مرجھا گیا ہے۔ اُس کا بڑھنا اور نشوونما پانا بند ہوگیا ہے۔ (اسی مثال کو دیکھتے ہوئے) ہم اگر اپنے اردگرد دیکھیں۔ کہ! کوئی والد، والدہ یا والدین دیگر بچوں کی نسبت اپنے کسی بچے پر کم توجہ دیتے ہیں۔ یا اُسے نظر بد سے دیکھتے ہیں۔ یا اُسے ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہتے ہیں۔ تو یقینًا ایسے بچے کی ذاتی شخصیت بہت متاثر ہوتی ہے۔ ایسا بچہ نہ تو صحیح طور سے لکھ پڑھ سکتا ہے۔ اور نہ اُس کی شعوری کیفیات میں جلد نکھار پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر والدین کہتے پھرتے ہیں۔ کہ! کہ ہمارا بچہ اچھا کھاتا پیتا ہے۔ کھیل کود میں بھی ٹھیک ہے۔ مگر اس کے اندر کچھ عجیب وغریب قسم کی خامیاں پیدا ہوگئی ہیں۔

اسی طرح سے ایک جزیرہ (غالبًا اُس کا نام سلیمانی جزیرہ **Solomon Island**) ہے۔ جہاں پر یہ قانون ہے۔ کہ! کسی بھی پیڑ درخت یا پودے کو کاٹا نہیں جائے گا۔ لہذا جب اُنہوں نے جس پیڑ، درخت یا پودے کو ختم کرنا ہوتا ہے۔ تاکہ وہ کوئی کھتی باڑی کرسکیں۔ یا کوئی

میدان ورودٌ بنا سکیں۔ تو ایسے مواقع پر وہ درخت، پیڑ یا کسی پودے کو ہٹانے کے لئے ایسے کرتے ہیں۔ کہ! تو قبیلے کے چند لوگ اُس کے پاس جا کر اُسے کوستے ہیں۔ گالی گلوچ دیتے ہیں۔ اُسے بد دعائیں دیتے ہیں۔ اور اُس کو حقارت اور ذلت کی نگاہ و توجہ سے دیکھتے ہیں۔ پھر وہ چلے جاتے ہیں۔ ہفتے عشرے بعد وہ درخت، پیڑ یا پودا خود بخود گل سڑ جاتا ہے۔ یہ نظرِ بد یا بد توجہی کی بہت بڑی مثال ہے۔

کچھوے کے متعلق مشہور ہے۔ کہ مادہ کچھوا اپنے انڈے دے کر دریا یا سمندر کے ساحل پر ریت یا مٹی میں دبا کر چلی جاتی ہے۔ لیکن وہ پانی میں جتنی ہی دور کیوں نہ چلی جائے۔ اپنی توجہ انڈوں پر رکھتی ہے۔ حالانکہ! ساحلی علاقوں میں ریت پر سمندری پانی کی لہروں سے ریت کے ساتھ ساتھ انڈوں کی جگہ بھی تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ اگر وہ اپنی توجہ انڈوں سے ہٹا لے۔ تو وہ انڈے بالکل خراب ہو جائیں۔ اور جب انڈے سے بچے نکلتے ہیں۔ تو کچھوے کے بچوں کی توجہ بھی اتنی تیز ہوتی ہے۔ کہ وہ انڈوں سے نکل کر اپنی ماں کی طرف خود بخود پانی میں تیرتے ہوئے پہنچ جاتے ہیں۔

☆ اولیائے کرام کے مبادیءِ فیوض:

مشائخین کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ! اولیاء دو قسم کے ہوتے ہیں۔

1۔ محمدی المشرب۔ 2۔ غیر محمدی المشرب۔

☆ محمدی المشرب:

یہ اولیاء اللہ محبوب بالذات ہوتے ہیں۔ اور سرورِ عالم ﷺ کے زیرِ قدم ہیں۔ اور آپ ﷺ کے ہی مشرب اور مبداء فیض سے اقتباسِ فیض کرتے ہیں۔ اس لئے اُن کے مبادیءِ فیوض ''ظلال شیونات علم'' ہیں۔

میں فقط خاک ہوں، مگر نامِ محمد ﷺ سے ہے نسبت میری
یہی ایک رشتہ ہے، جو میری اوقات بدل دیتا ہے

غیر محمدی المشرب:

یہ اولیاء اللہ محبوب بالعرض یا محب ہوتے ہیں۔ اور یہ اولیاء دیگر انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے زیرِ قدم ہیں۔ اور ان کے مشارب مبادیء فیوض سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کے مبادیءِ فیوض ''ظلالِ صفات ثبوتیہ'' ہیں۔

فیضِ رحمانی:

بمطابقِ مشائخین! سالک کو ذاتِ حق تعالیٰ (مبداء فیض) سے جو فیض پہنچتا ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں۔ فیضِ تخلیقی۔ فیضِ کمالاتی۔

☆ فیضِ تخلیقی:

انسان کی ایجاد و تخلیق کا سبب فیضِ تخلیقی کہلاتا ہے۔ یہ فیض انسان کو صفات کے توسط و توسل سے حاصل ہوتا ہے۔

☆ فیضِ کمالاتی:

مسلمان کے ایمان و معرفت اور کمالاتِ نبوت و ولایت کا سبب فیضِ کمالاتی کہلاتا ہے۔ یہ فیض بعض کو صفات کے توسط و توسل سے اور بعض کو شیونات (شان کی جمع) کے توسط و توسل سے حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً سرورِ کائنات خلاصہء موجودات ﷺ مبداء فیضِ تخلیقی صفات ہیں۔ اور مبداء فیضِ کمالاتی شیونات ہیں۔

علم تصوف اور موجودہ دور کے جاہلین

اسی ضمن میں یہ فقیرِ حقیر پر تقصیر (البلوشی) قارئین ذی اکرام کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ! کچھ نام نہاد صوفیائے کرام اور جعلی پیر فقیر حضرات کا کہنا ہے۔ کہ! نماز ظاہری کی کیا ضرورت ہے؟ صوم و صیام کی کیا ضرورت ہے؟ اصل فقیری و درویشی تو درحقیقت کچھ اور ہی ہے۔ جس کی پہچان صاحبینِ علم و عرفان و معرفت رکھنے والے چند گنے چنے لوگوں کو ہی معلوم ہے۔ (معاذ اللہ۔ نعوذ باللہ)

میری قارئینِ کتاب ہذا (اسرارِ محبوب) سے عرض ہے۔ کہ! یہ لوگ بہت بڑا فتنہ و فساد ہیں۔ شریعت سے عاری ہیں۔ میرے قلیل علم کے مطابق علمِ تصوف کی بنیاد چار باتوں سے عبارت ہے۔ یہ چار باتیں شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت دراصل یہ ہیں۔

شریعت مثل دودھ کے ہے۔ **طریقت** مثل لسی کے ہے۔

معرفت مثل مکھن کے ہے۔ اور **حقیقت** مثل روغن کے ہے۔

اَب بھلا مجھے کوئی اتنا تو سمجھائے۔ کہ! دودھ کے بغیر لسی ، لسی کے بغیر مکھن اور مکھن کے بغیر روغن (اصلی دیسی گھی) بنانا کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔ دنیا میں موجود تمام علوم وفنون کا سرچشمہ قرآنِ حکیم ہے۔ قرآنِ حکیم کے معانی و مفاہیم کو سمجھنے کے لئے صحیح احادیثِ نبوی ﷺ کا کثیر مجموعہ موجود ہے۔ اور احادیثِ نبویہ ﷺ کو سمجھنے کے لئے فقہ (حنفی ، مالکی ، حنبلی و شافعی) موجود ہے۔

تصوف کے مدارج :

حضرت شیخ ضیاء الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں۔ کہ!

☆ ابتدائی تصوف علم ہے۔ ☆ اوسط تصوف عملِ خالص ہے۔ ☆ اور آخر تصوف بخششِ خدا ہے۔

تصوف کے اصول وارکان :

تصوف کے درحقیقت پانچ اصول وارا کین مقرر ومتعین فرمائے ہیں۔

☆ گرسنگی (اشتہاء۔ بھوک) ☆ خاموشی۔ ☆ بیداری۔ ☆ تنہائی۔ ☆ یادِ الٰہی۔

☆ خطراتِ فاسدہ کا انسداد :

شیطان کی صورت بالکل اژدھے کی مانند ہے۔ اس کا پھن بہت سخت زہریلا اور خاردار ہے۔ جس وقت کہ کوئی مرید کسی صغیرہ وکبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ یا کوئی حرام شئے کھاتا ہے۔ اور اس (اژدھے) کی قوت اور زائد ہو جاتی ہے۔ اور وہ اپنے پھن کو دل کی طرف گھماتا ہے۔ جس سے کہ اس زہر قلب میں اثر کر جاتا ہے۔ اور تاریکی اور سیاہی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب مرید گناہوں سے توبہ کرکے پاس انفاس میں مشغول و مستغرق ہو جاتا ہے۔ تو شیطان ضعیف اور کمزور ہو جاتا ہے۔ اور قلب میں نورانیت اور صفائی پیدا ہو جاتی ہے۔ (یعنی کہ) جب کوئی بُرا خیال دل میں راسخ ہو جائے۔ اور کسی بھی طرح سے دفع نہ ہوتا ہو۔ تو اس شیطانی ونفسانی خیال کے دور کرنے کی صورت یہ ہوگی۔ کہ! دَم کو ناف سے کھینچ کر قلب میں روکے رکھے۔ اور کلمہ ''لا الہ'' کو دل سے نکالے۔ اور یہ خیال کرے۔ کہ! وہ شیطان یا میرا نفس جو کہ میرے دل پر بصورتِ اژدھا بیٹھا ہوا ہے۔ مَیں نے کلمہ ''لا الہ'' کی قینچی سے اس کی دُم پکڑ لی۔ پھر داہنے شانے تک لائے۔ اور دل (لطیفہ قلب) پر لے جا کر ''الا اللہ'' کی ضرب لگائے۔ اور یہ خیال کرے۔ کہ! یہ ضرب شیطان کے سَر پر جا لگی ہے۔ اور اس ضرب سے اس شیطان (اژدھے) کا سر پاش پاش ہو گیا۔ اور دل سے باہر ہو گیا۔ اسی طرح سے متواتر ضربیں لگاتے رہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو بہت جلد یہ خیالاتِ فاسدہ دفع ہو جائیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اور شیطان بھی ہلاک ہو جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اور وہی دل (جو کہ فاسدہ خیالات کی آماجگہ بنا ہوا تھا) اسی تصور وتخیل اور نورِ ذکر سے خوب منور ہو جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) یاد رہے۔ کہ! اس ذکر میں ملاحظہ اور حبسِ دَم ضروری ہے۔ ویسے حبسِ دم کے بغیر بھی یہ ذکر مفید تو ہوگا۔ مگر کرنا شرط اور ضروری ہے۔ تاکہ کلی فائدے کا حصول ممکن ہو سکے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

بدگمانی جھوٹ ہے۔

ایک حدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا۔ کہ! نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! بدگمانی سے بچتے رہو۔ کیونکہ بدگمانی کی باتیں اکثر جھوٹی ہوتی ہیں۔ لوگوں کے عیوب تلاش کرنے کے پیچھے نہ پڑو۔ آپس میں حسد نہ کرو۔ کسی کی پیٹھ پیچھے برائی (غیبت) نہ کرو۔ بغض نہ رکھو۔ ب اللہ تعالیٰ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔

اسی طرح سے کتب میں لکھا ہوا ہے۔ کہ! کونج (جو کہ ایک پرندہ ہے) سیکڑوں میل دور جاتا ہے۔ تو وہ اپنی توجہ اور گمان اپنوں بچوں پر رکھتا ہے۔ اگر کونج فقط ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی توجہ اپنے بچوں سے ہٹا لے۔ تو اُس کے بچے مر جائیں۔

بدگمانی جھوٹ ہے۔

ایک حدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ مبارکہ ہے۔ کہ! اگر تمھیں کوئی نقصان پہنچ جائے۔ تو یہ نہ کہو (کہ) '' اگر میں ایسا کر لیتا۔ تو ایسا ہو جاتا '' البتہ یہ کہو۔ کہ! اللہ تعالیٰ کی تقدیر یونہی تھی۔ اور اُس نے جو چاہا۔ کیونکہ! اگر (کا لفظ) شیطان کے کام کا دروازہ ہے۔ (صحیح مسلم)

فلسفہء تفکر :

حدیثِ نبوی ﷺ میں ہے۔کہ! **تفکر الساعة خیر من عبادة الثقلین۔** (ترجمہ) ایک ساعت کا تفکر دو جہانوں کی عبادت سے افضل ہے۔تفکر میں لذت پوشیدہ ہے۔ اور یہ لذات جیسے کہ لذتِ دیدارِ مولا، لذتِ معرفتِ مولا، لذتِ قربِ مولا، لذتِ شوق واشتیاقِ مولا، لذتِ ذکر وفکر، لذتِ مراقبہء فنافی اللہ ، لذتِ بقاباللہ، لذتِ تصرفات وکرامات، لذت نور واحیاء وغیرہا سبھی کا تفکر سے حصول ممکن ہے۔مولائے حق کا تفکر روز ایک نئے علم وعمل، حال وکیفیت کی جانب سالک کو گامزن کرنے میں معاونت عنایت کرتا ہے۔کیونکہ! **کل یوم هو فی شان۔** (یعنی کہ) وہ ہر روز ایک نئے شان میں ہے۔

من بندهء خدا آزادم عشق اَست امامِ من
عشق اَست امامِ من عقل اَست غلامِ من

تفکر۔تفکر دل کے لئے سانس کی آمد ورفت کی مانند ہے۔جیسا کہ مشہور ہے۔کہ! **التفکر هو ترتیب امور معلومة التادی الی مجهول۔** (ترجمہ) تفکر امورِ معلومہ کی اس ترتیب سے عبارت ہے۔جو مجہول کی طرف لے جاتی ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔کہ! **و تلک الامثال نضربها للناس لعلهم یتفکرون۔** (ترجمہ) اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں۔تاکہ وہ فکر کریں۔ (القرآن۔21:59)

تفکر تین قسموں پر مبنی ہے۔ پہلی قسم حرام ہے۔ دوسری قسم مستحب ہے۔ تیسری قسم واجب ہے۔

تفکر کی وہ قسم جو حرام ہے۔تین باتوں سے عبارت ہے۔رب العزت کی صفات میں تفکر، جو کہ تخمِ حیرت ہے۔ اعمال کی جزاء میں تفکر، جو کہ تخمِ تہمت ہے۔مخلوق کے اسرار میں تفکر، جو کہ تخمِ خصومت ہے۔

تفکر کی وہ قسم جو مستحب ہے۔تین باتوں سے عبارت ہے۔صانعِ قدرت کی صنعت میں تفکر، جو کہ تخمِ حکمت ہے۔فطرتِ الٰہی کے انواع و اقسام میں تفکر، جو کہ تخمِ بصیرت ہے۔اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں تفکر، جو کہ خالصتاً محبت ہے۔

تفکر کی وہ قسم جو واجب ہے۔تین باتوں سے عبارت ہے۔اپنے کام میں تفکر کہ وہ تعظیمِ الٰہی کا منشاء ہے۔طاعت میں اپنے عیوب کو تلاش کرنا کہ وہ حیاء کی بنیاد ہے۔اپنے عزمِ صمیم کے مقصد کہ وہ ہر قسم کے خوف کی اصل ہے۔

تفکر ہی کے ضمن میں نیازمندی کی نشو ونما کہ جس کی جزاء وصلہ دیدارِ الٰہی سے عبارت ہے۔تین باتوں کی علامت ہے۔

عمل میں تفکر ، کہ کوئی بھی فعل کیسے سرزد ہوا۔ وہ بطرزِ احسن انجام پایا۔یا بطریقِ گناہ سرزد ہوا۔

گفتار میں تدبر، کہ انسان نے کیا کیا۔اس کی گفتار راست بازی یا دروغ گوئی، منافقت، سازش یا غیبت پر مبنی تھی۔

عنایتِ خداوندی میں تذکر، کہ عنایتِ خداوندی کس قدر وقوع پذیر ہوئی۔وہ تو بلاشک وشبہ سر بسر لطف وکرم تھی۔ کیونکہ! بعض اوقات حالات کے تغیر وتبدل اور تقدیر کی آزمائش سے انسان مایوسی کی کھائی میں جا گرتا ہے۔جو کہ اُسے کفر تک پہنچا دیتی ہے۔(معاذ اللہ)

صورت تفکر کیا ھے ؟

ہر ایک انسان کو لازم ہے۔کہ! صبح یا رات یا کسی بھی فراغت کے وقت تنہائی میں بیٹھ کر بغور سوچنے کی روزانہ عادت ڈالے۔کہ!

میں کون ہوں ؟ خدا کون ہے ؟ ظہورِ عالم، جو کہ نمودار ہے، کیا چیز ہے ؟

تو چند ہی روز میں اس شخص پر خود بخود منکشف ہو جائے گا۔کہ!

درحقیقت میں یہ گوشت پوست کا فقط جسم نہیں ہوں۔کیونکہ! جب میرا جسم نہ تھا۔تو بھی میں کو جود تھا۔اور میں تو اُس جگہ پر بھی موجود تھا۔کہ جہاں پوچھا گیا تھا۔کہ! **الست بربکم** ؟ کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں ؟ اس کا مطلب ہے۔کہ! جسم وصورت تو تخیل ہے۔اصل میں تو یہ روح کا کمال ہے۔اور میں تو اللہ تعالیٰ کی روح ہوں۔جیسا کہ فرمانِ ربانی ہے۔کہ!

انسان کی اصل جان تو۔**و نفخت فیه من روحی۔** (اور اس میں مَیں اپنی روح پھونک دوں) اور وہ روح مَیں (یعنی انسان) ہی ہوں۔

اور انسان کا عنوان وتعارف تو۔**و فی انفسکم افلا تبصرون۔** (اور وہ خود تمھارے وجود میں ہے۔کیا پھر بھی تمھیں دکھائی نہیں دیتا)

اور انسان کی اللہ تعالیٰ سے قرب کی شان تو یہ ہے۔کہ! **و نحن اقرب الیه من حبل الورید۔** (اور ہم اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ اس

کے قریب ہیں) یعنی کہ ہر جگہ زمین و آسمان و مافیہا میں انسان صرف انسان ہی کی دھوم دھام ہے۔ کل اشیاء پر انسان ہی کا قبضہ و تسلط ہے۔ باقی جملہ مخلوقات طفیلی و توسلی ہیں۔ جو کچھ مطلقب و مقصود ہے۔ وہ سب کچھ انسان ہی میں ہے۔ کیونکہ! جمیع اسرارتِ الٰہیہ انسان ہی میں موجود و موجزن ہیں۔ اس کا بین ثبوت یہ ہے۔ کہ! **ان الـلـه خلق اٰدم علیٰ صورتهٖ . بجميع صفات جما له و جلا له والا نسان سری و ا نا سره** ۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے۔ کہ! کہ ہم صفاتِ الٰہی میں تفکر و تدبر کریں۔ کیونکہ! انسان صِرف صفاتِ الٰہیہ تک ہی پہنچ سکتا ہے۔ نہ کہ ذات تک۔ رسول اللہ ﷺ کا بھی ارشاد ہے۔ کہ! تم صفاتِ الٰہیہ میں غور و فکر کرو۔ نہ کہ ذات میں۔ لہٰذا اندازِ تفکر کچھ اس طرح سے ہے۔ کہ!

مذکورہ بحث و دلائل سے جب یہ ثابت ہو ہی گیا۔ اور یقینِ قلب و حق الیقین سے متحقق ہو گیا۔ کہ! ذاتِ یزداں کے سوا کچھ بھی موجود نہیں۔ اور نہ ہی کوئی چیز ذاتِ الٰہی سے مبرا و خالی یا مستثنیٰ ہے۔ تو اندازِ فکر اس طور پر ہے۔ کہ! مثلاً ہم (حضرت انسان) نے کسی بھی شئے کو اشیاء ممکنات سے دیکھا یا سنا یا کہا تو اس وقت لازماً سوچنا چاہیئے۔ کہ! یہ چیز!

عالمِ ناسوت یعنی عالمِ اجسام میں ہے۔ کیونکہ! ناسوت در حقیقت عالمِ ملکوت اور عالمِ مثال کی صورت رکھتا ہے۔ جبکہ ملکوت، عالمِ ارواح کی حقیقت رکھتا ہے۔ (یعنی کہ) حقیقتِ انسانی ، عالمِ جبروت، عالمِ لاہوت اصل میں حقیقتِ محمدی ﷺ ہی کی صورت رکھتے ہیں۔ جبکہ عالمِ لاہوت اور عالمِ ہاہوت اصل میں احدیت کی صورت ہیں۔ عالمِ ناسوت، عین ہاہو و ذاتِ بحت ہے۔ پھر تنزل کرے۔ یعنی کہ!

ہاہوت، لاہوت کا باطن ہے۔ لاہوت، جبروت کا باطن ہے۔ اور جبروت، ملکوت کا باطن ہے۔ اور ملکوت، ناسوت کا باطن ہے۔

پس ہاہوت عین ناسوت کی صورت ہے۔ جو کہ جلوہ گر اور ظاہر ہے۔ اسی طرح عروج و نزول کرتا رہے۔ اور ہر شئے کو اسی خیال سے ملاحظہ کرے۔ چونکہ! ہر ایک چیز ایک خاص اسمِ الٰہی کا مظہر ہے۔ اسی لئے کہا گیا۔ کہ! **ا لطرق ا لی ا لله بعد د ا نفاس ا لمخلوقات** ۔ کے یہی معنیٰ ہیں۔ کہ! جس بھی چیز کو دیکھو۔ اسی میں راہِ موصل الی المطلوب ہے۔ بطریقِ نزول و عروج جبکہ ہر شئے مظہرِ الٰہی ہے۔ اور ہر شئے یعنی ہر ذات میں ذاتِ الٰہی موجود ہے۔ تو بس ہم کیوں نہ اپنی ہی ذات میں تفکر کریں۔ کیونکہ! اپنی ذات ہی میں فکر کرنا بہتر و افضل ہے۔ کہ!

مَیں اَب کون ہوں ؟ کیا ہوں۔ اور کیا تھا ؟ جو کوئی اسی طرح فکر کرے گا۔ تو وہ اپنی ذات میں ذاتِ خدا کو ضرور پا لے گا۔ کیونکہ!

من عرف نفسه فقد عر ف ر به ۔ جس نے اپنی جان (نفس) کو پہچان لیا۔ بے شک اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

یاد رہے۔ کہ! تفکر و تصور کی پانچ وادیاں ہیں۔ وادیءِ استغناء۔ وادیءِ توحید۔ وادیءِ گردابِ حیرت۔ وادیءِ فقر و فناء۔ وادیءِ بقاء۔

☆ **وادیءِ اِستغناء** : یہاں پر طالبِ صادق یعنی سالک مستغنی ہو کر خوشیاں مناتا ہے۔ سالک سے خاطر خواہ خوارق العادات و کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ جو کم حوصلہ ہوا کرتے ہیں۔ وہ تو یہاں کا توطن (یعنی وطن آباد کرنا) اختیار کرتے ہیں۔ لیکن پیرِ کامل اپنے مرید کو اس منزل و مقام پر زیادہ دیر ٹھہرنے نہیں دیتا۔ کیونکہ! پھر مرید یہاں رک کر مغرور و متکبر ہو کر مقامِ اصلی تک پہنچنے سے رہ جاتا ہے۔

☆ **وادیءِ توحید** : پھر مرشدِ کامل اپنے مرید کو وادیءِ توحید میں لا کر بعجلتِ تمام بیداری کی تعلیم فرماتا ہے۔ اور مرید حیرت کے گرداب میں جا پڑتا ہے۔ اور یہ منزل نہایت پر خوف و خطر ہے۔ یہاں پر کوئی ٹھہر نہیں سکتا۔ اور ویسے بھی اجاڑ و سنسان میدان و بیاباں میں بھلا کس کا دل لگ سکتا ہے۔ ہاں مگر اس اجاڑ و سنسان میدان و بیاباں میں شیر کے جگر والا مرد ہی رہ سکتا ہے۔ بھلا دوسرے کی کیا ہستی ہے۔

☆ **وادیءِ گردابِ حیرت** : اُس وادیءِ توحید میں ایک گردابِ حیرت بھی آتا ہے۔ جو کہ نہایت سخت و شدید عقبہ (خطرناک چڑھائی) ہے۔ کہ یہاں دین و ایمان یا کفر و اسلام کچھ نہیں رہتا۔ نہ اپنی خبر رہتی ہے۔ نہ ہی دوسرے کی۔ پھر مرشدِ کامل اپنے مرید کو یہاں سے بھی گزار دیتا ہے۔

☆ **وادیءِ فقر و فناء** : پھر مرشدِ کامل کی نظرِ التفات سے جب طالبِ صادق یہاں گردابِ حیرت میں اپنے پرزے سنبھال لیتا ہے۔ تو پھر شیخ بہ عجلت تمام مرید کو یہاں سے نکال کر وادیءِ فناء میں لا کھڑا کرتا ہے۔ اس منزل میں فنا در فنا اور محو در محو کی تعلیم سے منور کرتا ہے۔ یہاں پر طالب بالکل بے خبری کے عالم میں ہوتا ہے۔ بعض لوگ یہاں پر رہ کر یہیں کے ہی ہو جاتے ہیں۔ یہ چونکہ! وادیءِ فقر و فناء ہے۔ لہٰذا اس مقام پر بھلا کسی قسم کی کوئی گفتگو کرنا کب جائز ہے۔ اس وادی کی حقیقت و اصلِ خود فراموشی ہے۔ بلکہ گونگا و بہرہ ہونا اور مدہوشی ہے۔ یہاں پر سینکڑوں ہزار (لاکھوں) دوامی سایہ بھی تو خود اپنے خورشیدِ منور میں ملاحظہ کرے گا۔ یعنی اسی مقام پر انسان کی اصل و حقیقت کا آفتاب ایسا چمکے گا۔ کہ تمام تر ظلمت و غفلت دور ہو جائے گی۔ جو کوئی بھی اس دریائے کل (وادیءِ فقر و فناء) میں گم ہو گیا۔ وہ تو بس دائمًا کل ہی ہو گیا۔ اس جگہ مطلق آسودگی حاصل نہیں ہوتی۔ اور ماسوائے گم ہو جانے کے، اور کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اگر خوش نصیبی سے

اس گم بودگی (خودفراموشی) اور منزل ''فقر وفناء میں باز یابی عطا ہو جائے۔ تو یہ ایک ایسی عجیب وبیش بہا صفت ہے۔ جو کہ کثیر امور میں معاون ثابت ہو۔ یعنی یہ نعمتِ بے مثال ایسا گراں بہا عطیہء الٰہی ہے۔ کہ! اس سے جملہ اشیاء حاصل ہوتی ہیں۔

☆ **وادیء بقاء :** جب طالبِ صادق کوفنائے اَتم حاصل ہوجاتی ہے۔ تو پھر اسے مرشدِ کامل وادیء بقاء میں لے جاتا ہے۔ اور اسے صحو کی تعلیم فرما کر ملکِ بے زوال معرفتِ کلی میں پہنچا دیتا ہے۔

تفکر ہی کے ضمن میں ایک مشہور ومعروف حدیثِ نبوی ﷺ ہے۔ کہ! **تفکر ساعة خیر من عبادة ستة ستین سنة و من عبادة الثقلین** ۔ (ترجمہ) ایک گھڑی کا تفکر چھیاسٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور جن وانس کی عبادت سے۔ (حدیث) جناب حضرت قدوۃ الکبرٰی نے فرمایا۔ کہ! سب سے بہترین نعمت جوکہ انسان کے خوانِ قلب میں رکھی گئی ہے۔ اور عظیم ترین دولت کہ جس کی طرف لوگوں کو راغب کیا گیا ہے۔ وہ درحقیقت تفکر ہے۔ کیونکہ! اسی بناء پر اصحابِ تفکر اور اربابِ تذکر کو قرآنِ مجید میں خطاب کے شرف سے نوازا گیا ہے۔ اور چند مقامات پر انہی کی نفاست کے باعث یاددہانی کرائی گئی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **الذین یذکرون ا للہ قیاما و قعودا و علی جنو بھم و یتفکرون فی خلق ا لسموٰت والارض ر بنا ما خلقت ھذا با طلا** ۔ (ترجمہ) جولوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور پہلو پر لیٹے ہوئے۔ اور آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں وہ غور کرتے ہیں۔ (اور پھر کہتے ہیں۔ کہ!) اے ہمارے رب! تُو نے یہ (سب کچھ ویسے ہی) بیکار تو پیدا نہیں کیا۔ (القرآن)

سالک کو **تفکر** کے علم سے آشنائی وآگاہی ہونا نہایت ضروری ہے۔ واضح ہو کہ یہ (یعنی تفکر کا کام) طریقہ صوفیہ میں منجملہ عبادات میں بڑی عبادت درحقیقت تفکر ہی ہے۔ بلکہ اور عبادات سے افضل تر ہے۔ جیسا کہ! ابھی حدیث میں گزرا ہے۔ کہ! رسول نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! **التفکر ساعة خیر من عبادة ا لثقلین او من عبادة سنة** ۔ (یعنی کہ) صنائع وبدائع الٰہی کی طرف فکر وتأمل کرنا جن وانس کی ایک ہزار سال کی عبادت سے بھی بہتر ہے۔ پس طالبِ صادق (یعنی سالک) کو لازم ہے۔ کہ! دائم الحال ومتفکر رہے۔ اور غیریتِ اعتباری کومحو وقطع کر کے میدانِ توحید میں قدم مارے۔ لہذا چند تفکر اس مقام پر لکھے جاتے ہیں۔

تفکر۔ اگر طالب حق موافق اس (تفکر) کی عادت کو پکڑ لے۔ اور ایک دَم بھی تفکر سے غافل نہ رہے۔ تو یقین ہے۔ کہ! چند ہی روز میں حجاب تعینات وتقیدات واوہامِ غیریتِ اعتباری اُس کے آگے سے دور ہوجائیں۔ اور دیدہء باطن ساتھ کُحلِ توحید کے مکمل ہوجائے۔

تفکر درحقیقت انسان میں ایک خصلت وخاصیت ہے۔ کہ! اگر کوئی سالک کسی چیز کی طرف متوجہ وگامزن ہوتا ہے۔ اور تادیر اُس کا تخیل وتصور کرتا ہے۔ تو بالآخر اسے ایسی محویت واستغراق حاصل ہوتا ہے۔ کہ! خودبخود وہی چیز ہو بھی جاتی ہے۔ اور اور اپنے اندر اور اس میں کوئی تمیز نہیں رہتی۔ پس انسان میں اسی خاصیت وخصلت کے پیدا کرنے سے مقصودِ خداوندی یہی ہے۔ کہ! انسان اُسی کی طرف متوجہ و مشغول ہو۔ اور نقوشِ غیر اس طرح دل سے دور کر دے۔ کہ! وہی حق جل وعلاء نظر آئے۔ اور جملہ تو ہمات فانی من الفنا ہو جائیں۔ اور ماسوی اللہ کچھ بھی باقی نہ رہے۔

تفکر جس کے نزدیک دوست ودشمن، نیک وبد، خندہ وگریہ، عطا وسلبمداح ودم یکساں ہوں۔ تو وہ واقعتاً جملہ رنج واَلم اور قیود وزندان سے آزاد ہے۔ اور اُسی کے واسطے ابدالآباد ہے۔

تفکر جس نے تعلقات، لذائذ وآرزوؤں کو قطع نہ کیا۔ وہ واصل بحق نہ ہوا۔ اور جب یہ بات حاصل ہوتی ہے۔ کہ دائم متفکر رہے۔ کہ مَیں کون ہوں ؟ اور عالم کیا ہے ؟

تفکر جس نے جانا اور فکر کیا۔ کہ تمام اشیاء دراصل حق ہی سے ہیں۔ اور بجز حق دیگر کچھ بھی موجود نہیں۔ اور اسی فکر پر مداومت و موافقت کی۔ تو اس کے نزدیک بُرا بھی احسن ہے۔ اور قالبِ عنصری اس کا روح کی صفت حاصل کرتا ہے۔

تفکر نسبت مقیدات کے ساتھ ذاتِ حق تعالیٰ کے ایسی ہی ہے۔ کہ! جیسے امواج کی دریا سے۔ جبکہ عارف موج اور دریا میں فرق نہیں کرتا۔ اور دونوں کو یکساں خیال کرتا ہے۔ جبکہ جاہل دونوں کو علٰیحدہ علٰیحدہ خیال کیا کرتا ہے۔ گو کہ اسماء (یعنی موج اور دریا) جدا جدا ہیں۔ مگر اصلاً تو ایک ہی ہیں۔ پس ہمیشہ متفکر ہو کر عالم اور حق سبحانہٗ مغائرت اسمی ہے۔ نہ تو ذاتی عالم با اعتبار تعین وتشخص ممکن ہے۔ اور با اعتبار ماہیت وحقیقتِ واجب فکر سالک یہ خیال رکھے۔ کہ! حق ہمہ وقت موجود ہے۔ بلکہ ہر جگہ پر حاضر وناظر ہے۔ اور ماسوا حق کے دیگر کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ عالمِ ظاہر وباطن میں میں وہی ذاتِ وحدہٗ لاشریک موجود ہے۔ اور بدون اسی فکر کے ایک دَم (سانس) بھی نہ

گزرے۔ جس سے کہ سالک کو صفائی باطنِ قلب حاصل ہوگی۔ اور ایک عجیب تر حالت وکیفیت پیدا ہوگی۔ بلکہ قرارِ نفس اور یقینِ قلبی بھی حاصل ہوگا۔ اور غم واَلم کے سے نجاتِ کلی حاصل کرے گا۔

تفکر کے طالب کو واجب ہے۔ کہ! دائمًا اپنے تئیں ساتھ اسی صفت کے ملاحظہ کیا کرے۔ کہ! میں لطیف اللطیف ہوں۔ بلا کیف و کم، زندہ و دائم وقائم اور عالم ہوں۔ اور بذاتِ خود قائم اور نہ بقالب۔ اور مجھ کو کبھی انتقال و زوال نہیں۔ اور نہ ہی حرکت وسکون۔ اور میں خود دائمًا برقرار ہوں۔ اور نہ مجھ کو کسی چیز پر اعتبار واُمید ہے۔ میں تغیر وتبدل نہیں رکھتا۔ اور نیز ابتداء وانتہاء بھی نہیں رکھتا۔ پس ہر عیب ونقصان سے مبراء۔ اور ماسوی اللہ سے معرا۔ اور مجھے کسے سے بھی آمیز واختلاف نہیں ہے۔ میں آسمان وزمین میں از روئے ذات کے موجود ہوں۔ اور سوا میرے کوئی دوسرا موجود نہیں۔

خدا بندے میں یوں آ کر نہاں ہے   جوں بُو گل کی، گل کے درمیان ہے

اور مَیں ہی عابد اور معبود، مقصود ومتکلم ہوں۔ جو کوئی مداومت اس فکر (اپنائیتِ فکرِ صفت بصفاتِ الٰہیہ) کی کرے۔ یقینًا وہ واصل ساتھ مطلوب کے ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ وہ یہ فکرِ تصور کرے۔ کہ! میں دریائے علمِ معرفت ہوں۔ اور معدن عیش وراحت اور میں دریائے ذخار ہوں۔ کہ! جس کا کوئی ساحل یا جس کی کوئی انتہا نہیں۔ جملہ ارواح واجسام، حباب اور موجیں میری ہیں۔ بلکہ مجھ سے ہی پیدا ہیں۔ اور مجھ ہی میں فنا ہوتی ہیں۔ کہ جس وقت میں موجزن ہوتا ہوں۔ تو تمام عالم ظاہر ہوتا ہے۔ پھر بعدہ' فنا ہو جاتا ہے۔ اور مجھ کو وجودِ عدم سے کوئی تغیر وتبدل نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی وجود سے زیادہ اور نہ ہی عدم سے کم۔ بلکہ میں تو **الآن کما کان ھی**۔۔۔ کی واضح تمثیل ہوں۔

خدا بندے میں اور بندہ خدا میں   عجب نسبت ہے بندے اور خدا کی

الحاصلِ مطالب وتمہیدِ بیانِ فکر سے یہی مقصود ہے۔ کہ! توجہ الی اللہ حاصل ہو۔ اور ہستیء انسانی فانی ہو کر مرتبہ ومقام بقاء باللہ حاصل ہو جائے۔ بقولِ بعضے!

تُو مباش اصلاً کمال اینست و بس   پس رو دَر گم شو وصال اینست و بس

اور یہ نعمتِ عظمٰی اس وقت نصیب ہوتی ہے۔ جب طالبِ صادق اپنے آپ سے وسوسہء ماسوی اللہکی کامل نفی کر دے۔ اور کسی دَم ولحظہ یادِ یزداں سے غافل نہ رہے۔ جیسا کہ کیا خوب فرمایا کسی نے!

سرشتہء دولت اے برادرِ بکف آر   ایں عمر گرامی بخارت مگزار
دائم ہمہ جا ہمہ کس در ہمہ کار   میدار نہفتہ چشمِ دل جانبِ یار

☆ **تَذَکُّرُ**۔ سالک وطالبِ صادق تفکر کے مرتبہ ومقام سے ترقی کر کے ''تذکر'' آپہنچتا ہے۔ ارشادِ باری تعالٰی ہے۔ کہ! **وما یتذ کر الا من ینیب**۔ (ترجمہ) اور نصیحت نہیں پکڑتا۔ مگر وہ جو رجوع کرتا ہے۔ (القرآن۔ 13:40) **تذکر و تفکر** میں یہ واضح فرق یہ ہے۔ کہ! **تفکر کا مفہوم ''تلاش کرنا'' جبکہ تذکر کا مفہوم ''پالینا''**۔

تذکر تین باتوں سے عبارت ہے۔ خوف کے کان سے عذابِ الٰہی کی آواز کا سننا۔ نگاہِ اُمید سے وعدہء دوست کے منادی کو دیکھنا۔ نیازمندی کی زبان سے احسانِ خداوندی کو تسلیم کرنا۔

خوف کے ساتھ تذکر تین باتوں سے عبارت ہے۔ سرنوشتِ اَزل کے ڈر میں۔ اَن دیکھے انجام کے کھٹکے میں۔ ناپسندیدہ دور پر ندامت میں۔ اُمید کے ساتھ تذکر تین باتوں سے عبارت ہے۔ عمل کرنے والے کی توبہ میں۔ سننے والے کی شفاعت میں۔ حصولِ رحمت میں۔ نیازمندی کے ساتھ تذکر تین باتوں سے عبارت ہے۔ ہمیشہ دُعا کرنے میں۔ اس آشنائی میں، جو کہ اَزل سے لبریزِ مسرت ہے۔ اس فراخ دل (انسان) میں جو کہ واقعتًا طالبِ مولا ہے۔

باب نمبر

10

تصوف

تعلیمات و احوال

مع

فلسفہء ولایت

مع

بحث مقامات و مدارجِ اولیاء

ایک اہم ترین حدیثِ نبوی ﷺ کا مفہوم :

یہ ایک مشہور و معروف حدیثِ قدسی کا مفہوم ہے۔ کہ آنحضور نبی مکرم ﷺ اللہ تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں۔ کہ!

اے ابنِ آدم! ایک ہے میری چاہت۔۔۔ اور ایک ہے تیری چاہت۔۔۔ ہوگا تو وہی۔۔۔۔۔۔
جو ہے میری چاہت۔۔۔۔۔۔ پس اگر تُو نے سُپرد کر دیا اپنے کو اِس کے۔۔۔ جو ہے میری چاہت۔۔۔
تو وہ بھی میں تجھے دوں گا۔۔۔ جو ہے تیری چاہت۔۔۔ اگر تُو نے مُخالفت کی اُس کی۔۔۔
جو ہے میری چاہت۔۔۔ تو میں تھکا دوں گا تجھ کو اِس میں۔۔۔ جو ہے تیری چاہت۔۔۔
پھر (بھی) ہوگا (تو) وہی ۔۔۔ جو ہے میری چاہت۔۔۔

تصوف و فقہ کے ضمن میں دو جوامع الکلما حادیثِ نبوی ﷺ :

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ 1۔ گواہی دینا کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور یقیناً حضرت محمد ﷺ اللہ تعالی کے رسول ﷺ ہیں۔ 2۔ نماز کا قائم کرنا۔ 3۔ زکوۃ کا ادا کرنا۔ 4۔ حج کرنا (اگرچہ استطاعت ہو) 5۔ رمضان کے روزے رکھنا۔ (صحیحین)

☆ فرمانِ حضرت نبی مکرم ﷺ! میرے پاس (فرشتہ وحی) حضرت جرائیلؑ تشریف لائے۔ اور کہا۔ اے محمد ﷺ اسلام کے دس حصے ہیں۔ اور خائب و خاسر ہو وہ شخص، جس کے پاس کوئی حصہ نہیں۔

پہلا (حصہ):	لا الہ الا اللہ کی شہادت ہے۔	دوسرا (حصہ):	نماز ہے۔ اور وہ پاکیزگی ہے۔
تیسرا (حصہ):	زکوٰۃ ہے۔ اور وہ فطرت ہے۔	چوتھا (حصہ):	روزہ ہے۔ اور وہ جہنم سے ڈھال ہے۔
پانچواں (حصہ):	حج ہے۔ اور وہ شریعت ہے۔	چھٹا (حصہ):	جہاد ہے۔ اور وہ غزوہ ہے۔
ساتواں (حصہ):	امر بالمعروف ہے۔ اور وہ وفاداری ہے۔	آٹھواں (حصہ):	نہی عن المنکر ہے۔ اور وہ بخت ہے۔
نواں (حصہ):	جماعت ہے۔ اور وہ اُلفت ہے۔	دسواں (حصہ):	اطاعت ہے۔ اور وہ حفاظت ہے۔

رہ گئی رسمِ اذاں ، روحِ بلالیؓ نہ رہی
فلسفہ رہ گیا (مگر) تلقینِ غزالیؓ نہ رہی

ایک اور اہم ترین حدیثِ نبوی ﷺ :

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے۔ کہ! حضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ مجھے (ایسی) پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں۔ جو مجھ سے پہلے کسی (اور نبیؑ) کو نہیں دی گئی۔ 1۔ ایک ماہ کی مسافت تک میری رُعب کے ساتھ مدد کی گئی۔ 2۔ میرے لئے (پوری) زمین کو مسجد اور پاک کرنے والی بنا دیا گیا۔ کہ میرا اُمتی جہاں بھی نماز کا وقت پائے۔ تو نماز پڑھ لے۔ 3۔ اور میرے لئے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا۔ جبکہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے بھی حلال نہیں کیا گیا۔ 4۔ مجھے شفاعت عطا کی گئی۔ 5۔ اور ہر نبی کو خاص اس کی قوم کے لئے مبعوث کیا جاتا تھا۔ جبکہ مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔

ایک اور اہم ترین حدیثِ نبوی ﷺ :

صحیح بخاری شریف میں ہے۔ کہ! حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں۔ کہ! رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! جس نے میرے کسی ولی (دوست) کے ساتھ دشمنی کی۔ اسے میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔ اور میرا بندہ جِن جِن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے۔ اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے۔ جو مَیں نے اس پر فرض کی ہے۔ (یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اِتنا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ کہ مَیں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب مَیں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سُنتا ہے۔ اس کی آنکھ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کا پاؤں بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے۔ تو مَیں اسے دیتا ہوں۔ اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ مانگتا ہے۔ تو مَیں اسے محفوظ رکھتا ہوں۔ اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا۔ جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو بوجہ تکلیفِ جسمانی کے پسند نہیں کرتا۔ اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا بُرا لگتا ہے۔

بلکہ! صحیح بخاری شریف کےتو آخر میں یہ الفاظ آئے ہیں۔ کہ! اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے۔ تو میں اسے دیتا ہوں۔ اور وہ برائیوں اور مکروہات سے میری پناہ چاہتا ہے۔ تو میں اسے پناہ دیتا ہوں۔ اور جس کام کو میں کرنے والا ہوں۔ اس میں اس طرح تردد نہیں کرتا۔ جس طرح کہ میں بندہ ءمومن کی جان قبض کرنے میں تردد کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ موت کو پسند نہیں کرتا۔ حالانکہ اس کی ناپسندیدگی کو میں ناپسند کرتا ہوں۔ اور موت سے (تو) کسی حال میں مفر نہیں ہے۔

مرنا مرنا ہر کوئی آکھے ، میں وی آکھاں مرنا   جس مرنے وچ یار نیں راضی ، اُس مرنے دا کی کرنا

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا تین آیاتِ قرآنیہ کو ہمیشہ مدنظر و پیشِ نظر رکھنا :

صاحب کتاب اللمع جناب ابونصر عبداللہ الطوسی ؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر ؓ کے بارے میں آتا ہے۔ کہ میں نے قُرآنِ کریم میں سے تین آیات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا۔ (یعنی کہ اِن تین آیات پر ہمیشگی کے ساتھ عمل پیرا رہا ہوں)

☆ پہلی آیت پر عمل : **وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ ج وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ ط یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ط وَھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ** ☆ (سورہ یونس آیت نمبر 107) **ترجمہ** : اور اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے۔ تو بجز اس (اللہ) کے کوئی دور کرنے والا نہیں۔ اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے۔ تو وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کر دے۔ اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والا ہے۔

☆ دوسری آیت پر عمل : **فا ذکرونی اذ کر کم**۔ (سورہ بقرہ۔ نمبر 152) **ترجمہ** : میری یاد کرو۔ میں تمھارا چرچا کروں گا۔

☆ تیسری آیت پر عمل : **وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا** ۔ (سورہ ھود آیت نمبر 6) **ترجمہ** : اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں۔ جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔

دو انتہائی اہم ترین خطوط (مکتوبات)

پہلا خط : اَز طرف حضرت علی ؓ ابن ابی طالب دَر خدمت جناب حضرت سلمان ؓ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس خط میں جو کہ انہوں نے حضرت سلمانِ فارسی ؓ کو ارقام فرمایا۔ فرماتے ہیں۔ کہ!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

فی الحقیقت دنیا کی مثال سانپ کی طرح ہے۔ چھونے میں نرم محسوس ہوتا ہے۔ لیکن اس کا زہر قاتل ہے۔ پس آپ ؓ دنیا سے، اور دنیا کی اُن چیزوں سے، جو (کہ) آپ ؓ کو اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ منہ پھیر لیں۔ اس وجہ سے، کہ! وہ آپ ؓ کے ساتھ قلیل مدت تک رہیں گیں۔ اور دنیا کی فکروں کو اپنے دل سے دور کر دیں۔ کیونکہ! آپ ؓ اس کے جدا ہونے کا یقین کر چکے ہو۔ اور جب تک دنیا میں رہیں، خوش رہیں۔ اور اس کی طرف سے، جو کچھ آپ ؓ کے سامنے آئے۔ اس سے پرہیز کریں۔ کیونکہ! اہلِ دنیا جب اس کی خوشی سے مطمئن اور پرسکون ہوتا ہے۔ تو وہ کسی برائی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

دوسرا خط : جب یہ نامہ حضرت امام حسن ؓ بن علی ؓ وملا۔ تو آپ ؓ نے حضرت حسن بصری ؒ کی خدمت میں یہ جواب ارقام فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

آپ ؒ کی کتاب (کتاب سے مُراد تحریر یعنی خط ہے) ہمیں ملی۔ اس (خط) میں جو آپ ؒ نے اپنی حیرت کے متعلق لکھا ہے۔ اور جو ہماری اُمت کے مسئلے قدر میں لکھا ہوا ہے۔ اس کی بابت ہماری رائے مستقیم یہ ہے۔ کہ! جو شخص قدر **خیر و شَر من اللہ** پر ایمان نہ لائے۔ اور جو (شخص) اپنے افعالِ معصیت (بُرے اور غیر متشرع امور) کو اللہ عزوجل کی مشیت کی طرف منتسب کرے۔ وہ فاجر، یعنی انکارِ قدر و تقدیر کرنا مذہبِ قدریہ ہے۔ اور اپنے بُرے افعال اور گناہوں کو مشیتِ الٰہیہ کی طرف منسوب کرنا مذہبِ جبریہ ہے۔ اس لئے کہ بندہ کو مُختار کیا گیا ہے۔ اس کے افعال اور اکتساب میں اس کی استطاعت وقوت کی حد تک۔ اور یہ اختیار منجانبِ الٰہیہ عطا ہوا ہے۔ اور ہمارا دین قدر و جبر کے درمیان ہے۔ اور میری مُراد اس نامہ میں جو کچھ مَیں نے ظاہر کی ہے۔ اس سے زائد ایک (بھی) کلمہ نہیں ہے۔ **والسلام**۔

حالتِ ایمان میں صبح کرنا :

چنانچہ اِسی ضمن میں (مشہورِ زمانہ کتابِ تصوف کشف المحجوب اَز داتا گنج بخش ؒ) حضرت حارثہ بن زید ؓ کا ایک واقعہ ہے۔ جب آپ ؓ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ تو آنحضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔

اے حارثہ ؓ ! آج تُم نے کیسے صبح کی؟

حضرت حارثہ بن زید ؓ نے عرض کیا۔ حضور ﷺ ! میں نے آج سچے مومن کی حالت میں (یعنی حقیقتِ ایمان کے ساتھ) صبح کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ غور کرو۔ کیا کہہ رہے ہو؟ یاد رکھو۔ ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ اور ہر چیز پر ایک دلیل۔ تیرے اس دعوے کی کیا حقیقت ہے؟ اور تیرے ایمان کی کیا دلیل؟ حضرت حارثہ بن زید ؓ نے عرض کیا۔ حضور ﷺ ! مَیں نے اپنی جان کو دنیا سے علیحدہ کرلیا۔ اور اپنا منہ دنیا سے موڑ لیا۔ اَب میری نظر میں دنیا کا پتھر، سونا، چاندی، کنکر، کوڑا سب یکساں ہیں۔ اور جب مَیں دنیا و مافیہا سے آزاد ہو چکا۔ تو مقامِ اقصیٰ یعنی درجہ انتہائی پر پہنچ گیا۔ حتیٰ کہ آج مَیں نے انہار کی شکم پری اور شب بیداری میں مجھے گویا میں رب العلیٰ کے عرشِ بریں کا مشاہدہ بلاحجاب کر رہا ہوں۔ اور گویا کہ میں اہل، جنت کو دیکھ رہا ہوں۔ اور وہ سیر و تفریح میں ہیں۔ اور گویا کہ میں جہنمیوں کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ وہ تڑپ رہے ہیں۔

ایک روایت میں ہے۔ آنکھ پھاڑ پھاڑ کر جہنم میں دیکھ رہے ہیں۔ (تو) حضور ﷺ نے (تصدیق فرماتے ہوئے) فرمایا۔ جان لیا تُو نے۔ اَب اس منصب کی محافظت کرو۔ اس لئے کہ بس اس کے سوا اور عرفان (مخلوق کو حاصل نہیں) اولیاءاللہ کو اسی منصب و نام سے پکارتے ہیں۔ اور اِسی حدیث کو امام طبرانی ؒ نے المعجم الکبیر میں، امام بیہقی ؒ نے شعب الایمان میں، امام شیبہ ؒ نے المصنف میں اور عبد بن حمید ؒ نے اپنی مسند میں اس طرح سے بیان کیا ہے۔ کہ!

حضرت حارث بن مالک ؓ سے مروی ہے۔ کہ! ایک مرتبہ وہ آنحضور نبی مکرم ﷺ کے پاس سے گزرے۔ تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا۔ کہ! اے حارث ؓ ! تُو نے کیسے صبح کی؟ (تو) انہوں نے عرض کیا۔ مَیں نے سچے مومن کی طرح (یعنی حقیقتِ ایمان کے ساتھ) صبح کی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ (کہ) یقیناً ہر ایک شئے کی کوئی نہ کوئی حقیقت ہوتی ہے۔ سو تمھارے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ (یا رسول اللہ ﷺ) میرا نفس دنیا سے بے رُغبت ہو گیا ہے۔ اور اسی وجہ سے (مَیں) اپنی راتوں میں بیدار اور دن میں (دیدارِ الٰہی کی طلب میں) پیاسا رہتا ہوں۔ اور (میری) حالت یہ ہے۔ گویا مَیں اپنے رَب کے عرش کو سامنے ظاہرًا دیکھ رہا ہوں۔ اور اہلِ جنت کو ایک دوسرے سے ملتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اور دوزخیوں کو تکلیف سے چلاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ اے حارث ؓ ! تُو نے (واقعتاً حقیقتِ ایمان کو) پہچان لیا ہے۔ اَب (اس سے) چمٹ جا۔ یہ کلمہ مبارک آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

اور یہی روایت حضرت انس بن مالک ؓ سے ان الفاظ کے اضافے کے ساتھ مروی ہے۔ کہ! حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ تُو نے حقیقتِ ایمان کو پالیا۔ پس اسی حالت کو (اَب دائمًا) قائم رکھنا۔ جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے نور سے بھر دیا۔ (قرآنِ کریم میں ہے۔ کہ!) اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کے قدموں پر مت چلو۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر **208**)

کوئی تیرے در کا فقیر ہے ،کوئی تیرے غم میں اسیر ہے ہیں سب تجھی کو پکارتے ، کوئی سوز میں کوئی ساز میں

متعلقاتِ تصوف :

اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتے ہیں۔ کہ! خاص بندگانِ خدا (عبادُ الرحمان) وہ ہیں۔ جو زمین پر جھک کر چلتے ہیں۔ اور جب جاہل انہیں چھیڑیں۔ تو وہ بجائے جواب کے، اِن سے کہہ دیتے ہیں۔ (کہ) اچھا خوش رہو۔ (سورہ رقان۔ آیت نمبر **63**)

آنخضرت رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا۔ جس نے اہل، تصوف کی آواز سن کران کی دعوت کو قبول نہ کیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غافلوں میں لکھا گیا۔ آنخضرت رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا۔ وہ وہ بندہ ہے۔ (کہ) جس کا دل اللہ تعالیٰ نے نورِ ایمان سے منور فرما دیا ہے۔ (کشف المحجوب)

فضیلتِ خُلفائے راشدین ؓ :

حدیثِ نبوی ﷺ کی مشہور و معروف کتاب ''**الدیلمی**'' میں مذکور ہے۔ کہ ! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ!

انا مدینة العلم۔ و ابی بکر ؓ اساسها۔ و عمر ؓ حیطانها۔ و عثمانِ سقفها۔ و علی ؓ بابها ۔ میں علم کا شہر ہوں ، اور ابی بکر ؓ اس کی بنیاد ہیں ، اور عمر ؓ اِس کی دیواریں ہیں ، اور عثمان ؓ اِس کی چھت ہیں ، اور علی ؓ اِس کے دروازے ہیں۔

بکارِ خویش حیرانم اغثنی یارسول اللہ ﷺ پریشانم پریشانم اغثنی یارسول اللہ ﷺ

تصوف سے متعلق شریعت وطریقت کی وضاحت بذریعہ نظم

شریعت وطریقت کے فرق پر اس نظریے کے ماتحت لسان العصر شاعر حضرت اکبر الہ آبادی کی نظم پیشِ خدمت ہے۔

سنو دو ہی لفظوں میں مجھ سے یہ راز
شریعت وضو ہے۔ طریقت نماز
طریقت شریعت کی تعمیل ہے
طریقت عبادت کی تکمیل ہے
شریعت بحکم وطریقت بدل
کہ معنی سے کردے تجھے متصل
شریعت میں آثار راہ خدا
طریقت میں رفتار راہِ خدا
طریقت شریعت سے ہے صف بہ صف
وہ ہے موجِ دریا، یہ دریا میں کف
شریعت سے ہے ظلمتِ کفر دور
طریقت میں فطرت کا ظاہر ہے نور
شریعت کرے گی بصیرت کو صاف
طریقت میں حسبِ مذاق انکشاف
شریعت تو اِک عام قانون ہے
طریقت کا اِک خاص مضمون ہے
شریعت میں لازم اطاعت ہوئی
طریقت میں شرطِ ارادت ہوئی
شریعت میں تو ہے دیدہ نور بیں
طریقت بنی روح کی دور بیں
شریعت ہے اِک شمعِ محفل فروز
طریقت ہے اِک شعلہ وہم وسوز
شریعت ہے مہرِ سپر ہدٰے
طریقت کا رُخ سوئے حُبِّ خدا
شریعت ہے جان اور طریقت نشاط
شریعت ہے منزل طریقت رباط
شریعت غذا ہے طریقت دواء
شریعت چمن ہے طریقت ہوا
شریعت عبادت اللہ کی ہے
طریقت محبت اللہ کی ہے
شریعت کی خدمت کا سب سے لگاؤ
طریقت کی لذت پئےمن یشآء
شریعت میں ہے نار و جنت کا رنگ
طریقت میں ہے وصل وفرقت کا رنگ
شریعت کتابوں کی ہے محتمل
طریقت میں ہے درسِ الواحِ دل
شُریعت طریقت میں تُو کیوں اُلجھ
وہ قرآن ہے۔ اور یہ اس کی سمجھ
سُخن سنجیاں گو ہوں میری درست
مگر قول سعدیؒ نہایت ہے چُست
طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح وسجادہ ودلق نیست
محال اَست سعدیؒ کہ راہِ صفا
تو آن رفت جز برپئے مصطفٰے ﷺ
نہ ہوا اہل اس کا تو کیا اس کی قدر
خدا ہی کی مرضی سے ہے شرح صدر
شریعت میں دین اور ایمان ہے
طریقت میں تسکیں اور ایقاں ہے
عبادت سے عزت شریعت میں ہے
عبادت کی لذت طریقت میں ہے
شریعت میں تائید ضبطِ نفوس
طریقت میں ذوقِ عمل باخلوص
شریعت قدم ہے طریقت ہے راہ
شریعت زباں ہے طریقت نگاہ
شریعت درِ محفلِ مصطفٰے ﷺ
طریقت عروجِ دلِ مصطفٰے ﷺ
شریعت میں ہے قیل وقالِ حبیب ﷺ
طریقت میں محوِ جمالِ حبیب ﷺ
شریعت میں ارشادِ عہدِ اَلست
طریقت میں ہے یادِ عہدِ اَلست

شریعت شکر ہے، طریقت زباں
کہ معنی کی لذت چکھے تیری جاں

توحید شناسی کے بعد اگلی منزل و مقام عشقِ الٰہی ہے :

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبُّکَ وَ حُبُّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَ حُبُّ عَمَلٍ یُقَرِّ بُنِیْٓ اِلٰی حُبِّکَ۔ آمین۔

قطب الاقطاب حضرت سید محمد حسینی خواجہء بندہ نواز گیسودرازؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اے عزیز اچھی طرح سمجھ جاؤ۔ کہ دنیا میں جو بھی کچھ ہے۔ وہ صرف یہ تین چیزیں ہیں۔ عاشق، عشق اور معشوق۔ اِن تین کے سوا سب کچھ ہیچ، بیکار اور فضول ہے۔ کسی بھی کام کے نہیں۔ یہی ظاہر وظہور اور باطن وبطون ہیں۔ ظاہر سے خلق (یعنی تمام مخلوقات) اور باطن سے خالق (ذاتِ وحدہ لاشریک) مراد ہے۔ ویسے تو ظاہر و باطن ذات کے دو مرتبے ہیں۔ لیکن وہ حقیقت میں ایک ہی مرتبہ ہے۔ جس کے بہت سارے مراتب ہیں۔ سمجھنے کی بات اس قدر ہے۔ کہ ''احد'' میں ''الف'' ہے۔ وہ عشق ہے۔ حاء عاشق ہے جبکہ دال معشوق کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔ درحقیقت یہ تینوں ایک ہی ہیں۔ یہ بلا تمثیل ایسے ہی ہیں۔ کہ! جیسے دریا، دریا کی موج اور دریا کا جھاگ۔ دراصل یہ تینوں (دریا، دریا کی موج اور دریا کا جھاگ) دریا ہی کی اعتبار ہیں۔ جب کسی خوش نصیب شخص پر حقیقت کا باب کھل جاتا ہے۔ تب اس کی زندگی سے پانچ ''کاف'' (یعنی کیا کیوں کیسے کہاں کس) کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور اس میں ''مَیں'' اور ''تُو'' باقی نہیں رہتے۔ وہ یہ بات جان لیتا ہے۔ کہ! یہ ''مَیں'' اور ''تُو'' تو درحقیقت ایک ہی دَم ہیں۔

من تو شدم ، تو من شدی ، من تن شدم ، تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں ، من دیگرم ، تو دیگری

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ کہ! **وما امر ذا الا واحدۃ**۔ (اور ہم نے امر نہ دیا۔ مگر ایک۔ یعنی ہم نے ایک ہی حکم دیا) اس کا مطلب ہے۔ کہ! ہماری صفت ایک ہی ہے۔ یعنی ''ذات''۔ جو صفت میں آسکتی ہے۔ صفت لے سکتی ہے اور صفت ہو بھی سکتی ہے۔ وہ صرف ایک ہے۔ ایک سے بالکل بھی زیادہ نہیں۔ عشق حقیقی یعنی عشقِ الٰہی کے ضمن میں آنحضور نبی مکرم ﷺ نے بھی فرمایا ہے۔ کہ! **العشق نارا اذا یقع یحرق ماسوی المحبوب**۔ (عشق ایک آگ ہے۔ جب وہ (کسی عاشق) پر ڈالی جاتی ہے۔ تو محبوب کے ماسوا سب کو جلا ڈالتی ہے) یعنی عشق کی کیفیت و حالت سوائے محبوب (یعنی اللہ تعالیٰ) کے ہر چیز کو نیست و نابود کر دیتی ہے۔ صرف عشق رہ جاتا ہے۔ اسی لئے تو کہا جاتا ہے۔ **من تو شدی تم من شدم**۔۔۔ (یعنی کہ) **فاذکرونی اذکر کم**۔ (یعنی کہ! (اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مخاطب ہے۔ کہ) اگر تم میرا ذکر کرو گے۔ تو میں تمھارا چرچا کروں گا)۔۔ بقولِ شاعر!

درِ عشق تُو کارِ خویش ہر روز اَز سر گیرم زہے سروکار

ترجمہ : تیرے عشق میں ہر روز میں اپنا کام نئے سرے سے شروع کرتا ہوں۔ کیا ہی خوب کاروبار ہے۔ (اس عشق کا) بقولِ شاعر!

گرچہ تفسیرِ زباں روشن گرست لیکن عشقِ بے زباں رشن ترست

ترجمہ : اگرچہ تیری زبان کی تشریح مطالب کو (تو خوب) رشن کرتی ہے۔ لیکن عشق تو زبان کے بغیر بھی خوب روشن ہے۔

عشقِ الٰہی کے ضمن میں ایک حدیثِ نبوی ﷺ پیشِ خدمت ہے۔

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ ! مَیں آپ ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔ فقر و محتاجی کی مصیبتیں اُٹھانے کے لئے تیار ہو جا۔ اور فقر کی چادر اوڑھ لے۔

ایک اور شخص حاضر خدمت ہوا۔ اور عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ ﷺ ! مَیں اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھتا ہوں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تو بلا و مصیبت کے لئے چادر بنا لے۔

اسی ضمن میں ایک عارفِ کامل نے کیا خوب فرمایا ہے۔ کہ! محبت میں جملہ مصائب (یعنی آزمائشیں ہی) ہیں۔ (لہذا) اگر تم دعوٰیء محبت نہ (ہی) کرو۔ تو بچے رہو گے۔ (کیونکہ) اگر ایسا نہ ہو۔ تو ہر ایک شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا دَم بھرنے لگے۔

عشق کے پانچ مراتب بیان کئے جاتے ہیں۔ **پہلے مرتبہ شریعت** ہے یعنی محبوب کے جمال کا شوق پیدا ہونے کے لئے خبر کا سننا۔ **دوسرا مرتبہ طریقت** کا ہے۔ یعنی محبوب کا طالب ہو جانا یا پھر معشوق کی پے میں لگ جانا یا طلب کا راستہ طے کرنا۔ **تیسرا مرتبہ معرفت** کا ہے۔ یعنی محبوب کے حسن و جمال اور اس کی حضوری میں دائمًا رہنا۔ **چوتھا مرتبہ حقیقت** کا ہے۔ یعنی اپنی مراد (مقصد، آزو، خواہش یا مطلب) کو محبوب کی مراد میں محو و مستغرق اور گم کر دینا یا اُس کی مراد میں ملیا میٹ ہو جانا۔ **پانچواں اور آخری مرتبہ ''وحدت''** کا ہے۔ یعنی اس میں فنا ہونے والے وجود کے ظاہر و باطن کو توڑ کر نابود کر دینا۔ محبوب ہی کو ظاہر و باطن میں موجود مطلق رکھنا۔ عشق کے یہی پانچ مراتب و مقامات ہیں۔ (یاد رہے۔ کہ) اللہ تعالیٰ سے عشق خود سے عشق ہے۔ اور خود سے عشق اللہ تعالیٰ سے عشق ہے۔ جیسا کہ فرمانِ حضرت علی المرتضیٰؓ ہے۔ کہ! **من عرف نفسہ فقد**

عرف ربه۔ (ترجمہ) جس نے خود کو پہچان لیا۔ اُس نے (واقعتاً) رب کو پہچان لیا۔ نبی کرم ﷺ نے فرمایا۔ **ان اللہ خلق اٰدم علٰی صورتہٖ۔** یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو اپنی (ہی) صورت پر پیدا کیا۔ پھر فرمایا۔ **ای علٰی صورت رحمان۔** بلکہ رحمان کی صورت پر۔ لہذا سالک و طالبِ صادق پر بھی لازم ہے۔ کہ! تم ہی عین بقا، عین عشق، مطلق اور مقید ہو۔ تم ہی تو ہو۔ تمھارے سوا اور کوئی نہیں۔ (بدقسمتی سے) تم نے خود ہی خودی کو چھوڑ رکھا ہے۔ کسی طرح کی کوئی دوئی یا جدائی نہیں۔ سمجھنے کی بات تو یہ ہے۔ کہ! تم اسی سے ہو۔ (بقول شاعر)

وجود ندارد کسے جز خدا ہماں بودہ باشد ہمیشہ بجا

(اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی وجود نہیں رکھتا۔ وہی تھا۔ وہی ہے۔ اور وہی ہمیشہ رہے گا)

علمِ تصوف اور حضرت علی المرتضیٰؓ:

حضرت علیؓ کو تصوف کے جلیل القدر معانی، اشارات، لطائف، مفرد و منفرد الفاظ، عباراتِ بیان، بیانِ توحید و رسالت ﷺ، حقیقتِ معرفت الٰہیہ، ایمان و ایقان وغیرہ میں خصوصی و ارفع مقام حاصل تھا۔ آپؓ کی عاداتِ مبارکہ اتنی عظیم القدر تھیں۔ کہ صوفیہ کرام کے جس بھی طبقے کا اُنؓ سے تعلق رہا۔ وہ اِنہیں وہ مکمل طور پر اپنائے ہوئے ہیں۔

علمِ معرفت :

رہی صحابہ کرامؓ کی ظاہری اقتداء۔ تو یہ تمام عُلماء وفُقہاء کے ہاں مشہور ہے کہ علمِ حدود (تعزیرات)، احکامِ شریعہ (فرائض وسننِ نبویہ ﷺ) اور حلال وحرام کے بارے میں پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اِن کے رہنما ہونے کے بارے میں آنحضور فیضِ گنجور ﷺ کا (جامع ترمذی، احمد اور طبرانی) میں ارشاد نبوی ﷺ مِلتا ہے۔ (کہ) آپ ﷺ نے اِرشادات فرمائے۔ کہ!

☆ میری تمام اُمت پر سب سے زیادہ رحم دِل ابوبکرؓ ہیں۔
☆ اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے سب سے مضبوط عمر فاروقؓ ہیں۔
☆ صدقِ دل سے حیا میں حضرت عُثمانِ غنیؓ سب سے بڑھ کر ہیں۔
☆ سب سے علم فرائض (وراثت) کے ماہر حضرت زیدؓ ہیں۔
☆ حضرت معاذ بن جبلؓ حلال وحرام کے مسائل سب سے زیادہ جانتے ہیں۔
☆ حضرت ابی بن کعبؓ علم قِرات میں سب سے ماہر ہیں۔
☆ حضرت علی المرتضیٰؓ شرعی فیصلے کرنے میں سب سے زیادہ ماہر ہیں۔
☆ حضرت ابودرداءؓ جیسا سچا نہ تو آسمان میں موجود ہے۔ اور نہ ہی اس سرزمین پر۔

اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **وما قدروا اللہ حق قدرہ۔** (ترجمہ) تم نے نہ جانا اللہ تعالیٰ کو حق جاننے کا۔ اسی ضمن میں رسولِ معظم ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ! اگر تم اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کرو حقِ عرفان تک۔ تو یقیناً تم دریا پر چلنے لگو گے۔ اور تمھاری دعا سے پہاڑ متزلزل ہو جائیں گے۔ معرفت الٰہی کی دو اقسام ہیں۔ ایک علمی۔ اور دوسری حالی۔

☆ **معرفت علمی** : معرفتِ علمی تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔ جو دنیا و آخرت میں حاصل ہوتی ہے۔ اور بندے کے لئے عرفان میں اہم ترین چیز یہ ہے۔ کہ! وہ اوقاتِ احوال میں حق تعالیٰ شانہ کو دنیا و آخرت کے اندر پہچانے۔

حقائقِ معرفت کے ضمن میں چند اقوال :

☆ حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا۔ **من عرف نفسه فقد عرف ربه۔** جو اپنے نفس کو پہچان لیتا ہے۔ یقیناً وہ اپنے رب کو (بھی) پہچان لیتا ہے۔ (اسی طرح ایک اور جگہ آپؓ نے فرمایا۔ کہ) جب حضرت علی شیرِ خداؓ سے معرفت کے متعلق سوال کیا گیا۔ (یعنی کہ) مسائل تصوف کے سلسلے میں آپؓ سے دریافت کیا گیا۔ کہ آپؓ نے اللہ تعالیٰ کی معرفت کس ذریعے سے حاصل کی؟ (یعنی کہ اللہ تعالیٰ کو کس طرح سے پہچانا؟) تو آپؓ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو میں نے اللہ تعالیٰ ہی سے پہچانا۔ اور ماسوا اللہ تعالیٰ کو نورِ الٰہی سے جانا۔

تو آپؓ نے (جواباً) فرمایا۔ کہ! میں نے اللہ تعالیٰ کو اسی ذریعے سے پہچانا ہے۔ جس سے اُس نے مجھے اپنی پہچان کرائی۔ کوئی صورت اس جیسی نہیں۔ کسی حس سے اسے جانا نہیں جا سکتا۔ نہ ہی ذہن دوڑا کر اس کی پہچان ہو سکتی ہے۔ کہ وہ کس مخلوق کی طرح ہو

گا۔ وہ بعید ہو کر قریب اور قریب ہو کر بعید ہے۔ ہر شئے سے اوپر ہے۔ مگر یہ نہیں کہا سکتا۔ کہ کوئی شئے اس کے نیچے ہے۔ ہر شئے کے نیچے بھی وہی ہے۔ لیکن یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ کوئی شئے اس کے اوپر ہے۔ وہ ہر شئے کے سامنے ہے۔ لیکن کوئی شئے اس کے سامنے نہیں۔ وہ ہر شئے میں داخل بھی ہے۔ لیکن ایسے نہیں۔ کہ جیسے دوسری اشیاء داخل ہوتی ہیں۔ نہ (تو) وہ کسی شئے میں سے بنا ہے۔ نہ کسی شئے میں ہے۔ اور نہ کسی شئے کے ساتھ ہے۔ وہ اللہ پاک (ایسے) ہے۔ جیسے کہ! مخلوق میں سے کوئی شئے بھی ان صفات کی مالک (حامل) نہیں۔

حضرت علیؓ کے بارے میں آتا ہے۔ کہ آپؓ سے دریافت کیا گیا۔ کہ ! ایسا کون ہے۔ جو عیب سے محفوظ رہے ؟ (تو) آپؓ نے (جوابًا) فرمایا۔ کہ! ایسا (تو) وہ شخص ہوگا۔ جو عقل کو امیر بنائے (یعنی عقل کے مشورے سے چلے) اور اس (عقل) کا کوئی وزیر نہ ہو۔

عقل کو نصیحت کرتے رہنے کا پابند بنائے۔ صبر کو قائد بنائے (جُملہ امور میں صبر کرنا سیکھے)۔ تقوٰی پر کار بند رہنا سیکھے۔
اللہ تعالیٰ کا خوف ہمیشہ ہو۔ موت اور آزمائش کو (اپنا) دوست بنائے۔

☆ حضرت ابوالحسن نوریؒ فرماتے ہیں۔ کہ! کوئی دلیل سوائے حق تعلیٰ کے اس عرفان میں دل کے لئے نہیں۔ اور علم (تو) محض آدابِ خدمت کو طلب کرتا ہے نہ کہ صحتِ معرفت کو۔ اور مخلوقاتِ خدا میں سے کسی کو یہ قدرت نہیں۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں۔ کہ! معرفت یہ ہے۔ کہ کوئی چیز تجھے حیرت میں نہ ڈالے۔

☆ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں۔ کہ! معرفت کی حقیقت یہ ہے۔ کہ! اسرارِ حق پر (تُو) مطلع ہو۔ اور لطائف انوار (تجھ) پر کھل جائیں۔

☆ حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! معرفت یہی ہے۔ کہ! بندہ جان لے کہ!
مخلوقات کی تمام حرکتیں اور جملہ سکون حق تعالیٰ شانہ (ہی) کی طرف سے ہیں۔

☆ حضرت محمد بن واسعؒ فرماتے ہیں۔ کہ! عارف میں یہ صفات ہونی چاہئیں۔ (کہ) جو عارف ہوجائے۔ وہ کم سخن اور دائم التحیر ہو۔

☆ حضرت ابوبکر شبلیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! حقیقتِ معرفت یہ ہے۔ کہ! معرفت حق سے بندہ خود کو عاجز سمجھے۔

☆ حضرت ابوبکر واسطیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا۔ (وہ) سب سے منقطع ہو گیا۔ بلکہ گونگا ہو کر سب سے جدا ہو گیا۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کا ایک خاص علم :

حضرت علیؓ نے حدیث کُمیل بن زیادؓ میں اپنے قلب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا ! یہاں ایک (ایسا) علم موجود ہے۔ کہ کاش مجھے اِس کو سنبھالنے والا مِل جاتا۔

حصولِ معرفت کے ضمن میں ایک واقعہ :

حضرت قدوۃُ الکبریٰؒ کے ملفوظات ''لطائفِ اشرفی'' میں آیا ہے۔ کہ! حضرت شیخ محمد بن یوسفؒ عشاء کی نماز کے بعد پہاڑوں کی طرف نکل جاتے تھے۔ اور صبح تک وہاں رہتے۔ اور بار بار (عاجزی وانکساری اور گریہ وزاری سے) یہی دعا کرتے رہتے تھے۔ کہ یاالٰہی ! مجھے تو اپنی معرفت و شناسائی عطا فرما۔ یا پھر اس پہاڑ کو حکم دے۔ کہ! یہ پہاڑ میرے سر پر ٹوٹ پڑے۔ کیونکہ مَیں تیری آشنائی اور شناسائی کے بغیر زندہ نہیں رہنا چاہتا۔ (کچھ عرصہ بعد حضرت شیخ محمد بن یوسفؒ مکہ معظّمہ تشریف لے گئے) اور مکہ معظّمہ میں بھی یہی دعا کرتے رہے۔ کہ! یارب ! مجھے اپنی معرفت عطا فرما۔ ورنہ میری جان لے لے۔ تیری معرفت کے بغیر مجھے اس جان کی بھی چنداں ضرورت نہیں۔ ایک شب انہوں نے خواب میں دیکھا۔ کہ کوئی اُن سے کہہ رہا ہے۔ اگر تم (اللہ تعالیٰ کی معرفت) چاہتے ہو۔ تو ایک ماہ کے روزے رکھو۔ اور اس عرصہ میں کسی سے بات (بات کا مطلب یہاں کسی سے کوئی تقاضا، حاجت یا سوال ہے) مَت کرنا۔ روزے ختم کرنے کے بعد تم چاہ زم زم پر جانا۔ اور پھر وہاں اپنی حاجت (حصولِ معرفتِ الٰہیہ کی دعا) طلب کرنا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب ایک ماہ گزر گیا۔ تو حضرت شیخ چاہ زمزم پر تشریف لے گئے۔ اور اپنے مقصد کی دعا کی۔ چاہ زمزم سے ہاتفِ غیبی نے انہیں پکار کر کہا۔ کہ! اے ابنِ یوسفؒ ! تمھیں اختیار دیا جاتا ہے۔ کہ تم ان دو باتوں میں سے جو تمھیں پسند ہو۔ اختیار کر لو۔ علم دولت اور دنیا کے ساتھ۔ یا معرفت (الٰہی) قلت و فقر کے ساتھ۔ حضرت شیخ محمد بن یوسفؒ نے بخوشی جوابًا فرمایا۔ کہ مَیں معرفت قلت و فقر کے ساتھ اختیار کرتا ہوں۔ پس چاہ زمزم سے آواز آئی۔ کہ! تمھیں عطا کیا۔ تمھیں عطا کیا۔

اللہ تعالیٰ کی بندہ سے محبت :

حیات الحیوان میں مذکور ہے۔ کہ ایک شخص حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور کہا کہ آپ ﷺ مجھے ایسا عمل

بتلایئے۔ جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ اوراس کے بندے مجھ سے محبت کرنے لگیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ دنیا سے منہ موڑ لو۔ تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ اور جو لوگوں کے قبضے میں (یعنی لوگوں کے پاس مال) ہے۔ اس سے منہ موڑ لو۔ تو لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔

کوئی فلسفہ نہیں عشق کا ، جہاں دل جھکے وہاں سر جھکا
وہیں ہاتھ جوڑ کے بیٹھ جا ، نہ سوال کر ، نہ جواب دے

بندہ کی اللہ تعالیٰ سے والہانہ محبت وعشق :

کتاب ''مکا شفۃ القلوب'' میں ایک حکایت آئی ہے۔ کہ! حضرت عیسیٰؑ ایک جوان کے قریب سے گزرے۔ جو باغ کو پانی دے رہا تھا۔ اس نے آپؑ سے عرض کی۔ کہ آپؑ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے عشق کا ایک ذرہ عطا فرمادے۔ آپؑ نے فرمایا۔ ایک ذرہ (تو) بہت بڑی چیز ہے۔ تم اس کے تحمل کی استطاعت نہیں رکھتے۔ وہ جوان کہنے لگا۔ اچھا! آدھے ذرے کا سوال کیجیئے۔ حضرت عیسیٰؑ نے رب تعالیٰ سے سوال کیا۔ اے اللہ تعالیٰ اسے اپنے عشق کا آدھا ذرہ عطا فرمادیں۔ اس جوان کے حق میں یہ دعا کرکے آپؑ وہاں سے روانہ ہوگئے۔

کافی مدت کے بعد آپؑ پھراسی راستے سے گزرے۔ اوراسی جوان کے متعلق سوال کیا۔ تو لوگوں نے کہا۔ وہ تو دیوانہ ہوگیا ہے۔ اور کہیں پہاڑوں کی طرف نکل گیا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے رب تعالیٰ سے دعا کی۔ میری اُس جوان سے ملاقات کرادے۔ پس آپؑ نے دیکھا۔ وہ جوان ایک چٹان پر کھڑا آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے۔ آپؑ نے اسے سلام کہا۔ مگر وہ خاموش رہا۔ آپؑ نے فرمایا۔ مجھے نہیں جانتے؟ میں عیسیٰؑ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی طرف وحی فرمائی۔ کہ! اے عیسیٰؑ! جس کے دل میں میری محبت کا آدھا ذرہ بھی موجود ہو۔ وہ انسانوں کی بات کیسے سنے گا؟ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اگر اسے آری سے دوٹکڑے بھی کردیا جائے۔ تو اسے محسوس نہ ہوگا۔

جفا جو عشق میں ہوتی ہے جفا ہی نہیں ستم نہ ہو تو ، محبت میں کچھ مزہ ہی نہیں

اسی کتاب ''مکاشفۃ القلوب'' میں ایک حکایت آئی ہے۔ کہ! حضرت موسیٰؑ کا ایک عزیز دوست تھا۔ وہ ایک دن آپؑ سے کہنے لگا۔ اے موسیٰؑ میرے لئے دعا کیجئے۔ کہ! اللہ تعالیٰ مجھے اپنی معرفت عطا فرمائے۔ آپؑ نے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی دعا قبول فرمائی۔ اور وہ دوست آبادی سے (دُور) کنارہ کش ہوکر پہاڑوں میں وحوش کے ساتھ رہنے لگا۔

جب حضرت موسیٰؑ نے اسے نہ پایا۔ تو رب تعالیٰ سے التجا کی۔ الٰہی! میرا وہ دوست کہاں گیا ہے؟ تو رب تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰؑ! جو صحیح معنوں میں مجھے پہچان لیتا ہے۔ وہ مخلوق کی دوستی بھی پسند نہیں کرتا۔

مٹ جائے گناہوں کا تصور ہی جہاں سے اقبال اگر ہو جائے یقیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے

(بقول شاعر)

عشق سلطان است در ہر دو جہاں عقل را مدخل نباشد اندراں

(عشق دونوں جہانوں کا بادشاہ ہے۔ عقل کا وہاں اندر تک دخل نہیں)

اے عزیزِ مَن! اس بات پر بھی ذرا غور کرو۔ کہ! تمھارا رہنا اور بسنا کس (حال وکیفیت) میں ہے۔ ظاہر ہے کہ محبت کی محبت میں۔ یعنی اسی محبت میں ہی تمھیں رہنا بسنا ہے۔ اسی کو عشق کہتے ہیں۔ محبت سے دور یا اس سے الگ رہنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ جس کسی سے تم محبت کرتے ہو۔ یا اُسے دوست بناتے ہو۔ یا اُسے اپنا محبوب گردانتے ہو۔ یا جس کی طرف تم اپنا دھیان، توجہ یا رُخ کرتے ہو۔ وہ تم ہی تو ہو۔ خود سے محبت کرنا سیکھو۔ خود کی پہچان کرنا سیکھو۔ حضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! رائیت ربی بربی ۔ (یعنی) دیکھا مَیں نے رب کو اپنے رب سے۔ اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا۔ **ما رائیت شیئا الا رائیت الله فیه** ۔ (یعنی) نہیں دیکھی مَیں نے کوئی چیز، مگر دیکھا مَیں نے اللہ تعالیٰ کو اِس میں۔ اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا۔ **رائیت ربی فی لیلة المعراج فی احسن صورته امرد شاب قطط** ۔ (یعنی) دیکھا مَیں نے اپنے پروردگار کو معراج کی رات میں، اچھی صورت میں گھنگھرالے بالوں والا۔ (یاد رہے۔ کہ) آنخضور نبی مکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنے آپ ہی میں دیکھا۔ اس بات کی سند ودلیل یہ آیتِ کریمہ ہے۔ **وفی انفسکم افلا تبصرون** ۔ میں تمھارے نفس تمھاری حقیقت میں ہوں۔ پھر بھی تم مجھ کو نہیں دیکھ پاتے۔ (اِسی طرح سے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں تم میں ہوں۔ تمھاری حقیقت تمھاری ذات میں ہوں۔ میں ایسا ہوں۔ اس کے باوجود ابھی بھی کیا تم مجھ کو دیکھ نہیں پاتے۔ حضرت نبی مکرم ﷺ کا فرمان ہے۔ کہ! نہیں دیکھا میں نے کسی چیز کو، مگر دیکھا مَیں نے اللہ تعالیٰ کو اس

میں۔ حضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ **اناو الله فی الوحدت و احد**۔ (یعنی) میں اور اللہ تعالیٰ (ہم دونوں) یکتائی میں ایک ہیں۔

انا احمد بلا میم **من رانی فقد رای الحق** ۔ (بقولِ شاعر)

احمد است این جا اَحد اے مردِ کار **دائمًا باعشق باشد بے قرار**

احمد ہی یہاں اَحد ہے۔ جو کہ عشق (یعنی عشقِ الٰہی کے حصول) سے ہمیشہ بے چین و بے قرار رہتا ہے۔

لہذا اے سرّ عزیز! راز (یعنی عشق کے رموز و اسرار) کی اطلاع و خبر کس کو دی جاتی ہے ؟ کیسے دی جاتی ہے ؟ وہ کون ہوتا ہے ؟ کیسا ہوتا ہے ؟ سنو اور یاد رکھو۔ کہ! اس (سرالٰہی اور رمزِ عشق) کی اطلاع و خبر صِرف اُس کو دی جاتی ہے۔ جو دل کے حال و مقام میں پہنچ گیا ہو۔ سراپا دل ہوگیا ہو۔ یعنی اس کے دل کا حظ (مزہ و لذت) وہی ہو گیا ہو۔ یاد رہے۔ کہ! حصولِ عشقِ الٰہی کے لئے رازِ عشق کی تلاش مومن کے لئے لازمی وضروری ہے۔ کیونکہ! یہ تو وہ عظیم المرتبت راز ہے۔ کہ! دیکھنے والا جان نہیں سکتا۔ اور جاننے والا کہہ نہیں سکتا۔ اگر کسی کا مقصد عشقِ الٰہی اور رازِ الٰہی کی ہی تلاش ہے۔ تو اُسے اپنے دل کی پیروی کرنا ہوگی۔ تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشاء سے ہی کامیاب ہو سکے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ! عشقِ الٰہی تو تمام دنیا اور زمان و مکان سے ماوراء جذبے کا نام ہے۔ کیونکہ عشق کا دریا جب کسی کے دل میں بہنے لگے۔ تو دنیا کے تمام رازوں سے پردہ اُٹھ جاتا ہے۔ اور تمام اسرار و رموز کی گرہ کھول کر رکھ دیتا ہے۔ عشقِ الٰہی دراصل اُن لوگوں کی اس حالت و کیفیت کا نام ہے۔ جو کہ راہِ حقیقت کے اختتام پر پہنچ چکے ہوں۔ بہر حال! عمومًا عشق ملتا بھی اِنہی لوگوں کو ہے۔ جو صدق قلب اور خلوصِ نیت سے اس کی تلاش میں ہمہ وقت دَر دَر کی ٹھوکریں کھاتے ہوئے اور مصائب جھیلتے ہوئے سرگرداں پھرتے اور ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ کیونکہ! عشق کی تلاش کی راہ تو نفس کے ساتھ ساتھ قلب و روح کو بھی پاک و صاف اور مزین و معمور کر دیتی ہے۔ اگر مرشد کامل نہ ہو تو عشق شروع میں گمراہ کر کے جلال کی وادی میں لے جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ آتش کی طرح جلاتا اور پکاتا ہے۔ تب جا کر سلجھنا شروع ہوتا ہے۔ عشقِ الٰہی کے حصول میں عقل کبھی بھی رہبر نہیں ہوسکتی۔ اس کی تلاش میں حقیقی رہبر قلب ہی ہوتا ہے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ! اس راہ (یعنی عشقِ الٰہی کی تلاش کے راز کی راہ) پر جو کچھ بھی سالک پائے۔ وہ اسے اپنے قلب کے صفحہ قرطاس پر لکھتا جائے۔ اس طریقہ سے یا تو سالک عشق کو تلاش کر لے گا یا پھر عشق خود ہی سالک کو تلاش کر لے گا۔ ہر ہر قدم پر قلب کھلتا چلا جائے گا۔ اسی تلاش کے دوران ہر ہر لمحہ رازوں کو کھولتا چلا جائے گا۔ کیونکہ! اس دوران بحالتِ بیداری یا در عالمِ رویاء ہر نظر آنے والے خیالات، خواب، مشاہدات وغیر ہا کے پیچھے کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوگا۔ جو کہ تلاش میں معاون ثابت ہوگا۔ سالک کی نظر ہر وقت اپنے قلب ہی پر رہنی لازمی ہے۔ صاحبانِ عرفان کا یہ بھی تجربہ ہے۔ کہ! بدن کو روح سے جدا کر کے عشق عطا کیا جاتا ہے۔ اور پھر بدن کے ساتھ روح میں بھی زندگی کا احساس ہوگا۔ یہی خرد طاری کرنے کا وقت ہوتا ہے۔ یاد رہے۔ کہ! تنہائی عاشقوں کا امتحان ہوتی ہے۔ کیونکہ یکتائی میں ہی یکتا کو تلاش کر کے اس کے عشق کے کمال کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ! ہر شئے کو ترک کرنے کے بعد ہی عشق میں کامیابی میسر آتی ہے۔ جیسے کہ ایک بھوکے کا حال ہوا کرتا ہے۔ یعنی بھوکے کے دل میں ہر وقت کچھ نہ کچھ کھانے کا تقاضا رہتا ہے۔ اسی ضمن میں ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ! محبت و معرفت ہاتھ آنے کے یہی معنیٰ ہیں۔ کہ! اللہ تعالیٰ محبّ عارف کا عیش (جان پہچان والے عاشق کی زندگی) اس کی لذت و غذا (کھانا اور پینا) ہو جائے۔ عشقِ الٰہی یعنی محبتِ رب العالمین کے متعلق حضرت **ابوالفیض قلندر قادری**ؒ رقمطراز ہیں۔ کہ! جمیع امور سے بدرجہا بہتر و برتر اور کامیاب بنانے دینے والی چیز محبت ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو انسان کسی بھی میدان میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ گویا یہ ایک نشہ ہے۔ جو کہ بدون مشاہدہ ءمحبوب کے بالکل نہیں اُترتا۔ عمومی لوگ محبت مجازی یعنی عشقِ مجازی میں محو و مستغرق نظر آتے ہیں۔ جبکہ! اولیاء اللہ ہمیشہ عشقِ حقیقی یعنی عشقِ رب العالمین میں ہی گم سُم رہتے ہیں۔

بعض اوقات ایک زمانے تک تلاش کی جانے والی بات ایک ہی لمحے میں سمجھ آ جاتی ہے۔ جبکہ بعض اوقات ساری زندگی بھی گزر جائے۔ تو تلاش کرتے کرتے کامیابی نصیب نہیں ہوتی۔ البتہ نیکی کے حصول و تلاش میں اگر کچھ حاصل نہ بھی ہو۔ تو اَجر و ثواب یقینی ہوتا ہے۔ بہر حال! محبت ایک سکر ہے۔ کہ جس کا علاج صِرف دیدارِ جمالِ محبوب کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا۔ یاد رہے۔ کہ! محبت کے تین اُصول ہیں۔ وفا۔ اَدب اور مروّت۔

وفا تو یہ ہے۔ کہ! محبّ اپنے محبوب کی فردانیت میں اپنے قلب کو منفرد کر کے مشاہدہ میں ثابت قدم رہے۔ اور اس کی ہر ہر ادا سے مانوس ہو جائے۔ اور غیر کی طرف تصور و تخیل یا گمان بھی نہ آے دے۔

اَدب یہ ہے۔ کہ! خطرات کی مراعات کا نگاہ دار اور حفظِ اوقات کا پابند اور ماسوا سے انقطاع کرتا رہے۔

مروّت یہ ہے۔ کہ! قولاً وفعلاً صدق وصفا کے ساتھ ذکر اللہ پر قائم اور ظاہر و باطن میں اغیار سے روگردانی کر کے سر اللہ پر ثابت قدم رہے۔ اور حالاتِ آئندہ کی رعایت کر کے حفظِ اوقات میں کوشاں ہو۔

ایک اور بزرگ کا فرمان ہے۔ کہ! **محبتِ الٰہی کے فقط تین ہی اصول ہیں۔ پہلے معرفتِ الٰہیہ پھر راضی برضائے الٰہی اور آخر میں مکمل توکل الی اللہ**۔ کیونکہ! جب اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگئی۔ تو پھر بندہ تقدیر کے ہر اچھے و بُرے فیصلے کو اللہ تعالیٰ کی رضا سمجھتے ہوئے راضی ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ ہر بات پر راضی برضا ہو جائے تو اُس کا توکل خالصتاً اللہ تعالیٰ ہی پر ہو جاتا ہے۔ اور انہی تینوں اصول کی پاسداری کے دوران سالک و طالبِ صادق کو تقوٰی اور اخلاص خود بخود (**Automatically**) حاصل ہو جاتے ہیں۔

جب ایک محبِ صادق میں یہ تینوں چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ تو وہ لذتِ وصال کے پانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کے سر میں آتشِ اشتیاق و محبت بھڑک اُٹھتی ہے۔ (بقولِ شاعر)

دل پاک نہیں تو پاک ہو نہیں سکتا انسان
ورنہ ابلیس کو بھی آتے تھے، وضو کے فرائض بہت

صحیح مسلم شریف کی ایک واضح حدیث ہے۔ کہ! جو شخص اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوگیا۔ (تو گویا) اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔ (لہذا) رضائے الٰہی سے جو ذائقہ حاصل ہوتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کی معرفت سے موسوم کرتے ہیں۔ اور معرفت وہ نور ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے قلوب میں ڈال دیتا ہے۔ اور کوئی بھی چیز اس نور سے بڑھ کر باعظمت نہیں ہے۔ اور معرفت کی حقیقت قلب کا زندہ ہونا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث نبوی ﷺ کا مفہوم ہے۔ کہ! میری آنکھیں سوتی ہیں۔ مگر میرا قلب بیدار رہتا ہے۔ قرآن حکیم شاہد ہے۔ **اومن کان میتا فاحیینہ**۔ (ترجمہ) اور کیا وہ مُردہ نہیں تھا۔ پس ہم نے اس کو زندہ کیا۔ (سورہ انعام۔ آیت نمبر 122) اسی طرح ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ! **فلنحیینہ حیاۃ طیبۃ**۔ (ترجمہ) پس ہم اس کو پاکیزہ زندگی دیں گے۔ (سورہ نحل۔ آیت نمبر 89) پس یہ بات واضح ہے۔ کہ! جس کا نفس پھل پھول گیا۔ وہ دنیاوی لذات، شہوات، خواہشات سے قریب ہو جاتا ہے۔ مگر برعکس اس کے جس کا نفس مردہ ہو جائے۔ دنیا تو اس سے دور ہو جاتی ہے۔ مگر وہ قربِ الٰہی سے واصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ! اصول کے بغیر حصول کا مزہ نہیں۔ اور حصول کے بغیر وصول (وصلِ حق) ممکن نہیں۔ لہذا جب بندہ اَز خود حق کا ہر چیز (مال و دولت، اولاد و عزت و شہرت وغیرہ) سے بے نیاز ہو کر مشاہدہ کرتا ہے۔ تو وہ معرفت کی حقیقت کو پہنچتا ہے۔ کیونکہ! معرفت حق نام ہی اسی وقوف و ادراک کا ہے۔ کہ! انسان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی غیر کی طرف قطعاً التفات نہ کرے۔ روایت کیا جاتا ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کی طرف وحی کی۔ کہ! اے داؤدؑ! مجھے بھی پہچان اور اپنے آپؑ کو بھی۔ (جب) حضرت داؤدؑ نے غور کیا۔ تو فرمایا۔ اے اللہ تعالیٰ! مَیں نے تجھے یکتائی، تیری قدرت اور بقاء کے ذریعے پہچان لیا ہے۔ اور مَیں نے اپنے آپؑ کو عاجزی و فناء سے پہچانا ہے۔ (تو) اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اَب تُو نے مجھے پہچانا ہے۔ (بقولِ حضرت شیخ جامؒ)

کُشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زماں اَز غیب جانِ دیگر اَست
(تسلیم و رضا کے خنجر سے شہید ہونے والوں کو ہر گھڑی غیب سے ایک نئی زندگی عطا ہوتی ہے)

ایک حدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے۔ کہ! اگر اللہ تعالیٰ کو اس طرح پہچان لو۔ جیسا کہ اسے پہچاننے کا حق ہے۔ تو تمھیں وہ علم حاصل ہوگا۔ جس کے بعد جہالت نہیں ہے۔ اور تمھاری دعا سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے۔ باوجود اس کے کہ کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی معرفت کی انتہا تک نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ! اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے۔ کہ اس کی معرفت کی انتہا تک پہنچا جا سکے۔ (بقول شاعر)

گفت پیغمبرؑ کہ لا احصی ثناء حامد تو ہم توئی یا ربنا

آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! **لا احصی ثناء علیک انت کما اثنت علٰی نفسک**۔ مَیں تیری پوری پوری تعریف نہیں کر سکتا۔ جس طرح سے تُو نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے۔ (میرے خیال کے مطابق) آنحضرت ﷺ کے فرمانِ عالیشان کا مفہوم یہ ہی ہوگا۔ کہ اے اللہ تعالیٰ! مَیں تیرے محامد کثیرہ اور صفاتِ الٰہیہ کا احاطہ کرنے سے معذور و عاجز ہوں۔ بلکہ ان کا احاطہ کرنے والا صِرف تُو خود ہی ہو سکتا ہے۔ (یاد رہے۔ کہ!) عارفین کی انتہائے معرفت بھی یہی ہے۔ کہ! وہ معرفتِ الٰہیہ سے عاجز آ جاتے ہیں۔ ااور ان کی حقیقی معرفت یہ ہے۔ کہ! وہ اس کو پہچان نہیں سکتے۔ کیونکہ! یہ بات یکسر محال و ناممکن ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی اور ذات اللہ تعالیٰ کی مکمل معرفت کے ساتھ ذات و صفاتِ ربوبیت کے حقیقی و مکمل رموز و اسرار کو پہچاننے کی اہل ہو سکے۔ پس جب یہ بات ان (عارفین) کو بذریعہ انکشافِ برہانی سے معلوم ہو جائے۔ تو گویا

انہوں نے کچھ نہ کچھ حدتک اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا۔ یعنی کہ وہ معرفت کی اس حدتک پہنچ گئے۔ جو کہ مخلوق کے لئے ممکن ہے۔ یہی وہ حد ہے۔ کہ جس کی طرف ضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے ان الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے۔ کہ! ''ادراک کے ادراک سے عاجز آجانا بھی ادراک ہی ہے۔

ایک بزرگ کا بیان ہے۔ کہ! جو خوش نصیب شخص اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے۔ لوگوں سے دور رہتا ہے۔ اس کی باتیں کم ہو جاتی ہیں۔ وہ ہمیشہ حیرت زدہ رہتا ہے۔ اور اعمالِ صالحہ میں مشغول رہتا ہے۔ اتصالِ رحمان کے ساتھ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یا کسی انسان سے قطعاً کوئی گلہ یا شکایت نہیں کرتا۔ اور نہ کسی انسان سے کوئی چھوٹی یا بڑی سے بڑی اُمید رکھتا ہے۔ مصائب ومشکلات یا راحت ومصیبت میں اس کی کیفیت ہمیشہ راضی برضا والی رہتی ہے۔ اور وہ ساری زندگی صبر وشکر سے گزارتا ہے۔ تمام حالات میں قرب حاصل کرنے کا متمنی رہتا ہے۔ اور وہ ہر حال (مصیبت وراحت، مشکل وآسانی) سے کٹ کر حال والے سے تعلق جوڑ لیتا ہے۔ کیونکہ! معاملات اپنے حقائق کے ساتھ ہوا کرتے ہیں۔ نہ کہ اپنے احساس اور صورت کے ساتھ۔

تمثیل کے انداز میں خلاصہ ءِ ماءِ تقدم و دیگر حالاتِ حقیقتِ توحید وحقیقی عشقِ الٰہی کے عنوان میں جلوہ گاہ معرفت کے تحت رقم طراز ہیں۔ کہ! اس خون خوار وادی سے رہبرِ کامل کے بغیر گزرنا محال بلکہ ناممکن ہے۔ بعض کاملین اپنے مریدین کو تاریکی میں یہاں سے چلاتے ہوئے گزارتے ہیں۔ تاکہ وہ گھبرا کر منازل طے کرنے سے رہ نہ جائے۔ کیونکہ! ایسا شخص لاکھوں میں کوئی ایک ہی ہوتا ہے۔ بعض مردانِ خدا تو ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ مرید کو اپنی صحبت کے ریل گاڑی میں بٹھا کر وادیءِ توحید میں لاتے ہیں۔ اور یوں توحید کے سمندر سے گزارتے ہوئے معرفتِ خداوندی میں پہنچا دیتے ہیں۔ اور ایسا مردِ خدا (پیرِ کامل اور طالبِ صادق) کروڑوں میں کوئی ایک ہی ہوسکتا ہے۔ (بقولِ شاعر)

کوئی محوِ رقص ہے تو کوئی گم خیالِ یار میں
یہ عشق کے رنگ ہیں نہیں کچھ کسی کے اختیار میں

سالک جب مقامِ معرفت میں پہنچ جاتا ہے۔ تو سلطانِ معرفت کو کہ جس کے شوقِ دیدار میں یہ مصائب جھیلتے ہوا پہنچا ہے۔ طلب وتلاش کرتا ہے۔ وہ جب بغور دیکھتا ہے۔ تو ہر منزل ومقام میں حاکم ومحکوم، پیرومرید، رسول واُمت، بندہ وخدا، شہنشاہ ورعایا، مسلم وغیر مسلم، ساجد ومسجود اپنے آپ ہی کو پاتا ہے۔ بقول عارف! کہ جس وقت ذاتِ بے چون وبے نمود نے ''**کنت کنزا مخفیا فا حببت ان اعرف فخلقت الخلق**'' کا فرمانِ عالیشان جاری کیا ہے۔ تو بھی لاتعین وبطون سے تعین وظہور میں آیا۔ حکم ہوا کہ اس وقت تیرا یہاں رہنا مناسب نہیں۔ اور مُلکِ معرفت کی سیر وطیر کر۔ کیونکہ! وہ یہاں سے کئی منزل پر ہے۔ ہر منزل میں عقبہ۔ اور ہر عقبہ میں بہرسمت دشواریاں اور بے شمار تکالیف ہیں۔ اور وہ طلسمات سے بھرپور ہے۔ اگر تو صحیح وسلامت پہنچا۔ تو ازل سے ابد تک تیری ہی قرارگاہ ہے۔ اور اگر کچھ بھی عہد شکنی کی یا تُو ڈگمگایا۔ تو یاد رکھ۔ کہ تُو فراقِ ابدی میں مبتلا رہے گا۔ (بقول بابا بلھے شاہ شطاری قادریؒ)

رب رب کردے بڈھے ہو گئے ملاں پنڈت سارے
رب دا کھوج کھرا نہ لبھا سجدے کر کر ہارے
رب تے تیرے اندر وسدا وِچ قرآن اشارے
بلھے شاہؒ! رب اوہنوں مل سی جیہڑا اپنے نفس نوں مارے

اِسی راز کو حضرت بابا بلھے شاہ شطاری قادریؒ نے اس طرح سے بیان کیا ہے۔

جے میں تینوں اندر ڈھونڈاں تے فیر مقید جاناں
جے میں تینوں باہر ڈھونڈاں تے میرے اندر کون سمایا
سب کجھ توں، ایں سب وچ توں، ایں سب توں پاک پچھاناں
میں وی توں ہیں، توں وی مَیں ہاں، وت بلھا کون نماناں
گل سمجھ لئی تے رولا کیہ ایہ رام رحیم تے مولا کیہ

تعلیماتِ امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ

حقیقتِ انسانی کو جاننے اور سمجھنے کا سب سے بہترین طریقہ وہ ہے۔ جو کہ! حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ ؓ نے اپنے جگر گوشہ اور فرزندِ دل بند کو تعلیم فرمایا۔ کہ! جس میں انسانی حقیقت کا ایک جامع فلسفہ پوشیدہ ہے۔ کہ!

یا ولدی فکرک فیک یکفیک — **فلیس شیء خارجا منک**
اے میرے فرزند! تیرا فکر تجھ میں تیرے لئے کافی ہے۔ — کیونکہ کوئی شئے تجھ سے خارج نہیں ہے۔

وذائک فیک وما تشعر — **ذوائک منک ولا تبصر**
اور تیرا اندر تیرے اندر ہی ہے۔ مگر تم جانتے نہیں۔ — تیری دواء تجھ میں ہی ہے۔ مگر تم دیکھتے نہیں۔

و تزعم انک جسم صغیر — **و فیک انظری عالم اکبر**
اور تجھ کو گمان ہے۔ کہ تمھارا ایک چھوٹا جسم ہے۔ — حالانکہ تیرے اندر ایک عالمِ اکبر لپٹا ہوا ہے۔

و انت ام الکتاب الذی — **ما حر فه یظهر المضم**
اور تو ایک ام الکتاب ہے۔ — کہ اپنے حروف سے دل کی بات جانتے ہو۔

حضرت علی المرتضیٰ ؓ کے ابیات واشعار کی مختصر شرح :

یا ولدی فکرك فیك یکفیك۔ (اے میرے فرزند! تیرا فکر تجھ میں تیرے لئے کافی ہے) یعنی کہ اگر تم (اے فرزند سیدنا علی ؓ) اللہ تعالیٰ کا دیدار اور اپنی شناخت چاہتے ہو۔ تو اپنے تئیں غور وفکر کرو۔ کہ! وہ ذاتِ باری تعالیٰ تجھ ہی میں ہے۔ نہ کہ تم سے جدا۔ کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **و فی انفسکم افلا تبصرون**۔ اور (وہ ذات) تمھارے نفوس (اجسام) میں ہے۔ کیا تم نہیں جانتے۔ (القرآن) ایک روز حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے حضرت نبی مکرم ﷺ سے دریافت کیا۔ **این اللہ**۔ اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ تو آنحضرت رسولِ اکرم ﷺ نے جواباً فرمایا۔ **فی قلوب عبادہ**۔ یعنی بندوں کے قلوب میں ہے۔ (الحدیث) بقول بعضے!

نباشد پرسیدن ترا خانہ کجا باشد — نشانے وہ اگر یابم کہ آں اقبال ما باشد

یہ پوچھنا کوئی عیب (گستاخی) نہیں۔ کہ! آپ کا گھر (مقام ومکان) کہاں ہوگا؟ تُو ہم کو اپنا پتہ ونشانی بتا۔ اگر ہم نے تجھے پالیا۔ تو یہ ہمارا اقبال وخوش نصیبی ہوگی۔

ایک حدیثِ پاک میں ہے۔ کہ! **قلوب المؤ منین عرش اللہ تعالیٰ**۔ مومنوں کے قلوب اللہ تعالیٰ کا عرش ہیں۔ (حدیث) اسی حدیث کے ضمن میں یہ آیتِ مبارکہ دال ہے۔ کہ! **الرحمٰن علی العرش استویٰ**۔ رحمان عرش پر مکیں ہے۔ (القرآن) اب حضرت انسان کو غور وفکر کے ساتھ آشنائی وآگاہی حاصل کرنی چاہیئے۔ کہ! **انسان کی اصل کیا ھے**؟ اے حضرتِ انسان تُو اپنے دل میں سوچ۔ اور اپنے نفس میں فکر کر۔ کہ! تُو کون ہے؟ کیا تھا؟ کیا صورپائی تُو نے؟ اور تیری اصل کیا ہے؟

اے حضرتِ انسان! تو تُو ذرا ہوش سے سُن! کہ تیری اصل ذاتِ بحت (بحت یعنی خالص وبے مَیل ہونے کی حالت) ہے۔ اول منزل میں تُو نے حقیقتِ محمدی ﷺ کے نام کو پایا۔ دوسری منزل میں تُو نے حقیقتِ انسانی میں آیا۔ تیسری منزل میں روح سے مربوط ہوا۔ چوتھی منزل میں عالمِ مثال بنا۔ پانچویں منزل میں تیرے رہنے کے لئے تجھے جسمِ کثیف ملا۔ تاکہ تُو اپنی اصل کو بھول جائے۔ جب اس جسمِ کثیف نے اپنی کثافت کا اثر ڈالا۔ تو اس صحبتِ اثر نے تجھے اپنے ساتھ شامل کرلیا۔ اور تو یہ کہنے لگا۔ کہ!

یہ میرا جسم ہے۔ میں مجسم انسان ہوں۔ میں فلاں کا بیٹا ہوں۔ میں فلاں کا باپ ہوں۔ میں فلاں کا شوہر ہوں۔
میں بھوکا ہوں۔ میں پیاسا ہوں۔ میں ننگا ہوں۔ میں اندھا ہوں۔ میں لنگڑا ہوں۔ میں عاجز ہوں۔ (وغیرہ وغیرہ)

اے حضرتِ انسان! تُو اچھی طرح سے سمجھ لے۔ کہ! تُو نہ تو جسم ہے۔ اور نہ ہی تیرا کوئی جسم ہے۔ نہ ہی تُو کسی بیٹا، باپ یا شوہر ہے۔ نہ ہی تُو اندھا، لنگڑا وعاجز ہے۔ غرض جو بھی کچھ ان صفات سے موصوف یہ جسم ہی جسم ہے۔ یہ تمام رشتے، عیوب اور صفات بس صِرف اسی جسم میں ہی ہیں۔ تجھ میں کوئی عیب نہیں۔ کیونکہ! تیری روح تو پاک وصاف اور تمام عیوب ونقائص سے مبرا ہے۔ تجھے تو **خلیفة اللہ** ہونے کا اعزاز وشرف حاصل ہے۔ یہ جسم تو اعتباری واختیاری لباس کی مانند ہے۔ جیسے تُو نے اپنی اغراض ومقاصد دینی ودنیاوی کی خاطر ایسے سینکڑوں لباس بدل ڈالے۔ تو ایک

دن ایسا بھی آئے گا۔ جب تُو اِسے بھی اُتار دے گا۔ کیونکہ! اس (جسم) کے ہونے یا نہ ہونے سے تیرا کسی بھی طرح حرج ونقصان نہ ہوگا۔ اور تُو جیسا تھا۔ ویسا ہی رہے گا۔ بلکہ اس (جسم) کے ساتھ محبت کرنیسے پستی میں گرتا چلا جائے گا۔ اور دائمًا رنج وغم والَم کا شکار رہے گا۔ لہذا بالمقصد اور فی المقصد اس سے محبت کا رشتہ توڑ کر اپنی اصلیت کی جانب گامزن ہو۔ اور اس کی اُلفت سے منہ موڑ لے۔ تاکہ تُو عذابِ سرمدی کے سفر سے چھوٹ جائے۔ اور اپنے اصلی وطن میں پہنچ کر راحت ومسرت پائے۔ (ان شاءاللہ) کیونکہ! **حب الوطن من الایمان**۔ وطن سے محبت ایمان کا خاصہ ہے۔ (اور) وطنِ اصلی پاکستان ودیگر کوئی مُلک نہیں۔ بلکہ وطن تو ایک ایسا ملک وشہر ہے۔ کہ! جس کا کوئی نام ومکان ومقام نہیں۔

اے حضرتِ انسان! جب تم اوپر کے تنزلات وتعینات واضافات کو خود سے الگ کر کے تفکر کرو گے۔ تو یقینِ کامل ہے۔ کہ! تم اپنی اصل حقیقت تک پہنچ جاؤ گے۔ (ان شاءاللہ) کیونکہ! عقل مند کو تو ایک اشارہ ہی کافی ہے۔

فلیس شیء خارجا منك۔ اے میرے فرزند! تیرا فکر تجھ میں تیرے لئے کافی ہے۔ (یعنی کہ) سبھی کچھ تیرے اندر جب موجود ہے۔ تو تُو کیوں باہر دیکھتا وجھانکتا ہے۔ حکیم سنائیؒ فرماتے ہیں۔ کہ!

آسمان ھاست در ولایتِ جان   کار فرمائے آسمان جہان
در رہ روحِ پست و بالا است   کوہ ہائے بلند و دریا ھا است

جان کے ملک وولایت میں بہت سے آسمان ہیں۔ جو کہ اس دنیا جہاں کے آسمان میں کارفرما ہیں۔ اور روح کے راستے میں بہت سے نشیب وفراز ہیں۔ اور بہت سے بلند وبالا پہاڑ اور بڑے بڑے دریا ہیں۔

اسی لئے تو اکثر علمائے کرام اور محققین اِن آیات **و صورکم فاحسن صورکم**۔ (اور تمھاری صورتیں بنائیں۔ اور کیا ہی اچھی صورتیں بنائیں) جبکہ دوسری آیت **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم**۔ (بے شک ہم نے انسان کو بہت ہی بھلی ساخت پر تخلیق کیا ہے) کی تفسیر فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت انسان فی الحقیقت ظاہری و باطنی حُسن و جمال رکھتا ہے۔ اور یہ نسخہ جامعہ ومجموعہء کاملہ ہے۔ اس میں جمیع موجودات عالمِ خلق، امرملکوتی، عالم علوی وسفلی اور منظوری مندرج ہیں۔ یعنی کہ! اللہ تعالیٰ نے انسان کو جامع جمیع کمالات سے مزین ومعمور فرما کر ظاہری وباطنی حسن وجمال سے تخلیق کیا۔ یہ جمیع علوم وفنون وصنعت وحرفت کا جامع مجموعہ وخاصہ ہے۔ کوئی علم، کوئی ہنر، کوئی پیشہ، کوئی صنعت اس سے باہر نہیں ہے۔ جو بھی کچھ موجود ہے۔ اسی کی نمود ہے۔ کیونکہ! سبھی کچھ اسی کے اندرون ہے۔ حقیقت میں انسا نگنجِ مخفی کا نمونہ ہے۔

جاننا چاہیئے۔ کہ! ماشاءاللہ انسانی شان تو خلیفۃ اللہ ہے۔ **قاب قوسین او ادنیٰ** اس کا مقام ہے۔ **فاوحی الی عبدہ ما اوحی** اس کا کلام ہے۔ اور **وعلم الانسان ما یعلم**۔ **وعلمناہ من لدنا علما**۔ **وعلم ادم الاسمآء کلھا**۔ یہ انسان کو ودیعت کئے گئے علوم وخصائل ہیں۔ (بقولِ شاعر)

اے نامہء نسخہء الٰہی کہ تُوئی   دے آئینہ جمالِ شاہی کہ تُوئی
بیرونِ زِ تُو نیست پرچہء دو عالم ہست   در خود بطلب ہر آں چہ خواہی کہ تُوئی

(یعنی کہ) اے وہ کہ تُو ہی کتابِ الٰہی کا ورق ہے۔ اُس جمالِ شاہی کا آئینہ تُو ہی تو ہے۔ جو کچھ بھی دونوں جہان میں ہے۔ وہ تجھ سے باہر نہیں ہے۔ تُو بس اپنے ہی اندرون طلب وجستجو کر۔ جو بھی کچھ تُو چاہتا ہے۔ وہ تجھے تیرے ہی اندر ملے گا۔ (ان شاءاللہ)

یعنی کہ! **اپنا مطلب ومقصد خود میں ہی طلب کرتا رہ**۔ کیونکہ! حضرت علی المرتضیٰؓ فرمایا۔ کہ! اے فرزند! اپنے اندر تفکر کر۔ جو چیز تجھے مطلوب ہو۔ اپنے ہی اندر طلب کر۔ (اُسے تُو) اپنے ہی اندر پائے گا۔ کوئی شئے تجھ سے باہر نہیں۔ کہ جسے خارج میں تلاش کرے۔

دوائک فیک و ما تشعر   دوائک منک ولا تبصر

اور تیرا مرض تیرے اندر ہے۔ اور تُو نہیں جانتا۔ (تیرے مرض کی) دوا بھی تیرے ہی پاس ہے۔ اور تُو دیکھتا ہی نہیں۔ (یعنی کہ) تیرا مرض اور تیرے مرض کی دوا دونوں تجھ ہی میں موجود ہیں۔ بقول شاعر!

تیری دواء تجھی میں ہے تجھ کوخبر نہیں   تیرا مرض تجھی میں ہے تجھ کوخبر نہیں
تنہا سا جسم جانتا ہے اپنے آپ کو   پیچیدہ تجھ میں عالم اکبر مگر نہیں
اُمّا لکتاب تُو ہے جس کے حروف سے   ظاہر ہے سب چھپا ہوا کچھ مستتر نہیں

بقول حضرت فریدالدین عطارؒ !

گشت خورشیدت نہاں در زیرِ میغ   قیمت خود را ندانستی دریغ
مخزنِ اسرارِ ربانی توُئی   مجمعِ اوصافِ رحمانی توُئی
ہر چہ موجود است در عالمِ توُئی   و آنچہ جویائے آنی ہم توُئی

افسوس کہ ! توُ اپنی قدر و قیمت کونہیں پہچانتا۔ اسی لئے تو حقیر و ذلیل اور پریشان ہورہا ہے۔ دراصل توُ ہی اسرارِ ربانی کا خزانہ ہے۔ اور توُ ہی حقیقت میں اوصافِ رحمانی کا مجموعہ ہے۔ یعنی کہ ! اللہ تعالیٰ نے تیری ہستی میں بے شمار صلاحیتیں اور عجیب وغریب اوصاف رکھے ہیں۔ تمام عالم میں جو کچھ موجود ہے۔ توُ ہی تو ہے۔ اور جو کچھ بھی تلاش کرتا ہے۔ وہ بھی تو خود توُ ہی ہے۔

اگر کسی کے اندر کسی بھی طرح کا کوئی چھوٹا موٹا یا پھر بڑا شرک کسی کونے میں چھپا ہوا ہے۔ تو اُس شرک کی دواء توحید و معرفت کے سوا اور کچھ نہیں۔ جب یقینِ دل سے تم نے یہ جان لیا۔ کہ حقیقتاً ذاتِ پاک کے سوا کوئی موجود فی الخارج نہیں۔ اور یہ جو کچھ نظر آرہا ہے۔ کل موجودات فقط ایک وہمی، خیالی اعتبارات پر وابستہ ہے۔ یہ معدوم محض ہے۔ مگر موجودِ حقیقی اول و آخر، ظاہر و باطن صِرف ذاتِ پروردگارِ عالم ہی ہے۔ بس یہی اس درد کی دواء ہے۔ یعنی اس کی ہستی کے باوجود اپنی ہستی کا وجود کرنا یہ درد ہے۔ اور اپنی ہستی کو اس کی ذات میں فنا کردینا یہ دواء ہے۔

مکاشفاتِ ولایت سے جب گزرتا ہے۔ تو اُسے حقیقتِ توحید اور معرفتِ شناسائی حق حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ اُس مقام و مرتبہ پر پہنچتا ہے۔ کہ ! اس کو اپنی انتہا ابتداء معلوم ہوتی ہے۔ اس مقام پر ایسے سالک و طالبِ صادق کا طریقہء امامت اور اقتداء صحیح ہوجائے گا۔ اور ارشاد و بیعت وخلافت وسندِ خلافت وسندِ بیعت وسلسلہء طریقت بھی درست رہے گا۔ اسے مرید ہونے اور مرید کرنے کے آداب وتعلیمات، حقیقتِ بیعت اور انتخابِ شیخ کے اصول وضوابط اور اس کی محبت میں بے ارار رہنے کے اسباب مفصل طور پر معلوم ہوجائیں گے۔ تاکہ وہ خود بھی سالکین وطالبینِ صادق کو شناسائی ووقوف کا ادراک کراسکے۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

واضح ہو کہ ! پہلے حق تعالیٰ کی طرف سے مخلوق پر ولایت کا ظہور رہا۔ اور ہر ولی اللہ (اللہ کا دوست) اس لباسِ ولایت میں ملبوس ہوکر عالمِ وجود میں آیا۔ (بمصداقِ آیتِ کریمہ **وایدنٰہ بروح القدس** ۔ اس کی مدد کی روح القدس کے ذریعہ سے) یاد رہے۔ کہ ! انسان کی تخلیق کوئی آسانی یا بلا محنت نہیں ہوئی۔ بلکہ ! (بمصداقِ آیتِ کریمہ **لقد خلقنا الانسان فی کبد**۔ ادر حقیقت ہم نے انسان کو مشقت میں تخلیق فرمایا۔) پھر انسانی جثہ کو تخلیق فرمایا۔ (بمصداقِ آیتِ کریمہ **ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حما مسنون** ۔ اور ہم نے انسان کو سڑے کو گارے کی کھنکھناتی مٹی سے تخلیق فرمایا) اور پھر روحانیت بصورتِ انسانیت (بمصداقِ آیتِ کریمہ **لقد خلقنا الانسان فی احسنِ تقویم**) اس میں ودیعت فرمائی۔ اور پھر (بمصداقِ آیتِ کریمہ **وعلم ادم الاسمآء کلھا**) کا ظہور رہا۔ اور پھر انسان کو جملہ مخلوقاتِ سماوی وارضی پر شرف وفضیلت حاصل ہوئی۔ (بمصداقِ آیتِ کریمہ **انی جاعل فی الارض خلیفة**) جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے خلیفہ ہونے کا تقرر فرمایا۔ تو عدم سے اسے وجودِ ہستی عطا فرمایا۔ اور (بمصداقِ آیتِ کریمہ **ولقد کرمنا بنی اٰدم**) اس کی شان کو چار چاند لگادیئے۔ اور پھر عالمِ ارواح میں پس پردہء غیب ارواح، مثالی جسمانی شکل وصورت اختیار کرکے خاص الخاص فیضِ نبوت ورسالت حاصل کیا۔ جس کی پیغمبرِ زمان خاتم النبیین ﷺ نے خبر عطا فرمائی۔ (بمصداقِ حدیثِ نبوی ﷺ **کنت نبیا واٰدم بین المآء والطین**) اور اس فیضِ مخفی کی تجلیات کو عیاں فرمادیا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے بہترین انسان کو تاجِ محبوبیت پہنایا۔ (بمصداقِ آیتِ کریمہ **وانک لعلٰی خلق عظیم**۔ اور یقیناً ! آپ ﷺ اخلاق کے علٰی درجے پر فائز ہیں) اور آپ ﷺ کا ارض وسماء میں خوب چرچا فرمادیا۔ (بمصداقِ آیتِ کریمہ **ورفعنا لک ذکرک**۔ اور ہم نے آپ ﷺ کی خاطر آپ ﷺ کے تذکرے کو بلند مقام عطا فرمایا) انبیاء ورسلؑ کی معاونت واستعانت کرنے والوں کو بھی رحمتِ کاملہ میں سے وافر مقدار میں حصہ وانعام سے سرفراز کیا گیا۔ اور ان انعاموں میں سے پہلا انعام ولایت یعنی اللہ تعالیٰ کا بندے کو اپنا حبیب ورفیق بنانا ہے۔ ولایتِ مجردہ کو ہزار صد ہزار صورتیں عطا کیں۔ عالمِ غیب وشہادہ نمایاں ہوئے۔ لوازمہء باطن میں جو کچھ بھی تھا۔ بفیض ابوالارواح تمام ارواح اس کے حصول سے مشرف ہوئیں۔ اور مجسم ہونے کا انتظار کرنے لگیں۔ تو اسی روح الارواح نے سب سے پہلے لباسِ جسمانی پہنا۔ اور ابوالاجساد کا نام روحِ مجسم ہوگیا۔ (بمصداقِ **اروا حنا اجسادنا ۔ اجسادنا ارواحنا لا تمیز فیھا بعدہ**) اور پھر خالقِ کائنات نے تمامِ مخلوقات کو خلعتِ جسمانی سے سرفراز فرمایا۔ کون ومکان آراستہ ہوگئے۔ (بمصداقِ آیتِ کریمہ **کا نتا رتقا ففتقنھما** ۔ دونوں بند تھے۔ پس ہم نے کھول دیا) اس طرح دونوں شاخیں ظاہر ونمودار ہوئیں۔ اور ملک وملکوت کا نام پڑا۔ فایض ومفیض بن گئے۔

غیب وشہادہ نے آرام پایا۔ وجوب وامکان آراستہ ہوئے۔ حضرت وجوب محض ولایت ہے۔ جبکہ امکانِ ارتسام فیض ولایت۔ جاننا چاہیئے۔ کہ! اگر لباسِ شہادت میں معرفت حاصل ہو جائے۔ تو عارف دریائے محیط میں خود کو پہچان لے۔ (بقولِ شاعر)

مردمی باید کہ باشد شہ شناس
تا بہ بیند شاہ را در ہر لباس

اَب اگر نہ پہچانے۔ تو محروم رہے۔ اور اس کی پیدائش بے سود رہے۔ اور محبوبیت کے پردوں میں ابدالاباد تک رہے۔ (**برائے تعلیمًا للخلق**) حق تعالیٰ کے جلوے کہاں سے کہاں تک عیاں ہوئے۔ (بمصداقِ حدیث **انا احمد بلا میم**) برائے ہدایت خلق لباسِ بشریت پہنا۔ اور انعامی طور پر شیوہء رسالت اختیار کر کے ہر زمانے میں آیا۔ پھر امر ونہی کی خبر دی۔ ماہیتِ ذات وصفات خلق پر عیاں کیا۔ اور فیضِ باطن اس کا ایسا مفیض ہوا۔ کہ ہر طبقہ اور ہر قوم میں ہزروں انبیاءؑ پیدا فرما کر مبعوث فرمائے۔ اور ہر ہر نبیؑ نے اپنی اپنی قوم کی رہبری ورہنمائی فرمائی۔ اور ان کو اپنی اُمت قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ ہر نبیؑ ورسولؑ کو کمندِ عشق سے اپنی جانب کھینچتا ہے۔ اس کے بعد اُسے راہ سلوک دکھاتا ہے۔ جس نے جس حال میں سبقت کی۔ اور اس دور کے احکامِ آثار کو پالیا۔ پس اپس پر نبوت صادق آئی۔ کیونکہ اس کا پہلا قدم جذبہء عشقِ الٰہی جبکہ دوسرا قدم سلوک کا ہوتا ہے۔ جب تک اُس کو عطایائے ولایت نہیں ملتیں۔ مُطَاع نبوت نہیں ہوتا۔ مشہور قول ہے۔ کہ! **الولایۃ افضل من النبوۃ** ۔ اور اس قول کا اشارہ اسی خاص ولایت کے ساتھ ہے۔ اور مرتبہء نبوت کا حصول اسی ولایتِ خاص پر موقوف ہے۔ جس دور میں نبوت رہی۔ تو جسے حق تعالیٰ نے چاہا۔ اُسے ولایتِ خاص سے سرفراز کر کے نبیؑ بنا دیا۔ کیونکہ خاتم النبیین پردہء غیب لاریب میں تھے۔ جہاں نبیؑ آیا۔ وہاں اس نے اپنی شریعت پر خود بھی عمل کیا۔ اور اپنی اُمت سے بھی کرایا۔ جیسے مجتہد اپنے اجتہاد پر چلتا ہے۔ ایسے ہی انبیاءؑ کو اپنی شریعت کے احکام جاری کرنے کا اختیارِ کلی ہوتا ہے۔ ان کے اور مجتہد کے درمیان صِرف یہی فرق ہے۔ کہ مجتہد کے اجتہاد احتمال خطا ہے۔ اور ہر نبیؑ کا ہر حکم کمالِ صواب پر مبنی ہے۔ کیونکہ خطا ان کی شانِ شایان نہیں۔ اُن سے جو کچھ ظہور میں آتا ہے۔ اور بے ولایت نبوت نہیں ملتی۔ لیکن مجتہد جو کہتا ہے۔ وہ لفظ کے معنیٰ لُغت سے سمجھتا ہے۔ جبکہ نبیؑ لفظ میں معنیٰ پیدا کرتا ہے۔ پس ایک نبیؑ اور مجتہد میں بڑا فرق یہ ہے۔ کہ! نبیؑ بغیر نبوت کے ولی ہو جاتا ہے۔ اور ولی بغیر ولایت کے نبی ہوتا ہے۔ ایک رکن ولایت کے بغیر ولایت کا وجود نہیں ہوتا۔ اسی طرح شریعت پر عمل کئے بغیر کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ جب تک کہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ کا یا اُن کی نبوت کا اظہار نہیں ہوا تھا۔ اُس دور میں بھی اولیاء اللہ بعین موجود تھے۔ بلکہ کتبِ تاریخ وآثار میں اِس بات کے شواہد بھی موجود ہیں۔ کہ! ہر دور میں چار صحیح العقیدہ مسلمان موجود رہے ہیں۔ تمام اولیائے عالمین کا اولیاء اللہ کے وجود پر مراتب کا یقین کامل ہے۔ چنانچہ عبدالرحمٰن، عبدالرحیم اور غوث وقطب ونقباء ونجباء وابدال واوتادوغیرہم تمام اولیاء اللہ خفیہ طریقہ سے موجود تھے۔ اور ان کے کمالات ظاہر تھے۔ چنانچہ ایک حدیثِ نبوی ﷺ میں وارد ہے۔ کہ!

ایک روز حضرت رسالت مآب ﷺ حضراتِ صحابہء کرامؓ کے مجمع میں تشریف فرما تھے۔ حضرت عمر ابن خطابؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا۔ کہ یارسول اللہ ﷺ! ولی کو کیسے پہچانا جائے؟ حضرت نبی مکرم ﷺ نے جواب میں **حکایۃ عن اللہ** فرمایا۔ **اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری** ۔ پھر حضرت علی المرتضیٰؓ نے کہا۔ یارسول اللہ ﷺ بات سمجھ میں نہیں آئی۔ تو آنحضرت رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! **الولی یعرف الولی** ۔ پھر حضرت علی المرتضیٰؓ عرض کیا۔ ان کے احوال کیا ہوتے ہیں۔ تو حضور انور ﷺ نے فرمایا۔ **الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون** ۔ اور ہمیشہ اپنے اوقاتِ عزت میں عزیز ہیں۔ اس سے زیادہ مزید بیان کرنے سے احتراز کرنا چاہیئے۔ مزید کوئی نشانی نہیں بتانی چاہیئے۔ اس کے بعد آنے والے دور میں اولیاء اللہ ظاہر ہو جائیں گے۔ دیگر یہ بھی کہ جب تک دورِ نبوتؐ تھا۔ انبیاءؑ ورسلؑ آتے رہے۔ اس کے بعد جب خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد ﷺ اس عالم میں جلوہ گر ہوئے۔ تو آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے ایوانِ نبوت کی تکمیل ہوگئی۔ اور قیامت تک کے لئے انبیاءؑ کی آمد کا سلسلہ دائمًا ختم ہوگیا۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی اور نبیؑ ورسولؑ نہیں آئے گا۔ حتیٰ کہ حضرت عیسیٰؑ بھی پہلے کے نبی ورسولؑ تھے۔ اور قربِ قیامت میں وہ دوبارہ جب تشریف لائیں گے۔ تو آنحضرت نبی مکرم ﷺ ہی کی شریعت کی اطاعت کی پابندی کریں گے۔ البتہ نائبِ رسول ﷺ اور اُمتی ہونے کی حیثیت سے علماء واولیاء اللہ کا سلسلہ برابر قیامت تک جاری رہے گا۔ (ان شاء اللہ) شجرہء متین کو قرآنِ مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ **ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السمآء تؤ تی اکلھا حین م باذن ربھا ۔ ویضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون** ۔ اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کی کیسی مثال بیان فرمائی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک پاکیزہ درخت کیذات، کہ جس کی جڑ زمین میں گہری جمی ہوئی ہے۔ اور اس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ (کہ) ہر آن وہ اپنے رب کے حکم سے پھل دیتا ہے۔ ایسی مثالیں اللہ تعالیٰ اس لئے بیان فرماتا ہے۔ تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ (سورہ ابراہیم 25-26)

میرے مطابق یہاں پر **شجرة** سے مراد ''ذاتِ رسولِ مقبول ﷺ'' ہے۔ اور **کلمہء طیبہ** سے مراد ''دینِ رسول ﷺ'' ہے۔ اور **اصلھا ثابت** سے مراد ''اس کی ماہیت وحقیقت اوراسی کی ذات کا شعور'' ہے۔ اور **و فرعھا فی السمآء** سے مراد'' اس کا ظہورِ علوی وسفلی ہے۔ وہ ہر حسن میں ظاہر ہوا۔ اور ہر حال میں پردہء غیب سے اُس نے فیض پہنچایا۔ ولایت کو اپنے رنگ میں رنگ دیا۔ اور خود ہی صورت ومعنیٰ میں رابطہ ہو گیا۔ اور ہماری (یعنی اُمتِ محمدی ﷺ) جانب پہلے اُس نے دائرہ بنا دیا۔ اور پھر آخر میں ہماری (یعنی اُمتِ محمدی ﷺ) طرف دروازہء ولایت کھول دیا۔ اور عام وخاص کا کا اِس سے گزر ہوا۔ فیوضِ ربانی کے نہایت جامع اور عظیم ترین خزانے ولایتِ مطلق اور ولایتِ خاص کے ہیں۔ جو کہ سراسر شریعت کی حدود میں ہی ہیں۔ ہر خاص وعام کو ولایت ہی سے فیض ہے۔ مگر یہ بے پردہ ظاہر نہیں ہوتا۔ اسی لئے اس پر شریعت کا پردہ ڈال دیا گیا۔ جاننا چاہیئے۔ کہ! معرفت کے دو ہی دروازے ہیں۔ دروازہء ظاہر اور دروازہء باطن۔ دروازہء ظاہر سے شریعت میں کمال حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ دروازہء باطن سے کمالِ ولایت نصیب ہوتا ہے۔ کیونکہ! فیض بے پردہ ظاہر نہیں ہوا کرتا۔ اگر اس پر پردہ نہ ہو تو گرد وغبار کی طرح منتشر ہوتا رہتا ہے۔ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ! ولایت ایسی چیز یعنی بے بہا نعمتِ عظیمہ ہے۔ کہ! جس سے ظہور حاصل کر کے ظاہر ومظاہر ہو جائے۔ ولایت اکثر جہاں نمودار ہوتی ہے۔ کتنوں ہی کو خدا تک پہنچا دیتی ہے۔ اَب ولایت ونبوت ایک ہی زندان میں مقید ہو کر یک جسم وجان ہو جاتی ہیں۔ جو تین چیزوں کا جامع ہے۔ ولایتِ مطلق، ولایتِ خاص اور شریعتِ اعظم۔ یاد رہے۔ کہ! جب تک یہ تینوں یکجا نہیں ہوتیں۔ نقصان پیدا ہوتا ہے۔ جب ولایتِ مطلق میں جاتا ہے۔ تو وہاں قید نہیں ہے۔ تو حجتِ متین کہاں ہو گی۔ اور جب شریعت میں مجرد رہتا ہے۔ تو وہ ایک پوست ہے۔ مغز نہیں بن سکتی۔ کیونکہ مغز بھی تو پوست نہیں ہوتا۔ سالک جب ولایتِ خاص کو اختیار کرنا چاہے۔ تو وہ اس کے لئے مشکل ہو گا۔ کیونکہ ولایتِ خاص نے صورتِ اشخاص اختیار کی ہے۔ اور اس کا لوازمہ وحدت ہے۔ جس کا زینہ حضرت علی المرتضیٰ ؓ ہیں۔ اور اس کے خاتم ولایت حضرت امام مہدی ؓ ہیں۔ ولایتِ خاص کے اکبرِ زمانہ حضرت غوثِ پاک شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ ہیں۔ اسی طرح ولایتِ خاص کے اصغرِ زمانہ حضرت شیخِ اکبر محی الدین ابن العربی اندلسی ؒ ہیں۔ لیکن خاتمِ ولایتِ مطلق وشریعت مطلق حضرت روح اللہ عیسیٰ ؑ ہیں۔ اگر مسیحا چلے بھی جائیں۔ تو بھی اس کا فیض اسی طرح سے جاری رہتا ہے۔ اور اصل مدعا حاصل ہوتا ہے۔ تقلیدِ ولایت کی طرف سب کی توجہ ضروری ہے۔ اور ولی کو شرف کو تین فعلوں سے حاصل ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ شریعتِ محمدی ﷺ پر برابر عمل پیرا رہے۔ اور اس کے احکامات کو نہایت اَدب سے قبول کرے۔ تو اس سے اس کا ظاہر آراستہ ہو۔ دوسرا یہ کہ ولایتِ خاص میں استحقاق ظاہر کرے۔ کہ یہ تعین وتجلی اول ہے۔ جو دوسری امتوں کے مقابلہ میں زیادہ اولیت رکھتی ہے۔ تیسری ولایت مطلق کہ تقید وحدت میں ہے۔ اور اسی سے پیدا ہو کر ظہور حاصل کرتی ہے۔ جس خوش نصیب نے ان تینوں فیوض وبرکات کے ساتھ تربیت حاصل کی۔ وہ ضرور تکمیلِ کلی پا کر وارثِ مصطفٰے ﷺ ہو ہی جائے گا۔ (ان شاءاللہ) اور جامع شریعت وولایت ہو جائے گا۔ (ان شاءاللہ) اور آنحضرت نبی مکرم ﷺ کے نقشِ قدم پر چلے گا۔ (ان شاء اللہ) کیونکہ! فیضِ ولایتِ مطلق ولایتِ خاص بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے براہ راست حاصل ہو گا۔ (ان شاءاللہ) اور درمیان سے حجابات اُٹھ جائیں گے۔ (ان شاءاللہ) کوئی بھی پردہ حائل نہ رہے گا۔ (ان شاءاللہ)

لہذا طالبِ صادق کو چاہیئے۔ کہ! اپنے آپ کو کسی مرشدِ کامل کے سپرد کرے۔ کہ اس کے توسل وتوسط سے خود بھی مستحقِ ولایت ہو جائے۔ کیونکہ! (بمصداقِ حدیثِ نبوی ﷺ) **الشیخ فی قومہ کا لنبی فی امتہ**۔ اسی طرح سے علمائے ولایت کے لئے بھی ایک حدیثِ نبوی ﷺ کا یہ مفہوم ہے۔ کہ! میری امت کے علماء کی مثال بنی اسرائیل کے انبیاء ؑ جیسی ہے۔

اسی طرح سے اگر کوئی شخص شریعت کی اتباع میں تو راسخ ہے۔ مگر طریقت سے بے خبر۔ تو کیا فائدہ۔ اور اگر کوئی شخص طریقت میں تو راسخ ہے۔ مگر شریعت (ادائیگی فرائض) کا پابند نہیں۔ تو بھی اُسے نقصان کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ کیونکہ! اللہ تعالیٰ کا یہ ایک اٹل وحتمی فیصلہ وقانون ہے۔ کہ! **ان الدین عنداللہ الاسلام**۔ (یقیناً! نزدیک دین صِرف اسلام ہی ہے) اسی لئے تو دینِ اسلام محض دریافتِ ولایت کا نام ہے۔ کیونکہ! ہر مسلم ومسلمہ پر اس کی تعلیم عین فرض ہے۔ تا کہ رشتہء ولایت سے خود کو وابستہ کر کے ظاہر کو شریعت سے آراستہ کرے۔ اور باطن کو نورِ معرفت سے مزین ومنور کرے۔ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ظاہری وباطنی معاملات کے عظیم ترین اسرار کو شایانِ شان طریقہ سے بیان فرما کر تمام عالمین تک پہنچا دیا۔ اور خود اس سے عہدہ برآ ہو کر اَب یہ ذمہ داریاں دوسروں (علمائے ولایت اور علمائے حق) کے حوالے کر دی ہیں۔ اور قیامت تک مشائخینِ طریقت اسی راہ پر گامزن رہیں گے۔ اور آنحضرت نبی مکرم ﷺ کی حق وسچ تعلیمات کی روشنی میں راہ راست سے بھٹکنے اور بہکنے سے محفوظ ومامون رہیں گے۔ (ان شاءاللہ) بلکہ دوسروں کو بھی اسی راہ راست پر چلاتے رہیں گے۔ **سخن الآخرون السابقون** سالکانِ طریقت اسی راہِ حق میں آگے بڑھتے رہیں گے۔ (ان

شاء اللہ العظیم)   جب آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے سندِ طریقت کو عزت و رفعت بخشی ۔ اور خلفائے راشدینؓ کو عطا فرمائی ۔ اُن کے علم و فضل کے اوپر ایک حدیثِ نبوی ﷺ دال ہے ۔ **انا مدینة العلم ۔ و ابوبکر اسا سھا ۔ و عمر حیطانھا ۔ و عثمان سقفھا ۔ و علی با بھا ۔**

چراغ و مسجد و منبر   ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ

لہذا اَب حضرت انسان کو تفکر و تدبر کے ساتھ اس بات کی آشنائی و آگاہی حاصل کرنی چاہیئے ۔ کہ ! **کیا انسان کو اپنے نفس کا عرفان کافی ہو سکتا ھے** ؟ اے حضرتِ انسان تُو اپنے دل میں سوچ ۔ اور اپنے نفس میں فکر کر ۔ کہ ! تجھے اپنی ذات کا فکر ، اپنے نفس کا عرفان ، اپنی حقیقت کا انکشاف ہی کافی ہے ۔ حضرت حجة الاسلام جناب امام غزالیؒ نے ایک حدیث نبوی ﷺ بیان فرمائی ہے ۔ کہ ! **فان اللہ خلق ا'دم علیٰ صورته فاعرف نفسک یا انسان تعرف ربک** ۔ (ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی ہی صورت پر تخلیق فرمایا ۔ اے انسان ! پس پس تُو اپنے نفس کو پہچان ۔ تاکہ تُو اپنے رب کو پہچانے ۔ (الحدیث)

چنانچہ جب انسان کو اپنا عرفان حاصل ہوا ۔ خدائی اور بندگی کے القابات اور '' **انا جعلناک خلیفة** '' کا خطاب ایسا ہی ہے ۔ جیسے کہ سکندر بادشاہ نوشابہ کے روبرو حاضر ہوا ۔ نوشابہ نے چونکہ سکندر بادشاہ کو پہچان لیا ۔ اسی وہ فوراً پکار اُٹھی ۔ کہ !

میانجی نہ شاہِ آزادہء   فرستندہء نے فرستادہ

تُو کوئی ملازم و قاصد تو ہے نہیں ۔ تُو تو خود ایک آزاد بادشاہ ہے ۔ تو بھیجا ہوا نہیں ہے ۔ بلکہ تُو تو خود بھیجنے والا ہے ۔

یاد رہے ۔ کہ ! اگر اس مشتِ خاکی (یعنی انسان) میں سِرِّ کبریائی پوشیدہ نہ ہوتا ۔ تو پھر سجدہ صرف اور صِرف اُس ذاتِ وحدہ لاشریک کے لئے ہی مخصوص ہوتا ۔ اور جمیع ملائکہ سے حضرت انسان کو سجدہ نہ کرایا جاتا ۔ چونکہ ! اس ویرانے میں خزانہء سلطانی پنہاں رکھنا منظور تھا ۔ اسی لئے عالمِ ملکوت میں منادی کی گئی ۔ کہ ! **فاذا سویته و نفخت فیه من روحی فعقو له سٰجدین** ۔ (ترجمہ) جب مَیں اسے (یعنی حضرتِ انسان کو) پورا بنالوں ۔ اور اپنی روح سے اس میں پھونک دوں ۔ تو تم سب اس کے آگے سجدے میں گر جانا ۔ (سورہ حجر ۔ سورہ ص)

الحاصل الکلام ! تمام ملائکہ نے بارگاہ ایزدی میں تعمیلِ ارشاد کی ۔ اور سجدے میں گر پڑے ۔ مگر ابلیسِ لعین نے حکمِ ربانی سے سرگردانی کی ۔ اپنی برتری و کبریائی کو مدنظر رکھتے ہوئے انکار و استکبار کیا ۔ اور دائمًا مردودِ بارگاہ ٹھہرا ۔ پھر حضرت انسان (آدمؑ) کو بہکایا ۔ جنت سے نکلوایا ۔ خود بھی گمراہ ہوا ۔ اور تا قیامت دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی ٹھان لی ۔

اربابِ ذی وقار و حاملینِ فہم و ادراک اس مقام پر تفکر و تدبر کرنا چاہیئے ۔ کہ ! جب کوئی بھی شئے حضرت انسان سے خارج ہی نہیں ہے ۔ بلکہ عالمِ اکبر خود اس میں موجود ہے ۔ اور حجرت انسان کو اپنے نفس کو پہچاننے اور اس میں غور و فکر کرنے کی تلقین و تعلیم کی گئی ہے ۔ تو پھر یہ معاملہ کیا ہے ۔ کہ !

کون مسجود تھا ؟   اور کون ساجد تھا ؟   انکار کس نے کیا ؟ اور حکم کس نے دیا ؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے ۔ کہ ! **ھو الذی خلقکم فمنکم کافر و منکم مومن ۔ واللہ بما تعملون بصیر** ۔ (ترجمہ) وہی تو ہے ۔ کہ جس نے تم میں سے کچھ کو کافر اور کچھ کو مومن پیدا فرمایا ۔ اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتا ہے ۔ جو کچھ بھی تم کرتے ہو ۔ (سورہ تغابن ۔ 64) (بعض مفسرین نے اس آیت کی یوں تفسیر کی ہے ۔ کہ !) اُس ذاتِ عظیم نے ہر انسان کو یکساں جسم و جاں مگر جداگانہ خصلتوں کے ساتھ دا فرمایا ۔ مؤمنین کو اجزائے صالحہ مثل مانندِ اعمال صالحہ و مسنونہ اور اخلاقِ حسنہ کے ساتھ تخلیق فرمایا ۔ جبکہ کفار کو اجزائے قبیحہ مثل مانندِ اعمال قبیحہ مذمومہ اور عاداتِ خبیثہ کے تخلیق فرمایا ۔ لہذا ہر واحد (یعنی حضراتِ انسان) ہم میں ان دو اجزاء کا جامع ہے ۔ نیک و بد ۔ جنتی و جہنمی ۔ صالح و طالع ۔ ۔ ۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا اور دیکھتا ہے ۔ جو بھی شخص جس جزو کا تابع ہے ۔ مذکورہ بیان کو دیکھتے ہوئے یہ واضح ہے ۔ کہ ! ذاتِ واحد کی دو ہی صفات ہیں ۔ یہی رب یہی آدم ۔ یہی رحمان یہی انسان ۔ ۔ ۔ (بقولِ شاعر)

رحمان و رحیم و رحمتِ اَللہ مائیم   شیطانِ رجیم و لعنتِ اَللہ مائیم
ہر نیک و بد کہ در جہاں مے گزر   باللہ مائیم و ثم باللہ مائیم

رحمان و رحیم اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہم ہی ہیں ۔ اور شیطانِ لعین ، گمراہ و مردود اور اللہ تعالیٰ کی لعنت بھی ہم ہی ہیں ۔ جو بھی کچھ نیک و بد دنیا جہاں میں ہوتا ہے ۔ اللہ کی قسم ! ہم ہی نہیں ۔ بلکہ ہم ہی تو ہیں ۔ (یعنی کہ) سب کچھ ہم ہی سے ظہور

پذیر ہوتا ہے۔ کیونکہ! انسان تو مظہرِ ذاتِ الٰہی ہے۔ (یعنی کہ) سب کچھ ہم ہی سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ کیونکہ! انسان مظہرِ ذاتِ الٰہی ہے۔ جب انسان نیک اعمال کرتا ہے۔ تو صفاتِ الٰہیہ کا مظہر بن جاتا ہے۔ اور جب یہی انسان بد اور غیر شرعی امور میں اپنے ہاتھ و زبان و جسم کو گندہ کرتا ہے۔ تو وہ صفتِ ابلیسی کا عین نمونہ بن جاتا ہے۔

لہذا جب امر ربی کے تحت روح کو تنِ خاکی میں پھونک دیا گیا۔ تو اُس جسمِ انسانی میں عقل و فہم، تمیز و ادراک، ہوش و حواس کی شمولیت کے بعد بحکمِ خداوندی ملائکہ سجدہ میں سَر کو جھکاتے ہیں۔ اور اطاعتِ خداوندی بجا لاتے ہیں۔ لیکن ہوائے شہوانی اور لذا تو خواہشاتِ نفسانی بالکل عدمِ فرمانبرداری اور مثلِ شیطان ہیں۔ اور اس کو بے نیازی کے نعیم و سقیم سے نکال کر حاجت مندی اور حرص و ہوا کی زمین پر لا ڈالتا ہے۔ ہر چند کہ روح و عقل و نفس ہر ایک بجائے خود جدا ہیں۔ لیکن ذاتِ انسان سے کوئی بھی خارج نہیں۔

اگر یہ کہا جائے۔ کہ! انسان خود ہی روح ہے۔ انسان ہی عقل ہے۔ اور انسان ہی نفس ہے۔ تو درحقیقت یہ درست ہی ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے۔ کہ! صِرف روح و عقل یا صِرف نفس تو انسان نہیں۔ تو یہ بھی سچ ہے۔ کیونکہ! انسان بھی تو برملا اس بات کا اظہار کرتا ہے۔ کہ!

میری روح ہے۔ میری عقل ہے۔ میرا نفس ہے۔

تو پھر وہ کون ہے۔ جس کی طرف یہ سب مضاف (جڑے ہوئے۔ جیسے کہ دن کا اُجالا۔ دن میں ہوتا ہی اجالا ہے۔ لیکن یہاں پر اجالا دن کا مضاف ہوا) ہیں۔ اگر بغور سوچا جائے۔ تو یہ خود ہی مضاف ہے۔ اور خود ہی مضافِ الیہ ہے۔ اور پھر خود ہی اس کا اسی کو کہیں پتہ بھی نہیں۔ روح بھی ہے۔ عقل بھی ہے۔ نفس بھی ہے۔ لیکن انسان خود کہاں !!!

اگر روح امر ربی ہے۔ تو کس کے لئے ؟ اگر عقل بطورِ رہنما ہے۔ تو کس کے لئے ؟ اور اگر نفس گمراہ کرنے والا ہے تو کس کے لئے ؟ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت و ضلالت (یعنی گمراہی) کے فاعل کو اپنی ہی ذات بتلایا ہے۔ اسی ضمن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **فان اللہ یضل من یشآء و یھدی من یشآء** ۔ (ترجمہ) پس گمراہ کرتا ہے۔ اللہ جس کو چاہے۔ اور ہدایت کرتا ہے۔ جس کو چاہے۔ (سورہ فاطر) اسی طرح ایک جگہ پر فرماتا ہے۔ کہ! **و لو شآء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ و لکن یضل من یشآء و یھدی من یشآء** ۔ (ترجمہ) پاور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا۔ تو سب (ہی انسانوں کو) ایک ہی فرقہ بنا دیتا۔ ولیکن وہ گمراہ کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے۔ اور ہدایت دیتا ہے وہ۔ جس کو چاہتا ہے۔ (سورہ نحل) اسی طرح ایک اور جگہ پر فرماتا ہے۔ کہ! **ان لو یشآء اللہ لھدی الناس جمیعا** ۔ (ترجمہ) اگر اللہ تعالیٰ چاہے۔ تو سب کو راہ (ہدایت) پر لے آئے۔ (سورہ سجدہ) اسی طرح ایک اور جگہ پر فرماتا ہے۔ کہ! **و لو شئنا لاٰ یتنا کل نفس ھدٰ یھا** ۔ (ترجمہ) پ اگر ہم چاہتے۔ تو ہر نفس کو اپنی راہ کی سوجھ بوجھ عطا کرتے۔ (سورہ سجدہ)

اسی طرح ایک حدیثِ نبوی ﷺ میں ہے۔ کہ! **من یھدی اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ** ۔ (ترجمہ) جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرے۔ تو اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ اور جس کو وہ گمراہ کر دے۔ تو اس کے سوا گمراہ ہونے والا کو کوئی ہدایت کرنے والا نہیں۔

غرضیکہ! ہدایت کرنا یا گمراہی کے گڑھے میں ڈالان، ہر فعل کو اُس ذاتِ باری تعالیٰ نے اپنی ہی طرف منسوب فرمایا ہے۔ تو پھر کیا انسان (آدم)، کیا فرشتہ۔ کیا شیطان۔۔۔ لہذا ان آیات سے واضح و عیاں بلکہ ثابت ہو گیا۔ کہ! ذاتِ واحد کی دو صفات ہیں۔ صفتِ جمال۔ صفتِ جلال۔

اور یہ دونوں صفات ہی حضرت انسان میں بھی موجود ہیں۔ چنانچہ وہ کہیں ہدایت یافتہ ہے۔ اور کہیں مضل (گمراہ) شاعر کیا خوب کہتا ہے۔ کہ!

د دائک و دوائک فیک فلیس شیء خارجا منک انت ام الکتاب ۔ (ترجمہ) دوئی کا خیال درد و غم ہے۔ جبکہ وحدت و یکانگی کا خیال دوائے اُتم۔ جس وقت تجھے تفکر و تدبر کرنے سے یہ سرِّ مخفی تجھ پر عیاں و منکشف ہوگا۔ تو ظاہر ہو جائے گا۔ کہ! کوئی شئے تجھ سے خارج نہیں ہے۔ انکشافِ توحید جب اس وسعت کو پہنچے گا۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ! تُو تو ام الکتاب ہے۔ (بقولِ شاعر)

تیری دواء تجھی میں ہے تجھ کو خبر نہیں تیرا مرض تجھی سے ہے تجھ کو بر نہیں
تنہا سا جسم جانتا ہے اپنے آپ کو پیچیدہ تجھ میں عالمِ اکبر مگر نہیں
ام الکتاب تُو ہے کہ جس کے حروف سے ظاہر ہے سب چھپا ہے کچھ مستتر نہیں

(یاد رہے۔ کہ) کفر و شرک انسان کے لئے درد ہیں۔ جبکہ توحید و معرفت اِن کا علاج و تریاق ہیں۔ اے حضرت انسان! جب یقینِ قلب سے تم نے جان لیا۔ کہ! حقیقتاً ذاتِ باری تعالیٰ کے سوا کوئی بھی موجود فی الخارج نہیں۔ اور یہ جو کچھ نظر آ رہا ہے۔ جملہ موجودات فقط ایک وہمی،

خیالی اعتبارات پر وابستہ ہیں۔ یہ معدومِ محض ہے۔ مگر موجودِ حقیقی اول و آخر، ظاہر و باطن اور رحمان و قہار ذاتِ پروردگار ہی ہے۔ بس یہی اس درد کی دوا ہے۔ یعنی اس کی ہستی کے باوجود اپنی ہستی کا ثبوت کرنا یہ درد ہے۔ اور اپنی ہستی کو اس کی ذاتِ حق میں فنا کر دینا یہ دوا ہے۔

و تزعم انک جسم صغیر — و فیک انطوٰی العالم الاکبر

اور تُو گمان کرتا ہے۔ کہ! تُو ایک چھوٹا سا جسم ہے۔ حقیقت میں تیرے اندر ایک ''عالمِ اکبر'' لپٹا ہوا ہے۔

اس بات میں کسی بھی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ کہ! ہر انسان میں ایک عالم اکبر مندرج ہے۔ جو سالک سلسلہء عالیہ نقشبندیہ سے منسلک ہے۔ اور وہ سلوکِ نقشبندیہ کو ابتداء سے انتہاء تک طے کر چکا ہو۔ یا کسی سالک نے اگر سیرِ انسانی کی ہے۔ وہ بخوبی جانتا ہے۔ بلکہ اس بات کی تصدیق لازماً کرے گا۔ کہ! عالم کون اور عالم اَمر دونوں ہی ہر انسان میں مندرج ہیں۔ بلکہ روح اللہ بھی اسی بھی موجود ہے۔ جو ذات وصفات اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ وہی ذات وصفات روح اللہ کی بھی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ جمیع اشیاء پر حاوی اور محیط ہے۔ تو اسی طرح سے روح اللہ بھی حاوی و محیط ہے۔

ویسے مجملاً از روئے صورت تو انسان عالم صغیر ہے۔ اور آفاق (کائنات) عالمِ کبیر ہے۔ مگر مفصلاً از روئے معانی۔ لیکن از روئے مرتبہ انسان عالمِ کبیر ہے۔ اور آفاق عالمِ صغیر ہے۔

و انت ام الکتٰب الذی — ما حرفه یظهر المضمر

اور تُو وہ ''ام الکتاب'' ہے۔ کہ! اپنے حروف سے دل کی بات بخوبی جانتا ہے۔

جاننا چاہیئے۔ کہ! کتابیں دو ہیں۔ ام الکتاب۔ کتابِ مبین۔

☆ **ام الکتاب** : وہ کتابِ حق کہ جس میں مجمل حال مندرج ہو۔ جیسے کہ قرآنِ حکیم میں تمام قرآنِ پاک بطریقِ اجمال سورہ ء فاتحہ میں مندرج ہے۔

☆ **کتابِ مبین** : وہ کتابِ حق کہ جس میں مجمل حال کی تفصیل مندرج ہو۔ جیسے کہ پورے قرآنِ پاک (**الم** سے **والناس** تک) درحقیقت سورہ ء فاتحہ کی تفسیر و تفصیل ہے۔

اسی طرح سے یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ! عالم بھی دو ہیں۔ عالمِ اَمر۔ عالمِ حق۔ انہیں دو عالم کو عالمِ آفاقی و انفسی بھی کہا جاتا ہے۔

☆ **عالمِ اَمر** : وہ عالم جو قسمت پذیر نہ ہو۔ ارشادِ ربانی ہے۔ کہ! **قل الروح من امر ربی**۔ کہہ دیں۔ کہ! روح اللہ تعالیٰ کا امر (حکم) ہے۔

☆ **عالمِ حق** : وہ عالم کہ جس کی تقسیم و مساحت (پیمائش) ہو سکے۔ کہ جس کا اشارہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں یوں فرمایا ہے۔ **اللہ خالق کل شیء**۔ (اللہ تعالیٰ کل اشیاء کا خالق ہے)

پس انسان تو ام الکتاب ہے۔ کتابِ مبین ہے۔ عالم امر ہے۔ عالمِ آفاقی ہے۔ عالم انفسی ہے۔ غرضیکہ! جملہ موجودات کتابِ مبین ہے۔ یا عالمِ خلق یا عالمِ آفاقی۔ یعنی وہ مجمل ہے۔ اور یہ سب اس کی تفاصیل ہیں۔ اور اس اجمال و تفاصیل کا مرجع و مآب ذاتِ حق باری تعالیٰ ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔ کہ! **الا له الخلق والامر** ۔ **ان الحق مبداء لکل و معادة و الیه یرجع الامر کله و الی اللہ عاقبة الامور**۔ (اللہ تعالیٰ سب کا مبداء و معاد ہے۔ اور تمام امور اسی کی طرف پھر جانے والے ہیں۔ کل امور کا انجام اللہ تعالیٰ ہی طرف سے ہے)

اسی لئے ضروری ہے۔ کہ کل موجودات اپنی ہستی سے پہلے ذاتِ حق میں یا ذاتحق کل موجودات میں موجود ہو۔ لیکن یہ امر متحقق ہے۔ کہ ازل الآزال میں صِرف ذاتِ الٰہی تھی۔ اور کچھ بھی نہ تھا۔ ایک حدیثِ نبوی ﷺ ہے۔ کہ! **کان اللہ و لم یکن معه شیء** ۔ اللہ تعالیٰ موجود تھا۔ اور کوئی شئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ موجود نہ تھی۔ اسی طرح سے مضمون'' **الآن کما کان** '' سے ظاہر ہے۔ کہ! جیسا تھا۔ اَب بھی ویسا ہی ہے۔ لہذا معلوم یہ ہوا۔ کہ! عالمِ امر اور عالمِ خلق دراصل غیر ذات نہیں۔ بلکہ یہ تو اعتبارات ہیں۔

ذاتِ حق اس اعتبار سے کل موجودات میں اس میں مجملاً مندرج ہے۔ وہ ام الکتاب ہے۔ جبکہ عالمِ حق اس اعتبار سے کہ جو کچھ ذات میں مجمل ہے۔ وہ علمِ الٰہی میں مفصل ہے۔ اور جو کچھ اُس میں پوشیدہ ہے۔ وہ اِس میں ظاہر ہے۔ وہ کتابِ مبین ہے۔

لہذا ذات کا ذاتی علم جملہ اشیاء کے علم کو مستلزم (جو اپنے اوپر کسی بات کو لازم کر) ہے۔ تمام اشیاء ذاتِ حق میں ایسے ہے۔ جیسے ایک کھجور میں **گھٹلی**۔ یعنی علمِ حق، ذاتِ حق کا آئینہ ہے۔ اور ذاتِ حق، دراصل علمِ حق میں عیاں ہے۔ اسی لئے حقائقِ الٰہیہ میں ذاتِ حق '' ام الکتاب ہے۔ جبکہ علمِ حق کتابِ مبین ہے۔

اور اسی طرح سے حقائقِ موجودات میں قلم ام الکتاب ہے۔ اور لوحِ محفوظ کتابِ مبین ہے۔ یعنی جو کچھ قلم میں مجمل تھا۔ وہ لوحِ محفوظ میں مفصل ہوا۔ اسی ضمن میں نقشہ ملاحظہ فرمائیں۔

ذاتِ بحت مبداءِ کل	ذاتِ حق	علمِ حق
ذاتِ حق	اُمّ الکتاب	کتاب المبین
حقائقِ الٰہیہ	ذاتِ حق	علمِ حق
حقائق الموجودات	قلم	لوحِ محفوظ

ذاتِ حق اور قلم میں اجمال اور کلیت کے سبب مشابہت ہے۔ کیونکہ! دونوں ہی ام الکتاب ہیں۔ اس لئے مرتبہ کونیہ میں قلم دراصل ذات کا آئینہ ہوا۔ یعنی جو بھی کچھ ذات میں اجمالاً مندرج ہے۔ وہی قلم میں بھی موجود ہے۔ مرتبہء کونیہ میں لوحِ محفوظ علمِ الٰہی کا آئینہ ومظہر ہے۔ یعنی جو کچھ جزوی اور تفصیلی طور پر علمِ حق میں موجود ہے۔ وہی لوحِ محفوظ میں ظاہر ہے۔ لہذا عالمِ امر میں عقلِ اول، جس کو کہ قلم کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ وہ اصل میں ام الکتاب ہے۔ جبکہ روح، جس کو کہ لوحِ محفوظ کہا جاتا ہے۔ وہ اصل میں کتابِ مبین ہے۔ اسی طرح سے عالمِ خلق ہے۔ کہ جس میں عرش ام الکتاب ہے۔ جبکہ کرسی کتابِ مبین ہے۔ اس ضمن میں یہ نقشہ معاون ثابت ہوگا۔

حقائق الموجودات	ام الکتاب	کتاب المبین
عالمِ امر	عقل کل یعنی قلم	روح یعنی لوحِ محفوظ
عالمِ خلق	عرش	کرسی

یعنی کہ جو کچھ عرش میں مجمل ہے۔ وہی کرسی میں مفصل ہے۔ چنانچہ اجمال کے سبب عرش وقلم میں مشابہت ہے۔ اسی طرح تفصیل کی وجہ سے لوحِ محفوظ اور کرسی میں بھی مناسبت ہے۔ اسی لئے مرتبہء جس میں عرش قلم کا آئینہ ہے۔ جبکہ کرسی لوحِ محفوظ کا مظہر ہے۔

چنانچہ قلم یعنی عقل، نسخہء ذات اور لوح، نسخہء علم اور عرش، نسخہء قلم اور کرسی، نسخہء لوحِ محفوظ اور انسان، کامل بالفعل اور عام انسان، بالقوۃ ایک ایسا نسخہ ہے۔ جو جملہ نسخوں کا جامع ہے۔ اور تمام میں مستخرج ومستنبط یعنی چیدہ وبرگزیدہ ہے۔ یہ نقشہ دیکھیں۔

ذاتِ بحت مبداءِ کل	ام الکتاب	کتابِ المبین
حقائقِ الٰہیہ	ذاتِ حق	علمِ حق
حقائقِ موجودات۔ عالمِ امر وعالمِ خلق	قلم یعنی عقل نسخہء ذات	لوح یعنی روح، نسخہء علم
	عرش، نسخہء قلم	کرسی، نسخہء روح
	انسان جامع الکمالات	

جیسے ذاتِ حق بالا جمال ام الکتاب اور اس کا ذاتی علم بالتفصیل اپنی ذات کی کتابِ مبین ہے۔ اور ایسے ہی ذاتِ انسان کامل بالفعل اور عام انسان کی ذات بالقوۃ ام الکتاب ہے۔ اس کا ذاتی علم اپنی ذات کی کتابِ مبین ہے۔

جس طرح کہ علمِ الٰہی، ذاتِ الٰہی کا آئینہ ومظہر ہے۔ اسی طرح انسان کا علم ذاتِ انسانی کا آئینہ ہے۔ لہذا ذاتِ حق تعالیٰ اور انسان کی ذات میں باعتبارِ کلیہ واجمال مشابہت ہے۔ کیونکہ دونوں ہی میں تمام اشیاء بہ وجہِ کلی واجمالی موجود ہیں۔ جو شئے جزوی اور کلی طور پر علمِ الٰہی میں ظاہر ہے۔ وہی انسانِ کامل کے علم میں بالفعل اور عام انسان کے علم میں بالقوۃ ہویدا ہے۔ بلکہ اس کا علم، اس کی ذات ہے۔ لیکن نہ بطریقِ اتحاد وحلول اور ضرورت۔ کیونکہ! یہ بات تو دو وجودوں میں ہوتی ہے۔ جبکہ یہاں سوائے ایک وجود کے اور کچھ نہیں۔ اور کل موجودات اسی ایک وجود میں موجود ہیں۔ اور اسی وجود کے بہت سے ظہور ہیں۔ جن کو عالم کہتے ہیں۔ اور بہت سے بطون ہیں۔ جن کو اسماء کہتے ہیں۔

لہذا عالم، وجود کے ظہور کا آئینہ ہے۔ جبکہ اسماء، بطون کے وجود کا آئینہ ہے۔ اسی لئے ظہور، ظہور کا ئینہ ہے۔ اور بطون، بطون کا آئینہ ہے۔ اور جو چیز ان دونوں آئینوں کے وسط میں ہے۔ وہ اجمال وتفصیل کے اعتبار سے آئینہ ہے۔ جیسا کہ! ارشادِ رحمانی ہے۔ کہ! **مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لا یبیغان**۔ (اس نے دو سمندر بہادئے۔ جو کہ دیکھنے میں ملے ہوئے معلوم ہوتے ہیں) فیما بین ذاتِ حق اور ذاتِ انسان، جبکہ علمِ حق اور علمِ انسان میں مشابہت ومناسبت ہے۔ یعنی کہ! جو اِس میں مجمل

ہے ۔ وہی اُس میں مجمل ہے ۔ اور جو اِس میں مفصل ہے ۔ وہی اُس میں مفصل ہے ۔

اسی طرح فیما بین قلم اور روح انسان کے ، اور روح وقلبِ انسان اور عرش وجسم انسان کے ۔ اور کرسی ونفس انسان میں مشابہت ہے ۔ ان میں ہر ایک اپنے اپنے مشابہ کا آئینہ ہے ۔نقشہء آئینہ یہ ہے ۔

ذاتِ حق	ذاتِ انسان
علمِ حق	علمِ انسان
قلم	روحِ انسان
لوحِ محفوظ	قلبِ انسان
عرش	جسمِ انسان
کرسی	نفسِ انسان

یعنی جو کچھ قلم میں مجمل ہے ۔ وہی روحِ انسان میں مجمل ہے ۔ جو کچھ لوح میں مفصل ہے ۔ وہی اس کے قلب میں مفصل ہے ۔ جو کچھ عرش میں مجمل ہے ۔ وہی کچھ اس کے جسم میں مجمل ہے ۔ جو کچھ کرسی میں مفصل ہے ۔ وہی اس کے نفس میں مفصل ہے ۔

جاننا اور سمجھنا چاہیئے ۔ کہ! انسان خود ہر شک وشبہ سے بالا ایک کتابِ عظیم ہے ۔ انسان کتبِ الٰہیہ اور کتبِ کونیہ کی ایک جامع کتاب ہے ۔ جیسا کہ ابھی بیان گزرا ہے ۔ کہ! اللہ تعالیٰ کا ذاتی علم ، جملہ اشیاء کے علوم وفنون کو مستلزم ہے ۔ بے شک وہ جمیع اشیاء کو اجمالاً اور تفصیلاً جانتا ہے ۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ۔ کہ! **اقرا کتابک کفٰی بنفسک الیوم علیک حسیبا** ۔ (فرمایا جائے گا ۔ اپنی کتاب (نامہء اعمال) آپ ہی پڑھ لو ۔ آج تم خود ہی اپنا حساب کر لینے کے لئے کافی ہو گے) غرضیکہ جس نے یہ کتاب پڑھ لی ۔ یقیناً اس نے سب کچھ معلوم کر لیا ۔ کہ! جو ہو چکا ہے ۔ جو ہو رہا ہے ۔ یا جو ہونے والا ہو گا ۔

یاد رہے ۔ کہ! حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے حضرت امام ہمام ؒ کو یہ تعلیم فرمائی ۔ کہ! پس تُو اپنے ہی نفس میں تفکر کر ۔ اس میں اگر درد ہے ۔ تو اسی میں ہی درد کی دوا بھی مضمر ہے ۔ کوئی بھی چیز اس سے باہر نہیں ۔ جو کچھ نظر کے سامنے موجود ہے ۔ یہ تو محض اعتبارات ہیں ۔ عالمِ اکبر تو خود تیرے ہی اندرون موجود وموجزن ہے ۔ کوئی شئے تجھ سے خارج نہیں ہے ۔ صِرف اجمال وتفصیل کا تفاوت ہے ۔

غرضیکہ انسان ایک نسخہء عجیبہ اور جامع کلیہ ہے ۔ ارشاد ہے ۔ کہ! **ذالک الکتاب لا ریب فیہ** ۔ (یعنی یہ تو وہ کتابِ عظیم ہے ۔ کہ! جس میں کسی بھی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں) فی الحقیقت وہ کتابِ عظیم ذاتِ انسان ہے ۔ اَب رہیں ۔ وہ کتبِ سماوی (مثل قرآنِ حکیم ، توریت ، زبور ، انجیل ودیگر صحائفِ انبیاء ؑ) جو انسانِ کامل وخیر البشر متقی لوگوں (انبیاء ؑ ورسل ؑ) پر نازل ہوتی رہیں ۔ وہ تو ذاتِ انسانی کا معرف ہیں ۔ اور اس کے جزوی وکلی حالات سے حکایت کرنے والی ہیں ۔ یعنی کہ وہ انسان کے مراتبِ کلیہ وجزیہ کا مجمل ومفصل بیان ہے ۔ اور انسان اس کی وحدت وجمعیت کا مقام ومرتبہ ہے ۔ اس لئے کہ اس کے مقامات ومراتب ، ذات وصفات اور افعال کے تفاوت کا بیان اسی کتابِ منزل میں مرقوم ہے ۔ چونکہ! وہ کتاب ذات واسماء ، افعالِ عوالم ، مراتبِ عوالم اور اہلِ عالم کے ہر موقع سے ، اس کے اہل کے اقتضا سے باجمال وتفصیل حکایت کرتی ہے ۔ یہی تفاصیل دراصل انسان کے مقامات ومراتب پر دال ہیں ۔ اور وہ ان کا سب کا مکمل مجموعہ ہے ۔

چنانچہ اس بیان سے ثابت ہوا ۔ کہ! یہ کتاب انسان کی معرف ہے ۔ کلی وجزوی مراتب بیان کرنے والی ہے ۔ اس کتاب میں سورہ فاتحہ ''ام الکتاب '' ہے ۔ اور سورہ فاتحہ شریف میں تسمیہ ''بسم اللہ ۔۔'' اور تسمیہ شریف پوری کی پوری حرفِ اول ''با'' میں مندرج ومرقوم ہے ۔ نقطہء احدیت ذات ہے ۔ یاد رہے ۔ کہ! تمام کتاب (یعنی پورے قرآنِ پاک) میں جو حروفِ مقطعات ، مفصلات ، الفاظ وکلمات ، سورہ وآیات ہیں ۔ ان سے یہ مراد ہے ۔ کہ! اس مقدس وعظیم کتابِ الہامی کی کشادگی سب سے متعین ہوگئی ۔ اسی لئے اس میں تمام حالات کا مندرج ہونا عبارت ہے ۔

لہذا جو شخص انبساط (سرور وشادمانی) سے اس قول کا ادراک کر لے گا ۔ تو اس پر اس آیت کے معنی کھل جائیں گے ۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ۔ کہ!

الم تر الی ربک کیف مد الظل ولو شآء لجعلہ ساکنا ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا ثم قبضنہ الینا قبضا یسیرا ۔ (ترجمہ)

کیا آپ نے نہیں دیکھا۔ کہ آپ کے رب نے سائے کو کس طرح سے پھیلا دیا ہے ؟ اگر چاہتا تو اُسے ٹھہرا ہوا ہی کر دیتا۔ پھر ہم نے آفتاب کو اس پر دلیل بنایا۔ پھر ہم نے اسے آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ (کھینچ) لیا۔ (سورہ فرقان۔19-03)

مد الظل سے مراد سائے کی درازی نقطہء وجودیہ کی کشادگی، حروفِ الٰہیہ وحروفِ کونیہ کے تعینات سے عبارت ہے۔ اور سکون، نقطہء وجودیہ کے کشادہ نہ ہونے سے اور حروفِ الٰہیہ وحروفِ کونیہ کے عدم تعین سے عبارت ہے۔ اگر آفتابِ احدیت، مطلعِ عزت سے نہ چمکے۔ تو سایہ ندارد ہے۔ یہاں پر سائے کا ہمسایہ آفتاب ہے۔ بقولِ تفسیرِ جواہر اسی آیت کی تفسیر میں یہ نقطہء وجودیہ در حقیقت ذاتِ احدیت ''**کنت کنزا مخفیا**'' سے عبارت ہے۔

اَب تسمیہ کا ایک نقطہ ''بآء'' جو کہ نقطہء وجودیہ کی طرف اشارہ ہے۔ اسی طرح سے دوسرا اشارہ ''ام الکتاب'' کی ''قلم'' کی طرف ہے۔ جبکہ تیسرا اشارہ ''ام الکتاب'' کے ''عرش'' کی طرف ہے۔ اور فاتحہ کا اشارہ کتاب جامع یعنی ''انسان'' کی طرف ہے۔ بے شک جو کہ اپنے ظہور سے پہلے جمیع مراتب میں مندرج تھا۔ جیسے کہ جمیع اشیاء اس کے ظہور کے بعد اس میں مندرج ہیں۔ نقطے کا کشادہ ہونا اپنی ذات میں ''کتابِ مبین اول'' کی طرف اشارہ ہے۔ اور ''باء'' کا کشادہ ہونا ''کتابِ مبین ثانی'' کی طرف اشارہ ہے۔ اسی طرح سے بسم اللہ۔۔۔ کے حروف کا متصل ومنفصل (جدا) ہونا ''کتابِ مبین ثالث'' کی طرف اشارہ ہے۔ بسم اللہ کے حروف کا فاتحہ میں مکرر ہونا اور ایک کا ایک کے ساتھ مشابہ ہونا کتابِ جامع یعنی ''انسان'' کی طرف اشارہ ہے۔ اسی طرح کتابِ مبین میں ''الم'' سے ''والناس'' تک تمام قرآنِ پاک مراتبِ عالم اور اس کے اجزاء کی طرف اشارہ ہے۔ فافہم۔۔۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل نقشہ میں مندرج ہے۔

نمبر شمار	نقاط	اشارات
01	نقط بائے بسم اللہ	نقطہء وجودیہ
02	بائے بسم اللہ	قلم
03	بسم اللہ	عرش
04	فاتحہ	انسانِ عام
05	کشادگیء نقطہ	اول کتاب مبین (یعنی) علمِ حق
06	باء کی کشادگی سین تک	ثانی کتابِ مبین (یعنی) لوحِ محفوظ
07	اتصال وانفصال (علٰحدہ) حروفِ بسم اللہ	ثالث کتابِ مبین (یعنی) کرسی
08	مشابہت وتکرار حروفِ بسم اللہ وفاتحہ	کتابِ جامع (یعنی) انسانِ خاص
09	تمام قرآنِ پاک (اَز الم تا والناس)	اشارہ بطرفِ مراتبِ عالم معہ اجزاء

بقولِ شاعر!

در خانہء باطن اگر کس اَست یک حرف بس اَست

اگر تیرے خانہء باطن میں کچھ بھی قابلیت ہے۔ تو تجھے بس ایک حرف ہی کافی ہے۔ (بقولِ شاعر)

دل گفت مَرا علمِ لدنی ہوس اَست تعلیم کن اگر ترا دسترس اَست
گفتم کہ الف گفت دِگر گفتم ہیچ در خانہ اگر کس است یک حرف بس است

دل نے کہا۔ مجھے علمِ لدنی کی ہوس وآرزو ہے۔ تُو مجھے بس یہی تعلیم کر۔ اگر تجھے اس علم میں کچھ دسترس وواقفیت حاصل ہے تو۔ مَیں نے کہا۔ ''الف''، تو اس نے کہا۔ اور دوسرا ؟ مَیں نے کہا۔ بس اور کچھ نہیں۔ اگر تیرے باطن کے گھر میں کچھ ہے۔ تو بس ایک حرف ہی تجھے کفایت کرے گا۔

حقیقتِ توحید و عرفانِ الٰہی یا معرفتِ حقِ متعال دَر عکسِ انسانی:

اَز خدا خواہیم توفیقِ اَدب   بے اَدب محروم گشت اَز لطفِ رب
بے اَدب تنہا نہ خود را داشت بد   بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

یہ فقیرِ حقیر پر تقصیر (البلوشی) اِس مضمون کوشروع کرنے سے پہلے ایک آیتِ کریمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ! **انا فی ذٰلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید ۔** یقیناً اس (قرآن) میں اس شخص کے لئے بڑی نصیحت کا سامان ہے۔ جس کے پاس دل ہو۔ یا جو حاضر دماغ بن کر کان دھرے۔ اور متوجہ ہو۔ (سورہ ق۔ آیت 37)

قرآنِ حکیم میں آیا ہے۔ کہ! **کل نفس ذآئقة الموت ۔** ہرنفس نے موت کا ذائقہ (بالآخرضرور) چکھنا ہے۔ (اسی طرح سے قرآن حکیم میں آیا ہے۔ کہ) **ولا بئس ما شروا بہ انفسھم لو کانوا یعلمون ۔** اور البتہ جس چیز کے بدل (عوض) انہوں نے اپنے نفس (جانوں) کو فروخت کردیا۔ وہ بری تھی۔ کاش وہ (اس بات کو) جانتے۔ (بقول حضرت شیخ عبداللہ انصاری پیرِ ہراتؒ)

یارب زِ تُو آنچہ من گدا میخواہم   افزوں زِ ہزار بادشاہ میخواہم
ہر کس زورِ تُو حاجتے مے خواہد   من آمدہ زِ تُو ترا میخواہم

(اے میرے پروردگار! یہ گدا تجھ سے جو کچھ طلب کرتا ہے۔ ہزار بادشاہوں سے زیادہ مانگتا ہے۔ ہر شخص تیرے دَر سے کوئی نہ کوئی حاجت (تو ضرور) طلب کرتا ہے۔ میں بھی (ایک ادنیٰ سا حاجمت مند بن کر) آیا ہوں۔ اور تجھ سے تجھ ہی کو طلب کرتا ہوں)

حقیقتِ توحید کا حضرت غوثِ صمدانی قطبِ ربانی محبوبِ سبحانی پیرانِ پیر جناب شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے اِن فرمودات میں پنہاں و پوشیدہ ہے۔ لہٰذا! یہاں پر حضور غوث پاکؒ کے چند قیمتی کلمات بطورِ تبریک پیش کئے جاتے ہیں۔

آپؒ فرماتے ہیں۔ کہ! وہ وجودِ مطلق تعالیٰ شانہ مستغنی عن العالمین ہے۔ (وہ ذاتِ حق) نہ عاشق ہے نہ معشوق۔ نہ خالق ہے نہ مخلوق۔ نہ صانع ہے نہ مصنوع۔ نہ رازق ہے نہ مرزوق۔ نہ عابد ہے نہ معبود۔ نہ فاعل ہے نہ مفعول۔ بلکہ (وہ تو فقط بقولِ قرآنِ حکیم) **اللہ احد. اللہ الصمد. لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد.**

(اسی طرح سے) ایک اور فرمانِ غوثیہ یہ بھی ہے۔ کہ! موحد جب مقامِ توحید پر پہنچتا ہے۔ تو نہ وہ موحد رہتا ہے نہ توحید۔ نہ واحد نہ بسیار (بہت زیادہ یعنی ایک سے زیادہ)۔ نہ عابد نہ معبود۔ نہ ہستی نہ نیستی۔ نہ صفت نہ موصوف۔ نہ ظاہر نہ باطن۔ نہ منزل نہ مقام۔ نہ کفر نہ اسلام۔ نہ کافر نہ مسلمان۔ (لیکن افسوس) یہ فرموداتِ غوثیہ اکثر عاقل وحکیم، دانا و عالم لوگوں کے پیمانۂ فہم وادراک سے بعید و بالا ہیں۔

جیسا کہ! ابھی ابھی حضرت پیرانِ پیرؒ کے فرمودات بطورِ تبریک پیش کئے گئے۔ اِسی ضمن میں حضرت ابوبکر واسطیؒ نے فرمایا۔ کہ!

خلق دَر راہِ حق نیست۔   وحق دَر راہِ خلق نیست۔ (یعنی کہ) خلق راہِ حق میں نہیں ہے۔ اور حق راہِ خلق میں نہیں ہے۔ (یعنی) خدا تو یگانہ ہے۔ اگر خدا یگانہ ہی ہے۔ تو یہ بھیڑ بھاڑ کیسی ہے ؟ (بقولِ شاعر)

جبکہ اُس بِن نہیں کوئی موجود   پھر یہ ہنگامہ! اے خدا کیا ہے ؟

صورتِ جذبہ، کہ جس میں تمام بشریت فنا ہوجائے۔ اور پھر یہی خطرہ (نفسِ مطمئنہ کا خطرۂ رحمانی) سالکِ راہ ہوکر تمام مخلوق کی رہنمائی کرے۔ کبھی ''احد'' ہو۔ اور کبھی ''احد'' سے ''احمد'' ہو۔ (یعنی بمطابقِ حدیث) **انا احمد بلا میم** اسی سر کی طرف اشارہ ہے۔ جب احد ہے۔ تو کسی نسبت کے ساتھ منسوب نہیں۔ اور جب احمد ہوا۔ تو منسوب بہ رسالت منجانبِ الٰہی ہوگیا۔ **الٓمّٓ** کا میم روح الامین حضرت جبرائیلؑ پر دلالت کرتا ہے۔ کہ وہ مضمونِ قرآن کو ہی میں لاتے ہیں۔ اور رسول ﷺ **قاب قوسین او ادنیٰ** کی طرف لے جاتے ہیں۔ جو الوہیت، ربوبیت کو آراستہ کرتے ہیں۔ اور جو خود فرماتے۔ وہ حدیث کی طرف منسوب ہوجاتا۔ افعالِ رسولؐ اُمت کے لئے مؤجب عمل ہیں۔ اور حق و باطل میں تمیز کرنے والے۔۔۔ یہی خطرہ کبھی احد کبھی احمد، کبھی وحی کبھی رسالت، کبھی ظاہر کبھی باطن، کبھی حج کبھی کعبہ، کبھی عصا کبھی کاسہ، کبھی خرقہ کبھی صوفی (یعنی پہننے والا) کبھی راہ کبھی رہبر، کبھی سالک کبھی مسلوک کبھی وقت کبھی اوقات اور خطرۂ رحمانی پیشوائے ہر دو عالم ہے۔ جو مزین و آراستہ ہو۔ اور جس نے اس کو نہ پایا۔ تو گویا گوہرِ نایاب و نافتہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ جس صفت پر گردش کرتا ہے۔ پس ایسی صفت کو اختیار کرتا ہے۔ اس کے لئے کوئی دَر بند نہیں ہے۔ تعین و لاتعین اس کے سامنے ایسے جواہرات ہیں۔ کہ! جس سے دل و دماغ کی کدورتیں جس قدر صاف اور زائل ہوں۔ اُتنا ہی کشف سے روشن ہوجائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ)

ایک بزرگ نے حقیقتِ توحید و معرفتِ الٰہی کے ضمن میں فرمایا۔ کہ! ہر ایک جس راز کی تلاش کرتا ہے۔ وہ پالیتا ہے۔ بشرطیکہ! اُس کے اندر صدق، اخلاص اور استقلال موجود ہو۔ لہذا تلاش ہمیشہ جاری رکھنی چاہیئے۔ یاد رہے۔ کہ! اس متبرک و بلند منل و مقام کی تلاش و حصول کی کوشش بھی مؤجب اَجر و ثواب ہے۔ پس چاہیئے۔ کہ! اِسی تلاش اور سفر میں ہمیشہ چلتے رہنا چاہیئے۔ (کیونکہ)

عشق میں منزلیں نہیں ہوتیں
عشق میں بس سفر ہوتا ہے

اس دوران قلب کی آواز کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ جب وہ اپنی تلاش میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ راز پالیتا ہے۔ تو اُس کی ذات اس راز میں گم ہو جاتی ہے۔ اس طرح وہ ایک نئی ذات میں ڈھل جاتا ہے۔ یاد رہے۔ کہ! انسان دنیا کا اور دنیا انسان کا عکس ہے۔ چاہیئے۔ کہ! پہلے انسان خود کو دیکھے۔ پھر اس لامحدود جہان پر نظر ڈالے۔ (یعنی) انسان ایک چھوٹی سی دنیا ہے۔ اور عالم ایک مکمل انسان کا روپ دھارے ہوئے ہے۔

عشق انسان کو قلندرِ بوعلیؒ کرتا ہے
عشق پاگل نہیں (بلکہ) پاگل کو ولی کرتا ہے

بہر حال! اولیاء اللہ کے عجیب و غریب اقوال عام و خاص لوگوں بلکہ علمائے عظام تک کی سمجھ میں نہیں آتے۔ کیونکہ! وہ ساری عمر قیل و قال میں صرف کر دیتے ہیں۔ جبکہ یہ معاملات باطنی و مخفی نوعیت کے ہیں۔ اسی لئے تو چند صحابہء کرامؓ کو حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دورِ خلافت میں مدینہ بدر کر دیا تھا۔ کہ وہ رازِ الٰہیہ کو سرِعام جب لوگوں میں بیان کیا کرتے تھے۔ تو لوگوں کے فہم و ادراک میں اُنؓ کی باتیں نہیں آتی تھیں۔ اِسی ضمن میں بطورِ تبریک کچھ حقائق بحوالہء احادیثِ نبویہ ﷺ یہاں پر بیان کئے جاتے ہیں۔

نفس کی پہچان سے رب کی پہچان کیسے ممکن ہے ؟

حضرت نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ! ایک اور حدیثِ نبوی ﷺ میں ہے۔ **من عرف الله کل لسانه** ۔ (یعنی) جس نے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لی۔ اُس کی زبان بند ہو گئی۔ اس مضمون میں ہم ایک قولِ رحمانی، جو کہ اگلے زمانے کے پیغمبروں کی کتابوں میں تھا۔ کہ! **اعرف نفسک تعرف ربک** ۔ پہچانو اپنے نفس کو (تا کہ) پہچانو اپنے رب کو۔ اسی طرح سے حضرت امام غزالیؒ نے ایک حدیثِ نبوی ﷺ بیان کی ہے۔ کہ! **فان الله خلق اٰدم علٰی صورته** ۔ **فاعرف نفسک یا انسان تعرف ربک** ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی (ہی) صورت پر پیدا کیا۔ پس اے انسان! تُو پہچان اپنے نفس کو۔ تا کہ پہچانے تُو اپنے خدا کو۔ (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی وجود نہیں رکھتا۔ وہی تھا۔ وہی ہے۔ اور وہی ہمیشہ رہے گا) یعنی جب تم نے اپنا آپ پالیا۔ اپنے آپ کو پہچان لیا۔ اور اپنی حقیقت سے روشناس ہو گئے۔ تو سمجھو کہ تم عین صاحبِ بقاء ہو گئے۔ حضرت نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ! **من عرف نفسه بالعجز و الفناء فقد عرف ربه بالقدر و البقاء** ۔ (یعنی) جس نے اپنے نفس کو عجز و فناء سے پہچان لیا۔ پس اُس نے اپنے رب کو قدر و بقاء سے پہچان لیا۔ (اس کا مطلب ہے۔ کہ) جو اپنے نفس کو پہچان لے۔ سمجھو وہ بقاء پا گیا۔ اسی طرح سے ایک اور حدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے۔ کہ! جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا۔ اس نے اپنے آپ کو اپنے مالک (رب العالمین) کے سپرد کر دیا۔ اور جس نے اپنے رب کو ربوبیت کے ساتھ پہچانا۔ وہ اس کی عبودیت کی شرائط کو پورا کرتا ہے۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کو جزاء سے پہچانا۔ اس نے اپنے آپ کو مشکلات میں ڈال دیا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کو کافی ہونے میں پہچانا۔ تو اس نے دوسروں کو چھوڑ کر اسی کو کافی جانا۔ اِسی طرح سے مشہور قولِ حضرت علی المرتضیٰؓ **من عرف نفسه فقد عرف ربه** ۔ (ترجمہ) جس نے اپنے نفس (اپنی ذات) کو پہچان لیا۔ اُس نے رب کو پہچان لیا۔ کی کچھ شرح بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ (کیونکہ) علمِ معرفت درحقیقت اللہ تعالیٰ کے بارے میں وہ خصوصی علم ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کے انوارات میں سے بہترین نور، اچھی خصلت اور خوبی ہے۔ جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے عقلاء کے قلوب کو تکریم بخشی ہے۔ چونکہ آدمی کا قلب آئینہ کے مثل ہے۔ لہذا جو بھی اس میں غور کرے گا۔ وہ ضرور بالضرور اللہ تعالیٰ کو دیکھے گا۔ (انشاء اللہ) پس اللہ تعالیٰ نے ااپنے حسن و جمال اور بلند مرتبے سے مزین و معمور کیا۔ اور اسی کے ذریعے سے اپنے اولیاء اور محبوبین کو مخصوص کیا۔ اور اسی علم (یعنی علمِ معرفتِ الٰہی) کو جملہ تمام علوم پر برتری و فضیلت بخشی۔

اسی ضمن میں ایک حدیثِ نبوی ﷺ ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا۔ اور پوچھا کہ! کون سا عمل افضل ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں علم۔

(ایک اور روایت ہے۔ کہ!) حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ نے اللہ تعالیٰ سے دریافت فرمایا۔ کہ اے میرے رب عز و جل! تیرے کون سے بندے زیادہ نیکیاں کرنے والے ہیں ؟ اور تیرے نزدیک بلند مرتبے والے ہیں ؟ (تو اللہ تعالیٰ نے) فرمایا۔ جو میرے بارے میں زیادہ جانتے ہیں۔

(اسی طرح سے ایک اور روایت ہے۔ کہ!) اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کی طرف وحی کی۔ اور فرمایا۔ کہ! اے داؤدؑ! نفع دینے والا علم سیکھو۔ (تو حضرت داؤدؑ نے نہایت عاجزی سے) کہا۔ اے اللہ! نفع دینے والا کون سا علم ہے؟ (تو اللہ تعالیٰ نے) فرمایا۔ یہ کہ! تُو میرے جلال، عظمت، کبریائی اور ہر (وہ) چیز (کہ جس) پر میری قدرت کو پہچان لے۔ تو یہی چیز تجھے میرے قریب کر سکتی ہے۔ (یعنی کہ) علمِ نافع مشاہدہ کا نام ہے۔ بظاہر بھی اور بباطن بھی۔ یعنی علمِ نافع وہ ہے۔ جو آپؑ کو مجھ تک پہنچا دے گا۔ اور اس طرح کہ ہر چیز میں آپؑ مجھ کو ہی پائیں۔ اور ہر آن میں مجھ کو ہی یاد کریں۔ تو مَیں اس کا بے علمی اور جہالت کا کوئی عذر قبول نہیں کروں گا۔

(لہذا) ہمیں چاہیئے۔ کہ! ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حقیقی وحدانیت سمجھنے والے کی معرفت کے لئے خود کو مستعد و کوشاں کر لیں۔ ورنہ بہت سے ایسے اشخاص بھی ہیں۔ جو روایت تو بہت زیادہ کرتے ہیں۔ (یعنی قیل وقال رٹتے رہتے ہیں۔ قرآن وحدیث کے حوالے دیتے رہتے ہیں) لیکن اللہ تعالیٰ کے بارے میں انہیں کچھ بھی علم نہیں ہوتا۔ (کیونکہ) علم معرفت اللہ تعالیٰ کا وہ خصوصی فضل وکرم ہے۔ کہ جو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے۔ عطا کرتا ہے۔ اور پھر اسے دوسرے لوگوں سے ممتاز و برگزیدہ اور معزز ومکرم بنا دیتا ہے۔

حکایت : کہتے ہیں۔ کہ! حضرت خواجہ شفیق بلخیؒ کے پاس کوئی شخص آیا۔ اور کہا۔ کہ! اے شیخ! مجھے توحید سمجھائیے۔ اور زبانِ مبارک سے کچھ فرمائیے۔ حضرت خواجہؒ نے اُس شخص سے شکر منگوائی۔ جب وہ لے آیا۔ تو اُس کو شکر شکر بتلا کر آپؒ نے پوچھا۔ کہ! یہ کیا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا۔ کہ! یہ شکر ہے۔ حضرت خواجہؒ نے اُس شخص کو کہا۔ کہ! تم اِس شکر سے آدمی، گھوڑا، بیل وغیرہ کی شکل بناؤ۔ آپؒ کے فرمانے پر اس نے شکر کی مختلف صورتیں بنائیں۔ حضرت خواجہؒ نے ایک ایک شکل کی طرف اشارہ کر کے پوچھتے گئے۔ کہ! یہ کیا ہے؟ یہ کیا ہے؟ اُس نے جواب دیا۔ یہ بیل ہے۔ یہ آدمی ہے۔ یہ گھوڑا ہے۔ پھر حضرت خواجہؒ نے توڑ مروڑ کر ایک کر دیا۔ جب ایک کر دیا۔ تو پھر پوچھا۔ یہ کیا ہے؟ اُس شخص نے جواب دیا۔ یہ شکر ہے۔ حضرت خواجہؒ نے اُسے کہا۔ مَیں نے توحید کو تجھ سے پورے طور پر بیان کر دیا ہے۔

روایت ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد نبیؑ کی طرف وحی فرمائی۔ کہ! جس نے مجھے پہچانا۔ (اور) اس نے میرا ارادہ کیا۔ اور مجھے طلب کیا۔ اور مجھے ڈھونڈ (بھی) لیا۔ اور جو مجھے پا لیتا ہے۔ تو وہ میرے علاوہ کسی (دوسرے) کو دوست نہیں بناتا۔ (اسی وجہ سے) جاننا چاہیئے کہ! اپنے آپ کو پہچاننا درحقیقت بندگی کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے۔ کیونکہ! بہت ہی کم لوگ اپنے آپ کو پہچانتے ہیں۔ بندے کے اپنے رب کو پہچاننے کو اپنے نفس کو پہچاننے کے برابر ٹھہرایا ہے۔ اور اس کی واضح دلیل یہ ہے۔ کہ! جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا۔ تو اس نے بندگی کے مقام پر رب کی ربوبیت کے مرتبے کو بھی پہچان لیا۔ جس نے اپنے نفس کو فنا سے پہچانا۔ تو اس نے اپنے رب کو بقاء سے پہچانا۔ جبکہ جس نے اپنے آپ کو جفاء اور غلطی سے پہچانا۔ اس نے اپنے رب کو وفا اور عطا سے پہچانا۔ جس نے اپنے آپ کو فقیری (اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتے ہوئے بھی فقیر جانا) سے پہچانا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں مجبوری اور بے چینی کے قدموں سے چلا۔ اور جس نے اپنے آپ کو اپنے مالک کے لئے پہچانا۔ تو دوسروں کے سامنے اس کی حاجتیں بھی کم ہو جاتی ہیں۔ اولیاء اللہ تو اللہ تعالیٰ سے یہ گمان کیا کرتے ہیں۔ کہ! جس نے اللہ تعالیٰ کو توبہ کے ذریعے تلاش کیا۔ تو وہ اسے مغفرت کے ساتھ پائے گا۔ ان شاءاللہ۔ اور جس نے اسے نعمتوں ورحمتوں کے شکر کے ساتھ طلب کیا۔ تو وہ اسے مزید نعمتوں ورحمتوں کے ساتھ پائے گا۔ ان شاءاللہ۔ اور جس نے اسے دُعا کے ذریعے تلاش کیا۔ تو وہ اسے مغفرت، رحم اور استجابت کے ساتھ پائے گا۔ ان شاءاللہ۔ اور جو اسے توکل وقناعت کے ساتھ تلاش کرے گا۔ تو وہ اسے کفایت کے ساتھ پائے گا۔ ان شاءاللہ۔ اور جو اسے قربت کے ساتھ تلاش کرے گا۔ تو وہ اسے موانست کے ساتھ پائے گا۔ ان شاءاللہ۔ اور جو اسے عشق ومحبت کے ساتھ ڈھونڈے گا۔ تو وہ اسے وصل و ملاپ کے ساتھ دیکھے گا۔ ان شاءاللہ۔ اور جو شخص اسے اشتیاق وشوق کی مدد سے تلاش کرے گا۔ تو وہ اسے ملاقات اور رویئت کے ساتھ پائے گا۔ ان شاءاللہ۔ اور جو شخص اس کے ساتھ مظبوط تعلق کی تلاش میں نکلتا ہے۔ تو وہ اسے سیدھے راستے پر گامزن کر دے گا۔ ان شاءاللہ۔

اسی لئے نیکوکار متقدمین کی **سالکین** کے لئے **تین وصیتیں** بہت مشہور ومعروف ہیں۔ (**پہلی وصیت**) جو شخص آخرت کی تیاری کے لئے عمل کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے دنیاوی امور میں کافی ہو جاتا ہے۔ (**دوسری وصیت**) جو شخص اپنے پوشیدہ معاملات کو درست کر لیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے ظاہری معاملات کی اصلاح فرما دیتا ہے۔ (**تیسری وصیت**) جو شخص اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان معاملات کی اصلاح کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے اور تمام بندوں کے درمیان معاملات کو درست فرما دیتا ہے۔ عارفین میں سے کسی سے پوچھا گیا۔ کہ! بندے اور حق کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔ تو اُس بزرگ نے فرمایا۔ صِرف چار قدم کا۔ (کیونکہ) جو بندہ پہلا قدم دنیا سے اُٹھاتا ہے۔ دوسرا قدم مخلوق سے تیسرا قدم اپنے نفس سے اور چوتھا قدم آخرت سے۔ تو وہ حق سے واصل ہو جاتا ہے۔

(اسی طرح سے) اہلِ معارف میں سے کسی سے کہا گیا۔ کہ! **اللہ تعالیٰ کی معرفت کیسے حاصل ہوسکتی ہے**۔ جواب دیا گیا۔ کہ! وہ ذاتِ اقدس اشیاء کی مدد سے نہیں بلکہ اشیاء اُس ذات کی مدد سے پہچانی جاتی ہیں۔ جیسا کہ! حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا۔ کہ! مَیں نے اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے پہچانا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا تمام اشیاء کو اللہ تعالیٰ کے نور کی مدد سے جانا ہے۔ اسی طرح سے حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا۔ کہ! **لا یعرف اللہ الا اللہ تعالیٰ**۔ (یعنی کہ) اللہ تعالیٰ کو کوئی نہیں پہچانتا مگر خود اللہ تعالیٰ۔

حضرت سلطان باہوؒ اپنی کتاب ''توحیدِ الٰہی کلاں'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! تصدیق قلب میں ہے۔ قلب روح میں ہے۔ روح سر میں ہے۔ سر خفی میں ہے۔ اور خفی تخفّی میں ہے۔ اور آپؒ اپنی کتاب ''عین الفقر'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! نفس قلب بن جاتا ہے۔ قلب روح کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ روح سرّ بن جاتی ہے۔ اور سرّ خفی بن جاتا ہے۔ خفی اَنا میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور اَنا مخفی میں ڈھل جاتی ہے۔ اِسے ''توحیدِ مطلق'' کہتے ہیں۔

(اسی ضمن میں یہ کمترین البلوشی عرض گزار ہے۔ کہ!) بندہ نفسِ امارہ سے جان چھڑا کر نفسِ لوامہ اور پھر نفسِ ملہمہ سے ہوتا ہوا بالآخر نفسِ مطمئنہ تک جا پہنچتا ہے۔ اور درجاتِ ولایت و مراتبِ عالیہ کو عبور کر لیتا ہے۔ ویسے تو نفس اور لطائف کی بحث پچھلے دونوں ابواب میں تفصیلاً بیان کی گئی ہے۔

چند احادیثِ نبویہ ﷺ :

☆ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ! مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے دو قسم کے علموں کے خزانے حاصل کئے۔ اِن میں سے ایک کو تو مَیں نے تم پر ظاہر کر دیا۔ لیکن دوسرے کو ظاہر کروں۔ تو میرا گلا کٹتا ہے۔

☆ حضرت ابنِ عباسؓ سورہ طلاق کی اس آیت (**اللہ الذی خلق سبع سموت و من الارض مثلھن . یتنزل الامر بینھن لتعلموا ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر . وان اللہ قد احاط بکل شیء علما** ۔(سورہ طلاق۔ آیت نمبر 65) اللہ ہے (وہ کہ جس نے سات آسمان بنائے۔ اور انہی کے برابر زمینیں۔ حکم ان کے درمیان اُترتا ہے۔ تا کہ تم جان لو۔ کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہر چیز کو محیط ہے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ کہ! اگر مَیں اس آیت کی پوری تفسیر (بیان) کروں۔ تو تم لوگ مجھے کافر کہو گے۔ اور (چہ جائیکہ تم لوگ مجھے) سنگسار کرو۔

☆ فرمانِ رسول اللہ ﷺ! **تکلموا الناس علی قدر عقو لھم**۔ لوگوں کے ساتھ اُن کے عقول (فہم و ادراک) کے قدر کلام کرو۔

☆ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ نہیں ڈالا اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں کوئی علم۔ مگر ڈالا مَیں نے ابوبکرؓ کے سینے میں۔

☆ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ تم پر روزہ اور نماز کی کثرت سے افضل نہیں ہوئے۔ بلکہ ایک راز اور علم کی وجہ سے، جو اس کے سینے میں ڈالا گیا۔ (بیہقی)

☆ حضرت زیدؓ کو جب کشفِ کونی کا علم ہوا۔ تو ایک روز جوش میں آ کر آنحضرت نبی مکرم ﷺ سے کہنے لگے۔

یا رسول اللہ ﷺ! اگر (آپ ﷺ کا) حکم ہو۔ تو بہشتیوں اور دوزخیوں کو جدا جدا اور حشر نشر کا حال بالتفصیل بیان کروں؟ (تو) آپ ﷺ نے فرمایا۔ بس تیرا گھوڑا بہت گرم ہو گیا ہے۔ اسے ذرا ٹھنڈا کر۔ (یاد رہے۔ کہ!) اس واقعے کو حضرت مولائے رومؒ نے بھی تفصیلاً اپنی مثنوی میں بیان فرمایا ہے۔

گفت پیغمبرؐ صباحے زید را   کیف اصبحت اے رفیق باصفا۔۔۔

☆ حضرت حذیفہ بن یمانؓ (کہ جن کو صاحبِ السر رسول اللہ ﷺ کا خطاب دیا گیا) فرماتے ہیں۔ اگر مَیں تم سے وہ احادیث بیان کروں۔ جو مَیں جانتا ہوں۔ تو البتہ تم تین متفرق گروہ بن جاؤ۔ ایک گروہ تو میرے قتل کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ اور ایک مجھ کو جھٹلائے گا۔ (یاد رہے۔ کہ!) حضرت امیر المؤمنین عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں جب حضرت حزیفہؓ نے مسجدِ نبوی ﷺ میں طالبین و مشتاقین کو بڑے زور و شور سے باطنی رموز و اسرار کی تعلیم و تلقین دینی شروع کر دی۔ کہ نوبت یہاں تک جا پہنچی۔ کہ! عشاق امورِ دنیاوی سے دست کش ہو کر صحرا نشینی اختیار کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ اس امر کی شکایت جب حضرت عمر فاروقؓ کو پہنچی۔ تو آپؓ نے حضرت حذیفہؓ کو بلا کر فرمایا۔ ''کیا تم لوگوں کو خراب کرتے ہو؟ یہاں (یعنی مدینہ منورہ) سے چلے جاؤ''۔ بالآخر بامر مجبوری، آپؓ نے مدینہ شریف کو خیر آباد کہہ کر مدائن میں جا کر قیام فرمایا۔ جہاں کے گورنر حضرت سلمان فارسیؓ تھے۔ اور اَب وہیں آپؓ کا مزارِ پر انوار زیارت گاہ عام و خاص ہے۔

☆ بھلا وہ کونسی بات تھی۔ کہ! حضرت رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰؓ کو تعلیم فرمائی تھی۔ اور پھر فرمایا۔ اسے کسی کے سامنے بیان نہ کرنا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ نے بہت ضبط کیا۔ آخر جب ضبط کو یارا نہ رہا۔ تو مدینہ منورہ سے باہر جنگل میں تشریف لے گئے۔ اور جنگل میں ایک کنوئیں کے کنارے بیٹھ کر اس راز کو بیان کر دیا۔ جس کی وجہ سے اس کنوئیں کا پانی خون ہوگیا۔ وہ کنواں آج بھی مدینہ منورہ میں ''بیرِ علیؓ بن ابی طالب'' کے نام سے مشہور ہے۔

☆ اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت اویس قرنیؓ سے ملاقات کے وقت اپنی خلافت کو محض ایک دینار کے عوض حضرت اویس قرنیؓ کو فروخت کرنے پر کیوں مصر ہوگئے ؟ (اس مکمل قصے کو سلسلہء عالیہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ نے اپنی ایک نظم میں بیان فرمایا ہے۔

چوں عمرؓ پیش اویس آمد بہ جوش　　گفت افگندم خلافت راز وش۔۔۔)

لہذا علمِ لدنی اور علم باطنی ایک سر ہے، رمز ہے، راز ہے۔۔۔ جس کے نگران حضرت خضرؑ، حضرت الیاسؑ اور اولیاء اللہ ہیں۔ وہ خوش نصیب اولیاء اللہ جو آنحضرت ﷺ کی حضوری میں ہیں۔ اُن کو بذریعہ حضرت علیؓ ان علوم میں سے کچھ نہ کچھ حصہ ملتا ہے۔ بلکہ ہمیشہ مِلتا رہتا ہے۔

غرضیکہ! ہم ہیں۔ تو خدا نہیں۔ اور اگر خدا بالذات موجود ہے۔ تو ہم ندارد ہیں۔ (یہ اسرار و رموز خدا ہی سمجھائے۔ ورنہ حال وہی ہوگا۔ جو کہ منصور ابنِ حلاج کا ہوا تھا) پس اس امر کا فہم اسی وقت ہی ممکن ہوسکتا ہے۔ کہ! جب نہ فہم رہے۔ نہ صاحبِ فہم اور نہ مفہوم۔ یا پھر اِن تین مراتب میں سے کسی مقام و مرتبہ کا مکمل وقوف و ادراک رکھتا ہو۔ علم الیقین۔ عین الیقین۔ اور حق الیقین۔ (لہذا) اگر کسی کی سمجھ میں یہ باتیں آئیں۔ تو فبہا۔ ورنہ یہ تمام باتیں زندقہ والحاد اور کفر کی سی لگتی ہیں۔

اعوذ بالله. استغفر الله. لاحول ولا قوة الا با لله .یا هادی اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين انعمت عليهم۔

حقیقتِ توحید کے ضمن میں یہ کمترین عبدالرؤف البلوشی قارئین کی خدمت میں عرض گزار ہے۔ عام لوگ توحید کے معنی، مفاہیم اور تفصیل کو جس قدر سہل سمجھتے ہیں۔ باخدا حقیقتِ توحید کے اسباق کی شناسائی اور وقوف و ادراک کو حاصل کرنا اُتنا ہی مشکل اور بعید اَز قیاس ہے۔ علمائے کرام اور عوام الناس نے تو صرف اللہ تعالیٰ کی وحدت کو ہی توحید سمجھ لیا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی یکتائی کو سمجھنا بھی آسان کام نہیں ہے۔ یہ تو اُن لوگوں (اولیائے عظام اور مقربینِ خدا) کا خاصہ ہے۔ کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام و اکرام فرمایا ہے۔ یاد رہے۔ کہ! اولیائے عظام اور علمائے کرام کے فہم و فراست، شناسائی حقیقتِ حق اور وقوف و ادراک میں زمین و آسمان کے جیسا امتیاز پایا جاتا ہے۔ کیونکہ! ایک عالم کو قال سے جبکہ ایک ولی کو حال کی بصیرت حاصل ہوا کرتی ہے۔ لہذا علمائے کرام صرف قیل و قال پر ہی اکتفا کئے ہوئے ہیں۔ (بقولِ حضرت سلطان باہوؒ)

پڑھ پڑھ علم ہزار کتاباں عالم ہُوئے بھارے ہو
اِک حرف عشق دا پڑھن نہ جانن بُھلے پھرن بچارے ہو
لکھ نگاہ جے عالم دیکھے باہوؒ کِسے نہ کدھی چاہڑے ہو
اِک نگاہ جے عاشق دیکھے لکھ ہزاراں تارے ہو
عشق عقل وچ منزل بھاری، سَے کوہاں دے پاڑے ہو
جنہاں عشق خرید نہ کیتا باہوؒ، اوہ دوہیں جہانیں مارے ہو

(بقولِ حضرت سلطان بابا بلھے شاہ شطاری قادریؒ)

الف اللہ دِل رَتّا میرا　　مینوں ''ب'' دی خبر نہ کوئی
''ب'' رھیا کجھ سمجھ نہ آوے　　الف دی لذت آئی
ع تے غ دا فرق نہ جاناں　　ایہہ گل الف سمجھائی بلھا
قول الف دے پورے　　جیہڑے دل دی کرن صفائی

جبکہ اولیائے ذی اکرام قرآن و حدیث کے باطنی علوم و فنون کے ساتھ ساتھ باطنی حقائق و معارف کی حقیقت سے بھی واقف و شناسا ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ جب ایک مسلمان مومن بن کر عرفانِ الٰہی حاصل کرتے ہوئے عشقِ الٰہی میں محو و مستغرق ہوتا ہے۔ تو اس کی زبان سے عجیب و غریب کلمات

کا صدور ہوتا ہے۔ ہاں البتہ اتنا سمجھ لو۔ کہ ''**حق الحقیقت**'' انسانِ کامل یعنی مومن ہونے سے ہی مراد ہے۔ جو کہ کسی عبارت، کسی نظیر و مثال میں یا کسی کے وہم و تصور و تخیل میں قطعاً نہیں آ سکتا۔ اور نہ ہی کسی اشارے و کنایہ سے کسی کو خبردار یا ہوشیار کیا جا سکتا ہے۔ سچے عاشقانِ الٰہی کے لبوں سے جب اسرار و رموز نکلتے ہیں۔ تو لوگ عدم واقفیت کی بناء پر اُن پر کفر کے فتوے داغ دیتے ہیں۔ بقول حضرت بابا بلھے شاہؒ !

بلھیا عاشق ہویوں رب دا ملامت ہوئی لاکھ　　تینوں کافر کافر آکھدے توں آہو آہو آکھ
بلھے شاہ چل اوتھے وسیے جتھے سارے ہون اَنّھے　　نہ کوئی ساڈی قدر پچھانے نہ کوئی سانوں منّے

اسی طرح سے یہ کیفیت و طبیعت اور حال کسی تحریر و تقریر میں بھی نہیں سما سکتا۔ (یاد رہے۔ کہ!) اولیاء اللہؒ سے کچھ ایسے الفاظ (جو کہ اِسی مضمون میں آگے آ رہے ہیں) کا صدور بھی ہوا ہے۔ کہ! جنہیں سکریہ اقوال یا شطحیات سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ظاہری طور پر ایسے الفاظ یا جملے اگر بولے جائیں۔ تو یہ صریح کفر و شرک پر مبنی ہوں گے۔ مگر یاد رہے۔ کہ اولیاء اللہ کا ایسے الفاظ یا جملے کہنے پر کفر و الحاد یا شرک و کبیرہ گناہوں کے فتوے داغنے سے پہلے ہمیں دو احادیث کو (کہ **1۔ جب بندہ میرا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ تو میں اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں۔۔۔ پاؤں بن جاتا ہوں۔۔۔**۔ (یہ حدیثِ قدسی اسی باب کے شروع میں مکمل دی گئی ہے) **2۔ مومن کی فراست سے ڈرو۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔۔۔**) کو ملوظ ذہن رکھنا ہوگا۔ چند اقوال سکریہ و شطحیات یہ ہیں۔ جیسے کہ! آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ **من رانی فقد رای الحق** ۔ یعنی جس نے مجھے دیکھا۔ اس نے حق دیکھا (صحیح بخاری) اسی طرح سے حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا تھا۔ کہ! **سبحانی ما اعظم** (یعنی میں سبحان ہوں۔ میری کیسی بڑی شان ہے) اسی طرح سے حضرت منصور حلاج نے فرمایا تھا۔ کہ! **انا الحق** (یعنی مَیں (ہی صرف اور صرف) حق ہوں۔ اسی طرح سے حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا تھا۔ کہ! **لیس فی جبتی سوی اللہ** (یعنی میرے جبہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں) اسی طرح سے حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ نے فرمایا تھا۔ کہ! **انا اقل من ربی بسنتین** (یعنی میں اپنے رب تعالیٰ سے (فقط) دو سال چھوٹا ہوں) اسی طرح سے ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ! **لا فرق بینی و بین ربی. الا افی تقدمت با لعبو دیة** (یعنی مجھ میں اور میرے پروردگار میں کچھ فرق نہیں۔ اگر ہے تو صرف یہی کہ! مَیں نے عبادت و بندگی میں سبقت پیش قدمی کی) اسی طرح سے حضرت ابو بکر شبلیؒ نے فرمایا۔ کہ! **انا اقول وانا اسمع و ھل فی الدارین غیری** (یعنی مَیں ہی کہتا ہوں۔ اور مَیں ہی سنتا ہوں۔ اور میرے سوا دونوں جہانوں میں کون ہے) اِسی طرح کے دیگر بھی کئی سکریہ اقوال و شطحیات کتابوں میں موجود ہیں۔ مگر ہم انہیں پر اکتفاء کرتے ہیں۔ جاننا چاہیئے۔ کہ! اَب ہمارے پاس کونسا ایسا پیمانہ (**Measuring Parameter**) موجود ہو۔ کہ! جس سے ہمیں یہ معلوم ہو سکے۔ کہ! فلاں بزرگ کا یہ قول بحالتِ سکر صادر ہوا یا بحالتِ جذب۔ یا پھر یہ اُس کے ذہن کی اختراع ہے۔ تو ایسے موقع پر ہمارے پاس سب سے اہم چیز شریعت و طریقت کی مکمل پاسداری، ولایت میں اُس کا کمال اور بزرگی میں اُس کا بے مثال ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ! سب سے زیادہ مشہور و معروف شطحیہ قول یعنی سکریہ قول حضرت منصور ابنِ حلاج کا ہے۔ کہ جنہوں نے نعرہء ''**انا الحق**'' عوام و خواص کے سامنے برملا کہا۔ تاریخِ تصوف کو اگر ہم بغور دیکھیں۔ تو ہمیں پتا چلے گا۔ کہ حضرت موصوفؒ ولیءکامل، متقی، نہایت عبادت گزار، خاموش طبع اور حلم و صبر و علم و شکر کا عظیم شاہکار تھے۔ بلکہ کرامتوں کی بھرپور فیکٹری تھے۔ اُن سے بے شمار کرامات اور خوارق العادات عجائبات کا ظہور ہوتا تھا۔ (بہرحال ہم دوبارہ اپنے موضوع کی طرف لوٹتے ہیں)

کوئی عبادت کی چاہ میں رویا　　کوئی عبادت کی راہ میں رویا

یاد رہے۔ کہ! عقیدہء توحید کو سمجھنے کے لئے قرآنِ کریم پورا کا پورا ہی نازل ہوا ہے۔ لیکن سورہء اخلاص میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت جس قدر پیارے اسلوب و انداز میں بیان ہوئی ہے۔ شاید ہی کہیں اور کسی سورہ یا آیت میں ہو۔ اور علامہ اقبالؒ تفسیر سورہ اخلاص (جو کہ انہوں نے حضرت سیدنا صدیقِ اکبرؓ کو خواب میں دیکھنے کے بعد) منظوم فارسی زبان میں تحریر فرمائی۔ سورۂ اخلاص کا یہ خلاصہ واقعتاً اپنے اندر بہت ہی زیادہ رموز و اسرار سموئے ہوئے ہے۔ اس کے چند اشعار پیشِ خدمت ہیں۔

گفتمش ای خاصہء خاصانِ عشق　　عشق تو سر مطلع دیوان عشق
پختہ از دستت اساس کارِ ما　　چارہ ئی فرما پی آزارِ ما
گفت تا کی در ہوس گردی اسیر　　آب و تاب اِز سورہ اخلاص گیر

ترجمہ :مَیں نے کہا۔ آپؓ کا عشق خاص الخاص ہے۔ آپؓ کا عشق، دیوانِ عشق کا مطلع (یعنی پہلا شعر) ہے۔ آپؓ کے ہاتھوں ہی ہمارے معاملات کی بنیاد مضبوط ہوئی۔ آپؓ ہمارے درد کا بھی کوئی چارہ فرما دیجیئے۔ (میری گزارش پر جواباً حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے

فرمایا۔ کہ!) تُو کب تک حرص وہوس کا اسیر (قیدی) رہے گا۔ تجھے تو سورہ اخلاص سے روشنی حاصل کرنی چاہیئے۔

آنکہ نام تو مسلمان کردہ است اَز دوئی سوی یکی آوردہ است
خویشتن را ترک و افغان خواندہ ئی وای بر تُو آنچہ بودی ماندہ ئی

ترجمہ: وہ ذات کہ جس نے تیرے نام مسلمان رکھا ہے۔ وہ تجھے دوئی (شرک) سے وحدت کی طرف لائی ہے۔ لیکن تُو تو خود کو تُرک اور افغان کہلانا پسند کرتا ہے۔ افسوس تجھ پر کہ تُو کبھی جو تھا۔ اَب وہ نہیں۔

یک شو و توحید را مشہود کن غائبش را اَز عمل موجود کن
لذتِ ایمان فزاید در عمل مُردہ آں ایمان کہ ناید در عمل

ترجمہ: تم ایک ہوجاؤ۔ اور توحید (اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور تمام مسلمانوں کا یک جان ہوجانا) کا اظہار کردو۔ پھر اپنے عمل سے غائب کو موجود کردو۔ ایمان کی لذت (مزہ اور سرور) عمل کرنے سے بڑھتی ہے۔ مُردہ ہے وہ ایمان، کہ جس میں عمل نہ ہو۔

گر بہ اللہ الصمد دل بستہ ئی اَز حد اسباب بیرون جستہ ئی
بندہء حق بندہء اسباب نیست زندگانی گردشِ دولاب نیست
مسلم استی بی نیاز اَز غیر شو اہلِ عالم را سراپا خیر شو

ترجمہ: اگر تم نے دل خدائے بے نیاز سے وابستہ کرہی لیا ہے۔ تو تُو سمجھ لے کہ اَب تُو اسباب کی حدود سے نکل چکا ہے۔ اس لئے کہ! اللہ تعالیٰ کا بندہ اسباب کا بندہ نہیں۔ اور زندگی رہٹ (رہٹ یعنی وہ چکر کہ جس کے چلنے سے کنویں سے پانی نکالا جاتا ہے) کا چکر نہیں ہے۔ اگر تو تُو (واقعی) مسلم ہے۔ تو غیر (اَز خدا) سے بے نیاز ہوجا۔ اور دنیا والوں کے لئے سراپا خیر ہوجا۔ (بقول اقبال)

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی
☆ خوار اَز مہجورہ قرآن شدی شکوہ سنج گردش دوران شدی
ای چو شبنم بر زمین افتندہ ئی در بغل داری کتاب زندہ ئی
تا کجا در خاک می گیری وطن رخت بردار و سر گردون فگن

ترجمہ: تیری ذلت ورسوائی کا سبب تو (صرف اور صرف) یہ ہے۔ کہ! تو نے قرآن چھوڑ دیا۔ اور زمانے کی گردش کے شکوے کرنے لگا۔ اے شبنم کی طرح زمین پر گرنے والے۔ تیرے پاس ایک زندہ کتاب (ہدایت فراہم کرنے والی کتاب یعنی قرآنِ پاک) موجود ہے۔ (اس کتاب کے ہوتے ہوئے بھی) تُو آخر کب تک یونہی خاک نشیں رہے گا۔ اُٹھ۔ اَب اپنا رختِ سفر باندھ۔ اور آسمان کی بلندیوں کو (اپنے ہاتھوں اور جسم وجان کے ساتھ) چھو لے۔

تندیء بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب! یہ تو چلتی ہے، تجھے اونچا اُڑانے کے لئے

دینِ اسلام کا تصوف سے تعلق :

یہ دینِ اسلام جس میں ہمارے لئے زندگی کے تمام مسائل کا حل بعین موجود ہے۔ درحقیقت چار حصص پر مشتمل ہے۔

1۔ عقائد۔ 2۔ عبادات۔ 3۔ معاملات۔ 4۔ اخلاقیات۔

اَب اگر ہم اِن چاروں حصص کا بغور مطالعہ کریں تو ہمیں یہ پتا چلے گا۔ کہ! عقائد میں ایمانیات، عبادات میں خمس اراکینِ اسلام، معاملات میں حقوق (حقوق العباد، معاشرے کے حقوق۔۔) اور اخلاقیات میں تزکیہء نفس، باطن کی اصلاح اور سیرت وکردار کو سنوارنا شامل ہے۔

ایک اور اہم ترین حدیثِ نبوی ﷺ :

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں۔ کہ! ایک دن مسجد نبوی ﷺ میں کسی شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ ! فلاں عورت کا زیادہ نمز، روزے اور کثرتِ صدقہ وخیرات کی وجہ سے بڑا چرچا ہے۔ یعنی لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہ عورت بہت زیادہ عبادت کرتی ہے۔ اور کثرت سے صدقہ وخیرات کرتی رہتی ہے۔ لیکن وہ اپنی زبان کے ذریعے اپنے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا۔ کہ وہ دوزخ میں جائے گی۔

یعنی وہ عورت چونکہ اپنی زبان اور گالم گلوچ کے ذریعے سے اپنے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ اس لئے وہ دوزخ میں ڈالی جائے گی۔ اور باوجودیکہ نماز، روزہ اور صدقہ وخیرات افضل ترین عبادات میں سے ہیں۔ لیکن اس کی عبادتیں بھی اس کے گناہ کا کفارہ نہیں ہوں گی۔ اس شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ ! فلاں (یعنی ایک دوسری) عورت کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ کہ وہ بہت کم روزے رکھتی ہے۔ بہت کم صدقہ دیتی ہے۔ اور بہت کم نماز پڑھتی ہے۔ اور حقیقت میں اس کا صدقہ وخیرات قروط (سوکھی دہی۔ پنیر) کے چند ٹکڑوں سے آگے نہیں بڑھتا۔ لیکن وہ اپنی زبان کی وجہ سے اپنے ہمسائیوں کو تکلیف نہیں پہنچاتی۔ (تو) آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ وہ عورت جنت میں جائے گی۔ (احمد۔ بیہقی)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ کہ! حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ کہ! ایک مرتبہ ہم نبی مکرم ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھے۔ ہم میں سے کچھ لوگ تو روزہ دار تھے۔ اور کچھ لوگ بغیر روزہ کے تھے۔ جب ہم ایک منزل پر اُترے۔ تو گرمی کا دن تھا۔ جو لوگ روزہ سے تھے۔ وہ گر پڑے۔ اور جو لوگ روزہ سے نہیں تھے۔ وہ مستعد رہے۔ چنانچہ اُنہوں نے خیمے کھڑے کئے۔ اور اُونٹوں کو پانی پلایا۔ آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا۔ کہ روزہ رکھنے والوں نے آج ثواب کا میدان جیت لیا۔ (**مختصراً یہ کہ! عبادت سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ مگر خدمتِ خلق سے خدا ملتا ہے**)

مزید برآں یہ کہ! قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں آنحضرت رسالت مآب ﷺ کے بعثت کے چار مقاصد بیان فرمائے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! وہی (اللہ) جس نے امیوں میں ایک رسول ﷺ اِنہی میں سے مبعوث فرمایا۔ جو انہیں اِس (قرآن) کی آیات پڑھ کر سناتا ہے۔ اور اِن کا تزکیہ (نفس) کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم فرماتا ہے۔ اگر چہ وہ اِس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (قرآن 62-2)

یاد رہے کہ! تصوف کی ابتداء بعثتِ نبوی ﷺ کے ساتھ ہی ہوگئی تھی۔ جیسا کہ ابھی بیان ہوا ہے کہ! ہادیء برحق ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی آیات (کو سمجھ اور اِن پر عمل کر کے) کی تلاوت، تزکیہ نفس اور قرآن وحکمت کی تعلیم سے آراستہ کرنا ہے۔ تا کہ اخلاقِ حسنہ کی تعمیر وتکمیل ہو جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان ﷺ کو خلقِ عظیم کا مالک بنایا ہے۔ (**انک لعلی خلق عظیم** o) بعثتِ نبوت اور اظہارِ نبوت کے کچھ عرصے بعد اللہ تعالیٰ نے سورہ مزمل نازل فرمائی تو اِس کی پہلی 11۔ آیات میں تزکیہ نفس کے لئے ہدایات دی گئی ہیں۔ جنہیں (**سورہ مزمل** کی اِنہیں گیارہ آیات آیات کو) اگر تصوف کا ماٰخذ، نچوڑ اور خلاصہ کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ سورہ مزمل کی اِنہیں گیارہ آیات کا یہاں پر ترجمہ دیا جا رہا ہے۔

☆ اے کپڑا اوڑھنے والے! رات کو (اللہ تعالیٰ کی عظیم المرتبت بارگاہ میں) کھڑے رہا کریں مگر کم۔ آدھی رات یا اِس سے کچھ کم کرلو یا اِس سے کچھ (زیادہ) بڑھالو۔ (یعنی شب بیداری اختیار کریں)

☆ اور قرآنِ پاک کو خوب ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کیا کریں۔ بے شک! ہم آپ ﷺ پر ایک بھاری کلام نازل کرنے والے ہیں۔ (ترتیل یعنی کہ! اللہ تعالیٰ کے کلام میں غور وفکر، فہم وفراست اور ادراک کا حصول ہے۔ اور کلام پاک کا اثر قلب پر وارد ہو۔)

☆ درحقیقت رات کا اُٹھنا، نفس پر قابو پانے کے لئے بہت کارگر ہے۔ اور بہت سیدھا کرنے والا ہے بات کو۔ (نوافل بالخصوص **تہجد** پڑھ کر نفسِ امارہ کو مغلوب کرنا، کیونکہ جو شخص رات کو اپنی نیند خراب کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے اُٹھ کر تازہ وضو کر کے نہایت عاجزی وانکساری اور خشوع وخضوع سے نوافل پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں محو ہو جاتا ہے۔ وہ لازماً اللہ تعالیٰ کا حقیقی قرب حاصل کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے کہ! پس جو شخص اپنے رب سے ملاقات کا آرزو مند ہو تو اُسے چاہیئے کہ وہ نیک اعمال بجا لائے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔)

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

☆ بے شک دن کے اوقات میں تو آپ ﷺ کے لئے بہت سی مصروفیات ہیں۔ (یعنی کہ دن کے اوقات میں دنیاوی معاملات کو سرانجام دیا جائے۔ رزق وروزی کی طرف توجہ ہو، اہل بیت کی کفالت، حقوق العباد کی طرف دھیان ہو وغیرہ۔۔)

☆ اور اپنے رب کے نام کا (خوب) ذِکر کیا کرو۔ (یعنی کہ! اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے۔ **الذین امنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ ط الا بذکر اللہ تطمئن القلوب**۔ (سورہ رعد آیت 28) جو ایمان لائے اور ان کے دِل اللہ جل شانہ کے ذِکر سے مطمئن ہو گئے۔ سنو! اللہ تعالیٰ کے ذِکر سے ہی دل کا اطمینان (چین، سکون، آرام، قرار) ہوسکتا ہے۔

☆۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ! **ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا و نحشرہ یوم القیمۃ اعمیٰ** o (سورہ طٰہٰ آیت 124) جس نے میرے ذکر سے منہ موڑا۔ اس کی روزی تنگ ہو جائے گی اور اس کو (ہم) قیامت کے دن اندھا اُٹھائیں گے۔

مؤلف کی رائے :

ان آیات و احادیثِ نبویہ ﷺ کو یہاں پیشِ خدمت کرنے کی غرض و غایت بھی یہی ہے۔ کہ جب دائمی ذکر ہی محبت و مودت الٰہی کا سبب ہے۔ اور اللہ جل شانہ کامل محبت، عبودیت، تعظیم، تکریم و اجلال کا سب سے بڑھ کر مُستحق ہے۔ تو اس کا ذِکر بندے کے لئے جُملہ اشیاء و ضروریاتِ حیات میں سب سے مُقدم ہونا لازمی ہے۔ تا کہ ایسا شخص رحمتِ رحمانی اور فیوضات و انعاماتِ ربانی سے مستفید و متنفع اور مفید ہونے کا مستحق قرار پا سکے۔ آمین۔

سوداگری نہیں، یہ عبادت خُدا کی ہے
اے بے خبر! جزاء کی تمنا بھی چھوڑ دے

اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے حق و سچ کتابِ مبین قرآنِ حکیم میں اہلِ ایمان کے لئے فرمایا ہے کہ! **یٰایھاالذین آمنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکراللہ** ج **ومن یفعل ذلک فاولئک ھم الخسرون** (سورہ المنافقون۔ آیت 9) اے ایمان والو! تمھارے مال اور تمھاری اولاد تمھیں اللہ تعالیٰ کے ذِکر سے غافل کر نہ دیں اور جو ایسا کریں وہی نُقصان اُٹھانے والے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ، نبی آخر الزمان حضرت رسالت مآب ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ! میں اپنے بارے میں بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں جب کہ وہ میرا ذکر کرتا ہے اگر وہ تنہائی میں میرا ذکر کرے تو میں بھی تنہائی میں اسکا ذکر کرتا ہوں۔ اور اگر وہ محفل میں میرا ذکر کرے تو میں اُس محفل میں اسکا ذکر کرتا ہوں جو اسکی محفل سے زیادہ بہتر ہوتی ہے۔ اور اگر وہ ایک بالشت کے برابر میرے قریب آئے تو میں چار ہاتھ کے برابر اسکے قریب ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ چل کر میرے پاس آئے تو میں دوڑ کر اس کے پاس آتا ہوں (صحیح بخاری و مسلم)

حدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے۔ کہ! حضرت عبداللہ بن بسرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے (بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر) عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! اسلام کی تعلیمات بہت زیادہ ہیں۔ آپ ﷺ مجھے کسی ایسی چیز کے بارے میں بتائیں جسے میں باقاعدگی سے اختیار کر لوں۔ نبی اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا (کہ) تمھاری زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذِکر سے تر رہنی چاہیئے۔

☆ اور سب سے کٹ کر اُسی (ربِ متعال) کے ہو رہو۔ (یعنی رجوعِ الی اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے حقیقی محبت کی جائے اور تمام رشتوں ناطوں پر اللہ تعالیٰ کے قرب و تعلق کو فوقیت دی جائے۔ صحیحین کی واضح حدیث ہے کہ! تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ میں (آپ ﷺ) اس کے والد، اولاد اور سب لوگوں سے محبوب تر ہو جاؤں۔)

☆ وہی مشرق و مغرب کا (حقیقی) مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ لہذا اُسی کو اپنا کارساز بنا لو۔ (یعنی کہ! اِس دنیا کی ہر چیز کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ خود ہے۔ وہی **مسبب الاسباب** ہے۔ پھر کیوں نہ اُسی کو ہی اپنا وکیل اور کارساز بنایا جائے۔ لہٰذا دنیاوی اسباب کے پیچھے بھاگنے کے بجائے کیوں نہ اسباب پیدا کرنے والی ذات پر مکمل یقین و بھروسہ کیا جائے۔ کیونکہ صوفی ہمیشہ توکل و تقوٰی کے بلند مقام پر فائز ہو کر حقیقی صوفی بنتا ہے۔)

☆ اور جو باتیں لوگ (آپ ﷺ کے متعلق) بنا رہے ہیں۔ اِن پر صبر کریں۔ (یعنی کہ! اِس دنیا میں کوئی بھی شخص چاہے کوئی نیک عمل کرے یا بد، دنیا والے اُس پر نہ صرف باتیں بناتے ہیں بلکہ طرح طرح کی تہمتیں لگا کر بدنام کرتے ہیں۔ لہٰذا ہر بات پر صبر کرنا چاہیئے۔ دانا کو تو چاہیئے کہ ہر طاغوت کے مقابلے میں جو بھی تکلیف آئے اِس سے پریشان ہو کر ایمان کو کمزور نہیں ہونے دینا، بلکہ صبر و استقلال کی قوت سے ہر طاغوتی طاقت کا مقابلہ کرنا ہے۔ خواہ وہ میدانِ جنگ و جہاد ہو یا نفسانی و شہوانی خواہشات کے خلاف ہو۔ ہر میدان میں صبر و تحمل اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش و امتحان سمجھ کر حالات میں استقلال پیدا کرنا ضروری ہے۔)

☆ اور شرافت کے ساتھ اِن سے الگ ہو جائیں۔ (مخالفین و جہلاء سے نہایت عمدگی، خوش اخلاقی اور شائستگی کے ساتھ کنارہ کشی اختیار کر لینی چاہیئے۔ بجائے اِس کے کہ! اُن سے لڑائی جھگڑا کیا جائے۔ یا خواہ مخواہ اُن سے اُلجھا جائے۔)

☆ اور اِن جھٹلانے والے خوشحال لوگوں سے نمٹنے کا کام آپ ﷺ مجھ پر چھوڑ دیں۔ اور اِنہیں تھوڑی سی مہلت دے دیں۔ (یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر کوئی حق پر ہے اللہ و رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنے کے دوران ظلم و زیادتی کرے گا تو اللہ تعالیٰ خود اُن سے انتقام لے گا۔ اور ویسے بھی یہ بات بالکل واضح ہے کہ جس کسی نے اِس جہاں میں کسی کا حق مارا یا کسی کے ساتھ ناجائز برتاؤ روا رکھا تو اُسے لازمًا اگلے جہاں میں ضرور حساب دینا ہوگا)

تصوف کیا ہے ؟(تعارف ، تعریف اور توصیف در بیانِ تصوف)

عُلمائے متصوفین کی نظر میں تصوف کی تعریف ہر دور کی زمانے کے اعتبار سے کی گئی ہے۔ صوفیاء نے اپنے اپنے شوق و وجدان کے مطابق تصوف کی توضیح بیان کی ہے۔ اگر اِن تمام تعریفوں کو یکجا کر کے اِن کا مآخذ و نچوڑ نکالا جائے تو تو بالکل واضح ہو جائے گا کہ تصوف درحقیقت شریعت کے تمام پہلوؤں کا مکمل بیان ہے۔ چند صوفیاء کے اقوال تصوف کی تعریف وتوضیح میں یہاں بطور نمشتہ پیشِ خدمت ہیں۔

حضرت معروف کرخیؒ (م200ھ) تصوف کی یوں تعریف بیان فرماتے ہیں۔

☆ تصوف دراصل حقیقت کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ دقائق پر گفتگو کرنا اور مخلوق کے پاس جو کچھ ہے اِس سے نا اُمید ہو کر اللہ تعالیٰ پر مکمل یقین و بھروسہ رکھنا۔

حضرت ذوالنون مصریؒ (م245ھ) تصوف کی یوں تعریف بیان فرماتے ہیں۔

☆ تصوف دراصل یہ ہے کہ تمام کائنات میں اللہ تعالیٰ کو پسند کرنا۔ اور اِس کے تمام احکامات کے مطابق مستقل رہنا۔

حضرت خواجہ سری سقطیؒ (م257ھ) تصوف کی یوں تعریف بیان فرماتے ہیں۔

☆ تصوف دراصل معرفت الٰہی کا نام ہے۔

حضرت سلطانُ العارفین بایزید بُسطامیؒ (م261ھ) تصوف کی یوں تعریف بیان فرماتے ہیں۔

☆ تصوف یہ ہے۔ کہ اپنے اوپر آسائش (یعنی دنیاوی عیش وعشرت) کا دروازہ بند کر کے مجاہدہ (نفس کے خلاف جہاد) اختیار کیا جائے۔

حضرت ابوحفص حدادؒ (م265ھ) تصوف کی یوں تعریف بیان فرماتے ہیں۔

☆ تصوف دراصل مکمل ادب ہے۔ جو ادب کو ضائع کرے وہ قربِ الٰہی اور قبولیت سے دور جا پڑتا ہے۔ اور بالآخر مردود ہو جاتا ہے۔

حضرت سیدالطائفہ جنید بغدادیؒ (م298ھ) تصوف کی یوں تعریف بیان فرماتے ہیں۔

☆ تصوف مستقل مجاہدہ نفس کا نام ہے۔

حضرت خواجہ دینوریؒ (م299ھ) تصوف کی یوں تعریف بیان فرماتے ہیں۔

☆ تصوف یہ ہے کہ اسرار کو مصفّٰی رکھا جائے۔ اسرارِ شریعت میں قطعًا مغالطہ نہ رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا میں ہمیشہ راضی رہا جائے۔ اور لوگوں میں محبت رکھنا تصوف ہے۔

حضرت ابوالحسن نوریؒ (م286ھ) تصوف کی یوں تعریف بیان فرماتے ہیں۔

☆ تصوف نہ رسوم میں ہے۔ اور نہ فقط علوم میں ہے۔ بلکہ یہ تو سراسر اخلاق ہے۔ رسم ہوتا تو صرف مجاہدہ سے حاصل ہو جاتا۔ علم ہوتا تو فقط تعلیم سے حاصل ہو جاتا۔

حضرت خواجہ محمد ابراہیم بن ادہمؒ (م303ھ) تصوف کی یوں تعریف بیان فرماتے ہیں۔

☆ تصوف دراصل، افعال پر ثابت قدم رہنا، اور نفس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُس کی مرضی پر چھوڑ دینا۔

حضرت احمد بن یحیٰی ابن الجلاءؒ (م306ھ) تصوف کی یوں تعریف بیان فرماتے ہیں۔

☆ تصوف ایک حقیقت ہے۔ اور اِس میں کوئی رسم نہیں۔ رسم انسان کے لئے ہے۔ اور حقیقت فقط اللہ تعالیٰ کے لئے۔ لہٰذا دنیا سے منہ پھیر لینا دراصل تصوف ہے۔

حضرت خواجہ ابوبکر شبلیؒ (م334ھ) تصوف کی یوں تعریف بیان فرماتے ہیں۔ تصوف یہ ہے کہ! سب کو چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کا ہو کر رہنا۔ غیر کے تصور سے بھی دل کو صاف رکھنا۔ بلکہ یوں سمجھنا کہ غیر کا تو کوئی وجود ہی نہیں۔

حضرت ابومحمد مرتعشؒ (م338ھ) تصوف کی یوں تعریف بیان فرماتے ہیں۔

☆ تصوف حسنِ خلق اور رجوعِ الی اللہ ہے۔

حضرت خواجہ ابوالعباس نہاوندیؒ (م366ھ) تصوف کی یوں تعریف بیان فرماتے ہیں۔

☆ تصوف دراصل اوامرونواہی پر صبر کرنے کا نام ہے۔

حضرت ابوالحسن حصریؒ (م391ھ) تصوف کی یوں تعریف بیان فرماتے ہیں۔

☆ تصوف دراصل قلب کو حق کی مخالفت سے بچانا اور تزکیہ نفس کرنے کا نام ہے۔

حضرت علی بن عثمان ہجویری ؒ (م 465 ھ) صاحب **کشف المحجوب** تصوف کی یوں تعریف بیان فرماتے ہیں۔

☆ تصوف دراصل اپنے اخلاق و معاملات کو صاف رکھنا اور ہر صفت صفا کو لازم رکھنے کا نام ہے۔ کیونکہ صوفی تو **قد افلح من تزکی** (بے شک وہ (خوش نصیب شخص) فلاح کو پہنچ گیا۔ جس نے پاکیزگی اختیار کی) کا حقیقی مظہر ہوتا ہے۔

حضرت عبدالکریم بن ہوازن القشیری ؒ (م 465 ھ) تصوف کی یوں تعریف بیان فرماتے ہیں۔

☆ تصوف دراصل کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی مکمل پابندی کرنے کا حقیقی مظہر ہوتا ہے۔

حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر الجیلانی والبغدادی ؒ (م 561 ھ) تصوف کی یوں تعریف بیان فرماتے ہیں۔

حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی ؒ (م 632 ھ) تصوف کی یوں تعریف بیان فرماتے ہیں۔ کہ!

☆ تصوف قولاً، فعلاً اور حالاً اتباعِ رسول ﷺ کا نام ہے۔

اگر ہم مذکورہ تمام تعریفات کو یکجا کریں تو بخوبی واضح ہوجائے گا کہ! یہ تمام تعریفیں ہر لحاظ و اعتبار سے شریعتِ محمدی ﷺ کے مختلف پہلوؤں کی مکمل عکاسی کرتی ہیں۔ لہٰذا یہ بات عین حقیقت ہے کہ تصوف دراصل شریعت ہی کا دوسرا نام ہے۔ یہ شریعت سے ہٹ کر کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔ اور صوفی سے مُراد صالح، متقی اور متبع شریعت انسان کو کہا جاتا ہے۔ حضرت حسن بصری ؒ (م110 ھ) اور حضرت سفیان ثوری ؒ (م161 ھ) کے عہد میں لفظ ''**صوفی**'' کا استعمال کیا گیا۔ اور سب سے پہلے صوفی حضرت ابوہاشم کوفی (م161 ھ) تھے۔ جو صوفی کے لقب سے ملقب ہوئے۔

بمطابق حضرت عبدالکریم بن ہوازن القشیری ؒ (م 465 ھ) رسالہ قشیریہ میں اور حضرت عبدالرحمان جامی ؒ اپنی یگانہ روزگار تالیف نفحات الانس ! ابوہاشم صوفی سے پہلے بھی بہت سے بزرگانِ دین ہوگزرے تھے۔ جو زہد، ورع، توکل، قناعت، تقوٰی، محبت اور دیگر دینی معاملات میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ لیکن سب سے پہلے لفظ صوفی سے ملقب ہونے والی شخصیت ابوہاشم کوفی (م 161 ھ) تھے۔ اِن سے پہلے اِس لفظ سے کسی کو موسوم نہیں کیا گیا۔

میری (ناچیز عبدالروف بلوچ کی) نظر میں شاید تصوف یا تعلیم تصوف کی یہ تعریف ہوگی۔ کہ وہ تمام تعلیمات (اقوال وافعال) جو کہ آنحضور سرورِ کائنات ﷺ نے اپنے صحابہ کرام ؓ (بالخصوص اصحابِ صفہ) کو وقتاً فوقتاً ارشاد فرمائے ہیں۔ تصوف کہلاتے ہیں۔ اور بعد میں یہی تعلیمات خلفائے راشدین ؓ اور اہلِ بیتِ اطہار ؓ سے ہوتی ہوئی تابعین و تبع تابعین تک پہنچیں۔ جن میں حضرت اویس قرنی، حضرت حسن بصری، خواجہ کمیل بن زیاد، مالک بن دینار سے ہوتی ہوئی خواجہ حبیبِ عجمی و فضل بن عیاض اور ثفیان ثوری ؒ سے سیدالطائفہ حضرت جنید بغدادی۔۔۔ تا حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ تک پہنچیں۔ یہ تمام تعلیمات ہی تصوف ہیں۔ (یہاں پر چند بزرگوں کے اسماء پر اکتفا کیا گیا ہے۔ ورنہ تو تابعین و تبع تابعین کی فہرست بہت لمبی ہے۔ طوالت کی وجہ سے احتراز کیا گیا ہے)

تصوف کے مشہور و معروف سلاسل طریقت میں میرے پیر و مرشد کو خلافت و اجازت کا حاصل ہونا :

تصوف میں کئی سلاسل طریقت ہیں۔ لیکن مشہور و معروف سلاسل سادسہ (6) یہ ہیں۔ قادریہ۔ نقشبندیہ۔ چشتیہ۔ سہروردیہ۔ قلندری اور اویسیہ۔ مجھے اس بات کی بے حد خوشی ہے۔ بلکہ اس بات پر بے جا فخر ہے۔ کہ! میرے مرشد و مربی کو ان چھ سلاسلِ طریقت اور اس کے علاوہ دیگر کئی سلاسلِ طریقت کی خلافت و اذن حاصل ہے۔ ان شجرہ جات کو مَیں نے خود ملاحظہ کیا ہے۔ جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔ قادریہ غوثیہ محبوبیہ۔ قادریہ حسینیہ شطاریہ محبوبیہ۔ قادریہ حسینیہ محبوبیہ۔ صدیقیہ محبوبیہ۔ فاروقیہ قادریہ محبوبیہ۔ عثمانیہ قادریہ محبوبیہ۔ قادریہ منوریہ محبوبیہ۔ شطاریہ محبوبیہ۔ فردوسیہ محبوبیہ۔ خلوتیہ شطاریہ محبوبیہ۔ سہروردیہ شطاریہ محبوبیہ۔ ہمدانیہ شطاریہ محبوبیہ۔ سہروردیہ زہگر پوشیہ محبوبیہ۔ چشتیہ نظامیہ سراجیہ نصیریہ محبوبیہ۔ نقشبندیہ محبوبیہ۔ مداریہ محبوبیہ۔ نقشبندیہ مجددیہ محبوبیہ۔ اِن سلاسل کے علاوہ دیگر کچھ سلاسل بھی ہیں۔ جو تاحال مَیں نہ دیکھ سکا۔ بہرحال! یہاں پر کچھ سلاسل کے پیرانِ عظام کے اسمائے گرامی (یعنی شجراتِ مبارکہ) میرے پیر و مرشد ؒ اور مجھ تک یہ ہیں۔ (یاد رہے۔ کہ!)

میرے پیر و مرشد کو حضرت صوفی سید مسعود علی شاہ ؒ سے خلافت و اذن حاصل ہے۔ اور حضرت صوفی سید مسعود علی شاہ ؒ کو کئی سلاسلِ طریقت مثل قادریہ، چشتیہ نظامیہ، چشتیہ صابریہ، سہروردیہ، قلندریہ، اویسیہ، وغیرہا میں خلافت و اجازت حاصل تھی۔ اپنے پیر و مرشد و ہادی برحق ؒ اور جناب ابوسعید گلشن شاہ صاحب کے توسط و توسل سے مجھ ناچیز (**محمد عبدالروف بلوچ کوئٹہ**) کو بھی تمام سلاسلِ طریقت میں خلافت و اجازت حاصل ہے۔ گو کہ میں (کمترین و ناچیز) بالکل نااہل و نالائق اور انتہائی گناہ گار شخص ہوں۔

نمبر شمار	سلسلہء عالیہ قادریہ محبوبیہ غوثیہ	سلسلہء عالیہ حسینیہ قادریہ شطاریہ	سلسلہء عالیہ چشتیہ صابریہ
01	سیدنا وسندنا محمد رسول اللہ ﷺ	سیدنا وسندنا محمد رسول اللہ ﷺ	سیدنا وسندنا محمد رسول اللہ ﷺ
02	سید علی المرتضی ؓ	سید علی المرتضی ؓ	سید علی المرتضی ؓ
03	حضرت خواجہ حسن بصریؒ	حضرت سید الشہداء حسین بن علیؓ	حضرت خواجہ حسن بصریؒ
04	حضرت خواجہ حبیب عجمیؒ	حضرت سید زین العابدینؓ	حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ
05	حضرت خواجہ سلطان داؤد طائیؒ	حضرت محمد باقرؒ	حضرت خواجہ فضیل ابنِ عیاضؒ
06	حضرت خواجہ معروف کرخیؒ	حضرت جعفر صادقؒ	حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادھمؒ
07	حضرت خواجہ سری سقطیؒ	حضرت موسیٰ کاظمؒ	حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہؒ
08	حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ	حضرت علی رضاؒ	حضرت خواجہ امین الدین ابی ہبیرہؒ
09	حضرت شیخ ابی بکر شبلیؒ	حضرت معروف کرخیؒ	حضرت خواجہ ممشاد علوی دینوریؒ
10	حضرت خواجہ واحد عزیز یمنیؒ	حضرت سری سقطیؒ	حضرت خواجہ ابواسحاق شامیؒ
11	حضرت خواجہ ابوالفرح طرطوسی	حضرت جنید بغدادیؒ	حضرت خواجہ سید احمد ابدال چشتیؒ
12	حضرت خواجہ علی ہنکاری مرعشیؒ	حضرت ابوبکر شبلیؒ	حضرت خواجہ ابومحمد زایدؒ
13	حضرت خواجہ ابوسعید مبارک المخزومیؒ	حضرت عبدالواحد تمیمیؒ	حضرت خواجہ سید ناصر دین یوسفؒ
14	حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	حضرت شیخ ابی الفرح طرطوسیؒ	حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ
15	حضرت نوراللہ نورالحق عین اللہ شاہؒ	حضرت خواجہ علی ہنکاریؒ	حضرت خواجہ مخدوم حاجی شریف زندنیؒ
16	حضرت سید عبدالجبار شاہؒ	حضرت ابوسعید المخزومیؒ	حضرت خواجہ عثمان ہرونیؒ
17	حضرت سید حسن شاہ ہوصوفیؒ	حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانیؓ	حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیریؒ
18	حضرت شیخ موسیٰ بیراگ شاہؒ	حضرت سید عبدالرزاق قادریؒ	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ
19	حضرت سید سیف اللہ شاہؒ	حضرت عبداللہ حسینیؒ	حضرت بابا دریدالدین مسعود گنج شکرؒ
20	حضرت خواجہ نہنیان شاہؒ	حضرت ابراہیم حسینی قادریؒ	حضرت خواجہ عالاؤالدین صابر کلیریؒ
21	حضرت خواجہ حلیم شاہ بھنڈاریؒ	حضرت جعفر احمد حسینی قادریؒ	حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی
22	حضرت شیخ قادر اولیاء اللہؒ	حضرت علی حسینی قادریؒ	حضرت خواجہ جلال الدین پانی پتیؒ
23	حضرت سید حاجی قاسم سغری شاہؒ	حضرت محمد قادریؒ	حضرت شیخ احمد عبدالحق رودلویؒ
24	حضرت وہاب شاہؒ	حضرت محمد عبدالغفار قادریؒ	حضرت شیخ محمد عارف احمد شاہؒ
25	حضرت اولیٰ حسین شاہؒ	حضرت محمود قادریؒ	حضرت شیخ محمد رودلوی چشتی صابریؒ
26	حضرت سید مظفر شاہؒ	حضرت عبدالرؤف القادریؒ	حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ
27	حضرت تقی شاہؒ	حضرت عبدالوہاب قادریؒ	حضرت جلال الدینؒ
28	حضرت اولوالیقین شاہؒ	حضرت شاہ قاضن قادریؒ	حضرت نظام الدین بلخیؒ
29	حضرت مقیم شاہؒ	حضرت شاہ ہدایت اللہ صوفی سرمست قادریؒ	حضرت سعید احمدؒ
30	حضرت گلاب علی شاہؒ	حضرت شیخ ظہور حاجی حضور قادریؒ	حضرت شیخ صادقؒ
31	حضرت بسم اللہ شاہؒ	حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری قادریؒ	حضرت شاہ احمد غریبؒ

32	حضرت تبارک اللہ شاہؒ	حضرت شاہ وجیہ الدین قادریؒ	حضرت شیخ اعظم قطب ثانیؒ
33	حضرت فضل معصوم علی (صلے علی شاہ)	حضرت شاہ عبداللہ حسینی قادریؒ	حضرت شاہ جمال رھبوئیؒ
34	حضرت سید محمود علی عرف قل ھواللہ شاہؒ	حضرت سید شاہ ہاشم دستگیر حسینی قادریؒ	حضرت شاہ حیات شیخ رہبرؒ
35	حضرت شیخ المشائخ پیر سید محبوب علی شاہؒ	حضرت شاہ برہان الدین حسینی قادریؒ	حضرت شاہ مظہر میرؒ
36	محمد عبدالروف القادری (کوئٹہ)	حضرت شاہ مرتضٰی حسینی قادریؒ	حضرت شاہ جمال علی شاہؒ
37	---------------------	حضرت شاہ وجیہ الدین ثانی حسینی قادریؒ	حضرت سید پیر مظفر علی شاہؒ
38	---------------------	حضرت شاہ محمد غوث حسینی قادریؒ	حضرت مولوی فتح العلیٰؒ
39	---------------------	حضرت شاہ عبداللہ ولی حسینی قادریؒ	حضرت پیر شاہ محی الدین چشتیؒ
40	---------------------	حضرت شاہ وجیہ الدین ثالث حسینی قادریؒ	حضرت سید پیر شبیر علی شاہؒ
41	---------------------	حضرت شاہ برہان الدین ثانی حسینی قادریؒ	حضرت سید پیر غلام احمد شاہؒ
42	---------------------	حضرت شاہ حبیب اللہ حسینی قادریؒ	حضرت سید پیر محمد شاہؒ
43	---------------------	حضرت شاہ محمد عبداللہ مسافر صحرائی حسینی قادریؒ	حضرت شیخ المشائخ پیر سید محبوب علی شاہؒ
44	---------------------	حضرت شاہ صوفی مسعود علی حسینی قادریؒ	محمد عبدالروف چشتی صابری (کوئٹہ)
45	---------------------	حضرت پیر سید محبوب علی شاہ حسینی قادریؒ	---------------------
46	---------------------	محمد عبدالروف شطاری قادری (کوئٹہ)	---------------------

دیگر تین سلاسل کی تفصیل یہ ہے۔

نمبر شمار	سلسلہء عالیہ سہروردیہ محبوبیہ غوثیہ	سلسلہء عالیہ چشتیہ نظامیہ نصیریہ محبوبیہ	سلسلہء عالیہ نقشبندیہ (مجددی)
01	سیدنا وسندنا محمد رسول اللہ ﷺ	حضرت سیدنا وسندنا محمد رسول اللہ ﷺ	سیدنا وسندنا محمد رسول اللہ ﷺ
02	حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؓ	حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؓ	سید ابوبکر صدیقؓ
03	حضرت خواجہ حسن بصریؒ	حضرت خواجہ حسن بصری	حضرت سلمان فارسیؓ
04	حضرت خواجہ حبیب عجمیؒ	حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ	حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ
05	حضرت خواجہ داؤد طائیؒ	حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ	حضرت جعفر بن باقرؓ
06	حضرت خواجہ معروف کرخیؒ	حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادھمؒ	حضرت بایزید بسطامیؒ
07	حضرت خواجہ سری سقطیؒ	حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشیؒ	حضرت ابوالحسن خرقانیؒ
08	حضرت سید الطائفہ جنید بغدادیؒ	حضرت خواجہ امین الدین ابی ہبیرہ بصریؒ	حضرت ابوالقاسم گرگانیؒ
09	حضرت خواجہ ممشاد علوی دینوریؒ	حضرت خواجہ ممشاد علو دینوریؒ	حضرت خواجہ ابوعلی فارمدیؒ
10	حضرت خواجہ احمد اسود دینوریؒ	حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتیؒ	حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانیؒ
11	حضرت خواجہ ابوحفص و جہ الدینؒ	حضرت خواجہ ابواحمد ابدال چشتیؒ	حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ
12	حضرت خواجہ ابونجیب عبدالقاہر سہروردیؒ	حضرت خواجہ ابومحمد چشتیؒ	حضرت خواجہ محمد عارف ریوگریؒ
13	حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ	حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ	حضرت خواجہ عزیز علی رامیتنیؒ
14	حضرت خواجہ شیخ بہاؤالدین ملتانیؒ	حضرت خواجہ مودود چشتیؒ	حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ

15	حضرت خواجہ شیخ صدرالدین ملتانیؒ	حضرت خواجہ حاجی شریف زندنیؒ	حضرت خواجہ سید امیر کلالؒ
16	حضرت خواجہ ابوالفتح شیخ رکن الدین ملتانیؒ	حضرت خواجہ عثمان ہرونیؒ	حضرت خواجہ خواجگان بہاؤالدین بخاری نقشبندیؒ
17	حضرت خواجہ جہانیاں جہاں گشت بخاریؒ	حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ	حضرت خواجہ علاؤالدین عطارؒ
18	حضرت خواجہ بابا تاج الدینؒ	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی چشتیؒ	حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ
19	حضرت خواجہ رکن الدینؒ	حضرت خواجہ بابا فریدالدین گنج شکر اجودھنی چشتیؒ	حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ
20	حضرت خواجہ شیخ قاضنؒ	حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی چشتیؒ	حضرت مولانا محمد زاہدؒ
21	حضرت خواجہ ہدایت اللہ صوفی سرمستؒ	حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی چشتیؒ	حضرت مولانا محمد درویشؒ
22	حضرت خواجہ شیخ ظہور حاجی حضورؒ	حضرت خواجہ شیخ صدرالدین ناگوریؒ	حضرت مولانا خواجگی امکنگیؒ
23	حضرت خواجہ شیخ شاہ محمد غوث گوالیاریؒ	حضرت خواجہ شیخ فتح اللہ چشتیؒ	حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ دہلویؒ
24	حضرت خواجہ سید وجیہ الدین شاہ گجراتیؒ	حضرت خواجہ شیخ محمد عیسیٰ جونپوریؒ	حضرت امام مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ
25	حضرت خواجہ شاہ عبداللہ حسینیؒ	حضرت خواجہ میراں زاہد ولیؒ	حضرت خواجہ محمد معصومؒ
26	حضرت خواجہ سید شاہ ہاشم دستگیر بیجاپوریؒ	حضرت خواجہ شیخ قاضن چشتیؒ	حضرت مضمد سیف الدینؒ
27	حضرت خواجہ سید برہان الدین حسینی بیجاپوریؒ	خواجہ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست شطاری چشتیؒ	حضرت محمد محسن دہلویؒ
28	حضرت خواجہ سید شاہ مرتضیٰ حسینیؒ	حضرت خواجہ ظہور حاجی حضور شطاری چشتیؒ	حضرت نور محمد بدایونیؒ
29	حضرت خواجہ سید وجہ الدین حسینیؒ	حضرت خواجہ شاہ محمد غوث گوالیاری شطاری چشتیؒ	حضرت مظہر جانِ جاناں دہلویؒ
30	حضرت خواجہ شاہ محمد غوثؒ	خواجہ شاہ وجیہہ الدین گجراتی شطاری چشتیؒ	حضرت عبداللہ شاہ دہلویؒ
31	حضرت خواجہ سید شاہ محمد عبداللہ حسینیؒ	حضرت خواجہ سید شاہ عبداللہ حسینی شطاری چشتیؒ	حضرت ابی سعید احمدؒ
32	حضرت خواجہ سید شاہ وجیہ الدین ثالث حسینیؒ	حضرت خواجہ سید شاہ ہاشم پیر دستگیر چشتیؒ	حضرت احمد سعیدؒ
33	حضرت خواجہ سید برہان الدین ثانیؒ	حضرت خواجہ سید شاہ برہان الدین حسینی بیجاپوریؒ	حضرت دوست محمد قندہاریؒ
34	حضرت خواجہ سید شاہ حبیب اللہ حسینیؒ	حضرت خواجہ شاہ مریضیٰ حسینی بیجاپوریؒ	حضرت محمد عثمان دامانیؒ
35	حضرت خواجہ محمد عبداللہ مسافر صحرائیؒ	حضرت خواجہ سید شاہ وجیہہ الدین حسینیؒ	حضرت محمد سراج الدینؒ
36	حضرت صوفی سید مسعود علی شاہؒ	حضرت خواجہ سید شاہ محمد غوث حسینیؒ	حضرت پیر فضل علی شاہؒ
37	حضرت خواجہ پیر سید محبوب علی شاہ بخاریؒ	حضرت خواجہ سید شاہ محمد عبداللہ حسینیؒ	حضرت پیر کرم حسین شاہؒ
38	محمد عبدالرؤف سہروردی (کوئٹہ)	حضرت خواجہ سید شاہ وجیہہ الدین ثالث حسینیؒ	حضرت شیخ المشائخ پیر سید محبوب علی شاہؒ
39	----------------------	حضرت خواجہ سید شاہ محمد برہان الدین حسینیؒ	محمد عبدالرؤف نقشبندی مجددی (کوئٹہ)
40	----------------------	حضرت خواجہ سید شاہ حبیب اللہ حسینیؒ	----------------------
41	----------------------	حضرت خواجہ محمد عبداللہ مسافر صحرائیؒ	----------------------
42	----------------------	حضرت صوفی سید سعود علی شاہؒ	----------------------
43	----------------------	حضرت خواجہ سید شاہ محبوب علی شاہؒ	----------------------
44	----------------------	محمد عبدالرؤف چشتی نظامی (کوئٹہ)	----------------------

اپنے پیرو مرشد کے شجرہ ءطریقت کو یادرکھنے اور روزانہ پڑھنے کے فوائد:

یادرہے۔کہ! جو شخص جس سلسلہء عالیہ میں مرید (دستِ بیعت) ہو۔اسے چاہیئے۔کہ! وہ اپنے مرشدو مربی کے سلسلہ کو زبانی یاد کرلے۔ اس کے بعد جب بھی کسی مزر پر جانے کا موقع ملے۔وہاں پر فاتحہ مسنونہ پڑھ کر اپنے سلسلہ کو پیرو مرشد کے نام تک (یعنی اپنے مرشد کے شجرہ طریقت کو) ایک یا تین مرتبہ پڑھ لیا کرے۔تو وہ وہاں سے مستفیض و متفعع ہو کر لوٹے گا۔ان شاء اللہ۔کیونکہ! اس شخص کے سلسلہ کے پیرانِ عظام اُس کی روحانی طور پرضرور معاونت فرمائیں گے۔کیونکہ! ولی را ولی می شناسد (الجنس یمیل الجنس)

تکلیف کے صلے میں چار انعاماتِ الٰہیہ:

حضرت عمر فاروق ؓ فرمایا کرتے تھے۔کہ مجھے جب بھی کوئی تکلیف پہنچی۔تو اللہ تعالٰی کی طرف سے چار انعاماتِ الٰہیہ مِل جایا کرتے تھے۔

☆ کسی دینی معاملے میں کوئی تکلیف نہیں آئی۔ ☆ کوئی ایسی تکلیف نہیں آئی جو نا قابل برداشت ہو۔ ☆ کسی تکلیف پر میں رضائے الٰہی سے محروم نہیں رہا۔ ☆ مجھے ہر تکلیف پر اجر کا پکا یقین ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق ؓ فرماتے ہیں۔کہ! صبر و شکر دو اونٹ ہیں۔تو میں جس پر چاہتا۔بے دھڑک سوار ہو جایا کرتا۔

چار اقسام کی درست (صحیح) عبادات:

حضرت عمر فاروق ؓ کے بارے میں آتا ہے۔کہ آپ ؓ نے فرمایا مجھے چار اقسام کی عبادات میں مزا آتا ہے۔

☆ اللہ تعالٰی کے فرائض کی ادائیگی کے وقت۔ ☆ اللہ تعالٰی کی حرام کردہ چیزوں سے بچتے وقت۔

☆ ثوابِ الٰہی حاصل کرنے کے لئے لوگوں کو بھلائی کی تلقین کرتے وقت۔

☆ غضبِ الٰہی سے خوف کی خاطر لوگوں کو برے افعال سے منع کرتے وقت۔

چار چیزوں میں بھلائی:

حضرت عُثمانِ غنی ؓ نے فرمایا کہ میں نے پتہ لگا لیا کہ ساری بھلائی چار چیزوں میں پائی جاتی ہے۔

☆ نوافل پڑھ کر اللہ تعالٰی سے اظہارِ محبت کرتے رہنے میں۔ ☆ اللہ تعالٰی کے احکامات پر صبر سے کام لینے سے۔

☆ اللہ تعالٰی کی تقدیر پر راضی ہوئے رہنے سے۔ ☆ اللہ تعالٰی کی نظر میں ہونے کی وجہ سے حیا کرنے میں۔

بوقتِ نماز کیفیتِ حضرت علی المرتضٰی ؓ:

حضرت علی ؓ کے بارے میں ہے۔کہ (جب) نماز کا وقت آجاتا تو حضرت علی ؓ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔اور لرزہ طاری ہو جاتا۔(جب) آپ ؓ سے دریافت کیا جاتا۔کہ! اے امیر المؤمنین ؓ، کیا ہوا؟ تو فرماتے! یہ اُس امانتِ خُداوندی کو پیش کرنے کا وقت آ گیا ہے۔جسے اُٹھانے لے لئے اللہ تعالٰی نے آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں سے فرمایا تھا۔لیکن انہوں نے اُسے لینے سے پہلوتہی کی تھی۔وہ ڈر گئے تھے۔لیکن انسان نے اسے اُٹھا لیا۔ اب یہ معلوم نہیں۔کہ جو بوجھ میں نے اُٹھایا تھا۔اچھی طرح اُس کا حق (بھی) ادا کر دیا ہے یا نہیں؟

بھلائی چار چیزوں میں:

حضرت علی ؓ فرمایا کرتے ہیں۔کہ! بھلائی چار چیزوں میں پائی جاتی ہے۔خاموشی، بولنا، دیکھنا اور حرکت کرنا۔ چنانچہ فرمایا۔کہ!

☆ ہر ایسا بولنا کہ جس میں یادِ الٰہی (فاذکرونی) شامل نہ ہو (وہ بولنا) فضول ہوتا ہے۔

☆ ہر ایسی خاموشی جس میں غور وفکر کا موقع نہ ہو۔سہو کہلائے گی۔

☆ ہر ایسی نظر جس میں نصیحت حاصل کرنے کا مادہ نہ ہو۔غفلت شُمار ہوگی۔

☆ ہر ایسی حرکت جس کے ذریعے اللہ تعالٰی کی عبادت نہ ہو سکے، سُستی شُمار ہوگی۔

(لہذٰا) اللہ تعالٰی ایسے بندے پر رحم فرماتا ہے جو بولے۔تو!

☆ ذکرِ الٰہی کرے۔☆ خاموش ہو۔تو سوچے۔(یعنی تدبر و تفکر کرے، کیونکہ ایک لمحہ کا تفکر و تدبر ہزار سالہ عبادت سے افضل ہے)

☆ نظر کرے۔تو نصیحت (کے حصول) کے لئے۔

☆ اور حرکت کرے۔تو عبادت کے لئے۔اور پھر لوگ اُس کی زبان و ہاتھ کے شر سے محفوظ رہیں۔

اقوالِ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ ؓ :

جناب حضرت سیدنا شیخ ابو طالب مکی ؒ اپنی مشہورِ زمانہ تالیف قوت القلوب میں فرماتے ہیں۔ (جمع الجوامع میں مسندِ علی بن ابی طالب ؓ سے نقل ہے۔ کہ) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؓ سے مروی ہے۔ کہ!

☆ خواہش نفس اندھے پن کی شریک ہوتی ہے۔ ☆ توفیق یہ ہے۔ کہ حیرت کے وقت بندہ ٹھہر جائے۔

☆ غم کو دور کرنے والی سب سے بہتر شئے یقین ہے۔ ☆ جھوٹ کا انجام مُذمت ہے۔

☆ سچائی میں سلامتی ہے۔ ☆ بسا اوقات دور دکھائی دینے والا قریب سے بھی قریب تر ہوتا ہے۔

☆ اجنبی وہ ہے۔ جس کا کوئی دوست نہ ہو۔ ☆ بدگُمانی دوست سے دور کر دیتی ہے۔

☆ دوست (تو) وہ ہے۔ جو (دوست) کی عدم موجودگی میں بھی دوستی کی تصدیق کرے۔

☆ کسی کی عزت کرنا کتنی بہترین عادت ہے۔ ☆ حیا ہر اچھے و نیک کام کا سبب ہے۔

☆ سب سے مضبوط آڑ تقویٰ ہے۔ ☆ دُنیا میں تُمھارا حصہ اسی قدر ہے جو تُمھاری آخرت کے لئے بہتر ہو۔

☆ سب سے مضبوط سبب جس سے تُم اپنے نفس پر قابو پا سکو (درحقیقت) وہ تعلق ہے جو تُمھارے اور اللہ تعالیٰ کے مابین ہے۔

☆ رزق دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جس کی تلاش میں تم لوگ ہو۔ اور دوسرا وہ جو تُمھاری تلاش میں ہے۔ اگر تُم اِس (یعنی دوسرے والے رزق) کے پاس نہ آ سکو۔ تو وہ تُمھارے پاس خود ہی آ جائے گا۔

☆ اگر تُو ضائع و برباد ہونے والی اپنی کسی شئے پر جزع وفزع کرتا ہے تو پھر اس شئے پر ہرگز جزع وفزع مت کر جو ابھی تک تُجھے مِلی ہی نہیں۔

☆ جو گزر چکا۔ اس پر آنے والے معاملات پر استدلال کر۔ کیونکہ اُمور ایک دوسرے سے مُشابہ ہوتے ہیں۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! میرے ساتھ صِرف صاحبِ ایمان (ہی) محبت کرتا ہے۔ اور میرے ساتھ صِرف منافق (ہی) بغض رکھتا ہے۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ کا وصال سے پہلے (آخری) کلام یہ تھا۔ (کہ!) **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ نے فرمایا۔ کہ! آدمی کا بوڑھا ہو کر اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر کے مرنا بچپنے میں مرنے سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ جنت میں حساب کے بغیر داخل ہو۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ نے فرمایا۔ کہ! دنیا مُردار ہے۔ تو جو اس میں سے کچھ چاہے۔ اسے کتوں میں مل جانا برداشت کرنا چاہیئے۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ نے فرمایا۔ کہ! لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے متعلق سب سے زیادہ علم رکھنے والا وہ شخص ہے۔ جو **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** (ﷺ) والوں سے سب سے زیادہ پختہ محبت کرتا ہے۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ نے فرمایا۔ کہ! اپنے اعمال کی قبولیت کا اپنے عمل سے زیادہ اہتمام کرنے والے بنو۔ کیونکہ! تقوی کے ہوتے ہوئے کوئی (بھی) عمل قلیل نہیں۔ اور مقبول عمل کیونکر قلیل ہو سکتا ہے۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ نے فرمایا۔ کہ! قیامت کے دن دنیا اپنی پوری زیب و زینت کے ساتھ آئے گی۔ پھر عرض کرے گی۔ یارب! مجھے اپنے کسی ولی (دوست) کو ہبہ کر دے۔ تو اللہ عزوجل اسے (دنیا کو) فرمائے گا۔ تجھے تو کسی شئے کی طرف ہبہ نہیں کروں گا۔ (کیونکہ) تو اس مرتبے سے بہت حقیر ہے۔ کہ تجھے اپنے کسی ولی کو پیش کروں۔ پس اسے (دنیا کو) پرانے کپڑے میں لپیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ نے فرمایا۔ کہ! بندہ صِرف اپنے پروردگار سے اُمید رکھے۔ اور صرف اپنے گناہوں سے ڈرے۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ نے فرمایا۔ کہ! جاہل اس (بات) سے شرم نہیں کرتا۔ کہ اس سے وہ مسئلہ پوچھا جائے۔ جو اس کے علم میں نہیں۔ جبکہ عالم سے اگر وہ مسئلہ پوچھا جائے۔ جو اس کے علم میں نہیں۔ تو وہ اللہ تعالیٰ ''اعلم'' کہنے سے شرم نہیں کرتا۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ نے فرمایا۔ کہ! مجھے تم پر جس چیز کا سب سے زیادہ ڈر ہے۔ وہ ہے خواہش کی پیروی اور آرزو کی طوالت۔ (کیونکہ) خواہش کی پیروی حق سے پھیر دیتی ہے۔ اور آرزوؤں کی طوالت آخرت سے بے خبر کر دیتی ہے۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ نے فرمایا۔ کہ! کامل فقیہہ وہ ہے۔ جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ کرے۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف نہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی رخصت نہ دے۔ اور قرآنِ پاک کو بے رُغبتی سے چھوڑ کر کسی اور کام میں نہ لگ جائے۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ نے فرمایا۔ کہ! علم کے بغیر عبادت میں کوئی خیر نہیں۔ فہم کے بغیر علم میں کوئی خیر نہیں۔ اور غور وفکر کے بغیر تلاوت میں خیر نہیں۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ نے فرمایا۔ کہ! علم کے چشمے، رات کے چراغ، پرانے کپڑے والے اور صاف دلوں والے بن جاؤ۔ ان کی بدولت تمھیں ملکوتِ سماء میں پہچانا جائے گا۔ اور زمین میں تمھارا ذکر خیر ہوگا۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ نے فرمایا۔ کہ! اگر تم غمزدہ اور فوت شدہ بیٹے والے باپ کی طرح تڑپو۔ اور گوشہ نشین، پریشان حال عبادات گذاروں کی طرح زاری کرو۔ پھر تم اللہ تعالیٰ کے حضور قرب کی طلب کرو۔ اس کی خوشنودی کے حصول، اس کے دربار میں بلندی رتبہ کی چاہت یا گناہوں کی مغفرت کی نیت سے اپنے اموال واولاد سے بےتعلق (لاتعلق) ہوجاؤ۔ تو یہ تمھاری طلب کے مقابلے میں کم ہوگا۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ نے فرمایا۔ کہ! دل ظرف ہیں۔ اور ان میں سب سے اچھا وہ ہے۔ جو کہ زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ فرماتے ہائے ہائے! اور اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے فرماتے۔ کہ یہاں ایسا علم ہے۔ کاش کہ مجھے اس کے برداشت کرنے والا مل جائے۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ کی خدمت میں ایک دن فالودہ پیش کیا گیا۔ آپ ؓ نے اسے اپنے آگے رکھا۔ اور فرمایا۔ کہ تیری مہک اچھی، رنگ حسین اور ذائقہ اچھا ہے۔ لیکن مَیں پسند نہیں کرتا۔ کہ اپنے نفس کو اس چیز کی عادت ڈالوں۔ جس کا عادی نہیں۔ اور نہ کھایا۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ اپنی قمیص پر پیوند لگاتے۔ اور فرماتے۔ کہ پیوند لگا کپڑا پہننے سے عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ اور اس سے مومن مقتدا بنتا ہے۔ اور آپ ؓ اپنی قمیص کے بازوؤں سے انگلیوں کے سروں سے آگے بڑھنے والا کپڑا کاٹ دیتے۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ نے فرمایا۔ کہ! تقویٰ معصیت پر اصرار کو چھوڑنے اور طاعت پر مغرور ہونے کو ترک کرنے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ دنیا اور اس کی رونق سے مصیبت محسوس فرماتے۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ ہر چیز پر اپنے نفس کا محاسبہ فرماتے۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ کو وہی لباس پسند ہوتا۔ جو کہ بقدر کفایت چھوٹا ہوتا۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ کو وہی کھانا پسند ہوتا۔ جو سادہ ہوتا۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ دین کا درد رکھنے والے مسلمانوں اور مساکین کی تعظیم فرماتے۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ بہت تھوڑا سا ستاتے۔ اپنی ریش مبارک کو پکڑ لیتے۔ اور سانپ کی طرح لوٹتے۔ اور انتہائی غمگین آدمی کی طرح روتے۔ حتی کہ صبح ہو جاتی۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ دنیا کو مخاطب کر کے فرماتے۔ اے دنیا! (تُو) میرے علاوہ کسی اور کو دھوکہ دے۔ (کیونکہ) مَیں نے (تو) تجھے تین طلاقیں دے رکھی ہیں۔ تیری عمر تھوڑی، تیری ہم نشینی حقیر اور تیرا خطرہ بہت بڑا ہے۔ افسوس (کہ میرا) زاد، راہ قلیل، سفر زیادہ اور راستہ پر خطر (ہے)

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ فرماتے۔ (کہ) تین اعمال بہت سخت ہیں۔

نمبر 1۔ اپنی طرف سے حق دینا۔ نمبر 2۔ تیرا ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا۔ نمبر 3۔ مال سے بھائی کی مدد کرنا۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ فرماتے۔ کہ تُو نے اپنی دنیا سے جو پایا۔ اس پر زیادہ خوش نہ ہو۔ اور اس میں سے جو کچھ نہیں پایا۔ تُو اس پر افسوس نہ کر۔ کہ تجھے موت کے بعد کی فکر کرنی چاہیئے۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ فرماتے۔ کہ! اللہ تعالیٰ قرآن والوں سے اس کے دین کے بارے میں نرمی اور اس کی نافرمانیوں پر خاموشی ہرگز پسند نہیں کرتا۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ فرماتے۔ کہ! ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہیں۔ جو کہ اس کی اس سے حفاظت کرتے ہیں۔ جو ابھی مقدر میں نہیں۔ تو جب قدر آجائے۔ تو وہ درمیان سے ہٹ جاتے ہیں۔ اور بے شک اَجَل مضبوط ڈھال ہے۔

☆ حضرت علی شیرِ خدا ؓ یہ شعر پڑھتے اور فرماتے۔ کہ! جسے مرنا ہے۔ وہ تواضع کا زیادہ حق دار ہے۔ اور ایک آدمی کے لئے اپنی دنیا سے اسی قدر کافی ہے۔ جو کھالے۔ آدمی کو کیا ہوا؟ (کہ) اسے فکروں میں صبح ہوتی ہے۔ اور اس حرص میں جس پر اچھے اوصاف قابو نہیں پاسکتے۔ اے فلاں! تُو عنقریب اس قوم کی طرف رحلت کر جائے گا۔ جن کا بولنا خاموشی ہے۔

حضرت علی شیرِ خداؓ کے 9 کلماتِ عظمہ برائے متصوفین :

جناب حضرت سیدی عبدالوہاب الشعرانیؒ اپنی مشہورِ زمانہ تالیف ''طبقاتِ امامِ شعرانی'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت ابوعبیدہؒ نے فرمایا۔ کہ! حضرت علی المرتضیٰؓ نے نو 9 کلمات ایسے ارشاد فرمائے۔ کہ! ان میں سے کسی ایک تک پہنچنے سے طمع کو منقطع کردیا۔ ان میں سے تین مناجات میں۔ تین علم میں۔ اور تین ادب میں۔

مناجات کے 03 کلمات :۔

نمبر1۔ میرے لئے یہی عزت کافی ہے۔ کہ تُو میرا رَب ہو۔ نمبر2۔ اور میرا لئے یہی فخر کافی ہے۔ کہ مَیں تیرا بندہ ہوں۔

نمبر3۔ تُو میرا لئے ایسا ہے۔ جیسا (کہ) مَیں چاہتا ہوں۔ پس مجھے (بھی) اس کی توفیق عطا فرما۔ جو تُو چاہتا ہے۔

عِلم کے 03 کلمات :۔

نمبر1۔ آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے۔ نمبر2۔ بات کرو (گے۔ تو) پہچانے جاؤ گے۔

نمبر3۔ وہ شخص (کبھی) ضائع نہیں ہوتا۔ جو اپنی قدر پہچان لے۔

اَدب کے 03 کلمات :۔

نمبر1۔ جس پر تُو چاہے انعام کر۔ تُو اس کا سردار ہوگا۔ نمبر2۔ جس سے چاہے لاپرواہی کر۔ تُو اِس جیسا ہوگا۔ نمبر3۔ جس کا چاہے محتاج بن۔ تُو اِس کا قیدی ہوگا۔

رودادِ رؤیا: (حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا خواب میں حضرت علیؓ سے بیعت ہونا)

آپؒ فرماتے ہیں کہ سات برس کا عرصہ گُزرا۔ کہ شب ستائیسویں ماہ رجب کو کہ شب معراج موافق اکثر روایات کے ہے۔ فقیر نے خواب میں دیکھا کہ ایک میدان ہے۔ اس میں فرشِ سفید براق بچھا ہوا ہے۔ اس فرش پر اکثر لوگ جن کی شکل نورانی ہے۔ لباس ہائے فاخرہ پہنے ہوئے اس انتظار میں بیٹھے ہیں۔ کہ حضرت امیر سیدنا علی المُرتضیٰؓ تشریف لائیں گے۔ فقیر بھی یہ حقیقت دریافت کرنے کے لئے اس جگہ اس فرش پر بیٹھ گیا۔ ناگاہ حضرت امیر سیدنا علی المُرتضیٰؓ قبلہ کی جانب سے نمودار ہوئے۔

شاہِ مرداں، شیرِ یزداں، قوتِ پروردگار لافتی الا علیؓ، لاسیف الا ذوالفقارؓ

اوراس فرش کی جانب توجہ فرمائی اور تمام لوگ تعظیم کے لئے اُٹھے۔ اور لبِ فرش منتظر کھڑے ہوئے فقیر بھی وسطِ فرش میں منتظر کھڑا ہوا۔ بسبب ہجوم بزرگانِ عظیم الشان کے تالب فرش نہ پہنچ سکا۔ حضرت امیر سیدنا علی المُرتضیٰؓ خود تشریف لائے۔ اور صف کے اندر لوگوں کو ہٹاتے ہوئے فقیر کے نزدیک رونق افروز ہوئے۔ اور چارزانو بیٹھ گئے۔ یہ فقیر نہایت ادب کے ساتھ دوزانو روبرو بیٹھا۔ تو حضرت امیر سیدنا علی المُرتضیٰؓ نے نہایت لُطف وکرم فرمایا۔ اور کسی کے ساتھ کلام نہ فرمایا صِرف فقیر کی جانب توجہ فرمائی۔ اور شرفِ ہمکلامی سے فقیر کو مُشرف فرمایا۔ فقیر نے ایسے وقت کو غنیمت جانا۔ چند چیزیں (استفسارات) ذہن میں آئے۔ تو عرض کیا اور جواب باصواب سے مُشرف ہوا۔

کِسے را میسر نہ شُد ایں سعادت بہ کعبہ ولادت، بہ مسجد شہادت

پہلے یہ فرمایا کہ کسی شخص نے بزبانِ پشتو کوئی تصنیف کی ہے اور اس کتاب میں ایسا مضمون درج کیا ہے۔ جس سے میری تحقیر ہو، تُم کو اس امر کی خبر ہے یا نہیں ؟ فقیر نے عرض کیا۔ کہ بندہ زبانِ پشتو نہیں جانتا۔ کہ اس زبان کی کتب سے آگاہ ہو۔ حضورؓ کے ارشاد کے موافق فقیر تحقیق کرے گا۔

فقیر (یعنی شاہ عبدالعزیزؒ) نے عرض کیا۔ کہ مذاہبِ فُقہاء سے کون سا مذہب جنابِ عالی مقامؓ کو پسند ہے ؟

ارشاد فرمایا: کہ کوئی مذہب ہم کو پسند نہیں، یا یہ فرمایا کہ ہمارے طریقہ پر نہیں (کیونکہ) لوگوں نے افراط وتفریط کو راہ دی ہے۔

پھر میں نے عرض کیا کہ اولیاء کا کون سا طریقہ جنابِ عالیؓ کے طریقہ کے موافق ہے ؟

ارشاد فرمایا: کہ اس کا بھی وہی جواب ہے۔ ہر طریقہ میں چیز ہائے ناپسندیدہ خِلاف ہمارے طریقہ کے اِختراع کی ہیں۔ اور ہمارے طریقے کی چیزوں میں کمی کردی ہے۔ اس واسطے کہ ہمارے زمانہ میں تین طریقے شُغل کے معمول مروج تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہونے کے لئے وہ مفید ہیں۔ اور وہ تین طریقے شُغل کے یہ ہیں۔ ا۔ ذِکر۔ ۲۔ تلاوتِ قُرآنِ مجید۔ ۳۔ نماز۔ اور صوفیاء نے صِرف ذِکر کو شُغل قرار دے دیا۔ اور تلاوت قُرآنِ مجید اور نماز کو شُغل نہیں جانتے۔

پھر میں نے عرض کیا۔ کہ تلاوتِ قُرآنِ حکیم اور نماز کا شُغل کس طریقے سے کرنا چاہیئے؟

تو حضورؓ کی جناب سے توجہ طریقِ شُغل، تلاوتِ قُرآنِ مجید اور نماز کی میرے دل پر ڈالی گئی۔ اور کچھ زبانِ مبارک سے بھی اِرشاد فرمایا۔ لیکن میں

نے زیادہ تاثیر باطنی توجہ کی اپنے دل میں پائی۔ اور میری حالتِ باطنی اس قدر زیادہ متغیر ہوئی۔ جو بیان سے باہر ہے۔ اس وقت سے ہمیشہ وہ امر اپنے باطن میں مستحکم پاتا ہوں۔

پھر میں نے عرض کیا۔ کہ الحمدُ للہ کہ اس فقیر کو توسل جناب عالی مقام ؓ سے اکثر طریقہ اور بہت سلسلوں سے حاصل ہے۔ تاہم فقیر کی تمنا ہے۔ کہ بلا واسطہ حضور ؓ کی بیعت سے مُشرف ہوں۔ تو جناب عالی حضرت امیر سیدنا علی المُرتضی ؓ نے اپنا دستِ مبارک میری جانب کیا۔ اور فقیر کا ہاتھ اپنے دستِ مبارک سے پکڑ کر بیعت فرمائی۔ اس وقت جناب عالی مقام ؓ کی توجہ سے اثرِ عظیم فقیر کے باطن میں نمودار رہا۔

پھر میں نے عرض کیا۔ کہ اکثر صحابہ کرام ؓ نے علی الخصوص قریشی صحابہ کرام ؓ نے جنابِ عالی مقام ؓ کے ساتھ مُخالفت کی ہے۔ ان کے بارے میں کیا حُکم ہے۔ اور یہ کیا حقیقت تھی ؟

تو اِرشاد فرمایا۔ کہ ہم کو اِن لوگوں سے برادرانہ شکایت تھی۔ یا فرمایا۔ کہ ہم کو اِن لوگوں کے ساتھ شکایت برادری تھی۔ اور شکر رنجی آپس میں تھی۔ مردمانِ نافہم یہ امر دور دور تک لے گئے ہیں۔ اور بڑھا دیا ہے۔

پھر میں نے عرض کیا۔ کہ فلاں جماعت کے لوگ اپنے آپ کو سید اولاد سے جناب عالیؓ جانتے ہیں۔

اِرشاد فرمایا۔ کہ وہ لوگ میری اولاد سے نہیں۔ بلکہ جھوٹ کہتے ہیں۔

پھر دفعتہً جنابِ عالی مقام ؓ اُٹھے۔ اور جس سمت سے تشریف لائے تھے۔ اُسی طرف عُجلت کے ساتھ تشریف لے گئے۔ اور دوسرے لوگ جو منتظر تھے۔ وہ حیرت میں کھڑے تھے۔ کہ کاش یہ صحبت کچھ اور بھی رہتی۔

عاداتِ امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ :

حضرت سیدنا علی المرتضی ؓ کی تین عاداتِ مبارکہ بہت مشہور تھیں۔ **نمبر 1**۔ جب کوئی مہمان آتا۔ تو آپ ؓ اسے شہد کھلاتے۔
نمبر 2۔ غرباء اور مساکین کو کپڑے عطا فرماتے تھے۔ **نمبر 3**۔ مساجد میں چراغ بھیجا کرتے تھے۔

حضرت سیدنا علی المرتضی ؓ سے ان کے مقربین نے اِن تین عاداتِ مبارکہ کا جب سبب پوچھا۔ تو آپ ؓ نے فرمایا۔ کہ!

☆ مہمانوں کو شہد اس لئے کھلاتا ہوں۔ کہ! جب ان کا منہ اور گلا شیریں ہوگا۔ تو میرے حق میں دعا کریں گے۔ اور مَیں موت کے وقت نزع کی تلخی سے محفوظ رہوں گا۔ ☆ غرباء اور مساکین کو لباس اس لئے دیتا ہوں۔ تاکہ وہ میرے لئے دعا کریں۔ کہ قیامت کے دن جب مخلوقِ خدا برہنہ ہوگی۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ میری پردہ پوشی فرمائیں گے۔ ☆ مساجد میں چراغ اور قندیلیں بھیجنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ! اللہ تبارک وتعالیٰ میری تاریک قبر کو اپنے لطف وکرم سے روشن فرما دیں۔ اور مَیں تنگ وتاریک قبر میں بغیر چراغ کے نہ رہوں۔ (اولیاء اللہ کے مزارات پر چراغاں کرنے کے بھی یہی فوائد ومنافع ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ)

حضرت علی شیرِ خدا ؓ کے ایثار کا عظیم واقعہ اور دو مقرب فرشتے :

حضرت سید علی ہجویری بن عثمان جلابی لاہوری ؒ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ''**کشف المحجوب**'' میں رقم طراز ہیں۔ کہ!

دیکھو! جب امیر المؤمنین مولا علی ؓ آنحضور نبی مکرم ﷺ کے بستر مبارک پر سوئے۔ اور بوقت ہجرت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ آنحضور رسول اکرم ﷺ کی معیت میں گئے۔ اور مکہ مکرمہ سے باہر آکر غار میں ٹھہرے۔ جب کہ اس رات میں کفارِ مکہ کا آنحضور نبی اکرم ﷺ کو شہید کرنے کا مصمم ارادہ تھا۔ تو جناب باری تعالیٰ نے حضرت جبرائیل امین ؑ ومیکائیل ؑ کو فرمایا۔ کہ مَیں نے تمھارے مابین بھائی چارہ رکھا ہے۔ اور تمھاری زندگی بھی ایک دوسرے سے دراز کی ہے۔ (اَب) بتاؤ (کہ) تم میں سے کون ہے؟ جو اپنے بھائی پر اپنی زندگی کا ایثار کرے۔ اور مرنے کو تیار ہو۔ دونوں اپنی اپنی زندگیاں بارگاہِ ایزدی سے طلب کرنے لگ گئے۔ جنابِ باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا۔ کہ! اے جبرائیل ؑ ومیکائیل ؑ ! دیکھو علی ؓ (شیرِ خدا) کی بزرگی وشرافت! کہ وہ تُم سے بلند ہے۔ ہم نے علی ؓ کے اور اپنے حبیب ﷺ کے مابین مواخاۃ (بھائی چارہ قائم) کیا تھا۔ تو علی ؓ اپنے قتل ومرگ کو قبول کرکے ہمارے حبیب ﷺ کی خواب گاہ پر سو گئے۔ اور اپنی جان ہمارے حبیب ﷺ پر فدا کر دی۔ اَب تم دونوں جاؤ۔ اور اس کی محافظت دشمنوں سے کرو۔

چنانچہ حضرت جبرائیلِ امین ؑ اور حضرت میکائیل ؑ زمین پر حضرت علی شیرِ خدا ؓ کی خدمت میں آن حاضر ہوئے۔ ایک فرشتہ سرہانے بیٹھ گیا۔ اور ایک فرشتہ پائنتی کی طرف بیٹھ گیا۔ اور حضرت علی المرتضی ؓ کی خدمت میں زبانِ حال سے کہنے لگے۔ زندہ باد اے علی ؓ ! تمھارے مثل اس ایثار میں کون ہے؟ بے شک! اللہ تعالیٰ آپ ؓ کے اس ایثار کو ملائکہ میں پیش فرما کر اظہارِ خوشنودی فرما رہے ہیں۔ اور آپ ؓ اپنے خواب میں بے

فکرسو رہے ہیں۔ اسی وقت قرآنِ کریم کی آیات نازل ہوئی۔ جس میں کہ مولائے کائنات ؓ ظاہر کی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **اور اللہ تعالیٰ کے بعض بندے وہ ہیں۔ جو اس کی رضا جوئی میں اپنی جان بیچتے اور ایثار کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر شفقت فرمانے والا ہے۔** (سورہ بقرہ کی آیت نمبر **307**)

حضرت داتا گنج بخش ؒ نے اپنی کتاب ''**کشف المحجوب**'' میں حضرت علی ؓ کو اِن القابات سے یاد کیا ہے۔ برادرِ مصطفےٰ ﷺ، غریقِ بحرِ بلا، حریقِ نارِ ولا، مقتداءِ اولیاء و اصفیاء، ابوالحسن والحسین ؓ علی ابنِ ابی طالب شیرِ خدا۔ ان کی شان جادہ طریقت میں بڑی ارفع و اعلیٰ ہے۔ اور بیانِ حقیقت میں ان کی باریک بینی بہت بلند ہے۔ آپ ؓ کا اصولِ حقائق میں خاص حصہ تھا۔ حتی کہ حضرت سیدنا جنید بغدادی ؒ اُن ؓ کی شانِ مبارک میں فرماتے ہیں۔ کہ! اصولِ عشق و محبت اور راضی بر رضاءِ الٰہی کے ماہر ہمارے شیخ و امام حضرت علی ؓ ہیں۔

حکایت حضرت علی ؓ :

روایت ہے۔ کہ! ایک شخص حضرت علی ؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا۔ کہ! اے امیر المؤمنین ؓ! **مجھے ہدایت (یعنی کوئی نصیحت) فرمائیں۔** تو آپ ؓ نے فرمایا۔ یاد رکھو! کہ مشغولیت کو بیوی بچوں میں اہمیت کے ساتھ رجوع نہ کرنا۔ اس لئے کہ! اگر وہ (یعنی آپ کے بیوی بچے) اولیاء اللہ (اللہ تعالیٰ کے محبین و دوست) میں سے ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو خراب اور ضائع نہیں فرماتا۔ اور اگر (خدانخواستہ وہ) دشمنِ خدا ہوئے۔ تو دشمنانِ خدا کے لئے غم خواری و ہمدردی (بھلا) کیوں ہو۔ کیونکہ!

یہ مسئلہ انقطاع ماسوٰی اللہ سے متعلق ہے۔ اس لئے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ چاہے۔ اپنے بندوں کو رکھتا ہے۔ حضرت علی ؓ نے ایک پوچھنے والی کو ایک بات بتائی۔ اس نے سوال کیا۔ کہ! پاکیزہ ترین عمل کیا ہے؟ **(غناء القلب با للہ)** یعنی اللہ تعالیٰ کے تقرب کے ساتھ دل کا ہر شئے سے مستغنی ہو جانا۔ حتی کہ دنیا کے نہ ہونے سے فقیر نہ ہو۔ اور مال کی کثرت کی وجہ سے مسرور نہ ہو۔

حکایتِ حضرت علی ؓ اور حضرت حسن بن علی المرتضیٰ ؓ :

حضرت فقیر سید سرفراز احمد شاہ صاحب کی گفتگو (ملفوظات) بنامِ ''نوائے فقیر'' کے صفحہ نمبر **75** پر ''اَمر'' کے بارے میں مرقوم ہے۔ کہ! ہم سب امر بارے جاننے میں متجسس ہوتے ہیں۔ کہ! امر ہے کیا؟ (کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا۔ **(قل الروح من امر ربی)** فرمایا۔ کہ! روح امرِ ربی ہے۔ (پھر آگے فرماتے ہیں)

ایک روز شام کے گورنر سے کسی نے پوچھا۔ کہ! ان سب سے زیادہ طاقت ور اور سخت چیز کیا ہے؟ انہوں نے کافی دیر غور کرنے کے بعد کہا۔ اس کا (درست) جواب شاید میں نہ دے سکوں۔ صِرف حضرت علی المرتضیٰ ؓ ہی اس کا (مکمل، درست اور اطمینان بخش) جواب دے سکتے ہیں۔ لہذا ایک ہرکارہ مدینہ منورہ (جناب مولا علی ؓ) کی خدمت اقدس میں روانہ کیا گیا۔ جس نے کہ حضرت علی ؓ کی خدمت میں جا کر سوال پیش کیا۔ اُس وقت حضرت علی المرتضیٰ ؓ کے صاحبزادگان حضرت حسن ؓ، حضرت حسین ؓ اور ایک اور صاحبزادے (جو غالباً دوسری بیگم سے تھے) بھی وہاں پر تشریف فرما تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے سوال سن کر فرمایا۔ کہ یہ (سوال) اتنا آسان ہے۔ کہ اس کا جواب تو یہ بچے بھی دے سکتے ہیں۔ قاصد نے حفظ مراتب (اور عمر) کا خیال رکھتے ہوئے سب سے بڑے صاحبزادے حضرت حسن بن علی ؓ سے (یہی) سوال پوچھا۔ تو انہوں نے کمال جواب دیا۔ کہ!

دنیا کی سب سے طاقت ور اور سخت چیز لوہا ہے۔ لیکن لوہے کو آگ پگھلا دیتی ہے۔ اِس سے ثابت ہوا۔ کہ آگ لوہے سے بھی زیادہ طاقت ور ہے۔ لیکن اِسی آگ کو پانی ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ یوں پانی آگ سے بھی زیادہ طاقت ور ہے۔ لیکن ہوا اُسی آگ کو جلا لیتی ہے۔ یوں ہوا پانی سے بھی زیادہ طاقت ور ہے۔ ہوا کو چلانے پر دو فرشتے مامور ہیں۔ وہ حکم دیتے ہیں۔ تو ہوا چلنے لگتی ہے۔ یوں وہ (دونوں) فرشتے ہوا سے بھی زیادہ طاقت ور ہیں۔ اُن دونوں فرشتوں پر حضرت جبرائیلِ امین ؑ سردار ہیں۔ (اور) حضرت جبرائیلِ امین ؑ ''اَمرِ ربی'' کے ماتحت ہیں۔ جو حکم (اَمرِ ربی) اُنھیں رب تعالیٰ کی طرف سے مِلتا ہے۔ وہ اُس (حکم) کی تعمیل کرتے ہیں۔ یوں اَمرِ ربی زیادہ طاقت ور ہے۔

آخر میں حضرت امامِ عالی مقام جناب حسن بن علی ؓ نے ایک عجیب جُملہ اِرشاد فرمایا۔ اور ''**وہ اَمر رب تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ اور اُس سے ہم اِس دنیا کو چلا رہے ہیں**''۔

طریقہء اصلاح اَز حضراتِ حسنین ؓ :

حضراتِ حسنین ؓ کے بارے میں ایک نہایت ہی عمدہ اور سبق آموز حکایت یہاں پر بطورِ تبریک پیش کی جاتی۔ انہیں دونوں

مقدس ہستیوں نے ہمیں سبق سکھایا ہے۔ کہ! اگر کوئی شخص عمر میں ہم سے بڑا ہو۔ اور (خدانخواستہ) وہ کسی غلطی یا لغزش کا مرتکب ہو۔ تو اَدب کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے اُس کی کیسے اصلاح کی جائے۔

خموش اے دل! بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا
اَدب پہلا قرینہ ہے، محبت کے قرینوں میں

حضراتِ حسنینؓ کے متعلق ایک حکایت کافی مشہور ہے۔ کہ! ایک مرتبہ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ نے دیکھا۔ کہ ایک صاحب وضو کر رہے ہیں۔ جب وہ صاحب وضو کر چکے۔ تو حضرت امام حسینؓ نے بڑے اَدب سے فرمایا۔ جنابجناب! میں وضو کرتا ہوں۔ آپ دیکھ کر بتایئے گا۔ کہ میں کہیں اس میں غلطی تو نہیں کر رہا ہوں۔ یوں اُن صاحب کی خود بخود اصلاح ہوگئی۔

حکایتِ حضراتِ حسنینؓ:

نہ عشقِ حسینؓ، نہ ذوقِ شہادت
غافل سمجھ بیٹھا ہے، ماتم کو عبادت

حضراتِ حسنینؓ کے محل کا ایک واقعہ، جو کہ حالات بابرکات وملفوظات طیبات، سیاح دشت تجرید وسباح در دریائے توحید ومعرفت ربانی حامل علم لدنی جناب حضرت سید غوث علی شاہ قلندری قادری پانی پتیؒ، مسمّٰی بہ "**تذکرہ غوثیہ**" میں یوں درج ہے۔ کہ!

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ! ہم شہر بریلی سے کاکوری کی طرف چلے گئے۔ سنا تھا۔ کہ! وہاں کے جنگل میں کوئی درویش رہتے ہیں۔ جن کو حوش وطیور سے تو محبت تھی۔ مگر انسانوں سے نفرت۔ وہ درویش نہ اپنی کہتے ہیں۔ اور نہ ہی کسی اور کی سنتے ہیں۔ بس رات دن گریہ وزاری میں محو رہتے ہیں۔ خیر! بڑی تلاش کے بعد وہ ہمیں ملے۔ جب ہم نے اُن سے حال دریافت کیا۔ تو کہنے لگے۔ کہ میں ہندوستان سے بارادہ حج چلا۔ شہر بمبئی سے (ایک بڑے بحری) جہاز پر سوار ہوا۔ قضارا جہاز ایک بڑی تباہی میں آکر پاش پاش ہوگیا۔ (خوش قسمتی سے) میں ایک تختے کے ذریعے تیسرے دن ایک پہاڑ کے قریب کنارہ سے جالگا۔ خدا خدا کر کے تختہ سے اُتر کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ بہت فاصلے پر ایک دیوار نظر آئی۔ قریب جاکر دیکھا۔ تو اُس میں کوئی دروازہ نہ تھا۔ مگر ایک بلند درخت دیوار کے قریب تھا۔ اس پر چڑھا۔ اور دیوار پر سے ہوتا ہوا اندر داخل ہوگیا۔ وہاں کی کیفیت کیونکر بیان کروں۔ ایک باغِ دلکشا دیکھا۔ جس کی مثل نہ کبھی آنکھوں نے دیکھا تھا۔ اور نہ کانوں نے سنا تھا۔ روشین ومصفی نہریں جاری رنگ برنگ کے طیور چہچہاتے۔ اور قسم قسم کے میوے درختوں پر لگے ہوئے تھے۔ مگر انسان کا کہیں پتہ نہیں۔ میں ششدر رہ گیا۔ کہ! بارِخدایا! یہ کیا مقام ہے۔ غرضیکہ! میں نے کچھ میوے کھا پیکر ایک بارہ دری (ایک ہوادار دالان، جس کے کئی در ہوں) میں سو رہا۔ عصر کے وقت جب آنکھ کھلی۔ تو میں باغ کی سیر کرنے لگا۔ شام کے وقت اس خیال سے کہ مبادا یہ باغ کہیں جنات کا ہو۔ سہم کر ایک گوشہ میں جا چھپا۔ وہاں سے مَیں نے دیکھا۔ کہ آسمان سے ایک گروہ سواروں کا اُترا۔ اور چمن میں ایک تخت اور فرش مکلّف بچھایا گیا۔ خدمت گاران قرینہ بقرینہ کھڑے ہوگئے۔ اور دو صاحب، نہایت حسین وجمیل اُس تخت پر آن کر بیٹھے۔ جب کھانا تقسیم ہونا شروع ہوا۔ میں دور سے یہ سب کیفیت بغور دیکھ رہا تھا۔ اُن دونوں سرداروں میں سے ایک نے فرمایا۔ کہ! فلاں ابنِ فلاں (یعنی میرا اور میرے باپ کا نام لیا) آج ہمارا مہمان ہے۔ اس کو بھی کھانا پہنچاؤ۔ میں اُن کی یہ بات سن کر سخت متحیر ہوا۔ اور دل ہی دل میں کہنے اور سوچنے لگا۔ کہ! الٰہی یہ کون بزرگ ہیں۔ کچھ لمحات بعد، ایک شخص میرے پاس کھانا لایا۔ میں نے اس سے کہا۔ کہ! تم کون ہو؟ اور یہ بزرگ کون ہیں؟ میرا جی چاہتا ہے۔ کہ! مَیں ان کی قدم بوسی کروں۔ اس (کھانا لانے والے شخص) نے کہا۔ کہ! میں بےاذن کسی کو کچھ جواب نہیں دے سکتا۔ جب تک تم یہ کھانا تناول کرو۔ میں اُن سے اجازت طلب کر کے آتا ہوں۔ میں ہنوز کھا ہی رہا تھا۔ وہ شخص یہ مژدہ لایا۔ کہ! تمھاری درخواست منظور ہوئی۔ چلو اور چل کر قدم بوسی کا شرف حاصل کرو۔ ہم تمام لوگ شہداء ہیں۔ اور یہ باغ ہمارے رہنے کا مقام ہے۔ اور یہ دونوں شہزادے حضرت حسن بن علیؓ اور حضرت حسین بن علیؓ ہیں۔ یہ سن کر میں مارے مسرت کے اپنے جامہ میں پھولا نہ سمایا۔ مَیں جھٹ پٹ جا کر (آنحضور نبی مکرم ﷺ کے نواسوںؓ کے) قدم بوس ہوا۔ اور اپنا سارا حال عرض کیا۔ حکم ہوا۔ کہ! اچھا (فی الحال) تم اسی باغ میں رہو۔ جب حج کا وقت قریب آئے گا۔ تو تمھیں بیت اللہ شریف بھی پہنچا دیں گے۔ خاطر جمع رکھو۔ بعد اس (گفتگو) کے، مجلس برخاست ہوئی۔ میں دوبارہ اسی دری میں جا کر سو رہا۔ اس دن سے مجھ کو دونوں وقت امامینؓ کی زیارت نصیب ہوا کرتی۔ اچھے سے اچھا کھانا ملتا تھا۔ نو ماہ بعد جب حج کا زمانہ آگیا۔ تو میں نے عرض کیا۔ بعد حج حضورؓ اسی جگہ مجھے بلا لیں۔ فرمایا اچھا۔ اور ایک شخص کی طرف اشارہ کیا۔ کہ! اس کو (بیت اللہ شریف) پہنچا دو۔ اُس (شخص) نے کہا۔ کہ اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ پھر کہا کھول لیں۔ میں نے دیکھا۔ کہ! مَیں بیت اللہ شریف میں کھڑا ہوں۔ مَیں نے حج کیا۔ پھر مدینہ منورہ کی زیارت کو بھی گیا۔ کچھ دن گزار کر دوبارہ مکہ معظّمہ واپس چلا آیا۔ اَب مجھ کو ہر وقت یہی خیال رہنے لگا۔ کہ! حضرتؓ نے واعدہ فرما لیا تھا۔ لیکن اَب تک بلایا کیوں نہیں؟ آخر

کار! ایک دن اسی غم واَلَم میں میری آنکھ لگ گئی۔ جب آنکھ کھلی۔ تو دیکھا۔ کہ! مَیں اسی باغ میں ہوں۔ بہت مسرور ہوا۔ اور سجدہء شکر بجالایا۔ پھر اسی طرح سے زیارتِ شہزادگانؓ اور بہترین کھانا نصیب ہوتا رہا۔ اور اسی طرح عیش ومسرت کے ساتھ چار مہینہ گزر گئے۔

ایک دن میری جو شامت آئی۔ عرض کیا۔ حضرتؓ! گھر جانے کو جی چاہتا ہے۔ فرمایا اچھا۔ مگر یہ گزارش کرتے وقت مَیں یہ کہنا بھول گیا۔ کہ! مجھ کو پھر بلالیجیئے گا۔ ایک شخص کو اشارہ ہوا۔ کہ! اس کو پہنچادو۔ اُس نے مجھ سے میری دونوں آنکھیں بند کروا کر مجھے گھر پہنچادیا۔ دو چار دن تو کچھ خیال نہ آیا۔ پھر جو وہاں (حضرات شہزادگانؓ کی زیارت، اُن کے محل اور بہترین جنتی کھانے) کی یاد نے زور مارا۔ تو مجھ کو جنون ہوگیا۔ کہ اب تلک میں اسی فراق میں ہی مبتلا ہوں۔

قسمت کی خوبی دیکھیئے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

بہر حال! انسان چونکہ فطرتاً لالچی واقع ہوا ہے۔ تو اس طرح کی سعادتوں سے محروم ہوجانا کوئی نئی بات نہیں۔ لیکن کچھ لوگوں پر لالچ کا اثر کم واقع ہوتا ہے۔ اور نہ چاہتے ہوئے بھی خوش قسمتی اُن کے شامل حال رہتی ہے۔ مولوی غوث علی شاہؒ کا ایک اور واقعہ ہے۔ کہ!

حکایت ایک خوش قسمت انسان کی :

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ! اثنائے سفر میں ایک روز ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ جب اُس کا حال دریافت کیا۔ تو کہنے لگا۔ کہ! میں حضرت موسیٰ پیغمبرؑ کے مزار مبارک کا جاروب کش ہوں۔ چھ ماہ میں ایک ہفتہ کی رخصت میسر ہوتی ہے۔ ہفتہ بھر گھر میں گزار کر آٹھویں روز پھر سے حضرت موسیٰ نبیؑ کے آستانہ پر جا پہنچتا ہوں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کہ! عرصہ بیس برس کا ہوا۔ کہ میں اپنے گھر سے بارادہ زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً روانہ ہوا۔ جا بجا زیارت کرتا ہوا حضرت سیدنا موسیٰ پیغمبرؑ کے مزارِ متبرکہ پر پہنچا۔ دل مانوس ہوگیا۔ وہاں کے جنگل کی فضا خوشگوار محسوس ہوئی۔ تو میں نے (بصد مسرت حضرت موسیٰؑ کے مزار مبارک کی) جاروب کشی اختیار کی۔ سات آٹھ برس کے بعد میرے وطن کا ایک شخص وہاں آنکلا۔ اور مجھے پیام دیا۔ کہ! تمھاری جورو نے کہہ دیا تھا۔ کہ! کہ اگر (میرا شوہر) کہیں مل جائے۔ تو کہہ دینا کہ! تماھرے بچوں کی شادی کا وقت آگیا ہے۔ جبکہ خرچ کو پھوٹی کوڑی نہیں۔ جس طرح بھی بن پڑے۔ تم واپس آجاؤ۔ یہ سن کر اس وقت تو مجھے فکر لاحق ہوئی۔ کہ میرے پاس تو زادِراہ ہی نہیں جبکہ سفرِ دور دراز۔ اَب اگر جاؤں تو کیونکر جاؤں؟ مَیں اسی خیال میں سوگیا۔ (خوش قسمتی سے) خواب میں حضرت موسیٰؑ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! فلاں مقام پر پتھر کے نیچے پانچ سو ریال رکھے ہیں۔ اُن کو لے لو۔ اور اپنے گھر کی راہ لو۔ لیکن بچوں کی شادی کر کے جلد واپس چلے آنا۔ ہم تمھارے منتظر رہیں گے۔ جب میں بیدار ہوا۔ تو اس خواب کو صرف خیال سمجھا۔ دوسرے دن پھر یہی معاملہ پیش آیا۔ اور ارشاد ہوا۔ کہ اس مقام پر جا۔ اور دیکھ تو سہی۔ جھوٹ ہے یا سچ؟ جا کر دیکھا۔ تو فی الحقیقت پانچ سو ریال پائے۔ تیسری شب ارشاد ہوا۔ کہ! کل ضرور چلے جاؤ۔ میں وہاں سے چل کر مدینہ منورہ آیا۔ وہاں کچھ مدت قیام کا ارادہ کیا۔ خواب میں جناب سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہاں سے جلد چلے جاؤ۔ کیونکہ! حضرت موسیٰ نبیؑ تمھارے منتظر ہیں۔ وہاں سے روانہ ہوا۔ گھر پہنچا۔ شادی اطفال سے فراغت پائی۔ پھر واپس آنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ ایک رات دیکھا۔ کہ حضرت موسیٰؑ فرماتے ہیں۔ کیا تُو (اَب ہمارے پاس) نہیں آتا۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ! پیدل چلنا تو دشوار وناگوار معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اچھا۔ جب میں بیدار ہوا۔ تو دیکھا۔ کہ! حضرت موسیٰ نبیؑ کے آستانہ پر موجود ہوں۔ اس روز سے میرا یہ حال ہے۔ چھ مہینے کے بعد عرض کر کے سو رہتا ہوں۔ اور صبح کو اپنے گھر میں بیدار ہوتا ہوں۔ اور آٹھویں روز جس طور سے کہ آیا تھا۔ پھر پہنچ جاتا ہوں۔ میرے حال پر حضرت موسیٰ پیغمبرؑ کی کمال مہربانی ہے۔ کہ! جب چاہتا ہوں (اُنؑ سے) گفتگو کر لیتا ہوں۔ ایک روز مَیں نے عرض کیا۔ کہ! حضرتؑ! مجھ کو کچھ تعلیم فرمایئے۔ ارشاد ہوا۔ کہ! تُو متحمل نہ ہوگا۔ مگر ہاں بعد انتقال کے تمکو کچھ دیں گے۔ اَب مَیں اپنے گھر آیا ہوں۔ چار دن تو گزر چکے ہیں۔ تین اور باقی ہیں۔ پھر میں اسی آستانہ پر جاؤں گا۔ نہایت خوشی میں زندگی بسر ہو رہی ہے۔ اگر کچھ خرچ درکار ہوتا ہے۔ تو حضرتؑ سے عرض کر دیتا ہوں۔ دوسرے ہی دن مل جایا کرتا ہے۔

تصوف کے درجات :

عُلمائے متصوفین کی نظر میں تصوف کے چار درجات مُقرر و متعین ہیں۔

☆ شریعت۔ ☆ طریقت۔ ☆ معرفت ☆ حقیقت

حضرت امام غزالیؒ نے ان چاروں مراتب کو ایک اخروٹ سے اِس طرح سے تعبیر فرماتے ہیں کہ!

☆ شریعت (بمثلِ) پوست (چھلکا) ☆ طریقت (بمثلِ) استخوان
☆ معرفت (بمثلِ) مغز ☆ حقیقت (بمثلِ) روغن

یعنی کہ شریعت پوست ہے۔ ☆ طریقت استخوان ہے۔ ☆ معرفت مغز ہے۔ ☆ اور حقیقت روغن ہے۔

اگر پوست نہ ہوتو استخوان کا پیدا ہونا مُحال ہے ___ اور جب مغز ہی نہیں تو روغن کُجا۔

اسی طرح تصوف ایک درخت ہے !

☆ جس کی بیج (جڑ) شریعت ہے۔ ☆ شاخ طریقت ہے۔ ☆ **پھول حقیقت** ہیں۔ ☆ **پھل معرفت** ہیں۔

اسی ضمن میں یہ فقیرِ حقیر پر تقصیر (البلوشی) قارئین ذی اکرام کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ! کچھ نام نہاد صوفیائے کرام اور جعلی پیر فقیر حضرات کا کہنا ہے۔ کہ! نماز ظاہری کی کیا ضرورت ہے ؟ صوم وصیام کی کیا ضرورت ہے ؟ اصل فقیری و درویشی تو درحقیقت کچھ اور ہی ہے۔ جس کی پہچان صاحبینِ علم وعرفان ومعرفت رکھنے والے چند گنے چنے لوگوں کو ہی معلوم ہے۔ (معاذ اللہ۔ نعوذ باللہ)

میری قارئینِ کتاب ہذا (اسرارِ محبوب) سے عرض ہے۔ کہ! یہ لوگ بہت بڑا فتنہ وفساد ہیں۔ شریعت سے عاری ہیں۔ میرے قلیل علم کے مطابق علمِ تصوف کی بنیاد چار باتوں سے عبارت ہے۔ یہ چار باتیں شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت دراصل یہ ہیں۔

شریعت مثل دودھ کے ہے۔ **طریقت** مثل لسی کے ہے۔ **معرفت** مثل مکھن کے ہے۔

اور **حقیقت** مثل روغن کے ہے۔

اَب بھلا مجھے کوئی اتنا تو سمجھائے۔ کہ! دودھ کے بغیر لسی ، لسی کے بغیر مکھن اور مکھن کے بغیر روغن (اصلی دیسی گھی) بنانا کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔ دنیا میں موجود تمام علوم وفنون کا سرچشمہ قرآنِ حکیم ہے۔ قرآنِ حکیم کے معانی ومفاہیم کو سمجھنے کے لئے صحیح احادیثِ نبوی ﷺ کا کثیر مجموعہ موجود ہے۔ اور احادیثِ نبویہ ﷺ کو سمجھنے کے لئے فقہ (حنفی، مالکی، حنبلی وشافعی) موجود ہے۔

تصوف کے مدارج : حضرت شیخ ضیاء الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں۔ کہ!

☆ ابتدائی تصوف علم ہے۔ ☆ اوسط تصوف عملِ خالص ہے۔ ☆ اور آخر تصوف بخششِ خدا ہے۔

تصوف کے اصول وارکان :

حضرت گل حسن شاہ قلندری قادریؒ اپنی کتاب تعلیمِ غوثیہ میں تصوف کے پانچ اصول وارکین مقرر ومتعین فرمائے ہیں۔

☆ گرسنگی۔ ☆ خاموشی۔ ☆ بیداری۔ ☆ تنہائی۔ ☆ یادِ الٰہی۔

تصوف کے پانچ ارکان ظاہری ہیں۔ اور پانچ ارکان باطنی۔ بہرحال! ظاہری ارکان یہ ہیں۔

☆ اول : پیران ودینی مصاحبوں اور عاجز لوگوں کی خدمت کا فریضہ سرانجام دینا۔

☆ دوئم : پیران سے خرقہ ءارادت پہننا۔

☆ سوئم : تنہائی میں ذکر وفکر کرنا۔

☆ چہارم : پیرومرشد کی صحبتِ بابرکت میں بغیر اعتراض کئے بے اختیار تربیت حاصل کرنا۔ (یعنی مرید خود کو مرشد کے لئے ایسا بنائے۔ کہ جیسے) **کالمیت بید الغسال**۔ جیسا ایک مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں ہوتا (جیسے غسال چاہے۔ مردے کو نہلائے)

☆ پنجم : فتوت یعنی سخاوت وبذل وایثار میں پیش قدمی کرنا۔

اِسی طرح سے تصوف کے پانچ ارکان باطنی یہ ہیں۔

☆ اول : علم یعنی احکامِ شریعت وطریقت کا جاننا۔ ☆ دوئم : اخلاص دل وصدقِ نیت سے عمل کرنا۔ ☆ سوئم : اپنے باطن میں حال پیدا کرنا۔ ☆ چہارم : دل کے مقام میں پہنچنا۔ ☆ پنجم : حق سبحانہٗ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا۔

جب تک سالک کی ذات میں یہ ارکانِ ظاہری وباطنی جمع نہیں ہوتے۔ وہ صوفی نہیں ہوتا۔ (یاد رہے۔ کہ!) صوفیائے کرام کے نزدیک دنیا کی کوئی اہمیت نہیں۔ یہ تو مشقت کی جگہ ہے۔ جو ہاں پر جتنا کمائے گا۔ اس کا اجر وثواب اُس کو قبر وآخرت میں ملے گا۔ جو یہاں پر محض وقت گذارے (Time pass) کرے گا۔ وہ آنے والے خطرات سے ضرور مطلع رہے۔ اسی ضمن میں ایک مشہور حکایت ہے۔

حکایت : حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔ کہ! نقل ہے۔ کہ! ایک جنگل میں ایک آدمی کے پیچھے ایک شیر چھیڑ نے چھاڑنے کے لئے دوڑا۔ اس آدمی نے جب اپنے پیچھے ایک شیر کو دوڑتے ملاحظہ کیا۔ تو اُس نے بھی ڈر وخوف کی وجہ سے اپنی جان بچانے کے لئے دوڑنا شروع کیا۔ وہ آدمی بہت بھاگا۔ لیکن شیر بھی پیچھے پیچھے دوڑ رہا ہے۔ بالآخر وہ آدمی تھک گیا۔ تو بھاگتے ہوئے وہ جائے پناہ تلاش کرنے لگ گیا۔ اُس آدمی کو دفعتاً سامنے ایک ویران کنواں نظر آیا۔ جس کے اردگرد بڑی بڑی جنگلی گھاس اُگی ہوئی تھی۔ تو اُس نے گھاس پکڑ کر کنویں میں چھلانگ لگا دی۔ اوپر سے شیر اُس کو دیکھ رہا تھا۔ کہ جب وہ آدمی نکلے گا۔ تو مَیں اُسے لقمہ اَجل بناؤں گا۔ پھر اُس آدمی نے جو کنویں میں نیچے کیطرف دیکھا۔ تو وہ ڈر وخوف کے مارے مزید حیران و پریشان ہو گیا۔ کہ کنویں کے تہہ میں ایک بہت بڑا اژدہا منہ کھولے بیٹھا ہوا ہے۔ کہ کب یہ آدمی کنویں میں گرے۔ اور اس کو کھا کر اپنا پیٹ بھروں۔ اُس وقت اس کو دو خطرات لاحق ہوئے۔ اَب وہ سوچنے لگا۔ کہ اگر وہ اوپر آتا ہے۔ تو شیر سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں۔ اگر نیچے گرتا ہے۔ تو سانپ سے بچنے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ اُس نے سوچا۔ کہ! اِن دونوں خطرات سے بچنے کی واحد چیز یہی گھاس ہے۔ جس کو اُس نے پکڑ کر ان دونوں کظرات سے جان بچائی ہوئی ہے۔ جب اُس نے گھاس کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔ تو وہ مزید پریشان ہو کر رہ گیا۔ کہ! اُس گھاس کو دو چوہے کاٹ رہے ہیں۔ تو اُسے معلوم ہو گیا۔ کہ اس صورت میں گھاس کو پکڑنا اور نہ پکڑنا دونوں برابر ہے۔۔ اسی عالمِ پریشانی میں اچانک اس آدمی کی نظر کنویں کی دیوار پر پڑی۔ تو اسے نظر آیا۔ اس میں شہد کا ایک چھتہ لگا ہوا ہے۔ وہ شخص ان تینوں خطرات کو چند لمحات کے لئے بھول کر شہد چاٹنے میں محو ہو گیا۔ (اس آدمی کے ساتھ کیا ہوا ہوگا۔ یہ قارئین خود سوچ کر بتا سکتے ہیں)

بہرحال! اس حکایت میں شیر بمثل ''موت'' ہے۔ **کل نفس ذائقة الموت** ۔ سانپ بمثل ''قبر'' ہے۔ **ثم اماته فاقبره** ۔ پھر اس کو موت دی۔ پھر اس کو قبر دی۔ گھاس کا مطلب انسان کی عمر ہے۔ **من یرد الٰی ارذل العمر** ۔۔۔ بعض ناکارہ عمر کی طرف لوٹا دیئے جاتے ہیں۔ اور چوہے سے مراد ''دن ورات'' (یعنی زندگی کے لمحات) ہیں۔ جو عمر کے رشتے کو کاٹ رہے ہیں۔ یعنی کہ مشیت الٰہی سے گزرتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ اور شہد سے مراد ''دنیا'' ہے۔ کہ اس کے حاصل کرنے میں آدمی باوجودیکہ موت آنے کا قوی یقین رکھتا ہے۔ سب چیزوں کو بھول جاتا ہے۔ اپنی عاقبت وآخرت کے لئے کچھ نہیں کرتا۔ بلکہ آخرت کو بھلا کر دنیا خرید لیتا ہے۔ **الذین اشتروا الحیوة الدنیا بالآخرة** ۔ جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خریدی۔

عقل مند تو انجام سے پہلے اچھے نتائض کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ چاہیئے۔ کہ! عاقل شخص ہر وقت یاد رکھے کہ! ہر سانس اور ہر لمحہ کے ساتھ ایک عظیم خطرہ لاحق ہے۔ اور گزرتے لمحات دوبارہ کبھی میسر نہیں آئیں گے۔ لہذا ہر سانس و ہر لمحہ کو قیمتی سمجھ کر سنتِ نبوی ﷺ کے عین مطابق ڈھال کر زندگی بسر کی جائے۔ تاکہ دنیا وآخرت دونوں میں مشکلات ومصائب کم سے کم ہوں۔ اور عاقبت وآخرت بھی احسن ہو سکے۔ ان شاءاللہ۔

خانقاہی نظام : (تعلیم وتربیت۔ اصول وضوابط)

حضراتِ مشائخ کا اس بات (فرمانِ نبوی ﷺ) پر قوی اتفاق واتحاد ہے۔ **الشیخ فی قومه کا النبی فی امتهٖ** ۔ یاد رہے۔ کہ! علوم کی کئی اقسام ہیں۔ ایک علم دنیوی ہے۔ جو کہ سکول، کالج یا یونیورسٹیوں (جامعات) میں پڑھایا جاتا ہے۔ علم کی دوسری قسم دینی ہے۔ جو کہ مدارس یا دارلعلوم میں پڑھایا جاتا ہے۔ جب کہ علم کی تیسری قسم وہ ہے۔ کہ! جو خانقاہوں میں پڑھایا اور سکھایا جاتا ہے۔ متذکرۃ الصدور اولین دو علوم تو سبھی کو معلوم ہیں۔ تیسرے علم (یعنی خانقاہی علم) میں دین ودنیا کا بہت ہی قلیل علم سکھایا جاتا ہے۔ اس علم (یعنی خانقاہی نظام تعلیم وتربیت) میں اولیائے عظام کے سوانح حیات کے مطابق خود کو ڈھالنے اور زندگی گزارنے کو عملی جامہ پہنانے کی حتی الوسع سعی کی جاتی ہے۔ یہاں پر یہ بات ازحد ضروری ہے۔ کہ! دستِ بیعت ہونے یا کسی پیرومرشد کے ساتھ اپنا اعتقاد وربط رکھنے سے پہلے یہ ضرور دیکھنا اور جانچنا چاہیئے۔ کہ! پیر ومرشد اور خانقاہ کے اندرون تمام امور بمطابق شریعت ہیں یا نہیں۔ کیونکہ! تمام راستے (یعنی طریقت، معرفت اور حقیقت) دراصل شریعت سے ہی ہو کر گزرتے ہیں۔ یاد رہے۔ کہ! جو شخص شریعت میں بھرپور نہیں ہو سکتا۔ فرائض وسنن (غرضیکہ پانچوں ارا کین اسلام وصدقات وخیرات، سود وحرام کاری سے مکمل اجتناب، رزق حلال کمانا وغیرہ) پورے نہیں کر سکتا۔

☆ **خانقاہ کے آداب :** مرید ومعتقد جب کسی خانقاہ میں داخل ہوتا ہے۔ جو چیز سب سے مقدم واولیٰ ہے۔ وہ ہے ادب۔

اَز خدا خواہیم توفیقِ ادب　　بے ادب محروم گشت از لطفِ رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد　　بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

ادب کے علاوہ دوستوں یا پیر بھائیوں کا تہہ دل سے احترام، مرشد و مربی کے ساتھ خوش اعتقادی۔ خانقاہوں میں خلوت اختیار کرنا، خاموش رہنا، خوش خلقی، صدق مقال، ہمہ وقت ذکر و اذکار میں مشغول رہنا۔ خانقاہوں میں نماز پنجگانہ کے علاوہ، شب بیداری، تہجد گذاری، اشراق و چاشت اور اوابین، قرآن خوانی، خانقاہ کی صفائی ستھرائی و تمام لوگوں کے لئے قیام و طعام اور دوسروں کے عیوب کی پردہ داری کرنا وغیرہ بہت ہی لازمی امور ہیں۔ خانقاہوں میں جھوٹ بولنا، افتراء باندھنا، غیبت کرنا یا فارغ بیٹھنا سخت ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔ خانقاہوں میں جن امور کی انتہائی سختی کے ساتھ مذمت کی جاتی ہے۔ وہ یہ ہیں۔ کسی کی دل آزاری اور کسی چھوٹے یا بڑے کی بے ادبی و ذلت، نمازِ پنجگانہ میں سستی اور ذکر و اذکار اور اشغال پر عدم توجہی۔

ایک اور بات، وہ یہ کہ! خانقاہوں میں اس بات پر بھی زور دیا جاتا ہے۔ کہ! جو شخص (مرید و معتقد یا شاگرد) جو بھی عبادت کرتا ہے۔ اپنی اُس عبادت کے اَجر و ثواب کا منتظر نہ رہے۔ بلکہ وہاں پر تو ہر ایک کو صرف اور صرف یہی باور کرایا جاتا ہے۔ کہ! اگر ہم جو بھی نیک اعمال (مثل نمازِ پنجگانہ، ذکر و اذکار اور اشغال، ہاتھ بٹانا یا خانقاہ کے دگر امور وغیرہ) کریں گے۔ بجائے اس کے، کہ! ہمیں پیر و مرشد کی طرف سے کوئی انعام یا تعریفی کلمات میسر ہوں۔ یا پھر ہم سے کرامات یا خارق العادات کا ظہور ہو۔ بلکہ خانقاہ کے مقیم لوگوں کو اس بات کی یقین دہانی کرائی جاتی ہے۔ کہ! یہ تمام عبادات اور نیک امور ہم سے اللہ تعالیٰ خود کروا رہا ہے۔ اور یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کا فضل و کرم ہے۔ کہ! جس نے ان تمام امور کی ہمیں طاقت و توفیق عطا فرمائی ہے۔ ورنہ تو ''الانسان مرکب النسیان۔ انسان تو خطا کا پُتلا ہے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ کی خانقاہ کے آداب :

حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ کا سلسہ ترکی اور دیگر کچھ ایشیائی مما لک میں اَب تک قائم و دائم ہے۔ مؤرخ ابنِ بطوطہ اپنے سفرنامہ میں رقم طراز ہے۔ کہ! اِن کے فرقہ (یعنی طریقت) کے لوگ ''جلالیہ'' کہلاتے ہیں۔ حضرت مولانا کا لقب چونکہ جلال الدین تھا۔ اس لئے ان کے انتساب کی وجہ سے یہ نام مشہور ہوا ہوگا۔ لیکن آج کل ایشیائے کوچک، ترکی، شام مصر وغیرہ میں اس سلسلہء عالیہ کو ''**مولویہ**'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں جب کوئی داخل ہونا چاہتا ہے۔ تو بیعت ہونے سے پہلے یعنی سلسلہء عالیہ میں مرید ہونے سے بیشتر متمنی کو چند کٹھن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ سب سے پہلے 40 ایام تک چارپایوں (مثل بکری، دنبہ، گائے، بھینس یا بعض اوقات گھوڑوں) کی خدمت کرنا پڑتی ہے۔ پھر 40 ایام تک فقراء کے دروازوں پر جھاڑو دینا پڑتا ہے۔ پھر 40 ایام تک آب کشی (کنویں سے پانی نکالنا یا پانی کے برتنوں کو بھر کر رکھنا) کرنا پڑتی ہے۔ پھر 40 ایام تک فراشی (خانقاہ کے تمام بستروں کو بچھانا و اُٹھانا) کرنا پڑتی ہے۔ پھر 40 ایام تک ہیزم کشی (لکڑی جلانا) کرنا پڑتی ہے۔ پھر 40 ایام تک جنگل سے لکڑیاں اکٹھی کر کے لانا۔ پھر 40 ایام تک طباخی (خانساماں کا کام مثل کھانا پکانا، برتن دھونا اور کچن کی صفائی ستھرائی کرنا) کرنا پڑتی ہے۔ پھر 40 ایام تک خانقاہ کے لئے سودا سلف لے کر آنا۔ پھر 40 ایام تک فقراء کی مجالس کی خدمت گزاری (فقراء کو کھانا کھلانا، پانی دینا، اُن کے اُوڑنے بچھونے کا خیال رکھنا)۔ پھر 40 ایام تک بازار میں جا کر سقہ (عوام الناس کو پانی پلانے والا) بننا۔ پھر 40 ایام تک داروغہ گری (نگران کار یعنی خانقاہ میں موجود فراہج سرانجام دینے والوں کو دیکھنا) کرنا۔ جب یہ تمام مدت پوری ہو جاتی ہے۔ تو پھر اسے غسل کرایا جاتا ہے۔ اور تمام محرمات سے توبہ کروا کر دستِ بیعت کر کے حلقہ (سلسلہء عالیہ مولویہ) میں داخل کیا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ خانقاہ سے لباس اور ٹوپی عطا کئے جاتے ہیں۔ اور اسمِ جلالی کی تلقین کی جاتی ہے۔ (جیسا کہ سلسلہء عالیہ قادریہ میں اسمائے اصول و فروع کے ادوار سے گزارا جاتا ہے۔ جس کا کہ پیچھے تفصیلی بیان گزر چکا ہے) بہر حال! یہ سب 40-40 ایام کی مدت نفس کشی کے لئے کرائی جاتی ہے۔ تا کہ انسان میں عاجزی آئے۔ بقولِ مولانا جلال الدین عارف رومیؒ

باز باز آ ہر آں کہ ہستی باز آ گر کافر و کبر و بُت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

مولانا رومؒ کے مرشد حضرت شیخ شمس تبریزی قونیہؒ اپنے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ! اپنے بچپن میں، مَیں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ مجھے ملائکہ (فرشتے) دِکھائی دیئے۔ مَیں نے ارفع اور پست جہانوں کے اَسرار کھلتے دیکھے۔ مَیں سمجھتا تھا۔ کہ! تمام انسان ہی یہ سب کچھ دیکھتے ہیں۔ لیکن آخر کار مجھے ادراک ہوا۔ کہ! (شاید) سب انسان ایسی نگاہ نہیں رکھتے ہیں۔ بہر حال! راضی برضائے الٰہی، تقوٰی، توکل، معرفتِ الٰہی اور عاجزی نہایت ضروری ہے۔ عاجزی کے سلسلے میں حضرت موسیٰؑ کے متعلق ایک حکایت منسوب و مقنول ہے۔

حکایت : حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ روزانہ اپنے رب سے ہم کلام ہوا کرتے تھے۔ ایک دن (رب متعال کی طرف سے) حکم ہوا۔ کہ! موسیٰؑ جاؤ۔ اور اپنے سے کم تر کو تلاش کر کے لے آؤ۔ حضرت موسیٰؑ نے بحکمِ خدا ساری کائنات چھان ماری۔ مگر اپنے سے کم کسی کو نہ پایا۔ (جب) شام کو خالی ہاتھ لوٹے۔ (تو) اللہ تعالیٰ نے (دریافت) فرمایا۔ اے موسیٰؑ اگر آپؑ ایک بکری کے بچے کو ہی (خود سے کم تر سمجھ کر) لے آتے۔ تو ہم آپؑ کو نبوت سے محروم کر دیتے۔ (بقولِ شاعر)

نگاہِ عیب گیری سے جو دیکھا اہلِ عالَم کو　　　کوئی فاسق کوئی فاجر کوئی زندیقِ اعظم تھا
مگر جب ہو گیا ، دل احتسابِ نفس پہ مائل　　　ہوا ثابت کہ ہر اولادِ آدم مجھ سے بہتر ہے

☆ **دیگر خانقاہوں میں مروج طریقے** : کچھ سلاسل میں مریدیں کی کچھ عرصے کے لئے یہ ڈیوٹی (فریضہ و وظیفہ) ہوتا ہے۔ کہ! وہ مسجد میں جا کر جوتیوں کو درست کر کے رکھے۔ کچھ کو یہ فرض سونپا جاتا ہے۔ کہ! باوجود مال و متاع کے، وہ اتنے عرصے تک مانگ کر اپنے پیٹ کی آگ بجھائیں گے۔ کچھ کو تاکید کی جاتی ہے۔ کہ! وہ اصمان کے نیچے اتنے عرصے تک سویا کریں گے۔ کچھ کو کہا جاتا ہے۔ کہ! پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنے رکھیں۔ بہرحال! ان جملہ امور کا تعلق صرف اس بات کا متقاضی ہے۔ کہ! اَنَا مر جائے۔ غریبوں کی حالت زار کا پتا چل جائے۔ دوسروں کی بھوک و افلاس کا احساس ہو سکے۔ اور اُن کے اندر دوسروں کے لئے رحم کا جذبہ پیدا ہو سکے۔

صوفیہ کے گروہ : حضرت شیخ ضیاء الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں۔ کہ!

☆ **مرید** : مرید وہ ہے۔ جو اپنی مراد کو خود طلب کرتا ہے۔

مرید اپنے وقت کا متوسط اور اپنے حال کا منتہی ہے۔ پاس انفاس میں اپنے سانس کا نگہبان اور اسے سب احوال میں افضل جانتا ہے۔ اور مراد کی طلب میں سختیاں برداشت کرتا ہے۔ مرید کے ذمہ یہ امور ہوتے ہیں۔

مجاہدات میں مقام کرنا۔ ریاضات وعبادات میں تکلیف اُٹھانا۔ صبر کی تلخیاں برداشت کرنا۔ نفسانی لذات سے بچنا۔

☆ **متوسط** : متوسط وہ ہے۔ جو آخرت کی راہ میں چلتا ہے۔

متوسط سے منازلِ آداب کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ وہ صاحبِ تلوین (عاشق ۔ تلوین کی ضد تمکین ہے) ہے۔ کہ ادنیٰ حال سے اعلیٰ کی طرف ترقی پاتا ہے۔ اور ہمیشہ زیادتی میں ہوتا ہے۔ اس کے مقامات یہ ہیں۔ کہ!

☆ مرادت کی طلب میں سختیاں اُٹھانا۔ ☆ اقوال وافعال میں ہمیشہ صادق رہنا۔ ☆ کمال کے مقامات میں ادب برتنا

☆ **منتہی** : منتہی وہ ہے۔ جو اپنے مقصود کو پہنچ گیا ہو۔

منتہی درجہ صحو و تمکین میں ہے۔ ایسا سالک ظاہر میں تو مخلوق میں شامل رہتا ہے۔ مگر باطن میں حق سے واصل رہتا ہے۔

صوفیہ کے اصول :

حضرت جنیدِ بغدادیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! صوفیاء کے پانچ اصول ہیں۔

صوم۔ قیامِ شب بغایتِ عبادت و ریاضت۔ اخلاصِ عمل بہ تقرب الی اللہِ تعالیٰ۔
رعایتِ اعمال اور کسی رکن میں اللہ تعالیٰ سے غافل رہنا۔ توکل علی اللہ۔

☆ **تصوف کی بنیاد آٹھ چیزوں (اصولوں) پر** :

سخاوت حضرت ابوالانبیاء ابراہیم خلیل اللہؑ جیسی ہو۔ رضائے رحمانی حضرت اسماعیل ذبیح اللہؑ جیسی ہو۔
صبر حضرت ایوب نبیؑ جیسا ہو۔ غربت کے باوجود خوشحالی حضرت یحییٰؑ جیسی ہو۔
مناجات حضرت زکریاؑ جیسی ہو۔ خرقہ پوشی حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ جیسی ہو۔
سیاحت و تجرد حضرت عیسیٰ روح اللہؑ جیسا ہو۔ فقر حضرت سید المرسلین فخرِ انبیاء آنحضرت محمد ﷺ جیسا ہو۔

لفظ صوفی کی اصل :

زمن بر صوفی و مُلا سلامے　　　کہ پیغامِ خدا گفتند مارا
ولے تاویلِ شاں در حیرت انداخت　　　خدا و جبرائیلؑ و مصطفٰے ﷺ را

فقر اور رِند کی یہ حقیقت صوفی کے حال کا وصفِ خاص ہے۔ اِس ضمن میں صاحبِ **کشف المحجوب** فرماتے ہیں۔ کہ! لوگوں نے اِسم

صوفی کی تحقیق میں بہت کچھ کہا ہے۔ اور کئی کتابیں بھی لکھی ہیں۔ اِنہیں میں سے بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ صوفی کو درحقیقت اِس لئے صوفی کہا جاتا ہے۔ کہ وہ صوف کا کپڑا پہنتا ہے۔ جبکہ دوسرا گروہ یہ کہتا ہے۔ کہ! اِنہیں صوفی اِس لئے کہا جاتا ہے۔ کیونکہ صوفیائے کرام دراصل اصحابِ صُفّہ سے گہری نسبت رکھتے ہیں۔ جبکہ ایک اور گروہ کا یہ کہنا ہے۔ کہ لفظ صوفی درحقیقت صف سے مُشتق ہے۔ بہرحال!

ہر شخص نے لفظ صوفی کے معانی و مفاہیم اور لطائف و معارف اپنی اپنی تحقیق و جستجو کے مطابق بیان فرمائے ہیں۔ لیکن لغت کے مطابق معنی بعید ہیں آگے چل کر صاحبِ مرآۃُ الاسرار اپنی رائے کے مطابق فرماتے ہیں۔ کہ !) پس صوفی کا لفظ ''صفا'' سے مشتق ہونا سب سے زیادہ محمود، مستحسن اور محمود قرار پایا ہے۔ کیونکہ اصحابِ صفہ بھی اھلِ صفا میں سے تھے۔ جب اِس طبقہ کے لوگوں نے اسلامی تعلیمات کے عین مطابق اپنے اخلاق و اعمال درست کر لئے۔ اور اپنی ظاہری و باطنی کدورات و برائیوں سے مکمل نجات پائی۔ تب جا کر اپنی پاکیزہ اوصاف کی وجہ سے صوفی کہلانے لگے۔ اور جاننا چاہیئے کہ صفا کے لئے ایک اصل (جڑ) ہے۔ جبکہ ایک فرع (شاخ)۔ بہرحال صفا کی جڑ اپنے قلب سے غیر اللہ کو بالکل منقطع کرنا ہے۔ جبکہ اِس کی شاخ یہ ہے۔ کہ دنیائے غدار کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں بالکل ترک کر دیا جائے۔ لہذا جو کوئی اِن دونوں صفات (اصل۔ فرع) کو دائماً اپنا لیتا ہے۔ وہ مقامِ دوستی تک پہنچ جاتا ہے۔ اور ولی اللہ۔ خلیل اللہ۔ حبیب اللہ۔۔۔ بن جاتا ہے۔ لفظ صوفی کے متعلق چند اولیائے کرام کے اقوالِ زریں بطور نمشتہ خیر و برکت یہاں پر پیش کئے جا رہے ہیں۔

☆ حضرت سید علی ہجویری المعروف حضور داتا صاحب ؒ اِس ضمن میں فرماتے ہیں۔ کہ! کاملانِ ولایت کا نام صوفی ہے۔ اِسی لئے اولیائے محققین کو اِسی نام (یعنی صوفی) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

☆ حضرت سید محمد باقر بن حسین بن علی صاحب ؒ اِس ضمن میں فرماتے ہیں۔ کہ! تصوف خوش گوئی کو کہتے ہیں۔ جو زیادہ خوش گو ہوتا ہے۔ وہی زیادہ صوفی ہوتا ہے۔ جبکہ خوش گوئی دو اقسام پر منقسم ہے۔ اول حق تعالیٰ کے ساتھ خوش گوئی۔ دوئم خلق خدا کے ساتھ خوش گوئی۔ حق تعالیٰ کے ساتھ خوش گوئی یا نیک خوئی یہ ہے۔ کہ رب متعال کی ہر قضا کے ساتھ کامل رضا اختیار کی جائے۔ جبکہ خلقِ خدا کے ساتھ خوش گوئی یا نیک خوئی یہ ہے۔ کہ حق تعالیٰ کی خاطر خلقِ خدا کی محبت کا بوجھ برداشت کرے۔ اور یہ دونوں صفات مشاہدہ وحدانیت کے ساتھ وابستہ و پیوستہ ہیں۔

☆ حضرت ابوالحفص صاحب پشاوری ؒ اِس ضمن میں فرماتے ہیں۔ کہ! تصوف سراپا ادب ہے۔ کیونکہ ہر وقت، ہر مقام، ہر حالت اور ہر کیفیت کے لئے ایک ادب ہوا کرتا ہے۔ جو بھی شخص ان آداب کو ملحوظِ خاطر رکھے گا۔ وہ لازمی طور پر مردانگی کے عظیم ترین درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ مگر جو کوئی آداب کو ضائع کرتا ہے۔ وہ قربِ حق سے بعید رہتا ہے۔ اور قبولِ حق سے مردود ہو جاتا ہے۔

☆ حضرت ابوالحسن نوری ؒ اِس ضمن میں فرماتے ہیں۔ کہ! تصوف اخلاق کا نام ہے۔ یہ رسوم و علوم کا مجموعہ نہیں ہے۔

☆ حضرت ابوالحسن نوری ؒ صوفی کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ! صوفی وہ ہوتا ہے۔ جو ہر دل پسند چیز کو چھوڑ دے۔

☆ خواجہ ابوبکر شبلی فرماتے ہیں۔ کہ! صوفی دراصل وہ ہستی ہے۔ جو دونوں جہانوں میں سوائے حق تعالیٰ کے کچھ نہیں دیکھتا۔

☆ بقول حضرت بشر بن حارث محاسبی ؒ ! صوفی وہ ہوتا ہے۔ جس کا قلب اللہ تعالیٰ کے لئے ہر کوتاہی سے مبراء و پاک ہو۔

☆ حضرت بندار بن حسین ؓ اِس ضمن میں فرماتے ہیں۔ کہ! صوفی ایسا شخص ہوتا ہے۔ جسے حق تعالیٰ اپنا بنا لیتا ہے۔ اسی لئے اُسے (ظاہری و باطنی طور پر) مصفا و پاکیزہ کر دیتا ہے۔ اسے اپنی مرضی کے کام نہیں کرنے دیتا۔ اور وہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ ایسا کوئی بھی شخص خواہ مخواہ صوفی بن جائے۔ یا صوفی بننے کا ڈھونگ رچاتا پھرے۔

☆ بقول حضرت ابوعلی رودباری ! جو اندرونی صفائی کے بعد گودڑی پہنے۔ خواہش (نفسانی، شہوانی یا نسوانی۔۔۔) پیدا ہونے پر ایسے زور سے دبائے رکھے۔ کہ دنیا کو قطعی طور پر بُھلا دے۔ اور سیدنا مصطفےٰ ﷺ کے بتائے گئے راستے پر چلے۔ وہ حقیقی صوفی ہوتا ہے۔

☆ حضرت سہل بن عبداللہ تستری ؓ اِس ضمن میں فرماتے ہیں۔ کہ! جو کھوٹ سے بچا ہوا ہو۔ اور گہرے تدبر و تفکر میں مستغرق و محو رہتا ہو۔ صرف اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رکھے۔ ایسے شخص کے نزدیک سونا اور مٹی کا ڈھیلا دونوں ایک ہی حیثیت کے حامل ہوں۔

☆ حضرت جنید بغدادی ؒ تصوف کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ! قلب کو لوگوں کی مرضی کے امور سے بعید رکھنا۔ طبیعت کی عام عادتوں سے الگ تھلگ رہنا۔ حیوانی عادتوں کو ختم کرنا۔ نفسانی خواہشات سے دور رہنا۔ اپنے آپ میں روحانی خصائل پیدا کرنا۔ حقیقی علوم (قرآنی علوم) سے مکمل تعلق رکھنا۔ ہمیشہ سراہے جانے والے (لوگوں کی بھلائی والے) کام کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر مکمل طور پر عمل کرنا۔ آنحضور ﷺ کی لائی گئی شریعت کے احکامات پر مکمل چلنا ہی دراصل تصوف ہے۔

☆ حضرت عبدالوہاب الشعرانی ؒ علمِ تصوف کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ! علمِ تصوف دراصل اُس علم سے عبارت ہے۔ جو کہ فی الحقیقت اولیائے

عظام کے قلوب پر جلوہ گر ہوا۔ جبکہ وہ کتاب وسنت (یعنی قرآنِ حکیم اور سنتِ نبوی ﷺ) پر عمل کرنے کی بدولت منور ہوئے۔ تو جس نے بھی کتاب و سنت پر عمل کیا۔ اِس کے لئے کتاب وسنت پر عمل کرنے کی وجہ سے ایسے علوم وفنون، آداب واسرار اور حقائق ومعارف کا انکشاف ہوا۔ کہ زبانیں اِن کے بیان سے یکسر عاجز و گونگ ہیں۔ جیسا کہ علمائے شریعت (علمائے حق) پر احکام منکشف ہوا کرتے ہیں۔ جبکہ وہ اپنے علم پر عمل کرتے ہیں۔ پس تصوف تو صرف احکامِ شریعت پر کسی کسی بندہ ءخدا کے عمل کا مکھن ہے۔ جبکہ اس کا عمل کوتاہیوں اور نفسانی خواہشات سے مبراء وپاکیزہ ہو۔ جس طرح کہ علمِ معانی اور بیان اصل میں علم نحو کا مکھن ہے۔ تو جس نے علمِ تصوف کو (علوم دینیہ کا) ایک مستقل علم قرار دیا۔ اس نے سچ کہا۔ اِسی طرح سے جس نے علمِ معانی اور بیان کو مستقل علم کہا۔ تو یقیناً اُس نے بھی سچ کہا۔ لیکن جس نے علمِ نحو میں سے ہی قرار دیا۔ وہ بھی درست ہے۔ لیکن اِس ذوق پر کہ علم تصوف عین شریعت سے ہی نکلتا ہے۔ وہی شخص جھانک سکتا ہے۔ جو علمِ شریعت کا ایسا فاضل متبحر ہو۔ کہ علم کی انتہا تک پہنچ چکا ہو۔

☆ حضرت گل حسن شاہ قلندری قادری ؒ علمِ تصوف کے متعلق کتاب تعلیمِ غوثیہ میں فرماتے ہیں۔ کہ! تصوف کا وجود فلسفہ میں موجود ہے۔ جیسے کہ فنائیت کے تینوں درجات (فنا فی الشیخ۔ فنا فی الرسول اللہ ﷺ اور فنا فی اللہ) کا وجود فلسفہ میں دلائل کے ساتھ موجود ومتحقق ہے۔ فلسفے کا سب سے بڑا عقیدہ تو یہ ہے۔ کہ! تمام عالم کا مخرج ایک ہی ہے۔ اور سب کو اس میں جذب ہونا ہے۔ بلکہ اَب بھی ایسا نا معلوم جاذب ہے۔ کہ مفہوماتِ کلی اس کے ادراک سے قاصر ہیں۔

غرض تخمِ تصوف (تصوف کا بیج) اللہ تعالیٰ کی زمین میں ہزاروں برس سے نمودار نظر آتا ہے۔ جیسے دنیا کی آبادی میں فارس کو سب پر تقدم حاصل ہے۔ اسی طرح تصوف کی نشونما بھی سب سے پہلے یہیں پر پائی جاتی ہے۔ مختلف مذاہب کی کتب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ! اس درختِ طوبیٰ (یعنی بابِ تصوف) کا بیج حکمائے اشراقین نے بویا۔ اس بیج کو حکمائے مشائین نے سینچا۔ سلطنتِ فارس میں اس کی نشو ونما ہوئی۔ مصر و یونان کی آبیاری نے شاخ و برگ پیدا کئے۔ برصغیر کی بادِ نسیم نے گل شگفتہ کر کے بو باس پیدا کی۔ شریعتِ اسلام نے اس کی خوشبو سونگھی۔ متکلمین نے بہار دیکھی۔ صوفیوں نے اس کا پھل کھایا۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ! تصوف حکیم بن کر آیا۔ فقیر ہو کر رہا۔ لیکن شہنشاہی جیسی شان ورفعت وعظمت بنا کر گیا۔

مذہب کے لئے ظاہر وباطن :

حضرت شیخ ضیاء الدین سہروردی ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! مذہب کے لئے ظاہر و باطن اختیار کرنا چاہیئے۔ ظاہر تو یہ ہے۔ کہ! خلقِ خدا سے ادب برتے۔ جبکہ باطن یہ ہے۔ کہ! کل اصول و مقامات میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو۔ رسول مکرم ﷺ نے کسی شخص کو نماز میں لعب یعنی بے ہودہ حرکت کرتے ہوئے ملاحظہ فرمایا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! اگر اس کا دل خاشع ہوتا۔ تو نماز میں اس کے اعضاء بھی خاشع ہوتے۔ بقول مولائے روم ؒ !

علمِ باطن ہمچو مسکہ علمِ ظاہر ہمچو شِیر کے شود بے شِیر مسکہ کے بود بے پیرِ پیر

اصولِ عشرہ یا مقاماتِ عشرہ کا بیان :

کتاب ''**البینات** ترجمہ وتشریح مکتوبات امام ربانی'' میں ہے۔ کہ! اخلاص ہی ہر عمل کی قبولیت کے لئے روحِ رواں کا درجہ رکھتا ہے۔ صوفیائے کرام ؒ کے نزدیک اخلاص ہی کا دوسرا نام فنا ہے۔ اور محبتِ ذاتیہ کے بغیر فنا کا تصور محال ہے۔ لہذا ضروری ہوا۔ کہ فنا کے ابتدائی امور (مقدمات ومبادی) حاصل کئے جائیں۔ اور وہ دس مقامات ہیں۔ کہ جن کو اصطلاحِ صوفیہ میں اُصولِ عشرہ یا مقاماتِ عشرہ کا نام دیا گیا ہے۔ کیونکہ! بعض صوفیاء نے انہی مقامات کو طُرقِ وصولِ الی اللہ کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اکثر طور پر صوفیاء کے تجربے میں آیا ہے۔ کہ! ان دس مقامات کا حصول فنائے کامل کا سبب بنتا ہے۔ لیکن بعض اوقات مقاماتِ عشرہ کو حاصل کئے بغیر بھی محض فضلِ خداوندی سے فنائے کامل عطا ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ کہ! **اللہ یجتبی الیہ من یشآء و یھدی الیہ من ینیب** ۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے۔ چُن کر اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اور جو کوئی اس سے لو لگاتا ہے۔ اسے اپنے پاس پہنچا دیتا ہے۔ (سورہ شوریٰ۔ آیت نمبر 13)

دادِ حق را قابلیت شرط نیست بلکہ شرطِ قابلیت دادِ اُوست

مقاماتِ عشرہ کی تفصیل :

راہ وصول الی اللہ کے دس اصول یا دس مقامات ہیں۔ یعنی منازلِ سلوک کا طے کرنا انہیں دس مقامات کے حصول پر موقوف ہے۔ کہ جنہیں مقاماتِ عشرہ کہا جاتا ہے۔ جو کہ یہ ہیں۔

☆ توبہ۔ ☆ زُھد۔ ☆ قناعت۔ ☆ توکل۔ ☆ صبر۔ ☆ شکر۔

☆ خوف۔ ☆ رجا۔ ☆ فقر۔ ☆ رضا۔

یادرہے۔کہ! ان دس مقامات ومراتب کے ضمن میں اصحابِ صفا کے پیشوااورارباب وفا کے قطب شیخ الکبیرابوالجناب حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ ؒ نے طریقہءکبرویہ کے متعلق ایک نہایت قیمتی کتاب بنام ’’**رسالة الاصولِ العشرة**‘‘ تحریرفرمائی ہے۔اوراُن کے وصول الی اللہ کے دس مقامات یہ تحریرفرمائے ہیں۔

☆ **توبہ۔** ☆ **زُھد۔** ☆ **توکل۔** ☆ **قناعت۔** ☆ **عزلت (یعنی گوشہ نشینی)۔** ☆ **ذکر۔**

☆ **توجہ الی اللہ۔** ☆ **صبر۔** ☆ **مراقبہ۔** ☆ **رضا۔**

یادرہے۔کہ! حضرت قطب شیخ الکبیرابوالجناب حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ ؒ کے مطابق ہرمقام ومنزل کے بعدہی دوسری منزل ومقام کا حصول ممکن ہوسکے گا۔یعنی کہ! جب تک کوئی توبہ نہیں کرے گا۔وہ زُہداختیارنہیں کرسکتا۔اورجب تک کہ سالک زہداختیارنہیں کرے گا۔تووہ قانع نہیں بن سکتا۔اورقناعت کے حصول کے بنا سالک متوکل نہیں بن سکتا۔۔۔**علیٰ ھذا القیاس۔**

بہرحال! میری دعاہے۔کہ! اللہ تعالیٰ ان دس مقامات ومراتب کی معرفت وعرفان مجھ ناچیزاورقارئینِ کتاب ہذا کومن وعن عطا فرمائے۔اوران کے فیوض وبرکات سے متنفع ومستفید فرمائے۔آمین۔بجاہ سیدالمرسلین ﷺ۔

اَب یہ فقیرِحقیربندہ ناچیزپرتقصیر(**عبدالرؤف بلوچ**)خدمت میں اِن دس مقامات کی مختصرمگرجامع تفصیل بیان کرتاہے۔

☆ **توبة** : عربی لغت میں توبہ کی یوں تعریف بیان کی گئی ہے۔’’**التوبة رجوع عما کان مذموما فی الشرع الیٰ ما ھو محمود فیہ** ۔(ترجمہ) شرع (یعنی شریعت) میں جوکچھ مذموم (بُراکام) ہے۔اس سے لَوٹ کرمحمود (اچھے کام) کی طرف آجانے کانام ’’توبہ‘‘ ہے۔اللہ تعالیٰ کافرمانِ عالی شان ہے۔کہ! **و توبوا الی اللہ جمیعا. ایہ المؤ منون لعلکم تفلحون** ۔(سورہ نور۔آیت نمبر **31**) اورتم سب اللہ تعالیٰ کی طرف (آگے) توبہ کرو۔اے ایمان والو! تاکہ تم فلاح پاؤ۔(یعنی جوشخص توبہ کرتارہے گا۔وہ ضرورفلاح پائے گا۔انشاءاللہ)

☆ **زُھد** : حضرت جنیدِ بغدادیؒ کاقول ہے۔کہ! دنیاکوحقیر جاننااوردل سے اس کے نشانات محوکرنا ’’زُھد‘‘ کہلاتاہے۔زُہدایک مرتبہ قلبیہ ہے۔اس مرتبے پرپہنچنے کے بعدقلب سے دنیاکی محبت یکسرنکل کرختم ہوجاتی ہے۔

زہدایک مرتبہءقلبیہ ہے۔اس مرتبہ ومقام پرپہنچ کرسالک کے قلب سے دنیاکی لذتیں،عیش وعشرت،آسائشیں،رنگینیاں وغیرہ نکل جاتی ہیں۔ جس کے باعث وہ دنیاکی طرف التفات نہیں رکھتا۔اس کے لئے فقروغنااوراخذوعطادونوں حالتیں برابرہوجاتی ہیں۔کیونکہ! وہ قلبی طورپرطلبِ دنیا اورخواہشاتِ نفس سے فارغ ہوچکاہوتاہے۔زہدکایہ مفہوم ہرگزنہیں ہے۔کہ! بندہ کاہاتھ دنیاکے مال سے خالی ہوجائے۔اوروہ کسبِ حلال چھوڑکر محتاجی کی زندگی گزارناشروع کردے۔یادرہے۔کہ! حضرت سیدناصدیقِ اکبرؓ یوں دعاکیاکرتے تھے۔ **اللھم ابسط لی الدنیا و زھد نی عنھا**۔(ترجمہ) اے میرے اللہ تعالیٰ! میرے لئے دنیاکشادہ فرمادے۔اوراس سے مجھے زہدعطافرما۔(کشف المحجوب)

اسی طرح حضرت علامہ المناویؒ نے فرمایا۔کہ!

زہد،مالِ دنیاسے مکمل طورپراجتناب کرنے کانام نہیں۔بلکہ زہدتویہ ہے۔کہ! دنیاکامال ہونایانہ ہوناسالک کے لئے یکساں اہمیت وحیثیت کا حامل ہو۔اس طرح کہ! سالک کامال کے ساتھ تعلقِ قلبی نہ رہے۔تاکہ وہ آفاتِ دنیاسے محفوظ رہ سکے۔

سیرت النبی ﷺ میں ہماری زندگی کے تمام سوالات کے **100%** کافی وشافی جوابات دستیاب ہیں۔اورزہدکے حقیقی معنی ومفہوم کوسمجھنے کے لئے بھی حضرت امام الزاہدین سیدالرسل ﷺ کاقول وفعل واضح ترین صورتوں میں بعین موجودہے۔کہ آپ ﷺ بھی گوشت،حلوہ،شہد اور مشروبات (کھانے پینے میں) استعمال فرمایاکرتے تھے۔اورویسے بھی اسلامی تعلیمات میں رہبانیت کی کوئی قدروقیمت نہیں۔اعتدال پسندی سالک کوہمیشہ کامیابی کی طرف لے جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ کافرمان ہے۔ **الھکم التکا ثر۔ حتی زرتم المقابر** ۔(تمھیں زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی ہوس نے غافل رکھا۔یہاں تک کہ تم قبروں میں جاپہنچے)

اسی طرح زُہدکی ایک مثال اس آیتِ کریمہ میں یوں بیان ہوئی ہے۔کہ! ’’**وما الحیٰوۃ الد نیا الا لعب ولھو۔ اللدار الاٰ خرة خیر للذین یتقون۔ افلا تعقلون** ۔‘‘ (ترجمہ) اوردنیوی زندگی (کی لذتیں،اسائش وراحتیں،عیش وعشرت) کھیل تماشوں کے سواکچھ نہیں۔اوریقیناً آخرت کاگھرہی ان لوگوں کے لئے بہترہے۔جوتقوٰی اختیارکرتے ہیں۔کیاتم (یہ صریح حقیقت) کاادراک نہیں رکھتے۔(سورہ الانعام۔آیت نمبر **32**) ایک اورجگہ اللہ تعالیٰ فرماتاہے۔کہ! ’’**المال والبنون زینة الحیٰوۃ الد نیا۔ والبٰقیت الصلحت خیر**

عـنـد ربك ثـوابا و خير املا ۔" (ترجمہ) مال اور اولاد (تو صِرف) دنیاوی زندگی کی زینت ہیں۔ اور (حقیقت میں) باقی رہنے والی (تو صِرف) نیکیاں (ہی ہیں۔ جو کہ) آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے لحاظ سے (بھی بہت) بہتر ہیں۔ اور آرزو کے لحاظ سے (بھی) خوب تر ہیں۔ (سورہ کہف۔ آیت نمبر **46**)

ابنِ ماجہ کی ایک حدیث ہے۔ کہ! حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ سے روایت ہے۔ کہ! ایک شخص بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضرِ خدمت ہو کر عرض گزار ہوا۔ کہ مجھے (کوئی) ایسا عمل بتائیے۔ (کہ) جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے میرے ساتھ محبت کیا کریں۔ (تو) آپ ﷺ نے فرمایا۔ دنیا میں زہد اختیار کر۔ اس سے اللہ تعالیٰ اور لوگ تیرے ساتھ محبت کریں گے۔

اسی طرح سے ایک اور حدیث میں یوں بیان ہوا ہے۔ کہ! حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے۔ کہ! حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! زُھد اور دنیا سے بے رُغبتی حلال کو حرام کر دینے اور مال کو ضائع کر دینے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ! زُہد (تو) یہ ہے۔ کہ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے۔ وہ اس سے زیادہ قابلِ اعتماد نہ ہو۔ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اور جب تجھے مصیبت پہنچے۔ تو اس کے ثواب (کے حصول) میں زیادہ رغبت رکھے۔ اور یہ تمنا ہو۔ کہ کاش! یہ میرے لئے باقی رہتی۔ (جامع ترمذی۔ ابنِ ماجہ۔ طبرانی)

دنیا کی مذمت اس حدیث میں صراحت کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ کہ! **قال رسول الله** ﷺ **! الـدنيـا سجن المؤ من و جَنَّةُ الكا فر ۔"** (ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ (کہ) دنیا مومن کا زندان اور کافر کی جنت ہے۔ (صحیح مسلم۔ جامع ترمذی)

حضرت شیخ نجم الدین الکبرٰیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! زہد کا مطلب فائدہ مند چیزوں اور ان کی خواہشات سے کنارہ کشی اختیار کرنا ہے۔ خواہ کم ہوں یا زیادہ۔ مال کی صورت میں ہوں یا جاہ و منصب کی صورت میں۔ جیسا کہ ایک انسان اپنی طبعی موت کے سبب ان چیزوں سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ اور حقیقتِ زہد یہ ہے۔ کہ! دنیا و آخرت دونوں کی خواہش چھوڑ دے۔ آنحضور نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ! اہلِ آخرت پر دنیا حرام ہے۔ کیونکہ! وہ دنیاوی مال و متاع سے فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ اور اہلِ دنیا پر آخرت حرام ہے۔ کیونکہ اہلِ آخرت کے فوئد سے فیض یاب ہونا اہلِ دنیا کے مقدر میں نہیں۔ اور اہل اللہ پر دنیا و آخرت دونوں ہی حرام ہیں۔ کیونکہ! وہ دونوں (دنیا یا آخرت) سے نہ تو منتفع و مستفید ہوتے ہیں۔ اور نہ ہی ان سے لطف اندوزی کی سعی کرتے ہیں۔

☆ **قناعت** : اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم میں فرماتا ہے۔ کہ! **مـن عمل صا لحا من ذكر او انثى وهو مؤ من فلنحيينه حيوٰة طيبة. ولـنـجـزيـنـهـم اجر هم با حسن ما كانوا يعملون ۔** (ترجمہ) جس شخص نے بھی مومن ہونے کی حالت میں نیک عمل کیا ہوگا۔ چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ ہم اسے پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے۔ اور ایسے لوگوں کو ان کے بہترین اعمال کے مطابق ان کا اجر ضرور عطا کریں گے۔ (سورہ نحل۔ آیت نمبر **97**) صاحبِ رسالہ قشیریہ فرماتے ہیں۔ کہ! کثیر علمائے تفسیر کا اس بات پر قوی اتفاق ہے۔ کہ! "حیاتِ طیبہ" سے مراد دنیا میں قناعت ہے۔ اسی طرح سے ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ کہ! **لـيـرزقـنـهـم الـلـه رزقـا حسـنـا ۔** (ترجمہ) البتہ! اللہ تعالیٰ انہیں اچھا رزق عطا فرمائے گا۔ (سورہ حج۔ آیت نمبر **58**) یاد رہے۔ کہ! علمائے تفسیر فرماتے ہیں۔ کہ! "رزقاً حسنا" سے مراد قناعت ہی ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے۔ کہ! **"قال رب اغفر لى وهب لى ملكا لا ينبغى لا حد من م بعدى. انک انت الوهاب ۔** (ترجمہ) کہنے لگے: کہ! اے میرے پروردگار! میری بخشش فرما دے۔ اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما دے۔ (کہ) جو میرے بعد کسی اور کے لئے مناسب نہ ہو۔ بے شک تیری اور صرف تیری ہی ذات وہ ہے۔ جو اتنی سخی داتا ہے۔ (سورہ صٓ۔ آیت نمبر **35**) بعضے مفسرین فرماتے ہیں۔ کہ اس آیت میں "**ملكا**" سے مراد بھی قناعت ہے۔

اسی طرح سے حدیثِ نبوی ﷺ میں قناعت کی یوں تعریف کی گئی ہے۔ کہ! **القنا عة مال لا ينفد و كنز لا يفنى** (ترجمہ) یعنی قناعت نہ ختم ہونے والا مال اور خزانہ ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ! **القنا عة كنز لا يفنى ۔** (قناعت ایک ایسا خزانہ ہے۔ جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ (بیہقی۔ منذری)

اسی طرح سے متفق علیہ کی ایک حدیث ہے۔ کہ! حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! امارت (امیر ہونا) کثرت مال سے نہیں ہوتی۔ بلکہ اصل امارت دل کا غنی ہونا ہے۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

اسی طرح سے متفق علیہ کی ایک حدیث ہے۔ کہ! حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! ااوپر والا ہاتھ (یعنی دینے والا ہاتھ) نیچے والے ہاتھ (یعنی لینے والا ہاتھ) سے بہتر ہے۔ اور (صدقہ و خیرات کی) ابتدا اپنے (ہی) اہل و عیال سے کرو۔ اور بہترین صدقہ وہ ہے۔ جس کے بعد

استغناء قائم رہے۔ اور جو سوال کرنے (یعنی مانگنے) سے بچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ (بھی) اسے (اس کے صبر وشکر کے عوض) سوال کرنے سے بچا لیتا ہے۔ جو استغناء اختیار کرتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ غنی کر دیتا ہے۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ! حضرت فضالہ بن عبیدؓ بیان فرماتے ہیں۔ کہ! میں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو (یہ) فرماتے سنا۔ (کہ) اس کے لئے بشارت ہے۔ جسے اسلام کی ہدایت نصیب ہوئی۔ اور جسے بقدرِ ضرورت روزی نصیب ہو۔ اور اس نے اس پر قناعت اختیار کی۔ (جامع ترمذی۔ طبرانی)

اسی طرح سے ایک نہایت ہی سبق آموز حدیث میں ہے۔ کہ! حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے۔ کہ! حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ (کہ) جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے۔ کہ (وہ) لوگوں سے کوئی چیز نہیں مانگے گا۔ میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (تو) حضرت ثوبانؓ نے عرض کیا۔ (کہ) میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت ثوبانؓ کسی سے کچھ نہیں مانگا کرتے تھے۔ (سنن ابی داؤد۔ مستدرک حاکم)

☆ حضرت شیخِ اکبر محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ”**قناعت اس کا نام ہے۔ کہ! انسان صرف اللہ تعالیٰ ہی سے سوال اور طلب کرے۔ نہ کہ کسی غیر سے۔** اور مزید فرماتے ہیں۔ کہ! **اکابر کا موجود پر ہی اکتفا کرنے سے مراد یہ ہے۔ کہ! سوال اور طلب میں حق سبحانہ تعالیٰ پر ہی اکتفا کیا جائے۔** اور شیخ بزرگوار کا یہ قول ہے۔ کہ! **بقدرِ ضرورت (جو چیز موجود ہو) اسی پر اکتفا کرنا قناعت ہے۔**

☆ حضرت ابو عبداللہ خفیفؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ”**مفقود چیز کی امید کو ترک کرنے اور موجود چیز کے ساتھ استغنا کا نام قناعت ہے۔**“

☆ حضرت محمد بن علی ترمذیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ”**جو رزق کسی انسان کی قسمت میں لکھا جا چکا ہو۔ اسی پر راضی رہنے کا نام قناعت ہے۔**“

☆ حضرت بشر حافیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ”**قناعت ایک ایسا فرشتہ ہے۔ جو مومن کے دل کے سوا کہیں (بھی) سکونت اختیار نہیں کرتا۔**

☆ کسی نے حضرت ابو یزیدؒ سے پوچھا۔ کہ! آپؒ اس مقام (ولایت) پر کیونکر پہنچے؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ! ”**میں نے دنیا کے اسباب کو جمع کر کے رسی سے باندھ دیا۔ پھر صدق کی منجنیق میں رکھ کر نا اُمیدی کے سمندر میں پھینک دیا۔ لہٰذا میں آرام میں رہا۔**

☆ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ”**قناعت سے (واقعتاً) راحت میسر ہوتی ہے۔**

☆☆☆ توکل :

توکل کی تعریف یوں ہے۔ کہ! جو بھی کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اس پر اعتماد ہو۔ اور جو بھی کچھ لوگوں کے پاس ہے۔ اس سے مایوسی ہو۔

توکل ایک قلبی مرتبہ و مقام ہے۔ جس میں متوکل بندہ اپنے جملہ امور صدق قلب اور خلوصِ نیت سے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے۔ اور اپنے جمیع احوال میں صرف اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد و اعتبار کرتا ہے۔ اپنے تئیں جدوجہد اور محنت کے بعد نتیجہ اسی ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ مسبب الاسباب پر چھوڑ دیتا ہے۔ لیکیونکہ! توکل اور اسباب کے درمیان کسی قسم کا کوئی تعارض نہیں ہے۔ چونکہ توکل کا محل قلب جبکہ اسباب کا محل بدن ہے۔ یاد رہے۔ کہ! اہلِ توکل کا دائمی وظیفہ ”**حسبنا اللہ و نعم الوکیل**“ ہے۔ کیونکہ! وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے بخوبی واقف ہیں۔ کہ! ”**و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ**“ (اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے۔ پس (صرف اللہ تعالیٰ ہی) اُس کے لئے کافی ہے)

حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایسے ہی توکل کرو۔ جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے۔ تو وہ تم کو ایسے رزق دے گا۔ جیسے (کہ وہ ذاتِ برحق) پرندوں کو دیتا ہے۔

☆ **صبر** : صبر کی تعریف یوں ہے۔ کہ! ابتلاء کے وقت لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکوہ نہ کرنے کا نام صبر ہے۔

صبر کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! ”**ان اللہ مع الصّٰبرین**“ (ترجمہ) یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ (ہوتا) ہے۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر **153**) اسی طرح ایک اور جگہ فرمانِ رحمانی ہے۔ کہ! ”**و لنبلونکم بشئی من الخوف والجوع و نقص من الاموال والانفس والثمرٰت. و بشر الصبرین**“ (ترجمہ) اور ہم ضرور بالضرور تمھیں آزمائیں گے۔ کچھ خوف اور بھوک سے۔ اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصانات سے۔ اور (اے حبیب!) آپ (ان) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر **155**) ایک اور جگہ ارشادِ ربانی ہے۔ کہ! ”**نعم اجر العملین. الذین صبروا و علی ربھم یتوکلون**“ (ترجمہ) عمل (یعنی اعمالِ صالحہ) کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے۔ (کہ! یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ) جنہوں نے صبر کیا۔ اور اپنے رب پر ہی توکل کرتے رہے۔ (سورہ العنکبوت۔ آیت نمبر **59-58**)

حضرت عباسؓ جناب نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ! جو خداوندی فرائض کے ادا کرنے پر صبر کرتا ہے۔ اور جما رہتا ہے۔ اُس کو تین سو درجات نصیب ہوتے ہیں۔ اور جو خداوندی ممنوعات سے بچنے پر صبر کرتا ہے۔ اور ثابت قدم رہتا ہے۔ اُس کو چھ سو درجات نصیب ہوتے ہیں۔ اور جو مصیبت پر صبر کرتا ہے۔ اُس کو نو سو درجات ملتے ہیں۔

کسی عارف کا قول ہے۔ کہ! صبر کے تین درجات ہیں۔

پہلا درجہ شکایت کا چھوڑ دینا ہے۔ اس کو صبرِ جمیل کہتے ہیں۔ یہ تائبین کا درجہ ہے۔ دوسرا درجہ تقدیر پر راضی رہنا ہے۔ اور یہ زاہدین کا درجہ ہے۔ تیسرا درجہ یہ ہے۔ کہ جو خدا کرے۔ اس پر محبت کرنا۔ یہ صدیقین کا درجہ ہے۔

☆ **شکر** : صبر کی تعریف یوں ہے۔ کہ! نعمت کے اعتراف اور خدمت کے ساتھ قیام کا نام شکر ہے۔ اگر کوئی شخص اس میں اضافہ کی توفیق پائے۔ تو اس کو شکور کہا جاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ! ’’**و قلیل من عبادی الشکور** ۔‘‘ (یعنی) اور میرے بندوں میں سے شکور (شکر گزار) تھوڑے سے ہیں۔ (سورہ سباء۔ آیت نمبر 13)

اسی طرح ایک اور تعریف یہ بھی ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کو اسی مقصد کے لئے صَرف کرنا، کہ جس کے لئے وہ نعمتیں پیدا کی گئی ہیں، شکر کہلاتا ہے۔ شکر کی اجمالی طور پر تین اقسام ہیں۔ شکراللسان۔ شکرالارکان۔ شکرالجنان۔

☆ **شکر اللسان**۔ (یعنی) زبان سے شکرادا کرنا: تحدیثِ نعمت کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ’’**و اما بنعمة ربك فحدث** ۔‘‘ (یعنی) اور جو تمھارے پروردگار کی نعمت ہے۔ اس کا تذکرہ کرتے رہنا۔ (سورہ **والضحیٰ**۔ آیت نمبر 11)

☆ **شکر الارکان**۔ (یعنی) اعمالِ صالحہ کے ذریعے سے شکرادا کرنا: عملِ خالص کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے۔ کہ! ’’**اعملوا اٰلِ داؤد شکرا** ۔‘‘ (یعنی) اے داؤدؑ کے خاندان والو! تم ایسے عمل (اعمالِ صالحہ و شکر گزاری) کیا کرو۔ (کہ) جن سے (تمھارا) شکر ظاہر ہو۔ (سورہ سباء۔ آیت نمبر 13)

☆ **شکر الجنان**۔ (یعنی) دل سے اس طرح شکرادا کرنا، کہ یہ نعمت اللہ تعالیٰ ہی طرف سے ہے: شہادتِ قلبی کو کہتے ہیں۔ قرآنِ حکیم میں آیا ہے۔ کہ! ’’**وما بکم من نعمة فمن الله** ۔‘‘ (یعنی) اور تم کو جو (بھی) نعمت عطا ہوتی ہے۔ وہ (صِرف اور صِرف) اللہ تعالیٰ (ہی) کی طرف سے ہوتی ہے۔ (سورہ نحل۔ آیت نمبر 53)

سوال۔ شکر کرنے والوں کا اللہ تعالیٰ کی نظر میں کیا درجہ و مقام ہے؟ شکر کے کیا کیا فوائد ہیں؟

جواب۔ **وا شکرولی ولا تکفرون** ۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر 1152) اور میرا شکرادا کرو۔ اور میری ناشکری نہ کرو۔ **ان الله لذو فضل علی الناس ولکن اکثرالناس لا یشکرون** ۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر 243) حقیقت یہ ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ لوگوں پر بہت فضل فرمانے والا ہے۔ لیکن اکثر لوگ (اللہ تعالیٰ کا) شکرادا نہیں کرتے۔ **فاتقوالله لعلکم تشکرون** ۔ (سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 123) لہذا (اگر تم لوگ صرف) اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ تو تم شکر گزار ہوگے۔ **و سیجزی الله الشّٰکرین** ۔ (سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 144) عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو نیک بدلہ عطا فرمائے گا۔ **و سنجزی الشّٰکرین** ۔ (سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 145) جو لوگ شکر گزار ہیں۔ ان کو ہم (اللہ تعالیٰ) جلد ہی نیک بدلہ عطا کریں گے۔ **ما یفعل الله بعذا بکم ان شکر تم وامنتم۔ وکان الله شاکرا علیما** ۔ (سورہ نساء۔ آیت نمبر 147) اگر تم (اللہ تعالیٰ کے شکر گزار) بنو۔ اور (صحیح معنوں میں) ایمان لے آؤ۔ تو اللہ تعالیٰ تمھیں عذاب دے کر آخر کیا کرے گا؟ اللہ تعالیٰ بڑا قدر دان ہے۔ اور خوب جاننے والا ہے۔ **کذٰلك یبین الله لکم اٰ یته لعلکم تشکرون** ۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر 89) اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں کھول کھول کر تمھارے سامنے واضح کرتا ہے۔ تا کہ تم شکرادا کرو۔ **لئن شکر تم لا زید نکم ولئن کفر تم ان عذابی لشد ید** ۔ (سورہ ابراہیم۔ آیت نمبر 07) اگر تم (واقعی) اللہ تعالیٰ کا (خلوصِ دل سے) شکرادا کرو۔ تو مَیں تمھیں اور (بھی) زیادہ دوں گا۔ اور اگر تم نے (میری) ناشکری کی۔ تو (یقین جانو کہ) میرا عذاب بڑا سخت ہے۔ **والله اخر جکم من م بطون امّھٰتکم لا تعلمون شیئا۔ و جعل لکم السمع والابصار والافئدة۔ لعلکم تشکرون** ۔ (سورہ نحل۔ آیت نمبر 78) اور اللہ تعالیٰ نے تمھاری ماؤں کے پیٹ سے (تم لوگوں) کو ایسی حالت میں نکالا۔ کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے۔ اور تمھارے لئے کان، آنکھیں اور دل پیدا کئے۔ تا کہ تم (اللہ تعالیٰ کا ہر وقت) شکرادا کرو۔ **واشکروا نعمت الله ان کنتم ایاہ تعبدون** ۔ (سورہ نحل۔ آیت نمبر 114) اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکرادا کرو۔ اگر تم واقعی اسی (وحدہ لاشریک) کی ہی عبادت کرتے ہو۔ **ومن رحمته جعل لکم الیل والنھار لتسکنوا فیه ولتبتغوا من فضله ولعلکم تشکرون** ۔ (سورہ قصص۔ آیت نمبر 73) یہ تو اسی (ذاتِ برحق) نے اپنی (وسیع و عریض) رحمت سے تمھارے لئے رات بھی بنائی اور دن بھی۔ تا کہ تم اس میں آرام و سکون کرو۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو۔ تا کہ تم شکر (بھی) ادا کرو۔

سرورِ دوعالم ﷺ سے حضرت معاذ بن جبلؓ کو وصیت فرمائی تھی۔ کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کریں۔

’’ **اللھم اعنی علیٰ ذکرک و شکرک و حسنِ عبادتک۔** ‘‘ (سنن ابی داؤد)

اسی ضمن میں ایک حدیث ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھا کر شکر کرنے والا، صبر کرنے والے روزہ دار کی طرح ہے۔ (بخاری)

روایت ہے۔ کہ! حضرت موسیٰؑ نے فرمایا۔ اے میرے رب! میرے ہر ہر بال پر تیری دو،دو نعمتیں ہیں۔ تو میں تیرا کس طرح سے شکر ادا کروں ؟ (تو) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! اے موسیٰؑ! جب تُو نے یہ پہچان لیا۔ کہ تُو میرا شکر ادا کرنے سے عاجز ہے۔ تو تُو نے میرا شکر ادا کر دیا۔

اسی طرح سے ایک اور روایت ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کی طرف وحی کی۔ کہ! میری نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ (تو) آپؑ نے فرمایا۔ اے میرے اللہ! مَیں کیسے تیری نعمتوں کا شکر ادا کروں ؟ جبکہ تیرا شکر ادا کرنا مجھ پر تیری سب سے بڑی نعمت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی طرف وحی کی۔ (کہ) جب تُو یہ بات جان لے۔ تو (تُو) میرا سب سے شکر گزار بندہ ہے۔

صبر اور شکر کے متعلق ایک حکایت ہے۔ کہ! ایک بزرگ نے دوسرے بزرگ سے دریافت فرمایا۔ کہ! اگر تمھیں رزق ملے تو کیا کرتے ہو۔ اور اگر تمھیں کچھ نہ ملے تو کیا حالت ہوتی ہے تمھاری ؟ دوسرے بزرگ نے کہا۔ کہ اگر ملے تو شکر کرتا ہوں۔ اور اگر نہ ملے۔ تو صبر کا دامن تھام لیتا ہوں۔ اس جواب پر پہلے بزرگ نے فرمایا۔ کہ! یہ خاصیت تو ایک جانور (سگ) کی بھی ہوتی ہے۔ تو پھر تم میں اور اس جانور میں کیا تفاوت ہوگا۔ اس بات پر دوسرے بزرگ نے کہا۔ کہ اگر ملے تو کیا کرنا چاہیئے۔ اور اگر نہ ملے۔ تو کیا کرنا چاہیئے۔ تو پہلے بزرگ نے فرمایا۔ کہ! اگر ملے تو صدقہ و خیرات کر دینی چاہیئے۔ اور جب کچھ نہ ملے تو شکر ادا کرنا چاہیئے۔ (کیونکہ متوکلین علی اللہ کا یہی طریقہ ہمیشہ سے رہا ہے)

اس کا ملنا ہی مقدر میں نہ تھا ورنہ
ہم نے کیا کچھ نہیں کھویا، اُسے پانے کے لئے

☆ **خوف** : خوف کی تعریف (بمطابق حضرت شیخ شریف جرجانیؒ) یوں ہے۔ کہ! کسی ناپسندیدہ امر کے واقع ہونے یا کسی محبوب چیز کے فوت ہونے کو خوف کہا جاتا ہے۔ جبکہ امام غزالیؒ اپنی کتاب احیاء العلوم (جلد چہارم) میں فرماتے ہیں۔ کہ! مستقبل میں درپیش آنے کے خدشے کے سبب دل میں پیدا ہونے والے درد، سوزش اور گھبراہٹ کی سی کیفیت کو خوف کہا جاتا ہے۔

اللہ رب العزت کا فرمانِ عالی شان ہے۔ کہ! **وامـا مـن خاف مقام ربه و نهى النفس عن الهوىٰ. فان الجنة هى الماوىٰ۔** (ترجمہ) اور رہا وہ جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے خوف رکھتا تھا۔ اور اپنے نفس کو بُری خواہشات سے روکتا تھا۔ تو جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہوگی۔ (سورہ النازعات۔ 41-40)

رجاء : رجاء کی تعریف میں صوفیائے کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ جیسا کہ!

☆ اللہ تعالیٰ سے اس کے کرم کی اُمید کا نام رجاء ہے۔ ☆ اللہ تعالیٰ کے جلال کو جمال کی آنکھوں سے دیکھنے کا نام رجاء ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی مہربانی پر خوشی کا اظہار کرنا رجاء کہلاتا ہے۔

☆ **فقر** : فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **للفقراء الذين احصروا فى سبيل الله۔ (ترجمہ): فقیر وہ ہیں۔** جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں رکے ہوئے ہیں۔ (سورہ بقرہ۔ 273) فقر کے سلسلے میں چند احادیثِ نبویہ ﷺ بھی پیشِ خدمت ہیں۔ جیسے کہ!

☆ **الفقر فخرى وبه وافتخر علىٰ سائر الانبياء يوم القيامة۔ ترجمہ :** فقر کے کمال پر مجھے فخر ہے۔ اور اِسی بے مثل کمال (فخر) کے باعث، مَیں بروزِ قیامت تمام انبیائے کرامؑ کے درمیان سَر بلند ہوں گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

☆ **الفقر فخرى وبه والفقر منى۔ ترجمہ :** فقر میرا فخر ہے۔ اور فقر ہی میرا اصل ترکہ و وِرثہ ہے۔

☆ **الفقرعز لا هله۔ ترجمہ :** فقر (درحقیقت) اہلِ فقر کے لئے موجب عزت ہے۔

☆ **الفقر كنز من كنوز الله تعالىٰ۔ (ترجمہ)** فقر (درحقیقت) اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

☆ **رضا** : رضا کی اصل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ عالیشان ہے۔ کہ! **رضى الله عنهم ورضوا عنه۔ ذالک الفوز العظيم۔ (ترجمہ)** اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہی بڑی زبردست کامیابی ہے۔ (سورہ مائدہ۔ 119) یعنی اللہ تعالیٰ سے صحابہ کرامؓ کا اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب پیغمبر ﷺ کی کامل اطاعت اور مشکل وقت میں آنحضور نبی مکرم ﷺ کا ساتھ دینے کی وجہ سے مقامِ رضا پر ایسے سرفراز کئے گئے۔ کہ اللہ تعالیٰ اُن صحابہ کرامؓ سے اور وہ صحابہ کرامؓ اللہ تعالیٰ سے یکسر راضی ہو گئے۔ اور اسی رضا کی بدولت اللہ تعالیٰ نے انہیں زبردست کامیابی (یعنی جنت کا عطا فرمایا جانا) عنایت فرمائی۔ کہ جس میں ہمیشہ وہ رہیں گے۔

تصوف کے مقامات :

عُلمائے متصوفین کی نظر میں تصوف کے آٹھ مقامات ہیں ۔ (جن کو عبور کرنے کے بعد ہی ایک عام شخص صوفی بن سکتا ہے)

۱۔ توبہ ۲۔ ورع۔ ۳۔ زہد۔ ۴۔ فقر ۵۔ صبر۔
۶۔ توکل۔ ۷۔ ایثار۔ ۸۔ رضائے ربانی۔

مراتبِ عالیہ تک پہنچنے کے لئے اہلِ مجاہدہ ومحاسبہ کے دس خصائل :

حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانیؒ اپنی کتاب ’’ **غنیۃ الطالبین** ‘‘ میں فرماتے ہیں ۔ کہ ! مجاہدہ اور محاسبہ والوں نیز اہلِ طریقت نے اپنے (عروج ولایت کے حصول کے) لئے دس خصلتیں اختیار کی ہیں ۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اِن (دس) خصائل کو اپناتے ہیں ۔ اور ان پر مضبوطی سے کاربند ہوتے ہیں ۔ تو وہ مراتبِ عالیہ تک پہنچتے ہیں ۔ (وہ دس خصائل یہ ہیں)

1۔ قسم کھانے سے دائمی اجتناب کرنا۔ 2۔ جھوٹ سے دائمی اجتناب کرنا۔ 3۔ وعدہ خلافی کرنا۔
4۔ اللہ تعالیٰ کی کسی مخلوق پر لعنت بھیجنا۔ 5۔ اللہ تعالیٰ کی کسی مخلوق (جیسے انسان، حیوان، چرند وپرند یا پھل و پھول، پودے ودرخت
وغیرہ) کے لئے بددعا کرنا۔ 6۔ اہلِ قبلہ میں سے کسی کے خلاف شرک، کفر اور منافقت کی گواہی سے اجتناب۔ 7۔ ہمیشہ اپنے ظاہری و
باطنی گناہوں پر نظر رکھنا اور اِن سے دائمی اجتناب کرنا۔ 8۔ اللہ تعالیٰ کی کسی مخلوق (مثل انسان وحیوان وغیرہ) پر بوجھ نہ ڈالنا، چاہے وہ بڑا
ہو یا چھوٹا۔ 9۔ لوگوں سے امید وطمع دائمی طور پر ختم کر کے اللہ تعالیٰ سے مکمل وابستگی اختیار کرنا۔ 10۔ دائمی تواضع اختیار کرنا۔

عشرہ خصائلِ غوثیہ :

اَب انہیں دس خصلتوں کی تفصیل وضاحت حضرت شیخ سیدی عبدالقادر جیلانیؒ ہی کی زبانی بیان کی جاتی ہے ۔

☆ **پہلی خصلت** : انسان (اپنی بات کا باور کرانے کے لئے) اللہ تعالیٰ کی قسم نہ کھائے ۔ (چاہے بات) سچی ہو، یا جھوٹی ہو، جان بوجھ کر ہو یا بھول کر ۔

☆☆☆ **قسم نہ کھانے کا فائدہ**: جب انسان کو اس بات (یعنی قسم نہ کھانے) کی عادت ہو جائے ۔ تو وہ شخص یقیناً قسم کھانا چھوڑ دے گا۔ چاہے بھول کر ہو یا جان بوجھ کر ۔ اور اس عادت کے باعث اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے انوارات وتجلیات کے ابواب کھول دے گا۔ اور وہ شخص اس وقت دل سے اس کا نفع محسوس کرے گا۔ بلکہ وہ اپنے بدن میں قوت، درجات میں بلندی ورفعت اور بصارت میں تیزی پائے گا۔ دوست بھی ایسے شخص کی تعریف کریں گے ۔ اور وہ اپنے پڑوسیوں کے نزدیک معزز گردانا جائے گا۔ یہاں تک کہ! ہر پہچاننے والا اس کے حکم کی اطاعت کرے گا۔ اور ہر دیکھنے والا اس کی ہیبت اور دبدبہ کو یقیناً محسوس کرے گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

☆ **دوسری خصلت** : انسان جھوٹ بولنے سے اجتناب کرے ۔ مذاق میں ہو یا سنجیدگی سے ۔

☆☆☆ **جھوٹ نہ بولنے کا فائدہ**: کیونکہ! جب انسان جھوٹ بولنے کی عادت کو چھوڑنے کا مصمم ارادہ کرلے گا۔ اور اس کی زبان جھوٹ نہ بولنے کی عادی ہو جائے گی ۔ تو اللہ تعالیٰ اس کا سینہ کھول دے گا۔ اور علمِ (نافع) میں صفائی عطا فرمائے گا۔ اور پھر وہ شخص یوں ہو جائے گا۔ کہ جیسے وہ جھوٹ بولنا جانتا ہی نہیں ۔ بلکہ ایسا شخص جب کسی دوسرے شخص کی زبان سے جھوٹ سنے گا۔ تو اسے عیب شمار کرتے ہوئے نفرین کرے گا۔ اور اگر اسے (یعنی جھوٹ بولنے والے کو) جھوٹ چھوڑنے کی دعوت دے گا۔ تو ثوابِ (دارین) حاصل کرے گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

☆ **تیسری خصلت** : کسی سے وعدہ کرنے کے بعد وعدہ خلافی نہ کرے ۔ یا پھر وعدہ کرنا ہی چھوڑ دے ۔

☆☆☆ **وعدہ خلافی کرنے یا وعدہ ہی نہ کرنے کا فائدہ**: کیونکہ! یہ اس کے عمل کو مضبوط کرنے اور صراطِ مستقیم اختیار کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے ۔ کیونکہ وعدہ خلافی بھی ایک قسم کا جھوٹ ہی ہے ۔ اور جب وہ انسان وعدہ خلافی ہی نہیں کرے گا۔ تو اس کے لئے سخاوت کا دروازہ اور حیاء کا زینہ کھل جائے گا۔ سچے لوگوں کے قلوب میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہمیشہ موجزن رہتی ہے ۔ بلکہ! اللہ تعالیٰ کے ہاں تو اس (وعدہ وفا لوگوں) کی تعریف وتوصیف بلند ہوگی ۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

☆ **چوتھی خصلت** : کسی بھی مخلوق پر لعنت نہ بھیجنا۔ اور ذرہ سے کم مخلوق کو بھی اذیت نہ دینا۔

☆☆☆ **کسی مخلوق پر لعنت نہ بھیجنے یا کسی بھی مخلوق کو اذیت نہ دینے کا فائدہ**: چونکہ یہ بات نیک اور سچے لوگوں کی عادت ہے ۔ اور اس (نیک خصلت) کے باعث وہ شخص دنیا میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتا ہے ۔ اور آخرت میں بلند درجات پر فائز ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہلاکت سے بچا

ئے گا۔ مخلوقات سے محفوظ و مامون رکھے گا۔ نیز اسے بندوں کی شفقت اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ) ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ! حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص یہ کہے۔ کہ لوگ ہلاک ہوئے۔ یعنی جہنم کی آگ کے مستوجب ہو گئے۔ تو اس طرح کہنے والا سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔ (صحیح مسلم شریف)

☆ **پانچویں خصلت** : انسان کسی کے لئے بددعا نہ کرے۔ چاہے اس پر کسی نے ظلم ہی کیوں نہ کیا ہو۔

☆☆☆ **کسی پر بددعا نہ کرنے کا فائدہ:** کیونکہ! جب انسان کسی کے خلاف بددعا نہیں کرتا۔ نہ اپنی زبان سے اسے برا بھلا کہتا ہے۔ اور نہ ہی اپنے کسی قول و فعل یا عمل کے ذریعے بدلہ لیتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ (کی رضا و خوشنودی) کے لئے اس پر کئے جانے والے ظلم کو برداشت کرے۔ اور اپنے قول و فعل کے ذریعے کسی قسم کی کوئی جوابی کاروائی بھی نہ کرے۔ تو یہ عادت و خصلت انسان کے درجات کو بلند مقام عطا کرتی ہے۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

یاد رہے۔ کہ! جب کوئی انسان یہ آداب اپنائے گا۔ تو دنیا و آخرت میں عزت والا مقام حاصل کرے گا۔ دور و نزدیک کی مخلوقات کے قلوب میں ایسے شخص کے لئے محبت و دوستی کے جذبات پیدا ہوں گے۔ ایسا شخص مستجاب الدعوات ہوگا۔ بھلائی میں بلند مقام حاصل کرے گا۔ اور دنیا میں مومنوں (ایمان والے) کے دلوں میں اس کی عزت ہوگی۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

☆ **چھٹی خصلت** : اہلِ قبلہ میں سے کسی کے خلاف شرک، کفر و منافقت کی گواہی نہ دینا۔

☆☆☆ **اہلِ قبلہ کے خلاف گواہی نہ دینے کا فائدہ:** چونکہ! یہ بات اللہ تعالیٰ کی رحمت کو قریب کرتی ہے۔ اور درجات کو بھی بلند کرتی ہے۔ یہ بات سننے کی تکمیل اور علمِ الٰہی میں دخیل ہونے سے دور رکھتی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کے غیض و غضب سے بھی بچاتی ہے۔ کیونکہ اس (عادت کو اختیار کرنے) سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کا یہ نہایت ہی معزز باب ہے (دروازہ ہے۔ اور اس (خصلت) سے بندے کے دل میں تمام مخلوقت پر شفقت و رحم کرنے کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے۔

☆ **ساتویں خصلت** : ظاہری و باطنی گناہوں پر دائمی نظر رکھنے اور اِن کے کرنے کے ارادے سے اجتناب کرنا۔

☆☆☆ **ظاہری و باطنی گناہوں پر دائمی نظر رکھنے اور اِن کے کرنے کے ارادے سے اجتناب کرنے کا فائدہ:** چونکہ! جب کوئی اپنے ظاہری و باطنی گناہوں پر دائماً نظر رکھتا ہے۔ اور ان کے سرانجام دینے سے باز رہتا ہے۔ بلکہ اپنے اعضاء (ہاتھ، پاؤں، آنکھ اور دل و دماغ وغیرہ) کو دور رکھتا ہے۔ تو اس (خصلت) سے اس کے اعمالِ صالحہ کا ثواب دنیا میں دل اور جسمانی اعضاء کو جلد ہی حاصل ہوگا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں بھی ثواب عطا فرمائے گا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے (سچے دل کے ساتھ) دعا کرتے ہیں۔ کہ! وہ اِن خصائل کے ذریعے ہم پر اپنا احسانِ عظیم فرمائے۔ اور ہمارے قلوب سے خواہشاتِ (نفسانی، شہوانی، نسوانی وغیرہ) کو دائماً نکال دے۔ آمین۔ (وانشاءاللہ تعالیٰ)

☆ **آٹھویں خصلت** : مخلوقات میں سے کسی پر، چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا بوجھ نہ ڈالنا۔ بلکہ دوسروں کا بوجھ بخوشی اُٹھانا۔

☆☆☆ **کسی مخلوق پر بوجھ نہ ڈالنے بلکہ دوسروں کا بوجھ اُٹھانے کا فائدہ:** اگر کوئی مخلوقات میں سے کسی پر، چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا بوجھ نہ ڈالے۔ بلکہ دوسروں کا بوجھ بھی بخوشی اُٹھائے۔ چاہے وہ اس کی ضرورت محسوس کریں یا نہ کریں۔ کہ یہ عابدین کی عزت اور متقین کی شرافت ہے۔ اس (خصلت) سے **امر با لمعروف** (نیکی کا حکم دینا) اور **نھی عن المنکر** (برائی سے روکنا) پر قوت حاصل ہوتی ہے۔ اور حق و سچ کے معاملے میں جملہ مخلوقات ایک جیسی ہی نظر آئیں گی۔ اور جب کسی انسان میں یہ صفت (یعنی خصلت) پیدا ہوجائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ اسے فناء، یقین اور توکل (توکل علی اللہ) کی طرف منتقل فرمادے گا۔ اور وہ اپنی خواہشات کے تحت کسی کو بلند نہیں کہے گا۔ اور حق و سچ کے معاملے میں تمام مخلوقات ہی کو برابری کی حیثیت دے گا۔ کیونکہ! اسے (اس صفت و خصلت کے اختیار کرنے والے کو) یہ یقین ہوجائے گا۔ کہ یہ دروازہ معزز متقی لوگوں ہی کی شرافت کا دروازہ ہے۔ اور یہی دروزہ **اخلاص** کے زیادہ قریب ہے۔

☆ **نویں خصلت** : لوگوں سے امید و طمع دائماً ختم کردیا۔ اور ان سے کسی بھی غرض و غایت کی قطعاً لالچ نہ کرنا۔

☆☆☆ **لوگوں سے ہر قسم کی امید و طمع ختم کرنے اور ان کی اپنی چیزوں سے لالچ نہ کرنے کا فائدہ:** چونکہ! جب کوئی لوگوں سے اپنی جملہ امیدیں اور ہمہ قسم کے طمع و حرص کو ختم کردیتا ہے۔ بلکہ لوگوں کے پاس جو بھی کچھ ہے۔ اس کی قطعاً لالچ نہیں کرتا۔ تو یہی درحقیقت بہت بڑی عزت و تکریم ہے۔ بلکہ خالص غناء، عظیم تریں بادشاہت، فخرِ جلیل، یقینِ صادق اور صحیح شفاء دینے والا توکل ہے۔ یہ (صفت و خصلت) اللہ تعالیٰ پر یقین کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ اسی سے تقوٰی حاصل ہوتا ہے۔ اور عبادت مکمل ہوتی ہے۔ اور یہ ان لوگوں کی علامت و نشانی ہے۔ جو جملہ تعلقات توڑ کر اللہ تعالیٰ سے دائمی وابستگی و رشتہ جوڑتے ہیں۔ (**ماشاء اللہِ لا قوۃ الا باللہ**)

☆ **دسویں خصلت :** تواضع اختیار کرنا ہے۔

☆☆☆ **تواضع اختیار کرنے کا فائدہ:** جب کوئی دائمًا تواضع اختیار کرتا ہے۔ تو اس (صفت وخصلت) کے ذریعے اس کے مرتبہ کی بزرگی مضبوط ہوتی ہے۔ اور درجہ بلند ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور مخلوقات کے نزدیک عزت ورفعت کی تکمیل ہوتی ہے۔ دنیا وآخرت کے جس بھی کام کا ارادہ کرتا ہے۔ تو ایسوں کو اِن امور پر قدرت حاصل ہوتی ہے۔ (یاد رہے۔ کہ) یہ خصلت جملہ عبادات کی اصل، فرع اور کمالیت ہے۔ اسی کے ذریعے انسان درحقیقت ان نیک لوگوں کے درجات حاصل کرتا ہے۔ جو ہر قسم کی چھوٹی، بڑی تکلیف ومشکل یا خوشی میں اللہ تعالیٰ سے دائمًا راضی رہتے ہیں۔ کیونکہ! یہی تو کمالِ تقویٰ ہے۔

ولایت کے چالیس مقامات: (بمطابق حضرت سید طاہر علاؤالدین قادری بغدادی گیلانیؒ)

حضرت پیر سید طاہر علاؤالدین القادری گیلانیؒ نے حصول ولایت کے لئے چالیس مقامات مقرر فرمائے ہیں۔ جن میں سے 10 مقامات شریعت کے ہیں۔ 10 مقامات، طریقت کے۔ 10 مقامات، معرفت کے اور 10 مقامات حقیقت کے ہیں۔

☆☆☆ **شریعت کے دس مقامات یہ ہیں۔**

☆ مقامِ اول: چاہیئے۔ کہ! اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، آسمانی کتابوں، روز قیامت (یعنی روز جزاوسزا)، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکی وبدی کا اندازہ ہونے پر ایمان لانے اور مرنے کے بعد جی اُٹھنے پر یقین لانا اور برحق سمجھنا ہے۔

☆ مقامِ دوئم: نمازِ پنج گانہ کو فرض جاننا اور ان نمازوں کو بروقت ادا کرنا، خصوصًا نمازِ وُسطیٰ (یعنی نماز عصر) کی حفاظت کرنا۔

☆ مقامِ سوئم: زکوٰۃ کا ادا کرنا، جو کہ اہلِ نصاب پر واجب ہے۔

☆ مقامِ چہارم: روزے رکھنا (بالخصوص رمضان کے تمام روزے رکھنا) روزے اللہ تعالیٰ نے اُمتِ محمدیہ ﷺ پر فرض کئے ہیں۔

☆ مقامِ پنجم: حج بیت اللہ شریف، بشرطِ استطاعت، (کم ازکم) ساری عمر میں ایک مرتبہ۔

☆ مقامِ ششم: اپنی کوشش سے رزقِ حلال حاصل کرنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ حلال کمائی میں خیر وبرکت عطا فرماتا ہے۔ اور اس کے مالک کی دعا قبول ہونے کی اُمید ہوتی ہے۔

☆ مقامِ ہفتم: حرام سے پرہیز کرنا، کیونکہ! حرام دل کو سیاہ کرتا ہے۔ اور پتھر کی طرح سخت کردیتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت وسیاہ کرتا ہے۔

☆ مقامِ ہشتم: شریعت کے زیرِ فرمان ادخال، یعنی کہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی متابعت کرنا اور اس کے ممنوعات سے پرہیز کرنا۔ اور حلال غذا کو حلال اور حرام غذا کو حرام جاننا ہے۔

☆ مقامِ نہم: تلاوتِ قرآنِ مجید کرنا، اور فرمانِ الٰہی کو صحیح جاننا اور قرآنی احکامات پر بصدقِ دل عمل پیرا ہونا۔

☆ مقامِ دہم: نیک کام کرنے کا حکم اور برے کاموں سے ممانعت (اَمر بالمعروف ونہی عن المنکر۔ کی تعمیل کرنا) جیسا کہ فرمانِ رحمانی ہے۔ کہ! نماز قائم کر۔ نیک کام کی ہدایت کر۔ ناپسندیدہ کاموں سے منع کر۔ مصیبت پر صبر کر، جو تجھ پر آئے۔ تحقیق یہ کام کارہائے مقصود سے ہیں۔

☆☆☆ **طریقت کے دس مقامات یہ ہیں۔**

☆ مقامِ اول: (توبہ کرنا)۔ ہر بالغ وعاقل مسلمان پر فرض ہے۔ کہ! اپنے تمام گناہوں (صغیرہ وکبیرہ) کو مالکِ حقیقی سے بخشواتا رہے۔

☆ مقامِ دوئم: (حُسنِ خلق سے پیش آنا) یعنی نیک عادات کا اختیار کرنا۔ تمام نیک عادات قابل تعریف اور ہر اچھا کام قابلِ مدح ہے۔ کیونکہ! حُسنِ خلق ہر نیک کام کو زیادہ کرتا ہے۔

☆ مقامِ سوئم: (مجاہدہ وتقوٰی کو اختیار کرنا) پرہیزگاری، اطاعتِ الٰہی واطاعتِ رسول ﷺ کو اختیار کرنے میں جدوجہد کرنا۔ پس جس کسی نے خلوصِ نیت اور صدقِ دل سے راہِ حق پانے کی کوشش کی۔ اس نے راہِ حق کو پالیا۔ جس نے نہ کی۔ وہ بے مشاہدہ رہا۔

☆ مقامِ چہارم: (خوفِ الٰہی اور اُمید منجانب الٰہی) خوف واُمید میں وابستہ رہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہووے۔ اور اس کے عذاب سے بے خوف نہ ہووے۔

☆ مقامِ پنجم: (ترکِ شہوات) یعنی خواہشاتِ نفسانی سے باز رہنا، نفسانی لذات کی پیروی نہ کرنا۔ کیونکہ خواہشات دل کو سخت وسیاہ کردیتی ہیں۔

☆ مقامِ ششم: شبہات سے پرہیز کرنا۔ اُن چیزوں میں کہ جن کے اندر شک وشبہ پایا جائے یا حرام وحلال اور مکروہ کی تمیز نہ کی جاسکے۔ یا شک وشبہ کا ان میں امکان یا گمان ہو۔ سخت پرہیز کرے۔

☆ مقامِ ہفتم: (تضرع الی اللہ) یعنی بارگاہِ الٰہی میں زاری کرنا۔ اور زاری یہ ہے۔ کہ! اس کے حضور گریہ وزاری، توبہ کرنے اور مغفرت مانگنے کے

لئے ہو۔ جونہایت ہی خلوصِ قلبی، عاجزی وانکساری اورحضورِدل کے ساتھ ہو۔ اورشرِّ شیطان سے محفوظ اور مامون رہنے کے لئے ہو۔

☆ مقامِ ہشتم: (رضائے مرشد) یعنی ہرایک اُمر میں رضائے مرشد وخوشنودیء مرشد، اس کی محبت اورنصیحت اوراس کے قول اورفرمان کی تکمیل و فرمانبرداری بدوں کسی قیاس و وہم کے بجالانے سے ہوتی ہے۔ یعنی مرید کومردہ کی طرح اور مرشد کوغسال کی طرح ہونا چاہیئے۔ تاکہ مرشد جس طرح اورجس طرف مرید کوپھیرنا چاہے۔ وہ راہِ حق وعرفانِ رحمانی میں پھرتا چلا جائے۔

☆ مقامِ نہم: (سماع وعظ) مجالس عظ میں جانا، متوجہ ہونا، پندونصیحت کا سننا اوران کا قبول کرنا اوران پرعمل پیرا ہونا۔ حتی کہ ناصح کی نصیحت سننے میں شرم نہ کرے۔ اور جب دوسروں کونوروعظ ونصیحت کرے۔ تونہایت آرام، نرمی اورکوش اخلاقی سے گفتگوکرے۔

☆ مقامِ دہم: (ترک ماسوٰی اللہ) یعنی ماسوا اللہ تعالیٰ سے ترک اور مخلوقات سے علیحدگی۔ کیونکہ! غیر اللہ کے میل جول سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیکی وقرب میں سخت ترین حجاب واقع ہوتا ہے۔

☆☆☆ حقیقت کے دس مقامات یہ ہیں۔

☆ مقامِ اول: تواضع۔ فروتنی۔ عاجزی۔ انکساری۔ عدم اظہارِ طاقتِ جسمانی وروحانی۔

☆ مقامِ دوئم: (فرقہ واریت سے پرہیز) یعنی کہ تیری دانست میں بلحاظ مساوات بہتر فرقوں میں سے کسی ایک فرقہ یا فرد کوحقیر نہ سمجھے۔ اور نہ ہی ان میں فرق نکالے، مگران کی گمراہی کے باعث۔ کیونکہ! یہ تمام فرقے سوائے فرقہ اہلِ سنت وجماعت کے گمراہ ہیں۔ پس ایسا سمجھنے والا اللہ تعالیٰ کے حضور میں مقرب ہے۔

☆ مقامِ سوئم: خوردونوش، جوجوکچھ بھی اَزقسم طعام تھوڑا یا بہت، جس قسم کا بھی ہو، جب سامنے آوے تو کا لیوے۔ لیکن نئے اور لذیذ کھانے کا منتظر نہ رہے۔ یعنی پہلے آمدہ طعام پرقناعت کرے۔

☆ مقامِ چہارم: چاہیئے۔ کہ! راہِ حق پانے میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ اورمخلوقِ خدا میں سے کسی کوتکلیف نہ دیوے۔ بلکہ! ان کی تکالیف کو رفع دفع کرنے کی دل وجان سے کوشش کرے۔

☆ مقامِ پنجم: چاہیئے۔ کہ! ادل میں کسی کے لئے بغض وکینہ نہ ہو۔ بلکہ جوشخص اس سے بدی کرے۔ اس سے نیکی سے پیش آوے۔ اوراگر کسی سے کسی بھی وجہ سے تعلقات منقطع ہوں۔ اُن سے حتی الامکان جوڑنے کی کوشش کرے۔ بلکہ ان سے معاوضہ خواہاں بھی نہ ہوکہ جنہوں نے اس پرظلم کیا۔

☆ مقامِ ششم: چاہیئے۔ کہ! مسکینوں، درویشوں اورغریبوں پرسختی نہ کرے۔ بلکہ ان پرنہایت مہربانی اورشفقت کی نظر کرے۔ اور جہاں تک بھی ممکن ہوسکے۔ نیکی اورخوش خلقی وخندہ پیشانی سے پیش آئے۔

☆ مقامِ ہفتم: راہِ حق میں اس کا ہرقول وفعل وعبادت محض خوشنودیء ذاتِ الٰہی کے لئے مخصوص ہو۔ نہ کہ ریاء ونمائش خلق کے لئے۔

☆ مقامِ ہشتم: چاہیئے۔ کہ! اپنے رازِقلبی کومخلوق سے دائمًا پوشیدہ رکھے۔ بلکہ مخلوقِ خدا سے کسی دوسرے کا بھید بھی ظاہر نہ کرے۔ خواہ وہ کسی بھی قسم (نیک یا بدہی کیوں نہ ہو) کا ہو۔ بلکہ جب کسی کوکوئی گناہ کرتا دیکھ بھی لے تولازم ہے کہ پردہ پوشی کرے۔

☆ مقامِ نہم: چاہیئے۔ کہ! مناجاتِ الٰہی میں ہمیشہ مشغول رہے۔ اوردنیاوی امورمیں سے کسی ایک مدعا کواپنی مناجات میں شامل نہ کرے۔ بجز اس صورت کے، کہ جہاں دینی امورمیں سہولت اورآسانی کے لئے سخت ترین دنیاوی آزمائش ہو۔

☆ مقامِ دہم: چاہیئے۔ کہ! جن چیزوں کی طرف نظرکرے۔ ان سے نصیحت اورسبق حاصل کرے۔ نیزنفس کی بہتری کے لئے علمِ نافع کوحاصل کرنے کی سعی کرے۔ چنانچہ رسولِ مکرم ﷺ فرماتے ہیں۔ (کہ) علم ایک زُہد وعبادت ہے۔ اورمرید کے لئے اَدب اس سے بہتر ہے۔ جس میں اس کے لئے اس زہد میں برکتیں ہی برکتیں ہیں۔

☆☆☆ معرفت کے دس مقامات یہ ہیں۔

☆ مقامِ اول: ملحوظِ آداب یعنی طریقہءادب پراستوار رہنا۔ کیونکہ! جوشخص عاقل، دانا اورباادب ہوگا۔ وہ بالضرور آدابِ شریعت میں بھی مؤدب ہوگا۔ اورہمیشہ ان آداب کا محافظ اورنگہدار رہوگا۔

☆ مقامِ دوئم: چاہیئے۔ کہ! ہرظلم وستم اورتکلیف کا متحمل ہو۔ جوکوئی اس کوتکلیف پہنچائے۔ اس سے کینہ نہ رکھے۔ بلکہ اگرتکلیف پہنچانے والے کو کوئی تکلیف پہنچے۔ تواسے بھی حتی الامکان دورکرنے کی کوشش کرے۔ اوران کے گناہوں کومعاف کرنے والا، درگزرکرنے والا اوربخشنے والا ہو۔

☆ مقامِ سوئم: چاہیئے۔ کہ بُروں کی آگ کے شراروں سے بچنے والا ہو۔ نیکیوں کی مجلس اختیار کرے۔ ہرقسم کے فتنہ وفساد سے دوررہے۔

☆ مقامِ چہارم: خدمت مرشد کو مقدم جانے۔ خدمت مرشد صاف دلی و اخلاص پر مبنی ہو۔ اور جو ان کی خدمتِ عالیہ میں قیام پذیر ہوں۔ ان کو نیک نصیحت کرے۔ اور ان کے ساتھ ظاہرًا و باطنًا سچی دوستی رکھے۔

☆ مقامِ پنجم: چاہیئے۔ کہ! اللہ تعالیٰ کی عبادت سے ایک لمحہ بھی غافل نہ رہے۔ اور ہر چیز میں اس کا جلوہ دیکھنے کی سعی کرے۔ پس حقِ عبادت تو یہ ہے۔ کہ! مَیں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ اگر خود نہ دیکھ سکے۔ تو یہ سمجھنے کی بھرپور سعی کرے۔ کہ! اللہ تعالیٰ تو مجھے دیکھ ہی رہا ہے۔

☆ مقامِ ششم: چاہیئے۔ کہ! حسبِ استطاعت سخی ہو۔ اور اپنے آپ کو دوسروں پر فوقیت دے۔

☆ مقامِ ہفتم: بردباری بمقابلہ ظلم وستم۔ علاوہ ازیں کسی کام میں بھی عجلت نہ کرے۔ بلکہ ہر معاملے میں نہایت غور و خوض کے بعد متحمل و نرم ہو کر تحمل مزاجی سے کام لیتے ہوئے فیصلہ کرے۔

☆ مقامِ ہشتم: چاہیئے۔ کہ! اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل کے زنگ و سیاہی کو دور کر کے منور کرے۔ چنانچہ رسول نبی مکرم ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ! انسانوں کے قلوب اس طرح سیاہ اور زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔ کہ! جس طرح لوہا زنگار سے۔ پس ذکرِ الٰہی سے ان کو مجلّٰی رکھو۔

☆ مقامِ نہم: چاہیئے۔ کہ! ہر طرح کی عبادتوں اور بندگیوں سے اللہ تعالیٰ کے حضور کے نزدیک جاگزین ہو۔

☆ مقامِ دہم: چاہیئے۔ کہ! اپنے آپ کو تمام انسانوں سے ذلیل وخوار اور سبک تر خیال کرے۔ اور دوسروں کو اپنے آپ سے بہت بلند اور بہتر جانے۔ اور اپنے نفس کو کسی سے کسی بھی حالت میں افضل نہ سمجھے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے۔ کہ! **ذٰلک فضل اللہ یؤ تیہ من یشآء. واللہ ذو الفضل العظیم**۔ (ترجمہ) یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ جسے چاہے دے دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ (سورہ جمعہ۔28)

اسی طرح سے حضرت سلطان ارشد سروری قادری ؒ اپنی کتاب ’’تذکرہ نور‘‘ میں فرماتے ہیں۔ کہ! ایک میرے مخلص ہیں میاں عزیز صاحب۔ جن کو میں بہت پسند کرتا ہوں۔ میری خواہش ہوئی۔ کہ انہیں بھی مَیں دعوت قبر (کامل) سکھاؤں۔ اسی غرض و غایت سے مَیں انہیں حضرت میاں میر لاہوری ؒ کے مزار پرانوار پر لے گیا۔ کہ سب سے پہلے حضور (قبلہ مرشد فقیر نور محمد سروری قادری ؒ) نے مجھے بھی اسی جگہ سے (دعوت القبور کا عمل) شروع کرایا تھا۔ لہذا اس کو بھی یہیں سے عمل شروع کرایا جائے۔ مَیں نے پوری کوشش کی۔ لیکن اُن پر دعوت نہ کھل سکی۔ حضرت میاں میر قادری لاہوری ؒ سے مَیں نے دریافت کیا۔ کہ حضور ؒ اس پر دعوت کیوں نہیں کھلتی۔ تو آپ ؒ نے فرمایا۔ کہ جب تک عالمِ ملکوت نہ کھلے۔ دعوت کا پورا ہونا مشکل ہے۔ عالمِ ناسوت اور عالمِ ملکوت کے درمیان سینکڑوں حجابات ہیں۔ جب تک کہ ان تمام حجابات کو ایک ایک کر کے ریاضتوں اور عبادتوں سے توڑا نہ جائے۔ عالمِ ملکوت بالکل نظر نہیں آ سکتا۔ چنانچہ مجھے وہ حجابات بھی دکھائے گئے۔ ہر ہر حجاب پر اس کا نام لکھا ہوا تھا۔ ان حجابات میں سے اکثر کو مَیں نے پڑھا۔ (جن میں سے چند ایک یہ ہیں) مثلاً! ریا۔ حسد۔ بغض۔ شہوت۔ حرص۔ تکبر۔ حبِ دنیا۔ حبِ جاہ۔ اِصراف۔ غیبت۔ جھوٹ۔ چغل خوری۔ غرضیکہ اسی قسم کے نام اُن پر لکھے ہوئے تھے۔ میں بہت حیران ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ! حضور مجھے یہ یقین ہے۔ کہ! مَیں نے (بھی) ان حجابات کو نہیں پھاڑا تھا۔ بلکہ ان میں سے بہت سارے عیوب اَب بھی میرے اندر موجود ہیں۔ پھر مجھ پر یہ انکشاف کیونکر ہو گیا؟ (یعنی ان میں سے کافی عیوب ہونے کے باوجود مجھے کیسے کشف القبور حاصل ہو گیا) تو آپ ؒ (حضرت میاں میر قادری لاہوری ؒ) نے فرمایا۔ کہ صرف تمھارے پیر و مرشد حضرت فقیر نور محمد سروری قادری ؒ کی نگاہِ کرم سے آپ سے یہ تمام حجابات اُٹھا لئے گئے۔ ورنہ اِن تمام حجابات کو دور کرنے کے لئے ایک مدت مدید چاہیئے۔

مریدین کے دس احوال:

کسی شیخ کامل سے نسبت قائم ہونے کے بعد سالک کا روحانی ارتقاء بتدریج شروع ہو جاتا ہے۔ مرشدِ کامل کی رہنمائی میں جب سالک، سلوک کی منازل طے کرتا ہے۔ اور مقاماتِ سلوک سے گزرتا ہے۔ تو سالک کے قلب پر بعض کیفیات طاری ہوتی ہیں۔ جن کو اصطلاحِ تصوف میں ’’**احوال**‘‘ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یاد رہے۔ کہ! حال کی کیفیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے قلبِ سالک پر طاری ہوتی ہے۔ سالک کو اس وہبی کیفیت پر بذاتِ خود کوئی قدرت حاصل نہیں ہوتی۔ اور اگر دل پر یہ کیفیت طاری ہو جائے۔ تو سالک اسے اپنی کوشش یا ارادے سے ہٹا نہیں سکتا۔ اور اگر خود بخود یہ کیفیت ختم ہو جائے۔ تو سالک کسب و اجتہاد سے اسے دوبارہ لا نہیں سکتا۔ کیونکہ! یہ تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی اور عنات سے ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ بہر حال! یہی احوال ہی درحقیقت سالک و طالبِ صادق کی روحانی بلندی اور عروج کا باعث بنتے ہیں۔ احوال کی تعداد دس ہے۔ جو کہ درجِ ذیل ہیں۔

مراقبہ۔ قرب۔ محبت۔ خوف۔ رجاء (اُمید)۔ شوق۔ اطمینان۔ اُنس۔ مشاہدہ۔ یقین۔

مذکورہ دس احوال کی مختصر مگر جامع تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔ کہ!

☆ **مراقبہ:** مراقبہ کے لغوی معانی سوچنا وتفکر و تدبر کرنا ہے۔ لیکن اصطلاحِ تصوف میں مراقبہ سے یہ مراد ہے۔ کہ! سالک و طالبِ صادق کو اس بات کا پختہ یقین ہو جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ میرے جملہ افعال واقوال اور حالات سے باخبر ہے۔ بلکہ ہمیشہ سے اِن پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ جیسا کہ! آنحضور نبی مکرم ﷺ نے ''احسان'' کی تعریف میں فرمایا ہے۔ (کہ) تُو اللہ تعالیٰ کی عبادت کو اس حالت میں بجا لائے۔ کہ! گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر تو نہیں دیکھ رہا۔ تو بے شک وہ تو تجھے دیکھتا ہی ہے۔ (بخاری)

اولیائے متصوفین فرماتے ہیں۔ کہ! مراقبہ کے تین درجات ہیں۔

☆ **پہلا درجہ** : سالک کے دل میں اس یقین کے ذریعے سے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے اندرونی حالات سے باخبر ہے۔ سالک کی اس کیفیت پر ایسا حال پیدا ہو جائے۔ کہ اس میں وسواسِ شیطانی کا گزر تک نہ ہو۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت ہر جگہ موجود و ناظر جان کر خواہشات نفسانی سے یکسر باز رہے۔

☆ **دوئم درجہ** : سالک ئنات کی طرف سے اپنی توجہ ہٹا کر اپنی تمام تر توجہ کو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف مبذول ومرکوز کر لے۔ اور دل میں ماسوا اللہ تعالیٰ کے کسی غیر کا قطعاً تخیل وتصور نہ کرے۔

☆ **سوئم درجہ** : سالک مراقبہ میں اللہ تعالیٰ سے اس بات کا خواستگار ہو۔ کہ حالِ مراقبہ میں اللہ تعالیٰ اس کے جملہ امور کی نگہبانی فرمائے گا۔ تا کہ سالک وطالبِ صادق اس آیت کے مصداق بن سکے۔ **وھو یتو لی الصا لحین۔** اور وہی صالحین کی نگہبانی کرتا ہے۔

☆ **قرب:** قرب کے لغوی معنی نزدیکی اور رشتہ داری کے ہیں۔ لیکن اصطلاحِ تصوف میں قرب یہ ہے۔ کہ! سالک اس حالت میں اپنے قلب سے اللہ تعالیٰ کی نزدیک کا بعین مشاہدہ بھی کر سکے۔ جیسا کہ بمصداقِ آیات کریمہ!

و اذا سآلک عبادی عنی فا نی قریب۔ (اے پیغمبر ﷺ!) جب آپ ﷺ سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں۔ تو (آپ ﷺ اُن کو کہہ دیں۔ کہ!) مَیں تو (تمھارے) قریب ہوں۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر 186) **و نحن اقرب الیه من حبل الورید۔** اور ہم اس کی شہ رگ (یعنی رگ جان) سے بھی اس سے زیادہ قریب ہیں۔ (سورہ ق۔ آیت نمبر 16) **و نحن اقرب الیه منکم ولکن لا تبصرون۔** اور ہم اس (مُردے) سے تم سے بھی زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ لیکن تم کو نظر نہیں آتے۔ (سورہ واقعہ۔ آیت نمبر 85)

لہذا جب کوئی بندہ ءمومن اللہ تعالیٰ کے قرب کی اس کیفیت کو ملاحظہ ومعائنہ کرے۔ تو سالک کو چاہیئے۔ کہ! وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی سے ہی اس کا قرب حاصل کرے۔ نوافل کی کثرت کرے۔ اور کائنات کی جملہ اشیاء سے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کا قرب پائے۔

☆ **محبت:** ویسے تو محبت کے لغوی معنیٰ پیار، چاہت، دوستی اور مہر کو وُ دکے ہیں۔ لیکن اصطلاحِ تصوف میں محبت اس کشش کا نام ہے۔ جو سالک کے دل میں حسنِ ازل کے لئے پیدا ہوا ہو۔ محبت کے تین درجات ہیں۔

عام لوگوں کی محبت۔ ماں باپ بہن بھائی، میاں بیوی، اولاد، عزیز واقارب یا دوست واحباب کی محبت۔ جاننا چاہیئے۔ کہ! اللہ تعالیٰ کے احسان سے ان کے قلوب میں جذبہ ءمحبت پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ! قلبِ انسانی فطری طور پر اپنے محسن کی طرف مائل ہوتا ہے۔

صادقین کی محبت۔ محبت کی یہ قسم اللہ تعالیٰ کی بے نیازی، جمالِ فطرت، عظمت وکبریائی اور علم وقدرت کو ملاحظہ کر کے ان کے قلوب میں پیدا ہوتی ہے۔ اس محبت کی مثال حضرت شیخ ابوالحسن نوری ؒ کے اس قول مبارک سے ملتی ہے۔ کہ! پردے ہٹ گئے۔ اور اسرار ورموز منکشف ہو گئے۔ اور اسی کی ایک قسم یہ بھی ہے۔ کہ! پیرومرشد یا (دینی وروحانی) استاد وشاگر، امام ومقتدی دوغیرہ کی محبت۔

صدیقین وعارفین کی محبت۔ جو اِن کی معرفتِ کاملہ کا نتیجہ ہے۔ وہ بغیر کسی علت وسبب کے محض اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ جیسے کہ حضرت رابعہ بصری ؒ یا حضرت حضرت بایزید بسطامی ؒ یا حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ یا حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ ؒ وغیرہم۔۔۔ کی محبت۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت نہ جنت کے لالچ میں اور نہ ہی دوزخ کے خوف سے، یعنی کہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے۔

ان لوگوں کی محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ بڑی شدید ہوا کرتی ہے۔ اور یہ لوگ قرآنِ پاک کی اس آیت کے مصداق ہوا کرتے ہیں۔ **والذین اٰمنوا اشد حبا لله۔** اور وہ لوگ کامل ایمان لائے۔ اِن کی محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ شدید ہے۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر 65)

عشق ہے پابندِ وفا، نہ کہ پابندِ رسوم
سر جھکانے کو نہیں کہتے سجدہ کرنا

محبت کے ضمن میں وارد ہے۔ کہ! حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ ؓ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب تک حضرت رسول مکرم ﷺ ہم میں (حیات) رہے۔ دنیا ہم پر تنگ اور مکدر رہی۔ جب آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ تو دنیا ہم پر ایک دَم سے برس پڑی۔ چنانچہ فقر رسول اللہ ﷺ کی محبت کی شرط

ہے۔ اور بلا (بھی) محبتِ الٰہی کی شرط ہے۔

ایک ولی اللہ کا فرمان ہے۔ کہ! سب طرح کی بلا (مصیبت) محبت کے ساتھ مسلط کردی گئی۔ تا کہ کوئی جھوٹا، منافق اور ریا کار محبت کا دعوٰی نہ کرے۔

☆ خوف : ویسے تو خوف کے لغوی معنی ڈر، دہشت اور ہراس کے ہیں۔ مگر اصطلاحِ تصوف میں خوف سے مراد آنے والے وقت میں کسی بھی نا پسندیدہ یا مکروہ اَمر کے پیش آنے یا کسی پسندیدہ و مستحسن اَمر کے چھوٹ جانے سے ڈرنے کو کہا جاتا ہے۔

سالک وطالبِ حق جس قدر معرفتِ الٰہی میں عروج کی جانب گامزن ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر اس کے حال میں خوف کی شدت میں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ کیفیت اِس آیتِ پاک کی مصداق ہوتی ہے۔ **انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰوا۔** اللہ تعالٰی سے تو اس کے بندوں میں سے (صرف) وہی ڈرتے ہیں۔ جو صاحبِ علم (یعنی علمائے کرام) ہیں۔ (سورہ فاطر۔ آیت نمبر 28) یعنی کہ! جن خوش نصیب لوگوں کو معرفت الٰہی نصیب ہو جائے۔ تو اللہ تعالٰی انہیں شریعت وطریقت کے مخفی اسرار ورموز سے شناسائی عطا فرماتا ہے۔ اسی سبب سے یہ لوگ اللہ تعالٰی کی ناراضگی سے خوف کھاتے ہیں۔ کہ کہیں محبوبِ حقیقی ناراض نہ ہو جائے۔ کیونکہ! وہ ذاتِ برحق کہ جس سے شدید محبت کی جاتی ہے۔ اہلِ علم اس کی ناراضی کا خوف بھی اپنے قلوب میں لئے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ ایک محبّ کو ہمیشہ سے یہ دھڑکا سا لگا رہتا ہے۔ کہ میرے کسی بھی قول وفعل سے کہیں میرا محبوب ناراض نہ ہو جائے۔ درحقیقت یہی خوفِ الٰہی ہے۔ اور مشکل وقت میں اُمید بھی اپنے محبوب کے ماسوا دیگر کسی غیر سے نہیں رکھی جاتی۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ! **الایمان بین الخوف والرجاء۔** ایمان (دراصل) خوف اور امید کے درمیان ہے۔ (حدیثِ نبوی ﷺ)

صوفیاء کے نزدیک حالِ خوف اور حالِ رجاء سالک کے دو پَر ہیں۔ جن کے ذریعے وہ قربِ الٰہی کے لئے محوِ پرواز رہتا ہے۔ چونکہ! سالک کے دل میں اللہ تعالٰی کی عظمت وجلال کی وجہ سے خوفِ الٰہی پیدا ہوتا ہے۔ جس سے کہ سالک اپنے آپ کو ہر قسم کی معصیت سے باز رکھتے ہوئے طاعتِ الٰہیہ کی طرف راغب وگامزن ہوتا چلا جاتا ہے۔

☆ رجاء : رجاء کے لغوی معنی اُمید وآس کے ہیں۔ مگر اصطلاحِ تصوف میں رجاء اس اُمنگ، جوش وولولہ، تمنا اور آرزو کو کہا جاتا ہے۔ جو سالک کے قلب میں آنے والے زمانہ میں کسی محبوب شئے کے حصول کے لئے پیدا ہو۔ اور جو شخص اس کے حصول کا منتظر ہوتا ہے۔ وہی صاحبِ رجاء کہلاتا ہے۔

رجاء کے تین درجات ہیں۔ نیک اعمال کے ثواب میں رجاء۔ رحمتِ الٰہیہ میں رجاء۔ ذاتِ باری تعالٰی میں رجاء۔

ذاتِ باری تعالٰی میں رجاء درحقیقت عارفین کا درجہ ہے۔ کیونکہ! وہ اللہ تعالٰی سے اس کے قرب، معرفت وعشق کے علاوہ کسی بھی اور چیز کی قطعًا آرزو نہیں کیا کرتے۔ صوفیاء کے نزدیک وہ عبادت جو اللہ تعالٰی کی رحمت اور اس کے فضل وکرم کی اُمید پر کی جاتی ہے۔ اس سے کہیں بہتر ہے۔ جو اس کے ڈر وخوف (اتقاء) سے کی جاتی ہے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ! اگر خوف کی زیادتی ہو جائے۔ تو یہ نا امیدی کا سبب وباعث بنتا ہے۔ اور راہ طریقت میں یہ حالت وکیفیت مذموم گردانی جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالٰی کی وسیع ترین رحمت اس کے ہیبت وجلال اور خوف سے کہیں زیادہ وسیع وکشادہ ہے۔ پس صراطِ مستقیم خوف ورجاء کے بین بین ہے۔ اور یہی راہ اعتدال ہے۔

حکایت : سی ضمن میں ایک حکایت ہے۔ کہ! ایک رات حضرت بی رابعہ بصری ؒ ایک ہاتھ میں پانی سے بھرا لوٹا اور دوسرے ہاتھ میں مشعل (آگ سے جلتی ہوئی لکڑی) لئے تیزی سے جارہی تھیں۔ کہ! کسی نے پوچھا۔ بی بی! کیا ماجرا ہے۔ جو آپ آگ اور پانی دونوں کو ساتھ لئے تیزی سے چلتی ہوئی جارہی ہیں ؟ تو حضرت رابعہ بصری ؒ نے فرمایا۔ اس پانی کو جہنم کی آگ پر ڈالوں گی۔ کہ جس کے خوف سے بندے عبادت کرتے ہیں۔ جبکہ! اس مشعل سے جنت کو آگ لگاؤں گی۔ کہ جس کی امید پر لوگ عبادت کیا کرتے ہیں۔ (جبکہ دونوں کی قسم کے لوگ اللہ تعالٰی کا حقیقی خوف اور اللہ تعالٰی سے کامل اُمید کو بھول گئے ہیں)۔ بہر حال میرے خیال میں یہ حکایت منسوبی ہے۔ مگر سبق آموز بھی۔۔

☆ شوق : شوق کے لغوی معنی خواہش، رغبت اور تمنا کے ہیں۔ مگر اصطلاحِ تصوف میں شوق سے مراد سالک کے قلب میں اللہ تعالٰی تک پہنچنے کا جوش اور ولولہ پیدا ہونا ہے۔ کیونکہ! جب تک کسی بندہ مومن کو عرفانِ الٰہی حاصل نہیں ہو جاتا۔ شوق اس پر غالب رہتا ہے۔ اور جب معرفتِ الٰہی حاصل ہو جاتی ہے۔ تو پھر ذوق بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ! شوق عام طور پر اَن دیکھی چیز وکیفیت اور حالت کے لئے ہوا کرتا ہے۔

حضرت ابراہیم خواص ؒ جب اس منزل کو طے کر رہے تھے۔ تو اِن پر شوق غالب تھا۔ اسی لئے آپ ؒ نے ایک بہت جوشیلے اور بڑے جذباتی انداز میں فرمایا۔ کہ! واہ شوقا! بکسے کہ مرا دیدومن اوراندیدم (واہ اے شوق! وہ ہستی جو مجھے دیکھتی ہے۔ مگر (افسوس) کہ مَیں اسے نہیں دیکھتا)

☆ اطمینان : ویسے تو اطمینان کے لغوی معنی تسلی وتشفی یا طمانیت کے ہیں۔ مگر اصطلاحِ تصوف میں اطمینان اس کیفیت وحالت کا نام ہے۔ جو ذکرِ الٰہی سے سالک کے قلب پر وارد ہوتی ہے۔ اور یہ ایمانِ کامل ہی کی بدولت حاصل ہوتی ہے۔ خالقِ حقیقی نے ہمیں اسی ضمن میں خبردار فرمایا ہے۔ **الا**

بذکر الله تطمئن القلوب۔ خبردار! اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہی قلوب کا اطمینان (پوشیدہ) ہے۔ لہذا اسی وجہ سے ہی سالک کے اس حال کو سلوک میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ پر بیان ہوا ہے۔ کہ! **یا یتھا النفس المطمئنة . ارجعی الی ربک راضیة مر ضیة۔** اے نفسِ مطمئنہ! تُو اپنے ربِ (حقیقی ہی) کی طرف رجوع کر۔ کہ تُو بھی اس سے راضی ہے۔ اور وہ بھی تجھ سے راضی ہے۔ مذکورہ آیتِ کریمہ میں یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ! نفس کی اقسام میں سے نفسِ مطمئنہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ اور اسی طرح سے اطمینانِ قلب رکھنے والی برگذیدہ ہستی کو مقامِ رضا حاصل ہوتا ہے۔ جس خوش نصیب بندہ ءمومن کو رضائے الٰہی حاصل ہو جائے۔ تو یہی اس کے لئے انسانیت کی معراج ہوگی۔ عام سالک کا تو اطمینان یہی ہے۔ کہ! جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ تو اس کا قلب مطمئن ہو جاتا ہے۔ لیکن جب سالک ذکر کثیر کرنے لگتا ہے۔ اور اپنے جملہ لمحات کو ذکر الٰہیہ میں ہی صَرف کرتا ہے۔ تو اسے دائمی اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ اور ایسے سالک کی حالت و کیفیت یہ ہوا کرتی ہے۔ کہ! جب بندہ ءمومن سوتا ہے۔ اس کی آنکھیں تو سو جاتی ہیں۔ مگر دل بیدار رہتا ہے۔ یعنی ذکر کرتا رہتا ہے۔ ایسا سالک قضائے الٰہی پر ہر لمحہ راضی و مطمئن ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے راحت وسکون یا آلام و مصائب برابر ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس حال و کیفیت پر وہ سمجھتا ہے۔ کہ جو کچھ بھی ہے۔ وہ محبوبِ حقیقی کی جانب سے ہے۔ اور محبوب سے کیا شکوہ۔ سالک کی جب یہ کیفیت ہوتی ہے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی معیت، قرب اور ساتھ حاصل ہوتے ہیں۔ اور یہی متقین و محسنین کا مقام ہے۔ جیسا کہ بمصداقِ آیات کریمہ! **ان اللہ مع الذین اتقوا و الذین هم محسنون ۔** یقیناً! اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے۔ جو متقی اور محسن ہیں۔ جب سالک کو اطمینانِ قلبِ دائمی حاصل ہو جاتا ہے۔ تو وہ اس وقت مقامِ توکل پر براجمان ہوتا ہے۔ کہ جب وہ ہر لمحہ یہ محسوس کرتا ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ ہر حال میں اس کی بہتری چاہنے والا ہے۔ کیونکہ وہ **نعم المولیٰ** اور **نعم النصیر** اور **نعم الوکیل** ہے۔

☆ **اُنس :** اُنس کے لغوی معنی محبت وشفقت اور رغبت وانسیت کے ہیں۔ یعنی انس درحقیقت رغبت اور محبت کے مترادف ایک ایسی لطیف اور غیر محسوس کشش کا نام ہے۔ جو اپنی پسندیدہ ہستی کی طرف ہو جاتی ہے۔ مگر اصطلاحِ تصوف میں انس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ! جب سالک کے قلب پر اللہ تعالیٰ اپنے شہود و جمال کی تجلی ڈالتا ہے۔ تو سالک کا قلب اللہ تعالیٰ کی یاد سے اس قدر مانوس ہو جاتا ہے۔ اور وہ جمالِ الٰہی سے خوش و مطمئن ہو کر نفسِ مطمئنہ کے اندر ایک لطیف محبت کے تحت اللہ تعالیٰ کا قرب محسوس کرتا ہے۔ کیسا کہ حضرت علی ہجویریؒ ''کشف المحجوب'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! انس کا غلبہ راز کے ساتھ ہوتا ہے۔ معرفتِ الٰہی کی وجہ سے جمال کی تجلی اس راز کو باقی رکھتی ہے۔ یاد رکھو۔ کہ جو لوگ اہلِ فناء ہوتے ہیں۔ وہ ہیبت کو مقدم جانتے ہیں۔ اور جو لوگ اہلِ بقاء ہوتے ہیں۔ وہ اُنس (یعنی انسیت) کو فضیلت دیتے ہیں۔

مشائخ کا ایک گروہ تو یہ بھی کہتا ہے۔ کہ! انس تو جنس سے ہی ہو سکتا ہے۔ جبکہ بندہ تو اللہ تعالیٰ کا ہم جنس و ہم شکل ہی نہیں۔ تو پھر اس کا انس کیسے صورت پذیر ہو سکتا ہے۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کا بندے سے مانوس ہونا بھی مشکل امر ہے۔ لیکن اگر پھر بھی انس کسی بھی طرح سے ممکن ہو سکتا ہے۔ تو یہ صرف اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے مکمل انہماک و محویت کے ساتھ ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

بہرحال! اس حال میں سالک کو چاہیئے۔ کہ! وہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے اپنے قلب کو تر و تازہ رکھے۔ بلکہ اس میں کثرت پیدا کرے۔ کیونکہ! نفسِ مطمئنہ کو غیر کے ذکر سے بچانا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اور یہ کام انس کرتا ہے۔ اس حالت و کیفیت کے بعد سالک کو حقائق کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے۔ جو کہ حقیقت کی ابتداء جبکہ معرفتِ الٰہی کی نوید۔۔۔

☆ **مشاہدہ :** مشاہدہ کے لغوی معنی دیکھنے یا معائنہ کرنے کے ہیں۔ مگر اصطلاحِ تصوف میں مشاہدہ سے مراد دل کی باطنی آنکھ سے ملاحظہ کرنا ہے۔ سالک کا قلب جب ذکرِ الٰہی سے منور و مطمئن ہو جاتا ہے۔ تو اس پر سے معصیت اور افکارِ فاسدہ کا زنگ اُتر جاتا ہے۔ ظلمت کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں۔ اور ظلمت کی جگہ پر اللہ تعالیٰ کا حقیقی نور بھر جاتا ہے۔ اس طرح وہ سالک صاحبِ بصیرت ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی فراست وسیع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ! جیسے جیسے حجابات دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ویسے ویسے اللہ تعالیٰ کے اسرار و رموز منکشف ہونے لگتے ہیں۔ جس سے کہ اس کی باطنی آنکھ روشن ہو جاتی ہے۔ اور بالآخر وہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی نور سے دیکھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ اس ارشاد کا مظہر بن جاتا ہے۔ **اتقوا فراسة المؤمن. ینظر بنور الله۔** مومن کی فراست سے ڈرو۔ (کیونکہ) وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ (حدیث) یہ حال سالک کے لئے مقامِ احسان ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ! تُو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح سے کر۔ گویا تُو اسے دیکھ رہا ہے۔ ورنہ وہ تو (ویسے بھی ہر لمحہ، ہر جگہ) تجھے دیکھتا ہی ہے۔ شاید اسی ضمن میں حضرت علی شیرِ خداؓ کا ایک قولِ مبارک ہے۔ کہ! **لا اعبد ربا لم اراہ۔** مَیں اُس رب کی عبادت نہیں کرتا۔ جس کو مَیں نہیں دیکھتا۔ اور یہی احسان ہی ہے۔ کہ! جس میں صوفیائے کرام اُن چیزوں کا بعین مشاہدہ کر رہے ہوتے ہیں۔ کہ جن کو ظاہری آنکھ سے دیکھنا ناممکنات میں سے ہے۔

حکایت : چنانچہ اِسی ضمن میں (مشہورِ زمانہ کتابِ تصوف کشف المحجوب اَز داتا گنج بخشؒ) حضرت حارثہ بن زیدؓ کا ایک واقعہ ہے۔ جب آپؓ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ تو آنحضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔

اے حارثہؓ ! آج تُم نے کیسے صبح کی؟

حضرت حارثہ بن زیدؓ نے عرض کیا۔ حضور ﷺ ! میں نے آج سچے مومن کی حالت میں (یعنی حقیقتِ ایمان کے ساتھ) صبح کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ غور کرو۔ کیا کہہ رہے ہو؟ یادرکھو۔ ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ اور ہر چیز پر ایک دلیل۔ تیرے اس دعوے کی کیا حقیقت ہے؟ اور تیرے ایمان کی کیا دلیل؟ حضرت حارثہ بن زیدؓ نے عرض کیا۔ حضور ﷺ ! مَیں نے اپنی جان کو دنیا سے علیحدہ کرلیا۔ اور اپنا منہ دنیا سے موڑلیا۔ اَب میری نظر میں دنیا کا پتھر، سونا، چاندی، کنکر، کوڑا سب یکساں ہیں۔ اور جب مَیں دنیا و مافیہا سے آزاد ہو چکا۔ تو مقام اقصیٰ یعنی درجہ انتہائی پر پہنچ گیا۔ حتیٰ کہ آج مَیں نے انہار کی شکم پری اور شب بیداری میں مجھے گویا میں رب العلیٰ کے عرشِ بریں کا مشاہدہ بلاحجاب کر رہا ہوں۔ اور گویا کہ میں اہلِ جنت کو دیکھ رہا ہوں۔ اور وہ سیر وتفریح میں ہیں۔ اور گویا کہ میں جہنمیوں کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ وہ تڑپ رہے ہیں۔

ایک روایت میں ہے۔ آنکھ پھاڑ پھاڑ کر جہنم میں دیکھ رہے ہیں۔ (تو) حضور ﷺ نے (تصدیق فرماتے ہوئے) فرمایا۔ جان لیا تُو نے۔ اَب اس منصب کی محافظت کرو۔ اس لئے کہ بس اس کے سوا اور عرفان (مخلوق کو حاصل نہیں) اولیاء اللہ کو اسی منصب و نام سے پکارتے ہیں۔ اور اِسی حدیث کو امام طبرانیؒ نے المعجم الکبیر میں، امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں، امام شیبہؒ نے المصنف میں اور عبد بن حمیدؒ نے اپنی مسند میں اس طرح سے بیان کیا ہے۔ کہ! حضرت حارث بن مالکؓ سے مروی ہے۔ کہ! ایک مرتبہ وہ آنحضور نبی مکرم ﷺ کے پاس سے گزرے۔ تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا۔ کہ! اے حارثؓ! تُو نے کیسے صبح کی؟ (تو) انہوں نے عرض کیا۔ مَیں نے سچے مومن کی طرح (یعنی حقیقتِ ایمان کے ساتھ) صبح کی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ (کہ) یقیناً ہر ایک شئے کی کوئی نہ کوئی حقیقت ہوتی ہے۔ سوتمھارے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ (یا رسول اللہ ﷺ) میرا نفس دنیا سے بے رُغبت ہوگیا ہے۔ اور اسی وجہ سے (مَیں) اپنی راتوں میں بیدار اور دن میں (دیدارِ الٰہی کی طلب میں) پیاسا رہتا ہوں۔ اور (میری) حالت یہ ہے۔ گویا مَیں اپنے رَب کے عرش کو سامنے ظاہراً دیکھ رہا ہوں۔ اور اہلِ جنت کو ایک دوسرے سے ملتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اور دوزخیوں کو تکلیف سے چلاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ اے حارثؓ! تُو نے (واقعتاً حقیقتِ ایمان کو) پہچان لیا ہے۔ اَب (اس سے) چمٹ جا۔ یہ کلمہ مبارک آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

اور یہی روایت حضرت انس بن مالکؓ سے ان الفاظ کے اضافے کے ساتھ مروی ہے۔ کہ! حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ تُو نے حقیقتِ ایمان کو پالیا۔ پس اسی حالت کو (اَب دائماً) قائم رکھنا۔ جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے نور سے بھر دیا۔ (قرآنِ کریم میں ہے۔ کہ!) اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کے قدموں پر مت چلو۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر **208**)

یہ ہے مشاہدہ۔ جسے صرف باطنی آنکھ ہی دیکھنے کی متحمل ہوسکتی ہے۔ اور یہی روحانی عروج اور انسانی معراج ہے۔ جیسا کہ ایک حدیثِ قدسی میں آتا ہے۔ کہ! جب میرا (کوئی) بندہ میری طرف رجوع کرتا ہے۔ تو میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ دیکھتا ہے۔۔۔ اسی طرح سے قرآنِ پاک میں آیا ہے۔ کہ! **اللــہ نـور السمٰوٰت والارض** ۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اور اسی نور سے کائنات کا ذرہ ذرہ چمک رہا ہے۔ جگمگا رہا ہے۔ اور یہ نور دنیا کی ہر ہر جگہ پر موجود ہے۔ جب اسی نور کی روشنی سالک کے قلب پر پڑتی ہے۔ تو وہ قلب کی آنکھ سے مشاہدہ کرتا ہے۔ اور اس کے سامنے سے تمام حجابات ہٹ جاتے ہیں۔ شاید علامہ محمد اقبالؒ نے اسی حال سے گزرنے کے لئے دعا کی تھی۔

خدایا آرزو میری یہی ہے میرا نورِ بصیرت عام کر دے

☆ **یقین :** یقین خاتم الاحوال ہے۔ اس کے لغوی معنی تو یہ ہیں۔ کہ! وہ علم یا معلومات کہ جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ مگر اصطلاحِ تصوف میں یقین کا مفہوم یہ ہے۔ کہ! کسی پوشیدہ چیز کو قوتِ ایمانی سے بعینہٖ درست طور پر ملاحظہ کر لینا۔ اور اس کے لئے کسی دلیل و حجت کی ضرورت کو محسوس نہ کرنا۔ یعنی کہ! **رویئتِ عیاں بقوتِ ایمان نہ بحجت و برہان۔**

قرآنِ حکیم نے یقین کے تین درجات بیان کئے ہیں۔ علم الیقین ۔ عین الیقین ۔ حق الیقین ۔

صاحبِ کشف المحجوب جناب حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ نے یقین کی انہی تینوں اقسام کو اس طرح سے بیان فرمایا

ہے۔ کہ! **علم الیقین** کا مطلب دنیاوی معاملات کو ان کے احکامات کے ساتھ جاننا۔ اور **عین الیقین** کا مطلب حالتِ نزع اور وقتِ رحلت کا علم ہے۔ جبکہ **حق الیقین** سے مراد جنت میں اللہ تعالیٰ کے ظاہر ہونے اور اس کے احوال اور کیفیات کو ملاحظہ کرنا ہے۔

لہٰذا علم الیقین علماء کا درجہ ہے۔ کیونکہ! وہ احکاماتِ شریعہ کے معاملتو امورات پر ثابت قدم ہوتے ہیں۔ اور عین الیقین عارفین کا درجہ ہے۔ کیونکہ وہ لوگ حالتِ نزع اور وقتِ رحلت کے منتظر رہتے ہیں۔ تا کہ اُن کا وصالِ حقیقی نصیب ہو جائے۔ جبکہ حق الیقین درحقیقت محبانِ حق کی فنا کا درجہ ہے۔ کہ وہ اس لحاظ سے کل موجوداتِ دنیا سے قطع نظر کئے ہوئے ہیں۔ (لہٰذا یاد رہے۔ کہ!) علم الیقین مجاہدے سے حاصل ہوتا ہے۔ عین الیقین محبتِ الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ حق الیقین مشاہدہ حق سے حاصل ہوتا ہے۔ (انتھی کلام الامام علی ہجویریؒ)

یاد رہے۔ کہ! یہ دس احوال ہیں۔ جو ہر سالک کو راہِ طریقت میں پیش آتے ہیں۔ جب وہ مرشد کی رہبری میں مقاماتِ سلوک سے گزر رہا ہوتا ہے۔ تو بالآخر وہ منزلِ مقصود پر پہنچ جاتا ہے۔ اور یہ درجہ و مقام فناء فی اللہ کا ہے۔

☆☆☆ **درجہ و مقامِ فنا فی اللہ :** فنا کے لغوی معنی گم ہو جانا کے ہیں۔ مگر اصطلاح تصوف اور شریعت و طریقت میں فناء فی اللہ سے مراد ہے۔ کہ! بندہ اپنی ذات کے ناقص ہونے کا مکمل احساس پیدا کر لے۔ اور اس کی کوئی خواہش باقی نہ رہے۔ وہ مکمل طور پر اپنی نفی کر دے۔ اور وہ اپنے آپ کو ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ جو ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ ہی رہے گا۔ بمصداقِ آیتِ قرآنی! **کل من علیھا فان۔ و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام ۔** جو (بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق) زمین پر ہے۔ سب کو (بالآخر ایک نہ ایک دن ضرور) فنا ہونا ہے۔ اور آپ ﷺ ہی کی ذات (بابرکات ہی) ہے۔ جو صاحبِ جلال و عظمت ہے۔ (صرف) باقی رہے گی۔ (سورہ رحمٰن۔ آیت نمبر 27)

ولایتِ کبریٰ اور مقامِ عظیم کے حصول کا عظیم مجرب طریقہ : حضرت ثابت نساجؒ فرماتے ہیں۔ کہ! مَیں نے متعدد برس تک خوف کے ساتھ قرآنِ حکیم کی تلاوت کی۔ لیکن مجھے دل نہ مل سکا۔ پھر مَیں نے اِسے اُمید سے پڑھا۔ لیکن پھر بھی دل حاصل نہ ہوا۔ پھر مَیں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز کو دل سے تنہا کر کے قرآنِ حکیم کی تلاوت کی۔ تو اُس وقت مجھے (ایسا) دل مل گیا۔ کہ جس کے ساتھ ہی مجھے ولایتِ کبریٰ بھی نظر آئی۔ اور ساتھ ہی ساتھ مجھے بڑی عزت اور بلند مرتبے بھی نصیب ہو گئے۔

مطمئن سے ہو گئے یہ حقیقت جان کر
اور بھی اِک زندگی ہے ، ماورائے زندگی

حصولِ قرب کے لئے اللہ تعالیٰ و بندے کے درمیان حائل دس کثافتیں : (بمطابق سید سرفراز اے شاہ صاحب)

۱۔ کینہ۔ ۲۔ بغض۔ ۳۔ حسد۔ ۴۔ غیبت۔ ۵۔ غصہ۔
۶۔ دل آزاری۔ ۷۔ کسی کے کام آنے کے بجائے **No** کہنا (انکار کرنا)۔
۸۔ حرصِ کلام (خود بات کرنا، کسی دوسرے کو بات نہ کرنے دینا)۔ ۹۔ حرصِ طعام (کھاتے چلے جانا)۔
۱۰۔ حرصِ جاہ (یعنی لوگ میری عزت کریں۔ میری تعظیم میں کھڑے ہوں)۔

سید سرفراز اے شاہ صاحب کے ملفوظات بنام ''ارژنگِ فقیر'' کی نشست دوئم کے صفحہ نمبر 32 میں لکھا ہے۔ کہ! جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں چلنے اور اللہ تعالیٰ کی دوستی **win** کرنے میں **Interested** ہیں۔ اُن کے لئے ضروری ہے۔ کہ! وہ دس کثافتوں کے نام کاغذ پر لکھ پر اُنھیں اپنی زندگی سے بتدریج ختم کرنا شروع کر دیں۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت پیرانِ پیرؒ اور حضرت امام غزالیؒ جیسی (بلند مرتبت) ہستیوں نے مرید کی **Guidance** (رہنمائی) کے لئے (بھی) یہی فرمایا ہے۔ کہ! مرید کچھ نہ کرے۔ پہلے (اِن) دَس کثافتوں کو اپنے اندر سے نکال لے۔ اور اس کے بعد اِن باتوں پر عمل شروع کر دے۔ جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔ (یعنی کہ صِرف) ان دس کثافتوں کو اندر سے نکال دینا ہی کافی نہیں۔۔۔ پسندیدہ اطوار کو اپنی ذات میں شامل بھی کرنا ہوگا۔ اپنی ذات میں موجود سب کثافتوں پر غور کریں۔ اور ایک ایک کر کے اُنھیں اپنی شخصیت سے نکال دیں۔ مختلف کثافتوں سے چھٹکارے کے بعد ہم اُن عادات و اطوار پر کام شروع کر دیں۔ جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔

اسی کتاب ''ارژنگِ فقیر'' کے صفحہ نمبر 44 پر شاہ صاحب مزید فرماتے ہیں۔ کہ! انسان کے اندر ایسی دس **Negative** عادات یا کثافتیں ہیں۔ کہ جب تک وہ ختم نہ ہو جائیں۔ انسان کا دل صاف نہ ہوگا۔ اور جب تک (کہ) دل صاف نہ ہوگا۔ (تو) وہاں رب نہیں بسے گا۔ (کیونکہ) رب متعال پاک، صاف اور نفاست پسند (ذات) ہے۔ وہ وہیں رہتا ہے۔ جہاں **Negative** چیزیں نہ ہوں۔

(وہ دس کثافتیں یہ ہیں۔ 1۔ کینہ۔ 2۔ بغض۔ 3۔ حسد۔ 4۔ غیبت۔ 5۔ غصہ۔ 6۔ دل آزاری۔ 7۔ کسی کے کام آنے کے بجائے **No** کہنا (کسی کے کام نہ آنا یا انکار کرنا)۔ 8۔ حرصِ کلام (خود بات کرنا، کسی دوسرے کو بات نہ کرنے دینا)۔ 9۔ حرصِ

طعام (کھاتے چلے جانا)۔ 10۔ حرصِ جاہ (یعنی لوگ میری عزت کریں۔ میری تعظیم میں کھڑے ہوں)۔

(لہذا) اگر ہم رب تعالیٰ کو پانا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں اُن دس کثافتوں سے چھٹکارا پانا پڑے گا۔

اسی کتاب ''ارژنگِ فقیر'' کے صفحہ نمبر 69 پر شاہ صاحب مزید فرماتے ہیں۔ کہ! وہ دس کثافتیں جو انسان کو روحانی ترقی میں آگے نہیں بڑھنے دیتیں۔ اُن میں حرص طعام اور حرصِ کلام بھی ہیں۔ اِن کثافتوں کے دور ہونے سے نماز میں زیادہ دل (لگنے) لگتا ہے۔ اور انسان غور و فکر میں ڈوبا رہتا ہے۔

(یہاں پر بندہ ناچیز محمد عبد الرؤف انہیں دس کثافتوں میں سے چند ایک کے بارے میں (بطورِ دلیل) چند احادیث بیان کرتا ہے۔ تاکہ ان کثافتوں کے نقصانات کی مزید نشاندہی ہو سکے)۔

نمبر1۔ کینہ :

صحیح مسلم شریف کی حدیث نمبر 6544 میں آیا ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! سوموار اور جمعرات کے دن جنت کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے۔ اور ہر اس بندے کی مغفرت کی جاتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔ (اور) سوائے اس بندے کے، جو اپنے (مسلمان) بھائی سے کینہ رکھتا ہو۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ ان دونوں کی طرف دیکھتے رہو۔ یہاں تک کہ وہ صلح کر لیں۔ ان دونوں کی طرف دیکھتے رہو۔ یہاں تک کہ وہ صلح کر لیں۔ ان دونوں کی طرف دیکھتے رہو۔ یہاں تک کہ وہ صلح کر لیں۔

کر کر بدیاں بڑھا ہویا، نکل گیا کُب تیرا
فیر وی بدیوں باز نہ آیا، واہ واہ شخص دلیرا

نمبر2۔ بغض :

صحیح بخاری شریف کی حدیث 6064 میں آیا ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! بدگمانی سے بچتے رہو۔ کیونکہ بدگمانی کی باتیں اکثر جھوٹی ہوتی ہیں۔ لوگوں کے عیوب تلاش کرنے کے پیچھے نہ پڑو۔ آپس میں حسد نہ کرو۔ بغض نہ رکھو۔ بلکہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔

اسی طرح سے صحیح مسلم شریف کی حدیث 6705 میں آیا ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں۔ تو حضرت جبرائیلِ امینؑ کو بلا کر فرماتے ہیں۔ کہ! مَیں فلاں سے محبت کرتا ہوں۔ تو (بھی) اسے محبوب رکھ۔ پس حضرت جبرائیلؑ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر آسمان پر منادی کی جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے۔ تم بھی اس سے محبت کرو۔ تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر زمین میں بھی اس کے لئے مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ اور جب کسی (خوش نصیب) بندے کے لئے مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ تو وہ (دنیا والوں کے لئے بھی) مقبول ہو جاتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بغض رکھتے ہیں۔ تو تو حضرت جبرائیلؑ کو بلا کر فرماتے ہیں۔ کہ! میں فلاں سے بغض رکھتا ہوں۔ تو بھی اسے مبغوض رکھ۔ پس حضرت جبرائیلؑ بھی اس سے بغض رکھتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کے لئے عداوت رکھ دی جاتی ہے۔

نمبر3۔ حسد :

صحیح بخاری شریف کی حدیث نمبر 73 میں آیا ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! حسد صِرف دو باتوں میں جائز ہے۔ ایک تو اس شخص کے بارے میں جسے اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہو۔ اور وہ اس دولت کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہو۔ اور ایک اشخص کے بارے میں (حسد جائز ہے۔ کہ) جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت (کی دولت) سے نوازا ہو۔ اور وہ اس کے ذریعے سے فیصلہ کرتا ہو۔ اور (لوگوں کو) اس حکمت کی تعلیم دیتا ہو۔

اسی طرح سے صحیح بخاری شریف کی حدیث نمبر 73 میں آیا ہے۔ کہ! حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! آپس میں بغض نہ رکھو۔ پیٹھ پیچھے کسی کی برائی نہ کرو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں۔ کہ ایک (مسلمان) بھائی کسی (دوسرے مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ سلام (اور) کلام چھوڑ دے۔

حسد کے سادہ الفاظ میں معنیٰ اور مفہوم یہ ہیں۔ کہ! حاسد درحقیقت اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے کی گئی تقسیم سے ناراض ہو۔

نمبر4۔ غیبت :

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔ کہ! اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو۔ (کیونکہ) بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ اور کسی کی ٹوہ میں نہ لگو۔ اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا؟ کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ اس سے تو خود تم نفرت کرتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ بے شک! اللہ تعالیٰ بڑا توبہ قبول کرنے والا، بہت مہربان ہے۔ (القرآن۔ 12-49)

اسی ضمن میں امام بیہقیؒ نے اپنی کتاب دعوات کبیر میں حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! غیبت کا کفارہ یہ ہے۔ کہ! تم اس شخص کی مغفرت و بخشش کی دعا مانگو۔ کہ اے اللہ عزوجل! ہم کو اس شخص کی، جس کی میں نے غیبت کی۔ بخش دے۔ (آمین)

اور اسی طرح امام بیہقیؒ نے حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے روایت نقل کی ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی پیٹھ پیچھے اس کا گوشت کھانے سے باز رکھے۔ یعنی اس کے سامنے اگر کوئی شخص (کسی) مسلمان بھائی کی برائی اور غیبت کر رہا ہو۔ تو اس کو اس حرکت سے روکے۔ تو اس کا اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے۔ کہ وہ اس کو دوزخ کی آگ سے آزاد کردے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

صحیح مسلم شریف کی حدیث نمبر **6593** میں آیا ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! کیا تم جانتے ہو؟ کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ (غیبت یہ ہے۔ کہ) اپنے بھائی کے اس عیب کو ذکر کرے۔ جس کے ذکر کو وہ ناپسند کرتا ہو۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا۔ کہ! آپ ﷺ کا کیا خیال ہے؟ کہ اگر واقعی وہ عیب میرے بھائی میں موجود ہوں۔ جو میں کہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر وہ عیب اس میں (واقعی) ہے۔ جو تم کہتے ہو۔ تبھی تو وہ غیبت ہے۔ اور اگر اس میں وہ عیب نہ ہو۔ تو پھر تم نے اس پر بہتان لگایا ہے۔

کرتے ہیں میری خامیوں کا تذکرہ کچھ اس طرح
لوگ اپنے اعمال میں فرشتے ہوں جس طرح

نمبر5۔ غصہ:

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔ کہ! غرض تمھیں جو کوئی چیز دی گئی ہے۔ وہ دنیوی زندگی کی پونجی ہے۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ وہ ان لوگوں کے لئے کہیں بہتر اور پائیدار ہے۔ جو اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اور جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور جب ان کو غصہ آتا ہے۔ تو وہ درگذر سے کام لیتے ہیں۔ صحیح بخاری کی دو احادیث۔۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کر چکا۔ تو اپنی کتاب (لوحِ محفوظ) میں، جو اس کے پاس عرش پر موجود ہے۔ اس نے لکھا۔ کہ میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہے۔ (شکر الحمدُ للہ۔ سبحٰن اللہ۔)

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ فحش گو نہ تھے۔ نہ آپ ﷺ لعنت ملامت کرنے والے تھے۔ اور نہ گالی دیتے تھے۔ آپ ﷺ کو (جس وقت کسی پر) بہت زیادہ غصہ آتا تھا۔ تو صِرف اتنا کہہ دیتے۔ اسے کیا ہو گیا ہے۔ اس کی پیشانی پر خاک لگے۔

نمبر6۔ دل آزاری :

صحیح مسلم شریف کی حدیث نمبر **5697** میں آیا ہے۔ کہ! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جب تم تین آدمی ہو۔ تو دو آدمی اپنے ساتھی کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کیا کرو۔ کیونکہ اس سے اس (تیسرے) کی دل آزاری ہو گی۔

ضمیر جاگ ہی جاتا ہے، اگر زندہ ہو اقبالؒ
کبھی گناہ سے پہلے، کبھی گناہ کے بعد

حکایت : اسی ضمن میں ایک واقعہ پیشِ خدمت ہے۔ صوبہ پنجاب کے علاقے کوٹ مٹھن شریف کے نامور شاعر اور ولی اللہ حضرت خواجہ غلام فرید چشتیؒ کے بارے میں ایک حکایت مشہور ہے۔ کہ! رمضان کے آخری عشرے میں حضرت خواجہؒ تشریف فرما تھے۔ سامنے جم غفیر بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اس دوران ایک ہندو عورت آئی۔ اور عرض گزار ہوئی۔ کہ بھگوان نے مجھے آپؒ کی دعاؤں سے اولاد دی ہے۔ مَیں نے منت مانی تھی۔ کہ اگر مجھے اولاد ہوئی۔ تو میں اپنے ہاتھوں سے آپؒ کو جلیبیاں کھلاؤں گی۔ اب آپؒ میرے ہاتھوں سے یہ جلیبیاں کھائیں۔ آپؒ نے کافی پس و پیش کیا، عذر خواہی کی۔ بقولِ عارف رومیؒ!

دل بدست آور کہ حجِّ اکبر اَست
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر اَست
کعبہ بنیادِ خلیلِ اطہر اَست
دل گذرگاہ جلیلِ اکبر اَست

لیکن وہ نہ مانی۔ بالآخر آپؒ نے اپنا سر مبارک آسمان کی جانب اُٹھایا۔ کچھ توقف کے بعد آپ ل نے اُس غیر مسلم عورت کو جلیبیاں کھلانے کی

اجازت مرحمت فرمادی۔ وہ جلیبیاں کھلا کر چلتی بنی۔ لیکن یہاں پر لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں۔ تو حضرت خواجہ غلام فریدؒ نے فرمایا۔ کہ روزہ توڑنے کا کفارہ 60 روزے رکھنا یا 60 مساکین کو کھانا کھلانا ہی ہوتا ہے نہ؟ تو میں ان دو اُمور میں سے کسی ایک کام کو سرانجام دے ہی دوں گا۔ انشاءاللہ۔ مگر دل آزاری بہت بڑا گناہ ہے۔ اور کسی کا دل توڑنا کعبہ ڈھانے سے بھی بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ دل میں اللہ تعالیٰ رہتا ہے۔ گو کہ اللہ تعالیٰ اس قدر بلند اور بڑی ذات ہے۔ کہ کہیں نہیں سما سکتا۔ مگر دل میں۔۔۔ (بقولِ حضرت سلطان باہوؒ)

دل کالے کولوں منہ کالا چنگا   جے کوئی اس نوں جانے ہو

نمبر 7۔ انکار کرنا: (کسی کو No کہنا۔ قدرت کے باوجود کسی کے کام نہ آنا)

جامع ترمذی شریف کی حدیث نمبر **2389** میں آیا ہے۔ کہ! حضرت نواس بن سمعانؓ سے روایت ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور بدی کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے۔ اور گناہ وہ ہے۔ جو تمھارے قلب میں کھٹک پیدا کرے۔ اور لوگوں کا مطلع ہونا تم اس پر ناگوار گزرے۔ (علامہ شیخ البانیؒ کے مطابق، یہاں اچھے اخلاق سے مراد دوسروں کے کام آنا، ہر اچھے کام میں تعاون کرنا اور کسی کو تکلیف نہ پہنچانا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب) بقول علامہ اقبال!

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے   آتے ہیں جو کام دوسروں کے

حکایتِ عجیبہ و غریبہ : کسی کے کام آنے کے متعلق ایک مشہور و معروف حکایت یہاں بیان کی جاتی ہے۔ کہ!

ایک سال حضرت عبداللہ بن مبارکؒ حج سے فارغ ہو کر ذرا سا ستانے کی غرض سے خانہ کعبہ میں سو گئے۔ تو انہوں نے خواب میں ملاحظہ کیا۔ کہ! دو فرشتے آسمان سے اُترے۔ تو ایک نے دوسرے سے دریافت کیا۔ کہ اس برس حج کے لئے کس قدر لوگ تشریف لائے ہیں۔ تو اُس دوسرے نے جواب دیا۔ کہ! چھ لاکھ۔ تو پہلے نے دوبارہ پوچھا۔ کہ! ان میں سے کتنے لوگوں کا حج مقبول ہوا۔ تو دوسرے نے کہا۔ کہ! ان میں سے کسی کا بھی حج مقبول نہیں ہوا۔ تو حضرت عنداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں۔ کہ! (بحالتِ عالمِ رویاء) جب میں نے یہ سنا۔ تو میرے دل میں بڑی بے قراری پیدا ہوئی۔ اور میں نے کہا۔ کہ اس قدر خلائق جہاں کی ہر چہار طرف سے اتنے رنج و تکالیف جھیل کر اور دور دراز راستے طے کر کے آئی ہے۔ بڑے بڑے بیاباں طے کئے۔ ان کی یہ سب محنت اکارت گئی۔ پھر اُس فرشتے نے کہا۔ کہ دمشق میں ایک موچی رہتا ہے۔ کہ جس کا نام ''علی بن الموفق'' ہے۔ وہ حالانکہ حج کو بھی نہیں آیا ہے۔ لیکن (اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے) اُس کا حج مقبول ہوا ہے۔ اور ان جملہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اسی (موچی) کے طفیل بخش دیا ہے۔ جب میں نے یہ سنا۔ تو میری آنکھ کھل گئی۔ اور میں نے (دل ہی دل میں خود سے) یہ کہا۔ کہ اَب دمشق کی طرف چلنا چاہیئے۔ اور اُس شخص کی زیارت سے مشرف ہونا چاہیئے۔ جب میں دمشق پہنچا۔ اور اُس (موچی) کا گھر تلاش کر کے آواز دی۔ تو ایک شخص نکلا۔ میں نے پوچھا۔ کہ! آپؒ کا اسم کیا ہے؟ تو اُس نے بتایا۔ کہ! ''علی بن الموفق''۔ میں نے کہا۔ مجھے آپؒ سے کچھ بات کہنی ہے۔ تو اُس نے کہا۔ فرمائیے۔ میں نے پوچھا۔ آپؒ کیا کام کرتے ہیں۔ اُس نے بتایا۔ میں جوتیوں میں پیوند لگاتا ہے۔ پھر میں نے یہ واقعہ (جو کہ عالمِ رویاء میں ملاحظہ کیا تھا) اُس نے بیان کیا۔ پھر اُس نے پوچھا۔ کہ! آپؒ کا کیا نام ہے؟ میں نے بتایا۔ کہ! ''عبداللہ بن مبارکؒ''۔ اُس نے یہ سن کر ایک چیخ ماری۔ اور گر کر بے حوش ہوگیا۔ جب آفاقہ ہوا۔ تو میں نے کہا۔ مجھے اپنے اُس عمل پر آگاہی بخشیئے۔ تو اُس نے بتایا۔ کہ! تیس برس سے مجھے حج کی آرزو تھی۔ اور میں نے جوتیوں میں پیوند ٹانک ٹانک کر تین سو دراہم جمع کئے۔ پھر میں نے اس برس ارادہ کیا۔ کہ حج کو جاؤں۔ (حج پر جانے سے کچھ قبل) ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ! میری حاملہ بیوی نے مجھے کہا۔ کہ ہمسایہ کے گھر سے کھانے کی خوشبو آرہی ہے۔ تو جا کر اُن سے میرے لئے تھوڑا سا کھانا مانگ لائیں۔ جب میں کھانا مانگنے گیا۔ تو ہمسایہ نے کہا۔ یہ کھانا آپؒ کے لائق نہیں۔ آج سات روز ہونے کو ہیں۔ کہ! ہم نے اور ہمارے بچوں نے کچھ نہیں کھایا۔ باہر ایک مردہ گدھا پڑا ہوا تھا۔ میں نے اُس کا تھوڑا سا گوشت کاٹا۔ اور گھر لا کر پکوا لیا۔ جونہی میں (یعنی موچی) نے یہ سنا۔ تو میرے سر سے لے کر پاؤں تک آگ سی لگ گئی۔ اور میں واپس دوڑتا ہوا اپنے گھر گیا۔ وہ تین سو دراہم (جو کہ میں نے حج کے لئے گذشتہ تیس برس سے جمع کر رہا تھا۔ کو) لا کر اُسے (ہمسائے کو) دے دیئے۔ اور کہا۔ کہ! اں (درہموں) کو اپنے بال بچوں پر خرچ کرو۔ ہمارا حج یہی ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے یہ سن کر کہا۔ ملائکہ نے مجیرے خواب میں آ کر واقعتاً سچی بات کہی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ یقیناً قضاء و قدر کا (حقیقی) مالک ہے۔

روگاں وچوں روگ انوکھا، جس دا ناں اے غریبی   مشکل وچ چھوڑ جاندے نے، رشتہ دار قریبی

کلماتِ قدسیہ (مُصطلحاتِ نقشبندیہ) :

حضرات نقشبندیہ کے مطابق حضرت عبدالخالق غجد وانیؒ (بانی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ **بقولِ** حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ) سے منقول ان گیارہ کلماتِ قدسیہ کا بیان ہے۔ کہ جن پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی اساس (بنیاد) قائم ہے۔ وہ گیارہ کلماتِ قدسیہ یہ ہیں۔

1۔ یادکرد۔
2۔ بازگشت۔
3۔ نگاہ داشت۔
4۔ ہوش دَردَم۔
5۔ سفردَروطن۔
6۔ نظر بَرقدم۔
7۔ خلوت درانجمن۔
8۔ وقوفِ قلبی۔
9۔ وقوفِ زمانی۔
10۔ وقوفِ عددی۔
11۔ نگہداشت۔

یاد رہے۔ کہ! اِن گیارہ کلمات قدسیہ میں سے **08** کلمات تو حضرت عبدالخالق غجد وانیؒ سے منقول ہیں۔ جبکہ **03** (وقوفِ قلبی، وقوفِ زمانی اور وقوفِ عددی) حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاریؒ سے منقول ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی کتاب ''القول الجمیل'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! مشائخِ نقشبندیہ کے ہاں چند (صوفیانہ) اصطلاحات ہیں۔ جو ان کے طریقے اور سلسلے (یعنی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ) کی اساس (بنیاد) ہیں۔ ان میں سے بعض اصطلاحات سے اِن اشغال کی طرف اشارات ملتے ہیں۔ اور بعض کی تاثیر کے (حصول) کیلئے کچھ شرائط ہیں۔

بہرحال! حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی مختلف کتب جیسے **القول الجمیل** اور **الانتباہ فی سلاسل اولیاء** میں ان گیارہ **کلماتِ قدسیہ** کا بیان شرح کے ساتھ یوں بیان فرماتے ہیں۔

نمبر1۔ یاد کرد : اِس سے مراد یہ ہے۔ کہ! چاہے ذکر زبانی ہو یا قلبی، سالک ہمیشہ (کسی نہ کسی) ذکر میں خود کو مشغول رکھے۔ ذکر اس طرح سے کرے۔ جیسے کہ اس نے اپنے شیخ سے حاصل کیا ہو۔ ذکر برابر جاری رہنا اَز حد ضروری ہے۔ تاکہ ذاکر کو حضورِ حق حاصل ہو سکے۔ (یعنی کہ سالک مسلسل ذکر میں مشغول رہے۔ چاہے۔ ذکر نفی اثبات کی صورت میں ہو۔ یا اثباتِ مجرد (تنہا و اکیلا) کی صورت میں ہو)

ذکر کی تعلیم کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! پہلے شیخِ طریقت اپنے ہی دل میں کلمہ طیبہ کا ذکر کرے۔ اس دوران مرید اپنے قلب کو شیخ کے قلب کے مقابل کرلے۔ اپنی آنکھیں کھلی رکھے۔ جبکہ منہ کو بند کرلے۔ (اسی ضمن میں) حضرت شیخ بہاؤالدین نقشبند بخاریؒ نے فرمایا ہے۔ کہ! ذکر کا مقصد یہ ہے۔ کہ! (**سالک کا**) **قلب**، محبت اور تعظیم کے ساتھ ہمیشہ **حاضر مع الحق** ہو۔ کیونکہ ذکر (الٰہی) غفلت کو رفع کرتا ہے۔

نمبر2۔ بازگشت : اِس سے مراد یہ ہے۔ کہ! جب ذاکر قلب سے کلمہ طیبہ کا ذکر کرے۔ تو اس کے بعد زبانِ دل سے یہ (اقرار کرتے ہوئے) بکمالِ تضرع کہے۔ **الٰھی انت مقصودی و رضاك مطلوبی**۔ اس ذکر (کلمہ طیبہ) کا فائدہ یہ ہے۔ کہ! یہ کلمہ ہر اچھے و برے خطرے کی نفی کا باہم فائدہ دیتا ہے۔ اس سے مقصود یہ بھی ہے۔ کہ ذاکر کا یہ ذکر خالص ہو جائے۔ اور سالک ماسوائے حق کے فارغ ہو جائے۔ اگر ذاکر اس کلمہ میں اخلاص محسوس نہ کرے۔ تو اپنے مرشد و مربی کی تقلید میں **انشاء اللہ تعالیٰ** ضرور کہے۔ اس کی برکت سے ذاکر کو اخلاص حاصل ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مناجات کی کچھ تشریح: **الٰھی انت مقصودی و رضاك مطلوبی**۔۔۔ یہ مناجات ہے۔ یعنی دورانِ ذکر ہر دفعہ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد تین یا چار مرتبہ مناجات کہے۔ یا پھر بزبانِ اُردو یوں کہے۔ کہ! **اے اللہ تعالیٰ! بس تُو ہی میرا مقصود ہے۔ مَیں نے دنیا و آخرت تیرے لئے ہی چھوڑی ہے۔ تُو ہی مجھے اپنی کامل نعمتوں اور رحمتوں سے نواز۔ اور اپنے وصالِ حقیقی سے شاد کام کر۔ آمین**۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے والدِ محترم فرمایا کرتے تھے۔ کہ! سالک کے لئے یہ دعا (**اے اللہ تعالیٰ! بس تُو ہی۔۔۔ شاد کام کر۔ آمین**) بمنزلہ شرطِ عظیم ہے۔ لہذا اس (سالک) کے لئے قطعًا یہ بات مناسب نہیں۔ کہ! وہ اس سے غفلت کرے۔ اور ہمیں جو بھی کچھ ملا۔ یا ہم نے جو کچھ بھی حاصل کیا (پایا)۔ اسی کی برکت سے پایا۔

نمبر3۔ نگھداشت : اِس سے مراد یہ ہے۔ کہ! سالک ہمیشہ اپنے دل کے خطرات کی نگہبانی کرے۔ یعنی کہ جس وقت کلمہ کا بار بار ذکر کیا کرے۔ تو اس وقت اس بات پر اپنی توجہ اور خصوصی نگاہ رکھے۔ کہ اس کے قلب میں کوئی کھٹکا تو پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ یہ کوشش کرے۔ کہ ایک لمحہ یا ایک ساعت کے لئے بھی اس کے دل میں غیر اللہ کا خیال قطعًا نہ آنے پائے۔ (یعنی وہ قلبی طور پر ہر وقت بیدار رہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے دل میں کسی بھی قسم کے اندرونی و بیرونی خطرے یا وسوسے کو قطعًا راہ نہ دے) اکابرینِ مشائخ کے نزدیک یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ بعض کامل اولیاء اللہ کو بھی کبھی کبھار یہ اہم مسئلہ درپیش ہو جاتا ہے۔

نمبر4۔ **یاد داشت** : اِس سے مراد یہ ہے۔ کہ! ذوق کے حوالے سے حضور مع الحق کی کیفیت حاصل ہو۔ بعض مشائخ نے ان چار کلمات کی تشریح اس طرح سے بھی کی ہے۔ **یادکرد** (یعنی ذکر میں کوشش اور جدوجہد)۔ **بازگشت** (یعنی تواضع اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف خالص رجوع پر قائم رہنا)۔ **نگاہ داشت** (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع پر قائم رہنا) اور **یادداشت** (یعنی اپنے راز کو پختہ و راسخ کرنا)۔

یعنی کہ! سالک الفاظ و تخیلات سے خالی ہو کر حقیقتِ واجب الوجود کی طرف اپنی توجہ مبذول کرے۔ سچ بات تو یہ ہے۔ کہ! اس منزل پر فنائے تآم اور بقائے کامل کے بغیر استقامت حاصل ہی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی عطا و مہربانی سے یہ مقامِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

یعنی دوامِ آگاہی و حضور بحق سبحانہٗ برسبیلِ ذوق۔ بقول بعضے!

دارم ہمہ جا باہمہ کس در ہمہ حال در دل ز تُو آرزو و در دیدہء خیال

نمبر5۔ **ہوش دردَم** : اِس سے مراد یہ ہے۔ کہ! انسان اپنے دو سانسوں کے درمیان اس بات کی کوشش کرے۔ کہ نہ کوئی سانس غفلت سے اندر داخل ہو۔ اور نہ کوئی سانس غفلت سے باہر آئے۔ (یعنی اپنے ایک ایک سانس کی خود محافظت کرتا رہے)۔ کیونکہ! اس طریقے کی بنیاد ہی سانس پر موقوف ہے۔

یعنی کہ! ہر سانس پر ہوشیاری و بیداری برقرار رہے۔ جب سالک اپنے ہر ایک سانس پر مطلع، ہوشیار، بیدار اور فکرمند رہے گا۔ کہ اس کا ہر سانس ذکر سے وابطہ ہے یا غفلت پر مبنی ہے۔ اس طرح وہ بتدریج وہ دائمی حضوری کی منزل کو حاصل کرلے گا۔ اس طرح کی پابندی مبتدی کے لئے تو بہت ہی لازمی ہے۔ البتہ جب سالک درمیانی منزل تک آجائے۔ تو وقفے وقفے سے گزرے ہوئے اوقات کے سانسوں کا بھی جائزہ لیتا رہے۔ یعنی کہ کچھ دیر بعد وہ دیکھے۔ کہ اس کا کوئی لمحہ (خدانخواستہ) غفلت میں تو نہیں گزرا۔ اگر درمیان میں کبھی غفلت آبھی جائے (کیونکہ! انسان حقیقت میں تو خطا کار ہی واقع ہوا ہے) تو توبہ و استغفار کرے۔ اور آئندہ کبھی ایسی غفلت نہ کرنے کا پختہ عزم کرلے۔ اس نگرانی و محافظت سے بالآخر وہ (سالک) دائمی حضوری کی منزلِ عظیم کو پہنچ ہی جائے گا۔

نمبر6۔ **سفر دَر وطن** : اِس سے مراد یہ ہے۔ کہ! سالک اپنی طبیعت بشری میں ہی سفر کرے۔ بُری صفات و عادات سے اچھی صفات و عادات کی طرف پرواز کرے۔ چنانچہ بعض اکابرین نے فرمایا ہے۔ کہ انسان جس بھی جگہ پر جائے۔ جب تک کہ وہ اپنی بُری صفات (عادات و خصلتوں) کو نہ چھوڑے۔ وہ اس کے ساتھ ساتھ ہمیشہ لگی ہی رہتی ہیں۔ اسی طرح بعض نے یہ کہا ہے۔ سفر در وطن سے مراد شہادت میں غیب کا دیکھنا ہے۔

یعنی کہ! سالک کا صفاتِ بشریہ و سمیہ سے صفاتِ ملکیہ حمیدہ کی طرف انتقال کرنا سفر در وطن کہلاتا ہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں سلوک کو سیر انفسی سے شروع کرتے ہیں۔ اور اسی کے ضمن میں سیر آفاقی کو قطع کرلیتے ہیں۔ سیر آفاقی مطلوب کو اپنے سے باہر ڈھونڈنا ہے۔ جبکہ سیرِ انفسی اپنے اندر آکر اپنے قلب کے گرد پھرنے کا نام ہے۔

نمبر7۔ **نظر بَر قدم** : اِس سے مراد یہ ہے۔ کہ! سالک کو چاہیئے۔ جب وہ اپنے یا دیگر کسی شہر میں چل رہا ہو۔ یا کسی جنگل و بیابان و ویران جگہ۔۔۔ غرضیکہ! جہاں کہیں بھی وہ چل رہا ہو۔ اس کی نظر ہمیشہ اپنے ہی قدموں پر رہنی چاہیئے۔ تاکہ اس کی نگاہ منتشر ہو کر ان چیزوں پر نہ پڑے۔ جن کا دیکھنا مناسب نہیں (جیسے غیر محرم یا کسی برے فعل کو ہوتے ہوئے دیکھنا وغیرہ) کیونکہ! اس طرح سے اس کا دل پراگندہ ہوجائے گا۔ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ! نظر بَر قدم سے مراد یہ ہو کہ سالک کی پہلی نگاہ سلوک کی آخری منزل یعنی حضرتِ ذاتِ اقدس پر جا پڑے۔ جیسا کہ! حضرت فارس بن عیسیٰ بغدادیؒ نے فرمایا۔ کہ! میں نے حضرت شیخ منصور ابنِ حلاجؒ سے پوچھا۔ کہ مرید کون ہے؟ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ! جو پہلے ہی ارادے میں اللہ تعالیٰ تک پرواز کرے۔ یعنی پہلی ہی سیڑھی پر واصل باللہ ہوجائے۔ اسی بات کی ایک توجیہہ حضرت شیخ رُدَیمؒ نے بھی نہایت خوبصورت انداز و اسلوب میں بیان کی ہے۔ کہ! مسافر کا اَدب یہ ہے۔ کہ! اس کی ہمت کا قدم پیچھے نہ پڑے۔

یعنی ایک سالک کے لئے ضروری ہے۔ کہ! وہ چلتے وقت اپنے قدموں کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف قطعًا نہ دیکھے۔ اسی طرح بیٹھے ہوئے یا بیٹھتے وقت وہ صف اپنے سامنے دیکھے۔ مختلف شکلوں اور تعجب خیز رنگوں کو دیکھنا سالک سالک کی باطنی کیفیت میں بگاڑ پیدا کردیتا ہے۔ اور اسے اس چیز (یعنی ذکر اللہ اور وصول الی اللہ) سے پھیر دیتا ہے۔ جس کی طلب (وصول الی اللہ اور معرفت الٰہی) میں وہ ہے۔ اسی طرح لوگوں کی باتیں سننے یا ان کے ساتھ زیادہ گفتگو کرنے کا نتیجہ بھی یہی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے والدِ محترم فرمایا کرتے تھے۔ کہ! نظر نیچی رکھنا مبتدی کے لئے ہے۔ رہا راہ طریقت کے منتہی کا طالب، تو اس کے لئے واجب ہے۔ کہ! وہ اپنے حال میں غور و فکر کرے۔ اور یہ دیکھے۔ کہ! وہ کس نبیؑ کے قدم پر ہے۔

اس لئے کہ! بعض اولیاء اللہ حضرت نبی مکرم ﷺ کے قدم مبارک پر ہوتے ہیں۔ اور انہیں کمالات کی جامعیت حاصل ہوتی ہے۔ اور بعض حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ کے قدم مبارک پر ہوتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس۔۔۔ پھر جب سالکِ منتہی اپنے پیشوا اور متبوع کو پہچان لے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ! اپنے پیشوا (مرشد و مربی کے) احوال اور واقعات کے عین مطابق ڈھال لے۔

یعنی کہ سالک چلتے وقت نظر اپنے پاؤں کی پشت (یعنی اوپری حصے) پر ہی رکھے۔ اِدھر اُدھر قطعاً نہ دیکھے۔ تا کہ فسادِ نظر اور بیرونی تفرقہ سے محفوظ رہے۔ رشحات میں ہے۔ شاید نظر بر قدم سے سرعتِ سیر کی جانب اشارہ ہو۔ یعنی مسافتِ ہستی کے قطع کرنے اور عقباتِ خود پرستی کے طے کرنے میں سالک کا باطنی قدم اس کی باطنی نظر سے پیچھے نہ رہے۔ بلکہ منتہائے نظر پر پڑے۔ چنانچہ مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ، حضرت شیخ بہاؤالدین نقشبندؒ کی شانِ اقدس میں فرماتے ہیں۔ کہ!

بسکہ ز خود کردہ بسرعتِ سفر بازنمدہ قدمش از نظر

نمبر8۔ **خلوت دَر انجمن**: اِس سے مراد یہ ہے۔ کہ! سالک کو چاہیئے۔ کہ! وہ ظاہرًا تو مخلوق کے ساتھ ہو۔ مگر باطنًا وہ خالقِ یکتا کے ساتھ رہے۔ یعنی کہ اس کے ہاتھ (پاؤں، آنکھیں تو) دین و دنیا کے امور میں متحرک رہیں۔ لیکن قلب ہمیشہ حق کے ساتھ مشغول و منہمک رہے۔ اسی ضم میں کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

فمن دخل کن صاحبا غیر غافل ومن خارج خالط کبعض الاجانب

خلوت در انجمن کے ضمن میں کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

از بروں درمیان بازارم وز دروں خلوتیست با یارم

اندرونی طور پر ایسا یار اور ہم نشین بن۔ جو کہ ایک بھی لمحہ کے لئے خدا سے جدا نہیں۔ اور بیرونی طور پر اجنبیوں والا رویہ اختیار کر۔ اس سلسلے (عالیہ نقشبندیہ) کے بعض مشائخ نے فرمایا ہے۔ کہ اس طریقہ میں مجلس میں جمیعت جبکہ خلوت میں تفرقہ ہے۔

یعنی کہ! اپنے تمام احوال میں دل کو حق تعالیٰ سے ہمیشہ شاغل رکھے۔ درس و تدریس ہو، یا کھانے پینے کی صورت، یا چلنے پھرنے کے وقت یا سفر و حضر میں۔۔۔ غرضیکہ! سالک اپنے باطن میں ایسا ملکہ پیدا کرے۔ کہ وہ ان امور کے دوران متوجہ الی الحق ہی رہے۔ اسی ضمن میں حجرت خواجہ نقشبندؒ کا ارشاد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اسی طرف اشارہ ہے۔

رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ۔ (سورہ نور۔ نمبر 37) **ترجمہ**۔ وہ لوگ کہ جنہیں کوئی تجارت یا کوئی خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ! فقر کی وضع قطع بنانا اور ہمہ وقت ذکر کی کیفیت رہنا بعض اوقات ریا اور دکھاوے کی طرف لے جاتا ہے۔ اسی لئے بہتر یہ ہے۔ کہ! وضع قطع اور لباس عمومی لوگوں ہی کی طرح کا ہو۔ مگر تقویٰ، عباداتِ الٰہیہ و طاعاتِ الٰہیہ اور دیانت داری مع ہمت و کوشش فقراء کے جیسی ہو۔ اور دل ہمیشہ حق تعالیٰ سے لَو لگائے رکھے۔ اسی ضمن میں حضرت خواجہ علی رامیتنیؒ نے یہی مفہوم کس خوبصورت انداز میں ادا کیا ہے۔

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش ایں چنیں زیبا روش می بود اندر جہاں

(یعنی کہ! اندر سے آشنائی اور باہر سے بیگانگی، دنیا میں اس سے خوبصورت طریقہ اور کوئی نہیں)

نمبر9۔ **وقوفِ زمانی**: اِس سے مراد یہ ہے۔ کہ! یعنی اپنے امور دین و دنیا اور اذکار و اشغال کے اوقات کا پورا پورا حساب رکھے۔ اگر تو وقت کارِ خیر میں صَرف ہوا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کا ہمہ وقت شکر ادا کرتا رہے۔ لیکن اگر وقت کارِ شر (غیر شرعی و ناجائز اور غلط امور) میں ضائع ہوا ہے۔ تو اپنی حیثیت و مرتبے کے مطابق توبہ و استغفار کرتا رہے۔

یعنی کہ کچھ دیر بعد وہ دیکھے۔ کہ اس کا کوئی لمحہ (خدانخواستہ) غفلت میں تو نہیں گزرا۔ اگر درمیان میں کبھی غفلت آ بھی جائے (کیونکہ! انسان حقیقت میں تو خطا کار ہی واقع ہوا ہے) تو توبہ و استغفار کرے۔ اور آئندہ کبھی ایسی غفلت نہ کرنے کا پختہ عزم کر لے۔ اس نگرانی و محافظت سے بالآخر وہ (سالک) دائمی حضوری کی منزلِ عظیم کو پہنچ ہی جائے گا۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ کے نزدیک اس بیداری و نگرانی کو بار بار نگاہ میں رکھنا خود ایک متوسط سالک کے لئے پریشان خاطری کا مؤجب ہے۔ کیونکہ! سالک کے لئے اصل بات تو توجہ الی اللہ میں ہمہ وقت استغراق و محویت ہی ہے۔ اس استغراق و محویت میں توجہ یا عدم توجہ کا علم رکھنے کی پابندی بجائے خود اصل سے توجہ ہٹانے کا باعث ہے۔

اس لئے کہ! ''**حسنات الابرار سیأت المقربین**'' (یعنی) ابرار (نیک لوگ یا اتقیاء) کی نیکیاں، مقربین کی بُرائیاں ہیں۔

اس جملے ''**حسنات الابرار سیأت المقربین**'' کی کچھ شرح پیشِ خدمت ہے۔

مجتہدینِ طریقت کے نزدیک اعمال کی دو اقسام ہیں۔ اول۔ **اعمالِ ابرار**۔ دوئم۔ **اعمالِ مقربین**۔

اعمالِ ابرار : ابرار (یعنی نیک اور اتقیاء لوگ) سے مقصودِ اتثالِ امر اور حصولِ ثواب ہوتا ہے۔ ایسے لوگ تکرار اسمِ ذات (اللہ) اور نفی اثبات و پاس انفاس جیسے اذکار کی کثرت اور فرضی (پنج وقتہ) نمازوں سے عالمِ وجوب (وجوب بمعنی واجب ولازم) کی جانبِ عروجی منازل طے کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ نفلی روزوں کی بھی کثرت کرتے ہیں۔ تاکہ نفس کے مغلوب ہونے سے کسرِ شہوت حاصل ہو۔ جیسا کہ! ایک حدیث میں واضح ہے۔ کہ! **خصآء امتی الصیام**۔ اسی طرح وہ بطریقِ سلوک اعمال بجالاتے ہیں۔ تاکہ تزکیہء عناصر وتصفیہء نفس حاصل ہوسکے۔ ان کے نزدیک زھد وریاضت اور جہاد بالنفس ہی بنیادی طریقہ ہے۔

اعمالِ مقربین: جبکہ مقربین کے نزدیک اعمال سے مقصودِ اتثال امر اور حصولِ ثواب کے علاوہ درجاتِ فناء وبقاء کے ذریعے رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔ یہ لوگ تکرار اسمِ ذات (اللہ) اور نفی اثبات و پاس انفاس جیسے اذکار کی کثرت کے ساتھ ساتھ تلاوت قرآنِ حکیم، نمازوں (داخلِ نماز وخارجِ نماز) سے بھی کام لیتے ہیں۔ تاکہ عالمِ وجوب کے ظلال کی گرفتاری سے رہائی پاکر عروج کے بعد نزول اور فناء کے بعد بقاء سے متحقق ہوسکیں۔ یہ لوگ نفلی روزوں کے بجائے نفلی نمازوں کی کثرت پر زور دیتے ہیں۔ تاکہ وصل وقربت کا حصول ممکن ہوسکے۔ یہ لوگ بمطابق حدیثِ قدسی ''**لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل** ---'' بطریقِ جذبِ اعمال کی ادائیگی کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ تاکہ معرفت وحقیقت اور مشاہدہ حق جلدی حاصل ہوسکے۔ کیونکہ! اِن کے نزدیک فناء وبقاء بنیادی طریقہ ہے۔ حضرت مولائے رومؒ نے ان دونوں کے اعمال کو ایک ہی شعر میں بیان فرمایا ہے۔

سیر زاہد ہر شئے یک روزہ راہ　　　سیر عارف ہر دمے تا تختِ شاہ

ماحصل ان دونوں اعمال کا یہ ہے۔ کہ! ابرار کے اعمال و وظائف بمنزلہ جسم وظل ہیں۔ اور مقربین کے اعمال و وظائف بمنزلہ روح واصل ہیں۔ اسی تو عارفین کے نزدیک ابرار کی نیکیاں مقربین کے گناہ شمار کی جاتی ہیں۔ (واللہ اعلم) اس کی مختصر مگر جامع شرح پیچھے ''توبہ'' کے مضمون میں گزر چکی ہے۔

نمبر10۔ **وقوفِ عددی** : اِس سے مراد یہ ہے۔ کہ! ذکرِ قلبی میں گنتی اور عدد کا لحاظ رکھا جائے۔ (اور کوشش کرے۔ کہ! ذکر کی تعداد میں طاق عدد کی پابندی کیا کرے) تاکہ دل کے خطرات ووساوس سے بچ کر جمعیت (یعنی سکونِ قلب یا اطمینانِ ظاہری وباطنی) حاصل کی جاسکے۔

نمبر11۔ **وقوفِ قلبی** : اِس سے مراد یہ ہے۔ کہ! ہوشیاری اور حق تعالیٰ کے ساتھ حضورِ قلب اس انداز میں ہو۔ کہ دل کو غیر سے کوئی غرض نہ ہو۔ اس کے مفہوم کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ! ذاکر اپنے قلب اور اس کی جملہ کیفیات سے واقف ہو۔ اور دورانِ ذکر اپنے قلبِ صنوبری کی طرف متوجہ رہے۔ قلبِ صنوبری کو مجازاً قلب کہا جاتا ہے۔ یہ بائیں جانب پستان کے نیچے واقع ہے۔ قلب کو ذکر میں مشغول کرے۔ اور اسے کسی طرح بھی ذکر اور اس کے مفہوم سے غافل نہ ہونے دے۔ یعنی سالک اس (حسی) قلب کی طرف توجہ رکھے۔ جو بائیں جانب چھاتی کے نیچے ودیعت کیا گیا ہے۔

سالکین کے دس مراتب :

کجھ بُغض دی رِیت وچ نئی مِلدا　　　کجھ ہار تے جیت وچ نئی مِلدا
مخلوقِ خدا نال پیار تے کر　　　رَب صِرف مسیت وِچ نئی مِلدا

یادرہے۔ کہ! جب کوئی سالک یا طالب صادق ظلماتِ جسمانی اور تجلیاتِ روحانی وسطواتِ نورانی سے گذرتا ہے۔ تو وجودِ قدم کے فرش پر، جو سراپا نشاط اور بے رنگی سے بے رنگ نما ہی قدم رکھتا ہے۔ ان مراتب کے طے کرنے میں سالک کو دس مراتب پیش آتے ہیں۔ (ان دس مراتب کے بعد ہر مرتبے کی مزید دس دس منازل ہوں گی) وہ دس مراتب یہ ہیں۔ (ان دس مراتب اور انہیں دس مراتب کی ذیلی منازل کی تفصیلات صاحبِ جواہر خمسہ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ نے لکھی ہیں)

سلوک کے دس مراتب: بدایات۔ ابواب۔ معاملات۔ اخلاق۔ اُصول۔ اودیہ۔ احوال۔ ولایات۔ حقائق۔ نہایات۔

بدایات کی دس منازل : یقظہ۔ توبہ۔ انابت۔ محاسبہ۔ تفکر۔ غیرِ حق سے دوری (مزار) سماع۔ ریاضت۔ اعتصام۔

ابواب کی دس منازل : حزن۔ خوف۔ اشفاق۔ خشوع۔ اخبات (خوف از آمدہ صدمات)
زہد۔ ورع۔ تبتل (انقطاع عوام) رجاء۔ رُغبت۔

معاملات کی دس منازل : رہبت (حد سے تجاوز کرنے سے ڈرنا)۔ مراقبہ۔ حدبت۔ اخلاص۔
تہذیب۔ استقامت۔ توکل۔ تفویض۔ ثقہ۔ تسلیم۔

اخلاقیات کی دس منازل : صبر۔ شکر۔ رضاء۔ صدق۔ ایثار۔ خلق۔
تواضع۔ قنوت۔ انسباط۔

اُصول کی دس منازل : قصل (اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا) عزم۔ ارادت۔ ادب۔ یقین۔
اُنس۔ ذکر۔ فقر۔ غناء۔ مُراد۔

اودیہ کی دس منازل : احسان۔ علم۔ حکمت۔ بصیرت۔ فراست۔ تعظیم۔
الہام۔ سکینہ۔ طمانیت۔ ہمت۔

احوال کی دس منازل : محبت۔ غیرت۔ شوق۔ قلق۔ عطش۔ وجد۔ دھش۔
ھیمان۔ بروق۔ ذوق۔

ولایت کی دس منازل : حظ۔ وقت۔ صفا۔ سرور۔ سرّ۔ نفس۔ غربت۔
غرق۔ غیبت۔ تمکین۔

حقائق کی دس منازل : مکاشفہ۔ مشاہدہ۔ معائنہ۔ حیات۔ حیات۔ قبض۔
بسط۔ سکر۔ صحو۔ اتصال۔ انفصال۔

نہایات کی دس منازل : معرفت۔ فناء۔ بقاء۔ تحقیق۔ تلبیس۔ وجود۔ تجرید۔
تفرید۔ جمع۔ توحید۔

ہر کہ خواند جوہر شطار را مفت باید گوہرِ اسرار را

سالک (تعریف و تعارف اور اقسامِ سالکین) :

محکوم ہو سالک تو یہی اس کا ہمہ اوست خود مردہ و خود مرقد و خود مرگِ مفاجات

سلوک یعنی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستی بطریق سیرِ کشفی عیانی، نہ کہ بطریقِ استدلال۔ اور اس راہ پر چلنے والے کو سالک کہا جاتا ہے۔ وقتِ خاص یا اوقاتِ خاص میں مبتدی سالک پر یادِ باری تعالیٰ کا اس درجہ غلبہ ہوتا ہے۔ کہ دوسرے خیالات محو ہو جاتے ہیں۔ یہ منجانب اللہ تعالیٰ ایک خاص کشش ہوتی ہے۔ جو باعثِ ترقیات مزید ہوتی ہے۔ اس حالت کو صفائی مبتدی کہتے ہیں۔ جو پہلی قسم ہے صفائی وقت کی۔ کیونکہ یہ حالت مبتدیوں پر طاری ہوتی ہے۔ اس مقام و مرتبہ کو سالک مجذوب کہتے ہیں۔ جب کسی صوفی پر ایسے اوقات آتے ہیں۔ کہ! جن میں اس سالک پر تجلیات وارد ہوتی ہیں۔ تو اس حالت کو صفائی متوسط کہتے ہیں۔ کیونکہ! یہ حالت متوسطین پر طاری ہوتی ہے۔ اس مرتبہ کے صوفی کو مجذوب کہتے ہیں۔ جب کوئی صوفی واصلِ ذات ہو کر مقامِ تمکین میں پہنچتا ہے۔ تو اُس حالت کا نام صفائی منتہی ہے۔ اس مقام و مرتبہ کے صوفی کو مجذوب سالک کہتے ہیں۔

طالبانِ راہِ حق کی طبائع میں بہت کچھ اختلاف ہوتا ہے۔ اور سب کو ایک ہی لکڑی سے نہیں ہانکا جا سکتا۔ شیخ چونکہ طبیبِ دل ہوا کرتا ہے۔ اور ہر مریض کی طبیعت پر نظر کر کے اور نوعیتِ مرض کو دیکھ کر اس کا علاج کرتا ہے۔ اور اس کے مناسب حال نسخہ اس کے لئے تجویز کرتا ہے۔ اسی لئے سلوک کے طریقے بے تعداد ہیں۔ **الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق**۔ لیکن تین طریقے زیادہ عام اور اقرب ہیں۔

1۔ طریقِ اخیار۔ 2۔ طریقِ اصحابِ مجاہدات وریاضات۔ 3۔ طریقِ اصحابِ شطاریہ۔

☆ **طریقِ اخیار** : کثرتِ صوم وصلوٰۃ وتلاوتِ قرآن وحج وجہاد وغیرہ کے ذریعے منزل مقصود تک پہنچنا۔

☆ **طریقِ اصحابِ مجاہدات وریاضات** : اخلاقِ ذمیمہ کو جد و جہد ومحنت اور کوشش اسی طرح مجدات وریاضات سے اخلاقِ حمیدہ میں تبدیل کرنا۔ اور اس طور پر عالمِ علوی سے مناسبت پیدا کر کے اپنا راستہ (راہ سلوک ومعرفت) طے کرنا۔

☆ **طریقِ اصحابِ شطاریہ** : ریاضت سے گریز۔ صحبتِ خلق سے پرہیز۔ ماسوٰے سے بیزاری۔ درد واشتایق۔ ذوق وشوق اور

ذکر وفکر کے علاوہ کسی اور شغل سے سروکار نہ رکھنا۔ یہ سب عوامل اس طریقہ عالیہ کی خصوصیات ہیں۔ اول الذکر دونوں طریقوں کے مقابلہ میں وصول الی اللہ کا یہ طریقہ زیادہ اقرب وقوی ہے۔ کیونکہ! کامیابی کے لئے کشش ربانی نہایت ضروری ہے۔ لیکن اس عنایتِ الٰہی سے وہی نوازے جاتے ہیں۔ جو اس راستے میں جد و جہد کرتے ہیں۔ جیسا کہ! اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے۔ کہ!

والذین جاھدوا فینا لنھد ینھم سبلنا ۔ (ترجمہ) جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے۔ اِنہیں ہم اپنے راستے دکھائیں گے (سورہ عنکبوت۔ 69) لیکن یاد رہے۔ کہ! مشائخینِ نقشبندیہ کے مطابق منازلِ سلوک میں سیر کرنے والے تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

1۔ وافقین۔ 2۔ راجعین۔ 3۔ سابقین۔

☆ **وافقین** : اثنائے سلوک میں کسی مقام کو طے کرتے ہوئے تھوڑی دیر کے لئے رُک جانے والوں کو وافقین کہا جاتا ہے۔

☆ **راجعین** : اثنائے سلوک میں کسی مقام کو طے کرتے ہوئے زیادہ دیر کے لئے رُک جانے والوں کو راجعین کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ سالکین کہ جو کسی مقام پر زیادہ دیر تک رکے رہیں۔ اور سلوک میں مزید ترقی نہ کر سکیں۔ اُنہیں راجعین کہا جاتا ہے۔ یہ مقام خطرے سے خالی نہیں۔ کیونکہ! زیادہ دیر تک رُکے رہنے سے رُجعت واقع ہوتی ہے۔ اور سالک تنزل کا شکار ہو کر اپنے مقام و مرتبہ سے گر جاتا ہے۔

☆ **سابقین** : ایسے خوش نصیب سالکین جو رحمتِ خداوندی سے ہر آن ترقی پذیر ہوتے رہیں۔ اور بالآخر قرب و وصل کے مقام تک بھی جا پہنچیں۔ سابقین کہلاتے ہیں۔ اِن کے بارے میں قرآنِ حکم شاہد ہے۔ کہ! **السابقون السابقون اولٰئک المقربون** ۔ (ترجمہ) اور آگے والے تو پھر آگے والے ہی ہیں۔ وہی تو مقرب لوگ ہیں۔ (سورہ واقعہ۔ 11-10) اس آیت میں ایسے ہی حال و مقام کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مکتوبات میں سے اپنے تیسرے مکتوب میں اپنے یاروں کی دو حالتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ! ہمارے بعض یار وافقین ہیں اور بعض سابقین ہیں۔ لیکن ہمارے یار راجعین کے زمرے میں نہیں آتے۔

سلسلہء عالیہ چشتیہ کے مقامات کی کیفیات وتشریحات مع اشاراتِ انبیائے کرامؑ :

سلسلہء عالیہ چشتیہ کے ان مقامات کو بمعہ اشارات یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ قارئین مستفید و متنفع ہو سکیں۔

مقامات	مقامات کی کیفیات	مقامات کی تشریحات	اشارات اَز انبیاء ورسلؑ
اول	**تائبان**	یعنی توبہ	اشارہ حضرت آدمؑ
دوئم	**عابدان**	یعنی عبادت	اشارہ حضرت ادریس نبیؑ
سوئم	**زاھدان**	یعنی زُہد	اشارہ حضرت موسیٰؑ
چہارم	**صابران**	یعنی صبر	اشارہ حضرت ایوبؑ
پنجم	**راضیان**	یعنی راضی بہ رضا	اشارہ حضرت عیسیؑ
ششم	**قانعان**	یعنی قناعت	اشارہ حضرت یعقوبؑ
ہفتم	**مجاھدان**	یعنی مجاہدہ	اشارہ حضرت یونسؑ
ہشتم	**متفکران**	یعنی تفکر	اشارہ حضرت یوسفؑ
نہم	**شکستگان**	یعنی شکستہ	اشارہ حضرت شعیبؑ
دہم	**مرشدان**	یعنی رشد وہدایت	اشارہ حضرت شیثؑ
یازدہم	**صالحان**	یعنی صالحیت	اشارہ حضرت نوحؑ
دوازدہم	**مخلصان**	یعنی خلوص	اشارہ حضرت داؤدؑ
سیزدہم	**عارفان**	یعنی معرفت یا عرفان	اشارہ حضرت خضرؑ
چہاردہم	**شاکران**	یعنی شکر	اشارہ حضرت ابراھیمؑ
پانزدہم	**محبان**	یعنی محبت	اشارہ جناب حضرت سید الرسل محمدِ مصطفےٰ ﷺ

(اس ضمن میں یہ ناچیز عبدالرؤف بلوچ عرض گزر رہے۔ کہ! اولیاء اللہ پر عام لوگوں کی نسبت بہت زیادہ آزمائشیں ہوا کرتی ہیں۔ مثلاً اگر

کسی ولی اللہ کے کشف میں یہ بات آ بھی جائے کہ کل پہلا روزہ ہوگا۔ لیکن حاکمِ وقت یا رویئتِ ہلال کے کسی سرکاری ادارے نے اعلان نہ کیا۔ تو وہ ولی اللہ خود بھی روزہ نہیں رکھے گا۔ اور نہ ہی کسی کے سامنے ظاہر ہونے دے گا۔ کہ! بھائیو! کل روزہ ہے۔

اسی طرح! اگر کسی ولی اللہ کا بیٹا سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ اور اس ولی اللہ کو یہ پتا چل بھی جائے۔ کہ! اگر اُس کا بیٹا گھر سے باہر نکلا تو وہ بے گناہ قتل ہو جائے گا۔ تو ایسی صورت میں بھی وہ اپنے بیٹے کو روکنے کا پابند نہیں ہوگا۔ بلکہ! وہ تو مشیتِ الٰہی پر راضی رہے گا۔

اسی طرح سے اگر کسی ولی اللہ کی کوئی اولاد نہیں۔ اور وہ جانتا ہے۔ کہ رب متعال کی یہی رضا ہے۔ کہ! وہ ولی اللہ بے اولاد ہی رہے۔ تو وہ ولی اللہ باوجود حاملِ کشف وکرامات ومستجاب الدعوات ہونے کے بھی اپنے لئے قطعًا اولاد کی دعا نہیں کرے گا۔ بلکہ راضی بہ رضائے الٰہی صبر وشکر سے کام لے گا۔

اور اسی طرح سے اگر کوئی ولی اللہ نہایت مفلسی وفقر کا شکار رہے۔ اور وہ جانتا ہے۔ کہ رب متعال اُس کے افلاس میں ہی راضی ہے۔ تو وہ ولی اللہ باوجود حاملِ کشف وکرامات ومستجاب الدعوات ہونے کے بھی اپنے لئے قطعًا مال ودولت، جاہ ومتاع کی دعا نہیں کرے گا۔ بلکہ راضی بہ رضائے الٰہی صبر وشکر سے کام لے گا۔

اسی طرح کی اور بھی کافی مثالیں ہیں۔ غرضیکہ! اولیاء اللہ کی زبان پر ایک ایسا قفل لگ جایا کرتا ہے۔ کہ! اگر وہ مشیتِ الٰہی یا اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف کبھی بھی ایک انچ بھی تجاوز کر جائیں۔ تو وہ ولایت سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ لیکن اگر یہی اولیائے کاملین خاموشی، توکل، تواضع، صبر، شکر اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔ تو اُن کے درجات میں روز افزوں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے)

تعلق مع اللہ کا مجرب المجرب قدیمی طریقہ :

اسی ضمن میں حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اگر تم اپنا رابطہ براہِ راست اللہ تعالیٰ سے قائم نہیں کر سکتے۔ تو کسی برگزیدہ شیخ (پیر و مرشد ہی) کو واسطہ بنا لو۔ اپنا ہاتھ صاحبِ نسبت شیخ کے ہاتھ میں پکڑاؤ۔ کیونکہ! (یقینًا) اس کے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ کی دستگیری حاصل ہے۔

اسی طرح سے حضرت امامِ طریقت واقفِ حقیقت جناب السید احمد کبیر الرفاعی الحسینیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! مَیں نے سلوک و معرفت کے سبھی طریقوں میں تواضع وانکساری سے بہتر کوئی طریقہ نہ دیکھا۔ اس لئے مَیں نے اِسے پسند کیا ہے۔

ہر کہ دیوانہ شود با ذکرِ حق   زیرِ پایش عرش و کرسی ہر طبق
ہر کہ غافل میشود ذکر از خدا   نفس اُو فربہ شود کفر از رِیا

سلسلہء عالیہ نقشبندیہ اویسیہ کے مطابق مقامات ومدارجِ ولایت:

سلسلہء عالیہ نقشبندیہ اویسیہ کمالیہ کے بانی حضرت پروفیسر باغ حسین کمالؒ فرماتے ہیں۔ کہ! روحانی توجہ کے زیرِ اثر روحِ سالک اُن وراء الوراء روحانی منازل کی طرف گرمِ پرواز اور عرش پیما ہوتی ہے۔ جہاں ستارے گردِ راہ کی صورت کہیں دور پیچھے رہ جاتے ہیں۔ یہی رسولِ مکرم ﷺ کی وہ روحانی میراث ہے۔ جو ہر دور میں اولیائے کرامؒ کو ودیعت رہی۔ اور تا قیامت منتقل ہوتی رہے گی۔ انہی اولیائے کرامؒ میں سے بعض کو خصوصی روحانی مناصب سے نوازا جاتا ہے۔ انہی کے وجود کی ظاہری وباطنی برکات سے رحمتِ الٰہی اہلِ عالم کے شامل ہوتی ہے۔ اِن مناصب کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔ عبد۔ صدیق۔ قطبِ وحدت۔ فرد۔ قیوم۔ غوث۔ قطب الاقطاب۔

قطب الاقطاب کے زیریں تین مناصب ہیں۔ قطبِ ارشاد۔ قطبِ مدار۔ قطبِ ابدال۔

قطب ارشاد کے زیریں اولیاء کی ترتیب یہ ہے۔ 70 نجباء۔ 300 نقباء۔ 500 اخیار۔ 25 ابرار۔

قطبِ مدار کے زیریں چار اوتاد ہیں۔ قطب ابدال کے زیریں چالیس ابدال ہیں۔

اسی ضمن میں ایک حدیثِ نبوی ﷺ ہے۔ کہ! حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ! حضرت نبی مکرم ﷺ ایک روز اُحد (کے) پہاڑ پر چڑھے۔ اور آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرِ فاروقؓ اور حضرت عثمانِ غنیؓ تھے۔ ان کے باعث پہاڑ ہلنے لگا۔ تو آپ ﷺ نے اپنے پاؤں سے اشارہ کیا۔ کہ! ''اے اُحد ٹھہر جا!'' کیونکہ! تیرے اوپر ایک نبی ﷺ، ایک صدیقؓ اور دو شہداء ہیں۔ (اس حدیث کے مطابق) نبیؑ، صدیق اور عبد میں اتنا قریبی اتصال ہے۔ کہ! جہاں صدیقیت اور عبدیت کی حد ختم ہوتی ہے۔ وہاں سے حدِّ نبوت کا آغاز ہوتا ہے۔

منصبِ عبد کے متعلق حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ دفتر اول کے مکتوب نمبر 30 میں رقمطراز ہیں۔ کہ! لہذا مراتبِ ولایت کی انتہا مقامِ عبدیت ہے۔ (اور) مقامِ عبدیت سے بالا کوئی مقام نہیں۔

اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہؒ اپنی کتاب ’’ **ازالة الخفاء** ‘‘میں منصبِ صدیقیت کے بارے فرماتے ہیں۔ کہ! صدیق کے معنیٰ بڑا سچا اور شریعت میں (مقامِ صدیقیت) ایک خاص مرتبہ (کا نام ومقام) ہے۔ جس کی سرحد نبوت کی سرحد سے ملی ہوئی ہے۔

اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہؒ اپنی کتاب ’’ **انفاس العارفین** ‘‘میں اپنے والد ماجد کا ایک خواب بیان فرماتے ہیں۔ کہ! پس آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے میری روح کو اپنی روح میں لے لیا۔ اور مقامِ صدیقیت، جوکہ ولایت کی انتہا ہے، سے گزار دیا۔

منصبِ قیوم کے متعلق حضرت شیخ مجددؒ دفتر دوئم کے مکتوب نمبر 70 میں رقمطراز ہیں۔ کہ! وہ عارف جو قیوم کے منصب پر فائز ہو، وہ وزیر کا حکم رکھتا ہے۔ کہ مخلوق کے اہم امور کا تعلق اسی سے ہے۔ گوکہ انعام تو بادشاہ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ مگر وہ ملتے وزیر کی استطاعت سے ہیں۔

سلوک کے درجات ومقامات :

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! طریقت کے اولیاء، بزرگ ومشائخ اور بحروبر کے چلنے والوں نے سلوک کے حسبِ ذیل درجات مقرر فرمائے ہیں۔

☆ بعض نے سلوک کے 180 درجات مقرر کئے ہیں۔ ☆ طبقہء جنیدیہ نے سلوک کے 100 درجات مقرر کئے ہیں۔

☆ بصریہ نے سلوک کے 80 درجات مقرر کئے ہیں۔ ☆ حضرت ذوالنون مصریؒ نے سلوک کے 70 درجات مقرر کئے ہیں۔

☆ حضرت ابراہیم بشر حافیؒ نے سلوک کے 55 درجات مقرر کئے ہیں۔

☆ حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ، حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اور حضرت سفیان ثوریؒ نے سلوک کے 45 درجات مقرر کئے ہیں۔

☆ حضرت شجاع کرمانیؒ، حضرت خواجہ سمنون محبؒ اور حضرت خواجہ محمد عرشیؒ نے سلوک کے 20 درجات مقرر کئے ہیں۔

پھر حضرت خواجہ قطب الاسلام (قطب الدین بختیار کاکیؒ) نے فرمایا۔ مذکورہ بالا طبقات نے سلوک کے درجات مقرر کر کے مندرجہ ذیل طور پر ان کی تمثیل بیان کی ہے۔

☆ چنانچہ جنہوں نے سلوک کے 180 درجات مقرر کئے ہیں۔ اُنہوں نے اسی واں حصہ کشف وکرامات کا رکھا ہے۔ (یعنی کہ) اگر سالک اسی ویں درجے پر پہنچ کر خود کو کشف وکرامات سے بچالے۔ تو وہ باقی سو کو بھی بآسانی طے کر لے گا۔ پھر اس کے بعد جو چاہے۔ کشف کرے۔ لیکن اگر اسی ویں درجے پر وہ اپنے کشف وکرامت کو ظاہر کر دے۔ تو وہ باقی سو درجات طے نہیں کر سکے گا۔ لیکن کامل مرد وہ ہے۔ جو اپنے آپ کو اس وقت تک کشف نہ کرے۔ جب تک کہ وہ پورے ایک سو اسی درجات طے نہ کر لے۔ پھر حضرت خواجہ قطب الاسلامؒ نے دعا گو (حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ) کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ! یہ بات اہلِ طریقت نے اس لئے کہی ہے۔ کہ جب سالک 180 ویں درجے پر پہنچ کر بھی اپنے آپ کو کشف (کاشف) نہ کرے۔ تو وہ مزید ترقی بھی کر سکتا ہے۔ لیکن سالک عموماً اسی درجے (یعنی 80 واں درجہ) میں، جو کہ کشف و مرامات کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اسی میں ہی خود کو ظاہر کر دیتا ہے۔ پس وہ بھلا آگے ترقی کیونکر کر سکتا ہے ؟

☆ چنانچہ حلقہء جنیدیہ نے سلوک کے 100 درجات مقرر کئے ہیں۔ اُنہوں نے سترہواں حصہ کشف وکرامات کا رکھا ہے۔ پس جو شخص اِسی سترہویں درجے پر کشف وکرامات میں مشغول ہو جائے۔ وہ بھی آگے ترقی نہیں کر سکتا۔ لیکن مردِ کامل تو وہ ہے۔ جو جملہ درجات طے کر لینے کے تک کشف وکرامات کو ظاہر نہ ہونے دے۔

☆ اسی طرح طبقہء بصریہ نے سلوک کے 80 درجات مقرر کئے ہیں۔ اُنہوں نے ۔۔۔ واں حصہ کشف وکرامات کا رکھا ہے۔ اگر کوئی سالک اس درجے پر پہنچ کر کشف وکرامات میں مشغول نہ ہوے۔ تو اس کے لئے بہت بہتر ہے۔ تاکہ وہ اور درجات میں مزید ترقی کر سکے۔

☆ حضرت خواجہ ذوالنون مصریؒ نے سلوک کے 70 درجات مقرر کئے ہیں۔ اُنہوں نے پچیسواں درجہ کشف وکرامات کا رکھا ہے۔ پس سالک کو چاہیئے۔ کہ! پچیسویں درجے پر پہنچ کر اپنے تئیں کشف نہ کرے۔ ورنہ وہ اِسی درجے میں ہی رہ جائے گا۔ اور باقی پینتیس درجات طے نہیں کر سکے گا۔

☆ یہ جو حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ، حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ اور حضرت سفیان ثوریؒ نے سلوک کے 45 درجات مقرر کئے ہیں۔ اُنہوں نے تیرہواں درجہ کشف وکرامات کا رکھا ہے۔ جب کوئی سالک اِسی تیرہویں درجے میں اپنے آپ کو کاشف کر دے۔ تو وہ باقی مرتبے حاصل نہیں کر سکتا۔

☆ اسی طرح طریقت کے جن آئمہؒ نے سلوک کے 30 درجات مقرر کئے ہیں۔ اُنہوں نے آٹھواں درجہ کشف وکرامات کا مقرر کیا

ہے۔ لیکن جب تک وہ تیسویں درجے پر نہیں پہنچ جاتے۔ وہ کشف وکرامات کو ظاہر نہیں کرتے۔

☆ حضرت شجاع کرمانیؒ ، حضرت خواجہ سمنون محبؒ اور حضرت خواجہ محمد عرشیؒ نے سلوک کے 20 درجات میں دسواں درجہ کشف وکرامات کا رکھا ہے۔ پس جو شخص اِسی یعنی دسویں درجے میں کشف کردے۔ تو وہ اسی مرتبے میں ہی رہتا ہے۔ آگے ترقی نہیں کرسکتا۔

☆ حضرات خواجگانِ چشت اہلِ بہشتؒ نے سلوک کے 15 درجات مقرر کئے ہیں۔ اُنہوں نے پانچواں درجہ کشف وکرامات کا مقرر کیا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اِسی (یعنی پانچویں) درجے میں ظاہر کردے۔ تو وہ سالک باقی مراتب ودرجات حاصل نہیں کرسکتا۔ پس وہ ضائع ہے۔ لیکن خواجگانِ چشت میں کامل (درویش) تو وہ ہے۔ کہ جو پندرہویں درجے تک پہنچ جائے۔ اور اپنے تیئیں پھر بھی خود کو ظاہر نہ کرے۔ (سلسلہ عالیہ چشتیہ کے پندرہ درجات ومراتب کا جدول آگے بیان کردیا گیا ہے)

پھر آپؒ نے فرمایا۔ کہ! بعضے اولیاء ومشائخین کہ جنھوں نے اپنے آپ کو ان مراتب (کہ جس درجے پر کشف وکرامات ظاہر ہوتی ہیں) میں کشف کردیا۔ تو وہ اسی مرتبے میں رہ گئے۔ لہذ اُن کو مردِ کامل نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ! اُنہوں نے اپنے آپ کو اس مرتبے میں ظاہر کردیا۔ لیکن کاملِ حال تو وہ اشخاص ہیں۔ کہ جب تک سارے مرتبے (یعنی درجات) طے نہیں کرلیتے۔ کشف وکرامات کی بات (کیفیت وحالت) کو ظاہر نہیں کرتے۔ اگرچہ سارے درجات طے کرنے کے بعد کشف وکرامات کو ظاہر کرتے ہیں۔ تو عین وہی ہوتا ہے۔ جو وہ کہتے ہیں۔ (یعنی اُن کو ’’کُن‘‘ کی زبان میسر ہوجاتی ہے) پس اولیاء اللہ کی دعا میں جو فرق آجاتا ہے۔ اس کی وجہ بھی یہی ہوتی ہے۔ کہ اس مرتبے کے شروع میں ہی اپنے آپ کو کشف کردیتے ہیں۔ اور باقی درجات میں محروم رہتے ہیں۔ اور جو کامل ہیں۔ وہ جب تک کہ وہ پورے درجات طے نہیں کرلیتے۔ کشف نہیں کرتے۔ پس ان کی دعائیں ضائع نہیں جاتیں۔

جب حضرت خواجہ قطب الاسلامؒ نے سلوک کی یہ تمثیل بیان فرمائی۔ تو آپؒ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور وہ رونے لگے۔ اور اس دعا گو (حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ) کی طرف مخاطب ہوکر فرمانے لگے۔ کہ دائرہ محمدیہ ﷺ میں تو ایسے مردانِ کامل بھی ہیں۔ جو اِن مذکورہ بالا مراتب کو طے کرکے لاکھوں درجے اور بھی طے کرجاتے ہیں۔ اور پھر بھی اپنے دوست کا ذرہ بھر بھید ظاہر نہیں کرتے۔ انہیں اپنے آپ کی خبر نہیں ہوتی۔ کہ ہم کون ہیں ؟ اور کیا ہیں ؟ جب یہ حالت ہوتی ہے۔ تو بلحاظِ مقام مزید ترقی کرتے جاتے ہیں۔ اور وہ جوں جوں مزید آگے ترقی کرتے جاتے ہیں۔ وہ عالمِ تحیر میں پڑتے جاتے ہیں۔ اور اُن کا فراق وصل میں بدل جاتا ہے۔ پھر حضرت خواجہ قطب الاسلام (قطب الدین بختیار کاکیؒ) نے ان فوائد کو ختم کیا۔ اور وہ عالمِ تحیر میں مشغول ہوگئے۔ اور دعا گو کی ایک ویران کٹیا تھی۔ اور میں وہاں جاکر مشغول ہوگیا۔

مشائخ طریقت میں آدابِ طریقت کے لئے چار اراکینِ ضروریہ :

☆ عالمِ ربانی حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ رسالہ در آدابِ طریقت میں رقم طراز ہیں۔ کہ! جو مرید اپنے پیرومرشد کی صحبت سے محروم ہو۔ اسے چاہیئے۔ کہ! وہ روزانہ گروہ صوفیاء کے ملفوظاتِ مقدسہ میں سے آٹھ اوراق کا (روزانہ) مطالعہ کیا کرے۔ (آٹھ اوراق کی حکمت کا بیان نہیں۔ کہ! آٹھ اوراق ہی کیوں؟ نہ کم نہ زیادہ) تاکہ وہ ملفوظات اس کے دل کی حیات کا سبب بن جائیں۔ پس اسے چاہیئے۔ کہ! اپنے طور طریقوں کی بنیاد ’’چہار ارکان‘‘ پر رکھے۔ (جوکہ درج ذیل ہیں)

☆ **رکنِ اول :** ریاضتِ نفس ہے۔ جس کی تفصیل تو طویل ہے۔ لیکن اس کا حاصل (یعنی مغز ونچوڑ) یہ ہے۔ کہ! سالک کا خوردونوش، نیند ولباس بقدرِ حاجت ہو۔ نہ کہ بقدرِ شہوت۔ جب تک کہ نفسِ امارہ مطیع نہیں ہوتا۔ شیطان دور نہیں جاتا۔ دنیاوی خیالات (عیش وعشرت، غرور وتکبر وکبریائی) اس کی نگاہوں سے محو نہیں ہوتے۔

☆ **رکنِ دوئم :** مرید کو چاہیئے۔ کہ! اس کا لقمہ اور لباس رزقِ حلال سے ہو۔ (بقولِ مولانا رومؒ)

علم و حکمت آید از نانِ حلال
عشق و رقت آید از نان حلال

☆ **رکنِ سوئم :** مجاہدہ ہے۔ مجاہدہ دشمنانِ باطن (یعنی شیطانِ لعین، دنیا اور نفسِ امارہ) کے خلاف جنگ ہے۔ مجاہدہ یہ ہے۔ کہ! سالک اپنے دل کے دروازے، جوکہ اختیارات وارادات کا محل ہیں، پر بیٹھ کر نگہبانی کرتا رہے۔ کہ اس کے آئینہء قلب پر کیا وارد ہوتا ہے۔ مشائخِ کرامؒ فرماتے ہیں۔ کہ! بھوک اور شرعی ضرورت سے زائد کو رکھنے سے تمام مقصود حاصل ہوجاتا ہے۔ ماحاصل اس کا یہ ہے۔ کہ! شیطان کے خلاف راہِ شریعت کی روش، بسیار طاعت اور حسنِ عبادت کی پابندی کی جائے۔ راہِ آخرت کا نور، قرب وکرامتِ حق، مشاہدہ جلال وجمال، اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے حقائق ومعارف سے شناسائی، کشفِ اسرار اور تجلیء انوار وغیرہا جملہ انعامات مخالفت نفس ہی

سے حاصل ہوتے ہیں۔ پس لب لباب اس کا یہ ہے۔ کہ! دنیا آخرت کا حجاب ہے۔ جبکہ شیطان مردود شریعت کا حجاب ہے۔ اگر مجاہدہ دنیا کو پس پشت پھینکے۔ اور اس کا خیال محو کرنے کے لئے ہو۔ تو دل اور سینہ سے جمالِ آخرت کا ہر آئینہ نمودار ہوجاتا ہے۔ اگر مجاہدہ نفسِ امارہ کی عداوت کو توڑنے اور اس کی خواہش کی مخالفت کے لئے ہو۔ تو ذوالجلال کی ذات وصفات کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔

☆ **رکنِ چہارم** : ذکر کے بیان میں ہے۔ جان لیجیئے کہ! راہِ حقیقت کو اگرچہ عبادت، تقوٰی، ریاضت اور مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ لیکن جب تک ذکرِ حق نہ ہو۔ یہ راستہ کھلتا نہیں۔ حضرت خواجہ علی خرقانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ذکر درحقیقت ولایت کا قلعہ ہے۔ جسے ذکر کی توفیق دیتے ہیں۔ اسے ولایت عطا فرماتے ہیں۔ اور جسے ذکر سے معزول کر دیتے ہیں۔ اسے ولایت سے محروم کر دیتے ہیں۔ ذکر حقیقی وہ ہے۔ جو دل سے ہو۔ لیکن وہ سالک جو ذکرِ قلبی سے شادکام ہو۔ ایسے مرید کو چاہیئے۔ کہ اپنے بقیہ اوقات میں جبکہ فرائض وسنن سے فارغ ہوجائے۔ تو ان اوقات میں سوائے ذکر کے کسی دوسری چیز میں مشغول نہ ہو۔ (ذکر کے آداب، تفصیلات، مختلف الاقسام اذکار پچھلے ابواب میں مفصلاً گزر چکے ہیں)

سالکین کے لئے دس شرائط :

مجدد شریعت وطریقت حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنیؒ، جو کہ قطبِ وقت اور صاحبِ تصرفات وکرامات عجیبہ کے حامل ہوگزرے ہیں۔ جو بھی شخص ایک روز بھی آپؒ کی صحبتِ بابرکت میں رہتا۔ اسے حقیقت تک رسائی ضرور حاصل ہوجاتی۔ اور وہ آپؒ سے جدائی کا سوچ بھی نہ سکتا۔ آپؒ نے اپنا تالیف فرمودہ کتابچہ ''رسالہ عزیزاں'' میں سالک کے لئے دس شرائط کو ہر وقت نگاہ میں رکھنے کی تلقین وتعلیم فرمائی ہے۔ (تاکہ سالکین کو حصول معرفت میں آسانی میسر ہوسکے) وہ دس شرائط یہ ہیں۔

☆ **طہارت۔** ☆ **خاموشی۔** ☆ **خلوت۔** ☆ **روزہ۔** ☆ **ذکر۔**

☆ **نگہداشتِ خاطر۔** ☆ **رضا بحکمِ خدا۔** ☆ **صحبتِ صلحاء۔** ☆ **شب بیداری۔** ☆ **نگہداشتِ لقمہ۔**

(اس ناچیز کمترین عبدالرؤف بلوچ کی جانب سے اِن دس شرائط کی چیدہ تفصیلات پیشِ خدمت ہیں)

☆ **طہارت** : اول شرط! سالک ہمیشہ باطہارت رہے۔ طہارت کی چار اقسام ہیں۔ طہارتِ ظاہری۔ طہارتِ باطنی۔ طہارتِ قلبی۔ طہارتِ سری۔

چونکہ! طہارتِ ظاہری تو ہر عام وخاص کو معلوم ہے۔ لیکن استنجاء، وضو اور غسل کے لئے پانی کی پاکی اور حلالی میں حتی الامکان احتیاط کی جائے۔ لباس کی پاکیزگی کا بھی خیال رکھنا بہت اثر رکھتا ہے۔

طہارت باطنی سے مراد حرام کھانے پینے سے بچنا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے۔ کہ! جو شخص ایک لقمہ حرام تناول کرلے۔ (تو) چالیس روز تک نہ اس کے فرائض قبول ہوتے ہیں اور نہ ہی نوافل۔ بلکہ ایسا شخص شرف استجابتِ دعا سے بھی (چالیس روز تک) محروم رہتا ہے۔

طہارتِ قلبی یہ ہے۔ کہ! سالک اپنے دل ودماغ اور سوچ وفکر کو کدورت ونفاق، کینہ وحسد، مکروخیانت، بغض وعداوت، عیش وعشرت اور محبتِ دنیا جیسی ناپسندیدہ صفات سے محفوظ رکھے۔ جب تک قلب محبتِ دنیا سے پاک ومبراء نہیں ہوجاتا۔ اس کی نماز وطاعت قبول نہیں ہوتی۔ پس خالق کا منظورِ نظر قلب جب تک پاک ومصفیٰ نہیں ہوجاتا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ومعرفت کی دولتِ انعام سے مشرف ہونا ممکن نہیں۔

طہارتِ سری یہ ہے۔ کہ! سالک حق سبحانہٗ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہو۔ ہر خیر وشر پر راضی برضا رہے۔ اور غیرِ خدا یا اسباب دیگر سے خود کو پاک کرلے۔

☆ **خاموشی** : شرطِ دوئم یہ ہے۔ کہ! سالک اپنی زبان کو بے حودہ کلام سے پاک وصاف بلکہ گنگ کرلے۔ (ویسے بھی خاموشی عین عبادت ہی تو ہے) چاہیئے۔ کہ! اپنی زبان کو تلاوتِ قرآن، ذکرِ الٰہی، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، لوگوں کی اصلاح، علم سیکھنے سکھانے میں ہمیشہ مشغول رکھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! جن (بدنصیب) لوگوں کو نارِ جہنم میں جھونکا جائے گا۔ وہ ان کی زبانوں کی لغزشوں کی وجہ سے ڈالا جائے گا۔

☆ **خلوت و عزلت** : شرطِ سوئم یہ ہے۔ کہ! سالک مخلوق سے خلوت وعزلت میں رہے۔ تاکہ نامحرم پر اور شرعًا حرام کردہ امور پر یا لوگوں کے عیوب ونقائص پر نظر نہ پڑے۔ اتقیاء فرماتے ہیں۔ کہ! نامحرم عورت یا بے ریش خوبصورت لڑکوں کو دیکھنا کفر ہے۔ لہذا جو شخص غیر محرم کو دیکھنا حلال وجائز سمجھے۔ اس پر کفر کا خوف ہے۔

حضرت ام المؤمنینؓ کا ایک واقعہ ہے۔ کہ! حضرت رسالت مآب ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دیکھا۔ کہ! آپؓ روٹی لے کر کاشانہء رسالت سے باہر آئی۔ تاکہ درویش کو دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم خود باہر کیوں آئی۔ کیونکہ درویش مرد ہے۔ حضرت ام امؤمنینؓ نے عرض کیا۔ کہ وہ درویش نابینا ہے۔ (تو) حضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ اگر وہ نابینا ہے۔ (مگر) تم تو بینا ہو۔

خلوت وعزلت کے کثیر فوائد ہیں۔ جیسے کہ! غیر شرعی، بے ہودہ، ناجائز امور سے ہاتھوں اور زبان کا محفوظ رہنا۔ پاؤں کا ایسی جگہوں سے رکنا، کانوں کا اس طرح کی گفتگو سننے سے اجتناب کرنا، دشمنوں میں سے بدترین نفس کا روکنا ہے۔ تاکہ غیب کے دروازے کھل جائیں۔ کیونکہ! جب آئینہ قلب مکمل طور پر صاف ہو جاتا ہے۔ تو اس میں نورِ وحدانیت کا عکس پڑتا ہے۔

☆ روزہ : شرطِ چہارم یہ ہے۔ کہ! سالک روزے رکھے۔ اولیاء اللہ کی عادتیں رہی ہیں۔ کہ! ایک دن روزہ اور ایک دن روزہ نہ رکھنا، کچھ اولیاء اللہؒ کی عادت رہی ہے۔ کہ! وہ ہر پیر، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھا کرتے ہیں۔ جبکہ کچھ ایامِ بیض (ہر قمری ماہ کی **13-14-15** کے ایام) کے روزے لازمی رکھتے ہیں۔ حدیث میں ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ ہمیں ایام بیض یعنی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخوں میں روزے رکھنے کا حکم فرماتے۔ اور فرماتے۔ یہ پورے سال روزے رکھنے کے مثل ہیں۔ (سنن ابوداؤد) ایک حدیث ہے۔ کہ! حضرت قتادہ بن ملحانؓ سے روایت ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایامِ بیض کے تین روزے کا حکم فرمایا۔ اور فرمایا۔ یہ مہینہ بھر کے روزے کے برابر ہیں۔ (سنن نسائی) ایک اور حدیث ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ حضر میں ہوں یا سفر میں۔ ایامِ بیض میں بغیر روزہ کے نہیں رہتے تھے۔ (سنن نسائی) ایک حدیث ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے (ایک صحابیؓ سے) فرمایا۔ کہ! اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نماز حضرت داؤدؑ کی نماز ہے۔ اور روزوں میں سے بھی حضرت داؤدؑ ہی کا روزہ۔ آپؑ آدھی رات تک سوتے۔ پھر تہائی رات نماز پڑھنے میں گزارتے۔ پھر رات کے چھٹے حصے میں بھی سو جاتے۔ اسی طرح آپؑ ایک دن روزہ رکھتے۔ اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ (صحیح بخاری) اسی طرح ایک اور حدیث ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ روزہ دوزخ سے بچنے کے لئے ایک ڈھال ہے۔ (روزہ دار کو چاہیئے۔ کہ) نہ فحش گفتگو کرے۔ اور نہ جہالت کی باتیں۔ اگر کوئی شخص اس (روزہ دار) سے لڑے۔ یا اسے گالی دے۔ تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہیئے۔ کہ میں روزہ دار ہوں۔ (یہ بات) دو مرتبہ (کہے) اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ (کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ کہ!) بندہ اپنا کھانا پینا اور اپنی شہوت میرے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ میرے لئے ہے۔ اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ اور نیکیوں کا ثواب بھی اصل نیکی کے دس گنا ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری) چونکہ روزے کا فائدہ فرشتوں کے ساتھ مشابہت ہے۔ روزہ رکھنے کے چند فوائد یہ ہیں۔ کہ! یہ نفسِ امارہ پر قہر کرتا ہے۔ بہت مشہور حدیث ہے۔ کہ! اس سے (یعنی روزہ رکھنے سے) بھوکوں کے دردِ دل کی شناخت وبخشش وعطا کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جنت کا ایک دروازہ ہے۔ جسے ” ریان “ کہتے ہیں۔ قیامت کے دن صرف روزہ دار ہی اس دروازہ سے جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کے سوا اور کوئی اس میں سے داخل نہیں ہوگا۔ پکارا جائے گا۔ کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ ان کے سوا اس سے اور کوئی اندر نہیں جانے پائے گا۔ اور جب یہ لوگ اندر چلے جائیں گے۔ تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر اس سے کوئی اندر نہ جا سکے گا۔ (صحیح بخاری) ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! انسان کا ہر نیک عمل خود اسی کے لئے ہے۔ مگر روزہ، کہ وہ خاص میرے لئے ہے۔ میں ہی اس کا بدلہ (اجر) دوں گا۔۔۔ (صحیح بخاری) روزہ رکھنے سے جسمانی وروحانی صحت وتوانائی حاصل ہوتی ہے۔ انسان کی قوت مدافعت میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆ ذکر : شرطِ پنجم ہے۔ کہ! سالک ہمیشہ اپنی زبان کو ذکرِ الٰہی میں تر رکھے۔ اِس ضمن میں کچھ ارشاداتِ ربانی در مصحف قرآنی پیشِ خدمت ہیں۔

فاذکرونی اذکرکم.	آپ مجھے یاد کریں، میں (بھی) آپ کو یاد کروں گا۔
واذکر ربک کثیرا بالعشی والابکار۔	اور اپنے رب کو صبح وشام بہت یاد کیا کرو۔
واذکر ربک اذا نسیت۔	اور اپنے رب کو یاد کرو۔ جب کہ تم بھول جاؤ۔

ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا و نحشره یوم القیمة اعمیٰ o (سورہ طٰہٰ۔ آیت **124**) جس نے میرے

ذکر سے منہ موڑا۔ اس کی روزی تنگ ہو جائے گی۔ اور اس کو (ہم) قیامت کے دن اندھا اُٹھائیں گے۔ **الم یان للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر الله وما نزل من الحق۔** (سورہ حدید۔ آیت 16) کیا اَب تک ایمان والوں کے لئے (وہ) وقت نہیں آیا ؟ کہ ان کے دل ذکرِ الٰہی سے اور جو حق اُتر چکا ہے اس سے نرم ہو جائیں۔ (بمطابقِ قرآنِ حکیم) **تطمئن قلوبھم بذکر الله . الا بذکر الله تطمئن القلوب۔** دلوں کا اطمینان اللہ تعالیٰ کے ذِکر میں ہے۔ (خبردار رہو، کیونکہ) دلوں کا اطمینان (صِرف) اللہ تعالیٰ (ہی) کے ذِکر میں ہے۔

ذکر کن، ذکر تا ترا جان است صافی دِل زِ ذِکر یزدان است

صحیح حدیثِ نبوی ﷺ میں ہے۔ کہ! جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرنے اور یاد کرنے کو بیٹھتے ہیں۔ تو اِن کو چاروں اطراف سے ملائکہ (فرشتے) گھیر لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اِن کو چھپا لیتی ہے۔ اور ان پر آرام و چین اُترتا ہے۔ اور اِن کا ذِکر کرتا ہے۔ جو اس کے پاس ہیں۔ یعنی فرشتے اور ارواحِ انبیائے کرامؑ۔

یک دم غافل ، ہر دم غافل یک دم کافر ، ہر دم کافر

مندرجہ بالا شعر ہی کی تشریح میں حضرت سیدنا جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اگر ایک صدیق (**صدیق درجاتِ ولایت میں سب سے بلند ترین درجہ ہے۔ جو کہ صحابہ کرامؓ میں صرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو ہی عطا ہو سکا۔ اور کچھ اولیائے کرامؒ کو بھی عنایت ہوا**) ایک ہزار برس تک ''متوجہ الی اللہ'' رہے۔ پس اگر وہ ایک لمحے کے لئے بھی غافل ہو۔ تو اس قلیل وقت میں اسے جو روحانی گزند پہنچے گا۔ وہ اس روحانی منفعت سے کہیں زیادہ ہوگا۔ جو اس نے (مسلسل جدوجہد مجاہدے اور مشقت کے بعد) ایک ہزار سال تک حاصل کیا ہوگا۔

حضرت عیسیٰ روح اللہؑ فرماتے ہیں۔ کہ! اگر تم اتنے روزے رکھو۔ کہ تم اتنے کمزور ہو جاؤ۔ جیسے کمان کی ڈوری۔ اور اتنی کثرت سے نماز پڑھو۔ کہ تمھاری کمروں میں خم آجائے۔ تو (پھر بھی) تمھاری یہ عبادت قبول نہ ہوگی۔ ہاں مگر! وہ عبادت جو سچے تقوٰی سے ہو۔

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن ملا کی اذاں اور ، مجاہد کی اذاں اور

مشائخِ نقشبندیہ کے طریق وصولِ الی اللہ :

☆ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (**الانتباہ فی سلاسل اولیاء میں**) فرماتے ہیں۔ کہ! مشائخِ نقشبندیہ کے ہاں وصول الی اللہ کے تین راستے ہیں۔ صحبتِ شیخ (مرشد و مربی)، ذکر (اسمِ ذات ''اللہ'' یا کلمہ ''لا الہ الا اللہ'') اور مراقبہ۔

اِن تینوں میں سے نزدیک ذکر کا طریقہ یہ ہے۔ کہ کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا ذکر حبسِ دَم (یعنی سانس کو روک کر) کے ساتھ کرے۔ اور گنتی میں طاق عدد کی رعایت ملحوظ رکھے۔ جب ذکر ایک سانس میں اکیس (21) مرتبہ سے بڑھ جائے۔ تو اَز سرِ نو شروع کرے۔ ذکر کے اثرات سے مراد یہ ہے۔ کہ! جس وقت ''لا الہ الا اللہ'' کہے۔ تو وجودِ بشریہ کی نفی کرے۔ اور جب ''الا اللہ'' کہے۔ تو جذبہ الٰہیہ کے تصرفات ظاہر ہوں۔ اثر کا ظہور استعداد کے مطابق ہوا کرتا ہے۔ بعض سالکین کو تو پہلے ماسوائے حق سے غیبت حاصل ہوتی ہے۔ اور کچھ کو پہلے سکر اور غیبت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد ان کو وجود کی نفی ثابت ہوتی ہے۔

(اس طریقے کی مزید تفصیل پچھلے ابواب بیان کی جا چکی ہے۔ **فقیر عبد الرؤف البلوشی**)

☆ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (**الانتباہ فی سلاسل اولیاء میں**) فرماتے ہیں۔ کہ! حصولِ معرفت اور سببِ وصول کے سلسلے میں مشائخینِ نقشبندیہ کا دوسرا اور آسان ترین اور قریب ترین راستہ ''توجہ'' اور ''مراقبہ'' ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ! سالک معنی مقدس جو کیفیت اور مثال سے منزہ ہے۔ اسمِ مبارک یعنی ''اللہ'' کی طرف کسی عربی، عبرانی، فارسی یا کسی بھی اور زبان کے الفاظ کو بیچ میں لائے بغیر ذہن کو منتقل کرے۔ اور اپنے تصور و تخیل میں اس صورت اور حفاظت نقش کرے۔ سالک کو چاہیئے۔ کہ! اپنی قوتوں اور ادراکات کے ساتھ قلبِ صنوبری میں اسی معنی مقدس کو جاگزیں کرے۔ اور اسی ریاضت پر ہمیشگی اختیار کرے۔ اسے اپنانے کے سلسلے میں اس قدر تکلف اور کوشش سے کام لے۔ کہ یہ کلفت (بھدا یا بے ڈول) اور سعی بھی وسط سے اُٹھ جائے۔ اور یہ علم طبیعتِ ثانیہ اور ملکہ بن جائے۔

☆ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (**الانتباہ فی سلاسل اولیاء میں**) فرماتے ہیں۔ کہ! وصول الی اللہ کا تیسرا طریقہ ایسے مرشد سے رابطہ ہے۔ جسے مقامِ مشاہدہ حاصل ہے۔ اور وہ تجلیاتِ ذاتیہ سے بہرہ ور ہے۔ بلاشبہ کسی ایسے شیخ (ولیٔ خدا) کی زیارت ان لوگوں کی

زیارت کے زمرے میں آتی ہے۔ کہ جن کے لئے کہا گیا ہے۔ کہ! **انما المؤمنون الذین اذا ذکر الله وجلت قلوبهم** (ترجمہ) درحقیقت مومن تو وہ لوگ ہیں۔ کہ! جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ تو اِن کے دل ڈر جاتے ہیں (سورہ انفال۔ آیت نمبر 02) ایسے مشائخین ومرشدین کے بارے میں مشہور ہے۔ کہ! جب انہیں دیکھا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ یاد آجاتا ہے۔ چنانچہ اسی لئے تو کہا جاتا ہے۔ کہ! اِن کی زیارت بمنزلہ ذکر ہے۔ یہ زیارتِ ذکر ہی کا فائدہ دیتی ہے۔ اسی طرح اِن کی صحبت ”**ھم جلساء الله**۔ (وہ اللہ تعالیٰ کے جلیس ہیں) کے مطابق اِن کی صحبت بھی وہی فائدہ دیتی ہے۔ جو ابھی بیان کیا گیا۔

اگر (خوش قسمتی وخوش نصیبی سے) کسی ایسے بزرگ کی صحبت میسر آجائے۔ اور سالک کو اپنے دل میں اس صحبت سے اثرات محسوس ہوں۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ! اپنی استطاعت کے مطابق وہ اِن اثرات کو سمیٹے اور انہیں محفوظ کرے۔ اگر اِن اثرات میں کوئی خلل اور رکاوٹ پیش آئے۔ تو پھر شیخ کی صحبت اختیار کرے۔ تاکہ اس کی برکت سے دوبارہ وہی اثرات وکیفیات ظہور پذیر ہوں۔ سالک اس عمل کو مسلسل دہراتا رہے۔ یہاں تک کہ اثرات کی کیفیت ملکہ بن جائے۔ اور اگر اس بزرگ کی صحبت سے اثرات ظاہر نہ ہوں۔ مگر محبت اور جذب کی کیفیت حاصل ہو۔ تو سالک کو چاہیئے۔ کہ شیخ کی صورت کا تصور کرے۔ اور قلبِ صنوبری کی طرف متوجہ ہو۔ تاکہ غیبت اور فنائے نفس حاصل ہو۔ اور اگر اگر روحانی ترقی یعنی واردات میں رکاوٹ اور قبض کی کیفیت پیدا ہو جائے۔ تو اپنے دائیں کندھے میں صورتِ شیخ کا تصور وتخیل کرے۔ اپنے قلب کو دائیں کندھے تک ممتد (پھیلا ہوا مسلسل) سمجھے۔ پھر صورتِ مرشد کو اس پھیلاؤ کے ذریعے اپنے قلب میں لائے۔ اُمید ہے۔ کہ! اس طرح غیبت اور فنا کی منازل میسر آجائیں گیں۔ (انشاء اللہ العظیم)

اسی ضمن میں حضرت سلطانُ الموحدین مولانا قاضی خان یوسف ناصحیؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ چار ہزار مشائخینِ طریقت کا اس بات پر اجماع ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ تک رسائی دو طریقوں سے (جلدی اور لازمًا) حاصل ہوتی ہے۔ ایک ذکرِ الٰہی اور دوسرا بھوکا رہنے سے۔

اور جو شخص ذکرِ جلی کیا کرتا ہے۔ اسے زیادہ بھوک برداشت کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ چوتھائی پیٹ خالی رکھے۔ اور گھی وغیرہ استعمال کرے۔ تاکہ دماغ میں خشکی کی وجہ سے خلل واقع نہ ہو۔ سالک جب ذکر جلی سے فارغ ہو۔ یا اسے کوئی رکاوٹ پیش آئے۔ تو ذکرِ خفی یعنی پاس انفاس میں مشغول ہو۔ مبتدی کو شغل میں ہمیشگی اور دوام کی اسی ذکرِ خفی یعنی پاس انفاس سے حاصل ہوتی ہے۔ اس ذکر خفی یعنی پاس انفاس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ!

سانس باہر نکلے تو کلمہ ”لا الہ“ کہے۔ اور جب سانس اندر لے۔ تو کلمہ ”الا اللہ“ کہے۔ سانس کی اس کیفیت کو دل سے ربط ہے۔ اسی ذکر کے سبب سے دل ذاکر ہو جاتا ہے۔ (ذکر پاس انفاس کے مختلف طریقے پچھلے ابواب میں تفصیلاً بیان کئے گئے ہیں) اولیائے عظامؒ فرماتے ہیں۔ کہ! کل جب بروزِ قیامت پوچھا جائے گا۔ کہ! تُم نے اپنے سانس کہاں صَرف کئے۔ تو صِرف وہی سانس ہی کام آئیں گے۔ جو یادِ حق میں صَرف ہوئے ہوں گے۔ اور اِنہی کے سبب چھٹکارا حاصل ہوگا۔ (لہذا ایک سمجھدار شخص کو چاہیئے۔ کہ! وہ اس بات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھے۔ کہ!) زندگی کا جو بھی سانس گزرتا ہے۔ وہ ایک قیمتی گوہر ہے۔ جو دوبارہ کبھی بھی واپس نہیں آئے گا۔ اور ہر سانس کی قیمت دونوں جہانوں سے کہیں زیادہ ہے۔

اسی ضمن میں حضراتِ چشتیہ (بالخصوص چشتیہ صابریہ) کا کہنا ہے۔ کہ! اگر پیر ومرشد کامل ہو۔ اور اسے ”علم الاسماء“ (بالخصوص اسمِ اعظم وحروفِ مقطعات کا علم) حاصل ہو۔ اور وہ صاحبِ اَمَر ہو۔ تو سب سے زیادہ فیض وفائدہ ایک مرید کو اپنے پیرِ کامل کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یہی پیرِ کامل اپنے غبی ترین مرید کو بھی پہلی ہی نظر میں مقامِ بقا باللہ تک پہنچا کر لوحِ محفوظ کا دورہ کرا دیتا ہے۔ (بقولِ میاں محمد بخشؒ)

نیکاں لوکاں دی صحبت یارو جیویں دکان عطاراں
سودا بھانویں مول نہ لیئے بُلّے آون ہزاراں
بُریاں لوکاں دی صحبت یارو جیویں دکان لوہاراں
کپڑے بھانویں کنج کنج بہّے چِنگاں پین ہزاراں

سلوک کے درجات و مقامات

حضرت انسان ہمیشہ تحقیق وجستجو میں محو ومشغول رہا ہے۔ لیکن اولیاءاللہ کی یہ خواہش رہی ہے۔ کہ! وہ سلوک میں بھرپور سعی کریں۔ سلوک ہے کیا؟ **سلوک** دراصل اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ بطریق کشفی، نہ کہ بطریقِ استدلال وعلم۔ اس راستے پر چلنے والے **سالک** کہتے ہیں۔

وقتِ خاص یا اوقاتِ مخصوصہ میں مبتدی پر یادِ باری تعالیٰ کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے۔ کہ دوسرے تخیلات وتصورات اس کے ذہن سے محو ہو جاتے ہیں۔ یہ منجانب الٰہی ایک کشش ہوا کرتی ہے۔ جو کہ باعثِ ترقیاتِ مزید کا اشارہ ہوتی ہے۔ اس حالت وکیفیت کو'' **صفائی مبتدی** '' کہا جاتا ہے۔ جو کہ صفائیءوقت کی پہلی قسم ہے۔ کیونکہ یہ حالے مبتدیوں پر طاری ہوتی ہے۔ اس مرتبہ کے صوفی کو'' **سالکِ مجذوب** '' کہا جاتا ہے۔

کوئی صوفی جب ایسے اوقات میں آتے ہیں۔ کہ جن میں اُس پر تجلیات وارد ہوتی ہیں۔ تو اس حالت وکیفیت کو صفائی متوسط کہتے ہیں۔ کیونکہ! یہ حالت متوسطین پر طاری ہوتی ہے۔ اس مرتبہ کے **صوفی کو مجذوب** کہتے ہیں۔

جب کوئی صوفی واصلِ ذاتِ حق ہو کر مقامِ تمکین میں جا پہنچتا ہے۔ اور اُس پر عجائبات وغرائبات ومکشوفات وارد ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنے قلب سے سنتا دیکھتا اور جانتا ہے۔ تو اس حالت کو صفائی منتہی کہتے ہیں۔ اس مرتبہ کے **صوفی کو مجذوبِ سالک** کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ایسا سالک سلوک میں پختہ ہو چکا ہوتا ہے۔ اور وہ مزید مراتب ومقامات طے کرتا چلا جاتا ہے۔ ایسے سالک کو آگے جا کر حضوری بھی نصیب ہو جاتی ہے۔ اس سالک کا مکمل اعتماد وتوکل صِرف ذاتِ حق سے وابستہ ہوتا ہے۔

حضرت پیرِ ہرات (افغانستان) جناب **خواجہ شیخ الاسلام عبداللہ انصاری ہرویؒ** اپنی مشہورِ زمانہ کتاب **صد میدان** میں فرماتے ہیں۔ کہ! بیان کیا جاتا ہے۔ کہ! **حضرت خضرؑ نے فرمایا**۔ کہ! **بندے اور اس کے خالق کے مابین ایک ہزار مقامات ہیں**۔ اسی طرح کا قول حضرت ذوالنون مصریؒ، حضرت بایزید بسطامیؒ اور حضرت ابوبکر کتانیؒ سے بھی منقول ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا۔ وہ **ایک ہزار علوم** ہیں۔

حضرت سلطان العارفین **شیخ بایزید بسطامیؒ** نے فرمایا۔ وہ **ایک ہزار محل** ہیں۔

جبکہ حضرت ابوبکر کتانیؒ نے فرمایا۔ وہ **ایک ہزار مقامات** ہیں۔

اسی ضمن میں قرآنِ حکیم میں ارشاد رحمانی ہے۔ **ھم درجٰت عند اللہ** ۔ (یعنی کہ) ان لوگوں کے اللہ تعالیٰ کے ہاں مختلف درجات ہیں۔ (حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ اس آیت میں بیان کردہ درجات ہی) وہ ہزار مقامات ہیں۔ وہ زار مقامات ایسی منازل ہیں۔ کہ اہلِ سلوک ان پر گامزن ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ طالبانِ حق کو انہیں مقامات سے درجہ بدرجہ گزارا جاتا ہے۔ اور انسان بالآخر حق تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ومقرب ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **یبتغون الی ربھم الو سیلة ایھم اقرب** ۔ (یعنی کہ) وہ خود اپنے پروردگار کے ہاں وسیلہ تلاش کرتے رہتے ہیں۔ کہ کون ان میں سے اللہ تعالیٰ کا زیادہ مقرب ہوتا ہے۔ ان ہزار مقامات میں سے ہر مقام پر چلنے والے کے لئے منزل اور پانے والے کے لئے مقام ہے۔ اس علمِ مخفی کو بیان کرنے والے تین قسم کے افراد ہیں۔

☆ اہلِ تحقیق : یعنی وہ افراد کہ جنہوں نے عرفانِ حق حاصل کرنے کے بعد ان کے کلام سے نور ظاہر ہوتا ہے۔

☆ اہلِ سماع : یعنی وہ افراد کہ جن کی (خلقِ خدا سے) بیگانگی، ان کے کلام سے مترشح ہوتی ہے۔

☆ اہلِ دعوٰی: یعنی وہ افراد جنہیں اپنے دعوٰی پر وحشت کی حد تک (زعم) ہے۔ اسی لئے ان کے کلام سے دیدہ دلیری ٹپکتی ہے۔

یاد رہے۔ کہ! اس علم کی دلیل یافت ہے۔ اور اس کی صحت کی علامت اس کا انجام ہے۔ اور ان ہزار مقامات میں لمحہ بھر کے لئے بھی مندرجہ ذیل چھ چیزوں کے بغیر چارہ نہیں۔ پیرویءسنت۔ تعظیمِ امر۔ بیمِ مکر۔ لزومِ عذر۔ مل جل کر زندگی گزارنا۔ مخلوقِ خدا پر شفقت۔

ہر چند کہ شریعت سر بسرِ حقیقت ہے۔ اور حقیقت تمام شریعت۔ (یعنی) حقیقت کی بنیاد شریعت ہے۔ اور شریعت حقیقت کے بغیر اور حقیقت شریعت کے بغیر بے کار ہے۔ اور عمل کرنے والے ان ہر دونوں کے بغیر (بالکل ہی نامراد ونا کارا ور) بے کار ہیں۔

ان ہزار منازل میں سے ہر منزل کی اولین شرط یہ ہے۔ کہ اس میں توبہ کے ساتھ داخل ہوا جائے۔ اور توبہ کر کے ہی اس سے نکلا جائے۔ کیونکہ! فرمانِ الٰہی ہے۔ کہ! **و توبوا الی اللہ جمیعا ایه المؤ منون** ۔ (یعنی کہ) اے اہلِ ایمان! تم سن اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو۔ (توبہ نہ کرنے والوں کے متعلق بھی فرمانِ ربانی ہے۔ کہ!) **و من لم یتب فأو لئک ھم الظلمون** ۔ (یعنی کہ) اور جو لوگ توبہ نہیں

کرتے۔ پس وہی لوگ ظالم ہیں۔ (ذہن نشیں رہے۔ کہ) اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ترین لوگ یعنی انبیائے کرامؑ باوجود معصومیت اور **خلاص عن العاصی** کے توبہ کرنا اپنے اوپر لازم سمجھتے تھے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ! علم زندگانی، حکمت آئینہ، قناعت حصار، اُمیدِ شفاعتِ کنندہ کا علاج ذکرِالٰہی اور توبہ (ہر دنیاوی زہر کا واضح) علاج ہے۔ توبہ کرنے والے کی آہ وزاری شیطانِ لعین کو دفع ودور کرتی ہے۔ گناہوں کو دھو کہ قلب وروح کو پاک ومصفّٰی کردیتی ہے۔ اور کشائشِ دل اور قربِ الٰہی کا موجب بنتی ہے۔ توبہ راستے کا نشان، باریابی کی رہنما، خزانے کی کلید وصالِ محبوب کی شفیع، عظیم وسیلہ ءقبولیت کی شرط اور تمام مسرتوں کا سرچشمہ ہے۔

بہرحال! آشنائی سے دوست داری تک ہزار مقامات ہیں۔ اور آگاہی سے دلیری تک ہزار منازل ہیں۔ اور (مصنف حضرت خواجہ عبداللہ انصاری ہرویؒ کی کتابِ مستطاب) صدمیدان اِن سب (یعنی ہزار مقامات اور ہزار منازل) پر محیط ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سے معاونت طلب کی جاتی ہے۔ کتاب میں مندرج صدمیدان یہاں پر بیان کیے جارہے ہیں۔ تاکہ ہم سب ان صدمیدانوں سے مستفید و منتفع ہوسکیں۔ ان شاءاللہ العظیم۔

کتاب میں مندرج صدمیدان یہ ہیں۔

توبہ۔ مروت۔ انابت۔ فتوت۔ ارادت۔ قصد۔ صبر۔ جہاد۔ ریاضت۔ تہذیب۔ محاسبہ۔ یقظہ۔ زہد۔ تجرید۔ ورع۔ تقوٰی۔ معاملہ۔ مبالات۔ یقین۔ بصیرت۔ توکل۔ لجا۔ رضا۔ موافقت۔ اخلاص۔ تبتل۔ عزم۔ استقامت۔ تفکر۔ فقر۔ تواضع۔ خوف۔ دجل۔ رہبت۔ اشفاق۔ خشوع۔ تذلل۔ اخبات۔ الباد۔ ہیبت۔ فرار۔ رجاء۔ طلب۔ رغبت۔ مواصلت۔ مداومت۔ خَطَرَت۔ ہمت۔ رعایت۔ سکینہ۔ طمانیت۔ مراقبت۔ احسان۔ ادب۔ تمکن۔ حرمت۔ غیرت۔ جمع۔ انقطاع۔ صدق۔ صفا۔ ثِقت۔ ایثار۔ تفویض۔ فتوح۔ غربت۔ توحید۔ تفرید۔ علم۔ بصیرت۔ حیات۔ حکمت۔ معرفت۔ کرامت۔ حقیقت۔ ولایت۔ تسلیم۔ استسلام۔ اعتصام۔ انفراد۔ سر۔ غناء۔ بسط۔ انبساط۔ سماع۔ اطلاع۔ وجد۔ لحظہ۔ وقت۔ نفس۔ مکاشفہ۔ سرور۔ انس۔ وہشت۔ مشاہدہ۔ معاملہ۔ فناء۔ بقاء۔

یہاں پر ان صدمیدانوں کی مختصر مگر جامع تفصیل وتشریح بیان کی جاتی ہے۔ جو کہ شیخ عبداللہ انصاریؒ کی کتاب صدمیدان سے منقول ہے۔

☆ **توبة** ۔ میدانِ اول مقامِ توبہ ہے۔ اور توبہ درحقیقت حق تعالیٰ کی جانب لَوٹنے کا نام ہے۔ توبہ کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے۔ کہ! **و توبوا الی اللہ جمیعا. ایہ المؤ منون لعلکم تفلحون** ۔ (سورہ نور۔ آیت **31**) اور تم سب اللہ تعالیٰ کی طرف (آگے) توبہ کرو۔ اے ایمان والو! تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (یعنی جو شخص توبہ کرتا رہے گا۔ وہ ضرور فلاح پائے گا۔ انشاء اللہ) اسی طرح سے قرآنِ حکیم میں ارشادِ رحمانی ہے۔ کہ! **تو بوا الی اللہ تو بة نصوحا** ۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے آگے صاف دل سے توبہ کرو۔ (القرآن۔ **66 : 8**)

اسی ضمن میں احادیثِ نبوی ﷺ بھی موجود ہیں۔ کہ آنحضور نبی مکرم ﷺ ستر اور سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کیا کرتے تھے۔ حالانکہ وہ ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ ومعصوم اور پاک تھے۔ لیکن توبہ کا عمل چونکہ اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔ اسی لئے حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی مزید محبوبیت وقربت کے لئے توبہ کے عمل کو اختیار کئے ہوئے تھے۔ (صحیح مسلم شریف میں سو مرتبہ توبہ کا ذکر ہے) اسی ضمن میں مزید عرض ہے۔ کہ! آنحضور نبی مکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھی توبہ واستغفار کرنے کا حکم تھا۔ **فسبح بحمد ربک واستغفرہ. انہ کان توابا** ۔ (سورہ نصر۔ آیت نمبر **03**) تو پھر آپ ﷺ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیئے۔ اور اس سے مغفرت طلب کیجیئے۔ یقیناً وہ بہت توبہ قبول فرمانے والا ہے۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے عوام الناس کو مخاطب کرتے ہوئے حکم دیا ہے۔ کہ! **واستغفروا اللہ. ان اللہ غفور رحیم** ۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر **199**) اور اللہ تعالیٰ سے بخشش کی طلب کرتے رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اسی طرح مغفرت کے فوائد کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کا توبہ کرنے والوں کے ساتھ یہ عہد ہے۔ کہ! ”**فقلت استغفروا ربکم . انہ کان غفارا. یر سل السمآء علیکم مدرارا و یمدد کم باموال و بنین و یجعل لکم جنّٰت و یجعل لکم انھٰرا** ۔ (**ترجمہ**) پھر مَیں نے کہا۔ پنے پروردگار سے مغفرت مانگو۔ یقین جانو (کہ) وہ بہت بخشنے والا ہے۔ وہ (رب متعال) تم پر خوب بارشیں برسائے گا۔ اور تمھارے مال واولاد میں ترقی دے گا۔ اور تمھارے لئے باغات پیدا کرے گا۔ اور تمھاری کاطر نہریں مہیا کرے گا۔ (سورہ نوح۔ آیت نمبر **10-12**) (پھر آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ) **ما لکم لا تر جون للہ وقارا** ۔ (**ترجمہ**) تمھیں کیا ہوگیا ہے۔ کہ! تم اللہ تعالیٰ سے کسی وقار کی امید نہیں رکھتے ہو۔

☆ لہذا ہماری ہمیشہ یہ دعا ہونی چاہیئے۔ **اللھم انی اسئلک التو بۃ. اللھم انی اسئلک شھوۃ التو بۃ** ۔(ترجمہ) یااللہ تعالیٰ مَیں آپ سے توبہ کا سوال کرتا ہوں۔ یا اللہ تعالیٰ میں تجھ سے توبہ کی خواہش کا سوال کرتا ہوں۔

کیونکہ! یہ بات ہمیشہ ذہم نشیں رہنی چاہیئے۔ کہ توبہ کی توفیق بھی کسی کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میسر ہوتی ہے۔ صاحب غنیۃ الطالبین فرماتے ہیں۔ کہ! توبہ (توبۃ النصوح) کرنے والے کو اللہ تعالیٰ چار (04) انعامات کے ساتھ نوازتا ہے۔

نمبر01۔ تائب شخص کو گناہ سے ایسے الگ کردیتا ہے۔ کہ جیسے اس نے کبھی (کوئی صغیرہ وکبیرہ) گناہ کیا ہی نہ ہو۔
نمبر02۔ تائب شخص کو اللہ تعالیٰ اپنا (خاص الخاص) محبوب بنالیتا ہے۔
نمبر03۔ تائب شخص پر اللہ تعالیٰ شیطانِ لعین کو مسلط نہیں ہونے دیتا۔ بلکہ ہمیشہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔
نمبر04۔ تائب شخص کو دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے خوف (قبر وجہنم) سے بچالیتا ہے۔

توبہ کے متعلق تفصیلات پچھلے صفحات پر درج کردی گئی ہیں۔ وہاں سے دیکھ کر تشنگی دور ہوسکتی ہے۔

توبہ کے تین ارا کین ہیں۔ دل میں نادم ہونا۔ زبان پر معذرت کا اظہار کرنا۔ بدی اور بدی کرنے والوں سے انقطاعِ تعلق۔

توبہ کی تین اقسام ہیں۔ توبہء مطیع (بندگی کو بڑا سمجھنے سے۔ یعنی خود کو اپنے عمل کے باعث نجات یافتہ سمجھنا)۔ توبہء عاصی (کسی بھی گناہ کو معمولی خیال کرنے سے۔ یعنی عمل کے مقصد کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا)۔ توبہء عارف (احسان فراموشی سے۔ یعنی اپنے اعمال وکردار کے (ظاہری وباطنی) عیوب تلاش نہ کرنا)۔

☆ **توبہ کرنے کے فوائد :** (فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ) **یا یھا الذین اٰمنوا توبوا الی اللہ تو بۃ نصو حا. عسٰی ربکم ان یکفر عنکم سیاٰتکم و ید خلکم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر** ۔(سورہ تحریم۔ آیت نمبر 08) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی جناب میں خالص توبہ کرو۔ امید ہے۔ (کہ) تمھارا رب تم سے برائیوں کو دور کردے گا۔ اور تمھیں ایسے باغات میں داخل کردے گا۔ جن کے دامن میں ندیاں بہتی ہیں۔

علمائے کرام فرماتے ہیں۔ کہ! سچی توبہ بھی اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ بلکہ بہت بڑا انعام ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگس کو اپنا محبوب بنالیتا ہے۔ اور انہیں یہ چار انعامات لازمی عطا فرماتا ہے۔ 1 صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے مغفرت عطا فرمانا۔ 2 گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کردینا۔ 3 آسمان سے بارانِ رحمت کا نزول فرمانا۔ 4 مال واولاد وباغات وانہار جیسی مختلف الاقسام نعمتوں سے نوازنا۔

☆ اللہ تعالیٰ کن لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے ؟

(فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ) **ا نما التو بۃ علی الذین یعملون السوٓء بجھا لۃ ثم یتوبون من قریب فاولٰئک یتوب اللہ علیھم. و کان اللہ علیما حکیما** ۔(سورہ نساء۔ آیت نمبر 17) اللہ تعالیٰ صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ جو بوجہ نادانی کوئی برائی کر گزریں۔ پھر جلد اس سے باز آجائیں۔ اور توبہ کرلیں۔ تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑے علم والا حکمت والا ہے۔ اسی طرح قرآنِ حکیم میں ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ! **فمن تاب من م بعد ظلمہٖ و اصلح فان اللہ یتوب علیہ. ان اللہ غفور رحیم** ۔(سورہ مائدہ۔ آیت نمبر 39) پھر جو شخص اپنی ظالمانہ کاروائی سے توبہ کرلے۔ اور معاملات درست کرلے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کن لوگوں کی توبہ قبول نہیں کرتا ؟

(فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ) **ولیست التو بۃ للذین یعملون السیاٰت. حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الئٰن ولا الذین یموتون وھم کفار. اولٰئک اعتد نا لھم عذابا الیما** ۔(سورہ نساء۔ آیت نمبر 18) ان کی توبہ نہیں۔ جو برائیاں کرتے چلے جائیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آجائے۔ تو کہہ دے کہ اَب مَیں نے توبہ کی۔ اور ان کی توبہ بھی قبول نہیں۔ جو کفر پر ہی مرجائیں۔ یہی (درحقیقت وہ) لوگ ہیں۔ جن کے لئے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اسی طرح ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذٰلک لمن یشآء. و من یشرک باللہ فقد افترٰی اثما عظیما** ۔ بے شک! اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے

جانے کو نہیں بخشتا۔ اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے۔ اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔ (سورہ نساء۔ آیت نمبر 48) بزرگانِ دین نے فرمایا ہے۔ کہ! اگر خدانخواستہ گناہ کے بعد دس اُمور کو سرانجام دیئے جائیں۔ تو سابقہ تمام گناہوں (صغیرہ و کبیرہ) کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اِن میں سے پانچ اُمور کا تعلق دل سے ہے۔ جبکہ! پانچ امور کا تعلق بدن سے ہے۔

دل سے متعلق پانچوں اُمور یہ ہیں۔

☆ سچی توبہ کرنا۔ ☆ آئندہ کوئی (صغیرہ و کبیرہ) گناہ نہ کرنے کا مصمم عزم۔

☆ گناہوں کی وجہ سے خوفِ عذاب کا شدید غلبہ۔ ☆ اللہ تعالیٰ سے معافی کی اُمید۔ ☆ دائمی طور پر تقویٰ اختیار کرنا۔

بدن سے متعلق پانچوں اُمور یہ ہیں۔ ☆ دو رکعت نمازِ توبہ ☆ ستر یا سو مرتبہ **استغفار** کرنا (پڑھنا)

☆ **سبحان الله العظيم و بحمده** ☆ ایک دن کا نفلی روزہ رکھ کر صدقہ و خیرات کرنا۔

☆ آئندہ بُری صحبت ترک کر دینا۔

یاد رہے۔ کہ! وصول الی اللہ کے لئے سب سے پہلی ولازمی شرط ''توبہ'' کرنا ہے۔ کیونکہ سالک توبہ کرتے ہوئے ہی اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں۔ کہ! توبہ چار ستونوں پر قائم ہے۔ زبان سے بخشش مانگنا۔ دل سے نادم ہونا۔ اعضاء سے گناہ چھوڑنا اور دل میں یہ ارادہ رکھنا کہ دوبارہ گناہ نہیں کروں گا۔ نیز فرمایا۔ کہ! خالص توبہ تو یہ ہے۔ کہ! توبہ کرنے کے بعد وہ گناہ زندگی بھر کبھی بھی نہ کرے۔ جس سے توبہ کی تھی۔ حضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! پشیمانی توبہ ہے۔ اور آپ ﷺ نے (یہ بھی) فرمایا۔ کہ! جس نے گناہ کیا۔ پھر اسی پر پشیمان ہوا۔ تو یہ اس گناہ کا کفارہ ہے۔

توبہ کی دس شرائط :

امام اجل حضرت سیدنا شیخ ابو طالب مکیؒ اپنی کتاب قوت القلوب میں فرماتے ہیں کہ ہر گناہ سے توبہ کی حقیقت دس اعمال پر مُشتمل ہے۔ کوئی بندہ خُدا جب تک کہ توبہ کی دس شرائط پوری نہ کرلے ایسا توبہ کرنے والا نہیں بن سکتا۔ جو اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو اور نہ ہی اس کی یہ توبہ ایسی خالص شمار ہوگی۔ کہ جسے اللہ تعالیٰ نے (حصولِ مغفرت کے لئے) شرط ٹھہرایا۔ اور حدیثِ نبوی ﷺ میں اس کی وضاحت بھی مروی ہے۔ چنانچہ وہ شرائط یہ ہیں۔

☆ گناہ کی جانب دوبارہ نہ لوٹنے سے توبہ کرے۔ ☆ زبان سے توبہ کرے۔

☆ گناہ کے سبب کے ساتھ مِلنے سے توبہ کرے۔ ☆ اس کی مِثل کوئی دوسرا گناہ کرنے سے توبہ کرے۔

☆ گناہ کی طرف دیکھنے سے توبہ کرے۔ ☆ گناہ کے متعلق باتیں کرنے والے لوگوں کی باتیں سُننے سے توبہ کرے۔

☆ گناہ کے متعلق سوچنے سے توبہ کرے۔ ☆ توبہ کے حق میں کوتاہی برتنے سے توبہ کرے۔

☆ وہ تمام گناہ جنہیں اس نے اللہ تعالیٰ (کی رضا کے حصول) کے لئے چھوڑا۔ ان میں خالص رضائے الٰہی کا حصول مُراد ہونے سے توبہ کرے۔

☆ اپنی توبہ کی جانب دیکھنے، اس سے راحت پانے اور اس پر ناز کرنے سے توبہ کرے۔

توبہ کے باوجود راحت نہ مِلنا :

امام اجل حضرت سیدنا شیخ ابو طالب مکیؒ اپنی کتاب قوت القلوب میں فرماتے ہیں کہ جب تم خود کو توبہ پر ثابت قدم، گناہوں سے بچنے اور نیک اعمال کرنے کے باوجود اپنے اندر حلاوت یا حسنِ خلق یا زُہد یا نیکی کی کوئی خاصیت نہ پاؤ تو مراقبہ یا نفس کی کڑی نگرانی کی جانب لوٹ جاؤ اور ان دونوں حالتوں پر خوب نظر رکھو۔ انہیں مزید کڑا اور پُختہ کرو۔ کہ انہی دونوں حالتوں سے گزر کر ہی تم اس مقام خاص تک پہنچو گے۔

بعض علمائے عُظام کے لئے فرمان ہے۔ کہ! جس نے 99 گناہوں سے توبہ کرلی اور صِرف ایک گناہ سے توبہ نہ کی۔ تو وہ توبہ کرنے والوں میں سے نہیں۔ (یاد رہے۔ کہ!) تمام نمازوں کے بعد توبہ (یعنی ہر نماز کے بعد استغفار پڑھنا) کی تجدید اور احوال کی دیکھ بھال سے ہرگز غافل نہ ہوں۔ کیونکہ عاملین احوال کی دیکھ بھال اور مُحاسبہ نفس کو ترک کرنے اور اپنے اعمال میں تسامُح برتنے کے سبب اسی طرح سے خسارے کا شِکار ہو جاتے ہیں۔ کہ انہیں معلوم تک نہیں ہوتا۔

اگر بخشے زہے قسمت ، نہ بخشے تو شکایت کیا
سرِ تسلیم خم ہے ، جو رضائے یار میں آئے

اللہ تعالیٰ کی بھلائی :

حضرت محمد بن کعبؓ کے بارے میں آتا ہے کہ آپؓ نے فرمایا کہ ! جب اللہ تعالیٰ کسی سے بھلائی کا کام لینا چاہتا ہے۔ تو اس میں تین خصلتیں پیدا فرما دیتا ہے۔ ☆ دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ ☆ دنیا سے بے تعلق بنا دیتا ہے۔ ☆ وہ خود اپنے آپ کے عیب تلاش کرتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے۔ کہ ! بہت سی ایسی نیکیاں ہیں۔ جو انسان کرتا ہے۔ لیکن ان (نیکیوں) سے زیادہ نقصان دہ اس (نیکی کرنے والے) کے لئے اور گناہ نہیں۔ اور بہت سے ایسے گناہ ہوتے ہیں۔ کہ کرنے والے کے لئے اس (گناہ) سے زیادہ بہتر نیکی نہیں ہوتی۔

(اس حدیث کا مفہوم یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ !) چونکہ نیکی قابلِ تعریف اور بُرائی قابلِ مذمت ہے۔ جب بندہ کوئی نیکی کرتا ہے۔ اور اسی نیکی کے تخیل و تصور میں رہتے ہوئے اپنی نیکی پر ناز و فخر کیا کرتا ہے۔ تو یہی نیکی اُس کیلئے گناہ سے بھی بدتر ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سے اگر کوئی گناہ کرنے کے بعد اپنے اسی گناہ کے تخیل و تصور میں عاجزی و انکساری اور فقر کی حالت میں رہتا ہے۔ تو بندے کا عاجز و منکسر اور فقیر ہونا زیادہ اچھا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بندہ سے محبت اور توبہ کا ایک دردانگیز واقعاتِ عجیبہ و غریبہ:

یہ ایک بے یقینی کا سوال ہے۔ کہ ! ہم کلمہ گو ہیں۔ فرائض (نماز، روزہ اور زکوٰۃ) کا بھی کچھ نہ کچھ خیال کرتے ہیں۔ حقوق العباد کو بھی پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو کیا ہم لائقِ بخشش ہیں یا نہیں ؟

تو یہ یقیناً ایک عدم یقینی کا سوال ہوگا۔ کیونکہ ! اللہ تعالیٰ اور بندے کے مابین یقین اٹل اگر قائم ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت ہی رحیم اور بخشنے والی عظیم ذاتِ پاک ہے۔ لہٰذا جس شخص کو قرآنِ حکیم پر یقین ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ وعید کے الفاظ پر یقین ہے۔ (**لا تبدیل لکلمات اللہ**) تو ایسا شخص کبھی بھی بخشش کے بارے میں متجسس نہیں ہوتا۔ نہ کبھی کسی شبہ و اندیشہ کا شکار رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جو واحد قدر سینہء انسان میں ودیعت فرمائی ہے۔ وہ اخلاص ہے۔ اگر کوئی (مسلمان) اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ذرہ سا بھی اخلاص محسوس کرتا ہو۔ اور اُس وحدہ لاشریک ذات کی وحدانیت اور حاکمیتِ اعلیٰ میں کسی کو شریک نہ کرے۔ تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے۔ **قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ . ان اللہ یغفرا لذنوب جمیعا . انہ ھو الغفور الرحیم** ۔ (ترجمہ): اے نبی ﷺ ! کہہ دیں۔ اے میرے بندو ! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی۔ اللہ تعالیٰ کی (وسیع ترین) رحمت سے مایوس نہ ہو جانا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ (تو تمام صغیرہ و کبیرہ) گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورہ الزمر۔ آیت نمبر 53)

☆ **حکایت** : آنحضور نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے ایک واقعہ کا مفہوم ہے۔ کہ ! ایک (بدو) شخص آنحضور نبی مکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ! قیامت میں حساب کون لے گا ؟ (تو آپ ﷺ نے) فرمایا۔ اللہ تعالیٰ خود۔ (وہ بدو) ہنسا اور چل دیا۔ (تو) حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ بلاؤ اسے۔ یہ کون سی ہنسنے کی بات ہے ؟ اُس کو واپس لائے۔ بھئی تُو ہنسا کیوں ہے ؟ یہ تو ڈرنے کی بات ہے۔ تو بدو نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ ! ہم نے دیکھا ہے۔ کہ جب زندگی میں کوئی عالی ظرف حساب لیتا ہے۔ تو بڑا آسان لیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے بڑا عالی ظرف کون ہے ؟ جو (کہ) قیامت میں حساب لے گا۔ مَیں اس بات سے خوش ہوا ہوں۔ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ دیکھو ! اِس بدو کا ایمان تم پر بازی لے گیا۔ اِس نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیا ہی اچھی بات کہی ہے۔ کہ ! وہ عالی ظرف جب حساب لے گا۔ تو تم اپنے گناہوں کو شمار کرو گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن جب میزان لگے گا۔ اور اپس میزان میں ایک طرف مسلمانوں کے گناہ رکھے جائیں گے۔ تو میزان زمین سے لگ جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ ایک ٹکڑا لاؤ۔ ایک کاغذ کا ٹکڑا۔ اِس (کاغذ کے ٹکڑے) پر ایک جملہ لکھا ہوا ہوگا۔ اور وہ ٹکڑا اُس اونچے پلڑے پر رکھا جائے گا۔ اور وہ اونچا پلڑا زمین سے سے لگ جائے گا۔ اور نیچے والا (جو کہ گناہوں کے بوجھ سے زمین پر لگا ہوا تھا) آسمان سے جا لگے گا۔ اُس پلڑے میں ''**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ﷺ'' ہوگا۔

☆ **حکایت** : کتاب ''مکاشفۃ القلوب'' میں حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ کہ ! حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں ایک شخص ایسا تھا۔ جو اپنی توبہ پر کبھی ثابت قدم نہیں رہتا تھا۔ جب بھی وہ توبہ کرتا۔ تو اُسے توڑ دیتا۔ یہاں تک کہ اسے اس حال میں بیس برس گزر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی فرمائی۔ کہ میرے اس بندے سے کہہ دو۔ (کہ) میں تجھ سے سخت ناراض ہوں۔ جب حضرت موسیٰؑ نے

اس آدمی کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔ تو وہ بہت غمگین ہوا۔ اور بیابانوں کی طرف نکل گیا۔ وہاں جا کر بارگاہ رب العزت میں عرض گزار ہوا۔

اے ربِّ ذوالجلال! (کیا) تیری رحمت کم ہوگئی ہے؟ یا (پھر کیا) میرے گناہوں نے تجھے (اتنا) دُکھ دیا؟ (کہ) تیری بخشش کے خزانے ختم ہوگئے۔ یا بندوں پر تیری (اَب) نگاہِ کرم نہیں رہی؟ تیرے عفو و درگذر سے کون سا گناہ بڑا ہے؟ تو کرم ہے۔ میں بخیل ہوں۔ کیا میرا بخل تیرے کرم پر غالب آگیا ہے؟ اگر تو نے اپنے بندوں کو اپنی رحمت سے محروم کر دیا۔ تو وہ کس کے دروازے پر جائیں گے؟ اگر تو نے دھتکار دیا۔ تو وہ کہاں جائیں گے؟

اے رب قادر و قہار! اگر تیری بخشش کم ہوگی۔ اور میرے لئے عذاب ہی رہ گیا ہے۔ تو تمام گناہ گاروں کا عذاب مجھے دے دے۔ میں اُن پر اپنی جان نثار کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ سے فرمایا۔ جاؤ اور میرے بندے سے کہہ دو۔ کہ تو نے میرے کمالِ قدرت اور عفو و درگذر کی حقیقت کو سمجھ لیا ہے۔ اگر تیرے گناہوں سے زمین بھر جائے۔ تب بھی میں بخش دوں گا۔

☆ **حکایت** : اِسی کتاب ''مکاشفۃُ القلوب'' میں حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ایک جوان تھا۔ وہ جب بھی کوئی گناہ کرتا۔ تو اسے اپنے دفتر (بڑے صفحات والی کاپی) میں لکھ لیا کرتا۔ ایک دفعہ اُس نے کوئی گناہ کیا۔ جب لکھنے کے لئے اپنا دفتر کھولا۔ تو دیکھا۔ اس میں اس آیت کے سوا کچھ بھی نہیں لکھا ہوا تھا۔ **فَاُو لٰئِکَ یُبَدِّلُ اللہُ سَیِاٰتِھِم حَسَنٰتٍ**۔ اللہ تعالیٰ اِن کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کرتا ہے۔

بہرحال! بندہ ٔ خدا کو چاہیئے۔ کہ! اپنے امورِ دین و دنیا اور اذکار و اشغال کے اوقات کا پورا پورا حساب رکھے۔ اگر تو وقت کارِ خیر میں صَرف ہوا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کا ہمہ وقت شکر ادا کرتا رہے۔ لیکن اگر وقت کارِ شر (غیر شرعی و ناجائز اور غلط امور) میں ضائع ہوا ہے۔ تو اپنی حیثیت و مرتبے کے مطابق توبہ و استغفار کرتا رہے۔ یعنی کہ کچھ دیر بعد وہ دیکھے۔ کہ اس کا کوئی لمحہ (خدانخواستہ) غفلت میں تو نہیں گزرا۔ اگر درمیان میں کبھی غفلت آ بھی جائے (کیونکہ! انسان حقیقت میں تو خطا کار ہی واقع ہوا ہے) تو توبہ و استغفار کرے۔ اور آئندہ کبھی ایسی غفلت نہ کرنے کا پختہ عزم کر لے۔ اس نگرانی و محافظت سے بالآخر وہ (سالک) دائمی حضوری کی منزلِ عظیم کو پہنچ ہی جائے گا۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ کے نزدیک اس بیداری و نگرانی کو بار بار نگاہ میں رکھنا خود ایک متوسط سالک کے لئے پریشان خاطری کا مؤجب ہے۔ کیونکہ! سالک کے لئے اصل بات تو توجہ الی اللہ میں ہمہ وقت استغراق و محویت ہی ہے۔ اس استغراق و محویت میں توجہ یا عدم توجہ کا علم رکھنے کی پابندی بجائے خود اصل سے توجہ ہٹانے کا باعث ہے۔

اس لئے کہ! ''**حسنات الابرار سیأت المقربین**'' (یعنی) ابرار (نیک لوگ یا اتقیاء) کی نیکیاں، مقربین کی بُرائیاں ہیں۔

اس جملے ''**حسنات الابرار سیأت المقربین**'' کی کچھ شرح پیشِ خدمت ہے۔ مجتہدینِ طریقت کے نزدیک اعمال کی دو اقسام ہیں۔

اول۔ **اعمالِ ابرار**۔ دوئم۔ **اعمالِ مقربین**۔

اعمالِ ابرار : ابرار (یعنی نیک اور اتقیاء لوگ) سے مقصودِ امتثالِ امر اور حصولِ ثواب ہوتا ہے۔ ایسے لوگ تکرار اسمِ ذات (اللہ) اور نفی اثبات و پاس انفاس جیسے اذکار کی کثرت اور فرضی (پنج وقتہ) نمازوں سے عالمِ وجوب (وجوب بمعنی واجب و لازم) کی جانبِ عروجی منازل طے کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ نفلی روزوں کی بھی کثرت کرتے ہیں۔ تاکہ نفس کے مغلوب ہونے سے کسرِ شہوت حاصل ہو۔ جیسا کہ! ایک حدیث میں واضح ہے۔ کہ! **خصآء امتی الصیام**۔ اسی طرح وہ بطریقِ سلوک اعمال بجالاتے ہیں۔ تاکہ تزکیہ ٔ عناصر و تصفیہ ٔ نفس حاصل ہو سکے۔ اِن کے نزدیک زہد و ریاضت اور جہاد بالنفس ہی بنیادی طریقہ ہے۔

اعمالِ مقربین: جبکہ مقربین کے نزدیک اعمال سے مقصودِ امتثال امر اور حصولِ ثواب کے علاوہ درجاتِ فناء و بقاء کے ذریعے رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔ یہ لوگ تکرار اسمِ ذات (اللہ) اور نفی اثبات و پاس انفاس جیسے اذکار کی کثرت کے ساتھ ساتھ تلاوت قرآنِ حکیم، نمازوں (داخلِ نماز و خارجِ نماز) سے بھی کام لیتے ہیں۔ تاکہ عالمِ وجوب کے ظلال کی گرفتاری سے رہائی پا کر عروج کے بعد نزول اور فناء کے بعد بقاء سے متحقق ہو سکیں۔ یہ لوگ نفلی روزوں کے بجائے نفلی نمازوں کی کثرت پر زور دیتے ہیں۔ تاکہ وصل و قربت کا حصول ممکن ہو سکے۔ یہ لوگ بمطابق حدیثِ قدسی ''**لا یزال عبدی یتقرب الی با لنوافل** ۔۔۔'' بطریقِ جذبِ اعمال کی ادائیگی کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ تا

کہ معرفت وحقیقت اور مشاہدہ حق جلدی حاصل ہو سکے۔ کیونکہ! اِن کے نزدیک فناء و بقاء بنیادی طریقہ ہے۔ حضرت مولائے رومؒ نے ان دونوں کے اعمال کوایک ہی شعر میں بیان فرمایا ہے۔

سیرِ زاہد ہر شئے یک روزہ راہ
سیرِ عارف ہر دمے تا تختِ شاہ

ماحصل ان دونوں اعمال کا یہ ہے۔ کہ! ابرار کے اعمال و وظائف بمنزلہ جسم وظل ہیں۔ اور مقربین کے اعمال و وظائف بمنزلہ روح واصل ہیں۔ اسی تو عارفین کے نزدیک ابرار کی نیکیاں مقربین کے گناہ شمار کی جاتی ہیں۔ (واللہ اعلم)

مختلف مفاہیم (حسنات الابرار سیئات المقربین) :

صوفیائے کرام اور اہلِ علم وحال نے اس مقولہ کے متعدد مفاہیم بیان فرمائے ہیں۔ جن میں سے چند ایک کو یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

☆ **پہلا مفہوم :** جو امور ابرار کے نزدیک بدعتِ حسنہ ہیں۔ وہ مقربین کے نزدیک بدعتِ سیئہ ہیں۔ جیسا کہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے۔ **کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار** ۔ (ترجمہ) ہر نیا کام بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔ (سنن نسائی شریف) گویا کہ مقربین بدعتِ حسنہ اور سیئہ کی طرف تقسیم ہونے کے قائل نہیں ہوتے۔ کیونکہ! وہ ہر بدعت کو سیئہ قرار دیتے ہیں۔

☆ **دوسرا مفہوم :** ابرار کا نسیان مقربین کے لئے عصیان ہے۔ جیسا کہ **فنسی آدم** (حضرت آدمؑ پھر بھول گئے) اور **وعصٰی اٰدم ربہ فغوٰی** (حضرت آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔ اور وہ راہ سے گم ہو گئے) کے کلمات میں نسیان کو عصیان کے عنوان سے تعبیر فرما کر حزن وندامت کی راہ سے حضرت آدمؑ کی جلالی تربیت فرمائی۔ تا کہ عبدیت حضرت آدمؑ خلافتِ الٰہیہ کا بار اُٹھا سکے۔

☆ **تیسرا مفہوم :** ابرار کے نزدیک جو مقامِ قرب ووصل کہلاتا ہے۔ مقربین کے لئے وہ مقامِ حجاب وفصل ہوتا ہے۔ بقول رومیؒ

وصلت عامہ حجاب خاصداں
طاعتِ عامہ گناہِ خاصگاں

☆ **چوتھا مفہوم :** ابرار کی عبادت میں عذاب کا خوف اور ثواب کا طمع مطلوب ومقصود اور ملحوظ رہتا ہے۔ جبکہ مقربین کی عبادت کا منشاء صرف رضائے حق ومحبت ذاتی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ پس اس اعتبار سے ابرار کے اعمال، مقربین کی نیکیاں من کل الوجوہ حسناتِ مخصہ ہیں۔

جن کا عمل ہے بے غرض ان کی جزاء کچھ اور ہے
حور و خیام سے گزر بادہ و جام سے گزر

☆ **پانچواں مفہوم :** قرب کے اعتبار سے ابرار کا درجہء ماسبق یعنی عملِ متروک مقربین کے نزدیک درجہء مابعد یعنی عملِ مامور کی نسبت سے ''ذنب'' (یعنی اپنے اوپر لگائے گئے الزام) کہلاتا ہے۔ اور وہ اس پہلے درجہ سے استفادہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ رب متعال نے اپنے محبوب ﷺ سے فرمایا۔ **واستغفر لذنبک** ۔ (اور بخشش طلب فرمائیں اپنے ذنب کے لئے) اور دوسری جگہ فرمایا۔ **لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر** ۔ (تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اگلی پچھلی ہر لغزش سے درگزر فرمائے) نیز آنخضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ **استغفر اللہ واتوب الیہ فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ** ۔ (یعنی نبی مکرم ﷺ کا دن رات میں ستر مرتبہ استغفار کرنا) ایک حدیثِ مبارکہ میں سو مرتبہ آنحضرت نبی کریم ﷺ کا کرنا بھی منقول ومروی ہے۔

مگر یادر ہے۔ کہ! انبیاء اور رسلؑ چونکہ ہر قسم کے گناہ ومعصیت سے معصوم و مامون ہوتے ہیں۔ لہذا مذکورہ آیات میں ذنب سے مراد گناہ نہیں اور نہ ہی معصیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا مراد ہے۔ بلکہ استغفار کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو جو اعمال محبوب ہیں۔ وہ انبیاءؑ واولیاء کو بہت مرغوب ہیں۔ اور یہاں پر ذنب کا اطلاق مجازاً ہے۔ اور اس پر بھی ذنب کے ذکر سے پہلے مغفرت کی بشارت ہے۔ تا کہ قلبِ محبوب ﷺ میں اطلاقِ مجازی کا بھی قلق وملال نہ رہے۔ (واللہ اعلم بالصواب۔۔۔) لہذا معصیت وذنب کا مرتکب ہونا غیرانبیاء ورسلؑ سے ہی ممکن العمل ہوسکتا ہے۔ بلکہ صحابہ کرامؓ بھی محفوظ ہیں۔ لیکن ہم (بقولِ شاعر)

من ازیں میاں ندانم کہ کیانم از کدانم
بہ ثواب اہلِ جنت بہ عتاب اہلِ دوزخ

☆ **چھٹا مفہوم :** مقربِ بارگاہ کھٹکوں اور لحظوں کی بھی حفاظت کیا کرتا ہے۔ اور اسے ہفوات میں سے شمار کرتا ہے۔ اور نفسوں کی آرزوؤں کی تفتیش اور اپنے سانسوں کے نکلنے کی نگہبانی کرتا ہے۔ اور اپنی نیکیوں سے اس طرح ڈرتا ہے۔ جیسے کوئی گناہ گار اپنی بُرائیوں سے ڈرا

کرتا ہے۔ جبکہ ابراراس حال پر قادر نہیں ہوتا۔ نیز مقرب اپنی شرابِ معرفت کے وقت نہ آہ کرتا ہے۔ اور نہ ہی یہ کہتا ہے۔ کہ کس قدر شیریں ہے۔ نہ ہتھیلی سے تالیاں بجاتا ہے۔ نہ چیختا چلاتا یا اپنا گریبان پھاڑتا ہے۔ اور نہ ہی پتھر پر اپنے سر کو مارتا ہے۔ نہ بے ہوش ہوتا ہے۔ تو جب ان میں سے کوئی بھی چیز رونما نہیں ہوتی۔ تو اہلِ طریق اسے ثابت قدم ہی مانتے ہیں۔ اور انہوں نے ایسا کرنے کی نفی بھی اسی لئے فرمائی ہے۔ کہ وہ واردات پر بہت ہی کم قائم رہتا ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے اس کے حال کو اس کے لئے تسلیم کیا ہے۔ کیونکہ! وہ اس پر غالب ہے۔ اور اس کی نیکیوں کو برائیاں قرار دیا۔ باوجودیکہ مقربین کی تو برائیاں ہوتی ہی نہیں۔ کیونکہ! وہ تو بلند مرتبہ نفیس قسم کے محاسات ہیں۔

☆ **ساتواں مفہوم :** ابن الغارض کا قول ہے۔ کہ! اگر میرے لئے تیرے سوا کے بارے میں بھول کر ارادہ کھٹک بھی جائے۔ تو میں اپنے مرتد ہونے کا فیصلہ (یعنی فتوای) دوں گا۔ اس کے متعلق آپ ؒ نے فرمایا۔ کہ آپ ؒ کی مراد نسبت کا ارتداد ہے۔ دینی ارتداد نہیں۔ کیونکہ! مقربین کے مقام سے ''**حسنات الابرار** '' کی طرف لوٹنا اور اُترنا جو کہ'' **سیئات المقربین** ''ہیں۔ قومِ صوفیاء کے نزدیک ارتداد ہے۔ اور یہ اس لئے کہ حسنات الابرار لازمہ شہودِ اغیار ہے۔ جو کہ مقامِ فنا کے معارض ہے۔ اور اسے شرکِ اصغر کہتے ہیں۔

☆ **مُرَوَّتْ**۔ توبہ کے میدان کے بعد دوسرا میدان ''مروت'' کا آتا ہے۔ یعنی مقامِ توبہ کے حصول کے بعد بعد مروت کا میدان ہے۔ مروت کا مفہوم کم ہونا ہے۔ اور خود داری کے ساتھ زندگی گزارنا ہے۔ مروت کے تین ارکان ہیں۔ اور ہر رکن کے مزید تین تین جزو ہیں۔

1۔ عقل کے ساتھ اپنی زندگی گزارنا۔ اپنے مقام کو پہچاننا۔ اپنے کام کا جائزہ لینا۔ اپنی خیر کے لئے کوشش کرنا۔

2۔ مخلوق کے معاملات میں صبر سے کام لینا۔ مخلوق کی استطاعت کے مطابق ان سے راضی ہونا۔ ان کی معذوریوں کو تلاش کرنا۔ حسبِ استطاعت ان کی دادرسی کرنا۔

3۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیازمندی۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے۔ اس پر شکر لازم سمجھنا۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرے۔ اس پر عذر کو واجب دیکھنا۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ کو منظور ہو۔ اسے بہتر سمجھنا۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

☆ **اَنَـا بَتْ** ۔ مروت کے بعد تیسرا میدان ''انابت'' کا ہے۔ میدانِ مروت کے حصول کے بعد انابت کا میدان آتا ہے۔ انابت کا معنی ہے، حق تعالیٰ کی طرف کامل رجوع کرنا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **وما یتذکر الا من ینیب** ۔ (ترجمہ) اور نصیحت تو وہی پکڑتا ہے۔ جو (اس کی طرف) رجوع کرتا ہے۔ (القرآن 13:40) ایک جگہ ارشادِ ربانی ہے۔ کہ! **وانیبوا الی ربکم**۔ (ترجمہ) اپنے رب کی طرف رجوع کرو۔

اول انبیاءؑ کی انابت ہے۔ کہ وہ اس طرح سے کامل طور پر ہر چیز سے منقطع ہو کر ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف لوٹے۔ کہ ان کے سوا کسی شخص کو اس کی طاقت نہیں۔ جیسا کہ!

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کے بارے میں فرمایا۔ **اواہ منیب** ۔ (ترجمہ) نرم دل اور رجوع کرنے والے تھے۔ (75:11)

اللہ تعالیٰ نے حضرت داوٗدؑ کے بارے میں فرمایا۔ **خرراکعا و اناب** ۔ (ترجمہ) جھک کر گر پڑے۔ اور حق تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیبؑ کے بارے میں فرمایا۔ **توکلت والیہ انیب** ۔ (ترجمہ) مَیں نے بھروسہ کیا۔ اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (11 : 88)

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا محمد رسول اللہؑ کے بارے میں فرمایا۔ **واتبع سبیل من اناب الی** ۔ (ترجمہ) جو شخص میری طرف رجوع کرے۔ اسی کے رستے پر چل۔ (31 : 15) انبیائے کرامؑ کی انابت تین باتوں سے عبارت ہے۔

نجات کی بشارت کے باوصف خوفِ خدا۔ پیغمبری کے شرف کے ساتھ خدمت و فروتنی۔ مصائب و آلام کو بطیبِ خاطر برداشت کرنا۔

دوئم توحید کی انابت ہے۔ کہ! وہ اپنے دشمنوں کو بھی اپنی طرف بلاتا ہے۔ جیسا کہ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہوا ہے۔ کہ!

وانیبوا الی ربکم ۔ (ترجمہ) اور تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو۔ (قرآن 54:39)۔ **منیبین الیہ و اتقوہ** ۔ (ترجمہ) اسی کی طرف رجوع کئے رہو۔ اور اس سے ڈرتے رہو۔ (قرآن۔ 31:30) اہلِ توحید (موحدین) کی انابت بھی تین علامات ہیں۔

اقرار و اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یکتائی کو قبول کر کے اس پر قائم رہنا۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر کے سامنے سر تسلیم خَم کرنا۔ اس کے نواہی کا احترام کرنا۔

سوئم عارفین کی انابت ہے۔ کہ! وہ اپنے جمیع اعمال میں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جیسا کہ قرآنِ حکیم میں آیا ہے۔ **انا بوا الی اللہ**۔ (ترجمہ) اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔ اہلِ معرفت (یعنی عارفین) کی انابت کی بھی تین نشانیاں ہیں۔

گناہوں سے دائمی اجتناب برتنا۔ طاقت سے شرمسار رہنا۔ خلوت وجلوت میں حق تعالیٰ سے سچی محبت کرنا۔

☆ **فُتُوَّتُ**۔ انابت کے بعد چوتھا میدان ''فتوت'' کا ہے۔ انابت کے حصول کے بعد فتوت کا میدان آتا ہے۔ فتوت کا معنی ہے، جوانمردی اور آزادی سے زندگی گزارنا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **انھم فتیة امنوا بربھم**۔ وہ کئی جوان تھے۔ جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے۔ (القرآن۔ 13:18) فتوت کی تین اقسام ہیں۔

پہلی قسم کا تعلق حق تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ جبکہ دوسری قسم کا تعلق مخلوقِ خدا کے ساتھ ہے۔ اسی طرح تیسری قسم کا تعلق اپنی ذات کے ساتھ ہے۔

1۔ پہلی قسم کا تعلق حق تعالیٰ سے ہے۔ یعنی ہمت وتوانائی کے ساتھ بندگی میں دائماً سعی کرنا۔ حق تعالیٰ سے تعلق رکھنے والی قسم کی مزید تین نشانیاں ہیں۔

حصولِ علم سے ملال نہ ہو۔ علم کی یاد چین سے نہ بیٹھنے دے۔ نیک وصالح لوگوں کی صحبت اختیار کرنا۔

1۔ دوسری قسم کا تعلق مخلوق سے ہے۔ یعنی کہ مخلوق کو اس کے عیب کے باعث، جسے سالک جانتا بھی نہیں، رُسوا نہ کرے۔ اس کی مزید تین نشانیاں یہ ہیں۔ اول یہ کہ! مخلوق کی جس (خوبی وخامی) کا تجھے علم نہیں۔ اس پر قیاس آرائی نہ کی جائے۔ دوئم یہ کہ! جس متعلق سالک جانتا ہی نہیں۔ اس کی پردہ پوشی کرے۔ (آنچہ ندانی، بپوشائی)۔ سوئم یہ کہ! سالک کو ہر لحہ خوفِ خدا دامن گیر ہو۔

1۔ تیسری قسم کا تعلق اپنی ہی ذات سے ہے۔ یعنی کہ سالک اپنے نفس کا فریب اور اس کی زیب وزینت کو قبول نہ کرے۔ اس کی مزید تین نشانیاں یہ ہیں۔ کہ! مخلوق کو چھوڑ کر صِرف اپنے ہی عیوب کو تلاش کرنے میں ہر وقت لگا رہے۔ اور صِرف انہی کو ہی بُرا سمجھتے ہوئے چھوڑ دے۔

☆ **اِرَادَتُ**۔ فتوت کے بعد پانچواں میدان ''ارادت'' کا ہے۔ یعنی سالک محوِ سفر ہے۔ اور ارادت اس کی آرزو کی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **اقل کل یعمل علی شا کلته**۔ (ترجمہ) آپ فرما دیں۔ کہ! ہر شخص اپنے طریق کے مطابق عمل کرتا ہے۔ ارادت کی تین اقسام ہیں۔

محض دنیا کی ارادت۔ محض عقبیٰ کی ارادت۔ محض اللہ تعالیٰ کی ارادت۔

قرآنِ حکیم میں محض دنیا کی ارادت اس طرح سے بیان کی گئی ہے۔

منکم من یرید الدنیا۔ آپ فرما دیں کہ! ہر شخص اپنے طریق کے مطابق عمل کرتا ہے۔ (القرآن۔ 84:17)

تریدون عرض الدنیا۔ (ترجمہ) تم میں سے بعض تو دنیا کے خواستگار تھے۔ (القرآن۔ 152:03)

من کان یرید حرث الدنیا۔ (ترجمہ) تم لوگ دنیا میں مال کے طالب ہو۔ (القرآن۔ 67:08)

من کان یرید العاجلة۔ (ترجمہ) جو دنیا کی کھیتی کا خواستگار رہے۔ (القرآن۔ 20:42)

من کان یرید الحیوٰۃ الدنیا و زینتھا۔ (ترجمہ) جو شخص دنیا کی آسودگی کا خواہشمند ہو۔ (القرآن۔ 18:17)

ان کنتم تردن الحیوٰۃ الدنیا و زینتھا۔ (ترجمہ) جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش وزینت کے خواستگار ہوں۔ (القرآن۔ 28:33)

اس کی مزید تین نشانیاں ہیں۔ کثرتِ نقصان میں دین کے نقصان سے راضی ہونا۔ مسلمان درویشوں سے منہ پھیر لینا۔ اللہ تعالیٰ کی جنابِ کبریاء میں دنیوی مقاصد کی خاطر اپنی حاجات کو پیش کرنا۔

لیکن آخرت کی ارادت تو یہ ہے۔ کہ! جس طرح سے مولیٰ کریم نے ارشاد فرمایا ہے۔ **ومن اراد الآخرة**۔ (ترجمہ) اور جس نے آخرت کا ارادہ کیا۔ (القرآن۔ 19:17) پھر قرآنِ حکیم میں ہے۔ کہ! **من کان یرید حرث الآخرة**۔ (ترجمہ) جو کشتِ زارِ آخرت کا آرزومند ہے۔ (القرآن۔ 20:42) آخرت کی ارادت تین باتوں سے مرکب ہے۔

دین کی سلامتی میں دنیا کے نقصان میں راضی ہو جانا۔ درویشوں کے ساتھ محبت رکھنا۔ مولا کریم کے حضور آخرت کے لئے اپنی حاجات پیش کرنا۔

کیونکہ! محض ارادتِ الٰہی تو یہ ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **وان کنتن تردن اللہ ورسوله**۔ (ترجمہ) اور اگر تم اللہ اور (اُس کے حبیب) رسول ﷺ کے خواستگار رہو۔ (القرآن۔ 29:33) اور وہ (یعنی ارادتِ الٰہی) مزید تین باتوں پر مشتمل ہے۔

کونین سے بے نیاز ہو جانا۔ خلق سے آزاد ہو جانا۔ خواہشاتِ نفس سے نجات پانا۔

ارادت کی پرتاثیر غذائیں : (مرید پرلاگو باتیں)

صاحب **قوت القلوب** سیدنا شیخ ابوطالب مکیؒ نے فرمایا کہ! مرید (راہ طریقت کا مسافر) میں سات باتوں کا پایا جانا بہت ضروری ہے۔

۱۔ ارادے میں سچائی کا ہونا۔ اس کی علامت یہ ہے کہ آخرت کے لئے زادراہ کا تیار کرنا۔

۲۔ طاعت کے اسباب اختیار کرنا۔ اس کی علامت یہ ہے کہ برے دوستوں کو چھوڑ دینا۔

۳۔ حال نفس کی معرفت رکھنا۔ اس کی علامت یہ ہے کہ آفات نفس سے آگاہ ہونا۔

۴۔ عالم ربانی کی مجلس میں بیٹھنا۔ اس کی علامت یہ ہے کہ عالم ربانی کو دوسروں پر ترجیح دینا۔

۵۔ توبہ نصوح کا ہونا تاکہ اس کے سبب حلاوت طاعت پائے اور ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ خواہش نفس کے اسباب کا خاتمہ اور نفس کو اس کی مرغوب اشیاء سے دور رکھنا۔

۶۔ ایسی حلال اشیاء کھانا جو مزموم نہ ہوں۔ اس کی علامت یہ ہے۔ کہ رزق حلال تلاش کرنا اور اس میں شرعی حکم سے موافقت رکھنے والے کسی مباح سبب کی بناء پر علم کو پیش نظر رکھنا۔

۷۔ نیک کام میں مدد کرنے والے کسی اچھے رفیق کا ہونا۔ اچھے رفیق کی علامت یہ ہے کہ اس کا نیکی اور تقوی کے کاموں میں تعاون کرنا اور گناہ وسرکشی سے منع کرنا۔ یاد رہے کہ یہی سات عادتیں اور خصلتیں ارادت کی غذا ہیں جن کے بغیر ارادت قائم نہیں ہوسکتی اور انہیں سات باتوں پر عمل کرنے سے چار چیزوں میں مدد اور تقویت کا حصول ممکن ہے۔ **بھوک ۔ پیاس ۔ خاموشی ۔ خلوت ۔**

یہی چار چیزیں مرید کے لئے نہ صرف اصل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ بلکہ انہی کے سبب و دیگر فرائض وسنن کے ارکان کی ادائیگی پر قوت وتوانائی بھی حاصل کرتا ہے۔ (اسی ضمن میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔ کہ!)

نفس چار چیزوں سے ہلاک ہوتا ہے۔ خاموشی کا خنجر۔ بھوک کی تلوار۔ لوگوں کے مجمع سے الگ تھلگ رہنا۔ کم سونا۔

حضرت شیخ فتح موصلیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! میں نے تیس برس سے ابدالیین سے نیاز حاصل کیا۔ اور سب ہی نے یہ نصیحت فرمائی۔ کہ! مخلوق سے کنارہ کشی اختیار کرو۔ اور کم کھاؤ۔

☆ **قصد**۔ ارادت کے بعد چھٹا میدان ''قصد'' کا آتا ہے۔ ارادت ہی کے میدان سے قصد کا میدان اُبھرتا ہے۔ قصد کی صحت اور نیت کی پختگی کام کے لئے بیج کی مانند ہے۔ اس بیان کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ! **و من یخرج من م بیتہ مھا جرا الی اللہ ورسولہ** ۔ (ترجمہ) اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور (اُس کے) رسول ﷺ کی طرف ہجرت کر کے گھر سے نکل جائے۔ (القرآن۔ **10:14**) قصد اللہ تعالیٰ (کی معرفت کے حصول) کا ارادہ کرتا ہے۔ تو ماسوا اللہ سے کامل انقطاع اختیار کرلے۔ قصد کے تین اراکین ہیں۔

1۔ **قصدِ تن خدمت کے لئے**۔ (قصدِ تن کی تین نشانیاں)۔ جدوجہد سے پل بھر نہ رکنا۔ ناز ونعمت میں کمی۔ فراغت کا تلاش کرنا۔

2۔ **قصدِ دل معرفت کے لئے**۔ (قصدِ دل کی تین نشانیاں)۔ تکلیف برداشت کرنا۔ خلوت گزینی اختیار کرنا۔ ضروریاتِ زندگی پر اکتفاء کرنا۔

3۔ **قصدِ جاں مشقت کے لئے**۔ (قصدِ جاں کی تین علامات)۔ دل کا نازک ہونا۔ سماع سے اضطراب۔ موت کا ہمہ وقت دھیان رکھنا۔

☆ **صبر**۔ قصد کے بعد ساتواں میدان ''صبر'' کا ہے۔ قصد کے میدان کو عبور کرنے سے صبر کا میدان میسر ہوتا ہے۔ کیونکہ! قصد ہی کے میدان سے صبر کا میدان نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **وان تصبروا خیر لکم** ۔ (ترجمہ) اور اگر تم صبر کرو۔ تو یہ تمھارے لئے بہتر ہوگا۔ (القرآن۔ 25:04) کیونکہ! صابرین کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔ **ان اللہ مع الصا برین** ۔ (ترجمہ) یقیناً! اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (القرآن **153:02**) **و اللہ مع الصا برین** ۔ (ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (القرآن **249:02**) اسی طرح ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ! **انما یو فی الصّٰبرون اجر ھم بغیر حسا ب** ۔ (ترجمہ) یقیناً! صبر کرنے والوں کو توان کا اجر (ثواب) بے شمار دیا جائے گا۔ (القرآن **10:39**) پھر قرآن میں تو صابرین کے لئے یہ خوشخبری بھی موجود ہے۔ کہ! **و اللہ یحب الصا برین**۔ (ترجمہ) یا اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (القرآن **146:03**) بہرحال! صبر کے تین اراکین ہیں۔

1۔ **اصبروا**۔ صبر کرو۔ (**یعنی کہ مصیبت پر صبر کرنا**): تکلیف یا مصیبت پر صبر محبت کے باعث ہی کیا جاسکتا ہے۔ اس قسم کے صبر سے تین

چیزیں برآمد ہوتی ہیں۔ دل کی یکسوئی۔ علم کی باریک بینی۔ نورِ فراست۔

2۔ وصابروا ۔اور زیادہ صبر کرو۔(**یعنی کہ معصیت سے صبر کرنا**): گناہگاری (معصیت) سے صبر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے خوف کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔اس سے تین باتیں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ قلوب کا الہام۔ قبولیتِ دُعا۔ پاکیزگی کا نور۔

3۔ ورابطوا ۔اور رابطہ رکھو۔(**یعنی کہ طاعت پر صبر کرنا**): طاعت پر صبر اُمید کے ساتھ کیا جاتا ہے۔طاعت پر صبر سے تین باتیں پیدا ہوتی ہیں۔ آفات کا (باذنِ الٰہی) ٹل جانا۔ روزی کا غیر متوقع طور پر پہنچنا۔ نیکیوں کی طرف (بفضلِ الٰہی) میلان ہونا۔

بہرحال! الحاصل کلام! جس شخص نے حکمِ الٰہی میں خوف (اللہ تعالیٰ کا ڈر یعنی تقوی) پر مقام کیا۔وہ صابر ہے۔

اسی طرح سے صبر کے متعلق احادیثِ نبویہ ﷺ میں بھی ہمیں احکامات ملتے ہیں۔ایک حدیث میں یوں آیا ہے۔کہ!

حضرت سعدؓ روایت کرتے ہیں۔کہ! میں نے عرض کیا۔یا رسول اللہ ﷺ ! لوگوں میں سب سے زیادہ سخت آزمائش کس کی ہوتی ہے۔(تو) آپ ﷺ نے فرمایا۔(کہ) انبیائے کرامؑ کی۔ پھر درجہ بدرجہ مقربین کی۔(یعنی انبیائے کرامؑ کے بعد) آدمی کی آزمائش اس کے دینی مقام کے مطابق ہوتی ہے۔اگر دین میں مضبوط ہو۔تو سخت آزمائش ہوتی ہے۔اگر دین میں کمزور ہو۔تو حسبِ دین آزمائش کی جاتی ہے۔ بندے کے ساتھ یہ آزمائش ہمیشہ رہتی ہے۔حتی کہ وہ (مصائب و مشکلات میں گرفتہ شخص بوجہ صبر اور رضائے الٰہی) زمین پر اس طرح چلتا ہے۔کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔(صحیح بخاری۔ جامع ترمذی۔ابنِ ماجہ)

علمائے عظام نے صبر کی بہت سی اقسام بیان فرمائی ہیں۔ان تمام اقسام کا خلاصہ تین اقسام پر مشتمل ہے۔

☆ **الصبر علی الطاعات**۔ یعنی طاعات (عبادات) پر صبر کرنا۔ یہ صفتِ انبیاءؑ ہے۔
☆ **الصبر عن المصائب**۔ یعنی مصائب پر صبر کرنا۔ یہ صفتِ اولیاء واتقیاء ہے۔
☆ **الصبر عن المعاصی**۔ یعنی گناہوں سے صبر کرنا۔ یہ صفتِ عوام الناس (مسلم) ہے۔

☆ **جہاد** ۔صبر کے میدان سے آٹھواں میدان جہاد کا نکلتا ہے۔جہاد درحقیقت اپنے نفس، شیطانِ لعین اور دشمن کے ساتھ بنرد آزمائی ہے۔جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔کہ! **وجاھدوا فی سبیلہٖ لعلکم تفلحون** ۔ (ترجمہ) اور اس کے راستے میں جہاد کرو۔تاکہ تمھیں کامیابی نصیب ہو۔(القرآن 35:05) اسی طرح قرآن میں ایک اور جگہ پر آیا ہے۔کہ! **و جاھدوا باموالکم و انفسکم فی سبیل اللہ . ذٰلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون** ۔ (ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور جان کے ساتھ لڑو۔یہ تمھارے حق میں بہتر ہے۔اگر تم جانو۔(القرآن 41:09) اسی طرح قرآن میں ایک اور جگہ پر آیا ہے۔کہ! **وجاھدوا فی اللہ حق جھادہٖ** ۔ (ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو۔جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔(القرآن 78:22) جہاد کے تین ارا کین ہیں۔

1۔ دشمن کے مقابل تلوار کے ساتھ جہاد۔ (**غازیانِ شمشیر کی تین اقسام**)۔مجاہد جسے کہ اجر نصیب ہوگا۔ جہاد کے دوران زخمی مجاہد کہ جس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ دورانِ جہاد وہ قتیل کہ جو شہید کہلائے گا۔

2۔ نفس کے خلاف قہر کے ساتھ جہاد (**نفس کے خلاف جہاد کرنے والوں کی تین اقسام**) : جو کوشش کرتا ہے۔وہ ابرار ہے۔ جو غالب آجائے، وہ اوتاد ہے۔ جو اس سے آزاد ہو جاتا ہے، وہ ابدال ہے۔

3۔ شیطانِ لعین کے خلاف صبر کے ساتھ جہاد (**شیطانِ لعین کے خلاف جہاد کرنے والوں کی تین اقسام**) : علم میں مشغول ہونے والے جو مقربینِ بارگاہ سے ہیں۔ عبادت میں مشغول ہونے والے جو صدیقین میں سے ہیں۔ زُہد میں مشغول ہونے والے، جو اولیاءاللہ میں سے ہیں۔

☆ **ریاضت**۔جہاد کے میدان کے بعد نواں میدان ''ریاضت'' کا نکلتا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔کہ! **فیہ رجال یحبون ان یتطھروا** ۔(ترجمہ) اس (مسجد) میں ایسے لوگ ہیں۔جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔(القرآن 108:09) ریاضت کا مفہوم ''نرم کرنا'' ہے۔اور اس کے تین ارا کین ہیں۔

1۔ افعال کی ریاضت نگہداشت کے ساتھ (**ریاضت افعال کی تین نشانیاں**)۔علم کی پیروی۔ رِزقِ حلال۔ ذکر وشغل پر مداومت۔

2۔ اقوال کی ریاضت ضبط کے ساتھ (**ریاضتِ اقوال کی تین علامات**)۔ تلاوتِ کلامِ پاک۔اللہ تعالیٰ کے حضور دائمی عذرخواہی۔ نصیحتِ خلق۔

3۔ اخلاق کی ریاضت نرمی کے ساتھ (ریاضتِ اخلاق کا تین باتوں پرانحصار)۔ عاجزی۔ جوانمردی۔ بُردباری۔

☆ **تهذیب**۔ ریاضت کے میدان سے دسواں میدان ''تہذیب'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **قوا انفسکم و اهلیکم نا را**۔ (ترجمہ) اے (ایمان والو!) خودکو اوراپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔ (القرآن 06:66)

تہذیب کے تین طریقے ہیں۔ سُنتِ رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہونا۔ صحبتِ با اولیاء کا اختیار کرنا۔ خلوت نشینی اختیار کرنا۔

تین باتوں کی تہذیب کی جاتی ہے۔ تہذیبِ نفس۔ تہذیبِ عادت۔ تہذیبِ قلب۔

1۔ **تہذیبِ نفس** تین باتوں سے عبارت ہے۔ نفس کو معصیت سے روکنا۔ نفس کو خرافات سے عقل وشعور کی طرف لانا۔ نفس کو خرافات ست عقل وشعور کی طرف لانے کے بعد غفلت سے بیداری کی طرف لانا۔

2۔ **تہذیبِ عادت** سے یہ مراد ہے۔ کہ! بے قراری سے صبر کی طرف رجوع کرنا۔ بخل سے سخاوت کی طرف مائل ہونا۔ انتقام کے بجائے عفوودرگزر اختیار کرنا۔

3۔ **تہذیبِ قلب** تین باتوں سے عبارت ہے۔ بے خوفی کی موت کے بجائے خوفِ خداوندی کی زندگی گزارنا۔ مایوسی کی نحوست سے اُمید کی برکت کے ساتھ آنا۔ باطنی انتشار کی زحمت سے جمعیتِ خاطر کی طرف آنا۔

☆ **محاسبه** ۔تہذیب کی میدان سے گیارھواں میدان ''محاسبہ'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **و لتنظر نفس ما قدمت لغد** ۔ (ترجمہ) ہر (ایمان والے) شخص کو دیکھنا چاہیئے۔ کہ! اس نے فروائے قیامت کے لئے کیا سازوسامان بھیجا ہے۔ (القرآن 18:59) محاسبہ کے تین اراکین ہیں۔

معاملات سے گناہ کو جُدا کرنا۔ نعمت کا خدمت سے موازنہ کرنا۔ اپنے نصیب کو مولیٰ کریم کی نعمت سے جُدا کرنا۔

1۔ **معاملات سے گناہوں کو جدا کرنے کی حقیقت کو پہچاننا** : جو عمل خلافِ سُنتِ رسول اللہ ﷺ ہے۔ وہ گناہ ہے۔ جس کام میں شیطان کی شرکت اورشمولیت ہے۔ وہ گناہ ہے۔ جس معاملہ میں ظلم وستم شامل ہے۔ وہ بھی گناہ ہے۔

2۔ **نعمت کا خدمت سے موازنہ کرنے کی حقیقت کو پہچاننا** : اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کرنا (اللہ تعالیٰ سے) صریحًا دشمنی و بغاوت ہے۔ نعمتوں کے اعتراف کے بعد ناشکری کرنا تاوان کے مترادف ہے۔ معصیت میں محو ومشغول اور مستغرق رہنا زوالِ ایمان کی بنیاد وعمارت ہے۔

3۔ **اپنے نصیب کو مولا کریم کی نعمت سے جدا کرنے کی حقیقت کو پہچاننا** : ہر ایسی خدمت جس کے عوض دنیا کی طلب ہے۔ وہ اس کا ثمر ہے۔ ہر ایسی خدمت جس سے آخرت چاہی جائے۔ وہ حاصل ہوگی۔ ہر ایسی خدمت جس سے اللہ تعالیٰ کی طلب ہو۔ وہی تو اصل قدروقیمت ہے۔

☆ **یَقَظَہُ**۔ محاسبے کے میدان سے بارھواں میدان ''یقظہ'' کی طرف کو نکلتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔ کہ! **و لا تکن من الغا فلین** ۔ (ترجمہ) اور آپ غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہوجائیں۔ (القرآن 205:07) یقظہ (یعنی) بیداری کے تین ارکان ہیں۔

نعمت ہائے فراواں کو ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا جبکہ جرم ہائے کبیرہ کو اپنی طرف محمول کرنا۔ سود وزیاں سے اپنے زمانے کا معیار مقرر کرنا۔ ہر قسم کے مکروفریب سے ہمیشہ ڈرتے رہنا۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تین چیزوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ نیازمندیٔ قلب کے ساتھ۔ علم کے سننے سے۔ رزق کی پاکیزگی کے ساتھ۔

سود وزیاں سے اپنے زمانے کا معیار مقرر کرنے کا حصول تین باتوں پر منحصر ہے۔ آرزوؤں کا کم کرنا۔ دوامِ فکر۔ بیداریٔ سحرگاہ۔

رزق کی پاکیزگی تین باتوں سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ اپنی ذات سے دائمی بدگمانی رکھنا۔ (یعنی اپنے وجود، افعال اوراعمال پر مغرور نہ ہونا) دنیاوی تعلقات سے انقطاع کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی ہروقت ہر جگہ اور ہر موقع پر تعظیم بجالانا۔

☆ **زهد**۔ یقظہ کے بعد تیرھواں میدان ''زُہد'' کا آتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **بقیت اللہ خیر لکم** ۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ نفع ہی تمھارے لئے بہتر ہے۔ (القرآن 86:11) زہد تین امور میں پایا جاتا ہے۔ دنیا میں۔ خلق میں۔ اپنی ذات میں۔

1۔ **زُہدِ دنیا** : جو شخص اس دنیا میں اپنے عزیز واقارب و دوستوں پر تو اپنی جگہ بلکہ دشمنوں پر بھی اس دنیا کا مال ودولت صَرف کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔ وہ اس عالم (یعنی دنیا) میں زاہد ہے۔ دنیا کے زہد کی تین نشانیاں ہیں۔ موت کی یاد۔ اپنی روزی پر قناعت۔ حب درویشاں۔

2۔ زُہدِ خلق : جو شخص مخلوق کی پاسداری ءحقوق میں سُستی نہ کرے۔ وہ واقعتاً خلق میں زاہد ہے۔ خلق میں زہد کی تین علامات ہیں۔ حکمِ الٰہی کی منشاء کو دیکھنا۔ اوامر خداوندی پر ثابت قدمی اختیار کرنا۔ مخلوق کی عاجزی کو ملحوظِ خاطر رکھنا۔

3۔ زُہدِ ذات فی نفسہٖ : جو خود کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ (یعنی جو خود پر ہر کسی کو (علم و عمل، عزت و شرف و تقوٰی کے لحاظ سے) ترجیح دیتا ہے۔) وہ اپنی ذات میں زاہد ہے۔ اپنے وجود میں زہد تین باتوں سے عبارت ہے۔ شیطان کے مکر و فریب سے۔ اپنی کمزوری سے۔ استدراج کی ظلمت کو پہچاننے سے۔

☆ **تجرید**۔ زہد کے میدان سے چودھواں میدان ''تجرید'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **ولا تمدن عینیک**۔ (ترجمہ) اور نگاہ اُٹھا کر بھی (دنیا کی رنگینی، عیش و عشرت اور مال و اسباب کی طرف) نہ دیکھو۔ (القرآن **131:20**)

تجرید تین چیزوں میں پائی جاتی ہے۔ جسم میں۔ دل میں۔ سرّ میں۔

1۔ تجریدِ نفس یعنی اپنے جسم کی طرف نگاہ قراء کا طریق ہے۔ اور تجریدِ نفس تین باتوں سے عبارت ہے۔ دنیا کا طلب نہ کرنا۔ دنیا (یعنی مال و دولت یا اپنی جوانی یا کسی قسم کی جسمانی کمزوری) کے چھن جانے پر افسوس نہ کرنا۔ جو موجود ہو۔ اس کا نہ چھپانا۔

2۔ تجرید قلب تین باتوں سے عبارت ہے۔ جو موجود نہ ہو۔ اس کی قطعاً اُمید نہ رکھنا۔ جو موجود ہو۔ اس کی قدر و قیمت نہ لگانا۔ جو موجود ہو۔ اس کے ترک کرنے سے نہ ڈرنا۔

3۔ تجرید سرّ تین باتوں پر منحصر ہے۔ اسباب پر تکیہ نہ کرنا راہِ حق میں اپنی ذات کو بے نام و نشاں کر دینا۔ حق سے سوائے حق کے اور کسی طرف التفات نہ کرنا۔

☆ **وَرَعُ**۔ تجرید کے بعد پندرھواں میدان ''ورع'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔ کہ! **ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنه**۔ (ترجمہ) اگر تم بڑے گناہوں سے اجتناب کرو۔ تو ہم تمھارے چھوٹے گناہ معاف کر دیں گے۔ (القرآن۔ 04 : 31) درحقیقت ورع کا مفہوم یہ کہ! پرہیزگاری اختیاری کرنا اَز ناپسندیدہ اُمور سے، کثرتِ دنیا سے اور دل ہائے پراگندہ سے۔ لہٰذا !

1۔ ناپسندیدہ امور سے اجتناب تین عادتوں سے کیا جا سکتا ہے۔ خود کو دوسروں کی عیب گوئی سے باز رکھنا۔ اپنے دینِ حق کو نقصان سے بچانا۔ حرص و ہوا کو اپنی ذات سے دور رکھنا اور خود کو اللہ تعالیٰ اور رسولِ اکرم ﷺ کے پسندیدہ طریقوں پر چلانا۔

2۔ کثرتِ دنیا سے اجتناب تین باتوں کو پیشِ نظر رکھ کر کیا جا سکتا ہے۔ روزِ حساب کی رسوائی۔ دشمنوں کی خوشی۔ وارثوں کا غبن۔

3۔ دِل ہائے پراگندہ سے پرہیز تین چیزوں سے کیا جا سکتا ہے۔ قرآنِ حکیم میں تدبر سے۔ قبرستان کی زیارت سے۔ حکمتِ الٰہیہ میں تفکر سے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ابو ہریرہؓ! ورع و تقوٰی والے بن جاؤ۔ لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار ہو جاؤ گے۔ قانع بن جاؤ۔ لوگوں میں سب سے زیادہ شکر کرنے والے ہو جاؤ گے۔ اور لوگوں کے لئے وہی پسند کرو۔ جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ مومن ہو جاؤ گے۔ پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔ مسلمان ہو جاؤ گے۔ اور کم ہنسا کرو۔ کیونکہ زیادہ ہنسی دل کو مُردہ کر دیتی ہے۔ (سنن ابنِ ماجہ)

زِ تقوٰی چراغِ رواں برفروز   کہ چوں نیک بختاں شوی نیکِ روز

تعریفِ ورع :

حضرت سید الرسل ﷺ کے سامنے ایک ایسے شخص (کی عبادت و ریاضت) کا ذکر کیا گیا۔ جو ورع و پرہیزگاری میں مشہور تھا۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! ''**لا تعدل بالرعاعة** ''(ترجمہ) کوئی بھی عبادت ورع (و پرہیزگاری) کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔ (ترمذی شریف) اسی طرح سے ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ! ''**ملاک دینکم الورع** ''(ترجمہ) تمھارے دین کا مقصود ورع ہے۔

اسی طرح سے ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ! ''**یا عبدی ارما افترضت علیک تکن من اعبد الناس وانته عما نھیتک عنه تکن من اورع الناس** ''(ترجمہ) اے میرے بندے! جو کچھ مَیں نے تجھ پر فرض کیا ہے۔ اس کو ادا کر۔ تو سب لوگوں سے زیادہ عابد ہو جائے گا۔ اور جن امور سے مَیں نے تجھ کو منع کیا ہے۔ اِن سے باز رہ۔ پس تُو سب لوگوں سے زیادہ صاحبِ ورع بن جائے گا۔ (مشکٰوۃ المصابیح) بقولِ شاعر!

علم و حکمت زاید اَز نانِ حلال   عشق و رقت آید اَز نانِ حلال

حضرات شیخین کا ورع :

حضرت سیدنا صدیقِ اکبرؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ! ہم ستر حلال چیزوں کو اس خوف سے چھوڑ دیا کرتے تھے۔ کہ کہیں حرام چیز میں نہ پڑ جائیں۔ اسی طرح سے حضرت عمر فاروقؓ فرماتے تھے۔ کہ! ہم دس حلال چیزوں میں سے نو کو اس خوف سے ترک کر دیتے تھے۔ کہ کہیں ہم حرام میں نہ پڑ جائیں۔

اربابِ طریقت نے اہلِ ورع کے تین طبقات بیان فرمائے ہیں۔ **عوام کا ورع۔ خواص کا ورع۔** اور **خاص الخواص کا ورع۔**

☆ **عوام کا ورع :** عوام کا ورع یہ ہے۔ کہ! وہ شبہات سے پرہیز کریں۔ تا کہ وہ احکاماتِ الٰہیہ کی مخالفت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ جیسا ایک ایک حدیث میں بھی آیا ہے۔ ''بے شک حلال واضح ہے۔ اور حرام بھی واضح ہے۔ اور اِن دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں۔ جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے۔ پس جو شخص شبہات سے بچا۔ اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا۔ اور جو شبہات میں واقع ہوا۔ وہ حرام میں واقع ہو جاتا ہے۔ (اور اس کی مثال) اس چرواہے کی مانند ہے۔ جو چراگاہ کے اردگرد اپنے جانور چراتا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ! وہ اس چرگاہ میں چرنے لگیں۔ خبردار! بے شک ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے۔ (اور) اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس کے محارم ہیں۔

اسی طرح حضرت امام ہمام سید شریف جرجانیؒ ورع کی تعریف میں رقم طراز ہیں۔ کہ! محرمات میں واقع ہونے کے خوف سے شبہات سے اجتناب کرنے کو ورع کہتے ہیں۔

☆ **خواص کا ورع :** خواص کا ورع یہ ہے۔ کہ! ہر ایسی چیز سے اجتناب کیا جائے۔ جو قلب کو مکدر کر دے۔ اور اس درجہ کے لوگ قلب میں کھٹکنے والے خواطر اور سینے میں پیدا ہونے والے وساوس سے بھی احتراز کرتے ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ نبوی ﷺ میں ہے۔ ''اپنے دل سے پوچھو۔ خواہ فتویٰ دینے والے کچھ ہی فتویٰ دیتے رہیں۔

☆ **خاص الخاص کا ورع :** خواص کا ورع یہ ہے۔ کہ! یہ ان واصلین اور عارفین کا ورع ہے۔ جو غیرِ حق سے تعلق منقطع کر کے حق تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے ہیں۔ کہ کسی غیر کی طرف توجہ بھی نہیں کرتے۔ ان کا مؤقف یہ ہے۔ کہ! جو چیز تجھے حق تعالیٰ سے غافل کر دے۔ وہ تمھارے لئے منحوس ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر شبلیؒ سے ورع کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو آپؒ نے فرمایا۔ کہ! ورع یہ ہے۔ کہ! تیرا دل حق تعالیٰ سے آنکھ جھپکنے جتنی دیر بھی پریشان نہ ہو۔

حصولِ ورع کے لئے دس باتوں کا لازم ہونا :

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں۔ کہ! علمائے ربانیین فرماتے ہیں۔ کہ! جب تک سالک ان دس چیزوں (احکامات) کو اپنے اوپر لازم نہیں کر لیتا۔ اس وقت تک اسے کمالِ ورع حاصل نہیں ہوتا۔ (وہ دس احکامات یہ ہیں)

☆ غیبت سے زبان کو محفوظ رکھے۔

☆ مسخرہ پن سے پرہیز کرے۔

☆ سچ بولے۔

☆ اپنے نفس کے لئے بلندی و بڑائی کا طالب نہ ہو۔

☆ بدگمانی سے اجتناب کرے۔

☆ حرام اشیاء سے آنکھیں بند کر لے۔

☆ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا احسان جانے۔ تا کہ نفس مغرور نہ ہو۔

☆ نمازوں کی محافظت کرے۔

☆ اپنا مال راہِ حق میں خرچ کرے۔ اور باطل جگہ میں خرچ کرنے سے بچے۔

☆ اہلِ سنت والجماعت (کے عقائد) پر استقامت اختیار کرے۔ **ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انک علیٰ کل شئی قدیر۔**

☆ **تقویٰ** ۔ ورع کے میدان سے سولھواں میدان ''تقویٰ'' کا نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ مکرم شخص وہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہو۔ اس بات کا شاہد قرآن حکیم بھی ہے۔ تقویٰ کا محل قلب ہے۔ تقویٰ حصولِ علم کا زینہ اور عزت و کرامت کا خزینہ ہے۔ جیسا کہ آیت کریمہ سے بالکل واضح ہے۔ **اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ** ۔ (ترجمہ) درحقیقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے۔ جو تم میں سب سے زیادہ متقی (یعنی اللہ تعالیٰ سے ہر وقت، ہر جگہ ڈرنے والا) ہو۔ (سورہ الحجرات۔ آیت نمبر **13**)

متقی افراد تین اقسام کے ہوا کرتے ہیں۔ چھوٹے درجے کے متقی۔ متوسط درجے کے متقی۔ بلند درجے کے متقی۔

چھوٹے درجے کے متقی افراد وہ ہوتے ہیں۔ جو توحیدِ رحمانی کے ساتھ دیگر کسی شرک کو نہ ملائے۔ اخلاصِ عمل کے ساتھ نفاق کی آمیزش نہ

کرے۔ اور اپنی عبادت کو بدعت کے ساتھ آلودہ نہ کرے۔

متوسط درجے کے متقی افراد وہ ہوتے ہیں۔ کہ! جو خدمتِ خلق کرتے وقت رِیا کرنے یا رِیا کے تخیل وتصور کو خاطر میں نہیں لاتے۔ اپنی حلال روزی میں شک وشبہ کی آمیزش نہیں کرتے۔ اور اپنے پاکیزہ خیالات کے ساتھ (خرافاتِ دنیوی) کا ضیاع نہیں ملاتے۔

بلند مرتبہ متقی افراد وہ ہوا کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو شکایت کے ساتھ نہیں ملاتے۔ اپنی گناہ گاری پر دلیل و برہان قائم نہیں کرتے۔ خود پر اللہ تعالیٰ کے جو احسانات ہیں۔ انہیں ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھتے ہیں۔

اربابِ طریقت کے نزدیک تقوٰی کی اقسام :

عُلمائے متصوفین یعنی اہلِ طریقت نے تقوٰی کی چار قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

عوام کا تقویٰ. خواص کا تقویٰ. اولیاء کا تقویٰ. انبیاءؑ کا تقویٰ۔

☆ **عوام کا تقوٰی :** عوام کا تقوٰی یہ ہے۔ کہ! وہ شرک سے اجتناب کرتے ہیں۔

☆ **خواص کا تقوٰی :** خواص کا تقوٰی یہ ہے۔ کہ! وہ حق تعالیٰ کی نافرمانی سے احتراز کرتے ہیں۔

☆ **اولیاء کا تقوٰی :** اولیاء کا تقوٰی یہ ہے۔ کہ! وہ اپنے افعال کو وسیلہ بنانے سے پرہیز کرتے ہیں۔

☆ **انبیاءؑ کا تقوٰی :** انبیاء کا تقوٰی یہ ہے۔ کہ! وہ افعال کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے۔ اس لئے کہ! ان کا تقوٰی حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور وہ ہر چیز سے دامن بچا کر حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر رہتے ہیں۔

تعریفِ تقوٰی :

حضرت شیخ جرجانیؒ تقوٰی کی تعریف کے متعلق رقم طراز ہیں۔ کہ! ’’لغت میں تقوٰی، اتقاء کے معنی میں ہے۔ جس کا مطلب ہے حفاظت اختیار کرنا۔ جبکہ اہلِ حقیقت کے نزدیک (تقوٰی کا معنی ومفہوم یہ ہے۔ کہ) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے اس کی سزا سے بچنا۔ اور اللہ تعالیٰ کی معصیت ونافرمانی، جو کہ عذاب وسزا کی موجب ہو۔ اس سے اپنے نفس کو بچانا۔

تقوٰی کا محل قلب ہے۔ تقوٰی حصولِ علم کا زینہ اور عزت وکرامت کا خزینہ ہے۔ جیسا کہ آیت کریمہ سے بالکل واضح ہے۔ **اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ** ۔ (ترجمہ) درحقیقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے۔ جو تم میں سب سے زیادہ متقی (یعنی اللہ تعالیٰ سے ہر وقت، ہر جگہ ڈرنے والا) ہو۔ (سورہ الحجرات۔ آیت نمبر 13) اسی طرح سے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **من یتق و یصبر** ۔ (ترجمہ) جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے۔ (القرآن۔ 09:12) ایک اور جگہ ارشادِ ربانی ہے۔ کہ! **و ایای فاتقون** ۔ (ترجمہ) اور مجھی سے ڈرتے رہو۔ (القرآن۔ 41:02) ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **خذوا ما تینا کم بقوۃ واذکروا ما فیہ لعلکم تتقون** ۔ (ترجمہ) جو ہم نے تمھیں (کتاب کی صورت میں) دیا۔ اس کو مضبوطی سے تھام لو۔ اور اس میں جو کچھ لکھا ہے۔ اس کو یاد رکھو۔ تاکہ تمھیں تقوٰی حاصل ہو۔ (سورہ بقرہ۔ 63) اس آیت سے واضح طور پر ہمیں یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ! احکاماتِ الٰہیہ کو یاد کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے سے تقوٰی کا حصول ممکن ہے۔ اسی طرح سے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے۔ کہ! **یا یھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون** ۔ (ترجمہ) اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جیسے کہ تم سے پہلے والے لوگوں لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔ تاکہ تمھارے اندر تقوٰی پیدا ہو۔ (سورہ بقرہ۔ 183) اَب اس آیت میں مومنین کو اللہ تعالیٰ مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ کہ روزے رکھنے سے بھی تقوٰی کا حصول ممکن ہوسکتا ہے۔ مگر روزہ صرف پیٹ کو خالی رکھنے کا نام نہیں۔ بلکہ اپنے پیٹ، نفس، زبان اور کردار و عمل کو بھی روزہ رکھوانا ضروری ہے۔ تاکہ تقوٰی جیسی عظیم ترین نعمت حاصل ہو سکے۔ (انشاءاللہ تعالیٰ) اسی طرح سے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے۔ کہ! **البر من اتقی** ۔ (ترجمہ) نیکی یہ ہے۔ کہ! انسان تقوٰی اختیار کرے۔ (سورہ بقرہ۔ 189) اس آیت میں نیکی کو تقوٰی کے ساتھ مشروط ومربوط کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح سے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے۔ کہ! **اعدلوا. ھو اقرب للتقوٰی** ۔ عدل (انصاف) کیا کرو۔ جو پرہیزگاری کے قریب ہے۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر۔ 08) اسی طرح سے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے۔ کہ! **فان خیر الزاد التقوٰی. واتقون یا ولی الالباب** ۔ (ترجمہ) بے شک! بہترین زادِ راہ تقوٰی ہے۔ اور اے

عقل والو! میری نافرمانی سے ڈرتے رہو۔ (سورہ بقرہ۔ 197) اس آیت کا یہ مفہوم ہوسکتا ہے۔ کہ! انسان اس دنیا میں ایک نہایت ہی قلیل ومختصر وقت کے لئے لایا گیا ہے۔ چونکہ اس نے واپس لوٹنا ہے۔ لہذا اسے اپنے سفر کے لئے کچھ نہ کچھ زادِراہ بھی تو چاہیئے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ! بہترین زادِراہ تقوٰی ہے۔ اسی طرح سے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے۔ کہ! **من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملئکة والکتٰب والنبیین. واٰتی المال علٰی حبه ذوی القربٰی والیتٰمٰی والمسٰکین وابن السبیل. والسآئلین وفی الرقاب. واقام الصلٰوة واٰتی الزکٰوة. والموفون بعھدھم اذا عٰھدوا. والصّٰبرین فی البا سآء والضّرّاء وحین الباس. اولٰئک الذین صدقوا. واولٰئک ھم المتقون** ۔ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔ اور قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب پر، انبیائے کرامؑ پر ایمان رکھنے والا ہو۔ جو مال سے محبت رکھنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلین کو دے۔ غلاموں کو آزاد کرے۔ نماز (کو پابندی کے ساتھ) قائم کرے۔ زکات دے۔ جب وعدہ کرے۔ تو اسے پورا کرے۔ تنگ دستی اور دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر اختیار کرے۔ یہی سچے لوگ ہیں۔ اور یہی متقی (پرہیزگار اور اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ڈرنے والے) لوگ ہیں۔ (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر 177-176)

☆ ایک حدیث میں ہے۔ کہ! حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے۔ (کہ!) رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا۔ (کہ!) تم کو اپنی ذات سے نہ کسی گورے کے مقابلے میں بڑائی حاصل ہے۔ نہ کسی کالے کے مقابلہ میں۔ البتہ تقوٰی۔ (مسند احمد)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ (کہ!) اللہ تعالیٰ حیاء فرماتا ہے۔ کہ قیامت کے دن پرہیزگار لوگوں کا حساب لے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ (کہ!) اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو۔ اس سے پہلے کہ تمھارا محاسبہ کیا جائے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ (کہ!) غیر ضروری باتوں کو چھوڑ دینا انسان کے اسلام کی عمدہ خصلت ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوہریرہؓ سے فرمایا۔ (کہ!) پرہیزگار رہو جاؤ۔ سب سے زیادہ عبادت گزار ہو جاؤ گے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بے شک! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندے! جو کچھ مَیں نے تم پر فرض کیا ہے۔ اسے ادا کرو۔ میرے بہت زیادہ عبادت کرنے والے بندوں میں سے ہو جاؤ گے۔ میرے دیئے ہوئے رزق پر قناعت کرو۔ سب سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی۔ اور فرمایا۔ (کہ) لوگ مجھ سے پرہیزگاری کے ساتھ جس قدر قرب حاصل کرتے ہیں۔ اس قدر کسی دوسری بات کے ذریعے مقرب نہیں ہوتے۔

جیسا کہ! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کسی نے سوال کیا۔ کہ تقوٰی کیا ہے؟

تو آپؓ نے جواب دیا۔ کہ! تُو کبھی کسی خاردار وادی سے گزرا ہے؟ عرض کیا۔ جی ہاں! (تو) فرمایا۔ وہاں سے کس طرح گزرا۔ عرض کیا۔ اپنے دامن کو کانٹوں سے بچاتا ہوا گزرا تھا۔ فرمایا۔ **ذالک التقوٰی** ۔ (ترجمہ) بس یہی تقوٰی ہے۔

☆ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا۔ کہ! پرہیزگاری کا ایک ذرہ، ایک ہزار (مثقال) روزے اور نمازوں سے بہتر ہے۔

☆ حضرت حسن بصریؒ نے اولادِ حضرت علی المرتضیٰؓ میں سے کسی کو کعبۃ اللہ سے ٹیک لگائے لوگوں کو وعظ کرتے ہوئے دیکھا۔ تو کھڑے ہو گئے۔ اور پوچھا۔ دین کا ستون کیا ہے؟ اس بچے نے جواب دیا۔ ''پرہیزگاری''۔ پھر پوچھا دین کی مصیبت کیا ہے؟ جواب دیا۔ ''طمع'' اس پر (یعنی ان دونوں جوابات پر) حضرت حسن بصریؒ بہت مسرور ہوئے۔

☆ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں۔ کہ! ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔ اور اسلام کی حدود پرہیزگاری، تواضع، صبر اور شکر ہیں۔ پس پرہیزگاری تمام امور کا ستون ہے۔ صبر جہنم سے نجات (کا باعث وموجب) ہے۔ جبکہ شکر جنت میں جانے کا سبب (اور دخلہ ٹکٹ) ہے۔

☆ حضرت ابوسلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! پرہیزگاری، زُہد کی پہلی سیڑھی ہے۔ جس طرح صبر رضائے الٰہی کی انتہا ہے۔

☆ حضرت ابوعثمانؒ فرماتے ہیں۔ کہ! پرہیزگاری کا ثواب، حساب کے آسان ہونے کی صورت میں (ظاہر ہوا کرتا) ہے۔

☆ حضرت یحیٰی بن معاذ رازیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! پرہیزگاری کا مطلب کسی تاویل کے بغیر علم کی حد پر ٹھہر جانا ہے۔

☆ حضرت ابن جلاءؒ فرماتے ہیں۔ کہ! جو شخص فقر کی حالت میں پرہیزگاری اختیار نہیں کرتا۔ وہ واضح طور پر حرام کھاتا ہے۔

☆ حضرت یونس بن عبید ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! پرہیزگاری ہر شبے والی چیز سے نکلنے اور ہر لحظہ نفس کا محاسبہ کرنے کا نام ہے۔

☆ حضرت سفیان ثوری ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اس سے زیادہ آسان پرہیزگاری مَیں نے نہیں دیکھی۔ کہ! جب کوئی چیز تیرے دل میں کھٹکے۔ تو تُو اسے ناپسند کرے۔

الحاصل الکلام! تقویٰ سے مراد بندہ کو ہر وقت یہ احساسِ ڈر ہو۔ کہ! اللہ تعالیٰ میرے ہر قول و فعل کی جزاء وسزا کا تنہا مالک ہے۔

اسی ضمن میں سید سرفراز احمد شاہ صاحب لاہوری فرماتے ہیں۔ کہ! کوئی شخص (اُس وقت تک) تقویٰ اختیار نہیں کرسکتا۔ جب تک کہ وہ اس راہ کی پانچ گھاٹیاں پار نہ کرلے۔ وہ پانچ گھاٹیاں یہ ہیں۔

☆ نفس کی خواہشات کے خلاف چلنا۔ ☆ انسان کو گزر بسر کرنے کے لائق رزق حاصل ہو جائے۔ تو اس سے زیادہ کی تگ ودو میں نہ پڑے۔ ☆ انسان ذلت کو عزت پر ترجیح دے۔ ☆ انسان خلقِ خدا کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرے۔ (کیونکہ!) جونہی انسان غیر اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے منہ موڑ لیتا ہے۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے۔ فقیر کو دستِ سوال دراز کرنے کی سختی سے ممانعت ہے۔ وہ خود اپنی ذاتی ضروریات کے لئے لوگوں کے سامنے سوال نہیں کرسکتا۔ ☆ جو کچھ عطا ہو جائے۔ اُس کو کافی جانے۔

اربابِ طریقت کے نزدیک تقویٰ کی اقسام :

عُلمائے متصوفین یعنی اہلِ طریقت نے تقویٰ کی چار قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

عوام کا تقویٰ.　خواص کا تقویٰ.　اولیاء کا تقویٰ.　انبیاءؑ کا تقویٰ۔

☆ **عوام کا تقویٰ** : عوام کا تقویٰ یہ ہے۔ کہ! وہ شرک سے اجتناب کریں۔

☆ **خواص کا تقویٰ** : خواص کا تقویٰ یہ ہے۔ کہ! وہ حق تعالیٰ کی نافرمانی سے احتراز کریں۔

☆ **اولیاء کا تقویٰ** : اولیاء کا تقویٰ یہ ہے۔ کہ! وہ اپنے افعال کو وسیلہ بنانے سے پرہیز کریں۔

☆ **انبیاءؑ کا تقویٰ** : انبیاء کا تقویٰ یہ ہے۔ کہ! وہ افعال کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے۔ اس لئے کہ! ان کا تقویٰ حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور وہ ہر چیز سے دامن بچا کر حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

تقویٰ کے متعلق کچھ ایمان افروز واقعات:

عُلمائے متصوفین میں یہ واقعات بہت مشہور ومعروف ہیں۔ ان واقعات کو صاحب ’’غنیۃ الطالبین‘‘ نے بھی بیان کیا ہے۔

☆ **حکایت 1** : حضرت **کہمش** ؒ سے منقول ہے۔ کہ! مجھ سے ایک (معمولی سا) گناہ سرزد ہوا۔ اور (جس کی وجہ سے) میں چالیس برس سے رو رہا ہوں۔ اور وہ (گناہ والا واقعہ) یہ ہے۔ کہ! میرا ایک بھائی مجھ سے ملنے آیا۔ میں نے چھ درہم میں ایک بھونی ہوئی مچھلی خریدی۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوا۔ تو میں نے اپنے پڑوسی کی دیوار سے (اُس پڑوسی کی اجازت کے بغیر) مٹی کا ایک ڈھیلا لیا۔ تاکہ وہ (یعنی میرا بھائی) اس کے ساتھ اپنے ہاتھ صاف کرے۔ حالانکہ! میں نے اس (ڈھیلے کی) اجازت نہیں لی تھی۔

شاید انہی بزرگ کے بارے میں ہی ہے۔ کہ! سردیوں کے موسم میں بھی ان سے پسینہ جاری ہو جایا کرتا تھا۔ جب (باوجود اتنی سردی کے) اس پسینہ کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ! اس مکان میں مجھ سے اپنے ربِّ کریم کی نافرمانی ہوئی ہے۔ پوچھا گیا وہ کیا (نافرمانی تھی) ؟ تو فرمایا۔ کہ! مَیں نے اس دیوار سے ایک ڈھیلا اُکھاڑا۔ تاکہ میرا مہمان اپنے ہاتھ صاف کرے۔ اور مَیں نے صاحبِ مکان سے اجازت نہیں لی تھی۔

☆ **حکایت 2** : حضرت **امام احمد بن حنبل** ؒ نے مکہ مکرمہ میں ایک سبزی فروش کے پاس اپنا تھال بطورِ رہن رکھوایا۔ جب اپنا تھال واپس لینا چاہا۔ تو سبزی فروش نے دو تھال پیش کئے۔ اور کہا۔ کہ! جو تھال آپ ؒ چاہیں لے لیں۔ تو امام صاحب ؒ نے فرمایا۔ کہ! میرے لئے اپنے تھال کی پہچان مشکل ہے۔ لہٰذا اَب وہ تمھارے لئے ہے۔ اور درہم بھی تمھارے ہیں۔ تو سبزی فروش نے کہا۔ مَیں نے محض آپ ؒ کی **آزمائش کرنے کے لئے ایسا کیا تھا۔ آپ ؒ نے فرمایا۔ اَب میں نہیں لیتا۔ چنانچہ آپ ؒ اسے چھوڑ کر چلے گئے۔**

☆ **حکایت 3** : حضرت **رابعہ عدویہ** ؒ کا واقعہ ہے۔ کہ! آپ ؒ نے اپنی پھٹی ہوئی قمیص کی ایک سرکاری مشعل کی روشنی میں سلائی کی۔ تو ایک عرصہ تک اپنے قلب کو گم پایا۔ یہاں تک کہ! اسے وہ واقعہ یاد آہی گیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی قمیص کو پھاڑ دیا۔ تو دوبارہ دل کو پالیا۔

☆**حکایت 4**: حضرت **ابراھیم بن ادھم**ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! مَیں ایک رات بیت المقدس کے پتھر کے نیچے سوگیا۔ جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا۔ تو دو فرشتے اُترے۔ ان میں سے ایک فرشتے نے دوسرے سے پوچھا۔ یہاں پر کون ہے؟ تو دوسرے نے جواب دیا۔ یہ ابراہیم بن ادھمؒ ہیں۔ اُس نے کہا۔ یہی ہے وہ شخص۔ کہ جس کے اللہ تعالیٰ نے درجات میں سے ایک درجہ کم کر دیا ہے۔ دوسرے نے پوچھا۔ کیوں ؟ اس نے جواب دیا۔ اس لئے کہ اس نے بصرہ میں کھجوریں خریدیں۔ تو پھل فروش کی ایک کھجوروں میں سے ایک کھجور (غلطی سے) اِن کی کھجوروں میں گر گئی۔ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ فرماتے ہیں۔ (کہ میں یہ سن کر) بصرہ کی طرف چل پڑا۔ اور اسی کھجور فروش سے دوبارہ کھجوریں خریدیں۔ اور اپنی خریدی ہوئی کھجوروں میں سے ایک کھجور اس کھجور فروش کی کھجوروں میں (چھپ کر) ڈال دی۔ پھر بیت المقدس کی طرف لوٹ پڑا۔ اور بیت المقدس آ کر پتھر کے نیچے سوگیا۔ جب رات کا کچھ حصہ گزرا۔ تو آسمان سے دو فرشتے اُترے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا۔ یہاں کون ہے ؟ دوسرے نے کہا۔ یہ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ ہیں۔ اس نے کہا۔ یہ وہی ہیں۔ جنہوں نے ایک چیز کو اُس کے اصل مقام کی طرف لوٹا دیا۔ اور ان کا درجہ بلند ہوگیا۔

☆ **معامله**۔ تقوٰی کے میدان سے نکل کر سترہواں میدان ''معاملہ'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! واتمروا بینکم بمعروف۔ (ترجمہ) اور پسندیدہ طریق سے موافقت رکھو۔ (القرآن۔ 06:65) معاملہ تین باتوں سے عبارت ہے۔ (یعنی) اپنی ذات سے مخالفت کے ساتھ۔ خلقِ خدا سے انصاف کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ سیا عتراف کے ساتھ زندگی گزارنا۔

حُسنِ معاملہ کے تین ارکان ہیں۔ عدل کے ساتھ داد رسی کرنا۔ فضل کے ساتھ مال خرچ کرنا۔ مہربانی کے ساتھ ایثار و قربانی کرنا۔

عدل (انصاف) کرنا تین افعال کے ساتھ ممکن ہے۔ اپنی ذات سے ننگ و عار محسوس کرنا۔ فیصلہ کی جزا سے ڈرنا۔ مقدور بھر کوشش کرنا۔

انفاقِ مال (یعنی فضل کے ساتھ مال خرچ کرنا) تین افعال کے ساتھ مربوط ہے۔ کمینہ پن سے گریز کرنا۔ سخاوت کی عزت کو ملحوظ رکھنا۔ اہلِ حاجت کی آرزو کر پہچاننا۔

ایثار تین افعال کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ حدودِ الٰہی کو مخلوق کے تنازعات پر ہمیشہ ترجیح دینا۔ دائمی مسرت کو عارضی خوشی پر ترجیح دینا۔ ہمیشہ کے شرف کو اس کائنات کے شغل پر ترجیح دینا۔

☆ **مبالات**۔ معاملہ کے میدان سے نکل کر اٹھارہواں میدان ''مبالات'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! ویحذرکم اللہ نفسہ۔ (ترجمہ) اور تمھیں اپنے (غصہ و غضب) سے ڈراتا ہے۔ (القرآن۔ 30:13) مبالات کا مفہوم حزم و احتیاط کے ہیں۔ (یاد رہے۔ کہ!) حزم و احتیاط تین باتوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کسی سے ڈر کی وجہ سے۔ کسی سے شرم کے باعث اور کسی سے محبت کے باعث۔

ڈر (خوف) کا مفہوم یہ ہے۔ کہ! سالک اس بات سے ڈرتا رہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر برابر (مسلسل) احسان کرتا رہتا ہے۔ اور مَیں پے دَر پے سرکشی اختیار کرتا رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سالک کے شرف میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔ جبکہ وہ اس کی حد سے تجاوز کرتا رہتا ہے۔ انسان جتنے چاہے گناہ کرتا چلا جائے۔ مگر وہ برابر سرفراز کرتا رہتا ہے۔

شرم سے مراد یہ ہے۔ کہ! سالک اپنے رزاقِ حقیقی کی نعمتوں کو حقیر نہ سمجھے۔ اور اپنے گناہوں کو معمولی خیال نہ کرے۔ اور مکر و ریاء کے ساتھ خودستائی (اپنے ہی منہ سے اپنی تعریف) نہ کرے۔

محبت سے مراد یہ ہے۔ کہ! سالک اس بات سے ہر وقت ڈرتا رہے۔ کہ! رب متعال میری طرف التفات کئے ہوئے ہو۔ اور مَیں غافل رہوں۔ یا اس سے بہشت کے ساتھ راضی ہو جائے۔ یا اس کی ذات کے سوا کسی چیز کی آرزو نہ کرے۔

☆ **یقین**۔ مبالات کے میدان سے نکل کر انیسواں میدان ''یقین'' کا نکلتا ہے۔ یقین ہر قسم کے گمان کے بغیر حاصل ہوتا ہے۔ یقین کے تین ابواب (اقسام) ہیں۔ علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین۔

علم الیقین سے مراد ایسا علم جو کہ دلیل سے حاصل ہوتا ہو۔ علمِ یقین مطالعہ ہے۔ یہ شنید سے حاصل کیا جاتا ہے۔ علمِ یقین کسی چیز کی شناخت کا سبب ہے۔

عین الیقین سے مراد ایسا علم کہ جو تجربہ سے حاصل کیا جاتا ہو۔ عین یقین مکاشفہ ہے۔ یہ الہام سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اور عین یقین سبب سے نجات پانے کا نام ہے۔

حق الیقین سے مراد ایسا علم کہ جو واقعتاً حقیقت پر مبنی ہو۔ حق یقین مشاہدہ ہے۔ یہ دیکھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور حق ہر قسم کے انتظار و امتیاز سے آزاد ہوتا ہے۔

اقسام یقین :

علماء کے نزدیک بھی یقین کی تین اقسام ہیں۔ یعنی کہ تین درجات ہیں۔ ☆ **علم الیقین** ☆ **عین الیقین** ☆ **حق الیقین**

یقین کی اقسام کو سمجھنے کے لئے ہم یہاں نار (آگ) کی مثال لیتے ہیں۔ جیسے کہ!

☆ کسی نے بتایا کہ نار گرم ہوتی ہے۔ یہ ہے علم الیقین۔ ☆ نار کی لال اور سُلگتی ہوئی رنگت کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ گرم ہو گی۔ یہ ہے عین الیقین۔ ☆ نار کے قریب ہاتھ لے جا کر احساس ہوتا ہے۔ کہ واقعتاً نار گرم اور جلانے والی ہے۔

☆ **یقین :** یقین خاتم الاحوال ہے۔ اس کے لغوی معنی تو یہ ہیں۔ کہ! وہ علم یا معلومات کہ جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ مگر اصطلاحِ تصوف میں یقین کا مفہوم یہ ہے۔ کہ! کسی پوشیدہ چیز کو قوتِ ایمانی سے بعینہٖ درست طور پر ملاحظہ کر لینا۔ اور اس کے لئے کسی دلیل و حجت کی ضرورت کو محسوس نہ کرنا۔ یعنی کہ! **رویتِ عیاں بقوتِ ایمان نہ بحجت و برہان۔**

قرآنِ حکیم نے یقین کے تین درجات بیان کئے ہیں۔ علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین۔

صاحبِ کشف المحجوب جناب حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش ؒ نے یقین کی انہی تینوں اقسام کو اس طرح سے بیان فرمایا ہے۔ کہ! **علم الیقین** کا مطلب دنیاوی معاملات کو ان کے احکامات کے ساتھ جاننا۔ اور **عین الیقین** کا مطلب حالتِ نزع اور وقتِ رحلت کا علم ہے۔ جبکہ **حق الیقین** سے مراد جنت میں اللہ تعالیٰ کے ظاہر ہونے اور اس کے احوال اور کیفیات کو ملاحظہ کرنا ہے۔

لہذا علم الیقین علماء کا درجہ ہے۔ کیونکہ! وہ احکاماتِ شریعہ کے معاملتو امورات پر ثابت قدم ہوتے ہیں۔ اور عین الیقین عارفین کا درجہ ہے۔ کیونکہ وہ لوگ حالتِ نزع اور وقتِ رحلت کے منتظر رہتے ہیں۔ تا کہ اُن کا وصالِ حقیقی نصیب ہو جائے۔ جبکہ حق الیقین درحقیقت محبانِ حق کی فنا کا درجہ ہے۔ کہ وہ اس لحاظ سے کل موجوداتِ دنیا سے قطع نظر کئے ہوئے ہیں۔ (لہذا یاد رہے۔ کہ!) علم الیقین مجاہدے سے حاصل ہوتا ہے۔ عین الیقین محبتِ الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ حق الیقین مشاہدہ حق سے حاصل ہوتا ہے۔ (انتہی کلام الامام علی ہجویری ؒ)

☆ **بصیرت**۔ یقین کے میدان سے نکل کر بیسواں میدان ''بصیرت'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **تذکروا فاذا ھم مبصرون**۔ (ترجمہ) چنانچہ اچانک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ (القرآن۔) بصیرت کا مفہوم دیدہ وری ہے۔

بصیرت تین باتوں کے ساتھ ہے۔ بصیرتِ قبول۔ بصیرتِ اتباع۔ بصیرتِ حقیقت۔

بصیرتِ قبول محبت کے حصول تک رسائی کا نام ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوا ہے۔ کہ! **قد جآء کم بصآئر من ربکم**۔ (ترجمہ) تمھارے پاس تمھارے پروردگار کی طرف سے روشن دلیلیں پہنچ چکی ہیں۔ (القرآن۔ 105:06) یاد رہے۔ کہ! بصیرتِ قبول تجربات، نشانات اور دلائل کے مشاہدہ میں ہے۔

بصیرتِ اتباع آنحضرت نبی مکرم ﷺ کی سنت پر سختی سے کاربند ہونے کا نام ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے۔ کہ! **علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی**۔ (ترجمہ) مَیں اور میری پیروی کرنے والے بصیرت پر ہیں۔ (القرآن۔ 108:12) یاد رہے۔ کہ! بصیرتِ اتباع کتاب و سنت اور اسلاف (صحابہ کرام، تابعین اور چاروں فقہاء) کے آثار میں ہے۔

بصیرتِ حقیقت یعنی اپنے مالکِ حقیقی کو دل کی نگاہوں سے دیکھنا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **تبصرۃ و ذکریٰ لکل عبد منیب**۔ (ترجمہ) ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے اس میں ہدایت و نصیحت ہے۔ (القرآن۔ 08:50) یاد رہے۔ کہ! بصیرتِ حقیقت دراصل دل کے اندر ایک روشن نور ہے۔ کہ! یہ مَیں ہوں۔ اور کان میں ایک ندا ہے۔ کہ میں یہاں ہوں۔ اور ایک روشن نشان کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔

☆ **توکل**۔ بصیرت کے میدان سے نکل کر اکیسواں میدان ''توکل'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **و علی اللہ فتوکلوا ان کنتم مؤمنین**۔ (ترجمہ) تم اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھو۔ اگر تم اہلِ ایمان ہو۔ (القرآن۔ 23:15) ایک اور جگہ ارشادِ ربانی ہے۔ کہ! **فعلیہ فتوکلوا ان کنتم مسلمین**۔ (ترجمہ) پس تم اسی پر توکل کرو۔ اگر تم مسلمان ہو۔ (القرآن۔ 84:10)

توکل یقین کا پُل، ایمان کا ستون اور اخلاص کی منزل ہے۔ یاد رہے۔ کہ!

توکل تین مقامات میں پایا جاتا ہے۔ بوقتِ تجربہ۔ اضطراری حالت میں۔ حقیقی صورت میں۔

تجربے کے تحت توکل یہ ہے۔ کہ! لوگ کوششیں تو کرتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنی کارسازی کرتا ہے۔ اور یہ کام کرنے والوں کا حال ہے۔

اضطراری حالت میں یا جبر کے تحت توکل یہ ہے۔ کہ! انسان صحیح طور پر جان لے۔ کہ کسی کے اختیار میں کچھ نہیں۔ حیلہ سازی بیکارِ محض ہے۔ اسباب بے فائدہ ہیں۔ اور یہ سب جاننے اور سمجھنے کے بعد وہ بالکل مطمئن ہو جائے۔ کیونکہ! یہ تو اللہ تعالیٰ کی عنایت وعطا کے منتظر لوگوں کا حال ہے۔

حقیقی صورت میں توکل یہ ہے۔ کہ! انسان یہ جان لے کہ! رزق کی کشائش اور تنگی حکمتِ الٰہی کے تحت ہے۔ رزق کا تقسیم کرنے والا مہربان ہے۔ غافل نہیں۔ بندہ ء عاجز کے لئے ہمہ وقت حیرت ہی حیرت ہے۔ یہ سب جاننے اور سمجھنے کے بعد وہ آسودہ ء خاطر ہو جائے۔ کیونکہ! یہ اہلِ رضا کا حال ہے۔ (توکل کے ضمن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ!)

☆ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ کہ! ''**فاذا عزمت فتوکل علی اللہ . ان اللہ یحب المتوکلین** '' (ترجمہ) پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں۔ تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا کریں۔ بے شک! اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 159) ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! ''**وتوکل علی اللہ. اکفٰی باللہ وکیلا** '' (ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیے۔ اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہے۔ (سورہ نساء۔ آیت نمبر 81) اور اسی طرح ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! ''**وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مؤمنین** '' (ترجمہ) اور اپنا بھروسہ صِرف اللہ تعالیٰ ہی پر رکھو۔ اگر تم ایمان والے ہو۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر 23) اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ کہ! ''**واتقوا اللہ. و علی اللہ فلیتوکل المؤمنون** '' (ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور مومنوں کو (توصرف) اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر 11) اِن دونوں آیات میں توکل کو ایمان کے ساتھ مربوط و مشروط کیا گیا ہے۔ توکل کی اصل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔ **ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ** ۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو وہ اُسے کافی ہے۔ توکل کے متعلق متفقہ علیہ کی ایک حدیث ہے۔ کہ! حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! میری اُمت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے۔ جو نہ غیر شرعی جھاڑ پھونک کرتے ہیں۔ نہ بدشگونی لیتے ہیں۔ اور اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔

کہیں عشق سجدے میں گر گیا کہیں عشق سجدے سے پھر گیا

اسی طرح سے توکل کے حقیقی مفہوم کو حدیث میں اس طرح سے بیان کیا گیا ہے۔ کہ! حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ کہ! ایک شخص نے (بارگاہ نبوی ﷺ میں) عرض کیا۔ کہ! یارسول اللہ ﷺ! کیا میں اونٹ باندھوں اور توکل کروں۔ یا کھول کر توکل کروں۔ (تو) آپ ﷺ نے فرمایا۔ باندھ کر توکل کرو۔ (جامع ترمذی۔ مستدرک حاکم۔ صحیح ابن حبان)

اسی طرح سے ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ کہ! حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے۔ کہ! حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح بھروسہ کرتے۔ جیسا (کہ) بھروسہ کرنے کا حق ہے۔ تو تمھیں اس طرح رزق دیا جاتا۔ جس طرح پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ (جیسا کہ) وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں۔ اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔ (جامع ترمذی۔ مستدرک حاکم)

اسی طرح سے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں۔ کہ! جس شخص نے ایک بھی پیسہ حرام کا لیا۔ وہ متوکل نہیں ہے۔

کافر کی یہ پہچان، کہ آفاق میں ہے گم
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

توکل کی حقیقت :

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادیؒ اپنی کتاب **غنیۃ الطالبین** میں توکل کے ضمن میں رقم طراز ہیں۔ کہ!

توکل کی حقیقت یہ ہے۔ کہ انسان اپنے تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے سُپرد کر دے۔ اختیار و تدبیر کی اندھیریوں سے پاک ہو۔ اور تقدیرِ اِلٰہی کی طرف قدم بڑھائے۔ اس وقت بندے کو یقین ہو جاتا ہے۔ کہ مُقدر میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اور جو کچھ اس کی قسمت میں ہے۔ اس سے ضائع نہیں ہوگا۔ اور جو کچھ اس کے مقدر میں نہیں۔ وہ اس کو مِلے گا نہیں۔ اس بات سے اس پر اس کا دل سکون اختیار کر لیتا ہے۔ اور اپنے

مالک کے وعدے پر مطمئن ہو جاتا ہے۔ اور اپنے رب ہی سے سب کچھ حاصل کرتا ہے۔ (بقولِ شاعر)

تیری کریمی کے آسرے پر ، ہم فقیروں کی زندگی ہے
جسے تو عروج بخشے ، اسے خیالِ زوال کیسا

توکل کے درجات :

توکل کے تین درجات ہ ☆ پہلا درجہ توکل ہے۔ ☆ دوسرا درجہ تسلیم ہے۔ ☆ تیسرا درجہ تفویض ہے۔

متوکل اپنے رب کے وعدے پر مطمئن ہوتا ہے۔ تسلیم والا اللہ تعالیٰ کے علم پر اِکتفا کرتا ہے۔ اور صاحب تفویض اللہ تعالیٰ کے حُکم پر راضی ہوتا ہے۔ اسی لئے تو کہا گیا۔ کہ توکل ابتدا ہے، تسلیم متوسط درجہ اور تفویض انتہا ہے۔

اسی ضمن میں حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! عارفوں کے نزدیک توکل کے **487** درجات ہیں۔ جبکہ ملامتیہ فرقے کے ہاں **456** درجات ہیں۔ توکل کے پہلے ہی درجے میں ایک مسمان کے اندر چار کرامتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ طی الارض (زمین کو چشم زدن میں طے کرنا)، مشی علی الماء (پانی پر چلنا)، طیران فی الھوا (ہوا میں اُڑنا) اور خوراک ازغیب (کھانے پینے کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے بغیر کسی مشقت کے حاصل ہو جانا)

ایک بزرگ نے کسی مرحوم ضعیف العمر ولی نے بحالتِ رویاء دریافت فرمایا۔ کہ! اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والی کیا چیز ہے (یعنی قربِ الٰہی کیسے حاصل کیا جائے) تو اُس بزرگ نے فرمایا۔ کہ! (قرب الی اللہ کے لئے) ایک ابتداء اور تین انتہا ہیں۔ (کہ جس سے قربِ الٰہی حاصل کرنا ممکن ہے) ابتداء میں پرہیزگاری اختیار کرنا۔ اور انتہا کی تین چیزیں رضا، تسلیم اور توکل ہیں۔

☆ **لجا**۔ توکل کے میدان سے نکل کر بائیسواں میدان ''لجا'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **وظنوا ان لا ملجا من اللہ الا الیہ** ۔ (ترجمہ) اور انہوں نے جان لیا۔ کہ! اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پناہ نہیں ہے۔ (القرآن۔ **118:09**) لجا کا مفہوم ہے۔ کہ! کسی مقام پر پناہ حاصل کرنا۔ اس کے تین رکن ہیں۔ پناہِ زبان۔ پناہِ دل۔ پناہِ جان۔

زبان کی پناہ معذرت خواہی ہے۔ دل کی پناہ انکساری ہے۔ جان کی پناہ اضطرار ہے۔ اور اضطرار کا مفہوم اشتیاق ہے۔

(یاد رہے۔ کہ!) توکل کام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ہے۔ جبکہ لجا خود کو ذاتِ باری تعالیٰ کے عین سپرد کرنا ہے۔

متوکل تو اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہے۔ جبکہ صاحب لجا کی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے قطعاً کوئی امید ہو ہی نہیں سکتی۔

متوکل عطا کے ساتھ آرام پاتا ہے۔ اور صاحبِ لجا صرف ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ آرام پاتا ہے۔

صاحبِ لجا کی راہ میں کوئی حجاب حائل و رکاوٹ نہیں۔ اور لجا کے فیوض و برکات کا کوئی حساب و حد نہیں۔ کیونکہ! جہاں لجا نہیں۔ اس کی اصل بے مایہ ہے۔ لجا پاک بازوں کے لئے زیب و زینت ہے۔ اور متلاشیانِ حق کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ کے باب (دروازوں) کا حلقہ ہے۔

☆ **رضا**۔ لجا کے میدان سے نکل کر تیسواں میدان ''رضا'' کا نکلتا ہے۔ رضا کے ضمن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ** ۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ (القرآن) رضا در حقیقت اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا نام ہے۔

ا۔ اللہ تعالیٰ کا دین جس طرح سے اس نے اُتارا ہے۔ تو اس کے ساتھ راضی ہو جائے۔ اس کے (اللہ تعالیٰ کے) دین کو جس طرح سے اس نے اتارا، پسند کرنے میں ہر قسم کے تکلف، بدعت اور وساوس سے آزادی نصیب ہوتی ہے۔

ب۔ تقدیر اور روزی جس طرح اس نے تیرے اور دوسروں کے لئے مقرر فرمائی ہے۔ اس کے ساتھ راضی ہو جائے۔ اس کی تقدیر کو پسند کرنے میں ہر قسم کی حیلہ بازی، حسد اور پریشانی سے نجات مل جاتی ہے۔

ج۔ ماسوا اللہ کے بجائے اپنے مولا کے ساتھ راضی ہو جائے۔ ماسوا اللہ کے بجائے اپنے مالکِ حقیقی (رب متعال) کے ساتھ راضی ہونے میں ہر قسم کے خطرات، دنیوی علائق اور دونوں جہانوں سے آزادی ہے۔

بہر حال! الحاصل کلام! جس شخص نے حکمِ الٰہی میں صرف ذاتِ الٰہی پر تکیہ کیا۔ وہ راضی ہے۔ رضا کی اصل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ عالیشان ہے۔ کہ! **رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ۔ ذالک الفوز العظیم** ۔ (**ترجمہ**) اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہی بی زبردست کامیابی ہے۔ (سورہ مائدہ۔ 119)

یادرہے۔ کہ! اس آیت میں رضائے الٰہی کو متبادل قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ حقیقی رضا کا مقام تو درحقیقت یہ ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ بندے سے راضی ہو جائے۔ اور بندہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوجائے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اور بندہ (دونوں) کی رضائیں متلازم اور مترابط ہوجائیں۔ بندے کا دل ہمیشہ شک و شبہ میں مبتلا رہتا ہے۔ اسی لئے بندہ اللہ تعالیٰ سے اُس وقت تک راضی نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ خود بندے سے راضی نہ ہوجائے۔ نیز ارشادِ خداوندی ہے۔ کہ! **یبشرھم ربھم برحمة منه۔** (**ترجمه**) ان کا رب ان کو اپنی رحمت اور رضا کی خوشخبری دیتا ہے۔ (سورہ توبہ۔ 21) اسی طرح اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ پر فرماتا ہے۔ کہ! **ورضوان من الله اکبر۔** (**ترجمه**) اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رضا تو سب سے بڑی چیز ہے۔ (سورہ توبہ۔ 72) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کو تمام نعمتوں سے بڑی اور عظیم نعمت قرار دیا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ پر فرماتا ہے۔ کہ! **افمن اسس بنیانه علیٰ تقویٰ من الله و رضوان خیر۔** (**ترجمه**) بھلا کیا وہ شخص بہتر ہے۔ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی رضا پر اُٹھائی ہو۔ (سورہ توبہ۔ 109) اسی طرح اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ پر فرماتا ہے۔ کہ!

محمد رسول الله. والذین معهٗ اشدآء علی الکفار رحمآء بینهم ترٰهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من الله و رضوانا۔ (**ترجمه**) (نبی آخرالزمان جناب حضرت) محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔ اور جو لوگ اِن کے ساتھ ہیں۔ وہ کفار کے مقابلے میں سخت ہیں۔ (مگر) آپس میں ایک دوسرے کے لئے رحم دل ہیں۔ تم انہیں دیکھو گے۔ کہ کبھی رکوع میں ہیں۔ کبھی سجدے میں۔ (غرضیکہ) اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ (سورہ فتح۔ 129) رضا کے ضمن میں چند احادیثِ نبویہ ﷺ پیش خدمت ہیں۔ جیسے کہ!

☆ آنحضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! تین خصلتیں ایسی ہیں۔ کہ جس میں یہ پیدا ہوجائیں۔ (تو گویا) اُس نے ایمان کی مٹھاس کو پالیا۔ اول یہ کہ! اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بن جائیں۔ دوئم یہ کہ! وہ کسی انسان سے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے محبت رکھے۔ سوئم یہ کہ! وہ کفر میں واپس لوٹنے کو ایسا بُرا جانے۔ جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو بُرا جانتا ہے۔ (صحیح بخاری شریف) اس حدیث میں اہلِ رضا کے لئے ایمان کی حلاوت (یعنی مٹھاس) ثابت کی گئی ہے۔ کیونکہ! جو شخص لذتِ ایمان سے محروم رہ جاتا ہے۔ اس کے لئے دنیا و آخرت میں قلق و اضطراب، پشیمانی و پچھتاوے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اسی لئے آنحضور سرورِ کائنات ﷺ صحابہ کرام ؓ کو مرتبہ رضا کے حصول کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

رضائے الٰہی کے سلسلے میں ایک بہت ہی مشہور و معروف حدیث قدسی مفہوم ہے۔ کہ آنحضور نبی مکرم ﷺ اللہ تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں۔ کہ! (یہاں پر اللہ تعالیٰ حضرت انسان سے مخاطب ہیں)

اے ابنِ آدم! ایک ہے میری چاہت۔۔۔ اور ایک ہے تیری چاہت۔۔۔ ہوگا تو وہی۔ جو ہے میری چاہت۔۔۔ پس اگر تُو نے سُپرد کردیا اپنے کو اِس کے۔ جو ہے میری چاہت۔۔۔ تو وہ بھی میں تُجھے دوں گا۔ جو ہے تیری چاہت۔۔۔ اگر تُو نے مُخالفت کی اُس کی۔ جو ہے میری چاہت۔۔۔ تو میں تھکا دوں گا تجھ کو اس میں۔ جو ہے تیری چاہت۔۔۔ پھر (بھی) ہوگا (تو) وہی۔۔۔ جو ہے میری چاہت۔۔۔

☆ ارشادِ نبوی ﷺ! بے شک تو جو کچھ خرچ کرے۔ اور اس سے تیری نیت اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہو۔ تو تجھ کو اس کا ثواب ملے گا۔ یہاں تک کہ اس پر بھی جو تُو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے۔ (ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ! حتیٰ کہ اس لقمہ پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو)

☆ آنحضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جہاد دو طرح کے ہیں۔ رہا وہ شخص جس نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہی۔ امام کی اطاعت کی۔ اچھے سے اچھا مال خرچ کیا۔ ساتھی کے ساتھ نرمی اور محبت کی۔ اور جھگڑے فساد سے دور رہا۔ تو اس کا سونا اور اس کا جاگنا سب باعثِ اَجر ہے۔ اور جس نے اپنی بڑائی کے اظہار، دکھاوے اور شہرت طلبی کے لئے جہاد کیا۔ امام کی نافرمانی کی۔ اور زمین میں فساد مچایا۔ تو (اسے ثواب ملنا تو درکنار۔ وہ تو) برابر برابر بھی نہیں لوٹا۔ (سنن ابی داؤد شریف)

☆ آنحضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے چالیس 40 دنوں تک تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ باجماعت نماز پڑھی۔ تو اس کے لئے دو قسم کی برائت (چھوٹ و استثنیٰ) لکھی جائیں گی۔ ایک آگ سے برائت، دوسری نفاق سے برائت۔ (جامع ترمذی شریف)

☆ حضرت عثمان بن عفان ؓ کہتے ہیں۔ کہ! میں نے آنحضور نبی مکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ! جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مسجد بنائی۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی جیسا گھر بنائے گا۔ (جامع ترمذی شریف)

☆ آنحضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جنت میں ایسے بالا خانہ ہیں۔ جن کا بیرونی حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے نظر آئے گا۔ (یہ سن کر) ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ! (یہ بالا خانے) کس کے لئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جو اچھی طرح بات کرے۔ کھانا کھلائے۔ خوب روزہ رکھے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نماز پڑھے۔ جب کہ لوگ سوئے ہوں۔ (جامع ترمذی شریف)

☆ آنحضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! سات قسم کے لوگ ایسے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن کہ جب اس کے (عرش کے) سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا۔

1 اِن میں سے ایک انصاف کرنے والا حکمران ہے۔ 2 دوسرا وہ نوجوان ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پلا بڑھا۔
3 تیسرا وہ شخص ہے۔ جس کا دل مسجد میں لگا ہوا ہے۔ 4 چوتھے وہ دو آدمی، جنہوں نے صِرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ محبت کی۔ اسی کے واسطے جمع ہوتے ہیں۔ اور اسی کے واسطے الگ ہوتے ہیں۔
5 پانچواں وہ آدمی، جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔ اور عذابِ الٰہی کے خوف میں آنسو بہائے۔
6 چھٹا وہ آدمی جسے (کوئی) خوبصورت عورت گناہ کی دعوت دے۔ لیکن وہ کہے۔ (کہ) مجھے اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔
7 ساتواں وہ آدمی، جس نے کوئی صدقہ کیا۔ تو اسے چھپایا۔ یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ چلے۔ کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (جامع ترمذی۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! یہ حدیث حسن صحیح ہے)

☆ آنحضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جو شخص زینت کا لباس خالص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور اس کی تواضع کی خاطر چھوڑ دے۔۔ باوجود یہ کہ! وہ اسے میسر ہو۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو قیامت کے دن تمام خلائق کے سامنے بلائے گا۔ تاکہ وہ اہلِ ایمان کے لباس میں سے جسے چاہے پسند کرے۔ اور پہنے۔ (جامع ترمذی شریف)

☆ ارشادِ نبوی ﷺ ! جس نے اللہ تعالیٰ ک رضا کے لئے دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے روکا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے محبت کی۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے عداوت و دشمنی کی۔ اور اللہ تعالیٰ کی رجا کے لئے نکاح کیا۔ تو یقیناً اس کا ایمان مکمل ہو گیا۔ (جامع ترمذی شریف)

☆ آنحضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جو شخص صبح و شام مذکورہ کلمات تین مرتبہ پڑھا کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ کرم پر لے لیتا ہے۔ (کان حقا علی اللہ) کہ بروزِ قیامت اس کو ضرور راضی فرمائے گا۔ (وہ کلمات یہ ہیں)

رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بسیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا و رسولا۔ (ترجمہ) مَیں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور حضرت محمد ﷺ کے نبی و رسول ﷺ ہونے پر راضی ہوں۔ (سنن ابو داؤد) یہ دعا پڑھنے والا شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کا حقدار قرار دیا گیا ہے۔

حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو ایک مکتوب میں تحریر فرمایا۔ کہ! صل ﷺ ۃ وسلام کے بعد واضح ہو۔ کہ! بھلائی ہمہ تن رضا میں ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی قضاء پر راضی رہ سکو۔ تو بہتر ہے۔ ورنہ صبر اختیار کرو۔

حضرت علی بن محمدؒ فرماتے ہیں۔ کہ! تین چیزیں ہیں۔ کہ ان میں سے کسی مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا۔ ہر نیک کام (عملِ صالح) محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرنا۔ مسلمانوں کے اماموں اور سرداروں کی خیر خواہی چاہنا، مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ ہمیشہ رہنا اور ان سے جدا نہ ہونا۔

حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا۔ بندے کے اپنے اختیار کا اُٹھ جانا رضا ہے۔

حضرت ابو تراب بخشیؒ نے فرمایا۔ جس شخص کے دل میں دنیا کی قدر و منزلت ہو۔ وہ رضا کا مقام و مرتبہ حاصل نہیں کر سکتا۔

حضرت ابو سلیمانؒ فرماتے ہیں۔ کہ! رضا یہ ہے۔ کہ! نہ تم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو۔ اور نہ ہی جہنم سے پناہ مانگو۔

حضرت رابعہ بصریؒ نے فرمایا۔ بندہ اس وقت تک راضی برضا کہلانے کا حق دار نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ مصیبت میں اسی طرح خوش نہ ہو۔ جس طرح کہ وہ آرام میں خوش تھا۔ (بقول حضرت بابا فرید گنج شکرؒ)

دکھاں دی سیج وچھائی تے دکھاں ہار بنائے
دکھ سلامت یار فریدن جنہاں دکھاں یار ملائے

انہیں صاحبانِ رضا کے متعلق حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اہلِ رضا جنت و دوزخ سے بھی بے نیاز رہتے ہیں۔ وہ لوگ جنت کی

طلب اس لئے نہیں کرتے۔ کہ وہاں راحت ہے۔ اور جہنم سے پناہ اس لئے نہیں مانگتے۔ کہ وہاں رنج و تکلیف ہے۔ بلکہ یہ لوگ جنت کی طلب اس لئے کرتے ہیں۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا مقام رضا ہے۔ اور دوزخ سے پناہ اس لئے مانگتے ہیں۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا مقام ہے۔ تو ان کی نظر میں جنت و دوزخ مقصود نہیں۔ بلکہ ان کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ کی رضا اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے امان و پناہ مقصود ہوتا ہے۔ اسی لئے ان کا یہ مؤقف ہے۔ کہ! ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے پناہ بھی۔ اور در حقیقت یہی وہ خوش قسمت لوگ ہیں۔ کہ جنہیں محبتِ ذاتیہ، فنائے مطلق، مقامِ رضا اور مقامِ بقا باللہ حاصل ہوتا ہے۔ اور یہی مقامِ تکمیل ہے۔ مقامِ رضا میں نفرت و کراہت ختم ہو جاتی ہے۔ جو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے۔ اس پر راضی رہتے ہیں۔ کیونکہ! ان کی نظر صرف اپنے محبوبِ حقیقی کی جانب ہمیشہ گامزن رہتی ہے۔ (بقولِ شاعر)

یہ بلا ہرگز نہیں یہ بھی محبوب کا انداز ہے

اسی طرح ایک اور شاعر کہتے ہیں۔ کہ!

ہائے کس کے ہوئے ایسے نصیب جس پر بلا نازل کرے اُس کا حبیب

مومن کو چاہیئے۔ کہ! وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور تقسیم پر ہمیشہ راضی رہے۔ کیونکہ! اللہ تعالیٰ کا فیصلہ انسان کے فیصلے سے ہمیشہ بہتر بلکہ بدرجہا بہترین ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ! **وعسٰی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم و عسٰی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون**۔ (**ترجمہ**) یہ عین ممکن ہے۔ کہ تم ایک چیز کو بُرا سمجھو۔ حالانکہ! وہ تمھارے حق میں بہتر ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ تم ایک چیز کو پسند کرو۔ حالانکہ! وہ تمھارے حق میں بُری ہو۔ اور (اصل حقیقت تو صرف) اللہ تعالیٰ (ہی) جانتا ہے۔ (سورہ بقرہ۔ 216) اس آیت میں صاف طور پر اللہ تعالیٰ حضرتِ انسان کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ کہ! راضی برضا رہنے میں ہی عقل مندی ہے۔ کیونکہ انسانی عقل و دانائی، علم و حکمت محدود ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا علم لامحدود اور پر حکمت ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جانتا ہے۔ جس میں حضرتِ انسان کی دینی و دنیاوی بہتری و بھلائی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مخلوق سے ان کی مصلحتیں پوشیدہ رکھیں۔ اور انسانوں کو اپنے زریں اصولوں اور احکامات پر چلنے اور عمل پیرا ہونے جبکہ ممنوعاتِ شرعیہ سے باز رہنے کا اور مقدر کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور اپنے منافع و نقصانات میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ مصالح اور انجام اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی اختیار میں رکھے ہیں۔ پس ہمیں چاہیئے۔ کہ! ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری پیغمبر ﷺ کی کامل اطاعت و فرمانبرداری اختیار کریں۔

علمائے متصوفین و طریقت کا فرمان ہے۔ کہ! رضا کی دو اقسام ہیں۔

پہلی قسم یہ ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ کیساتھ راضی ہونا۔ جبکہ دوسری قسم یہ ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ سے راضی ہونا۔

☆ اللہ تعالیٰ کے ساتھ راضی ہونے کا مطلب یہ ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ کی تدبیر کو بہر صورت تسلیم کرے۔

☆ جبکہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہونے کا یہ مطلب ہے۔ کہ! اس کے ہر فیصلے اور حکم پر سر تسلیم خم کرے۔

☆ **موافقت**۔ رضا کے میدان سے نکل کر چوبیسواں میدان ''موافقت'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **فاض ما انت قاض**۔ (ترجمہ) تو جو بھی فیصلہ کرنے والا ہے۔ کرگزر۔ (القرآن۔ 72:20) موافقت کا مفہوم ہے۔ کہ! قادرِ مطلق و مالکِ حقیقی کی لکھی ہوئی تقدیر کے ہر فیصلے و حکم کو کشادہ دلی کے ساتھ قبول کرنا۔ (یاد رہے۔ کہ!) رضا، حکم کے ظاہر ہونے کے بعد جبکہ موافقت حکم کے ظہور سے بیشتر راضی ہونے کا نام ہے۔ موافقت تین باتوں سے عبارت ہے۔

بندے کے اختیار کا درمیان سے اُٹھ جانا۔ اپنے مولا کی عنایت کو صحیح تسلیم کرنا۔ اپنی شان و شوکت اور دونوں جہانوں کی محبت سے انقطاع۔

بندے کے اختیار کا درمیان سے اُٹھ جانے کی علامات تین باتوں سے ظاہر ہے۔

رنج و راحت میں یکساں رہنا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مل جانے یا چھن جانے سے متاثر نہ ہونا۔ مرگ و زیست کا یکساں ہو جانا۔

اپنے مولا کی عنایت کو صحیح تسلیم کرنے سے تین نشانیاں وابستہ ہیں۔

اس کے قلب کو وہ مسرت عطا کر دیں۔ جو جملہ غموں کو صاف کر ڈالے۔ اسے وہ نور بخش دیں۔ جو دنیوی علائق کو زائل کر دے۔ اسے وہ قرب خاص نصیب ہو۔ جو انتشار کو دور کر دے۔

اپنی ذات کو دونوں جہانوں کی محبت سے انقطاع کی علامت تین باتوں سے عبارت ہے۔

انسان کی تمام حاجات صرف ایک ہی ذات سے متعلق ہو۔ دل میں ایسا کوئی حجاب نہ رہے۔ جو اسے مستور کر دے۔ دل میں خواہشات کی

ریشہ دوانی نہ رہے۔ بہرحال! الحاصل کلام! جس شخص نے حکمِ الٰہی میں محبتِ الٰہی پر قرار و چین حاصل کیا۔ وہ موافق ہے۔

☆ **اخلاص** ۔موافقت کے میدان سے نکل کر پچیسواں میدان ''اخلاص'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **قل اللہ اعبد مخلصا لہ دینی** ۔(ترجمہ) آپ ﷺ فرمادیں۔ کہ! میں اپنے دین کو (شرک سے) خالص کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں۔ (القرآن۔ **14:39**) اخلاص کا معنیٰ ریاء سے پاک ہر نیک فعل اور اخلاص کا مفہوم کسی چیز کا ممتاز کرنا ہے۔ اس کی تین اقسام ہیں۔

اخلاصِ شہادت۔ اخلاصِ خدمت۔ اخلاصِ محبت۔

اخلاصِ شہادت کے تین گواہ ہیں۔ احکامِ الٰہیہ کی بجا آوری۔ نواہی سے پرہیز۔ حصولِ سکون اَز رضائے خداوندی۔ **الا للہ الدین الخالص** ۔(ترجمہ) خالص عبادت (تو صرف اور صرف) اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہے۔ (القرآن۔ 03:39)

اخلاصِ خدمت کے تین گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مخلوق کو نہ دیکھنا۔ کارِ حق میں سنتِ مطہرہ کی پاسداری کرنا۔ اطاعتِ الٰہیہ میں حلاوت پانا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا رشاد ہے۔ کہ! **وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین** ۔(ترجمہ) اور انہیں حکم تو یہی ہوا تھا۔ کہ اخلاصِ عمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ (القرآن۔ **05:98**)

اخلاصِ معرفت کے تین گواہ ہیں۔ وہ خوف جو گناہ سے روکنے والا ہو۔ وہ طاعت، جو اُمید پر ثابت قدم رکھے۔ وہ محبت، جو حکمِ الٰہی کے ساتھ موافقت کرنے والی ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا رشاد ہے۔ کہ! **انا اخلصنھم بخالصۃ** ۔(القرآن۔ **46:38**)

اِخبات سے مراد انسان کی نرم خوئی، اضطراب اور خوف ہے۔ وہ ایسی حقیقت ہے۔ کہ جس میں اخلاص کی چاشنی ہے۔ جو مخلوق کی معذوریوں سے آشنا ہے۔ اور جو بے نفس ہے۔ اخلاص کی چاشنی کے تین نشانات ہیں۔

دنیا کے ساز و سامان، تگ و دَو اور اس کے فریب کاری کے غم سے نجات پانا۔

خدمتِ خلق پر مداومت، ہر لمحہ یادِ الٰہی میں استغراق اور تصفیہ باطن کے لئے جدوجہد کرنا۔

دنیا، اہلِ دنیا اور ہر خاص و عام انسان کو اپنے (حقوق کی) ادائیگی سے باز رکھنا۔ یہ ابدالوں کا طریق اور اُن کی سیرت ہے۔

یہاں پر یہ ذرہ ناچیز (فقیر محمد عبدالرؤف القادری) قارئینِ کتاب ہذا کی خدمت میں اخلاص کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔

حضرت رب العالمین اخلاص کے ضمن میں قرآنِ حکیم میں فرماتے ہیں۔ کہ!

☆ **فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین** ۔(ترجمہ): پس تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کے لئے طاعت و بندگی کو خالص رکھتے ہوئے کیا کرو۔ (سورہ غافر۔ 14)

☆ **وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین** ۔(ترجمہ): حالانکہ! انہیں فقط یہی حکم دیا گیا تھا۔ کہ! صرف اسی کے لئے اپنے دین کو خالص کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ (سورہ البینۃ۔ 5)

اسی طرح سے آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے اخلاص کے ضمن میں فرمایا ہے۔ کہ!

☆ **عن عمر بن خطاب**ؓ **ان رسول اللہ قال: الاعمال بالنیۃ، ولکل امریء ما نوی، لمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ، ومن کانت ھجرتہ لدنیا یصیبھا، او امراۃ یتزوجھا، فھجرتہ الی ما ھجر الیہ. (متفق علیہ الا وھذا لفظ البخاری)** ۔(ترجمہ): حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ اور ہر شخص کے لئے وہی ہے۔ جس کی اس نے نیت کی۔ پس جس نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کی۔ اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے لئے شمار ہوگی۔ اور جس کی ہجرت دُنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے شادی کرنے لئے ہوئی۔ تو اُس کی ہجرت اسی کے لئے ہے۔ (کہ) جس کی طرف اُس نے ہجرت کی۔ (یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ مگر یہ الفاظ امام بخاریؒ کے ہیں)

☆ ایک اور حدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے۔ کہ! حضرت حسنؓ نے بیان کیا ہے۔ کہ! حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! اخلاص میرے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے۔ مَیں اپنے بندوں میں سے جس سے محبت کرتا ہوں۔ اِسے (یعنی اخلاص کو) اس (بندے) کے قلب پر ودیعت کرتا ہوں۔ اور (پھر) آنحضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ نہیں ہے ایسا کوئی بندہ، جو چالیس ایام تک اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے

لئے خالص عمل کرتا ہے۔ مگر اس (بندے) کے قلب سے اس کی زبان پر حکمت کے چشمے ظاہر ہو جاتے ہیں۔

☆ حضرت مکحولؒ فرماتے ہیں۔ کہ! جب کوئی شخص چالیس دن اخلاص کے ساتھ گزارتا ہے۔ تو اس کے قلب کے راستے اس کی زبان سے علم و حکمت کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔

☆ ایک اور حدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے۔ کہ! حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ جس نے صدقِ قلب (خلوص) کے ساتھ شہادت (کی موت) طلب کی۔ تو اللہ تعالیٰ اسے شہداء کا مقام عطا فرمائے گا۔ خواہ اسے بستر ہی پر موت (کیوں نہ) آئی ہو۔ (صحیح مسلم۔ نسائی۔ ابوداؤد۔)

☆ حضرت ابو محمد حسن بن علیؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ! مجھے حضورِ نبی مکرم ﷺ کا یہ ارشاد یاد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ شک و شبہ والی چیز چھوڑ کر شک سے پاک چیز کو اختیار کرو۔ بے شک سچ سکون اور جھوٹ شک و شبہ ہے۔ (جامع ترمذی۔ سنن نسائی)

☆ حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ صِرف وہی عمل قبول فرماتا ہے۔ جو خالص اُسی کے لئے ہو۔ اور اسے کرنے سے محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی مقصود ہو۔ (سنن نسائی۔ طبرانی)

☆ حضرت معاذ بن جبلؓ کو جب یمن کی طرف بھیجا گیا۔ تو انہوں نے رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ دین میں اخلاص پیدا کرو۔ تجھے تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا۔ (مستدرک للحاکم۔ بیہقی۔)

☆ ایک حدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے۔ کہ! بے شک! اللہ تعالیٰ نہ تمھاری صورتوں کو دیکھتا ہے۔ اور نہ (ہی) اعمال کو۔ بلکہ وہ تو تمھارے قلوب اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔

☆ حضرت ثوبانؓ کا بیان ہے۔ کہ! مَیں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ! اخلاص سے کام کرنے والوں کے لئے خوش خبری ہے۔ یہ لوگ چراغِ ہدایت ہیں۔ اِن کے ذریعے ہر سیاہ فتنہ چھٹ جاتا ہے۔ (امام ابنِ شیبہ۔ امام بیہقی)

☆ حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا۔ **تین چیزیں اخلاص کی علامات میں سے ہیں**۔ مدح و ذم (یعنی تعریف و مذمت)، کا مساوی ہونا۔ اپنے نیک اعمال میں (کثرتِ) اعمال کی طرف دھیان نہ کرے۔ اور اپنے اعمال کے اجر و ثواب کو (دنیا کے بجائے) آخرت میں طلب کرے۔

☆ حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا۔ اخلاص وہ عمل ہے۔ جو انسان کو دشمن (نفس و ریاکاری) سے بچائے۔ کہ وہ اسے خراب نہ کر دے۔

☆ حضرت سہل تستریؒ سے کہا گیا۔ کہ! کون سی چیز نفس پر گراں ہے؟ تو آپؒ نے فرمایا۔ ''**اخلاص**'' کیونکہ! نفس کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

☆ حضرت حذیفہ المرعشیؒ نے فرمایا۔ اخلاص یہ ہے۔ کہ! بندے کے ظاہری و باطنی اعمال میں یکسانیت (پیدا) ہو جائے۔

☆ حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا۔ کہ! ''**اخلاص**'' رحمان اور انسان کے مابین ایک (مخفی) راز ہے۔ جسے نہ تو فرشتہ جان سکتا ہے۔ کہ! لکھ لے۔ اور نہ ہی شیطان جان سکتا ہے۔ کہ! اسے خراب کر سکے۔ اور نہ خواہشِ نفس کہ اسے اپنی طرف مائل کر سکے۔

☆ حضرت محمد بن علی ترمذیؒ نے فرمایا۔ کہ! آخرت میں کامیابی کثرتِ اعمال سے نہیں ہوگی۔ بلکہ اعمال کے اخلاص اور ان کے حُسن کی وجہ سے ہوگی۔ (ان شاء اللہ)

☆ **تَبَتُّل**۔ اخلاص کے میدان سے چھبیسواں میدان ''تبتل'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **و تبتل الیہ تبتیلا**۔ (ترجمہ) اور آپ اللہ تعالیٰ کی طرف (یکسر متوجہ جائیں۔ اور) ہر چیز سے کامل طور پر رُخ پھیر لیں۔ (القرآن۔ 08:73) تبتل کا مفہوم ''مراجعت'' ہے۔ اور اس سے مراد تین باتوں سے پھر تین باتیں عبارت ہیں۔ دوزخ سے بہشت کی طرف۔ دنیا سے آخرت کی طرف۔ اپنی ذاتِ فانی سے حق ذاتِ باقی کی طرف۔

دوزخ سے بہشت میں پہنچنا تین باتوں پر مبنی ہے۔ حرام سے حلال کے ساتھ پیوستہ ہونا۔ کینہ و عداوت سے نصیحت کی طرف لوٹنا۔ دیدہ دلیری کے ساتھ خوفِ خدا کی طرف رجوع کرنا۔

دنیا سے آخرت کی طرف آنا تین باتوں سے عبارت ہے۔ حرص و ہوا کو چھوڑ کر قناعت اختیار کرنا۔ دنیوی تعلقات سے فراغت کی جانب آنا۔ زندگی کے انہماک سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔

اپنی ذات سے حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا تین باتوں سے عبارت ہے۔ ہر قسم کے دعوٰی سے نیازمندی کی طرف آنا۔ مخاصمت سے تسلیم و رضا کی طرف آنا۔ اپنے ہر اختیار کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا۔

☆ **عزم**۔ تبتل کے میدان سے نکل کر ستائیسواں میدان ''عزم'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **فا صبر کما صبر اولوا العزم من الر سل** ۔ (ترجمہ) پس آپ بھی صبر کریں۔ جس طرح صاحبِ عزم رسولوںؑ نے صبر کیا۔ (القرآن۔ 35:46) کسی بات (قول وفعل) کا عزم اس کے غیر سے انقطاع کا نام ہے۔ اور دل کو اس کے سوا ہر چیز سے موڑ لینا ہے۔ عزم سے مراد اطمینانِ کامل کے ساتھ نیت کو درست کرنا ہے۔ عزم کا سرمایہ تین چیزیں ہیں۔ دین میں پختگی۔ اوامرِ الٰہیہ پر غیرت۔ ہر حال میں ثابت قدمی۔

عزم کے تین ابواب ہیں۔ عزمِ توبہ۔ عزمِ خدمت۔ عزمِ حقیقت۔

عزمِ توبہ تین باتوں سے عبارت ہے۔ گناہوں سے نجات پانا۔ طریقِ معصیت کو چھوڑ دینا۔ بری مجلس کو ترک کرنا۔

عزمِ خدمت تین باتوں پر مبنی ہے۔ سب سے پہلے نفسِ اَمر کی صحیح غور پرداخت۔ فرائض کی بروقت بجا آوری۔ دنیوی اُمور کے مقابلے میں اپنی اُمور کو سمجھنا۔

عزمِ حقیقت سے مراد تین چیزیں ہیں۔ غصے کے وقت سکون و قرار اختیار کرنا۔ احتیاج کے وقت جوانمردی کا اظہار کرنا۔ طاقت کے وقت احساسِ ندامت۔

☆ **استقامت**۔ عزم کے میدان سے نکل کر اٹھائیسواں میدان ''استقامت'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **فا ستقم کما امرت** ۔ (ترجمہ) پس جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ آپ استقامت اختیار کریں۔ (القرآن۔ 112:11) استقامت سے مراد اس طرح سے یکساں رہنا۔ کہ! اس میں کسی قسم کا کوئی تغیر نہ ہو۔ استقامت کی تین اقسام ہیں۔ استقامتِ افعال۔ استقامتِ اخلاق۔ استقامت انفاس۔

استقامتِ افعال درحقیقت اہلِ زہد کا شیوہ ہے۔ وگرنہ وہ ریاکار ہوں گے۔ استقامتِ افعال کے تین گواہ ہیں۔ انسان کا ظاہر احکامِ الٰہی کے مطابق ہونا۔ اس کے باطن میں اخلاص کا ہونا۔ اپنے اعمال پر خود ہر وقت ملامت کرتے رہنا۔

استقامتِ اخلاق دراصل اہلِ یقین کا خاصہ ہے۔ وگرنہ وہ منحرف کہلائیں گے۔ استقامتِ اخلاق کی تین نشانیاں ہیں۔ اگر لوگ زیادتی کریں۔ تو بھی انہیں معذور سمجھا جائے۔ اگر لوگ ایذاء پہنچائیں۔ تو پھر بھی انہیں کلامِ شیریں سے جواب دیا جائے۔ اگر کوئی بیمار ہو جائے۔ تو لازماً اس کی عیادت کو جایا جائے۔

استقامتِ انفاس درحقیقت اہلِ معرفت کی شان ہے۔ وگرنہ وہ صِرف دعوٰی کرنے والے ہوں گے۔ ہر نفس (آنے اور جانے والے سانس) کی حفاظت کی جائے۔ تو قدر ومنزلت نصیب ہوسکے۔ اپنی تمام عمر کو ایک سانس کے برابر سمجھا جائے۔ تاکہ دنیا کی محبت اور اس کی جملہ لذتوں سے آزاد ہو جاسکے۔ ہر ایک نفس (آنے اور جانے والے سانس) کی نگہداشت کی جائے۔ تاکہ احوال بہتر ہوسکیں۔

الحاصل الکلام! ہمیں ہر وقت یہ جاننے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ کہ!

زندگی کا جو بھی سانس گزر گیا ہے۔ وہ دشمن تھا یا مددگار۔ ہر ایک نفس (آنے اور جانے والے سانس) پر اللہ تعالیٰ کی ہزار ہا رحمتوں و نعمتوں کا بندے پر احسان ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں۔ کہ! اللہ تعالیٰ کے احسان کے بجائے بندہ ہر لحہ گناہ گاری اختیار کئے ہوئے ہے۔ (کیونکہ!) بد بخت انسان کا سانس ایک تنگ و تاریک اور بے در مکان میں بجھے ہوئے چراغ کا دھواں ہے۔ اور ایک نیک بخت و صالح انسان کا ہر ایک سانس ایک بار آور باغ کے روشن وشفاف چشمے کی مانند ہے۔ کیونکہ! صالحین کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کہ! **و عمل صالحا فله جزاء الحسنیٰ** ۔ (ترجمہ) اور جو نیک عمل کرے گا۔ تو اس کے لئے بہت اچھا بدلہ (جزاء) ہے۔ (القرآن۔ 18:88) اسی طرح ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ! **وعمل صالحا فا ولئک یدخلون الجنة** ۔ (ترجمہ) اور جنہوں نے نیک اعمال کئے۔ تو وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ (القرآن۔ 19:60)

☆ **تفکر**۔ استقامت کے میدان سے نکل کر انتیسواں میدان ''تفکر'' کا نکلتا ہے۔ تفکر دل کے لئے سانس کی آمدورفت کی مانند ہے۔ جیسا کہ مشہور ہے۔ کہ! **التفکر هو تر تیب امور معلو مة التا دی الی مجهول** ۔ (ترجمہ) تفکر امورِ معلومہ کی اس ترتیب سے عبارت

ہے۔ جومجہول کی طرف لے جاتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **و تلک الامثال نضر بھا للناس لعلھم یتفکرون** ۔(ترجمہ) اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں۔ تا کہ وہ فکر کریں۔ (القرآن۔ 21:59)

تفکر تین قسموں پرمبنی ہے۔ پہلی قسم حرام ہے۔ دوسری قسم مستحب ہے۔ تیسری قسم واجب ہے۔

تفکر کی وہ قسم جوحرام ہے۔ تین باتوں سے عبارت ہے۔ رب العزت کی صفات میں تفکر، جو کہ تخمِ حیرت ہے۔ اعمال کی جزاء میں تفکر، جو کہ تخمِ تہمت ہے۔ مخلوق کے اسرار میں تفکر، جو کہ تخمِ خصومت ہے۔

تفکر کی وہ قسم جومستحب ہے۔ تین باتوں سے عبارت ہے۔ صانعِ قدرت کی صنعت میں تفکر، جو کہ تخمِ حکمت ہے۔ فطرتِ الٰہی کے انواع واقسام میں تفکر، جو کہ تخمِ بصیرت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں تفکر، جو کہ خالصتاً محبت ہے۔

تفکر کی وہ قسم جو واجب ہے۔ تین باتوں سے عبارت ہے۔ اپنے کام میں تفکر کہ وہ تعظیمِ الٰہی کا منشاء ہے۔ طاعت میں اپنے عیوب کوتلاش کرنا کہ وہ حیاء کی بنیاد ہے۔ اپنے عزمِ صمیم کے مقصد کہ وہ ہر قسم کے خوف کی اصل ہے۔

تفکر ہی کے ضمن میں نیاز مندی کی نشو ونما کہ جس کی جزاء وصلہ دیدارِ الٰہی سے عبارت ہے۔ تین باتوں کی علامت ہے۔

عمل میں تفکر ، کہ کوئی بھی فعل کیسے سرزد ہوا۔ وہ بطرزِ احسن انجام پایا۔ یا بطریقِ گناہ سرزد ہوا۔

گفتار میں تدبر، کہ انسان نے کیا کیا۔ اس کی گفتار راست بازی یا دروغ گوئی، منافقت، سازش یا غیبت پرمبنی تھی۔

عنایتِ خداوندی میں تذکر، کہ عنایتِ خداوندی کس قدر وقوع پذیر ہوئی۔ وہ تو بلا شک وشبہ سر بسر لطف وکرم تھی۔ کیونکہ! بعض اوقات حالات کے تغیر وتبدل اور تقدیر کی آزمائش سے انسان مایوسی کی کھائی میں جا گرتا ہے۔ جو کہ اُسے کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ (معاذ اللہ)

تفکر ہی کے ضمن میں ایک مشہور ومعروف حدیثِ نبوی ﷺ ہے۔ کہ! **تفکر ساعة خیر من عبادة ستة ستین سنة و من عبادة الثقلین** ۔(ترجمہ) ایک گھڑی کا تفکر چھیاسٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور جن وانس کی عبادت سے۔ (حدیث) جناب حضرت قدوة الکبرٰی نے فرمایا۔ کہ! سب سے بہترین نعمت جو کہ انسان کے خوانِ قلب میں رکھی گئی ہے۔ اور عظیم ترین دولت کہ جس کی طرف لوگوں کو راغب کیا گیا ہے۔ وہ درحقیقت تفکر ہے۔ کیونکہ! اسی بناء پر اصحابِ تفکر اور اربابِ تذکر کو قرآنِ مجید میں خطاب کے شرف سے نوازا گیا ہے۔ اور چند مقامات پر انہی کی نفاست کے باعث یاددہانی کرائی گئی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنو بھم و یتفکرون فی خلق السموٰت والارض ربنا ما خلقت ھذا با طلا** ۔(ترجمہ) جولوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور پہلو پر لیٹے ہوئے۔ اور آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں وہ غور کرتے ہیں۔ (اور پھر کہتے ہیں۔ کہ!) اے ہمارے رب! تُو نے یہ (سب کچھ ویسے ہی) بیکار تو پیدا نہیں کیا۔ (القرآن)

☆ **تذکُر**۔ تفکر کے میدان سے نکل کر تیسواں میدان '' تذکر'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **وما یتذکر الا من ینیب** ۔(ترجمہ) اور نصیحت نہیں پکڑتا۔ مگر وہ جو رجوع کرتا ہے۔ (القرآن۔ 13:40) **تذکر و تفکر** میں یہ واضح فرق یہ ہے۔ کہ!

تفکر کا مفہوم '' تلاش کرنا '' جبکہ تذکر کا مفہوم '' پا لینا''۔

تذکر تین باتوں سے عبارت ہے۔ خوف کے کان سے عذابِ الٰہی کی آواز کا سننا۔ نگاہِ اُمید سے وعدہءدوست کے منادی کو دیکھنا۔ نیاز مندی کی زبان سے احسانِ خداوندی کوتسلیم کرنا۔

خوف کے ساتھ تذکر تین باتوں سے عبارت ہے۔ سرنوشتِ اَزل کے ڈر میں۔ اَن دیکھے انجام کے کھٹکے میں۔ ناپسندیدہ دور پر ندامت میں۔

اُمید کے ساتھ تذکر تین باتوں سے عبارت ہے۔ عمل کرنے والے کی توبہ میں۔ سننے والے کی شفاعت میں۔ حصولِ رحمت میں۔

نیاز مندی کے ساتھ تذکر تین باتوں سے عبارت ہے۔ ہمیشہ دُعا کرنے میں۔ اس آشنائی میں، جو کہ اَزل سے لبریزِ مسرت ہے۔ اس فراخ دل (انسان) میں جو کہ واقعتاً طالبِ مولا ہے۔

☆ **فقر**۔ تذکر کے میدان سے نکل کر اکتیسواں میدان ''فقر'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **یا ایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ** ۔(ترجمہ) اے لوگو! تم سب اللہ تعالیٰ کی طرف فقیر ہو۔ (القرآن۔ 15:35) فقر سے مراد درویشی ہے۔ (ویسے لغت میں فقر غربت و

افلاس کو بھی کہا جاتا ہے۔ بہر حال!) فقر تین طرح کا ہوا کرتا ہے۔ فقرِ اضطرار۔ فقرِ اختیار۔ فقرِ تحقیق۔ فقرِ اضطرار کی تین قسمیں ہیں۔

گناہوں کی معافی کا باعث ہونا۔ اس کا نشان انتظار و صبر ہے۔

اس میں اعمال کی سزا ہے۔ اس کی علامت دل تنگی و پریشانی ہے۔

اس میں اقرباء سے تعلقات کا انقطاع ہے۔ وہ صریح گلہ مندی و ناراضی ہے۔ جیسا کہ قرآن شاہد ہے۔ کہ! **اذا ھم یسخطون** ۔ (ترجمہ) وہ اچانک سے ناخوش ہو جاتے ہیں۔ (القرآن۔ 58:09) یہ آیت غالباً منافقین ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

فقرِ اختیاری تین قسم کا ہے۔ بلندیٔ درجات۔ قربِ الٰہی۔ کرامت۔

فقرِ اختیاری کی وہ قسم کہ جس میں بلندیٔ درجات نصیب ہوتے ہیں۔ وہ قناعت کے ساتھ ہے۔

فقرِ اختیاری کی وہ قسم کہ جس میں قربِ الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ وہ رضائے الٰہی کے ساتھ ہے۔

فقرِ اختیاری کی وہ قسم کہ جس میں کرامت نصیب ہوتی ہے۔ وہ ایثار کے ساتھ ہے۔

فقرِ تحقیق تین قسم کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی بھی کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کرتا۔ اور معصومیت (گناہوں سےمعصوم رہنا) بندے کے بس کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے حد و بے حساب ہیں۔ بندے میں اللہ تعالیٰ کے احسانات، نعمتوں اور رحمتوں کے شکر کی طاقت نہیں۔ جو کہ اس کے شایانِ شان ہو۔ ارشادِ خداوندی ہے۔ کہ! **ومن یر د اللہ فتنۃ فلن تملک لہ من اللہ شیئا. اولئک الذین لم یرد اللہ ان یطھر قلو بھم** ۔ (ترجمہ) اور حق تعالیٰ نے جس کی آزمائش کا ارادہ کر لیا۔ پس اس کے لئے ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز کے مالک نہ ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ! ذاتِ باری تعالیٰ نے ان کے قلوب کی تطہیر کا ارادہ ہی نہیں فرمایا۔ (القرآن۔ 41:05)

فقراء کے بارے میں آنحضور نبی مکرم ﷺ کے مزید چند فرامین پیشِ خدمت ہیں۔

☆ آنحضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت بلالِ حبشیؓ سے فرمایا۔ کہ! اللہ تعالیٰ سے فقیر ہونے کی حالت میں ملنا۔ مالدار ہو کر نہ ملنا۔

☆ آنحضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! اللہ تعالیٰ اس فقیر سے محبت فرماتا ہے۔ جو بال بچوں والا ہونے کے باوجود سوال (کرنے) سے بچتا ہے۔

☆ آنحضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! میری اُمت کے فقراء امیروں سے 500 برس قبل جنت میں داخل ہوں گے۔

☆ (ایک اور حدیث میں ہے) آنحضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ فقراء امیروں سے 40 سال پہلے جنت میں جائیں گے۔

☆ آنحضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! فقر اور جہاد میرے دو پیشے ہیں۔ جس شخص نے ان سے محبت کی۔ اس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے ان سے بغض رکھا۔ اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے کسی نے فقر کی تعریف پوچھی۔ تو آپؒ نے فرمایا۔ ☆ **لیس الفقیر من لیس لہ درھم ولا دینار بل الفقیر من قال لشیء کُن فَیَکُون**۔ **ترجمہ** : دنیائے باطن میں فقیر (درحقیقت) وہ نہیں۔ کہ جس کے پاس درہم و دینار نہ ہوں۔ بلکہ (اصل) فقیر (تو) وہ ہے۔ جو کسی شئے کے لئے کہہ دے۔ ہو جا۔ پس (بلا شبہ) وہ ہو جائے۔ (یعنی اُس کے پاس ''**کُن**'' کی کنجی ہر وقت موجود ہو)

☆ حضرت شیخ سید القادر جیلانیؒ رسالہ غوثیہ میں فرماتے ہیں۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا۔ اے غوث اعظم! اپنے اصحاب اور احباب سے کہہ دو۔ کہ اگر وہ میری محبت چاہتے ہیں۔ تو فقر اختیار کریں۔ آنحضور غوث پاکؒ کا ایک فرمان یہ بھی ہے۔ کہ! فقر میری زینت ہے۔

☆ سلطان الفقر حضرت سلطان باھوؒ نے اپنی جملہ کتب میں تعلیمات کو نہ تصوف نہ ہی طریقت بلکہ فقر کا نام دیا ہے۔

مختلف کتب میں فقر کی ایک اور تعریف یہ بھی آئی ہے۔

☆ **الفقرِاذا اتم فھواللہ**۔ ترجمہ : یعنی کہ جب فقر کا مرتبہ تمام ہو جاتا ہے۔ تو بس اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے۔

فقراء، ملامتیہ اور متصوفہ میں بنیادی طور پر یہ فرق ہے۔ کہ فقراء طالبِ بہشت اور خواہانِ حظِّ نفس ہیں۔ جبکہ ملامتیہ اور صوفیہ طالبِ حق اور اِس کے قرب کے خواہاں ہیں۔ اِس مرتبے سے اوپر فقر میں ایک مقام ہے۔ جو کہ ملامتیہ اور متوصفہ کے مقامات سے بلند تر ہے۔ وہ صوفیہ کا وصفِ خاص ہے۔ کیونکہ اگرچہ صوفی کا مرتبہ فقر کے مرتبہ سے بلند ہے۔ اور مقامِ فقر کا خلاصہ صوفی کے مقام میں مندرج ہے۔ اِس کی وجہ

یہ ہے۔ کہ صوفی کو مقامِ فقراء پر تمام شرائط ولوازم کے ساتھ عبور حاصل ہوتا ہے۔

کھلتے نہیں اِس قلزمِ خاموشی کے اَسرار
جب تُو اِسے ضَربِ کلیمی سے نہ چیرے

بہر حال فقر ایک لازوال نعمت مترقبہ ہے۔ جو خوش نصیب لوگوں کو ہی میسر ہوسکتی ہے۔ یعنی کہ جس پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم ہو۔ جیسا کہ رب العالمین فرماتا ہے۔ کہ! **ذالک فضل اللہ یؤ تیہ من یشآ ء. واللہ ذو الفضل العظیم۔**

ترجمہ : یعنی کہ! یہ اللہ تعالیٰ کا (خصوصی) فضل ہے۔ جِسے چاہے۔ عطا کرے۔ اور اللہ تعالیٰ فضلِ عظیم کا مالک ہے۔

فقرائے ملامتیہ کی چند حکایات :

حکایت : کشف المحجوب میں ہے۔ کہ! کہتے ہیں۔ کہ! ایک درویش کی کسی بادشاہ سے ملاقات ہوئی۔ بادشاہ نے کہا۔ کچھ مانگئے۔ درویش نے فرمایا۔ مَیں اپنے غلاموں سے کوئی حاجت روائی نہیں چاہتا۔ بادشاہ نے متعجب ہوکر پوچھا۔ یہ کس طرح ؟ درویش نے فرمایا۔ میرے دو غلام ہیں۔ اور وہ دونوں تیرے مالک ومصاحب ہیں۔ ایک حرصِ دنیا اور دوسرا طول امل یعنی اُمید غیر متناہی۔

حکایت : حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہؑ ایک مرتبہ دورانِ سفر ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے۔ جو کہ چادر اوڑھے سو رہا تھا۔ آپؑ نے اسے جگا کر ارشاد فرمایا۔ کہ! اے سونے والے! اُٹھو۔ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ اس نے عرض کیا۔ آپؑ مجھ سے کیا چاہتے ہیں ؟ مَیں نے تو دنیا کو دنیا والوں کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ آپؑ نے تب ارشاد فرمایا۔ اگر ایسا ہے۔ تو پھر سو جاؤ۔

حکایت : حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہؑ کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا۔ جو سَر کے نیچے پتھر رکھے سو رہا تھا۔ اور اس کا چہرہ اور داڑھی گرد آلود تھے۔ وہ چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ آپؑ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔ یا اللہ عز وجل ! تیرا یہ بندہ دنیا میں ضائع ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی طرف وحی فرمائی۔ کہ اے موسیٰؑ کیا آپؑ نہیں جانتے ؟ کہ جب میں اپنے بندے کی طرف کامل طور پر نظرِ رحمت کرتا ہوں۔ تو دنیا کو اس سے مکمل طور پر دور کر دیتا ہوں۔

فقراء وہ لوگ ہیں۔ جو اپنے آپ کو دنیا کی کسی چیز کا مالک ومختار نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں اپنا سب کچھ ترک کر دیتے ہیں۔ اِن حضرات کا ترک تین وجوہات کی بناء پر ہوا کرتا ہے۔ پہلی وجہ تخفیفِ حساب اور خوفِ عُتاب ہے۔ کیونکہ حلال کا تو حساب ہوتا ہے۔ جبکہ حرام کا عذاب۔ دوسری وجہ توقع فضلِ ثواب اور جنت میں داخل ہونے میں سبقت کا حصول ہے۔ کیونکہ فقراء لوگ اغنیاء سے پانچ سو برس قبل بہشت میں داخل ہوں گے۔ اور تیسری وجہ جمعیتِ خاطر اور سکونِ قلب ہے۔ تا کہ یکسوئی اور حضورِ قلب کے ساتھ عبادت میں مشغول رہ سکیں۔

اِس ضمن میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ولایت میں سب سے بلند اور اعلیٰ مرتبہ '' فقر '' کا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اَب تک پانچ سلاطینِ فقر کو پیدا فرما چکا ہے۔ جبکہ باقی دو نے ابھی آنا ہے۔ مَیں اس وقت پانچویں نمبر پر ہوں۔

اِس بات کی مزید توضیح ہم حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ کی کتاب مستطاب '' **مُخزن الاسرار** '' سے بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ تا کہ ہم بھی ثوابِ دارین میں شامل ہوسکیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

رسالہ روحی شریف (مصنفہ حضرت سلطان باہوؒ) میں ایک مسئلہ جس کی تشریح وتوضیح نہایت ضروری ہے۔ بلکہ یہ مسئلہ علمائے ظاہر (مادہ پرست) کے اعتراضات کی آماجگاہ بنا رہتا ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے۔ کہ! کہ رسالہ روحی شریف میں دنیا کے تمام اولیاء اللہؒ میں سے صِرف سات **07** معزز وممتاز اولیاء اللہؒ کو سلاطینِ فقراء اور حضرت سید الکونین ﷺ کے جلیل القدر احباب کے لقب سے موسوم کیا ہے۔ جن میں سے پانچ محترم المقام ہستیاں دنیا میں تشریف لا چکی ہیں۔ جن کی ترتیب بلحاظِ زمانہ یہ ہے۔

☆ اول روحِ پاک حضرۃ جنابہ خاتونِ جنت فاطمۃُ الزہراء طیبہ وطاہرہؓ۔

کیونکہ! آنحضور نبی آخر الزماں ﷺ نے اپنی پاک باز محترم بیٹی کے بارے میں خود فرمایا ہے۔ کہ!

فا طمۃ بضعۃ منی. من اذاھا فقد اذانی. و من ابغضھا فقد ابغضنی . (**ترجمہ**) فاطمہؓ میری جان کا ٹکڑا ہے۔ جس نے اِسے ایذا پہنچائی۔ (بلا شبہ) اُس نے مجھے ایذا پہنچائی۔ اور جس نے اِن سے بُغض رکھا، گویا! اُس نے مجھ سے بُغض رکھا۔

☆ دوئم روحِ محترم جناب حضرت خواجہ حسن بصریؓ (خلیفۂ حضرت علی المرتضیٰؓ)۔

☆ سوئم روحِ مبارک جناب حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی ثم بغدادیؒ ۔

☆ چہارم روحِ مکرم جناب سید عبدالرزاق بن سید عبدالقادر جیلانیؒ ۔

☆ پنجم روحِ معظم جناب سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ ۔

حضرت سلطان باہوؒ اپنے اِسی رسالے ’’رسالہ روحی شریف::میں مزید فرماتے ہیں ۔ میرے بعد مزید دو فقراء نے اِس دنیا میں تشریف لانا ہے ۔ جب تک وہ دونوں اِس دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے ۔ قیامت قائم نہیں ہوگی ۔ اور اِن سات اولیاء اللہ کے قدم تمام اولیاء اللہ (غوث، قطب وغیرہا) کے سَر پر ہیں ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

☆ حضرت بشر بن حارثؒ فرماتے ہیں ۔ کہ! سب سے افضل مقام یہ ہے ۔ کہ! انسان قبر تک فقر پر صبر کرنے کا عزم بالجزم کر لے ۔

☆ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں ۔ کہ! بندے پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی علامت ونشانی یہ ہے ۔ کہ! بندۂ خدا فقر سے ڈرتا ہو ۔ (یعنی کہ وہ فقیر ہونے سے خوف زدہ ہو)

☆ بقول حضرت عبداللہ بن خفیفؒ! اپنے آپ کو کسی بھی چیز کا مالک نہ سمجھنا اور کسی بھی صفت کو اپنی طرف منسوب نہ کرنا فقر کہلاتا ہے ۔

☆ بقول حضرت ابوبکر مصریؒ! فقیر دراصل وہ ہے ۔ جو نہ تو کسی کا مالک ہو ۔ اور نہ ہی کسی چیز کے مالک ہونے کی خواہش کرے ۔

غرضیکہ! صوفیائے کرامؒ کے نزدیک اپنے وجودِ اضافی کو اللہ تعالیٰ کے سامنے فنا کر کے مخلوق سے بے نیاز ہو جانے کا نام فقر ہے ۔ اسی وجہ سے تو فرمایا گیا ۔ کہ! **الفقر سواد الوجه فی الدارین** ۔ **(ترجمه)**: یعنی دونوں عالم میں سواد الوجہ (روسیاہ) ہو جانا فقر ہے ۔ یہاں پر سواد الوجہ سے مراد دونوں عالم کے علائق سے پاک ہو کر ذاتِ احدیت صرفہ میں محو اور فنا ہو جانا ہے ۔ یاد رہے ۔ کہ! حضرت جنید بغدادیؒ کے قول میں اسی طرف اشارہ ہے ۔ قول یہ ہے ۔ کہ! **الفقیر لا یفتقر الی نفسه ولا الی غیره** ۔ **(ترجمه)**: فقیر نہ تو اپنا محتاج ہوتا ہے ۔ نہ ہی کسی غیر کا ۔

بہر حال ہمیں صرف یہ بات ذہن نشین رکھنی لازم ہے ۔ کہ! آنحضور نبی مکرم ﷺ نے جیسا فرمایا ۔ ’’**فقر کے کمال پر مجھے فخر ہے** ۔ اور اِس بے مثل کمال (فخر) کے باعث مَیں بروزِ قیامت تمام انبیائے کرامؑ کے درمیان سَر بلند ہوں گا ۔‘‘ (انشاء اللہ تعالیٰ)

علامہ محمد اقبالؒ فقر کے ضمن میں یوں فرماتے ہیں ۔ کہ!

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے وہ فقر   کہ جس میں ہے بے پردہ ’’روحِ قرآنی‘‘
خودی کو جب نظر آتی ہے قاہری اپنی   یہی مقام ہے کہتے ہیں جس کو سلطانی
یہی مقام ہے مومن کی قوتوں کا عیار   اسی مقام سے ہے آدم ’’ظلِ سبحانی‘‘

مقامِ فقر اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمتوں میں سے ایک بہت ہی عظیم نعمت عظمیٰ کا نام ہے ۔ جس کا حصول ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مقام پر فائز فرمائے ۔ آمین ۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں ۔ کہ!

کیا گیا ہے غلامی میں مبتلا تجھ کو   کہ تجھ سے ہو نہ سکی فقر کی نگہبانی

یاد رہے ۔ کہ! اہلِ بیتِ اطہارؓ میں سے کسی سے مروی ہے ۔ کہ! حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ۔ کہ! اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت فرماتا ہے ۔ تو اسے آزمائش میں مبتلا فرماتا ہے ۔ اور جب اس سے زیادہ محبت فرماتا ہے ۔ تو اسے چُن لیتا ہے ۔ عرض کیا گیا ۔ چننے سے کیا مراد ہے ؟ ارشاد فرمایا ۔ اس کے لئے نہ اہل وعیال چھوڑتا ہے نہ مال ۔ (کنز العمال)

☆ **تواضع** ۔ فقر کے میدان سے نکل کر بتیسواں میدان ’’تواضع‘‘ کا نکلتا ہے ۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ۔ کہ! **و عباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض هونا** ۔ (ترجمہ) اور رحمان کے بندے وہ ہیں ۔ جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں ۔ (القرآن ۔ 63:25) تواضع سے مراد اللہ تعالیٰ کے حضور فروتنی اختیار کرنا ہے ۔ تواضع تین باتوں سے عبارت ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ۔ اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے ۔ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کے لئے ۔

اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرنا تین باتوں سے عبارت ہے ۔

اس کے ہر حکم کے سامنے سرفگندہ رہے ۔ امرِ الٰہی کے تحت لرزہ براندام رہے ۔ اس کے ذکر میں سالک کو حضوری نصیب ہو ۔

اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرنے میں تین فوائد حاصل ہوتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرنے سے اس کی عظیم رحمتوں کے ابواب (دروازے) کھل جاتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرنے سے انسان میں موجود تکبر کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ اور خود پسندی کی رسیاں کٹ جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرنے سے انسان میں اپنے آپ کو دین و دنیا اور آخرت میں بلند درجہ سمجھنے اور خود بخود با عزت بننے کا باطل وہم یکسر ختم ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے تواضع تین باتوں سے عبارت ہے۔ بندہ ارشادِ خداوندی کے مقابل اپنی رائے (علم و عقل یا تجربہ) کو اختیار نہ کرے۔ حضرت جناب رسالت مآب ﷺ کے ارشاد کے بعد بندے کو کسی کی سند کی احتیاج نہ ہو۔ بندہ کسی کے حق کہ اپنے دشمن کے حق کو بھی پامال نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کے اولیاء کے لئے تواضع تین باتوں سے عبارت ہے۔ ان کی قدر و منزلت اپنے مقام و مرتبہ یا دنیاوی درجہ سے افزوں تر سمجھے۔ ان کے اقارب اور دوستوں کا تہہ دل سے احترام کرے۔ انہیں اپنی بدگمانی یا غلط خیالی سے وراء سمجھے۔

تواضع کی حقیقت :

تواضع یہ ہے۔ کہ! آدمی جس بھی انسان سے ملے۔ اُس کو خود سے افضل و اعلیٰ سمجھے۔ اور دل ہی دل میں یہ کہے۔ ممکن ہے۔ کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجھ سے بہتر اور بلند درجات و مقامات کا حامل و مالک ہو۔ اگر وہ شخص چھوٹا ہے۔ تو یہ کہے۔ کہ! ہوسکتا ہے۔ کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہی نہ کی ہے۔ (بظاہر اگر وہ نافرمان ہو بھی تو یہ سمجھے۔ کہ یہ فعل اس کے نفس اور شیطان لعین کی وجہ سے سرزد ہوا ہے) اور اپنا یہ خیال کرے۔ کہ! میں تو واقعی اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہوں (کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت و ارادہ کے مطابق نہ چل سکا) لہذا اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ وہ (چھوٹا شخص) مجھ سے بہتر ہے۔ اور کوئی شخص بڑا ہے۔ تو یہ کہے۔ کہ! اس نے مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔ اور مجھ سے پہلے کئی نیک امور کو سرنجام دے چکا ہے۔ اگر کوئی عالم ہے۔ تو یہ کہے۔ کہ! اسے وہ کچھ دیا گیا ہے۔ جس تک میں نہیں پہنچ سکتا۔ اور اسے جو کچھ ملا ہے۔ میں اسے نہیں جانتا۔ میں اس (کے مقابل تو مطلق) جاہل ہوں۔ اور اگر کوئی جاہل ہے۔ تو یہ کہنا چاہیئے۔ کہ! اس نے تو نادانی (نادانستگی اور علم کی عدم وابستگی) میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے۔ اور میں نے باوجود علم پر وقوف و ادراک کے نافرمان ہوں۔ نہ معلوم میرا خاتمہ کیسے ہو۔ کیونکہ میں تو عالم (علم جاننے والا) ہوں۔ لہذا مجھ سے تو پرسش بھی زیادہ اور سخت ہوگی۔ (عالم کے بارے میں حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ کا فرمان ہے۔ کہ! اگر میرا علم مجھے انسان سے محبت کرنا نہیں سکھاتا۔ تو ایک جاہل مجھ سے ہزار درجہ بہتر ہے) اگر کوئی کافر ہے۔ تو یہ خیال کیا جانا چاہیئے۔ کہ! نہ معلوم کب وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے۔ (اور خدانخواستہ میرا خاتمہ بالخیر نہ ہو سکے) کیونکہ جب کوئی اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ تو اس کے جملہ سابقہ صغیرہ و کبیرہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

تواضع دراصل (تقویٰ کی مانند) **اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا ایک دروازہ ہے۔** صفات میں یہ بہترین چیز ہے۔ جس کو اپنانے کی سخت ضرورت ہے۔ ان میں سے یہ پہلی چیز ہے۔ جس کا بندگانِ خدا کے لئے ان اوصاف کو برقرار رکھنا بے حد ضروری ہے۔ اِن (دس خصلتوں) میں سے یہ آخری وصف ہے۔ جب کسی انسان میں عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے تباہیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور اسے خیر خواہی کے بلند مراتب عطا فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم کی حدیث میں ہے۔ کہ! جو آدمی بھی اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس درجہ بلند فرما دیتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ! نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے۔ کہ تم لوگ (میرے جملہ امتیو) عاجزی اختیار کرو۔ یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے۔) اور اس طرح وہ شخص اللہ تعالیٰ کے منتخب اور محبوب بندوں (یعنی اولیاء اللہ) میں سے ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص، شیطانِ لعین (جو کہ دشمنِ انسان و خدا ہے) کے عظیم دشمنوں میں شمار ہونے لگتا ہے۔

تواضع عبادات کا مغز، زاہدوں کا شرف اور عابدین کی واضح علامت ہے۔ اس سے افضل کوئی چیز نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بندہ مخلوق کے ذکر سے اپنی زبان کو روک لے۔ کیونکہ اس کے بغیر عمل مکمل نہیں ہوتا۔ اسی طرح اس کے دل سے ہر حال میں کھوٹ، سرکشی اور تکبر خارج ہو جاتا ہے۔ اور بالآخر اس کی زبان، ظاہر و باطن میں ایک جیسی ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس کی مشیت میں بھی ظاہر و باطن کا تفاوت ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس کی گفتگو کا انداز بھی یہی ہو جاتا ہے۔ اور متواضع شخص خیر خواہی میں جملہ مخلوقات کو ایک جیسا سمجھتا ہے۔ شاید اسی ضمن میں آنحضور نبی اکرم ﷺ کی یہ دعا مشہور ہے۔ کہ! **اللھم احینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرۃ المساکین یوم القیامۃ۔** **(ترجمہ)** یا اللہ تعالیٰ! مجھے بحالتِ مسکینی زندہ رکھ۔ اور بحالتِ مسکینی مجھے موت عطا فرما۔ اور بروزِ قیامت، مجھے مساکین کے زمرے میں (سے) اُٹھا۔

☆ **خوف**۔ تواضع کے میدان سے نکل کر تینتیسواں میدان ''خوف'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **وامامن خاف مقام ربہ** ۔ (ترجمہ) اور ہر چند کہ جو شخص اپنے پروردگار کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا۔ (القرآن ۔ 40:79) خوفِ الٰہی ایمان کا مضبوط قلعہ ہے۔ دنیاوی ہوا و ہوس اور حرص کے لئے تریاق ہے۔ اور مومنِ صادق کے لئے ایک کارگر ہتھیار ہے۔ خوف کی تین اقسام ہیں۔

دل میں گزر جانے والا خوف۔ دل میں جاگزیں ہونے والا خوف۔ دل پر غالب آنے والا خوف۔

دل میں گزر جانے والا خوف دل میں آتا ہے اور پھر نکل جاتا ہے۔ یہ خوف ادنیٰ درجے کا ہے۔ کہ جس کے بغیر ایمان کا وجود ہی نہیں رہتا۔ کیونکہ خوف کے بغیر اَمن و سلامتی کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔ اور نہ ہی ایمان کی۔ خوف کی علامات بے شمار ہیں۔ وہ ایمان کی زیب و زینت ہے۔ ہر شخص میں جس قدر خوف ہے۔ اس میں اتنا ہی ایمان ہے۔

خوف کی دوسری قسم دل میں جاگزیں ہونے والا خوف ہے۔ اس خوف کی تین خوبیاں ہیں۔ یہ خوف بندے کو گناہوں سے روکتا ہے۔ اسے حرام سے دور رکھتا ہے۔ انسان کی خواہشات کو کم کرتا ہے۔

خوف کی تیسری قسم دل میں غالب آنے والے خوف کی ہے۔ جو کہ ہر قسم کے مکر سے ڈرتا ہے۔ اس خوف کی تین نشانیاں ہیں۔ اس خوف سے حقیقت کا صحیح وقوف و ادراک ہوتا ہے۔ اسی خوف کے باعث اخلاص کی راہ کھل جاتی ہے۔ یہ خوف آدمی کو اس کی غفلت سے نجات دلاتا ہے۔

یاد رہے۔ کہ! مکر کی دس علامات و نشانیاں ہیں۔ ایسی طاقت کہ جس میں حلاوت نہ ہو۔ گناہوں پر اصرار کہ جس میں توبہ نہ ہو۔

ایسی دُعا کہ جس میں انقباض نہ ہو۔ ایسا علم کہ جس میں عمل نہ ہو۔ ایسی حکمت کہ جس میں نیت کی پاکیزگی نہ ہو۔

ایسی صحبت کہ جس میں اَدب و احترام نہ ہو۔ ایسی عبادت کہ جس میں خشوع و خضوع نہ ہو۔ بُرے لوگوں سے نشست و برخاست۔

اور مکر کی آخری دو اقسام سب سے زیادہ بدتر، نقصان دہ باعثِ فتنہ و فساد ہیں۔

اللہ تعالیٰ بندے کو ایمان تو دے دے۔ مگر اس کے ساتھ یقین نہ ہو۔ بندے کو اس کے حال (خواہ نیک ہو یا بد ہو) پر ہی چھوڑ دے۔ یاد رہے۔ کہ! دسویں قسم در حقیقت گنہ گار کی کیفیت اور تائب کے درمیان کی ہے۔

اللہ رب العزت کا فرمانِ عالی شان ہے۔ کہ! **وامامن خاف مقام ربہ و نھی النفس عن الھوٰی. فان الجنۃ ھی الماوٰی**۔ (ترجمہ) اور رہا وہ جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے خوف رکھتا تھا۔ اور اپنے نفس کو بُری خواہشات سے روکتا تھا۔ تو جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہو گی۔ (سورہ النازعات۔ 41-40)

اس آیتِ کریمہ میں خوفِ الٰہی رکھنے والے اور نفس کو ناجائز خواہشات سے روکنے والے کے لئے جنت کی نوید سنائی گئی ہے۔ نیز فرمایا۔ کہ! **وخافون ان کنتم مؤمنین** ۔ (ترجمہ) اگر تم ایمان والے ہو۔ تو مجھ سے ڈرو۔ (سورہ آلِ عمران۔ 175) اس آیتِ کریمہ میں تو خوف کو ایمان کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے۔ خوفِ خدا بھی نعمت سے کم نہیں۔ لوگوں میں سب سے زیادہ خوفِ خدا کا حامل وہ شخص ہو گا۔ جسے سب سے زیادہ اپنی ذات اور اپنے رب کی معرفت حاصل ہو گی۔ یعنی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خوف کا حکم دے کر اسے لازم قرار دیا۔ بلکہ اسے ایمان کے لئے شرط بتایا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ! کسی بھی مومن کے لئے اس بات کا تصور نہیں کیا سکتا۔ کہ وہ خوفِ خدا سے یکسر خالی ہو سکتا ہے۔ ہر مومن کے دل میں خوفِ الٰہی ہوتا ضرور ہے۔ اگرچہ کمزور ہی کیوں نہ ہو۔ اور خوف کی یہ کمزوری اس کی معرفت اور ایمان کی کمزوری کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ اسی لئے تو سرکارِ نامدار ﷺ نے فرمایا۔ کہ! میں تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والا ہوں۔ (بخاری شریف)

اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ! **انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰوا**۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں۔ جو علم والے ہیں۔ (سورہ فاطر۔ 28) اسی آیت کے ضمن میں حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! بندے کو (کبھی) اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان صفات کی معرفت خوف کے درجے پر پہنچا دیتی ہے۔ اسی طرح سے ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالشان ہے۔ کہ! **ھدی و رحمۃ للذین ھم لر بھم یرھبون**۔ (ترجمہ) ان کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ (سورہ اعراف۔ 154)

حضرت ذوالنون مصریؒ کی خدمت میں عرض کی گئی۔ کہ! بندہ خائفین (اللہ تعالیٰ کا کامل خوف رکھنے والے) کے مقام پر کب پہنچتا ہے؟ تو آپؒ نے فرمایا۔ کہ! جب وہ اپنے آپ کو اس مریض کی طرح سمجھے۔ جو مرض کے بڑھنے کے خوف سے ہر چیز سے پرہیز کرتا ہے۔

صحیحین (صحیح بخاری اور صحیح مسلم) میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ایک شخص نے اپنے نفس پر بڑی زیادتی کی۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا۔ تو اس نے اپنے بیٹوں کی وصیت کی۔ کہ جب مَیں مَر جاؤں۔ تو تم مجھے جلا کر راکھ کر دینا۔ پھر تم میری اس راکھ میں سے آدھی تو کہیں خشکی میں بکھیر دینا۔ اور آدھی کہیں دریا میں بہا دینا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے پکڑ لیا۔ تو وہ مجھے ایسا سخت عذاب دے گا۔ جو دنیا جہاں میں کسی کو بھی نہ دے گا۔ اس کے بعد جب وہ مَر گیا۔ تو اُس کے بیٹوں نے اس کی وصیت پر عمل کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے خشکی اور تَری سے اس کے اجزاء جمع ہوئے۔ پھر اس سے پوچھا گیا۔ تُو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کیا۔ (کہ) اے میرے مالک! تُو خوب جانتا ہے۔ کہ مَیں نے تیرے ڈر سے ہی ایسا کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بندہ کی بخشش کا فیصلہ فرما دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! اللہ تعالیٰ کے خوف اور ڈر سے ڈرنے والا شخص جہنم میں نہیں جا سکتا۔ جب تک کہ دودھ تھن میں واپس نہ جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ کا گرد و غبار اور جہنم کا دھواں دونوں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ (جامع ترمذی شریف) اس حدیث نبوی ﷺ میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والے کے لئے عذابِ دوزخ سے رہائی کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔

ایک اور حدیث (سنن ابنِ ماجہ) میں ہے۔ کہ! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں۔ کہ! رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! ہر وہ بندۂ مومن (کہ) جس کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو نکلیں۔ اگرچہ وہ آنسو مکھی کے سَر کے برابر (یعنی بہت ہی قلیل مقدار میں) کیوں نہ ہوں۔ اور پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے وجھ (چہرہ بمعنی گال) پر پہنچیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دے گا۔ (انشاء اللہ)

اسی طرح سے ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ! حضرت انسؓ آنحضور نبی مکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ! آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن (ان فرشتوں کو، کہ جو دوزخ پر مقرر ہوں گے) حکم دے گا۔ کہ جس شخص نے کبھی مجھے یاد کیا ہو۔ یا کسی موقع پر جو بندہ مجھ سے ڈرا۔ اس کو دوزخ سے نکال لیا جائے۔ (جامع ترمذی شریف)

اسی طرح سے ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ! حضرت عباسؓ آنحضور نبی مکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ! جب اللہ تعالیٰ کے خوف سے کسی (خوش نصیب) بندے کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ تو اس وقت اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں۔ (کہ) جیسے کسی پرانے سوکھے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

امام غزالیؒ اپنی کتاب احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔ کہ! خوف کا کم سے کم درجہ کہ جس کا اثر اعمال میں ظاہر ہونے لگتا ہے۔ یہ ہے کہ! بندہ ان تمام امور سے باز آ جائے۔ جو کہ شرعاً ممنوع ہیں۔ یاد رہے۔ کہ! ممنوعاتِ شرعیہ سے باز رہنے کے اس عمل کو ''ورع'' یعنی ''پرہیز گاری'' بھی کہا جاتا ہے۔ اور اگر باز رہنے کی اس قوت میں اضافہ ہو کر ان چیزوں کو بھی شامل کر دیا جائے۔ جن کے حرام ہونے کا امکان ہے۔ بندہ ان تمام کاموں کو بھی ترک کر دے۔ کہ جن کی حرمت یقینی ہو۔ تو یہ تقویٰ ہے۔

حضرت ابو سلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ دل کے لئے مناسب یہی ہے۔ کہ! خوفِ خدا کے سوا کوئی اور چیز غالب نہ ہو۔ نیز فرمایا۔ صوفیائے کرام کو خوفِ خدا ہی کی بدولت بلند مراتب و مقامات نصیب ہوئے ہیں۔ اگر (خدانخواستہ) وہ لوگ خوفِ خدا کو کھو دیتے ہیں۔ تو اپنے مراتب و مقامات سے گر جاتے ہیں۔

حضرت واسطیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! خوف اور رجا نفسوں کے لئے دو لگاموں کا کام دیتے ہیں۔ تاکہ نفوس رعونت و تکبر اختیار نہ کریں۔

حضرت رابعہ عدویہ بصریہؒ کے متعلق امام عبدالوہاب الشعرانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! وہ رونے اور غم کرنے والی تھیں۔ جب بھی عذابِ دوزخ کا ذکر سنتی تھیں۔ تو مارے ڈر کے بے ہوش ہو جایا کرتی تھیں۔ اور آپؒ کے سجدوں کی جگہ آنسوؤں کی کثرت سے چھوٹے چھوٹے گڑھے پڑ جاتے تھے۔ گویا کہ آپؒ یہ سمجھتی تھیں۔ کہ! آگ (دوزخِ نار) صرف میرے ہی لئے بنائی گئی ہے۔

☆ **وَجَل**۔ خوف کے میدان سے نکل کر چونتیسواں میدان ''وجل'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **و قلو بھم و جلہ**۔ (ترجمہ) اور ان کے قلوب (دل) ڈرتے ہیں۔ (القرآن۔ 60:23) یاد رہے۔ کہ! وجل خوف سے زیادہ قوی ہے۔ وجل درحقیقت پاک بازانِ طریقت کا خوف ہے۔ جو کہ تین باتوں سے عبارت ہے۔ اپنی عبادت پر خوف۔ اپنے اوقات پر خوف۔ اپنی آرزوؤں پر خوف۔

بندے کا اپنی عبادت پر خوف تین باتوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ نیت کے بگڑ جانے سے۔ گناہ کی سزا سے۔ دشمن کے غلبہ سے۔

بندے کا اپنے اوقات پر خوف، ارادے میں تغیر، اخلاص میں انتشار یا دل میں پریشانی کے سبب سے ہوتا ہے۔

بندے کا اپنی آرزوؤں پر خوف سے مراد نا شائستہ امور کی طرف دھیان رکھنا ہے۔ یہ خوف عرفانِ باطن، بصیرتِ قلب اور روزِ ازل کے غم کے مطابق ہوتا ہے۔ اور ازل کے غم کی توجہ رکھنے سے دل بے قرار رہتا ہے۔ اور خواہشاتِ نفسانی کو فنا کر دیتا ہے۔ یہ خوف عابدوں کا ہے۔

☆ **رَھبَت**۔ وجل کے میدان سے نکل کر پینتیسواں میدان '' رہبت '' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **و ایای فارھبون** ۔ (ترجمہ) اور پس تم (صرف اور صرف) مجھ سے ہی ڈرو۔ (القرآن ۔40:02) رہبت ایسا خوف ہے۔ جو کہ وجل سے بھی بڑھ کر قوی ہے۔

اس خوف (رہبت) کی تین خوبیاں ہیں۔ یہ خوف انسان کے تعیش کو یکسر ختم کر دیتا ہے۔ اسے اہلِ جہاں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اس خوف کے ہوتے ہوئے انسان دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے بیگانہ و منقطع ہو جاتا ہے۔

اس خوف (رہبت) کے تین نشانات ہیں۔ انسان اپنے ہر سانس کو سزا تصور کرے۔ ہر گفتگو کو شکایت پر محمول کرے۔ اپنے تمام اعمال کو گناہ سمجھے۔

اس خوف (رہبت) کے ہوتے ہوئے بندہ ہمیشہ اس تین احوال کے درمیان کوشاں رہے۔ اور سوزاں و غم زدہ رہے۔ آرزو ایسی ہو جیسے کہ حصولِ صحت کے لئے بیماروں کی ہوا کرتی ہے۔ اخلاص ایسا ہو۔ جیسے کہ حصولِ زندگی بوقت ڈوبنے والوں کی (جبکہ وہ گہرے سمندر میں ہوں اور کنارہ بھی نظر نہ آ رہا ہو) ہوا کرتی ہے۔ نیازمندی ایسی ہونی چاہیئے۔ جیسے کہ گریہ زاروں کی ہوا کرتی ہے۔ یہ خوف زاہدوں کا ہوا کرتا ہے۔

☆ **اشفاق** ۔ رہبت کے بعد چھتیسواں میدان '' اشفاق '' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **ان الذین ھم من خشیة ربھم مشفقون** ۔ (ترجمہ) یقیناً وہ لوگ کہ جو خشیتِ الٰہی سے ڈرنے والے ہیں۔ (القرآن ۔57:23) شفاق سے مراد دائمی خوف کا ہونا ہے۔ یہ ایک ابرِ ضیاء بار ہے۔

یہ خوف دُعا کے سامنے کوئی حجاب، فراست کے سامنے کوئی رکاوٹ اور اُمید کے سامنے کوئی دیوار حائل نہیں رہنے دیتا۔

یہ خوف پامال اور ہلاک کرنے والا ہے۔ یہ جب تک قرآنِ پاک میں موجود اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت نہ سن پائیں۔ کہ! **الا تخافوا ولا تحزنوا** ۔ (ترجمہ) یہ کہ تم مت ڈرو اور نہ خوف کھاؤ۔ (القرآن ۔31:41) بندہ چین نہیں لے پاتا۔

جس خوش بخت انسان کو اشفاق نصیب ہوا۔ قضاء و قدر اُس پر انعام و اکرام کرتے ہیں۔ اور اسی خوف (اشفاق) کے زوال کے خدشے سے اسے جلاتے رہتے ہیں۔ اور اس کے نور میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ اس کے قلب میں تغیر کا اندیشہ ڈال دیتے ہیں۔ اسے قربِ ذات سے ہمکنار کرتے ہیں۔ اس کے گوشہ قلب میں عتابِ الٰہی کی ڈور ڈال دیتے ہیں۔ یہ خوف عارفین کا ہوا کرتا ہے۔

☆ **خشوع** ۔ اشفاق کے میدان سے نکل کر سینتیسواں میدان '' خشوع '' کا نکلتا ہے۔ خشوع ایک ایسے خوف کا نام ہے۔ جو دل کو احترام کے باعث نرم کر دیتا ہے۔ اخلاق کو سنوار دیتا ہے۔ اور نگاہ کو اَدب سکھا دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **الم یان للذین امنوا ان تخشع قلو بھم لذ کر اللہ** ۔ (ترجمہ) کیا اہلِ ایمان کے واسطے (ابھی تک وقت) نزدیک نہیں آیا؟ کہ ان کے قلوب یادِ خدا کے کے لئے عاجزی اختیار کریں۔ خشوع ایک ایسا خوف ہے۔ کہ جس میں بیدار قلبی اور فروتنی ہے۔ اس کے تین ابواب ہیں۔

معاملات میں ایثار و تحمل۔ خدمت میں عاجزی اور حضوری۔ سِر (راز) میں حیا اور تعظیم۔

معاملات میں ایثار تین باتوں سے عبارت ہے۔ گنہ گار اس سے محفوظ رہتے ہیں۔ نیک لوگ اس سے مسرور رہتے ہیں۔ مخلوق اس سے آزاد رہتی ہے۔

خدمت میں عاجزی اور حضوری کی تین علامات ہیں۔ وہ حلاوتِ ایمان کہ جس کے باعث انسان بارگاہ خداوندی کے بغیر سکون نہ آئے۔ مقصودِ حقیقی کی طرف ایسی توجہ کہ جس کے سبب خلق کی طرف توجہ نہ کر سکے۔ اور گناہوں کو نظر میں اس طرح سے رکھنا۔ کہ خود کو کبھی نیکوکار نہ سمجھے۔

سِر (راز) میں حیا اور تعظیم تین باتوں پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہمیشہ اپنے قریب تر سمجھے۔ خود کو ذات باری تعالیٰ سے دور سمجھے۔ اس کی ہر آزمائش کو عظیم سمجھے۔ درحقیقت یہ صدیقین کا خوف ہے۔

☆ **تَذَلُّل**۔ خشوع کے میدان سے اڑتیسواں میدان '' تذلل '' کا نکلتا ہے۔ تذلل سے مراد یہ ہے۔ کہ! اپنی نیازمندی کے مطابق زندگی گزارنا۔ عجز و انکساری سے راہِ حیات طے کرنا۔ رکشتِ زارِ حیات میں کونین کی عزت کا بیج بونا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **و عنت الو جوہ للحی القیوم** ۔ (ترجمہ) اس زندہ و قائم رہنے والے کے واسطے منہ ذلیل ہو گئے۔ (القرآن ۔111:20)

تذلل کی تین اقسام ہیں۔ امرِ الٰہی کی صداقت کو قبول کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کا تذلل۔ توشہء دل و تلاشِ حقیقت کے ساتھ ارادے کا تذلل۔ اسرارِ الٰہی سے اپنی آگاہی کا تذلل۔

قبولِ حکم کے تذلل کی تین علامات ہیں۔ علم میں رُغبت۔ ذکرِ الٰہی کی تمنا۔ باریک بینی۔

تذللِ قصد، جو کہ تلاشِ حقیقت کے ساتھ ہے۔ اس کے تین نشانات ہیں۔ کم گوئی۔ درویشوں سے محبت۔ فکرِ مدام۔

اسرارِ الٰہی سے متعلق تذللِ آگاہی کی تین علامات ہیں۔ ایسے سونا کہ جس طرح ڈوبنے والے سوتے ہیں۔ ایسے کھانا کہ جس طرح سے بیمار کھاتے ہیں۔ ایسے جینا کہ جس طرح قیدی زندگی گزارتے ہیں۔ یہ اہلِ استقامت کا طریق ہے۔

☆ **اِخْبَات**۔ تذلل کے میدان سے نکل کر انتالیسواں میدان ''اخبات'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **و بشر المخبتین**۔ (ترجمہ) اور عاجزی کرنے والوں کو آپ خوش خبری دیں۔ (القرآن۔ **34:22**)

اِخبات سے مراد انسان کی نرم خوئی، اضطراب اور خوف ہے۔ وہ ایسی حقیقت ہے۔ کہ جس میں اخلاص کی چاشنی ہے۔ جو مخلوق کی معذوریوں سے آشنا ہے۔ اور جو بے نفس ہے۔ اخلاص کی چاشنی کے تین نشانات ہیں۔

دنیا کے ساز و سامان، تگ و دَو اور اس کے فریب کاری کے غم سے نجات پانا۔

خدمتِ خلق پر مداومت، ہر لحہ یادِ الٰہی میں استغراق اور تصفیہ باطن کے لئے جدو جہد کرنا۔

دنیا، اہلِ دنیا اور ہر خاص و عام انسان کو اپنے (حقوق کی) ادائیگی سے باز رکھنا۔ یہ ابدالوں کا طریق اور اُن کی سیرت ہے۔

☆ **الباد**۔ اخبات کے میدان سے نکل کر چالیسواں میدان ''الباد'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **فاین تذھبون**۔ (ترجمہ) پس تم کہاں جا رہے ہو۔ (القرآن۔ **26:81**) الباد دراصل محبت و ہیبت کے باہمی امتزاج سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اس کے تین نشانات ہیں۔

اللہ تعالیٰ پر توکل میں اسباب سے انقطاع۔ اس کے یقین میں دنیوی روابط کو ختم کر دینا۔ اس سے استواری ءمحبت میں ہر حیلہ سازی کو فنا کر دینا۔

اسباب کے انقطاع کی تین علامات ہیں۔ اہلِ جہاں سے بے نیازی۔ مخلوقات سے وحشت۔ وصالِ ذات کی خاطر موت کا انتظار۔

روابط کے ختم ہونے کی تین نشانیاں ہیں۔ اپنی تدبیر سے نجات پانا۔ اپنے امتیازات سے بے نیازی۔ اسبابِ رزق سے فراغت۔

حیلہ سازی کا اختتام تین باتوں پر مبنی ہوتا ہے۔ مقربینِ بارگاہ کا حال۔ عارفین کے لمحات۔ اہلُ اللہ کے معارف۔

☆ **ھیبت**۔ الباد کے میدان سے نکل کر اکتالیسواں میدان ''ہیبت'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **یعلم ما فی انفسکم فاحذرو**۔ (ترجمہ) جو کچھ تمھارے جی میں ہے۔ (بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ) جانتا ہے۔ پس اس سے ڈرو۔ (القرآن۔ **235:02**)

ہیبت اصفیاء کا مقام ہے۔ اور اوتاد کا درجہ ہے۔ ہیبت درحقیقت ایک ایسا خوف ہے۔ جو مشاہدے سے پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ! دیگر جملہ خوف تو شنید سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور ہیبت وہ حیرت ہے۔ جو کہ قلب میں برق کی مانند کوندتی ہے۔ اگر اُنسیت و محبت کی نسیم اس کے آگے نہ چلے۔ تو انسان کی روح میں اس کی برداشت کی تاب نہیں۔ یہ اکثر وجدان کے وقت طاری ہوتی ہے۔ جس طرح طورِ سینا کے دامن میں حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ پر ہیبتِ الٰہی جلوہ ریز ہوئی تھی۔ یاد رہے۔ کہ! ہیبت تہذیبِ نفس سے نہیں۔ بلکہ آگاہی سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اس سے تین امور کی کشادوابستہ ہے۔

سرورِ احوال۔ سالک کا اپنی ذات میں گم ہو جانا۔ ہوا و ہوس کا یکسر ناپید ہو جانا۔

اور یاد رہے۔ کہ!

وہ ہیبت، جو کہ بصیرت سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ بندہ میں حکمت لاتی ہے۔

وہ ہیبت، جو کہ تفکر سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ بندہ میں فراست لاتی ہے۔

وہ ہیبت، جو کہ سماع سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ بندہ کے ہوش و حواس کو ختم کر ڈالتی ہے۔ یا وہ انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔ اسی لئے تو سماع سننے کے قواعد و ضوابط ہیں۔ نقصین کو جلا ڈالتی ہے۔ اور کاملین کو واصل باللہ کرتی ہے۔

کشگان خنجرِ تسلیم را ہر زمان اَز غیب جان دیگر اَست

☆ **فرار**۔ ہیبت کے میدان سے نکل کر بیالیسواں میدان ''فرار'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **ففروا الی اللہ**۔ (ترجمہ)

پس تم اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑ کر آ ؤ۔ (القرآن۔ **50:51**) اللہ تعالیٰ کی طرف فرار کے تین مفاہیم ہیں۔

حق تعالیٰ کی جانب بھاگ کر جانا ہے۔ اپنے وجود پر تردد اور انتشار کے دروازے کو بند کرنا ہے۔ اور کونین (دونوں جہانوں) سے رہائی پانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف فرار کے تین نشانات ہیں۔

اپنے اعمال سے کوئی اُمید وابستہ نہ کرنا۔ اپنے اخلاص کو موردالزام ٹھہرانا۔ خود کو عابد (عبادت گزار) سمجھنے سے توبہ کرنا۔

اسی طرح سے اپنے آپ پر تردد اور انتشار کے دروازے کو بند کرنا تین باتوں پر مبنی ہے۔

تمام جہان کو اپنا لینا۔ اپنی تدبیر سے کنارہ کش ہو جانا۔ اوامرِ الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا۔

اسی طرح سے کونین (دونوں جہانوں) سے رہائی پانے کی تین علامات ہیں۔

ہر قسم کے خوف کو چھوڑ کر خلق سے انقطاع کے خوف پر اکتفا کرنا۔ ہر قسم کی نگہداشت کے بجائے اپنے اوقات کی نگہداشت کو ملحوظ رکھنا۔

ہر امید کو بالائے طاق رکھتے ہوئے محبوب کے دیدار کی امید سے سکون پانا۔

☆ **رجاء**۔ فرار کے میدان سے نکل کر تینتالیسواں میدان ''رجاء'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **یحذرو الاخرة ویرجوا رحمة ربه**۔ (ترجمہ) وہ آخرت سے ڈرتا ہے۔ اور اپنے پروردگار کی رحمت کا اُمیدوار ہے۔ (القرآن۔ **39:09**) رجاء کا مفہوم اُمید کے ہیں۔ کیونکہ! یقین کے دو ہی پَر ہیں۔ پہلا **خوف**۔ جبکہ دوسرا **اُمید**۔

اَب بھلا ایک پَر کے ساتھ کون پرواز کرسکتا ہے۔ یاد رہے۔ کہ! اُمید خدمت کی سواری ہے۔ یہ فکر ونظر کے اجتہاد کا توشہ ہے۔ یہ عبادتِ الٰہی کا ساز وسامان ہے۔

کیونکہ! ایمان کی مثال ترازو کے دونوں پلڑوں کے جیسی ہے۔ ایک پلڑے میں خوف، جبکہ دوسرے میں اُمید ہے۔ اور ان دونوں کی میزان دوستی کی زبان پر قائم ہے۔ یہ دونوں پلڑے اخلاقِ عالیہ سے آویزاں ہیں۔ (بقولِ شاعر)

مرغِ ایمان را دو پر خوف و رجا اَست   مرغ را بے پر پراندان خطا اَست

ایمان کے پرندے کے دو پر ہیں۔ پرندے کو پر کے بغیر اُڑانا خطا ہے۔

رجا کی تین اقسام ہیں۔

پہلی رجا، اپنے نفس پر ظلم کرنے والے گنہ گاروں کی سی ہے۔ اس میں تین باتیں شامل ہیں۔

جرم سے صرفِ نظر۔ عیب چھپا لینا۔ دشمن کو قبول کر لینا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **ویرجون رحمته و یخافون عذا به**۔ (ترجمہ) وہ اس کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ (القرآن۔ **57:17**)

دوسری رجا، میانہ روی اختیار کرنے والوں کی ہے۔ جو کہ تین باتوں سے عبارت ہے۔

گناہوں سے عفو و درگزر کرنا۔ طاعت کی قبولیت۔ لطف و کرم میں اضافہ۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **یرجون تجارة لن تبور**۔ (ترجمہ) وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں۔ جو کبھی برباد نہ ہو گی۔ (القرآن۔ **29:35**)

تیسری رجا سابقین (نیکیوں میں سبقت لے جانے والوں) کی ہے۔ جو کہ تین باتوں پر مبنی ہے۔

ازلی نعمتوں سے بہرہ ور ہونا۔ دل کی زندگی میں برابر اضافہ ہونا۔ اپنے دل اور سرمایہ اوقات کی حفاظت۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **وترجون من الله مالا یرجون**۔ (ترجمہ) اور تم اللہ تعالیٰ سے وہ امید رکھتے ہو۔ جو وہ نہیں رکھتے۔ (القرآن۔ **104:04**)

یاد رہے۔ کہ! جس نے اپنے نفس کو رجاء پر رکھا۔ اس نے عمل چھوڑ دیا۔ اور جس نے اپنے نفس کو صِرف خوف پر رکھا۔ وہ مایوس ہو گیا۔ لہٰذا انسان کو خوف ورجاء دونوں رکھنے چاہیئں۔ کیونکہ! ایمان درحقیقت خوف اور اُمید کی درمیانی (ملی جلی) کیفیت کا نام ہے۔

اُمید وخوف میں کمالِ حضرت سیدنا صدیق اعظمؓ :

صاحب کتاب اللمع کہتے ہیں۔ کہ حضرت مطرب بن عبداللہؓ بتاتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا تھا ! اگر آسمان سے کوئی بآوازِ بلند صدا دے۔ کہ جنت میں صِرف ایک آدمی ہی داخل ہوگا۔ تو مجھے اُمید ہے کہ ایسا (جنتی) میں ہی ہوں گا۔ اور اگر آسمان سے یہ آواز آئے۔ کہ دوزخ میں صِرف ایک ہی شخص داخل ہوگا۔ تو مجھے اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں وہ (نعوذ باللہ دوزخ میں جانے والا) میں نہ ہوں۔

حضرت مطربؓ فرماتے ہیں۔ کہ بخُدا عظیم خوف اور عظیم اُمید کی اس سے بڑھ کر (کہیں) مِثال نہیں مِل سکے گی۔

مندرجہ بالا فرمانِ عالی شان کے ضمن میں مؤلفِ کتاب ہٰذا (محمد عبدالرؤف القادری) ذی وقار قارئین کی خدمت اقدس میں نہایت ادب سے عرض پرداز ہے۔ کہ بعض کتب کے مطابق یہ فرمانِ عالی شان اور یہ واقعہ جناب حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قرآنِ حکیم میں ارشادِ رحمانی ہے۔ کہ! **ان الذین اٰمنوا والذین ھاجروا و جٰھدوا فی سبیل الله. اولٰئک یرجون رحمة الله. والله غفور رحیم.** (ترجمہ) بے شک جو لوگ ایمان لائے۔ اور جنہوں نے ہجرت کیا ور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا۔ تو وہ بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورہ بقرہ۔218) اس آیتِ کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہجرت اور جہاد کرنے والوں کو اپنی رحمت کا اُمیدوار قرار دے دیا ہے۔ نیز فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **قل یٰعبادی الذین اسرفوا علٰی انفسھم لا تقنطوا من رحمة الله . ان الله یغفر الذنوب جمیعا. انه ھو الغفور رحیم** ۔ (ترجمہ) کہہ دوائے میرے وہ (خوش نصیب) بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے (یعنی اپنے نفسوں کو دنیاوی خواہشات وآلائشوں سے پاک کر رکھا ہے۔ وہ خوش نصیب لوگ) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ یقین جانو۔ اللہ تعالیٰ سارے کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (کیونکہ) یقیناً! وہ بہت بخشنے والا، مہربان ہے۔ (سورہ الزمر۔53) اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی اُمید بڑھاتا ہے۔ کہ وہ رحمتِ الٰہی سے قطعاً مایوس نہ ہوں۔ نیز ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **یا یھا الذین اٰمنوا اتقوا الله وابتغوا الیه الوسیلة وجاھدوا فی سبیله لعلکم تفلحون** ۔ (ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور اس تک پہنچنے کے لئے وسیلہ (کوئی رہبر و رہنما یا مرشد و مربی) تلاش کرو۔ (جو تمھیں اللہ تعالیٰ تک پہنچا دے۔ اور معرفت الٰہی کا جام پلا سکے) اور اس کے راستے میں جہاد (جدوجہد) کرو۔ امید ہے۔ کہ! تمھیں فلاح حاصل ہوگی۔ (سورہ مائدہ۔35) اسی طرح ایک اور جگہ آتا ہے۔ کہ! **وادعوہ خوفا و طمعا. ان رحمت الله قریب من المحسنین** ۔ (ترجمہ) اور اسے پکارو امید رکھتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک لوگوں سے قریب ہے۔ (سورہ الاعراف۔56) اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے اُن بندوں کو جو خوفِ الٰہی رکھتے ہیں۔ اور امید کے بھی طلب گار ہیں۔ انہیں یہ باور کراتا ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک لوگوں کے بالکل قریب ہے۔ اسی طرح ایسے لوگ، جو کہ اپنی غلطیوں اور گناہوں کے بعد پچھتائے۔ اور اپنی جملہ غلطیوں اور گناہوں کا اعتراف کر کے نیکی اختیار کی۔ اُن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **واٰخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا عملا صالحا و اٰخر سیئا. عسی الله ان یتوب علیھم. ان الله غفور رحیم** ۔ (ترجمہ) اور کچھ تو وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کر لیا۔ انہوں نے ملے جلے عمل کئے۔ کچھ نیک کام اور کچھ بُرے کام۔ اُمید ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ ان کی توبہ کو قبول کر لے گا۔ (کیونکہ) یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، مہربان ہے۔ (سورہ توبہ۔102) جو اللہ تعالیٰ کی اُمید اور رحمت سے مایوس ہوتے ہیں۔ اُن کے لئے اللہ تعالیٰ کا بہت ہی سخت فیصلہ ہے۔ جس کا اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں برملا اظہار فرماتا ہے۔ **ولا تیئسوا من روح الله. انه لا یایئس من روح الله الا القوم الکٰفرون** ۔ (ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو۔ یقین جانو! اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تو وہی لوگ نا اُمید ہوتے ہیں۔ جو کافر ہیں۔ (سورہ یوسف۔87) ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **ومن یقنط من رحمة ربه الا الضالون** ۔ (ترجمہ) اپنے پروردگار کی رحمت سے گمراہ لوگوں کے سوا بھلا کون نا اُمید ہوسکتا ہے۔ (سورہ الحجر۔56) اس آیت میں اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے۔ کہ! جو لوگ گمراہ ہیں۔ صرف وہی رحمتِ خداوندی سے نا امید ہوسکتے ہیں۔ ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت اور وحدانیت کا لوگوں کو یقین دلاتے ہوئے اُمید دلاتا ہے۔ کہ! **انما الٰھکم اله واحد. فمن کان یرجوا لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادة ربه احدا** ۔ (ترجمہ) تم سب (جملہ موجودات انس وجن وحوش وطیور وغیرہم) کا معبود بس ایک خدا ہی تو ہے۔ کسی کو اپنے مالک سے جا ملنے کی امید ہو۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ! وہ نیک عمل کرے۔ اور اپنے

مالک کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ ٹھہرائے۔ (سورہ الکھف۔ 110)

احادیث میں بھی امید کے متعلق نبی مکرم ﷺ کے فرمودات موجود ہیں۔ جیسے کہ! حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا۔ کہ! حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت بلالِ حبشی ؓ سے فجر کے وقت پوچھا۔ کہ اے بلال ؓ! مجھے اپنا سب سے زیادہ اُمید والا نیک کام (عملِ صالح) بتاؤ۔ جسے تم نے اسلام لانے کے بعد کیا ہے۔ کیونکہ مَیں نے جنت میں اپنے آگے تمھارے جوتوں کی چاپ سنی ہے۔ حضرت بلال حبشی ؓ نے عرض کیا۔ مَیں نے تو اپنے نزدیک اس سے زیادہ اُمید کا کوئی کام نہیں کیا۔ کہ جب مَیں نے رات یا دن میں کسی بھی وقت وضو کیا۔ تو میں اس وضو سے نفل (صلوۃ الوضو) نماز پڑھتا رہتا۔ جتنی میری تقدیر لکھی گئی تھی۔ (صحیح بخاری شریف)

حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا۔ کہ! حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں دو چیزیں خرچ کرے گا۔ اسے فرشتے جنت کے دروازوں سے بلائیں گے۔ کہ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ اچھا ہے۔ پھر جو شخص نمازی ہوگا۔ اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو مجاہد ہوگا۔ اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو روزہ دار ہوگا۔ اسے باب الریان سے بلایا جائے گا۔ اور جو زکات ادا کرنے والا ہوگا۔ اسے زکات کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ اس پر حضرت سیدتنا ابوبکر صدیق ؓ نے پوچھا۔ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ یارسول اللہ ﷺ! جو لوگ ان دروازوں سے بلائے جائیں گے۔ مجھے ان سے بحث نہیں۔ آپ ﷺ یہ فرمائیں۔ کہ کیا کوئی ایسا بھی ہوگا؟ جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! ہاں۔ اور مجھے اُمید ہے۔ کہ! آپ ؓ بھی انہیں میں سے ہوں گے۔ (صحیح بخاری شریف)

ایک صاحب نے حضرت رسولِ کریم ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھا۔ کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ کچھ بھی نہیں۔ سوائے اس کے، کہ مَیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ پھر تمھارا حشر بھی انہیں کے ساتھ ہوگا۔ جن سے تمھیں محبت ہے۔ حضرت انس ؓ نے بیان کیا۔ کہ ہمیں کبھی (بھی) اتنی خوشی کسی بھی بات سے نہیں ہوئی۔ جتنی آپ ﷺ کی یہ حدیث سن کر ہوئی۔ کہ تمھارا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا۔ (کہ) جن سے تمھیں محبت ہے۔ حضرت انس ؓ نے کہا۔ کہ میں بھی رسول اللہ ﷺ سے اور حضرات ابوبکر صدیق ؓ وعمر فاروق ؓ سے محبت رکھتا ہوں۔ اور ان سے اپنی اس محبت کی وجہ سے اُمید رکھتا ہوں۔ کہ میرا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا۔ اگرچہ میں ان جیسا عمل نہ کر سکا۔ (صحیح بخاری شریف)

اس کے علاوہ بھی مختلف احادیث نبویہ ﷺ میں گناہ گاروں کو توبہ کرنے کی برکت سے مغفرت کی اُمید دلائی گئی ہے۔

☆ **طلب**۔ رجا کے میدان سے نکل کر چوالیسواں میدان ''طلب'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **یبغون الی ربھم الوسیلة اقرب**۔ (ترجمہ) وہ اپنے پروردگار کی طرف کسی وسیلے کے آرزو مند ہیں۔ (کہ) ان میں کون سا نزدیک تر ہے۔ (القرآن۔ 57:17) طلب سے مراد تلاش اور کوشش ہے۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ طلبِ آزادی۔ طلبِ ثواب۔ طلبِ حق متعال۔

طلبِ آزادی درج ذیل امور سے کی جاتی ہے۔ قطع تعلق کے دکھ سے۔ عذابِ الٰہی کی شرمساری سے۔ حجابات کی ذلت سے۔

لیکن طلبِ ثواب، جو کہ حصولِ بہشت، گناہوں سے معافی اور ابدی مسرت کی طلب ہے۔ یہ طلب مجاہدین کی ہے۔

طلبِ حق تعالیٰ، جو کہ ایک عظیم ترین کام (اَمر) ہے۔ اس میں دنیا و آخرت کو تیاگ دینا (یعنی ترک کر دینا) ہے۔ ہر چند کی عام لوگ اسے بے کاری اور ہرزہ سرائی پر محمول کرتے ہیں۔ (یاد رہے۔ کہ!) پہلے کسی مقصد کو پانے پانے کے لئے تلاش کیا جاتا ہے۔ پھر بالآخر اُسے پا لیا جاتا ہے۔ مگر طالبانِ حق پہلے ذاتِ حق کو پا لیتے ہیں۔ پھر اس کی تلاش شروع کر دیتے ہیں۔ ذاتِ باری تعالیٰ کے یہ طلب گار نہایت مکرم و معزز ہیں۔ اس بات کو خوب اچھی طرح سے سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ! اسی میں ایک بہت بڑا راز مضمر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

☆ **رُغبَت**۔ طلب کے میدان سے نکل کر پینتالیسواں میدان ''رُغبت'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **و یدعوننا رغبا و رھبا**۔ (ترجمہ) اور وہ ہمیں رغبت اور ڈر سے پکارتے تھے۔ (القرآن۔ 09:21) رغبت کا معنیٰ کسی چیز کی طرف التفاتِ توجہ کرنا۔ اور اس سے مراد کسی چیز کا خریدنا ہے۔ یاد رہے۔ کہ! رغبت اور رہبت ایمان کے دو قدم ہیں۔ جن سے لوگ چلتے ہیں۔ اس لئے کہ ایک قدم سے چلنا محال ہے۔ جبکہ دوستی ایمان کا سر (راز) ہے۔ رغبت کرنے والے تین قسم کے افراد ہیں۔

اس کائنات کی طرف رغبت کرنے والے، جو کہ ہمیشہ آزمائش میں مبتلا رہتے ہیں۔

آخرت کی طرف رغبت کرنے والے، جوکہ ہمیشہ فکر وعمل کے اجتہاد میں مستغرق رہتے ہیں۔

ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف رغبت کرنے والے، جوکہ ہمیشہ عجز وانکساری میں خودکو فنا کئے رکھتے ہیں۔

اس کائنات کی طرف رغبت کرنے والوں کی اصل تین باتوں پر مبنی ہے۔ آرزوؤں کا طویل سلسلہ۔ علم کی کمی۔ دل کی موت۔

آخرت کی طرف رغبت کرنے والوں کی اصل تین باتوں پر مبنی ہے۔ آرزوؤں میں کمی۔ علمِ الٰہی کا نور۔ دل کی زندگی۔

ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف رغبت کرنے والوں کی اصل تین باتوں پر مبنی ہے۔ ندائے ازلی کا قبول کرنا۔ تمنائے دل کی شکست ورغبت۔ سر الٰہی کی حرمت کا لحاظ۔

☆ **مواصلت**۔ رغبت کے میدان سے نکل کر چھیالیسواں میدان ''مواصلت'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **واسجد واقترب** ۔(ترجمہ) آپ سجدہ کریں۔ اورقربِ خداوندی حاصل کریں۔ (القرآن۔ 19:96) مواصلت دراصل لفظ وصل سے متخرج ہے۔ وصل کا معنیٰ ملاپ یا ملنا کے ہیں۔ اورمواصلت سے مراد قریب ترین یا ساتھ ہوجانا ہے۔ مواصلت کی تین اقسام ہیں۔

مواصلتِ عذر، جوکہ قبولِ حق کے ساتھ ہے۔ مواصلتِ جُہد، جوکہ تائیدِ ایزدی کے ساتھ ہے۔ مواصلتِ دوست داری، جوکہ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے ساتھ ہے۔

مواصلتِ عذر، جوکہ قبولِ حق کے ساتھ ہے کے تین نشانات ہیں۔ افعال میں برکاتِ خداوندی کا ظہور۔ طبیعت میں سکون۔ دل میں شادمانی۔

مواصلتِ جُہد، جوکہ تائیدِ ایزدی کے ساتھ ہے کی تین علامات ہیں۔ اسرارِ الٰہیہ کے ساتھ ظہورِ برکات۔ دلوں میں قبولیت۔ اجابتِ دُعا۔

مواصلتِ دوست داری، جوکہ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے ساتھ ہے۔ جوکہ تین باتوں پر منتج ہوتی ہے۔ ہر سانس پر ظہورِ برکات۔ بلند ہمتی۔ حکمت کی کشائش۔

☆ **مداومت**۔ مواصلت کے میدان سے نکل کر سینتالیسواں میدان ''مداومت'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **حفظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطی** ۔(ترجمہ) تمام نمازوں کی محافظت کرو۔ اور(خصوصی طور پر) درمیانی نماز کی۔ (القرآن۔ 228:03) مداومت سے مفہوم دائمی نگہداشت ہے۔ اوراس سے مراد اپنے مقصود میں قیام کرنا ہے۔ مداومت کی تین اقسام ہیں۔

اپنے جسم کو ہمیشہ دردوغم کا عادی رکھنا۔ اپنی زبان کو ہمیشہ ذکرِ الٰہی میں مشغول رکھنا۔ اپنے سر(راز) کا ہمیشہ ضبطِ احوال کرنا۔

اپنے جسم کو ہمیشہ دردوغم کا عادی رکھنے والوں کی تین اقسام ہیں۔ اُمیدِ کرم پر عبادت کرنے والا، جوکہ بیداری دل کے ساتھ ہے۔ خوفِ خدا سے زُہد اختیار کرنے والا، جوکہ نیازمندی کے ساتھ ہے۔ مہر ووفا پر تکیہ کرنے والا عارفِ حق، جوکہ ندامت کے ساتھ ہے۔

اپنی زبان کو ہمیشہ ذکرِ الٰہی میں مشغول رکھنے والوں کی تین اقسام ہیں۔ عذر پیش کرنے والا، جوکہ ملول رہتا ہے۔ حاجت طلب کرنے والا، جسے ہروقت بے قراری لاحق رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور آنحضرت نبی مکرم ﷺ پر درود وسلام پڑھنے والا، جوکہ حلاوتِ ذِکر سے سرشار رہتا ہے۔

اپنے سر(راز) کا ہمیشہ ضبطِ احوال کرنے والوں کی تین اقسام ہیں۔ فکر کرنے والا کہ اعتماد جس کے ہمراہ ہو۔ اس کی نعمتوں کو یاد کرنے والا کہ اخلاق جس کا رفیق ہو۔ اسرارِ ربانی کا مشاہدہ کرنے والا کہ عجز وانکساری جس کے ہمدم ودمساز ہو۔

☆ **خطرت**۔ مداومت کے میدان سے نکل کر اڑتالیسواں میدان ''خطرت'' کا میدان نکلتا ہے۔ دل کے لئے خطرت اس طرح سے ہے۔ جس طرح جسم کے لئے سانس لینا اورآنکھ کے لئے پلک جھپکانا۔ خطرت تین قسم کے احوال میں رونما ہوتی ہے۔ غفلت میں۔ بیداری میں۔ صفائے باطن کی پاکیزگی میں۔

وہ خطرت، جوکہ غفلت سے متعلق ہے۔ اس میں تین قسم کی تکالیف ہیں۔ وقت برباد ہوجاتا ہے۔ دل پر حجاب چھا جاتے ہیں۔ انسان پر شیطان کی دسترس چھا جاتی ہے۔

وہ خطرت، جوکہ بیداری کے ساتھ مربوط ہے۔ اس کی تین برکات ہیں۔ ہوا وہوس میں کمی۔ دشمن (نفس وشیطان) کی ذِلّت ونگونساری۔ خوش وقتی کا حصول۔

وہ خطرت، جوکہ صفائے باطن کی پاکیزگی سے منسوب ہے۔ اس سے تین قسم کے انعامات حاصل ہوتے ہیں۔ علم میں مشغولی۔ حقیقت سے ربط وضبط۔ اللہ تعالیٰ کی طرف کامل رجوع۔ جولوگ اس خطرت (صفائے باطن کی پاکیزگی) سے باہر ہیں۔ وہ درحقیقت محلِ خطرت میں ہیں۔

☆ **ھمت**۔ خطرت کے میدان سے نکل کر انچاسواں میدان ''ہمت'' کا میدان نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **قد یعلم ما انتم علیہ**۔ (ترجمہ) یقیناً اللہ تعالیٰ (وہ سب) جانتا ہے۔ جس (قول وفعل) پر تم ہو۔ (القرآن۔ **64:24**) ہمت سے ایسی آرزو مراد ہے۔ جوکہ دل کے شایانِ شان ہو۔ ساری کائنات کی ہمتیں تین قسم کی ہیں۔

پہلی قسم دنیوی امور میں ہمت کی ہے۔ جس میں بیگانگی کی آمیزش ہے۔ اس میں انسان کے علم کا مرکز حصولِ دنیا رہ جاتا ہے۔ اسے اپنی آرزوؤں کی غایت سمجھتا ہے۔ اس کے لئے (حصولِ دنیا) چکی کے میخ کی طرح اس کی مساعی کا محور بن جاتی ہے۔ اس سے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

دوسری قسم عقبیٰ میں ہمت کی ہے۔ جوکہ فلاح ونجات کی پیامی ہے۔ مرد کے ہاتھ میں اس کی زمام ہے۔ دل پر اس کا عنوان مرقوم ہے۔ اور وہ زمانے میں اس کی یادگار رہے۔

ہمت کی تیسری قسم حصولِ ذات سے متعلق ہے۔ اور وہ کامیابی کی بشارت ہے۔ اس ہمت میں مرد کے لئے تین نشانیاں ہیں۔

ایک در کی نیازمندی کے سبب ہر قسم کے احتیاج سے بے نیاز کردیتی ہے۔ ایک قید میں ڈال کر تمام جہاں کی قیود سے آزاد کرا دیتی ہے۔ خلق کے دروازوں کے بجائے ایک ہی آستانے پر مقیم کرادیتی ہے۔

ہر شخص کی ہمت کے مطابق اس کی قدرو قیمت ہے۔ ہمت اَزل سے انسان کا امتیازی نشان ہے۔ اور **ابد** پر اس کی مہر ہے۔

☆ **رعایت**۔ ہمت کے میدان سے نکل کر پچاسواں میدان ''رعایت'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔ کہ! **فما رر عوھا حق رعایتھا**۔ (ترجمہ) پس انہوں نے اس کی رعایت نہ کی۔ کہ جس طرح کہ رعایت کا حق تھا۔ (القرآن۔ **27:57**) رعایت کی جدوجہد راست بازی ہے۔

اہلِ حق کی رعایت سے مراد تین چیزیں ہیں۔ رعایتِ ہمت۔ رعایتِ وقت۔ رعایتِ سر (راز)۔

رعایتِ ہمت یہ ہے۔ کہ! یقین کو گمان سے نہ بدلا جائے۔ الہام میں وسوسے کی آمیزش نہ کی جائے۔ فراست کو تدبیر سے جدا کر سکے۔

رعایتِ وقت یہ ہے۔ کہ! علائقِ دنیوی سے ننگ و عار محسوس ہو۔ اپنے لئے فراہمیء اسباب سے دریغ کیا جائے۔ ہر سانس یادِ الٰہی میں گزارا جائے۔

رعایتِ سر (راز) یہ ہے۔ کہ! خود کو آرزوؤں کے حوالے نہ کیا جائے۔ اپنے آپ کو مکر و فریب کے مابین نہ پھنسائے۔ پَل بھر کے لئے بھی حضورِ حق سے پیچھے نہ ہٹے۔

☆ **سکینہ**۔ رعایت کے میدان سے نکل کر اکیاونواں میدان ''سکینہ'' کا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **ھو الذی انزل السکینة فی قلوب المؤ منین**۔ (ترجمہ) وہ ذاتِ باری تعالیٰ کہ جس نے اہلِ ایمان کے قلوب میں تسکین نازل فرمائی۔ (القرآن۔ **04:48**) سکینہ سے مراد وہ آرام وسکون ہے۔ جوکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء (دوستوں) کے قلوب پر اُتارا ہے۔ اور وہ سکینہ دلوں کے لئے آزادی (کی نوید وبشارت) ہے۔ یاد رہے۔ کہ! سکینہ ء دل تین مقامات میں میسر آتا ہے۔ توحید میں۔ خدمت میں۔ یقین میں۔

سکینہ ء توحید دل پر تین عمل کرتا ہے۔

قیامت کے ناآزمودہ روز کا خوف۔ امکانی ادراک تک عرفانِ خداوندی۔ اللہ تعالیٰ سے بن دیکھے محبت کرنا۔

خدمت میں سکینہ تین اثرات مرتب کرتا ہے۔ انسان دل سے سنتِ نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہو۔ تاآنکہ متاعِ قلیل کے ساتھ ہی تونگر ہوگیا۔ (جیسا کہ حضرت علی المرتضیٰؓ کے فرمان کا مفہوم ہے۔ کہ! مَیں نے جب سے اپنی ضروریات کو کم کرلیا ہے۔ مَیں امیر ہوگیا ہوں) اعتماد اس پر کیا۔ جوکہ واقعتاً اس کا صحیح اہل تھا۔ چنانچہ وساوس سے آزاد ہوگیا۔

اس نے خلق کو فراموش کردیا۔ جس کے باعث وہ ریا سے بچ گیا۔

یقین میں سکینہ کے تین نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ وہ دل سے قسامِ ازل کی تقسیم پر راضی ہوگیا۔ یہاں تک کہ اس نے ہر قسم کی حیلہ سازی سے آسودگی حاصل کرلی ہے۔ اس نے سود و زیاں کو ایک ہی مقام سمجھا۔ تاآنکہ ہر احتیاط سے فارغ ہوگیا۔ اس نے کارسازِ حقیقی کو اختیار کرلیا۔ جس نے اسے تمام علائق سے نجات بخشی۔

☆ **طمانینت**۔ سکینہ کے میدان سے نکل کر باونواں میدان ''طمانیت'' کا ہے۔ قرآنِ حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **یا یتھا النفس ا لمطمئنة ۔ا رجعی ا لی ربک راضیة مر ضیة** ۔ (ترجمہ) اے اطمینان پا جانے والے نفس! تو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ آ۔ کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے راضی ہے۔ (القرآن۔ 89 : 27-28) سکون اور اُنسیت کے باہمی امتزاج کو طمانیت کے مفاہیم میں استعمال کیا جاتا ہے۔ طمانیت تین طرح کی ہوتی ہے۔ نقد پر طمانیت۔ اُمید پر طمانیت۔ محبت پر طمانیت۔

نقد پر طمانیت کی تین اقسام ہیں۔ غافلین کو یہ طمانیت حصولِ دنیا سے میسر آتی ہے۔ عقل مند لوگ اس طمانیت کو تجربات سے حاصل کرتے ہیں۔ جبکہ! مخلصین کی یہ طمانیت خود ضامن ہوتی ہے۔

اُمید پر طمانیت تین قسم کے لوگوں کے دل میں بسی ہوئی ہوتی ہے۔ محنت سے سرشار انسان۔ انتظار کرنے والے۔ ہر مایوس آدمی۔

محبت پر طمانیت کے تین نشانات ہیں۔ اپنے (دنیوی یا گھریلو) اُمور کے بجائے مولا کریم کے کام میں مشغولی۔ حق متعال کی ہمہ وقت یاد میں مشغولی۔ رب متعالی کی محبت میں ذاتی محبت کا انقطاع۔

☆ **مراقبت**۔ طمانیت کے میدان سے نکل کر ترپنواں میدان ''مراقبت'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **یسبحون الليل وا لنھار لا یفترون** ۔ (ترجمہ) روز و شب (مقربین حضرات) اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے کرتے نہیں رُکتے۔ (القرآن۔ 20:21) مراقبت (یعنی نگہداری) کوشش کے ساتھ ہے۔ اور وہ تین چیزوں سے عبارت ہے۔ مراقبتِ خدمت۔ مراقبتِ وقت۔ مراقبتِ سر (راز)

مراقبتِ خدمت تین چیزوں سے حاصل کی جاتی ہے۔ امرِ الٰہی کی تعظیم۔ سنتِ نبوی ﷺ کا علم۔ ریا کی پہچان۔

مراقبتِ وقت تین باتوں سے حاصل ہوتی ہے۔ نفسانی خواہشات کی فنا۔ احوال کی صفائی۔ غلبہء محبت۔

مراقبتِ سر (راز) تین باتوں سے نصیب ہوتی ہے۔ دنیا سے یکسوئی۔ اپنی ذات سے رہائی۔ ماسوا اللہ کی محبت سے کنارہ کشی۔

☆ **احسان**۔ مراقبت کے میدان سے نکل کر چونواں میدان ''احسان'' کا نکلتا ہے۔ احسان کا درست ترین معانی اور مفہوم آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے حضرت جبرائیلِ امینؑ کے جواب میں فرمایا تھا۔ کہ! **ان تعبد ا للہ کا نک ترا ہ فان لم تکن ترا ہ فا نہ ترا ک** ۔ (ترجمہ) احسان یہ ہے۔ کہ! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو۔ گویا تم اسے (یعنی رب متعال کو) دیکھ رہے ہو۔ پس اگر تم اسے (یعنی رب متعال کو) نہیں دیکھ سکے۔ (تو پھر کم از کم یہی خیال کرو۔ کہ) بے شک وہ تو تمھیں دیکھ ہی رہا ہے۔ (صحیح بخاری۔ سنن ابو داؤد۔ سنن نسائی)

احسان کے مقام و مرتبہ کے حصول میں سب سے پہلے تین قسم کے خوش نصیب افراد سرفراز ہوتے ہیں۔ جو اپنی زندگی کو چھوڑ کر دریائے توحید میں مستغرق ہوں۔ جو لوگ ہیبتِ الٰہی میں سرمست و سرشار رہتے ہوں۔ جو وجد و حال میں ہمہ وقت وارفتہ ہوں۔

ان کے عزم میں ہوائے نفسانی باقی نہیں رہتی۔ جمیعتِ باطن میں اسباب گم ہیں۔ انتشار ان کے وجد میں مدغم ہے۔ جسم سر بسر سماعت بن جاتا ہے۔ زبان پر ہر آن ذکرِ الٰہی جاری رہتا ہے۔ دل میں وگداز رہتا ہے۔ (اس مقام و مرتبہ پر پہنچ کر) جس خوش نصیب نے چشمِ قلب سے جس چیز کو دیکھ لیا۔ تو اسے یقیناً جان لیا۔ کہ! اسے واقعی عیاں دیکھا۔ کیونکہ! اس سے کدوراتِ بشر زائل ہو گئیں۔ اس پر ہوا ؤ ہوس کا سلسلہ سرد پڑ گیا۔ اور اس نے بلا آخر علائقِ دنیوی کے تکلفات سے نجات پائی۔

☆ **ادب**۔ احسان کے میدان سے نکل پچپنواں میدان ''اَدَب'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **والحفظون لحدود اللہ** ۔ (ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والے لوگ۔ (القرآن۔ 112:09) اب حدود کے اندر زندگی گزارنا اور درست اندازے سے قدم رکھنا ہے۔ جو کہ تین باتوں میں ہے۔ ادب خدمت میں۔ ادبِ معرفت میں۔ ادبِ معاملات میں۔

خدمت میں اَدَب تین باتوں سے متعلق ہے۔ اس میں اجتہاد اور تکلف نہیں۔ اس میں احتیاط اور وسوسہ انگیزی نہیں۔ اس میں دیدہ دلیری اور رسلہ نگاری نہیں۔

معرفت میں اَدَب تین باتوں سے عبارت ہے۔ اس میں خوف اور مایوسی نہیں۔ اس میں آرزو اور سلامتی مقصود نہیں۔ بے باکی اور شوخی نہیں۔

معاملات میں اَدَب تین باتوں سے متعلق ہے۔ اس میں نرمی و چاپلوسی نہیں۔ درشتی اور مخاصمت نہیں۔ احسان کی نمود اور لاف زنی نہیں۔

☆ **تمکُّن**۔ اَدَبْ سے نکل کر چھپنواں میدان ''تمکن'' کا نکلتا ہے۔ تمکن سے مراد یہ ہے۔ کہ! نیک امل یا امر کا انجام دینا بندے کا مَلکہ بن جائے۔ اور تگ و دو کا تکلف اس سے چھوٹ جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **ولا یستخفنک الذین لا یو قنون**۔ (ترجمہ) اور وہ لوگ جو یقین نہیں لاتے آپ ان کو سبک نہ کر دیں۔ (القرآن۔ **60:30**)

تمکن کو تین مقامات میں تین باتوں میں تلاش کرنا چاہیئے۔ اپنی عادت سے۔ اپنے جسم سے۔ اپنے قلب سے۔

عادت کا تمکن تین احوال میں واقع ہے۔ خوف میں۔ غصہ میں۔ کسی حاجت میں۔

جسم کا تمکن تین احوال میں ہے۔ بیماری میں۔ غربت میں۔ درویشی میں۔

قلب کا تمکن تین امور میں ہے۔ گمان میں۔ تمیز میں۔ ہمت میں۔

☆ **حرمت**۔ تمکن کے میدان سے نکل کر ستاونواں میدان ''حُرمت'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **ما لکم لا تر جون وقارا**۔ (ترجمہ) کیا ہے تمھیں کہ! تم اللہ تعالیٰ سے بزرگی کا اعتقاد نہیں رکھتے۔ (القرآن۔ **13:81**)

حرمت سے مراد، حیاء کرنا ہے۔ اور وہ تین طرح کی ہے۔ احترامِ خدمت کے لئے۔ احترامِ ذکر کے لئے۔ اھترامِ سر کے لئے۔

احترامِ خدمت کی تین نشانیاں ہیں۔ دین کی خدمت کو عیشِ فراواں سمجھا جائے۔ مولا کریم کی طرف سے بندہ کی ہدایت پر خوشی کا اظہار کیا جائے۔ بندہ اپنے نفس کو گنہگار ٹھہرائے۔ اور اسے عیب ناک گردانا جائے۔

احترامِ ذِکر کے تین نشان ہیں۔ بندہ یادِ خدا میں خرافات کی آمیزش نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کو حضورِ قلب کے بغیر یاد نہ کرے۔ بندہ رب کا ہو جائے۔ تاکہ خود ہی اس کا مظہر کہلا سکے۔

احترامِ سر (راز) کے بھی تین نشانات ہیں۔ اگر بندہ ڈرتا ہے۔ تو محبت اختیار ہی نہ کرے۔ اگر بندہ امیدوار ہے۔ تو حق کو نہیں پا سکے گا۔ اگر بندہ سے کوئی گستاخی ہو جائے۔ تو ہمیشہ تعظیم کو پیشِ نظر رکھے۔

☆ **غیرت**۔ حرمت کے میدان سے نکل کر اٹھاونواں میدان ''غیرت'' کا نکلتا ہے۔ غیرت سے مراد کسی چیز پر شک کرنا ہے۔ کہ اس کے متبادل دوسری چیز کا وجود نہیں ہوتا۔ جبکہ غیرت کا مفہوم ہے شرم کرنا۔ عمومًا تین چیزیں قابلِ رشک ہوا کرتی ہیں۔ عمر۔ قلب۔ وقت۔

عمر ایک دکان کی مانند ہے۔ عقل اس کی زیب و زینت، دین اس کا سرمایہ اور مومن تاجر ہے۔ عمر جو حصہ گزر چکا ہے۔ وہ تاوان ہے یا پھر دکھوں کا علاج۔ جو سانس ہم میں موجود ہے۔ وہ ہدیہ ہے یا درِ داغ۔ زندگی کا جو حصہ بقایا ہے۔ وہ زہر ہے یا تریاق۔

دل انسان کا خزانہ ہے۔ شیطانِ لعین اس کا دشمن ہے۔ دل کی نگہداشت قفل کی مانند ہے۔ اور مومن اس کا محتاج ہے۔ نفس میں جس قدر کمی واقع ہوگی۔ دل کی آب و تاب اور رعنائی میں اُسی قدر اضافہ ہوگا۔ دنیا میں جس قدر اضافہ ہوگا۔ انسان کی قدر و قیمت اپ تنی ہی گر جائے گی۔ انسان دنیا کا جس قدر دعوے دار ہوگا۔ اس کا اصل سرمایہ اُتنا ہی زائل ہوگا۔

وقت کو اگر ملحوظِ خاطر رکھا جائے۔ تو ہر ساعت خود انسان سے غائب ہے۔ جس شخص نے وقت کو اپنے وجود کی آرائش پر صَرف کیا۔ رائیگاں گزار دیا۔ یہ انسان کے قاتل سے بھی زیادہ بڑا اور قوی دشمن ہے۔ جس نے انسان کے اوقات کی قدر افزائی کی۔ وہ اس کے آباء سے بڑھ کر اس کا محسن ہے۔ صاحبِ وقت کے نزدیک وقت کونین سے زیادہ معزز ہے۔

غیرت کا معانی و مفہوم تقریبًا شرم کے زمرے میں آتا ہے۔ غیرت درحقیقت دو طرح پر ہے۔ ایک خلق سے۔ جبکہ دوسری حق سے۔

غیرت اَز خلق تو یہ ہے۔ کہ! بندہ اپنے گناہوں پر ہمیشہ شرمندہ ہو۔ اور کبھی بھی کسی کی حق تلفی اور دل آزاری نہ کرے۔ اور نہ ہی کسی کی حدود پر تجاوز کرے۔ جبکہ! غیرتِ حق یہ ہے۔ کہ! حق تعالیٰ کے اسرار و رموز کو دائمًا مخفی رکھے۔ اور اس کے مقبولین اور اولیاء کا تہہ دل سے مؤدب رہے۔

☆ **جمع**۔ غیرت کے میدان سے نکل کر انسٹھواں میدان ''جمع'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **ثم ذر ھم فی خو ضھم یلعبون**۔ (ترجمہ) پھر آپ ان کو ان کے مشغلے میں بے ہودگی کے ساتھ رہنے دیجئے۔ (القرآن۔ **91:06**)

جمع سے مراد تین چیزوں سے نجات پانا ہے۔ دل کے انتشار (جمعیتِ قلب) سے۔ نیت کے فتور سے۔ وقت کے تفرقہ سے۔

جمعیتِ قلب کے تین نشانات ہیں۔ پسندیدہ امور میں اضافہ۔ خلق سے وحشت۔ زندگی سے ملال۔

نیت کے سکون کی تین علامات ہیں۔ خدمت سے لطف اندوزی۔ آرزوئے علم۔ اپنے ارادے کی موافقت۔

جمعیتِ وقت کے تین نشانات ہیں۔ دُعا میں حلاوت۔ حکمت کا ظہور۔ فراست کی درستگی۔

☆ **انقطاع**۔ جمع کے میدان سے نکل کر ساٹھواں میدان ''انقطاع'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **وقال انی مھا جرا الی ربی** ۔ (ترجمہ) بے شک! مَیں اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔ (القرآن۔ **22:29**) انقطاع سے مراد ماسوا اللہ سے اجتناب اور حق ست وصول ہے۔ واصلینِ ذات جو ماسوا سے منقطع ہیں۔ وہ تین احوال کے باعث ہیں۔ بامرِ مجبوری۔ جہد وکوشش سے۔ کلی طور پر۔

بامرِ مجبوری منقطع ہونے والوں کی تین نشانیاں ہیں۔ نفس کا مردہ ہونا۔ قلب کا زندہ ہونا۔ زبان کا کھل جانا۔

جہد وکوشش سے منقطع ہونے والوں کی تین علامات ہیں۔ جسمِ محنت سے۔ زبانِ ذِکرِ الٰہی میں۔ زندگی یکسر تگ ودَو میں۔

کلی طور پر منقطع ہونے والوں کی تین نشانیاں ہیں۔ خلق سے دوری۔ اپنی ذات سے بیگانگی۔ علائق سے آسودگی۔

☆ **صدق**۔ انقطاع کے میدان سے نکل کر اکسٹھواں میدان ''صدق'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ** ۔ (ترجمہ) وہ مردانِ (مومنین) کہ جنہوں نے جس بات پر اللہ تعالیٰ سے عہد استوار کیا۔ سچ کہا۔ (القرآن۔ **23:33**) صدق سے مراد (قلب ونیت کے ساتھ کلی طور پر) راست بازی ہے۔ اس کے تین درجات ہیں۔ درجۂ ظاہر۔ درجۂ باطن۔ درجۂ غیب۔

درجۂ ظاہر تین باتوں سے عبارت ہے۔ دین میں پختگی۔ خدمت میں سنتِ نبوی ﷺ کا کامل لحاظ۔ معاملات میں درستگی۔

درجۂ باطن تین باتوں پر مبنی ہے۔ عمل ہمیشہ قول کے مطابق ہو۔ جو کچھ تُو ظاہر کرے۔ وہ چیز تجھ میں ظاہر بھی ہو۔ تُو اپنے دعوے کی کامل طور پر پاسداری کرے۔

درجۂ غیب سے تین باتیں عبارت ہیں۔ تُو جس چیز کا آرزومند ہے۔ وہ حاصل کر لے گا۔ تُو جو کچھ سنتا ہے۔ دیکھ لے گا۔ تُو خود کو جس کے قُرب میں شمار کرتا ہے۔ وہیں پر ہو گا۔

☆ **صفا**۔ صدق کے میدان سے نکل کر باسٹھواں میدان ''صفا'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **فما وھنوا لما اصا بھم فی سبیل اللہ** ۔ (ترجمہ) پس وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کے باعث جو ان کو پہنچا۔ سُست نہ ہوئے۔ (القرآن۔ 146:03) صفا سے مراد ہے صفاتِ خلقیہ کی طرح سے پاک وصاف ہونے کی خصلت۔ اہلِ صفا کئے تین گروہ ہیں۔

پہلا گروہ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کا ہے۔ جو کہ! کہ شہوت سے پاک ہے۔ تہمت سے پاک ہے۔ اور غفلت سے معصوم ہے۔

دوسرا گروہ انبیاءؑ کا ہے۔ جو کہ! رجعت سے پاک ہے۔ زیب وزینت سے دور ہے۔ اور ہر قسم کے گناہوں سے معصوم ہے۔

تیسرا گروہ اہلِ صفا کا ہے۔ جو خالصتاً مومنین پر مشتمل ہے۔ وہ ایک ایسی جماعت ہے۔ جو کہ! غلبۂ نفس سے آزاد ہے۔ ان کے قلوب مولا کریم سے واصل ہیں۔ اور ان کے سر آگاہی ذات سے آراستہ ہیں۔

☆ **ثِقَت**۔ صفا کے میدان سے نکل کر باسٹھواں میدان ''حیاء'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **فیستحی منکم** ۔ (ترجمہ) پس حضرت جناب رسالت مآب ﷺ تم سے حیاء کرتے ہیں۔ (القرآن۔ **53:33**) حیاء سے مراد شرم ہے۔ جو کہ درحقیقت دین کا حصار ہے۔ شرم مولا کریم کے عملوں میں سے ایک نادر علم ہے۔ یہ علم تین باتوں سے عبارت ہے۔ غافلین کی شرم خلق سے۔ جوانمردوں کی شرم ملائکہ سے۔ عارفین کی شرم حق تعالیٰ سے۔

مخلوق سے شرم اسے لاحق ہوتی ہے۔ جو کہ! اپنی آبرو سے ڈرتا ہے۔ خلق کی قبولیت کے بارے میں سنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت سے ناآشنا ہے۔

فرشتوں سے شرم وہ محسوس کرتا ہے۔ جسے! غیب پر اعتماد ہو۔ گناہ کا خوف ہو۔ روزِ حساب کا اندیشہ ہو۔

حق تعالیٰ سے شرم وہ رکھتا ہے۔ کہ! جس کا قلب بینا ہو۔ سر میں شعور وآشنائی ہو۔ ضمیر ہر قسم کے اشتباء سے پاک ہو۔

☆ **ثِقَتْ**۔ حیاء کے میدان سے نکل کر چونسٹھواں میدان ''ثقت'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **فو رب السمآء وا لارض انہ لحق** ۔ (ترجمہ) پس زمین وآسمان کے رب کی قسم! بے شک یہ بات بالکل حق ہے۔ (القرآن۔ 23:51) ثقت سے مراد کسی چیز کو مضبوطی سے باندھنا اور اپنی اُمید کو دائمًا مستحکم رکھنا۔ جو کہ تین چیزوں پر مشتمل ہیں۔ تصدیق کی دوستی سے۔ حسنِ ظن سے۔ صفائے نظر سے۔

تصدیق کی دوستی سے تین چیزیں ظاہر ہوتی ہیں۔ رگ وپے کو جلا دینے والا خوف۔ اعمالِ صالحہ پر اُبھارنے والی اُمید۔ پیہم نوازشات کرنے والا اُنس۔

حُسنِ ظن سے تین باتیں رونما ہوتی ہیں۔ متاعِ قلیل پر خوشنودیٔ رب۔ امورِ زندگی میں بردباری۔ موت سے نبرد آزمائی۔

صفائے نظر سے تین باتیں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ واضح گفتار۔ غیبی اشارات۔ حکمتِ لدنی۔

☆ **ایثار**۔ ثقت کے میدان سے نکل کر پینسٹھواں مدان ''ایثار'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **و یؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة** ۔(ترجمہ) وہ (مہاجرین) کو اپنی جانوں پر مقدم سمجھتے ہیں۔ (القرآن۔ 09:59) ایثار سے مراد کسی حقیر چیز پر اعلیٰ کو اختیار کرنا۔ سب سے پہلے خلق پر انیا کا ایثار ہے۔ اس اعتبار سے کہ! اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء دنیوی شغل سے بڑھ کر ہے۔ دُعا ہر خزانے سے اعلیٰ وارفع ہے۔ بہشت اپنی قدر ومنزلت کے سبب فزوں تر ہے۔ دوسرا عمر کا ایثار قلب پر ہے۔ اس لئے کہ! دل ساری حیات سے بہتر ہے۔ فراغت جوانی سے بڑھ کر ہے۔ آشنائی جان سے عزیز تر ہے۔ تیسرا دین پر علائقِ دنیوی کا ایثار ہے۔ کیونکہ! دین فراغت میں آسودہ رہتا ہے۔ خلوت میں پروان چڑھتا ہے۔ تفکر میں افزوں ہوتا ہے۔

☆ **تفویض**۔ ایثار کے میدان سے نکل کر چھیاسٹھواں میدان ''تفویض'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **وافوض امری الی الله . ان الله بصیر م بالعباد** ۔(ترجمہ) اور مَیں اپنے امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے۔ (القرآن۔ 44:40) تفویض سے مراد اپنے جملہ امور (دینی ودنیوی) کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا ہے۔

اپنے تمام امور کو ربِ متعال کے سپرد کرنا تین باتوں پر مشتمل ہے۔ دین میں۔ تقدیر میں۔ مخلوق کے معاملات میں۔

دین میں تفویض یہ ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے چیزوں کو جس طرح سے بنایا ہے۔ تُو اس میں کسی قِسم کے تکلف کی آمیزش نہ کر۔ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کی رخصت عطا فرمائی ہے۔ تُو اس کے پیچھے ہی نہ لگا رہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر جدا گانہ دمساز رہے۔

تقدیر میں تفویض یہ ہے۔ کہ! حیلہ سازی کی تکلیف سے تُو اپنے فہم وعقل اور فکر کو عذاب میں نہ ڈالے۔ دُعا کے بدلے حکمِ کداوندی میں جھگڑا نہ کرے۔ انتہائے طلب میں اپنے یقین کو موردِ الزام نہ ٹھہرائے۔

خلق کے بارے میں تفویض تین باتوں سے عبارت ہے۔ اگر تُو انہیں کسی معصیت میں مبتلا پائے۔ تو اسے بدبختی پر محمول نہ کرے۔ اگر طاعت پر قائم دیکھے۔ تو اسے سعادت شمار نہ کرے۔ تاہم ان کی فلاح وترقی کا آرزومند رہے۔ بہرحال ان کی ظاہری ہیئت پر کوئی بھی فیصلہ نہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تصدیق کا مطالبہ بھی نہ کرے۔

توکل وتفویض میں قلیل سا فرق یہ ہے۔ کہ! وکالت میں موکل کے لئے ملکیت کی بُو ہوتی ہے۔ حالانکہ! تفویض اس سے خارج ہے۔

درحقیقت مبتدی کی تفویض تو یہ ہے۔ کہ! وہ اپنے جملہ امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے ملکیت کے دعوے ہی سے دائمًا بری ہو جائے۔ یہاں تک کہ اپنے اعمال میں بھی فاعلیت کے دعوے سے بری ہو کر اجر ومعاوضہ کی امید سے ہی کنارہ کش ہو جائے۔

منتہی کی تفویض یہ ہے۔ کہ! جب وہ اس امر پر اطلاع پائے۔ کہ مخلوقات میں سے قلم کسی پر چل گیا ہے۔ تو وہ پریشان نہیں ہوتا۔ موجودات میں کسی قِسم کا تصرف نہیں کیا کرتا۔ بلکہ سب کچھ مرضی مولا پر چھوڑ دیتا ہے۔ کہ وہی مولا اپنے مُلک اور مِلک میں جس طرح چاہے۔ تصرف کرے۔ اس قسم کے لوگ امین ہوتے ہیں۔ اور ہر وقت ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور ظاہر وباطن میں مؤدب رہا کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے رموز و اسرار کو کبھی بھی فاش نہیں کرتے۔ بلکہ وہ تو اس راز دانی کی بناء پر لوگوں میں اپنی ذات کے لئے کسی بھی کسی کی بلندی، مال ومتاع کے خواہاں نہیں رہتے۔ اور مخلوقات کے ساتھ ایسا معاملہ کیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ وہ آپس میں کرتے ہیں۔ اور کسی کا پردہ یا برائی کبھی بھی کسی کے سامنے فاش نہیں کیا کرتے۔ کسی امر کے جاری کرنے میں خوض بھی نہیں کرتے۔ بلکہ خلق میں اپنے اجسام کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور اپنی ارواح کے ساتھ حضرتِ قربِ الٰہی میں خلق سے جدا رہتے ہیں۔ تسلیم وتفویض تقریبًا ایک ہی طرح کی دو چیزیں ہیں۔

جبکہ تسلیم ورضا میں یہ فرق ہے۔ کہ! تسلیم کسی بھی قضاء وقدر سے پہلے واقع ہوتی ہے۔ جبکہ رضا کا وقوع قضاء وقدر کے بعد ہوتا ہے۔

☆ **فتوح**۔ تفویض کے میدان سے نکل کر سڑسٹھواں میدان ''فتوح'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **ما یفتح الله للناس من رحمة فلا ممسک لها** ۔(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جو کچھ لوگوں کے لئے کھول دے۔ پس اسے کوئی بند کرنے والا نہیں۔ (القرآن۔ 02:35) ایسی چیز، جو کہ غیب سے بن مانگے اور بغیر تلاش وجستجو کئے دستیاب ہو جائے۔ اسے فتوح سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کی تین اقسام ہیں۔ پہلی قسم رزق اور عیش کے ارادے کے ساتھ وابستہ ہے۔ جس کی تین شرائط ہیں۔ طلب کے بناء۔ محنت کے بناء۔ توقع کے بناء۔ فتوح کی دوسری قسم ''علم لدنی'' ہے۔ اس سے مراد! بناء سیکھے شریعت کے موافق ہونا۔ بناء سنے قلبی اسرار سے آگاہی۔ بناء تجربے کے حکمت پر عبور۔ فتوح کی تیسری قسم ''غیبی اشارات'' کی ہے۔ جو کہ تین باتوں سے عبارت ہے۔ عمدہ خوابوں کی بشارت۔ نیک و صالح لوگوں کی سی دُعا۔ دلوں میں قبولیت۔

حصولِ فتح کے بعد کی تفصیلات و کیفیات :

جب انسان تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے۔ اور اُسے **توبہ نصوحہ** حاصل ہوجاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اپنے خصوصی فضل وکرم کی برسات و بہار شروع کردیتا ہے۔ اور اُسے فتوحات ملنا شروع ہوجاتی ہیں۔ علمائے تصوف اور اولیائے عظام کی اپنی اپنی اصطلاحات کے مطابق فتح دراصل کئی معنوں و مفاہیم میں استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن زیادہ تر کا یہ خیال ہے۔ کہ **فتح کا مطلب یہ ہے۔** کہ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے تقوٰی و بزرگی حاصل ہونے کے بعد مستجاب الدعوات ہوجاتا ہے۔ اور اور اُس کے تمام اُمور اَز جانب الٰہی خود بخود ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور اُس سے مافوق الفطرت اعمال وافعال اور اقوال کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ تو اِن تمام انعامات، احسانات اور اکراماتِ الٰہیہ کو فتح کے لفظ سے موسوم کیا جاتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو فتح نصیب کرتا ہے۔ تو بہت سے انوار اِس کے وجود میں داخل ہوجاتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ تمام انوارات اِس شخص کی رگوں، ہڈیوں اور گوشت پوست میں کے ریشوں میں سما جاتے ہیں۔ اور اِن کے داخلے کے جو ٹھنڈک وفرحت اور تازگی کا مسحور کن احساس ہوتا ہے۔ اس کی کیفیت بوقت نزع (جو کہ شہادت سے پہلے ہو) کی تکلیف کی مانند ہوتی ہے۔ اِن انوار کی خصوصیت یہ ہے۔ کہ! جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کسی بھی قسم کی مخلوق کا مشاہدہ کروانا چاہتا ہے۔ تو یہ انوار اس مخلوق سے اَسرار کو اُس بندے کے سامنے نمایاں کردیتے ہیں۔ اس لئے کہ جب تک یہ زمین، بنی نوعِ انسان، حیوانات، جنات، حشرات اور جمادات وغیرہ تمام اشیاء انسانی وجود میں سرایت نہ کر جائیں۔ اس وقت تک انسان مخلوقات کا مشاہدہ نہیں کرسکتا۔ اور اِن کے اَسرار کی آمد کے وقت بھی انسان کو نزع کی سی تکلیف کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا دیدار اور مشاہدہ اس وقت تک نصیب نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات کے ساتھ انسان کا وجود سیراب نہ ہوجائے۔

بہرحال! مذکورہ بیان کی مثال ہم یوں بیان کرسکتے ہیں۔ کہ! فتح سے پہلے انسانی ذات ایک تاریک اور ظلمت وغفلت کا وجود رکھتی ہے۔ جبکہ نبی مکرم ﷺ کی عظیم المرتبت ذاتِ اقدس ایک (اشرف ترین بشر اور) نور کی مانند ہے۔ جس کی کئی اقسام ہیں۔ اور یہ اقسام ایک لاکھ انوار سے متجاوز ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے تاریک وجود کو (نبی کریم ﷺ کے) نور سے منور کرنا چاہتا ہے۔ تو اس وقت نورِ محمدی ﷺ کی تجلی انسان کے وجود پر وارد ہوتی ہے۔ چناچہ انسان کے وجود (کی 366 رگوں، گوشت پوست، ہڈیوں اور تمام جسم) کے اندر آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات کے اَسرار سرایت کرجاتے ہیں۔

☆ **غربت**۔ فتوح کے میدان سے نکل کر اڑسٹھواں میدان ''غربت'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **اولوا بقية ينهون عن الفساد** ۔ (ترجمہ) ایسے سمجھ رکھنے والے لوگ، جو کہ زمین میں فساد سے روکتے۔ (القرآن۔ 116:11) اس آیت میں ''اولوابقیۃ'' سے مراد غرباء ہیں۔ ان خوش نصیب لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے بشارت ہے۔ غرباء لوگ تین گروہوں میں منقسم ہیں۔

اول جو اپنے گھربار سے جدا ہیں۔ وہ: زندہ ہوں تو مہمان ، وصال کے بعد شہداء اور بروزِ قیامت شفیع ہوں۔

دوئم وہ مومنین ہیں۔ جو منافقین کے درمیان میں: عمر بھر مجاہدہ کرنے والے، فوت ہونے والے شہداء اور فرداً فرداً شفاعت کرنے والے ہیں۔

سوئم وہ عارفین ہیں۔ جو غافلین کے درمیان میں ہیں: ان کی بود و باش زمین میں۔ دل کے اعتبار سے فلک پر، دنیا و اہلِ دنیا سے بے نیاز ہوں۔

☆ **توحید** ۔ غربت کے میدان سے نکل کر انہتر واں میدان ''توحید'' کا نکلتا ہے۔ توحید کا معانی ومفہوم حق تعالیٰ کی یکتائی کا اقرار، اسے یکتا سمجھنا، اسے یکتا دیکھنا اور اسے یکتا جاننا و پہچاننا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **فا علم انه لا اله الا الله** ۔ (ترجمہ) پس آپ جان لیں۔ کہ! بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (القرآن۔ 19:47) جاننا چاہیئے۔ کہ!

یکتائی کا اقرار: تمام علوم کا سرچشمہ ہے۔ دین و دنیا کے عرفانِ تام سے عبارت ہے۔ اور وہ دشمن و دوست کے درمیان ایک پردہ ہے۔ گواہی اس کا علم ہے۔ اخلاص اس کی بنیاد ہے۔ اور وفا اس کی اولین شرط ہے۔ توحید کی گفتار اور اس کے ظاہر وباطن کے تین اوصاف ہیں۔

اول: اللہ تعالیٰ کے بارے میں گواہی دینا کہ وہ اپنی ذات میں لاشریک ہے۔ وہ پاک اور برگزیدہ ہے۔ فرزند، زن اور ہر شریک وسہیم سے پاک ومبرا اور لا یحتاج ہے۔

دوئم: یہ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں بے مثل ہے۔ کوئی بھی اس کے مشابہ نہیں ہوسکتا۔ اس کی ذات وصفات عقل و فکر سے وراء ہیں۔ ان کی صفات وکیفیت درحقیقت فہم وادراک اور احاطہ میں آ ہی نہیں سکتیں۔ وہ لامحدود ہیں۔ وہم وتصور یا تخیل کی وہاں تک رسائی ناممکن ہے۔ حق تعالیٰ کی صفات میں کسی کی مشارکت ومشابہت نہیں۔

سوئم: یہ گواہی دینا کہ! اللہ تعالیٰ اپنے اسماء (اللہ۔ الہ۔ حی قیوم۔۔۔) میں بھی یکتا ہے۔ جوکہ درحقیقت حقیقی وازلی ہیں۔ اس کے اسمآء کی ایک حقیقت ہے۔ اوراس کے علاوہ تمام چیزیں عارضی ومصنوعی اور فانی ہیں۔

یاد رہے۔ کہ! جو اللہ تعالیٰ کا (ذاتی) اسمِ مبارک ہے۔ اس کی حقیقت قدیم وازلی ہے۔ اوراس کے شایانِ شان ہے۔ مخلوق کے جو نام ہیں۔ وہ اس سے مستخرج اوراسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ جوکہ مخلوق کی شان کے مطابق فانی ہیں۔ اللہ، الہ رحمان اس کے مقدس اسمآء ہیں۔ اللہ اور رحمان اسمآء کے ساتھ کسی دوسرے اسم یا اسمآء کو نہیں پکار سکتے۔ اسے یکتا دیکھنا تین باتوں سے عبارت ہے۔ اقرار میں۔ قسمتوں میں۔ نعمتوں میں۔

اقرار میں یکتائی سے مراد یہ ہے۔ کہ! تقدیروں کے تعین میں وہ بے مثل ہے۔ روزِ ازل سے اپنے وسیع علم وحکمت میں یگانہ ویکتا ہے۔ اور اس کے سوا کوئی شخص تقدیر کے علم وحکمت کا محرم نہیں۔ اس کا دیکھنا حکمت پر ہے۔ اس کا صحیح عرفان حیرت پر مبنی ہے۔ اور حصولِ قرب اس کی قدرت سے متعلق ہے۔ کسی بھی جزو میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

قسمتوں میں اس کی یکتائی اس کی عنایات کی صورت میں رونما ہے۔ جواس نے خود اپنی مخلوق پر کی ہے۔ چنانچہ! وہ ہر شخص پراس کے مقام ومرتبہ کے مطابق وہ اس پر نگاہ رکھتا ہے۔ ہر شخص کی بہتری کا اس کو علم ہے۔ اسی لئے وہ اپنی بہترین حکمتِ عملی سے تدبیر کرتا ہے۔ اوراس نے ہر کام کا ایک مخصوص وقت متعین کر رکھا ہے۔

نعمتوں میں اس کی یکتائی بے مثل شان کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ کیونکہ! وہی واحد عطا کرنے والا ہے۔ کوئی بھی اس کے سوا شکر واحسان کا سزاوار نہیں۔ اس کے سوا کسی کو قوت وقدرت حاصل نہیں۔ نعمتوں کو عطا کرنا، ان میں وسعت وکشائش عنایت کرنا یا روکنا، اس کے سوا کسی بھی دوسرے کے تصرف وقدرت میں قطعاً نہیں ہے۔

اسے یکتا جاننا تین باتوں پر مبنی ہے۔ خدمت میں۔ معاملات میں۔ ہمت میں۔

اپنی خدمت میں اسے یکتا جاننا تین باتوں سے عبارت ہے۔ شان وشوکت کا ترک کرنا۔ اخلاص کی پاسداری کو ملحوظِ خاطر رکھنا۔ ضبطِ احوال۔

اپنے معاملات میں اسے یکتا جاننا تین باتوں سے عبارت ہے۔ خیالات (ظاہری وباطنی) کی صفائی۔ تحقیقِ ذکر۔ دوامِ اعتماد۔

اپنی ہمت میں اسے یکتا جاننے سے مراد یہ تین باتیں ہیں۔ اس کے سوا ہر چیز کی محبت کم ترین ہوجائے۔ اس کے سوا ہر چیز فراموش کردی جائے۔ جمعیتِ باطن کے ساتھ ماسوا اللہ سے نجات پانا۔

وحدت کا جاننا اور سمجھنا ہر مسلمان کے نہایت ضروری ہے۔ یہاں پر وحدت کی چند اقسام بیان کی جاتی ہیں۔

وحدتِ حقیقی: وہ وحدت کہ جس میں کسی بھی وجہ سے دوئی یا کثرت نہ پائی جائے۔ اور جو تجزی کو قبول نہ کرے۔ اور نہ ہی اُس کے مقابل اُس کی کسی قسم کی کوئی ضد موجود ہو۔ کیونکہ! وحدت کسی بھی قسم کی تجزی، تغیر، ضدیت، تشبیہ اور اثنیت کو قطعاً قبول نہیں کرتی۔ چنانچہ یہ وحدتِ حقیقی ہویتِ مطلقہ ہی کے شایانِ شان ہے۔

وحدتِ مجازی: وہ وحدت جو تجزی وتعدد وتکثر کو اپنے مقابل کچھ حد تک قبول کرے۔ یہ وحدت جملہ محدثات میں جاری وموجود ہے۔ مثلاً جیسا کہ کہتے ہیں۔ ایک شخص، یا ایک جماعت، یا ایک صدی، یا ایک ہزار وغیرہا۔۔۔

☆ **تفرید**۔ توحید کے میدان سے نکل کر ستر واں میدان ‘‘توحید’’ کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **ذٰلک بان اللہ ھو الحق وان ما یدعون من دونہ ھو الباطل** ۔ (ترجمہ) یہ اس لئے ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ ہی حق ہے۔ اوراس کے سوا جسے (بھی) پکارتے ہو۔ وہ باطل ہے۔ (القرآن۔ 62:23) تفرید کی حقیقت ہمت کا خالص کرنا ہے۔ (جس کا بیان ابھی ‘‘توحید’’ میں گزر چکا ہے) اسی طرح سے تفرد یعنی دوست کے ساتھ ایک ہوجانا۔ بہرحال! تفرید تین اقسام کی ہے۔ ذکر میں۔ سماع میں۔ نظر میں۔

تفریدِ ذکر سے مراد یہ ہے۔ کہ! سالک کو رب کی یاد میں رب کے سوا کسی بھی دوسری چیز کا قطعاً خوف نہ رہے۔ ذاتِ باری تعالیٰ کے سوا سالک کا کوئی بھی مطلوب نہ ہو۔ رب کے سوا کسی بھی دیگر چیز کی طرف قطعاً التفات وتوجہ اور دھیان نہ ہو۔

تفریدِ سماع سے مراد یہ ہے۔ کہ! سالک کی سماعت تین اقسام کی نداؤں سے کبھی بھی منقطع نہ ہونے پائے۔

اول: وہ ندائے حق جو سالک کو ہر سانس میں اپنی ہی طرف بُلا کر کھینچ لائے۔ دوئم: طاعتِ الٰہی کی وہ ندا جو سالک کو ہر طرف سے اپنی ہی خدمت کی دعوت دے۔ سوئم: محبت و موانست کی وہ ندا، جو کہ ہر وجود میں مضمر ہے۔

تفریدِ نظر سے مراد یہ ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ سے دل کے رجوع کا سلسلہ کبھی برہم نہ ہونے پائے۔ اس کے تین نشانات ہیں۔

اول: انسان حالات کی گردش (اچھے یا برے حالات) سے متاثر نہ ہو۔ دوئم: کسی بھی شغل میں تردد و تفرقہ دل میں راہ نہ پائے۔

سوئم: انسان خود سے بے خبر ہو جائے۔

یاد رہے۔ کہ! تجرید و تفرید کے مابین جو تفاوت ہے۔ وہ یہاں پر بیان کیا جاتا ہے۔ تجرید ہے ماسویٰ از قلب اور سیر بسوئے روئیتِ ظہورِ حق در کل تجرید کی ظاہری صورت ہے۔ ماسوای اللہ سے اعراض۔ اور اس کی باطنی کیفیت ہے معاوضہ اور اجرت۔ اور انعام کی تمنا سے اپنے باطن کو مجرد کر لینا۔ (بقولِ حضرت امیر خسروؒ)

خرد و ضمیر و ہوش و دل و جان و چشم من شد   زِ ہمہ خیال خالی بجز از خیالِ رویت

اسی ضمن میں حضرت خواجہ حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں۔ کہ!

جان و دل تُو حافظا بستہ دامِ آرزو ست   اے متعلقِ تجمل دم مزن از مجردی

جبکہ تفرید یہ ہے۔ کہ! اعتبار کے پیراہن کو ممکنات کے حقائق سے اُتار کر حقیقتِ واحدہ منفردہ کی جانب رجوع کیا جائے۔ علمائے متصوفین یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ! تجرید خلائق و علائق سے بے تعلقی کا نام ہے۔ اور تفرید خودی سے بے تعلق ہونے کو کہا جاتا ہے۔ اور بعض مواقع پر خودی سے بے تعلق ہونے کو تفرید کہتے ہیں۔ اور اس بے تعلقی سے بھی بے تعلق ہو جانے کو یعنی اس بے تعلقی تک کے احساس تک کو گم کر دینے کا نام تجرید ہے۔ (بقولِ شاعر)

تُو زِ تُو گم شو کہ تفرید ایں بود   گم شدن گم کن کہ تجرید ایں بود

☆ **علم**۔ تفرید کے میدان سے نکل کر اکہتر واں میدان ''علم'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **وما یعقلھا الا العٰلمون**۔ (ترجمہ) اور ان مثالوں کو صِرف اہلِ علم ہی سمجھتے ہیں۔ (القرآن۔ **43:29**)

علم سے مراد دانش ہے۔ اس کی تین اقسام ہیں۔ علمِ استدلالی۔ علمِ تعلیمی۔ علمِ لدنی۔

علمِ استدلالی سے مراد عقل و خرد کے ثمرات اور تجربات کے نتائج ہیں۔ علم کی یہ قسم انسانوں کے حسبِ مراتب (خیر و شر میں) امتیاز کرنے کا وہ کلمہ ہے۔ کہ! جس سے اولادِ آدمؑ مشرف ہے۔

علمِ تعلیمی سے مراد وہ علم ہے۔ جو قرآنِ حکیم کی صورت میں اُترا۔ اور خلق سے سماعت کیا۔ پھر یہ جنابِ رسالت مآب ﷺ سے صحابہ کرامؓ تک پہنچا۔ پھر اساتذہ نے لوگوں کو اس علم کی تلقین کی۔ اور انہوں نے سیکھا۔ اہلِ دانش اسی علم کی بدولت کونین (دونوں جہانوں میں) معزز و مکرم ہوئے ہیں۔

علمِ لدنی سے مراد وہ خاص الخاص علم ہے۔ جو اللہ تعالیٰ براہ راست کسی نیک و صالح کو الہام و القاء یا تعلیم کرتا ہے۔ یا پھر اپنے کسی نبیؑ و ولی سے صالحین کے قلوب پر وارد فرماتا ہے۔ علمِ لدنی کی تین اقسام ہیں۔

اول: صنائع خداوندی کی حکمت کا علم۔ یہ علم مختلف آثار سے حاصل کیا جاتا ہے۔

دوئم: اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو معاملات ہیں۔ ان کی ماہیت و حقیقت کا ادراک۔

سوئم: اس علم کی حکمت کا علم، جو کہ حق تعالیٰ سے ہم تک پہنچ رہی ہے۔ اور پردہءِ غیب سے رونما ہے۔ یہ علم حضرت سیدنا حضر نبیؑ کے خصوصی معارف میں سے ہے۔

علمائے متصوفین کے مطابق بہر صورت حال و کیفیات کو قیل و قال پر برتری و فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ! علم قیل و قال ہے۔ اور اس کا مقصد یہ ہے۔ کہ! اعمالِ صحت کے ساتھ انجام پائے۔ جبکہ عمل تو بدنی چیز کا نام ہے۔ لیکن حال و کیفیات تو قلبی صحتِ اعمالِ بدنی کا نتیجہ صحتِ احوالِ قلبی ہے۔ چونکہ! احوال و کیفیات قلبی عبارت ہیں۔ اس لئے اس مکاشفہ سے جو سالک کو علم یقین سے عین الیقین اور پھر حق الیقین کی جانب لے جاتا ہے۔ تو گویا جب مرتبہ یقین پر پہنچتا ہے۔ تب سالک کی منزل شروع ہوتی ہے۔ اور بالر ختم ہوتی ہے۔ علم عمل کی صورت کو صحیح اور درست کرتا ہے۔

جبکہ حال اس میں جان ڈال دیتا ہے۔ مگر علم سے یہاں وہی علم مراد ہے۔ جو کہ وسیلہ ءقربِ الٰہی ہے۔ کیونکہ! وہ علم جو وسیلہ ء جاہ و منصب ہو۔ وہ صورت کے اعتبار سے تو علم ہی ہے۔ مگر معنیٰ کے اعتبار سے علم نہیں۔ (بقولِ بہاؤالدین آملیؒ)

علم نبود غیرِ علم عاشقی   ما بقیٔ تلبیسی ابلیسِ شقی

وہ علم جو کہ اخلاقِ ذمیمہ کی آلائش سے نفس کو پاک کرنے کا سبب و وسیلہ بنتا ہے۔ اس دل میں کبھی بھی نہیں سما سکتا۔ جو کہ حبِّ دنیا کا مسکن، جاہ و منصب کا خواستگار اور مسوٰی کی قیام گاہ ہو۔ کیونکہ! جس گھر میں حرصِ دنیا کا کتا اور ماسوئے کی تصویروں کی آماجگاہ ہو۔ وہاں بھلا عالمِ قدس کا فرشتہ کیونکر داخل ہوگا۔ چہ جائیکہ! اُسے ان موانعات ولغویات سے پاک وصاف نہ کر دیا جائے۔ تاوقیکہ قلب کو، جو کہ انفس میں لوحِ محفوظِ آفاقی کے مشابہہ ہے۔ ذِکر وفکر کے پانی سے دھویا نہ جائے۔ اور خصائلِ ذمیمہ ونقوشِ اوہامِ باطلہ اور خیالاتِ فاسدہ کے کوڑے کرکت سے اُسے صاف نہ کر دیا جائے۔ اور عالمِ قدس کے ساتھ اس میں مناسبت نہ پیدا کی جائے۔ ارواحِ مطہرہ ومقدسہ یعنی علومِ حقائق کی صورتیں جو کہ درحقیقت ملائکہ کے اسماء سے موسوم ہیں۔ خانہ ءقلب میں داخل نہ ہوں گی۔ تصفیہ قلب کی اس منزل کے طے کرنے کے بعد انسان ملائکہ سے علمِ لدنی حاصل کرتا ہے۔ اور اپنے نفس کی کتاب سے جو کہ جامع جمیع کتابِ الٰہی ہے۔ آیات واسماء وصفات پڑھتا ہے۔ اور کتابِ انفسی کے اجمال کی تفصیل کا مشاہدہ آفاق میں باعتبار تعینہائے خارجی کے کرتا ہے۔ بہرحال! علمِ لدنی کے حصول کے ساتھ ساتھ حروفِ مقطعات کا علم حاصل ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ یادرہے۔ کہ! اس دنیا میں تمام علوم کی ماں علمِ لدنی کو کہا جاتا ہے۔

علمِ نافع کی تعریف :

ایک مشہور حکایت ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد نبیؑ پر وحی نازل فرمائی۔ اور حکم فرمایا۔ کہ! آپؑ علمِ نافع حاصل کریں۔ حضرت داؤدؑ نے عرض کیا۔ کہ (یا) الٰہی! علمِ نافع کیا ہے ؟ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا۔ کہ! علمِ نافع وہ ہے۔ جس سے تم میری عظمت وجلال، میری کبریائی اور ہر چیز پر میرے کمالِ قدرت پر آگاہ ہوجاؤ۔ (پس بے شک! علم نافع وہ ہے۔ جو آپؑ کو مجھ تک پہنچادے۔ اور وہ اس طرح کہ! آپؑ ہر چیز میں مجھے ہی پائیں۔ اور ہر آن مجھے ہی یاد کریں۔

حکایت عجیبہ : حضرت خواجہ ذوالنون مصریؒ نے فرمایا۔ کہ! مَیں نے تین سفر کئے۔ اور تین علوم لایا۔ پہلے سفر میں مَیں وہ علم لایا۔ کہ (میرے لائے ہوئے اُس علم) کو ہر خاص وعام نے قبول کرلیا۔ اور دوسرے سفر میں مَیں وہ علم لایا۔ کہ جس کو عام نے رَد کیا۔ مگر خواص نے قبول کیا۔ جبکہ مَیں تیسرے سفر میں وہ علم لایا۔ کہ جس کوں ہ عام نے قبول کیا۔ اور نہ ہی خواص نے۔۔۔ تو میں منفرد تن تنہا اکیلا باقی رہ گیا۔ حضرت شیخ الاسلام پیرِ ہرے (پیر ہرات) فرماتے ہیں۔ کہ! پہلا علم توبہ کا تھا۔ جسے ہر عام وخاص نے قبول کیا۔ دوسرا علم توکل اور معاملہ ومحبت کا تھا۔ کہ جسے خواص نے تو قبول کیا۔ مگر عام نے رَد (Reject) کیا۔ جبکہ تیسرا علم حقیقت کے متعلق تھا۔ جو کہ یقیناً مخلوق کے علم وعقل اور فہم وفراست سے بالا تھا۔ جسے لوگ (عوام وخواص سبھی نے) رَد کیا۔ نہ صرف ان کو چھوڑ دیا۔ بلکہ اس (علم) پر ہی انکار کر بیٹھے۔ یہاں تک کہ وہ دنیا سے رخصت ہوئے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

چار علوم حاصل کرنے کے بعد باقی تمام علوم سے چھٹکارا :

حضرت سیدنا شیخ حاتم اصمؒ فرماتے ہیں۔ کہ! جب سے مَیں نے چار علوم اختیار کئے ہیں۔ میں دنیا کے باقی جملہ علوم سے آزاد ہوگیا ہوں۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ کہ یا حضرت! وہ چار علوم کون سے ہیں ؟ تو فرمایا۔

نمبر1۔ پہلا علم تو یہ ہے۔ کہ! میرا رزق جتنا میرے لئے مقسوم ہے۔ کم یا زیادہ نہیں ہوسکتا۔ اسی وجہ سے مَیں زیادہ (رزق) کی تلاش سے بے نیاز ہوگیا ہوں۔ (کیونکہ! **وما من دآبة فی الارض الا علی اللہ رزقھا**۔ زمین پر چلنے والے پھرنے والے جتنے جاندار ہیں۔ سب کی روزیاں اللہ تعالیٰ کے ذمہء کرام پر ہیں۔ سورہ ھود۔ آیت نمبر 06)

نمبر2۔ دوسرا علم ہے۔ کہ! مجھ پر میرے ربِ متعال کے ایسے حقوق ہیں۔ جو میرے سوا دوسرا (کوئی بھی) ادا نہیں کرسکتا۔ تو مَیں ان حقوق کی ادائیگی میں مشغول ہوگیا ہوں۔ (کیونکہ! **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون**)

نمبر3۔ تیسرا علم ہے۔ کہ! میرا ایک طالب ہے۔ جسے موت کہتے ہیں۔ اس سے بھاگنا ناممکن ہے۔ اسی لئے میں ہمہ وقت اس کے لئے تیار رہتا ہوں۔ (کیونکہ! **کل نفس ذائقة الموت**)

نمبر4۔ چوتھا علم ہے۔ کہ! میرا رب تعالیٰ مجھے (اور میرے ہر قول وفعل کو) ہر لمحہ دیکھنے والا ہے۔ مَیں اس سے شرماتا ہوں۔ اور

نامناسب کاموں سے اجتناب کرتا ہوں۔ اور ہر ایسے فعل سے بچنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جس کی وجہ سے کل بروزِ قیامت مجھے (اللہ تعالیٰ کی ذاتِ با برکات کے سامنے) شرمندہ ہونا پڑے۔ (کیونکہ! **ا ن اللہ بما تعملون بصیر**)

حضور علی ہجویریؒ مزید فرماتے ہیں۔ کہ! بندہ کا علم اور امرِ الٰہیہ اور اس کی ذات کے جاننے میں ضروری ہے۔ اور علمِ اوقات اور اوقات میں جو بندے پر لازم ہیں۔ اس کا جاننا بھی ضروری ہے۔ پھر احکاماتِ ظاہریہ و باطنیہ کا سمجھنا بھی لازمی امر ہے۔ یاد رہے۔ کہ! ظاہر و باطن کے امور کے لحاظ سے علمِ مخلوق کی دو اقسام ہیں۔ علمِ اصول (ظاہر)۔ علمِ فروع (باطن)۔

☆ **علم اصول (ظاہری علوم)** : اصولِ ظاہری میں تو کلمہ شہادت ہے۔ یعنی وحدانیتِ الٰہیہ کا اعتراف اور حضرت رسالت مآب ﷺ کے آخری رسول ﷺ ہونے کی تصدیق۔

☆ **علم فروع (باطنی علوم)** : اصولِ باطنی میں معرفت (الٰہیہ) کی تحقیق۔

اسی طرح فروعِ ظاہری آپس میں معاملات اور برتاؤ درست رکھنا۔ اور فروعِ باطنی دل سے نیت درست رکھنا۔ اور اس صحت پر قائم رہنا۔ اور یہ تو ایسی چیزیں ہیں۔ کہ ایک کا وجود دوسرے کے وجود کے بغیر محال ہے۔

چنانچہ ظاہر کا برتاؤ صاف رکھنا اور دل میں اس کے برخلاف ہونا ''نفاقِ خالص'' ہے۔ اسی وجہ سے باطن کی اصلاح، ظاہر کے کے بغیر سمجھنا زندقہ (کفر و بے دینی۔ منافقت) ہے۔ اور شریعت پر ظاہری اطاعت بغیر اطاعتِ باطنی یعنی قلبی کے ناقص ہے۔ اور جو چیز باطن میں نہ ہو۔ اسے ظاہرداری میں ریائے ہوسِ باطل سے موسوم و تعبیر کیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ! علمِ حقیقت کے تین ارکان ہیں۔

☆ رکنِ اول : ذاتِ باری تعالیٰ اور اس کی وحدانیت کا اعتقاد اور اس کی تشبیہیہ سے نفی۔

☆ رکنِ دوئم : علمِ صفاتِ باری تعالیٰ عزاسمہ اور اس کے احکام کا علم۔

☆ رکنِ سوئم : حکمتِ الٰہیہ کا تسلیم کرنا اور اس کے افعال کو (من و عن) ماننا۔

اسی طرح سے علمِ شریعت کے بھی تین ارکان ہیں۔ (بریکٹس میں قرآن سے ثبوت دیا گیا ہے)

☆ رکنِ اول : کتاب اللہ (قرآنِ حکیم)۔ (کیونکہ! **منہ اٰیت محکمٰت عن ام الکتٰب**)

☆ رکنِ دوئم : سنتِ رسولِ آخرالزمان ﷺ۔ (کیونکہ! **وما اٰتکم الر سول فخذوہ۔ وما نھکم عنہ فانتھوا**)

☆ رکن سوئم : اجماعِ اُمت۔ (یعنی کہ اُمتِ محمدیہ ﷺ کے مجتہدین کا کسی بات پر متفق ہونا۔ کیونکہ! **فا جمعوا امر کم شرکا ءکم**۔ اور حدیثِ نبوی ﷺ ہے۔ کہ! **لا تجمع ا متی علی الضلالۃ و علیکم بالسواد الاعظم**)

اور اِس آیتِ قرآنی میں قرآن، سنت (حدیثِ نبوی ﷺ قولی و فعلی) اور اجماع کے بارے میں واضح آیت موجود ہے۔ **یا یھا الذین اٰ منوا اطیعواللہ و اطیعوالرسول واولی الامر منکم**)

بقول حضرت محمد بن فضل بلخیؒ علم کی تین اقسام ہیں۔

☆ اول : **علم با اللہ تعالیٰ**۔ اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ۔

علم باللہ وہ عرفانِ تام ہے۔ جو کہ تمام انبیائے کرامؑ اور اولیائے عظامؒ کو حاصل ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ عارفِ الٰہیہ بنتے ہیں۔ اور عرفانِ الٰہی حاصل کرتے ہیں۔ جب تک کہ یہ معیت الٰہیہ حاصل نہ ہو۔ تمام ذرائع وجد و جہد منقطع رہتے ہیں۔ اس لئے کہ علمِ اکتسابی سے عرفانِ الٰہی ناممکن ہے۔ اور درجہ عرفانِ حق کا حصول محال ہے۔

☆ دوئم : **علم من اللہ تعالیٰ**۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم۔

علم من اللہ وہ علم ہے۔ کہ جس میں شریعتِ حقہ ہے۔ کہ اس کے ذریعے ہم مکلّف احکام بالا بنائے گئے۔ اور یہ فرمانِ حق ہے۔ جو کہ انبیائے کرامؑ سے ہم تک پہنچا۔ (شکر الحمد للہ رب العالمین۔)

☆ سوئم : **علم مع اللہ تعالیٰ**۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے فضل کی معیت سے۔

علم مع اللہ وہ علم ہے۔ کہ جو فضلِ الٰہی کی معیت میں حاصل ہوتا ہے۔ جس کے ذریعے مقاماتِ ولایت اور طریقِ حق و ہدایت اور بیان نہایت مدارج ولایت بعنایتِ الٰہی حاصل ہوتے ہیں۔

اِن تینوں علوم کی شرح میں حضرت علی بن عثمان جلابیؒ (داتا صاحب) فرماتے ہیں ۔ کہ ! خلاصہ کلام یہ ہے ۔ کہ ! معرفت مدارجِ ولایت بغیر بغیر علمِ شریعت جاننے صحیح نہیں ہے ۔ اور اتباعِ شریعت بغیر مقاماتِ رشد و ہدایت جانے نہیں ہوسکتا ۔

اسی ضمن میں حضرت ابوعلی ثقفیؒ فرماتے ہیں ۔ کہ ! علم (درحقیقت) حیاتِ قلب ہے جہالت کی موت سے ۔ اور چشمِ یقین کا نور ہے کفر (والحاد) کی ظلمت سے ۔ اسی طرح حضرت ابوبکر وراق ترمذیؒ فرماتے ہیں ۔ کہ ! جس نے علمِ کلام یعنی عقائد و علم توحید کی عبارات پر قناعت کی اور زُہد و تقوٰی حاصل نہ کیا ۔ وہ زندقہ میں پڑ گیا ۔ اور جس نے علمِ فقہ و شریعتِ اسلامیہ بلا ورع کے حاصل کیا ۔ وہ حدود و احکام سے نکل کر بے حکم اور فاسق ہوگیا ۔

کُل علوم کی تعداد : امام اجل حضرت سیدنا شیخ ابو طالب مکیؒ اپنی کتاب **قوت القلوب** میں فرماتے ہیں ۔ کہ کل علوم کی تعداد **9** ہے ۔ اِن میں سے چار تو مسنون ہیں ۔ جن سے صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ آگاہ تھے ۔ اور پانچ علوم بعد کے زمانے کی پیداوار ہیں ۔ جو اسلاف کے زمانے میں نہ تھے ۔ چار مسنون علوم یہ ہیں ۔

☆ ایمان کا علم ☆ قُرآن کے علوم ☆ سُنن و آثار کا علم ☆ فتاوٰی و احکام کا علم

بعد میں پیدا ہونے والے پانچ علوم یہ ہیں ۔

☆ نحو و صرف کا علم ☆ قیاس ☆ فقہ میں جدل ☆ نظر و فکر کے اعتبار سے عقلی علم

☆ حدیثِ پاک کی علتوں اور مُختلف طُرق جاننے ، نیز راویوں اور ان سے منقول روایات و آثار کا صحیح ، حُسن و ضُعف جاننے وغیرہ کا علم ۔ اور یہ علم انہیں لوگوں کے ساتھ خاص ہے ۔ جو اس کے اہل ہوں ۔ پھر ان سے انہی کے شاگرد ہی یہ علم حاصل کرتے ہیں ۔ اسی ضمن میں حضرت بایزید بسطامیؒ کا مشہور قول ہے ۔ کہ ! مَیں نے تیس برس تک (سخت ترین مشقت کے ساتھ) مجاہدہ کیا ۔ مگر مجھ پر کوئی بھی چیز اتنی سخت ترین محسوس نہ ہوئی ۔ سوائے علم اور اس کی اتباع کے ۔ اور حضرت ابن معاذ رازیؒ کا قول ہے ۔ کہ ! اجتناب کرو تین قسم کے لوگوں کی صحبت سے ، اول غافل اور بے عمل علماء سے ، دوئم حق سے زبان بند کرنے والے فقراء سے اور سوئم بناوٹی جاہل صوفیاء سے ۔

اسی طرح سے علوم کے ضمن میں حضرت علی ہجویریؒ اپنی کتاب کشف المحجوب میں فرماتے ہیں ۔ کہ ! علم مدح کی صفات میں سے ہے ۔ اور اس کی تعریف احاطۃ المعلوم ہے ۔ یعنی معلومات کا احاطہ کرنا یا تبیین المعلوم ہی تعریفِ علم ہے ۔ یعنی کہ معلوم کا واضح طور پر بیان کرنا اور بہترین و جامع و مانع تعریفِ علم یہ ہے ۔ کہ ! ☆ علم ایک ایسی صفت ہے ۔ کہ جس سے ایک جاہل عالم ہوجاتا ہے ۔ اور اللہ تعالٰی اپنی ذاتِ حق کے بارے میں قرآنِ کریم میں فرماتا ہے ۔ کہ ! **واللہ بکل شیء علیم** ۔ اللہ تعالٰی ہر شئے کا جاننے والا ہے ۔ (سورہ بقرہ ۔ آیت نمبر 282) اور علمِ الٰہی ایک ایسی صفت ہے ۔ کہ جس سے وہ تمام وجودات و معدومات کو جاننے والا مانا گیا ہے ۔ اور ایسا عالم مانا گیا ہے ۔ کہ ! کہ اس جیسا عالم ہونے میں مخلوق کا کوئی جز و شریک صفت نہیں ہوسکتا ۔ اور اس علمِ ذاتی کا تجزیہ بھی نہیں ہوسکتا ۔ اور نہ یہ علم اس کی ذات سے کبھی جدا ہوسکتا ہے ۔ اور اس علم پر اس کی ترتیب فعالی دلیل ہے ۔ اس لئے کہ ہر فعل بحکم علم ظہور پذیر ہوتا ہے ۔ اور علم الٰہی کی ہی یہ شان ہے ۔ کہ ہر مکتوم و ظاہر پر ہر آن محیط ہے ۔ لہٰذا طلبِ حق کو لازم ہے ۔ کہ ! بوقتِ عمل یہ یقین کرے ۔ کہ وہ عالم الغیب ، حاکم حقیقی میرے (ہر ظاہر و باطن) عمل کو دیکھ رہا ہے ۔ جیسا کہ اس کا عقیدہ ہے ۔ کہ وہ ہماری ہر حرکت و سکون کو دیکھنے والا ہے ۔

علومِ اسلامیہ کا بیان :

حضرت علامہ ملک محمد شہزاد مجددی صاحب کتاب رجال الغیب کے مقدمہ میں فرماتے ہیں ۔ کہ ! صوفیائے کرام نے قرآن و سنت کی روشنی میں علومِ اسلامیہ کو دو حصص میں تقسیم کیا ہے ۔ 1 ۔ علم الاحکام 2 ۔ علم الاسرار

☆ علم الاحکام یعنی مسائل و فضائلِ شریعہ تک محدود رہنے والے ، لہٰذا اِس علم کے ماہرین جیسے علماء ، محدثین ، مفسرین ، فقہاء ، مجتہدین کا طبقہ ہے ۔ مختصراً یہ کہ شریعت کے تمام علوم کا ماہر ہی علم الاحکام کا ماہر کہلاتا ہے ۔

☆ علم الاسرار یعنی تصفیہ باطن ، مقامِ فناء فی اللہ ، تصوف و طریقت کے تمام علوم تک محدود رہنے والے ، لہٰذا اِس علم کے ماہرین جیسے اولیائے عظام ، درویش ، صوفی ، ابدال و اقطاب اور ولایت کے بلند مقامات کے حامل افراد کا طبقہ ہے ۔ مختصراً یہ کہ ! تصوف و طریقت کے تمام علوم کا ماہر ہی علم الاسرار کا ماہر کہلاتا ہے ۔

البتہ ! اہلِ کمال کا ایک طبقہ ایسا بھی ہے ۔ جسے علم و عرفان کے اِنہی دونوں چشموں (علوم) سے بہرہ وافر نصیب ہوا ۔ اور اللہ تعالٰی

کے خصوصی فضل وکرم سے اس عظیم المرتبت طبقہ نے شریعت وطریقت کے مرج البحرین کے مابین ''پُل'' کا عظیم ترین کردار ادا کیا۔ اور یہی نفوسِ قدسیہ اپنے کمالِ علم ومعرفت کے باعث ''ورثۃ الانبیاءؑ'' قرار پائے۔ درحقیقت یہی آئمہ ملت ہیں۔ جو فقہ اور تصوف ہر دو میدانوں میں درجہ تحقیق وجستجو پر فائز المرام نظر آتے ہیں۔ ایک حدیثِ نبوی ﷺ میں ایسے ہی بزرگانِ دین کو انبیاءؑ کا حقیقی وارث فرمایا گیا ہے۔

اِسی ضمن میں حضرت امام مالک بن انسؒ فرماتے ہیں۔ جس نے فقہ سیکھی۔ اور تصوف کو حاصل نہ کیا۔ اس نے نافرمانی کی۔ اور جس نے تصوف حاصل کیا۔ اور (علم) فقہ سے حصہ حاصل نہ کیا۔ وہ زندیق ہوا۔ اور جس (خوش بخت) نے اِن دونوں کو جمع کیا۔ (تو) اِس نے یقیناً حق کو پا لیا۔ (یاد رہے کہ!) علم الاسرار اور روحانیت کا سرچشمہ بھی دیگر علومِ اسلامیہ کی طرح قرآنِ مجید فرقانِ حمید اور آنحضرت ﷺ کی احادیث ہی ہیں۔ کیونکہ وحی والہام معجزات وکرامات کے علاوہ علم لدنی کے حقائق ومعارف کے علم وتذکرہ بھی قرآن و سنت (احادیث نبوی ﷺ) میں جا بجا ملتا ہے۔ جیسے کہ قرآنِ مجید میں قصہ حضرت موسیٰؑ وحضرت خضر نبیؑ ، قصہ حضرت یوسف نبیؑ ودیگر انبیائے کرامؑ کے قصص اور اصحابِ کہفؓ کا واقعہ آیا ہے۔ اِسی طرح احادیثِ نبویہ ﷺ میں اصحابِ رقیمؓ ودیگر صحابہ کرامؓ مثل عشرہ و مبشرہؓ وغیرہ کے واقعات وقصص اِس حوالے سے حقیقت میں بہت بڑے مآخذ ہیں۔

☆ **بصیرت۔** علم کے مدان سے نکل کر بہتر واں میدان ''بصیرت'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **و جعل لکم السمع والابصار** ۔ (ترجمہ) اور تمھیں کان اور آنکھیں عطا کیں۔ (القرآن۔ 78:16 , 09:32 , 23:27) یاد رہے۔ کہ! آنکھ سے کسی چیز کو دیکھنا بصارت ہے، قلب سے کسی چیز کو دیکھنا اور جاننا بصیرت ہے۔ اور عقل وفہم سے کسی چیز کو دیکھنا اور جاننا ادراک ہے۔ بصیرت دل کی وہ بینائی ہے۔ جو نورِ قدس سے روشنی حاصل کرتی ہے۔ اور جس سے کہ حقائق الاشیاء اور ظواہر کے بواطن پر آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ حدیثِ نبوی ﷺ میں آتا ہے۔ مومن کی فراست سے ڈرو۔ کہ! وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ بہر حال! بصر سے مراد دیدہ وری ہے۔

بصر کی تین اقسام ہیں۔ بصیرتِ عقل۔ بصیرتِ حکمت۔ بصیرتِ فراست۔

بصرِ عقل کے تین فوائد ہیں۔ اول: اپنے سود وزیاں کو پہچاننا اور مقاصد کے انجام پر نگاہ رکھنا۔ کیونکہ! اس کے باعث انسان ہر قسم کی ملامت سے بچ جاتا ہے۔ دوئم: خلق کے مراتب، مختلف عادات میں ہر شخص کی طاقت، عقل وخرد میں اس کی قوت اور ہر انسان کی مقدارِ عزم کو دیکھنا۔ یہ جملہ امور سلامتی کے موجب ہیں۔ سوئم: ہمہ وقت لوگوں کے ساتھ معاملات میں زیادہ اہم امر کو ملحوظِ خاطر رکھنا۔ کیونکہ! یہی بات انسان کی فضیلت وعظمت کا پیرایہ ہے۔ یہ سب عقل کے پیمانہ جات ہیں۔ ان کے علاوہ باقی سب خرابی ہی خرابی ہے۔

بصرِ حکمت کی تین علامات ہیں۔ اول: ہر قضیے کو شفقت سے دیکھنا۔ تاکہ! فتنہ ونزاع درمیان میں باقی نہ رہے۔ دوئم: تقدیر کے ہر معاملے میں حیرت کا مشاہدہ کرنا۔ تاکہ جلد بازی ختم ہو جائے۔ سوئم: صنعتِ خداوندی میں اشاراتِ غیبیہ کو دیکھنا۔ تاکہ! آگاہیءِ ذات میں اضافہ ہو۔ باطنی مسرت اس راہ (بصرِ حکمت) کی خصوصیت ہے۔

بصرِ فراست کی تین اقسام ہیں۔

تجربہ سے فراست: یہ تمام اہلِ تمیز انسانوں کا حصہ ہے۔ یہ دید سے متعلق ہے۔ یا شنید سے تعلق رکھتی ہے۔ یا پھر انسان اسے دانائی سے حاصل کرتا ہے۔

استدلالی فراست: یہ دانش مندوں کو میسر ہے۔ استدلالی فراست سے مراد دین میں شرعی قیاس، حدودِ دین میں عقلی قیاس اور عامۃ الناس کا طبعی قیاس ہے۔

دیدہءِ دِل سے فراست: یہ وہ نور ہے۔ جو کہ اہلِ ایمان کے قلوب میں ہے۔ کیونکہ! یہ ایک برق کی مانند ہے۔ جو دل میں چمکتا ہے۔ اس کی تابش صحیح (عرفان ومعارف) لے کر آتی ہے۔ یا ایک تموج ہے۔ جو دل میں پیدا ہوتا ہے۔ جس کے آخر میں حقیقت نمودار ہوتی ہے۔ یا پھر اس کے مفہوم کسی غیبی امر پر حتمی اور آخری وقوف ہوتا ہے۔ یہ (نظوری فراست) حضرت خضر نبیؑ کی شان ہے۔

☆ **حیات۔** بصیرت کے میدان سے نکل کر تہتر واں میدان ''حیات'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **او من کان یلتا فا حیینٰہ** ۔ (ترجمہ) بلا ایک شخص کہ مردہ تھا۔ پھر ہم نے اسے زندہ کیا۔ (القرآن۔ 122:06) یہاں پر حیات سے مراد جسم کی نہیں بلکہ دل کی زندگانی ہے۔ اور دل کی زندگانی تین باتوں سے عبارت ہے۔ (کیونکہ!) ہر وہ دل کہ جس میں ان تین باتوں میں سے کوئی ایک بھی نہیں۔ وہ

مردہ ہے۔ وہ زندگی کہ جس میں علم کے ساتھ ساتھ خوفِ الٰہی بھی ہو۔ وہ زندگی کہ جس میں علم کے ساتھ ساتھ اُمید بھی ہو۔ وہ زندگی کہ جس میں علم کے ساتھ ساتھ آشنائی بھی ہو۔

وہ زندگی کہ جس میں علم کے ساتھ ساتھ خوفِ الٰہی بھی ہو۔ آدمی کو پاک دامن بناتی ہے۔ اسے دیدہ ءِ دیدار بخشتی ہے۔ اور وہ سیدھی راہ پر چلتا ہے۔

وہ زندگی کہ جس میں علم کے ساتھ ساتھ اُمید بھی ہو۔ اس میں آدمی کو سواری میسر ہے۔ اس کے پاس مکمل زادِ سفر ہے۔ اور اس کی راہ بھی قریب ہے۔

وہ زندگی کہ جس میں علم کے ساتھ ساتھ آشنائی بھی ہو۔ آدمی کو عظیم المرتبت بنا دیتی ہے۔ اس کے فکر کو آزاد کر دیتی ہے۔ اور دل کو مطمئن کر دیتی ہے۔

وہ خوف جو علم کے بغیر ہو۔ خارجیوں کا خوف ہے۔ وہ اُمید جو علم کے بغیر ہو۔ رجاء پسندوں کی اُمید ہے۔ وہ آشنائی جو علم کے بغیر ہو۔ بہانہ سازوں کی آشنائی ہے۔

بہر حال ! حقیقت تو یہ ہے۔ کہ ! وہ علم الٰہیاتی ہے۔ جو امید و بیم اور آشنائی کے ساتھ مشروط و مربوط ہو۔

حیات سے مراد زیست، زندگی، آگاہی ءِ شعور، ظہور اور بروز ہے۔ اور موت کے مقابلے میں حیات اقتضائی، اضطراری اور اختیاری ہوتی ہے۔

حیاتِ اقتضائی: حسبِ اقتضائی ذاتی واقع ہوتی ہے۔ جیسے کہ تجددِ امثال، تکون اور بروز۔

حیاتِ اضطراری: حیاتِ ابدی ہے۔ جو عالمِ برزخ اور عالمِ ملکوت میں حسبِ استعداد اور حسبِ حالت عطا فرمائی جاتی ہے۔ اسے حیات بعد الممات بھی کہا جاتا ہے۔

حیاتِ اختیاری: حیاتِ ابدی قلبی بواسطہءِ تزکیہ، تصفیہ و تجلیہ۔

حیات و ممات کی دو اقسام اور بھی بیان کی جاتی ہیں۔ جنھیں حسی حیات اور معنوی حیات سے موسوم کیا جاتا ہے۔

حیاتِ حسی : وہ حیوانی زندگی ہے۔ جو جملہ حیوانات میں باہم اور مشترک ہے۔

حیاتِ معنوی : وہ حقیقی اور روحانی زندگی ہے۔ جو خواصِ افرادِ انسانی کے ساتھ مختص ہے۔ یہ زندگی تین طریقں سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

اول: جہل و نادانی کی موت سے نکل علم و دانش کی زندگی میں آجانا۔

دوئم: تفرقہ کی موت سے نکل کر حقیقت کی جانب متوجہ ہونے میں ہمت صَرف کرنا۔

سوئم : فقدان و نایافت کی مردنی سے نکل کر وجود و یافت کی حیات سے زندہ ہونا۔ اور اپنی ذات سے فنا ہو کر بقائے حق کی جانب گامزن ہو کر بقا پانا۔ اور انہی تین طریقوں سے ہی مماتِ حسی اور مماتِ معنوی کا فرق بھی معلوم کیا جسکتا ہے۔

☆ **حکمت۔** حیات کے میدان سے نکل کر چوہتر واں میدان ''حکمت'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **یؤتی الحکمة من یشآء۔** (ترجمہ) اللہ تعالیٰ جسے چاہے۔ اپنی طرف سے حکمت عطا فرماتا ہے۔ (القرآن۔269:02) حکمت سے مراد کسی چیز کا صحیح وقوف و ادراک ہے۔ یعنی حکمت درحقیقت علم و عقل کا ایک عظیم و شریف مقام و مرتبہ ہے۔ جو انبیاءؑ اور اولیاء کو عطا کیا گیا۔ اس کے تین درجات ہیں۔ دیدار کا درجہ۔ گفتار کا درجہ۔ عمل زندگی گزارنے کا درجہ۔

دیدار کے درجہ سے مراد ہے۔ کسی کام کے مطابق اس کی جانچ پڑتال کرنا۔ کسی چیز کو اس کے درست مقام پر رکھنا۔ ہر وجودِ انسانی میں (اس کے جوہرِ ذاتی) کا صحیح عرفان ہونا۔ کیونکہ ! یہ عینِ حکمت ہے۔

گفتار کے درجے سے مراد ہے۔ کہ ! برمحل بات کرنا۔ ابتدائے سخن میں اس کی انتہا کو معلوم کرنا۔ ہر سخن کے ظاہر میں اس کی تہہ تک پہنچ جانا۔ کیونکہ ! یہ بنائے حکمت ہے۔

حکمت سے زندگی گزارنا تین امور سے متعلق ہے۔ خلق کے ساتھ شفقت و مروت سے اپنے معاملات کی نگہداشت کرنا۔ امید و بیم کے درمیان ذاتی معاملات کی اہمیت کا دھیان رکھنا۔ ہیبت و انس کے درمیان حق تعالیٰ کے ساتھ اپنے معاملات کی نگہبانی کرنا۔ کیونکہ ! یہ

ثمرہ ٔحکمت ہے۔ اسے خوب اچھی طرح سے سمجھنا چاہیئے۔

یادرہے۔ کہ! علمِ حقائق وہ علم ہے۔ کہ جس سے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اس علم کو دوسرے علوم سے عام وخاص کی نسبت حاصل ہے۔ اس کا موضوع کسی حدِ معین پر محدود نہیں ہوسکتا۔ بلکہ تمام علوم کا موضوع اس کا موضوع ہے۔ اسی کا نام ''علمِ حکمت'' ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **ومن یؤ تی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا** ۔ (ترجمہ) اور جو کوئی دیا گیا حکمت۔ پس دیا گیا بھلائی بہت۔ (القرآن۔ 37:02)

☆ **معرفت**۔ حکمت کے میدان سے نکل کر پچھتر واں میدان ''''معرفت'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **اعینھم تفیض من ا لدمع مما عرفوا من ا لحق**۔ (ترجمہ) آپ عرفانِ حق کے باعث ان کی آنکھوں کو اشکبار دیکھیں گے۔ (القرآن۔ 83:05)

معرفت سے مراد پہچان ہے۔ اس کے تین ابواب ہیں۔ اور تین ابواب مزید تین درجات میں تین ترتیبات کے ساتھ ہیں۔

بابِ اول : وجودِ باری تعالیٰ۔ اس کی یکتائی اور اس کے بے مثل ہونے کا عرفان۔ یہ بنائے اسلام کا باب ہے۔ اس باب تک رسائی کی راہ امورِ دنیوی کی بست وکشاد میں صانع کی تدبیر کے مشاہدے سے ہے۔

بابِ دوئم : اس کی لامحدود قدرت، دانائی اور مہربانی کی شناخت۔ یہ بنائے ایمان کا باب ہے۔ اس باب کی راہ تک رسائی مظاہرِ قدرت کے عرفان میں صانع کی حکمت کو دیکھنا ہے۔

بابِ سوئم : اس کے احسان، دوست داری اور قرب کی پہچان۔ یہ بنائے اخلاص کا باب ہے۔ اس باب کی راہ تک رسائی امور کی غور و پرداخت میں مولا کریم کی عنایت کو دیکھنے اور جرموں کی فروگزاشت سے مربوط ہے۔ یہ باب اہلِ معرفت کا باب ہے۔ یہ اہلِ محبت کے لئے اکسیر ہے۔ اور خاصانِ بارگاہ کا طریق ہے۔ یہ طریق دل نشین، نشاط انگیز اور محبت افزا ہے۔

(معرفت کے بارے میں سیر حاصل بحث اسی باب کے شروع میں مفصل بیان کی جا چکی ہے۔ شائقین وہاں سے ملاحظہ فرمالیں)

☆ **کرامت**۔ معرفت کے میدان سے نکل کر چھہتر واں میدان ''کرامت'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **و جعلنی من المکر مین** ۔ (ترجمہ) اور مجھے عزت والوں میں سے کیا۔ (القرآن۔ 07:36) کرامت سے مراد ایسا امر جس کی استطاعت انسانی عقل و سوچ سے بالا اور جس کی انجام دہی انسانی کوشش و استعداد سے ناممکن العمل ہو۔ کرامت اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک انعام ہے۔ کرامت کی دو اقسام ہیں۔ کرامت فی اللہ۔ کرامت فی الخلق۔

کرامت فی اللہ ، جو کہ اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان تعلقات سے متعلق ہے۔ اس کا علم کسی غیر کو نہیں ہوسکتا۔

کرامت فی الخلق ، جو کہ کسی قدر بندوں سے متعلق ہے۔ کرامت فی الخلق کی مزید دو اقسام ہیں۔ تصرف فی الخلق ۔ اظہارِ خرقِ عادات۔

تصرف فی الخلق طالبانِ حق کے لئے مفید اور کارآمد ہے۔ اس کی بدولت مریدین کے قلوب اور طبائع وافعال وحرکات واخلاق کی اصلاح ہوتی رہتی ہے۔ یہ قلبِ ماہیت چونکہ بتدریج واقع ہوتی ہے۔ اس کا فوری اظہار علوم پر نہیں ہوتا۔

اظہارِ خرقِ عادات کی فوری طور پر نمائش ہو جاتی ہے۔ مگر ارشاد وطلبِ حق کے امور میں مفید نہیں۔ یہ استثناء اس صورت کے لوگ ان خوارق کو دیکھ کر صاحبِ کرامت (شیخ ومربی) کے معتقد ہو جائیں۔ اور طلبِ حق میں اس کی جانب رجوع کریں۔ اور مستفید ومتفع ہوں۔

بہر حال! اللہ رب العزت کی جانب سے بندے کے حال پر کرامت اس قدر ہے۔ کہ جس کا کوئی حد و حساب نہیں۔ بنیادی طور پر وہ تین باتوں سے عبارت ہے۔

اول: وہ کرامت جو ہدایت و برگزیدگی سے متعلق ہے۔ اس کے بارے میں قرآنِ حکیم میں وارد ہے۔ کہ! **کرمت علی**۔ (مجھ کو بڑائی عطا کی)

دوئم : وہ کرامت جو سب کے لئے کافی و وافی ہے۔ قرآنِ حکیم میں وارد ہے۔ کہ! **کر منا بنی آدم** ۔ (اور ہم نے اولادِ آدم کو عزت بخشی)

سوئم: وہ کرامت جو قربِ الٰہی سے وابستہ ہے۔ قرآنِ حکیم میں وارد ہے۔ کہ! **و جعلنی من المکر مین**۔ (اور مجھے عزت والوں میں سے کیا)

کرامتِ ہدایت کے تین نشانات ہیں۔ اسلام میں استقامتِ احوال۔ اخلاق وخدمت میں سنتِ مطہرہ کی پیروی۔ اپنے مقدر پر صدقِ یقین۔

وہ کرامت جو سب کے لئے کافی و وافی ہے۔ اس کی تین علامتیں ہیں۔ کسی حیلے اور جھگڑے کے بغیر رزق کا ہر روز پہنچنا۔ کسی تردد کے بغیر سکون وعافیت کا میسر آنا۔ کسی قسم کی چاپلوسی اور خواری کے بغیر عیش ومسرت کا نصیب ہونا۔

وہ کرامت جو قربِ خداوندی سے وابستہ ہے۔ اس کے تین نشانات ہیں۔ خدمت کا بے تکلف انجام دینا۔ مستقبل کا موافقِ حال ہونا۔ خیر و برکت سے بہرہ یابی اور قبولیتِ دُعا۔

☆ **حقیقت**۔ کرامت کے میدان سے نکل کر ستتر واں میدان ”حقیقت“ کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **و علمنٰہ من لدنا علما**۔ (القرآن۔65:18) اس اعتبار سے کہ! تمام شریعتیں سر بسر حقائق ہیں۔ لہذا جو کچھ حق ہے۔ وہ بالکل حقیقت ہے۔ حقیقت ظہورِ ذاتِ حق بلا حجاب تعینات۔ اربابِ تصوف میں اس کا استعمال چند طور پر ہوتا ہے۔ اول تو حقیقت کا استعمال مجاز کے مقابلے میں ہوتا ہے۔ یہاں حقیقت سے مراد باطن اور مجاز سے مراد ظاہر ہے۔ ہر شئے میں عالمِ شہادت مجاز ہے۔ جس کے مقابلے میں عالم، مثال حقیقت ہے۔ اور اگر عالمِ مثال مجاز ہے۔ تو عالمِ ارواح حقیقت ہے۔ اور اگر عالمِ ارواح مجاز ہے۔ تو اس کے مقابل عالمِ اعیان حقیقت ہے۔ اور اگر عالمِ اعیان مجاز ہے۔ تو اس کے مقابل علم حقیقت ہے۔ اور اگر علم مجاز ہے۔ تو اس کے مقابلے میں ذات حقیقت ہے۔ اب چونکہ ذات ہر چیز کی مبدع ہے۔ اسی لئے وہ حقیقۃ الحقائق ہے۔ جیسا کہ مشہور ہے۔ **حقیقۃ کل شیء ھو الحق**۔ (ہر شئے کی حقیقت حق ہی ہے) بندہ کے اوصاف جب حق تعالیٰ کے اوصاف میں محو (Merge) ہو جاتے ہیں۔ اور بندہ کی ذات حق تعالیٰ کی ذات میں گم اور فنا ہو جاتی ہے۔ تو بندہ اپنی حقیقت کو پالیتا ہے۔

دوسرا استعمال حقیقت کا اعتبارات کے مقابلہ میں ہوتا ہے۔ ذاتِ حق تعالیٰ ہر چیز کی حقیقت ہے۔ اور ہر چیز کا وجود اعتباری ہے۔ اور حق تعالیٰ ہی سے اپنا وجود پائے ہوئے ہے۔ وہ چونکہ مستقل حقیقت ہے۔ اسی لئے حق تعالیٰ ہی حقیقۃ الحقائق ہے۔

تیسرا استعمال حقیقت کا اس موقع پر ہوتا ہے۔ جہاں کسی چیز کو واقع اور فی نفس الامر بیان کرنا منظور ہوتا ہے۔ اس محل میں اس لفظ سے مراد صُوَرِ علمیہ اور اعیانِ ثابتہ سے ہوتی ہے۔ جنہیں حقائق الممکنات بھی کہتے ہیں۔

یاد رہے۔ کہ! علمِ حقائق وہ علم ہے۔ کہ جس سے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اس علم کو دوسرے علوم سے عام و خاص کی نسبت حاصل ہے۔ اس کا موضوع کسی حدِ معین پر محدود نہیں ہوسکتا۔ بلکہ تمام علوم کا موضوع اس کا موضوع ہے۔ اسی کا نام ”علمِ حکمت“ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **ومن یؤ تی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا**۔ (ترجمہ) اور جو کوئی دیا گیا حکمت۔ پس دیا گیا بھلائی بہت۔ (القرآن۔37:02)

حقائق کے تین اصول ہیں۔ ان تین حقیقتوں میں سے! حقیقتِ اول یہ ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا، اس سے واقف اور بے مثل و بے مثال ہے۔ کسی کام کی اصل اور اس کے آغاز و انجام کا علم تو صِرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ اس کے احکامات کے رموز و اسرارِ الٰہیہ کی وہ تاویلات جو نگاہِ خلق سے مخفی ہیں۔ انہیں صِرف وہی جانتا ہے۔

حقیقتِ دوئم یہ ہے۔ کہ! جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر نبیؑ کو سکھلائی ہے۔ جو کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ پر پوشیدہ تھی۔ جبکہ حضرت خضر نبیؑ اس سے آگاہ تھے۔ اس حقیقت سے تین باتیں ظہور پذیر ہوئیں۔ کشتی کا توڑنا۔ لڑکے کو مار ڈالنا۔ دیوار کو درست کرنا۔

حقیقتِ سوئم یہ ہے۔ کہ! اہلِ حکمت اس کے باعث بینا ہیں۔ اہلِ معرفت اس کے سبب دانا ہیں۔ اور اہلِ بصیرت اس سے آشنا ہیں۔

حقیقت کے ایک ہزار اجزاء ہیں۔ اور ایک ہزار درجات ہیں۔ اور وہ تین ترتیبوں پر ہیں۔

الہام۔ فراست۔ اِبصار۔

اِبصار کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ! **فاذا ھم مبصرون**۔ (ترجمہ) پس ناگہاں وہ دیدہ ور ہو جاتے ہیں۔ (القرآن۔201:07) اِبصار سے مراد کسی چیز کو صحیح طور سے دیکھنا ہے۔ جس طرح کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں میں سے جسے چاہے۔ جس طرح سے چاہے اور جس چیز کے بارے میں چاہے۔ دیدہ ور (بصیرت رکھنے والا) بنا دیتا ہے۔

☆ **ولایت**۔ حقیقت کے میدان سے نکل کر اٹھہتر واں میدان ”ولایت“ کا نکلتا ہے۔ وہ حضرات جو اس زمرے سے متعلق ہیں۔ اولیاء اللہ ہیں۔ اور اوتاد ان کے درمیان ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون**۔ (ترجمہ) یاد رکھو! اولیاء اللہ (اللہ تعالیٰ کے حقیقی دوستوں) پر نہ کوئی خوف ہے۔ اور نہ ہی وہ کبھی غمگین ہوں گے۔ (القرآن۔62:10)

اولیاء اللہ کی تین علامات ہیں۔ سلامتی قلب۔ سخاوتِ نفس۔ نصیحتِ خلق۔

سلامتی قلب سے مراد تین باتوں سے نجات حاصل کرنا ہے۔ بارگاہِ خداوندی میں شکایت سے۔ مخلوق کے ساتھ جھگڑنے سے۔ خود پسندی سے۔

سخاوتِ نفس کے تین نشانات ہیں۔ اپنی خواہشات سے کنارہ کشی اختیار کرنا۔ لوگ جن امور میں غرق ہیں۔ ان سے پیچھے

ہٹ جانا۔ کثرتِ دنیا کا انتظار نہ کرنا۔

نصیحتِ خلق کے تین نشانات ہیں۔ نیک لوگوں سے دوستی رکھنا۔ گناہ گاروں سے درگزر کرنا۔ خلق کی خیر خواہی کرنا۔

یہ اخلاقِ عالیہ ہیں۔ اِن کے تین اصول ہیں۔ نیک دلی۔ جوانمردی۔ کم آزاری۔

ولایت کے ضمن میں یہ فقیر (البلوشی) عرض گزار ہے۔ کہ! جب رسول اللہ ﷺ جملہ نسلِ انسانی بلکہ تمام مخلوقات میں معزز ومکرم اور برگزیدہ ٹھہرے۔ تو کمالِ انسانی کا انحصار بھی آپ ﷺ ہی کے اتباع پر رہے گا۔ یا پھر اُن مقدس ہستیوں کے اتباع پر جنھوں نے آپ ﷺ کی پیروی میں پوری پوری صداقت اور پورے استقلال اور ثابت قدمی کا اظہار فرمایا۔ مثلاً خلفائے راشدینؓ وآئمہ اطہارؓ وصحابہء کرامؓ واولیائے متقدمینؒ ومتاخرین۔ اس اتباع کی بھی دو اقسام ہیں۔ ظاہری اور باطنی۔ متابعتِ ظاہری مرتبہء نبوت سے متعلق ہے۔ اور متابعتِ باطنی مرتبہء ولایت سے تعلق رکھتی ہے۔ چونکہ نبوت کا باطن ولایت ہے۔ ظاہر کو باطن سے مدد ملتی ہے۔ اور باطن سے ہی ظاہر کی پرورش ہوتی ہے۔ اور باطن ہی کی جانب سے ظاہر کو فیضان پہنچایا جاتا ہے۔ باطنی پہلو یہ ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ سے تعلق قوی ہو۔ اور اس میں استغراق وفنائیت حاصل کی جائے۔ اسی کا اسم ولایت ہے۔ جبکہ ظاہری پہلو یہ ہے۔ کہ! اس باطنی تعلق کی بناء پر جو کچھ عالمِ قدس سے حاصل کیا گیا ہو۔ اُسے خلق تک بطریق مناسب و مفید پہنچایا جائے۔ یہ نبوت ہے۔ اور نبوت سے اُن احکاماتِ شریعت کی جانب اشارہ ہے۔ جو آنحضور نبی مکرم ﷺ عالم قدس سے بواسطہء حضرت جبرائیلِ امینؑ حاصل فرما کر خلق کو پہنچاتے ہیں۔ ولایت درحقیقت وہ فیضانِ اسرارِ توحید ہے۔ جو حضور سرورِ کائنات ﷺ کے مقامِ لی مع اللہ میں بلا وساطتِ حضرت جبرائیلؑ براہ راست حق سبحانہ تعالیٰ سے اُخذ فرماتے ہیں۔ عارفین کے اس قول میں کہ! "**ولایت نبوت سے افضل ہے**" اسی امر کی جانب اشارہ ہے۔ کیونکہ! ہر ہر نبیؑ ولی ہی ہوتا ہے۔ مگر کوئی بھی ولی چاہے ولایت کے کتنے ہی عظیم درجے تک جا پہنچے۔ وہ کبھی بھی مقامِ نبوت تک قطعاً نہیں پہنچ سکتا۔ آنحضور نبی مکرم ﷺ کے بعد سلسہء نبوت تو ویسے بھی ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا ہے۔ لہذا جو ولی نبی نہیں ہوتا۔ وہ انوارِ ولایت کا استفاضہ کمالاتِ نبی سے کرتا ہے۔ لیکن ہر نبی نورِ نبوت اور کمالات نبوت کو اپنی ہی ولایت کے آفتاب سے اُخذ کرتا ہے۔ اور کسی غیر کا محتاج اور تابع نہیں ہوتا۔ نبیؑ مثلِ آفتاب کے ہے۔ جو خود بھی روشن ہے۔ اور دوسروں کو بھی روشنی (نور) بخشتا ہے۔ جبکہ ولی مثل ماہتاب کے ہے۔ جو آفتابِ نبوت سے نور اُخذ کرتا ہے۔ اسی لئے اس پر متابعتِ آفتاب اُس پر لازم ہوتی ہے۔ تاوقتیکہ وہ ولایتِ کمال کو نہیں پہنچتی۔ نبوت ظاہر نہیں ہوتی۔ قوتِ نبوت حسبِ قوتِ ولایت ہوتی ہے۔ جیسے کہ حضرت آدمؑ جنت میں ولیء کامل تھے۔ لیکن جب وہ زمین پر تشریف لائے۔ تو اللہ تعلیٰ نے اُنؑ کو مقام ومرتبہء نبوت پر فائز المرام فرمایا۔ کیونکہ! نبوت تشریع وتکلیف کا نام ہے۔ دنیا تکلیف کا گھر ہے۔ جبکہ جنت تو کرامت ومشاہدہ کی جگہ وقیام گاہ ہے۔ ولایت کی دو اقسام ہیں۔ ولایتِ عامہ اور ولایتِ خاصہ۔

ولایتِ عامہ : یہ ولایت جملہ مسلمانوں، جو کہ اسلام وایمان رکھتے ہیں۔ اور شرک وکبائر گناہوں سے مبراء ہیں۔ انہی کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **اللہ ولی الازین ا منوا**۔۔۔

ولایتِ خاصہ : یہ ولایت مخصوص لوگوں اور واصلینِ حق کے لئے ہے۔ جو کہ ایمان، ایقان اور احسان کے ماہر ہیں۔ انہی کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **و لکل وجھة ھو مو لیھا**۔۔۔ ولایتِ خاصہ میں دو انواع ہیں۔ وَلایَتُ۔ وِلایَتُ۔

وَلایَتُ : ولایت (بفتح واوَ) سے مراد وہ ولایت ہے۔ کہ جس میں بندہ کو حق تعالیٰ کی جانب سے وہ تصرفات عطا ہوتے ہیں۔ جن سے طلبِ الٰہی کی استعداد رکھنے والوں پر اثرات ڈالے جاتے ہیں۔ اور سالکانِ راہ طریقت کو مقاماتِ قرب تک پہنچایا جاتا ہے۔

وِلایَت : ولایت (بکسرِ واوٗ) سے مراد وہ ولایت ہے۔ کہ جس میں بندہ کو حق تعالیٰ کی جانب سے وہ تصرفات عطا ہوتے ہیں۔ جو خلق میں مقبولیت کا باعث بنتے ہیں۔ مثلاً خوارقِ عادات، کرامات اور تصرفاتِ تکوینی۔

بعض حضرات کو ان میں سے کوئی ایک ولایت نصیب ہوتی ہے۔ جبکہ بعض خوش نصیب اولیاء اللہ کو دونوں ولایتیں عطا کی جاتی ہیں۔ بہرحال! کمالاتِ ولایت کی کوئی حد نہیں۔ کیونکہ! نزول کی تو ایک حد ہے۔ جو جسم پر آ کر رک جاتی ہے۔ مگر عروج کی کوئی حد نہیں۔ اسی لئے اولیاء اللہ کے مراتب غیر متناہی ہیں۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ولایت کی چار اقسام ہیں۔ خاتم کبیر درولایتِ محمدی۔ خاتمِ صغیر درولایت محمدی۔ خاتمِ اصغر درولایت محمدی۔ خاتم اکبر درولایت عیسوی۔

خاتم کبیر درولایتِ محمدی : ولایتِ محمدی جو کہ جامع ہے۔ درمیان تصرفِ صُوری ومعنوی کے اور مقرون بہ خلافت ہے۔ خاتم اس ولایت

کے حضرت علی المرتضیٰ ؓ ہیں۔ اسی لئے آپ ؓ کو حاملِ خاتمِ کبیر کہا جاتا ہے۔

خاتم صغیر درولایتِ محمدی : ولایتِ محمدی جو کہ جامع ہے۔ درمیان تصرفِ صُوری ومعنوی کے۔ لیکن یہ مقرون بہ خلافت نہیں۔ خاتم اس ولایت کے حضرت امام مہدی ؓ ہیں۔ آپ ؓ کا ظہور آخری زمانہ میں ہوگا۔ آپ ؓ کے بعد کوئی ولی سلطان نہیں ہوگا۔ اسی لئے آپ ؓ کو حاملِ خاتم صغیر کہا جاتا ہے۔

خاتم اصغر درولایتِ محمدی : ولایتِ محمدی جو کہ جامع ہے۔ درمیان تصرفِ معنوی کے ساتھ تسرفِ صُوری جمع نہیں ہوں گے۔ خاتم اس ولایت کے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی اندلسی ؒ ہیں۔ اسی لئے آپ ؓ کو حاملِ خاتمِ اصغر کہا جاتا ہے۔

خاتم اکبر درولایتِ عیسوی : ولایتِ محمدی ہی کا خاصہ ہے۔ جو کہ جامع ہے۔ کیونکہ! یہ زمانہ اور وقتِ نبوت آنحضور نبی مکرم ﷺ ہی کا چل رہا ہوگا۔ ہر نبی ورسول کا ایک زمانہ ہوا کرتا ہے۔ اور قیامت تک کا زمانہ آنحضرت ﷺ کے سپرد کیا گیا ہے۔ درمیان تصرفِ صُوری ومعنوی کے ہے۔ خاتم اس ولایت کے حضرت عیسیٰ روح اللہ ؑ ہیں۔ اسی لئے آپ ؓ کو حاملِ خاتمِ اکبر کہا جاتا ہے۔ آپ ؑ کے بعد اصلاً کوئی بھی ولی نہ ہوگا۔ آپ ؑ کے بعد بس قیامت ہے۔

یاد رہے۔ کہ! ایک تقسیم اولیاء اللہ کی مستورین اور ظاہرین کی بھی کی گئی ہے۔ اولیائے مستورین میں یہ لوگ شامل ہیں۔

قطبِ مدار، اقطاب، اثناء عشر چہل ابدال، چہار اوتاد، چہل نجباء، سی صد نقباء، ابدالِ اقالیم سبعہ۔ ان لوگوں کے پاس یہ تصرفات اور کرامات ہوتی ہیں۔ طی الارض، مشی علی الماء، طیران فی الہواء اعتفاء عن الناس، کیمیاء گری (عام دھات یا پتھر ومٹی سے سونا چاندی بنانا) وغیرہا۔ یہ لوگ بلند آواز سے قرآنِ حکیم کی تلاوت کرتے ہیں۔ اشعار بھی پڑھتے ہیں۔ مگر عوام ان کی آواز سننے سے قاصر ہیں۔ جہاں سے گزرتے ہیں۔ وہاں پر ٹھنڈی ہوا اور میٹھی بھینی خوشبو کا احساس کراتے ہوئے جاتے ہیں۔ جس کو ہم عام لوگ بھی کبھی کبھار محسوس کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ وجد اور رقص بھی کرتے ہیں۔ کشف ومغیبات انہیں ہمیشہ یا اکثر ہوتے رہتے ہیں۔ حضرت حضر نبی ؑ اور حضرت الیاس ؑ بھی اسی جماعت میں سے ہیں۔

اولیائے ظاہرین میں یہ لوگ شامل ہیں۔ قطبِ ارشادِ مطلق، قطبِ ارشادِ ناجیہ، اولیائے ابرار، عارفین، عاشقین، موحدین، محققین، اویسیہ، ملامتیہ، طالبین، مریدین، سالکین، سائرین، طاہرین، عابدین اور واصلین۔ ان میں سے بعض اپنی ولایت کی اور بعض دوسروں کی ولایت کی تکمیل میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کے خوارق مستورین کے خوارقات سے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ مستورین کے بعض خوارقِ عادات کو یہ حضرات خوارق ہی قرار نہیں دیتے۔ بلکہ یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ! قوائے سماویہ کو قوائے ارضیہ پر غلبہ ہونے کی وجہ سے خلافِ عادت واقعات ظہور پذیر ہو جاتے ہیں۔ اور یہ کرامت فی اللہ کا نتیجہ نہیں۔ اولیائے مستورین کو بیشتر کشفِ کَونی ہوجاتا ہے۔ جسے کشفِ صُوری بھی کہا جاتا ہے۔ جبکہ اولیائے ظاہرین کو کشفِ حقائق حاصل ہوتا ہے۔ جسے کشفِ معنوی بھی کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں کشف وکرامات تو عالمِ جبروت کی چیزیں ہیں۔ اور عالمِ جبروت ایک درمیانی منزل ہے۔ انتہائی منزل تو تسلیم ورضا اور تفویض کی ہے۔ جہاں کشف وکرامات سے مطلق کسی قسم کا کوئی سروکار ہی نہیں رہتا۔ کیونکہ! سالک منتہی فنائے احدیت میں مستغرق ومشغول ہوتا ہے۔ اسے تو اپنا بھی ہوش نہیں رہتا۔ تصرفات کرے بھی تو کون اور کس پر۔ (بقولِ شاعر)

تُو زِ تُو گم شود ایں ست و بس   تُو مباش اصلا کمال ایں ست و بس

ایک اور آیت کا مفہوم :

قل ان کنتم تحبون یحببکم اللہ ۔ ترجمہ: (اے نبی مکرم ﷺ لوگوں سے) کہہ دیں۔ کہ اگر (تم) اللہ تعالیٰ سے (واقعی) محبت کرتے ہو۔ تو میری اطاعت کرو۔ (یعنی کہ) اطاعت کا مطلب ومفہوم ہے۔ مکمل پیروکاری کرنا۔ (اور یاد رہے۔ کہ!) اطاعت درحقیقت دو اقسام پر منقسم ہے۔ ایک اطاعتِ ظاہری اور دوسری اطاعتِ باطنی۔

اطاعتِ ظاہری اور اطاعتِ باطنی۔

اطاعتِ ظاہری دراصل مرتبہءِ نبوت ورسالت ؑ سے متعلق ہے۔ جبکہ اطاعتِ باطنی مرتبہءِ ولایت سے تعلق رکھتی ہے۔ یاد رہے کہ! مرتبہ ولایت میں تمام صحابہ کرام ؓ، تابعین ؓ، تبع تابعین ؒ اور اولیاء اللہ ؒ شامل ہیں۔

آنحضور ﷺ کی عظیم المرتبت اُمت کے صوفیائے کرام کی اصطلاح کے مطابق مرتبہءِ نبوت ورسالت ﷺ سے غایت ومُراد یہ ہے۔ کہ!

آنحضرت نبی اکرم ﷺ ، حضرت جبرائیلِ امین ؑ کی وساطت سے احکامِ خداوندی حاصل کر کے خلقِ خُدا تک پہنچاتے ہیں۔ جبکہ! مرتبہء ولایت یہ ہے کہ! مقامِ "لی مع اللہ " کے وقت حضرت جبرائیلِ امین ؑ کی وساطت کے بغیر آنحضرت ﷺ براہِ راست (Direct) حضرتِ حق سبحانہ تعالیٰ سے اُخذِ فیض کرتے ہیں۔

جیسا کہ ابھی بیان ہوا تھا۔ کہ! " الولایۃ افضل من النبوۃ "یعنی ولایت نبوت سے افضل ہے۔ چونکہ ہر نبی و رسول ؑ ولی ہوتا ہے۔ مگر آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی چاہے کتنا ہی بڑا ولی اللہ کیوں نہ ہو۔ وہ مرتبہ نبوت و رسالت کو کبھی بھی نہیں پہنچ سکتا۔ نبوت و رسالت ایک سرکاری رحمانی عطائی عہدے کا نام ہے۔ جبکہ ولایت ذاتِ حق سے ایک ذاتی تعلق کو کہا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

لہٰذا اِس قول کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ! لوگوں کی اکثریت حضرت رسولِ خدا ﷺ کی اطاعتِ ظاہری میں رہ گئی۔ اور بہت ہی کم لوگ قرآنِ پاک کی آیتِ کریمہ " یھدی اللہ من یشآء "یعنی اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے۔ ہدایت عطا فرماتا ہے۔ کی منشاء کے عین مطابق اسرارِ ولایت سے بہرہ ور ہو کر اطاعتِ باطنی میں مشغول ہوئے ہیں۔ یہی حضرات اہلِ باطن کہلاتے ہیں۔ جبکہ فرقہ اوّل الذکر کو اہلِ ظاہر کہا جاتا ہے۔

اہلِ ظاہر کا دارومدار اجماع و دلائل اور رائے و قیاس پر ہے۔ جبکہ اہلِ باطن کا دارومدار اخلاص و تقوٰی و توکل و راضی بر رضائے الٰہیہ پر منحصر ہوتا ہے۔ جن کا حصول بطریقِ **کسبی** اور **وھبی** دونوں طرح سے ہوسکتا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہی ممکن ہوتا ہے۔ اِسی ضمن میں حضرت قدوۃ الابرار خواجہ عبیداللہ احرار ؒ اپنے رسالہ اشغال میں فرماتے ہیں کہ! آنحضرت رسالت پناہ ﷺ اِس بات پر مامور تھے۔ کہ اسرارِ مرتبہء ولایت بغیر طلبِ صادق کسی کو تعلیم نہ فرمائیں۔ اور یہی سنت درحقیقت اہلِ باطن کا معمول و مروج رہی ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب۔**

ہفت منزل : ولایت کے حصول میں یہ وہ سات وادیاں ہیں۔ جو سالک کو راہ سلوک میں پیش آتی ہیں۔ جنہیں حضرت خواجہ فریدالدین عطار ؒ نے اپنی کتاب منطق الطیر میں بیان فرمایا ہے۔ وہ سات وادیاں یہ ہیں۔ وادیء طلب۔ وادیء عشق۔ وادیء معرفت۔ وادیء استغناء۔ وادیء توحید۔ وادیء حیرت۔ وادیء فقر و فناء۔

اسرارِ باطن تعلیم کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ کا خصوصی ذوق وشوق :

ایک دن آنحضرت رسالت مآب ﷺ مغموم تشریف فرما تھے۔ کہ ہر شخص مجھ سے احکامِ شریعت کے متعلق تو دریافت کرتا ہے۔ جبکہ اسرارِ باطن کے متعلق کوئی نہیں پوچھتا۔ شاید یہ راز ہمارے ساتھ قبر میں چلا جائے گا۔ (یعنی کہ آنحضور ﷺ کے اسرارِ باطن سے کوئی شخص مستفیض و متنفع نہیں ہو سکے گا)۔ لیکن بمصداقِ منشائے رحمانی " **اذا اراد اللہ شیئا فھی اسبا بہ** "جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ تو اُسی لمحے جناب اسداللہ الغالب حضرت سیدنا علی ابنِ ابی طالب ؓ کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ آنحضرت ﷺ کی میں نے ظاہری متابعت تو اختیار کر لی ہے۔ لیکن انہوں نے اپنے احوالِ باطن کے بارے میں کوئی تعلیم نہیں دی۔ کہ جس سے باطنی متابعت سے بہرہ ور ہوسکوں۔ پس اِسی ارادہ و نیت سے کمالِ صدق و اخلاص کے ساتھ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں جا کر سوال کیا۔ جس سے کہ آنحضرت رسولِ اعظم ﷺ بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ! مجھے (بھی) اِسی طرح سے حکم تھا۔ کہ بغیر طالبِ صادق کے یہ راز کسی کو تعلیم نہ کیا جائے۔ **الحمد للہ** کہ! اللہ تعالیٰ نے تمھیں یہ راز حاصل کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ **قال رسول اللہ ﷺ لعلی یا علی انت نظیری ای مثلی فی الولایت التی ھی معا ئنۃ الحق** ۔ (یعنی کہ) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ؓ سے۔ کہ اے علی ؓ! تم میری مانند ہو۔ میری ولایت میں۔ کہ یہ ولایت معائنہء حق ہے۔ پس وہی راز حضرت علی المرتضیٰ ؓ سے سینہ در سینہ فرقہء صوفیہ تک پہنچا۔ **العلماء وارثۃ الا نبیاء** ۔ عالم وارثِ انبیاء ؑ ہیں۔ اِسی طرح سے " **علماء امتی کالانبیاء بنی اسرائیل** "یعنی کہ! میری اُمت کے علماء (اولیاء) بنی اسرائیل ؑ کے پیغمبروں کی طرح ہیں۔

غریبم یا رسول اللہ غریبم ندارم در جہاں جُز تُو حبیبم
بریں نازم کہ ہستم اُمّتِ تُو گناہگارم ولیکن خوش نصیبم

اقسامِ خلافت : صوفیہء اہلِ صفاء کے نزدیک خلافت و امامت کی چار اقسام ہیں۔ اصالتاً۔ وراثتاً۔ اجازتاً۔ اجماعاً۔

اصالۃً :

خلافتِ اصالت ایسی خلافت کو کہا جاتا ہے۔ جو بلاواسطہ (براہ راست) حق تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہو۔ یہ خاصہ ہے صِرف انبیائے کرام ؑ کا۔

وراثتًا :

خلافتِ وراثت ایسی خلافت کو کہا جاتا ہے۔ کہ کوئی پیغمبر یا شیخ اپنے اہل وقابل لڑکے یا بھائی کو اپنی جگہ مقرر کر کے خلیفہ بنائے۔ جیسے کہ حضرت موسٰیؑ نے اپنے بھائی حضرتِ ہارونؑ کو مسندِ خلافت عطا فرما کر طورِ سیناء تشریف لے گئے۔ وغیرہ۔۔

اجازتاً :

خلافت اِجازت ایسی خلافت کو کہا جاتا ہے۔ کہ جب کوئی پیغمبر یا شیخ اپنے کسی رشتہ دار یا بیگانہ، یا دوست، یا مرید، یا اُمتی یا شاگرد کو اِس کا اہل سمجھتے ہوئے اُسے اپنا خلیفہء مجاز بنائے۔ جیسے کہ آنحضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمرِ فاروقؓ کو یا حضرت حسن بصریؒ نے حضرت حبیبِ عجمیؒ کو اپنا خلیفہء مجاز بنایا۔

اجماعًا :

خلافتِ اجماعی ایسی خلافت کو کہا جاتا ہے۔ کہ جس میں کسی شیخ نے اپنا جانشین کسی کو مقرر نہ کیا ہو۔ بلکہ اُس شیخ کے وصال کے بعد چند لوگوں نے جمع ہو کر متفقہ طور پر کسی کو اُس فوت شدہ شیخ کا خلیفہ مقرر کر دیا ہو۔

تین سوستاون ابدال کی حقیقت :

صاحب مرآۃ الاسرار فرماتے ہیں۔ کہ! اے محبوب ! تین سوستاون ابدال اور ہیں۔ اور اِن میں سے کچھ تو قلبِ آدمؑ پر ہیں۔ صاحبِ مرآۃ الاسرار فرماتے ہیں۔ کہ! اِس فقیر (عبدالرحمٰن چشتیؒ) نے ایک مرتبہ اِن ابدالوں سے دریائے نیل پر ملاقات کی ہے۔ بہرحال تین سو ستاون بُدلاء کا مسکن عموماً پہاڑ ہوتے ہیں۔ اِن کی خوراک درختوں کے پتے اور حلال جنگلی جانور ہیں۔ اِسی ضمن میں ایک حدیثِ نبوی ﷺ بھی وارد ہے کہ! اللہ تعالیٰ نے تین سو افراد پیدا کئے ہیں۔ جن کے قلوب حضرت آدم نبیؑ کے قلب پر ہیں۔ ☆ اِن میں سے چالیس 40۔ ایسے ہیں۔ جن کے قلوب حضرت سیدنا موسیٰ نبیؑ کے قلب پر ہیں۔ ☆ پھر اِن میں سے 07 ایسے ہیں۔ کہ جن کے قلوب حضرت سیدنا ابراہیم نبیؑ کے قلب پر ہیں۔ ☆ اِن میں سے 05 ایسے ہیں۔ کہ جن کے قلوب حضرت جبرائیلؑ کے قلب پر ہیں۔ ☆ اِن میں سے 05 ایسے ہیں۔ کہ جن کے قلوب حضرت میکائیلؑ کے قلب پر ہیں۔ ☆ اور اِن میں سے 01 ایسا ہے۔ کہ جس کا قلب حضرت اسرافیلؑ کے قلب پر ہے۔ ☆ یہ ایک (کہ جس کا قلب حضرت اسرافیلؑ کے قلب پر ہوتا ہے)۔ جب یہ ایک وفات پا جائے۔ تو اُن تین افراد میں سے کسی ایک کو (کہ جس پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم اور رسالت مآب ﷺ کی خصوصی نظر مبارک ہو) مقرر کر دیا جاتا ہے۔ جب اُن تین میں سے کوئی رحلت کر جائے۔ تو اُن پانچ میں سے کسی ایک کو (کہ جس پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم اور رسالت مآب ﷺ کی خصوصی نظر مبارک ہو) مقرر کر دیا جاتا ہے۔ علیٰ ھذا القیاس۔۔۔ اور جب اُن تین صد میں سے کوئی انتقال کر جائے۔ تو زہاد میں سے جو کوئی صوفی صفت وسیرت کا حامل ہو، کو مقرر کر دیا جاتا ہے۔ بہرحال یاد رہے کہ یہ تمام بُدلاء (ابدال کی جمع) اِسی ترتیب سے قطبِ ابدال (کہ جس کا قلب حضرت اسرافیلؑ کے قلب پر ہوتا ہے) سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ اِسی ضمن میں چند ایک انتہائی مشہور ومعروف احادیثِ نبوی ﷺ پیشِ خدمت ہیں۔ جیسے کہ!

☆ ملک شام کے ایک تابعی بنامِ حضرت مکحولؒ، حضرت ابو درداء صحابیؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ! انبیاءؑ اوتادُ الارض تھے۔ جب نبوت کا سلسلہ ختم ہوا۔ تو اُمتِ محمد ﷺ سے ایک قوم کو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے۔ جن کو ابدال کہتے ہیں۔

☆ حضرت علی المرتضیٰؓ سے مروی ہے۔ کہ! آپؓ نے فرمایا۔ کہ! میں نے رسول اللہ ﷺ کو (یہ) فرماتے ہوئے سنا۔ کہ! یقیناً ابدال (ملکِ) شام میں ہوں گے۔ اور وہ چالیس مرد ہوں گے۔ جب کبھی اِن میں سے ایک وفات پا جائیگا۔ تو اللہ تعالیٰ اِس کی جگہ دوسرے کو متعین فرمائے گا۔ اِن کی برکت سے بادل بارش برسائیں گے۔ اور اِن کے طفیل دشمنوں پر فتح دی جائے گی۔ اور اِن کے صدقے زمین والوں کی بلائیں ٹال دی جائیں گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

☆ امام قرطبی بحوالہ ’’نوادرالاصول‘‘ (از حکیم ترمذی) میں حضرت ابو درداءؓ سے روایت کیا ہے۔ بے شک انبیاءؑ زمین کے اوتاد (ستون) تھے۔ جب نبوت کا سلسلہ ختم ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اِن کی جگہ پر بطورِ متبادل اُمتِ محمدیہ ﷺ میں سے ایک (نیک وصالح) قوم کو مقرر فرمایا۔ جنہیں ’’ابدال‘‘ کہتے ہیں۔ اِنہیں کثرتِ صوم وصلوٰۃ کے باعث لوگوں پر فضیلت نہیں ملی۔ بلکہ حسنِ اخلاق، صدق وتقوٰی، حسنِ نیت، عامۃُ المسلمین کی خیر خواہی، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے وعظ ونصیحت، صبر وحلم، دانشمندی اور ذلت سے پاک ومبراء عاجزی کے باعث اِنہیں یہ مقام حاصل ہوا۔ سبحان اللہ۔

☆ یہ حدیثِ نبوی ﷺ امام یافعی کی مشہورِ زمانہ کتاب روض الریاحین میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے فرمایا۔ اہلِ شام کو بُرا مَت کہو۔ کیونکہ اِن میں ابدال رہتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ! سیدنا نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! میری اُمت میں سے شام میں **22** ابدال رہتے ہیں۔ اور **18** ابدال عراق میں رہتے ہیں۔

☆ ایک اور حدیثِ نبوی ﷺ میں ہے۔ کہ! میری اُمت میں **40** چالیس ابدال ہیں۔ (جن میں سے) بارہ **12**۔ ابدال صرف مُلک شام میں ہوتے ہیں۔ اور اٹھائیس **28**۔ مُلک عراق میں ہیں۔

اِسی ضمن میں لطائفِ اشرفی میں تحریر ہے۔ کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ نے ساری دنیا کے دو خطے فرض (مقرر) کئے ہیں۔ دنیا کا نصف خطہ شرقی کہلاتا ہے۔ جس میں خراسان، ہند (یعنی کہ! برصغیر کے تمام ممالک جیسے پاکستان، انڈیا، نیپال، بنگلہ دیش، بھوٹان۔۔۔) اور تمام مشرقی ممالک خطہ عراق میں شامل ہیں۔ جبکہ دنیا کا نصف خطہ مغربی کہلاتا ہے۔ جس میں بلاد مصر اور تمام مغربی ممالک شامل ہیں۔ اور اِن چالیس بُدلاء کا فیض تمام دنیا پر پھیلا ہوا ہے۔ صاحب **کشف المحجوب** اور اکثر مشائخِ عُظام نے اِن چالیس ابدالوں کو ابرار قرار دیا ہے۔ بہر حال یہ دونوں اقوال صحیح اور متحقق ہیں۔

اِسی ضمن میں حضرت شیخ اکبر امام محی الدین ابنِ عربی ؓ اپنے مختصر رسالہ ''حلیۃ الابدال'' میں رقم طراز ہیں۔ کہ!

میں نے ایک (نیک وصالح) بزرگ سے پوچھا۔ **یا سیدی! ابدال کیسا بنتا ہے؟** تو اُنہوں نے فرمایا۔ ان چار چیزوں سے جو ابوطالب ؒ نے اپنی کتاب ''قوت القلوب'' میں لکھی ہیں۔ **1۔ خاموشی۔ 2۔ تنہائی۔ 3۔ بھوک۔ 4۔ بیداری**

درجہ ابدال کی حقیقت وحصول کا سہل ترین طریقہ:

صاحب مواہب اللدنیہ، حضرت سیدی عبدالوہاب الشعرانی ؒ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب لطائف المنن میں اور صاحبِ کیمیائے سعادت جنابِ حضرت امام غزالی ؒ نے اپنی کتب احیاء العلوم و کیمیائے سعادت میں (جنابِ حضرت معروف کرخی ؒ کے حوالہ سے) فرمایا ہے۔ کہ! جو شخص ہر روز دن میں تین مرتبہ یہ دُعا مانگتا رہے۔ (تو وہ دنیا سے رُخصتی سے قبل درجہ ابدالیت پالے گا۔ اور بروزِ قیامت ایسا شخص ابدالوں میں سے اُٹھایا جائے گا۔ اور وہ ابدال میں لکھا جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ) دُعا یہ ہے۔

اللھم اصلح اُمة محمد صلی اللہ علیه واله وسلم۔ اللھم ارحم اُمة محمد صلی اللہ علیه واله وسلم۔ اللھم فرج عن اُمة محمد صلی اللہ علیه واله وسلم۔

خاصانِ خدا، خدا نباشند
لیکن زِ خدا، جُدا نباشند

حضرت علی ثانی امیر کبیر سید علی ہمدانی ؒ نے اپنے اوراد بنامِ اورادِ **فتحیه** کی دُعائے رقاب میں مذکورہ دُعا کو اِس طرح سے بیان فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ اللھم اغفر لامة سیدنا محمد ﷺ۔ اللھم ارحم اُمة سیدنا محمد ﷺ۔ اللھم انصر امة سیدنا محمد ﷺ۔ اللھم افتح لامة سیدنا محمد ﷺ۔ اللھم اصلح امة سیدنا محمد ﷺ۔ اللھم فرج عن امة سیدنا محمد ﷺ۔ اللھم کرم امة سیدنا محمد ﷺ۔ اللھم عظم امة سیدنا محمد ﷺ۔ اللھم تجاوز عن امة سیدنا محمد ﷺ۔

یاد رہے۔ کہ! علمائے عظام اور اولیائے کرام کی کثیر جماعت کا اِس بات پر قوی اتفاق ہے۔ کہ! رجالُ الغیب اور خاصانِ خدا کے سرخیل و پیشوا درحقیقت حضرت ابوالعباس خضر نبی ؑ ہی ہیں۔ اِسی لئے آپ ؑ کو نقیب الاولیاء اور سید الاولیاء کہا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ ؑ واقعتاً اللہ تعالیٰ کے عبدِ خاص اور حاملِ علمِ لدنی و ماہر حروفِ مقطعات ہیں۔ اور قرآنِ پاک میں آپ ؑ ہی کے محاسن، کمالاتِ علمی و روحانی کا جامع اظہار ہوا ہے۔

صحیحین کے مطابق، آپ ؑ کے اسم ''خضر'' کا سبب یہ ہے۔ کہ! اگر آپ ؑ سادہ فرش (زمین) پر بیٹھتے۔ تو وہ سرسبز ہو جایا کرتا۔ امام نووی ؒ لکھتے ہیں۔ کہ! آپ ؑ کی کنیت متفقہ طور پر ''ابوالعباس'' ہے۔ امام نووی ؒ نے ابنِ قتیبہ کے حوالے سے آپ ؑ کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا ہے۔ **بلیا** (حضرت خضر کا اسمِ مبارک) **بن ملکان بن فالخ بن شالخ بن عامر بن ارفخشذ بن سام بن نوح نبی علیه السلام۔**

قلندراں کہ بہ تسخیرِ آب و گل کوشند
زِ شاہاں تاج ستانند و خرقہ بردوشند

زیادہ تر علمائے کرام اور اولیائے عظام کے مطابق حضرت خضر ؑ نبی ہیں۔ جیسے کہ امام قسطلانی، ابنِ جریر طبری ؒ امام نووی ؒ، علامہ طحاوی وغیرہم۔ مگر چند لوگوں کا خیال ہے۔ کہ حضرت خضر ؑ ولی کامل ہیں۔ جیسے ابوالقاسم قشیری، سیدی عبدالعزیز دباغ ؒ وغیرہم۔

ابدال سے ملاقات اور حصولِ فیض کا مجرب المجرب طریقہ :

شیخ اکبرامام محی الدین ابنِ عربیؒ اور دیگر کئی مُصنفین نے اپنی اپنی تصانیف میں رجال الغیب سے ملاقات اور اُن سے استفادہ وفیض کے حصول کے لئے اس عمل کو نہایت شرح وبسط سے بیان فرمایا ہے۔ کیونکہ! حضرت شیخ اکبرابنِ عربیؒ کی زندگی کا بڑا حصہ حضراتِ رجال الغیب کی تلاش میں گزرا ہے۔ آپؒ نے اِن کی تلاش میں دورازعلاقوں کا سفر بھی کیا۔ اور آپؒ کی بے شمار رجال الغیب سے ملاقاتیں وصحبتیں بھی رہیں۔ ان کی زیارتیں کیں۔ اور اُن سے روحانی فیض بھی اُٹھاتے رہے۔ آپؒ اُن کی مجالس میں ہم مجلس بھی رہے۔ شاید اسی وجہ سے کچھ علامئے روحانیات نے حضرت شیخ اکبرابن العربیؒ کو بھی حضراتِ رجال الغیب میں شامل فرمایا ہے۔ اگر کوئی شائق، اولیاء اللہ، خاصانِ خُدا اور رجال الغیب سے ملاقات ورقابت کا مُتمنی ہو یا پھر جب کوئی شخص کسی ایسی مشکل میں پھنس جائے۔ یا اُسے کسی ایسی مُصیبت کا سامنا ہو۔ یا پھر کسی ایسے امر میں ناممکن العمل مسئلے کا شکار ہو جائے۔ کہ! جس کے حل کرنے میں ساری تدابیر میں عاجز اور متحیر ہو چکا ہو۔ اور ان مسائل ومصائب ومشکلات کی عقلی تدابیر کسی بھی صورت میں کارگر نہ ہو سکتی ہوں۔ تو ایسے شخص کو چاہیئے۔ کہ! وہ روبہ قبلہ منہ کر کے نہایت تضرع وزاری سے اور خشوع وخضوع سے سرورِ انبیاء ﷺ پر درود وسلام بھیجے۔ ہر شخص حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہِ تقدس میں درودِ پاک کی تعداد خود متعین کر سکتا ہے۔ پھر دعائے رجال الغیب (جو آگے دی گئی ہے) پڑھے۔ یہ التجاء (یعنی سلام رجال الغیب پڑھنے کے بعد) کرنے کے بعد چند قدم چلے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل وکرم سے اُس کی مشکلات کو دور فرمائے گا۔ اور اپنی عنایات نازل فرمائے گا۔ خواہ رجالالغیب متشکل ہوں یا نہ ہوں۔ (رجال الغیب پر سیر حاصل بحث کتاب ''رجال الغیب'' مصنف ومرتب ''پیرزادہ اقبال احمد فاروقی میں دی گئی ہیں۔ شائقین وہاں سے دیکھ سکتے ہیں)

اسی ضمن میں میرا (**محمد عبدالرؤف البلوشی کا**) ذاتی طریقہ وتجربہ یہ ہے۔ کہ! وہ شخص بجانب قبلہ منہ کر کے نہایت تضرع وآہ وزاری اور خشوع وخضوع سے سرورانبیاء امام المرسلین ﷺ کی ذات اقدس پر چند مرتبہ درود وسلام بھیجے۔ ہر شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں درودِ پاک کی (طاق) تعداد خود متعین کر سکتا ہے۔ پھر وہ دعا وسلام رجال الغیب کو روزانہ کھلے آسمان کے نیچے بحالتِ خلوت **100** مرتبہ اِس طرح سے پڑھے کہ! اُس رات جس طرف کو رجالُ الغیب ہوں۔ منہ اُن کی طرف کر کے کھڑے ہو کر **10** مرتبہ دُعائے رجال الغیب پڑھ کر تین قدم دائیں کو چلیں۔ پھر **10** مرتبہ دُعائے رجال الغیب پڑھ کر تین قدم آگے کو چلیں۔ پھر **10** مرتبہ دُعائے رجال الغیب پڑھ کر تین قدم بائیں کو چلیں۔ پھر **10** مرتبہ دُعائے رجال الغیب پڑھ کر تین قدم پیچھے کو چلیں۔ (یاد رہے۔ کہ **دائیں بائیں آگے یا پیچھے چلتے وقت منہ رجال غیب ہی کی طرف رہنا چاہیئے**) پھر **10** مرتبہ دُعائے رجال الغیب پڑھ کر آسمان کی طرف پھونکیں۔ پھر **10** مرتبہ دُعائے رجال الغیب پڑھ کر نیچے زمین کی جانب پھونکیں۔ پھر **40** مرتبہ دُعائے رجال الغیب کو نقشے کی تاریخوں کے مطابق رجال الغیب کی طرف منہ کر کے مصلے پر بیٹھ کر پڑھتے رہیں۔

پھر آخر میں بھی درود وسلام پڑھ کر عمل کا اختتام کرے۔ بہرحال سلام رجال الغیب مع نقشہ جہات یہ ہے۔

Mehboob Pictures\586.JPG not found.

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ السلام علیکم یا رجال الغیب
٥ السلام علیکم ایتھا الارواح المقدسۃ اعینونی بقوۃ
وانظرونی بنظرۃ اجیبونی بدعوۃ. یا رقباء ویا نقباء ویا
نجباء ویا بدلاء ویا اوتادالارض ویا اقطاب ویا قطب
الاقطاب اغیثونی بغوثۃ امددنی فی ھذا الامر (حاجت کا
نام) سلمکم اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرۃ بحق سیدنا
محمد والہ اجمعین ٥ برحمتک یا ارحم الراحمین ٥

(اگر یہ ترتیب یاد نہ رہے۔ تو چاہیئے۔ کہ! رجال الغیب کی طرف منہ کر کے صد مرتبہ دعائے رجال الغیب پڑھے) پھر کچھ دیر تک وہیں بیٹھا رہے۔ اگر روزانہ اِسی عمل کو جاری رکھا گیا۔ تو صاحب عمل کو کچھ کیفیات مشاہدہ ہوں گیں۔ جیسے کہ! چند دنوں کے بعد اسے ایسا محسوس ہوگا۔ کہ جیسے اس کے پاس سے کچھ بڑے بڑے اجسام اُڑ رہے ہیں۔ اور اڑتے ہوئے اس کے پاس سے گُزر جاتے ہیں۔ اور شوں کی آواز بھی سنائی دینے لگے گی۔ کبھی کبھی تو اچانک سے صاحبِ عمل ہذا کو گرم یا ٹھنڈی ہوا چلتی ہوئی محسوس ہوگی۔ پھر چند ہفتوں بعد وہ اجسام کچھ مبہم سے نظر آنا شروع ہو جائیں گے۔ مزید بیان نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ یہ دراصل ایک رمزِ الٰہی اور سرِ مکنون ہے۔ کہ! جس کو مزید بیان کرنے کی اجازت نہیں۔ صاحبِ

عمل اَز خود ملاحظہ ومشاہدہ کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل وکرم سے اِس مجرب ومستند عمل کی بدولت اور اپنے محبوب ومقبول بندوں یعنی رجال الغیب اورابدال کے ذریعے سے مشکلات کوحل فرمائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔ یہ بات لازمًا ذہن نشین رہے۔ کہ صاحب دعا اور آسمان کے درمیان کوئی چیز مثل کلاہ، چھت وغیرہ نہ ہو۔ کیونکہ یہ بھی عظیم رموز واسرار ہیں۔

نِسبت کی حقیقت:

مشائخ کے تمام سلاسل طریقت کا ماحصل انسانی نفس کی تہذیب وآراستگی ہے۔ مشائخ اسے نسبت کا نام دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ سکونِ قلبی اورنور کی شکل وصورت میں اللہ جل شانہ سے انتساب وربط کی حقیقی صورت ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ نسبت نفس ناطقہ میں ایک ایسی کیفیت وحالت کا نام ہے۔ جسے فرشتوں سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ اسکی مزید تفصیل یہ ہے۔ کہ سالک جب! ☆ اطاعات واتباعاتِ الٰہیہ ☆ طہاراتِ ظاہری وباطنی ☆ اورتلاوتِ قُرآنی ودرودخُوانی، اورادواذکار، وظائف واشغال پر مداومت واستقلال سے عمل پیرا ہوجاتا ہے۔ تواس کے نفس ناطقہ میں ایک صفت قائم ہوجاتی ہے۔ اورتوجہ کا ملکہ راسخہ پیدا ہوجاتا ہے۔

اُٹھ کہ اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے مشرق ومغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

☆ **تسلیم**۔ ولایت کے میدان سے نکل کر اناسی واں میدان'' تسلیم '' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **وسلموا تسلیما** ۔(ترجمہ) اور (حضرت جناب رسالت مآب ﷺ پر) خوب سلام بھیجا کرو۔ (القرآن ۔56:33) تسلیم سے مراد خود کو ان تمام امور میں جو خلاق اور مخلوق کے درمیان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ہے۔ اور جن کا تعلق اعتقاد وخدمت اور معاملہ وحقیقت سے ہے۔ ان سب کی بنیاد تسلیم ہے۔ اس کی تین اقسام ہیں۔ تسلیمِ توحید۔ تسلیمِ قسمت۔ تسلیمِ تعظیم۔

تسلیمِ توحید تین باتوں سے عبارت ہے۔ بن دیکھے اللہ تعالیٰ کو پہچاننا۔ اس کی نایافت کو قبول کرنا۔ بغیر کسی معاوضے کے عبادت کرنا۔

تسلیمِ قسمت تین باتوں پر مبنی ہے۔ اس کی کارسازی پر کامل اعتماد۔ نیک گمان کے ساتھ اس کے فرامین کو ماننا۔ حظِّ نفس کی تگ ودو سے احتراز۔

تسلیمِ تعظیم کے تین نشانات ہیں۔ اس کی ہدایت کے مقابلے میں اپنی کوشش کو بے حقیقت دیکھنا۔ اس کی عنایات میں اپنی ہمت کو حقیر سمجھنا۔ اس کے فضل وکرم میں اپنے نام ونشان سے صَرفِ نظر کرنا۔

☆ **استسلام**۔ تسلیم کے میدان سے نکل کر اسی واں میدان'' استسلام '' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **قل ان الھدی اللہ ھو الھدی . وامرنا لنسلم لرب العالمین** ۔(ترجمہ) آپ فرمادیں۔ کہ! بے شک اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہی ہدایت ہے۔ اور ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ کہ دونوں جہانوں کے پروردگار کے لئے مطیع ہوجائیں۔ (القرآن ۔71:06) استسلام دراصل اسلام کی حقیقت کو کہا جاتا ہے۔

استسلام کے تین درجات ہیں۔ شرک سے نجات۔ ہرمخالفت سے رہائی۔ اپنی ذات سے دستگاری۔

شرک تین طرح کا ہے۔ شرکِ عظیم ہر ایک کو معلوم ہے۔ اس سے کم تر شرک شک واشتباہ ہے۔ سب سے ادنیٰ شرک ریا ہے۔

یاد رہے۔ کہ! جو شخص شرک کے ان تینوں درجات سے بچ نکلا۔ اس نے گویا کہ تین سخت آزمائشوں سے نجات پائی۔

ہرمخالفت ست رہائی تین باتوں سے عبارت ہے۔ دین میں بدعت۔ دینی احکامات پر اظہارِ غضب۔ عہد شکنی۔

رست گاریٔ ذات تین چیزوں سے نجات پر مبنی ہے۔ اپنی خواہشات سے۔ ہر حیلہ سازی سے۔ ذاتی دبدبے سے۔

☆ **اعتصام**۔ استسلام کے میدان سے نکل کر اکاسی واں میدان'' اعتصام '' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا** ۔(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔ (القرآن ۔103:03) اعتصام سے مراد کسی چیز کو پکڑنا ہے۔

اعتصام تین طرح کا ہے۔

اول: توحید سے اعتصام ، کہ جس کے بارے میں قرآنِ حکیم میں آیا ہے۔ **فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ** ۔(ترجمہ) پس اس نے بڑے محکم حلقے کو پکڑلیا۔ (القرآن ۔256:02 , 23:31)

دوئم: قرآنِ حکیم سے اعتصام اور اس پر عمل پیرا ہونے سے یہی مراد ہے۔ کہ! **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا** ۔(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔ (القرآن ۔103:03)

سوئم: ذاتِ باری تعالیٰ اس پر شاہد ہے۔ کہ! **ومن یعتصم باللہ**۔ (ترجمہ) جو اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے۔ (القرآن۔ 101:03)

توحید سے اعتصام تین باتوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ زمین و آسمان کا واحد شہنشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ تمام امور کا واحد مبداء صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ احکامات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی بارگاہ سے صادر ہوتے ہیں۔

قرآنِ حکیم سے اعتصام تین باتوں پر مبنی ہے۔ یہ جان لینا کہ دین قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کے فرامین سے ہی وابستہ ہے۔ قرآنِ حکیم لانے والا حق ہے۔ اس کے اوامر و نواہی کی پاسداری اور متشابہاتِ قرآن کا اقرار کرنا۔

حق سے اعتصام تین باتوں سے عبارت ہے۔ اس کی ضمانت دینے والی شان پر اظہارِ اعتماد۔ اس کے لطف و کرم سے وابستگی۔ بارگاہِ بے نیاز میں دستِ نیاز اُٹھانا۔ (بقولِ شیخ سعدیؒ)

کفِ نیاز بہ درگاہِ بے نیاز برآر — کہ کارِ مردِ خدا جز خدای خوانی نیست

☆ **انفراد**۔ اعتصام کے میدان سے نکل کر بیاسی واں میدان ''انفراد'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **قل انما اعظکم بواحدۃ۔ ان تقوموا للہ مثنٰی و فرادٰی**۔ (ترجمہ) آپ فرما دیں۔ کہ! میں تمھیں صِرف ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں۔ یہ کہ! اللہ تعالیٰ کے لئے دو دو اور ایک ایک کھڑے ہو جاؤ۔ (القرآن۔ 46:34) انفراد سے مراد یکتا ہونا ہے۔

انفراد تین طرح کا ہے۔ قصد کی جداگانہ شان میں قصد کرنے والوں کا انفراد۔ توکل کی درستی میں متوکلین کا انفراد۔ غلبہء ہیبت یا نسیمِ اُنس کے وقت اہلِ وجدان کا اُنس۔

اہلِ قصد کے انفراد کی تین علامات ہیں۔ اپنی ذات اور ہر دو جہاں سے قدم ہٹا لینا۔ خود کو اپنے سامنے ملحوظ نہ رکھنا۔ مولا کریم سے اس کی ذات کے بغیر راضی رہنا۔ (از حق بجز حق خرسند نا بودن)

متوکلین کا انفراد تین طرح کا ہے۔ اسباب پر تکیہ نہ لگائے رہنا۔ علائقِ دنیوی کو قبول نہ کرنا۔ اپنی تدبیر سے احتراز کرنا۔

اہلِ وجدان کا انفراد تین باتوں سے عبارت ہے۔ نفس کا فنا ہو جانا۔ خلق سے روپوشی اختیار کرنا۔ محبتِ الٰہی میں سرمستی و سرشاری۔

☆ **سر**۔ انفراد کے میدان سے نکل کر تراسی واں میدان ''سر'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **واللہ یعلم اسرارھم**۔ (ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ ان کے چھپانے کو جانتا ہے۔ (القرآن۔ 26:47) سر انسان کی آرزوؤں کا وہ حاصل ہے۔ جس کا تعلق ذاتِ باری تعالیٰ سے ہے۔ اور وہ اس قدر پوشیدہ ہے۔ کہ! اس کے بارے میں عبارت آرائی محال ہے۔ اور خود انسان بھی اس کے بیان سے قاصر ہے۔

وہ تین طرح کا ہے۔ بنی نوعِ انسانی سے پوشیدہ۔ فرشتوں سے پوشیدہ۔ اپنی ذات سے پوشیدہ۔

جو بنی نوعِ انسان سے پوشیدہ ہے۔ اس سے مراد خلوت میں خدمت کرنا ہے۔
جو فرشتوں سے پوشیدہ ہے۔ وہ حقائق کا انکشاف ہے۔
جو خود اپنی ذات سے پوشیدہ ہے۔ وہ رابطہء الٰہی میں محو، مستغرق اور مشغول ہے۔

خلوت میں خدمت کی شرائط سے مراد تین باتیں ہیں۔ خدمت کے اصول کا عرفان۔ حقوق العباد کو پامال نہ کرنا۔ خلق سے اپنے دکھ درد کو چھپانا۔ (اور) جسے یہ حال و کیفیت نصیب نہ ہو۔ اس کی خلوت معصیت ہے۔

حقیقت کے انکشاف کی تین علامات ہیں۔ فراخ دلی سے تقدیرِ خداوندی کو قبول کرنا۔ خلق کی عذر داریوں کو بہ غور جانچنا۔ حق تعالیٰ کے انعامات پر اپنی نگاہ کو مرکوز رکھنا۔

رابطہء الٰہی میں محویت، استغراق اور مشغولیت چشمِ زدن میں بجلی کی طرح انسان پر غالب آنے والا ہے۔ اس طور پر کرے۔ کہ بندے کے دل کی آنکھ وابستہء حق ہو جاتی ہے۔ یہ حال تین کیفیات کے درمیان ہے۔ خوف صِرف ایک ہی ذات (حق متعال) سے۔ اُمید صِرف ایک ہی ذات (حق متعال) سے۔ محبت صِرف ایک ہی ذات (حق متعال) سے۔

اور وہ ذات بجز ذاتِ حقیقتِ حق کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور جو بھی کچھ اس (حق تعالیٰ) کے علاوہ ہے۔ وہ لاشے اور عدمِ محض ہے۔

☆ **غناء**۔ سر کے میدان سے نکل کر چوراسی واں میدان ''غناء'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **ووجدک عآئلًا فاغنیٰ**۔ (ترجمہ) اور آپ کو حاجت مند پایا یا پھر غنی کر دیا۔ (القرآن۔ 08:93) غنا سے مراد تونگری ہے۔

غنا تین باتوں سے عبارت ہے۔ غنائے مال۔ غنائے عادت۔ غنائے قلب۔

غنائے مال تین طرح کا ہے۔ جوغنا رزقِ حلال سے متعلق ہے۔ اس میں محنت درکار ہے۔ جو غنا حرام سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ لعنت ہے۔ جوغنا کثرتِ مال سے پیدا ہو۔ وہ عذاب ہے۔

غنائے عادت کا تعلق نفس سے ہے۔ حدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے۔ کہ! **الغنٰی غنی النفس**۔

غنائے نفس تین باتوں سے عبارت ہے۔ خوشنودی۔ قناعت۔ جوانمردی۔

غنائے دل، روایتِ حدیث میں غنائے قلب سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس سے مراد تین باتیں ہیں۔ بلند ہمتی ساری کائنات سے بڑھ کر ہے۔ انسان کی مراد بہشت سے اعلیٰ ہے۔ سکون وراحت ساتوں زمینوں اور آسمانوں سے بہتر ہے۔

☆ **بسط**۔ غناء کے میدان سے نکل کر پچاسی واں میدان " بسط " کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **ا فمن شرح اللہ صدرہ للا سلام فھو علی نور من ربہ**۔ (ترجمہ) تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا۔ تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے۔ (القرآن۔ 22:39) علمائے متصوفین کے مطابق وارداتِ قلبی کے بند ہو جانے کو قبض اور وارداتِ قلبی کے کھل جانے کو بسط کہا جاتا ہے۔

بہر حال! بسط سے مراد اللہ تعالیٰ کا بندے کے دل ، وقت اور ہمت کو وسعت عطا کرنا۔ وہ تین طرح کا ہے۔ بسطِ دُعا۔ بسطِ خدمت۔ بسطِ طلب۔

بسطِ دُعا کے تین نشانات ہیں۔ احترام کے ساتھ اپنے مالک کو پکارنا۔ ہیبتِ الٰہی کے ساتھ گریہ کرنا۔ وہ سوال کرنا، کہ جس میں صِرف طلبِ خیر ہو۔

بسطِ خدمت کی تین علامات ہیں۔ انسان کے بے شمار کام اس پر آسان ہو جاتے ہیں۔ بے پناہ جذبہء خدمت جو کہ خلق سے پوشیدہ ہو۔ خدمت کے وقت دل کی پیش قدمی۔

بسطِ طلب کے تین نشانات ہیں۔ معلومات کی کمی کے باوجود فوائد کی کثرت۔ خدمت قلیل مگر لذتِ کثیر۔ فکر کم مگر دیدار کی دولت فراواں۔

بسط دو طرح کا ہوتا ہے۔ بسطِ مفید۔ بسطِ مُضر۔

بسطِ مفید یا بسطِ محمود دراصل وہ بسط ہے۔ کہ جس میں سالک کی دل بستگی، منزلِ سلوک کی دلچسپی کا باعث ہو۔ اور سالک آگے بڑھتا چلا جائے۔ اور یہ دل چسپیاں مزید ترقی کی امنگیں دل میں پیدا کرتی جائیں۔

بسطِ مضر یا بسطِ مذموم دراصل وہ بسط ہے۔ کہ جس میں سالک کی دل بستگی، منزلِ سلوک کی دلچسپی کا باعث تو ہو۔ مگر سالک آگے نہ بڑھ سکے۔

یاد رہے۔ کہ! جب سالک کو ابتداء ہی میں خوف ورجاء سے سابقہ پڑتا ہے۔ جونہی اس کی ترقی ہونے لگتی ہے۔ تو اُس پر قبض و بسط کی حالتیں طاری ہونے لگتی ہیں۔ جب وہ زیادہ ترقی کرتا ہے۔ تو اُن سے بھی اعلیٰ تر حالتوں سے اسے سابقہ پڑتا ہے۔ جنہیں ہیبت واُنس کہا جاتا ہے۔ کیونکہ! قبض و بسط کا تعلق امورِ حاضرہ سے ہے۔ وارداتِ غیبی قلب پر وارد ہوں۔ تو بسط و درد بند ہو جاتے ہیں۔ اور نتیجے میں قبض پیدا ہو جاتا ہے۔ جبکہ! خوف و رجاء کا تعلق مستقبل سے ہے۔ امرِ مکروہ درحقیقت مستقبل سے خوف اور امرِ محبوب مستقبل سے رجاء کا پیدا ہونا ہے۔ یہ سالک کے امورِ ابتدائی ہیں۔

وارداتِ قلبی سے تجاوز کر کے جب سالک دولتِ مشاہدہ سے سرفراز ہوتا ہے۔ تو ہیبت و انسیت کے درمیان چوگان بنایا جاتا ہے۔ مشاہدہء جلال کا نتیجہ ہیبت جبکہ مشاہدہ جمال کا نتیجہ اُنسیت ہوتا ہے۔ یا بعض کے نزدیک غَیبت میں ہیبت اور صحو میں اُنس پیدا ہوتا ہے۔

لیکن صوفیائے محققین نے ہیبت واُنس سے بھی پناہ طلب کی ہے۔ کیونکہ! وہ جلال و جمال کی تفریق سے بھی بلند تر پرواز کرنے اور آشیانہء ذات میں متمکن ہونے کے آرزومند رہتے ہیں۔ اہلِ تمکین کے احوال تغیر سے بالاتر ہیں۔ وہ عین وجود میں محو ہوتے ہیں۔ اُن کے لئے تو نہ ہیبت ہے نہ اُنس۔ نہ علم ہے اور نہ ہی حِس۔ اور اُن کی ترقی بھی وجود ہی کے ذریعے سے ہوتی ہے۔

☆ **انسباط**۔ بسط کے میدان سے نکل کر چھیاسی واں میدان " انسباط " کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **فاوا الی الکھف ینشر لکم ربکم من رحمتہ**۔ (ترجمہ) پس تم غار میں پناہ لو۔ تمھارا رب تمھارے لئے اپنی رحمت پھیلا دے گا۔ (القرآن۔ 16:18) انسباط سے مراد حضوری سے لطلع ہونا اور آرزوئے دیدار ہے۔ طالبانِ دیدار تین قسم کے لوگ ہیں۔ پیروی کرنے والے جو کہ آنحضور نبی مکرم ﷺ کی اس دُعا کے مطابق دُعا کرتے ہیں۔ **اسئلک لذۃ النظر الی وجھک**۔ (ترجمہ) اے اللہ تعالیٰ! میں تیرے رُخِ مبارک کی جانب لذتِ نگاہ کا طلب گار ہوں۔ (الحدیث) اس طبقہ کے لوگوں کے لئے تین باتیں ضروری ہیں۔ مقامِ دیدار کی طرف رجوع۔

خودکو (عجز وانکساری کی وجہ سے) دیدار کے قابل نہ سمجھنا۔ جناب سرورِ کائنات ﷺ کی مکمل اتباع کرنا۔

دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں۔ جو غافل ہیں۔ مگر دیدار کے آرزو رکھتے ہیں۔ وہ ایک عادت کے تحت ذاتِ باری تعالیٰ کے متلاشی ہیں۔

فی الحقیقت دیدار کے اہل تیسری قسم کے یہ لوگ ہیں۔ جنہیں قلبی انبساط میسر ہے۔ اوران کا نفس فانی ہو چکا ہے۔ دل میں (آتشِ عشق) فروزاں ہے۔ جن کی روح آرزو کے ساتھ یکجان ہے۔

☆ **سماع**۔ انبساط کے میدان سے نکل کرستاسی واں میدان'' سماع '' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **ولو علم اللہ فیھم خیرا لا سمعھم** ۔(ترجمہ) اگر اللہ تعالیٰ ان میں کچھ بھلائی جانتا۔ تو انہیں سنا دیتا۔ (القرآن۔ **23:08**) سماع کے تین مفاہیم ہیں۔ خواب سے بیدار کرنا ، سکون سے نکل کر حرکت اختیار کرنا ، کشتہ ء عشق کو پانی دینا۔

سالک کے لئے یہ جاننا نہایت ضروری ہے۔ کہ! سویا ہوا کون ہے؟ آرام میں کون ہے؟ کشتہ ء عشق کسے کہتے ہیں؟

بہرحال! سماع حیات بخش ہے۔ اہلِ سماع تین قسم کے افراد ہیں۔ پہلا طبقہ وہ ہے۔ جو سماع اور اس کی روح سے باطنی طور پر واقف ہے۔ دوسرا طبقہ وہ ہے۔ ------۔ تیسرا طبقہ وہ ہے۔ جس کے کیف وسرور کا مرکز ایک لطیفہ ء نور ہے۔ جو سماع کے ظاہر و باطن اوراس کے اشارات کے درمیان مخفی ہے۔

پہلی قسم کے لوگوں نے سماع کو تین باتوں کے ساتھ قبول کیا۔ گوش وہوش کے ساتھ۔ امتیازی صلاحیتوں کے ساتھ۔ فطرا حرکات کے ساتھ۔

سماع نے اس طبقے کے لوگوں کو تین لذتوں سے باز رکھا۔ دنیوی آسائش سے۔ دنیوی غموں سے۔ دنیوی اشغال سے۔

دوسری قسم کے لوگوں نے سماع کو تین امور سے قبول کیا۔ گوش سے۔ لطافتِ نگاہ سے۔ نیازمندی کے ساتھ استفادہ کے باعث۔

سماع نے انہیں دو ہدیوں سے نوازا ہے۔ ہر دکھ وتکلیف سے نجات۔ نکتہ ہائے حکمت سے۔

تیسرے طبقے کے لوگوں نے بھی سماع کو باتوں کے ساتھ قبول کیا ہے۔ فنائے نفس کے ساتھ۔ دلِ مضطرب کے ساتھ۔ سوزِ جاں کے ساتھ۔

انہیں یہ تین کیفیات میسر آئیں۔ محبت کے جھونکے۔ سرمستی ازل کی یاد۔ مسرتِ جاوید۔ (بقول شاعر)

جاں بریں یک بیت داد است آں بزرگ آرے ایں گوہر زِ کانے دیگر است
کشت گانِ خنجرِ تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

☆ **اطلاع**۔ سماع کے میدان سے نکل کر اٹھاسی واں میدان'' اطلاع '' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **سنریھم اٰیتنا فی الاٰفاق و فی انفسھم** ۔(ترجمہ) ہم عنقریب ان کو آفاق میں اور خود ان کی ذات میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے۔ (القرآن۔ **53:41**) سننے والے کی اطلاع کا مفہوم اللہ تعالیٰ کی جناب سے اپنے نصیب پر آگاہ ہونا ہے۔ اطلاع پانے والے تین قسم کے افراد ہیں۔

اول: وہ اطلاع جو بیداری ء دل کے ساتھ قرآن حکیم کے سننے والے کو تین چیزیں عطا کرتی ہیں۔ ایسا خوف جو خطا سے روکتا ہے۔ ایسی اُمید جو خدمت پر ثابت قدم رکھتی ہے۔ ایسا سکونِ قلب جو امرِ الٰہی کے ساتھ موافقت کرتا ہے۔

دوئم: ایسی اطلاع جو فراغتِ قلب کے ساتھ علم کے سننے والے کو تین چیزوں سے نوازتی ہے۔ عمل میں پاکیزگی۔ عقل میں ہدایت۔ دل میں تونگری۔

سوئم: وہ اطلاع جس میں بصیرتِ قلب کے ساتھ اشارارتِ معرفت سننے والے کو تین باتوں سے بہرہ ور کرتی ہیں۔ عرفانِ خداوندی میں معاونت۔ ہیبتِ الٰہی کی تجلی۔ نسیمِ قرب۔

☆ **وجد**۔ اطلاع کے میدان سے نکل کر نواسی واں میدان'' وجد '' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ ابری تعالیٰ ہے۔ کہ! **وربطنا علٰی قلوبھم اذ قاموا** ۔(ترجمہ) اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔ جب وہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ (القرآن۔ **14:18**) وجد سنگِ اختیار اور آہنِ نیازمندی کے درمیان آتشِ سوزاں کی مانند ہے۔ یہ تین طرح کا ہے۔ نفس کے لئے۔ دل کے لئے۔ روح کے لئے۔

وہ وجد کہ نفس کو لاحق ہوتا ہے۔ یہ باطنی وجد ہوتا ہے۔ یہ وجد! عقل پر چھا جاتا ہے۔ اس سے صبر وسکون درہم برہم ہو جاتا ہے۔ یہ اسرارِ الٰہی کو فاش کر دیتا ہے۔

وہ وجد کہ دل کو لاحق ہوتا ہے۔ یہ وجد معنوی ہے۔ انسانی قوت پر غالب آجاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس سے! انسانی وجود حرکت میں آتا

ہے۔ وہ نعرہ زنی کرتا ہے۔ اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتا ہے۔

وہ وجد کہ روح کو لاحق ہوتا ہے۔ وجد شہودی ہے۔ کیونکہ! اس میں حق تعالیٰ بندے پر نگاہ کرم ڈالتا ہے۔ اس میں! انسان کو اللہ تعالیٰ سے فی الفور حظِ وافر نصیب ہوتا ہے۔

اس کا نفس حقیقتِ ذات میں مستغرق ہو جاتا ہے۔

اس کی روح اس عالم سے منقطع ہونا چاہتی ہے۔

☆ **لحظہ**۔ وجد کے میدان سے نکل کر نویں واں میدان '' لحظہ '' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترٰنی** ۔(ترجمہ) آپ پہاڑ کی طرف دیکھیں۔ پس اگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہا۔ تو آپ عنقریب مجھے دیکھیں گے۔ (القرآن۔ **143:07**) صاحبِ وجد کے لحظہ سے مراد اس کا اپنے باطنی مقصد پر نگاہ ڈالنا ہے۔ اس میں تین قسم کے لوگ شامل ہیں۔

پہلے وہ ہیبت زدہ انسان کہ جس نے!

اپنے مقصد کی تلاش کی۔ زمانے کے مکر و فریب دیکھے۔ اور فانی ہو کر مقامِ وصول تک پہنچا۔ یہ وہ طبقہ ہے۔ کہ! جس نے زہد اختیار کیا۔ اور خدمت کو شعار بنایا۔

دوسرے وہ عاشق کہ جس نے! سعادتمندی کی تلاش کی۔ اس کا نشان پایا۔ علائق سے یکسو ہو کر مقامِ وصول تک پہنچا۔ یہ وہ طبقہ ہے۔ کہ! جس نے احترام و حیاء کو اپنایا۔

تیسرے وہ درمند لوگ کہ جنہوں نے! اپنے اوقات کو ملحوظ رکھا۔ نورِ خداوندی کو (اپنے ظاہر و باطن میں) پایا۔ ذاتِ حق میں مستغرق ہو کر مقامِ وصول تک جا پہنچا۔ یہ وہ طبقہ ہے۔ کہ! جس نے اپنے نفس سے انقطاع اختیار کیا۔ اور نجات پائی۔ اسے اچھی طرح سمجھنا چاہیئے۔

☆ **وقت**۔ لحظہ کے میدان سے نکل کر اکا نواں میدان '' وقت '' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **جئت علٰی قدر یٰموسی** ۔(ترجمہ) اے موسیٰؑ! آپؑ رسالت کے اندازے پر پہنچے۔ (القرآن۔ **40:20**) وقت وہ ہے۔ کہ! حق کے سوا اس میں اور کوئی چیز نہیں سما سکتی۔

وقت تین قسم کے لوگوں کو محیط ہے۔ ایک کا وقت برق کی طرح سبک رو ہے۔ دوسرے کا وقت پائیدار ہے۔ تیسرے کا وقت غالب ہے۔

جو وقت برق کی طرح ہے۔ وہ باطنی کدورتوں کو صاف کرنے والا ہے۔ برق کی سی سرعت رکھنے والا وقت فکر سے جنم لیتا ہے۔ یہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ آخرت کا ذکر روشن ہو جاتا ہے۔

جو وقت پائیدار ہے۔ وہ انسان کو ہر لحہ ذاتِ حق کے ساتھ مشغول رکھنے والا ہے۔ یہ لذتِ ذکر سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اُخروی لذتوں کو محو کر دیتا ہے۔ تا آنکہ! انسان کو مشاہدہ ذاتِ حق حاصل ہو جاتا ہے۔

جو وقت غالب ہے۔ وہ ہلاک کر دینے والا ہے۔ یہ سماعِ مشاہدات سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ یہ انسانی رسوم و قیود کو ختم کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ ماسوا اللہ یکسر فراموش ہو جاتے ہیں۔

☆ **نفس**۔ وقت کے میدان سے نکل کر بیانواں میدان '' نفس '' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **فلما افاق قال سبحٰنک** ۔(ترجمہ) جب حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ ہوش میں آئے۔ تو فرمانے لگے۔ کہ! تیری ذات پاک ہے۔ (القرآن۔ **143:07**) نفس اپنے وقت کا مالک ہے۔ اور اس میں کسی چیز کی آمیزش نہیں۔

اہلِ حقیقت کے انفاس کی بین اقسام ہیں۔ توبہ کرنے والوں کی آہ و زاری۔ عاشق و بے خود کا جوش و خروش۔ اہلِ وجد کی نعرہ زنی۔

توبہ کرنے والے کی آہ و زاری!

شیطان کو دور کرتی ہے۔ گناہوں کو دھو ڈالتی ہے۔ کشائشِ قلب کا موجب ہے۔

سرمست و سرشار انسان کا جوش و خروش! دنیوی محبت کو ختم کر دیتا ہے۔ اسبابِ دنیوی سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ مخلوق کو فراموش کر دیتا ہے۔

اہلِ وجد کی نعرہ زنی! روح میں درد و گداز پیدا کرتی ہے۔ دل کو پیاسا رکھتی ہے۔ حجابات اُٹھا دیتی ہے۔

اقسامِ نفس اوراس سے ملحقہ خطرات :

☆ **نفسِ امّارہ** : نفسِ امارہ کی نسبت دلِ نیلوفر کے ساتھ ہے۔اورقرآنِ پاک کی یہ آیت اِس پر شاہد ہے۔ **وما ابریء نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء** ۔(یعنی)اورمیں اپنے نفس کو بَری قرارنہیں دیتا۔یقیناً نفس توبدی پراُکساتا ہی ہے۔(سورہ یوسف۔آیت نمبر53) اوراسی ضمن میں ایک حدیثِ نبوی ﷺ بھی واردہوئی ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا۔کہ! **اعدعدوک نفسک التی بین جنبیک** ۔(یعنی)نفسِ امارہ کے دوپہلو ہیں۔ظاہراور باطن۔اور یہ دونوں اعتبارسے ذلیل وخوار ہیں۔یہ انسان کوبدی کی طرف کھینچتا ہے۔اوراِس سے حق راضی نہیں ہے۔جوبھی کام بغیرمرضیءحق کے ہوگا۔اس میں سوائے ذلت و مذمت کےاورکچھ نہ ہوگا۔اس نفس کے ساتھ خطرہءشیطانی رہتا ہے۔جس کی تفصیل یہ ہے۔

☆ **خطرہءشیطانی** : یہ نفسِ امارہ سے پیداہوتا ہے۔اس کا مقام اسفل ہے۔سوائےخلل وذلت کےاورکچھ اس کی شایانِ شان نہیں۔یہ زبان درازی، ایذارسانی،جہل اورزیاں کاری اختیارکرکے ہمیشہ اسی میں مبتلا رہتا ہے۔اگرکوئی سالک اس کی بیخ کنی کرنا چاہےتو چاہیئے۔کہ! وہ ریاضتِ شاقہ کی بھٹی میں اپنےنفس کو پگھلائے۔اورہمیشہ زجروتوبیخ کرتا رہے۔اوراس کی تمام خباثتوں اورکثافتوں کےشرکوکلمہءطیبہ کے ہمہ وقت وِردکی تلوارسے کاٹ دے۔تاکہ یہ صفت ذمائم سے بازآجائے۔اورصفتِ محامدکی جانب گامزن ہوسکے۔نفسِ امارہ کی بیخ کنی کے لئے ہروقت خاموشی اختیار کرنےاورخلوت میں رہ کرکلمہءشہادت کاوردکرنا بھی کافی حدتک کمی لاسکتا ہے۔ (یہ مجھ کمترین **البلوشی** کا بارہا کا مجرب عمل ہے)

☆ **نفسِ لوامہ** : نفسِ لوامہ میں نسبتِ دل صنوبری ہے۔بمصداقِ آیتِ کریمہ **لا اقسم با النفس اللوامۃ**۔(یعنی)اورمیں نہیں قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والےنفس کی۔(سورہ قیامۃ۔آیت نمبر02) چونکہ یہ نفس علامتِ ملامت و مذمت کے ساتھ منسوب ہے۔لہذا اس کے کام فخروغرورکےساتھ مشہورہیں۔چنانچہ سالکِ منزل اپنے حال وکیفیت سے آگاہ ہوتا ہے۔اس لئے رشدوہدایت کی برکتوں سے ہوشیاررہتا ہے۔اورنفسِ لوامہ کی حسبِ منشاءکوئی کام نہیں کرتا۔اس نفس کے ساتھ خطرہءنفسانی لگارہتا ہے۔جس کی تفصیل یہ ہے۔

☆ **خطرہءنفسانی** : یہ نفسِ لوامہ سے متعلق ہے۔اس کا مقام وسط ہے۔اوراس کے بعض افعال کا تعلق موانستِ شیطانی سے ہے۔اوربعض کا موافقتِ ملہمہ (جس کا بیان خطرہءنفسانی کے بعد ہے) سے۔جبکہ بعض افعال اس کے اختیاری ہی ہوتے ہیں۔یہ نفس ہمیشہ اصلاح وترقی و بزرگی و حبِ جاہ و وجاہت اور برتری کا خواہاں اورطلب گاررہتا ہے۔دوسرے کوخود سے بلندوبالا یا بزرگ نہیں جانتا۔بزرگوں اورصاحب مقام ومرتبہ کے طعنہ وتشنیع وشکایات بلکہ شب وستم اوربری صحبت وبےہودگی اورگناہ کبیرہ میں مشغول ومنہمک رہتے ہوئےخوشی محسوس کرتا ہے۔کسی کو برحق نہیں سمجھتا۔کیونکہ یہ خودکو برحق و عاقل وحاکم سمجھتا ہے۔لوگوں کے سامنے عجزونیکی اور پارسائی کا ڈرامہ رچاتا ہے۔جبکہ باطنی طورپر متکبراورسیاہ کار ہوتا ہے۔یہ بالکل جاننا یا سمجھنا ہی نہیں چاہتا۔کہ! بُری صحبت، بےہودگی و برائی کا آغازوانجام کیا ہوگا۔جب سالکِ منزل اس کوتمام عیوب ونقائص سے پاک و مصفٰی کرنا چاہے۔توچاہیئے۔کہ! بھوکا رہنے،کلمہءطیبہ، استغفاراورسورہ اخلاص (کم ازکم صبح وشام **313**یا**1000**مرتبہ) کاوِردکرنے، شب بیداری، کثرتِ صوم وصیام،نوافل واذکاراورنفسِ امارہ والےافعال (یعنی خاموشی وخلوت) جس قدرکرتا رہےگا۔فائدہ ہوگا۔(انشاءاللہ) (الحمد للہ! یہ بھی مجھ کمترین **البلوشی** کا بارہا کا مجرب عمل ہے)

☆ **نفسِ ملھمہ** :نفسِ ملہمہ کی نسبت دلِ عبرت کے ساتھ ہے۔بمصداقِ آیہءکریمہ **و نفس و ما سواھا فا لھمھا فجورھا وتقوھا** ۔(یعنی)اور(قسم ہے)انسانی جان (یعنی نفس) کی جس نے اسے سنوارا۔اورپھراُس کی بدی اورپرہیزگاری اُس کےدل میں الہام کردی۔(سورہ والشّمس۔آیت نمبر08-07) یعنی اخبارِظاہرکا باطن کے ساتھ اورباطن کی اخبارکا ظاہرکےساتھ،یعنی اس کا بذاتِ خودکوئی مزاج نہیں۔(جیساکہ علمِ نجوم میں ستارہ عطاردکی نسبت سعدکےساتھ سعداورنحس کےساتھ نحس) یادرہے۔کہ! لفظ ''ملہمہ'' لفظِ ''الہام'' سے عبارت ہے۔بہرحال! ریاضتِ شاقہ کی ادنیٰ توجہ سے اس کی اصلاح ہوجاتی ہے۔اورخیانت دورہوکرضیافت پیداہوجاتی ہے۔پھراپنے اصل حالت اورتقوٰی کی طرف پلٹ جاتا ہے۔اس نفس کےساتھ خطرہءملکی جڑارہتا ہے۔جس کی تفصیل یہ ہے۔

☆ **خطرہءملکی** : اس کا تعلق نفسِ ملہمہ سے ہے۔اس کا مقام بلند ہے۔اس کے بعض افعال بموانست خطرہءنفسانی ہیں۔جبکہ بعض خطرہءرحمانی کے موافق اورنفسِ مطمئنہ کے مطابق ہیں۔(خطرہءرحمانی اورنفسِ مطمئنہ کی تفصیل آگےآرہی ہے) یہ اکثراپنے افعال (یعنی خطرہءرحمانی اورنفسِ مطمئنہ) میں مختارہے۔اس کوخطرہءملکی اس لئے کہاجاتا ہے۔کہ! بعض ملک آتش ہیں اوربعض نوری۔اوربعض میں نوری وناری کی ملی جلی کیفیت ہے۔جب نسبتِ نارغالب آجاتی ہے۔تونفس خصائلِ نارکواختیارکرتا ہے۔اورحقیقتِ ناری کاالہام کرتا ہے۔اس پرجب

نسبتِ نور غالب آتی ہے۔ تو یہ عالمِ نور اور اس کی حقیقت کا الہام کرتا ہے۔ اور افعالِ عالم کا منتظر رہتا ہے۔ یہ نیک کو نیک اور بد کو بد کہتا ہے۔ کیونکہ! یہ (خصائلِ نیک و بد میں) اپنے اختیار میں نہیں ہوتا۔ جب یہ اِن دونوں نسبتوں سے نکلنا چاہتا ہے۔ تو اکثر مراقبے میں رہتا ہے۔ اور شب روز کا اور اپنے جملہ اعمال و افعال، و اقوال کا محاسبہ کرتا رہتا ہے۔ کہ کتنے امور **امر بالمعروف و نھی عن المنکر** کے مطابق اور کتنے برخلاف ہوئے۔ ہر وقت اپنے نفس کا محاسبہ کر کے اس کو مغلوب کر کے خصائلِ بد سے محفوظ اور امورِ حسنہ (یعنی نیک شمائل اور اطاعتِ الٰہی کے امور) کے عین مطابق ڈھالنے کی مسلسل جدوجہد میں محو و مستغرق رہتا ہے۔ تا کہ خطرہءِ ملکی دفع ہو جائے۔ اور صفتِ نوری اختیار کرے۔ **(سبحان ذی الملک و الملکوت ۔ سبحان ذی العزة و العظمة و الھیبة و القدرة و الکبریاء و الجبروت ۔۔۔)**

☆ **نفسِ مطمئنه :** نفسِ مطمئنہ دلِ مدور کے ساتھ منسوب ہے۔ بمصداقِ آیتِ کریمہ **یا یتھا النفس المطمئنة ۔ ارجعی الٰی ربک راضیة مر ضیة ۔ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ۔** (یعنی) اے اطمینان والی جان۔ اَب لوٹ چل اپنے رب کی طرف، تا کہ وہ تجھ سے راضی (اور) تُو اُس سے راضی۔ پس داخل ہو جا میرے نیک بندوں میں۔ اور داخل ہو جا میری جنت میں۔ (سورہ فجر۔ آیت نمبر 30-27) یعنی سالکِ منزل کا کام اس کے اختیار سے باہر اور اختیارِ رضائے حق تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ اس کے تمام احکامات و افعال بارگاہِ حق میں عزیز، منظور اور پسندیدہ ہیں۔ گویا کہ اس نے وہ مقام حاصل کر لیا۔ کہ! فعلِ طالب درحقیقت محبوبِ حق ہو گیا۔ یہ جنت وہ جنت ہے۔ کہ اس میں شر کا کوئی گزر نہیں ہے۔ اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے۔ کم ہے۔ جس خوش نصیب کو وہاں داخلہ ملے گا۔ اُسے خود بخود سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔

☆ **خطرہءِ روحانی :** یہ نفسِ مطمئنہ سے ہے۔ اس کا مقام اعلیٰ علیین ہے۔ اوصافِ اسمائے کیانی سے گذر کر متصف باَسمائے کیانی (اسمائے کیانی کی تفصیل جواہرِ خمسہ اور اورادِ غوثیہ میں موجود ہے۔ بسبب طوالت یہاں بیان نہیں کئے جا رہے) سے گزر کر متصف باسمائے الٰہی ہوا۔ اس کی قرار گاہ شہادت ہے۔ اور وجوب سے موصوف ہے۔ جبکہ حقیقتِ انسانی بھی اسی سے منسوب ہے۔ برزخ البرازخ و رب روحی اور رب الارباب یہی ہے۔ خطرہءِ روحانی کو اکثر بزرگوں نے رحمانی بتایا ہے۔ کیونکہ وہ عین اور اس کے عکس میں تمیز نہیں کر سکتے۔ دونوں کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ یہ ہر رنگ میں نمودار رہے۔ اور دونوں عالمین سے مجرد (تنہا۔ اکیلا)۔ لیکن یہاں دو احتمالات ہیں۔ ایک تو یہ کہ! مشائخین نے عارف باللہ ہونے میں کمال حاصل نہ کیا ہو۔ اسی لئے خطرہ روحانی کو رحمانی کہہ دیا۔ جبکہ دوسرا یہ کہ! اوصاف کو نہ پایا۔ اور خود پر قناعت کر بیٹھے۔ جس کی وجہ سے روحانی کو رحمانی بتا دیا۔

☆ **خطرہءِ رحمانی :** یہ محض ذات کی صورتِ خاص ہے۔ روحِ انسانی جانتی ہے۔ کہ! رب روحی ہے۔ اور انسان کی روح میں جو کچھ مثل نیک یا بد ظاہر ہوتا ہے۔ تو اس کو خطرہءِ روحانی کہتے ہیں۔ جب تجلی روحانی کا ظہور ہوتا ہے۔ اور مشاہدہ و مکاشفہ وحضوری، قبض وبسط، تلوین و تمکین ظاہری و باطنی کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ تو ذوق و شوق بہر حال نمایاں ہو جاتا ہے۔ تو اس حالت میں بے ساختہ زبان سے یہی نکلتا ہے۔ **لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین ۔ لیس کمثله شیء وھو السمیع العلیم** ۔ رب روحی کا تعلق رب الارباب سے ہے۔ جب تعلقاتِ بشری مکمل طور پر ختم ہو جاتے ہیں۔ تو خطرہءِ روحانی، رحمانی بن جاتا ہے۔ رب الارباب کی مناسبت سے تو اس کو خطرہءِ رحمانی کہتے ہیں۔ سالکِ منزل جب تزکیہ وتصفیہ کے بعد ان مراتب پر فائز ہوتا ہے۔ تو **تخلقوا با خلاق اللہ** کا عین مظہر بن کر وہ اور بھی حُسن و جمال میں بالکل نمایاں طور پر نمودار ہوتا ہے۔ تو چاروں قلوب (مدور۔ عبرت۔ صنوبری اور نیلوفر) ایک ہو جاتے ہیں۔ اور چاروں خطرات (شیطانی۔ نفسانی۔ ملکی اور رحمانی) ایک حقیقت بنتے ہیں۔ اور **قلب المؤ من بین الا صبعین من اصابع الرحمان** اس کی صفت ہو جاتی ہے۔ اس موقع پر روا نہیں کہ وہ ایک صفت کے ساتھ منسوب ہو۔ کیونکہ حق تعالیٰ کی ذاتی صفات دو ہیں۔ ایک جلالی اور دوسری جمالی۔ اور یہ دونوں عالمِ باطن سے منسوب ہیں۔

یاد رہے۔ کہ! نفس بھی روح کی مانند ایک لطیف ہستی ہے۔ جو کہ وجودِ انسان میں قدرتِ الٰہیہ نے ودیعت کی ہوتی ہے۔ چنانچہ جسمِ انسانی تین چیزوں سے مرکب ہے۔ یعنی روح، نفس اور جسم۔ چنانچہ ہر عین یعنی جوہر کے لئے اپنی علیحدہ صفت ہے۔ جس سے کہ وہ قائم ہوتا ہے۔ چنانچہ روح کے لئے عقل (یعنی تلاشِ خدا)، نفس کے لئے ہوا و ہوس اور جسم کے لئے حواسِ خمسہ کی صفات مخصوص ہیں۔ محققین کی آراء سے عیاں ہے۔ کہ! نفس بمثلِ روح تب بھی موجود تھا۔ جب کہ اس نے جسمِ ظاہری نہ پایا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **ھل اتٰی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا ۔** (سورہ انسان۔ آیت نمبر 01) بے شک انسان پر ایک ایسا وقت بھی گزر چکا ہے۔ کہ جب کہیں اس کا نام (ونشان تک) نہ

تھا۔(یعنی کہ) وہ وجودِ نفس رکھتے ہوئے بھی جسمانی وجود نہیں رکھتے تھے۔اوراس بات پر بھی سبھی لوگ متحد و متفق ہیں۔کہ! دلی اخلاق و اعمال کا اظہار اسی سے ہوتا ہے۔اورظہور کی بھی دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ایک نیکی کی جبکہ دوسری بدی کی شکل۔بدی کی صورت کو اخلاقِ رزیلہ قرار دیتے ہوئے کہہ لیجئے۔کہ! کہ تکبر،حسد،بخل،بغض،کینہ،کذب،افتراء،غیبت،بددیانتی،چوری،جھوٹ وغیرہم۔جبکہ نیکی کی صورت میں اخلاقِ حمیدہ مثلاً حسنِ خلق، پابندیء شریعت،تقوٰی،ایثار،نیکی،عدل وانصاف،جودوسخا،اکلِ حلال،امین،صدق مقال وغیرہم۔۔۔غرضیکہ اخلاقِ رزیلہ کے بالکل برعکس تمام عادات وخصائلِ حمیدہ۔جاننا چاہیئے۔کہ! **نفس کی سات اقسام ہیں**۔جوکہ الگ الگ اثرات کی حامل ہیں۔جن کے اسماء یہ ہیں۔**نفسِ امارہ**۔**نفسِ لوامہ**۔**نفس ملہمہ**۔**نفسِ مطمئنہ**۔**نفسِ راضیہ**۔**نفسِ مرضیہ**۔**نفسِ کاملہ**۔(یادرہے۔کہ! سلسلہء عالیہ قادریہ میں ان ساتوں نفسوں کے لئے علیحدہ علیحدہ سات اسما(فروع) معہ توجہات دیئے گئے ہیں۔جوکہ پچھلے دونوں ابواب میں تفصیلاً بیان کئے جاچکے ہیں)

نفسوں کی ان اقسام میں سب سے زیادہ قوی اور برائیوں کی طرف کھینچ کرلے جانے والا نفسِ امارہ ہے۔جوکہ انسان کو برائی کرنے اوراحکاماتِ الٰہیہ سے انحراف کرانے کی ترغیب دلاتا ہے۔عیش وعشرت پرستی،بدکاری،بداخلاقی وغیرہ افعالِ مذمومہ کی طرف کھینچ کرلے جاتا ہے۔جس کے مکروفریب سے بچنا بجز فضل وکرمِ ایزدی کے ممکن نہیں ہے۔جیسے کہ حضرت یوسف نبیؑ کی طرح کے پاک سیرت،نیک طینت پیغمبر و پسرِ پیغمبر و پسر زادہ پیغمبر نے بھی اس نفسِ امارہ کی طاقت کو ناقابل برداشت تصور کرتے ہوئے فرمایا۔**وما ابریء ان النفس لا مارة بالسوٓء الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم**۔اورمیں اپنے نفس کو بے قصور نہیں گردانتا۔بے شک نفس تو برائی کا حکم دینے والا ہے۔مگرجس پر میرا رب رحم فرمائے۔بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔(سورہ یوسف۔آیت نمبر 53)لہذا جب تک کہ تائیدِ الٰہی شاملِ حال نہ ہو۔کوئی بھی انسان نفسِ امارہ کے شر سے ہرگز ہرگز محفوظ نہیں رہ سکتا۔چنانچہ ابلیسِ لعین بھی اسی نفسِ امارہ ہی کی وجہ سے راندہء درگاہِ الٰہی وملعون ہوا۔پس شرِنفس سے محفوظ و مامون رہنے اوررب متعال کی معرفت کے حصول کے لئے نفس کی شناخت کرنا نہایت لازمی ہے۔چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے۔کہ! **ومن یرغب عن ملة ابرٰهیم الا من سفه نفسه**۔اورحضرت ابراہیمؑ کے دین سے کون روگردانی کرے۔سوائے اُس کے کہ جس کا نفس جہالت اورسفاہت سے موصوف ہو۔(سورہ بقرہ۔آیت نمبر 130)نیز حضرت علی المرتضٰیؓ نے فرمایا ہے۔کہ! **من عرف نفسه فقد عرف ربه**۔جس نے نفس کو پہچانا(تو بے شک) اُس نے اپنے رب کو پہچانا۔

عمر خود ضائع مکن اے بوالہوس
لب مزن جز نام اللہ یک نفس

اَب دیکھنا تو یہ ہے۔کہ! نفس کی پہچان کا کون سا طریقہ ہے۔اوراس کی کیا کیا صورتیں ہوسکتی ہیں۔یادرہے۔کہ! ہرانسان کے لئے اُس کے نفس کی علیحدہ علیحدہ شکلیں ہوتی ہیں۔اورعلیحدہ علیحدہ تاثرات ہیں۔وہ شکلیں عموماً مجاہدہ،ریاضت،زہدوتقوٰی وغیرہ۔۔۔غرضیکہ مکمل طور پرارشاداتِ الٰہیہ کی تعمیل کی صورت میں قبیح وعجیب مناظر کی شکلیں متشکل ہوکرخواب میں رونما ہوتی رہتی ہیں۔جنہیں عموماً اُڑتے خوابوں سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔پس ابتداء میں انہیں خوابوں سے اپنے اپنے نفسوں کو شناخت کیا جاسکتا ہے۔کہ کون سا نفس کس دائرے میں محیط ہے۔(نفس کے دائرے سے مراد اس نفس پر قابو پانے کے دوران کیا کیا خیالات،خواب اورکیفیات ہوتی رہتی ہیں۔جن کا بیان ابھی ابھی گزرا ہے) اس کے بعد جوں جوں سالکِ راہِ حقیقت اپنے مرشدِ کامل کی رہنمائی سے زہدوریاضت،مجاہدہ وتقوٰی،پابندیء شریعتِ الٰہیہ میں دل لگا کر مکمل کوشش کرتا ہے۔تواس پراس کا نفس جسمِ ظاہری میں متشکل ہوکرسامنے آموجود ہوتا ہے۔چنانچہ حضرت جنید بغدادی کے استادِ محترم نے بیان کیا۔کہ! جب وہ اپنے ابتدائی حالات میں اپنے نفس پرآگاہ ہوئے۔تو دیکھا کہ! لومڑی کے بچے کی مثل کوئی جانوراُن کے حلق سے باہرنکل گیا۔چنانچہ وہ سمجھ گئے۔کہ! یہی اُن کا نفس تھا۔چونکہ! میرے دل میں اس کی جانب سے پہلے ہی نفرت موجود تھی۔اسی لئے میں نے فوراً اس کو لتاڑنا شروع کردیا۔میں جتنے زیادہ پاؤں مارتا تھا۔وہ (جانور) اُتنا ہی بڑا اورموٹا ہوتا جاتا تھا۔جب میں حیران ہوکراس (جانور،جوکہ میرا نفس تھا) سے وجہ پوچھی۔تو اُس نے جواب دیا۔کہ! میری ساخت ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی طرح کی بنائی ہے۔کہ جن چیزوں سے اوروں کو تکلیف پہنچتی ہے۔مجھے ان سے راحت میسر ہوتی ہے۔چنانچہ یہی خاصہ میرے خمیر میں بھی موجود ہے۔کہ! مَیں مخالفت سے اورزیادہ تقویت وفربہی پکڑتا ہوں۔(اسی طرح سے) حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانیؒ اپنے ابتدائی احوال کے متعلق فرماتے ہیں۔کہ! مَیں نے اپنے نفس کو سانپ کی صورت میں ملاحظہ کیا۔ایک اوردرویش کا کہنا ہے۔کہ! مَیں نے اپنے نفس کو چوہے کی شکل میں دیکھا۔تومَیں نے پوچھا۔کہ! تُو کون ہے؟ اس نے بتایا۔کہ! مَیں ہی تیرا نفس ہوں۔مَیں خام طبع اورغافل لوگوں کو گمراہ کرنے والا ہوں۔کیونکہ! مَیں برائی اورگناہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔اوراللہ تعالیٰ کے سچے طالبین کو نجات دلانے والا بھی ہوں۔کیونکہ! وہ مجھے

برائی کی ترغیبات پرلعنت ملامت کرتے رہتے ہیں۔ اورمیرے خلاف جہاد ومجاہدہ کرکے راہِ حق کی تلاش میں مصروفِ عمل رہتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! تیرے تمام دشمنان میں سے بدترین دشمن تیرانفس ہے۔ جوکہ تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔

لہٰذا سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ! نفس کی شناخت اوراس کے عیوب سے آگاہ ہوجانے پر طالب کواس کی موجودگی سے کچھ خوف و ہراس نہیں ہوتا۔ کیونکہ! نفس ایک بھونکنے والے سگ کی مانند ہوتا ہے۔ یا پھرایک لمبے اژدھے کی طرح ہوتا ہے۔ جس نے پورے جسم کواپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہوتا ہے۔ اِن جانوروں (یعنی کتے یا سانپ) کی وحشت پر ریاضت ومجاہدہ کی برکت سے قابو پالینا بلا شک و شبہ ممکن مگر کچھ مشکل ضرور ہے۔ جیسا کہ! اولیائے کرام کے حالات وواقعات سے ظاہر ہے۔

☆ **مکاشفہ** ۔ نفس کے میدان سے نکل کرتر انواں میدان ''مکاشفہ'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **ما کذب الفواد ما رای**۔ (ترجمہ) جوکچھ آپ نے دیکھا۔ آپ کے دل نے اسے جھوٹ نہ جانا۔ (القرآن۔ **11:53**) مکاشفہ حق کا دل سے دیدار کرنا ہے۔

مکاشفہ کی تین علامات ہیں۔ ذِکر کے باعث دل کا استغراق۔ نظر کے مشاہدات سے ذہن کا معمور ہونا۔ ضمیر کا حقیقتِ امور سے مطلع ہونا۔

ذِکر کے باعث دل کا استغراق تین باتوں سے عبارت ہے۔ حقیقت سے لبریز گفتار۔ خلق سے بے زاری۔ دُعا کا الہام۔

لطائفِ نظر سے ذہن کے معمور ہونے کی تین نشانیاں ہیں۔ احوال پر غالب آنا۔ صدقِ معاملہ پر مداومت۔ ایک ارفع واعلیٰ مسرت (نعیمِ اُخروی) سے شناسا ہونا۔

ضمیر کے حقیقت سے مطلع ہونے کے بھی تین نشانات ہیں۔ انسان سکون واطمینان حاصل کرتا ہے۔ اسے ملائکہ کا سا وقار نصیب ہوتا ہے۔ اسے اہلِ دین کی استقامت میسرآتی ہے۔

کچھ لوگوں کومشاہدے اورمعائنے میں فرق کا پتانہیں چلتا۔ حالانکہ! مکاشفہ سے مراد حضوری ٔمعنوی، ناسوت وملکوت وجبروت ولاہوت کانفس ودل و روح وسر کے سامنے آشکار ہوجانا۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کواُن واقعات سے پہلے سے ہی مطلع فرمادینا ، جودنیا میں پیش آنے والے ہیں۔ (اسی طرح سے) معائنہ سے مرادنورِتجلیاتِ ذاتِ بے کیف وبے جہت وبے مثل وبے مثال کا دلِ سالک پر چمکنا۔ یعنی روئیتِ الٰہی بلاحجابِ تعین۔

☆ **سرور**۔ مکاشفہ کے میدان سے نکل کرچورانوں میدان''سرور'' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **فبذٰلک فلیفر حوا ۔ هو خیر مما یجمعون** ۔ (ترجمہ) پس چاہیئے ۔ کہ! لوگ اس سے خوش ہوں۔ وہ اس سے بہتر ہے۔ جووہ جمع کرتے ہیں۔ (القرآن ۔ **58:01**) سرور سے مراد مسرت ہے۔ جملہ مسرتیں تین اقسام کی ہیں۔ پہلی مسرت جوکہ معصیت پرحرام ہے۔ دوسری دنیا پرمسرت کا اظہار مکروہ ہے۔ تیسری مسرت واجب ہے۔

پہلی مسرت جوکہ معصیت پرحرام ہے۔ وہ بایں طور پرحرام ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **لا تفرح ان الله لا یحب الفرحین** ۔ (ترجمہ) تُومت اِترا۔ بے شک اللہ تعالیٰ اِترانے والوں کو پسندنہیں کرتا۔ (القرآن ۔ **58:01**) اورارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **انه لفرح فخور** ۔ (ترجمہ) بےشک! وہ انسان خوشیاں منانے والا اورفخر کرنے والا ہے۔ (القرآن ۔ **72:28**)

دوسری مسرت یعنی دنیا پرمسرت کا اظہار مکروہ ہے۔ جیسا کہ ذاتِ باری تعالیٰ نے ارشادفرمایا ہے۔ کہ! **وفرحوا بالحیوٰة الدنیا** ۔ (ترجمہ) اورکافردنیوی زندگی پرخوش ہورہے۔ (القرآن ۔ **26:13**) اورارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **ولا تفرحوا بما اٰتکم** ۔ (ترجمہ) اورجواس نے تمھیں دیا۔ اس پرمت اِتراؤ۔ (القرآن ۔ **23:57**)

تیسری مسرت کہ واجب ہے۔ حق تعالیٰ کے ساتھ خوش رہنا ہے۔ جیسا کہ مولاکریم نے ارشادفرمایا۔ **فا ستبشروا ببیعکم الذی با یعتم به**۔ (ترجمہ) پس جوسودا آپ نے کیا۔ اس سے کیا ہے۔ اس پرخوش رہیں۔ (القرآن ۔ **111:09**)

حرام پراظہارِمسرت سے ! دل مرجاتا ہے۔ انسان کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ جاتے ہیں۔ اس کے دوست دشمن بن جاتے ہیں۔

مکروہ مسرت سے! آبرو ریزی ہوتی ہے۔ فتنے اُمڈآتے ہیں۔ عمر کا زیاں ہوتا ہے۔

مسرتِ واجب تین طرح کی ہے۔

پہلی قسم، ایک مسلمان کی مسرت! جس نے حجاباتِ نفسانی کودورکردیا۔ بابِ رحمت کھولا۔ اور بارگاہ ایزدی میں پہنچادیا۔

دوسری قسم، احساناتِ خداوندی پراظہارِمسرت کی ہے۔ جس نے! عتابِ الٰہی سے بچایا۔ آرشوئے بہشت سے بے نیاز کردیا۔ اورحقیقت

سے شادکام کیا۔

تیسری قسم، دوستی سے متعلق ہے۔ جو کہ! انسان کو خلق کے بغیر اُنس عطا کرتی ہے۔ خزانے کے بغیر تونگر کر دیتی ہے۔ سپاہ و لشکر کے بغیر اعزاز و اکرام بخشتی ہے۔

☆ **انس**۔ سرور کے میدان سے نکل کر پچانواں میدان'' اُنس '' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **واذا سالک عبادی عنی فانی قریب** ۔ (ترجمہ) اے میرے حبیب! جب میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں۔ تو آپ فرما دیں۔ میں (بلاشبہ، ان کے بالکل ہی) قریب ہوں۔ (القرآن۔186:02) اُن سے مراد قربِ محبوبِ حق میں آرام وآسائش پانا۔

قربِ محبوب میں آرام وآسائش پانا تین قسم کے لوگوں کو میسر ہے۔ اس مریدِ صادق کو جو وعدہءِ خداوندی کو سُن لے۔ اس عارفِ کامل کو، کہ جسے (منزلِ مقصودِ حقیقی کا) نشان مل جائے۔ اس عاشقِ صادق کو، کہ جو اپنی مرادِ حقیقی کی جانب نگران رہے۔

وہ مریدِ صادق جو وعدہءِ الٰہی سن پائے۔ اس میں تین نشانات ظاہر ہوتے ہیں۔ حلاوتِ خدمت۔ تمام جانداروں (جن وانس، چرند پرند، پھل پھول بیل بوٹے، درخت شاخیں ٹہنیاں وغیرہا) پر (اپنی اولاد کی طرح حقیقی شفقت)۔ اخلاصِ دعوت۔

وہ عارفِ کامل کہ جسے (منزلِ مقصودِ حقیقی کا) نشان مل جائے۔ دُعا کے ساتھ مانوس ہونا۔ شیرینیء فکر۔ زندگی سے سیر چشمی۔

وہ عاشقِ صادق کہ جو اپنی مرادِ حقیقی کی جانب دھیان رکھے۔ اس میں تین علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ آزادی۔ سرت۔ بے قراری۔

☆ **دہشت**۔ اُنس کے میدان سے نکل کر چھیانواں میدان'' دہشت '' کا نکلتا ہے۔ دہشت کا مفہوم یہ ہے۔ کہ! کوئی غلبہءِ محبت میں اپنے وجود سے آزاد اور اپنی ذات سے جدا ہو۔

دہشت ایک حال ہے۔ کہ! جس میں! جسم، صبر کی طاقت نہیں رکھتا۔ دل، عقل کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ نگاہ امتیاز نہیں رکھتی۔

جسم اس لئے صبر کی طاقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ! دل، حصولِ فراغت میں عاجز آجاتا ہے۔ ہیبت انسان کے جان و دل کے مابین تفرقہ ڈال دیتی ہے۔ طاقت کا سلطان کمزور ہوجاتا ہے۔

دل، عقل کی طرف اس باعث مائل نہیں ہوتا۔ کیونکہ! روح اسے بلاتی ہے۔ اس میں کیفیتِ وجد پیدا ہوتی ہے۔ تشنگیء باطن، شدت اختیار کر لیتی ہے۔

نگاہ میں امتیاز اس لئے نہیں رہتا۔ کیونکہ! وہ مشاہدے کے نور میں مستغرق ہوجاتی ہے۔ لطفِ خداوندی کی ندا اسے پہنچتی ہے۔ حجاباتِ وجود، انسان کے سامنے سے اُٹھ جاتے ہیں۔

☆ **مشاہدہ**۔ دہشت کے میدان سے نکل کر ستانواں میدان'' مشاہدہ '' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **او القٰی السمع وھو شھید** ۔ (ترجمہ) یا جس نے (قلب سے) متوجہ ہو کر سُنا۔ اور وہ اس پر گواہ ہے۔ (القرآن۔ 37:50) مشاہدے کا مفہوم، خالق اور مخلوق کے مابین جملہ حجابات کا اُٹھ جانا ہے۔ اس (مقامِ مشاہدہ) تک رسائی تین باتوں سے عبارت ہے۔ علم کے درجے سے حکمت کے درجے تک پہنچنا۔ صبر کے درجے سے تصفیہء باطن کے درجے تک پہنچنا۔ معرفت کے درجے سے حقیقت کے رُتبے تک پہنچنا۔

ایک سالک علم کے درجے سے حکمت کے مرتبے تک تین باتوں کے باعث پہنچ سکتا ہے۔ علم پر عمل پیرا ہو کر۔ احکاماتِ الٰہی کی تعظیم سے۔ سنتِ نبوی ﷺ کی حقیقی و دائمی پیروی سے۔ یہ واقعتاً اہلِ حکمت کا مقام و مرتبہ ہے۔

ایک سالک صبر کے درجے سے تصفیہء باطن کے مقام و مرتبہ تک تین باتوں کی وجہ سے پہنچ پاتا ہے۔ باہمی نزاع ترک کرکے۔ اپنی حکمتِ عملی سے کنارہ کش ہوکر۔ رضائے الٰہی کو خود پر لازم کرنے سے۔ یہ اہلِ رضا کا مقام و مرتبہ ہے۔

ایک سالک معرفت کے درجے سے حقیقت کے مقام و مرتبے تک تین باتوں کے ذریعے سے پہنچتا ہے۔ خلوت میں اوامرِ الٰہی کا احترام کرنے سے۔ رفاقت میں ایثار اختیار کرنے سے۔ اپنی خدمت سے شرمسار ہوکر۔ (بقولِ شاعر)

طاعتِ ما نیست غیر از ورزشِ پندار ما
ہست استغفار ما محتاجِ استغفارِ ما

☆ **معائنہ** ۔ مشاہدہ کے میدان سے نکل کر اٹھانواں میدان'' معائنہ '' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **الم تر الی ربک کیف مد الظل** ۔ (ترجمہ) بھلا آپ نے اپنے پروردگار کی قدرت کو نہیں دیکھا۔ کہ وہ کس طرح سے سائے کو پھیلا دیتا ہے۔

(القرآن ۔ 45:25) معائنہ کا مفہوم کامل طور پر دیکھنا ہے۔ اور وہ تین باتوں سے عبارت ہے۔ محبت کو قبولیت کی آنکھ سے دیکھنا۔ ہر فرد کو انفرادی نگاہ سے دیکھنا۔ حاضر کو حضوری کی نگاہ سے دیکھنا۔

محبت کو قبولیت کی آنکھ سے دیکھنے سے مراد یہ ہے۔ کہ! ایسے انسان نے عذر کی آواز کو قبول کیا۔ اس نے ندائے لطف کی قبولیت چاہی۔ اس نے ارادے کی ندا کو قبول کیا اور شعور کی آعاز پر لبیک کہا۔

ہر فرد کو انفرادی نگاہ سے دیکھنے سے مراد یہ ہے۔ کہ! ہدایت میں منفرد ہے۔ کہ اس نے ذاتِ واحد کی شہادت دی۔ معرفت میں منفرد ہے۔ کہ اس نے ذاتِ واحد کا شکریہ ادا کیا۔ رعایت میں بھی منفرد ہے۔ کہ! اس نے ذاتِ وحدہ لاشریک ہی سے اپنی ارادت قائم رکھی۔

حاضر کو حضوری کی نگاہ سے دیکھنے سے مراد یہ ہے۔ کہ! اپنی ذات سے دوسری کی حالت میں مقربانِ بارگاہِ لم یزل کا قرب اختیار کرنا۔ اپنی ذات سے حجاب کی صورت میں اہلِ حضور کے پاس حاضر ہو۔ کیونکہ! وہ ذات تو اپنی جانب قصد کرنے والوں سے بالکل بھی دور نہیں۔ اور اہلِ طلب سے گم بھی نہیں۔ اور نہ ہی اہلِ ارادت سے غائب ہے۔

☆ **فناء**۔ معائنہ کے میدان سے نکل کرننا نواں میدان'' فناء '' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **کل شیء ھا لک ا لا وجھہ . لہ الحکم وا لیہ تر جعون** ۔ (ترجمہ) اس کی ذاتِ پاک کے سوا ہر چیز ہلاک ہو جانے والی ہے۔ حکم اسی کا ہے۔ اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ (القرآن ۔ 88:28) فنا سے مراد نیستی ہے۔ اور نیستی دراصل تین چیزوں کے تین چیزوں میں فنا ہونے سے عبارت ہے۔ تلاش کا یافت میں فنا ہو جانا۔ عرفان کا اس میں فنا ہونا کہ! جس کا عرفان ہو چکا ہو۔ دیکھنے کا اس میں فنا ہونا، کہ جسے دیکھ لیا جائے۔

حادث، لایزل وقدیم ذات کے بارے میں کیا جان سکتا ہے۔ جو ذات کہ باقی ہے۔ اس کا فانی سے کیا علاقہ۔ وہ ذاتِ والا صفات، بے استحقاق انسان کے ساتھ کیسے مل سکتی ہے۔ ماسوا جس قدر ہیں۔ وہ تین باتوں پر مبنی ہیں۔

جو چیز نہیں رہی۔ وہ ماضی ہے۔ جو گم ہے۔ وہ حال ہے۔ جس کا علم نہیں۔ وہ مستقبل ہے۔

پس ذاتِ حق تعالیٰ کے سوا دنیا و مافیہا ہر چیز فانی ہے۔ اور ہستی کی شان اسی کو ہی زیبا ہے۔ لہذا ہستی جس قدر ہے۔ وہی ہے۔

نکتے کی تین باتیں :

وہ بارش جو دریا و سمند میں پہنچی۔ سو پہنچ ہی گئی۔ تمام ستارے دن کے وقت ناپید ہو گئے۔ جو اپنی ذات تک پہنچا۔ وہ یقیناً مولائے کل مولائے حق تک بھی پہنچ گیا۔

☆ **بقاء**۔ فناء کے میدان سے نکل کر سوواں میدان '' بقاء '' کا نکلتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **واللہ خیر وا بقیٰ** ۔ (ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر اور دائمًا باقی رہنے والا ہے۔ (القرآن ۔ 73:20) بقاء سے مراد ایک ایسا مقام و مرتبہ کہ جو دائمًا ہو۔ جس کو کبھی فنا نہ ہو۔ کیونکہ! بقاء کے میدان میں صِرف اور صِرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ اور بس۔ کیونکہ!

وہ تمام علائق میں منقطع ہے۔ تمام اسباب میں مضمحل ہے۔ تمام رسوم میں باطل ہے۔ تمام حدود میں میں لاشئے ہے۔ ہر فہم میں فانی ہے۔ جملہ تاریخ میں مہمل ہے۔ تمام اشارات میں ختم ہے۔ تمام عبارات میں مسترد ہے۔ خیر میں زائل ہے۔ بے شک وہ تو حقِ یکتا ہے۔ جبکہ طالبِ حق اپنی ذات کے ساتھ باقی ہے۔

یاد رہے۔ کہ! یہ صد میدان تمام کے تمام عشقِ الٰہی میں سرشار ہو کر قربِ رحمانی میں جا کر ختم ہو جاتے ہیں۔ عشق کا میدان، دوستی کا میدان ہے۔ اور دوستی کا میدان، محبت کا میدان ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **یحبھم و یحبو نھم** ۔ (ترجمہ) ۔ (القرآن ۔) اسی طرح سے ارشادِ ربانی ہے۔ کہ! **قل ان کنتم تحبون اللہ** ۔ (ترجمہ) ۔ (القرآن ۔) لیکن دوستی کے بھی تین میدان ہیں۔ راستی۔ مستی۔ نیستی۔

حق تعالیٰ ھُو کے ساتھ آشنائی سے دوست داری تک ہزار مقامات ہیں۔ اور آگاہی سے دلیری تک ہزار منازل ہیں۔ اور یہ صد میدان ان سب پر محیط ہیں۔ اور ہمیشہ کی طرح صِرف اور صِرف اللہ تعالیٰ ہی سے استعانت طلب کی جاتی ہے۔ تاکہ اُسی ذاتِ باری تعالیٰ کا حقیقی و دائمی قرب حاصل ہو سکے۔ انشاءاللہ العظیم۔

سمجھ دار ہی کرتے ہیں اکثر غلطیاں — کبھی دیکھا ہے پاگل کو عشق کرتے ہوئے

ایک انتہائی اہم ترین مکتوب : (اسرارِ حقیقی)

یہ مکتوب شریف دراصل حضرت شیخ الہند خواجہ خواجگان معین الدین چشتی اجمیریؒ نے اپنے خلیفہء خاص جناب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے حضور ارسال فرمایا تھا۔ جو کہ انتہائی قیمتی و پُر علم ہے۔ اور علمِ لدنی سے لبریز ہے۔ (یاد رہے۔ کہ! اس ذرہء ناچیز عبدالرؤف البلوشی کی جانب سے حضرت نبی مکرم ﷺ اور حضرت عمرِ فاروقؓ کے مابین مکالمات کو شرح اور اشعار کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے۔ اُمید ہے۔ کہ! قارئین ذی اکرام کو یہ اس کمترین (البلوشی کی) شرح پسند آئے گی۔ انشاءاللہ)

(میرے) محبّ ہم راز اہلِ یقین برادرم خواجہ قطب الدین دہلوی! رب العالمین آپ کے ہر کام میں رہنمائی فرمائے۔ (آمین) از جانب فقیر معین الدین چشتی۔

کلمہءطیبہ کی حقیقت : واضح ہو کہ! توحید کے چند نقاط اور ہدایت کے چند رموز و آثار بارگاہِ رسالت مآب آنحضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے خاکسار (حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری) کو بطورِ فیضِ روحانی حاصل ہوئے ہیں۔ جن پر میرا کلی اعتماد اور پورا پورا اعتقاد ہے۔ انہیں گوش و ہوش سے سنو۔

ایک روز کا واقعہ ہے۔ کہ! آنحضرت نبی مکرم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عثمانِ غنیؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت حسن بن علیؓ، حضرت حسین بن علیؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت انسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت خالدؓ، حضرت بلالؓ و دیگر صحابہء کرامؓ سے خطاب فرما کر رموز و اسرارِ حقیقت اور حقائق و دقائقِ معرفت بیان فرما رہے تھے۔ لیکن امیر المؤمنین حضرت عمرِ فاروقؓ اس مجلس شریف میں حاضر نہ تھے۔ ابھی آنحضرت نبی مکرم ﷺ حقیقت و معرفت کے اسرار و رموز بیان ہی فرما رہے تھے۔ کہ! اتنے میں حضرت عمرِ فاروقؓ بھی اس مجلسِ مقدس میں آن حاضر ہوئے۔ پیغمبرِ خدا ﷺ نے اپنی زبانِ مبارک کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ! اے زبان! اَب بس کر دے۔ بعض صحابہء کرامؓ کو تعجب ہوا۔ اور ان کے قلوب میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ! شاید آنحضرت نبی مکرم ﷺ حضرت عمرِ فاروقؓ کو یہ حقائق و معارف بتانا نہیں چاہتے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت عمرِ فاروقؓ اور دیگر بعض مقربینِ بارگاہؓ نے آنحضرت نبی مکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں عرض کی۔ کہ حضور ﷺ! یہ کیا ماجرا ہے؟ آنجناب ﷺ نے حقائق و معارفِ الٰہی دیگر صحابہ کرامؓ کے سامنے بیان فرما دیئے۔ لیکن حضر عمرِ فاروقؓ سے وہ رموز و حقائق آپ ﷺ نے چھپا لئے۔

(تو) جناب سید المرسلین ﷺ نے تمام صحابہء کرامؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ! مَیں نے عمرؓ سے رموز و اسرارِ باطنی کو چھپایا نہیں ہے۔ بلکہ بات یہ ہے۔ کہ! شِیر خوار بچے کو اگر مرغن حلوہ اور گوشت وغیرہ ثقیل غذا کھلائی جائے۔ تو اسے مضر پڑتی ہے۔ لیکن جب بچہ بالغ ہو جاتا ہے۔ تو کھانے پینے کی کوئی چیز اسے نقصان نہیں پہنچاتی۔

آنحضور رسالت مآب ﷺ حضرت عمرِ فاروقؓ کی باطنی استعداد و قابلیت کے موافق اُن سے دیگر اسرار و معرفت بیان فرمانے لگے۔ چنانچہ منزلِ جبروت و لاہوت کے حقائق و دقائق حضرت عمرِ فاروقؓ کو تلقین فرمائے۔ آنحضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! **من عرف الله ۔ لا یقول الله ۔ ومن یقول الله ما عرف الله ۔** (یعنی کہ!) جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہو جاتی ہے۔ اس کو منہ سے ''اللہ اللہ'' کہنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور جو بندہ منہ سے ''اللہ اللہ'' کہتا ہے۔ تو سمجھ لو۔ کہ! ابھی تک اسے معرفتِ الٰہی نصیب نہیں ہوئی۔ (بقولِ شاعر)

خود کو اعتکاف بٹھا خود کے اندر تیرے وجود سے بڑی مسجد ہے کہاں

حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا۔ کہ! یا حضرت ﷺ! یہ کیسی معرفت ہے۔ کہ بندہ اپنے مالک کا نام ہی نہ لے۔ اور اس کی یاد کو ترک کر بیٹھے۔ سرکارِ دوعالم ﷺ نے جواب دیا۔ کہ! ارشادِ خداوندی ہے۔ **و ھو معکم اینما کنتم ۔** (یعنی کہ! جہاں کہیں تم ہو۔ وہیں اللہ تعالیٰ تمھارے ہمراہ موجود ہے) پس اے عمرؓ! جو ہر وقت ہمراہ ہو۔ اور کسی (بھی) وقت نظروں سے اوجھل نہ ہو۔ (تو) اس کا یاد کرنا کیونکر ضروری ہے؟

حضرت عمر فاروقؓ نے (پھر) عرض کیا۔ کہ! اللہ تعالیٰ کہاں ہمارے ہمراہ (ہر وقت موجود) ہے؟

سرکارِ دوعالم ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا۔ کہ! بندہ کے دل میں۔

حضرت عمر فاروقؓ نے (پھر) عرض کیا۔ کہ! بندے کا دل کہاں ہے؟

سرکارِ دوعالم ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا۔ کہ! قالبِ انسان میں۔ لیکن یاد رہے۔ کہ! دل دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک قلبِ مجازی (جبکہ) دوسرا قلبِ حقیقی۔

اے عمرؓ! حقیقی دل وہ ہے۔ جو نہ دائیں جانب ہے (اور) نہ ہی بائیں جانب۔ نہ اوپر کی جانب ہے نہ نیچے کی طرف۔ یہ محض اِن مقربانِ الٰہی کا حصہ (خاصہ) ہے۔ جو حضورِ الٰہی میں ہمیشہ مستغرق رہتے ہیں۔ کیونکہ! مومنِ کامل درحقیقت عرش ہی ہوتا ہے۔ (جیسا کہ فرمان ہے) **قلب المؤ من عرش الله تعالیٰ۔** یہاں پر فقیر (محمد عبدالرؤف بلوچ) عرض گزار ہے۔ کہ! (بقولِ شاعر!)

حدیث دل اگر گویم بصد دفتر نمی گنجد   کمالِ وصفِ دل ہرگز بہ بحر وبر نمی گنجد
بیا اے طالبِ صادق بحالِ خویش خوش بنگر   کہ او در عالمے آمد کے پائے سر نمی گنجد

(کیونکہ! صاحبِ دل کا تو یہ مرتبہ ہے)

دل چو جنبد مے جنباند عرش را   عرش را دل فرش ساز و زیرِ پاء
تُو نمیدانی کہ صاحبِ دل عظیم   عرش را عزت بود از دل دل سلیم

اور یہ قرب وحضوری بجز صحبتِ مرشد کامل کے حاصل نہیں ہوسکتا۔ (بقولِ مولائے رومؒ)

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء   بہتر اَز صد سالہ طاعت بے رِیاء
پیرِ کامل صورتِ ظلِّ علٰے   یعنی دیدِ پیر، دیدِ کبریاء
ہر کہ پیر و ذات را یکجا نہ دید   نے مرید و نے مرید و نے مرید
صد کتاب و صد ورق در نار کن   روئے دل را جانبِ دلدار کن

(بقولِ میاں محمد بخشؒ)

سب کجھ کیتا یار حوالے تن من جان وی تیری   میں کوجھی دا مرشد توں ایں لاج رکھیں ہن میری
مرشد دا احسان میرے تے سار لئے محتاجاں   ایتھے اوتھے دوئیں جہانیں پیر میرے نوں لاجاں
پیر دے ہتھ وچ ہتھ نوں دے کے بھید نہ ولادا کھولیں   جھیڑا کلمہ پیر پڑھاوے اوہی کلمہ بولیں
جنہاں عشق نمازاں پڑھیاں او کدے نہ مَردے   کامل مَرداں دے گھر جا کے ویکھ لے دیوے بَلدے
راہ دے راہ دے ہرکوئی آکھے میں وی آکھاں راہ دے   بن مرشد تینوں راہ نئیں لبھنا مَرویسیں وچ راہ دے
مالی دا کم راکھی کرنا، پھل پکے ہون یا کچے   پیر مریداں دے سر تے رہندے جھوٹے ہون یا سچے

(بقولِ میاں محمد بخشؒ)

ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ مَرداں دے آئی   مَرد نگاہ کرن جس ویلے، مشکل رہے نہ کوئی

اِسی طرح سے حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ اپنے مختلف اشعار وابیات میں مرشد کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ!

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد مَن وچ لائی ہو   نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگے ہرجائی ہو
ہر جا بُوٹی مُشک مچایا جاں پھلن تے آئی ہو   مرشد کامل ہر دم جیوے باہوؒ جیں اے بُوٹی لائی ہو
جو دم غافل سو دم کافر سانوں مرشد ایہہ پڑھایا ہو   سنیا سخن گیاں کھل اکھیں اساں چت مولا دل لایا ہو
نہ میں جوگی ناں میں جنگم ناں میں چِلّہ کمایا ہو   ناں میں بھج مسیتیں وڑیاں ناں تسبی کھڑکایا ہو
جو دم غافل سو دم کافر مرشد ایہہ فرمایا ہو   مرشد سوہنی کیتی باہوؒ پل وچ جا پہنچایا ہو
سینے وچ مقام ہے کیندا سانوں مرشد گل سمجھائی ہو   ایہو ساہ جو آوے جاوے ہور نہیں شئے کائی ہو
جے توں چاہیں وحدت رب دی مَل مرشد دیاں تلیاں ہو   مرشد لطفوں کرے نظارہ گُل تھیون سب کلیاں ہو
اِنہاں کلیاں وچ ہِک لعل ہوسی گُل نازک کل پھلیاں ہو   دو جہاں اِنہاں دے باہوؒ جنہاں سنگ کیتا ڈو ڈلیاں ہو
زاہد روزے نفل نمازاں سجدے کرکر تھکے ہو   سو واری مکے حج گزارن دل دی دوڑ نہ مکے ہو
چِلّے چلئے جنگل بھونا اس گل تھیں نہ پکے ہو   سب مطلب ہو جاندے حاصل باہوؒ جدوں پیر نظر ہِک تکے ہو

(کیونکہ) کامل لوگ اور طالبان (صادق) سوال وجواب نہیں کیا کرتے۔ بلکہ وہ تو ہمیشہ خاموش اور بااَداب رہا کرتے ہیں۔ (ہم دوبارہ مکتوب کی طرف آتے ہیں)

چنانچہ جناب حضرت رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **قلب المؤ من حا ضرة من ذکر الخفی قسو ای ان مقامی ذکر**

الخفی فھو میت ۔ (یعنی کہ! مؤمن کے دل میں ذکرِ خفی ہر وقت موجود رہتا ہے۔ لہذا اسے حیاتِ جاودانی حاصل ہوتی ہے۔ اور مسلم کا دل خفی ذکر سے چونکہ غافل ہوتا ہے۔ اس لئے درحقیقت مردہ شمار ہوتا ہے۔ (بقولِ شاعر!)

دل کہ اَز ہمراز خدا غافل اَست
دل بناید گفت کو مُشتے ِگل اَست

یہ فقیر ذرہ ناچیز عبدالرؤف بلوچ دل (قلبِ ظاہری و باطنی) کے متعلق قارئین کی خدمتِ عالیہ میں کچھ شرح بیان کرنے کا خواستگار ہے۔ قرآنِ کریم کی رُو سے قلب کی کئی اقسام ہیں۔ مگر تین اقسام مشہور ہیں۔ جیسا کہ! **قلب منیب ۔ قلب شہید اور قلبِ سلیم۔**

☆ **قلبِ منیب** : یہ وہ قلب ہے۔ کہ! جس سے خطراتِ روحی اور نیک امور ظاہر ہوں۔ مثلاً تقوٰی، مجاہدہ، عبادت و ریاضت وغیرہ۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **من خشی الرحمان بالغیب وجاء بقلب منیب** ۔ جو رب الرحمان کو بن دیکھے ڈرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونے والا دل لے کر آئے۔ (سورہ ق ۔ آیت نمبر 33)

☆ **قلبِ شہید** : یہ وہ قلب ہے۔ کہ! جس کو عرش اللہ کہا گیا ہے۔ جیسا کہ قلبِ شہید کے متعلق ارشادِ ربانی ہے۔ کہ! **لمن کان له قلب او القی السمع وھو شھید** ۔ ہر اس شخص کے لئے، جس کے پاس دل ہو۔ یا جو توجہ کے ساتھ بات کو سنے۔ (سورہ قٓ ۔ آیت نمبر 37)

☆ **قلبِ سلیم** : یہ وہ قلب ہے۔ کہ! جس میں اللہ تعالیٰ کی محبت سما جائے۔ اور ماسوٰی اللہ سے فارغ ہو جائے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے۔ کہ! **یوم لا ینفع مال ولا بنون . الا من اتی اللہ بقلب سلیم** ۔ مگر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے حضور سلامتی والا دل لے کر آئے گا۔ (سورہ الشعراء۔ آیت نمبر 89) اسی طرح ایک اور جگہ آیا ہے۔ کہ! **اذ جآء ربه بقلبِ سلیم** ۔ جبکہ وہ اپنے پروردگار کے پاس صاف ستھرا دل لے کر آئے۔

اسی طرح قرآنِ مجید نے قلب کے متعلق مزید کچھ اقسام اور تشریحات بیان ہوئی ہیں۔ جیسے کہ! **اغفلنا قلبه ۔ تطمئن القلوب ۔ قلبه وھو الد الخصام ۔ غلیظ القلب ۔ و قلبه مطمئن بالایمان ۔ اغفلنا قلبه عن ذکرنا ۔ فی قلبه مرض ۔ کل قلب متکبر جبار** ۔۔۔ وغیرہا۔

اسی ضمن میں **حضرت ابوالفیض قلندری سہروردی** ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! قلب کے مرتبہ سے توحیدی حضور منکشف ہوتی ہے۔ اور طالبِ صادق کو تو پہلے ہی روز ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ! میری ہستی پہلے کس اہمیت کی حامل تھی۔ اور اَب کیا ہے ؟ اور اس کے مراقبے کے تصور سے علمِ حاضرات معرفتِ توحید میں پہنچ جاتا ہے۔ اور حضرت رسولِ اکرم ﷺ کی مجلس و محفلِ بابرکات میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور پھر زندہ و متوفی مسلمانان و مومنین اور اولیائے اللہ ؒ کی ارواح سے شرفِ ملاقات حاصل کرتا رہتا ہے۔

یاد رہے۔ کہ! مراقبہ کے علمِ حاضرات سے آسمانوں، عرش و کرسی، لوح و قلم اور زمین کے ساتوں طبقات کا تماشا نظر آتا ہے۔ اور پہاڑ کے نیچے سنگِ پارس کے دریافت کرنے کا تصرف بھی حاصل ہوتا ہے۔ بہر حال! قلب کے چار اسماء ہیں۔

قلبِ صنوبری۔ قلبِ خلیل۔ قلبِ نیلوفری۔ قلبِ مدوّر۔

☆ **قلبِ صنو بری** : اس کا رنگ و نور زرد ہے۔ ☆ **قلبِ خلیل** : اس کا رنگ و نور سُرخ ہے۔
☆ **قلبِ نیلو فری** : اس کا رنگ و نور سیاہ ہے۔ ☆ **قلبِ مُدَوّرُ** : اس کا رنگ و نور سبز ہے۔

محققین کے نزدیک مراقبہ کے معنے ایک دوسرے کو ملاحظہ کرنا ہے۔ اور اسی توجہءِ قلبی کو رقیب کی طرف پھیرنا ہے۔ رقیب اسمآئے الٰہیہ میں سے ایک اسمِ رحمانی ہے۔ اور نتیجہءِ مراقبہ یہ ہے۔ کہ! تصورِ محبوب میں ایسا غرق ہو۔ کہ! پھر کسی طرح کی بھی خبر نہ رہے۔ عارفانِ حقیقی فرماتے ہیں۔ کہ! مقصود (یعنی سرّ) اور خاصہ جملہ مراقبات کا یہی ہے۔ جو یہاں بیان کیا گیا ہے۔

☆ **مراقبہء حجاب** : اس مراقبہ کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! خلوت میں (کہ جہاں کوئی دوسرا نہ ہو۔ بلکہ کسی انس و حیوان و طیور کی آواز تک کانوں میں نہ پہنچے) رو بہ قبلہ سیدھا ہو کر اس طرح اپنی نشست رکھے۔ کہ! ریڑھ کی ہڈی میں خم نہ ہو۔ آنکھیں سامنے لگی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا نقش (جیسا کہ! تصورِ اسمِ ذات کا نقش پچھلے ابواب میں اور اسی کتاب کے آخر میں ذکر کیا گیا ہے) اپنے سینے میں تصور و تخیل کرے۔ اور اس دوران شغلِ پاس انفاس کرے۔ اور غیرِ حق کو خیال میں مدخل نہ ہونے دے۔ اس طریق سے اگر کوئی سالک و طالبِ صادق ہفتے وعشرے تک مراقبہ کی بخوبی مشق سرانجام دیتا رہے۔ تو وہ خوش نصیب بزمِ توحید میں اپنے رفیقِ حقیقی (یعنی اللہ تعالیٰ) کے ساتھ اس کی نورانی و عرفانی حضوری میں ہم مجلس ہو جائے گا۔ ان شاءاللہ) بہر حال! ہم دوبارہ مکتوب کی طرف آتے ہیں۔

پھر حضرت عمر فاروق ؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! مومن اور مسلم میں کیا فرق ہے ؟

سرکارِ دو عالم ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا۔ کہ! مومن (درحقیقت) عارفِ الٰہی ہوتا ہے۔ اور عارف میں یہ وصف ہوتا ہے۔ کہ وہ خاموشی

اور غمگینی کی حالت میں رہتا ہے۔ اور مسلم زاہد اور خشک ہوتا ہے۔

اس کے بعد جناب سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مومن وہ نہیں۔ جو مسجد میں جمع ہوتے ہیں۔ اور زبانی طور ''**لا الـــه الا الـلـــه**'' کہتے ہیں۔ اے عمرؓ! ایسے کلمہ گو کوچہءِ حقیقت سے بے بہرہ اور بے خبر ہیں۔ یہ مومن نہیں۔ بلکہ منافق ہیں۔ کیونکہ! زبان سے تو کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار کرتے ہیں۔ لیکن کلمہ کے اصل معنیٰ سے ناواقف ہیں۔ انہیں (تو) خاک بھی پتہ نہیں ہے۔ کہ کلمہ سے اصل مقصود کیا چیز ہے۔ یعنی ''لا الہ الا اللہ'' تو کہہ لیتے ہیں۔ لیکن ان کو کیا خبر کہ! نیست (نفی) سے کیا مراد ہے اور ہَست (اثبات) سے کیا۔ ایسا شکی طور پر کلمہ کہنا شرک ہے۔ اور شرک وشک عین کفر (انکار) ہے۔ ایسے کلمہ گو کافر کہلاتے ہیں۔ کیونکہ! انہیں یہ (تک) نہیں معلوم کہ کلمہ میں کس کی نفی مراد ہے اور کس کا اثبات۔

(اسی ضمن میں ایک اور بات یاد آئی۔ کہ! مملکت پاکستان کے مشہور ومعروف ناول نگار وڈرامہ نگار جناب پروفیسر اشفاق احمد صاحب ''زاویہ والے'' نے مسلم اور مومن کا یہ فرق بتایا ہے۔ کہ! **مسلم وہ ہے۔ جو ''اللہ تعالیٰ کو'' مانتا ہے۔ جبکہ! مومن وہ ہے۔ جو ''اللہ تعالیٰ کی'' مانتا ہے۔**)

حضرت عمر فاروقؓ نے (پھر) عرض کیا۔ کہ! پھر کلمہ طیبہ (**لا اله الا الله محمد رسول الله**) کا اصل مقصد کیا ہے؟

جناب سید المرسلین ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا۔ کہ! کلمہ کے معنی یہ ہیں۔ کہ سوائے ذات وحدہٗ لاشریک کے دنیا میں کوئی (بھی) موجود نہیں۔ اور (آخری نبی امام الانبیاء سید المرسلین) محمد ﷺ (عین) مظہرِ خدا ہیں۔ پس طالبِ مولا کو چاہیئے۔ کہ! اپنے دل میں غیر اللہ کا خیال تک بھی نہ آنے دے۔ اور ذاتِ خداوندی کو ہی ہر جگہ موجود سمجھے۔

(جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے) **فاینما تولوا فثم وجه الله**۔ (یعنی کہ! جس سمت تم دیکھو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ (بقولِ شاعر)

تجلی تیری ذات کی سُو بسُو ہے جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تُو ہی تُو ہے

اسی طرح بجائے قلبی زبان سے لسانی کلمہ کے پڑھنے کے بارے میں حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔ کہ!

زبانی کلمہ ہر کوئی پڑھدا دل دا پڑھدا کوئی ہو
جتھے کلمہ دلوں پڑھیوسے زبان ہِلّے نہ ڈھوئی ہو
دل دا کلمہ عارف پڑھدے کی جانے یار گلوئی ہو
ایہہ کلمہ مینوں پیر پڑھایا باہوؒ میں تدوں سہاگن ہوئی ہو

اے عمرؓ! جب سالک اپنی تمام صفات کو معدوم سمجھے۔ اور صرف ذاتِ الٰہی کو ہی موجود سمجھے۔ اس وقت وہ سالک مرتبہءِ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ اس مرتبہ میں سالک کی حالت **من عرف ربه فقد كل لسانه و قطع ارجله**۔ کا مصداق بن جاتی ہے۔ یعنی جس شخص کو اپنے رب کی معرفت حاصل ہوگئی وہ گونگا اور لنگڑا ہوگیا۔ (بقولِ شاعر)

اسم اللہ ذوق بخشد با وصال بے زبان گوید سخن بس قیل و قال

(بقولِ حضرت سلطان باہوؒ)

عشق جنہاں دا ہڈیں رچیا اوہ رہندے چُپ چُپاتے ہو
لوں لوں دے وچ لکھ زباناں اوہ پھردے گنگے باتے ہو
اوہ کردے وضو اسم اعظم داتے دریا وحدت وچ ناتے ہو
تدوں قبول نمازاں باہوؒ جد یاراں یار پچھاتے ہو

مطلب یہ ہے۔ کہ! عارفِ کامل پر سکوت وسکون کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ کیونکہ! آہ وزاری اور حرکاتِ اضطرابی اسی وقت تک دامن گیر رہتے ہیں۔ جب تک کہ مطلوب (حقیقی) کا وصال حاصل نہیں ہوتا۔ جب طالب کو مطلوب مل جائے۔ تو لازمی امر ہے۔ کہ! جو آہ و فغاں اور جو حرکاتِ مضطربانہ طلب کی حالت میں اسے دامنگیر رہتے ہیں۔ ان سب کا سلسلہ یکسر ختم ہو کر حالت دگرگوں ہو جائے۔ اور بجائے آہ و بکا اور قلق واضطراب کے اسے نہایت دل جمعی کے ساتھ سکوت وسکون حاصل ہو جائے۔ جبھی تو عارفِ کامل صحیح معنوں میں شہنشاہ ہو جاتا ہے۔ اُسے بجز ذاتِ خداوندی کے نہ کسی سے اُمید ہوتی ہے۔ اور نہ ہی کسی کا ڈر۔ اور ایسے ہی لوگوں کے حق میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون**۔ (یعنی کہ! اولیاء اللہ کو نہ کسی کا خوف ہوتا ہے۔ اور نہ ہی کسی کا حزن) عارفِ کامل کی حالت یادِ الٰہی سے بھی گذر جاتی ہے۔ اے عمرؓ! یقین جانو۔ کہ جب تک سالک اپنے دل سے غیر اللہ کے وجود کو نہ نکال دے۔ تب تک

(وہ سالک) ایک قدم بھی عرفان کی منزل پرنہیں رکھ سکتا۔ اور نہ ہی وہ عارفِ کامل بن سکتا ہے۔ کیونکہ ! یادِ الٰہی بھی ایک قسم کی دوئی ہے۔ اور دوئی عارفین کے نزدیک عین کفر ہے۔ یہ ہے کلمہ طیبہ کی حقیقت۔ (بقولِ شاعر)

اہلِ فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے　　　لوحِ مزار پر مری چھاتی پہ سنگ ہے
فارغ ہو بیٹھ فکر سے دونو جہاں کی　　　خطرہ جو ہے سو آئینہ دل پہ زنگ ہے
بقولِ شاعر　بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق　　　عقل ہے محوِ تماشائے لب بام ابھی
بقولِ شاعر　عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولیں ہے عشق　　　عشق نہ ہو تو شرع و دین بتکدہ تصورات

جب تک (سالک و طالبِ صادق) اس حقیقت تک نہ پہنچے۔ اس وقت تک ایک طالب سچا موحد بن ہی نہیں سکتا۔ اور وہ اپنے دعوائے موحدیت میں سراسر دروغ گو ہے۔ (درحقیقت عشقِ الٰہی ہی بندے کو موحد بنا سکتا ہے۔ جیسا کہ بقولِ حضرت سلطان باہوؒ !)

ایمان سلامت ہر کوئی منگے اَتے عشق سلامت کوئی ہو
منگن ایمان شرماون عشقوں میرے دل نوں غیرت ہوئی ہو
جس منزل نوں عشق پُچاوے ایمان نوں خبر نہ کوئی ہو
میرا عشق سلامت رکھیں باہوؒ ایمان نوں دیواں دھروئی ہو

نماز کی حقیقت : (واضح ہو کہ !) نمازِ حقیقی کے متعلق آنحضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ! **لا صلوٰۃ الا بحضور القلب** ۔ (یعنی کہ ! نہیں ہے وہ نماز نماز، مگر حضورِ قلب کے ساتھ) یعنی نمازِ حقیقی ہی سے مومن کامل اور عارفِ الٰہی کو دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ نیز حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ نماز دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک نماز علماء، فقہاء، ظاہری (لوگ) اور زاہدانِ خشک کی۔ جو کہ صرف قول و فعل تک ہی محدود ہوتی ہے۔ اور اس سے وصالِ الٰہی حاصل نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ! اس کی رسائی بھی صرف عالمِ ملکوتِ انسانی تک ہی محدود رہتی ہے۔ (جبکہ) دوسری نماز انبیاءؑ، اولیاء اللہ اور خلفاء (صاحبانِ طریقت) کی۔ جو حضورِ قلب سے ادا کی جاتی ہے۔ (اور) اس کا ثمرہ وصالِ الٰہی ہے۔ اور اس (نماز) کی رسائی عالمِ جبروتِ رحمانی تک ہوتی ہے۔ (بقولِ حضرت سلطان باہوؒ !)

باجھ حضوری نہیں منظوری ، توڑے پڑھن بانگ صلاتاں ہو
روزے نفل نماز گزارن ، توڑے جاگن ساریاں راتاں ہو
باجھوں قلب حضور نہ ہووے ، توڑے کڈھن سَے زکاتاں ہو
باجھ فنا رب حاصل ناہیں باہوؒ ناں تاثیر جماعتاں ہو

اے عمرؓ ! نمازِ حقیقی دراصل یہی رحمانی نماز ہے۔ نہ وہ نماز، جو عوام الناس ظاہری طور پر بلا حضورِ قلب ادا کرتے ہیں۔ (کیونکہ) یہ نماز (محض) نفسانی ہے۔ رحمانی نہیں۔

حضرت نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ ! **من صلی صلوٰۃ طویلۃ فی المسجد و زین البدن بالعمامۃ فی ناظر الخلائق وما کان فی قلب من عجز فھو محجوب ولا صلوٰۃ ولا وصال** ۔ یعنی کہ ! علمائے ظاہر پرست اور صوفیانِ ریاکار خوب جبہ و دستار باندھ کر ظاہری شان و شوکت اور ٹاٹھ باٹھ بنا کر محض ریاء کاری کی نماز پڑھتے ہیں۔ اُن کے نفس مغروری اور خود پسندی کی قصرِ مذلت میں گرے ہوئے ہیں۔ اُن کی نماز بھلا کیا حقیقت رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ لوگ تو نفس کے بندے (نفسانی خواہشات کے غلام) ہیں۔ اور نفسانی آدمی دراصل شیطان بقالبِ انسان ہوتا ہے۔ اور شیطان بالاتفاق کافر و گمراہ ہے۔ پس نتیجہ یہ برآمد ہوا۔ کہ ایسے لوگ درحقیقت گمراہ اور کافر ہیں۔ (فقیر ناچیز عبدالرؤف البلوشی کا اس ضمن میں یہ خیال ہے۔ کہ ! ایسے گمراہ لوگوں کو چاہیئے۔ کہ ! کسی مرشدِ کامل کی صحبت میں رہ کر اپنے دل کو غرور و تکبر اور نفسانیت کے خس و خاشاک سے پاک صاف کریں۔ اور معرفتِ الٰہی سے اسے معمور و آباد بنا دیں۔ تاکہ وہ صحیح معنوں میں انسان سے مسلمان پھر مسلمان سے مومن بن جائیں۔ اور گمراہی سے نکل کر راہِ راست پر آ جائیں۔ جبھی تو اُن کی نماز حقیقت میں نمازِ حقیقی ہو گی۔ اور یہی نماز بارگاہِ الٰہی میں قبولیت کے قابل ہو گی۔ اگر خوش قسمتی سے ایسا حقیقی نمازی ہزاروں لاکھوں میں ایک آدھ بھی مل جائے۔ تو اس کی خدمت و صحبت اکسیرِ احمر سے بدرجہا بہتر و بالاتر ہے)

یہ گمراہ لوگ دراصل بت پرست ہیں۔ اور پھر تعجب ہے۔ کہ ! یہ اپنی بت پرستی پر نازاں بھی ہیں۔ اور وہ لوگ بھی عجیب کور باطن اور نادان ہیں۔ جو ایسے ریاکاروں کو نمازی شمار کرتے ہیں۔ ایسی بے حقیقت (اور بے حضور) نماز کا کیا فائدہ۔ (حدیثِ قدسی) **ا لانبیاء و الاولیاء یصلون فی قلو**

بھم دآئمون ۔ یعنی کہ! انبیاءؑ واولیاء ہمیشہ حضورِ قلب سے نماز پڑھتے ہیں۔ (یعنی حقیقی نماز پڑھتے ہیں)

حضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ! **صلٰوۃ الانبیاء والاولیاء حبس الحواس وعدد الانفاس** ۔ یعنی کہ! انبیاءؑ واولیاء کی نماز درحقیقت وہ نماز ہوتی ہے۔ کہ جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ تو ہر وقت اُن کے حواسِ خمسہ غیر اللہ سے بند ہو جاتے ہیں۔ اور اُن کا ایک ایک سانس یادِ الٰہی میں گذرتا ہے۔ وہ اپنے ایک ایک سانس کا خیال وشمار رکھتے ہیں۔ کہ کہیں غفلت میں نہ گزر جائے۔ یہی لوگ درحقیقت (حقیقی) نمازی ہیں۔

یہاں پر فقیر (محمد عبدالرؤف بلوچ) عرض گزار ہے۔ کہ! دورانِ نماز اور دورانِ کسی عبادت بندہ خود کو ریا سے محفوظ رکھنے اور عبادت میں پختگی کی خاطر حدیثِ نبوی ﷺ درضمن ''احسان'' کو ہمیشہ یاد رکھے۔ حدیث تو کچھ طویل ہے۔ مگر احسان کے بارے میں حدیثِ نبوی ﷺ کا مختصر سا حصہ یہاں بطورِ حصولِ سعادت پیش کیا جاتا ہے۔ قارئینِ کتاب ہٰذا ملاحظہ فرمائیں۔ کہ!

صحیح بخاری شریف، جامع ترمذی شریف، سنن ابنِ ماجہ اور سنن نسائی شریف میں آیا ہے۔ کہ! کسی نے پوچھا۔ کہ! یارسول اللہ ﷺ! احسان کیا ہے؟ (تو) نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! احسان یہ ہے۔ کہ! تم اللہ تعالیٰ کی اس طرح سے عبادت کرو۔ گویا کہ تم اسے (یعنی اللہ تعالیٰ کو) دیکھ رہے ہو۔ ورنہ یہ عقیدہ لازماً رکھو۔ کہ اگر تم اسے (یعنی اللہ تعالیٰ کو) نہیں دیکھتے۔ تو وہ تمھیں ضرور دیکھ رہا ہے۔

اسی طرح سے مسند احمد کی ایک اور حدیث ہے۔ کہ! کسی شخص نے انحضور نبی مکرم ﷺ سے پوچھا۔ کہ احسان کیا ہے؟ فرمایا۔ کہ! تم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کوئی (بھی نیک) عمل اس طرح کرو۔ گویا کہ تم اسے (یعنی اللہ تعالیٰ کو) دیکھ رہے ہو۔ اگر تم یہ تصور نہیں کر سکتے۔ تو کم اَز کم یہی تصور کرلو۔ کہ وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) تو تمھیں دیکھ ہی رہا ہے۔

اسی طرح سے ایک اور انتہائی مشہور ومعروف حدیثِ نبوی ﷺ ہے۔ کہ! **الصلٰوۃ معراج المؤ من** ۔ یعنی نماز تو (درحقیقت) مومن کی معراج ہے۔ سبھی کو معلوم ہی ہے۔ کہ! معراج میں آنحضور نبی مکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار اور ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا۔ یعنی نماز جیسی عبادت مومن کے لئے بمنزلہ معراج ہے۔ کہ! وہ نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر اُس سے ملاقات کرتا ہے۔ اور اُس عظیم المرتبت ذاتِ اقدس کا دیدار حاصل کرتا ہے۔

اے عمرؓ! نمازِ حقیقی رحمانی ہے۔ اسی نماز سے پروردگارِ عالم سے وصال حاصل ہوتا ہے۔ اے عمرؓ! انبیاءؑ واولیاء ہمیشہ ذکرِ خفی میں رہتے ہیں۔ حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ **ذکر اللسان لقلقۃ و ذکر القلب وسو سۃ و ذکر الروح مشاھدۃ و ذکر الخفی دآئما** ۔ یعنی کہ! زبانی ذکر گویا لقلقہ ہے۔ قلبی ذکر ایک قسم کا وسوسہ ہے۔ اور روحانی ذکر مشاہدہ الٰہی کا موجب ہے۔ اور ذکر خفی ہمیشہ ہوا کرتا ہے۔

اے عمرؓ! ذکر خفی اور نمازِ حقیقی ترکِ وجود ہے۔ (جبکہ) عابدوں کی نماز سجدہ سجود پر مبنی ہے۔ (بقولِ شاعر)

نمازِ زاہداں سجدہ سجود اَست　　　　نمازِ عاشقاں ترکِ وجود اَست

روزہ کی حقیقت : اے عمرؓ! روزہءِ حقیقی کی تعریف یہ ہے۔ کہ! انسان اپنے قلب کو تمام دینی ودنیوی خواہشات سے بند رکھے۔ کیونکہ خواہشاتِ دینی (جیسے کہ حصول بہشت وحور وغیرہ) عبد اور معبود کے مابین حجاب (ورکاوٹ) ہیں۔ اُن کے (دل ودماغ) میں ہوتے ہوئے بندہ (یعنی طالبِ صادق وسالکِ حق) اپنے معبودِ حقیقی کا وصال حاصل نہیں کر سکتا۔ اور خواہشاتِ دنیوی (جیسے کہ! خواہشِ جاہ ومال، مقام ومرتبہ یا خواہشاتِ نفسانیہ، نسوانیہ وشہوانیہ وغیرہ) تو سراسر شرک (ہی) ہیں۔

(کیونکہ) غیر اللہ کی طرف فکر وخیال کرنا، قیامت کا خوف، بہشت کی ہوس اور آخرت کی فکر۔۔۔ یہ سب روزہءِ حقیقی کو توڑنے والی چیزیں ہیں۔ روزہءِ حقیقی (تو) تب ہی درست رہ سکتا ہے۔ جبکہ انسان (یعنی طالبِ صادق وسالکِ حق) اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو اپنے دل سے فراموش کردے۔ یعنی غیر اللہ کا (تو) اُسے مطلق علم (ہی) نہ رہے۔ اور ہر قسم کی اُمیدیں اور ہر طرح کا خوف اپنے دل سے نکال ڈالے۔ حضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ! **رغبت عما دون اللہ** ۔ یعنی کہ! اللہ تعالیٰ کے سوا مجھے کسی چیز کا دیدار مطلوب نہیں ہے۔ روزہءِ حقیقی کا افطار (تو) صِرف دیدارِ الٰہی (ہی سے ممکن) ہے۔ (اور) حضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ! **صوموا برؤ یتہٖ وا فطروا برؤ یتہٖ** ۔ یعنی کہ! (اے عمرؓ!) روزہءِ حقیقی کی ابتداء (یعنی سحری) بھی دیدارِ الٰہی سے ہوتی ہے۔ اور انتہاء (یعنی افطار) بھی دیدارِ الٰہی پر ہوگی۔ اے عمرؓ! روزہءِ حقیقی کی ابتداء وانتہاء بخوبی ذہن نشیں کر لینی چاہیئے۔ یعنی جاننا چاہیئے۔ کہ! روزہءِ حقیقی کس چیز سے رکھا جاتا ہے۔ اور کس چیز پر افطار کیا جاتا ہے۔ سو واضح ہو۔ کہ! روزہءِ حقیقی کی ابتداء یہ ہے۔ کہ! انسان بتدریج معرفت الٰہی حاصل کرلے۔ اور اس کی انتہاء (یعنی افطار) یہ ہے کہ! قیامت میں اُسے دیدارِ الٰہی نصیب ہو۔

حضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ **لصآئم فرحتان. فرحۃ الافطار و فرحۃ عند لقاء ربہٖ** ۔ یعنی کہ! روزہ دار کے لئے دو

خوشیاں (فرحتیں) ہیں۔ ایک افطار کی فرحت اور دوسری دیدارِ الٰہی (لقاء) کی فرحت۔ اے عمرؓ! عوام کے روزہ میں پہلے روزہ ہے اور آخر میں افطار۔ لیکن روزہء حقیقی میں اول افطار ہے۔ اور آخر میں روزہ ہے۔ دیکھو مجذوبِ سالک، جو کہ (درحقیقت) خدا رسیدہ ہیں۔ وہ ہمیشہ روزہ دار (یعنی صائم الدہر) رہتے ہیں۔ کسی وقت بھی اُن کا افطار نہیں ہوتا۔ کیونکہ! روزہء حقیقی کے لئے افطار شرط نہیں۔ یعنی واصلانِ الٰہی کے لئے یہ شرط نہیں۔ کہ کبھی روزہ رکھو۔ اور افطار کرو۔ وہ (تو) ہمسیشہ ہی روزہ دار رہتے ہیں۔

اے عمرؓ! تمام لوگ جو روزہ رکھتے ہیں۔ جن میں کھانے پینے اور جماع سے اجتناب کرنا پڑتا ہے۔ یہ حقیقی روزہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ (تو) روزہء مجازی ہے۔ (کیونکہ) فناء کے (تو) معنی ہیں۔ کہ اسرارِ الٰہی اُن کو حاصل نہیں ہوئے۔ وہ (تو) زینتِ ظاہری میں مبتلا ہوئے۔ اور حقیقت سے بے بہرہ۔ لیکن اس مجازی روزہ میں غیر اللہ کا ترک نہیں ہوتا۔ اور تمام خطراتِ نفسانی وانسانی اس میں حائل ہوتے رہتے ہیں۔ (یاد رہے۔ کہ) ایسے روزہ داروں کے قول وفعل سب غیر اللہ ہیں۔ ایسا روزہ (یعنی مجازی) ہرگز ہرگز حقیقی اور رحمانی روزہ نہیں ہوسکتا۔ اس ظاہری ومجازی روزہ سے بجز اُس کے اور کیا فائدہ ہوسکتا ہے۔ کہ انسان روزہ رکھ کر ناداروں اور مفلسوں کی بھوک اور پیاس کا احساس کر سکے۔ اور غریبوں اور مسکینوں کی امداد کر سکے۔ اس کے سوا اس ظاہری روزہ سے اور کیا فائدہ متصور ہوسکتا ہے۔

حضرت نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ! **من لا شیخ له لا دین له ومن لا دین له لا عرفان له ومن لا عرفان له لا حزب له لا انس له ومن لا انس له لا مولیٰ له** ۔ یعنی کہ! جس کا کوئی شیخ نہیں اس کی کوئی دین نہیں ہوتا۔ اور جس کا کوئی دین نہیں وہ عرفانِ الٰہی سے بے بہرہ ہوتا ہے۔ اور جس کو معرفت حاصل نہیں (تو) اُس کو بھلا کیسے کسی صحیح جماعت سے تعلق ہوسکتا ہے۔ اور جس کا کسی صحیح جماعت سے تعلق نہیں۔ اس کا کوئی مونس (یعنی غم خوار) نہیں ہوتا۔ اور جس کا کوئی غمخوار نہیں تو بھلا اس کا کوئی یار دوست کیسے ہوسکتا ہے۔ (ایک اور حدیث ہے۔ کہ!) **ان اولیائی تحت قبآئی لا یعر فھم غیری** ۔ یعنی کہ! میرے اولیاء (دوست) میری قباء کے نیچے ہیں۔ اُن کے مرتبہ کو مَیں ہی جانتا ہوں۔ اور کوئی نہیں جان سکتا۔

اے عمرؓ! سالکانِ غیر مجذوب بجز شیخ (یعنی کامرشد کامل) کی صحبت کے معرفتِ الٰہی حاصل نہیں ہوسکتے۔ اور نہ ہی اصلاحِ باطنی کے بغیر عالمِ جبروت تک اُن کی رسائی ہوسکتی ہے۔ وہ عالم ناسوت وملکوت میں ہی بھٹکتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ شہوت پرست اور طالبِ شہرت ہیں۔

اے عمرؓ! جو علماء، فقہاء اور سالکین غیر مجذوب ہیں۔ اور وہ مرشد کامل کے فیضِ صحبت سے مستفیض نہیں ہوئے۔ وہ جذبہ اسرارِ الٰہی سے بالکل بے خبر ہیں۔ یہ لوگ دنیوی زیب و زینت اور شہوتِ نفسانی کے پیچھے پیچھے مارے پھرتے ہیں۔ گویا کہ وہ (تو) جبہ و دستار اور صوفیائے کبار کے جامہ میں ملبوس ہوتے ہیں۔ لیکن درحقیقت اُن کی اندرونی حالت یہ ہوتی ہے۔ کہ! وہ حرص وہوا دنیوی اور خواہشاتِ نفسانی میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اُن کا مقصود اس جامہء فقیری سے خدا پرستی نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ سراسر طالبِ جاہ ومال ہوتے ہیں۔ اُن کا کلمہ ونماز اور روزہ (بھلا) کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ جو شخص محقق سالکین کے زمرے میں داخل ہوجائے۔ اور معرفتِ الٰہی میں پاہیء کمال تک پہنچ جائے۔ اُس پر فرض ولازم ہوجاتا ہے۔ کہ وہ اپنی ہستی اور خودی کو یکسر مٹادے۔ (بقول شاعر)

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

جو (بھی) لوگ اپنی خودی کو نہیں مٹاتے۔ خواہ وہ صوفیانہ جامہ میں ملبوس (ہی کیوں نہ) ہوں۔ لیکن وہ لوگ قطعاً منزلِ عرفان میں قدم نہیں رکھ سکتے۔ انسان معرفتِ الٰہی کی منزل تک اس وقت پہنچ سکتا ہے۔ جب کہ وہ اپنی ہستی اور خودی کو یکسر فراموش نہ کردے۔ اور محض ذاتِ الٰہی اور اس کا ہر دَم مطلوب ہو۔

زکوٰۃ کی حقیقت : اے عمرؓ! سنو۔ ازروئے شریعت دوسو دینار میں سے پانچ دینار (یعنی سو پر ڈھائی) زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ اور اہلِ طریقت کے نزدیک دوسو دینار میں سے پانچ دینار اپنے پاس رکھنے چاہئیں۔ باقی سب کے سب مدِّ زکوٰۃ میں صَرف کردینے لازم ہیں۔ لیکن یاد رہے۔ کہ! زکوٰۃ آزاد شخص پر تو لازم وفرض ہے۔ مگر غلام پر نہیں۔ جب تک بندہ بندگیء نفس سے نجات نہ پائے۔ اُس وقت تک آزادوں کے زمرے میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اور جب (کوئی شخص) آزاد ہی نہیں ہوا تو اُس پر زکوٰۃ کیونکر فرض ہوسکتی ہے۔ (لہذا) بندہء نفس کو سب سے پہلے بندگیء نفس سے آزادی ونجات حاصل کرنی چاہیئے۔ تا کہ وہ زکوٰۃِ حقیقی ادا کرنے کے قابل بن جائے۔

نیز زکوٰۃ (ہر) عاقل وبالغ پر فرض ہے۔ (لیکن غلام) دیوانہ ونابالغ پر فرض نہیں ہے۔ پس جس شخص پر غفلت ونفسانیت کا بھوت (دیو) سوار ہو۔ اور وہ ہمہ تن نفس وشیطان کے پنجہ میں گرفتار ہو۔ (ایسا شخص) عارفانِ الٰہی کے نزدیک عاقل وبالغ نہیں ہوسکتا۔ بلکہ وہ (تو) ایک نابالغ شیر خوار بچے کی مانند ہے۔ اور اہلِ معرفت کے نزدیک وہ کالعدم سمجھا جاتا ہے۔ اس پر زکوٰۃِ حقیقی کیسے لازم ہوسکتی ہے۔ پس سب سے پہلے یہ لازم ہے۔ کہ بندہء

نفس نفسانیت کی بے شعوری سے نجات حاصل کر لے۔ تا کہ وہ معرفتِ الٰہی کی آزادی اور عقل سے سرفراز ہو کر حقیقی زکٰوۃ ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔

زکٰوۃِ ظاہری، جو شرعًا مالِ دنیوی پر فرض ہوتی ہے۔ اُس میں محض یہ حکمت ہے۔ کہ امیر لوگ زکٰوۃ کے بہانے سے غریبوں اور مفلسوں کی معاونت کر سکیں۔ اور غرباء اپنے خورد و نوش کا انتظام سہولت و آسانی سے کر سکیں۔

اے عمرؓ! بجز عارفانِ الٰہی کے گنجِ حقیقی کی کسی کو خبر نہیں ہے۔ گنجِ حقیقی دراصل سر ربوبیت ہے۔ اور عارفین کے دل میں سر ربوبیت کے گنجینے ہوتے ہیں۔ اِن عرفاء پر فرض ہے۔ کہ! وہ اپنے گنجینہءِ حقیقی سے اسرارِ الٰہی کی زکٰوۃ گمراہوں اور نادانوں کو عطا فرمائیں۔ اور گم گشتگانِ بادیہء ضلالت کی رہنمائی فرمائیں۔ کیونکہ! مستحق کو اُس کا (حق) دینا عین زکٰوۃ ہے۔

ایک ضروری وضاحت : (اس ضمن میں یہ ناچیز ذرہء حقیر عبدالرؤف البلوشی قارئینِ کتاب ''**اسرارِ محبوب**'' کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ! عارفین الٰہیہ زکٰوۃ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ! صاحبِ شریعت، صاحبِ طریقت، صاحبِ معرفت اور صاحبِ حقیقت (گویا کہ) ہر ایک کی ادائیگیءِ زکٰوۃ میں تفاوت پایا جاتا ہے۔ جن کی مختصر مگر جامع تفصیل یہ ہے۔

☆ **صاحبِ شریعت پر لاگو زکٰوۃ کی مقدار** : صاحبانِ شریعت کی زکٰوۃ یہ ہے۔ کہ! صد میں سے ڈھائی کی زکٰوۃ ادا کرے۔ بقایا % 97.5 اپنے پاس رکھے۔ اور فقہ بھی ہمیں زکٰوۃ کے ضمن میں یہی درس دیتا ہے۔

☆ **صاحبِ طریقت پر لاگو زکٰوۃ کی مقدار** : صاحبانِ طریقت کی زکٰوۃ یہ ہے۔ کہ! صد میں سے پچاس فیصد کی زکٰوۃ ادا کرے۔ اور بقایا پچاس فیصدا اپنے پاس رکھے۔ یعنی آدھا حصہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اور آدھا حصہ اپنی ضروریات کے لئے رکھے۔

☆ **صاحبِ معرفت پر لاگو زکٰوۃ کی مقدار** : صاحبانِ معرفت کی زکٰوۃ یہ ہے۔ کہ! صد میں سے **% 79.5** کی زکٰوۃ ادا کرے۔ اور بقایا ڈھائی کو اپنے پاس رکھے۔

☆ **صاحبِ حقیقت پر لاگو زکٰوۃ کی مقدار** : صاحبانِ حقیقت کی زکٰوۃ یہ ہے۔ کہ! صد میں صد ہی کو زکٰوۃ ادا کرے۔ بقایا اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھے۔ اور یہی طریقہ حضرت علی المرتضیٰؓ سے منسوب و منقول ہے۔ کیونکہ وہ قلندرِ اعظمؓ اور امام الاولیاءؓ ہیں۔ اور انہیں کی پیروی و اطاعت کرتے ہوئے تمام اولیائے عظام آج تک بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔

حج کی حقیقت : اے عمرؓ! یقین جانو۔ کہ! خانہءِ کعبہ انسان کا دل ہے۔ چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔ کہ! **قلب الانسان بیت الرحمان** ۔ یعنی کہ! انسان کا دل دراصل رحمان کا گھر (خانہ کعبہ) ہے۔ بلکہ ایک اور جگہ آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ! **قلب المؤمن عرش اللہ** ۔ یعنی کہ! مومن کا دل عرشِ الٰہی ہے۔ (بمصداق آیتِ قرآنی **و فی انفسکم افلا تبصرون** ۔ اے لوگو! مَیں تمھارے اندر ہوں۔ پھر تم مجھے کیوں نہیں دیکھتے) پس چاہیئے۔ کہ! کعبہ (یعنی کعبہءِ دل) کا حج کرنا چاہیئے۔ (بقولِ شاعر)

طوافِ کعبہءِ دل کن اگر دلے داری　　دلے است کعبہءِ اعظم تو گل چہ پنداری
زِعرش و کرسی و لوح و قلم فزوں باشد　　دلے خراب کہ اورا ہیچ نہ شماری

(بقولِ شاعر)　　قلب از نورِ وحدت گشت پیدا　　نہ از مادر و پدر باشد ہویدا
نہ از باد و آتش آب و خاکی　　قلب نوریست قدرت شد زِپاکی

لہذا دل (تو) کعبہءِ معظّمہ سے افضل ہے۔ (بقول مولائے حق مولائے رومؒ)

دل بدست آور کہ حج اکبر اَست　　اَز ہزاراں کعبہ یک دل بہتر اَست
کعبہ بنگاہِ خلیل آذر اَست　　دل گذر گاہِ جلیلِ اکبر اَست
دل کعبہء اعظم اَست بکن خالی اَز بُتاں　　بیت المقدس اَست مکن جائے بتگراں

حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! کعبہءِ دل کا حج کس طرح کرنا چاہیئے۔ آنحضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ انسان کا وجود جو بمنزلہ ایک چار دیواری کے ہے۔ اگر اس چار دیواری میں سے شک و وہم غیر اللہ کا پردہ دور کر دیا جائے۔ تو دل کے صحن میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا جلوہ (صاف طور سے) نظر آئے گا۔ (کیونکہ) حض خانہ کعبہ کا (بھی) یہ مقصد ہے۔ (بقولِ شاعر)

دل کعبہء اعظم اَست بکن خالی اَز بُتاں　　بیت المقدس اَست مکُن جائے دیگراں

نیز ایسا حقیقی حج کرنے سے یہ بھی مقصود ہے۔ کہ انسان اپنی خودی و ہستی کو اس طرح مٹا دے۔ کہ ہستی کا ذرہ بھر بھی باقی نہ رہے۔ حتی کہ ظاہر و

باطن یکساں وپاکیزہ ہوجائے۔ اور دل صفاتِ الٰہی سے متصف ہوجائے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ کہ حضور ﷺ ! اپنی ہستی کو فنا کیوں کر حاصل ہوسکتی ہے۔ (تو) حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! محبوبِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ پر عاشق ہونے سے۔ (کیونکہ) جو شخص عاشقِ الٰہی ہوگیا۔ وہ فناء فی اللہ ہوگیا۔ اور جو فناء فی اللہ ہوگیا۔ وہ ذاتِ حق کا مظہر ہوگیا۔

اس ضمن میں حقیر عبدالرؤف البلوشی عرض پرداز ہے۔ کہ! حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ کے متعلق ایک روایت ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے فرمایا۔ کہ! اے موسیٰؑ ! بنی اسرائیل سے کہہ دو۔ کہ! میرے کسی گھر میں (اُس وقت تک) داخل نہ ہوں۔ مگر اس حالت میں کہ! ان کے قلوب ڈر رہے ہوں۔ آنکھیں جھکی ہوئی، بدن صاف اور نیتیں سچی ہوں۔

پھر حضرت عمر فاروقؓ نے سوال کیا۔ کہ (یا) حضرت ﷺ ! قلب کو بیت الرحمان اور عرشِ الٰہی کیوں قرار دیا گیا ہے ؟

آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے جواب دیا۔ کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **و فی انفسکم افلا تبصرون**۔ یعنی کہ! (اے لوگو!) میں تمھارے اندر ہوں۔ پھر تم لوگ مجھے کیوں نہیں دیکھتے۔ اے عمرؓ ! رہنے کی جگہ کو گھر کہتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ قلب میں رہتا ہے۔ لہذا دل خانہء خدا اور عرشِ الٰہی قرار دیا گیا۔

پھر حضرت عمر فاروقؓ نے سوال کیا۔ کہ! یا رسول اللہ ﷺ ! اس خاک کے پتلے میں بولنے والا، سننے والا، جاننے والا اور دیکھنے والا کون ہے ؟ اور کیسا ہے ؟

آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا۔ کہ! وہی (اللہ تعالیٰ) بولنے والا ہے۔ وہی (اللہ تعالیٰ) سننے والا ہے۔ وہی (اللہ تعالیٰ) دیکھنے والا ہے۔

پھر حضرت عمر فاروقؓ نے سوال کیا۔ کہ! یارسول اللہ ﷺ ! ذاتِ خاص حضرت چہ باشد ؟

آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا۔ کہ! **انا احمد بلا میم**۔ یعنی کہ! مَیں (درحقیقت) احمد ہوں بنا میم کے۔

پھر حضرت عمر فاروقؓ نے سوال کیا۔ کہ! یارسول اللہ ﷺ ! کعبہء دل کا حج کون ادا کرتا ہے ؟

آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا۔ کہ! خود ذاتِ خداوندی۔ یعنی جب بندہ (اپنی ذات سے) بندگیء نفس کا پردہ دور کردیتا ہے۔ اور عبد و معبود کے مابین کوئی پردہ باقی نہیں رہتا۔ تو وہ (خوش نصیب شخص) صفاتِ الٰہی سے متصف ہوجاتا ہے۔ اور اس کے دل میں ذاتِ الٰہی کے اوصاف سمائے ہوئے ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بندے کے دل میں سمانا ہی کعبہء دل کا حج (حج حقیقی) ہے۔

پھر حضرت عمر فاروقؓ نے سوال کیا۔ کہ! یارسول اللہ ﷺ ! جب سب کچھ اسی ذاتِ مقدسہ کا ظہور ہے۔ تو پھر یہ رہنمائی کس کو اور کیوں کر ہے ؟

آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا۔ کہ! وہ خود ہی رہنما ہے۔ اور خود اپنی ہی رہنمائی کرتا ہے۔

پھر حضرت عمر فاروقؓ نے سوال کیا۔ کہ! یارسول اللہ ﷺ ! پھر یہ گونا گون نقش و نگار کیوں ہیں ؟

آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا۔ کہ! رہنمائی کی مثال سوداگر کی سی ہے۔ کہ جس چیز کا کوئی گاہک ہو۔ سوداگر اس کو وہی چیز دیتا ہے۔ گیہوں کے خریدار کو جَو ہرگز نہیں دیئے جاتے۔ اور نہ ہی جَو کے خریدار کو گیہوں دیئے جاتے ہیں۔

اے عمرؓ ! پیغمبروں کی مثال ایسی ہے۔ جیسے اطباء یعنی جس طرح طبیب (کسی) مریض کی طبیعت اور مرض کے موافق دوا دیتا ہے۔ اور اسی موافق طبع دواء کے اس مریض کو شفاء حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح پیغمبر بھی روحانی ایمانداروں کو ان کی باطنی استعداد اور روحانی امراض کے موافق دوائے معرفت عطا فرماتے ہیں۔ جس کی بدولت مریض روحانی شفائے کلی پاکر عارفِ الٰہی بن جاتا ہے۔

اے عمرؓ ! سالکانِ طریقت چار گروہوں میں منقسم ہیں۔ اور ان چار گروہوں میں بلحاظِ مراتب واستعداد باطنی زمین وآسمان کا فرق ہے۔

☆ پہلا گروہ عوام العالم میں عام مسلمانوں کا ہے۔ یہ لوگ اربابِ ظاہر کہلاتے ہیں۔ اور راہِ شریعت پر چلنے والے ہیں۔ عشقِ الٰہی کی چار سیڑھیوں میں سے پہلی سیڑھی پر اہلِ شرع گامزن ہوتے ہیں۔ لیکن اگر اسی سیڑھی پر رہیں۔ (اور) اگلی سیڑھیوں پر چلنے کی سعی نہ کریں۔ حتی کہ ان کی عمریں ختم ہوجائیں۔ تو یہ لوگ دین ودنیا سے محروم اور ظاہر پرست ہوکر مرجاتے ہیں۔ یہ گروہ اہلِ شریعت کا کہلاتا ہے۔ (بقولِ شاعر)

نہ ہی خدا ملا نہ وصالِ صنم　　　نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

☆ دوسرا گروہ عوام الخاص کا ہے۔ ان لوگوں میں دو پہلو پائے جاتے ہیں۔ عوام کا بھی اور خواص کا بھی۔ یہ گروہ روحانیت کی طرف متوجہ تو ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ باطنی رموز سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ کبھی دنیا کے طالب ہوتے ہیں۔ لہذا ان کی باطنی آنکھیں نورِ باطنی سے مکمل طور پر منور نہیں ہوتیں۔ اس گروہ کو اہلِ طریقت کہا جاتا ہے۔ ☆ تیسرا گروہ اہلِ معرفت کا ہے۔ ☆ چوتھا گروہ اہلِ حقیقت کا ہے۔

(بندہ ءناچیز عبدالرؤف البلوشی قارئین کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ ان چاروں گروہوں کا کچھ ذکر پیچھے گزر چکا ہے۔ اور مزید کچھ ذکر آگے بھی آرہا ہے۔ تاکہ سالکین وطالبینِ حق کی تشنگی کا درماں ہوسکے۔ انشاءاللہ تعالیٰ)

اے عمرؓ! ہدایت ورہنمائی طالب کی استعداد اور جنس کے موافق ہوا کرتی ہے۔ یہ اسرارِ الٰہی کی نعمتِ عظمیٰ' نا اہل عوام الناس کو نہیں دی جاتی۔ کیونکہ ان کو ایسی نعمت دے دینا اس نعمت کی ناقدرشناسی ہے۔ نیز چونکہ وہ اس نعمت کے متحمل (بھی) نہیں ہوسکتے۔ لہٰذا اُن کے گمراہ ہونے کا اندیشہ ہے۔

پھر حضرت عمر فاروقؓ نے سوال کیا۔ کہ! یارسول اللہ ﷺ! ذاتِ رحمان کیا ہے؟ اور دیگر اشیاء کیا ہیں؟

آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا۔ کہ! تمام اشیاء مظہرِ خدا ہیں۔ درحقیقت سب ایک ہی ہیں۔ ظہور کی صفات مختلف ہیں۔ جیسا کہ مطلب ایک (ہی) ہوتا ہے۔ اور اُس کو مختلف عبارتوں سے ادا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ذات صِرف ایک ہی ہے۔ لیکن اُس کے ظاہر مختلف ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے۔ کہ! **ان اللہ علیٰ کل شیء محیط** ۔ یعنی کہ! بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط کیئے ہوئے ہے۔ لیکن انسان کو دیگر جمیع مخلوقات پر شرف وبزرگی حاصل ہے۔ **ان اللہ خلق ادم علیٰ صورتہٖ**۔ یعنی کہ! اللہ تعالیٰ نے آدم (یعنی مخلوقِ انسانی) کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔

پھر حضرت عمر فاروقؓ نے سوال کیا۔ کہ! یارسول اللہ ﷺ! جب انسان اشرف المخلوقات ٹھہرا۔ تو پھر اُس میں خاص وعام اور کافر ومسلمان ہونے کا کیا باعث؟

آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا۔ کہ! ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **فضلنا بعضھم علیٰ بعض** ۔ یعنی کہ! ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ نیز ارشاد فرمایا۔ **کل نفس ذائقة الموت** ۔ یعنی کہ! ہر نفس (جاندار مخلوقات) نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔ موت دراصل اس حدیث کی مصداق ہونی چاہیئے۔ **الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب** ۔ یعنی کہ! موت ایک پُل ہے۔ جس کو طالبِ مولیٰ اپنے حبیبِ حقیقی کی طرف عبور کرکے واصلِ الٰہی ہوجاتا ہے۔

اے عمرؓ! پنج بنائے اسلام کی حقیقت جو مومنیت کا درجہ ہے۔ جو مفصل بیان کردیا ہے۔ فی الحال تمھارے لئے کافی ہے۔ جب تم اس سے آگے انتہائے کمال کی جانب بڑھنا چاہوگے۔ تو جمیع اسرار وصفات خود تمھارے اندر موجود ہیں۔ کیونکہ! **من عرف نفسہ فقد عرف ربہ** ۔ یعنی کہ! جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ اُس نے (درحقیقت) اپنے رب کو پہچان لیا۔

اے میرے ہمراز خواجہ قطب الدینؒ! یہ نکات پوشیدہ اور رازِ مخفی تھے۔ جو حضور سرورِ کائنات ﷺ نے اپنے خلیفہء ہم اسرار حضرت عمر فاروقؓ کو تعلیم فرمائے تھے۔ تم کو لکھ دیئے ہیں۔ ہمیں اُمید ہے۔ کہ! تم ان نکات پر اعتبار واقرار کروگے۔ ہمیں کج فہم یعنی علمائے ظاہری سے کوئی سروکار نہیں۔ ان کا علاج (تو) اللہ تعالیٰ ہی کرسکتا ہے۔ کیونکہ! سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے۔ (بقول) **لا تتحرک ذرة الا باذن اللہ**۔ یعنی کہ! اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ایک ذرہ بھی حرکت نہیں کرسکتا۔ یہی ہر مسلمان کا اعتقاد ہے۔ اور اسی پر پرا ایمان ہے۔ **و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و الہ و اصحابہ و اھل بیتہ و ازواجہ و ذریتہٖ اجمعین برحمتک یارحم الراحمین**۔ آمین۔

علومِ آخرت کا فلسفہ :(طہارت، نماز، روزہ اورحج)

یہ کمترین (عبدالرؤف البلوشی) علوم آخرت کے ضمن میں عرض گزار ہے۔ ادراکِ توحید کے وقوف وادراک کے ساتھ ساتھ ذیل میں دیئے گئے چھ اصول (امور) کو بھی لازمی جانے۔ جو کہ میرے نزدیک راز ہیں۔

☆ **اصلِ اول** "طہارت کے رازوں میں سے : بزرگوں نے فرمایا ہے۔ کہ! طہارت کے چار مراتب ہیں۔

اول یہ کہ ظاہر کو پلیدیوں سے پاک کرنا اور رفع ءحدث یعنی وضو کرنا۔ اس قسم کی طہارت عام لوگوں کی طہارت ہے۔

دوئم یہ کہ! اعضاء کو معصیت کے امور سے باز رکھنا۔ اس قسم کی طہارت خاص لوگوں کی طہارت ہے۔

سوئم یہ کہ! قلب کو بری عادتوں اور ناشائستہ افعال (جیسے غرور، تکبر، کینہ، حسد، غضب، شہوت، غصہ اور غیبت وغیرہ) سے پاک کر دینا۔ اس قسم کی طہارت خاص الخاص لوگوں کی طہارت ہے۔

چہارم یہ کہ! دل کو غیر اللہ سے یکسر خالی کردینا۔ (کیونکہ! دل میں جس قدر غیر اللہ کا تصور وتخیل یا اُس سے اُمید وابستہ ہوگی۔ اُسی قدر بندہ ذِکرِ الٰہی سے دور رہے گا) اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ! **قل اللہ ثم ذرھم** ۔ (ترجمہ) کہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ (سورہ انعام۔ آیت نمبر 91) اور اس قسم کی طہارت اعلیٰ درجہ ومقام کے خاص الخاص لوگوں کی طہارت ہے۔

☆ **اصلِ دوئم** "قرآنِ پاک پڑھنے کے رازوں میں سے : قرآن شریف چونکہ اللہ تعالیٰ کا اور اُس کے حبیب ترین پیغمبر

ﷺ کا مشترکہ معجزہ ہے۔ لہذا اس کے پڑھنے کے ویسے تو آداب کثیر ولاتعداد ہوں گے۔ لیکن یہاں پر فقط دس آداب پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

☆ اول یہ کہ! قرآنِ حکیم کو پاک وصاف اور باوضو حالت میں چھوا جائے۔

☆ دوئم یہ کہ! قرآنِ حکیم کو پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کے کلام کی عزت وعظمت کو جاننے اور پہچانے۔ کیونکہ! کلامِ الٰہی لفظوں، جملوں اور عبارتوں میں دیگر جمیع کلاموں سے بہت فصیح وبلیغ اور موجب خیر وبرکت ہے۔ اور معنوں میں اُن سب سے زیادہ کامل ہے۔ جس کا کوئی ثانی نہیں۔

☆ سوئم یہ کہ! قرآنِ حکیم کو پڑھتے یا چھوتے وقت اس کلام کے کرنے والے یعنی اللہ تعالیٰ کی عزت وعظمت اور جلال وجمال اور کبریائی کو اپنے دل ودماغ اور تصور وتخیل میں مقدم، مقدس اور بہت ہی عظیم سمجھے اور جانے۔

☆ چہارم یہ کہ! قرآنِ حکیم کو حضورِ قلب سے پڑھے۔ اور پڑھتے وقت دیگر تمام تخیلات وتوجہات اور تصورات سے عدم دھیان رکھے۔

☆ پنجم یہ کہ! قرآنِ حکیم کے معانی ومفاہیم اور اُن کے اسرار ورموز میں غور وفکر کرے۔

☆ ششم یہ کہ! قرآنِ حکیم کی ہر ایک آیت کا مقام ومرتبہ وجہءِ نزول اور شانِ نزول کو جاننے کی سعی کرے۔ یعنی آیاتِ ذات وصفات، آیاتِ افعال اور آیاتِ احکامات ومتشابہات کو علیحدہ علیحدہ معلوم کرنے کی کوشش کرے۔

☆ **اصلِ سوئم** ''**زکوٰۃ کے رازوں میں سے** : وہ شرائط کہ ادائے زکوٰۃ کے لئے علمِ فقہ میں بیان کی گئی ہیں۔ جب پوری کی جائیں۔ تو ہی زکوٰۃ کا فائدہ ہوتا ہے۔ یاد رہے۔ کہ! زکوٰۃ کا فائدہ یا تو دینے والے کو معلوم ہوتا ہے۔ یا پھر لینے والے کو۔ کیونکہ! زکوٰۃ دینے والے کو تو یہ فائدہ ہوتا ہے۔ کہ! اُس کا مال پاک ہو جاتا ہے۔ اور اُس مال میں مزید خیر وبرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ اب چونکہ! مال ومتاع اور دنیا سے محبت ہی جملہ گناہوں کی اصل اور جڑ ہے۔ چنانچہ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ! **حب الدنیا رأس کل خطیئة** ۔ دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔ (الحدیث) اسی لئے جب کوئی شخص اپنے ہی مال سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔ تو گویا کہ جس مال سے اُسے محبت تھی۔ اس سے قطع تعلق اور قطع محبت کرتا ہے۔ تو یہی زکوٰۃ شدہ مال آخرت میں اُس شخص کے لئے سببِ نجاتِ نارِ جہنم بن جاتا ہے۔ اسی طرح سے زکوٰۃ لینے والے کو یہ فائدہ ہوتا ہے۔ کہ! اُس کی حاجات اور ضروریات بغیر کسی کش مکش، محنت ومشقت اور رنج وغم کے حل ہو جاتی ہیں۔ بلکہ! یہاں تک کہ اُس کے حالات کافی حد تک سنور جاتے ہیں۔ اور زکوٰۃ لینے والے کو زکوٰۃ دینے والے سے محبت واُنسیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایک غریب شخص کئی اقسام کے شر اور فتنوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ! غربت وافلاس کی وجہ سے لوگوں کی عزت وآبرو بھی کٹھرے میں رہتی ہے۔ جیسا کہ! ایک مشہور ومعروف قول ہے۔ کہ! جب روٹی کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ تو عورت کی عزت کوڑے داموں بکنا شروع ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ! آج نشہ، زنا اور دیگر عوامل بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے معاشرے میں کثیر بگاڑ پیدا ہو گیا ہے۔ مزید برآں یہ کہ! اگر زکوٰۃ دینے والے کے دل میں اخلاص ہو۔ اور قطعاً ریا کا شائبہ نہ ہو۔ تو اُس کی وجہ سے معاشرت میں ایک عجیب سا سنوار پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اُسے واقعتاً دلی اطمینان میسر ہوتا ہے۔

☆ **اصلِ چہارم** ''**روزہ کے رازوں میں سے** : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ کہ! **الصوم لی وانا اجزی بہٖ** ۔ (ترجمہ) روزہ میرے لئے ہے۔ اور مَیں ہی اس کی جزا دوں گا۔ (یاد رہے۔ کہ!) اللہ تعالیٰ کا روزے کو اپنی طرف منسوب کرنا چار باتوں کی وجہ سے ہے۔ ایک تو یہ کہ! روزہ ایسی عبادت ہے۔ کہ اس پر اللہ تعالیٰ اور روزہ دار کے علاوہ تیسرا کوئی باخبر نہیں ہوتا۔ تو جب روزہ رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اطلاع نہیں ہوتی۔ تو یہ عبادت بھی خالصتاً اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہوتی ہے۔ جبکہ دوسری بات یا دوسرا فائدہ روزہ رکھنے کا یہ ہے۔ کہ! بھوکے رہنے سے انسان کی کچھ قوتیں دَم توڑ جاتی ہیں۔ جیسے کہ! شہوانی ونفسانی خواہشات، غیض وغضب، شیطانی وساوس وخیالات وغیرہا۔ روزہ کے ذریعے انسان یقینی طور پر شیطان پر بھی غلبہ وقابو پا لیتا ہے۔ تیری وجہ وفائدہ یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ! روزہ انسان میں تقوٰی پیدا کرنے اور نیک امور کی جانب گامزن کرنے میں یقینی طور پر معاون ومددگار رہتا ہے۔ چوتھی اور آخری وجہ وفائدہ یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ! روزہ دار جب روزہ رکھتا ہے۔ تو اسے اُن غریب ونادار اور مفلس لوگوں کی دل جوئی اور مدد کا بھی خیال آتا ہے۔ جو کہ بھوک وافلاس میں گھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور جن کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار ودوسرا نہیں ہوتا۔

☆ **اصلِ پنجم** ''**حج کے رازوں میں سے** : دنیا میں دو حقیقتیں کبھی بھی نہیں بدل سکتیں۔ پہلی حقیقت وہ ہے۔ کہ! جس کا انکار کوئی بھی غیر مسلم یا لادین نہیں کر سکتا۔ وہ یہ ہے۔ کہ! **کل نفس ذائقة الموت** ۔ (ترجمہ) اور بالآخر ہر نفس (یعنی ہر جاندار) نے موت کا مزہ (ضرور بالضرور) چکھنا ہے۔ جبکہ دوسری حقیقت، جو کہ ہر مسلمان کا عقیدہ اور یقین بھی ہے۔ **قل ھو اللہ احد . اللہ الصمد . لم یلد ولم**

یو لد . ولم یکن له کفوا احد ۔ (ترجمہ) کہہ دو۔ کہ! اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا۔ اور نہ ہی وہ کسی کی اولاد ہے۔ اور اُس کے جوڑ (برابری) کا کوئی بھی نہیں۔ (سورہ اخلاص) بہرحال! موت سے کوئی مفر نہیں۔ جب ہر شخص کو ایک نہ ایک دن یہ فانی دنیا چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ معظّمہ ومقدسہ میں اُن کے حضور چلے ہی جانا ہے۔ اور وہاں پر جا کر اپنے تمام نیک و بد امور کا حساب دینا ہی ہے۔ تو منا سب ہے۔ کہ! تھوڑا بہت اسی دنیا ہی میں ان دو باتوں سے وقوف وادراک حاصل کر کے خوگر ہو جائے۔ کہ کچھ مال وزر اکٹھا کرے۔ اور حج کرنے چلا جائے۔ تا کہ دنیائے فانی سے رحلت کر کے دربارِ شہنشاہی میں میں اُس کے لئے حاضر ہونا دشوار ومشکل نہ ہو۔ اس کا طریق یہ ہے۔ کہ! آدمی گھر سے نکل کر لذت وآرام اور گھر جیسے قرار وسکون کے اسباب کو ترک کردے۔ اور سفر کی محنت ومشقت اور تکلیف کو اختیار کر کے ایسے گھر میں جا پہنچے۔ کہ! جس کو اللہ تعالیٰ نے وہ رفعت، عظمت اور جلال عطا فرمایا ہے۔ کہ! جس کی مثل دنیا میں کہیں پر بھی موجود نہیں ہے۔ اور جس اللہ تعالیٰ نے اپنا گھر کہہ کر عزت وفضیلت بخشی ہے۔ اس طریق سے دنیا کی مفارقت اس پر آسان ہو جائے گی۔ اور بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہونا اور خوف وطمع رکھنا چنداں دشوار ومشکل نظر نہیں آئے گا۔ (ان شاءاللہ) کیونکہ! یہ باتیں دنیا میں حج کی باتوں سے بعینہٖ مشابہ ہیں۔

شب بیداری سے محروم کا معمولی سبب:

جناب حضرت سیدنا شیخ ابو طالب مکیؒ اپنی مشہور زمانہ تالیف قوت القلوب میں فرماتے ہیں۔ کہ حضرت سیدنا سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ ایک گُناہ کی وجہ سے میں پانچ مہینوں تک قیامِ شب سے محروم رہا عرض کی گئی وہ گناہ کیا تھا؟ ارشاد فرمایا۔ میں نے ایک شخص کو روتے ہوئے دیکھا تو اپنے دل میں کہا یہ (یعنی اس شخص کا رونا) ریاکاری ودکھاوا ہے۔

قیام شب پر معاونت کے اسباب:

جناب حضرت سیدنا شیخ ابو طالب مکیؒ اپنی مشہور زمانہ تالیف قوت القلوب میں فرماتے ہیں کہ قیام شب پر تین چیزوں (اعمال) سے استعانت لی جاسکتی ہے۔ ☆ حلال کھانا ☆ توبہ پر استقامت (چاہے گناہ نہ بھی کیا ہو) ☆ وعید کے خوف کا غم یا پھر جس ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی امید کی طرف رُغبت (شوق)۔ اور قیام شب نہ کرنے کے بھی تین نقصانات ہیں۔

☆ شبے والی اشیاء کھانا ☆ گناہوں پر اصرار کرنا ☆ دل پر دنیاوی مُحبت کا غالب ہوجانا۔

☆ **نگہداشتِ لقمہ** : شرطِ دہم یہ ہے۔ کہ! سالک بلکہ ہر مسلمان کو چاہیئے۔ کہ! حلال وطیب لقمہ خود بھی کھائے اور اپنے اہلِ خانہ کو بھی کھلائے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ کہ! **یا یھا الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیبا** ۔ (ترجمہ) اے لوگو! جو حلال پاکیزہ چیزیں ہیں۔ وہ کھاؤ۔ (سورہ بقرہ۔ 168) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ! عبادت کے دس اجزاء ہیں۔ نو اجزاء رزقِ حلال کی تلاش کرنا ہے۔ اور باقی تمام عبادات ایک جزو ہیں۔ (حدیث نبوی ﷺ) رزقِ حلال یہ ہے۔ کہ! اسے کماتے وقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو۔ جبکہ طیب یہ ہے۔ کہ! اسے کھاتے وقت طاعت وعبادت بجالانے کی قوت حاصل کرنے کی نیت سے کھایا جائے۔ یادرہے۔ کہ! جب رزق حلال وطیب نہ ہو تو فضول خرچی سے اجتناب کرے۔ (بقول شاعر)

گرچہ خدا گفت کلوا واشربوا ازپے آں گفت ولا تسرفوا

لقمہ حلال کھانے سے پہلے تسمیہ (**بسم اللہ** ۔۔۔) ضرور پڑھنی چاہیئے۔ جب بھی کچھ کھائے۔ تو ذکر الٰہی (یعنی کہ حضور وآگاہی) سے کھائے۔ اگر غفلت سے کھائے۔ تو ایسے ہے۔ جیسے وہ ذبیحہ کو بغیر **بسم اللہ** ۔۔۔ کھا رہا ہے۔ (جیسا کہ ارشاد رحمانی ہے۔ کہ!) **ولا تا کلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ** ۔ (ترجمہ) اور نہ کھاؤ اس سے جو، نہیں لیا گیا اللہ تعالیٰ کا نام اس پر۔ (سورہ انعام۔ 121) اس آیت کا ظاہری تقاضا یہی ہے۔ لہٰذا جب بھی کھائے تو غافلین کا ہم پیالہ وہم نوالہ ہو کر نہ کھائے۔ (بہرحال) خوش قسمت ہیں وہ لوگ، کہ جن کو حلال رزق میسر ہو رہا ہے۔ کھانا پکانے والا بحالت وضو ہو۔ اور کھانا پکانے کے دوران پکانے والا ذکر الٰہی میں محو ومشغول ہو۔ تا کہ کھانا غفلت اور ظلمت کا سبب نہ بنے۔ اسی ضمن میں ایک حکایت ہے۔ کہ! ایک روز حضرت خضر نبیؑ عارفِ ربانی حضرت عبدالخالق غجدوانیؒ کے ہاں تشریف لائے۔

دسترخوان بچھایا گیا۔ مگر حضرت خضر نبیؑ نے کھانا تناول نہ فرمایا۔ اور فرمانے لگے۔ کہ! جس نے آٹا گوندھا ہے۔ وہ بے طہارت تھا۔ لہٰذا یہ لقمہ ہمارے کھانے کے قابل نہیں ہے۔ بہرحال! اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو حلال اور طیب رزق عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین۔

چھوٹی سی نیکی کی وجہ سے جنت میں گھومنے والا خوش نصیب :

صحیح مسلم شریف میں آنحضور ﷺ کا فرمانِ عالی شان آیا ہے۔ کہ! مَیں نے ایک شخص کو جنت میں گھومتے ہوئے دیکھا۔ کہ جدھر چاہتا ہے۔ نکل جاتا ہے۔ کیوں کہ اس نے ایک ایسے درخت کو راستے سے کاٹ دیا تھا۔ جو کہ لوگوں کو تکلیف دیتا تھا۔

چار پُر حکمت باتیں :

حضرت قدوۃ الانام زینتُ المفسرین ومحدثین جناب جلال الدین عبدالرحمٰن الشافعی السیوطیؒ اپنی یگانہ روزگار کتاب **کتاب الرحمۃ فی الطب والحکمۃ** میں رقم طراز ہیں کہ احنف بن قیس کا قول ہے کہ حُکماء نے علم وحکمت کے متعلق چار ہزار پُر حکمت باتیں مُنتخب کیں۔ پھر ان چار ہزار میں سے چار سو باتوں کو چھانٹا۔ پھر اِن چار سو میں سے چالیس کا انتخاب کیا۔ اور پھر اِن چالیس میں سے فقط چار باتوں کا استخراج کیا۔ (گویا کہ دریا کوزے میں بند کر دیا)۔

☆ عورتوں پر اعتبار نہ کرو۔ ☆ معدہ پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو۔

☆ کثرتِ مال پر (فخر کرتے ہوئے) مغرور نہ ہو جاؤ۔ ☆ اِتنا علم کافی ہے۔ جو نفع دے سکے۔

اس ضمن میں میرے شیخِ طریقت جناب پیر سید محبوب علی شاہؒ نے ایک اور بات کا بھی اضافہ فرمایا۔ یعنی تقوی۔

ایک سوال کے دس جوابات : (علمِ تصوف کے باریک نقاط)

حضرت یونس ایمرے (مشہور ترکی شاعر) کے پیر و مرشد حضرت شیخ تاپتک آفندیؒ نے فرمایا۔ کہ! سلطان ابراہیم بن ادھمؒ سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا۔ کہ! اگر ہم اصرار کے ساتھ بھی دعا کرتے ہیں۔ تو ہماری دُعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں؟ تو آپؒ نے جواب دیا۔ کہ! ہم جو لطف وکرم سے محروم ہیں۔ اس کا سبب کیا ہے بھلا؟

تو آپؒ نے فرمایا۔ کہ! دس اسباب ہیں۔ جو کہ عدمِ قبولیت کا سبب ہیں۔

نمبر 1۔ تم کہتے ہو۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کو جانتے ہو۔ مگر اس کے احکامات پر عمل نہیں کرتے۔

نمبر 2۔ تم قرآنِ کریم تو پڑھتے ہو۔ مگر اس کے مطابق زندگی بسر نہیں کرتے۔

نمبر 3۔ تم حضرت نبی مکرم ﷺ سے محبت کا دعوٰی تو کرتے ہو۔ مگر اُنہیں رہبر مان کر اُن ﷺ کی پیروی نہیں کرتے۔

نمبر 4۔ تم شیطان کو اپنا دشمن تو سمجھتے ہو۔ مگر پھر بھی اُسی کے دوست بنے ہوئے ہو۔

نمبر 5۔ تم جنت میں جانے کی آرزو تو کرتے ہو۔ مگر اس کے لائق بننے کی کوشش نہیں کرتے۔

نمبر 6۔ تم جہنم سے ڈرنے کی باتیں تو کرتے ہو۔ مگر عمل وہ کرتے ہو۔ جو تمھیں اس (جہنم) کے قریب لے جائے۔

نمبر 7۔ تم موت کو حق تو کہتے ہو۔ مگر اس حق تک پہنچنے کے لئے تیاری بالکل نہیں کرتے۔

نمبر 8۔ تمھیں اور لوگوں کے عیوب تو نظر آتے ہیں۔ جبکہ اپنے عیوب پر تمھاری نظریں نہیں جاتیں۔

نمبر 9۔ تم اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کے خواہش مند تو ہو۔ مگر اِن کا شکر ادا نہیں کرتے۔

نمبر 10۔ تم اپنے مردوں کو دفناتے تو ہو۔ مگر یہ بات بھول جاتے ہو۔ کہ! ایک دن تمھیں بھی وہیں (قبر میں) دفن ہونا ہے۔

اذکار کے استفادہ کے حصول کے لئے پانچ طہارتوں کی ضرورت :

عالمِ ربانی حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ نے فرمایا۔ کہ! دورانِ ذکر، ذاکر کے لئے پانچ طہارتیں لازم ہیں۔ اس کے بعد ذکر کی تاثیر و برکت (اور فیوض و برکات) ذاکر کے روح وقلب میں سرایت کر جاتی ہے۔

☆ طہارتِ چشم۔ ☆ طہارتِ گوش۔ ☆ طہارتِ لسان۔ ☆ طہارتِ شکم۔ ☆ طہارتِ صحبت۔

تمام اذکار میں سے افضل ترین ذکر کلمہ ''**لا الہ الا اللہ**'' ہے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ! جیسے ایک پرندہ کو دو بال و پر کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ وہ ہوا میں پرواز کر سکے۔ جیسا کہ! اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے۔ کہ! **الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ**۔ (ترجمہ) پاکیزہ کلمہ اس کی طرف چڑھتا ہے۔ اور نیک عمل اس کو اوپر اُٹھاتا ہے۔ (سورہ فاطر۔ 10) اس آیتِ کریمہ سے واضح ہے۔ کہ! ایک پَر تو حضور و آگاہی ہے۔ جبکہ دوسرا پَر اخلاص ہے۔ یاد رہے۔ کہ! حضور و آگاہی سے مراد تو یہ ہے۔ کہ! حق تعالیٰ کو ہمیشہ دانا، بینا اور شنوا جاننا ہے۔ جو ہر بلند و پست کو

سنتا اور دیکھتا ہے۔ جبکہ اخلاص یہ ہے۔ کہ! اپنے کردار و گفتار سے نہ دنیا کا طالب ہو۔ اور نہ جاہ و مال کا۔ بلکہ جنت، حور و قصور، نہروں، درختوں اور پھلوں یا دیگر تمام انعاماتِ الٰہی کا خواہاں نہ ہو۔ ذکر کے وقت دل و دماغ میں بس صرف یہی تصور و تخیل رہے۔ کہ! **الٰھی مقصودِ مَن تو ئی و از تو ترامی خواھم**۔ (ترجمہ) یا الٰہی تُو ہی میرا مقصود ہے۔ اور میں تجھ سے تجھی کو چاہتا ہوں۔ ذکر کا زیادہ فائدہ اُس وقت ہوتا ہے۔ کہ جب کسی ولی صفت مومن سے اس کی اجازت لے کر ذکر کیا جائے۔ اذکار میں سے تلاوتِ قرآن سب سے بہترین عبادات ہے۔

☆ **نگہداشتِ خاطر** (خاطرِ خیالات کی نگہداری کرنا): شرطِ ششم یہ ہے۔ کہ! خیالات کے خطرات کی نگہداشت کی جائے۔ خاطر کی چار اقسام ہیں۔ ☆ خاطرِ شیطانی۔ ☆ خاطرِ نفسانی۔ ☆ خاطرِ ملکانی۔ ☆ خاطرِ رحمانی۔

خاطرِ شیطانی سے مراد معصیت کی آرائش ہے۔ خاطرِ نفسانی سے مراد شہوات کا مطالبہ ہے۔
خاطرِ ملکانی سے مراد طاعت کی ترغیب ہے۔ خاطرِ رحمانی سے مراد غفلت سے تنبیہ ہے۔

لہٰذا سالک راہِ طریقت کو چاہیئے۔ کہ! قلب میں جب بھی کوئی خطرہ پیدا ہو۔ اسی وقت اسے ذکر کرنا چاہیئے۔ اور اس خطرے کی نفی کرے۔ اور مقصدِ کار میں لگا رہے۔ حتی کہ اس پر عیاں ہو جائے کہ اسے کس خطرہ کو قبول کرنا ہے اور کس کو رَد کرنا ہے۔ لیکن اگر وہ ان خطرات میں تمیز نہیں کرسکتا۔ تو بارگاہ یزداں میں عرض کرے۔ کہ! اے رب متعال! میں تو نہیں جانتا۔ تُو ہی میری رہنمائی فرما۔ اگر یہ میرے لئے بہتر ہے۔ تو ٹھیک، ورنہ مجھے اس خطرے سے نجات عطا فرما۔ آمین۔

☆ **رضا بحکمِ خدا**: شرطِ ہفتم یہ ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی رہے۔ توکل اور تفویض بھی اسی کو کہتے ہیں۔ سری و جہری اور سختی و نرمی غرضیکہ! تمام حالات میں ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے خوف اور صرف اسی کی اُمید کے ساتھ زندگی گزارنی چاہیئے۔ چاہیئے۔ کہ! حق تعالیٰ کی شانِ کریمی، رحیمی، رحمانی، غفاری و ستاری پر نظر رکھتے ہوئے ''رجاء'' سے قوت حاصل کرنی چاہیئے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی صفات قہاری، جباری اور شدید العقابی پر نظر رکھتے ہوئے ''خوف'' سے قوت حاصل کرنی چاہیئے۔ لہٰذا دنیا میں رہتے ہوئے بندہ کی بھلائی صرف اسی بات ہی میں ہے۔ کہ! وہ اپنے جمیع احوال میں خوف و رجاء کے درمیان رہے۔ طاعت و بندگی میں بے خوف نہ ہو۔ اور خود کو معصیت و گناہ میں مبتلا ہونے سے باز رکھے۔ تا کہ! وہ محبوب الخلائق اور بندہ ولی بن جائے۔ (رضا کے متعلق ابھی طویل بحث گزری ہے۔ وہاں سے دیکھی جاسکتی ہے)

☆ **صحبتِ صلحاء**: شرطِ ہشتم یہ ہے۔ کہ! صالحین کی صحبت اختیار کرنا اور مفسدین سے اجتناب کرنا سالکینِ راہ طریقت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ بالخصوص ضعیف الاحوال سالکین کو تو حجاب میں رہنا چاہیئے۔ تا کہ غیر محرم پر نظر نہ پڑے۔ اور نہ ہی غیر محرم کی نظر اس پر پڑے۔ صحبتِ صلحاء سے زندگی کے رنگ ہی بدل جاتے ہیں۔ یہاں پر مولانا رومؒ کی اپنے پیر و مرشد کے ساتھ پہلی ملاقات کا واقعہ لکھا جاتا ہے۔ (گویا کہ! سلطان العارفین حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ اور حضرت شیخ شمس الدین تبریزیؒ کی ملاقات کے واقعات میں روایات میں قدرے اختلاف پایا جاتا ہے) **الجنس یمیل الی الجنس**۔ بہرحال!

اولیاء را می شناسد اولیاء وزد را ہم وزد اند بے ریا
غیر جنسیت نمی داند کسے می شناسد جنسِ خود را ہر یکے

حکایتِ صلحاء: حضرت مولانا شمس الدین تبریزیؒ نے بارگاہِ یزداں میں مناجات کی۔ کہ! یارب ذوالجلال! کاش کوئی ایسا مردِ مجاہد ملتا۔ جو کہ میری صحبت کا متحمل ہوسکتا۔ عالمِ غیب سے اشارہ ہوا۔ قونیہ جاؤ۔ (عارفِ وقت جناب) مولانا رومؒ سے جا کر ملو۔

جب حضرت مولانا شمس الدین تبریزیؒ قونیہ پہنچے۔ اور مولانا رومؒ کی مجلس میں آئے۔ تو اُس وقت مولانا رومؒ حوض کے کنارے پر بیٹھے کچھ تحریر کر رہے تھے۔ اور سامنے کچھ قلمی کتب بھی رکھی ہوئی تھیں۔

تو حضرت مولانا شمس الدین تبریزیؒ نے پوچھا۔ **ایں چیست** ؟ یہ کیا ہے ؟

مولانا رومؒ نے عرض کیا۔ **ایں قیل و قال اَست. شما نمی دانی**۔ یہ قیل وقال ہے۔ آپ کو معلوم نہیں۔

تو حضرت مولانا شمس الدین تبریزیؒ نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اور تمام کتب کو حوض میں ڈال دیا۔ یہ دیکھ کر مولانا رومؒ بہت زیادہ حیران و پریشان ہو کر کہنے لگے۔ **واہ درویش! واہ درویش! واہِ درویش!** یہ آپؒ نے کیا کیا ؟ ان میں سے تو بعض میرے والد المحترمؒ کے فوائد تھے۔ جو کہ اَب میسر نہیں ہوسکتے۔

تو حضرت مولانا شمس الدین تبریزیؒ نے اپنا ہاتھ پانی میں ڈال کر ایک ایک کر کے تمام کتابیں باہر نکال لیں۔ اور کوئی کتاب بھی گیلی نہیں

ہوئی تھی۔ گیلا پن تو درکنار، کسی کتاب کوکوئی نمی بھی جیسے چھوکر نہ گزری ہو۔

مولانا رومؒ نے عرض کیا۔ **این چیست ؟** یہ کیا ہے ؟

توحضرت مولانا شمس الدین تبریزیؒ نے عرض کیا۔ **این حا ل اَست. شما نمی دانی۔** یہ حال ہے۔ آپ کوکیا معلوم۔

اس واقعہ اور حضرت مولانا شمس الدین تبریزیؒ کی یہ کرامت دیکھ کر حضرت مولانا رومؒ حیران رہ گئے۔ اورسب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آپؒ ہی کے ہوکر رہ گئے۔ (اسی لئے تو مولانا رومؒ نے فرمایا۔ کہ!)

مولوی ھرگز نشد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزی نشد

ایک مشہور ومعروف شعر ہے۔ کہ!

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالع ترا طالع کند

صحبتِ صالح کے متعلق آگے تفصیل آرہی ہے۔ کیونکہ یہ باب ہی انہیں باتوں کے سلسلے میں ترتیب دیا گیا ہے۔

☆ **شب بیداری** : شرطِ نہم یہ ہے۔ کہ! شب بیداری کے بہت زیادہ فوائد ہیں۔ اول **تخلق با خلاق الله** ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے۔ کہ! **لا تاخذہ سنۃ ولا نوم** (ترجمہ) نہ اسے اونگھ آتی ہے۔ اور نہ ہی اسے نیند آتی ہے (سورہ بقرہ۔ **255**) حدیث میں آتا ہے۔ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا۔ میری اُمت کے اشراف (بلند مرتبہ لوگ) قرآن اُٹھانے والے (اٹھانے سے مراد یاد کرنے والے، تلاوت کرنے والے اور احکاماتِ قرآنی پر عمل کرنے والے) اور اصحاب اللیل (شب بیداری رہ کر عبادات کرنے والے) ہیں۔ (بیہقی)

رات عاشقوں کا خلوت کدہ ہے۔ کیونکہ! رات ہی کو مومنین غیروں کی تشویش کے بغیر صمد ذات کے حضور راز و نیاز عرض کرتے ہیں۔ سالکینِ راہِ طریقت جو دولت وانعاماتِ الٰہیہ، سعادت سرور حاصل کرتے ہیں۔ انہیں یہ سب کچھ شب بیداری ہی میں حاصل ہوتی ہیں۔ اولیاء اللہ کا فرمان ہے۔ کہ! بوقتِ غروبِ آفتاب ملائکہ کی زمین پر آمد شروع ہوجاتی ہے۔ طلوع آفتاب سے کچھ قبل وہ جانا شروع ہوجاتے ہیں۔ اور بوقتِ طلوعِ آفتاب اُن کی واپسی ہوچکی ہوتی ہے۔ جولوگ شب بیداری کرتے ہیں۔ یعنی شب میں بیدار رہ کر تلاوتِ قرآن، نوافل واذکار یا دیگر عبادات میں مشغول رہتے ہیں۔ تو یہ فرشتے اُن کو دعائیں دیتے ہوئے اُن کی صحبت میں آکر تشریف فرما ہوتے ہیں۔

دولت شب گیر خواہی خیز شب را زندہ دار
خفتہ نابینا بود و دلت بہ بیداراں رسد

ایک حدیث میں ہے۔ کہ! رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا۔ جب رات کا تہائی حصہ باقی رہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ اور اعلان کرتا ہے۔ کون ہے جو مجھے پکارے۔ میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے۔ میں اسے بخش دوں۔ کون ہے جو مجھ سے رزق مانگے۔ میں اسے رزق عطا کروں۔ کون ہے جو تکلیف کا ازالہ چاہے۔ میں اس کی تکلیف دور کردوں۔ صبح تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ (یہی وجہ ہے۔ کہ!) صحابہ کرامؓ، تابعین وتبع تابعین اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے رات کے آخری حصہ میں مختل الاقسام عبادات جیسے نوافل، تلاوت قرآنِ کریم، اذکار وادعیہ میں لازمًا مشغول رہتے تھے۔ ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ! حضرت نبی مکرم ﷺ کی خدمت مین ایک آدمی کا ذکر کیا گیا۔ کہ یارسول اللہ ﷺ! فلاں آدمی رات بھر سوتا ہے۔ نماز نہیں پڑھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس کے کان میں شیطان نے پیشاب کیا ہے۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔ کہ! درمیانِ شب میں پابندی کے ساتھ قیام اور راہِ الٰہی میں مال خرچ کرنے سے بڑھ کر بندے کا کوئی عمل آنکھوں کی ٹھنڈک، پیٹھ کو ہلکا رکھنے والا اور دل کو خوش رکھنے والا نہیں۔ (اسی لئے تو تہجد بھی وقت رات میں رکھا گیا ہے)

ایک اہم ترین حدیث نبوی ﷺ :

حضرت رسول اللہ ﷺ ایک دن لوگوں کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ کہ ایک نیا آدمی خدمتِ اقدس میں آن حاضر ہوا۔ اور پوچھا۔

☆ یارسول اللہ ﷺ! ایمان کیا ہے ؟ فرمایا۔ کہ!

ایمان یہ ہے۔ کہ! تم اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں، رسولوںؑ اور اس کی ملاقات پر ایمان لاؤ۔ اور روزِ قیامت پر ایمان لاؤ۔

☆ (پھر) اس شخص نے پوچھا۔ اسلام کیا ہے ؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! اسلام یہ ہے۔ کہ! تنہا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز قائم کرو۔ اور فرض زکوٰۃ ادا کرو۔ اور رمضان کے روزے رکھو۔

☆ (پھر) اس شخص نے پوچھا۔ احسان کیا ہے ؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! احسان یہ ہے۔ کہ! تم اللہ تعالیٰ کی اس طرح سے عبادت کرو۔ گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ ورنہ (اگر یہ نہ ہوسکے۔ تو) یہ عقیدہ لازمًا رکھو۔ کہ! اگر تم اسے نہیں دیکھتے۔ تو وہ تمھیں ضرور دیکھ رہا ہے۔

☆ (پھر) اس شخص نے پوچھا۔ یارسول اللہ ﷺ! قیامت کب قائم ہوگی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جس سے پوچھا جارہا ہے۔ خود سائل سے زیادہ اس کے واقع ہونے کے متعلق نہیں جانتا۔ البتہ مَیں تمھیں اس (یعنی قیامت کے وقوع پذیر ہونے کی) چند نشانیاں بتاتا ہوں۔ (کہ) جب عورت ایسی اولاد جنے گی۔ جو اس کے آقا بن جائیں۔ تو یہ قیامت کی نشانی ہے۔ جب ننگے پاؤں، ننگے جسم والے لوگ لوگوں پر حاکم ہو جائیں۔ تو یہ سب قیامت کی نشانی ہے۔ قیامت بھی ان پانچ چیزوں میں سے ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ بے شک! اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ (کیونکہ) وہی مینہ برساتا ہے۔ اور وہی جانتا ہے۔ کہ ماں کے رحم میں کیا ہے؟

پھر وہ صاحب (یعنی آنے والا وہی نیا آدمی) اُٹھ کر چلا گیا۔ تو نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ انہیں (اسی نئے آدمی کو) میرے پاس واپس لاؤ۔ لوگوں نے انہیں (بہت) تلاش کیا۔ تاکہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دوبارہ لائیں۔ لیکن ان کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ صاحب (دراصل) حضرتِ جبرائیلؑ تھے۔ (جو کہ شکلِ انس میں) لوگوں کو دین کی باتیں سکھانے آئے تھے۔ (صحیح بخاری)

دل زندہ و بیدار اگر ہو، تو بتدریج
بندے کو عطا کرتے ہیں، چشمِ نگراں اور

غیر مسلم مفکرین نے مسلمانوں کے خانقاہی نظام کے خلاف گذشتہ تین صدیوں میں شدید زہر پھیلایا۔ اپنے افکارِ مذمومہ کی ترویج واشاعت کے لئے نہ صرف تجوریوں کے منہ کھول دیئے۔ بلکہ! مسلمانوں کو خریدنے اور ہراساں کرنے کے لئے زن، زر اور زمین و جائیداد دے کر لوگوں کے ایمان خریدنے کی بھرپور سعی کی۔ جعلی پیری فقیری اور خانقاہی نظام قائم کر کے مسلمانوں میں گھل مل کر مسلمانوں کے ایمان کمزور کرنے کی بھی کوشش کی۔ مسلمانوں ہی کے اندر سے ایجنٹ خرید کر جو مسلمانی کے روپ و رسم و رواج میں خود کو ڈھال کر منبر و محراب سے حقیقتِ اسلام (خانقاہی نظام و مدرسوں و جامع العلوم) کے خلاف اپنا زہر اگلتے رہے۔ بالخصوص سلطنتِ عثمانیہ، اور ہندوستان میں اپنے کام کو بہت زور وشور سے جاری رکھا۔ بلخصوص یہودی و عیسائی مشنریز نے مسلمانوں میں گھس کر شیعہ سنی فسادات اور مقلد و غیر مقلد عقاعد کو آپس میں خون کی ہولی کا کھلواڑ کرایا۔ چونکہ! صورتِ اسلام ظاہری شریعت کا قائل اور اسلام کے روحانی نظام کا منکر طبقہ مسالکِ فقہاء (حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ وغیرھم) اور سلاسلِ صوفیائے و مفکرینِ طریقت کے مشارب (قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، اویسیہ وغیرہم) کو بدعت قرار دیتا ہے۔ اسلام کے روحانی اور خانقاہی نظام (تصوف، احسان اور طریقت و معرفتِ الٰہی) کو نشہ وافیون اور بدعت کہہ کر اسے مسلمانوں کے لئے ضرررساں قرار دیا۔ حالانکہ! احسان، ایمان اور اسلام کے بعد دینِ اسلام کا تیسرا جزوِ لازم ہے۔ (جیسا کہ ابھی حدیث میں بیان ہوا ہے) جو ایمان و اسلام کی اساس اور جان ہے۔ جسے کتاب وسنت میں اخلاص سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حدیثِ جبرائیلِ امینؑ میں پیارے مصطفیٰ ﷺ کی زبانِ حق سے باقاعدہ طور پر مرتبہ و مقامِ احسان کی بھرپور تشریح کی گئی ہے۔ احسان کی تعریف کرتے ہوئے علامہ شریف جرجانیؒ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ! بندۂ مومن کا بحالتِ عبادت نورِ بصیرت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرنا احسان کہلاتا ہے۔

ہم نے کانٹوں کو بھی نرمی سے چھوا ہے اکثر
لوگ بے درد ہیں، پھولوں کو مَسل دیتے ہیں

مرتبۂ احسان کا حصول تزکیۂ نفس پر موقوف ہے۔ اور تزکیۂ نفس پر ہی فلاحِ دارین کا انحصار ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے۔ کہ! **قد افلح من تزکی**۔ (ترجمہ) فلاح (تو درحقیقت) اس نے پائی۔ جس نے پاکیزگی اختیار کی۔ (سورہ اعلیٰ۔ 14) یاد رہے۔ کہ! آنحضور پرنور ﷺ کی بعثت کے فرائضِ اربعہ میں سے فریضۂ دوئم ''تزکیۂ نفس'' ہی ہے۔ ارشادِ رحمانی ہے۔ کہ! **لقد من اللہ علی المؤ منین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیتہٖ و یز کیھم و یعلمھم الکتٰب ولحکمۃ. وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین**۔ (ترجمہ) اور انہیں پاکیزہ بنائے۔ (سورہ الِ عمران۔ 164) حقیقت تو یہ ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے مومنین پر بڑا احسان کیا ہے۔ کہ! ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول ﷺ بھیجا۔ جو ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تلاوت کرے۔ انہیں پاک صاف بنائے۔ اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے۔ جبکہ یہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔ (سورہ الِ عمران۔ 164) یاد رہے۔ کہ! یہ آیت تزکیہ نفس پر شاہد ہے۔ آپ ﷺ اپنی توجہاتِ قدسیہ اور تصرفاتِ باطنیہ سے کفر والحاد، لغو و معاصی کی آلائشوں سے سینوں کو پاک کر کے انہیں علوم و اسرار کا مخزن بنا دیتے۔ کیونکہ! نفوس وقلوب کی تنویر وتطہیر کے بغیر قرآنی حقائق و معارف کا نزول نہیں ہوتا۔ (بقولِ اقبالؒ)

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشاف

ورنہ ظاہری شریعت اور صورتِ اسلام (کثرت تلاوت، صوم وصلوٰۃ) بلکہ ایمان بھی حلق سے نیچے نہیں اُترتا۔ آنحضور نبی مکرم ﷺ کی روحانی توجہات اور باطنی تصرفات کے ذریعے صحابہ کرامؓ کے قلوب ونفوس کا تصفیہ وتزکیہ کر کے ان کے احوال و کیفیات اور زندگیوں کو بدل کر

مقامِ مشاہدہ واحسان پر پہنچا دینا اوران کو(رضی اللہ عنہ و رضوا عنہ) کے بلندترین مقام پر پہنچانا تواتر کے ساتھ متحقق وثابت ہے۔ بعدازاں جن صحابہ کرام ؓ کا طبعی رجحان تفسیرِ قرآن کی طرف ہوا۔ وہ پائے کے مفسر ہوئے۔ جیسے حضرات خلفائے راشدین (بالخصوص حضرت سیدنا مولا علی ؓ)، حضرت عبداللہ بن عباس ؓ ، حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ وغیرہ درمیدانِ تاویل القران وتفسیرالقرآن اپنی مثال یں قائم فرماگئے۔ اورجن صحابہ کرام ؓ کا رجحان حدیثِ نبویہ ﷺ کوجمع کرنے اوریادرکھنے کی طرف ہوگیا۔ وہ محدثین کہلائے۔ جیسے کہ! حضرات خلفائے راشدین (بالخصوص حضرت علی ؓ ابن ابی طالب)، حضرت ابوہریرہ ؓ ، حضرت عائشہ صدیقہ ؓ ، حضرت انس ؓ ، حضرت عبداللہ بن عمر ؓ ، حضرت عبداللہ انصاری ؓ ، حضرت ابو سعید خدری ؓ ، حضرت عبداللہ بن عباس ؓ ، حضرت عبداللہ بن عمر و بن العاص ؓ وغیرہ۔ اورجن صحابہ کرام ؓ کا رجحان تبلیغ کی طرف ہوا۔ وہ مبلغ کہلائے۔ یہ بات یادرہے۔ کہ تمام صحابہ کرام کوحکم تھا **بلغوا عنی ولو آیۃ**۔ اورتمام صحابہ کرام ؓ نے صدق قلب اورخلوصِ نیت سے احکاماتِ الٰہیہ کی تبلیغ کی۔ لیکن چندایک نام سرفہرست ہیں۔ جیسے کہ! حضرات عشرہ مبشرہ ؓ (بالخصوص حضرت علی ؓ ابن ابی طالب)، حضرت بلالِ حبشی ؓ ، حضرت جعفر طیار ؓ (برادرحضرت علی المرتضیٰ ؓ)، چندامہات المؤمنین، حضرت امیرحمزہ ؓ وغیرہ۔ بہرحال تمام صحابہ کرام کا قلبی رجحان تزکیہءنفوس اورتصفیہءبطون کی طرف اکملیت کے ساتھ رہا۔ درحقیقت صحابہ کرام ؓ ہی دورِاول کے صوفیائے عظام، فقہاء کرام، محدثین ومفسرین اورمبلغین کہلاتے ہیں۔ یادرہے۔ کہ! آنحضور نبی مکرم ﷺ کی تعلیمات انہیں صحابہ کرام ؓ میں بعینہٖ موجودتھیں۔ اورانہیں صحابہ کرام ؓ کی بدولت یہ علوم تابعین ؒ تک پہنچے۔ اورتابعین ؒ سے تبع تابعین ؒ تک۔ اورتبع تابعین سے آج تک یہی علومِ باطنیہ اولیاءاللہ کے ذریعے تمام نسلِ انسانی تک پہنچ رہے ہیں۔ اسی مرتبہءاحسان کے حصول کے لئے سلاسل طریقت (قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، اویسیہ وغیرھم) وجود میں آئے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ؒ اپنے رسائل میں سالکین کے سلوک اورمعرفت الٰہیہ کے ضمن میں رقم طرز ہیں۔ کہ!

یہ امر بھی ملحوظِ خاطر رہے۔ کہ! قربِ الٰہی اوراس کے فیوض وبرکات کا حصول دوراستوں سے میسر ہوسکتا ہے۔ پہلا راستہ قربِ نبوت کا ہے۔ جوکہ حضرت سیدا صدیق اکبر ؓ کے واسطے ووسیلے سے ممکن ہے۔ ان کا سلوک سیرانفسی سے تعلق رکھتا ہے۔ جبکہ! دوسرا راستہ قربِ ولایت کا ہے۔ جوکہ حضرت سیدنا مولا علی ؓ کے واسطے ووسیلے سے نصیب ہوتا ہے۔ ان کا سلوک سیرآفاقی سے متعلق ہے۔ گوکہ دونوں راستے اورسلوک مشکوٰۃ انوارِنبوت ﷺ سے ہی مقتبس ومربوط ہیں۔

تجلی :

تجلی کا لغوی معنیٰ ’’ظاہر کرنا یا ظاہر ہونا‘‘ ہے۔ اصطلاحِ صوفیاء میں اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اوراسماء وافعال کا کسی شان یارنگ، کیفیت یا حالت میں اظہارِتجلی کہلاتا ہے۔ تجلی کا ثبوت یہ ہے۔ کہ! حضرت موسیٰ ؑ نے اللہ تعالیٰ سے گزارش کی۔ **رب ارنی انظر الیک** (اے میرے رب! مجھے دِکھامَیں دیکھوں تیری طرف (سورہ اعراف۔ 143) اللہ تعالیٰ نے جب تجلی فرمائی۔ اس تجلی کا اللہ تعالیٰ خودفرماتے ہیں۔ کہ!۔ **فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسی صعقا** (ترجمہ) پس جب اس کے رب نے پہاڑ کی طرف تجلی کی۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگئے۔ اور حضرت موسیٰ ؑ گرکربیہوش ہوگئے۔ (سورہ اعراف۔ 143)

حدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے۔ کہ! حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ میرا رب میرے پاس احسن صورت میں آیا۔ (ترمذی)

چونکہ اللہ تعالیٰ کے ظہور کی شانیں بے انتہا ہیں۔ لہذا تجلیات بھی لاتعداد ہیں۔ اسی وجہ سے ہرشخص پراس کی استعداد کے مطابق جداگانہ تجلیات ہوتی ہیں۔ جوتجلی ایک مرتبہ ایک شخص پر ہوتی ہے۔ وہ پھردوبارہ اس پر یاکسی اورپرکبھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ تجلیات میں تکرارنہیں۔ ہردم، ہرلحظہ اورہر آن وہ نئی نئی شان میں تجلی فرماتا رہتا ہے۔ **کل یوم ھو فی شان** (ترجمہ) ہرروزنئی آن وہ نئی شان میں ہے۔ (سورہ رحمان۔ 29) جس طرح اس کی ذات لامتناہی ہے۔ اسی طرح اس کی تجلیات بھی حدوحسر سے باہر ہیں۔

اے ترا بر طورِ دل ہر دم تجلائے دِگر
طالبِ دیدار تُو ہر لحظہ موسائے دِگر

اقسامِ تجلیات : جیسا کہ ابھی ابھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ! تجلیات بھی لاتعداد ہیں۔ ان لامتناہی تجلیات کا احاطہ وحصر قطعًا ناممکن ہے۔ تاہم بطورِنمونہ چندتجلیات کے ذکر پراکتفاء کیا جاتا ہے۔ تاکہ قارئین کو چندتجلیات کی پہچان ہوسکے۔

☆ **تجلیء آثاری :** اس کوتجلیءصوری بھی کہا جاتا ہے۔ سالک اس تجلی میں حضرت حق سبحانہٗ کوصورتِ تمثیلی میں ملاحظہ کرتا ہے۔ اوروہ جان بھی لیتا ہے۔ کہ یہ تجلی اسی **ذات وحدہٗ لاشریک** ہی کی ہے۔ جیسے کہ! حضرت موسیٰ ؑ پرابتداء میں تجلی بصورتِ نارظاہر ہوئی۔ پھر بصورتِ شجر۔ توانہوں نے جان لیا۔ کہ اس صورت میں کون متجلی ہے۔ کبھی یہ تجلی عالمِ رویاء میں ہوتی ہے۔ لیکن پھرمحتاجِ تعبیر رہتی ہے۔ یہ تجلی کامل طورپرصورتِ انسان میں ہوا کرتی ہے۔

☆ **تجلیءِ فعلی** : اس تجلی میں سالک حق تعالٰی کو صفاتِ فعلیہ ربوبیۃ میں سے کسی صفت کے ساتھ متجلی پاتا ہے۔ اس مشاہدے میں سالک سے حول وقوت اور فعل وارادہ سلب ہو جاتا ہے۔ اور وہ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کو متصرف و جاری رکھتا ہے۔

☆ **تجلیءِ صفاتی** : اس تجلی میں سالک حق سبحانہٗ تعالیٰ کو امہاتِ صفات میں متجلی پاتا ہے۔ چونکہ امہاتِ صفات آٹھ ہیں۔ اسی لئے ان کو صفاتِ ثمانیہ حقیقیہ بھی کہا جاتا ہے۔ وہ آٹھ یہ ہیں۔ تکوین۔ حیات۔ علم۔ قدرت۔ ارادہ۔ سمع۔ بصر۔ کلام۔

☆ **تجلیءِ ذاتی** : اس تجلی میں سالک فانی مطلق ہو کر اپنے علم، شعور اور ادراک سے بے تعلق ہو جاتا ہے۔ یعنی عبدِ فانی ہو جاتا ہے۔ اور حق باقی رہتا ہے۔ اسی فنائیت کے بعد بقاباللہ کا عظیم مقام و مرتبہ آتا ہے۔ اس تجلی میں سالک اپنے آپ کو بلاتعین جسمانی و روحانی اطلاق کے رنگ میں پایا جاتا ہے۔ اور کمالِ توحیدِ عیانی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ بعض صوفیائے کرام نے تجلیات کی یہ اقسام بھی بیان فرمائی ہیں۔
تجلی ظہوری۔ تجلی رحمانی۔ تجلی رحیمی۔ تجلی شہودی۔ تجلی جمادی۔ نباتی۔ تجلی حیوانی۔۔۔ وغیرہ۔

آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی
قبر کی رات ہے اس گل سے ملاقات کی رات

طاسین السراج :

جناب حضرت منصور ابنِ حلاج ؒ (کامل ولی) اپنی یگانہ روزگار کتاب ''**طواسین**'' میں رقم طراز ہیں۔ کہ!
طاسین (**طٰسٓ**) غیب کے نور کا ایک چراغ تھا۔ جو کہ خوش قسمتی سے اِس دنیا میں ظاہر ہوا۔ اور پھر لوٹ آیا۔ اور وہ نورانی چراغ تمامی اقسام کے چراغوں سے بڑھ گیا۔ اور بالآخر تمام روشنیوں پر غالب آ گیا۔ اِس کی تجلی اس طرح سے آشکار ہوئی کہ تمام ماہتاب اِس کے سامنے ماند پڑ گئے۔ اِس نور (یعنی آفتابِ رسالت مآب ﷺ) کا بھید بروج کے آسمان میں ہے۔ اور وہی عظیم ستارہ ہے۔ جس کا بُرج فلک حرکت میں ہے۔
حق تعالیٰ نے اِس نور (سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ) کا اسم مبارک، آپ ﷺ کی جمعیت کی خاطر کی وجہ سے اُمی (یعنی ایسا شخص جس کا دنیا میں کوئی انس وجن یا ملائک اُستاد نہ ہو) رکھا۔ آپ ﷺ ہی کو عظمتِ نعمت کی بناء پر ''**باشندہءِ حرم**'' کے لقب سے ملقب کیا۔ اور آپ ﷺ ہی کو اِس تمکنت کی وجہ سے جو کہ آپ ﷺ کو قربِ خداوندی کی وجہ سے حاصل ہے۔ ''مکی'' کے خطاب سے سرفراز فرمایا ہے۔
☆ بلاشُبہ حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سینے کو کشادہ کیا۔

(الم نشرح لک صدرک) ☆ آپ ﷺ کے مرتبہ کو بلند کیا
(ورفعنا لک ذکرک) ☆ اور آپ ﷺ کے حکم کو واجب التعظیم بنایا۔
(من یطع الرسول فقد اطاع اللہ) ☆ آپ ﷺ کے اِس بوجھ کو اُتار دیا۔ جس نے آپ ﷺ کی کمر توڑ رکھی تھی۔
(ووضعنا عنک وزرک) ☆ اور آپ ﷺ پر سے آپ ﷺ کا بوجھ ہم نے اُتار دیا ہے۔
(الذی انقض ظھرک۔) ☆ جس نے آپ ﷺ کی کمر توڑ دی تھی۔

☆ بالآخر آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کے ماہتاب کو ظاہر فرمایا۔ (**لیظھرہ علی الدین کلہ**) چنانچہ یمامہ کے بادلوں سے وہ عظیم چاند طلوع ہوا۔ اور آفتاب بن کر چمکا۔ اور معجزات کے کان سے آپ ﷺ کے رشد و ہدایت کا چراغ جگمگایا۔

☆ آپ ﷺ نے جو خبر دی وہ اپنے رب کے خصوصی فضل و کرم اور اپنی حکمت و بصیرت اور عقل و فہم کی بناء پر دی ہے۔ اور جن چھ چیزوں کا حکم دیا۔ (اِن چھ چیزوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ اعراف کی آیات نمبر 156-157 میں کیا ہے) (جو کہ دراصل ربِ متعال نے آپ ﷺ پر القاء، الہام اور وحی کیا) وہ چھ چیزیں اپنی سیرت کی سچائی پر دیا ہے۔

1 پہلے پہل آپ ﷺ مقامِ حضور پر قائم ہوئے۔ (یعنی اللہ اور اُس کے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا)
2 پھر دوسروں کو حاضر فرمایا۔ (امر بالمعروف کا حکم دینا)
3 اول حق کے معاملات کو واضح فرمایا۔ (نہی عن المنکر سے روکنا)
4 پھر آگاہی دی۔ (صاف ستھری چیزیں اِن پر حلال ٹھہراتے ہیں)
5 پہلے آپ ﷺ نے راستہ بتایا۔ (گندی چیزیں اِن پر حرام قرار دیتے ہیں)
6 پھر قصد فرمایا۔ (اور وہ بوجھ اِن سے دور کرتے ہیں۔ جو اِن پر پڑا ہوا ہے)

در حقیقت آپ ﷺ کو بجز حضرت صدیق اکبرؓ کے کسی اور نے نہ ہی دیکھا اور نہ ہی سمجھا۔ کیونکہ اُنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ حقیقی و دائمی

موافقت وموانست کی ہے۔ اور آپ ﷺ کا ہمیشہ ساتھ دیا ہے۔ یقیناً اِن دونوں کے درمیان جدائی کرنے والا کوئی باقی نہ تھا۔ نہ جانے کیوں! ایک گروہ حضرات شیخینؓ (یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ) کا دشمن بنا ہوا ہے۔

حدیث نبوی ﷺ بغرض رحمتِ خداوندی :

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جو شخص ایک نیکی کرے اسے اس کا دس گنا اجر ملے گا۔ اور میں اس سے زیادہ اجر بھی عطا کروں گا۔ اور جو شخص کوئی ایک برائی کرے۔ تو اس برائی کا بدلہ اس کی مانند ہوگا۔ اور میں اسے بخش بھی سکتا ہوں۔ اور جو شخص ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے۔ میں ایک گز اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اور جو شخص چلتا ہوا میرے پاس آتا ہے۔ میں ڈورتا ہوا اس کی طرف آتا ہوں۔ اور جو شخص زمین جتنے گناہ لے۔ کر میری بارگاہ میں حاضر ہو۔ اس حال میں کہ وہ کسی کو میرا شریک نہ قرار دیتا ہو۔ تو میں اتنی ہی مغفرت کے ہمراہ اس سے ملاقات کرتا ہوں۔ **صحیح مسلم شریف ، سنن ابن ماجہ.**

نفرت کو کاٹتا ہوں ، محبت کے روپ میں　　میں چھاؤں بو رہا ہوں ، بڑی سخت دھوپ میں

عظیم فرشتہ :

جناب حضرت سیدنا شیخ ابو طالب مکیؒ اپنی مشہور زمانہ تالیف قوت القلوب میں فرماتے ہیں۔ کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ ہمیں حضرت سیدنا یوسف بن مہرانؒ نے بتایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عرش کے نیچے ایک فرشتہ ہے۔ جس کی صورت مُرغ کے جیسی ہے۔ اس کے پنجے موتیوں کے اور دونوں خار (خار یعنی کہ مرغ کی ٹانگ پر وہ کانٹے جو ٹخنے کے اوپر ہوتے ہیں) سبز زبرجد کے ہیں۔ جب رات کا پہلا آدھا حصہ گُزرتا ہے۔ تو وہ اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ رات کے وقت نماز پڑھنے والوں کو اُٹھ جانا چاہیئے۔ جب رات کا ایک اور آدھا حصہ گزر جاتا ہے۔ تو پھر وہ اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ تہجد پڑھنے والے کھڑے ہو جائیں۔ اور جب رات کا تیسرا تہائی حصہ بھی گزر جاتا ہے۔ تو پھر وہ اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ نماز پڑھنے والے کھڑے ہو جائیں۔ اور جب طلوع فجر کا وقت ہوتا ہے۔ تو وہ اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ اب غافلین بھی اُٹھ جائیں۔ کہ اِن کے بوجھ انہیں پر رہیں۔

سیورِ اربعہ : (سیور جمع سیر کی)

راہِ حق کے متلاشی سالک کو دوران ارادت کچھ مشاہدات سے گزرنا پڑتا ہے۔ یہ مشاہدے سالک کو حسبِ مراتب سیرِ عروجی وسیرِ نزولی کے دوران حاصل ہوتے ہیں۔ یاد رہے۔ کہ! روح کو عروج کے طریق پر جو سیر روحانی میسر آتی ہے۔ وہ سیرِ علمی ہوتی ہے نہ کہ جسمی۔ صوفیائے کرام نے راہِ سلوک کو چار سیروں (سیور) میں منقسم فرمایا ہے۔ اور یہ چاروں سیریں علمی ہیں نہ کہ اَینی۔ سیر در حقیقت حرکتِ علمی کا نام ہے۔ نہ کہ حرکتِ اَینی وجسمی کا۔ اربابِ ولایت کی سیرِ باطنی چار اقسام کی ہوا کرتی ہے۔

1۔ سیرِ الی اللہ۔ 2۔ سیرِ فی اللہ۔ 3۔ سیرِ عَنِ اللہ باللہ۔ 4۔ سیرِ فی الاشیاءِ باللہ۔

☆ اِن چاروں سیور میں اول الذکر پہلی دو سیریں تو عروجی ہیں۔ جبکہ آخر الذکر دونوں سیریں نزولی ہیں۔

☆ سیرِ اول، سیرِ چہارم کے مقابل ہے۔ جبکہ سیرِ دوئم، سیرِ سوئم کے مقابلہ میں ہے۔

☆ اول الذکر دونوں سیور نفسِ ولایت کے حصول کے لئے ہیں۔ جو فناء وبقاء سے مراد ہیں۔ آخر الذکر دونوں سیریں مقامِ دعوت کے حاصل ہونے کے لئے ہے۔ کوکہ انبیائے کرامؑ کے ساتھ مخصوص ہے۔

☆ سیرِ عروجی : ہر شخص کی سیرِ عروجی اس خاص مقام تک ہوتی ہے۔ جو اس کا مبداءِ تعین ہے۔

☆ سیرِ نزولی : اس کے بعد اس کی سیرِ نزولی اسی لحاظ سے کامل ہوتی ہے۔ جس قدر اس کی سیرِ عروجی کامل ہوتی ہے۔ یاد رہے۔ کہ! عروج ونزول کی کاملیت صِرف اور صِرف اتباعِ سنت وشریعت پر ہی موقوف ہے۔ عروج کی دو اقسام ہیں۔ 1۔ عروجِ مجازی۔ 2۔ عروجِ حقیقی۔

سالک کے لئے عالمِ وجوب میں عروج کا اطلاق بمعنی 'حقیقی' ہے۔ کیونکہ! عالمِ امکان کے درجات ایک دوسرے پر بلندی وفوقیت رکھتے ہیں۔ جبکہ عالمِ وجوب کے درجات اپنی لامکانیت کے سبب فوق، تحت، یمین، شمال وغیرہا یعنی اطراف واکناف نہیں رکھتے۔

نیز عالمِ امکان میں عروج کے وقت سالک عاشق ہوتا ہے۔ جبکہ معشوق سیر کرتا ہے۔ اسی طرح عالمِ وجوب کی سیر کے دوران سالک معشوق ہوتا ہے۔ اور عاشق اس میں سیر کرتا ہے۔ اسی لئے سالک بسببِ نسیانِ عالم اپنی ذات میں معشوق کے ظہور کے لائق ہو جاتا ہے۔ اور عالمِ وجوب کے کمالات اس میں ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

رو تُو زنگار اَز رُخ خود پاک کن بعد ازاں نور را ادراک کن

عالمِ وجوب : سالک کو سیر باطنی کے دوران تجلیات مختلف صورتوں میں نظر آتی ہیں۔ سالک کا یہ مرتبہ مرتبہ وجوب کہلاتا ہے۔ یہ مرتبہ درحقیقت صفاتِ کلیہ کا جامع مرتبہ ہے۔ یہ عارف کے لئے مشاہدے کا مقام ہے۔ اور وہ اس رتبے میں صفاتِ حقیقہ ثمانیہ کی سیر کرتا ہے۔ انسان چونکہ نسخہء جامعہ ہونے کی حیثیت سے دو حقیقتوں کا جامع ہے۔ 1۔ حقیقتِ امکانی۔ 2۔ حقیقتِ وجوبی۔

☆ **حقیقتِ امکانی :** انسان کا عالمِ خلق اور عالمِ اَمر کے ساتھ تعلق دراصل انسان کی حقیقتِ امکانی ہے۔ جیسا کہ انسان کے وجود میں عالمِ خلق اور عالمِ اَمر کے اجزاء و لطائف موجود ہیں۔

☆ **حقیقتِ وجوبی :** عالمِ وجوب میں انسان کے مبداء فیض کو اس کی حقیقتِ وُجوبی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ! انسان عالمِ وجوب کی صفات کا عین مظہر ہے۔ بہرحال! اَب ہم چاروں سیروں (سیور) کی تفصیلات بیان کرتے ہیں۔

☆ **سیر الی اللہ :** جب سالک علم اسفل یعنی ظلالِ اسماء وصفات الٰہی سے علمِ اعلیٰ یعنی اسماء وصفاتِ الٰہی کی طرف سیر کرتا ہے۔ تو ترقی کرتے ہوئے اپنی اصل کو پہنچ کر اپنے آپ کو اس میں فانی پاتا ہے۔ حتیٰ کہ اپنا کوئی اثر اور اپنی کوئی اصلیت نہیں پاتا۔ اور صرف وجود میں اصل ہی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ پس اس دائرہ ظلال کی سیر کو اصطلاحِ صوفیاء میں ''سیر الی اللہ'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور یہی دائرہ ولایتِ صغرہ ہوتا ہے۔ اس دائرہء ولایت میں تفصیلی سیر ابدالآباد تک ختم نہیں ہوسکتی۔ ہر شخص اس دائرہ میں اتنی ہی سیر کرتا ہے۔ جتنا کہ اس میں اس کا حق ہوتا ہے۔ یہاں پر فنائے کلی حاصل ہو جاتی ہے۔ اسی ضمن میں مولانا روم فرماتے ہیں۔ کہ!

ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

یعنی مَیں نے سات سو ستر قالب (ظلال کے پردے) دیکھے ہیں۔ اور (پھر ان میں فنا ہو کر) سبزے کی طرح بارہا مرتبہ اُگا ہوں۔

☆ **سیر فی اللہ :** جب سالک سیر الی اللہ سے ترقی پا جائے۔ تو اس کے بعد اگر اللہ تعالیٰ کا فضل سالک کے شامل حال ہو جائے۔ اور اسے سنت و شریعت پر استقلال و استقامت نصیب ہو جائے۔ تو سالک کو ترقی کرتے ہوئے اسماء صفات کے دائرہ میں (جو کہ ظلال کے دائروں کی اصل ہے) داخلہ میسر ہو جائے۔ تو سالک اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسماء و شیونات و اعتبارات و تقدیسات و تنزیہات میں سیر کرتا ہے۔ پس وجوب کے ان مرتبوں یعنی اسماء وصفات وغیرہا میں جو حرکتِ علمیہ (سیرِ علمی) واقع ہوتی ہے۔ اس کو سیر فی اللہ کہتے ہیں۔ اور یہ سیر ولایتِ کبریٰ میں واقع ہے۔ جو انبیائے کرامؑ کی ولایت ہے۔ عالمِ اَمر کے پانچوں لطیفے اس دائرہ کی انتہا ہیں۔ یہ سیر اس مرتبہ تک پہنچتی ہے۔ کہ! جس کو کسی عبارت، اشارہ، علامت یا نام سے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اس سیر کا نام بقاء رکھا گیا ہے۔ لہٰذا اس سیر کو بقا باللہ بھی کہتے ہیں۔ اس سیر کے تمام کمالات اللہ تعالیٰ کے اسم ''الظاہر'' کی سیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے اسم ''الباطن'' کی سیر کے کمالات اور ہیں۔ وہ سیر ولایتِ علیا میں واقع ہوتی ہے۔ جو فرشتوں کی ولایت ہے۔ اور وہ سیر فی اللہ کا دوسرا اور اعلیٰ درجہ ہے۔ (بہرحال) یہ سیرِ آفاقی اور اُنفسی سیر (یعنی سیر الی اللہ) سے منزلوں دور اور وراء الوراء ہے۔ سیرِ آفاقی کو سیر الی اللہ اور سیرِ اُنفسی کو سیرِ فی اللہ کہنا فضول ہوگا۔ کیونکہ! اَنفس بھی تو آفاق کی طرح دائرہء امکان میں داخل ہے۔ تو اس صورت میں دائرہء امکان کا قطع کرنا ناممکن ہوگا۔ اور اس سے ہمیشہ کی نا اُمیدی اور نقصان کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ نہ کبھی فنا ثابت ہوگی اور نہ بقاء تصور کی جا سکے گی۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کا وصال اور اتصال کیسے ہوگا۔ اور اس کا قربِ وصال کیا حاصل ہوگا۔ (بقولِ شاعر)

چوں توئی کہ یار گردد یارِ تُو تا نباشی یار باشد یارِ تُو

یعنی کہ! جب تک تُو ہے۔ تو یار تیرا کب یار ہوگا۔ تُو اپنے آپ کو فنا کر دے۔ تُو نہیں رہے گا۔ تو یار تیرا یار ہوگا۔

یہی وہ مقام ہے۔ کہ جہاں نفس کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اور اسی مقام پر شرح صدر ہوتا ہے۔ اور سالکِ حقیقی اسلام سے مشرف ہوتا ہے۔ اور پھر نفسِ مطمئنہ کی صدارت کے تخت پر جلوہ افروز ہوتا ہے۔ اور یہیں سے مقامِ رضا کی جانب ترقی کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے۔ **فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام**۔ **(ترجمہ)** پس جسے اللہ تعالیٰ ہدایت بخشنے کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔ (سورہ انعام۔ 125) اسی طرح ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے۔ کہ! **افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علٰی نور من ربہٖ**۔ **(ترجمہ)** پس وہ شخص کہ جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا۔ وہ اپنے رب کی طرف سے ایک روشنی (یعنی ایمان کی نورانیت) پر چل رہا ہے۔ (سورہ زمر۔ 22)

☆ **سیر عن اللہ باللہ :** سیرِ فی اللہ کے تمام کرنے پر سالکین کے دو گروہ ہو جاتے ہیں۔ پہلا گروہ ''**مستھلکین**'' کا ہوتا ہے۔ یعنی وہ لوگ جو ذاتِ باری تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو گئے۔ اور جمالِ الٰہی کے مشاہدے میں ہی رہ گئے۔ جبکہ دوسرا گروہ ''**راجعین الی الدعوۃ**'' کہلاتا ہے۔ ان

کو واپس مقامِ قلب میں لایا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے۔ کہ! میرے بندوں کو اسی راستے سے، کہ جس سے تم خود آئے ہو، میری طرف لے آؤ۔ اور مخلوق کے ساتھ میل جول رکھو۔ تمھارا مشاہدہ اَب بند نہ ہوگا۔ پہلے سیر عاشق کی معشوق کی طرف تھی۔ اور آیت کریمہ **قل ان كنتم تحبون الله فا تبعوني** (آپ کہہ دیں۔ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو۔ تو میری پیروی کرو) پر عمل تھا۔ (سالک عاشق اور حضرتِ حق سبحانہ' معشوق۔ لیکن اَب سیر معشوق کی عاشق کی طرف ہے۔ اور آیہ مذکورہ کے دوسرے جز و **يحببكم الله** (اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا) سے مشرف ہوجاتا ہے۔ کیونکہ سالک تعلیم وتلقین اور ترغیب سے مریدوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے۔ اور اس تعلیم میں اللہ تعالیٰ اپنا مشاہدہ اس کو دیتا رہتا ہے۔ تو اس حالت میں سالک ہادی کا ہر فعل باعث مشاہدہ ہوتا ہے۔ پس اس قسم کے صاحبِ دولت کو جب دنیا کی طرف لانا چاہیں۔ اور مخلوق کو اس کے وجود شریف کی برکت سے نفسانی اندھیروں سے نکالنا چاہیں تو اس کو صوفیوں کی اصطلاح میں ''سیر عن اللہ باللہ'' کے طریقے پر جہان کی طرف لے آتے ہیں۔ اور اس کی توجہ تمام تر مخلوق کی طرف ہوتی ہے۔ لیکن اس کو مخلوق کے ساتھ کسی قسم کی گرفتاری نہیں ہوتی۔ اگر چہ ظاہر میں وہ مبتدی کا شریکِ حال ہے۔ لیکن گرفتاری اور عدم گرفتاری میں بڑا فرق ہے۔ اور خلق کی طرف توجہ کرنا اس منتہی کے حق میں بے اختیاری ہے۔ اور اس میں وہ اپنی رغبت کچھ نہیں رکھتا۔ بلکہ اس توجہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے۔ برخلاف مبتدی کے، کہ اس میں اپنی ذاتی رغبت اور حق تعالیٰ کی نا رضا مندی ہے۔ پس اس سیر میں سالک علمِ اعلیٰ سے علمِ اسفل کی طرف اور اسفل سے اسفل تر، کی طرف رجوع کرتا ہے۔ حتی کہ واپس ممکنات کی طرف رجوع کرتا ہے۔ یعنی کہ اس قسم کے صاحب دولت خوش نصیب کو جب عروج کے بعد نزول ہوتا ہے۔ تو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے۔ کہ جس راستے سے تم خود آئے ہو۔ واپس جا کر اسی راستے سے میرے دوسرے بندوں کو بھی میری طرف لے آؤ۔ (جیسا کہ ابھی بیان ہوا) یہ سالک مسندِ تلقین وارشاد پر فائز المرام ہوتا ہے۔ اس کی تمام تر توجہ مکلوق کی طرف ہوتی ہے۔ لیکن باطنی طور پر اس کو مکلوق کے ساتھ کسی قسم کی گرفتاری نہیں ہوتی۔ بلکہ مقامِ مشاہدہ سے باریاب ہوتا ہے۔ اور اس کے وجود کی برکت سے مخلوق خدا نفس کے اندھیروں سے نکل کر خدا تک رسائی حاصل کرتی رہتی ہے۔

☆ **سیر فی الاشیاء باللہ** : یہ سالک کی چوتھی سیر ہے۔ جو رجوع کے بعد اشیاء میں ہے۔ سیر اول میں جو اشیاء کے علوم بالکل مٹ گئے تھے۔ اب پھر یکے بعد دیگرے حاصل ہوجاتے ہیں۔ اور سالک بظاہر کلی طور پر مخلوق کے ساتھ ملا جلا رہتا ہے۔ اگر چہ ظاہر میں اس کے تمام افعال عوام کی طرح دنیا کی مشغولی میں گذرتے ہیں۔ لیکن وہ واصل میں اس شعر کا مصداق ہوتا ہے۔

اَز دروں شو آشنا وز بروں بگانہ باش ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

(یعنی باطن میں ذاتِ حق سے واقف ہوجا۔ اور ظاہر میں بیگانوں کی طرح رہ۔ اور اس قسم کے طریقے والے لوگ دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں)

اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ! دیہاتوں کی پانی بھر کر لانے والی خواتین کئی کئی مٹکے اوپر نیچے سر پر رکھ کر بظاہر بے تکلف ہو کر ایک دوسرے سے باتیں کرتی ہوئی گھروں کو پانی لے کر جاتی ہیں۔ کیا مجال، جو ان کی رفتار میں فرق آجائے۔ یا مٹکوں میں کسی قسم کی جنبش ہو۔ اور وہ چھلکیں۔ کیونکہ! ان کے قلوب کی توجہ پوری طرح سے مٹکوں پر لگی رہتی ہے۔ یا پھر سننے میں آتا ہے۔ کہ! کچھوے اپنے انڈے دریا یا سمندر کے ساحل پر ریت یا مٹی میں دبا کر خود پانی میں چلے جاتے ہیں۔ مگر اپنی توجہ وہ انڈوں پر مرکوز رکھتے ہیں۔ کچھ عرصے بعد اُن انڈوں سے کچھوں کے بچے نکل آتے ہیں۔ اگر وہ ایک بھی لمحہ کے لئے اپنی توجہ انڈوں سے ہٹالیں۔ تو انڈے سڑ جائیں۔ اسی طرح کونج کے بارے میں ہے۔ کہ! وہ اپنے انڈے چھوڑ کر سینکڑوں یا ہزاروں میل دور چلی جاتی ہے۔ مگر اپنی توجہ پھر بھی انڈوں پر مرکوز رکھتی ہے۔ اگر وہ اپنی توجہ چھوڑ دے۔ تو اس کے انڈے بھی سڑ جائیں۔ (اس ضمن میں کسی عارف نے کیا خوب فرمایا ہے۔ کہ!)

جیہدے دل وچ تُوں آویسیں اوہ دنیا وچ نہیں وسدے نیں
اک وار جو پھائیوں اُڈ جاون مُڑ دوجی وار نیں پھسدے نیں

مزید برآں یہ کہ! اس طرح کی کئی امثال موجود ہیں۔ یعنی کہ توجہ کو مرکوز کرنے کا یہی حال سالکِ کامل کی توجہ کا حق تعالیٰ کی طرف ہے۔ کہ دنیا کے ساتھ رہتے ہوئے بھی حق تعالیٰ نے اُن کی نظر نہیں ہٹتی۔ ایسے ہی سالکین کے حال پر قرآنِ حکیم کی آیتِ مبارکہ بھی صادق آتی ہے۔ **رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله**۔ **(ترجمہ)** یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ! جنہیں تجارت اور خرید وفروخت، اللہ تعالیٰ کے ذکر سے (قطعًا) غافل نہیں کرتے۔ (سورہ نور۔ 37) سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اس حال ومقام کو ''خلوت در انجمن'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (یاد رہے۔ کہ!) سلسلہء عالیہ چشتیہ کے مشائخین میں توجہ کے ذریعے مقامات کو عبور کرایا جاتا ہے۔

ایمان کامل کرنے والی تین باتیں:

جناب حضرت سیدنا شیخ ابو طالب مکی ؒ اپنی مشہور زمانہ تالیف قوت القلوب میں فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جس میں تین باتیں پائی جائیں۔ اس کا ایمان کامل ہوتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے۔ ☆ اپنے عمل میں رِیا کا اِظہار نہ ہونے دے۔

☆ جب اس کے سامنے دو اُمور پیش کئے جائیں۔ (کہ) جن میں سے ایک دنیا اور دوسرا آخرت کا ہو۔ تو دنیا پر (ایسا شخص) آخرت کو ترجیح دے۔ (مگر بقولِ حضرت بایزید بسطامی ؒ)

ایمان والا اور اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والا، اللہ تعالیٰ سے کبھی بھی دنیا و آخرت نہیں مانگتا۔ وہ تو اپنے مولیٰ سے اپنے ہی مولیٰ کو طلب کرتا ہے۔

ایمان کامل کرنے والی تین علامات:

جناب حضرت سیدنا شیخ ابو طالب مکی ؒ اپنی مشہور زمانہ تالیف قوت القلوب میں فرماتے ہیں۔ کہ حضرت سیدنا یوسف ؒ فرماتے ہیں کہ منقول ہے۔ کہ جس میں (فقط) تین باتیں پائی جائیں اس کا ایمان کامل ہو جاتا ہے۔

☆ جب راضی ہو تو اس کی رضا اسے باطل کام کی طرف نہ لے جائے۔

☆ جب ناراض ہو تو اس کا غصہ اسے حق سے نہ پھیر دے۔

☆ جب غلبہ حاصل کرے تو جو شئے اس کی نہ ہو اسے کسی سے نہ چھینے۔ (بقولِ اقبال)

جہاں میں اہلِ ایماں ، صورتِ خورشید جیتے ہیں   اِدھر ڈوبے ، اُدھر نکلے ، اُدھر ڈوبے ، اِدھر نکلے

چار عالم :

ملفوظاتِ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی ؒ میں ہے کہ شیخ الاسلام حضرت بہاؤالدین زکریا مُلتانی ؒ میں لکھا دیکھا ہے کہ چار عالم یہ ہیں۔ ☆ ناسوت ☆ ملکوت ☆ جبروت ☆ لاہوت۔ پھر ہر ایک کی شرح یوں بیان فرمائی کہ!

☆ **عالم ناسوت** (دراصل) عالم حیوانات ہے اور اس کا فعل حواسِ خُمسہ سے ہے جیسے کھانا۔ پینا۔ سونگھنا۔ دیکھنا اور سُننا۔ جب سالک ریاضت اور مجاہدہ کر کے اس عالم سے گزرتا ہے۔

تو ان تمام صفات سے دوسرے عالم میں پہنچتا ہے۔ جسے **عالم ملکوت** کہتے ہیں۔ یہ عالم درحقیقت عالم ملائکہ (فرشتگان) ہے۔ اس کا فعل تسبیح و تہلیل قیام و رکوع اور سجود ہے۔

جب سالک اس عالم سے گُزرتا ہے تو تیسرے عالم میں پہنچتا ہے۔ جسے **عالم جبروت** کہتے ہیں۔ یہ عالم درحقیقت عالم روح ہے۔ اس کے افعال صِفاتِ حمیدہ سے ہیں۔ جیسے شوق، ذوق، محبت، اشتیاق، طلب، وجد، سکر، صحو، مجد اور محو۔

جب سالک ان صفات سے گزرتا ہے تو **عالم لاہوت** میں پہنچتا ہے۔ جو بے نشان عالم ہے۔ اس وقت سالک اپنے آپ سے قطع تعلق کرتا ہے۔ اسی عالم کو لامکاں بھی کہتے ہیں۔ یہاں پر نہ گفتگو ہے اور نہ ہی جُستجو ہے۔ قولہ تعالیٰ (**ان الیٰ ربک المنتھٰی**)۔

پھر فرمایا کہ، اے درویش! **عالم ناسوت نفس کی صفت ہے۔ عالم ملکوت قلب کی صفت ہے۔ عالم جبروت روح کی صفت ہے۔** اور **عالم لاہوت رحمان کی صفت ہے۔** پس ہر ایک میں اس کے مناسب حال و مقام کی ایک مخصوص صفت موجود ہے۔ چنانچہ!

☆ نفس اُس جہاں کی طرف مائل ہوتا ہے جو مقامِ شیطان ہے۔ ☆ قلب بہشتِ جاوداں کی طرف مُنتقل ہوتا ہے۔

☆ روح درحقیقت رحمان اور پوشیدہ اسرار کی طالب ہوتی ہے۔ ☆ وہ شخص دوزخ میں جاتا ہے۔ جو نفس کی متابعت کرتی ہے۔ ☆ وہ بہشت حاصل کرتا ہے۔ جو دل کی تابعداری کرتا ہے۔ جو روح کی متابعت کرتا ہے۔ اور اسے قُربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

پھر مناسب موقع کے شیخ الاسلام شیخ شہاب الدین السہروردی البغدادی ؒ کی حسبِ ذیل رُباعی زبانِ مبارک سے فرمائی۔

گر درہ تن روی مہیا نار است   در درِ دل روی بہشت دار است
در درارہِ جاناں خواہی   قصہ چکنم حاصل است دیدار است

مقامِ توحید!

مقامِ توحید سمجھنے کے بعد مرشدِ کامل اپنے مریدِ خاص یعنی خلیفہ کو تلقین کرتا ہے۔ کہ! اَب قطبِ وقت وغوثِ زمانہ (ولایت کے بلند مقام ومرتبہ کے حامل ولی اللہ) کی خدمت میں جا۔ اور جو کچھ وہ فرمائیں۔ اس کے حکم یعنی **وحملها الانسان انه كان ظلوما جهولا**۔ (یعنی) اور انسان نے اس کا بوجھ اُٹھا لیا۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ! وہ بڑا ظالم، بڑا نادان ہے۔ (سورہ احزاب۔ آیت نمبر 72) پر عمل پیرا ہو۔ عہد و پیمان کر کے قطبِ وقت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جس کا نام حقیقتِ محمدیہ ﷺ ہے۔ یہاں سے بھی یہی حکم ہوا کہ ہمارے نائب کے پاس جا۔ اور جو بھی کچھ دریافت کرنا ہو۔ کر کے اپنی راہ لے لو۔ (اس کمترین ذرہ ءناچیز البلوشی کی جانب سے یہاں پر احوال پیش کیا جاتا ہے۔ وقوف وادراک رکھنے والے لوگوں کو یہ حال سمجھ آئے گا) ارشاد کے مطابق نائبِ قطب ’’حقیقتِ انسانی‘‘ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا۔ جا اپنے مُلک کی سیر کر۔ جو کہ تیرے آباؤ اجداد کا مسکن رہا ہے۔ طالب نے عرض کیا۔ اِس ملک کی کچھ تعریف اور راہ کی کیفیت تو بیان فرما دیجیئے۔ مَیں جانے پہچانے بغیر وہاں کیسے پہنچوں گا۔ تو نائبِ قطب نے فرمایا۔ یہاں سے کچھ منازل طے کر کے ملک معمورِ طلسمات میں پہنچے گا۔ جس کا نام عالمِ اجسام وانفاس ہے۔ یاد رہے۔ کہ! اول تیرا گزر ایک طلسمی شہر (طلسمی شہر یعنی جسم) میں ہوگا۔ جس میں دو دریا (دو دریا یعنی خون و پانی) ہیں۔ اس میں سات پہاڑ (سات پہاڑ یعنی ہفت اندام)، تین منازل (تین منازل یعنی بچپن۔ جوانی اور بڑھاپا)، چار طبقے (چار طبقات یعنی عناصر اربعہ آب وخاک و باد و آتش) اور دو فصیلیں (دو فصیلیں ایک ظاہر جبکہ دوسری باطن) ہیں۔ ہر فصیل کے پانچ پانچ ابواب (دروازے) ہیں۔ اور ہر ہر دروازے پر ایک دربان معین بیٹھا ہے۔ جس کی مختصر مگر جامع تفصیل یہاں بیان کی جاتی ہے۔

☆ **فصیلِ ظاہر کے دروازے:**

دروازہ ءلمس۔ دروازہ ءبصر۔ دروازہ ءسمع۔ دروازہ ءذوق۔ دروازہ ءشم۔

☆ **فصیلِ باطن کے دروازے:**

دروازہ ءحسِ مشترک۔ دروازہ ءخیال۔ دروازہ ءوہم۔ دروازہ ءفکر۔ دروازہ ءحفظ۔

فصیلِ اول یعنی فصیلِ ظاہر کے تمام دروازوں کے دربان اور کیفیات :

دروازہء لمس : فصیل ظاہر کے پہلے دروازے یعنی ’’دروازہ ءلمس‘‘ کا دربان ’’لامسہ ءخوان‘‘ پر براجمان ہے۔ صلح وفساد اس کے کام ہیں۔ حاکمِ شہر اشیاء کی سختی ونرمی کا طلسم اسی کے ہاتھ میں ہے۔

دروازہء بصر : فصیل ظاہر کے دوسرے دروازے یعنی ’’دروازہ ءبصر‘‘ کا دربان ’’باصرہ‘‘ ہے۔ ناظمِ شہر خوبصورت وبدصورت اشیاء کا طلسم رکھتا ہے۔

دروازہء سمع : فصیل ظاہر کے تیسرے دروازے یعنی ’’دروازہ ء سمع‘‘ کے دربان کا نام ’’سامعہ‘‘ ہے۔ جو کہ آگ پر بیٹھا ہوا ہے۔ خوش آوازی اور بدآوازی کا طلسم اسی کے قبضے میں ہے۔ کیونکہ وہ اس شہر کا جاسوس اور مخبر ہے۔

دروازہء ذوق : فصیل ظاہر کے چوتھے دروازے یعنی ’’دروازہ ء ذوق‘‘ کا دربان ’’ذائقہ‘‘ ہے۔ جو تخمیر (سرشت۔ طینت۔ اصلیت) کے چبوترے پر بیٹھا ہے۔ چیزوں کی خوش گواری وبدگواری کا طلسم رکھتا ہے۔ اور یہ اس شہر کا وکیل ہے۔

دروازہء شم : فصیل ظاہر کے پانچویں دروازے یعنی ’’دروازہ ء شم‘‘ کا دربان ’’شامہ‘‘ ہے۔ یہ ہوانشین ہے۔ اور شہر کی صفائی ستھرائی کی خبر رکھتا ہے۔ خشبو اور بدبو کا طلسم اسی کے اختیار میں ہے۔

فصیل دوئم یعنی فصیلِ باطن کے تمام دروازوں کے دربان اور کیفیات :

دروازہء حس مشترک : فصیل باطن کے پہلے دروازے یعنی ’’دروازہ ءحس مشترک‘‘ کا دربان ’’حس مشترکہ‘‘ پانی پر براجمان ہے۔ طبع مائل بہ رطوبتِ فراموشی کا طلسم رکھتا ہے۔ جو بات پوچھی جائے۔ فوراً بیان کر دیتا ہے۔ مگر یاد نہیں رکھتا۔

دروازہء خیال : فصیل باطن کے دوسرے دروازے یعنی ’’دروازہ ء خیال‘‘ کا دربان ’’مخیلہ‘‘ ہے۔ جو خاک نشین سے طبع ءخشکی مائل طلسم نافہمی رکھتا ہے۔ جو نہی سمجھ جاتا ہے۔ تو فراموش نہیں کرتا۔ اس وقت اس کا نام ’’ذاکرہ‘‘ ہے۔

دروازہء وھم : فصیل باطن کے تیسرے دروازے یعنی ’’دروازہء وہم‘‘ کا دربان ’’واہمہ‘‘ ہے۔ جو ہوانشین ہے۔ اور طبع مائل بہ برودت، کذابی، فتنہ پروری اور لغوگوئی کا طلسم رکھتا ہے۔

دروازہء فکر : فصیل باطن کے چوتھے دروازے یعنی ’’دروازہء فکر‘‘ کا دربان ’’مدرکہ‘‘ ہے۔ آتش نشین ہے۔ اور طبع مائل بہ حرارت، بصفاتِ ملکی، کبھی کبھی بصفاتی ابلیسی سے موصوف ہو جاتا ہے۔ عجائب وغرائبِ طلسمات وشعبدات، کیمیاء وسیمیا اور جادو وسحر کا طلسم رکھتا ہے۔ طرح طرح کی چیزیں اور رنگ برنگ کی اشیاء جمع کر کے جدا کرنا اسی کے کام ہیں۔

دروازہء حفظ : فصیل باطن کے پانچویں دروازے یعنی ’’دروازہء حفظ‘‘ کا دربان ’’حافظہ‘‘ ہے۔ یادداشت کا طلسم رکھتا ہے۔ مگر مکر وحیلہ اس پر غالب ہو جاتے ہیں۔ تو وہ تخمیر پر بیٹھا ہوا ہے۔ معتدل مزاج ہے۔ اور یہ بڑا امین اور محافظِ شہر ہے۔ اس شہر میں مختلف الاقسام لوگ بستے ہیں۔ جیسے کہ!

کوئی خام کو جلاتا ہے۔ اور کوئی پکاتا ہے۔ کوئی تقسیم کنندہ ہے۔ لطیف کو لطیف اور کثیف کو کثیف پہنچاتا ہے۔ کوئی تو ایسا بھی ہے۔ کہ جب اُسے کوئی چیز ملتی ہے۔ وہ اُسے خود میں شامل کر لیتا ہے۔ کوئی ہر اشیاء کو مہیا و مرتب کر کے اسی شہر کی مرمت میں محو ومشغول ہے۔ ایک شخص مہیب صورت وخوفناک شکل رکھنے والا چاپلوسی رکھتا ہے۔

اِن فصیلوں کے گزرنے اور ان کے دربانوں سے گزرنے کے بعد پھر سالک کو ایک عجیب عجوزہ ’’پیرزالہ‘‘ نامی مکار وخون خوار ’’بڑھیا‘‘ ملے گی۔ جو کہ ہزارہا قسم کے طلسمات وشعبدات رکھتی ہے۔ اِس بڑھیا سے بچنا کافی دشوار ومحال ہے۔ اگر کوئی اِن تمام آفات و بلیات سے گزر جائے۔ تو آگے چار مقامات ہیں۔ **شریعت۔ طریقت۔ معرفت۔ حقیقت۔**

بہر حال! پھر آگے ہفت وادیء خون خوار ہیں۔ جن میں سے ہر ایک بڑے بڑے طلسمات سے مزین ومعمور ہے۔ اگر کوئی اِن میں سے کسی بھی طلسم میں (خدانخواستہ) پھنس گیا یا پھسل گیا۔ تو بس وہ واصل ہو گیا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون** ۔ وہ فراقِ ابدی میں گرفتار ہو گا۔ اُس ہفت وادیء خونخوار کے اسماء یہ ہیں۔ **طلب۔ عشق۔ معرفت۔ استغناء۔ توحید۔ حیرت۔ فقر وفنا وبقاء۔**

یاد رہے۔ کہ! اِن ساتوں وادیوں کو طے کرنا دل سے ہوتا ہے۔ نہ کہ پاؤں سے۔ پھر وہی بات کہ! ان تمام مقامات، فصیلوں، آفات و بلیات، منازل اور وادیوں سے پیرِ کامل کی معاونت واستمداد کے بغیر پار نکلنا محض ایک خیال بلکہ محال و ناممکن ہے۔ اگر بفضلہٖ تعالیٰ کوئی مردِ خدا مل جائے۔ تو اِن تمام مشکلات ومصائب سے بآسانی نکلنا سہل ہو جائے گا۔ ورنہ رخصت۔۔۔ خدا حافظ۔

زائرِ نائبِ قطب کے ارشاد کے مطابق کمر ہمت کو چست کر کے روانہ ہونا ہے۔ (بقولِ شاعر)

دریں دریائے بے پایاں ، دریں طوفانِ موج افزا
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسہا

(اِس دریائے بے پایاں (بے تھاہ و بے کنار) اور شدت سے موجیں مارتے ہوئے طوفان میں ہم ’’**بسم اللہ مجریھا و مرسھا**‘‘ کہہ کر دل پھینکتے ہیں۔ یعنی ہم جو یہ خطرناک سفر شروع کرتے ہیں۔ تو بس صِرف وہی اپنے عظیم ترین فضل وکرم سے ہی اس بیڑے کو چلانے والا اور منزلِ مقصود تک پہنچانے والا ہے)

پیرِ کامل کی معاونت سے طالبِ صادق جب یہ مقامات ومنازل طے کرتا ہوا معرفت میں پہنچ کر جب آنکھ کھولی۔ اور بغور دیکھا۔ تو اول وآخر، ظاہر وباطن، حاکم ومحکوم، بادشاہ ووزیر، پیر ومرید، منزل ومقام میں وہی خود تھا۔ اُس کے سوا دوسرا کوئی نہ تھا۔ **فھم من فھم۔**

سمجھ سکے نہ لوگ سیانے
عشق دا رتبہ عشق ہی جانے

توجہات کا فلسفہ :

صوفیائے کرام نے توجہ وتصرف کی مختلف اقسام بیان فرمائی ہیں۔ جن میں سے تین اقسام زیادہ معروف ہیں۔ جو یہ ہیں۔

توجہء انعکاسی۔ توجہء القائی۔ توجہء اتحادی۔

☆ **توجہء انعکاسی :** توجہء انعکاسی سے مراد ہے۔ جیسے کہ! کسی چیز پر شیشے یا روشنی کا عکس اور ’’پرتو‘‘ پڑنا یا پھر اہلِ مجلس کا عطر وغیرہ کی خوشبو پانا درحقیقت انعکاسی توجہ کے مشابہ ہوتا ہے۔ یہ توجہ وقتی اور عارضی ہوتی ہے۔ توجہ کی اس قسم کا اثر بھی تھوڑی ہی دیر کے لئے ہوا کرتا ہے۔ یہ توجہ باوجود ضعیف وکم دورانیئے کے بھی فائدے سے خالی نہیں ہوا کرتی۔

☆ **توجہء القائی** : توجہء القائی کی مثال یوں بیان کی جاسکتی ہے۔ جیسے کہ! کوئی شخص دیئے میں بتی اور تیل ڈال کر لایا۔ تو دوسرے نے آگ لگا کر اسے روشن کر دیا۔ یہ تاثیر کچھ حد تک طاقت ضرور رکھتی ہے۔ اور کچھ دیر تک اس کا اثر بھی باقی رہتا ہے۔ لیکن جب کوئی بیرونی صدمہ پہنچے۔ مثلاً آندھی، طوفان یا بارش وغیرہ تو اس کا اثر جاتا رہتا ہے۔ اس لئے یہ توجہ کسی حد تک مفید ضرور ہے۔ لیکن لطائف کی مکمل اصلاح نہیں کرسکتی۔ اس لئے مریدِ صادق کو مجاہدے کی ضرورت ہوتی ہے۔

☆ **توجہء اتحادی** : توجہء اتحادی سب توجہات سے زیادہ قوی ہوتی ہے۔ اس میں شیخ اپنی پوری ہمت صَرف کر کے اپنی روح کے کمالات طالب کی روح میں القاء کر دیتا ہے۔ اس طرح کہ دونوں ارواح باہم جذب ہو جاتی ہیں۔ جیسے کہ! حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ کے پیرومرشد جنابِ حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے ایک نانبائی کو اپنی توجہء اتحادی دے کر اس کے ظاہر و باطن کو اپنے جیسا بنا دیا۔ جس کو وہ ضبط نہ کر کے وصال پا گیا۔ (وہ واقعہ کچھ اس طرح سے ہے۔ کہ!)

حکایت : ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ کہ! رات کے وقت اچانک حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے چند مہمانانِ ذی اکرام تشریف لے آئے۔ اَب اُن کے کھانے کو کچھ موجود نہ تھا۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے اس وقت اپنے ایک مرید (جو کہ ایک نانبائی تھا) کو طلب کیا۔ جب وہ آئے۔ تو حضرت خواجہؒ نے انھیں درخواست کی۔ کہ! اگر وہ اُن کے مہمانوں کے لئے کچھ روٹیاں بنا دیں۔ تو وہ اُس (نانبائی) کے شکر گزار ہوں گے۔ اُس مرید (نانبائی نے فخر کرتے ہوئے) پیرومرشد کے حکم کی بجا آوری کی۔ جس سے کہ حضرت خواجہؒ بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ! مَیں نے آپ کو رات کے اس پہر زحمت دی۔ اگر آپ کی کوئی خواہش ہے۔ تو مجھے خوشی ہوگی۔ کہ! مَیں اس خواہش کو پورا کروں۔ اُس نانبائی نے عرض کی۔ کہ! حضرت مجھے آپ اپنے جیسا بنا دیں۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا۔ کہ! یہ کیا کہہ رہے۔ ہو۔ اس کی تمھارے اندر استطاعت نہیں ہے۔ لیکن وہ اپنی اسی خواہش پر بضد و مصر رہا۔ بالآخر حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے انہیں اپنے حجرہء خاص میں آنے کو کہا۔ کچھ دیر بعد وہی نانبائی (حضرت خواجہ باقی باللہؒ) کی عین شکل کی طرح سے باہر نکلا۔ اور باہر چلا گیا۔ بعد میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ باہر تشریف لائے۔ وہ نانبائی فقط تین دن زندہ رہا۔ اور وہ تین دن بھی بحالت غیر تھا۔ تیسرے دن بوقتِ شام اس کا وصال ہو گیا۔ کیونکہ! وہ اُس مقام و مرتبہء ولایت کا اہل نہیں تھا۔ بہر حال! یہ خاص توجہ تھی پیرومرشد کی۔۔۔

حضرت غوث علی شاہ قلندری قادریؒ کے ملفوظات میں مرقوم ہے۔ کہ! گروہِ کاملین تین اقسام پر منقسم ہے۔ کامل۔ اکمل اور مکمل۔

☆ **کامل** اُس کو کہتے ہیں۔ جو خود تو صاحبِ کمال ہو۔ مگر کسی کو فیض نہ پہنچا سکے۔ اس کو لازمی بھی کہتے ہیں۔

☆ **اکمل** اُس کو کہتے ہیں۔ کہ! خود بھی صاحبِ کمال ہو۔ اور فیضانِ باطنی اور ہدایاتِ ظاہری سے اوروں کو فائدہ پہنچا سکے۔ یہ شخص اول الذکر (یعنی کامل) سے بدرجہا بہتر و بزرگ تر ہے۔

☆ **کامل** اُس کو کہتے ہیں۔ کہ! اوروں کو (یعنی اپنے مریدین و معتقدین یا خلفاء یا اولادو دواخیاء) کو مشیتِ ایزدی یا تقدیرِ الٰہی کے موافق خواہ ایک گھنٹے میں، خواہ ایک ماہ میں، خواہ ایک سال میں کامل و مکمل بنا دے۔ اور جو کشف و کرامات اپنی ذات میں رکھتا ہے۔ مرید (مرید و معتقد یا خلفاء یا اولادو دواَخی) کو بھی عطا فرما دے۔ ایسا شخص متذکرۃ الصدور دونوں (کامل اور اکمل) سے نہایت معظم، و مکرم ہوتا ہے۔

گروہ کملاء کے تعلیم و تلقین کا طریقہ یہ ہے۔

اول طالب کو خاندان کے موافق بیعت کر کے ذکر و ارشاد فرماتے ہیں۔ خواہ اسمِ ذات، خواہ نفی اثبات یا پاس انفاس۔۔۔ مگر اس زمانہ کے مشائخین کی طرح اپنے روبرو بٹھا کر توجہ نہیں دیتے۔ البتہ قلبی توجہ ضرور دیتے ہیں۔ جہاں کہیں مرید ہو۔ ہزار فرسنگ یا چاہے میل بھر، اپنا برزخ اس کے قلب میں حلول کر دیتے ہیں۔ اور اس توجہ کا اثر طالب کے قلب سے زائل نہیں ہوتا۔ چاہے وہ شراب و شباب یا معاصیات میں ہی مشغول کیوں نہ ہو۔ گویا کہ پتھر پر لکیر ہے۔

اقسامِ توجہ کی مزید تفصیل:

حضرت غوث علی شاہ قلندری قادریؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اس میں گروہ کی توجہ تین طرح کی ہوا کرتی ہے۔ اصلاحی۔ القائی اور اتحادی۔

☆ **اصلاحی توجہ** اُس کو کہتے ہیں۔ کہ! مرشد اپنے برزخِ ہمت (یعنی قوتِ تصور) کے صابون سے قلبِ مرید کو مصفی و پاکیزہ کر دے۔ اور اس کے آئینہء قلب کا غبار اپنے قلب کی حرارت سے محو کر دے۔ اور اپنی ہمتِ باطن کو مرید کی تہذیب و آراستگی میں مصروف و مشغول رکھے۔

☆ **القائی توجہ** اُس کو کہتے ہیں۔ کہ! جب ضمیرِ مرید کی صفائی انتہا کو پہنچ جائے۔ تو حالاتِ پوشیدہ کی دریافت و استدراک کے واسطے القاء کرے۔ یعنی جو کچھ کہنا ہو۔ مرید سے برزخ (یعنی وضع وتصور) میں کہے۔ خواہ مرید دور ہو یا نزدیک۔ لیکن کچھ ہی طالب اس توجہ تک پہنچ پاتے ہیں۔

☆ **اتحادی توجہ** اُس کو کہتے ہیں۔ کہ! مرشد یک لخت بغیر تصفیہ وتزکیہء قلب کے مرید کو فیضانِ باطنی عطا کرے۔ خاصہ اس توجہ کا یہ ہے۔ کہ! طالب کا برزخ (تصور وتخیل) مرشد کریم کی صورتِ بابرکت کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ مگر اس قسم کی توجہ شاذ و نادر ہی ہوا کرتی ہے۔ (جیسا کہ! ابھی حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ دہلوی نقشبندیؒ کے واقعے میں بیان ہوا ہے۔ جس میں کہ طالب یعنی نان بائی اپنی کم استعدادی و کم ظرفی کی وجہ سے تیسرے ہی دن فوت ہو گیا) یعنی جیسے اس توجہ دینے والے کے خدوخال ہوتے ہیں۔ ایسے ہی طالب بھی اُسی قدر مستعد، حوصلہ مند اور عالی ظرف ہو۔ کیونکہ! جو اس قسم کی توجہ کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ وہ ضرور بالضرور ہلاکت کا ہی موجب ہوتا ہے۔ جب طالب تذکرہ میں ٹھیک ہو جاتا ہے۔ تو پیرومرشد اس کو تفکر ارشاد کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ! صانع حقیقی کی صنائع و بدائع میں متفکر ہو۔ مثلاً قلبِ انسانی کو اللہ تعالیٰ نے کیسی حکمت وفراست سے تخلیق فرمایا ہے۔ کہ اس کے اندرون صدہا بیماریاں اور سینکڑوں آرام رکھے ہیں۔ آسمان بغیر ستون کے قائم فرما دیا۔ زمین کو کیسے پانی پر پھیلا دیا۔ مینہ کا برسانا، نباتات کا اُگنا، پھل و پھول کا پیدا ہونا یہ سب اسی کے ہی کمالِ صنعت کا تماشائے پیشِ نظر ہیں۔ اور مرتبہء تفکر میں اکثر طالبوں کو استغراق (یعنی معرفت وحقیقت کے بحر میں قصد ونیت سے غرق ہو جانا) وسکر (معرفت وحقیقت کے دریا میں بے ہوشی و مدہوشی، جبکہ طالبِ صادق مرتبہء تفکر وتذکر میں ٹھیک ہو گیا ہو) حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ مرتبہء عرفان تک پہنچ جائے۔ عرفان سے مراد ان تمام ممکنات وموجودات کو واجب الوجود سے خیال کرنا اور ان فروعات کو اصل الاصول سمجھنا چاہیئے۔ اور تمام وسیلے اور واسطے درمیان سے ہٹا دینے چاہئیں۔ اور جو بھی کرو۔ جان لو۔ کہ! اسی کی مشیت ورضا سے ہی کرتے ہیں۔ عنی جو آفت یا راحت کسی سے بھی پہنچے۔ منجانب اللہ ہی سمجھے۔ (یاد رہے۔ کہ!) عرفان میں بھی استغراق ہوتا ہے۔ لیکن استغراق وسکر منازلِ مروجہ ومقررہ سے نہیں ہیں۔ بلکہ منازل کے (تو علیحدہ سے دیگر گئی) شعبے ہیں۔ جیسے کہ کسی کا ایک شہر سے دوسرے شہر جانے کا ارادہ ہے۔ تو راستے میں کئی ایک چھوٹے بڑے شہر، دیہات وغیرہ بھی آتے ہیں۔ اَب ان دو شہروں (یعنی منازل) کے بیچ میں جتنے بھی چھوٹے بڑے شہر و دیہات آئے تھے۔ ان کو منزل تو نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ! وہ تو شعبہء منازل کہلائیں گے۔

اِن تین مقامات کے بعد:

حضرت غوث علی شاہ قلندری قادریؒ مزید فرماتے ہیں۔ کہ! جب مرید (سالک وطالبِ صادق) یہ تینوں مقامات طے کر لیتا ہے۔ تو پیرومرشد اُسے توحید کی ہدایت فرماتے ہیں۔ یعنی اپنے تمام اعمال، افعال، احوال، اقوال، حرکات وسکنات کو تقدیرِ الٰہی اور مشئیتِ ایزدی سے سمجھنا چاہیئے۔ لیکن یہ تعلیم مبتدیوں کے لئے ہے۔ جبکہ منتہیوں کی تعلیم یہ ہے۔ کہ! تمام ممکنات وموجودات کو مظہرِ الٰہی بلکہ عین ذاتِ نامتناہی جاننا چاہیئے۔ جیسے کہ! ایک چراغ ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن کیا جاتا ہے۔ کیونکہ! دوسرا روشن ہونے والا چراغ بھی پہلے چراغ کی مانند روشنی میں برابر ہے۔ کچھ بھی فرق دونوں میں موجود نہیں ہے۔ کیونکہ! حدوث نے قدم کی خواہش سے کوئی وجودی لباس پہنا۔ اور ایک صورت اختیار کی۔ پھر وہ حدوثِ قدم سے بھلا الگ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ! روزِ اول سے حدوث وقدم سے یکانگیء واحدیت کا واسطہ ہے۔ اور ر ایک لحظہ یا ایک ساعت بھی اس سے جدا نہیں۔ معنیٰ توحید میں ہے۔ کہ! باری تعالیٰ کو بے ہمتا اور یکتا جاننا ہر حال ومقام میں۔ اگرچہ جلایا یا قتل کیا جاوے۔

چیست توحید آنکہ اَز غیرِ خدا　　فرد آئی در خلا و در ملا

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے پر نظرِ رحمت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کر چکا۔ تو اپنی کتاب (لوحِ محفوظ) میں، جو اس کے پاس عرش پر موجود ہے۔ یہ بات تحریر فرمائی۔ کہ! (**ان رحمتی غلبت غضبی**) میری رحمت میرے غصہ (یعنی غضب) پر غالب ہے۔ (صحیحین)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ! مَیں نے نبی مکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے رحمت کو سو حصوں میں تقسیم فرمایا۔ اِن میں سے ننانوے حصے اپنے پاس رکھ لئے۔ اور (فقط) ایک حصہ زمین پر نازل فرمایا۔ اسی ایک حصے کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے۔ یہاں تک کہ کوئی چوپایہ اپنے بچے سے اپنا پاؤں ہٹا لیتا ہے۔ اس اندیشے کے تحت کہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچے۔ (صحیحین۔ ابنِ حبان۔ مستدرک حاکم۔ ترمذی۔ ابنِ ماجہ۔)

حضرت سلمانؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ! حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا۔ اس

دن سو رحمتوں کو (بھی) پیدا فرمایا۔ جن میں سے ہر ایک رحمت آسمان اور زمین کے درمیان فاصلے کے برابر ہے۔ پھر اس نے اِن میں سے ایک رحمت زمین میں رکھی۔ جس کی برکت سے والدہ اپنے بچے پر مہربان ہوتی ہے۔ وحشی جانور اور پرندے ایک دوسرے پر مہربان ہوتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس (ایک) رحمت سمیت ان (یعنی بقایا ننانوے) رحمتوں کو مکمل فرمائے گا۔ (صحیح مسلم)

جناب سیدی احمد کبیر الرفاعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی (محبوب) بندے کے قلب پر نظرِ رحمت ڈالتے ہیں۔ تو اس سے غفلت کا پردہ دور کر دیتے ہیں۔ اور (اپنی عظیم الشان) قدرت کی باریکیاں اس پر ظاہر کر دیتے ہیں۔ تو اس وقت تین میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے۔ یا تو وہ حکیم اور دانا ہو جائے۔ کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی مخلوق اس سے مل جائے گی۔ یا اس کی زبان گنگ رہ جائے گی۔ اور وہ حیران و پریشان ہو جائے گا۔ یا پھر اس کے پروں میں چھپ جائے گا۔ اسی کے قبضہ قدرت میں محفوظ ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کی شدت غیرت کے باعث اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس کو کوئی دیکھ نہ سکے گا۔

ایک حدیث میں ہے۔ کہ! حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ (کہ!) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ (کہ!) تم میں سے کسی کا عمل اس کو جنت میں نہ لے جا سکے گا۔ اور نہ دوزخ سے بچا سکے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے کرم سے۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا۔ (کہ!) مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ (کہ!) آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کو جس دن بنایا۔ تو اس کے سو (100) حصے کئے۔ اور اپنے پاس اِن میں سے ننانوے رکھے۔ اس کے بعد صِرف ایک حصہ اپنی رحمت کا تمام مخلوق کے لئے بھیجا۔ پس اگر کافر کو وہ تمام رحم معلوم ہو جائے۔ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ تو وہ جنت سے نا امید نہ ہو۔ اور اگر مومن کو وہ تمام عذاب معلوم ہو جائیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ تو وہ دوزخ سے کبھی بے خوف نہ ہو۔ (صحیح بخاری۔ 6469۔)

رحمۃ المنان الی الانسان :(عجیب وغریب اور سبق آموز واقعات)

حشر ہے زاہد یہاں ہر چیز کا ہے فیصلہ
لا کوئی حسن عمل میری خطا کے سامنے

واقعہ نمبر 1۔ جناب علامہ عبدالغنی نابلسی دمشقی حنفیؒ اپنی کتاب **الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ** میں رقم طراز ہیں۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہؓ (نبی آخر الزمان ﷺ کے محترم و مکرم چچا) کے قاتل حضرت سیدنا وحشیؓ (جو کہ بعد میں دولت اسلام سے مالا مال ہو گئے تھے) کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ **اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلاً صالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمۡ حَسَنٰتٍ ط وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًاo** (الفرقان۔ 70) ترجمہ: مگر جو توبہ کرے۔ اور ایمان لائے۔ اور اچھا کام کرے۔ تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے) یہ آیت سن کر حضرت سیدنا وحشیؓ نے (حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے) عرض کی۔ کہ اس آیت مبارکہ میں تو بہت سی شرائط ہیں۔ مجھے خوف ہے۔ کہ میں (ان شرائط کو) پورا نہیں کر پاؤں گا۔ اور مجھ میں اتنی طاقت بھی نہیں۔ کہ (مَیں اَب) نیک اعمال کروں۔ اے محمد ﷺ! کیا آپ ﷺ کے دین میں اس سے زیادہ آسانی و نرمی موجود ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ **اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ج** (النساء آیت نمبر۔ 48)

ترجمہ۔ بے شک! اللہ تعالیٰ اسے نہیں بخشتا۔ کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے۔ اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے۔ جسے چاہے۔ معاف فرما دیتا ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو حضرت سیدنا وحشیؓ نے (حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے) عرض کی۔ کہ! میں نہیں جانتا کہ میں اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہوں یا نہیں۔ ہاں اگر آیت مبارکہ صرف اس قدر ہوتی **و یغفر ما دون ذلك** (یعنی) اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے معاف فرما دیتا ہے اور یہ نہ فرمایا ہوتا **لمن یشاء** (یعنی) جسے چاہے۔ تو پھر بات بنتی۔ تو کیا آپ ﷺ کے پاس اس سے زیادہ وسعت والی کوئی اور شئے ہے اس پر یہ فرمان باری تعالیٰ نازل ہوا۔ **قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰٓی اَنۡفُسِہِمۡ لَاتَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ط اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُo** (الزمر آیت نمبر۔ 53) **ترجمہ**: تم فرماؤ ’’اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید نہ ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دیتا ہے۔ (کیونکہ) بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

اس پر حضرت وحشیؓ نے (حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے) عرض کی۔ اگر معاملہ ایسا ہے۔ تو ٹھیک ہے۔ اور اسلام قبول کر لیا۔ صاحب کتاب جناب علامہ عبدالغنی نابلسی حنفیؒ فرماتے ہیں۔ ان تینوں آیات طیبہ کے نازل ہونے کا سبب اگرچہ خاص ہے۔ مگر حکم عام ہے۔ یعنی یہ آیات نازل تو حضرت سیدنا وحشیؓ کے بارے میں ہوئی ہیں۔ مگر (ان تمام) آیات کا حکم قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔ (**المعجم الکبیر**)۔

ایک ضروری وضاحت :

اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم میں فرماتا ہے۔ کہ! **قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ**o (ترجمہ) کہہ دو۔ کہ! اے میرے وہ بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقین جانو۔ اللہ تعالیٰ سارے کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔ (سورہ الزمر۔ آیت نمبر 53) **صحیح بخاری** میں ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ کو نے فرمایا۔ کہ! جب اللہ تعالیٰ مخوق کو پیدا کر چکا۔ تو اپنی کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں، جو اس کے پاس عرش پر موجود ہے۔ (مین) اس نے لکھا۔ کہ! میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہے۔ اسی طرح سے **صحیح بخاری** میں ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ! مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کو سو جز میں تقسیم کیا۔ ننانوے (اجزاء) کو اپنے پاس رکھا۔ اور (فقط) ایک جز و کو زمین پر اُتارا۔ اور اسی ایک جزو سے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے۔ یہاں تک کہ گھوڑی اپنے بچے سے اپنا سر اُٹھائے رکھتی ہے۔ اس ڈر سے کہ کہیں اس کو کچل نہ دے۔ اسی طرح سے **سنن ابنِ ماجہ** اور **المعجم الکبیر** فی الطبرانی میں ہے۔ کہ! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! جس مسلمان کی آنکھ سے مکھی کے سر کے برابر خوفِ خداوندی کی وجہ سے آنسو بہہ کر اس کے چہرے پر آ گریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کو حرام فرما دے گا۔ اسی طرح **جامع ترمذی شریف** میں ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ دوزخ میں سے ہر ایسے شخص کو نکال دو۔ جس نے ایک دن بھی مجھے یاد کیا۔ یا میرے خوف سے کہیں بھی مجھ سے ڈرا۔ اسی طرح **جامع ترمذی شریف** میں ایک حسن حدیث ہے۔ کہ! حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ! مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ (کہ) دو آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی۔ (ایک) وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئی۔ اور (دوسری) وہ آنکھ جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دے کر رات گزاری۔

واقعہ نمبر 2۔ صحیح بخاری شریف میں ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! ایک کتا کسی کنواں کے ارد گرد گھوم رہا تھا۔ اور یوں معلوم ہو رہا تھا۔ جیسے وہ پیاس کی شدت سے مَر جائے گا۔ کہ! اسی درمیان قوم بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت کا اُدھر سے گذر ہوا۔ اس نے اپنا موزہ نکالا۔ اور اس سے پانی نکال کر کتے کو پلایا۔ اس عمل کی وجہ سے اس عورت کے گناہوں کی مغفرت فرما دی گئی۔ (سبحان اللہ۔ ماشاءاللہ) بقولِ حدیث۔ **لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس**۔ جو لوگوں پر رحم نہیں کھاتا۔ اللہ اُس پر رحم نہیں کھاتا۔ (صحیح بخاری شریف)

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

واقعہ نمبر 3۔ صحیح بخاری شریف میں ہے۔ کہ! حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے یہ بیان فرمایا۔ کہ! بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے ننانوے (99) قتل کیئے تھے۔ پھر اس جرم کا حکم پوچھنے کے لئے وہ ایک راہب کے پاس گیا۔ اور اس سے پوچھا۔ کیا اَب میری توبہ قبول ہو سکتی ہے ؟ راہب نے جواب دیا۔ نہیں! تمھاری توبہ قبول نہیں ہو سکتی۔ قاتل نے راہب کو بھی مار ڈالا۔ لیکن وہ دوسرے لوگوں سے بھی اس مسئلے کا حل دریافت کرتا رہا۔ ایک آدمی نے کہا۔ تُو فلاں بستی میں چلا جا۔ وہاں تیری بخشائش ہو سکتی ہے۔ وہ آدمی اس بستی کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابھی وہ راستے ہی میں تھا۔ کہ اچانک اسے موت آ گئی۔ لیکن اس نے مرنے سے پہلے اپنے سینے کو اس بستی کی طرف جھکا دیا۔ جو اس کا مقصود تھا۔ اس کے بعد رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے آئے۔ اور اس کے متعلق حجت کرنے لگے۔ (یعنی ایک دوسرے سے بحث و مباحثہ کرنے لگے۔ کہ! اس قاتل کی روح کو کون لے کر جائے گا ؟) پس جس بستی کی طرف وہ آدمی جا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے نزدیک ہونے کا حکم دے دیا۔ اور جس بستی سے وہ چل کر آ رہا تھا۔ اسے دور ہو جانے کا حکم دے دیا۔ پھر فرشتوں سے فرمایا۔ کہ اس کے مرنے کی جگہ سے دونوں بستیوں کا فاصلہ ناپ لو۔ تو وہ اس بستی سے ایک بالشت نزدیک نکلا۔ جس بستی کی طرف وہ روانہ ہوا تھا۔ اس لئے اس کی مغفرت فرما دی گئی۔

زمان ومکان کا ایک عجیب وغریب حقیقی واقعات : (یاتِ عجیبه معه اختصار)

☆ **حکایت :** حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ نے اس واقعہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ حضرت شیخ الشیوخؒ کا ایک مرید سنار تھا۔ اس کی یہ ڈیوٹی (فریضہ) تھا۔ کہ! وہ ہر جمعۃ المبارک کو صوفیائے کرام کی جائے نمازیں لے جا کر مسجد میں بچھا دیا کرتا تھا۔ جب لوگ جمعہ نماز پڑھ کر چلے جاتے تھے۔ تو وہ اُن جانمازوں کو اُٹھا کر خانقاہ میں رکھ آتا تھا۔ اپنے تفویضی فرض کے مطابق، ایک جمعہ اس نے جملہ جائے نمازوں کو اکٹھا کر کے باندھا۔ اور ارادہ کیا۔ کہ! دریائے دجلہ (جو بغداد میں واقع ہے) میں جا کر غسل کر لے۔ (پھر واپس آ کر جائے نمازوں کو بچھائے گا) چنانچہ وہ گیا۔ اور دجلہ پہنچ کر کپڑے اُتار کر کنارے پر رکھ کر نہانے کے قصد سے دجلہ میں غوطہ لگایا۔ جب اُس سنار نے سر اُٹھایا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ! وہ

دریائے دجلہ کے بجائے مملکتِ مصر کو کوئی دریا ہے۔ جس کے کنارے پر وہ کھڑا ہے۔ دریا سے نکل کر چلتے چلتے وہ مصر کے کسی شہر میں داخل ہوگیا۔ اور کسی سنار کی دکان پر جا رکا۔ اُس وقت اس کے پاس صِرف ایک ہی کپڑا تھا۔ جس سے کہ اس نے اپنے بدن کو ڈھانپا ہوا تھا۔ کہ جب اُس نے دریائے دجلہ میں غوطہ لگایا تھا۔ (بہرحال) وہ دکان دار اپنے فہم وفراست سے سمجھ گیا۔ کہ یہ بھی کوئی سنار ہے۔ جب اُسے معلوم ہوا۔ کہ یہ تو کوئی بہت ہی اچھا سنار ہے۔ تو اس نے اس کی کافی خاطر مدارت کی۔ اور پھر اُسے اپنے گھر لے گیا۔ (کچھ دنوں بعد) اُس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا۔ پھر وہ عرصہ سات برس تک مصر میں قیام پذیر رہا۔ اس عرصہ میں اُس کے تین بیٹے بھی پیدا ہوئے۔ پھر ایک دن اتفاقاً وہ مصر کے دریا کے کنارے بغرض غسل گیا۔ اپنے کپڑے اُتار کر ایک کپڑا (بطور لنگوٹ) باندھا۔ اور پانی میں غوطہ لگایا۔ اَب جو اُس نے پانی سے سر نکالا۔ تو وہ مصر کا دریا نہیں تھا۔ بلکہ! بغداد کے درمیان میں بہنے والا دریائے دجلہ تھا۔ اور وہ اُسی جگہ پر تھا۔ جہاں اُس نے سات برس قبل نہانے کی غرض سے اپنے کپڑے اُتار کر رکھے تھے۔ وہ یہ دیکھ کر حیران ہوا۔ کہ اُس کے وہی کپڑے بعینہٖ کنارے پر رکھے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے کپڑے پہن کر خانقاہ آیا۔ اور دیکھا ساری جانمز یں ویسی ہی بچھی ہوئی ہیں۔ اس کے بعض دوستوں نے اُسے کہا۔ جلدی کیجئے۔ کہ! لوگ جامع مسجد میں جا چکے ہیں۔ جائے نمازوں کو لے کر مسجد کو پہنچیں۔ وہ جائے نمازوں کو لے کر جلدی سے مسجد پہنچا۔ انہیں بچھایا۔ اور نماز پڑھی۔ پھر جائے نمازوں کو لے کر خانقاہ جا کر پھر اپنے گھر پہنچا۔ تو اس کی بیوی نے پوچھا۔ کہ! آپ کے دوست احباب کہاں ہیں۔ جن کی آپ نے دعوت کی تھی۔ اور اُن کے لئے مچھلی بھی تیار کروائی تھی۔ (بہرحال مہمان آکر جب واپس چلے گئے۔ تو) یہ سنار اپنے پیرومرشد ابنِ سکینہ کی خدمت میں پہنچا۔ اور اِن سے سارا واقعہ (آپ بیتی) سنایا۔ کہ غسل کر کے دریائے دجلہ کے بجائے دریائے مصر میں نکلنا، پھر سنار زادی سے شادی اور تین بچوں کا پیدا ہونا وغیرہ۔ اُس کے شیخ نے حکم دیا۔ کہ! مصر جاؤ۔ اور اپنے بیوی بچوں کو لے آؤ۔ شیخ نے پھر پوچھا۔ تمھارے دل میں غالبًا (کسی بات کے متعلق کوئی) شک گذرا ہوگا۔ تو اُس نے عرض کیا۔ جی ہاں! میرے دل میں خیال آیا تھا۔ کہ! ''حضرات رجال الغیب'' یا اولیائے عظام بھلا قلیل وقت میں کئی سو مرتبہ کیسے قرآنِ مجید ختم (الم سے والناس تک) کر لیتے ہیں۔ یہ بات عقلی طور پر تو نہیں مانی جا سکتی تھی۔ لیکن جب میرے اپنے تئیں یہ واقعہ پیش آیا۔ تو مجھے رجال الغیب کے اس اداز پر یقین ہوگیا۔

☆ **حکایت :** حضرت سید غوث علی شاہ قلندری قادریؒ فرماتے ہیں۔ کہ! جب ہم حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ابن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے پاس سبق پڑھا کرتے تھے۔ کہ! ایک شخص امیرانہ پیرہن زیب تن کئے آن حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ کہ! میری سرگذشت قابل سماعت ہے۔ یا حضرت! میری عقل کام نہیں کرتی۔ حیران ہوں۔ کہ! کیا کروں۔ اور کہاں جاؤں۔ آپؒ کی خدمت میں اس قصد سے حاضر ہوا ہوں۔ کہ! جو (میرے مناسب حال) ارشاد ہو۔ بجا لاؤں۔ میں لکھنؤ کا باشندہ اور روزگار پیشہ آدمی تھا۔ ایک مرتبہ بوجہ بے کاری گھر کے حالات کچھ تنگی کا شکار ہوگئے۔ ارادہ کیا۔ کہ! باہر کہیں نکل کر تلاشِ معاش کروں۔ مَیں تھوڑا سا زادِ راہ لے کر اودے پور کو چلا۔ ایک سرائے میں اُترا۔ اور اپنا گھوڑا باندھ کر خاموش ومتفکر چارپائی پر جا بیٹھا۔ اس دوران ایک عورت آئی۔ کس فکر میں بیٹھے ہو؟ کچھ کھانے دانے کا بندوبست کیوں نہیں کرتے۔ اور تمھارا گھوڑا (مارے بھوک وپیاس کے) ٹاپتا ہے۔ اور تم کو کچھ فکر نہیں۔ ناچار جو بات (حقیقت حال وتنگی معاش) تھی۔ سب سچ سچ کہہ دی۔ کہ پھوٹی کوڑی تک گرہ میں نہیں۔ اَب اگر مَیں اپنا گھوڑا یا ہتھیار بیچتا ہوں۔ تو نوکری کیسے کروں گا۔ اور اگر یہ نہ کروں تو خرچ کہاں سے لاؤں گا۔ وہ چپکی سی چلی گئی۔ اور دس روپیہ لا کر میرے حوالے کئے۔ جو کہ اُس نے اپنے کفن دفن کے لئے جمع کر رکھے تھے۔ اور کہا۔ کہ! تمھیں قرضِ حسنہ کے طور پر دیتی ہوں۔ جب خدا تمھیں دے۔ تو ادا کر دینا۔ میں وہ روپے خرچ کرتا ہوا بالآخر اودے پور پہنچ گیا۔ اور وہاں جھٹ پٹ مجھے نوکری بھی مل گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عرصہ پنج سال میں ہی مَیں امیر کبیر ہوگیا۔ پھر گھر سے بیٹے کا خط آیا۔ کہ! بیٹی والے تقاضا کرتے ہیں۔ کہ جلد آکر شادی کا سامان کرو۔ میں راجہ سے رخصت لے کر بڑے ٹھاٹ باٹ سے چل نکلا۔ واپسی پر اُسی سرائے میں جب آن اُترا۔ تو اس عورت کا حال دریافت کیا۔ پتا چلا کہ وہ تو بیمار بستر مرگ پر پڑی چند گھڑیوں کی مہمان ہے۔ میں جب اُس کے پاس پہنچا۔ تو وہ اُسی وقت جاں بحق ہوگئی۔ خیر میں نے اس کی تجہیز وتکفین کی۔ اس کو قبر میں اتارا اور دفن کر کے واپس (سرائے میں بقصد آرام) چلا آیا۔ جب آدھی رات گذری۔ تو خیال آیا۔ کہ! میری جیب میں پانچ ہزار کی ایک ہنڈوی (پوٹلی) تھی۔ جب دیکھا تو ندارد۔ بڑی پریشانی ہوئی۔ سوچتے سوچتے ذہن میں آیا۔ کہ! دورانِ دفن شاید وہ ہنڈوی قبر میں گر گئی ہو۔ خیر میں پلنگ سے اُٹھا۔ (اسی وقت آدھی رات کو ہی) قبرستان پہنچ کر وہی قبر کھود ڈالی۔ حیران رہ گیا۔ کہ! نہ وہاں ہنڈوی ہے اور نہ ہی میت۔ البتہ ایک طرف کو ایک چھوٹا سا دروازہ نظر آیا۔ جب میں اس دروازے کے راستے اندر داخل ہوا۔ تو دیکھا۔ کہ! نہایت پرفضا و دلکش باغ اور ایک عالیشان محل ہے۔ اور ایک حسین وجمیل عورت، اپنے ارگرد غلام وکنیزوں کے ہمراہ وہاں بیٹھی ہوئی ہے۔ میں جھجک کر پیچھے آنے ہی لگا تھا۔ کہ ایک غلام مجھے بلانے آگیا۔ اب اس عورت نے کہا۔ تُو نے شاید مجھے پہچانا نہیں۔ میں وہی ہوں۔ جس نے تم کو زادِ راہ کے لئے دس روپے دیئے تھے۔ آج اس (نیکی) کی بدولت اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عروج عطا فرمایا ہے۔ لو یہ تمھری ہنڈوی بھی موجود ہے۔ اَب دیر نہ کرو۔ جلدی سے واپس چلے جاؤ۔ میں

نے عرض کی۔ یہاں کی ذرا سیر تو کرلوں۔ وہ بولی۔ یہاں کی سیر تو تم قیامت تک بھی نہ کرسکو گے۔ اتنی ہی دیر میں (خدا جانے تمھاری) دنیا کے اندر کیا سے کیا ہوگیا ہوگا۔ بس تم جاؤ۔ خیر میں اس کے کہنے کے موافق چلا آیا۔ شاید مجھے کوئی تین گھڑی کا عرصہ ہی لگا ہوگا۔ جب میں قبر سے نکلا۔ تو دیکھتا ہوں۔ زمانہ کا رنگ ہی کچھ اور ہے۔ نہ وہ تکیہ نہ وہ سرائے۔ وہ بستی شہر بن گئی ہے۔ پہلا حال (یعنی وہی نقشہ جو قبر میں جاتے وقت تھا) جس سے پوچھتا ہوں۔ وہ مجھ کو دیوانہ بتلاتے ہوئے کہتا ہے۔ کیسی سرائے کونسا امیر؟

اے ہم نفس نہ پوچھ عبث ہے کہاں سرائے　　ہم ہیں مسافر اور جہاں کارواں سرائے

بالآخر ایک آدمی نے کہا۔ چلو تمھیں ایک بزرگ (کثیر العمر) کے پاس لے چلوں۔ شاید کہ ان سے کچھ پتا چل سکے۔ وہ بڑا معمر آدمی تھا۔ میرا حال سن کر اس نے بحرِ تفکر میں غوطہ لگایا۔ اور بہت تامل کے بعد کہا۔ کچھ کچھ مجھ کو یاد ہے۔ میرے پردادا فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگلے زمانہ میں یہاں صِرف ایک سرائے ہوا کرتی تھی۔ اور ایک امیر آدمی یہاں آن ٹھہرا تھا۔ ایک ضعیفہ کا گور و کفن کیا۔ مگر نیم شب وہ امیر آدمی اچانک سے کہیں غائب ہوگیا۔ پھر اس کا کچھ پتہ نہ چلا۔ اس کے ہمراہی رو پیٹ کر چلے گئے۔ اور اس بات کو (غالبًا) کوئی تین سو برس کا عرصہ گذر چکا ہے۔ میں نے فورًا کہا۔ وہ امیر آدمی میں ہی ہوں۔ تو لوگ حیرت میں میرے ارد گرد جمع ہو گئے۔ اب مجھ کو خبط سا ہوگیا۔ کہ! نہ گھر ہے نہ کوئی در۔ اس ہنڈوی کا اب کیا کروں۔ تو شاہ صاحب (حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ابن حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ) نے فرمایا۔ بے شک! (خیر مرضی مولا۔ اَز ہمہ اولیٰ) وہاں کی ایک گھڑی یہاں کی ایک صدی کے برابر ہے۔ اَب تم بیت اللہ شریف چلے جاؤ۔ اور باقی عمر وہیں یادِ الٰہی میں گذارو۔ چنانچہ اس امیر آدمی کو خرچ دے کر مکہ معظّمہ روانہ کیا۔

وضاحت : اس ضمن میں یہ بات یاد رہے۔ کہ! زمان و مکان کی حقیقت کے پیچھے برسوں سے غیر مسلم (بالخصوص مغربی) سائنسدانوں نے چھان بین شروع کی ہوئی ہے۔ مگر وہ ابھی تک اس شش و پنج میں مبتلا ہیں۔ کہ! کیا واقعتاً زمان و مکان کی کوئی حقیقت ہے بھی؟ یا محض یہ بے بنیاد و من گھڑت افسانوی باتیں ہیں۔ لیکن وہ تا حال اپنی اس کھوج و تلاش میں ناکام رہے ہیں۔ الحمدللہ! مسلمانوں کے پاس زمان و مکان کی حقیقت کے متعلق کئی ایک واضح ترین ثبوت بھی موجود ہیں۔ جیسے کہ! آنحضور نبی مکرم ﷺ کا واقعہ معراج شریف کہ انہوں نے عرش سے فرش تک تک سفر کیا۔ جنت و دوزخ ملاحظہ فرمائی۔ انبیائے کرامؑ کو نماز پڑھائی۔ حضرت موسیٰؑ سے ملاقات کرنا اور پھر نماز کی تعداد میں کمی کرانے کے لئے تگ و دو کرنا وغیرہ۔ اسی طرح اصحابِ کہفؓ کے لئے وقت کو روکے رکھنا۔ حضرت سیدہ خاتونِ جنتؓ کے موئے مبارک کے ظاہر ہونے کے وقت کا باذنِ الٰہی رُک جانا۔ اسی طرح سے حضرت بلالِ حبشیؓ کے اذان نہ دینے کی وجہ سے وقت کو روکے رکھنا۔ ایسے ہی حضرت علی المرتضیٰؓ کی نماز قضاء نہ ہونے کی وجہ سے آنحضرت نبی مکرم ﷺ کا سورج کو واپس پلٹا کر وقت کو پیچھے دھکیلنا۔

اطاعتِ شیخ کے ضمن میں ایک واقعہ :

حضرت ابوالفیض قلندر علی سہروردی کی کتاب ''الفقرُ فخری'' میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ اور اُن کے پیر و مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا ایک واقعہ نقل کرتے ہیں۔ کہ!

حضرت بابا فریدؒ اپنے شیخ کی خدمت میں تعلیم تقرب الی اللہ کی ابتدائی منازل طے کرنے میں مصروفِ کار تھے۔ اور وہیں قیام بھی رکھا کرتے تھے۔ آپؒ کے ذمہ اپنے شیخ کی ظاہری خدمات میں سے ایک خدمت یہ بھی تھی۔ کہ آدھی رات کو آگ جلائی جائے۔ اور (اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی نمازِ) تہجد کے لئے پانی گرم کیا جائے۔ اُن دنوں میں آگ جلانے اور اسی آگ کو محفوظ رکھنے کا بڑا انتظام و اہتمام کرنا پڑتا تھا۔ اور کئی کئی ماہ تک بلکہ سالہا سال اپنی ضروریات کے لئے آگ کا ذخیرہ موجود رکھا جاتا تھا۔ کیونکہ آگ پیدا کرنے اور جلانے کے لئے آج کل کی طرح سہل ترین اور خاطر خواہ اسباب و ذرائع میسر نہ تھے۔

اتفاق سے ایک رات آگ بُجھ گئی۔ اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ جو رات کو پانی گرم کرنے کے لئے اُٹھے۔ تو آگ کو بجھا ہوا دیکھ کر نہایت مغموم و پریشان ہوئے۔ اور آگ کی تلاش کو خانقاہ سے باہر نکلے۔ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ! کچھ فاصلے پر آگ جل رہی ہے۔ فورًا وہاں پہنچے۔ دیکھا تو آگ ایک بڑھیا عورت نے جلا رکھی ہے۔ اس کے سامنے جا کر (نہایت ادب و احترام سے) آگ مانگی۔ وہ کہنے لگی۔ اے فریدؒ! اس آگ کی قیمت آنکھ ہے۔ آنکھ دے دو۔ اور آگ لے جاؤ۔ آپؒ نے فرمایا۔ کہ جس آنکھ کی ضرورت ہو۔ فورًا نکال لو۔ اور آگ دے دو۔ کیونکہ حضرت شیخ اُٹھنے والے ہیں۔ اور مجھے ان کے لئے وضو کا پانی گرم کرنا ہے۔ اس بڑھیا نے داہنی آنکھ نکال لی۔ اور بدلے میں آگ دے دی۔ حضرت بابا فریدؒ وہ آگ اُٹھا کر فورًا لے آئے۔ اپنے پیر و مرشد و مربیؒ کے لئے جلدی جلدی پانی گرم کیا۔ اور حضرت شیخ وضو کر کے اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ جب صبح ہوئی۔ تو حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے اپنے مصاحبین کے اندر حضرت بابا فریدؒ کو یاد فرمایا۔ اور پوچھا۔ کہاں ہیں؟

الغرض! حضرت بابا فریدؒ بلوائے گئے۔ جب آئے۔ تو اپنی آنکھ پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ حضرت شیخؒ نے پوچھا۔ آنکھ کیوں باندھ رکھی ہے۔ عرض گزار ہوئے۔ آنکھ خراب ہوگئی ہے۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا۔ کہ (اَب آپؒ کی آنکھ) پہلے سے سوائی ہوگئی ہے۔ (یعنی آپؒ کی آنکھ کا سائز پہلے کی نسبت سَوا گنا بڑھ چکا ہے) آنکھ پر سے پٹی کھول دو۔ اور تمھاری نسل میں بھی میرا یہ نشان ہمیشہ موجود رہے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اِن کی بھی ایک آنکھ چھوٹی اور بڑی ہوگی۔ دنیا دیکھے گی۔ کہ پیرو مرشد کی خدمت کا کیسا صلہ حضرت بابا فریدؒ نے پایا۔ جب بابا فریدؒ نے آنکھ کھولی۔ تو واقعتاً وہ صحیح سالم، بڑی اور پہلے سے بھی زیادہ تندرست تھی۔ اور آج تک آپؒ کی نسل میں یہ کرامت ویسے ہی جاری و ساری ہے۔ کہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکرا جودھنی پاک پٹنیؒ کی نسل میں ایک آنکھ بڑی اور ایک آنکھ چھوٹی ہوتی ہے۔

(حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے اپنے روحانی مرشد حضرت مولائے رومؒ کو اپنے ان اشعار میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ کہ!)

☆ پیرِ رومیؒ خاک را اکسیر کرد   از غبارم جلوہ ہا تعمیر کند
☆ بیا کہ من زخم پیرِ رومؒ آوردم   مئے سخن کہ جواں تر زبادہء غبی اَست
☆ پیرِ رومیؒ را رفیق راہ ساز   تا خدا بخشد تُرا سوز و گداز
☆ زِ آتش مردانِ حق می سوزمت   نکتہء از میرِ رومؒ آموزمت
☆ وقت اَست کہ بکشائم مئے خانۂ رومیؒ باز   پیرانِ حرم دیدم در صحن کلیسا مست
☆ پیرِ رومیؒ مرشد روشن ضمیر   کاروانِ عشق و مستی را امیر
☆ صحبتِ پیرِ رومؒ سے مجھ پہ ہوا یہ راز فاش   لاکھ حکیم سر عجیب ایک کلیم سر بکف
☆ مقامِ ذکر کمالاتِ رومیؒ و عطارؒ   مقامِ فکر مقالاتِ بو علی سینا
☆ زِ رومیؒ گیرد اسرارِ فقیری   کہ آں فقر اَست محسودِ امیری
حذر زاں فقر و درویشی کہ از وَے   رسیدی بر مقامِ سر بزیری
☆ خودی تا گشت مہجورِ خدائی   بہ فقر آموخت آدابِ گدائی
زِ چشمِ مستِ رومیؒ وام کردم   سرورے از مقامِ کبریائی
☆ چو رومیؒ در حرم دادم اذاں من   ازو آموختم اسرارِ جاں مَن
بہ دورِ فتنہء عصر کہن اُو   بہ دورِ فتنہء عصرِ رواں مَن
☆ بکارم خود دگر آں کہنہ مے ریز   کہ باجامش نیز زد ملکِ پرویز
زِ اشعارِ جلال الدین رومیؒ   بہ دیوارِ حریم دل بیاویز
☆ بگیر از ساغرش آں لالہ رنگے   کہ تاثیرش دہد لعلے بہ سنگے
غزالے را دل شیرے بہ بخشد   بشوید داغِ از پشت پلنگے
☆ نصیبے بر دم از تاب و تب اُو   شبم مانند روز از کوکبِ اُو
غزالے در بیانِ حرم بیں   کہ ریزد خندہء شیر از لبِ اُو
☆ سراپا درد و سوزِ آشنائی   وِصالِ اُو زباں دانِ جُدائی
جمالِ عشق گیرد از نئے اُو   نصیبے از جلالِ کبریائی
☆ گرہ از کارِ ایں ناکارہ وا کرد   غبارِ رہگزر را کیمیا کرد
نئے آں نوازے پاک بازے   مَرا باعشق و مستی آشنا کرد
☆ بروئے مَن درِ دل باز کردند   زِ خاکِ مَن جہانے ساز کردند
زِ فیضِ اُو گرفتم اعتبارے   کہ بامن ماہ و انجم ساز کردند

اس ضمن میں فقیرِ حقیر پر تقصیر ناچیز قارئین کی خدمت میں عرض گزار ہے۔ کہ جو شخص درجہ بہ درجہ چلتا ہے۔ وہ ہمیشہ کامران رہتا ہے۔ یعنی جو شخص تصور شیخ میں پختہ ہوگا۔ وہ تصور نبی ﷺ میں بھی پختہ ہوگا۔ اور وہ توحید کے عرفان سے بھی سرشار ہوگا۔

ہر شئے کے لئے آفت ہے :

قوت القلوب میں مذکور ہے کہ! حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ ہر شئے کے لئے آفت ہے چنانچہ! نو چیزیں نو چیزوں کے لیے آفت ہیں۔ ☆ علم کی آفت، بھول جانا ☆ عبادت کی آفت، سستی و کاہلی ☆ عقل کی آفت، خود پسندی ☆ دانائی کی آفت، شیخی و بے جا تعریف ☆ تجارت کی آفت، جھوٹ ☆ سخاوت کی آفت، فضول خرچی۔ ☆ خوبصورتی کی آفت، تکبر۔ بڑائی و اترانا۔ ☆ دین کی آفت، ریاکاری۔ ☆ اسلام کی آفت، خواہش نفسانیہ ہے۔

مسلمانوں اور کفار کی مخلوط جماعت کو سلام کرنے کا طریقہ نبوی ﷺ :

صیحین (صیح بخاری، صیح مسلم) میں مذکور ہے کہ! حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک مجلس پر سے گزر ہوا۔ جس میں مسلمان بھی تھے۔ بت پرست بھی تھے۔ اور یہود بھی تھے۔ تو آپ ﷺ نے ان کو سلام کیا۔

ایمان بچانے کی خاطر پہاڑ کی گھاٹی میں زندگی گزارنا :

صیحین (صیح بخاری، صیح مسلم) میں مذکور ہے۔ کہ! حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ کسی شخص نے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ کون شخص افضل ہے؟ فرمایا کہ وہ مؤمن جو اپنے مال و جان سے اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کرے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ پھر کون ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جو لوگوں سے کنارہ کش ہو کر کسی گھاٹی میں رب تعالیٰ کی بندگی میں لگا ہوا ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ کیا ہوا ہو۔ (اسی طرح سے) ایک روایت ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ؑ سے فرمایا۔ کہ! قربت حاصل کرنے والے میرے ڈر سے رونے کے علاوہ کسی اور چیز سے میرا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔

متقین کا درجہ :

حضرت سیدنا شیخ ابو طالب مکی ؒ کتاب **قوت القلوب** میں فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو درداء ؓ فرمایا کرتے تھے کہ عقل مند لوگوں کا رات کو سوتے رہنا اور دن کو روزہ نہ رکھنا کیا خوب ہے اور بیوقوف لوگوں کا دن کو روزہ رکھنا اور رات بھر جاگ کر عبادت کرنا کتنا معیوب ہے۔ مگر اہل یقین اور مُتقین کا ایک ذرہ برابر عمل خود فریبی میں مُبتلا افراد کی پہاڑ کی مثل عبادت سے بہتر و افضل ہے۔

سونے و چاندی سے زیادہ خوبصورت باتیں:

جناب حضرت سیدنا شیخ ابو طالب مکی ؒ اپنی مشہور زمانہ تالیف قوت القلوب میں فرماتے ہیں۔ (کہ! حدیث نبوی ﷺ کی مشہور و معروف کتاب شعب الایمان میں ہے۔ کہ) حضرت سیدنا مُجاہد فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ نے پانچ ایسی وصیتیں فرمائیں جو سونے اور چاندی سے (بھی) زیادہ خوبصورت ہیں۔ ☆ لایعنی مُعاملہ میں ہرگز گُفتگو مت کرنا۔ کہ یہی سلامتی کے زیادہ قریب ہے۔ اور خطا و لغزش سے بے خوف مت ہونا۔ ☆ اپنی ضرورت کے معاملے میں بھی موقع محل دیکھے بغیر ہرگز گفتگو مت کرنا کہ بسا اوقات اپنے فائدے کے معاملے میں موقع محل کا خیال کئے بغیر گفتگو کرنے والا بھی شرمسار ہو جاتا ہے۔ ☆ کسی بردبار سے بحث و مباحثہ مت کرنا نہ کسی بیوقوف سے کہ بُردبار شخص تجھے خُوب تڑپائے گا۔ اور بیوقوف اذیت پہنچائے گا۔ ☆ جب تیرا کوئی بھائی تیرے پاس موجود نہ ہو تو اس کی عدم موجودگی میں اس کا ایسا تذکرہ کرنا جیسا تو پسند کرتا ہے کہ وہ تیری عدم موجودگی میں تیرا تذکرہ کرے اور اس کی ہر وہ خطا و لغزش معاف فرما دینا جس پر تم اپنے لئے اس کی جانب سے مُعافی کو پسند کرتے ہو۔ ☆ ایسے شخص جیسے اعمال بجالانا جو جانتا ہے کہ اسے احسان کا انعام ملے گا اور بُرائی کی سزا۔

عمل پر اِستقامت کے مُتعلق سات احادیثِ مبارکہ :

جناب حضرت سیدنا شیخ ابو طالب مکی ؒ اپنی مشہور زمانہ تالیف قوت القلوب میں فرماتے ہیں کہ! ☆ حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں۔ کہ آپ ﷺ کا عمل دائمی تھا۔ اور جب بھی آپ ﷺ کوئی عمل کرتے۔ تو بڑی عُمدگی سے ادا کرتے۔ (سُنن ابی داوٗد)

☆ جس قدر اعمال کی تُم طاقت رکھتے ہو۔ اسی قدر بجالاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ (تو اپنا) فضل فرماتا رہتا ہے۔ جب تک کہ تُم نہ اُکتا جاؤ۔

☆ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند و محبوب وہ عمل ہے۔ جو پابندی سے کیا جائے۔ اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو (صیح ابن خُزیمہ) ☆ اللہ تعالیٰ جس کو عبادت کا عادی بنادے۔ اور پھر وہ شخص سُستی کی بِنا پر اسے ترک کردے۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو جاتا ہے۔

☆ ہر وہ دن جس میں مَیں کوئی زائد عمل نہ کر پاؤں۔ تو اس دن کی صبح میرے لئے کوئی برکت نہ ہو۔

☆ جس کے دو دن ایک جیسے ہوں۔ وہ خسارے و نُقصان میں ہے۔ اور جس کا آج گزرے ہوئے کل سے بُرا ہو۔ تو وہ محروم ہے۔ اور جس

کے آج میں گذشتہ کل سے کسی عمل کی زیادتی نہ ہو۔ وہ بھی نُقصان میں ہے۔

☆ جو اپنے نفس کا نقصان تلاش نہیں کرتا۔ وہ نقصان میں ہے۔ اور جو نقصان میں ہو۔ اس کے لئے موت بہتر ہے۔ اور میری عمر کی قَسم، بیشک مومن شکر کرنے والا ہوتا ہے۔ اور شکر کرنے والا مزید (فضل و کرم) کے حصول پر رہتا ہے۔

حجاب :

مشائخین نقشبند یہ فرماتے ہیں۔ کہ! حجاب سے مراد ہر وہ چیز، جو بندے کو حق تعالیٰ سے بے خبر یا دور کر دے۔ حجاب کہلاتی ہے۔ یعنی تمام اشیاء اور خیالات ماسوٰی حجابات ہیں۔ سب سے بڑا حجاب تو حجابِ خودی (یعنی بندے کی اپنی ذات و انانیت) ہے۔ بقول حافظ شیرازی!

حجابِ چہرہ جاں می شود غبار تنت   تُو خود حجاب خودی حافظ از میاں برخیز

اصحابِ حجب تین ہیں۔ 1۔اصحابِ شمال (صاحبانِ دَست وچَپ) 2 ۔اصحابِ میمنہ (صاحبانِ دَستِ راست)

3۔ سابقان (واصلانِ ذات بلاکیف)

حجابات بھی تین ہیں۔ 1۔ حجاباتِ ظلمانی۔ 2۔ حجاباتِ نورانی۔ 3۔ حجاباتِ کیفی۔

☆ حجاباتِ ظلمانی : ہر قسم کے گناہ اور لذاتِ نفسانی درحقیقت طبیعی ہیں۔ انہیں حجاباتِ ناسوتی بھی کہا جاتا ہے۔ سالک کو سب سے پہلے انہیں حجابات کو دور کرنا پڑتا ہے۔ اصحابِ شمال صاحبانِ حجاباتِ ظلمانی کو کہا جاتا ہے۔

☆ حجاباتِ نورانی :علومِ ظاہریہ رسمیہ، عبادات عادیہ اور انوارِ ملکیہ درحقیقت حجاباتِ نورانی ہیں۔ انہیں حجاباتِ ملکوتی بھی کہا جاتا ہے۔ سالک کو حجاباتِ ظلمانی کے بعد انہیں حجابات کو اُٹھانا پڑتا ہے۔ سالک کے لئے ان حجابات کا اُٹھانا، حجاباتِ ظلمانی سے زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ! حجاباتِ نورانی درحقیقت مزے اور لذت میں حجاباتِ ظلمانی سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اصحابِ میمنہ ہی صاحبانِ حجاباتِ نورانی کو کہا جاتا ہے۔

☆ حجاباتِ ظلمانی : کیف وکم اور امکان وحدوث کے تمام مناظر ومظاہر حجاباتِ کیفی ہیں۔ **تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا**۔ سالک کو آخر میں مشاہدہء ذات کے لئے تمام ھجاباتِ کیفی کا پردہ چاک کرنا پڑتا ہے۔ اور یہ کام سب سے زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ اور اس کے بغیر ذاتِ بے کیف تک رسائی ناممکن ہے۔ سابقان سے مراد وہی حضرات ہیں۔ جو حجاباتِ ظلمانی، نورانی اور کیفی سے گزر کر ذاتِ بلا کیف تک وصولِ بلا کیف کے انعام و اکرام سے سرفراز ہیں۔ حضرت عارف رومیؒ فرماتے ہیں۔ کہ!

اتصالِ بے تکیف بے قیاس   ہست رَبُّ النَّاس رابا جانِ ناس

مخلوق کے حجابات :

جناب حضرت سیدنا شیخ ابوطالب مکیؒ اپنی مشہور زمانہ تالیف **قوت القلوب** میں فرماتے ہیں کہ! عارفین کہتے ہیں کہ تین اُمور نے اللہ تعالیٰ سے بندوں کا تعلق منقطع کر رکھا ہے اور وہ یہ ہیں۔ ☆ اِرادے میں صدق کی کمی۔

☆ راہِ حق سے جہالت و ناواقفیت۔ ☆ عُلمائے سُوء کا خواہشِ نفس کے مُطابق کلام کرنا۔

اِسی ضمن میں حضرت علی بن عثمان جلابی الہجویری المعروف حضور سیدی داتا گنج بخشؒ اپنی کتاب ''**کشف المحجوب**'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! حجاب (درحقیقت) دو اقسام کا ہوتا ہے۔ حجابِ رینی۔ اور حجاب غیبی۔

☆ **حجابِ رینی** : یہ وہ حجاب ہے۔ جس سے ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ حجاب جس پر آیا۔ پھر دور نہیں ہوتا۔

☆ **حجابِ غیبی** : یہ حجاب جلد رفع ہو جاتا ہے۔ اس کی تصریح یوں ہے۔ کہ انسان وہ (مخلوقِ خدا) ہے۔ کہ اس کی ذات تصدیقِ حق کے لئے جب حجاب ہو جاتی ہے۔ تو اس کے نزدیک حق و باطل برابر ہو جاتا ہے۔

اور ایک انسان وہ ہوتا ہے۔ جس کی ذات تصدیقِ حق کے لئے حجاب تو ہوتی ہے۔ مگر اس کی جبلت طالبِ حق (ہی) رہتی ہے۔ اور باطل پرستی سے اجتناب کرتی ہے۔ تو وہ حجاب جو رینی ہے۔ کبھی اُٹھتا ہی نہیں۔

تصوف کا عین اسلام ہونا:

ہر سالک کو صدقِ قلب سے جاننا چاہیئے کہ! صوفیاءِ کرام کی متابعت درحقیقت صورتًا اور معنًا، حضرت رسالت مآب ﷺ کی متابعت ہے۔ لہذا طالب راہ حق کو بہرصورت یہ لازم ہے کہ صوفیائے کرام کے احوال و اقوال وعقائد کو کما حقہ سمجھے۔ اور اِن کے قدم بہ قدم صراطِ مستقیم پر سلوک و معرفت کو تمام کرے۔

من کہ بر روئے یار حیرانم   طاقتِ وصف او کجا دارم

ایک انتہائی سبق آموز حدیثِ نبوی ﷺ :

حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔کہ ! "مؤمن ایک سوراخ سے دومرتبہ نہیں ڈسا جاتا"۔ (متفق علیہ)۔

چار اھم ترین نصیحتیں :

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم ؒ فرماتے ہیں۔کہ میں کوہ لبنان میں کئی اولیائے کرام ؒ کی صحبتِ بابرکت میں رہا۔اِن میں سے ہر ایک نے مجھے یہی نصیحت کی۔کہ میں جب بھی لوگوں میں جاؤں۔تو ان چار باتوں کی لوگوں کو نصیحت کروں۔(جوکہ مندجہ ذیل ہیں)

☆ جو پیٹ بھر کر کھانا کھائے گا۔اُسے عبادت کی لذت نصیب نہیں ہوگی۔☆ جو زیادہ سوئے گا۔اُس کی عُمر میں برکت نہیں ہوگی۔☆ جو صِرف لوگوں کی خوشنودی چاہے۔وہ رضائے الٰہی سے مایوس ہوجائے گا۔☆ جو غیبت اور فضول گوئی زیادہ کرے گا۔وہ دین اسلام پر نہیں مرے گا۔

اقوالِ حضرت اویس قرنی ؓ :

حضرت اویس قرنی ؓ نے فرمایا کہ ! ☆ میں نے بُلندی طلب کی۔تو اسے تواضع میں پایا۔ ☆اور ریاست طلب کی۔تو اسے صحت میں پایا۔ ☆ مروت کو طلب کیا۔تو اسے صدق میں پایا۔☆ فخر کو طلب کیا۔تو اسے فقر میں پایا۔ ☆اللہ تعالیٰ کو طلب کیا۔تو اسے تقوی میں پایا۔ ☆ شرف کو طلب کیا۔تو اسے قناعت میں پایا۔☆ راحت کو طلب کیا۔تو اسے زُہد میں پایا۔

بارہ کلمات کے عجیب وغریب فوائد :

بروایت حضرت عبداللہ بن عباس ؓ ! آنحضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ ! یہ بارہ کلمات توریت، زبور، انجیل اور فرقانِ حمید سے چُنے ہیں۔جو ایماندار ایک ورق پر لکھے۔اور ہر روز اِس کو دیکھے اور ان پر عمل کرے۔تو اللہ تعالیٰ کے مقبولین میں سے ہوجائے گا۔(انشاء اللہ العظیم)

پھلا کلمہ مبارک :

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرزندِ آدم! روزی کا غم نہ کھا۔جب تک میرا خزانہ بھرا ہوا ہے۔اور میرا خزانہ کبھی خالی نہ ہوگا۔

دوسرا کلمہ مبارک :

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرزندِ آدم! ظالم بادشاہ اور امیر کبیر سے نہ ڈر۔جب تک میری سلطنت ہے۔اور میری سلطنت ہمیشہ کے لئے ہے۔

تیسرا کلمہ مبارک :

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرزندِ آدم! کسی سے محبت نہ کر۔اور کسی سے کچھ مت مانگ۔جب تک تُو مجھے چاہے گا۔پائے گا۔

چوتھا کلمہ مبارک :

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرزندِ آدم! میں نے تمام چیزیں تیرے لئے بنائی ہیں۔اور تُجھ کو اپنے لئے۔پس تُو اپنے آپ کو دوسروں کے دروازے پر ذلیل مت کر۔

پانچواں کلمہ مبارک :

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرزندِ آدم! میں جس طرح تُجھ سے کل کا عمل نہیں چاہتا۔اِسی طرح تُو بھی مجھ سے کل کی روزی مت مانگ۔

چھٹا کلمہ مبارک :

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرزندِ آدم! جس طرح سات آسمان، عرش وکُرسی اور سات زمینوں کے پیدا کرنے سے عاجز نہیں ہوا۔اِسی طرح تیرے پیدا کرنے اور روزی دینے سے عاجز نہیں ہوں گا۔بے شک روزی پہنچاؤں گا۔

ساتواں کلمہ مبارک :

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرزندِ آدم! جس طرح میں تیری روزی نہیں روکتا۔اِسی طرح تُو بھی میری عبادت مت چھوڑ۔اور میرے حُکم کے خلاف مَت کر۔

آٹھواں کلمہ مبارک :

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرزندِ آدم! میں نے جس قدر تیری قسمت میں رکھ دیا ہے۔اِس پر راضی رہ۔نفس اور شیطان کی خواہشات سے دِل کو مت بہلا۔

نواں کلمہ مبارک :

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرزندِ آدم! میں تیرا دوست ہوں۔تُو بھی میرا دوست بَنا رہ۔اور میرے عشق ومحبت اور غم سے کبھی خالی نہ ہو۔

دسواں کلمہ مبارک :

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرزندِ آدم! میرے غُصے سے نڈرمت ہو۔ جب تک کہ تُو پُل صراط سے گزر کر بہشت میں داخل نہ ہوجائے۔

گیارھواں کلمہ مبارک :

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرزندِ آدم! تُو مجھ پر اپنے نفس کی مصلحت کے باعث غُصے ہوتا ہے۔ اور اپنے نفس پر میری رضامندی کے غُصہ نہیں ہوتا۔

بارھواں کلمہ مبارک :

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرزندِ آدم! اگر تُو میری تقسیم پر راضی ہوجائے۔ تو تُو اپنے آپ کو میرے عذاب سے چھڑا لے گا۔ اور اگر تُو اِس پر راضی نہ ہو۔ تو نفس کو تُجھ پر مقرر کردوں گا۔ تاکہ (یہی نفس) جانوروں کی طرح تُجھ کو جنگلوں میں دوڑائے پھرائے۔ قَسم ہے مجھ کو اپنی ذات کی! کہ کچھ حاصل نہ ہو مگر اسی قدر، جو میں نے مقدر میں کیا ہے۔

وصیت معبودِ حق برزبانِ محمودِ حق ﷺ :

صاحب قوت القلوب فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن دینار ؒ، حضرت سیدنا عمرو بن میمون ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنخضور نبی مکرم ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے ارشاد فرمایا۔ ''کیا تم جانتے ہو؟ کہ تمھارے رب نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا! جب اس نے (اللہ تعالیٰ نے) عرش پر استوار فرمایا۔ تو اپنی مخلوق کی جانب دیکھ کر ارشاد فرمایا: اے میرے بندو! تم میری مخلوق ہو اور میں تمھارا رب ہوں۔ تمھارے رزق میرے قبضے میں ہیں۔ لہذا میں نے تمھاری جس شئے کی کفالت کا ذمہ لیا ہے۔ اس میں اپنے نفسوں کو مت تھکانا۔ اور اپنا رزق مجھ ہی سے طلب کرنا، اپنے نفسوں کو میری بارگاہ میں حاضر رکھنا، اپنی حاجتیں میری بارگاہ میں پیش کرنا، میں تم پر تمھارے رزق اُنڈیل دوں گا۔

(دوبارہ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا) کیا تم جانتے ہو؟ کہ تمھارے رب نے کیا ارشاد فرمایا؟ انہوں نے پھر یہی عرض کی کہ! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو فرمایا کہ!

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے میرے بندو! میری راہ میں خرچ کرو، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ دوسروں کے لئے وُسعت پیدا کرو۔ میں تجھ پر وسعت پیدا کروں گا۔ اور تنگی سے کام نہ لو۔ تاکہ میں بھی تجھ پر تنگی نہ کروں۔ بے شک رزق کے دروازوں کا تعلق عرش سے ہے۔ جو رات کو بند ہوتے ہیں نہ دن کو۔ میں لوگوں میں سے ہر ایک کے لئے اس کی نیت، صدقہ وخیرات اور خرچ کے مطابق رزق نازل کرتا ہوں۔ لہذا جو ان کاموں میں کثرت سے کام لیتا ہے۔ میں اسے کثیر رزق عطا فرماتا ہوں۔ اور جو کمی کرتا ہے۔ میں بھی اس کے رزق میں کمی کردیتا ہوں۔ اور جو رزق کو اپنے پاس روکے رکھتا ہے۔ (اور خرچ نہیں کرتا تو) میں بھی اس سے رزق کو روک لیتا ہوں۔

''اے زبیر ؓ بے شک اللہ عزوجل خرچ کرنے کو پسند اور جمع کرنے کو ناپسند کرتا ہے۔ چنانچہ خود بھی کھاؤ۔ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ، تنگی نہ کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تجھ پر تنگی کردے گا، مشکل پیدا نہ کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر مُشکلات پیدا کردے گا۔ اپنے بھائیوں کو کھلاؤ، نیک لوگوں کی عزت کرو، پڑوسیوں پر صلہ رحمی کرو، اور فاجروں کے نقشِ قدم پر مت چلو، (اگر تو نے اِن باتوں پر عمل کیا تو) جنت میں بِلا حساب داخل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے (مجھے) یہ وصیت کی ہے اور میں، اے زبیر بن العوام ؓ! تمھیں (بھی یہ تمام نصائح) کررہا ہوں۔''

ایک آیت کا مفہوم : الستُ بربکم ، قالُوا بلیٰ ۔۔۔ (تشریح وتفسیر)

بعض فُقہاء فرماتے ہیں۔ کہ! انبیاء کرامؑ نے دو سجدے کئے، عوام مؤمنین نے ایک سجدہ کیا۔ جبکہ کفار نے سجدہ نہیں کیا۔ مگر اس بات کی سند موجود نہیں۔ البتہ چندے احادیث وآیات سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ چار میثاق لئے گئے تھے۔

۱۔ اول تو پانچ اول العزم انبیائے کرام ؑ سے کہ جن میں آنحضرت رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ، حضرت نوح ؑ، حضرت ابراہیم ؑ، حضرت موسیٰ ؑ، حضرت عیسیٰ ؑ بن مریم ؑ سے اول میثاق لیا گیا۔ ۲۔ دوسرا میثاق باقی جُملہ انبیاء ؑ سے لیا گیا تھا۔

۳۔ تیسرا میثاق عُلمائے عُظام سے لیا گیا تھا۔ ۴۔ چوتھا میثاق عوام الناس سے لیا گیا تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی ضمن میں فرمایا کہ! **واذ اخذنا من النبیین ۔۔۔۔۔ منھم میثاقا غلیظا** ۝ اور یاد کیجئے وہ وقت جب لیا۔ ہم نے میثاق (لیعنی عہد) پیغمبروں سے اور آپ ﷺ سے اور حضرت نوحؑ سے اور حضرت ابراہیمؑ سے اور حضرت موسیٰؑ سے اور حضرت عیسیٰؑ بن مریم سے لیا۔ ہم نے ان لوگوں سے مستحکم عہد۔

اسی طرح دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **واذ اخذالله میثاق --- به ولتنصرنه** ۔ اور یاد کیجئے۔ اس وقت کو جب عہد لیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا پیغمبروں سے، جو کچھ دوں میں تُم کو کتاب اور حکمت سے پھر آوے۔ تم لوگوں کے پاس پیغمبر تصدیق کرنے والا اس چیز کی جو تمھارے پاس ہے۔ تو تم لوگ اس پر ایمان لانا۔ اور اس کی مدد کرنا۔

اسی طرح تیسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ! **واذ اخذالله میثاق ... للناس ولا تکتمونه** ۔ اور یاد کیجئے۔ اس وقت کو کہ جب عہد لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب سے یہ کہ ضرور بیان کرنا۔ تم لوگ دوسرے لوگوں سے جو کچھ اس کتاب میں ہے۔ جو تم لوگوں کو دی گئی ہے۔ اور تم لوگ وہ نہ چھپانا۔

حقیقتِ انسانی و معرفتِ مسلمانی:

راہِ حق میں سالک پر جب اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم ہوتا ہے۔ تو وہ خاموشی، تنہائی، ذکرِ الٰہی اور

☆ خلافت وولایتِ کاملہ حضرت ابوبکر صدیقؓ :

سب سے پہلے خلیفہءِ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سب سے پہلے باذن اللہ تعالیٰ حکومتِ اسلامی کے پرچم کو لہرایا۔ اور احکامِ شریعتِ محمدی ﷺ کو سربلند فرمایا۔ آپؓ قبیلہءِ قریش میں بہت ہی زیادہ معزز اور مالدار اشخاص میں سے تھے۔ لیکن آپؓ نے باطن کی کسی کو خبر نہ دی۔ اور نہ ہی کوئی علامت ونشانی بتائی۔ دوسروں کو احکام ظاہری یعنی شریعت کے احکامات (اوامر ونہی) کا سختی سے پابند بنایا۔ انہوں نے اسلامی مملکت کو مستحکم بنیادوں پر استوار فرمایا۔ کیونکہ! آنحضور ﷺ کے وصال کے بعد فتنوں اور شورشوں نے سر اُٹھا کر ہجوم کیا۔ فتنہءِ ارتداد، قبائلی عصبیت، خاندانی نجابت کا استحقاق، باغیوں کی جانب سے سرکشی کے نئے نئے خطرات، مملکت کو قرآن وسنت کے اصول وضوابط پر حرف بحرف اور من وعن قائم رکھنا غرضیکہ بہت سے نازک اور مشکل مراحل انہیں باحوصلہ رفیقِ رسول ﷺ نے کمالِ حسن، تدبر وتفکر خداداد عقلی ذہانت وفطانت، سیاسی فراست اور دینی استقامت سے بخوبی طے کروائے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ کہ! ''اگر ابوبکرؓ کے ایمان کا موازنہ تمام اُمت کے ایمان کے ساتھ کیا جائے۔ تو (بھی) آپؓ کا ایمان سب پر غالب رہے۔'' کیونکہ! آپؓ ولایت کے اُس عظیم ترین مقام ومرتبہ اور درجہ پر فائز المرام تھے۔ کہ! وہاں کوئی بھی دوسرا صحابیؓ یا ولی قطعاً نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن سلسلہءِ ولایت کو آب وتاب کے ساتھ جاری نہ کر سکے۔ فقط ایک ہی سلسلہ عالیہ (نقشبندیہ) آپؓ سے جاری ہوسکا۔ کیونکہ! آپؓ کو ظاہری حکومتی ذمہ داریوں کی وجہ سے بہت قلیل وقت میسر ہوسکا۔ لیکن پھر بھی خود تو باطن کی طرف متوجہ رہا کرتے تھے۔ مگر خلق سے روپوش رہا کرتے تھے۔ اسی طرح آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ کہ! ''جو کہ مُردہ کو راستہ میں چلتا ہوا دیکھنے کا خواہاں ہو۔ وہ ابن ابی قحافہؓ کو دیکھ لے۔'' کیونکہ! آپؓ نے یادِ حق میں اپنی ذات کو اس قدر فنا کر دیا تھا۔ کہ! حق تعالیٰ ہی کی طرف سے انعامی طور پر دائمی بقاء حاصل ہوئی۔ آپؓ کی تعریف اور امتیازی خصوصیات میں بزبانِ مصطفیٰ ﷺ یہ کلماتِ طیبات جاری ہوئے۔

☆ مَیں نے جس کسی کے سامنے اسلام پیش کیا۔ اس نے (شروع میں) تامل ضرور کیا۔ مگر ابوبکرؓ نے بغیر کسی تامل کے دعوتِ اسلام پر لبیک کہا۔ (صحیح بخاری شریف)

☆ ابوبکرؓ کے مال نے مجھے جتنا نفع پہنچایا۔ کسی اور کے مال نے اتنا نہیں پہنچایا۔

☆ جو علم وفضل میں سب سے برتر ہو۔ وہی امامت کا حقدار ہے۔

☆ کسی قوم کو یہ لائق نہیں ہے۔ کہ! ان میں ابوبکرؓ ہوں۔ اور امامت کوئی دوسرا کرے۔

☆ ابوبکرؓ کو حکم دو۔ (کہ!) وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

☆ تم غار میں بھی میرے ساتھی ہو۔ اور حوضِ کوثر پر بھی میرے ساتھی ہوگے۔

☆ عمرؓ کی تمام نیکیاں ابوبکرؓ کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔

☆ اے ابوبکرؓ! میری اُمت میں سب سے پہلے آپؓ جنت میں جائیں گے۔

☆ سوائے نبیؑ کے آفتاب کسی ایسے شخص پر طلوع یا غروب نہیں ہوا۔ جو ابوبکرؓ سے زیادہ بزرگ ہو۔

☆ سوائے انبیاءؑ کے ابوبکرؓ سب آدمیوں سے بہتر ہیں۔

☆ خلافت وولایتِ کاملہ حضرت عمر فاروقؓ :

پھر عدالتِ خلافت حضرت امیر المؤمنین عمرِ فاروقؓ کو نصیب ہوئی۔ تو آپؓ نے عدل وانصاف کی حکومت باحسن طریق سے کی۔ جو باطنی نسبت اور فیض جناب آنحضرت ﷺ سے میسر ہوا۔ اس کو صِرف اپنی ذات تک ہی محدود رکھا۔ اس میں سے کسی کو حصہ نہیں مل سکا۔ اسی لئے آپؓ سے سلسلہءِ

ولایت نہیں چلا۔ تکمیلِ مدارج اور مقاماتِ باطنیہ کو ظاہر سے باطن کی جانب مکمل توجہ دی۔ اور سب سے روپوشی اختیار فرمائی۔ حضرت حسن بصری ؒ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ! اگر تم چاہتے ہو کہ! تمھاری محافل پاکیزہ اور خوشگوار ہوں۔ تو حضرت عمر فاروق ؓ کی باتیں کیا کرو۔ حضرت سلطان باہو ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! طالبِ مولیٰ کو عدل ومحاسبہ میں حضرت عمرِ فاروق ؓ کی طرح ہونا چاہیئے۔ آپ ؓ درحقیقت مرادِ رسول اللہ ﷺ تھے۔ کہ جنھیں اللہ تعالیٰ سے آنحضرت ﷺ نے مانگا تھا۔ جب حضرت عمر فاروق ؓ ایمان لائے۔ تو حضرت جبرائیلِ امین ؑ تشریف لائے۔ اور عرض کیا۔ یا محمد مصطفیٰ ﷺ! بے شک (آج) اہلِ آسمان نے نے حضرت عمر فاروق ؓ کے اسلام لانے پر خوشیاں منائی ہیں۔ اور مبارک بادیں دی ہیں۔ حضرت عمر فاروق ؓ کے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کی دعوت بالکل عام ہوگئی۔ مسلمان کعبہ شریف میں حلقہ وار بیٹھنے لگے۔ طواف بھی کرنے لگے۔ ابنِ عساکر کی ایک روایت ہے۔ کہ! حضرت علی المرتضیٰ ؓ فرماتے ہیں۔ کہ! قرآنِ مجید میں اس طرح کی باتیں بھی ہیں۔ جو حضرت عمر فاروق ؓ کی رائے کے موافق ہیں۔ (اسی طرح) حضرت ابنِ عمر ؓ نے فرمایا۔ کہ! جب کسی چیز کے متعلق کلام کریں۔ اور حضرت عمر فاروق ؓ بھی اپنی رائے پیش کریں۔ تو قرآنِ حکیم (بھی) حضرت عمر فاروق ؓ کی رائے کے مطابق ہوتا ہے۔ جیسے کہ!

☆ آپ ؓ نے فرمایا۔ کہ! میرے رب عزوجل نے تین باتوں میں میری موافقت فرمائی۔ مَیں نے کہا۔ یارسول اللہ ﷺ! اگر ہم مقامِ ابراہیم ؑ کو مصلی بنالیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ **واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی**۔ (سورہ بقرہ۔ 125)

☆ آپ ؓ نے فرمایا۔ کہ! مَیں نے کہا۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے پاس اچھے اور بُرے انسان آتے ہیں۔ اگر آپ ﷺ ان کو حکم دیں۔ تو وہ پردہ کرلیا کریں۔ تو آیاتِ حجاب کا نزول ہوا۔

☆ نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات غیرت کی وجہ سے جمع ہوئیں۔ آپ ؓ نے فرمایا۔ کہ! اگر رسول اللہ ﷺ آپ ؓ کو طلاق دے دیں۔ تو ان ﷺ کا رب عزوجل ان ﷺ کو آپ ؓ سے بہتر ازواجِ مطہرات عطا فرمادے گا۔ تو اس کے مطابق آیت کا نزول ہوا۔

☆ آپ ؓ نے فرمایا۔ کہ! اے اللہ عزوجل! شراب کے متعلق ہم کو شافی بیان عطا فرمادے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی حُرمت کا حکم نازل فرمایا۔

☆ آپ ؓ نے فرمایا۔ کہ! جب آیتِ کریمہ "**ولقد خلقنا الانسان من سللة من طین**" کا نزول ہوا۔ تو میں نے کہا۔ "**فتبارک الله احسن القالقین**"۔ تو یہی آیتِ کریمہ انہی الفاظ کے ساتھ اتاری گئی۔

☆ صحیح بخاری شریف میں حضرت عمر فاروق ؓ سے روایت ہے۔ (کہ) جب عبداللہ ابن ابی فوت ہوا۔ تو رسول اللہ ﷺ کو اس کے جنازے کے لئے کہا گیا۔ تو آپ ﷺ نے اس کے لئے قیام فرمایا۔ تو مَیں بھی اُٹھ کر آپ ﷺ کے سینے کے پاس کھڑا ہوگیا۔ میں نے کہا۔ یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ کے دشمن ابن ابی پر آپ ﷺ جنازہ ادا فرمائیں گے۔ حالانکہ! اس نے فلاں روز اس طرح کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا۔ کہ اِس آیتِ کریمہ کا نزول ہوا۔ "**ولا تصل علی احد منھم مات ابدا**۔" (سورہ توبہ۔ 84)

☆ حضرت ابنِ عباس ؓ سے روایت ہے۔ کہ! جب نبی کرم ﷺ منافقین کے لئے کثرت سے استغفار فرمانے لگے۔ تو حضرت عمر فاروق ؓ نے کہا۔ (کہ) اِن کے لئے استغفار کرنا یا نہ کرنا مساوی ہے۔ تو اس آیتِ کریمہ کا نزول ہوا۔ "**سواء علیھم استغفرت لھم ام لم تستغفر لھم.**" (سورہ منافقون۔ 6)

☆ دو اشخاص تنازعہ کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ (تو) آپ ﷺ نے ان دونوں کے مابین فیصلہ فرمادیا۔ جس کے خلاف آپ ﷺ نے فیصلہ فرمادیا۔ اُس نے کہا۔ (کہ) ہم حضرت عمر بن خطاب ؓ کے پاس جاتے ہیں۔ جب دونوں آپ ؓ کے پاس آئے۔ تو ایک شخص نے کہا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے خلاف میرے حق میں فیصلہ فرمادیا ہے۔ اس نے کہا۔ ہم حضرت عمر فاروق ؓ کے پاس جاتے ہیں۔ آپ ؓ نے فرمایا۔ کیا یہ بات اسی طرح ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ (تو) حضرت عمر فاروق ؓ نے فرمایا۔ میرے آنے تک (تم) دونوں اپنے مقام پر کھڑے رہنا۔ تو آپ ؓ تلوار لے کر باہر تشریف لائے۔ اور اس آدمی کا سر قلم کردیا۔ اور دوسرا بھاگ نکلا۔ اور جا کر رسول اللہ ﷺ سے کہا۔ (کہ) حضرت عمر فاروق ؓ نے میرے رفیق کو قتل کردیا ہے۔ (تو) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مَیں اس طرح سوچتا ہی نہیں۔ کہ! حضرت عمر فاروق ؓ ایک مومن کے قتل کی جرأت کرسکتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ اُتاردی۔ "**فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما**۔" (سورہ النساء۔ 65) آپ کے پروردگار کی قسم! جب تک یہ لوگ اپنے تنازعات میں آپ کو منصف نہ بنائیں۔ اور جو (بھی) فیصلہ آپ کردیں۔ اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں۔ بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں۔ تب تک مومن نہیں ہوں گے۔ (اس آیتِ کریمہ کے نزول کے بعد) حضرت عمر فاروق ؓ اس شخص کے قتل سے بری الذمہ قرار پائے۔

☆ حضرت عمر ؓ سے روایت ہے۔ (کہ) حضرت بلالِ حبشی ؓ اذان میں فرمایا کرتے تھے۔ "**اشھد ان لا اله الا الله ۔ حی علی الصلوٰۃ**"

(تو) حضرت عمر فاروق ؓ نے اِن کو کہا۔ اس (اشھد ان لا اله الا الله) کے بعد کہا کرو۔ ''اشھد ان محمد رسول الله'' (تو) نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے بلال ؓ ! اسی طرح کہا کرو۔ جس طرح عمر ؓ کہتے ہیں۔

یا د رہے۔ کہ! حضرت علامہ ابنِ حجر ہیتمی مکی ؒ (متوفی 974ھ) لکھتے ہیں۔ کہ! آپ ؓ (یعنی حضرت عمر فاروق ؓ) کے فضائل میں چونتیس 34 احادیثِ نبویہ ﷺ بیان کی گئی ہیں۔ بلکہ اکثر احادیثِ مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کے ذکر میں بیان کی گئی ہیں۔ جو آپ ؓ کے فضائل پر دال ہیں۔

آپ ؓ کی تعریف اور امتیازی خصوصیات میں بزبانِ مصطفیٰ ﷺ یہ کلماتِ طیبات جاری ہوئے۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تم (لوگوں) سے پہلی اُمتوں میں محدث ہوتے تھے۔ اگر میری اُمت میں کوئی محدث ہے۔ تو وہ حضرت عمر فاروق ؓ ہیں۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق ؓ سے ارشاد فرمایا۔ (کہ) اس ذات کی قسم ہے۔ (کہ) جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے۔ کہ شیطان اس راستے پر نہیں چلے گا۔ (کہ) جس پر آپ ؓ چل رہے ہوں۔ بلکہ دوسرے راستے کو لے گا۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے یہ دعا فرمائی تھی۔ (کہ) اے اللہ عزوجل! عمر بن خطاب ؓ کے ذریعہ سے اسلام کو عزت عطا فرما۔

☆ حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے۔ کہ! مَیں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق ؓ کی زبان پر حق جاری فرما دیا ہے۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ) اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق ؓ کے قلب وزبان پر حق جاری فرما دیا ہے۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا۔ تو عمر بن خطاب ؓ ہوتے۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ) حضرت عمر ؓ پہلے شخص ہیں۔ (کہ) جن سے حق مصافحہ کرے گا۔ اور ان کو سلام کہے گا۔ اور ان کو ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ) حضرت عمر فاروق ؓ جنت والوں کے چراغ ہیں۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ) یہ (حضرت عمر فاروق ؓ) فتنہ کو بند کرنے والے ہیں۔ اور اپنے ہاتھ سے حضرت عمر ؓ کی طرف اشارہ فرمایا۔ (کہ) جب تک عمر ؓ آپ لوگوں کے مابین حیات رہیں گے۔ آپ کے اور فتنوں کے مابین مضبوطی سے دروازہ بند رہے گا۔

☆ حضرت ابنِ عباس ؓ سے روایت ہے۔ کہ! حضرت جبرائیلِ امین ؑ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ اور کہا (کہ) حضرت عمر ؓ کو سلام دیجیئے۔ کہ اس کی ناراضگی، عزت اور رضا کا حکم ہے۔ (ایک اور روایت میں ہے۔ کہ) میرے پاس جبرائیلِ امین ؑ نے آ کر کہا۔ (کہ) عمر ؓ کو سلام دے دیجیئے۔ اور (ان کو) بتایئے۔ کہ! اس کی رضا حکم اور اس کی ناراضگی عزت ہے۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ) حضرت عمر فاروق ؓ سے شیطان (بھی) ڈرتا ہے۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ) آسمان کے تمام فرشتے حضرت عمر ؓ کی عزت کرتے ہیں۔ اور زمین کے تمام فرشتے حضرت عمر فاروق ؓ سے خوف کھاتے ہیں۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ) میرے بعد سچ حضرت عمر فاروق ؓ کے ساتھ ہوگا۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ) میرے بعد عمر فاروق ؓ جہاں بھی ہوں گے۔ حق ان کے ساتھ رہے گا۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ) عمر ؓ سے بہتر شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا۔

☆ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ؓ سے روایت ہے۔ کہ! حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے حضرت عمر فاروق ؓ نے فرمایا۔ (کہ) اے وہ شخص ؓ ! جو رسول اللہ ﷺ کے بعد سب لوگوں سے بہتر ہیں۔ (تو) حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا۔ اگر تم یہ کہتے ہو۔ تو مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے۔ عمر ؓ سے افضل کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا۔

☆ حضرت جبرائیلِ امین ؑ نے مجھ (حضور نبی کریم ﷺ) سے کہا۔ اسلام کو عمر ؓ کی موت پر رونا چاہیئے۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ) اے میرے بھائی (عمر ؓ)! ہمیں اپنی دعا میں بھول نہ جانا۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے بھائی (عمر ؓ)! ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ اور ہمیں بھول نہ جانا۔

حضرت عمر فاروق ؓ کے دورِ مبارک میں فقہ کی ترتیب وتدوین پر بہت زیادہ کام ہوا۔

☆ خلافت وولایتِ کاملہ حضرت عثمانِ غنی ؓ :

حضرت عمر فاروق ؓ کے عہدِ زریں کے بعد حضرت عثمانِ غنی ؓ خلافتِ عالیہ کے منصب پر فائز ہوئے۔ خلیفہ ءسوئم امیرامؤمنین حضرت عثمان بن عفان ؓ نے تمام قرآنی آیات کومختلف حضرات ؓ سے مہیا کر کے یکجائی طور پر کتابی شکل میں جمع کر کے قرآنِ کریم کو باحسن طریق سے بالکل ٹھیک ترتیب دیا۔ اسی لئے آپ ؓ اسی عظیم ترین کارنامہ کی وجہ سے جامع القرآن مشہور ہو گئے۔ آپ ؓ کا آدھا وقت تو ٹھیک گذرا۔ مگر آپ ؓ کے بعد خوارج کے غلبہ سے سراُٹھایا۔ جس کی وجہ سے بہت سی سازشیں، فتنے اور مصائب سے حکومت کو دوچار ہونا پڑا۔ اور بالآخر آپ ؓ کو بڑی بے دردی سے قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے ہوئے شہید کر دیا گیا۔ بہرحال! آپ ؓ نے بھی عدل وانصاف کی حکومت باحسن طریق سے کی۔ لیکن سخاوت وغناء، شرم وحیاء اور عسکری قیادت میں آپ ؓ بے مثال تھے۔ جو باطنی نسبت اور فیض جناب آنحضرت ﷺ سے میسر ہوا۔ اس کو صِرف اپنی ذات تک ہی محدود رکھا۔ اس میں سے کسی کو حصہ نہیں مل سکا۔ اسی لئے آپ ؓ سے سلسلہ ءولایت نہیں چلا۔ تکمیلِ مدارج اور مقاماتِ باطنیہ کو ظاہر سے باطن کی جانب مکمل توجہ دی۔ آپ ؓ نے آنحضور ﷺ کے وصال کے بعد خاموشی اور تنہائی اختیار فرمائی۔ زیادہ تر وقت تلاوتِ قرآنِ مجید اور لوگوں کے مسائل کو حل کرنے میں صَرف ہوتا تھا۔ آپ ؓ سب سے اول وہ مقدس صحابی ؓ ہیں۔ کہ! جنہوں نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ سب سے پہلے ہجرت فرمائی۔ ایک روایت میں آتا ہے۔ کہ! حضرت عثمانِ غنی ؓ جب سے آنحضور نبی مکرم ﷺ کے دستِ حق پر مشرف با اسلام ہوئے۔ اُس وقت سے لے کر اپنے آخری سانس تک اُنہوں نے پھر کبھی اپنے دائیں ہاتھ سے عضوِتناسل کو نہیں چھوا۔ بہرحال! یہاں پر آپ ؓ کی تعریف وتوصیف میں کچھ احادیثِ مبارکہ پیش کی جاتی ہیں۔ جو کہ آپ ؓ کی خصوصیات وفضائل میں بہت مشہور ومعروف ہیں۔

☆ حضرت علی المرتضیٰ ؓ سے روایت ہے۔ کہ! حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ) اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں۔ تو مَیں ان سب کو یکے بعد دیگرے حضرت عثمان ؓ کی زوجیت میں دے دیتا۔ حتیٰ کہ! ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہتا۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ! حضرتِ) عثمان بن عفان ؓ دنیا وآخرت میں میرا ساتھی ہے۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ! حضرت لوط ؑ کے بعد حضرت عثمان ؓ پہلے شخص ہیں۔ (کہ) جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے گھر والوں کے لئے ہجرت کی۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں لیٹے ہوئے تھے۔ اس حال میں کہ آپ ﷺ کی دونوں رانیں یا دونوں پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اجازت طلب کی۔ (تو) آپ ﷺ نے ان کو اجازت مرحمت فرمائی۔ آپ ﷺ اسی طرح لیٹے رہے۔ پھر آپ ﷺ باتیں کرتے رہے۔ پھر حضرت عمر فاروق ؓ نے اجازت طلب کی۔ (تو) آپ ﷺ نے ان کو (بھی) اجازت عطا فرمائی۔ اور آپ ﷺ اسی طرح لیٹے رہے۔ اور باتیں کرتے رہے۔ پھر حضرت عثمان ؓ نے اجازت طلب کی۔ تو رسول اللہ ﷺ اُٹھ بیٹھے۔ اور اپنے کپڑے درست فرمالئے۔ حضرت عثمان غنی ؓ آ کر باتیں کرتے رہے۔ جب وہ سب (واپس) چلے گئے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے کہا۔ (کہ) حضرت ابوبکر صدیق ؓ آئے۔ تو آپ ﷺ نے ان کا کچھ خیال نہیں کیا۔ اور نہ ہی ان کی کوئی پرواہ کی۔ (پھر) حضرت عمر فاروق ؓ آئے، تو آپ ﷺ نے ان کی بھی کوئی پرواہ نہیں کی۔ اور جب حضرت عثمان ؓ آئے۔ تو آپ ﷺ اُٹھ بیٹھے۔ اور آپ ﷺ نے اپنے کپڑے درست کر لئے۔ (تو) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مَیں اس شخص سے کیسے حیاء نہ کروں۔ (کہ) جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔ (صحیح مسلم شریف)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے۔ کہ! نبی کریم ﷺ نے وحی کے ذریعے فرمایا ہے۔ میں اپنی دو اچھی صاحبزادیوں یونی ام کلثوم ؓ اور رقیہ ؓ کو عثمان ؓ کے نکاح میں دے دوں۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''اِس اُمت کے نبی ﷺ کے بعد عثمان بن عفان ؓ سب سے زیادہ حیاء دار ہیں۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ!) ہر نبی ؑ کا اِس کی اُمت میں ایک خلیل ہوتا ہے۔ اور میرے خلیل عثمان بن عفان ؓ ہیں۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ!) ہر نبی ؑ کا جنت میں ایک ساتھی ہوتا ہے۔ اور میرا ساتھی جنت میں عثمان ؓ ہے۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ!) عثمان بن عفان ؓ دنیا وآخرت میں میرا ساتھی ہے۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ!) حضرت عثمان ؓ کی شفاعت سے ستر ہزار وہ اشخاص جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔ جو آگ کے حق دار ہو گئے ہوں گے۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میرے صحابہؓ میں حضرت عثمانؓ اخلاق میں میرے سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ!) فرشتے حضرت عثمانِ غنیؓ سے ایسے ہی حیاء کرتے ہیں۔ (کہ) جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے حیاء کرتے ہیں۔

☆ حضرت حسن (بن علیؓ) سے روایت ہے۔ کہ! (جب) ان کے پاس حضرت عثمانِ غنیؓ کا تذکرہ کیا گیا۔ تو آپؓ نے فرمایا۔ اگر وہ گھر میں ہوں۔ اور دروازہ بھی بند ہو۔ اور وہ نہانے کے لئے کپڑے اُتار دیں۔ تو حیاء کی وجہ سے کمر سیدھی نہیں کر سکتے تھے۔

☆ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ! نبی کریم ﷺ اُحد پہاڑ پر چڑھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانِ غنیؓ بھی تھے۔ وہ پہاڑ ہلنے لگا۔ (شاید کہ زلزلہ کی سی کیفیت ہوئی) حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ٹھہر جا۔ تجھ پر ایک نبی ﷺ ہے۔ ایک صدیقؓ ہے۔ اور دو شہداء ہیں۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ!) جب ابو بکرؓ، وعمرؓ وعثمانؓ وصال کر جائیں۔ تو اگر تمھیں مرنے کی استطاعت ہو۔ تو مر جانا۔

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ!) اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں پر ابو بکرؓ، وعمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ کی محبت نماز، زکوٰۃ، روزے اور حج کی طرح فرض فرمائی ہے۔ اور جو ان کی فضیلت کا انکاری ہوا۔ اس کی نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج نا مقبول ہے۔

☆ خلافت وولایتِ کاملہ حضرت علی المرتضیٰؓ :

حضرت عثمان بن عفانؓ کے وصال کے بعد خلیفۂ چہارم حضرت علی المرتضیٰؓ کو خلافت وحکومت اور ولایت وشریعت اور معرفت نصیب ہوئی۔ آپؓ کے متعلق ایک روایت ہے۔ کہ! انہوں نے تین ایام تک دودھ نوش نہیں فرمایا۔ حتی کہ رسالت مآب ﷺ نے ان کو گود میں لے کر اپنا چہرہ اقدس ان کے چہرہ پر رکھا۔ اور اپنی زبانِ حق ترجمان ان کے منہ میں دے دی۔ اور کافی دیر تک (وہ یعنی حضرت علی المرتضیٰؓ) آنحضور نبی مکرم ﷺ کی زبانِ مبارکہ کو چوستے رہے۔ اور آپ ﷺ کا لعابِ دہن (جو کہ آیتِ کریمہ مانیطق عن الھوٰی) کا سرچشمہ پی کر ظاہری وباطنی اسرار ورموز سے مستفیض ہوئے۔ آپؓ نے احیائے سلاسل کیا۔ اور لوگوں کے قلوب کو بمقدارِ مراتب زندہ فرمایا۔ اور پرچمِ محمدی ﷺ کو سربلند کیا۔ اور ماہیتِ ہدایت ونہایت خواص پر ظاہر کی۔ اس طرح ولایت کے چشمے پھوٹ پڑے۔ اور دروازۂ نبوت ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔ والیٔ ولایت حضرت علیؓ درحقیقت ولیٔ خاص کی شکل وصورت میں ظاہر ہوئے۔ آپؓ نے ہر ولی کو ولایتِ مطلق ومقید سے باخبر اور روشناس کیا۔ اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم پر چلنے کی استعداد وطاقت اور استقامت عطا فرمائی۔ اور اُمت کے اندر آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ سلسلۂ محبت قائم کر دیا۔ فیضِ حقیقت کو عام کر دیا۔ اور طالبانِ ملت کو راہ ہدایت دکھائی۔ ظہور وبطون حضرت رسالت مآب ﷺ اور حضرت علی المرتضیٰؓ ایک قبیل سے ہیں۔ واضح ہو۔ کہ! ایک قابلیت آپؓ سے استعدادِ ظاہر کی ظہور میں آئی۔ اور ایک نبوت کی جبکہ دوسری ولایت کی۔ یک جسم دو اسم اور ایک گوشت و دو صورت کی عیاں ہوئی۔ اوصافِ جود وسخا، رزم وغناء اور فقر وصفا میں آپؓ تمام صحابۂ کرامؓ میں ممتاز تھے۔ اور خلعتِ خرقہ ولایت وفقر، جو کہ آنحضور نبی مکرم ﷺ کو بارگاہ رب العزت سے شب معراج میں حاصل ہوئی تھی۔ اس سے بھی صرف اور صرف حضرت علی المرتضیٰؓ سرفراز فرمائے گئے۔ اسی بناء پر ہی مشائخِ عظام میں جو خرقۂ خلافت عطا کرنے کی سنت جاری ہے۔ قیامِ قیامت تک بفضلہٖ تعالیٰ جاری وساری رہے گی۔ اور آپؓ ہی کی بدولت کارِ دین میں تقویت ملتی رہے گی۔ مشائخین طریقت کے نزدیک خرقہ کی اصل اللہ تعالیٰ سے ہے۔ اور وہ اس طرح کہ! جب معراج کی رات آنحضور نبی مکرم ﷺ کو خرقہ عطا ہوا۔ ساتھ ہی فرمان ہوا۔ کہ اپنے اصحابؓ (حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانِ غنیؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ) میں سے اس کو یہ خرقہ عطا کرنا۔ اور خلیفہ بنانا۔ جو اس کا جواب یہ دے۔ وہ سوال معہ جواب آنحضرت نبی مکرم ﷺ کو بتا دیا گیا۔ آپ ﷺ نے صحابۂ کرامؓ سے سوال کیا۔ لیکن (پہلے) تین تو جواب نہ دے سکے۔ آخر حضرت علی المرتضیٰؓ نے جواب عرض کیا۔ کہ اگر مجھے خرقہ عطا ہو تو میں لوگوں کی عیب پوشی کروں گا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے وہ خرقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو عطا فرمایا۔ اور آپؓ سے پھر خرقہ کا رواج ہوا۔

یاد رہے۔ کہ! حضرت علیؓ کے فرامین ہیں۔ کہ! مَیں قرآنِ مجید کی ہر آیت کے بارے میں جانتا ہوں۔ کہ وہ کس کے بارے میں، کس جگہ اور کس پر نازل ہوئی۔ بے شک میرے رب عزوجل نے مجھے بہت زیادہ سمجھ والا دل اور فصیح زبان عطا فرمائی ہے۔ (اسی طرح سے) حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا۔ مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں سوال کرو۔ بے شک! کوئی بھی آیت ایسی نہیں ہے۔ جس کے بارے میں (مَیں) یہ نہ جانتا ہوں۔ کہ وہ دن کو نازل ہوئی یا رات کو، پہاڑ میں نازل ہوئی یا میدان میں۔ (ترمذی شریف کا ایک مختصر سا واقعہ ہے۔ کہ!) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ کہ! ایک مرتبہ حضرت نبی مکرم ﷺ کے پاس پرندے کا گوشت تھا۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ یا اللہ عزوجل!

اپنی مخلوق میں سے محبوب ترین شخص کو میرے پاس بھیج۔ تاکہ وہ میرے ساتھ اس پرندے کا گوشت کھائے۔ چنانچہ حضرت علی المرتضیٰؓ آئے۔ اور آپ ﷺ کے ساتھ وہ گوشت تناول فرمایا۔ (اسی طرح سے) حضرت علی المرتضیٰؓ کا فرمان ہے۔ کہ! عزت تقویٰ میں، بلندی تواضع میں، جواں مردی سچائی میں، تونگری قناعت میں، راحت زُہد میں اور عافیت خاموشی میں رکھ دی گئی ہے۔ (اسی طرح سے) حضرت علی المرتضیٰؓ کا فرمان ہے۔ کہ! تمھارے تین دوست ہیں۔ تمھارا دوست، تمھارے دوست کا دوست اور تمھارے دشمن کا دشمن۔ اسی طرح تمھارے دشمن بھی تین ہیں۔ تمھارا دشمن، تمھارے دوست کا دشمن اور تمھارے دشمن کا دوست۔ (بہرحال!) یہاں پر حضرت علی المرتضیٰؓ کے فضائل وخصائص چند احادیثِ نبویہ ﷺ سے بطورِ تبریک وحصول ثواب کے ذکر کئے جاتے ہیں۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’مَیں حکمت کا گھر ہوں۔ اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔ (ترمذی)

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے ارشاد فرمایا۔ تم میرے لئے ایسے ہو۔ جیسے حضرت موسیٰؑ کے لئے حضرت ہارونؑ تھے۔ مگر بلاشبہ میرے بعد کوئی نبیؑ نہیں ہے۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے ارشاد فرمایا۔ تم میرے لئے وہی حیثیت رکھتے ہو۔ جو حضرت ہارونؑ کی حضرت موسیٰؑ کے نزدیک تھی۔ مگر بلاشبہ میرے بعد کوئی نبیؑ نہیں ہے۔ (ترمذی)

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’حضرت علی المرتضیٰؓ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ (مستدرک للحاکم)

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’اے علیؓ! تُو میرے بعد ہر مومن کے لئے ولی ہے۔ (مسند احمد بن حنبلؒ)

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’بے شک علیؓ مجھ سے ہے۔ اور مَیں اس سے ہوں۔ اور میرے بعد وہ ہر مسلمان کا ولی ہے۔ (ترمذی شریف)

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’جس کا مَیں ولی ہوں۔ اس کا علیؓ ولی ہے۔ (مسند احمد بن حنبلؒ)

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’اے علیؓ! تُو دنیا وآخرت میں میرا دوست ہے۔ (مستدرک للحاکم)

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’پس جس کا مَیں مولیٰ ہوں۔ اس کا علیؓ مولیٰ ہے۔ اے اللہ عزوجل! تُو اس سے عداوت رکھ۔ جو اسؓ سے عداوت رکھے۔ اور تُو اسے دوست رکھ۔ جو اسےؓ دوست رکھے۔ (مسند احمد بن حنبلؒ)

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’مومن ہی تجھ سے محبت رکھے گا۔ اور کوئی منافق ہی تجھ سے بغض رکھے گا۔ (ترمذی شریف)

☆ جب نبی مکرم ﷺ نے انصار ومہاجرین کے مابین اخوت قائم کی۔ تو حضرت علی المرتضیٰؓ روتے ہوئے آن حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ میں بھائی چارہ قائم فرمایا۔ لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ (تو) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تُمؓ دنیا وآخرت میں میرے بھائی ہو۔ (ترمذی شریف)

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ کہ علیؓ مجھ سے ہے۔ اور میں علیؓ سے ہوں۔ اور میرا قرض میری طرف سے سوائے علیؓ کے کوئی ادا نہیں کرسکتا۔ (سنن ابنِ ماجہ)

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے (حضرت علی المرتضیٰؓ سے) ارشاد فرمایا۔ ’’اللہ تعالیٰ، اس کا رسول ﷺ اور جبرائیلؑ، آپؓ سے راضی ہیں۔ (معجم الکبیر)

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’جس نے علیؓ کو بُرا بھلا کہا۔ تو بے شک! اس نے مجھ کو بُرا بھلا کہا۔ (سنن الکبریٰ)

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’جس نے علیؓ سے محبت کی۔ اس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے مجھ سے محبت کی۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی۔

☆ حضرت علی المرتضیٰؓ سے روایت ہے۔ کہ! انہوں نے کہا۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا۔ اور فرمایا۔ کہ! تمھاری حالت حضرت عیسیٰؑ جیسی ہے۔ کہ یہودیوں نے ان سے یہاں تک دشمنی کی۔ کہ ان کی والدہ حضرت مریمؑ پر تہمت لگائی۔ اور نصاریٰ نے ان سے محبت کی۔ تو اس قدر آگے بڑھ گئے۔ کہ ان کو (نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ یا اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہہ دیا۔

حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا۔ تو کان کھول کر سن لو۔ میرے بارے میں بھی دو گروہ ہلاک ہوں گے۔ ایک میری محبت میں حد سے تجاوز کرے گا۔ اور میری ذات سے ان باتوں کو منسوب کرے گا۔ جو مجھ میں نہیں ہیں۔ اور دوسرا گروہ اس قدر بغض وعداوت رکھے گا۔ کہ مجھ پر بہتان لگائے گا۔

اس حدیثِ نبوی ﷺ اور قولِ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کی پیش گوئی حرف بحرف صد فیصد درست ثابت ہوئی۔ اور دو فرقے وجود میں آئے۔

رافضی وخارجی۔۔۔ بہر حالِ اللہ تعالیٰ ہمیں محبانِ علیؓ بنائے۔ کیونکہ! ولایت کے جملہ راستے حضرت علیؓ کو جاتے ہیں۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’جا اللہ تعالیٰ ہر روز فرشتوں کے سامنے علیؓ ابنِ ابی طالب پر فخر کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ فرماتا ہے۔ مبارک ہو۔ مبارک ہو۔ تمھیں اے علیؓ ابنِ طالب۔

☆ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ کہ! ہم نے حضرت سلمان فارسیؓ سے کہا۔ کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھو۔ کہ آپ ﷺ کا وصی کون ہے ؟ (جب) حضرت سلمان فارسیؓ نے آنحضور ﷺ سے پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے سلمانؓ ! میرا وصی، میرا وارث، میرا قرضہ ادا کرنے والا اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والا علیؓ ابنِ ابی طالب ہے۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’زمین و آسمان کی خلقت سے دو ہزار برس قبل جنت کے دروازے پر لکھا ہے۔ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسولؑ ہیں۔ اور علیؓ ان ﷺ کے بھائیؓ ہیں۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’جا اللہ تعالیٰ نے ہر نبیؑ کی ذریت اس کی صلب میں رکھی ہے۔ اور میری ذریت علیؓ ابنِ ابی طالب میں رکھی ہے۔ (اسی لئے حضرت علیؓ اور حضرت خاتونِ جنتؓ کی تمام اولاد درحقیقت اولادِ رسول اللہ ﷺ ہی کہلاتی ہے)

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’علیؓ کا حق اس اُمت پر ایسا ہی ہے۔ جیسا ایک باپ کا اپنی اولاد پر ہوتا ہے۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’جہر نبیؑ کا ایک رازدان ہوتا ہے۔ اور میرا رازدان علیؓ ابنِ ابی طالب ہے۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’میری اُمت میں سب سے بڑا عالم علیؓ ابنِ ابی طالب ہے۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’لوگوں میں حضرت علیؓ کا وہی مقام ہے۔ جو قرآن میں سورہ ’’قل ھو اللہ احد‘‘ کا ہے۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’کوئی نبیؑ ایسا نہیں۔ جس کی نظیر میری اُمت میں نہ ہو۔ ابو بکرؓ ابراہیمؑ کی نظیر ہیں۔ عمرؓ موسیٰؑ کی نظیر ہیں۔ عثمانؓ ہارونؑ کی نظیر ہیں۔ اور میری نظیر علیؓ ابنِ طالب ہیں۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’علیؓ ابنِ ابی طالب کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے۔ جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’میں علم کا ترازو ہوں۔ علیؓ اس کا پلڑا ہیں۔ اور حسنؓ وحسینؓ اس کی ڈوریاں اور فاطمہؓ اس کا دستہ ہیں۔ (جس سے کہ ترازو کو پکڑا جاتا ہے)

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’علیؓ کو مجھ سے وہی نسبت ہے۔ جو میرے سر کو میرے بدن سے ہے۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’علیؓ ابن ابی طالب دین کا دروازہ ہیں۔ جو اس میں داخل ہو گیا۔ وہ مومن ہے۔ اور جو اس میں سے نکل گیا۔ وہ کافر ہے۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’اگر سب لوگ علیؓ کی محبت پر جمع ہو جاتے۔ تو اللہ تعالیٰ جہنم کو پیدا ہی نہ فرماتا۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’علیؓ کے محبین سے کہہ دو۔ کہ وہ جنت میں داخل ہونے کے لئے تیار ہو جائیں۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’قرآنِ حکیم علیؓ کے ساتھ اور علیؓ قرآنِ مجید کے ساتھ ہیں۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’قیامت کے دن علیؓ اور اِن کے شیعہ (فدائیان۔ دوست۔ محبین) ہی کامیاب ہوں گے۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’علیؓ کا ذکر عبادت ہے۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’حکمت کے دس حصص کئے گئے۔ نو حصے علیؓ کو دیئے گئے۔ اور ایک حصہ سب لوگوں کو دیا گیا۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’عرش کے پائے پر لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اور کوئی اس کا شریک نہیں۔ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسولؑ ہیں۔ مَیں نے ان کی مدد علیؓ ابن ابی طالب کے ذریعے کی ہے۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’جبرائیلؑ میرے پاس ایک سبز ورق لے کر آئے۔ جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سفید روشنائی سے یہ لکھا ہوا تھا۔ (کہ) مَیں نے مخلوق پر علیؓ ابن ابی طالب کی محبت فرض کر دی ہے۔ اور آپ ﷺ یہ بات اِن تک پہنچا دیں۔

☆ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ! لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کلمات کے بارے میں سوال کیا۔ جو حضرت آدمؑ نے اللہ تعالیٰ سے سیکھے تھے۔ (تو) نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ ’’انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ’’بحق محمد ﷺ، وعلیؓ وفاطمہؓ وحسنؓ وحسینؓ سوال کیا تھا۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’علیؓ ابنِ ابی طالب کی محبت ایسی نیکی ہے۔ جس کے ساتھ کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچاتا۔ اور علیؓ کی دشمنی ایسا گناہ ہے۔ جس کے ساتھ کوئی نیکی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ '' آلِ محمد ﷺ سے ایک دن کی محبت ایک برس کی عبادت سے افضل ہے۔ اور جو اس محبت کی حالت میں مرگیا۔ وہ جنت میں داخل ہوگیا۔

☆ حضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ '' اگر سارے باغات قلم بن جائیں۔ اور سارے دریا روشنائی بن جائیں۔ جنات حساب کرنے والے اور انسان لکھنے والے بن جائیں۔ تو وہ علیؓ ابن ابی طالب کے فضائل کا احاطہ نہیں کر سکیں گے۔

ولایت کا بیان :

علامہ ملک محمد شہزاد مجددی صاحب کتاب رجال الغیب کے مقدمہ میں فرماتے ہیں۔ کہ! اولیائے کرام کو بھی صوفیائے کرام نے دو مختلف شعبوں میں تقسیم کیا ہے۔ اِن میں سے ایک شعبے کا تعلق تشریعی امور سے ہے۔ یعنی یہ طبقہ دعوت و ارشاد کے فرائض کی سرانجام دہی میں مصروف ہے۔ اور یہ طبقہ '' قطب الارشاد '' کے تابع فرمان ہوتا ہے۔ جبکہ دوسرا طبقہ تکوینی امور سے متعلق ہوتا ہے۔ یہ متصوفین کا گروہ ہے۔ اور یہ طبقہ '' قطبِ مدار '' کے زیرِ نگرانی خدمات و فرائض کو بخوبی سرانجام دینے میں کوشاں ہے۔

یا در ہے کہ! قطبِ مدار کی تنظیم کے اراکین اوتاد، ابدال، نقباء، نجباء اور رجال الغیب کی حیثیتوں سے تکوینی امور سرانجام دیتے ہیں۔ اِن امور کو تصوف کی اصطلاح میں خرق و غرق، احیاء و اماتت اور تفریق و ترزیق کہا جاتا ہے۔ جبکہ آسان زبان میں جنگ و امن، عذاب و عتاب، بارش و طوفان، فتح و شکست، حکومت و اقتدار اور انسانی معاشرت سے متعلق دیگر انتظامی معاملات کا طے پانا ایسے ہی اہلِ باطن کے روحانی تصرف سے وابستہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **و للہ جنود السموت والارض** ۔ (سورہ فتح۔ آیت نمبر 4) زمین و آسمان کے لشکر اللہ ہی کے ہیں۔ اِس آیت کی تفسیر کے ضمن میں امام قرطبیؒ حضرت ابنِ عباسؓ کے حوالہ سے رقم طراز ہیں۔ کہ! اِس آیت میں ارضی لشکروں سے مُراد اہلِ ایمان اور سماوی لشکروں سے مُراد ملائکہ ہیں۔ اِسی طرح سے امام جلا الدین الشافعی السیوطیؒ اپنی مشہور و معروف تفسیر '' الدر المنثور '' میں بحوالہ ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ! **الروح جند من جنود الله**۔ روحیں اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں۔

اِسی ضمن میں سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ نے تذکارِ اولیائے کرامؒ کو '' جنداللہ '' سے تشبیہ دی ہے۔ یہ آپؒ ہی کا ارشاد ہے۔ کہ! **حکایات المشائخ جند من جنود الله**۔ مشائخِ کرامؒ کی حکایات (واقعات) بھی اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں۔

اسی ضمن میں یہ ناچیز (**محمد عبدالرؤف بلوچ**) اہلِ علم و عقل کے سامنے ایک راز کو عیاں کر رہا ہے۔ شاید کہ میری اس بات سے کچھ لوگ اختلاف کریں گے۔ گو کہ! میں اپنی بات کو حق اور سچ ثابت کرنے کے لئے عقلی و تاریخی دلائل کا سہارا بھی حاصل کروں گا۔ تا کہ! میری بات عوام الناس اور خواص کے علم و عقل، سمجھ و حکمت میں اضافہ کا سبب بن سکے۔ (انشاءاللہ العظیم)

اُمتِ محمدیہ ﷺ کے لئے لمحہ ءفکریہ :(مسلمانوں کی پستی کے اسباب وحقائق)

تمہیدًا یہ عرض کرتا چلوں۔ کہ! کیا وجہ ہے۔ کہ! آج اُمتِ مسلمہ جو کہ دولت مند، عقل مند مختلف الاقسام ذرائع کے میسر ہوتے ہوئے، جنگی صلاحیت و مہارت رکھنے اور تعداد میں اس قدر کثرت ہونے کے باوجود صیہونی صلیبی و غیر مسلم قوتوں پر انحصار کرنے پر مجبور رہے۔ یا د رہے۔ کہ! صلیبی و صیہونی اور غیر مسلم قوتوں کا مسلمانوں کے بارے میں ایک صریح و واضح قانون ہے۔ کہ!

First divide then rule پہلے انہیں (یعنی اُمتِ مسلمہ کو) فرقوں یا گروہوں یا جماعتوں میں تقسیم کریں۔ جب یہ بکھر جائیں تو اِن پر حکمرانی کریں۔ اور ان کے کارآمد آلات زن، زر اور زمین ہی رہے ہیں۔

اگر مسلم حکمران صرف اور صرف چار باتوں پر بھی عمل کر لیں۔ تو یہی مسلمان دنیا کی عظیم ترین قوت (**Super Power**) بن سکتے ہیں۔ جیسے کہ! سلطنتِ عثمانیہ نے چھ صدیوں تک تین براعظموں پر احسن طریق سے حکومت چلائی۔

1۔ غیر مسلم ممالک کے بینکوں سے اپنا پیسہ نکال لیں۔

2۔ غیر مسلم ممالک کو تیل (**Petrol, Diesel & Carosene Oil**) دینا بند کر دیں۔

3۔ غیر مسلم ممالک (بالخصوص یورپی ممالک) کے ساتھ اپنے ہر قسم کے تعلقات کو محدود کر لیں۔

4۔ آج جیسے (**U۔N۔O**) موجود ہے۔ اسی طرز کی ایک اسلامی (**U۔N۔O**) بنائی جائے۔ تا کہ! غریب ممالک کی نہ صرف ہر طرح سے معاونت کی جائے۔ بلکہ طاقتور ممالک کو اں غریب ملکوں پر ظلم و ستم سے بھی باز رکھا جائے۔ جیسا کہ آج کل فلسطین و کشمیر کا حال ہے۔

تو یہ دوبارہ اپنی کھوئی ہوئی ساکھ کو بحال کر کے پوری دنیا پر اسلامی راج قائم کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ خلفائے راشدینؓ کے دور میں اور

سلطنتِ عثمانیہ کے دور میں تھا۔ اور حضرت امام مہدیؑ کے دور میں بھی ضرور بالضرور ہوگا (انشاءاللہ العظیم)

بہرحال برسرِ مطلب! ہم دوبارہ موضوع کی طرف آتے ہیں۔ کہ خدائی طاقت ہمیشہ سے حق کے ساتھ رہی ہے۔

1 سب سے پہلے میں سورہ فیل میں مذکور واقعہ کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے اتنے بڑے مُسلح و جرار لشکر کو ابابیل جیسے ایک چھوٹے سے پرندے کے ساتھ ساتھ معاونت فرمائی۔ کہ جس سے خانہ کعبہ شریف اور مکین مکہ معظّمہ محفوظ و مامون رہے۔ اور اُس لشکر کی وہ حالت کردی۔ کہ! جیسا کوئی کھایا ہوا بھس۔۔۔

2 اس کے بعد میں آپ قارئین کی خدمت میں غزوہ ءبدر کی فتح کی تصویر پیش کرنا چاہوں گا۔ کہ! جس میں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی افواج بھیج کر آنخضور نبی مکرم ﷺ کی معاونت فرمائی۔ اور مسلمانوں کی قلیل وغیر مسلح فوض کو عظیم فتح سے سرفراز فرمایا۔

3 اس کے بعد میں حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں فتوحات شام ومصر و فارس کے نقوش آپ قارئین کے سامنے رکھتا ہوں۔ کہ! باوجود کم تعدادِ افواج و اسلحہ کے، کیسے ان جانباز صحابہ ءکرام و تابعینؓ نے کفار کو شکست سے دوچار کیا۔ اور اِن کو لوہے کے چنے چبوائے۔ بالخصوص جنگ یرموک (اور فتوحات شام ومصروفارس) میں مسلمانوں کی فتح، جو کہ آج تلک عیسائیوں کے لئے سبقِ عبرت اور شکستِ فاش ہے۔

4 اس کے بعد ہم محمد بن قاسم کے دور کو دیکھتے ہیں۔ کہ! ایک معمولی سا لشکر لے کر اتنے بڑے ہندو بادشاہ (راجا دائر) کو شکست سے دوچار کرتا ہے۔ اور ہندوستان کے ایک بہت بڑے رقبے کو آزاد کرادیتا ہے۔

5 اس کے بعد ہم طارق بن زید یا شہاب الدین غوری، بابر، یوسف بن تاشفین، امیر تیمور اور دیگر کئی مسلم فاتحین کو دیکھتے ہیں۔ کہ! اُن کی فتوحات کا سلسلہ بے سروسامانی کے باوجود کہاں سے کہاں تک جاتا ہے۔

6 تارخ گواہ ہے۔ کہ! سلطان صلاح الدین ایوبیؒ فاتح بیت المقدس کو حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ کی دعا و مشاورت حاصل تھی۔

7 اس کے علاوہ اگر ہم سلطنت عثمانیہ کی بنیاد کو دیکھیں۔ جو کہ بہت ہی سبق آموز تاریخ کا ایک نہایت سنہری باب ہے۔ کہ ترک کا ایک معمولی سا قبیلہ اوغوز خان کی ترک نسل کے سرداران مثل سلیمان شاہ پھر ارتغرل غازیؒ اور پھر بانی ءسلطنتِ عثمانیہ جناب عثمان غازیؒ نے کس طرح سے فتوحات حاصل کیں۔ کہ جس وقت تقریباً پوری دنیا پر منگولوں کے ظلم کی داستان رقم ہوتی جارہی تھی۔ تو کیسے کیسے نبرد آزما مسائل سلیمان شاہ پھر ارتغرل غازی بن سلیمان شاہ اور پھر عثمان غازی بن ارتغرل کو پیش آئے۔ لیکن ان معمولی فوج رکھنے والے ترک قبیلے نے منگولوں کو کیسے شکست سے دوچار کیا۔ حالانکہ! منگول فوج افرادی قوت، اسلحہ سے بھرپور ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی منظّم تھی۔ اُن کے سفاکانہ ظلم وستم کی داستانیں آج تک تاریخ کے اوراق میں مقید ہیں۔ یاد رہے۔ کہ! منگولوں کے ظلم وستم اور بربریت کے وقت خانقاہوں میں موجود اولیائے کرامؒ نے بہت بڑا اکلیدی کردار ادا کیا۔

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے   جنہیں تُو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دونیم اِن کی ٹھوکر سے صحرا و دریا   پہاڑ اِن کی ہیبت سے مانندِ رائی

8 اسی طرح سے سلطان جلال الدین نے چنگیز خان کو کس طرح سے ڈرائے رکھا۔ کیونکہ! اس بہادر شخص کے پیچھے حضرت شیخ نجم الدین الکبرٰیؒ کا ہاتھ تھا۔

9 اسی طرح سے سلطان شہاب الدین غوری کی پشت پناہی میں حضرت شیخ الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کا ہاتھ تھا۔ جن کی بدولت سلطان غوری نے پتھر ارائے راج کمار (پرتھوی راج کمار) کو شکست سے دوچار کیا۔

10 سردار ارتغرل بن سلیمان شاہ کو حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربیؒ اور اُن کے خلیفہ حضرت شیخ صدرالدین قونویؒ کی معاونت و مشاورت حاصل تھی۔ کیونکہ! یہ دونوں بزرگ بھی اسی غیبی فوج سے تعلق رکھتے تھے۔ اور عالمِ بیداری اور بعض اوقات درعالم رویاء سردار ارتغرل بن سلیمان شاہ کو مسائل کا حل بتانا، جیل سے رہا کروانا، زخموں کو ٹھیک کرنا (یہ سب روحانی طاقت سے) کیا کرتے تھے۔

11 اسی طرح مؤسس سلطنتِ عثمانیہ جناب عثمان غازی بن ارتغرل غازی کو حضرت شیخ ادیبالیؒ کی آہی جماعت کی معاونت اور مشاورت حاصل تھی۔ اور حضرت شیخ ادیبالیؒ جو کہ درحقیقت سید احمد یسویؒ کے تربیت یافتہ بزرگ تھے۔ اور حضرت پیرِ رومی جناب جلال الدین رومیؒ کی مشاورت اور ادعیہ کی بدولت جناب سردار عثمان غازیؒ ایک عظیم الشان سلطنت بنانے میں کامیاب ہوگئے۔ اور یہی سلطنت عثمانیہ کئی صدیوں تک مسلمانوں کی ہرطرح کی اقتصادی، سماجی، معاشی جسمانی وروحی طور سے معاون رہنے میں برسرِ پیکار رہی۔ (بقول علامہ محمد اقبالؒ)

اگر عثمانیوں پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے   کہ خون صدہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

مگر صیہونی قوتوں اور صلیبی افواج کی منافقانہ حربوں اور سازشوں کی وجہ سے بالآخر حجاز مقدس اور کچھ عرب ریاستوں کے حکمران حرص و ہوس اور لالچ کی بھینٹ چڑھ گئی۔ اور سلطنت ٹکڑوں میں فقسیم ہوکر کئی مما لک میں بٹ گئی۔ جوکہ تمام امت مسلمہ کے لئے بہت ہی بڑا نا قابل تلافی نقصان کا باعث بنا۔ اور جس کے نقصانات کا ازالہ آج تمام مسلمان مما لک اور اُن کی عوام اُٹھا رہی ہیں۔

12 اسی طرح اسلام کے نام پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کا قیام عمل میں آنا۔ جس میں کہ یقینی طور پر انہیں غیبی طاقتوں کی حامل فوج (جنداللہ) کا ہاتھ تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے دنیا میں ایک نئی مملکت بنام پاکستان وجود میں آئی۔

13 اس کے علاوہ روس جیسی عظیم طاقت کا ایک چھوٹے سے ملک افغانستان کے ذریعے سے شکست فاش ہونا اور پھر اُس عظیم ریاست کے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اسلامی مما لک کا قیام ہونا۔

مذکورہ آٹھ حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا میں قارئین سے یہ سوال پوچھنے کی جسارت کرسکتا ہوں۔ کہ! اتنی عظیم فتوحات کیونکر ممکن ہوسکیں ؟ تو جاننا چاہیئے ۔ کہ! یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد (**جند اللہ**) سے ہی ممکن ہوسکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہ لشکر کبھی تو بصورتِ ملائکہ معاون ہوئے اور کبھی بصورتِ سفید ریش والے، سرخ کبوتر والے ۔۔۔ لیکن اصل میں یہ اللہ تعالیٰ کی ایک مخصوص فوج ہے۔ جوکہ اولیائے ابدال کی طرح متحرک رہتی ہے۔ اور مسلمانوں کو فتح کے حصول میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ! اس غیبی فوج کے مقاصد میں سے بڑا مقصد تو یہ ہوا کرتا ہے۔ **جاء الحق و زھق البا طل ۔ان البا طل کان زھوقا** ۔ مگر یاد رہے۔ کہ! سفید داڑھی والے بزرگ وہ نہیں ہیں۔ جن کو ترکی والے یا مؤرخین کی جماعت '' دیدے کرکت '' (Axicle) یعنی سفید داڑھی والے یا معزز لوگ '' کے نام سے جانتے ہیں۔ کیونکہ! جماعے جنداللہ تو ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کی ایک مخصوص پوشیدہ حامل ولایت جماعت ہے۔

بہرحال! جب بھی کسی ملک کا بادشاہ انصاف پسند اور رعایا دین پسند ہوئے ہیں۔ اگر اس پر کسی غیر مسلم ملک یا ملکوں نے بُری نظر کی۔ یہ غیبی فوج وہاں پر پہنچ کر اس مسلم حکمران (جوکہ اعق، عدل اور انصاف کے ساتھ ساتھ دیندار بھی ہو) کا ساتھ دینے کے لئے کمربستہ ہوجاتی ہے۔ اور اُن پر غضب ڈھاتی ہے۔ اور معجزاتی طور پر مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کرتی ہے۔ یاد رہے۔ کہ! یہ غیبی فوج (**جند اللہ**) قیام قیامت تک اسی طرح کے امور میں کوشاں رہے گی۔ (انشاءاللہ) کاش کہ میری یہ بات تمام مسلم حکمرانوں تک پہنچ سکے۔ (انشاءاللہ)

یہ فقیر (**محمد عبدالرؤف البلوشی**) آج بمورخہ **25**۔ اگست **2021**ء کو قارئین کی خدمت میں عرض گذار ہے۔ کہ! میں بذاتِ خود بھی اور میرے کثیر التعداد احباب عظیم ترین ریاست '' **سلطنتِ عثمانیہ** '' کے قیامِ نو کے تہہ دل سے خواہاں ہیں۔ کہ جس میں مسلمانوں کو برابر کے حقوق حاصل ہوں۔ حکمرانِ وقت اور رعایا کا غریب ترین انسان دونوں خوشحال وخوش خرم زندگی گزارت ہوں۔ ریاست اسلامیہ میں سب سے بلند و بالا قانون قرآنِ حکیم کے احکامات اور پھر نبی کریم ﷺ کے قول وفعل پر مشتمل قوانین ہوں۔ قانون سب کے لئے یکساں ہو۔ عدل وانصاف کا بول بالا ہو۔ دنیا کے کسی غریب مسلم ملک پر غیر مسلم قوتوں کا تسلط نہ ہو۔ قرضِ حسنہ کی سہولت موجود ہو۔ اس ریاست کے قیام کے لئے ہم سب مسلمانوں کو تہہ دل سے کوششیں کرنا ہوں گی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہوگا۔ اور حضرت نبی مکرم ﷺ کے تصدق وتوسل سے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر عاجزی وانکساری سے دست بہ دعا ہونا پڑے گا۔ کیونکہ! اللہ تعالیٰ کا اُمتِ محمدیہ ﷺ کے ساتھ وعدہ ہے۔ کہ! **ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الا علون ان کنتم مؤ منین o** دل شکستہ نہ ہوں۔ غم نہ کریں۔ آپ ہی غالب رہیں گے۔ اگر آپ مؤمن ہیں۔ (سورہ آلِ عمران ۔ **139**)

جیسا کہ! ہم ہمیشہ اپنے بڑے بوڑھوں سے سنتے ہوئے آئے ہیں۔ کہ! صالح لوگوں ہی کی وجہ سے یہ دنیا آج تک قائم ہے۔ اور انہیں صالحین ہی کی وجہ سے زمین پر اللہ تعالیٰ کے انعامات وفضل وکرم، لاتعداد رحمتیں ونعمتیں اور خیرِ کثیر اور فیوضات وبرکات ہیں۔ درحقیقت اولیاءاللہ ہی وہ صالحین ہیں۔ کہ جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس دنیا کا نظام چلا رہا ہے۔ اور ان میں سے ابدال بہت بڑے معاونین سمجھے اور جانے جاتے ہیں۔ لہذا اَب یہاں پر ابدال کے متعلق کچھ عرض کیا جاتا ہے۔ تاکہ تشنگی دور کی جاسکے۔

رجالُ الغیب کا بیان :

علامہ ملک محمد شہزاد مجددی صاحب کتاب رجال الغیب کے مقدمہ میں فرماتے ہیں۔ کہ! ابدال سے مُراد وہ چالیس مَرد ہیں۔ جب اِن میں سے کوئی ایک وفات پا جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ دوسرے کو اِس (فوت شدہ) کی جگہ مامور فرماتے ہیں۔ قیامِ قیامت سے قبل یہ تمام وفات پا جائیں گے۔ بہرحال اِن چالیس ابدال میں سے بائیس **22**۔ مُلک شام میں اور **18** عراق میں ہوتے ہیں۔ اِسی ضمن میں ایک مشہور ومعروف حدیثِ نبوی ﷺ بھی ہے۔ کہ! حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؓ سے مروی ہے۔ آپ ؓ نے فرمایا۔ کہ میں نے جنابِ رسولِ معظم

ﷺ کو فرماتے سنا۔ یقیناً ابدال شام میں ہوں گے۔ جب کبھی اِن میں سے ایک وفات پائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اِس کی جگہ دوسرے کو متعین فرمائے گا۔ اِن کی برکت سے بادل بارش برسائیں گے۔ اور اِن کے طفیل دشمنوں پر فتح دی جائے گی۔ اور اِن کے تصدق سے اہلِ ارض کی بلائیں ٹال دی جائیں گی۔ (انشاء اللہ)

اِسی ضمن میں امام قرطبیؒ بحوالہء ''نوادرالاصول'' **للحکیم الترمذی** مزید رقم طراز ہیں۔ کہ! حکیم ترمذیؒ نے حضرت ابودرداءؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ! بیشک انبیائے کرامؑ زمین کے اوتاد (ستون) ہیں۔ جب آنحضرت رسولِ رب العالمین ﷺ کا سلسلہ نبوت ختم ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اِن کی جگہ بطورِ متبادل اُمتِ محمدیہ ﷺ میں سے ایک اور قوم کو مقرر فرمایا۔ جنہیں ''ابدال'' کہتے ہیں۔ اِنہیں کثرتِ صوم وصلوٰۃ کے باعث لوگوں پر فضیلت نہیں دی گئی۔ بلکہ حُسنِ اخلاق، صدق وتقویٰ، حُسنِ نیت، عامۃ المسلمین کی خیر خواہی، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نصیحت و وعظ، صبر و حلم، دانشمندی اور ذلت سے پاک عاجزی کے باعث اِنہیں یہ مقام حاصل ہوا۔

اِسی طرح سے امام احمد بن حنبلؒ نے بھی اپنی مسند میں حضرت مولا علیؓ سے مروی روایت درج کی ہے۔ کہ! ابدال شام میں ہوں گے۔ اور وہ چالیس مَرد ہوں گے۔ جب اِن میں سے ایک وفات پائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اِس کے بدلے دوسرے کو لے آئے گا۔ اِن کی برکت سے بارش برسے گی۔ اِن کی برکت سے دشمن پر فتح دی جائے گی۔ اور اِن کے طفیل شام والوں سے عذاب ٹالا جائے گا۔ (انشاء اللہ)

رجالُ اللہ سے چند ملاقاتیں:

کتاب رجال الغیب کے مصنف جناب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب چند واقعات لکھتے ہیں۔ کہ!

واقعہ نمبر 01۔ چند سال گزرے۔ بادشاہ افغانستان جناب احمد شاہ ابدالی اپنے ملک سے اُٹھ کر پنجاب کو روندتا ہوا دہلی پر حملہ آور ہوا۔ اور وہ پنجاب کے سکھوں اور ہندوؤں کو بھگاتا ہوا دہلی جا پہنچا۔ اِس بادشاہ نے ہندو اور سکھوں کے قتلِ عام کے ساتھ ساتھ ملک میں عدل وانصاف، نظم ونسق کے مسائل کو بھی درست کیا۔ جو شخص چوری کرتا۔ اُس کا ہاتھ کٹوا دیتا۔ جو قتل کرتا اُس کو فوراً پھانسی چڑھا دیتا۔ جو زیادتی کرتا اُسے فوری طور پر سزا دیتا۔ جس کی وجہ سے دہلی سے چور اُچکے، ڈاکو قاتل قسم کے لوگ بھاگ گئے اور جو بچ گئے وہ مارے گئے۔ اِس طرح دہلی کے لوگوں نے کافی برس بعد سُکھ کا سانس لیا۔ معاملات درست ہو گئے۔ اور ہر شخص اپنے اپنے روزمرہ کے اموری سرانجام دہی میں مصروف ہو گیا۔

احمد شاہ ابدالی نے جب دہلی کا نظام درست کر لیا تو قاتلوں کو تختہ دار پر لٹکایا گیا۔ چوروں اور ڈاکوؤں کے ہاتھ کاٹے جانے لگے۔ دھوکہ بازوں کو طرح طرح کی سزائیں دی جانے لگیں۔ مختلف علاقوں کے سرکش لشکروں کی سرکوبی کر کے اِنہیں دہلی اور اِس کے مضافات سے ہمیشہ کے لئے بھگا دیا گیا۔ جب دہلی اور اِس شہر کے گردونواح میں مکمل سکون، عدل، انصاف اور امن وامان پوری طرح سے قائم ہو گیا۔ اور ہر شخص چین وسکون سے رہنے لگا۔ تو احمد شاہ ابدالی صاحب اپنی یہ عرضداشت لے کر حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے پاس جا پہنچے۔ اور اُن سے گزارش کی۔ کہ! حضرت اَب تو دہلی شہر اور اِس کے مضافات میں امن وامان اور عدل وانصاف کا بول بالا ہے۔ عوام الناس سکھ سے رہ رہے ہیں۔ اِن دنوں دہلی کا قطب کون ہے؟ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے فرمایا۔ اِس وقت دہلی کا قطب وہ ضعیف العمر شخص ہے۔ جو بعد نمازِ جمعۃ المبارک جامع مسجد دہلی کی سیڑھیوں پر مشکیزہ اُٹھائے نمازیوں کو پانی پلاتا ہوا نظر آئے۔ احمد شاہ ابدالی جمعہ کی نماز کے بعد جامع مسجد کی سیڑھیوں پر جا پہنچا۔ تو اُس نے دیکھا۔ کہ! ایک بوڑھا شخص مشکیزہ اُٹھائے ہانپتا کانپتا سیڑھیاں چڑھ رہا ہے۔ اور لوگ دوڑ دوڑ کر اِس سے پانی پی رہے ہیں۔ احمد شاہ ابدالی بھی آگے بڑھا۔ ایک آبخورہ لیا۔ اور پانی مانگ کر پینے لگا۔ آدھا پانی پیا۔ اور آدھا پانی زمین پر زور سے اُنڈیل دیا۔ اُس ضعیف العمر شخص (دہلی کے قطب) کو یہ بات بڑی ناگوار گزری۔ تو اُس نے ایک زوردار طمانچہ احمد شاہ ابدالی (بادشاہ افغانستان) کو رسید کرتے ہوئے کہا۔ تم نے یہ پانی کیوں ضائع کر دیا۔ یہ پانی کسی کے کام بھی تو آسکتا تھا۔ بادشاہ یہ بات ابھی سوچنے بھی نہ پایا تھا۔ کہ بوڑھے نے کہا۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ اور مولوی عبدالعزیز کو کہنا۔ تمھارے جیسے بے ہودہ لوگوں کو ہمارے پاس نہ بھیجا کرے۔ پھر وہ شخص حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے پاس پہنچا۔ اور سارا واقعہ سنا کر کہنے لگا۔ کہ! واقعی دہلی کا روحانی گورنر (قطبِ شہر) بڑا سخت ہے۔

کتاب رجال الغیب کے مصنف جناب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی اندلسیؒ کے حوالے سے (بناء کسی کتاب کے حوالہ دیئے) ایک واقعہ لکھتے ہیں۔ کہ!

واقعہ نمبر 02۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی اندلسیؒ کو رجالُ الغیب سے بڑی دلچسپی تھی۔ اُنہوں نے اپنی زندگی میں بارہا مرتبہ حضرت خضر نبیؑ سے اور اپنے وقت کے اکثر چھوٹے بڑے اولیاء اللہ سے ملاقات کی ہے۔ وہ بسا اوقات رجال الغیب سے ملاقات کے شوق میں ہزاروں میل تک پیدل سفر کرتے تھے۔ حضرت شیخ اکبر اپنے وقت کے اتنے بڑے متبحر اور نامور عالم وولی الصفت شخص تھے۔ کہ اہل علم اِنہیں علوم وفنون کا ناپیدا کنار سمندر قرار

دیتے تھے۔ ظاہری علوم وفنون دینی ودنیاوی کے علاوہ آپ ؒ کو باطنی علوم کے اکثر شعبہ جات میں کامل دسترس حاصل تھی۔

جب اِنہیں بتایا گیا۔ کہ! روس کے جنوبی علاقوں، چین کے مغربی خطوں اور وسطِ ایشیاء کے ہزاروں میل تک آٹھ دس برس سے کوئی بارش نہیں ہوئی۔ جس کی وجہ سے یہ تمام علاقے اور ان علاقوں کے مُضافات میں پانی کی شدید قلت اور خشک سالی برپا ہے۔ جس کے باعث عوام الناس اپنے گھر بار، جائیداد واملاک چھوڑ چھاڑ کر دور افتادہ علاقوں میں چلے گئے ہیں۔ اِن میں سے اکثر لوگوں کے مال مویشی خشک سالی، قحط، پانی اور غذائی قلت کی وجہ سے مرگئے ہیں۔ اور وہاں کے درندے، وحشی جانور، چرند پرند اُن علاقوں کو چھوڑ کر دور دراز علاقوں میں چلے گئے ہیں۔ درخت سوکھ کر زمین کو آلگے ہیں۔ پہاڑ، میدان، چشمے، وادیاں، جھیلیں۔۔۔ سب ختم ہو کر لق ودق صحرا میں تبدیل ہوگئے ہیں۔ ابنِ عربی ؒ کو جب اِن تمام حالات وواقعات کا علم ہوا۔ تو نہایت افسردگی کے عالم میں سوچنے لگے۔ کہ! اِس وسیع وعریض علاقے کے قطب وتکوینی نظام کے نگران وذمہ دار کہاں ہیں؟ کیونکہ آسمان سے پانی برسانا، لوگوں کو رزق باہم پہنچانا، اِن کی تمام تکالیف کا ازالہ کرنا اُس علاقے کے قطب کی ذمہ داری ہے۔ مخلوقِ خدا کی اتنی تباہی، اُن کا اِس قدر جانی و مالی نقصان، اللہ تعالیٰ کی زمین جنت نظیر پر اتنی ویرانی، مگر یہ بزرگ (یعنی اُس علاقے کے قطب وروحانی نگران) بالکل بے نیاز ہیں۔ اگرچہ آپ ؒ تکوینی معاملات میں دخل دینا پسند نہیں کیا کرتے تھے۔ اپنے روحانی ذرائع ومعلومات سے جب اِنہیں یہ معلوم ہوا۔ کہ اِن تمام علاقوں اور خطوں کا قطب اِن ایام میں کوہ قاف میں قیام پذیر ہیں۔ اور اپنی ریاضت وعبادت ومستغرق درعشقِ الٰہی وہیں کوہ قاف کی غاروں میں مصروف ہیں۔ حضرت شیخ اکبر ابن عربی ؒ نے فیصلہ کیا۔ کہ وہ اِن سے ملاقات کریں گے۔ اِن کی زیارت کریں گے۔ اور اگر ہو سکا۔ تو لوگوں اور جانداروں کی جملہ تکالیف ومصائب اور مشکلات سے آگاہ کریں گے۔ چنانچہ وہ اندلس سے چلے۔ منزل بہ منزل موسمیاتی تغیرات اور مشکلات کی پرواہ کئے بغیر بالآخر حضرت شیخ اکبر ابنِ عربی ؒ کوہ قاف کی اُسی غار (جس میں اُن علاقوں، خطوں اور ممالک کے قطب مصروفِ عبادت وریاضت تھے) کے دہانے پر پہنچنے میں کامیاب ہو ہی گئے۔ جہاں اُس جگہ (Region) کا قطب قیام پذیر تھا۔ جب آپ ؒ نے اُس غار کے دروازے پر دیکھا۔ کہ اندرونِ غار تو تین سو اولیائے مستورین سجدے میں پڑے ہیں۔ اور بارگاہ الٰہی میں آہ وزاری کر رہے ہیں۔ حضرت شیخ اکبر ابنِ عربی ؒ اُس غار کے دہانے پر محوِ حیرت ہو اُن اولیاء اللہ کو دیکھتے رہے۔ اور لبوں پر حضرت نبی کریم ﷺ پر درود وسلام (**شاید درودِ تنجینا**) پڑھتے ہوئے اُس شخص کی زیارت کی خواہش کی۔ جو اس علاقے کا قطب تھا۔ اس درودِ پاک کی برکت سے ان حضرات میں سے ایک شخص اُٹھا۔ اور دروازے پر آیا۔ حضرت شیخ اکبر ابنِ عربی ؒ نے دیکھا۔ کہ اِس حاضر شخص کے بدن سے نور کے عجیب وغریب شعلے نمودار ہو رہے ہیں۔ اس شخص نے ابنِ عربی ؒ کے پاس آکر دریافت فرمایا۔ آپ ؒ کیسے آئے ہیں؟ تو حضرت ابنِ عربی ؒ نے عرض کی۔ زیارت کے لئے۔ تو اُس بزرگ نے فرمایا۔ مجھے تمھاری خواہش کا علم ہے۔ کیونکہ مجھے حضرت خضر نبی ؑ نے آپ ؒ کی آمد کا مقصد بتا دیا تھا۔ اَب تم کوہ قاف کی وادیوں سے فوراً نکل جاؤ۔

حضرت شیخ اکبر ابنِ عربی ؒ اپنی تحریر میں بیان فرماتے ہیں۔ کہ میں کوہ قاف سے ابھی سو میل سے کچھ زیادہ جنوب کی جانب سفر کر چکا تھا۔ تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ اِس خشک وویران خطے پر بادلوں کے طوفان اُمنڈ آئے ہیں۔ گرج چمک والے بادلوں نے بار بار برسنا شروع کر دیا۔ پورا ایک مہینہ بارش کے عظیم طوفان برستے رہے۔ بارش کا اِس قدر پانی برسا۔ کہ دریا، ندیاں، نالے اور میدان اِس پانی کو سنبھال نہ سکے۔ میدانوں، ویرانوں اور بیابانوں میں پانی کی جھیلیں بن گئیں۔

حضرت شیخ اکبر ابنِ عربی ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! مجھے لوگوں نے بتایا۔ کہ ایک ماہ کی لگاتار بارش کے بعد آٹھ دن کے لئے بارش رُکی۔ جب سورج کی شعاعیں زمیں پر پڑیں۔ تو زمین سے خودرو گھاس، جڑی بوٹیاں اور پھل وپھول جوان ہو کر اُبھرنے لگے۔ جس کی وجہ سے بھاگے ہوئے پرندے، چرند، درندے، وحشی جانور مختلف علاقوں سے اِس علاقے کا دوبارہ رُخ کرنے لگے۔ حضرت شیخ اکبر ؒ فرماتے ہیں۔ مجھے اِس علاقے سے آنے والے ایک شخص نے بتایا۔ کہ اِن علاقوں پر اَب اگر میلوں تک سفر کیا جائے۔ تو وہاں پر خودرو فصلیں اُگی ہوئی ملیں گیں۔ اور مزید پیدا ہوتی جارہی ہیں۔ بلکہ حدنگاہ تک پھولوں کی وادیاں لہلہانے لگی ہیں۔ برسات کا یہ سلسلہ دو برس تک مسلسل جاری رہا۔ اور یہ سارا وسیع وعریض خطہ زمین سبزہ زار بن گیا۔

حضرت شیخ اکبر ابنِ عربی ؒ فرماتے ہیں۔ کہ مَیں نے عمر بھر کوشش کی۔ کہ وہاں کے قطب اور رجل غیب سے جو کہ کوہ قاف کی غاروں میں رجال الغیب کی امامت کرواتے ہیں۔ اُن سے دوبارہ مل سکوں۔ مگر وہ مجھے کہیں نظر نہ آئے۔

واقعہ نمبر 03۔ اِسی طرح سے شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی ؒ اپنی تصنیف (فتوحاتِ مکیہ) میں رجال الغیب سے ملاقات اور اُن سے استفادہ کے ضمن میں اپنا ایک تجربہ بیان فرمایا ہے۔ وہ فتوحاتِ مکیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ!

ایک مرتبہ مَیں کعبۃ اللہ میں طواف کر رہا تھا۔ دورانِ طواف مجھے ایک نہایت ہی خوش شکل اور دراز قد شخص نظر آیا۔ میرے دل میں بار بار خیال آتا۔ کہ مَیں اِس شخص سے ملوں۔ بات کروں۔ مگر آدابِ طواف مجھے ایسا نہ کرنے دیتے۔ طواف مکمل ہونے سے پہلے ہی یہ شخص اپنا طواف

مکمل کر کے مطاف سے باہر چلا گیا۔ اور مَیں اِس کے دیکھنے کی حسرت لئے طواف کرتا رہا۔ جب مَیں نے طواف مکمل کرلیا۔ تو مقامِ ابراہیمؑ پر ادائیگی نفل کے بعد مَیں نے دیکھا کہ وہ شخص مطاف کے ایک کونے میں بیٹھا ہے۔ غالبًا وہ میرا انتظار کررہا تھا۔ مَیں دوڑا دوڑا اُس (شخص) کے پاس پہنچا۔ سلام کیا۔ (وہ شخص مجھے) کہنے لگا۔ مجھے تمھارا ہی انتظار تھا۔ اچھا ہوا کہ تم آ گئے۔ میں نے اس سے نام پوچھا۔ تو اس نے عجیب سا نام بتایا۔ میں (وہ نام سن کر) حیران رہ گیا۔ کیونکہ مَیں نے آج تک اس نام کا کوئی آدمی نہ سنا تھا۔ حالانکہ مجھے مختلف ممالک، مختلف خطوں اور مختلف ادوار کے لوگوں کے اسماء ذہن نشیں تھے۔ وہ میری حیرانی کو بھانپ گیا۔ اور کہنے لگا۔ چلو ناموں میں کیا رکھا ہے۔ آؤ کچھ باتیں کریں۔ تھوڑی سی گفتگو کے بعد مَیں نے پوچھا۔ آپ کی عمر کتنی ہے۔ تو فرمایا۔ ستر برس کا ہوگیا ہوں۔ اور مَیں (علمِ) عمرانیات پر عبور رکھتا ہوں۔ (پھر مَیں اِس حساب میں مستغرق ہوگیا۔ کہ!) تخلیقِ آدمؑ سے لے کر آج تک کتنے برس گزر رے تھے۔ (پھر) مَیں نے حساب لگا کر عرض کیا۔ حضور! اِتنے سال تو حضرت سیدنا آدم (اول البشر) علیہ السلام کو اِس دنیا میں آئے ہوئے بھی نہیں ہوئے۔ آپ اپنی عمر کس طرح بتا رہے ہیں۔ فرمانے لگے۔ (تم) کس آدم کی بات کرتے ہو؟ (مَیں نے عرض کیا) وہ ابوالبشر آدمؑ! وہ تو کل کا انسان ہے۔ اِس سے پہلے بھی آدم ہو گزرے ہیں۔ اور اِن میں رجال الغیب بھی ہوئے ہیں۔ جو مختلف ادوار میں کائناتِ ارضی پر سیر و سیاحت کے لئے آتے رہے ہیں۔ تم نے یہ حدیث نبوی ﷺ تو پڑھی ہوگی۔ جس میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! ''افراد'' کی ایک جماعت ملائکہ میں بھی ہے۔ جو ''عالم علوی'' کے تکوینی اُمور کی نگرانی کرتی ہے۔ اور اِن کی عمر اولادِ آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ اور یہ ابوالبشر ایک سو ایک **101** کے بعد آنے والے آدم ہیں۔

اقسامِ رجالُ اللہ :

کتاب مرآۃ الاسرار میں بحر المعانی سے نقل کیا گیا ہے۔ کہ! رجال اللہ کی چند اقسام ہیں۔ جیسے کہ! پہلی قسم کو اقطاب کہا جاتا ہے۔ دوسری کو غوث، تیسری کو امامہ، چوتھی کو اوتاد، پانچویں کو ابدال، چھٹی کو اخیار، ساتویں کو ابرار، آٹھویں کو نقباء، نویں کو نجباء، دسویں کو عُمداء، گیارہویں کو مکتومان، بارھویں کو مفردان، تیرھویں کو محبوبِ قطبِ عالم کہا جاتا ہے۔ اور محبوبِ قطبِ عالم سارے جہاں اور زمانے میں فقط ایک ہی ہوتا ہے۔ جسے غوثُ العالم بھی کہتے ہیں۔ دنیا اور آخرت یعنی عالمِ علوی و سفلی کے تمام موجودات (یعنی مخلوقات) محبوبِ قطبِ عالم کے وجود سے قائم ہوتے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب) جاننا چاہیئے کہ! قطبِ عالم کو قطبِ کُبریٰ، قطبِ اِرشاد، قطب الاقطاب اور قطبِ مدار بھی کہتے ہیں۔ اور قطبِ مدار جب مرتبہ قطبیت کو پہنچتا ہے۔ تو اُس کا نام عبداللہ سے موسوم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ موجوداتِ عالم (عالم علوی و سفلی) کا وجود قطبِ عالم کی برکت سے ہوتا ہے۔ اِس قطبِ مدار کے مزید آگے دو وزیر ہوتے ہیں۔ جِن کو حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربیؒ نے اپنی یگانہ روزگار کتاب فتوحاتِ مکیہ میں امامان کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ایک قطبِ عالم کے دائیں طرف (بنامِ عبدالرب) ہوتا ہے۔ جبکہ دوسرا بائیں طرف (بنامِ عبدالملک) ہوتا ہے۔ اِسی ضمن میں صاحبِ فتوحاتِ مکیہ فرماتے ہیں۔ کہ! **عبدالملک** دایاں وزیر ہوتا ہے۔ جبکہ عبدالرب بایاں وزیر ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

بہرحال! جناب عبدالملک، قطبِ مدار کی روح سے فیض یاب ہوتا ہے۔ اور اِس فیض کو عالم علوی پر تقسیم کرتا ہے۔ جبکہ جناب عبدالرب، قطبِ مدار کے قلب سے فیض حاصل کرتا ہے۔ اور اِس فیض کو عالم سفلی پر تقسیم کرتا ہے۔ جب قطبِ مدار اِس دنیائے فانی سے رحلت کر کے عُقبیٰ کو کوچ کر جاتا ہے۔ تو عبدالملک اِس کا قائم مقام ہو جاتا ہے۔ اور قطبِ مدار کا نام عبداللہ ہو جاتا ہے۔ یعنی ارض و سماء پر ایسے شخص کو عبداللہ کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اگرچہ والدین نے اِس کا کچھ اور ہی نام کیوں نہ رکھا ہو۔ جبکہ بائیں طرف والے وزیر کی جگہ عبدالرب کو عبدالملک کی جگہ پر بٹھا دیا جاتا ہے۔ اور عبدالرب کی جگہ پر بُدلاء (ابدال کی جمع) میں سے اُس ابدال کو، جو کہ حضرت اسرافیلؑ کے قلب پر ہوتا ہے۔ کو (عبدالرب) کی جگہ پر بٹھا دیا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ! تمام رجال اللہ کا نام ظاہر میں کچھ بھی ہو۔ مگر باطنی دنیا میں اُنہیں کسی اور نام سے پکارا جاتا ہے۔ لہذا ایسوں کو حق تعالیٰ کے مربی اسم سے موسوم کرتے ہیں۔ اِسی طرح روزِ قیامت تک تواتر کیساتھ سے یہی ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ العظیم۔

مصنفِ کتاب مرآۃ الاسرار (حضرت شیخ عبدالرحمن چشتیؒ متوفی **1094**ھ) میں حضرت شیخ اکبر ابنِ عربیؒ اپنی یگانہ روزگار کتاب فتوحاتِ مکیہ کے حوالے سے رقم طراز ہیں۔ کہ! تمامی اقطاب دراصل حضراتِ انبیاءؑ کے قلوب پر ہوتے ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔ کہ!

☆ **قطبِ اوّل** دراصل حضرت نوح نبیؑ کے قلب پر ہوتا ہے۔ اور اِس کا ورد **سورہ یٰسین شریف** ہے۔

☆ **قطبِ دوئم** حضرت ابراہیم نبیؑ کے قلب پر ہوتا ہے۔ اور اِس کا ورد **سورہ اخلاص شریف** ہے۔

☆ **قطبِ سوئم** حضرت موسیٰ نبیؑ کے قلب پر ہوتا ہے۔ اور اِس کا ورد **سورہ اذا جاء نصر اللہ والفتح** ہے۔

☆ **قطبِ چہارم** حضرت عیسیٰ نبیؑ کے قلب پر ہوتا ہے۔ اور اِس کا ورد **سورہ فتح شریف** ہے۔

☆ **قطبِ پنجم** حضرت داؤد نبیؑ کے قلب پر ہوتا ہے۔ اور اِس کا ورد **سورہ اذا زلزلت الارض زلزالھا** ہے۔

☆ قطبِ ششم حضرت سلیمان نبیؑ کے قلب پر ہوتا ہے۔ اور اِس کا ورد سورہ واقعہ شریف ہے۔

☆ قطبِ ہفتم حضرت ایوب نبیؑ کے قلب پر ہوتا ہے۔ اور اِس کا ورد سورہ بقرہ شریف ہے۔

☆ قطبِ ہشتم حضرت الیاس نبیؑ کے قلب پر ہوتا ہے۔ اور اِس کا ورد سورہ کہف شریف ہے۔

☆ قطبِ نہم حضرت لوط نبیؑ کے قلب پر ہوتا ہے۔ اور اِس کا ورد سورہ نمل شریف ہے۔

☆ قطبِ دہم حضرت ہود نبیؑ کے قلب پر ہوتا ہے۔ اور اِس کا ورد سورہ انعام شریف ہے۔

☆ قطبِ یازدہم حضرت صالح نبیؑ کے قلب پر ہوتا ہے۔ اور اِس کا ورد سورہ طٰہٰ شریف ہے۔

☆ قطبِ دوازدہم حضرت شیث نبیؑ کے قلب پر ہوتا ہے۔ اور اِس کا ورد سورہ ملک شریف ہے۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربیؒ کتاب فتوحاتِ مکیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ! اے محبوب! اِس فقیر (ابنِ عربیؓ) کو تمام اقطاب کی قدم بوسی میسر ہوئی ہے۔ اور ہوتی رہتی ہے۔ اور ہر نعمت اِس فقیر کو ابتدائے حال میں وافر نصیب ہوئی ہے۔ (الحمدللہ و ماشاءاللہ)

بہر حال اِن دوازدہ اقطاب میں سے سات عدد اقطاب سات اقالیم میں ہوتے ہیں۔ یعنی ہر اقلیم میں ایک قطب۔ اِن اقطابِ اقلیم میں ہر ایک کو قطبِ اقلیم کہا جاتا ہے۔ اور باقی پانچ اقطاب میں سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ ولایت میں ہوتا ہے۔ اِن کو قطبِ ولایت کہتے ہیں۔ جبکہ قطبِ عالمِ محبوب (قطبِ مدار) کا فیض اقطابِ اقالیم پر یکساں وارد ہوتا ہے۔ اور اقطابِ ولایت کا فیض باقی تمامی اولیاء اللہ پر ہوتا ہے۔ اِسی طرح سے یہ فیوضات قیامِ قیامت تک جاری رہیں گے۔ انشاءاللہ العظیم۔

اے محبوب! جب ایک ولی اللہ ترقی کرتا ہے۔ تو وہ قطبِ ولایت کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔ اور جب قطبِ ولایت مزید ترقی کرتا ہے۔ تو وہ قطبِ اقلیم کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اور جب کوئی قطبِ اقلیم ترقی کرتا ہے۔ تو وہ عبدالرب کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ جو کہ قطبِ مدار کے دائیں طرف کا وزیر ہوتا ہے۔ اور یہ قطبِ اقلیم دراصل ابدال ہوتا ہے اسرافیل کے قدم پر۔ اِس کو قطبِ ابدال بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد تیسرے درجہ پر قطبِ ارشاد ہوتا ہے۔ یعنی قطبِ عالم ہو جاتا ہے۔ پس قطبِ عالم کی عمر دراز ہوتی ہے۔ چونکہ وہ سلوک میں ہوتا ہے۔ لہذا ترقی کر کے مقامِ فردانیت پر پہنچ جاتا ہے۔

لطائفِ اشرفی میں فتوحاتِ مکیہ سے نقل کیا گیا ہے۔ کہ! آنحضرت رسولِ مکرم ﷺ نبوت کے پہلے افراد (مقامِ فردانیت) میں سے تھے۔ اور حضرت خضر نبیؑ بھی افراد میں سے تھے۔ اے محبوب غور سے سُن لے۔ کہ! قطبِ مدار اور دیگر اقطاب کے مراتب اِس قدر عظیم اور بلند ہیں۔ کہ ایک ولی کو ولایت سے معزول کر کے اس کی جگہ دوسرا ولی مقرر کر سکتے ہیں۔ یاد رہے کہ! قطبِ عالم (قطبِ مدار) کا وہ مرتبہ ہے۔ اگر چاہیں تو کسی بھی قطب کو قطبیت سے (بہ چشمِ زدن) معزول کر سکتے ہیں۔ قطب الاقطاب اور غوث کی مشترکہ دُعا سے دوسرا شخص مرتبہ قطبیت پر پہنچ سکتا ہے۔ جیسے کہ حضرت محبوبِ صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کے حالات میں لکھا ہے کہ! اُن کے زمانہ میں ہفت ابدال میں سے ایک صاحب نے انتقال کیا۔ تو پیرانِ پیر صاحب نے ایک کافر کو لے کر اُس کا زنار توڑا۔ اور ابدالِ ہفت گانہ میں داخل کر دیا۔ اِسی لئے کسی بزرگ کا ایک قول بہت مشہور ہے۔ کہ!

چوں نزدیکِ سلطان بنشیند در ملک حکومت خود بیند

(جو کوئی بادشاہ کی خدمت میں بیٹھتا ہے۔ حکومت کرتا ہے)

حضرت شیخ علاؤالدولہؒ فرماتے ہیں۔ کہ! قطبِ ارشاد کی ولایت شمسی ہوتی ہے۔ جو آفتاب کی طرح دنیا پر چمکتی ہے۔ جبکہ قطبِ ابدال کی ولایت قمری ہوتی ہے۔ جو ہفت اقالیم پر تصرف کرتی ہے۔

قطبِ مدار عرش سے تحت الثریٰ تک متصرف ہوتا۔ جبکہ افراد (مرتبہ فردانیت کا حامل ولی اللہ) عرش سے تحت الثریٰ تک متحقق ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ تصرف و تحقق میں بہت فرق ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ! قطبِ مدار دائمی طور پر تجلیٔ صفات میں محو ہوتا ہے۔ جبکہ افرادِ کامل دائمی تجلیٔ ذات میں مستغرق رہتا ہے۔ پس سمجھنا چاہیئے کہ قطبِ مدار تو خاص ہوتا ہے ہی۔ مگر افرادِ اخص (خاص الخاص) ہوتا ہے۔ بعض اولیائے کرام کو تجلیٔ افعالی نصیب ہوتی ہے۔ اور بعض کو تجلی اسماء، جبکہ بعض کو تجلی آثار حاصل ہوتی ہے۔ اِسی وجہ سے بعض اولیائے عظام مقامِ محو (ہوشیاری) میں ہوتے ہیں۔ جبکہ بعض مقام و کیفیت سکر (مکمل محویت و استغراق) میں ہوتے ہیں۔ اور کچھ تو دونوں مقامات (محویت و سکر کے مقامات) میں ہوتے ہیں۔ اولیائے کرام کے یہ مقامات عالم کثرت میں ہوا کرتے ہیں۔ لیکن اہلِ فردانیت کو اِن مقامات سے باہر تجلی نصیب ہوتی ہے۔ کیونکہ مقامِ فردانیت لامکاں ہے۔

روئے زمین کی مختلف جہات اور آبادیوں میں بلکہ بحر و بر میں ہر وقت ایسے رجال الغیب اور مردانِ خُدا ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں ۔ بلکہ صوفیائے کرام تو یہاں تک فرماتے ہیں ۔ کہ دنیا میں کوئی ملک ، شہر ، بستی یا قریہ ایسا نہیں ۔ کہ جس میں ایک قطب یا ابدال نہ ہو ۔ اور انہی کی خیر و برکت سے رحمتوں کا نزول ہوتا ہے ۔ اور عذاب بھی ٹلتا رہتا ہے ۔

حضراتِ مردانِ غیب : (بمثل رجال الغیب یا رجال اللہ)

حضرت قطب الدین بختیار کاکی ؒ فرماتے ہیں ۔ کہ ! جس (خوش نصیب) آدمی سے مردانِ غیب کی ملاقات ہوتی ہے ۔ پہلے اسے وہ آواز دیتے ہیں ۔ (پھر وہ روزانہ یا وقتاً فوقتاً آوزیں دیتے رہتے ہیں) جب وہ اس میں پکا ہو جاتا ہے ۔ تو پھر یہی مردانِ غیب اپنے آپ کو ہلکی پھلکی جھلکیاں دکھاتے ہیں ۔ پھر وہ خود کو ظاہر کرتے رہتے ہیں ۔ جب وہ اس میں بھی پکا ہو جاتا ہے ۔ تو یہ مردانِ غیب اُس کو اپنی مجالس میں بلاتے ہیں ۔ (لیکن یہ مقام و مرتبہ حاصل تبھی ہوا کرتا ہے ۔ کہ ! جب کاملین یادِ الٰہی میں ہمہ وقت مشغول و مصروف رہتے ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن کا کوئی مقام و مرتبہ ہوتا ہے)

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ؒ فرماتے ہیں ۔ کہ ! میرے ایک رفیق (شیخ عثمان سنجری ؒ) جو میرا ہم خرقہ بھی تھا ۔ وہ از حد مشغولِ حق رہتا تھا ۔ چنانچہ اسے مردانِ غیب آواز دیا کرتے تھے ۔ چونکہ مذکورہ شیخ نے اپنا کام اور بھی زیادہ بڑھا لیا ۔ (یعنی مزید عبادت پر کمر بستہ ہو گیا ۔ تو) کچھ عرصے بعد وہ اس سے ملاقات بھی کرنے لگ گئے ۔ ایک روز وہ شیخ اپنے رفقاء کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا ۔ کہ ! اس نے ایک شیخ کے آنے پر لبیک کہا ۔ تو انہوں نے کہا ۔ کہ ! تم آتے ہو ۔ یا ہم چلے جائیں ۔ جونہی اس شیخ نے یہ بات سنی ۔ مجلس سے (فوراً) اُٹھ بیٹھا ۔ اور آواز کی طرف چلتا ہوا ہم سے کافی دور چلا گیا ۔ یہاں تک کہ نظروں سے ہی غائب ہو گیا ۔ مجھے معلوم نہ ہوا ۔ کہ وہ شیخ کہاں گیا ۔ اور وہ (مردانِ غیب) اس شیخ کو کہاں لے گئے ۔

ہفت ابدال کی حقیقت :

حضرت سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا ۔ کہ ! **بدلاء اُمتی سبعة** ۔ میری اُمت میں سات ابدال ہیں ۔ یہ ابدال عوام الناس کی آنکھوں سے پنہاں ہوتے ہیں ۔ صرف اہلِ حال اور انسانِ کامل ہی اِن کو جان اور پہچان سکتے ہیں ۔ اِن کے سات گروہ ہیں ۔ جیسا کہ مندرجہ بالا حدیثِ نبوی ﷺ میں مذکور ہے ۔ بہر حال یہ سات ابدال سات اقالیم میں ہوتے ہیں ۔ ایک ابدال فی اقلیم کے حساب سے ہوتا ہے ۔ اِن کا کام عاجزوں اور محتاجوں کی امداد کرنا ہے ۔ جب اِس قوم میں کوئی درویش کامل ہوتا ہے ۔ تو وہ درویش اِن عاجزوں کی فریاد رسی کرتا ہے ۔ جب اِن میں سے کوئی رحلت کرتا ہے ۔ تو اُس کی جگہ پر کسی دوسرے صوفی کو ڈیوٹی پر لگا دیا جاتا ہے ۔ اور اِسی متوفی کے نام سے اُسے موسوم کرتے ہیں ۔ اِن مذکورہ ساتوں ابدالوں (بدلاء) میں سے ہر ایک کسی نہ کسی نبیؑ کے مشرب پر ہوتا ہے ۔ جن کی مختصر مگر جامع تفصیل یہ ہے کہ !

☆ پہلی اقلیم کی ولایت کا ابدال جنابِ **حضرت ابراہیم** نبیؑ کے مشرب وقلب پر ہوتا ہے ۔ اور اِس کا نام **عبدالحی** ہوتا ہے ۔
☆ دوسری اقلیم کی ولایت کا ابدال جنابِ **حضرت موسیٰ** نبیؑ کے مشرب وقلب پر ہوتا ہے ۔ اور اِس کا نام **عبدالعلیم** ہوتا ہے ۔
☆ تیسری اقلیم کی ولایت کا ابدال جنابِ **حضرت ہارون** نبیؑ کے مشرب وقلب پر ہوتا ہے ۔ اور اِس کا نام **عبدالمرید** ہوتا ہے ۔
☆ چوتھی اقلیم کی ولایت کا ابدال جنابِ **حضرت ادریس** نبیؑ کے مشرب وقلب پر ہوتا ہے ۔ اور اس کا نام **عبدالقادر** ہوتا ہے ۔
☆ پانچویں اقلیم کی ولایت کا ابدال جنابِ **حضرت یوسف** نبیؑ کے مشرب وقلب پر ہوتا ہے ۔ اور اِس کا نام **عبدالقاہر** ہوتا ہے ۔
☆ چھٹی اقلیم کی ولایت کا ابدال جنابِ **حضرت عیسیٰ** نبیؑ کے مشرب وقلب پر ہوتا ہے ۔ اور اس کا نام **عبدالسمیع** ہوتا ہے ۔
☆ ساتویں اقلیم کی ولایت کا ابدال جنابِ **حضرت آدم** نبیؑ کے مشرب وقلب پر ہوتا ہے ۔ اور اِس کا نام **عبدالبصیر** ہوتا ہے ۔

یاد رہے کہ ! ساتویں اقلیم کا ابدال دراصل حضرت خضر نبیؑ ہے ۔

اِن میں سے ہر ایک ابدال لطائف اور معارفِ الٰہی کا عارف ہوتا ہے ۔ اور ابرار سات ستاروں میں ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے اِن کے اندر تمام طرح کی تاثیر ودیعت کی ہوئی ہے ۔ اور جو دو ابدال (یعنی کہ ! چوتھی اور پانچویں اقالیم کے بُدلاء) جن کے اسماء **عبدالقادر** اور **عبدالقاہر** ہیں ۔ وہ اِس ملک یا قوم پر مامور ہوتے ہیں ۔ جن پر قہر نازل ہوتا ہے ۔ اِس ملک وقوم کی مقہوری (تباہی) اِن کے قدموں کی بدولت ہوتی ہے ۔

اِسی ضمن میں صاحب فصوص الحکم جناب حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اندلسی ؒ اپنی مشہور زمانہ کتاب **فتوحاتِ مکیہ** کے باب نمبر 198 میں فرماتے ہیں ۔ کہ ! روحانیت ہر اقلیم مرتبط ہے اُس آسمان سے ۔ جو اس کے مشاکل ہے ۔ تو جاننا چاہیئے ۔ کہ اقلم اول مرتبط ہے ساتویں آسمان سے ۔ توضیح اس کی یوں جاننا چاہیئے ۔ کہ ! اللہ تعالیٰ نے اِس زمین کی ، کہ جس پر ہم رہتے بستے ہیں ۔ اس زمین کی سات اقالیم بنائی

ہیں۔ اور اپنے مومن بندوں میں سے سات اشخاص کو چھانٹ کر اِن کا نام ابدال رکھا۔ اور ہر بدل کے واسطے ایک ایک اقلیم مقرر کر دی۔ اور اس اقلیم کو اس کی وجہ سے محفوظ کر دیا۔

☆ اقلیم اول کی طرف آسمانِ ہفتم سے جو بھی اَمر الٰہی نازل ہوتا ہے۔ وہ اس کی طرف ستارہ زحل کی روحانیت ناظر ہوتی ہے۔ اور جو بدل اُس کا محافظ ہو۔ وہ درحقیقت حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کے قلبِ اطہر پر ہوتا ہے۔

☆ اقلیم دوئم کی طرف آسمانِ ششم سے جو بھی اَمر الٰہی نازل ہوتا ہے۔ وہ اس کی طرف ستارہ مشتری کی روحانیت ناظر ہوتی ہے۔ اور جو بدل اُس کا محافظ ہو۔ وہ درحقیقت حضرت موسیٰؑ کے قلبِ اطہر پر ہوتا ہے۔

☆ اقلیم سوئم کی طرف آسمانِ پنجم سے جو بھی اَمر الٰہی نازل ہوتا ہے۔ وہ اس کی طرف ستارہ مریخ کی روحانیت ناظر ہوتی ہے۔ اور جو بدل اُس کا محافظ ہو۔ وہ درحقیقت حضرت ہارونؑ کے قلبِ اطہر پر ہوتا ہے۔ اور وہ بتائید محمدیؐ زندہ ہے۔

☆ اقلیم چہارم کی طرف آسمانِ چہارم سے جو بھی اَمر الٰہی نازل ہوتا ہے۔ وہ اس کی طرف ستارہ اعظم یعنی شمس کی روحانیت ناظر ہوتی ہے۔ اور جو بدل اُس کا محافظ ہو۔ وہ درحقیقت حضرت ادریسؑ کے قلبِ اطہر پر ہوتا ہے۔ اور یہی وہ قطب ہے۔ جس کو کہ اَب تک موت نہیں آئی۔ اور جو بھی اقطاب دنیا میں ہیں۔ وہ اِس کے نائب ہیں۔

☆ اقلیم پنجم کی طرف آسمانِ سوئم سے جو بھی اَمر الٰہی نازل ہوتا ہے۔ وہ اس کی طرف ستارہ زہرہ کی روحانیت ناظر ہوتی ہے۔ اور جو بدل اُس کا محافظ ہو۔ وہ درحقیقت حضرت یوسفؑ کے قلبِ اطہر پر ہوتا ہے۔

☆ اقلیم ششم کی طرف آسمانِ دوئم سے جو بھی اَمر الٰہی نازل ہوتا ہے۔ وہ اس کی طرف ستارہ عطارد کی روحانیت ناظر ہوتی ہے۔ اور جو بدل اُس کا محافظ ہو۔ وہ درحقیقت حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ کے قلوب پر ہوتا ہے۔

☆ اقلیم ہفتم یعنی آخری اقلیم کی طرف آسمانِ اول سے جو بھی اَمر الٰہی نازل ہوتا ہے۔ وہ اس کی طرف ستارہ قمر کی روحانیت ناظر ہوتی ہے۔ اور جو بدل اُس کا محافظ ہو۔ وہ درحقیقت حضرت آدمؑ کے قلبِ اطہر پر ہوتا ہے۔

حضرت شیخ اکبر ابن عربیؒ مزید فرماتے ہیں۔ کہ! مَیں اِن ساتوں ابدال سے مکہ معظّمہ میں حطیمِ حنابلہ کی پشت پر ملا۔ تو مَیں نے دیکھا۔ کہ وہ رکوع میں تھے۔ میں نے انھیں سلام کیا۔ بعد جواب، وہ مجھ سے باتیں کرنے لگ گئے۔

واقعی اِن سے بڑھ کر مَیں نے اللہ تعالیٰ کی یاد میں شاغل کسی اور کو نہیں دیکھا۔ اور نہ ان کے جیسا کسی اور کو پایا۔ سوئے ''حضرت سقیط الرفرف بن ساقط العرش''، جن سے مَیں قونیہ میں ملا۔ وہ فارس کے رہنے والے تھے۔

مرید پر لاگو باتیں : (ارادت کی پر تاثیر غذائیں) :

صاحب **قوت القلوب** سیدنا شیخ ابو طالب مکّیؒ نے فرمایا کہ! مرید (جو کہ راہ طریقت کا مسافر ہے) میں سات باتوں کا پایا جانا بہت ضروری ہے۔

۱۔ ارادے میں سچائی کا ہونا۔ اس کی علامت یہ ہے کہ آخرت کے لئے زادِ راہ کا تیار کرنا۔

۲۔ طاعت کے اسباب اختیار کرنا۔ اس کی علامت یہ ہے کہ برے دوستوں کو چھوڑ دینا۔

۳۔ حال نفس کی معرفت رکھنا۔ اس کی علامت یہ ہے کہ آفات نفس سے آگاہ ہونا۔

۴۔ عالم ربانی کی مجلس میں بیٹھنا۔ اس کی علامت یہ ہے کہ عالم ربانی کو دوسروں پر ترجیح دینا۔

۵۔ توبہ نصوح کا ہونا تا کہ اس کے سبب حلاوت طاعت پائے اور ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ خواہش نفس کے اسباب کا خاتمہ اور نفس کو اس کی مرغوب اشیاء سے دور رکھنا۔

۶۔ ایسی حلال اشیاء کھانا جو مزموم نہ ہوں۔ اس کی علامت یہ ہے۔ کہ رزق حلال تلاش کرنا اور اس میں شرعی حکم سے موافقت رکھنے والے کسی مباح سبب کی بناء پر علم کو پیش نظر رکھنا۔

۷۔ نیک کام میں مدد کرنے والے کسی اچھے رفیق کا ہونا۔ اچھے رفیق کی علامت یہ ہے کہ اس کا نیکی اور تقوی کے کاموں میں تعاون کرنا اور گناہ وسرکشی سے منع کرنا۔ یاد رہے کہ یہی سات عادتیں اور خصلتیں ارادت کی غذا ہیں جن کے بغیر ارادت قائم نہیں ہو سکتی اور انہیں سات باتوں پر عمل کرنے سے چار چیزوں میں مدد اور تقویت کا حصول ممکن ہے۔ بھوک۔ پیاس۔ خاموشی۔ خلوت۔

یہی چار چیزیں مرید کے لئے نہ صرف اصل کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ بلکہ انہی کے سبب و دیگر فرائض وسنن کے ارکان کی ادائیگی پر قوت وتوانائی بھی حاصل کرتا ہے ۔ (اسی ضمن میں حضرت سلطان العارفین سلطان باھوؒ فرماتے ہیں ۔ کہ!)

نفس چار چیزوں سے ہلاک ہوتا ہے ۔ خاموشی کا خنجر ۔ بھوک کی تلوار ۔ لوگوں کے مجمع سے الگ تھلگ رہنا ۔ کم سونا ۔

حضرت شیخ فتح موصلیؒ فرماتے ہیں ۔ کہ! میں نے تیس برس سے ابدالیین سے نیاز حاصل کیا ۔ اور سب ہی نے یہ نصیحت فرمائی ۔ کہ! مخلوق سے کنارہ کشی اختیار کرو ۔ اور کم کھاؤ ۔

مرید پر لاگو باتیں :

صاحب **کشف المحجوب** جناب حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ فرماتے ہیں ۔ کہ! مشائخِ طریقت کے ایک گروہ نے راہِ ملامت کو پسند کیا ہے ۔ اور انہوں نے ملامت کے طریقے کو خلوص ومحبت میں مؤثر تسلیم کیا ہے ۔ ملامت کے ساتھ مردانِ خدا اور اہلِ حق بالعموم متفق ہیں ۔ خصوصاً پیشوایانِ اُمت رسول مکرم ﷺ جو امام و پیشوائے اہلِ حق ہیں ۔ اور ان سے بلند وہ پیش رو محبان تھے ۔ اس وقت تک نیک نام رہے ۔ جب تک کہ دلیل حق کا ظہور اور وہی آتی رہی ۔ مگر جب لباسِ عشق ومحبت پہنایا گیا ۔ تو لوگوں کی طرف سے اُن کے حق میں زبانِ ملامت دراز ہو گئی ۔ بعض نے کہا ۔ جادوگر ہیں ۔ کسی جماعت نے کہا ۔ شاعر ہیں ۔ کسی نے مجنون کہا ۔ کوئی کہنے لگا (نعوذ باللہ) کاذب ہیں ۔ اور مثل اس کے بہت سی دیگر بدلگامی کی گئی ۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعریف میں فرمایا ۔ لا یخافون لومۃ لآئم ۔ ذلک فضل اللہ یؤ تیہ من یشآء ۔ واللہ واسع علیم ۔ (ترجمہ) وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف نہیں کرتے ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ۔ جسے چاہے ۔ عطا فرمائے ۔ اور اللہ تعالیٰ بہت وسیع علم والا ہے ۔ (سورہ مائدہ ۔ آیت نمبر **54**) ملامت کے متعلق (کتاب کشف المجوب سے) چند حکایات بیان کی جاتی ہیں ۔

☆ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ سے کسی نے پوچھا ۔ کہ کبھی آپؒ اپنی مُراد کو پہنچے یا نہیں؟ فرمایا ۔ ہاں! مجھے دو مرتبہ مراد نصیب ہوئی ۔ ایک بار میں کشتی میں تھا ۔ اور وہاں مجھے کوئی نہیں جانتا تھا ۔ میں نے بہت میلے کپڑے پہنے ہوئے تھے ۔ اور میرے سر کے بال بھی لمبے تھے ۔ میں اسی حالت میں کشتی میں سوار تھا ۔ کہ لوگ میری تحقیر کرنے لگے ۔ اور میرا مذاق اُڑانے لگے ۔ اُن لوگوں میں ایک شخص ایسا بھی تھا ۔ جو تمسخر کرتے کرتے میرے سر کے بال نوچنے کھسوٹنے لگ گیا ۔ اور لوگ مجھ سے تمسخر کرتے کرتے میرا مزید مذاق اُڑانے میں مشغول ہو گئے ۔ مَیں اُن کے اس قدر مذاق اُڑانے پر دلی طور پر نہایت مسرور تھا ۔ اور اپنی دلی مراد پا رہا تھا ۔ ہوتے ہوتے میری خوشی اس حد تک پہنچی ۔ کہ اُن مذاق اُڑانے اور تمسخر کرنے والوں میں سے ایک شخص نے اُٹھ کر مجھ پر پیشاب کر دیا ۔

☆ دوسری مرتبہ مَیں اپنی مراد کو اس طرح پہنچا ۔ کہ موسلا دھار بارش ہو رہی تھی ۔ اور مَیں جا رہا تھا ۔ کہ ایک گاؤں میں جا پہنچا ۔ سردی کے موسم نے مجھ پر شدت کر رکھی تھی ۔ جس کی وجہ سے میرا خرقہ پانی میں شرابور تھا ۔ میں ایک مسجد میں گیا ۔ وہاں لوگوں نے مجھے رہنے نہ دیا ۔ وہاں سے دو اور مساجد کی طرف میں گیا ۔ لیکن اُنہوں نے بھی مجھے نکال دیا ۔ سردی کی وجہ سے میرا دل لرز رہا تھا ۔ میں ایک حمام کے چولہے پر گیا ۔ اور اپنا خرقہ اس پر تان دیا ۔ اُس بھٹی کا دھواں جب کم ہوا ۔ تو اس نے میرے کپڑے اور منہ کو سیاہ کر دیا ۔ اس وقت بھی میں اپنی مراد کو پہنچا ۔

☆ حضرت داتا صاحب اپنے بارے میں فرماتے ہیں ۔ کہ! ایک دفعہ میرے ساتھ ایک ایسا واقعہ گذرا ۔ کہ مَیں نے اس اُمید پر بہت کوشش کی ۔ کہ کسی بھی طرح سے یہ واقعہ حل ہو ۔ مگر حل نہ ہوا ۔ تو میں مزارِ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ کا اس وقت تک مجاور بنا رہا ۔ جب تک کہ وہ حل نہ ہوا ۔ اور آخر کار وہ حل ہو ہی گیا ۔

☆ ایک دفعہ پھر میرے ساتھ ایک ایسا واقعہ گذرا ۔ کہ مَیں نے اس اُمید پر بہت کوشش کی ۔ کہ کسی بھی طرح سے یہ واقعہ حل ہو ۔ مگر حل نہ ہوا ۔ اور اس دفعہ بھی مَیں نے مزارِ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ کی طرف قصد کیا ۔ اور مزار کی مجاورت شروع کر دی ۔ تا کہ میرا مسئلہ کسی طرح حل ہو ۔ مگر حل نہ ہوا ۔ میں ہر روز تین مرتبہ غسل کیا کرتا تھا ۔ اور تیس مرتبہ وضو کیا کرتا تھا ۔ اور امید کشف میں ہی رہا ۔ مگر بالکل انکشاف نہ ہوا ۔ آخر کار اُٹھا ۔ مزار سے چل دیا ۔ اور خراسان کا سفر اختیار کیا ۔ اس شہر (خراسان) میں ایک شب اس علاقے کے ایک گاؤں کمس نامی میں اُترا ۔ یہاں پر ایک خانقاہ تھی ۔ اس خانقاہ پر جماعت متصوفین بھی موجود تھی ۔ مَیں نے خرقہ خشیش (ٹاٹ کا کرتہ) پہنا ہوا تھا ۔ اور نہایت تھکا ہوا تھا ۔ میرے پاس سامان اہلِ رسم میں سے کچھ بھی موجود نہ تھا ۔ سوائے ایک کوزے اور عصا کے ۔ یعنی ایک ہاتھ کی لکڑی اور ایک چمڑے کے لوٹے کے سوا میرے پاس اور کچھ نہیں تھا ۔ مَیں وہاں کے صوفیوں کی نظروں میں بہت حقیر جانا گیا ۔ میرا جاننے والا اس جماعت میں کوئی بھی نہ تھا ۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر عام رسم کے مطابق آپس میں گفتگو کی ۔ کہ یہ شخص ہم میں سے نہیں ہے ۔ اور سچ بات بھی یہی تھی ۔ جو انہوں نے کہی تھی ۔ میں فی الواقع ان میں سے تو نہیں تھا ۔ لیکن میرے لئے لابدی (لازمی وضروری) تھا ۔ کہ میں اس شب وہیں پر کسی طرح سے رات گزاروں ۔ مجھے

انہوں نے بالا خانے پر بٹھا دیا۔ اور خود اس بالا خانے سے اوپر والے بالا خانے پر بیٹھ گئے۔

وہاں سے انہوں نے میری طرف ایک روٹی پھینکی۔ جس بُس کر سبز ہو چکی تھی۔ اور مجھے اُن کے کھانوں کی خوشبو بھی آ رہی تھی۔ جو کہ وہ خود تناول کر رہے تھے۔ اور میرے ساتھ طنزً ا باتیں بھی کرتے جا رہے تھے۔ بالا خانے پر جب وہ کھانا کھانے سے فارغ ہو گئے۔ تو وہ خربوز کھانے لگ گئے۔ اور اس کے چھلکے میرے اوپر پھینکتے رہے۔ اس لئے کہ میں ان کی نظروں میں حقیر تھا۔ آخر میں نے اپنے دل میں کہا۔ یا الٰہی! اگر یہ لوگ وہ ہیں۔ جو تیرے دوست ہیں۔ تو جامہ دوست انہیں کیوں مل گیا۔ یا مجھے ان سے علیحدہ نہ کیا ہوتا۔ غرض یہ کہ! جس قدر ان کی طعن مجھ پر زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ میرا دل اندر سے اتنا ہی خوش ہوتا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ! ان کے طعن وطنز کے بوجھ سے مجھ پر میرا واقعہ کا حل کھل گیا۔ (یعنی میرا مسئلہ حل ہو گیا) اور مَیں نے یہ سمجھ لیا۔ کہ مشائخ نے ان جہلاء کو کس لئے اپنے تئیں رکھا ہوا ہے۔ اور ان کا بار کیوں اُٹھائے ہوئے ہیں۔

☆ حضرت قدوۃُ الکبریٰ ؒ کے ملفوظات بنام ''لطائفِ اشرفی'' میں آیا ہے۔ کہ! حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ؒ کا ایک مرید تھا۔ جس کا گھر حضرت کی خانقاہ سے دو منزل کی مسافت پر ایک گاؤں میں تھا۔ اس مرید کو حضرت ؒ کا حکم تھا۔ کہ! وہ اپنے گھر میں رہ کر ریاضت و مجاہدہ میں مصروف و مشغول رہتے ہوئے منازلِ سلوک و معرفت طے کرتا رہے۔ اتفاقاً اسی دوران ایک مرتبہ اس مرید کو راہ سلوک میں کوئی وقفہ پیش آیا۔ اس مرید نے وقفہ کو دور کرنے کی ہر چند کوشش کی۔ مگر ناکام رہا۔ بالآخر اپنے مرشد سے رجوع کیا۔ کہ اس کی دست گیری فرمائیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ؒ تو ایک حاذق طبیب تھے۔ آپ ؒ نے فوراً اس کا مداوا کر دیا۔ اور وہ خوش ہو کر دوبارہ اپنے مقام پر چلا گیا۔ اور اپنے اوراد و وظائف، ریاضت و مجاہدے میں مصروف و مشغول ہو گیا۔ ایک رُت کے بعد دوبارہ پھر اس مرید کو ایک ناگہانی حجاب کا سامنا کرنا پڑا۔ اس مرید نے وقفہ کو دور کرنے کی ہر چند کوشش کی۔ مگر ناکام رہا۔ بالآخر اپنے مرشد سے رجوع کیا۔ اس مرتبہ حضرت ؒ نے بھی کوشش کی۔ مگر وہ حجاب دور نہ ہو سکا۔ تو حضرت ؒ نے فرمایا۔ کہ! اَب تدبیر صرف یہ ہے۔ کہ! صبر کرو۔ اور اس وقت کا انتظار کرو۔ کہ مفتح الابواب اپنی رحمت و کرم کا تم پر دروازہ کھولے۔ بے چارے نامراد مرید نے اپنے گھر کی راہ لی۔ راستے میں ایک گاؤں تھا۔ وہ مرید اس گاؤں کی مسجد میں ٹھہر گیا۔ مسجد کی چھت پر چند نوجوان بیٹھے خربوزے کھا رہے تھے۔ انہوں نے جب اس نوجوان صوفی کو دیکھا۔ تو ازراہِ تمسخر اس پر خربوزے کے چھلکے پھینکنے شروع کر دیئے۔ (یہ مرید ان کے تمسخر و مذاق پر صبر و شکر سے کام لیتا رہا) جتنی بار اس پر چھلکے پھینکے جاتے۔ کچھ نہ کچھ اس کی عقدہ کشائی ہوتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ اس کی تمام دشواریاں جو اسے درپیش تھی۔ اور جو رکاوٹیں و حجابات اس کو راہ سلوک طے کرنے میں حائل ہو گئے تھے۔ وہ سب کے سب دور ہو گئے۔ اور پھر کوئی عقدہ باقی نہ رہا۔ اور وہ عقدہ کشائی پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لایا۔

افراد کی تعریف:

کتاب رجال الغیب کے مصنف فرماتے ہیں۔ کہ! یہ لوگ قطب کے حلقہ سے باہر ہوتے ہیں۔ کوئی دوسرا قطب اِن پر اپنا تصرف نہیں کر سکتا۔ ساری کائنات میں اِن کی تعداد صرف تین 03 یا اس سے زیادہ ہوتی ہے۔ ''افراد'' اپنے مناصب پر بڑے استحکام سے حکومت کرتے ہیں۔ انسانوں کے علاوہ ملائکہ میں بھی افراد ہوتے ہیں۔ مگر اِن کا دائرہ کار صرف آسمانوں تک ہی محدود رہتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے جمال و جلال میں مستغرق رہتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ میری اُمت میں تین ایسے افراد ہیں۔ جو تیز رو سواریوں پر بیٹھ کر مشرق و مغرب کی سیاحت کرتے رہتے ہیں۔ اور اپنے فرائض سرانجام دیتے رہتے ہیں۔ یہ حضرات بعض اوقات حضرت خضر نبیؑ کی ملاقات سے بھی بے نیاز ہوتے ہیں۔ ایسے افراد میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ کا اسمِ مبارک درخشاں نظر آتا ہے۔ بلکہ آپ ؓ کو سید الافراد کہا جاتا ہے۔

افراد کا مقام:

کتاب رجال الغیب کے مصنف جناب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اندلسی ؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ کہ ''افراد'' کسی قطب کے تابع نہیں ہوا کرتا۔ قطب کے تصرف اور احکامات سے یہ آزاد ہوا کرتا ہے۔ اِسی طرح سے علیین کے فرشتے قطب سے بیعت نہیں کرتے۔ آپ ؒ اپنی کتاب ''فتوحاتِ مکیہ'' میں رقم طراز ہیں۔ کہ قطب سے کوئی زمانہ خالی نہیں ہوتا۔ حضرت آدم ؑ سے آنحضور نبی کریم ﷺ تک پچیس قطب گزرے ہیں۔ آپ ؒ نے لکھا ہے۔ کہ مَیں نے عالمِ برزخ میں اِن تمام کی زیارت کی ہے۔ میں ان دنوں قرطبہ میں قیام پذیر تھا۔ (یہ اقتباس حضرت شیخ اکبر ؒ کی کتاب ''فصوص الحکم'' کے دیباچہ سے لیا گیا ہے)

کافر نشدی او لذت ایماں چہ شناسی
خود را نہ پرستی عرفاں چہ شناسی

مقام قطبیت :

بقولِ امام مجدد الف ثانیؒ قطبیت کا مقام جو کہ دقیق علوم کا منشاء ہے۔ ظلی مقام ہے۔ اور فردیت کا مقام دائرہ ءاصل کے معارف کے ورود کا واسطہ ہے۔ ان دونوں حالتوں (یعنی مقامِ قطبیت و مقامِ فردیت) کے حصول کے بغیر ظل اور اصل کے درمیان فرق و امتیاز نہیں ہوسکتا۔ وارثانِ نبوت کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔ نبیؑ کی نبوت کے کمالات کے وارث۔ 2۔ نبیؑ کی ولایت کے کمالات کے وارث۔

اَب اگر اول الذکر لوگ اہلِ منصب ہیں۔ تو امامت کے منصب اور مرتبے پر فائز المرام ہوتے ہیں۔ اور اگر وہ اہلِ منصب نہیں ہیں۔ تو کمالاتِ امامت کے مرتبے پر فائز رہتے ہیں۔

اِسی طرح سے ثانی الذکر لوگ اگر اہلِ منصب ہیں۔ تو خلافت کے منصب کے حامل ہوتے ہیں۔ ورنہ کمالاتِ خلافت سے حصہ پاتے ہیں۔

بہر حال کمالاتِ امامت کا تعلق معارف ذاتیہ اصلیہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ جبکہ! کمالاتِ خلافت، تجلیاتِ صفاتیہ سے متعلق ہوتے ہیں۔ لیکن یاد رہے۔ کہ! منصبِ امات اور منصبِ خلافت کا تعلق دائرہ اصل سے ہے۔ ۔ ۔ قطبِ فرد کا مرتبہ معارفِ دائرہ ءاصل کے ورود کا واسطہ ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ! قطبِ ارشاد و قطبِ مدار سے قطبِ فرد کا درجہ بلند ہوتا ہے۔ کیونکہ! امامت کا منصب خلافت کے منصب سے بہر حال افضل و اعلیٰ اور مقدم ہے۔ جیسا کہ اصالت اور ظلیت کا فرق واضح ہے۔ قطبِ مدار اُمورِ تکوینیہ پر مامور ہوتا ہے۔ جبکہ قطبِ ارشاد دعوت و ہدایت کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ قطبِ فرد اکثر عروجی مراتب میں رہتا ہے۔ اگر نزول کرے۔ تو مخلوق کو قطب الارشاد سے زیادہ فیض پہنچا سکتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

حضرت خضر نبیؑ اور حضرت الیاس نبیؑ کا اولیائے محمدیہ ﷺ سے تعاون کرنا :

حضرت علاؤ الدین سمنانیؒ نے اپنی کتاب **عروۃ الوُثقیٰ** کے بابِ ششم کی چہارم فصل میں حضرت الیاس نبیؑ اور حضرت خضر نبیؑ کا بھی اِس اُمت کے طبقہ رجال اللہ میں ذِکر کیا ہے۔ حضرت خضر نبیؑ قطبِ ابدال کے ساتھ صحبت رکھتے ہیں۔ اِن کی عزت کا خیال رکھتے ہیں۔ اور اگر اِن کی کوئی ضروریات ہوتی ہیں۔ تو نقدی کی صورت میں اُن کی معاونت کرتے ہیں۔ حضرت خضر نبیؑ کا نام اور کچھ شجرہ ءنصب یوں ہے۔ حضرت خضر نبیؑ کا نام ملکان بن ملیان بن طیان بن سمعان بن سام بن نوحؑ ہے۔ جبکہ حضرت نوحؑ کا نام ملکان بن متوشلح بن ادریسؑ ہے۔ اور ادریسؑ کا نام اخنوع ہے۔ چونکہ وہ درس بہت دیا کرتے تھے۔ اِسی لئے اِن کا نام ادریس مشہور ہو گیا۔ اور اِسی طرح سے حضرت نوحؑ نوحہ اور زاری کی وجہ سے، جو آپؑ کیا کرتے تھے۔ نوحؑ مشہور ہو گئے۔ اور حضرت خضر نبیؑ کو خضر اِس لئے کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جب آپؑ کہیں تشریف فرما ہوتے۔ تو وہ جگہ بفضلِ خُدا سر سبز ہو جاتی تھی۔ اور حضرت خضر نبیؑ کی ولادت باسعادت فارس کے مقام پر ہوئی۔ جو دراصل شہرِ شیراز سے دو کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔ بہر حال حضرت خضر نبیؑ اور حضرت الیاس نبیؑ کے مناقب کتبِ کثیرہ میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ جیسے مرآۃ الاسرار، قصص الانبیاءؑ وغیرہ۔ ۔ ۔

فصل الخطاب میں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربیؒ کے حوالے سے مرقوم ہے۔ کہ! دراصل اقطاب کی بے شمار اقسام ہیں۔ اور ہر قسم کے لئے علیحدہ ایک قطب ہوتا ہے۔ مثلاً! قطبِ زہاد الگ ہوتا ہے۔ قطبِ عباد الگ ، قطبِ عُرفاء الگ ، قطبِ متوکلاں الگ ، ۔ ۔ ۔ علیٰ ھذا القیاس۔ ۔ ۔

شیخ کے قُرب کا فیض بقول حضرت سیدی عبدالعزیز دباغؒ :

احمد بن مبارک سلجماسیؒ کہتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ ایک فقیہہ نے حضرت سیدی عبدالعزیز دباغؒ سے یہ سوال کیا۔ کہ پیر کی موجودگی میں مرید کی روحانی کیفیت میں اضافہ اور عدم موجودگی میں کمی کیوں واقع ہوتی ہے ؟ اِن کا سوال یہ تھا۔

اے میرے آقا! میرا اگلا سوال یہ ہے۔ کہ جب کوئی مرید کسی عارف باللہ کامل شیخ کی صحبتِ بابرکت اختیار کرتا ہے۔ اور وہ شیخ اس بات کا دعویدار ہو۔ کہ وہ (شیخ فقط) اپنی توجہ کے ذریعے اس (مرید) کی تربیت کرسکتا ہے۔ تو پھر موت یا سفر کے باعث شیخ کی ظاہری عدم کوجودگی کی صورت میں اس مرید کی روحانی کیفیت، علم اور عمل میں کمی کیوں محسوس ہوتی ہے؟ لہذا حال اور توجہ کے ذریعے تربیت کرنے کا کیا فائدہ ہوا؟ کہ ذرا سی دوری کیا آئے، کہ تربیت کارگر ہی نہیں رہتی۔

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغؒ نے اس سوال کا یہ جواب مرحمت فرمایا۔ کہ! شیخ کامل کی توجہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی راہ پر اس کے ایمان کا نور ہے۔ اور اسی نور کی بدولت وہ اپنے مرید کی تربیت کرتے ہوئے اسے ترقی کی منازل طے کرواتا چلا جاتا ہے۔ لہذا اگر کوئی مرید اپنے شیخ کے ساتھ اس نورِ ایمان کی وجہ سے محبت کرتا ہو۔ تو شیخ کی ظاہری موجودگی یا عدم موجودگی ہر حال میں شیخ کا فیض مرید کو ہمیشہ ملتا رہے گا۔ (بشرطِ کہ شیخ کامل ہو) بلکہ اگر شیخ کے وصال کو کوئی ہزار برس بھی گزر گئے ہیں۔ تو بھی اس کا فیض ختم نہیں ہوگا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ! ہر زمانے کے اکابر صوفیائے کرام، اولیائے عظام (بالواسطہ اور بلا واسطہ) حضرت نبی مکرم ﷺ کے نورِ ایمان سے فیض پا کر اپنی تشنگی دور

کررہے ہیں۔ اور آپ ﷺ اِن کی کی تربیت کرتے ہوئے (روحانی وجسمانی طور پر) اِنہیں سلوک ومعرفت کی منازل ومراحل طے کروا رہے ہیں۔ اس کا بنیادی سبب یہ ہے۔ کہ! تمام اولیاء اللہ کی محبت وچاہت کا اصل سبب آنحضرت رسالت مآب ﷺ کا نورِ ایمان ہے۔ لہذا جب بھی کوئی مرید اپنے شیخ کے ساتھ صِرف شیخ کی ظاہری شخصیت کی وجہ سے محبت کرے گا۔ اور اس کی توجہ شیخ کے نورِ ایمان کی طرف نہیں ہوگی۔ تو اس وقت اسے شیخ کی ظاہری موجودگی میں توفیق ملے گی۔ مگر شیخ کی غیر موجودگی (یعنی غیر حاضری) کی صورت میں فیض نہیں مل سکے گا۔ ظاہری شخصیت کے ساتھ محبت کی علامت یہ ہے۔ کہ مرید دنیاوی واُخروی استفادے ومنافع کے حصول یا نقصان کو پانے یا بچنے کی خاطر اپنے شیخ سے بے انتہا محبت کرے۔ اور شیخ کے نورِ ایمان کے سببِ محبت وچاہت کی دلیل بھی صِرف یہی ہونا چاہیئے۔ اور اِسی طرح مرید کی غرض وغایت اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا حصول ہو۔ اس کے علاوہ اور کوئی مقصد ومطلب نہ ہو۔ لہذا جب بھی کوئی مرید اپنے شیخ کی غیر حاضری میں اپنے اندر کوئی کمی یا روحانی فیض کے حصول میں رکاوٹ محسوس کرے۔ تو اس عدم فیض کو بجائے اپنے شیخ کے اپنا ہی قصور سمجھے۔

شیخ اور مرید کے آداب بقول حضرت سیدی عبدالعزیز دباغؒ :

ایک مرتبہ ایک فقیہہ نے عیدی عبدالعزیز دباغؒ سے کسی بزرگ کے اس قول کے بارے میں دریافت کیا۔ کہ اَب (روحانی) تربیت باقی نہیں رہی۔ کیا یہ قول صحیح ہے یا نہیں ؟ اِس (فقیہہ) کے سوال کی اصل عبارت یہ ہے۔

اے میرے آقا وپیشوا! اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو وہی (روحانی) فتوحات عطا فرمائی ہیں۔ جو اس نے اپنے اکابر اولیائے کرام کو عطا فرمائی تھیں۔ اِس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو اہلِ بیتِ رسول ﷺ سے نسبت کا شرف کا عطا فرمایا ہے۔ آپؒ اپنے علوم میں سے ہمیں بھی کچھ عطا فرمائیں۔ تاکہ لوگوں کے قلوب میں سے شکوک وشبہات دور ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ آپؒ کو علمِ لدنی سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔ آپ واضح عبارات میں مثالوں کے ہمراہ جواب مرحمت فرمائیں۔ تاکہ ہمارے ذہن صاف ہوسکیں۔ (کیونکہ!) نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ!

الـخـلق عيال الله واحب الخلق الى الله انفعهم لعيا له ۔ ترجمہ: تمامی مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے۔ اور مخلوقات میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا محبوب وہ شخص ہے۔ جو اس کی عیال کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے۔ (مجمع الزوائد۔ ہیثمیؒ)

مشہور صوفی بزرگ شیخ زروقؒ فرماتے ہیں۔ ''آج کل وہ تربیت (خانقاہی نظام میں روحانی تربیتِ سلوک ومعرفت) ختم ہوچکی ہے۔ جسے تصوف کی اصطلاح میں تربیت کہا جاتا ہے۔ آج کل تو صِرف ہمت اور حال باقی رہ گئے ہیں۔ لہذا تم کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھام لو۔ اور اِس میں کوئی کمی یا اضافہ مَت کرو۔'' کیا تربیت کا یہ انقطاع صِرف شیخ زروقؒ کے زمانے ہی میں تھا؟ یا حضرت عیسیٰ نبیؑ کی تشریف آوری تک جاری وساری رہے گا؟ اور اگر یہ انقطاع اَب بھی موجود ہے۔ تو اِس کا بنیادی سبب کیا ہے؟ اور اگر اَب بھی یہ تربیت باقی ہے۔ تو روئے زمین پر وہ کون سا شیخ ہے؟ جو اپنی پسند اور طریقہ کار کے مطابق مرید کی صحیح اور بہتر تربیت کرسکتا ہے؟ آپؒ ہمیں بتائیں۔ کہ وہ شیخ کون سی مملکت اور کس شہر کا باسی ہے۔ جس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کوئی شخص کامیابی حاصل کرسکتا ہے؟

سیدی عبدالعزیز دباغؒ نے جواب دیا۔ روحانی تربیت کا بنیادی مقصد تو یہ ہے۔ کہ! انسان کے وجود کو رعونت سے پاک کیا جائے۔ تاکہ وہ سِر خداوندی کو حاصؒ کرنے کے قابل ہوسکے۔ اور یہ اُسی وقت ہی ممکن ہے۔ جب اس کے اندر موجود تمام تاریکیاں اور ظلمتیں چھٹ جائیں۔ اور کسی بھی حوالے سے اس کا باطل کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہ رہے۔ بعض اوقات باطل سے لاتعلقی کی صورت یہ ہوتی ہے۔ کہ! اصل خلقت کے اعتبار سے انسان پاک وصاف پیدا ہوتا ہے۔ یہ خصوصیت عام طور پر قرونِ ثلاثہ سے تعلق رکھنے والے حضرات میں پائی جاتی ہے۔ اِسی لئے ہی تو اِس زمانے کو خیر القرون کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس زمانے سے تعلق رکھنے والے لوگ حق کے ساتھ نہایت پختہ تعلق رکھتے تھے۔ سوتے جاگتے کسی بھی وقت حق سے جدا اور لاتعلق نہیں رہتے تھے۔ لہذا اگر کوئی شخص روحانی طور پر اِن کے باطن کا جائزہ لینے کی کوشش کرے۔ تو وہ اس نتیجے پر جا پہنچے گا۔ کہ ان میں سے بیشتر حضرات کی توجہ کا مرکز تو اللہ تعالیٰ اور اِس کے محبوب رسولِ معظم کی خوشنودی ورضا کا حصول ہی تھا۔ اسی لئے ان سے کثرت کے ساتھ بھلائی کا صدور ہوتا تھا۔ کیونکہ ان کے وجود میں حق کا نور واضح اور روشن نظر آتا تھا۔ علم وفضل کے اعتبار سے یہ لوگ اجتہاد کے اس مِرتبے تک پہنچ چکے تھے۔ جسے کہ الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا ان لوگوں کو رسمی تربیت کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ عام طور پر کوئی مرید صِرف اپنے شیخ سے ملاقات کرکے شیخ کے سِر اور نور کا وارث بن جاتا۔ شیخ صِرف مرید کے کان میں جب کوئی ایک بات کہتا۔ تو اس کے نتیجے میں مرید کو فتح نصیب ہوجاتی۔ کیونکہ وہ مرید باطنی اعتبار سے نہایت پاکیزگی کا مالک ہوتا تھا۔ اور اس کی تمام تر توجہ کا مرکز ہدایت ورہنمائی کا حصول ہوتا تھا۔

بعض اوقات شیخ کو اپنے مرید کے وجود سے تاریکیاں دور کرنے کے لئے اس کی تربیت کرنی پڑتی تھی۔ یہ صورتِ حال اس وقت پیش

آئی۔ جب قرونِ ثلاثہ کا بہترین زمانہ (دَور) رُخصت ہو چکا تھا۔ لوگوں کی نیتوں میں فتور آ چکا تھا۔ ان کے ارادے اور خواہشات خراب ہو چکے تھے۔ دنیا ان کے دل و دماغ پر قابض ہو چکی تھی۔ اور ان کی زندگی کا مقصد صرف شہوانی خواہشات کی تکمیل تھی۔ اس زمانے میں جب کسی شیخ طریقت کو کوئی اہل مرید نظر آتا۔ اور شیخ یہ دیکھتا۔ کہ مرید کی تمام تر توجہ کا مرکز دنیا ہے۔ تو وہ اس کی فکری اصلاح کے لئے خلوت مین بیٹھ کر ذکر کی کثرت اور خوراک کی قلت کی اس مرید کو تلقین کیا کرتا۔ اسی خلوت کی وجہ سے وہ مرید باطل پرست لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر لیتا۔ اور کود بھی باطل کلام اور لغو گفتگو سے محفوظ رہتا۔ خوراک کی قلت کے باعث خون کے بخارات کم ہو جاتے۔ اور اس کی طبیعت شہوانی خواہشات سے یکسر ہٹ جاتی۔ جس کے نتیجے میں بالآخر اس مرید کی مکمل توجہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول ﷺ کی طرف مبذول ہو جاتی۔ جب مرید اس حد تک پاک وصاف ہو جاتا۔ تو اس کا وجود سِر کو برداشت کرنے کا اہل ہو جاتا۔ پھر ایک طویل عرصے تک یہی طریقہ کار جاری رہا۔ یہاں تک کہ حق و باطل، نور وظلمت کے مابین کسی قسم کا کوئی امتیاز نہ رہا۔ بعض لوگوں نے تو مشیخیت کا لبادہ اوڑھ کر لوگوں کو خلوت میں لے جا کر تعویذات وعملیات اور اسی نوعیت کی چلہ کشی کرنے کی تلقین شروع کر دی۔ جس کے نتیجے میں انسان کو ظاہری طور پر کچھ کرتب دکھانے کی صلاحیت حاصل ہو جاتی تھی۔ اور شیخ زروق ؒ کے زمانے میں یہی رواج اور چلن عام تھا۔ اسی لئے تو اُنہوں نے لوگوں کو یہ مشورہ دیا۔ کہا گر تم تربیت کے حصول کے لئے کسی شیخ کے پاس جاؤ گے۔ اور اگر وہ شیخ دھوکہ باز، فریبی اور بازی گر ہوا۔ تو تمھارا اپنا (روحانی اور مالی وجانی) نقصان ہوگا۔ اس سے بہتر یہ ہے۔ کہ تم کتاب وسنت کے راستے کو اختیار کرو۔ کیونکہ اس راستے میں دھوکہ بازی، فریب کاری اور بازی گری کا کسی بھی قسم کا کوئی اندیشہ یا شائبہ نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے ذریعے ہدایت حاصل کرنے والا شخص گمراہی اور گناہوں سے پاک ومبراء رہتا ہے۔ اسی لئے شیخ زروق ؒ یا ان جیسے دیگر مشائخِ عظام کا کلام حزم واحتیاط شمار ہوگا۔ (یاد رہے۔ کہ!) اس کا یہ مطلب بالکل نہیں ہوگا۔ کہ! روحانی تربیت مکمل طور پر دنیا میں ناپید ہو چکی ہے۔ اور یہ ممکن ہو بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ نبی مکرم ﷺ کے روحانی فیوضات وبرکات قیامت تک اہلِ ایمان کے شامل حال رہیں گے۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

اَب رہا آپ کا یہ سوال کہ! آپ کو واضح طور پر بتایا جائے۔ کہ! وہ کون سی سلطنت یا کون سے شہر میں قیام پذیر ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مختلف ممالک میں ایسے بہت سے افراد (مذکورہ خصائل کے حامل) موجود ہیں۔ مگر اہل سنت والجماعت سے (وہ ہستیاں) باہر نہیں ہیں۔ اگر آپ انہیں تلاش کریں۔ تو ضرور پالیں گے۔

بحالتِ بیداری رویتِ سیدالمرسلین ﷺ :

فقیہہ مذکور نے دوسرا سوال یہ کیا۔ اے میرے آقا ؒ! اگر ایک شخص اس بات کا دعوٰی کرتا ہے۔ کہ اِس نے بحالتِ بیداری آنحضرت نبی کریم ﷺ کا دیدار کیا ہے۔ (جبکہ) بعض صوفیاء کا تو یہاں تک کہنا ہے۔ کہ! ایسے شخص کا دعوٰی گواہی کے بغیر قابل قبول نہیں ہوگا۔ جب تک کہ وہ یہ گواہی نہ دے۔ کہ! اُس نے **2999** مقامات طے کر لئے ہیں۔ جب وہ یہ دعوٰی کرے۔ تو اُس سے کہا جائے۔ کہ وہ اِن تمام مقامات کو بیان کرے۔ آپ ؒ سے گزارش ہے۔ کہ آپ ؒ اشاروں کناؤں میں ہی اپنی سہولت کے مطابق اِن مقامات (میں سے چند مقامات کو ہی سہی) بیان فرما دیں۔ تفصیل کی ضرورت نہیں۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے — دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ ؒ نے جوابًا فرمایا۔ کہ ہر شخص کے جسم میں **366** رگیں ہوتی ہیں۔ اور ہر رگ کی اپنی مخصوص خاصیت ہوتی ہے۔ صاحب کشف ولی اِن تمام رگوں کی انفرادی خصوصیات کا مشاہدہ کرتا ہے۔ کسی رگ کا تعلق جھوٹ کے ساتھ ہوتا ہے۔ کوئی حسد سے متعلق ہوتی ہے۔ اسی طرح ریا، غداری، خود پسندی، غرور وتکبر وغیرہ الگ الگ رگوں میں روشن دکھائی دیتے ہیں۔ جس وقت کہ کوئی صاحب کشف کسی دوسرے انسان کو دیکھتا ہے۔ تو گویا اسے اس انسان کے جسم کے فانوس میں **366** قمقمے روشن ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کا رنگ دوسرے سے (قدرے) مختلف ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر رگ کی ایک مخصوص کیفیت کی مزید کئی تفصیلات ہیں۔ مثلاً اگر ایک رگ رگ شہوت کے ساتھ متعلق ہے۔ جبکہ شہوت کی تو کئی اقسام ہیں۔ کبھی اس کا تعلق شرم گاہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ کبھی یہ مرتبہ و مقام سے متعلق ہوتی ہے۔ اور کبھی دیگر خواہشات اور مال کے ساتھ اس کا تعلق ہوتا ہے۔ لیکن جھوٹ کی کئی اقسام ہیں۔ مثلاً ایک شخص خود جھوٹ بولتا ہے۔ یہ الگ قسم ہے۔ جبکہ ایک شخص دوسرے کو جھوٹا سمجھتا ہے۔ اور اس کی بات کے بارے میں شک وشبہ کا شکار رہتا ہے۔ تو یہ ایک الگ قسم ہے۔

مت پوچھ میرے سفر کا — میں مسافر ہوں عمر بھر

جب تک کہ انسان اِن تمام مقامات کو طے نہ کر لے۔ اس وقت تک اسے فتح نصیب نہیں ہوتی۔ (اگر اللہ تعالیٰ چاہے۔ تو انسان کو یہ مقامات

طے کئے بغیر بھی نواز سکتا ہے۔ کیونکہ وہ کلی قدرت کا مالک ہے) لہذا جب بھی اللہ تعالیٰ کسی شخص کو نوازنا چاہے۔ اور اسے فتح عطا فرمانا چاہے۔ تو اسے ان تمام عوارض سے بتدریج پاک صاف کرتا چلا جاتا ہے۔ مثلاً جب کذب (جھوٹ) کی بُری خصوصیت ہی (وجود وطبیعت میں) باقی نہیں رہے گی۔ تو انسان پہلے صدق پھر تصدیق کے مقام پر فائز ہوگا۔ (انشاء اللہ) جب انسان میں مال ودولت کی محبت ختم ہوجائے گی۔ تو انسان زُہد کے مقام پر فائز ہوجائے گا۔ جب انسان سے گناہوں کی لذت حاصل کرنے کی محبت ختم ہوجائے گی۔ تو وہی انسان اللہ تعالیٰ کی سچی اور حقیقی محبت کا اسیر بن جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) جب انسان سے دنیاوی جملہ خواہشات کا پھیلاؤ ختم ہوجائے گا۔ تو انسان دنیا سے بے رُغبت ہوجائے گا۔ وہ دنیا جو درحقیقت دھوکے کا گڑھ ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ خوش ہوکر انسان کو فتح عطا فرما کر اپنا سر اس کی ذات میں رکھ دیتا ہے۔ تو ایسا شخص مختلف جہانوں کے مشاہدات کے قابل ہوجاتا ہے۔ اُس شخص کو یہ مشاہدہ بتدریج (اضافہ کے ساتھ) نصیب ہوتا چلا جاتا ہے۔

مُشاہدات کی تفصیلات وطرق :

جب انسان اِن گناہوں سے پاک صاف ہوکر تقوی کی طرف گامزن ہوجاتا ہے۔ تو اُسے مختلف قسم کے مشاہدات نصیب ہوتے ہیں۔ جن میں سے چند مشاہدات کی تفصیلات وطرق یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ ؓ فرماتے ہیں۔ کہ! سب سے پہلے انسان کو عالم ناسوت کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے۔ یہ بھی بتدریج ہوتا ہے۔ مثلاً انسان کو پہلے تمام روئے زمین، پہاڑوں، دریاؤں، یہاں تک کہ ساتوں زمینوں کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ پھر اسے زمین واصمان کے مابین موجود خلاء کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ پھر پہلا آسمان، پھر دوسرا آسمان۔۔۔ مختصراً اسی طرح وہ ساتوں آسمانوں (اور ان کے اندر موجود عجائبات وغرائب) کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے۔ پھر برزخ، ارواح، ملائکہ، محافظ فرشتوں اور اُمورِ آخرت کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے۔ پہلے پہل جب انسان عالم ناسوت کا مشاہدہ کے قابل ہوجاتا ہے۔ تو پھر اسے عالم جبروت کی طرف متوجہ کردیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اسی انسان کے سامنے عالم ملکوت کے اسرار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ جب انسان تمام عوالم کا مشاہدہ کرلیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اُسی انسان کو اپنے عظیم ترین افعال کا مشاہدہ کرواتا ہے۔

(یاد رہے۔ کہ! اِن اَسرار ورموز کو کسی کے سامنے بیان نہ کرے۔ نہ ہی اِن مشاہدات کو اپنے تقوی، نیکیوں یا اپنی ذات پر محمول کرے۔ یہ صِرف اور صِرف اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ انعامات واحسانات ہی ہیں۔ کہ ایک انسان اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے)

اِن تمام تر مشاہدات میں سے ہر ایک مشاہدے میں انسان پر لازم ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حقوقِ ربوبیت کا مکمل خیال رکھے۔ اور اپنے فرائضِ بندگی میں بھی ہر ایک فرض کو ادا کرے۔ کیونکہ اِن مشاہدات کے دوران کچھ ایسی خوفناک اور خطرناک چیزوں سے سامنا ہوتا ہے۔ جو انسان کے لئے تباہ کن ثابت ہوسکتی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق اور فضل وکرم انسان کے شامل حال نہ ہو۔ تو انسان کم از کم اپنے ہوش وحواس سے بیگانہ ہو ہی جائے گا۔ (جیسا کہ کچھ صفحات آگے سرِ الٰہی کے سلسلے میں کچھ حکایات بیان کی جائیں گی) اپنی ذات کے اندر موجود رگوں اور اِن کے خواص کا مشاہدہ کرنے کی بہ نسبت اِن جہانوں کا مشاہدہ زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ خصوصیات کا مشاہدہ ایک باطنی اَمر ہے۔ جبکہ جہانوں کی سَیر ایک ظاہری اَمر ہے۔ جنھیں انسان اپنی ظاہری آنکھ سے مشاہدہ کرتا ہے۔ اور یہ کیفیت فتح کے حصول کے بعد ہی نصیب ہوتی ہے۔ لہذا جب بھی انسان کی نظر پاک صاف ہوجائے گی۔ اور اس کا نورِ بصیرت بھی مکمل ہوجائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی شامل حال ہوجائے۔ یہاں تک کہ کسی بھی قسم کی بدبختی کا شائبہ تک نہ رہے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کو اد دنیا کے سب سے عظیم ترین اور افضل واشرف ترین انسان یعنی آنحضرت نبی مکرم ﷺ کی زیارت کا شرف عطا فرماتا ہے۔ اور پھر انسان بحالتِ بیداری سَر کی آنکھ کے ساتھ حضرت رسالت مآب ﷺ کی زیارت عطا فرماتے ہیں۔ (سبحان اللہ) یہ ایک ایسی کیفیت ہے۔ کہ! جسے زبان بیان کرنے سے یکسر قاصر ہے۔ بلکہ اس کے بارے میں تو سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ اس وقت انسان کو بے انتہا لذت وسرور (اور بہت ہی اعلیٰ قسم کا نور) میسر ہوتا ہے۔ (جس بھی انسان کو یہ سعادتِ عظمیٰ وکبریٰ نصیب ہوجائے) تو ایسا شخص یقیناً قابل صد تحسین ومبارک باد کا مستحق ہے۔

جب آپ انسان کی ذات میں موجود (رگوں کے) خواص اور جہانوں کی سیر کے دوران پیش آنے والے مشاہدات کو گننا شروع کریں گے۔ تو اِن کی تعداد آپ (سوال کرنے والے اُس فقیہہ کو سیدی دباغ ؓ مخاطب کر رہے ہیں) کے بیان کردہ اعداد **2999** سے بھی تجاوز کرجائے گی۔ اور پھر نبی اکرم ﷺ کے ظاہری وباطنی فضائل وکمالات سے اہلِ علم (علمائے حق) ہی کچھ نہ کچھ حد تک وقوف وادراک اور شناسائی حاصل کرسکتے ہیں۔ (اس ضمن میں ایک حدیثِ نبوی ﷺ بھی موجود ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ! آنحضور نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت

ابوبکر صدیق ؓ سے فرمایا۔ کہ! آپ ؓ ہر وقت میرے ساتھ تو ہوتے ہیں۔ لیکن آپ ؓ بھی مجھے نہیں پہچانتے۔ یعنی کہ حضور ﷺ کی رسالت و نبوت ، عظمت و شان ، رفعت و بزرگی کے مرتبے و مقام کو بجز اللہ تعالیٰ کی ذات کے آج تک کوئی بھی انسان نہ جان سکا۔) سیرت کی کتابوں میں آنحضور ﷺ کے ظاہری و باطنی فضائل ، خصائل اور کمالات کا ذکرِ خیر ملتا ہے۔ لہذا جو بھی شخص حالتِ بیداری میں آنحضرت ﷺ کی رویئت کا دعوے دار ہو۔ تو لازمی ہے۔ کہ اِس شخص سے آنحضور نبی مکرم ﷺ کی ظاہری دلکشی و رعنائی کے بارے میں دریافت کیا جائے۔ (کیونکہ یہ روزِ روشن کی طرح ایک طے شدہ اَمر ہے۔ کہ!) بحالتِ بیداری کی سعادت کا حامل شخص اپنے دیئے گئے جاب کے انداز و کیفیت سے بالکل صاف طور پر جانا اور پہچانا جائے گا۔ (کہ وہ اپنے اس دعوے میں کس قدر صادق ہے)

اِسی ضمن میں حضرت جناب محمد یوسف بن اسماعیل النبہانی ؒ اپنی کتاب ’’ سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علیٰ سید الکونین ﷺ ‘‘ میں فرماتے ہیں۔ کہ! الیائے کرام ؒ کے آنحضور نبی مکرم ﷺ سے فیض حاصل کرنے کی صورت یہ ہے۔ کہ اِن کی ارواح رسولِ مکرم ﷺ سے بالمشافہ ملاقات کرتی ہیں۔ یہ ملاقات جسمانی نہیں روحانی ہوتی ہے۔ پس اِن کا اجتماع آنحضور ﷺ سے ویسا نہیں۔ جیسا صحابہ کرام ؓ کا تھا۔ اسے سمجھو۔ حضرت سیدی ابوالعباس المرسی ؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ فقیر کا مقام اُس وقت تک کامل ہی نہیں ہوتا۔ جب تک کہ رسول اللہ ﷺ سے میل ملاپ اور ہر معاملہ میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی طرف سے اسی طرح سے رجوع نہ ہو۔ جس طرح شاگرد کا استاد کی طرف ہوتا ہے۔ فرمایا۔ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے۔ کہ سیدی محمد عمری ؒ نے جب مصر میں اپنا دارالعلوم اور مسجد قائم کی۔ تو اس کی کسی واسطہ سے رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ تعمیر کرو۔ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔ مَیں نہیں جانتا۔ کہ یہ بالواسطہ اجازت حصولِ کمال سے پہلے کی تھی۔ یا آنحضور ﷺ سے شرم و حیا کی بنا پر تھی۔ بالواسطہ اجازت چاہی۔ ویسے ان کے مرتبے و مقام کے لائق یہی صورت تھی۔ بے شک وہ کمال میں مشہور تھے۔

اِسی طرح سے حضرت سیدی یاقوت عرشی ؒ فرمایا کرتے تھے۔ جو بھی شخص یہ دعوٰی کرے۔ کہ مَیں نے بالمشافہ حضرت رسول اللہ ﷺ سے علم و اَدب حاصل کیا۔ اِس سے تمام کیفیت پوچھو۔ اگر کہے کہ مَیں نے ایسا نور دیکھا ہے۔ جس نے مشرق و مغرب کو نورانیت سے بھر دیا تھا۔ اور مَیں نے ایک کہنے والے کو اس نور میں سے یہ کہتے ہوئے سنا۔ کہ! جو میرے ظاہر و باطن میں تھا۔ کسی خاص جہت میں محدود نہ تھا۔ غور سے میرے رسول نبی کریم ﷺ کا حکم سنو۔ ایسے آدمی کی تصدیق کرو۔ ورنہ مفتری چھوٹا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ! بلا واسطہ حضور ﷺ سے (علم و فیض اور اَدب) حاصل کرنے کا مقام بہت معزز و مکرم مقام ہے۔ اسے ہر شخص نہیں پا سکتا۔

اِسی طرح سے مَیں نے سیدی علی المرصفی ؒ کو فرماتے سنا۔ فقیر اور رسولِ مکرم ﷺ سے بلا واسطہ فیض حاصل کرنے میں 2,74,299 (دو لاکھ چوہتر ہزار دو سو ننانوے) مقامات ہیں۔ اِن کی اصل 100000 (ایک لاکھ) مقامات اور اِن کے خاص 1000 (ایک ہزار) مقامات ہیں۔ پس جو شخص جب تک اِن تمام مقامات کو طے نہ کر لے۔ اس کا مذکورہ طریقے سے فیض یاب ہونا درست نہیں۔

اِسی طرح سے سیدی ابراہیم متبولی ؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ دنیا میں پانچ اشخاص ایسے ہیں۔ کہ جن کا رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی شیخ نہیں۔ الجعیدی (یعنی وہ خود سیدی ابراہیم متبولی ؒ)۔ شیخ ابو مدین ؒ۔ شیخ عبدالرحیم القناوی ؒ۔ شیخ ابوالسعود بن الشعائر ؒ۔ شیخ ابوالحسن الشاذلی ؒ۔

اِسی طرح سے حضرت امام عبدالواہاب الشعرانی ؒ فرماتے تھے۔ کہ! میرے بھائی جان لو۔ کہ! اَب مصر میں ظاہری فقراء میں سے مجھے اپنے سوا دوسرا کوئی فقیر ایسا معلوم نہیں۔ جس کا واسطہ رسول اللہ ﷺ تک مجھ سے زیادہ قریب ہو۔ کہ میرے اور حضور نبی مکرم ﷺ کے درمیان صِرف دو اشخاص کا واسطہ ہے۔ اول حضرت سیدی علی الخواص ؒ۔ اور دوئم سیدی ابراہیم متبولی الجعیدی ؒ۔

اِسی طرح سے مشہور محدث و مفسر جناب حضرت امام جلال الدین السیوطی الشافعی ؒ کے بارے میں بھی تواتر کے ساتھ یہ روایت مشہور ہے۔ کہ! اُنہیں 70 سے زائد مرتبہ آنحضور نبی مکرم ﷺ سے بحالتِ بیداری شرف ملاقات حاصل رہا ہے۔ (بہرحال اسی کتاب ’’ سعادۃ الدارین (علامہ یوسف نبہانی ؒ) میں اسی موضوع پر طویل بحث مذکور ہے۔ شائقین حضرات وہاں سے دیکھ سکتے ہیں)

آپ ﷺ کی نورانیت میں صبر کا پہلو اِس کے وجود میں صبر کی رگ میں داخل ہو جائے گا۔ تو اِس (صبر) کی ضد یعنی بے صبری و عُجلت انسان کے وجود سے رُخصت ہو جائے گی۔ (انشاء اللہ) جب آپ ﷺ کے نور کی رحمت کا پہلو انسان کے وجود میں موجود مخصوص رَگ میں داخل ہو گا۔ تو اس کی ضد یعنی عدمِ رحمت انسانی وجود سے رُخصت ہو جائے گی۔ (انشاء اللہ) اور اسی طرح سے جب آپ ﷺ کے نورِ حلم کا پہلو انسان کے وجود میں داخل ہو گا۔ تو تو اس کے وجود سے اس کی ضد یعنی عدمِ حلم رخصت ہو جائے گا۔ (انشاء اللہ) مختصر یہ کہ! جیسے ہی آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کے انوار انسان کے وجود میں داخل ہوتے چلے جائیں گے۔ انسان کے وجود کی رہ رگ (گوشت پوست اور ہڈیوں) سے ظلمت و تاریکی (اور غفلت) رخصت ہو کر ختم

ہوتی چلی جائے گی۔ (انشاءاللہ) اور جب تک کہ انسان کے وجود میں تاریکی کا ایک بھی ذرہ موجود ہوگا۔ اس وقت تک انسان مشاہدہ نبوی ﷺ کی عظیم ترین نعمت وسعادت کے لائق اور اہل نہیں ہوسکتا۔ (یہاں یہ بات ضرور ذہن نشین رہے۔ کہ!) کسی ولی اللہ کے جسم میں آپ ﷺ کی نورانیت کے اَسرار داخل ہونے کا یہ مطلب (اورغرض وغایت) نہیں ہے۔ کہ! جوعظمت ورفعت، معجزات وکمالات، نبوت ورسالت اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی آخرالزماں ﷺ کی ذات اقدس کے ذاتی انوار واَسرار کو حاصل ہے۔ بلکہ ہر ولی اپنی صلاحیت کے مطابق اِن اَسرار سے فیض یاب اور سیراب ہوتا ہے۔ اور ولی کو حاصل ہونے والے اَسرار کی بدولت آپ ﷺ کے انوارِ بابرکات میں کسی بھی قسم کی ذری برابر بھی کمی نہیں آتی۔ کیونکہ یہ انوار اس نوعیت کے ہرگز نہیں ہیں۔ کہ! انہیں دوسروں کو عطا کرنے سے جگہ خالی ہو جائے گی۔ لہذا اس تمام گفتگو کے بعد ہم بآسانی اس نتیجے تک رسائی حاصل کرلیتے ہیں۔ کہ! کوئی بھی بندہ خدا اس وقت تک (بحالتِ بیداری) زیارت النبی ﷺ کے قابل نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ اس کے اپنے وجود میں موجود تمام ذاتی اوصاف ختم نہ ہوجائیں۔ اور اِن کی جگہ نبی اکرم ﷺ کے انوار واَسرار نہ سما جائیں۔ (لہذا یاد رہے۔ کہ!) اس مقام ومرتبے تک پہنچنے کے لئے بے شمار مقامات ومراحل اور کٹھن منازل کو طے کرنا پڑتا ہے۔ بقول امام بوصیریؒ !

فان فضل رسول اللہ لیس لہ　　　حد فیعرب عنہ ناطق بفم

ترجمہ:　آپ ﷺ کے فضائل وکمالات کی کوئی حد نہیں۔ تو کوئی کیسے اِنہیں (بھلا) بیان کرسکتا ہے۔

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغؒ فرماتے ہیں۔ کہ! جن حضراتِ کرام نے مشاہدہ نبوی ﷺ (بحالتِ بیداری) کی غرض سے **2000** مقامات کی قید عائد کی ہے۔ تو انہوں نے لازمًا اپنے ذاتی تجربات اور کیفیات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہوگا۔ ورنہ اِن **2000** مقامات کے علاوہ دیگر کئی مدارج، مراحل اور منازل ہیں۔ نیز ہم نے جو کہا۔ کہ جب تک کہ انسانی وجود اموارات نبوی ﷺ سے سیراب وفیض یاب نہ ہو جائے۔ اس وقت تک اس کو مشاہدہ نصیب نہیں ہوسکتا۔ اس سے مراد کامل مشاہدہ ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص جزوی طور پر آپ ﷺ کے انوار سے فیض یاب ہوتا ہے۔ اور پھر اسے آپ ﷺ کی زیارت نصیب ہو جاتی ہے۔ تو یہ عین ممکن ہے۔ کہ! ہم اسے کامل مشاہدہ قرار نہیں دیں گے۔

☆ **مُراد**: مراد وہ ہے۔ کہ جس کی رضا کا شیخ یعنی پیر ومرشد خود متلاشی ہو۔ اس کی ہر لغزش سے بلامؤاخذہ اُسے مطلع کرے۔ اور اُس کی تھوڑی سی عبادت کو زیادہ سمجھ کر قبول کرے۔ اِس بات سادہ لفاظی میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔ کہ! مرید محبّ ہے۔ اور مراد محبوب۔ یعنی مرید طالب ہے۔ اور مراد مطلوب۔ بقولِ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ ☆ در سینہ عاشقاں ہمہ در دنہند

☆ **صُوفی**: صوفی اولیاءاللہ میں سے ایسی پاک نفس ہستی کو کہا جاتا ہے۔ کہ! کہ! جس کا ظاہر وباطن ہمیشہ پاک ومصفی رہتا ہو۔ اور بوقتِ عبادت اُس کے اجزاء علیحدہ علیحدہ ہوکر اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے حصول کے لئے متفرق ہوکر ذکر واذخار پر کاربند رہتے ہوں۔ اگر کسی ایسی حالت میں سلطان الاذکار حاصل ہوجائے۔ تو صوفی بہت سرعت کے ساتھ منازل سلوک ومعرفت طے کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور بہت جلد مقامِ فنافی اللہ سے گزر کر بقا باللہ کی طرف پہنچ کر واصل باللہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے حضرات قلیل ہوا کرتے ہیں۔ جیسے کہ! حضرت امام مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ اور پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ وغیرہ۔۔۔

مشائخِ صوفیہ درحقیقت رسولِ اکرم ﷺ کی کمال متابعت کی وجہ سے مرتبہ وصول (وصال درحب اللہ) تک پہنچ کر اِس کے بعد مخلوق کی ہدایت پر مامور ہوئے ہیں۔ اِن کو کاملانِ مکمل بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ خلقِ خدا کی ہدایت اور تکمیل پر مامور ہوتے ہیں۔ اور اپنی ذمہ داری کو بخوبی نبھاتے ہیں۔

☆ **صُوفی ابن الوقت**: صوفی ابن الوقت وہ ہے۔ کہ! ظاہر وباطن تو پاک ومصفی رکھتا ہو۔ لیکن ایسا شخص اپنی طبیعت وکیفیت میں نہ اپنی مرضی سے بے ہوشی طاری کرسکتا ہے۔ اور نہ ہی اپنی مرضی سے ہوش میں آسکتا ہے۔ مگر جب تک کہ اللہ نہ چاہے۔ (بے ہوشی یعنی کیفیت فنافی اللہ) ایسا شخص اُس کی طرح ہے۔ کہ جس کو بخار یا لرزہ طاری ہوجائے۔ تو وہ اپنے امراض کو اُتارنے پر قادر نہ ہوسکے۔

☆ **صُوفی ابوالوقت**: صوفی ابوالوقت وہ ہے۔ کہ! ظاہر وباطن پاک ومصفی رکھتا ہو۔ ایسا شخص اپنی طبیعت وکیفیت میں جب چاہیے ہوشی طاری کرلے۔ اور جب چاہے۔ ہوش میں آجائے۔ (بے ہوشی یعنی کیفیت فنافی اللہ) ایسا شخص صوفی ابن الوقت سے بدرجہا اولیٰ وبہتر ہوتا ہے۔ یہ درجہ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ کو حاصل تھا۔

صحابیؓ ، تابعیؒ اور ولی کا بیان :

علمائے کرامؒ کے نزدیک صحابیؓ ایسے شخص کو کہا جاتا ہے۔ کہ جس نے آنخضرت رسولِ اکرم ﷺ کے زمانہ ہی میں اسلام قبول کیا ہو۔ اور شریعتِ محمدی ﷺ کو اپنایا ہو۔ اگرچہ اُن (صحابیؓ) کو آنخضور ﷺ کی صحبتِ بابرکت میسر نہ ہوئی ہو۔ جبکہ تابعیؒ ایسے مسلمان شخص کو کہا

جاتا ہے۔ کہ جس نے رسول آخر الزماں ﷺ کے کسی صحابی ؓ کی زیارت کی ہو۔ اگرچہ مجالست و مصاحبت نہ بھی ہوئی ہو۔ اور ولی ایسے متقی مسلمان کو کہا جاتا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ اپنا دوست گردانتے ہوں۔ اور وہ متقی شخص بھی اللہ تعالیٰ کی محبت میں ہر چیز کو کوئی اہمیت نہ دے۔ چنانچہ فرمایا گیا۔ اللہ ولی الذین آمنوا۔ اللہ تعالیٰ ان کا ولی (دوست) ہے۔ جو ایمان لائے۔

چنانچہ اسی بابت (مشہور کتاب) حلیۃ الاولیاء میں ابو نعیم ؒ نے ایک حدیثِ نبوی ﷺ نقل کی ہے۔ کہ! جب آنحضرت رسولِ مکرم ﷺ سے ولی (ولایتِ خاصہ) کی تعریف دریافت کی گئی۔ کہ! یا رسول اللہ ﷺ! اولیاء اللہ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ وہ وہ لوگ ہیں۔ جب ان کو دیکھا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ یاد آ جائے۔ ایک اور حدیثِ قدسی میں یوں آیا ہے۔ کہ میری مخلوق میں میرے محبین و اولیاء وہ (خوش نصیب لوگ) ہیں۔ کہ میرے ذکر کے ساتھ ان کا ذکر کیا جائے۔ اور میں اُن کے ذکر سے یاد کیا جاؤں۔ اِسی طرح حقائق اسلمی میں آیا ہے۔ کہ جناب حضرت عیسیٰ روح اللہ ؑ سے فرمایا گیا۔ کہ اُن (پاک باز لوگوں) کے پاس اُٹھنا بیٹھنا اختیار کرو۔ کہ جن کی زیارت تمھیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلائے۔ اور آخرت کی رُغبت دلائے۔ (کیونکہ) یہی ہے ولایتِ خاصہ۔ حق تعالیٰ سے ہم دست بستہ دعا گو ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کے توسل و تصدق سے ہمیں اور جملہ طالبین کو ولایتِ خاصہ سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

نسیما جانبِ بطحا گذر کن   زِ احوالم محمد ﷺ را خبر کن
ببر ایں جانِ مُشتاقم بہ آنجا   فدائے روضہء خیر البشر کن
تُوئی سُلطانِ عالم یا محمد ﷺ   ز روئے لطف سوئے من نظر کن
مشرف گرچہ شُد جامیؒ ز لطفش   خدایا ایں کرم بارِ دِگر کن

اِسی ضمن میں ایک اور بات بھی فقیر عبد الرؤف کے پیش نظر ہے۔ جس کو قارئین کی دلچسپی کے لئے یہاں بیان کیا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ! ولایت میں دو درجات ہیں۔ ایک کو ولایتِ عامہ کہا جاتا ہے۔ اور دوسرے کو ولایتِ خاصہ یعنی صاحبِ ولایت اَمَر۔

☆ ولایتِ عامہ: ولایت کی یہ قسم تمام اولیاء اللہ ؒ کو حاصل ہوتی ہے۔

☆ ولایتِ خاصہ (صاحبانِ اَمَر): ولایت کی قسم چند مخصوص اولیاء اللہ ؒ کو ہی حاصل ہوتی ہے۔ اِس ولایت کا حامل بزرگ مشیتِ ایزدی اور تقدیرِ الٰہی کے موافق دیگر لوگوں کو بھی پلک جھپکتے میں کامل بنا دے۔ بلکہ جو کشف و کرامات اور علم لدنی اپنے پاس رکھتا ہے۔ وہ مرید کو بھی اُسی لمحے عطا کر دے۔ اور یہ بزرگ بعد از وِصال اور بھی زیادہ فیض رساں اور منتفع ہو جاتا ہے۔ اور اپنی قبر سے لوگوں کو بھرپور فیض سے نوازتا ہے۔

مقامات، اقسام و درجات اولیاء اللہ:

عظیم کتب شریف التواریخ (جلدِ اول) نفحاتُ الانس، الابریز، آدابُ المریدین، مراۃُ الاسرار اور سر دلبراں سے پیر و مرشد کے مابین تعلق اور اولیاء اللہ کی چند مخصوص حالتوں اور اُن کے مقامات کا ذکر کرتے ہیں۔ کیونکہ اِن کا جاننا اصطلاحاتِ تصوف میں لازمی ہے۔

☆ **مُرید**: ایسا شخص جو اپنے پیر و مرشد، ہادی و رہبر اور پیشوا کی جناب سے صدق قلب سے ارادت رکھتا ہو۔ عبادات و ریاضات، حسنِ اخلاق، مشاغل و مراقبات کے ذریعے اپنے پیر و مرشد کی خوشنودی کو حاصل کرنے کی صدق دل سے بھرپور سعی کرے۔ اور اپنا سارا وقت احکامات شریعت اور پیر و مرشد کی رضا میں صَرف کرے۔ پیر و مرشد اپنے مرید کو تین قسم کے غسلوں سے مغسول کرواتا ہے۔ غسل شریعت۔ غسل طریقت۔ غسل حقیقت

☆ **غسل شریعت**: مرید ایسا غسل کرے۔ جیسے کہ جنابت سے پاکی کے حصول کا غسل کیا جاتا ہے۔ اور تمام ظاہری صغیرہ کبیرہ گناہوں سے خود کو پاک کر لے۔ اور آئندہ کوئی گناہ نہ کرنے کا مصمم عہد کر لے۔

☆ **غسل طریقت**: مرید ایسا غسل کرے۔ کہ تجرد اختیار کرے۔ خلوت گزین ہو جائے۔ اور اپنا وقت احکاماتِ شریعت میں صَرف کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔

☆ **غسل حقیقت**: مرید ایسا غسل کرے۔ باطنی توبہ اختیار کرے۔ خود کو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی اور عشق میں دائمًا محو و مستغرق کر لے۔ نیز اِس غسل میں یہ بھی شرطِ عین ہے۔ کہ پیر و مرشد کی ہر بات کو حرف آخر سمجھ کر اُس پر یقین کرتے ہوئے عمل پیرا ہو۔ کسی بھی قسم کا شک دل میں نہ لائے۔ کیونکہ پیر و مرشد اپنے مرید کے لئے بمنزلہ ترقی و مشاطہ ہے۔ جو کچھ وہ کہتا ہے۔ مرید کی کمالیت کے لئے کہتا ہے۔ تا کہ مرید کو ولایت میں عروج حاصل ہو سکے۔ (یاد رہے۔ کہ!) مرید دو اقسام میں منقسم ہوتا ہے۔ مرید رسمی۔ مریدِ حقیقی۔

☆ **مُریدِ رسمی :** ایسا مرید جس کو پیرومرشد یہ تلقین کرے۔ کہ نادیدنی کو نہ دیکھے۔ اور ناشنیدنی کو نہ سنے۔ اور اپنا تمام وقت اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے حصول میں لگاتا رہے۔ خلوت میں رہ کر خود کو ذکرواذکار، مشاغل ومراقبات میں ہروقت مشغول رکھے۔ نمازِ پنج گانہ اور تہجد واشراق وچاشت کی پابندی لازم کرلے۔ ایسے مرید کو پیرومرشد ہروقت اپنے نگاہ کرم میں رکھتا ہے۔ اور اُسے سلوک ومعرفت کی منازل بھی طے کرواتا رہتا ہے۔

☆ **مُریدِ حقیقی :** یسا مرید جس کو پیرومرشد سفروحضر میں اپنے ساتھ رکھے۔ اور منازل سلوک ومعرفت بھی اُسے طے کرواتا رہے۔ ایسا خوش قسمت مرید ہروقت اپنے پیرومرشد کی نگاہوں کے سامنے رہتے ہوئے بہت جلد سلوک ومعرفت کی منازل کو طے کرتے ہوئے روحانی ترقی کے مدارج کو جلدی جلدی طے کرتا چلا جاتا ہے۔ اگر پیرومرشد واقعی ولایت کے بلند مقام پر ہوگا۔ تو مرید بھی جلد ولایت کی بلندی(**Extreme Progression**)پر جلدی پہنچ جائے گا۔ انشاءاللہ۔

بہرحال مرید صادق وہ ہے۔ کہ جس کو دنیا میں ماسوا اپنے شیخ کے کوئی اور محبوب نہ ہو۔ اور وہ اپنے پیرومرشد کو ہروقت، ہرجگہ پر حاضروناظر خیال کرے۔ مرید کے دل ودماغ میں جو بھی نیک وبد تخیلات گزریں۔ وہ اپنے پیرومرشد سے لازمی اظہار خیال(**Discuss**) کرے۔ اگر مرید کے دل میں اپنے پیرومرشد کے بارے میں ذرہ بھر بھی کوئی شک وشبہ پیدا ہو۔ تو وہ مریدِ صادق نہیں کہلا سکتا۔ اِس ضمن میں یہ فقیر محمد عبدالرؤف قارئین کی خدمت میں یہ ضرور عرض کرنا چاہے گا۔ کہ پیرومرشد کو بھی ایک انسان (سچا مومن) خیال کریں۔ پیرومرشد سے بھی غلطی ممکن ہے۔ جیسے کہ ایک عام انسان غلطی کرتا ہے۔ مگر یہ ضرور ہے۔ کہ شریعت کے خلاف اُسے مسلسل کوئی کام کرتا دیکھے۔ تو اپنی مریدی کا سلسلہ منسوخ کر سکتا ہے۔ اِسی ضمن میں ایک چھوٹا سا واقعہ پیشِ خدمت ہے۔ ایک دفعہ تین مریدین کہ جن کی ارادت مختلف پیران سے تھی۔ ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ اور ایک صاحب ولایت کے سامنے اپنے درجات کے جاننے کے لئے پہنچے۔

پہلے مرید نے کہا۔ کہ میں فجر کی نماز خانہ کعبہ میں پڑھتا ہوں۔ ظہر کی نماز مدینہ منورہ میں پڑھتا ہوں۔ عصر کی نماز بیت المقدس میں پڑھتا ہوں۔ اور مغرب وعشاء کی نماز گھر کے قریب کی مسجد میں پڑھتا ہوں۔

دوسرے مرید نے کہا۔ کہ میں فجر کی نماز خواجہ خواجگان (حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ) کے مزار کی ملحقہ مسجد اجمیر میں پڑھتا ہوں۔ ظہر کی نماز خواجہ خواجگان (حضرت قطب الدین بختیار کا کیؒ) کے مزار کی ملحقہ مسجد دہلی میں پڑھتا ہوں۔ میں عصر کی نماز خواجہ خواجگان (حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ) کے مزار کی ملحقہ مسجد پاکپتن میں پڑھتا ہوں۔ اور مغرب وعشاء کی نماز گھر کے قریب کی مسجد میں پڑھتا ہوں۔

تیسرے مرید نے نہایت عاجزی وانکساری سے کہا۔ کہ یہ دونوں مریدین بہت بلند مقامات پر ہیں۔ اِن کو کرامتِ طی الارض حاصل ہے۔ میری تو اتنی پرواز نہیں۔ البتہ میں اِس بات پر بہت خوش ہوں کہ مَیں ہر نماز پیرومرشد کی معیت میں پڑھتا ہوں۔ پیرومرشد کا دیدار میرے لئے قبلہ وکعبہ کے دیدار کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب اُس بزرگ نے تینوں مریدین کے احوال سنے۔ تو اُنہوں نے فرمایا۔ کہ تم میں سب سے بہتر یہ آخری مرید ہے۔ کہ جس کو ہر نماز میں اپنے پیرومرشد کا دیدار نصیب ہوتا رہتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

احوال و مقامات پہ موقوف ہے سب کچھ
ہر لحظہء ہے سالک ہے زماں اور مکاں اور

مقامِ محبوبیت :

صاحبِ بحرالمعانی ایک بزرگ کا واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ جن کو حضرت خضر نبیؑ کی مصاحبت ورفاقت میسر ہوئی ہے۔ کہ!

مَیں ایک دن دریائے نیل میں حضرت خضرؑ کے ہمراہ ایک کشتی میں بیٹھے محوِ گفتگو تھا۔ (ہمارے مابین) محبوبانِ خدا کے متعلق باتیں ہو رہی تھیں۔ (دورانِ گفتگو) حضرت خضرؑ نے فرمایا۔ کہ! سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ اور حضرت خواجہ نظام الدین محبوبِ الٰہی دہلویؒ ہر دو حضرات ''مقامِ محبوبیت'' پر فائز ہیں۔ اولیائے اُمت میں سے یہ رُتبہ دیگرے اولیاءاللہ میں سے کسی اور کو عطا نہیں ہوا۔

حقائقِ سبعہ میں سے حقیقتِ محمدیہ ﷺ کی تفصیلات :

حضرت جناب ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی نقشبندی ''البینات'' میں (جو کہ دراصل ''مکتوبات امام ربانی'' کی شرح میں لکھی گئی ہے)

فرماتے ہیں۔ کہ! حقائق کے سات مراتب ہیں۔ جن کو کہ حقائقِ سبعہ کہا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔

حقیقتِ محمدی ، حقیقتِ احمدی ، حقیقتِ ابراہیمی ، حقیقتِ موسوی ، حقیقتِ کعبہ ، حقیقتِ قرآنِ حکیم ، حقیقتِ صلٰوۃ۔

یاد رہے۔ کہ! پہلے چار حقائق کو حقائقِ کونیہ اور آخری تین حقائق کو حقائقِ الٰہیہ کہا جاتا ہے۔

علامہ سعید مجددیؒ مزید فرماتے ہیں۔ کہ! حقیقتِ کعبہ، حقائقِ کونیہ سے افضل ہے۔ کیونکہ حقیقتِ کعبہ ''ظہورِ تنزیہیہ صِرف ذاتِ حق تعالیٰ ہے۔ اور یہ مرتبہء وجوب ہے۔ اور حقائقِ کونیہ ظہوراتِ مراتبِ وجوب ہیں۔ نہ کہ خود مراتبِ وجوب۔

اسی طرح سے حقیقتِ قرآن باعتبارِ وسعتِ مبداء اور حقیقتِ صلٰوۃ باعتبارِ وسعتِ ذات ہونے کے حقیقتِ کعبہ سے بھی افضل ہے۔

یاد رہے۔ کہ! لغت میں حقیقت سے مراد ذاتِ شئی یا کسی لفظ یا عبارت کا بنیادی مفہوم ہے۔ اصطلاح میں کسی کسی شئی کی اصلیت، کنہ، جوہر اور باطنی پہلو مراد ہیں۔ جبکہ! صوفیائے کرام کے نزدیک حقیقت سے مراد کسی شئی کا مبدائے تعین ہے۔ جہاں سے وہ شئی فیض واثر اور تربیت پاتی ہے۔ (مبداء فیض کا مطلب ہے۔ عالمِ وجوب میں جس اسم، شان، صفت یا ظل کے توسط سے سالک کو فیض آتا ہے)

حقیقت سے مراد مبدائے فیض ہونا:

حضرت شیخ عبدالنبی شامیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! '' **قال سیدنا شیخ المشائخ سیدی شیخ آدم قدس الله سره ان الحقیقة المحمدی الذات الجامع المنزه عن التنزل** ''(یعنی) پس ہمارے شیخ المشائخ شیخ آدم بنوری قدس اللہ سرہ نے فرمایا۔ کہ! حقیقتِ محمدی ایک جامع ذات ہے۔ جو ہر قسم کے تنزل (یعنی زوال) سے پاک ومبراء ہے۔

پس جاننا چاہیئے۔ کہ! حقیقت کا اطلاق کئی وجوہات سے ممکن ہے۔ یہاں سے مراد مبدائے فیض ہے۔ وہ حقیقت نہیں۔ جو جنس اور نوع سے مرکب ہوتی ہے۔ کہ اس پر اعتراض کیا جاسکے۔

شیخ آدم بنوری قدس اللہ سرہ (خلیفہء حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ) کے نزدیک یہاں حقیقتِ محمدیہ سے مراد حضور سرورِ کائنات ﷺ کا مبدائے فیض ہے۔ اور آپ ﷺ کا مبداء فیض مرتبہء شان العلم ہے۔ جو کہ شانِ جامع ہے۔ اور شان العلم کلی ہے۔ ان کے نزدیک حقیقتِ محمدیہ کے لئے تنزل کی اصطلاح محلِ نظر ہے۔ خاص کر جبکہ تنزل سے مراد زوال لیا جائے۔ واللہ اعلم۔

حضرت شیخ الصاویؒ حضرت شیخ ابوالحسن شاذلیؒ کی کتاب ''**صلٰوۃ النور الذاتی**'' کی شرح میں رقم طراز ہیں۔ کہ!

اللھم صل وسلم و بارک علٰی سیدنا محمد ن النور الذاتی. ای نور ذات الله. ای الذی خلقه الله تعالٰی بلا ما ئة صلی الله علیه و اله وسلم مفتاح الوجود ومادة لکل موجود ''

(ترجمہ) اے اللہ تعالیٰ! درود وسلام اور برکت نازل فرما ہمارے سردار محمد ﷺ پر، جو نورِ ذاتی ہیں۔ (یعنی جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے حقیقی نور ہیں) جن کو اللہ تعالیٰ نے بغیر مادہ کے خلق فرمایا۔ کیونکہ! آپ ﷺ مفتاحِ وجود اور ہر موجود کے مادہ ہیں۔

یہاں نورِ ذاتی کا مطلب یہ ہے۔ کہ! حقیقتِ محمدیہ کا وجود بغیر واسطہ کے اللہ تعالیٰ کی ذاتی تجلی سے ظاہر ہوا۔ واللہ اعلم۔

اسی طرح سے حضرت شیخ عبداللہ النیر غنیؒ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ!

'' **فلم یدرکه منا سابق ولا لاحق و کیف یدرک من کان خلقه القرآن وذاته من نور ذات الرحمٰن ومن له کل مراتب الاحسان وھو الحبیب الاکرم والمخصوص بالتجلی الاعظم ومن ھنا. وقال بعض العارفین رحمھم الله اجمعین لو انکشف حقیقة المحمدیة صلی الله علیه واله وبارک وسلم للخلق لا رتدوا جمیعا** ''

(ترجمہ) پس ہم میں سے کسی سابق اور لاحق نے حقیقتِ محمدیہ کا ادراک نہیں کیا جاسکتا۔ اور آپ ﷺ کس طرح سے (کسی کے) ادراک میں آسکتے ہیں۔ حالانکہ! آپ ﷺ کا خُلق قرآنِ مجید ہے۔ اور آپ ﷺ کی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات کے نور سے ہے۔ اور آپ ﷺ حبیبِ اکرم ہیں۔ اور تجلی اعظم کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اسی لئے بعض عارفین نے فرمایا ہے۔ کہ اگر حقیقتِ محمدی مخلوق پر ظاہر ہو جائے۔ تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔

شرح تعرف میں مرقوم ہے۔ کہ! حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا۔ کہ! اگر آنحضرت نبی مکرم ﷺ کے نور سے ایک ذرہ بھی

مخلوق پر ظاہر ہو جائے۔ تو جو کچھ عرش کے نیچے تخلیق کیا گیا ہے۔ قائم نہ رہ سکے۔

حقیقتِ محمد یہ علیٰ صا حبہا الصلوٰت کی مختلف تعبیرات و اصطلا حات:

صوفیائے کرام کی تصریحات کے مطابق حقیقتِ محمد یہ کی مختلف تعبیرات، تشریحات اور اصطلا حات ہیں۔ جو کہ یہ ہیں۔

مرتبہء وحدت۔	قلم القلم۔	اسمِ الٰہی۔	امراللہ۔	اسمِ اعظم۔	مبدائے اول۔	تجلی اول۔	نورِ اول۔
ظہورِ اول۔	شہودِ اول۔	تعین اول۔	تنزلِ اول۔	فیضِ اول۔	روحِ اول۔	ظل اول۔	قلمِ اول۔
لوحِ اول۔	عقلِ اول۔	حقیقۃ الحقائق۔	قابلیتِ اولیٰ۔	برزخ البرازخ۔	برزخ کبریٰ۔	سدرۃ المنتہی۔	حدِ فاصل۔
مرتبہ صورتِ حق۔	انسانِ کامل۔	ام الکتاب۔	القلب الواصل۔	الکتاب المسطور۔	روح القدس۔	روح الاعظم۔	روحِ کلی۔
الامام المبین۔	مراۃ الحق۔	المادۃ الاولیٰ۔	المعلم الاول۔	نفس الرحمٰن۔	مراۃ الحضرتین۔	البرزخ الجامع۔	مجمع البحرین۔
مراۃ الکون۔	مرکزۃ الدائرۃ۔	مفتاح الوجود۔	الوجود الساری۔	نورالانوار۔	سرالاسرار۔	نفس الانفاس۔	عرش العروش۔
طامۃ الحقائق لاکبریٰ۔	بصرالوجود۔	بصیرۃ الشہود۔	الروح القدوسی۔	السرالسبوحی۔	صورتِ ناسوتِ خلق۔	معنیء لاہوتِ حق۔	بحرِ قاموس۔
الجمع المطمطم	طراز رواءِ الکبریاء المطلسم۔	حرف الغین المعجم۔	نقطۃ الحق المبہم۔	مبداء الکل۔	مرجع الکل فی الکل۔	قرآن حقائق الذات۔	فرقان تجلیات الصفات۔
حضرت الاسماء والصفات۔	الحق المخلوق بہ کل شئی۔	مظہرِ کامل۔	عالمِ جبروت۔	علمِ اجمالی۔	حقیقتِ انسانیہ۔	حب ذاتی۔	ل ورِ ذاتی۔
حب جبروتی۔	لوحِ قضاء۔	تعین حبی۔	تعین وجودی۔	رابطہ بین الظہور والبطون۔	اول ماخلق اللہ نوری۔	اول خلق اللہ العقل۔	اول خلق اللہ اللوح۔
اول خلق اللہ القلم۔	اول خلق اللہ الدرۃ بیضاء۔						

حقیقتِ محمد یہ ﷺ ظہورِ اول اور حقیقت الحقائق ہونا:

حضرت امام مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! حقیقتِ محمدی **علیہ من الصلوات افضلھا و من التسلیمات اکملھا**، جو کہ ظہورِ اول اور حقیقت الحقائق ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ! دوسرے حقائق کیا انبیائے کرامؑ کے حقائق اور کیا ملائکہ عظام کے حقائق، سب ہی اس کے ظلال کی مانند ہیں۔ اور وہ تمام حقائق کی اصل ہے۔ (جیسے کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ **اول ما خلق اللہ نوری** (یعنی) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

اسی مکتوب میں آگے حضرت امامِ مجددؒ تحریر فرماتے ہیں۔ جو کچھ آخر کار مراتبِ ظلال کے طے کرنے کے بعد اس فقیر (امام مجددؒ) پر منکشف ہوا ہے۔ یہ ہے۔ کہ! حقیقتِ محمدی ہی حقیقت الحقائق ہے۔ اور اس حب کا تعین اور ظہور ہے۔ جو ظہورات کا مبداء اور مخلوقات کی پیدائش کا منشاء ہے۔ جیسا ایک مشہور حدیثِ قدسی میں آیا ہے۔ کہ! **کنت کنزا مخفیا. فا حببت ان اعرف فخلقت الخلق لا عرف** (یعنی) میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ مَیں نے چاہا۔ کہ پہچانا جاؤں۔ پس مَیں نے خَلق کو پیدا کیا۔

اول اول جو چیز اس پوشیدہ خزانہ سے میدانِ ظہور میں آئی۔ یہی حب ہے۔ جو مخلوقات کی پیدائش کا سبب ہوئی ہے۔ اگر یہ حب نہ ہوتی۔ تو ایجاد کا دروازہ نہ کھلتا۔ اور عالم، عدم میں راسخ اور مستقر رہتا۔ ایک حدیثِ قدسی ہے۔ کہ! **لو لاک لما خلقت الافلاک** (یعنی) آپ ﷺ اگر نہ ہوتے۔ تو مَیں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ اس حدیثِ قدسی کے سر کو جو حضرت خاتم الرسل ﷺ کی شانِ مبارک میں ہے۔ اس جگہ ڈھونڈنا چاہیئے۔ اور **لولاک لما اظهرت الر بو بية** (یعنی) اگر آپ ﷺ نہ ہوتے۔ تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔ اس حقیقت کو اسی مقام پر طلب کرنا چاہیئے۔

اسی مکتوب میں چند سطور کے بعد حضرت امامِ مجددؒ فرماتے ہیں۔ کہ! عالم کے ایجاد کے لئے پہلے جو اعتبار پیدا ہوا ہے۔ وہ حب ہے۔ بعد ازاں اعتبارِ وجود جو کہ ایجاد کا مقدمہ ہے۔ کیونکہ! حضرتِ ذات جل شانہٗ اس حب اور اس وجود کے اعتبارات کے بغیر عالَم اور عالَم کی ایجاد سے مستغنی ہے۔ جیسا کہ قرآنِ حکیم میں آیا ہے۔ کہ! **ان اللہ لغنی عن العا لمین** (یعنی) بے شک! اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے غنی ہے۔ یہ آیتِ قرآنی اس بات پر نص قاطع ہے۔ آگے فرماتے ہیں۔ کہ! نیز جاننا چاہیئے۔ کہ! تعینِ اول میں جو کہ تعینِ حبی ہے۔ جب بڑی باریک نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس تعین کا مرکز حب ہے۔ جو حقیقتِ محمدی ہے۔

اور حدیث **کنت کنزا مخفیا**۔۔۔ سے معلوم ہوا۔ کہ تعینِ حبی پہلا اعتبار ہے۔ جو کہ تخلیقِ کائنات کے لئے ظاہر ہوا۔ اور تعینِ حبی کا مرکز حقیقتِ محمدیہ ہے۔ اور حدیثِ لولاک۔۔۔ سے ثابت ہوا۔ کہ تعینِ وجودی دوسرا اعتبار ہے۔ جو ایجادِ عالَم کا مقدمہ بنا۔

گویا کہ تعینِ وجودی، تعین حبی کا ظل ہے۔ اور تعین حبی، تعین وجودی کے لئے واسطہ ہے۔

حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصّلوات:

جناب ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی نقشبندی ''البینات'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! حقیقتِ محمدیہ در حقیقت اسمِ اعظم ہے۔ یعنی کہ! ''**ھی الذات مع التعین الاول وھو الاسم الاعظم**'' (یعنی) حقیقتِ محمدیہ وہ ذات ہے۔ کہ! تعینِ اول کے ساتھ اور وہی اسمِ اعظم ہے۔

عارف باللہ حضرت شیخ عبدالغنی نابلسی نقشبندیؒ نے ''شرح خطبہ دیوان ابن الفارض'' میں ''**و قرن اسمه الشر یف با عظم اسمآ ئه الحسنیٰ**'' کی شرح میں فرمایا ہے۔ **و ھو اسم اللہ فا نہ الاسم الاعظم علیٰ ما علیه الا کثر**'' (یعنی) آنحضور نبی مکرم ﷺ کا اسم ہیں۔ پس بے شک وہ **اسمِ اعظم** ہیں۔

اور اسی پر اکثریت کا اتفاق ہے۔ صوفیائے وجودیہ کے نزدیک ذاتِ لاہوت کے تنزلات کو تعبیری الفاظ میں اسمآء کہا جاتا ہے۔ مرتبہء ذات (لاتعین) کے بعد اسمآء کے مراتب شروع ہو جاتے ہیں۔ جن میں پہلا مرتبہ وحدت کا ہے۔ جبکہ باقی جملہ مراتب کا ظہور اور ان کی بقاء اسی مرتبہ سے وابستہ ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم بھی وحدت ہے۔ اور آپ ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کے اسمِ اعظم کے ساتھ متحقق ہیں۔ اسی لئے اس مرتبے کو اسمآء کے مراتب کا اسمِ اعظم کہا جاتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب) اسی لئے کہا جاتا ہے۔ کہ!

''**فا لحقیقة المحمدیة صورة لا سم اللہ الجا مع لجمیع الاسمآء الا لھیة لا نہ الاسم الاعظم**'' (یعنی) پس حقیقتِ محمدیہ تمام اسمآئے الٰہیہ کے جامع اسم اللہ کی صورت ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ صاحب و حاملِ اسمِ اعظم ہیں۔

☆ **شَیخِ طریقت (پیرومرشد، ھادی و رھبر** : شَیخِ طریقت ایسی ہستی کو کہا جاتا ہے۔ کہ! جس کو احکاماتِ شریعت پر مکمل کاربند رہنے، اخلاص، توکل، رضا الٰہی، عبادت و ریاضت کے باعث خلافت و اجازت حاصل ہو۔ اور اُس کو اپنے شَیخِ طریقت سے ربط و تسلسل ہوتا ہوا آنحضور ﷺ تک سلسلہ طریقت پہنچتا ہو۔

حضرت سلطان باہوؒ اپنی مشہور کتاب ''نور الہدیٰ'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! فقر کا تمام راستہ ریاضت و مجاہدے سے حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ آنحضرت نبی مکرم ﷺ کی نگاہِ حق اور عنایت سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ مرشد کامل اپنی خاص توجہ سے طالب کو حضورِ اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا دیتا ہے۔ اور ہر ہر منصب اور مرتبہ آنحضور ﷺ سے سفارش کر کے دِلوا دیتا ہے۔ واضح ہو کہ توجہ کی دو اقسام یہ ہیں۔

☆ اول توجہ وہ ہے۔ کہ مرشد اپنے مرید و طالب کو ایک ہی توجہ، ایک ہی تصور، ایک ہی تفکر، ایک ہی دَم سے اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شرف عطا

کرا دیتا ہے۔ یعنی جسّہ اربعہ عناصر صفات سے یک دم باہر آ کر غرق فنا فی اللہ ذات ہو جائے۔

☆ دوم وہ توجہ کہ طالب (اپنے مرشد کی) ایک ہی توجہ، ایک ہی تصور، ایک ہی تفکر، ایک ہی دَم سے مجلس خصوصی یعنی بزم نبوی ﷺ میں پہنچ کر جملہ انبیاءؑ، اہل بیتِ رسول ﷺ، صحابہ کرامؓ، اولیاء، اصفیاء، اور جملہ اصحابِ کبار و پنج تن پاک، آئمہ مجتہدینؒ، حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کے دیدار پر انوار اور ملاقات متبرکات سے مشرف ہو کر اِن سب پاک ہستیوں کے منظورِ نظر ہو کر ملازمِ درگاہ ہو جائے۔ اور اُن سے جملہ مہمات دینی و دنیاوی و اُخروی اور معرفت توحید و رسالت، جمعیت وحقیقت کے ظاہری و باطنی خزائن کی کلیدات حاصل کر کے جملہ مخلوقات کو قید و مسخر اور تصرف میں بآسانی لا سکتا ہے۔ ایسا عارف کامل ایک ہی توجہ، ایک ہی تصور، ایک ہی تفکر، ایک ہی دَم میں اپنا دَم ملا کر حضرت جبرائیلِ امینؑ کے ساتھ ملا لیتا ہے۔

حقیقتِ محمدیہ ﷺ شیخ اکبر امام محی الدین ابن العربی الحاتمیؒ :

حضرت شیخ اکبر ابنِ عربیؒ اور اُن کے تابعین صوفیائے کرام و معتقدینؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ہمارے نزدیک حقیقتِ محمدیہ کہ جس کو تعینِ اول اور تعینِ حبی کہا جاتا ہے، کے نزدیک مرتبہء وحدت کا نام ہے۔ اور تعینِ ثانی کو واحدیت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور ہر دو تعین کو تعین وجوبی کہتے ہیں۔ اور انہیں قدیم جانتے ہیں۔ اور باقی تین تعینات (یعنی روحی، مثالی اور جسدی) کو تعین امکانی کہتے ہیں۔ اسی طرح حقیقتِ محمدیہ اور حقائقِ ممکنات (اعیانِ ثابتہ) کے لئے وجوب کا حکم ثابت کرتے ہیں۔ اور واجب و ممکن کے مابین امتیاز کے قائل نہیں ہیں۔ جیسا کہ خود فرماتے ہیں۔ کہ! ہمارے اعیانِ ثابتہ (حقائقِ ممکنات) حقیقت میں حق تعالیٰ کا ظل ہیں۔ نہ کہ اس کے غیر کا۔ (بہر حال) اِن کے نزدیک اصل اور ظل میں عینیت ہے۔ اور اعیانِ ثابتہ کو اسمائے الٰہیہ کی صورِ علمی کا ظہور کہتے ہیں۔ اور حقیقتِ محمدیہ سے حجرت اجمال علم مراد لیتے ہیں۔ اور اس کو مرتبہء لاتعین کا تعین اول اور تجلی ذات سمجھتے ہیں۔ اور اس تعین اول کو تعین علمی اور صورتِ شان العلم قرار دے کر خارج میں عین ذات کہتے ہیں۔ کیونکہ! ان کے نزدیک خارج میں ذاتِ محض کے علاوہ کوئی چیز موجود نہیں۔

حقیقتِ محمدیہ بمطابق حضرت شیخ امام مجدد الف ثانیؒ :

حضرت شیخ اکبر ابنِ عربیؒ اور اُن کے تابعین و دیگر صوفیائے شہودیہ کے نزدیک حقیقتِ محدیہ علی صاحبہا الصلوات، حقیقت الحقائق، تعین حبی، تعین وجودی اور ظہور نفس اسم الٰہی کا نام ہے۔ اور انبیائے عظامؑ اور ملائکہ کرامؑ وغیرہ کے حقائق حقیقتِ محمدیہ کے ظلال کی مانند ہیں۔ اور وہ اصل حقائق ہیں۔ ان حضرات کے نزدیک ذاتِ واجب (لاتعین) کے لئے تعینات، تنزلات وظلال کا اطلاق جائز نہیں۔ حضرت امام مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! فقیر کے نزدیک کوئی تعین و متعین نہیں ہے۔ وہ کون سا تعین ہے۔ جو لاتعین (یعنی ذات واجب حق تعالیٰ) کو متعین بنائے۔ حضرت امام ربانیؒ کے نزدیک حقیقتِ محمدیہ ذات کے مرتبہء شان العلم کے اعتبار سے قابلیتِ اولیٰ کا نام ہے۔ جو نفسِ اسم الٰہی کا نام ہے۔ نہ کہ اس اسم کی صورتِ علمی کا ظہور۔ کیونکہ! کسی چیز کی نفس شئی اور اس کی صورتِ علمیہ کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ جیسا کہ نفسِ آگ اور اس کی صورت علمی میں فرق سے واضح ہے۔ نیز امام مجددؒ فرماتے ہیں۔ کہ! آنحضرت نبی مکرم ﷺ کے علاوہ کوئی شخص ایسا نظر نہیں آتا۔ جو نفس اسمِ الٰہی کا ظہور ہو۔ البتہ قرآنِ مجید کہ وہ بھی نفسِ الٰہی کا ظہور ہے۔ یعنی خلاصہء کلام یہ ہے۔ کہ! ظہورِ قرآنی کا منشائے صفاتِ حقیقہ سے ہے۔ اسی لئے اس کو قدیم اور غیر مخلوق کہا جاتا ہے۔ اور ظہورِ محمدی کا منشائے صفاتِ اضافیہ سے ہے۔ لہذا اس کو حادث اور قدیم کہا جاتا ہے۔ اور کعبہء ربانی کا معاملہ ان دونوں ظہورِ اسمی سے بھی زیادہ عجیب ہے۔ کہ وہاں صورتوں اور شکلوں کے لباس کے بغیر معنی تنزیہی کا ظہور ہے۔ بہر حال طائفہ علیہ صوفیاءؒ کے نزدیک حقیقتِ شئی سے مراد اسمِ الٰہی ہے۔ جو کہ اس شئی کا مبدائے تعین ہے۔ اور یہ شئی اس اسم کے لئے ظل اور عکس کی مانند ہے۔

☆ حقیقتِ محمدیہ سے مراد ذاتِ محمدیہ نہیں۔ بلکہ وہ اسمِ الٰہی ہے۔ جو آنحضور نبی مکرم ﷺ کے عالَم خلق کا مربی ہے۔ اور وہ شان العلم ہے۔

☆ حقیقتِ کعبہ سے مراد وہ مرتبہء وجوب ہے۔ جو کہ حضور ﷺ کے عالم امر کا مربی ہے۔ اور شان العلم سے بلند تر ہے۔ اس اعتبار سے حقیقتِ کعبہ حقیقتِ محمدیہ سے افضل ہے۔

نیز حقیقتِ کعبہ عالم اکوان کے لئے مسجود ہے۔ جبکہ حقیقتِ محمدیہ ساجد ہے۔ نہ کہ مسجود۔ لہذا حقیقتِ کعبہ شانِ مسجودیت کی وجہ سے حقیقتِ محمدیہ سے افضل ہے۔ اور ساجدیت و مسجودیت کا فرق اہلِ علم وفہم پر واضح ہے۔ جیسا کہ امام ربانیؒ نے فرمایا۔ کہ! اگر کعبہ کی اس حقیقت کو (جو کہ در حقیقت ذاتِ بے چون اور شایانِ مسجودیت ہے) مسجودِ حقیقتِ محمدیہ کہا جائے۔ تو کون سا امر مانع ہے۔ ہاں حقیقتِ محمدی تمام افرادِ عالم کے حقائق سے افضل ہے۔ لیکن حقیقتِ کعبہ جنسِ عالم سے نہیں ہے۔

حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندیؒ خلیفہءمجاز حضرت شیخ آدم بنوریؒ رقم طراز ہیں۔ کہ! معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ! حضرت کعبہ کی دو حقیقتیں ہیں۔ ایک حقیقت مرتبہءمخلوق کی ہے۔ اور یہ نورِ اول کی قابلیوتں میں سے ایک قابلیت ہے۔ وہ نورِ اول نورِ محمدی ہے۔ اور دوسری حقیقت مرتبہءوجوب کی ہے۔ جو معبودیت یعنی جس کو سجدہ کیا جائے، کی حقیقت ہے۔ اور کعبہ کی یہی حقیقت اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے کی مقتضی ہے۔ اور آنحضرت نبی مکرم ﷺ کی بھی دو حقیقتیں ہیں۔ ایک حقیقت مرتبہءمخلوق کی ہے۔ جو نورِ اول کی ذات ہے۔ اور تمام قابلیتوں کو جمع کرنے والی ہے۔ اور کعبہ بھی ان قابلیتوں میں سے ایک قابلیت ہے۔ اور دوسری حقیقت مرتبہءوجوب کی ہے۔ جو ذات کی قابلیت ہے۔ اور علمی اعتبار سے ہے۔ تا کہ تمام شیون وصفات کو اجمالی طریقے سے جمع کرنے والی بنے۔ اور یہ قابلیت معبودیت کی قابلیتوں میں سے ایک قابلیت ہے۔ چنانچہ ہمارے حضرتِ ایشاںؒ کا قول فضیلتِ کعبہ کے متعلق دوسری حقیقت ہے۔ نہ کہ پہلی۔

حقیقتِ کعبہ اگرچہ حقیقتِ محمدی سے افضل ہے۔ مگر کعبہ کی حقیقت اپنے مقامِ اصلی سے اوپر عروج نہیں کرتی۔ جبکہ حقیقتِ محمدیہ بمطابق آیتِ کریمہ ''وللاخرة خير لک من الاولیٰ'' ہردم عروجِ لامتناہی سے مشرف ہے۔ نیز صورت کعبہ مخلوق ہے۔ اور حقیقتِ محمدیہ سبب ظہورِ مخلوق ہے۔ اور حقیقتِ محمدیہ صورتِ کعبہ سے افضل ہے۔ اور حقیقت کعبہ حقیقتِ محمدیہ سے افضل ہے۔

اہلِ تحقیق پر یہ امر بخوبی روشن ہے۔ کہ امام ربانیؒ کے مکاتیبِ قدسیہ اور تصانیفِ شریفہ میں لفظ حقیقتِ محمدیہ مختلف معانی اور متعدد اقسام پر استعمال ہوا ہے۔ ہر جگہ ایک ہی مخصوص معنی یا قسم مراد لینا فہمِ سقیم کی علامت ہے۔ لہذا جب حقیقتِ محمدیہ حقیقتِ کعبہ کے مقابلے میں بولا جائے گا۔ تو مراد اسمِ الٰہی ہوگا۔ جو عالم سفلیات کی تربیت کی مناسبت رکھتا ہے۔ اور جب حقیقتِ الٰہیہ کے مقابلے میں بولا جائے گا۔ تو مراد شانِ ذاتی ہوگی۔ جو عالمِ علویات کی تربیت کا متولی ہے۔ اور تمام شیوناتِ ذاتیہ کو حاوی ہے۔

اسی مسئلے کا شافی حل حضرت امامِ ربانیؒ کے فرزندِ ارجمند حضرت خواجہ محمد سعید سرہندیؒ نے ایک مکتوب میں بیان فرمایا ہے۔ جو کہ علمائے حرمین شریفین کے نام تحریر فرمایا تھا۔ نیز حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندیؒ خلیفہءمجاز حضرت شیخ آدم بنوریؒ نے اپنی کتاب ''مجموعة الاسرار'' میں بھی ارقام فرمایا ہے۔ دونوں کتابوں سے علی الترتیب اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

حقیقتِ محمدیہ کے الفاظ ہمارے شیخ اور امام کی تصانیف میں مختلف معنوں اور اقسام میں آئے ہیں۔ حقیقتِ محمدیہ جب حقیقتِ احمدیہ اور حقیقتِ کعبہءربانیہ کے مقابلے میں بولی جائے۔ تو اس سے وہ جامع اسمِ الٰہی مراد ہے۔ جو عالمِ سفلی کی تربیت کے لئے مناسبت رکھتا ہے۔ اور جب حقیقتِ الٰہیہ کے مقابلے میں بولی جائے۔ تو اس سے مراد وہ جامع شانِ ذاتی ہے۔ جو عالمِ علوی کی تربیت کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔ اور تمام شیوناتِ ذاتیہ پر حاوی ہے۔ اور اصل ومبداء ہے۔ اس جامع اسم کا جو کہ تمام اسماء کو شامل ہے۔ پس یہ شان تمام حقائق کا کل ہے۔ اور باقی حقائق اس کے اجزاء ہیں۔ اور اسے حقیقت الحقائق سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور یہ وہ حقیقت ہے۔ کہ اس کے اور ذاتِ مقدس کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔ جیسا کہ حضرت امام مجددؒ نے اپنی وفات سے چند یوم قبل اپنے آخری مکتوب میں تحریر فرمایا تھا۔ کہ! حقیقتِ محمدیہ تمام حقائق سے فوق (بلند و بالا) ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! حقیقتِ قرآنی اور حقیقتِ کعبہءربانی کا درجہ حقیقتِ محمدی علی مظہرھا الصلوٰۃ والسلام والتحیة سے اوپر ہے۔ لہذا حقیقتِ قرآنی، حقیقتِ محمدی کی امام اور پیشوا ہوئی۔ اور حقیقتِ کعبہءربانی، حقیقتِ محمدی کی مسجود ہوئی۔ لہذا جاننا چاہیئے۔ کہ! جس طرح کعبہ کی صورت اشیاء کی صورتوں کی مسجود ہے۔ اسی طرح حقیقتِ کعبہ ان اشیاء کی حقیقتوں کی مسجود ہے۔

شَیخ و پیر و مرشد اور مربی کے اوصافِ عالیہ :

حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلویؒ فرماتے ہیں۔ کہ! پیر درحقیقت وہ ہے۔ کہ جسے مرید کے باطن پر تصرف حاصل ہو۔ اور وہ ہر لحظہ و ہر گھڑی مرید کے ظاہری و باطنی معاملات و مشکلات کو معلوم کر کے حل کر سکے۔ اور اُس کے آئینہ باطن کو پاک و مصفّٰی کر سکے۔ اگر یہ کام کر سکنے کی اُس کے اندر صلاحیت و قابلیت موجود نہیں۔ تو وہ پیرِ طریقت کہلانے کا قطعًا حقدار نہیں۔

اِس ضمن میں حضرت سلطانُ الفقر سلطانُ العارفین سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔ کہ پیر وہ ہے۔ کہ جو مرید کو ارادت میں داخل کرتے ہی بزمِ نبوی ﷺ تک پہنچا سکے۔ اور مرید کرتے ہی اُسے مقام خوف و رِجاء سے بآسانی گزار سکے۔ بعدازاں طالب حق کو علم معرفت الٰہی، رموز حقیقتِ اشیاء اور لوحِ محفوظ کی سیر کرادے۔ بلکہ حضرت سلطان صاحب کا تو یہاں تک کہنا ہے۔ کہ وہ پیر و مرشد نہیں۔ جو اپنے مرید کو بسہا برس تک ریاضت وعبادات کی چکی میں پیستا رہے۔ تب بھی وہ درجاتِ ولایت کو عبور نہ کر سکے۔ مرشد کامل اپنے مرید یعنی طالبِ صادق کو نہ ذکر واذکار میں ڈالتا ہے۔ اور نہ ہی لمبے چوڑے ورد وظیفے بتا تا سکھاتا ہے۔ اور نہ ہی مراقبات ومحاسبات میں ڈال کر اُس کا قیمتی وقت ضائع کرتا ہے۔ بلکہ تصورِ اسمِ ذات ''اللہ'' کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچا کر رب العالمین کی نظر میں قبول ومنظور کروا دیتا ہے۔ اور اِسی تصور اسم ذات ''اللہ'' ہی کی توجہ سے اُس کے باطن کو معمور، منور اور مزین کرا دیتا ہے۔ یاد رہے۔ کہ اسم اللہ ذات کی تاثیر سے طالب روشن ضمیر کو علم غیب الغیب اور ہدایتِ لاریب بطریق نعم البدل ازراہ فیض وفضل لامتناہی حا

صل ہوتا رہتا ہے۔ یہ مرحلہ تو ابتدائی فقر کی اصل ہے۔

☆ **کامل (پیرومرشد، ھادی و رھبر)** : ایسا شیخِ طریقت کہ جس کو اصطلاحِ صوفیہ میں کامل اُس شخص (اُستاد یا پیرومرشد یا ھادی و رہبر) ہیں۔ جو اپنی ذات تک تو کاملِ ہوتا ہے۔ لیکن کسی دوسرے کو باطنی فیض نہیں پہنچا سکتا۔

☆ **اکمل (پیرومرشد، ھادی و رھبر)** : ایسا شیخِ طریقت کہ جس کو اصطلاحِ صوفیہ میں اکمل اُس شخص (اُستاد یا پیرومرشد یا ھادی و رہبر) ہیں۔ جو خود بھی صاحبِ کمال ہو۔ اور اپنے علاوہ دوسروں کے لئے بھی متنفع ہو۔ یہ درجہ اور ایسا شخص متذکرۂ الصدر یعنی کامل سے بدرجہا بہتر و بزرگ تر ہوتا ہے۔

☆ **مکمل (پیرومرشد، ھادی و رھبر)** : ایسا شیخِ طریقت کہ جس کو اصطلاحِ صوفیہ میں مکمل اُس شخص (اُستاد یا پیرومرشد یا ھادی و رہبر) ہیں۔ جو خود اِتنا صاحبِ کمال ہو۔ کہ وہ مشیتِ ایزدی اور تقدیرِ الٰہی کے موافق دیگر لوگوں کو بھی پلک جھپکتے میں کامل بنا دے۔ بلکہ جو کشف و کرامات اور علم لدنی اپنے پاس رکھتا ہے۔ وہ مرید کو بھی اُسی لمحے عطا کر دے۔ ایسا شخص کامل و اکمل سے کئی سو گنا اکمل و معظم ہوتا ہے۔ اِس کی دو مشہور امثال سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور حضرت باقی باللہؒ ہیں۔

☆ **قلندر** : قلندر درحقیقت سریانی زبان کا لفظ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔ عوامُ الناس کہتے ہیں۔ کہ قلندر بھی دیگر سلسلاسل طریقت کی طرح ایک روحانی سلسلہ ہے۔ جیسے قادری، چشتی۔۔۔ لیکن میرے (مؤلفِ کتاب) کے مطابق یہ سلسلہ نہیں۔ بلکہ ایک مشرب کا نام ہے۔ یہ ایک طریقہ کا نام ہے۔ بلکہ یہ کہنا بدرجہا بہتر ہوگا۔ کہ قلندر ایک روحانی کیفیت اور طبیعت کا نام ہے۔ جس میں کہ صاحب ولایت (یعنی قلندر) تجرید و تفرید میں یکتا اور دنیا و مافیا سے نے نیاز و لاپرواہ ہو جاتا ہے۔ اور اُس کی کیفیت کشف اور ولایت کی وجہ سے تمام عالم کا حال اُس پر روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص ایک ہی وقت میں مجذوب بھی ہوتا ہے۔ اور سالک بھی۔ بحالتِ صحو بھی رہتا ہے اور سکر میں بھی۔ اِن میں اکثریت خود کو سلسلہ ازدواج سے قطعاً منسلک نہیں کرتے۔ اور ایسے صاحب ولایت کو بسلسلہ اویسیہ **Directly** حضرت علی المرتضیٰؓ سے فیوضات و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ یعنی کہ قلندری سلسلہ کی مکمل رہنمائی، پرورش، سیاق و سباق اور روحانی تربیت حضرت مولیٰ علی شیرِ خدا کے ذمہ کرم پر ہوتی ہے۔ اکثر علمائے کرام اور اولیائے عظام کا اِس بات پر قوی اتفاق ہے۔ کہ! اِس وقت تک فقط اڑھائی قلندر ہوئے ہیں۔ ☆ حضرت بوعلی قلندر پانی پتیؒ۔ ☆ حضرت شہباز قلندر۔ ☆ آدھی قلندر یعنی حضرت رابعہ بصریؒ۔

لیکن میرے (مصنف کتابِ مستطاب اَسرارِ محبوب) خیال کے مطابق اِن اڑھائی قلندروں کے علاوہ دیگر کئی ایسے اولیاء اللہ بھی گزرے ہیں۔ جن میں قلندری صفات و کیفیات اور فیض اَز حضرت علی المرتضیٰؓ جیسے خصائل و فضائل پائے جاتے تھے۔ بہر حال! صاحب آئینہ تصوف نے قلندروں کی دو اقسام کا ذکر کیا ہے۔ مہری و قہری۔

☆ **قلندرِ مہری:** قلندرِ مہری صفت کے حامل اولیاء اللہ آبادی میں رہتے ہیں۔ اور لوگوں کے ہاتھوں سے یا لوگوں کا پکا ہوا کھانا، پینا و مشروب بخوشی کھاتے پیتے ہیں۔ ایسے لوگ بعض اوقات کسی ایک جگہ کو اپنا ٹھکانہ بنا لیتے ہیں۔ قلندرِ مہری والی صفت کے حاملین اولیائے عظام میں کچھ اولیاء تو چلتے پھرتے اپنی زندگی گزار دیتے ہیں۔

☆ **قلندرِ قہری:** قلندرِ قہری صفت کے حامل اولیاء اللہ آبادی سے دور جنگلوں، بیابانوں، ویرانوں یا غیر آباد جگہوں میں بستے ہیں۔ اور لوگوں کے ہاتھوں سے یا لوگوں کا پکا ہوا بالکل نہیں کھاتے پیتے۔ لوگ ایسی صفت کے حامل کو مست ملنگ یا مست قلندر کہتے ہیں۔ ایسے لوگ تنہا پسند، خلوت پسند اور متوکل علی اللہ ہوتے ہیں۔ صفتِ صمدیت اِن کی پہچان ہوتی ہے۔ قلندرِ قہری والی صفت کے حاملین اولیائے عظام میں اکثر اولیاء تو چلتے پھرتے اپنی زندگی گزار دیتے ہیں۔

اِسی ضمن میں یہ فقیر پر تقصیر قارئینِ کتاب ہذا کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ! یہ جو عام لوگوں میں مشہور ہے۔ کہ قلندری سلسلے کے لوگ صِرف حالتِ جذب میں رہتے ہیں۔ اِن کو اپنا ہوش بھی نہیں رہتا۔ اور اِن میں اکثریت چرس، بھنگ اور دیگر نشے وغیرہ کرتے ہیں۔ اُن پر نماز روزہ و دیگر تمام فرائض معاف ہوتے ہیں۔ یہ محض جھوٹ، افتراء، اور بہت ہی عظیم بہتان ہے۔ ولی چاہے کسی بھی حالت میں ہو۔ وہ بہرصورت شریعت کا لازمی پابند ہوتا ہے۔ یاد رہے۔ کہ! ہر ولی اللہ کو شریعت پر مکمل عمل پیرا ہونے کے بعد ہی ولایت نصیب ہوتی ہے۔ کشف و استدراج تو مسلم کے علاوہ غیر مسلموں کو بھی حاصل ہے۔

☆ **خضرِ وقت :** خضرِ وقت وہ ہے۔ کہ! اُن پر حضرت خضر نبیؑ کی طرح علمِ لدنی منکشف ہوتا ہے۔ اور وہ اسرار الٰہی سے بھی کافی حد

تک وقوف وادراک رکھتا ہے۔ ایسا شخص جس پر ایک نظر ڈالے۔ اُس کو کامل کردے۔ مگر ایسے لوگ بہت قلیل ہوتے ہیں۔ خضرِ وقت جیسے لوگ بھی ہوگزرے ہیں۔ جیسے حضرت باقی باللہؒ، سیدی عندالعزیز دباغؒ اور حضرت سلطان باہوؒ وغیرہ۔

☆ **مجذوب :** صوفیاء واولیاءاللہ میں مجاذیب ایسی صفت وکیفیت کے حامل شخص کو کہا جاتا ہے۔ جو ہر وقت مستی کے عالم میں رہتا ہو۔ اور اُس کا پتا نہ چلے۔ کہ کب وہ حالت سکر میں آئے۔ اور کب حالت صحو میں ہو۔ یعنی کہ اُس کی کیفیات اُس کے اپنے دائرہ اختیار میں نہ ہوں۔ (اُس ضمن میں فقیرِ حقیر پر تقصیر قارئین کی خدمت میں عرض گزار ہے۔ کہ مجذوب بھی قلندر کی طرح ایک کیفیت وطبیعت کا نام ہے۔ یہ کوئی سلسلہ طریقت نہیں ہے) مجاذیب کی مزید دو اقسام ہیں۔ مجذوبِ ازلی۔ مجذوبِ کسبی۔

☆ **مجذوبِ ازلی (مجذوبِ وہبی):** اولیاءاللہ میں مجذوبِ ازلی یا مجذوبِ وہبی ایسے شخص کو کہتے ہیں۔ کہ!

وہ بروزِ میثاق (جب **الستُ بربکم** کی صدا لگی تھا۔) تو مجذوبِ ازلی کی ارواح نے ’’ **بلٰی** ‘‘ کہہ کر رب العزت کے مشاہدہ جمالِ لایزال سے مست ہوگئے۔ اور تمام خواہشات وشہواتِ دنیاوی ولذاتِ اُخروی کو اپنے دل ودماغ سے نکال باہر کیا۔ اور جب وہی عالمِ ارواح سے عالم اجساد یعنی دنیا میں تشریف لائے۔ تو اُسی طور بے خبر ہی رہے۔ اور یہی لوگ عالم برزخ میں بھی مست والست ہوتے ہوئے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

یاد رہے۔ کہ مجذوبِ ازلی مقامات ومنازل سیر وسلوک اور معرفت وحقیقت کا وقوف وادراک سے نابلد ہوتے ہیں۔ ہاں البتہ! جس قدر روزِ اول سے ایسے لوگوں کو معلوماتِ ولایت حاصل تھیں۔ یہ لوگ اُسی منزل پر ہی مستقر ٹھہرے رہے۔ اور اکثر مجاذیب کو نہ تو مکاشفہ کونی ہوتا ہے۔ اور نہ ہی مکاشفہ ذاتی۔

☆ **مجذوبِ کسبی (مجذوبِ بے اِختیاری):** اولیاءاللہ میں مجذوبِ کسبی یا مجذوبِ بے اختیاری ایسے اولیاء کو کہا جاتا ہے۔ کہ یہ لوگ عالم ارواح سے عالم اجسام میں دنیا کے اندر بحالتِ ہوشیاری تشریف لائے۔ اور مدت تک سمجھ بوجھ میں ہی رہا۔ مگر اتفاقاً کسی کامل پیر ومرشد کا مرید ہوا۔ اور مرشد نے اپنے خاندان کے موافق صدری تعلم وتلقین فرمائی۔ مگر جب سلطان الاذکار کی نوبت پہنچی۔ اور ہر جانب سے غلبہ انوار حاصل ہونے لگا۔ تو بے اِختیار ہوکر ہوش وخرد کے جامہ سے باہر نکل آیا۔ ایسے اشخاص اگر سلطان الاذکار کے متحمل ہوتے۔ تو سالکین میں سے ہوتے۔ اور بہت بلند درجات پاتے۔

کتاب مخزن الاسرار الالٰہیہ میں لکھا ہے۔ کہ! ایک طائفہ اولیاءاللہ کا مجاذیب وقلندروں کا ہے۔ جو کہ جناب سرورِ عالمین سید المرسلین ﷺ کے سامنے اُن کے حواسِ ظاہری کے ساتھ مگر ہاتھ پاؤں باندھ کر ایک پیالہ کہ جس کے اندر سرخ رنگ کا شربت خوشبودار اور لذیذ ہوتا ہے۔ پلایا جاتا ہے۔ اور وہ لوگ محض نور کی جانب متوجہ ومائل کئے جاتے ہیں۔

☆ **سالک :** اولیاءاللہ میں طریقت کی راہ کے چلنے والے کو سالک کہا جاتا ہے۔ اور سلوک یہ ہے۔ کہ! جو کچھ مقسوم ومقدور میں ہے۔ وہ بزرگوں کی تعلیم وتلقین اور تربیت سے آہستہ آہستہ حاصؒ ہوتا جاتا ہے۔ اور جیسے جیسے راہبر وراہنما چلتے چلتے منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے۔ ایسے ہی سالک بھی اپنے راہبر ورہنما یا پیر ومرشد وشیخِ طریقت کی ہدایات پر مَن وعَن عمل پیرا ہوکر سلوک ومعرفت کی کٹھن راہوں کو طے کرتے ہوئے واصل مقصود ہوہی جاتا ہے۔ منزل کسی کو جلدی یا بدیر مل جانا کچھ مقدر اور زیادہ تر محنت پر منحصر ہے۔ بشرطِ کہ! اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو۔

کتاب مخزن الاسرار الالٰہیہ میں لکھا ہے۔ کہ! جس وقت عارف کو آنحضور سرورِ کائنات ﷺ کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ تو اُس وقت مجذوب بنانا ہو تو سرخ پیالہ اور اگر سالک بنانا ہو تو سفید رنگت کا جام (بحکمِ نبوی ﷺ) پلایا جاتا ہے۔ کسی کو ایک پیالہ اور کسی کو ایک سے زائد پیالے (حسبِ ظرفِ برداشت) نوش کرائے جاتے ہیں۔

اِس ضمن میں صاحبِ مرآۃ الاسرار مشہورِ زمانہ کتب نفحات الانس اور عوارف المعارف کے حوالوں سے فرماتے ہیں۔ کہ! اولیاءاللہ العُظامؒ کے طبقات کے مراتب اِن کے درجات کے مطابق تین ہیں۔ ☆ **واصلین وکاملین۔** ☆ **سالکانِ طریقِ کمال۔** ☆ **اہلِ نقصان۔**

واصلین وکاملین :

پہلا طبقہ یعنی واصلین وکاملین ومقربین اور سابقین، سالکینِ ابرار، اصحابِ یمین، مقیمانِ اسرار، اصحابِ شمال، اور اہلِ وصول، بعد از انبیاءؑ ہیں۔ اِس طبقہ اول کی بھی دو اقسام ہیں۔ پہلی مشائخِ صوفیہ کی ہے۔ جو رسولِ اکرم ﷺ کی کمال متابعت کی وجہ سے مرتبہ وصول (وصال درحب اللہ) تک پہنچ کر اِس کے بعد مخلوق کی ہدایت پر مامور ہوئے ہیں۔ اِن کو کاملانِ مکمل بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ

لوگ خلقِ خدا کی ہدایت اور تکمیل پر مامور ہوتے ہیں۔ جبکہ قسم ثانی اُن حضرات پر مشتمل ہے۔ جو وصول کے بعد خلقِ خدا کی طرف رجوع وتوجہ نہیں کرتے۔ کیونکہ اِنہیں یہ خدمت (Duty) تفویض نہیں ہوئی ہے۔

سالکین :

دوسرا طبقہ سالکین کا ہے۔ سالکین کی بھی دو اقسام ہیں۔ 1۔ طالبانِ حق۔ 2۔ طالبان آخرت وبہشت۔

طالبانِ حق کی مزید دو اقسام ہیں۔ 1۔ متصوفہ۔ 2۔ ملامتیہ۔

متصوفہ وہ حضرات ہیں۔ جو اپنے نفس کی بعض صفات سے خلاصی حاصل کر لیتے ہیں۔ اور اوصافِ حسنہ میں سے بعض اوصاف اور احوال سے متصف ہو جاتے ہیں۔ لیکن ملامتیہ وہ لوگ ہیں۔ جو اخلاص کی سختی سے نگہداشت کرتے ہیں۔ اور اپنے تمام اوقات میں اخلاص کی تحقیق کی طرف مکمل طور پر متوجہ رہتے ہیں۔ جس طرح کہ ایک گناہ گار اپنے گناہ کے ظہور سے پُر خوف رہتا ہے۔ اسی طرح سے یہ لوگ اپنی طاعت کے ظہور سے ڈرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ اِس سے رعایا کا گمان پیدا ہوتا ہے۔ ملامتیہ فرقہ کے بعض لوگ مشربِ قلندریہ کو بھی اپنے اندر شمار کرتے ہیں۔ (سالک اور سلوک کے متعلق اسی باب میں پیچھے تفصیلات دی گئی ہیں)

طالبانِ آخرت کے چار گروہ:

طالبانِ آخرت کے چار گروہ ہیں۔ زہاد (جمع زاہد)، عُباد (جمع عابد)، خُدام (جمع خادم)، فقراء (جمع فقیر)

زہاد وہ ہیں۔ جو نورِ ایمان و یقین سے آخرت کے جمال کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور دنیا کی بُرائی اِن کی نظروں میں ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ زہاد اور صوفیہ میں یہ فرق ہے۔ کہ! زاہد اپنے حظِ نفس کی وجہ سے حق سے محجوب رہتا ہے۔ کیونکہ بہشت حظِّ نفس کا مقام ہے۔ اور صوفی مشاہدہ جمال ازلی میں ہر دو عالم سے محجوب رہتا ہے۔

عُباد وہ گروہ ہے۔ جو ہمیشہ مختلف عبادات، نوافل اور اوراد و وظائف وغیرھم میں مشغول رہتے ہیں۔ اور ہمیشہ آخرت کے ثواب کی اُمید میں رہتے ہیں۔ اگرچہ یہ وصف صوفی میں بھی ہوتا ہے۔ لیکن صوفی حق کی خاطر پرستش کرتے ہیں۔ نہ کہ ثوابِ اُخروی کی خاطر۔ بنا کسی لالچ وطمع دینی ودنیاوی۔۔۔

خدام وہ گروہ ہے۔ جو فقراء اور طالبانِ حق کی خدمت اختیار کر لیتے ہیں۔ اور اپنے اوقات کو فرائض کی ادائیگی کے بعد معاش اور امدادِ خلق میں صَرف کرتے ہیں۔ وہ اِس بات کو نوافل پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور جائز طریق سے طلبِ معاش کرتے ہیں۔ اِن میں سے بعض کسب کے ذریعے، بعض بھیک مانگ کر، بعض لینے دینے اور بعض فتوحِ غیب کے ذریعے سے۔ لیکن اِن کی نظر ہمیشہ حق پر ہی رہتی ہے۔ اور اِس حالت میں خادم اور شیخ دونوں کی حالت ایک دوسرے کے مشابہ ہوتی ہے۔ لیکن خادم اور شیخ میں بنیادی فرق یہ ہوتا ہے۔ کہ! خادم کی خدمت اُمیدِ ثواب پر منحصر ہوتی ہے۔ لیکن اِس میں مقیّد نہیں ہوا جا سکتا۔ جبکہ شیخ مرادِ حق سے قائم ہوتا ہے۔ نہ کہ مرادِ نفس سے۔ یعنی صِرف حق کا طالب ہوتا ہے۔

فقراء وہ لوگ ہیں۔ جو اپنے آپ کو دنیا کی کسی چیز کا مالک ومختار نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں اپنا سب کچھ ترک کر دیتے ہیں۔ اِن حضرات کا ترک تین وجوہات کی بناء پر ہوا کرتا ہے۔ پہلی وجہ تخفیفِ حساب اور خوفِ عُتاب ہے۔ کیونکہ حلال کا تو حساب ہوتا ہے۔ جبکہ حرام کا عذاب۔ دوسری وجہ توقعِ فضلِ ثواب اور جنت میں داخل ہونے میں سبقت کا حصول ہے۔ کیونکہ فقراء لوگ اغنیاء سے پانچ سو برس قبل بہشت میں داخل ہوں گے۔ اور تیسری وجہ جمعیتِ خاطر اور سکونِ قلب ہے۔ تاکہ یکسوئی اور حضورِ قلب کے ساتھ عبادت میں مشغول رہ سکیں۔

اِس ضمن میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ولایت میں سب سے بلند اور اعلیٰ مرتبہ ''فقر'' کا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اَب تک پانچ سلاطینِ فقر کو پیدا فرما چکا ہے۔ جبکہ باقی دو نے ابھی آنا ہے۔ مَیں اس وقت پانچویں نمبر پر ہوں۔

اِس بات کی مزید توضیح ہم حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ کی کتاب مستطاب ''**مُخزن الاسرار**'' سے بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ تاکہ ہم بھی ثوابِ دارین میں شامل ہو سکیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

رسالہ روحی شریف (مصنفہ حضرت سلطان باہوؒ) میں ایک مسئلہ جس کی تشریح وتوضیح نہایت ضروری ہے۔ بلکہ یہ مسئلہ علمائے ظاہر (مادہ پرست) کے اعتراضات کی آماجگاہ بنا رہتا ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے۔ کہ! کہ رسالہ روحی شریف میں دنیا کے تمام اولیاء اللہ ؒ میں سے صِرف سات 07 معزز وممتاز اولیاء اللہؒ کو سلاطینِ فقراء اور حضرت سید الکونین ﷺ کے جلیل القدر احباب کے لقب سے موسوم کیا ہے۔ جن میں سے پانچ محترم المقام ہستیاں دنیا میں تشریف لا چکی ہیں۔ جن کی ترتیب یہ ہے۔

☆ اول روحِ پاک حضرۃ جنابہ خاتونِ جنت فاطمۃُ الزہراء طیبہ وطاہرہؓ۔

کیونکہ! آنحضور نبی آخرالزماں ﷺ نے اپنی پاک باز محترم بیٹی کے بارے میں خود فرمایا ہے۔ کہ! **فا طمة بضعة منی. من اذاھا فقد اذانی. ومن ابغضھا فقد ابغضنی ۔** **ترجمه :** فاطمہ ؓ میری جان کا ٹکڑا ہے۔ جس نے اِسے ایذا پہنچائی۔ (بلا شبہ) اُس نے مجھے ایذا پہنچائی۔ اور جس نے اِن سے بُغض رکھا، گویا! اُس نے مجھ سے بُغض رکھا۔

☆ دوئم روحِ محترم جناب حضرت خواجہ حسن بصری ؒ (خلیفۂ حضرت علی المرتضٰی ؓ)۔

☆ سوئم روحِ مبارک جناب حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی ثم بغدادی ؒ۔

☆ چہارم روحِ مکرم جناب سید عبدالرزاق بن سید عبدالقادر جیلانی ؒ۔

☆ پنجم روحِ معظم جناب سلطان العارفین حضرت سلطان باہو ؒ۔

حضرت سلطان باہو ؒ اپنے اِسی رسالے ”رسالہ روحی شریف :: میں مزید فرماتے ہیں۔ میرے بعد مزید دو فقراء نے اِس دنیا میں تشریف لانا ہے۔ جب تک وہ دونوں اِس دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔ قیامت قائم نہیں ہوگی۔ اور اِن سات اولیاء اللہ کے قدم تمام اولیاء اللہ (غوث، قطب وغیرہا) کے سَر پر ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (رسالہ روحی شریف آگے دیا گیا ہے) فقر کے سلسلے میں چند احادیثِ نبویہ ﷺ بھی پیشِ خدمت ہیں۔ جیسے کہ!

☆ **الفقر فخری وبه وافتخر علٰی سائرالانبیاء یوم القیامة۔** **ترجمه :** فقر کے کمال پر مجھے فخر ہے۔ اور اِسی بے مثل کمال (فخر) کے باعث، مَیں بروزِ قیامت تمام انبیائے کرام ؑ کے درمیان سَر بلند ہوں گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

☆ **الفقر فخری وبه والفقر منی۔** **ترجمه :** فقر میرا فخر ہے۔ اور فقر ہی میرا اصل ترکہ و وِرثہ ہے۔

☆ **الفقرعز لاِ ھله۔** **ترجمه :** فقر (درحقیقت) اہلِ فقر کے لئے موجب عزت ہے۔

حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ سے کسی نے فقر کی تعریف پوچھی۔ تو آپ ؒ نے فرمایا۔ ☆ **لیس الفقیر من لیس له درھم ولا دینار بل الفقیر من قال لشیء کُن فَیکُون ۔** **ترجمه :** دنیائے باطن میں فقیر (درحقیقت) وہ نہیں۔ کہ جس کے پاس درہم و دینار نہ ہوں۔ بلکہ (اصل) فقیر (تو) وہ ہے۔ جو کسی شئے کے لئے کہہ دے۔ ہو جا۔ پس (بلا شبہ) وہ ہو جائے۔ (یعنی اُس کے پاس ”**کُن**“ کی کنجی ہروقت موجود ہو) بہرحال! مختلف کتب میں فقر کی ایک اور تعریف یہ بھی آئی ہے۔

☆ **الفقراِذا اتم فھواللہ۔** ترجمہ : یعنی کہ جب فقر کا مرتبہ تمام ہو جاتا ہے۔ تو بس اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے۔

فقراء، ملامتیہ اور متصوفہ میں بنیادی طور پر یہ فرق ہے۔ کہ فقراء طالبِ بہشت اور خواہانِ حظِّ نفس ہیں۔ جبکہ ملامتیہ اور صوفیہ طالبِ حق اور اِس کے قرب کے خواہاں ہیں۔ اِس مرتبے سے اوپر فقر میں ایک مقام ہے۔ جو کہ ملامتیہ اور متوصفہ کے مقامات سے بلند تر ہے۔ وہ صوفیہ کا وصفِ خاص ہے۔ کیونکہ اگرچہ صوفی کا مرتبہ فقر کے مرتبہ سے بلند ہے۔ اور مقامِ فقر کا خلاصہ صوفی کے مقام میں مندرج ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے۔ کہ صوفی کو مقامِ فقراء پر تمام شرائط ولوازم کے ساتھ عبور حاصل ہوتا ہے۔

کھلتے نہیں اِس قلزمِ خاموشی کے اَسرار جب تُو اِسے ضَربِ کلیمی سے نہ چیرے

بہرحال فقر ایک لازوال نعمت مترقبہ ہے۔ جو خوش نصیب لوگوں کو ہی میسر ہو سکتی ہے۔ یعنی کہ جس پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم ہو۔ جیسا کہ رب العالمین فرماتا ہے۔ کہ! **ذالک فضل اللہ یؤ تیه من یشآ ء. واللہ ذو الفضل العظیم.** ترجمہ : یعنی کہ! یہ اللہ تعالیٰ کا (خصوصی) فضل ہے۔ جِسے چاہے۔ عطا کرے۔ اور اللہ تعالیٰ فضلِ عظیم کا مالک ہے۔

حکایت : ایک درویش کی کسی بادشاہ سے ملاقات ہوئی۔ بادشاہ نے کہا۔ کچھ مانگئے۔ درویش نے فرمایا۔ مَیں اپنے غلاموں سے کوئی حاجت روائی نہیں چاہتا۔ بادشاہ نے متعجب ہو کر پوچھا۔ یہ کس طرح ؟ درویش نے فرمایا۔ میرے دو غلام ہیں۔ اور وہ دونوں تیرے مالک ومصاحب ہیں۔ ایک حرصِ دنیا اور دوسرا طول امل یعنی اُمیدِ غیر متناہی۔

چار اوتادوں کی حقیقت:

صاحب مرآۃ الاسرار اِن چار اوتادوں کے ضمن میں رقم طراز ہیں۔ کہ! اے محبوب! یہ چار اوتاد دنیا کے چاروں حصص (مشرق۔ مغرب۔ شمال اور جنوب) میں رہتے ہیں۔ اِن میں سے عبدالودود نامی اوتاد مغرب میں رہتا ہے۔ اور اِن میں سے عبدالرحمٰن نامی اوتاد مشرق میں رہتا ہے۔ اور اِن میں سے عبدالرحیم نامی اوتاد جنوب میں رہتا ہے۔ اور اِن میں سے عبدالقدوس نامی اوتاد شمال میں رہتا ہے۔ جب اِن میں سے کوئی وفات پا جاتا ہے۔ تو

نائبین میں سے کسی ایک کو (کہ جس پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم اور رسالت مآب ﷺ کی خصوصی نظر مبارک ہو) اُس فوت شُدہ کی جگہ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ دنیا کے چاروں حصص اِنہی چار اوتادوں سے پُر ہیں۔ چنانچہ! یہ زمین کو ساکن رکھنے کے لئے پہاڑ کا کام دیتے ہیں۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔ کہ! **والجبال اوتادا**۔ (سورہ نباء۔ آیت نمبر 7) یعنی پہاڑ مثل اوتاد کے ہیں۔

☆ **نُقباء**: تمام نُقباء کی تعداد تین سو ہے۔ اور تمام نقباء کے اسماء "**علی**" ہیں۔ اِن کا مسکن ارضِ مغرب ہے۔ یعنی ارضِ سویدا۔ جہاں دن کی لمبائی صبح سے چاشت کے وقت تک کے برابر ہوتی ہے۔ باقی سب رات ہوتی ہے۔ لیکن وہ نماز (کرامتِ) طی الارض (طی الارض کا مطلب ہے۔ زمین کا سمٹ جانا۔ یہ ایک ایسی کرامت ہے کہ! اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم اور کرامت سے چشمِ زدن میں محض ایک لمحہ کے اندر ہزاروں، لاکھوں میل کا فاصلہ طے کیا جا سکتا ہے) کے ذریعے سورج کی تاثیر دیکھ کر مقررہ وقت پر ہی ادا کرتے ہیں۔ اور پانچوں اوقات کی نماز اور تہجد باقائدگی سے ادا کرتے ہیں۔

☆ **نُجباء**: تمام نُجباء کی تعداد ستر ہے۔ اور تمام نقباء کے اسماء "**حسن**" ہیں۔ اِن کی سکونت بلادِ مصر میں ہوتی ہے۔

☆ **اخیار**: تمام اخیار کی تعداد سات ہے۔ اور تمام نقباء کے اسماء "**حسین**" ہیں۔ اخیار ہمیشہ سیاحت میں رہتے ہیں۔ کیونکہ اِن کو کہیں بھی سکون وقرار نہیں آتا۔

☆ **عُمداء**: تمام عُمداء کی تعداد چار ہے۔ اور تمام عُمداء کے اسماء "**محمّد**" ہیں۔ یہ دنیا کے مختلف گوشوں میں رہتے ہیں۔

☆ **غوث**: تمام دنیا میں ایک وقت میں ایک ہی غوث ہوا کرتا ہے۔ جس کا نام **عبداللہ** ہوتا ہے۔ غوث کا ویسے تو مسکن مکہ معظّمہ ہی ہے۔ لیکن یہ مسکن ہمیشہ صحیح نہیں آتا۔ کیونکہ اکثر بزرگانِ دین، جو کہ غوث ہو گزرے ہیں۔ وہ مکہ معظّمہ میں سکونت نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ زیادہ تر بغداد میں رہتے تھے۔ حضرت غوث شیخ ابوالعباس قصابؒ امّل میں رہتے تھے۔ حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ جو کہ غوثِ وقت تھے۔ وہ بھی مکہ میں نہیں رہتے تھے۔

اولیائے اکملین کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت وکرامت ودیعت کی ہے۔ کہ وہ بیک وقت کئی جگہوں پر موجود ہو سکتے ہیں۔ اور طرفۃ العین (پلک جھپکنے میں) طی الارض کے ذریعے مختلف مقامات پر اپنے آپ کو ظاہر کر سکتے ہیں۔

غوث کے وصال کے بعد عمداء میں سے کسی ایک کو (کہ جس پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم اور رسالت مآب ﷺ کی خصوصی نظر مبارک ہو) کو مقرر کر دیا جاتا ہے۔ جب کوئی عُمداء میں سے رحلت کرتا ہے۔ تو اخیار میں سے کسی ایک کو (کہ جس پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم اور رسالت مآب ﷺ کی خصوصی نظر مبارک ہو) کو مقرر کر دیا جاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔۔۔ جب نُقباء میں سے کوئی نقیب فوت ہوتا ہے۔ تو عوام الناس میں سے کسی عام شخص کو (کہ جس پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم اور رسالت مآب ﷺ کی خصوصی نظر مبارک ہو) کو مقرر کر دیا جاتا ہے۔

بعض مشائخ ایک ہی شخص کو غوث اور قطب لکھتے اور سمجھتے ہیں۔ نفحات الانس میں حضرت شیخ مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ رقم طراز ہیں۔ کہ! ایک ہی شخص کے دو اسماء ہیں۔ قطب وغوث۔ لیکن یاد رہے کہ اسی طائفہ کے سردار حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربیؒ اپنی اکثر تصانیف میں فرماتے ہیں۔ کہ! غوث الگ ہے۔ اور قطب الاقطاب جُدا۔ چنانچہ حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ لطائفِ اشرفی میں فرماتے ہیں۔ کہ! اگر غوث اور قطب کا وجود دنیا میں نہ ہو تو سارا جہاں زیروزبر ہو جاوے۔ (واللہ اعلم بالصواب)۔ لیکن جب غوث یا قطب ترقی کرتے ہیں۔ تو افراد بن جاتے ہیں۔ یعنی یہ لوگ مرتبہ فردانیت پر فائز ہو جاتے ہیں۔

یاد رہے۔ کہ! مفردین (صاحب افراد) وہ ہیں۔ جو درحقیقت حضرت علی المرتضیٰؓ کے قلب پر ہوتے ہیں۔ اور حضرت علیؓ دراصل آنحضرت ﷺ کے قلب پر ہیں۔ جیسا کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! علیؓ ابن ابی طالب کے سوا مجھے کسی نے حقیقتِ نبوت میں، کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے مجھے خلق (پیدا) کیا، نہیں دیکھا۔

جب افراد ترقی کرتا ہے۔ تو قطبِ وحدت ہو کر مرتبہ محبوبیت (یعنی مقامِ معشوقی) پر پہنچ جاتا ہے۔ دو افراد اِس مقامِ معشوقی پر پہنچے ہیں۔ ایک **پیرانِ پیر سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ** اور دوسرے **حضرت شیخ نظام الدین اولیاء بدایونیؒ**۔ یہی دونوں حضرات ولایت کے آخری مقام تک پہنچ پائے ہیں۔ کیونکہ اِن کے ساتھ سلوک میں عمر اور کمال (دونوں) نے وفا کی۔ جس کی وجہ سے اِن دونوں حضرات نے جلدی جلدی ترقی حاصل کرتے ہوئے مقامِ معشوقی (مرتبہ محبوبیت) کو بفضلِ الٰہی حاصل کر لیا۔ **ھذا من فضل ربی**۔ اِن دونوں حضرات کا مشرب روحِ احمد ﷺ تھا۔ حضرت خضر نبیؑ فرمایا۔ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور حضرت شیخ نظام الدین اولیاء بدایونیؒ (دونوں حضرات ہی) مقامِ معشوقی (یعنی مقامِ محبوبیت) پر تھے۔ اِن کی مثل کوئی دوسرا نہیں ہوا۔ کتاب بحر المعانی میں لکھا ہوا ہے۔ کہ! حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ اور حضرت خواجہ ابوبکر شبلیؒ بھی مقامِ معشوقی تک پہنچے ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**۔ بہر حال! ولایت میں باقی تمام حضرات اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم، آنحضور ﷺ اور حضرت

علی المرتضیٰ ؓ کے تصدق وتوسل سے مقامِ فردانیت تک بمشکل پہنچ پائے ہیں۔ کیونکہ سلوک میں عمر اور کمال نے اِن کے ساتھ وفا نہ کی۔ اِسی لئے وہ جلد ہی) عالمِ بقاء کی طرف کوچ کر گئے۔

اہل اللہ کی شان: (کسی کو ولایت ملنے کے وقت مہرِ ولایت نصیب ہونے کی علامت ونشانی)

جناب سید سرفراز احمد شاہ صاحب (بمطابق کتاب عرضِ فقیر) فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت علی المرتضیٰ ؓ کو مثالی خیال (**Idealize**) کر لے۔ حضرت علی ؓ اس شخص کو آنحضرت نبی مکرم ﷺ کی دہلیزِ متبرکہ تک پہنچا دیں گے۔ اور جو آپ ﷺ کی دہلیزِ مبارکہ تک پہنچ جائے۔ تو وہ سمجھ جائے۔ کہ! اُسے آپ ﷺ ربِ متعال تک پہنچا دیں گے۔

(ایک اور جگہ پر قبلہ شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ! یہ میرے علم میں ہے۔ نہ مَیں نے پڑھا یا سنا ہے۔ کہ! حضرت جبرائیلِ امین ؑ تین دن پہلے اُس شخص (کہ جس کو ولایت ملنے والی ہوتی ہے) سے دوستی کرتے ہیں۔

یہاں تک تو یہ علم ہے۔ کہ! مہرِ ولایت ثبت ہونے سے پہلے تک بھی پتا نہیں ہوتا۔ کہ آج رات میرے کندھے پر مہرِ ولایت ثبت ہو جائے گی۔ جب مہرِ ولایت کندھے اور گردن کے درمیان پیچھے پُشت پر ثبت ہوتی ہے۔ تو وہاں اتنی زیادہ Irritation (کوفت) ہوتی ہے۔ انسان اُس جگہ کو کھجاتا رہتا ہے۔ اور لوگوں کی محفل میں اپنی اس حالت کی وجہ سے شرمندہ ہوتا ہے۔ یہ Irritation (کوفت) عموماً تین دن تک رہتی ہے۔ اور پہلے دن تو بہت زیادہ (یہی کیفیت وحالت یعنی Irritation) ہوتی ہے۔ مرشد کے سامنے اس کا ذکر (یعنی اظہار) کریں۔ کہ اس جگہ Irritation بہت ہے۔ نہ جانے کیا ہو گیا ہے ادھر۔ تو وہ فرما دیں گے۔ کہ تمھارے مہرِ ولایت لگ گئی ہے۔ یا پھر اللہ تعالیٰ کسی پر کرم فرما دے۔ تو اُس شخص کو خود پتا چل جاتا ہے۔ کہ مہرِ ولایت ثبت ہو گئی۔

(ایک اور جگہ پر قبلہ شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ!) جب انسان علم کا حصول ایک خاص درجے تک کر لیتا ہے۔ تو ولایتِ مہر اس کے شانے (کندھے) پر لگ جاتی ہے۔ جہاں دایاں شانہ پشت کی طرف سے گردن سے ملتا ہے۔ وہاں وہ مہر ثبت کی جاتی ہے۔ (دراصل) ہوتا یہ ہے۔ کہ! اتنا ایریا سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے اندر مہر کے الفاظ دکھائی دینے لگتے ہیں۔ یہ مہر آپ ﷺ سے منتقل ہوئی تھی۔ درحقیقت یہ وہ مہر ہے۔ جو آپ ﷺ اُن مکتوبات پر لگایا کرتے تھے۔ جو کہ مختلف فرمارواؤں کو لکھا کرتے تھے۔ ازاں بعد وہ مہر آپ ﷺ سے حضرت علی المرتضیٰ ؓ کو عطا ہوئی۔ اور پھر منتقل ہوتے ہوتے آج کل حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی ؒ (خلیفہء خاص حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر ؒ) اس (مہرِ ولایت) کے نگران (Custodian) ہیں۔

لہذا جب کسی کی منظوری آ جاتی ہے۔ کہ اس (خوش قسمت شخص) کو ولایت عطا ہو گئی ہے۔ تو وہ احکامات جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی ؒ تک منتقل (Convey) ہو جاتے ہیں۔ اور اس آدمی کے شانے (کندھے) پر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ؒ اُس وقت وہ مہر (یعنی مہرِ ولایت) ثبت کر دیتے ہیں۔ جب وہ آدمی سو رہا ہو۔ پھر اُس آدمی کو اس (مہرِ ولایت) کا پتا اس طرح چلتا ہے۔ کہ! تین چار دن اُسے اپنے شانے پر کھجلی محسوس ہوتی ہے۔ اور وہ بار بار وہاں کھجاتا ہے۔

میرے (عبدالرؤف بلوچ کے) خیال میں جب کسی کو ولایت عطا ہونے لگتی ہے۔ تو اُس شخص میں چند کیفیات ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ جیسے کہ! اُس شخص کو اپنے عیب اور چھوٹی بڑی خامیاں نظر آنے لگتی ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کا خواستگار رہتا ہے۔ اُس شخص پر سکوت وتحیر طاری ہو جاتا ہے۔ اُس میں گناہوں سے نفرت اور خوش خلقی کی خوبیاں نمایاں ہونے لگتی ہیں۔ وہ شخص تنہا اور خاموش رہنے لگتا ہے۔ وہ شخص جو سوچتا ہے۔ وہ کام خود بخود ہو جاتا ہے۔ واقعات کا اُس کو قبل از وقوع پتہ چلنے لگتا ہے۔ وہ لوگوں سے بھاگتا ہے، مگر لوگ اُس کے اردگرد جھمگٹا بنائے رکھتے ہیں۔ بہر حال! اِسی طرح کی اور بھی کچھ خوبیاں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔۔۔

(قبلہ شاہ صاحب مزید فرماتے ہیں۔ کہ!) اس میں سلسلہ (یعنی کسی سلسلہء طریقت مثلِ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ) کی کوئی قید نہیں۔ یہ تو ہم نے اپنی سہولت کے لئے سلسلوں (یعنی سلاسلِ طریقت) کو مختلف نام دے دیئے۔ اصل میں ہماری عقیدت نے یہ تفریق پیدا کر دی۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ؒ اس مہرِ ولایت کے نگران (Custodian) ہیں۔ اور وہی مہر ثبت کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی ؒ کا یہ تصرف پورے کرہء ارض کے لئے ہے۔ روحانیت میں فاصلے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ دنیا کے کسی کونے میں بھی کسی کو ولایت ملے۔ مہرِ ولایت حضرت نظام الدین ؒ ہی لگاتے ہیں۔

یہ فقیر البلوشی قارئین کی خدمت میں نہایت اَدب سے حضرت موصوف جناب سید سرفراز احمد شاہ صاحب سے اس بات پر معمولی سا اختلاف رکھتا ہے۔ کہ! حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی ؒ مہرِ ولایت کے نگران ہیں۔ کیونکہ! مَیں نے بذاتِ خود کئی بزرگوں سے سنا ہے۔ اور خود پڑھا بھی ہے۔ کہ! جب اللہ تعالیٰ کسی خوش نصیب انسان سے راضی ہو کر اسے مقام رضا پر متمکن فرما دیتا ہے۔ تو وہ بندہ پہلے سماوی اور پھر ارضی ملائکہ کو بھی پسند آنے لگتا ہے۔ پھر آنحضور نبی مکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے اذن و منشاء سے اس شخص کی ولایت کی منظوری عطا فرماتے ہیں۔ آنحضور ﷺ اُس کے ولایت کے احکامات حضرت علی المرتضیٰ ؓ کو جاری فرماتے ہیں۔ پھر حضرت علی المرتضیٰ ؓ خود حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ کو وہ احکامات عطا فرما دیتے ہیں۔ پھر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ اُس خوش نصیب کو حضرت علی المرتضیٰ ؓ کے حکم سے ولایت عطا فرما دیتے ہیں۔ کیونکہ! تابعین کے بعد تمام اولیاء اللہ میں غوثیت عظمیٰ کا تاج جناب پیرانِ پیر کو عطا ہوا ہے۔ اور حضرت امام مہدی ؓ تک ولایت کے ذمہ دار اور نگران ہیں۔ اس طرح وہ ولی اللہ (اللہ تعالیٰ کا دوست) بن جاتا ہے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ! ولایت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی منشاء سے کسی کو تفویض ہوتی ہے۔ ولایت ملنے میں کسی کی عبادت و ریاضت یا نسبی و پدری حسب و نسب یا شجرہ وغیرہ کی کوئی اہمیت نہیں۔ کیونکہ! اگر یہ کہا جائے۔ کہ! فلاں کو ولایت اس کی عبادت و ریاضت یا اُس کے پیر و مرشد کی مرضی سے یا ذکر اذکار، صوم و صلوٰۃ، نماز و تسبیحات یا تقوٰی اختیار کرنے سے ملی ہے۔ تو جاننا چاہیئے۔ کہ! ہر اَمر میں جب تک اللہ تعالیٰ کی منشاء و رضا شاملِ حال نہ ہو۔ بندہ ہزار کوشش بھی کر لے۔ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ بہر حال ہر کسی کی اپنی رائے اور اپنے خیالات ہیں۔ میں کمترین بندہ کسی پر اپنی بات کو تھوپنے کا ہرگز ہرگز مجاز و متقاضی نہیں ہوں۔ جس کو جو بہتر لگے۔۔۔

بعض اہل اللہ کی شان :

حضرت سیدی عبدالوہاب الشعرانی ؒ اپنی کتاب ''طبقات امام شعرانی'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! رات کے مرد ہی اصل میں مرد ہیں۔ جب بھی وقت میں تاریکی آتی ہے۔ تو کازمًا ولی کا نور قوت پاتا ہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ کا دوست (یعنی ولی اللہ) اللہ تعالیٰ کے حضور ایسے ہے۔ جیسے شیرنی کا بچہ اس کی گود میں۔ کیا تو سمجھتا ہے۔ کیا وہ شیرنی اپنا بچہ اس کے لئے چھوڑ دے گی۔ جو اسے ہلاک کرنا چاہتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی قَسم! ہرگز نہیں! اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں۔ جن کے افعال اس کے افعال کے ساتھ ہیں۔ جن کے اوصاف اس کے اوصاف کے ساتھ ہیں۔ اور ان کی ذات اس کی ذات کے ساتھ محو و مستغرق ہو گئی ہے۔ اور اس نے انہیں ایسے ایسے اَسرار سپرد فرمائے ہیں۔ کہ جنہیں عام اولیاء اللہ تو سن بھی نہیں سکتے۔ **من عرف نفسه فقد عرفه ربه** ۔ کے معنیٰ بھی یہی ہیں۔ کہ! جس نے اپنے نفس کو ذلت اور عاجزی کے ساتھ پہچان لیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کو عزت اور قدرت کے ساتھ پہچان لیا۔

ولی کو ولی کی پہچان ہونا :

صاحب لطائفِ اشرفی فرماتے ہیں۔ کہ! ایک دن حضرت شیخ محمد ابن کبیر ؒ (المعروف حضرت درِ یتیم ؒ) نے حضرت قدوۃُ الکبرٰی ؒ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا۔ کہ! اقوالِ مشائخ میں آیا ہے۔ کہ! **ولی را ولی می شناسد** ۔ (ولی کو ولی پہچانتا ہے) اور ایک حدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے۔ **اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری** ۔ (ترجمہ) میرے اولیاء (یعنی اولیاء اللہ) میری قُباء کے نیچے ہیں۔ اِن کو سوائے میرے کوئی نہیں پہچانتا۔ اولیاء اللہ کے مذکورہ قول سے عدمِ انحصار ثابت ہوتا ہے۔ یعنی کہ جس کے پاس نورِ ولایت موجود ہے۔ (صِرف) وہی اولیاء کو دیکھ سکتا ہے۔ اور اصفیاء تک بھی اس کی رسائی ہو سکتی ہے۔ اور حدیثِ قدسی سے حصر و انحصار کا اظہار ہوتا ہے۔ کہ سوائے حق تعالیٰ کے کوئی دوسرا اِن اولیائے کرام کو جو قبائے عزت کے ساکنین ہیں۔ نہیں دیکھ سکتا۔ اِن **مختلفُ المعانی کلمات** میں تطبیق کیسے ہو سکتی ہے۔

اولیائے مکتوم :

حضرت قدوۃُ الکبرٰی ؒ نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ احتمال ہے۔ کہ ان اولیائے کرام سے مراد اولیائے مکتوم ہیں۔ یعنی وہ چار ہزار اولیاء اللہ جو باری تعالیٰ کے قبائے عزت میں مجوب ہیں۔ اور حق تعالیٰ کے ماسوا کوئی دوسرا اِن سے آگاہ نہیں۔ اِن کے احوال کا جمال ہمیشہ غیروں سے مخفی رہتا ہے۔ اور یہ گمان غالب ہے۔ کہ غیروں سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو اَسرارِ ولایت سے محروم ہیں۔ اور انوارِ ہدایت سے مہجور ہیں۔ اور وہ حضرات جو اپنے اوصاف جمیلہ کی فنائیت کے بعد یعنی اپنی قدرت، ارادت سمع اور بصر کو حق تعالیٰ کی قدرت، ارادت، سمع و بصر میں فنا کر چکے ہیں۔ اور قربِ نوافل کی منزل (جس میں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کی زبان، کا ہاتھ، پاؤں اور فعل بن جاتا ہے) پر فائز المرام اور متمکن ہیں۔ یا اس گروہ کے برعکس وہ حضرات جو قربِ فرائض حاصل کر چکے ہیں۔ یعنی اربابِ قربِ نوافل و صاحبانِ قربِ فرائض میں سے کوئی بھی گروہ ہو۔ وہ اغیار میں داخل نہیں ہیں۔

حضرت قدوۃُ الکبرٰی ؒ نے فرمایا۔ کہ اولیائے مکتوم دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں۔ جن کے بارے میں ابھی بیان کیا گیا ہے۔ اور ایک طائفہ ایسا بھی ہے۔ کہ وہ ہمیشہ بیگانگی کے پیراہن میں ملبوس رہتے ہیں۔ (یعنی کہ عام اولیاء اللہ اور فقراء کے ظاہری احوال کی طرح اُن کی حالت و کیفیت نہیں ہوتی) چنانچہ جو غیر ہیں۔ وہ انہیں نہیں پہچان سکتا۔ (اسی ضمن میں) شیخ محمد شنگرف سے منقول ہے۔ کہ!

جب سلطان محمود غزنوی ؒ کے والدِ محترم جناب امیر سبکتگین ؒ ہرات شہر میں پہلے مرتبہ تشریف لائے۔ تو اس کے لشکریوں میں سے ایک سپاہی نے ایک دہقان (کسان) سے گھاس کا گھٹا خریدا۔ اور اس کی پوری قیمت ادا کی۔ اور نہایت مہربانی سے پیش آیا۔ اور اس دہقان سے کہا۔ کہ تم میرے گھوڑے کے لئے پھر گھاس لے کر آنا۔ اسی طرح سے جب گھاس کی خرید و فروخت (سپاہی اور دہقان کے مابین) جاری رہی۔ تو اس دہقان کے والد کی اس سپاہی سے دوستی ہوگئی۔ اسی زمانہ میں عید قرباں (عیدالاضحیٰ) کا یومِ عرفہ (یومِ حج) آ گیا۔ اس دہقان نے کہا۔ کہ آج کے دن لوگ حج ادا کر رہے ہوں گے۔ کاش میں بھی آج وہاں ہوتا۔ تو سپاہی نے کہا۔ کہ اگر تم چاہو۔ تو میں تمھیں وہاں پر پہنچا دوں؟ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔ اس نے وعدہ کر لیا۔ کہ وہ اس بات کا کسی سے ذکر نہیں کرے گا۔ اس لشکری (سپاہی) نے اسی دن اسے عرفات کے میدان میں (بکرامتِ طی الارض بحفاظت پہنچا دیا۔ دونوں نے حج ادا کیا۔ اور پھر واپس آ گئے۔ دہقان نے (حسرت و حیرت سے) کہا۔ کہ مجھے سخت تعجب ہے۔ کہ آپ ؓ اس حال (بزرگی و کرامت) کے مالک ہیں۔ اور سپاہیوں میں شامل ہیں۔ صاحبِ حال سپاہی نے کہا۔ کہ اگر مجھ جیسے لوگ لشکر میں نہ ہوں۔ تو پھر تم جیسے کمزور اور ضعیف لوگوں کی دادرسی کون کرے گا؟ اگر لشکری کسی عورت کو زبردستی لے جائیں۔ تو اس عورت کو ان ظالموں کے ہاتھ سے کون چھڑائے گا ؟ (اسی لئے تو ہم عوام الناس کی خدمت اور دادرسی و معاونت کے لئے شاہی لشکر کی سپاہ میں بطور سپاہی شامل ہیں) پھر آپ ؓ نے ارشاد فرمایا۔ کہ لوگوں کو چشمِ حقارت سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دوست (اولیائے مکتومان) محجوب رہتے ہیں۔ جب تک کہ (کسی میں اہلیت و خاصیت) بصیرت و فراست صادق نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اختیار نہ جتاؤ۔ کہ شاید نتیجہ میں خود اپنے ہی اوپر ظلم کرو۔ تقریباً زبان گوہرفشاں سے فرمایا۔

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر تو چہ دانی کہ دریں گرد سواری باشد

پھر حضرت قدوۃُ الکبرٰی ؒ نے مزید ارشاد فرمایا۔ کہ! مَیں نے حضرت شیخ علاؤ الدین سمنانی ؒ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ! جو کوئی ولایت کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ اور مخلوق کی نگاہوں سے اس کو چھپا دیتا ہے۔ پس ”اولیاء تحت قبائی“ کے بھی یہی معنی ہیں۔ اور یہ قبا بشریت کی صفت ہے۔ کپڑے وغیرہ کا پردہ نہیں۔ اور بشریت کا خاصہ نہیں۔ کہ ان کا عیب بیان کرے۔ یا ان کے ہنر کو لوگوں کی نظر میں بشکلِ عیب ظاہر کیا جائے۔ (کیونکہ) **لا یعر فھم غیری** کے یہی معنی ہیں۔ کہ جب تک کسی کے باطن کو اللہ تعالیٰ نورِ ارادت سے منور نہیں فرماتا۔ اس وقت تک وہ ولی اللہ کو نہیں پہچانتا۔ پس حقیقت میں شناخت تو وہ نور کرتا ہے نہ کہ انسان۔ (یعنی کہ جب نور ہی نے شناخت کی۔ تو اس کا مطلب ہے۔ **لا یعر فھم غیری** ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے شناخت فرمائی۔)

یہ ارشادِ گرامی بھی حضرت شیخ علاؤ الدین سمنانی ؒ کا ہے۔ کہ درویش لوگ جو کہ کام میں مشغول ہیں۔ مناسب ہے۔ کہ ناکاروں کے لئے اُن تک آنے کو راستہ ہی نہ ہو۔ کیونکہ ایک بے کار آدمی کام کے کرنے والے صد آدمیوں کو بھی بے کار کر دیتا ہے۔

یہی حدیثِ قدسی مکمل طور پر کتاب **کشف المحجوب** (حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری ؓ) اور کتاب **احیاء العلوم** (حضرت امام غزالی ؒ) میں یوں ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیلِ امین ؑ سے فرمایا۔ اور حضرت جبرائیل ؑ نے آنحضور ﷺ کو بتایا۔ کہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **اولیائی تحت قبائی لا یعر فھم غیری الا اولیائی۔** (ترجمہ) میرے دوست (اولیاء اللہ) میری قبا ( ) کے اندر ہیں۔ انہیں میرے اور میرے دوستوں کے ماسوا کوئی نہیں جانتا۔

صاحب ولی مکتومان کے ضمن میں صاحبِ **کشف المحجوب** (حضرت داتا گنج بخش ؓ) فرماتے ہیں۔ کہ! مکتومان یعنی اولیائے پوشیدہ جو کہ دراصل مجموعی طور پر چار ہزار ہیں۔ ہر زمانے میں ہوتے ہیں۔ یہ ایک دوسرے کو جانتے پہچانتے بھی نہیں ہیں۔ اور نہ ہی اپنے حال کے جمال کو پہچانتے ہیں۔ وہ کل احوال میں اپنے آپ سے اور خلقِ خدا سے مستور (پوشیدہ) ہیں۔ اِسی ضمن میں لطائفِ اشرفی میں لکھا ہوا ہے۔ کہ! اکثر مکتومان (اولیائے مخفیہ) غیر آشنا ملبوسات میں ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ جنہیں موحد اہلِ باطن کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں پہچانتا۔

مَردے باید کہ باشد شہ شناس تا شناسا شہء او ہر لباس

بادشاہ کو پہچاننا مَرد کا کام ہے۔ کہ ہر لباس میں اُسے (بادشاہ کو) پہچان لے۔

ولایتِ مطلقہ اور ولایتِ مقیدہ:

صاحب مرآۃ الاسرار فرماتے ہیں۔ کہ! غوث الوقت حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی ، حضرت علی المرتضیٰؓ کے دیوان کی شرح اور مشائخ متقدمین سے لطائفِ اشرفی میں یوں روایت کرتے ہیں۔ کہ! ولایت کی چار اقسام ہیں۔

☆ اول ولایت مطلقہ (جو نبوت کا باطن ہے) ☆ دوئم ولایت مقیدہ ہر نبیؑ (جو ہر نبیؑ کی انفرادی شان وحقیقت پر مبنی ہے)

☆ سوئم ولایتِ مطلقہ ہر نبیؑ ☆ چہارم ولایتِ مطلقہ عامہ۔

پہلی قسم کی ولایت کا خاتمہ حضرت علیؓ خود ہیں۔ اِسی لئے ہی تو آپؓ نے یہ فرمایا۔ کہ! اگر چاروں آسمانی کتابوں والے جمع ہو جائیں۔ تو میں اِن میں سے ہر ایک کو اس کی اپنی ہی کتاب سے حکم کر سکتا ہوں۔ دوسری قسم کے ولایت کے خاتمہ یعنی خاتمِ ولایتِ مقیدہ بہ محمد ﷺ ،بقول حضرت شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربیؒ خود ہیں۔ تیسری قسم کے ولایت کے خاتمہ یعنی خاتمِ ولایت مطلقہ محمدی ﷺ حضرت امامِ مہدیؑ ہوں گے۔ جو دراصل آنحضور ﷺ کی نسل میں سے ہوں گے۔ چوتھی قسم کے ولایت کے خاتمہ یعنی خاتمِ ولایت مطلقہ عامہ کے خاتم حضرت عیسیٰؑ ہیں۔ کہ جن کے زمانی با برکت میں حضرت امام مہدیؑ ہوں گے۔

اِسی ضمن میں حضرت میر سید علی ہمدانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ خاتمِ ولایت مقیدہ بہ محمد ﷺ قطبِ محمدؐ کے مرتبہ پر پہنچتا ہے۔ اور خاتم ولایت مطلقہ محمد ﷺ درحقیقت آنحضور ﷺ کے مرتبے پر پہنچتا ہے۔

ولی کون ہوتا ہے ؟

حضرت داتا صاحبؒ اپنی کتاب کشف المحجوب میں فرماتے ہیں۔ کہ! لفظ ولایت کی تحقیق میں اولیائے کرام اور مشائخِ عظامؒ نے بہت سے رموز (مفاہیم اور اصطلاحات) بیان کئے ہیں۔ جیسے کہ!

☆ حضرت ابوعلی جرجانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ولی وہ ہے۔ کہ وہ اپنے حال سے فانی اور مشاہدہ حق کے ساتھ باقی ہو۔ اس کے لئے ناممکن ہے۔ کہ وہ اپنے حال کی کسی کو کچھ خبر دے سکے۔ اور سوائے ذاتِ حق کے غیر سے آرام پائے۔

☆ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ولی وہ ہے۔ کہ! جس کو خوف نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ خوف تو اس چیز سے ہوتا ہے۔ کہ جس کے آنے سے دل کراہت محسوس کرتا ہے۔ کہ یہ آئندہ زمانہ پر وارد ہو۔ یا اس سے خائف ہے۔ کہ زمانہ آئندہ میں وہ جو محبوب اس وقت موجود ہے۔ چلا جائے گا۔ ولی ابن الوقت یعنی صاحب الوقت ہوتا ہے۔ اس کو آئندہ ایسا وقت (درپیش) نہیں۔ کہ جس سے وہ ڈرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خود قرآنِ حکیم میں فرماتا ہے۔ **الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحز نون** ۔ (سورہ یونس۔ آیت نمبر 62) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! خبردار رہو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء (دوستوں) کو نہ خوف ہے نہ غم۔ جس طرح کہ ولی کو خوف نہیں ہوتا۔ اسی طرح ولی کو (اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی سے کسی قسم کی کوئی) اُمید بھی نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ رجا وہ اُمید ہے۔ جس میں آئندہ محبوب کے ملنے کی امید ہو۔ یا پھر اس امر کی امید ہو۔ کہ جو سختیاں (بصورتِ مصائب ومشکلات اور آزمائشیں) آرہی ہیں۔ وہ اس سے ٹل جائے۔ اور ولی کا یہی وہ وقت ہوتا ہے۔ (کہ اِن مصائب ومشکلات اور آزمائشوں کے باوجود) اسے کوئی غم نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ غم تو کدورت سے ہوتا ہے۔ تو جو رضا کی روشنی میں آ گیا۔ اور موافقت کے باغ میں متمکن ہو گیا۔ اسے (بھلا) کب غم ہو سکتا ہے۔

☆ حضرت ابوعثمان مغربیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ولی مخلوق میں مشہور (تو) ہوتا ہے۔ لیکن مخلوق کے ساتھ مبتلا نہیں ہوتا۔

☆ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کے بارے میں ایک حکایت ہے۔ کہ! آپؒ نے ایک شخص کو فرمایا۔ کہ کیا تو چاہتا ہے؟ کہ تُو اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سے ولی ہو۔ اُس شخص نے عرض کیا۔ ہاں! میں چاہتا ہوں۔ تو آپؒ نے فرمایا۔ کہ! دنیا اور عقبیٰ (آخرت) کی کسی شئے سے رغبت نہ کر۔ اس لئے کہ دنیا سے رغبت کرنا اپنے رب کریم ورحیم سے اعراض کر کے باقی شئے کی طرف جانا ہے۔

☆ حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ولی وہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے امر و نہی پر صبر کرے۔

ولی کی حقیقی تعریف :

صاحب مرآۃ الاسرار فرماتے ہیں۔ کہ! ولی کی تعریف کے ضمن میں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ولی وہ ہوتا ہے۔ جو حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کی عظیم ترین ذات اور اُس کی ذاتی صفات کا عارف ہو۔ طاقتِ بشری کے مطابق اور اِس عرفان کے باوجود ظاہری و باطنی طاعت و

عبادت کا مکمل پابند ہو۔ اور ظاہری و باطنی معصیت سے اجتناب کرتا ہو۔ (لیکن یاد رہے۔ کہ) ولی کے لئے کرامات وخرق عادات کا ظہور اُس کی ولایت کی نشاندہی کے لئے شرط نہیں ہے۔ مگر عصمت شرطِ ولایت ہے۔ لیکن ولی محفوظ ہوتا ہے۔ جبکہ نبی معصوم۔

ہمارے پیارے نبی مکرم ﷺ تین مرتبے رکھتے ہیں۔ 1۔ ولایت۔ 2۔ نبوت۔ 3۔ رسالت۔

کیونکہ انخضرت امام المرسلین ﷺ نے فرمایا۔ **اول ما خلق الله نوری**۔ (ترجمہ) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔ پس تمام انبیائے کرامؑ اور اولیائے عظام کے انوار نورِ محمدی ﷺ سے پیدا ہوئے ہیں۔ نیز تمام اولیاء اہلِ کشف اِس بات پر متفق ہیں۔ کہ تمام حضراتِ انبیائے کرامؑ وجمیع رُسُلؑ دراصل حضرت محمدِ مصطفیٰ ﷺ کے نائب تھے۔ چنانچہ آنخضرت ﷺ نے فرمایا۔ کہ!

کنت نبیاوآدم بین الماء والطین۔ میں (اُس وقت بھی) نبی تھا۔ جب حضرت آدمؑ پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔

یعنی کہ رسول اللہ ﷺ کے کہنے کا مفہوم ہے۔ کہ! میں اُس وقت بھی بفضلِ خدا اپنی نبوت و رسالت سے بخوبی آگاہ و آشنا تھا۔ جبکہ آپ ﷺ ایجادو اجسام سے قبل جب حالتِ روح میں تھے۔ اور دنیا میں تمام انبیائے کرامؑ (از حضرت آدمؑ تا حضرت عیسیٰؑ) درحقیقت آنخضرت نبی مکرم ﷺ کا نور اور عکس ہیں۔ جو آپ ﷺ کی روحانیت سے ہر زمانے تک جو بھی رسولؑ پہنچتا رہا۔ اور اپنے دور کے رسولؑ کی شریعت میں ظاہر ہوا۔ چونکہ اُس وقت ہمارے نبی اکرم ﷺ اِس دنیا میں ظاہر تو نہیں ہوئے تھے۔ لیکن اُن کے زمانے کی شریعت بھی آنخضور ﷺ ہی کی شریعت کا عکس تھی۔ جیسے کہ آنخضرت ﷺ نے فرمایا۔ **علمت علم الاولین والآخرین**۔ (یعنی کہ! مجھے اولین وآخرین سب کا علم دیا گیا ہے۔) اور روزِ قیامت تک سب آپ ﷺ کا ملک ہے۔ اور دنیا کے وجود سے ہمیشہ تک آپ ﷺ کا حکم چلے گا۔ جیسے کہ موجودہ دور میں چند اولیائے عظام کا حکم چلتا ہے۔ چونکہ حضورِ پاک ﷺ کی اس عظیم المرتبت اُمت کے اولیائے کرامؒ حقیقی وارث ہیں۔ اِسی لئے جو بھی ولی اللہ آنخضرت ﷺ کی خصوصیت کا وارث ہو۔ اُسے محمدی کہتے ہیں۔ اور جو حضرت عیسیٰؑ کی ولایت کا وارث ہوا۔ اُسے عیسوی کہا جاتا ہے۔ **علی هذا القیاس**۔۔

وجودِ ذات سے باہر نکل کے دیکھوں تو ذرا
نہ کوئی غیر تیرا نہ کوئی رقیب تیرا

فلاں ولی کا فلاں نبیؑ کے قدم مبارک پر ہونے کا مطلب :

صوفیائے عظام کی اصطلاح میں یہ کہا جاتا ہے۔ کہ! فلاں ولی اللہؒ کا قدم فلاں نبیؑ یا پھر رسولؑ کے قدم مبارک پر ہے۔ یعنی کہ وہ ولی اللہ علوم وفنون، تجلیات، عادات واطوار اور مقامات واحوال جو اُس پیغمبرؑ سے مخصوص ومنسوب ہیں۔ اُس ولی کو اُس پیغمبرؑ کی معاونت حاصل ہے۔ لیکن یہ تمام اولیاءؒ مشکوٰۃ محمدی ﷺ سے ہیں۔ پس وہ ولی مثلاً محمدی ہے، موسویؑ ہے، عیسوی ہے۔ **علیٰ هذا القیاس** ---۔ یاد رہے۔ کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے بھی یہی کلمہ حق بلند کیا۔ کہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔۔۔

ولایتِ محمدی ﷺ کی اقسام :

جاننا چاہیئے کہ! ولایتِ محمدی ﷺ کی تین اقسام ہیں۔ پہلی قسم کی ولایت تمام تصرفات کی جامع ہے۔ جو کہ قطب کا خاصا ہے۔ دوسری قسم کی ولایت ظاہری ہے۔ اس ولایت کے تصرف ظاہری کی دو اقسام ہیں۔ جو کہ سلاطین کا خاصا ہے۔ اِس ولایت کی تین اقسام ہیں۔ ایک وہ جو مقرون بخلافت ہو، دوسری وہ جو مقرون بخلافت نہ ہو۔ اور تیسری قسم کی ولایت وہ ہے۔ جو تصرف ظاہری اور باطنی کی جامع نہ ہو۔

مگر وہ ولایتِ محمدی ﷺ جو کہ درحقیقت تمام انبیاء والمرسلینؑ کی ولایت کی جامع ہے۔ اس ولایت کی صاحب فتوحاتِ مکیہ (حضرت شیخ اکبر ابنِ عربیؒ) کے قول کے مطابق چار اقسام ہیں۔ جبکہ ہر قسم کی ولایت کے لئے ایک خاتم ہوتا ہے۔ جن کی مختصر مگر جامع تفصیل یہ ہے۔ کہ!

ولایت کی پہلی قسم، جو ظاہری و باطنی تصرف کی جامع ہے۔ اور مقرونِ خلافت ہے۔ اِس ولایت کے خاتم خلیفۂ چہارم جناب حضرت مولا علی المرتضیٰؓ ہیں۔ اِسی ضمن میں حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے۔ کہ! رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا۔ **انا خاتم الانبیاء و انت یا علی خاتم الاولیاء**۔ (جیسے کہ) میں خاتم الانبیاءؑ ہوں۔ اور اے علیؓ! (بالکل اِسی طرح سے) تُم خاتم الاولیاء ہو۔ پس اِس خاتم کو خاتمِ کبیر کہتے ہیں۔ جو حضرت علیؓ کی شخصیت بابرکت ہیں۔

مرضی مولا میں جو انسان ڈھل جاتا ہے وہ نظر کر دے اگر تو پتھر بھی پگھل جاتا ہے

ولایتِ محمدی ﷺ کی دوسری قسم، جو ظاہری و باطنی تصرف کی جامع ہے۔ اور مقرونِ خلافت نہیں ہے۔ اِس ولایت کے خاتم جناب حضرت امام مہدیؓ ہیں۔ جو دراصل آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گے۔ آپؓ کا کا اسم گرامی ''محمد'' ہوگا۔ اور خلق میں حضرت محمدِ مُصطفیٰ ﷺ کی صورت کے

مانند ہوں گے۔ خلق اِن کے تابع فرمان ہوں گے۔ اِن کے بعد کوئی بادشاہ نہ ہوگا۔ پس یہ ولایت اِنہیں پر ختم ہوگی۔ ولایت کی یہ قسم خاتم صغیر کہلاتی ہے۔

ولایتِ محمدی ﷺ کی تیسری قسم، جو ظاہری و باطنی تصرف کی جامع تو نہیں ہے۔ بلکہ صرف تصرف معنوی (باطنی) سے مخصوص ہے۔ اور مقرونِ خلافت بھی نہیں ہے۔ اِس ولایت کے خاتم جناب حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربیؒ ہیں۔ ولایت کی یہ قسم خاتم اصغر کہلاتی ہے۔

ولایتِ محمدی ﷺ کی چوتھی قسم، جو ظاہری و باطنی تصرفات کی مکمل جامع ہے۔ بلکہ صرف تصرفاتِ ظاہری و باطنی اور ارض و سماء سے مخصوص ہے۔ اِن کے بعد کوئی ولی اللہ نہیں ہوگا۔ اور اِس قسم کی ولایت اِن کے ساتھ ہی ختم ہو جائے گی۔ اِس ولایت کے خاتم جناب حضرت روح اللہ عیسیٰؑ ہیں۔ ولایت کی یہ قسم خاتم اکبر کہلاتی ہے۔ (یہاں مرآۃ الاسرار کی عبارت ختم ہوتی ہے)

ولایت کا مزید بیان :

حضرت داتا صاحبؒ نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں فرماتے ہیں۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں واضح طور پر فرما دیا ہے۔ کہ! **الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم و لا یحزنون** ۔ (ترجمہ) خبردار ہو۔ بے شک! اللہ تعالیٰ کے دوستوں (یعنی اولیائے عظام) پر کوئی خوف اور غم نہیں۔ (سورہ یونس۔ آیت نمبر 62) اور فرمایا۔ **نحن اولیاء کم فی الحیوة الدنیا و فی الآخرة** ۔ (ترجمہ) ہم تمھارے دنیا اور آخرت کی زندگی میں مددگار ہیں (سورہ فصلت۔ آیت نمر 31)۔ اور فرمایا۔ **الله ولی الذین آمنوا** ۔ (ترجمہ)۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا مددگا (یعنی دوست) ہے۔ جو ایمان لائے (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر 257)

اسی ضمن میں ایک حدیثِ نبوی ﷺ بھی پیشِ خدمت ہے۔ کہ! آنحضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایسے بھی ہیں۔ جن پر انبیائے کرامؑ اور شہدائے عظامؒ غبط (یعنی رشک۔ برابری کی خواہش) کریں گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون ہیں؟ ان کی صفات بیان فرمائیں۔ شاید ہم ان سے محبت کریں۔ فرمایا۔ وہ ایک قوم ہے۔ جو بغیر مال و منال کو حاصل کئے اپنے رب کی خوشنودی میں خوش (خوشحال) رہتی ہے۔ ان کے چہرے منور ہیں۔ اور نوری منبروں پر بے فکر بیٹھے ہیں۔ وہ خائف نہیں ہوتے۔ جبکہ انہیں لوگ ڈرائیں۔ اور غمگین نہیں ہوتے۔ جبکہ لوگ انہیں غمگین کرتے ہوں۔ اور عوام گھبرا رہے ہوں۔ ایک حدیثِ قدسی میں حضور مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (کہ) جس نے میرے کسی ولی کو ایذا دی۔ اس نے اپنے لئے میری (جانب سے) جنگ جائز کر لی۔

یاد رہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے برہانِ نبوتؑ (نبوت کی حجت) کو آج تک باقی رکھا ہوا ہے۔ اور اولیائے کرام کو اس برہان کے اظہار کا سبب بنا دیا ہے۔ تاکہ ہمیشہ حق کے نشانات اور حضرت سید المرسلین ﷺ کی سچائی کی دلیل ہمیشگی کے ساتھ قائم و دائم رہے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اور ایسے خاص اولیاء اللہ کو عالم کا متصرف کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ تنہا اللہ تعالیٰ کی بات کے لئے وقف ہو گئے ہیں۔ یعنی اولیائے کرام کے اقوال اللہ تعالیٰ کی تائید میں ناطق ہیں۔ اور نفس کی متابعت کا راستہ ان پر بند ہو گیا ہے۔ تاکہ آسمان سے بارش انہیں کے قدموں کی برکت سے نازل ہو۔ اور ان کے احوال کی صفائی کی وجہ سے زمین سے نباتات اُگیں۔ اور مسلمان کی ادعیہ کی برکت و بدولت کفار پر نصرت و سبقت اور کامرانی حاصل کریں۔

حضور داتا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ! مجھے خود بھی بحمد للہ اس بحث میں متعدد احادیثِ نبوی ﷺ واضح طور پر پہنچی ہیں۔ لیکن وہ ان چار ہزار اولیائے کرام میں جو ارباب حل و عقد ہیں۔ جنہیں سرہنگانِ درگاہِ حق تعالیٰ کہا جاتا ہے۔ جو پاشیدہ رہتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو پہچانتے بھی نہیں۔ حتی کہ اپنے حال کی خوبی سے بھی ناواقف ہیں۔ اور تمام حالات میں خود اپنی ذات اور خلقت سے چھپے رہتے ہیں۔ بلکہ اس کے متعلق احادیث وارد ہوئی ہیں۔ اور اولیاء اللہ کا کلام اس پر ناطق ہے۔

مجھے خود بحمد للہ اس بات کے متعلق بھی خبر ملی ہے۔ جو لوگ عالم میں اہل تصرف اور درگاہ حق کے سر لشکر ہیں۔ وہ 300 ہیں۔ جن کو اخیار کہتے ہیں۔ 40 دوسرے ہیں۔ جن کو ابدال کہا جاتا ہے۔ 7 اور ہیں۔ کہ جن کو ابرار کہا جاتا ہے۔ 4 اور ہیں۔ کہ جن کو اوتاد (اوتاد الارض) کہا جاتا ہے۔ 3 اور ہیں۔ کہ جن کو نقیب (نقباء) کہا جاتا ہے۔ 1 اور ہے۔ کہ جس کو غوث اور قطب کہا جاتا ہے۔ یہ سب ایک دوسرے کو جانتے اور پہچانتے ہیں۔ اور نظام معاملات و امورِ تصرف میں ایک دوسرے کے اِذن و اجازت کے محتاج ہیں۔ اور اس پر احادیث ناطق ہیں۔ اور اربابِ حقیقت بھی اس بات پر متفق و متحد ہیں۔

ولایت کے مضمون کو مزید جاننے کے لئے ہم یہاں پر حضرت شیخ قطب الدین دمشقیؒ کی تصوف و اخلاق کی یگانہ روزگار، بلند پایہ کتاب ''**ارشاد الملوك ترجمه امداد السلوك**، ماخوذ از **رساله مكيه** سے اقتباس فیض حاصل کرتے ہیں۔ انشاء اللہ العظیم۔

حضرت شیخ دمشقیؒ فصل نمبر 20 کے تحت رقم طراز ہیں۔ کہ! جان لے کہ سرورِ کائنات ﷺ کی اُمتِ مرحومہ باقی تمام اُمم میں معزز و مقبول ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! **کنتم خیر امة** ۔ (اے اُمتِ محمدیہ ﷺ) تم سب اُمتوں میں بہتر ہو۔ نیز ارشاد فرمایا۔ کہ!

جعلنکم امۃ وسطا ۔ (ترجمہ) میں نے تم کو اُمتِ وسط (یعنی عادل) بنایا۔ (ماشاءاللہ وسبحان اللہ)

لہٰذا اقیامِ قیامت تک اِس اُمت میں ولایت قائم رہے گی۔ چنانچہ فخرِ رسل ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ! ''میری اُمت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِن کی مدد کی جائے گی۔ اور کسی کا مدد نہ کرنا ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔''

علمائے کرام کا اِس بات پر اتفاق ہے۔ کہ! وہ جماعت دین اور علم کے حاملین کا عظیم گروہ ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ آنخضرت رسالت مآب ﷺ نے بھی اِنہی کے لئے یہ دعا فرمائی ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر و تازہ رکھے۔ جس نے میرا کلام سُن کر اُسے محفوظ رکھا۔ اور پھر جیسا سُنا۔ ویسا ہی ادا کر دیا۔ اور دوسروں کو پہنچا دیا۔ نیز حضور ﷺ نے ان کو عدول فرمایا۔ اور ان کو تبلیغ کے احکام کا حکم دیا۔ چنانچہ آنخضرت ﷺ نے فرمایا۔ کہ! تم میں سے حاضرین کو چاہیئے۔ کہ غائبین کو پہنچا دیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ تبلیغ بدوں عدالت وثقاہت کے صحیح نہیں۔ اور اِس اُمت میں سب سے بہتر حضورِ انور ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی عظیم جماعت ہے۔ اِن کے بعد تابعین کی جماعت۔ پھر تبع تابعینؒ کی جماعت اور پھر اولیائے عظام کی جماعت ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ! سارے زمانوں میں بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر وہ جو اس کے متصل ہے۔ پھر وہ جو اُن کے متصل ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ سے ایک حکایت مروی ہے۔ کہ! جب انہوں نے صحائف میں حضورِ اکرم ﷺ کی عظیم المرتبت اُمت کی مدح وفضیلت ملاحظہ کی۔ تو دعا کی۔ کہ ''الٰہی! اِس گروہ کو میری اُمت بنا دے۔'' حکم الٰہی ہوا۔ کہ اِن کو تمھاری اُمت نہیں بناؤں گا۔ اِس لئے کہ وہ میرے حبیب ﷺ کی اُمت ہے۔ اِس کے بعد دوبارہ حضرت ابراہیمؑ نے یہ دعا کی۔ کہ! الٰہی اگر تو اِن کو میری اُمت نہیں بناتا۔ تو اُن کی زبان میرے حق میں سچی رکھیو۔ پس حضرت ابراہیمؑ کی یہ دعا قبول ہوئی۔ (کہ ساری اُمتِ محمدیہ ﷺ نے نبوت وخلعت میں حضرت ابراہیم نبیؑ کا اقرار کیا) اور یہی وجہ ہے۔ کہ! تمام اُمتِ محمدیہ ﷺ اپنی ہر نماز میں ''**التحیات**'' کے بعد درود وسلام میں آنخضور نبی مکرم ﷺ (مع آل) اور حضرت ابراہیم نبیؑ (مع آل) کا لازمی ذکر کرتی ہے۔ اِس طرح ہر مسلمان (جو کہ اربوں کھربوں کی تعداد سے تجاوز کر چکے ہیں۔ اور مزید قیامِ قیامت تک آتے بھی رہیں گے) تمام حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کو ہر نماز میں اللہ تعالیٰ کے ذریعے سے درود وسلام بھجتے رہتے ہیں اور بھیجتے رہیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

مزید برآں یہ کہ! جب حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ نے توریت میں اِس اُمت کی تعریف وتوصیف ملاحظہ فرمائی۔ تو خواہش ظاہر کی۔ کہ اِس جماعت کو میری اُمت بنا دے۔ حکم ہوا۔ کہ! اِن کو تمھاری اُمت نہیں بناؤں گا۔ (کیونکہ) وہ میرے حبیب ﷺ کی اُمت ہے۔ تب انہوں نے دعا کی۔ کہ پھر مجھ ہی کو اس اُمت میں داخل فرما۔ حکم ہوا۔ کہ! تمھارا ظہور اِن سے بہت دور ہے۔ کہ! تم اِن کے زمانہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ اِسی طرح سے جب حضرت عیسیٰ روح اللہؑ نے اِنجیلِ مقدس میں جب اِس اُمت کی توصیف وفضیلت ملاحظہ فرمائی۔ تو عرض گزار ہوئے۔ کہ الٰہی! اِس جماعت کو میری اُمت بنا دے۔ حکم ہوا۔ کہ! اِن کو تمھاری اُمت نہیں بناؤں گا۔ (کیونکہ) وہ میرے آخری پیغمبر ﷺ کی اُمت ہے۔ تب انہوں نے دعا کی۔ کہ پھر مجھ ہی کو اس اُمت میں داخل فرما۔ چنانچہ اُن کی یہ دعا قبول ہوگئی۔ کہ حق تعالیٰ نے اُن کو زمین سے آسمان پر زندہ اُٹھا لیا۔ یہاں تک کہ آخر زمانہ میں ان کو زمین پر اُتار کر اِس عظیم المرتبت اُمت میں داخل فرمایا جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

زمین و آسمان ہر دو شریفند — قلندر را دریں ہر دو مکاں نیست
نظر در دیدہ ہا ناقص فتادہ — وگرنہ یارِ من از کس نہاں نیست

ولایت کا مزید بیان : (سیدی عبدالوہاب الشعرانیؒ)

اولیاءاللہ کی اقسام کے ضمن میں سیدی عبدالوہاب الشعرانیؒ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ''طبقات امام شعرانی'' میں رقم طراز ہیں۔ کہ! اولیاءاللہ کی دو اقسام ہیں۔ صالحین اور صدیقین۔ پس صالحین انبیاءؑ کا بدل ہیں۔ جبکہ صدیقین رسلؑ کا بدل ہیں۔ اسی صالحین وصدیقین کے درمیان فضیلت کا بھی وہی معیار ہے۔ جو کہ انبیاءؑ اور مرسلینؑ کے درمیان ہے۔ اِن میں سے ایک گروہ ایسا ہے۔ جو کہ حضور نبی مکرم ﷺ کی طرف سے مادہ میں منفرد ہیں۔ جس کا کہ وہ عین الیقین کے ساتھ مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور وہ تعداد میں قلیل ہیں۔ جبکہ تحقیق میں کثیر ہیں۔ ہر ہر نبیؑ کا مادہ اور ہر ہر ولی کا مادہ دراصل آنخضور نبی کرم ﷺ ہی سے ہے۔ لیکن اولیاءاللہ میں سے بعض ان کے عین کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ جبکہ بعض سے ان کے عین اور ان کا مادہ مخفی رہتا ہے۔ پس وہ اسی میں ہی فنا ہو جاتا ہے۔ جو کہ اس پر وارد ہوتا ہے۔ اور اپنے مادہ کے طلب میں مصروف نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اپنے حال ہی میں محو و مستغرق رہتا ہے۔ اور اپنے وقت کے ماسوا کچھ نہیں دیکھتا۔ اور ان میں سے بعض کی

نورِ الٰہی کے ساتھ معاونت کی جاتی ہے۔ پس وہ اسی کے ساتھ ہی دیکھتے ہیں۔ حتی کہ انہیں تحقیق کے ساتھ اس بات کا عرفان حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ وہ دراصل کیا ہیں؟ اور یہ ان کی کرامت ہے۔ اور اس کا انکار صرف وہی کرتا ہے۔ جو کہ اولیاءاللہ کی کرامات کا انکار کرتا ہے۔ پس ہم (امام شعرانیؒ) عرفان کے بعد انکار سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے عاشق اور معشوق محبین کی منازل کا بیان :

سیدی عبدالوہاب الشعرانیؒ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ''طبقات امام شعرانی'' میں رقم طراز ہیں۔ کہ! محبّ کی پہلی منزل کہ جس سے وہ ترقی کر کے بلندی کی طرف چلتا چلا جاتا ہے۔ وہ ہے نفس۔ پس جب وہ اس کی تادیب اور ریاضت میں مصروفِ عمل ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی معرفت اور تحقیق تک جا پہنچتا ہے۔ اس مرحلے اور منزل کے عبور کرنے کے بعد اس پر دوسری منزل کے انوار چمکتے ہیں۔ اور وہ ہے قلب۔ پس جب وہ اس کی تادیب میں مصروف ہو جاتا ہے۔ یہوں تک کہ اسے بھی پہچان لیتا ہے۔ اور اس سے اس پر کچھ باقی نہیں رہتا۔ تو اس پر تیسری منزل کے انوار چکنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ہے روح۔ اور جب وہ اس کی بھی اصلاح میں مصروفِ عمل ہو رہتا ہے۔ اور اس کی معرفت اور عرفان مکمل ہو جاتا ہے۔ تو اس پر تھوڑا تھوڑا کر کے انتہائی حدوں تک یقین کے انوارات چمکتے ہیں۔ اور یہی عوام کا راستہ ہے۔

اَب رہا خواص کا طریق، تو اس کی تھوڑی سی ہی تشریح میں عقول مضحل ہو جاتے ہیں۔ اور جسے اللہ تعالیٰ اصلی عقل کے نور سے استعانت فرماتا ہے۔ وہ اس موجود کا بعین مشاہدہ کرتا ہے۔ جس کی اس بندے کی نسبت سے نہ کوئی حد ہے اور نہ ہی کوئی انتہا۔ بلکہ اس میں تو ساری کائنات ہی مضحل ہو جاتی ہے۔ پس کبھی وہ اس کائنات کا اس میں ایسے مشاہدہ کرتا ہے۔ جیسے کہ کوئی معمار ہوا میں سورج کے انوارات کے ساتھ کسی گھر کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور کبھی آفتاب کی روشنی کے جھروکے سے بدل جانے کی وجہ سے اس کا مشاہدہ نہیں کرتا۔ پس وہ سورج کہ جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے۔ نورِ یقین کے مادے کے بعد عقل لازم ہے۔ اور جب یہ نور مضحل ہو جاتا ہے۔ تو ساری کائنات ختم ہو جاتی ہے۔ اور یہ موجود باقی رہ جاتا ہے۔ پس کہیں تو فنا ہو جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی باقی بھی رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اس کے ساتھ کمال کا ارادہ کیا جاتا ہے۔ تو اس میں ایک خفیہ سی ندا دی جاتی ہے۔ جس کی آواز تو نہیں ہوتی۔ مگر اسے سمجھنے کے لئے اس کی معاونت ضرور کی جاتی ہے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ جو اسے غیر اللہ سمجھتا ہے۔ تو اس کا رب العزت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پس اس وقت وہ اپنی بے ہوشی سے بیدار ہوتا ہے۔ اور عرض کرتا ہے۔ کہ! اے میرے پروردگار! مجھے ثابت (قدم) رکھ۔ ورنہ میں ہلاک ہونے والا ہوں۔ پس وہ یقینی طور پر جان لیتا ہے۔ کہ یہ ایک ایسا سمندر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اسے اس سے کوئی نجات نہیں دلا سکتا۔ پس اس وقت اسے کہا جاتا ہے۔ کہ یہ موجود وہی عقل ہے۔ جس کے متعلق آنحضور نبی آخر الزماں ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ سب سے پہلے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔ ''عقل'' ہے۔ پس اس بندے کو اس موجود کے نور کے لئے عاجزی اور اطاعت عطا کی گئی۔ کیونکہ وہ اس کی حد اور انتہا پر قادر نہیں۔ تو جب اللہ تعالیٰ اپنے اسماء کے نور کے ساتھ اس بندے کی استعانت فرماتا ہے۔ تو یہ پلک جھپکنے میں سب کچھ (یعنی تمام منازل ولایت) طے کر لیتا ہے۔ یا پھر جیسے اللہ تعالیٰ چاہے۔ جس کے لئے چاہے۔ درجات بلند فرماتا ہے۔ پھر روحِ ربانی کے نور کے ساتھ اس کی معاونت فرماتا ہے۔ تو وہ اس موجود کو بخوبی پہچان لیتا ہے۔ پس روحِ ربانی کے میدان کی طرف ترقی کرتا ہے۔ پس یہ بندہ ان تمام احوال کے ساتھ جن سے کہ وہ متصف ہوا۔ اور جن سے کہ فارغ ہوا چلا جاتا ہے۔ اور ایسے باقی رہتا ہے۔ گویا کہ موجود ہی نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے اپنی صفات کے انوارات کے ساتھ زندگی عطا فرماتا ہے۔ پس اسے اس زندگی کے ساتھ اس وجودِ ربانی کی معرفت میں داخل فرما دیتا ہے۔ تو جب وہ اس کی صفات کی اصل مہک پاتا ہے۔ تو قریب ہے۔ کہ وہ چلا اُٹھے۔ **ھو اللہ**۔ تو جب اس کے ساتھ عنایتِ ازلی شامل حال ہوتی ہے۔ تو اسے ندا دیتی ہے۔ خبردار! یہ موجود وہی ہے۔ کہ کسی کو جائز نہیں۔ کہ اسے کسی صفت کیساتھ موصوف کرے۔ اور نہ ہی یہ کہ کسی شئے کے ساتھ کسی نہ اہل کے سامنے اس کی تعبیر کرے۔ لیکن وہ اس کے غیر کے نور کے ساتھ اسے پہچانتا ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ ستر ارواح کے نور کے ساتھ اس کی مدد فرمائے۔ تو وہ اپنے نفس کو ستر کے میدان کے دروزے پر بیٹھا ہوا پاتا ہے۔ پس وہ اپنی ہمت بلند کرتا ہے۔ تا کہ اس موجود کو پہچانے۔ جو کہ ستر ہے۔ پس وہ اس ادراک سے نابینا ہو جاتا ہے۔ پس اس کے تمام اوصاف ''**لا شــــیء**'' ہو جاتے ہیں۔ گویا کہ وہ کچھ بھی نہیں۔ تو جب اللہ تعالیٰ اپنے ذاتی نور کے ساتھ اس کی مدد فرماتا ہے۔ تو اسے باقی رہنے والی زندگی عطا فرماتا ہے۔ کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ پس وہ اس زندگی کے نور کے ساتھ تمام معلومات کو دیکھتا ہے۔ اور ہر شئے میں نورِ حق کو چمکتا ہوا پاتا ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں دیکھتا۔ پس اسے قریب سے ندا دی جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ نہ کھانا۔ کیونکہ مجحوب تو وہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ حجاب میں رہا۔ کیونکہ محال ہے۔ کہ اسے اس کا غیر حجاب میں میں رکھے۔ اسے وہاں ایک ایسی زندگی عطا ہوتی ہے۔ جسے کہ اللہ تعالیٰ نے وہاں ودیعت فرمایا

ہے۔ پھر کہتا ہے۔ اے میرے پروردگار! میں تجھ سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں۔ حتی کہ تیرا غیر نہ دیکھوں۔ یہ علی الاعلیٰ کے دربار کی طرف ترقی کرنے کا راستہ ہے۔ اور یہی محبین کا راستہ ہے۔ جوکہ انبیاءؑ کا بدل ہیں۔ اور اس منزل کے بعد ان میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ جو بھی کچھ عطا فرماتا ہے۔ کوئی اس کا ایک ذرہ بھی بیان نہیں کرسکتا۔ اور اس کی (لاتعداد و بے شمار) نعمتوں پر سب خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ رہا محبوبین کا راستہ، جوکہ ان کے ساتھ مخصوص ہے۔ تو وہ اس سے اس کی طرف اس کے ساتھ ہی ترقی کرتا ہے۔ کیونکہ محال ہے۔ کہ اس کی طرف اس کے بغیر رسائی حاصل نہ ہوسکے۔ پس قدم کے بغیر ان کا پہلا قدم اس وقت ہے۔ جب ان پر اس کے نورِ ذات کی تجلی ہوتی ہے۔ پس انہیں اپنے بندوں کے درمیان غائب کردیتا ہے۔ اور انہیں خلوتوں کی محبت عطا فرماتا ہے۔ اور ان کے اعمالِ صالحہ حقیر ہوجاتے ہیں۔ اور ان کے ہاں (صرف اور صِرف) زمین و آسمان کا پروردگار ہی عظیم ہوتا ہے۔ پس وہ اس کیفیت میں ہوتے ہیں۔ کہ انہیں عدم کا لباس پہنا دیا جاتا ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہ تو ''لاشیءٔ'' ہیں۔ اس کے بعد ان پر ان کی اپنی ہی نظر سے غائب ہونے کی ظلمت لگادیتا ہے۔ پس ان کی نظر عدم ہوجاتی ہے۔ جس کی کوئی علت نہیں۔ پس تمام علتیں مٹ جاتی ہیں۔ اور ہر حادث زائل ہوجاتا ہے۔ پس کوئی حادث نہ وجود۔ بلکہ اس عدم کے بغیر کچھ بھی نہیں۔ کہ جس کی کوئی علت ہو۔ پس کوئی معرفت اس کے ساتھ متعلق نہیں ہوتی۔ معلومات مضمحل اور مرسومات ایسی زوال پذیر کہ ان میں کوئی علت نہیں۔ اور وہی باقی رہ گیا۔ جس کی طرف کہ اشارہ کیا گیا۔ جس کی کوئی وصف ہے نہ صفت اور نہ ہی کوئی ذات۔ اوصاف بھی مضمحل، اسماء وصفات بھی اسی طرح، اس کا نہ کوئی نام نہ کوئی صفت اور نہ ذات۔ پس اس وقت وہ ظاہر ہوا۔ جوکہ ہمیشہ سے ہی ظاہر رہا۔ جس میں کوئی علت نہیں۔ بلکہ اپنے اِر کے ساتھ اپنی ذات کے لئے اپنی ہی ذات میں ایسا ظہور پایا۔ کہ جس کی اولیت نہیں۔ بلکہ اپنی ذات سے اپنی ہی ذات کے لئے اپنی ذات کی نظر فرمائی۔ اور وہاں اس کے ظہور کے ساتھ بندہ ناچیز ایسی حیات متبرکہ پاتا ہے۔ کہ اس کی کوئی علت نہیں۔ اور اپنے ہی ظہور میں اول ہوا۔ کہ اس سے پہلے کچھ ظاہر نہیں۔ پس اس کے اوصاف کے ساتھ اشیاء پائی گئیں۔ اور اس کے نور کے ساتھ اسی کے نور میں ظاہر ہوئیں۔ پھر ایک سمندر کے بعد دوسرے سمندر میں غوطے لگاتا ہے۔ حتی کہ ستر کے سمندر تک رسائی حاصل کرلیتا ہے۔ پس جب ستر کے سمندر میں داخل ہوتا ہے۔ تو ایسا غرق ہوتا ہے۔ کہ پھر ابدالآباد تک کبھی اس سے نکلنا ممکن نہیں ہوتا۔ پھر اگر اللہ رحیم و کریم چاہے۔ تو اسے نبی مکرم ﷺ کے نائب کے طور پر اُٹھاتا ہے۔ اس کی بدولت اپنے بندوں کو زندہ فرماتا ہے۔ اور اگر چاہے۔ تو اسے چھپائے رکھتا ہے۔ اپنی مملکت میں جو چاہے، کرے۔ یہ خاص و عام کے راستے کا عنبر ہے۔ پس تو آگاہ رہ۔

ولایت کا مزید بیان :

حضرت غوث العالم مخدوم حضرت جناب میر اوحدالدین سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ کے ملفوظات بنام ''لطائف اشرفی'' میں مرقوم ہے۔ کہ! **قال الاشرف : الولایۃ ھی قیام العبد مع البقاء بعد الفناء و اتصافیہ بصفۃ التمکین والصفا .** ترجمہ : بندہ کا قائم رہنا بعد فنا کے بقاء کے ساتھ اور متصف ہونا صفتِ تمکین و صفا سے ولایت ہے۔

حضرت کبیر نے عرض کیا۔ کہ کیا آیاتِ بینات (قرآنِ کریم) میں کوئی ایسی آیت ہے۔ جوکہ اولیاء اور اِن کے گروہ عالیہ کی ولایت کے سلسلے میں مشعر و مظہر ہو۔ حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ کہ عالم ربانی حضرت امام عبداللہ الیافعی الیمنیؒ نے اپنی بعض تصانیف میں دس قرآنی آیات اور صحاحِ ستہ سے دس احادیثِ نبویہ ﷺ بیان فرمائی ہیں۔ اور اِن (آیات و احادیث) کو اس گروہ صوفیہ کی جلالتِ شان اور علو مرتبت پر دلیل بنایا ہے۔ حضرت قدوۃُ الکبرٰیؒ نے فرمایا۔ کہ بہت سی دلیلیں قرآنِ مجید میں اور احادیثِ نبوی ﷺ میں اس سلسلہ میں (بکثرت) موجود ہیں۔ لیکن بخیالِ اختصار صِرف تین آیات (نصوص) اور تین احادیث نبویہ ﷺ (یہاں پر) بیان کی جاتی ہیں۔ **فأ لئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین ... و کفٰی باللہ علیما ۔** (سورہ نساء۔ آیت نمبر 70-69) ترجمہ : وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا۔ انبیاءؑ، صدیقین، شہداء اور صلحاء ہیں۔ اور یہ اچھے رفیق ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کافی ہے جاننے والا۔ (قرآنِ مجید میں ہے۔ کہ!) **الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم ... ذٰلک ھو الفوز العظیم ۔** (سورہ یونس۔ آیت نمبر 64-62) ترجمہ : بے شک! اولیاء اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کے دوستوں) کے لئے نہ (کوئی) خوف ہے۔ اور نہ (ہی) وہ غمگین ہوں گے۔ وہ جو ایمان لائے۔ اور پرہیزگار ہیں۔ اِن کے لئے دنیا میں اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے کلمات میں تبدیلی نہیں ہے۔ اور یہ بڑی مراد پر پہنچنا ہے۔ (قرآن میں ایک اور جگہ آیا ہے) **ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم الستقاموا ... نزلا من غفور رحیم ۔** (سورہ حم السجدہ۔ آیت نمبر 32-30) ترجمہ : بے شک! جنہوں نے یہ کہا۔ کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔ اور انہوں نے اس پر صبرِ استقامت (اختیار) کی۔ تو اِن پر فرشتے (یہ کہتے ہوئے) نازل ہوتے ہیں۔ کہ تم مت ڈرو۔ اور غمگین مت ہو۔ اور اس جنت سے خوش ہوجاؤ۔ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ہم تمھارے دنیا کی

زندگی میں اور آخرت میں دوست ہیں۔ اور تمھارے لئے ہے اس میں۔ جو تمھارا جی چاہے۔ اور تمھارے لئے اس میں۔ جو مانگو۔ مہربانی بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔ لہذا چاہیئے۔ کہ ثابت قدم رہنا اور استقامت کے ساتھ چلنا سلوک و معرفت کے طالب و سالک کے لئے بہت ضروری ہے۔ تاکہ وہ اپنی منزل کو جلدی پہنچ سکے۔ اسی ضمن میں ایک حکایت بہت مشہور ہے۔ جس سے سبق لینا چاہیئے۔ کہ!

حکایتِ کیڑا :

حضرت خواجہ محبوب عالم شاہ صاحب نقشبندی سیدوی صاحب اپنی گراں مایہ تصنیف ''**خیر الخیر** معروف بہ **مرغوب السلوک**'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! بعض بزرگوں نے ایک کیڑے کی حکایت نقل کی ہے۔ کہ اس (کیڑے) کے دل میں یہ خواہش تھی۔ کہ میں خانہ کعبہ (کیونکر) پہنچوں۔ مگر خانہ کعبہ وہاں سے بہت دور تھا۔ وہ کیڑا اپنے دل میں خیال کیا کرتا تھا۔ کہ نہ تو میرے پَر ہیں۔ اور نہ ہی میرے پاس زور یا زَر۔ (آخر) میں کس طرح ایسی معظم جگہ میں جو مورد و مہبط تجلیات مسجود الیہ کی ہے۔ تک پہنچ سکوں گا۔ (وہ بیچارہ کیڑا) اسی خیال میں تھا۔ کہ اچانک ایک جگہ جہاں گندم اور کوئی غلہ گاہا گیا تھا۔ کبوتروں کا ایک غول آکر دانہ چگنے میں مشغول ہو گیا۔ جب دانہ چگنے سے فارغ ہوئے۔ تو ایک کبوتر نے کہا۔ کہ اَب جو کچھ چگنا ہے۔ جلدی چگ لو۔ کہاں خانہ کعبہ جہاں ہم نے جا کر اپنے بچوں کی خبر گیری کرنی ہے۔ اور وقت بہت قلیل ہے۔ اگر بہت ہی تیز اُڑیں گے۔ تو پہنچیں گیں۔ اس قدر دور دراز راستہ طے کرنا بہت مشکل امر ہے۔ (اتفاق سے وہ خواہش مند) کیڑا ابھی وہیں پر دانہ چگ رہا تھا۔ اسے حرص پیدا ہو گئی۔ کہ اگر ان کا ساتھ میسر ہو۔ تو میرا مطلب حاصل ہو جائے گا۔ پَر ان کے رہے۔ اور پنجہ میرا رہا۔ چنانچہ وہ جلدی جا کر ایک کبوتر کے پاؤں چمٹ گیا۔ اور کبوتر وہاں سے اُڑ گئے۔ کیڑا یہ خیال کرتا جاتا تھا۔ اگرچہ میرے پَر نہ تھے۔ لیکن میں نے اپنا پنجہ سخت مظبوط کر کے مار لیا۔ تو اس کبوتر کے پر بھی ہیں۔ جو مجھ کو (میری منزل مقصود تک) پہنچا دے گا۔ چنانچہ کبوتر خانہ کعبہ میں جا پہنچے۔ اور ایک نے دوسرے کو آوز دی۔ کہ طواف و زیارت خانہ کعبہ کی کر لو۔ کیڑا فوراً سمجھ گیا۔ کہ میری مراد اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی۔ **الحمد لله علٰی احسا نہٖ**۔ اس نے فوراً پنجہ چھوڑ دیا۔ اچانک کیا دیکھتا ہے۔ کہ خانہ کعبہ سامنے ہے۔ اور تجلیات کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ (اس طرح سے وہ کیڑا بنا پَر، زور اور زَر کے) اپنے مطلب کو پہنچ گیا۔ اور اس کیڑے نے اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا۔

آگے چل کر حضرت خواجہ محبوب عالم شاہ صاحب نقشبندی سیدوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ! جس طرح کہ اس کیڑے نے کبوتر کے پنجے مضبوطی سے پکڑ لئے۔ اور خانہ کعبہ میں ہنچ کر اپنے مُسود حاصل کر لیا۔ اگر کبوتر کی پرواز کے وقت وہ اپنے پنجے چھوڑ دیتا۔ تو ظاہر ہے۔ کہ! وہ کیڑا اپنے مقصود کو حاصل کرنے سے محروم رہتا۔ اور نہ صرف وہ محروم رہتا۔ بلکہ نیچے گر کر نیست و نابود ہو جاتا۔ اسی طرح اگر طالبِ مولا شہباز منازل طے کئے ہوئے کے دامن میں سختی سے چنگل مار لے۔ تو جہاں وہ پہنچے گا۔ وہیں وہ اپنے ساتھ اس کو لے جائے گا۔ اور اگر چنگل سست مارا۔ یا چھوڑ دیا۔ تو نیچے گر کر قعرِ دوزخ میں جا پہنچے گا۔ (بقول مولانا روم)

چوں تو کردی ذاتِ مرشد را قبول ہم خدا آمد زِ ذاتش ہم رسول ﷺ
نفسِ نتواں کشت الا ذاتِ پیر دامن آں نفس کش را سخت گیر

اَب اِسی ضمن میں تین احادیثِ نبویہ ﷺ بیان کی جاتی ہیں۔

1۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ جس نے میرے کسی ولی (دوست) سے دشمنی کی۔ اِس سے میرا اعلانِ جنگ ہے۔ اور میرے بندوں میں سے جس نے مجھ سے تقرب چاہا۔ اور اس نے کسی ایسی شئے کو مجھ سے تقرب کا ذریعہ نہیں بنایا۔ اس چیز کے مقابلے میں، جو مَیں نے اس پر فرض کیا ہے۔ اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے قرب (نزدیکی) حاصل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ پس جب اس کو دوست رکھتا ہوں۔ تو اس کی شنوائی (کانوں سے سننے کی اہلیت) ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی بینائی ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ دیکتا ہے۔ اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرے۔ تو (مَیں یعنی اللہ) پورا کروں گا۔ اور (وہ) پناہ مانگے۔ تو پناہ دوں گا۔ اور حدیث نبوی ﷺ مین'' **استعاذ ربی** '' بھی مروی ہے۔ ن اور ب دونوں سے۔ اور حدیث میں'' **اذ نتہ بالحرب**'' کے معنی ہیں۔ کہ میں خود اس سے جنگ کرنے والا ہوں۔

2۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ کہ! انہوں نے کہا۔ کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ بہت سے ایسے پراگندہ مو ہیں جو دروازوں سے دھکے دیئے جاتے ہیں۔ اس مرتبہ کے ہیں۔ کہ وہ کسی بات کے لئے قسم کھا لیں۔ تو اللہ تعالیٰ اِن کے قول کو سچا کر دیتا ہے۔

3۔ حضرت ابی ہریرہؓ سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ میری اُمت باراں کی مانند ہے۔ کہ معلوم نہیں

ہوتا۔ کہ اس کا اول اچھا ہے یا اس کا آخر بہتر ہے۔

اِس (آخری حدیثِ نبوی ﷺ) کی حقیقتِ جامعہ سے صادر ہوا یہی مفہوم معلوم ہوتا ہے۔ کہ! یہ اُمت محمدی ﷺ کسی زمانہ میں کسی وقت بھی اولیائے مشائخ اور علمائے راسخین سے خالی نہیں رہے گی۔ جو شریعتِ ظاہری کے کے علمبردار اور بطونِ حقیقت کے مظاہر ہیں۔ اور یہ اپنی عمدہ باتوں یا اچھے کاموں سے اُمت کو آدابِ شریعت وطریقت کا پابند کرتے ہیں۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ اس طائفہ مقدسہ کے اسلاف کا طریقہ عمل یہ رہا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے اعمال وافعال کے انوار کو اُن ریاضات ومجاہدات سے کہ جن کی شریعت میں ممانعت نہیں ہے۔ حاصل کر کے اپنے مریدین اور استفادہ کرنے والوں کے بطون کو متاثر اور منور کیا۔ وہ حکایات وروایات میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔ اس دور میں تصنیفات بھی کم تھیں۔ اور ''**لسان الحال انطق من لسان المقال**'' یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ کہ! زبانِ حال سے زبانِ قال زیادہ گویا ہوتی ہے۔ اور یہی حضرات حقیقت میں انبیاء ورسل ؑ کے واقعتاً ورثاء وخلفاء ہیں۔ اور یہی اربابِ حقائقِ توحید ہیں۔ اور یہی وہ لوگ ہیں۔ جو صادق فراست سے اور الہامات سے نوازے گئے ہیں۔ اور قیامِ قیامت تک رسولِ اکرم ﷺ کی مبارک سنتوں پر عمل پیرا رہنے والے ہوں گے۔ اور عالم ہمیشہ ان کے نورِ ولایت سے منور اور روشن رہے گا۔ اور ہر ایک زمانہ میں اس گروہ کے برگزیدہ اشخاص کو روشن نشانیوں (انعامات وکرامات اور فیوض وبرکات) کے ساتھ مہم پر نصب کیا گیا ہے۔ تا کہ وہ اس عظیم اُمت کی رہبری ورہنمائی کریں۔ اور لوگوں کو انسانی خواہشات کی پستی سے نکال کر خالقِ کائنات کی بندگی کی بلندی پر پہنچائیں۔

اہلِ تحقیق کی اصطلاح میں یہی طائفہ صوفیہ کے نام سے موسوم ہے۔ (درحقیقت یہی لوگ متصوفین یا صوفیاء کہلاتے ہیں) یہی وہ حضرات ہیں۔ جو رسولِ مکرم ﷺ کی کامل اتباع اور پیروی کے باعث مرتبہ وصول تک پہنچ گئے ہیں۔ اور اس کے بعد یہ حضرات اس منصب پر بطریقِ متابعت ماذون ومامور کئے گئے ہیں۔ کہ اتباعِ شریعت کی لوگوں کو دعوت دیں۔ جیسا کہ حضرت امام ابوالقاسم القشیری ؒ نے (اپنے رسالہ قشیریہ میں) فرمایا ہے۔ کہ! عہدِ اسلام میں کوئی زمانہ بھی ایسا نہیں گزرا۔ کہ اس میں اس گروہ صوفیہ کے مشائخ میں سے کوئی شیخ جو کہ توحید ومعرفت کے مرتبہ عالی پر فائز المرام ہو۔ موجود نہ رہا ہو۔ اور اس نے عوام کی امامت کا فرض ادا نہ کیا ہو۔ اور اس زمانہ کے آئمہ اور علماء اس شیخ کے مطیع نہ رہے ہوں۔ اور اس کے حضور میں انہوں نے عجز وانکساری نہ کی ہو۔ اور اس سے برکتیں حاصل نہ کی ہوں۔

حضرت نور العین ؒ نے حضرت قدوۃُ الکبریٰ کے حضور میں درخواست کی۔ کہ ''ولایت'' کے معنی سے آگاہ وسرفراز فرمائیں۔ تو حضرت قدوۃُ الکبریٰ ؒ نے فرمایا۔ کہ ولایت دراصل ولا سے مشتق ہے۔ جس کے معنیٰ قرب (نزدیکی) کے ہیں۔ ولایت دوطرح کی ہے۔ ولایتِ عامہ۔۔۔ ولایتِ خاصہ۔۔

ولایتِ عامہ اور ولایتِ خاصہ کا بیان :

ولایتِ عامہ : ولایت عامہ تو تمام اہل ایمان میں مشترک ہے۔ اور ہر صاحب ایمان اس میں شریک ہے۔ ولایت عامہ کو لطفِ الٰہی سے قرب ہے۔ اور اسی طرح تمام مؤمنین حق سبحانہ تعالیٰ کے لطف وکرم سے قریب ہوئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے استغفار کے ذریعے کفر سے ان کو نکال دیا۔ اور نورِ ایمان عطا فرمادیا۔ اور وہ اس کے قریب ہوگئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمت الی النور۔** ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا دوست ہے۔ جو ایمان لائے۔ اور ان کو وہ تاریکی (ظلمت) سے روشنی (نور) میں نکال کر لایا۔ یہ تھی ولایتِ عامہ۔۔۔

ولایتِ خاصہ : ولایت خاصہ اربابِ سلوک میں جو حضرات واصلانِ حق ہیں۔ ان کے لئے مخصوص ہے۔

وھی عبارۃ عن فناء العبد فی الحق وبقائہ. قالوا الولی ھو الفانی فیہ والباقی بہ.

ترجمہ۔ اور اس سے مراد بندے کے حق میں اور اس کی بقاء میں فناء ہونا ہے۔ اور کہا کہ ولی (اللہ تعالیٰ کا دوست) وہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ میں فانی ہو۔ اور اس کے ساتھ باقی ہو۔ سیر الی اللہ کا اختتام اس وقت ہوتا ہے۔ کہ درویش بادیہ وجود کو صدق کے قدموں سے یک بارگی طے کرلے۔ اور سیر فی اللہ اس وقت متحقق ہوگی۔ کہ اللہ تعالیٰ بندے کو وجودی اور ذاتی فنائے مطلق کے بعد تمام آلائشِ حدوث سے پاک فرمادے۔ تا کہ وہ اس عالم میں اوصافِ الٰہی اور اخلاقِ لامتناہی سے متصف ہو کر ترقی کرے۔ شیخ ابوعلی جرجانی ؒ فرماتے ہیں۔ کہ '' **الولی ھو الفانی من حالہ والباقی فی مشاھدۃ الحق لم یکن لہ عن نفسہ اخبار لا مع غیر اللہ قرار** ۔ (ترجمہ) ولی وہ ہے۔ جو اپنے حال سے فانی ہوا۔ اور مشاہدہ حق میں اس طرح باقی ہو۔ کہ نہ اس کو اپنے نفس کی (کوئی) خبر ہو۔ اور نہ ہی غیر اللہ کے ساتھ کوئی قرار ملے۔

حضرت ابراھیم بن اُدھم ؒ نے ایک شخص سے فرمایا۔ کہ! کیا تم ولی (اللہ تعالیٰ کے دوست) بننا چاہتے ہو؟ اس (خوش نصیب شخص) نے کہا۔ جی ہاں! تو آپ ؒ نے فرمایا۔ تو پھر تم دنیا یا عُقبیٰ کی کسی بھی چیز کے ساتھ رُغبت نہ رکھو۔ اور اپنے نفس کو صِرف اللہ تعالیٰ کے لئے فارغ بنالو۔ اور اس (ذات متعال) کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

ولی (ولی اللہ) کون ہے ؟

حضرت قدوۃُ الکبریٰ نے رسالہ قشیریہ سے یہ قول مبارک نقل فرمایا۔ بے شک! ولی کے دو معنٰی ہیں۔ ایک فعیل کے وزن پر بمعنی مفعول یعنی کہ وہ شخص جس کے امر کا متولی اللہ تعالیٰ ہے۔ (کیونکہ) اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے۔ کہ! **وھو یتولی الصالحین** ۔ (ترجمہ) اور وہ صالحین کا ذمہ دار ہے۔

اور وہ (اللہ تعالیٰ) اس (اپنے ولی) کو ایک لحظہ کے لئے بھی اس کے نفس کے حوالے نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی ذمہ داری کی رعایت فرماتا ہے۔ جبکہ دوسرے معنی فعیل یعنی فاعل کے ہیں۔ یعنی وہ (اللہ تعالیٰ) اپنی بندگی، اطاعت اور عبادت کا ذمہ دار ہے۔ اور اس (ولی اللہ) پر تواتر کے ساتھ یہ ذمہ داری جاری ہے۔ بغیر اس کے کہ نافرمانی درمیان میں آئے۔ پس انسان میں یہ دونوں اوصاف (فعیل بمعنی مفعول اور فعیل بمعی فاعل) میں موجود ہونے چاہئیں۔ تاکہ وہ ولی بن جائے۔ یعنی اس کا حق تعالیٰ کی ادائیگی پر تمام وکمال قائم ہو جانا اور حق تعالیٰ کا ہمیشہ اس کا محافظ ہونا، خواہ خوشی ہو یا غم۔

حضرت کبیر ؒ نے شرائطِ ولی کے بارے میں عرض کیا کہ اِن کی صراحت فرمائیں۔

قال الاشرف : الولی قلبہ مستا نس با للہ متو حش عن غیر اللہ ۔ (ترجمہ) حضرت اشرف ؒ نے فرمایا۔ کہ ولی وہ ہے۔ کہ جس کا قلب (دل) حق سبحانہ تعالیٰ سے انسیت رکھے۔ اور غیرِ حق سے متوحش اور گریزاں ہو۔ اس ارشاد کے بعد حضرت قدوۃُ الکبرڑی نے شرائط ولی کے سلسلے میں ارشاد فرمایا کہ! شرطِ ولی یہ ہے۔ کہ! گناہوں سے محفوظ ہو۔ جس طرح کہ (کسی بھی) نبی ؑ کی شرط یہ ہے۔ کہ وہ معصوم (عن المعصیت والخطاء) ہو۔ اور جس کسی پر بھی از راہِ شریعت اعتراض ہو۔ (للشرع علیہ اعتراض) پس وہ مغرور اور فریب خوردہ ہے۔ (ولی نہیں)

پاسِ شریعت :

حضرت ابو یزید بسطامی ؒ ایک ایسے شخص کو ملنے چلے۔ کہ جس کی ولایت آپ ؒ سے بیان کی گئی تھی۔ جب اِن کی مسجد کے قریب آپ ؒ پہنچے۔ تو اِن کے باہر آنے کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ کچھ دیر کے بعد جب وہ شخص (مسجد سے) باہر نکلا۔ تو اس نے منجانب قبلہ تھوک دیا۔ تو حضرت بایزید بسطامی ؒ (اس کا یہ فعل دیکھ کر) وہاں سے واپس پلٹ پڑے۔ اور اس شخص کو سلام تک نہیں کیا۔ اور فرمایا۔ کہ جب آدابِ شریعت کا اس کو پاس نہیں۔ تو یہ (ولی اللہ) اَسرارِ خداوندی کا کیسے امین ہو سکتا ہے؟ حضرت قدوۃُ الکبریٰ ؒ فرماتے ہیں۔ کہ کوئی شخص حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر ؒ کی خدمتِ اقدس میں پہنچا۔ اور اس نے پہلے اپنا بایاں پاؤں مسجد میں رکھا۔ تو شیخ نے اس سے فرمایا۔ لَوٹ جاؤ۔ کہ جو شخص دوست کے گھر (مسجد- اللہ کا گھر) کے داخل ہونے کے آداب سے ہی واقف نہیں ہے۔ اس سے ہم کلام و ہم نشین ہونا مناسب نہیں۔ حضرت کبیر ؒ نے عرض کیا۔ ولی کے لئے شرطِ محفوظ سے مراد تمام عصیاں سے محفوظ ہونا ہے یا بعض سے؟ تو آپ ؒ نے فرمایا۔ کہ شرط یہ ہے۔ کہ **اصرار علی المعصیت** سے محفوظ رہے۔ تاکہ گناہ پر اس کا قیام نہ ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ ولی صغیرہ گناہوں پر بھی قائم رہنے سے محفوظ ہے۔ (یعنی صغیرہ گناہوں پر اصرار نہیں ہے) حضرت جنید ؒ سے ایک شخص نے سوال کیا۔ اے ابوالقاسم ؒ! کیا ولی سے زِنا سرزد ہو سکتا ہے؟ تو آپ ؒ کچھ دیر سر جھکائے رہے۔ پھر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر فعل کا اندازہ مقرر کر دیا ہے۔ (یعنی جو کچھ اس ولی کے مقدر میں مقرر ہو چکا ہے۔ وہ مصدور و متحقق ٹھہرا۔ یعنی وہ ہو کر ہی رہے گا) حضرت قدوۃُ الکبریٰ ؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی ؒ سے سنا ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا ہے۔ کہ! انبیاء ؑ اظہارِ گناہ کرنے سے معصوم ہیں۔ اور اولیائے کرام ؒ گناہوں کی ذلت سے محفوظ ہیں۔ (اسی ضمن میں ایک حدیث نبوی ﷺ ہے۔ کہ!) حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! تو بخشتا ہے اے اللہ سب کو بخش دے۔ کون بندہ بے گناہ ہے تیرا۔ آگے فرماتے ہیں۔ مجھ بیچارے کے نزدیک کوئی گناہ اس سے بدتر نہیں۔ کہ بندہ خود کو خطا کار اور مجرم نہ سمجھے۔

اتباعِ رسول اللہ ﷺ اولیں شرطِ ولایت : (کہ اس کے بغیر ولایت کا حصول ناممکن ہے)

حضرت قدوۃُ الکبریٰ ؒ فرماتے ہیں۔ کہ ولی کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے۔ کہ! وہ (یعنی ولی اللہ) حضرت رسولِ مکرم ﷺ کا قولاً، فعلاً اور از روئے اعتقاد تابع ہو۔ (کیونکہ) اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے۔ کہ! **قل ان کنتم تحبون اللہ فا تبعونی** ۔ (ترجمہ) اے رسول اکرم ﷺ فرما دیجیئے۔ کہ! (اگر) تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھنا چاہتے ہو۔ تو میری (حضرت نبی اکرم ﷺ کی) پیروی کرو۔

پس (اِس آیت سے ثابت ہوا کہ) سلوکِ طریقت میں آنحضور ﷺ کی پیروی کے راستے کو طے کرنے میں کسی بھی قِسم کی کوتاہی نہیں برتنی چاہیئے۔ ولی کو اپنے متبوع کے حکم کا ہر وقت تابع پابند ہونا چاہیئے۔ انہی لوگوں کے حق میں ہے۔ کہ! ماسوٰی سے کلی طور پر اعراض کرے۔ اور خواہشات سے قطعی گریزاں رہے۔ اسی طرح دنیاوی خیر وشر کی طرف بھی قطعاً التفات نہ کرے۔ کیونکہ ولی کی نظر میں کونین کا وجود اور عدم دونوں یکساں ہیں۔ اور جس کو یہ دولتِ دارین (یعنی ولایت) نصیب ہوگئی۔ اُس کو تختِ سلطنت پر جلوس فرمانے کی مطلقاً خواہش نہیں رہتی۔

حضرت قدوۃُ الکبرٰیؒ فرماتے ہیں۔ کہ ولی کی شرائط یہ بھی ہیں۔ وہ عالم ہو جاہل نہ ہو۔ منفصؒ ہو متصل نہ ہو۔ (کیونکہ) جب وہ منفصل ہوجائے گا۔ تو پھر متصل بھی ہوجائے گا۔ جیسا کہ (اسی ضمن میں) حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ نے فرمایا۔ کہ (حصولِ) طہارت انفصال ہے۔ جبکہ (ادائیگی) نماز اتصال ہے۔ اگر طہارت میں غیر اللہ سے منفصل نہ ہوگا۔ تو نماز میں اللہ تعالیٰ سے متصل بھی نہ ہوگا۔ اور جب اتصال، انفصال ہی کا نتیجہ ہے۔ تو منفصل صاحبِ کشف ہوگا۔ اور صاحبِ کشف عالم ہوگا۔ جبکہ جاہل نہ ہوگا۔ اور عالم ربانی ولی ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ کا ولی (دوست بھی) جاہل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ! **ان اللہ لا یتخذو لیا جا ھلا قط۔** (ترجمہ) اللہ تعالیٰ ہرگز کسی جاہل کو اپنا دوست نہیں بناتا۔

ایک حدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے۔ کہ! **الجاھل عدوی و العاقل صدیقی۔** جاہل میرا دشمن اور عاقل میرا دوست ہے۔

علم تصوف اور موجودہ دور کے جاہلین

اسی ضمن میں یہ فقیرِ حقیر پر تقصیر (**البلوشی**) قارئین ذی اکرام کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ! کچھ نام نہاد صوفیائے کرام اور جعلی پیر فقیر حضرات کا کہنا ہے۔ کہ! نماز ظاہری کی کیا ضرورت ہے ؟ صوم وصیام کی کیا ضرورت ہے ؟ اصل فقیری و درویشی تو درحقیقت کچھ اور ہی ہے۔ جس کی پہچان صاحبینِ علم وعرفان ومعرفت رکھنے والے چند گنے چنے لوگوں کو ہی معلوم ہے۔ (معاذ اللہ۔ نعوذ باللہ)

میری قارئینِ کتاب ہذا (**اسرارِ محبوب**) سے عرض ہے۔ کہ! یہ لوگ بہت بڑا فتنہ وفساد ہیں۔ شریعت سے عاری ہیں۔ میرے قلیل علم کے مطابق علمِ تصوف کی بنیاد چار باتوں سے عبارت ہے۔ یہ چار باتیں شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت دراصل یہ ہیں۔

شریعت مثل دودھ کے ہے۔ **طریقت** مثل لسی کے ہے۔ **معرفت** مثل مکھن کے ہے۔

اور **حقیقت** مثل روغن کے ہے۔

اَب بھلا مجھے کوئی اتنا تو سمجھائے۔ کہ! دودھ کے بغیر لسی، لسی کے بغیر مکھن اور مکھن کے بغیر روغن (اصلی دیسی گھی) بنانا کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔ دنیا میں موجود تمام علوم وفنون کا سرچشمہ قرآنِ حکیم ہے۔ قرآنِ حکیم کے معانی ومفاہیم کو سمجھنے کے لئے صحیح احادیثِ نبوی ﷺ کا کثیر مجموعہ موجود ہے۔ اور احادیثِ نبویہ ﷺ کو سمجھنے کے لئے فقہ (حنفی، مالکی، حنبلی وشافعی) موجود ہے۔

تصوف کے مدارج :

حضرت شیخ ضیاء الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں۔ کہ!

☆ ابتدائی تصوف علم ہے۔ ☆ اوسط تصوف عملِ خالص ہے۔ ☆ اور آخر تصوف بخششِ خدا ہے۔

تصوف کے اصول وارکان :

تصوف کے درحقیقت پانچ اصول وارا کین مقرر ومتعین فرمائے ہیں۔

☆ گرسنگی (اشتہاء۔ بھوک) ☆ خاموشی۔ ☆ بیداری۔ ☆ تنہائی۔ ☆ یادِ الٰہی۔

علمِ وراثت :

حضرت قدوۃُ الکبرٰیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اگر علم کا چراغ (کسی) ولی کے قلب میں نہ ہو۔ تو اُسے شر کی خبر نہیں ہوسکتی۔ اور وہ صحرائے ظُلمت اور دشتِ کدورت میں مارا مارا پھرتا رہے۔ ہاں اس علم سے مراد علمِ مدرسہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ علم ہے۔ کہ جس کو علم وراثت کہا گیا ہے۔ اور علمائے کرام درحقیقت انبیائے کرامؑ کے حقیقی وارث ہیں۔ یہ علم تصرفات الٰہیہ اور اس کی لامتناہی عنایت سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

قال الاشرف : ان اللہ ناصر الذین اٰمنوا ثم اخراجھم عن حجب الطبیعت و کشف عن قلوبھم نورالاحدیت۔ (ترجمہ) حضرت اشرفؒ نے فرمایا۔ کہ! اللہ تعالیٰ اِن حضرات کا مددگار رہے۔ جو ایمان لائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اِن کو حجاب ہائے طبیعت سے باہر نکالا۔ اور نورِ احدیت اِن کے قلوب پر ظاہر کیا۔

اگر اِس علم سے علمِ مدرسہ (دراست) مقصود ہوتا۔ تو پھر علمائے ظواہر ہیسر حلقہ روزگار اور پیشوئے اصفیائے نامدار ہوتے۔ اور ایسا نہیں ہے۔ اس لحاظ سے یہ ثابت ہوا۔ کہ ولی کو علم وراثت کا عالم ہونا چاہیئے۔ اس موقع پر حضرت نورالعین نے عرض کیا۔ (تو پھر) علمِ وراثت سے کیا مراد ہے؟ آپؒ نے فرمایا۔ علمِ وراثت (دراصل) وہ علم ہے۔ جو بغیر تعلیم (اور مدرس) سے حاصؒ ہوتا ہے۔ اور یہ ایک ایسا سبق ہے۔ کہ بغیر رابطہ تکلم کے سمجھا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ میت کا ترکہ، جس کے بارے میں کہ علمائے ظواہر میں مشہور ہے۔ کہ رشتہ قرابت سے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ جبکہ وہ علم (یعنی کہ علمِ وراثت فرحقیقت) علمِ لدنی ہے۔ جس کا ذکر قرآنِ مجید میں ایسے آیا ہے۔ **وعلمنہ من لدنا علما** ۔ (ترجمہ) اور ہم نے اپنے پاس کے علم سے اس کو تعلیم دی۔ یعنی کہ اللہ تعالیٰ کے علمِ ذاتی سے ولی کو کچھ حصہ تعلیم کیا جاتا ہے۔ اگر چہ از روئے ظاہر (وہ ولی اللہ) ابجد آشنا بھی نہیں ہوتا۔ اس ضمن میں ہمارے مجذوب حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے۔

نگارِ من کہ بمکتب نہ رفت و خط نہ نوشت
بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

چنانچہ ایسے حضرات متقدمین صوفیہ کرام میں بھی بہت ہیں۔ اور متاخرین بزرگوں میں بھی کثرت سے موجود ہیں۔ جن میں سے چند ایک کہ جن کو علمِ لدنی سے نوازا گیا۔ کا ذکر خیر یہاں بطور تبریک کیا جاتا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام احمد النامقی الجامیؒ :

حاملینِ علمِ لدنی میں سے ایک حضرت شیخ الاسلام احمد النامقی الجامیؒ تھے۔ جب اِن کو 22 برس کی عمر میں توبہ کی توفیق نصیب ہوئی۔ تو حضرت جامیؒ پہاڑ پر جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مشغول و مستغرق ہو گئے۔ اٹھارہ برس کے بعد جب اِن کی عمر 40 سال ہوئی۔ تو اِنہیں مخلوق میں بھیجا گیا۔ علمِ لدنی کے دروازے (دورانِ عبادت و ریاضت) کھلے ہوئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے علم توحید و معرفت سرِ حکمت، روش طریقت و اسرارِ حقیقت میں 300 تین صد سے زائد رسالے تصنیف کئے۔ اور وہ رسائل اتنے بلند پایہ پڑ علم حکمت تھے۔ کہ کوئی عالم اور دانشور حضرت جامیؒ کے کسی قول پر اعتراض نہ کر سکا۔ اور نہ کوئی کر سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت جامیؒ کی تمام تر تصانیف نصوصِ قرآنی اور احادیثِ نبویہ ﷺ پر مشتمل ہیں۔ وہ اپنے ہر قول کی دلیل نصِ قرآنی یا حدیثِ نبوی ﷺ سے پیش کرتے ہیں۔ تقریباً تین لاکھ افراد نے حضرت جامیؒ کے دستِ مبارک پر توبہ کی عظیم سعادت حاصل کی۔ اور وہ گناہ گار اشخاص گناہ کے راستے سے پلٹ کر سعادت و معرفت کے راستے پر گامزن ہوئے۔

حضرت غوث الوقت سیدی عبدالعزیز الدباغؒ :

حاملینِ علمِ لدنی میں سے ایک حضرت سیدی عبدالعزیز دباغؒ بھی تھے۔ آپؒ صریح اُمی ولی اللہ تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت دباغؒ کو اپنی عظیم معرفت اور نبی مکرم ﷺ کے ساتھ اِنہیں ایک ایسی مضبوط نسبت عطا فرمائی ہوئی تھی۔ کہ جس کے نتیجے میں اِن کا سینہ مبارک اَسرار و معارف کا خزینہ بنا ہوا تھا۔ آپؒ اپنی محافل و مجالس عوام الناس کو اللہ تعالیٰ کا قرب اور سیدی نبی اکرم ﷺ کے عشقِ لامنتہا کی خیرات اور فیوضاتِ رحمانی سے آشنائی کے حصول کی خاطر پیار و محبت کے تربیتی انداز میں ایسے ایسے اسرار و معارف سے آگاہ فرماتے رہتے تھے۔ کہ جس کے نتیجے میں عوام الناس کو اِن کے اصلاح و احوال کا بہترین موقع میسر آتا تھا۔ اور لوگوں کے پراگندہ، پر حجاب قلوب کو طہارتِ ظاہری و باطنی کے فیوضات و برکات حاصل ہوتے تھے۔ اِسی ضمن میں اُن کے مریدِ خاص حضرت احمد بن مبارک بن محمد بن علی سلجماسیؒ نے اُن کے فیضانِ محبت اور تعلیمات کو اُنہی کے ملفوظات بنام ''الابریز'' کے طور پر مرتب کر کے علم لدنی کے ابواب کی عقدہ کشائی کی۔ اس کتاب میں ایسے ایسے مخفی اسرار و معارف پوشیدہ ہیں۔ کہ کتاب کو پڑھنے سے ہی انسان کو ولایت کے حصول کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت احمد بن مبارکؒ فرماتے ہیں۔ کہ اُن کے پیر و مرشد حضرت دباغؒ کے صحبتِ با برکت اور اُن کے اقوال کی تاثیر اور لذت مَیں اور میرے دیگر پیر بھائی اور اُن کے معتقدین و متوسلین کئی ایام تک محسوس کیا کرتے تھے۔ حضرت دباغؒ کے چند چنیدہ اقوال کو اِسی کتاب میں بطور تبریک پیش کیا گیا ہے۔ تاکہ عام و خاص حضرات (بشمول میرے جیسے کم علم و عقل) علمِ لدنی کے اسرار و معارف سے آشنائی و آگاہی حاصل کر کے صراطِ مستقیم پر چلیں۔ اور ثواب دارین حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کے محبوبین اور مقبولین میں ہم بھی شامل ہو سکیں۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر نقشبندیؒ :

حاملینِ علمِ لدنی میں سے ایک ولی الصفت بزرگ حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ تھے۔ جن کو خرقہ خلافت بیس اولیائے کاملین سے میسر ہوا۔ اور سلسلہ عظیمہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ تک جا پہنچتا ہے۔ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ اور حضرت شیخ ابوالعباس قصابؒ بھی محض امی تھے۔ اور ایسے اُمی کہ ''کاف'' اور ''قاف'' میں تمیز تک نہیں کر سکتے تھے۔ ایک بزرگ کو کہتے تھے۔ **انت ماشوکی** ۔ (معشوقی کو ماشوکی کہا کرتے تھے) اس کے

باوجود یہ حضرات یگانہ روزگار اور فرید عصر ہو گزرے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے وقت کے غوث، جو کہ اکابر اولیاء کا سرخیل اور سردار ہوا کرتا ہے۔ وہ اور دیگر بزرگ اولیاء اللہ اِنہیں سے کسبِ فیض حاصل کیا کرتے تھے۔

حضرت شیخ احمد جام ؒ :

حاملینِ علمِ لدنی میں سے ایک ولی الصفت بزرگ حضرت شیخ احمد جام ؒ بھی تھے۔ جن کے بارے میں حضرت قدوۃُ الکبرٰی ؒ نے ارشاد فرمایا۔ کہ ایک روز حضرت شیخ احمد جام ؒ کو شیخ الاسلام عبداللہ انصاری ؒ کی خانقاہ سے کسی دعوت میں لوگ لے جارہے تھے۔ جب خادم نے جوتے سامنے رکھے۔ شیخ نے فرمایا۔ ذرا ٹھہر جاؤ۔ ایک ضروری کام ہے۔ جونہی حضرت جام ؒ واپس آئے۔ تو دیکھا کہ ایک ترکمان اپنی زوجہ اور ایک خوبصورت مگر نابینا (13 سالہ) بیٹے کے ہمراہ حاضر خدمت ہو کر عرض گزار ہوا۔ کہ! اے شیخ ؒ! اللہ تعالیٰ نے ہم کو دنیا کی ہر نعمت عطا فرمائی ہوئی ہے۔ لیکن اِس بیٹے کے علاوہ ہماری کوئی اور اولاد نہیں ہے۔ ہم نے جہاں کہیں کسی بزرگ، طبیب یا مزار کے بارے میں سنا۔ ہم وہاں گئے۔ لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ہم نے سنا ہے۔ کہ آپ ؒ اللہ تعالیٰ سے جو بھی کچھ طلب فرماتے ہیں۔ وہ (بِاذن اللہ) پورا ہو جاتا ہے۔ آپ ؒ ہمارے اِس لڑکے پر توجہ فرمائیں۔ تاکہ اس کی آنکھیں پرنور (روشن و بینا) ہو جائیں۔ ہمارے پاس جو بھی کچھ ہے۔ وہ آپ ؒ پر قربان!!! اور اگر ہمارا مقصد پورا نہیں ہوا۔ تو ہم (دونوں میاں بیوی) آپ ؒ کے دَر پر سر پٹخ پٹخ کر اپنی جان دے دیں گے۔ حضرت شیخ احمد جام ؒ نے فرمایا۔ (یہ تو) عجیب معاملہ ہے۔ (کیونکہ! اللہ تعالیٰ کے حکم سے) مردے زندہ کرنا، نابیناؤں کو بینا کرنا اور کوڑھی کو درست کرنا یہ سب تو حضرت عیسیٰ ؑ کے معجزات ہیں۔ احمد ؒ کون ہے۔ اور اس کی کیا ہستی ہے۔ اس سے بھلا یہ محال کام کیونکر ہو سکتا ہے۔ یہ کہہ کر وہ (شیخ احمد جام ؒ) جانے لگے۔ اور یہاں ترکمان اور اس کی بیوی نے اپنے اپنے سر پٹخنا شروع کر دیئے۔ جب حضرت شیخ ؒ شہر دالان پہنچے۔ تو آپ ؒ پر ایک عجیب حالت طاری ہوئی۔ اور آپ ؒ کہنے لگے۔ ہم کریں گے۔ ہم کریں گے۔ وہاں پر موجود چند حضرات نے حضرت شیخ کے یہ جملے سنے۔ اور حضرت شیخ دالان ہی سے واپس پلٹ پڑے۔ اور خانقاہ میں تشریف لے آئے۔ اور چبوترے کے کنارے پر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا۔ اس نابینا لڑکے کو لایا جائے۔ چنانچہ اُس نابینا لڑکے کو آپ ؒ کے روبرو لایا گیا۔ آپ ؒ نے اپنے دونوں انگوٹھے اس نابینا لڑکے کی دونوں آنکھوں پر رکھے۔ اور کھینچ لیا۔ اور فرمایا۔ **انظر باذن اللہ**۔ (دیکھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے) اسی وقت اس نابینا لڑکے کی دونوں آنکھوں میں روشنی لوٹ آئی۔ وہاں پر موجود چند حضرات نے آپ ؒ سے دریافت کیا۔ کہ پہلی مرتبہ تو آپ ؒ کی ابان سے وہ کلمات (یعنی انکار) ادا ہوئے۔ اور پھر یہ کلمات ادا ہوئے۔ ہم کریں گے۔ ہم کریں گے۔ یہ دونوں باتیں کس طرح درست ہو سکتی ہیں۔ حضرت شیخ احمد جام ؒ نے فرمایا۔ کہ جو کچھ اول مرتبہ کہا گیا (یعنی بینائی نہ لوٹانے والی بات) وہ احمد ؒ کا قول تھا۔ اور اس کے علاوہ کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا۔ اور جب مَیں دالان میں پہنچا۔ تو غیب سے ندا آئی۔ کہ احمد ؒ ٹھہرو! زندہ کرنا حضرت عیسیٰ ؑ کا ہی کام تھا۔ اور کوڑھی کو درست کرنا بھی انہیں کا کام تھا۔ اَب تم بھی کہہ دو۔ کہ ہم کریں گے۔ ہم کریں گے۔ اَب ہم نے اس لڑکے کی آنکھوں کی روشنی تمھارے اختیار میں دے دی ہے۔ غیب کی یہ آواز میرے قلب میں اس طرح آئی۔ کہ یہی کلمات اسی طرح میرے دل ہی میں اُتر گئے۔ اور پھر میری زبان سے بھی وہی کلمات ادا ہو گئے۔ پس وہ قول و فعل جو کچھ بھی تھا۔ وہ حق تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ جو درحقیقت احمد ؒ کے ہاتھ اور زبان سے ظاہر ہوا۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا خرقہ مبارک:

حضرت قدوۃُ الکبرٰی ؒ نے فرمایا۔ کہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر نقشبندی ؒ جس خرقہ کو پہن کر عبادت کیا کرتے تھے۔ وہ اِن کو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ سے سلسلہ بہ سلسلہ مشائخین سے پہنچا تھا۔ ان کو بتا دیا گیا تھا۔ کہ یہ خرقہ تم احمد جام ؒ کے سپرد کر دینا۔ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر ؒ نے اپنے فرزندِ ارجمند شیخ ابوطاہر ؒ کو وصیت فرمائی۔ کہ میرے مرنے کے چند برس بعد ایک نوجوان، نوخط بلند و بالا، حسن میں یوسف ؑ، نیلگوں چشم، جس کا نام احمد ؒ ہوگا، تمھاری خانقاہ میں آئے گا۔ اس وقت تم اپنے احباب و اصحاب کے مابین میری مسند پر تشریف رکھتے ہو گے۔ تم یہ خرقہ یقیناً اس نوجوان کے سپرد کر دینا۔ جب شیخ ابوسعید ابوالخیر ؒ کا وقتِ وصال قریب ہوا۔ تو شیخ ابوطاہر ؒ کے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی۔ کہ! اپنی نعمت و ولایت والد محترم اور شیخ وقت ابوسعید ابوالخیر ؒ مجھے عطا فرمائیں۔ حضرت شیخ ؒ نے فوراً آنکھیں کھولیں۔ اور فرمایا۔ کہ جس ولایت و نعمت کی تم جستجو و آرزو کر رہے ہو۔ وہ دوسرے (شیخ احمد جام ؒ) کو بحکمِ الٰہی عطا کی جا چکی ہے۔ اور ہماری مشیخت کا علم خرابات کے دروازے پر گاڑ دیا گیا ہے۔ اَب ہماری روش اور ہمارا کام ان (شیخ احمد جام ؒ) کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ کوئی بھی اس صورت کو نہ سمجھ سکا۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر ؒ کی وفات کے چند برس بعد اُن کے صاحبزادے شیخ ابوطاہر ؒ نے ایک خواب ملاحظہ کیا۔ کہ کہ اُن کے والد اور شیخ ابوسعید ابوالخیر ؒ اپنے چند رُفقاء کے ہمراہ بہت تیزی سے

کہیں جارہے ہیں۔ شیخ ابوطاہرؒ نے عرض کیا۔ اے شیخِ محترم! یہ کیسی عجلت ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ کہ تم بھی چلو۔ کہ قطب الاولیاءؒ تشریف لا رہے ہیں۔ (دراصل وہ قطب الاولیاءؒ شیخ احمد جامؒ کی شکل وصورت میں شیخ ابوطاہرؒ کو دکھائے گئے)

دوسرے دن شیخ ابوطاہرؒ خانقاہ میں تشریف فرماتھے۔ کہ ایک نوجوان (رات کے خواب والے قطب الاولیاء) داخل ہوا۔ جوانہیں صفات کا حامل تھا۔ جن کی بشارت شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ نے دی تھیں۔ شیخ ابوطاہرؒ نے فوراً بھانپ لیا اور سمجھ گئے۔ کہ! یہی وہ عظیم ہستی ہیں۔ شیخ ابوطاہرؒ نے ان کی بہت عزت وتکریم کی۔ لیکن بتقاضائے بشریت انہیں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ اپنے والدِ محترم اور شیخؒ کا خرقہ ہاتھ سے کیوں جانے دوں۔ شیخ ابوطاہرؒ کے دل میں ابھی خیالی خطرہ گزرا ہی تھا۔ کہ اس نوجوان نے فرمایا۔ کہ اے خواجہؒ! امانت میں خیانت روا نہیں۔ خواجہ ابوطاہرؒ بہت خوش ہوئے۔ فوراً اُٹھے۔ اور وہ خرقہ مبارکہ جو کواُن کے شیخ اور والدِ محترم شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ سے ملا تھا۔ لاکر اس نوجوان (شیخ احمد جامؒ) کو بصد عزت واحترام پہنا دیا۔ شیخ احمد جامؒ کے بعد معلوم نہیں وہ عظیم خرقہ کس پاک طینت ہستی کے پاس گیا۔ یہ شیخ احمد جامؒ اپنی ابتدائی زندگی میں بڑے مے خوار ہوا کرتے تھے۔

یہی واقعہ ایک اور جگہ پر اس طرح سے مرقوم ہے۔ کہ! حضرت ابوبکر صدیقؓ کا جبہء مبارک حضرت خواجہ ابوسعیدؒ کے پاس موجود رہا۔ آپؒ نے وصال سے قبل یہ وصیت فرمائی تھی۔ کہ! مَیں نے روٹی کا ٹکڑا ایک بلند طاق کے اوپر رکھا ہے۔ جس شخص کا ہاتھ اس تک بغیر زینہ کے پہنچ جائے۔ اور وہ روٹی کا ٹکڑا بھی تازہ وگرم ہوجائے۔ یہ عظیم جبہء مبارک اس (مردِ حق) کے سپرد کردینا۔ چنانچہ حضرت شیخ احمد جام زندہ فیلؒ کو بذریعہ حکم الہام ہوا۔ کہ فلاں مقام پر حضرت سیدنا صدیقِ اکبرؓ کا جبہ مبارک آپؒ کے لئے امانتاً رکھا ہوا ہے۔ وہاں جاکر حسبِ وصیت اسے وصول کرلیں۔ جب حضرت شیخ احمد جامؒ وہاں پہنچے۔ تو ورثاء سے رابطہ کیا۔ (اس جگہ پہنچ کر جب) حسبِ وصیت بغیر زینہ کے آپؒ کا دستِ مبارک روٹی کے طاقچہ میں جا پہنچا۔ اور وہ روٹی بھی اسی وقت تازہ وگرم ہوگئی۔ اسی وقت وہ عظیم المرتبت جبہ مبارک آپؒ کے حوالے کردیا گیا۔ (پھر وہ جبہ مبارک ہمیشہ آپؒ کے پاس رہا) حضرت شیخ احمد جامؒ کے وصال کے بعد اس جبہء مبارک کی تقسیم کے سلسلے میں اِن کے ورثاء میں اختلاف رونما ہوا۔ تو جبہء مبارک کے قطعات مبارکہ سارے ورثاء نے آپس میں تقسیم کرلئے۔ چنانچہ ان میں سے ایک قطعہء مبارکہ آج بھی ''دارالنصرت ہرات'' میں موجود بتایا جاتا ہے۔

حضرت شیخ محمد معشوق طوسیؒ :

(بقول حضرت قدوۃُ الکبریٰؒ) حاملینِ علمِ لدنی میں سے ایک ولی الصفت بزرگ حضرت شیخ محمد طوسیؒ مجذوبِ زمانہ اور بہترین دانشوروں میں سے تھے۔ شہر طوس میں آپؒ کا قیام تھا۔ اور آپؒ کا مزار بھی اسی شہر طوس ہی میں واقع ہے۔ حضرت قدوۃُ الکبریٰؒ محض آپؒ کی زیارت کے لئے نیشاپور بھی تشریف لے گئے تھے۔ یہ مزار شہر طوس کے ایک گاؤں میں واقع ہے۔ بقول ایک درویش! حضرت شیخ عین القضاء ہمدانیؒ نے اپنے بعض رسائل میں لکھا ہے۔ کہ شیخ محمد معشوق نماز نہیں پڑھتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد عمویہؒ اور حضرت شیخ احمد غزالیؒ (برادرِ محترم حضرت امام محمد بن محمد غزالیؒ صاحب احیاء العلوم) سے روایت ہے۔ کہ قیامت کے دن صدیقوں کو یہ تمنا ہوگی۔ کہ وہ خاک ہوتے۔ اور شیخ محمد معشوقؒ اس خاک پر اپنے قدم مبارک رکھتے۔ یہی مجذوب محمد معشوقؒ ایک روز طوس کی جامع مسجد میں پہنچ گئے۔ اس وقت حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر نقشبندیؒ وعظ فرمارہے تھے۔ محمد معشوقؒ نے اپنی قباء کا بند (جس کو کہ وہ ہمیشہ کھلا رکھتے تھے) باندھ لیا۔ بندِ قبا باندھتے ہی شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ خاموش اور ساکت ہوگئے (گویا کہ زبان انس کو یارائے گویائی ہی نہ رہا) کچھ دیر کے بعد جب بولنے کی سکت پیدا ہوئی۔ تو بولے اے سلطانِ عصر! اے سرور! اپنی قبا کا بند کھول دیجئیے۔ (کیونکہ) آپؒ نے اپنی قبا کا بند باندھ کر ساتوں آسمانوں اور زمینوں کو بھی باندھ دیا ہے۔ اللہ اللہ! یہ (حضرت شیخ محمد معشوقؒ) کیسے اُمّی تھے۔ کہ علوم اولین وآخرین کے (علم وحکمت کے) چشمے اِن کے قلب وزبان سے رواں دواں تھے۔

زہے معشوق چوں بند قبا بَست   ہزاراں بند بر دل اَز جفا بست

ایک دن حضرت قدوۃُ الکبریٰؒ کے سامنے عطائے علمِ غیبی کی بات چل نکلی۔ تو فرمایا۔ کہ اہلُ اللہ اور درویشوں کے لئے علمِ غیبی عطا کرنا اور پوشیدہ سچی باتوں کو ظاہر کردینا آشِ جو کھانے سے زیادہ سہل ہے۔

حضرت قدوۃُ الکبریٰؒ کا حضرت نورالعینؒ سے تصرف کروانا :

حضرت قدوۃُ الکبریٰؒ کی خاطر شریف میں اکثر یہ بات پیدا ہوتی۔ کہ حضرت نورالعینؒ کے تصرف کو دوسروں کے اندر بچشم خود ملاحظہ فرمائیں۔ اور یہ بھی دیکھیں۔ کہ حضرت نورالعینؒ کا کمالِ تصرف بعینہٖ اِن میں سرایت کرچکا ہے یا نہیں۔ جیسا کہ ایک استاد اپنے کسی شاگرد کی ظاہری وباطنی تربیت کیا کرتا ہے۔ تو اس کی یہ بھی خواہش ہوتی ہے۔ کہ اپنی تربیت کا اثر بچشمِ خود ملاحظہ کرے۔ تاکہ اس میں یہ اعتماد پیدا ہوجائے۔ کہ اس کی تربیت اثر کر

چکی ہے۔ اور اگر شاگرد کے معاملے میں کہیں ذرا سی خامی، کوتاہی یا کمی رہ گئی ہو۔ تو اس کا مکمل تدارک کر دیا جائے۔ اسی خیال کے پیشِ نظر حضرت قدوۃُ الکبرٰیؒ نے حضرت نورالعینؒ کو ارشاد فرمایا۔ کہ امیر علی بیگؒ نے ایک عرصہ دراز سے اس خاندان اور دودمانِ عالی کی خدمت کی ہے۔ اَب اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی۔ کہ وہ (امیر علی بیگ) راہِ سلوک پر گامزن ہو۔ اور راہِ طریقت (معرفت الٰہی اور علم لدنی) کے عظیم سفر کو اختیار کرے۔ اور کسی نے بھی اس کی باطنی تربیت اَب تک نہیں کی ہے۔ مَیں چاہتا ہوں۔ کہ تم میرے سامنے ہی اس کی تربیت معنوی میں مشغول ہو جاؤ۔ تا کہ مَیں اس کا اثر ملاحظہ کر سکوں۔ اور مجھے تمھاری قوتِ تصرف پر بھی اعتماد ہو جائے۔

حضرت نورالعینؒ نے جب یہ حکم سنا۔ تو از روئے انکسار اور نہایت عاجزی واضطرار سے عرض کیا۔ کہ جہاں آسمانِ ہدایت کا آفتاب اور زمانہ پیشوائی کا سلطانِ جمشید جناب کے رحم وکرم کے محل سرائے شرافت میں جلوہ اَفروز ہو۔ وہاں میری کیا طاقت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس آفتابِ عالمتاب پر زوال نہ ڈالے۔ اور ذاتِ بابرکات کہ اَسرارِ الٰہی کی مظہر ہے۔ اور صفاتِ والا درجات کہ نامتناہی انوار کا سرچشمہ ہے۔ آسمان وزمین کا ماوا وملجا ہے۔ تندرستی وصحت کی گودوں میں ہمیشہ پلا کرے۔ حضرت نورالعینؒ نے فرمایا۔ کہ آفتابِ عالمتاب کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کی کیا مجال کہ تصرف وجذبہ کے زور میں اپنے کو امتحان ودشواری میں ڈالے۔ اور (اس) غریب ستارے کی کیا طاقت کہ صاف اور روشن آفتاب کے سامنے تصرف کا دَم مارے۔

لیکن جب اِدھر (حضرت قدوۃُ الکبرٰیؒ کی جانب) سے زیادہ اصرار ہوا۔ تو سرتابی کی مجال نہ تھی۔ اور آداب وطریقت کے خلاف تھا۔ لہذا حضرت امیر علی بیگؒ کی باطنی تربیت پر آپ (حضرت نورالعینؒ) کمربستہ ہو گئے۔ حضرت نورالعینؒ مراقبہ میں بیٹھے۔ اور حضرت بیگؒ کے تصرفِ باطن پر متوجہ ہو گئے۔ اور انجذابِ روحانی پر توجہ فرمائی۔ ذرا سی دیر کے بعد تصرف کے آثار حضرت امیر علی بیگؒ کے بشرہ سے ظاہر ہونے لگے۔ جس کے بعد اُن کی زبان سے توحید آمیز اور وجد انگیز کلام ادا ہونے لگا۔ اس بلندی کا یہ عالم تھا۔ کہ اس وقت بعض عالم بھی جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کو نہیں سمجھ سکے۔ ان علماء میں بعض ایسے بھی تھے۔ جو درویشوں کے حال کے منکر تھے۔ حضرت قدوۃُ الکبرٰیؒ نے اِن کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ تمام لوگ اس بات سے تو واقف ہیں ہی۔ کہ امیر علی بیگ ایک اَن پڑھ ترک ہے۔ اَب آپ میں سے جس کسی کو کسی بھی علم میں کچھ اشکال پیش ہو (مسئلہ یا سوال کرنا مقصود ہو۔) تو امیر علی بیگ سے دریافت کیجیئے۔ اگر وہ اس کو حل نہ کر دیں۔ تو مَیں ضامن!!!

آپؒ کے ارشاد کے موجب بعض علماء نے عجب عجب سوالات کئے۔ اور علم ہیئت وفلک کے پیچیدہ مسائل امیر علی بیگ سے دریافت کئے۔ تو انہوں (حضرت امیر علی بیگؒ) نے ایک ایک سوال کا ایک ایک نہیں بلکہ دس دس جوابات دیئے۔ بلکہ دس کے سو جوابات بھی دیئے۔ اور وہ ان مشکل مسائل کو اس طرح سے فی البدیع حل کرتے جا رہے تھے۔ کہ جوان علماء کے علم وحکمت اور فہم سے بھی بالا تھے۔ صحیح تو یہ ہے۔ کہ آپؒ کے التفات کے آفتاب کا ایک پرتو بھی اگر کسی پر پڑ جائے۔ تو ذرہ کے نور سے تمام عالم جگمگا اُٹھے۔

کسی دوسرے کو اپنی ولایت اور نعمت بخشنا :

حضرت کبیرؒ نے خدمت والا میں عرض کیا۔ کہ عام وخاص میں یہ بات بہت مشہور ومعروف ہے۔ کہ فلاں بزرگ نے اپنی وفات کے وقت اپنی ولایت کے آثار اور اپنی نعمت دوسرے (یعنی کسی مرید یا خلیفہ یا اپنے کسی جانشین) کو بخش دی۔ کیا یہ عجیب سی بات معلوم نہیں ہوتی۔ کہ وہ ولایت جو ہزار محنت کے بعد حاصل کی جاتی ہے۔ اور وہ نعمت جو صد ہا رحمتوں کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ اور جب آخرت میں اس سے محفوظ ہوتے ہیں۔ اور درجاتِ عالیہ اس کی بدولت نصیب ہوتے ہیں۔ پس ایسی ولایت اور نعمت دوسروں کے کس طرح حوالے کی جا سکتی ہے۔ اور دے دینا درست مان بھی لیا جائے۔ تو بعض اولائیے کرامؒ میں وہ تصرف جو ان کی زندگی میں ان کو حاصل تھا۔ انتقال کے بعد کس طرح قائم رہتے ہیں۔ جبکہ وہ اپنی ولایت اور نعمت دوسروں کو بخش چکے ہوتے ہیں۔ جوابًا حضرت قدوۃُ الکبرٰیؒ نے فرمایا۔ کہ اس ایثارِ ولایت اور عطائے نعمت سے مراد یہ نہیں ہے۔ کہ وہ اپنی مخصوص ولایت اور اپنی خاص نعمت دوسروں کو دے دیتے ہیں۔ بلکہ اس سے مراد تو یہ ہے۔ کہ وہ طریقہ اور اشعار کسی ایک کو یا کئی لوگوں کو بخش دیا جاتا ہے۔ جو بخشنے والے کی ذات تک محدود تھا۔ اور دوسرا اس سے محروم تھا۔ تا کہ یہ نعمت وروش اور طرزِ خاص بخشی گئی ہے۔ اس روش اور اصولِ سلوک کو اپنا کر اس راہ کو طے کرے۔

حضرت شیخ خواجگیؒ نے فرمایا۔ کہ شیخ کے پاس نعمتِ وِلایت (ولایت میں واؤ کے نیچے زیر ہے) اور دولتِ وَلایت (وَلایت کے واؤ کے اوپر زبر ہے) دونوں ہوتی ہیں۔ اور جو کچھ خلق سے لگاؤ ہے۔ وہ پہلی وِلایت ہے۔ مثلاً مرید کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مقبول ﷺ تک پہنچایا جائے۔ اور طریقت کے آداب اس کو سکھائے جائیں۔ لیکن دوسری وَلایت محبتِ الٰہی اور حضرت سرورِ کونین ﷺ کا قرب ہے۔ جب ایک شخص دنیا سے انتقال کرتا ہے۔ تو اس کو پہلی وِلایت جس کسی کو چاہتا ہے۔ دے دیتا ہے۔ اگر وہ خود کسی کو نہیں دیتا۔ تو حق تعالیٰ اپنے دوستوں (اولیاء اللہ) میں سے کسی ایک کو بخش دیتا ہے۔ لیکن دوسری وَلایت (حُبِّ الٰہی اور قربِ رسول مکرم ﷺ) کو وہ اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ اور وہ اسی کے ساتھ ہی باقی رہتی ہے۔

اگر زینجا سفر در پیش گیرم   زِ عشقت زادِ راہ خویش گیرم

حکایت : اِسی ضمن میں یہ بات بہت مشہور و معروف ہے۔ کہ حضرت امیر خسروؒ کو اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ سے عشق کی حد تک محبت تھی۔ اور حضرت خواجہ نظام الدینؒ کو بھی حضرت امیر خسرو سے بہت پیار تھا۔ حضرت خواجہؒ اُنہیں ولایت عطا کرنا چاہتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے ایک تھال میں کچھ کھانے کی چیزیں پیالیوں میں رکھ کر اپنے خلیفہ خاص حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ کو بھجوائیں۔ جب حضرت امیر خسروؒ حضرت چراغ دہلویؒ کی خدمت میں گئے۔ تو حضرت چراغؒ نے اُن کی طرف بغور دیکھا۔ پھر برتن خالی کر کے تھال واپس کر دیا۔

جب حضرت امیر خسروؒ اپنے پیر و مرشدؒ کی بارگاہ میں پہنچے۔ تو حضرت پیر و مرشدؒ نے حضرت امیر خسروؒ سے پوچھا۔ کہ! حضرت چراغ دہلویؒ نے آپؒ سے کچھ کہا ؟ تو حضرت امیر خسروؒ نے نہایت اَدب سے نفی میں جواب دیا۔ اور بتایا۔ کہ! بس کھانا اپنے برتن میں ڈال کر خالی برتن واپس دے دیئے۔ تو حضرت خواجہ نظام الدینؒ نے فرمایا۔ اے امیر خسرو ! میں کچھ نہیں کر سکتا۔ مَیں نے تو چاہا تھا۔ کہ! تمھیں ولایت دے دوں۔ لیکن منظوری نہیں ہوئی۔ یہ (شاید) تمھاری تقدیر میں نہیں ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ تو اپنے چہیتے مرید جناب حضرت امیر خسروؒ کو منصبِ ولایت سے سرفراز کرنا چاہتے تھے۔ لیکن عطا نہ کر سکے۔ ہاں البتہ اُنھیں اپنا سلام عطا کر دیا۔ اور فرمایا۔ کہ! جو میرے پاس (میری زندگی یا میرے وصال کے بعد) آئے۔ پہلے اُنھیں (یعنی حضرت امیر خسروؒ) کو سلام کرے۔

ماں کی خدمت کے عوض ولایت کا ملنا :

حضرت بایزید بسطامیؒ کہ جن کے بارے میں حضرت جنید بغدادیؒ کا قول ہے۔ کہ! حضرت بایزید بسطامیؒ کو اولیاء اللہ میں وہی اعزاز حاصل ہے۔ جو حضرت جبرائیلؑ کو (باقی تمام) ملائکہ میں۔ اور مقامِ توحید میں تمام بزرگوں کی انتہا، آپؒ کی ابتداء ہے۔ اسی طرح سے حضرت شیخ ابو سعیدؒ کا قول ہے۔ کہ! میں پورے عالم کو آپؒ کے اوصاف سے پر دیکھتا ہوں۔ لیکن اس کے باوجود بھی آپؒ کے مراتب کو کوئی نہیں جانتا۔

حضرت سلطان العارفین شیخ الکل جناب بایزید بسطامیؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ! مجھے جتنے بھی مراتب حاصل ہوئے۔ سب والدہ محترمہ کی اطاعت (ہی) سے حاصل ہوئے۔ ایک مرتبہ میری والدہ محترمہ نے رات کو پانی طلب فرمایا۔ لیکن اتفاق سے اس وقت گھر میں قطعاً پانی نہیں تھا۔ چنانچہ میں (شدید سردی کے موسم میں) گھڑا لے کر نہر سے پانی لایا۔ مگر میری آمد و رفت کی تاخیر کی وجہ سے والدہ محترمہ کو نیند آ گئی۔ اور میں رات بھر پانی لئے کھڑا رہا۔ حتیٰ کہ شدید سردی کی وجہ سے وہ پانی پیالے میں منجمد ہو گیا۔ جب والدہ محترمہ کی بیداری کے بعد میں نے انھیں پانی پیش کیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ (اے بایزیدؒ)! تم نے پانی رکھ دیا ہوتا۔ اتنی دیر کھڑے ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے عرض کیا۔ کہ محض اسی خوف سے کھڑا رہا۔ کہ مبادا آپ کہیں بیدار ہو کر پانی نہ پائیں۔ اور آپ کو زحمت ہو۔ یہ سن کر انہوں نے مجھے دُعائیں دیں۔

اسی طرح ایک رات والدہ محترمہ نے فرمایا۔ دروازے کا ایک پٹ کھول دو۔ لیکن میں رات بھر اسی الجھن میں کھڑا رہا۔ کہ نہ معلوم دایاں پٹ کھولوں یا بایاں۔ کیونکہ! اگر ان کی مرضی کے خلاف غلط پٹ کھل گیا۔ تو یہ بات ان کے حکم عدولی میں شمار ہو گی۔ (والدہ محترمہ کی) انہیں خدمتوں کی وجہ سے یہ مراتب مجھ کو حاصل ہوئے۔

ماں کی خدمت کے عوض دنیاوی و اُخروی مقام و مرتبہ کا نصیب ہونا : (فقہءِ حنفیہ کی حیثیت)

حضرت ابو القاسم القشیریؒ کے بارے میں ایک حکایت بہت مشہور ہے۔ کہ! وہ بھی اپنی ماں کے بہت ہی زیادہ مؤدب تھے۔ حضرت رئیس المفسرین و شیخ المحدثین جناب علامہ جلال الدین السیوطی الشافعیؒ نے اپنی مشہور و معروف کتاب ’’ **انیس الجلیس** ‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ! معلوم ہو۔ کہ! ربِ متعال نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کو شریعت و کرامت کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ چنانچہ آپؒ کی کثیر کرامات میں سے ایک کرامت یہ بھی تھی۔ کہ! حضرت خضر نبیؑ ہر روز بوقت صبح عرصہ پچاس برس تک حضرت ابو حنیفہؒ سے سبق لینے اور احکاماتِ شریعت سیکھنے آتے رہے۔ پھر جب امام ابو حنیفہؒ کی وفات ہوئی۔ تو حضرت خضر نبیؑ نے مناجات کی۔ کہ! اے خداوندا! اگر تیرے ہاں (میری کچھ) منزلت ہے۔ تو تُو حضرت امام صاحبؒ کو حکم فرما۔ کہ وہ اپنی عادت کے موافق قبر میں سے مجھے سبق پڑھائیں۔ تا کہ! مَیں شریعتِ محمدیہ ﷺ کا عالم کامل ہو جاؤں۔ اور طریقت و حقیقت بھی مجھ کو حاصل ہو۔ نِدا ہوئی۔ کہ! جاؤ۔ اُن کی قبر سے جس قدر چاہو۔ (مزید) سیکھ لو۔ چنانچہ حضرت خضر نبیؑ نے مزید پچیس برس تک اور بھی علم حاصل کیا۔ اور اس طرح وہ دلائل و اقاویل میں کامل ہو گئے۔ پھر حضرت خضر نبیؑ نے اللہ تعالیٰ سے عرض

کیا۔ کہ! اے خداوندا! اَب میں کیا کروں ؟ حکم ہوا۔ کہ! اپنے مقام پر جا کر مشغولِ عبادت ہو جاؤ۔ پھر جب میں حکم دوں گا۔ کہ فلاں شہر جا کر فلاں شخص کو تعلیم کرو۔ تب تمؑ ایسا ہی کرنا۔ چنانچہ ایک زمانہ کے بعد شہر ماوراء النہر میں ایک نوجوان پیدا ہوئے۔ جن کا اسمِ مبارک '' ابو القاسم القشیری ؒ '' تھا۔ اُن کی والدہ تھیں۔ اور یہ (امام قشیری ؒ ہر وقت) اُن کی خدمت میں مشغول رہتے تھے۔ ایک روز انہوں نے اپنی والدہ محترمہ سے عرض کیا۔ مجھ کو طلبِ علم کا شوق ہوا ہے۔ اور حضرت علی المرتضٰی ؓ کا فرمان ہوا ہے۔ کہ! جو علم کی طلب میں ہوتا ہے۔ جنت اُس کی طالب ہوتی ہے۔ لہٰذا (اگر) آپ مجھے اجازت عطا کریں۔ تو میں بخارا جا کر علم حاصل کروں۔ والدہ کو فکر لاحق ہوئی۔ کہ! اگر میں اجازت نہیں دیتی۔ تو ایک نیک کام سے روکتی ہوں۔ اور اگر اجازت دیتی ہوں۔ تو اس کی جدائی پر صبر نہیں کرسکتی۔ آخر ان کو بن نہ آیا۔ اور اُن کو اجازت عنایت کی۔ اور یہ ایک اور نوجوان طالبِ علم کے ساتھ سفر کو روانہ ہوئے۔ اُن کی والدہ ماجدہ گھر کے دروازے پر بیٹھ کر رو رو کر دُعائیں کرنے لگیں۔ کہ! خداوندا! مَیں نے یہ عہد کیا ہے۔ کہ جب تک مَیں اپنے بیٹے کو نہ دیکھوں گی۔ کھانا، پینا اور اس جگہ سے اُٹھنا سب میرے اوپر حرام ہے۔ مومنو! سنو۔ کہ! ماں کی یہ ہمت کیا کام کرتی ہے۔ کہ! حضرت ابوالقاسم القشیری ؒ اپنے ساتھی کے ساتھ جاتے جاتے ایک جگہ پر کھانا کھانے کے لئے ٹھہرے۔ اور امام قشیری ؒ قضائے حاجت کے لئے گئے۔ وہاں اُن کا کپڑا پیشاب میں بھر گیا۔ اور یہ اپنے ساتھی کے پاس آئے۔ اور اس سے کہا۔ کہ! تم جاؤ۔ میں واپس جاتا ہوں۔ ساتھی نے اسی وقت پوچھا۔ کہ! کیوں ؟ کہا اس سبب سے کہ! یہ سفر مبارک نہیں ہے۔ پہلی ہی منزل میں میرا کپڑا ناپاک ہو گیا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے۔ کہ! دوسری منزل پر میرا جسم اور تیسری منزل پر (کہیں) میری روح بھی ناپاک نہ ہو جائیں۔ (لہٰذا) میرا اپنی والدہ محترمہ کے پاس بیٹھا رہنا ہی سفر سے بہتر ہوگا۔ چنانچہ جب یہ واپس آئے۔ تو دیکھا۔ کہ! والدہ محترمہ (گھر کے اُسی) دروازے پر ہی بیٹھی ہوئی ہیں۔ جہاں سے اُن کو رخصت کیا تھا۔ والدہ اپنے لختِ جگر سے ملیں۔ اور کہا۔ **الحمد لله** ۔ پھر حضرت خضر نبیؑ کو اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا۔ کہ! جو (بھی) کچھ تم نے حضرت امام ابوحنیفہ ؒ سے سیکھا تھا۔ وہ اسب ابوالقاسم ؒ کو سکھا دو۔ کیونکہ! انہوں نے اپنی ماں کو خوش کیا ہے۔ بوقتِ سحر حضرت خضر نبیؑ ، جنابِ ابوالقاسم القشیری ؒ کے پاس تشریف لائے۔ اور کہا۔ کہ! تم تحصیلِ علم کی خاطر علم سیکھنا چاہتے تھے۔ اور پھر تم اپنی والدہ ماجدہ کی خوشنودی کے واسطے واپس چلے آئے، اَب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم فرمایا ہے۔ کہ! ہر روز اسی وقت میں آ کر تم کو سبق دے جایا کروں۔ چنانچہ ہر روز ابوالقاسم ؒ اُن سے سبق پڑھے لگے۔ اور اُن کو (یہ) خبر تک نہ ہوئی۔ کہ! یہ حضرت خضر نبیؑ ہی ہیں۔

یہاں تک کہ تین سال میں انہوں (القشیری ؒ) نے اس قدر علم حاصل کیا۔ اور کل حقائق و دقائق اور دلائل سے واقف اور مشہورِ زمانہ ء یکتائے روزگار ہو گئے۔ اور ماورالنہر میں ایک ہزار کتابیں تصنیف کر ڈالیں۔ اور وہ صاحبِ کرامات بزرگ ہوئے۔ آپ ؒ کے ہزاروں (بلکہ) لاکھوں مریدین و شاگرد ہوئے۔ اور ایک مرید و خادمِ خاص آپ ؒ کا تھا۔ جو کسی بھی وقت آپ ؒ سے جدا نہ ہوتا تھا۔ اور آپ ؒ نے اپنی کل تصانیف یعنی ایک ہزار کتب ایک صندوق میں بھریں۔ اور مرید کو حکم دیا۔ کہ مجھ کو تو ایک ضرورت در پیش ہے۔ تم اس صندوق کو لے جا کر دریائے '' جیحوں '' میں ڈال آؤ۔ مرید صندوق کو لے کر شیخ (امام قشیری ؒ) کی خدمت سے باہر آیا۔ کہ حضرت شیخ کی تصانیف دریا میں ڈالنے سے کیا فائدہ۔ میں ان کو گھر میں رکھتا ہوں۔ اور شیخ سے جا کر کہہ دوں گا۔ کہ! ڈال آیا۔ چنانچہ جب یہ اپنے شیخ کی خدمت میں آیا۔ تو شیخ نے پوچھا۔ کہ! کیا جملہ کتب دریا میں ڈال دیں۔ تو مرید نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ پھر شیخ نے پوچھا۔ کتب ڈالنے کے بعد کیا دیکھا۔ عرض کیا کہ! کچھ بھی نہیں۔ شیخ نے پھر فرمایا۔ کہ! جاؤ۔ اور کتابیں دریا میں ڈال آؤ۔ کیونکہ! تم نے انہیں دریا میں ڈالا ہی نہیں۔ مرید پھر سے گیا۔ اور چاہا۔ کہ! کتب کو دریا میں ڈالے۔ مگر اس کا دل راضی نہ ہوا۔ اور پھر اُلٹے پاؤں واپس چلا آیا۔ اور پھر پہلے ہی کی طرح گفتگو ہوئی۔ شیخ نے پھر فرمایا۔ جاؤ۔ اور اُس (کتب سے بھری صندوق) کو دریا میں ڈال آؤ۔ میرا اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک راز ہے۔ اور میرے حکم کو تم رَدمت کرو۔ تب مرید صندوق لے کر دریا پر پہنچا۔ اور (ہمت کر کے نہ چاہتے ہوئے اپنے استادِ محترم کے) صندوق کو دریا میں ڈال دیا۔ پانی میں سے ایک ہاتھ نکلا۔ اور صندوق کو اس نے لے لیا۔ مرید نے اُس ہاتھ سے پوچھا۔ کہ! تم کون ہو ؟ آواز آئی۔ کہ میں شیخ کی امانت کی حفاظت پر مامور ایک مؤکل ہوں۔ پھر مرید اپنے شیخ کی خدمت میں آیا۔ شیخ نے پوچھا۔ کہ! تُو نے کیا دیکھا۔ عرض کیا۔ کہ! پانی شق ہو کر اُس میں سے ایک ہاتھ نکلا۔ اور صندوق کو اُس نے لے لیا۔ میں حیران ہوا۔ کہ! اس میں کیا راز ہے ؟ شیخ نے فرمایا۔ کہ! جب قیامت قریب ہوگی۔ اور دجال خروج کرے گا۔ تو حضرت عیسیٰ روح اللہؑ بیت المقدس میں نازل ہوں گے۔ اور بیت المقدس کے ایک نیک بخت امام ہوں گے۔ وہ حضرت عیسیٰؑ کو پہچان لیں گے۔ اور کہیں گے۔ کہ! آپؑ نماز پڑھائیں۔ پھر حضرت عیسیٰؑ دجال کے مقابلے کا حکم دیں گے۔ چنانچہ دجال بھاگے گا۔ اور حضرت عیسیٰؑ اُس کے پیچھے بھاگیں گے۔ اور دجال کا تعاقب کرتے ہوئے اسے پکڑ کر قتل کر دیں گے۔ اور دجال کا تمام لشکر بھی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو جائے گا۔ پھر اس معرکہ

سے فارغ ہو کر حضرت عیسیٰؑ انجیلِ مقدس اپنے پاس رکھ کر پوچھیں گے۔ کہ! شریعتِ محمدی ﷺ کی کتب کہاں سے ملیں گیں۔ کیونکہ! اللہ تعالیٰنے حکم فرمایا ہے۔ کہ! تمھارے نبی (یعنی حضرت امام المرسلین محمدِ عربی ﷺ) کی شریعت کے موافق فیصلہ کروں۔ اور انجیل کے موافق فیصلہ نہ کروں۔ لوگ تمام دنیا میں تلاش کریں گے۔ مگر ایک کتاب بھی نہ ملے گی۔ نہ قرآنِ حکیم کا کوئی ایک ورق دستیاب ہوگا۔ پھر حضرت عیسیٰؑ حیران ہو کر اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے۔ کہ! یا الٰہی! اَب میں تیرے بندوں کو کس چیز کے ساتھ فیصلہ کروں۔ انجیلِ مقدس کے علاوہ کوئی کتاب ہی موجود نہیں۔ پھر حضرت جبرائیلِ امینؑ نازل ہوں گے۔ اور کہیں گے۔ کہ! حکمِ الٰہی یہ ہے۔ کہ! آپؑ نہرِ (دریا) جیجوں پر جا کر دو رکعت نماز پڑھیں۔ اور آواز دیں۔ کہ! اے امینِ کتبِ شیخ ابوالقاسم القشیریؒ، مجھ کو اُن کی کتب سے بھرا صندوق سپرد کر دے۔ کہ! مَیں عیسیٰؑ بن مریمؑ ہوں۔ اور مَیں نے دجال کو بھی قتل کر دیا ہے۔ اس طرح سے عمل کر کے حضرت عیسیٰؑ نہرِ جیجوں سے وہ صندوق حاصل کریں گے۔ پانی شق ہو کر بقدرتِ الٰہی صندوق لئے ہوئے برآمد ہوگا۔ پھر حضرت عیسیٰؑ سب کتب (جن کی تعداد ایک ہزار ہوگی) نکالیں گے۔ اور قوانینِ شریعت جاری فرمائیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ دریافت فرمائیں گے۔ کہ! ابوالقاسم القشیریؒ کو یہ بزرگی کس سبب سے نصیب ہوئی؟ حضرت جبرائیلِ امینؑ جواب دیں گے۔ کہ! اپنی والدہ محترمہ کی رضامندی سے۔

یاد رہے۔ کہ! حضرت سید التابعین جناب اویس قرنیؓ، کہ جن کی تعریف حضرت رسالت مآب ﷺ کی زبانِ مبارک سے بھی تعریف ہوئی۔ ہے۔ اُن کو مقامات و مراتب ان کی ضعیف و نابینا والدہ محترمہ ہی کی خدمت کی بدولت میسر ہوئے۔

ماں کی پکار پر عابد کیا کرے؟

صحیح بخاری شریف کی ایک حدیث ہے۔ کہ! آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! (بنی اسرائیل) کی ایک عورت نے اپنے بیٹے کو پکارا۔ اس وقت وہ عبادت خانے میں (محوِ عبادت) تھا۔ ماں نے پکارا کہ! اے جریج! جریج (اس پس و پیش میں پڑ گیا۔ اور دل میں) کہنے لگا۔ کہ اے اللہ! میں اب ماں کو دیکھوں یا نماز کو؟ پھر ماں نے پکارا۔ اے جریج! (وہ اب بھی اسی پس و پیش میں تھا۔ کہ) اے اللہ تعالیٰ! میری ماں اور میری نماز! ماں نے پھر پکارا۔ اے جریج! (وہ اب تک اسی پس و پیش میں ہی تھا۔ اور) سوچ جا رہا تھا۔ (کہ!) اے اللہ تعالیٰ! میری ماں اور میری نماز! (آخر کار) ماں نے تنگ ہو کر (اپنے بیٹے جریج کے خلاف) بددُعا کی۔ اے اللہ تعالیٰ! جریج کو (اُس وقت تک) موت نہ آئے۔ جب تک وہ (کسی) فاحشہ عورت کا چہرہ نہ دیکھے۔ جریج کی عبادت گاہ کے قریب ایک چرانے والی (عورت) آیا کرتی تھی۔ جو بکریاں چراتی تھی۔ اتفاق سے اس کے بچے پیدا ہوا۔ لوگوں نے پوچھا۔ یہ کس کا بچہ ہے؟ اس نے کہا۔ کہ! (یہ بچہ) جریج کا ہے۔ وہ ایک مرتبہ اپنی عبادت گاہ سے نکل کر میرے پاس رہا تھا۔ جریج نے پوچھا۔ کہ وہ عورت کون ہے؟ جس نے مجھ پر تہمت لگائی ہے۔ کہ اُس کا بچہ مجھ سے ہے۔ (عورت بچے کو لے کر آئی تو) انہوں نے بچے سے پوچھا۔ کہ بچے! تمھارا باپ کون ہے؟ بچہ بول پڑا۔ کہ! ایک بکری چرانے والا گڈریا میرا باپ ہے۔

حضرت قدوۃُ الکبرٰیؒ کی اپنے مرید کی وجہ سے حالت کا غیر ہونا:

حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ایک مرتبہ حضرت قدوۃ الکبرٰیؒ سرزمینِ ''شروان'' سے گذرے۔ اتفاقاً ایک گاؤں کی مسجد میں اُترنا ہوا۔ وہاں برف باری اس قدر شدید تھی۔ کہ! جس کی شرح نہیں ہوسکتی۔ حضرت قدوۃ الکبرٰیؒ کے ایک مرید (کمال جوگی) کو رفع حاجت کا تقاضا پیش آیا۔ وہ رات کو اُٹھا۔ اور باہر جا کر ایک گوشہ میں قصد رفع حاجت کے جا بیٹھا۔ اُس جوگی پر برف کا اس قدر اثر ہوا۔ کہ وہ بالکل حرکت نہ کر سکا۔ حالت یہاں تک ہوگئی۔ جیسے کہ! اس کی زندگی کی شاید ایک سانس بھی باقی نہ رہی ہو۔ حضرت قدوۃ الکبرٰیؒ اُس وقت تازہ وضو فرما رہے تھے۔ ابھی وضو سے فراغت بھی نہ پائی تھی۔ کہ حضرت قدوۃ الکبرٰیؒ کو سردی لگنے لگی۔ اور اتنی سردی لگی۔ کہ! جس کی شرح بیان کرنا ناممکن ہے۔ تمام لوگ (مریدین و معتقدین) حیران تھے۔ کہ گرمی پہنچانے کے تمام تر لوازمات موجود تھے۔ حضرت قدوۃ الکبرٰیؒ نے پوستین کا لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ توشک، گدّے اور نمدے کے تکیے تھے۔ آگ بھی برابر جل رہی تھی۔ پھر اتنی سردی ان (حضرت قدوۃ الکبرٰیؒ) کو کیونکر لگ رہی تھی۔ کسی کے سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ حضرت خواجہ ابوالقاسمؒ جو کہ! شرابِ معرفت کے کچھ گھونٹ پیئے ہوئے تھے۔ (اور وہ نورِ معرفت و حقیقت سے شناسا اور بہرہ ور تھے) سمجھ گئے۔ کہ! حضرت قدوۃ الکبرٰیؒ کا یہ عالَم اپنے کسی دوسرے شخص (یعنی مرید یا معتقد) ہی کی تکلیف کے باعث ہے۔ وہ جلدی سے مسجد سے باہر نکل آئے۔ اور اپنے دیگر جملہ احباب و رفقاء پر نظر ڈالی۔ تو اُنہیں معلوم ہوا۔ کہ! سب لوگ موجود ہیں۔ مگر کمال جوگی موجود نہیں ہے۔ اور وہ شاید باہر کہیں گیا ہوا ہے۔ لوگ اَب کمال جوگی کی تلاش میں نکل پڑے ہوئے۔ بسیار تلاش کے بعد بالآخر انہیں ڈھونڈ کر لے ہی آئے۔ جو کہ برف تلے

دبے پڑے تھے۔ پھر اس کو طرح طرح کے موٹے کپڑے پہنائے۔ اور آگ کے سامنے رکھا۔ جوں جوں کمال جوگی کی سردی کی شدت میں کمی واقع ہوتی گئی۔ حضرت قدوۃ الکبرٰیؒ کی طبیعت بھی سنبھلتی گئی۔ جب کمال جوگی کے جسم سے سردی بالکل نکل گئی۔ حضرت قدوۃ الکبرٰیؒ کی طبیعت بھی بالکل ٹھیک ٹھاک ہوگئی۔ اور یوں حضرت قدوۃ الکبرٰیؒ سے سردی کا اثر بالکل زائل ہوگیا۔

حکایت : بنی اسرائیل کے ایک عالم نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔ اے میرے رب! میں نے بارہا آپ کی نافرمانی کی۔ لیکن آپ نے مجھے سزا نہ دی۔ تو اس سے کہا گیا۔ میں نے بارہا تجھے سزائیں دیں۔ لیکن تجھے احساس نہ ہوا۔ کیا میں نے تجھے اپنی مناجات کی حلاوت سے محروم نہیں کر رکھا ہے۔ (چنانچہ اسی ضمن میں) حکماء کا قول ہے۔ کہ! گناہ کے بعد دوبارہ دوسرے گناہ کا ارتکاب درحقیقت پہلے گناہ کی سزا ہے۔ اور اسی طرح سے ایک نیکی کے بعد دوسری نیکی کی توفیق اس (یعنی پہلی نیکی) کا صلہ ہے۔

دُنیا کی مُذمت : ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ روح اللہؑ نے ایک عورت دیکھی۔ جو کہ بدشکل سیاہ رنگت والی ایک بڑھیا تھی۔ (حضرت عیسیٰؑ نے) اس سے پوچھا۔ تُو کون ہے؟ اس (بدشکل سیاہ رنگت والی بڑھیا) نے کہا مَیں ''**دُنیا**'' ہوں۔ حضرت عیسیٰؑ نے پوچھا۔ تُو نے کتنے شوہر کئے۔ کہا۔ بے حد و بے شمار۔ اگر کوئی محدود چیز ہو تو بیان بھی کروں۔ پھر پوچھا۔ کہ! اِن شوہروں میں سے کسی نے تجھے طلاق بھی دی۔ کہا۔ نہیں۔ سب کو مَیں نے مار ڈالا۔

حدیث میں آتا ہے۔ کہ! **الدنیا رأس کل خطیئة**۔ دُنیا جملہ کظاؤں (گناہوں) کی جڑ ہے۔

حکایت : حضرت عیسیٰؑ ایک سوئے ہوئے شخص کے پاس سے گزرے۔ تو اسے آواز دی کہ! ''اُٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کر''۔ اس نے جواب دیا۔ کہ! میں نے اللہ تعالیٰ کی وہ عبادت کی ہے۔ جو سب سے بڑھ کر ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے پوچھا۔ وہ کون سی عبادت ہے؟ اس مرد نے کہا۔ مَیں نے ''**دُنیا**'' دنیا داروں کے لئے چھوڑ دی ہے۔ پھر (حضرت عیسیٰؑ نے) فرمایا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے تھوڑے سے رزق پر راضی ہوتا ہے۔ (تو) اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے عمل میں اس پر راضی ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں فرمایا۔ جو شخص درہم و دینار و غیرہ چھوڑے دنیا سے سفر کرے۔ وہ جنتی ہے۔

حکایت ایک گناہ گار کی : بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا گناہ گار تھا۔ آخر عمر میں غفلت سے چونکا۔ اور اپنے گھر والوں سے کہنے لگا۔ کیا کوئی ایسا ہے۔ جو میری (مغفرت و حصولِ فضل و کرم کی) اللہ تعالیٰ سے سفارش کر دے۔ انہوں نے کہا۔ کوئی نہیں۔ وہ (گناہگار شخص) جنگل کو نکل گیا۔ اور (جنگل میں جاکر) زمیں پر گر پڑا۔ اور کہنے لگا۔ اے اللہ تعالیٰ! آپ ہی میری بیماری اور میرا علاج جانتے ہیں۔ میں آپ کے پاس خانہ برباد، فقر اور عمل دور از اصلاح کے ساتھ حاضر ہوا ہوں۔ اور مجھے کوئی نہیں ملا۔ جو کہ میری سفارش کرتا۔ اور نہ ہی پناہ گزین ہونے کے قابل کوئی مقام ملا۔ جو مجھے بچا لیتا۔ لہٰذا میری درخواست ہے۔ کہ! جو معاملہ آپ کے کرم کے شایان ہے۔ میرے ساتھ کیجئے۔ ہاتفِ غیبی نے آواز دی۔ (کہ) تُو مہربان کریم کے باب پر کھڑا ہے۔ ہم نے تیرے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔ اور تیرے درجات بلند کر دیئے۔

حکایت : بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا۔ جو کہ بیس برس تک بدکاری میں مبتلا رہا تھا۔ پھر اس نے ایک مرتبہ آئینہ دیکھا۔ تو داڑھی میں سفید بالوں پر نظر پڑی۔ کہنے لگا۔ یا الٰہی! مَیں بیس سالوں تک (تیرا) نافرمان رہا ہوں۔ اگر پھر میں آپ کی جانب رجوع کرلوں۔ تو کیا آپ (مجھے) قبول فرما لیں گے۔ (ہاتفِ غیبی سے) آواز آئی۔ (جب) تُو ہم سے محبت کرتا تھا۔ ہم تجھ سے محبت کرتے تھے۔ تُو نے ہمیں چھوڑ دیا۔ (تو) ہم نے تجھے چھوڑ دیا۔ (جب) تُو ہمارا نافرمان بنا۔ (تو) ہم نے تجھے مہلت دی۔ (اَب بھی) اگر تُو ہماری طرف رجوع کرے گا۔ (تو) ہم تجھے مقبول بنا لیں گے۔

﴾ یاد رہے۔ کہ! اُمتِ محمدیہ ﷺ کے صالحین کی فضیلت بنی اسرائیل کے انبیائے کرامؑ کے جیسی ہے۔ بشرطیکہ! وہ صالحین واقعتاً اللہ تعالیٰ کے محبوبین ہوں۔ ﴿

ملفوظاتِ حضرت شاہ عبدالحق دھلویؒ

حضرت سیدالمرسلین ﷺ کے خصائص اور علوم کا بیان :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضورِ انور نبی مکرم ﷺ کی ذات ''جامع الکمالات'' میں معجزاتِ باہرہ، آیاتِ بینہ، اور کثیر علوم ومعارف کے خزانے جمع فرمائے۔ اوران خصائص وخصائل اور اُسوہ کامل سے مخصوص فرمایا۔ جوتمام مصالح دین ودنیا اور کامل معرفت الٰہیہ پر مشتمل ہیں۔ جنہیں احکامِ شریعہ اصولِ دینیہ اورمصالح عباد یہ کہا جاتا ہے۔ اور اُممِ سابقہ وقرونِ ماضیہ زمانہ آدمؑ سے تا ایندم احوال واخبار اوران کی شریعتوں، کتابوں، سیرتوں، شخصی صنعتوں اوران کے مذاہب واختلاف وآراء اوران کی معرفت اورطویل عمروں اوران کے دانشوروں کی حکمت اور ہر ہر امت کی کفار پرحجتوں اوراہل کتاب کے ہر ہر فرقہ کے ان معارضوں کی جوان کی کتابوں میں ہیں۔ اوران کے قدیم وجدید، عیاں وپنہاں رموز واسرار ومخفیات ومدفون علوم وفنون اوراُن تمام خبروں کو جووہ چھپاتے ہیں۔ اوران میں تغیر وتبدل کرتے ہیں۔ اور عرب کی لغتوں، نادرلفظوں اوراحاطہ اقسامِ فصاحت اوضاع حفظ ایام وامثال وحکم، ضرب الامثال صحیحہ ودقیقہ اوران کی مُرادوں پرحکم، گہری فہم رکھنے والے انداز کے مطابق اوران کی مشکلات کے بیان ووضاحت وغیرہ کے علوم کا ربانی علم عطا فرمایا۔ اورآپ ﷺ کی شریعتِ مُطہرہ ان جمیع مُحاسن واخلاق، محامد وآداب، حفظِ نفس کے اصول وقوائد وضوابط اوران کے اعراض واحوال واقوال پر مشتمل ہے۔ اور یہ اربابِ عقل کے نزدیک لازمی ومستحسن ہیں۔ کیونکہ وہ عقلِ سلیم کے حامل ہیں۔ برخلاف ان کے جومعاند مخذول اور مخالف معقول ہیں۔ جوکہ جُہلاء میں مشہور ومروج ہیں۔ اوراُمتِ محمدیہ ﷺ ان سے قطعًا پاک ولاتعلق ہے۔

اشیاء کی حقیقت : تمام چیزوں کی حقیقتیں واضح اورثابت ہیں تمام عقائدواحکام کی بنیادصِرف اس عقیدے پر ہے۔ کہ ہر چیز کی ایک حقیقت ہے۔ اور یہ حقیقت کسی کے عِلم میں آنے یا اعتقاد کرنے پر موقوف نہیں۔ اورمحض وہم وخیال پر بھی دارومدار نہیں رکھتیں۔

عالم کی حقیقت : یہ عالم حادث (یعنی عارضی) ہے۔ ذاتِ حق اوراس کی صفات کے علاوہ ہر چیز حادث ہے۔ ہر چیز عدم سے وجود میں آئی ہے۔ اورکوئی چیز قدیم نہیں کیونکہ حدیثِ نبوی ﷺ ہے کہ!

کان اللہ ولم یکن معہ شیء اللہ تعالیٰ ازل میں موجود تھا۔ اسکے ہمراہ کوئی چیز موجود نہیں تھی۔

اور یہ عالم فانی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ!

کل شیء ھالک الا وجھہ اس کے علاوہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔

دیدارِ خُداوندی :

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قیامت کے دِن مومنوں (ایمان والوں) کو اللہ تعالی کا دیدار نصیب ہوگا۔ اسی ضمن میں حدیثِ نبوی ﷺ بھی ہے کہ! **انکم سترون ربکم یوم القیامۃ کما ترون القمر لیلۃ البدر** (تم عنقریب اپنے اللہ کو اس طرح دیکھو گے جِس طرح چودھویں کا چاند دیکھتے ہو)

اس حدیث میں تشبیہ صرف دیکھنے میں ہے۔ چانداور باری تعالی میں تشبیہ نہیں ہے۔ اللہ تعالی کے دیدار میں مُقابلہ، مواجہہ اورقُرب وبُعد نہیں۔ اسی آنکھ کو قُوت بصیرت عطا کی جائے گی۔ جولوگ دُنیا میں دیدارِ خُداوندی کو چشمِ بصیرت (دِل کی آنکھ) سے دیکھتے ہیں۔ ایسے لوگ بروزِ قیامت بچشمِ سر دیکھیں گے۔ انشاء اللہ۔ خواص مومنین (جیسے کہ انبیاء ورُسلؑ اورصحابہ کرامؓ) دن میں کئی مرتبہ اورعوام الناس (جیسے کہ تمام انبیاء و رُسل کے مومن اُمتی) کو بروزِ جُمعہ دیدارالٰہی نصیب ہوگا۔ **واللہ اعلم بالصواب۔**

بعض کتب میں لکھا ہے کہ فرشتوں کو اللہ تعالی کا دیدار نصیب نہیں ہوگا۔ صِرف حضرت جبرائیلؑ کو تمام عُمر میں ایک مرتبہ دیدار نصیب ہوگا۔ جِنات کو اللہ تعالی کا دیدار کا دیدار نصیب نہیں ہوگا۔ اس ضمن میں حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہؒ اور دیگر آئمہؒ کا ایک طبقہ یہ فرماتا ہے۔ کہ نہ انہیں ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اورنہ بہشت میں داخِل ہوں گے۔ نیک اورمُسلمان جنات کی نیکیوں کا بدلہ صِرف یہی ہے۔ کہ وہ دوزخ کی آگ سے نجات پائیں گے۔

عورتوں کا اللہ تعالی کے دیدار کے سِلسلے میں عُلمائے حق کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔ مگرحق تو یہ ہے۔ کہ مومن عورتوں (ایمان والیوں) کو کبھی کبھی دیدار نصیب ہوگا۔ جیسے کہ سال میں دو، چار یا کچھ مرتبہ۔ مگر یہ بات بھی ذہن نشین رہے۔ کہ کچھ خواتین جیسے کہ حضرت حواؑ، حضرت آسیہؓ، حضرت خدیجۃ الکُبریٰؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت فاطمۃ الزہراءؓ، حضرت رابعہ بصریؒ وغیرہ جوکہ عرفانِ الٰہی، معرفتِ خُداوندی اورکمالِ زُہدوتقویٰ میں مَردوں سے بھی بڑھ کر ہیں۔ ایسی عورتوں کو بھی ہفتہ عشرہ میں کئی مرتبہ دیدارِ الٰہی نصیب ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

دیدارِ خُداوندی درعالمِ رویاء :

اللہ تعالیٰ کوخواب میں دیکھنے کے مُتعلق عُلمائے عُظام میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مگر صحیح اور حق تو یہ ہے۔ کہ خواب میں دیدارِ الٰہی صحیح اور حق ہے۔ اور سلف صالحین سے اس ضمن میں مُختلف روایات بھی مِلتی ہیں جیسے کہ!

امام احمد بن حنبلؒ نے بیان کیا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کوخواب میں دیکھا تو عرض کی کہ!

اے پروردگارِ عالم! سب عبادتوں میں افضل ترین عبادت کونسی ہے؟ اور (یا اللہ تعالیٰ) آپ کی بارگاہ میں پہنچنے کا نزدیک ترین راستہ کونسا ہے؟ تو (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ! قُرآنِ مجید کی تلاوت۔

☆ اسی طرح حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہؒ سے منقول ہے۔ کہ انہوں نے ایک سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کوخواب میں دیکھا۔

☆ اسی طرح پیرانِ پیر سیدی شیخ عبدالقادر الجیلانیؒ اور دیگر لاتعداد اولیاء نے کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی خواب میں زیارت کی ہے۔ اور یہ سرفرازی حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی اُمت کو حاصل ہوا ہے۔ دیدارِ خُداوندی درحقیقت مُشاہدہ قلبی ہے۔ نہ کہ ظاہری آنکھ سے دیکھنا۔ مُحدثین، فُقہاء، مُتکلمین حتیٰ کہ مشائخِ طریقت کا اس بات پر قوی اتفاق ہے۔ کہ اولیاء اللہ میں سے کسی نے بھی سر کی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ اور نہ قیامت سے پہلے دیکھ پائیں گے۔ دیدارِ خداوندی کی نعمت جنتیوں کو حاصل ہوگی۔ انشاء اللہ العظیم۔

علم الملا ئکہ :

اس ضمن میں شیخ عبدالحق مُحدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ کہ یہ جزوایمان ہے۔ **امنت با للہ و ملائکۃ**۔۔ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے نورانی اجسام میں پیدا فرمایا ہے فرشتے ہرشکل اختیار کرنے کی قُدرت رکھتے ہیں ان کی ارواح مجروہ ہیں۔ ان کے ہاں مُذکر ومؤنث کا امتیاز یا پھر توالدوتناسل کا سلسہ نہیں پایا جاتا۔ آسمان وزمین بلکہ تمام اجزائے عالم پر فرشتے مؤکل، مدبر ونگہبان ہیں۔ ایک ایک آدمی پر کئی کئی فرشتے مُقرر ہیں۔ بعض اعمال لکھنے، بعض شیاطین ودیگر موذیات سے بچانے پر مقرر و مُحافظ ہیں۔ تمام عالم علوی وسفلی میں کوئی بھی ایسی جگہ نہیں جہاں پر فرشتے معمور نہ ہوں اسی ضمن میں حدیثِ نبوی ﷺ بھی ہے کہ!

(اگر) تمام مخلوقات کے دس حصے تصور کئے جائیں تو ان کے نو حصے فرشتے ہی ہوں گے۔

فرشتوں کے پر اور بازہ بھی ہوتے ہیں لہذا اس بات پر (کہ ان کے پر بھی ہوتے ہیں) ایمان لانا اور اعتقاد رکھنا ضروری اور واجب ہے حدیثِ نبوی ﷺ بھی ہے کہ! حضرت سیدالانبیاء والرسل ﷺ نے شب معراج کو جبرائیلؑ کے چھ سو پَر (Wings) دیکھے۔

بہرحال تمام فرشتوں میں مُقرب فرشتے چار ہیں۔ جو کہ دنیا کے بڑے بڑے انتظامات، ملک وملکوت پر معمور ہیں۔

۱۔ حضرت جبرائیلؑ ۲۔ حضرت میکائیلؑ ۳۔ حضرت اسرافیلؑ ۴۔ حضرت عزرائیل۔

حضرت جبرائیلؑ : حضرت جبرائیلؑ پر علومِ ربانی کا اِلقاء اور وحی الٰہی کی انبیاءؑ تک ترسیل کی عظیم ترین ذمہ داری ہے۔

حضرت میکائیلؑ : حضرت میکائیلؑ پر تمام مخلوقات تک رزق کی بہم رسائی اور تقسیم ومقدار کے تعین کا تقرر ہے۔

حضرت اسرافیلؑ : حضرت اسرافیلؑ کے ذمہ صور کا پھونکنا ہے۔ یہ صور پہلی مرتبہ تمام عالم کی ہلاکت کے لئے پھونکا جائے گا۔ دوسری مرتبہ صور پھونکنے سے تمام مُردے قبروں سے اُٹھ کر میدانِ حشر میں حاضر ہوں گے۔

حضرت عِزرائیلؑ : حضرت عِزرائیلؑ بحکمِ خُدا تمام مخلوقاتِ عالم کی ارواح قبض کرنے کے مجاز ہیں۔

اکثر علمائے کرام کا اس بات پر قوی اتفاق ہے۔ کہ حضرت جبرائیلؑ تمام فرشتوں میں افضل واشرف ہیں۔ مگر کچھ علماء ان چاروں مقرب فرشتوں کو ہم رُتبہ خیال کرتے ہیں۔ ان چار کے علاوہ وہ آٹھ فرشتے بھی حیثیت میں کم نہیں۔ جنہوں نے عرشِ عظیم کو اُٹھایا ہوا ہے۔ مُنکر ونکیر بھی دو فرشتے ہیں۔ جو بڑے ہی عظیم، ہیبت ناک، سیاہ رنگ اور نیل آنکھوں والے ہیں یہ دونوں قبر میں آکر ہر انسان سے (چاہے وہ کسی بھی مذہب ومِلت سے ہو) تین سوالات کرتے ہیں کہ! ☆ تمھارا رب کون ہے؟ ☆ تمھارا رسولؑ کون ہے؟ ☆ تمھارا دین کیا ہے؟

جوابات صحیح ہونے پر وہ مُردہ ناز ونعمت سے سرفراز ہوگا ورنہ اس کو عذاب دیا جائے گا۔ احادیث نبوی ﷺ میں کئی جگہوں پر آیا ہے کہ گناہ گار کی قبر میں ستر اژدہے اور بچھو ہوں گے۔ اور ان کے زہر کی شِدت کا یہ عالم ہوگا۔ کہ اگر ان میں سے ایک بھی ڈس لے تو دُنیا کے تمام درخت خاکستر ہو جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اژدہے۔ اور بچھو انسان کی صفاتِ ذمیمہ، افعالِ قبیحہ اور دنیاوی تعلقات کی تمام صورتیں ہیں۔ جنہیں عالم قبر میں اژدہے اور بچھوؤں میں تبدیل کر دیا جائے گا۔

علم الصحائف : اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے بعض رسولوںؑ پر اپنی کتب کو نازل فرمایا۔ اور تمام انسانوں کو ان تمام پر ایمان لانے اور ان پر عمل و اتباع کرنے کا حُکم صادر فرمایا۔ ان الہامی کتب وصحائف کی تعداد ایک سو چار تک ہے۔ مگر ان تمام کتب میں چار کتابیں بڑی اور مشہور ہیں۔ **توراتِ پاک :** یہ کتاب حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی۔ **زبور شریف :** یہ کتاب حضرت داؤدؑ پر نازل ہوئی۔ **انجیل مُقدس :** یہ کتاب حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی۔

قُرآن مجید فُرقان حمید : یہ کتاب حضرت سید الانبیاء والرسل امام المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔ یہ چوتھی اور آخری کتَاب ہے۔ جو کہ سابقَہ تمام کتابوں کا مُفصل خُلاصہ ہے۔ اس کتاب کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **ذلک الکتاب لا ریب فیہ** ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی مکمل و مفصل و جامع الہامی کتاب وصحیفہ ہے۔ جو کہ تمام عالمین کی تمام مخلوقات کی ہدایت کے لئے بھیجی گئی ہے۔ اور اِس کتاب کے اندر ذرہ برابر بھی شک نہیں۔ اور اِس کے اندر تمام قدیم و جدید علوم وفنون کو یکجا کیا گیا ہے۔ اگر کوئی اِس صحیفہ کے ظاہر و باطن سے آگاہ نہیں ہوسکتا۔ ماسوائے رسولِ مکرم ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے چنیدہ اشخاص۔۔۔۔

ایمان و اسلام : اسلام و ایمان (انتہائی قلیل فرق کے ساتھ) ایک ہی کیفیت و حالت، مزاج وطبع کے دو نام ہیں۔ ہاں البتہ ایمان کے مفہوم سے مُراد تصدیقِ قلبی اور حالِ باطن ہے۔ اور اسلام ظاہری اعمال کے اتباع اور انعقاد کا نام ہے۔ جیسا کہ سورہ الحجرات آیت نمبر ۱۴۔ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ! اعرابیوں نے کہا ہم ایمان لائے۔ اے محمد ﷺ! آپ ﷺ انہیں فرمادیں۔ تم ایمان تو نہیں لائے (یعنی کہ تصدیقِ قلبی نہیں کی) لیکن یہ کہو کہ ہم مُسلمان ہیں (یقین ظاہری احکام کے فرمانبردار رہے)۔

مکتوباتِ غوثیہ : (اَز زبانِ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر الجیلانی البغدادیؓ کا کلامِ مبارک اللہ تعالیٰ کے غیر متناہی علوم (کے عظیم الشان سمندروں) میں سے ایک دریا ہے۔ کہ عبارات سے اس کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ (بہرحال یہاں پر آنخضرت غوثِ پاکؒ کے ایک مکتوبات پیشِ خدمت ہے)

اے عزیز! جب شہود کے کنارے پر بادل کے پھٹنے سے فیض چمکنے لگے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **یھدی اللہ لنورہ من یشآء** ۔ ترجمہ (اللہ تعالیٰ جس کو چاہے۔ اپنے نور کی ہدایت دیتا ہے) اور وصول کی ہوائیں مہربانی کے راستے سے چلنا شروع کریں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **یختص برحمتہ من یشآء** ۔ ترجمہ (اللہ تعالیٰ جس کو چاہے۔ اپنی رحمت سے خاص کر لیتا ہے) اور محبت کی خوشبوئیں قلوب کے باغات میں ظاہر ہوں۔ اور شوق کے بلبلے ارواح کے باغات میں۔ (جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) **یا اسفٰی علٰی یوسف** ۔ ترجمہ (اے افسوس، یوسفؑ کے فراق پر) کے نغمات سے ہزار داستان ترنم میں آئے۔ اور اشتاق کی آگیں مخفی عالم میں شعلہ اُڑائیں۔ اور افکار کی پرواز زیادہ اُڑانے کی وجہ سے بے پَر ہو جائے۔ اور بڑی بڑی عقلیں سرفت کی وادی میں پاؤں گم کریں۔ اور بڑے بڑے افہام کی بنیادیں ہیبت کے ٹکرانے سے تزلزل میں آجائیں۔ اور مقاصد کی کشتیاں **ما قدر اللہ حق قدرہ** ۔ ترجمہ (اللہ تعالیٰ کی قدر کا اندازہ نہ کر سکے) جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ **وھی تجری بھم فی موج کالجبال** ۔ ترجمہ (وہ ان کے ساتھ موج میں پہاڑ چل رہی تھیں) کی ہواؤں کے ساتھ حیرت کی گہرائیں میں داخل ہو جائیں۔ اور **یحبوھم و یحبونہ** ۔ ترجمہ (وہ ان سے محبت کرتے ہیں۔ اور اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں) کے عشق کے دریا کی موجیں ٹھاٹھوں میں آئیں گیں۔ ہر ایک زبانِ حال پر نذر کرے گا۔ **رب انزلنی منزلا مبارک وانت خیر المنزلین** ۔ ترجمہ (اے میرے اللہ تعالیٰ سابقہ مہربانی مجھ کو مبارک مقام پر اُتار۔ (کیونکہ) تو بہتر اُتارنے والا ہے) **ان الذین سبقت لھم منا الحسنٰی** ۔ ترجمہ (یقیناً جس کے لئے ہماری طرف سے بہتری سبقت کر چکی ہے۔ پہنچ جائے گی) اور اِن کو **فی مقعد صدق** ۔ ترجمہ (راست اور عزت کی بیٹھک میں) کے دریا کے کنارے پر اُتار دے گا۔ **الست بربکم** ۔ ترجمہ (کیا مَیں تمھارا رب نہیں؟) کی شراب کے مستانوں کی مجلس میں پہنچائے گا۔ **للذین احسنوا الحسنٰی وزیادۃ** ۔ ترجمہ (جنہوں نے احسان کیا۔ ان کے لئے بہتری اور زیادتی ہے) کی نعمتوں کے دسترخوان سامنے لائے گا۔ اور وصل کے پیالے **بایدی سفرۃ** ۔ ترجمہ (ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہے) **وسقاھم ربھم شرابا طھورا** ۔ ترجمہ (فرشتوں کے ہاتھوں سے اور اِن کو اِن کا ربِ پاک پاک شراب پلائے گا) **واذا رایت ثم رایت نعیما وملکا کبیرا** ۔ ترجمہ (جب اس جگہ کو دیکھے گا۔ نعمتیں اور بہت بڑا ملک دیکھے گا) ہمیشگی کا ملک اور ہمیشگی کی دولت سامنے آئے گی۔ ہمیشگی کے ملک اور ہمیشگی کی دولت کا مشاہدہ ہوگا۔

ملفوظاتِ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں۔ اور اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ اور اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ اور اپنے نفس کی حرکتوں اور اعمال کی بُرائیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اُسے کوئی گُمراہ نہیں کرسکتا۔ اور جس پر وہ اپنی توفیق ارزانی نہ کرے۔ تو اُسے کوئی راہ پر نہیں چلاسکتا۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور ہم شہادت دیتے ہیں۔ کہ ہمارے آقا حضرت سیدالانبیاء والمرسلین ﷺ اس کے عبدِ خاص اور (آخری) رسول ﷺ ہیں آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ نذیر و بشیر بنا کر (تمام جہانوں کیلئے) مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ پر آپ ﷺ کے آل و اصحاب، ذریات وازواجِ مطہرات اور تمام اُمت پر اللہ تعالیٰ کی لاتعداد و بے شُمار رحمتیں و برکتیں اور اربوں درود و سلام ہوں۔ آمین۔

سوال: بیعت واجب ہے یا سُنت؟ بیعت کے سُنت ہونے میں کیا حکمت ہے؟ بیعت لینے والے کی اہلیت وشرائط کیا ہیں؟ ایفائے بیعت کیا ہے؟ بیعت توڑنے سے کیا مُراد ہے؟ نیز ایک ہی بزرگ یا کئی بزرگوں سے دوبارہ بیعت جائز ہے یا نہیں؟ بیعت کے لئے کون سے الفاظ منقول و متداول ہیں؟

جواب: بیعت سُنت ہے واجب نہیں، صحابہ کرامؓ نے آنحضور ﷺ سے بیعت کے ذریعے یقیناً قُربِ خداوندی حاصل کیا۔ مگر یاد رہے کہ کسی شرعی دلیل سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی تارک بیعت کو گناہ گار قرار دیا گیا ہو اس پر آئمہ دین میں سے کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ گویا بیعت کے واجب نہ ہونے پر اجماع ہے۔ اور اسی طرح بیعت کے سُنت ہونے میں یہ حکمت سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت اور طریقہ یہ ہے کہ اس نے نفس پر مخفی امور کو ظاہری افعال و اقوال سے وابستہ کردیا اور ایک اعتبار سے زبان کو دل اور ضمیر کا ترجمان قرار دیا ہے۔ اور اسی طرح مُرشد کی اہلیت وشرائط میں سب سے پہلی اور ضروری بات یہ ہے کہ وہ قُرآن وحدیث کا علم بھی رکھتا ہو اور متبع شریعت بھی ہو۔ اس سے ہماری مُراد یہ نہیں کہ وہ ان علوم میں چوٹی کی مہارت رکھتا ہو۔ یعنی اس سے ہماری یہ مُراد ہے کہ وہ قُرآنِ مجید کے مطالب و معانی، اسکی لُغاتِ مشکلہ، شانِ نزول، اعراب اور قصص وغیرہ سے باخبر ہو اسی طرح احادیث میں وہ کم از کم مشکوٰۃ المصابیح کو اچھی طرح پڑھ کر سمجھ چُکا ہو۔ اسی طرح مرشد کے لئے دوسری شرط یہ ہے۔ کہ وہ عدل وانصاف اور تقوٰی کے بلند مرتبے پر فائز ہو۔ مُرشد کے لئے تیسری شرط یہ ہے کہ وہ دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو ترجیح دیتا ہو اور اس کی طرف راغب ہو مؤکدہ عبادات مکمل پابندی سے ادا کرتا ہو اور صحیح احادیث میں وارد شدہ ذکر واذکار پر عامل ہو اور ہمیشہ اپنے دل میں اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رکھے اور اسے یادداشت کی مشقِ کامل حاصل ہو۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ خود بھی اور اپنے مریدین ومعتقدین کو نیکی کا دائماً حکم دیتا رہے اور بُرائیوں سے روکتا رہے۔ مرشد کے لئے پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ طویل عرصہ تک مسلسل مشائخ کی صحبت اور تربیت سے فیض حاصل کر چُکا ہو اور اس نے دورانِ تربیت مشائخ سے باطنی نور اور قلبی سکون کی دولت حاصل کی ہو یہ اس لئے کہ انسان سنت الٰہی کے مطابق اس وقت تک فلاح حاصل نہیں کرسکتا جب تک اس کا تعلق اور واسطہ فلاح یافتہ افراد سے نہ پڑے۔ بیعت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ بالغ و عاقل ہو اور اس معاملے میں شوق اور دلچسپی بھی رکھتا ہو حدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے کہ آنحضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں بیعت کے لئے ایک بچہ پیش کیا گیا آپ ﷺ نے اس کے سر پر اپنا دستِ مبارک پھیرا، دُعا دی مگر اس سے بیعت نہ لی۔

مشائخ کے ہاں بیعت کا جو سلسلہ جاری ہے۔ اسکی عموماً تین صورتیں ہیں مثلاً تمام صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے توبہ پر بیعت، اسناد حدیث کے سلسلے میں شامل ہونے اور برکت حاصل کرنے کی نیت سے بیعت اور احکام الٰہیہ پر صدق دل اور مصمم ارادے کے ساتھ عمل پیرا ہونے اور دل کو اللہ تعالیٰ سے وابستہ کرنے کے عزم پر بیعت۔ اور یہی تیسرا طریقہ اصل ومقصود ہے۔ کیونکہ پہلی دونوں صورتوں میں بیعت کی تکمیل اور اسے پورا کرنے یا اس کے ساتھ وفاداری نبھانے سے مُراد یہ ہے۔ کہ مرید کبیرہ گناہوں سے بچے۔ اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرے۔ فرائض، سنن اور مستحبات کی لازماً پابندی کرے۔ بیعت توڑنے یا اس عہد سے باہر نکل جانے سے مراد یہ ہے۔ کہ مرید ان تمام باتوں سے روگردانی کرے۔ تیسری صورت میں بیعت کے عہد کو نبھانے اور اسے پورا کرنے سے مراد یہ ہے۔ کہ مرید عبادت، ریاضت و مجاہدے میں اتنی محنت شاقہ کرے۔ کہ بالآخر وہ ایمان، اطمینان، ایقان اور یقین کے نور سے اس قدر منور ہوجائے۔ یہاں تک کہ یہ جملہ چیزیں بطور عادت وفطرت اس سے صادر ہونے لگیں۔ اس حالت میں بعض دفعہ سالک کو ایسی چیزوں کی اجازت دی جاتی ہے۔ جن کی شریعت نے اجازت دی ہے۔ کہ اِن میں بعض جسمانی فائدہ بخش چیزیں یا ایسی چیزیں جن کی ضرورت پڑتی ہے۔ شامل ہیں مثلاً علوم دینی کی تدریس وتعلیم، یا عہدہ قضاء کے فرائض کی ادائیگی۔ اور اس بیعت وعہد کو توڑنا یہ ہے۔ کہ مرید مذکورہ امور سے عمداً غافل ہوجائے۔

دوبارہ بیعت کرنا:

آنحضرت نبی کریم ﷺ سے دوسری مرتبہ بیعت لینا ثابت ہے اسی طرح مشائخِ صوفیہ سے بھی دوسری مرتبہ بیعت لینا منقل ومرفوع ہے اگر دوسرے مرشد سے بیعت پہلے پیر میں کسی خلل یا غیر متشرع بات کے ظہور کی وجہ سے ہے تو دوسری بیعت میں کوئی مُضا ئقہ نہیں۔ اوراسی طرح مرشد کے وصال یا کسی طرح غائب ہو جانے کی صورت میں بھی دوسری بیعت میں کوئی حرج نہیں جس میں اس کی واپسی کی امید باقی نہ رہی ہو البتہ بلا وجہ دوسرے شیخ سے بیعت کرنا اسے ایک کھیل سمجھنا تصور ہو گا۔ اس طرح نہ تو خیر و برکت حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی مشائخ دلی طور پر توجہ کر کے منازل سلوک طے کرواتے ہیں۔

بیعت کے لئے منقول ومتدال الفاظ:

مشائخ سلف سے بیعت کا جو طریقہ بیان ہوا ہے اس کے مطابق پہلے خُطبہ مسنونہ پڑھے۔ جو کہ یہ ہے۔

بسم اللہ الر حمن الر حیم ٥ الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ فلا ھادی لہ☆واشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ☆ و صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ و صحبہ و بارک وسلم☆

اس کے بعد مرید کو ایمان کی اجمالاً تلقین کرے اور کہے کہ!

میں ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر اور اس پر جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا (مُرادِ خُداوندی کے مطابق) اور میں ایمان لایا۔ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر اور تمام انبیاءؑ پر، اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ کی تشریح اور مُراد کے مُطابق، اور میں دین اسلام کے سوا تمام ادیان سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ اور اسی طرح میں ہر قسم کے صغیرہ و کبیرہ گُناہوں اور نافرمانیوں سے صدقِ دل کے ساتھ توبہ کرتا ہوں۔ اور میں اسلام کی تجدید کرتا ہوں۔ اور کہتا ہوں ! **اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ** ۔ اس کے بعد مُرید سے کہے! کہ، میں نے بیعت کی آنحضرت محمد ﷺ سے، آپ ﷺ کے خُلفاءؓ کے واسطے سے، ان پانچ باتوں پر! **اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ** ۲۔ نماز کے قائم کرنے پر ۳۔ زکوٰۃ کے دینے پر ۴۔ رمضان کے روزوں پر ۵۔ استطاعت کی صورت میں فریضہ حج کے ادا کرنے پر۔

پھر مُرید کو کہا جائے کہ وہ یہ کہے کہ!

میں نے بیعت کی آنحضرت محمد ﷺ سے، آپ ﷺ کے خُلفاءؓ کے واسطے سے، اور بیعت کی میں نے ان باتوں پر کہ میں کبھی بھی دانستہ یا غیر دانستہ طور پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو قطعاً شریک نہیں کروں گا، نہ کبھی میں چوری کروں گا، نہ کبھی میں جھوٹ بولوں گا، نہ کبھی میں بدکاری کروں گا، نہ کبھی میں کسی کو قتل کروں گا، نہ کبھی میں اپنی طرف سے کسی پر بُہتان لگاؤں گا اور کسی بھی امر میں آنحضور سید المرسلین ﷺ کی نافرمانی کروں گا۔ اس کے بعد قُرآنِ مجید کی یہ دو آیتیں پڑھے۔

یا یھاا لذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ العسیلۃ و جاھدو فی سبیلہ لعلکم تُفلحون ☆ (سورہ المائدہ، آیت نمبر۔۳۵) **ان الذین یبا یعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علیٰ نفسہ امن اوفیٰ بما عھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرًا عظیمًا** ☆ (سورہ الفتح، آیت نمبر ۱۰)

اس کے بعد مُرشد اپنے لئے، مُریدین کے لئے اور حاضرین مجلس کے لئے اجتماعی دُعا کر کے یہ کہے۔

بارک اللہ لنا ولکمو نفعنا و ایاکم ☆ اس کے بعد اس تلقین میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کہ مُرید کس سلسلہ طریقت کو اختیار کرتا ہے۔ مشہور و معروف سلاسل طریقت یہ ہیں، **قادریہ، چِشتیہ، نقشبندیہ، سُہروردیہ، قلندریہ، اُویسیہ** وغیرہ۔

آداب ومقاصد وعظ ونصیحت:

وعظ ونصیحت دین کا اہم اور بڑا رکن ہے۔ واعظ کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ عاقل، بالغ و مُتقی ہو۔ اور وہ تفسیر، حدیث، فقہ اور سلف صالحین کے حالات اُور زندگیوں سے کافی حد تک باخبر ہو۔ واعظ کو فصیح اللسان اور لوگوں کی ذہنی استعداد کے مُطابق گُفت وشنید کا ملکہ حاصل ہو اور وہ رحم دل، مہربان، مُخلص، صاحب خلق واخلاق اور صاحب وجاہت ہو دوران وعظ نہ تو اتنا مختصر وعظ کرے۔ کہ لوگ کچھ سمجھ ہی نہ سکیں۔ اور نہ ہی اتنا لمبا وعظ کرے۔ کہ لوگ اُکتاہٹ اور بددلی کا شکار ہو جائیں۔ لوگوں کی دلچسپی، رغبت، روزمرہ کے مسائل کے حل کے متعلق وعظ ونصیحت ہونا چاہیئے۔

وعظ ونصیحت کی محفل ومجلس کے لئے پاکیزہ وصاف سُتھری جگہ جیسے مسجد ومدرسہ وخانقاہ غیرہ میں انعقاد ہونا چاہیئے ۔ وعظ ونصیحت کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء، آنحضور رسالت مآب ﷺ پر درود وسلام اور نعت، اور پھر وعظ ونصیحت ہو اور اختتام بھی اسی طرح سے ہو۔ اور وعظ ونصیحت کے بعد حاضرین مجلس ومحفل کے لئے ایک اجتماعی دُعا بھی ہونی چاہیئے ۔

وعظ ونصیحت اور خِطاب کو صرف ترغیب وترہیب (شوق دلانا اور ڈرانا) تک ہی محدود نہ ہو۔ بلکہ ملا جلا انداز اپنانا چاہیئے ۔ جیسے کہ اللہ جل شانہ کی سنت کا طریقہ ہے۔ کہ وعدے کے ساتھ وعید وخوشخبری وبشارت کے ساتھ ساتھ خوف دلاتا ہے۔ واعظ کے لئے مناسب ہے۔ کہ وہ اپنے خطاب ووعظ ونصیحت میں آسانی ونرمی کا مظاہرہ کرے۔ نہ کہ سختی وتنگی ۔۔ کسی خاص گروہ فرقے یا شخص کو قطعاً نشانہ نہ بنائے۔ اور نہ ہی دنیاوی وسیاسی گفتگو میں اپنا وقت صَرف کرے۔ وعظ ونصیحت اور خطاب میں سب سے زیادہ امر بالمعروف، نہی عن المنکر، سیرت وسنت نبوی ﷺ اور احوال ومقامات صحابہ کرامؓ اور اولیائے عظام کے تقوٰی وکرامات وملفوظات اور ترغیب وترہیب پر زیادہ زور دے۔

وعظ ونصیحت کے اصل مقاصد کے حصول کے لئے واعظ سب سے پہلے اپنے ہی دل میں، اعمال واخلاق میں، اقوال وافعال میں، کردار وزبان پر، لہجے وگُفتار میں ایک حقیقی ملنسار وہمدرد مسلمان کا دائمی تصور قائم کرے۔

یہ تصور قائم کر کے واعظ، اپنے سامنے موجود حاضرین مجلس ومحفل کو صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے بچنے اور بہتر زندگی (بمطابق اسوہ نبی کریم ﷺ) اپنانے کے لئے موت وعذاب قبر، یوم حساب کی سختی اور عذاب دوزخ سے ڈرانے ، جنت میں انعامات کے حصول کے لئے تقوٰی اختیار کرنے کے لئے جدوجہد کی ترغیبات دلائے۔ واعظ کو چاہیئے کہ ضروری باتوں کو دو یا تین مرتبہ دُہرائے۔

ملفوظاتِ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ: (از فتاوٰی عزیزی)

یہ فتاوی نہایت ہی مفید مضامین واسفتارات کے جوابات اور تمام اقسام کے مسائل کے فتاوٰی جات کا بیش بہا ایک ایسا عظیم علمی مگر مختصر وجامع فتاوٰی ہے۔ جو کہ ہر زمانہ میں تمام طبقات فکر کے علماء ومشائخ میں نہایت اہمیت کا حامل رہا ہے۔ صاحب فتاوی آنحضور قبلہ شاہ صاحبؒ سے پوچھے گئے چند سوالات سے عوام الناس کو آگاہ کرنے کے لئے چند سوال وجواب برائے برکت درکتاب ہذا پیش خدمت ہیں۔

سوال: زیارت قبور کی ترکیب ارشاد ہو۔

جواب: جب عوام مسلمین ومؤمنین میں سے کسی کی زیارت کے لئے جائیں تو پہلے قبلہ کی طرف پشت کر کے اور میت کے سینہ کے مقابل منہ کر کے سورۃ فاتحہ ایک بار سورۃ اخلاص تین بار پڑھے۔ اور جب مقبرہ میں جائے تو یہ کہے ۔ **اَلسَّلامُ عَلَیکُمُ اَھلَ الدِّیَارِ مِنَ الُمُسلِمِینَ وَالُمُومِنِینَ یَغفِرُاللّٰہُ لَنَا وَلَکُمُ وَاِ نَّااِنُشَاءَ للّٰہُ بِکُم لَا حِقُونَ** .

اگر منجملہ اولیاء وصلحاء میں سے کسی بزرگ کی زیارت کے لئے جائے۔ تو چاہیے کہ! اس بزرگ کے سینے کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور **21** مرتبہ چار ضرب سے یہ پڑھے۔ **سُبُّوحٌ . قُدُّوسٌ . رَبُّنَا . وَرَبُّ الُمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوُحُ** .اس کے بعد تین بار سورہ قدر پڑھے اور دل سے ہمہ قسم خطرات شیطانی، نفسانی اور شہوانی خیالات کو دور کر کے اپنے دل کو اس بزرگ کے سینے کے مقابل رکھے تو اس بزرگ کی روح مبارک کی برکات زیارت کرنے والے کے دل میں پہنچیں گے انشاء اللہ۔

سوال: یہ دریافت کرنے کی ترکیب ارشاد ہو کہ کیا! صاحب قبر کامل ہے یا نہیں؟ اور اگر صاحب قبر کامل ہو تو اس سے استمداد کس طرح حاصل کرنا چاہیے؟

جواب: اہل قبور میں سے بعض بزرگ کمال میں مشہور ہیں اور ان کا کمال متواتر طور پر ثابت ہوا ہے۔ تو ان بزرگوں سے استمداد کا طریقہ یہ ہے۔ کہ اس بزرگ کی قبر کے سرہانے کی جانب قبر پر انگلی رکھے اور پہلے سورۃ بقرۃ کی پہلی آیت (**الم .. سے مفلحون تک**) پڑھے پھر قبر کے پائیانہ کی طرف جائے اور سورۃ بقرۃ کی آخری آیات (**امن الرسول ۔۔۔** آخر تک) پڑھے اور زبان سے آہستگی کے ساتھ کہے کہ **اے میرے حضرت (صاحب قبر کا نام) فلاں کام کے لئے در گاہ الھیٰ میں دعا اور التجا کر تا ھوں. آپؒ بھی میرے حق میں دعا فر مائیں. اور اپنی سفارش کے ذریعے سے میری مدد فر مائیں** پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنی حاجت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا اور التجا کرے انشاء اللہ چند دن میں (حاجات) پوری ہو جائینگی۔

صاحب قبر کا کمال معلوم کرنا:

آگے چل کر شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر صاحب قبر کا کمال نہیں معلوم یا پھر ان کا کمال مشہور نہ ہوا اور متواتر طور پر بھی معلوم نہ ہو تو ان کا کمال

معلوم کرنے کے لئے طریقہ کار یہ ہے۔ کہ مذکورہ ترکیب برائے زیارت قبور میں جو طریقہ کار ہے یہی عمل بجالائے **سورہ فاتحہ** ، **سورۃ بقرۃ** کی پہلی اور آخری **آیات** ، **درود و سلام** اور ذکر سبوح قدوس ربنا و رب الملئکۃ و الروح چارضربی کے ساتھ جب کوئی شخص اپنا دل صاحب قبر کے سینے کے سامنے کرے۔ تو اگر اپنے دل میں راحت وتسکین اور نور معلوم ہو تو جاننا چاہیے۔ کہ یہ قبر کسی بزرگ صاحب کمال کی ہے لیکن استمداد صرف اولیاء مشہورین سے ہی کرنا چاہیے۔

(اِس ضمن میں فقیر (محمد عبدالرؤف القادری) کی جانب سے کچھ وضاحت اور چند تجربہ شدہ اعمال و عملیات برائے رویت موتٰی حاضرِ خدمت ہیں)

زیارتِ قبور کے آداب :

نمبر 1. **سُلطان المحققین** حضرت شیخ شرف الحق والدین احمد یحیٰ منیریؒ اپنے **مکتوبات صدی** میں مکتوب نمبر **21** کے تحت فرماتے ہیں۔ کہ زیارت کے لئے بہترین اور افضل تین دن ہیں۔ دوشنبہ (سوموار) ، پنجشنبہ (جمعرات) اور جمعۃ المبارک۔ بعد ادائیگی نماز جمعہ ، اور موسم متبرکہ جیسے عشرہ ذوالحجہ ، عیدین ، عاشورہ ، اور متبرک ومقدس راتیں جیسے شب برات ، رمضان المبارک کا آخری عشرہ وغیرہ جو کوئی چاہے۔ کہ زیارت قبور کو جائے۔ وہ زوال کے اوقات کا خیال کر کے قبرستان جانے سے پہلے گھر پر دو رکعتیں اس طرح پڑھے۔ کہ **سورہ فاتحہ** کے بعد ایک بار **آیت الکرسی** اور تین بار **سورہ اخلاص** پڑھے۔ اور سلام کے بعد یوں کہے کہ ! **یا ارحم الراحمین** ۔ اس نماز کا ثواب فلاں شخص (مردے یا مردوں کے نام یا پھر تمام ارواح المسلمین کہہ دے) کو پہنچا دے۔ آمین۔ تو حق تعالیٰ اس کی یا ان تمام کی ارواح کو ایک نور پہنچا دے گا۔ اور اس نماز پڑھنے والے کے حق میں بہت سے ثواب لکھے جائیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

نمبر 2. **سلطان المحققین** حضرت شیخ شرف الحق والدین احمد یحیٰ منیریؒ اپنے **مکتوبات صدی** میں مکتوب نمبر ۲۱ کے تحت اور صاحب **نُزھۃ المجالِس** (جلد اول) میں اور صاحب کتاب **المُختار و مُطالعُ الانوار** فرماتے ہیں۔ کہ متقدمین کی کتابوں میں آیا ہے۔ کہ مردے پر کوئی رات پہلی رات سے زیادہ سخت نہیں ہوتی۔ اسی لئے چاہیئے۔ کہ مردے کے نام کا صدقہ دے۔ اور اگر صدقہ دینے کی توفیق نہ ہو تو دو رکعت نماز اس طرح سے ادا کرے۔ کہ ہر رکعت میں **سورہ فاتحہ** کے بعد ایک مرتبہ **آیۃ الکرسی** ، تین مرتبہ **سورہ تکاثر** اور گیارہ مرتبہ **سورہ اخلاص** پڑھے۔ بعد سلام کے کہے۔ **یا ارحم الراحمین** ، میں نے اس نماز کا ثواب فلاں بن فلاں مردے کو بخش دیا ہے۔

تو اللہ کریم اس نماز کی برکت سے اُس مردے کی قبر میں ایک ہزار فرشتے نور کی مشعلیں **تُحفتًا** لئے ہوئے بھیجے گا۔ اور ایک ہزار شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

اعمال وعملیات برائے روئیتِ موتی ۔

سیدنا حضرت موسیٰؑ کی زیارت بحالت رویا:

کتاب مواقع النجوم میں لکھا ہے۔ کہ میاں پہلوان کہتا تھا۔ کہ ایک دفعہ مجھے خواب میں پیر رحم شاہ نے ایک وظیفہ بتایا تھا اور کہا تھا۔ کہ اگر تو اسے پڑھے گا۔ تو تیری سیدنا حضرت موسیٰؑ سے ملاقات کروائی جائے گی۔ چنانچہ میں نے یہ وظیفہ کیا۔ تو واقع مجھے حضرت موسیٰؑ کی زیارت بھی ہوئی۔ سیر بھی کروائی گئی۔ اور جو وظیفہ مجھے خواب میں بتایا گیا تھا۔ وہ یہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ مُوسیٰ بِمِیمٍ یا مُوسیٰ ۔

چونکہ کتاب میں تعداد نہیں لکھی گئی۔ لیکن اِس ضمن میں میرا (محمد عبدالروٗف القادری کا) گُمان ہے۔ کہ اس ورد کی تعداد روزانہ رات کو سونے سے پہلے بحالت وضو (رُو بہ قبلہ بر مُصلہ) **300** یا **1000** مرتبہ ہوگی۔ یہ ورد کرنے کے بعد بغیر کسی سے بات چیت کئے سو جائیں۔

حضرت سلیمان بن داؤدؑ سے ملاقات کا طریقہ (بر عالم رویائے صادقہ) :

اگر کوئی شخص روزانہ بعد نمازِ فجر اور بعد نمازِ عشاء دُعائے برہتیہ کو 100 - 100 مرتبہ اس نیت سے پڑھتا رہے۔ کہ اسے حضرت سلیمان ابن داؤدؑ کی خواب میں زیارت نصیب ہو۔ تو چند ہی راتوں میں ایسا شخص اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا۔ انشاءاللہ العظیم۔ **دُعائے برھتیہ** تصحیح شدہ یہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥ بِسۡمِ اللّٰہِ الۡمَلِکِ الۡمُحِیۡطِ الدَّآئِمِ الۡقَدِیۡمِ الۡاَذَلِیِ الَّذِیۡ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عِلۡماً وَّ اَحَاط

عِلْمُہٗ بِجَمِیْعِ الْکَائِنَا تِ الْکُلِیَّاتِ مِنْهَا و الْجُزْ ئِیَاتِ وَ یُسَخِّرُ جَمِیْعَ عَالِمِ عُلْوِیَّةِ وَسِفْلِیَّةِ الدَّآئِمِ الْقَدِیْمِ الْاَبْدِیُ الَّذِیْ لَا اِبْتِدَآءَ لِقَدَمِهٖ وَ لَیْسَ لَهٗ اِنْتِهَآءَ الَّذِیْ اَشْرَقَ بِسَاطِعِ نُوْرٌ وَ جَهِهٖ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَکْوَان وَاَمَدَّ هَا بِقُوَّةِ جَذْ بَةِ هَیْبَةِ سُلْطَانِهٖ عَلٰی کُلِّ فَلَکٍ وَّمَلَکٍ وَّجِنٍّ وَّاِنْسٍ وَّ شَیْطَانٍ وَّسُلْطَانٍ فَخَافَتْهٗ جَمِیْعُ مَخْلُوْقَاتِهٖ وَاذْ عَنَتَ وَ تَوَاضَعَتِ لَهٗ الْمَلٰئِکَةُ الْکُرُّ وَ بِیُّوْنَ مِنْ اَعْلٰی مَقَامَا تِهَا وَسَجَدَتْ وَ اَجَابَتْ لِدَعْوَةِ اِسْمِهِ الْعَظِیْمِ الْاَعْظَمِ لِمَنْ تَکَلَّمَ بِهٖ وَاَسْرَعَتْ بِا لْاِجَابَةِ وَالْبُرْهَانِ الْمُحْکُمِ الْمَکْتُوْبِ فِیْ اَلْوَاحِ قُلُوْبِ الْمُتَصَرِّفِیْنَ بِسِرِّ بُدُّوْحِ اَجْهَزْطٍ وَ بَطَدٍ زَ هَجِ وَاحِ اَللّٰهُمَّ اَرِنِی فِی مَنَامِی حضرت سلیمان ابن داؤد نبی علیه الصلوة والسلام بحق و بِعِزَّةِ بَرْهَتِیهِ ۲ کَرِیْرٍ ۲ تَتْلِیهٍ ۲ طُوْرَان ۲ مَزْجَلٍ ۲ بَزْجَلٍ ۲ تَرْقَبٍ ۲ بَرهَشٍ ۲ غَلْمَشٍ ۲ خُوْطِیْرٍ ۲ قَلْنَهُوْدٍ ۲ بَرْشَانٍ ۲ کَظْهِیْرٍ ۲ نَمُوْشَلَخٍ ۲ بَرْهَیُوْلاً ۲ بَشْکِیْلَخٍ ۲ قَزْ مَزْ ۲ اَنْغُلٍ لِیْطٍ ۲ قَبْرَاتٍ ۲ غَیَاهاً ۲ کَیْدَهُوْلاً ۲ شَمْخَاهِرٍ ۲ شَمْخَاهِیْرٍ ۲ شَمْهَاهِیْرٍ ۲ بِکَهْطَهُوْ نِیهٍ ۲ بَشَارِشٍ ۲ طُوْنَشٍ ۲ شَمْخَا بَارُوْحٍ ۲ بِحَقِّ هٰذَا الْعَهْدِ الْمَاخُوْذِ عَلَیْکُمْ یَا خُدَّام هٰذِهِ الْاَسْمَآءِ اِلَّا مَا اَسْرَعْتُمُ الْاِنْقِیَادُ وَ الْاِنْفَاذُفِیْمَا تُوْمَرُوْن بِهٖ بعزة ا لله ا لعزیز ا لمعتز فی عز عزه وَاَوْفُوْ بِعَهْدِاللّٰهِ اِذَا عٰهَدْ تُّمْ وَلَا تَنْقُضُوْا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِهَا وَقَدْجَعَلْتُمُ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ کَفِیْلاً ۝ (سورہ نحل نمبر 91) وَبِحَقِّ الَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْئٌ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْر ۝ (سورہ شوریٰ نمبر 11) وَبِحَقِّ الْاِسْمِ الْعَظِیْمِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اَوَّلُهٗ اٰلٌ وَاٰخِرُہٗ اٰلٌ وَهُوَ اٰلُ شَلْعٍ ۲ یَعُوٍ ۲ یُوْبِیْهٍ ۲ یَهٍ ۲ بِیِهٍ ۲ وَآهٍ ۲ آهٍ ۲ بَتُکَهٍ ۲ بَتُکَفَالٍ ۲ بِصَعْیٍ ۲ کَعْیٍ ۲ مَمْیَالٍ ۲ مُطِیْعِیْنَ لَکَ مَا اَعْظَمَ اِسْمُکَ یَاآلَ جَلٍ زُرْیَا لِ مَا سَمِعَ اِسْمُکَ رُوْحٌ وَّعَصٰی اِلَّا صَعِقَ وَاِحْتَرَقَ مَنْ عَصٰی اَسْمَآءُ اللّٰهُ اَقْسَمْتُ عَلَیْکُمْ وَعَزَّمْتُ عَلَیْکُمْ بِعَالِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْکَبِیْرِ الْمُتَعَالِ ۝ وَبِحَقِّ هٰذِهِ الْاَسْمَآءِ الَّتِیْ تَعَاهَدْتُّمْ بِهَاعِنْدَبَابِ الْهَیْکَلِ الْکَبِیْرِ وَفِیْ الْاَصْلِ وَهُوَ بَعَلْشَاقَشٍ ۲ مِهْرَاقَشٍ ۲ اِقْشَامَقَشٍ ۲ شَقْمُوْنَهَش ۲ رَکْشاً ۲ کَشْلَخٍ ۲ عَکْش ۲ طَهْشٍ ۲ وَمَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِکْرِ رَبِّهٖ یَسْلُکْهُ عَذَاباً صَعَداً (سورہ جن نمبر آیت ۱۷) وَبِحَقِّ اِهْیاً اَشْرَاهِیّاً اَذُوْ نَا ئِیَ اَصْبَاً وُتُ اٰلُ شُدَایَ وَبِحَقِّ اَبْجَدْ هَوَّزْ حُطِّیْ وَبِحَقِّ بَطَدٍ زَهَجٍ وَاحِ وَبِحَقِّ بُدُّوْحِ اَجْهَزْط وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ ۝ (سورہ واقعه نمبر ۷۶) اَلْوَحَا ۲ اَلْعَجَلَ ۲ اَلسَّاعَةُ ۲ بَارَکَ اللّٰهُ فِیْکُمْ وَعَلَیْکُمْ وَلَا حَوْلَ قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝

حضرت خضر نبیؑ سے ملاقات کرنے کے 6 مختلف طریقے:

حضرت سیدنا خضر نبیؑ سے ملاقات کا اول طریقہ:

اس مجرب المجرب عمل کو حضرت سید غوث علی شاہ قلندری قادریؒ نے حضرت سید گل حسن شاہ قلندری قادریؒ کو ایک پرانی کتاب سے بتایا تھا۔ جب سید گل حسن شاہ صاحبؒ نے اس عمل کو آزمایا۔ تو فی الواقع سو فیصدی درست پایا۔ اس کے بعد یہی عمل مذکورہ کئی بزرگوں کے متعدد متوسلین و معتقدین نے آزمائے۔ اور تمام لوگ حضرت سیدنا خضر نبیؑ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ بہرحال اس عمل کا طریقہ یہ ہے۔

منگل کا دن گزار کر شب بدھ کو سونے سے پہلے تو بہ تجدید وضو دو رکعت صلوٰۃ نفل بہ نیت رویتِ سیدنا خضر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس طرح پڑھیں۔ کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد تین بار آیت الکرسی، تین بار، سورۃ الم نشرح اور گیارہ بار سورۃ صمدیہ (اخلاص) پڑھیں۔ سلام پھیرنے کے بعد درج ذیل عزیمت کو 7۔ مرتبہ پڑھ کر اپنے سینے پر دم کر کے شمال کو رخ کر کے بصورت محمد ﷺ سو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم اور اِس عمل کی بدولت شب بدھ سے شب جمعہ تک یا پھر چندہی راتوں میں ضرور بالضرور بحالت خواب (یعنی در عالم رویا) زیارت کا شرف حاصل ہو جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ عزیمت یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ☆ حُبٌّ. قُبٌّ. طَبَابِیْقٌ. طَنَابِیْقٌ. طَاعٍ. طِبٌّ. لِحُبِّ. شَافِعٌ. وَشَفِیْعٌ. وَ مُشَفَّعٌ. وَمُجْتَمِعٌ. وَ حَرِیْمٌ. وَحِرْز. و حَرِیْز. وَدِیْق. وَجَنَّةٌ. بِحَقِّ اِیَّا کَ نَعْبُدُ وَاِیَّا کَ نَسْتَعِیْنُ و بِحَقِّ فَوَجَدَاعَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔

کچھ کتب میں چند الفاظ اس طرح سے آئے ہیں۔ طبا بیل. طیب. قریق. غریق رحمة. جنة...

عزیمت پڑھ کر بنا کسی سے بات چیت کئے اکیلے سو جائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ زیارت کا شرف حاصل ہو جائے گا۔

حضرت سیدنا خضر نبیؑ سے ملاقات کا دوسرا طریقہ:

مشہور کتاب ہشت بہشت میں مرقوم ہے کہ! ظہر کی نماز کے بعد دس رکعت نماز نفل دو دو رکعتیں کر کے اس طرح سے پڑھیں۔ کہ تمام رکعتوں میں قرآن پاک کی آخری دس سورتیں ہی پڑھی جائیں۔ بعد ازاں فرمایا کہ اس نماز کو ﴿**صلوٰۃ الخضر**ؑ﴾ کہتے ہیں۔ دراصل یہ نماز حضرت خضر نبیؑ کی ہے۔ جو بھی شخص اس نماز کو ہمیشگی کے ساتھ ادا کرتا رہتا ہے۔ تو اسے ضرور بالضرور حضرت سیدنا خضر نبیؑ سے ملاقات حاصل ہوتی رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت سیدنا خضر نبیؑ سے ملاقات کا تیسرا طریقہ:

صاحب جواہر خمسہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص دعائے سیفی کو **41** بار روزانہ پڑھے۔ تو حضرت سیدنا خضرؑ اس کے پاس آئیں گے۔ انشاء اللہ۔ **دُعائے سیفی شریف** حضرت علی المرتضیٰ ؓ سے منسوب و منقول ہے۔ اور آج کل اوراد و وظائف کی تمام کتب میں موجود ہے۔

(میری رائے کے مطابق دعائے سیفی کا سب سے صحیح نسخہ حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ کی کتاب مخزن الاسرار میں ہے)

حضرت سیدنا خضر نبیؑ سے ملاقات کا چوتھا طریقہ:

صاحب روض الریاحین (علامہ یافعیؒ) اپنی کتاب میں فضائلِ حج کے باب میں فرماتے ہیں۔ کہ ایک بزرگ نے حضرت خضر نبیؑ سے اپنی مُلاقات کا بہت طویل قصہ نقل کیا ہے۔ اور آخر میں فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خضر نبیؑ نے فرمایا۔ کہ میں صبح کی نماز مکہ مکرمہ میں پڑھتا ہوں۔ اور طلوعِ آفتاب تک حطیم میں رُکنِ شامی کے قریب بیٹھا رہتا ہوں۔ اور ظہر کی نماز مدینہ طیبہ میں پڑھتا ہوں۔ عصر کی نماز بیت المقدس میں پڑھتا ہوں۔ مغرب کی نماز طُورِ سینا پر پڑھتا ہوں۔ اور عشاء کی نماز سد سکندری پر۔ صاحب حال لوگ (جن کا ظاہر و باطن مصفی ہو تقویٰ اور زُہد میں بھی کمال حاصل ہو وہ حضرات) مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ یا بیتُ المقدس جا کر شرفِ ملاقات حاصل کر سکتے ہیں۔

حضرت سیدنا خضر نبیؑ سے ملاقات کا پانچواں طریقہ:

صاحب کتبِ کثیرہ اپنی تصانیف و تالیفات میں فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص نمازِ پنجگانہ کا پابند ہو۔ اور روزانہ قرآنِ پاک کی کچھ نہ کچھ تلاوت بھی کرتا رہتا ہو۔ اور روزانہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے (بنیتِ حضرت سید خضر نبیؑ) بعد نمازِ صبح اور بعد نمازِ عشاء **1000-1000** مرتبہ سورہ اخلاص پڑھتا رہتا ہو۔ تو ایسے شخص کے پاس حضرت خضر نبیؑ خود تشریف لاتے ہیں۔ اور بے حجاب کلام فرماتے ہیں۔ کیونکہ حضرت خضر نبیؑ کو سورہ اخلاص سے بہت محبت و اُنسیت ہے۔ (یاد رہے۔ کہ! تصوف کی کتب میں ایک بات تواتر کے ساتھ آئی ہے۔ کہ حضرت خضر نبیؑ نے فرمایا۔ کہ لوگوں کو مجھ سے ملنے کی تمنا ہے۔ جبکہ میں سورہ اخلاص کو کثرت سے ورد کرنے والوں کا مشتاق رہتا ہوں۔ (یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لئے روزانہ ایک ہزار یا اِس سے زیادہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھتا رہے گا۔ ایسے خوش نصیب شخص سے حضرت حضر نبیؑ ملنے کی تمنا رکھتے ہیں۔ اور اُن کے ساتھ ملاقات کرنے کے مشتاق و منتظر رہتے ہیں)

حضرت سیدنا خضر نبیؑ سے ملاقات کا چھٹا طریقہ:

صاحب طبقاتِ امام شعرانیؒ میں **شیخ علی نتبیتی**ؒ کے حالات میں مرقوم ہے۔ آپؒ کی (اکثر و بیشتر) حضرت خضر نبیؑ سے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ اور یہ آپؒ کی ولایت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ کیونکہ حضرت خضر نبیؑ صِرف اسی شخص سے ہی ملتے ہیں۔ جس کا ولایتِ محمدی ﷺ میں قدم راسخ ہو۔ حضرت سیدی عبدالوہاب الشعرانیؒ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہ! میں نے مدرسہ کاملیہ میں حضرت شیخ علی نتبیتیؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ کہ! حضرت خضر نبیؑ کسی شخص کو نہیں ملتے۔ مگر جبکہ اس میں تین خصلتیں جمع ہو جائیں۔ اگر (یہ تینوں خصائل) جمع نہ ہوں۔ تو کبھی نہیں ملتے۔ گرچہ وہ ملائکہ جیسی عبادت ہی کرتا ہو۔

☆ پہلی خصلت یہ ہے۔ کہ! بندہ اپنے تمام احوال میں ان کے طریقوں پر ہو۔

☆ دوسری خصلت یہ ہے۔ کہ! اسے دنیا پر کوئی حرص نہ ہو۔

☆ تیسری خصلت یہ ہے۔ کہ! اہلِ سلام (یا اسلام) کے لئے اس کا سینہ صاف ہو۔ کینہ نہ بغض نہ حسد۔

اسی ضمن میں ایک مشہور و معروف حکایت ہے۔ کہ! پچھلے زمانے میں اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ رہا کرتا تھا۔ جو کہ ایک مرتبہ حضرت خضر نبیؑ کو دیکھ چکا تھا۔ اور دوبارہ بھی دیکھنے کی خواہش لئے ہوئے تھا۔ اسی تمنا میں وہ صبح و شام یہی دعا کرتا رہتا تھا۔ کہ! ’’یا رب! مجھے ایک مرتبہ پھر اِن (یعنی حضرت خضر نبیؑ) سے ملا دے۔ اور مجھے حضرت خضر نبیؑ کا دیدار عطا فرما‘‘۔ بس ہر وقت اس کی زبان پر یہی دعا رہتی تھی۔ حتی کہ وہ

حضرت خضر نبیؑ کے عشق میں عقل سے بیگانہ ہوگیا۔ اوروہ مجنوں کی طرح صحراؤں، بیابانوں اور پہاڑوں میں کئی برس تک بھٹکتا رہا۔ پھر کچھ سالوں بعد اچانک اُس کی عقل لوٹ آئی۔ اوروہ (ناکام ونامراد ہوکر) اپنے گاؤں میں اپنے گھر واپس لوٹ آیا۔ مگر اسے حضرت خضر نبیؑ نظر نہیں آئے۔ تو اُس شخص نے دوبارہ سے یہ دعا کہنا شروع کردی۔ اے میرے رب! دیکھ توسہی۔ میرا کیا حال ہوگیا ہے۔ مجھے پھر سے حضرت خضر نبیؑ کا دیدار نصیب فرما۔ خواہ ایک ہی بار سہی۔ تب اُس کے سامنے ایک دن اچانک حضرت خضر نبیؑ نمودار ہوگئے۔ وہ شخص تو حیران ہی رہ گیا۔ تو حضرت خضر نبیؑ فرمانے لگے۔ تم نے رب سے مجھے دیکھنے کی دُعا کیوں مانگی۔ مجھے بتاؤ۔ (کہ) تم مجھ سے کیا چاہتے ہو ؟ تو وہ دیہاتی بے حد متحیر تھا۔ اور کہنے لگا۔ یا حضرتؑ ! جب آپؑ اتنی جلدی تشریف لا ہی سکتے تھے۔ اور جب آپؑ کا آنا اتنا ہی آسان تھا۔ تو مجھے کیوں برسوں تک تڑپایا ؟ میں آپؑ کی وجہ سے اپنی عقل سے بیگانہ ہوگیا۔ پہاڑوں پر دیوانوں کی طرح پھرتا رہا۔ تو حضرت خضر نبیؑ نے اپنا جبہ مبارک اس دیہاتی کو پہنا دیا۔ اوراپنی کلاہ بھی اس آدمی کے سر پر رکھ دی۔ پھر آپؑ نے فرمایا۔ آج سے تم خضر ہو۔ جاؤ بازار اور ہر ایک کو نظر آؤ۔ وہ آدمی بازار گیا۔ تو وہاں جا کر کیا دیکھتا ہے۔ کہ! اے میرے رب! کسی کی دُم نکلی ہوئی ہے۔ کسی کے سینگ ہیں۔ کوئی زمین پر گھسٹتا پھر رہا ہے۔ یعنی بازار کے چوراہے پر دسیوں اقسام کی مخلوقات ہیں۔ سانپ، کن کھجورے، لگڑ بھگے، سؤر، چوہے، کیڑے مکوڑے، شیر، بندر وغیرہ وغیرہ۔

یعنی دنیا میں ہم جس معنی وصورت کے حامل ہوتے ہیں۔ ہماری سیرت بھی ویسی ہی ہوتی ہے۔ تو پھر ہم کیا کہتے ہیں ؟ انسانی صورت ظاہر کا نام نہیں۔ بلکہ انسانی صورت و باطن کا نام ہے۔ کیونکہ! اگر صورت ہی کافی ہوتی۔ تو سیرت کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اور خضر نبیؑ کا جبہ وکلاہ پہنتے ہی اُس دیہاتی کی آنکھوں پر پڑے پردے گر گئے۔ اور ہر کسی کی سیرت، معنی، خیالات درحقیقت حقیقی چہرے دکھائی دینے لگے۔ ظالمین کو لگڑ بھگے کی صورت میں، مکر نے والوں اور دوغلے ریاکار لوگوں کو بندر کی صورت، غیبت کرنے والوں اور دل آزاری کرنے والوں کو کتوں کی شکل وصورت میں دیکھا۔ باطل اور توہم پرستی کے ماننے والوں کو سؤر کی شکل میں دیکھا۔

بہر حال! وہ غریب دیوانہ تو حیرت میں ہی پڑ گیا۔ اور اپنے آپ سے کہنے لگا۔ اے میرے اللہ! یہ کیا حال ہے؟ اور وہ آگے بڑھتا گیا۔ تو اچانک اُسے ان مخلوقات کے درمیان ایک نورانی چہرے والے بزرگ نظر آئے۔ جن کی ریش سفید سے سفید تر تھی۔ اور وہ نورانی آنکھوں والے بزرگ تھے۔ حضرت خضر نبیؑ کے جبہ وکلاہ کے حامل دیہاتی نے اس بزرگ کو دیکھ کر راحت محسوس کی۔ اور وہ دیہاتی فوراً اُس نورانی بزرگ کے پاس جا پہنچا۔ اور کہنے لگا۔ اے بزرگوار! میں خضر ہوں۔ مجھ سے آپ کو کسی کام کی خواہش ہے کیا ؟ اگر ہے۔ تو بتائیے۔ میں ابھی آپ کا وہ کام کیئے دیتا ہوں۔ ہاں! جب کوئی اور مدد کرنے والا نہ رہے۔ تو خود بخود حضرت خضر نبیؑ چلے آتے ہیں۔ وہ شخص بولا۔ بزرگ نے اُسے دیکھا۔ اور کہا۔ میرے بچے تم اپنا کام کرو۔ ہمیں خضر کی ضرورت ہوگی۔ تو ہم خود تمھارے گھر آجائیں گے۔

یعنی حضرت خضر نبیؑ کو دیکھنے کی خواہش کرنے والوں کو تو پہلے اپنے اندر موجود مخلوقات سے واقف ہونا ہوگا۔ جب تک واقف نہیں ہوں گے۔ تو دیکھے گے کیسے ؟ اور جب تک دیکھیں گے نہیں۔ تو اِن سے لڑیں گے کیسے ؟ یعنی یہ تمام جانور جیسے کہ کتے، لگڑ بھگے، سؤر، کن کھجورے، کیڑے مکوڑے۔ ۔ ۔ وغیرہ ہمارے گھر (یعنی دل و دماغ اور پورے جسم) پر حملہ کر چکے ہیں۔ کیا یہ انسان پھر بالخصوص مسلمان کو زیب دیتا ہے۔ کہ! وہ ان جانور کو اپنے اندر رکھ کر کھلاتا پلاتا رہے۔ اور اُن کو مزید فربہ وتوانا کرتا رہے۔ یا پھر توبہ اور عمل و کردار سے اپنے قلب و دماغ اور جسم کی اصلاحِ حقیقی کرے۔ اور ان تمام جانوروں سے جنگ کر کے انہیں نکال باہر کرے۔ اور اس گھر (قلب، دماغ اور جسم) کے مالکِ حقیقی (یعنی اللہ تعالیٰ) کے رہنے کے قابل بنائے۔ کیونکہ! اللہ تعالیٰ تو اس قدر بڑا اور عظیم ہے۔ کہ! وہ اس کائنات تو کیا اس طرح کی اربوں کھربوں کائناتوں میں بھی نہیں سما سکتا۔ سوائے ایک مومن کے قلب کے۔

حضرت مولا علیؓ بن ابی طالب کو خواب میں دیکھنا :

سرمایہ درویش کے مصنف جناب پروفیسر محمد عبداللہ بھٹی فرماتے ہیں۔ کہ! یہ (مجرب) عمل مبارک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت کے ساتھ ساتھ روحانی بیداری اور ترقی کے لیئے بھی خاص الخاص ہے۔ جو لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت کے متمنی ہیں۔ وہ ضرور اس عمل کو کریں۔ (عمل یہ ہے) بعد نمازِ عشاء نوچندی جمعرات سے اول وآخر **11-11** مرتبہ درود شریف (اور درمیان میں) **4100** مرتبہ یہ وظیفہ پڑھیں۔ **یا حی یا قیوم بر حمتک یا رحم الراحمین**۔ لباس پاک وصاف اور خوشبو لگا کر یہ عمل کسی الگ کمرے میں کریں۔ اس کمرے میں اور کوئی نہ آئے۔ دورانِ عمل بہت خوشبوئیں آئیں گی۔ 41 دن کا وظیفہ پورا کریں۔ انشاءاللہ، اللہ تعالیٰ زیارت کرانے پر قادر ہے۔

سیدنا حسین ؓ بن علی ؓ کی زیارت بحالت رویا:

عمل ہذا کتاب ہشت بہشت ملفوظات چشت اہل بہشت سے ماخوذ ہے۔ جو شخص جناب حضرت حسین بن علی ؓ کی زیارت کا متمنی ہو۔ تو اسے چاہیے۔ کہ شب یکم محرم الحرام سے بارہویں محرم الحرام تک ہر رات کو بوقت نیم شب بعد از صلاۃ الیل (نماز تہجد) 100 بار درود و سلام، پھر دو دو رکعت کر کے دس رکعتیں اس طرح سے پڑھیں۔ کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد **15-15** بار سورہ اخلاص پڑھیں۔ بعد سلام بحالتِ تشہد بیٹھے بیٹھے **100** مرتبہ سورہ اخلاص اور **70** بار آیت الکرسی پڑھ کر سیدنا حسین بن علی ؓ کو ایصال ثواب کرے۔ تو اُسے انشاء اللہ العظیم چند ہی راتوں میں زیارت نصیب ہو جائے گی۔ یہ مجرب عمل مبارک حضرت شیخ ابوبکر شبلی ؒ کا تھا۔

کسی صاحبِ مزار سے ملاقات کا طریقہ:

یہ طریقہ عمل نہایت آسان ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی مجرب اور مستند طریقہ ہے۔ اِس طریقہ کی مختصر مگر مکمل اور جامع تفصیل یہ ہے۔ کہ! آپ جس بھی سلسلہء عالیہ طیبہ میں مرید ہیں۔ اُس سلسلہ کے شجرہ کو زبانی یاد کر لیں۔ اور جس بھی مزار پر جائیں۔ وہاں فاتحہ پڑھنے کے بعد اپنے سلسلہء طریقت کا شجرہ پڑھ کر صاحبِ مزار سے ملاقات کے لئے اُن تمام بزرگان کا صاحب قبر کی طرف وسیلہ پیش کر کے بہ چشمِ بند ملاقات کی جستجو کریں۔ اور شجرہ مبارکہ میں موجود تمام بزرگان کی ارواح سے بھی استمداد کریں۔ کہ وہ آپ کی ملاقات صاحب مزار سے کرا دیں۔ اِس طریقہ کو تمام مزارات پر کرتے رہیں۔ انشاء اللہ کچھ ہی عرصے بعد ہر مزار پر ملاقات کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ یہ ایک صدری و مجرب المجرب عمل ہے۔

سیدنا شیخ عبدالقادر الجیلانی ؒ کی روح سے ملاقات کا طریقہ :

فقیر (عبدالرؤف بلوچ) کو اس بات پر فخر ہے۔ کہ مَیں خود کو ظاہری و باطنی طور پر حضور غوثِ پاک شیخ عبدالقادر الجیلانی ؓ سے منسوب کرتے ہوئے خود کو اُن کا مرید و معتقد مانتا ہوں۔ اور اُمید کرتا ہوں۔ کہ! وہ بھی مجھے اپنے فیوض و برکات سے نوازیں گے۔ انشاء اللہ۔

یک لحظہ زِ کوئے یار دوری　　در مذہبِ عاشقاں حرام اَست

1۔ حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی ؒ اپنی مشہور و معروف کتاب ''اقتباس الانوار'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! خواب میں سرورِ دو عالم ﷺ کی زیارت کے لئے سات رات (یہ وظیفہ) پڑھے۔ اور ہر رات ایک ہزار مرتبہ ترکِ حیوانات کے ساتھ (یہی وظیفہ) پڑھے۔ نیز حضرت علی المرتضٰی ؓ اور حضرت غوثِ پاک ؒ کی زیارت کے لئے (بھی) اسی طرح پڑھے۔ (وظیفہ یہ ہے) **یا شیخ عبدالقادر شیئًا لله۔**

با موا کیل اس طرح پڑھے۔ **یا رفتمائیل. یا طاطائیل. یا لومائیل بحق شیخ عبدالقادر شیئًا لله۔**

بہر حال دونوں طریقوں سے پڑھا جا سکتا ہے۔

2۔ علمائے عاملین نے اس ضمن میں فرمایا ہے۔ کہ آدھی رات گزرتے ہی غسل کرے۔ بعد میں دو رکعت نماز ننگے سر بہ نیت کشف الروح سیدنا پیران پیر شیخ عبدالقادر الجیلانی ؒ اس طرح پڑھے۔ کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھیں بعد سلام شمال و مغرب کے گوشے کی جانب اپنا رخ اور منہ کر کے اسی مصلے پر کھڑے ہو کر اپنا دایاں ہاتھ سینے پر نہایت عاجزی و انکساری سے یہ کلمات (معہ تسمیہ) دو سو بار پڑھیں۔

یا حضرت میراں سید محی الدین احضرو . اللهم صل و سلم علی نور محمد فی الارواح ۔

اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم اور اس عمل کی بدولت و برکت سے عالم بیداری ہی میں ورنہ عالم رویاء میں تو ضرور بالضرور زیارت نصیب ہو گی۔ انشاء اللہ العظیم. بہر حال جب تک زیارت نہ ہو جائے۔ عمل کے تسلسل کو نہ ٹوٹنے دیں۔ عمل کے بعد تقریباً ایک آدھ گھنٹے تک جاگیں۔ پھر آپ کی صوابدید پر ہے۔ کہ سو جائیں یا عبادت کرتے ہوئے فجر کی نماز تک جاگیں۔ چند ہی راتوں میں ضرور بالضرور زیارت سے مشرف ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ عمل مجرب ہے۔ (سلام و خراجِ تحسین از حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ؒ)

شاہ جیلان مدد گار تُو باشد　　معین الدین غم خوار تُو باشد

3۔ ایک انتہائی مہربان بزرگ شخصیت حضرت فقیر بہاول صاحب آف نوتک سکھانی، ڈاک خانہ کالا، ڈیرہ غازی خان (یہ بزرگِ کثیر عمری، حضرت علامہ محمد اقبال ؒ، شاعر مشرق کے احباب میں سے تھے) نے میرے خالہ زاد بھائی جناب مقصود علی لاشاری (جو کہ ہنر خطاطی میں گولڈ میڈلسٹ ہیں) کو اُن کے خصوصی تقاضے پر زیارتِ پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر الجیلانی ؓ کے لئے اپنا ذاتی مجرب وظیفہ بذریعہ خط عطا فرمایا تھا۔ جس کا مختصر مگر جامع متن یہ ہے۔

آپ عزیز (جناب مقصودعلی لاشاری صاحِب) نے حضرت قبلہ پیر دستگیر حضرت شیخ محی الدین (عبدالقادر) جیلانی ؓ کی زیارتِ مبارک کے لئے وظیفہ کی خاطر استفسار فرمایا ہے۔ عرض ہے۔ کہ مندرجہ ذیل تسبیاں (یعنی تسبیحات جو **100-100**-مرتبہ کی ایک تسبیح بنتی ہے) ہرنماز کے بعد اپنا معمول رکھیں۔ بفضلِ خدا آپ اپنے جذبہء شوق اور مقصد میں (ضرور) کامیاب ہوں گے۔ (انشاءاللہ العظیم)

1۔ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo** ایک تسبی (یعنی ایک سومرتبہ)

2۔ **لاکھ شُکر ھے** ۔ ایک تسبی (یعنی ایک سومرتبہ)

3۔ **یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ** ۔ مدد کر میری فی سبیل اللہ۔ ایک تسبی (یعنی ایک سومرتبہ)

4۔ **درود شریف**۔ ایک تسبی (یعنی ایک سومرتبہ)

5۔ **توبہ استغفار** ایک تسبی (یعنی ایک سومرتبہ)

اِس فقیر کی طرف سے آپ عزیز (جناب مقصود احمد لاشاری) کو اجازت ہے۔۔۔۔۔۔

4۔ شریف التواریخ میں حضرت شاہ بلاق دھونج ؒ کے واقعات میں درج ہے۔ کہ! آپ ؒ نے فرمایا جو (بھی) شخص اسمائے ذیل کا وظیفہ (فقط) ایک لاکھ مرتبہ کی تعداد میں کرے۔ اِس کو حضرت غوثِ اعظم ؓ کی زیارت کا شرف حاصل ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

یا لطیف یا عزیز یا رزاق یا شیخ عبدالقادر شیئا للہ.

5۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو ؒ کی اکثر کتب میں حضور غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ سے شرفِ ملاقات کا ایک طریقہ مرقوم ہے۔ جو کہ اس طرح ہے۔ کہ! اگر کسی کو کوئی مشکل پیش آئے۔ تو حضرت شیخ محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ کو تین مرتبہ اس طرح پکارے۔ **احضروا بملک الارواح المقدس والحی الحق یا شیخ عبدالقادر جیلانی حاضر شو** ۔ اور پھر ساتھ ہی تین مرتبہ دل پر کلمہ طیبہ کی ضرب لگائے۔ تو اسی وقت حضرت پیر دستگیر ؓ تشریف لاتے ہیں۔ اور سائل کی امداد کر کے اس کی مشکل کو حل فرما دیتے ہیں۔ (شمس العارفین۔ حضرت سلطان باہو ؒ) بقول حضرت سلطان العارفین سلطان الفقر سلطان باہو ؒ!

سُن فریاد پیراں دیا پیرا میری عرض سنیں کن دھر کے ہو ۔۔۔ میرا بیڑا اڑیا وچ کھپراں دے جتھے مچھ نہ جاندے ڈر کے ہو
یا شاہ جیلانی محبوبِ سبحانی ؓ میری خبر لیئو جھٹ کے ہو ۔۔۔ پیر جہاں ندا میراں حضرت ؓ باہو ؒ اُس دا بیڑا اگے کدھی ہو

حضرت علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش لاہوری ؒ کی زیارت کا عمل:

یہ طریقہ بہت مجرب ہے۔ اور کئی لوگوں کا آزمودہ ہے۔ بہتر تو یہ ہے۔ کہ یہ عمل مزار کے نزدیک ایک ہی نشست میں بیٹھ کر کیا جائے۔ لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو شائقین کو چاہیئے۔ کہ! اپنے ہی گھر میں ایک ہی نشست میں بیٹھ کر روزانہ سونے سے (حضرت داتا صاحب ؒ کے دیدار کی نیت سے) پہلے جائے نماز پر باوضو بیٹھ کر ''درودِ تنجینا'' کو ایک ہزار (**1000**) مرتبہ پڑھا جائے۔ انشاءاللہ پہلی رات یا چند راتوں میں ہی خود حضور داتا صاحب ؒ خود خواب میں آکر ملیں گے۔ اور بہت سے فیوضات و برکات سے نوازیں گے۔

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ ؒ سے استعانت واستمداد کا حصول بذریعہ روئیت :

یہ طریقہ بہت مجرب ہے۔ حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ ؒ کے مرید وخلیفہ جید فقیہہ جناب سیدی علی بن عبداللہ الصباغی ؒ نے جناب دباغ ؒ سے عرض کیا۔ کہ! اے میرے آقا ؒ! آپ ؒ کے قریب رہنے والے لوگ بڑے خوش قسمت ہیں۔ انہیں جب بھی کوئی ضرورت پیش آتی ہے۔ آپ ؒ کے پاس آکر مشورہ کر لیتے ہیں۔ لیکن اگر مجھے کوئی مسئلہ درپیش ہو۔ تو میں کیا کروں؟ کیونکہ میرے اور آپ ؒ کے درمیان تو چار دنوں کی مسافت حائل ہے۔ تو آپ ؒ نے فرمایا۔ جب تمھیں کوئی مسئلہ درپیش ہو۔ اور اِس وقت یہ سمجھ نہ آئے۔ کہ کیا کرنا چاہیئے؟ تو تم تنہائی میں جاکر دو رکعت نفل ادا کرو۔ اور ہر رکعت میں (سورہ فاتحہ) کے بعد **11** گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھو۔ سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ مجھے ندا کرو۔ اور یہ سمجھو کہ میں تمھارے پاس موجود ہوں۔ تو تمھیں جواب مل جائے گا۔ (انشاءاللہ)۔۔۔ پھر مَیں نے ایک مرتبہ اِسی طرح کیا۔ تو آپ ؒ کی برکت سے میرا مسئلہ حل ہوگیا۔۔۔ کچھ عرصے بعد جب مَیں آپ ؒ کی خدمت میں پہنچا۔ تو آپ ؒ نے فرمایا۔ آئندہ کبھی بھی پریشان مت ہونا۔ چاہے کتنی ہی بڑی مشکل کیوں نہ ہو۔ جامع و مترتب کتاب ''الابریز'' احمد بن مبارک فرماتے ہیں۔ مَیں نے حضرت سیدی دباغ ؒ سے عرض کیا۔ کہ اِس عمل (دو رکعت نفل) کی اِذن صرف سیدی علی بن عبداللہ صباغی ؒ کو ہے؟ یا ہر شخص یہ عمل کرسکتا ہے؟ آپ ؒ نے فرمایا۔ ہر شخص یہ عمل کرسکتا ہے۔

حضرت سلطان باہوؒ کوخواب میں دیکھنا :

دل زندہ و بیدار اگر ہو تو بتدریج   بندے کو عطا کرتے ہیں چشمِ نگراں اور

یہ طریقہ بہت مجرب ہے۔ اگر کوئی شخص روزانہ رات کوسونے سے پہلے بحالت وضومصلے پر بیٹھ کر پہلے 11 باردرود پھرایک بارسورہ یٰسین، تین بار سورہ الملک پھر 11 بارسورہ مزمل پھر 3 مرتبہ رسالہ روحی شریف (جو کہ اِسی کتاب میں چند صفحات آگے دیا گیا ہے) پھرایک ہزارمرتبہ رُباعی اس طرح سے پڑھیں۔ کہ ہرسینکڑہ پرشعرکو 11 مرتبہ پڑہیں۔ پھر 11 باردرود پڑھ کراکیلا سوجائے۔ تواس شخص کو چندہی راتوں میں دیدارنصیب ہوجائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن جب تک کہ دیدارنصیب نہ ہو۔ صاحب عمل کو چاہیئے۔ کہ اس عمل کی مداومت واستقلال میں قطعاً کمی نہ آنے دے۔ غوث الوقت حضرت سلطان العارفین، سُلطانُ الفقرجنابِ سلطان باہوؒ کالازمی دیدارنصیب ہوگا۔ انشاءاللہ۔ بہرحال! رُباعی یہ ہے۔

ہر کہ طالب حق بود من حاضرم   زِ ابتداء تا انتہا یک دم برم
طالب بیا، طالب بیا، طالب بیا   تا رسانم روز اول باخدا

اورشعریہ ہے۔

شُد اجازت باہو را اَز مصطفےٰؐ   خلق را تلقین بکن بہر از خدا

اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم اوراِس عمل سے چندہی راتوں میں زیارت نصیب ہوگی۔ اِنشاءاللہ العظیم۔

زیارت بابا فرید گنج شکرؒ و حاجت روائی :

اللہ محمد ﷺ چار یار   حاجی خواجہ قطب فرید   **حق فرید، حق فرید**

صاحب **اقتباس الانوار** نے حضرت بابافریدالدین مسعودگنج شکرؒ کی زیارت کے لئے یہ عمل تحریرفرمایاہے۔ آیت الکرسی 41 مرتبہ +سورۃ فاتحہ 41 مرتبہ+سورۃ اخلاص 100 مرتبہ+ درود پاک 50 مرتبہ+کلمہ تمجید 50 مرتبہ اوراس کے علاوہ جوقرآن مجید سے یادہو۔ پھرشیخ فریدؒ 100 مرتبہ + خواجہ فریدؒ 100 مرتبہ + مولانا فریدؒ 100 مرتبہ + درویش فرید 100 مرتبہ + حاجی فریدؒ 100 مرتبہ وِردکرنا ہے۔ پھراپنے دائیں ہاتھ کی اُنگشتِ شہادت سے سینہ پرتسمیہ 3 مرتبہ + یاغفور 3 مرتبہ + یااللہ 3 مرتبہ + اوریاہو 3 مرتبہ اپنے سینہ پرلکھیں۔ تاکہ بحالت رویاء (یعنی درخواب) بات کرنے کی صلاحیت پیداہوسکے۔ بےشماربزرگوں کا یہ مجرب عمل ہے۔ زندگی میں ایک باراِس عمل کوضرورکرنا چاہیے۔ کیونکہ!

نہ کتابوں سے نہ کالج کے در سے پیدا   دین تو ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

رویئت موتی :

میں نے اورمیرے چندرفقاء واحباب اوراقارب نے اِس عمل کا تجربہ کیا۔ کہ اگرروزانہ رات کوسونے سے قبل اپنے کسی عزیزیادوست وغیرہ کے ایصالِ ثواب کے لئے بحالتِ وضو100 مرتبہ درودِپاک، 100 مرتبہ سورہ فاتحہ، 300 مرتبہ سورہ صمدیہ (**اخلاص**) اور 300 مرتبہ **سبحٰن اللہ وبحمدہ**، 70 مرتبہ **آیتُ الکرسی** اور 03 مرتبہ سورہ **یٰسین** شریف اورآخرمیں 100 مرتبہ درودِپاک پڑھی جائے۔ اور اِسی عمل کومسلسل جاری بھی رکھا جائے۔ تومتوفی کوبےحد فائدہ ہوگا۔ اوروہ متوفی خودخواب میں آکربتاتا ہے کہ! آپ کی پڑھائی سے مجھے بہت زیادہ فائدہ ہوا ہے۔ اوراگرآپ مزید پڑھتے رہیں گے۔ تومیں اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے دائمی طورپرمتنفع ومستفید ہوتا رہوں گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ **ھل من مزید--- ھل من مزید--- ھل من مزید---**

رویئت موتی.

ملاقات ارواح مقدسین کےضمن میں ہے۔ کہ جب ارواح طیبین مقدسینؓ سے عالم رویا میں شرف باریابی کا شوق دامن گیرہو۔ یا پھررب العالمین سے کسی قسم کی کوئی حاجت وضرورت درپیش ہو۔ تواس عمل کوبجالائیں۔ اس عمل میں **سورہ یسین** کو فقط پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی رضاوخوشنودی کے حصول کے لئے ایک مرتبہ پڑھا جائے۔ پھر 10 باراس طرح پڑھنا ہے۔ کہ ہر **مبین** پردرج ذیل دعاکو 3 بارپڑہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم o سبحان المنفس عن کل مدیون. سبحان المفرج عن کل مخزون. سبحان الناصر عن کل مظلوم. سبحان المخلص عن کل مسجون. سبحان العالم بکل مکون. سبحان من جعل خزائنہ ملکہ بین الکاف والنون o سبحان من اجری الماء فی البحار والعیون o سبحان اللہ وبحمدہ. اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون o فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شیء والیہ ترجعون. سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون. وسلام

علی المرسلین. و الحمد لله رب العالمین. اللهم یا مبین یا مبین یا مبین اسئلک باسمک العظیم الاعظم و بحق نبیک الکریم المکرم ان تفعل لی (کذا و کذا) یا قاضی الحاجات. انک علی کل شیء قدیر o

(یعنی کہ! سورہ یٰسین شریف کی کل تعداد 10 ہوگی۔ جبکہ! دعا کی کل تعداد 30 ہو جائے گی۔ انشاء اللہ العظیم)

رویئت موتی:

یہ عمل نہایت مجرب و مبارک ہے۔ اگر کوئی شخص کسی نبیؑ یا شہید یا کسی ولی اللہ یا اپنے عزیز و اقارب میں کسی متوفی یا اپنے کسی دوست و پیارے کو عالم رویا میں دیکھنے کا متمنی ہو۔ تو ایسے شخص کے لئے یہ طریقہ انتہائی اعلی ہے۔ اس عمل کا طریق کار یہ ہے۔ کہ بعد نماز عشاء مگر سونے سے پہلے پاک و مصفی و معطر سفید کپڑے پہن کر لوگوں اور شر شور سے ذرا الگ تھلگ ہو کر دو رکعت نماز اس طرح سے پڑھیں۔ کہ پہلی رکعت میں **سورہ فاتحہ** کے بعد **سورہ والشمس** ۷ بار اور دوسری رکعت میں **سورہ فاتحہ** کے بعد **سورہ واللیل** ۷ بار پڑھ کر درج ذیل نقش زعفران و عرق گلاب کی روشنائی سے بنائیں۔

بسم الله الرحمن الرحیم

ا	ل	م	ص
ل	م	ص	ا
م	ص	ا	ل
ص	ا	ل	م

حسبنا الله و نعم الوکیل. نعم المولی و نعم الوکیل۔

اب دو رکعت کی ادائیگی کے بعد لیٹے ہوئے اس نقش کو زیر بالیں رکھ کر یہ دعا 7 مرتبہ پڑھنی ہے۔ **بسم الله الرحمن الرحیم۔ اللهم اٰرنی فی منامی روح فلاں بن فلاں۔** (اُس نبیؑ یا شہید یا ولی اللہ یا عزیز و اقارب میں کسی متوفی یا اپنے کسی دوست و پیارے کا نام) پھر یہ دعا پانچ بار پڑھتے پڑھتے سو جائیں.

بسم الله الرحمن الرحیم☆ واجعل لی فی امری فرجا و مخرجا وا رزقنی فی منامی ما استدل به علی اجابة دعوتی بحق قل هو الله احد o الله الصمد o لم یلد. ولم یولد oولم یکن له کفوا احد o

رویئت موتی یا استخارہ مجربہ:

یہ عمل مجربات سنوسیؒ میں بہت تعریف و توصیف سے بیان ہوا ہے۔ علامہ سنوسیؒ اس ضمن میں فرماتے ہیں۔ یہ عمل نہایت صحیح اور مجرب ہے۔ اس میں ہرگز شک نہیں کرنا چاہیئے۔ بعد نماز عشاء تازہ وضو کر کے سونے سے قبل پاک صاف بالکل سفید کپڑے پہنو۔ اور پاک بچھونے پر دائیں کروٹ قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹ جاؤ۔ اور لیٹے لیٹے **سورہ والشمس** 7 بار، **سورہ والضحی** 7 بار، **سورہ واللیل** 7 بار، **سورہ الم نشرح** 7 بار، **سورہ والتین** 7 بار اور **سورہ اخلاص** 7 بار پڑھ کر کم از کم 11 بار یہ دعا مانگتے مانگتے سو جائیں۔

بسم الله الرحمن الرحیم. اللهم بحق ما تلوته من کلامک القدیم الذی انزلته علی نبیک و رسولک الکریم ارنی فی منامی فلاں بن فلاں (متوفی کا نام مع والدہ) **هذا ما هو** (اگر کوئی استخارہ یا مقصد ہو تو) **بقدرتک یا علی یا عظیم و اجعل لی من امری فرجا و مخرجا یا علیم یا حکیم و بین لی فی نومی ما یدلنی علی اجابة دعوتی انک علی کل شیء قدیر. برحمتک یا ارحم الراحمینo**

اس عمل کی برکت سے پہلی ہی شب میں مقصد پورا ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ورنہ سات راتوں تک ضرور بالضرور مقصد حاصل ہو ہی جائے گا۔ **انشاء اللہ**۔ اور اگر 7 راتوں میں بھی کوئی نتیجہ معلوم نہ ہو۔ تو اس کا مطلب ہے۔ کہ عامل کی پڑھائی یا پاکیزگی میں کچھ نہ کچھ نقص واقع ہوا ہے۔ دوبارہ سے اسی عمل کو بجا لاؤ۔ تاکہ خاطر خواہ نتیجہ اخذ کیا جا سکے۔ کیونکہ اس عمل کے ناکام ہونے کا سبب عامل ہی کی کوئی غلطی ہو سکتی ہے۔ ورنہ یہ عمل تو انتہائی سریع الاجابت اور پر تاثیر عمل ہے۔ کیونکہ اِس مجرب المجرب عمل کی صداقت میں کسی بھی قِسم کا کوئی شُبہ نہیں۔

روئیت موتی اَز حضرت حسن بصریؒ :

بعض کتب جیسے مجربات دیربیؒ ، مجربات سنوسیؒ اور مجربات امام غزالیؒ اور دیگر کئی کتب میں یہ مجرب عمل کثرت سے آیا ہے۔ نماز وتر کے بعد چار رکعت نمازِ نفل بہ نیت **روئیت موتٰی** اس طرح پڑھیں۔ کہ! ہر رکعت میں **سورۃ فاتحہ** کے بعد **سورۃ الھاکم التکاثر** تلاوت کرو۔ اور سلام کے بعد یہ کلمات پڑھتے پڑھتے سوجاؤ۔ **اللهم ارنی فی منامی** (فلاں بن فلانۃ) **علی الحالۃ التی علیھا**۔ تیسری رات یا چند ہی راتوں تک ضرور بالضرور زیارت نصیب ہوجائے گی۔ **انشاء الله تعالٰی** ۔

کسی خاص روح سے ملاقات کا طریقہ:

ترکیب عمل کے مطابق عمل کے روز صاحب عمل روزہ رکھے۔ اور روزہ افطار کرنے کے بعد خلوت کے کسی پاک و پاکیزہ مکان یا کمرہ کو خوشبویات یا اگربتی سلگا کے ماحول کو خوشبودار بنادے۔ پھر عشاء کی نماز وہیں یا مسجد میں پڑھ کر اسی جگہ آجائے۔ پہلے دو رکعت **بنیت روئیت موتی** کے اس طرح پڑھے۔ کہ ہر رکعت میں **سورۃ فاتحہ** کے بعد 3 بار **آیت الکرسی** 3 بار سورہ **الم نشرح** اور 11 بار **سورۃ اخلاص** بھی پڑھ کر بعد سلام بحالتِ تشہد 110 بار سورہ اخلاص پڑھ کر 11 مرتبہ درودِ پاک پڑھے۔ اور اس نماز، سورتوں اور درود پاک کا ثواب اسی روح کو ایصال ثواب کرے۔ جس کو خواب میں وہ دیکھنے کا متمنی ہو۔ اس کے بعد 330 مرتبہ عزیمت پڑھ کر بنا کسی سے بات کئے سوجائے۔ عزیمتِ عمل یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o حُب ٌّ. قُبٌّ. طَبَا بِیْق ٌ. طَبَائِیْقُ ٌ. طَاعٍ. طِب. لِحُبٍ ّ. شَافِعٌ. وَ شَفِیْعٌ. وَ مُجْتَمِعٌ. وَ حِرْ زٌ. وَ حَرِیْزٌ. وَ دِیْقٌ. وَ جَنَّةٌ. بِحَقِّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن. اللھم ارنی فی منامی۔ (جس بزرگ ولی شہید صحابیؓ یا پیغمبرؑ کی زیارت کرنا مقصود ہو۔ تو مع والدہ یا اگر والدہ کا نام معلوم نہ ہو۔ تو والد کا نام) **حاضر شو۔ حاضر شو۔ حاضر شو۔ بحق الاحد الواحد و بحق انا انزلنا ---- من الف شھر۔** تک) اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم اور اِس عمل کی برکت سے اُسی رات یا چند راتوں میں بحالت رویاء ضرور بالضرور زیارت ہوجائے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اب ہم دوبارہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے فرمودات کی طرف آتے ہیں ۔

بُت پرستی اور قبر پرستی کے متعلق استفسار

سوال: کوئی بُت پرست اگر بُت سے مدد چاہتا تھا۔ کسی عالم نے اسکو منع کیا۔ کہ شرک مت کرو۔ تو بُت پرست نے کہا۔ کہ اگر میرا عقیدہ یہ ہو۔ کہ بُت خُدا کا شریک ہے۔ اور اس وجہ سے اس کی پرستش کروں۔ تو البتہ یہ شرک ہے۔ اور اگر میرا اعتقاد یہ ہے۔ کہ بُت مخلوق ہے۔ اور اس کی پرستش کروں۔ تو یہ کیوں کر شرک ہوگا؟ اس عالم نے فرمایا۔ کہ قُرآنِ مجید میں متواتر آیا ہے۔ کہ غیرِ خُدا سے مدد نہ چاہو۔ تو بت پرست نے کہا۔ کہ آدمی ایک دوسرے سے کیوں سوال کرتے ہیں؟ تو عالم نے کہا۔ کہ آدمی زندہ ہیں۔ ان سے سوال منع نہیں۔ اور تیرے بُت مثلاً کنھیا اور کالکا وغیرہ مُردہ ہیں۔ یہ کسی چیز پر قادر بھی نہیں۔ تو بُت پرست نے کہا۔ کہ جب تم لوگ اہلِ قبور سے مدد اور شفاعت چاہتے ہو۔ تو اس سے لازم آتا ہے۔ کہ تم بھی شرک کرتے ہو؟ حاصل کلام۔ تم لوگ اہلِ قبور کو جیسا جانتے ہو۔ ویسے ہی ہم لوگ کنھیا اور کالکا کی تصویر (مُورتی) کو سمجھتے ہیں۔ ظاہرً انہ تو اہل قبور میں کچھ قوت ہے۔ اور نہ ہی بت میں ہے۔ اور اگر تمھارا کلام یہ ہے۔ کہ اہلِ قبور میں باطنی قوت ہے۔ اسی وجہ سے اِن لوگوں سے حاجت روائی ہوتی ہے۔ تو بتوں سے بھی اکثر حاجت روائی ہوجاتی ہے۔ اور اگر تم لوگ یہ کہو۔ کہ ہم لوگ اہل قبور سے صِرف یہی کہتے ہیں۔ کہ خُدا سے ہمارے واسطے شفاعت کرو۔ تو میں بھی بتوں سے ایسی ہی شفاعت چاہتا ہوں۔ تو جب ثابت ہوا۔ کہ اہلِ قبور سے استمداد جائز ہے۔ تو بعض مسلمان ضعیف الاعتقاد ستیلا اور مسانی وغیرہ کی پرستش سے کیوں باز آئیں گے؟

جواب: اس سوال کے چند مقامات میں شُبہ واقع ہوا ہے۔ اِن مقامات سے خبردار ہونا چاہیئے۔ اس وقت انشاءاللہ تعالٰی اس سوال کا جواب بفضلہٖ تعالٰی واضح ہوجائے گا۔

1۔ اول یہ کہ مدد چاہنا دوسری چیز سے ہے۔ اور پرستش دوسری چیز ہے۔ عوام مسلمانوں میں یہ نُقصان ہے۔ کہ وہ لوگ خِلاف شرع طور سے اہل قبور سے مدد چاہتے ہیں۔ مگر وہ بھی پرستش نہیں کرتے۔ جبکہ بت پرست لوگ تو بتوں سے مدد بھی چاہتے ہیں۔ اور پرستش بھی کرتے ہیں۔ پرستش سے مُراد یہ ہے۔ کہ کسی کو سجدہ کرے۔ یا کسی چیز کی عبادت کی نیت سے اس چیز کا طواف کرے۔ یا بطریق تقرب کے کسی کے نام کا وظیفہ کرے۔ یا اس کے نام سے کوئی جانور ذبح کرے۔ یا اپنے آپ کو کسی کا بندہ کہے۔ اور جو جاہل (ناقص العلم) مسلمان اہل قبور کے ساتھ ایسا کوئی امر کرے۔ جیسے اہل قبور

کو (خُدا سمجھ کر) سجدہ کرنا، تو وہ فی الفور کافر ہو جائے گا۔ اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

2۔ دوسرا یہ امر اس سوال میں قابل لحاظ ہے۔ کہ مدد چاہنا دو طور پر ہوتا ہے۔ ایک طور یہ ہے۔ کہ کوئی مخلوق دوسری مخلوق سے مدد چاہے۔ جیسے امیر اور بادشاہ سے نوکر اور فقیر اپنی اپنی حاجتوں میں مدد چاہتے ہیں۔ اور عوام الناس ایسا ہی اولیاء اللہؒ سے یہ چاہتے ہیں۔ کہ اللہ جل شانہ کی درگاہ میں آپ (ہمارے لئے) دُعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حُکم سے ہمارا فلاں مطلب حاصل ہو جائے۔ تو اس طور سے مدد چاہنا شرعاً زندہ اور مُردہ سب سے جائز، مستحب اور مستحسن ہے۔

3۔ تیسرے طور پر مدد چاہنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو چیزیں خاص اللہ تعالیٰ کی قُدرت میں ہیں۔ مثلاً بیٹا دینا، پانی برسانا، بیماریوں کو دفع کرنا، عُمر زیادہ کرنا یا ایسی اور چیزیں جو خصوصی طور پر صِرف اللہ تعالیٰ ہی کی قُدرت میں ہیں۔ ایسی چیزوں کے لئے کسی مخلوق سے کوئی شخص التجاء کرے۔ اور اس شخص کی نیت یہ نہ ہو کہ وہ مخلوق اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں دُعا کرے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہمارا یہ مطلب حاصل ہو۔ تو یہ حرام مطلق ہے۔ بلکہ کُفر ہے۔ اور اگر کوئی مسلمان اولیاء اللہؒ سے اس ناجائز طور سے مدد چاہے۔ کہ ان کو قادرِ مطلق سمجھے۔ خواہ وہ اولیاء اللہ زندہ ہوں یا مُردہ۔ تو وہ مسلمان (دائرہ) اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

بت پرست لوگ بھی اسی طرح ناجائز طور سے اپنے معبودانِ باطل سے مدد چاہتے ہیں۔ اور اس امر ناجائز کو وہ لوگ جائز سمجھتے ہیں۔ اور اس سوال میں یہ جو مذکور ہے۔ کہ بت پرست نے کہا۔ کہ میں بھی اپنے بتوں سے صِرف شفاعت چاہتا ہوں۔ جیسا کہ تم لوگ پیغمبروں اور اولیاء اللہؒ سے سفارش چاہتے ہو۔ تو ان کا یہ کلام بھی مکر و فریب سے خالی نہیں۔ اس واسطے کہ بت پرست لوگ ہرگز شفاعت نہیں چاہتے۔ بلکہ بت پرست لوگ تو شفاعت کے معنی تک نہیں جانتے۔ اور نہ ہی ان لوگوں کو شفاعت کا خیال ہوتا ہے۔ کیونکہ شفاعت سے مُراد تو سفارش ہے۔ اور سفارش سے مقصود یہ ہے۔ کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے مطلب کے لئے کسی تیسرے سے کہے۔ مگر بت پرست لوگ ایسا تو سمجھتے ہی نہیں۔ اور نہ وہ لوگ بت سے یہ کہتے ہیں۔ کہ تم ہماری سفارش اللہ جل شانہ کی درگاہ میں کرو۔ اور ہمارا مطلب اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں حاصل کرا دو۔ بلکہ وہ لوگ خاص بتوں سے اپنا مطلب چاہتے ہیں۔ اور یہ جو اس بت پرست نے کہا۔ کہ اہل قبور کو جیسا کہ تم جانتے ہو۔ ویسا ہی کنھیا اور کالکا کی تصویر کو ہم بھی سمجھتے ہیں۔ تو یہ بھی غلط در غلط ہے۔ اس واسطے کہ یہ ثابت ہے۔ کہ اگرچہ بعد موت کے بدن قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ مگر اس بدن کے ساتھ روح کا تعلق ضرور رہتا ہے۔ اس واسطے کہ ایک مدتِ دراز تک اس بدن میں روح رہ چکی ہوتی ہے۔ اور بت پرست لوگ اپنے معبودانِ باطلہ کی قبور کی قطعاً تعظیم نہیں کرتے۔ بلکہ خود تصویروں، پتھروں، درختوں اور دریاؤں کو قرار دیتے ہیں۔ کہ یہ فلاں کی تصویر ہے۔ حالانکہ اس کی روح کو اس چیز سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ اور ایسا بھی نہیں کہ وہ چیز وہاں جلائی گئی ہو۔ تو ایسے محض فرضی قرارداد کا کچھ اعتبار نہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ تمام بندوں کی حالت سے بخوبی واقف ہے۔ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے۔ کہ دنیا میں لوگوں کی حاجت روائی بالکل موقوف نہ کر دی جائے۔ چاہے کوئی کسی سے اپنے مطلب کے لئے خواستگار ہو۔ مگر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے۔ تو وہ مطلب پورا کر دیتا ہے۔

مثلاً مہربان باپ اپنے چھوٹے بچے کی حالت جانتا ہے۔ جب وہ لڑکا خِدمت گار یا اپنی دایہ سے کوئی چیز مانگتا ہے۔ تو وہ چیز اس لڑکے کو اس کا باپ دے دیتا ہے۔ حالانکہ خِدمت دار دایہ کے اختیار میں وہ چیز نہیں رہتی۔ ایسا ہی حال بتوں کا بھی ہے۔ بلکہ اصولِ شرع کے موافق یہ ہے۔ کہ جب اہل قبور اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں سفارش کرتے ہیں۔ کہ فلاں شخص کا مطلب حاصل ہو۔ تو جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے۔ تو وہ مطلب حاصل ہوتا ہے۔

اور سوال میں جو یہ مذکور ہے۔ کہ جب یہ ثابت ہوا۔ کہ اہل قبور سے استمداد جائز ہے۔ تو بعض مسلمان ضعیف الاعتقاد ستیلا و مسانی وغیرہ کی پرستش سے کیونکر باز آئیں تو جاننا چاہیئے۔ کہ اہل قبور سے استمداد اور ستیلا، مسانی وغیرہ کی پرستش میں چند وجوہ سے فرق ہے۔

ا۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ جن اہل قبور سے استمداد کی جاتی ہے۔ اور ان کا حال معلوم ہے۔ وہ اہل قبور صالحین اور بزرگانِ دین سے ہو گُزرے ہیں۔ جبکہ ستیلا و مسانی موہوم محض ہیں۔ ان کا تو وجود تک معلوم نہیں۔ بلکہ بت پرستوں نے ان کا صِرف فرضی وجود خیال کر لیا ہے۔

۲۔ دوسری وجہ فرق یہ ہے۔ کہ اگر بالفرض ستیلا و مسانی کا کبھی وجود تھا بھی۔ تو یہ ارواحِ خبیثہ شیاطین کی قِسم سے ہوں گے۔ کہ خلق کی ایذا رسانی پر کمر باندھی ہے۔ انکو ارواحِ انبیاءؑ و اولیاءؒ سے کیا مناسبت ہے۔

۳۔ تیسری وجہ فرق کی یہ ہے۔ کہ اہل قبور سے استمداد بطورِ دُعا کے ہوتی ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں دُعا کریں۔ تاکہ ہمارا مطلب حاصل ہو۔ اور ستیلا وغیرہ کی پرستش جو لوگ کرتے ہیں۔ ان کا اعتقاد یہ ہوتا ہے۔ کہ ان کو مُستقل طور پر حاجت روائی کا اختیار رہے۔ اور یہ قادرِ مطلق ہیں۔ جبکہ یہ تو خالصتاً کُفر ہے۔ **نعوذباللہ من ذالک۔**

صاحبِ قبر سے روحانی طور پر استعانت حاصل کرنا :

حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ اپنی کتاب ''عرفان'' کی جلد اول میں اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ! ایک دفعہ مَیں بیمار ہو گیا۔ اور میرے کان سے سفید بدبودار پیپ بہنے لگی۔ جب میرے کان کا سوراخ پیپ سے بھر جاتا۔ تو میں اپنی انگلی (کی مدد) سے اسے نکل لیتا تھا۔ چنانچہ چند روز یہ معاملہ رہا۔ اس کے بعد شاید اس پیپ کے بہنے کی وجہ سے یا میری بار بار انگلی کے رگڑنے سے سوراخ کے قریب ایک چھوٹی رسولی سی بن گئی۔ کان سے پیپ بہنی تو بند ہو گئی۔ مگر اُس پھوڑے کی یہ حالت ہو گئی۔ کہ ایک پُھنی سی بن گئی۔ اُس میں ایک باریک سوراخ تھا۔ جب میں اس کو انگلی سے دبا لیتا تھا۔ تو اُس کی پیپ نکل جاتی تھی۔ لیکن تھوڑی دیر بعد پھر اُس میں پیپ جمع ہو جایا کرتی تھی۔ مَیں اسے روزانہ چند بار دبا کر خالی کر لیا کرتا تھا۔ لیکن اس کی پیپ ختم ہونے میں نہ آتی تھی۔ (اور) اس میں سخت جلن اور درد ہوتا تھا۔ اور مَیں اس سے نہایت بے چین اور بے آرام تھا۔ (جبکہ) وہ کسی طرح علاج پذیر نہ ہوتی تھی۔ اس کے اندر مرہم وغیرہ نہیں جا سکتا تھا۔ اس نے میرا بہت برا حال کر دیا تھا۔ رات کو اس کی سوزش سے مجھے نیند نہ آتی تھی۔ چنانچہ میں نے تنگ آ کر باطنی علاج کی طرف رجوع کیا۔ اور ایک روحانی اہلِ قبر سے استعانت طلب کی۔ (کیونکہ!) **واذا تحیر تم فی الامور . فاستعینوا من اهل القبور** ۔ (یعنی کہ) جب تم کسی امر میں حیران ہو جاؤ۔ تو اہلِ قبور سے استعانت طلب کرو۔ (چنانچہ) میں رات کو ایک بزرگ کی قبر پر گیا۔ اور اس جگہ دعوتِ قرانِ مجید پڑھی۔ دعوت کا علم ایک نہایت نادر الوجود اور عزیز القدر علم ہے۔ (دعوت القرآن یا دعوت القبر کا مکمل طریقہ چند صفحات آگے آ رہا ہے) میں دعوتِ قرآن پڑھ کر سو یا۔ خواب میں مَیں نے دیکھا۔ کہ اسی جگہ زمین کے اندر ایک نہایت عالیشان ہسپتال ہے۔ اور اس میں ایک خوبصورت، خوش لباس ڈاکٹر کھڑا لوگوں کو دوائیاں دے رہا ہے۔ چنانچہ میں نے بھی اپنا کان دکھا کر عرض کی۔ کہ! میرے کان میں یہ پھوڑا (نکل) آیا ہے۔ اس کا معالجہ فرما دیجئے۔ وہ یہ سن کر آتشی شیشی کی مانند ایک براقِ سفید لمبی گردن والی شیشی ایک الماری سے نکال لایا۔ اور مجھ سے فرمایا۔ کہ اپنا کان سامنے کریں۔ میں نے کان سامنے کیا۔ آنکھ کے گوشے سے مجھے اپنا کان ایسا نظر آیا۔ کہ! گویا اسے آگ لگی ہوئی ہو۔ اور چراغ کی لَو کی طرح ایک سرخ شعلہ اس سے نکل رہا ہے۔ اور میرا کان گویا جل رہا ہے۔ اس روحانی ڈاکٹر نے اس شیشی سے کچھ سفید عرق میرے کان میں چھڑکنا شروع کیا۔ اس کے کان میں پڑنے سے آگ بجھنے کی چس چس کی سی آواز مجھے سنائی دے رہی تھی۔ آخر وہ آگ بجھ گئی۔ اور میرا کان برف کی مانند ٹھنڈا ہو گیا۔ اور اسی وقت میں خواب سے جاگ اُٹھا۔ (حضرت فقیرؒ فرماتے ہیں۔ کہ!) آپ یقین جانیں۔ کہ مَیں نے اُس وقت اپنا کان ٹٹولہ۔ تو نہ پھوڑا تھا اور نہ درد۔ بلکہ ڈھونڈنے سے بھی پتہ نہ لگتا تھا۔ کہ پھوڑا کس جگہ تھا۔

جو لوگ خواب کی حقیقت کا انکار کرتے ہیں۔ اور اسے بدہضمی اور محض عادی خیالات کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ وہ نہایت نادان ہیں۔ خواب کی اہمیت اور وقعت سے صرف ایسے مردہ دل نفسانی لوگ بے خبر اور غافل ہیں۔ کہ جن کے قلوب پتھر کی طرح بے حس اور مردہ ہو گئے ہیں۔ جنہوں نے عمر بھر کوئی سچا خواب نہیں دیکھا۔ وہ خواب کی حقیقت کیا جانیں۔ انبیائے کرامؑ اور اہلِ سلف اولیائے وعلمائے عاملین نے اپنی اُمت وشاگردوں اور مریدوں کو بحالتِ رویائے صالحہ بڑے بڑے عجیب وغریب علوم وفنون سکھائے ہیں۔ یہ علوم بلا واسطہ سینہ بسینہ ایک دَم میں منتقل کیئے گئے۔ حالانکہ کسی اور طرح سے سکھائے جاتے۔ تو ان کی تحصیل میں سالہا سال صَرف ہوتے۔ اسی طرح سے بعض اور اولیائے کاملین نے بعد اَز وصال اپنی قبور سے اپنے طالبوں اور مریدین کو ایک ہی نگاہ اور توجہ سے سلوک کی کٹھن منازل اور باطنی مقامات طے کرائے ہیں۔ اگر انہیں بیان کیا جائے۔ تو عقل باور نہیں کرے گی۔ بلکہ فقراء اپنی زندگی میں بعض مصلحتوں کی بناء پر روحانی طاقت کا چنداں مظاہرہ نہیں کرتے۔ لیکن موت کے بعد ان کی روحانی طاقت پوری طرح ظاہر ہو جاتی ہے۔ وہ روحانی طاقت پوری طرح ظاہر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ! وہ روحانی اور باطنی دنیا میں آزادانہ طور پر اپنی قوتوں کو بروکار لا سکتے ہیں۔ عوام کے انعامات اور اولیائے کرام کے خوابوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ خوابوں میں چند بشارتوں اور استعانت کو مختصراً یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ! میری بات کی دلیل اور ثبوت رہے۔

کثیر التعداد اولیائے کرام اور علمائے عظام کا آنحضرت ﷺ سے بالواسطہ یا بلا واسطہ اکتسابِ فیض وعلم حاصل کرنے یا اُن سے استعانت حاصل کرنے کے متعلق بہت سارے عجیب وغریب واقعات سے کتابیں بھری ہوئی ہیں۔

سلطان نورالدین زنگیؒ کا خواب، کہ جس میں آنحضور نبی مکرم ﷺ نے انہیں تاکید کی۔ کہ! دو افراد (جو کہ غالبًا یہود ونصارٰی میں سے تھے) میرے جسدِ خاکی کو یہاں (مدینۃ المنورہ) سے لے کر جانا چاہتے ہیں۔۔۔۔ دورانِ وعظ آنحضرت نبی مکرم ﷺ اور حضرت علی المرتضٰیؓ کا حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے منہ میں لعابِ دہن ڈالنا۔۔۔۔ (بمطابق کتب تصوف وسوانح اولیاء اللہ) حضرت محمد عثمان مروندی

المعروف لعل شہباز قلندرؒ اور حضرت بوعلی قلندرؒ کو حضرت علی شیرِ خداؓ کا بلا واسطہ حاضر ہو کر درجاتِ ولایت عطا کرنا۔۔۔

بمطابق حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ (بمطابق کتاب انیس الجلیس)، حضرت ابو القاسم قشیریؒ کا حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہؒ کی قبر سے اکتسابِ علم و فیض حاصل کرنا۔۔۔

اگر یہ ناچیز (عبدالرؤف بلوچ) اسی طرح کے روحانی و باطنی حوالہ جات دینا شروع کر دے۔ تو کئی صفحات و دفاتر درکار ہوں گے۔۔۔ بہر حال! کسی بھی نبیؑ و رسلؑ یا کسی ولیء کامل کی قبر سے اکتسابِ فیض و علم کا حاصل کرنے کے لاتعداد و بے شمار واقعات قدیم و جدید کتب کی زینت بنے ہوئے ہیں۔۔۔

چار زندہ اولیاء اللہؒ :

حضرت شیخ علی قرشی عراقیؒ نے فرمایا کہ میں نے اولیاء اللہؒ میں سے چار ایسے اولیاء اللہؒ کو بعد از وصال میں نے دیکھا۔ کہ وہ اپنی قبور میں بھی تصرف کرتے ہیں۔ (اور ان کا یہ تصرف ان کی زندگی کی حالت سے کسی بھی طرح کم نہیں۔ بلکہ بعد اَز وصال اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔) وہ چار اولیاء اللہؒ یہ ہیں۔

1۔ حضرت خواجہ معروف کرخیؒ
2۔ حضرت سید شیخ عبد القادر جیلانیؓ
3۔ حضرت شیخ عقیل منجیؒ
4۔ حضرت شیخ حیات بن قیسؒ۔

طالبانَ علم و عرفان کے لئے
قبرِ اطہر سے جاری ہے رہبری

اسی ضمن میں یہ راقم الحروف (محمد عبدالرؤف القادری ساکن کوئٹہ) قارئینِ کتاب ہذا کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ!

سرزمینِ پاک و ہند میں حضرت سلطان باہوؒ (شورکوٹ۔ جھنگ)، حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ (اجمیر شریف، انڈیا)، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ (انڈیا)، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ (پاک پتن)، حضرت حواجہ نظام الدین اولیاء (دہلی، انڈیا)، حضرت میاں میر لاہوریؒ، حضرت شیخ علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش (لاہورؒ)، حضرت شاہ محمد غوث لاہوریؒ، حضرت علاؤالدین صابر کلیری (کلیر۔ انڈیاؒ)، حضرت بوعلی قلندرؒ (پانی پت۔ انڈیا)، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ (سرہند۔ انڈیا)، حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری (انڈیاؒ)، حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ (کلاچی۔ ڈیرہ اسماعیل خان)، حضرت بہاؤالدین قلندر (حُجرہ شاہ مقیم، اوکاڑہ)، حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ (ملتان)، حضرت سید محمد عثمان مروندی المعروف سائیں لعل شہباز قلندرؒ (سہون شریف۔ سندھ)، حضرت جلال الدین سرخ پوش بخاریؒ (اوچ شریف۔ بہاولپور)۔ حضرت جہانیاں جہاں گشت بخاریؒ (اوچ شریف۔ بہاولپور)۔ حضرت مخدومِ جہاں شرف الدین احمد یحیٰی منیریؒ، حضرت بابا تاج الدین اولیاء ناگپوریؒ (ناگ پور۔ انڈیا)۔ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی پیر پٹھان (تونسہ شریف، ڈیرہ غازی خان)۔ حضرت بری سرکار، حضرت سخی سرور (ڈیرہ غازی خان) وغیرہ کے علاوہ دیگر کئی اولیاء اللہ پاک و ہند بلکہ تمام روئے زمین پر اپنے اپنے مزارات میں محو استراحت ہیں۔ اُن سے فیض لیا جا سکتا ہے۔ بشرطِ کہ! جو شخص فیض لینا کا متمنی ہے۔ اُس کے اندر اتنی قابلیت اور اہلیت موجود ہو۔

اور دیگر لاتعداد پیرانِ عُظام درحقیقت اپنی قبور میں رہتے ہوئے زندہ پیروں سے بھی زیادہ تصرفات پر اختیار رکھتے ہیں۔ اور اُن کا واقعتاً حُکم چلتا ہے۔ کیونکہ! یہ لوگ اور اِن جیسے دیگر کئی اولیاء اللہ صاحبانِ اَمر ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کی قبور پر مسلسل کچھ ایام تک نوافل پڑھ کر اور قُرآن خوانی کر کے ان کو ثواب بخشتا رہے۔ اور ان بزرگوں میں سے کسی بزرگ کے تصدق و توسل سے اللہ تعالیٰ سے اپنی دینی و دنیاوی حاجات کے لئے عرض گُزار ہو۔ تو اس شخص کی حاجات ضرور پوری ہوں گیں۔ بلکہ وہ بزرگ خواب میں آ کر اپنے دیدار کا شرف بھی عنایت فرمائیں گے۔ انشاء اللہ۔

جنابِ سید سرفراز احمد شاہ صاحب (بمطابق عرضِ فقیر)! روحانیت کے مطابق جمعہ کا دن عصر اور مغرب کے درمیان شروع ہو جاتا ہے۔ یہ وہ وقت ہے۔ کہ! جب اکثر و بیشتر صاحبِ مزار وہاں آپ کو مل جائیں گے۔

ارواح کے بیان میں :

صحیح بخاری شریف کی ایک مشہور حدیث ہے۔ کہ! حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں۔ کہ! مَیں نے حضرت نبی مکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ (کہ) عالمِ ارواح میں (قبل تخلیقِ کائنات) تمام ارواح گروہوں کی شکل میں رہتی تھیں۔ پس جس جس

روح میں وہاں پہچان ہوگئی۔ یہاں (یعنی اس دنیا میں مجسم حالت میں آنے کے بعد) بھی اُن میں باہم محبت ہوتی ہے۔ اور جو (ارواح وہاں یعنیعالمِ ارواح میں) ایک دوسرے سے اجنبی رہیں۔ تو یہاں (اس دنیا میں پیدا ہونے کے بعد) بھی اُن میں بیگانگی رہے گی۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ کے شاگردِ رشید وخلیفہ جناب حضرت شیخ صدالدین القونویؒ اپنے پیر و مرشد و مربی کا فرمان نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ! اس دنیا میں لوگوں کا ایک دوسرے سے صورتوں میں جمع ہونا اور عالمِ بالا میں ارواح کے ساتھ جمع ہونا کبھی بحالتِ بیداری اور کبھی درعالمِ رویاء اس کی مضبوط تر سببِ مناسبت اور کئی باتوں میں یکسانیت کا پایا جانا ہے۔ کثرتِ اجتماع اور قلتِ اجتماع کا دارومدار آثارِ مناسبت کی قوت وضعف پر ہے۔ کیونکہ وہ ذاتوں میں کبھی م صفات م احوال اور افعال تینوں میں مناسبت ہوتی ہے۔ اور کبھی صرف افعال میں۔ اگر اس درجے میں کوئی اور وصف بھی اس سے ملحق ہو جائے۔ تو نسبت اور بھی زیادی قوی ہو جائے گی۔ اور اگر اس کے ساتھ مناسبتِ ذاتی کو بھی فرض کرلیا جائے۔ تو نسبت مکمل ہوگئی۔ پس جس آدمی کی نسبت کاملین یعنی انبیائے کرامؑ اور اولیائے عظامؒ کی ارواح سے ثابت ہوگئی۔ وہ جب چاہے۔ ان سے مل جائے۔ خواب میں چاہے بیداری میں۔

حضرت شیخ قونویؒ مزید فرماتے ہیں۔ کہ! یہ حال ہم نے اپنے شیخ یعنی حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ کے اندر کئی برس تک ملاحظہ کیا۔ ہم نے ان میں سے بعض احوال دوسرے لوگوں میں بھی دیکھے ہیں۔ حضرت شیخ اکبر ابن عربیؒ کے اندر یہ وصف تھا۔ کہ وہ جب چاہتے انبیائے کرامؑ اور اولیائے عظامؒ یا دیگر لوگوں کی ارواح سے جب چاہتے ملاقات کرلیتے تھے۔ بمطابق حضرتت شیخ اکبرؒ اس ملاقات کی تین صورتیں اور مراتب ہیں۔ جو کہ یہ ہیں۔

☆ اگر چاہے تو اپنی روحانیت کو اس دنیا میں اُتار لے۔ اور اس کو مجسم کر کے مثالی صورت میں محسوس کرے۔ جو حسی وحقیقی صورت سے مشابہ ہو۔ جو دنیا میں اسے حاصل تھی۔ اس میں ذرہ بھر بھی کمی نہ ہو۔

☆ اگر چاہے تو اسے (مطلوبہ روح کو چاہے) اپنے خواب میں حاضر کرلے۔

☆ اگر چاہے تو اپنی شکل ختم کر کے اس سے مل جائے۔ بایں طور کہ اس کا ذاتی مقام عالمِ بالا سے متعین ہو۔

اسی مناسبت ثانیہ کے مطابق، جو اس نظر آنے والی صورت اور بعض افلاک کے مابین ہے۔ اور اس مناسبت کے مطابق جو اس فلک کو دوسرے افلاک اور دوسری کائنات سے ہے۔ اور یہ حال جو میں (حضرت شیخ صدرالدین القونویؒ) نے بیان کیا ہے۔ ہمارے شیخ اکبر ابن عربیؒ کے تصرف سے ملا ہے۔ اور یہ درحقیقت وراثتِ نبوی ﷺ کے عین درست ہونے کی واضح دلیل ہے۔ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ ربانی کی طرف اشارہ ہے۔ ’’جو رسلؑ ہم نے آپ ﷺ سے پہلے بھیجے ہیں۔ ان سے پوچھ لیں۔‘‘ سو ایسی ملاقات کو بعید و ناممکن نہ سمجھ کر کسی کمزور تاویل کا سہارا ڈھونڈتے پھرنا، کہ تیرے علاوہ، بخدا ایک سے زیادہ ان لوگوں نے یہ اور اس جیسی کئی ملاقاتیں کی ہیں۔

بہرحال! اِس ضمن میں یہ فقیرِ حقیر (عبدالرؤف القادری کوئٹہ) قارئینِ کتاب (اَسرارِ محبوب) میں کشف القبور و کشف الارواح کے چند طریقے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ لہذا کشف القبور و دعوتِ ارواح کے چند مجرب اور مستند طریقے پیشِ خدمت ہیں۔ تاکہ شائقین حضرات کی تشنگی دور کی جا سکے۔ اور وہ اِن اعمال سے کماحقہ مستفید و متنفع ہوسکیں۔ انشاء اللہ۔ بہرحال جو بھی فائدہ اُٹھائے۔ وہ مجھ فقیر کو بھی اپنی دعاؤں میں لازمی یاد رکھے۔

دعوۃ القبور (از سلسلہ سروری قادری):

دعوۃ القبور کے سلسلہ میں یہ طریقہ سلسلہ سروری قادری میں انتہائی مجرب و مقبول ہے۔ اس طریقہ کو حضرت سلطان الفقر پنجم سلطان العارفین جناب سلطان باہوؒ نے اپنی تمام تصانیف میں بیان فرمایا ہے۔ اور فقیر نور محمد سروری قادری کلاچویؒ آف ڈیرہ اسماعیل خان نے اس طریقہ کو نہایت سہل انداز میں شرح وبسط سے پیش فرمایا ہے۔ فقیر نور محمد سروری قادریؒ اس ضمن میں اپنی تصنیف جلیلہ عرفان (جلد دوئم) میں فرماتے ہیں کہ! دعوت القبور کا طریقہ یہ ہے۔ کہ رات کو کسی بزرگ، ولی، کامل، شہید، غوث یا قطب کی قبر اطہر میں طالب حاضر خدمت ہو۔ صاحب دعوۃ پہلے تو اہل قبر پر مسنون طریقے سے سلام کہے بعد میں اہل قبر کے حق میں فاتحہ درود پڑھے۔ ترتیب یہ ہے۔ کہ!

درود شریف اور سورۃ فاتحہ مع تسمیہ ایک ایک بار اور سورۃ اخلاص تین بار پڑھ کر ثواب اہل قبر کو پہنچائے (اگر وقت ملے تو سورۃ یٰسین ایک بار، سورۃ الملک تین بار اور سورۃ مزمل گیارہ مرتبہ پڑھ کر درود، سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کے ہمراہ اہل قبر کو ایصال ثواب کریں۔ تاکہ صاحب قبر کو زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو) اس کے بعد صاحب دعوت اپنے مقصد و مطلب یعنی دعوۃ القبور کے لئے

مستعد ہو جائے جسکا طریقہ یہ ہے۔ کہ قبر کے اردگرد ایسے اذان (بانگ) دے کہ بانگ کو قبر کے سرہانے قبلہ کی طرف سے پھرتا ہوا سرہانے ہی آ کر ختم کرے۔ پھر صاحب قبر یعنی روحانی کو مخاطب کر کے قبر پر ہاتھ رکھ کر مکمل یقین کے ساتھ کہے۔

یَا عَبْدُاللہ قُمْ بِاِ ذْنِ اللّٰہِ   احضروا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

اگر صاحب دعوت متقی پرہیزگار ہوگا۔ تو روحانی (یعنی صاحب قبر) فوراً حاضر ہو کر ہم کلام ہوگا۔ یاد رہے کہ! صاحب قبر کے حاضر ہونے کی یہ علامت ہے۔ کہ قبر میں جنبش پیدا ہوگی۔ یعنی قبر ہلتی ہوئی یا کشتی کی طرح جھول کھاتی ہوئی معلوم ہوگی۔ اور قبر سے ایسا رعب و دبدبہ اور جلال ٹپکے گا۔ کہ! دیکھنے سے ہی دہشت آنے لگے گی۔ اور صاحب قبر روحانی کے حاضر ہونے کی یہ علامات اور آثار ہوں گے۔ صاحب دعوت کے دل کی دھڑکن تیز ہو جائے گی۔ دل میں رقت پیدا ہوگی۔ اور پورے جسم پر عجیب سی کپکپی طاری ہو جائے گی۔ جس سے بے اختیار گریہ جاری ہو جائے گا۔ دائیں یا بائیں کان میں تن تن کی سی آواز آئے گی۔ آنکھوں میں عجیب قسم کی چمک ہوگی۔ اہل دعوت کو اپنا وجود بڑا بھاری، وسیع اور وزنی معلوم ہوگا۔ اور روحانی اس اہل دعوت کو اپنی خوشبو بخشے گا۔ یا الہام و آواز دے گا۔ غرضیکہ ان علامات میں سے جو بھی علامت یا علامات ظاہر ہوں۔ تو اس کا مطلب ہے۔ کہ روحانی حاضر ہو گیا ہے۔

بہر حال جب روحانی (یعنی صاحب قبر) کے متوجہ اور حاضر ہونے کی مذکورہ علامات اور آثار ظاہر ہو جائیں۔ تو صاحب دعوت کو چاہیے۔ کہ فوراً شور شرابے سے پرے ہو کر مراقب ہو جائے۔ اگر موقع ملے۔ تو قبر کے پاس ہی لیٹ جائے۔ انشاءاللہ روحانی حاضر ہو کر ہر طرح کی مشکل کو حل کر دے گا۔ کیونکہ! **اذا تحیر تم فی الامور . فاستعینو من اھل القبور۔**

اگر روحانی (اہل قبر) حاضر نہ ہو۔ یا کوئی علامت واثر معلوم نہ ہو۔ تو صاحب دعوت کو چاہیے۔ کہ قبر کے سرہانے بیٹھ کر ایک بار سورۃ یٰسین، تین بار سورۃ ملک اور گیارہ مرتبہ سورۃ مزمل پڑھے۔ اگر پھر بھی حاضر نہ ہو۔ تو قبر کے سینے کے مقابل بیٹھ کر ایک بار سورۃ یٰسین، تین بار سورۃ ملک اور گیارہ مرتبہ سورۃ مزمل پڑھے۔ اگر پھر بھی حاضر نہ ہو تو قبر کے پچھواڑے بیٹھ کر ایک بار سورۃ یٰسین، تین بار سورۃ ملک اور گیارہ مرتبہ سورۃ مزمل پڑھے۔ اگر اس بار بھی کوئی علامت ظاہر نہ ہو۔ تو آخری بار قبر کی پائنتی کی طرف بیٹھ کر ایک بار سورۃ یٰسین، تین بار سورۃ ملک اور گیارہ بار سورۃ مزمل پڑھے۔ پاؤں کی طرف سے یہ دعوت پڑھنے سے روحانی، صاحب دعوت سے تنگ آ جاتا ہے۔ اور ضرور کوئی نہ کوئی علامت ظاہر ہوتی ہے۔ اگر پھر بھی کوئی علامت ظاہر نہ ہو تب بھی یہ دعوت روز پڑھی جائے۔ تو چند دنوں تک صاحب قبر اور صاحب دعوت کے مابین ایک روحانی نسبت وانسیت پیدا ہو جائے گی۔ انشاءاللہ۔

اِسی ضمن میں فقیر حقیر پر تقصیر عرض گزار ہے۔ کہ! اگر ایک مزار پر اِس پورے عمل (**Procedure**) کو کرنے کے بعد کامیابی حاصل نہ ہو۔ تب بھی گھبرانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ اپنے ذوق وشوق، تحقیق وجستجو میں اضافہ کرتے ہوئے اِسی عمل کو مختلف مزارات پر متعدد مرتبہ کرتے رہنا چاہیئے۔ تاکہ کامیابی قدم چومے۔ کیونکہ مشق کی مسلسل تکرار ہی انسان کو کامیابی سے ہمکنار کرتی ہے۔ (بقولِ شاعر)

شہسوار قبر کامل شد فقیر   شہسوارِ قبر عالم ملک گیر
اسی طرح: ہر کرا قوت بود اہلِ قبور   صاحبِ دعوت چنیں باشد حضور
اسی طرح: ہر کہ واقف میشود دعوتِ قبر   ہر حقیقت یافتہ زیر و زبر
اسی طرح: دعوتِ تیغِ برہنہ دست گیر   قتلِ موذی را کند فی اللہ فقیر

شائقینِ دعوۃُ القبور کے شائقین کے لئے یہاں پر کچھ تفصیلات بیان کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ تاکہ مجھے اور شائقین حضرات کو دعوۃُ القبور کی تعریف، شرائط اور فوائد سے خاطر خواہ آگاہی وادراک حاصل ہو سکے (انشاءاللہ)۔ جیسے کہ! حضرت سلطانُ العارفین سلطال باہوؒ کے تربیت یافتہ جناب حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ آف ڈیرہ اسماعیل خان کے خلیفہ جناب فقیر محمد ارشد سروری قادریؒ اپنی کتاب ''تذکرہ نور'' میں فرمایا ہے۔ کہ! حضور سلطان باہوؒ نے اپنی کتابوں میں دو علوم پر بحث فرمائی ہے۔ ایک تصور اسمِ ذات اور دوئم علمِ تصرف دعوتُ القبور۔ انہیں دونوں کو کبھی اول کو علمِ اکسیر اور دوئم کو علمِ تکسیر سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور کبھی اول کو تصرفِ توفیق اور کبھی دوئم کو تصرفِ تحقیق سے بھی موسوم کیا ہے۔ ان ہر دو علوم کو تمام باطنی قوتوں کا اصل اور روحانی دنیا کے تمام خزانوں کی کنجیاں ثابت کیا ہے۔ چونکہ تصور اسمِ ذات ''اللہ'' سے انسانی جسم میں تزکیہ پیدا ہوتا ہے۔ اور انوارِ باطنی جگمگا اُٹھتے ہیں۔ اور انسان دعوت القبور میں تصرف حاصل کرنے کے لئے قابل اور اہل ہو جاتا ہے۔ دعوتِ قبور کے ضمن میں یہاں تفصیل بیان کی جاتی ہے۔ عالمِ اَمر کی غیبی مخلوق دو قسم پر مشتمل ہیں۔ ایک نوری اور دوئم ناری۔

نوری مخلوقات: نوری مخلوقات میں انبیاء ورسلؑ، اولیاءاللہؒ نیک مسلمانوں کی ارواح، ملائکہ اور مسلمان جنات ہیں۔

ناری مخلوقات : ناری مخلوقات میں کفار کی ارواح، سفلی عاملین، جادوگروں، شیاطین، کافر جنات، استدراجی طاقتوں کے حاملین اور منکرین ومرتدین افراد کی خبیث ارواح شامل ہیں۔

یاد رہے۔ کہ! جب انسان نیک اعمال سرانجام دیتا ہے۔ اور تلاوتِ قرآنِ پاک، درود شریف پڑھنے اور اوراد و وظائف، مشاغل و مراقبات میں محو اور مستغرق ہو کر خود کو انہیں میں مشغول کر لیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کی ضرور مدد فرماتا ہے۔ مؤکلات (یعنی ملائکہ ارضی وسماوی) اور ارواحِ عینیہ جو درحقیقت مدبرات الامر ہیں۔ کے ذریعے بھی معاونت فرماتا ہے۔ اور اس نوری مخلوق کے ذریعے ایسے خوش نصیب لوگوں کے تمام امور بخیر و خوبی انجام پاتے ہیں۔ جیسے کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے۔

ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیهم الملئکة ۔ سورہ سجدہ۔ آیت نمبر 30۔ بے شک! وہ لوگ (کہ) جنہوں نے کہا۔ (کہ) ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ اور پھر اسی بات پر قائم اور پختہ رہے۔ تو ایسے لوگوں پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

چنانچہ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی امداد کے لئے ہزاروں کی تعداد میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے نازل ہوئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

انی ممد کم با لف من الملئکة۔ سورہ انفال۔ آیت نمبر 9۔ کہ مَیں تمھاری ایک ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا۔

اور جب کوئی انسان برے اعمال کرتا ہے۔ تو شیاطین اس پر خوش ہوتے ہیں۔ اور شیاطین ایسے لوگوں کی برائیوں میں مدد کے لئے کافر جنات اور ارواحِ خبیثہ کے ذریعے سے مدد کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآنِ حکیم میں ہے۔ **ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض له شیطنا فهو له قرین** ۔ اور جو (شخص) غفلت برتتے ہوئے اندھا ہو جائے رحمان (اللہ تعالیٰ) کے ذکر سے۔ تو ہم شیطان کو اس پر مسلط کر دیتے ہیں۔ اور وہ (شیطان) اس (غافل) کا ساتھی بن جاتا ہے۔

اسی لئے ہی تو سفلی عاملین، جادوگران اور کفار عاملین انہی شیاطین اور کفار جنات کی مدد سے نہایت حیرت انگیز اور محرالعقول کارنامے سرانجام دیتے ہیں۔ اور ان کے تمام امور انہی طاقتوں کے مرہونِ منت ہوتے ہیں۔ لیکن ان کا زور نمازی اور عبادت گزار لوگوں پر قطعاً نہیں چلتا۔ کیونکہ یہ امر مسلم ہے۔ کہ! شیاطین کی طاقت سے روحانی، نورانی اور قرآنی طاقت بہت ہی زیادہ ہے۔ اسی طرح سے جنات کی طاقت سے ملائکہ اور مؤکلات کی طاقت بھی بہت زیادہ ہے۔ اور ارواحِ طیبہ کی طاقت سے ارواحِ خبیثہ کی طاقت بہت ہی کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ لہذا سفلی عاملین سے علوی، روحانی اور نورانی عاملین کی طاقت بہت ہی زیادہ ہوا کرتی ہے۔ اَب ہم دعوتُ القبور کی چند اہم شرائط کا ذکر کرتے ہیں۔

دعوۃ القبور کے سلسلے میں چند شرائط بہت ہی زیادہ ضروری ہیں۔ جن کی تفصیل عرفان (جلد دوئم) مصنفہ حضرت فقیر نور محمد سروری قادری ؒ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ یہاں پر اختصار سے بیان کی جاتی ہیں۔

☆ اکل حلال۔ ☆ صدق مقال۔ ☆ تن بدن اور کپڑے پاک صاف ہوں۔ ☆ اور خوشبو دار، بخورات یا اگربتی ساتھ رکھے۔ ☆ بدبودار چیزوں سے پرہیز رکھے۔ جیسے کہ حقہ، تمباکو نوشی یا پھر کچا لہسن، پیاز وغیرہ۔ ☆ پرہیز جلالی و جمالی۔ ☆ جگہ اور وقت مقرر ومعین ہو۔ ☆ نمازِ پنج گانہ، قرآن خوانی، درود شریف، اسماءالحسنٰی کی مداومت نہایت ضروری ہے۔ ☆ جسم وجان اور روح کو شریعت کے عین مطابق ڈھالنا۔ ☆ شیخ کامل سے روحانی، جسمانی اور نورانی رابطہ اور اجازت حاصل ہو۔ (آخری تین شرائط اَز حد ضروری ہیں)

کیونکہ ان آخری تین شرائط کے بغیر دعوت پڑھنا انتہائی خطرناک اور ناقابل عمل ہے۔ کیونکہ جب دعوت پڑھی جاتی ہے۔ تو عامل کو مختلف الاقسام طریقوں سے ارواحِ مقدسہ سے ملاقات اور امداد کا ظہور ہوتا ہے۔ بعض کو خواب کے اندر، بعض کو مراقبات کے اندر بعض کو صحیح وہم کے ذریعے، بعض کو مختلف اشاروں سے اور بعض کو ظاہری آنکھوں سے جاگتے ہوئے، لیکن یہ آخری معاملہ اُن منتہی برگان کو ہوتا ہے۔ جن کی خواب اور بیداری ایک جیسی ہو۔ اور ظاہر و باطن کی آنکھ ایک ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اہلِ قبر روحانی کے بھی مختلف مدارج ہوتے ہیں۔ بعض اہلِ قبر جلالی ہوتے ہیں۔ اُن سے دشمنوں کے خلاف کام لیا جاسکتا ہے۔ بعض روحانی تسخیر القلوب کے لئے بہت موزوں ہوتے ہیں۔ بعض روحانی ترقی دنیوی یا ترقی ولایت کے لئے اور بعض دفع بلا و امراض کو دور کرنے کے لئے معاون ثابت ہوتے ہیں۔ جبکہ بعض روحانی ماضی و مستقبل کے حالات کے انکشاف کے لئے مناسب ہوتے ہیں۔ اور بعض اہلِ قبور سے انسان کا روزینہ مقرر ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں بعض روحانی سے زندگی میں خیر و برکت اور خوشیوں کے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان تمام امور کے علاوہ ہزاروں مصائب و مشکلات میں یہ دعوتِ قبور ایک انتہائی بہترین، سریع التاثیر اور بزرگانِ دین کا مجرب المجرب عمل ہے۔ حضرت فقیر نور محمد سروری قادری ؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب کوئی روحانی عامل دعوتِ قبور کی غرض وغایت سے کسی ولی اللہ ؒ کی قبر کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تو بعض اوقات ایک خاص قسم کی (میٹھی وشیرینی اور دلرُبا) خوشبو سے دماغ معطر ہو جاتا ہے۔ اور بعض

عاملین کو لذت وسرور اور رقت طاری ہو جاتی ہے۔ اور بعض عاملین کے جسم کا کوئی حصہ بھاری ہو جاتا ہے۔ یا کوئی آواز آتی ہے۔ یا کانوں کے پاس عجیب سی بھنبھناہٹ کی سی آواز آتی ہے۔ یا دل میں بیداری، آنکھوں میں نور اور دل میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ اور بعض کا منہ میٹھا ہو جاتا ہے۔ بہر حال کئی اقسام کی کیفیات عاملین پر وارد ہوتی ہیں۔ یاد رہے۔ کہ جب بھی کسی قسم کی کوئی کیفیت پیش آئے۔ تو عامل کو چاہیئے۔ کہ! فوراً مراقب ہو یا قبر کے پاس ہی لیٹ جائے۔ انشاء اللہ روحانی سے ضرور ملاقات ہوگی۔ دعوت پڑھنے کے درج ذیل تین طریقے ہیں۔

نمبر1۔ قبر کے پاس بیٹھ کر دعوت پڑھی جائے۔ **نمبر2۔** قبر کے پائنتی کی جانب دعوت پڑھی جائے۔

نمبر3۔ قبر کے اوپر بیٹھ کر دعوت پڑھی جائے۔

دعوت پڑھنے کے لئے عامل کا متقی ہونا اور کسی مرشد کامل کی اجازت کا ہونا اَزحد ضروری ہے۔ ورنہ دعوت پڑھنے کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ بعض اوقات تو فائدے کے بجائے شدید نقصان اور رجعت کا اندیشہ رہتا ہے۔

اسی ضمن میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔ کہ دعوت صرف تین مقاصد کے لئے پڑھی جاسکتی ہے۔

اول: کسی بادشاہِ اسلام کے لئے، تا کہ اسے کفار پر برتری حاصل ہو۔ اور اس کا ملک اور مسلمان عوام محفوظ رہیں۔

دوئم: رافضیوں، خارجیوں اور بد مذہبوں اور منافق علماء سے مقابلے، مناظرے ومباہلے کے لئے۔۔۔

سوئم: بارانِ رحمت کے نزول کے لئے۔

لیکن اگر کوئی شخص اِن مقاصد کے علاوہ اپنے لئے دعوت پڑھے۔ تو چاہیئے۔ کہ! اپنے نفسانی، شہوانی اور شیطانی خیالات کو دور کر کے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی اور آنحضور رسالت مآب ﷺ سے محبت اور قلب کی نورانیت وترقی منازل ولایت کے لئے دعوت پڑھے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے حضرت سلطان باہوؒ کا مزار نہایت ہی بہترین اور بسیار مجرب ہے۔

اگر (خدانخواستہ) کسی شخص کا مرشد نہ ہو۔ تو وہ کسی عارف باللہ ولی اللہ (جیسے کہ! دو صفحات بیشتر چند بزرگان کے اسمائے مبارکہ ذکر کئے گئے ہیں) وہاں پر یا کسی ولی کامل کے مزار پر جا کر اپنی تشنگی دور کر سکتے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ کئی اولیاءاللہ پاک و ہند بلکہ تمام روئے زمین پر اپنے اپنے مزارات میں محو استراحت ہیں۔ اُن سے فیض لیا جاسکتا ہے۔ بشرطِ کہ! جو شخص فیض لینا کا متمنی ہے۔ اُس کے اندر اتنی قابلیت اور اہلیت موجود ہو۔ یا میرے پیر ومرشد غوث الفقراء قطب الاولیاء سید محبوب علی شاہ بن عثمان علی شاہ بخاری قادریؒ یا کسی بھی صاحب عارف کامل و صاحبانِ اَمَر میں سے کسی ولی کامل کے مزار پر جا کر تعلق پیدا کرے۔ روزانہ جا کر دعوت پڑھے۔ تو یقیناً چند ہی دنوں میں اس روحانی (صاحب قبر سے باطنی رشتہ اور روحانی رابطہ وسچا تعلق پیدا ہو جائے گا) انشاء اللہ تعالیٰ۔ جیسے کہ حضرت سلطان باہوؒ نے فرمایا کہ!

ہر کہ مرشد را نیابد در جہاں از قبر عارف شود صاحب عیاں

اسی ضمن میں حضرت سلطان ارشد القادریؒ اپنے واقعات وتجربات پیش کرتے ہیں۔ جناب ارشد صاحبؒ اپنی کتاب ''دعوتِ ارواح'' فرماتے ہیں۔ کہ سیدی ومرشدی حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ نے مجھے دعوت القبور کا عمل اپنی ہی معیت میں حضرت میاں میر لاہوری قادریؒ کے مزار پر انوار پر شروع کرایا تھا۔ چونکہ روحانی طور پر میری یہ ملاقات سب سے پہلی تھی۔ اسی لئے تمام معاملہ مجھے خواب کی سی طرح نظر آیا۔ اس کے بعد جس روحانی کی قبر پر میں نے عمل کیا۔ فوراً ملاقات ہو جاتی تھی۔ اور باطنی روحانی بصیرت جس قدر کھلتی گئی۔ اسی قدر مشاہدات میں زیادہ وثوق اور یقین میں پختگی ہوتی چلی گئی۔ چنانچہ ابتداء میں ایک دفعہ یہ شیطانی وسوسہ میرے دل ودماغ پر چھا گیا۔ کہ! جو کچھ میں کشفی طور پر دیکھتا ہوں۔ کہیں وہ میرے خیالات اور تصورات ہی تو نہیں۔ جو میرے ذہن میں متشکل ہو کر مسلط ہو جاتے ہیں۔ اسی دوران اتفاق سے ایک مرتبہ کوہاٹ جانا پڑا۔ وہاں ایک مشہور بزرگ سید عبداللہ المعروف حاجی بہادرؒ کا مزار تھا۔ ان کی بزرگی اور شہرت سن کر میرے دل میں ان کی قبر مبارک پر دعوت پڑھنے کا شوق دامن گیر ہوا۔ چنانچہ دعوت میں بہت سے حقائق کھلے۔ جن کا تفصیلی ذکر میری (سلطان ارشد قادری) کتاب ''تذکرہ نور'' میں موجود ہے۔ جبکہ یہاں صرف ایک ہی حصے کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ وہ یہ کہ آپ (حاجی بہادر)ؒ نے فرمایا۔ آپؒ چونکہ ہمارے مہمان ہیں۔ لہذا ہمارے ہاں چائے کی دعوت قبول فرمائیں۔ اور مجھے دو روپے دے دیئے۔ کہ ان کی چائے پی لیا۔ جب مجھے استغراقی کیفیت سے افاقہ ہوا۔ تو وہ دو روپے میرے ہاتھ میں بعینہٖ موجود تھے۔ چنانچہ میرا وہ شک وشبہ رفع ہو گیا۔ کہ یہ تخیلاتی وتصوراتی ملاقات نہ تھی۔ بلکہ حقیقی تھی۔ ورنہ یہ دو روپے کہاں سے آ گئے۔

اسی طرح سے حضرت سلطان ارشد سروری قادریؒ اپنی کتاب ''تذکرہ نور'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! ایک میرے مخلص ہیں میاں عزیز صاحب۔ جن کو میں بہت پسند کرتا ہوں۔ میری خواہش ہوئی۔ کہ انہیں بھی مَیں دعوت قبر (کا عمل) سکھاؤں۔ اسی غرض وغایت سے مَیں انہیں

حضرت میاں میر لاہوریؒ کے مزار پرانوار پر لے گیا۔ کہ سب سے پہلے حضور (قبلہ مرشد فقیر نور محمد سروری قادریؒ) نے مجھے بھی اسی جگہ سے (دعوت القبور کا عمل) شروع کرایا تھا۔ لہذا اس کو بھی یہیں سے عمل شروع کرایا جائے۔ مَیں نے پوری کوشش کی۔ لیکن اُن پر دعوت نہ کھل سکی۔ حضرت میاں میر قادری لاہوریؒ سے مَیں نے دریافت کیا۔ کہ حضورؒ اس پر دعوت کیوں نہیں کھلتی۔ تو آپؒ نے فرمایا۔ کہ جب تک عالم ملکوت نہ کھلے۔ دعوت کا پورا ہونا مشکل ہے۔ عالمِ ناسوت اور عالمِ ملکوت کے درمیان سینکڑوں حجابات ہیں۔ جب تک کہ ان تمام حجابات کو ایک ایک کر کے ریاضتوں اور عبادتوں سے توڑا نہ جائے۔ عالمِ ملکوت بالکل نظر نہیں آ سکتا۔ چنانچہ مجھے وہ حجابات بھی دکھائے گئے۔ ہر ہر حجاب پر اس کا نام لکھا ہوا تھا۔ ان حجابات میں سے اکثر کو مَیں نے پڑھا۔

(جن میں سے چند ایک یہ ہیں) مثلاً! ریا۔ حسد۔ بغض۔ شہوت۔ حرص۔ تکبر۔ حبِّ دنیا۔ حبِّ جاہ۔ اِصراف۔ غیبت۔ جھوٹ۔ چغل خوری۔ غرضیکہ اسی قسم کے نام اُن پر لکھے ہوئے تھے۔ میں بہت حیران ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ! حضور مجھے یہ یقین ہے۔ کہ! مَیں نے (بھی) ان حجابات کو نہیں پھاڑا تھا۔ بلکہ ان میں سے بہت سارے عیوب اَب بھی میرے اندر موجود ہیں۔ پھر مجھ پر یہ انکشاف کیونکر ہو گیا؟ (یعنی ان میں سے کافی عیوب ہونے کے باوجود مجھے کیسے کشف القبور حاصل ہو گیا) تو آپؒ (حضرت میاں میر قادری لاہوریؒ) نے فرمایا۔ کہ صرف تمھارے پیر و مرشد حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ کی نگاہِ کرم سے آپ سے یہ تمام حجابات اُٹھا لئے گئے۔ ورنہ اِن تمام حجابات کو دور کرنے کے لئے ایک مدت مدید چاہیئے۔ حضرت سلطان ارشد القادریؒ اپنی کتاب ''دعوتِ ارواح'' میں رقم طراز ہیں۔ کہ! میرے پیر و مرشد حضرت جناب فقیر نور محمد سروری قادریؒ مجھے اکثر (نصیحت کے طور پر) فرمایا کرتے تھے۔ کہ! دعوت القبر کا طریقہ اور مشاہدہ تو مَیں نے تجھے مکمل کروا دیا ہے۔ اَب کوئی ایسی صورت ہو کہ! ایک جگہ زیرِ زمین (کوئی گڑھا یا کھڈا) کھود کر بنایا جائے۔ اور اس میں اس قسم کا طریق کار اختیار کیا جائے۔ (اس طرح سے) آپ ہر روح کو اس جگہ بلا سکیں گے۔ نہ کسی قبر پر جانے کی ضرورت رہے گی۔ اور نہ ہی دور دور کے تکلیف زدہ اسفار (سفر کی جمع) اختیار کرنے پڑیں گیں۔ کیونکہ! اکثر اولیائے کرام کی قبور دوسرے ممالک میں موجود ہیں۔ اور پھر اس زمانہ میں پاسپورٹ اور ویزہ کی پابندیوں اور بے شمار دشواریوں سے بھی جو کہ راستے میں مجبوراً اختیار کرنی پڑتی ہیں، سے جان چھوٹ جائے گی۔ چنانچہ حضرت فقیر نور محمد سروریؒ کی ہدایت کے مطابق مجالسِ دعوت الارواح شروع کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس میں دعوت القبور سے بھی زیادہ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

اسی ضمن میں یہ ناچیز (عبدالرؤف البلوشی) قارئین کتاب اور شائقینِ دعوت القبر کے خدمت میں عرض گزار ہے۔ کہ! جب تک کسی کو دعوت القبر میں کامیابی میسر نہ ہو گی۔ وہ اس مشق و عمل سے (گڑھ یا کھڈے والے) مستفید و متنفع نہیں ہو سکے گا۔

اگر نہ ہو اُلجھن تجھے، کھول کر کہہ دوں وجودِ حضرتِ انسان نہ روح ہے نہ بدن

عمل کشف القبور :

میرے شیخِ طریقت اپنی قلمی بیاض بنامِ رسالہ حل المُشکلات میں رقمطراز ہیں۔ کہ اولیائے کاملین کا یہ معمول رہا ہے۔ کہ وہ خود اور اپنے مریدین کی اصلاحی تربیت کے دوران اُن کو مزارات پر بھیجا کرتے تھے۔ تا کہ وہ خود یا اُن کے مریدین، معتقدین، متوسلین مزارات پر جا کر صاحب مزار سے کچھ پوچھ سکیں۔ اور بعد از دریافت غیبی امور وہ مستفید و متنفع ہو سکیں۔ مزید براں! اُن سے فیوضات و برکات حاصل کر سکیں۔ اس ضمن میں میرے پیر و مُرشد و مُربی نے کشف القبور کا اپنا صدری و مجرب طریقہ بتلایا ہے۔

جُمعرات کو نہا دھو کر پاکیزہ و مُعطر کپڑے پہن کر عطر لگا کر رات کو بوقت تہجد جس صاحب قبر کی روح سے مُلاقات کرنا مقصود ہو۔ اس قبر کے سرہانے جا کر دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ یاد رہے کہ عامل اور قبر کے مابین کوئی پردہ، کوئی دوسری قبر یا کسی بھی قسم کی کوئی چیز حائل نہ ہو۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد 100 مرتبہ سورہ اخلاص پڑھیں۔ پھر سلام پھیر کر نہایت صدق قلب و خشوع و خضوع سے اللہ جل شانہ کے آگے اس صاحب قبر کی روحِ مبارک کے حاضر ہونے کی دل سے دعا کرے۔ پھر 100 مرتبہ درود شریف پڑھ کر **حزب البحر شریف** (یہ مشہور و معروف حزب شیخ ابوالحسن شاذلیؒ سے منقول و منسوب ہے اور اس دعا کا اہتمام و التزام تمام سلاسل طریقت میں کیا جاتا ہے) کو پڑھے اور جب اس جگہ پر پہنچے۔ **ستر العرش مسبول ورآئهم مُحیط** ---- ☆ تو اِن کلماتِ عظیمہ کو قبر کی طرف نظر اُٹھا کر مسلسل تکرار کرتا رہے۔ تو کچھ ہی لمحات بعد روح آن حاضر ہو گی۔ جب روح حاضر ہو جائے تو عامل کو چاہیئے کہ فوراً کھڑے ہو کر دایاں ہاتھ سینے پر رکھ کر نہایت ادب و احترام و عاجزی سے حاضر روح کو سلام مسنون کرے۔ وہ روح جواب دے گی۔ عامل روح سے باتیں کرے گا۔ اور اپنے حل طلب مسائل کا حل چاہے گا۔ انشاء اللہ۔

ذکر برائے کشف القلوب وکشف القبور :

یہ عمل مشہورِ زمانہ کتاب جواہر خمسہ میں مذکور ہے ۔ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری ؒ فرماتے ہیں ۔ کہ جو کوئی اس دُعائے ہفت پیکر کو سات روز تک برابر علی الترتیب ہذا بشرائطِ خلوت معہ پرہیز روحانی پڑھے گا ۔ تو ایسے شخص کو کشف القلوب وکشف القبور حاصل ہوگا ۔ اور عالم ملائکہ اس پر منکشف ہوگا ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔ دعائے ہفت پیکر یہ ہیں ۔

☆ پیکر اول :(شب شنبہ)

بسم الله الرحمٰن الرحيم o اللهم يا جليل تجللت بالجلال والجلال فى جلال جلالک يا جليل يا دائم المعبود ويا منعم المقصود ويا من لا اله الا الله يا احكم الحاكمين ☆

☆ پیکر دوئم :(شب یک شنبہ)

بسم الله الرحمٰن الرحيم o اللهم يالطيف باوصاف كماله باللطافةُ واللطافةِ فى لطافة لطافتک يا لطيف انا سمعنا كتابا انزل من بعد موسٰى مصدق لما بين يديه ويهدى الى الحق والى طريق مستقيم ويا خير الرازقين ☆

☆ پیکر سوئم :(شب دوشنبہ)

بسم الله الرحمٰن الرحيم o اللهم ياسميع البرهان واذا صرفنا اليک نفرا من الجن يستمعون القُرآن يا سميع تسمعت بالسمع والسمع فى سمع سمعک يا سميع والذين يؤمنون بما انزل ايلک وما انزل من قبلک وبالآخرة هم يوقنون وهوالحق الوكيل يا احسن الخالقين ☆

☆ پیکر چہارم :(شب سہ شنبہ)

بسم الله الرحمٰن الرحيم o اللهم يا معز يا مذل يا عليم يا عظيم تعظمت بالعظمة والعظمة فى عظمة عظمتک يا عظيم فاعلم انه لا اله الا الله واستغفر لذنبک وللمؤمنين والمؤمنات والله يعلم متقلبكم ومثوٰكم ويا خير الناصرين ☆

☆ پیکر پنجم :(شب چہار شنبہ)

بسم الله الرحمٰن الرحيم o اللهم يارحيم ترحمت بالرحمة والرحمة فى رحمة رحمتک يا رحيم يا حفيظ تحفظت بالحفظ والحفظفى حفظ حفظک يا حفيظ يا مكرم الصادقين ويا منعم الحافظين ☆

☆ پیکر ششم :(شب پنجشنبہ)

بسم الله الرحمٰن الرحيم o اللهم يا يا كريم تكرمت بالكرم والكرم فى كرم كرمک يا كريم والله يعلم غيب السمٰوٰت الارض ☆ والله بصير م بما تعملون يا سريع الحاسبين ☆

☆ پیکر ہفتم :(شب جُمعۃ المبارک)

بسم الله الرحمٰن الرحيم o اللهم يا غفور تغفرت بالمغفرة والمغفرة فى مغفرة مغفرتک يا غفور. لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد ☆ برحمتک يا ارحم الراحمين ☆

کچھ بزرگوں کے تجربات کی روشنی میں یہ بات بھی ضرور ذہن نشین رہنی چاہیئے ۔ کہ اُنہوں نے بعد از تجربہ یہ فرمایا ہے ۔ کہ چونکہ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری ؒ ایک عظیم اور بلند مرتبت ولی اللہ تھے ۔ اِسی لئے اُن کو اِس عمل میں ایک ہفتہ کے اندر کامیابی نصیب ہوئی ۔ لیکن عوام الناس اور میرے جیسے حقیر پر تقصیر حضرات کو یہ عمل مسلسل 28 ۔ ایام تک بجالانا ہوگا ۔ تا کہ اِس عمل میں ناکامی بالکل نہ رہے ۔

بزرگوں کی زیارت کا مجرب صابری عمل :

حضرت سیدنا علی احمد صابر کلیریؒ سے منقول و منسوب ہے۔ کہ کچھ لوگ کشف القبور کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ حالانکہ (میرے نزدیک) تو یہ ایک بچوں کا کھیل ہے۔ خیر اگر ابتدائے سلوک میں اسی کا شوق ہو تو چاہیئے۔ کہ سب سے پہلے کسی کامل بزرگ سے بیعت ہو۔ بعدہٗ پرہیز عمومی کے ساتھ روزانہ سونے سے بیشتر تجدید وضو کے بعد پاک صاف اور معطر بستر پر تنہا قبلہ رخ منہ اور سر شمال جانب کر کے لیٹ کر آیت الکرسی مع تسمیہ اور چاروں قل شریف مع تسمیہ پڑھ کر سینہ پر دم کیا کریں۔ اس کے بعد دس مرتبہ سورہ فاتحہ مع تسمیہ، تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے متبرکہ، پھر تین مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارکہ پڑھ کر اپنے دائیں و بائیں دم کرتے رہیں۔ پھر درود و سلام سو مرتبہ پڑھ کر سر کی جانب پھونکے۔ اور پھر سورہ الم نشرح لاتعداد مرتبہ پڑھتے پڑھتے سو جائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہفتہ عشرہ میں ہی بزرگوں کی زیارتیں ہونا شروع ہو جائیں گیں۔ اکتالیس یا زیادہ سے زیادہ اکیاون دنوں بعد تو جس بھی بزرگ کا دل میں خیال آئے گا۔ انہیں کی زیارت ہوگی۔ اور جس بھی قبر کے پاس با وضو دوزانو ہو کر بیٹھ کر مراقبہ کرے گا۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ معاً صاحب قبر کی زیارت ہوگی۔ اور اگر دل زیادہ مصفٰی ہوا۔ اور باطن بھی صاف ہوا۔ تو عین ممکن ہے۔ کہ صاحب قبر سے ملاقات بھی ہو جائے۔ اور صاحب قبر سے فیوض و برکاتِ باطنی بھی حاصل ہوں۔ انشاء اللہ العظیم۔

کشفُ الارواح کا مجرب طریقہ :

یہ مجرب المجرب طریقہ شیخ العالمین حضرت سید خواجہ یٰسین علی نظامی حسنیؒ نے اپنی گراں مایہ تصنیف بنام **کمالات مسمر یزم** میں تحریر فرمایا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں۔ یہ وہ طریقہ ہے۔ جس کے ذریعہ سے صاحب قبر کی روح عامل کے سامنے آجاتی ہے۔ اور عامل اس روح سے ہم کلام ہو کر نہ صرف روحانی فیض سے مستفید ہو سکتا ہے۔ بلکہ نیک و بد حالات بھی معلوم کر سکتا ہے۔ لہذا جب بھی کوئی شخص کسی صاحب قبر کی روح مبارکہ سے ملاقات کا شائق اور متمنی ہو تو اس کو لازم ہے۔ کہ نوچندی جمعرات کو غسل کر کے پاکیزہ و معطر کپڑے پہن کر شب جمعہ میں رات کو بوقت تہجد جس روح سے ملاقات کرنے کا متمنی ہو۔ وہ صاحب قبر کے سرہانے جا کر دو رکعت نماز اس طرح سے ادا کرے۔ کہ ہر رکعت میں **سورۃ فاتحہ** کے بعد سو بار **سورۃ صمدیہ** (اخلاص) پڑھے۔ بعد سلام سو بار **درود و سلام** پڑھے۔ اور نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اس روح کے ظاہر ہونے کی دعا کرے۔ بعد ازاں دوبارہ سے سو بار **درود و سلام** پڑھ کر سات بار **سورۃ یٰسین معہ تسمیہ** اس طرح پڑھے۔ کہ ہر بار **سَلٰمٌ قف قَوْلًا مِنْ رَّبٍّ رَّحِیمٍ** کی سات بار تکرار کر کے سورۃ یٰسین کو مکمل کرے۔ مگر یہ بات ضرور ذہن نشین رہے۔ کہ اس آیت مبارکہ کو قبر کی طرف نظر اٹھا کر اور مخاطب ہو کر پڑھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ روح حاضر ہوگی۔ پس عامل پر لازم ہے۔ کہ سورۃ یٰسین ختم کر کے روح سے ہمکلام ہو۔ اور اس کے سلام کا جواب دے۔ اور سورۃ مبارکہ ختم ہونے کے بعد آخر میں بھی سو بار درود و سلام پڑھیں۔ (یاد رہے۔ کہ) صاحبِ عمل **سید یٰسین علی نظامی حسنی**ؒ فرماتے ہیں کہ یہ عمل ان کا مجرب ہے۔ اور کچھ شک و شبہ اس عمل میں قطعاً نہیں ہے۔ اگر کسی صاحب سے ایک دفعہ نہ ہو۔ تو دوبار، سہ بار، بلکہ بار بار یہ عمل کرے۔ انشاء اللہ ضرور بالضرور ملاقات ہوگی۔ نیز نزول ارواح کے وقت عامل کو کسی قسم کا خوف نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس عمل کی بدولت و برکت سے صاحب قبر کی روح حالت بیداری میں عامل کی آنکھوں کے سامنے دکھائی دیتی ہے۔ اس عمل میں یہ بھی ضروری شرط ہے۔ کہ عامل و قبر کے درمیان کسی بھی قسم کا کوئی حجاب نہ ہوا۔ ورنہ ہی کوئی دوسرا شخص وہاں پر موجود ہو۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں   سامان سو برس کا پل بھر کی خبر نہیں

کشف القبور و کشف الارواح کا آسان عمل :

خانۂ دل میں تم آؤ ہم نے پردہ کر دیا   سب کے سب باہر ہوئے وہم و خرد ہوش و تمیز

یہ عمل مبارک ہمارے مرشد و مربی شیخ سید محبوب الٰہی شاہ بخاری قادری دہلویؒ اور کئی دیگر لوگوں کا مجرب المجرب عمل ہے۔ شاد گیلانی صاحب نے خود بھی یہ عمل کیا۔ اور اپنے کئی شاگردوں سے بھی یہ عمل کرایا۔ لہذا اس عمل کو مجرب المجرب اور مستند ہونے کی قوی سند حاصل ہے۔ اس عمل کا طریقہ کار یہ ہے۔ کہ نوچندی شب جمعہ کو تنہائی میں یہ کلماتِ عظیمہ پڑھیں۔ **یا صمد ۔ یا صمد ۔ اللہ الصمد ۔**

☆ پہلی شب میں یہ کلمات عظیمہ **5000** پانچ ہزار بار پڑھنے ہیں۔ پڑھائی کے دوران آنسو زار و قطار آئیں گے۔ رقت طاری ہوگی۔ اور

قلبی ڈھرکن بھی تیز ہو جائے گی۔ دراصل یہ تمام کیفیات اس عمل کی استجابت کی علامات اور نشانیاں ہیں۔

☆ دوسری شب میں یہی کلمات عظیمیہ **4000** بار پڑھیں۔ ☆ تیسری شب میں یہی کلمات عظیمیہ **3000** ہزار بار پڑھیں۔

☆ چوتھی شب میں یہی کلمات عظیمیہ **2000** ہزار بار پڑھیں۔

☆ پانچویں یعین عمل کی آخری رات کو یہ کلمات عظیمیہ صرف **1000** ایک ہزار بار پڑھیں۔

اس کے بعد روزانہ مداومت کے لئے بعد نماز فجر یا صبح کو اور بعد نماز عشا یا سونے سے قبل **1000۔1000** بار پڑھتے رہنا ہے۔ تا کہ حاملِ عمل اس عمل کی برکت سے ہی عالم رویاء میں بزرگان دین کی زیارات سے ہمیشہ مستفید و متفع ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ العظیم۔

بعد ریاضت اگر کسی مزار پر کشف القبر کا شوق دامن گیر ہو۔ تو وہاں پر جا کر طریقہ مسنونہ کے مطابق فاتحہ پڑھ کر **1001** ایک ہزار ایک بار یہ کلماتِ عظیمیہ (**یا صمد ۔یا صمد۔ اللّٰہُ الصمد**) بچشم بند پڑھیں۔ تو ضرور بالضرور کشف القبور حاصل ہوگا۔

بعض جگہ پر یہی کلماتِ عظیمہ **الصمد الصمد الله الصمد** بھی آئے ہیں۔ (پیرو مرشد کی کتاب جواہر اولیاء)

لیکن یہ یاد رہے۔ کہ اس تصرف کو حاصل کرنے کے لئے اگر پہلی رات **5000** پانچ ہزار بار پڑھنے کے دوران اگر رقت طاری نہ ہو آنسو نہ نکلیں یا قلبی دھڑکن بہت تیز نہ ہوئی تو سمجھ لیں کہ عمل میں کامیابی نہیں ہوگی۔ لہذا اگلے ماہ کی نوچندی جمعرات کا انتظار کریں۔ کیونکہ!

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ذکر و صلوۃ برائے کشف القبور:

صاحب **جواہر خمسہ** جناب حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ اپنی کتاب **اوراد غوثیہ** میں رقمطراز ہیں۔ کہ جب کوئی سالک کشف القبور کا عمل کرنا چاہے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ! جمعرات کا روزہ رکھے۔ لیکن افطار میں بھی بالکل تھوڑا سا کھانا کھائے۔ (میرے خیال میں بجائے کھانا کھانے کے چند کھجور اور ایک گلاس پانی پی لیں) اور سالک تمام رات بیدار رہے۔ بعد نمازِ جمعہ قبرستان (یا کسی مزار پر) جائے۔ لیکن راسے میں کسی کے ساتھ کوئی بات نہ کرے۔ جب قبرستان پہنچ جائے۔ تو مزارات کی طرف متوجہ ہو کر یوں کہے۔ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ السلام علیکم اهل الدیار من المؤمنین وانا انشاء الله بکم لا حقون ☆ اسئا لا لله ولکم العافیة کما روی عن بریده رضی الله تعالیٰ عنه کان النبی صلی الله علیه واٰله وسلم یعلمهم اذا خرجوا الیٰ المقابر ان یقول قائلهم ☆ السلام علیکم اهل الدیار من المؤمنین وانا ان شاء الله بکم لا حقون اسئال الله لنا و لکم العافیة ☆ رواه صحیح مسلم**۔ اس کے بعد سورہ فاتحہ پڑھ کر تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ اور اس پڑھائی کا ثواب حضور ﷺ کی تمام اُمت اور اس قبرستان کے تمام اہل قبور کو ایصال کرے۔ پھر باآواز بلند چالیس (**40**) مرتبہ **اللہ اکبر اللہ اکبر** کہے۔ پھر دو قبور کے درمیان مصلا بچھا کر (بحساب **خذ حرفا قل مائة**) یہ اسم مبارک ایک ہزار سات سو پینسٹھ (**1765**) مرتبہ پڑھے۔ **یا قریب المجیب المدانی دون کل شیء قربه یا قریب ٥** اس کے بعد چار رکعت ایک سلام سے اس طرح سے نیت کر کے پڑھے۔ **نویت ان اصلی لله تعالی اربع رکعات صلوۃ اظهار الکشف اصحاب القبور متوجها الی جهة الکعبة. الله اکبر**. چاروں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد (3 مرتبہ) **سورہ اذا جاء نصر الله** اور (9 مرتبہ) **سورہ اخلاص** پڑھے۔ نماز سے فارغ ہو کر آنحضور ﷺ پر دس مرتبہ درود و سلام پڑھے۔ پھر حالت تشہد ہی میں بیٹھے بیٹھے سر نیچے کر کے اور دونوں آنکھیں بند کر کے اپنی طرف متوجہ ہو کر تین سو ساٹھ (**360**) مرتبہ یہ اسم مبارک پڑھے۔ ''**یا قریب المجیب المدانی دون کل شیء قربه یا قریب**''۔ پڑھے۔ پھر سر اُٹھا کر باآوازِ بلند چالیس مرتبہ ''**اللہ اکبر اللہ اکبر**'' کہے۔ اور پھر صد مرتبہ یہ آیت پڑھے۔ ''**فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید**''۔ (سورہ قٓ، آیت نمبر 22) پڑھے۔ چند ہی منٹوں کے بعد پردہ غیب سے تمام ارواح قبرستان ایک صحرا میں بشکل بھیڑ نظر آئیں گیں۔ انشاء اللہ تعالی۔ سالک اپنے تقوٰی اور استعداد کے مطابق ہر ایک روح کے حال سے واقف ہو جائے گا۔ لیکن اپنے عامل و سالک اس راز کو عوام الناس پر قطعا ظاہر نہ کرے۔ آگے چل کر جناب حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ عمل میں نے لکھنا نہیں تھا۔ لیکن چونکہ یہ اوراد فقیر (جناب حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ) کے خاص الخاص اوراد میں سے ہیں۔ اس لئے اس پر بھی قلم چلا دیا گیا۔ کیونکہ اسرار مسطور تو ویسے بھی مخفی رہنا ضروری ہیں۔

کیفیت زیارت قبور بزبان علامہ علی قاریؒ :

عاشق رسول ﷺ حضرت امام علامہ محمد یوسف بن اسماعیل النبہانیؒ اپنی گراں مایہ تصنیف **شواھد الحق فی الاستغاثہ بسید الخلق** میں فرماتے ہیں۔ کہ حضرت علامہ ملا علی قاری الحنفیؒ نے **شرح حصن حصین** میں ایک عظیم فائدہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اس صورت کا اپنانا اور یہ کیفیت اختیار کرنا ہر اس شخص کے لئے مستحب ہے۔ جو قبور انبیاءؑ اور رسل علیہم السلام یا قبور صحابہؓ واولیائے عظام وعلمائے حق وشہداء کی زیارت سے بہرور ہونا چاہے۔ یا پھر کسی نبیؑ ولیؒ یا شہید یا پھر کسی عالم وصالح کی زیارت کا مشتاق ہو۔ یا پھر کوئی یہ خواہش رکھے۔ کہ کسی صاحب قبر کی روح اقدس تیرے پاس آن حاضر ہو۔ اور حاجت مند شخص ان صاحب قبر کے سامنے اپنی حالت زار عرض کرے۔ خواہ زبان قال سے یا زبان حال سے۔ تا کہ وہ (یعنی صاحب قبر) اس حاجت مند کے حق میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش وشفاعت (سفارش) کریں۔ اور اس کی مشکلات میں کفایت کریں۔ اور ہمہ قسم امراض جسمانیہ وروحانیہ سے شفا دیں۔ تو ایسے شخص کو چاہیے۔ کہ وہ **سورہ اخلاص 11** گیارہ مرتبہ پڑھے اور اگر قرآن مجید کا دل مقدس یعنی **سورۃ یٰسین** بھی پڑھے۔ تو زیادہ بہتر ہے۔ اور قضائے حاجت میں سریع الاثر ہیں۔ اور سورۃ فلق اور سورۃ والناس ہر ایک کو تین تین مرتبہ پھر سورہ فاتحہ ، سورہ بقرہ کی پہلی آیات (**الم** سے **ھم المفلحون** تک) اور سورہ بقرہ کی آخری آیات (**امن الرسول** سے آخر سورۃ تک) اور پھر ۹۹۔ **اسماء الحسنیٰ** پڑھے اور پھر آنکھیں بند کر کے اور اپنے دل کو پوری طرح حاضر کر کے تین بار **لا الہ الا اللہ** پڑھے۔ پھر تین بار صرف اللہ اللہ اللہ کو اس طرح پڑھے۔ کہ اسم ذات **اللہ** کے لام ادا کرتے وقت آواز کو لمبا کرے۔ پھر تھوڑا سا توقف کر کے کہے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ یا سیدی (نام صاحب قبر)! بعد ازاں صاحب مزار کے حضور دل ہی دل میں اپنی تمام پریشانیاں پیش کرے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم اور صاحب مزار کی شفاعت سے فوری طور پر ان شدائد ومصائب کو دور فرمائے۔

یاد رہے۔ کہ! یہ فائدہ عظم ترین فوائد میں سے ایک ہے۔

سلسلہ عظیمیہ برخیہ میں کشف القبور کا مجرب المجرب طریقہ :

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمیؒ اپنی مشہور ومعروف اور گراں قدر کتاب ’’ **مُراقبہ** ‘‘ میں رقمطراز ہیں کہ مراقبہ کشف القبور کا طریقہ یہ ہے کہ ! کسی بھی مزار پر جا کر مسنون طریقہ سے فاتحہ خوانی کر کے اور قُرآن سے جو زبانی یاد ہو پڑھ کر اس کا ثواب صاحبِ قبر کو ایصال کر کے قبر کی پائنتی کی جانب نہایت عاجزی وانکساری اور ادب کے ساتھ بیٹھ کر ناک کے ذریعے آہستہ آہستہ سانس اندر کی جانب کھینچیں۔ جب سینہ بھر جائے تو سانس کو روکے بغیر آہستگی سے باہر نکال دیں۔ اس مشق کی 11 گیارہ مرتبہ تکرار کریں۔ پھر دونوں چشم بند کر کے اپنے تصور کو قبر کے اندر مرکوز کر دیں۔ پھر کچھ دیر کے بعد ذہن کو قبر کے اندر گہرائی کی طرف لے جائیں۔ گویا کہ قبر ایک گہرائی ہے۔ اور آپ کی تصوراتی وباطنی توجہ قبر کی گہرائی میں اُترتی ہوئی چلی جا رہی ہے۔ اس توجہ کے تسلسل کو قطعاً ٹوٹنے نہ دیں۔ چند ہی لمحات کے بعد باطنی توجہ مُتحرک ہونا شروع ہو جائے گی۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ صاحبِ مزار کی روح عالمِ غیب میں صاحبِ مشق کی بند آنکھوں کے سامنے آ کر نمودار ہو گی۔

یاد رہے کہ صاحبِ مشق کے تقوی، ذہنی سکت اور باطنی قوت کی بیداری ہی کی مناسبت سے مسلسل مشق، کوشش اور اس عمل کے بار بار تکرار ہی سے عمل میں کامیابی ممکن ہے۔ اور جب بار بار مزارات پر جا جا کر اصحابِ قبور سے ملاقات کا سلسلہ شروع ہو جائے۔ تو صاحبِ مشق وعمل ہذا اسی تصوراتی مشق کے ذریعے محض اپنے قوی تصور سے گھر پر بیٹھے بیٹھے کسی بھی صاحبِ مزار کے مزار وقبر کا نقشہ ذہن میں لا کر نہ صِرف ملاقات کر سکتا ہے۔ بلکہ اپنے حل طلب مطالب ومقاصد میں استعانت بھی حاصل کر سکتا ہے۔

ذکر برائے کشف القبور :

یہ عمل میرے پیر ومرشد کا مجرب عمل ہے۔ اِس طریقے کو مسلسل کرنے سے صاحبِ قبر سے انسیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ صاحب عمل کے ساتھ عالم رویاء میں روزانہ ملاقات کرتا رہتا ہے۔ اِس مجرب عمل کا طریقہ یہ کہ روزانہ رات کو سونے سے قبل مزار پر جا کر سب سے پہلے تو صاحب قبر کو سنت نبوی ﷺ کے مطابق سلام مسنونہ کے بعد فاتحہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کرے۔ پھر قبر کے سینے کے مقابل بیٹھ کر اول طاق مرتبہ درود وسلام پڑھے، پھر یہ آیتِ طیبہ **1000** مرتبہ پڑھے۔ **لَا یُجَلِّیۡهَا لِوَقۡتِهَا اِلَّا هُوَ**۔ (سورہ اعراف۔ آیت نمبر۔ **187**) آخر میں طاق مرتبہ درود وسلام پڑھ کر بغیر کسی سے بات چیت کئے اپنی جگہ پر آ کر سو جائے۔ چند ہی ایام میں ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

عظیم المرتبت عزیمت برائے حصولِ کشف :

یہ عزیمت دراصل صاحب تزکرہ غوثیہ نے اپنے شیخِ طریقت سید غوث علی شاہ قلندری قادری ؒ سے منسوب کی ہے۔ اور حضرت سید غوث علی شاہ قلندری قادری ؒ کو یہ عزیمت گوالیار کے ایک مُتقی لوہار سے میسر ہوئی تھی۔ یہ عزیمت بہت ہی عجیب وغریب اور صدہا تاثیرات کی حامل ہے۔ بعد از دعوت، یہ عزیمت جس بھی مقصد کے لئے پڑھی جائے گی۔ مقاصد پورے ہوں گے۔ بالخصوص کشف القبور، کشف القلوب وامورمخفیہ کے کشف میں یہ عزیمت باکمال وبے مثال ہے۔ اس عزیمت کی دعوت کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! پرہیز روحانی کے ساتھ کوئی تخلیہ کی جگہ مقرر کر کے **41**۔ ایام تک ہر نماز کے بعد **25-25** مرتبہ اور رات کو سونے سے قبل **111** (ایک سوگیارہ) مرتبہ اس عزیمت کو پڑھیں۔ دورانِ پڑھائی کوئی بخور یا اگربتی لازمی جلائیں۔ بعد از دعوت اس عزیمت کو دن میں کسی بھی وقت **11** مرتبہ صبح اور **11** مرتبہ رات کو سونے سے قبل تاحیات پڑھنے کا التزام رکھیں۔ یاد رہے کہ! مداومت عمل ہی سے اس کی تاثیر باقی رہے گی۔ عزیمت بابرکت وکثیرالفوائد یہ ہے۔

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم ○ اقسمت و عزمت علیکم یا روقیائیل یا احمر یا میکائیل یا موھبن الحارث یا عزرائیل یا مذھب یا اھرافیل یا برقان الیھود ویا روبائیل ویا شمھورش ویا غشائیل والابیض ویا دردائیل ویا میمون ویا ایھاالارواح العلویۃ والسفلیۃ احضرونی فی قضاءِ حاجتی العجل العجل العجل یا حی یا قیوم یا ما لک یا نور یا باسط یا جواد یا عزیز یا جباریا متکبر یا قھار یا سریع یا قریب یا مقلب القلوب یا ودود یا رؤف یا علام الغیوب یا عالم الخفیات یا باسط یا جواد یا قاھر یا قادر عزمت و اقسمت علیکم یا معشرالجن والانس والارواح ویا صاحب السحرالوسواس الخناس اَلذی یوسوس فی صدورالناس من جنود ابلیس یا کنوز الملک یا میم یامیم یا نور یا نور بحق میمون حبشی میمون اعمیٰ و جمیع الکتب التی انزلت علی جمیع الانبیاء والمرسلین و بحق سلٰم قف قولا من رب رحیم○ وامتازو الیوم ایھالمجرمون☆ وبحق طٰہٰ ویسین وبحق کھیعص و بحق حم عسق وبحق قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرآنا عجبا☆یھدی الی الرشد فآمنا بہ ط ولن نشرک بربنا احدا☆وبحق یایھاالمزمل☆قم الیل الا قلیلا☆وبحق قل ھواللہ احد ☆اللہ الصمد☆وبحق قل اعوذبرب الناس☆ملک الناس☆وبحق الحمدللہ رب العالمین☆وبحق یایھاالارواح العلویۃوالسفلیۃ یھودیا او مسلما یا نور بحق میمون ابن المیمون الذی اقری وبحق میمون زنگی ومیمون نوبی صاحب الاعوان الھندی اجر من الجن الشجر والاشجار اُخرجوا من الکن والاکنان ومن الرکن والارکان اُخرجوا من کل مکان وبحق خاتم سلیمان ابن داؤد علیھما الصلاۃ والسلام وبحق آصف ابن برخیا سالارِ پریاں وبحق قیقطوش سبط الجن والشیاطین وبحق سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ و صحبہ وبارک وسلم یا قو قل قوقلان یا عجوز ام الصبیان خُذ ھٰذا با شد الآ خِ وبحق توریت موسیٰ علیھما الصلاۃ والسلام وانجیل عیسیٰ علیھما الصلاۃ والسلام وزبور داؤد علیھما الصلاۃ والسلام فُرقانِ حمید سید محمد صلی اللہ علیہ والہ و صحبہ وبارک وسلموبحق ارواح السفلیہ ☆ اُحضرونی فی قضاءِ حاجتی وامددنی فی وقتی ھذا (حاجت کا نام) وبحق سُلطان الاولیاءِ وسید المشائخ و شیخ الکل شیخ سید عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ. العجل العجل العجل الساعۃ الساعۃ الوحا الوحا الوحا☆ و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ نور عرشہ سیدنا وسند نا محمد صلی اللہ علیہ والہ و صحبہ وبارک وسلم☆برحمتک یا ارحم الراحمین☆آمین یا رب العالمین☆

عمل کشف القبور :

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ کہ! جب عوام مسلمین ومؤمنین میں سے کسی کی زیارت کے لئے جائیں تو پہلے قبلہ کی طرف پشت کر کے اور میت کے سینہ کے مقابل منہ کر کے سورۃ فاتحہ ایک بار سورۃ اخلاص تین بار پڑھے۔ اور جب مقبرہ میں جائے تو یہ کہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُوْمِنِیْنَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ وَاِ نَّااِنْشَاءَ للّٰہُ بِکُمْ لَا حِقُوْنَ .

اگر منجملہ اولیاء وصلحاء میں سے کسی بزرگ کی زیارت کے لئے جائے۔ تو چاہیے کہ! اس بزرگ کے سینے کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور **21** مرتبہ چار ضرب سے یہ پڑھے۔ **سُبُّوحٌ ۔ قُدُّوْسٌ ۔ رَبُّنَا ۔ وَرَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوْحِ** . اس کے بعد تین بار سورہ قدر پڑھے اور دل سے ہمہ قسم خطرات شیطانی، نفسانی اور شہوانی خیالات کو دور کر کے اپنے دل کو اس بزرگ کے سینے کے مقابل رکھے تو اس بزرگ کی روح مبارک کی برکات زیارت کرنے والے کے دل میں پہنچیں گے انشاء اللہ۔

یہ بات ذہن نشیں رہنی چاہیئے کہ کشف القبور و کشف القلوب اور کشف الارواح اور چہل اسمائے الٰہیہ کے عظیم المرتبت اور جلیل القدر تصرفات کے حصول کو بناء تقوٰی اور شریعت پر بھرپور پاسداری کے بغیر ناممکن العمل امر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ وما توفیقی الا باللہ۔

نہایت ضروری احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم

1۔ آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! اللہ تعالیٰ نے حضرتِ جبرائیلؑ کو حکم فرمایا۔ کہ! فلاں بستی کو جا کر اُلٹ دو۔ (تو) حضرت جبرائیلؑ نے عرض کیا۔ کہ یا اللہ تعالیٰ! اس (بستی) میں آپ کا ایک ایسا (نیک، صالح اور عبادت گزار) بندہ رہتا ہے۔ جس نے پلک جھپکنے کے برابر بھی کبھی آپ کی نافرمانی نہیں کی۔ (تو) اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اس (نیک و صالح) بندے سمیت اس بستی کو اُلٹ دو۔ اور سب پر عذاب نازل کر دو۔ کیونکہ! اس (نیک و صالح اور عبادت گزار بندے) کے سامنے میری نافرمانیاں ہوتی تھیں۔ لیکن کبھی اس کی پیشانی پر بَل نہیں آیا۔ نہ کبھی اس (نیک و صالح بندے) نے کسی کو روکا۔ (لہذا) اس کو بھی ہلاک کر دو۔ (بیہقی۔ مشکوٰۃ شریف۔)

اس روایت سے معلوم ہوا۔ کہ! بندہ ءمومن صِرف اپنی ہی عبادت پر تکیہ نہ کرے۔ بلکہ دعوت و تبلیغ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا بھی سختی سے پابند ہو۔ کیونکہ! اَب انبیائے کرامؑ کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ اور اَب یہ ذمہ دارہ ہم اُمتِ نبویہ ﷺ پر آ گئی ہے۔

2۔ ایک حکایت ہے۔ کہ! بنی اسرائیل پر ایک مرتبہ کوئی آفت نازل ہوئی۔ تمام قوم اس وقت کے نبیؑ کے پاس آئی۔ اور کہنے لگی۔ (کہ) ہمیں کوئی ایسی بات بتائیں۔ (کہ) جس پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ذات ہم سے راضی ہو جائے۔ اور ہم پر آئی ہوئی آفت ٹل جائے۔

اللہ تعالیٰ کے اس نبیؑ نے اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس نبیؑ پر وحی بھیجی۔ (کہ) بنی اسرائیل سے کہہ دیں۔ کہ اگر میری رضا چاہتے ہو۔ تو مساکین کو راضی کرو۔ اگر انہیں راضی کر لو گے۔ تو میں تم سے راضی ہو جاؤں گا۔

3۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ معراج کی شب میں نے چند اقوام کو دیکھا۔ کہ ان کے ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے حضرت جبرائیلؑ سے دریافت کیا۔ کہ یہ کون لوگ ہیں ؟ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ ! یہ آپ ﷺ کی اُمت کے وہ عالم ہیں۔ جو کہ دوسروں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ اور اپنے نفسوں کو بھلاتے ہیں۔ حالانکہ وہ (تو) قرآن پڑھتے ہیں۔ (مگر اس پر) خود عمل نہیں کرتے۔

ملفوظاتِ حضرت سید عبدالعزیز دباغ رضؓ (غوثِ زماں)

علم معرفتِ الٰہیہ اور علم لدنی پر مکمل وضاحت کی جامع ترین کتاب ''**الابریز**'' جس میں حضرت علامہ احمد بن مبارک سلجماسیؒ نے اپنے پیرومرشد، ہادی برحق غوثِ زماں جناب سیدی عبدالعزیز دباغؒ کے مختصر حالاتِ زندگی، متعدد قرآنی آیات اور چند احادیثِ نبویہ ﷺ کی بے نظیر وجامع اور مفصل تفسیر وتشریح اور دیگر علوم وفنون اور علم وعرفان کی نادر باتیں (ملفوظات) جمع کی ہیں۔ اور یہ فقیر (**محمد عبدالرؤف**) بحصولِ ثواب اُن میں سے چند ملفوظات کو اس کتاب (**اسرار محبوب**) کو منور، مزین ومعمور کرنے کی سعادت دائمی حاصل کر رہا ہے۔ تاکہ قارئینِ کتاب کو کما حقہ فوائد ومنافع حاصل ہوسکیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ آمین۔

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغؒ کی سِرِّ الٰہیہ کے بارے میں فرمودات :

☆ حضرت سیدی عبدالعزیز دباغؒ فرماتے ہیں۔ کہ! غوثِ زماں حضرت شیخ احمد بن عبداللہ المصریؒ فرماتے ہیں۔ کہ! مجھے اپنے ایک مرید کے ساتھ شدید محبت تھی۔ ایک دن مَیں اِس کے سامنے سرکارِ دوعالم ﷺ کے فضائل وکمالات کا ذکرِ خیر کر رہا تھا۔ کہ دورانِ گفتگو مَیں نے اپنے اسی چہیتے مرید کو بتایا۔ کہ اگر (نعوذ باللہ) آپ ﷺ کا نورِ مبارک نہ ہوتا۔ تو زمینی اَسرار میں سے کوئی ایک (مخفی) راز بھی ظاہر نہ ہوتا۔ اگر (نعوذ باللہ) آپ ﷺ کا کا نورِ مبارک نہ ہوتا۔ تو (زمین پر) کوئی بھی چشمہ نہ پھوٹتا۔ اور نہ ہی کسی دریا کا وجود ہوتا۔ میرے عزیز! آپ ﷺ کا نورِ مبارک مارچ کے مہینے میں تین مرتبہ تمام بیجوں پر مہکتا ہے۔ جس کے نتیجے میں پھل پیدا ہوتا ہے۔ میرے بیٹے! درجے کے اعتبار سے سب سے کم تر ایمان اس شخص کا ہے۔ جس کے نزدیک اس کا اپنا ایمان پہاڑ کے برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ وزنی ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو اوروں سے زیادہ حق دار سمجھے۔ لیکن ذاتِ انسانی بسا اوقات ایمان کے بوجھ کو اُٹھانے سے عاجز آ کر اُسے پھینک دینے کا ارادہ کرتی ہے۔ کہ دفعتاً نورِ محمدی ﷺ مہکتا ہے۔ اور بارِ ایمان کے اُٹھانے میں معاون ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے مومن کو اپنا ایمان شیریں اور پاکیزہ معلوم ہونے لگتا ہے۔ (اور وہ تباہ ہونے سے بچ جاتا ہے)

جب میں اسی طرح آنحضرت ﷺ کی عظمت ورفعت کا ذکرِ خیر کر رہا تھا۔ اور اُن کی برکات کا ذکر کر رہا تھا۔ جو مجھے آپ ﷺ سے حاصل ہوئیں۔ یہاں تک کہ میں ذاتِ محمدی ﷺ میں (اس قدر) محو ومستغرق ہوگیا۔ (جو بیان سے باہر ہے) میرے مرید نے جب میری یہ حالت دیکھی۔ تو کہا۔ اے میرے آقا!

مَیں آپؒ کو اِسی نبی محترم ﷺ کی جاہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ کہ مجھے سِر عطا فرما دیں۔ مَیں نے انکار کرنا چاہا۔ مگر جب اتنی بڑی ذات ﷺ کی جاہ کا واسطہ پیشِ نظر آیا۔ تو میں نے اس کی بات مان لی۔ اور اسے راز دے دیا۔ مگر چند ہی دن گزرے تھے۔ لوگوں نے اس پر کفر کی گواہیاں دیں۔ اور اس کو قتل کر دیا گیا۔ (کیونکہ یہ شخص اس راز کے قابل نہ تھا) یہ شخص خود عرب تھا۔ اور مصر کے ایک شہر کے محلّہ میں گوشہ نشیں تھا۔ مجھ سے سِرِّ الٰہی لے کر اپنے وطن چلا گیا۔ لوگ اس کے پاس آئے۔ اور یہ ان کو اَسرارِ الٰہیہ سنانے لگا۔ جو کہ عوام الناس کے عقول سے بہت بالا تھے۔ اس پر اُنہوں نے اس کے خلاف ان راز کی سنی ہوئی باتوں پر، جو اس نے ظاہر کی تھیں، گواہی دے دے کر اسے قتل کروا دیا۔

☆ اِسی ضمن میں ایک اور واقعہ بھی پیشِ خدمت ہے۔ کہ ایک مرید نے سچی لگن کے ساتھ اپنے پیرومرشد کی تقریباً بارہ برس تک خوب خدمت کی۔ پیرومرشد کہتے ہیں۔ کہ مجھے اپنے اس مرید سے بہت زیادہ محبت تھی۔ حتّٰی کہ میرا ارادہ تھا۔ میں اپنی لڑکی کی اس سے شادی کر دوں۔ میں ہر ہفتے میں تین دن کے لئے اپنی بستی چھوڑ کر ساحل سمندر پر جا بیٹھتا تھا۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا۔ کہ! ان غائب رہنے کے ایام کے دوران عید آ گئی۔ میرے چھ لڑکے، تین لڑکیاں اور ایک خادم تھا۔ جب میں گھر واپس آیا۔ تو دیکھا کہ اس نے سب کے لئے کپڑے سلوائے ہوئے ہیں۔ اور جس جس چیز کی ضرورت تھی۔ وہ بھی خرید کر گھر میں دے دی ہے۔ یہ سب دیکھ کر مجھے دلی خوشی ہوئی۔ جب وہ میرے سامنے آیا۔ تو وہ مجھ سے بہت محبت وعقیدت سے مِلا۔ اور اچانک سے درخواست کی۔ کہ! مَیں اِسے سِرِّ الٰہی عطا کروں۔ اور اپنی اس بات پر اُس نے بڑا اِصرار کیا۔ چنانچہ مَیں نے اسے بادل نخواستہ سرِالٰہی دے دیا۔ ابھی چالیس دن ہی گزرے تھے۔ عوام الناس نے اِس سے ایسی راز کی باتیں سنیں۔ جنہیں لوگوں کی عقلیں باور کرنے سے یکسر قاصر تھیں۔ اور اِن اسرار کی بدولت لوگوں نے اسے پھانسی پر چڑھوا کر قتل کروا دیا۔ اِس طرح کے دیگر بھی کئی واقعات ہیں۔ لیکن ہم انہیں دو پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغؒ کی مختلف علوم وفنون میں مہارت :

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اپنے شیخ وپیرومرشد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ کہ! مَیں نے سیدی عبدالعزیز دباغؒ سے کئی احادیثِ نبوی ﷺ کے متعلق استفسار کیا۔ جو اس وقت مجھے بھی یاد نہیں۔ آپؒ کا جواب بالکل علمائے محدثین کے موافق ہوتا تھا۔ (بلکہ اُن سے بھی عمدا)

۔ عجبات تو یہ تھی۔ کہ! جب میں آپؒ سے اس بابت گفتگو کیا کرتا تھا۔ تو آپؒ صریح طور پر نشاندہی فرما دیا کرتے تھے۔ کہ یہ حدیث صحیح بخاری کی ہے یا صحیح مسلم کی۔ اور اُس حدیث کو واضح امتیاز کے ساتھ بتا دیا کرتے تھے۔

بالآخر جب ایک عرصے تک مَیں آپؒ کا امتحان کرتا رہا۔ اور مجھے تحقیق ہوگئی۔ کہ آپؒ حدیث اور غیر حدیث میں بآسانی امتیاز کر سکتے ہیں۔ تو مَیں نے ایک مرتبہ اُن سے دریافت کیا۔ کہ! آپؒ کیسے معلوم کر سکتے ہیں؟ (کہ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟) تو آپؒ نے فرمایا۔ کہ! نبی اکرم ﷺ کا کلامِ مبارک چُھپا نہیں رہ سکتا۔ (پھر آپؒ نے ایک مثال سے یہ توضیح بیان فرمائی۔ کہ!) جب کوئی شخص موسمِ سرما میں بات کرتا ہے۔ تو اُس کے منہ سے بھاپ نکلتی ہے۔ لیکن یہ بھاپ موسم گرما میں نہیں نکلتی۔ یہی حال اُس شخص کا بھی ہے۔ کہ جو کلامِ نبی کریم ﷺ کو جب بیان کرتا ہے۔ تو اِس کے کلام سے نور نکلتا ہے۔ اور جو کسی اور کا کلام پڑھتا ہے۔ تو وہ کلام بغیر نور کے نکلتا ہے۔ ایک مرتبہ مَیں نے اپنا یہی سوال دہرایا۔ (کہ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟) تو آپؒ نے فرمایا۔ کہ! جب چراغ غذا (یعنی تیل وغیرہ) حاصل کرتا ہے۔ تو اِس کا نور (روشنی) قوی ہو جاتا ہے۔ لیکن جب اِسی چراغ کو غذا کے بغیر چھوڑ دیا جائے۔ تو یہ اپنی ہی حالت پر قائم رہتا ہے۔ اِسی طرح سے عارفین کا بھی یہی حال ہے۔ کہ! جب وہ نبی کریم ﷺ کے کلام مبارک کی سماعت کرتے ہیں۔ تو اُن کے انوار قوی اور اُن کے معارف میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ لیکن جب وہ لوگ غیر (نبیؐ) کا کلام سنتے ہیں۔ تو اپنی حالت پر قائم رہتے ہیں۔ جس کے بعد مجھے یہ یقین ہوگیا۔ کہ! آپؒ کی معرفت نہایت قوی ہے۔ اور احادیث کی پہچان کے حوالے سے آپؒ کسی (بہت بڑے) پہاڑ کی مانند ثابت قدم ہیں۔ پھر مَیں نے قرآن و حدیث کے بارے میں آپؒ کی آزمائش شروع کر دی۔ کیونکہ آپؒ قرآنِ پاک کے حافظ تو تھے ہی نہیں (اور نہ ہی آپؒ کو تمام احادیث زبانی یاد تھیں) اسی لئے مَیں بعض اوقات آپؒ سے کوئی آیتِ قرآنی کے متعلق پوچھتا۔ کہ یہ قرآنی آیت ہے یا حدیث؟ تو آپؒ فرماتے۔ کہ یہ قرآنی آیت ہے۔ اور بعض اوقات میں کسی حدیث کے بارے میں استفسار کرتا۔ کہ یہ قرآن ہے یا حدیث؟ تو آپؒ فرماتے۔ یہ حدیث نبوی ﷺ ہے۔ مَیں ایک مدت تک اسی نوعیت کے سوالات پوچھتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک دن مَیں نے یہ جملہ پڑھا۔

حافظوا علی الصلوٰت الوسطیٰ. (و ھی صلوٰۃُ العصر) و قوموا للہ قانتین ۔

ترجمہ: سب نمازوں کی محافظت کرو۔ بالخصوص درمیانی نماز کی۔ (جو عصر کی نماز ہے) اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں سراپا ادب و نیاز بن کر قیام کرو۔ پھر مَیں نے دریافت کیا۔ کہ یہ قرآنی آیت ہے یا حدیثِ نبوی ﷺ؟ تو آپؒ نے فرمایا۔ کہ!

اِس میں زیادہ تر الفاظ قرآنِ پاک کے ہیں۔ اور کچھ حدیث کے۔ اور واقعی اِس جملے میں **وھی صلوٰۃُ العصر** ۔ اور وہ عصر کی نماز ہے۔ جب مَیں نے یہ سوال پوچھا تھا۔ تو کافی سارے علماء کی جماعت حاضرِ خدمت تھی۔ اور ہم سب حضرت سیدی دباغؒ کے جوابِ مستطاب کو سن کر بہت متحیر ہوئے۔ اور مَیں نے یہ بات سن کر آپؒ کی دست بوسی کی۔ اور پھر مَیں نے آپؒ سے یہ درخواست کی۔ کہ آپؒ مجھے حدیث، حدیثِ قدسی اور قرآنِ پاک کے درمیان فرق بتائیں۔ کیونکہ حدیثِ قدسی اور قرآنِ مجید دونوں کلام ہونے کے اعتبار سے مشابہت رکھتے ہیں۔ (کیونکہ قرآن تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ جبکہ حدیثِ قدسی بھی اللہ تعالیٰ کا پیغام بذریعہ رسول اللہ ﷺ ہی ہے) لیکن حدیثِ قدسی کی تلاوت کا حکم نہیں دیا گیا۔ تو آپؒ نے فرمایا۔ کہ! یہ تینوں (کلام۔ حدیث نبوی ﷺ، حدیثِ قدسی اور قرآنِ پاک) اگرچہ نبی مکرم ﷺ کے مبارک ہونٹوں سے ہی برآمد ہوئے ہیں۔ اور اِن تینوں میں ہی نبی اکرم ﷺ کے کچھ انوارات پائے جاتے ہیں۔ لیکن اِس کے باوجود اِن تینوں میں واضح فرق موجود ہے۔ جیسے کہ!

☆ قرآنِ مجید کا نور قدیم ہے۔ جس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ مخصوص ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم ہے۔

☆ حدیثِ قدسی میں موجود نور کا تعلق حضرت نبی مکرم ﷺ کی روحِ مبارکہ کے ساتھ ہے۔ یہ قرآنِ پاک کے نور کی مانند نہیں ہے۔ کیونکہ قرآنِ کریم کا نور قدیم ہے۔ جبکہ یہ نور قدیم نہیں۔

☆ حدیث نبوی ﷺ میں پایا جانے والا نور آپ ﷺ کی ذات (بشری) کا نور ہے۔ روح کا نہیں ہے۔

لہٰذا اِن تینوں (قرآنِ پاک، حدیثِ قدسی اور حدیثِ نبوی ﷺ) کی تینوں اقسام کا نور نسبت کے اعتبار سے مختلف وجداگانہ ہوگا۔

نبی مکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس کی طرف کامل توجہ کے حصول کا طریقہ :

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اپنے شیخ و پیرومرشد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ کہ! مَیں نے سیدی عبدالعزیز دباغؒ سے دریافت کیا۔ کہ نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس کی طرف کامل توجہ کس طرح سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ سیدی دباغؒ نے جواب دیا۔ کہ! تین چیزوں

(باتوں اور اعمال سے)۔ حضور ﷺ سے کامل محبت۔ حضور ﷺ کی کامل تعظیم۔ حضور ﷺ کے فضائل و کمالات کو پیشِ نظر رکھنا۔

آگے چل کر سیدی دباغؒ فرماتے ہیں۔ کہ! یہ تینوں نعمتیں اس وقت حاصل ہو سکتی ہیں۔ کہ جب انسان کے وجود کے سات حصص مکمل طور پر آنخضرت نبی آخرالزماں ﷺ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ (وہ سات حصص یہ ہیں)

☆ سوچ (فکرِ نفس)۔ ☆ غور و فکر (خیال)۔ ☆ عقلِ مثال (عقل کی کامل توجہ یا پھر نظرِ عقل)۔ ☆ ذات۔ ☆ روح۔ ☆ علم۔

چنانچہ ایک عارف کی توجہ کاملہ کے لئے یہ شرط ہے۔ کہ! اِن ساتوں امور کے تصور کا انحصار آنخضرت ﷺ کی ذاتِ شریفہ میں ہو۔ اور جب اِن ساتوں شرائط کے انوار آنخضرت ﷺ کی ذاتِ مقدسہ پر موجود مرکوز ہوں گے۔ تو محبت، تعظیم اور تعجب کے ساتھ توجہ حاصل ہو گی۔ اور ماسوا کی آرزو نہیں رہے گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

نیک اعمال کی اقسام :

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغؒ بیان فرماتے ہیں۔ کہ! اعمال کی دو اقسام ہیں۔

نمبر 1. کچھ ایسے اعمال ہوتے ہیں۔ جو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے مخصوص ہیں۔ اور بظاہر مخلوق کو اِن سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ جیسے کہ! نماز، روزہ، رکوع و سجود، خشیتِ الٰہی اور وہ تمام نیکیاں جن کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ ہی ذات سے ہے۔

نمبر 2. کچھ ایسے اعمال ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے ظاہری طور پر مخلوقِ خدا کو فائدہ حاصل ہو رہا ہوتا ہے۔ جیسے کہ! غلام کا آزاد کرنا، صدقہ وزکات دینا، لوگوں کی حاجت روائی کرنا اور اِسی نوعیت کے دیگر اُمور دوسرے قسم کے نیک اعمال میں آتے ہیں۔

اَب اِن دونوں قسم کے نیک اعمال کی توضیح حضرت سیدی عبدالعزیز دباغؒ نے یوں بیان فرمائی ہے۔ کہ!

☆ پہلی قسم کے نیک اعمال کی جزاء تو یہ ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ عمل کرنے والے شخص کو ایک ایسا نور عطا فرماتا ہے۔ کہ! جس کی بدولت نہ صرف اُس شخص کے ایمان میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ بلکہ اس کی معرفت و عرفان کی قوت بھی مضبوط ہوتی چلی جاتی ہے۔ وسوسے اور شکوک و شبہات ختم ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور دنیا ہی میں اِس کا ایمان صاف ہو جائے گا۔ اور آخرت میں اسے عظیم مشاہدہ نصیب ہو گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) لہٰذا اِس قسم کی جزاء نورِ محض اور قوتِ ایمان ہے۔

☆ دوسری قسم کے نیک اعمال کی جزاء یہ ہے۔ کہ! اِن اعمال کے کرنے سے انسان کی اپنی ہی ذات کی اصلاح ہوتی ہے۔ مثلاً رزق میں خیر و برکت و وسعت اور کثرت ہوتی ہے۔ اس طرح ذات کو بہت نفع حاصل ہوتا ہے۔ انسان مختلف قسم کی آفات و بلیات اور مصائب سے محفوظ و مامون رہتا ہے۔ جس کے نتیجے میں انسان کو دنیا ہی میں بے پناہ و لاتعداد نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اور آخرت میں یہی صدقات جنت کی نعمتوں کی شکل میں ڈھل جائیں گے۔ جن سے کہ وہ شخص لطف اندوز ہو گا۔ لہٰذا یہ بات واضح ہو گئی۔ کہ! پہلے قسم کے اعمال کی جزاء کا فائدہ ایمان کی شکل میں حاصل ہوتا ہے۔ اور دوسری قسم کے اعمال کی جزاء ذات کی اصلاح کی شکل میں حاصل ہوتا ہے۔

علم تصوف اور موجودہ دور کے جاہلین

اسی ضمن میں یہ فقیرِ حقیر پر تقصیر (البلوشی) قارئین ذی اکرام کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ! کچھ نام نہاد صوفیائے کرام اور جعلی پیر فقیر حضرات کا کہنا ہے۔ کہ! نماز ظاہری کی کیا ضرورت ہے ؟ صوم وصیام کی کیا ضرورت ہے ؟ اصل فقیری و درویشی تو درحقیقت کچھ اور ہی ہے۔ جس کی پہچان صاحبینِ علم و عرفان و معرفت رکھنے والے چند گنے چنے لوگوں کو ہی معلوم ہے۔ (معاذ اللہ۔ نعوذ باللہ)

میری قارئینِ کتاب ہذا (**اسرارِ محبوب**) سے عرض ہے۔ کہ! یہ لوگ بہت بڑا فتنہ و فساد ہیں۔ شریعت سے عاری ہیں۔ میرے قلیل علم کے مطابق علمِ تصوف کی بنیاد چار باتوں سے عبارت ہے۔ یہ چار باتیں شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت دراصل یہ ہیں۔

شریعت مثل دودھ کے ہے۔ **طریقت** مثل لسی کے ہے۔ **معرفت** مثل مکھن کے ہے۔

اور **حقیقت** مثل روغن کے ہے۔

اَب بھلا مجھے کوئی اتنا تو سمجھائے۔ کہ! دودھ کے بغیر لسی ، لسی کے بغیر مکھن اور مکھن کے بغیر روغن (اصلی دیسی گھی) بنانا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ دنیا میں موجود تمام علوم و فنون کا سرچشمہ قرآنِ حکیم ہے۔ قرآنِ حکیم کے معانی و مفاہیم کو سمجھنے کے لئے صحیح احادیثِ نبوی ﷺ کا کثیر مجموعہ موجود ہے۔ اور احادیثِ نبویہ ﷺ کو سمجھنے کے لئے فقہ (حنفی، مالکی، حنبلی و شافعی) موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کی معرفت :

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ ؒ بیان فرماتے ہیں ۔ کہ ! اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی (جیسے کہ ! قرآنِ کریم میں یا کسی حدیثِ قدسی یا پھر کسی رحمانی صحیفہ میں) یہ بات ارشاد نہیں فرمائی ۔ کہ تم اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے کوئی (نیک) عمل کرو ۔ تو میں تمھیں اس کا اجرو ثواب عطا کروں گا ۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے ۔ کہ تم پورے خلوص کے ساتھ صِرف میری ہی عبادت کرو ۔ تو میں تمھیں اجر وثواب عنایت کروں گا ۔ لہٰذا تم اپنے اعمال کے بارے میں یہ نیت وگمان رکھو ۔ کہ یہ تمام اعمال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ورضا کے لئے ہیں ۔ اور اِنہیں بجا لانے کا مقصد صِرف اور صِرف اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی اور بلند ترین مقام ومرتبہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر لاتعداد وبے شمار انعامات ، اکرامات واحسانات کئے ہیں ۔ اور مزید بھی وہ اپنی نوازشات کو محض اپنے ہی فضل وکرم اور مہربانی کی بدولت ہمیں اجر وثواب سے نوازتا رہے گا ۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

ہر ایک کو یہ بات ضرور سمجھنی چاہیئے ۔ کہ ! وہ شخص کتنا ہی بڑا جاہل ہوگا ۔ جو کہ اس غلط فہمی کا شکار ہو ۔ کہ جو نیک اعمال اور اچھے امور کی انجام دہی ہونے کے بعد محض اپنی محنت ودیانت سے اجر وثواب حاصل کرتا ہے ۔ جبکہ وہ یہ بات بخوبی جانتا اور سمجھتا بھی ہے ۔ کہ اس کے اعمال اور نیک امور کی سرانجام دہی میں اس کی اپنی ذات کا کوئی عمل دخل نہیں (جب تک کہ رب متعال نہ چاہے) کیونکہ اس کی اپنی ذات اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ ہے ۔ اور اس کے اعمال بھی اللہ کے مخلوق (تخلیق شدہ) ہیں ۔ تو یہ کیسے ممکن ہے ۔ کہ ! ہم اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ اعمال میں سے نیکیوں کو اپنے ہی کھاتے میں شامل کرلیں ۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم وعنایات کو پس پردہ ڈال کر اپنی محنت جتائیں ۔ (توبہ نعوذ باللہ) درحقیقت ہماری غفلت ، گناہوں کی کثرت اور عبادات سے لاپرواہی ہماری آنکھوں کو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات سے محجوب کر دیتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے ۔ آمین ۔

معرفت الٰہیہ کے چند واقعات :

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ ؒ نے معرفت الٰہیہ کے چند واقعات کا تذکرہ فرمایا ہے ۔ جو یہاں بیان کئے جاتے ہیں ۔

نمبر1. ایک عبادت گزار شخص ایک ذاتی مقصد کے حصول کے لئے تقریباً بیس برس تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا ۔ وہ نہایت عاجزی و انکساری کے ساتھ دعائیں مانگتا رہا ۔ لیکن اس کے باوجود اس کا مقصد حاصل نہیں ہوتا تھا ۔ جس کے باعث اس کی پریشانی میں مزید اضافہ ہوجاتا تھا ۔ آخر کار وہ حیران وپریشان ہوکر یہ سوچنے لگا ۔ کہ ! آخر کیا وجہ ہے ؟ کہ ! مسلسل بیس برس تک دعائیں مانگنے کے باوجود بھی مجھے میرا مقصد حاصل نہیں ہوا ۔ اور اتنی طویل عبادت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مجھ پر مہربانی نہیں فرمائی ۔ (توبہ نعوذ باللہ)

اللہ تعالیٰ نے اس عابد پر اپنی رحمت فرمائی ۔ اور اسی وقت اسے اس کے نفس اور اس کے اعمال کی معرفت عطا فرمائی ۔ اور اس شخص کو یہ وقوف وادراک عطا فرمایا ۔ تو اس نے اَز خود یہ اعتراف کیا ۔ کہ ! مَیں تو بہت ہی بڑا احمق ہوں ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہی مجھے اور میرے جملہ اعمال ونیکیوں کو تخلیق فرمایا ۔ اسی نے مجھے صحت دی ۔ عبادت کے لئے یہ مکان عطا فرمایا ۔ وضو کے لئے پانی عنایت فرمایا ۔ وہ کپڑا مجھے عطا فرمایا جس سے میں خود کو ڈھانپ کر عبادت کیا کرتا تھا ۔ اور اس وقت کو پیدا فرمایا ۔ کہ جس میں مَیں عبادت کیا کرتا تھا ۔ ان سب میں میرا کیسا عمل دخل ہے ۔ جس کے نتیجے میں مَیں اللہ تعالیٰ سے کسی عمل یا نیکی کا اجر وثواب یا بدلہ طلب کروں ۔ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل وکرم و مہربانی سے معاف فرمائے ۔ کہ مَیں نے تو یہاں تک یہ کہنا اور سمجھنا شروع کردیا ۔ کہ ! میں اس کے دروازے پر بیس برس تک کھڑا رہا ۔ اور اس نے مجھے کچھ عطا نہ فرمایا ۔ اے میرے رب ! میں تیری بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کرتا ہوں ۔ اور وہ شخص بار بار وہ شخص توبہ کے الفاظ دہرانے لگا ۔ جونہی اِس شخص نے سچے دل سے توبہ کی ۔ تو اللہ تعالیٰ نے اِس کی تمام آرزوئیں پوری فرمادیں ۔ اور اسے وہ معرفت عطا فرمائی ۔ کہ جس کی ہمسر اور کوئی نعمت نہیں ہے ۔ یہاں تک کہ جنت بھی اس کی برابری نہیں کرسکتی ۔ سبحان اللہ وبحمدہ ۔

نمبر2. حضرت امام جلال الدین سیوطی الشافعی ؒ نے اپنی کتاب " البدور السافرہ " میں آنحضور نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث نقل کی ہے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا ۔ کہ !

پرانے زمانے میں ایک شخص نے چھ سو برس تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ۔ وہ شخص سمندر کے درمیان ایک جزیرے میں تنہا رہتا تھا ۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ایک میٹھے پانی کا چشمہ جاری کردیا تھا ۔ (اسی طرح) اللہ تعالیٰ نے (اسی جزیرے پر) انار کا ایک درخت اُگایا تھا ۔ جس پر روزانہ ایک انار اُگا کرتا تھا ۔ جسے وہ شخص کھالیتا تھا ۔ وہ ایک ہی انار اس کی ایک دن کی خوراک کے لئے کافی ہوتا تھا ۔ (اور) وہ شخص کسی اُکتاہٹ اور کاہلی کے

بغیر مسلسل چھ سو برس تک اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہنے کے بعد انتقال کر گیا۔ جب (اس کی روح) بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس (عبادت گزر شخص کو) فرمایا۔ میری رحمت اور فضل کے نتیجے میں جنت میں داخل ہو جا۔ اس (عابد شخص) نے عرض کی۔ اے میرے پروردگار! مَیں 600 چھ سو برس پر مشتمل اپنے (نیک) عمل اور عبادت کی بدولت جنت میں داخلے کا مستحق قرار پاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس (چھ سو برس کے عابد شخص) سے حساب کتاب لینا شروع کیا۔ اور اس سے فرمایا۔ تیری یہ تمام عبادت میری عطا کردہ ایک نعمت کا بدلہ بھی نہیں ہو سکتی۔ (کیونکہ)

☆ میں نے کھارے پانی والے سمندر کے وسط میں تیرے لئے میٹھے پانی کا چشمہ جاری کیا۔ میری یہ نعمت تیری کس خوبی کا نتیجہ تھی ؟

☆ میں نے تیرے لئے ایک درخت پیدا کیا۔ جو (کہ) روزانہ پھل دیتا تھا۔ حالانکہ اِس کے جیسے دیگر درخت سال بھر میں صِرف ایک مرتبہ پھل دیتے تھے۔ مجھے بتا (کہ تیری) کس جیکی کے عوض میں تو اس نعمت کا حقدار قرار پاتا تھا۔

☆ مَیں نے تجھے طویل عمر عطا کی۔ حالانکہ دوسرے لوگوں کی زندگی بہت مختصر ہوتی ہے۔

☆ اور پھر مَیں نے اس تمام عرصے کے دوران (صحت و تندرستی کے ساتھ) عبادت کرنے کی تجھے طاقت عطا کی۔ حالانکہ دوسرے لوگ اس سے بہت کم عبادت کر پاتے ہیں۔

☆ اس تمام عرصے کے دوران مَیں نے تجھے شیطانِ (لعین) کے شَر سے محفوظ رکھا۔ حالانکہ اس (شیطان) نے دوسرے بہت سے لوگوں کو تباہ و برباد کیا ہے۔

☆ اتنے طویل عرصے تک مَیں نے تجھے صحت عطا کی۔ حالانکہ دیگر بہت سے لوگ اس نعمت سے محروم رہتے ہیں۔

☆ مَیں نے تجھے پیدا کیا۔ حالانکہ اس سے پہلے تو کچھ بھی نہیں تھا۔

☆ مَیں نے ہی تیری (تمام تر) حرکات و سکنات کو پیدا کیا۔ اور تجھے ہر طرح کی نعمتیں عطا کیں۔

(اِن تمام باتوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم ہوگا۔ کہ!) اِس شخص کو جہنم میں ڈال دو۔ جب فرشتے اسے جہنم کی طرف لے جانے لگیں گے۔ تو اس (عابد شخص) کے سامنے واضح ہو جائے گا۔ کہ اس کی ہلاکت قریب ہے۔ تو وہ عرض گزار ہوگا۔ کہ!

اے میرے پروردگار! (تو اپنے) فضل و کرم کی بدولت مجھے جنت میں داخل فرما دے۔ پس اللہ تعالیٰ، جو سب سے زیادہ کرم و رحم فرمانے والا ہے۔ حکم دے گا۔ کہ! اسے واپس لاؤ۔ اور میری رحمت کے وسیلے سے اِسے جنت میں داخل کر دو۔ پھر اللہ تعالیٰ اس شخص کو حکم دے گا۔ کہ! میری رحمت کے وسیلے سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (کیونکہ) تم میرے اچھے بندے تھے۔

اِس بارے میں حضرت سیدی دباغؒ نے فرمایا ہے۔ کہ! کوئی بھی عبادت گزار اپنی کی گئی عبادت کی وجہ سے صِرف اِس وقت ہی نجات کا مستحق قرار پا سکتا ہے۔ کہ! جب اسے اس بات کا قوی یقین ہو۔ کہ! اس کی ساری عبادت صِرف اور صِرف اللہ تعالیٰ ہی کی عطا کردہ توفیق کی مرہونِ منت اور نتیجہ ہے۔ اور اس کا یہ یقین مستقل ہونا چاہیئے۔ اگر وہ (غلطی سے) کبھی بھی اپنے اِسی یقین و عقیدے سے ہٹ گیا۔ تو اس کے تمام اعمال ہلاک (ضائع) ہو جائیں گے۔

والدین کی نافرمانی کے نقصانات اور فرمانبرداری کے فوائد :

حضرت سیدی دباغؒ اپنے شیخ حضرت عمر بن الھواریؒ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ! والدین کی نافرمانی کے چار (بڑے) نقصانات یہ ہیں۔

نمبر 1. دنیا اس (اپنے والدین کے نافرمان شخص) سے دور ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ لوگ اِس سے اس قدر نفرت کرنے لگ جاتے ہیں۔ جتنی نفرت کوئی بندہ مومن جہنم سے کیا کرتا ہے۔

نمبر 2. ایسا شخص لوگوں کے درمیان بیٹھ کر (جب) گفتگو کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سامعین کی توجہ کسی اور طرف مبذول کروا دیتا ہے۔ اس شخص کی گفتگو سے نور و برکت نکال دیتا ہے۔ اور لوگ ایسے شخص (کی گفتگو سن کر) اسے ناپسند کرنے لگ جاتے ہیں۔

نمبر 3. دیوانُ الصالحین کے اراکین ایسے شخص کی طرف مہربانی اور شفقت کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ (یہاں تک کہ اسے مصائب و مشکلات میں گھائل دیکھ کر بھی) اس پر ترس نہیں کھاتے۔

نمبر 4. ایسے شخص کا نورِ ایمان دن بدن کم (اور کمزور) ہوتا چلا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ جس شخص کو تباہی کا شکار کرنا چاہے۔ تو اس کے ایمان کا نور مکمل طور پر ختم ہو جاتا ہے۔ اور ایسے شخص کی موت کفر کی حالت میں ہوا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس آفت سے محفوظ فرمائے۔ (آمین) اور وہ ناقص ایمان کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس آفت سے محفوظ و مامون رکھے۔ (آمین)

(اس فقیر محمد عبدالرؤف کی اللہ تعالیٰ کے حضور دست بستہ ، نہایت عاجزی وانکساری کے ساتھ یہ دعا ہے ۔ کہ! اللہ تعالیٰ ہم سب کو دائمی طور پر دولت ایمان کے ساتھ زندہ رکھے ۔ اور دولتِ ایمان کے ساتھ ہمیں دنیا سے آٹھائے ۔ آمین)

اسی طرح سے والدین کی فرمانبرداری کے چار (بڑے) فوائد یہ ہیں ۔ جو کہ مذکورہ نقصانات کی ضد ہیں ۔

نمبر 1. دنیا اس شخص سے اس طرح محبت کرتی ہے ۔ جس طرح کہ ایک بندہ مومن جنت کے ساتھ محبت کرتا ہے ۔

نمبر 2. لوگ اس کی گفتگو ، توجہ اور دلچسپی سے سنتے ہیں ۔ **نمبر 3.** اولیائے کرام ایسے شخص سے محبت کرتے ہیں ۔

نمبر 4. ایسے شخص کا ایمان (روز بروز بڑھتا چلا جاتا ہے ۔

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ ؒ نصیحت فرماتے ہیں ۔ کہ! اِن چاروں فوائد اور نقصانات کو ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھو ۔

ایمان میں اضافے کے اسباب :

حضرت احمد بن مبارک کہتے ہیں ۔ کہ! ایک مرتبہ حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ ؒ نے اِن اُمور کا تذکرہ کیا ۔ کہ جن کی بدولت ایمان میں اضافہ ہوتا ہے ۔

نمبر 1. قبور کی زیارت کرنا ۔ **نمبر 2.** صِرف اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے صدقہ کرنا ۔

نمبر 3. جھوٹی قسم کھانے سے بچنا ۔ **نمبر 4.** جن اعضاء کے پردے کا حکم دیا گیا ہے ۔ (اپنے اُن اعضاء کو چھپانا ۔ اور دوسروں کے) اُن اعضاء کی طرف دیکھنے سے بچنا ۔

نمبر 5. (خود کو گناہوں سے بچانا) اور اپنے اور دیگر لوگوں کے گناہوں کی پردہ پوشی کرنا ۔ کیونکہ جو شخص دوسرے لوگوں کے گناہوں کی ٹوہ میں رہنا شروع کر دیتا ہے ۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں یہ وسوسہ پیدا کر دیتا ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس گناہ گار کے تمام تر گناہوں کے باوجود اس قدر نعمتوں سے نوازا ہے ۔ کہ شاید یہ نعمت اس کے گناہوں کی بدولت میسر آئی ہے ۔ (استغفر اللہ ۔ توبہ نعوذ باللہ)

نمبر 6. حاملینِ شریعت یعنی علمائے کرام کی تعظیم بھی ایمان میں اضافے کا سبب بنتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن کی قدر پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے ۔

سیدی عبدالعزیز دباغ ؒ فرماتے ہیں ۔ کہ! اگر لوگوں کو علمائے عظام کی قدر و قیمت کا پتہ چل جائے ۔ تو وہ اُنہیں زمین پر چلنے بھی نہ دیں ۔ بلکہ ہر علاقے کے لوگ اپنے علماء کو کندھوں پر آٹھا کر گھومیں ۔ عارف باللہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ کا فرمانِ عالیشان ہے ۔ کہ!

مسلمانوں کے چہروں کی طرف نظر کرنے سے بھی دولتِ ایمان میں اضافہ ہوتا ہے ۔

اِسی ضمن میں حضرت احمد بن مبارک کہتے ہیں ۔ کہ! مسلمان اللہ تعالیٰ کے کتنے ہی نافرمان کیوں نہ ہوں ۔ اِن کی قربت کی اہمیت پھر بھی بہت فائدہ مند اور نفع بخش ہوتی ہے ۔ کیونکہ دین وشریعت کے احکامات کی معرفت ہی سب سے قیمتی چیز ہے ۔ لہذا ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے ۔ ہم مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے ۔ مسلمانوں کے ہمراہ رہتے ہیں ۔ گلیوں ، بازاروں اور حالتِ سفر اور زندگی کے دیگر تمام معاملات (جیسے لین دین ، رشتے ناطے اور دیگر کئی اُمور) میں بہر حال ہمارا واسطہ مسلمانوں ہی سے پڑتا ہے ۔ بطور خاص جہاں اَمر بالمعروف کی دعوت اور نہی عن المنکر کی روک تھام اور دیگر نیک کاموں کے نصائح کئے جاتے ہیں ۔ یا جہاں دعوت و دین کی تبلیغ کی جاتی ہے ۔ (شکر الحمد للہ رب العالمین)

اِرتکابِ گناہ کے نقصانات :

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ ؒ نے (احمد بن مبارک سلجماسی ؒ سے) دریافت کیا ۔ کیا تم جانتے ہو؟ کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ دردناک عذاب کسے دیا جائے گا ؟ میں نے عرض کیا ۔ آپ ؒ بیان فرمائیں ۔ (تو) آپ ؒ نے فرمایا ۔ کہ!

جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے تندرست جسم ، مکمل عقل اور پوری صحت عطا کی ہو ۔ اور اِس کے ساتھ اسے زندگی کی تمام نعمتوں سے بھی سرفراز کیا ہوا ہو ۔ اور پھر اِس (غافل شخص) کو ایک ، دو یا اس سے زیادہ دنوں تک خیال بھی نہ آ سکے ۔ اور اس کے برعکس جب وہ کسی گناہ کا ارتکاب کرنے لگے ۔ تو مکمل طور پر اس گناہ کی طرف متوجہ ہو جائے ۔ اس سے بھرپور لذت حاصل کرے ۔ اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری سے بے نیاز ہو کر اس گناہ کے ارتکاب کو اچھا سمجھنے لگے ۔ غرض یہ کہ گناہوں کی دلدل میں پوری طرح سے دھنس جائے ۔ اور اللہ تعالیٰ سے مکمل طور پر لاتعلق ہو جائے ۔ پوری طرح سے گناہوں میں مائل ہو جائے ۔ اور اِن کا ارتکاب اس طرح کرے ۔ جیسے کہ یہ ایک جائز عمل ہو ۔ ایسے شخص کو قیامت کے دن یہ عذاب دیا جائیگا ۔ کہ اسے مکمل طور پر آگ میں ڈال دیا جائے ۔ اس آگ کی وجہ سے ایسے شخص کو ہر جہت سے عذاب ہوگا ۔ اور اسے اس عذاب کی مزید طلب اسی طور سے ہوگی ۔ جیسے کسی خارش زدہ کو خارش کی طلب ہوتی ہے ۔ حالانکہ خارش کرنا خود اسی کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے ۔

اِرتکابِ گناہ کے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا:

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغؒ نے مزید فرمایا۔ کہ! گناہوں کے ارتکاب کے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا بہت ہی عمدا اور افضل عمل ہے۔ اس لئے جب کوئی بندہ (خدانخواستہ) کسی گناہ کا مرتکب ہونے لگے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ یہ بات پیشِ نظر رکھنے کی کوشش کرے۔ کہ اس کا پروردگار زبردست قدرت (طاقت) کا مالک ہے۔ انشاء اللہ اس (اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تخیل وتصور) کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جائے گا۔ (جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس شخص کے گناہ معاف فرمادے گا) لیکن اگر گناہوں کو معاف نہ بھی کیا گیا۔ تو بھی اس کے عذاب میں ضرور کمی آجائے گی۔

ایک مرتبہ حضرت سیدی عبدالعزیز دباغؒ نے گناہ کے ارتکاب کے وقت اپنے رب کو یاد کرنے کے بارے میں اپنے شیخ حضرت عمر بن الھواریؒ کے حوالے سے ایک حکایت بیان فرمائی۔ کہ! حضرت عمر بن محمد الھواریؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ایک مرتبہ ایک انتہائی گناہ گار شخص میرے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں بھی اس وقت اپنے شیخ کے پاس موجود تھا۔ اس نے میرے شیخ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے میرے آقا۔ میں بہت گناہ گار ہوں۔ اور مسلسل گناہوں کا ارتکاب کرتا رہتا ہوں۔ اس سے بچنے کی کیا صورت ہوسکتی ہے ؟ میرے شیخ نے فرمایا۔ تجھ پر افسوس ہے۔ کہ تو اپنے پروردگار کی نافرمانی میں مشغول ہے۔ گناہوں کو چھوڑ دے۔ اور دوبارہ گناہوں کے مرتکب نہ ہونا۔ اس نے عرض کی۔ یہ میرے لئے ممکن نہیں ہے۔ شیخ نے فرمایا۔ تجھ پر افسوس ہے۔ تو اپنے پروردگار کی بارگاہ میں توبہ کرلے۔ پھر اس نے یہ عرض کی۔ کہ یہ بھی نہیں کرسکتا۔ تو شیخ نے اپنی توجہ اس سے ہٹالی۔ وہ (گناہ گار) شخص ایک دو دن تک وہاں ٹھہرا رہا۔ آخر کار جب وہ اُٹھ کے جانے لگا۔ تو دوبارہ اپنے شیخ سے دریافت کیا۔ کہ اے میرے آقا! میں گناہوں سے کیسے نجات حاصل کروں۔ شیخ نے فرمایا۔ تُو جب بھی (کسی چھوٹے یا بڑے) گناہ کا ارتکاب کرنے لگے۔ تو تین باتیں ذہن میں رکھ لینا۔

نمبر 1. جو گناہ و برائی تم کرنے لگے ہو۔ اول تو تم اس گناہ اور برائی کو یاد رکھو۔ اس کی قباحتوں اور اس کے ارتکاب کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی وغضب کے بارے میں سوچ لینا۔

نمبر 2. اپنے وجود کی کم مائیگی اور کمزوری کا خیال کرنا۔ کہ (اس قدر حقیر ہونے کے باوجود تم) کس طرح تم اپنے (مہربان، رحیم وکریم ذات کے حامل) رب تعالیٰ کی نافرمانی کر رہے ہو۔

نمبر 3. اپنے پروردگار کی عظمت وطاقت وقدرت اور اُس کے سطوت وقہر کا خیال دل میں لانا۔ کہ وہ جب چاہے۔ تمھاری گرفت کر کے تمھیں قرار واقعی سزا (بھی) دے سکتا ہے۔ اور پھر یہ سوچنا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے درگزر کرتے ہوئے کس طرح تمھارے عیوب پر پردہ ڈال رکھا ہے۔

ان تینوں باتوں کو پیشِ نظر رکھو گے۔ تو پھر جو جی میں آئے کرلینا۔ چنانچہ وہ شخص چلا گیا۔ اور کچھ مدت کے بعد مجھے (الھواریؒ کو) ملا۔ اور مجھے سلام کیا۔ اور کہا۔ کہ (شاید) آپؒ مجھے نہیں پہچانتے ؟ میں نے کہا۔ آپ کون ہیں؟ کہنے لگا۔ میں وہی معاصی ہوں۔ حضرت کے کلام کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میری دستگیری فرمائی۔ اس طرح کہ جس وقت میں معصیت کا ارادہ کرتا۔ تو جن اُمور (مذکورہ تین باتیں) کو حضرت (الھواریؒ) نے یاد رکھنے کو فرمایا تھا۔ (اِن تینوں باتوں کو جب میں) یاد کرتا تھا۔ تو گناہ نہیں کرسکتا تھا۔ اور یہی (تین نصائح) میری توبہ کا سبب بنے۔

دنیاوی اسباب کی مثال:

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغؒ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! دنیاوی ذریعہ معاش خواہ تجارت ہو یا زراعت، اِن کی حیثیت فقیر (سیدی دباغؒ) کے ہاتھ میں کشکول کی مانند ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے۔ کہ وہ کسی سبب کے بغیر رزق عطا نہیں فرماتا۔ بلکہ جب بندہ دنیاوی اسباب میں سے کسی ایک سبب کا کشکول ہاتھ میں لے کر اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان بارگاہ میں دست سوال دراز کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی شانِ ربوبیت کے مطابق اُسے رزق عطا فرمادیتا ہے۔ اسی لئے انسان کو چاہیئے۔ کہ! وہ اپنے اختیار کردہ کشکول کی اصل حقیقت کو پیشِ نظر رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست سوال دراز کرتے ہوئے سبب کے بجائے اللہ تعالیٰ کی عظیم المرتبت ذات کو اپنی توجہ کا مرکز بنائے۔ بالکل اسی طرح جیسے کسی فقیر کی پوری کی پوری توجہ اپنے کشکول کے بجائے صدقہ وخیرات دینے والے کی طرف مبذول ہوتی ہے۔ جب انسان اِسی کیفیت کے ہمراہ اللہ تعالیٰ کی وسیع بارگاہ میں دست سوال دراز کرتا ہے۔ تو اس کا اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات سے تعلق قائم ہوجاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں اِس کا ظاہری ذریعہ معاش بھی قربِ خداوندی کا سبب بنے گا۔ کیونکہ اس کا اصل اعتماد اور بھروسہ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان ذات پر ہے۔ اِسی لئے وہ صِرف وہی ذرائع آمدن کے ایک یا زیادہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ رزق دینے والی ذات تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ اگر وہ چاہے۔ تو کسی ایک ذریعے سے اس قدر رزق عطا فرمادے۔ جو دوسروں کو متعدد ذرائع سے حاصل ہوتا ہے۔ (لہذا اِن تمام نکات کو ذہن میں رکھتے ہوئے) انسان کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔ اور ہمیشہ آمدن کے جائز ذرائع اختیار کرنے چاہیئے۔ اولیاء اللہ کا بھی یہی طریقِ اسلوب ہے۔

لوگوں کی اقسام:

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغؒ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! انسان کو چاہیئے۔ کہ! وہ ہمیشہ اپنی کیفیت کا جائزہ لازمی لیتا رہے۔ کہ وہ کس مقام پر موجود ہے۔ اور اس نے اپنی ذات کے لئے کون سا دروازہ کھول رکھا ہے۔ (یاد رہے۔ کہ یہ کام فوراً کر لینا چاہیئے۔ اور ہمیشہ اِس کام کی مسلسل تکرار کرنی چاہیئے) اس سے پہلے کہ انسان اپنے کیئے پر شرمسار و شرمندہ ہو۔ (کیونکہ! اگر کافی وقت گزر گیا) تو اس کی ندامت بھی کسی کام نہیں آئے گی۔ بقول شاعر!

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبریست وقتِ پیری گرگ ظالم میشود پرہیزگار

اکثر لوگ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ! ظاہری طور پر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرنا ''بابُ الحق'' کو کھولنے کے لئے کافی ہے۔ جیسا کہ ظاہری طور پر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی کرنا شر کے دروازوں کو کھولنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ حالانکہ حقیقت حال تو اِس سے مختلف ہے۔ کیونکہ ظاہر کا باطن کے مطابق ہونا لازمی ہے۔ لہذا اِس اعتبار سے لوگوں کی (غالباً) چار قسمیں ہوں گی۔

نمبر1. وہ لوگ کہ جن کا ظاہر و باطن دونوں ہی اللہ کے ساتھ ہوں۔ ظاہر کی صورت یہ ہے۔ وہ انسان مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرے۔ جبکہ باطنی تعلق کا مفہوم یہ ہے۔ کہ ظاہری اطاعت کے وقت انسان کسی بھی قسم کی غفلت کا شکار نہ ہو۔ اور اسے مراقبے و مشاہدے کی صلاحیت بھی حاصل ہو۔ اس قسم سے تعلق رکھنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہوں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اگر کوئی انسان یہ سوچ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول و مائل ہو۔ کہ عبادت کا اہل صِرف اور صِرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ تو اس کی عبادت میں کبھی بھی کوئی وسوسہ یا شائبہ داخل نہیں ہو سکے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

نمبر2. وہ لوگ کہ جن کا ظاہر و باطن دونوں ہی غیر اللہ کی جانب مبذول ہوں۔ (اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اِس سے محفوظ رکھے۔ آمین) یہ تو وہ لوگ ہیں۔ کہ جن کا ظاہر بھی احکاماتِ خداوندی کی خلاف ورزی میں مشغول ہے۔ اور اِن کے باطن پر تو ویسے بھی غفلت و تاریکی کے اندھیرے چھائے ہوئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ ترین لوگ ہیں۔

نمبر3. جوہ لوگ کہ جن کا ظاہر تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ متعلق نظر آئے۔ اور اِن کا باطن غیر اللہ کی طرف مائل و مشغول ہو۔ چنانچہ ظاہری طور پر تو یہ لوگ احکامِ خداوندی کی پیروی میں مشغول نظر آتے ہیں۔ مگر اِن کا باطن غفلت کا شکار ہوتا ہے۔

نمبر 3 کی توضیح میں حضرت دباغؒ مزید فرماتے ہیں۔ کہ! اس خامی کی بنیادی وجہ یہ ہے۔ کہ! انسان عبادت کرتے وقت صِرف عام عادت کے تحت چند افعال سرانجام دے۔ اِن کے نزدیک عبادت بھی دیگر عام عادات کی مانند ایک عادت ہی کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس کی وجہ سے اِن کا وجود اِس عادت سے مانوس ہو جاتا ہے۔ لہذا یہ احکامِ شریعت کی پیروی کے بجائے صرف اپنی عادت سے مجبور ہو کر عبادت کیا کرتے ہیں۔

یاد رہے۔ کہ! اِس قسم سے تعلق رکھنے والے کچھ افراد کی کیفیت تو یہاں تک ہوتی ہے۔ کہ ایسے لوگ دیگر لوگوں میں ایک متقی و پرہیزگار اور عبادت گزار و نیک شخص کی حیثیت سے مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور پھر اس بات سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔ کہ! اگر ہم نے عبادت نہ کی۔ یا عبادت میں کوئی کوتاہی و غفلت برتی۔ تو ہماری شہرت کو نقصان پہنچے گا۔ (ریاکار مسلمان کی یہی نشانی ہے) ایسے لوگ ہمیشہ دیگر لوگوں کی نظروں میں اپنی قدر و منزلت اور اپنے تقوی و نیکی کی ساکھ کو برقرار رکھنے کے لئے دائماً عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ یہ تو وہ لوگ ہیں۔ کہ جتنی زیادہ عبادت کرتے جائیں گے۔ اُسی قدر ہی اللہ تعالیٰ اور اُس کی عنایات و اکرامات سے دور ہوتے چلے جائیں گے۔ (اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی عبادت سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین) بعض اوقات ایسے بھی ہوتا ہے۔ کہ! اِس قسم سے تعلق رکھنے والے افراد میں سے کسی شخص کی ملاقات پہلی قسم سے تعلق رکھنے والے اولائیے کرام سے ہو جاتی ہے۔ وہ ولی اللہ اس (ریاکار) شخص کے باطن میں موجود پروان چڑھنے والی خرابی و تباہی کو پہچان کر اس شخص کی اس بیماری سے نجات کے لئے ایسے شخص کو ظاہری عبادات سے روک کر عدم ادائیگی کا حکم دیتا ہے۔ جن کا کہ یہ شخص عادی ہو چکا ہوتا ہے۔ لیکن وہ اپنی عادت و بیماری سے مجبور ہو کر اُس ولی اللہ کی نصیحت کو قبول نہیں کرتا۔ اور بدستور ظاہری عبادات کی ادائیگی میں محو و مستغرق اور مشغول رہتے ہوئے خود کو تباہ و برباد کر لیتا ہے۔ (استغفر اللہ۔ توبہ ونعوذ باللہ) بہت سے عبادت گزار صِرف اِسی وجہ سے جہنم کا ایندھن بنے ہیں۔ کہ اُنہوں نے اپنی کی ہوئی عبادت پر بھروسہ کر لیا۔

احمد بن مبارک سلجماسیؒ اسی نوعیت کا ایک سبق آموز واقعہ حضرت بایزید بسطامیؒ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ! اِن کے زمانے میں کسی شخص کی باطنی کیفیت ایسی ہی ہوگئی تھی۔ تو حضرت بسطامیؒ نے اُس شخص کو نوافل کی ادائیگی نہ کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ لیکن اس نے آپؒ کا

حکم نہ مانا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے سمجھایا بھی۔ کہ! تم آخر اتنے بڑے ش؟ شیخؒ کی بات کیوں نہیں مان رہے۔ لیکن حضرت بایزیدؒ نے اُس کے ساتھیوں کو کہا۔ کہ اسے اس کے اسی حال پر چھوڑ دو۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نظروں سے گز چکا ہے۔

نمبر 4. وہ لوگ کا جن کا ظاہر تو غیر اللہ کی طرف مائل و مشغول محسوس ہوتا ہے۔ لیکن باطنی اعتبار سے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف مائل و مشغول ہیں۔ اسے لوگ ظاہری طور پر تو شریعت کے احکامات کی (کھلم کھلا) خلاف ورزی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لیکن اِن کا باطن اللہ تعالیٰ ہی کی طرف مائل بہ کرم مراقبہ حق میں مشغول ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ چنانچہ وہ معصیت کے ظاہری ارتکاب کے باوجود مشاہدہ حق سے غافل نہیں ہوتا۔ کیونکہ ایسے لوگوں کو گناہ بہت بھاری محسوس ہوتے ہیں۔ اور اسے یوں لگنے لگتا ہے۔ کہ جیسے اس پر پہاڑ پھینک دیا گیا ہو۔ ایسا شخص ہمیشہ پریشان اور غمگین رہتا ہے۔ اس قسم سے تعلق رکھنے والے افراد تیسری قسم کے لوگوں سے بدرجہا بہتر اور افضل ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ ظاہری عبادات کا بنیادی مقصد تو انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کے وقت خشوع و خضوع اور عاجزی و انکساری کا جذبہ پیدا کرنا ہوتا ہے۔ جو اس قسم کے افراد کو میسر ہو جاتا ہے۔ لیکن تیسری قسم کے لوگ محرومی کا شکار رہتے ہیں۔

آداب و حالات و تفصیلاتِ دیوانُ الصّالحین بقول حضرت سیدی عبدالعزیز دباغؒ :

سیدی عبدالعزیز دباغؒ چونکہ خود مرتبہ غوثیت پر فائز المرام تھے۔ اور اکثر و بیشتر وی بزمِ نبوی ﷺ، میں حاضر خدمت بھی رہتے تھے۔ اور مرتبہ غوثیت کے جملہ اُمور کی ذمہ داری بھی حضرت سیدی دباغؒ کے اوپر تھی۔ اِسی لئے اُنہوں نے اولیاء اللہ کے دیوان اور بزمِ نبوی ﷺ کو مفصلاً یہاں بیان کیا ہے۔ جس کو کہ یہاں (کتاب اَسرارِ محبوب میں) اِختصار کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے۔

دیوانُ الصّالحین کے انعقاد کی جگہیں :

سیدی عبدالعزیز دباغؒ فرماتے ہیں۔ کہ! صالحین (اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ کے چند چنے ہوئے بزرگ اولیاء اللہ) کا دیوان اسی غارِ حرا میں منعقد ہوتا ہے۔ جس میں کہ نبی مکرم ﷺ بعثت نبوت سے قبل تنہائی میں عبادت و ریاضت کیا کرتے تھے۔ اور سال بھر میں صِرف ایک مرتبہ دشتِ سوس اور سوڈان کے مغربی حصے کے درمیان ''زاوی اسا'' نامی جگہ پر سوڈان سے تعلق رکھنے والے اولیائے کرام کا اجتماع ہوا کرتا ہے۔ اِن میں سے بعض حضرات صِرف اِسی ایک رات میں دیوان میں تشریف لایا کرتے ہیں۔ تو میں (احمد بن مبارکؒ) نے دریافت کیا کیا اِن دو مقامات کے علاوہ بھی کسی جگہ پر زیادہ سے زیادہ اولیائے کرام کا اجتماع ہوتا ہے؟ تو آپؒ نے فرمایا۔ کہ! اِن دو مقامات کے علاوہ کسی بھی جگہ پر زیادہ سے زیادہ دس اولیائے کرام اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ زمین اِن کے انوارات کو برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت و منشاء بھی یہی ہے۔ کہ! یہ حضرات (اولیائے کرام) پوری کی پوری روئے زمین کے درمیان پھیلے رہیں۔ (یاد رہے۔ کہ!) جب اولیائے کرام اس مقدس دیوان میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ تو یہ ایک دوسرے کی روحانی مدد بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ اِن کے وجود سے انوار نکل کر دوسروں کے وجود میں اس طرح داخل ہوتے ہیں۔ جیسے تیر ایک طرف سے چل کر دوسری طرف لپکتا ہے۔ لہذا جب یہ مجلس برخواست ہوتی ہے۔ تو تمام اولیاء اللہ کی روحانیت و نورانیت میں (بہت زیادی) اضافہ ہو چکا ہوتا ہے۔ نچلے طبقے کے اولیاء اپنے وجود کے ہمراہ حاضر ہوتے ہیں۔ (یعنی کہ جب وہ حاضر ہوں گے۔ تو اپنے گھر بار یا لوگوں کی نظروں کے سامنے نہیں ہوں گے) جبکہ اکابر اولیاء اللہ کے لئے ایسی کوئی پابندی نہیں ہے۔ (یعنی وہ اپنے گھروں میں بھی موجود ہوتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے بھی ہوتے ہیں۔ اور دیوان میں بھی موجود ہوتے ہیں۔ کیونکہ اِن کو یہ تصرف حاصل ہوتا ہے۔ کہ ایک وقت میں وہ کئی جگہوں پر موجود رہتے ہیں۔ جیسا کہ کئی اولیاء اللہ کے واقعات بہت مشہور و معروف ہیں)

دیوان الصالحین کے انعقاد کا مخصوص وقت اور قبولیت دعا کی گھڑی :

دیوان کے انعقاد کا مخصوص وقت رات کا وہ آخری حصہ ہے۔ کہ جب نبی آخرُ الزماں ﷺ کی مبارک پیدائش ہوئی۔ رات کا یہ تیسرا پہر مقبولیت کے لئے بھی ایک بنیادی سبب ہے۔ اِس ضمن میں ایک حدیثِ نبوی ﷺ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں۔ ہمارا پروردگار رات کے آخری پہر میں آسمانِ دنیا پر اپنی خصوصی توجہ فرماتا ہے۔ اور ارشاد فرماتا ہے۔ کون ہے؟ جو مجھ سے دعا مانگے۔ اور مَیں اس کی دعا کو قبول کروں۔ اِسی ضمن میں صاحب **الابریز** فرماتے ہیں کہ! جو شخص وقتِ قبولیت کو پانا چاہے۔ اُسے چاہیئے۔ کہ وہ سوتے وقت (بحالتِ وضو) سورہ کہف شریف کی آخری آیات (11 مرتبہ) پڑھ کر پاک و صاف بستر پر سو جائے۔ اور نیت یہ ہو کہ! رات کو بوقتِ استجابت آنکھ کھلے۔ یعنی کہ! یا اللہ تعالیٰ (رات کے جس وقت) ساعتِ قبولیت ہو مجھے اپنے خصوصی فضل و کرم سے بیدار فرما دے۔

اِنَّ الَّـذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَھُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا oخٰلِدِیْنَ فِیْھَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْھَا حِوَلًا o قُلْ لَّوْ
کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا o قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ
یُوْحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا o

اس کے بعد صاحب عمل ہٰذا یہ دُعا کرے۔ کہ! یا اللہ تعالٰی (رات کے جس وقت) ساعتِ قبولیت ہو۔ مجھے اپنے خصوصی فضل وکرم، وسعتِ رحمت اور اپنی عظمت و ربوبیت کے صدقے سے بیدار فرما دے۔ آمین۔ یہ شیخ عبد الرحمٰن ثعالبیؒ کا بیان ہے۔ کہ! ہم نے بار ہا اس (عمل) کو آزمایا۔ اور اس کو اوروں نے بھی تجربہ کیا۔ حتٰی کہ اکثر ایسا ہوا۔ کہ متعدد اشخاص نے یہ آیات پڑھ کر (ساعتِ قبولیت کے وقت) جاگنے کی دعا مانگی۔ اور کسی ایک کو دوسرے کی نیت کا بھی علم نہیں تھا۔ مگر جب بیدار ہوئے۔ تو بھی ایک ہی وقت میں۔

حضرت سیدی دباغؒ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! صاحبِ عمل کو عمل (یعنی کسی بھی قسم کی کوئی نیکی یا نیک عمل) کرتے وقت اپنا (ایک سرسری سا) جائزہ لینا چاہیئے۔ اگرچہ اس کا عمل کسی قدر معمولی ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ ہر معمولی سے معمولی نیکی کا بھی کوئی نہ کوئی اجر (اور ثواب) ضرور ہوتا ہے۔ اور اس اجر کا مخصوص نور ہوتا ہے۔ جو نیکی کرنے والے شخص کے باطن پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ اثر محسوس بھی کیا جا سکتا ہے۔ (اس اثر کو محسوس کرنے کا سہل طریق یہ ہے۔ کہ!) اگر نیکی کرتے وقت انسان کا دل دنیاوی خواہشات اور اللہ تعالٰی سے منقطع کرنے والے اُمور سے معمور ہوگا۔ تو انسان کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہ اجر (اور ثواب) سے محروم رہے گا۔ کیونکہ اجر سے محرومی کے باعث اس کا دل غافل ہے۔ لیکن اگر عمل کرتے وقت انسان کا دل بارگاہ رب العزت کی طرف متوجہ ہو۔ تو انسان کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالٰی اسے اس عمل کا بہترین اجر عطا فرمائیں گے۔ (انشاء اللہ تعالٰی) اسی طرح اگر کوئی شخص پورے خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں دستِ سوال دراز کرتا ہے۔ تو اللہ تعالٰی اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ البتہ (اس شخص کی اسی) دعا کی قبولیت کا اثر دو صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں (ضرور) ظاہر ہوتا ہے۔ ایک صورت تو یہ ہے۔ کہ سائل کی درخواست کے مطابق اس کی مراد پوری کردی جاتی ہے۔ جبکہ دوسری صورت یہ ہے۔ سائل کی مراد تو پوری نہیں ہوتی۔ البتہ اسے مراد پوری نہ ہونے کی حکمت کے راز سے آگاہ (ضرور) کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ خصوصیت صِرف اولیاء اللہ ہی کو حاصل ہے۔

قضائے حوائج کا مجرب المجرب عمل: (بذریعہ صحیح بخاری شریف)

حضرت سیدی دباغؒ اِس ضمن میں مزید فرماتے ہیں۔ کہ! ہر شہر میں لوگوں کی معاونت اور دیگر امور کے لئے فرشتوں کی ایک جماعت لازمی مقرر ہوتی ہے۔ یہ جماعے ان امور میں مدد کے لئے معین کی جاتی ہے۔ کہ جو امور اہلِ تصرف اولیاء اللہ کی طاقت سے بالا ہوں۔ کسی جگہ ستر، کہیں اَسی یا کہیں اس سے کم وبیش۔ یہ فرشتے انسانی شکل میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ کہیں یہ ملائکہ کسی خواجہ (امیر و رئیس، یا بادشاہ و حاکم و وزیر) کی شکل میں، تو کہیں کسی فیر و گداگر کی شکل میں، کہیں ضعیف او معمر شخص تو کہیں کسی نوجوان یا بچے کی شکل میں یہ فرشتے ہوتے ہیں۔ غرضیکہ! یہ یہ کسی بھی عمر و ہیئت یا عہدے وغیرہ میں اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہوتے ہیں۔ مگر لوگوں کی ان کا پتہ نہیں چلتا۔ بجز اولیائے کاملین کے۔ اگر کوئی شخص بخاری شریف کا ایک پارہ لے کر کیس ولی اللہ کے مزار پر چلا جائے۔ اور (بخاری شریف کے کسی بھی باب بالخصوص آخری باب کو) کھول کر اس کے راویانِ حدیث اور اس ولی کے (کہ جس کے مزار پر صاحبِ حاجت حاضر ہے) توسل وتصدق سے دعا مانگے۔ تو اس کی مراد بَر آتی ہے۔ خصوصًا بخاری شریف کا آخری پارہ۔ اس (بات کی یقین دہانی کے لئے) پر میں (حضرت جناب مبارک علی سلجماسیؒ) نے حضرت (سیدی عبدالعزیز دباغؒ) سے دریافت کیا۔ کہا یہ صحیح ہے یا غلط؟ تو آپؒ نے فرمایا۔ کہ! ہر شہر میں ملائکہ کی ایک خاص تعداد ہوتی ہے۔ جب وہ (یعنی ملائکہ) کسی بندے (حاجتمند) کو اللہ تعالٰی سے کوئی چیز مانگتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اگر وہ دیکھیں۔ کہ! یہ چیز اس کی تقدیر میں لکھی جا چکی ہے۔ تو اسے (اللہ تعالٰی کے حضور اپنی حاجت روائی پیش کرنے کے) صحیح طریقے پر لے آتے ہیں۔ اور دعا کرنے میں اس کا ساتھ بھی دیتے ہیں۔ تو وہ دعا توفیق ایزدی کے شاملِ حال ہو جاتی ہے۔ اور شیطان اس کیراستے سے ہٹ جاتا ہے۔ لیکن اگر ملائکہ یہ دیکھیں۔ کہ! وہ چیز اس کے مقدر میں لکھی ہوئی نہیں ہے۔ تو وہ اس کو اس کی حالت پر ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ اور شیطان درمیان میں آ موجود ہوتا ہے۔

لہذا جب فرشتے کسی شخص کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہ صحیح بخاری کا کوئی پارہ لے کر کسی ولی اللہؒ کے مزار و درگاہ کی جانب (اپنی حاجت روائی کے مقصد سے) جا رہا ہے۔ اور وہ یہ بھی دیکھ لیں۔ کہ اس شخص کی حاجت پوری ہو جائے گی۔ تو وہ اس شخص (باطنی طور پر رہنمائی کر کے) اُسے سیدھے راستے پر لا کر دعا کے دوران اس کے دل میں عاجزی وانکساری کے جذبات پیدا کر دیتے ہیں۔ اور اِسی شخص کے ہمراہ مزار و درگاہ تک تشریف لے جاتے ہیں۔ ظاہری طور پر تو صحیح بخاری شریف کے اوراق اس شخص کے پاس ہوتے ہیں۔ لیکن کتاب میں موجود الفاظ کے اَسرار فرشتوں نے اُ

ٹھائے ہوئے ہوتے ہیں۔ جب وہ شخص دعا کرتا ہے۔ تو فرشتے ساتھ میں آمین کہتے جاتے ہیں۔ لہذا اس شخص کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ فرشتے یہ دیکھ لیں۔ کہ! اس شخص کے نصیب میں حاجت روائی نہیں ہے۔ تو وہ اس کتاب (صحیح بخاری شریف) کے اَسرار کو نکال کر الگ ہو جاتے ہیں۔ اور وہ شخص کتاب کے ظاہری وجود کو ہاتھ میں لے کر مزار و درگاہ کی طرف (خالی اور برکت کے بغیر) جاتا ہے۔

حضرت سیدی دباغؒ نے مزید فرمایا۔ ہم عموماً دیکھتے ہیں۔ کہ! بہت سے ایسے اوراق زمین پر گرے ہوئے ہوتے ہیں۔ جن پر کہ اللہ تعالیٰ کا اسم (یا مختلف اسماء) تحریر ہوتے ہیں۔ اور یہ اوراق عوام الناس کے پَیروں کے نیچے بھی آتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔) اگر فرشتے اِن اسمائے الٰہیہ کے اَسرار نہ نکالیں۔ تو بہت سے لوگ بے ادبی ہی کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں۔ (فرشتوں کا حاجت روائی میں ساتھ ہونے کا مفصل بیان حضرت سلطان العارفین جناب سلطان الفقر سلطان باہوؒ نے اپنی تصانیف میں جا بجا طور پر تحریر فرمایا ہے۔ جس کی کچھ تفصیل یہ ہے)

دَم ملانا : (قبولیتِ دُعا کا تکنیکی عمل)

قبولیتِ دعا کے سلسلے میں حضرت سلطان الفقر سلطان جناب سلطان باہوؒ کی تصنیف ''نور الہُدیٰ'' میں فرماتے ہیں۔ کہ!

فقر کا تمام راستہ ریاضت و مجاہدے سے حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ آنحضرت نبی مکرم ﷺ کی نگاہِ حق اور عنایت سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ مرشد کامل اپنی خاص توجہ سے طالب کو حضورِ اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا دیتا ہے۔ اور ہر ہر منصب اور مرتبہ آنحضور ﷺ سے سفارش کر کے دِلوا دیتا ہے۔ واضح ہو۔ کہ توجہ کی دو اقسام یہ ہیں۔ (توجہ کی تین اقسام کا بیان اسی باب میں پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے)

☆ اول توجہ وہ ہے۔ کہ مرشد اپنے مرید و طالب کو ایک ہی توجہ، ایک ہی تصور، ایک ہی تفکر، ایک ہی دَم سے اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شرف عطا کرا دیتا ہے۔ یعنی جسّہ اربعہ عناصر لباس وصفات سے یک دم باہر آ کر غرق فنا فی اللہ ذات ہو جائے۔

☆ دوم وہ توجہ کہ طالب (اپنے مرشد کی) ایک ہی توجہ، ایک ہی تصور، ایک ہی تفکر، ایک ہی دَم سے مجلس خصوصی یعنی بزم نبوی ﷺ میں پہنچ کر جملہ انبیاءؑ ، اہل ، بیتِ رسول ﷺ ،صحابہ کرامؓ ، اولیاء، اصفیاء، اور جملہ اصحابِ کبار و پنج تَن پاک ، آئمہ مجتہدینؒ ، حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کے دیدار پر انوار اور ملاقات متبرکات سے مشرف ہو کر اِن سب پاک ہستیوں کے منظورِ نظر ہو کر ملازمِ درگاہ ہو جائے۔ اور اُن سے جملہ مہمات دینی و دنیاوی (اور اُخروی) اور معرفت توحید و رسالت، جمیعت و حقیقت کے ظاہری و باطنی خزائن کی کلیدات حاصل کر کے جملہ مخلوقات کو قید و مسخر اور تصرف میں بآسانی لا سکتا ہے۔ تو ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کے اس طالب کا نفس مَر جاتا ہے۔ اور دل روشن ہو جاتا ہے۔ ایسا عارف کامل ایک ہی توجہ، ایک ہی تصور، ایک ہی تفکر، ایک ہی دَم میں اپنا دَم ملا کر حضرت جبرائیلِ امینؑ کے ساتھ ملا لیتا ہے۔ جو کچھ پیغام و الہام اللہ تعالیٰ کے قرب (وحضور) سے (اَز قسم) اَسرارِ ربانی اَز نص حدیث نبوی ﷺ و آیاتِ قرآنی چاہیئے۔ اس کے قلب پر القاء ہو کر مشروطاً ظاہر و ہویدا ہو جاتے ہیں۔ دیگر اِسی طرح سے جب وہ ( ) عارف کامل ولی اللہ) اپنی ایک ہی توجہ، ایک ہی تصور، ایک ہی تصرف، ایک ہی تفکر، ایک ہی دَم، ایک ہی جذب اور ایک ہی حاضرات سے اپنا دَم حضرت میکائیلؑ سے ملا لیتا ہے۔ تو اُسی وقت بارانِ رحمت قطرات و مطرات جس قدر چاہے، برس جاتی ہیں۔ اور برکتِ حاضراتِ اسمِ اللہ ذات سے حضراتِ جبرائیلؑ اور میکائیلؑ اُسی طرح صاحب تصور کی قید و قبض اور حکم میں مستعد رہتے ہیں۔ د دیگر اِسی طرح سے جب وہ ( ) عارف کامل ولی اللہ) اپنی ایک ہی توجہ، ایک ہی تصور، ایک ہی تصرف، ایک ہی تفکر، ایک ہی دَم، ایک ہی جذب اور ایک ہی حاضرات سے اپنا دَم حضرت اسرافیلؑ کے دَم سے ملا کر صورِ اسرافیلؑ بن جاتا ہے۔ پھر وہ جس ملک و آبادی پر جلالیت (اور قہر و غضب اور عذاب) کی نظر کرتا ہے۔ تو وہ ملک و آبادی ویران (تباہ و برباد) ہو جاتے ہیں۔ اور قیامت تک آباد نہیں ہوتے۔ اور دیگر اِسی طرح سے جب وہ ( ) عارف کامل ولی اللہ) اپنی ایک ہی توجہ، ایک ہی تصور، ایک ہی تصرف، ایک ہی تفکر، ایک ہی دَم، ایک ہی جذب اور ایک ہی حاضرات سے اپنا دَم حضرت عزرائیلؑ کے ساتھ ملا کر عزرائیلی دَم سے دشمن کی جان کو جذب و قبض میں کر کے بے جان و کر دیتا ہے۔ اور اسے ہر گز نہیں چھوڑتا۔ جب تک کہ دشمنِ موذی مکمل ہلاک نہ ہو جائے۔ یا دشمنِ موذی اہلِ نفس، دشمن موذی کافر جو کہ مسلمانوں کو آزار (دکھ و تکلیف) پہنچانے والا ہو۔ یا پھر بے دین اہلِ بدعت (جو کہ دینِ محمدی ﷺ) سے پھر گیا ہو۔ غرض یہ کہ (ہزاروں) چلوں میں ریاضتیں، مجاہدے کرنے اور ہزاروں دعوتیں پڑھنے اور حد سے زیادہ بے شمار ذکر و فکر کرنے اور لشکر و سپاہ پر خزانہ و مال و دولت بے شمار خرچ کرنے سے بدر جہا بہتر اور مفید تر ہے۔ کہ تصور و توجہ فقیر کامل و تصرف فقیر مکمل و تفکر فقیر اکمل اور جذب فقیرِ جامع ایک بار ہو جائے۔ جو فقیر (فنا فی اللہ) اللہ تعالیٰ سے توجہ حاصل کرنے (کا طریقہ) جان جائے۔ تو اس کی توجہ قیامت تک روز بروز ترقی پذیر ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور روز قیامت تک کبھی بھی موقوف نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ایسی توفیق جب بھی عطا فرماتا ہے۔ (یاد رہے۔ کہ!) ایسا کامل درویش صفت فقیر حامل ولایت، صاحب مراتب و مدارج عارف کامل ہی ہوا کرتا ہے۔

دَم ملانا : (قبولیتِ دُعا کے ضمن میں مقرب ملائکہ سے دَم ملا کر حاجت روائی)

اور اسی سلسلے میں حضرت سلطان الفقر سلطان العارفین جناب سلطان باہوؒ کی تصنیف ''نور الہدٰی'' کی تشریح و تفصیل (بمصداق ایک نقطہ سے لکیر اور لکیر سے تصویر یا پھر مثل دیگر جیسے کہ! دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے) ''حق نمائے نورُ الہدٰی'' میں حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ رقم طراز ہیں۔ کہ! ایسا عارف کامل اہلِ دَم، جو تصورِ اسمِ ذات (اللہ) کی عطا کردہ توفیق سے جس نبیؑ، ولی یا فرشتے سے (اپنا) دَم ملاتا ہے۔ تو یہ اسم (اللہ) ذات کی باطنی برقی طاقت سے اُس نبیؑ، ولی یا فرشتے سے اپنا روحانی رابطہ و رشتہ ملا لیتا ہے۔ اور اس کی باطنی شخصیت نور سے مملو ہو کر اس کی عظیم صفت اختیار کر لیتا ہے۔ اور وہی کام کرتا ہے۔ کیونکہ ہر نبیؑ، ولی اور ہر فرشتہ باطن میں در حقیقت ایک مخصوص صفت سے متصف ہے۔ مثلاً! اگر کسی عارف کامل کو بارش برسانے کی ضرورت ہے۔ چونکہ اِس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت میکائیلؑ (فرشتے) کو مخصوص کیا ہوا ہے۔ اور تمام بادلوں پر یہی فرشتہ انچارج و آفیسر مقرر و تعینات کیا گیا ہے۔ اسی لئے عارف کامل قوتِ تصور اسمِ اللہ ذات کے ذریعے سے اپنا دَم حضرت میکائیلؑ سے ملا لیتا ہے۔ اور جس ملک یا شہر پر جس قدر بارش برسانی مقصود و مطلوب ہو۔ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان قدرت و اِذن سے وہاں پر بارش برسنا شروع ہو جاتی ہے۔ اور اِسی طرح حضرت عزرائیلؑ سے دَم ملا کر نورِ جلال موت و مرگ سے عارف کامل متصف ہو کر جس دشمن کو چاہے۔ اپنے دَم میں پکڑ کر اُس کی روح قبض کر لیتا ہے۔ (آگے حضرت فقیر نور محمد سروری قادریؒ اسی کتاب ''حق نما نور الہدٰی'' میں اپنا ایک ذاتی واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ جس میں اُنہوں نے برسات کرا دی تھی۔) یہ تو ملائکہ اور فرشتوں سے دَم ملانے کی توضیحات تھیں۔ اسی طرح پیغمبروںؑ سے بھی دَم ملایا جا سکتا ہے۔ اِس ضمن میں حضرت بایزید بسطامیؒ کا ایک بہت مشہور و معروف واقعہ ہے۔ کہ! اُن کے پاؤں تلے (نادانستگی میں) ایک کیڑا کچلا گیا۔ اور وہ ہلاک ہو گیا۔ جس سے حضرت سلطان العارفینؒ کو بہت رنج و تاسف ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میرے پاؤں کے نیچے آ کر کچلی گئی۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے۔ ہم تو ایسے ظالم ہیں۔ کہ جان بوجھ کر بے ضرر حشرات الارض کو مار دیتے ہیں۔ یا کچل دیتے ہیں) تو حضرت نے اس وقت اس کیڑے کی دوبارہ حیات کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت عاجزی و انکساری کے ساتھ ملتجی و ملتمس ہوئے۔ فرماتے ہیں۔ کہ مَیں نے اُس وقت دیکھا۔ کہ حضرت عیسیٰ نبیؑ کی روحانیت وہیں پر اچانک سے ظاہر ہو گئی۔ اور مَیں نے اُنؑ کے توسل اور وساطت سے اُن کے ساتھ اپنا دَم ملا کر اِس مردہ کیڑے کو (بِاِذن اللہ تعالیٰ) دوبارہ زندہ کر دیا۔ اسی طرح سے ہر ہر نبیؑ، ولی اللہؒ اور فرشتے سے دَم ملا کر اُن سے انہی کی مخصوص صفت کے مطابق امداد و استعانت حاصل کی جا سکتی ہے۔ دعا کے وقت ہاتھوں کا بھاری معلوم ہونا یا جسم کا وسیع و عریض ہونا یا دعا کے وقت لذت و شیریں خوشبوئیات کا احساس ہونا یا پھر جسم پر کپکپی اور رقت کا طاری ہونا، یہ سب علامات دعا کی استجابت کی بعین نشانیاں ہیں۔ انسان کے ہر دَم اور سانس میں اُس کی روح اور دل کے خیالات ملے جلے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور اگر سانس اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر سے نکلتا ہے۔ تو وہ دَم اور سانس زندہ کہلائے گا۔ ورنہ مردہ۔۔۔۔

اسی ضمن میں حضرت فقیر نور محمد سروری قادری اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ''عرفان'' حصہ دوئم میں فرماتے ہیں۔ کہ! جس وقت سالک اپنی دعوت میں منتہی ہو جاتا ہے۔ تو اس کا دَم، دعوت سے زندہ ہو جاتا ہے۔ اس وقت اسے دعوت کے لئے زبان ہلانے اور ہونٹوں کو حرکت تک دینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بلکہ نظر، توجہ اور دَم سے ہی کام لیتا ہے۔ ایسا زندہ دَم عامل ہر فرشتے، ولی اللہ اور نبی و رسلؑ سے دَم ملا کر اتحاد پیدا کر لیتا ہے۔ (جیسے کہ حضرت فقیر نور محمد سرور یؒ نے اپنا اور حضرت بایزید بسطامیؒ کا واقعات ابھی ذکر ہوئے ہیں) اور اس فرشتے، ولی یا نبیؑ کے نور اور طاقت (Power) سے بھرپور بھر جاتا ہے۔ اور جس قدر اس میں استعدادِ وسعت اور توفیق ہوتی ہے۔ اسی قدر اس نور اور پاور سے کام لیتا ہے۔ اور استفادہ اور استمداد کرتا ہے۔

قضائے حوائج کے سلسلے میں چند جلیل القدر اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین سے منقول و منسوب اعمال یہاں پر قارئین کتاب ہذا کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ تاکہ لوگ اپنی حاجات اور مشکلات میں اِن سے کماحقہ مستفید و منتفع ہوسکیں۔ ویسے اِسی ضمن میں اِس کتاب کے حصہ دوئم میں ایک مکمل باب دیا گیا ہے۔

اوقاتِ اِستجابت :

ایسے اوقات کہ! جن میں واقعتاً دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔

☆۔ حضرت سُہل بن سعد ؓ نے فرمایا کہ! دو اوقات ایسے ہیں۔ کہ جن میں آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اور ان اوقات میں جب کوئی دعا کرے تو کم ایسا ہوتا ہے۔ کہ دعا رد کردی جائے۔ ۱۔ جب اذان کا وقت ہو۔ ۲۔ جب راہِ خُدا میں (جہاد) کے لئے صف باندھی جائے۔ (الادب المفرد للبُخاری ؒ) ☆۔ حضرت سُہل بن سعد ؓ سے روایت ہے۔ کہ رسولِ کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ! دو اوقات ایسے ہیں۔ (کہ) جب دُعائیں رد نہیں ہوتی۔ ۱۔ بوقتِ اذان ۲۔ بوقتِ جہاد جب (مسلم وغیر مسلم) آپس میں ایک دوسرے کو قتل کررہے ہوں۔ (مُستدرک للحاکم) ☆۔ حضرت ابوہریرہ ؓ حضرت نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالیشان نقل کرتے ہیں۔ (کہ) آدمی کی دُعا ضرور مُستجاب ہوتی ہے۔ جب تک کہ وہ جلد بازی کا مُظاہرہ کرتے ہوئے یہ نہ کہے۔ میں نے دعا مانگی۔ لیکن میری دعا قبول ہی نہیں ہوئی۔ (جامع ترمذی) ☆۔ حضرت انس ؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! اذان اور اقامت کے درمیان دُعا قبول ہوتی ہے۔ (ابوداود، ترمذی، مستدرک للحاکم) عُلمائے کرام نے اس کے دو مطالب بتائے ہیں۔ ۱۔ جب اذان یا اقامت ہو رہی ہو۔ تو وہی دراصل وقتِ استجابت ہے۔ ۲۔ اذان ختم ہونے سے اقامت کے ختم ہونے تک جو وقفہ ہے۔ اس میں دُعا یقیناً قبول ہوتی ہے۔

☆۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! بے شک (ہر) رات میں ایک ایسی گھڑی ہے۔ کہ جب کوئی مسلمان اس (ساعت) میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کے بارے میں کسی خیر کا سوال کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا کرتا ہے۔ اور یہ گھڑی ہر رات ہوتی ہے۔ (صحیح مسلم، مسند احمد) ☆۔ حضرت ابنِ عباس ؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! رات کے تہائی آخری حصہ کے بارے میں فرمایا۔ کہ اسی ساعت میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔ اور اس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ (ترمذی، مستدرک للحاکم) ☆۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اور عرض کی! یا رسول اللہ ﷺ! رات کے کون سے حصے میں سب سے زیادہ دعا قبول کی جاتی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا! **جوف اللیل الآخر** یعنی آخری رات کے درمیانی حصہ میں۔ (مسندِ بزار، طبرانی) ☆۔ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! کہ تین اوقات ایسے ہیں۔ کہ جب (کوئی) بندہ مؤمن دعا کرے۔ تو دعا قبول ہوتی ہے۔ بشرطیکہ وہ قطع رحمی اور کسی گناہ کی دعا نہ کرے۔ ۱۔ مؤذن نماز کے لئے اذان شروع کرے۔ یہاں تک کہ اذان ختم ہو جائے۔ ۲۔ جب مسلمان اور کافر میدانِ جنگ میں آپس میں ٹکرائیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ فرمادے۔ ۳۔ نزولِ باراں کے وقت، جب تک یہ تھم نہ جائے۔

☆۔ حضرت ابوہرہرہ ؓ سے روایت ہے۔ کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ جمعۃُ المبارک کا ذِکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس میں ایک ایسی گھڑی ہے۔ کہ جب کوئی مسلمان شخص اس میں کھڑے ہوکر نماز کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرماتا ہے۔ (صحیح بُخاری)

بروزِ جمعة المبارک ساعتِ قبولیت کا حصول :

سید سرفراز اے شاہ صاحب کے ملفوظات بنامِ ’’عرضِ فقیر‘‘ میں ہے۔ کہ! جمعہ کے روز قبولیت کی ساعت اتنی مختصر ہے۔ کہ! جتنا رکوع سے واپس حالتِ قیام میں آنے کا دورانیہ ہے۔ آپ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں جمعہ کی آخری ساعت قبولیت کی ہوتی تھی۔ وقت (زمانہ) کی گردش کی وجہ سے یہ ساعت پیچھے شفٹ ہوتی گئی۔ اور جمعہ کی اول ساعتوں میں آگئی۔ (شاہ صاحب مزید فرماتے ہیں۔ کہ!) یہ ساعت زوال کا ٹائم شروع ہونے سے فوراً پہلے ہوتی ہے۔ (مزید فرماتے ہیں۔ کہ! نمازِ جمعہ سے پہلے) یہ (ساعتِ قبولیت درحقیقت) اتنی مختصر ہوتی ہے۔ کہ امام صاحب خطبہ پڑھ کر جب منبر پر بیٹھنے کے بعد دوبارہ اُٹھتے ہیں۔ تو یہ ساعت ختم ہوچکی ہوتی ہے۔ (شاہ صاحب زوال کے وقت کے بارے میں رقم طراز ہیں۔ کہ!) عام طور پر زوال کے وقت کا تعین یوں کیا جاتا ہے۔ کہ طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک کُل (ٹوٹل) گھنٹوں اور منٹوں کا حساب لگا کر ٹوٹل (یعنی حاصل جمع) کو 2 پر تقسیم کریں۔ جو وقت آئے۔ اُسے طلوعِ آفتاب کے وقت میں جمع کر دیں۔ (تو) زوال کا وقت نکل آئے گا۔ (انشاءاللہ) اسی ضمن میں حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! جس (خوش نصیب) شخص کو اللہ تعالیٰ جمعہ کی ساعت (یعنی ساعتِ قبولیت) پر مطلع فرمائے۔ اور اسے توفیق بخشے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ! وہ اس قسم کی دعا مانگے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی

بھلائی مانگے۔ (جیسے کہ! **ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الآ خرة حسنة و قنا عذاب النار**) کیونکہ! اس دن مخلوقات کے دل سے یہی دعا نکلی تھی۔ اور انہوں نے محض آخرت کے لئے دعا نہیں کی تھی۔ لہٰذا جس کی دعا اس ساعتِ مقبولہ سے موافقت پا جائے۔ اس کی مراد بر آئے گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) نیز فرمایا کہ! یہ ساعت بہت ہی تھوڑی ہے۔ اس قدر ہے۔ کہ! کوئی شخص اطمینان سے رکوع کر کے ہر عضو اپنی جگہ پر لوٹ آئے۔ اور اس کے عروج و جوارح میں سکون آ جائے۔ نیز فرمایا کہ! یہ ساعت منتقل ہوتی رہتی ہے۔ لیکن ہوتی جمعہ کے دن ہے۔ چنانچہ کبھی زوال سے پہلے ہوتی ہے۔ اور زوال سے پہلے کی گھڑیوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ اور کبھی زوال کے وقت اور زوال کے بعد ہوتی ہے۔ اور غروبِ آفتاب تک کی ساعات میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ (یاد رہے۔ کہ) چھ ماہ تک قبل زوال ہوتی ہے۔ اور چھ ماہ بعد از زوال۔

ایک مرتبہ یوں بھی فرمایا۔ کہ! آنحضرت نبی مکرم ﷺ کے عہد مارک میں یہ گھڑی اس وقت ہوتی تھی۔ جب آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ یعنی زوال کے وقت حضرت عثمان ؓ کے زمانہ میں منتقل ہو کر یہ گھڑی زوال کے بعد ہوتی ہے۔ اور خطبہ کا وقت جبکہ لوگ نماز کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ اس ساعت سے خالی ہو گیا۔ حالانکہ! آنحضرت ﷺ نے خطبہ اور اجتماع کا حکم اسی ساعت کو پانے لے لئے دیا تھا۔ لیکن چونکہ آنحضرت نبی مکرم ﷺ کا کھڑا ہونا اور عجز و انکساری کے ساتھ خطبہ پڑھنا ایسا تھا۔ جس کے برابر کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ اس لئے آنحضرت نبی مکرم ﷺ کے قیام کے وقت کو کہ بہت بڑا اشرف اور نورِ کثیر حاصل ہوا۔ اور یہ وقت بمنزلہ ساعتِ جمعہ بلکہ اس سے بھی افضل ہو گیا۔ لہٰذا جس سے ساعتِ جمعہ چھوٹ گئی۔ مگر اس نے وہ ساعت پائی۔ کہ جس میں آنحضرت نبی مکرم ﷺ خطبے کے لئے کھڑا ہوا کرتے تھے۔ تو اس کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ! آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے خطبہ کی ساعت کو جمعہ کی طرف جوں جوں وہ منتقل ہوتی جائے۔ منتقل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ اسی لئے کہ آپ ﷺ کی ساعت (خطبے کے لئے کھڑا ہونے والی) تو منتقل نہیں ہوتی۔ اس لئے بہتر یہی ہے۔ کہ جمعہ کی ساعت کے مقابلے میں اسی کا لحاظ رکھا جائے۔ کیونکہ اُمتِ محمدیہ ﷺ کے لئے سہولت اسی میں ہے۔ مزید براں! ساعتِ جمعہ ایک اَمرِ غیب اور رازِ خداوندی ہے۔ جس کا علم خواص کے علاوہ کسی کو نہیں ہوتا۔ اور آنحضرت نبی مکرم ﷺ کے خطبہ کے وقت ظاہر اور اس کی تعین زوال کے وقت سے ہوتی ہے۔ جو کہ کسی پر مخفی نہیں رہ سکتی۔ اس لئے اسی کا اعتبار کیا جائے۔ اس بنا پر اگر کوئی شخص زوال کے وقت جمعہ پڑھے۔ اور جمعہ میں تاخیر کرنے کی اس کی عادت ہو۔ تو سمجھ لو۔ کہ! اس نے بلا شبہ ساعت نبویہ ﷺ (خطبے کے لئے کھڑا ہونے والی) کے پانے میں کوتاہی کی۔ اور ساعتِ جمعہ پانے کا کسی کو یقین نہیں۔ اسی طرح وہ شک کی خاطر یقینی بات کو ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ اور یہ بڑی بھاری کوتاہی ہے۔ (یعنی ایک ناقابلِ تلافی نقصانِ عظیم ہے) ہم اللہ تعالیٰ سے آنحضرت نبی مکرم ﷺ کے عین طریقہ پر چلنے کی توفیق چاہتے ہیں۔ (انتہی الکلام الامام الدباغ ؒ)

☆ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ! رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بندہ اپنے رب سے سب زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے۔ لہٰذا (بحالتِ سجدہ) دعا خوب کیا کرو۔ (مسلم، سنن ابی داؤد، سنن نسائی) اِسی ضمن میں قرآنِ کریم میں بھی ارشادِ ربانی آیا ہے۔ **واسجد واقترب**۔ (اور سجدہ کرو۔ اور نزدیک ہو جاؤ) سورہ علق 19۔ ☆ حضرت مطلب بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! **من افضل الدعاء یوم عرفه**۔ سب سے افضل دعا یوم عرفہ (9 ذوالحجہ) کی ہے۔ (سعید بن منصور فی السنن) ☆۔

حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! پانچ راتیں ایسی ہیں کہ ان میں کوئی دعا رد نہیں ہوتی۔

۱۔ ماہ رجب کی پہلی رات۔ ۲۔ پندرہ شعبان کی رات۔ ۳۔ شب جمعہ۔ ۴، ۵۔ شب عیدین (دیلمی مسند) ☆۔ حضرت انس ؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! **مع کل ختمه دعوة مُستجابة**۔ جب بھی قُرآنِ مجید ختم کیا جاتا ہے۔ تو ایک دعا قبول ہوتی ہے۔ دوسری روایت میں ہے۔ کہ قُرآنِ کریم کے ختم کے وقت ایک دعا قبول ہوتی ہے۔ اور جنت میں ایک درخت عطا ہوتا ہے۔ (بیہقی فی الشعب) ☆۔ حضرت ارباض ؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! **فریضة فله دعوة مستجابة**۔ جس نے فرض نماز پڑھی۔ اس کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ (الطبرانی) ☆۔ حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! **من کانت له حاجة فلیدع بها دبر صلاة مفروضه**۔ جس شخص کی کوئی حاجت ہو۔ اس کو چاہیئے۔ کہ وہ فرض نماز کے بعد دعا کرے۔ (ابن عساکر، تاریخِ دمشق) ☆۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! تین (لوگوں کی) دُعائیں ضرور قبول کی جاتی ہیں۔ ۱۔ مظلوم کی دعا۔ ۲۔ مُسافر کی دعا۔ ۳۔ اور والد کی دعا اپنی اولاد کے حق میں۔ (الادب المُفرد للبخاری) ☆ حضرت خالد الحذاء ؒ نے بیان کیا۔ کہ حضرت سیدنا عیسیٰ ؑ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب تم دیکھو کہ رونگٹے کھڑے ہو رہے ہیں۔ اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ہیں۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ (یعنی یہ وقتِ استجابت ہے) کتاب الزہد امام احمد۔ ☆۔ حضرت ابی رہم سمعی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! **ان مما یستجاب عنده الدعاء العطاس**۔ چھینک کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ (طبرانی بسندِ حسن)

آدابِ دُعا :

رئیس المفسرین حضرت جناب امام فخرالدین الرازی ؒ نے اپنی کتاب حدائق الانوار معروف بہ جامع العلوم میں دُعا کے 10 دس آداب بیان فرماتے ہیں۔ 1۔اوقاتِ بزرگ میں دعا مانگے۔ 2۔حالات بزرگ میں دعا مانگے۔ (جیسے کہ بوقت جہاد برخلافِ کفار، بوقت تہجد، درمیانِ خطبہ نمازِ جمعہ، بعد فرض نماز، وغیرہ۔۔)3۔ روبقبلہ ہوکر دعا مانگے۔4۔ نہایت گڑگڑا کر عاجزی وانکساری سے دعا مانگے۔ 5۔قافیہ بندی کی تکلیف نہ اُٹھائے۔6۔ اللہ تعالیٰ کے ہر وقت خصوصی فضل و کرم کا نیک گُمان اور یقین رکھے۔7۔ دعا میں اپنا بار بار مطالبہ رکھے (دعا کم از کم تین مرتبہ تکرار کے ساتھ مانگے) 8۔یقینِ کامل رکھے کہ دعا اللہ تعالیٰ کے حضور ضرور قبول ہوگی۔(انشاء اللہ تعالیٰ) 9۔ تمام گناہوں سے توبہ کرے۔ 10۔ اذان اور اقامت کے درمیان کا وقت۔

اگر بخشے زہے رحمت، نہ بخشے تو شکایت کیا
سرِ تسلیم خم ہے، جو مزاجِ یار میں آئے

اگر ممکن ہو سکے۔تو ظلموں کو روک دے۔عبادات سے خود کو غافل رکھنا بھی اپنے تیئیں بہت بڑا ظلم ہے۔

دُعا قبول ہونے کی جگہیں :

☆۔ حضرت ربیعہ بن وقاص ؓ سے روایت ہے۔کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! کہ تین جگہیں ایسی ہیں۔کہ جب وہاں کوئی شخص دُعا کرے۔تو رد نہیں ہوتی۔ ا۔اس شخص کی دعا جو جنگل میں ہو اور اللہ تعالیٰ کے سِوا اس کو کوئی دیکھنے والا نہ ہے۔۲۔اس شخص کی دعا جو کچھ لوگوں (یعنی مُجاہدین کی جماعت) کے ساتھ ہو۔پھر اس کے رفیق اِسے (تنہا) چھوڑ جائیں۔مگر وہ ڈٹا رہے۔۳۔ اور اس شخص کی بھی دعا قبول کی جاتی ہے۔جو آدھی رات کو اُٹھ کر (جب کہ گھر والوں کو پتہ بھی نہ چلے) نماز ادا کرے۔(حلیۃ الاولیاء۔ابونعیم ؒ) ☆۔ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے۔کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! **مابین الرکن والمقام ملتزم ۔ ما یدعو به صاحب عاهة الا بری** ۔ حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان مُلتزم ہے۔جو بھی شخص مُشکل میں ہو۔یہاں دُعا مانگے۔اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف (مُشکل) دور کر دیتا ہے۔(طبرانی فی الکبیر) ☆۔ سعید بن منصور اور بیہقی ؒ، حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں۔کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان مُلتزم ہے۔جو بھی شخص مُشکل میں ہو یہاں دُعا مانگے۔اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف (مُشکل) دور کر دیتا ہے۔(السنن)

خاص مقبول دُعائیں :

☆۔ حضرت انس ؓ سے روایت ہے۔کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ایک شخص نے اِس طرح دُعا مانگی۔ **یا بدیع السمٰوٰت یا حی یا قیوم انی اسئلك** ☆ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔کیا تم جانتے ہو؟ اس نے کس چیز کے ساتھ دعا کی؟ مجھے قسم ہے۔اس ذاتِ پاک کی۔(کہ) جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔اس نے اللہ تعالیٰ کے نام (اسم اعظم) کے ساتھ دعا کی۔جب اس کے ذریعے دعا کی جاتی ہے۔تو اللہ تعالیٰ فوراً قبول فرماتا ہے۔ (الادب المُفرد للبُخاری)

☆۔ حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! جس نے اذان سُنی اور اس کے بعد یہ دُعا مانگی۔ **اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ ☆ والصلاۃ القائمۃ ☆ صل علی مُحمد وارض عنی رضاء لا سخط** ☆ تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے گا۔(انشاء اللہ تعالیٰ) مسندِ امام احمد ، المعجم الاوسط للطبرانی۔

☆۔ حضرت انس ؓ بیان فرماتے ہیں۔کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ایک شخص کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔پس جب اس نے رکوع اور سجدہ کیا۔تو اس میں یوں دُعا کی۔ **اللھم انی اسئلک بان لک الحمد لا الہ الا انت بدیع السمٰوٰت والارض یا ذالجلال والاکرام یا حی یا قیوم** ☆ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔اس نے اللہ تعالیٰ سے اسمِ اعظم کے ذریعے سے دعا کی ہے۔جب اس (یعنی اسم اعظم) کے ذریعہ سے دعا کی جاتی ہے۔تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔(مستدرک للحاکم، ابوداود فی السنن)

☆۔ حضرت انس ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو یہ کلمات کہتے ہوئے سُنا۔ **اللھم انی اسئلک بان لک الحمد لا الہ الا انت الحنان المنان بدیع السمٰوٰت والارض ذالجلال والاکرام اسئلک الجنۃ واعوذبک من النار** ☆ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے اس نام کے ذریعے دُعا مانگ رہا ہے۔کہ جب اس سے اس نام کے ذریعے سے دعا مانگی جاتی ہے۔تو اللہ تعالیٰ دعا کو قبول فرماتا ہے۔جب اس نام کے ساتھ سوال کیا جاتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔ (المستدرک للحاکم)

☆۔ حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو اس طرح کہتے ہوئے سُنا۔

اللهم انی اسئلک بانی اشهدانک انت الله لا اله الا انت الله لا اله الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد ☆ یہ سن کرحضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ تو نے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے۔ جب اس کے ذریعے سے سوال کیا جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔ اور جب اس کے واسطہ سے دعا کی جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ (المستدرک للحاکم، ترمذی، ابو داود، نسائی ابن ماجہ، صحیح ابن حبان) حافظ ابنِ حجرؒ نے فرمایا کہ یہ روایت اس باب (یعنی کہ اسم اعظم میں) واردشدہ تمام روایتوں میں سند کی حیثیت سے زیادہ راجح ہے۔ ☆۔ حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ بارگاہ رسول اللہ ﷺ میں ایک شخص نے عرض کی کہ! یارسول اللہ ﷺ! کیا کوئی ایسی دُعا ہے جو رد نہ کی جائے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ہاں۔ تو اس طرح دُعا کیا کر۔ **اسئلك باسمك الاعلیٰ الاعز الاجل الاکرم**۔ (المعجم الکبیر للطبرانی) لہذا مندرجہ ذیل دونوں بھی اسمائے عظام ہیں۔ جن کو پڑھنے سے دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔

1. **بسم الله الر حمٰن الر حیمoاللهم یا الله یا الله انت الله بلٰی و الله انت الله لا اله الا انت الله . الله الله . و الله انه لا اله الا الله . اقض عنی الدین وارزقنی بعد الدین.**

2. **بسم الله الر حمٰن الر حیم oاللهم انی اسئلک یا الله یا الله یا الله انت الله بلٰی و الله ، انت الله لا اله الا انت الله الله الله و الله انت الله لا اله الا انت یا حی یا قیوم .**

☆ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربیؒ سے ایک روایت ہے۔ (یہ روایت دمشق کے ایک مکتبہ بنام ''**مکتبة الاسد**'' کے مخطوطے سے نقل کی گئی ہے) حضرت شیخ اکبر ابن عربیؒ فرماتے ہیں۔ کہ ہر فرض نماز کے بعد مندرجہ ذیل دعا (تین مرتبہ یقین کے ساتھ) پڑھ کر ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھو۔ دعائے اسمِ اعظم یہ ہے۔

بسم الله الر حمٰن الر حیم oاللهم یا من له الاسم الاعظم وهواعظم . یا من تقدم علی القدم وهو اقدم . یا من لیس له جهة تعلم وهو اعلم . اسئلک بکل اسم هو لک فی اللوح المحفوظ ان تکفینی شر من خلقت من خلقک . ما علمت منهم وما لم اعلم . وان تسخر لی الملک والملکوت . وان تجری بمرادی القضآء والقدر والفَلَکِ والفُلکِ . فقد سألتک بجملة اسمآئک التی تحی بها من حی . و تهلک بها من هلک . لا اله الا انت وحدک لا شریک لک . اللهم صل علٰی سیدنا محمد و علٰی اٰله و صحبه وبارک وسلم تسلیما. والحمد لله رب العالمین .

☆ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربیؒ سے ایک روایت ہے۔ کہ! جس کسی کو کوئی حاجت ہو تو وہ مغرب کی نماز کے بعد فرض وسنن سے فارغ ہو کر وہیں پر بیٹھے ہوئے (بحالتِ تشہد ہی) تسمیہ کے ساتھ سورہ فاتحہ مع یہ دُعا چالیس 40 مرتبہ پڑھے۔ اور پھر اپنی حاجت کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کی حاجت کو ضرور پورا فرمائے گا۔ انشاء اللہ۔ اور اِس کا ہم نے تجربہ کیا ہے۔ الحمد شریف کے ساتھ پڑھنے والی دُعا یہ ہے۔ **بسم الله الر حمٰن الر حیم oالٰهی علمک کآف عن السؤال اکفنی بحق الفاتحة سؤلًا و کرمک کآفٍ عن المقال أکرمنی بحق الفاتحة مقالًا و حصل ما فی ضمیری**۔

☆ **الدر المنظم** میں ہے کہ! حضرت امام فخرالدین الرازیؒ نے حضرت امام زین العابدینؓ کا ایک قول نقل کیا ہے کہ! حضرت امام زین العابدینؓ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ! وہ اِنہیں اسم اعظم کی تعلیم عطا فرمائیں۔ تو آپؓ نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا ''اسم اعظم'' یہ ہے۔ **الله الله الذی لا اله الا هو رب العرش العظیم** ۔

☆ **صحیحین ، مستدرك حاکم ، جامع ترمذی ، ابنِ ماجه** وغیرہا میں ہے کہ! حضرت بنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ! حضرت نبی مکرم ﷺ مصیبت کے وقت یہ دُعا مانگا کرتے تھے۔ **لا اله الله العظیم الحلیمُ لا اله ا لا الله رب العرش العظیمُ لا اله الا الله رب السمٰوٰت و رب العرض ورب العرش الکریم**۔

☆ حضرت سری بن یحیٰی قبیلہ بنو طے کے ایک شخص کے بارے میں ہے۔ جس کی انہوں نے بہت تعریف بھی کی ہے۔ بیان نقل فرماتے ہیں کہ! میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتا تھا کہ! (اے اللہ تعالیٰ) مجھے اسم اعظم دِکھا دے۔ جس کے ذریعے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ تو میں نے ایک روز ستاروں کے اندر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ **یا بدیع السموات والارض یا ذوالجلال والاکرام**۔

☆ اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم ''**یا لطیف . یا لطیف . یا لطیف . الطف لی بلطفک الخفی یا لطیف بالقدرة التی استویت بها علی العرش فلم یعلم العرش این مستقرک منه الا ما کفیتنی هذه الحیة**۔'' ہے۔ یہ دعا **حیات الحیوانات** میں مذکور ہے۔

دُعائے امام مقاتل بن سلیمانؒ :

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم'' **بسم الله الرحمن الرحيم o لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِّيِ الْعَظِيْمِ۔ يَا قَدِيْمُ يَا دَاآئِمُ يَا قَائِمُ يَافَرْ دُ يَا وِتْرُ يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَاالْجَلَا لِ وَالْاِكْرَامِ يَاكَرِيْمُ يَا رَحِيْمُ يَا سَنَدُ مَنْ لَّاسَنَدَ لَه، يَا مَنْ اِلَيْهِ الْمُسْتَنَدُ يَامَنْ لَّمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّه، كُفُوًا اَحَدٌ o** اس دعا کے بارے میں علمائے عاملین کا صریح گمان ہے کہ! یہ دعا حضرت عیسیٰؑ کی تھی۔ اس دعا کو بعد نماز فجر روزانہ 100 مرتبہ پڑھنے سے تمام مشکلات حل ہوتی ہیں۔ اور یہ بارہا کا مجرب و مستند عمل ہے جو فیل نہیں ہوتا۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم'' **بسم الله الرحمن الرحيم o لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِّيِ الْعَظِيْمِ۔ يَا قَدِيْمُ يَا دَاآئِمُ يَا قَائِمُ يَافَرْ دُ يَا وِتْرُ يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَاالْجَلَا لِ وَالْاِكْرَامِ يَاكَرِيْمُ يَا رَحِيْمُ يَا مَنْ لَّمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّه، كُفُوًا اَحَدٌ o**

بقولِ علمائے عاملین! یہ دعا حضرت عیسیٰؑ کی تھی۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم'' **بسم الله الرحمن الرحيم o لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِّيِ الْعَظِيْمِ۔ اللهم انى اسئلك يَا قَدِيْمُ يَا دَاآئِمُ يَا قَائِمُ يَافَرْ دُ يَا وِتْرُ يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَاالْجَلَا لِ وَالْاِكْرَامِ يَاكَرِيْمُ يَا رَحِيْمُ۔ فا ن تولو فقل حسبى الله لا اله الا هو عليه تو كلت و هو رب العرش العظيمo**

اس دعا کے بارے میں علمائے عاملین فرماتے ہیں کہ! یہ دعا حضرت مقاتل بن سلیمانؒ سے مرفوع و منقول ہے۔ یہ دعا اس قدر مجرب ہے کہ! حضرت عیسیٰؑ اسی دعا سے مُردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ جو شخص اس دعا سے مستفید و منتفع ہونا چاہے اُسے چاہیئے کہ! فجر کی نماز کے بعد بحالت تشہد بناء کسی سے کلام کئے اس دعا کو 100 مرتبہ روزانہ پڑھنے سے چند ہی ایام میں ہر طرح کی حاجت پوری ہوگی بشرطیکہ وہ جائز ہو۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم'' **يا بديع العجائب بالخير يا بديع** '' ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم'' **بسم الله الرحمٰن الرحيم o اللهم انى اسئلك يا واحد۔ يا احد۔ يا واجد۔ يا جواد۔ انفحنا منك بنفحة خيرا o انك علٰى كل شیء قديرo** '' ہے۔

☆ حضرت ابوالعباس احمد بن علی البونی القرشیؒ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ''شمس المعارف '' میں فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت محاسبیؒ نے فرمایا۔ کہ! حضرت جبرائیلِ امینؑ اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم لے کر بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں باادب واحترام تشریف لائے۔ جو کہ جنت کے ایک ورق پر لکھا ہوا تھا۔ اور اس (اسمِ اعظم) پر مشک کی مہر لگی ہوئی تھی۔ اور اِس (جنتی ورق) کے اندر یہ عبارتِ عظیمہ لکھی ہوئی تھی۔

اللّٰهُمَّ انى اسئلك با سمك المخزون الطا هر المطهر القدوس الحى القيوم الرحمٰن الر حيم ذى الجلال والاكرام۔ ☆☆☆ یہی دعا صاحب **شمس المعارف**، جناب حضرت شیخ احمد بن عباس علی بونی قرشیؒ نے اپنی کتاب **منبع اصول الحكمة** میں اس طرح سے بیان فرمائی ہے۔

اللهم انى اسئلک با سمک العلى العزيز الا عز الجليل الاجل الكبير الاكبر الكريم الا كرم المخزون المكنون الطا هر المطهر المقدس المبا رک الحى القيوم الرحمن الرحيم بديع السموت و الا رض ذى الجلا ل و الا كرام ان تصلى و تسلم على سيدنا و مو لا نا محمدو على آل سيدنا محمد و ان تفعل لى كذا و كذا (حاجت کا نام) **و صلى الله تعالى على سيدنا محمد و على آله و صحبه و با رک و سلم۔**

☆ اللہ تعالیٰ کے اسمِ اعظم کے ضمن میں آیا ہے کہ ! ایک مشہور و معروف دعا جو کہ حضرت امام محمد بن ادریس رازیؒ سے منسوب و منقول ہے۔ اس دعا سے فرشتے کانپ اُٹھتے ہیں۔ دعائے مبارک یہ ہے۔ **اللهم يا ودود يا ودود يا ودود يا ذوالعرش المجيد يا مبدیء يا معيد يا فعال لما يريد . اسئلک بنور وجهک الذى ملاء اركان عرشک و بقدرتک التى قدرت بها علٰى جميع خلقک و بر حمتک التى و سعت كل شیء لا اله الا انت يا غياث المستغيثين اغثنى اغثنى ا غثنى۔**

☆ ایک دوسری روایت میں (بمطابق مرقع کلیمی) یہی دعا اِس طرح سے ہے۔ **اللهم يا ودود يا ودود يا ودود يا ذوالعرش المجيد يا مبدیء يا معيد يا فعال لما يريد . اسئلک بنور وجهک الذى ملاء ار كان عرشک و بقدرتک التى قدرت بها علٰى جميع خلقک و بر حمتک التى و سعت كل شیء لا اله الا انت يا غياث المستغيثين اغثنى اغثنى ا غثنى. بفضلک**

اغثنی بجودک اغثنی برحمتک اغثنی برافتک اغثنی بلطفک اغثنی بجمیع اسمائک وصفاتک و جمالک و جلالک اغثنی یا غیاث المستغیثین اغثنی اغثنی ا غثنی .

اِس دعا کو اگر بوقت حاجت ایک ہی مجلس میں 51 مرتبہ صدق نیت وخلوص سے پڑھا جائے تو ہر طرح کی حاجت پوری ہوگی۔

☆ اِسی طرح تیسری روایت میں یہی دعا اِس طرح سے ہے۔ **اللهم یا ودود یا ودود یا ودود یا ذوالعرش المجید یا مبدیء یا معید یا فعال لما یرید یا ذالعزة التی لا ترام والملك الذی لا یضام یا من علیٰ نوره ارکان عر شه یا مغیث اغثنی اغثنی اغثنی۔ انك علٰی كل شیء قد یرo**

☆ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسمِ اعظم ''**بسم الله الر حمٰن الر حیم**☆ **اللهم یا کریم العفو یا حسب التجاوز یا كاشف البلایا یا مُحسن یا مُفضل یا منعم انت الذی سجدلك سواد اللیل و نور النهار وضوء القمر وشُعاع الشمس وذوی الماء وهفیف الشجر یا الله لا شریك لك o**'' ہے۔ یہ اسمِ اعظم حضرت امام غزالیؒ کے ایک قلمی مخطوط بنامِ ''السر القاطع'' سے حاصل ہوا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! قبولیت کی تاثیر رکھنے والا اسمِ اعظم سورہ آلِ عمران کی اِس آیت میں ہے۔ **قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِیَدِكَ الْخَیْرُ ط اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر'' o تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ ز وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ ز وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍo**

☆ **ازالہ غم اور ادائیگی قرض کی مجرب دعا :**

ا۔ حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی البغدادیؒ اپنی کتاب '' **غنیة الطالبین** '' میں فرماتے ہیں کہ!

حضرت حسن بصریؒ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ! ایک دن اِن کے پاس انہی کے ایک عزیز دوست تشریف لائے۔ اور گزارش کی کہ! ابو سعیدؒ! مجھ پر (بہت زیادہ) قرض ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپؒ مجھے اسم اعظم سکھائیں۔ تو اُنھوں نے فرمایا کہ اگر تم یہ بات چاہتے ہو تو اُٹھو اور (تجدید) وضو کرو۔ وہ اُٹھا اور (وضو کے ہوتے ہوئے دوبارہ سے) وضو کیا۔ تو آپؒ نے فرمایا کہ یوں دُعا مانگو۔

بسم الله الر حمٰن الر حیم oاللهم یا الله یا الله انت الله بلٰی والله انت الله لا اله الا انت الله۔ الله الله۔ والله انه لا اله الا الله۔ اقض عنی الدین وارزقنی بعد الد ین۔ (وہ بزرگ رات کو چند مرتبہ اِس دعائے مبارکہ کو پڑھتے پڑھتے سو گیا) صبح جب وہ شخص اُٹھا تو اُس نے اپنی مسجد میں ایک تھیلی میں مختلف اقسام کے ایک لاکھ دراہم رکھے ہوئے پائے۔ اور اُس تھیلی کے دھانے پر لکھا ہوا تھا کہ اگر تم اِس سے زیادہ بھی مانگتے تو تمھیں دیتے، تو نے جنت کا سوال کیوں نہیں کیا۔ پھر وہ بزرگ حضرت سیدنا حسن بصریؒ کے پاس تشریف لائے اور تمام واقعہ سے انہیں مطلع کیا، تو حضرت حسن بصریؒ اپنے دوست کے ساتھ اِن کے گھر کو چلے گئے۔ اُنہوں نے عرض کیا۔۔ (باقی حکایت شیخ عبدالقادر الجیلانیؒ کی کتاب غنیۃ الطالبین میں مذکور ہے)

۲۔ حضرت سیدی عبدالوہاب الشعرانیؒ اپنی کتاب لطائف المنن میں فرماتے ہیں کہ! ایک شخص پر تین ہزار دینار قرض تھا تو اُس نے یہ کہا۔ **بسم الله الر حمٰن الر حیمoاللهم انی اسئلک یا الله یا الله بلٰی و الله ، انت الله لا اله الا انت الله الله الله و الله انت الله لا اله الا انت یا حی یا قیوم** ۔ پھر وہ شخص سو گیا اور جب اُٹھا تو اپنے سر کے قریب تین ہزار دینار پائے۔ پھر اِس شخص کو خواب میں بتایا گیا کہ ا تو نے اسمِ اعظم کے ساتھ سوال کیا جسے اگر پانی پر پڑھا جائے تو وہ بھی جم جائے۔۔۔

☆ حضرت ہشام بن ابی رقبہؓ سے روایت ہے کہ! حضرت ابو درداءؓ اور حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا ہے کہ! اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم '' **رب رب** '' ہے۔

☆ حضرت علی المرتضیٰؓ کا اِرشاد ہے کہ! اسمِ اعظم **الم** ۔۔۔ **کھیعص** ۔۔۔ **حم عسق** ۔۔۔ وغیرہ ہیں۔ جو شخص اِن حروف کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑنا جانتا ہو وہ اسمِ اعظم سے ناواقف نہیں رہ سکتا۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کے اِس فرمانِ ذی مقام کے ضمن میں مؤلف کتاب ہذا (**محمد عبدالرؤف**) قارئین وشائقینِ کتاب ہٰذا کی خدمتِ اقدس میں عرض پرداز ہیں کہ! گُمان غالب ہے کہ! اسمِ اعظم حروفِ مقطعات سے حاصل شدہ حروف ہی میں سے چند حروف کا جامع ہوگا۔ ایسے حروف کو حروفِ نورانی کہا جاتا ہے۔ جو کہ یہ ہیں۔ **ا۔ ل۔ ر۔ ح۔ م۔ ن۔ ك۔ ه۔ ی۔ ع۔ ص۔ ط۔ س۔ ق۔** اور ان سے کئی

اسماء الحسنٰی بنائے اور جوڑے جاسکتے ہیں۔ جیسے کہ۔ **اللہ ۔ الرحمٰن ۔ صمد ۔ حنان ۔ منان ۔ حی ۔ حق ۔ مالک الملک ۔ سلطان ۔ سطیع۔۔۔ وغیرہ وغیرہ ۔**

☆ چند علمائے کرام اور اولیائے عُظام جیسے حضرت امام مالک ؒ، حضرت امام طبریؒ اور حضرت ابوالحسن اشعریؒ کا یہ مؤقف ہے کہ! اللہ تعالٰی کے تمام اسماء عظیم اور جلیل القدر ہیں۔ اِن میں سے کسی کو دوسرے اسماء پر اعظم قرار دینا درست نہیں۔ چنانچہ جن احادیث وروایات میں اسمِ اعظم کا تذکرہ ہے وہاں دراصل اعظم، ''عظیم'' کے معنیٰ میں مستعمل ہوا ہے۔

☆ چند علمائے کرام اور اولیائے عُظام کا یہ مؤقف ہے کہ! اسمِ اعظم کو بھی لیلۃ القدر، جمعۃ المبارک اور ہر رات کی مقبول گھڑی (وقتِ استجابت) کی طرح اس وجہ سے مخفی رکھا گیا ہے کہ! لوگ پھر اسی اسمِ اعظم کو لسانُ الوِ ردرکھیں گے۔ قُرآن خوانی، نبی اکرم ﷺ پر درود وسلام پڑھنا اور باقی اسمائے باری تعالٰی، اوراد ووظائف، عبادات ونوافل پر دھیان نہیں دیں گے۔ بلکہ شیخ عمر بن سعید الفوتیؒ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ! یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اسمِ اعظم دنیا اور طالبِ دنیا کے لئے مفید ومناسب ہی نہیں ہے۔ کیونکہ جو شخص اسمِ اعظم پا کر دنیا کے لئے استعمال کرتا ہے۔ وہ دنیا وآخرت دونوں کا خسارہ پاتا ہے۔ (لیکن اِس خاکسار مصنف کا یہ خیال ہے کہ! حاملِ اسمِ اعظم اطاعتِ الٰہی، تقوٰی وعبادت، عجز وانکساری کا پرتَو اور خوش خُلقی ونرم مزاجی میں لاکھوں مسلمانوں میں لاثانی ہوا کرتا ہے)

☆ چند علمائے کرام اور اولیائے عُظام فرماتے ہیں۔ کہ اسمِ اعظم تقوٰی، کشف اور الہام کے ذریعے سے ایسے نیکوکار اور متقی حضرات کو حاصل ہوتا ہے۔ جو مکمل امانت دار، اللہ تعالٰی کے اخلاق واخلاص وفناء میں مکمل مستغرق ہو دنیاوی آسائشوں، آلائشوں سے بے رُغبت اور آخرت وآسائشِ قبر کے لئے محنت وفکر رکھنے والا ہو۔ تاکہ وہ اسمِ اعظم کو حاصل کر کے اس فانی دنیا کے معاملات میں استعمال کر کے دونوں جہانوں کی سعادت سے محروم نہ ہو جائے۔ جیسا کہ ایک مشہور ومعروف واقعہ ہے۔ کہ! حضرت ذوالنون مصریؒ نے اپنے بعض خدام وخواص اصحاب کو اسمِ اعظم کے متعلق آگاہی کا قصد کیا۔ مگر جب اُن میں تھوڑی سی خیانت کا شائبہ ہوتے ہوئے دیکھا۔ تو اُنھیں اسمِ اعظم سکھانے سے انکار کر دیا۔

☆ حضرت امام جلال الدین السیوطی الشافعیؒ نے اپنی تفسیر الدر المنثور میں شرح اسماالحسنٰی کے تحت فرماتے ہیں۔ کہ! **ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکوننا من الخٰسرین** o میں اسمِ اعظم ہے۔

☆ بعض اصحاب سالکین جیسے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حکیم ترمذیؒ اور حضرت شیخ المفسرین حضرت امام فخر الدین رازی شافعیؒ کا مؤقف ہے کہ اسمِ اعظم ''**ھو**'' ہے۔

☆ اسمِ اعظم **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ہے۔

☆ سورہ فاتحہ میں موجود اسماء جیسے کہ **یا اللہ ، یا رب العالمین ، یا رحمٰن ، یا رحیم ، یا مالك یوم الدین ۔ ایاك نعبد و ایاك نستعین** ۔ اسمِ اعظم ہے۔ کیونکہ انہیں اسماء سے سورہ فاتحہ شریف کو فضیلت عطا کی گئی ہے۔

☆ اسمِ اعظم **سورہ حدید** کے شروع اور **سورہ حشر** کی آخری آیات میں موجود ہے۔

☆ زیادہ تر محققین، محدثین، مفسرین، علمائے کرام اور اولیائے عظام کا خیال ہے کہ اسمِ اعظم دراصل یہ ہے۔ **اللھم انی اسئلک یا اللہ ۔ یا حی ۔ یا قیوم ۔ یا ذوالجلال والاکرام ۔ یا وھاب ۔ یا حنان ۔ یا منان ۔ یا بدیع السمٰوٰت والارض ۔ یا ارحم الراحمین ۔ یا صمد ۔ یا من لَم یلد و لَم یُولَدُ o وَلَم یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَد o اقضِ حاجتی (کذا وکذا) بحق اسمُ اللہ العظیم الاعظم** ۔ اور لوگوں نے واقعتاً اِن اسماء کے مسلسل وِرد سے اسمِ اعظم کی تاثیرات کو بعین مشاہدہ وملاحظہ کیا ہے۔

☆☆☆ اس ضمن میں مؤلف کتاب ہٰذا (فقیر عبدالرؤف القادری) قارئینِ کتاب وشائقین علمِ روحانیہ کی خدمت اقدس میں نہایت ادب واحترام سے عرض پرداز ہے کہ! اِن اسماء کو میں نے ورد زبان رکھ کر تاثیر پائی ہے۔ عقل مند کو اشارہ کافی ہے۔ کیونکہ بے عقل وضدی تو نصیحت سے ہی بے بہرہ ہوتا ہے۔

☆ احادیث وآثار میں ''**یا حی یا قیوم**'' یا ''**الحی القیوم**'' کو اسمِ اعظم بتایا گیا ہے۔

☆ احادیث وآثار میں ''**یا ذوالجلالِ والاکرام**'' کو اسمِ اعظم بتایا گیا ہے۔

☆ احادیث وآثار میں ''**یا اللہ ۔ یا الہ ۔ یا ھو ۔ یا حی ۔ یا قیوم ۔ یا علی ۔ یا عظیم**'' کو اسمِ اعظم بتایا گیا ہے۔ کیونکہ انہیں اسماء سے آیت الکرسی کو فضیلت عطا کی گئی ہے۔

☆ سلسلہ سروری قادری میں ''**یا اللہ ۔ یا رحمٰن ۔ یا رحیم ۔ یا حی ۔ یا قیوم**'' کو اسمِ اعظم بتایا گیا ہے۔ (کیونکہ اُن کا

فرمان ہے۔ کہ! قرآنِ کریم کی سب سے زیادہ عظیم سورہ ''سورہ فاتحہ'' ہے۔ جس میں کہ تین اسماء (**یااللہ ۔ یا رحمٰن ۔ یا رحیم**) ہیں۔ جبکہ قرآنِ مجید کی سب سے عظیم آیت ''آیت الکرسی ہے۔ جس میں کہ دو اسماء (**یا حی ۔ یا قیوم**) ہیں۔)

☆ حضرت شریحؒ فرماتے ہیں کہ! میں نے عالم رویاء میں کسی کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ! فلاں (ایک بزرگ) کے پاس چلے جاؤ ہم نے اُسے حکم دے دیا ہے وہ تمھیں اسمِ اعظم سکھا دے گا۔ جب صبح ہوئی تو میرے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا رات کو خواب میں مجھے کہا گیا کہ! شریحؒ کے پاس جاؤ اور اُسے اسمِ اعظم سکھا دو۔ وہ اسم اعظم قرآن پاک کی یہ آیات ہیں۔ جن میں کلمہ'' **لا الـــــہ الا** '' آتا ہے۔ جو کہ 30 آیاتِ قرآنیہ ہیں۔

☆ احادیث و آثار کے مطابق اسمِ اعظم اِن **سورتوں** میں موجود ہے۔ **سورہ فاتحہ** میں تین آیتیں، **سورہ بقرہ** میں دو آیتیں، **سورہ آلِ عمران** میں ایک آیت، **سورہ انعام** میں تین آیتیں، **سورہ اعراف** میں دو آیتیں، **سورہ رعد** میں ایک آیت، **سورہ مریم** میں ایک آیت، **سورہ طٰہٰ** میں چار آیات، **سورہ مومنون** میں ایک آیت، **سورہ فیل** میں ایک آیت، **سورہ روم** میں ایک آیت، **سورہ سجدہ** میں ایک آیت، **سورہ یسین** میں دو آیتیں، **سورہ حدید** میں چھ آیتیں، **سورہ حشر** میں تین آیتیں، **سورہ مُلک** میں ایک آیت، اور **سورہ اخلاص** میں دو آیتیں ایسی ہیں جن میں اسمِ اعظم اشتقاقاً موجود ہے۔ جو کہ قسمت والے ہی ڈھونڈھ سکتے ہیں۔ ☆ حضرت ابنِ جریرؒ نے **بسندِ صحیح**، حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ اسمِ اعظم ''**ن**'' ہے۔

قضائے حوائج کا قادری عمل مبارک :

میرے پیرومرشد و ہادی برحق جناب سید عبدالقادر جیلانی البغدادی اپنے ملفوظات و خطابات بنام'' **الفتح الربانی**'' کی مجلس نمبر **26** میں فرماتے ہیں۔ کہ! جب کوئی امر تجھ پر مشکل ہو۔ (جس کی وجہ سے) تُو نیک صالح اور منافق کے مابین امتیاز نہ کر سکے۔ کہ کون صالح ہے اور کون منافق؟ پس تُو رات میں کھڑا ہو۔ اور دو رکعت نمازِ نفل پڑھ کر پھر یہ دُعا مانگ۔ (یہی دعا تفصیل کے ساتھ پیچھے بیان کی جا چکی ہے)

بِسۡمِ اللّٰہ الرحمٰن الرحیم o یَا رَبِّ دُلَّنِی عَلٰی الصَّالِحِینَ مِن خَلۡقِکَ دُلَّنِیۡ عَلٰی مَن یَّدُلَّنِی عَلَیکَ وَ یُطعِمُنِی مِن طَعَامِکَ یَسقِینِی مِن شَرَابِکَ وَ یَکحِلُ عَینَ قَلبِی بِنُورِ قُربِکَ وَ یُخبِرُنِی بِمَا رَاٰی عِیَانًا تَقلِیدًاo آمین.

قضائے حوائج کا مجرب المجرب عمل :

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور اور حضرت شاہ عبدالعزیز مُحدث دہلویؒ نے اس عمل کو بہت زیادہ مجرب المجرب قرار دیا ہے۔ آپ حضراتؒ فرماتے ہیں کہ جب کسی بندہ خُدا کو اللہ تعالیٰ سے کسی قسم کی کوئی (جائز) حاجت ہو تو ایسا شخص ایک ہی نشست میں بناء کسی سے بات چیت کئے ان کلمات کو بارہ سو یا بارہ ہزار مرتبہ چند روز تک پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ایسا شخص اپنی حاجت برآری میں نوازا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالی۔ وہ کلماتِ عظیمہ یہ ہیں۔ **یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع۔**

ھر مھم میں کامیاب ھونے کی دُعا :

جامع راحت القلوب جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ اپنے پیرومرشد حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ بحالت درماندگی و لاچارگی جو شخص اِن کلمات کو ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا تو اس کی وہ مہم ضرور پوری ہوگی انشاءاللہ تعالیٰ۔ **انک اقویٰ معین و اھدیٰ دلیل بحق ایاک نعبد و ایاک نستعین o**

جبکہ! صاحب **جواھر خمسه** نے اِن کلمات کو اس طرح لکھا ہے۔

انک قوی معین واحد دلیل بحق ایاک نعبد و ایاک نستعین o

اسم الٰھی لطیف کے فوائد :

بعضے عارفین نے فرمایا ہے کہ! اگر کسی کی مُعیشت تنگ ہو اور دنیا کی کوئی بھی چیز اس کے پاس نہ ہو انتہائی غریب ہو۔

☆ یا اگر کوئی غریب ہو اور دل کسی دولت مند دوشیزہ کی الفت اور چاہت میں گرفتار ہو گیا ہو۔ اور وہ اس دوشیزہ سے نکاح کا خواہاں ہو۔ جبکہ وہ دوشیزہ یا اُس کے گھر والے اس عاشق صادق کی غُربت و افلاس اور تنگ دستی کی وجہ سے اسے ناپسند کرتے ہوں۔

☆ یا کوئی ایسا شخص جو کہ ایسا بیمار ہو۔ کہ حُکماء و اطباء اس کے علاج سے عاجز آ چکے ہوں۔ تو ایسے اشخاص کو چاہیئے۔ کہ دو رکعت (اپنی حاجت برآری کی نیت سے) پڑھ کر اس اسم مبارک کو **16641** مرتبہ روزانہ صدق نیت اور پُختہ یقین سے دریک نشست پڑھا کریں۔ تو چند ہی ایام میں تمام

مُشکلات حل ہوجائیں گے۔ انشاءاللہ۔ کیونکہ لوگوں کے تجربات واسناد کو اگر مدنظر رکھا جائے۔ تو یہ بات بالکل واضح ہوجائے گی کہ یہ اسم مبارک (**یا لطیف**) تکالیف، مصائب و مُشکلات کے وقت جتنا پرتاثیر اور سریع الاجابت ہے۔ کسی اور اسم کی طرف اس اسم کی نِسبت نہیں کی جاسکتی۔ (واللہ اعلم بالصواب) کیونکہ اس اسم کے عجیب وغریب اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر کسی کے روح یا بدن میں تکلیف ہو۔ تو وہ اس اسم کا ورد کرے اثنائے ورد میں ہی اللہ تعالیٰ ازالہ فرمائے گا۔ انشاءاللہ۔

جستجو نے کسی منزل پہ ٹھہرنے نہیں دیا
ہم بھٹکتے ہی رہے آوارہ خیالوں کی طرح

اسمِ ''لطیف'' کے بارے میں حضرت جناب قدرت اللہ شہاب ؒ اپنی کتاب ''شہاب نامہ'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! ہر نماز کے بعد یا پھر کم از کم ایک نماز کے بعد 129 مرتبہ یا لطیف (کیونکہ اسم الٰہی ''**لطیف**'' کے اعداد بحسابِ ابجد قمری 129 بنتے ہیں) کا ورد کرنا بہت سی مشکلات، مصائب اور غموں کا علاج ہے۔ ☆☆☆ اور اگر ہمت کر کے زندگی بھر میں صِرف ایک بار ایک نشست میں لگاتار اسم مبارک ''**لطیف**'' (بشمول حرف ندا) کا **16641** مرتبہ (**16641=129 x 129**) ورد کرلیا جائے۔ تو انسان کی زندگی میں پریشانیوں، مصیبتوں اور غموں کا رُخ موڑنے اور آسانی سے برداشت کرنے کی صلاحیت بدرجہ اَتم بڑھ جاتی ہے۔ اس ورد کے اول و آخر گیارہ یا اکیس یا اکتالیس مرتبہ درود شریف پڑھ لینا چاہیئے۔

اسمائے خمسہ کے فوائد:

اگر کوئی طالب حق سیف زبانی چاہے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ پرہیز روحانی کے ساتھ مندرجہ ذیل اسمائے سبعہ کو ایک کروڑ کی تعداد تک پہنچائے۔ تو ایسا شخص نہ صرف سیف القلم وسیف الزبان ہوجائے گا۔ بلکہ ولایت کاملہ کا عظیم مرتبہ بھی حاصل کرے گا۔ انشاءاللہ تعالی۔ اور ایسی باتوں کے انکشافات سامنے آئیں گے۔ کہ انسان خود کو سنبھال بھی نہیں پائے گا۔ کشف القلوب، کشف القبور اور کشف الخزائن الارض وکشف السّماوات اس کے سامنے کچھ بھی نہیں ہوگا۔ انشاءاللہ العظیم۔ ان اسماء کی روز کی تعداد 10,00 (ایک ہزار) مرتبہ ہے۔ یہ تعداد ایک ہی نشست میں بنا کسی سے بات چیت کیئے پوری کرنی ہے۔ اسمائے سبعہ یہ ہیں۔ **یا اللہ ۔ یا رحمٰن ۔ یا رحیم ۔ یا حی ۔ یا قیوم ۔ یا احد ۔ یا ذوالجلال والاکرام۔**

اسمآء الحسنیٰ اور ایک آیتِ کریمہ کے عجیب اثرات:

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اسماءِ حسنیٰ میں سے ایک اسم (قریب) ایسا ہے۔ کہ! اگر کوئی بندہ اس (اسم) کے نور سے سیراب ہوجائے۔ تو وہ ہر وقت روتا رہے۔

پھر فرمایا۔ کہ! اسمائے حسنیٰ میں سے ایک ایسا اسم (المتعالی) ہے۔ کہ اگر کوئی اس (اسم) کے نور سے سیراب ہوجائے۔ تو ہمیشہ ہنستا رہے۔

پھر فرمایا۔ کہ! سورہ ملک آیت ''**الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر**'' آیا ہے۔ اس (آیت) کا ورد ان لوگوں کے لئے مفید ہے۔ جو محتاج ہوں یا (کسی قسم کی) مصیبت میں مبتلا ہوں۔ جو شخص اس (آیت) کا کثرت سے ورد کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی مشکل حل فرمادے گا۔ (آگے چل کر ایک واقعہ لکھتے ہیں۔ کہ!) ایک شخص کو بیش کے دانے نکل آئے۔ یہ ایک لاعلاج مرض ہوتا ہے۔ وہ حضرت (سیدی عبدالعزیز دباغ ؒ) کے پاس آیا۔ اور آپ ؒ سے اس (لاعلاج مرض) کی شکایت کی۔ (کیونکہ) وہ (مریض) اس مرض سے خوفزدہ تھا۔ تو حضرت دباغ ؒ نے اسے یہ آیت (**الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر**) پڑھنے کو کہا۔ تو یہ بیماری (اس مریض) سے اس طرح جاتی رہی۔ کہ پتہ بھی نہ چلا۔

اسی ضمن میں یہ ناچیز (عبدالرؤف بلوچ) قارئین کی خدمت میں عرض گزار ہے۔ کہ! میری ایک مرتبہ ملتان کی سیاحت کے دوران ایک مزار پر ایک ولی الصفت شخص سے ملاقات ہوئی۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ! اگر کوئی شخص اسماء الٰہیہ ''اللہ الصمد'' کو روزانہ دس ہزار یا اس سے زیادہ تعداد میں وردِ زبان رکھے۔ اور یہی تسلسل کئی ماہ تک برقرار رکھے۔ تو کچھ ہی عرصے بعد وہ شخص دنیا کی تمام چیزوں (مثل کھانے پینے، اوڑھنے بچھونے یا استعمال کرنے والی چیزوں) یکسر مکتفی و مستغنی ہوجائے گا۔ یہاں تک کہ پرانے یا نئے کپڑوں میں اسے امتیاز محسوس نہ ہوگا۔ بلکہ شاید کپڑے پہننے سے ہی وہ عاری ہوجائے گا۔ وہ مکمل طور پر بے نیاز و متوکل ہوجائے گا۔ اسی طرح سے اگر کوئی شخص اسمائے الٰہیہ میں سے ''یا حی یا قیوم'' یا پر ''یا ذوالجلال ولاکرام'' یا پھر ''یا مالک الملک'' یا پھر یا اللہ۔ یا رحمٰن یا رحیم'' یا پھر ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' یا پھر یا اللہ الواحد الاحد'' یا پھر ''یا ارحم الراحمین'' میں سے کسی مجموعہ وغیرہ کا ورد شروع کردے۔ تو وہ شخص یا تو مجذوب ہوجائے گا۔ یا پھر ولی کامل بن جائے گا۔

البتہ (میرے تجربے کے مطابق)! ولایت کے حصول کی کلید یہ اسماء ہیں۔ '' یا اول یا آخر یا ظاہر یا باطن''۔ یا پھر ان اسماء کو اس طرح سے پڑھا جائے گا۔ ''ھوالاول والآخر والظاہر والباطن۔ (پیچھے اسم اللہ الاعظم والے باب میں ان اسمآء کی تفصیلات دی گئی ہیں)

بہر حال! کسی بھی سورہ یا آیت یا اسمِ الٰہی یا اسمائے الٰہیہ کا ورد مرشدِ کامل ولی اللہ کی اذن کے بغیر نہ پڑھا جائے۔ کیونکہ! اکثر دیکھنے میں آیا

ہے۔ کہ! کتابی اوراد و وظائف یا عوام سے لئے ہوئے وظائف (مثل کسی سورہ یا آیت یا اسمِ الٰہی یا اسمائے الٰہیہ یا کسی دعا) کے مسلسل ورد سے طبیعت میں گرانی و گرمی محسوس ہونے لگتی ہے۔ یہاں تک کہ اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے۔ کہ! اوراد و وظائف کی کثرت کی وجہ سے اُن کے لہجے میں تلخی، مزاج میں گرمی اور اخلاق میں تندہی (ناگوار سختی) پائی گئی ہے۔ البتہ درود ابراہیمی یا قرآن کریم (اول تا آخر) پڑھنے والے کے لہجے یا مزاج یا طبیعت میں مثبت اثرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ بہر حال یہ چند اشارات ہیں سمجھ دار لوگوں کے ادراک و فہم کی خاطر۔۔۔

عمل قضائے حاجت :

علامہ کمال الدین الدمیری ؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب حیات الحیوان میں رقم طراز ہیں۔ کہ حضرت شیخ شہاب الدین احمد بن عباس البونی القرشی ؒ نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے نقل فرمایا ہے۔ کہ! اگر کسی شخص کو کوئی ضروری حاجت پیش آجائے۔ تو ایسا حاجتمند شخص بروزِ بُدھ، جمعرات اور جمعۃ المبارک (اپنی حاجت روائی کی نیت سے) روزہ رکھے۔ اور بروزِ جمعۃُ المبارک مسجد کو جاتے ہوئے یہ عظیم دعا پڑھتا ہوا جائے۔ اور بعد نمازِ جمعہ (فرض کے بعد بحالت تشہد بناء کسی سے بات چیت کئے) یہ عظیم دعا 11 مرتبہ (اول و آخر طاق مرتبہ درود و سلام کے ساتھ) پڑھے۔ تو انشاء اللہ اُس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔ یہ عمل بارہا کا مجرب و آزمودہ ہے۔ اس ضمن میں علمائے عُظام فرماتے ہیں۔ کہ اس عمل کو بیوقوفوں کو مت سکھاؤ۔ ورنہ وہ کسی کے خلاف بد دعا کریں گے۔ اور استجابت پائیں گے۔ یہ عمل انتہائی مجرب و مستند عمل ہے۔ اس عمل مبارک کو بہت سے علمائے عاملین، محدثین و مفسرین نے نہایت شرح و بسط سے اپنی اپنی شہرہ آفاق تصانیف و تالیفات میں تحریر فرمایا ہے۔ وہ عظیم الشان دعا یہ ہے۔

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم o الـلھـم انی اسئلک بأ سمک بسم اللہ الر حمٰن الرحیمoالذی لا الہ الا ھو عالم الغیب و الشھادۃoھو الرحمٰن الرحیم o و اسـئلک بأ سمک بسم اللہ الر حمٰن الرحیمoالذی لا الہ الا ھو الحی الـقیـوم لا تـا خـذ ہ سنۃ ولا نوم . و اسئلک بأ سمک بسم اللہ الر حمٰن الرحیمoالـذی مر آت عظمتہ السمٰوٰت والارض. و اسـئلک بـأ سمک بسم اللہ الر حمٰن الرحیمoالـذی لا الـہ الا ھـو عنت لہ الو جوہ وخشعت لہ الا بـصـار و و جـلـت الـقـلـوب من خشیتہ. ان تصلی و تسلم علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ الِ سیدنا محمد و ان تعطینی و مسئلنی و تقضی حاجتی و تسیمھا بر حمتک یا ر حم الرا حمینo

دُعائے نبویہ ﷺ برائے اِستجابت :

یہ دُعا حضرت امام غزالی ؒ کی قلمی کتاب **القاطع الازھر والسیف الامع الاکبر** میں ہے۔ آپ ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! دُعا عن ابن عبـاس ؓ ان عـلیاً فیسئال الرسول اللہ ﷺ . شیـئـا مـن الـدنیا فقال و الذی بعثنی بالحق نبیا ما عندی قلیل و کثیر ولـکـنـی اعلک شیئا یاتی بہ جبرائیل ؑ فقال ھذہ الھدیھمن اللہ عزوجل و الیک لی لعظھا احد قلبک ولا یدعو بھا ملھوفا ولا مکروبا ولا خائف من سلطان الا فرج اللہ عند. فقال نبی اللہ وھی ھذہ الدعاء (دعا یہ ہے)

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم ☆ الـلھم یا کریم العفو یا حسب التجاوز یا کاشف البلایایا مُحسن یا مُفضل یا منعم انت الذی سجدلک سواد اللیل و نور النھار وضوء القمر وشُعاع الشمس وذوی الماء وھفیف الشجر یا اللہ لا شریک لک۔

(ثم تد عوا الحاجتک لا تقوم من مقا مک حتی یستجاب لا تعلموھا ا لسفھاء)

قضائے حوائج کا مجرب المجرب عمل :

صاحب مجربات دیربی ؒ فرماتے ہیں۔ بعض صالحین سے مروی ہے۔ کہ! جو کوئی (مسلمان) شخص مکمل تسمیہ (**بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم**) کو 625 مرتبہ لکھ کر اپنے پاس رکھے۔ تو حق تعالیٰ اِس کو جامہ ہیبت و عظمت پہناوے گا۔ وہ لوگوں میں عزیز و عظیم القدر حیثیت کا مالک ہوگا۔ اور کوئی دوسرا اِس بات پر قادر نہ ہوگا۔ کہ! اِس کو بدی یا برائی پہنچائے۔ ایسے شخص کی تمام حاجات باِذن اللہ تعالیٰ از خزانہ غیب پوری ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

عمل برائے قضائے حوائج (مجرب المجرب) :

صاحبانِ علمائے روحانیہ فرماتے ہیں۔ کہ! جس کسی کو کسی قسم کی کوئی (متشرع و جائز) حاجت یا سخت مہم درپیش ہو۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ! یہ دُعائے مبارکہ لکھ کر بہتے ہوئے پانی (پاک پانی، چاہے وہ نہر، دریا یا کسی بڑے نالے کا ہو) میں ڈالے۔ انشاء اللہ ایک ہی ہفتہ میں حاجت ضرور پوری ہو جائے گی۔ لیکن ایک ہفتے تک روزانہ یہی دُعائے مبارکہ لکھتے رہنا لازمی ہے۔ (ایک بزرگ کا تو یہاں تک بھی کہنا ہے۔ کہ! اگر اس عمل کو ایک ہفتہ کرتے رہنے کے باوجود مشکل حل نہ، یا حاجر بَر نہ آئے۔ تو روزِ قیامت وہ شخص میرا دامن گیر ہو۔) بہر حال! وہ دُعائے مبارکہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ بسم اللہ الملک الحق المبین ۔ من العبد الذلیل والمعاصی الی السید المولی الجلی الکریم القوی المتین ایاک نعبد وایاک نستعین ۔ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین ۔ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم ذوالجلال والاکرام ۔ اللھم اکشف ھمی و حزنی و فرج عنی بحق سیدنا محمد وآل محمد ۔

اسی طرح اگر کسی مردِ زاہد کو ایسے خطرات پیش آئیں ۔ کہ اُس کے دائرہ اختیار یا بَس سے باہر و بالا ہوں ۔ یعنی اُن کے دفیعہ پر قدرت حاصل نہ ہو سکے ۔ تو اسی دُعائے مبارکہ کو روزمرہ صبح ورات کو سو ۔ سو مرتبہ پڑھا جائے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بسم اللہ الملک الحق المبین ۔ من العبد الذلیل والمعاصی الی السید المولی الجلیلا لکریم القوی المتین ایاک نعبد وایاک نستعین ۔ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین ۔ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم ذواجلال والاکرام ۔ اللھم اکشف ھمی و حزنی و فرج عنی بحق سیدنا محمد وآل محمد ۔

سلسلہ چشتیہ میں ایک اسم مبارکہ سے حاجت روائی :

صاحب اقتباس الانوار فرماتے ہیں ۔ کہ ! یہ بات سلسلہ چشتیہ و دیگر سلاسل میں انتہائی مشہور و معروف اور سریع الاثر و مجرب المجرب ہے ۔ کہ اگر کوئی شخص اپنی جائز حاجت برآری کے لئے باوضو ہو کر فقط ایک لاکھ مرتبہ **یا شمس الدین تُرک** کا وظیفہ کرے ۔ تو تعداد پوری ہونے سے پہلے حاجت پوری ہو جائے گی ۔ انشاءاللہ ۔ بالفرض اگر کوئی شخص تنہا نہ پڑھ سکے ۔ تو اوروں کو بھی شریک کر سکتا ہے ۔ اکثر ہوتا یہ ہے ۔ کہ ابھی لاکھ کی تعداد پوری نہیں ہوتی ۔ کہ اللہ تعالٰی ان بزرگ کے نام کے تصدق و توسل سے حاجت پوری فرما دیتا ہے ۔

پتھر ذہن گلاب نہیں ہوندے　　کورے کاغذ کتاب نہیں ہوندے
جے کرلی ، یاری بھلیا !　　یاراں نال حساب نہیں ہوندے

حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی ؒ اپنی کتاب (اقتباس الانوار) میں رقم طراز ہیں ۔ کہ ہمارے خاندان میں ہر مشکل و مصیبت اور تکلیف کے وقت یہی ورد کیا جاتا ہے ۔ اور میں بذاتِ خود بھی اکثر اوقات اپنی حاجات کے لئے یہی اسم مبارک پندرہ سے بیس مرتبہ پڑھتا ہوں ۔ تو بفضلِ خُدا میری مشکل آسان اور حاجت پوری ہو جاتی ہے ۔ اور میں نے جس کسی کو بھی پڑھنے کا بتایا ۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب و بامُراد ہوا ۔ اور اب بھی ضرورت مند اور حاجتمندان کو اس اسم کے پڑھنے کی اِذن عام ہے ۔ بشرطیکہ ، اعتقاد درست ہو ۔ اور باوضو ہو کر پڑھے ۔ تو کارسازِ حقیقی سے قوی اُمید ہے ۔ کہ حاجت مند کا مقصد ضرور پورا ہوگا ۔ انشاءاللہ تعالٰی ۔ (بقولِ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ؒ !)

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خُدا　　ناقصاں را پیرِ کامل ، کاملاں را راہنما

عمل قضائے حاجت :

علامہ دیربی ؒ اپنی کتاب الفتح المجید المعروف بہ مجرباتِ دیربی ؒ میں اور حضرت کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی ؒ نے اپنی کتاب مرقع کلیمی میں اعمالِ قضائے حوائج کے ضمن میں رقم طراز ہیں کہ ! ابوزید عمارہ بن زید ؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک بزرگ سے دربارہ اسمائے عظامِ حق تعالٰی کے سوال کیا کہ جن کے ساتھ دعا کرنے سے انسان محروم نہیں رہتا تو انہوں نے مجھ سے بعد سرزنش و امتناع کے یعنی بعد تاکید اخفائے غیر کے یہ کہا کہ ! اے عمارہ ! مجھ کو تیرے ساتھ وثوق و اعتماد نہ ہوتا تو میں تجھ کو نہ بتلاتا ۔ سو یہ تیرے پاس امانت رہے کہ اِس کو کسی کے تیئیں مت سکھلانا مگر بجز اُس شخص کے ، کہ جس کے دین سے تو راضی اور مطمئن ہو ۔

اے عمارہ ! یہ اسمائے مبارکہ قرانِ مجید میں (ترتیبِ توفیقی کی طرز میں باترتیب ہوں) مذکور ہیں ۔ چنانچہ اِس شخص نے اِن اسماء کو مجھ سے بیان کیا اور کہا کہ میں نے اِن اسمائے مبارکہ کے ساتھ بار ہا دعا مانگی ہے تو اپنی دعا کو قریبِ اجابت پایا ۔ اور ایک جماعت نے مجھ سے اِس کو لکھ لیا اور اِن سب نے مجھ سے اِن اسماء کی نسبت سرعتِ تاثیر وعجالہ اجابت ظاہر کی ۔ اور پھر یہ کہا کہ اے عمارہ ! اِنہیں اسمائے مبارکہ کے اندر اسمِ اعظم پوشیدہ ہے سو جب تو اِن کے ساتھ دعا کرنے کا ارادہ کرے تو چاہیئے کہ روزِ پنجشنبہ (جمعرات) روزہ رکھ اور شب جمعہ کے ثلث اخیر میں بوقتِ سحر اِن اسمائے مبارکہ کے ساتھ دعا مانگ ! قسم ہے اِس حق تعالٰی کی کہ جس کے سوا کوئی لائق الوہیت نہیں ہے جو بندہ مومن اِس (یعنی اِن اسمائے طیبات) کے ساتھ دعا مانگے گا بالضرور حق تعالٰی مستجاب فرمائے گا ۔ انشاءاللہ ۔ یہاں تک کہ اگر وہ شخص برائے رفتار بالائے آب (**مشی علی الماء**) کا سوال کرے گا یا ہوا پر مابین آسمان وزمین کے قصدِ سیر (**طیران فی الھوا**) کا کرے گا تو البتہ یہ دعا بھی اِن اسمائے مبارکہ کے

پڑھنے والی کی مستجاب فرمائے گا۔ انشاء اللہ۔ اسمائے مبارکہ یہ ہیں۔

بسم الله الر حمٰن الر حیم o الـلهـم انـی اسئلک یا الله یا رب یا رحمٰن یا رحیم یا مٰلک یا مـحـیـط یا قدیر یا علیم یا حکیم یا تواب یا بصیر یا واسع یا بدیع یا سمیع یا کافی رؤف یا شاکر یا اله یا واحـد یـا غفور یا حلیم یا قابض یا باسط یا حی یا قیوم یا علی یا عظیم یا ولی یا غنی یا حمید یا وهاب یا قا ئم یا سریع یا رقیب یا حسیب یا شهید یا غا فر یا عفو یا مقیت یا وکیل یا فاطر یا قاهر یا قادر یا لطیف یـا خبیـر یـا محی یا ممیت یا نعم المولٰی ویا نعم النصیر یا حفیظ یا قریب یا مجیب یا ودود یا ذوالعرش الـمجید یا فعال لما یر ید یا کبیر یا متعال یا حنان یا منان یا خلاق یا رزاق یا صادق یا وارث یا با عث یا کـریـم یا حق یا مبین یا نور یا هادی یا فتاح یا شکور یا غا فر یا قابل التوب یا شدید العقا ب یا ذالطول یا رازق یـا ذالـقوة یا متین یا بَرُّ یا ملیک یا مقتد ر یا باقی یا رب المشرقین و یا رب المغر بین یا ذالجلال والاکـرام یـا اول یـآ خر یا ظا هر یا با طن یا عالم الغیب والشهادة یا قدوس یا سلام مؤ من یا مهیمن یا عز یز یا جبار یا متکبر یا خا لق یا باریء یا مصور یا خیر الرازقین یا احکم الحا کمین یا مبدیء یا معید یا احد یا صمد یا لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد .بر حمتک یا ارحم الراحمین .آ مین.

اِن اسمائے مبارکہ کی صحیح ترتیب صاحب عمل کو خود معلوم کر کے پڑھنی چاہیئے۔ اور اِس کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ صاحب عمل ایک قرآنِ پاک کا ختم اس طرح سے کرے کہ حاجت اپنے مقصد کی ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے از خود اسماءِ الہیہ تلاش کرتا جائے اور لکھتا جائے۔ جب ختمِ قرآن کر لے تو بروز پنج شنبہ یہ عمل سرانجام دے۔ انشاء اللہ اپنی ہر جائز خواہش کی تکمیل پائے گا۔ یہ طریقہ بہت پرتاثیر وسریع الاجابت ہے۔

عجیب الغریب وسریع التاثیر اسمائے معظّمہ :

صاحب **منبع اصول الحكمة** اپنی کتاب عظیمہ **شمس المعارف** کے آخر میں فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے شیخ حضرت عبداللہ قرشیؒ جو کہ عرب ومصر کے مشہور مشائخِ کبار میں سے تھے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے بہت سے مشائخ کبار سے ملاقات کی اور چھ سو سے زیادہ مشائخ سے اکتساب فیض حاصل کیا۔ مزید فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت ابو محمد مُغاوریؒ کی خدمت اقدس میں گیا۔ تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ! میں تم کو ایک ایسی چیز (دُعائے عظیمہ) تعلیم کرتا ہوں۔ کہ جب تم کو ضرورت ہو تو تم اس سے کام لیا کرو۔ میں نے کہا بہت بہتر۔ فرمائیے۔ تو فرمایا۔ جب ضرورت ہو یہ دعا پڑھ لیا کرو۔

بسم الله الر حمٰن الر حیم oاَ للّٰهُمَّ اِنِّیِ اَسئُلُکَ یَا وَاحِدُ ۔ یَا اَحَدُ ۔ یَا وَاجِدُ ۔ یَا جَوَّادُ ۔ اَنْفَحْنَا مِنکَ بِنَفْحَةِ خَیُرٍ تُغْنِنِیُ بِهَا عَمَنْ سِوَاکَ ۔ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیُرُ ۔ بِرَحُمِتکَ یَا اَرُحَمُ الرَّاحِمِیُن ۔ آمِیُن ۔

تو فرماتے ہیں۔ جب سے میں نے سُنا ہے۔ اسی (دعا) سے خرچ کرتا ہوں۔ اور فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی۔ اور تمام خلقت کے مراتب اور انبیائے کرامؑ کے مقامات اور احوال کی صورتیں جس طرح کہ ان کے کرنے والوں پر ظاہر ہوں گیں۔ سب مجھ کو نظر آئیں اور برزخ ومُردوں کے احوال مجھ پر ظاہر ہوئے۔ اور قرآنِ عظیم کے حقائق بھی مجھ پر منکشف ہوئے۔ اور اس طرح میں ان کے اسرار سے مطلع ہوا۔

حاجت برآری کرانے کا مجرب عمل :

حضرت امام العلامہ ولی صالح ابو عبداللہ محمد بن یوسف سنوسی الحسنیؒ اپنے مجربات میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت امام یافعی ابی اسحاقؒ سے اور وہ حضرت ابراہیم بن شیبانؒ سے اور وہ حضرت ابی عبداللہ مغربیؒ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ!

مَیں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ اور میں نے (آنحضرت نبی مکرم ﷺ سے) عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میری اللہ تعالیٰ سے ایک حاجت ہے۔ تو اب میں اُس (حاجت) کے رَوا ہونے میں کس کو وسیلہ گردانوں؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! ’’تم اللہ تعالیٰ کے سامنے سر سجدے میں رکھ کر اپنی دونوں انگلیاں کلمہ کی، آسمان کی طرف اُونچی کر کے کہو۔ **لَا اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ** ۔ (سورہ انبیاء۔ آیت نمبر۔ 87) چالیس مرتبہ۔ اور پھر جو حاجت ہو۔ اُس کا نام لو۔ تو انشاء اللہ قبول ہو گی۔ (اور) جنابِ رسول رحمت اللعالمین ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص (حضرت) یونس بن متّیٰؑ (نبی) کی دعا کے ساتھ دعا کرے گا۔ (تو) اللہ تعالیٰ اُس کی دعا کو قبول

فرمائے گا۔ (انشاءاللہ) کیونکہ اِس آیت کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے۔ **فَاسْتَجَبْنَا لَهُ لا وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ط وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ o**

دعا قضائے حاجت (دعائے امام مقاتلؒ) :

جناب حضرت ابوالعباس احمد بن علی البونی القرشیؒ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب **شمس المعارف و لطائف العوارف** فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت ابو ہذیلؓ سے روایت ہے۔ کہ! حضرت عیسیٰ روح اللہؑ جب (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) مُردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ تو دو رکعت نماز پڑھ کر سجدہ میں یہ دعا کیا کرتے تھے۔ (وہ یہ اسمآئے الٰہیہ پڑھا کرتے تھے) **یا قدیم یا دائم یا احد یا واحد یا صمد۔**

حضرت امام مقاتل بن سلیمانؒ فرماتے ہیں۔ کہ! مَیں اِن اسمآء کو چالیس برس تک تلاش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مَیں نے ایک صاحب علم شخص کے پاس اِنہیں پایا۔ آگے چل کر امام بونیؒ مزید فرماتے ہیں۔ کہ! جو شخص صبح کی نماز کے بعد بغیر کسی سے بات چیت کیئے اِس دعا (آنے والی دعا) کو سو مرتبہ پڑھ کر جو حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگے گا۔ ضرور پوری ہوگی۔ انشاءاللہ۔ بالخصوص جب کسی ظالم کے خلاف بد دعا کرے۔ تو فوراً وہ ظالم گرفتار مصائب و مشکلات ہووے۔ بہر حال دعا یہ ہے۔ **بسم اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ☆ ولا حول ولا قوۃ الا با للہ العلی العظیم۔ یا قدیم یا دائم یا قائم یا فرد یا وتر یا احد یا صمد یا واحدیا حی یا قیوم یا کریم یا رحیم یا سند من لا سندلہ یا من الیہ المستندیا من لم یلد ولم یو لد ولم یکن لہ کفوا احد یا ذوالجلال والاکرام۔**

جناب حضرت بونیؒ اپنی اِسی یگانہ روزگار کتاب **شمس المعارف** کے باب دوئم میں فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت امام مقاتلؒ ہی سے ایک مجرب دعا منقول ہے۔ جس سے حضرت عیسیٰؑ مُردے زندی کیا کرتے تھے۔ جب تو اِس دعا کو پڑھنا چاہے۔ تو صبح کی نماز کے بعد (بعد فرض نماز کے بغیر کسی سے بات چیت کیئے بحالتِ تشہد) اُسی جگہ بیٹھ کر ایک سو مرتبہ یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ☆ ولا حول ولا قوۃ الا با للہ العلی العظیم۔ اللھم انی اسئلک یا قدیم یا دائم یا قائم یا فرد یا احد یا وتر یا واحدیا صمدیا حی یا قیوم یا ذوالجلال والاکرام فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا ھو۔ علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم۔ پھر جو دعا مانگے۔ قبول ہوگی۔ انشاءاللہ۔

صاحب جواہر خمسہ جناب حضرت سیدی شاہ محمد غوث گوالیاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت امام مقاتل بن سلیمانؒ نے فرمایا۔ کہ! جس کسی کو بحضرت قادر ذوالجلال سے کوکوئی دینی یا دنیوی (جائز و متشرع) حاجت پیش ہو۔ تو اُس کو چاہیئے۔ کہ! شب جمعہ کو (کامل یقین کے ساتھ) یہ دعا (دعائے امام مقاتلؒ) فقط سو (100) مرتبہ پڑھے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت چاہے۔ دعا یہ ہے۔ **بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ☆ ولا حول ولا قوۃ الا با للہ العلی العظیم۔ یا حی یا قیوم یا قدیم یا دائم یا فرد یا وتر یا احد یا مالک الملک یا ذوالجلال والاکرام بر حمتک استغیث۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہ وبارک وسلم۔**

ظاہر تیری رحمت نہفتہ ہو جائے بیدار ہمارا بخت خفتہ ہو جائے
کملایا ہوا ہے دل ہمارا یارب بھیج ایسی ہوا کہ وہ شگفتہ ہو جائے

اِسی کتاب جواہر خمسہ جناب حضرت سیدی شاہ محمد غوث گوالیاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ! رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے۔ کہ جو کوئی روزانہ صبح کی نماز کے بعد سو (100) مرتبہ نہایت ذوق وشوق (اور کامل ایمان و یقین) کے ساتھ اِس دعا (آنے والی دعائے امام مقاتلؒ) کو پڑھے گا۔ تو ایک ہی ہفتے میں اپنی قلبی مراد کو ضرور پہنچے گا۔ اگر اِس ایک ہفتہ میں اِس (یعنی دعا پڑھنے والے) کی حاجت بر آری نہ ہوئی۔ تو (دعا پڑھنے والا) اپنی ہی خطا سمجھے۔ **بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ☆ ولا حول ولا قوۃ الا با للہ العلی العظیم۔ یا قدیم یا دائم یا قائم یا حی یا قیوم یا فرد یا وتر یا احد یا یا صمد یا من الیہ المصیر یا من لم یلد ولم یو لد ولم یکن لہ کفوا احد ط**

صاحب خزینۃ الاسرار مولانا حق نازلیؒ اور صاحب الفتح المجید المعروف مجربات دیربیؒ اور صاحب شمس المعارف اور دیگر کئی مصنفین و مؤلفین نے اس مبارک عمل سے اپنی اپنی کتب کو مزین فرمایا ہے۔ بعد نماز فجر 100 بار اگر کوئی شخص روزانہ یہ دعا پڑھتا رہے تو چند دنوں میں ضرور بالضرور اُس کی جائز حاجت پوری ہو جائے گی۔ انشاءاللہ العظیم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم o لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِّي الْعَظِيْم۔ يَا قَدِيْمُ يَا دَاآئِمُ يَا قَائِمُ يَافَرْ دُ يَا وِتْرُ يَا اَحَدُ يَـا صَمَدُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَاالْجَلَا لِ وَالْاِكْرَامِ يَاكَرِيْمُ يَا رَحِيْمُ يَا سَنَدُ مَنْ لَّاسَنَدَ لَهٗ يَا مَنْ اِلَيْهِ الْمُسْتَنَدُ يَامَنْ لَّمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ o بر حمتک یا ارحم الرا حمینo

کسی سے حاجت برآری کرانے کا مجرب عمل :

حضرت امام العلامہ ولی صالح ابوعبداللہ محمد بن یوسف سنوسی الحسنیؒ اپنے مجربات میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ! جو شخص یہ چاہے۔ کہ کسی امیر یا رئیس کے ذریعے اُس کی حاجت پوری ہو۔ تو اُس کو لازم ہے۔ کہ! گھر میں یا مسجد میں ایک ہی نشست میں بغیر کسی سے بات چیت کئے **35** مرتبہ سورہ یٰسین شریف مسلسل پڑھ کر اُس شخص کے پاس جائے۔ اور راستے میں لاتعداد مرتبہ یہ آیت پڑھتا ہوا جائے۔ **بِسۡمِ اللّٰـهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ☆ ولما دخلوا من حیث امر ھم ابو ھم ط ما کان یغنی عنھم من اللہ من شئی الا حاجۃ فی نفس یعقوب قضٰھا ط** وہ شخص (امیر ورئیس) اِس حاجت مند سے تعظیم وتکریم سے پیش آئے گا۔ اور اِس کی حاجت پوری کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

عجیب وغریب و پرتاثیر دُعائے عظیمہ :

شیخ محمد سنوسی الحسنیؒ کے مجربات میں ہے۔ کہ فوائد مجربہ میں سے ہے۔ کہ! آنحضور ﷺ سے مروی ہے۔ کہ جو بندہ اِن کلمات کو پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے رنج وغم اور مصائب کو دور فرمائے گا۔ اور حصول مقصود سے اُس کی آنکھیں ٹھنڈی کرے گا۔ اور ہمیشہ اُس کو خوشی و خرمی کے ساتھ رکھے گا۔ اور عمر اُس کی زیادہ کرے گا۔ اور اُس کے رزق میں برکت عطا فرمائے گا۔ اور ایسی جگہ سے اُس کو رزق عطا فرمائے گا۔ جہاں سے اُسے گمان بھی نہ ہوگا۔ وہ دُعا یہ ہے۔ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o اللھم انی اسئلک خوف العالمین بک و علم الخآئفین منک و یقین المتوکلین علیک و رجآء الراغبین فیک و زھد الطالبین الیک ورع المحبین لک و تقوٰی المشتاقین الیک.** یہ دعا نہایت صحیح و مجرب ہے۔ اور اِس میں کچھ بھی شک نہیں ہے۔ اور شک ہو بھی کیسے؟ کہ صادقِ اعظم سید الجن وانس والمرسلین ﷺ نے فرمایا ہے۔ جو کہ وحی سے کلام فرماتے ہیں۔ خواہش (نفس) سے نہیں بولتے۔ اللہ تعالیٰ اُن ﷺ پر اور اُن ﷺ کی آلؓ پر درود وسلام نازل فرمائے۔ آمین۔ جن کے ساتھ ہمیں اور ہمارے دوستوں کو دین و دنیا میں امان حاصل ہے۔ بے شک، اللہ تعالیٰ ہی نیکی کی توفیق عطا فرمانے والا اور صراطِ مستقیم کی ہدایت کرنے والا ہے۔

سیدنا پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر الجیلانی البغدادیؒ کی عظیم دعائے مبارکہ: (دعائے عماد) :

علمائے متصوفین روایت کرتے ہیں۔ کہ سلطان العارفین سید محی الدین شیخ عبدالقادر الجیلانیؒ نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص سنیچر کے روز سے مندرجہ ذیل دعا عظیمہ کو بعد نمازِ فجر دس مرتبہ پڑھے۔ اور روزانہ دس مرتبہ پڑھتا رہے۔ تو وہ سردوار ہووے۔ انشاء اللہ اس دعا کے پڑھنے والے کا ہر مقصد پورا ہوگا۔ اس دعا کے ضمن میں چند بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ اس دعا کے پڑھنے والے کو اگر دنیا میں اجر نہ ملے۔ تو قیامت کے دن وہ میرا دامن گیر ہو۔ بہرحال دعا یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo سبحان اللہ القادر القاھر القوی المعانی لا الہ الا ھو یا حی یا قیوم یا ذالجلال والاکرام . ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم .اللھم انک قلت و قولک الحق المبین . ادعونی استجب لکم و انک لا تخلف المیعاد .

قضائے حوائج کا مجرب المجرب اعمال :(فضائلِ سورہ یٰسین شریف)

صاحب مجربات دیربیؒ فرماتے ہیں۔ اور بعض خواص سورہ یٰسین شریف سے کفایت جمیع مہمات کے واسطے سے آیا ہے۔ کہ! اگر کوئی شخص (مسلمان صحیح العقیدہ) بعد نمازِ عشاء دو رکعت بنیتِ قضائے حاجت سورہ یٰسین کو اکتالیس (**41**) مرتبہ اِس طرح سے پڑھے۔ کہ! ہر خاتمہ سورہ یٰسین شریف کے عقب پر تین مرتبہ یہ کہے۔ **یا من یقول للشئی کن فیکون. افعل بی کذا و کذا (حاجت کا نام) بحق سلٰم قف قولا من رب رحیم o**۔ چنانچہ امقصد ومطلب اِس سورہ مبارکہ کو اِس ترتیب سے پڑھنے والے کا (بِاذن اللہ تعالیٰ) ضرور بالضرور پورا کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (اسی طرح سے) سرزمینِ افغانستان کے ایک مشہور ومعروف عامل و عالم فرماتے ہیں۔ سورہ یٰسین شریف کو اکتالیس مرتبہ پڑھنے میں کافی وقت لگ جاتا ہے۔ (کیونکہ بعض علمائے کرام اور عوام الناس نے جب بھی سورہ یٰسین شریف کو **41** مرتبہ اپنی کسی جائز حاجت برآری کے لئے پڑھا ہے۔ اسے کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ اور یہ طریقہ بھی لوگوں کا انتہائی مجرب المجرب طریقہ ہے۔ بہڑ حال) سورہ یٰسین کو کم وقت میں اور سرعتِ اجابت کے حوالے سے اُن کا اپنا ایک نہایت ہی مجرب طریقہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

(یاد رہے۔ کہ اِس طریقہ کو احقر [عبدالرؤف] نے خود بھی آزمایا۔ اور چند احباب کو بھی بتایا۔ ہم سب نے بہت مجرب پایا)

سورہ یٰسین شریف کو فقط **11** مرتبہ ایسے پڑھنا ہے۔ کہ! پہلی مرتبہ مکمل سورہ یٰسین خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لئے پڑھیں۔ اس کے بعد اپنی حاجت برآری کے تصور وتخیل کے ساتھ **10** مرتبہ سورہ یٰسین شریف اس طرح سے پڑھے۔ کہ! پہلے نو مرتبہ تک سورہ

یسین شریف میں آیتِ کریمہ (**سلٰم قف قولا من رب رحیم o**) کی تکرار کو ہر مرتبہ میں **81** مرتبہ پڑھا جائے گا۔ مگر دسویں اور آخری مرتبہ میں اسی آیتِ کریمہ کو **89** مرتبہ پڑھا جائے گا۔ (یعنی کہ! سورہ یٰسین شریف کی کل تعداد **10** ہوگی۔ جبکہ آیتِ کریمہ کی کل تعداد **818** ہو جائے گی۔ انشاءاللہ العظیم) یہ واقعی بہت ہی مجرب طریقہ ہے۔ اگر چند ایام میں حاجت پوری نہ ہو۔ تو صاحب عمل ہذا کو چاہیئے۔ کہ! اپنے تیئیں ذرا سا غور و فکر کرے۔ اُس نے لازماً کہیں کوئی غلطی یا کوتاہی کی ہوگی۔

عجیب عملِ استجابت :

صاحب **منبع اصول الحکمة** اپنی کتاب عظیمہ **شمس المعارف** کے اولین ابواب میں فرماتے ہیں کہ! ان بیس اسمائے مبارکہ کے منافع یقینی ہیں۔ جو شخص اِن اسماء کے طریقِ استعمال سے واقف ہونا چاہے یا اِن اسماء کی تاثیر ملاحظہ کرنا چاہے یا کسی دینی و دنیاوی امر کا ارادہ کرے تو اُسے چاہیئے کہ وہ شخص طہارت کاملہ کے ساتھ نصف شب کو دو رکعت حضورِ قلب، عجز و حُسنِ نیت والتجاء کے ساتھ ادا کرے۔ پھر اِن اسمائے طیبات کو ایک ہزار چھ سو تہتر (**1673**) مرتبہ حضورِ قلب کے ساتھ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو وہ دعا قبول ہوگی۔ اسمائے طیبات یہ ہیں۔ **یا اللہ ۔ یا سمیع ۔ یا علیم یا سریع ۔ یا واسع ۔ یا عدل ۔ یا علی ۔ یا عظیم ۔ یا متعال ۔ یا عزیز ۔ یا عفو ۔ یا فعال لما یرید ۔ یا رفیع ۔ یا معبود ۔ یا مانع ۔ یا نافع ۔ یا بدیع ۔ یا رفیع ۔ یا معید ۔ یا معز ۔ یا جامع ۔ یا مانع ۔ یا معین ۔ یا جامع ۔** خصوصاً کسی علم کے حاصل کرنے یا حصولِ کشف کی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ تو ایسے شخص پر علوم کے راستے اور عجائبات کا انکشاف ہوگا۔ انشاءاللہ۔ جو شخص اِن اسماء کی تحقیق کرے گا وہ عجیب اسرار کا مشاہدہ کرے گا۔ اور ایسے شخص پر عالمِ علوی و سفلی کے عجائب و غرائب کا انکشاف ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگے گا بفضلِ الٰہی اُسے عنایت ہوگی۔

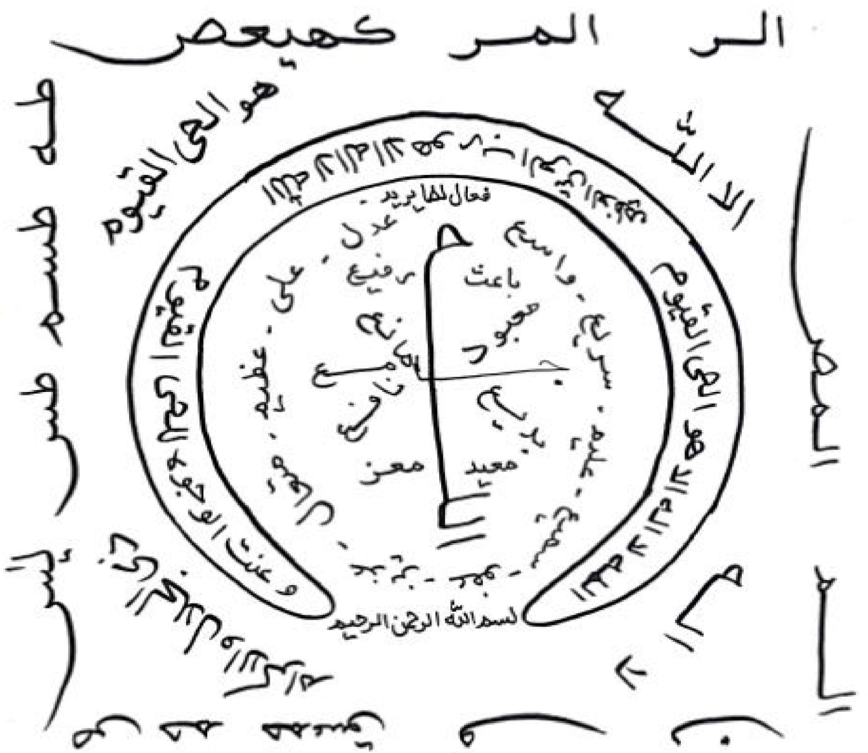

(حضرت امام بونیؒ کی کتاب ''**اللؤلؤ والمرجان**'' میں حاجت برآری کے سلسلے میں یہ نماز تعلیم فرمائی ہے۔ کہ! طہارتِ ظاہری و باطنی کے ساتھ کسی خلوت کے مقام میں دو رکعت نماز رات کے آخری حصے (یعنی بوقتِ تہجد) پڑھ کر یہ اسمائے الٰہیہ پڑھے جائیں۔ **یا اللہ . یا عظیم. یا باعث . یا فعال . یا علیم . یا عدل . یا نافع . یا بدیع . یا عزیز .یا عفو . یا جامع . یا سمیع . یا رفیع . یا سریع . یا متعال . یا معید . یا معبود . یا معز . یانافع .** اِس عمل سے حاجات پوری ہوتی ہیں۔

اور یہ اسمائے الٰہیہ (جن کے ہر حرف میں ''**ع**'' موجود ہے علم کے حصول کے لئے بہت مفید و متنفع قرار دئے جاتے ہیں)

بحق سیدنا محمد وال محمد اکشف ھمی و حزنی و فرج عنی ۔

بعدہٗ دُعا یہ مناجات ستر مرتبہ پڑھے۔ **الٰھی بحرمة کن فیکون فتبارک اللہ احسن الخالقین. وانت ارحم الراحمین۔**

قضائے حوائج کا مجرب المجرب اعمال : (فضائلِ آیتُ الکرسی)

صاحب مجربات دیربیؒ فرماتے ہیں۔ واضح ہو کہ! آیت الکرسی کے ٹوٹل حروف ایک سو ستر (**170**) ہیں۔ اور اِس کے کُل کلمات (یعنی لفظوں) کی تعداد پچاس (**50**) ہے۔ اور اس کے فصول سات ہیں۔ بعضوں نے کہا ہے۔ سترہ ہیں۔

☆ چنانچہ جو کوئی (مسلمان شخص) اِس کو (یعنی آیت الکرسی کو) اول روز (یعنی بوقتِ صبح) پڑھے۔ تو وہ شخص پورا دن شرِ شیطان و ایذائے انسان سے مکمل امان میں رہے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

☆ اور جو شخص اول شب سے (یعنی بعد نماز مغرب) آیت الکرسی کو پڑھے گا۔ تو وہ بھی پوری رات شرِ شیطان وایذائے انسان سے مکمل امان میں رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆ اور جو شخص نصف شب اُٹھ کر بطریقِ احسن وضو کر کے تنہائی میں آوازِ مردم سے دور ہو کر آیت الکرسی کو بعد دحوف (یعنی ایک سو ستر مرتبہ) تلاوت کرے گا۔ اور حق تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے گا۔ تو اُس کی حاجت بر آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆ اور جو شخص آیت الکرسی کو رسولوںؑ، اصحابِ بدر اور اصحابِ طالوت کے شمار (یعنی 313 مرتبہ) کے مطابق تلاوت کر کے اِنہیں کے توسط وتوسل سے دعا مانگے۔ اور حق تعالیٰ سے اپنی بابت دَر اُمور دِین ودُنیا کسی قسم کی کوئی حاجت طلب کرے گا۔ تو اُس کی حاجت (اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم اور اِذن سے) ضرور بر آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

قضائے حوائج کے مجرب المجرب اعمال:

حضرت قدرت اللہ شہابؒ اپنی کتاب ''شہاب نامہ'' کے آخری باب ''چھوٹا منہ بڑی بات'' میں رقم طراز ہیں۔ کہ!

نمبر 1۔ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر سورہ یٰسین شریف اس طرح پڑھی جائے۔ کہ ہر مبین پر رک کر سورہ فاتحہ معہ تسمیہ سات مرتبہ پڑھی جائے۔ سورہ یٰسین شریف ختم کرنے کے بعد آخر میں بھی گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھا جائے۔ اس کے بعد اپنی حاجت بر آری کی دعا مانگی جائے۔ یہ تلاوت اس وقت تک ہر روز جاری رکھی جائے۔ جب تک کہ دل میں اپنی حاجت کے بارے میں سکون یا اطمینان پیدا نہیں ہو جاتا۔ یوں بھی کسی خاص حاجت یا ضرورت کے بغیر ہر جمعۃ المبارک کو ایک مرتبہ ایسا کرنا باعثِ برکت ہے۔ اور زندگی میں سہولت اور تازگی کے عناصر بڑھاتا ہے۔

نمبر 2۔ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر تعوذ اور تسمیہ کے بعد سورہ فاتحہ پڑھنا شروع کرے۔ جب آیت کریمہ ''ایاک نعبد وایاک نستعین'' پر پہنچے۔ تو رک جائے۔ اور اس آیت کو ''ننانوے اسمائے الٰہیہ'' کے ساتھ اس طرح دہرائے۔

ایاک نعبد و ایاک نستعین. یا اللہ یا رحمٰن.
ایاک نعبد و ایاک نستعین. یا اللہ یا رحیم.
ایاک نعبد و ایاک نستعین. یا اللہ یا مالک.
ایاک نعبد و ایاک نستعین. یا اللہ یا قدوس.
ایاک نعبد و ایاک نستعین. یا اللہ یا سلام.

اسی طرح سے ننانوے اسمائے ربانیہ پورے کرے۔ اس کے بعد سورہ فاتحہ کا باقی حصہ پورا کرے۔ یہ گردان اس طور پر کرے۔ کہ جب ''ایاک نعبد'' کہے۔ تو انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ سجدہ میں چلا جائے۔ اور جب ''وایاک نستعین'' کہے۔ تو اُٹھ کر فقیروں کی طرح دامن پھیلا کر دل کی گہرائیوں سے ایسی لجاجت کے ساتھ یہ الفاظ ادا کرے۔ کہ! اپنے آپ پر رقت طاری ہو جائے۔ سورہ فاتحہ کی آیت کا یہ حصہ اور ''یا اللہ یا رحمٰن'' یا دوسرے اسمائے الٰہیہ ادا کرتے وقت ایسا انداز اختیار کرے۔ جو خود اپنی نظر میں بھی منکسرانہ اور فقیرانہ ہو۔

ایک اور آسان طریقہ یہ بھی ہے۔ کہ! گھٹنوں کے بل نیم ایستادہ ہو کر کبھی اپنا دامن پھیلائے۔ اور کبھی اپنی ٹوپی کشکول کی طرح ہاتھوں میں لے کر قادرِ مطلق کے حضور میں (نہایت اَدب واحترام سے) بڑھائے۔ اس آیت کے ساتھ اگر سجدہ اور پھر منگتوں کا سا انداز خلوصِ دل سے اختیار کیا جائے۔ تو رفتہ رفتہ رقت خود بخود طاری ہونے لگتی ہے۔ اور قرب کا احساس بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

اگر کوئی خاص مہم یا ہنگامی حاجت پیشِ نظر ہو۔ تو موقع محل کے لحاظ سے اسماء الحسنٰی میں سے اللہ تعالیٰ کا (اپنی حاجت کے مطابق) کوئی نام منتخب کر لے۔ اور مذکورہ طریقہ سے اسے بار بار دہرانے میں اس طرح محو ہو جائے۔ کہ اس کا اپنا وجود بھی فنا ہو جائے۔ اور اس کے دل ودماغ میں اللہ تعالیٰ کی اس خاص صفت کے علاوہ کسی چیز کا گزر نہ ہو۔ مثال کے طور پر!

وسعتِ رزق کی خاطر : **ایاک نعبد وایاک نستعین۔ یا اللہ یا رزاق۔**
بیماری کے دفیعہ کے لئے : **ایاک نعبد وایاک نستعین۔ یا اللہ یا شافی یا سلام۔**
حاجت بر آری کے لئے : **ایاک نعبد وایاک نستعین۔ یا اللہ یا حی یا قیوم یا ذوالجلالِ والاکرام۔**

حصول مال و دولت کی خاطر :

ایاک نعبد وایاک نستعین۔ یا غنی یا مغنی یا منعم۔

اسی طرح باقی ضروریات کے لئے ۔ اسے بے شمار مرتبہ دہرائے ۔ بعدازاں سورہ فاتحہ شریف کا بقایا حصہ ختم کرے ۔

پھر حضرت قدرت اللہ شہاب ؒ فرماتے ہیں ۔ کہ ! مَیں چند ایک ایسے افراد سے واقف ہوں ۔ کہ جنھوں نے کسی ہنگامی ضرورت کے تحت اسی آیت کا وِرد ایسے اضطرابانہ، اضطرارانہ اور گدایانہ انداز سے کیا ۔ کہ ! ایک ہی نشست میں اُن کا مطلب پورا ہو گیا ۔ (ماشاءاللہ لاقوۃ الا باللہ) یہ حقیقت ہے ۔ کہ ! اگر کوئی شخص دنیا و مافیہا سے غافل ہو کر صدقِ قلب سے اسی ورد کے ساتھ پوری طرح ہم آہنگ ہو جائے ۔ تو وہ اُسے اُسی وقت ختم کرتا ہے ۔ جب اسے یقین ہو جائے ۔ کہ اس کی دعا قبول ہو گئی ہے ۔ تو اس کے دل پر اس بات کا سکون نازل ہو جاتا ہے ۔ (اور اگر قبول نہ بھی ہو تب بھی وہ بندہ یہ سمجھتا ہے ۔ کہ) اس کا قبول نہ ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے عین مطابق ہے ۔

اگر کوئی خاص حاجت نہ ہو تب بھی اس آیت کا پورے اسماءِ الٰہی کے ساتھ ہر روز ورنہ کم ازکم ہفتہ میں ایک مرتبہ کرتے رہنا کئی لحاظ سے باعثِ برکت ہے ۔ خاص طور پر ایسا شخص دوسروں سے خائف نہیں رہتا ۔ اور نہ ہی اپنی ضروریات پوری کرانے کے لئے دوسروں کے سامنے دستِ سوال دراز کرتا ہے ۔ (یاد رہے ۔ کہ) انسانی کردار کے یہ دونوں خصائل بڑی عظیم نعمت ہیں ۔ (اس کے علاوہ بھی جناب حضرت قدرت اللہ شہاب ؒ کے مزید کئی اور سہل طریقے ہیں ۔ کہ جن سے حاجت بر آری ہو جاتی ہے)

عملِ بدوح برائے حصولِ حاجت :

حضرت فقیر غلام الرسول میمن ناشاد ؒ فرماتے ہیں کہ یہ عمل کفایاتِ حاجات ہے ۔ میرے ذاتی خیال کے مطابق اس عمل کے بعد اس مقصد کے لئے دوسرے کسی عمل کی ضرورت باقی نہیں رہتی ۔ (حضرت ناشاد ؒ فرماتے ہیں ۔ کہ) اگر کوئی چاہے کہ تسخیر خلق حاصل ہو ، حصولِ اولاد ہو ، مدارج دنیوی ارفع ہوں ، بیماری سے نجات حاصل ہو یا ہم و غم دور ہوں یا اُطباء کی لا شفائی کا مسئلہ ختم ہو یا ہزیمتِ دشمن ہو یا فلاں شخص مطیع ہو (یعنی کہ کسی خاص شخص کی تسخیر و اطاعت مطلوب ہو) تو اس عمل کو کیا جائے ۔ اس عمل کی برکت و بدولت ناکامی کا منہ کبھی بھی نہ دیکھے گا ۔ انشاء اللہ العظیم ۔ اس عمل کا سہل طریقہ یہ ہے کہ !

تین ایام کے کے لئے صوم وصیام کے ساتھ پرہیزِ روحانی کی شرائط کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے خلوت اختیار کریں ۔ عمل کا آغاز نوچندی جمعہ ، ہفتہ یا اتوار سے کریں ۔ بروزِ جُمعۃُ المبارک بعد نمازِ فجر بوقت صلاۃُ الاشراق چار رکعت نماز نفل بنیتِ حاجت پڑھ کر سلام پھرنے کے بعد بحالتِ تشہد 11 مرتبہ **آیت الکرسی**، 11 مرتبہ **سورہ اذا جاء نصر اللہ**، 11 مرتبہ **ایاک نعبد و ایاک نستعین** ☆ پڑھ کر سر سجدے میں رکھ کر 1000 ایک ہزار مرتبہ ’’**یا بدوح**‘‘ پڑھیں ۔ پھر سر سجدے سے اُٹھا کر 221 مرتبہ یہ پڑھیں ۔

سو ھی ءُ سو ھو ءُ سو اجل ءُ سو اللہ   سو پرین سو پساہ سو ویری سو واھرو

پس اپنی حاجت طلب کریں اور کلمہ طیبہ پڑھ کر اُٹھ کھڑے ہوں ۔   پھر رات کو بعد نمازِ عشاء یہی عمل اس طرح سے کریں کہ !

چار رکعت نماز نفل بنیتِ حاجت پڑھ کر سلام پھرنے کے بعد بحالتِ تشہد 11 مرتبہ **آیت الکرسی**، 11 مرتبہ **سورہ اذا جاء نصر اللہ**، 11 مرتبہ **ایاک نعبد و ایاک نستعین** ☆ پڑھ کر سر سجدے میں رکھ کر 1000 ایک ہزار مرتبہ ’’**یا بدوِح**‘‘ پڑھیں ۔ پھر سر سجدے سے اُٹھا کر 221 مرتبہ یہ پڑھیں ۔ **و یُو مُرا ذُو نا یَ مِسنا یَ باٰ وِز راٰ حُ مِسعِیرُا لاٰ مُوا ھُو فِیع مَھر باٰ را نُ مِیر بُیُوتُ مِمنادِش دَاٰتُ لاٰ مُوا** ۔

انشاءاللہ تعالیٰ تین دن میں مقصد لازمی پورا ہو جائے گا ۔ حضرت ناشاد سرکار ؒ اس عمل کی مزید توصیف بیان فرماتے ہیں کہ قارئین ! میں نے کبھی بھی اپنے کسی عمل کے سلسلے میں صفحات کالے نہیں کئیلیکن آج اِتنا ضرور کہوں گا کہ **واللہ** ۔ **باللہ** ۔ **تاللہ** ۔ ایسا عمل بھی ہے کہ ایک گھنٹے کے اندر موت بھی ٹل جاتی ہے ۔ اور ضرورت پڑنے پر تو وقت کی بھی کوئی قید نہیں ، اور کیا بھی جائے گا تو صِرف ایک ہی بار ۔

نوٹ : اگر یہی عمل انہیں شرائط کے ساتھ 40 ایام تک کیا جائے تو حجۃ واقع ہو جائے گی بعدہ اس عمل سے بآسانی حاضری مطلوب کا کام بھی لیا جا سکتا ہے ۔

مجرب عمل برائے قضائے حوآئج :

صاحب **خزینہ الاسرار** مولانا حقی نازلیؒ ، صاحب **الفتح المجید المعروف مجربات دیربیؒ** اور صاحب **العنایۃ الربانیہ فی مشاھدہ الارواح الروحانیۃ** جناب محمد یوسف شریف ہندی صاحب کا یہ مجرب عمل ہے کہ جب بھی اس عمل کے کرنیکا ارادہ تو پہلے غسل کر لیں پھر وضو کر کے ایک

صاف کپڑے پہن کر کسی ایسی جگہ یہ عمل کریں جہاں کوئی آپکو دیکھ نہ لیں۔

پچھلی راتیں یار دے بوہے   ویکھ ویکھ کے آویں کوئی ویکھے ناں

طریقہ یوں ہے دو رکعت نماز نفل تمام انبیاءؑ و رسلؑ خصوصاً بالخصوص سردار الانبیاء والرسل ﷺ اور تمام صحابہ کرامؓ، اولیائے کرامؒ اور علمائے عظام اور تمام ارواح المسلمین کو ایصال ثواب کریں۔ پھر 100 بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ پھر 100 مرتبہ پڑھیں۔ درود و سلام پھر 1 مرتبہ سورۃ فاتحہ معہ تسمیہ 3 مرتبہ سورۃ اخلاص معہ تسمیہ پھر 1-1 مرتبہ معوذ تین معہ تسمیہ پڑھ کر مذکورہ مقدس ہستیوں کو ایصال ثواب کریں۔ اس کے بعد لَیْسَ لَھَا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَاشِفَہ‘ (سورۃ نجم کی آیت نمبر ۵۹) ا۔ بار اور یہ ابیات بھی 1 بار پڑھیں۔

یَامَنْ اِذَا ضَاقَ الْفَضَآءِ   وَتَرَاکَمَتْ جَمَلُ الدَّوَاھِیْ
وَاذِیْقَتِ النَّفْسِ الْحَمَامِ   وَآ یُسَتَ عِنْدَالتَّنَاھِیْ
فَرِجْتُھَا بِدَقِیْقَۃِ   مِنْ حُسْنِ لُطْفِكَ یَااِلٰھِیْ

اس کے بعد آیت لَیْسَ لَھَا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَاشِفَہ‘ ۳ بار اور ابیات 1 بار پڑھیں پھر آیت (لَیْسَ لَھَا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَاشِفَہ‘)۵۰ اور ابیات 1 مرتبہ پڑھیں۔ پھر آیت (لَیْسَ لَھَا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَاشِفَہ‘) 1100 گیارہ سو بار ایسے پڑھیں کہ ہر سینکڑہ کے خاتمے پر ایک بار ابیات پڑھیں۔

اس کے بعد 818 آٹھ سو اٹھارہ بار سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبِّ رَّحِیْمِ پڑھیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزی و انکساری سے دعا کریں حاجت ضرور پوری ہو جائیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مجرب واللہ مجرب۔

اعمال و عملیاتِ استخارہ و استخبارہ مجربہ و مصدقہ

قضائے حوائج اور استخارہ کا عجیب و غریب اور مجرب عمل:

حضرت شیخ ولی کامل عبدالوہاب الشعرانیؒ اپنی مشہور و معروف کتاب ''لطائف المنن' میں فرماتے ہیں۔ کہ! اللہ تعالیٰ کا ایک انعام مجھ پر یہ بھی ہے۔ کہ میں ہر روز قوم کی ذکر کردہ اصطلاح کے مطابق استخارہ کی نماز اِس قصد سے ادا کیا کرتا ہوں۔ تاکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اِس دن یا اِس رات، اِس جمعۃ المبارک یا اِس ماہ یا پھر اِس سال میں میری تمام حرکات و سکنات اچھی اور قابل تحسین کر دے۔ کیونکہ اَسی طریقہ پر شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربیؒ، شیخ ابوالعباس المرسیؒ اور ایک نیک صالح جماعت تھی۔ اِس نماز کی صورت، جس طرح کہ! شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربیؒ نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ''الفتوحاتِ مکیہ'' کے آخر میں اپنی وصیتوں میں بیان کی۔ یہ ہے۔ کہ! اے برادر نیک! نیزہ بھر آفتاب بلند ہونے کے وقت (یعنی بوقتِ نمازِ اشراق) یا بعد نمازِ مغرب، یا ہر جمعۃ المبارک یا ہر ماہ یا پھر ہر برس میں دو رکعت نمازِ استخارہ اِس طرح سے ادا کیا کر۔ کہ!

پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت طیبہ وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَایَشَآءُ وَیَخْتَارُ مَاکَانَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ سُبْحٰنَ اللّٰہِ تَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ (سورۃ قصص نمبر 68) اور پھر سورہ کافرون پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں آیت طیبہ وَمَاکَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلَہ‘ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہ‘ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا o (سورہ احزاب۔ آیت نمبر 36) اور پھر سورہ اخلاص پڑھے۔ بعد سلام دُعائے استخارہ (صحیح بخاری والی دعائے استخارہ) مانگے۔ جو کہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ (یہاں پر حاجت کا تصور کرنا ہے) خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَ یَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ (یہاں پر حاجت کا تصور کرنا ہے) شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃُ اَمْرِیْ اَوْعَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْلِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ۔

یاد رہے۔ کہ استخارہ کی دُعا میں جہاں بندے کو حکم ہے۔ کہ وہاں پر اپنی حاجت معین کرے۔ حاجت کی جگہ یہ کہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِیْعَ مَا اَتَحَرَّکُ فِیْہِ وَاَسْکُنُ فِیْہِ فِیْ حَقِّیْ وَحَقِّ اَھْلِیْ وَوَلَدِیْ وَاِخْوَانِیْ وَجَمِیْعَ مَنْ شَآءَ اللّٰہُ فِیْ سَاعَتِیْ ھٰذِہٖ اِلٰی مِثْلِھَا مِنَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَوْ لَیْلَۃِ الْاُخْرٰی خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَ یَسِّرْہُ لِیْ وَ اِنْ کُنْتَ

تَعۡلَمُ اَنَّ جَمِیۡعَ مَا اَتَحَرّکُ فِیۡہِ وَاَسۡکُن فِیۡ حَقّ وَ حَقِّیۡ غَیۡرِیۡ مِنۡ اَھۡلِیۡ وَوَلَدِیۡ وَسَائِرُ مِنۡ شَآءَ اللّٰہُ فِیۡ سَاعَتِیۡ ھٰذِہٖ اِلٰی مِثۡلِھَا مِنَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ اَوۡ لَیۡلَۃِ الۡاُخۡرٰی شَرٌّ لِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَ مَعَاشِیۡ وَعَاقِبَۃُ اَمۡرِیۡ اَوۡعَاجِلِ اَمۡرِیۡ وَاٰجِلِہٖ فَاصۡرِفۡہُ عَنِّیۡ وَاصۡرِفۡنِیۡ عَنۡہُ وَاقۡدِرۡلِیَ الۡخَیۡرَ حَیۡثُ کَانَ ثُمَّ اَرۡضِنِیۡ بِہٖ ۔

عبدالوہاب الشعرانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اِس ضمن میں مشائخ طرق فرماتے ہیں۔ کہ جو ہر روز وشب ایسا کرے گا (یعنی یہی نمازِ استخارہ پڑھے گا) وہ کبھی بھی کسی اَمر میں حرکت (غلط فیصلہ) نہیں کرتا۔ اور نہ ہی (غلط فیصلے میں) سکون کرتا ہے۔ اور نہ ہی دوسرا کوئی اِس (اِس نمازِ استخارہ کرنے والے) کے حق میں ایسی کوئی (غلط) حرکت کرتا ہے۔ مگر یہ کہ کسی کی وہ حرکت اِس (استخارہ کرنے والے) کے لئے خیر ہوگی۔ اربابِ متصوفین فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے اِس (نمازِ استخارہ) کا تجربہ کیا۔ اور اِس میں ہر خیر دیکھی ہے۔ کیونکہ اِس (نمازِ استخارہ) میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ ادب اور اِسی کی طرف سپرداری ہے۔ نیز علمائے تصوف فرماتے ہیں۔ کہ! جب کوئی شخص اس نمازِ استخارہ سے فارغ ہو جائے گا۔ تو چاہیئے۔ کہ شرح صدر کے ساتھ اِسی میں ہی شروع ہو جائے۔ جس فعل کے کرنے یا ترک کرنے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا ہے۔ پس بے شک اِس (مقصدِ استخارہ) میں اگر اِس (نمازِ استخارہ پڑھنے والے) کے لئے خیر ہوگی۔ تو لازمًا اللہ تبارک وتعالیٰ اِس شخص پر اِس کے مقصد کے اسباب نہایت آسان وسہل کردے گا۔ یہاں تک کہ مقصد حاصل ہو جائے۔ انشاء اللہ۔ اور اِس کی عاقبت بھی موزوں ومناسب ہوگی۔ اور اگر اِس مقصد وفعل میں شر ہوگا۔ تو اُس سے اِس کا سینہ تنگ ہو جائے گا۔ اور اِس پر اِسے اپنے مقصد کے اسباب کا حاصل کرنا دشوار ہوگا۔ انشائاللہ۔ صاحب نمازِ استخارہ اِس وقت جان لے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اِس کے لئے اِس فعل وقصد کا ترک کرنا ہی پسند فرمایا ہے۔ پس اِسے (اپنے مقصد کو) نہ پانے کا ملال محسوس نہ ہوگا۔ انشاء اللہ۔ بلکہ اِس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے۔ کیونکہ یقینًا اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے تمام بندوں کی مصلحتوں کو خود اِس بندے سے زیادہ احسن جانتا ہے۔

پس اے بھائی! اِس پر عمل کرو۔ اگرچہ ہفتے میں، یا مہینے میں، سال میں یا دو سال میں یا پھر اِس سے بھی زیادہ عرصے میں۔ اور آپ دُعا میں یہ کہنے کی عادت ڈال لیں۔ (اگر ممکن ہو تو! ہر فرض نماز کی دُعا کے ساتھ اسی دعا کو بھی ایک یا تین مرتبہ پڑھنے کی عادت ڈال لیں۔)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ اَللّٰھُمَّ اِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ جَمِیۡعَ مَا اَتَحَرّکُ فِیۡہِ وَاَسۡکُنُ فِیۡہِ فِیۡ حَقِّیۡ وَحَقَّ اَھۡلِیۡ وَوَلَدِیۡ وَاِخۡوَانِیۡ وَجَمِیۡعَ مِنۡ شَآءَ اللّٰہُ فِیۡ سَاعَتِیۡ ھٰذِہٖ اِلٰی مِثۡلِھَا مِنَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ اَوۡ لَیۡلَۃِ الۡاُخۡرٰی فِی الۡاُسۡبُوۡعِ الۡاٰخِرِ اَوۡ مِنَ الشَّھۡرِ الۡاٰخِرِ اَوۡ مِنَ السُّنَّۃِ الۡاُخۡرٰی (یہاں پر حاجت کا تصور کرنا ہے) خَیۡرٌ لِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَ مَعَاشِیۡ وَ عَاقِبَۃِ اَمۡرِیۡ اَوۡ عَاجِلِ اَمۡرِیۡ وَاٰجِلِہٖ فَاقۡدِرۡہُ لِیۡ وَ یَسِّرۡہُ لِیۡ ۔ اَللّٰھُمَّ اِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ جَمِیۡعَ مَا اَتَحَرّکُ فِیۡہِ وَاَسۡکُن فِیۡ حَقِّیَّ وَ حَقَّ غَیۡرِیۡ مِنۡ اَھۡلِیۡ وَوَلَدِیۡ وَسَائِرُ مِنۡ شَآءَ اللّٰہُ فِیۡ سَاعَتِیۡ ھٰذِہٖ اِلٰی مِثۡلِھَا مِنَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ اَوۡ لَیۡلَۃِ الۡاُخۡرٰی فِی الۡاُسۡبُوۡعِ الۡاٰخِرِ اَوۡ مِنَ الشَّھۡرِ الۡاٰخِرِ اَوۡ مِنَ السُّنَّۃِ الۡاُخۡرٰی (یہاں پر حاجت کا تصور کرنا ہے) شَرٌّ لِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَ مَعَاشِیۡ وَعَاقِبَۃُ اَمۡرِیۡ اَوۡعَاجِلِ اَمۡرِیۡ وَاٰجِلِہٖ فَاصۡرِفۡہُ عَنِّیۡ وَاصۡرِفۡنِیۡ عَنۡہُ وَاقۡدِرۡلِیَ الۡخَیۡرَ حَیۡثُ کَانَ ثُمَّ اَرۡضِنِیۡ بِہٖ ۔ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ ۔

کشف الارض والسماء کا مجرب المجرب طریق:

صاحب شمس المعارف ودیگر کئی علمائے عاملین کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ اگر کوئی شخص پرہیز روحانی کے ساتھ روزانہ اکتالیس (41) ایام تک بعد نماز فجر وعشاء **بسم اللہ الرحمن الرحیم** کو دوہزار پانچ سو (2500) مرتبہ پڑھتا رہے۔ (یعنی ڈھائی ہزار صبح اور ڈھائی ہزار رات کو) اور اپنے حال وکشف کو مخفی رکھے۔ تو ایسے شخص کو الہام ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ کشف القلوب وکشف الارض والسماء ہوتا ہے۔ ایسے شخص کے جمیع نیک اعمال میں خیر وبرکت شروع ہو جاتی ہے۔

مجربہ استخبارہ از علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانیؒ :

حضرت علامہ محمد یوسف بن اسماعیل النبہانیؒ اپنی مشہور ومعروف کتاب ''شواہد الحق فی الاستغاثہ بسید الخلق'' میں رقم طراز ہیں۔ کہ! میں نے امام عارف باللہ مُصطفٰی البکریؒ کی ایک کتاب (برء الاسقام فی زیارۃ برزہ والمقام) دیکھی۔ اِس (کتاب) میں اُنہوں نے (اپنے ایک

مجرب و مستعمل) اِستخارہ کا معروف طریقہ ذکر فرمایا ہے۔ اور اِس کی کیفیت (طریقہ) یہ ہے۔ کہ! ایک تسبیح ہاتھ میں لے کر آنحضور نبی معظم ﷺ پر بصد ادب واحترام (تین مرتبہ) ہدیہ درود و سلام کر کے یہ کہیں۔

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم o اللھم انی ا تشفع عند ک بحر مۃ جما لک البا قی وو جھک العظیم الا عظم و بحر مۃ نبینا محمد صلی اللہ علیہ و الہ ولم . ان کان ھذا الفعل خیرا لی فلیخر ج غیر ابی جھل و ان کان فیہ شر فلیخرج ھو. ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر. بر حمتک یا ارحم الر ا حمین o

پھر تسبیح کو اِس طرح سے پکڑے۔ کہ تسبیح کے سِرے پر جو دانہ ہوتا ہے۔ اِس کو پکڑ کر **بسم اللہ الر حمٰن الر حیم** پڑھ کر تسبیح کے چند دانوں پر ہاتھ پھیریں۔ اور کہیں۔ **اللہ ۔ محمد ۔ علی ۔ ابو جھل** ۔اَب جن دانوں پر ہاتھ پھیرا ہے۔ اِن کو اُلٹا پھیر کر چار چار دانے گراتے جائیں۔ اَب آخر میں اگر ایک دانہ بچ جائے۔ تو وہ **اللہ** تعالیٰ کے اسمِ معظم کے مطابق ہوگیا۔ اگر دو دانے بچ جائیں۔ تو وہ سیدنا **محمدِ** عربی ﷺ کے اسمِ شریف کے مطابق ہوگیا۔ اگر تین دانے بچ جائیں۔ تو وہ حضرت حیدر کرار جناب علی المرتضیٰ ؓ کے اسمِ مبارک کے مطابق ہوگیا۔ اگر چار دانے بچیں۔ تو وہ لعینِ عظیم **ابو جھل** صاحب نار بر سر انکار کے مطابق ہوگیا۔ آگے چل کر علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ہم اس عظیم مقصد کے لئے بار ہا اِسی استخارے پر عمل پیرا ہوئے۔ اور (ہمیشہ) پہلے ہی تین اسمائے مبارکہ و مطہرہ میں سے ہی کوئی اسمِ مبارک نکلا۔۔۔

استخارہ کاشفہ مجربہ :

صاحب **جواھر اللماعۃ** جناب اُستاذ الکبیر علی ابوحی اللہ المرزوقی فرماتے ہیں کہ! استخارہ کاشفہ کے لئے دو کاغذ لے لو ایک کاغذ پر **افعل** لکھ کر اس کے اردگرد دائرہ میں یہ لکھو۔ **یعتذرون الیکم اذا رجعتم ...بما کنتم تعملون** ☆ (سورہ توبہ۔ آیت نمبر 94) اور دوسرے کاغذ پر **تفعل** لکھ کر اس کے اردگرد دائرہ میں یہ لکھو ۔**و قل اعملوا فسیری ... بما کنتم تعملون** ☆ (سورہ توبہ۔ آیت نمبر 105) پھر ان دونوں کاغذوں کو لپیٹ کر ایک چیکنے والی مٹی کے ٹکڑے میں رکھو۔ پھر اس کو مٹی کے پیالے میں رکھو۔ جس میں پہلے سے پانی ہو۔ اور اس پانی پر 20 مرتبہ یہ آیتِ قُرآنی پڑھ کر پھونک مارو۔ ان دونوں کاغذوں میں سے ایک کاغذ پانی کی سطح پر اوپر آ جائے گا۔ اگر وہ پہلا کاغذ ہو۔ تو تمھاری حاجت پوری ہو جائے گی۔ اور اگر دوسرا کاغذ جس پر **تفعل** لکھا ہے۔ اگر وہ سطح پر آ جائے۔ تو یہ منع کا اشارہ ہے۔ لہذا تم اپنی اِس حاجت و مقصد سے باز آ جاؤ۔ کیونکہ یہ حاجت پوری نہیں ہوگی۔ مجرب ہے۔

پوشیدہ اسرار و موز کا جاننا:

اگر کوئی شخص یہ چاہے۔ کہ وہ قدرت کے مخفی اسرار و رموز کو کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کرے۔ تو اس کو چاہیئے۔ کہ وہ ان اسماء کو نو چندی شب جمعہ سے روزانہ تین ہزار (**3000**) مرتبہ مگر اول و آخر سو۔ سو مرتبہ درود و سلام، پرہیز عمومی کے ساتھ تنہا جگہ میں (**41**) اکتالیس شب تک پڑھے۔ تو وہ شخص قدرت کے حسین و جمیل اور مخفی اسرار و رموز سے آگاہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسماء یہ ہیں۔

اَللّٰھُمَّ یَا اَ حُمٰی حَمِیثًا .وَ یَا اَطمٰی طَمِیثًا ۔

ان اسماء کی کچھ شرح کتاب **الابریز** میں بیان کی گئی ہے۔ جس کا ترجمہ '' **خزینہ معارف** '' کے نام سے معروف ہے۔

پنہاں اسرار و موز کا انکشاف :

امام بونی ؒ نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص یہ چاہے۔ کہ اس پر کشفِ علومِ جلیلہ و رموزِ بعدہ کا انکشاف ہو۔ تو وہ ان کلمات کو **363** مرتبہ کاغذ پر روزانہ لکھتا رہے۔ اور روزانہ رات کو سونے سے پہلے ان اسماء کو **363** مرتبہ پڑھ کر پاک و صاف بستر پر سویا کرے۔ ان کلمات میں عجیب و غریب تاثیر ہے۔ اسمائے جلیلہ یہ ہیں۔ پہلے ہی عشرے میں اللہ تعالیٰ کے عجیب و غریب رموز و اسرار کا انکشاف ہونا شروع ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (اِن اسماء کی شیخ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی ؒ نے بھی کافی تعریف کی ہے) **اٗ ہِ اٗ ہِ اٗ ہِ اَنتَ اَنتَ ۔**

دفائن و خزائن کا انکشاف ہونا :

صاحب بوستانِ طلسمات فرماتے ہیں۔ کہ اگر شک ہو کہ فلاں جگہ پر کوئی دفینہ یا خزانہ موجود و مدفون ہے۔ تو اس عمل کو سر انجام دیں۔ اس عمل کے لئے یہ لوازمات چاہیئے ہونگے۔ ایک عدد سفید مُرغ، لوبان کا بخور اور سبز رنگ کا ریشمی کپڑا۔ اب مقامِ مشکوکہ کو پاک و صاف کر کے وہاں لوبان کا بخور جلائیں۔ اور ذیل کے طلسماتی عمل کو تلاوت کر کے سفید مُرغ کے پروں اور بالوں پر دم کریں۔

اور اس کی آنکھوں پر سبز ریشمی کپڑا خوب مضبوطی سے باندھ دیں۔ اور اس کے بعد طلسماتی عمل کو تلاوت کرتے ہوئے مُرغ کو آزاد کر دیں۔ اگر مشکوکہ جگہ پر کسی قِسم کا کوئی خزینہ یا دفینہ موجود یا مدفون ہو گا۔ تو بحکمِ خُدا مرغ وہاں پر پہنچ کر کھڑا ہو جائے گا۔ اور اپنے پاؤں سے اس جگہ کی مٹی کو کریدنا شروع کر دے گا۔ اور بآوازِ بلند بار بار اذانیں بھی دینے لگے گا۔ طلسماتی عمل یہ ہے۔

ھلھطس . بقرۃ . طرطش . علمط . علمتی . مطورش . یا طلبش . مطلیورش . علھطیش . ثراھیا . شمر شیئا . ملوحج . سملمطیش . وھو الذی یتوفکم با للیل ویعلم ما جرحتم بالنھار ثم یبعثکم فیہ لیقضٰی اجل مسمی ثم الیہ مرجعکم ثم ینبئکم بما کنتم تعلمون ☆ ھلمطیاش . ذو طرش . علمطیثاغ . قداح . قدوح . قدوس . بطلیاس . ثرامیاش . طلبناش . النود ☆

متذکرۃ بالا عمل کا تعلق حاضرات وروحانیات کے عظیم ترین عملیات سے ہوتا ہے۔ اور اس عمل کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ اس عمل میں کسی قسم کی چلہ کشی یا وظیفہ کی بھی ضرورت نہیں۔ صاحب کتاب رقمطراز ہیں۔ کہ یہ عمل اُن کا بارہا کا آزمودہ اور انتہائی کامیاب و بے خطا تُحفہ ہے۔ اس عمل کی مدد سے زمین کے اندر کے پوشیدہ موجود و مدفون ہر قسم کے دفائن وخزائن کے حالات ووقوع کا علم حاصل کیا جا سکتا ہے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

عالم رویاء میں عجائبات دیکھنا :

یہ عمل عجیب ہونے کیساتھ ساتھ نہایت مجرب اور سریع الاثر بھی ہے۔ اس عمل میں عجیب وغریب اور غیر معروف اسماء عجیبہ ہیں۔ جس کے معانی نا معلوم۔ بہر حال اسماء عجیبہ یہ ہیں۔

تَمَا غُسٍ ۔ بُعْدَ ان ۔ يُسُوَ ادٍ ۔ وُغْدَاسٍ ۔ نُوْفَنَا ۔ غَادِسٍ ۔

(کچھ کتب میں **تَمَا غُسٍ** کے بجائے **تَمَا غِیّسٍ** اور **غادسٍ** کے بجائے **غادیسٍ** آیا ہوا ہے)

ان اسماء کی تاثیرات اور فوائد بھی کافی زیادہ ہیں۔ اگر کسی کو خواب نہ آتے ہوں۔ تو وہ روزانہ رات کو یہ اسماء فقط (ہزار) 1000 بار بیٹھ کر پڑھے۔ پھر بنا کسی سے بات چیت کے سو جائے۔ تو نہ صرف خواب آئیں گے۔ بلکہ خواب میں بہت سے عجائبات واسرار دیکھنے کو بھی ملیں گے۔ بشرطیکہ روزانہ پڑھے جائیں۔ اور پڑھنے والا تنہا ہو۔ اگر کسی امرِ مخفی کے متعلق معلوم کرنا مقصود ہو۔ تو یہی اسماء عجیبہ 1000 بار اپنے مطلب ومقصد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پڑھے جائیں۔ چند ہی راتوں میں بالکل صحیح صحیح جواب مل جائیگا۔ کیونکہ یہ عمل استخارہ اور معلوماتِ امورِ مخفیہ کے لئے بھی نہایت مجرب ہے۔ (مزید برآں) ان اسماء عجیبہ کے متعلق جناب سید محمد یوسف شریف ہندیؒ، علامہ ابن خلدونؒ، عبدالفتاح السید الطوخی اور صاحب القبہ الابلیسہ اور دیگر بے شمار عاملین نے بہت تعریف وتوصیف بیان کی ہے۔

لطف ساقی سے نہ چھلکے جامِ دل ظرفِ عالی کی یہی پہچان ہے

اگر کوئی بندہء خدا اِن چھ اسمائے عجیبہ کے راز واسرار کو جاننے کا متمنی ہو تو اُسے چاہیئے۔ کہ! پچیس دنوں تک انہی چھ اسماء کو بعد ہر نماز کے 500 مرتبہ اور رات میں 2500 مرتبہ پڑھیں۔ جب یہ 25 ایام مکمل ہو جائیں۔ تو انہیں چھ اسماء کو روزانہ کسی بھی وقت 500 مرتبہ پڑھ لیا کریں۔ تاکہ ہمیشہ مشاہدات سے مستفید ہوتے رہیں۔

اِطراف کی خبریں منگانے کا عمل:

1۔ صاحب شموس الانوار کا یہ عمل بھی مذکورہ عمل کی طرح سات روز پر مُشتمل ہے۔ شائق کو چاہیئے۔ کہ! پرہیزِ روحانی مع صوم وصلاۃ سات ایام کی خلوت اختیار کرے۔ اور اِن کلمات عظیمہ کو صبح ورات ان کے اعداد ابجدِ قمری (3268) کے مُطابق پڑھتا رہے۔ جب اور جس وقت پڑھائی کرے۔ اس وقت صندلِ سُرخ ولوبان یا پھر کوئی خوشبودار اگربتی کو جلائے رکھے۔ کلماتِ عظیمہ یہ ہیں۔

یا خبیر. یا مبین. یا علام الغیوب. شراھیا برھوتا.

ساتویں رات کو اختتامِ عمل پر واقعات کی اطلاع دینے والا آن حاضر ہوگا۔ صاحب عمل کو چاہیئے۔ کہ اس ریاضت وخادم کی اطلاع کسی کو نہ دے۔ ورنہ اس قیمتی تصرف کے ضائع ہونے کے عِلاوہ جان بھی جا سکتی ہے۔

2۔ یہ عملِ مجربہ بہت سارے عاملین نے شموس الانوار سے نقل کیا ہے۔ دس روز پرہیزِ روحانی مع خلوت (صوم وصیام کے ساتھ) ذیل کی عبارت عمل کو تسمیہ کے ساتھ 5324 مرتبہ روزانہ ایک ہی نشست میں بیٹھ کر پڑھنا ہے۔ یہ بات عامل کی صوابدید پر منحصر ہے۔ کہ وہ کونسا وقت اِس ریاضت کے لئے مخصوص ومختص اور مقرر کرتا ہے۔ چاہیئے۔ کہ ریاضت سے چند یوم بیشتر اس عبارتِ عمل کو روزانہ ہزار مرتبہ پڑھ لیا جائے۔ تاکہ مو

کل بھی مانوس ہوجائے۔ اور عبارت عمل بھی زباں پر بآسانی رواں ہوجائے۔ اور وقت کا بھی تعین ہوجائے۔ کہ عمل میں کتنا وقت لگ سکتا ہے۔ عبارتِ عمل یہ ہے۔ **العلیم العلام شموش و طیغوغ و فاغوغ۔** اس عمل کا مؤکل عالم رویاء میں خبریں دے گا۔

مجرب عمل برائے **کشف القلوب** :.

مٹا کر اپنی ہستی کو سراسر جستجو ہوجا جو تو چاہے وہی ہوگا، جو وہ چاہے وہ تُو ہوجا

اِس مجرب عمل کو میرے مرشد و مربی جناب قبلہ سید محبوب علی شاہؒ اپنی کئی تصنیف میں، حضرت ابن الحاج تلسمانی المغربیؒ اپنی کتاب **الخزانة المغربی** میں، **مخطوط فی النوامیس افلاطون**، حضرت امام الغزالیؒ اپنی کتاب **السر القاطع** اور علامہ کاشفی نے کتاب **اسرار قاسمی** (فارسی) کے ضمن میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ عمل علم عزائم سے ہے۔ اور کشف القلوب اور ضمیر شناسی کے سلسلے میں یہ نہایت عظیم النفع عمل ہے۔ جو بھی شخص یہ چاہے ہے۔ کہ اسے لوگوں کے دلوں کی بات و کیفیات کا علم ہوجائے۔ وہ شخص سہ ہفتہ (یعنی ۲۱ دنوں تک) صوم وصیام ترک حیوانات اور خلوت نشینی میں روزانہ ان اسمائے سبعہ کو (جن کو عرف عام میں مفاتیح العلم بھی کہتے ہیں) کو 1000 ہزار بار صبح اور 1000 ہزار بار رات کو اس طرح پڑھے۔ کہ پہلے 100 سو بار درود سلام پڑھے۔ پھر 1000 ہزار بار یہ اسمائے سبعہ پڑھے۔ پھر 100 سو بار درود سلام پڑھے۔ پھر 11 بار دعا پڑھے۔ پھر 11 بار درود سلام پڑھے۔ تو اس عمل کے فیوض و برکات اور اثرات ہفتہ عشرہ میں ہی شروع ہوجائیں گے۔ اکیس روزانہ کے بعد جو شخص بھی عامل کے سامنے آئیگا۔ اس کی دلی کیفیات اور باتوں کا عامل کو پتہ چل جائے گا۔ یہ عمل مجرب المجرب ہے۔ میرے مرشد و مربی جناب قبلہ سید محبوب علی شاہؒ اپنی کئی تصنیف میں اور علامہ کاشفی نے کتاب **اسرار قاسمی** (فارسی) نے تعداد ایام **41** روز رکھی ہے. بہرحال اس عمل کی تعریف و توصیف ہمارے پیر و مرشدؒ کے علاوہ ابن الحاج تلسمانی المغربیؒ، امام الغزالیؒ، خواجہ یٰسین علی نظامی فخریؒ، علامہ رفیق زاہد علامہ شاد گیلانی کے علاوہ کئی عاملین کر چکے ہیں۔ اسمائے سبعہ یعنی مفاتیح العلم یہ ہیں۔

سُمَیْدَعُ . یَدُعِ . هَلْیَهُوْنِ . لَا لَهُوْن . دَمْدَعُوْثِ . هَاجَنِیُ . فَلْیُشَآءُ . هَیْلُوبِ .

. دعا ان آٹھ اسمائے مفاتیح العلم کی یہ ہے۔ **اَللّٰهُمَّ اَكْشِفُ عَنْ قَلْبِیُ حِجَابَ الْغَفْلَةِ وَعَلِّمْنِیُ مَالَمْ اَكُن اَعْلَمْ وَبَیِّنِ لِیُ مِنْ كُلِّ مَااَسْئَلَ عَنْهُ یَامَنْ لَآ اِلٰهِ اِلَّااللّٰهُ وَلَامَعْبُوْدُ سَواه**‘۔ (بہرحال! یہ مجرب المجرب اور مستند عمل ہے)

جنات سے خبر حاصل کرنا:

حضرت کاش البرنیؒ اپنی کتاب **عامل کامل** (حصہ دوئم) میں رقمطراز ہیں۔ کہ جو شخص جنات سے خبر حاصل کرنا چاہے۔ اس کو چاہیئے۔ کہ وہ تین روز پے در پے روزے رکھے۔ اور پرہیز عمومی کرے۔ اور کسی خلوت میں لوبان کندر یا کسی اگربتی کا بخور سلگائے۔ بعدازاں ایک سفید بغیر لائن کورے کاغذ پر ذیل کا نقش بنائے۔ اور اس نقش کے گرداگرد سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص، معوذتین اور سورہ حشر کا آخر (**لو انزلنا هذا القرآن** ۔۔ سورہ حشر۔ تا آخر) مشک و زعفران اور عرق گلاب سے لکھے۔

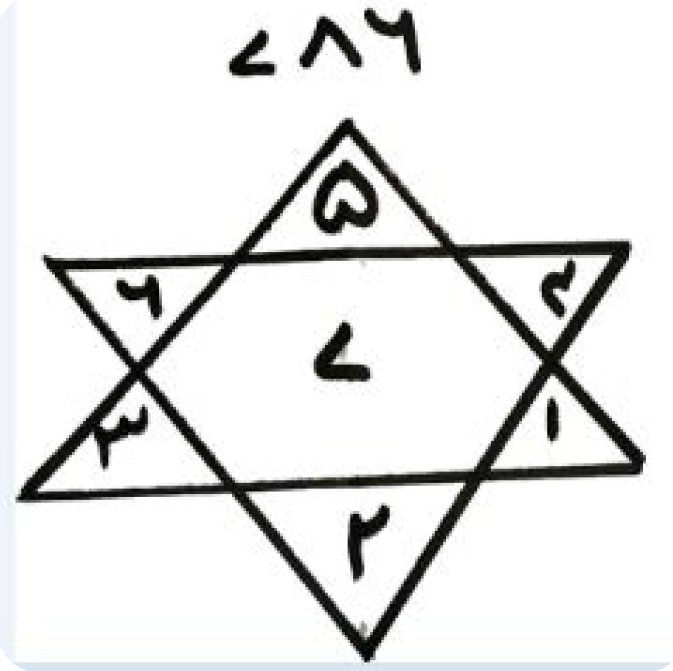

پھر اس کے نیچے اپنی حاجت لکھے نقش یہ ہے۔ اس کے بعد سو بار یوں کہے۔ کہ! **و اذصرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن فلما حضروه قالو انصتوا ج فلما قضی ولوا الی قومهم منذرین o** (سورہ احقاف۔ آیت نمبر 29) پھر اس کاغذ کو گھر کے درخت پر یا گھر میں کسی اونچی جگہ پر لٹکا دیں۔ یا دھاگے سے باندھ دیں۔ اور لٹکاتے یا باندھتے وقت صرف گیارہ مرتبہ یہ آیت (**افحسبتم انما خلقنکم** ۔۔ تا آخر۔ (سورہ مومنون کی آخری آیات) پڑھیں۔ اس کے بعد عامل کو چاہیئے۔ کہ وہ وہاں سے چلا جائے۔ کچھ توقف (تقریباً ایک گھنٹہ) کے بعد جا کر کاغذ کو دیکھے۔ کاغذ پر جنات کی جانب سے لازماً جواب لکھا ہوا ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

معاملے کے کشف کے لئے :(عملِ استخبارہ) :

بحالت وضورو بہ قبلہ بیٹھ کرعرقِ گلاب وزعفران یاکسی سرخ رنگ کے موٹے قلم سے ایک صاف کاغذ پروفق **ب د و ح** لکھ کراس کے اوپر یہ آیت لکھیں ۔**و کذلک نُری ابراھیم** ....**من المؤمنین** ۔(سورہ انعام ۔آیت نمبر 75)اوراس کاغذ کے بائیں طرف یہ آیت لکھیں ۔**ولما جاء موسیٰ لمیقا تنا و کلمہ ربہ لا قال رب ارنی انظر الیک** ط☆(سورہ بقرہ ۔آیت نمبر 260) اور اس وفق کے نیچے یہ آیت لکھیں ۔ **انا اعطینک الکوثر** ..... **ان شا نئک ھو الابتر** ☆اوراس وفق کے دائیں جانب یہ آیت لکھیں ۔ **اذ قال یوسف لا بیہ یا بت انی را یت احد عشر کو کبا والشمس والقمر رایتھم لی سجدین** ☆(سورہ یوسف ۔آیت نمبر 4) پھر یہی جُملہ آیات 45 مرتبہ پڑھ کر کاغذ پر، اپنے ہاتھوں پر اور اپنے سرہانے پر دم کر دیں ۔ پھر اس کاغذ کو لپیٹ کر سرہانے کے نیچے رکھ دیں ۔ اپنی خواہش وعزم کا دل میں تصور کئے سو جائیں ۔ پہلی یا تیسری یا پانچویں رات تک صاحب عمل معاملات کو بحالتِ رویا مُلاحظہ کرلے گا ۔ انشاء اللہ ۔ درمیانِ وفق میں مقصد لکھیں ۔ جیسے کہ اگر کوئی کاروبار کرنا چاہتا ہے ۔تو خانہ مقصد میں صِرف کاروبار لکھے ۔اسی طرح شادی، سفر، وغیرہ ۔ بہرحال ! وفق بدوح یہ ہے ۔

ب		**د**
	یہاں پر مطلب لکھیں	
و		**ح**

استخارہ مجربہ:

صاحب **جواھر اللماعة** جناب اُستاذ الکبیر علی ابوحی اللہ المرزوقی فرماتے ہیں کہ ! صاحب شمس المعارف جناب شیخ ابوالعباس احمد بن علی بونی القرشی ؒ نے فرمایا ہے ۔ کہ جو شخص عددی تکسیری بناوٹ کے ساتھ نقشِ مثمن میں اللہ تعالیٰ کا اسمِ مبارک **خبیر** لکھ کر اردگرد دائرے کے طور پر یہ لکھیں ۔

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم Oیا رفیع الدرجات ذوالعرش ج یلقی الروح من امرہ علٰی من یشآء من عبادہ لینذر یوم التلاق O یوم ھم بارزو ن ج لا یخفٰی علی اللہ منھم شیء لمن الملک الیوم ط (سورہ مومن ۔آیت نمبر 15-16)

پھراس لکھے ہوئے کو سر پر باندھ کر **یا خبیر** . **یا ھادی** . **یا مبین** پڑھتے ہوئے سو جاؤ ۔اور اس کے ضمیر میں خیال کرے جسے چاہتا ہے ۔(یعنی کہ اپنے مقصد پر غور کرے جس کے لئے استخارہ کر رہا ہے) تو حامل لوح ہٰذا اپنے مقصد کو پہلی یا تیسری یا حدنویں رات نیند میں صاف اور واضح طور پر مُلاحظہ کرے گا ۔ انشاءاللہ تعالیٰ ۔

600	2	10	200	600	2	10	200
10	200	600	2	10	200	600	2
600	2	10	200	600	2	10	200
10	200	600	2	10	200	600	2
200	600	2	10	200	600	2	10
2	10	200	600	2	10	200	600
200	600	2	10	200	600	2	10
2	10	200	600	2	10	200	600

جام جہاں نما :(اوّل)

حضرت کاش البرنی ؒ اس عمل کے متعلق فرماتے ہیں ۔ کہ عمل ہٰذا کو لکھنے اور تجربہ کرنے والوں نے اس فالنامہ کی تعریف وتوصیف میں صفحہ کے صفحہ سیاہ کئے ہیں ۔ اوراس عمل کو بے نظیر اور نہایت مجرب المجرب تسلیم کیا ہے ۔مگر پھر حضرت کاش البرنی ؒ نے اس ضمن میں فرماتے ہیں ۔ کہ ذیل کا فالنامہ نہ صرف حل المشکلات ہے ۔ بلکہ اللہ تعالی اگر چاہے ۔تو ہر قسم کے کام میں صحیح رہنمائی کرے گا ۔ انشاءاللہ تعالیٰ ۔ یہ انعام رب العالمین کا ہے ۔ کہ ہر شخص اس سے فیض پا سکتا ہے ۔ ترکیب اس عمل کی یہ ہے ۔ کہ ! اس نقش کو ایک سادہ بغیر لائن کے کاغذ پر لکھ کر پھر قینچی کے ساتھ نہایت احتیاط سے تمام حروف کو انفرادی طور پر علیٰحدہ علیٰحدہ کاٹ لیں ۔ پھر ان حروف کے پرزوں کو ایک دوسرے پر رکھ کر ایک بنڈل بنالیں ۔ اور پھر ان کو اسی طرح بہتے ہوئے پانی میں ایک ساتھ چھوڑ دیں ۔ جو بھی کاغذ بہتا ہوا سب سے آگے نکل جائے (نقش یہ ہے)۔

ا	د	ه	و	ح	ط	ک
ز	ب	ج	ع	ص	س	ر
ی	ل	ن	م	ف	ظ	ض
خ	ث	ت	ش	ق	ذ	غ

اس کاغذ کو اٹھالیں۔ اور دیکھیں۔ کہ کونسا حرف ہے۔ اس حرف کو ملفوظی کرلیں۔ مثلاً اگر حرف **ج** نکلا ہو۔ تو اس کا ملفوظی **جیم** ہوگا۔ اس کے ساتھ ایل لگانے سے مؤکل **جیما ئیل** بنے گا۔ اب رات کو سوتے وقت اپنے مقصد کا دھیان رکھتے ہوئے **جیم** کے اعداد (52 مرتبہ) کے مطابق یہ عزیمت **اخبرنی یا جیما ئیل بحق جیم** پڑھا کریں۔ اول وآخر طاق مرتبہ درود وسلام ضرور پڑھیں۔ چند ہی راتوں میں اس مخفی امر کے متعلق تمام تفصیل معلوم ہوجائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمام حال آئینہ کی طرح معلوم ہوجائے گا۔ اور یہ مؤکل جب بھی ضرورت پڑے۔ ہمیشہ خواب میں حالات سے آگاہ کرتا رہے گا۔ دوران پڑھائی صاحب عمل ہذا کا تنہا سوئے اور بعداز پڑھائی کسی سے بات چیت نہیں کرنی۔

جام جہاں نما : (دوئم)

حضرت کاش البرنیؒ کے متذکرہ عمل کو دیکھتے ہوئے ایک اور صاحب علم شخصیت نے اسی قبیل کا ایک اور عمل ترتیب دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ کاش البرنیؒ کا عمل واقعی مجرب و بے مِثال عمل ہے۔ مگر اس عمل میں کچھ مُشکلات ہیں۔ جیسے کہ! کون آبِ رواں پر جائے۔ اور وہاں جا کر کاغذ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے آبِ رواں میں ڈالے۔ اور پھر سب سے آگے بہنے والے پُرزے کو پکڑے۔۔۔۔ لیکن یہاں پر وہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ فقیر راقم الحروف نے اسی عمل کو جفرِ احمر کے قالب میں ڈھال کر 100% تاثیر حاصل کی ہے۔ لہذا فقیر اس عمل کا طریق یہاں بیان کردیتا ہے۔

سب سے پہلے صاحب عمل اپنے نام مع والدہ کے اعداد ابجد قمری استخراج کرکے 12 پر تقسیم کرے۔ جو باقی بچے۔ اس کے مُطابق بُرج حاصل کرے۔ نام مع والدہ کو 12 پر تقسیم کرکے بُرج حمل سے گِنتے ہیں۔ اگر 1 بچے تو حمل، اگر 2 بچیں تو ثور، اسی طرح سے حمل 1۔ ثور 2۔ جوزا 3۔ سرطان 4۔ اسد 5۔ سُنبلہ 6۔ میزان 7۔ عُقرب 8۔ قوس 9۔ جدی 10۔ دِلو 11۔ اور حوت 12۔

اس کے بعد یہ دیکھنا بھی ضروری ہے۔ کہ حاصل ہونے والا بُرج کس ستارے کے تحت ہے اس کیلئے سہل جدول یہ ہے۔

ستارے	شمس	قمر	مریخ	عطارد	مُشتری	زُهره	زُحل
اعداد	400	340	850	284	950	217	45
برج	اسد	سرطان	حمل۔ عقرب	جوزا۔ سنبلہ	قوس۔ حوت	ثور۔ میزان	جدی۔ دلو
اعداد	65	320	450	164	580	814	57

اس عمل میں استعمال ہونے والی آیت یہ ہے۔ **ان اللہ لا یخفٰی علیه شیء فی الارض ولا فی السماء** ۔ (سورہ آلِ عمران۔ آیت نمبر 5) اس آیت کے ابجد قمری 2656۔ اسی طرح سے اس عمل میں استعمال ہونے والا اسم اعظم **کاشف الاسرار** ۔(اعداد ابجد قمری 894). لہذا اب اس عمل کو تمثیلا بیان کر کے عوام الناس کو وقوف بخشا جا رہا ہے۔ تا کہ ہر شخص اس عملِ جامِ جہاں نُما پر عمل کر کے روحانی فیض حاصل کرتے ہوئے مُستفید و مُتنفع ہوسکے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

اسم طالب مع والدہ۔ 796 اعداد آیت کریمہ 2656 اسمِ اعظم کے اعداد 894

برج سرطان، ستارہ قمر 660 بالا اعداد کا کُل مجموعہ 5006÷28=178.7 باقی 22

اَب اس 22 کا مطلب ہے 20+2 **ب۔ ك**۔ لہذا اس طرح سے مؤکل یہ ہوگا۔ **بکا ئیل** ۔ (یاد رہے۔ کہ! اگر 8 بچتے۔ تو ہم صرف عقرب نہ لیتے۔ بلکہ ہمیں عقرب وحمل مع مریخ تینوں کے اعداد لینے پڑتے)

اب ہر رات سونے سے پہلے اس مؤکل (**بکا ئیل**) کو حرفِ ندا کے ساتھ 796 مرتبہ استخارہ وحصولِ کشف وامرِ غیبی کی نیت سے پڑھتے رہیں۔ بس یہی عمل جامِ جہاں نما بن جائے گا۔ ممکن ہے۔ کہ روزانہ پڑھنے سے مُستقبل میں رونما ہونے والے حالات اور واقعات کا توقع سے زیادہ انکشاف ہوتا رہے گا۔ انشاءاللہ العظیم۔ صلائے عام ہے، یارانِ نقطہ داں کے لئے!

بس کر میاں محمد بخشا! موڑ قلم دا گھوڑا ساری عمراں دکھ نہیں مکنے، ورقہ رہ گیا تھوڑا

(بہر حال ، آمدم برسر مطلب ! اَب ہم دوبارہ دیوان الصالحین والے موضوع کی طرف پلٹتے ہیں)

غوث الوقت (جو کہ اولیائے کرام کا سرخیل Chair-Person ہوا کرتا ہے) غارِ حرا کے باہر بیٹھتا ہے۔ اس وقت مکہ معظّمہ اس کے دائیں کندھے کے عین پشت پر ہوتا ہے۔ جبکہ مدینہ منورہ اس کے بائیں گھٹنے کے بالکل مقابل ہوتا ہے۔ اور سات اقطاب دراصل غوث الوقت کے حکم کے تحت (دنیا میں) تصرف کرتے ہیں۔ اِن میں سے چار اقطاب تو اس غوث کے دائیں جانب بیٹھتے ہیں۔ جبکہ تین اقطاب غوث کے بائیں جانب بیٹھتے ہیں۔ اِن میں سے ہر قطب کے ماتحت مزید اولیائے کرام کی ایک جماعت ہوتی ہے۔ جو کہ اپنے سربراہ (یعنی قطب) کے زیرِ انتظام مختلف اُمور میں تصرف کرتے ہیں۔ غوث الوقت کے عین مقابل اس دیوان کا وکیل بیٹھتا ہے۔ غوث اسی وکیل کے توسط سے اہلِ دیوان سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اور یہ وکیل جملہ اراکینِ دیوان کی نمائندگی کیا کرتا ہے۔ اسی لئے اسے وکیل کہا جاتا ہے۔ وکیل کے پیچھے چھ صفیں ہوتی ہیں۔ جن کا دائرہ دائیں طرف والے چوتھے قطب سے لے کر بائیں طرف کے ساتویں یعنی آخری قطب تک ہوتا ہے۔ گویا کہ ساتوں اقطاب اس دائرے کی ایک سمت میں ہوتے ہیں۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے صف در صف کئی صفیں ہوتی ہیں۔

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ ؒ مزید فرماتے ہیں۔ کہ ! بعض اوقات دیوانُ الصالحین میں (پاک طینت ومتقی) خواتین بھی حاضر ہوتی ہیں۔ تاہم اِن کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ خواتین کی صِرف تین صفیں ہوتی ہیں۔ یہ خواتین صفِ اول کے دائرہ سے اوپر غوثُ الوقت اور بائیں جانب کے اقطابِ ثلاثہ کے درمیان خالی جگہ میں ہوتی ہیں۔ بعض اوقات مرحوم اولیائے کاملین (جو کہ صاحبانِ اَمر اولیاء ہوگزرے ہیں) میں سے بھی کوئی نہ کوئی بزرگ (ایک یا ایک سے زیادہ) اِس دیوان میں تشریف لاتے ہیں۔ اور اِنہی زندہ مشائخ کے ساتھ تشریف فرما ہوتے ہیں۔ تاہم اِن کو تین نکات کی بدولت زندہ مشائخ سے ممتاز کیا جاسکتا ہے۔

نمبر 1. مرحوم مشائخ کی ہیئت ولباس تبدیل نہیں ہوتا۔ جبکہ زندہ مشائخ کا لباس و ہیئت تبدیل ہوجاتی ہے۔ مثلاً زندہ مشائخ بعض اوقات سر منڈوا کر تشریف لاتے ہیں۔ یا لباس تبدیل شدہ حالت میں ہوتا ہے۔ جبکہ مرحومین کی حالت ہمیشہ ایک ہی سی رہتی ہے۔ (اگر آپ کو اِس مقدس دیوان میں حاضری کا موقع نصیب ہو۔ تو آپ غور کریں۔ کہ !) آپ کو اہلِ دیوان میں اگر کوئی ایسا شخص نظر آئے۔ جس کی حالت کسی بھی مجلس میں تغیر و تبدل کا شکار نہ ہو۔ تو آپ سمجھ جائیں۔ کہ ! وہ مرحوم ہے۔ مثال کے طور پر آپ نے اسے اس حالت میں دیکھا۔ کہ اس کے سر کے بال منڈے ہوئے تھے۔ اور پھر کبھی بھی اُسی بندے کے سر کے بال اُگے ہوئے دکھائی نہ دیں۔ تو آپ سمجھ جائیں۔ کہ اِس ولی اللہ کا انتقال اسی حالت میں ہی ہوا تھا۔

نمبر 2. مرحوم مشائخ سے زندہ لوگوں کے بارے میں صلاح ومشورہ نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ یہ لوگ زندہ لوگوں کے معاملات میں تصرف نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ! یہ حضرات ایک ایسے جہاں کی طرف کوچ کر کے منتقل ہو چکے ہیں۔ کہ جو ہماری اس دنیا سے یکسر مختلف ہے۔ ہاں البتہ ! اِن حضرات سے مرحومین کے بارے میں ضرور مشورہ کیا جاتا ہے۔

حضرت سیدی دباغ ؒ فرماتے ہیں۔ کہ ! قبرستان کی زیارت کے آداب میں یہ بات شامل ہے۔ کہ کسی بھی مرحوم کے لئے دعائے خیر کرتے وقت زندہ (اولیائے کرام) کے بجائے کسی مرحوم ولی اللہ کا وسیل اللہ تعالیٰ کے حضور (نہایت ادب واحترام اور عاجزی وانکساری سے) پیش کیا جائے۔ کیونکہ ! اس صورت میں دعا کی قبولیت کا (سریع) اثر ظاہر ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔

نمبر 3. مرحوم مشائخ کے وجود کا سایہ نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ اگر وہ آپ کے اور آفتاب کے درمیان بھی آ کر کھڑا ہو جائے۔ تو سورج کی روشنی بدستور آپ پر پڑتی رہے گی۔ کیونکہ اس مرحوم (ولی الصفت عبد) کے وجود کا کوئی سایہ نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ چونکہ موحوم مشائخ کی صِرف ارواح اس دیوان میں حاضر ہوتی ہیں۔ ان کے مٹی سے بنے ہوئے اجسام تو حاضر نہیں ہوتے۔ جبکہ روح کا وجود تو انتہائی لطیف وشفاف ہوا کرتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ ؒ نے ارشاد فرمایا۔ کہ ! کبھی کبھی ایسا اتفاق بھی ہو جایا کرتا ہے۔ کہ دیوان برخاست ہونے یا اولیائے کرام کی کسی اور مجلس میں شامل ہوتے وقت سورج طلوع ہو چکا ہو۔ اور اور بعض اولیاء دور سے دیکھ کر مجھے ملنے کے لئے لپک کر میری طرف (دوڑتے ہوئے) آتے ہیں۔ اور میں اِنہیں اپنی ظاہری آنکھوں سے جب دیکھتا ہوں۔ تو اِن کے صِرف سائے کی موجودگی یا عدم موجودگی کی بدولت اِن کے درمیان امتیاز کر لیا کرتا ہوں۔

یاد رہے۔ کہ مرحوم بزرگ عالم برزخ سے پرندوں کی مانند اُڑتے ہوئے روح کی شکل میں دیوان میں آن حاضر ہوتے ہیں۔ جونہی یہ دیوان کے قریب پہنچتے ہیں۔ تو زمین پر اُتر کر اپنے پَیروں پر چل کر دیوان میں آن شامل ہوتے ہیں۔ اِسی طرح رجال

الغیب جب ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔ تو اِن کی ارواح چل کر ایک دوسرے کی جانب آتی جاتی ہیں۔ اور جب وہ کسی دوسرے شیخ کے پاس پہنچتے ہیں۔ تو اَدب ماتقدم کے تحت اپنے پیروں پر چل کر جاتے ہیں۔

مجلسِ دیوان میں فرشتے بھی حاضر ہوا کرتے ہیں۔ اِن کی صف مذکورہ چھ صفوں کے پیچھے ہوا کرتی ہے۔ ح مجلسِ دیوان میں بعض کامل اور نیک جنات بھی حاضر ہوتے ہیں۔ جنہیں'' روحانیون '' کہا اور پکارا جاتا ہے۔ اِن کی صف سب سے پیچھے ہوا کرتی ہے۔

جنات و ملائکہ (فرشتوں) کی حاضری کا فائدہ یہ ہوا کرتا ہے۔ کہ! دیوان کے اراکین جو کام خود براہ راست سرانجام نہیں دے سکتے۔ اور وہ اُمور فرشتوں اور جنات کے دائرہ کار میں شامل ہوں۔ تو ایسے اُمور جنات و ملائکہ کے ذمہ لگا دیئے جاتے ہیں۔

سیدی عبدالعزیز دباغؒ فرماتے ہیں۔ کہ! وہ تمام اُمور جو اولیائے کرام کے براہ راست تصرف سے باہر ہوں۔ اِن اُمور کی بجا آوری کے لئے ہر ہر شہر میں ملائکہ (فرشتوں) کی ایک مخصوص جماعت حاضر رہتی ہے۔ مختلف علاقوں میں اِن کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ یہ فرشتے انسانی اشکال میں موجود رہتے ہیں۔ یہ ملائکہ امیر و غریب، چھوٹے بڑے، خوبصورت و بدصورت ہر شکل میں موجود رہتے ہیں۔ اور لوگوں کے درمیان مِل گھل کر رہتے ہیں۔ لیکن لوگوں کو اِن کی اصلیت کا پتہ نہیں چلتا۔ (ماسوا اہلِ بصیرت اولیائے عظام کے، کیونکہ اُن کی باطنی انکھ کھلی ہوئی ہوتی ہے)

غوثُ الوقت کی عدم تشریف آوری :

سیدی عبدالعزیز دباغؒ فرماتے ہیں۔ کہ! بعض اوقات ایسے بھی ہوتا ہے۔ غوثُ الوقت دیوان میں تشریف نہیں لاتا۔ تو اِس کی غیر حاضری میں اہلِ دیوان کے درمیان اختلاف رائے پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں بعض اوقات کچھ حضرات کو جان سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ مثلاً ایک مسئلے میں اکثریت ایک طرف تھی۔ اور کچھ حضرات کی رائے مختلف تھی۔ تو اکثریت کی رائے کے مطابق عمل ہوتا ہے۔ اور اقلیت اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اگر دو مختلف آراء ہوں۔ اور دونوں طرف کی تعداد بھی برابر ہو۔ تو دونوں کی رائے کے مطابق تصرف ہوتا ہے۔ (اور دوسری صورت یہ بھی پیش آسکتی ہے۔ کہ!) اگر دونوں طرف تعداد برابر ہو۔ تو دونوں فریقین حجاب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ حضرات تقدیرِ الٰہی کے مظاہر ہوتے ہیں۔ جب اِن کے درمیان اختلاف ہوگا۔ تو تقدیر سے اِن کو چھپا دیا جائے گا۔

پھر احمد بن مبارکؒ نے استفسار کیا۔ کہ! یہ حضرات تو کشف و بصیرت کی عظیم الشان دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ تو پھر ان کے درمیان اختلاف رائے پیدا ہوتا کیوں ہے؟ آپؒ نے فرمایا۔ اگر اختلاف کرنے والی جماعت کی تعداد کم ہو۔ تو ان کے سامنے حجاب سا آجاتا ہے۔ جس کے باعث وہ مرادِ الٰہی کا مشاہدہ نہیں کرسکتے۔ اور آخر کار تقدیر کے فیصلے کے مطابق اِن کا وقت پورا ہو جاتا ہے۔ اگر دونوں طرف تعداد برابر ہو۔ تو دونوں فریقین حجاب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پھر احمد بن مبارکؒ نے استفسار کیا۔ کہ! غوث الوقت کی غیر حاضری کا سبب کیا ہوتا ہے؟ تو آپؒ نے فرمایا۔ غوث کی غیر حاضری کے صِرف تین ہی اسباب ہوا کرتے ہیں۔

پہلی وجہ تو یہ کہ! غوث الوقت ذاتِ باری تعالیٰ کے عظیم مشاہدے میں منہمک، محو اور مستغرق ہوتا ہے۔ اور اس کیفیت میں تمام کائنات اِسکی نگاہ سے اوجھل ہو جاتی ہے۔ اسی لئے اس کی توجہ دیوان کی طرف بھی مبذول نہیں ہوتی۔

دوسری وجہ عدم دستیابیِ غوث کی یہ ہوتی ہے۔ کہ! اگر کسی غوث کا تقرر کئے ہوئے زیادہ عرصہ نہ گزرا ہو۔ مثلاً سابقہ غوث کا انتقال کچھ ہی عرصہ پہلے ہوا تھا۔ اور پھر اسے مقرر کیا گیا۔ تو ابتداء میں وہ (نیا) غوث مستقل طور پر دیوان میں نہیں آتا۔

تیسری وجہ غوث کی غیر حاضری کی یہ ہوتی ہے۔ حضرت سرکار عالمین ﷺ جب دیوان میں تشریف لاتے ہیں۔ تو اس وقت اہلِ دیوان پر اس قدر شدید ہیبت طاری ہوتی ہے۔ کہ اسے (غوث الوقت کو) اس بات کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ کہ کس وقت دیوان کے معاملات انجام پذیر ہوئے ہیں۔ کیونکہ اس کے حواس رخصت ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہی کیفیت کچھ دیر جاری رہتی ہے۔ اگر (خدانخواستہ) یہی کیفیت کچھ دن تک جاری رہے۔ تو تمام دنیا کا نظام درہم برہم، تباہ و برباد ہو جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کیا غوثُ الوقت سے اختلاف ممکن ہے ؟

سیدی عبدالعزیز دباغؒ فرماتے ہیں۔ کہ! غوث کی موجودگی میں اختلاف کے طور پر بولنا تو درکنار، کوئی اکن اگر اپنا نچلا ہونٹ بھی ہلانے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اِس صورت میں اس بات کا قوی امکان موجود ہے۔ کہ بولنے والے کا ایمان سلب ہو جائے۔ بہرحال دیوان کے اراکین اگلے روز دن میں پیش آنے والے تمام اُمور اتفاق رائے سے طے کرتے ہیں۔ جو کہ قضائے الٰہی

کے عین مطابق ہوتے ہیں۔ یہ تمام حضرات ان امور کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتے ہیں۔ ان کا تصرف تمام جہانوں میں ہوتا ہے۔ خواہ وہ عالم علوی ہو یا سفلی۔ بلکہ (عالم علوی سے اوپر) ستر حجابات کے اندر، بلکہ (اس سے بھی اوپر) عالم رقاء میں بھی اِن کا تصرف ہوتا ہے۔ یہ لوگ تمام جہانوں کے رہائشیوں کے قلوب و خیالات تک میں تصرف کرتے ہیں۔ اِن کے تصرف کے بغیر کسی کے ذہن میں کوئی بھی خیال پیدا نہیں ہوتا۔ ستر حجابات عرش سے اوپر ہیں۔ اور عالم رقاء کے حجابات تو اس سے بھی اوپر ہیں۔ اگر یہ حضرات وہاں تک تصرف کر سکتے ہیں۔ تو اِس دنیا میں اِن کے تصرف کا کیا عالم ہوگا۔ (اولیاء اللہ کا اگر یہ حال ہے۔ تو انبیائے کرامؑ وصحابہ عظامؓ کے تصرفات کہاں تک ہوں گے۔ یہ تو شان ہے اس اُمت کی۔ سبحان اللہ)

دیوانُ الصّالحین میں کس زبان میں گفتگو ہوتی ہے ؟

سیدی عبدالعزیز دباغؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اہلِ دیوان آپس میں سریانی زبان میں گفتگو کرتے ہیں۔ کیونکہ اس میں لفظی طور پر نہایت اختصار اور معنوی اعتبار سے انتہائی جامعیت ہوتی ہے۔ نیز دیوان میں جو ارواح اور فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اور ان کی زبان بھی سریانی ہوتی ہے۔ (اسی لئے اگر کسی شخص میں کوئی جن حلول کر جائے۔ تو آسیب زدہ شخص مبہم و لا معنی زبان میں گفتگو کرتا ہے۔ جو کہ سمجھ سے بالاتر ہوتی ہے) ہاں البتہ! جب کبھی اس دیوان میں آنخضرت نبی مکرم ﷺ تشریف لاتے ہیں۔ تو ادب و تکریم اور اطاعت کے پیشِ نظر جملہ اہلِ دیوان بزبانِ عربی گفتگو کرتے ہیں۔

دیوانُ الصّالحین میں آنخضور نبی مکرم ﷺ کی آمد :

سیدی عبدالعزیز دباغؒ فرماتے ہیں۔ کہ! بعض اوقات مجلس دیوان میں نبی اکرم ﷺ بھی تشریف لاتے ہیں۔ جب آپ ﷺ تشریف لے آئیں۔ تو آپ ﷺ غوث الوقت کی نشست پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ جبکہ غوث الوقت وکیل کے مقام پر بیٹھ جاتا ہے۔ اور وکیل پچھلی صف میں شامل ہو جاتا ہے۔ جب آپ ﷺ تشرف لاتے ہیں۔ تو آپ ﷺ کے ہمراہ اِس قدر انوار ہوتے ہیں۔ کہ جنہیں زبان بیان کرنے سے یکسر قاصر ہے۔ اِن کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ کہ شاید حاضرینِ مجلس اِن کے انوار کی وجہ سے جل کر خاکستر ہی ہو جائیں۔ یا پھر بے ہوش ہو جائیں۔ یا قتل ہو جائیں۔ کیونکہ یہ انوار اپنے اندر بے انتہا ہیبت، جلال اور عظمت لئے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر چالیس اشخاص بہادری کے انتہائی درجے پر فائز ہوں۔ اور پھر انہیں اِن انوار کے روبرو لایا جائے۔ تو وہ سب بے ہوش ہو کر گر جائیں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ اراکینِ دیوان کو اپنے فضل و کرم کی بدولت یہ قابلیت وصلاحیت عطا فرماتا ہے۔ کہ! وہ اِن انوارِ بابرکات سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ البتہ دیوان کے اراکین میں بہت کم ایسے افراد (اولیائے کاملین) ہوتے ہیں۔ جو بعد میں بھی اِن انوارات کو محفوظ رکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ جو انوار کہ نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری کے وقت صادر ہوتے ہیں۔ نبی مکرم ﷺ غوث الوقت کو براہ راست مخاطب کرتے ہیں۔ اُس وقت آنخضرت نبی کریم ﷺ کے انوارِ مطہرات اتنے شدید اور باعظمت ہوتے ہیں۔ کہ بجز غوث کے اہلِ دیوان میں سے کوئی دوسرا ولی اللہ قریب بیٹھنے کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہ راست نازل ہونے والے احکامات کو برداشت کرنے اور سامنا کرنے کی اہلیت، صلاحیت اور قابلیت صِرف اور صِرف آنخضور نبی مکرم ﷺ کے کسی اور کو حاصل نہیں ہوتی۔ اور پھر آنخضرت نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ پاک سے صادر ہونے والے احکامات کو ماسوا غوث الوقت کے کسی اور میں سامنا کرنے کی اہلیت، صلاحیت اور قابلیت نہیں ہوتی۔ آنخضرت نبی مکرم ﷺ کے احکامات کو غوث الوقت اپنے وکیل کے ذریعے ساتوں اقطاب تک پہنچاتا ہے۔ اور پھر اُن کے ذریعے یہی احکامات باقی تمام اولیاء تک پہنچائے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح جب آنخضرت نبی اکرم ﷺ اہل دیوان کی مجلس میں تشریف فرما نہیں ہوتے۔ تو مجلس کا سربراہ غوث ہوتا ہے۔ اور غوث کے انوار بھی اس قدر شدید ہوتے ہیں۔ کہ ماسوا وکیل اور ساتوں اقطاب کے کوئی اور ولی اللہ غوث کے قریب بیٹھنے کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ وہ کچھ فاصلے پر ہی بیٹھتے ہیں۔

(مزید برآں) سیدی عبدالعزیز دباغؒ فرماتے ہیں۔ کہ! پہلے زمانے میں اہلِ دیوان فرشتے ہوا کرتے تھے۔ پھر جب سے نبی اکرم ﷺ مبعوث ہوئے۔ تو آپ ﷺ کی اُمت کے اولیاء اللہ کو دیوان میں شامل کر دیا گیا۔ جس سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ یہ فرشتے اُمت محمدی ﷺ کے نائبین (Assistants) کے طور پر کام کرتے ہیں۔

دیوانُ الصّالحین میں انبیائے کرامؑ کی آمد :

سیدی عبد العزیز دباغؒ فرماتے ہیں۔ کہ! سال بھر میں صِرف ایک رات یعنی لیلۃُ القدر (والی رات) میں انبیائے کرامؑ اور ملاء اعلیٰ سے تعلق رکھنے والے حضرات تشریف لاتے ہیں۔ جس میں کہ آنحضور نبی مکرم ﷺ معہ اپنی ازواجِ مطہرات و اکابر صحابہ کرامؓ تشریف لاتے ہیں۔ (قبولیت دُعا کی مخصوص گھڑی کا وقت کب ہے؟ اور لیلۃ القدر کی رات کا وجود کیسے وقوع پذیر ہوا؟ اس کی بہت لمبی تفصیل اسی کتاب ''الابریز'' میں دی گئی ہے۔ وہاں سے دیکھی جاسکتی ہے)

دیوانُ الصّالحین میں اہلِ بیتِ اطہارؓ اور خلفائے راشدینؓ کی آمد :

سیدی عبد العزیز دباغؒ فرماتے ہیں۔ کہ! جب حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لاتے ہیں۔ تو آپ ﷺ کے ہمراہ حضراتِ خلفائے راشدینؓ، حضراتِ حسنینؓ اور حضرت خاتونِ جنت جگر گوشہ رسول ﷺ حضرت فاطمۃُ الزہراؓ بھی تشریف لاتی ہیں۔ کبھی یہ تمام حضرات ایک ساتھ تشریف لاتے ہیں۔ اور کبھی (اِن میں سے) بعض تشریف لاتے ہیں۔ حضرت سیدہ وطاہرہ خاتونِ جنتؓ دیوان میں بائیں طرف موجود صالح خواتین کی صف میں تشریف فرما ہوتی ہیں۔ اور اس وقت آپؓ ہی اُن (صالح خواتین) کی قائد و پیشوا ہوتی ہیں۔ سبحان اللہ۔

تصدق وتوسل کی اہمیت وفضیلت : (قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویہ ﷺ کی روشنی میں)

یہ فقیرِ حقیر پرتقصیر (بندہ خدا محمد عبد الرؤف البلوشی) شائقینِ کتاب ہٰذا کی خدمت میں بصد ادب واحترام سے عرض گزار ہے۔ کہ! تصدق وتوسل کی اہمیت وفضیلت پر کئی احادیثِ نبویہ ﷺ اور آثار واخبار دال ہیں۔ جن میں سے چند ایک بطور نمشتہ ہدیہ ناظرین وشائقین کتاب (اَسرارِ محبوب) حاضر خدمت ہیں۔ سب سے پہلے استعانت اور تصدق وتوسل کے ضمن میں چند آیات پیشِ خدمت ہیں۔

☆ **وتعاونوا علی البر والتقوی۔۔۔** تم نیکی اور پرہیزگاری کے امور میں ایک دوسرے کی معاونت کرو۔ (سورہ مائدہ)

☆ **فاستعیوا بالصبر والصلوٰۃ۔۔۔** نماز اور صبر سے مدد حاصل کرو۔ ☆ **یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون** ۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی جانب وسیلہ ڈھونڈو۔ اور اِس کی راہ میں جہاد کرو۔ تاکہ تم کامیاب ہو۔ (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر 35) ☆ **ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لواجدوا اللہ توابا رحیما** ۔ (سورہ نساء۔ آیت نمبر 64) اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرکے آپ ﷺ کے آستانہ مبارک پر آجائیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں۔ تو آپ ﷺ اِن کی سفارش فرمائیں۔ تو بے شک یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

☆ **اذھبوا بقمیصی ھذا فالقوہ علیٰ وجہ ابی یات بصیرا** ۔ (سورہ یوسف) میری یہ قمیص لے جاؤ۔ اسے والد ماجد (حضرت یعقوب نبیؑ) کے چہرہ مبارک پر ڈال دینا۔ (تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے) اِن کی آنکھیں بینا ہوجائیں گیں۔

رِسالت مآب ﷺ کے توسل وتوسط سے حاجت روائی :

اِس ضمن میں کافی مصنفین نے بہت کچھ لکھا ہے۔ جن میں سے کچھ بطورِ تبریک یہاں پر پیش کیا جارہا ہے۔

شہادت کے ضمن میں حاجت روائی :

حافظ عبد العظیم منذریؒ بیان فرماتے ہیں۔ کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے۔ کہ! مشہور فقیہہ ابو علی الحسین عبد اللہ بن رواحہ حمویؒ (شہادت 585ھ) نے حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں مدحیہ قصیدہ لکھا۔ اور آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرکے یہ صلہ مانگا۔ کہ! اِنہیں راہِ خدا میں شہادت نصیب ہو۔ اور وہ راہِ خدا ہی میں شہید ہوگئے۔

قرض کے ضمن میں حاجت روائی :

حرم رسول اللہ ﷺ کے مجاور یوسف بن علیؒ بیان کرتے ہیں۔ کہ! مجھ پر قرض کی رقم بڑھ گئی۔ تو مدینہ شریف چھوڑ جانے کا ارادہ کرلیا۔ پھر بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوکر ادائے قرض کے لئے استغاثہ کیا۔ خواب میں حضورِ انور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ فرمایا۔ یہیں ٹھہرو۔ اسی دوران میں اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ مہیا کردیا۔ جس نے قرض چکا دیا۔

آنکھ کی شفائے یابی کے ضمن میں حاجت روائی :

حضرت عبدالرحمان جزولیؒ بیان فرماتے ہیں۔ کہ! ہر سال میری آنکھوں کو بیماری لاحق ہو جاتی تھی۔ ایک سال تو مدینہ منورہ میں تکلیف ہوئی۔ تو میں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر اس طرح استمداد کی۔ **یا رسول الله ﷺ ! انا فی حما یتک فان عینی مر یضة۔** (ترجمہ) یارسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کی پناہ وحمایت میں ہوں۔ میری آنکھ کو تکلیف ہے۔ پھر حضرت جزولیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! بس استغنا شہ کی دیر تھی۔ کہ میری آنکھ ٹھیک ہو گئی۔ اور پھر حضورِ انور ﷺ کی برکت سے آج تک (دوبارہ یہی آنکھ کی) تکلیف نہیں ہوئی۔

مشکل وقت میں آنحضرت ﷺ سے استمداد : (علامہ شیخ بہائی ایرانی)

علامہ شیخ بہائی اپنی یگانہ روزگار کتاب السر المستتر (علوم غریبہ وجفر وخوابنامہ) میں شیخ بہاؤالدین محمد عاملی کے حوالے سے رقم طراز ہیں۔ کہ! جس کسی کو کوئی (انتہائی سخت اور دشوار قسم کی) مہم درپیش ہو۔ وہ شہر سے باہر کسی خلوت کے مقام پر جیسے صحراء (یا کسی بیاباں پہاڑ، جنگل ، میدان یا آبادی سے کہیں دور) چلا جائے۔ وہاں پر جا کر (صاف ومطہر) زمین پر اس طرح سے ایک مربع طولانی کھینچے۔

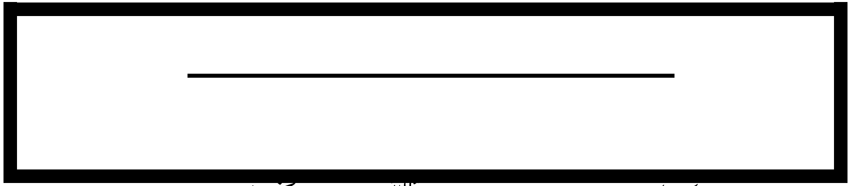

اس مربع طولانی کے عین وسط میں لکیر کو قبرِ اطہر رسول اللہ ﷺ تصور وخیل کرے۔ اور اس مربع طولانی کے جنوب (یعنی قبرِ اطہر کی پائنتی جانب) بیٹھ کر نہایت عاجزی وانکساری اور گریہ وزاری سے پہلے ایک تسبیح استغفار (**استغفر الله العظیم**) پھر ایک تسبیح اسمِ ذات اللہ (**یا الله**) اور پھر یہ درود شریف ایک ہزار مرتبہ پڑھے۔ **صلی الله علیک یا سیدی یا رسول الله۔** پھر آنحضور نبی مکرم ﷺ کے تصدق و توسل سے اپنی حاجت کی دعا کرے۔ انشاء اللہ حاجت روا ہو گی۔ اگر خدانخواستہ پہلے ہی دن حاجت روا نہ ہوئی۔ تو چاہیئے۔ کہ! اپنا قصور اور تقویٰ کی کمی سمجھتے ہوئے اسی عمل کی مسلسل تکرار کرے۔

(کیونکہ! یہ عمل بارہا کا آزمودہ اور مجرب المجرب عمل ہے۔ جو کبھی بھی خطاء نہیں کرتا) اسی طرح کا ایک عمل پیچھے ''درودِ پاک اور زیارت النبی ﷺ والے باب میں بھی درج کیا گیا ہے۔ جو کہ حضرت سلطان الفقر، سلطان العارفین شیخ سلطان باہوؒ سے منقول ومنسوب ہے۔ اور نہایت ہی مجرب المجرب اور بارہا کا آزمودہ عمل ہے۔ شائقین حضرات وہاں سے دیکھ سکتے ہیں۔

عجیب مکاشفہ ءروح اور آنحضرت ﷺ سے استمداد :

حضراتِ روحانیات فرماتے ہیں۔ کہ! اگر کوئی شخص اسم ''**یا لطیف .اللطیف. لطیف.**'' کو اس طریق سے پڑھے۔ کہ! ہر ہفتے سہ شب احیاء لائے۔ یعنی اول شبِ چہار شنبہ، پنج شنبہ اور شبِ جمعہ۔ طریقِ عمل یہ ہے۔ کہ! شب اول دوگانہ با ایصالِ ثواب حضرت سید الرسل ﷺ کا گزارے۔ کہ اول رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے سورہ والضحیٰ اور رکعت دوئم میں بعد سورہ فاتحہ کے سورہ الم نشرح پڑھے۔ پھر اپنے سامنے کسی صاف صفحہ پر ایک نقشِ طولانی اس طرح سے کھینچے۔

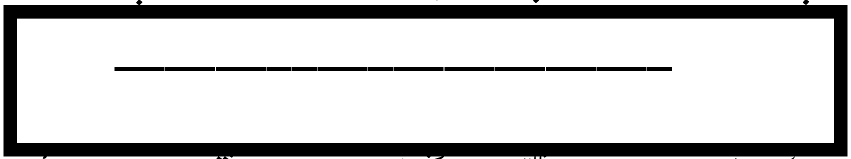

اور اس خط کے عین بیچ کی سطر کو قبرِ اطہرِ نبوی ﷺ تصور وخیل کرے۔ اور اس نقش کے پاس (پائنتی جانب) نہایت ادب واحترام اور گریہ وزاری سے یہ اوراد پڑھے۔ کہ! پہلے ایک ہزار مرتبہ ''**یا لطیف**'' پڑھے۔ پھر چھ سو چھیالیس مرتبہ ''**اللطیف**'' پڑھے۔ آخر میں چھ سو ساٹھ مرتبہ ''**لطیف**'' پڑھے۔ بعدہٗ جو احوال (مقصد) ہو۔ اُسے قبر اطہر نبی اللہ ﷺ کے (مع ادب وتعظیم) عرض گزار ہو۔ اور آنحضور ﷺ کو اپنے اوپر شفیع گردانے۔ اور اسی وقت مراقب ہو۔ اور یہ اسم (کم از کم ایک یا تین تسبیحات) پڑھے۔ '' **الله حا ضری . الله نا صری . الله معی ساعة و سا عة** '' انشاء اللہ اپنے مقصد کو خواب میں ملاحظہ کرے۔ لیکن اس عمل کو تین راتوں تک لازمی کرے۔

صاحب کتاب (نافع الخلائق) فرماتے ہیں۔ کہ! بعد چند روز گزرنے کے، صاحبِ طریق عمل کا باطن اس قدر روشن ہو۔ کہ! تمام معائینہ و مشاہدہ کو اپنے مراقبہ میں ملاحظہ کیا کرے گا۔ اس طریق کو مکاشفہ روح بھی کہا جاتا ہے۔ اور جس کو یہ معائینہ حاصل ہو۔ اُس پر روزِ روشن کی طرح مردماں کا احوال تمام عیاں رہے گا بحرمتِ محمدِ مصطفےٰ ﷺ۔

یاد رہے۔ کہ! اگر کوئی شخص اسی عمل کو ہمیشہ جاری رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ سے بزمِ نبوی ﷺ کا مستقل رکن بننے کی ہمیشہ استدعا کرتا رہے۔ تو ہفتہ عشرہ یا چند ہفتوں تک ہی ایسے حضوری حاصل ہو جائے۔ (انشاء اللہ) اسی طرح کا ایک عمل پیچھے ''درودِ پاک اور زیارت النبی ﷺ والے باب میں بھی درج کیا گیا ہے۔ جو کہ حضرت سلطان الفقر، سلطان العارفین شیخ سلطان باہوؒ سے منقول ومنسوب ہے۔ اور نہایت ہی مجرب المجرب اور بارہا کا آزمودہ عمل ہے۔ شائقین حضرات وہاں سے دیکھ سکتے ہیں۔

اِس ضمن میں حضرت شیخ محمد یوسف بن اسماعیل النبہانیؒ اپنی کتب ''شواہد الحق'' اور ''حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ﷺ'' نے حضرت شیخ الاسلام محمد بن موسیٰ بن نعمان فاسیؒ (متوفی 683ھ) کی کتاب ''**مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام فی الیقظة والمنام**'' کے حوالے سے چند فوائد کا ذِکر خیر فرمایا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں۔ کہ!

مغفرت کے ضمن میں حاجت روائی:

حافظ ابوسعد سمعانیؒ حضرت علی المرتضٰی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ! نبی مکرم ﷺ کو دفن کرنے کے تین دن بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا۔ اِس نے اپنے آپ کو قبرِ انور حضرت رسالت مآب ﷺ پر گرادیا۔ پھر آنحضور ﷺ کی تربت اطہر کی خاک مبارک اپنے سر پر ڈال کر عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے جو کچھ فرمایا۔ ہم نے سنا۔ اور اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیا۔ آپ ﷺ کی طرف جو کلام مبارک (آیات قرآنیہ) اُترا۔ اِس میں یہ آیتِ کریمہ بھی ہے۔ **ولو انھم اذظلموا انفسھم جآؤک فاستغفر اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدا اللہ توابا رحیما o** (النساء۔ نمبر 64) ترجمہ: اور اگر یہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھیں۔ تو آپ ﷺ کی بارگاہ میں آ کر اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں۔ اور رسول اللہ ﷺ بھی اِن کے لئے گناہوں کی معافی کی سفارش کریں۔ تو یقیناً اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ اِس کے بعد اُس اعرابی نے کہا۔ حضور ﷺ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں اِس لئے حاضر ہوا ہوں۔ کہ آپ ﷺ میرے لئے بخشش کی دعا فرمائیں۔ قبرِ اطہر سے ندا آئی۔ اے اعرابی! تجھ کو بخش دیا گیا۔

ہر مشکل اَمر میں آنحضرت ﷺ سے استمداد:

حضرت ابوعبداللہ سالمؒ بیان فرماتے ہیں۔ کہ! مَیں نے خواب میں دیکھا۔ مَیں بحرِ نیل کے ایک جزیرے میں ہوں۔ مَیں نے وہاں ایک مگر مچھ کو دیکھا۔ جو مجھے نگل لینا چاہتا تھا۔ اَسے (مگر مچھ) کو دیکھ کر مَیں خوفزدہ ہو گیا۔ پھر اچانک ایک خوبرو شخص وہاں نمودار ہوئے۔ مجھے یقین ہو گیا۔ کہ وہ نبی مکرم ﷺ ہی تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ **اذا کنت فی شدۃ فقل انا مُستَجِیرُ بکَ یَا رَسُو لُ اللہ. صلی اللہ علیہ والہ وبارک وسلم**۔ جب تو کسی مشکل میں پڑ جائے۔ تو یہ کہا کر۔ یا رسول اللہ ﷺ! مَیں آپ ﷺ کی پناہ چاہتا ہوں۔ (مزید برآں! یہ کہ) میرا ایک بھائی نبی آخرُ الزمان ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کے لئے سفر پر روانہ ہوا۔ وہ نابینا تھا۔ مَیں نے اِس سے (اپنا مذکورہ بالا) خواب بیان کیا۔ اور اِس نابینا کو کہا۔ جب بھی مشکل پڑے۔ یہی کہو۔ **انا مُستَجِیرُ بِکَ یَا رَسُو لُ اللہ. صلی اللہ علیہ والہ وبارک وسلم**۔ دورانِ سفر جب وہ رابغ کے مقام پر پہنچا۔ وہاں پانی کی قلت تھی۔ اِس کا خادم پانی کی جستجو کے لئے نکلا۔ وہ بیان کرتا ہے۔ مجھے شدید پیاس لگی تھی۔ اور میرے ہاتھ میں خالی مشکیزہ تھا۔ اِس وقت مجھے نبی اکرم ﷺ کا فرمانِ عالی شان یاد آ گیا۔ میں نے کہا۔ **انا مُستَجِیرُ بِکَ یَا رَسُو لُ اللہ. صلی اللہ علیہ والہ وبارک وسلم**۔ اِسی اثناء میں مَیں نے ایک شخص کی آواز سنی۔ وہ مجھ سے کہہ رہا تھا۔ اپنا مشکیزہ قریب کرو۔ مَیں نے اپنے مشکیزے میں پانی کے گرنے کی آواز سنی۔ حتی کہ وہ مشکیزہ پانی سے لبریز ہو گیا۔ مَیں نے جانتا تھا۔ کہ! وہ شخص کہاں سے آیا تھا۔

مشکل اَمر میں آنحضرت ﷺ سے استمداد: (علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانیؒ کا اپنا ذاتی واقعہ)

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانیؒ بیان فرماتے ہیں۔ کہ! 1317ھ کو میں ایک شدید مشکل میں پھنس گیا۔ مجھے اِس مصیبت کی خبر جمعرات کو ملی۔ مَیں اِس وقت بیروت میں تھا۔ جب جمعہ کی رات (شب جمعہ) کا ایک تہائی حصہ گذر گیا۔ تو مَیں روبقبلہ ہو گیا۔ تو میں نے ایک ہزار مرتبہ **استغفر اللہ العظیم**۔ پڑھا۔ پھر میں نے یہ درودِ پاک 350 مرتبہ پڑھا۔

اللھم صل وسلم علیٰ سیدنا محمد قد ضا قت حیلتی ادر کنی یا رسول اللہ۔

بعد ازاں میں سو گیا۔ پھر رات کے آخری حصے میں بیدار ہو کر وضو کیا۔ اور ایک ہزار مرتبہ درودِ پاک کے اِسی صیغے کا وِرد کیا۔ اگلے ہی روز اِس

عظیم فتنے (یعنی وہ مصیبت، جو میرے اوپر گزری تھی) کے ٹلنے کی واضح خبر آ گئی۔

علامہ یوسف نبہانیؒ فرماتے ہیں۔ میں نے درودِ پاک کے اِس صیغے کو آزمایا۔ تو بسیار مجرب پایا۔ اِس کی سچائی بالکل صبح کے اُجالے کی مانند نمودار ہوئی۔ بہت سے بزرگ اِس صیغہ درود کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ! اِس درودِ پاک کو روزانہ **300** یا **350** مرتبہ پڑھنا اور مصیبت کے ازالے کے وقت **1000** مرتبہ پڑھنا تریاق مجرب ہے۔

ہر مشکل اَمر میں آنحضرت ﷺ سے استمداد :

اسی ضمن میں یہ کمترین (عبدالرؤف البلوشی) قارئینِ کتاب (**اسرارِ محبوب**) کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ! اگر کوئی عاشقِ رسول ﷺ واقعتاً آپ ﷺ کی زیارت کا خواہش مند ہو۔ یا آنحضور نبی مکرم ﷺ کے تصدق و توسل سے اپنی کوئی بہت بڑی حاجت روائی چاہتا ہو۔ یا کہیں پر مسلم و غیر مسلم کے درمیان کوئی بہت بڑا معرکہ، مناظرہ یا مباہلہ ہو۔ کہ جس میں مسلمانوں کی تعداد نہایت قلیل ہو۔ اور بظاہر مسلمانوں کی فتح یابی کے آثار نمایاں نہ ہوں۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ! وہ آنحضرت نبی مکرم ﷺ سے استمداد یا آپ ﷺ کی زیارت کے مقصد سے فقط دس ایام تک بعد نمازِ صبح اور بعد نمازِ عشاء (سونے سے قبل) ریاضت و خلوت کا پختہ ارادہ کر کے اہتمام کرے۔ یعنی چوبیس گھنٹے میں دو مرتبہ یہی عمل کرنا ہوگا۔ جس کا آسان طریقہ یہ ہے۔ کہ!

☆ پہلی صبح و رات کو تین سو مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر حضرت خضر نبیؑ کو ایصالِ ثواب کرے۔
☆ دوسری صبح و رات کو تین سو مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی روح کو ایصالِ ثواب کرے۔
☆ تیسری صبح و رات کو تین سو مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روح کو ایصالِ ثواب کرے۔
☆ چوتھی صبح و رات کو تین سو مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی روح کو ایصالِ ثواب کرے۔
☆ پانچویں صبح و رات کو تین سو مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی روح کو ایصالِ ثواب کرے۔
☆ چھٹی صبح و رات کو تین سو مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر حضرت عمر فاروقؓ کی روح کو ایصالِ ثواب کرے۔
☆ ساتویں صبح و رات کو تین سو مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر حضرت عثمان غنیؓ کی روح کو ایصالِ ثواب کرے۔
☆ آٹھویں صبح و رات کو تین سو مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر حضرت علی المرتضیٰؓ کی روح کو ایصالِ ثواب کرے۔
☆ نویں صبح و رات کو تین سو مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی روح کو ایصالِ ثواب کرے۔
☆ دسویں صبح و رات کو تین سو مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی روح کو ایصالِ ثواب کرے۔

اگر ان دس دن و رات صاحبِ عمل ہذا سے کوئی صغیرہ و کبیرہ گناہ سرزد نہ ہوا۔ تو وہ ضرور بالضرور آنحضرت نبی مکرم ﷺ کی زیارتِ بابرکات سے مشرف ہو کر باریاب ہوگا۔ اور زیارت کی اس لذت و سرور کو وہ کئی ہفتوں یا مہینوں تک فراموش نہیں کر پائے گا۔ ان شاء اللہ۔

مشکل امور میں حضرات صحابہءکرامؓ سے استمداد :(علامہ مولانا مولوی حقی نازلیؒ کا اپنا ذاتی واقعہ)

حضرت علامہ مولانا مولوی حقی نازلیؒ اپنی کتاب خزینۃ الاسرار میں فرماتے ہیں۔ کہ! ایک مرتبہ ہم نے ارادہ کیا۔ کہ! ہم خواب میں آنحضرت نبی مکرم ﷺ کو اُسی طرح سے ملاحظہ کریں۔ جس طرح کہ امہات المؤمنینؓ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کو دیکھا تھا۔ لہٰذا میں (حضرت مولوی حقی نازلیؒ) نے ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی روحِ مبارکہ کو بخش دیا۔ پھر دوسری مرتبہ (دوبارہ سے) ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روحِ مبارکہ کو بخش دیا۔ پھر تیسری مرتبہ ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب حضرت خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراءؓ کی روحِ مبارکہ کو بخش دیا۔ پھر ان (تینوں خواتینؓ) کو حضرت رسولِ کریم ﷺ کے پاس شفیع ٹھہرایا۔ تا کہ آپؓ (تینوں خواتینؓ) اللہ تعالیٰ کے ہاں میری (یہ) سفارش کریں۔ کہ مَیں آپ ﷺ کو اُسی طرح سے دیکھ سکوں۔ کہ جس طرح آپ ﷺ کی ازواجِ مطہراتؓ (اور صاحبزادیؓ) نے آپ ﷺ کو اپنی حیات میں دیکھا تھا۔ اور جمعہ کی رات پھر (اس کے بعد) مَیں نے (یہ استغفار) **استغفر اللہ و اتوب الیہ** ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے (نہایت عاجزی و انکساری سے) سوال کیا۔ کہ! وہ میری روح کو اپنے پیارے حبیب ﷺ کی روحِ مبارکہ کے ساتھ ملا دے۔ اور پھر مَیں نے ایک ہزار مرتبہ یہ عرض کیا۔ **الصلاۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ خذ بیدی قلت حیلتی ادر کنی** ۔ (پھر حضرت

مولوی حقی نازلی ؒ فرماتے ہیں۔ کہ!) اللہ تعالیٰ کی قسم ہے۔ کہ! اُس رات مَیں نے آپ ﷺ کو ایک ایسے ماہِ کامل کی طرح دیکھا۔ کہ جس کے وصف سے قلم اور زبان عاجز ہے۔ کہ آپ ﷺ کے حسن کا کمال اور آپ ﷺ کے جمال کی غایت معلوم نہیں ہوسکتی تھی۔ اور (پھر) آپ ﷺ نے مجھے بعض اَسرار کی بھی خبر عطا فرمائی۔ **الحمد للہ۔**

حصولِ سعادت کے لئے حضرت خاتونِ جنت ؓ سے استمداد : (حضرت جناب قدرت اللہ شہاب صاحب ؒ کا اپنا ذاتی واقعہ)

حضرت جناب قدرت اللہ شہاب صاحب ؒ اپنی کتاب شہاب نامہ میں رقم طراز ہیں۔ کہ! ایک بار پھر میری خوش قسمتی آڑے آئی۔ (کہ) اتفاق سے حضرت شہاب الدین سہروردی ؒ کی تصنیف ''عوارف المعارف'' کہیں سے میرے ہاتھ آ گئی۔ بے حد دقیق کتاب تھی۔ مَیں نے اسے کئی مرتبہ پڑھا۔ کچھ پلّ توے نہ پڑا۔ لیکن اتنا ضرور رہوا۔ کہ! میری سوچ کے ظلمت کدے میں ایک نیا روشن دان کھل گیا۔ اس کے بعد مَیں نے حضرت غوث الاعظم ؓ سے لے کر مولانا اشرف علی تھانوی ؒ تک درجنوں ایسی کتابیں کھنگال ڈالیں۔ جو ان بزرگانِ شریعت وطریقت کی اپنی تصانیف تھیں۔ یا دوسروں نے اُن کے حالات یا ملفوظات یا تعلیمات قلمبند کر رکھے تھے۔ اس علمی ذخیرے نے مجھے طریقت کے چاروں بڑے سلسلوں اور ان کے علاوہ کئی چھوٹے چھوٹے ضمنی سلسلوں کے بارے میں کافی آگاہی بخشی۔ لیکن ساتھ ہی ایک الجھن بھی میرے دل میں پیدا ہوگئی۔ یہ الجھن تلاشِ مرشد یا تلاشِ شیخ کے بارے میں تھی۔ طریقت کے سارے سلسلوں میں ایک بات مشترک تھی۔ وہ یہ کہ اس راستے پر قدم اُٹھانے سے پہلے کسی مرشد کو اپنا رہنما بنانا لازمی ہے۔

مجھے یقین تھا۔ کہ میرے آس پاس اور اردگرد بہت سے ایسے بزرگانِ دین اور پیرِ طریقت موجود ہوں گے۔ جنہیں میرا مرشد بننے کا حق حاصل تھا۔ لیکن مرید کے طور پر اپنے شیخ کے سامنے بلاسوال وجواب مکمل ذہنی اطاعت قبول کرنے کی جو شرط لازم تھی۔ اُسے نباہنا میرے بس کا روگ نہ تھا۔ اس لئے مَیں نے تلاشِ شیخ کے لئے کوئی خاص کوشش نہ کی۔ بلکہ اپنی نگاہ ''سلسلہء اویسیہ'' پر رکھی۔ جس کے بارے میں بہت سے بزرگانِ سلف کی تصنیفات میں چھوٹے چھوٹے اشارے ملتے تھے۔ لیکن یہ کہیں درج نہ تھا۔ کہ اس سلسلے میں قدم رکھنے کے لئے کون سا دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے۔ اور نہ (ہی) یہ معلوم تھا۔ کہ اس میں داخل ہونے کے کیا کیا قواعد وضوابط ہیں۔ لیکن ایک بار پھر یونہی بیٹھے بٹھائے خوش قسمتی کی لاٹری میرے نام نکل آئی۔

ایک بار میں کسی دور دراز علاقے میں گیا ہوا تھا۔ وہاں پر ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک بوسیدہ سی مسجد تھی۔ مَیں جمعہ کی نماز پڑھنے اُس مسجد میں گیا۔ تو ایک نیم خواندہ سے مولوی صاحب اردو میں بے حد طویل خطبہ دے رہے تھے۔ اُن کا خطبہ گزرے ہوئے زمانوں کی عجیب وغریب داستانوں سے اٹا اَٹ بھرا ہوا تھا۔ کسی کہانی پر ہنسنے کو جی چاہتا تھا۔ لیکن انہوں نے ایک داستان کچھ ایسے انداز سے سنائی۔ کہ تھوڑی سی رِقت طاری کر کے وہ سیدھی میرے دل میں اُتر گئی۔ یہ قصہ ایک (شفیق ترین محبت کرنے والے دنیا کے عظیم ترین) باپ ﷺ اور بیٹی ؓ کی باہمی محبت واحترام کا تھا۔ باپ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تھے۔ اور بیٹی حضرت بی بی فاطمہ ؓ تھیں۔ مولوی صاحب بتا رہے تھے۔ کہ! حضور رسولِ کریم ﷺ جب اپنے صحابہ کرام ؓ کی کوئی درخواست یا فرمائش منظور نہ فرماتے تھے۔ تو بڑے بڑے برگزیدہ صحابہ ء کرام ؓ، حضرت بی بی فاطمہ ؓ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر اُن ؓ کی منت کرتے تھے۔ کہ وہ ان ؓ کی درخواست حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں لے جائیں۔ اور اُسے منظور کروالائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے دل میں بیٹی کا اتنا پیار اور احترام تھا۔ کہ اکثر اوقات جب حضرت بی بی فاطمہ ؓ ایسی کوئی درخواست یا فرمائش لے کر حاضرِ خدمت ہوتی تھیں۔ تو حضور ﷺ خوش دلی سے اُسے منظور فرما لیتے تھے۔ اس کہانی کو قبول کرنے کے لئے میرا دل بے اختیار آمادہ ہوگیا۔

جمعہ کی نماز کے بعد مَیں اُسی بوسیدہ سی مسجد میں بیٹھ کر نوافل پڑھتا رہا۔ کچھ نفل مَیں نے حضرت بی بی فاطمہ ؓ کی روح مبارکہ کو ایصالِ ثواب کی نیت سے پڑھے۔ پھر مَیں نے پوری یکسوئی سے گڑگڑا کر یہ دُعا مانگی۔

'' یا اللہ تعالیٰ! مَیں نہیں جانتا۔ کہ یہ داستان صحیح ہے یا غلط۔ لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے۔ کہ تیرے آخری رسول ﷺ کے دل میں اپنی بیٹی خاتونِ جنت ؓ کے لئے اس سے بھی زیادہ محبت وعزت کا جذبہ موجزن ہوگا۔ اسی لئے مَیں اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ حضرت بی بی فاطمہ ؓ کی روحِ طیبہ کو اجازت مرحمت فرمائیں۔ کہ وہ میری ایک درخواست اپنے والدِ گرامی ﷺ کے حضور میں پیش کر کے منظور کروالیں۔ درخواست یہ ہے۔ کہ! مَیں اللہ تعالیٰ کی راہ کا متلاشی ہوں۔ سیدھے سادے مروجہ راستوں پر چلنے کی سکت نہیں رکھتا۔ اگر سلسلہء اویسیہ واقعی فسانہ نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مجھے اس سلسلہ سے استفادہ کرنے کی ترکیب وتوفیق عطا فرمائی جائے''۔

اس بات کا مَیں نے اپنے گھر میں یا باہر کسی سے ذکر تک نہیں کیا۔ چھ سات ہفتے گزر گئے۔ اور مَیں اس واقعے کو بھول بھال گیا۔ پھر

اچانک سات سمندر پار کی میری ایک جرمن بھابھی کا ایک عجیب خط موصول ہوا۔ وہ مشرف با اسلام ہوئی تھیں۔ اور نہایت اعلیٰ درجہ کی پابندِ صوم وصلوٰۃ خاتون تھیں۔ انہوں نے لکھا تھا۔

The other night, I had the good fortune to see " Fatimah " daughter of the Holy Propht (Peace be upon him) in my dream. She talked to me most graciously and said " tell your brother-in-law Qudrat ullah Shahab, that I have submitted his request to my exalted Father (Peace be upon him), who had very kindly accepted it.

تَرجمہ: اگلی رات مَیں نے خوش قسمتی سے حضرت فاطمہ ؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے میرے ساتھ نہایت تواضع اور شفقت سے باتیں کیں۔ اور فرمایا۔ کہ! اپنے دیور قدرت اللہ شہاب کو بتائیں۔ کہ! مَیں نے اُس کی درخواست اپنے برگزیدہ والدِ گرامی ﷺ کی خدمت میں پیش کر دی تھی۔ اُنہوں ﷺ نے ازراہِ نوازش اسے منظور فرما لیا ہے۔

یہ خط پڑھتے ہی میرے ہوش وحواس پر خوشی اور حیرت کی دیوانگی سی طاری ہوگئی۔ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا۔ کہ میرے قدم زمین پر نہیں پڑ رہے۔ بلکہ ہوا میں چل رہے ہیں۔ یہ تصور کہ! اس برگزیدہ محفل میں ان باپ ﷺ بیٹی ؓ کے درمیان میرا ذکر ہوا۔ میرے روئیں روئیں پر ایک تیز وتند نشے کی طرح چھا جاتا تھا۔ (کہ) کیسا عظیم باپ ﷺ اور کسی عظیم بیٹی ؓ! دو تین دن (تک تو) مَیں اپنے کمرے میں بند ہوکر دیوانوں کی طرح اس مصرعہ کی مجسم صورت بنا بیٹھا رہا۔

مجھ سے بہتر ذکر میرا ہے کہ اُس محفل میں ہے

اس کے بعد کچھ عرصے تک مجھے خواب میں طرح طرح کی بزرگ ہستیاں نظر آتی رہیں۔ جن کو نہ تو میں پہچانتا تھا۔ نہ (ہی مجھے) اُن کی باتیں سمجھ میں آتی تھیں۔ اور نہ ان کے ساتھ میرا دل ہی بھیگتا تھا۔ پھر ایک خواب میں مجھے ایک نہایت دل نواز اور صاحبِ جمال بزرگ نظر آئے۔ جو احرام پہنے ایک عجیب سرور اور مستی کے عالم میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ میرا دل بے اختیار اُن کے قدموں میں بچھ گیا۔ وہ بھی مسکراتے ہوئے میری جانب آئے۔ اور مطاف سے باہر حطیم کی جانب ایک جگہ مجھے اپنے پاس بٹھا لیا۔ اور بولے ''میرا نام **قطب الدین بختیار کاکی** ؒ ہے۔ تم اس راہ کے آدمی تو نہیں ہو۔ لیکن جس دربارِ گہربار سے تمھیں منظوری حاصل ہوئی ہے۔ اُن کے سامنے ہم سب کا سرِ تسلیم خم ہے۔

(پھر حضرت خواجہ) قطب الدین بختیار کاکی ؒ نے ایک پیالہ ہمارے درمیان رکھا۔ جس میں کھانے یا پینے کوئی چیز پڑی تھی۔ انہوں نے اچانک فرمایا۔ تم یہ زندگی چاہتے ہو یا وہ زندگی ؟

خواب میں بھی میرے دل کا چور انگڑائی لے کر بیدار ہوگیا۔ اور اُس نے مجھے گمراہ کیا۔ کہ غالبًا اس سوال میں فوری طور پر موت قبول کرنے کی دعوت ہے۔ یعنی دنیاوی زندگی چاہتے ہو یا آخرت کی زندگی۔ مجھے ابھی زندہ رہنے کا لالچ تھا۔ اس لئے میں اپنے دل کے چور کی پیدا کی ہوئی بدگمانی کا شکار ہوگیا۔ (میں نے عرض کی۔ کہ!) حضرت کچھ یہ زندگی چاہتا ہوں کچھ وہ۔

میرا یہ کہنا تھا۔ کہ میرے بائیں پہلو کی جانب سے ایک کالے رنگ کا کتا سا جھپٹا ہوا آیا۔ اور آتے ہی سامنے پڑے ہوئے پیالے میں منہ ڈال دیا۔

حضرت قطب صاحب ؒ مسکرائے اور بولے۔ ''افسوس یہ مفت کی نعمت تمھارے مقدر میں نہیں۔ تمھارا نفس بُری طرح سے غالب ہے۔ اسی لئے مجاہدہ کرنا ہوگا۔

اس کے بعد کئی ماہ تک نہ کوئی خواب آیا۔ اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی واقعہ رونما ہوا۔ یہ تمام عرصہ میرے لئے ایک طرح سے عالمِ نزع کا سا زمانہ تھا۔ دل و دماغ میں احساسِ محرومی کے پرنالے بہنے لگے۔ یوں محسوس ہوتا تھا۔ جیسے میں سب کچھ حاصل کر کے اچانک سب کچھ کھو بیٹھا ہوں۔ بار بار خودکشی کرنے کا خیال آتا تھا۔ ایک بار مَیں نے ڈوب کر خودکشی کرنے کا منصوبہ بھی بنا لیا۔ نہر میں چھلانگ لگانے کے لئے پُل کی منڈیر پر جا بیٹھا۔ غالبًا جذبہ جھوٹا تھا۔ اسی لئے بیٹھے کا بیٹھا ہی رہ گیا۔ اور چند گھنٹے بعد زندہ سلامت گھر واپس آ گیا۔

اسی عالم یاس واضطراب میں تین سوا تین گھنٹے گزر گئے۔ جو میرے باطنی وجود پر تین صدیوں کی طرح بھاری گزرے۔ اس کے بعد اچانک 9 جون کا مبارک دن طلوع ہوا۔ یہ دن میری زندگی کے دو یا تین اہم ترین ایام میں سے ہے۔ اسی روز مجھے اچانک ''نائنٹی'' (Ninty) کا پہلا خط موصول ہوا۔ مَیں اُنہیں فقط اسی کوڈ سے جانتا ہوں۔ میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔ اور نہ مجھے یہ معلوم ہے۔ کہ وہ

کون ہے ؟ کیا ہے ؟ اور کہاں ہے ؟ ہماری خط وکتابت بذریعہ ڈاک فقط ایک بار ہوئی ۔ صرف اُس کا پہلا خط بذریعہ ڈاک آیا تھا۔ لفافے پر ڈاک خانے کی جو مہر لگی ہوئی تھی ۔ وہ یوں تھی ۔ June 9, Jammu Market 9:30 a.m. ڈاکیہ اُسی روز دن کے ساڑھے بارہ بجے یہ خط ڈلیور (Deliver) کر گیا تھا۔ شہر کے پوسٹل نظام میں ایسا ممکن ہی نہ تھا۔ کہ صبح ساڑھے نو بجے کا پوسٹ کیا ہوا خط اسی روز دو پہر کے ساڑھے بارہ بجے مِل بھی جائے۔

تیرہ صفحات پر مشتمل اس خط میں ظاہر و باطن کی ایسی ایسی باریک ترین خامیوں، کوتاہیوں، خامیوں اور کمزوریوں کو اس قدر تفصیل اور وضاحت سے بیان کیا گیا تھا۔ جن میں سے بعض کا علم مجھے اور صرف میرے خدا کے علاوہ اور کسی کو نہ تھا۔ اور بعض کا مجھے خود بھی علم نہ تھا۔ خط اس طرز کی فصیح و بلیغ اور دقیق انگریزی زبان میں لکھا ہوا تھا۔ کہ اسے سمجھنے کے لئے مجھے بار بار ڈکشنری کا سہارا لینا پڑتا تھا۔ نصف خط اس تجزیے پر مشتمل تھا۔ اور باقی کا نصف احکام، ہدایات اور مستقبل کے لائحہ عمل سے پُر تھا۔ (اور) آخر میں لکھنے والے کے نام کی جگہ فقط یہ درج تھا۔

A ninety years young fakir. یعنی ایک نوے سالہ جوان فقیر۔

اس خط میں ایک حکم یہ (بھی) تھا۔ چند سوالات جو اس میں اُٹھائے گئے تھے۔ اُن کا مکمل جواب انگریزی میں لکھ کر اُسے اپنی کتابوں والی الماری کے کسی خانے میں رکھ دوں۔ مَیں نے فوراً تعمیلِ حکم کر دی۔ چند لمحوں کے بعد الماری کے پٹ کھولے۔ تو میرا لکھا ہوا خط وہاں سے غائب تھا۔ اس خط کا جو جواب آیا۔ وہ اسی شب میرے تکیے کے نیچے پڑا ہوا ملا۔ جواب کے آخر میں ''ایک نوے سالہ جوان فقیر'' کی جگہ فقط ایک لفظ Ninty (نوے) درج تھا۔ اِس حیرت ناک واقعہ سے میرے تن بدن پر شدید ہیبت اور گھبراہٹ طاری ہوگئی۔ کچھ عرصہ مجھ پر نیم بے ہوشی کا سا عالم طاری رہا۔ میری بے بسی اور بے کسی پر ترس کھا کر ''نائنٹی'' نے آئندہ سے میرے چھوٹے بھائی حبیب اللہ شہاب کو بھی میرا رفیقِ کار بنا دیا۔ حبیب کی رفاقت میرے لئے سونے پر سہاگہ ثابت ہوئی۔

اس کے بعد کم و بیش پچیس برس تک ہمارے درمیان اس عجیب و غریب خط و کتابت کا سلسلہ قریبًا روزانہ جاری رہا۔ بعض اوقات ہمارے درمیان خطوط کی آمد ورفت دن اور رات کے دوران دو دو، تین تین یا چار چار بار تک پہنچ جاتی تھی ۔ حبیب ہمارا پوسٹ آفس تھا۔ ہمارا لیٹر بکس کبھی الماری ہوتی تھی ۔ کبھی اپنی جیب، کبھی کوئی کتاب یا کاپی یا کبھی یونہی سرِ راہ چلتے چلتے ''نائنٹی'' کے تحریر کردہ خطوط ہوا کے دوش پر سوار پھول کی پتیوں کی طرح سر پر آ لگتے تھے۔

(اور مجھے ہمیشہ صرف ایک ہی یہ) حکم تھا۔ کہ اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہر تحریر کو جلد اَز جلد تلف کر دیا جائے۔ البتہ اتنی اجازت ضرور تھی۔ کہ اُن کے احکامات اور اُن کی ہدایات کو اپنے طور پر اپنے الفاظ میں اس طور پر بے شک محفوظ کرلوں ۔ کہ! اگر یہ کاغذات کسی اور کے ہاتھ لگ جائیں۔ تو یہ سب باتیں محض پراگندہ خیالی اور بے معنی رطب ہوں ۔ یا بس نظر آئیں۔ فقط ایک بار چھوڑ کر مَیں اِس حکم کو بھی پوری پوری پابندی سے بجا لاتا رہا۔

ایک روز میرے دل میں لالچ آیا۔ کہ مَیں اپنے گمنام اور نادیدہ خضرِ راہ کا کم اَز کم ایک دستخط Ninety اس کے خط سے پھاڑ کر نشانی اور برکت کے طور پر اپنے پاس محفوظ کرلوں ۔ یہ خیال آنا (ہی) تھا۔ کہ سزا کا تازیانہ فوراً نازل ہوگیا۔ رات کا وقت تھا۔ بجلی کے بلب کے ارد گرد چند پروانے منڈلا رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہاں پر ایک کاغذ منڈلانے لگا۔ اور آہستہ آہستہ بَل کھاتا ہوا نیچے میری گود میں آ گرا۔ اُس میں تحریر تھا۔ کہ حکم عدولی کا یہ منصوبہ فوری سزا کا مستحق ہے۔ سزا یہ تجویز ہوئی ۔ کہ! بتیاں چند لمحوں کے بعد اپنے آپ گل ہو جائیں گی۔ اور میرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں نصف گھنٹہ تک ایک ایک زندہ سانپ سے باندھ رکھے جائیں گے۔ اِس خوفناک سزا کا فیصلہ سُن کر مَیں بے اختیار رو پڑا۔ مَیں نے جلدی جلدی اپنے (دل میں گزرنے والے خیال اور) ارادہ سے توبہ کر لی ۔ دل کی گہرائیوں سے معافی مانگی ۔ اور غالب کا یہ شعر انگریزی ترجمہ کے ساتھ لکھ کر الماری میں رکھ دیا۔

حد چاہیئے سزا میں عقوبت کے واسطے
آخر گناہ گار ہوں ، کافر نہیں ہوں مَیں

دیکھتے ہی دیکھتے بجلی کے بلب کے جانب سے ''نائنٹی'' کا جواب لہراتا ہوا میرے ہاتھ میں آیا۔ جس میں تحریر تھا۔ ''ہاہاہا'' بَس دو زندہ سانپوں کے تصور سے ڈر گئے ۔ بزدل ہو۔ چلو معاف کیا۔ لیکن یہ بات ہرگز نہ بھولو۔ کہ قبر میں دیگر حشرات الارض کے علاوہ زندہ سانپ بھی موجود ہوں گے ۔ وہاں پر نہ تو توبہ کرنے کا وقت ہوگا۔ اور نہ توبہ ہی قبول ہوگی ۔ اُو غافل بندے ! تجھے کیا معلوم کہ! دن رات تمھارے بدن اور باطن کے ساتھ کتنے خوفناک اژدھے زبانیں نکال نکال کر لپٹے رہتے ہیں ۔ اور وقت آنے پر زیرِ زمین کتنے اژدھے بے تابی سے تمھارا انتظار کر رہے ہیں ۔ کاش کہ تم لوگ جانتے ۔ ''نائنٹی''۔

ایک روز مَیں نے اپنے رہنما سے دریافت کیا۔ آپ کون ہیں؟ کہاں ہیں؟ کیا کرتے ہیں؟ اور روحانیت کے کس مقام پر فائز ہیں ؟ جواب ملا۔ ’’پہلے تین سوال (تو) فجول ہیں۔ اُن کا جواب تمھیں کبھی نہیں ملے گا۔ باقی رہی روحانیت کے مقام کی بات۔ (تو) اس طویل راستے پر کہیں کہیں گھاٹیاں اور کہیں کہیں سنگ میل آتے ہیں۔ اور گزر جاتے ہیں۔ منزل یا مقام کا کسی کو علم نہیں۔ اس سڑک پر سب راہی ہیں۔ کوئی آگے (تو) کوئی پیچھے۔ منزل صرف ایک بشر کو ملی ہے۔ جس کے بعد اور کوئی مقام نہیں۔ اُس بشر کا نام ’’محمد ﷺ‘‘ ہے۔ تُم ان ﷺ کا نام رٹتے تو بہت ہو۔ لیکن کیا کبھی اُن ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے کی (بھی) کوشش کی ہے؟ اگر ایسا کرتے۔ تو آج ایک کچی دیوار پر گوبر کے اُپلے کی مانند چسپاں نہ ہوتے۔ جس پر مکھیاں تک بھنبھنانا چھوڑ دیتی ہیں۔

یہی میرا سلسلہء اویسیہ تھا۔ جس کی رہنمائی میں اس گناہگار نے راہِ سلوک پر چند قدم ڈگمگانے کی سعادت حاصل کی۔ ڈگمگانے کا لفظ مَیں نے جان بوجھ کر استعمال کیا ہے۔ کیونکہ جہاں کہیں کسی باطنی نعمت کا پیالہ نزدیک آتا تھا۔ میرے نَفس کا کالا چور فورًا دُم ہلاتا ہوا جھپٹ کر اُس میں منہ ڈال دیتا ہے۔ اس کوششِ ناتمام کو بھی مَیں اپنی زندگی کا ایک اثاثہ ہی شمار کرتا ہوں۔ اُس نے میرے بہت سے بَل نکال دیئے۔ اور چند پیچ در پیچ تجربات سے گزر کر زندگی کا رُخ کسی قدر بدل گیا۔ البتہ یہ حسرت ضرور باقی رہی۔ کہ! مَیں اس عظیم نعمت کا حق کبھی ادا نہیں کر پایا۔ بلکہ بعض اوقات تو کفرانِ نعمت تک نوبت آتی رہی ہے۔

زندگی کے اس طرح کے باطنی تجربات ومشاہدات کو بیان کرنے کی سکت مجھ میں نہیں۔ البتہ مختصر طور پر ان کا تھوڑا سا ذکر کرتا ہوں۔ یہ موضوع میرے لئے اجنبی ہے۔ اس لئے اپنے بیان اور اظہار میں مَیں نے بزرگانِ سلف کی تصنیفات، مکتوبات، ملفوظات اور فرمودات کی زبان اور کلام سے بے دریغ استفادہ کیا ہے۔ تجربات اور مشاہدات میرے ہیں۔ ان کا اظہار حتی الوسع اُن کے الفاظ میں ہے۔ تاکہ سہوًا یا اپنی کم فہمی کی وجہ سے کوئی فاش غلطی نہ کر بیٹھوں۔

خاص طور پر یہ بات مجھ پر بالکل صاف اور واضح ہوگئی۔ کہ سلوک یا تصوف میں کسی قسم کا کوئی راز یا اسرار پوشیدہ نہیں۔ اذکار، اشغال اور مراقبات وغیرہ کوئی ڈھکی چھپی باتیں نہیں۔ عام طور پر جانے پہچانے معمولات ہیں۔ جو ہر سلسلے میں اپنے اپنے طرائق پر **اظھر من الشمس** ہیں۔ البتہ اذکار، اشغال اور مراقبات کے دوران سالک پر جو کیفیات اور مشاہدات اپنی اپنی استعداد کے مطابق وارد ہوتے ہیں۔ ان کا ذکر کرنا بے معنی اور فضول ہے۔ اسی لئے ان کا ذکر عام طور پر ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔ (حضرت قدرت اللہ شہاب صاحب ؒ آگے چل کر رقم طراز ہیں۔ کہ!) شریعت کی طرف مائل کرنے کے لئے طریقت کا کنڈر گارٹن (K.G) سکول لذت وسرور کے علاوہ بعض انتہائی خوشگوار اور پُر لطف انکشافات سے مالا مال ہوتا ہے۔ سالکوں کی ایک بڑی تعداد اس لذت اور سرور کی مستی میں محو ہو کر یہیں کی ہو رہتی ہے۔ اور اپنے اصلی مقصد یعنی شریعت کی جانب قدم بڑھانے کے بجائے جمود کا شکار ہو کر اپنی منزل کھوٹی کر بیٹھتی ہے۔ یہ بدقسمت لوگ کہیں ڈبہ پیر بن کر اُبھرتے ہیں۔ کہیں مصنوعی دکانیں سجا کر تصوف کی بلیک مارکیٹ کرتے ہیں۔ (اور) کہیں طریقت کی آڑ میں شریعت کی خلاف ورزیاں کرتے ہیں۔ ان کی پیری فقیری جعل سازی کا گورکھ دھندہ ہوتی ہے۔ اور اُن کا سارا کاروبار مداریوں اور بازیگروں کی طرح شعبدہ بازی کا کرتب بن جاتا ہے۔

(بہرحال!) جو لوگ اس راہ میں ان پرکشش اور پرفریب گڑھوں میں منہ کے بَل گرنے سے بچ جائیں۔ اُن کا انعام یہی ہوتا ہے۔ کہ چلتے چلتے انجام کار اُن کے قدم شریعت کی شاہراہ پر گامزن ہو (ہی) جاتے ہیں۔ سلوک اور تصوف کا اس کے علاوہ اور کوئی مقصد ہے نہ مفہوم۔

(اِس کے حضرت جناب قدرت اللہ شہاب صاحب نے اپنی اسی کتاب ’’شہاب نامہ‘‘ میں کچھ اوراد و وظائف، اذکار و اشغال اور مراقبات وعملیات کو اپنے تجربات ومشاہدات کے ساتھ بیان کیا ہے۔ شائقین حضرات وہاں سے دیکھ سکتے ہیں)

ملا کی شریعت میں فقط مستیء گفتار   صوفی کی طریقت میں فقط مستیء احوال
وہ مردِ مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو   ہو جس کے رگ و پے میں فقط مستیء کردار

باب نمبر
11

رسالہ
رُوحِی شَریف

اَز

حضرت سُلطانُ العارفین سُلطانُ الفقرِ پنجم

جنابِ سُلطان باھوؒ

مع
تعارُف و فوائد

اربابِ چمن مجھ کو بہت یاد کریں گے
ہر شاخ پر اپنا ہی نشان چھوڑ دیا ہے

رِسالہ روحی شریف : تعارف و فوائد

(بقول فقیر الطاف حُسین قادری سروری سُلطانی)

☆ رسالہ روحی شریف کی ابتدا طریقِ روحی سے ہے۔ اسی لئے اس رسالہ کا نام رسالہ روحی شریف رکھا گیا ہے۔

☆ رسالہ روحی شریف دراصل قادری سروری، سلکِ سلوک ومعرفت کا وہ جامع الہامی بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب تر قربِ حضور کا کلام ہے۔ جو خاص حضوری میں سُلطان العارفین فنافی ھو سرِ اسرارِ ذات یاھو سُلطان الفقر محمد باھوؒ کی زبانِ فیضِ ترجمان سے جاری ہوا ہے۔ اسی لئے رسالہ روحی شریف پڑھنے والے کو اویسی طریقہ سے روحی فیض حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا نام روحی شریف ہے۔

☆ اس رسالہ روحی شریف کے مطالعہ اور عمل سے طالب کو ابتدا ہی سے روحانی مجلس نصیب ہو جاتی ہے اور بالآخر اس کے سلک وسلوک پر عمل کر کے حضوری حاصل ہو جاتی ہے۔

☆ ہفت کلیاتر سالہ روحی شریف باطنی قوافل کی ہفت کلید ہیں جن سے فقیر ہر قسم کے غیبی خزانوں کا مالک ومتصرف ہو جاتا ہے اور جو طالب اپنے وجود کے باطنی قُفل کھول لیتا ہے وہ فی الفور فنا فی اللہ، بقا باللہ، لقاء اللہ اور آنحضور نبی آخر الزمان ﷺ کی پاکیزہ ومُصفٰی اور مُعطر مجلس و محفل سے بھی مُشرف ہو جاتا ہے۔

☆ رسالہ روحی شریف کا عامل غالب اولیاء اللہؒ میں سے ہوتا ہے۔ توفیقِ الٰہی اور باطنی تصدیق سے جس کام کا کہتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ (یعنی ایسے شخص کو **کُن** کی زبان عطا ہو جاتی ہے)

☆ اس رسالہ روحی شریف میں ہفت ارواحِ طیبات یعنی ہفت سلاطینِ فُقراء کا ذِکرِ خیر آیا ہے۔ اسی لئے اس کا نام رسالہ روحی شریف رکھا گیا ہے۔

☆ اسمِ اعظم کے جیسی تاثیر رکھنے والے اس سروری قادری رسالہ روحی شریفکی برکت سے فقیر مُستجاب الدعوات ہو جاتا ہے۔ اور طُرفۃُ العین میں نورِ حضور سے ہر مطلب حاصل کر سکتا ہے۔

☆ اس رسالہ روحی شریف کے فیوض وبرکات سے فقیر **قُم باِذنِ اللہ** کہہ کر اہلِ قبور کے روحانی وجود کو زندہ وحاضر کر کے اس سے ہمدم وہمکلام ہو جاتا ہے اور اُن اولیاء اللہؒ کی ارواح سے ہر قسم کی مُشکلات حل کر سکتا ہے۔

رسالہ روحی شریف کی دعوت وزکات کے چند طریقہ :

سلسلہ سروری قادری اور قادری کے مریدین ومعتقدین نے اس **رسالہ روحی شریف** کی زکات ودعوت کے مُتعدد طریق مقرر فرمائے ہیں۔ جن میں سے چند یہاں پر بطورِ تبریک زیرِ قلم ہیں۔

☆ **رسالہ روحی شریف** بھی **قصیدہ غوثیہ** کی مانند مدحیہ، فخریہ اور ظاہری وباطنی اسرار ورموز پر مبنی کلماتِ عظیمہ کا عجیب وغریب اور پر تاثیر وسریع الاجابت مجموعہ ومُرقع ہے۔ اس **رسالہ روحی شریف** کی پڑھائی کے تین طریقے ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ جس بھی طریقہ کو اختیار کیا جائے اس سے پہلے دو رکعت نمازِ نفل بہ نیت ثواب روح پُر فتوح سیدُ الانبیاء اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ آیت الکرسی اور گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ اور پھر دو رکعت نماز بنیت ایصالِ ارواحِ ہفت سُلطانُ الفقراء اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھے اس کے بعد زکات ودعوات یا ویسے ہی خیر وبرکت کے لئے اس **رسالہ روحی شریف** کو پڑھنے کا دائمی اہتمام کرے۔ تاکہ فیوض وبرکات حاصل کرتا رہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

1۔ اس **رسالہ روحی شریف** کو عمومی طور پر پڑھنے کا طریقہ کار یہ ہے کہ روزانہ رات کو سونے سے پہلے اول وآخر تین۔ تین مرتبہ درودِ پاک اور درمیان میں تین۔ پانچ۔ سات یا گیارہ مرتبہ **رسالہ روحی شریف** پڑھا کرے۔ لیکن جو تعداد حسب وقت وشوق ہو روزانہ وہی تعداد رکھے۔ اور اپنی دینی ودنیاوی مطالب ومقاصد اور مُرادوں کو مدنظر رکھ کر پڑھا کرے۔ اور حضرت سلطان العارفین سلطان باھوؒ کی روحانیت سے استمداد کرتا رہے۔

2۔ اس **رسالہ روحی شریف** کو خصوصی طور پر باتصور فُقراء کے پڑھنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اسم ذات اللہ یا اسمِ پاک نبی مُکرم جناب سیدنا محمد ﷺ یا صورتِ شیخ یا روضہ سلطان العارفین سُلطان باھوؒ کا کامل تصور جمائے۔ اور ہفت مرتبہ رسالہ روحی شریف کو باادب وتعظیم اس طرح پڑھے کہ اول وآخر تین۔ تین مرتبہ درودِ پاک پڑھے۔ اور اپنے مقصد ومطلب کو مدنظر رکھے یہ تصور حقیقی ہانا چاہیئے نہ کہ وہمی وتخیلاتی۔

3۔ اس **رسالہ روحی شریف** کوخصوصی طور پر زندہ قلبِ فُقراء کی پڑھائی کا طریقہ یہ ہے کہ رسالہ روح شریف کی پڑھائی ظاہر میں شروع کر کے باطن میں گُم ہو۔ زباں قلب ، روح ، سرّ اور نور سے پڑھے اور تصور میں جا کر باری باری ترتیب وار ہفت سلاطینِ فُقراء کے حضور حاضر ہوکر استعانت و استمداد روحانی حاصل کرے۔

رسالہ روحی شریف :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆الحمد للہ رب العالمین☆ والعاقبة المتقین☆والصلوٰة والسلام علیٰ رسو له محمد واله واصحابه واهل بیته اجمعین ☆

بداں ! ارشدک الله تعالیٰ فی الدارین☆ کنت هاهویت . کنزا یاهوت . مخفیا لاهوت . فاردت ملکوت . ان اعرف جبروت . فخلقت الخلق ناسوت . ذات سر چشمه ءِ چشمانِ حقیقت هاهویت . حضرتِ عشق بالائے کونین بارگاهِ کبریاءِ تختِ سلطنت آراسته . از کمالَ عبرت ماهیت ذات پاکش . هزاراں هزار و بے شُمار قوافلِ عقل سنگسار . سُبحا ن الله . از اجسامِ عناصرِ خاکی بهزار مظهر ظهور آ ثار جمال و جلالِ قُدرت هائے کامله آئینه با صفا ساخته تما شائے روئے زیبائی فرماید . خود با خود قُمارِ عشق مے بازد . خود نظرو خود ناظر و خود منظور . خود عشق خود عاشق و خود معشوق . اگر پرده را از خود بر اندازی . همه یک ذات و دوئی همه از احول چشمیست . مے گوید مصنفِ تصنیف . مُعتکف حریمِ جلال و جمال هاهویت حق . محوِ شهودِ ذاتِ مُطلق . عین عنایت از شهودِ مشهود معبود علی الحق . در مهدِ ناز . سُبحانی ما اعظم شانی . بصدر عزت . تاجِ معرفت وحدت مُطلق . بر سر و ردائے تصفیه و تز کیهءِ انت انا و انا انت . در بر الملقب من الحق والحق . سر ذاتِ یاهو فقیر باهو قدس سره عُرفِ اعوان ساکن قرب و جوار قلعه شور حرسها الله تعالیٰ من الفتن والجور . چند کلمات از ابراز تحقیقاتِ فقر مقام هویت ذات . رحمتي وسعت کل شیء . تفسیر از معنی المعنیٰ خاص الخاص تعلیم مے آرد . عارف واصل بهر جادیده کُشاید . بَجُز دیدارش نه بیند و نقشِ غیر و خودی از خود بر اندازد تا با مُطلق ، مُطلق شود . بداں که چوں نورِ احدی از حجلهءِ تنهائیءِ وحدت بر مُظاهر کثرت اراده فرمود . حُسنِ خود را جلوه بصفائی گرم بازاری نمود . بر شمعءِ جمالشِ پروانه کونین بسو زید و نقابِ میم احمدی پوشیده صورتِ احمدی گرفت و از کثرتِ جذبات وارادت . هفت بار بر خودبِجُنبید وازاں ارواحِ فُقراء باصفا فنا فی الله ، بقا بالله . محوِ خیالِ ذاتِ همه مغز بے پوست پیش از آفرنیش آدم عیلهِ الصلوٰة والسلام . هفتاد هزارسال غرق بحرِ جمال بر شجرِ مِرآ ةُ الیقین پیدا شدند . بجز ذاتِ حق از ازل تا ابد چیزے ندیدند وما سِوا الله گاهے نُشینیدند بحریمِ کبریاءِ دائم بحر وصال لازوال . گاهے جسد نوری پوشیده به تقدیس و تنزیهه مے کو شیدند . گاهے قطره در بحر و گاهے بحر در قطره . و ردائے فیض عطا " اِذا تم الفقر فهو الله بر ایشاں پس بحیاتِ ابدی و عز تا ج سرمدی الفقر لا یحتا ج الیٰ ربه ولا اَلیٰ غیره " معزز و مکرم از آفرنیش، آدم عیله الصلوٰة والسلام .وقیامِ قیامت هیچ آگاهی ندارند وقدمِ ایشاں. بر سر جمله اولیاء وغوث و قطب . اگر آنهارا خُدا خوانی بجا و اگر بندهءِ خُدا دانی روا . عَلِمَ مَن عَلِمَ . مقامِ ایشاں حریمِ ذاتِ کبریا و از حق ما سوٰی الحق چیزے نا طلبیدند و بدُنیائے دَنی و نعیمِ اُخروی . حور و قصورِ بهشت و دوزخ . بکرشمه نظر ندیدند وازاں یک لمعه که مُوسیٰ عیله الصلوٰة والسلام در سرا سیمگی رفته و طور درهم شکسته در هر لمحه و طرفة العین هفتاد هزار بار لمعات جذبات انوار ذاتِ بر ایشاں وارد و دم نه زدند و آهے نه کشیدند و هل من مزید مے گُفتند

.ایشان سُلطانُ الفقراء و سید الکونین اند . یکے روحِ خاتونِ قیامت رضی الله تعالیٰ عنها و یکے روحِ خواجه حسن بصری رضی الله تعالیٰ عنه و یکے روحِ شیخِ ما حقیقت الحق نور مطلق مشهود علی الحق حضرت سید محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی محبوبِ سُبحانی رضی الله تعالیٰ عنه و یکے روحِ سلطانِ انوار سر السرمد حضرت پیر سید عبدالرزاق فرزند حضرت پیر دستگیررضی الله تعالیٰ عنه و یَکے روحِ سر ذاتِ یاهو بندهء فقیر باهو رضی الله تعالیٰ عنه و دو روحِ دیگر اولیاء . بحرمت یمن ایشان قیامِ دارین . تا آنکه آن دو روح از آشیانه وحدت بر مظاهر کثرت نخواهند پرید . قیام قیامت نخواهد شُد . سراسر نظرِ ایشان نور وحدت و کیمیائے عزت بهر کس پر توءِ عنقائے ایشان اُفتاد . نورِ مطلق ساختند . احتیاجے بریاضت ورد اوراد ظاهری طالبان را نه پرداختند . بِدان ! که فقیرِ مطلق مؤلفِ تالیف این کتابِ مُستطاب پرده ها و حجب حجابِ تمامی بر انداخته عین العین وحدت گشته . سبحان الله . جسم این بنده را پردهءِ ضعیف حائل . خود بخود درمیان هزار ها اسرارِ عجیبه و لطیفه هائے غریبه فرموده ! خود ناطق و خود منطوق . خود کاتب و خود مکتوب . وخود دال و خود مدلول . اگر این را آثارِ قدرت ربانی دانندبجا و اگر وحی مُنَزَّل خوانندروا . معاذالله . اگر این وثیقهءِ لطیفه را از زبانِ بنده دانی الحق . اگر ولی واصل که از رُجعتِ عالم روحانی ویا عالم قدس شهود از درجهءِ خود اُفتاده باشد . اگر توسل باین کتابِ مُستطاب جوید آن را مُرشدیست کامل . اگر او توسل نه گرفت اورا قَسم و اگر ما اورا نه رسانیم مارا قَسم . و اگر طالب سلک سلوک ِمعتصم و متمسک شود . بمجرد اعتصام عارف زنده دل و روشن ضمیر سازم .

هر که طالب حق بود من حاضرم زِ ابتدا تا انتہا یک دم برم
طالب بیا، طالب بیا، طالب بیا تا رسانم روزِ اول با خُدا

بِدان ! که عارف کامل قادری بهر قدرتِ قادرو بهر مقام حاضر . محو هاهویت مطلق مصنف تصنیف می فرماید ! تا آنکه از لطفِ ازلی سرفرازی ءِ عین عنایتِ حق الحق حا صل شده . و از حضورِ فائض النور اکرم نبوی صلی الله علیه و اله وسلم حُکم اِرشاد خلق شُده . چه مُسلم و چه کافر .چه با نصیب و چه بے نصیب . چه زنده و چه مُرده بزبانِ گو هر فِشان " مُصطفیٰ ثانی و مُجتبیٰ آخر زمانی " فرموده !

دستِ بیعت کرد مارا مُصطفیٰ ﷺ ولد خود خوانداست مارا مُجتبیٰ ﷺ
شُد اجازت باہوؒ را، از مُصطفیٰ ﷺ خلق را تلقین بکُن بہراز خُدا
خاکِ پائم از حُسینؓ واز حسنؓ معرفت گشت است برمن انجمن

و بمنزل فقر از بار گاهِ کبریا حکم شُد که تو عاشق مائی . این فقیر عرض نمود که عا جز را توفیقِ عشق حضرتِ کبریا نیست .باز فرمود ! که تو معشوقِ مائی . باز این عاجز ساکت ماند پر توءِ شُعاعِ حضرت کبریا بنده را زره وار در ابحارِ استغراق مستغرق ساخت و فر مود !تو عین ما هستی وما عین تو هستم . در حقیقت ، حقیقتِ مائی و در معرفت یار مائی و در هو صیرورتِ سر یا هو هستی .

و صلی الله تعالیٰ علیٰ خیرِ خلقه سیدنا محمد وعلی اله و اصحابه و ذریاته و اهل بیته اجمعین ☆ برحمتک یا ارحم الراحمین ☆

باب نمبر
12

تعارف و فوائد

ختمِ خواجگان

و

ختومِ دیگر سلاسلِ طریقت

مع

فوائد و فضائل

ختم خواجگان قادریہ محبوبیہ بانوا کا تعارف

تصوف کے تمام سلاسل میں ختم خواجگان کو بزرگانِ دین کی ارواح کے درجات کی بلندی اورخوشنودی میں اضافہ کرنے کے لئے لازمی پڑھا اورسُنا جاتا ہے۔ اور بزرگان دین ختم خواجگان کی عظیم الشان روح پرور محافل آراستہ کرتے ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے۔ کہ سلسلہ عالیہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، قلندریہ، اویسیہ سلسلوں سمیت دیگر تمام سلاسل میں ختم خواجگان کی پرنور، روحانی محافل کا خصوصی انعقاد کیا جاتا ہے۔ جبکہ ختم خواجگان کے آخر میں اپنے سلسلے کے بزرگان اولیائے عظام کے شجرہ مبارکہ کا بصدادب واحترام کھڑے ہوکر پڑھا اور سُنا جاتا ہے۔ اپنے شیخ سے لے کر آنحضور ﷺ تک تمام ارواح کو انتہائی خوشی اور ثواب میسر آتے ہے۔ اور وقتاً فوقتاً جب ختم خواجگان میں تسلسل سے روحانی تقاریب (Programmes) ترتیب دیئے جاتے ہیں۔ تو ان اروح کو ختم خواجگان کا انتظار رہتا ہے۔ بہرحال تمام بزرگانِ اسلام، کہ! جن کے اسمائے مبارکہ اس ختم خواجگان شریف کی محافل میں پڑھے جاتے ہیں۔ وہ پڑھنے اور سننے والوں کی استعانت ضرور کرتی ہیں۔ اور بعض اوقات عالم رویاء میں آکر مختلف امور کے بارے میں بھی قبل از وقت بتاتی ہیں۔ غرضیکہ ختم خواجگان پڑھنے والوں پر انوار رحمانیہ، کرامات، انعامات اور رحمتوں کا کبھی نہ بند ہونیوالا دائمی سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔

میرے مربی و مرشد حضرت شیخ سید پیر محبوب الہیٰ شاہ بخاریؒ ختم خواجگان کے فوائد کے بارے میں رقمطراز ہیں۔ کہ برادران طریقت کی خدمت میں ختم خواجگان اور شجرہ عالیہ غوثیہ محبوبیہ سلسلہ وار آنحضرت ﷺ سے شروع ہوکر پیران پیر سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے ہوتا ہوا مجھ فقیر (پیر سید محبوب الہیٰ قادریؒ) تک پڑھنا ہمارے سلسلہ کا روزانہ کا معمول رہا ہے۔ اور ہمارا طریقہ ختم خواجگان دیگر جملہ ختوم سے اعلیٰ، افضل اور شرف قبولیت ایزدی میں زوداثر و سریع الاثر ہے۔ اولیاء اللہ سے محبت و عقیدت رکھنے والوں اور سلسہ قادریہ محبوبیہ میں باقاعدہ بیعت شدہ اصحاب کے لئے خواجگان قادریہ بمعہ شجرہ عالیہ شریفہ بڑی مستند حیثیت واہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ شجرہ عالیہ پڑھنے سے اپنے شیخ مقتداء رہبر طریقت سے لے کر سرکار دو عالم ﷺ تک تمام حضرات اولیائے کرامؒ کی باطنی توجہ شاملِ حال ہوجاتی ہے۔ جس سے پڑھنے والے کی تمام ظاہری و باطنی مشکلات، مصائب اور مسائل دائمی طور پر حل ہوجاتے ہیں۔ اس ختم شریف کی برکت سے ایک ہزار حاجات برآتی ہیں۔ اور اللہ کریم اپنے سوا تمام مخلوق کی محتاجی سے بچاتا ہے۔ اور شیطان و نفس جیسے خطرناک و مہلک دشمن سے حفظ و امان نصیب ہوتا ہے۔ اس ختم خواجگان شریف کے پڑھنے والے کی دینی، دنیاوی، روحانی، اُخروی، جمیع مشکلات کا ازالہ، کشائش رزق اور خیروبرکت میں کثیر اور دائمی اضافہ کا موجب ہوتا ہے۔ اجتماعی وانفرادی طور پر اس ختم خواجگان شریف کا انعقاد دراصل روحانی جذب و تسکین، دنیاوی خوشحالی اور شادمانی، باہمی اتحادو یگانگت اور حب ملک وملت کو ابھارنے کا باعث بنتا ہے۔ ہماری یہ دعا ہونی چاہیے۔ کہ اللہ کریم اپنے حبیب آخرالزمان سرکار دو عالم ﷺ کے صدقے وطفیل جمیع بزرگان سلسلہ قادریہ چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، قلندریہ، اویسیہ بالخصوص قادریہ غوثیہ محبوبیہ بانوا کے فیضان عالی شان اور اس ختم خواجگان شریف کا انعقاد کرنیوالوں، شرکت کرنیوالوں اور کسی بھی طرح سے حصہ لینے والوں پر اپنی رحمتوں اور عنایات ونوازشات کا نزول تاابد فرماتا رہے۔ غرضیکہ اس ختم خواجگان شریف کے لامحدود، بےشمار، بےحساب فوائدوفضائل وانعامات، جوکہ یقیناً احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس طرح کی روحانی تقریبات منعقد کرنا اور ان کے فیوضات و برکات سے مستفید ہونے کا توفیق وسعادت بخشے۔ آمین۔ ثم آمین۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
نانہ بخشد خدائے بخشندہ

ختم خواجگان پڑھنے کا طریقه و ترتیب:

نمبرشمار	اوراد و وظائف	تعداد صغیر	تعداد اصغر	تعداد متوسط	تعداد کبیر
01	سورة یٰسین (مکمل)	1بار	3بار	5 بار	10 بار
12	بِسمِ اللّٰه الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِo	5بار	19بار	۳۳	۱۰۰
03	اَستَغفِرُللّٰهَ رَبیِّ مِن کُلِّ ذَنبِ وَّاَتُوبُ اِلَیه و اسئله التو بة.	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
04	اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّم علیٰ سَیدّنَا مُحَمَّدٍ قَدُ ضَا قَتُ حِیلَتِی اَدُرِ کُنِی یَارَسُولَ اللّٰه	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
05	لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّد‘‘ رَّسُولُ اللّٰه .ﷺ	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
06	سوره فاتحه مع تسمیه و آمین۔	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
07	سورة الم نشر ح مع تسمیه۔	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
08	سورة اخلاص (صمدية) مع تسمیه۔	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
09	لَا اِلٰهَ اِلَّاَاَنتَ سُبحٰنَکَ اِنِی کُنتُ مِّنَ الظَّالِمِینَ .	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
10	اَللّٰهُمَّ یَا مُفَتِّحَ الاَبوَاب.	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
11	اَللّٰهُمَّ یَا مُسَبِّبَ الاَسبَاب.	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
12	اَللّٰهُمَّ یَا کَافِیَ الُمُهِمَّا تِ.	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
13	اَللّٰهُمّ یَا دَافِعَ البَلِیَّاتِ	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
14	اَللّٰهُمَّ یَاشَافِیَ الاَمرَاضِ	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
15	اَللّٰهُمَّ یَا حَلَّ الُمُشکَلاتِ	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
16	اَللّٰهُمَّ یَا جَوَّادَ الُمُنعِمُ	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
17	اَللّٰهُمَّ یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
18	اَللّٰهُمَّ یَا مُجِیبَ الدَّعوَاتِ	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
19	اَللّٰهُمَّ یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
20	اَللّٰهُمَّ یَا ذَ الجَلاَلِ وَالاِکرَام	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
21	اَللّٰهُمَّ یَا غَیَاثَ الُمُستَغِیثِینَ اَغِثنَا	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
22	اَللّٰهُمَّ یَا اَرحَمُ الرَّاحِمِینَ	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
23	یَا سَیِّدُ مُحیُّ الدِّینِ شَیخَ عَبدَالقَادِر جیلانیؒ شَیئًا لِلّٰه	5بار	11بار	۳۳	۱۰۰
24	یَاحَبِیبَ رَحمَةً اللِّعَالَمِینَ	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
25	یَا شَفِیعَ الُمُذنِبِینَ	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
26	یٰسٓ رَحمَةَ لِلّعٰلَمِینَ ☆ صَلُّو عَلَیهِ وَ سَلِّمُوا تَسلِیمًا	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
27	اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّم علیٰ سَیدّنَا مُحَمَّدٍ قَدُ ضَا قَتُ حِیلَتِی اَدُرِ کُنِی یَارَسُولَ اللّٰهِ	5بار	10بار	۳۳	۱۰۰
28	درو د مستغا ث شریف	1 بار	1بار	3 بار	5 بار
29	**صلٰوة و سلام** ۔ کھڑے ہوکر (جوکہ اِسی صفحے پر نیچے دیا گیا ہے)	1بار	1بار	1بار	1بار
30	شجرہ مبارک (یا پھر اپنے سلسلہ کا شجرہ پڑھیں ۔ جس میں آپ مرید و معتقد ہوں)	۱ بار	1بار	2بار	3 بار
31	دعائے اختتامیہ (طعام یا لنگر سامنے رکھ کر ۔ اگر ہو تو ۔ ۔ ۔)	۱ بار	1بار	2بار	3 بار

حاضرین مجلس میں سے ایک بندہ تمام حاضرین صلوٰۃ و سلام پڑھائے گا۔ صلوٰۃ و سلام تمام لوگ کھڑے ہوکر پڑھیں گے۔ صلوٰۃ و سلام بر نبی آخرالزمان ﷺ یہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ٥

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡ لَ اللّٰہ اَلسَّلَامُ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَانَبِیَ اللّٰہ اَلسَّلَامُ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَاحَبِیۡبَ اللّٰہ اَلسَّلَامُ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَاشَفِیۡعَ الۡمُذۡنِبِیۡنَ اَلسَّلَامُ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَاسَیِّدَالۡمُرسَلِیۡنَ اَلسَّلَامُ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَاخَاتَمَ النَّبِیِّیۡنَ اَلسَّلَامُ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَامَنۡ اَرۡسَلَہُ اللّٰہُ اَلسَّلَام
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَامَنۡ عَظَّمَہُ اللّٰہُ اَلسَّلَامُ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَامَنۡ شَرَّ فَہُ اللّٰہُ اَلسَّلَام
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَاخَیۡرَخَلۡقِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَامُحَمَّدَ بۡنِ عَبۡدِ اللّٰہُالسَّلَامُ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَاجَدَّالۡحَسَنَ وَالۡحُسَیۡنَ اَلسَّلَام
اُلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَحۡمَۃً لِّلعٰلَمِیۡنَ اَلسَّلَامُ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ

صلوٰۃ وسلام کے بعد تمام لوگ بیٹھ جائیں۔ اور ایک شخص کھڑے ہوکر شجرہ شریف پڑھے۔ باقی جملہ حاضرینِ مجلس و محفل بیٹھ کر نہایت ادب اور غورو توجہ سے شجرہ شریف سنیں۔ شجرہ شریف غوثیہ قادریہ محبوبیہ بانوایہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ. ٥ اَلاۤاِنَّ الاَوۡلِیَاءَ اللّٰہَ خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلاَ ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ٥ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ کَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ . اَصۡلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرۡعُھَا فِیۡ السَّمآءِ ۔

یا الہ العالمین یا انت خیر الرحمین
فضل کر یارب ہمارے حال زبوں پر رحم کر
تجھ کو اپنی کبریائی کی قسم ہے بے نیاز
تجھ کو دیتے ہیں تیرے جودو و سخا کا واسطہ
تیری رحمت کے خزانے میں کمی کوئی نہیں
ہم کہیں بے واسطہ کس منہ سے بخشش کے لئے
بطفیل پیر محمدعبدالرؤف جانِ جاناں قادری
صدقہ سید محبوب علی شاہ نور اللہ کامل ولی
مرشد قل ھواللہ شاہ ، صل علی کے طفیل
واسطہ شاہ گلاب و یتیم شاہ اولیٰ یقین
اولیٰ حسین ، شاہ وہاب حاجی قاسم کاملین
خواجہ نخنیان ، سیف اللہ ، بیراگ شاہ
منبع جودو سخا نورالحق عین اللہ شاہ
ابو سعید و ابو الحسن یعنی علی اور ابو الفرح
حضرت جنید بغدادی ، سری سقطی عرفان بحر
پیر کامل حبیب عجمی ، شناسائے سر حق
والد حسن و حسین ، زوج بتول ، حضرت علی رضی اللہ عنہ
واسطہ سید الثقلین شافع محشر ، شفیع المذنبین
ہمارے دل رکھ دائماً ذاکر بذکر اسم ذات
وقت نزع با ایمان دنیا سے اٹھانا اے خدا
قبر میں آرام ہم کو ابتداء سے ہو عطاء
کردعا مملوئے عصیاں ہم سب کی یہ مستجاب

رحم فرما اپنی ذات کبریا کے واسطے
ڈال ہم آلودہ عصیاں پر رحمت کی نظر
ہم سراپا معصیت پر کر درِ افضال باز
فضل کا۔ رحمت کا۔ بخشش کا۔ عطاء کا واسطہ
اور تیرے جودو و کرم کی انتہا کوئی نہیں
کچھ وسیلے پیش کرتے ہیں سفارش کے لئے
صاحبِ مجاز سلسلہ قادریہ غوثیہ محبوبیہ بانوا کے واسطے
مقتداء ، پیشوا ، رہنما کے واسطے
تبارک شاہ ، بسم اللہ نوا کے واسطے
شاہ تقی اور مظفر شاہ سخا کے واسطے
شیخ قادر ، شاہ حلیم پارسا کے واسطے
حسن شاہ، عبدالجبار رہنما کے واسطے
شیخ محی الدین قادر غوث الوریٰ کے واسطے
عبدواحد ، شیخ شبلی باصفا کے واسطے
معروف کرخی ، داؤد طائی ، شاہ ہُدیٰ کے واسطے
خواجگان حسن بصری ، پیشوا کے واسطے
مشکل کشاء ، مرتضیٰ شیر خدا کے واسطے
یٰسین مزمل محمد ﷺ کے واسطے
آل اور اصحاب احمد مجتبیٰ ﷺ کے واسطے
اور کلمہ طیبہ ہو زباں پر آخری شفاء کے واسطے
مرشدان دین پاک مصطفےٰ ﷺ کے واسطے
خواجگان قادری غوث الوریٰ کے واسطے

اس شجرہ شریف کے بعد شیخ صاحب یا آل شیخ یا خلفائے مجاز میں سے کوئی خلیفہ، یا پھر متقی و پرہیزگار شخص درج زیل دعا پڑھے۔ اگر کوئی مرید و معتقد اپنے گھر میں یہ ختم خواجگان پڑھے۔ تو وہ خود بھی دعا کر سکتا ہے۔ ایک اچھی دعا یہ ہے۔

دُعا :

یا اللہ کریم! اس شجرہ شریف کے سچے اور پاک ناموں کی برکت سے اور بوسیلہ قطب الاقطاب، غوث الثقلین، غوث الاعظم ؒ حسنی و حسینی، محبوب ربانی سرچشمہ عرفانی سید محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور حضور اکرم نور مجسم، شفیع معظم، امام الانبیاءؑ، تاجدار عرب وعجم، حبیب کبریاء، حامی بے کساں، وسیلہ عاصیان سیدنا و کریمنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل ہمارے حال پر رحم فرما۔

☆ یا اللہ کریم! ہمیں بھی ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

☆ یا اللہ کریم جو کچھ ان اولیاء کرامؒ کو عطا فرمایا ہے۔ وہ ہمیں بھی عطا فرمایا۔

☆ یا اللہ کریم اس ختم خواجگان شریف اور حاضر طعام کا ثواب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں ہدیۃ و تحفہ پیش کرتے ہیں آپ ﷺ کے طفیل جمیع انبیاء کرامؑ، اہل بیت اطہار و صحابہ کرامؓ، تمام شہداء و صالحین اور بزرگانِ سلسلہ عالیہ قادریہ غوثیہ چشتیہ، سہروردیہ، اور جملہ خاندان طریقت کے بزرگوں اور ہمارے پیر و مرشد پیر سید محبوب الٰہی شاہ قادریؒ اور کل مسلمان مرد، عورت، چھوٹے بڑے جو اس دنیا فانی سے رحلت فرما گئے۔ ان سب کی روحوں کو پیش کرتے ہیں۔ قبول و مقبول فرما۔

☆ یا اللہ کریم! اس ختم خواجگان کی برکت سے ہماری تمام مشکلات حل فرما۔

☆ یا اللہ کریم! ہمیں ظاہری و باطنی بیماریوں سے شفا عطا فرما۔

☆ یا اللہ کریم! مخلوق کے ہر شر سے ہم کو بچا کر اپنی حفاظت میں رکھ۔

☆ یا اللہ کریم! ہم کو غیروں کے دروازے سے بچا کر اپنے ہی دروازے سے ہر قسم کی نعمت عطا فرما۔

☆ یا اللہ کریم! حضور ﷺ کی تمام اُمت پر اپنا خصوصی رحم و کرم فرما۔ اور دائمی اصلاح فرما۔

☆ یا اللہ کریم! اس بستی اور اس شہر پر رحم فرما۔ اور یہاں کے رہنے والوں کو نیک بنا کر آپس میں اتحاد و اتفاق نصیب فرما۔

☆ یا اللہ کریم! پاکستان کو اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے بچا کر ہمیشہ قائم و دائم اور سلامت رکھ۔

☆ یا اللہ کریم! جو لوگ اس محفل پاک میں شامل ہیں۔ اور جو لوگ دعا کے طالب ہیں۔ یا دعا کے لئے خط لکھتے ہیں۔ یا ٹیلی فون کرتے ہیں۔ اور جو حضرات دور و نزدیک سے سفر کر کے محض تیری عطاء سے ہمارے پاس تشریف لاتے ہیں۔ ان سب حضرات حاضر و غائب کی کل حاجتیں دینی و دنیاوی پوری فرما کر ان تمام حضرات کو ظاہری و باطنی نعمتوں سے مالا مال فرما آمین۔ بحرمۃ سید المرسلین نبی آخر الزمان ﷺ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم o

اُنصُرنَا فَاِنَّکَ خَیرُ النَّاصِرِینَ ☆وَاغفِرلَنَا فَاِنَّکَ خَیرُ الغَافِرِینَ ☆

وَارحَمنَا فَاِنَّکَ خَیرُ الرَّازِقِینَ ☆وَافتَح لَنَا فَاِنَّکَ خَیرُ الفَاتِحِینَ ☆

وَارزُقنَا فَاِنَّکَ خَیرُ الرَّازِقِینَ ☆وَاحفَظنَا اَھلَنَا وَمَا لَنَا وَاوُلادَنَا وَوَالِدَینَا فَاِنَّکَ خَیرُ الحَافِظِینَ ☆

وَاھدِنَا وَنَجّنَا مِنَ الفَقرِ وَالدَّینَ وَکُلِّ مَرَضٍ وَکُلِّ شَرٍّوَقَومَ الظَّالِمِینَ . ☆

سُبحَانَ اللّٰہِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ اَکبَرُ وَلاَ حَولَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ العَلِیِّ العَظِیمِ o

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیرِ خَلقِہٖ سَیِّدنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِینَ بِرَحمَتِکَ یَاارحَمَ الرَّاحِمِینَ o آمین.

ختم و فاتحہ شریف قادریہ :

جناب حضرت شیخ محمد اکرم قدوسیؒ اپنی کتاب اقتباس الانوار میں حضرت پیرانِ پیر سید شیخ عبدالقادر الجیلانیؒ کے تذکرہ کے باب میں فرماتے ہیں۔ کہ! فاتحہ شریف پڑھنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ 11 مرتبہ درودِ پاک، پھر 11 مرتبہ سورہ فاتحہ، پھر 11 مرتبہ آیت الکرسی، پھر 11 مرتبہ سورہ اخلاص، پھر 11 مرتبہ سورہ فلق، پھر 11 مرتبہ سورہ والناس، پھر 11 مرتبہ درودِ پاک، پھر 111 مرتبہ دُعائے سفت کافی المھمات پڑھے۔ پھر دو نماز برائے ایصالِ ثواب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اس طرح پڑھے۔ کہ سورہ فاتحہ کے بعد 3 مرتبہ آیت الکرسی اور 11 مرتبہ سورہ اخلاص پڑھیں۔ بعد سلام بحالت سجدہ دعائے ’’**یا ودود یا ذو العرش المجید** ---‘‘ والی دعا کو 11 مرتبہ پڑھیں۔ پھر سجدے سے

سر اُٹھا کر ان تمام کا ثواب جناب پیرانِ پیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ کو تحفۃً و ہدیۃً پیش کریں۔ پھر دل پر دم کر کے تصور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ یا ان کے روزہ (مقبرہ) کا کر کے چند منٹ مُراقبہ کر لیں۔ اگر یہ عمل روزانہ رات کو سونے سے پہلے مسلسل کیا جائے۔ تو اس عمل کے بے شمار منافع و فوائد حاصل ہوں گے۔ اور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ کی بار بار زیارت کا بھی شرف حاصل ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ العظیم۔

ختمِ خواجگانِ نقشبندیہ :

صاحب خزینۃ الاسرار جناب مولانا مولوی حق نازلی نقشبندی ؒ ختم خواجگانِ نقشبندیہ کے خواص اور فضائل کے ضمن میں رقم طراز ہیں۔ کہ تمام دینی و دنیوی مُرادوں کے حاصل کرنے کے لئے، دشمنوں و حاسدوں کے شر کو دفع کرنے کے لئے، تجلیات و اسرار و رموز کے حصول کے لئے ختمِ خواجگان دراصل اکسیرِ اعظم و کبریتِ احمر، انتہائی پُر تاثیر اور سریع الاجابت کا حامل ہے۔ ترتیب و ترکیب ختمِ خواجگان کی یہ ہے۔ کہ! اول استغفار 100 مرتبہ پڑھا جائے۔ اس کے بعد 7 مرتبہ سورہ فاتحہ اور 100 مرتبہ درود و سلام پڑھا جائے۔ پھر سورہ الم نشرح 79 مرتبہ پڑھ کر 1000 مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی جائے۔ پھر سورہ فاتحہ 7 مرتبہ پڑھ کر 100 مرتبہ درودِ پاک پڑھا جائے۔ پھر اس پڑھائی کا ثواب اپنے شیخِ طریقت سے آنحضور نبی اکرم ﷺ تک ایصالِ ثواب کر کے اللہ تعالیٰ سے انہی تمام بزرگوں کے وسیلہ سے اپنی حاجت اللہ عزوجل کے حضور پیش کرے۔ روزانہ اس عمل کی تکرار کرے۔ زیادہ سے زیادہ 4 چار ایام میں حاجت ضرور پوری ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن اس ورد کو کم از کم 7 ایام تک مسلسل بلا ناغہ کرتے رہنا چاہیئے۔ اگرچہ حاجت پوری ہی کیوں نہ ہو جائے۔ سلاسلِ طریقت بالخصوص سلسلہ نقشبندیہ میں وِردِ اسم ذات اللہ اور ذکر نفی اثبات کے بعد اس ختم کو اس کے پر تاثیری خواص و سریع الاجابت ہونے اور لوگوں کی بروقت حاجات پوری ہونے کی وجہ سے افضل و ارفع مانا اور سمجھا جاتا ہے۔ اس ورد (ختمِ خواجگان) کے باقاعدہ کرنے سے ارواح طیبات ہمیشہ معاون و مددگار رہتی ہیں۔ جو مسلمان اُن ارواح سے استغاثہ کرے۔ تو وہ اس شخص کی فریادرسی ضرور کرتے ہیں۔ چونکہ ہم گناہوں میں لت پت لوگ ہیں۔ اسی لئے اِن بزرگوں کے طفیل و توسل سے مدد طلب کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں عظیم المرتبت درجہ و حیثیت کے حامل ہیں۔ ورنہ تو!

☆ لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ ☆ نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔

قضائے حاجت کے لیے ختم قادریہ کی عجیب و پرتاثیر ترتیب:

حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی ؒ اپنی گراں مایہ تالیف **اقتباس الانوار** میں صاحب **تحفۃ الراغبین** سے یہ روایت کرتے ہیں۔ کہ ختم شریف قادریہ پر مداومت کرنے سے تمام مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اور تمام مشکلات حل ہوتی ہیں۔ اگر کوئی چاہے۔ تو اکیلا بھی پڑھ سکتا ہے۔ ورنہ گیارہ آدمی آپس میں تقسیم کر کے پڑھیں۔ طریقہ یہ ہے۔ کہ! بدھ کی رات سے شروع کرے۔ اور تین رات تک (شب بدھ۔ شبِ جمعرات اور شب جمعۃ المبارک) مسلسل بلا ناغہ پڑھے۔ مقصد پورا ہو جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) بلکہ تمام پڑھنے والوں کے مقاصد پورے ہو جائیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) جب بھی کسی بات کی نیت (یعنی کسی مقصد یا حاجت برآری کے لئے) پڑھے۔ کہ فلاں مقصد کے لئے ختم پڑھنا ہے۔ تو چاہیئے۔ کہ ختمِ قادریہ سے پہلے نذر مقرر کر کے اس ختم شریف کو شروع کرے۔

چنانچہ حضرتِ اقدس جناب غوثِ پاک ؒ کی نذر (جو کہ مشہور ہے) وہ یہ ہے۔ کہ!

سوا گیارہ اشرفی۔ یا سوا گیارہ روپیہ۔ یا سوا گیارہ اَٹھنی۔ یا سوا گیارہ پاولی۔ یا سوا گیارہ آنے۔ (لیکن آج کل کے دور کے مطابق سوا گیارہ روپے یا سوا گیارہ سو روپے یا سوا گیارہ ہزار روپے بنیں گیں) یا پھر صاحب عمل اپنی حیثیت کے مطابق مقرر کرے۔ پھر ختمِ قادریہ پڑھے۔ جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حکم سے مرادِ دلی پورا ہو جائے۔ تو مقرر شدہ نذر ادا کر دے۔ ختم پڑھنے والوں کو تو ہر روز شیرینی دیتے رہنی چاہیئے۔ ختمِ قادریہ شریف کی ترتیب یہ ہے۔ کہ!

منگل کا دن گزار کر شب بدھ سے یہ ختم شریف قادریہ شروع کیا جائے۔ اور شب جمعہ تک پڑھا جائے۔ تو انشاء اللہ مقصد پورا ہوگا۔ ورنہ حصول مقصد تک پڑھتے رہیں۔ ختم شریف قادریہ کا طریقہ یہ ہے۔ کہ!

پہلے طہارتِ ظاہری و باطنی حاصل کرے۔ پھر نماز تحیۃ الوضو ادا کرے۔ اس کے بعد ایک دوگانہ جناب پیران پیر حضور شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ کو اس طرح سے ایصال ثواب کرے۔ کہ ہر رکعت میں **سورہ فاتحہ** کے بعد 11 مرتبہ۔ **سورۃ اخلاص** پڑھے۔ سلام کے بعد درود وسلام **(اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ) 11** مرتبہ۔ **کلمہ تمجید 11** مرتبہ۔ **دعائے ھفت کافی 111** مرتبہ پڑھے۔ اور **اسم اعظم قادریہ** (یعنی کہ **شَیْأً لِلّٰہِ یَا حضرت سلطان شَیْخ سید عَبْدِ الْقَادِرْ**

القادر الجیلانیؒ) بھی **111** مرتبہ پڑھے۔ پھر **سورۃ یٰسین** ایک بار اور **سورہ الم نشرح 141** مرتبہ پڑھے۔ پھر **یا باقی انت الباقی 111** مرتبہ پڑھے۔ پھر **اسم قادریه** (یعنی کہ **یَا حضرت محی الدین مشکل کشا با لخیر**ؒ) بھی **111** مرتبہ پڑھے۔ اور پھر آخر میں **درو و سلام** (یعنی کہ **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ**) **11** مرتبہ۔ کا ثواب آنحضور جناب پیران پیر بانیؒ سلسلہ قادریہ کو ایصال کرے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر باری تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے۔ انشاء اللہ مقصد ضرور حاصل ہوگا۔ دعائے ہفت کافی یہ ہے۔ **بِسْمِ اللہ الرحمن الرحیم ۔ اَللّٰہُ الْکَافِیُ ☆ قَصَدَ تُ الْکَا فِیِ ☆ وَجَدْ تُ الْکَا فِیِ ☆ کَفَا نِیَ الْکَا فِیُ ☆ لِکُلِّ الْکَا فِیُ ☆ وَ نِعْمَ الْکَا فِیُ ☆ وَ ھُوَ الْکَا فِیِ ☆ وَلِلّٰہِ الْحَمْدِo** بعد ختم شریف دونوں ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے۔ مقصد ضرور بالضرور حاصل ہوگا۔ انشاء اللہ العظیم۔ بہر حال ہر روز ختم شریف کا ثواب جنابِ غوثِ پاکؒ کو اور اپنے سلسلہ کے پیران کو ایصالِ ثواب کرے۔ حتی کہ مقصد پورا ہو جائے۔

اور اگر مہم سخت ہے۔ تو چاہیئے۔ کہ **ختمِ قادریه کبیر** پڑھے۔ جس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! اول تازہ وضو کرے۔ پھر نماز تحیۃ الوضو ادا کرے۔ اس کے بعد ایک دوگانہ جناب پیران پیر حضور شیخ عبد القادر جیلانیؒ کو اس طرح سے ایصال ثواب کرے۔ کہ ہر رکعت میں **سورہ فاتحه** کے بعد **11** مرتبہ۔ **سورۃ اخلاص** پڑھے۔ سلام کے بعد **درود و سلام (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ) 111** مرتبہ۔ **کلمه تمجید 111** مرتبہ۔ **دعائے هفت کافی 1011** مرتبہ پڑھے۔ اور **اسم اعظم قادریه** (یعنی کہ **شَیْأً لِلّٰہِ یَا حضرت سلطان شَیْخُ سید عَبْدِ الْقَادِرُ القادر الجیلانی**ؒ) بھی **1111** مرتبہ پڑھے۔ پھر **سورۃ یٰسین** پانچ مرتبہ اور **سورہ الم نشرح 1041** مرتبہ پڑھے۔ پھر **یا باقی انت الباقی 1111** مرتبہ پڑھے۔ پھر **اسم قادریه** (یعنی کہ **یَا حضرت محی الدین مشکل کشا با لخیر**ؒ) بھی **1111** مرتبہ پڑھے۔ اور پھر آخر میں **درود و سلام** (یعنی کہ **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ**) **111** مرتبہ۔ کا ثواب آنحضور جناب پیران پیر بانیؒ سلسلہ قادریہ کو ایصال کرے۔ بعد ختم شریف دونوں ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے۔ مقصد ضرور بالضرور حاصل ہوگا۔ انشاء اللہ العظیم۔ بہر حال ہر روز ختم شریف کا ثواب جنابِ غوثِ پاکؒ کو اور اپنے سلسلہ کے پیران کو ایصالِ ثواب کرے۔ حتی کہ مقصد پورا ہو جائے۔

اسی طرح سے ایک **ختمِ قادریه صغیر** بھی ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! ایک دوگانہ جناب پیران پیر حضور شیخ عبد القادر جیلانیؒ کو اس طرح سے ایصال ثواب کرے۔ کہ ہر رکعت میں **سورہ فاتحه** کے بعد **11** مرتبہ۔ **سورۃ اخلاص** پڑھے۔ سلام کے بعد **درود و سلام** (یعنی کہ **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ**) **03** مرتبہ۔ **کلمه تمجید 03** مرتبہ۔ **دعائے هفت کافی 111** مرتبہ پڑھے۔ اور **اسم اعظم قادریه** (یعنی کہ **شَیْأً لِلّٰہِ یَا حضرت سلطان شَیْخُ سید عَبْدِ الْقَادِرُ القادر الجیلانی**ؒ) بھی **111** مرتبہ پڑھے۔ پھر **سورۃ یٰسین** ایک مرتبہ اور **سورہ الم نشرح 41** مرتبہ پڑھے۔ پھر **یا باقی انت الباقی 111** مرتبہ پڑھے۔ پھر **اسم قادریه** (یعنی کہ **یَا حضرت محی الدین مشکل کشا با لخیر**ؒ) بھی **111** مرتبہ پڑھے۔ اور پھر آخر میں **درود و سلام** (یعنی کہ **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ**) **03** مرتبہ۔ کا ثواب آنحضور جناب پیران پیر بانیؒ سلسلہ قادریہ کو ایصال کرے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر باری تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے۔ انشاء اللہ مقصد ضرور حاصل ہوگا۔ بعد ختم شریف دونوں ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے۔ مقصد ضرور بالضرور حاصل ہوگا۔ انشاء اللہ العظیم۔ بہر حال ہر روز ختم شریف کا ثواب جنابِ غوثِ پاکؒ کو اور اپنے سلسلہ کے پیران کو ایصالِ ثواب کرے۔ حتی کہ مقصد پورا ہو جائے۔

شیرینی پر فاتحہ در سلسلہء عالیہ قادریہ کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! شیرینی یا لنگر یا جو بھی حاضر طعام سامنے ہو۔ اس پر ایک تین مرتبہ سورہ فاتحہ (معہ تسمیہ) پھر تین مرتبہ آیت الکرسی (معہ تسمیہ) پھر سات مرتبہ سورہ الم نشرح (معہ تسمیہ) پھر گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص (معہ تسمیہ) پھر تین تین مرتبہ معوذتین (معہ تسمیہ) پڑھ کر حضرت رسول مکرم ﷺ، جملہ صحابہ کرامؓ تمام اولیاء اللہؒ خصوصًا جنابِ غوثِ پاکؒ کو ایصال ثواب کیا جائے۔ یہ شیرینی یا لنگر یا حاضر طعام بارہِ رب متعال میں شرف قبولیت حاصل کرے گا۔ انشاء اللہ العظیم۔

اس ضمن میں یہ فقیر (عبد الرؤف بلوچ) قارئین کی خدمت میں نہایت وثوق سے عرض گزار ہے۔ کہ! حضرت غوثِ پاکؒ نے فرمایا ہے۔ کہ! حق سبحانہٗ تعالیٰ نے مجھے پروانہ لکھ کر دے دیا ہے۔ کہ جس میں میرے تمام اصحاب و مریدین کے اسماء درج ہیں۔ جو قیامت تک میرے سلسلے میں داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ مَیں نے ان تمام کو تیری بدولت بخش دیا ہے۔ حضرت غوثِ پاکؒ فرماتے ہیں۔ کہ! مَیں نے دوزخ کے دربان مالک سے دریافت کیا۔ کہ! کیا میرے مریدین میں سے بھی کسی کا نام آپ کی فہرست میں درج ہے؟ اس نے جواب دیا۔ نہیں۔

حضرت غوثِ پاک ؒ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ! رب العزت کی قسم! مریدین کی حمایت میں میرا ہاتھ ان پر ایسے ہے۔ جیسے کہ زمین کے اوپر آسمان میرے مرید جیسا ہو۔ اور مَیں جیسا ہوں۔ قسم ہے۔ اس کی عزت وجلال کی۔ کہ! جب تک کہ مجھے اور میرے اصحاب (یعنی میرے مریدین یا مجھ سے سچا اعتقاد رکھنے والے خوش نصیب) کو وہ بہشت میں داخل نہیں کرے گا۔ اگر چہ میرا مرید مشرق میں ہو۔ اور مَیں مغرب میں۔ اور اس کی عفت کا پردہ بھی چاک ہو جائے۔ تاہم مَیں اس کی پردہ پوشی کروں گا۔ (انشاءاللہ) بیت۔

ہرکہ یار توئی زار نگرود ہرگز　　　چونکہ غم خوار توئی خوار نگردد ہرگز

ختمِ خواجگانِ قادریہ کا طریقہ :

حضرت امداداللہ مہاجر مکی ؒ اپنی کتاب ''کلیاتِ امدادیہ'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! کسی بڑی بات (حل المشکلات وقضائے حوائج) حاصل ہو جانے کے لئے دو نوافل پڑھیں۔ سلام پھرنے کے بعد **111** مرتبہ ''سورہ الم نشرح'' پھر **111** مرتبہ ''کلمہ تمجید'' پھر **1** مرتبہ ''سورہ یٰسین شریف پڑھے۔

اگر بڑا ختم کرنا ہے۔ تو سلام پھرنے کے بعد **1111** مرتبہ ''سورہ الم نشرح'' پھر **1111** مرتبہ ''کلمہ تمجید'' پھر **41** مرتبہ ''سورہ یٰسین شریف پڑھے۔

لیکن ہر صورت میں ختم شریف خواجگان قادری سے قبل و بعد **111** مرتبہ ''درود وسلام'' ضرور پڑھنا ہے۔ (اگر ممکن ہو تو بعد اَز ختم کوئی صدقہ خیرات یا کسی شیرینی پر خواجگانِ قادری کے بزرگان کی فاتحہ پڑھ کر بانٹ دیں) اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی مراد مانگے۔

ختمِ خواجگانِ قادریہ کا طریقہ :

حضرت امداداللہ مہاجر مکی ؒ اپنی کتاب ''کلیاتِ امدادیہ'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! ہر مشکل ومہم کے واسطے وضو کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔ پہلے **10** مرتبہ درود وسلام پڑھے۔ پھر **360** مرتبہ ''**لا ملجا لا منجا من اللہ الا الیہ**'' پڑھ کر **360** مرتبہ ''سورہ الم نشرح'' پڑھے۔ پھر **360** مرتبہ ''**لا ملجا لا منجا من اللہ الا الیہ**'' پڑھ کر درود وسلام پڑھ کر ختم کر لے۔ (اگر ممکن ہو تو بعد اَز ختم کوئی صدقہ خیرات یا کسی شیرینی پر خواجگانِ قادری کے بزرگان کی فاتحہ پڑھ کر بانٹ دیں) پھر اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت اَدب واحترام وعاجزی سے اپنی مراد مانگے۔

یاد رہے۔ کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ نے یہ دعا اس طرح لکھی ہے۔ **لا ملجا لا ینجی من اللہ الا اللہ**۔ اور اس ختم کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ ؒ اپنی کتاب ''انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ'' میں فرماتے ہیں۔ ختم شریف پڑھنے کے بعد کچھ مٹھائی پر خواجگانِ چشت اہل بہشت پر فاتحہ پڑھے۔ اَب اللہ تعالیٰ سے دوبارہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں۔ (مگر) اسی طرح سے وہ ہر روز یہ عمل دہراتا رہے۔ چند ہی ایام میں مشکل حل ہو جائے گی۔ اور مقصود حاصل ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

اورادِ فتحیہ شریف کے ختم کا طریقہ :

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ اپنی کتاب ''انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! میر سید علی ہمدانی ؒ کا طریقہ میرے والد گرامی (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ کے والد محترم حضرت شاہ عبدالرحیم ؒ) نے اپنے قلم سے اس طرح لکھا ہے۔ کہ (طالبِ صادق) نصف رات کی ابتدا میں اُٹھے۔ تازہ وضو کر کے دو رکعت نفل (اس طرح سے) پڑھے۔ کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پندرہ **15** مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد **1000** ایک ہزار مرتبہ تسمیہ شریف (**بسم اللہ ۔۔۔**) پڑھے۔ اس کے بعد **1000** ایک ہزار مرتبہ یہ کلمات پڑھے۔ **یا خفی الالطاف ادر کنی بلطفک الخفی**۔ اس کے بعد **1001** ایک ہزار ایک مرتبہ **یا بدوح** پڑھے۔ پھر اپنا سر اپنے ہی گریبان میں ڈال کر مراقب ہو۔ اور ملاحضہ کرے۔ کہ! عالمِ غیب سے کیا چیز مشاہدہ ہوتی ہے۔ فراغت کے بعد دوگانہ پڑھ کر (اس دوگانہ اور ختم شریف) کا ثواب حضرت میر سید علی ہمدانی ؒ کو بخشے۔ (حاجت پوری ہونے تک، ہر رات یہی ختم پڑھتا رہے۔ انشاءاللہ چند ہی راتوں میں حاجت پوری ہو جائے گی)

میں نے بھی بدل دیئے اصولِ زندگی　　　اب جو یاد کرے گا وہی یاد رہے گا

باب نمبر

13

فال نامہء قرآنیہ

فال نامہء مجربہ

اَز

شیخ اکبر محی الدین ابنِ العربیؒ

فال نامہ قرآنی مُشتمل بر اعجازِ رحمانی

یہ مجرب المجرب اور مستند ترین طریقہ کار کو قدیم و جدید علمائے متقدمین و متاخرین نے اپنی اپنی جلیل القدر و گرانمایہ تصانیف و تالیفات میں بڑی شرح و بسط سے تحریر فرما کر لوگوں کے قلوب کو منور و مزین فرمایا۔ طریقِ کار یہ ہے کہ!

بحالتِ وضو تنہا جگہ پر مصلے پر بیٹھ کر رو بقبلہ مُصحفِ پاک کو نہایت ادب و احترام سے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر بہ چشمِ بند اپنے مقصد و غایت کو قلب میں رکھے ہوئے دل ہی دل میں مندرجہ ذیل پڑھیں۔

☆ **درود و سلام۔** 7 مرتبہ۔ ☆ **سورہ فاتحہ شریف۔** 7 مرتبہ۔

☆ **سورہ اخلاص۔** 7 مرتبہ ☆ **آیتُ الکرسی شریف۔** 7 مرتبہ۔

اِن کے پڑھنے کے بعد اپنے مقصد کو دل میں رکھتے ہوئے یہ دُعا مکمل اعتقاد و یقین کے ساتھ سات ہی مرتبہ پڑھیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّ حۡمٰنِ الرَّ حِیۡمِ o اَللّٰھُمَّ اِنِّی تو کلت و علیک تفَاءَ لۡتُ بکتا بک القدیم بحق ما تلوته من کلامکَ الۡقَدِیۡمِ ☆ الذی انزلنه علی نبیک ورسولک الکریم صلی اللہ علیه و سلم فَاٰرِنِیۡ مَا ھُوَ الۡمَکۡنُوۡنَ وَالۡمُخۡبَآءُ فی سرک المکنون فی غیبکِ مِنۡ ھٰذَا الۡاَمۡرِ (اس لفظ یعنی **الامر** پر صاحب **فال** اپنے مطلب و مقصد کا تصور کرے) بقدرتک یا علی یا عظیم ☆ واجعل لی من امری ھذا فرجا و مخرجا یا علیم یا حکیم ☆ اَلَّذِیۡ اُخَافُهٗ وَاحۡذُرُوۡهُ. انک علی کل شیءِ قدیر ☆ بفضلک و کرمک یا کریم ☆ بر حمتک یا ر حم الراحمین o

اِس دُعا کے پڑھنے کے بعد اپنے قُرآنِ مجید پر دم کر کے مُصحفِ مقدس کو کھولیں۔ اب جو بھی صفحات سامنے آئیں۔ اِن دونوں اطراف کے صفحات پر بغور دیکھ کر اسم ذات ''**اللہ**'' کو گِن کر اِس تعداد میں تین اعداد کا اِضافہ کر کے اِتنے ہی صفحات آگے کی طرف پلٹ کر اُتنی ہی سطور گن لیں۔ آخری سطر پر مقصد و مطلب کی واضح ترین آیت مستخرج ہوگی۔ ترجمہ دیکھ لیں۔ آپ یقیناً حیران و ششدر رہ جائیں گے۔ کہ! آپ کے مطلب و مقصد کی آیت نکل آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ ہے۔ قرآنِ پاک کا عظیم ترین زندہ معجزہ۔

استخارہ یہ کہتا ہے اس سے کنارہ کرلوں   دل کہتا ہے **مگر** استخارہ دوبارہ کرلوں

اسی طرح کا ایک اور مجرب المجرب اور مستند ترین استخارہ کو میرے مربی و مرشد جناب سید محبوب علی شاہ ؒ کے علاوہ صاحب شمس المعارف و لطائف العوارف، صاحب مجربات دیربی، صاحب اغاثة المظلوم، مجربات سنوسی ؒ کے علاوہ دیگر عاملین نے اپنی اپنی کتب کو معمور و مزین فرمایا ہے۔ درج ذیل تمام مصنفین اس ضمن میں فرماتے ہیں۔ کہ اگر کسی شخص کو کسی انجام کار کا خوف ہو۔ یا یہ اندیشہ ہو۔ کہ فلاں مشکل و مصیبت سے کیسے خلاصی حاصل کی جائے۔ تو ایسے شخص کو چاہیے۔ کہ عشاء کے فرض و سنن کے بعد مگر قبل صلاۃ الوتر استخارہ کی نیت سے گھر یا مسجد میں (کسی گوشے یا ایسی جگہ کہ جہاں پر کوئی دوران پڑھائی مخل نہ ہو) دو رکعت اس طرح سے پڑھے۔ کہ سورہ فاتحہ کے بعد 11 مرتبہ **آیت الکرسی** پڑھے۔ بعد سلام حالت تشہد ہی میں ۲۱ بار آیت الکرسی۔ 11 مرتبہ سورہ قدر۔ 11 مرتبہ **سورہ الم نشرح**۔ 11 مرتبہ سورہ والشمس. 11 مرتبہ **سورہ واللیل**. 11 مرتبہ سورہ والتین. 11 مرتبہ سورہ تکاثر. 11 مرتبہ **سورہ اخلاص** اور 11 مرتبہ **معوذتین** (سورہ فلق و سورہ والناس) پڑھ کر یہ دعائیہ کلمات عظیمہ بھی 11 مرتبہ پڑھے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّ حۡمٰنِ الرَّ حِیۡمِ o اَللّٰھُمَّ اِنِّی تفَاءَ لۡتُ بحق ما تلوته من کلامکَ الۡقَدِیۡمِ ☆ الذی انزلنه علی نبیک ورسولک الکریم ﷺ ☆ فَاٰرِنِیۡ مَا ھُوَ الۡمَکۡنُوۡنَ وَالۡمُخۡبَآءُ. اَللّٰھُمَّ اٰرِنِیۡ فل

المنامی فِیْ لَیْلَتِیْ ھٰذِہٖ مِمَّا سَئَا لْتُ وَمَا لَمْ اَسْئلُ وَ بَین لِیْ الْخُرُوْ جِ مِنْ ھٰذَا الْاَمْرِ (اس لفظ یعنی الامر پر صاحب استخارہ اپنے مطلب و مقصد کا تصور کرے) **بقدرتک یا علی یا عظیم☆واجعل لی من امری ھذا فرجا و مخرجا یا علیم یا حکیم☆ و بین لی فی نومی ھذا ما یدلنی علی اجابة دعوتی .اَلَّذِیْ اُخَافُہٗ وَاحْذُرُوْہُ . اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ خَیْرًا فَاَ رِنِیْ بَیَاضاً اَوْ خُضْرَةً وَ اِنْ کَانَ شَرًا .فَاَرِنِیْ سَوَادًا اَوْ حُمْرَةً وَ اَرْسِلْ لِّیْ خَادِمًا مِنْ خُدَّامِ ھٰذِہِ الْاٰیَةِ الشَّرِیْفَةِ وَ سُوْرَةِ الْمُبَارِکَةِ☆انک علی کل شیء قدیر☆بفضلک و کرمک یا کریم☆**

اس دعا کے بعد نماز وتر اور بقایا نماز مکمل کر کے بنا کسی سے بات چیت کیئے اسی عمل کی جگہ پر دائیں کروٹ سو جائیں۔ انشاء اللہ بحکم ایزدی پہلی، تیسری یا حد ساتویں رات تک ذیل میں سے کوئی نہ کوئی ایک بات ضرور بالضرور وقوع پذیر ہوگی۔ انشاء اللہ۔

ا۔ خواب میں سفید یا سبز رنگ ظاہر ہوگا۔ اور دل کو اطمینان حاصل ہوگا۔

۲۔ خواب میں سیاہ یا سرخ رنگ ظاہر ہوگا۔ اور دل کو خوف اور وحشت ہوگی۔

۳۔ خواب میں کوئی انس، جن یا مؤکل حاضر ہو کر صاحب استخارہ کے مطلب و مقصد سے طالب کو آگاہی فراہم کرے گا۔ سفید و سبز رنگ اگر ظاہر ہو۔ تو اس کا مطلب ہے۔ کہ یہ کام کریں۔ سیاہ و سرخ رنگ اگر ظاہر ہو۔ تو اس کا مطلب ہے۔ کہ یہ کام ملتوی کریں۔ کیونکہ اس کام میں خیر نہیں ہے۔

سو بار تیرا دامن ہاتھوں میں میرے آیا
جب آنکھ کھلی دیکھا اپنا ہی گریباں ہے

فال نامہ قرآنی از شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربیؒ

اما بعد! یہ جدول نہایت عظیم النفع دراصل حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی اندلسیؒ کا کراماتی قرعہ ہے۔ اور اس سے فال استخراج کرنے کا یہ طریقہ ہے۔ کہ جس مقصد و غایت کے لئے فال نکالنا مقصود ہو۔ تو سب سے پہلے اپنے مقصد کا دل میں خوب خیال جمائے۔ پھر ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب آنحضرت نبی مکرم ﷺ کی روحِ مبارک کو ایصال کرے۔ اس کے بعد پھر ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب اس فالنامہ کے مُصنف جناب حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی اندلسیؒ کی روحِ مبارک کو ایصال کرے۔ اس کے بعد اپنے مقصد کا صفحہ کھول کر آنکھیں بند کر کے جدول پر اپنی شہادت کی اُنگلی پھیر کر کسی ایک جگہ روک کر آنکھیں کھول دے۔ اب دھیان سے دیکھے۔ کہ کس حرف پر انگشت شہادت ہے۔ اس لفظ کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہر پانچواں حرف لیتا جائے۔ (بہتر تو یہ ہے۔ کہ حروف کو لکھتا جائے) یہاں تک کہ اسی حرف پر منتہی ہو۔ جہاں سے آغاز کیا تھا۔ پھر ان تمام حروف کو جمع کرے۔ تو صاحب فال محو حیرت ہوگا۔ کہ کہ ان حرفوں سے آیت ظاہر ہو جائے گی۔ جو کہ جدول کے نیچے دی گئی ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ آیت کے ساتھ ہی نتیجہ لکھا ہوا ہوگا۔

یہ قرعہ دراصل اس فالنامہ کے مُصنف جناب حضرت **شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی اندلسی**ؒ کی لاتعداد کرامات میں سے ایک ادنیٰ سی کرامت ہے۔ اس قرعہ کے اندر عجیب و غریب اسرار ہونے کے ساتھ ساتھ اس فالنامہ کا نتیجہ بھی بالکل واضح اور درست ہوگا۔ فالنامہ میں ہاں اور نہیں دونوں کے جوابات موجود ہیں۔

رب العالمین سے دُعا ہے۔ کہ ہمیں صراطِ مستقیم پر رہنے کی توفیق و طاقت مرحمت فرمائے۔ اور ہمیں اپنے نیک و شرعی مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ اور ہمیں اس قرعہ سے مُستفید و منتفع فرمائے۔ آمین۔

یاد رہے۔ کہ اِس عظیم امرتبت عطیہء خداوندی کو مذاق نہیں بنانا چاہیئے۔ صرف بوقتِ ضرورت اِس سے کام لینا چاہیئے۔ اور اِس فال نامہ کو بحالتِ وضو کرنا انتہائی ضروری ہے۔

یہ کام کرنا اچھا ہے یا نہیں ؟

ی	و	و	و	ہ	ب	ا	ا	ا	م
ش	ن	ن	ص	د	ر	ت	ت	ب	ر
ہ	ص	د	ر	ج	م	ب	ع	ع	ا
ر	ر	ہ	ل	ت	ب	و	م	ی	ع
ہ	ا	ا	م	ن	م	و	ل	ا	د
ب	ت	ی	ی	ا	ر	ت	ا	ق	ل
ح	ق	ل	و	ل	م	و	ہ	ل	ہ
ت	ا	د	و	و	م	ف	ی	ن	ا
ن	ا	ف	و	ل	ہ	ن	ل	ا	ل
و	ذ	ن	ہ	ہ	ر	ل	ی	ج	ب
ض	ک	ہ	ر	ص	و	م	ت	ہ	ی
ا	ن	د	م	ر	ن	ع	و	ہ	ب
و	ز	ا	ج	م	ج	م	ا	ر	ا
ن	ا	ذ	ا	ت	ت	ل	ا	ج	ع
ت	ا	ا	م	م	ل	م	ب	ی	ل
ہ	و	د	ل	و	م	ر	ا	ہ	ن

تفصیل نامہ برائے فال :

آیت	يبشرهم ربهم برحمة منه و رضوان و جنات لهم(سورہ توبہ، آیت نمبر 21)	طیب
ترجمہ	انہیں ان کا رب خوشخبری دیتا ہے۔ اپنی رحمت کی۔ اور رضامندی کی۔ اور جنتوں کی۔	ہاں
آیت	و ان تصبروا و تتقوا فان ذلک من عزم الا مور ☆ (سورہ الِ عمران، آیت نمبر 186)	طیب
ترجمہ	اگر تم صبر کولو۔ اور پرہیزگاری اختیار کرلو۔ تو یقیناً یہ بہت بڑی ہمت کا کام ہے۔	ہاں
آیت	وان تدعهم الى الهدىٰ فلن يهتدوا اذا ابدا ☆ (سورہ کہف، آیت نمبر 57)	لا طیب
ترجمہ	گو کہ آپ انہیں ہدایت کی طرف بلاتے رہیں۔ لیکن یہ کبھی بھی ہدایت نہیں پانے کے۔	نہیں
آیت	واصبر علىٰ ما يقولون واهجر هم هجرا جميله☆ (سورہ مزمل، آیت نمبر 10)	لا طیب
ترجمہ	اور جو باتیں لوگ بنا رہے ہیں۔ ان پر صبر کرو۔ اور شرافت کے ساتھ ان سے الگ ہو جاؤ۔	نہیں
آیت	هم درجت عندالله ط والله بصير م بما تعملون ط ☆ (سورہ الِ عمران، آیت نمبر 163)	طیب
ترجمہ	اللہ تعالیٰ کے پاس ان کے الگ الگ درجات ہیں۔ اور ان کے تمام اعمال کو اللہ تعالیٰ بخوبی دیکھ رہا ہے۔	ہاں

اِس کام کا انجام بخیر ہوگا یا نہیں ؟

ک	ل	و	و	ق	ل	ہ	ہ	ر	ا
م	م	د	ز	ل	ا	ا	و	ق	و
ا	ل	ا	ن	ا	ر	ب	ا	ا	ب
ا	ش	ل	ہ	ش	د	ر	ی	م	ر
و	ی	ا	م	ن	ا	ف	ل	ن	ا
ا	ی	ط	ا	ک	ن	ا	ی	ل	ب
ی	ل	ب	ط	ا	خ	ح	م	ی	ل
ر	ی	ن	ب	ح	ج	و	ا	ا	ق
و	ت	ل	ت	ف	ا	ا	ق	و	ل
م	ل	و	ف	ا	ن	د	ل	ض	ت
ہ	ن	و	ل	ک	ا	ی	ہ	ن	ن
م	ا	د	ا	م	ن	و	و	ہ	ن
غ	ف	ا	م	ا	م	ی	ا	ع	ل
ا	ا	ل	ل	ق	ع	ل	ی	ی	ا
ی	ا	ص	ک	ن	د	خ	ر	ث	ط
و	ر	ا	ی	ی	ا	ت	ط	ر	ن

تفصیل نامہ برائے فال :

آیت	**كلما ارادوا ان يخرجوا منها من غم اعيدوا فيها**☆ (سورہ حج، آیت نمبر 22)	**لا خير فيه**
ترجمہ	یہ جب بھی وہاں کے غم سے نکل بھاگنے کا ارادہ کریں گے۔ وہیں لوٹا دیئے جائیں گے۔	نہیں
آیت	**لهم البشرىٰ في الحيوة الدنياو في الآ خرة** ☆ (سورہ یونس، آیت نمبر 64)	**خير فيه**
ترجمہ	ان کے لئے دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے۔	ہاں
آیت	**وهدوا الى الطيب من القول و هدوا الىٰ صراط الحميد** ☆ (سورہ حج، آیت نمبر 24)	**خير فيه**
ترجمہ	ان کی پاکیزہ بات کی رہنمائی کردی گئی۔ اور قابلِ صد تعریف راہ کی ہدایت کردی گئی۔	ہاں
آیت	**ورزقنا هم من الطيبات و فضلنا هم علىٰ كثير ممن خلقنا تفضيلا**☆ (سورہ بنی اسرآئیل، نمبر 70)	**خير فيه**
ترجمہ	اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں۔ اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انہیں فضیلت عطا فرمائی۔	ہاں
آیت	**و قالوا بشرناک بالحق فلا تكن من القانطين**☆ (سورہ حجر، آیت نمبر 15)	**خير فيه**
ترجمہ	انہوں نے جواب دیا۔ ہم تمھیں برحق بشارت دے رہے ہیں۔ تم مایوس نہ ہو۔	ہاں

منصبِ عالی کی طلب **یا پھر** کل مُرادوں کے واسطے، کہ! پوری ہوں گی یا نہیں ؟

ل	ق	و	ی	ی	ہ	ل	ی	ا	ا
ا	ا	س	د	م	ل	ل	ت	ا	ر
م	ل	خ	و	ب	ل	ہ	ل	د	ا
ک	م	ف	ا	ل	و	م	ر	ن	ع
ا	ا	ب	ا	د	ل	ل	ی	ج	ل
ذ	ک	ق	ع	و	ی	ا	و	ل	ا
ن	ل	م	ن	ل	ت	م	ا	ا	ا
د	ل	غ	ک	ح	ع	ک	ی	خ	س
و	ت	ر	ل	ا	ن	و	ک	ی	ن
م	ء	م	ف	و	ن	ت	و	ت	ا
د	ی	ل	ف	ی	و	ا	ا	ی	ت
ن	ل	ت	ا	ا	ہ	م	ض	ل	ء
م	ل	ر	ا	ذ	ا	ک	و	ر	ی
ی	م	ن	ض	ا	م	ن	ہ	ف	ل
ل	ت	ش	ا	ق	ک	ش	ی	ح	ر
و	ا	ا	ک	ب	ن	ء	ء	م	ی

تفصیل نامہ برائے فال :

آیت	له الملک والذین تدعون من دونه ما یملکونo (سورہ فاطر، آیت نمبر 13)	لا یحصل المراد
ترجمہ	اس کی سلطنت ہے۔ جنھیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو۔	نہیں
آیت	قل اللهم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء o (سورہ اٰلِ عمران، آیت نمبر 26)	یحصل المراد
ترجمہ	آپ کہہ دیجئے۔ اے اللہ تعالیٰ! اے تمام جہان کے مالک! تُو جسے چاہے بادشاہی عطا کرے۔	ہاں
آیت	ویستخلف ربی قوما غیرکم ولا تضرونه شیئاo (سورہ ھود، آیت نمبر 57)	لا یحصل المراد
ترجمہ	اور میرا رب تمھارے قائم مقام لوگوں کو کر دے گا۔ اور تم اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گے۔	نہیں
آیت	یا داؤد انا جعلناک خلیفة فی الارض فاحکمo (سورہ ص، آیت نمبر 26)	یحصل المراد
ترجمہ	اے داؤدؑ! ہم نے تمھیں زمین میں خلیفہ بنا دیا۔	ہاں
آیت	یأمر بالعدل والاحسان وایتآء ذی القربیٰo (سورہ نحل، آیت نمبر 90)	یحصل المراد
ترجمہ	عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔	ہاں

یہ خبر درست ہے یا غلط ؟

ا	ا	ذ	ب	ق	ن	ن	ل	ل	ا
ہ	ا	ک	ک	ل	ذ	ل	ا	ذ	و
ا	ذ	ل	ب	ا	ل	ی	ی	و	ک
ہ	ن	و	ا	ذ	و	ک	م	ب	ل
ا	ذ	ا	ا	ک	ل	ب	ل	ل	ق
ق	و	ح	ح	ا	ص	ا	ق	ق	ل
ص	ب	ف	ل	ر	ا	ا	م	م	ب
ل	ی	ن	ا	ک	ح	ا	ش	ج	ا
ق	ت	ا	ا	ن	و	ن	ء	ء	ہ
م	ا	ا	ہ	ہ	ا	و	ت	م	و
م	ا	خ	ف	ا	ن	س	ذ	ہ	ل
ا	ت	ا	م	ح	ل	ک	ل	ف	ک
ہ	ب	ی	ی	ی	ا	ر	ر	ا	م
ل	و	ب	م	ا	ا	ا	ہ	ر	ل
ا	ع	م	م	ع	ل	ن	ا	ر	ک
ل	ہ	ب	ی	ی	ہ	ا	ا	ج	م

تفصیل نامہ برائے فال :

آیت	ان هذا لهو القصص الحق ج وما من اله الا الله☆ (سورہ الِ عمران، آیت نمبر 62)	**صحیح**
ترجمہ	یقیناً صرف یہی سچا ایمان ہے۔ اور کوئی معبودِ برحق نہیں۔ بجز اللہ تعالیٰ کے۔	درست
آیت	ان الذین کذبوا باٰیاتنا واستکبروا عنها ☆ (سورہ اعراف، آیت نمبر 40)	**کذب**
ترجمہ	جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا۔ اور ان سے تکبر کیا۔	جھوٹ
آیت	ذلک الیوم الحق ط فمن شآء اتخذ الیٰ ربه ماٰبا ☆ (سورہ نبا، آیت نمبر 39)	**صحیح**
ترجمہ	یہ دن ہے۔ اب جو چاہے اپنے اپنے رب کے پاس (نیک اعمال کرکے) ٹھکانہ بنالے۔	درست
آیت	بل کذبوا با لحق لما جآء هم فهم فی امر مریج☆ (سورہ ق، آیت نمبر 5)	**کذب**
ترجمہ	بلکہ انہوں نے سچی بات کو جھوٹ کہا۔ جبکہ وہ ان کے پاس پہنچ چکی۔ پس وہ الجھاؤ میں میں پڑ گئے ہیں۔	جھوٹ
آیت	قالوا کذٰلک قال ربک انه هو الحکیم العلیم☆ (سورہ زاریات، آیت نمبر 30)	**صحیح**
ترجمہ	انہوں نے کہا۔ ہاں! تیرے پروردگار نے اسی طرح فرمایا ہے۔ بے شک وہ حکیم وعلیم ہے۔	درست

عُقدِ نکاح بہتر ہے یا نہیں ؟

ف	ی	ز	و	و	ا	س	ی	ل	ل
ع	ت	ن	ا	ا	ت	ف	ل	ج	ت
ز	ت	ل	ن	ع	ل	و	ن	ا	ز
و	ن	ا	ح	م	ا	ک	س	ع	و
ا	ف	ح	ل	ا	ل	ی	ب	ی	ع
ن	ا	ا	ک	ق	س	ل	ل	م	د
ا	ن	ش	ا	ت	ء	س	ہ	ن	ا
ف	ا	و	ت	ل	ی	ء	ا	ن	ن
ا	ق	ت	ک	ک	ل	ل	م	ح	ا
م	ا	ن	و	ح	ح	ل	ا	ا	ح
ی	ل	ل	ا	ت	ض	ہ	ن	ذ	ی
و	ی	س	ا	ی	ل	ف	ا	ء	ب
ا	ت	ء	ا	ل	ت	ی	و	ت	غ
ق	ک	ا	ی	ا	ر	م	ل	ت	ل
ب	ف	ب	م	ک	و	ی	ن	و	ت
ہ	ہ	ی	ہ	ا	ن	ن	ن	ن	ب

تفصیل نامہ برائے فال :

آیت	**فا عتزلوا النساء فی المحیض ولا تقر بو ھن** ☆ (سورہ بقرہ، آیت نمبر 222)	**لا طیب**
ترجمہ	حالتِ حیض میں عورتوں سے الگ رہو۔	نہیں
آیت	**و یستفتو نک فی النساء قل الله یفتیکم فیھن** ☆ (سورہ نساء، آیت نمبر 127)	**طیب**
ترجمہ	آپ عورتوں کے بارے میں حکم دریافت کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئیے۔ اللہ تعالیٰ خود ان کے بارے میں حکم دے رہا ہے۔	ہا ں
آیت	**زین للناس حب الشھوات من النساء و البنین** ☆ (سورہ الِ عمران، آیت نمبر 14)	**طیب**
ترجمہ	مرغوب چیزوں کی محبت لوگوں کے لئے مزین کردی گئی ہے۔ جیسے عورتیں اور بیٹے۔	ہاں
آیت	**و لا جناح علیکم ان تنکحوا اذا ء اتیتمو ھن** ☆ (سورہ **ممتحنه**، آیت نمبر 10)	**طیب**
ترجمہ	اور کوئی گناہ نہیں تم پر۔ کہ تم ان عورتوں سے نکاح کرو۔ جب تم انہیں دے دو۔	ہاں
آیت	**و لا تعزموا عقدة النکاح حتی یبلغ الکتاب** ☆ (سورہ بقرہ، آیت نمبر 235)	**لا طیب**
ترجمہ	اور عقدِ نکاح جب تک عدت ختم نہ ہو جائے۔ پختہ نہ کرو۔ جان رکھو۔ کہ اللہ تعالیٰ تمھارے دلوں کی باتوں کا بھی علم رکھتا ہے۔	نہیں

خرید و فروخت کرنی چاہیئے یا نہیں ؟

ق	ف	ا	ا	ف	د	ک	ل	ن	ذ
خ	ل	ل	م	ا	س	و	ه	ا	ق
ر	ا	ی	ن	ت	و	م	ب	ط	و
ا	م	س	ع	ب	ا	ا	ط	م	ا
ن	غ	ا	ک	ل	ف	ن	ل	م	ا
س	م	ر	ل	م	ه	ت	ز	و	ر
م	م	ق	ج	ه	و	ح	ل	ه	ا
ض	ل	م	ا	و	ل	ا	ن	ل	ک
ع	ل	ی	ل	ا	ن	ا	ش	ه	ن
ه	ط	ا	ل	ع	م	ی	ء	ا	ا
م	ب	م	ن	ق	ا	ا	ن	ر	ب
ک	و	ع	ی	ت	ا	ا	ب	د	ا
ن	ت	ا	م	م	و	ق	د	ن	ر
ا	و	ه	ک	ه	ی	ا	و	م	ا
ف	ا	ی	ج	خ	ت	ل	ق	ز	س
ر	ل	د	ا	ر	و	ه	ر	ء	ا

تفصیل نامہ برائے فال :

آیت	**قد خسروا انفسهم و ضل عنهم ما کا نوا یفترون** ☆ سورہ اعراف، آیت نمبر 53)	**غیر نا فع**
ترجمہ	بے شک! ان لوگوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دیا۔ اور یہ جو جو باتیں تراشتے تھے۔ سب گم ہوگئیں۔	نہیں
آیت	**فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا و اتقوا ا لله** ☆ (سورہ انفال، آیت نمبر 69)	**نا فع**
ترجمہ	پس جو کچھ حلال اور پاکیزہ غنیمت تم نے حاصل کی ہے۔ خوب کھاؤ پیو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔	ہا ں
آیت	**الله یبسط الرزق لمن یشاء من عباده و یقدر** ☆(سورہ قصص، آیت نمبر 82)	**نا فع**
ترجمہ	اللہ تعالیٰ فراغ دیتا ہے رزق جس کے لئے چاہے۔ اپنے بندوں میں سے۔ اور تنگ بھی کرتا ہے (جس کے لئے چاہے)	ہا ں
آیت	**انما نطعمکم لوجه الله لا نرید منکم جزاء** ☆(سورہ انسان، آیت نمبر 9)	**نا فع**
ترجمہ	ہم تمھیں صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر کھلا رہے ہیں۔ ہم تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتے۔	ہا ں
آیت	**فذاقت وبال امرها و کان عا قبة امر ها خسرا** ☆ (سورہ طلاق، آیت نمبر 9)	**غیر نا فع**
ترجمہ	انہوں نے اپنے کئے کا مزہ چکھ لیا۔ اور ان کا انجام کار کھاٹا ہی گھاٹا ہے۔	نہیں

حمل میں لڑکا ہے یا لڑکی؟

ا	ا	ر	و	ب	ن	ن	ب	ا	ش
ا	ی	ه	ل	ر	ل	س	ب	ل	ن
ل	م	ل	ه	ا	ه	ی	ی	ا	ه
ی	ت	م	ع	ب	ب	ه	ن	ل	ا
ش	ا	ا	م	س	ر	م	ل	ب	ح
ک	ر	ص	م	ا	ب	ی	ا	ا	ق
ی	م	ل	و	ن	ح	و	ح	ض	ب
ی	ا	ی	ع	ی	ی	ن	ن	ت	ا
م	ی	ف	و	م	ص	ا	ب	ل	ن
د	ع	ش	ی	ا	ق	ی	ر	س	ل
ا	ذ	ن	ا	ص	ب	ه	ا	ل	ا
ک	ا	ه	ذ	ل	ل	ب	ب	ک	ح
م	ک	غ	ر	ی	ت	و	ل	ک	ن
م	ذ	ا	ا	و	ن	ر	م	ل	ب
ا	ی	ح	ا	ا	ل	ت	ل	ن	ر
ل	ه	ی	ث	ک	ه	ا	م	ی	ن

تفصیل نامہ برائے فال :

آیت	**ان الله يبشرک بيحيي مصدقام بكلمة من الله** ☆ (سورہ اٰلِ عمران، آیت نمبر 39)	**ذکر**
ترجمہ	کہ اللہ تعالیٰ تجھے حضرت یحییٰؑ کی خوشخبری دیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرمان کی تصدیق کرنے والا بن کر آئے گا۔	لڑ کا
آیت	**وانی سمیتھا مریم وانی اعیذ ھا بک و ذریتھا** ☆ (سورہ اٰلِ عمران، آیت نمبر 36)	**اُنثٰی**
ترجمہ	میں نے اس کا نام مریم رکھ دیا۔ اور میں اس کو اور اس کی نسل کو پناہ دیتی ہوں تیری (شیطان مردود کے فتنے سے)	لڑ کی
آیت	**رب ھب لی من الصا لحین ط فبشر ناہ بغلا م حلیم** ☆ (سورہ الصآ فات، آیت نمبر **100-101**)	**ذکر**
ترجمہ	اے میرے رب! مجھے ایک بیٹا عطا فرما۔ جو کہ صالحین میں سے ہو۔ (دعا کے جواب میں) ہم نے اس کو ایک بردبار لڑکے کی بشارت دی۔	لڑ کا
آیت	**واللہ اعلم بما و ضعت و لیس الذکر کا لا نثٰی** ☆ (سورہ اٰلِ عمران، آیت نمبر 36)	**اُنثٰی**
ترجمہ	اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ جو اس نے جنا۔ اور بیٹا بیٹی کی مانند نہیں ہوتا۔	لڑ کی
آیت	**و بشر نا ہ با سحاق نبیا من الصا لحین و با رکنا** ☆ (سورہ الصآفات، آیت نمبر 112)	**ذکر**
ترجمہ	اور ہم نے اسے اسحاقؑ کی بشارت دی ایک نبیؑ صالحین میں سے۔	لڑ کا

قرض وصول ہوگا یا نہیں ؟

ا	ا	ا	و	ل	ل	ن	ن	م	ا
ذ	ت	ا	ن	ت	ی	ا	ل	ا	ء
ی	م	ل	ه	ا	ق	ن	ه	ل	ک
ر	ه	م	ا	ل	ض	ب	ع	ل	و
ا	د	ا	ک	ا	ل	ی	ل	ت	ا
ل	ن	ذ	ا	ل	ه	ا	ی	ب	ر
ق	ر	ن	م	ب	ر	ل	ا	ن	و
ض	ا	ت	ا	ا	ا	ی	ق	ن	ض
ح	ء	و	ت	ع	س	و	ا	ا	ا
ن	د	و	م	ف	ا	ه	ا	ن	ا
ف	ا	ل	ه	م	ی	ل	ذ	ب	ض
ض	ی	ی	ق	ا	ا	ک	ن	ن	ع
ع	ا	ه	ط	ف	ف	ل	م	ا	ت
ه	ا	م	ر	و	ل	م	ح	ی	ا
ه	ا	س	ء	ت	ا	د	ن	و	ق
ض	م	و	د	و	ع	ت	ن	ه	ا

تفصیل نامہ برائے فال :

آیت	ا لذی یقر ض الله قرضا حسنا فیضا عفه له اضعافا☆ (سورہ بقرہ، آیت نمبر245)	**و صول**
ترجمہ	تم میں کون ہے؟ جو اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ اسے کئی گنا بڑھا چڑھا کر واپس کرے۔	ہاں
آیت	ان تا منه بدینار لا یؤده الیک الا ما دمت ☆ (سورہ الِ عمران، آیت نمبر75)	**لا و صول**
ترجمہ	اگر تم ایک دینار کے معاملے میں بھی اس پر بھروسہ کرو۔ تو وہ ادا نہ کرے گا۔	نہیں
آیت	ان الله مع الذین ا تقوا والذین هم محسنون ☆ (سورہ نحل، آیت نمبر128)	**و صول**
ترجمہ	اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے۔ جو تقوٰی سے کام لیتے ہیں۔ اور احسان پر عمل کرتے ہیں۔	ہاں
آیت	ومن اهل الکتاب من ان تا منه بقنطار یؤده☆ (سورہ الِ عمران، آیت نمبر75)	**و صول**
ترجمہ	اہلِ کتاب میں کوئی تو ایسا ہے۔ کہ اگر تم اس کے اعتماد پر مال و دولت کا ڈھیر بھی دے دو۔	ہاں
آیت	لا تا کلوا الربو اضعافا مضا عفة ط واتقوا الله ۔ ☆ (سورہ الِ عمران، آیت نمبر130)	**لا و صول**
ترجمہ	یہ بڑھتا اور چڑھتا سود نہ کھاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔	نہیں

خواب کی تعبیر بہتر ہے یا نہیں؟

ی	و	و	ہ	ر	ا	م	ی	ذ	ب
ب	ا	ت	ا	ق	ن	ج	م	ت	د
ی	ع	ن	ا	ا	ل	ل	ع	و	ت
ا	ن	م	ی	ی	ت	ا	ت	ل	ت
ق	ا	ہ	ر	ن	ص	ل	ع	ء	ی
ص	ر	ل	و	م	ر	ء	ی	ی	ن
ء	و	ک	ا	ا	و	ی	و	ی	ل
ی	ا	ع	م	م	ا	ا	ل	ن	ل
ک	ل	ی	ق	ک	ع	ت	ا	ب	و
ل	ی	ل	ل	ع	ی	ا	ی	ق	ل
ا	ر	ع	د	م	خ	ی	ق	ج	ت
و	ن	و	ع	ن	ت	ا	ب	ل	ی
ک	ک	ک	ہ	م	ف	ا	م	ا	ن
ی	ل	ا	ر	ت	ک	ا	ا	ب	ء
ی	ف	ت	ی	ا	د	ت	م	ح	و
و	ن	ہ	ق	ی	ا	ت	ا	ا	ل

تفصیل نامہ برائے فال :

آیت	یا بنی لا تقصص رؤ یاک علیٰ اخوتک فیکیدوا لک کیدا ☆ (سورہ یوسف، آیت نمبر 5)	لا خیر فیه
ترجمہ	اس نے کہا۔ اے بیٹے! اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ سنانا۔ ورنہ وہ تیرے لئے کوئی چال (سازش) چلیں گے۔	نہیں
آیت	و ما جعلنا الرؤیا التی ارینا ک الا فتنة ☆ (سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 60)	لا خیر فیه
ترجمہ	اور ہم نے نہیں کی نمائش۔ وہ جو کہ ہم نے دکھائی مگر آزمائش (یعنی فتنہ)	نہیں
آیت	ویتم نعمتة علیک و علیٰ اٰل یعقوب کما ا تمھا ☆ (سورہ یوسف، آیت نمبر 6)	خیر فیه
ترجمہ	اور تیرے اوپر اور آلِ یعقوبؑ پر اپنی نعمت اسی طرح پوری کرے گا۔ جس طرح اس سے پہلے اس نے پورا کیا۔	بہتر ہے
آیت	ھذا تا ویل الرءیا ی من قبل قد جعلھا ر بی حقا ☆ (سورہ یوسف، آیت نمبر 100)	خیر فیه
ترجمہ	یہ تعبیر ہے میرے اس خواب کی۔ جو میں نے پہلے دیکھا تھا۔ اسے حقیقت بنا دیا۔	بہتر ہے
آیت	رب قد ا تیتنی من الملک و علمتنی من تأ ویل الاحا دیث ☆ (سورہ یوسف، آیت نمبر 101)	خیر فیه
ترجمہ	اے میرے رب! تُو نے مجھے حکومت بخشی۔ اور مجھ کو باتوں کی تہہ تک پہنچنا سکھایا۔	بہتر ہے

اس عورت کی شادی ہوگی یا نہیں ؟

و	و	و	و	ل	ا	ا	ل	ق	ہ
ت	ز	ل	ر	م	ق	و	ن	ن	ف
ی	ا	س	ف	ی	ن	ج	ا	ی	ہ
ا	م	ء	ب	ا	ل	ط	ن	ی	ا
ل	ہ	ص	و	ز	ہ	ر	ی	ت	و
ا	ت	ب	ک	ا	ن	و	م	ن	ج
ا	ر	م	و	م	ل	ض	ا	ل	ط
ل	و	ا	ا	ہ	ہ	ا	ک	ت	ر
ک	ن	ت	ب	ت	ا	م	س	ر	و
ن	ن	ب	ج	ن	ع	ا	ن	ن	د
ل	ل	و	ت	خ	ی	ل	ا	ب	ل
ک	ہ	س	ر	ہ	ل	و	ء	ج	م
ش	ا	ی	ا	ظ	ی	ل	ل	ل	ل
ء	ل	و	ج	ا	ش	ہ	ا	ا	ظ
ہ	ب	ا	ہ	ل	ی	ص	ل	ل	ی
د	ی	ل	ی	ل	ا	ر	ہ	ت	ا

تفصیل نامہ برائے فال :

آیت	واتقین اللہ ط ان اللہ کان علیٰ کل شیء شهیدا ☆(سورہ احزاب، آیت نمبر 55)	طیب
ترجمہ	اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگاہ رکھتا ہے۔	ہاں
آیت	وازواج مطهرة و رضوان من اللہ واللہ بصیرم با لعباد ☆(سورہ اٰلِ عمران، آیت نمبر 15)	طیب
ترجمہ	پاکیزہ بیویاں ان کی رفیق ہوں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا سے سرفراز ہوں گے۔	ہاں
آیت	وللنساء نصیب مما اکتسبن و اسئلوا اللہ من فضله ☆(سورہ نساء، آیت نمبر 32)	لا طیب
ترجمہ	اور جو کچھ عورتوں نے کمایا ہے۔ اس کے مطابق ان کا حصہ اللہ تعالیٰ سے۔ اس کے فضل کی دعا مانگتے رہو۔	نہیں
آیت	و قرن فی بیو تکن ولا تبر جن تبر ج الجا هلیة الاولیٰ ☆(سورہ احزاب، آیت نمبر 33)	لا طیب
ترجمہ	اور اپنے گھروں میں ٹِک کر رہو۔ اور سابق دورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔	نہیں
آیت	لهم فیها ازواج مطهرة و ند خلهم ظلا ظلیلا☆ (سورہ نساء، آیت نمبر 57)	طیب
ترجمہ	اور اُن کو پاکیزہ بیویاں ملیں گے۔ اور انہیں ہم گھنی چھاؤں میں رکھیں گے۔	ہاں

اِن دو اشخاص میں لڑائی ہوگی؟ یا صُلح ہوگی؟

و	و	ی	ق	ا	ا	ا	ا	ل	ن
ن	ص	ا	ا	ف	ی	ل	ی	ص	ر
ک	ح	ہ	ل	و	ن	و	ا	ا	ا
م	ا	ا	ح	خ	ن	ذ	ل	ل	ف
ک	ا	ن	ہ	ا	م	ت	ب	م	ف
ا	ب	ی	خ	ا	ل	ی	ح	ی	و
ف	ن	ر	ر	ث	ی	ک	ض	و	ق
غ	م	ا	ا	ا	ل	و	ل	ن	ل
ب	ا	م	ت	ا	و	ط	ء	خ	و
ا	ی	و	ا	ج	ا	ع	م	ل	ا
ل	و	ن	ط	ہ	ف	ا	ی	و	د
ی	ا	ن	ہ	و	ن	ل	ع	م	ا
ب	ل	ل	ف	ب	ا	ہ	ی	ا	ا
ذ	و	ا	خ	م	ن	ر	ل	و	و
ا	س	ق	ا	ا	ل	و	ت	ن	ل
ل	ل	ا	ک	ک	ہ	ہ	ل	م	م

تفصیل نامہ برائے فال :

آیت	وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ ☆ (سورہ انفال، آیت نمبر 66)	**حرب**
ترجمہ	اور ہزار آدمی ایسے ہوں۔ تو دو ہزار پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے غالب آئیں گے۔	لڑ ائی
آیت	واصلحوا ذات بینکم و اطیعوا اللہ ورسولہ ☆ (سورہ انفال، آیت نمبر 1)	**صُلح**
ترجمہ	اور اپنے آپس کے تعلقات درست کرو۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔	صلح
آیت	یا یھا النبی حرض المؤمنین علی القتال ☆ (سورہ انفال، آیت نمبر 65)	**حرب**
ترجمہ	اے نبیؐ ! مومنوں کو جنگ پر اُبھارو۔	لڑ ائی
آیت	قل اصلاح لھم خیر ط وان تخالطو ھم فاخوانکم ☆ (سورہ بقرہ، آیت نمبر 220)	**صُلح**
ترجمہ	جس طرزِ عمل میں ان کے لئے بھلائی ہو۔ وہی اختیار کرنا بہتر ہے۔	صلح
آیت	انفرو خفافا و ثقالا و جاھدوا با موالکم ☆ (سورہ توبہ، آیت نمبر 41)	**حرب**
ترجمہ	نکلو۔ خواہ ہلکے ہو یا بوجھل۔ اور جہاد کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں کے ساتھ۔	لڑ ائی

خُشکی (یعنی مثل کسی گاڑی، بس، ریل، کار، وین ۔۔۔ وغیرہ) کا سفر کرنا بہتر ہے یانہیں ؟

و	و	و	و	ق	ت	ف	ل	ہ	ل
ح	ض	ا	د	س	م	ل	ت	و	ی
ل	ا	ص	ا	ر	ا	ل	ع	ا	و
ث	ل	ر	ل	ا	ق	ہ	خ	ی	ف
ا	ا	د	ا	ی	ل	ل	ک	ل	ا
ک	م	ل	ط	ل	م	ج	ل	ی	ا
ا	ا	ن	ب	ر	ل	ہ	ا	م	ض
ی	د	س	ن	ف	ب	ی	و	ا	ا
ل	ن	ل	ل	ن	د	ع	ا	ق	ظ
ل	ل	ت	و	ر	م	ی	م	ل	و
ت	ا	ش	و	ا	ک	ل	ف	ہ	ک
و	ق	ی	د	ی	ن	ا	ا	و	ف
و	ع	ل	ا	ب	ا	د	ا	ا	د
ب	ی	ر	ل	ا	ا	ن	ض	ی	ا
ل	ا	م	ص	ل	غ	ج	ر	ر	خ
ی	ر	ح	ا	ل	ہ	ا	ا	ط	ق

تفصیل نامہ برائے فال :

آیت	و تحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا با لغیه ☆ (سورہ نحل، آیت نمبر 7)	نا فع
ترجمہ	اور وہ تمھارے لئے بوجھ ڈھو کر ایسے ایسے مقامات پر لے جاتے ہیں ۔	بہتر ہے
آیت	وفضل الله المجاهدین علی القاعدین اجرا عظیما ☆ (سورہ نساء، آیت نمبر 95)	نا فع
ترجمہ	اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بیٹھے رہنے والوں پر فضیلت دی ۔ اور اجرِ عظیم ۔	بہتر ہے
آیت	ولا تصعر خدک للناس ولا تمش فی الارض مرحا ☆ (سورہ لقمان، آیت نمبر 18)	غیر نا فع
ترجمہ	اور لوگوں کے سامنے (غرور سے) گال مَت پُھلاؤ ۔ اور (اللہ تعالیٰ کی) زمین پر اتراتے ہوئے مت چلو ۔	نہیں بہتر
آیت	و هدوا الی الطیب من القول و هدوا الی صراط الحمید ☆ (سورہ حج، آیت نمبر 24)	نا فع
ترجمہ	اور ان کو پاکیزہ بات قبول کرنے کی ہدایت بخشی گئی ۔ اور انہیں خدائے حمید کی راہ بتائی گئی ۔	بہتر ہے
آیت	قل سیروا فی الارض فانظروا کیف بدا الخلق ☆ (سورہ عنکبوت، آیت نمبر 20)	نا فع
ترجمہ	کہہ دو ۔ کہ ملک میں چلو پھرو ۔ اور دیکھو ۔ کہ اس نے کس طرح خلقت کو پہلی مرتبہ پیدا کیا ۔	بہتر ہے

کھیتی یا زراعت سے نفع ہوگا یا نہیں ؟

ک	ف	ل	ک	و	م	ا	ا	ل	ا
ت	خ	ت	و	ر	ر	ر	ق	ا	ز
ک	ج	ر	م	ق	و	ن	ب	ن	ا
ا	ا	ا	ث	ه	م	ب	ه	م	ل
ن	ه	ذ	ر	ه	ج	ن	ه	ه	م
ن	ب	ا	ا	ن	ا	ا	ل	ذ	ا
ت	ت	ش	ا	ل	و	ک	ج	ا	ث
ع	ل	ر	ث	م	ی	ش	ت	م	ر
و	ی	ف	ر	ا	ن	ء	ت	و	ت
و	ف	ک	ا	م	ز	ا	و	ت	ن
ر	خ	ن	و	ا	و	ر	ا	ا	م
ع	ج	م	ح	ن	و	ن	ن	ق	م
م	ا	ا	ه	ن	ق	م	ل	ی	ه
ا	ن	ظ	و	م	م	ه	ا	م	ب
ک	خ	ل	ح	ا	ر	ض	م	ص	ل
ی	ر	ی	ا	ل	م	ا	ن	د	ه

تفصیل نامہ برائے فال :

آیت	کم ترکوا من جنات و عیون oوزروع و مقام کریم☆(سورہ دخان، آیت نمبر26-25)	غیر نافع
ترجمہ	کتنے باغات اور چشمے تھے۔ جو یہ لوگ چھوڑ گئے۔ اور کتنے کھیت اور شاندار مکانات۔	غیر نافع
آیت	فاخرجنا به نبات کل شیء فاخرجنا منه خضرا ☆(سورہ انعام، آیت نمبر99)	نافع
ترجمہ	پھر ہم نے اس سے اُگنے والی ہر چیز نکالی۔ پھر ہم نے اس سے سبزی نکالی۔	نافع
آیت	لا تقربا هذه الشجرة فتکونا من الظلمین ☆ سورہ بقرہ ، آیت نمبر35)	غیر نافع
ترجمہ	نہیں جانا اس درخت کے پاس۔ ورنہ تم ظالموں میں سے شمار ہوگے۔	غیر نافع
آیت	کلوا من ثمره اذا اثمرو أتوا حقه یوم حصاده ☆(سورہ انعام، آیت نمبر141)	نافع
ترجمہ	جب یہ درخت پھل دیں۔ تو ان کے پھلوں کو کھانے میں استعمال کرو۔ اور جب ان کی کٹائی کا دن آئے۔ تو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرو۔	نافع
آیت	وا رزق اهله من الثمرات من اٰمن منهم بالله والیوم الآخر ☆(سورہ بقرہ ، آیت نمبر126)	نافع
ترجمہ	جو اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان لائیں۔ انہیں قسم قسم کے پھلوں سے رزق عطا فرمائے۔	نافع

باب نمبر
14

بابُ الصلاۃ

اھمیتِ نماز

نفل نمازیں

روزانہ کی نمازیں

مع

مختصر مسائلِ نماز

اہمیتِ نماز

یا یها الذین اٰ منوا اذا قمتم الی الصلاة فاغسلوا وجوهکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برء وسکم وارجلکم الی الکعبین ط (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر 5) اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اُٹھو۔ تو اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو۔ اپنے سروں کا مسح کرو۔ اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو۔

واقم الصلوٰة ط اِن الصلوٰةَ تنهٰی عن الفحشاءِ والمنکر ط

اور نماز کو قائم کریں۔ بے شک نماز بے حیائی اور ناشائستہ امور سے روکتی رہتی ہے۔ (عنکبوت۔ 45)

جو نماز نمازی کو بدکاری سے باز نہ رکھے۔ وہ نماز نمازی کو اللہ تعالیٰ سے اور دور کر دے گی۔ (**المعجم الکبیر**۔ طبرانی)

واقم الصلوٰة لذکری۔ نماز میری یاد کے لئے قائم کرو۔ (سورہ طٰہٰ۔ آیت نمبر 14)

سر جھکانے سے نمازیں ادا نہیں ہوتیں   دل جھکانا پڑتا ہے عبادت کے لئے

قد افلح المؤمنون. الذین هم فی صلاتهم خاشعون.

وہ مومنین فلاح پا گئے۔ جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔ (سورہ مومنون۔ آیت نمر 1۔2)

عجیب ہے یہ نمازِ محبت کا سلسلہ اقبال   کوئی قضاء کر کے رویا، کوئی ادا کر کے رویا

فخلف من م بعد هم خلف اضاعوا الصلوٰة واتبعوا الشهوٰت فسوف یلقون غیا۔ (سورہ مریم۔ آیت نمر 59)

پھر ان کے بعد ایسے لوگ اِن کی جگہ آئے۔ جنہوں نے نمازوں کو برباد کیا۔ اور اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے چلے۔ چنانچہ اِن کی گمراہی بہت جلد اِن کے سامنے آجائے گی۔ (سورہ مریم۔ آیت نمبر 59)

فویل للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون۔ ان نمازیوں کے لئے خرابی ہے۔ جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔

حدیث میں آتا ہے۔ کہ! حضرت سعدؓ فرماتے ہیں۔ (کہ) مَیں نے نبی مکرم ﷺ سے پوچھا۔ **الذین هم عن صلاتهم ساهون**۔ کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ لوگ جو نماز کو وقت سے مؤخر کرتے ہیں۔

وأمر اهلک بالصلاة واصطبر علیها۔ اپنے اہل وعیال کو نماز کی تلقین کرو۔ اور خود بھی اس کے پابند رہو۔ (سورہ طٰہٰ۔ آیت نمبر 132)

(سوال اَز قرآن) **ما سلککم فی سقر**۔ (جواب اَز قرآن) **قالوا لم نک من المصلین**۔

(**سوالِ انسانی**) تمھیں کون سی چیز دوزخ میں لے گئی؟ (**جوابِ قرآنی**) وہ کہیں گے۔ (کیونکہ) ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے۔ (سورہ مدثر۔ آیت نمر 43-42)   (بقول خواجہ اجمیری)

آنکس کہ در نماز نہ بیند جمالِ دوست   فتوٰی ہمی دہم کہ نمازش قضا کند

نماز کے بارے میں چند احادیثِ نبویہ ﷺ

لا ایمان لمن لا صلوٰة له۔   جس کی نماز نہیں۔ اُس کا ایمان نہیں۔ (الحدیث نبوی ﷺ)

الصلوٰة معراج المؤمنین۔ (بخاری شریف)   نماز مومنین کی معراج ہے۔

روزِ محشر که جاں گداز بود   اولیں پُرسش نماز بود

قال رسول الله ﷺ من صلی العشاء فی جماعة فکانما قام نصف اللیل ومن صلی الصبح فی جماعة فکانما صلی اللیل کله۔ (صحیح مسلم شریف) حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ جس نے نمازِ عشاء جماعت کے ساتھ ادا کی۔ (وہ ایسے ہے۔ کہ) گویا اس نے نصف شب عبادت کی۔ اور جس نے نمازِ فجر بھی جماعت کے ساتھ ادا کی۔ (تو) گویا اُس نے پوری رات عبادت میں گزاری۔

قال رسول الله ﷺ من صلی سجدین لا یسهو فیهما. غفر الله له ما تقدم من ذنبه۔ (ترمذی شریف)

آنحضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ جس نے دو رکعت نماز بغیر سہو کے ادا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے۔

☆ صحیح بخاری میں ہے۔ کہ! جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ معظم ﷺ پر ایمان لایا۔ اور نماز کو قائم کیا۔ اور روزے رکھے۔ تو اللہ تعالیٰ پر اس (نماز پڑھنے والے نمازی) کا یہ حق ہو جاتا ہے۔ کہ وہ (اللہ تعالیٰ) اسے جنت میں داخل کرے۔

☆ جونماز کو پابندی سے ادا کرے۔ تو یہ نماز قیامت کے دن اُس (نمازی) کے لئے نور، دلیل اور بخشش کا وسیلہ ہو گی۔ (مسند احمد)

☆ حضرت زید بن ثابت؄ سے روایت ہے۔ کہ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو۔ فرض نماز کے علاوہ مرد کی سب سے افضل نماز وہ ہوتی ہے۔ جسے وہ اپنے گھر میں پڑھے۔ (سنن نسائی)

☆ حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ؄ سے روایت ہے۔ کہ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’جب تم میں سے کوئی شخص اپنی مسجد میں نماز ادا کر لے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ اپنے گھر کے لئے نماز میں سے کچھ حصہ بچا کر رکھے۔ کیونکہ اللہ عز وجل اس نماز کے سبب اس کے گھر میں خیر و برکت عطا فرمائے گا۔ (صحیح مسلم)

☆ حضرت سیدنا عبداللہ بن سعد؄ کہتے ہیں۔ کہ میں نے آنحضرت رسالت مآب ﷺ سے سوال کیا۔ کہ جونماز میں گھر میں ادا کروں یا جو نماز میں مسجد میں ادا کروں۔ ان میں سے کون سی نماز افضل ہے؟ فرمایا۔ کیا تم نہیں دیکھتے۔ کہ میرا گھر مسجد سے کتنا قریب ہے۔ پھر بھی مجھے فرض نماز کے علاوہ دیگر نمازیں اپنے گھر میں ادا کرنا مسجد میں ادا کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

☆ جان لو! کہ تمھارے اعمال میں بہترین عمل نماز ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

☆ بندے کو اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ قرب نماز میں حاصل ہوتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

☆ ایک مشہور حدیثِ قدسی ہے۔ کہ ! میرا بندہ کثرت نوافل سے میرے اس قدر قریب آ جاتا ہے۔ کہ میں اس کی بصارت بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کا کان بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سُنتا ہے۔ میں اس کی زبان بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ کلام کرتا ہے۔ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ گرفت کرتا ہے۔ میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ چلتا ہے۔ جب وہ مجھ سے کوئی سوال کرتا ہے۔ تو میں اسے ضرور دیتا ہوں۔

(یہ ایک مشہور حدیث قدسی ہے۔ جو کہ حدیث کی کتبِ صحاحِ ستہ اور تصوف کی کتب میں تواتر اور تسلسل کے ساتھ موجود ہے۔)

فرض نمازوں کے علاوہ چند ایسی نفل نمازیں بھی احادیثِ نبوی ﷺ میں صحیح روایات کے ساتھ منقول ہیں۔ جو اہلِ تقویٰ مسلمان بہن بھائیوں کے عظیم المرتبت درجات میں بلندی اور نیکیوں کے حصول کے لئے ادا کی جاتی ہیں۔ اور احادیثِ نبویہ ﷺ اور آثار میں ان نمازوں کی بہت سی روایات مِلتی ہیں۔ اولیائے عُظام نے تو ان نفل نمازوں کو اپنے اوپر فرض کر رکھا تھا۔ کیونکہ انہیں قائم کرنے ہی سے قُربِ خُداوندی حاصل ہوتا ہے۔

☆ ایک مشہور ومعروف حدیث ہے۔ کہ ! حضرت ابوسلمہ؄ حضرت ابو ہریرہ؄ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ! انہوں نے فرمایا رسول اکرم ﷺ نے فرماتے ہیں۔ کہ! بتاؤ۔ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو۔ اور وہ روزانہ اس سے پانچ مرتبہ غسل کرے۔ تو کیا اس کے جسم پر (کوئی) مَیل باقی رہتی ہے؟ صحابہ کرام؄ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ، نہیں۔ (تو) آپ ﷺ نے فرمایا۔ نمازوں کی (بھی بعینہٖ) یہی مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے (نمازی بندے) کی تمام خطائیں مٹا دیتا ہے۔

☆ ایک حدیث ہے۔ کہ ! حضرت ابوثعلبہ قلبی؄ کہتے ہیں۔ (کہ) مَیں نے جناب امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب؄ سے سنا۔ فرماتے ہیں۔ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا۔ لوگ (گناہوں اور برے کاموں کی) آگ میں جلتے ہیں۔ (جب وہ) صبح کی نماز پڑھتے ہیں۔ تو (وہی صبح کی نماز) پہلے کے گناہوں کو دھوڈالتی ہے۔ یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے پانچوں نمازوں کا ذکر فرمایا۔

☆ حضرت عثمان؄ کے آزاد کردہ غلام حضرت حارث؄ فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت عثمان؄ بیٹھے۔ پھر آپ؄ نے پانی منگوا کر وضو کیا۔ پھر فرمایا۔ مَیں نے رسولِ اکرم ﷺ کو دیکھا۔ (کہ) آپ ﷺ نے (بھی) اسی طرح وضو کیا۔ جیسے مَیں نے کیا۔ پھر فرمایا۔ جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا۔ پھر کھڑا ہوا۔ اور ظہر کی نماز پڑھی۔ تو صبح کی نماز سے اَب تک کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ پھر کھڑا ہوا۔ اور عصر کی نماز پڑھی۔ تو ظہر کی نماز سے اَب تک کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ پھر مغرب کی نماز پڑھی۔ تو عصر سے مغرب تک کے درمیان ہونے والے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ پھر عشاء کی نماز پڑھی۔ تو مغرب اور عشاء کے درمیان ہونے والے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ پھر شاید وہ ساری رات سویا رہا۔ پھر جب اُٹھ کر صبح کی نماز پڑھے۔ تو عشاء اور صبح کے درمیان پائے جانے والے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ کیوں کہ! نیکیاں بُرائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ صحابہ کرام؄ نے عرض کیا۔ یہ نیکیاں ہیں۔ (تو پھر) باقیات صالحات کیا ہیں؟ (تو) آپ ﷺ نے فرمایا۔

سبحٰن اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

صحیح بخاری شریف کی ایک حدیث ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہ؄ نے بیان کیا ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے سویا

ہوا ہوتا ہے۔ تو شیطان (لعین) اس کے سر کی گدی پر خوب اچھی طرح سے تین گرہیں لگا دیتا ہے۔ اور ہر (ایک) گرہ پر افسون پھونک دیتا ہے۔ کہ ابھی بہت رات باقی ہے۔ پڑا سوتا رہ۔ لیکن اگر وہ شخص جاگ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر شروع کرتا ہے۔ تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر وہ وضو کرتا ہے۔ تو دوسری گرہ (بھی) کھل جاتی ہے۔ پھر جب (وہی شخص) نمازِ فجر پڑھتا ہے۔ تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اور صبح کو (وہی شخص) خوش مزاج، خوش دل رہتا ہے۔ ورنہ بدمزاج سست رہ کر وہ (پورا) دن گزارتا ہے۔

کتاب غنیۃ الطالبین میں ہے۔ کہ! حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ کہ! رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے عثمان بن مظعونؓ!

☆ جو شخص صبح کی نماز با جماعت ادا کرے۔ اسے مقبول حج اور عمرے کا ثواب ملتا ہے۔

☆ اے عثمانؓ! جو شخص ظہر کی نماز با جماعت ادا کرے۔ اس کے لئے اس نماز جیسی پچیس نمازوں کا ثواب ہے۔ اور جنت الفردوس میں ستر درجات حاصل ہوں گے۔

☆ اے عثمانؓ! جو شخص عصر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے۔ پھر سورج غروب ہونے تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے۔ گویا اس نے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہؑ کی اولاد سے ایک غلام آزاد کیا۔ اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ بارہ ہزار مرید ہوں گے۔

☆ اے عثمانؓ! جو شخص مغرب کی نماز با جماعت ادا کرے۔ اسے اس جیسی پچیس نمازوں کا ثواب (ملے گا) اور جنتِ عدن میں ستر درجے عطا کئے جائیں گے۔

☆ اے عثمانؓ! جو شخص عشاء کی نماز با جماعت پڑھے۔ گویا اس نے لیلۃ القدر میں قیام کیا۔

☆ حضرت عائشۃ الصدیقہؓ فرماتی ہیں۔ کہ! رسولِ پاک ﷺ اور ہم ایک دوسرے سے باتیں کر رہے ہوتے (تھے) کہ نماز کا وقت ہو جاتا۔ تو (آپ ﷺ) ایسے ہو جاتے۔ گویا ہم ایک دوسرے کو پہچانتے ہی نہیں۔

☆ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ بہت سے نمازی ایسے ہیں۔ (کہ) جن کو نماز سے رنج و تھکاوٹ کے سوا کچھ نصیب نہیں ہوتا۔ اور یہ اس وجہ سے ہوتا ہے۔ کہ (وہ نمازی لوگ) فقط بدن سے نماز پڑھتے ہیں۔ (اور) دل غافل رہتا ہے۔

☆ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ جس نماز میں دل حاضر (یعنی حضورِ قلب) نہ ہو۔ حق تعالیٰ اس کی طرف دیکھتا بھی نہیں۔

☆ حضرت علی المرتضیٰؓ جب نماز قصد کرتے۔ تو آپؓ کے بدن میں کپکپی طاری ہو جاتی۔ رنگ متغیر ہو جاتا۔ اور فرماتے تھے۔ کہ وہ امانت اُٹھانے کا وقت آیا۔ (کہ) جسے ساتوں زمین و آسمان نہ اُٹھا سکے۔

☆ حضرت امام حسینؓ جب نماز کے لئے وضو کرتے تھے۔ تو ان کا رنگ زرد پڑ جاتا تھا۔ اور ان پر کپکپاہٹ طاری ہو جاتی۔ جب ان سے اس بارے میں پوچھا گیا۔ تو فرمانے لگے۔ (کہ) جو شخص رب تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اس کے لئے لازم ہے۔ کہ! اس کی بزرگی اور جلالت سے حیاء کے باعث اس کا رنگ تبدیل ہو جائے۔

نماز کی قبولیت کے مستند پیمانے :

قرآن و حدیث کی تعلیمات کے مطابق، اگر نماز میں ہمیں رنج و تھکاوٹ محسوس ہو، یا نماز پڑھنے کو ہم بوجھ سمجھیں یا نماز پڑھنے کے بعد بھی دل و دماغ میں برائی کا تخیل و تصور باقی رہے یا ہم پھر بھی برائی کریں یا پھر اس نماز کے بعد اگلی نماز کی ادائیگی کو جی نہ چاہتا ہو یا پڑھنے کی توفیق نہ ہو یا صبح و عشاء کی نماز میں دل نہ لگے تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ! ہماری نماز شرفِ قبولیت سے بہت دور رہ گئی ہے۔

مسائلِ نماز

یہاں پر نماز کے سلسلے میں چند چیدہ و چنیدہ مسائل کو بیان کیا جائے گا۔ اور یہ وہ مسائل ہوں گے۔ جن کا عوام الناس (بالخصوص مجھ کمترین و عاجز) کو علم نہیں۔

سوال: نماز کے اراکین کیا کیا ہیں ؟

جواب: نماز کے سات اراکین ہیں۔ تکبیرِ تحریمہ (اللہ اکبر)۔ قیام (یعنی بالکل سیدھا کھڑا ہونا)۔ قرأت (یعنی سوری فاتحہ کے بعد کم از کم ایک سورہ یا کوئی ایک آیت کا پڑھنا)۔ رکوع (رکوع کرتے وقت پیشانی مقابل زانو کے ہو)۔ سجدہ (سجدہ میں دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں، پیشانی، ناک، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں زمین پر ٹکے ہوئے ہوں۔ کیونکہ سجدہ سات ہڈیوں پر ہوتا ہے)۔ قعدہ اخیرہ۔ اپنے کسی فعل کے ساتھ نماز سے خارج ہونا۔

سوال: نماز کے واجبات کون کون سے ہیں ؟

جواب: نماز کے واجبات کی تعداد تقریبًا 20 ہے۔ جو کہ یہ ہیں۔

فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لئے معین کرنا۔ سورہ فاتحہ کا تسمیہ کے ہمراہ پڑھنا۔ سورہ فاتحہ سے پہلے کوئی اور سورہ نہ پڑھنا۔ سورہ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورہ کا پڑھنا۔ فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں جبکہ سنت اور نفل کی تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورہ یا کم از کم کوئی ایک آیتِ کریمہ کا پڑھنا۔ ترتیب درمیان دونوں سجدوں کے۔ قومہ۔ جلسہ۔ تعدیل یعنی اعضاء کا ساکن کرنا اور سبحان اللہ کہنے کے رکوع وسجود وقومہ وجلسہ میں۔ امام کو جہری نمازوں میں (مثل فجر، مغرب، عشاء ، جمعۃ المبارک، عیدین، تراویح و وتر باجماعت در ماہ رمضان) سورہ فاتحہ وسورہ زور سے پڑھنا۔ ظہر وعصر کی نماز کے فرائض آہستہ سے پڑھنا۔ پہلا قعدہ تین یا چار رکعت والی نماز میں (خواہ نفل ہی کیوں نہ ہو)۔ تشہد دونوں قعدوں میں التحیات کا پڑھنا۔ لفظ سلام کے ساتھ نماز سے نکلنا۔ تکبیرِ قنوت۔ قرأتِ قنوت۔ تکبیراتِ عیدین۔ مقتدی کا قرأت میں چپ رہنا۔ باجماعت نماز کے دوران مقتدی کا امام کی پیروی (تابعداری) کرنا۔ سجدہء تلاوت۔

سوال: نماز کی سنتیں کون کون سی ہیں ؟

جواب: نماز کی (تقریبًا) 28 سنتیں ہیں۔ جو کہ یہ ہیں۔ امام کا مقتدیوں اور فرشتوں کو جماعت کرانے کی نیت کرنا۔ تکبیرِ تحرمہ سے پہلے دونوں ہاتھوں کو اُٹھا کر کانوں کی لو کو چھونا۔ تکبیر کے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کو قبلہ رخ وکشادہ رکھنا۔ فرض نماز میں امام کو تکبیرات یعنی تحریمہ وانتقالی پکار کر کہنا۔ اگر تکبیرِ تحریمہ سے امام کی نیت صِرف لوگوں کو خبر دار کرنے کی ہوگی جبکہ اپنی نماز کی نہ ہوگی تو نہ امام کی نماز ہوگی اور نہ ہی مقتدیوں کی۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔ بایاں ہاتھ نیچے رکھ کر دائیں ہاتھ کو اوپر رکھنا۔ ثناء پڑھنا۔ تعوذ پڑھنا۔ تسمیہ پڑھنا۔ فرض نماز کی آخری دو رکعتوں میں صِرف سورہ فاتحہ پڑھنا۔ سورہ فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا۔ ثناء، تعوذ، تسمیہ اور آمین کو آہستہ سے کہنا یا پڑھنا۔ قرأتِ مسنونہ پڑھنا۔ تکبیراتِ انتقالی یعنی رکوع وسجدہ کے لئے تکبیر (اللہ اکبر) کہنا۔ رکوع میں تسبیح (سبحان ربی العظیم) تین مرتبہ پڑھنا۔ رکوع میں دونوں گھٹنوں کو ہاتھوں کی کشادہ انگلیوں سے پکڑنا۔ امام کا آہستہ سے سمع اللہ لمن حمدہ کہنا جبکہ مقتدی کا آہستہ سے ربنا ولک الحمد کہنا۔ دونوں سجدوں میں دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں کا پہلے پیشانی سے رکھنا۔ اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رخ رکھنا۔ دونوں سجدوں میں تسبیح (سبحان ربی الاعلیٰ) تین مرتبہ پڑھنا۔ دورانِ التحیات جب اشھد ان لا الہ الا اللہ کہے تو دائیں ہاتھ کی انگشتِ سبابہ اُٹھانا۔ قعدہ اخیر میں درود شریف کا پڑھنا۔ دُعا کا قعدہ اخیر میں پڑھنا۔ نماز سے انتقال کے لئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف منہ پھیرنا۔ امام کا مقتدیوں اور فرشتوں کی سلام کی نیت کرنا (اس طرح کہ مقتدیوں کو دائیں اور بائیں فرشتوں اور مقتدیوں کی نیت کرنا)۔ امام کا پہلے سلام کی نسبت دوسرے سلام کا آواز پست کر کے کہنا۔ اِن الفاظ سے سلام پھیرنا **السلام علیکم ورحمۃ اللہ**۔

سوال: نماز کے لئے کون کون سی شرائط ہیں ؟

جواب: نماز کے لئے عمومًا (یعنی کم وبیش) سات شرائط ہیں۔ پاک پانی کے ساتھ طہارت حاصل کرنا یا پھر پانی کی عدم موجودگی میں تیمّم کرنا۔ پاک صاف اور غیر تصویری کپڑے سے جسم کا ڈھانپنا۔ تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ نماز ادا کرنا۔ پاک جگہ پر کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا۔ قبلہ رخ ہونا۔ نیتِ نماز کرنا۔ وقت کا دخول۔

سوال: نماز کی شرائط کتنی قسم پر ہیں ؟ نیز نماز کے واجب ہونے کی شرائط کیا کیا ہیں ؟

جواب: نماز کی شرائط دو قسم پر ہیں۔ پہلی شرط نماز کے واجب ہونے کی۔ دوسری شرط نماز کے درست ہونے کی ہے۔

نماز کے واجب ہونے کی شرائط چار ہیں۔ اسلام۔ صحتِ عقل۔ عمرِ بلوغ۔ وقت کا پایا جانا۔

سوال: نماز چھوٹنے کے شرعی عذر کیا ہیں ؟

جواب: نماز کے چھوٹنے کے عذرِ شرعی عموماً سات ہیں۔ دیوانگی۔ نیند۔ نسیان۔ بے ہوشی۔ غشی۔ حیض۔ نفاس۔

سوال: اکثر دیکھنے اور سننے میں آیا ہے۔ کہ! فجر کے سنن لازمی پڑھنے چاہئیں۔ فجر کی سنت کے متعلق احادیث میں کیا حکم ہے ؟

جواب: جی بالکل! فجر کے سنتوں کی بڑی فضیلت ہے۔ (جیسا کہ احادیث میں آتا ہے۔ کہ) حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں۔ کہ نبی اکرم ﷺ جتنی محافظت اور پابندی (فجر کی سنت کی) فرماتے۔ کسی اور نفل (یا سنت) کی نہیں فرماتے۔ (صحیح بخاری) ایک اور جگہ ہے۔ کہ! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ!) فجر کی سنتیں نہ چھوڑو۔ اگر چہ تم پر دشمنوں کے گھوڑے ہی چڑھ آئیں۔ (سنن ابی داؤد) ایک اور جگہ ہے۔ کہ! حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں۔ کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (کہ) فجر کی دو رکعتیں سنت دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ (صحیح مسلم شریف)

سوال: اگر عشاء کے وتر میں دعائے قنوت (جس کا پڑھنا واجب ہے) پڑھے بغیر رکوع کر لیا۔ تو کیا حکم ہے؟

جواب: سجدہ سہو کر لیا جائے۔ تو نماز (یعنی وتر) ہو تو جائیں گے۔ لیکن اگر وتر دوبارہ پڑھے جائیں۔ تو یہ عمل مستحسن ہوگا۔

سوال: اگر فرض، سنن، واجب وغیرہ میں پہلے قعدے میں بھول کر درود شریف پڑھ لیا۔ تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر درودِ پاک پڑھ لیا (خواہ **اللھم صل علی محمد** ۔ تک بھی) تو سجدہ ٔ سہو لازم آئے گا۔ لیکن اگر سجدہ ٔ سہو نہیں کیا۔ تو نماز دوبارہ سے لوٹانا ہوگی۔

سوال: اگر نماز میں غلطی ہوگئی۔ اور سجدہ سہو بھی ادا نہیں کیا۔ تو کیا حکم ہے ؟

جواب: ایسی صورت میں نماز دوبارہ سے لوٹانا ہوگی۔

سوال: نماز کے دوران یعنی نماز میں کھجانا کیسا ہے ؟

جواب: ایک رکن میں تین مرتبہ کھجانا اور ہر مرتبہ ہاتھ اُٹھانا، مفسدِ نماز ہے۔ اور ایک مرتبہ کا بلا عذر کھجانا مکروہ ہے۔

سوال: نمازی کے آگے گزرنے کی حد کہاں تک ہے ؟

جواب: بڑی مساجد اور جنگلوں و میدانوں کے لئے تو یہ حد ہے۔ کہ! جہاں تک سجدے کی جگہ دیکھتے ہوئے نمازی کی نظر پڑے۔ جبکہ چھوٹی مساجد اور گھروں میں جائے نظر کا اعتبار نہیں۔ بلکہ سامنے سے جس جگہ سے دیوار قبلہ تک گزرے گی۔ مکروہ ہے۔ بغیر کسی ستون یا آدمی کی آڑ کے نکلنے سے گناہ گار ہوگا۔ (حدیث شریف میں تو آیا ہے۔ کہ! اگر گزرنے والا جان لے۔ کہ اس پر کیا گناہ ہے۔ تو وہ چالیس برس تک ٹھہرا رہے۔ اور نمازی کے سامنے سے نہ گزرے)

سوال: اگر باجماعت نماز میں مقتدی سے کوئی لغزش سرزد ہو جائے۔ کہ جس سے سجدہ سہو لازم آتا ہو۔ تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں مقتدی امام کی اقتداء کرے۔ اسے سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں۔ نہ ہی وہ سجدہ سہو کرنے کا مجاز ہے۔

سوال: نماز میں سجدہ سہو سے کیا غرض ہے؟ سجدہ ٔ سہو کس وقت اور کس سے ادا ہوتا ہے ؟

جواب: فقہاء کے نزدیک نماز میں سہو، نسیان اور شک تینوں برابر ہیں۔ جس طرح سہو سے سجدہ واجب ہوتا ہے۔ اسی طرح نسیان و شک سے بھی سجدہ کرنا واجب ہے۔ بہر حال! غرض سجدہ سہو سے یہ ہے۔ کہ! جن باتوں سے نماز ناقص ہوتی ہے۔ اس کے سبب سے اصلاح ہو کر نماز درست ہو جائے۔

سوال: نماز میں سجدہ سہو کس سے ادا ہوتا ہے ؟

جواب: نماز میں سجدہ ٔ سہو اس طرح سے ادا ہوتا ہے۔ کہ! قعدہ اخیرہ (چاہے وہ دو رکعتیں ہوں یا چار۔ بہر حال) میں التحیات کے بعد دو سجدے نماز ہی کی طرح کر کے دوبارہ قعدہ میں التحیات پڑھ کر درود شریف و دعا کے بعد سلام پھیرا جائے۔

سوال: وہ کیا باتیں ہیں ؟ کہ جن سے نماز ناقص ہو جاتی ہے۔ اور اس نقص کا ازالہ سجدہ ٔ سہو سے ہو جاتا ہے۔

جواب: ایک تو ترک واجب اور تاخیر واجب ہے۔ اسی طرح سے ترک واجب، تاخیرِ واجب یا تاخیرِ فرض قصداً ہوں گے۔ تو سجدہ سہو سے ازالہ نہیں ہوگا۔ بلکہ اس وقت اعادہ نماز کا کرے۔ واضح رہے۔ کہ! سجدہ سہو کا حکم فرض واجب، سنت، وتر یا نفل جملہ نمازوں میں برابر ہے۔

سوال: نماز با جماعت میں اگر مقتدی بعد میں نماز میں داخل ہوا۔ اور امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد نمازی سے کوئی نقص واقع ہوا۔ تو سجدہ سہو کا کیا حکم ہوگا ؟

جواب: اگر امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد نمازی سے کوئی نقص واقع ہوا۔ تو نمازی منفرد ہوگا۔ لہذا اُسے طریقہ کے مطابق سجدہ سہو ادا کرنا ہوگا۔

سوال: فرض نماز میں لاحق اور مسبوق کا امام کی اقتداء میں سجدہ سہو کرنے کا شرعی حکم کیا ہے ؟

جواب: پہلے تو لاحق اور مسبوق کو سمجھا جائے۔ ''لاحق'' یعنی وہ نمازی جو پہلی ہی رکعت سے نماز با جماعت میں شامل ہے۔ جبکہ ''مسبوق'' سے مراد دوسری، تیسری یا چوتھی رکعت میں شامل ہونے والا نمازی۔ لاحق کو چاہیئے۔ کہ! امام کے ساتھ سلام پھیر کر سجدہ سہو ادا کرے۔ جبکہ مسبوق کو چاہیئے۔ کہ! سلام پھیرے بغیر سجدہ سہو امام کے ساتھ ادا کرے۔

سوال: کتنے فاصلے کی مسافت پر نماز قصر ہوگی؟

جواب: تقریباً 77 کلو میٹر یا اس سے زیادہ۔

سوال: کیا گھر سے نکلتے ہی مسافر ہو جائیں گے یا اسٹیشن، بس سٹاپ یا اڈے پر پہنچ کر؟

جواب: جب کوئی اپنے شہر کی حد سے نکل جائے۔ تب وہ مسافر ہوتا ہے۔ شہر کی حدود میں وہ مقیم ہی رہے گا۔

سوال: اگر کوئی شخص ڈرائیور ہے۔ یا اس کی نوکری کچھ اس قسم کی ہے۔ کہ! اسے روزانہ یا کچھ دنوں کے لئے شہر سے دور (جو کہ 77 کلو میٹر سے زیادہ ہے) جانا پڑتا ہے۔ تو اس کے لئے کیا شرعی حکم ہوگا؟

جواب: وہ بھی گھر سے باہر یعنی دوسری منزل پر (جو کہ 77 کلو میٹر سے زیادہ ہے) نماز قصر ادا کرے گا۔ یاد رہے۔ کہ! اگر ملازمت کی جگہ چودہ دنوں سے زیادہ ٹھہرنے کی ہے۔ تو وہاں پوری نماز پڑھنی ہوگی۔ اگر کوئی شخص 10 دن کہیں رہ کر ایک دن کے لئے گھر چلا آتا ہے۔ تو وہ گھر میں پوری جبکہ 10 روز قیام کی جگہ پر قصر نماز پڑھے گا۔

سوال: قصر نماز کی قضاء کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

جواب: قصر کی قضاء بھی دو رکعت فرض ہی ہوگی۔ چہ جائیکہ! اس کو اپنے گھر میں یا اپنے شہر ہی کی مسجد میں ادا کیا جائے۔

سوال: حج اور عمرہ کرنے والے کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: حج یا عمرہ کرنے والا شخص **مکہ معظمہ یا مدینة المنورہ** میں اگر 14 دنوں سے زیادہ کہیں قیام کرے گا۔ تو پوری نماز پڑھنا ہوگی۔ بصورتِ دیگر وہ مسافر تصور ہوگا۔ اور قصر نماز ادا کرے گا۔

سوال: نفل نمازیں مثل تہجد، اشراق، چاشت یا اوابین کی تعداد کیا ہے؟

جواب: ویسے تو نفل نمازیں کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ جتنی تعداد میں پڑھی جائیں۔ کوئی ممانعت نہیں۔ البتہ! احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں تہجد 12 رکعت، اشراق 04 رکعت، چاشت 08 رکعت، اور اوابین 06 رکعت ثابت ہیں۔ مگر اولائیے عظام اور فقہاء کرام ہر رات میں 100-100 رکعت نفل نماز بھی پڑھنے کا معمول بنائے ہوئے تھے۔

سوال: فرض، یا سنت یا نفل نمازوں میں قرآنی سورتوں کو ترتیبِ عثمانی (قرآنِ کریم کی موجودہ ترتیب سورہ) پڑھنا کیسا ہے ؟

جواب: مکروہ ہے۔ ترتیب کا خیال رکھنا لازم ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص پہلی ہی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ والناس پڑھ لے۔ تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: اُس کو چاہیئے۔ کہ! بقایا رکعتوں میں بھی سورہ فاتحہ کے سورہ والناس پڑھے۔ کیونکہ! یہ قرآن کی آخری سورہ ہے۔

سوال: ٹرین، بس یا جہاز میں نماز بیٹھ کر پڑھنے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: یاد رہے۔ کہ! نماز میں قیام یعنی کھڑا ہونا فرض ہے۔ بوجہ مجبوری وضعف بیٹھ کر پڑھے جا سکتی ہے۔ ٹرین میں بھی نماز کھڑے ہو کر پڑھنی لازمی ہے۔ اگرچہ ٹرین چلتی رہتی ہے۔ تو نماز شروع کرتے وقت قبلہ رخ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

سوال: عشاء اور عصر کے غیر مؤکدہ سنن اور ظہر کے مؤکدہ سنن پڑھنے میں کیا کوئی فرق ہے ؟

جواب: جی بالکل۔ ظہر کے چار رکعت سنن میں دوسری رکعت کے تشہد کے بعد تیسری رکعت کے لئے اُٹھ کر تسمیہ، فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھی جاتی ہے۔ جبکہ عصر وعشاء کے چار رکعت سنن میں دوسری رکعت کے سنن کے بعد درود شریف اور دعا (رب اجعلنی ۔۔ وغیرہ) پڑھ کر

تیسری رکعت کو دوبارہ ثناء، تعوذ، تسمیہ، سورہ فاتحہ اور کسی سورہ سے پڑھنا پڑتا ہے۔

سوال: کیا **صلوٰۃ التسبیح** پڑھنے سے اگلے، پچھلے، صغیرہ وکبیرہ، جدید وقدیم، عمداً یا سہوًا کئے گئے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں ؟

جواب: بعض محدثین اس کو صحیح کہتے ہیں۔ جبکہ کثیر علماء ایسی احادیث کو ضعیف جانتے ہیں۔ بہرحال ان کا پڑھنا مستحب و مستحسن ہے۔ چاہیئے۔ کہ! روزانہ بوقت ظہر یا ہر شب جمعہ وروزِ جمعہ یا مہینے میں ایک مرتبہ یا سال میں ایک مرتبہ ضرور پڑھا جائے۔ یاد رہے۔ کہ! مکروہ اوقات کے علاوہ یہ نماز کسی بھی وقت پڑھی جاسکتی ہے۔ بعد نمازِ تہجد بوقت تہجد اس کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر استغفار طلب کرنا اولیائے کرام کا معمول رہا ہے۔

سوال: اگر **صلوٰۃ التسبیح** پڑھنے میں پڑھی جانے والی مخصوص تسبیح (**سبحٰن اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر**) کی تعداد کہیں رہ جائے۔ تو شریعت میں اس تعداد کو پورا کرنے کا کیا طریقہ ہوگا ؟

جواب: نماز ہو تو جائے گی۔ لیکن اگر اس تسبیح کی تعداد نماز کے دوران کسی رکن میں رہ جائے۔ تو دوسرے رکن میں پوری کر لی جائے۔ مثلاً رکوع میں اگر بھول جائیں۔ تو سجدے میں دس کے بجائے بیس مرتبہ پڑھ لیں۔

سوال: سجدہء تلاوت کا کیا طریقہ ہے ؟

جواب: سجدہء تلاوت (کی دل میں ہی نیت کر کے) اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلا جائے۔ اور سجدے میں جا کر ’’**سبحٰن ربی الاعلیٰ** ‘‘ تین مرتبہ پڑھ کر اللہ اکبر کہہ کر اُٹھ کھڑے ہوں۔ کھڑے ہو کر سجدہ ء تلاوت کرنا بیٹھ کر سجدہ کرنے سے کہیں افضل ہے۔ لیکن بیٹھ کر بھی سجدہ کرنا جائز ہے۔ بلکہ ضعفاء اور کمزور ومعذور لوگوں کو بیٹھ کر ہی سجدہ سہوادا کرنا چاہیئے۔

سوال: بعض لوگ امام سے پہلے ہی سر سجدے سے اُٹھا لیتے ہیں۔ ان کے لئے کیا شرعی حکم ہے ؟

جواب: اس کا جواب حدیث میں یوں ہے۔ کہ! نبی مکرم ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ! جو آدمی امام سے پہلے سر اُٹھاتا ہے۔ کیا وہ اس سے ڈرتا نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کا سر بنا دے۔ (صحیح بخاری شریف)

سوال: اگر کوئی شخص نمازِ فجر میں دوسری رکعت آ کر شامل ہوا۔ تو اسے کیسے اپنی نماز کی تکمیل کرنا ہوگی ؟

جواب: نمازِ فجر یا نمازِ جمعہ میں اگر مقتدی دوسری رکعت میں آ کر شامل ہوا۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ! دوسری رکعت امام کے ساتھ ادا کر کے امام کے سلام پھیرنے پر قیام کرے۔ اور ثناء، تعوذ، تسمیہ، سورہ فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھ کر اپنی دوسری رکعت پوری کر لے۔ (درمختار)

سوال: نمازِ باجماعت کے ظہر، عصر، مغرب یا عشاء میں مقتدی کا امام کے ساتھ مل کر نماز پڑھنے کا کیا طریقہ ہوگا ؟ اگر مقتدی دوسری یا تیسری یا چوتھی رکعت میں جماعت میں آ کر شامل ہوا ہو تو۔

جواب: یہ مسئلہ نہایت اہم ہے۔ اور میرے جیسے عام لوگوں کو اس کا پتا نہیں ہے۔

☆ **اگر مقتدی دوسری رکعت میں داخل ہوا۔** تو اسے امام کے سلام پھیرنے کے بعد (مقتدی کو انفرادی طور پر) کھڑے ہو کر قیام میں آخری (یعنی چوتھی) رکعت میں ثناء، تعوذ، تسمیہ، سورہ فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھ کر اپنی نماز پوری کرنا ہوگی۔

☆ **اگر مقتدی تیسری رکعت میں داخل ہوا۔** تو اسے امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہو کر قیام میں (جماعت کی تیسری مگر مقتدی کی انفرادی طور پر پہلی) رکعت میں ثناء، تعوذ، تسمیہ، سورہ فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھنی ہوگی۔ اور چوتھی رکعت کے قیام میں تسمیہ، سورہ فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھنا ہوگی۔ پھر تشہد میں بیٹھ کر التحیات، درود سریف اور دعا (**رب ا جعلنی ۔۔۔**) پڑھ کر سلام پھیر لے۔ اور اپنی نماز مکمل کرے۔

☆ **اگر مقتدی چوتھی رکعت میں داخل ہوا۔** تو اسے امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہو کر قیام میں اپنی دوسری رکعت میں ثناء، تعوذ، تسمیہ، سورہ فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھنی ہوگی۔ اور تیسری رکعت کے قیام میں تسمیہ، سورہ فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھنا ہوگی۔ اور چوتھی رکعت میں تسمیہ، سورہ فاتحہ پڑھ کر رکوع وسجود میں جانا ہے۔ پھر تشہد میں بیٹھ کر التحیات، درود سریف اور دعا (**رب ا جعلنی ۔۔۔**) پڑھ کر سلام پھیر لے۔ اور اپنی نماز مکمل کرے۔

سوال: پاکستان اور ہندوستان میں ستاروں سے قبلہ کے تعین کا کیا طریقہ ہے ؟

جواب: پاکستان اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں قطب ستارہ نمازی کے داہنے شانے پر ہوتا ہے۔ پس سامنے قبلہ ہوگا۔ (لیکن قطب ستارے کا جاننا ضروری ہے)

سوال: نماز کے لئے طہارت کی کیا اہمیت ہے ؟ طہارت کی کتنی اقسام ہیں ؟

جواب: نماز کے لئے طہارت اس قدر لازم ہے۔ کہ! اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوسکتی۔ حضرت نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ! جنت کی کنجی نماز

ہے۔ اور نماز کی کنجی طہارت۔ (مسند امام احمد بن حنبلؒ)

ویسے بھی ترمذی شریف کی حدیث کے مطابق ''طہارت نصف ایمان ہے''۔ طہارت کی دو اقسام ہیں۔ صغرٰی۔ کبرٰی۔

☆ **طہارت صغرٰی** سے مراد وضو ہے۔ ☆ **طہارت کبرٰی** سے مراد غسل ہے۔

جن چیزوں سے صِرف وضو لازم آتا ہے۔ ان کو حدثِ اصغر کہتے ہیں۔ جبکہ جن چیزوں سے غسل لازم ہوتا ہے۔ ان کو حدثِ اکبر کہتے ہیں۔ (یاد رہے۔ کہ) وضو یا غسل کے لئے پانی کے اندر چار اوصاف کا ہونا لازمی ہے۔ آبِ سیال (بہنے والا پانی)۔ جس پانی سے پیاس بجھائی جا سکے۔ ایسا پانی، جس سے کہ سبزہ و نباتات میں روئیدگی پیدا ہو سکے۔ ایسا شفاف پانی، کہ جس میں کوئی رنگ ملا ہوا نہ ہو۔ عموماً خالص پانی کی یہ مثالیں کافی ہوں گی۔ جیسے کہ دریا، نہر، چشمہ، کنویں، بارش، تالابوں یا جھیلوں کا پانی (بشرطیکہ) ان پانیوں میں کوئی خراب ذائقہ اور بد بو نہ ہو۔

سوال: وضو میں کتنے فرائض، کتنی سنتیں، کتنے مکروہات اور نواقص ہیں ؟

جواب: وضو میں چار فرائض ہیں۔ منہ دھونا۔ کہنیوں سمیت ہاتھوں کو دھونا۔ سر کا مسح کرنا۔ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔

جبکہ وضو میں کل چودہ سنن ہیں۔ وضو کی نیت کرنا۔ زبان سے تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) پڑھنا (یا) **بسم العظیم و الحمد لله علٰی دین الاسلام** پڑھنا۔ مسواک کرنا۔ ہاتھوں کی انگلیوں میں خلال کرنا۔ کلی کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ داڑھی میں خلال کرنا۔ پہنچوں تک ہاتھوں کا دھونا۔ سر کا مسح کرنا۔ کانوں کا مسح کرنا۔ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنا۔ ہر عضو کا تین مرتبہ دھونا۔ پے در پے بناء و وقفے کے وضو کرنا (تا کہ اعضاء خشک نہ ہوں)۔ وضو کی ترتیب کو ملحوظِ خاطر رکھنا (یعنی پہلے ہاتھ دھونا، پھر کلی کرنا پھر ناک میں پانی ڈالنا، پھر منہ دھونا پھر ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا، پھر سر کا مسح کرنا، پھر پاؤں دھونا)۔

وضو میں کم و بیش چودہ مکروہات ہیں۔ ناپاک و نجس جگہ پر بیٹھ کر وضو کرنا۔ حاجت سے کم و بیش پانی کا خرچ کرنا۔ شدید ضرورت کے بغیر دنیاوی باتیں کرنا۔ تین مرتبہ مسح کرنا اور ہر بار جدید پانی لینا۔ مسجد کے اندر وضو کرنا۔ عورت کے غسل یا وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا۔ کسی برتن کو اپنے لئے خاص کر لینا۔ بائیں ہاتھ سے وضو کرنا یا کلی کرنے یا ناک میں ڈالنے کے لئے پانی لینا۔ بلا عذر دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔ جس پانی سے وضو کیا جائے، اس میں تھوکنا، کھنکھارنا یا سنکنا۔ چہرے پر پانی زور سے مارنا۔ پاؤں دھوتے وقت ان کو قبلہ کی طرف سے نہ پھیرنا۔ اعضائے وضو سے لوٹے وغیرہ میں پانی کے قطرے یا چھینٹے گرانا یا ٹپکانا۔ دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا۔

وضو میں آٹھ نواقص ہیں۔ (کہ جن سے وضو یقیناً ٹوٹ جاتا ہے)۔ پاخانہ یا پیشاب کی جگہ سے کسی نجس چیز کا برآمد ہونا (پیشاب، پاخانہ، مذی، ودی، کیڑا، پتھری یا ریح (اور) منی بھی، کیونکہ منی سے نہ صرف وضو ٹوٹتا ہے۔ بلکہ غسل بھی فرض ہو جاتا ہے)۔ بدن کے کسی بھی حصے سے خون، پیپ یا لہو کا نکل کر اپنے مخرج سے پاک جگہ پر بہہ جانا۔ منہ بھر کر قے آنا۔ ٹیک لگا کر یا تکیہ و دیوار یا کسی چیز کے سہارے سو جانا۔ نشے میں سرمست و مدہوش ہو جانا۔ بے ہوشی ہو جانا۔ نماز کے دوران (قصداً یا سہواً) قہقہہ مارنا۔ مباشرت وغیرہ کرنا۔

سوال: غسل کتنی طرح کا ہوتا ہے ؟ فرض، سنت اور واجب غسل کون کون سے ہیں ؟

جواب: فقہ ءحنفیہ کے مطابق غسل چار طرح کا ہوتا ہے۔ فرض۔ واجب۔ سنت اور مستحب۔

فرض غسل تین ہیں۔ غسلِ جنابت۔ غسل بعد انقطاعِ حیض۔ غسل بعد انقطاعِ انفاس۔

سنتِ غسل پانچ ہیں۔ نمازِ جمعہ کے لئے غسل۔ نمازِ عیدین کے لئے غسل۔ احرامِ حج کے لئے غسل۔ عمرہ کے لئے غسل۔ وقوفِ عرفات کے لئے غسل۔

واجب غسل تین ہیں۔ میت کا غسل زندہ پر واجب ہے۔ بدن کے کسی نامعلوم مقام پر نجاست لگنے یا سارے بدن پر نجاست لگ جانے سے سارت بدن ہی کا غسل واجب ہو جاتا ہے۔

سوال: فرض غسل اور سنتِ غسل کیا کیا ہیں ؟

جواب: مفروض غسل میں تین چیزیں فرض ہیں۔ اول منہ بھر کر کلی کرنا۔ دوئم ناک میں پانی ڈالنا۔ سوئم سارے بدن کو (تین مرتبہ) دھونا۔

غسل کی دس سنتیں ہیں۔ قبلہ کی طرف رخ نہ کرنا (جبکہ بدن مکمل ننگا ہو)۔ ایسی جگہ پر غسل کرنا جہاں کوئی نہ دیکھ سکے۔ غسل کی نیت کرنا۔ تسمیہ پڑھنا۔ شرمگاہ دھونا (چاہے نجاست لگی ہو یا نہ لگی ہو)۔ دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھونا۔ وضو کرنا۔ ناف میں پانی ڈالنا۔ تمام بدن پر پانی ملنا تا کہ سارے بدن پر پانی سے جسم نَم ہو جائے۔ پانی میں کمی یا زیادتی نہ کرنا۔

نفل نمازیں اور اِن کی فضیلت

نفل نمازوں کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے چند احادیثِ نبویہ ﷺ پیشِ خدمت ہیں۔

صلاۃ اللیل (نمازِ تہجد):

فرض نمازوں کے بعد نفل نمازوں میں سب سے بڑا درجہ صلاۃُ اللیل (نمازِ تہجد) کا ہے۔ صحابہ کرام ؓ، تابعین و تبع تابعینِ ذی اکرام ؒ، اولیائے عظام ؒ و عُلمائے حق ؒ نے تو اس نماز کو اپنی فطرت بنایا ہوا تھا۔ اور اُنہوں نے کئی کئی دہائیوں تک کسی ایک رات بھی اس نماز کو قضا نہیں کیا۔ اور یہ حضرات اس نماز کی خیر و برکت و بدولت عظیم المرتبت وارفع مقامات سے سرفراز ہوئے۔

☆ صحیحین میں یہ حدیث نبوی ﷺ ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ جب رات کا تہائی حصہ رہ جاتا ہے۔ تو ہمارا رب تبارک و تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ اور ارشاد فرماتا ہے۔ کوئی جو مجھ سے دُعا کرے۔ تاکہ میں اس کی دعا کو قبول کروں۔ ہے کوئی جو مجھ سے سوال کرے۔ تاکہ میں اسے عطا کروں۔ ہے کوئی جو مجھ سے معافی چاہے۔ کہ میں اسے بخش دوں۔ (صحیح مسلم ، صحیح بُخاری)

☆ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ جل شانہ کے مہینے محرم الحرام کے ہیں۔ اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نمازِ تہجد کی ہے۔ (صحیح مسلم، نسائی، ترمذی)

وقت اور تعدادِ نمازِ تہجد :

بعد نمازِ عشاء رات کو بوقتِ سحر اُٹھنے سے پہلے کبھی بھی۔ تعداد کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ صحابہ کرام ؓ اور اولیائے عظام و عُلمائے حق تو پوری پوری رات نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ ؒ اور حضور سید شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ کے بارے میں ثقہ روایات میں ملتا ہے۔ کہ! یہ دو حضرات چالیس سے زیادہ برسوں سے عشاء کے وضو سے نمازِ فجر ادا کرتے رہے۔ سبحان اللہ۔

صلاۃ الا شراق :

صلاۃ الاشراق کے ضمن میں ایک روایت یہ ہے۔ کہ! حضرت انس ؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص صبح کی نماز باجماعت پڑھ کر طلوعِ آفتاب تک بیٹھا۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا۔ پھر دو رکعت نمازِ اشراق ادا کی۔ اس کے لئے کامل (ومقبول) حج اور عمرہ کا ثواب ہے۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے لفظ'' **تامہ** '' کامل تین مرتبہ فرمایا۔ (جامع ترمذی، طبرانی اور بیہقی)

وقت اور تعدادِ نمازِ اشراق :

بعد نمازِ فجر سورج نکلنے کے ایک یا دو نیزے بلند ہو جانے یعنی کہ سورج نکلنے کے 15 سے 20 منٹ کے بعد سے وقت شروع ہو جاتا ہے۔ تعداد کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ چار رکعتیں ہیں۔

صلاۃ الضُحٰی (نمازِ چاشت):

☆ صلاۃ الضُحٰی کے ضمن میں ایک روایت یہ ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا۔ مجھے میرے خلیل (رحمت اللعالمین ﷺ) نے تین باتوں کی نصیحت فرمائی۔ کہ مرتے دم تک انہیں نہ چھوڑوں۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھنا۔ نماز چاشت پڑھنا اور سونے سے پہلے وتر پڑھ لینا۔ (صحیح بخاری ، صحیح مسلم)

☆ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے۔ کہ حضرت رسالت مآب ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص چاشت کی دو رکعت کی پابندی کرتا ہے۔ اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

☆ حضرت ابوذر غفاری ؓ راوی ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ آدمی پر اس کے ہر جوڑ کے بدلے صدقہ ہے۔ اور جس میں کل تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ ہر تسبیح صدقہ ہے۔ اور ہر حمد صدقہ ہے۔ اور **لا الہ الا اللہ** کہنا صدقہ ہے۔ اور **اللہ اکبر** کہنا صدقہ ہے۔ اور اچھی بات کا حُکم کرنا صدقہ ہے۔ اور بُری بات سے منع کرنا صدقہ ہے۔ اور دو رکعت نمازِ چاشت پڑھنا ایسا ہے۔ جیسا اس نے تین سو ساٹھ جوڑوں کا صدقہ دیا ہے۔ (صحیح مسلم)

☆ تین محدثین ؒ نے تین راویوں سے حدیث نبوی ﷺ نقل کی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ اے ابنِ آدم ! شروع دن میں میرے لئے چار رکعت پڑھ لے۔ آخر دن تک تیری کفایت کروں گا۔ (جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، الدارمی)

وقت اور تعدادِ نمازِ چاشت :

آفتاب بُلند ہونے سے نصف النہار تک اس نماز کا وقت ہے۔ علمائے کرام عموماً نمازِ اشراق کے ایک یا دو گھنٹے کے بعد اس نماز کو پڑھتے ہیں۔ تعداد کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔

صلاۃ الاوابین (نمازِ اوابین):

صلاۃ الاوابین کے ضمن میں ایک روایت یہ ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعت نفل اس طرح پڑھے۔ کہ ان (چھ رکعت) کے درمیان کوئی بُری بات نہ کرے۔ اس کے لئے یہ نفل بارہ سال کی عبادت کے برابر شُمار ہوں گے۔ (جامع ترمذی، ابن ماجہ)

وقت اور تعدادِ نمازِ اوابین :

بعد نمازِ مغرب فرض، سُنت اور نفل کے بعد یہ نماز ادا کی جاتی ہے۔ تعداد کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعتیں ہیں۔ صحابہ کرامؓ اور اولیائے عظام و عُلمائے حق تو مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت کو بہت قیمتی سمجھتے تھے۔ اسی لئے وہ حضرات مغرب و عشاء کے درمیان نوافل ہی پڑھتے رہتے تھے۔ اقوال، حالات اور آثارِ تابعین و اولیائے عُظام و عُلمائے کرام میں وارد ہے۔ کہ یہ وقت نزولِ ملائکہ کا ہے۔ اسی لئے اس وقت دعائیں پر تاثیر اور سریع الاجابت ہوا کرتی ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

صلاۃ تحیۃ الوضو (نمازِ تحیۃ الوضو):

☆ صلاۃ تحیۃ الوضو کے ضمن میں ایک روایت یہ ہے۔ کہ! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی آخر الزماں ﷺ نے حضرت بلالؓ سے نمازِ فجر کے وقت فرمایا۔ اے بلالؓ! مجھے اپنا وہ امید افزا عمل بتاؤ جو تم نے زمانہ اسلام میں کیا ہو۔ کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے آگے تمھارے جوتوں کی آواز سُنی ہے۔ عرض کیا۔ میرے نزدیک تو ایسا امید افزا کوئی عمل نہیں ہے۔ ماسوائے اس کے۔ کہ میں نے رات یا دن کی کسی بھی ساعت میں جب بھی وضو کیا۔ تو اس کے ساتھ نماز (تحیۃ الوضو) جو قسمت میں لکھی ہے۔ ضرور پڑھی ہے۔ یہ حدیث نبوی ﷺ متفق علیہ ہے۔

وقت اور تعدادِ نمازِ تحیۃ الوضو :

زوال و مکروہ اوقات کے علاوہ جب بھی وضو کیا جائے۔ تو یہ نماز گھر یا مسجد میں پڑھی جا سکتی ہے۔ اس نماز کی تعداد صِرف دو رکعت ہی ہے۔ صحابہ کرامؓ اور اولیائے عظام و عُلمائے حق اس نماز کو باقاعدگی سے ادا فرماتے تھے۔

صلاۃ تحیۃ المسجد (نمازِ تحیۃ المسجد):

☆ صلاۃ تحیۃ المسجد کے ضمن میں ایک روایت یہ ہے۔ کہ! حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ جب (بھی) تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو۔ تو دو رکعت (تحیۃ المسجد) پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔ (متفق علیہ)

وقت اور تعدادِ نمازِ تحیۃ المسجد :

زوال و مکروہ اوقات کے علاوہ جب بھی مسجد میں داخل ہوں۔ تو اگر وقت میسر ہو۔ تو یہ نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ اس نماز کی تعداد صِرف دو رکعت ہی ہے۔ صحابہ کرامؓ اور اولیائے عظام و عُلمائے حق اس نماز کو بھی باقاعدگی سے ادا فرماتے تھے۔

نمازِ جنازہ : (نمازِ جنازہ پڑھنے کا طریقہ)

نمازِ جنازہ دراصل اعتکاف ہی کی طرح فرضِ کفایہ ہے۔ کہ! ایک نے بھی پڑھ لی۔ تو سارے اہلِ محلّہ بری الذمہ ہو گئے۔ (ورنہ جس جس کو خبر پہنچی۔ اور وہ نمازِ جنازہ پڑھنے نہیں گیا۔ تو وہ گناہ گار رہوا۔ الدر المختار، ردالمختار، فتاوٰی ہندیہ) اور جتنے زیادہ لوگ نمازِ جنازہ میں شریک ہوں گے۔ اُتنا میت کو فائدہ ہوگا۔ (احادیثِ نبوی ﷺ کے مطابق، کم از کم تین صفیں تو ضرور ہوں) بہرحال! جوتا پہن کر یا جوتا اُتار کر بھی نمازِ جنازہ ادا ہو جاتی ہے۔ مگر ادب کا تقاضہ یہ ہے۔ کہ! جوتے اُتار کر نمازِ جنازہ پڑھی جائے۔ اگر جوتے پہن کر یا جوتے پر کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ پڑھنی ہی ہے۔ تو جوتا گندگی و غلاظت سے پاک ہونا چاہیئے۔

نمازِ جنازہ میں دو ارکان ہیں۔ 1۔ 4 مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔ 2۔ قیام۔

نمازِ جنازہ میں 3 چیزیں سنت ہیں۔ 1۔ اللہ عزوجل کی ثناء۔ 2۔ درود و سلام۔ 3۔ دعا برائے میت۔

نمازِ جنازہ کی نیت مع 4 تکبیرات ایسے پڑھنی ہے۔ کہ! کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لا کر ناف سے نیچے لا کر حسبِ دستور باندھ لے۔ اور یہ والی ثناء پڑھے۔ **سبحنک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالٰی جدک وجل ثناؤک ولا الہ غیرک** ۔ پھر بغیر ہاتھ اُٹھائے۔ پھر دوسری تکبیر اللہ اکبر کہے۔ اور درود شریف (بہتر ہے۔ کہ درودِ ابراہیمی پڑھ لے) پڑھ لے۔ بعد درود تیسری تکبیر اللہ اکبر کہہ کر اپنے، میت اور تمام مومنین مرد و خواتین کی مغفرت کی دعا مانگے۔ مشہور دعا یہ ہے۔

اللھم اغفر لحیتنا و میتنا و شاھدنا و غا ئبنا و صغیرنا و کبیرنا و ذکرانا و انثانا. اللھم من احییته منا فا حیه علی الاسلام ومن تو فیته علی الایمان . اللھم لا تحرمنا اجره (اجرھا)ولا تفتنا بعده. (بعدھا) .اللھم واغفر له (لھا)وارحمه (وارحمھا)وعافه (عافھا)واعف عنه (عنھا)واکرم نز له (نزلھا)---۔

پھر آخری یعنی چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کوئی دعا پڑھے ہاتھ کھول لے۔ اور سلام پھیر دے۔ پس نمازِ جنازہ مکمل ہوگئی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

صلاۃ التسبیح (نمازِ تسبیح):

صلاۃ التسبیح کے ضمن میں ایک روایت یہ ہے۔ کہ! حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ مجھ سے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تمھارے گُناہ تمام اہل زمین سے بھی زیادہ ہوں۔ تب بھی اس (نماز) کے باعث معاف کردیئے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا۔ اگر اس وقت نہ پڑھ سکوں؟ فرمایا۔ رات اور دن میں جس وقت بھی پڑھ سکو۔ (سُنن ابوداؤد)

وقت اور تعدادِ نمازِ تسبیح: (طریقہ نمازِ تسبیح)

زوال ومکروہ اوقات کے علاوہ جب چاہے۔ یہ نماز گھر یا مسجد میں پڑھی جاسکتی ہے۔ اس نماز کی تعداد صِرف چار رکعت ہی ہے۔ بہتر تو یہ ہے۔ کہ ظہر کی نماز سے پہلے یہ نماز پڑھ لی جائے۔ صحابہ کرامؓ اور اولیائے عظام و عُلمائے حق اس نماز کو باقاعدگی سے ادا فرماتے تھے۔ کیونکہ اِس کی فضیلت وخواص بہت زیادہ ہیں۔

اس نماز کے پڑھنے میں خصوصی بات یہ ہے کہ اس نماز میں یہ تسبیح 75 مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔ **سُبحان اللہ. والحمد للہ. ولا الہ الا اللہ. واللہ اکبر** ☆اس نماز کا عام ورائج طریقہ یہ ہے۔ کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھے۔ ثناء کے بعد یہی تسبیح **15** مرتبہ پڑھے۔ پھر تعوذ، تسمیہ، سورہ فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھ کر یہی تسبیح **10** مرتبہ پڑھے۔ پھر رکوع میں **3** مرتبہ **سبحان ربی العظیم** کے بعد یہی تسبیح **10** مرتبہ پڑھے۔ پھر رکوع سے سیدھے ہوکر **سمع اللہ لمن حمدہ** اور **ربنا لک الحمد** کے بعد یہی تسبیح **10** مرتبہ پڑھے۔ پھر سجدے میں **3** مرتبہ **سبحان ربی الاعلٰی** کے بعد یہی تسبیح **10** مرتبہ پڑھے۔ پھر سجدے سے سر اُٹھا کر جلسہ میں یہی تسبیح **10** مرتبہ پڑھے۔ پھر سجدے میں **3** مرتبہ **سبحان ربی الاعلٰی** کے بعد یہی تسبیح **10** مرتبہ پڑھے۔ اس طرح پہلی رکعت میں اس تسبیح کی مجموعی تعداد **75** مرتبہ ہوئی۔ باقی تینوں رکعتوں میں ثناء وتعوذ کے ماسوا اسی طریقہ سے نماز کو مکمل کریں۔ ہر رکعت میں یہی تسبیح **75** مرتبہ ہوگی۔ اور چاروں رکعتوں میں اس تسبیح کی مجموعی تعداد **300** مرتبہ پڑھنا ہوگی۔
اِس نماز کی احادیث نبوی ﷺ میں بہت تعریف کی گئی ہے۔ اور مسلمانوں کو اِس نماز کے پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

مزید نوافل کا بیان

گو کہ یہ نمازیں صحاح ستہ میں تو موجود نہیں ہیں۔ لیکن ان نمازوں کو سیدنا شیخ عبدالقادر الجیلانی البغدادیؒ نے غنیۃ الطالبین میں، حضرت شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا مُلتانیؒ نے الاوراد میں، حجۃ الاسلام امامِ غزالیؒ نے احیاء العلوم الدین میں، امام اجل شیخ ابو طالب مکیؒ نے قوت القلوب میں، شیخ عبدالحق مُحدث دہلویؒ نے ایام الاسلام میں، حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری نے جواہر خمسہ میں، سلسلہ عالیہ چشتیہ کے مشہور و معروف ملفوظات کے مجموعہ بنامِ ہشت بہشت میں ان نمازوں کا نہایت شرو بسط کے ساتھ بیان آیا ہے۔ چونکہ یہ حضرات اپنی ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں اور اِن سے غلط بیانی کی توقع نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ان کا اپنا ایک مخصوص و معروف مقام ہے۔ ذیل میں دی گئی ہفتے کے تمام شب و روز کی نمازوں کا بیان دیا گیا ہے۔

(اسبوع الصلاۃ)ھفته وار ایام کے نوافل کا بیان

بروزِ اتوار کے نوافل :

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے۔ ”جس نے اتوار کے دن چار رکعت نماز یوں پڑھی۔ کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیات (**امن الرسول** ۔۔۔ سے آخر تک) پڑھیں۔ (تو) اللہ تعالیٰ اس (شخص کی نماز) کے لئے تمام نصرانی مَردوں اور عورتوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھے گا۔ اسے ایک نبیؑ کے ثواب کے برابر ثواب عطا فرمائے گا۔ اِس کے لئے ایک حج وعُمرہ کا ثواب لکھے گا۔ ہر رکعت کے بدلے ہزار نمازوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور اسے ہر حرف کے بدلے جنت میں خالص کستوری کا شہر عطا فرمائے گا“۔ (انشاء اللہ العظیم)

حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المُرتضیٰؓ سے مروی ہے۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ ”اتوار کے دن کثرتِ نماز سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت بیان کرو۔ بے شک اللہ عزوجل یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ پس جس نے اتوار کے دن نمازِ ظُہر کے فرض و سنتوں کے بعد چار رکعت نماز پڑھی۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ تنزیل السجدہ پڑھی۔ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ مُلک پڑھی۔ پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرا۔ پھر آخری دو رکعت پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اور ان میں سورہ فاتحہ اور سورہ جُمعہ کی تلاوت کی۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کی۔ تو اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے۔ کہ اس کی حاجت پوری فرما دے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

بروزِ سوموار کے نوافل :

حضرت سیدنا جابرؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے۔ ”جو شخص پیر کے دن سورج بلند ہوتے وقت دو رکعتیں ادا کرے۔ ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ، ایک بار آیت الکرسی، ایک بار سورہ اخلاص اور ایک ایک بار معوذتین (سورہ فلق و سورہ والناس) پڑھے۔ پھر سلام پھیر کر دس مرتبہ (اپنے اور والدین کے لئے) استغفار پڑھے۔ اور دس مرتبہ مجھ پر درودِ پاک پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گُناہ معاف فرما دے گا۔ (انشاء اللہ)

حضرت سیدنا انس بن مالکؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت جناب سید المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص بروزِ سوموار بارہ رکعتیں پڑھے۔ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھے۔ سلام پھرنے کے بعد بارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ اور بارہ مرتبہ استغفار کرے۔ تو بروزِ قیامت نِدا دی جائے گی ”فلاں بن فلاں کہاں ہے؟ وہ کھڑا ہو۔ اور اللہ عزوجل سے اپنا ثواب لے لے“۔ چنانچہ بطورِ ثواب اِسے پہلے ہزار حلے اور تاج عطاء کئے جائیں گے۔ اور کہا جائے گا۔ ”جنت میں داخل ہو جا“ پس ایک لاکھ فرشتے ایک لاکھ تحائف سے اس کا استقبال کریں گے۔ اور اسے تحفے پیش کریں گے۔ حتیٰ کہ وہ نور سے بنے ہوئے ہزار محلات پر جائے گا۔ جو جگمگا رہے ہوں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

بروزِ منگل کے نوافل :

حضرت سیدنا یزید رقاشیؓ، حضرت سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے۔ ”جس نے منگل کے دن نصف دن کے وقت دس رکعتیں نماز پڑھیں۔“ ایک روایت میں ہے۔ کہ ”سورج بلند ہوتے وقت دس رکعتیں نماز پڑھیں۔“ ”ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ ایک مرتبہ آیت الکرسی اور تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی۔ تو ستر 70 ایام تک اس کی کوئی بُرائی نہیں لکھی جائے گی۔ اگر ستر دنوں

کے اندر فوت ہو گیا۔ تو شہادت کی موت مرے گا۔ اور اس کے ستر سال کے گُناہ معاف کر دئے جائیں گے" (انشاء اللہ تعالیٰ)

حضرت سیدنا معاذ بن جبل ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے۔ "جو شخص منگل کے روز کہ جس روز اللہ تعالیٰ نے بارش پیدا فرمائی۔ اور ابلیس روئے زمین پر آیا۔ اور اس کے لئے دوزخ کے دروازے کُھلے۔ پھر ملک الموت (حضرت عزرائیل ؑ) بندگانِ خُدا کی جانیں قبض کرنے پر مُسلط ہوا۔ اور اسی روز قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔ اور اسی روز حضرت ایوب پیغمبر ؑ بیماری میں مُبتلا ہوئے۔ (جو مسلمان اس روز) دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے۔ کہ ایک مرتبہ سورہ فاتحہ، ایک مرتبہ سورہ والتین، ایک مرتبہ سورہ اخلاص اور ایک۔ ایک مرتبہ معوذتین پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ قطرات باراں کے برابر اسے نیکیاں عنایت فرماتا ہے۔ اور بہشت میں ایک سنہری محل عطا فرمائے گا۔ اور دوزخ کے ساتوں دروازے اس پر بند ہونگے۔ اور اسے حضرت آدم پیغمبر ؑ، حضرت موسیٰ پیغمبر۔ حضرت ہارون نبی اور حضرت ایوب نبی ؑ کا ثواب مِلے گا۔ اور بہشت کے ساتوں دروازے اس پر کُھلے ہونگے۔ اور (اس نماز کے پڑھنے والا) جُملہ مصائب وآفات سے محفوظ و بے خوف رہے گا۔ (انشاء اللہ العظیم)

اسی طرح سے منگل کے دن ظہر کی نماز کی بعد چار رکعت نماز (**صلوۃ الاحزاب** کی نیت سے) اس طرح سے پڑھو۔ کہ! ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی، **قل اللھم مالک الملک ۔۔۔ تا بغیر حساب** ۔ اور چاروں قل شریف پڑھ کر پھر پندرہ مرتبہ آیتِ کریمہ **لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظا لمین** ۔ پھر یہی آیتِ کریمہ رکوع میں دس مرتبہ، پھر دس مرتبہ قومہ میں، پھر دس مرتبہ سجدہ میں پھر دس مرتبہ جلسہ میں پھر دس مرتبہ دوسرے سجدے میں، پھر سجدے سے سر اُٹھا کر دس مرتبہ پڑھو۔ پھر دوسری تیسری اور چوتھی رکعتوں میں بھی اسی طرح سے (سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی، **قل اللھم مالک الملک** ۔۔ اور چاروں قل شریف پڑھ کر پھر پندرہ مرتبہ آیتِ کریمہ **لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظا لمین** ۔ پھر یہی آیتِ کریمہ رکوع میں دس مرتبہ، پھر دس مرتبہ قومہ میں، پھر دس مرتبہ سجدہ میں پھر دس مرتبہ جلسہ میں پھر دس مرتبہ دوسرے سجدے میں، پھر سجدے سے سر اُٹھا کر دس مرتبہ پڑھو۔) پڑھو۔ اس نماز کا طریقہ بالکل صلوٰۃ التسبیح کی طرح ہے۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ! اُس نماز میں **سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر** پڑھنا پڑتا ہے۔ جبکہ اس میں آیتِ کریمہ **لا الہ ال...** پڑھی پڑتی ہے۔ اس نماز میں بھی یہی آیتِ کریمہ ایک رکعت میں پچھتر مرتبہ پڑھنی پڑتی ہے۔ بہرحال اس نماز کی آخری رکعت کے آخری سجدے سے اُٹھ کر التحیات پڑھ کر پھر سجدے میں جا کر یہ دُعا پڑھو۔ **یا حی یا قیوم یا غیاث المستغیثین اغثنی اغثنی اغثنی بحق ایاک نعبد و ایاک نستعین. حسبی اللہ و کفٰی باللہ حسیبا. اللھم صل علٰی محمد و علٰی اٰل محمد و بارک وسلم** پڑھ کر سر سجدے سے اُٹھا کر درودِ ابراہیم پڑھ کر پھر **رب اجعلنی مقیم** ۔۔۔ پڑھ کر سلام پھیر دو۔ اور دعا کے لئے ہاتھ اُٹھاؤ۔

بروزِ بُدھ کے نوافل :

حضرت سیدنا ابوادریس خولانی ؓ، حضرت سیدنا معاذ بن جبل ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے۔ "جس نے بدھ کے دن سورج بلند ہوتے وقت بارہ رکعت نماز ادا کی۔ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ ایک مرتبہ آیت الکرسی تین مرتبہ سورہ اخلاص اور تین مرتبہ معوذتین پڑھیں۔ تو عرش کے پاس ایک مُنادی نِدا دیتا ہے۔ "اے اللہ عزوجل کے بندے! نئے سِرے سے عمل کر تیرے گُزشتہ گُناہ بخش دیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے عذابِ قبر، اس کی تنگی وتاریکی اور قیامت کی سختیوں کو اُٹھا لیا۔" اس دن ایک نبی ؑ کے عمل کے برابر اس کا عمل بلند ہو گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

حضرت سیدنا معاذ بن جبل ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے۔ "جو شخص بدھ کے روز۔ کہ! جس دن اللہ تعالیٰ نے روشنی وتاریکی پیدا فرمائی۔ دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے۔ کہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ، ایک مرتبہ سورہ اذا زلزلت الارض ۔۔۔ اور تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ قیامت اور قبر کی تاریکی اس سے دور کر دے گا۔ ایک سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے گا۔ اور سفید نامہ اعمال اس کے ہاتھوں میں دیا جائے گا۔ (انشاء اللہ العظیم)

بروزِ جُمعرات کے نوافل :

حضرت سیدنا عکرمہ ؓ، حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے۔ "جس نے جمعرات کے دن ظہر وعصر کے درمیان دو رکعتیں پڑھیں۔ پہلی رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ، 100 سو مرتبہ آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ، 100 سو مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی۔ اور (سلام کے بعد) 100 سو مرتبہ مجھ پر درودِ پاک پڑھا۔ تو اللہ عزوجل اسے رجب، شعبان اور رمضان کے روزے رکھنے والے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور اس کے لئے حج ادا

کرنے والے کی مثل ثواب ہے۔ نیز اس کے لئے مؤمنین ومتوکلین کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

جمعرات کے روز اللہ تعالیٰ نے بہشت کو پیدا کیا۔ جو شخص اس دن دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے۔ کہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور پانچ مرتبہ سورہ اذا جاء نصر اللہ۔۔ پڑھے۔ اور جب عصر کی نماز پڑھے۔ تو 40 مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ اور 40 مرتبہ استغفار کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے بہشت میں ایک محل عنایت فرمائے گا۔ جس میں 70 حوریں ہوں گی۔ اور فرشتوں کی تعداد کے برابر ایک۔ ایک سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ اور ہر ہر آیت کے بدلے ہزار۔ ہزار شُہداء کا ثواب عطا ہوگا۔ (انشاء اللہ العظیم)

بروزِ جمعۃ المبارک کے نوافل :

حضرت سیدنا عکرمہ ؓ، حضرت سیدنا علی المُرتضیٰ ؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے۔ ’’جس نے جمعہ کا پورا دن نماز کے لئے ہے۔ جب سورج قرار پکڑ لے۔ اور نیزے کی مِقدار یا اس سے زیادہ بُلند ہو جائے۔ تو کوئی بندہ مومن اچھی طرح وضو کرے۔ پھر حالتِ ایمان اور ثواب کی اُمید پر دو رکعت نمازِ چاشت پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے 200 نیکیاں لکھتا ہے۔ اس کے 200 گناہ مٹاتا ہے۔ اور جو چار رکعتیں پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے 400 درجات بلند فرماتا ہے۔ اور جو آٹھ رکعتیں پڑھے۔ تو اللہ عزوجل جنت میں اس کے 800 درجات بلند فرماتا ہے۔ اور اس کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اور جو بارہ رکعتیں پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے 2200 نیکیاں لکھتا ہے۔ اور 2200 گناہ مٹاتا ہے۔ اور جنت میں اس کے 2200 درجات بلند فرماتا ہے‘‘۔

حضرت سیدنا نافع ؓ، حضرت سیدنا عبداللہ بن عُمر ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو جُمعۃُ المبارک کے دن جامع مسجد میں داخل ہوا۔ اور جُمعہ کی نماز سے پہلے چار رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں (ایک مرتبہ) سورہ فاتحہ اور 50 مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لے گا۔ یا اسے دکھا دیا جائے گا‘‘۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

آنحضرت رسالت مآب ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے۔ ’’جو شخص جمعہ کے دن بیس رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ تو بروزِ قیامت اللہ عزوجل اس شخص کو ایک لکھ صدیقین وشُہداء کے ہمراہ اُٹھائے گا۔ ہر حرف کے بدلے نور پائے گا۔ اور پُل صراط سے بآسانی گُزر جائے گا‘‘ (انشاء اللہ)

حضرت سیدنا معاذ بن جبل ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے۔ ’’جو شخص بروزِ جُمعہ دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے۔ کہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ، 100 مرتبہ آیت الکرسی اور 100 مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ اور نماز سے فارغ ہو کر بیٹھ کر (یعنی کہ بعد سلام پھیرنے کے بحالت تشہد ہی میں) یہ دعا سات مرتبہ پڑھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o یا نور النور یا اللہ یا رحیم یا رحمٰن یا حی یا قیوم افتح ابواب رحمتک مغفرتک ومن علی ید خل الجنۃ الحنقی من النار o

کتاب جواہرِ خمسہ اور اورادِ غوثیہ میں ہے۔ کہ! جب سورج نکل آئے۔ (یعنی بوقتِ اشراق) تو دوگانہ پڑھو۔ پہلی رکعت میں ’’قل اعوذ برب الفلق‘‘ اور دوسری رکعت میں ’’قل اعوذ برب الناس‘‘، اور سلام کے بعد سات مرتبہ آیت الکرسی پڑھو۔ اس کے بعد چار رکعت نمازِ نفل اور پڑھو۔ اور ہر رکعت میں اذا جاء نصر اللہ ایک مرتبہ اور ’’قل ھو اللہ احد‘‘ پچیس مرتبہ، سلام (پھیرنے) کے بعد ستر مرتبہ ’’**لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**‘‘ پڑھے۔ (ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ! آنحضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ!) قسم ہے۔ اس خدائے پاک کی کہ محمد ﷺ کی جان اس کے حکم میں ہے۔ جو مومن مرد و عورت بروزِ جمعہ اس (طرح سے نماز) پڑھے گا۔ (بروزِ قیامت) اس کو بہشت کے ملنے کا مَیں ضامن ہوں۔ اور وہ بندہ اپنی جگہ سے بھی نہ اُٹھنے پائے گا۔ کہ بخشا جاوے گا۔ (انشاء اللہ)

کتاب جواہرِ خمسہ اور اورادِ غوثیہ میں ہے۔ کہ! جو شخص جمعہ کے روز چار رکعت ایک سلام سے پڑھے۔ اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سات مرتبہ آیت الکرسی اور پندرہ مرتبہ سورہ کوثر پڑھے۔ تو اس نماز کے پڑھنے والے خوش نصیب کو سات سو برس کی نمازوں کے جتنا ثواب ملتا ہے۔ نیت اس نماز کی یہ ہے۔ **نویت ان اصلی للہ تعالیٰ اربع رکعات تکفیر القضاء التی مافات منی لی جمیع عمری و سائرما فیھاصلوٰۃ النفل متوجھا الیٰ جھۃ الکعبۃ الشریفۃ. اللہ اکبر** ۔ نماز کے بعد سو مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اور پھر یہ دعا ایک مرتبہ (یا تین مرتبہ) پڑھے۔

اللھم یا سابق الفوت ویا سامع الصوت ویا محیی العظام بعد الموت وصل علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد واجعل لی

فوجا و مخرجا مما انا فیہ فانک تعلم ولا اعلم وانت تقدرو لا اقدر وانت علام الغیوب یا واھب العطایا ویا غافر الخطایا ۔ یا سبوح یا قدوس یارب الملٰئکۃ والروح۔ رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم فانک انت العلی الاعظم الاعلٰی یا ستار العیوب ویا غفار الذنوب یا ذالجلال والاکرام۔ وصلی اللہ تعالٰی علٰی محمد واٰلہ اجمعین۔

بروزِ ہفتہ کے نوافل :

حضرت سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے۔ ’’جو شخص ہفتہ کے دن چار رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ کافرون پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد (ایک مرتبہ) آیت الکرسی پڑھے۔ تو اللہ عزوجل ہر حرف کے بدلے اس کے لئے ایک حج وعُمرہ کا ثواب لکھتا ہے۔ ہر حرف کے بدلے ایک سال کے روزوں اور رات کے قیام (رات کے نوافل پڑھنے) کا ثواب ملتا ہے۔ اور اسے ہر حرف کے بدلے ایک شہید کا ثواب بھی عطا ہوگا۔ نیز وہ انبیاء وشُہداء کے ساتھ عرش کے سائے کے نیچے ہوگا‘‘۔ (انشاء اللہ تعالٰی)

ھفتہ وارشب کے نوافل کا بیان

شب اِتوار کے نوافل :

حضرت سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے۔ ’’جو اتوار کی رات 20 رکعت ادا کرے۔ اور ہر رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد 50 مرتبہ سورہ اخلاص اور ایک مرتبہ معوذتین پڑھے۔ پھر 100 مرتبہ اللہ تعالٰی سے مغفرت طلب کرے۔ پھر 100 مرتبہ اپنے والدین کے لئے استغفار طلب کرے۔ (**اللھم اغفرلی ولولدی ولمن توالد وارحمھما کما ربیانی صغیرا واغفر**) اور 100 مرتبہ نبی کریم ﷺ پر درودِ پاک پڑھے اور اپنی قُدرت وطاقت سے براءت کا اِظہار کرکے اللہ عزوجل کی قدرت وطاقت سے مدد مانگے۔ (یعنی **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** پڑھے) اور پھر یہ کہے۔ **اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان آدم صفوۃ اللہ تبارک و تعالٰی و فطرتۃ و ابراھیم خلیل اللہ و موسٰی کلیم اللہ و عیسٰی روح اللہ و سیدنا محمد** ﷺ **حبیب اللہ تبارک و تعالٰی** ۔ تو اس (نماز وذکر کرنے والے) کے لئے اِن تمام لوگوں کی تعداد کے برابر ثواب ہوگا۔ جو اللہ تعالٰی سے دعا کرتے ہیں۔ اور اِن کے برابر بھی جو دعا نہیں کرتے۔ اللہ تعالٰی اسے قیامت کے دن ان لوگوں کے ہمراہ اُٹھائے گا ۔ جو محفوظ و مامون ہوں گے۔ اور بروزِ قیامت اللہ تعالٰی کے ذمہ کرم پر ہوگا۔ کہ وہ اسے انبیائے کرام ؑ کے ساتھ جنت میں داخل کرے‘‘۔ (انشاء اللہ تعالٰی)

شب سوموار کے نوافل :

حضرت سیدنا انس ؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے۔ کہ! ’’جو پیر کی شب چار رکعت ادا کرے۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد 10 مرتبہ سورہ اخلاص، دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد 20 مرتبہ سورہ اخلاص، تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد 30 مرتبہ سورہ اخلاص اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد 40 مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے ۔ اس کے بعد تشہد پڑھے۔ اور سلام پھیر دے۔ پھر سورہ اخلاص 75 مرتبہ، اپنے اور اپنے والدین (وغیرہا) کے لئے استغفار 75 مرتبہ (یعنی **اللھم اغفرلی ولولدی ولمن توالد وارحمھما کما ربیانی صغیرا واغفر** ۔ کہے) اور درودِ پاک بھی 75 مرتبہ پڑھے۔ اس کے بعد اللہ تعالٰی سے اپنی حاجت کا سوال کرے۔ تو اللہ تعالٰی کے ذمہ کرم پر ہے۔ کہ اس کی مانگی ہوئی شئے اس کو عطا فرمائے‘‘۔ اسے (اس مشہور ومعروف نماز کو) صلوٰۃ الحاجت بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت سیدنا ابو امامہ ؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے۔ کہ! ’’جو پیر کی شب دو رکعتیں اِس طرح ادا کرے۔ کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد 15-15 پندرہ پنرہ مرتبہ سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ والناس پڑھے۔ تو اللہ تعالٰی اسے جنتیوں میں شامل کر دیتا ہے۔ اگرچہ جہنمیوں میں سے ہو۔ اور اس کے اعلانیہ ومخفی تمام (سرزدہ) گُناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اور اس کی پڑھی گئی ہر آیت کے بدلے ایک حج وعُمرہ کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور ایک پیر سے دوسرے پیر کے درمیان (اگر) اس (نماز کے پڑھنے والے) کی موت واقع ہو جائے۔ تو وہ شہید کی موت فوت ہوگا‘‘۔ (انشاء اللہ العظیم)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہرونی ؒ کے حوالے سے (حضرت علی المرتضٰی ؓ سے مروی آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے) رقم طراز ہیں۔ کہ! جو شخص سوموار کی رات پچاس رکعت نماز اس طرح پڑھے۔ کہ! ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھے۔ تو خداوند تعالٰی اس کی گذشتہ نمازوں کا کفارہ فرماتا ہے۔ خواہ اس نے سو سال بھی نمازیں ادا نہ کی ہوں۔

شب منگل کے نوافل :

حدیثِ نبوی ﷺ میں آیا ہے۔ کہ! '' جس نے منگل شب منگل بارہ رکعتیں ادا کیں۔ اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد 15 پندرہ مرتبہ سورہ **اذا جاء نصر اللہ** ۔۔ پڑھی۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔ جس کی لمبائی اور چوڑائی (اِس) دنیا کی وُسعت سے 700 سات سو گنا زیادہ ہو گی''۔ (انشاءاللہ العظیم)

امیر المؤمنین خلیفہ دوئم سیدنا عمرِ فاروق ؓ سے مروی ہے۔ کہ '' آنحضرت رسالت مآب ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے۔ '' جو منگل کی رات دو رکعت نماز نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ، 7 سات مرتبہ سورہ قدر اور (سات مرتبہ) سورہ اخلاص پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اُسے جہنم کی آگ سے آزاد فرمائے گا۔ اور بروزِ قیامت یہ نماز اس کے لئے جنت کی طرف راہنما اور دلیل ہو گی''۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

شب بدھ کے نوافل :

خاتونِ جنت حضرت سیدنا فاطمۃ الزہراء ؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! '' جو شخص بدھ کی رات دو رکعت نماز پڑھے۔ پہلی رکعت میں ایک مرتبہ سورہ اخلاص اور دس مرتبہ سورہ فلق پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں ایک مرتبہ سورہ اخلاص اور دس مرتبہ سورہ والناس پڑھے۔ پھر سلام (پھیرنے) کے بعد دس مرتبہ استغفار کرے۔ اور دس مرتبہ مجھ پر درودِ پاک پڑھے۔ تو ہر آسمان سے ستر ہزار 70000 فرشتے نازل ہوں گے۔ جو قیامت تک اس کا ثواب لکھتے رہیں گے۔ (انشاءاللہ العظیم)

ایک روایت میں ہے۔ کہ '' جو (بدھ کی شب) سولہ 16 رکعت نماز پڑھے۔ سورہ فاتحہ کے کے بعد جتنا چاہے (قُرآن) پڑھے۔ اور ہر دو رکعتوں کے آخر میں 30 مرتبہ آیت الکرسی پڑھے۔ اور پہلی دو رکعتوں میں 30 مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ تو وہ اپنے گھر والوں میں ان دس اشخاص کی شفاعت کرے گا۔ جن پر جہنم واجب ہو چکی ہو گی۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

خاتونِ جنت حضرت سیدنا فاطمۃ الزہراء ؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! '' جو شب بدھ چھ رکعتیں نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد یہ آیت پڑھے۔ (**قل اللھم مٰلک الملک ... کل شیء قدیر** o) جب (نماز) سے فارغ ہو۔ تو یوں کہے۔ '' **جزاللہ عنا سید نا محمدا ما ھو اھلہ** '' تو اس کے ستر 70 سال کے گُناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور اس کے لئے جہنم سے آزادی لکھ دی جائے گی۔ (انشاءاللہ العظیم)

شب جمعرات کے نوافل :

حضرت سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت نبی شفیع المذنبین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! '' جس نے جمعرات کی رات مغرب وعشاء کے درمیان دو رکعتیں اس طرح پڑھیں۔ کہ ہر رکعت میں (ایک مرتبہ) سورہ فاتحہ، پانچ مرتبہ آیت الکرسی، پانچ مرتبہ سورہ اخلاص اور پانچ پانچ مرتبہ معوذتین پڑھیں۔ اور سلام کے بعد 15 پندرہ مرتبہ استغفار کیا۔ اور اس (نماز) کا ثواب اپنے والدین کو پہنچایا۔ تو بے شک اس نے والدین کا حق ادا کر دیا۔ اگر چہ ان کا (یعنی والدین کا) نہ نافرمان ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اسے شُہداء وصدیقین کا مرتبہ عطا فرمائے گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

شب جُمعہ کے نوافل :

حضرت سیدنا ابو ہریرہ ؓ نے حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان عالیشان نقل کیا ہے۔ کہ جو کوئی جُمعہ کی رات دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی ایک۔ ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص 15 پندرہ مرتبہ پڑھے۔ (سلام پھیرنے کے بعد) آخر میں 1000 ایک ہزار مرتبہ یہ درودِ پاک پڑھے۔ '' **اللھم صل علیٰ سیدنا محمد ن النبی الاُمی** '' وہ مجھے دیکھے گا۔ اور اگلے جمعہ سے پہلے دیکھے گا۔ اور جس نے مجھے دیکھا۔ اس کے لئے جنت ہے۔ اور اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف۔ (انشاءاللہ العظیم)

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری ؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! '' جو شخص شب جُمعہ (میں) مغرب وعشاء کے درمیان 12 بارہ رکعتیں پڑھے۔ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور 11 مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ تو گویا اس نے 12 سال اللہ عزوجل کی اس طرح عبادت کی۔ کہ دن روزے میں اور رات قیام میں گُزاری ہو۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

حضرت سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! '' جو شخص شب جمعہ (میں) عشاء کی نماز با جماعت پڑھے۔ اور دو سُنتیں پڑھنے کے بعد 10 رکعتیں اس طرح پڑھے۔ کہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ (ایک۔ ایک مرتبہ) سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھے۔ پھر تین رکعت وتر پڑھ کر دائیں پہلو پر قبلہ رُخ ہو کر سو جائے۔ تو گویا اُس نے شب قدر کی عبادت میں رات گُزاری۔ (انشاءاللہ)

(الحدیث) سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''روشن رات (شب جمعہ) اور چمکتے دن (بروزِ جُمعہ) مجھ پر کثرت سے درودِ پاک پڑھو۔

شب ہفتہ کے نوافل :

خاتونِ جنت حضرت سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ! ''جو شخص شب ہفتہ مغرب و عشاء کے درمیان 12 رکعتیں پڑھے۔ اس کے لئے جنت میں ایک محل بنایا جائے گا۔ اور گویا اس نے ہر مومن و مومنہ پر صدقہ کیا۔ اور یہودیوں سے بیزار رہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ کہ اس کی مغفرت فرمادے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

دیگر نوافل : (مختلف الاقسام مقاصد کے نوافل)

بارہ رکعت نوافل کا ثواب :

مسلم شریف، ترمذی شریف، ابی داؤد اور نسائی شریف میں یہ مرفوع حدیث ذکر ہے۔ جو بھی مسلمان شخص فرضوں کے علاوہ روزانہ بارہ رکعت نفل (نماز) صرف عبادت کی نیت سے پڑھا کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جنت میں سے اس کے لئے گھر بنا دیتا ہے۔

صلوٰۃ الاسرار ارض وسماوات :

یہ نماز بھی روحانی فیوض و برکات کی حامل نماز ہے۔ اس چار رکعت نماز کا سب سے بہتر وقت تہجد اور بعد نمازِ عشاء کا ہے۔ اس نماز کی نیت یہ ہے۔ **نویت ان اصلی للہ تعالیٰ اربع رکعات صلوٰۃ الاسرارِ الارض والسمآء صلوٰۃ النفل متو جھا الیٰ جھۃ الکعبۃ الشریفۃ۔** اس نماز کا طریقہ ''نمازِ تسبیح'' کی طرح ہے۔ مگر اِس نماز میں تسبیح (**سبحان والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر**) کے بجائے حروفِ مقطعات ''**الٓرٰ - کٓھٰیٰعٓصٓ - طٰسٓ - حٰمٓ - قٓ - نٓ -**'' پڑھنے ہوتے ہیں۔ اس نماز کا طریقہ یہ ہے۔ کہ تکبیرِ تحریمہ کے بعد ثناء پڑھے۔ ثناء کے بعد یہی حروفِ مقطعات 15 مرتبہ پڑھے۔ پھر تعوذ، تسمیہ، سورہ فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھ کر یہی حروفِ مقطعات 10 مرتبہ پڑھے۔ پھر رکوع میں 3 مرتبہ **سبحان ربی العظیم** کے بعد یہی حروفِ مقطعات 10 مرتبہ پڑھے۔ پھر رکوع سے سیدھے ہوکر **سمع اللہ لمن حمدہ** اور **ربنا لک الحمد** کے بعد یہی حروفِ مقطعات 10 مرتبہ پڑھے۔ پھر سجدے میں 3 مرتبہ **سبحان ربی الاعلیٰ** کے بعد یہی حروفِ مقطعات 10 مرتبہ پڑھے۔ پھر سجدے سے اُٹھ کر جلسہ میں یہی حروفِ مقطعات 10 مرتبہ پڑھے۔ پھر سجدے میں 3 مرتبہ **سبحان ربی الاعلیٰ** کے بعد یہی حروفِ مقطعات 10 مرتبہ پڑھے۔ اس طرح پہلی رکعت میں حروفِ مقطعات کی مجموعی تعداد 75 مرتبہ ہوئی۔ باقی تینوں رکعتوں میں ثناء وتعوذ کے ماسوا اسی طریقہ سے نماز کو مکمل کریں۔ پھر سلام پھیرنے کے بعد ایک سو چودہ مرتبہ یہ والے حروفِ مقطعات پڑھیں۔ **الم. المص. الر. المرٰ. کھیعص. طہ. طسم. طس. یس. ص. حم. حم عسق. ق. ن۔** پھر ایک سو ایک مرتبہ یہ کلمات پڑھیں۔ **اللھم انی اسئلک باسمک العظیم الاعظم العلی العزیز الاعز الجلیل الاجل الکبیر الاکبر الکریم الاکرم المخزون المکنون الطاھر المطھر المقدس المبارک الحی القیوم الرحمن الرحیم بدیع السموت و الارض ذی الجلال و الاکرام . الذی اذا دعیت بہٖ اجبتہٗ واذا سئلت بہٖ اعطیت۔**

(یاد رہے۔ کہ! اسمِ اعظم والے باب میں حروفِ مقطعات کی زکات و دعوت کا ایک طریقہ دیا گیا ہے۔ اگر کوئی خوش نصیب اس طریقے سے زکات و دعوت ادا کر کے اسی نماز کا معمول بنالے۔ تو تاحیات عجائبات وغرائبات ملاحظہ کرتا رہے گا۔ ان شاءاللہ العظیم)

صلوٰۃ الاسرار :(نمازِ غوثیہ)

یہ نماز بھی روحانی فیوضات و برکات اور روحانی رہنمائی واستفادہ کے حصول کے لئے سلسلہء عالیہ قادریہ اور دیگر سلاسلِ طریقت میں بھی بہت مشہور و معروف ہے۔ اس نماز کو بڑے بڑے علمائے کرام نے اپنی کتب میں افادیت کے طور پر تواتر اور اسناد کے ساتھ مزین و معمور فرمایا ہے۔ جیسے کہ! ملا علی قاری حنفیؒ، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، حضرت ابن حجر عسقلانیؒ، حضرت امام سیوطی الشافعیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ وغیرہ وغیرہ۔۔۔

اگر کوئی اپنے مقام و مرتبہ سے گر گیا ہو یا کسی کو روحانی فیوض و برکات کی ضرورت ہو یا کسی کی کوئی جائز وشرعی مہم ہو۔ یا کوئی دینی و دنیاوی یا اُخروی مہم و مشکل ہو۔ جو کہ بظاہر ناممکن نظر آتی ہو۔ تو ایسے مواقع پر یہ نماز بہت سریع التاثیر ثبت ہوگی۔ ان شاءاللہ العظیم۔ اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ!

پہلے نماز کی نیت یوں کرے۔ **نویت ان اصلی للہ تعالیٰ رکعتین صلوٰۃ الاسرار توصلا الی اللہ تعالیٰ و انقطاعا مما سویٰ اللہ صلوٰۃ النفل متو جھا الیٰ جھۃ الکعبۃ الشریفۃ۔ اللہ اکبر۔** فجر سے پہلے (بوقتِ تہجد) یا بعد نماز مغرب نمازِ حاجت (یا

جو مقصد ہو) کی نیت سے (جمعرات یا شب جمعہ سے) دو رکعت نماز نفل (معہ معطر لباس) اس طرح سے پڑھنی ہے۔ کہ ! پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد **11** مرتبہ سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ ء فاتحہ کے بعد **11** مرتبہ سورہ ء اخلاص پڑھنی ہے۔ سلام کے بعد **11** مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر حضور غوث پاکؒ کو ایصال ثواب کریں۔ پھر حضور غووث پاکؒ کا ذکر **11** مرتبہ کریں۔

(لیکن بہتر یہ ہے۔ کہ ! حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے **11** اسمائے مبارکہ شمال مغرب (یعنی بطرفِ بغداد عراق) کی طرف **11** قدم اٹھائیں۔ پہلے قدم پر یہ کہیں **اَلسَّلامُ عَلَیُکَ یَاسَیِّدُ مُحیِّی الدِّیُن اَمُرُاللّٰهِ .** دوسرے قدم پر یہ کہیں **اَلسَّلامُ عَلَیُکَ یَا شَیُخ مُحیِّی الدِّیُن فَضُلُ اللّٰهِ .** تیسرے قدم پر یہ کہیں **اَلسَّلامُ عَلَیُکَ یَا اَوُلِیَآءُ مُحَیِّی الدِّیُنَ اَمَانُ اللّٰه .** چوتھے قدم پر یہ کہیں **اَلسَّلامُ عَلَیُکَ یَامِسُکِیُنِ مُحَیِّی الدِّیُن نُوُرُاللّٰهِ** پانچویں قدم پر یہ کہیں **اَلسَّلامُ عَلَیُکَ یَاغَوُثُ مُحَیِّی الدِّیُن قُطُبُ اللّٰه** چھٹے قدم پر یہ کہیں **اَلسَّلامُ عَلَیُکَ یَا سُلُطَانَ مُحَیِّی الدِّیُن سَیُفُ اللّٰهُ** ساتویں قدم پر یہ کہیں **اَلسَّلامُ عَلَیُکَ یَا خَوَاجه مُحَیِّی الدِّیُن فَرُمَانُ اللّٰهُ** آٹھویں قدم پر یہ کہیں **اَلسَّلامُ عَلَیُکَ یَا مَخُدُوُمُ مُحَیِّی الدِّیُن بُرُهَانُ اللّٰهُ** نویں قدم پر یہ کہیں **اَلسَّلامُ عَلَیُکَ یَاَ دَرُوَیشُ مُحَیِّی الدِّیُن اٰیات اللّٰهُ** دسویں قدم پر یہ کہیں **اَلسَّلامُ عَلَیُکَ یَابَادُشَاهُ مُحَیِّی الدِّیُن غوث اللّٰهُ** گیارہویں قدم پر یہ کہیں **اَلسَّلامُ عَلَیُکَ یَا فَقِیُر مُحَیِّی الدِّیُن مُشَاهِدَاللّٰهُ**)

اس کے بعد پچھلے قدم (لیکن منہ بغداد شریف کی طرف رہے) اپنے مصلے پر واپس آ جائیں۔ بخور جلائیں۔ پھر مصلے پر بیٹھ کر یہ اشعار **1111** مرتبہ کہیں۔

اَیُدُرِکُنِیُ ضَیُمُ وَّاَنُتَ ذَخِیُرِیُ   وَاُظُلِمُ فِیُ الدُّنُیَا وَاَنُتَ نَصِیُرِیُ
فعَارُ عَلٰی حَامِیَ الُحُمٰی وَهُوَا قَادِرُ   اِذَا ضَاعَ فِی الُبَیُدَآءِ عِقَالُ بَعِیُرِیُ

اس کے بعد (اپنی حاجت و مقصد کا تصور کرتے ہوئے) **101** مرتبہ یوں پکاریں۔ **یَا شَیُخ عَبُدِالُقَادِرُ جِیُلَآنِیُ شَیُئًا لِلّٰهِ فِیُ سَبِیُلِ اللّٰهِ**۔ اس نماز و عمل سے آپ کی حاجت پوری ہو جائے گی۔ (ان شاءاللہ) اور کبھی تو ایسا بھی ہوگا۔ کہ ! حضور غوث پاکؒ کی روح مطہرہ ظاہر ہو کر حاجت روائی کر دے گی۔ (لیکن) دیدارِ پیر دستگیر کے لئے ’’ **حَامِی الُحمٰی** ‘‘ کو ممدوہ بفتح ہمزہ پڑھا جائے گا۔ یاد رہے۔ کہ ! اس عمل میں توفیق و اخلاصِ قلب، توجہء باطنی اور حسنِ نیت کا ہونا نہایت ضروری شرائط ہیں۔ (تا کہ حسبِ استطاعت و مراتب بھر پور استفادہ حاصل کیا جا سکے)

صلوٰۃ القرب :(قربِ الٰہی کے حصول کے نوافل)

یہ نماز روحانی روحانی فیوض و برکات کی حامل ہے۔ (بقول حضرت سید سرفراز احمد شاہ صاحب) یہ نماز قربِ الٰہی کے حصول میں بہت معاون و مددگار رہوتی ہے۔ سید سرفراز احمد شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ! اہلِ فقر (حضرات) بروزِ جمعۃ المبارک اور اتوار کو صبح **9** سے **10** بجے کے درمیان دو نوافل پڑھتے ہیں۔ اتوار کے روز جو نوافل پڑھے جاتے ہیں۔ اُن میں ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد **70** مرتبہ سورہ ء اخلاص پڑھی جاتی ہے۔ جبکہ جمعۃ المبارک کے روز اُن دو نوافل میں سورہ ء فاتحہ کے **100** (صد) مرتبہ سورہ ء اخلاص پڑھی جاتی ہے۔ یہ نماز انسان کو رب تعالیٰ کے قریب لے جاتی ہے۔ میرے (سید سرفراز احمد شاہ صاحب) خیال میں تو یہی سب سے بڑی فضیلت ہے۔ کہ یہ نماز قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔

صلوٰۃ القرب الی اللہ تعالیٰ :

یہ نماز بھی روحانی فیوض و برکات کی حامل نماز ہے۔ اس دو رکعت نماز کا سب سے بہتر وقت تو تہجد کا ہے۔ لیکن یہ نماز زوال کے علاوہ کبھی کسی اور وقت بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ اس نماز کی نیت یہ ہے۔ **نویت ان اصلی للہ تعالیٰ رکعتین صلوٰۃ القرب الی اللہ تعالیٰ صلوٰۃ النفل متو جھا الٰی جھة الکعبة الشریفة ۔ اللہ اکبر** ۔ اس نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورہ ء اخلاص پڑھنی ہے۔ سلام پھیرنے کے بعد طاق مرتبہ درود شریف پڑھ کر ستر مرتبہ استغفار پڑھ کر گیارہ مرتبہ یہ دُعا پڑھنی ہے۔ **ا للھم ارزقنی عملا یقر بنی الیک**۔

صلوٰۃ القلب :

یہ نماز بھی روحانی فیوض و برکات کی حامل نماز ہے۔ اس دو رکعت نماز کا سب سے بہتر وقت تو تہجد کا ہے۔ لیکن اُس وقت اگر ممکن نہ ہو تو اشراق کی نماز کے بعد یہ نماز پڑھی جائے۔ اس نماز کی نیت یہ ہے۔ **نویت ان اصلی للہ تعالیٰ رکعتین صلوٰۃ القلب صلوٰۃ النفل متو جھا الٰی جھة**

الکعبة الشریفة ۔ الله اکبر ۔ اس نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ ءاخلاص پڑھنی ہے۔ اس نماز میں ایک شرط ہے۔ کہ! نیت سے لے کر سلام تک قطعاً زبان نہیں ہلانی۔ بلکہ زبان کو تالو سے لگا کر دل ہی دل میں سب کچھ پڑھنا ہے۔ سلام کے بعد سجدے میں جا کر حق تعالیٰ سے حضورِ قلب کے حصول کی دعا کرے۔ پھر سجدے سے سر اُٹھا کر ستر مرتبہ استغفار پڑھے۔ اور اپنے مرشد کا تصور رکھے۔ (ان شاءاللہ حضورقلب حاصل ہوگا)

صلوٰۃِ تنویرالقلب :

یہ نماز بھی روحانی فیوض و برکات کی حامل نماز ہے۔ اس دو رکعت نماز کا سب سے بہتر وقت تو تہجد کا ہے۔ اس نماز کی نیت یہ ہے۔ **نویت ان اصلی لله تعالیٰ رکعتین صلوٰة التنو یر القلب صلوٰة النفل متو جها الیٰ جهة الکعبة الشریفة ۔ الله اکبر** ۔ اس نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیتِ کریمہ ’’**شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَلا وَالۡمَلٰٓئِکَةُ وَاُولُوا الۡعِلۡمِ قَآئِمًام بِالۡقِسۡطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَالۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ** ۔ (سورہ ءآلِ عمران) آٹھ۔ آٹھ مرتبہ پڑھنی ہے۔ پھر سلام کے بعد اول و آخر درود شریف اور درمیان میں ستر مرتبہ ’’**یَا اَللّٰهُ الۡمُوَفِّقُ**‘‘ پڑھنا ہے۔

صلوٰۃ العاشقین :

یہ نماز بھی روحانی فیوض و برکات کی حامل نماز ہے۔ اس چار رکعت نماز کا سب سے بہتر وقت تو تہجد کا ہے۔ اس نماز کی نیت یہ ہے۔ **نویت ان اصلی لله تعالیٰ اربع رکعتین صلوٰة العا شقین صلوٰة النفل متو جها الیٰ جهة الکعبة الشریفة ۔ الله اکبر** ۔ اس نماز کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دو سو مرتبہ ’’**یا الله**‘‘ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دو سو مرتبہ ’’**یا رحمٰن**‘‘ تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دو سو مرتبہ ’’**یا رحیم**‘‘ جبکہ چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دو سو مرتبہ ’’**یا ودود**‘‘ پڑھے۔ اس کے بعد اُس (وِرد و وظیفہ) میں کہ جس میں انشراح خاطر میسر ہو۔ صبح کاذب کے طلوع ہونے تک اسی میں مشغول و منہمک رہے۔

صلوٰۃ العشق :

یہ نماز بھی روحانی فیوض و برکات کی حامل نماز ہے۔ اس دو رکعت نماز کا سب سے بہتر وقت تہجد کا ہے۔ اس نماز کی نیت یہ ہے۔ **نویت ان اصلی لله تعالیٰ رکعتین صلوٰة العشق صلوٰة النفل متو جها الیٰ جهة الکعبة الشریفة ۔ الله اکبر** ۔ اس نماز میں سورہ فاتحہ شروع کر کے جب ’’**ایاک نعبد و ایاک نستعین**‘‘ پر پہنچے۔ تو تو اسی آیت (**ایاک نعبد و ایاک نستعین**) کی اس حد تک مسلسل تکرار کرے۔ کہ بیخود ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے۔ تو ’’**اهدنا الصراط المستقیم** ۔۔۔ آخر تک پڑھ کر تین مرتبہ سورہ قدر پڑھے۔ پھر دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ شروع کر کے جب ’’**اهدنا الصراط المستقیم**‘‘ پر پہنچے۔ تو تو اسی آیت (**اهدنا الصراط المستقیم**) کی اس حد تک مسلسل تکرار کرے۔ کہ بیخود ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے۔ تو ’’**صراط الذین انعمت علیهم** ۔۔۔ آخر تک پڑھ کر تین مرتبہ سورہ قدر پڑھے۔ اور نماز مکمل کریں۔ سلام پھیرنے کے بعد طاق مرتبہ درود شریف پڑھ کر ستر مرتبہ استغفار پڑھ کر گیارہ مرتبہ یہ دُعا پڑھنی ہے۔ **ا للهم انی اسئلک حبک و حب من یحبک و العمل الذی یبلغنی حبک ۔ ا للهم اجعل حبک احب الی نفسی و اهلی و من المآء الباد ۔ اللهم ارزقنی حبک ۔ ا للهم ا نی اسئلک العشق و المحبة دائمًا ابدا کثیرا ۔**

یہ ایک ایسی کراماتی نماز ہے۔ کہ! لوگ خود بخود روحانیت کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

صلوٰۃ برائے روشنائیِ چشم :

یہ نماز بھی روحانی فیوض و برکات کی حامل نماز ہے۔ اس دو رکعت نماز کا سب سے بہتر وقت مغرب کی نماز کے بعد ہے۔ اس نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پانچ مرتبہ سورہ کوثر پڑھنی ہے۔ سلام پھیرنے کے بعد اول و آخر طاق مرتبہ درود و سلام پڑھ کر گیارہ مرتبہ یہ دُعا انگوٹھوں کو آنکھوں پر رکھ کر پڑہنی ہے۔

ا للهم متعنی بسمعی و بصری و اجعلهما الوارث منی ۔

صلوٰۃ الشفاءِ مریض :

یہ نماز بھی روحانی فیوض و برکات کی حامل نماز ہے۔ اس دو رکعت نماز برائے شفائے امراض کے دو اوقات بہت موزوں ہیں۔ پہلا وقت تہجد کے وقت سے صبح چاشت کے وقت تک ہے۔ جبکہ دوسرا وقت غروبِ آفتاب سے عشاء کی نماز سے چار گھنٹے تک کا ہے۔ اس نماز کی نیت یہ

ہے۔ **نویت ان اصلی للہ تعالیٰ رکعتین صلوٰۃ التنویر القلب صلوٰۃ النفل متوجھا الیٰ جھۃ الکعبۃ الشریفۃ۔ اللہ اکبر** ۔ اس نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورہ اخلاص اور گیارہ مرتبہ آیتِ کریمہ **لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین** ۔ سلام پھیرنے کے بعد مصلے پر بحالتِ تشہد بیٹھے ہوئے بناء کسی سے بات چیت کئے یہ دُعا ایک ہزار مرتبہ پڑھیں۔ **یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع ارحمنی الیٰ یوم الدین** ۔ سلا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس مریض کو از سرنو زندگی عطا ہوگی۔ ان شاء اللہ العظیم۔ (اگر کوئی مریض نہ ہو تو اُمتِ محمدیہ ﷺ کے تمام مریضوں کی شفائے یابی کے لئے بھی یہ نماز دن میں دو مرتبہ پڑھی جاسکتی ہے۔ ریاء سے بچنے کی خاطر کسی سے اس نماز کا اظہار نہیں کرنا چاہیئے۔

صلوٰۃ الحفاظت اَز مرضِ بواسیر :

آج کل ہر جگہ پر چٹ پٹے اور تیکھے کھانوں کا عجیب سا رواج ہوگیا ہے۔ جس کی وجہ سے عوام الناس میں بادی وخونی بواسیر کا مرض روز افزوں بڑھتا چلا جارہا ہے۔ اس مرض سے حفاظت وخاتمہ کے لئے یہ نماز اُمید کی کرن ثابت ہوگی (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔ اس نماز کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! دو رکعت نماز برائے شفائے مرض بواسیر کے دو رکعت کبھی بھی دن یا رات میں پڑھی جاسکتی ہے۔ اس نماز کی نیت یہ ہے۔ اس نماز کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الم نشرح جبکہ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الم ترکیف پڑھے۔ بعد سلام اول وآخر تین مرتبہ درود وسلام اور درمیان میں ستر مرتبہ یہ دُعا پڑھیں۔ **استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔ سبحٰن اللہ وبحمدہ ربی یا شافی الامراض** ۔ چند روز اس نماز کی مداومت سے ان شاء اللہ بواسیر جاتی رہے گی۔ اور بہت جلد صحت حاصل ہوجائے گی۔ ان شاء اللہ العظیم۔

صلوٰۃ برائے حصولِ حلاوت اور ولایت :

یہ نماز بھی روحانی فیوض وبرکات کی حامل نماز ہے۔ اس چار رکعت نماز کا سب سے بہتر وقت تہجد اور بعد نمازِ عشاء کا ہے۔ اس نماز کی نیت یہ ہے۔ **نویت ان اصلی للہ تعالیٰ اربع رکعات صلوٰۃ الحلاوۃ اللسان و القلب صلوٰۃ النفل متوجھا الیٰ جھۃ الکعبۃ الشریفۃ۔ اللہ اکبر** ۔ اس چار رکعت نماز کے پڑھنے میں خصوصی بات یہ ہے کہ اس نماز کی ہر رکعت میں یہ آیت کریمہ 75 مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔ **حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم** ☆ اس نماز کا طریقہ یہ ہے۔ کہ تکبیرِ تحریمہ کے بعد ثناء پڑھے۔ ثناء کے بعد یہی آیت کریمہ 15 مرتبہ پڑھے۔ پھر تعوذ، تسمیہ، سورہ فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھ کر یہی آیت کریمہ 10 مرتبہ پڑھے۔ پھر رکوع میں 3 مرتبہ **سبحان ربی العظیم** کے بعد یہی آیت کریمہ 10 مرتبہ پڑھے۔ پھر رکوع سے سیدھے ہوکر **سمع اللہ لمن حمدہ** اور **ربنا لک الحمد** کے بعد یہی آیت کریمہ 10 مرتبہ پڑھے۔ پھر سجدے میں 3 مرتبہ **سبحان ربی الاعلیٰ** کے بعد یہی آیت کریمہ 10 مرتبہ پڑھے۔ پھر سجدے سے آٹھ کر جلسہ میں یہی آیت کریمہ 10 مرتبہ پڑھے۔ پھر سجدے میں 3 مرتبہ **سبحان ربی الاعلیٰ** کے بعد یہی آیت کریمہ 10 مرتبہ پڑھے۔ اس طرح پہلی رکعت میں اس آیت کریمہ کی مجموعی تعداد 75 مرتبہ ہوئی۔ باقی تینوں رکعتوں میں ثناء وتعوذ کے ماسوا اسی طریقہ سے نماز کو مکمل کریں۔ ہر رکعت میں یہی آیت کریمہ 75 مرتبہ ہوگی۔ اور چاروں رکعتوں میں اس آیت کریمہ کی مجموعی تعداد 300 مرتبہ پڑھنا ہوگی۔

صلوٰۃِ توبہ :

یہ نماز بھی روحانی فیوض وبرکات کی حامل نماز ہے۔ اس دو رکعت نماز کا سب سے بہتر وقت تو تہجد کا ہے۔ لیک بعد نمازِ عشاء بھی ٹھیک ہے۔ اس نماز کی نیت یہ ہے۔ **نویت ان اصلی للہ تعالیٰ رکعتین صلوٰۃ التوبۃ عن العاصی و الذنوب صلوٰۃ النفل متوجھا الیٰ جھۃ الکعبۃ الشریفۃ۔ اللہ اکبر** ۔ اس نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پانچ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد اول وآخر درود وسلام اور درمیان میں 101 استغفار پھر سو مرتبہ سورہ اخلاص پھر تین مرتبہ سید الاستغفار پڑھو۔ پھر یہ دُعا پڑھو۔ **اللھم بصرنا بعیوب انفسنا لننظر عیوبنا ولا تکلنا علی انفسنا طرفۃ عین وانصرنا علی اعدآئنا ولا تفضحنا یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد** ۔ لیکن نماز پڑھنے سے اختتام دعا تک تک بندہ کو نہایت شرمسار ونادم ہونا چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کی وجہ سے اگر رونا آجائے۔ تو یہ بہت مبارک ہوگا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

صلوٰۃِ توبہ :

یہ نماز بھی روحانی فیوض وبرکات کی حامل نماز ہے۔ اس دو رکعت نماز کا سب سے بہتر وقت تو تہجد کا ہے۔ لیک بعد نمازِ عشاء بھی ٹھیک ہے۔ اس نماز کی نیت یہ ہے۔ **نویت ان اصلی للہ تعالیٰ رکعتین صلوٰۃ التوبۃ عن العاصی والذنوب صلوٰۃ**

النفل متو جھا الٰی جھة الکعبة الشریفة ۔ اللہ اکبر ۔سورہ اعراف، توبہ کے قبول ہونے کی خاطر اس طرح پڑھنی چاہیئے کہ پہلے ستر (70) مرتبہ استغفار پڑھنی چاہیئے پھر دو رکعت (**صلاة التوبہ کی نیت سے**) اس طرح پڑھنی چاہیئے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سو (100) مرتبہ سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سو (100) مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر سات مرتبہ سورہ اعراف پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزی وانکساری سے رو رو کر اور گڑگڑا کر معافی کا خواست گوار ہو۔ انشاء اللہ توبہ قبول ہوگی۔

صلوٰۃِ قضائے عمری :

یہ نماز بھی روحانی فیوض و برکات کی حامل نماز ہے۔ اس چار رکعت نماز کا سب سے بہترین وقت جمعہ کے دن **15 : 01** سے **15 ; 03** (بمطابق پاکستان) تک ہے۔ اس نماز کی نیت یہ ہے۔ **نویت ان اصلی للہ تعالیٰ اربع رکعات صلوٰۃ التکفیر اللقضآء التی مافات منی فی جمیع عمری صلوٰۃ النفل متو جھا الٰی جھة الکعبة الشریفة ۔ اللہ اکبر** ۔ اس نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سات مرتبہ **آیت الکرسی** پھر پندرہ مرتبہ سورہ ٴکوثر پھر چھ مرتبہ سورہ کافرون اور چھ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھیں۔ سلام پھیرنے کے بعد سو مرتبہ استغفار (**استغفر اللہ العلی العظیم**) پھر یک صد مرتبہ درود شریف (کوئی بھی درود و سلام) پڑھ کر تین مرتبہ یہ دُعا پڑھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o ا للھم یا سابق الفوت ویا سامع الصوت ویا محی العظام بعد الموت و صل علٰی محمد وعلی اٰل محمد واجعل لی فرجا و مخرجا مما انا فیہ فانک تعلم ولا اعلم وانت تقدر ولا اقدر وانت علام الغیوب یا واھب العطایا یا غافر الخطایا یا سبوح یا قدوس یا رب المٰئکة والروح رب اغفرلی وارحم وتجاوز عما تعلم فانک انت العلی الاعظم یا ستار العیوب ویا غفار الذنوب یا ذوالجلال والاکرام وصلی اللہ تعالٰی علٰی محمد والہ وصحبہ اجمعین ۔

حضرت علی المرتضٰیؓ فرماتے ہیں۔ کہ! اگر کسی مسلمان کی سات سو برس کی نمازیں بھی قضاء ہوگئی ہوں۔ تو اِن کی کفارت کے لئے یہ نماز کافی ہے۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

صلوٰۃِ قضائے عمری :

یہ نماز بھی روحانی فیوض و برکات کی حامل نماز ہے۔ اس دو رکعت نماز کا سب سے بہترین وقت جمعہ کے دن **بعد نمازِ اشراق** ہے۔ اس نماز کی نیت یہ ہے۔ **نویت ان اصلی للہ تعالیٰ رکعتین صلوٰۃ التکفیر القضآء مافات منی فی جمیع عمری صلوٰۃ النفل متو جھا الٰی جھة الکعبة الشریفة ۔ اللہ اکبر** ۔پہلی رکعت میں ''**قل اعوذ برب الفلق**'' اور دوسری رکعت میں'' **قل اعوذ برب الناس**''، اور سلام کے بعد سات مرتبہ **آیت الکرسی** پڑھو۔ اس کے بعد چار رکعت نمازِ نفل اور پڑھو۔ اور ہر رکعت میں **اذا جاء نصر اللہ** ایک مرتبہ اور ''**قل ھو اللہ احد**'' پچیس مرتبہ پڑھیں۔ بعد سلام (پھیرنے) کے ستر مرتبہ ''**لا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم**'' پڑھے۔ جو مومن مرد و عورت بروزِ جمعہ اس پڑھے گا۔ اُس کو بہشت کے ملنے کی قوی اُمید ہے۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ) اور وہ بندہ اپنی جگہ سے بھی نہ اُٹھنے پائے گا۔ کہ بخشا جاوے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

صلوٰۃِ حرزِ حفاظت عن العصیة :

یہ نماز بھی روحانی فیوض و برکات کی حامل نماز ہے۔ اس دو رکعت نماز کا سب سے بہترین اوقات اشراق اور اوابین کی نماز کے بعد ہے۔ اس نماز کی نیت یہ ہے۔ **نویت ان اصلی للہ تعالیٰ رکعتین صلوٰۃ الحرز صلوٰۃ النفل متو جھا الٰی جھة الکعبة الشریفة ۔ اللہ اکبر** ۔ اس نماز کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی اور سورہ کافرون جبکہ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ حشر کی آخری آیات (**لو انزلنا ھذا القرآن** ۔۔۔ تا آخر) سورہ قدر اور سورہ اخلاص ایک ایک مرتبہ پڑھنی ہے۔ سلام پھیرنے کے بعد اول و آخر درود و سلام اور درمیان میں یہ دُعا تین مرتبہ پڑھنی ہے۔ **ا للھم اکسر شھو تی عن کل محرم وازو حرصی عن کل مأ ثم واصنعنی عن کل اذی کل مسلم حفظہ اللہ من الذنوب اللازمة والمتعدیة**۔ اس نماز کا پڑھنے والا بحکمِ خدا گناہوں سے محفوظ رہے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

صلوٰۃِ برائے زندگیٴ قلب و روشنائی قبر :

یہ نماز بھی روحانی فیوض و برکات کی حامل نماز ہے۔ اس دو رکعت نماز کا سب سے بہتر وقت بعد نمازِ عشاء رات کو سونے پہلے کا ہے۔ اس نماز کی نیت یہ ہے۔ **نویت ان اصلی للہ تعالٰی رکعتین صلوٰۃ الحیاۃ القلب وسراجا فی قبری صلوٰۃ النفل متو جھا الٰی جھة الکعبة الشریفة ۔ اللہ اکبر** ۔ اس نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد چھ مرتبہ اخلاص اور ایک مرتبہ معوذتین پڑھنی ہے۔ سلام پھیرنے کے بعد یہ دُعا تین مرتبہ پڑھیں۔ **ا للھم اجعل ھذہ ا لصلوٰۃ سراجا فی قبری وفی قبورِ جمیع ا لمؤ منین برحمتک یا ارحم ا لراحمین۔**

صلوٰۃِ برائے روشنائی قبر و بخششِ صاحبِ قبر :

یہ نماز بھی روحانی فیوض و برکات کی حامل نماز ہے۔ اس دو رکعت نماز کا سب سے بہتر وقت بعد نمازِ عشاء رات کو سونے پہلے یا تہجد کا ہے۔ اس نماز کی نیت یہ ہے۔ **نویت ان اصلی لله تعالیٰ رکعتین صلوٰة التوبة الرجال** (والدین یا کسی بھی مرحوم کی مغفرت) **وسراجا فی قبری صلوٰة النفل متوجها الیٰ جهة الكعبة الشريفة ۔ الله اکبر** ۔ اس نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ آیت الکرسی اور گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنی ہے۔ سلام پھیرنے کے بعد یہ دُعا سات مرتبہ پڑھیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم o الحمد لله رب العالمين☆ الحمد لله الملک رب السموت و رب الارض و رب العالمين ☆ وله الكبرياء فی السموت والارض وهو العزيز الحكيم ☆ الحمد لله الملک رب السموت و رب الارض و رب العالمين ☆ وله العظمة فی السموت والارض وهو العزيز الحكيم ☆ الحمد لله الملک رب السموت و رب الارض و رب العالمين ☆ وله النور فی السموت و الارض وهو العزيز الحكيم☆

بسم الله الرحمن الرحيم o اللهم يا حبيب الفقرآء ويا انيس الغربآء ويا عظيم الرجآء ويا معين الضعفآء ويا دليل المتحيرين ويا غياث المستغيثين اغثنی اغثنی اغثنی يا راحم العطايا ويا غافر الخطايا يا حی يا قيوم يا حنان يا منان يا سبحٰن يا سلطٰن يا غفران يا برهان يا مسبب الاسباب يا مفتح الابواب يا مقلب القلوب يا بديع السمٰوٰت والارض يا ذالجلال والاكرام سخرلی جميع الا شيآء من جميع الناس o برحمتک خلصنا من شرائر الدنيا والآخرة يا رحيمo اللهم صل وسلم وباک علیٰ سيدنا محمد تسليما كثيرا كثيرا الیٰ يوم الدينo برحمتک يا ارحم الراحمينo

بسم الله الرحمن الرحيم o الحمد لله الذی فی السمآء عرشه ۔ الحمد لله فی رؤيتهٖ ۔ والحمد لله فی القبور قضآؤہٗ ۔ والحمد لله الذی فی البر والبحر حكمهٖ ۔ والحمد لله الذی لا تقوة ولا ملجا من الله الا اليه ۔ برحمتک يا ارحم الراحمين ۔

صلوٰۃِ برائے مغلوبی نفسِ امارہ و شیطانِ لعین :

یہ نماز بھی روحانی فیوض و برکات کی حامل نماز ہے۔ اس دو رکعت نماز کا سب سے بہتر وقت بعد نمازِ عشاء رات کو سونے پہلے یا تہجد کا ہے۔ جو شخص یہ چاہے۔ کہ! نفس و شیطان مغلوب رہیں۔ اور وہ ان پر ظفریاب رہے۔ تو اُس کو چاہیئے۔ کہ! دوگانہ ادا کرے۔ اس نماز کی نیت یہ ہے۔ **نویت ان اصلی لله تعالیٰ رکعتین صلوٰة الغلبة من النفس و الشيطان صلوٰة النفل متوجها الیٰ جهة الكعبة الشريفة ۔ الله اکبر** ۔ اس نماز کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ **سورہ الم تر كيف** اور دوسری رکعت میں تین مرتبہ **سورہ تبت يدا ابی لهب** پڑھنی ہے۔ سلام پھیرنے کے بعد سجدہ میں جا کر نہایت عجز و انکسار کے ساتھ سو مرتبہ یہ پڑھنا ہے۔ **يا حی يا قيوم برحمتک استغيث** ۔ پھر سر سجدہ سے اُٹھا کر یہ دُعا بارہ مرتبہ پڑھنی ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم o اقسمت عليكم يا عزرآئيل عليه السلام يا صاحب النار والموت القهر ويا قلما ميم ويا سر اكتيتا ئيل بحق اُعُهُطُهُفُشُ وبحق احهطمفشذ اقبض روح انسان (فلاں ابن فلاں) فلا يبقی فی الكون ذوالروح الا ونار القهر اخمدت طهوره يا شديد القوی ويا شديد البطش يا ذا البطش الشديده يا قاهر يا قهار اسألک بما اودعته عزرائيل من أقوی اسمائک القاهرة القاهرية فانفعلت له النفوس بالقهر البسنی ذالک السر فی هذه الساعة حتی الين به كل صعب اذلل به كل منيع بالقوتک يا ذالقوة المتين وكذالک اخذ ربک اذا اخذ القریٰ وهی ظالمة ان اخذه اليم شديد. فلما جآء امرنا جعلنا عاليها سافلها وامطرنا عليها حجارة من سجيل منضود مسومة عند ربک وما هی من الظالمين ببعيد. رب اسألک مددا من عنا يتک روحا نيا تقوی به القوای الكلية والجزئية حتی اقهر بک فی اشارة عقلی ونفسی كل نفس منفوسة قاهرة فتنقبض دقائقها انقباضا فلا يبقی ثم اماته فاقبره. الله اكبريا سيف الله قتلت بسيف الله.

قضائے حوائج کی مجرب المجرب و مستند نمازیں

صلوۃ الحاجۃ مجربہ (بمطابق حدیث نبوی ﷺ):

امام حاکم سے صاحب **الترغیب و الترھیب** جناب حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (م ۶۵۶ھ) حدیث نمبر ۲/۴۷۵۔ روایت فرماتے ہیں کہ! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے (**صلوۃ الحاجت کا ایک طریقہ اس طرح سے تعلیم**) فرمایا ہے۔ کہ رات میں یا کسی بھی وقت (12) بارہ رکعت نماز (**نفل بنیت صلوۃ الحاجت**) پڑھے۔ کہ ہر دو رکعتوں کے درمیان **التحیات** پڑھو اس طرح جب (اس) نماز کی آخری **التحیات** پڑھ چکو۔ تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرو۔ اور نبی مکرم ﷺ پر درود و سلام بھیجو۔ اور پھر بحالت سجدہ **سورہ فاتحہ** (مع تسمیہ) سات بار، **آیت الکرسی** (مع تسمیہ) سات بار اور دس بار یہ پڑھو۔ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ . وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ**۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھو۔ **اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَ مُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَ اِسْمِكَ الْاَعْظَمِ وَ جَدِّكَ الْاَعْلٰى وَ كَلِمَاتِكَ التَّآمَّةِ** پھر اپنی حاجت کا (بزبان عربی) سوال کرو۔ اس کے بعد سر سجدہ سے اٹھاؤ۔ اور دائیں بائیں سلام پھیر دو۔ یہ (صلوۃ الحاجت) بیوقوفوں اور نہ سمجھ لوگوں کو نہ سکھاؤ۔ ورنہ وہ (ایک دوسرے کے خلاف الٹی سیدھی) دعائیں کریں گے۔ اور وہ قبول ہو جائیں گی۔ (یاد رہے۔ کہ یوں تو یہ روایت سند کے اعتبار سے کمزور ہے۔ لیکن حافظ منذری، حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام حاکم جیسے محدثین نے اس روایت کو یہ کہہ کر قبول کر لیا ہے کہ! ﴿**والاعتماد فی مثل ھذا علی التجربۃ لا علی الاسناد**﴾

صلوٰۃ الاولیاء برائے قضائے حوائج:

حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ اپنی کتاب جواہرِ خُمسہ میں صلوٰۃ الاولیاء کے متعلق فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ الولیاء جس مقصد کے لئے پڑھی جاوے وہ ضرور پورا ہو۔ امام زاہدؒ سے منقول ہے کہ میں نے اس نماز کو حضرت خضر نبیؑ سے سیکھا اور پڑھا اور میں نے طلب کیا خُدا اسے خُدا کو پس میں نے پایا خُدا کو۔ اور ابو عیاضؒ نے طلب مال کے لئے اس نماز کو پڑھا تو مالِ کثیر پایا۔ اور ابو قاسمؒ نے طلب علم کے لئے اس نماز کو پڑھا تو علم کو حاصل کیا۔ ترکیب اس نماز کی یہ ہے کہ قبل صلاۃ الصبح (یعنی کہ جب تک تہجد نماز پڑھی جا سکتی ہو) دو رکعت نماز اس طرح سے پڑھی جاوے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ سات مرتبہ اور سورہ کافرون ایک مرتبہ، جبکہ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ سات مرتبہ اور سورہ اخلاص ایک مرتبہ پڑھی جاوے، اور بعد از سلام دس مرتبہ **کلمہ تمجید**، اور دس مرتبہ **یا غیاث المستغیثین اغثنا** پڑھ کر اللہ رب العزت سے اپنی حاجت طلب کرو۔ ضرور حاجت روائی ہو گی۔ انشاء اللہ العظیم۔

صلوۃ الحاجۃ مجربہ:

عاملین و کاملین حضرات فرماتے ہیں کہ! ”جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو تو وہ کامل وضو کر کے دو رکعتیں (اس طرح سے) پڑھے۔ کہ! پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ آیت الکرسی اور تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ **اٰمن الرسول** ---۔ آخر تک (**سورہ بقرہ** کی آخری آیات) اور تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ یاد رہے کہ اِن دونوں رکعتوں کے چاروں سجدوں میں تین۔ تین مرتبہ **سبحان ربی الاعلی** کے بعد چالیس۔ چالیس مرتبہ آیتِ کریمہ (**لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین**) ہر ایک سجدہ میں پڑھنی ہے۔ اِس طرح چاروں سجدوں میں آیتِ کریمہ کی مجموعی تعداد 160 ہو جائے گی۔ پھر سلام پھیر بنا کسی سے بات چیت کئے ایک ہی نشست میں بیٹھ کر بحالتِ تشہد یہ آیت کریمہ (**بسم اللہ الرحمٰن الرحیم . لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین**) بارہ سو مرتبہ پڑھے۔ تو اِس کی حاجت پوری ہو گی۔ اِس نماز کو روزانہ رات کو سونے سے قبل پڑھنا چاہیئے چند ہی ایام میں بفضل یزداں حاجت ضرور پوری ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

صلوٰۃ الحاجۃ مع دعائے ادریسیؒ:

خدا کے در سے اگر میں نہیں ہوں بے گانہ
تو ذرہ ذرہ عالم ہے آشنا میرا

یہ نماز قدیم و جدید علمائے محدثین و مفسرین اور علمائے عاملین میں انتہائی معروف و مشہور اور مجرب المجرب خیال کی جاتی ہے۔ اس نماز کا طریقہ انتہائی سادہ ہے۔ دو رکعت نماز نفل برائے قضائے حاجت پڑھیں۔ سلام کے بعد اول 3 بار درود پھر دعائے ادریسیؒ 11 بار اور آخر میں 3 بار درود پڑھ لیں۔

اللہ تعالیٰ سے پختہ یقین رکھیں۔ اسی دن یا چند دن یہ نماز پڑھنے سے مردہ بھی زندہ ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ دعائے ادریسی یہ ہے۔ (قدیم وجدید اولیائے کرام اور علمائے عظام کے مطابق یہ دعا نہایت ہی مجرب المجرب اور مستند ہے)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o اَللّٰھُمَّ یَاوَدُوۡدُ یَاوَدُوۡدُ یَاوَدُوۡدُ یَاذُوۡالۡعَرۡشِ الۡمَجِیۡدُ یَا مُبۡدِیُٔ یَا مُعِیۡدُیَا فَعَّالٌ لِّمَایُرِیۡدُ. اللھم انی اَسئَلُکَ بِقُدۡرَتِکَ الَّتِی قَدَّرۡتَ بِھَا عَلٰی جَمِیۡعِ خَلۡقِکَ وَاَسۡئَلُکَ بِرَحۡمَتِکَ الَّتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنۡتَ بِرَحۡمَتِکَ اَسۡتَغِیۡثُ. یَا غَیَاثَ الۡمُسۡتَغِیۡثِیۡنَ اَغِثۡنِیۡ اَغِثۡنِیۡ اَغِثۡنِیۡ یَاَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ ☆

قضائے حوائج کا مجرب المجرب عمل:

صاحب مکتوبات صدی جناب شیخ محقق شیخ شرف الحق والدین احمد یحیٰ منیریؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی کتاب شفاء العلیل میں رقمطراز ہیں کہ قضائے حاجات، حل المشکلات اور کفایت مہمات کے مقصد کے لئے یہ چار رکعتیں جس وقت چاہو پڑھو (سوائے وقت زوال کے) مگر شب آدینہ اس کے لئے بہت بہتر ہے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سو مرتبہ **لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین . فا ستجبنا لہ و نجینہ من الغم و کذلک ننجی المؤمنین** o (سورہ انبیاء آیت نمبر 87--88) پڑھیں۔ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سو مرتبہ **رب انی مسنی الضر و انت ارحم الرا حمین** o (سورہ انبیاء آیت نمبر 83) پڑھیں۔ تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سو مرتبہ **و افوض امری الی اللہ . ان اللہ بصیر م با لعبا د** (سورہ غافر آیت نمبر 44) پڑھیں۔ چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سو مرتبہ **حسبنا اللہ و نعم الوکیل** o (سورہ آل عمران آیت نمبر 173) پڑھیں۔ سلام پھرنے کے بعد سو مرتبہ **رب انی مغلوب فانتصر** o (سورہ القمر آیت نمبر 10)۔ پھر شیخ محقق فرماتے ہیں۔ کہ اس نماز کو بہتر سمجھو۔ اور جملہ مہمات اور حاجات میں پڑھو۔ کیونکہ اس نماز میں فتوح بہت ہیں۔

صلٰوۃ صمدیہ :

یہ نماز حاجت برآری کے لئے بہت مشہور و معروف ہے اس نماز کی اسناد کے لئے درج ذیل کُتب مُلاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ **قوت القلوب للشیخ ابو طالب المکی**ؒ ، **احیاء العلوم للغزالی**ؒ ، **غنیۃ الطالبین للشیخ عبدالقادر الجیلانی**ؓ ، **القول البدیع للسخاویؒ، وظائف اللیالی والایام للمدینی**ؒ ، **الجواھر الخمسہ للگوالیاری**ؒ اور **سر الجمیل للشیخ ابوالحسن الشاذلی**ؒ اس نماز کا آغاز شب سوموار سے کرنا ہے اس کا طریقہ کار یہ ہے چار رکعت ایک سلام سے اس طرح پڑھیں۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنی ہے دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد بیس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنی ہے تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تیس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنی ہے چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد چالیس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنی ہے بعد از سلام حالتِ تشہد ہی میں 75 مرتبہ سورہ اخلاص پڑھیں پھر 75 مرتبہ یہ دعا پڑھیں۔ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ**۔ پھر 75 مرتبہ یہ دعا پڑھیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ☆اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ وَالِوَالِدَیَّ وَلِمَنۡ تَوَالَدَ وَارۡحَمۡھُمَا کَمَا رَبَّیَانِیۡ صَغِیۡرًا وَّ اغۡفِرِاللّٰھُمَّ لِجَمِیۡعِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ وَالۡمُسۡلِمِیۡنَ وَالۡمُسۡلِمَاتِ الۡاَحۡیَآءِ مِنۡھُمۡ وَالۡاَمۡوَاتِ اِنَّکَ مُجِیۡبُ الدَّعۡوَاتِ بِرَحۡمَتِکَ یَااَرۡحَمُ الرَّاحِمِیۡنَ o

پھر 75 مرتبہ انحضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر ہدیہ درود وسلام بھیجیں۔

صاحب جواہر خمسہ کا قضائے حوائج کا مجرب المجرب عمل مبارک :

حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ اپنی کتاب جواہر خمسہ میں اور جناب اقبال احمد نوری صاحب اپنی مشہورِ زمانہ کتاب شمع شبستانِ رضا میں رقمطراز ہیں کہ اگر صدقِ نیت سے (یہ نماز کسی) مُردہ پر بھی پڑھی جائے تو وہ (بھی) زندہ ہو جائے۔ وہ نماز یہ ہے۔ چار رکعت دو سلام سے اس طرح پڑھے۔ کہ اول رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد **قل اللھم** --- **حساب** o تک، دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ کوثر، تیسری کعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ کافرون، چوتھی کعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص (صمدیہ)، ہر ایک کو پندرہ پندرہ مرتبہ پڑھے۔ اور سلام کے بعد دُعائے مرقومہ ذیل کو 313 مرتبہ پڑھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ (وہ شخص ابھی) مُصلے سے اُٹھنے نہ پائے گا۔ کہ حق تعالیٰ شانہ اُس کی حاجت کو پورا کردے گا۔ وہ دُعائے مُکرم و مُعظم یہ ہے۔ **بسم اللہ الر حمن الر حیم o لا الہ الا انت سُبحنک انی کنت من الظالمین☆ حسبنا اللہ و نعم الو**

کیل☆رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین☆و اُفوضُ امری الی اللہ ان اللہ بصیر م بالعباد☆ یا من ذکرہ شرف للذاکرین ☆و یا من طاعتہ نجاۃ للمطیعین ☆ یا من رافتہ ملجأ للعالمین ☆یا من لا یخفٰی علیہ ابنا حین☆برحمتک یا رحم الراحمین☆ (یادرہے۔کہ!) اس نماز کے پڑھنے سے کام فورًا بنے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ اگرچہ وہ کام کیسا ہی مُشکل کیوں نہ ہو یہ نماز وعمل بسیار مجرب وآزمودہ ہے۔

نماز برائے قضائے ہزار حوائج :

بہت سی کتب میں مرقوم ہے۔ کہ امام نجم الدین نسفیؒ سے منقول ہے۔ کہ! مجھ کو یہ نماز برائے قضائے ہزار حوائج حضرت خضر نبیؑ نے تعلیم فرمائی ہے۔ دو رکعتیں جس وقت چاہے (ماسوائے اوقاتِ زوال) پڑھیں۔ مگر شب جمعہ کو پڑھنا افضل ہے۔ طریقہ یہ ہے۔ کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورہ اخلاص (صمدیہ) پڑھے۔ پھر بعد سلام کے سرسجدہ میں رکھ کر دس مرتبہ درود وسلام پڑھیں۔ پھر دس مرتبہ سوئم کلمہ تمجید، پھر دس مرتبہ یہ دعا پڑھیں۔ **اللھم ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار ο** پھر دس مرتبہ یوں کہیں۔ **یا غیاث المستغیثین اغثنا.** پھر اپنی ایک یا کئی حاجات کہیں جتنی یاد آئیں پھر کہے۔

یارب العالمین میری ہزار حاجتیں دینی ودنیاوی پوری فرما۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے تمام حاجات پوری ہوں گیں۔ انشاءاللہ تعالی۔

صلوۃ الحاجۃ مجربہ (بمطابق حدیث نبوی ﷺ) :

حضور پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر الجیلانی البغدادیؒ اپنی کتاب **غنیۃ الطالبین** میں فرماتے ہیں۔ کہ حضرت ابو ہاشم ایلیؒ نے حضرت انس بن مالکؓ نے روایت کی ہے۔ کہ اُنہوں نے حضور نبی مکرم ﷺ سے روایت کیا۔ کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ! ''جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو تو وہ کامل وضو کر کے دو رکعتیں (اِس طرح سے) پڑھے۔ کہ! پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور **آیت الکرسی** پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد **اٰمن الرسول** ۔۔ آخر تک (سورہ بقرہ کی آخری آیات) پڑھے۔ پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اور یہ دعا مانگے۔ (تو) اِس کی حاجت پوری ہوگی۔ انشاءاللہ۔ دعا یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ☆ اَللّٰھُمَّ یا مونس کل وحید ویا صاحب کل فرید ویا قریبا غیر بعید ویا شاھدا غیر غائب ویا غالب غیر مغلوب. اسئلک باسمک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم . الحی القیوم الذی لا تأخذہ سنۃ ولا نوم . و اسئلک باسمک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم . الحی القیوم الذی عنت لہ الوجوہ و خشعت لہ الاصوات و و جلت منہ القلوب . ان تصلی علٰی سیدنا محمد و علٰی آل محمد وان تجعل لی من امری فرجا و مخرجا و تقضی حاجتی.

صلٰوۃِ کن فیکون درسلسلہ چشتیہ :

صلٰوۃِ کن فیکون درحقیقت سلسلہ چشتیہ، مشائخِ چشتیہ میں مشہور ومعروف ہے۔ اس نماز کے بارے میں مشائخِ چشتیہ فرماتے ہیں کہ جس کسی کو سخت حاجت پیش آوے تو اس کو چاہیئے کہ شب چہارشنبہ، شب پنجشنبہ اور شب جمعۃ المبارک تین راتوں میں بحضورِ قلب اس طرح سے پڑھے کہ اول رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور سو مرتبہ سورہ اخلاص اور دوسری رکعت میں ایک سو مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک مرتبہ سورہ اخلاص پرھے۔ پھر بعد از سلام سو مرتبہ یہ کہے۔ اے آسان کنندہ دُشوار یہا، وا اَے روشن کنندہ تاریکے ہا۔ پھر سو مرتبہ استغفار پڑھ کر سو مرتبہ درود پڑھے اور نہایت عاجزی وانکساری سے اللہ تعالی سے دۃعا مانگے۔ شب جمعۃ المبارک یعنی تیسری رات کو اس نماز وعمل کے بعد اپنی ٹوپی یا پگڑی اُتار دے پھر اپنی آستین کو گردن میں ڈال کر روئے اور اللہ جل شانہ سے کم از کم پچاس مرتبہ اپنے مطلب کی دُعا کرے انشاءاللہ العظیم دُعا اُس شخص کی اُسی وقت مُستجاب ہوگی۔

استخارہ واستخبارہ کی مجرب المجرب ومستند نمازیں

استخارہ کا لغوی معنی ہے۔ ''خیر طلب کرنا'' احادیث میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ تمام اُمور میں ہم استخارہ کی اس طرح تعلیم دیتے تھے۔ جس طرح ہم کو قرآنِ پاک سکھاتے تھے۔

حدیثِ نبوی ﷺ میں ہے۔ کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ (کہ) ابنِ آدم کی سعادت اس بات میں ہے۔ کہ وہ حق تعالیٰ سے استخارہ (مشاورت۔ طلبِ خیر) کرتا رہے۔ اور اس کی بدبختی یہ ہے۔ کہ! استخارہ ترک کردے۔ جیسا کہ! اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ **واستغفر لهم و شاور هم فی الامر۔ فاذا عز مت فتو کل علی الله ۔ ان الله یحب المتو کلین** ۔ (سورہ آلِ عمران 159) یعنی کہ! اور ان کے لئے استغفار کریں۔ اور کام کا مشورہ ان سے کیا کریں۔ پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہو جائے۔ تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں۔ بے شک! اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

واضح ہو کہ! استخارہ کے ضمن میں بھی کثیر احادیث اور روایتیں وارد و منقول ہیں۔ منجملہ اُن کے ایک حدیث تو یہ ہے۔ کہ! **ما خاب من استخار ولا ندم من استشار**۔ جو شخص استخارہ کرتا ہے۔ وہ پشیمان نہیں ہوتا۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ کہ! **من سعادة ابن آدم الرضآء با لقضآء**۔ یعنی ابنِ آدم کی یہ سعادت ہے۔ کہ! وہ مرضی مولا پر راضی رہتا ہے۔

قضائے حوائج اور استخارہ کا عجیب وغریب اور مجرب عمل:

حضرت شیخ ولی کامل عبدالوہاب الشعرانیؒ اپنی مشہور ومعروف کتاب ''لطائف المنن' میں فرماتے ہیں۔ کہ! اللہ تعالیٰ کا ایک انعام مجھ پر یہ بھی ہے۔ کہ میں ہر روز قوم کی ذکر کردہ اصطلاح کے مطابق استخارہ کی نماز اِس قصد سے ادا کیا کرتا ہوں۔ تا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اِس دن یا اِس رات، اِس جمعۃ المبارک یا اِس ماہ یا پھر اِس سال میں میری تمام حرکات وسکنات اچھی اور قابل تحسین کردے۔ کیونکہ اُسی طریقہ پر شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربیؒ، شیخ ابو العباس المرسیؒ اور ایک نیک صالح جماعت تھی۔

اِس نماز کی صورت، جس طرح کہ! شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربیؒ نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ''الفتوحاتِ مکیہ'' کے آخر میں اپنی وصیتوں میں بیان کی۔ یہ ہے۔ کہ! اے برادر نیک! نیزہ بھر آفتاب بلند ہونے کے وقت (یعنی بوقتِ نمازِ اشراق) یا بعد نمازِ مغرب، یا ہر جمعۃ المبارک یا ہر ماہ یا پھر ہر برس میں دو رکعت نمازِ استخارہ اِس طرح سے ادا کیا کر۔ کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت طیبہ **وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَایَشَآءُ وَیَخْتَارُ مَاکَانَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ تَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ** (سورۃ قصص نمبر 68) اور پھر سورہ کافرون پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں آیت طیبہ **وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُه اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا** ٥ (سورہ احزاب۔ آیت نمبر 36) اور پھر سورہ اخلاص پڑھے۔ بعد سلام دُعائے استخارہ (صحیح بخاری والی دعائے استخارہ) مانگے۔ جو کہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ (یہاں پر حاجت کا تصور کرنا ہے) خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَ یَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ (یہاں پر حاجت کا تصور کرنا ہے) شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْعَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ ۔

یاد رہے۔ کہ استخارہ کی دُعا میں جہاں بندے کو حکم ہے۔ کہ وہاں پر اپنی حاجت معین کرے۔ حاجت کی جگہ یہ کہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِيْعَ مَا اَتَحَرَّكُ فِيْهِ وَاَسْكُنُ فِيْهِ فِيْ حَقِّيْ وَحَقَّ اَهْلِيْ وَوَلَدِيْ وَاِخْوَانِيْ وَجَمِيْعِ مِنْ شَآءَ اللّٰهُ فِيْ سَاعَتِيْ هٰذِهٖ اِلٰى مِثْلِهَا مِنَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَوْ لَيْلَةِ الْاُخْرٰى فِي الْاُسْبُوْعِ الْاٰخِرِ اَوْ مِنَ الشَّهْرِ الْاٰخِرِ اَوْ مِنَ السُّنَّةِ الْاُخْرٰى (یہاں پر حاجت کا تصور کرنا ہے) خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مَعَاشِيْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَ يَسِّرْهُ لِيْ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِيْعَ مَا اَتَحَرَّكُ فِيْهِ وَاَسْكُنُ فِيْ حَقِّيْ وَ حَقَّ غَيْرِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَوَلَدِيْ وَسَائِرُ مِنْ شَآءَ اللّٰهُ فِيْ سَاعَتِيْ هٰذِهٖ اِلٰى مِثْلِهَا مِنَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَوْ لَيْلَةِ الْاُخْرٰى فِي الْاُسْبُوْعِ الْاٰخِرِ اَوْ مِنَ الشَّهْرِ الْاٰخِرِ اَوْ مِنَ السُّنَّةِ الْاُخْرٰى (یہاں پر حاجت کا تصور کرنا ہے) شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مَعَاشِيْ وَعَاقِبَةُ اَمْرِيْ اَوْعَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْلِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔

عبدالوہاب الشعرانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اِس ضمن میں مشائخ طرق فرماتے ہیں۔ کہ جو ہر روز وشب ایسا کرے گا (یعنی یہی نمازِ استخارہ پڑھے گا) وہ کبھی بھی کسی اَمر میں حرکت (غلط فیصلہ) نہیں کرتا۔ اور نہ ہی (غلط فیصلے میں) سکون کرتا ہے۔ اور نہ ہی دوسرا کوئی اِس (اِس نمازِ استخارہ کرنے والے) کے حق میں ایسی کوئی (غلط) حرکت کرتا ہے۔ مگر یہ کہ کسی کی وہ حرکت اِس (استخارہ کرنے والے) کے لئے خیر ہوگی۔ اربابِ متصوفین فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے اِس (نمازِ استخارہ) کا تجربہ کیا۔ اور اِس میں ہر خیر دیکھی ہے۔ کیونکہ اِس (نمازِ استخارہ) میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ ادب اور اِسی کی طرف سپرداری ہے۔ نیز علمائے تصوف فرماتے ہیں۔ کہ! جب کوئی شخص اس نمازِ استخارہ سے فارغ ہو جائے گا۔ تو چاہیئے۔ کہ شرح صدر کے ساتھ اِسی میں ہی شروع ہو جائے۔ جس فعل کے کرنے یا ترک کرنے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا ہے۔ پس بے شک اِس (مقصدِ استخارہ) میں اگر اِس (نمازِ استخارہ پڑھنے والے) کے لئے خیر ہوگی۔ تو لازمًا اللہ تبارک وتعالیٰ اِس شخص پر اِس کے مقصد کے اسباب نہایت آسان وسہل کر دے گا۔ یہاں تک کہ مقصد حاصل ہو جائے۔ انشاء اللہ۔ اور اِس کی عاقبت بھی موزوں ومناسب ہوگی۔ اور اگر اِس مقصد وفعل میں شر ہوگا۔ تو اُس سے اِس کا سینہ تنگ ہو جائے گا۔ اور اِس پر اِسے اپنے مقصد کے اسباب کا حاصل کرنا دشوار ہوگا۔ انشائاللہ۔ صاحب نمازِ استخارہ اِس وقت جان لے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اِس کے لئے اِس فعل وقصد کا ترک کرنا ہی پسند فرمایا ہے۔ پس اِسے (اپنے مقصد کو) نہ پانے کا ملال محسوس نہ ہوگا۔ انشاء اللہ۔ بلکہ اِس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے۔ کیونکہ یقینًا اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے تمام بندوں کی مصلحتوں کو خود اِس بندے سے زیادہ احسن جانتا ہے۔

پس اے بھائی ! (میری بات) اِس پر عمل کرو۔ اگر چہ ہفتے میں، یا مہینے میں، سال میں یا دو سال میں یا پھر اِس سے بھی زیادہ عرصے میں۔ اور آپ ہمیشہ دُعا میں یہ کہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِيْعَ مَا اَتَحَرَّكُ فِيْهِ وَاَسْكُنُ فِيْهِ فِيْ حَقِّيْ وَحَقَّ اَهْلِيْ وَوَلَدِيْ وَاِخْوَانِيْ وَجَمِيْعَ مِنْ شَآءَ اللّٰهُ فِيْ سَاعَتِيْ هٰذِهٖ اِلٰى مِثْلِهَا مِنَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَوْ لَيْلَةِ الْاُخْرٰى فِي الْاُسْبُوْعِ الْاٰخِرِ اَوْ مِنَ الشَّهْرِ الْاٰخِرِ اَوْ مِنَ السُّنَّةِ الْاُخْرٰى (یہاں پر حاجت کا تصور کرنا ہے) خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مَعَاشِيْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَ يَسِّرْهُ لِيْ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِيْعَ مَا اَتَحَرَّكُ فِيْهِ وَاَسْكُنُ فِيْ حَقِّيْ وَ حَقَّ غَيْرِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَوَلَدِيْ وَسَائِرُ مِنْ شَآءَ اللّٰهُ فِيْ سَاعَتِيْ هٰذِهٖ اِلٰى مِثْلِهَا مِنَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَوْ لَيْلَةِ الْاُخْرٰى فِي الْاُسْبُوْعِ الْاٰخِرِ اَوْ مِنَ الشَّهْرِ الْاٰخِرِ اَوْ مِنَ السُّنَّةِ الْاُخْرٰى (یہاں پر حاجت کا تصور کرنا ہے) شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مَعَاشِيْ وَعَاقِبَةُ اَمْرِيْ اَوْعَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْلِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔

مجرب المجرب استخارہ : (اَزحضرت علیؓ)

حضرت خواجہ احمد دیربیؒ اپنی مشہور ومعروف کتاب ''**الفتح المجید**'' معروف بہ مجرباتِ دیربی میں فرماتے ہیں۔ کہ! یہ استخارہ مجربہ حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خداؓ سے مروی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں۔ کہ! جو شخص ارادہ کرے۔ کہ اِس کے خواب ہی میں حق تعالیٰ اس کے ارادے کو بعین مشاہدہ کرا دے۔ تو چاہیئے۔ کہ وہ سونے سے بیشتر چھ رکعت نماز ایک ہی سلام سے اِس طرح بجالائے۔ کہ پہلی رکعت میں سورہ سورہ فاتحہ کے بعد سورہ والشّمس (سات مرتبہ)، دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ واللیل (سات مرتبہ)، تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ والضحیٰ (سات مرتبہ)، چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الم نشرح (سات مرتبہ)، پانچویں رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ والتین (سات مرتبہ)، چھٹی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ القدر (سات مرتبہ) پڑھکر سلام پھیر دے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور نبی مکرم ﷺ پر صلوۃ وسلام بجالائے۔ اور بعدازاں یہ دُعا پڑھے۔

بسم الله الر حمٰن الر حیم o اَللّٰھُمَّ یا رَبِّ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ وَ رَبِّ اِبْرَاھِیْمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَرَبِّ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ رَبِّ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ رَبِّ اِ سْحٰقُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ رَبِّ یَعْقُوْب عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلَّذِیْ قد سته تَقْدِیْسا. اَللّٰھُمَّ یَا رَبِّ جِبْرَآئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ مِیْکَائِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ اِسْرَافِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَعِزْرَآئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَنْتَ رَبِّیْ مُنَزِّلُ الصُّحُفِ وَ مُنَزِّلُ التَّوْرَاتِ وَ الْاِ نْجِیْلِ وَا لزَّبُوْرِ وَالْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ. اَللّٰھُمَّ آرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ ھٰذَا اللَّیْلَۃِ مِنْ اَمْرٍ اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ ۔ قَالَ نَبَّانِیَ الْعَلِیْمِ الْخَبِیْرِ ۔ یَا خَبِیْر یَا خَبِیْرُ یَا خَبِیْرُ ۔

پھر سوتے وقت **یا خبیر** پڑھتے پڑھتے سو جائے۔ چنانچہ صاحب استخارہ اول ہی شب میں، خواہ دوئم شب میں، خواہ سوئم شب میں اپنا مطلب مشاہدہ کرے۔ تو بہتر ورنہ ہفتم شب تک نہ پہنچے گا۔ کہ صاحب استخارہ کے پاس (بحالتِ رویاء) ایک شخص آئے گا۔ یعنی خواب میں۔ جو اِس سے کہے گا۔ کہ! یہ امر اِس طرح سے ہے۔ یا اِس طور سے ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ بارہا کا مجرب المجرب عمل ہے۔

استخارہ مجربہ : (بمطابق کتاب فتح المجید المعروف مجرباتِ دیربی)

بعض صالحین سے مروی ہے۔ کہ دو رکعت نماز قربۃ الی اللہ اس طرح سے پڑھیں۔ کہ اول رکعت میں سورۃ فاتحہ کے یہ آیت شریفہ **وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَايَشَآءُ وَيَخْتَارُ مَاكَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ تَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ(سورۃ قصص نمبر 68)** اس آیت کے بعد سورۃ کافرون پڑھیں۔ پھر دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد یہ آیت شریفہ **وَمَاكَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُه اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًاo** (سورہ احزاب۔ آیت نمبر 36) اس آیت کے بعد سورۃ اخلاص پڑھیں۔ سلام بنا کسی سے بات چیت کئے۔ اول گیارہ بار درود پاک پڑھیں۔ پھر لیٹے لیٹے یہ دعائے عظیمیہ پڑھتے سو جائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ پہلی یا تیسری رات تک لازمی معلوم ہو جائے گا۔ یہ دعائے عظیمیہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اَللّٰھُمَّ یَا حَبِیْبَ کُلِّ حَبِیْبٍ یَا اَنِیْسَ کُلِّ اَنِیْسٍ یَا مُغِیْثٍ یَا کَافِیْ یَامُکْفِیْ یَامَنْ ھُوَ لِجَمِیْعَ خَلْقِہٖ مَعَافِیْ اِکْشِفْ لِیْ عَمَّا ھُوَ فِیْ نَفْسِیْ خَافِیْ تَعْلَمُ مَافِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَافِیْ نَفْسِکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبُ بِحَقِّ لَوْحِ وَالْقَلَمِ وَالْعَرْشِ وَالْکُرْسِیْ الْمُعَظَّمَ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم. اِنْ کُنْتُ تَعْلَمُ اَنْ ھَذٰہ الْاَمْرُ وَعَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْلِیْ وَاَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ ھَذَا بَیَاضًا اَوْ مَاءً جَارِیًا وَاِنْ کُنْتُ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرُ (اس لفظ یعنی الامر پر صاحب استخارہ اپنے مطلب ومقصد کا تصور کرے) **شَرٌّ لِیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ دُنْیَاوِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَ اَقْدِرْ لِیْ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ وَاَرْضِنِیْ بِہٖ وَاَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ ھٰذِہٖ سَوَادًا اَوْ دُخَانًا. اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر o وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدُنَا محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ .**

رات کو سونے سے پہلے جب تمام کاموں سے فارغ ہو جائیں۔ تو یہ نماز اور دعا پڑھیں۔ اور بناء کسی سے بات کرے سو جائیں۔ (اِس استخارہ سے عموماً یہ بھی مشاہدے میں آیا ہے۔ کہ ایک بزرگ سفید ریش یا کوئی مؤکل عالم رویاء میں مطلوبہ امر کے متعلق خبر دے جاتا ہے)

استخبارہ غوثیہ مُجربہ :

فقیرِ غلام الرسول میمن اشادؔا اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔ کہ جس وقت میری عمر 22 برس تھی۔ تب سے یہ عمل استخبارہ میرا معمول رہا ہے۔ اس عمل کی لذت کرنے کے بعد ہی محسوس ہوتی ہے۔ اسی عمل استخبارہ کو حضرت سید مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کی اولاد نے بھی تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ لکھا ہے۔ وھو ھذا۔

پینے کو تو پی لوں گا مگر شرط ذرا سی ہے   اجمیر کا ساقی ہو بغداد کا میخانہ

جب بھی کسی امر کا معلوم کرنا مقصود ہو۔ تو بعد نماز عشاء تجدید وضو کریں۔ پھر 100 سو بار درود پاک پڑھیں۔ بعدہٗ دو رکعت نماز بنیت (معلومات امر مخفی) اس طرح پڑھیں۔ کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد 20 بیس مرتبہ سورۃ اخلاص اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے 21۔ اکیس بار سورۃ اخلاص پڑھیں۔ سلام پھیرنے کے بعد شمال مغرب (یعنی بطرفِ بغداد عراق) کی طرف 11 قدم اٹھائیں۔

پہلے قدم پر یہ کہیں	یَا سَیِّدُ مُحیِّی الدِّیۡنِ اَمۡرُاللّٰہِ
دوسرے قدم پر یہ کہیں	یَا شَیۡخ مُحیِّی الدِّیۡن فَضۡلُ اللّٰہ
تیسرے قدم پر یہ کہیں	یَا اَوۡلِیَآءُ مُحیِّی الدِّیۡنَ اَمَانُ اللّٰہ
چوتھے قدم پر یہ کہیں	یَامِسۡکِیۡنِ مُحیِّی الدِّیۡن نُوۡرُاللّٰہِ
پانچویں قدم پر یہ کہیں	یَاغوۡثُ مُحیِّی الدِّیۡن قُطۡبُ اللّٰہ
چھٹے قدم پر یہ کہیں	یَا سُلۡطَانَ مُحیِّی الدِّیۡن سَیۡفُ اللّٰہُ
ساتویں قدم پر یہ کہیں	یَا خَوَاجہ مُحیِّی الدِّیۡن فَرۡمَانُ اللّٰہُ
آٹھویں قدم پر یہ کہیں	یَا مَخۡدُوۡمُ مُحیِّی الدِّیۡن بُرۡهَانُ اللّٰہُ
نویں قدم پر یہ کہیں	یَا دَرۡوِیۡشُ مُحیِّی الدِّیۡن اٰیات اللّٰہُ
دسویں قدم پر یہ کہیں	یَابَادُشَاہُ مُحیِّی الدِّیۡن غوث اللّٰہُ
گیارہویں قدم پر یہ کہیں	یَا فَقِیۡر مُحیِّی الدِّیۡن مُشَاھِدَاللّٰہُ

پھر قبلہ رخ ہو کر پہلے 500 پانچ سو مرتبہ **یَا عَلِیۡمُ عَلِّمۡنِیۡ وَاَخۡبِرۡنِیۡ** پھر 500 پانچ سو مرتبہ **اِھۡدِ نَاالصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ** پڑھیں۔ مگر یہ یاد رہے۔ کہ **یَا عَلِیۡمُ عَلِّمۡنِیۡ وَاَخۡبِرۡنِیۡ اور اھدنا الصراط المستقیم** پڑھتے وقت مطلب و مقصد دل میں ضرور ہو۔ پھر اچانک آپ کا سر دائیں یا بائیں طرف کوئی غیبی شخص گھما دے گا۔ اگرچہ کسی کے سر کو سو (100) زنجیروں ہی سے کیوں نہ باندھا ہوا ہو۔ دائیں طرف کا مطلب ہے۔ مقصد پورا ہوگا۔ اور بائیں طرف سر گھومنے کا مطلب کہ مقصد پورا نہ ہوگا۔ پس سر نے تو ہر حال میں گھومنا ہی ہے۔ یہ عمل مجربات میں سے ہے۔

استخارہ مجربہ :

جناب شیخ ابو العباس احمد بن علی بونی القرشیؒ اپنی یگانہ روزگار تصنیف شمس المعارف و لطائف العوارف میں فرماتے ہیں۔ کہ! جب تم کسی امر کا انجام معلوم کرنا ہو۔ تو بعد نمازِ عشاء چھ رکعتیں دو۔ دو کر کے ایسے پڑھو۔ کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ والضحیٰ، دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ والتین، تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الم نشرح، چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ القدر، پانچویں رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ زلزال، چھٹی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد لوبان ذکر اور جاوی کے بخورات کو روشن کر کے کاغذ کے ایک صاف ٹکڑے پر یہ دعائیہ کلمات لکھو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ الی الرب الجلیل الودود الکریم العزیز الجبار المتکبر الشکور من عبدہ (صاحبِ استخارہ کا نام) **العبد الذلیل الفقیر المحتاج البائس السائل المضطر . الذی لم یجد لحاجتہ سواک یطلب و یرغب منک قضآء کذا و کذا** (مقصدِ استخارہ) **انک علیٰ کل شئی قدیر ٥**

اِن دُعائیہ کلمات کو لکھنے کے بعد صاحب استخارہ سات مرتبہ یہ کہے۔

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم o اللھم انی اسئلک بکل اسم ھو لک سمیت بہ نفسک او انزلتہ فی کتابک او علمتہ احدا من خلقک او استأثرت بہ فی علم الغیب عندک ان تجعل القرآن العظیم ربیع قلبی و ضیآء بصری واجلآء حزنی و ذھاب ھمی وان تجعل لی من امری فرجا و مخرجا و بیانا شافیا وان تقضی حاجتی کذا و کذا (مقصدِ استخارہ) **وتذکر ما شئت من تحنن قلب علیک و عطف محبۃ ورحمۃ الیک اوبیان ما اصعب علیَّ فھمہ فافھم واللہ الموفق۔**

اب اِس کاغذ کو بھی بخورات کی دھونی دو۔ پھر اِس کاغذ کو لپیٹ کر اور موم لگا کر ایک نرسل میں بند کر کے اور اوپر سے خوب موم لگا کر ایک دھاگے سے مضبوطی کے ساتھ باندھ دو۔ اور اِس نرسل کو جاری پانی میں بہا دو۔ پانی میں ڈالتے وقت یوں کہو۔ **اجریت قلبِ فلاں بن فلانۃ** (صاحبِ استخارہ کا نام) ۔اگر بہتا پانی نہ ہوتو ایک بڑے برتن (جیسے کوئی تھال وغیرہ) میں پانی ڈال کر اسی نرسل کو پانی میں ڈال دو۔اور پانی والے برتن کو سرہانے کے پاس رکھ کر سو جاؤ۔حاجت ضرور پوری ہوگی۔انشاءاللہ۔

اخراج خزائن ودفائن کا مجرب استخارہ :

صاحب شموس الانوار نے اس استخارہ کی بہت تعریف وتوصیف کی ہے۔ابن الحاج تلسمانی المغربیؒ فرماتے ہیں۔کہ خوشبو سلگادیں۔اور پھر چار چھوٹے چھوٹے پتھر لے کران پر روس اربعہ (یعنی **مازر ، کمطم ۔ قسورہ ۔ طیکل**) کے نام لکھیں۔یعنی ہر ایک پتھر پر ایک ایک نام لکھیں۔پھران چاروں پتھروں کو باریک کپڑے میں لپیٹ کر رکھیں۔پھر بعد **فرض نماز عشاء** کے باقی نماز کسی ایسی جگہ پر پڑھیں۔ جہاں پر آپ کو کوئی دوسرا نہ دیکھ سکے۔نماز مکمل کر کے مصلے پر ہی دائیں کروٹ لیٹ جاؤ۔اور لیٹے لیٹے 7,7 مرتبہ یہ سات سورتیں پڑھو۔ **سورہ شمس ، سورہ ولیل ، سورہ والضحٰی ، سورہ الم نشرح ، سورۃ والتین ، سورہ تکاثر ، سورہ اخلاص** ،ان تمام سورتوں کو 7,7 بار پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھتے پڑھتے سو جائیں۔ **اَللّٰھُمَّ اَرِنِی فِیُ مَنَامِیُ مَا اَضۡمَرۡتَ عَلَیۡهِ مِنۡ ھٰذَا الۡکَنۡزِ اَوُ الدَفِینَۃِ** اورایک تہائی رات تک سوتے رہیں۔پھر کھڑے ہوکر وضو کریں۔اوردورکعت نفل بہ نیت **دیدن خزانہ یا دفینہ** کے اس طرح پڑھیں۔کہ پہلی رکعت میں **سورہ فاتحہ شریف** کے بعد 7 بارسورۃ قدر پڑھیں۔پھران اسماءالحسنٰی کو 7 ہزار بار اس طرح پڑھیں۔ **یَا ھَادِی . یا خبیر .یا بصیر. یا مبین . یا علیم .**

مگر ہرسینکڑہ پر یہ کہیں۔ **اِھۡدِنِیُ یَا ھَادِیُ وَاَخۡبِرۡنِیُ یَا خَبِیۡرُ و بَصِّرۡنِیُ یَا بَصِیۡرُ وَ بَیِّنۡ لِیُ یَا مُبِیۡن وَ عَلِّمۡنِیُ یَا عَلِیۡم.**

پھرسوئے رہیں۔اس کے بعد تمھارے پاس خواب یا بحالت بیداری میں کوئی جن وانس یا مؤکل آکر خزینہ یا دفینہ کی جگہ بتادے گا۔انشاء اللہ تعالٰی۔ اگر تین سے سات راتوں تک خزانے کا پتہ نہ چل سکا۔تو اپنی اصلاح کریں۔کیونکہ یہ عمل مجرب المجرب ہے۔اورمستند ہے۔جو بارہا کا آزمودہ ہے۔اوراپنی اصلاح کے لیے سوالاکھ مرتبہ کلمہ طیبہ اورسوالاکھ مرتبہ استغفار پڑھیں۔پھر دوبارہ یہ عمل کریں۔

علم تصوف اور موجودہ دور کے جاھلین

اسی ضمن میں یہ فقیرِ حقیر پر تقصیر **(البلوشی)** قارئین ذی اکرام کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔کہ! کچھ نام نہاد صوفیائے کرام اورجعلی پیر فقیر حضرات کا کہنا ہے۔کہ! نماز ظاہری کی کیا ضرورت ہے ؟ صوم وصیام کی کیا ضرورت ہے ؟ اصل فقیری و درویشی تو درحقیقت کچھ اور ہی ہے۔جس کی پہچان صاحبینِ علم وعرفان ومعرفت رکھنے والے چند گنے چنے لوگوں کو ہی معلوم ہے۔(معاذ اللہ۔نعوذ باللہ)

میری قارئینِ کتاب ہذا **(اسرارِ محبوب)** سے عرض ہے۔کہ! یہ لوگ بہت بڑا فتنہ وفساد ہیں۔شریعت سے عاری ہیں۔میرے قلیل علم کے مطابق علمِ تصوف کی بنیاد چار باتوں سے عبارت ہے۔یہ چار باتیں شریعت،طریقت، معرفت،حقیقت دراصل یہ ہیں۔

شریعت مثل دودھ کے ہے۔**طریقت** مثل لسی کے ہے۔**معرفت** مثل مکھن کے ہے۔اور **حقیقت** مثل روغن کے ہے۔

اَب بھلا مجھے کوئی اتنا تو سمجھائے۔کہ! دودھ کے بغیر لسی ، لسی کے بغیر مکھن اور مکھن کے بغیر روغن (اصلی دیسی گھی) بنانا کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔دنیا میں موجود تمام علوم وفنون کا سرچشمہ قرآنِ حکیم ہے۔قرآنِ حکیم کے معانی ومفاہیم کو سمجھنے کے لئے صحیح احادیثِ نبوی ﷺ کا کثیر مجموعہ موجود ہے۔اوراحادیثِ نبویہ ﷺ کو سمجھنے کے لئے فقہ (حنفی، مالکی، حنبلی وشافعی) موجود ہے۔

مؤلف کے معمولاتِ عمومی

نمبر شمار	اوراد و وظائف تسبیحات	بعد نمازِ فجر یا صبح اُٹھنے کے بعد	بعد نمازِ مغرب یا عشاء یا سونے سے قبل	شب جمعہ یا کوئی بڑا دن یا رات جیسے شب قدر و معراج و برات وغیرہا
01	اَسۡتَغۡفِرُاللّٰهَ الۡعَظِیۡمِ	100	300	1000
02	یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنۡتَ	41	100	1000
03	درودِ ابرا ھیمی.	10	100	313
04	قرآنِ حکیم کا ایک پارہ یا آدھا سپارہ لیکن مع تر جمه	☆☆	☆☆	☆☆
05	سورہ یٰسین شریف (صرف اورصرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے)	01	03	10
06	سوره اخلاص (صمدیه) مع تسمیه	200	300	1000
07	آ خری دس آ یاتِ سوره کهف	03	10	33
08	سُبۡحٰنَ مَنۡ سَبَقَتۡ رَحۡمَتَه، غَضَبَه، . اِنَّکَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِیۡعَاد	100	300	1000
09	سُبۡحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِ ہٖ	100	300	1000
10	یا الله یا رحمٰن یا رحیم یا حی یا قیوم یا ذوالجلال والاکرام یا احد	100	300	1000
11	جَزَاللّٰهُ سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ عَنَّا خَیۡرًا بِمَا هُوَ اَهۡلُه،.	100	300	1000
12	لَآ حَوۡلَ وَلَآ قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ	100	300	1000
13	لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ	100	300	1000
14	اسما ء الحسنی	03	05	10
15	اسماء النبی کریم (ﷺ)	01	03	05
16	آیت ا لکرسی مع تسمیه (برائے ایصالِ ثواب جمیع اُمت محمدیہ ﷺ)	70	170	313
17	سبحا ن الله. و ا لحمد لله. و لا ا له ا لا ا لله. و ا لله اکبر	100	300	500
18	لا اله الا الله و حده لا شریک له ، له الملک و له ا لحمد وهو علی کل شیء قد یر o	100	300	500
19	یا مُسۡتَطِیۡعُ یَا بُدُّوۡحُ	500	1000	1000
20	حزب البحر	01	03	05
21	اورادِ فتحیه	01	01	03
22	چهل اسمائے ادریسیه	03	10	25
23	دُعائے رجعت	03	10	25
24	درودِ ابرا هیمی	10	25	100
25	ختمِ خواجگان قادریه غوثیه محبوبیه ۔ (صبح۔رات یا صبح۔دوپہر۔رات میں تعدادِ صغیر۔ جہاں پر صِرف 1 مرتبہ ہے۔وہاں تعدادِ کبیر)	01 تعدادِ کبیر	صبح۔ رات۔	صبح۔دوپہر۔ رات۔

باب نمبر

15

قواعدِ عملیات

مع

اصطلاحاتِ جفریۃ

و

طریقہ جاتِ زکات

’’ طریقہ جاتِ زکات و دعوات ‘‘

۱۔ حروف نورانی کی زکات کا صدری طریقہ:

یہ طریقہ زکوۃ حضرت غلام الرسول میمن ناشادؒ کے زریں صدری واختراعی عملیات میں سے ایک عظیم الشاں تحفہ دارین ہے۔ اس گوہر نایاب عمل یعنی حروف نورانی کے طریقہ زکات کے ضمن میں حضرت ناشادؒ فرماتے ہیں۔ کہ نماز پنجگانہ کی پابندی کرتے ہوئے نوچندی جمعرات سے اس طریقہ زکات کو شروع کریں۔ کلمات عظیمہ یہ ہیں۔

الم.المص.الرٰ.المرٰ.کھیعص.طه.طسم.طس.یس.ص.حم .حم عسق.ق.ن. (کل۔ 14 حروف)

اس زکات میں قرآن پاک کی یہ آیات مبارکہ کام آتی ہیں۔

ا لله نور السموت والارض ... بکل شیء علیم ۔(سورہ نور آیت نمبر 35)

طریقه ریاضت :

اس عمل کا طریقہ ریاضت یہ ہے۔ کہ نوچندی جمعرات کو بعد نماز فجر اس عظیم ترین ریاضت کا باقاعدہ آغاز اس طرح کریں۔ کہ پہلے 11 بار درود وسلام، پھر کلمات عظیمہ۔ 1600 (سولہ سو بار) پھر آیت مبارکہ۔ 3 بار اور آخر میں 11 بار درود وسلام پڑھیں۔ اور ہر نماز کے بعد کلمات عظیمہ 14 مرتبہ اور آیت مبارکہ کو 3 بار پڑھنا ہے۔ اور اس ترتیب سے چالیس دنوں میں حروف نورانی کی زکات ادا ہو جائے گی۔ اِنشاءاللہ۔ اور اس زکوۃ کے جملہ تصرفات وکرامات سے مستفید ہوا جاسکے گا۔ انشاءاللہ۔

شرائط دوران ریاضت حروف نورانی:

خلوص نیت، اکل حلال، صدق مقال، کم گفتن، کم خوابیدان، بعید از غیر محرم (اگر دوران ریاضت خلوت نشینی میسر ہو اور کچھ پرہیز کے ساتھ روزے بھی رکھے جائیں اور سحر وافطار کم خوردن ہو۔ تو بہت مفید ہوگا)۔ دوران ریاضت عجیب وغریب عجائبات واسرار بھی نظر آئیں گے۔ انشاء اللہ تعالٰی۔

جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں وزمینوں میں
وہ نکلے میری ظلمت خانہ دل کے مکینوں میں

معلوماتِ حروفِ مقطعات اور حروفِ نورانی :

حروفِ مقطعات اور اِس سے مستخرج حروفِ نورانی کے سلسلے میں کچھ معلومات پیشِ خدمت ہیں۔

حروفِ مقطعات	الم	المص	الر	المرٰ	کھیعص	طه	طسم	طس	یس	ص	حم	حم عسق	ق	ن
اعدادِ قمری	71	161	231	271	195	15	109	69	70	90	48	278	100	50
اعدادِ شمسی	1101	1151	511	1111	2047	970	700	100	1030	50	606	1026	300	700
حروفِ نورانی	ا	ہ	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ص	ق	ر
اعدادِ قمری	1	5	8	9	10	20	30	40	50	60	70	90	100	200
اعدادِ شمسی	1	900	6	70	1000	400	500	600	700	30	90	50	300	10

حروفِ مقطعات یہ ہیں۔ **الم.المص.الر .المرٰ.کھیعص.طه.طسم.طس.یس.ص.حم .حم عسق.ق.ن۔**

حروف مقطعات کے کل اعداد بحساب ابجد قمری 1758 ہیں۔

اور انہیں حروفِ مقطعات کی مفرد صورت (یعنی مکررات کو ہٹا کر) یہ ہے۔ **الرٰ۔ کٓھٰیٰعٓصٓ۔ طٰسٓ۔ حٰمٓ۔ قٓ۔ نٓ۔** اور اِن بلا مکررات حروفِ مقطعات کے اعداد بحسابِ ابجد قمری 693 بنتے ہیں۔

جبکہ 14 حروفِ نورانی یہ ہیں۔ **ا۔ ه۔ ح۔ ط۔ ی۔ ك۔ ل۔ م۔ ن۔ س۔ ع۔ ص۔ ق۔ ر**۔ (ابجد قمری 693)

حروفِ مقطعات کی تکرار کی تعداد اور سورتوں کے نام یہ ہے۔

☆ **الم**۔ چھ مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ بقرہ، آلِ عمران، العنکبوت، الروم، لقمان، السجدۃ)

☆ **المص**۔ ایک مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ الاعراف)

☆ **الرٰ**۔ پانچ مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ یونس، ھود، یوسف، ابراہیم، الحجر)

☆ حٰمٓ ۔ چھ مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ غافر، فصلت، الزخرف، الدخان، الجاثیہ، الاحقاف)

☆ الٓمٓرٰ ۔ ایک مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ الرعد)

☆ طٰسٓمٓ ۔ دو مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ الشعراء، القصص)

☆ کٓھٰیٰعٓصٓ ۔ ایک مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ مریم)

☆ طٰہٰ ۔ ایک مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ طٰہٰ)

☆ یٰسٓ ۔ ایک مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ یٰسین)

☆ طٰسٓ ۔ ایک مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ النمل)

☆ حٰمٓ عٓسٓقٓ ۔ ایک مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ الشوریٰ) اکثر لوگ یہ حروف حٰمٓعٓسٓقٓ لکھتے اور پڑھتے ہیں۔

☆ صٓ ۔ ایک مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ صاد)

☆ قٓ ۔ ایک مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ قاف)

☆ نٓ ۔ ایک مرتبہ آیا ہے۔ (سورہ القلم)

2۔ حروف مقطعات کے رموز واسرار سے مستفید و متنفع ہونے کی صدری ریاضت: (49 روزہ)

یہ طریقہ دراصل سلسہ شاذلی شطاری قادری سلسلے کے ایک روحانی بزرگ (**افغانی پیرِ طریقت**) سے منقول و منسوب ہے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ یہ طریقہ اُنہوں نے ایام جوانی میں سرانجام دیا تھا۔ مزید فرماتے ہیں۔ کہ مَیں اُس وقت رات کو اِس عمل سے خود کو محظوظ (**Enjoy**) کرتے۔ دن کو سوتے تھے۔ مگر کوئی نماز قطعاً قضاء نہیں کرتے تھے۔ یہ طریقہ تو **49** دنوں تک کرنا پڑتا ہے۔ مگر وہ سات سال تک ہر برس یہی طریقہ اختیار کرتے تھے۔ کیونکہ اِس میں جو مزہ اور لذت ہے۔ وہ کسی اور عمل میں نہیں ہے۔ اور اِس عمل سے جو خوارقِ عادات کرامات اور دستِ غیب حاصل ہوئے۔ بہر حال بعد میں مَیں صرف یہ حروفِ مقطعات (**الم. المص. الر. المرٰ. کھیعص. طه. طسم. طس. یس. ص. حم. حم عسق. ق. ن**) روزانہ اَب تک ایک ہزار مرتبہ پڑھتا رہتا ہوں۔ اُس بزرگ نے مجھ جیسے فقیرِ حقیر پُر تقصیر (مؤلف کتابِ اَسرارِ محبوب) کو نہ صرف اِس روحانی ریاضت کے رموز و اسرار دکھائے۔ بلکہ مجھے اجازت بھی عطا فرمائی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ کہ مَیں کسی اور کو بھی اِس کی اجازت دینے کا کلی اہل و مجاز ہوں۔ یہ بات یاد رہے۔ کہ! اِس عمل سے رموز و اسرار کا سلسلہ پہلے ہی ہفتے میں شروع ہو جاتا ہے۔ اِس طریقہ میں کسی بھی قسم کا کوئی مخصوص پرہیز نہیں۔ ماسوائے یہ کہ! ریاضت کرنے والا شخص صحیح العقیدہ سنی ہو۔ سچا عاشقِ رسول اللہ ﷺ ہو۔ اور اہلِ بیتِ نبوی ﷺ سے شدید محبت و عقیدت رکھتا ہو۔

کیونکہ (درحقیقت) حروفِ مقطعات، اسمِ اعظم اور علمِ لدنی کا وقوف و ادراک اور شناسائی زیادہ تر سادات ہی کا خاصہ اور ورثہ رہا ہے۔ اِس عمل کے لئے دو اوقات میں سے کوئی ایک وقت مخصوص کر لیں۔ بعد نمازِ تہجد یا بعد نمازِ عشاء۔ بوقتِ عمل مکمل تخلیہ ہو۔ خوشبو کے لئے ایک عام سی اگر بتی سلگا لیں۔ وقت، جگہ (کمرہ، مسجد یا حجرہ وغیرہ۔۔) اور نشست (جائے نماز یا کوئی پاک صاف سفید چادر وغیرہ) ہرگز ہرگز تبدیل نہ کریں۔ اِس عمل کی رجعت سے محفوظ رہنے کے لئے اور بوقتِ عمل ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے کے لئے یہ نقش استعمال ہوگا۔

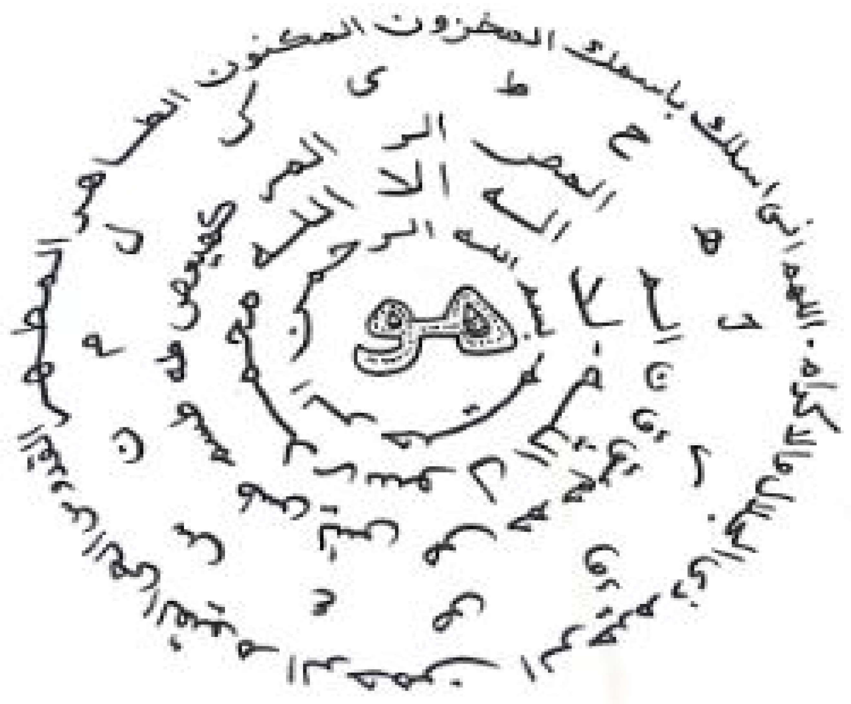

بہر حال عمل کا مکمل طریقہ قارئین و شائقین کے حضورِ پیش خدمت ہے۔

☆ پہلے گیارہ مرتبہ درود و سلام پڑھیں۔ ☆ پھر یہ چودہ حروف چودہ سو مرتبہ پڑھیں۔

الم.المص.الر.المرٰ.کھیعص.طه.طسم.طس.یس.ص.حم .حم عسق.ق.ن۔

☆ پھر ایک سو ایک مرتبہ یہ کلمات پڑھیں۔ **اللّٰھُمَّ انی اسئلك با سمك المخزون المكنون الطا هر المطهر القدوس الحی القیوم الرحمٰن الر حیم ذی الجلال والا کرام۔**

☆ پھر گیارہ مرتبہ درود و سلام پڑھیں۔

☆ پھر چار رکعت نمازِ روحانی (بنیتِ حصول فیضِ حروفِ مقطعات و علم لدنی) بالکل نمازِ تسبیح کی طرح پڑھیں۔

لیکن اِس نماز میں تسبیح (**سبحٰن الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر**) پندرہ اور دس مرتبہ کے بجائے حروفِ مقطعات (**الم.المص.الر.المرٰ.کھیعص.طه.طسم.طس.یس.ص.حم .حم عسق.ق.ن**) فقط سات ۔سات مرتبہ پڑھنے ہیں۔ اِس طرح ہر رکعت میں تعداد **49** ہو گی۔ اور چاروں رکعتوں میں تعداد **196** ہو جائے گی۔

196=4 x 49= 7 x 7

بہر حال چار رکعت نمازِ روحانی کے بعد نیچے دیئے گئے نقش کو آدھے گھنٹے تک بغور دیکھتے رہنا ہے۔

بقول (افغانی) روحانی بزرگ! یہ طریقہ کسی کتاب میں تو ناپید ہے۔ ہاں البتہ کسی شاذلی شطاری قادری سلسلے کے پیران یا مرید کی ذاتی قلمی بیاض میں ممکن ہو سکتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اسماء الحسنیٰ ،آیات قرآنی اور سورتوں کی زکات کا آسان ترین طریقہ :

حضرت غلام الرسول میمن ناشادؒ اس ضمن میں رقمطراز ہیں۔ کہ اعراب کے اعداد رقمی بھی ہوتے ہیں۔ اگر زکاتِ اسماء و زکات آیات میں حروف پر موجود قرآنی اعراب سے ضرب دیں۔ تو اس قیمت کو، جو کہ اس اسم یا آیت کی ہو۔ اور اتنے ہی دن، کہ جو اعراب کا جمل کبیر ہے۔ تو اس اسم یا آیت کی زکات کبیرا ادا ہو جائے گی۔ اور اگر ہر حرف پر موجود اعراب سے اس حرف کی قمری قیمت کو ضرب دیں۔ اور جمل کر کے پڑھیں۔ تو زکات صغیرا ادا ہو جائے گی۔ جو کہ صرف ایک بار ہی کام دے گی۔ آگے چل کر حضرت ناشادؒ فرماتے ہیں۔ کہ طرائق زکات میں سے یہی زکات تمام زکاتوں میں سب سے زیادہ سہل ہے۔ اس سے زیادہ سہل (پر تاثیر اور سریع الاثر) شاید ہی کوئی اور زکات ہو۔ امثالیہ اسم **باسط** کی زکات دی جا رہی ہے۔

زکات کبیر :

اسم الٰہی باسط کو **1296** مرتبہ فجر کی نماز کے سنت و فرض کے مابین (**18**) اٹھارہ روز تک پڑھیں۔

(اس ضمن میں میری رائے کے مطابق یہ شمار **Calculation** کچھ اس طرح سے آئی ہو گی۔

اسم باسط کے اعداد **72.** **7+2=9**

ب ۔ ا ۔ س ۔ ط بمطابق **60=9+60+1+2**

18= 9+6+1+2 یہاں پر صفروں کو حذف کر دیا گیا۔ **1296 = 72 x 18**

لہٰذا اسمِ الٰہی باسط کو **1296** مرتبہ فجر کی نماز کے سنت و فرض کے مابین (**18**) اٹھارہ روز تک پڑھا جائے. تو اسم باسط کی زکاتِ کبیرا ادا ہو جائے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ)۔ مزید تفصیل کے لئے **مکا شفا ت اسرار** (حصہ عائلی) صفحہ نمبر **412** اور **413** ملاحظہ فرمائیں۔

زکات صغیر :

اسمِ الٰہی باسط کو **657** مرتبہ فجر کی نماز کے سنت و فرض کے مابین (**1**) فقط ایک روز پڑھیں۔

اسی ضمن میں حضرت ناشادؒ مزید فرماتے ہیں۔ کہ باقی شرائط (دوران ادائیگی زکات) وہی ہیں۔ جو کہ ریاضت کی مقرر ہیں۔ لہٰذا اسم **باسط** کو کم سے کم پڑھنے کی تعداد **657** ہے نہ کہ **72** ۔ حضرت ناشادؒ فرماتے ہیں۔ کہ! (اِس ضمن میں) میرے پاس قرآن پاک سے ثبوت بھی موجود ہے۔ کہ تمام اعراب کی (اِنفرادی طور پر) اپنی (ایک) قیمت (**Value**) ہے۔

۲۔ حروف صوامت کی زکوٰۃ کبیر:

یہ طریقہ زکوۃ حضرتِ اعلیٰ جنابِ غلام الرسول میمن ناشادؒ کے زریں صدری واختراعی اعمال وعملیات میں سے ایک عظیم القدر تحفہ دارین ہے۔ اِس عملِ زکات کی اولین شرط یہ ہے۔ کہ جب شمس کو مکمل گرہن ہو۔ تو یہ زکوۃ کبیرادا کی جاسکتی ہے۔

(زکات سے پہلے حروف صوامت کے ضمن میں معلوماتی جدول برضمنِ اعداد بحسابِ ابجدِ قمری وابجدِ شمسی یہاں پیش کیا جارہا ہے)

حروفِ صوامت	ا	د	ھ	و	ح	ط	ك	ل	م	س	ع	ص	ر
اعدادِ قمری	1	4	5	6	8	9	20	30	40	60	70	90	200
اعدادِ شمسی	1	8	900	800	6	70	400	500	600	30	90	50	10

اِن حروف صوامت کے ابجد قمری **543** بنتے ہیں۔ اوراسی طرح سے حروف صوامت کے ابجد شمسی **3465** بنتے ہیں۔ اس طریقہ زکات کے عمل میں حروف صوامت کی ترتیب ابجد شمسی کے اعداد سے اخذ کردہ ہے۔ جو اسکی سریع التاثیری ہی کی وجہ سے لی گئی ہے۔ کیونکہ ابجدِ شمسی کے اعداد کے مطابق ان حروف کی زکات دینے سے عمل میں بہت شدت اوراثر پیدا ہوجاتا ہے۔ اورسب سے بڑا فائدہ اس زکوۃ کی ادائیگی کا یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ نہ تواس زکات کے بعد تجدیدِ زکات کی ضرورت پیش آئیگی۔ اورنہ ہی مداومت وروزانہ کی لکھائی پڑھائی کا جھنجھٹ درپیش ہوگا۔ لیکن یادرہے۔ کہ اس زکوۃ کے بعد کوئی بھی نقش پرکرنا ہو یا حروف صوامت کا عمل کرنا مطلوب ہو۔ تو اِس عمل میں زیادہ تر شمسی اعداد ہی کا استعمال ہوگا۔ لیکن ابجد قمری سے بھی کبھی کبھار کام لیا جاسکتا ہے۔ بہرحال قمری وشمسی دونوں طریقے صاحبانِ روحانیات کے ہاں مستعمل ورائج ہیں۔ اگرایک طریقہ سے کام نہ ہوتا ہو۔ تو دوسرا طریقہ بھی اختیار کیا جاسکتا ہے۔ ادائیگی زکات کے بعد یہ بات ذہن نشین رہے۔ کہ بندش وبستہ کے جملہ اعمال خیر میں حروف صوامت نورانی (**ا ۔ ح ۔ ر ۔ س ۔ ص ۔ ط ۔ ع ۔ ک ۔ ل ۔ م ۔ ہ**) کام آئیں گے۔

اوراسی طرح سے بندش وبستہ کے جملہ اعمال شر میں حروف نورانی ظلمانی (**د ۔ و ۔**) ہی کام آئیں گے۔ اورعمومی قسم کے اعمال میں جملہ حروف صوامت بہرحال کام آئیں گے۔ بہرحال ابجد شمسی مع اعداد یہ ہے۔

ا 1	ب پ 2	ت ٹ 3	ث 4	ج چ 5	ح 6	خ 7
د ڈ 8	ذ 9	ر ڑ 10	ز ژ 20	س 30	ش 40	ص 50
ض 60	ط 70	ظ 80	ع 90	غ 100	ف 200	ق 300
ك گ 400	ل 500	م 600	ن 700	و 800	ھ 900	ی ے 1000

شرائط بوقت ادائیگی زکات:

سب سے پہلے تو یہ کوشش کریں۔ کہ خلوت میسر ہوسکے۔ تاکہ کوئی دورانِ ریاضت وزکات مخل نہ ہو۔ اورآپ **Disturb** نہ ہوں۔ کاغذات اورپنسلیں گھڑی ہوئی پہلے سے تیار کرکے رکھ لیں۔ اورخلوت گاہ میں اندھیرا اتنا کریں۔ کہ آپ اپنی لکھائی کو دیکھ سکیں۔ اگر اندھیرا نہ ہوسکتا ہو۔ تو بھی ٹھیک ہے۔ دوران زکات نہ آپ کسی سے مخاطب ہوں۔ اورنہ آپ سے کوئی مخاطب ہو۔ موبائل وغیرہ بند کریں۔ اورکوشش کریں۔ کہ آپ کے کانوں تک کسی بھی قسم کی آواز بھی نہ آئے۔ اورشمسی گرہن کے وقت میں یہ حروف صوامت **"3465"** بار مکمل یکسوئی سے ایک ہی نشست میں مکمل کرکے ہی اٹھیں۔ اوراگر ہوسکے۔ تو شائق حضرات قبل ازادائیگیء زکات اپنے کندھوں اورپٹھوں کی تیل سے خوب مالش ضرور کرالیں۔ تاکہ 8 سے 10 گھنٹے تک خُوب ڈٹ کر بیٹھ سکیں۔ میری ہمیشہ اس کتاب (گلشنِ اَسرارِمحبوب) کے پڑھنے والوں کو دست بستہ یہی التجاء ہے۔ کہ وہ ہمارے پیرومرشد سید محبوب علی شاہ بخاریؒ اورباطنی استادِ محترم جناب فقیرغلام الرسول میمن ناشادؒ کو اپنی دعاؤں میں ہمیشہ ضروریاد رکھیں۔ کیونکہ انہی کے توسط وتوسل سے یہ سہل ریاضتیں اورانتہائی قیمتی جواہرپارے ہم تک پہنچ پاہم پہنچے پائے ہیں۔ **جزاك الله با لخیر۔**

ہمارے پیرومرشد کے سب سے چھوٹے صاحبزادے جناب سیدابوسعید گلشن شاہ قادری صاحب نے حروف صوامت کا ایک عجیب اختراعی درود شریف ترتیب دیا ہے۔ اللہ کریم ان کو اجرعظیم عطا فرمائے۔ جوکہ یہ ہے۔ **اَحـمَدُكَ صَلِّ عُرُوسِ طٰـهٰ**۔ اگرعمل کے لئے اس درود شریف کو لکھیں۔ تو بہت زیادہ تاثیر ہوگی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

انتہائی ضروری امور وشرائط برائے عاملین وچلہ کش حضرات:

ان زکاتوں سے اُن لوگوں کوفوائد تام حاصل ہوں گے۔ جوان باتوں کا خصوصی دھیان رکھیں گے۔

☆ طہارتِ ظاہری ☆ تصفیہء باطنی ☆ **تصحیح** دُعا،عمل وعزیمت ☆ اکل حلال۔
☆ صدق مُقال۔ ☆ قلیل گُفتن ☆ صدق نیت ☆ اجازتِ مُرشد
☆ اتصالِ اسناد ☆ تاریک مقام ☆ استعمال عطریات بر پوشاک و جائے نشست گاہ
☆ قلیل خوابیدن ☆ خلوت نشینی ☆ حُسنِ اعتقاد ☆ کثرتِ ذکر الٰہی و درود وسلام
☆ دائماً در وضو ☆ استعمالِ بخورات بر جائے زکات ☆ صومِ دوام
☆ اپنے ظاہر و باطن اور دل و دماغ کو ہمیشہ مکروہات وخرافات سے محفوظ و مامون رکھنے کی بھر پور سعی کرنا۔

چند قوانینِ زکات (پہلا طریقہ۔سَرسَری جائزہ):

قارئین وشائقین کوعلم اسرار الحروف میں سے زکات کا ایک ایسا طریقہء خاص دینا بہت ضروری ہے۔ جوکہ اسماء، آیات اور سورہ پاک کی زکات کے لئے احاطہ کرتا ہو۔اور جسے ہرکس وناکس کربھی سکے۔(اس ضمن میں یہاں پر تین قوانینِ زکات درج کئے جارہے ہیں۔ان تینوں زکاتوں میں پرہیز روحانی لازمی ہے۔تاکہ کُلی اثرات سے متنفع ہوا جاسکے۔انشاءاللہ تعالیٰ)

قانون نمبر1:

وہ اسم یا آیتِ شریفہ کا جزو کہ جس کے حروف شمار میں 10 ہوں۔یا پھراس سے کم ہوں۔توفی حرف کودس ہزار(10000) سے ضرب دیں۔تو یہ زکات ایک لاکھ یا اس سے کم میں ہوگی۔اس زکات کو 21 ایام میں مکمل کرنا ہوگا۔جیسے کہ اسم ذات ''**اللہ**'' کے چار حروف ہیں۔لہذا اسم ذات ''**اللہ**'' کو 21 دنوں میں چالیس ہزار(40000) مرتبہ مکمل کرنا ہوگا۔اس قسم کی زکات کے اختصاراً افوائد یہ ہوں گے۔

☆ اس زکات کے حامل کوگھنٹوں میں احضار کرنے کی قوت ہوتی ہے۔ ☆ دشمن پر پھونکا جائے۔تو وہ ہزیمت کا شکار ہو۔
☆ زبان بندی و ترقی مدارج کے لئے بھی یہ زکات پرتاثیروسریع الاجابت ہے۔

مدتوں روتی رہیں گی بستیاں دربستیاں پیدا نہیں ہوتی روز روز یہ ہستیاں

قانون نمبر2:

جس آیت یا **اسماءُ الحُسنٰی** کے مجموعہ کے حروف کی تعداد 101 سے 999 تک ہو۔تو جتنے حروف ہوں۔اتنی ہی تعداد کو ہزار(1000) میں ضرب دیں۔اورنوے ایام کے دوران زکات ادا کریں۔

قانون نمبر3:

جس آیت یا سورہ شریفہ کے حروف 1000 یا اس سے بڑھ کر ہوں۔تو اس سورہ شریفہ کوحروف کی تعداد کے مطابق پڑھیں۔کوئی بھی عرصہ مقرر کر کے۔ یہ زکات درحقیقت دنیائے علم وعمل کی وہ واحد معیاری اورحتمی زکات ہوگی۔کہ اس زکات سے اعمال کی پوشیدہ تاثیر دور نہ ہوگی۔اور حامل زکات ہذا ان اسماء وآیات یا سورہ کا کُلی عامل کامل ہوگا۔انشاء اللہ تعالیٰ۔(بشرطِ کہ! وہ شرک و بدعت نہ کرے۔نشہ و زِنا یا نفس پرستی کی ہوس وحرص میں خودکوتباہ ہونے سے بچائے)

چند مزید قوانینِ زکات (دوسرا طریقہ۔تفصیلی اوروضاحتی جائزہ):

صاحب **جواھر لطیفه مع مجرباتِ قطبیه** جناب خورشید احمد صدیقی چشتی قادری شطاریؒ قاعدہ دعوتِ استخراج کے عظیم الشان مضمون میں رقم طراز ہیں۔کہ دعوتِ اسماء، آیات اورسورہ کی تین اقسام ہیں۔

☆ دعوتِ کُبریٰ ☆ دعوتِ صُغریٰ ☆ دعوتِ وُسطیٰ

☆☆☆☆☆ دعوتِ کُبریٰ کا بیان:

بمطابق صاحب جواہر لطیفہ مع مجرباتِ قطبیہ جناب خورشید احمد صدیقی چشتی قادری شطاریؒ یہ زکات کثیر تعداد پرتومُشتمل ہے۔مگراس

زکات کی ادائیگی کے بعد صاحب زکات کو مداومت کی ضرورت قطعاً پیش نہیں آتی ۔ اور ایسا خوش قسمت شخص عظیم الشان کرامات وتصرفات کا حامل ہوگا ۔ اور ایسا عامل کامل دوسروں کو بھی اِذن دے سکتا ہے ۔ بے شک کوئی ایک اسم ہی مُنتخب کر کے تعداد تکمیل کی جائے ۔

یاد رہے کہ مندرجہ ذیل میں دیئے گئے **اسماء** سے مُراد **حروف تہجی** یا **اسماءُ الحُسنٰی** یا **آیاتِ کریمه** یا **سوره قُرآنی** یا پھر کوئی بھی دعا ، دعوت یا عزیمت ہے ۔

دعوات کا بیان:

☆ اگر ایک حرفی اسم ہو ۔ تو اُسے ایک کروڑ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔
☆ اگر دو حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے نوے لاکھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔
☆ اگر تین حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے اسی لاکھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔
☆ اگر چار حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے ستر لاکھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔
☆ اگر پانچ حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے ساٹھ لاکھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔
☆ اگر چھ حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے پچاس لاکھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔

اسی طرح سے نو حروف تک یہی طریقہ زکات ہوگا ۔

☆ اگر دس حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے دس لاکھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔
☆ اگر بیس حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے نو لاکھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔
☆ اگر تیس حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے آٹھ لاکھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔
☆ اگر چالیس حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے سات لاکھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔
☆ اگر پچاس حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے چھ لاکھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔

اسی طرح سے نوے حروف تک یہی طریقہ زکات ہوگا ۔

☆ اگر سو حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے ایک لاکھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔
☆ اگر دو سو حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے نوے ہزار مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔
☆ اگر پانچ سو حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے ساٹھ ہزار مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔
☆ اگر ہزار حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے دس ہزار مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔
☆ اگر دو ہزار حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے نو ہزار مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔
☆ اگر پانچ ہزار حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے چھ ہزار مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔
☆ اگر دس ہزار حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے ایک ہزار مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔
☆ اگر بیس ہزار حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے نو سو مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔

اسی طرح سے نوے ہزار حروف تک یہی طریقہ زکات ہوگا ۔

☆ اگر ایک لاکھ حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے سو مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔
☆ اگر دو لاکھ حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے نوے مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔
☆ اگر پانچ لاکھ حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے ساٹھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔
☆ اگر دس لاکھ حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے دس مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔
☆ اگر پچاس لاکھ حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے صِرف چھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔
☆ اگر ایک کروڑ حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے فقط ایک ہی مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ کُبرٰی کی ادائیگی ہوگی ۔

یہ بیان دعوتِ کُبرٰی کا تھا ۔ اگر اس دعوت کی ادائیگی میں فُرصت نہ ہونے کی وجہ سے دِقت پیش آئے ۔ یا اس دعوت کو سرانجام دینے کی قوت واستعداد نہ ہو ۔ تو دعوتِ صُغرٰی میں سعی کرے ۔ تاکہ خواص اسماء سے مطلع ہونے

کے ساتھ ساتھ مُستفید و مُتنفع بھی ہو سکے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔ لیکن یہ زکات ہمیشہ کام دے گی ۔ اور اِس کا عامل صد ہا افراد کو اِذن دینے کا بھی اہل ہو گا ۔ اور ایسا شخص خوارقِ عادت اور کرامات کا حامل ہو گا ۔

دعوتِ صغرٰی کا بیان :

☆ اگر ایک حرفی اسم ہو ۔ تو اُسے دس لاکھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ صُغرٰی کی ادائیگی ہو گی ۔

☆ اگر دو حرفی اسم ہو ۔ تو اُسے نو لاکھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ صُغرٰی کی ادائیگی ہو گی ۔

☆ اگر تین حرفی اسم ہو ۔ تو اُسے آٹھ لاکھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ صُغرٰی کی ادائیگی ہو گی ۔

اسی طرح سے نو حروف تک یہی طریقہ زکات ہو گا ۔

☆ اگر دس حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے ایک لاکھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ صُغرٰی کی ادائیگی ہو گی ۔

☆ اگر بیس حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے نوے ہزار مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ صُغرٰی کی ادائیگی ہو گی ۔

☆ اگر پچاس حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے ساٹھ ہزار مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ صُغرٰی کی ادائیگی ہو گی ۔

اسی طرح سے نوے حروف تک یہی طریقہ زکات ہو گا ۔

☆ اگر سو حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے دس ہزار مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ صُغرٰی کی ادائیگی ہو گی ۔

☆ اگر پانچ سو حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے چھ ہزار مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ صُغرٰی کی ادائیگی ہو گی ۔

☆ اگر ہزار حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے ایک ہزار مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ صُغرٰی کی ادائیگی ہو گی ۔

☆ اگر پانچ ہزار حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے چھ سو مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ صُغرٰی کی ادائیگی ہو گی ۔

☆ اگر دس ہزار حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے فقط ایک سو مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ صُغرٰی کی ادائیگی ہو گی ۔

☆ اگر پچاس ہزار حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے ساٹھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ صُغرٰی کی ادائیگی ہو گی ۔

اسی طرح سے نوے ہزار حروف تک یہی طریقہ زکات ہو گا ۔

☆ اگر ایک لاکھ حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے دس مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ صُغرٰی کی ادائیگی ہو گی ۔

☆ اگر پانچ لاکھ حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے چھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ صُغرٰی کی ادائیگی ہو گی ۔

☆ اگر دس لاکھ حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے فقط ایک مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ صُغرٰی کی ادائیگی ہو گی ۔

دعوتِ وُسطیٰ کا بیان :

یہ دعوت یعنی دعوتِ وُسطیٰ کفایت مہمات وقضائے حوآئج کے لئے عجب معمول ومقبول دعوت ہے ۔ اس طرح سے کہ واسطے ایک چلہ یعنی چالیس روز کے ۔ لیکن یہ زکات فقط ایک ہی مرتبہ کام دے گی ۔ اور اِس کا عامل کسی اور کو اِذن دینے کا بھی اہل نہ ہو گا ۔

☆ اگر ایک حرفی اسم ہو ۔ تو اُسے ایک لاکھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ وُسطیٰ کی ادائیگی ہو گی ۔

☆ اگر پانچ حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے ساٹھ ہزار مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ وُسطیٰ کی ادائیگی ہو گی ۔

اسی طرح سے نو حروف تک یہی طریقہ زکات ہو گا ۔

☆ اگر دس حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے دس ہزار مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ وُسطیٰ کی ادائیگی ہو گی ۔

☆ اگر پچاس حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسچھ ہزار مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ وُسطیٰ کی ادائیگی ہو گی ۔

اسی طرح سے نوے حروف تک یہی طریقہ زکات ہو گا ۔

☆ اگر سو حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے ایک ہزار مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ وُسطیٰ کی ادائیگی ہو گی ۔

☆ اگر پانچ سو حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے چھ سو مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ وُسطیٰ کی ادائیگی ہو گی ۔

☆ اگر ہزار حروف کا اسم ہو ۔ تو اُسے ایک سو مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ وُسطیٰ کی ادائیگی ہو گی ۔

☆ اگر پانچ ہزار حروف کا اسم ہو۔ تو اُسے ساٹھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ وُسطیٰ کی ادائیگی ہوگی۔

☆ اگر دس ہزار حروف کا اسم ہو۔ تو اُسے دس مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ وُسطیٰ کی ادائیگی ہوگی۔

☆ اگر پچاس ہزار حروف کا اسم ہو۔ تو اُسے چھ مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ وُسطیٰ کی ادائیگی ہوگی۔

اسی طرح سے نوے ہزار حروف تک یہی طریقہ زکات ہوگا۔

☆ اگر ایک لاکھ حروف کا اسم ہو۔ تو اُسے فقط ایک مرتبہ پڑھنے سے دعوتِ وُسطیٰ کی ادائیگی ہوگی۔

بعد اتمام شرائطِ دعوت (**کُبریٰ ، صُغریٰ یا وُسطیٰ**) کے روٹی اور مٹھائی دستِ خود سے فُقراء و مساکین میں تقسیم کرے۔ اور ان سے استمداد و دعا کرائے۔ اور از خود چند طیور قفس سے رہا کرے۔ اور اگر حروف اسم مرتبہ میں احاد کے ہو۔ تو ایک جانور رہا کرے۔ اور اگر مرتبہ میں عشرات کے ہو۔ تو دو جانور آزاد کرے۔ اور اگر مرتبہ میں مآت کے ہو۔ تو تین جانور رہا کرے۔ اور اگر مرتبہ میں الوف کے ہو۔ تو چار جانور رہا کرے۔ **وعلیٰ هذا القیاس**۔

یہاں پر خصوصی طور پر مؤلف و مصنفِ کتابِ اَسرارِ محبوب (**محمد عبدالرؤف بلوچ**) قارئین و شائقین کی خدمت میں عرض گزار ہے۔ کہ یہاں جانور سے مراد و مقصد یہ ہے۔ کہ کوئی حلال جانور جیسے بھیڑ، بکری، گائے بیل یا اُونٹ ہے۔ یعنی اِن میں سے کوئی حلال جانور ذبح کر کے خود نہ کھائے۔ بلکہ اپنے عزیز و اقارب اور غرباء و فقراء اور مساکین و یتیم لوگوں میں گوشت تقسیم کر کے اُن سے اپنے لئے دعا کا ملتمس ہو۔

سرزمینِ برصغیر (بالخصوص خطہء پاک و ہند) میں زکات کے مختلف طرائق :

تیسرا طریقہ :

﴿ ذیل میں دی گئی تمام زکاتوں کے لئے پرہیز عمومی کی ضرورت ہوگی ﴾

☆ اسم ذات **الله** کو اگر لیں۔ تو حروف کی تعداد 4 ہے۔ اسم ذات **الله** کو فقط چار سو بار چالیس دن تک پڑھنے سے اس اسمِ ذات ''**الله**'' کی زکات درجہ دوئم ادا ہو جائے گی۔

☆ اسی طرح سے اگر اسم مبارک **الله** جس کے حروف کی تعداد 4 ہے۔ اسم ذات **الله** کو فقط چار ہزار بار چالیس دن تک پڑھنے سے اس اسم کی زکات درجہ اول ادا ہو جائے گی۔ یہ زکات ہمیشہ کام دے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

☆ اسم ذات **الله** کے حروف کی تعداد بمطابق ابجد قمری 66 ہے۔ تو فقط 66 مرتبہ پڑھنے سے زکوٰۃ صغیر ادا ہو جائے گی۔ یاد رہے۔ کہ! اساتذہ کرام اس زکات کو کافی حد تک معتبر مانتے ہیں۔

☆ اسم ذات **الله** کے حروف کی تعداد بمطابق ابجد قمری 66 ہے۔ اور اسم ذات **الله** کے حروف کی تعداد 4 ہے۔

66 x 4 = 264۔ اس کو زکوٰۃ کبیر کہتے ہیں۔ یہ بھی مشہور و معروف زکوٰۃ ہے۔

☆ اسم ذات **الله** کے حروف کی تعداد بمطابق ابجد قمری 66 ہے۔ اب 66 x 66 = 4356۔ اب اگر کوئی شخص 66 دنوں تک 4356 پڑھتا رہے۔ تو اسے اس زکات کے خاطر خواہ نتائج حاصل ہوں گے۔ اس کو عرف عام میں زکات اکبر کہا جاتا ہے۔

☆ اسم ذات **الله** کی زکات اکبر کے اعداد 4356 کو 66 میں ضرب دینے سے 287496 حاصل ہوں گے۔ اس زکات کو زکات کبائر کہا جاتا ہے۔

☆ اسی قبیل کی آخری اور حتمی زکات کو زکات اکبر الکبائر کہا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہے۔ کہ 287496 کو 66 میں ضرب دینے سے 18474736 بنتے ہیں۔ یہ ٹوٹل تعداد زکات اکبر الکبائر کی ہے۔

علمائے عاملین کے مطابق اس زکات کے بعد کوئی کسی قسم کا مرتبہ زکات نہیں ہے۔ یہی زکات کبریت احمر اور لعل سپید کہلاتی ہے جو بھی خوش نصیب شخص اس زکات کو ادا کرے گا۔ وہ حق تعالیٰ کی قدرت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ و نظارہ کرے گا۔ لیکن اس زکات کے لئے اَز حد ضروری ہے۔ کہ اس زکات کو ایک سال تک پرہیز روحانی کے ساتھ مکمل دل جمعی سے ادا کیا جائے۔ تا کہ عامل ارواحِ انبیاءؑ و اولیاءؒ، شہداءؒ و صالحینؒ، مؤکلات و جنات سے ظاہری آنکھوں کے ساتھ ملاقات کرنے پر قادر ہو سکے۔ چرند و پرند، چوپائے اور حیوانات و نباتات ایسے عامل کے مطیع و فرمانبردار ہو جاتے ہیں۔ ایسا شخص سیف القلم و سیف الزبان اور منظور الخلائق ہو جاتا ہے۔

طرائق زکات میں نصاب کی اقسام : (چوتھا طریقہ) :

جس طرح سے مذکورہ زکات چند قسموں پر منقسم ہے۔ اسی طرح سے نصاب بھی چھ اقسام پر منقسم ہے۔ جس کی مختصر تشریح یہ ہے۔

نصاب۔ عشر۔ دورمدور۔ قفل۔ بذل۔ ختم۔

☆ زکات اکبرالکبائر کو نصاب کہا جاتا ہے۔ اسم ذات **اللہ** کا نصاب 18474736 بنتا ہے۔

☆ نصاب کے نصف کو عشر کہتے ہیں۔ اسم ذات **اللہ** کا عُشر 9237368 بنتا ہے۔

☆ عشر کے نصف کو دورمدور کہتے ہیں۔ اسم ذات **اللہ** کا دورمدور 4618684 بنتا ہے

☆ دورمدور کے نصف قفل کہتے ہیں۔ اسم ذات **اللہ** کا قُفل 2309342 بنتا ہے۔

☆ قفل کے نصف کو بذل کہتے ہیں۔ اسم ذات **اللہ** کا بذل 1154671 بنتا ہے۔

☆ بذل کے نصف کو ختم کہتے ہیں۔ اسم ذات **اللہ** کا ختم 577336 بنتا ہے۔

(زکات کے ضمن میں اکثر علمائے عاملین فرماتے ہیں۔ کہ! جب تک کہ کسی بھی اسم الٰہی کو ایک کروڑ سے زیادہ بار نہ پڑھا جائے گا۔ اس وقت تک اُس اسم الٰہی کے کُلی اثرات واجابت کا حصول شاید ناممکن ہو۔

طریقہ زکاتِ ابجد منقول از حضرت غلامُ الرّسول میمن ناشادؒ : (چھٹا طریقہ) :

یہ عجیب وغریب، نادرونایاب اور پرتاثیروسریع الاجابۃ طریقہ زکات میرے باطنی استاذِ محترم سے منقول ہے۔ آپؒ اِس ضمن میں قارئین و شائقین کی تسلی وتشفی کے لئے فرماتے ہیں۔ کہ! اگر چہ اِن حروف کی جو ترتیبیں ہیں۔ وہ واقعی پرتاثیر اور سریع الاجابت ہیں۔ اور حروف کی یہ قسم بلا زکات ادا کیئے ہوئے بھی کام کر جاتے ہیں۔ لیکن اِس طریقہ زکات میں تھوڑا بہت وقت ضرور لگ جاتا ہے۔ اِن کا اثر لکھتے ہی اِس صورت میں ممکن ہے۔ کہ ابجد کی یہ زکات ادا کی جائے۔ کیونکہ زکات ابجد کے ماسوا فوری طور پر عمل وعملیات کے احکامات کا جاری ہونا کافی حد تک مشکل ہے۔ لہذا یہ کٹھن طریقہء زکات اِسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ کہ آپ خود کو زکاتِ ابجد سے روشناس کرائیں۔ کٹھن اِس لئے کہ اِس مشینی اور نفسہ نفسی کے دور میں جب کہ آزادی سے سانس لینے کے لئے بھی وقت نہیں ملتا۔ چلہ گردانیاں تو اور بھی مشکل میں ڈال دیتی ہیں۔

قائین! دنیا کا کوئی بھی ایسا عمل نہیں ہے۔ جس میں حروف کو دخل نہ ہو۔ اور ہر عمل کے لئے علیحدہ علیحدہ چلہ بھی نکالنا پڑتا ہے۔ جو کہ ایک مشکل امر ہے۔ اس لئے علم وعمل سے واسطہ رکھنے والوں پر لازم ہوتا ہے۔ کہ وہ حروفِ ابجد کی زکات ادا کریں۔ یہ ایک زکاتِ ابجد پوری عملیات کی اساس ہے۔ اِس طریقہ زکات کے بعد چاہے کوئی بھی عمل ہو۔ کسی بھی زبان میں بھی ہو۔ ضرور رواں ہو جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

ویسے تو حروف کی زکات کے کئی ایک طرائق مروج ومستعمل ہیں۔ (جن میں سے کچھ تو مَیں نے بھی گذشتہ صفحات میں پیش کئے ہیں) جو کافی لمبا عرصہ کھاتے ہیں۔ اور اِن میں کافی تکلیف بھی اُٹھانی پڑتی ہے۔ اگر دیگر طرائق سے ابجد کی جیسے تیسے کر کے زکات ادا کر بھی دی جائے۔ تو نقوش سر اُٹھا کر کہتے ہیں۔ کہ صاحبو! اب ہماری بھی زکات ادا کرو!!! مزید اتنا وقت اب کہاں سے آئے؟ جو اِن کی زکات بھی ادا کی جائے۔ اور اگر کسی خوش نصیب کے پاس اتنا وقت ہے بھی۔ تو وہ اِن جھمیلوں میں پڑنا پسند نہیں کرتا۔ آگے چل کر حضرت ناشاد صاحبؒ (خود) فرماتے ہیں۔ کہ اِنہیں دُشواریوں کو پیشِ نظر رکھ کر قارئین کو ایک ایسی زکات للہِ تعالیٰ دیئے جا رہا ہوں۔ جو کسی کو دنیا میں موجود قدیم وجدید کتب میں کہیں بھی نہیں مل سکے گی۔ اور نہ ہی یہ طریقہ زکات کسی استاد صاحب سے مل سکے گا۔ یہ عظیم طریقہء زکات جن خاردار اور دشوار گزار راہوں پر چلتے چلتے مجھے (ناشاد صاحبؒ کو) ملا ہے۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ پس اتنا ہی کہہ دینا کافی ہوگا۔ کہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ مجھے (ناشاد صاحبؒ کو) کیا کچھ گنوا کر اِسے (یعنی اِس طریقہء زکات کو) پانا پڑا ہے۔ چونکہ یہ زکات کئی مراحل سے گزرنے کے بعد پایہء تکمیل کو پہنچی ہے۔ اِس لئے اِسے بالتفصیل اور آسان پیرائے میں سمجھانے کے لئے حضرت ناشادؒ نے انتھک محنت وجانفشانی سے ایک جدول (Chart / table) ترتیب دیا ہے۔ تاکہ قارئین وشائقینِ روحانیہ اِس زکات کی غرض وغایت اور ماہیت سے اچھی طرح سے آگاہ ہو جائیں۔

زکات کے مبادیات کے ضمن میں جدولِ ابجد سولہ کالمی ملاحظہ فرمائیں۔

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16
نمبر شمار	حروف	اسمائے الٰہی	قیمت حرفِ ضرب تکرارِ قرآنی	منازل قمر	نقوش	طرح قاعدہ نقش	تقسیم	خارج قسمت	کسر	خانہ	سمت	ملائکہ	اعوان	ستارہ	بخور
1	ا	**الله**	57707	شرطین	متسع	360	9	6371	8	10	شرقی	اسرافیل	فیویوش	زحل	عودِسیاہ
2	ب	**باقی**	22844	بطین	مثمن	252`	8	2844	#	#	غربی	جبرائیل	ویوش	**مشتری**	شکر
3	ج	**جامع**	9819	ثریا	مسبع	168	7	1378	5	15	شمالی	کلکائیل	نویوش	مریخ	دارچینی
4	د	**دیان**	22568	دبران	مسدس	105	6	3743	5	7	جنوبی	دردائیل	طیویوش	شمس	صندل سرخ
5	ھ	**ھادی**	95350	ھقعہ	مخمس	60	5	19058	#	#	شرقی	دوریائیل	ہیوش	زھرہ	صندل سفید
6	و	**ولی**	159216	ھنعہ	مربع	30	4	39796	2	9	غربی	رفتمائیل	پویوش	**عطارد**	کافور
7	ز	**زکی**	10920	زراعہ	**مثلث**	12	3	3636	#	#	شمالی	شرفائیل	کایوش	قمر	شہد
8	ح	**حق**	31784	نثرہ	متسع	360	9	3491	5	37	جنوبی	تنکفیل	عیوش	زحل	زعفران
9	ط	**طاھر**	11466	طرفہ	مثمن	252	8	1401	6	17	شرقی	اسمائیل	پدیوش	مشتری	مشک
10	ی	**یسیر**	259190	جبہ	مسبع	168	7	37003	1	43	غربی	سرکیتائیل	شھیوش	مریخ	گل سرخ
11	ك	**کافی**	190400	زبرہ	مسدس	105	6	31715	5	7	شمالی	ہروزائیل	قدیوش	شمس	گل سفید
12	ل	**لطیف**	1114560	صرفہ	مخمس	60	5	222900	#	#	جنوبی	طاطائیل	عدیوش	زھرہ	پوست سیب
13	م	**ملك**	1061400	عواء	مربع	30	4	2265342	2	9	شرقی	رومائیل	مجیوش	**عطارد**	بھی
14	ن	**نور**	1328000	سماک	**مثلث**	12	3	442662	2	4	غربی	حولائیل	وطیوش	قمر	سنبل
15	س	**سمیع**	359460	غفراء	متسع	360	9	39900	#	#	شمالی	ہمواکیل	نعیوش	زحل	لوبان
16	ع	**علی**	645400	زبانا	مثمن	252	8	80643	4	33	جنوبی	لومائیل	فشیوش	مشتری	فلفل سفید
17	ف	**فتاح**	673520	اکلیل	مسبع	168	7	96193	1	43	شرقی	سرحماکیل	بعطیوش	مریخ	جوز
18	ص	**صمد**	181170	قلب	مسدس	105	6	30177	3	19	غربی	اھجمائیل	فلایوش	شمس	جلوتری
19	ق	**قادر**	681300	شولہ	مخمس	60	5	6248	#	#	شمالی	عطرائیل	شمیویوش	زہرہ	ترنج
20	ر	**رب**	4358600	نعائم	مربع	30	4	589642	2	9	جنوبی	امواکیل	دہیوش	**عطارد**	برگِ گلاب
21	ش	**شھید**	675900	بلدہ	**مثلث**	12	3	225896	#	#	شرقی	ہمرائیل	تشیوش	قمر	عوداگر
22	ت	**تواب**	6479600	ذابح	متسع	360	9	719915	5	37	غربی	عزرائیل	لطیوش	زحل	عنبر
23	ث	**ثابت**	638000	بلعہ	مثمن	252	8	79718	4	33	شمالی	میکائیل	طحیوش	مشتری	عود
24	خ	**خبیر**	1449600	سعود	مسبع	168	7	207061	5	15	جنوبی	مہکائیل	والایوش	مریخ	بنفشہ
25	ذ	**ذاکر**	3287900	اخبیہ	مسدس	105	6	547965	5	7	شرقی	اھرائیل	سلکایوش	شمس	لوبان
26	ض	**ضآر**	1285600	مقدم	مخمس	60	5	257108	#	#	غربی	عطکائیل	نمایوش	زہرہ	گلنار
27	ظ	**ظاھر**	757800	مؤخر	مربع	30	4	189442	2	9	شمالی	تورائیل	عقویوش	**عطارد**	گل نسرین
28	غ	**غفور**	3308000	رشا	**مثلث**	12	3	102662	2	4	جنوبی	لوخائیل	عرقویوش	قمر	لونگ

دیئے گئے جدول کی درستگی کے لئے (اگر کہیں پر کوئی کتابی غلطی ہوتو) **مکاشفات اسرار** صفحہ نمبر **151-152**، حضرت کاش البرنی کی کتاب **قواعد**

عملیات صفحہ نمبر **32-31** یا عملیات کے قواعد وضوابط کی بنیادی کتب ملاحظہ فرمائیں۔

اس زکات کی ادائیگی کے بعد مداومت نہ بھی کریں۔ تو بھی تاثیر ہمیشہ کے لئے آپ کے قابو میں رہے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ اگر چہ مثال کے لحاظ سے بات کچھ طویل سی لگتی ہے۔ لیکن عمل (فوائد وتاثیر واجابت) کے لحاظ سے اِس زکات جیسی آسان اور قرآن پاک کے حروف کی بنیاد پر بننے والی مستند (ومجرب المجرب) زکات آپ لاکھ بھی کیوں نہ ڈھونڈیں۔ آپ کو کہیں سے بھی نہیں مل سکے گی۔ (اللہ تعالیٰ اپنی شان وعظمت کے عین مطابق حضرت غلام الرسول میمن ناشادؒ اور جناب عائلی صاحب کو بلندی، رفعت، درجات دینی ودنیاوی اور جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین)

یہ زکات کثیر خصوصیات اور عظیم منافع کی حامل ہے۔ جیسے کہ!

☆ اِس زکات کے ادا کرنے میں سوائے بدبودار چیزوں کے اور کوئی بھی پرہیز نہیں۔

☆ اُس زکات کی ابتداء اُس روز سے شروع ہوگی۔ جب قمری ماہ کی پہلی تاریخ کو منزل شرطین ہو۔

☆ جس حرف کی زکات ادا کی جائے گی۔ اِس حرف کا عددی اور حرفی نقش عملِ زکات سے بیشتر لکھ کر سر پر رکھنا ہوگا۔ کیونکہ! یہی اِس عمل کا حصار اور جمیع بلیات و مانعات سے حفاظت کا کامل حرز ثابت ہوگا۔

☆ اس زکات کے ادا کرنے میں روزانہ تقریباً تین گھنٹے صَرف ہوتے ہیں۔

☆ اس زکات کی ادائیگی کے ساتھ ہی نقشِ مثلث، مربع، مخمس، مسدس، مسبع، مثمن، متسع و معشر کے علاوہ تمام چھوٹے بڑے نقوش کی زکات بھی ادا ہو جاتی ہے۔

ایک ضروری توضیح ☆ معہ تمثیلِ زکات: (بمطابق جناب استادِ محترم غلام الرسول عائلی نقشبندی صاحب)

متذکرۃ الصدر جدول کے خانہ نمبر 4 (قیمتِ حرف ضرب تکرار قرآنی) کی معاونت سے مؤکل ایسے بنایا گیا ہے۔ کہ!

نمبر شمار 14 حرف ''ن'' قیمت حرف ضرب تکرار قرآنی کے کالم کے اعداد **132800** میں سے 41 اعداد ''ایل'' کے منہا کئے۔ تو بقایا **1327959** بچ گئے۔ اب اِن اعداد سے حاصل شدہ حروف ط۔ن۔ظ۔ز۔ک۔ش۔ا۔ **غائیل**۔ یاد رکھیئے۔ کہ چوتھے ہندسے پر اگر ''ا'' آجائے تو پھر ''غ'' لیں گے۔ بصورتِ دیگر پھر اکائی سے حروف شروع کریں گے۔ اور اگر تکرار ''الوف'' سے ہو کے لوٹی ہو۔ تو جملہ حروف کے بعد ''**غائیل**'' لگادیں گے۔

آگے چل کر حضرت ناشادؒ فرماتے ہیں۔ کہ ہر مرحلہ میں نے حل کر کے جدول میں دیا ہے۔ (سوائے بروج، تاثیرات، طبائع، خاصیات اور اسمائے الٰہیہ کے اعداد بحساب ابجد قمری وغیرہ کے)۔

اِس ضمن میں جناب محترم عائلی صاحب رقم طراز ہیں۔ کہ زکات کے لئے یہاں پر دو اہم ترین اُمور اور خاص الخاص شرائط کا تذکرہ کرنا از حد ضروری ہے۔ تاکہ زکات ادا کرنے والوں کی محنت رائیگاں نہ جائے۔

1۔ حروفِ ابجد کی زکات اُس روز سے شروع ہوگی۔ جب ماہ قمری کی پہلی تاریخ کو منزل شرطین ہو۔

2۔ جس بھی حرف کی زکات ادا کی جائے گی۔ اُسی حرف کا عددی اور حرفی نقش عمل شروع کرنے سے پہلے ہی اپنے سر پر باندھنا لازمی ہوگا۔ یہی اس عمل کا حصار اور جمیع بلیات و موانعات کی کامل حرز ثابت ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

عددی و حرفی نقوش

سیدھے طرف کا نقش

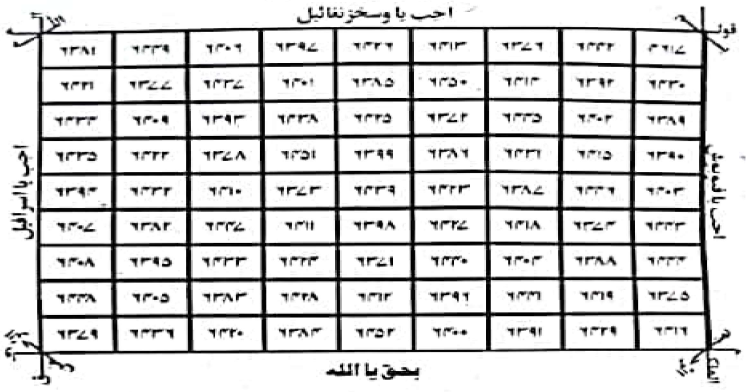

۱۳۱۷	۱۳۳۲	۱۳۷۶	۱۳۱۳	۱۳۳۶	۱۳۹۷	۱۳۰۶	۱۳۳۹	۱۳۸۱
۱۳۳۰	۱۳۹۲	۱۳۱۳	۱۳۵۰	۱۳۸۵	۱۳۰۱	۱۳۳۷	۱۳۷۷	۱۳۳۱
۱۳۸۹	۱۳۰۲	۱۳۳۵	۱۳۷۲	۱۳۲۵	۱۳۳۸	۱۳۹۳	۱۳۰۹	۱۳۳۳
۱۳۴۰	۱۳۱۵	۱۳۳۱	۱۳۸۶	۱۳۹۹	۱۳۵۱	۱۳۷۸	۱۳۲۲	۱۳۳۵
۱۳۰۳	۱۳۳۶	۱۳۸۷	۱۳۲۳	۱۳۳۹	۱۳۷۳	۱۳۱۰	۱۳۳۲	۱۳۹۳
۱۳۲۳	۱۳۷۳	۱۳۱۸	۱۳۲۷	۱۳۹۸	۱۳۱۱	۱۳۳۷	۱۳۸۲	۱۳۰۷
۱۳۲۳	۱۳۸۸	۱۳۰۳	۱۳۳۰	۱۳۷۱	۱۳۲۳	۱۳۳۳	۱۳۹۵	۱۳۰۸
۱۳۷۵	۱۳۱۹	۱۳۳۱	۱۳۹۶	۱۳۱۲	۱۳۲۸	۱۳۸۳	۱۳۰۵	۱۳۳۸
۱۳۱۶	۱۳۲۹	۱۳۹۱	۱۳۰۰	۱۳۵۲	۱۳۸۳	۱۳۲۰	۱۳۳۶	۱۳۷۹

پشت کا نقش

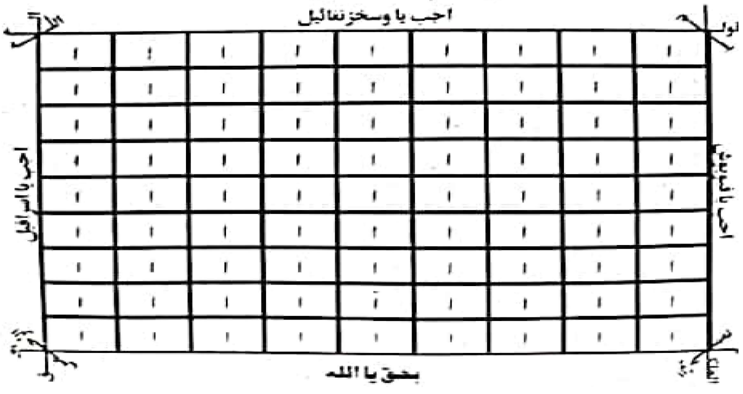

ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا
ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا
ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا
ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا
ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا
ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا
ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا
ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا
ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا	ا

اب میں ایک مثال دیتا ہوں۔ مثلاً ہمیں حرف'' ا '' کی زکات ادا کرنی ہے۔ تو اِس (زکات) کے لئے ہمیں ماہ قمری کی پہلی تاریخ کو منزل شرطین کا انتظار کرنا ہوگا۔ اب'' کلام اللہ'' میں رقم شدہ حرف'' ا '' کو اِسی ہی کی قیمت میں ضرب دی جائے۔ تو حاصل **57707** ہوئے۔ اب ہم خانہ نمبر **6** کے مطابق اِس کا نقش متسع (**9x9**) بنے گا۔ حرف'' ا '' کے دونوں نقوش پیچھے دیئے گئے ہیں۔

ہمیں حرف'' ا '' کی زکات خانہ نمبر **15** کے مطابق زحل کی ساعت میں شروع کرنا ہوگی۔ اور اپنا رُخ خانہ نمبر **12** کے مطابق مشرق کی طرف کرنا ہوگا۔ یہ بات بھی یاد رہے۔ کہ اوپر دیئے گئے دونوں نقوش ایک ہی کاغذ پر آگے پیچھے بنانے ہوں گے۔ اب اِسی طرح کے **9** نقوش (بمطابق خانہ نمبر **8**) کو اِس کے عناصر کے مطابق کام میں لائیں۔ اور بخور اِس حرف کا عودِ سیاہ (بمطابق خانہ نمبر **16**) روشن کریں۔

نقوش لکھنے کے بعد اِس حرف'' ا '' کی عزیمت کو (بمطابق خانہ نمبر **8**) نو (9) مرتبہ پڑھنا ہے۔ (حروف کی مستند عزائم کے لئے **حضرت شیخ ابو العباس احمد بن علی البو نی القر شی** ؒ کی تصانیف **سرایر التکسیر** اور **شمس المعارف و لطائف العوارف** یا **عائلی نقشبندی** صاحب کی تالیف **مکا شفات اسرار** کو ملاحظہ فرمائیں۔ کیونکہ **مکا شفات اسرار** کے صفحہ نمبر **479** تا **534** پر تمام نقوش اور عزائم **تصحیح شدہ** درج کی گئی ہیں)

حرف'' ا '' کی عزیمت یہ ہے۔ جو کہ ہمیں عائلی صاحب کے توسط وتوسل سے ملنا نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اِن کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم o اللھم انی اسئلک یا من لہ العظمۃ و الآ لاء و المجد و الکبریاء یا اللہ یا اللہ یا اللہ یا رباہ یا رباہ یا ہو یا ہو یا ہو یا سیداہ یا سیداہ یا سیداہ اسئلک بسر الا عظم ان تسخر لی روحانیتک و البسنی بحا نورا و جمالا و قبو لا و ان ھبنی سرا من اسرار الا لف اصرفہ فیما ارید ایھا الحرف المتحرک من الیقظۃ و التلقی بشرف اسمک وبا لنار و النور و الظل و الحرور و مما قیل با لنھار و بما اخر جہ القدیم من قدیم و بسر ما وضعت فی اللوح المحفوظ من العلم منشآء الا مور و بسر امدادک الالف وبامرک النا قد بکلیلیا و ملیلیا طلیا و ھلیا و مریا و ثیا و ھیثا وبالف الا مر و بحق اھیا اشرا ھیا اذونائی اصبآ ؤث آل شدآ ئی و الامر العظیم از جر الر ئیس الا کبر ھمطھلفیا ئیل ان تتو کلوا .... العجل الوحا الساعۃ.

اِسی طرح سے ہر حرف کو اس کی مقرر شدہ منزل قمری کے اوقات میں (اس حرف کے مطابق) بخور جلا کر اٹھائیس حروف کی زکات اٹھائیس ایام میں پوری کرنی ہے۔ یوں سمجھیں۔ کہ ہر ہر حرف کی باری ستائیس ایام کے بعد آئے گی۔ اگر اسی پر مدامت رکھیں گے۔ تو ڈھائی سالوں میں تمام حروف کی زکات بآسانی ادا ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

علمائے عاملین اور بزرگان کے مطابق حروف ابجد کی زکات کا طریق: (ساتواں طریقہ) :

اس سلسلہ زکات کو صاحب **جواھر خمسہ** حضرت جناب **محمد غوث گوالیاری شطاری** ؒ اور حضرت **کاش البرنی** ؒ نے اپنی کتب **عامل کامل** (حصہ اول) **قواعد عملیات** اور صاحب **شمع شبستانِ رضا** حضرت جناب اقبال احمد نوری کے علاوہ دیگر کئی مصنفین ومؤلفین نے اپنی اپنی کتب میں انتہائی شرح و بسط سے پیش کیا ہے۔ تا کہ عوام الناس اور اخص الخواص تمامی قسم کے لوگ اِس زکات کو ادا کر کے کثیر الاقسام نعمتوں اور رحمتوں سے مالا مال ہوسکیں۔ اس زکات کا طریقہ کار یہ ہے کہ! ہر ایک حرف کی زکات کے دو طریقے مرسم ومروج ہیں۔ ایک زکاتِ اصغر اور دوسرا زکاتِ اکبر۔

زکاتِ اصغر کا طریقہ یہ ہے۔ کہ ہر روز ایک حرف کی زکات دیں۔ اور **28** ایام میں اٹھائیس حروف کی زکات ادا کریں۔ روزانہ ہر حرف کو با مؤکل **4444** مرتبہ پڑھنا ہوگا۔ ہر حرف کو اسی کی منزل میں شروع کر کے ادا کرنا ہوگا۔ جیسے کہ!

حرف الف کو منزل شرطین میں اور حرف باء کو منزل بطین میں ۔۔۔ **علی ھذا القیاس**۔

زکاتِ اکبر کا طریقہ یہ ہے۔ کہ ایک حرف کو اٹھائیس ایام تک با مؤکل پڑھنا ہے۔ اور روزانہ کی تعداد **4444** مرتبہ ہوگی۔ اور اسی طرح سے ہر حرف کی اٹھائیس ایام میں زکات ادا کرنا ہوگی۔ ہر ایک حرف کو اُسی کی منزل میں ہی شروع کیا جائے گا۔ جیسے حرف الف کو منزل شرطین میں اور حرف باء کو منزل بطین میں ۔۔۔ **علی ھذا القیاس**۔

حضرت ناشاد صاحب ؒ فرماتے ہیں۔ مروجہ ابجد قمری (ا۔ب۔ج۔د۔ھ۔و۔ز۔ح۔ط۔ک۔ل۔م۔ن۔س۔۔) کی ترتیب کہاں سے آئے؟ جس کسی سے بھی پوچھا۔ لاعلمی کا اِظہار کرنے لگتے ہیں۔ اور بندگانِ خدا اسی کے پیچھے پڑے ہیں۔ جنہیں کہ وہ جانتے بھی

نہیں۔ یہ بات عوام الناس تک ہی محدود ہے۔ خواص میں شمار حضرات (گنتی کے فقط چند ماہر صفت لوگ) بھی اِس بارے میں بہت کم جانتے ہیں۔ اور جو جانتے بھی ہیں۔ تو کسی کو بتانے میں تامل کرتے ہیں۔ آیئے ہم اِس راز سے بلا دریغ پردہ اُٹھاتے ہیں۔

ہرمس الہرامسہ حضرت اخنوع یعنی ادریسِ نبی علیہ السلام نے اِن کلمات (ترتیبِ آدم) کو مدنظر رکھ کر آٹھ الفاظ (جو کہ مذکورہ بالا جدول کے کلماتِ ابجد کے کالم میں دیئے گئے ہیں) بامعنی بنائے ہیں۔ (کتابِ مستطاب **مکاشفات اسرار** میں اِن کی مزید وضاحت اور اِن کلمات کے معنی بھی دیئے گئے ہیں۔ وہاں سے دیکھے جاسکتے ہیں) مگر اِس کے لئے ضروری ہے۔ کہ کسی اچھی تقویم یا جنتری وغیرہ سے منازل قمر کے اوقاتِ داخلہ لے کر اپنا پرگرام طے کرلیں۔ علمائے عاملین کے نزدیک ہر اسم کو پڑھنے کے بھی کئی ایک طریقے مستعمل و مروج ہیں۔ مثلاً !

1۔ **اجب یا اسرا فیل بحق الف۔** (بمطابق مؤکل)

2۔ **اجب یا اسرا فیل بحق الف یا آ ئیل۔** (بمطابق مؤکلات)

3۔ **اجب یا اسرا فیل بحق الف، الله لا اله الا هو ۔ الحی القیوم۔** (بمطابق مؤکلات وآیت)

4۔ **اجب یا اسرا فیل یا آ ئیل بحق الف یا الله یا احد یا اول۔** (بمطابق مؤکلات واسمائے الہیہ)

اِسی ضمن میں صاحب جواہر خمسہ فرماتے ہیں۔ کہ جب عامل یہ چاہے۔ کہ دعوتِ حروفِ تہجی با اعتبارِ بنیان (جیسے کہ نمبر 3 اور 4 میں دیا گیا ہے) تو اِن حروف سے اسمائے حسنیٰ نکالے جائیں گے۔ لیکن **اسمآءُ الحُسنٰی** ایک یا تین یا پانچ سے زیادہ نہ ہوں۔ کیونکہ اسمائے حسنیٰ کی برکات سے مؤکلات جلد مانوس ہو جایا کرتے ہیں۔

2۔ اگر کوئی شخص پوری عزیمت کو بمطابق صاحب **جواہرِ لطیفه مع مجرباتِ قطبیه** جناب خورشید احمد صدیقی چشتی قادری شطاریؒ زکاتِ اکبر کثیر تعداد پر تو مُشتمل ہے (جس کا مکمل طریقہ پچھلے صفحات پر بھی دیا گیا ہے) اس زکات کی ادائیگی کے بعد صاحب زکات کو مداومت کی ضرورت قطعاً پیش نہیں آتی۔ اور ایسا خوش قسمت اور بانصیب شخص عظیم الشان کرامات وتصرفات اور خوارق عادات کا حامل ہو جاتا ہے۔ اور ایسا عامل کامل دوسروں کو بھی اِذن دے سکتا ہے۔

حروف ابجد کی زکات کا عجب طریق: (آٹھواں طریقہ) :

3۔ اِسی ضمن میں میرے باطنی اُستاذِ محترم جناب قبلہ فقیر غلام الرسول میمن ناشادؒ (کتابِ مستطاب **مکاشفات اسرار** کے صفحہ نمبر **114**) فرماتے ہیں۔ کہ! کسی زمانے میں جناب حضرت ناشادؒ صاحب کی کسی صاحبِ کشف بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ جب اعمال کی بات چلی۔ تو اُس (صاحب کشف بزرگ) نے بتایا۔ کہ! مَیں ابجد کا عامل ہوں۔ اور یہ سارا کشف اِسی (ابجد کے عامل ہونے کی وجہ) کے مرہونِ منت ہے۔ جب اِس سے پوچھا۔ کہ! کیسے؟ تو اُنہوں نے فرمایا۔ کہ اِن آٹھ کلماتِ ابجد کو فرداً فرداً اُن کی تعداد مطابق (جیسے کہ اگلے صفحے پر ایک جدول میں مکمل تفصیل سے دیا گیا ہے)۔۔۔ بعدہٗ منجملہ کلمات کے اعداد کے مطابقبا مؤکل کل حروف کو آٹھ روز تک پڑھا۔ اَب اگر میری نظر اُٹھتی ہے۔ تو ہندوستان تک بھی پہنچ جاتی ہے۔ بس یہی ہے راز (اِس کشفی صلاحیت کا)۔ پھر اُنہوں نے تجربہ بھی کر کے دکھایا۔۔۔

نمبر شمار	یومِ ریاضت	کلماتِ ابجد	تعدادِ وِرد
1	اتوار	ابجد اِی اَبی و جد نی المعصیة	10.مرتبہ
2	سوموار	هوز اِی تبع هو اه	18.مرتبہ
3	منگل	حطی اِی حط ذ نبه با لتو بة و الا ستغفار	27.مرتبہ
4	بدھ	کلمن اِی تکلم بکلمة فتاب علیه بقبول و الرحمة	140.مرتبہ
5	جمعرات	سعفص اِی ضاق علیه الد نیا فا قبض	300.مرتبہ
6	جمعہ	قر شت اِی اقر بذ نبه فشر ف با لکرا مة	700.مرتبہ
7	ہفتہ	ثخذ اِی اخذ من الله القوة	1800.مرتبہ
8	اتوار	ضظغ اِی سد عنه نزغ الشیطان وبالعز یمة	2700.مرتبہ

سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی کی زکات کا طریق:

یہ سلسہ زکات الہامی والقائی ہے۔ جس عظیم المرتبت بزرگ سے یہ طریقہ زکات منقول ومرفوع ہے۔ اُن بزرگ نے اپنا نام شائع کروانے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اُن کی طرف سے بخوشی اس عمل کی ہر(**صحیح العقید ہ سُنی**) مسلمان کو اجازت بھی عام ہے۔ مگر یاد رہے۔ کہ! اِس ریاضت کے دوران انتہادرجے کے دِل دہلا دینے والے مناظر سے سامنا ہوتا ہے۔ کمزور دل کے لوگ تو شاید اپنی قیمتی حیاتی سے ہی ہاتھ دھوبیٹھیں۔ جوبھی شخص سورہ فاتحہ یا آیت الکرسی کی اِس زکات کوادا کرنے کا متمنی ہو۔ چاہیئے کہ! زکات کے پانچ چلے پورے کرے پچاس ایام کا ایک چلہ ہوگا۔ ہمتِ مَرداں۔ مددِ خُدا۔ یہ لازمی نہیں ہے۔ کہ! پانچوں چلوں کو مسلسل ولگا تار مکمل کیا جائے۔ بلکہ اپنی صوابدید کے مطابق اگر وہ چاہے۔ تو چلوں کے درمیان چند ہفتوں، مہینوں یا سالوں کا وقفہ بھی رکھ سکتا ہے۔ مگر مسلسل ولگا تار چلوں کا تو مزہ ہی کچھ اور ہے۔

☆ پہلے چلے کی نیت یہ ہو۔ کہ اس چلہ زکات کو صرف ذاتِ باری تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے حصول کے لئے کیا جا رہا ہے۔

☆ دوسرے چلے کی نیت یہ ہو۔ کہ اس کا ثواب آنحضور نبی مکرم ﷺ اور اہلِ بیتِ رضوان کی ارواحِ مطہرات کو پہنچے۔

☆ تیسرے چلے کی نیت یہ ہو۔ کہ اس چلہ زکات کا ثواب تمام صحابہ کرامؓ، تابعین وتبع تابعینؒ اور تمام اولیائے کرامؒ کی ارواح کو پہنچے۔

☆ چوتھے چلے کی نیت یہ ہو۔ کہ اس چلہ زکات کا ثواب حضرت آدمؑ سے لے کر حضور سید المرسلین ﷺ کی اُمت کے آخری پیدا ہونے والے بچے اور بچی تک (بشمول صاحب ریاضت) تمام مسلمانوں کی ارواح کو پہنچے۔

☆ پانچویں چلے کی نیت یہ ہو۔ کہ اس چلہ زکات کا مقصد ونیت صرف اور صرف یہ ہو۔ کہ اس سورت یا آیت الکرسی کا دائمی فیض مجھے اور میری آل واولاد کو دائماً پہنچتا رہے۔ انشاء اللہ العظیم۔

طریقہ زکات :

پانچوں چلوں کی ترتیب یہ ہوگی۔ کہ پرہیز روحانی، صوم وصلاۃ درخلوت، بعد ہر نماز ریاضتِ مقصودہ (سورہ فاتحہ یا آیت الکرسی) کو **313** مرتبہ پڑھا جائے گا۔ اور رات کو **1000** مرتبہ پڑھا جائے گا۔ (یاد رہے۔ کہ! حتی الامکان کوشش کی جائے۔ کہ رات کو ایک ہزار(**1000**) کی تعداد ایک ہی نشست میں پوری ہوجائے۔ لیکن اگر کوئی تقاضا (وضو یا استنجاء وغیرہ) پیش آجائے۔ تو آنے والا دردِ پاک پڑھ کر اُسی تعداد پر رُک جائیں۔ اور بعد از وضو دوبارہ دردِ پاک پڑھ کر اُسی تعداد سے شروع کریں۔ لیکن ایک ہزار کی تعداد کی تکمیل بہر صورت اُسی ہی رات میں بعد نمازِ عشاء سے قبل نمازِ فجر تک لازماً ختم کرنا ہوگی) اول وآخر **101** مرتبہ یہ درود پڑھا جائے گا۔

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم o اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمدوعلیٰ آلِ سیدنا و مولانا محمد صلوٰۃً دَائِمَۃً مَّقبو لَۃً تُوَدِّی بِھَا عَنَّا حَقَّہُ العَظِیم۔

سلسلہ سروری قادری کے بزرگان کے مطابق سورہ مزمل کی زکات کا طریق:

اس سلسلہ زکات کو حضرت فقیر نور محمد صاحب سروری قادریؒ نے حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ کی تصانیف سے بڑی شرح وبسط سے نقل فرمایا ہے۔ کیونکہ حضرت سلطان باہوؒ نے فرمایا ہے۔ لہذا اس سورہ مبارکہ کی زکات کے دو طریقے بطورِ تبریک یہاں پر درج کئے جا رہے ہیں۔

ہر کہ میخواند سورہ مزمل میشود کامل اکمل مکمل

طریقہ نمبر 1:

عروج ماہ میں خمیس کی رات یا دن کو مکمل خلوت کے اندر پرہیز روحانی کے ساتھ ایک ہی نشست میں دوصد(200) مرتبہ سورہ مزمل کو روزانہ پانچ روز تک پڑھنا شروع کرے۔ اور ہر مرتبہ سورہ مزمل اس طرح پڑھا کرے۔

بسم اللہ الر حمن الر حیم o اللہ لا الہ الا ھو o یا یھاا لمزمل قم۔۔۔۔ آخر تک۔

تا کہ عامل رجعت سے محفوظ رہے۔ اور ہر روز پڑھنے سے پہلے غسل کر کے پاک صاف ومعطر لباس زیب تن کرلیا کرے۔ پس زکات ادا ہوگئی۔ زکات کے بعد روزانہ کسی بھی وقت گیارہ، اکیس یا اکتالیس مرتبہ سورہ مزمل کو لازمی پڑھتا رہے۔ فقیر نور محمد صاحبؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ بعد از زکات بوقت تہجد سورہ کا پڑھنا سونا، قبل طلوع آفتاب پڑھنا چاندی اور بعد طلوع آفتاب پڑھنا تانبے کی مانند ہے۔

طریقہ نمبر 2:

عروج ماہ میں نصف شب خمیس کو غسل کر کے پاک صاف و معطر لباس زیب تن کر کے جائے۔ پھر پاک و مصفی جگہ پر کھڑے ہو کر درودِ پاک دس مرتبہ پڑھے۔ پھر ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر اکتالیس مرتبہ سورہ مزمل پڑھے۔ پھر سو مرتبہ **یا اللہ** کہے۔ اور سو مرتبہ "**یا محمد فریاد رس**" کہے۔ یہ عمل سات رات تک متواتر بلا ناغہ کرتا رہے۔ اس زکات کی برکت سے عامل کی جملہ مشکلات بفضلِ خُدا حل ہوں گی۔ تمام حاجات بفضلِ خُدا پوری ہوں گی۔ اور عامل کا دل بھی زندہ ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالی۔ اور عامل کی دعوت کا عمل رواں اور جاری ہو جائے گا۔ جس شخص کی دعوت جاری نہ ہوتی ہو۔ اس کے لئے یہ عمل ہفت اقلیم اور اکسیرِ نہ تمام سے قطعی کم نہیں ہے۔ ایک پاؤں پر کسی درخت کی ٹہنی پکڑے۔ یا درخت کی شاخ کو رسی سے باندھ لے۔ اگر کسی مکان میں یہ عمل کرے۔ تو کسی دیوار یا چھت پر کیل مضبوطی سے گاڑھ کر رسی یا ڈوری باندھ کر اسے ہاتھ سے پکڑ کر کھڑے کھڑے یہ عمل تمام کرے۔

سورہ فاتحہ کی زکات کا عجیب و غریب اور نہایت پر تاثیر و سریع الا جابت :

کافی عرصہ پہلے میری (مؤلفِ کتاب ہٰذا محمد عبد الرؤف القادری کی) ملاقات کراچی کے ایک بزرگ سے ہوئی۔ جو کہ خود کو حضرت کاش البرنیؒ کا شاگرد بتاتے تھے۔ اُنہوں نے اپنے چند تجربات کا مجھے مشاہدہ بھی کرایا۔ اُن کی کشفی صلاحیت بھی کافی حد تک حیران کن تھی۔ اُنہوں نے بتایا۔ کہ سب کچھ اُنہیں سورہ فاتحہ کی ریاضت سے نصیب ہوا ہے۔ اُنہوں نے مکمل طریقہ کار معہ اجازت راقم کو عطا فرمایا۔ جو کہ قارئین و شائقین کے حضور میں خلوص قلب سے پیشِ خدمت ہے۔

بسم الله الر حمٰن الر حيم o الحمد لله رب العٰلمين o يا حي يا قيوم اجب يا روقيا ئيل سميعا مطيعا أنت و خدامك المذهب بحق الحمد لله رب العٰلمين وبحق الحي القيوم و بحق سيدنا محمد عليه الصلاة و السلام و بحر مة الملٰئكة المؤ كلين بقوآ ئم العرش أ بجد.

بسم الله الر حمٰن الر حيم o الر حمٰن الر حيم o يا رؤف يا عطوف اجب يا جبرآ ئيل عليه السلام سميعا مطيعا أنت و خدامك مرة الأ بيض بحق الر حمٰن الر حيم وبحق الرؤف العطوف و بحق سيدنا محمد عليه الصلاة و السلام و بحر مة الملٰئكة المؤ كلين بقوآ ئم العرش هو ز ح.

بسم الله الر حمٰن الر حيم o مٰلك يوم الدين o يا مقلب القلوب و الا بصار اجب يا سمسما ئيل سميعا مطيعا أنت و خدامك ألا حمر بحق مٰلك يوم الد ين وبحق المقلب القلوب و الا بصار و بحق سيدنا محمد عليه الصلاة و السلام و بحر مة الملٰئكة المؤ كلين بقوآ ئم العرش طيكل.

بسم الله الر حمٰن الر حيم o اياك نعبد و اياك نستعين o يا سريع يا رقيب اجب يا ميكا ئيل عليه السلام سميعا مطيعا أنت و خدامك برقان بحق اياك نعبد و اياك نستعين وبحق السريع الر قيب و بحق سيدنا محمد عليه الصلاة و السلام و بحر مة الملٰئكة المؤ كلين بقوآ ئم العرش منسع.

بسم الله الر حمٰن الر حيم o اهد نا الصراط المستقيم o يا قادر يا مقتدر اجب يا اسرافيل عليه السلام سميعا مطيعا أنت و خدامك شمهورش بحق اهدنا الصراط المستقيم وبحق القادر المقتدر و بحق سيدنا محمد عليه الصلاة و السلام و بحر مة الملٰئكة المؤ كلين بقوآ ئم العرش فصقر.

بسم الله الر حمٰن الر حيم o صراط الذين انعمت عليهم o يا عليم يا حكيم اجب يا عينيا ئيل سميعا مطيعا أنت و خدامك زو بعة أ بيض بحق صراط الذين انعمت عليهم وبحق العليم الحكيم و بحق سيدنا محمد عليه الصلاة و السلام و بحر مة الملٰئكة المؤ كلين بقوآ ئم العرش شتثخ.

بسم الله الر حمٰن الر حيم o غير المغضوب عليهم ولا الضآ لّين o آمين . يا قا هر يا عزيز اجب يا كسفيا ئيل

سميعا مطيعا أنت و خدامک ميمون سياف السحا بی بحق غير المغضوب عليهم ولا الضآ لّين o وبحق القا هر العزيز و بحق سيدنا محمد عليه الصلاة و السلام و بحر مة الملٰئكة المؤ كلين بقوآ ئم العرش ذ ضظغ.

اقسمت عليكم يا ملٰئكة الروحا نيين من العلويات و السفليات ويا خدام فاتحة الكتاب أ جيبونی و امددنی و أ عينونی فی جميع امور الوحا الوحا العجل العجل الساعة الساعة بحق السبع المثا نی و القرآن العظيم وبحق الاسرار و البركات فيهما وبحق ما تعتقدونه من العظمة و البرهان وبحر مة سيدنا محمد عليه الصلاة و السلام. اللهم سخر لی عبدک الرفرف الاخيضر. انک علٰی كل شیء قد يرo بر حمتک يارحم الراحمينo

مجرب عمل برائے سیف القلم وسیف الزبان ہونے:

ہمارے روحانی استاذ فقیر غلام الرسول میمن ناشادؒ اپنے ایک گراں مایہ مکتوب عالیہ میں توصیف کے ساتھ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنی زندگی میں جتنے بھی عجائبات و بدیعات سے معمور و مزین نوادرات سے قیمتی جہاں کے مخفی نقوش پائے ہیں۔ ان میں کوئی اور کسی بھی قسم کی میزان نہیں ہوتی۔ انہیں میں سے **سورہ اخلاص** کی ایک دعوت ہے جو کہ **احیاء العلوم جمیعه** ہے۔

بسم الله الر حمن الرحيم o قل هو الله احد اجب دعوتی حيا يا جبرا ئيل . الله الصمد اجب دعوتی حيا يا ميكا ئيل . لم يلد ولم يو لد اجب دعوتی حيا يا اسرا فيل . ولم يكن له كفوا احد اجب دعوتی حيا يا عزرا ئيل o

اگر کسی بھی طرح سے اس دعوت احیاء العلوم جمیعه کا چلہ (پرہیز روحانی) نکال لیا جائے تو صاحب دعوت ہذا سیف القلم وسیف الزبان ہوجائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ ایسے عامل کی ہر بات وتحریر سیف قاطع ہوگی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ چاہیے کہ **فقیر غلام الرسول میمن ناشادؒ** کے درجات کی بلندی کی ضرور دعا کریں۔ اور ان کی روح کے لئے ایک مرتبہ سورہ فاتحہ، تین مرتبہ سورہ اخلاص اور ایک مرتبہ سورہ یسین وسورہ مُلک پڑھ کر لازمی ایصال ثواب کریں۔ کیونکہ اِنہی کی بدولت یہ عمل ہمیں نصیب ہوا۔

عجیب وغریب قواعد وضوابط برائے عاملین وشائقینِ عملیات

معرفت برائے غرہ رمضان المبارک، ذی الحجه ومحرم الحرام:

حضرت کاش البرنیؒ اپنی تصنیف جلیلہ تقویم المؤمنین میں رقمطراز ہیں کہ درج ذیل میں جو چند نکات دئے گئے ہیں ان کی مدد سے تاقیامت رمضان، ذی الحجہ اور محرم الحرام کے تعین میں قطعی طور پر شک نہیں ہوسکتا۔

1۔ ٦ محرم، یکم رمضان اور دس ذی الحجہ ایک ہی دن وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

2۔ ٤ صفر، یکم رمضان اور دس ذی الحجہ ایک ہی دن وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

3۔ ٣ ربیع الاول، یکم رمضان اورردس ذی الحجہ ایک ہی دن وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

4۔ یکم ربیع الثانی، یکم رمضان اوردس ذی الحجہ ایک ہی دن وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

5۔ ٧ جمادی الاول، یکم رمضان اوردس ذی الحجہ ایک ہی دن وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

6۔ پانچ جمادی الثانی، یکم رمضان اوردس ذی الحجہ ایک ہی دن وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

7۔ چار رجب، یکم رمضان اوردس ذی الحجہ ایک ہی دن وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

8۔ دوشعبان، یکم رمضان اوردس ذی الحجہ ایک ہی دن وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

9۔ پانچ ذی قعد، یکم رمضان اوردس ذی الحجہ ایک ہی دن وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ 10۔ دس محرم الحرام جس دن ہوگا اسی دن یکم
صفر اور یکم رجب المرجب واقع ہوں گے۔ 11۔ محرم الحرام اور شوال المکرّم ایک ہی دن واقع ہوں گے۔ 12۔ صفر المظفر
اور رجب المرجب ایک ہی دن واقع ہوں گے۔ 13۔ ربیع الاول اور ذی الحجہ ایک ہی دن واقع ہوں گے۔ 14۔ یکم ربیع
الثانی، یکم رمضان ایک ہی دن واقع ہوں گے۔ 15۔ جمادی الثانی اور ذی قعد ایک ہی دن واقع ہوں گے۔

طریقہ استخراج اول تاریخ ماہ قمری :

اس عظیم المرتبت طریقہ کو برصغیر کے مشہور و معروف عامل کامل حضرت کاش البرنیؒ ، حضرت امام جعفر صادقؓ سے روایت کرتے ہوئے اپنی کتاب تقویم المؤمنین المعروف بہ تقویم شرعی میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ! جو بھی شخص ماہ ہجری کے مہینوں کی پہلی تاریخ دریافت کرنے کا متمنی ہو۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ مطلوبہ سن ہجری میں سے نوسوستاسی (987) تفریق کر کے جو باقی بچے۔ اس کو آٹھ پر تقسیم کر دے۔ اور درج ذیل جدول کو مدنظر رکھتے ہوئے خانوں کے اوپر والے اعداد پر نظر کرے۔ اس عدد کے نیچے اور مہینہ کے سامنے پہلی تاریخ کا دن معلوم ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جدول معرفت برائے طریقہ استخراج اول تاریخ ماہ قمری

ماہ قمری	حروف	1	2	3	4	5	6	7	8
محرم الحرام	ب	اتوار	جمعرات	منگل	ہفتہ	بدھ	سوموار	جمعہ	بدھ
صفرالمظفر	د	منگل	ہفتہ	جمعرات	سوموار	جمعہ	بدھ	اتوار	جمعہ
ربیع الاوّل	ھ	بدھ	اتوار	جمعہ	منگل	ہفتہ	جمعرات	سوموار	ہفتہ
ربیع الثانی	ز	جمعہ	منگل	اتوار	جمعرات	سوموار	ہفتہ	بدھ	سوموار
جمادی الاوّل	ا	ہفتہ	بدھ	سوموار	جمعہ	منگل	اتوار	جمعرات	منگل
جمادی الثانی	ج	سوموار	جمعہ	بدھ	اتوار	جمعرات	منگل	ہفتہ	جمعرات
رجب المرجب	د	منگل	ہفتہ	جمعرات	سوموار	جمعہ	بدھ	اتوار	جمعہ
شعبان المعظم	و	جمعرات	سوموار	ہفتہ	بدھ	اتوار	جمعہ	منگل	سوموار
رمضان المبارک	ز	جمعہ	منگل	اتوار	جمعرات	سوموار	ہفتہ	بدھ	سوموار
شوال المکرّم	ب	اتوار	جمعرات	منگل	ہفتہ	بدھ	سوموار	جمعہ	بدھ
ذی قعد	ج	سوموار	جمعہ	بدھ	اتوار	جمعرات	منگل	ہفتہ	جمعرات
ذی الحجہ	ھ	بدھ	اتوار	جمعہ	منگل	ہفتہ	جمعرات	سوموار	ہفتہ

☆ اعدادِ جفریہ کے مفاہیم :

جفر و عملیات کی کتب میں اکثر آتا ہے۔ کہ فلاں اعداد میں سے 30 کم کرو۔ 9 زیادہ کرو۔ 7 پر تقسیم کرو۔ 12 سے ضرب دو۔ 4 پر تقسیم کرو وغیرہ وغیرہ۔ تو عزیزانِ ذی مقام! یہ اعداد کوئی فرضی یا ایسے ویسے اعداد نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی غرض و غایت کچھ اس طرح سے ہے کہ ! 30 سے مراد درجات ہیں۔ 28 سے مراد منازل قمر یا اعداد حروف ابجدیہ ہیں۔ 12 سے مراد بروج ہیں۔ 9 سے مراد آسمان ہیں۔ 7 سے مُراد ستارے ہیں۔ 4 سے مراد اربعہ عناصر (جیسے آتش۔ باد۔ آب۔ خاک)

ہجری سنہ کی دائمی جنتری :

یہ طریقہ مجھے جناب لیاقت منجم صاحب کی سالانہ جنتری سے دستیاب ہوا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے۔

مطلوبہ سن ہجری کو 8 پر تقسیم کریں۔ پھر جو باقی بچے۔ اس کو جدول کے باقی اعداد والے کالم کے تحت تلاش کریں۔ اس ہندسے کے اوپر مطلوبہ ماہ کے مقابل جو بھی دن ہوگا۔ وہی چاند کے طلوع ہونے کا دن ہوگا۔ جیسے کہ تمثیلاً یہاں پر بیان کیا جاتا ہے۔

1374ھ کو محرم کی پہلی تاریخ کس دن تھی ؟

1374 ÷ 8 = 171.75 باقی 6 بچے۔

پس باقی اعداد والے کالم کے تحت 6 کے ہندسے کے اوپر ماہِ محرم کے مقابل چاند کا طلوع ہونا منگل وار کو ثابت ہوتا ہے۔ غرضیکہ جنتری مذکورہ ہزاروں سال پیشتر اور ہزاروں برس آئندہ 99% درست و کارآمد ثابت ہوگی۔ انشاء اللہ العظیم۔ ہجری سنہ کی دائمی جنتری کا جدول اگلے صفحہ پر دیا گیا ہے۔

ماہ ہجری	جمادی الاول	ربیع الثانی رمضان	شعبان	ربیع الاول ذی الحجہ	صفر رجب	جمادی الثانی ذی قعد	شوال محرم	باقی اعداد
ایام	اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھوار	منگل وار	سوموار	1
ایام	سوموار	اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھوار	منگل وار	6
ایام	منگل وار	سوموار	اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھوار	3
ایام	بدھوار	منگل وار	سوموار	اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	5 یا 0
ایام	جمعرات	بدھوار	منگل وار	سوموار	اتوار	ہفتہ	جمعہ	2
ایام	جمعہ	جمعرات	بدھوار	منگل وار	سوموار	اتوار	ہفتہ	7
ایام	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھوار	منگل وار	سوموار	اتوار	4
تاریخ	7	6	5	4	3	2	1	0
تاریخ	14	13	12	11	10	9	8	0
تاریخ	21	20	19	18	17	16	15	0
تاریخ	28	27	26	25	24	23	22	0
تاریخ	0	0	0	0	0	30	29	0

دو ہزار برس کا عیسوی (انگریزی) کیلنڈر :

یہ قاعدہ بھی حضرت کاش البرنیؒ کا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں۔ کہ! کیلنڈر ہذا 14 ستمبر 1752 عیسوی سے لے کے 3699 عیسوی تک کام دے سکتا ہے۔ اس حسابی نظام سے کسی بھی تاریخ اور کسی بھی سن آسانی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اس حسابی نظام کو سمجھنے کے لئے 4 جدول پیش کئے جا رہے ہیں۔ اِن چاروں جداول میں حتی الامکان کوشش کی گئی ہے۔ کہ کوئی غلطی نہ ہونے پائے۔ تا کہ قارئینِ کتاب ہذا اس تحقیق سے بخوبی مستفید و منتفع ہوسکیں۔ جو کہ درجِ ذیل ہیں۔

جدول نمبر 1 دنوں کے غیبی اعداد

اسمائے ایام	سوموار	منگلوار	بدھوار	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار
غیبی اعداد	1	2	3	4	5	6	0

جدول نمبر 2 مہینوں کے غیبی اعداد

اسمائے ماہ	جنوری	فروری	مارچ	اپریل	مئی	جون	جولائی	اگست	ستمبر	اکتوبر	نومبر	دسمبر
غیبی اعداد	2	5	5	1	3	6	1	4	0	2	5	0

نوٹ: اگر لیپ کا سال ہو۔ تو جنوری کا 1 اور فروری کے 4 عدد لیں گے۔ باقی ماہ ویسے ہی رہیں گے۔

جدول نمبر 4 صدیوں کے غیبی اعداد :

صدیوں کے غیبی اعداد	6	5	4	3	2	1	0
صدیاں	0	1900	2000	0	1700	0	1800
صدیاں	0	2300	2400	0	2100	0	2200
صدیاں	0	2700	2800	0	2500	0	2600
صدیاں	0	3100	3200	0	2900	0	3000
صدیاں	0	3500	3600	0	3300	0	3400

جدول نمبر 3 برسوں کے غیبی اعداد :

غیبی اعداد	6	5	4	3	2	1	0	6	5	4	3	2	1	0
برس	5	4	0	3	2	1	0	0	0	0	0	0	0	0
برس	16	0	15	14	13	12	0	11	10	9	8	0	7	6
برس	0	27	26	25	24	0	23	22	21	20	0	19	18	17
برس	39	38	37	36	0	35	34	33	32	0	31	30	29	28
برس	50	49	48	0	47	46	45	44	0	43	42	41	40	0
برس	61	60	0	59	58	57	56	0	55	54	53	52	0	51
برس	72	0	71	70	69	68	0	67	66	65	64	0	63	62
برس	0	83	83	81	80	0	79	78	77	76	0	75	74	73
برس	95	94	93	92	0	91	90	0	0	99	98	97	96	0

نوٹ: مندرجہ بالا جدول سال 1 سے لے کر 99 تک کا ہے۔

تمثیل برائے معلوماتِ دن : **25 دسمبر 2018** ء کو کون سا دن ہوگا ؟

تاریخ کا عدد: 25 دسمبر کا عدد : 0

صدی کا غیبی عدد : 4 برس کا غیبی عدد : 1

کُل اعداد کی میزان : 30 چونکہ ہفتے کے کل ایام 7 ہوتے ہیں لہذا : **30 ÷ 7 = 4** باقی **2**

جدول نمبر 1 کے مطابق : لہذا **25** دسمبر **2018** ء کو منگلوار کا دن ہی ہوگا۔

بچہ کب پیدا ہوگا ؟

یہ قاعدہ حضرت کاش البرنیؒ کا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں۔ کہ جس ماہ پچھلی دفعہ حیض آئے۔ اور اس کے بعد بند ہوگیا ہو۔ یعنی کہ حمل ٹھہر گیا ہو۔ اس کے مقابل کے مہینوں میں عددِ قسمت کو جمع کریں۔ تو وہ تاریخ معلوم ہوگی۔ جب بچہ پیدا ہوگا۔

مثلاً اگر پچھلی دفعہ حیض ماہ مارچ کی 10 تاریخ کو آیا تھا۔ تو اس کے مقابلے دسمبر اور عددِ قسمت 5 ہے۔ اس میں 10 دن مارچ کے مزید مِلائے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ دسمبر کی 15 کو پیدا ہوگا۔ یہ قیاس و اندازہ ایک اوسط صحت کی عورت کے متعلق ہے۔ اس میں 1 سے 3 دن کی کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ یہ قاعدہ بارہا کا آزمایا ہوا ہے۔ اس قاعدے کا جدول یہاں پر نہایت وضاحت سے پیشِ خدمت ہے۔

اسمائے ماہ جس میں آخری دفعہ حیض آیا۔	بچے کے پیدا ہونے کا ماہ	اعدادِ قسمت
جنوری	اکتوبر	**7**
فروری	نومبر	**7**
مارچ	دسمر	**5**
اپریل	جنوری	**4**
مئی	فروری	**4**
جون	مارچ	**7**
جولائی	اپریل	**6**
اگست	مئی	**7**
ستمبر	جون	**7**
اکتوبر	جولائی	**7**
نومبر	اگست	**7**
دسمبر	ستمبر	**6**

چند جفری قواعد و اصطلاحات :

یہ قواعد و اصطلاحات تقریباً جفر کی جُملہ کُتب میں بھی دستیاب ہوں گے۔

☆ **تعریفِ ابجد :** ابجدِ قمری دراصل حروف تہجی کی ایک مخصوص و معروف ترتیب و ترکیب کو کہا جاتا ہے۔ جو کہ اٹھائیس حروف پر مُشتمل ہے۔ جِس کع عرفِ عام میں ابجد قمری بھی کہتے ہیں۔ اور اس کو عموماً دو طرح سے پڑھا جاتا ہے۔

☆ **ابجد. ہوزح. طیکل . منسع . فصقر . شتشخ . ذ ضظغ .**

☆ **ابجد ۔ ہوز ۔ حطی ۔ کلمن ۔ سعفص ۔ قرشت ۔ ثخذ ۔ ضظغ ۔**

ابجد قمری مع اعداد (ہر حرف کا ایک عدد یعنی Value ہے) کا ٹیبل یہ ہے۔

ا	ب	ج	د	ھ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
1	**2**	**3**	**4**	**5**	**6**	**7**	**8**	**9**	**10**	**20**	**30**	**40**	**50**
س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
60	**70**	**80**	**90**	**100**	**200**	**300**	**400**	**500**	**600**	**700**	**800**	**900**	**1000**

☆ تعریفِ ابتث یا ابجدِ شمسی :

ابجد شمسی مع اعداد (ہر حرف کا ایک عدد یعنی Value ہے) کا ٹیبل یہ ہے۔ یہ دراصل حروف تہجی کی وہ قسم ہے۔ جو کہ جملہ مسلم دنیا بالخصوص برصغیر پاک وھند میں رائج و مروج ہے۔ جِس کو سکول و مدارس میں پڑھایا جاتا ہے۔ جیسے کہ! ا ۔ب ۔ت ۔ث ۔ج ۔ح ۔خ ۔د ۔۔۔۔۔ ابجد شمسی کو ابجد آدمؑ ، ابجدِ علوی (حضرت علی المرتضیٰؓ) اور ابجد ابتث بھی کہا جاتا ہے۔

ا 1	ب پ 2	ت ٹ 3	ث 4	ج چ 5	ح 6	خ 7
د ڈ 8	ذ 9	ر ڑ 10	ز ژ 20	س 30	ش 40	ص 50
ض 60	ط 70	ظ 80	ع 90	غ 100	ف 200	ق 300
ك گ 400	ل 500	م 600	ن 700	و 800	ھ 900	ی ے 1000

یہاں پر یہ بات تخصیص کے ساتھ بیان کی جاتی ہے۔ کہ عملیاتی دنیا میں عموماً (95%) ابجد قمری مستعمل ہے۔ لیکن ابجد شمسی بلحاظِ تاثیر و سرعت ، ابجد قمری سے کئی گُنا زیادہ ہے۔ بقولِ استادِ مُحترم **فقیر غلام الرسول میمن ناشاد**ؒ ، قمری ابجد ہم لوگوں کی گُھٹی میں پڑا ہے۔ (کاش کہ صادق و کامل عاملین کی کتب ابجد قمری کے ساتھ ساتھ ابجد شمسی کے اعمال سے بھی مزین ہوتیں)۔

ابجدِ عربی عددی و عربی عددی قمری کا ٹیبل یہ ہے۔

حروف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
ابجد عربی عددی	احد	اثنین	ثلاثہ	اربعہ	خُمسہ	سِتہ	سبعہ	ثمانیہ	تِسعہ	عشرہ	عشرین	ثلثین	اربعین	خمسین
تعدادِ حرفی	3	5	5	5	4	3	4	6	4	4	5	5	6	5
ابجد عربی عددی قمری	**13**	**611**	**1036**	**278**	**705**	**465**	**136**	**606**	**535**	**575**	**630**	**1091**	**333**	**760**
حروف	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
ابجد عربی عددی	ستین	سبعین	ثمانین	تسعین	مائۃ	مآتین	ثلاثہ مائۃ	اربعہ مائۃ	خُمسہ مائۃ	ستہ مائۃ	سبعہ مائۃ	ثمانیہ مائۃ	تسعہ مائۃ	اَلف
تعدادِ حرفی	4	5	6	5	4	5	9	9	8	7	8	10	8	3
ابجد عربی عددی قمری	**520**	**192**	**651**	**590**	**456**	**501**	**1492**	**734**	**1161**	**921**	**593**	**1062**	**991**	**111**

ابجد ملفوظی قمری مع اعداد (ہر حرف کے اعداد یعنی Values) کا ٹیبل یہ ہے۔

الف	با	جیم	دال	ہا	واؤ	زا	حا	طا	**یا**	کاف	لام	میم	نون
111	3	53	35	6	13	8	9	10	11	101	71	90	106
سین	عین	فا	صاد	قاف	را	شین	**تا**	**ثا**	خا	ذال	ضاد	ظا	غین
120	130	81	95	181	201	360	401	501	601	731	805	901	1061

ابجد قمری کے مؤکلات کا ٹیبل یہ ہے۔

ا	ب	ج	د	ھ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
اسرافیل	جبرائیل	کلکائیل	دردائیل	دوریائیل	رفتمائیل	شرفائیل	تنکفیل	اسمائیل	سراکیتائیل	حروزائیل	طاطائیل	رویائیل	حولائیل
س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
ھمواکیل	لومائیل	سرھماکیل	اھجمائیل	عطرائیل	امواکیل	ھمرائیل	عزرائیل	میکائیل	مھکائیل	اھرائیل	عطکائیل	تورائیل	لوخائیل

ابجد قمری کی متعلقہ منازل قمر کا ٹیبل یہ ہے۔

ا	ب	ج	د	ھ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
شرطین	بطین	ثریا	دبران	ھقعہ	ہنعہ	ذراع	نثرہ	طرفہ	جبہۃ	زہرہ	صرفہ	عوا	سماک
س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
غفرہ	زبانا	اکلیل	قلب	شولہ	نعائم	بلدہ	ذابح	بلعہ	سعود	اخبیہ	مقدم	مؤخر	رشا

حروف کی اقسام :

☆ حروف اعظم : ا۔د۔ہ۔ح۔ط۔ک۔ل۔م۔ش۔ع۔ص۔

☆ حروفِ نورانی (مقطعات) : ا۔ہ۔ح۔ط۔ی۔ک۔ل۔م۔ن۔س۔ع۔ص۔ق۔ر۔ **(صراط عَلِیٌّؓ حق نمسکه)**

☆ حروفِ مقطعاتِ از تورات شریف : ا ۔ د ۔ ح ۔ ط ۔ ی ۔ ف ۔ص۔

☆ حروف ظُلمانی : ب۔ج۔د۔و۔ز۔ف۔ش۔ت۔ث۔خ۔ذ۔ض۔ظ۔غ۔

☆ حروفِ صوامت: ا۔د۔ہ۔و۔ح۔ط۔ک۔ل۔م۔س۔ع۔ص۔ ر۔ **(احد۔رسص۔طعك۔لموه)**

☆ حروف ناطق (حروفِ غیر صوامت): ب۔ت۔ث۔۔۔۔۔(ایسے حروف جن پر نُقطے ہوں)

☆ حروف ملفوظی : الف۔جیم۔دال۔ذال۔سین۔شین۔صاد۔ضاد۔عین۔غین۔فا۔قاف۔کاف۔لام

☆ حروف مسروری : با۔تا۔ثا۔حا۔خا۔ر۔ز۔ط۔ظ۔ف۔ہ۔ی (دو حرفی ایسے حروف جو کہ ''ا'' پر مُنتہی ہوں)

☆ حروف جلالی : ا۔ہ۔ط۔م۔ف۔ش۔ذ۔ب۔و۔

☆ حروف جمالی : د۔ح۔ل۔ع۔ر۔خ۔غ۔ن۔ی۔

☆ حروف مُشترک : ج۔ز۔ک۔س۔ق۔ث۔ظ۔ص۔ت۔ض۔

☆ حروف آتشی : ا۔ہ۔ط۔م۔ف۔ش۔ذ۔

☆ حروف بادی : ب۔و۔ی۔ن۔ص۔ت۔ض۔

☆ حروف آبی : ج۔ز۔ک۔س۔ق۔ث۔ظ۔

☆ حروف خاکی : د۔ح۔ل۔ع۔ر۔خ۔غ۔

☆ حروف اساس: ا۔ب۔ج۔د۔ہ۔و۔ز۔ح۔ط۔ی۔ک۔ل۔م۔ن۔

☆ حروف نظیرہ : ف۔ص۔ق۔ر۔ش۔ت۔ث۔خ۔ذ۔ض۔ظ۔غ۔

(حرف ''ا'' اساس ہے۔ اور اس حرف کا نظیرہ ''س'' ہے۔ یعنی ہر حرف سے آگے پندرہواں حرف اُسی حرف کا نظیرہ ہے۔ دراصل اساس و نظیرہ کا قاعدہ عظیمہ ''مدخل بسیط'' پر مشتمل ہے۔ اور اِس قاعدے سے مستحصلہ جفر کو ذریعہ بنا کر مختلف سوالوں کے جوابات نکالے جاتے ہیں)

☆ حروف سواقط فاتحہ (جو حروف سورہ فاتحہ میں موجود نہیں) : ف ۔ ج ۔ ش ۔ ث ۔ ظ ۔ خ ۔ ز ۔

☆ حروف ناجیہ: ا ۔ د ۔ ہ ۔ و ۔ ح ۔ ی ۔ ک ۔ ل ۔ م ۔ ن ۔ ف ۔ ص ۔ ق ۔

☆ حروف مکتوبی : میم ۔ نون ۔ واؤ (ایسے حروف جن کا پہلا اور آخری حرف ایک جیسا ہو)

☆ حروف زبر : ب ۔ ج ۔ ہ ۔ ز ۔ ح ۔ ط ۔ ک ۔ س ۔ ع ۔ ص ۔ ق ۔ ر ۔ ش ۔ ت ۔ ث ۔ خ ۔ ذ ۔ ض ۔ ظ ۔ غ ۔

☆ حروف بینات : ا ۔ ل ۔ م ۔ ف ۔ ی ۔ د ۔ و ۔ ن ۔

☆ زبر و بنیات در حروفِ انفرادی: ہر حرفی لفظ کا پہلا حرف زبر اور باقی بنیات کہلاتے ہیں ۔ جیسے ''الف'' میں ''ا'' زبر اور 'لف' بنیات کہلائیں گے ۔

☆ حروف مُفرد (وتر ۔ یا ۔ طاق): ا ۔ ج ۔ ہ ۔ ز ۔ ط ۔ ی ۔ ل ۔ ن ۔ ع ۔ س ۔ ق ۔ ش ۔ ث ۔ ذ ۔ ظ ۔ غ ۔

☆ حروف مُرکب (شفع ۔ یا ۔ جُفت): ب ۔ د ۔ و ۔ ح ۔ ک ۔ س ۔ م ۔ ف ۔ ر ۔ ت ۔ خ ۔ ض ۔

﴿ یا د رہے ۔ کہ! یہ جفری اصطلاحات ہیں ۔ ورنہ تو یہ حروف بھی جُفت ہی ہیں ۔ جیسے کہ! ق ۔ ش ۔ ث ۔ ۔ ۔ ﴾

☆ حروف شِفاء : ا ۔ ب ۔ ت ۔ ث ۔ ط ۔ ظ ۔ ف ۔ ک ۔ ل ۔ ی ۔

☆ حروف عِلت : ج ۔ ح ۔ خ ۔ د ۔ ذ ۔ ر ۔ ز ۔ س ۔ ش ۔ ص ۔ ض ۔ ع ۔ غ ۔ ق ۔ م ۔ ن ۔ و ۔ ہ ۔

☆ حروف حوائج : ق ۔ ب ۔ ص ۔ ف ۔ ظ ۔ ک ۔ ض ۔

☆ حروف تواحیہ : ب ۔ ت ۔ ث ۔ ج ۔ ح ۔ خ ۔ د ۔ ذ ۔ ر ۔ ز ۔ س ۔ ش ۔ ص ۔ ض ۔ ط ۔ ظ ۔ ع ۔ غ ۔

☆ حروف طلسمات : ب ۔ ج ۔ د ۔ ذ ۔ ق ۔ ف ۔ ت ۔ ث ۔ ز ۔ خ ۔ ض ۔ ظ ۔

☆ حروف صمدیہ : ق ۔ ل ۔ ہ ۔ و ۔ ا ۔ ح ۔ د ۔ ص ۔ م ۔ ی ۔ ک ۔ ن ۔ ف ۔

☆ حروف ناصریہ : ا ۔ ب ۔ د ۔ ہ ۔ و ۔ ز ۔ ی ۔ ک ۔ ل ۔ م ۔ ن ۔ ع ۔ ف ۔ ص ۔ ر ۔ ت ۔ خ ۔ ذ ۔ غ ۔

☆ حروف خواتیم (حروف ختائیم) : ا ۔ ف ۔ ک ۔ ق ۔ ل ۔ م ۔ ن ۔ و ۔ ہ ۔ ی ۔

☆ استنطاق کرنا : 540 کا استنطاق یہ ہوگا 5+4+0 = 12

☆ امتزاج دینا: ایک حرف طالب (علی) کا اور ایک حرف مطلوب (حُسین) کا یا اسی طرح سے سطور وغیرہ کا جیسے کہ!

طالب: ع ۔ ل ۔ ی **مطلوب** : ح ۔ س ۔ ی ۔ ن ۔

اب ان کا امتزاج یہ ہوگا ۔ ع ح ۔ ل س ۔ ی ی ۔ ع ن ۔

☆ تخلیص کرنا : مکرر حرفوں کو کاٹ دینا ۔ جیسے (امام بخش) کے نام کی تخلیص کرنا مقصود ہے ۔
ا ۔ م ۔ ا ۔ م ۔ ب ۔ خ ۔ ش ۔ کی تخلیص کی ۔ تو یہ حروف حاصل ہوئے ۔ ا ۔ م ۔ ب ۔ خ ۔ ش ۔

☆ بسط کرنا: بسط کرنے کا مطلب ہے ۔ کسی لفظ کو حرفی شکل میں لکھنا ۔ جیسے ''**احمد**'' کا بسط ہوگا ۔ ا ۔ ح ۔ م ۔ د

☆ بسط حرفی عددی: ابجد عربی عددی سے حروف کو مُنتقل کرنا ۔ جیسے کہ!
احمد کا بسط حرفی عددی یہ ہوا ۔ احد ۔ ثمانیہ ۔ اربعین ۔ اربعہ ۔

☆ بسط ملفوظی حرف: احمد کا بسط ملفوظی یہ ہوا ۔ الف ۔ حا ۔ میم ۔ دال ۔

☆ ترفع اقراری : ایک حرف کو چھوڑ کر حرف لینا ۔ ہر لفظ کا تیسرا حرف ترفع اقراری کہلاتا ہے ۔

☆ بسط کبیر / جمل کبیر : اعداد اصلیہ سے حروف بنانا جیسے 1232 کا جمل کبیر ب ۔ ل ۔ ر ۔ غ ہوگا ۔

☆ بسط تضعیف : ہر حرف کے عدد دو چند کرنا جیسے 'ک' کا بسط تضعف 'م' ہوگا ۔

☆ بسط تنصیف: ہر حرف کے عدد کا نصف کرنا جیسے 'ک' کا بسط تضعف 'ی' ہوگا ۔

☆ تضارب کرنا : کسی حرف کے عدد کو ضرب دے کر دو چند (دُگنا) کرنا ۔ جیسے کہ 2 سے 4 اور اسی طرح 4 سے 8 اور 6 سے 12 ۔

☆ تناقص کرنا: کم کرنا یا گھٹانا ۔ آدھا کرنا ۔ جیسے 4 کا نصف 2 اور 2 کا نصف 1 ہوا ۔

☆ خُذ حرفا قل الفا (جذر): (ضرب فی نفسہ): کسی اسم، آیت یا جملے کے اعداد کو اُتنے ہی اعداد میں ضرب دینا ۔ جیسے کہ اسم اعظم 'لطیف' کے اعداد **129** ہیں ۔ تو یہ اعداد ضرب فی نفسہ سے **16641** ہوئے ۔

☆ حروف کو مُعرب کرنا: آتشی حروف پر پیش آئے گا، بادی حروف پر زبر آئے گی ۔ آبی حروف پر زیر آئے گی ۔ اور خاکی حروف پر

جزم آئے گی۔ اور اگر کوئی جزم والا حرف شروع میں آ جائے۔ تو اسکو زیر دیں گے۔

☆ حروف تفرقات (برائے جُدائی، بُغض و عداوت): ب۔ج۔ہ۔و۔ز۔ط۔ی۔ل۔ن۔ع۔ص۔

☆ حروف تسخیر (برائے حُب و جلب): ا۔د۔ح۔م۔ک۔س۔ف۔ق۔ر۔شت۔ث۔خ۔ذ۔ض۔ظ۔غ۔

☆ حروف مُحبت : ج۔ح۔خ۔د۔ذ۔ر۔ز۔س۔ش۔ص۔ض۔ع۔غ۔

☆ حروفِ مُتغابضہ : ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆ حروف مُتحابہ : ر۔ک۔ر۔ف۔د۔

حاضری مطلوب بذریعہ اعدادِ مُتحابہ :

دامن چھڑا کے آپ کو جانا ہی تھا اگر
نظریں اُٹھا کے پیار سے دیکھا تھا کِس لئے

جب مجھے اس رازِ عظیم کا علم ہوا۔ تو میں نے اس طریق کو تیار کرنے میں غور و فکر سے کام لیا۔ تاکہ نقش کے اندر اِن دونوں نقوش کو عروجِ ماہِ قمری میں کسی سعد ساعت میں عرق گلاب و زعفران سے لکھ کر لوحِ طالب کو گھر میں یا گھر سے نزدیکی کسی پھلدار درخت پر لٹکا دیں۔ اور لوحِ مطلوب کو طالب کے پاس رکھے۔ (یعنی کہ طالب کے بازو پر باندھے یا گلے میں لٹکا دے) یہ بات خصوصی طور پر ذہن نشین رہے۔ کہ اگر طالب و مطلوب اور مطلب کے اعداد، مرتبہ اول یا دوئم سے زیادہ ہو جائیں۔ تو مرتبہ سوئم کے اعدادِ متحابہ کے مطابق لوح بنانی ہوگی۔

حضرت کاش البرنی فرماتے ہیں۔ ریاضت سے انکشاف ہوا۔ کہ اگر عددی قوتوں کو عملِ حب کے لئے طالب و مطلوب کے اعداد میں اعدادِ متحابہ کی طرز میں ڈھالنا چاہیں۔ تو لازمی طور پر ہمیں ایسے اعداد متحابہ کی ضرورت پڑے گی۔ جو طالب و مطلوب کے اعداد سے زیادہ قیمت رکھتے ہوں۔ جس کے لئے ہمیں مراتب کو بھی ملحوظِ خاطر رکھنا ہوگا۔ مراتب اعداد یہ ہیں۔

مراتبِ اعدادِ متحابہ	رک	رفد
مرتبہ اول	220	284
مرتبہ دوئم	2024	2296
مرتبہ سوئم	17296	18416

مانا کہ میری ذات میں سو عیب ہیں مگر
بِکتے نہیں، خُدا کی قسم! ہم فقیر لوگ

اعدادِ مُتحابہ سے حاضری مطلوب بذریعہ طریقہ جفری :

کروں گا کیا جو ہوگیا محبت میں ناکام
مجھے تو اور کوئی کام بھی نہیں آتا

یہ عمل مبارک کاش البرنی نے ایک فارسی کتاب سے نقل فرما کر نہایت شرح و بسط اور وضاحت سے اپنی کتاب جذب القلوب میں تحریر فرمایا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ! مثلاً طالب کے اعداد بحساب ابجد قمری 623 ہیں۔ جبکہ مطلوب کے اعداد بحساب ابجد قمری 550 ہیں رک کے اعداد بحساب ابجد قمری 220 اور رفد کے اعداد اعداد بحساب ابجد قمری 284 ہیں۔ اِن تمام اعداد کا مجموعہ 2687 ہے۔ ان اعداد 2687 کو 5 سے ضرب دینے سے کُل اعداد 13435 ہوئے۔ اب ان اعداد 13435 کو ہم جب 65 پر تقسیم کرتے ہیں۔ تو حاصل قسمت 206 بنتے ہیں۔ جبکہ 45 بقایا بچتے ہیں۔ ان باقی اعداد کو ختم کرنے کے لئے 45 سے تقسیم کرتے ہیں۔ تو ہمارے پاس 20 رہ جاتے ہیں۔ 20 کو 5 پر تقسیم کیا۔ تو باقی 4 بچتے ہیں۔ مطلب و مقصد کے اعتبار سے 4 کا کوئی اسمِ الٰہی نہیں۔ تو اس ہم 4 میں قانون کے اعداد 13 ملاتے ہیں۔ تو 17 ہوئے۔ پھر 13 ملائے۔ تو 30 ہوئے۔ پھر 13 ملائے۔ تو 43 ہوئے۔ پھر 13 ملائے۔ تو 56 ہوئے۔ پھر 13 ملائے۔ تو 96 ہوئے۔ تو ہمیں اسمِ الٰہی **حاکم** مِل گیا۔ پس سطر اس عمل کی یوں تیار ہوگی۔

طالب	رک	حاکم	رفد	مطلوب	میزان
633	220	69	284	1550	2756

یہ عدد لازمی نقش مُخمس میں پُر ہو جائیں گے۔ 212 حاصل قسمت خانہ اول میں آئے گا۔ اور یہ نقش مُخمس 212 سے شروع ہوگا۔ آگے چل کر کاش البرنیؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جب اس نقش کو طالب و مطلوب کے لئے تیار کر کے پُر کنے والا تھا۔ تو میرے ذہن میں ایک اور خیال آیا۔ کہ کیوں نہ رک کے اعداد 220 سے ہی نقش کی ابتداء اس طرح سے کروں۔ کہ 8 کو 13 میں ضرب دے کر ایک اور اسم الٰہی **مُسبب** حاصل کروں۔ پھر میں نے سطر یوں اختیار کی کہ!

طالب	رک	حاکم	مسبب	رفد	مطلوب	میزان
633	220	69	104	284	1550	2860

اب ہم نے کل مجموعہ اعداد 2860 کو 5 سے ضرب دے کر 65 پر جب تقسیم کیا۔ تو ہمارے پاس حاصل قسمت 220 آئے۔ میں نے نقش میں 220 کو خانہ اول میں رکھ کر نقش کو مکمل کیا۔ جس کے کل اعداد 14300 بنے۔ اس عمل کا مؤکل **شد یغا ئیل** نکلا۔ چار نقوش لکھ کر طالب کو دے دیئے۔ اور چاروں عناصر کے مطابق استعمال کرنے کی ہدایت کی۔ چونکہ مطلوب اُسی شہر میں تھا۔ اس لئے وہ ایک ہی گھنٹہ کے وقفہ میں طالب کے پاس پہنچ گیا۔ اور طالب اس نقش کی سریع التاثیری قوت سے حیرت میں رہ گیا۔

(اس نقش میں طالب اور مطلوب کے اسماء معہ مادران آئیں گے) اس نقش کی چال یہ ہے۔

26	12	1	10	16
3	13	19	21	9
25	14	شد یغائیل مطلوب۔ رک۔ حاکم۔ مسبب۔ رفد۔ مطلوب	11	15
7	24	23	6	5
4	2	22	17	20

علم الجفر آثار کے قائدے کے مطابق دو مختلف طبائع میں باہمی انسیت پیدا کرنے کا مجرب عمل

یہ قاعدہ حضرات جفارین کے روزانہ کے معمولات میں شامل ہے۔ (بقولِ شاعر)

رازِ دل اپنا میں لکھتا ہوں اگر
کوئی نہ سمجھے خدا کرے اس کو مگر

یہ بسط وہاں کام دیتی ہے۔ جہاں طالب ومطلوب یا میاں و بیوی یا دو اشخاص کی طبائع میں شدید اختلاف ہو۔ اور ایک دوسرے سے نہ بنتی ہو۔ اور نہ ہی وہ دونوں اکٹھے رہ سکتے ہوں۔ کیونکہ! ہر وقت لڑائی جھگڑے کا سا سماں رہتا ہو۔ اس صورت میں یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ! ان دونوں کے طبائع میں کتنا تفاوت ہے۔ تا کہ دونوں کے طبائع کو باہم درست کر کے موافقت وموانست کا عمل تیار کیا جائے۔ اوران کے مسئلے کا تدارک کیا جائے۔ ایسے میں علمائے جفارین کسی لوح ونقش کی معاونت حاصل کیا کرتے ہیں۔ یاد رہے۔ کہ! ہر اسم کی طبع اس کے حرف سے معلوم کی جاتی ہے۔ مثلاً اسم '' احمد '' کی طبع حرفِ الف کے مطابق آتشی ہوئی۔ زینب کی طبع حرف ز کے مطابق آبی ہوئی۔ چونکہ! آتش و آب میں مخالفت ومفارقت ہے۔ اس لئے ان میں محبت ومودت نہیں ہوسکتی۔ ایسی صورت میں یا تو نام بدل دیا جاتا ہے۔ دیئے گئے طریقے کے مطابق عمل کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ یعنی مخالف حرف والے اسماء کے قانون سے جو عمل یا نقش تیار کیا جاتا ہے۔ اس کی مدد سے عنصری دشمنی، مفارقت ومخالفت ختم کی جاتی ہے۔ تا کہ کام بھی ہو جائے۔ اور عملیاتی ناکامی بھی نہ ہو۔ اسی طرح سے اگر طبعِ معشوق خاکی ہو۔ تو ماہ خاکی میں عمل کرے۔ اور اگر طبع آتشی ہو تو ماہ آتشی میں عمل کرے۔ اور اگر دو مختلف طبع ہوں۔ تو مہینہ مطلوب کا اختیار کرے۔ جبکہ طالع وقت کو مطابق طالع طالب کے تلاش کرے۔ اور کام کرے۔

بہر حال! ایسے میں چاہیئے۔ کہ! وہ لوگ، جو حب وتسخیر کا عمل دو اشخاص کے مابین تیار کرتے ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ! پہلے دونوں کی طبائع کا وزن چیک کریں۔ اگر ان دونوں میں تفاوت ہوا۔ تو اسے یکساں کرلیں۔ تا کہ محنت اکارت نہ جائے۔ اسی بسط کا نام میزانِ عنصرات ہے۔ یہ اس طریق پر ہے۔ کہ! حروفِ عنصرات کے دو حصص کرتے ہیں۔ ان کے اعداد بغیر درجاتِ احاد جمع کرتے ہیں۔ پھر دونوں اطراف کی میزان کو دیکھتے ہیں۔ اگر ہر دونوں طرفین کے اعداد برابر ہوں۔ تو بہتر۔ ورنہ انہی عناصر کے حروف میں سے ایک حرف لے کر دوگنا یا نصف کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ دوسرے کا وزن برابر کرتے ہیں۔ اسی ضمن میں علمائے جفارین وروحانیین کا کہنا ہے۔ کہ! میزان کا معلوم کرنا ایک ہنر ہے۔ کہ جو تمام موالیدِ ثلاثہ میں درکار رہے۔ جب تلک وزن کو نہیں جانا وسمجھا جائے گا۔ مطلوب کا حاصل کرنا ایک مشکل امر ہوگا۔ اور جو خوش نصیب شخص وزنِ میزان کو معلوم کرنے میں ماہر ہو جائے

گا۔ ایسے شخص کے تمام مطالب (باذنِ الہٰی) ضرور پورے ہوں گے۔ اس قاعدے کو میزان الحروف بھی کہتے ہیں۔ ان شاء اللہ۔ حروف کی طبائع اور دیگر کچھ معلوماتی امور، کہ جن کا اس عمل کے لئے جاننا ضروری ہے۔ یہاں پیش کئے جاتے ہیں۔

☆ حروف آتشی : ا۔ہ۔ط۔م۔ف۔ش۔ذ۔
☆ حروف بادی : ب۔و۔ی۔ن۔ص۔ت۔ض۔
☆ حروف آبی : ج۔ز۔ک۔س۔ق۔ث۔ظ۔
☆ حروف خاکی : د۔ح۔ل۔ع۔ر۔خ۔غ۔

آتش وآب دوست ہیں۔ چونکہ ہوا کے جز کے بغیر آگ نہیں جل سکتی۔ لہذا موافق ہیں۔

آتش وآب دشمن ومخالف ہیں۔ چونکہ پانی آتش کو بجھا دیتا ہے۔ اور آتش پانی کو بخارات میں متبدل کر کے ختم کر دیتی ہے۔ لہذا یہ ناموافق ودشمن ہیں۔

آتش وخاک میمن ہیں۔ یعنی یہ ایک دوسرے کو امان دیتے ہیں۔ چونکہ آتش سینۂ خاک میں امان پاتی ہے۔ اور قائم رہتی ہے۔ لہذا مصادق ہیں۔

باد وآب بھی میمن ہیں۔ ہوا پانی لے کر اُڑ جاتی ہے۔ لہذا یہ بھی مصادق ہیں۔

لہذا یاد رہے۔ کہ! باد وآتش دوست ہیں۔ باد وخاک دشمن ہیں۔ آب و باد میمن و مصادق ہیں۔ آب و خاک دوست ہیں۔ خاک و باد دشمن ونا موافق ہیں۔ خاک وآب دوست وموافق ہیں۔

اسی طرح سے آتشی بروج یہ ہیں۔ حمل۔ اسد اور قوس۔ خاکی بروج یہ ہیں۔ ثور۔ سنبلہ اور جدی۔ بادی بروج یہ ہیں۔ جوزا۔ میزان اور دِلو۔ آبی بروج یہ ہیں۔ سرطان۔ عقرب اور حوت۔

بہر حال! اَب ہم اشکالِ میزانِ عناصر کو اس مثال سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

میزانِ آتش بالذات		میزانِ باد بالذات		میزانِ خاک بالذات		میزانِ آب بالذات	
ش۔م۔ذ	ا۔ف۔ط۔ھ	ت۔ی۔ض	ب۔و۔ص۔ن	ف۔ق۔ظ	ج۔ز۔س۔ث	ل۔ع۔غ	د۔ح۔ر۔خ
05	05	04	04	03	03	02	02

اس کی مزید تفصیل یہ ہے۔ کہ! جیسے ش۔م۔ذ کے حروف کے اعداد ابجدِ قمری یہ بنتے ہیں۔ 300+40+700=1040۔ اب اگر ہم ان کے پہلے عشرات گرادیں۔ تو ش۔م۔ذ کے اعداد یہ بنیں گے۔ 70+40+30=140۔ اَب اگر ہم ان کے احاد بھی گرادیں۔ تو ش۔م۔ذ کے اعداد یہ بنیں گے۔ 7+4+3=14۔ اَب ہمیں یہ جو 14 اعداد حاصل ہوئے ہیں۔ 14 کا مطلب 4+1=5 ہوا۔ یہی 5 پہلے خانے میں ہے۔ اسی طریقے کو مدنظر رکھتے ہوئے اَب ہم آگے چلتے ہیں۔

مذکورہ میزان کو دیکھیں۔ تو ہمیں عناصر کے مراتب صاف طور پر معلوم ہوں گے۔ یعنی کہ! آتش 5، باد 4 ، آب 3 اور خاک 2 کی میزان رکھتی ہے۔ اسی طرح اعدادِ مفرد بھی بتدریج ہیں۔ اب دو عناصر کی میزان کرنے کے لئے مثال لیتے ہیں۔ جو کہ یہ ہے۔

میزانِ آتش وباد بالذات		میزانِ آتش وآب بالذات		میزانِ آتش وخاک بالذات	
ا۔ھ۔ط۔م۔ ف۔ش۔ذ	ب۔و۔ی۔ن۔ ص۔ت۔ض۔	ا۔ھ۔ط۔م۔ ف۔ش۔ذ	ج۔ز۔ک۔س۔ ق۔ث۔ظ۔	ا۔ھ۔ط۔م۔ ف۔ش۔ذ	د۔ح۔ل۔ع۔ ر۔خ۔غ۔
10	10	10	10	10	10

اَب ہم ایک مثال سے سمجھنے کی سعی کرتے ہیں۔ تاکہ مزید وضاحت ہو جائے۔

ہمارے پاس طالب عبداللہ ہے۔ جبکہ مطلوب محبوب علی ہے۔ (لیکن اصل میزان میں دونوں کی والدہ کے اسماء بھی لینے ہوں گے)

طالب عبداللہ کو بسطِ مکتوبی کیا۔ تو ہمیں ع۔ب۔د۔ا۔ل۔ل۔ہ۔ حاصل ہوں گے۔ اَب اِن حروف میں سے مکرر کو ہم نے چھوڑ دیا۔ تو بقایا حروف یہ بچیں گے۔ ع۔ ب۔ د۔ ا۔ ل۔ ہ۔ اب مزید یہ کہ ان حروف میں عناصر کو الگ الگ کریں۔ حروف آتشی ا۔ھ۔ (6)، حروفِ بادی میں فقط ب۔ (2) ، حروفِ خاکی میں ع۔د۔ل۔ (14) ، جبکہ حروفِ آبی میں کوئی حرف نہیں ملا۔ اس لحاظ سے اسمِ طالب میں آتش 6 درجہ، باد 2 درجہ جبکہ خاک 14 درجہ ہوئی۔

مطلوب محبوب علی کو بسطِ مکتوبی کیا۔ تو ہمیں م۔ح۔ب۔و۔ب۔ع۔ل۔ی۔ حاصل ہوں گے۔ اَب اِن حروف میں سے مکرر کو ہم نے چھوڑ دیا۔ تو بقایا حروف یہ بچیں گے۔ م۔ح۔ب۔و۔ع۔ل۔ی۔ مزید یہ کہ ان حروف میں عناصر کو الگ الگ کرنا ہے۔ حروف آتشی م۔(4)، حروفِ بادی میں ب۔و۔ی۔(9)، حروفِ خاکی میں ح۔ل۔ع۔(18)، جبکہ حروفِ آبی میں کوئی حرف نہیں ملا۔ اس لحاظ سے اسمِ طالب میں آتش 4 درجہ، باد 9 درجہ جبکہ خاک 11 درجہ ہوئی۔

ان دونوں کے اسماء سے حاصل شدہ حروف اور ان کی طبع سے معلوم ہوا۔ کہ محبوب علی کی طبع کافی تیز ہے۔ اور اسی کی طرف سے عمومًا لڑائی جھگڑا ہوتا ہے۔ چونکہ دونوں میں آبی عنصر نہیں ہے۔ (کیونکہ آب کے حروف میسر نہ ہو سکے) اسی لئے کسی میں بھی برداشت کا مادہ نہیں ہے۔ لہذا ایسے موقع پر ہمیں عملِ مساوات کی ضرورت پڑے گی۔ کہ مطلوب میں 4 درجہ آتش جبکہ طالب میں 6 درجہ آتش ہے۔

لہذا عنصرِ مطلوب (4) میں دو الف اور ملا دیئے۔ اس طرح سے مطلوب کے عنصر میں 4 کے بجائے 6 ہو گئے۔ اور طالب کے عنصر 6 کے برابر ہو گئے۔

کیونکہ! مساوات میں عنصر زیادہ کر سکتے ہیں۔ یا پھر حرف کو اپنے ہی کسی عنصر سے بدل کر برابر کیا جاسکتا ہے۔ اب تمام عناصر کو مساوات میں لاتے ہیں۔

درجہ آتشی

طالب	عمل	مطلوب
ا.ہ	م کے ساتھ دو عدد	م
6	الف ملائے	6
ا.ہ	عدل	م.ا.ا
6		6

درجہ بادی

طالب	عمل	مطلوب
ب	ب کو ص	ب.و.ی
2	سے بدلا	2
ص	عدل	ب.و.ی
9		9

درجہ آبی

طالب	عمل	مطلوب
	طالب و مطلوب	
x	میں درجہ آبی	x
	نہیں ہے	
x	عدل	x

درجہ خاکی

طالب	عمل	مطلوب
ع.د.ل	عدل	ح.لع
14	میں	18
ع.ح.ل	د کو ح سے	ح.ل.ع
18	بدلا	18

حروفِ طالب کے حروف یہ ہیں۔ ا۔ھ۔ص۔ع۔ح۔ل۔ (**اھص عحل**) اور اعداد 33 بنتے ہیں۔

جبکہ! حروفِ مطلوب یہ ہیں۔ م۔ا۔ا۔ب۔و۔ی۔ح۔ل۔ع۔ (**ما ابو یحلع**) اور اعداد بھی 33 بنتے ہیں۔

اَب جس طریقہ سے عملِ تسخیر یا حب تیار کرنا مطلوب و مقصود ہو۔ اس طریقہ میں جو نام طالب و مطلوب کے کام میں لائے جائیں گے۔ وہ اصل نہیں ہوں گے۔ بلکہ مندرجہ بالا ہوں گے۔ یعنی طالب ''**اھص عحل**'' اور مطلوب ''**ما ابو یحلع**'' اب اس عمل کے لئے دو نقوش تیار کرنا ہوں گے۔ عمل میں تاثیر پیدا کرنے کے لئے کوئی آیت یا اسمِ الٰہی (**بمتعلقِ حب و تسخیر**) لے لیں۔

ایک نقش طالب کو دیں۔ تاکہ وہ اپنے پاس رکھے۔ اور ایک نقش کو مطلوب کے تکیہ میں سی دیں۔ کہ جس پر سر رکھ کر وہ روزانہ سوتا ہو۔ اس عمل کی بدولت دونوں میں محبت بدرجہ اَتم بڑھے گی۔ ان شاءاللہ۔ یاد رہے۔ کہ! یہ عمل اپنی زود اثری میں اس قدر پر تاثیر ہے۔ کہ! اگر صرف طالب ہی اپنے پاس ایک نقش رکھ لے۔ اور مطلوب کے سرہانے رکھنے سے قاصر ہو۔ تب بھی اس عمل کا اثر تو ضرور ہوگا۔ مگر کچھ وقت لگے گا۔ یہ عمل علمائے جفارین کا نہایت محبوب اور بارہا کا مجرب عمل ہے۔ (یہ عمل تفصیلاً ''ماہنامہ **روحانی دُنیا** (کاش البرنیؒ) مارچ **2009** ''میں تحریر ہے)

مؤکل بنانے کا طریق :

حضرت کاش البرنی اپنی کتاب قواعد عملیات میں رقمطراز ہیں۔ کہ اگر نقش یا عملیات میں اسمائے مؤکلات نہ ہوں۔ تو مؤکلین اعمالِ اِجابت نہیں کرتے۔ مؤکل بنانے سے پہلے یہ بات ضرور ذہن نشین رہے۔ کہ اعداد کے مراتب کے مطابق اسمائے مؤکلات بنائے جائیں گے۔ جیسے ''بکر'' کے اعداد 222 ہوئے۔ تو پہلے 2 پھر 20 پھر 200 اب اِن کا مؤکل **رکبائیل** ہوگا۔ چونکہ ابجد میں **1000** سے زیادہ تو مراتب ہی نہیں ہیں. اس لئے ایسی صورتِ حال میں دو قاعدے استعمال میں لائے جائیں گے۔

☆ پہلا قاعدہ :5479 کے حروف یہ ہونگے۔ ط۔ع۔ت۔غ۔غ۔غ۔غ۔غ۔ مؤکل ان حروف کا **طعتغغغغغا ئیل** بنے گا۔

☆ دوسرا قاعدہ : 5479 کے حروف یہ ہونگے۔ ط۔ع۔ت۔ھ۔غ۔ مؤکل ان حروف کا **طعتھغا ئیل** بنے گا۔

☆ مؤکل بناتے وقت یہ بات یاد رکھیں کہ! **ا ئیـــل** کے 51 اعداد نکالنے ہونگے۔ مگر کچھ عاملین ایل لکھتے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ پھر اعداد 41 بنیں گے۔ کیونکہ میری نظر میں مؤکل **ائیـــل** بنے گا۔ اور میرا طریقہ صاحبِ شمسُ المعارف جناب امام العاملین احمد بن علی قرشی بونیؒ والا ہے۔ دونوں ہی طریقے حیا تیاتی عملیات میں مستعمل ہیں۔

قاعدہ تکسیر:

جس اسم، آیت یا عبارت وغیرہ کی تکسیر کرنا مقصود ہو تو چاہیے۔ کہ تمام حروف کو علیٰحدہ علیٰحدہ ایک سطر میں لکھیں۔ اب دوسری سطر اور باقی سطور ایسے بنائیں۔ کہ پہلے ایک حرف بائیں طرف آخر سے پھر دوسرا حرف دائیں طرف کے شروع سے پھر تیسرا حرف بائیں طرف کے آخر سے ایک لفظ پہلے اور چوتھا حرف دائیں طرف سے دوسرا حرف لینا ہوگا۔ علی ھذ اا لقیاس۔۔۔

جیسے کہ یہاں پر تمثیلاً پیش کیا جارہا ہے۔ اسم الہٰی **مھیمن** کی تکسیر اس طرح سے ہوگی۔

سطر نمبر 1 (سطر اول)	م	ه	ی	م	ن
سطر نمبر 2	ن	م	م	ه	ی
سطر نمبر3	ی	ن	ه	م	م
سطر نمبر 4	م	ی	م	ن	ه
سطر نمبر 5	ه	م	ن	ی	م
سطر نمبر 6 (سطرِ میزان)	م	ه	ی	م	ن

درج ذیل میں چھٹی سطر چونکہ مکرر ہے۔ اس لئے تکسیر میں یہ سطر نہیں لی جائے گی۔ ہاں البتہ اسی سطر سے یہ ضرور معلوم ہوگا۔ کہ حروف کی تکسیر ٹھیک ٹھاک (یعنی کہ درست) طریقے سے ہوئی ہے۔ یا نہیں؟ اس تکسیر کے گوشوں کے حروف یہ ہیں۔ م۔ن۔ ہ۔م۔ اور اس تکسیر کا قلبی حرف یہ ہے۔ ’’ ہ ‘‘ صِرف ایک قلبی۔ بہر حال! قلبی حروف زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔

تکسیر کا سب سے بہترین و اولیٰ طریق :

حضرت محمد ساجرونی فرماتے ہیں۔ کہ! تکسیر کے ستر سے زیادہ طریقے ہیں۔ مگر سب میں صحیح تر اور معتبر تر قاعدہ یہ ہے۔ جس کو یہاں پر بیان کیا جارہا ہے۔ اول اسمطلوب کے نام (معہ والدہ) کے تمام حروف علیٰحدہ علیٰحدہ لکھیں۔ جس کے ساتھ ارادہ محبت، مودت اور تسخیر کا ہو۔ اور پھر لفظ جذب یا محبت کے تمام حروف علیٰحدہ علیٰحدہ لکھیں۔ (اور اگر ارادہ نفرت، مفارقت یا جدائی کا ہو۔ تو لفظ عداوت یا نفرت یا مفارقت کے تمام حروف علیٰحدہ علیٰحدہ لکھیں) پھر طالب کے نام (معہ والدہ) کے تمام حروف علیٰحدہ علیٰحدہ لکھیں۔ اب اس سطر کی تکسیر کو صدر مؤخر گردش دے۔ جس وقت کہ زمام بر آوے۔ چاروں گوشوں سے تکسیر کے اروں حروف کو لے لے۔ اور بعد اور بعدہ قلب کے دو یا چار حروف بھی لے لیں۔ پھر ان حروف کے اعداد جملِ کبیر کے استخراج کر کے ان اعداد کے حروف بنائے۔ پھر انہیں سے ایک اسم خلیفہ کا استخراج کریں۔ پھر ایک تصویر مطلوب کی لوحِ نقرہ پر بنائیں۔ پھر اس تصویر کے سر پر حاصل شدہ اسمِ خلیفہ تحریر کریں۔ اور تمام حروف گردو پیش لوحِ مذکور کے تحریر کریں۔ اور تمام رصد کے اعداد استخراج کر کے ایک اسم مؤکل کا بھی استخراج کریں۔ اور اوراوپر لوح کے لکھے۔ اور جو عناصر غالبِ تکسیر ہوں۔ اسی عنصر میں لوح کو دفن کردیں۔ یا خواب گاہ یا نشست گاہِ مطلوب میں دفن کردیں۔ مطلوب بلا شک وشبہ ضرور حاصل ہوگا۔ جب تک یہ لوح وہاں دفن رہے گی۔ مسلسل اثر نفوذ پذیر رہے گا۔ کیونکہ! یہ قاعدہ بہت صحیح و اور بارہا کا مجرب ہے۔ بلکہ بہت سے اساتذہ اس قاعدے پر متفق ہیں۔ یقیناً اس عمل میں کچھ بھی شک و شبہ نہیں۔ جب اس کو استخراج کیا۔ تو پہلے اسم مطلوب وطالب (معہ مادران) کا بسط کریں۔ اور اس تکسیر کو تکسیرِ معکوس (یعنی مقلوب) کریں۔ اور جس وقت سطرِ اول ظاہر ہو۔ تمام تکسیر کے اعداد استخراج کر کے ایک نقشِ مثلث میں پُر کریں۔ اور پانچ عدد جمع کر کے کل پر مزید زیادہ کریں۔ اور قلبِ مثلث میں پُر کریں۔ اور بعد رفتارِ اصلی مثلث کی پر کریں۔ اور ارد گرد مثلث کے تمام حروف تکسیر کے تحریر کریں۔ اور مکانِ مطلوب میں دفن کر دیں۔ اور اگر ان شرائط سے تسخیرِ مخلوقاتِ حیونات یا چرند و پرند سے بھی کرے۔ تو یہ عمل صحیح اور درست ہوگا۔ اور ہر گز خطا نہ ہوگی۔

مستخرجہ سطورِ تکسیر:

درج ذیل ٹیبل سے با آسانی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کس قدر حروف کی تکسیر کتنی سطور میں ہو سکتی ہے۔

تعداد حروف	سطورِ تکسیر	تعداد حروف	سطورِ تکسیر	تعداد حروف	سطورِ تکسیر	تعداد حروف	سطورِ تکسیر	تعداد حروف	سطورِ تکسیر
3	3	**26**	26	**49**	15	**72**	14	**95**	95
4	3	**27**	20	**50**	50	**73**	42	**96**	48
5	5	**28**	9	**51**	51	**74**	74	**97**	12
6	6	**29**	29	**52**	13	**75**	15	**98**	98
7	4	**30**	30	**53**	53	**76**	24	**99**	99
8	4	**31**	6	**54**	19	**77**	20	**100**	33
9	9	**32**	7	**55**	36	**78**	26	**101**	84
10	6	**33**	33	**56**	14	**79**	52	**102**	10
11	11	**34**	22	**57**	44	**80**	33	**103**	66
12	12	**35**	35	**58**	14	**81**	81	**104**	45
13	9	**36**	9	**59**	25	**82**	20	**105**	105
14	14	**37**	20	**60**	55	**83**	83	**106**	70
15	5	**38**	30	**61**	20	**84**	78	**107**	---
16	5	**39**	39	**62**	50	**85**	9	**108**	---
17	12	**40**	28	**63**	7	**86**	86	**109**	---
18	18	**41**	41	**64**	7	**87**	6	**110**	---
19	12	**42**	08	**65**	65	**88**	29	**111**	---
20	10	**43**	29	**66**	18	**89**	89	**112**	---
21	7	**44**	12	**67**	36	**90**	90	**113**	---
22	12	**45**	12	**68**	34	**91**	60	**114**	---
23	23	**46**	10	**69**	69	**92**	18	**115**	---
24	24	**47**	37	**70**	46	**93**	40	**116**	---
25	8	**48**	25	**71**	61	**94**	18	**117**	---

یہ ٹیبل بڑی محنت اور انتہائی جانفشانی سے تیار کیا گیا ہے۔ تا کہ شائقینِ تکسیرات و عملیات کو استخراج کے وقت مشکلات درپیش نہ ہوں۔

بُرج معلوم کرنے کے تین طریقے

بُرج معلوم کرنے کا پہلا طریقہ:

سب سے اعلیٰ وارفع طریقہ تو یہ ہے۔ کہ وقت پیدائش کے ایک سے تین منٹ کے اندر کا وقت مِل جائے۔ پیدائشی بُرج کے استخراج کا یہ سب سے زیادہ قابل اعتماد اور **Ideal** وقت ہوگا۔

بُرج معلوم کرنے کا دوسرا طریقہ:

دوسرا طریقہ جس کو کہ تمام لوگ استعمال میں لاتے ہیں۔ بلکہ آج کل کی جدید نسل **(Modern Generation)** کو زبانی بھی یاد ہیں۔ اور نہایت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے۔ کہ علم نجوم سے عدم شناسی کی وجہ سے وہ اس طریقے کو نہایت معتبر مانتے ہیں۔ اور انہوں نے یہ جدول زبانی یاد کیا ہوا ہے۔ بہرحال! **علمائے منجمین** اس طریقے (استخراجِ برج) سے اختلاف ہے۔

اسمائے بروج	حمل	ثور	جوزا	سرطان
منسوبی حروف	ا ـ ل ـ ع ـ ی	ب ـ و	ك ـ ق	ح ـ ه
دورانیہ بروج	21 مارچ تا 21۔اپریل	22۔اپریل تا 20 مئی	21 مئی تا 21 جون	22 جون تا 22 جولائی
اسمائے بروج	اسد	سنبلہ	میزان	عقرب
منسوبی حروف	م	پ ـ غ	ر ـ ت ـ ط	ن . ظ . ذ . ض . ز
دورانیہ بروج	24 جولائی تا 23 اگست	24 اگست تا 23 ستمبر	24 ستمبر تا 23 اکتوبر	24 اکتوبر تا 22 نومبر
اسمائے بروج	قوس	جدی	دلو	حوت
منسوبی حروف	ف	ج . خ . گ	س . ش . ص . ث	د . چ
دورانیہ بروج	23 نومبر تا 22 دسمبر	23 دسمبر تا 20 جنوری	21 جنوری تا 19 فروری	20 فروری تا 20 مارچ

بُرج معلوم کرنے کا تیسرا طریقہ:

نام مع والدہ کے اعداد بحساب ابجد قمری کے مجموعہ کو 12 پر تقسیم کر کے بُرج حمل سے گِنتے جائیں۔ اگر 1 بچے تو حمل، اگر 2 بچیں۔ تو ثور بنے گا۔ اسی طرح سے حمل 1. ثور 2 ۔ جوزا 3 ۔ سرطان 4۔ اسد 5۔ سُنبلہ 6۔ میزان 7 ۔عُقرب 8 ۔ قوس 9 ۔ جدی 10 ۔ دِلو 11 ۔ اور حوت 12۔

☆ **سِتارہ معلوم کرنے کے لئے :**

نام مع والدہ کے اعداد بحساب ابجد قمری کے مجموعہ کو 7 پر تقسیم کر کے ستارہ قمر سے گِنتے جائیں۔ چونکہ عملیاتی دنیا میں سات ستارے ہیں۔ لہٰذا 7 پر تقسیم کریں گے۔ باقی اگر 1 بچے۔ تو قمر 2 بچے۔ تو عطارد۔۔۔ **علیٰ ھذا القیاس۔**

قمر 1۔ عطارد 2۔ زُہرہ 3 ۔ شمس 4 ۔ مریخ 5 ۔ مُشتری 6 اور زُحل 7۔

☆ **حروف کے کلمات بنانا :** پہلے تو حروف کو شمار کریں۔ اگر تو تعدادِ حروف طاق ہو۔ تو تین۔ تین یا پانچ پانچ حروف کے کلمات بنائیں گے۔ اگر کل حروف کی تعداد جُفت ہو۔ تو چار چار حروف کے کلمات بنائیں گے۔

☆ حسابِ ایام :عروجِ ماہ قمری یا زائد النور (یعنی اسلامی ماہ کے پہلے 14 ایام) کو جبکہ باقی ایام کو ناقص النور یا زوالِ ماہ کہتے ہیں۔

☆ سطرمیزان : تکسیری اعمال و عملیات میں تکسیر کرتے وقت پہلی سطر جب دوبارہ آئے گی۔ تو اُس سطر کو میزان کہا جاتا ہے۔

علم الجواہر والخواتیم

☆ حضرت فاطمۃ الزہراء ؓ ،آنحضرت نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں۔ کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے عقیق کی انگوٹھی پہنی۔ وہ مُسلسل بھلائی پر رہے گا۔ **(المعجم الاوسط للطبرانی ، لسان المیزان)**

اُنگشتری کی شرعی حیثیت :

انگوٹھی کے حوالے سے امام المفسرین جناب عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی ؒ سے چند استفسارات کئے گئے۔ جن کے جواب میں حضرتِ امام ؒ نے ایک مُستقل رسالہ تصنیف فرمایا۔ اور اس رسالہ کا نام ”**الجواب الخاتم عن السؤال الحاتم**“ رکھا۔ ذیل میں چند چیدہ و چنیدہ باتوں کو لکھا جا رہا ہے۔

☆ **انگوٹھی کا وزن :**

حدیثِ نبوی ﷺ میں ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو فرمایا۔ اسے (انگوٹھی کو) ایک مِثقال سے کم رکھنا۔

☆ **انگوٹھی کِس دھات سے بنی ہوئی ہو :**

حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے۔ کہ! ایک شخص بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے پیتل کی انگشتری پہن رکھی تھی۔ تو آپ ﷺ

نے فرمایا! کیا وجہ ہے؟ مجھے تجھ سے بتوں کی بدبو آرہی ہے۔ تو اس نے اس انگوٹھی کو پھینک دیا۔ دوبارہ لوہے کی انگوٹھی پہن کر آیا۔ تو آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا! کیا وجہ ہے ؟ میں تجھ پر دوزخیوں والا زیور دیکھتا ہوں۔ تو اس شخص نے اسے بھی پھینک دیا۔ اور عرض گزار ہوا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں؟ فرمایا۔ چاندی کی بنواؤ۔ اور اسکا وزن مثقال سے کم رکھنا۔ (جامع ترمذی، ابوداؤد)

☆ رسول اللہ ﷺ کی انگشتری مبارکہ کا نگینہ :

حضور نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی کے نگینے کے بارے میں صحیح بخاری کے اندر یہ کہ آپ ﷺ کی انگوٹھی کا نگینہ چاندی کا تھا۔

☆ جبکہ صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی۔ اور نگینہ حبشی تھا۔

مندرجہ بالا دونوں احادیثِ مبارکہ سے محدثینؒ نے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ آپ ﷺ کی انگوٹھیاں ایک سے زیادہ تھیں۔ اور حبشی نگینہ کی وضاحت یوں کی گئی ہے۔ کہ وہ حبشہ کے علاقے کا ایک پتھر تھا۔ اور بعض حضرات نے کہا ہے۔ کہ وہ جزع یا عقیق تھا۔ کیونکہ یہ (پتھر یعنی نگینے) آپ ﷺ کو حبشہ کے علاقے سے لا کر پیش کئے گئے تھے۔ آگے چل کر امام سیوطیؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ابن بیطار کی کتاب ''مفردات فی الطب'' میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ وہ زبرجد کا بنا ہوا تھا۔

☆ انگوٹھی کس ہاتھ میں :

روایات سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ نے دونوں ہاتھوں میں انگوٹھی زیب فرمائی ہے۔ امام نوویؒ اس ضمن میں فرماتے ہیں۔ کہ دائیں یا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا دونوں صحیح ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اسی طرح سے فرمایا ہے۔ بقول 9 صحابہ کرامؓ، کہ! البتہ دائیں ہاتھ میں (انگشتری کا) پہننا افضل ہے۔

☆ انگوٹھی کا نگینہ ہاتھ کے اندر یا باہر کی طرف :

ابن حاتم کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت ابوزرعہؒ سے اس بارے میں اختلافِ احادیث نبویہ ﷺ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے یہ کہا۔ کہ! یہ (تو) ثابت نہیں۔ لیکن دائیں ہاتھ میں آپ ﷺ نے اکثر انگوٹھی استعمال فرمائی ہے۔

رہی یہ بات۔ کہ! آپ ﷺ کی انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کے اندر کی طرف ہوتا تھا یا باہر کی طرف؟ تو اس سلسلے میں آپ ﷺ کے دونوں افعال ثابت ہیں۔ البتہ جن احادیثِ نبوی ﷺ میں نگینے کا اندر کی ہونا مذکور ہے۔ وہ صحیح اور تعداد میں زیادہ ہیں۔ لہٰذا نگینہ اندر کی طرف رکھنا ہی افضل ہوا۔ (بقول امام المفسرین والمحدثین جناب عبدالرحمٰن سیوطی الشافعیؒ)

فائدہ مندنگ (پتھر) کا حصول:

دنیا میں کئی ایسے شائق لوگوں کو بھی دیکھا گیا ہے۔ جو مختلف الاقسام پتھروں کو جمع کرتے ہیں۔ یا انگوٹھی میں ڈال کر پہنتے ہیں۔ یا پھر کسی جفار، منجم رمال یا ماہر علم الاعداد سے اپنی تاریخ پیدائش یا اپنے نام کے سرحرف کے مطابق پتھروں کا انتخاب کروا کے بڑے ذوق وشوق سے پہنتے ہیں۔

غریبِ شہر تو فاقے سے مرگیا عارف امیر شہر نے ہیرے سے خودکشی کر لی

بہرحال غلام عباس المعروف علامہ شاد گیلانی جو پاک و ہند کے جانے پہچانے اور عظیم عامل گزرے ہیں۔ ان کا مفید نگینہ کے حصول کا ایک وضع کردہ طریقہ کار حاضر خدمت ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ! میرے پاس مفید نگینے کے حصول کا ایک اعلیٰ قاعدہ موجود ہے۔ اگر کسی شخص کے لئے نگینے کا مفید ہونا یا ناموافق ہونا مقصود ہو۔ تو وہ شخص ایک طبعی ترازو (Physical Balance) میں نگینے کو کچے چاولوں کے برابر تول لے۔ اور کچے چاولوں کو ایک پڑیا میں بند کر دے۔ رات کو سوتے وقت سرہانے کے ایک طرف کچے چاولوں کی پڑیا اور دوسری طرف نگینہ رکھ دیے۔ اور سونے سے پیشتر درجہ ذیل عبارت صرف 100 سو مرتبہ پڑھ لے۔

خداوندا مقصودم رساں زود بحق حضرت معروف کرخیؒ

اور پھر پڑھنے کے فوراً بعد (بنا کسی سے بات چیت کئے) سو جائے۔ صبح جاگ کر نگینہ اور چاولوں کو پھر سے تول لے۔ تو اُسے تعجب ہوگا۔ کہ رات کو تو چاول اور نگینہ کا وزن برابر تھا۔ مگر صبح دوبارہ وزن کرانے پر معلوم ہوگا۔ کہ ان دونوں (چاولوں یا نگینے) میں سے کسی ایک چیز کا وزن غیر متوقع طور پر بڑھ چکا ہوگا۔ لہذا یاد رکھیں۔ کہ اگر نگینہ مفید ہوگا۔ تو نگینے کا وزن بڑھ جائے گا۔ اگر نگینہ نا مفید (یعنی ناموافق) ہوگا۔ تو چاولوں کا وزن بڑھ جائے

گا ۔ اور اگر دونوں کا وزن مساوی ہوا ۔ تو اسکا مطلب یہ ہے ۔ کہ نگینہ نہ تو مفید ہے ۔ اور نہ ہی غیر مفید ۔ صاحب ارتکاز توجہ جناب شاہ دگیلانی صاحب فرماتے ہیں ۔ کہ عجیب تماشا ہے ۔ اگر آپ چاہیں ۔ تو آزما کر دیکھ لیں ۔

پتھروں کی تاثیرات معلوم کرنے کے لئے مجرب طریقہ حاضرات (حاضرات الحجر)

اس عمل کو بہت سارے مصنفین نے اپنی کتابوں کی زینت بنایا۔ مگر ہم یہاں پر کاش البرنیؒ والے طریقے کا ذکر کریں گے ۔ جو کہ انتہائی مجرب اور مستند طریقہ ہے ۔ جب کوئی شخص کوئی بھی پتھر (نگ) مثلاً الماس، نیلم، یاقوت، زمرد، عقیق، فیروزہ یا لاجورد بازار سے یا پھر کسی دوست سے خرید کر لائے ۔ تو اگر یہ واقعی کوئی نگ ہوگا ۔ تو اِسے جانچنے اور جاننے کے لئے کہ یہ نگ فائدہ مند ہوگا ؟ یا نقصان دہ ؟ یا یہ کہ نہ فائدہ منداور نہ ہی نقصان دہ ۔ یا پھر یہ کہ یہ پتھر کس قسم کی صفات و برکات کا حامل ہے ؟ اس امر کو جاننے اور جانچنے کے لئے **حاضرات الحجر** کی جاتی ہے ۔ جس کا طریقہ یہ ہے ۔ کہ ایک سفید موٹا کاغذ جس کو عرف عام میں ''سکول چارٹ'' کہتے ہیں ۔ جس کے اندرونی دائرہ کا قطر ڈھائی سے ساڑھے تین انچ تک ہو ۔ اس سے کم یا زیادہ نہ ہو ۔ تمثیلاً اس مذکورہ عمل میں دائرہ بنا دیا گیا ہے ۔ اب زوال کے اوقات سے بچتے ہوئے دو رکعات صلوٰۃ الاستخارہ بہ نیت **حاضرات الحجر** پڑھیں ۔ پھر **سورۃ یٰسین** ایک مرتبہ پڑھ کر نگ کو چارٹ پر بنے ہوئے دائرہ کے عین وسط میں رکھ دیں ۔ اور پھر نگ پر انگشت شہادت کو آہستہ سے رکھیں ۔ تا کہ اگر نگ حرکت کرے ۔ تو آسانی سے حرکت کر سکے ۔ اور آپکی انگلی رکاوٹ نہ بن سکے ۔ کیونکہ نگ کو انگلی صرف مَس ہونی چاہیے ۔ اب آہستہ آہستہ بلا تعداد یہ عبارت پڑھتے جائیں ۔ **وَاِنَّہٗ مِنۡ سُلَیۡمٰنَ وَاِنَّہٗ لَیۡسَ لَھَا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ کَاشِفَہ**' ۔ تو چند منٹوں کے بعد نگینہ میں خود بخود حرکت پیدا ہوگی ۔ اور حرکت کرتے ہوئے نگینہ کسی ایک یا بہت سے خانوں میں جائیگا ۔ اب عامل کو چاہیے ۔ کہ جس جس خانہ میں نگ جاتا جائے ۔ عامل ایک ایک کر کے کسی کاغذ پر لکھ (Note) کر وہ وہ تمام خانے فوراً بھرتا جائے ۔ کیونکہ اس نگینہ کی کچھ نہ کچھ تاثیرات ضرور ہوں گی ۔ اگر نگ حرکت نہ کرے ۔ تو وہ مالک کو کوئی فائدہ یا نقصان نہ دے گا ۔ یاد رہے ۔ کہ نگ کا وزن کم از کم 25 رتی یا اس سے زیادہ ہونا چاہیے ۔ اور اگر بہت سے نگوں کی تاثیرات معلوم کرنا مقصود ہوں ۔ تو تمام نگوں کے لیے نماز استخارہ اور سورہ یٰسین تو ایک بار پڑھیں گے ۔ البتہ ہر ایک نگ کا امتحان انفرادی طور پر کیا جائیگا ۔ اگر یہ عمل تنہائی میں کیا جائے ۔ تو زیادہ بہتر ہوگا ۔ بہر حال ! حاضرات الحجر کا نقش یہ ہے ۔

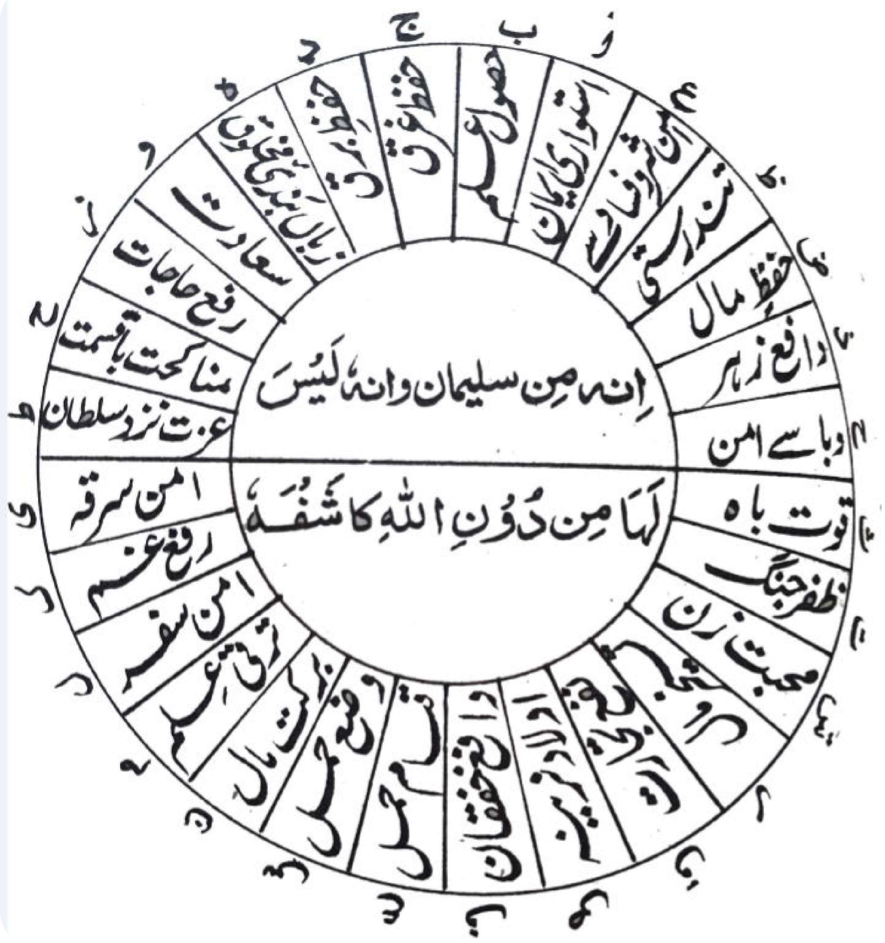

خاتم لطیفی برائے تسخیر:

میرے باطنی استاد محترم جناب فقیر غلام الرسول میمن ناشادؒ ماہنامہ ستمبر 1993 کے رسالہ میں رقمطراز ہیں کہ یہ عمل اپنی نوعیت کا ایک ایسا مجرب و منفرد عمل ہے کہ جس کی کوئی مثال نہیں، یہ ایک انگشتری کا عمل ہے اور یہ انگشتری ہر شخص کے منسوبی سیارے کے شرف و اوج، فرح یا سعد اوقات میں تیار کی جاتی ہے۔ مگر اس صورت میں کہ اس شخص کے نام کے مفرد اعداد 6, 5 , 4 نہ ہوں یہ بدقسمتی سے ان کے کام کی چیز نہیں۔

بہرحال ستارے کی منسوبہ دھات پر اس ستارے کے بخور کو جلا کر اور اسمائے عظام کو ان کی تعداد ذیل کے مطابق نقش کو انگشتری پر نقش (یعنی کندہ) کریں کوشش کریں کہ منسوبی سیارہ افق شرقی پر طلوع ہو بصورت دیگر اس ستارے کی ساعت میں ہی نقش کریں اس کے اوپر کی طرف اسمائے عظام اور نیچے کی طرف خادم کا اسم لکھیں۔ جیسا کہ درج ذیل جدول میں دیا گیا ہے۔

ستارہ	خادم ستارہ	منسوبہ اعداد	اسمائے عظام	تعداد ورد	منسوبہ بخورات
زحل	**کسفیائیل**	8	فتاح۔رزاق	888	رال
مشتری	**صرفیا ئیل**	3	کبیر۔متعال	333	صندل سرخ
مریخ	**سمسما ئیل**	9 - 0	مالک۔قدوس	999	سندروس
شمس	**روقیا ئیل**	4 - 1	حی۔قیوم	1000	عود سیاہ
زہرہ	**عینیا ئیل**	6	کافی۔غنی	666	زعفران
عطارد	**نوائیل**	5	علی۔عظیم	555	مصطگی
قمر	**شدحا ئیل**	2-7	رحمٰن۔رحیم	777	لوبان

اس نوادراتی عمل کا ایک تمثیلی خاتم مندرجہ ذیل ہے۔ جو عامل اس خاتم کو سمجھ گیا تو وہ واقعتاً عامل ہوگا۔

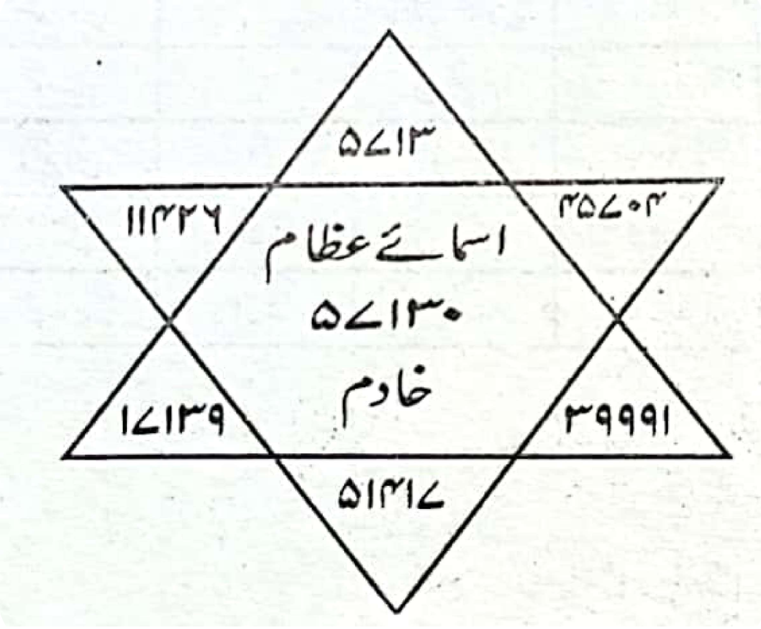

یہ انگشتری تسخیر کے لئے مؤثر ترین ہے اس انگشتری کو کسی خاص وقت (موقع) پر ہی پہنیں، خواہ مخواہ کی باتوں میں تماشہ نہ بنائیں عام وقت میں کسی ڈبیا میں موم کی تہوں میں پڑی رہے۔ جب اور جس وقت کام ہو اسمائے عظام کو تعداد کے مطابق پڑھ کر انگشتری پہن لیں پھر خادم کو انہیں اسماء کا واسطہ دے کر مطلب برآری کے لئے کہہ دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ انگشتری سلیمانی و حیدرانی سرمہ جات سے کہیں زیادہ باقوت اور پرتاثیر ثابت ہو گی ناشاد صاحبؒ فرماتے ہیں میں نے اپنی زندگی میں خواتیم کے کچھ نوادراتی اعمال پائے ہیں یہ عمل انہیں میں سے ایک ہے۔

جوہرِ بروجی (Birth Stones) معہ دیگر معلوماتِ ضروریہ:

ذیل کے جدول میں بروج کے مطابق تواریخ، اوقات، حاکم کواکب، منسوبی حروف، منسوبی رنگ اور جواہرات کے نام دیئے گئے ہیں۔

نمبر شمار	بروج Zodiacs	حاکم کواکب	بروج کے اوقات	منسوبی حروف	منسوبی رنگ	دھات برائے انگوٹھی	جواہرات
1	**حمل** **Aries**	مریخ	۲۱۔ مارچ تا ۲۰ ۔اپریل۔	ا-ل-ع- ی- -ص	سرخ	تانبہ۔ لوہا۔	مرجان
2	**ثور** **Taurus**	زھرہ	۲۱ اپریل تا ۲۱ مئی۔	ب-و	نیلا	پیتل۔ تانبہ۔	الماس (ہیرا)
3	**جوزا** **Gemini**	عطارد	۲۲ مئی تا ۲۱ جون۔	ک - ق	زرد۔ سرخی مائل	پیتل۔ تانبہ	زمرد
4	**سرطان** **Cancer**	قمر	۲۲ جون تا ۲۳ جولائی۔	ح - ھ	سفید۔ ہلکا نیلا۔	ٹِن	مروارید
5	**اسد** **Leo**	شمس	۲۴ جولائی تا ۲۳ اگست۔	م	سنہرا۔ اورنج	سونا۔	یاقوت
6	**سنبلہ** **Virgo**	عطارد	۲۴ اگست تا ۲۳ ستمبر۔	پ - غ	گہرا زرد	ٹِن	لاجورد
7	**میزان** **Libra**	زھرہ	۲۴ ستمبر تا ۲۳ اکتوبر۔	ر-ت- ط	ہلکا گلابی۔ نیلا۔	تانبہ۔ پیتل۔	سنگِ شیر
8	**عُقرب** **Scorpio**	مریخ	۲۴ اکتوبر تا ۲۲ نومبر۔	ظ-ذ- ض-ز-ن	گہرا سرخ	لوہا۔ تانبہ۔	مونگا۔ عقیق لال
9	**قوس** **agitarius**	مشتری	۲۳ نومبر تا ۲۲ دسمبر۔	ف	ہلکا ارغوانی	ٹِن۔ سونا۔ چاندی۔	پکھراج
10	**جدی** **Capricorn**	زحل	۲۳ دسمبر تا ۲۰ جنوری۔	ج -خ-گ	گہرا نیلا۔ سلیٹی۔	سونا۔ پلاٹینیم۔	نیلم۔ گومیدک
11	**دِلو** **Aquarius**	زحل	۲۱ جنوری تا ۱۹ فروری۔	س-ش-ص- ث-ٹ-ڈ	سیاہ۔	پلاٹینیم۔	عقیق یمنی۔ نیلم
12	**حوت** **Pices**	مشتری	۲۰ فروری تا ۲۱ مارچ	د - چ	تیز سبز۔	ایلومینین۔	لاجورد

قوت بدنی و مردانہ قوت کا طلسماتی عمل :

وہ لوگ جن کے اندر خدانخواستہ مردانہ قوت، امساک کی بیماری وغیرہ کا عارضہ لاحق ہو۔ ایسے لوگوں کو چاہیے۔ کہ شرف یا اوج مریخ میں طالب کا نام معہ والدہ کے ابجد قمری استخراج کرے۔ اوران میں حروف **ج** اور **ع** کے اعداد کے ساتھ ساتھ **1631** کا مزید اضافہ کرے۔ اب ان کو **28** پر تقسیم کر

کے جو باقی بچے۔ اس کے حرف بنا کر آگے لفظ **طیش** لگا کر اس لفظ کو لوہے کی انگشتری پر کندہ کرا لے۔ بوقت حاجت اس کو پہن لے۔ وہ طالب حیران ہوگا۔ کہ اس کے خون میں قوت و بدن میں عجیب سی چستی اور مردہ رگوں میں جوش پیدا ہوگا۔ اور لطف شباب سے بھی بہرہ ور ہوگا۔ کسی کشتہ یا دوا کھانے کی قطعاً ضرورت نہ ہوگی۔

ہر تہی مغز را چہ علم و خبر　　پیش او سنگ است یا جوہر

یہاں پر ایک مثال پیشِ خدمت ہے۔ مثلاً ہمیں بہادر خان کی حاجت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک انگوٹھی تیار کرنی ہے۔ بہادر خان کے اعداد بحسابِ ابجد قمری **763** بنتے ہیں۔ والدہ کے نام شامل نہیں کئے۔ کیونکہ یہ تو ایک مثال ہے۔ اِن میں **ج** ، **ع** اور **1631** کے مجموعہ **1704** کو بھی شامل کرتے ہیں۔ کل مجموعہ **2467** ہوا۔ اَب **2467** کو جب ہم **28** پر تقسیم کرتے ہیں۔ تو **3** باقی بچے گا۔ لہذا بہادر خان صاحب کی انگوٹھی میں لکھا جانے والا لفظ ''**جطیش**'' ہوگا۔

اِسی ضمن میں ایک بات یاد آئی۔ کہ! علامہ شاد گیلانی مرحوم اپنی کتاب **بیاض عملیات** میں یہی عمل لکھتے ہیں۔ مگر اُنہوں نے اپنے مجرب عمل برائے قوتِ باہ میں **ب** اور **س** کو شامل کیا ہے۔ اور آگے لفظ **ھوش** لگایا ہے۔ (جیسے کہ مذکورہ بالا عمل میں لفظ طیش لگا ہوا ہے۔ اور حروف **ج** ، **ع** استعمال ہوئے ہیں) باقی ترتیب اور اعداد مذکورہ بالا والے ہی ہیں۔ (واللہ اعلم) شاد گیلانی صاحب آگے فرماتے ہیں۔ پھر یہ انگشتری دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں پہن لیں۔ پھر آپ کو شباب کا لطف آ جائے گا۔

بذریعہ دھوپ گھڑی کی ساعت معلوم کرنا :

جب آفتاب نکلے۔ تو ایک عدد لکڑی (لمبائی تقریباً بارہ اُنگل) کی ہموار زمین پر آفتاب کے مقابل کھڑی کر کے اور لکڑی کے سایہ کو ناپ کر مندرجہ ذیل نقشہ سے معلوم کریں۔

حصہ اول علی الصباح			حصہ دوئم بعد میانہ روز		
گھنٹہ	اُنگل	ساعت	گھنٹہ	اُنگل	ساعت
2	30	2	2	10	8
3	18	3	3	18	9
4	12	4	4	3	10
5	8	5	5	36	11
6	4	6	6	40	12

جدولِ غالب و مغلوب اور خواصِ اعدادِ مُتحابہ :

ہمارے باطنی استادِ مُحترم جناب فقیر غُلام الرسول میمن ناشادؒ کتاب مفاتیح المغالیق کے حوالے سے فرماتے ہیں۔ کہ! اگر حرفِ اول اسمائے طالب و مطلوب سے اور حرفِ آخر بھی اسمائے طالب و مطلوب سے لے کر باہم امتزاج دے کر لکھیں۔ کہ وفق ان حروف کا سب طرف سے برابر آئے۔ اور اعدادِ حروف کو بھی پُشتِ لوح پر موافق کر کے معہ اعدادِ متحابہ لکھیں۔ تو اُلفت و محبت بین مابین میں فائدہ کثیر دے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر یہ شرط ہے۔ کہ! قبل ازیں، اعدادِ غالب و اعدادِ مغلوب مُلاحظہ کئے جائیں۔ کہ غالب کون ہے؟ اور مغلوب کون ہے؟

پس جس کے عدد مغلوب ہوں۔ اس پر اعداد متحابہ زائد (**220**) کو اضافہ کریں۔ اور جس کے اعداد غالب ہوں۔ اس پر عدد متحابہ ناقص (**284**) کا اضافہ کریں۔ تو محبت بین مابین میں تاثیرِ تام و فائدہ تام دے گا۔ انشاء اللہ۔ اور اس میں ملاحظہ غالب و مغلوب کا ہونا چاہیئے۔ نہ کہ طالب و مطلوب کا۔ کیونکہ ہوسکتا ہے۔ کہ اسمِ طالب اسم مطلوب پر غالب ہو۔ بہر حال اس مقصد و غایت کو پانے کے لئے آنے والے جدولِ غالب و مغلوب کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیئے۔ تا کہ ناکامی نہ ہو۔ (یاد رہے۔ کہ! اعداد متحابہ کا تعارف اور مختلف امور میں ان کو کام لانے کا طریقہ اسی باب میں پیچھے گذر چکا ہے)

مزید تفصیل حضرت کاش البرنیؒ کی کتاب ''جذبُ القلوب'' اور حضرت غلام الرسول عائلی نقشبندی کی کتاب ''مکاشفاتِ اسرار'' سے ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ تا کہ کسی قسم کا کوئی شائبہ نہ رہے۔ اور اِس ضمن میں مزید معلومات حاصل کی جاسکیں۔

طالب ومطلوب میں غالب ومغلوب معلوم کرنے کا طریقہ :

یہ طریقہ مقدمہ ابن خلدون میں اس طرح سے بیان ہوا ہے۔ کہ طالب ومطلوب یا دولڑنے والے بادشاہوں کے اسماء بحسابِ ابجد قمری علیحدہ علیحدہ نکال لئے جائیں۔ پھر ہر ایک کو 9 پر تقسیم کر دیا جائے۔ اور باقی کو محفوظ رکھا جائے تو!

☆ اگر دونوں کے اسماء کے باقی اعداد کمیت میں مختلف ہیں۔ اور دونوں زوج (جُفت) ہیں۔ یا دونوں فرد (طاق) ہوں۔ تو کم عدد والا غالب رہے گا۔

☆ اگر ایک زوج ہے۔ اور دوسرا فرد ہے۔ تو زیادہ عدد والا غالب رہے گا۔

☆ اگر دونوں کمیت میں برابر ہیں۔ اور دونوں ہی زوج ہیں۔ تو مطلوب غالب رہے گا۔

☆ اگر دونوں ہی طاق ہیں۔ تو طالب غالب رہے گا۔

اسی کی وضاحت صاحب جذب القلوب نے صاحب مفاتیح المغالیق سے یوں نقل کی ہے۔ کہ !

☆ اگر دونوں کے باقی فرد ہوں۔ تو جو عدد قیمت میں کم ہوگا۔ وہی غالب ہوگا۔ ☆ اگر دونوں کی باقی زوج ہوں۔ تو جو عدد قیمت میں کم ہوگا۔ وہ غالب ہوگا۔ ☆ اگر دونوں کے باقی 0 صِفر رہے۔ تو جس کا خارج قسمت قیمت میں زیادہ ہوگا۔ وہی غالب رہے گا۔ ☆ اگر تقسیم کے بعد دونوں عددوں میں سے یکساں فرد بچے۔ یا یکساں زوج بچے۔ تو فردین میں سے طالب غالب ہوگا۔ اور زوجین میں سے مطلوب غالب ہوگا۔

یعنی کہ 1 اور 1 میں سے، یا 3 و 3 میں سے، یا 5 و 5 میں سے، یا 7 و 7 میں سے اور 9 و 9 میں سے طالب غالب ہوگا۔

☆ اسی طرح زوجین میں سے جیسے کہ 2 و 2 میں سے، یا 4 و 4 میں سے، یا 6 و 6 میں سے اور 8 و 8 میں سے مطلوب ہمیشہ غالب رہے گا۔

مزید برآں یہ کہ! غالب ومغلوب کو دیکھنے کے لئے حکیم وطبیب جنابِ لُقمان ؒ، فاتح سرزمینِ عرب وعجم سکندر اعظم، حکیم وطبیب جنابِ سقراط، حکیم وطبیب جنابِ بقراط، حکیم وطبیب جنابِ افلاطون، حکیم وطبیب جنابِ ارسطو، حکیم وطبیب جنابِ بوعلی سینا، حکیم وطبیب جنابِ محمد اسحاق کندی، محمد جعفر طبیب، عبداللہ ترمذی، عبدالرحمٰن ولایتی، قو شا بطوشا صاحب، شیخ عبدالحلیم، محمد فاضل، عبداللہ الحُسینی، اور دیگر کئی علماء، اطباء، حُکماء اور جُملہ علمائے عاملین وکاملین وغیرہم نے اس طریقہ کو پسندیدہ اور مجرب المجرب قرار دیا ہے۔ شاہانِ قدیم بھی اسی قاعدے سے کام لیتے تھے۔ اور اس طریقہ کو راز میں رکھتے تھے۔ کتابوں میں نقشہ اس طرح درج ہے۔

اعداد غالب				اعدادِ طالب	اعدادِ مغلوب			
2	4	6	8	**1**	3	5	7	9
3	5	7	9	**2**	4	6	8	1
4	6	8	1	**3**	5	7	9	2
5	7	9	2	**4**	6	8	1	3
6	8	1	3	**5**	7	9	2	4
7	9	2	4	**6**	8	1	3	5
8	1	3	5	**7**	9	2	4	6
9	2	4	6	**8**	1	3	5	7
1	3	5	7	**9**	2	4	6	8

اس جدول کو بغور مطالعہ کرنے سے یہ نتیجہ اُخذ کیا جا سکتا ہے۔ کہ عدد 1 بمطابقِ جدول 3,5,7,9 پر غالب ہے۔ اور عدد 1 بمطابق جدول 2,4,6,8 پر مغلوب ہے۔ یعنی کہ 1 عدد پر غالب اعداد اس جدول کی راست جانب ہیں۔ اور عدد 1 پر مغلوب اعداد اس جدول کی چَپ جانب ہیں۔ یا اسے ہم یوں کہیں گے۔ کہ سیدھی طرف کے اعداد وسط پر غالب ہیں۔ اور وسط مغلوب ہے۔ اور اُلٹی طرف کے اعداد وسط سے مغلوب ہیں۔ اور وسط ان پر غالب ہے۔

مُختلف اُمور کے لئے بخورات کا حقیقی چُناؤ :

حضرت استاذِ من جناب فقیر غلام الرسول میمن ناشاد ؒ فرماتے ہیں۔ یاد رہے۔ کہ ! ہر عمل کے ساتھ بخور لازم ہوتا ہے۔ اِن بخورات کی وجہ سے نہ صِرف روحانیات متوجہ ہوتی ہیں۔ بلکہ اعمال وعملیات میں (بھی کافی حد تک) کامیابی کی ضمانت مِلتی ہے۔ مندرجہ ذیل بخورات

میرے (ناشادؒ) اعمال سمیت باقی عاملین صاحبان کے عملیات پر بھی کلیہ اطلاق رکھتے ہیں۔

☆ احضارِ جنات کے لئے:	چرائتہ، کبوتر سپید کا لہو، گُرگ کی چربی۔
☆ جنات وآسیب کو بھگانے کے لئے :	لہسن اور خبیث اسماء کو سِر کے سے لکھ کر اس کاغذ کا بخور دیں۔
☆ حاضری مطلوب یا واپسی گریختہ کے لئے:	جاوتری، گندھک زرد خام، لوبان، صندل سفید۔
☆ اعمالِ حُب کے لئے:	لوبان، صندلِ سُرخ، زعفران، مُصطگی، عودِ سیاہ۔
☆ بُغض وعداوت وجدائی کے لئے:	لہسن، پیاز کے چھلکے، گُوگل۔
☆ تسلیطِ الامراض، سقم وہلاکت کے لئے:	استخوانِ حیوان، سرخ مرچ، ابریشم سالم۔
☆ شفائے امراض کے لئے:	زیتون کے کوئلے پر گلاب وگلنار کی پتیوں کا بخور۔
☆ اعمال وعملیاتِ خیر کے لئے:	لوبان، صندلِ سرخ یا صندل سفید یا پھر دونوں
☆ عجائبات وطلسمات کے لئے:	لوبانِ ذَکر، مُصطگی، عود

فضائلِ رجالُ الغیب مع دُعائے رجال الغیب ونقشہ رجال الغیب:

شیخ ابو العباس احمد بن علی بونی قرشیؒ نے اپنی کتاب منبع اصول الحکمۃ میں، حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اندلسیؒ نے اپنی کئی تصانیف میں، حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ نے جواہر خمسہ میں، میرے پیرو مرشد کی کئی تصانیف میں اور پاک و ہند کے بہت سے مُصنفین بالخصوص عاملین نے اپنی اپنی کُتب میں یہ دُعا اور نقشہ تاریخ ہائے رجال الغیب مع سمت تحریر کیا ہے۔

عاملین حضرات فرماتے ہیں۔ کہ رجال الغیب دراصل مَردانِ خُدا ہیں۔ جو عامل کی حرکات وسکنات میں دخیل ہوتے ہیں۔ اور یہ اعمالِ روحانی پر حُکمراں ہیں۔ چونکہ یہ ہروقت زمین کے گِرد چکر لگاتے رہتے ہیں۔ اسی لئے ان کی تاریخیں مُقرر ہیں۔ جُملہ اعمالِ خیر وشر میں سمت رجال الغیب کا لازمی خیال رکھا جائے۔ جس سمت میں رجال الغیب ہوں۔ کھڑے ہو کر دایاں ہاتھ سینے پر رکھ کر نہایت مؤدب ہو کر اول 3 یا 5 یا 7 مرتبہ اِن کو سلام کہے۔ (سلام سے مُراد دُعائے رجال الغیب ہے) پھر ان کو پُشت کر کے یا پھر ان کو بائیں جانب رکھ کر اعمال، عملیات، چِلہ کشی وغیرہ کرے۔ یا پھر تعویزات لکھے۔ اگر رجال الغیب سامنے یا دائیں جانب ہوں گے۔ تو عامل کا عمل مثل مقناطیس صلب ہو جاتا ہے۔ عمل کی تاثیر کے بجائے عامل سخت قسم کی رُجعت کا شکار ہو جاتا ہے۔ یاد رہے۔ کہ رجال الغیب کی روزانہ کی سمتی تبدیلی قمری تاریخوں پر ہوں گیں۔ اور چاند کی تاریخ (قمری تاریخ) غروبِ شمس وطلوعِ قمر یعنی کہ مغرب سے ہی شروع ہو جاتی ہے۔ دُعائے رجال الغیب یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیمO السلام علیکم یا رجال الغیب O السلام علیکم ایھا الارواح المقدسۃ اعینونی بقوۃ وانظرونی بنظرۃ اجیبونی بدعوۃ. یا رقباء ویا نقباء ویا نجباء ویا بدلاء ویا اوتادالارض ویا اقطاب ویا قطب الاقطاب اغیثونی بغوثۃ امددنی فی ھذا الامر (یہاں پر اپنی حاجت بیان کریں) سلمکم اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرۃ بحق سیدنا و نبیینا محمد والہ و اصحابہ اجمعین O برحمتک یا ارحم الراحمینO

(نقشہ ءرجال الغیب یہ ہے)

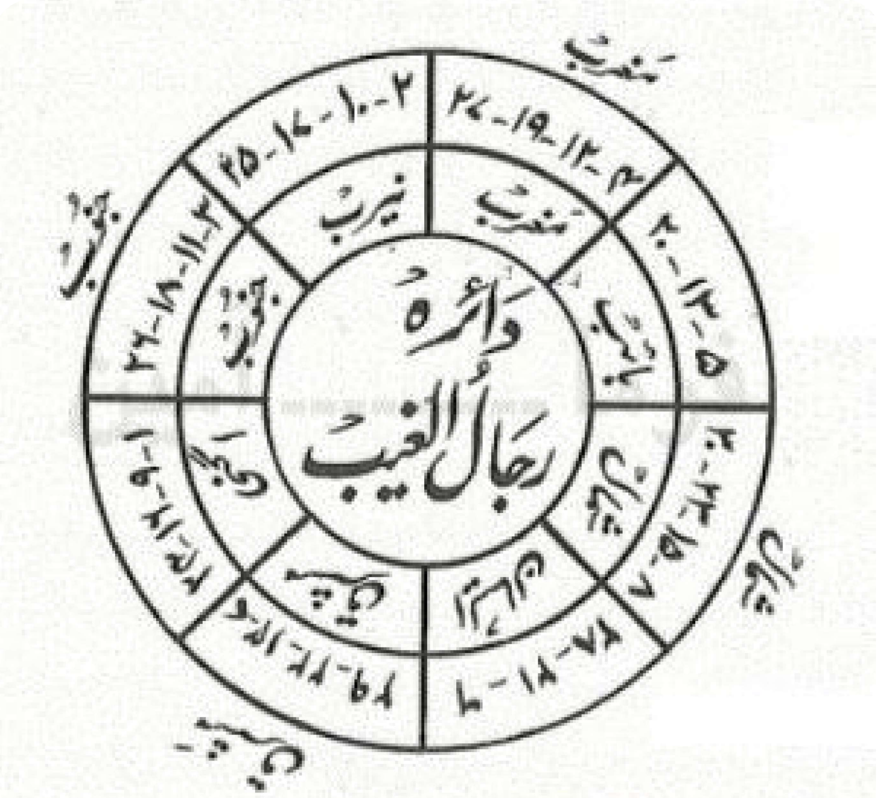

کواکب کی سعادت ونحوست :

ہر کوکب (ستارے) کی سعادت ونحوست کے لئے ان معلومات کو لازمی ازبر کرلیں۔

☆ **مشتری** : سعد اکبر ☆ **زھرہ** : سعد اصغر
☆ **زحل**: نحس اکبر ☆ **مریخ** : نحس اصغر
☆ **شمس** : سعد۔ نیر اکبر ☆ **قمر** : سعد۔ نیر اصغر
☆ **عطارد** : **ممتزج** (یہ ستارہ سعد کے ساتھ مِلے تو سعد اور نحس کے ساتھ نحس اثرات مرتب کرتا ہے)
☆ **شمس و قمر** : نیرین ☆ **زھرہ و مشتری** : سعدین
☆ **زھرہ و عطارد** : سعدین ☆ **زحل و مریخ** : نحسین
☆ **زحل و مشتری** : علوبین ☆ **راس و ذنب** : عقدتین

لوحِ حیات وممات کے کثیر فوائد :

یہ طریقہ حضرت شیخ ابوالعباس احمد بن علی قرشی بونیؒ کا مجرب المجرب طریقہ ہے۔ اس طریقہ کو بعد میں آنے والے عُلمائے عاملین نے بھی اپنی اپنی تصانیف وتالیفات میں شامل کیا۔ طریقہ اس کا یوں ہے کہ !

☆ اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ مریض صحت یاب ہوگا۔ یا نہیں ؟ ☆ مسافر یا گریختہ واپس آئے گا۔ یا نہیں ؟
☆ دو فریق میں ایک اہم مقدمہ یا جھگڑا ہے۔ کہ کون سا فریق جیتے گا ؟ ☆ حاکم وقت حکومت میں رہے گا۔ یا نہیں ؟
☆ حاملہ کو بچہ ہوگا۔ یا بچی ؟ ☆ پیدا ہونے والا بچی یا بچہ زندہ رہے گا۔ یا نہیں ؟
☆ میاں یا بیوی میں پہلے کون مرے گا۔ میاں یا بیوی ؟ ☆ شوہر وزوجہ میں اتفاق ہوگا۔ یا نہیں ؟

اسی طرح دیگر بھی کئی امور کو لوحِ حیات وممات میں بآسانی دیکھا اور معلوم کیا جاسکتا ہے۔

لوحِ حیات	1	2	3	7	11	13	14	16	17	19	20	22	23	26	28
لوحِ ممات	4	5	6	8	9	10	12	15	18	21	24	25	27	29	30

لوح حیات یا ممات سے کسی بھی امرِ مخفی یا مقصد کو جاننے کا طریق :

مریض مع والدہ کے اعداد بحسابِ ابجد قمری حاصل کر کے ان اعداد میں 20 اعداد قانون کے بھی شامل کرلیں۔ اور قمری ماہ (یعنی چاند) کی جو بھی تاریخ ہو وہ عدد بھی شامل کر کے پھر 30 پر تقسیم کرلیں۔ جو عدد باقی رہے۔ اس کو لوحِ حیات یا لوحِ ممات میں دیکھیں۔ اسی طرح تمام مقاصد میں ''ہاں '' کے لئے لوحِ حیات اور ''نہیں'' کے لئے لوحِ ممات کے اعداد آئیں گے۔

استخراجِ آفتاب در برج :

مثلاً کسی شخص نے سوال کیا۔ کہ 22۔ اپریل کو آفتاب کِس برج میں کِتنے درجہ پر ہوگا ؟

جواب کے حصول کے لئے ہمیں سب سے پہلے یہ یاد ہونا چاہیئے۔ کہ کون سا عیسوی مہینہ اور برج کا دورانیہ کتنے ایام پر مشتمل ہے ؟ لہذا اس ٹیبل (جدول) کو لازمی یاد رکھیں۔

ماہ عیسوی	جنوری	فروری	مارچ	اپریل	مئی	جون	جولائی	اگست	ستمبر	اکتوبر	نومبر	دسمبر
تعدادِ ایام	31	28	31	30	31	30	31	31	30	13	30	31
اسمائے بروج	حمل	ثور	جوزا	سرطان	اسد	سنبلہ	میزان	عقرب	قوس	جدی	دلو	حوت
تعدادِ ایام	29	30	30	31	31	32	31	31	31	30	30	29

اب جنوری کے مہینے سے۔ 22 اپریل تک ایام شمار کریں۔ جیسے کہ جنوری کے 31، فروری کے 28، مارچ کے 31۔ اور اپریل کے 22 ایام۔ ان تمام کو جمع کریں۔ 31+28+31+22=112۔ اب ان اعداد میں 10 اعداد قانون کے جمع کیئے۔ تو کل مجموعہ 122 ہوا۔

اب برج جدی سے اُسی طرح گننا شروع کریں۔ جدی کے 29، دلو کے 30، حوت کے 30۔ اور حمل کے 31 ہیں۔ ان تمام کو بھی جمع کریں۔ 29+30+30+31=120۔ اب عیسوی ماہ کے حاصل شدہ مجموعہ میں سے بروجی ماہ کے مجموعہ کو مِنہا کریں۔

122-120=02۔ چونکہ دوسرا برج ثور ہے۔ تو یہ 2 عدد ثور کے ہوئے۔ پس اس حسابی عمل سے معلوم ہوا۔ کہ 22۔ اپریل کو آفتاب برج ثور کے 2 (یعنی دوسرے) درجہ پر ہوگا۔

اوراس کا کلیہ یہ ہے کہ! حسابِ یونانی سے 20 مارچ کو آفتاب برج حمل کے پہلے درجے پر آتا ہے۔ اوراس برج میں 21۔ ایام تک قیام کرتا ہے۔ اور پھر ہر برج میں مذکورہ جدول کے مطابق مقررا ایام تک ٹھہرے رہتا ہے۔ اسی طرح آفتاب ایک سال کا دورہ پورا کرتا ہے۔ اگر 20 مارچ سے بھی شمار کیا جائے۔ تو بھی آفتاب کا قیام معلوم کیا سکتا ہے۔ **واللہ اعلم۔۔**

نقش کی ترتیبات وترکیبات:

علمائے عاملین نے نقوش بھرنے کے جو اصول وقواعد تحریر کئے ہیں۔ اِن نقوش کے مبادیات کی مختصر مگر جامع تفصیل ناظرین وشائقینِ روحانیات کی خدمت اقدس میں یہاں پیش کی جا رہی ہے۔ کیونکہ! عاملین اور شائقین حضرات کے لئے ان امور کی سرانجام دہی کے لئے مندرجہ ذیل پانچ باتوں کا جاننا انتہائی ضروری قرار دیا گیا ہے۔

اعداد طبعی ۔ اعداد طرح ۔ عدد تقسیم ۔ عدد کسر ۔ خانہ کسر

یادرہے کہ تمام نقوش چاہے۔ وہ مثلث ہوں۔ یا مربع، مخمس، مسدس، مسبع، مثمن، متسع، معشر ہو یا **100x100** ہوں۔ جملہ نقوش بھرنے کے لئے قوانین وقواعد ایک ہی ہیں۔ جن کی مختصر مگر جامع تفصیل یہاں پیش کی جا رہی ہے۔

اعداد طبعی :۔

نقش مثلث کے کل نو خانے (3x3) ہیں ایک بڑھایا "10" ہوئے۔ اب "10" کا نصف "5" ہوا۔ اب اس 5 کو 3 سے ضرب دیا۔ تو یہ "15" ہوئے۔ لہذا مثلث کے اعداد طبعی 15 ہوئے۔

2	9	4
7	5	3
6	1	8

اعداد طُرح :.

مثلث کے کل خانے 9 ہیں۔ ایک کم کیا۔ تو 8 ہوئے۔ اب 8 کا نصف 4 ہوا۔ اس 4 کو 3 سے ضرب دیں۔ ٣ 3×4=12۔ لہذا مثلث کے اعداد طُرح 12 ہوئے۔

اعداد تقسیم : نقش کے ایک ضلع میں جس قدر خانے ہوں۔ وہ عدد دراصل عدد تقسیم ہی ہوتا ہے۔ جیسے کہ نقش مثلث کا عدد تقسیم 3 ہے۔

عدد کسر:. عدد تقسیم کو حاصل شدہ عدد پر تقسیم کرنے سے اگر کچھ بچے۔ تو اسے **عددِ کسر** کہتے ہیں۔

خانہ کسر :. مثلاً مثلث کا عددِ کسر 2 ہے۔ اب کسر x ضلع ، یعنی 2x3=6 چونکہ مثلث کے کل خانے 9 ہوتے ہیں۔ ان میں ایک۔ 1۔ کا اضافہ کیا۔ تو 10 ہوئے۔ جب 10 میں سے 6 کو تفریق کیا۔ تو باقی 4 بچا۔ لہذا خانہ کسر 4 ہوا۔ نقش، ستارہ، جُملہ خانے، اعدادِ طبعی، طُرح، تقسیم اور خانہ کسر کو پُر کرنے کے لئے مندرجہ ذیل جدول (Table) یہاں پیشِ خدمت ہے۔

نقش	ستارے	جملہ خانے	اعداد طبعی	اعدادِ طُرح	اعدادِ تقسیم	1	2	3	4	5	6	7	8
مثلث	**قمر**	3 x 3	15	12	3	7	4	☆	☆	☆	☆	☆	☆
مربع	**عطارد**	4 x 4	34	30	4	13	9	5	☆	☆	☆	☆	☆
مخمس	**زھرہ**	5 x 5	65	60	5	21	16	11	6	☆	☆	☆	☆
مسدس	**شمس**	6 x 6	111	105	6	31	25	19	13	7	☆	☆	☆
مسبع	**مریخ**	7 x7	175	167	7	43	36	29	22	15	8	☆	☆
مثمن	مشتری	8 x 8	260	252	8	57	49	41	33	25	17	9	☆
متسع	زحل	9 x 9	369	360	9	73	64	55	46	37	28	19	10

اب یہاں پر نقوش کی پڑتال کا طریقہ کار بھی دیا جا رہا ہے۔

نقشِ مثلث :

یہاں پر تمثیلاً ہم اسم ذات ''اللہ'' کا نقش مثلث بھرنے کی سعی کرتے ہیں۔ تاکہ سمجھنے میں اور نقش پُر کرنے میں آسانی ہو۔ اسم ذات اللہ کے اعدادِ قمری 66 (اللہ۔ ا۔ ل۔ ل۔ ہ۔ اعدادِ قمری۔ 1+30+30+5=66) ہوتے ہیں۔

اسم ذات اللہ کے اعداد 66۔ مثلث کے اعداد طرح 12۔ 66-12=54 اب حاصل 54 کو مثلث کے اعدادِ تقسیم 3 سے تقسیم کریں گے۔ 54÷3=18 اب ہمارے پاس حاصل قسمت 18 آیا۔

لہٰذا اب ہم نقش مثلث کے پہلے خانہ میں 18 سے چال شروع کریں گے۔ یہاں ہم خاکی چال لیتے ہیں۔

خاکی نقش مثلث کی چال

2	9	4
7	5	3
6	1	8

اسمِ ذات ''اللہ'' کا نقش

19	26	21
24	22	20
23	18	25

یہ بات ہمیشہ ذہن نشین رہے۔ کہ! نقش کے اندر چال کے مطابق چھوٹے ہندسے (Figure) سے شروع کرنا ہوتا ہے۔

اور تعویذاتِ مثلث میں خاکی چال بہت زیادہ مستعمل ہے۔ حضرت کاش البرنیؒ مرحوم نے **عامل کامل** حصہ دوم میں **دعوت برھتیہ** اور نقش مثلث کو ایک دوسرے کے لئے لازم اور ملزوم قرار دیا ہے۔ یاد رہے۔ دورِ قدیم کے عاملین مثلث کی خاکی چال کو نقش غزالیؒ اور خاتم سلیمانیؒ سے ☆ تعبیر کرتے ہوئے اپنے جمیع امور میں نقش مثلث ہی سے کام لیا کرتے تھے۔

نقش مربع :

یہاں پر تمثیلاً ہم اسم پیغمبر آخرالزماں ﷺ ''محمد'' کا نقش مربع بھرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔

اسم ذات اللہ کے اعداد 92۔ مربع کے اعداد طرح 30۔ اَب 92-30=62 اِس 62 کو مربع کے اعدادِ تقسیم 4 سے تقسیم کریں گے۔ 62/4=15.5 اب ہمارے پاس حاصل قسمت 15 آیا۔ باقی 2 بچے۔ لہذا خانہ نمبر 9 اِس نقشِ مربع کا خانہ کسر ہوگا۔ تب جا کر یہ نقش درست طریقے سے پُر ہوگا۔ لہٰذا اب ہم نقش مربع کے پہلے خانہ میں 15 سے چال شروع کریں گے۔

آتشی نقش مربع کی چال

1	14	11	8
12	7	2	13
6	9	16	3
15	4	5	10

اسمُ النبی کریم ''محمد'' کا نقش

15	29	26	22
27	21	16	28
20	24	31	17
30	18	19	25

دُنیائے عملیات میں مربع نقوش میں خاکی چال بہت زیادہ مستعمل ہے۔ یاد رہے۔ کہ! جس طریقے سے نقشِ مثلث اور نقشِ مُربع پُر کیا گیا ہے۔ اِسی طریقے سے نقشِ مخمس، مُسدس، مُسبع، مُثمن اور مُتسع بھی پُر ہوں گے۔ مزید برآں یہ کہ! نقشِ مثلث، مربع اور مخمس کی چند مشہور و معروف چالیں یہاں دی جا رہی ہیں۔

نقوش کی چالیں

مثلث نقش کی چالیں:

مثلث

آتشی چال

۶	۱	۸
۷	۵	۳
۲	۹	۴

بادی چال

۶	۷	۲
۱	۵	۹
۸	۳	۴

آبی چال

۲	۷	۶
۹	۵	۱
۴	۳	۸

خاکی چال

۲	۹	۴
۷	۵	۳
۶	۱	۸

{مثلث غزالی۔ بطد۔ زهج۔ واح}

مثلث خالی البطن

۱	۸	۳
۵	۹ خانہ مطلب و مقصد	۷
۶	۴	۲

درمیانہ یعنی نواں خانہ بڑا رہے گا۔

یاد رہے۔ کہ مثلث کی نقش خاکی بہت زیادہ مستعمل ہے۔ اسے نقشِ غزالی یا خاتمِ سلیمانی بھی کہا جاتا ہے۔

مربع نقش کی چالیں:

مربع چالیں

آتشی چال

۱	۴	۱۱	۸
۱۲	۷	۲	۱۳
۶	۹	۱۶	۳
۱۵	۴	۵	۱۰

آتشی چال عملیات میں بہت مستعمل ہے۔

بادی چال

۱۴	۱	۸	۱۱
۷	۱۲	۱۳	۲
۹	۶	۳	۱۶
۴	۱۵	۱۰	۵

مربع کی دائرہ چال

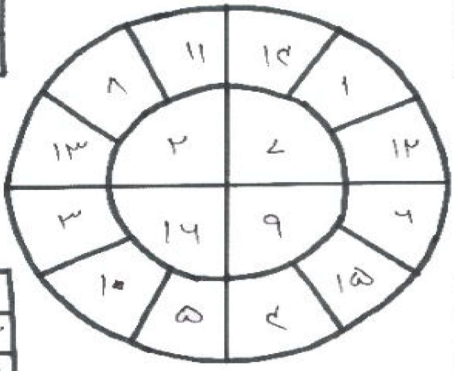

آبی چال

۱۱	۸	۱	۱۴
۲	۱۳	۱۲	۷
۱۶	۳	۶	۹
۵	۱۰	۱۵	۴

خاکی چال

۸	۱۱	۱۴	۱
۱۳	۲	۷	۱۲
۳	۱۶	۹	۶
۱۰	۵	۴	۱۵

یاد رہے۔ کہ مربع کی نقش آتشی بہت زیادہ مستعمل ہے۔ اور سب سے کم مربع کی دائرہ چال ہے۔

مخمس نقش کی چالیں:

مخمس کی چالیں

معتدل الدور چال

۱	۲۵	۱۹	۱۳	۷
۱۴	۸	۲	۲۱	۲۰
۲۲	۱۶	۱۵	۹	۳
۱۰	۴	۲۳	۱۷	۱۱
۱۸	۱۲	۶	۵	۲۴

معتدل چال

۱۱	۱۸	۲۵	۲	۹
۱۰	۱۲	۱۹	۲۱	۳
۴	۶	۱۳	۲۰	۲۲
۲۳	۵	۷	۱۴	۱۶
۱۷	۲۴	۱	۸	۱۵

غیر معتدل چال

۲۳	۷	۸	۲۲	۵
۱۹	۳	۱۸	۴	۲۱
۱	۲۵	۱۲	۱۱	۱۶
۲	۲۴	۱۷	۱۳	۹
۲۰	۶	۱۰	۱۵	۱۴

معلق چال

۲۳	۸	۵	۲۲	۷
۲۰	۱۶	۱۱	۱۲	۶
۱	۹	۱۳	۱۷	۲۵
۲	۱۴	۱۵	۱۰	۲۴
۱۹	۱۸	۲۱	۴	۳

تسلسل الدور چال۔

۱	۷	۱۳	۱۹	۲۵
۱۴	۲۰	۲۱	۲	۸
۲۲	۳	۹	۱۵	۱۶
۱۰	۱۱	۱۷	۲۳	۴
۱۸	۲۴	۵	۶	۱۲

عمومی چالیں :۔

مختلف کتب میں کچھ عمومی یعنی سادہ نقوش دیئے گئے ہوتے ہیں۔ جن کی چال کا پتہ نہیں چلتا۔ لہذا اُن کا طریقہ بھی یہاں لکھا جاتا ہے۔

نقش مثالی

ب	د	و	ح
د	و	ح	ب
و	ح	ب	د
ح	ب	د	و

نقش کی چال

1	5	9	13
6	10	14	2
11	15	3	7
16	4	8	12

نقش مثالی

ب	ب	ب	ب
ب	ب	ب	ب
ب	ب	ب	ب
ب	ب	ب	ب

نقش کی چال

1	2	3	4
8	7	6	5
9	10	11	12
16	15	14	13

اصول الثمانیہ (مُفتاح ومُغلاق ۔۔۔) کی تفصیل وطریقہ :

بعض عملیات میں یہ لکھا ہوا ہوتا ہے۔ کہ مفتاح کے طریقہ سے مؤکل واعوان وضع کر کے اس عمل کی عزیمت تیار کریں۔ پھر اس عزیمت کو نقش کے نیچے لکھا بھی جاتا ہے۔ اور پڑھا بھی جاتا ہے۔ پھر اس کو حسبِ طریقہ استعمال میں لایا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے نقش میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ وہ قاعدہ ہے۔ کہ جِس سے مؤکلانِ قضائے حاجت کا ادراک حاصل ہوتا ہے۔ جو تعویز یا نقش کے تحت کاربستہ ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے تو نقش کے خاص مقامات کے نام یاد کرلیں۔ اس مثلث کو مدنظر رکھیں۔

2	9	4
7	5	3
6	1	8

☆ مفتاح: نقش کے تمام خانوں میں جس خانہ کے اعداد سب سے کم ہوتے ہیں۔ جیسے کہ! 1 (پہلا خانہ)

☆ مغلاق : نقش کے تمام خانوں میں جس خانہ کے اعداد سب سے زیادہ ہوتے ہیں۔ جیسے کہ! 9 (آخری خانہ)

☆ عدل : مفتاح ومغلاق کے مجموعہ کو عدل کہا جاتا ہے۔ جیسے کہ! (پہلا خانہ + آخری خانہ) 10=9+1

☆ وفق : ایک طرف کے ضلع کے عدد کو وفق کہا جاتا ہے۔ سب سے بالائی لائن، 15=4+9+2

☆ مساحت : تمام خانہ جات کے مجموعی عدد کو مساحت کہتے ہیں۔ 45

☆ ضابطہ : وفق اور مساحت کے مجموعہ کو ضابطہ کہا جاتا ہے۔ 60

☆ غایت : ضابطے کے دوگُنا کو غایت کہا جاتا ہے۔ 120

☆ اصل : مغلاق اور غایت کے حاصل ضرب کو اصل کہا جاتا ہے۔ 1080 = 120 x 9

لیکن عملیات کے ساتھ ظلم اور افسوس کی بات تو یہ ہوئی ہے۔ کہ ہم لوگ وفق کے ذریعے نقوش ترتیب دیتے ہیں۔ حالانکہ اس قانون کے مطابق مساحت کے اعداد کو لے کر نقش بنانا چاہیئے۔ یاد رہے۔ کہ اُصول ثمانیہ والا طریقہ زیادہ سریع الاثر اور قابلِ اعتماد طریقہ ہے۔ لیکن اِس طرف بہت ہی کم توجہ دِی گئی ہے۔ جِس میں مَیں خود بھی مجرم اور قابلِ گرفت ہوں۔

نقش بھرنے کے مُتعلق جناب عائلی صاحب کی عظیم الشان تحقیق :

ہمارے بہت اچھے دوست اور اُستاد جنابِ محترم **غُلام الرسول عائلی نقشبندی** صاحب نے اس ضمن میں سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ جو کہ نقوش کے سلسلے میں انتہائی اہم ہے۔ آپ جناب نے اپنی کتاب **مکاشفات اسرار** کے حصہ دوئم میں **الواح الجواھر فی مُبحث علمُ الاوفاق** میں اپنی تحقیق کے دوران مثالیہ طور پر **786** کا نقش بنایا تھا۔ حضرت (عائلی بھائی) فرماتے ہیں۔ کہ میں نے نقوش کے مزید قوانین کو سمجھنے کے لئے دماغ سوزی کی تھی۔ انہی باتوں کے پیشِ نظر ماہنامہ فلکیات 98 کے رسالہ میں مَیں نے کہا تھا۔ کہ کامل نقش مساحت کا ہی ہوتا ہے۔ دلچسپی کی بات تو یہ ہے۔ کہ! 98ء میں ہی حُسنِ اتفاق سے مجھے **عبدالفتاح السید الطوخی** کی تحریر مل گئی۔ عائلی صاحب مزید فرماتے ہیں۔ کہ میرے اور آپ کے درمیان خُدا گواہ ہے۔ کہ اپریل 98ء سے پہلے اس ضمن میں کسی بھی مُعلمِ روحانی کی تحریر نہیں دیکھی۔ اور یہ اس لئے کہا۔ کہ بات چونکہ تحقیق کی تھی۔ اور میں اتنا کم ظرف نہیں۔ کہ دوسروں کی تحقیق کو اپنے آپ سے منسوب کرنے کا بارِ گُناہ اُٹھاؤں۔ آگے چل کر عائلی صاحب الطّوخی الفلکی کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ انہوں نے تو صرف اور صرف مثال دی ہے۔ اس کے بعد مُختلف جہات سے اپنی (عائلی صاحب کی) تحقیق آگے پیش کرتا ہوں۔ الطّوخی الفلکی صاحب اپنی کتاب **علوم الارصاد والروحانی** کے جُزو ثانی کے صفحہ نمبر 132 پر رقمطراز ہیں۔ کہ!

نزول اسم اللہ فی المثلث علی الطریقة الخاطئة والصحیحة :

19	26	21
24	22	20
23	18	25
66	66	66
الله	**الله**	**الله**

الطریقة الخاطئة (العمل ا لخاطئی) :

الجُملة 66 **الأس** 12 **البا قی** 54 **ثلثة** 18

وھو المفتاح .

ا لطر یقة الصحیحة

4	12	6
10	7	5
8	3	11

22 + 22 + 22 = 66 **(الله)**

العمل الصحیح :

الجُمله 66 **ثلثھا** 22 **الأس** 12 **الباقی** 10

وھو المفتاح والباقی عدد واحد یزاد فی البیت الجبر وھو بیت 7 فی ا لمُثلث.

یہاں پر الطّوخی الفلکی کا بیان ختم ہوتا ہے۔ اس سے آگے انہوں نے مثلث سے اثناء عشر نقوش کے عدد طرح و بیوت کسور کا حساب دیا ہے۔ جو کہ عموماً مروجہ ہے۔ آگے چل کر مُحترم عائلی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ علم الاوفاق میں آج تک ایک اور بھی عظیم ترین غلطی یہ بھی رہتی آئی ہے۔ کہ ان کی مروجہ چالیں خاص (خالِص) چالیں نہیں ہیں۔ یہ پرکھنے کے لئے نقوش کی کون سی چال عددی گردش میں صحیح ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے ایک قاعدہ دیتا ہوں۔ جس پر اگر غور کریں گے۔ تو آپ ایک کامل نقش کو درست طور سے پُر کر پائیں گے۔ واضح ہو کہ جو بھی نقش مطلوب ہو۔ یا تمام نقوش کی درست چالیں کرنا منظور ہوں۔ تو پہلے نقش کو ابجدی حروف سے دیکھا جائے گا۔ وہ اس طرح کہ سر لوح کا جو ضلع ہے۔ اس میں ا۔ ب۔ ج۔ د۔ ہ۔ و۔ ز۔ ح۔ ط۔ ی۔۔۔ **علیٰ ھذا القیاس** پُر کیا جائے۔ پھر انہی حروف کو نقش کی چال سے گردش میں دیا جائے۔ اب طول، عرض، عُمق اور قوس میں بغور دیکھا جائے گا۔ کہ ان تمام خانوں میں کسی ضلع میں مکررات تو نہیں آتے۔ اگر آتے ہیں۔ تو نقش ناقص ہے۔ اور اگر نہیں آتے۔ تو نقش یقیناً کامل ہے۔ اور جن نقوش میں یہ قانون لاگو نہیں ہوتا۔ تو ان کا شُمار ناقص نقوش میں کیا جائے گا۔ **واللہ اعلم بالصواب**۔ اللہ تعالیٰ ہم سب شائقین کے ادراک کھولے۔ آمین۔ **وماتوفیقی الاباللہ**۔

جفر الجامع لکھنے کا مختصر طریق:

علمائے عاملین نے جفر الجامع لکھنے کا ایک طریقہ وضع فرمایا ہے۔ اگر کوئی شخص ابجدِ قمری یا ابجدِ سمشی، یا حروفِ نورانی یا حروفِ صوامت کو بطرزِ جفر الجامع لکھ لے۔ تو ایسا شخص کثیر الاقسام فیوضات و برکات کا حامل ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو علم الحروف، علم الاعداد اور علمِ لدنی کے فہم و ادراک اور شناسائی سے نوازتا ہے۔ یہ بات بارہا تجربے سے بھی ثابت ہو چکی ہے۔ جفر الجامع کے لکھنے کا طریقہ پیچھے اسمِ اعظم والے باب کے صفحہ نمبر 150 پر تفصیلاً دیا جا چکا ہے۔ شائقین حضرات وہاں سے دیکھ کر استفادہ کر سکتے ہیں۔

استخراجِ قمر در برج :

سوال: 27۔ مئی 2017 کو بمطابق 30 شعبانُ المعظم 1438 ہجری کو قمر کسِ برج میں تھا ؟

جواب: 30×14=420۔ اب ان اعداد میں 26 عدد خانوں کے مِلائے۔ 446 ہوئے۔ اب ان کو 30 پر تقسیم کریں۔ تو 14 خارج قسمت اور باقی 26 بچے۔ چونکہ آفتاب برجِ ثور میں ہے۔ اس لئے ثور سے چودھویں (14) نمبر پر برج سرطان آیا۔ پس اس جواب سے ہمیں یہ معلوم ہوا۔ کہ ستارہ قمر دراصل برج سرطان کے 26 درجہ پر ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**۔

مُختلف اسماء کی ترتیبات :

صاحب **عامل کامل** جناب سید وارث علی شاہ جیلانیؒ مختلف اسماء کی اِس طرح سے تخصیص فرماتے ہیں۔ (کاش میں اِن تمام اسمائے الٰہیہ کے ابجد قمری بحساب ابجد نکال کر عوام الناس کے سامنے پیش کر سکتا۔ بہرحال کچھ کام تو قارئینِ کتاب ہٰذا اور شائقینِ روحانیات کو بھی کرنا چاہیئے۔ یہ ہلکی سی محنت اور مشق (اعداد قمریہ بحسابِ ابجدِ قمری نکالنے کے ضمن میں) اُن کو کامل اور Expert کر دے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ)

☆ اللہ تعالیٰ کے اسمائے ذاتیہ : **اللہ۔ سمیع ۔ بصیر ۔ علیم ۔ کلیم ۔ حی ۔ قدیر ۔ مرید ۔**

☆ اللہ تعالیٰ کے اسمائے تقدیسیہ : **سبوح ۔ قدوس ۔ سبحان ۔ سلٰم ۔ متعال ۔ لطیف ۔**

☆ اللہ تعالیٰ کے اسمائے تنزیہی: **عظیم ۔ کبیر ۔ حلیم ۔ جبار ۔ متکبر ۔ عزیز ۔ واسع ۔ ماجد ۔**

☆ اللہ تعالیٰ کے اسمائے ازلیہ وابدیہ: **احد ۔ واحد ۔ اول ۔ آخر ۔ ظاھر ۔ باطن ۔ قدیم ۔ باقی ۔**

☆ اللہ تعالیٰ کے اسمائے سلبیہ: **حی ۔ غنی ۔ رفیع ۔ متین ۔ قوی ۔ علی ۔**

☆ اللہ تعالیٰ کے اسمائے ثبوتیہ: مٰلک . مؤمن . مھیمن . خالق . باریء . مصور . غفار . قھار . وھاب . رزاق . فتاح . قابض . باسط . خافض . رافع . مذل . معز . حکم . عدل . شکور . خبیر . حکیم . غفور . حفیظ . حسیب . کریم . رقیب . مجیب . واسع . والی . بر . تواب . منعم . منتقم . عفو . رؤف . مالک الملک . ذوالجلال والاکرام . رب . مغنی . معطی . ضآرّ . نافع . نور . رفیع . حلیم . ودود . مجید . باعث . شھید . حق . وکیل . ولی . حمید . محصی . مبدیء . معید . محی . ممیت . واجد . مقتدر . ھادی . بدیع . رشید . صبور .

☆ اللہ تعالیٰ کے اسمائے ملفوفیہ: **علی الاعلٰی ۔ علیم الاعلم ۔ کبیر الاکبر ۔ قریب الاقرب ۔ لطیف الالطف ۔ کریم الاکرم ۔ احکم الحاکمین ۔ ارحم الراحمین ۔ احسن الخالقین ۔ اصدق الصادقین ۔ اکرم الاکرمین ۔ اجودالاجودین ۔ ذوالفضل العظیم ۔ محی الحی ۔ رؤف الرحیم ۔ علی العظیم ۔ عظیم الاعظم ۔ ذوالجلال والاکرام ۔ حی القیوم ۔ مالك الملك ۔ رفیعالدرجات ۔ قاضی الحاجات ۔ دافع البلیات ۔ مجیب الدعوات ۔** منزل البرکات . حل المشکلات . مفتح الابواب . مفرح المخزونین . دلیل المتحیرین . ھادی المضلین . مقلب القلوب والابصار . رب الارباب . غیاث المستغیثین . کافی المھمات . وفی الحسنات . بدیع السموت والارض . امان الخالقین . خیرالناصرین . خیرالرازقین . خیرالفاتحین . خیرالوارثین . رب السموت والارض . کافی الحسنات . غافر الذنب . قابل التوب . شدید العقاب . ذی الطول . رب المشرقین . رب المغربین . رب المشارق . رب المغارب . رب العٰلمین . رب العزۃ . رب الکعبۃ . رب جبرائیل . رب میکائیل . رب اسرافیل . رب عزرآئیل . رب محمد . رب النبی . رب الرسول . رب محمد رسول اللہ . رب الارضین . منزل القرآن . منزل التورات . منزل الانجیل . منزل الزبور . منزل الفرقان . خیر الحاکمین . خیر الفاصلین . خیرالغافرین . خیرالمنزلین . خیرالرحمین . اسرع الحاسبین . سریع الحساب . ذوالقوۃ . ذوانتقام . ذوالعرش المجید . فعال المایرید . ذوالعقاب . ذوالمغفرۃ . سریع العقاب . فالق الحب والنوٰی . فالق الاصباح . عالم الغیب والشھادۃ . علیم بذات الصدور . مٰلک یوم الدین . علام الغیوب . ستار العیوب . غفار الذنوب . مخرج الحی من المیت . مخرج المیت من الحی . شدید المحال . رب العرش . اھل التقوٰی . اھل المغفرۃ . ذوالمغفرۃ . رب العرش الکریم . رب السموٰت السبع . ذوالجود . ذوالعلٰی . بدیع العجائب . خالق کل شیء . خالق السماء . خالق النسان . خالق محمد . خالق الانبیاء . . خالق الرسل . رب المستعان .

☆ اللہ تعالیٰ کے اسمائے اخواتیہ: **حی ۔ قیوم ۔ ظاھر ۔ باطن ۔ عفو ۔ رؤف ۔ نور ۔ ھادی ۔ بدیع ۔ باقی**

☆ اللہ تعالیٰ کے اسمائے درقرآن وحدیثِ نبویہ ﷺ واقوالِ سلف: **المولٰی ۔ النصیر ۔ الاٰمر ۔ المدبر ۔ الوفی ۔ القآئم ۔ الفاتح ۔ القاسم ۔ الجواد ۔ المتفضل ۔ الحسن ۔ المعطی ۔ الرافع ۔ الصادق ۔ السامع ۔ المنیر ۔ المنیب ۔ المبین ۔ الکفیل ۔ الجمیل ۔ الراشد ۔ الحنان المنان ۔ الدیان ۔ المستعان ۔ البرھان ۔ الباھر ۔ الغالب ۔ السید ۔ العادل ۔ الاحد ۔ الفرد ۔ الباریء ۔ القدیم ۔ الدآئم ۔ القائم ۔ الاعز ۔ الاعلٰی ۔ الاکبر ۔ الحافظ ۔ الخلاق ۔ الکافی ۔ الرفیع ۔ القاھر ۔ الملیك ۔ المقتدر ۔ الوتر ۔ الاکرم ۔ الفاطر ۔ الجاعل ۔ القریب ۔ الشاکر ۔ الالٰہ ۔ العالم ۔ المحیط ۔ القدیر ۔ اعلم ۔ موثل ۔ یزداں ۔ اھیا ۔ اشراھیا ۔ بدوح ۔ احمٰی ۔ اطمٰی ۔ ھو ۔**

☆ اللہ تعالیٰ کے اسمائے جلالیہ: **عزیز ۔ جلیل ۔ متکبر ۔ مقدر ۔ جبار ۔ قوی ۔ منتقم ۔ متین ۔ ذوالجلال ۔ قھار ۔ مبدیء ۔ مقسط ۔ قابض ۔ معید ۔ مانع ۔ مذل ۔ ممیت ۔ وارث ۔ علی ۔ قادر ۔ مالك الملك ۔ سطیع ۔ ضآرّ ۔ کبیر ۔ وارث ۔ علی ۔**

☆ اللہ تعالیٰ کے اسمائے جمالیہ: **رحمٰن ۔ رحیم ۔ رزاق ۔ لطیف ۔ حکیم ۔ معطی ۔ ماجد ۔ نور ۔ احد ۔**

فتاح ۔ غفور ۔ حلیم ۔ نافع ۔ صمد ۔ هادی ۔ نعیم ۔ سلٰم ۔ باریء ۔ شکور ۔ ودود ۔ رشید ۔ بر ۔ باقی ۔ ضآرّ ۔ مهیمن ۔ باسط ۔ کریم ۔ ولی ۔ حی ۔ قیوم ۔ عفو ۔ واحد ۔ وهاب ۔ معز ۔ واسع ۔ غنی ۔ رؤف ۔ وکیل ۔ مؤمن ۔ غفار ۔ حفیظ ۔ کفیل ۔ محی ۔ تواب ۔ صبور ۔ رافع ۔ منعم ۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسمائے مشترکہ:

مٰلك ۔ خالق ۔ قدوس ۔ مصور ۔ علیم ۔ سمیع ۔ بصیر ۔ حکیم ۔ عدل ۔ خبیر ۔ عظیم ۔ مقیت ۔ حسیب ۔ رقیب ۔ مجي
عث ۔ شهید ۔ حق ۔ محصی ۔ واحد ۔ احد ۔ مقدم ۔ مؤخر ۔ اول ۔ آخر ۔ ظاهر ۔ باطن ۔ والی ۔ متعالی ۔ بدیع ۔ مالك الملك ۔ اکرم ۔ جامع ۔ غنی ۔ رشید ۔ مجیب ۔

اسماء الحسنٰی معہ اعداد ابجد قمری

اسمائے الہیہ	اعداد	اسمائے الہیہ	اعداد	اسمائے الہیہ	اعداد	اسمائے الہیہ	اعداد قمری
اٰجِ	4	الهی	46	حکیم	78	معین	170
اهٍ	6	ولی	46	حسیب	80	کفیل	140
ابد	7	اولیٰ	47	جمیل	83	سبحان	121
هاد	10	ماجد	48	داعی	85	معید	124
هو	11	مجیب	55	حلیم	88	لطیف	129
واه	12	دائم	55	ملك	90	مطلق	150
احد	13	مبدی	56	کامل	91	معطی	129
واجد	14	مجید	57	عزیز	94	سلام	131
جواد	14	محی	68	وفی	96	صمد	134
وهاب	14	موجود	59	ملیك	100	مؤمن	136
هی	15	حمید	62	صاحب	101	واسع	137
ابدی	17	باطن	62	مسب	102	عالم	141
حی	18	دیان	65	عدل	104	علام	141
واحد	19	وکیل	66	عادل	105	منان	141
هادی	20	الله	66	حق	108	مهیمن	145
ودود	20	محیط	67	حنان	109	حسبی الله	146
بدوح	20	حکم	68	علی	110	محصی	148
طیب	21	محی	68	لا اله الاهو	110	سلطان	150
یوه	21	حاکم	69	کافی	111	علیم	150
حبیب	22	باسط	72	اعلیٰ	111	قائم	151
طبیب	23	جلیل	73	باقی	113	قدیم	154
ولی	46	دلیل	74	جامع	114	قیوم	156
اله	36	سید	74	قوی	116	محسن	158
زکی	37	سبوح	76	معز	117	مانع	161
عطوف	165	کبیر	232	شاهد	310	متین	500
لا اله الا الله	165	دیهور	225	قریب	312	راشد	505

قدوس	170	مجیر	253	رقیب	312	نقی	160
معین	170	نور	256	قدیر	314	رشید	514
نعیم	170	مطہر	254	شہید	319	مشفق	520
سامع	171	رحیم	258	مصور	336	شاکر	521
حی قیوم	174	نعم الوکیل	257	سریع	340	شکور	526
سمیع	180	برہان	258	رفیع	360	متعال	541
مقدم	184	اکرم	261	ناصر	341	متعالی	551
سبحان اللہ	187	کریم	270	مقدر	344	مقیت	550
صادق	195	نعم الولی	277	نصیر	350	مشیب	352
اصدق	195	فرد	284	رافع	351	مشکور	566
منعم	200	فارج	284	رفیع	360	باعث	573
نافع	201	رؤف	286	رفیق	390	شریف	590
رب	202	فاطر	290	شافی	391	وتر	606
مالک الملک	212	صابر	293	کاشف	401	واثق	607
باری	213	رحمن	298	رب الارباب	439	لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ	619
جابر	206	صبور	298	تام	441	مستعان	621
جبار	206	مکرم	300	حسبنا اللہ و نعم الوکیل	450	منتقم	630
مقسط	209	بصیر	302	شافع	451	ستار	661
صانع	211	قادر	305	شفیع	460	متکبر	662
قاہر	306	قاہر	306	فتاح	489	خلیل	670
اللہ الصمد	231	قہار	306	شفیق	490	خفی	690
اکبر	223	رزاق	308	ممیت	490	وارث	707
رازق	308	منفرج	373	خالق	731	مقتدر	744
مذل	770	تسمیہ	786	ذی الطول	786	آخر	801
ذوالجلال	801	خاطر	810	نور االسموت والارض	1831	سلم قف قولا من رب رحیم	817
مؤخر	846	فاخر	881	قابض	903	مفضل	950
حافظ	989	حفیظ	998	عظیم	1020	ضار	1001
سورہ اخلاص	1002	عظیم	1020	غالب	1033	ذو البطش	1048
ذی االبطش	1052	غنی	1060	مغنی	1100	ذوالجلال والاکرام	1100
ظاہر	1106	ظہیر	1115	ناظر	1151	غفور	1286
غافر	1281	غفار	1281	ذی الانتقام	1333	متفضل	1350
خافض	1481	غیاث	1511	مغیث	1550	غفور الرحیم	1575
ذی االفضل	1651	خبیر	812	رب العرش العظیم	1854	ذی القوۃ	1247

مزید اسمائے الٰہیہ، آیاتِ قرآنیہ اور سورہ مبارکہ معہ اعداد بحسابِ ابجد قمری

فسیکفیکهم الله وهو السمیع العلیم o	800
لا اله الا الله	165
لا اله الا الله محمد رسول الله	619
الله لا اله الا هو رب العرش العظیم o	
انما اشکو بثی و حزنی الی الله	
لقد جاء کم .... رؤف رحیمo	2898
و من یتق الله .... لکل شیء قدرا o	2389
(99) ننا نویں اسماءُ الحُسنیٰ	
حسبنا الله و نعم الو کیل	450
نعم الولٰی و نعم النصیر	824
والله یرزق من یشاء بغیر حسابo	2074
یحبو نهم کحب الله والذین آمنوا اشد حبا للهo	1493
و الهکم اله واحد لا اله الا هو الرحمٰن الر حیمo	885
ومن شر قضآء .....انت آخذ بنا صیتها. ان ربی علٰی صراط مستقیمo	6283
سبحان ربک رب العزة........ والحمدلله رب العالمینo	2656
یغنیهم الله من فضلهo	2186
ان فتحنا لک فتحا مبیناo	1233
نصر من الله و فتح قریبo	1302
ربنا افتح بیننا وبین قومنا باالحق وانت خیر الفاتحینo	3109
مرج البحرین یلتقیٰن بینهما برزخ لا یبغیٰنo	3164
فان تولو فقل حسبی الله لا اله الا هو علیه توکلت وهو رب العرش العظیمo	3882
الله لطیف بعباده یرزق من یشآء وهو القوی العزیزo	1287
رب انی مغلوب فا نتصرo	815
زین للناس حب الشهوٰت ....عنده حسن المآب o	9158
وننزل من القرآن ما هو شفاءo	1048
و یرزق من حیث لا یحتسبo	1447
لیس لها من دون الله کا شفهo	858
فاغرینا بینهم العدوة والبغضآء الیٰ یوم القیامةo	4480
والقیت علیک محبة منی ولتصنع علٰ عینی o	2123

فا لله خیر حافظاوهو ارحم الر ا حمینo	2550
و القینا بینهم العداوةوالبغضآء الیٰ یوم القیامةo	3336
سلم قولا من رب رحیمo	817
و الله غالب علیٰ امره o	1461
سوره فاتحه (سبع مثانی ، ام الکتاب)	29367
سوره اخلاص	1002
سوره کو ثر	2752
چهار قل شریف	21163
سوره یٰسین شریف	107563
سوره عصر	4739
سوره جِن	69053
سوره مز مل	65553
آ یةُ الکر سی	14067
سوره فلق	8675
سوره والناس	5294
سوره اذا جا ء نصر الله ...	6124
مکمل حروف نورانی	1757
تخلیص شده حروفِ نورانی	693

علم تصوف اور موجودہ دور کے جاھلین

اسی ضمن میں یہ فقیرِ حقیر پر تقصیر (البلوشی) قارئین ذی اکرام کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ! کچھ نام نہاد صوفیائے کرام اور جعلی پیر فقیر حضرات کا کہنا ہے۔ کہ! نماز ظاہری کی کیا ضرورت ہے؟ صوم وصیام کی کیا ضرورت ہے؟ اصل فقیری و درویشی تو درحقیقت کچھ اور ہی ہے۔ جس کی پہچان صاحبینِ علم وعرفان و معرفت رکھنے والے چند گنے چنے لوگوں کو ہی معلوم ہے۔ (معاذ اللہ۔ نعوذ باللہ)

میری قارئینِ کتاب ہٰذا (اسرارِ محبوب) سے عرض ہے۔ کہ! یہ لوگ بہت بڑا فتنہ وفساد ہیں۔ شریعت سے عاری ہیں۔ میرے قلیل علم کے مطابق علمِ تصوف کی بنیاد چار باتوں سے عبارت ہے۔ یہ چار باتیں شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت دراصل یہ ہیں۔

شریعت مثل دودھ کے ہے۔ **طریقت** مثل لسی کے ہے۔ **معرفت** مثل مکھن کے ہے۔ اور **حقیقت** مثل روغن کے ہے۔

اَب بھلا مجھے کوئی اتنا تو سمجھائے۔ کہ! دودھ کے بغیر لسی، لسی کے بغیر مکھن اور مکھن کے بغیر روغن (اصلی دیسی گھی) بنانا کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔ دنیا میں موجود تمام علوم وفنون کا سرچشمہ قرآنِ حکیم ہے۔ قرآنِ حکیم کے معانی ومفاہیم کو سمجھنے کے لئے صحیح احادیثِ نبوی ﷺ کا کثیر مجموعہ موجود ہے۔ اور احادیثِ نبویہ ﷺ کو سمجھنے کے لئے فقہ (حنفی، مالکی، حنبلی وشافعی) موجود ہے۔

تصوف کے تین اہم ترین مدارج :

☆ ابتدائی تصوف علم ہے۔ ☆ اوسط تصوف عملِ خالص ہے۔ ☆ اور آخر تصوف بخششِ خدا ہے۔

تصوف کے چار نہایت اہم ترین زریں اصول وارکان :

☆ گرسنگی (اشتہاء۔ بھوک) ☆ خاموشی۔ ☆ بیداری۔ ☆ تنہائی۔ ☆ یادِ الٰہی۔

باب نمبر
16
بابُ الروحانیۃ

اعمالِ حصار و اصرافات۔ دفیعہ رجعت

مثلث خالی البطن (امام غزالیؒ)

علوم جفریہ

امہاتِ جامعہ ابجدی

علومِ افلاطونیہ (تصرفات وخوارق العادات)

اعمالِ خیر و برکت و دَستِ غیب

اعمال وعملیاتِ متفرقہ (حب وبغض ومفارقت)

سارق و مال مسروقہ کی نشاندھی

علم النفس

اِصرافات وحصارات

دُ عا و حصار منقول و منسوب از پیرانِ پیرؓ:

نمبر 1 ۔ حضرت پیر سید طا ہر علاؤ الدین جیلانی بغدادیؒ اپنی کتاب تذکرہ قادریہ میں اس دعا (حصار) کے متعلق فرماتے ہیں ۔ کہ! اگر کوئی شخص صبح وشام تین تین مرتبہ اول وآخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھا جائے ۔ تو (وہ شخص) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر مصیبت و بلا سے محفوظ رہے گا ۔ (کیونکہ! یہ دعا ئیہ حصار درحقیقت) حضرت غوثِ پاکؒ کے اَسرار میں سے ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الر حیم o الـلھم صحا صحا صحا وحا و بحا حٰمٓ لا ینصرون oوجعلنا من م بین اید یھم سدا و من خلفھم سدا فا غشینھم فھم لا یبصرون o کٓھٰیٰعٓصٓ و حٰمٓ عٓسٓقٓ لا یصدعون عنھا ولا ینز فون o یا رب یا رب یا رب ولا حول ولا قوۃ الا با للہ العلی العظیمo

نمبر 2 ۔ حضرت پیر سید وارث علی شاہؒ اپنی کتاب عامل کامل میں یہ حصار تحریر فرماتے ہیں ۔

بسم الـلـہ الرحمٰن الر حیمo حـصـنـت نـفـسـی روحی و جسدی واولادی واھلی ومالی و ما احب و ما امـلـک فی خزائن اللہ تعالیٰ. بسم اللہ الرحمٰن الر حیمo ا قـفا لھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مفا تیحھا . ولا حول ولا قوۃ الا با للہ العلی العظیم . فسیکفیکھم اللہ و ھو السمیع العلیم . و ر د اللہ ا لذین کفروا بغیظھم لم ینا لوا خیرا . و کفی اللہ المؤ منین القتال . و کا ن اللہ قو یا عز یزا ۔

دُ عا برائے حفظ ا ز رُجعت:

مندرجہ ذیل دعائے ہمہ قسم کی رجعات سے حفاظت کے لئے بہت بڑا حصار ہے ۔ بلکہ انتہائی مجرب اور مستند دعا مانی گئی ہے ۔ بالخصوص سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں ۔ بہت سے لوگ اس دعائے عظیمہ سے مستفید و منتفع ہو رہے ہیں ۔ دعائے حصار یہ ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الر حیمoیا رب دخلت دخلی انت و کیلی یا کا فی یکفینی یاربی یکفیفنی یامعبودی یکفینی یاحفیظ یکفیفنی یاحنان یا منان یکفینی یاغفوریا غفار یکفینی یا قھاریا جبار یکفینی یا حی یاقیوم یکفینی یاخا لق یا خلاق یکفینی یـا علیم یا علام الغیوب یکفینی یا رازق یا رزاق یکفینی یا شا ھد یاناظر یکفینی یااللہ یکفینی یکفینی یکفینی . فاللہ خیر حـا فـظـا و ھـو ارحـم الـراحمین . ولا تخا فی ولا تحزنی ا نا رآدّوہ الیک و جا علوہ من المر سلین یٰموسٰی اقبل ولا تخف انک من الاٰ منین . بسم اللہ الر حمٰن الر حیم. فا ر جعوا فا ر جعوا فا ر جعوا فا ر جعوا فا ر جعوا فا ر جعوا بسم اللہ الر حمٰن الر حیم o ینٰا ر کو نی بردا و سلما علٰی ابراھیمُ فا ر جعوا فا ر جعوا فا ر جعوا ۔

دُ عاء برائے دفیعہ اثرات سحر، و آسیب و ٹونہ وغیرہ:

اگر دوران چلہ کشی ، یا دعوت اسم الٰہیہ یا سورہ یا تسخیر جن و پری و ہمزاد یا روحانیہ کوئی شخص کسی بھی قسم کی رجعت کا شکار ہو جائے ۔ یا پھر کوئی شخص کسی بھی قسم کے جنون ومرگی یا جادوٹونہ سحر وآسیب ومسان کے تکلیف دہ اور مہلک عارضے میں گرفتار ہو ۔ تو ایسے اشخاص کو چاہیے ۔ کہ درج ذیل دعائے مبارکہ کو روزانہ ہر نماز کے بعد ۲۱ ۔ ۲۱ بار یا پھر دن میں فقط ۲۵ ۔ ۲۵ بار دن صبح وشام پڑھتا رہے ۔ ہفتے عشرے میں بالکل ٹھیک ٹھاک اور ہشاش وبشاش ہو جائے گا ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔ دعا رُجعت وحفظ از آسیب و جنات یہ ہے ۔

بِسْـمِ الـلّٰـہِ الرَّحْمٰنِ الرَّ حِیْمِ o عَـلِـیْـقـاً . مَـلِـیْـقاً . طَلِیْقاً . خَالِقًا . مَخْلُوْقًا . کَافِیًا . شَافِیًا . اِرتَضٰی . مُـرُتَـضٰی . بِحَقِّ یَا بُدُّوْ حُ وَ نُنَزِّل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ اللمؤ منین . ولا یزید الظالمین الا خسـارا . بِـحَـقِّ آ سًا . تَاسًا . لَاسًا . وَلُوْساً . اِرْجِعُوْا بِحَقِّ کھیعص و بحق حم عسق . ولا حول ولا قوۃ الا با للہ العلی العظیم . اَللّٰھُمَّ ادْفَعْ عَنَّا السِّحْرَ وَالدَّعْوَۃَ وَالْعَیْنَ فَارْجِعْ اِلٰی عَامِلِھَا ۔

اصرافِ عامر (تعارف وفوائد) :

عُلمائے عاملین فرماتے ہیں۔ کہ تسخیرِ مؤکلات و جنات یا طلب حاضرات کے علوم وفنون دیکھنے اور پڑھنے میں جس قدر سہل الحصول نظر آتے ہیں۔ وہ اُس سے زیادہ پُرخطر، مُشکل اور مصائب سے بھرپور ہوتے ہیں۔ اسی لئے زیادہ تر عاملین اپنی ناقص علمی اور احتیاط وتدابیر کو بالائے طاق رکھ کر کوئی بھی کتابی عمل شروع کر دیتے ہیں۔ اور پھر رونا اس بات کا روتے ہیں۔ کہ وہ عمل ادھورا ہے، عامل نے برسبیل بُخل عمل کو نامکمل لکھا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔۔

بہرحال ! جب بھی کوئی تسخیر مؤکلات و جنات یا طلب حاضرات کا عمل کیا جائے۔ تو عمل لوگوں کی بھیڑ سے پرے کسی تنہا وویران و بیاباں یا کسی جنگل جیسی جگہ پر سرانجام دیا جائے۔ اور روزانہ عمل سے بیشتر جائے عمل پر لوبانِ ذکر سفید لازمی روشن کر کے اصرافِ عامر کو کم ازکم سات 7 مرتبہ پڑھا جائے۔ تاکہ وہاں پر موجود روحانی مخلوقات مِثل جنات وشیاطین اور ارواحِ خبیثہ وغیرہ اپنے اہل وعیال سمیت چلے جائیں۔ اور کچھ وہاں پر عامل کی خدمت وتابعداری اور استعانت واجابت عمل کے لئے کوشاں رہیں۔ یہاں تک کہ عامل اپنے عمل سے کامیابی کے ساتھ فراغت حاصل کرے۔ کیونکہ اکثر اعمال اسی سِر ورمز اور نُکتہ سے عدم واقفیت کی بناء پر ناکام ہوجاتے ہیں۔

پس عاملین فن ہذا کے لئے لازم ہے۔ کہ عمل کا آغاز اسی اصرافِ عامر سے کیا جائے۔ کیونکہ تمام قبائل جنات وروحانیات کے حُکام واُمراء اور بادشاہ یہ اعلان کروا دیں۔ کہ فلاں شخص (عامل) تم کو مطیع ومسخر کرنا چاہتا ہے۔ اے گروہِ جنات وارواح ! تم پر اس عامل کی اطاعت وفرمانبرداری لازم ہے۔ کیونکہ تم ان کی مُخالفت ورکاوٹ اور سرکشی کی تاب نہیں رکھتے۔ تو تمام جنات وارواح اطاعت کرتے ہیں۔ اصرافِ عامر یا عزیمتِ عامر برائے حصار یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الر حیمo اقسمت و عزمت علیکم ایتھاالعمار و الجان الذی فی ھذا المکان (مکان، ویرانہ، جنگل ۔۔۔ جس جگہ ہوں وہاں کا نام لیں) بذی العزۃ و الھیبۃ و القدرۃ و العظمۃ والسطوۃ والجلال والجمال. اقسمت و عزمت علیکم باللہ الحی القیوم. الذی لا یفعل ولا ینام ولا یموتو بکل کتاب انزلہ و بکل رسول ارسلہ و بکل ملک مقرب فی السماء والارض و بکل روحانیۃ العلیۃ والسفلیۃ وبالنبی سلیمٰن ابن داؤد علیھماالصلوٰۃ والسلام .الذی اطاعۃ الجن والانس والمردۃ والشیاطین والریاح والوحوش والطیور ان تبروا قسمی و تنصرفوا من ھذا المکان (مکان، ویرانہ، جنگل ۔۔۔ جس جگہ ہوں وہاں کا نام لیں) حتی تحضر الملوک والاعوان وتکونوا مساعدین لی فی عملی من غیر ضرر ولا فساد بحق طنبۃ . مریق . ما قر . کلیش . ملیش . بیھوش . ھیش . شلشموش . قودوش . ھو اذونائی . ھوال. ادونائی . یہ . بخریق . مقفن . مقرح . ایاک اعنوا ولک اقول یا عامر ھذاالمکان (مکان، ویرانہ، جنگل ۔۔۔ جس جگہ ہوں وہاں کا نام لیں) ویا ساکن ھذا الدار و ھذاالرض بحق ھذا القَسم العظیم وبحق الملک الحاکم علیکم یاطارش وبحق الملک الأخذ بنا صیتہ کوائیل وبحق العھد الماخوذ علیکم ان تنصرفوا و تعزلوا من ھذاالمکان (مکان، ویرانہ، جنگل ۔۔۔ جس جگہ ہوں وہاں کا نام لیں) انتم و حریمکم و اولادکم و کبیرکم وصغیرکم ومن یلوذبکم ومن یخشٰی علیہ بحضور الارواح والملوک حتی اقض حاجتی ثم تعود الی مکانکم ولا تفسدو الی عملی ولا تشوشوا علی فی استحضاری و کونوا عونا لی علی عملی وساعدونی فی کل اموری فی قضاء حوائجی کلھا یا عمار الدار ویا سکان ھذہ الاماکن انصرفوا حیث شئتم بحق ھذا القسم العظیم علیکم الذی تعظمونہ ھیا ھیا . الوحا الوحا . العجل العجل . الساعۃ الساعۃ . بارک اللہ فیکم و علیکم ☆ بر حمتک یا ارحم الراحمین o

دعوت مثلث ''خالی البطن'' برائے حصول تصرفات وکرامات

تمام دفتر حکمت الٹ گیا ہوں میں مگر کھلا نہ ابھی تک کہاں ہوں کیا ہوں میں

عاملین حضرات اس بات سے بخوبی واقف ہیں۔ کہ! عملیات وتعویزات میں کافی زیادہ تصرفات وکرامات اور سریع الاثر اعمال و عملیات مثلث اور مثلث خالی البطن میں پائے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ مثلث انتہائی اہمیت کی حامل قرار دی گئی ہے۔ یاد رہے کہ اس کی ریاضت اور تصرف کو مخفی رکھنے اور کتابوں میں عمومی عملیات کی طرح تحریر نہ کرنے اور اس کی تشریح وتشہیر نہ کرنے پر جملہ علمائے عاملین کاملین کا مکمل اور متفقہ اتحاد ہے۔ تاکہ اس کے تصرفات وکرامات پر عوام الناس، شریر عاملین، جہلاء اور ناقصین کی رسائی ناممکن ہو۔ کیونکہ یہ ایک عطیہ ذوالجلال اور مخفی نعمت ایزدی ہے۔ تقریباً تمام عاملین کاملین، اولیائے عظام، بزرگان دین نے اس ریاضت، تصرف وکرامت کو اپنے اپنے سینوں ہی میں دفن کئے رکھا۔ اور ہوا تک نہ لگنے دی۔ صرف اور صرف اپنی اہل اولاد، اخص الخواص شاگرد اور مریدین ہی کو تعلیم فرما کر عہد لیا۔ کہ مزید اس ریاضت وتصرف کی تشہیر وتعلیم کو حد درجہ مخفی رکھا جائے۔

بہتر ہے بیچارے مولے کی نظر سے پوشیدہ رہیں باز کے احوال و مقامات

اس ریاضت کے بارے میں یا بعد از ریاضت اور تصرف کے دوران اس کا چھپانا لازمی قرار دیا جائے۔ بلکہ امام غزالیؒ اور بعض عاملین کا تو یہاں تک بھی کہنا ہے۔ کہ یہ تصرف وکرامت اللہ تعالیٰ اور عامل کے درمیان ایک مخفی نعمت وراز ہے۔ جس نے اس راز کو افشاں کیا۔ وہ لازمی طور پر نہ صرف اس کے جمیع تصرفات وکرامات سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ بلکہ پھر کبھی اس کو حاصل بھی نہ کر سکے گا۔ گمان غالب ہے۔ کہ! شاید راز کے افشاں ہونے کے بعد عامل اپنی قیمتی جان بھی گنوا بیٹھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

رفتم کہ خار را از پا کشم محمل نہاں شد از نظر یک لمحہ غافل بودم وصد سالہ راہم دور شد

یاد رہے۔ کہ دوران ریاضت مکمل خلوت، صوم وصلوٰۃ کی پابندی، آبادی اور لوگوں سے دور رہ کر ریاضت کرنی ہے۔ صرف پانی اور کھجور ہی سحر وافطار میں کھانے پینے کی اجازت ہے۔ جب بھی وضو ٹوٹے۔ فوراً تجدید وضو کرنا چاہیے۔

طریقہ ریاضت:

نوچندے ہفتہ کے دن سے ریاضت کا آغاز مع پرہیزِ روحانی اور صوم وصیام سے آغاز کرنا ہے۔ سادہ پانی سے سحری کریں۔ درود وسلام، استغفار، تسبیح، تحمید، تحلیل اور آیت الکرسی میں نمازوں کی پابندی کے ساتھ پورا دن گزاریں۔ اور کوشش کریں۔ کہ شب اتوار بھی جاگ کر گزاریں۔ اور یہی اوراد وظائف (درود وسلام، استغفار، تسبیح، تحمید، تحلیل اور آیت الکرسی) پڑھتے رہیں۔

اتوار کے دن گزار کر بعد نماز مغرب صرف 16 بار **آیة** پڑھیں۔ اور یہی اسم مبارک بعد ہر نماز تا آنکہ اگلے دن (بروزِ سوموار) عصر کے نماز کے بعد تک اسی تعداد میں ہی پڑھتے رہیں۔ پھر سوموار کا دن گزار کر بعد نماز مغرب **353** بار **بقطریال** پڑھیں۔ اور یہی اسم مبارک بعد ہر نماز تا آنکہ اگلے دن (بروزِ منگل) عصر کے نماز کے بعد تک اسی تعداد میں ہی پڑھتے رہیں۔ **علی ھذا القیاس**۔ بہرحال باقی اسماء، تعداد اور ایام اگلے صفحے پر دیئے گئے ہیں۔ باقی ایام میں بھی طریقہ کار یہی ہوگا۔

جَلِیُشٍ	**343**	**شب منگل**
دَ مُیَالٍ	**85**	**شب بدھ**
ھَطَطُوُ شٍ	**329**	**شب جمعرات**
وَھِیُمٍ	**61**	**شب جمعة**
زُنُقَطَا	**167**	**شب ھفته**
حُدَایَہٍ	**28**	**شب اتوار**
طُفُیَال	**130**	**شب سوموار**
یَا شَکُور	**526**	**شب منگل**
یَا وَھَّا بُ ھَب لِی مُلکًا و ال غنٰی	**1400**	**شب بدھ**

☆ اگلے روز یعنی بدھ کا دن گزار کر بعد نماز مغرب **یا جبرائیل** دوسوچھپن **256** بار پڑھیں گے۔

☆ اُس سے اگلے روز بعد نماز عشاء **یا میکائیل 121** بار پڑھیں۔

☆ اُس سے اگلے روز یعنی بروز جمعرات بعد نماز فجر **یا اسرافیل**؏ کو تین سو بیاسی **382** بار پڑھیں گے۔ بعد نماز ظہر **یا عزرائیل 328** بار پڑھیں گے۔ اور بعد نماز عصر **قوله الحق وله الملك 442** مرتبہ پڑھیں۔ اور بعد نماز مغرب **اَللّٰھُمَّ یَا کٓھٰیٰعٓصٓ کَفِیۡتُ وَ یَا حٰمٓ عٓسٓقٓ حَمِیۡتُ 473** چارسوتہتر مرتبہ پڑھیں۔ پس اِس طرح سے مثلث خالی البطن کی زکات پایہ تکمیل کو پہنچی۔ **(وما توفیقی الا با لله العلی العظیم)** اس زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد عامل کے پاس ایک عظیم ترین تصرف اور کرامت وسعادت آچکی ہوگی۔ انشاءاللہ العظیم۔

اس کے تصرف کا طریقہ **جوھرا لغالی فی مثلث ا لا ما م الغزالی**ؒ مصنفہ سید محمد یوسف شریف ہندیؒ ، **گلشن اسرار لاھوت و ناسوت** ، **مکاشفاتِ اسرار** مصنفہ جناب غلام الرسول عائلی نقشبندی صاحب اور **البدایه النهایه** (سید عبدالفتاح طوخی)، حضرت کاش البرنیؒ کی کتاب '' **عامل کامل** '' (جلد اول) اور دیگر کتب میں بڑی شرح وبسط کے ساتھ موجود ہے۔ بلکہ مثلث خالی البطن کے دیگر کئی اعمال وعملیات بھی ان کتب میں مفصلاً دیئے گئے ہیں۔ شائقین حضرات اپنی تشنگی دور کرنے کے لئے وہاں دیکھ سکتے ہیں۔

بلا زکات خاتم سلیمانی کے تصرف سے مستفید ہونے کا طریق:

صاحبان عملیات فرماتے ہیں۔ کہ دور قدیم کے علمائے عاملین خاتم (نقش) مثلث پر ہی اپنے مطالب ومقاصد کے حصول کے لئے اکتفاء کیا کرتے تھے۔ اور اس کے زود اثری کی وجہ سے ہی اسے اسم اعظم اور خاتم سلیمانی سے تعبیر کرتے تھے۔ دور جدید کے علمائے عاملین نے ہر قسم کے نقوش سے کام لینے کے لئے زکات کے طرق کو پروان چڑھایا۔ اس ضمن میں راقم الحروف (**محمد عبدالرؤف بلوچ**) شائقین عملیات اور قارئین کتاب ہذاِ (اَسرارِ محبوب) کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ نقش مثلث (خاتم سلیمانی) کو بغیر ادائیگی زکات کے صرف ترکیب عمل سے بھی ہر مسلمان استفادہ کرسکتا ہے۔ بشرطِ کہ عامل متقی، نمازی، متشرع اور ادائیگی سنن کا پابند ہو۔ ظاہر وباطن کا پاک صاف ہونا، خلوص نیت اور عمل کی اجابت پر سو فیصدی یقین کرنے والا اس عظیم تصرف سے ضرور بالضرور مستفید ہوسکے گا۔ (بشرطِ کہ اُس شخص نے دعوتِ برہتیہ کی زکات ادا کی ہوئی ہو) تو ایسا خوش قسمت شخص سوالاکھ کی فرضی زکات کے مسئلہ لاینحل کے جھنجھٹ سے نکل کر اپنے جمیع امور میں مکتفی ہوسکے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ یہ لازم ہے۔ کہ اس عظیم کے تصرف کے وقت عامل، عمل ہذا کو عالم تنہائی میں سرانجام دے عمل کو بروز پیر (سوموار) پہلی یا آٹھویں ساعت میں آغاز کیا جائے۔ لیکن عمل کے دن اور عمل سے تین روز قبل عامل پرہیز عمومی کے ساتھ روزے سے ہو۔ عمل کے آغاز سے قبل عامل اپنی صوابدید کے مطابق سوچ سمجھ کر اپنی غرض وغایت اور مقصد ومطلب کو مدنظر رکھتے ہوئے کے لئے مثلث کی چال کو منتخب کرلے۔ آیا اس بات کو ذہن نشین کرلے۔ کہ عامل کا مقصد ومطلب کس عنصر کی چال کے ماتحت آتا ہے۔ جیسے کہ یہاں مندرج ہے۔

نمبر شمار	عناصر	حروف	سمت	معروف تقسیم برائے مقاصد ومطالب
1	**آتشی**	ا ۔ ہ ۔ ط ۔ م ۔ ف ۔ ش ۔ ذ	مشرق	خرابی ۔ تنزلی ۔ سقم ۔ ہلاکت ۔ تمریض ۔ ذلت .
2	**خاکی**	ب ۔ و ۔ ی ۔ ن ۔ ص ۔ ت ۔ ض	مغرب	عقود کی جمیع اقسام جیسے عقد اللسان والنوم والشھوت .
3	**بادی**	ج ۔ ز ۔ ک ۔ س ۔ ق ۔ ث ۔ ظ	شمال	فتح ونصرت ۔ قضائے حاجات ۔ علو مرتبت ۔ مخصوص عہدے کا حصول .
4	**آبی**	د ۔ ح ۔ ل ۔ ع ۔ ر ۔ خ ۔ غ	جنوب	محبت ۔ جلب ۔ شفائے امراض ۔ رد سحر ۔ تمام بندشوں کا کھولنا

جمیع اغراض ومقاصد کے حصول کے لئے چاروں طبائع کے نقوش اس کتاب میں پہلے سے ہی درج کئے جاچکے ہیں۔ جو بھی نقش بنایا جائے گا۔ نقش کے نیچے اُسی عنصر ہی کے حروف لکھے جائیں گے۔ مثلاً !

بسم اللہ الرحمن الرحیم o

2	9	4
7	5	3
6	1	8

ب ۔ و ۔ ی ۔ ن ۔ ص ۔ ت ۔ ض

(عموماً عملیاتی قدیم وجدید کتب میں مثلث خاکی ہی زیادہ مستعمل ہے۔ اس نقش کو نقش غزالیؒ خاتم سلیمانی؏ اور رب ذوالجلال کا ایک

عظیم اعجاز سمجھا جاتا ہے۔ اسی لئے تو مختلف الاقسام ادعیہ وعزائم میں **بَطَدٍ ۔ زَهجٍ ۔ وَاحٍ** کے الفاظ آتے ہیں). بہر حال جو بھی نقش بنایا جائے گا۔ اس کے ہر خانے میں عدد لکھنے سے پہلے درج ذیل ٹیبل کو ضرور مدنظر رکھیں۔ اگر اس عمل کو اصول ثمانیہ (مفتاح۔ مغلاق،۔۔۔ یہ طریقہ پیچھے قواعد عجیبہ والے حصے میں گذر چکا ہے۔۔۔) سے کیا جائے۔ تو بہت بہتر ہوگا۔ اور رزلٹ بھی فوری ہوگا۔ انشاء اللہ العظیم۔

نمبر شمار	حروف	اسمائے تسعہ	تعداد خواندن	منسوبی آیات	سورہ کا نام و نمبر
1	ا	آیه	ایک مرتبہ	ا الله لا اله الا هو ... حد یثا ☆	سورہ النساء آیت نمبر ۸۷
2	ب	بقطر یا ل	دو مرتبہ	بد یع ا لسمو ت ... فیکون ☆	سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۱۷
3	ج	جلیش	تین مرتبہ	جا ء ا لحق ..... ز هو قا ☆	سورہ اسراء آیت نمبر ۸۱
4	د	د میال	چار مرتبہ	دا مت ا لسمو ت ... مجذو ذ ☆	سورہ هود آیت نمبر ۱۰۸
5	ھ	هططو ش	پانچ مرتبہ	هو ا لله .... ا لر حیم ☆	سورہ حشر آیت نمبر ۲۲
6	و	و هیم	چھ مرتبہ	و ر بک یخلق .. یشر کو ن ☆	سورہ قصص آیت نمبر ۶۸
7	ز	ز نقطا	سات مرتبہ	ز ین للنا س ... مآ ب ☆	سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۴
8	ح	حدا یه	آٹھ مرتبہ	حسبی ا لله .... عظیم ☆	سورہ التوبہ آیت نمبر ۱۲۹
9	ط	طفیا ل	نو مرتبہ	طه . ما ا نز لنا ... ا ستو ی ☆	سورہ طه آیت نمبر ۱

یاد رہے۔ کہ خانہ پنجم کو پُر کرتے وقت پانچ مرتبہ ''**هـطـطوش**'' پڑھ کر پانچ مرتبہ منسوبی آیت اور سات مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھنی ہے۔

پھر اِس خانہ میں'' **اجیبوا بما ا مر تکم به** '' لکھ کر اپنا مقصد بھی لکھیں۔

اس ضمن میں جناب محترم عائلی صاحب اپنی کتاب **مکا شفا ت اسرار** میں پہلی، چوتھی اور آٹھویں آیات کے بجائے قرآن پاک کی یہ آیات استعمال کی ہیں۔ پہلی آیت کی جگہ **آ یت ا لکر سی** ہے۔ چوتھی آیت کی جگہ **دعوا هم فیها** ---- **ا لعا لمین** o اور آٹھویں آیت کی جگہ پر **حم عسق** --- **ا لحکیم** o والی آیات استعمال کی ہیں۔

بہر حال جب بھی اس خاتم سلیمانی سے کام لینا مقصود ہو۔ تو پہلے بخورات اور خوشبویات کے لئے گولیاں (میدہ، مشک، عود اور لوبان کو آمیختہ کر کے گولیاں بنانی ہیں) بنالیں۔ پھر کوئلہ کو دہکا کر اس دہکتے ہوئے کوئلے کے ارد گرد انار کی تین لکڑیوں کا سہ پایہ بنا کر خاتم سلیمانی (نقش مثلث) کو باندھ کر پہلے (**کهیعص** اور **حم عسق** والی) آیات پنتالیس مرتبہ پڑھیں۔ پانچوں آیات یہ ہیں۔

جدول برائے آیات خمسہ

نمبر شمار	حروف	حروف کی منسوبی آیات	حروف	سورہ اور آیہ نمبر
1	**ک**	کماء انزلنه ... ... تزروه الریاح	ح	سورہ کہف آیت نمبر 45
2	**ه**	هوالذی ...... الرحمن الرحیم	م	سورہ حشر آیت نمبر 22
3	**ی**	یوم الآزفة ...... شفیع یطاع	ع	سورہ مومن آیت نمبر 18
4	**ع**	علمت نفس ...... اذا تنفس	س	سورہ تکویر آیت نمبر 14 تا 18
5	**ص**	ص والقرآن ...... عزةوشقاق	ق	سورہ ص آیت نمبر 1 تا 2

پھر عزیمت بر هتیه کو **45** مرتبہ پڑھیں۔ اور اسی دوران ایک ایک گولی بھی ڈالتے جائیں۔ **عزیمتِ برهتیه** کی پڑھائی کے دوران ہی نقش میں حرکت پیدا ہو جائے گی۔ اور یہ نقش گھومنا شروع کر دے گا۔ اِس ضمن میں محترم المقام جناب عائلی نقشبندی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ! جب نقش گھومنا شروع ہو۔ یا کسی قسم کی کوئی آواز سنائی دے۔ تو عامل کو چاہیئے۔ کہ نقش کی جانب پیٹھ کر لے۔ تاوقتیکہ وہ آواز ختم نہ ہو۔ یا نقش کا گھومنا بند نہ ہو جائے۔ کیونکہ اہلِ علم کا ماننا ہے۔ کہ تصرفات کی اِس گھڑی میں اگر کوئی شخص اِس چیز کو ظہور پذیر ہوتا ہوا دیکھ لے۔ تو خوف سے اِس کی سانس ساکت ہو جائے گی۔ بہر حال نقش کا متحرک ہونا عامل کے مقصد و مطلب کی استجابت واجابت کی بالکل واضح علامت ونشانی ہے۔ اور خاتم سلیمانی کے مؤکلات بہر صورت عامل کے مقصد کو اُسی لمحہ پورا کر دیں گے۔ انشاء اللہ العظیم۔

اُمہاتِ جامعہ ابجدی : (مختصر مگر جامع تعارف ابجدِ ا یقغ)

شمسُ المعارف (حضرت شیخ ابو العباس احمد بن علی البونی القرشیؒ)، ماہنامہ فلکیات اور صاحبِ رموز الجفر (حضرت کاش البرنیؒ) کے علاوہ دیگر کئی کتب میں اُمہاتِ جامعہ ابجدی کے متعلق علمائے عاملین نے بہت کشرح وبسط سے وضاحت فرمائی ہے۔

علمِ الجفر حصہء آثار کا یہ عظیم عمل اپنے اندر ایک علمی سمندر سموئے ہوئے ہے۔ یہ طریقہ عمل ہر مقصد اور جمیع حاجات میں کام دیتا ہے۔ یہ ایک عظیم عمل ہے۔ یہ جناب کا ایک ایثار ہے۔ کہ سینے میں لے کر مر جانے کے بجائیعوام الناس اور اخص الخواص کو روشناس کرایا جائے۔ اب اِس کو حل کرنا ، اور فائدہ اُٹھانا آپ کی اپنی صوابدید پر ہے۔ جہاں تک مجھ سے ہوسکتا ہے۔ میں اِس معمہ کو حل کر کے سمجھانے کی سعی کرتا ہوں۔ وہ اُمور ومقاصد کہ جن کے بُر لانے کی توقع محال ہو۔ اِس طریقہ عمل سے اکثر اوقات حیرت انگیز طور پر سرانجام پاتے ہیں۔ حُب وتسخیر، ملازمت وترقی، وسعتِ رزق وکثرتِ مال ودولت، فتح ونُصرت، قہر وغضب، شفاء وصحت وسقم، غرضیکہ جمیع اعمال وعملیات اور اُمور خیر وشر میں بآسانی کام لیا جاسکتا ہے۔

علمائے جفر نے ابجد کے 9 درجات مقرر فرمائے ہیں۔ مندجہ ذیل جدول (Table) میں ابجدِ ایقغ کے متعلق مزید وضاحت ہدیہء ناظرین اور شائقینِ روحانیات پیشِ خدمت ہے۔

مراتب	اعداد	کواکب ساعت	ایام	اسمائے الٰہیہ	مقاصِد	متعلقہ نقوش
ایقغ	1111	شمس	اتوار	حی ۔ قیوم	حیاتِ زچہ وبچہ۔ نورِ قلب۔ تسخیرِ قلب۔ ترقی	مسدس
بکر	222	قمر	سوموار	رحمٰن ۔ رحیم	دفیعہ تپ۔ مقبولیتِ دُعا۔ طلبِ حاجات۔ حُب	مثلث
جلش	333	مریخ	منگل	ملک۔ قدوس	قدر ومنزلت۔ ترقی مرتبہ۔ خوشحالی۔ حفظ از فتنہ وفساد	مسبع
دمت	444	عطارد	بدھ	کبیر۔ متعال	ہیبت ودبدبہ۔ رعب۔ طلبِ مال ودولت۔ حصولِ روزگار	مربع
ہنث	555	مشتری	جمعرات	فتاح۔ رزاق	سہل مشکلات۔ فراوانی رزق۔ طلبِ رزق وروزگار	مثمن
وسخ	666	زہرہ	جمعہ	کافی۔ غنی	رفع افلاس۔ حصول دولتمندی	مخمس
زعذ	777	زحل	ہفتہ	قوی۔ قادر	قوتِ اعضاء۔ رفع نحوست	مسبع
حفض	888	شمس	اتوار	قہار۔ قاہر	تباہی دشمن۔ ایمنِ اعداء ومظالم	مسدس
طصظ	999	قمر	سوموار	ذوالقوۃ۔ شدید	حصولِ فتح وغلبہ۔ شر سے محفوظ رہنے کے لئے	مثلث

جب بھی کسی غرض وغایت کی تکمیل کے لئے عمل کرنا مقصود ہو۔ تو مطلب کو مقاصد والے خانے میں دیکھ کر اُس دِن، ستارے، اسمائے الٰہیہ کو مدنظر رکھ کر متعلقہ نقش کو پُر کریں۔ مرتبہ، اسماء الحسنٰی اور طالب ومطلوب مع مادران کے اعداد مجمل (یعنی اعداد بحسابِ ابجدِ قمری) مع تعدادِ حروف، اعدادِ مفصل (یعنی ملفوظی حروف کے اعداد بحسابِ ابجدِ قمری)) مع تعدادِ حروف، اور مبسوط (ابجد عربی عددی) مع تعدادِ حروف نکال کر اِن کا مجموعہ حاصل کریں۔ پھر اِس میں کُل اعدادِ اُمہاتِ ابجدِ ایقغ (5995) کا اِضافہ کر کے متعلقہ نقش تیار کریں۔ نقش کے اوپر، دائیں بائیں اسمائے الٰہیہ اور نقش کے نیچے نام طالب ومطلوب (مادران) مع مقصد تحریر کریں۔ سعد اعمال عرجِ ماہ میں اور نحس اعمال زائد النور میں سرانجام دیں۔ سعد اعمال انار یا کسی میٹھے پھل کی لکڑی سے لکھیں۔ سعد اعمال کاغذ یا ہرن کی جھلی پر زعفران اور عرقِ گلاب کی روشنائی بنا کر لکھنا ہوں گے۔ اور نحس اعمال لوہے کے قلم سے لکھیں۔ متعلقہ بخور جلائیں۔ عمل وحاجت کے پورا ہونے کی میعاد ومُدت سات سے پندرہ ایام تک ہے۔ اگر اِس دوران خیر وشر کا عمل ناکامیاب ہوجائے۔ تو اپنے عمل پر نظرِ ثانی کریں۔ کیونکہ یہ عمل ناممکن الخطاء از اثر ہے۔ اور اِن سات سے پندرہ ایام تک صوم وصلوٰۃ اور دورانِ پڑھائی خلوت کی شرائط لازمی ہیں۔ پڑھتے وقت نقش سامنے رکھنا ہوگا۔ باقی اوقات میں نقش کو رات کے وقت ستاروں کی روشنی میں رکھنا ہوگا۔ اور قبل طلوعِ آفتاب نقش کو اُٹھا کر سنبھال کر محفوظ کرلیں۔ جس تعداد کا نقش پُر کیا ہو۔ اِس کو سات پر تقسیم کر کے اسمائے الٰہیہ روزانہ کی تعداد مقرر کر کے پڑھیں۔ اگر تعداد کچھ رِہ جائے۔ تو آخری دن زائد کر کے پڑ

ہیں۔ اگر کل تعداد 5260 ہے۔ تو چھ ایام تک روزانہ کی تعداد 750 ہوگی۔ تو ساتویں دن کی تعداد 760 ہوگی۔ کواکب کی ساعت میں عمل کریں۔ بعد ختم عمل نقش کو بازو پر ایک ہفتے تک باندھے رکھیں۔ اختتام والے دِن حسبِ توفیق صدقہ کریں۔ اور نیاز دلائیں۔ اِس عمل کو سمجھنے کے لئے یہاں ایک مفصل و جامع مثال (بناء اسمِ مادر) پیش کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے۔ کہ قارئین و ناظرین کو اِس عظیم المثل عمل کا وقوف اور اِدراک حاصل ہو۔ آمین۔

☆ **مثال :** بہادر خان کو ترقی کی ضرورت ہے۔ (عمل میں والدہ کا نام بھی آئے گا۔ یہ سمجھانے کے لئے ایک مثال ہے) اِس مقصد کا مکمل عمل و نقش مفصلاً پیشِ خدمت ہے۔

بہادر خان (طالب کا نام، کہ جس کا مقصد حل طلب ہے)

عدد کی قِسم	حروف	حروف کے اعداد	حروف کی تعداد	حروف کے اعداد و تعداد
اعدادِ مجمل	ب۔ ہ۔ ا۔ د۔ ر۔ خ۔ ا۔ ن	863	8	871
اعدادِ مُفصل	با۔ ہا۔ الف۔ دال۔ را۔ خا۔ الف۔ نون	1174	20	1194
اعدادِ مبسوط	اثنین۔ خمسہ۔ احد۔ اربعہ۔ مائتین۔ ستہ مائتہ۔ احد۔ خمسین	3802	39	3841
	کُل اعداد (Total Sum)			5906

ایقغ (مرتبے کا نام)

عدد کی قِسم	حروف	حروف کے اعداد	حروف کی تعداد	حروف کے اعداد و تعداد
اعدادِ مجمل	ا۔ ی۔ ق۔ غ	1111	4	1115
اعدادِ مُفصل	الف۔ یا۔ قاف۔ غین	1323	11	1334
اعدادِ مبسوط	احد۔ عشرہ۔ مائتہ۔ الف	1155	15	1170
	کُل اعداد (Total Sum)			3619

اِسمِ اعظم (اِس عمل میں استعمال ہونے والے اسمائے الٰہیہ)

عدد کی قِسم	حروف	حروف کے اعداد	حروف کی تعداد	حروف کے اعداد و تعداد
اعدادِ مجمل	ح۔ ی۔ ق۔ ی۔ و۔ م	176	6	182
اعدادِ مُفصل	حا۔ یا۔ قاف۔ یا۔ واؤ۔ میم	315	15	330
اعدادِ مبسوط	ثمانیہ۔ عشرہ۔ مائتہ۔ عشرہ۔ ستہ۔ اربعین	3010	28	3038
	کُل اعداد (Total Sum)			3550

اَب اِن تینوں اجزاء (نامِ طالب، نامِ مرتبہ اور اسمائے الٰہیہ) اور حروف کی تعداد کے کُل مجموعہ جات

(13075=3550+3619+5906) میں کُل اعداد اُمہاتِ جامعہ ابجدی (ایقغ ۔ بکر ۔۔۔ طصظ ۔ تک) یعنی 5995 کو جمع کر کے نقشِ مسدس بنانی ہے۔ کُل مجموعہ اَب کی باریوں ہوگا۔ **19070=5995+13075**

لہٰذا نقش بنانے کے لئے اور سات ایام میں اسمِ الٰہی کو ساعتِ شمس میں پڑھنے کا وِرد 19070 بنے گا۔ اَب ہم اِس کے نقش کی طرف گامزن ہوتے ہیں۔

کُل اعداد۔ 19070

مسدس کے اعدادِ طرح (منفی اعداد قانون کے) 105

18965=105-19070

مسدس کے اعدادِ تقسیم 6

3160=18965/6 باقی 5

لہٰذا خانہ کسر 7 ہوگا۔ نقش کی چال اور نقش مذکورہ بالا عمل ناظرین کتاب ہذا اور شائقین روحانیات کی خدمتِ اقدس میں یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

چالِ نقشِ مسدس

1	18	31	30	19	12
24	28	2	11	33	13
32	10	23	14	3	29
9	34	22	15	27	4
20	5	26	35	8	17
25	16	7	6	21	36

یا حی۔ یا قیوم

3160	3178	3191	3190	3179	3172
3184	3188	3161	3170	3193	3173
3192	3170	3183	3174	3162	3189
3169	3194	3182	3175	3187	3163
3180	3164	3186	3195	3168	3177
3185	3176	3167	3165	3181	3196

بہادر خان (بن ۔۔۔) ترقی

یاد رہے۔ کہ! مذکورہ بالا عمل کی طرح جمیع مقاصد کے لئے اعمال وعملیات کئے جاسکتے ہیں۔ اِس طرح کے اعمال و عملیات میں حصولِ کامرانی کے لئے پابندی صوم وصلوٰۃ اور تقوٰی کا ہونا ازحد ضروری و لازم ہے۔ نقش کی ٹوٹل تعداد کو سات پر تقسیم کر کے روزانہ روزہ رکھ کر متعلقہ اسمائے الٰہیہ پڑھنے ہیں۔ دورانِ پڑھائی بخورات لازمی جلانے ہیں۔ انشاء اللہ سات ایام میں لازمی ہر جائز حاجت اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے ضرور بالضرور پوری ہو گی۔ اگر روزانہ کی تعداد ایک وقت میں پوری نہ ہوسکے۔ تو روزانہ دو وقت (بعد نمازِ فجر و بعد نمازِ عشاء) پورا کریں۔ اگر تعداد کافی زیادہ ہو تو ہر نماز کے بعد ایک مقرر تعداد متعین کر کے بخور جلا کر پورا کرلیں۔ گو کہ یہ عمل کچھ محنت طلب تو ہے۔ مگر سات ایام میں مقصد و مطلب کا حصول بھی تو کوئی معمولی اَجر نہیں۔ کیونکہ! اِس جہاں میں بدوں محنت کے کامیابی و کامرانی کا حصول کافی مشکل ہے۔ اور جو محنت سے گھبراتا ہے۔ وہ کیسے منتفع ہوگا بھلا؟ اِس عمل کو مکمل شرح و بسط سے پیش کیا گیا ہے۔ کسی بھی قِسم کا کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا گیا۔ اَب جس کا جو نصیب۔۔۔۔

علم الجفرِ احمر کا مجرب المجرب و مُستند عمل علم برائے حصولِ تصرفات در کائنات۔ (عملِ سند منسوب بہ حکیم افلاطون) :

یہ طریقہ عمل دراصل افلاطون کی کتاب ''الواح الجواہر'' سے نقل کیا جارہا ہے۔ وہاں پر یہ عمل نہایت اختصار سے پیش کیا گیا ہے۔ یہ طریقہ علم جفر آثار کے علمائے عاملین میں بہت ہی زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ یہ صد فیصد درست نتائج فراہم کرتا ہے۔ بشرطِ کہ! اِس کو مکمل قواعد کے ساتھ سرانجام دیا جائے۔ اس عمل کی سب سے عظیم خوبی یہ ہے۔ کہ بناء انتظارِ اوقاتِ مخصوصہ جب بھی چاہیں کسی بھی امر صغیر و کبیر میں تصرف کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ وہ شخص علم النجوم کی بھی تھوڑی بہت سوج بوجھ ضرور رکھتا ہو۔ مثلاً طیرانِ فضائیہ پر، حیواناتِ آبی و خاکی کی تسخیرات، ارواحِ بشر یا مخلوقاتِ روحانیہ مثل جنات، مؤکلات، پریوں یا اسی قبیل کی روحانی و مخفی مخلوقات پر، جذب و جلب المطلوب و محبوب و طُرد، شفاء و سقم، واپسی گریختہ، گرفتاری سارق، برآمدن مالِ مسروقہ، طلبِ باراں یا اختتامِ باراں، آندھی وطوفان کا لانا یا دور کرنا، غرضیکہ یہ عمل درحقیقت ایسے امور سے متعلق ہیں۔ کہ جو تصرفاتِ ارضی میں آتا ہیں۔ کیونکہ یہ از قبیل کائنات کے حقیقی علم و عمل اور خوارقِ عادات سے متعلق ہیں۔ اِن اعمال و عملیات کو کرنے کے لئے صاحب عمل کے پاس ایک صحیح وقت والی کوئی جنتری یا تقویم بھی لازمی ہونی چاہیئے۔ یہ علم دراصل عوام الناس کی دسترس سے کوسوں میل بعید بلکہ ناممکن العمل ہے۔ اس لئے اس کے تصرفات کا حصول بھی انتہائی مُشکل کہ شاید ناممکن ہے۔ اس عمل کی ایک خوبی یہ بھی ہے۔ کہ یہ علم تمام طریق پر کسی کو آتا بھی نہیں۔ چونکہ علم انبیاءؑ کی ذاتی وراثت ہے۔ اسی لئے خاص عُلماء کے توسط و توسل سے وعوام الناس کی اس علم تک رسائی ممکن ہوسکتی ہے۔ میری یہ دُعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم سے مستحق حضرات کو اِس عظیم علم کا وقوف و ادراک عطا فرمائے۔ آمین۔ کیونکہ یہ وہ علمائے حق و صادق عاملین ہوتے ہیں۔ کہ جن کے قلوب پر وارداتِ الہیہ، القائے رحمانی اور علم لدنی کی ادنیٰ سی شاخ علم الحروف کا محدود وقوف و ادراک اترتا ہے۔ جب تک کوئی شخص تقوی اِختیار نہیں کرتا۔ وہ اُس وقت تک خود کو وارثِ انبیاءؑ در علوم مخفیہ سے بے بہرہ و کورِ چشم ہی سمجھے۔ اور حق بھی یہی ہے۔

جہاں تک الواحُ الجواہر افلاطون کا تعلق ہے۔ اِس سلسلے میں مَیں یہ ضرور کہوں گا۔ کہ میرے باطنی اُستاذِ محترم حضرت فقیر غلام الرسول میمن ناشادؒ کو اللہ تعالیٰ نے بہت وقوف و ادراک عطا فرمایا تھا۔ اور اُن کی یہ تمناء بھی تھی۔ کہ اِس علم کو عوام الناس تک بعینہٖ پہنچایا جائے۔ مگر مرضی مولا شاید یہ نہ تھی۔ اِسی لئے وہ الواح شائع نہ ہوسکیں۔ ہاں البتہ! اُن کے کافی شاگردوں کو یہ علم بتایا اور سکھایا گیا۔ جن میں سے ایک شخصیت جنابِ محترم غلام الرسول عائلی نقشبندی صاحب ہیں۔ میری اللہ تعالیٰ سے دست بستہ التجاء ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جنابِ مکرم عائلی صاحب کو قوت و طاقت اور شوق عطا فرمائے۔ کہ وہ اِن الواح کو ازسرِ نو ترتیب دے کر عوام الناس تک پہنچاسکیں۔ کیونکہ! آج کے پُرفتن اور جدید علوم کے دور میں لوگوں کے پاس اِس قدر وقت نہیں کہ وہ روحانی علوم و فنون کی طرف تھوڑی سی بھی توجہ دیں۔ ہاں اِتنا ضرور ہوگا۔ کہ شائقینِ روحانیات تک یہ علم اپنی اصلی حالت میں ضرور پہنچ جائے گا۔

اِس ضمن میں حضرت کاش البرنیؒ اور ان کے صاحبزادے رسالہ روحانی دُنیا میں رقم طراز ہیں۔ کہ ہمیں بھی اپنے والدِ مُحترم کی معرفت سے اس علم کا کچھ حصہ مُیسر ہوا ہے۔ صاحبزادہ کاش البرنیؒ خود فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اس علم کو جتنا مؤثر پایا۔ اور کسی علم کو اس حد تک پُرتاثیر و سریع الاثر نہیں پایا۔ مجھے جب کبھی بھی اشد ضرورت (برائے انتقام) پیش آئی۔ تو بھی میں نے درگزر سے کام لیا۔ صرف چند انتہائی مجبوری کے مواقع پر اس علم سے کام لیا گیا۔ والدمحترم (کاش البرنیؒ) کی ہی خواہش پر اس علم فہم و ادراک کے حصول اور عمل میں لانے کے لئے جداول ترتیب دی گئیں۔ جن کی تیاری میں خاصا وقت صَرف ہوا۔ یہ جداول مکمل و جامع ہیں۔ ان میں کسی بھی قسم کی ترمیم و تخفیف کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ پھر ان جداول کی پڑتال اور تصحیح کے حوالہ سے کئی حاذق اُستادوں و علمائے عاملین کو گزرنا پڑا۔ تاکہ کسی بھی قسم کا کوئی شبہ و دقیقہ اس عظیم المرتبت علم کا لوگوں تک تشہیر و ترویج کے سلسلے میں باقی نہ رہے۔ بہرحال! اِس عمل کی جداول پیشِ خدمت ہیں۔ **وما توفیقی الا باللہ۔**

جدول نمبر 1 ابجدِ عربی عددی و عربی عددی قمری

حروف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
ابجد عربی عددی	احد	اثنین	ثلاثہ	اربعہ	خمسہ	سِتہ	سبعہ	ثمانیہ	تِسعہ	عشرہ	عشرین	ثلاثین	اربعین	خمسین
تعدادِ **حرفی**	3	5	5	5	4	3	4	6	4	4	5	6	6	5
ابجد عربی عددی قمری	13	611	1036	278	705	465	136	606	535	575	630	1092	333	760
حروف	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
ابجد عربی عددی	ستین	سبعین	ثمانین	تسعین	مائۃ	مآتین	ثلاثہ مائۃ	اربعہ مائۃ	خُمسہ مائۃ	ستہ مائۃ	سبعہ مائۃ	ثمانیہ مائۃ	تسعہ مائۃ	اَلف
تعدادِ **حرفی**	4	5	6	5	4	5	9	9	8	7	8	10	8	3
ابجد عربی عددی قمری	520	192	651	590	456	501	1492	734	1161	921	593	1062	991	111

جدول نمبر 2 اسمِ ذات

نمبر شمار	اسم ذات	تعدادِ حرفی	ضربِ حرفی	نطق
1	**ا للہ**	18	324	دک ش

جدول نمبر 3 عناصرِ اربعہ

نمبر شمار	عناصر اربعہ	تعدادِ حرفی	ضربِ حرفی	نطق
1	**ا لنار** (آتش)	23	529	طک ث
2	**ا لماء** (آب)	23	529	طک ث
3	**ا لبا د** (باد)	23	529	طک ث
4	**ا لترا ب** (خاک)	31	961	اس ظ

جدول نمبر 4 روزِ عمل

نمبر شمار	**اسماء الیوم**	تعداد حرفی	ضرب حرفی	نطق
1	**یوم السبت** (ہفتہ)	39	1521	ا ک ث غ
2	**یوم الا حد** (اتوار)	37	1369	طس ش غ
3	**یوم الا ثنین** (سوموار)	37	2209	طر غ غ
4	**یوم الثلا ثاء** (منگل)	53	2809	طض غ غ
5	**یوم الا ر بعاء** (بُدھ)	49	2401	ات غ غ
6	**یوم الخمیس** (جُمعرات)	42	1764	دس ذ غ
7	**یوم الجُمعہ** (جُمعۃ المبارک)	41	1681	اف خ غ

جدول نمبر 5 وقتِ عمل

نمبر شمار	**اسماء الا وقات**	تعداد حرفی	ضرب حرفی	نطق
1	**ا للیل** (دن)	23	529	طک ت
2	**النھار** (رات)	27	729	طک ذ
3	**نصف اللیل** (آدھی رات کا وقت)	39	1521	اک ث غ
4	**نصف النھار** (آدھے دن کا وقت)	43	1849	طم ض غ
5	**الصباح** (صبح کا وقت)	29	741	ام ض
6	**المساء** (شام کا وقت)	47	729	طک ذ

جدول نمبر 6 ساعتِ عمل

نمبر شمار	**ساعات**	تعدادِ حرفی	ضرب حرفی	نطق
1	الساعۃ الاول	51	2601	اخ غ غ
2	الساعۃ الثانی	59	3481	اف ت غ غ غ
3	الساعۃ الثالث	62	3844	دم ض غ غ غ
4	الساعۃ الرابع	58	3364	دس ش غ غ غ
5	الساعۃ الخامس	59	3481	اف ت غ غ غ
6	الساعۃ السادس	56	3136	دل ق غ غ غ
7	الساعۃ السابع	57	3249	طم ر غ غ غ
8	الساعۃ الثامن	61	3721	اک ذ غ غ غ
9	الساعۃ التاسع	60	3660	س خ غ غ غ
10	الساعۃ العاشر	60	3660	س خ غ غ غ

11	الساعة الاحد عشر	75	5625	ھک خ غ غ غ غ غ
12	الساعة الثانی عشر	76	5776	دع ذ غ غ غ غ غ

جدول نمبر 7 کواکب

نمبر شمار	اسمائے کواکب	تعداد حرفی	ضربِ حرفی	نطق
1	الزحل	23	576	دع ث
2	المُشتری	39	1521	اک ث غ
3	المریخ	30	900	ظ
4	الشمس	26	676	دع خ
5	الزهره	26	676	دع خ
6	العطارد	32	1024	وک غ
7	القمر	24	576	دع ث

جدول نمبر ۸ منازِلِ قمر

نمبر شمار	اسمائے منازلِ قمریہ	تعداد حرفی	ضربِ حرفی	نطق
1	الشرطین	34	1156	ون ق غ
2	البطین	27	729	طک ذ
3	الثریا	29	841	ام ض
4	الدبران	33	1089	طف غ
5	الهقه	26	676	وع خ
6	الهنه	28	784	دف ذ
7	الذراع	30	900	ظ
8	النشره	30	900	ظ
9	الطرفه	24	576	وع ث
10	الجبته	26	676	دع خ
11	الزبره	27	769	طک ذ
12	الصرفه	29	841	ام ض
13	العواء	25	625	ھک خ
14	السماک	28	784	وف ذ
15	الغفره	23	529	طک ث
16	الزبانا	31	961	اس ظ
17	الاکلیل	32	1024	دک غ
18	القلب	23	529	طک ث
19	الشوله	28	784	د ف ذ
20	الغائم	33	1089	طف غ
21	البلاه	28	784	د ف ذ
22	سعد الذابع	44	2936	دل ظ غ
23	سعد بلع	29	841	ام ض
24	سعد السعود	40	1600	خ غ
25	سعد الاجنیه	46	2110	د ی ق غ غ

26	القرع المقدو	55	3025	ھک غ غ غ
27	الفرع المؤخر	54	2916	د ی ظ غ غ
28	الرشا	35	625	ھک خ

جدول نمبر ۹ بسطِ عزیزی

الطباع	آتش	خاک	باد	آب	اعداد	حروف	کواکب
مرتبہ	ا	ب	ج	د	10	ی	زحل
درجہ	ہ	و	ز	ح	26	و ک	مُشتری
دقیقہ	ط	ی	ک	ل	29	ط س	مریخ
ثانیہ	م	ن	س	ع	220	ک ر	شمس
ثالثہ	ف	ص	ق	ر	470	ع ٹ	زُہرہ
رابعہ	ش	ت	ث	خ	1800	ض غ	عطارد
خامسہ	ذ	ض	ظ	غ	3400	ت غ غ غ	قمر

جدول نمر ۱۰ بروج

نمبرشمار	اسمائے بروج	تعدادِ حرفی	ضربِ حرفی	نطق
1	الحمل	26	676	د ع غ
2	الثور	24	576	د ع ث
3	الجوزا	24	576	د ع ث
4	السرطان	31	961	ا س ظ
5	الاسد	22	484	د ف ت
6	السُنبلہ	32	1024	د ک غ
7	المیزان	32	1024	د ک غ
8	العُقرب	28	784	د ف ذ
9	القوس	20	400	ت
10	الجدی	22	484	د ف ت
11	الدلو	22	484	د ف ت
12	الحوت	26	676	دع خ

اربعہ عناصر میں باہمی ربط وتعلق :

آتش و باد	دوست وموافق
آتش و آب	دشمن و ناموافق
آتش و خاک	میمن ومصادق

(میمن یعنی کہ یہ دونوں عناصر ایک دوسرے کو امان دیتے ہیں)

باد و آتش	دوست وموافق	باد و آب	میمن ومصادق
باد و خاک	دشمن و ناموافق	آب و آتش	دشمن و ناموافق
آب و باد	میمن ومصادق	آب و خاک	دوست وموافق
خاک و آتش	میمن ومصادق	خاک و باد	دشمن و ناموافق
خاک و آب	دوست وموافق		

تصرفات کے حصول کا طریقہ کار :

اس مشہور و معروف عمل میں کُل گیارہ موازین کو لینا پڑتا ہے۔ جو کہ یہ ہیں۔ ☆ اسم طالب ☆ مطلب ☆ اسم مطلوب ☆ عنصر ☆ روزِ عمل ☆ وقتِ عمل ☆ ساعتِ عمل ☆ منزل عمل ☆ کواکبِ عمل ☆ طالعِ عمل (بُرج) ☆ اسمِ ذات (**اللہ**)

اس ضمن میں علمائے عاملین کا فرماتے ہیں۔ کہ اس عمل میں گیارہ موازین ہی لینے چاہیئں۔ اور وہ یہ توجیہ پیش کرتے ہیں۔ کہ اسم ذات **اللہ** کے ملفوظی حروف (الف۔ لام۔ لام۔ ہا) بھی گیارہ ہی بنتے ہیں۔ اگر کہیں پر ایسی صورت حال آجاتی ہے۔ کہ مطلب و مطلوب ایک ہی ہو۔ جیسے حصولِ رزق کے لئے عمل کرنا ہے۔ تو مطلب و مطلوب دونوں رزق ہی ہونگے۔ مگر ایسی جگہ پر مطلب کو رزق اور مطلوب کو رزاق قرار دے کر گیارہ موازین کو مجتمع کرنا ہوگا۔ جُملہ موازین کے مؤکلات استخراج کرنے کا طریق یہ ہے۔ کہ حروفِ ابجد عددی کو فی نفسہ ضرب دیں (جیسے ہمارے پاس طالع وقت قوس آیا۔ تو **القوس** کے ابجد عددی 20 ہوئے۔ اور 20x20=400 ہوئے۔ ان کا نطق ''ت '' آیا۔ تو مؤکل یہ بنا۔ **تائیل** ۔ یاد رہے۔ کہ عاملین حضرات مؤکل بنانے کے لئے آخر میں ایل لگاتے ہیں۔ جس کے عدد بحسابِ ابجدِ قمری 41 بنتے ہیں۔ جبکہ امام بونیؒ کا طریقہ مؤکل بنانے کے لئے آخر میں ائیل لگاتے ہیں۔ جس کے اعداد 51 بنتے ہیں۔ بہرحال دونوں طریقوں سے کام ہو ہی جاتا ہے۔

کیونکہ **انما الاعمال بالنیات** ۔ شائقینِ کتاب ہذا جو بھی طریق اپنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے پُرتاثیر و سریع الاجابہ پائیں گے۔ انشاء اللہ العظیم۔

بہرحال جب تمام مؤکلات کا استخراج کر لے۔ پھر ان مؤکلات کے ابجد قمری نکال لے۔ جس قدر اعداد حاصل ہوں۔ اِن کو گویا کرے۔ اور جدول نمبر 10 بسطِ عزیزی کرے۔ مثلاً اگر ہمارے پاس گیارہ موازین کے اعداد 3284 آئے۔ تو ان کے حاصل شُدہ حروف یہ ہوئے۔ جیسے کہ! د۔ ف۔ ر۔ غ۔ غ۔ غ۔ ان کا بسط عزیزی یوں ہوگا۔ دب ۔ فق ۔ رص ۔ غض ۔ غض ۔ غض ۔ مصارقت و مصاحبت ہوئی۔ اسی طرح سے اگر مطلب کسی چیز کے حصول کا نہ ہو۔ یعنی بغض و جُدائی، شر و عداوت، سقم یا تسلیطِ المرض وغیرہ کا ہو۔ تو ایک عنصر کو اس کے مخالف سے ضرب کریں۔ جیسے کہ! د۔ ف۔ ر۔ غ۔ غ۔ غ۔ ان کا بسط عزیزی یوں ہوگا۔ دا ۔ فر ۔ رف ۔ غذ ۔ غذ ۔ غذ۔ مفارقت ہوئی۔

یہ یاد رہے۔ کہ! اس عمل کا بھی وقت تو وہی ہوگا۔ کیونکہ عامل جس وقت چاہے عمل کر سکتا ہے۔ یا پھر جیسے واپسی گریختہ یا جلب المطلوب کا عمل کرنا ہو۔ تو بجائے انتظارِ وقت، اس وقت کے جو بھی اوضاع میسر ہو سکیں۔ انہی کے مؤکلات لے لیں۔ مطلوب کو طلب کرنے کا کہیں۔ مطلوب شخص بمطابق فاصلہ حاضر ہوگا۔ اور ضرور حاضر ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ بشرطیکہ عمل میں کوئی لغزش واقع نہ ہو جائے۔ صاحب عمل کو چاہیئے۔ کہ اِس عمل کو پہلے سے تیار کر کے کئی مرتبہ پڑتال کرے۔ تاکہ غلطی نہ ہو۔ ایسی ہیئت فلکی و وضع نجمی کو دافع قوت و دفع طبیعت بھی کہا جاتا ہے۔ کہ ہر کوکب کی قوت و طبیعت اپنی بہ نظرِ دوستی دوسرے کو دیتا ہوا۔ ایسے اوضاعِ فلکیہ گردشِ سماویہ میں دلائل کامل ہوتے ہیں۔ تمثیلاً تین اعمال پیشِ خدمت ہیں۔ تاکہ صاحبان **علم الجفر الآثار** و شائقین عمل ہذا کو دقت و دُشواری پیش نظر نہ رہے۔

اول: حصولِ عقل و دانش، فہم و فراست وغیرہ کا عمل۔ دوئم: حب و بُغض، یا طلب و طرد کا عمل۔
سوئم: منازلِ قمر یا حروفِ تہجی سے خیر و شر یا بُلندی مرتبہ و کشائش کاروبار یا وُسعتِ رزق کا عمل۔

حصولِ عقل و دانش، فہم و فراست وغیرہ کا عمل :

یہ طریقہ کار عقل و دانش، فہم و ذکاء، علم و حکمت ، صحت و سقم وغیرہ جیسے اعمال میں کفایت کرے گا۔

ایک بادشاہ تھا۔ نام اس کا بلید تھا۔ اور بلید کا ایک ہی لڑکا تھا۔ جس کا نام سند تھا۔ (حکیم افلاطون نے اپنی کتاب ''الواحُ الجواہر افلاطون'' میں اور بونیؒ و تلسمانیؒ وغیرہم نے اپنی اپنی گراں مایہ تصانیف و تالیفات میں اس عمل کو **عمل السند** کا نام دیا ہے) سند نہایت احمق و نافہم تھا۔ عقل سے بالکل دور، حد سے زیادہ بے شعور۔ وہ یہ تک نہ جانتا تھا۔ کہ میں کیا کہتا ہوں۔ نہ ہی وہ یہ سمجھ سکتا تھا۔ کہ دوسرا کیا کہہ رہا ہے۔ سند کی عمر 24 یا 34 سال ہو چکی تھی۔ جوانی کا عالم تھا مگر سند۔ ۔ ۔ البتہ سند کا باپ ''بلید'' انتہائی زیرک و دانا اور عالم فاضل شخص تھا۔ جمیع علوم وفنون میں کامل اور اسرار و رموزِ ظاہری و باطنی سے شناسا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بلید کو عظیم الشان حکومت و سلطنت بھی عطا فرمائی ہوئی تھی۔ اس بادشاہ کے ماتحت چالیس لشکر تھے۔ ہر لشکر کی تعداد کم و بیش پانچ لاکھ نفوس پر مشتمل تھی۔ پانچ وسیع و عریض ممالک اس بادشاہ کے زیرِ نگیں تھے۔ اپنے حشم و خدم کو دیکھتے ہوئے اس بادشاہ کو شیطان نے ایسا بہکا وادیا۔ کہ وہ بادشاہ دعوٰی ربوبیت کر بیٹھا۔ حتٰی کہ عالم و فاضل، عاقل و جاہل غرضِ

کہ اس کی تمام رعایا اس کی پرستش کرنے لگے۔ لیکن بیٹا اس کا احمق و نا اہل مجسم تھا۔ سوائے اس ایک لڑکے کے بادشاہ کی اِس عظیم مملکت و حکومت کا کوئی والی و وارث نہ تھا۔ بادشاہ کو بھی اکثر یہی فکر دامن گیر رہتی تھی۔

ایک روز جبکہ اراکین دولت وحاشیہ نشیں حاضر خدمت تھے۔ اور دربار بھی بڑی آب وتاب، شان وشوکت سے لگا ہوا تھا۔ اور باشاہ اپنے مخصوص تخت پر براجمان تھا۔ کہ وُزراء واُمرائے سلطنت عرض گُزار ہوئے۔ کہ اے عظیم سلطنت کے جلیل القدر بادشاہ سلامت ! تیرے سوا ہمارا کوئی نہیں، تو ہی ہمارا مالک ومُختار ہے (**نعوذ باللہ**) لیکن اس وقت ہم تیرے امتحان لینے کے واسطے حاضرِ خدمت ہوئے ہیں۔ پس اگر تو واقعتًا اپنے قول و فعل میں صادق اور اپنی سلطنت کا حقیقی امین ہے۔ تو ہمارے اور اس سلطنت کے واسطے اپنے صاحبزادہ سند کو عاقل وزیرک کردے۔ بادشاہ نے اُسی لمحے اُن کا سوال منظور ومقبول کیا۔ اس لئے کہ بادشاہ علم الحروف میں وقوف وشناسائی رکھتا تھا۔ چنانچہ بادشاہ نے ذیل کا عمل تیار کیا۔

(اِسی لئے اِس عمل کو ''عمل السند'' کا نام دیا گیا۔ چونکہ! یہ عمل بادشاہ نے اپنے بیٹے'' سند کو عاقل وزیرک، دانا وباشعور بنانے کے لئے سرانجام دیا تھا۔ بہرحال اِس عمل کے لوازمات تفصیلاً یہاں پردرج کئے جاتے ہیں)

نمبر شمار	موازین عمل	تعداد حرفی	ضربِ حرفی	نطق
1	**السند** (جس کے واسطے یہ عمل کیا گیا)	22	484	و ف ت
2	**العقل** (مطلب ومقصد)	23	529	ط ک ث
3	**اتوار** (عمل کا دِن)	37	1369	ط س ش غ
4	**شمس** (ساعتِ عمل)	26	676	و ع خ
5	**حمل** (طالع وقت)	26	676	و ع خ
6	**مریخ** (صاحبِ طالع)	30	900	ظ
7	**الحمل** (قمر درحمل)	26	676	و ع خ
8	**المریخ** (صاحبِ بُرجِ قمر)	30	900	ظ
9	**الشرطین** (عمل کے وقت کی منزل)	34	1156	و ن ق غ
10	**الماء** (عنصر) پلانے کا عمل	23	529	ط ک ث
11	**اللہ** (عمل کے لئے مستعمل اسمِ ذات)	18	324	و ک ش

اس عمل سے جو گیارہ موازین استخراج ہوئے۔ ان کُل موازین کے اعداد بحسابِ ابجدِ قمری **8219** بنے۔ نطق ان اعداد کے یہ ہوئے۔ طی رغ غ غ غ غ غ غ غ ۔ مؤکل ان کا **طیرغغغغغغغائیل** ہوا۔ اب ان حروفِ نطق کو بسطِ عزیزی کیا۔ طک ۔ یل ۔ رص ۔ غض ۔ غض ۔ غض ۔ غض ۔ غض ۔ غض ۔ غض ۔ غض ۔ آئے۔

اب اتوار کے دن سے یہ عمل اس طرح سے شروع کیا۔ کہ ایک طشتری جدید لے کر **طیرغغغغغغغائیل** کو درمیان میں لکھ کر اور اس کے اردگرد بسطِ عزیزی سے حاصل شُدہ حروف (طک ۔ یل ۔ رص ۔ غض ۔ غض ۔ غض ۔ غض ۔ غض ۔ غض ۔ غض ۔ غض) کو مُشک وزعفران سے لکھ کر عرقِ گلاب وگاؤ زبان سے گھول کر شہد سے میٹھا کر کے شہزادے کو روزانہ کی بنیاد پر پلاتے رہے۔ اور چٹائے گئے۔ جبکہ اسی طرح کا ایک تعویز بھی شہزادے کے گلے میں لٹکایا گیا۔ ابھی آٹھ دن بھی نہ گُزرے تھے۔ کہ (وہی نالائق) شہزادہ عقل وفہم وفراست ومعاملہ فہمی میں اپنے باپ سے بھی آگے بڑھ گیا۔

حب وبُغض، یا طلب وطرد کا عمل :

طالب احمد اپنے مطلوب محمد کو کراچی سے طلب کرنا چاہتا ہے۔ اب اس عمل کے جب تمام موازین کو اکٹھا کیا جائے گا تو اس عمل کا جدول یہ بنے گا۔ یہ عمل دراصل جلب المطلوب کا ہے۔

نمبر شمار	موازین عمل	تعداد حرفی	ضربِ حرفی	نطق
1	**احمد** (طالب)	**21**	**441**	ام ت
2	**جلب قلب** (مطلب)	**28**	**784**	د ف ذ
3	**محمد** (مطلوب)	**23**	**529**	طک ث

4	الباد (عُنصر)	23	529	طک ث
5	الجمعه (یومِ عمل)	41	1681	اف خ غ
6	النهار (وقتِ عمل)	28	729	طک ذ
7	الساعة الاول	51	2601	اخ غ غ
8	الزهره	26	676	وع خ
9	الحمل	26	676	وع خ
10	المريخ	30	900	ظ
11	الله (اسمِ ذات)	18	324	و ک ش

اس عمل سے جو گیارہ موازین استخراج ہوئے۔ ان کُل موازین کے اعداد بحسابِ ابجدِ قمری **9870** ہوئے۔ اوران کے نطق یہ ہوئے۔ ع۔ض۔غ۔غ۔غ۔غ۔غ۔غ۔غ۔غ۔غ۔غ۔ اب ان اعداد کو گویا کر کے ابجدِ بسطِ عزیزی سے تالیفِ حرفی کر کے جو سطرِ حروف تیار ہوگی وہ یہ ہے۔ عن ۔ ضغ ۔ غض ۔ غض ۔ غض ۔ غض ۔ غض ۔ غض ۔ غض ۔ غض ۔ غض ۔

اب نقش بناتے وقت گیارہ مؤکلات لکھ کر ائیل لگا دیں۔ جیسے کہ! عنائیل۔ضغائیل۔غضائیل۔۔۔۔۔۔۔ پھر مندرجہ بالا سطر (ع۔ض۔غ۔غ۔۔) کو عین وقت پر لکھ کر ہوا میں لٹکا دیں۔ تو محمد بمطابق مسافت سفر احمد کے پاس بہر صورت پہنچ جائے گا۔

منازلِ قمر یا حروفِ تہجی سے خیر و شر یا بُلندی مرتبہ و کشائش کاروبار یا وُسعتِ رزق کا عمل :

اس عمل میں بھی تمام حروفِ تہجی میں گیارہ موازین ہی کا استخراج ہوگا۔

☆ اسم طالب ☆ اسم مطلوب (مقصد و مطلب) ☆ منزلِ حروف ☆ طالع وقت ☆ صاحبِ طالع ☆ ساعتِ عمل ☆ یوم ☆ صاحبِ یوم ☆ برج قمر ☆ عنصر ☆ اسم ذات باری تعالیٰ۔

حاصل شُدہ اعداد کے مجموعہ اعداد کے حروف بنا کر بسطِ عزیزی سے مربی و مقوی کریں۔ بعد ازاں حروفِ بسط عزیزی کے دو۔ دو حروف مرکب کریں۔ پھر جس حرف کی منزل ہو۔ اس حرف کا نقشِ مُثلث بمطابق عنصر وضع کریں۔ اس کے بعد مقصد (ہر دلعزیز خلائق) کے موافق اس نقش کی پُشت پر ایک تصویر وضع کریں۔ کہ ایک مَرد کرسی نشیں ہو۔ اور پھر اپنے نام (مع والدہ) کے حروف کو مفرد لکھ کر ان کے اعداد کا مجموعہ حاصل کریں۔ اور اس تصویر کے سر پر وہ اعداد لکھ دیں۔ بعد ازاں ان اعداد کے حروف بنا کر بسطِ عزیزی سے مرکب کر کے تصویر کی پیشانی پر لکھ دیں۔ پہلے والے طریقے کے مطابق حروف سے مؤکلات بنالیں۔ اور اِن مؤکلات میں سے خلیفہ مؤکل کو سر پر اور باقی گیارہ مؤکلات بمع مرکب، حروف حاصل شُدہ از بسطِ عزیزی کو تصویر کے اردگرد لکھ دیں۔ اب یہ طلسم تیار ہو گیا۔ اس کو ہمیشہ اپنے پاس رکھیں۔ تو جاہ و جلال، کشائشِ رزق و بلندی عالی المرتبت بہت ہی تھوڑے عرصہ میں مقصود پاؤ گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور ہمیشہ نزد حُکام واُمراء ایسے شخص کی قدر و منزلت ہوگی۔ اعزاء و حلقہ احباب اور عوام الناس میں بہت مقبول و معروف ہو کر شان و شوکت حاصل کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اسی عمل کے دیگر تصرفات و کمالات :

اس عمل کے اور بھی بہت سے تصرفات ہیں۔ جیسے کہ بسطیات و مرکبات و حرفیات و عددیات و پانچ مظاہر (بسط۔ امر۔ نفس۔ عقل۔ ہیولیٰ) وغیرہ پر تصرفات حاصل کرنا۔ صاحبزادہ کاش البرنیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اس عمل و علم کے نتائج اس مرتبہ پر ہیں۔ کہ واصف ان کے اوصافِ جمیلہ و جلیلہ سے یکسر عاجز و قاصر ہے۔ کیونکہ کُل اُمور و جمیع اعمال مِثل تسخیر الخلائق، کشائشِ رزق، تحصیلِ مال و دولت، برکتِ کاروبار و تجارت، ایتلاف و تسخیر ملائکہ و تسخیرِ ہفت سیارگان، تسلیط الامراض، تفریق بین الجمعین و بین المفارقین، مقہوری اعداء، تسلیط السقم و شفائے امراض، دفع اوجاع و طیب، عیش و عشرت و خرم و شادمانی، دفع خطر و کف مطہر و فتحِ حصار، غالب و مغلوب کرنا، عقود اللسان والنوم والقضیب والسموم، اخراج از سلاسل و زندان، حل و قفل، شبِ تاریک میں مِثل روز روشن دیکھنا، طی الارض، تبدیل شکل و صورت اور دیگر بے شمار و لاتعداد امور وابسطہ و متعلق اس علم کے ہیں۔ ہمیں جب تک اس عظیم الشان علم کے وقوف و ادراک حاصل نہ ہوں گے۔ تا آنکہ ان مذکورہ امور میں اپنی حاجت روائی سے قاصر رہیں گے۔ جب تک کہ اس علم میں معرفت تامہ حاصل نہ ہو جائے۔ تو جو شخص جس بھی امر میں تصرف کا خواہاں ہو۔ خواہ وہ جزیات سے ہو یا کلیات سے۔ جیسے چاہے گا۔ (بشرطِ کہ جائز و متشرع ہو) ویسا ہی ہو جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سبحانک لا علما لنا الا ما علمتنا . انک انت العلیم الحکیم ٥

تکسیرِ افلاطون

تصرفات کے حصول کا عظیم الشان علم :

حضرت کاش البرنیؒ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب رموز الجفر میں فرماتے ہیں۔ کہ اس نظامِ عالم میں آتش و باد، آب وخاک کا عمل، خیر وشر کے اعمال، ہدایت وگمراہی کی تعلیمات اور حق و باطل کی تشہیر وترویج کارفرما ہے۔ حضرت کاش البرنیؒ فرماتے ہیں۔ کہ تصرفات کے حصول کا یہ علم ، جو کہ درحقیقت ایک پنہاں راز اور مخفی خزینہ تھا۔ اس کو یہاں بیان کیا جارہا ہے۔ اس عمل سے چار قسم کے کام بآسانی لئے جاسکتے ہیں۔ بشرطیکہ سمجھ وبوجھ، حسابی غلطیوں سے پاک اور علم جفرِ احمر سے شُدھ بُدھ رکھتا ہو۔ وہ چار قسم کے کام یہ ہیں۔ ☆ **جلب** ☆ **طُرد** ☆ **شِفاء** ☆ **سُقم.**

یعنی کہ طلب وجذب اور اتصال وانفصال کی جُملہ صورتوں کو اس عمل کے ذریعے سے سہلاً انداز میں حل کیا جاسکتا ہے۔ اگر اس طریقہ پر کسی کے فہم وادراک اور وقوف نے کام کرلیا۔ تو سمجھ لینا چاہیئے ۔ کہ ردوقبول کی قوتوں پر اُس شخص کو تصرف حاصل ہوگیا۔ اِسی ضمن میں تمثیلاً ایک طریقہ کار قارئینِ کتاب ہٰذا اور شائقینِ روحانیات کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا ہے۔

ایک سطر میں اسم طالب مع والدہ اور اسم مطلوب مع والدہ لکھیں۔ دوسری سطر میں مقصد کے موافق حروفِ عنصری لکھیں۔ حروفِ عنصری کی ترتیب یہ ہے۔

عناصرِ حروف	مزاج	حروفِ نورانی	مزاج	حروفِ ظُلمانی
آتشی حروف	سعد	ا۔ہ۔ط۔م	نحس	ف۔ش۔ذ
بادی حروف	سعد	ک۔س۔ق	نحس	ج۔ز۔ث۔ظ
خاکی حروف	سعد	ی۔ن۔ص	نحس	ب۔و۔ت۔ض
آبی حروف	سعد	ح۔ل۔ع۔ر	نحس	د۔خ۔غ

اب دونوں سطور کو امتزاج دو۔ مثلاً طالب **احمد**، مقصد ومطلب حصولِ **محبت** اور مطلوب **محمد**۔

لہٰذا سادہ سطر تو یہ بنے گی۔ ا۔ح۔م۔د م۔ح۔ب۔ت م۔ح۔م۔د

البتہ، اِس مقصد کی امتزاجی سطر یوں بنے گی۔ **ا۔ح۔م۔د۔م۔ح۔ب۔ت۔ م۔ح۔م۔د**

اب اس سطر کا عنصری تجزیہ کیا۔ چونکہ یہ عمل محبت کا ہے۔ اس لئے ان کے حروف بھی سعد ہی لیں گے۔

آتشی حروف: ا۔م۔م۔ (121) آبی حروف: ح۔ح۔ح۔(24)

اِس عمل کے اندر ہمیں خاکی وبادی حروف میسر نہ ہوسکے۔

مندرجہ بالا سطر سے ظاہر ہوا۔ کہ حروفِ آتشی غالب ہیں۔ اس لئے ہم نے دوسری سطر میں آتشی وبادی حروفِ سعد کو لکھا۔

ا ہ ط م ک س ق

جب ہم نے ان دونوں سطور کا امتزاج کیا۔ (یہ یاد رہے کہ ناموں کی سطر میں بار بار امتزاج دیں گے۔ یہاں تک کہ ناموں والی سطر ختم ہو جائے) یہ امتزاج اس طرح سے ہوگا۔

ا ا ح ہ م ط د م م ک ح س ب ق ت ا م ہ ح ط م م د = کُل حروف کی تعداد23

اب اس کی تکسیر صدر مؤخر کر کے زمام برآمد کی تو چاروں گوشوں سے چار حروف لئے پھر قلبِ تکسیر کے حروف لئے۔ پھر ان حروف کے اعداد جمل کبیر سے لے کر ان حروف کے ساتھ ائیل لگا کر مؤکل بنالیں۔

مِثال کے طور پر اگر چاروں گوشوں کے حروف یہ ہیں۔ ا۔د۔ح۔ا اعداد۔ 14

جبکہ قلب کے حروف یہ ہیں۔ م۔ح۔ت۔ا اعداد۔ **449**

میزانِ اعداد یہ ہوئے۔ **463=449+14** لہٰذا مؤکل کے اعداد 51 نکال لیں۔ باقی **412** کا نطق **ب۔ی۔ت** ہوا۔

تو مؤکل **بیتا ئیل** بنا۔

اب ہمیں یہاں پر سطرِ طلسم تیار کرنا ہوگی۔ جس کے لئے ہمیں نقشہ عناصر کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ جو یہ ہے۔

درجات	آتش	خاک	باد	آب	الکعب	حروف	کواکب
مرتبہ	ا	ب	ج	د	10	ی	زحل
درجہ	ہ	و	ز	ح	26	وك	مشتری
دقیقہ	ط	ی	ک	ل	69	طس	مریخ
ثانیہ	م	ن	س	ع	220	کر	شمس
ثالثہ	ف	ص	ق	ر	470	عت	زہرہ
رابعہ	ش	ت	ث	خ	1800	ضغ	عطارد
خامسہ	ذ	ض	ظ	غ	3400	تغغغ	قمر

نقشہ عناصر کے مُطابق اس تمثیلی مثال کے مطابق سطرِ طلسم یہ ہوگی۔ **اج۔ دب۔ ح۔ ر۔ اج۔ مس۔ حر۔ تخ۔ اج۔**

(یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہر حرف اپنے ہی درجے سے ملے گا۔ تصرفات تکسیرِ افلاطون کے علم کا یہ بہت اہم نقطہ ہے)

چونکہ اِس عمل کا مؤکل **بیتا ئیل** ہے۔ اب طالب ومطلوب کی تصاویر لے کر دونوں کے پیچھے غالب عنصر کے مُطابق مربع نقوش بنائیں۔ اور تصاویر پر سامنے مؤکل کا نام لکھیں۔ اور مؤکل کے نام ہی کے اردگرد سطرِ طلسم کو لکھ لیں۔ پھر ان تصاویر کو منہ در منہ جوڑ دیں۔ چونکہ اس عمل میں آتشی حروف غالب تھے۔ اس لئے اس عمل کو آتشی قرار دے کر وقت کا انتخاب کیا جائے۔ اور استعمال کے لئے ایک نقش کو ایک حد تک (یعنی مختصر سے وقفے کے لئے) حرارت دی جائے۔ اور دوسرے کو بازوئے راست پر باندھ لیا جائے۔ اور ایک جدید چراغ لے کر اس کے اندر یہی مربع بنایا جائے۔ نقش کے باہر چاروں اطراف میں چار مرتبہ اسی مؤکل کا نام لکھا جائے۔ اور اس مربع و مؤکل کے اردگرد اندرونی طرف سے اسمائے طلسمات لکھ لیے جائیں۔

چونکہ یہ عمل حُب ہے۔ لہٰذا بخور مشک زعفران، لوبان اور صندل کا ہو۔ اب تکسیر والی سطور (جو کہ زعفران و عرق گلاب کی بنائی ہوئی روشنائی سے لکھی گئی تھی) کو لے لیں۔ منقوش وجدید چراغ میں روغنِ گاؤ اور شہد ڈال کر فتیلہ روشن کریں۔ اور پاس بیٹھ کر مطلوب کے طالب کے عشق میں گرفتار ہو کر حاضر ہونے کے قوی تصور کے ساتھ اس عزیمت کو روزانہ **13** مرتبہ پڑھنا ہے (13 مرتبہ اس لئے کہ طالب، مقصد اور مطلوب کے کُل اعداد **463** سے اس طرح حاصل ہوئے تھے۔ کہ 13=3+6+4=463)۔ عزیمتِ عمل ہٰذا یہ ہے۔ **توکلوا یا خُدام ھذہ الاسماءِ** (بیتا ئیل) **و حرکوا روحانیۃ المحبۃ والمودۃ والاُلفۃ والقُرب احرقت قلب فلانۃ** (مطلوب مع والدہ) **علی المحبۃ والمودۃ فلاں** (طالب مع والدہ) **بحق ھذہ الحروف التکسیر** (اج۔ دب۔ ح۔ ر۔ اج۔ مس۔ حر۔ تخ۔ اج) **وحرقت بالنار** (**عُنصر** ۔ یا جو بھی عُنصر ہو) **کما تحرق ھذہ الاسماءِ. علیکم و طاعتھا لدیکم** ☆ انشاءاللہ ہفتہ عشرہ میں ہی مطلوب دیوانہ وار طالب کے حضور آن حاضر ہوگا۔ انشاءاللہ۔ عمل مکمل ہوا۔

یہ بات ضرور بالضرور ذہن نشین رہنی چاہیئے۔ کہ اگر حقیقی تصویر نہ مِل سکے۔ تو دو تصاویر طالب ومطلوب کی فرضی بنالیں۔ اور دونوں کی جنس کا بھی خیال رکھیں۔ طالب کی تصویر پر مؤکل کا نام اور مطلوب کی تصویر پر اعدادِ مؤکل لکھیں۔ اور مؤکل و اعداد دونوں کے گرد اسمائے طلسمات لازمی لکھیں۔ اور دونوں تصاویر کے پیٹ پر مُربع نقش عنصر کے مطابق لکھیں۔ اور ان تصاویر کو اس طرح سے بنائیں۔ کہ مقصد بھی نظر آئے۔ جیسے کہ طالب تکبرانہ انداز میں کھڑا ہے۔ اور مطلوب اس کے پاؤں میں ایسے بیٹھی ہے۔ جیسے کوئی شخص بھیک مانگ رہا ہو۔ یا پھر طالب کھڑا ہے۔ اور مطلوب دونوں ہاتھ (گلے لگانے کے لئے) پھیلائے ہوئے اس کی طرف دوڑ کر آرہی ہو۔

نوٹ : بُغض وعداوت، طرد و ہلاکت، حسد وسقم کے اعمال میں اسم الٰہی **قاھر** ۔ **قھار**، **جبار** لئے جائیں گے۔ اور سطر میں نحس حروف لئے جائیں گے۔ اور مؤکل معکوسی بنے گا۔ (پچھلے عمل کا نطق ب۔ ی۔ ت تا تو مؤکل **بیتائیل** بنا تھا۔ مگر یہاں پر مؤکل **تیبائیل** بنے گا) اس طرح کے منفی عملیات کو سیسہ کی لوح پر آہنی قلم سے کالی سیاہی کے ساتھ تیار کرنا ہوگا۔

صاحب عمل اپنی لطافت بیدار کرنے اور اپنی روح کو بالیدگی دینے کا مجرب المجرب جفری:

حضرت غلام الرسول میمن عائلی نقشبندیؒ کتاب مکاشفاتِ اسرار میں رقم طراز ہیں۔ کہ! کسی بھی (شرعی) عمل سے بیشتر اس عمل کے واسطے اپنی لطافت کو بیدار کرنے اور اپنی روح کی بالیدگی دینے کا یہ عمل ہے۔ یہ طریقہ کار مختلف موضوعات میں بھی جامع عدد کے تغیر و تبدل کے ساتھ کام آئے گا۔

کلیہ : نام عددی (بعینہٖ)، نامِ مکتوبی شمارِ حرفی (جمع ایک)، نامِ ملفوظی شمارِ حرفی (طرح ایک)، نامِ عربی شمارِ حرفی (جمع تین)، مضروبِ عربی شمارِ حرفی (طرح تین)۔ اَب جو اعداد حاصل ہوں۔ ان جملہ اعداد کا ایک اسمِ الٰہی یا دو، تین اسمائے باری تعالیٰ اُخذ کئے جائیں گے۔ اس سے زائد نہیں۔ پس جملِ کبیر کے موافق اِن اسمائے الٰہیہ کو وِرد کرنا ہے۔ کہ اس جمل الکبیر کو سات پر تقسیم کرنے سے جو عدد بچتا ہے۔ اس کی رات سے عمل شروع کرنا ہے۔ (عمل تو صِرف) صِرف پانچ روز تک کافی ہے۔ لیکن ہم اسے چھ روز تک پڑھیں گے۔ (اس عمل کو سمجھنے کے لئے یہاں پر ایک جدول کے ساتھ مثال پیش کی جا رہی ہے)

نام	قیمت				نوعیت	حاصلِ عدد	قانون	خالص عدد	اسمائے الٰہیہ
عبدالرؤف	70	02	04	01	ابجد عددی قمری	393	بعینہٖ	393	ملیک۔صابر
=	30	200	06	80	=	=	=	=	=
عبدالرؤف	ع	ب	د	ا	ابجدِ مکتوبی حرفی	08	+1	09	اللہ
=	ل	ر	و	ف	=	=	=	=	=
عبدالرؤف	عین	با	دال	الف	ابجدِ ملفوظی	21	-1	20	طیب
=	لام	را	واؤ	فا	=	=	=	=	=
عبدالرؤف	سبعین	اثنین	اربعہ	احد	ابجدِ عربی عددی	38	+3	41	ودود۔طیب
=	ثلاثین	مأتین	ستہ	ثمانین	=	=	=	=	=
عبدالرؤف	حاصل ہیں۔ 67 x 8				مضروبِ عربی والمکتوبی	536	-3	533	مشفق۔ھو
جمل الکبیر	xxxxxxxxxxxxxxxxxx					996	x	996	xxxxx

مثلاً **عبدالرؤف** عمل سے قبل **روحانی بالیدگی** کا عمل کرنا چاہتا ہے۔ جہاں پر = نشان ہے۔ اس کا مطلب ہے۔ یہ خانہ اور اوپر والا خانہ ایک ہی ہیں۔ (= Means same as cited above) یاد رہے۔ کہ! ہمیں 8 عدد کا کوئی اسمِ الٰہی نہیں مِلا۔ اسی لئے ہم یہاں پر اسمِ ذات ''اللہ'' کو پڑھیں گے۔ کیونکہ! یہ اسمِ اعظم ہے۔ اور تمام اسمائے الٰہیہ کے اثرات اسی اسم میں پائے جاتے ہیں۔

چونکہ! کل اعداد **996** کو **7** پر تقسیم کرنے کے بعد **2** عدد باقی بچے۔ لہذا! عمل کا آغاز سوموار کی رات سے شروع کرنا ہوگا۔ ہر رات کا ورد و وظیفہ ایک ہی نشست میں ختم کرنا ہوگا۔ چونکہ ان اسمائے الٰہیہ کو رات کے وقت پڑھنا ہے۔ تو قانوناً انہیں حرفِ ندا ''**یا**'' کے ساتھ پڑھنا ہوگا۔ خیر و برکت کے لئے اول و آخر طاق مرتبہ درود پڑھ لیں۔ پڑھنے کی ترتیب یہ بنے گی۔

شبِ سوموار۔ **یا ملیک یا صابر۔** 996 مرتبہ شب منگل۔ **یا اللہ۔** 996 مرتبہ
شب بدھ۔ **یا طیب۔** 996 مرتبہ شب جمعرات۔ **یا ودود یا طیب۔** 996 مرتبہ
شب منگل۔ **یا مشفق یا ھو۔** 996 مرتبہ
شب منگل۔ **یا اللہ۔ یا ملیک یا صابر۔ یا ودود۔ یا طیب۔ یا مشفق۔ یا ھو۔** 996 مرتبہ

اعمال وعملیات برائے حصول غناء، ادائیگی قرض، دستِ غیب

مجرب عمل بنائے کیمیائے مشائخ برائے حصول غناء :

ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ جمعۃ المبارک کے روز جب امام سلام پھیرے۔ تو اس وقت جو شخص حالت تشہد میں ہی قبل اپنے پاؤں موڑنے کے **سورہ فاتحہ** ، **سورۃ اخلاص** ، **سورۃ فلق** ، **سورۃ والناس** سات سات بار پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ روز قیامت پر جتنے لوگ ایمان لائے۔ تو سب کے برابر اس کا اجر عطا فرمائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

کسی کو تاجِ سلطانی، کسی کو بھیک در، در کی
میرے اللہ تیری مرضی، جدھر چاہے اُدھر کر دے

ایک اور روایت میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اُس کے دین و دنیا اور بال بچوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص ان کے یعنی سورۃ فاتحہ اخلاص ومعوذتین سات سات بار پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ **اَللّٰهُمَّ يَاغَنِيُّ . يَا حَمِيْدُ . يَامُبْدِئُ . يَا مُعِيْدُ . يَارَحِيْمُ . يَا وَدُوْدُ . اَغْنِنِىْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ o** تو اللہ تعالیٰ اس کو غنی بنا دے۔ اور ایسی جگہ سے اسے روزی پہنچائے۔ جہاں سے اسکا گمان نہ ہو۔ ☆ حضرت انسؓ نے فرمایا۔ کہ جو شخص جمعہ کے روز صرف یہ دعا سو بار پڑھا کرے۔ تو اس پر دو جمعہ بھی نہ گزرنے پائیں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے غنی بنا دے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ **نزهة المجالس** کی عبارت یہاں ختم ہوئی۔

جبکہ امام غزالیؒ اور شیخ ابو طالب مکیؒ اپنی اپنی تصانیف میں یہ فرمایا ہے۔ جب کوئی شخص نماز جمعہ امام کے ساتھ پڑھے۔ اور سلام پھیر کر حالت تشہد ہی میں کسی سے بات کرنے سے قبل سات مرتبہ **سورۃ فاتحہ**، سات مرتبہ **سورۃ اخلاص** سات بار **سورۃ فلق**، سات بار **سورۃ والناس** میں اور سات بار یہ **دعائے مشائخ** پڑھے۔ **اَللّٰهُمَّ يَاغَنِيُّ ۔ يَا حَمِيْدُ ۔ يَامُبْدِئُ ۔ يَا مُعِيْدُ ۔ يَارَحِيْمُ ۔ يَا وَدُوْدُ ۔ اَللهم اَكْفِنِى بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِىْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ ۔**

چنانچہ بزرگان دین سے مروی ہے۔ کہ جو شخص ایسا کرے گا۔ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک محفوظ ہو جائیگا۔ اور یہ وظیفہ اسکے لئے شیطان سے آڑ ہوگا۔ منقول ہے۔ کہ جو شخص ہمیشہ اسی طرح سے یہ سورتیں پڑھ کر دعا کیا کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے مخلوق سے بے پرواہ و بے نیاز کر دیتا ہے۔ اور اسے بے شمار رزق عطا فرماتا ہے۔

اسی ضمن میں بعض علمائے عاملین اپنے تجربات اور کئی لوگوں کی اسناد کی بنا پر فرماتے ہیں کہ!

اگر کوئی شخص بروز جمعہ بعد نمازِ جمعہ دو رکعت فرض کے سلام و دعا کرنے کے بعد بنا کسی سے بات چیت کیے حالت تشہد ہی میں سات سات بار **درود و سلام** ، **سورہ فاتحہ** ، **سورۃ اخلاص** ، **سورہ فلق** ، **سورۃ والناس**، اور **سورۃ طلاق** کی آیت **بِسْمِ اللّٰهِ الرحمن الرَّحِيْمِ o وَمَنْ يَّتَقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَه' مَخْرَجاً وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهُ فَهُوَ حَسْبُه' اِنَّ اللّٰهُ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَئٍ قَدْرًا o** ۔ (سورۃ طلاق آیت نمبر 3-2) اور یہ دعائے مشائخ۔ **اَللّٰهُمَّ يَاغَنِيُّ يَاحَمِيْدُ يَامُبْدِئُ يَامُعِيْدُ يَارَحِيْمُ يَاوَدُوْدُ اَكْفِنِىْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِطَاعَتِكَ عَنْ مَّعْصِيَتِكَ وَ اَغْنِنِىْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ** پڑھے۔

اور ہر رات کو **درود و سلام** ، **سورہ فاتحہ** ، **سورۃ اخلاص** ، **سورہ فلق** ، **سورۃ والناس** کو **70-70** بار اور سورۃ طلاق کی آیات (**بِسْمِ اللّٰهِ الرحمن الرَّحِيْمِ o وَمَنْ يَّتَقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَه' مَخْرَجاً وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهُ فَهُوَ حَسْبُه' اِنَّ اللّٰهُ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَئٍ قَدْرًا o** ۔ (سورۃ طلاق آیت نمبر 3-2) اور دعائے مشائخ کو **300-300** بار پڑھتا رہے۔

تو ایسا خوش نصیب شخص ہفتوں عشروں میں یقینی طور پر نہ صرف مالا مال ہو جائیگا۔ بلکہ دوسروں میں بھی تقسیم کرنے کے قابل ہو جائے گا۔ انشاء اللہ العظیم۔ مگر یاد رہے۔ کہ کبھی دولت پر غرور و تکبر نہ کرے۔ کیونکہ جو ذات عطا کر سکتی ہے۔ وہ آزمائش میں بھی ڈال سکتی ہے۔

جب میں کہتا ہوں کہ یا اللہ میرا حال دیکھ حکم ہوتا ہے کہ پہلے اپنا نامۂ اعمال تو دیکھ

علمائے عاملین فرماتے ہیں۔ ہم کئی ایسے لوگوں سے واقف ہیں۔ جنہوں نے خلوص نیت، طہارت ظاہری و باطنی سے حصولِ رضائے ربانی، بقدرِ ضرورت مال و دولت کی نیت سے یہ عمل شروع کیا۔ تو وہ ہفتوں عشروں میں مال و دولت میں اس حد تک متکفل اور مستغنی ہو گئے۔ کہ بانٹنے لگ گئے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ازالہ غم اور ادائیگی قرض کی مجرب دعا :

1۔ حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی البغدادیؒ اپنی کتاب **غنیة الطالبین** میں فرماتے ہیں۔ کہ! حضرت حسن بصریؒ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ! ایک دن اِن کے پاس انہی کے ایک عزیز دوست تشریف لائے۔ اور گزارش کی کہ! ابوسعیدؒ! مجھ پر (بہت زیادہ) قرض ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپؒ مجھے اسم اعظم سکھائیں۔ تو اُنھوں نے فرمایا کہ اگر تم یہ بات چاہتے ہو تو اُٹھو اور (تجدید) وضو کرو۔ وہ اُٹھا اور (تجدید) وضو کیا۔ تو آپؒ نے فرمایا۔ کہ یوں دُعا مانگو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمoاللهم یا اللہ یا اللہ انت اللہ بلٰی واللہ انت اللہ لا الہ الا انت اللہ . اللہ اللہ . واللہ انہ لا الہ الا اللہ . اقض عنی الدین وارزقنی بعد الدین۔

(وہ بزرگ رات کو چند مرتبہ اِس دعائے مبارکہ کو پڑھتے پڑھتے سو گیا) صبح جب وہ شخص اُٹھا۔ تو اُس نے اپنی مسجد میں ایک تھیلی میں مختلف اقسام کے ایک لاکھ دراہم رکھے ہوئے پائے۔ اور اُس تھیلی کے دھانے پر لکھا ہوا تھا۔ کہ اگر تم اِس سے زیادہ بھی مانگتے تو تمھیں دیتے۔ تو نے جنت کا سوال کیوں نہیں کیا۔ پھر وہ بزرگ حضرت سیدنا حسن بصریؒ کے پاس تشریف لائے۔ اور تمام واقعہ سے انہیں مطلع کیا۔ تو حضرت حسن بصریؒ اپنے دوست کے ساتھ اِن کے گھر کو چلے گئے۔ اُنہوں نے عرض کیا۔۔۔

2۔ حضرت سیدی عبدالوہاب الشعرانیؒ اپنی کتاب **لطائف المنن** میں فرماتے ہیں کہ! ایک شخص پر تین ہزار دینار قرض تھا تو اُس نے یہ کہا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمoاللهم انی اسئلک یا اللہ یا اللہ یا اللہ. بلٰی واللہ . انت اللہ لا الہ الا انت اللہ. اللہ اللہ واللہ انت اللہ. لا الہ الا انت یا حی یا قیوم۔

پھر وہ شخص سو گیا۔ اور جب اُٹھا تو اپنے سر کے قریب تین ہزار دینار پائے۔ پھر اِس شخص کو خواب میں بتایا گیا۔ کہ ا تو نے اسمِ اعظم کے ساتھ سوال کیا۔ جسے اگر پانی پر پڑھا جائے۔ تو وہ بھی جم جائے۔۔۔۔۔۔۔

دراہم کے اندر خیر و برکت کے لئے :

صاحب **شموس الانوار** حضرت جناب ابن الحاج تلسمانی المغربی فرماتے ہیں۔ کہ! چاندی کے دو دراہم لے کر (نوچندی جمعرات، جمعہ یا سوموار کی پہلی ساعت میں) ایک پر اسمِ الٰہی ''**کافی**'' اور دوسرے پر اسمِ الٰہی ''**جواد**'' لکھو۔ پھر اُن پر یہ آیت بحسابِ ابجد قمری روزانہ کسی بھی وقت پڑھ کر پھونکا کرو۔ آیت کریمہ یہ ہے۔ **ولھم رزقھم فیھا بکرة و عشیا**۔ (سورہ مریم۔ آیت نمبر 62) یاد رہے۔ کہ لکھنے سے پہلے اور پڑھنے کے دوران لوبان سلگاؤ۔ دراہم پر لکھائی پہلے ہی دن ہوگی۔ البتہ پڑھائی روزانہ کرنا ہوگی۔ اور روزانہ بعد پڑھائی کے اِن دراہم کو ریشم کے سفید کپڑے کی بنی ہوئی تھیلی یا بٹوے کے اندر چار مثقال کے ساتھ رکھ دیا کرو۔ تھیلی یا بٹوے کا دھاگہ بھی ریشمی ہی ہو۔ پڑھائی اکیس ایام تک جاری رکھنی ہے۔ جب تک یہ دونوں دراہم تھیلی یا بٹوے میں موجود رہیں گے۔ درہم و دینار کا خاتمہ نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ۔

یاد رہے۔ کہ! مال و دولت اور کھانے پینے کی اشیاء جیسے کہ! دودھ، گھی، اناج و غلہ وغیرہ کے علاوہ چوپاؤں، کھیتی وغیرہ میں خیر و برکت پیدا کرنے کے مجرب ترین اور مستند اعمال و عملیات جناب حضرت جناب ابن الحاج تلسمانی المغربیؒ نے تحریر فرمائے ہیں۔ جو کہ کتاب **شموس الانوار** میں ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ اور اُن کو عمل میں بھی بآسانی لایا جا سکتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اِس ضمن میں اِس ناچیزِ حقیر پُر تقصیر (عبدالرؤف القادری) کی یہ بات لازمی ذہن نشیں رہے۔ کہ! جب کسی کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے دستِ غیب یا اِس قِسم کی خیر و برکت والی کوئی سعادت نصیب ہو جائے۔ تو ایسے شخص کو وہ اِس سعادت و خوش

بختی کا کسی سے ذِکر نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ غریبوں، یتموں، مسکینوں اور لاوارثوں کی حد درجہ معاونت کرنی چاہیئے۔ اگر اُس نے کسی کے سامنے اِس سعادت وخوش بختی کا ذِکر کر دیا۔ تو وہ اِس عظیم وگراں قدر نعمتِ مترقبہ سے دائمًا ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

دست غیب وروزینہ کا حصول:

دنیا دی ہر مشکل تائیں دولت کرے آسانی
ڈاہڈے قفل اتارے ایہہ وی کنجی رحمانی

میرے پیرومرشد جناب سید محبوب علی شاہؒ اپنی تصنیف جلیلہ **معدن عملیات وسادات** میں باب خواص اہم وھاب کے تحت فرماتے ہیں۔ کہ اسم'' **وھاب** '' کے درج ذیل دونوں اعمال صدری اور نہایت مجرب ہیں۔ اور فقیر (سید محبوب علی شاہؒ) کے خاندان کے آباؤ اجداد سے سینہ بسینہ چلے آرہے ہیں۔ اور اس فقیر (محبوب علی شاہؒ) کو ان کے بزرگوں اور والد ماجد سید عثمان علی شاہ بخاریؒ سے بمہر پدری عنایت ہوئے ہیں۔ ان نگینوں کی قدر وقیمت سے ہر کس وناکس واقف نہیں ہے۔ اسی لئے ان اعمال کو کوئی بلند ہمت اور مستقل مزاج شخص ہی کر سکے گا۔ میرے مرشد ومربیؒ فرماتے ہیں کہ ہماری طرف سے ہر اہل ایمان کو ان اعمال کی اجازت ہے۔ چاہیے کہ کوئی دانا اور صاحب ہمت شخص ہی یہ عمل کرے۔ کیونکہ! نادان اور پست ہمت ہمارے اس عمل میں قدم نہ دھرے۔ ورنہ خطاء کھائے گا۔ ان اعمال کا عامل کبھی بھوکا نہیں رہتا۔ اور نہ ہی محتاج۔ بلکہ ہمیشہ غنی رہتا ہے۔ ہر دو اعمال کی ترکیب وطریقہ اگلے صفحے پر مفصل وجامع انداز میں قارئینِ کتاب ہٰذا کی خدمت میں پیش کی گئی ہے۔

عمل نمبر 1۔ اسم اعظم یا وہاب (عملِ اوّل):

رقبہ تمھاری جاگیر کا میلوں ہوا تو کیا
رقبہ تمھارے دل کا تو دو انچ بھی نہیں

جو بھی شخص یہ عمل کرنا چاہے۔ تو اس کو چاہیے۔ کہ کسی بھی ماہ سعید کے اندر مگر عروج ماہ میں خلوت نشینی، ترک حیوانات، صوم وصلوٰۃ کی پابندی کے ساتھ نو چندی منگل کو اس عمل کا آغاز اس طرح کرے۔ کہ سوموار سے بدھ تک تین روز تک روزانہ ایک ہی نشست میں اسم اعظم **یا وھاب** کو **35000** پینتیس ہزار بار پڑھا کرے۔ اور جمعرات کے روز بعد نماز عشاء اندھیرے میں بیٹھ کر یہ نیت کرو۔ کہ اب میں یہی اسم اعظم ایک ہی نشست میں سوا لاکھ بار پڑھ کر ہی اٹھوں گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ (شاید ہر **25** ہزار کی تکمیل پر **3** سے **5** منٹ تک کے کچھ عجائبات نظر آئیں گے)

☆ جب عامل پچیس ہزار **25000** مرتبہ کی تعداد کو پہنچے گا۔ عامل کو ایک بہت بڑا جنگل نظر آئے گا۔

☆ جب عامل پچاس ہزار **50000** مرتبہ کی تعداد کو پہنچے گا۔ تو عامل کو بہت بڑا حدنگاہ تک ایک دریا نظر آئیگا۔

☆ جب عامل پچھتر ہزار **75000** مرتبہ کی تعداد کو پہنچے گا۔ تو عامل کو ایک بہت بڑا اژدھا نظر آئیگا۔ جو کہ عامل کو خوفزدہ کرنے کی بھی کوشش کرے گا۔ لیکن عامل کو کچھ خوف وغم نہیں کرنا چاہیے۔

☆ جب عامل ایک لاکھ (**100000**) مرتبہ کی تعداد کو پہنچے گا۔ تو ایک حسین وجمیل عورت آئیگی۔ اور آتے ہی عامل کو لپٹ جائیگی۔ تاکہ عامل کی نفسانی وشہوانی ونسوانی خواہشات بھڑک اٹھیں۔ مگر عامل چاہیے۔ کہ اس حسینہ کو ہاتھ تک نہ لگائے۔ ورنہ ہاتھ لگانے کی صورت میں نہ صرف عمل ضائع ہوگا۔ بلکہ عامل کی جان بھی جاسکتی ہے۔ جان جائے یا نہ جائے۔ البتہ عامل دائمی اذیت اور رجعت کا لازمی شکار ہو جائے گا۔

☆ اور جب عامل سوا لاکھ **125000** مرتبہ کی تعداد کو پہنچے گا۔ تو ایک بزرگ صفت مرد ضعیف سفید پوش آئے گا۔ اور ایک طشت جواہرات سے بھرا ہوا عامل کے سامنے پیش کرے گا۔ تو عامل کو چاہیے۔ کہ لالچ کو دل میں قطعی طور پر قرار پکڑنے نہ دے۔ خاطر جمع رکھے۔ اور طشت نہ لے۔ وہ مرد ضعیف اصرار کرے گا۔ تو عامل کو چاہیے۔ کہ اس مرد ضعیف سے گزارش کرے۔

حضرت! مجھے یہ طشت نہیں چاہیے۔ البتہ آپ مجھے اتنا روپیہ (**Amount**) روزانہ دے دیا کریں۔ تو وہ مرد ضعیف مان جائے گا۔ انشاءاللہ۔ اور مقررہ روپیہ روزانہ ملتا رہے گا۔ انشاءاللہ۔ یاد رہے۔ کہ اس عمل کے بعد عامل کو چاہیے۔ کہ روزانہ کسی بھی وقت یہی اسم اعظم'' **یا وھاب** '' **1400** چودہ سو یا **14000** چودہ ہزار مرتبہ پڑھتا رہے۔ انشاءاللہ روزینہ کبھی بھی بند نہ ہوگا۔

ذہن نشیں رہے۔ کہ! جب تک کہ عامل شرک، زنا، رشوت، سود، غیبت، جھوٹ، بغض وعناد وعداوت اور تارک نمازی ہونے سے بچا رہے گا۔ اُس کا روزینہ تاحیات ملتا رہے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

عمل نمبر 2۔ اسم اعظم یا وہاب (عملِ ثانی):

قبلہ پیرو مرشد فرماتے ہیں۔ جو شخص کم ہمت ہو۔ یا زیادہ دیر تک ایک ہی نشست میں نہ بیٹھ سکتا ہو۔ یا پھر کمزوریٔ قلب کی وجہ سے عمل نمبر 1 والے عجائبات سے خوفزدہ ہو۔ تو وہ یہ والا عمل کرے۔ اس عمل کو **بیاض بھڑونچ** میں قبلہ پیرو مرشد کے علاوہ حضرت کاش البرنیؒ نے بھی اپنی تصنیف مبارک **عامل کامل** (حصہ اول) میں نہایت شرح وبسط سے پیش کیا ہے۔ اس عمل کا طریقہ کار یہ ہے۔ کہ !

اس اسم اعظم **یا وہاب** کو 11 گیارہ روز میں سوا لاکھ کی تعداد میں اس طرح پورا کیا جائے۔ کہ دس ایام تک روزانہ کی پڑھائی **11363** گیارہ ہزار تین سو تریسٹھ بار ہو گی۔ اور گیارہویں روز **11370** گیارہ ہزار تین سو ستر بار ہو گی۔ تو مجموعہ عدد گیارہ روز میں سوا لاکھ ہو جائیگا۔ اس عمل کے شرائط میں ہے۔ کہ صوم وصلوٰۃ اور خلوت نشینی ، ترک حیوانات نیز احرام باندھ کر اور دوران پڑھائی خوشبودار اگربتی لازم ہو۔ یاد رہے۔ کہ وظیفہ کی تعداد، وقت اور جگہ قطعاً تبدیل نہ کریں۔ وقتِ پڑھائی بعد نمازِ فجر سے عشاء کے وتر سے قبل تعداد کی تکمیل لازمی کریں۔ مگر ایک ہی نشست میں تعداد مکمل کرنا ہو گی۔ پڑھائی کا طریقہ ہے۔

پہلے 11 بار درود سلام پھر 313 مرتبہ یہ دُعا ''**یَا عَزِیْزُ رَبُّ الْعَرْشِ الْمَجِیْدُ** '' پھر تعداد مقررہ میں اسم اعظم **یا وہاب** پھر آخر میں 11 بار درود سلام پڑھیں۔ دوران پڑھائی نماز ادا کرنے یا وضو کے لئے اٹھ سکتے ہیں۔ مگر بہتر یہ ہے۔ کہ ایک ہی نشست میں تمام پڑھائی مکمل کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ اس عمل کے جب عامل ہو جائیں گے۔

بارھویں دن علی الصبح عامل جنگل کی جانب چلا جائے۔ (**جائے عمل سے جا کر واپس جائے عمل پر پہنچنے تک نہ کسی سے کوئی بات چیت کرنی ہے۔ نہ کسی کی طرف توجہ کرنا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی سلام بھی کرے۔ تو دل ہی دل میں اُس کے سلام کا جواب دیں**) تو عامل کو جنگل میں ایک سگ سیاہ (کالا کتا) ملے گا۔ عامل کو چاہیے۔ کہ سگ سیاہ کو نہایت ادب و احترام سے گزارش کرے۔ کہ آج شام کو بعد نماز مغرب ہمارے یہاں آپکی دعوت ہے۔ آپ ضرور تشریف لائیں۔ اور یہ کہہ کر عامل واپس ہو جائے۔ اور پیچھے مڑ کر قطعاً نہ دیکھے۔ سیدھا گھر چلا جائے۔ پھر کھانا درج ذیل میں دیئے گئے اجزائے دعوت اور ان کی مقدار کے مطابق کسی متقی شخص کے ہاتھوں سے پکوائے۔ کھانا مغرب سے قبل تیار ہونا چاہئے۔

1۔ آٹا گندم۔ ساڑھے چار کلو 2۔ بکری کا گوشت۔ ڈیڑھ کلو
3۔ دہی۔ تین پاؤ (1/3 سیر) 4۔ پیاز۔ ڈیڑھ پاؤ (1/2 سیر)
5۔ روغن زرد۔ تین پاؤ (1/3 سیر)

وزن قطعاً طور پر کم یا زیادہ نہ کیا جائے۔ یہ یاد رہے۔ کہ نماز مغرب سے پہلے چار نمازی اور متقی افراد کو بھی دعوت طعام دے دیں۔ اب نماز مغرب سے پہلے دو چادریں خوش نما اس طرح بچھائے کہ ایک چادر پر چار مدعو اشخاص اور دوسری چادر پر وہ سگ سیاہ بیٹھ سکے۔ جبکہ عامل تیسری چادر پر یا بغیر چادر کے بیٹھ جائے۔ بعد از ادائیگی نماز مغرب عامل معہ ان چار نمازی متقی افراد کے سگ سیاہ کا انتظار کریں۔ وہ ضرور آئیگا ۔ انشاءاللہ تعالی۔ جب وہ چار افراد کھانا کھالیں۔ تو ان کو جانے کی گزارش کریں۔ ان کے چلے جانے کے بعد عامل اس سگ سیاہ کو اپنی حاجت نہایت ادب و عاجزی سے بیان کرے۔ چاہے عامل کی حاجت مال وزر کی ہو، روزینہ و دست غیب کی ہو۔ ملک و متاع یا حصول عزت و دولت یا شہرت کی ہو۔ برکت ونفع کام و کاروبار کی ہو، ملازمت کی ہو، ترقی کی ہو یا بانڈ وسکیموں سے انعام کی ضرورت ہو۔ غرض کوئی بھی حاجت دنیاوی ہو۔ عامل کا مقصد ضرور بالضرور پورا ہو گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

لیکن یاد رہے۔ کہ ایک وقت میں ایک ہی حاجت سگ سیاہ سے بیان کرنی چاہیئے ۔ دوسری حاجت کے لئے پھر سے اِسی مکمل ترتیب کو ملحوظِ خاطر رکھ کر 11 روزہ پڑھائی اور بارھویں دِن سگ سیاہ کو دعوت دینا ہو گی۔

بعد از زکوٰۃ ، روزانہ کسی بھی وقت دُعائے مذکورہ **100** مرتبہ اور اسمِ اعظم ''**یا وہاب**'' **1400** مرتبہ تاحیات پڑھنا ہے۔ تا کہ خیر و برکت رہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

اِس عمل کے ضمن میں ایک انتہائی ضروری انتباہ!

یہ سگ سیاہ دراصل ایک نیک روحانی ہے۔ اس سے قطعاً نفرین اور نظر حقارت نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ خود بھی احترام کرے۔ اور نمازیوں

کوبھی تاکید کرے۔ کہ وہ بھی اس سگ سیاہ کونفرت اور حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھیں۔ کیونکہ یہ سگ سیاہ ظاہر میں کچھ تو باطن میں کچھ ہے۔ اسی لئے تو اس کی دعا میں فوری اثر ہے۔ یہ عمل میرے مرشد ومربی سید محبوب علی شاہ بخاریؒ اور اُن کے متعدد مریدین ومتوسلین کا مجرب وآزمودہ ہے۔ لہذا کوئی بھی عمل میں شک نہ کرے۔

اسم اعظم باسط:

یہ عمل میرے مرشد ومربی سید محبوب علی شاہ بخاریؒ کی کتاب سلوک ومعرفت میں مرقوم ہے۔ حضرت جیؒ فرماتے ہیں۔ اکثر راہ سلوک پر چلنے والے اہل اللہ کولنگر کے خرچ کی تنگی درپیش ہوتی ہے۔ (یا مدارس کو چلانے اور وہاں زیر تعلیم طلبہ کے نان نفقہ کے لئے بھی اخراجات کی کمی کا مسئلہ درپیش رہتا ہے) لہذا ذیل کا عمل اسی سلسلے کے مسائل کا دائمی تدارک ہے۔ اس عمل سے روزانہ کا لنگر، اخراجات اور اسباب از پردہ غیب حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہی طریقہ اکثر وبیشتر بزرگان دین اور علمائے عظام سے چلا آیا ہے۔ درج ذیل دس اسماء جوکہ دراصل حضرت موسیٰؑ کے عصا پر لکھے تھے۔ بزرگان دین ان دس اسماء کوخرچ بےخرچاں بھی کہتے ہیں۔ سیاحان، متوکل درویشوں کے لئے جنگلوں، سنسانوں، ویرانوں اور منزلوں میں اِسی سبیل کے اعمال وعملیات مفید ومتنفع ہیں۔ اس سلسلے کی تعلیمات کوسلسلہ غوثیہ قادریہ محبوبیہ بانوا میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ خصوصا بالخصوص میرے مرشد ومربی سید محبوب علی شاہ بخاریؒ کے سلسلہ میں اِس طرح کے متعدد اعمال وعملیات جاری وساری ہیں۔ اس عمل کی ترکیب اس طرح ہے۔ نوچندی جمعرات کو بوقت سحر جب خواب سے بیدار ہوں۔ تو لیٹے لیٹے بناء کسی سے بات چیت کئے **یا باسط** کوفقط دس بار پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں پر دم کر کے منہ پر مل لیں۔ پھر سفید پاک مصفی ومعطر کپڑے پہن کر عود صندل، لوبان سلگا کر یا پھر کوئی خوشبودار اگربتی کی دھونی لگا کرلوگوں سے ذرا تنہائی اختیار کر کے صلوۃ الیل (نماز تہجد) اور صبح کی سنت کے بعد (41) اکتالیس بار یہ عزیمت پڑھیں۔ **بسم اللہ الرحمن الرحیم . یا اسرفیل یا طا طائیل یا دردائیل بحق الہ الا لھۃ الرفیع جلالہ یا الہ** پڑھیں۔ پھر فرض نماز پڑھ کر بناء کسی سے بات چیت کئے **100** سوبار **یا عزیز** اور **25** پچیس بار **سورہ اذا جاء نصر اللہ ۔۔۔** مکمل) پڑھیں۔ پھر ان دس اسماء کوبہتر (72) بار پڑھ کر یا رزاق (308) تین سو آٹھ بار پڑہیں۔ پھر درج ذیل آٹھ نقش لکھ کر آٹے میں گولیاں بنا کر کسی بہتے پانی، دریا، سمندر، جھیل یا مچھلیوں والے تالاب میں ڈال دیا کریں۔ پھر مشرقی جانب منہ کر کے درج ذیل مربع والے دوعدد نقش لکھو۔ پھر ان دونوں نقوش کو دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی اور وسطی انگلی کے درمیان پکڑ کر اول وآخر گیارہ گیارہ بار درود وسلام اور درمیان میں **200** دوسو بار اسم مبارک **یا منعم** پڑھ کر دونوں نقوش پر دم کر دیں۔ پھر ایک نقش کو پانی میں گھول کر پینا ہے۔ جبکہ دوسرا نقش ٹوپی میں رکھ لیں۔ اب روزانہ ٹوپی والا نقش اور ایک تازہ نقش پانی میں گھول کر پیتے رہنا ہے۔ دس اسماء موسویؑ (جن کو **خرچ بے خرچاں** بھی کہتے ہیں) یہ ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ . اِلٰھِیۡ بِحُرۡمَتِ سَزَایُو . لِذَرۡعَیۡ . جُوۡسَا . مَنُوۡعًا . عَالِمًا . طَیُوۡسُوۡنَا . سَلِیۡخَا، مَلِیۡخَا . مَلقُوۡمًا . یَاقَیُّومًا . بِحَقِّ کٓھٰیٓعٓصٓ وَبِحَقِّ حٰمٓ عٓسٓقٓ . وَبِحَقِّ اِھۡیًااَشۡرَاھِیًّا . فَسَیَکۡفِیۡکَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمِ.

(کچھ لوگ **شَزَایُو** کے بجائے **سَزَایُو** اور **طَیُوۡسُوۡنَا** کے بجائے **طَیُوۡثُوۡنَا** پڑھتے ہیں)

اسی طرح سے روزانہ معمول میں رکھیں۔ خداوند کریم ایسی جگہ سے رزق عطائے فرمائے گا۔ کہ! جہاں سے کبھی گمان بھی نہ ہوگا۔ یہ طریقہ اہل فقراء کے مجربات ومعمولات میں سے ایک ہے۔ اِس عمل میں استعمال ہونے والا نقش یہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

1036	1050	1047	1043
۱۰۴۸	۱۰۴۲	۱۰۳۷	۱۰۴۹
۱۰۴۱	۱۰۴۵	۱۰۵۲	۱۰۳۸
۱۰۵۱	۱۰۳۹	۱۰۴۰	۱۰۴۶

یغنیھم اللّٰہ من فضلہ

یاد رہے۔ کہ! نقش کے نیچے یہ آیت مبارکہ تحریر کرنی ہے۔ **یغنیھم اللہ من فضلہ** اور نقش کے پس پشت یہ لکھنا ہے۔

اجب یا جبرائیل بحق یا باسط۔

یہ عمل اولیاء اللہؒ کے صدری مجربات میں سے ایک ہے۔ اس عمل کے حصول کے لئے صاحب عمل کا متشرع اور متقی ہونا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ دست غیب خرقِ عادت وکرامت سے کم نہیں۔

ددھ وجود تیرے وِچ شیریں روغن دا رسمانی   مرشد لاوے جاگ پریم دی تاں جے ددھ پانی

دست غیب کا عمل :

یہ عمل مبارک میرے علاوہ میرے چند خصوصی احباب کا بارہا کا مجرب اور آزمودہ عمل ہے۔ اِس عمل میں پرہیز عمومی کی معمولی سی شرط ہے۔ عمل کا طریقہ کار یہ ہے۔ کہ ان کلماتِ عظیمہ کو پہلے 21 دنوں تک روزانہ صبح ورات کو سونے سے پہلے 1400 مرتبہ پڑھنا ہے۔ پھر اِن کلماتِ عظیمہ کو چار ماہ تک مسلسل روزانہ رات کو 14000 مرتبہ پڑھنا ہے۔ اس کے بعد تاحیات 1400 مرتبہ دِن میں کسی بھی وقت پڑھتے رہنا لازمی ہے۔ تاکہ مداومت جاری رکھنے سے اِس عمل کے مؤکلات سے ہم آہنگی وشناسائی برقرار رہے۔ یاد رہے کہ اول وآخر طاق مرتبہ درود وسلام لازمی ہے۔ اور جو فتوحات حاصل ہوں۔ اُن کا کسی سے بھی ذِکر نہیں کرنا چاہیئے۔ ورنہ ساری محنت رائیگاں جائے گی۔ کلماتِ عظیمہ یہ ہیں۔

اَللّٰھُمَّ یَا وَھَّابُ ھَبْ لِیْ مُلْکًا وَّ الْغِنٰی . اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ۔ یَا وَھَّابُ ۔ یَا وَھَّابُ ۔ یَا وَھَّابُ ۔

اس عمل کے چند فوائد جو مجھے اور دیگر احباب کو حاصل ہوئے۔ وہ یہ ہیں۔

۱۔ تھوڑے سے پیسوں سے تمام اُمور حل ہوجایا کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۲۔ مال وزر اور رقم میں بفضلِ رحمان ازخود اِضافہ ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۳۔ کوئی نہ کوئی شخص غیب سے مال وزر دیتا رہے گا۔ مگر ہر مرتبہ چہرہ تبدیل ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۔ گھر کی تمام اشیاء خوردنی اور استعمال کی چیزوں میں خیر وبرکت ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۵۔ بے روزگار شخص بھی آسودہ حال اور خوشحال ہوتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

کچھ مشاہدات ایسے بھی ہیں۔ جن کا چھپانا لازمی ہے۔ جو کوئی اِس عمل کو کرے گا۔ اُس پر سب کچھ عیاں ہوجائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مال ودولت میں خیر وبرکت کا مجرب المجرب اور مستند صدری عمل :

یہ عمل ایک قلمی بیاض سے حاصل ہوا۔ اور تین اشخاص کو کرایا گیا۔ تو اُن میں سے دو اشخاص نے تو یہ کہا۔ کہ ہماری گھریلو پریشانیاں دور ہوگئی ہیں۔ پہلے اُن کی تنخواہ گھر میں پوری نہیں ہوتی تھی۔ اب اِسی عمل کی خیر وبرکت سے وہ لوگ بچت کر رہے ہیں۔ اور تیسرے شخص کا بیان ہے۔ کہ کبھی اُس کے دوست اُسے پیسے دے جاتے ہیں۔ اور کبھی اُس کو راہ چلتے میں پیسے مِل جاتے ہیں۔ بہر حال تینوں اشخاص میرے قریبی دوست ہیں۔ جن سے جھوٹ کا گمان نہیں کیا جا سکتا۔ اِس عمل مبارک کو نوچندی شب جمعہ سے شروع کرنا ہے۔ رات کو سونے سے پہلے کسی تنہا جگہ پر بحالتِ وضو، روبہ قبلہ جائے نماز پر بیٹھ کر ایک ہی نشست میں عمل کی روزانہ تکمیل کرنی ہے۔ یاد رہے۔ کہ اِس عمل کے تین مراحل ہیں۔ طریقِ عمل ومراحل یہ ہیں۔

پہلا مرحلہ :

پہلے تین مرتبہ درودِ پاک، پھر 313 مرتبہ دُعائے ''اسمِ اعظم'' اور آخر میں تین مرتبہ درودِ پاک پڑھنا ہے۔ اِس ترتیب کو (07) ایک ہفتے تک جاری رکھنا ہے۔

دوسرا مرحلہ :

پہلے گیارہ مرتبہ درودِ پاک، پھر 500 مرتبہ دُعائے ''اسمِ اعظم'' اور آخر میں گیارہ مرتبہ درودِ پاک پڑھنا ہے۔ اِس ترتیب کو ایک عشرے (دس ایام) تک جاری رکھنا ہے۔

تیسرا مرحلہ :

پہلے سو مرتبہ درودِ پاک ، پھر **1100** مرتبہ دُعائے ''اسمِ اعظم'' اور آخر میں سو مرتبہ درودِ پاک پڑھنا ہے۔ اور اِس ترتیب کو تاحیات جاری رکھنا ہے۔ تاکہ زندگی بھر بفضلِ خُدا مال و دولت میں کثیر خیر و برکت جاری و ساری رہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

دُعائے ''اسمِ اعظم'' یہ ہے۔ **بسم الله الر حمن الر حیم o الـلهم انی اسئلک یا الله یا الله یا الله ۔ بلیٰ و الله ۔ انت الـله لا اله الا انت الله ۔ الـله الله الله ۔ و الـلـه لا الـه الا انت یا حی یا قیوم یا ذو الجلال و الاکرام. یا وهاب هب لی ملکا وَالغِنیٰ ۔ انک انت الوهاب ۔ بر حمتک یارحم الراحمین۔**

یاد رہے کہ اِس عمل کے دوران خواب میں بہت حسین و جمیل مناظر بھی نظر آتے ہیں۔ علاوہ ازیں غیب سے مال و دولت آنا شروع ہو جاتی ہے۔ لوگوں کی انسیت و محبت میں بھی بے پناہ اِضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ عامل کو چاہیئے کہ اپنے کسی خواب یا مالی خیر و برکت کا کسی سے تذکرہ نہ کرے۔ کیونکہ اِس عمل میں خیر و برکت کے ضمن میں راز داری بھی ایک کڑی شرط ہے۔ البتہ دوسرے لوگوں کے مالی مسائل و مشکلات کے پیشِ نظر یہ بتا سکتا ہے۔ کہ اِس عمل کی بدولت مالی خیر و برکت ممکن ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مال واسباب میں خیر و برکت اور استحکام کا عمل :

میرے باطنی اُستادِ محترم جناب غلام الرسول مین ناشادؒ فرماتے ہیں۔ کہ!

ایک زمانہ ایسا بھی تھا۔ جب فردِ واحد کماتا تھا۔ اور دس آدمی بیٹھ کر اس ایک آدمی کی کمائی کھاتے تھے۔ اور آج کا تو ایسا عجب زمانہ ہے۔ کہ دس کماتے ہیں۔ تو بھی ایک کو نہیں کھلا سکتے۔ اس پر مستزاد یہ کہ! کوڑی کوڑی کو محتاج کرنے کے لئے کسی اپنے کی مہربانیاں شامل بھی ہو جائیں۔ تو اس انپوری کی آگ کو اور ہوا لگ جاتی ہے۔ غرضیکہ مال و اسباب میں عدم استحکام اور خیر و برکت ، گھروں میں نا اتفاقی (نا چاقی) اور لڑائی جھگڑے اپنا ڈیرہ جما لیتے ہیں۔ ان تمام مسائل کے تصفیہ کے لئے یہ عمل بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے۔ جہاں پر ایسی صورتحال کا سامنا ہو۔ اِن لوگوں کے لئے درج ذیل آیات کو طشتری (بغیر لائن و ڈیزائن) پر لکھ کر عرق گلاب سے دھو کر گھر کے تمام متاثرین کو عشرہ تک روزانہ باقاعدگی کی بنیاد پر پلاتے رہیں۔ اور اِسی طرح کا ایک اور نقش بنا کر اُس کو گھر کے تمام کمروں اور کچن میں چسپاں کر دیں۔ (ماسوائے غسل خانہ و استنجاء خانہ کے) ہفتے عشرے میں ہی خیر و برکات لوٹ آئیں گیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یاد رہے۔ کہ! اِس عمل میں مستعمل پانچوں آیات یہ ہیں۔

و ذ النو ن اذ ا ذهب مغا ضبا ... کنت من الظا لمین۔ (سورۃ الانبیاء آیت نمبر 87) **الله الذ ی خلق ۔۔ من کل ما سا لتمو ه ۔** (سورۃ ابراہیم آیت نمبر 32 تا 34) بطلان جادو کی آیات ''**قا ل موسیٰ ما جئتم به السحر ان الله سیبطله ان اللّٰه لا یصلح عمل المفسدین. و یحق الله الحق بکلماته ولو کر ه المجرمین**o (یونس 81 تا 82) اور **و من یتق الله یجعل له ... لکل شیء قدرًا ۔** (سورۃ طلاق آیت نمبر ۲ ۔ ۳) **ان هذا لر زقنا ما له من نفاد** o (سورۃ صٓ ۔ آیت نمبر 54) کا نقش لکھ کر جائے وقوعہ پر آویزاں کر دیں۔

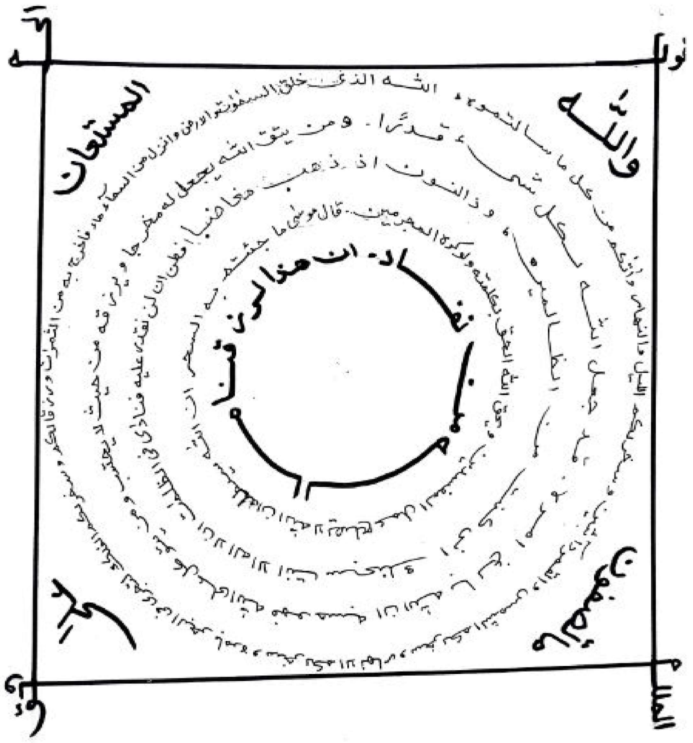

ا نشاء اللہ گھریلو معاملات اور گھر والوں کے مال واسباب میں خیر و برکت کے لئے یہ عمل ہمہ قسم شکایات کا ازالہ کرے گا۔

چاہیے کہ **فقیر غلام الرسول میمن ناشادؒ** کے درجات کی بلندی کی ضرور دعا کریں۔ اور ان کی روح کے لئے ایک مرتبہ سورہ فاتحہ، تین مرتبہ سورہ اخلاص اور ایک مرتبہ سورہ یسین و سورہ مُلک پڑھ کر لازمی ایصالِ ثواب کریں۔ کیونکہ اُنہی کی بدولت و برکت سے ہمیں یہ عمل نصیب ہوا۔

جزاک الله خیرا واحسن الجزاء.

عملیات واعمالِ برکت کا بیان

گھی میں حیرت انگیز اضافہ :

گھی میں برکت کے لئے ایک صحیفہ (سفید کاغذ بغیر لائن وڈیزائن) کے اندر یہ مربع لکھو۔ اور اسکے اردگر یہ آیت لکھو۔ **ولھم رزقھم فیھا بکرۃ وعشیا۔** (مریم۔ 62) پھر اس صحیفہ کو گھی کے ایسے برتن میں ڈال دو۔ جو گھی سے لبالب بھرا ہوا ہو۔ گھی زیادہ ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مربع یہ ہے۔

40	70	90	15
15	40	70	90
90	15	40	70
70	90	15	40

گیہوں یا جو میں کیڑا نہ لگنے کا عمل :

یہ عمل نہتائی مجرب اور مستند عمل ہے۔ (یہ عمل اُن آئمہ کو دراصل صدری طور پر میسر ہوا تھا) اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ کسی چوب غار پر ایسی جگہ جہاں سورج کی روشنی پورے دن میں کسی بھی وقت نہ آتی ہو۔ وہاں پر بعد از غروبِ آفتاب ایک تختی لے کر یہ عبارت لکھ کر اس لکھی ہوئی تختی کو گیہوں یا جو میں دبا دیا جائے۔ تو ان میں کافی برسوں تک گھن یا کیڑا نہیں لگے گا۔ وہ عبارت عمل یہ ہے۔ (یہ عمل بارہا کا مجرب عمل ہے)

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم o الم ترا الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذ ر الموت . فقال لھم اللہ موتوا. ثم احیا ھم. فماتوا کذلک یموتو الفراش والسوس و یرحل باذن اللہ تعالیٰ عاجلا و الا خرجت من خلافۃ والو لا یۃ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ الکریم و یشھد الیک انک شرقت لجام بغلۃ نبی اللہ سلیمٰن بن داؤد علیھما الصلوٰ ۃ والسلام.

گھی اور دودھ میں حیرت انگیز اضافہ :

صاحب **شموس الانوار** حضرت جناب ابن الحاج تلسمانی المغربی فرماتے ہیں کہ یہ آیت **انزل من السماء ماء** سے لے کر **ما ینفع الناس** تک۔ 20 مرتبہ زعفران اور عرق گلاب سے لکھو۔ پھر اس حرز کو بانس کی نلکی میں رکھ کر گھی یا دودھ کے برتن میں ڈال دو۔ تو وہ دودھ یا گھی زیادہ ہونے لگے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

گیہوں میں حیرت انگیز اضافہ :

پہلے سپید ریشم کے کتر میں یہ آیت زعفران اور عرق گلاب کے پانی سے 100 مرتبہ پڑھو۔ **تتجا فی جیوبھم عن المضاجع** سے **ینفقون** تک (سورہ سجدہ۔ آیت نمبر 16)۔ پھر اِسے ریشم کے دھاگے سے باندھ لو۔ پھر گیہوں کے 100 دانے لے کر ہر دانہ پر یہ آیت **ان ھذا لر زقنا ما لہ من نفاد** o (سورۃ صٓ۔ آیت نمبر 54) 100 مرتبہ لکھ کر سپید ریشم کے کتر میں رکھ لو۔ اِس کے بعد اِسے ان 20 سیر گیہوں میں رکھ کر اندھیری کوٹھڑی میں رکھ دو۔ اور کسی کو مت بتاؤ۔ اور اس عمل کے دوران اور بعد از عمل روزانہ اسی جگہ پر لوبان کی دھونی دیتے رہو۔ اور سات ایام تک ان کو یہیں پر ایسے ہی رہنے دو۔ جب تم سات ایام گزرنے کے بعد ان کو وزن کرو گے۔ تو ان میں ساڑھے تین سیر مزید اضافہ پاؤ گے۔ انشاء اللہ۔ اس کے بعد اگر تم ہر روز طلوع آفتاب سے پہلے ان کا وزن کیا کرو گے۔ تو روزانہ ساڑھے تین سیر اضافہ پاتے رہو گے۔ (مگر چاہیئے کہ! ایک مرتبہ وزن کر لیا تو دوبارہ اعادہ نہ کرے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل یقین رکھے) بوقت ضرورت باوضو حالت میں اس سے بقدر حاجت گیہوں کو نکال کر استعمال کرتے رہو۔ راز فاش کرنے پر تم اس برکت سے محروم ہو جاؤ گے۔

رزق میں حیرت انگیز اضافہ :

41 دِنوں تک روزانہ پرہیز عمومی کے ساتھ مندرجہ ذیل **اسماء** کو ان کے اعداد (بحساب ابجد قمری) ایک جگہ اور وقت مقرر و معین کر کے پڑھتے رہو۔ جب 41 دِن پورے ہو جائیں۔ تو انہیں اسماء کو فقط 40 مرتبہ کھانے پر (جب بوقتِ ضرورت) پڑھو گے۔ تو اُس کھانے میں اس قدر خیر و برکت ہوگی۔ کہ ایک شخص کا کھانا دس اشخاص بھی کھائیں گے۔ تب بھی کھانا بچ جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ وہ **اسمائے الٰھیہ** یہ ہیں۔

الکافی. الوھاب. الرزاق. المتفضل. ذوالجلال والاکرام.

با برکت تھیلی کا سھل حصول :

صاحب **سر الجلیل خواص حسبنا الله و نعم الو کیل** حضرت شیخ ابوالحسن شاذلیؒ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص شب سوموار سے ہر رات کو سوتے وقت روزانہ 11- ایام تک یہ نماز اس طرح سے پڑھے کہ !

پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد بیس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تیس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد چالیس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ بعد از سلام حالتِ تشہد ہی میں 100 مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ پھر 100 مرتبہ استغفار اور 100 مرتبہ درودِ پاک، پھر 100 مرتبہ یہ ذِکر پڑھے۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ پھر 100 مرتبہ یہ دعا پڑھیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ☆اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ وَالِوَالِدَیَّ وَلِمَنۡ تَوَالَدَ وَارۡحَمۡھُمَا کَمَا رَبَّیَانِیۡ صَغِیۡرًا وَّ اغۡفِرۡ اَللّٰھُمَّ لِجَمِیۡعِ الۡمُوۡمِنِیۡنَ وَالۡمُوۡمِنَاتِ وَالۡمُسۡلِمِیۡنَ وَالۡمُسۡلِمَاتِ الۡاَحۡیَآءِ مِنۡھُمۡ وَالۡاَمۡوَاتِ اِنَّکَ مُجِیۡبُ الدَّعۡوَاتِ بِرَحۡمَتِکَ یَااَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ o

پھر **حسبنا اللہ و نعم الوکیل** 4500 مرتبہ پڑھے۔ پھر 100 مرتبہ انحضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر ہدیہ درود و سلام بھیجیں۔ (پھر) روزانہ اس نماز اور وِرد کے وقت سے پہلے تیار شُدہ ایک روئی کی سفید رنگ کے کپڑے کی تھیلی (pocket size) کی تیار کی ہوئی ہو۔ اور درج ذیل دونوں نقوش کو علیحدہ علیحدہ اپنے مُصلے تلے رکھ کر مندرجہ بالا وظائف کو انہماک کے ساتھ روزانہ پڑھتے رہیں۔ یاد رہے۔ کہ عمل کے آغاز سے پہلے اِن دونوں نقوشِ صمدیہ کو آگے پیچھے لکھ کر انکے ارد گرد سورہ اخلاص معہ تسمیہ لکھیں۔ پھر ان دونوں نقوش کو تھیلی میں رکھیں۔ دونوں نقوشِ صمدیہ مندرجہ ذیل ہیں۔

786

قل	هو	الله	احد	الله	الصمد	لم	يلد
هو	الله	احد	الله	الصمد	لم	يلد	ولم
الله	احد	الله	الصمد	لم	يلد	ولم	يولد
احد	الله	الصمد	لم	يلد	ولم	يولد	ولم
الله	الصمد	لم	يلد	ولم	يولد	ولم	يكن
الصمد	لم	يلد	ولم	يولد	ولم	يكن	له
لم	يلد	ولم	يولد	ولم	يكن	له	كفوا
يلد	ولم	يولد	ولم	يكن	له	كفوا	احد

786

قل هو الله احد	الله الصمد	لم يلد	ولم يولد	ولم يكن له	كفوا احد
231	114	126	191	120	220
114	126	191	120	220	231
126	191	120	220	231	114
191	120	220	231	114	126
120	220	231	114	126	191

یہ نقشِ صمدیہ بزرگ مطلق ہے۔ جس کا ہر ضلع **1002** اعداد کا ہے۔ جو کہ سورہ اخلاص کے اعداد بحساب ابجد قمری بنتے ہیں۔ 11- ایام کے بعد اس تھیلی میں صاحب عمل اپنا روزینہ پائے گا۔ انشاء اللہ۔ مگر یاد رہے کہ اکیس دِنوں سے پہلے تھیلی میں نہ دیکھے۔ اس کے بعد اپنی رقم و پیسے تھیلی میں ہمیشہ رکھتا رہے۔ اور ہاں ! تھیلی میں کچھ رکھتے یا اُٹھاتے وقت باوضو ہونا ضروری ہے۔ اور 11 مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر رقم نکالنی چاہیئے۔ کبھی بھی تھیلی سے

تمام رقم کو نہ نکالے۔ اور نہ ہی پیسوں کو گنے۔ اور دن میں کوئی وقت مقرر کر کے 1002 مرتبہ سورا خلاص کو ہمیشگی کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ اور یہ کوشش کریں۔ کہ جب بھی سورہ اخلاص پڑھیں۔ تو تھیلی کے اندر پھونک مار دیا کریں۔ تا کہ اس میں خیر و برکت دائمًا برقرار رہے۔ انشاء اللہ۔

چوپائیوں (بکری، بھیڑ، گائے، بھینس وغیرہ) کے اندر خیر و برکت کے لئے :

1۔ صاحب **شموس الانوار** حضرت جناب ابن الحاج تلسمانی المغربی فرماتے ہیں کہ! سات چھوٹے چھوٹے چنے کے برابر پتھر لے کر ہر پتھر پر **محمد رسول اللہ** ۔۔۔۔ (آخر تک آیت) ایک سو مرتبہ اِن اسمائے الٰہیہ کے ساتھ لکھو۔ **الوھاب** ۔ **الجلیل** ۔ **القادر** ۔ **المقتدر** ۔ پھر اس آیت کو مع اسمائے الٰہیہ روزانہ کسی بھی وقت اِسی لکھے ہوئے پر ایک ہزار (1000) مرتبہ پڑھ کر پھونکا کرو۔ گیارہویں دن اُن پتھروں کو سپید کتان میں رکھ کر بکری کے صوف کے دھاگے سے باندھ دو۔ اور اِس کتان کو چوپاؤوں کی جگہ پر لٹکا دیں۔ اُن چوپائیوں میں بفضلِ خدا خیر و برکت کا نزول ہوگا۔ کہ جس قدر چاہو ذبح کرو۔ اور جس قدر چاہو فروخت کرو۔ تعداد میں کثرت ہوتی رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

2۔ اِسی طرح سے صاحب **شموس الانوار** حضرت جناب ابن الحاج تلسمانی المغربی فرماتے ہیں کہ! بکریوں، گائیوں یا بھیڑوں وغیرہ میں زیادتی اور خیر و برکت پیدا ہونے کے لئے یہ عمل مجرب ہے کہ! کچھ نمک لے اُس پر یہ آیات لکھو **ان ھذا لرزقنا مالہ من نفاد** o (سورۃ صٓ ۔ آیت نمبر 54) اور **تتجا فی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا و طمعا و مما رزقنھم ینفقون** ۔ (سورہ سجدہ ۔ آیت نمبر 16) اور سورہ قدر مکمل لکھ کر یہ اسمائے الٰہیہ بھی لکھو۔ **الرحمٰن** ۔ **الرحیم** ۔ **الوھاب** ۔ **الکریم** ۔ (یعنی دو آیات، ایک سورہ اور چار اسمائے الٰہیہ)۔ اور اِس نمک پر یہی چار دس دنوں تک روزانہ تین۔ تین سو مرتبہ پڑھ کر پھو پھونکتے رہیں۔ گیارہویں دن اِس نمک کو چوپائیوں کے مقام پر کسی اونچی جگہ پر ڈال دیں۔ جہاں اُن چوپائیوں کے قدم نہ پڑیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حکم سے چاپائیوں میں زیادتی اور کثیر خیر و برکت نازل ہوگی۔ اور اِن چوپائیوں سے اولاد بکثرت ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اگر کسی پر یہ راز فاش کر دیا۔ تو خیر و برکت سے محروم ہو جاؤ گے۔

دکان وتجارت میں ترقی وفائدہ اور خیر و برکت کے حصول کا عمل :

اگر کوئی شخص اپنی دکان وتجارت یا کسی کاروبار (بشرطیکہ وہ جائز ہو) میں ترقی، خیر و برکت اور گاہکوں کی کثرت کا متمنی ہو تو چاہیئے کہ! ایک کاغذ پر سورہ شعراء اور دوسرے کاغذ پر سورہ قصص لکھ کر لٹکا دے۔ تو انشاء اللہ اُس شخص کی دکان وتجارت اور کاروبار میں خاطر خواہ خیر و برکت اور روز افزوں ترقی ہوتی جائے گی۔ اور ایسا شخص کسی بھی بڑے نقصان سے بھی محفوظ رہے گا۔ انشاء اللہ۔

علم تصوف اور موجودہ دور کے جاہلین

اسی ضمن میں یہ فقیرِ حقیر پر تقصیر (البلوشی) قارئین ذی اکرام کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ! کچھ نام نہاد صوفیائے کرام اور جعلی پیر فقیر حضرات کا کہنا ہے۔ کہ! نماز ظاہری کی کیا ضرورت ہے ؟ صوم وصیام کی کیا ضرورت ہے ؟ اصل فقیری و درویشی تو درحقیقت کچھ اور ہی ہے۔ جس کی پہچان صاحبینِ علم وعرفان و معرفت رکھنے والے چند گنے چنے لوگوں کو ہی معلوم ہے۔ (معاذ اللہ۔ نعوذ باللہ)

میری قارئینِ کتاب ہذا (اسرارِ محبوب) سے عرض ہے۔ کہ! یہ لوگ بہت بڑا فتنہ وفساد ہیں۔ شریعت سے عاری ہیں۔ میرے قلیل علم کے مطابق علمِ تصوف کی بنیاد چار باتوں سے عبارت ہے۔ یہ چار باتیں شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت دراصل یہ ہیں۔

شریعت مثل دودھ کے ہے۔ **طریقت** مثل لسی کے ہے۔ **معرفت** مثل مکھن کے ہے۔ اور **حقیقت** مثل روغن کے ہے۔

اَب بھلا مجھے کوئی اتنا تو سمجھائے۔ کہ! دودھ کے بغیر لسی ، لسی کے بغیر مکھن اور مکھن کے بغیر روغن (اصلی دیسی گھی) بنانا کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔ دنیا میں موجود تمام علوم وفنون کا سرچشمہ قرآنِ حکیم ہے۔ قرآنِ حکیم کے معانی و مفاہیم کو سمجھنے کے لئے صحیح احادیثِ نبوی ﷺ کا کثیر مجموعہ موجود ہے۔ اور احادیثِ نبویہ ﷺ کو سمجھنے کے لئے فقہ (حنفی، مالکی، حنبلی و شافعی) موجود ہے۔

تصوف کے تین مدارج :

☆ ابتدائی تصوف علم ہے۔ ☆ اوسط تصوف عملِ خالص ہے۔ ☆ اور آخر تصوف بخششِ خدا ہے۔

تصوف کے چار زریں اصول وارکان :

☆ گرسنگی (اشتہاء۔ بھوک) ☆ خاموشی۔ ☆ بیداری۔ ☆ تنہائی۔ ☆ یادِ الٰہی۔

چند متفرق اعمال وعملیات

کسی گھر یا علاقے پر نازل شدہ کسی بھی قسم کی وبا یا مصیبت کا خاتمہ:

یہی ہے عبادت، یہی دین و ایماں کہ کام آئے دنیا میں، انساں کے انساں

حضرت فقیر ناشادؒ اس مضمون کے ضمن میں فرماتے ہیں۔ کہ اعمال کی قوت آفرینی مسلمہ ہے۔ اعمال کے ذریعے کسی گھر پر وباء و مصیبت کا نازل کرنا تو معمولی سی بات ہے۔ پوری بستی یا پورے شہر کو بھی زیر عذاب وعتاب اور مقہور کیا جا سکتا ہے۔ درج ذیل عمل اس قسم کے مصائب و ہمہ اقسام وباؤں کا مکمل انسداد ہے۔ خدانخواستہ اگر کہیں بھی ایسی صورتحال کا سامنا ہو۔ تو اس جگہ پر درج ذیل عمل کو بے خوف وخطر استعمال کریں اور اعجاز کلام ربانی کے سریع التاثیر فوائد کو کھلی آنکھوں سے ملاحظہ فرمائیں۔ بطلان جادو کی آیات **قال موسیٰ ما جئتم به السحر ان الله سيبطله ان اللّٰه لا يصلح عمل المفسدين۔ و يحق الله الحق بكلماته ولو كره المجرمين** (یونس ۸۱تا۸۲)۔ سورہ توبہ کی آخری آیات **لقد جاء كم رسول من ... وهو رب العرش العظيم** (سورہ توبہ آیت نمبر ۱۲۸۔۱۲۹)۔ **آیت الکرسی** اور **معوذتین** کا حصار (زوال کے اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت) متاثرہ گھر، علاقہ، بستی یا شہر کا کریں۔ مناسب تو یہی ہے۔ کہ پڑھتے جائیں۔ اور متاثرہ گھر و علاقہ یا بستی کے گرد کھینچتے جائیں۔ بفرض محال اس علاقہ، بستی یا شہر کا رقبہ وسیع ہے۔ تو اور لکیر کھینچنے میں کسی قسم کی پریشانی یا پس و پیش کا احساس ہونے لگے۔ تو آپ اپنی حس کے تمام عوالم کو یکسر مجتمع کر کے مذکورہ آیات اور سورتوں کو پڑھ کر **3** یا **7** مرتبہ دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کو ہوا میں گھمائیں۔ یہ مصمم تصور انتہائی ضروری ہے کہ! **میں اس متاثرہ جگہ کے گرد موجودہ مصائب اور وباؤں سے بچنے اور تمام لوگوں کو بچانے کے لئے ایک مضبوط آہنی دیوار کھڑی کئے دیتا ہوں۔** پھر اس گھر، علاقہ، بستی یا شہر کے اِردگرد چاروں اطراف (شمالاً، جنوباً، شرقاً اور غرباً) میں درج ذیل چار اعداد نقوش لکھ کر ہوا میں لٹکائیں۔

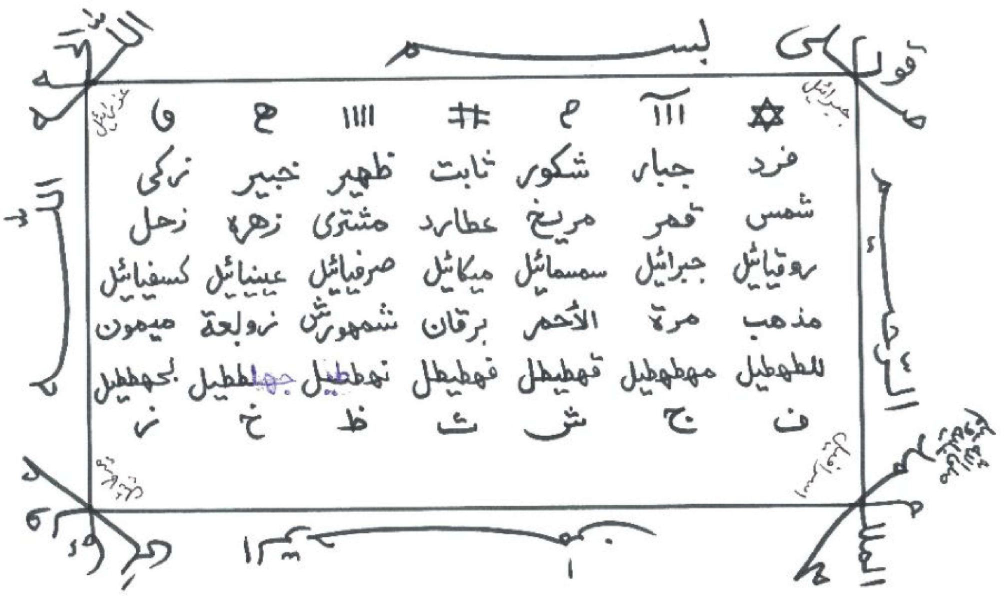

✡	ااا	م	#	اااا	ھ	و
فرد	جبار	شکور	ثابت	ظہیر	خبیر	زکی
شمس	قمر	مریخ	عطارد	مشتری	زہرہ	زحل
روقیائیل	جبرائیل	سمسمائیل	میکائیل	صرفیائیل	عینیائیل	کسفیائیل
مذھب	مرۃ	الاحمر	برقان	شمہورش	زوبعۃ	میمون
للطھطیل	مھطوطیل	قھطیطل	فھطیطل	نھطیطل	جھلطیل	لجھطیل
ف	ج	ش	ث	ظ	خ	ز

اور ایک نقش متاثرہ جگہ کے عین وسط میں لٹکائیں۔ ہر نقش کے نیچے یا نقش کے گرد دائرہ میں بلا اعراب پوری سورہ ملک مع تسمیہ تحریر کرنا لازمی ہے۔ بفضل الٰہی اس عمل کی برکت سے وہاں پر موجود مصائب و وبائیں دائمی طور پر ختم اور نا پید ہو جائیں گیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (بشرطیکہ وہ مصائب اور وبائیں من جانب الی اللہ نہ ہوں)۔

حصول نکاح کا مجرب عمل (برائے مستورات):

کروشوق سے محبت مگر اک بات سن لو کسی اور کام کے پھر نہ رہو گے دل لگا کر

یہ حضرت علامہ ابن الحاج تلسمانی مغربیؒ کا مجرب المجرب عمل ہے۔ جو کہ انہوں نے اپنی مشہور زمانہ کتاب **شموس الانوار** میں بیان فرمایا ہے۔ اور اسی عمل کو پاکستان کے عظیم نامور عامل اور ولی کامل، استاذ العالمین **جناب فقیر غلام الرسول میمن ناشاد**ؒ نے ماہنامہ فلکیات میں نہایت شرح وبسط سے بیان فرمایا ہے۔ کچھ لڑکیاں باوجود سلیقہ مندی، حسن وخوبصورتی اور اعلیٰ تعلیم کے بھی گھروں میں بیٹھی بیٹھی اپنی قیمتی عمر گنوا بیٹھتی ہیں۔ اور کوئی ان کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اور نہ کوئی رشتہ لیتا ہے۔ ایسی غرض مند (غرض مند) لڑکیوں کے لئے یہ عمل نہ صرف بہت

بڑی خوشخبری ہے۔ بلکہ اس عمل کو کرنا بہت زیادہ ضروری بھی ہے۔ یہ عمل کوئی بھی نیک آدمی بشرطِ کہ وہ نیت میں صادق ہو اور صوم وصلوٰۃ کا بھی پابند ہو۔ یہ عمل عروج ماہ میں عرق گلاب اور زعفران سے لکھنا ہے۔ تا کہ ایک فیصد بھی ناکامی کا شائبہ نہ رہے۔

عامل بروز جمعہ، جمعرات، پیر یا اتوار کو **سورہ حشر** مکمل لکھے۔ اور مذکورہ نقش بھی بنا کر دے۔ اب جمعہ کے دن جب امام مسجد منبر پر تشریف فرما ہو۔ تو وہ لڑکی غسل کر کے یہی سورہ (سورہ حشر) دھوکر پی جائے۔ اور یہ نقش گلے میں لٹکائے۔ تو (بحکمِ خُدا) اس عمل کی بدولت بحکم خداوندی یہ لڑکی عزیز و اقارب اور لوگوں کی نظروں میں دلہن کی طرح پیاری ہو جائیگی۔ اور چند دنوں میں یا ہفتوں میں (اُس غرض مند لڑکی کے لئے) نکاح کے پیغامات آنا شروع ہو جائیں گے۔ انشاءاللہ۔

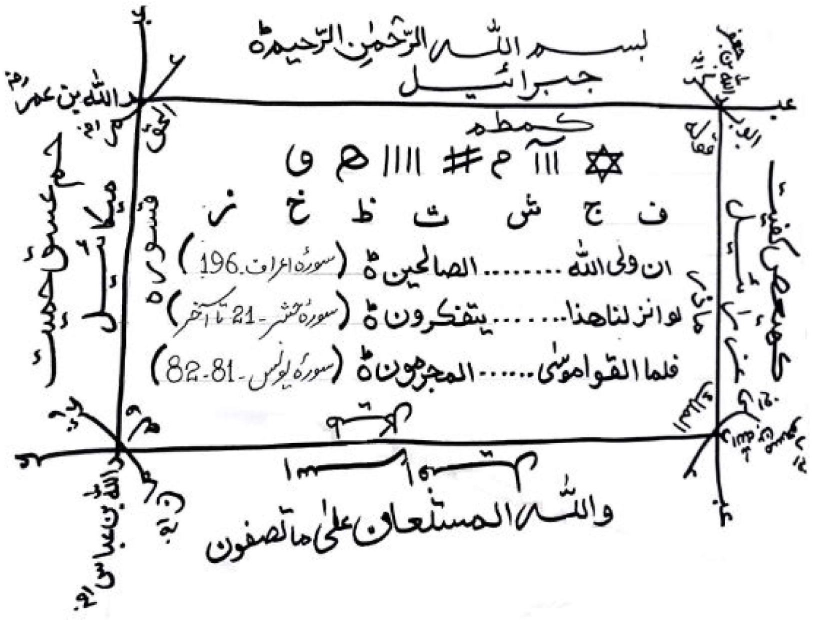
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
جبرائیل
کمطم
ف ج ش ث ظ خ ز
ان ولی اللہ .... الصالحین ﴿سورۂ اعراف۔196﴾
لو انزلنا ھذا......... یتفکرون ﴿سورۂ حشر۔21 تا آخر﴾
فلما القوا موسیٰ...... المجرمون ﴿سورۂ یونس۔81-82﴾
واللہ المستعان علیٰ ما تصفون
عبداللہ بن عمرؓ
عبداللہ بن عباسؓ

مجرب عمل برائے کشادہ کردن نکاح بندی :

حسن جس چیز میں ہو دیکھ کے خوش کر دل کو
بند کر لے مگر آنکھیں اگر انسان میں ہوں

ہمارے روحانی استاذ فقیر غلام الرسول میمن ناشادؒ صاحب شموس الانوار علامہ ابن الحاج التلسمانی المغربیؒ سے نقل فرماتے ہیں۔ کہ بعض مخالفین وحاسدین جب کسی لڑکی کا رشتہ لینے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ تو وہ بدلہ لینے کی ٹھان لیتے ہیں۔ اور اس لڑکی کا کسی بھی دوسری جگہ پر رشتہ نہ ہونے کے لیے سحری اعمال کرواتے ہیں۔ تاکہ ''ہم نے نہ چکھا تو پیالہ توڑ دیں گے'' کے مصداق کوئی دوسرا بھی اس لڑکی کے ساتھ رشتہ طے نہ کر سکے۔ اور نتیجہ کے طور پر جو بھی رشتہ لے کر آئے۔ وہ (بھی) بدگمان ہو کر جائے۔ ایسی غیر محسوس رکاوٹیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ اور نتیجہ اختلاف رائے کی صورت میں نکلتا ہے۔ اور لڑکی بے چاری بس سپنے ہی دیکھتی رہ جاتی ہے۔ (چاہے وہ کیسی ہی خوبصورت، پڑھی لکھی، سلیقہ منداور ہزار ہا خوبیوں کی ہی حامل کیوں نہ ہو) بہر حال اس سلسلے میں ذیل کا عمل نہایت ہی مفید و مجرب پایا گیا ہے۔ تو چندے دنوں میں اس لڑکی کے سرپر (کوئی بھی متقی اور قابل اعتماد شخص) سورہ انعام کی آیت نمبر ۲۲ **اومن کان میتا ۔۔ فی الناس** ٥ اور ساتھ میں **سورہ کوثر** مع تسمیہ ستر مرتبہ دم کرے۔ پھر نوچندی جمعہ یا سوموار کو ساعت عطارد میں سورہ رحمٰن اور سورہ الم نشرح (دونوں سورتیں مع تسمیہ لکھ کر ہر سورت کے بعد) اس لڑکی کا نام مع والدہ لکھیں۔ اور ساتھ میں یہ عبارت بھی شامل کرلیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ یا جماعۃ الرجال سلبت عقولکم فلانۃ (لڑکی کا نام مع والدہ) **کسلب الثمرۃ من شجرتھا و الحبۃ من اکمامھا و الزھرۃ من ھیاکلہ و القیت محبۃ و عطفا وحنانا و تخیلا و عشقا و تخیلا لا طاقۃ لکم بالجلوس ولا بالعقود حتی یتزوجھا احد منکم و ابطلت تعطیلھا و ان تزوجھا یا اھل عانیۃ حرکوا الارواح الروحانیۃ الساکنۃ فی قلوب الاجنبین ٥ فینظرو الی فلانۃ** (لڑکی کا نام مع والدہ) **فیبصرونھا فی اعینھم کا الشمس المنیرۃ او کنظر زلیخا لیوسف علیہ الصلوۃ والسلام ٥**

پھر اس کے بعد یہ آیت بھی ساتھ لکھ لیں۔ **قال موسی ما جئتم ... ولو کرہ المجرمون ٥** (سورہ یونس آیت نمبر 82-81)

پھر اتوار کے دن وہ لڑکی غسل کر کے سورہ رحمٰن والا تعویذ گلے میں ڈال لے۔ ایک دو ہفتوں میں یقینی طور پر نکاح ہو جائے گا انشاءاللہ تعالیٰ۔ اس عمل کے متعلق تو ابن الحاج الکبیرؒ اور ناشادؒ فرماتے ہیں کہ سات دن بھی پورے نہ ہونے پائیں گے۔ کہ حیرت انگیز طور پر اس لڑکی کا نکاح ہو جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

عاشقاں را شش نشانی اے پسر
آہِ سرد و رنگِ زرد و چشمِ تر آہ و زاری، بے قراری، در بدر

حب وتالیف قلب کا مجرب عمل :

اُسے پانا اُسے کھونا ، اُسی کے ہجر میں رونا   یہی عشق ہے محسن ، تو ہم تنہا ہی اچھے ہیں

اس عمل کو کو بارہا مرتبہ مجرب المجرب ہونے کی سند حاصل ہے ۔ بہت سارے علمائے عاملین نے اس عمل کو اپنی کتب کی زینت بنایا۔ جیسے عبدالفتاح السید الطّوخی نے **اغاثة المظلوم** میں، علامہ دیربیؒ نے **الفتح المجید** المعروف **مجربات دیربیؒ** میں، حضرت کاش البرنی صاحب نے **رموز الجفر** میں، اسی طرح سید تفضّل حسین صاحب نے **تحفه العاملین** میں اس عمل کو لکھا۔ مگر صاحب **فیضان القرآن** جناب غلام سرور شباب حویلی لکھا نے اس عمل کو نہایت شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس عمل کو واپسی گریختہ، روٹھے ہوئے میاں یا بیوی یا رشتہ دار، کسی حاکم کی تسخیر یا حصول نکاح کیلئے استعمال میں لا یا جاسکتا ہے۔ اس عمل کا طریقہ یوں ہے۔ کہ اس عمل کو تثلیث یا تسدیس زھرہ ومشتری کی ساعات میں یا پھر عروج ماہ میں زھرہ یا مشتری کی ساعات میں جمعرات یا جمعہ کے دن جبکہ قمر درعقرب نہ ہو۔ کیونکہ !

عقرب آوے ہر ماہے ڈھائی دن بھرا   اس توں بچناں لازم آکھن کل عامل علماء

بمطابق مثال پیش کردن از شاگرد خاص **جناب غلام الرسول میمن ناشاد**ؒ مثلاً غلام مصطفٰے صاحب اپنی بیوی رضوانہ کو اس عمل کے ذریعے اپنے گھر واپس لانا چاہتے ہیں۔ اور میڈم رضوانہ صاحبہ ایک عرصہ سے روٹھ کر میکے جا بیٹھی ہے۔

(1) نام مطلوب   رض وان ہ   (2) حروف ناریہ   اہ طم ف ش ذ

(3) امتزاج   ارہ ض ط وم اف ن ش ہ ذ

اس عمل میں نام والدہ بھی لینا ضروری ہے۔ اور اگر مطلوب مع والدہ کے حروف 7 سے زیادہ ہوں۔ تو چھ حروف کیساتھ امتزاج دینے کے بعد مطلوب مع والدہ کے باقی حروف کو لکھیں۔ اور آخر میں آخری آتشی حرف ''ذ'' لکھیں۔ تا کہ امتزاج آتشی حروف سے شروع ہو کر آتشی حرف پر ہی منتہیٰ ہو۔ مذکورہ تیسری سطر کو مدنظر رکھیں ۔ کیونکہ یہ سطر مقصد کے حصول وتکمیل کے لئے معاون ومددگار ہے۔ یہی تیسری سطر وقت مقررہ پر اکیس مختلف سفید کاغذوں پر عرق گلاب اور زعفران کی روشنائی سے تحریر کردیں۔ اس کے بعد ہر لکھے ہوئے کاغذ میں چند دانے تفاح الجان (سیب دانہ) کے رکھ کر ان کاغذات کے اکیس عدد فتیلے بنالیں۔ اب کسی خوشبودار لکڑی کے کوئلوں کو دہکا کر ایک فتیلہ ڈالیں ا۔ ور لوبان کی چٹکی بھی اوپر ڈالیں۔ اور درج ذیل عزیمت بھی اکیس بار تصور مطلوب کے ساتھ پڑھیں۔ **تَوَکَّلُوۡا یَاخُدَّامَ الۡحَرُوۡفِ النَّارِیَةِ بِقَضَآءِ حَاجَتِیۡ مِنۡ** (نام مطلوب والدہ) **وَالۡقَآءِ مُحَبَّتِیۡ وَمَوَدَّتِیۡ اَوۡ مُحَبَّةِ** (نام مطلوب مع والدہ) **فِیۡ قَلۡبِہٖ بِحَقِّ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ**........**و لا الضالین** ο آمین . یہاں پر یہ بات لازمی یاد رہے کہ **تسمیه** کی آخری میم **الحمد** کیساتھ اس طرح سے جا لگے . **مِلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ** .... مزکورہ بالا عزیمت ان کے لیے ہے۔ جو خود مطلوب چاہتے ہوں۔ لیکن اگر کوئی دوسرا شخص طالب کے لئے یہ عمل پڑھنا چاہے۔ تو عزیمت میں معمولی سی یہ تبدیلی ہوگی۔ **اجیبوا یا خدام الحروف النار یة سخروا** (نام مطلوب معہ والدہ) **و القوا محبتی و مودتی فی قلبها** (نام مطلوب معہ والدہ) **بحق بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله رب ..... ولا الضالین. آمین.** یہاں پر بھی یہ بات یاد رہے۔ کہ **تسمیه** کی آخری میم **الحمد** کیساتھ اس طرح سے جا لگے **مِلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ**____ **آمین** . آخر تک.

علامہ دیربیؒ فرماتے ہیں۔ یہ عمل بارہا آزمایا جاچکا ہے۔ عمل واقعی صحیح ومتحقق ہے۔ بشرط کہ حسن اعتقاد و عیقینِ کامل کیساتھ ہو۔ تو مدعا ضرور حاصل ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ جس وقت عمل پہلے دن شروع کیا تھا۔ روزانہ اسی وقت اسی جگہ عمل کریں۔ کامیابی ضرور ہوگی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ اس عمل کی قدر کریں۔ کیونکہ یہ خاص الخاص مجرب عمل ہے۔ اباجی حضور (میرے مرشد ومربی) نے بھی یہ عمل معدن شفاء سادات میں تحریر فرمایا ہے۔ بقول میاں محمد بخشؒ !

دردمنداں دے سخن محمد دین گواہی حالوں   جس پلے پھل بدّھے ہون آوے باس رومالوں

مجرب عمل حب :

ہمارے روحانی استاذ فقیر غلام الرسول میمن ناشادؒ اپنے ایک گراں مایہ مکتوب میں فرماتے ہیں ایک صاحب کو میں نے یہ عمل دیا تھا اس (عمل) کی پیدا کردہ الفت مرتے دم تک نہیں جاتی ۔ یہ صرف 7 دن کا (مجرب) عمل ہے۔ بہرحال محبت میں دیوانہ کرنے کا ایسا عمل جو دائمی بھی ہو میں نے اور نہیں دیکھا۔ جس وقت باقی راستے بند ہوں یا پھر عزت وآن کا مسئلہ ہو یا خود ذاتی طور پر استعمال کی ضرورت ہو یہ ایسا ہی عمل ہے۔ (مسکن مطلوب کا) فاصلہ گرچہ سات سمندر پار کا (ہی کیوں نہ) ہوگا تو بھی مطلوب بدحواس ہو کر آن پہنچے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

اب تو اِس شخص نے تنہائی مُقدر کردی   وہ جو آیا تھا میری دنیا بسانے کے لئے

بہر حال عملیاتی دنیا میں یہ عمل واقعتاً مجرب المجرب، لاجواب اور لاثانی عمل حب ہے۔ اس عمل کا طریقہ یہ ہے۔ اس عمل کی ابتداء نوچندی شب اتوار (یعنی ہفتہ کا دن گزار کر) کو آٹھویں ساعت (ساعت شمس) سے ہوگی۔ اس کے بعد شب سوموار سے ہر رات آٹھویں ساعت میں یہ عمل تنہائی میں کرنا ہوگا۔ اس عمل میں ہمیں تین اسماء کی ضرورت ہوگی۔ **1**۔ اسم قمر۔ **2**۔ مؤکل علوی۔ **3**۔ مؤکل سفلی۔

مثال کے طور پر پہلی رات کاغذ پر (عرقِ گلاب وزعفران کی روشنائی سے) یہ (تینوں اسماء) لکھیں۔

لیا خیم **روقیائیل** **المذهب**

پھر اسی کاغذ کے اوپر سات دانے تخم سیب (تفاح الجان) کے رکھ کر ستر (70) مرتبہ یہ آیت پڑھیں۔ **زین للناس حب الشھوت حسن مآب** O تک۔ (سورہ آل عمران آیت نمبر 14) پھر اس فتیلہ کو جلائیں اور جلاتے وقت پکار کر کہیں **سلبت عقل فلان بن فلانة** (مطلوب کا نام مع والدہ) **لعشق و المحبة فلان بن فلانة** (طالب کا نام مع والدہ)۔ پھر دوسری رات (شب سوموار) کو آٹھویں ساعت (یعنی ساعت قمر) کا اسم اور مؤکلات کے اسماء لے لیں۔ اور اسی طریقہ سے سات راتوں تک یہی عمل کریں۔ اس عمل کو بآسانی سرانجام دینے کے لیے ذیل میں ایک مفید جدول دیا جا رہا ہے۔

نمبرشمار	شب	ساعات	اسمائے قمریه	مؤکلات علوی	مؤکلات سفلی
1	اتوار	شمس	لیا خیم	روقیائیل	المذهب
2	سوموار	قمر	لیا غو	جبرائیل	مرة الابیض
3	منگل	مریخ	لیا فور	سمسمائیل	الاحمر
4	بدھ	عطارد	لیا روث	میکائیل	البرقان
5	جمعرات	مشتری	لیا روغ	صرفیائیل	الشمھورش
6	جمعه	زھراء	لیا روش	عینیائیل	زوبعة الابیض
7	سنیچر	زحل	لیا شلش	کسفیائیل	میمون السیاف

اس عمل کی بدولت مطلوب کی عقل اس قدر دور ہو جائے گی۔ کہ وہ دیوانہ وار بدحواس ہو کر طالب کے پاس آن پہنچے گا۔ گرچہ کتنا ہی دور کیوں نہ ہو۔ اور دائمی طور پر سائے کی طرح ساتھ رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یاد رہے۔ کہ یہ مشہور و معروف عمل شموس الانوار اور دیگر کئی عربی کتب میں بھی موجود ہے۔

طلسم مجربہ برائے دائمی محبت :۔

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم، تُم کو خبر ہونے تک

محبت کے متوالوں کے لئے ایک لاریب تحفہ حاضر خدمت ہے۔ اور یہ مجرب المجرب اور مستند طلسماتی عمل ہے۔ جو کہ ابن خلدونؒ نے اپنے **مقدمه** میں رئیس المفسرین جناب امام فخر الدین رازی نے **جامع العلوم** میں، سید ابوالحسن لکھنوی نے **احسن الطلسمات** معروف بہ **طلسمات یونانی** میں، کاش البرنی نے **جذب القلوب** میں اور ہمارے باطنی استاد جناب حضرت **غلام الرسول میمن ناشادؒ** نے اپنے مجربات میں تحریر فرمایا ہے۔

اگر خواہش ہو۔ کہ دو اشخاص کے درمیان دوستی، محبت اور عشق پیدا کرنا مطلوب و مقصود ہو۔ تو یہ طلسم وہاں پر سیف ضارب کی طرح سریع الاثر ہوگا۔ بشرطیکہ وہ دو اشخاص ایک دوسرے کو جانتے ہوں۔ پہنچانتے ہوں۔ چاہے وہ دوست ہوں۔ یا دشمن ہوں۔ دور و نزدیک کے عزیز و رشتہ دار ہوں۔ بہر حال وہ ایک دوسرے کو جانتے ہوں۔ اور ایک دوسرے کی شکل و صورت اور نام سے واقف ہوں۔ اس طلسم کا طریقہ یہ ہے۔ کہ اس طلسم کے لئے کوئی ایک چھوٹا یا بڑا کمرہ درکار ہے۔ جو کہ بالکل خالی ہو۔ اسے مٹی اور خاک سے صاف کر دو۔ اور معطر کر دو پس ہر ماہ کی چودھویں تاریخ کو استقبال شمس و قمر ہوتا ہے۔ پس چاہیے۔ کہ اگر علم و نجوم اور جنتری و تقویم کی سمجھ آتی ہے۔ تو بہتر ورنہ کسی ماہر نجوم سے استقبال شمس و قمر اور درج ذیل درجات حاصل کر لو۔

درجہ ۱۴۔۱۵۔۲۱ ثور **درجہ** ۲۰۔۲۱۔۲۷ جوزا
درجہ ۲۰۔۲۱۔۲۷ سرطان **درجہ** ۱۴۔۱۹۔ اسد

درجه	۷-۹-۱۰-۱۴-۱۵-سنبله	درجه	۱۴- میزان		
درجه	۱۶- عقرب	درجه	۸- قوس		
درجه	۴- جدی	درجه	۱۹- دلو	درجه	۳- حوت

یا پھر انہی درجات کے قریب قریب ہوں۔ بہر حال ہر ماہ کی **14** چودہ تاریخ کو استقبال شمس وقمر بآسانی مل جائیں گے۔ بس کچھ تدبر وتفکر کی ضرورت ہوگی۔ عمل سے پہلے موم سفید سے دو پتلے بنالو۔ بعینہٖ انہی دونوں اشخاص کے۔ کہ جن کے لئے عمل کرنا مطلوب ہو۔ اب ہر دو پر مرتبہ اول کے اعداد مطلوب یا طالب مع والدہ اور مرتبہ دوئم کے اعداد لکھیں۔ پس ایک پتلے کو اسی کمرے کے ایک گوشے میں اور دوسرے پتلے کو کمرے کے دوسرے گوشے میں آمنے سامنے رکھیں۔ پس روز بروز جس قدر قمر، شمس کے قریب قریب ہوتا جائے گا۔ اسی قدر ہر دونوں پتلوں کو قریب قریب رکھتے جائیں۔ تو اس طرح دونوں پتلے قریب قریب ہوتے چلے جائیں گیں۔ اٹھائیسویں دِن تک دونوں آپس میں مل جائیں گے۔ پس یاد رکھیں۔ جس وقت شمس وقمر ایک درجہ اور ایک دقیقہ پر آجائیں۔ اور مرکز بہ مرکز اتصال کریں۔ اس مخصوص وقت دونوں پتلوں کو سینہ بسینہ ملا کر ایک زاویہ میں رکھو۔ مگر اس کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ کہ وقت اتصال نیرین مرکز بمرکز اور بوقت اتصال دونوں پتلے سینہ بسینہ متحد ہوں۔ ان میں فرق نہ ہو۔ پس ان پتلوں کو اندھیرے میں ملا ہوا رکھ کر دفن کر دو۔ پس یہ طلسم تمام ہوا۔ اس بات کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ کہ جیسے جیسے یہ پتلے قریب تر ہوتے چلے جائیں گے۔ تو یقینی اور غیر متوقع طور پر وہ دو اشخاص بھی نزدیک ہوتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ جب اور جیسے ہی وہ دو پتلے آپس میں مل جائیں گے۔ تو وہ دو اشخاص جن کے لیے عمل کیا گیا ہوگا۔ وہ بھی دائمی طور پر مل جائیں گے۔ یاد رہے کہ! یہ عمل انتہائی مجرب المجرب اور مستند عمل ہے۔

هم راه گزرِ عشق میں بھٹکے نہ اس لئے نظروں میں صرف یار کا نقش قدم رہا

عمل حاضری مطلوب: (سو فیصدی مجرب المجرب عمل)

میری نگاہ شوق کا اللہ رے اثر معشوق بھول جاتے ہیں اپنی نہیں نہیں

حاضری مطلوب کا یہ عمل ایک ایسا سیف ضارب عمل ہے۔ جو کبھی اور کسی بھی حال میں فیل نہیں ہوتا۔ طریقہ یوں ہے۔ کہ چنے کے بیسن کا سات مہرہ (سات کونوں والا) چراغ تیار کریں۔ اسکے بعد منسوب سیارگان کے رنگ کے نمونوں کے ٹکرے بنالیں۔ اور ہر ٹکڑے کا اندازاً عرض دو انگلی اور طول سات انگلی ہونا چاہیے۔ اس کے بعد سات کپڑوں پر علیحدہ علیحدہ یہ عزیمتیں (روزانہ وقتِ مقررہ پر) بنائی جائیں گیں۔ ساتوں عزائم یہ ہیں۔ جیسے کہ! شمسی رنگ زرد رنگ یعنی اورنج رنگ کپڑے پر یہ لکھیں۔

اجب یا مذهب واجلب (فلاں بن فلانۃ) **بحق روقیا ئیل الغا لب علیك و بحق یا ه یا ه۔**

قمری رنگ یعنی سفید رنگ کے کپڑے پر یہ لکھیں۔

اجب یا مرة الابیض بن الحا رث واجلب (فلاں بن فلانۃ) بحق شدحائیل الغا لب علیک بحق سام سام.

مریخی رنگ سیاہ مائل سرخ رنگ (DARK RED) کے کپڑے پر یہ لکھیں۔

اجب یا احمرواجلب (فلاں بن فلانۃ) **بحق سمسمائیل الغالب علیك و بحق دملیخ دملیخ ۔**

عطاردی رنگ (فیروزی یا ہلکے نیلے رنگ کے کپڑے) پر یہ لکھیں۔

اجب یا بر قان واجلب (فلاں بن فلانۃ) **بحق میکائیل الغالب علیك و بحق اهیاشٍ اهیاشٍ۔**

مشتری رنگ (سبز رنگ) کے کپڑے پر یہ لکھیں۔

اجب یا شمهور ش واجلب (فلاں بن فلانۃ) **بحق صر فیا ئیل الغالب علیك و بحق درمیش درمیش۔**

زھرہ جیسے رنگ (سرخ مائل رنگ) کے کپڑے پر یہ لکھیں۔

اجب یا زو بعة الا بیض واجلب (فلاں بن فلانۃ) **بحق عینیا ئیل الغا لب علیك و بحق سبوح سبوح۔**

زحل رنگ (سیاہ رنگ کے کپڑے) پر یہ لکھیں۔

ا جب یا میمون سیاف السحابی و اجلب (فلاں بن فلانة)بحق کسفیا ئیل الغالب علیک و بحق اوزًا اوزًا.

(کچھ کتب میں عطاردی رنگ میں **میکا ئیل** کے بجائے **نوا ئیل** لکھا ہوا ہے بہر حال دونوں درست ہیں)

یہ ساتوں بتیاں احتیاط سے سنبھال کر رکھ دیں۔ اب نوچندی اتوار کی رات جب نصف شب یعنی کہ عین ساڑھے بجے کا وقت ہو شمسی رنگ کے کپڑے والی عزیمت سے لکھی ہوئی بتی تر کر کے جلانی ہے۔ اور مطلوب کی حاضری کا مکمل تصور رکھ کر سات مرتبہ **سورۃ طٰہٰ** پڑھیں۔ یاد

رہے۔ کہ چراغ میں تیل اتنا ہونا چاہیے۔ کہ **سورۃ طٰہٰ** کو سات بار پڑھنے سے پہلے بتی یعنی کہ فتیلہ ختم نہ ہو۔ اسی طرح ہر روز اسی وقت ایک کتان سات دنوں تک جلائیں۔ ایک انتہائی ضروری امر یا درکھیں۔ کہ چراغ کے ساتوں مہروں پر کوئی نشانی ضرور لگائیں۔ تاکہ ہر رات کا مہرہ یعنی کنارہ علیحدہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سے کامل امید ہے۔ کہ مطلوب اگرچہ **100** زنجیروں میں بندھا سلاخوں میں قید ہی کیوں نہ ہو۔ تو ایسا شخص بھی عمل کی جگہ پر ضرور آن پہنچے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ ایک سو دس فیصد مجرب المجرب عمل ہے۔

عمل جلب (یعنی بلانا و حاضر کرنا):۔

دھجیاں جن کی اڑی تھیں عقل تھی جن سے خفا اے جنون شوق دیکھ وہ چاک گریباں آ گئے

اگر کسی کو اپنے پاس بلانا منظور ہو۔ تو درج ذیل نقش دائیں گھٹنے کے نیچے رکھ دیں۔ (علمائے عاملین تو کہتے ہیں کہ دائیں پاؤں کے نیچے رکھ دیں۔ مگر ناموں کی بے حرمتی کے ڈر سے گھٹنا قدرے ٹھیک ہے) نقش پر مسلسل زور یعنی وزن ڈالیں۔

ب ک . ر		د م . ت
	اسم مطلوب مع والدہ	
و س . خ		ح ف . ض

اور آہستگی کے ساتھ یہ پڑھیں **اَجِبْ یَا بَدُوْ حَائِیْلُ یاکَمُسَفَائِیْلُ یَارَتُخَضَائِیْلُ اَجْلِبْ** (مطلوب شخص مع والدہ یا اگر والدہ کا نام معلوم نہ تو حوا کہیں تصور مطلوب کا پختہ کریں صرف مطلوب کا نام ہی کافی ہے) **اِلٰی ھٰذَا الْمَجْلِسْ** (اور گھر میں بلانا ہو تو اِلٰی **ھٰذَاالْبَیْتَ** کہیں) **فِی اَسرع وَقْت بِحَقِّ اِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ**۔ چند ہی لمحات میں مطلوب وہاں آن پہنچے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

محبت کا مجرب چٹکلہ :

اگر کوئی شخص کسی پر مرتا ہو اور مطلوب متوجہ نہ ہوتا ہو تو وہ شخص اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے ناخن کاٹ کر اپنے بال اس میں شامل کر کے ان تمام کو جلا کر راکھ پیس کر مطلوب کو کھانے میں دیا جائے اور طالب مکمل وضو کر کے وہ پانی بھی مطلوب کو پلاتا رہے تو تو مطلوب یقینی طور پر طالب کی محبت میں شیفتہ و فریفتہ ہو جائے گا اور اس قدر طالب کے پیار میں مبتلا گرفتار ہو جائے گا کہ جدائی و فراق کا تصور بھی گوارا نہیں کر سکے گا۔ انشاءاللہ۔ یہ عمل بارہا کا مجرب و مستند عمل ہے جو کبھی بھی فیل نہیں ہوتا۔

گریختہ کی واپسی کے مجرب المجرب اعمال و عملیات:

1۔ صاحب **شمس المعارف و لطائف المعارف** امام احمد بن علی بونیؒ فرماتے ہیں۔ کہ!

عمل ہذا بھاگ جانے والے شخص کی واپسی کے لئے نہایت مفید و منتفع ہے۔ اگرچہ وہ زنجیروں میں ہی قید کیوں نہ ہو۔ اس عمل کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! تم ایک گبریلا (خنفساء، ایک کیڑا ہے) کہیں سے حاصل کرو۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ اگر مطلوب کوئی مرد ہے۔ تو نر گبریلا لو۔ اور اگر کوئی مطلوب عورت ہے۔ تو مادہ گبریلا لے لو۔ (نر اور مادہ گبریلے کا فرق اس طرح سے پتا چلے گا۔ کہ تم اس گبریلا کو اُلٹا کرو۔ اگر وہ گبریلا خود بخود سیدھا ہو جائے۔ تو وہ نر ہے۔ اور اگر وہ کوشش کے باوجود سیدھا نہ ہو سکا۔ تو سمجھو کہ! وہ مادہ گبریلا ہوگا) گبریلے کے حصول کے بعد تم یہ نقش بناؤ۔

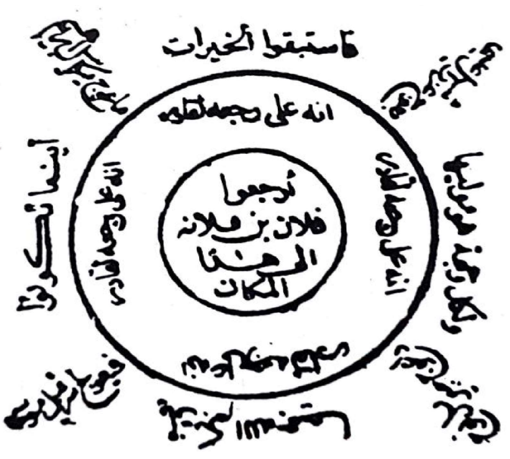

اب اس نقش (دائرہ) کے عین وسط میں ایک سوئی یا کیل گاڑ کر اس گبریلے کو تاگے سے باندھ لو۔ جس وقت وہ گبریلا سوئی کے اطراف پھرے گا۔ تو تم مطلوب کی واپسی کا تصور کرتے ہوئے لاتعداد مرتبہ یہ آیت پڑھنا شروع کر دو۔ **انہ علٰی رجعہ لقادر** ○ (سورہ طارق۔ آیت نمبر 8) اس جگہ پر گبریلا سرگرداں ہو کر پھرے گا۔ اور مطلوب جہاں بھی ہوگا۔ وہ وہاں پر سرگرداں پھرتے ہوئے بالآخر عمل کی جگہ پر نہ چاہتے ہوئے بھی پہنچ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم اور اس عمل کی بدولت مطلوب کی واپسی، قیدی کے چھٹکارے یا واپسی گریختہ کے لئے کوئی نہ کوئی سبب ضرور پیدا کر دے گا۔ انشاءاللہ۔

جب تک بِکے نہ تھے، کوئی پوچھتا نہ تھا تو نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

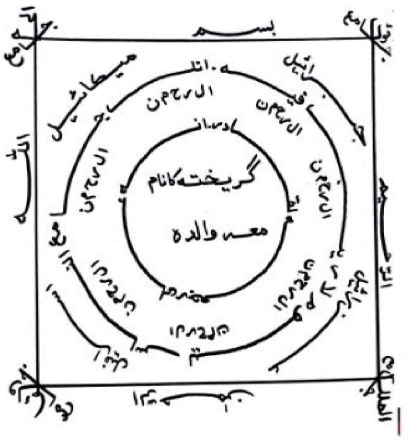

2۔ یہ عمل میرا (**محمد عبدالروٗف القادری**) اور دیگر کچھ احباب کا مجرب وآزمودہ عمل ہے۔ کہ اگر کسی کا کوئی بھاگ گیا۔ تو اس عمل اور نقش کی برکت سے بھاگا ہوا شخص واپس لوٹ آئے گا۔ بلکہ پھر کبھی نہیں بھاگے گا۔ انشاء اللہ۔ طریقہ اِس عمل کا یہ ہے۔ سامنے دیئے گئے نقش کی طرح کے **2** نقوش لکھیں۔ ایک کو گریختہ کے گھر میں موجود کسی درخت یا ایسی اونچی جگہ پر باندھیں۔ جہاں نقش ہوا سے ہروقت ہلتا رہے۔ اور دوسرے نقش کو لکھ کر بھاگے ہوئے شخص کے گھر میں کسی بھاری وزن یا پتھر کے نیچے رکھ دیں۔ اور گھر کے تمام اشخاص یہ دعا مسلسل و بلا تعداد پڑھتے رہیں۔ **اللھم انی اسئلک بحق بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ و بحق الرحمن ان تمنع ھذا العبد من الا باق یا رب العالمین۔** اس عمل اور نقش کی برکت سے نہ صرف وہ شخص واپس لوٹ آئے گا۔ بلکہ پھر کبھی بھی نہیں بھاگے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

محبت کی گرمی بھی کیا چیز ہے کہ طبیعت میری کیا سے کیا ہوگئی

3۔ صاحب **نُزھۃ المجالس** امام قرطبی کی کتاب **التذکار فی فضائل الاذکار** سے نقل فرماتے ہیں۔ کہ مُنجملہ فضائل سورہ یسین کے ایک یہ بھی ہے۔ کہ ایک عدد مُربع کاغذ پر **یسین** سے **فھم لا یبصرون** (تک) الگ الگ حروف کر کے لکھے۔ اور کاغذ کے وسط میں گریختہ کا نام مع والدہ لکھے۔ اور گریختہ کے نام پر سوئی گاڑھ کر ایسے مکان میں جہاں اس کی بود و باش رہتی ہو۔ وہاں لٹکا دے۔ تو اللہ تعالی کے حکم سے وہ واپس آجائے گا۔ انشاءاللہ۔ (امام قرطبی فرماتے ہیں۔ کہ یہ نہایت نافع اور مجرب عمل ہے)

ہم ہیں مُشتاق، اور وہ ہیں بیزار یا الٰہی ! یہ ماجرا کیا ہے

حب والفت کا مجرب کراماتی کاجل:

ماہر طلسمات محمد رفیق زاہد صاحب اپنی گراں مایہ تصنیف وتالیف **قانون طلسمات** میں بعنوان برائے حب والفت رقمطراز ہیں کہ برھان الدین بربری، شمائل السحر میں لکھتا ہے کہ عروج ماہ میں بروز جمعرات، جمعہ یا اتوار جبکہ زہرہ استقامت وسعادت کے درجات میں طالع ہو تو اس وقت تین یا سات عدد جونک چلتے ہوئے پانی سے پکڑ کر اپنے جسم کے مختلف مقامات پر لگائیں پھر جب یہ کیڑے خوب خون پی کر مکمل سیراب ہو جائیں اور خود بخود علیحدہ ہوکر گر پڑیں تو ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ جدا کر کے ریشمی دھاگے سے باندھ کر کسی چھت یا بلند جگہ پر سائے میں لٹکا دیں اور ان کے خشک ہونے کا انتظار کریں یہاں تک کہ جب یہ جونکیں مرکر خشک ہوجائیں تو کپاس کی نئی روئی میں لپیٹ کر انکی بتیاں بنالیں۔ اس کے بعد ترکیب عمل کے مطابق تانبے کے نئے چراغ میں روغن زنبق وزیت ڈال کر جلائیں اور حسب دستور کاجل اتار کر اس کو محفوظ کرلیں پھر اس کاجل کو استعمال کر کے آپ جس کسی کے بھی سامنے جائیں گے وہ آپ کی ایک ہی نظر سے تسخیر ہوگا کہ ہزار جان سے فدا ہوجائے گا۔

ہم راہگزرِ عشق میں بھٹکے نہ اس لئے نظروں میں صرف یار کا نقش قدم رہا

حب والفت کا یہ کراماتی کاجل محمد رفیق زاہد صاحب کا ذاتی تیار کردہ ایک ایسا مجرب و بے خطا کاجل ہے جو ان کے روزانہ کے معمولات میں مستعمل تھا۔ اس کراماتی کاجل کے متعلق **ماہر طلسمات محمد رفیق زاھد صاحب** رقمطراز ہیں کہ راقم الحروف کی طرف سے اس عمل کی قوت تاثیر کو غلط ثابت کرنے والا اور اس عمل کے مقابلے کا کوئی دوسرا عمل پیش کرنے والے کو مبلغ ایک لاکھ روپیہ نقد انعام کے طور پر دیا جائے گا۔

عجیب ونادر عمل حب:

کروں گا کیا جو ہوگیا محبت میں ناکام مجھے تو اور کوئی کام بھی نہیں آتا

عمل حب کا یہ مخصوص عمل جو امام غزالیؒ کے قلمی نسخہ کتاب **السر القاطع الازھر والسیف الامع الاکبر** (للغزالیؒ) حکیم زمانہ وفرید عصر الرئیس علی بن سیناؒ کے **مجموعہ ابن سینا الکبریٰ فی العلوم الروحانیہ، تسخیر الشیاطین فی وصال العاشقین** اور **السحر العجیب فی جلب الحبیب** کے مصنف السید عبدالفتاح الطّوخی الفلکی کے علاوہ صاحب **مکاشفات اسرار** کے مولف جناب غلام الرسول میمن عائلی نقشبندی نے اپنی اپنی تصانیف بڑی شرح وبسط سے تحریر فرمایا ہے۔ اس کا طریق عمل یوں ہے کہ اگر ممکن ہو تو مطلوب کا کپڑا لیں بصورت دیگر ایک سفید کاغذ لے کر اس پر مطلوب کی تصویر اس طرح بنائیں کہ!

اس کے راس سرپر	**مطلوب کا نام معه والده**	اسکے چہرے پر	**فا ذا نقر فی الناقور**
دائیں ہاتھ پر	**غلت ایدیھم**	بائیں ہاتھ پر	**قدر انوش**
شکل کی دائیں طرف	**میططرون**	شکل کی بائیں طرف	**کشطورش**
شکل کی سینے پر	**الذی یوسوس فی صدور الناس**		

(کچھ کتب میں **قدرالوش** اور کچھ کتب میں **شطوارش** لکھا ہوا ہے)

پھر یہ مرقوم شکل بننے کے بعد اس کو مشرقی دیوار پر کیل سے ٹھونک دیں بخور لوبان اور خردل کا جلا کر سورۃ جن 27 بار پڑھیں اور ہر بار سورۃ جن کے اختتام پر یہ 3 کہیں۔ **تَوَكَّلُوا يَا مَعْشَرَالاَرْوَاحِ الْمُؤَكِّلِيْنَ وَخُدًا مُ هٰذِهِ السُّوْرَةِ عقدت نوم فلاں** (مطلوب معہ والدہ) **اِلٰی الْمُحَبَّةِ وَالْمُؤَدَّةِ فلاں** (طالب معہ والدہ) **اَلْوحا اَلْعَجَلُ اَلسَّاعَةِ**۔ پھر اس کے بعد فقط آٹھ بار **دعائے برھتیه** کو پڑہیں تو آپ حیرت انگیز طور پر مشاہدہ کریں گے کہ دوران پڑھائی اس کپڑے یا کاغذ کو آگ لگ جائیگی اور شاید کیل بھی غائب ہو جائے بہر حال آگ کا خود بخود لگنا اس عمل کی اجابت کی نشانی ہے۔ یہ عمل چونکہ علمائے عاملین کا پسندیدہ عمل ہے اور یہ عمل میرا تجربہ شدہ نہیں ہے۔ لیکن امید واثق ہے کہ جو بھی شائق اس عمل کو کرے گا فائدہ ضرور اٹھائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

پوچھا کسی نے ، چاند نکلتا ہے کس طرح
زُلفوں کو رُخ پہ ڈال کے ، جھٹکا دیا ، کہ یوں

میاں بیوی میں محبت ومودت (یا) حصول نکاح کا مجرب المجرب عمل:

یہ مجرب المجرب عمل ابن الحاج تلسمانیؒ نے اپنی کتاب شموس الانوار نے تحریر فرمایا ہے ہے۔ جب میاں یا بیوی میں کوئی بھی ایک دوسرے کو اپنی طرف مائل کرنے کا خواہاں ہو یا پھر کوئی شخص کسی مخصوص عورت سے نکاح کا متمنی ہو تو چاہیئے کہ مطلوب کا مستعمل کپڑا کسی بھی طور سے حاصل کرے پھر اس کپڑے پر نوچندی ایام میں ساعت زہرہ کے اندر جب کہ طالع قوس ہو (یہ سب کسی اچھی تقویم یا جنتری میں مل جائے گا) میں یہ خاتم تحریر کرے۔

786

ع	ط	و	ف
ط	و	ف	ع
و	ف	ع	ط
ف	ع	ط	و

(نام مطلوب مع والدہ **الی المحبة والمودة** نام طالب مع والدہ)

یاد رہے کہ جب یہ مربع نقش (خاتم) لکھا جائے تو اس وقت جاوی ولوبان یا پھر کوئی خوشبودار دار اگربتی کی دھونی بھی لازمی ہونی چاہیئے پھر اس لکھے ہوئے کپڑے کو سامنے رکھ کر عزیمت دہروشہ کو ایک ہزار مرتبہ اس طرح پڑھیں کہ ہر سینکڑہ پر ستر مرتبہ اس طرح کہو۔ **یا روحانیة التمیل اعطفوا و میلوا فلانة بنت فلانة (مطلوب) الی المحبة و المودة فلاں بن فلاں (طالب) بحق ھذا الخاتم.** پڑہائی کے بعد اس حرز کو (مربع نقش لکھا کپڑا) کسی جدید غیر مستعمل سبز کپڑے میں موم جامہ کر کے طالب کے گریبان میں باندھ دو۔ اس عمل کی بدولت ہفتہ عشرہ کے اندر ہی مطلوب نہ چاہتے ہوئے بھی طالب کی جانب لازمی طور پر مائل ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ عمل بارہا کا مجرب اور عاملین کا پسندیدہ عمل ہے۔

اعمال تسخیر وحب کے مکمل عامل بنیئے:

جو شخص یہ چاہے۔ کہ وہ تسخیر وحب کے اعمال کا ایسا عامل ہو جائے کہ جو بھی نقش عمل وغیرہ لکھے یا کرے۔ تو اس میں فی الفور اثر پیدا ہو۔ اور اس کے تمام اعمال میں عجیب وسریع تاثیر ظاہر ہو جائے۔ تو اس کو لازم ہے۔ کہ پرہیز جلالی کے ساتھ اسم اعظم "**يَا وَدُوْدُ**" کو چالیس روز میں بیس لاکھ مرتبہ مکمل کریں۔ پھر روزانہ **(2000)** دو ہزار مرتبہ اپنے ورد میں رکھے۔ بہر حال یہ خاص اسرار ہیں۔ کہ ہر عامل کو یاودود کا لازماً عمل کرنا چاہیے۔ یاودود کے عامل کی حالت یہ ہو جاتی ہے۔ کہ صرف ارادہ کرنے سے ہی حب کے اعمال میں اثر ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور طالب ومطلوب کو وہ عامل چشم زدن میں یک جان کر سکتا ہے۔ اس اسم اعظم کے اس عمل کو کرنے سے قبل فقیر مولف سے بلا واسطہ اجازت لینا بہت ضروری ہے۔ اسم اعظم یاودود کے مزید عملیات کے لئے **شمس المعارف ، جواهر خمسه ، رموز الجفر، الجواهر الماعه** وغیرہ کتب کا مطالعہ کریں۔

بغض وعداوت یا تفریق وجدائی کا مجرب عمل:

اگر کوئی مرد زناکاری میں مبتلا ہو۔ یا کسی ناجائز تعلق کی وجہ سے اپنی بیوی کے حقوق پورے نہ کرتا ہو۔ اور اپنی بیوی پر ظلم وستم

ڈھاتا ہو۔ یا کوئی ایسی عورت جو اپنے شوہر سے جدائی چاہتی ہو۔ اور جدائی کے علاوہ اور کوئی راستہ نہ ہو۔ تو ان امور کی بجا آوری کے لئے یہ عمل نہایت مفید اور بارہا کا مجرب المجرب عمل ہے۔ نزول ماہ قمری (یعنی اسلامی ماہ کے آخری چودہ ایام) کے آخری سینچر کے دن پہلی ساعت میں ایک پرانی ٹھیکری پر سات بار یہ اسمائے قمریہ معکوسی مع عبارتِ عمل لکھیں۔

شلشائیل، شورائیل، غورائیل، ثورائیل، روفائیل، وغلائیل، میخائیل (فلاں بن فلانۃ و فلانۃ بنت فلانۃ) كُلَّمَا اَوْقَدُوْ ا نَاراً لِّلحَرْبِ اَطْفَاهَا اللّٰهُ . (سورہ مائدہ۔ آیت نمبر **64**) **اَشْعَلها الشیطن فرق بین (فلاں بن فلانۃ و فلانۃ بنت فلانۃ) كما فرقت بین السماء والارض تو كلوا** (حاجت کا نام یعنی جدائی بغض وعداوت یا دشمنی وغیرہ) **این در دیائیل ودهموش اِنْفِرُوْا خِفَافاً وَّ ثِقَالاً يَوْ مَئِذٍ يصد ر الناس اشتاتا**. (سورہ زلزال۔ آیت نمبر **6**). **اللهم فرق بين (فلاں بن فلانۃ و فلانۃ بنت فلانۃ) این در دیائیل و دهموش افعلو ا ما امرتكم بحق قال للسموت والارض ائتيا طوعا و كرهاقالتا اتينا طائعين (سوره حم السجده آيت نمبر 11)**

پھر اس ٹھیکری کو ساعت زحل ہی میں گھسو۔ اور جس شخص پر عمل کرنا ہے۔ تو اس شخص کے گھر کی چھت پر ڈال دو۔ تو اسی دن جدائی ہو جائیگی۔ صاحب شموس الانوار جناب ابن الحاج تلسمانی المغربیؒ اس عمل کی بہت زیادہ تعریف و توصیف بیان کی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں۔ اور اپنے آپ کو ظلم سے بچائیں۔ ورنہ دنیا تمھارے لئے میں تباہی ہوگئی۔ اور آخرت میں پُرسی ہوگی۔ اور آپؒ (جناب ابن الحاج تلسمانی المغربی) نے چیلنج دیا ہے۔ کہ یہ عمل ایسا پرتاثیر ہے۔ کہ کبھی بھی ناکامی نہیں ہوگی۔ لیکن آپؒ نے ساتھ میں یہ بھی تنبیہ فرمائی ہے۔ کہ ایسے اعمال کی اجابت اور سریع التاثیری کے لئے اطاعت الٰہی اور خوف باری تعالیٰ کا ہونا بہت ضروری ہے۔ تاکہ اس عمل کو صرف اور صرف جائز امور ہی میں مستعمل رکھا جائے۔ عمل کرنے والا اپنے فعل کا خود ذمہ دار ہوگا۔ (اِس ضمن میں راقم الحروف (**محمد عبدالرؤف القادری**) دنیا و آخرت میں بری ءالذمہ ہوگا)

بغض وعداوت یا تفریق وجدائی کا مجرب عمل :

صاحب **شموس الانوار** فرماتے ہیں اس تفریق وجدائی کے عمل کا نام روحانی علم والوں کے نزدیک ہیم صاہی ہے۔ اور عبداللہ بن رباحہ (جنکے زمانہ میں اس عمل کا بارہا تجربہ کیا جا چکا ہے) اس عمل کو اہل ضلال استعمال کیا کرتے تھے۔ اور آپؒ (جناب ابن الحاج تلسمانی المغربیؒ) نے چیلنج دیا ہے۔ کہ یہ عمل ایسا سریع التاثیر اور معروف ومقبول عمل ہے۔ جو کہ کبھی بھی فیل نہیں ہوتا۔ بشرطیکہ ترکیب عمل کو پوری طرح سے ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ بہرحال ترکیب عمل یہ ہے۔ کہ درج ذیل سورۃ مبارکہ معہ عبارت عمل کو **9** نو سیاہ کاغذوں پر نزول ماہ قمری (یعنی اسلامی ماہ کے آخری چودہ ایام) کے آخیر سینچر کی پہلی ساعت میں لکھا جائے۔ اور پھر اسمائے قمر معکوسی (**شَلشَائِیلُ . شُوْرَائِیلُ . غُوْرَائِیلُ . ثُوْرَائِیلُ . رُوْفَائِیلُ وَغُلَائِیلُ . مِیْخَائِیلُ**) کو صرف صرف **42** بار تلاوت کر کے انہی کاغذوں پر دم کیا جائے۔ اس کے بعد اسی ساعت (ساعت زحل) یا اسی دن کی آٹھویں ساعت (ساعت زحل) میں مسلمانوں کے قبرستان میں ایک ایسی پرانی قبر کی پائنتی میں دفن کیا جائے۔ جو کہ قدیم ہونے کے ساتھ ساتھ نامعلوم وغیر معروف بھی ہو۔ یعنی صاحب قبر کا پتہ نہ ہو۔ کہ وہ کون تھا؟ ہفتہ عشرہ کے اندر اندر یقینی جدائی وتفریق ہو جائے گی۔ سورۃ معہ عبارت عمل ی اور اسمائے قمر معکوسیہ یہ ہے۔ اس کو احتیاط سے بلا اعراب لکھنا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ٥ اِذَا زُلْزِلَتِ الاَرْضُ زِلْزَالَهَا . وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا . وَقَالَ الاِنْسَانُ مَالَهَا . يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا . بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا . يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتاً لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَه‘ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّ يَرَه‘ شَلشَائِيلُ شُوْرَائِيلُ غُوْرَائِيلُ ثُوْرَائِيلُ رُوْفَائِيلُ وَغُلَائِيلُ مِيْخَائِيلُ تَوَكَّلُوا يَاخُدَّامُ هذه السُّوْرَةِ الشَّرِيْفَةِ فَرِّ قْ بين (فلان بن فلاں وَ فلانۃ بنت فلانۃ) **كَمَا فَرَّقْتَ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالاَرْ ض .**

عمل طرد : (کسی بھی شخص کو محفل سے خارج کرنے کا عجیب عمل)

1۔ یہی عمل کچھ کتب میں اِس طرح سے بھی مرقوم ہے۔ کہ اگر کوئی اِس بات کا خواہاں ہو۔ کہ محفل سے کسی ایک بندے کو نکالا جائے۔ تو اُسے چاہیئے کہ! کلمات عبارت کو لکھ کر اپنے زانوئے چپ کے نیچے دبائے رکھے۔ یا اپنے دست چپ میں انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے دبائیں۔ اور اِس کلماتِ عبارت کو دل ہی دل میں اُس شخص کے اخراج کے تصور کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیں۔ وہ شخص اُس محفل ومجلس سے نہ چاہتے ہوئے چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ کلماتِ عبارت یہ ہے۔ **یا شیخ محمد شا ما کی ! اُخرِ ج هذا الملعون فی الو قتی هذا۔**

شرافت کے دُشمن، ذلالت کے حامی
بڑے بے ایمانوں سے پالا پڑا ہے

2۔ شیخ محمد سنوسی الحسنی ؒ کے مجربات میں ہے۔ کہ فوائد مجربہ میں سے ہے۔ کہ جب تمھارے پاس کوئی ایسا شخص آن بیٹھے۔ کہ جس کا بیٹھنا تمھیں نا گوار ہو۔ تب تم چپکے سے اُس شخص کے اخراج کی نیت وتصور سے اِن آیات کو پڑھنا شروع کر دو۔ وہ شخص چند ہی لمحات میں اُس محفل ومجلس سے نہ چاہتے ہوئے نکل جائے گا۔ انشاءاللہ۔ آیات یہ ہیں۔ **تذروح الریاح . وکان اللہ علیٰ کل شیءِ مقتدرا** ۔ (سورہ کہف، آیت نمبر۔**45**) **ربنا اکشف عنا العذاب انا مؤمنون** ۔ (سورہ دخان، آیت نمبر **12**) **یومئذ یصدرالناس اشتا تا** (سورہ زلزلۃ، آیت نمبر 8) **انفروا خفا فا و ثقا لا** ۔ (سورہ توبہ، آیت نمبر۔**41**)

اگر نہ ہو تجھے اُلجھن تو کھول کر کہہ دوں
وجودِ حضرتِ انسان، نہ روح ہے نہ بدن

3۔ اگر کوئی شخص پاس بیٹھا ہے۔ اور کسی وجہ سے اسکا بیٹھنا مناسب نہیں لگ رہا۔ تو درج ذیل نقش لکھ کر بائیں گھٹنے کے نیچے زور لگا کر اپنا وزن دے کر رکھ دیں۔ اور آہستگی سے یہ پڑھیں۔ **اَجِبْ یَا اَجْھَزْ طَائِیْلُ یَایَلْنَا ئِیْلُ یَاعَصْقَشْنَا ئِیْلُ یَاذَضْظَغَائِیْلُ اُخْرُجْ فلاں** (مطلوب شخص مع والدہ یا اگر والدہ کا نام معلوم نہ تو حوا کہیں تصور مطلوب کا پختہ کریں۔ صرف مطلوب کا نام ہی کافی ہے) **مِنْ ھٰذَا الْمَجْلِسْ** (اور گھر سے نکالنا ہو تو **اِلٰی ھٰذَالْبَیْتَ** کہیں یا اگر گھر، دفتر یا ہوٹل سے نکالنا ہو تو اس جگہ کا نام ہی آ ئیگا) **فِیْ اَسْرِعِ وَقْتٍ بِحَقِّ سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ** ۔

فلاں بن فلانۃ	ای ق غ	فلاں بن فلانۃ
ج ل ش	ہ ن ث	ز ع ذ
فلاں بن فلانۃ	ط ص ظ	فلاں بن فلانۃ

اس شخص کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔ کہ وہ نہ چاہنے کے باوجود کیوں اس محفل سے چلا گیا ہے۔ صاحب مکاشفات اسرار نے یہ عمل بڑی شرح وبسط کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فقیر غلام الرسول میمن ناشادؒ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

ظالم کو مخصوص جگہ، گھر یا مکان سے بھگانا:

چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار
اور انتہائی سادگی سے کھا گیا مزدور مات

یہ ایک ایسا کراماتی مجرب ومستند عمل ہے۔ جو کہ ایک نعمت غیر مترقبہ اور سریع التاثیر الحسیہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ صاحب شموس الانوارؒ ابن الحاج تلسمانی سے جناب عامل کامل فقیر غلام الرسول میمن ناشادؒ یہ عمل پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص دوسروں پر لایعنی ظلم کرتا ہو۔ یا مکان پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہو۔ اور حقدار کو حق نہ ملتا ہو۔ تو وہاں پر یہ عمل سیف ضارب کیطرح کام کرے گا۔ اور اس گھر یا دوکان کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر ایسے بھاگ کھڑا ہوگا۔ کہ جیسے وہاں کسی بھی طرح اس کا رہنا محال تھا۔ چاہے اس جگہ پر قابض شخص کے باپ دادا ہی کیوں نہ پیدا ہوئے ہوں۔ طریقہ یہ ہے۔

زوالِ ماہ میں سیاہ کاغذ پر قطران (گندھک کی روشنائی) سے منگل کے دن ساعت مریخ میں مذکورہ مخمس نقش اور اسکے اردگرد اس طرح سورۃ عصر لکھیں۔ **والعصر ان الانسان لفی خسر الابنو** (جس شخص کا مکان/دوکان خالی کرانا ہو تو نام مع والدہ) **وجیر انھم الا الذین آمنو۔۔۔ بالصبر بھذا الاھل التعدیۃ** ۔۔

786

1ا	3ج	5ہ	7ز	9ط
9ط	1ا	3ج	5ہ	7ز
7ز	9ط	1ا	3ج	5ہ
5ہ	7ز	9ط	1ا	3ج
3ج	5ہ	7ز	9ط	1ا

یاد رہے۔ کہ زوال ماہ میں یہ نقش لکھیں۔ پھر اس مکان یا دکان یا دفتر کی دیواروں کی جڑوں میں زمین کھود کر دفن کر دیں۔ چند ہفتوں میں وہ جگہ ہر صورت خالی ہو جائے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

نکاح ثانی سے روکنے کا عمل:

علوم دنیاوی کے بحر میں غوطے لگانے سے
زبان گو صاف تو ہو جاتی ہے دل طاہر نہیں ہوتا

کچھ لڑکیاں وخواتین فقط دولت وشہرت یا کسی کی ضد کی وجہ سے جوان یا اڈھیر عمر کے لوگوں سے نکاح کی متمنی ہوتی ہیں۔ جس سے مرد حضرات

نکاح ثانی (دوسری شادی) کر لیتے ہیں اور نتیجتاً پہلی بیوی اور بچے اس شخص کی محبت وشفقت اور عدم توجہی کا شکار ہو جاتے ہیں ایسی صورت حال میں یہ عمل نہایت مفید و مجرب ثابت ہوا ہے۔ بیوی کو چاہیے کہ پہلے تو اس عورت کا نام مع والدہ معلوم کرے پھر اپنے شوہر کے کپڑوں پر یعنی قمیص میں اندر کی طرف ایسی جگہ جو کہ جسم پر مس ہوتی رہتی ہو۔ پر یہ آیت لکھے **وَلَوْ اَرَادُوالْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْالَه‘ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ** ۔ (سورۃ توبہ نمبر ۴۶) اس کے بعد اسمائے قمر معکوسی اس طرح سے لکھے (**شلشائیل ، شورائیل، غورائیل، ثورائیل ، روفائیل ، وغلائیل ، میخائیل**) پھر یہ آیت لکھیں۔ **فَلَمَّا اَلْقَوْ قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ط اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُه‘ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ** ۔ (سورۃ یونس نمبر ۸۱) اور یہی دونوں آیات اور معکوسی اسمائے قمر علیٰحدہ علیٰحدہ سات بار پانی پر پڑھ کر پھونک دو اور شوہر کو یہ پانی پلا دو اور ایک تعویز میں اسمائے قمر 70 ستر بار اور اسمائے رؤس اربعہ بھی 70 بار لکھو اور مرد مع مادر (یعنی شوہر) اور عورت مع مادر کا نام (جس سے شوہر نکاح ثانی کا متمنی ہو) بھی ایک ایک بار لکھ کر کسی قبر کی پائنتی زمین میں دفن کر دو۔ تو وہ شوہر قطعی طور پر نکاح ثانی نہ کر سکے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اے چشمِ اشک بار ذرا دیکھ تو سہی　یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

اُڑنے والا گھوڑا : (طلسمِ عجیب ، کرامتِ طیران فی الھواء)

حضرت فقیر غلام الرسول میمن ناشاد ؒ فرماتے ہیں کہ! آبنوس کی لکڑی سے ایک گھوڑا بنائیں۔ اِس بناوٹی گھوڑے کی آنکھ کی جگہ پر بلور ڈالیں۔ اور نیچے قلعی کا بچھوا دیں۔ اب اِس گھوڑے کے چہرے پر نوشتہء ادریسی ؑ کے اِسمِ دوئم اور طلسم کو کندہ کریں۔ اور پھر بیدِ مجنوں کی لکڑی اِسے چاروں طرف سے دے دیں۔ اب یہ گھوڑا تیار ہے۔ اسم اور طلسم اس عمل کے یہ ہیں۔

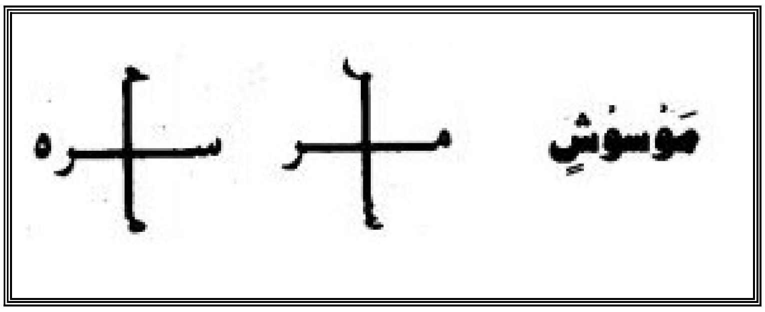

بروز منگل طلوعِ جوزا، 51 درجہ پر لوبان ذکر کا بخور روشن کریں۔ اب گھوڑے کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے 66 (چھیاسٹھ) مرتبہ یہی اسم پڑھیں۔ (اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے یہ مصنوعی) گھوڑا ہوا میں پرواز کرنا شروع کر دے گا۔ اور 66 میل تک ہی اُڑے گا۔ جب نیچے اُتارنا مقصود ہو تو 66 مرتبہ یہی اسم دوبارہ پڑھ کر اِس بناوٹی گھوڑے کو نیچے اُتار دیں۔ اور جس جگہ کا نام لیں گے۔ گھوڑا وہاں کو جا پہنچے گا۔ (یہ عمل محتاجِ تجربہ ہے)

حضرت ناشاد صاحب ؒ اِس ضمن میں رقم طراز ہیں کہ! یہ عظیم المرتبت عمل، جو دراصل نوشتہء ادریس علیہ السلام سے مجھے مِلا تھا۔ اِس عمل کے مختصر شرائط یہ ہیں۔ تخلیہ ہو، کام احسن طریقے سے ہو، جب عمل سے کام لو تو معدہ بالکل خالی ہو، اور عقیدہ کامل ہو، اور اِس عمل کی اِجازت کسی ایسے شخص سے لیں۔ جو واقعتاً صاحب نفس و دعوات ہو۔ اور اِس کے بارے میں عقیدہ ہو۔ کہ وہ استحقاق رکھتا ہے۔ اور جانتا ہو۔ کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا۔ حضرت ناشاد صاحب ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ عمل بلا رمز یہ بیان کر دیا ہے۔ اور متنِ عمل کی اشکال بھی احسن طریقے سے بنائی ہے۔

اِسی ضمن میں صاحبِ **گلشنِ اسرار لاھوت و ناسوت** کی کتاب جو کہ دراصل متعدد کتابچوں پر مشتمل ہے۔ کتابوں کے اس مجموعہ عجیبہ میں ایک رسالہ بنامِ **رسالہ ازثما طیقی** (مصنف۔ حضرت سیدنا ادریس نبی ؑ) ہے۔ جس میں یہ عمل درج ہے۔ کہ!

آبنوس کی لکڑی سے ایک مصنوعی گھوڑا بنائیں۔ اِس کی آنکھوں میں بلور لگا کر اندر قدرے پارہ بھر دیں۔ اور اِس عمل کے لیے اسمِ دوئم (موسوش) اور حرف (صورتِ) پنجم اِس پر نقش کر دیں۔ اور ارنڈ کی چار لکڑیوں کو گھوڑے کے پاؤں بنائیں۔ لُبان ذکر اور کبوتر کی دھونی روشن کریں۔ اور چاہیئے کہ۔ یہ تمام عمل بروزِ منگل جبکہ طالع وقت جوزا یا سنبلہ اور ساعت عطارد کی ہو۔ پھر گھوڑے کے منہ کو مکانِ مطلوب (یا جائے مقصود) کی طرف

کریں۔ اب اِس مصنوعی و بناوٹی گھوڑے پر سوار ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے ایک ہی لحظہ کے اندر صاحبِ عمل اُسی متعین جگہ پر پہنچ جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (یہ عمل محتاجِ تجربہ ہے)

محبت کے دو عجیب و غریب چُٹکلے :

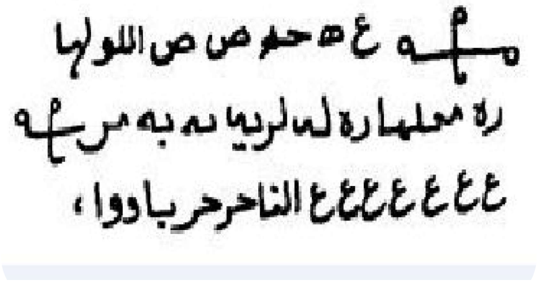

1۔ جناب السید عبدالفتاح الطّوخی المصری اپنی کتاب تسخیرالشیاطین فی وصال العاشقین میں رقم طراز ہیں۔ کہ! اگر کوئی شخص کسی پر دائیں ہتھیلی پر بائیں ہاتھ سے طلسم لکھ کر جس کسی کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا جائے۔ اور اور اگر ہو سکے تو پھر وہی لکھا ہوا ہاتھ بھی اُس کے ساتھ ملایا جائے۔ تو وہ اُسی وقت مسخر ہو جاتا ہے۔ اور پیٹھ پیچھے ہو لیتا ہے۔ انسان تو انسان، حیوان بھی اس عمل سے اپنے حواس کھو بیٹھتا ہے۔ (یہ عمل بھی محتاجِ تجربہ ہے۔ لیکن سننے میں آیا ہے۔ کہ مجرب ہے)

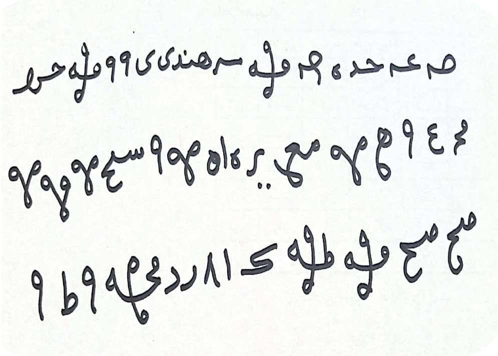

2۔ جناب ابوالعباس احمد بن علی بونیؒ اپنی کتاب ''شمس المعارف'' میں رقم طراز ہیں۔ کہ! یہ عجیب و نادر عمل ہے۔ ترکیب اس عمل کی یہ ہے۔ کہ! سامنے دیئے گئے تعویذ طلسم کو بدھ کے روز کی پہلی ساعت (عطارد میں) مشک و زعفران اور عرقِ گلاب کی روشنائی سے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر لکھ کر خوشبو کی دھونی دے کر ہاتھ کو بند کر لے۔ اور لکھنے کے بعد یہ قسمِ کبیر تین مرتبہ پڑھ لے۔ (**بسم اللہ القدوس الطاھر** ۔۔۔ آخر تک) پھر جس بھی شخص کو مسخر کرنا مطلوب ہو۔ اُس کے سامنے جا کر اپنا ہاتھ کھول کر اُسے اپنا ہاتھ دکھا دے۔ (کسی اور کے سامنے یا خود سے اُس وقت تک ہاتھ قطعاً نہ کھولے) مطلوب کو ہاتھ دکھا کر واپس چلا آئے یا جہاں جی چاہے چلا جائے۔ اور نہ ہی مُڑ کر اس کی طرف دیکھے۔ وہ لازمی طور پر پیچھے پیچھے آئے گا۔ اور حاجت روئی کرے گا۔ ان شاء اللہ۔

سارق و مالِ مسروقہ کی نشاندہی کے اعمال و عملیات

عمل نمبر 1: صاحب **الفتح الکبیر** المعروف بہ **مجربات دیربی**ؒ فرماتے ہیں کہ! حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ! جو شخص (تازہ) وضو کر کے دو رکعت پڑھے اور پر یہ دعا پڑھے۔ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o اللھم رب الضالۃ و ھادی الضالۃ رد عَلَیَّ ضالتی بقدرتک و سلطانک فانھا من فضلک و عطائک.** تو رب متعال اُس کی گم شدہ چیز کو واپس پھیر لاوے گا۔ انشاء اللہ۔

عمل نمبر2: صاحب **الفتح الکبیر** المعروف بہ **مجربات دیربی**ؒ فرماتے ہیں کہ! بعض علماء فرماتے ہیں۔ کہ جس شخص کی کوئی چیز ضائع (گم) ہو جائے۔ تو اُسے چاہیئے کہ! صاحب عمل ہذا بحالت وضو رو بہ قبلہ مندرجہ ذیل اسمِ الٰہی اور آیہ کریمہ کو 119 مرتبہ اِس طرح پڑھے۔ کہ پہلے تین مرتبہ درودِ پاک، پھر اسم الٰہی 119 مرتبہ، پھر تین مرتبہ درود شریف پھر 119 مرتبہ آیتِ کریمہ پھر آخر میں تین مرتبہ درورِ پاک پڑھیں۔ تو حق تعالیٰ شانہ اُس شخص کی گم شدہ چیز کو پھیر لائے گا۔ انشاء اللہ۔ اور اُس کی خاطر اُس کی گمشدہ چیز کی ہمیشہ حفاظت کرے گا۔ ☆ اسمِ الٰہی یہ ہے۔ **یا حفیظ**۔

☆ اور آیتِ کریمہ یہ ہے۔ **انھا ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السموات او فی الارض یات بھا اللہ لا ان اللہ لطیف خبیرo** (سورہ لقمان۔ آیت 16) یہ عمل بالکل صحیح و کئی مرتبہ کا مجرب عمل ہے۔

عمل نمبر3: صاحب **الفتح الکبیر** المعروف بہ **مجربات دیربی**ؒ فرماتے ہیں کہ! جس شخص سے کوئی چیز ضبط کی جائے۔ یا زبردستی لے لی جائے۔ یا کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے۔ تو اُسے چاہیئے کہ! نماز عصر اس کے دروازے پر یا اس گھر کے دروازے پر جہاں سے وہ چیز لی گئی ہو۔ یا گم ہوئی ہو وہاں پر (نماز عصر) پڑھ کر **سورہ والسماء والطارق** ۔۔۔ 40 مرتبہ پڑھ لے۔ انشاء اللہ کے فضل و کرم اور اس عمل کی برکت سے وہ سارق (چور) یا چیز لے جانے والا مع اُس چیز کے جو لے گیا تھا۔ اُسی جگہ (یعنی اُس گھر کے دروازے پر) چیز لے کر واپس ضرور آئے گا۔ اس عمل کو مسلسل تین روز تک کریں۔ اس دوران یا تو چیز واپس آ جاوے گی۔ یا پھر صاحب عمل ہذا چور کو بحالت رویا دیکھ

لے گا۔ انشاءاللہ۔ اگر نہ دیکھے تو اپنے عمل میں غور کرے۔

عمل نمبر 4: صاحب **الفتح الکبیر** المعروف بہ **مجربات د یر بی** ؒ فرماتے ہیں کہ! ایک جماعت سلف صالحین سے مروی ہے۔ کہ! بروقت تلف (ضائع یا گم) ہونے کسی بھی چیز کے (اُس چیز کے واپس حصول کے لئے) سورہ والضحٰی لا تعداد مرتبہ پڑھا کرتے تھے۔ تو جو چیز اُن سے تلف ہو چکی ہوتی تھی۔ تو وہ واپس مل جایا کرتی تھی۔

عمل نمبر 5: صاحب **الفتح الکبیر** المعروف بہ **مجربات د یر بی** ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! جس شخص کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو۔ یا پھر اس کا غلام، کنیز یا گھر کا کوئی فرد بھاگ گیا ہو۔ تو چاہیئے کہ بروزِ جمعۃ المبارک بوقت ضحٰی (ساڑھے بارہ بجے سے ڈیڑھ بجے کے دوران) دو رکعت اس طرح سے پڑھے۔ کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی تین مرتبہ، اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورہ بقرہ کی آخری آیات (**آ من الر سول بما انزل** ۔۔۔۔ آخر تک) پڑھے۔ جب نماز سے فارغ ہو تو یہ دعا سو مرتبہ پڑھیں۔ **بسم اللہ الر حمٰن الر حیمo اللھم یا جامع العجا ئب یا رآدّ کل غا ئب یا جا مع الشتات یا من مقا لید الامور بیدہ . اجمع علٰی ضا ئعی** (اگر کوئی چیز گم ہوئی ہو تو **ضا ئعی** اگر کوئی شخص بھا گا ہو تو **فلاں بن فلانۃ**) **فلاں بن فلانۃ . لا جامع لی لہ الا انت فا نک علٰی کل شیء قد یر o** ۔ حاجت ضرور پوری ہو جائے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

عمل نمبر 6: صاحب **الفتح الکبیر** المعروف بہ **مجربات د یر بی** ؒ فرماتے ہیں کہ! جس شخص کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو۔ یا پھر اس کا غلام، کنیز یا گھر کا کوئی فرد بھاگ گیا ہو۔ تو چاہیئے کہ اِس آیتِ کریمہ کو بعد نماز عشاء ایک ہزار مرتبہ اِس طرح پڑھے۔ کہ اول و آخر 11-11 مرتبہ درودِ پاک پڑھے۔ آیتِ کریمہ یہ ہے۔ **بسم اللہ الر حمٰن الر حیم oالم تعلم ان اللہ یعلم ما فی السماء والارض ط ان ذٰلك فی کتٰب ط ان ذٰلك علی اللہ یسیرo** (سورہ حج آیت نمبر 70)

عمل نمبر 7: صاحب **الفتح الکبیر** المعروف بہ مجربات دیر بی ؒ فرماتے ہیں کہ! **حیرت و سر کشتگی** غلام گریختہ و دواب از دست رفتہ یا کسی بھی گم شدہ چیز کی بحالت رویا یا عالمِ بیداری اطلاع ہونے کا یہ بالکل صحیح و مجرب عمل ہے۔ اِن کلمات کو دن میں تین اوقات مقرر کر کے یک۔ ایک تسبیح پڑھنی ہے۔ (تین اوقات یعنی صبح، دوپہر اور رات) وہ کلمات یہ ہیں۔

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم o لا الـہ الا الـلہ بھا قامت السموات والارض . لا الہ الا اللہ بھا تکشف البلیات . لا الـہ الا الـلہ بھا یرد ما فات فاللہ خیر حا فظا وھوارحم الر ا حمین . اللھم یا جا مع الناس لیوم لا ریب فیہ اُر دد علٰی ضآ لّتی انک عـلٰی کـل شـیء قـد یر . یا بنی ا نھا ان تک مثقال حبۃ من خر دل فتکن فی صخرۃ او فی السموات او فی الارض یات بھا اللہ لا ان اللہ لطیف خبیرo ولا حول ولا قوۃ الا با للہ العلی العظیمo

عمل نمبر 8: صاحب **الفتح الکبیر** المعروف بہ **مجربات د یر بی** ؒ فرماتے ہیں کہ! بعض فوائد میں سے واسطے بیان وانکشافِ سارق کے یہ ہے۔ کہ! ایک قدح (کٹورہ) لے کر اُس کے اندریں پیندے میں سورہ اخلاص بمعہ تسمیہ متفرق حروف (جیسے کہ ب س م ال ل ہ ال ر۔۔۔۔) میں لکھیں۔ پھر جو لوگ متہم یا مشتبہ ہوں۔ اِن میں سے کسی کا نام مع والدہ متفرق کر کے لکھیں۔ اور پھر اُسی شخص (جس پر شک ہے اور جس کا نام لکھا گیا ہے) کے ہاتھ میں یہ کٹورا تھما دیں۔ بعد ازاں یہ عزیمت 11 مرتبہ پڑھیں۔

بسم ا لـلہ الر حمن الر حیم o اَقْسَـمْـتُ عَـلَـیْـکُمْ اَیَّتُھَا الْاَرْوَاحُ الرُّوحَانِیَۃُ الْعُلْوِیَّۃِ وَالسِّفْلِیَّۃِ وَخُدَّامُ ھٰذَاالْعَھْدِ الْـکَبِیْـرِ اَنْ تُـجِیْـبُـوْا دَعوَتِی وَتَقْضُوْا حَاجَتِیْ وَ تَتَوَکَّلُوْ ا (حـاجـت کـا نام) بِعِزَّۃِ بَرْھَتِیہِ 2کَرِیْرِ ۲تَتْلِیَۃٍ 2طُوْرَان2 مَزْجَلٍ 2بَزْجَلٍ 2 تَرْقَبْ 2 بَـرھَشٍ2 غَـلْمَشٍ 2خُوْطِیْرٍ 2 قَلْنَھُوْدٍ 2بَرْشَانْ 2 کَظْھِیْرٍ 2نَـمُوْشَلَخٍ 2بَرْھَیُوْلاً 2 بشکیلخ 2 قز مز 2 اَنْغَلْ لِیْطٍ 2 قَبْرَاتٍ 2 غَیَاھاً 2کِیْدَھُوْلاً 2 شَمْخَاھِرٍ 2 شَمْخَاھِیْر 2 شَمْھَاھِیْرٍ 2بکَھْطَھُوْ نِیْہٍ 2بَشَارِش 2 طُوْنَشٍ2 شَمْخَا بَارُوْحٍ2 بِحَقّ ھٰذَا العَھْدِ الْمَاخُوْذِ عَلَیْکُمْ یَا خُدَّام ھٰذِہِ الْاَسْمَآءُ اِلَّا مَا اَسْرَعْتُمُ الْاِنْقِیَادُ وَ الْاِنْـفَـاذُفِیْـمَـا تُـوْمَـرُوْن بِـہٖ فِـی وَقْـتِـی ھَـذٰا بِـہ بِـعِزَّۃِ ا للّٰہِ ا لعَزِ یزِ ا لْمُعتزِّ فِی عِزِّ عِزِّہ وَاَوْفُوْ بِعَھْدِاللّٰہِ اِذَا عٰھَدْتُّمْ وَلَاتَنْقُضُوْا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِھَا وَقَدْجَعَلْتُمُ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ کَفِیْلاً o (سورہ نحل نمبر 91)۔

پھر یہ آیہ و کلمات ایک سو مرتبہ پڑھیں۔

بسم ا للہ الر حمن الر حیم o اَینما تکونوا یات بکم اللہ جمیعا. ان اللہ علٰی کل شیء قدیر oالا ما حضر

تم و دور تم ھذا القد ح علیٰ اسم الاخذ بحق جبر آئیل و میکا ئیل و اسرافیل و عزرائیل و بحق میطظرون الوحا الوحا الوحا . العجل العجل العجل . الساعة الساعة الساعة.

چنانچہ اگر کٹورا تھامنے والا چور ہوگا۔ تو کٹورا اُس کے کف دست پر پھرنے لگے گا۔ اگر کٹورا نہ پھرا۔ تو وہ نام مٹا کر دوسرے شخص کا نام لکھ کر بالکل یہی طریقہ اختیار کریں۔ اور پھر یہی طریقہ اُن تمام افراد پر کریں۔ جن پر شبہ ہو۔ چور پکڑا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ بشرطِ کہ چور اُنھیں میں سے ہو۔

عمل نمبر 9: ایک یہ قسم عمل باریق ہے۔ جس کو عمل چھاگل بھی کہا جاتا ہے۔ کہ برائے امتحانِ سارق عمل ہذا مقرر ہے۔ طریقہ اِس عمل کا یہ ہے۔ کہ وہ اشخاص جن پر شبہ ہو۔ کہ اِن میں سے کوئی ایک چور ہے۔ اِن کے درمیان چھاگل (**بد ھنی**) رکھ دیں۔ اور اُن دونوں اشخاص کو کہہ دیں۔ کہ اِس بدھنی کو اپنی اپنی انگشتِ سبابہ سے زمین سے قدرے اوپر اُٹھالیں۔ پھر اس چھاگل پر ایک مشبہ شخص کا نام لکھیں۔ اور **سورہ یٰسین** کو (شروع سے لے کر **وجعلنا من المکر مین o** تک) 11 مرتبہ پڑھیں۔ اگر چھاگل نے گردش کی۔ تو وہی چور ہے۔ بصورت دیگر پھر دوسرے شخص کا نام لکھیں۔ اور دوبارہ 11 مرتبہ سورہ یٰسین شریف کو (شروع سے لے کر **وجعلنا من المکر مین o** تک) پڑھیں۔ اگر چھاگل نے گردش کی۔ تو وہی چور ہے۔ اگر اب کی بار بھی چھاگل میں کسی قسم کی حرکت نہ ہوئی۔ تو مزید دو اشخاص کے ساتھ یہی معاملہ کریں۔ اگر چور وہاں پر ہوگا۔ تو لازمی چھاگل اُس کی باری پر گردش کرے گا۔ انشاء اللہ۔ یاد رہے۔ کہ یہ عمل بارہا کا مجرب عمل ہے۔ یہ عمل سو فیصدی درست و مجرب عمل ہے۔

عمل نمبر 10: بعض فوائد سے برائے اظہار و نشاندہی سارق یہ عمل مجربات میں سے ہے۔ کہ! جب آپ کا ارادہ اِس عمل کے کرنے کا ہو۔ تو ایک سفید کاغذ پر **سورہ یٰسین شریف** کو **یبصرون o** تک لکھیں۔ **سورہ النساء** کو **مقیتا o** تک لکھیں اور **سورہ جِن** آخر تک لکھیں۔ (تینوں سورتوں کو تسلی کے ساتھ بلا اعراب لکھیں) پھر اِس کاغذ کو ایک قربہ (مشکیزہ) کے اندر رکھیں۔ پھر اُن چور اشخاص (**مشتبہ متھمین افراد**) کے نام مع والدہ ایک ایک علیحدہ کاغذ پر لکھ کر ڈالتے جائیں۔ پھر اِس مشکیزے میں ستر مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر یوں کہیں۔ **اللھم انی اسئلك بما ارسلت ھذا ان تنفخ بطن ھذا السارق والسارقة کما نفخت ھذہ القربة**۔ یاد رہے۔ کہ ہر مرتبہ آیت الکرسی کے بعد یہ کلمات لازمی کہیں۔ اور پھر مشکیزے کے اندر یں پھونک مارتے رہیں۔ آپ محوِ حیرت رہ جائیں گے۔ کہ جن اسماء کو مشکیزے میں ڈالا گیا ہے۔ اگر چور اُنھیں میں سے ہوا۔ تو اُس کا بدن بھی پھول جائے گا۔ باذن اللہ تعالیٰ۔

عمل نمبر 11: صاحب **الفتح الکبیر** المعروف بہ **مجربات دیربیؒ** فرماتے ہیں کہ! بعض فوائد میں سے واسطے بازیافت مسروقہ مال واپس لانے یا واپس آنے اور یا پھر واپسی گریختہ و گم شدہ کے واپس آنے کا یہ درست طریقہ ہے کہ!

سورہ **والسماء والطارق .. علیٰ رجعہ لقادر o** تک۔ سات مرتبہ پڑھیں۔ بعد ازاں یہ کلمات بھی سات مرتبہ پڑھیں۔ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o اللھم یا حافظ لا تنسیٰ ویامن نعمہ لا تحصیٰ انک قلت و قولک الحق المبین . انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون . احفظ علیٰ نفسی و ضالتی**۔ بعد ازاں یہ آیہ کریمہ بھی سات مرتبہ پڑھیں۔ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o فاللہ خیر حافظا و ھو ارحم الراحمین o** بعد ازاں یہ آیہ کریمہ بھی سات مرتبہ پڑھیں۔ **سورہ والضحیٰ** (**ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ o** تک)۔ انشاء اللہ تعالیٰ مالِ مسروقہ یا گریختہ یا گم شدہ کو رب متعال واپس پھیر لاوے گا۔

عمل نمبر 12: صاحب **مجربات دیربیؒ** فرماتے ہیں کہ! بعض فوائد میں سے ہے۔ کہ اِن آیات کو روٹی پر لکھ کر اُن لوگوں کو کھلایا جاوے۔ جو متہم و مشتبہ بسرقہ ہوں۔ باذن اللہ تعالیٰ سارق کو روٹی تناول کرنے پر قطعاً قدرت حاصل نہ ہو سکے گی۔ باقی لوگ بآسانی روٹی کھالیں گے۔ لیکن چور وہ روٹی کھانے سے عاجز رہے گا۔ یعنی کہ لقمہ چور کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا باذن اللہ۔ وہ آیات یہ ہیں۔

☆ **واذا قتلتم نفسا فادرء تم فیھا ۔ واللہ مخرج ما کنتم تکتمون o** (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر 72)

☆ **یتجرعہ ولا یکاد یسیغہ ویاتیہ الموت من کل مکان وما ھو بمیت . ومن ورآئہ عذاب غلیظ o** (سورہ ابراہیم۔ آیت نمبر 17) **الا یسجدوا لِلہ یخرج الخبء فی السموات والارض ویعلم ما تخفون وما تعلنون o** (سورہ نمل۔ آیت نمبر 25) **وبالحق انزلنہ وبالحق نزل ۔ o** (سورہ بنی اسرائیل۔ آیت نمبر 105) اور یہ درودِ پاک بھی لکھیں۔ **و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ الہ و صحبہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا**۔

عمل نمبر 13: صاحب **الفتح الکبیر** المعروف بہ **مجربات دیربیؒ** فرماتے ہیں کہ! بعض فوائد سے واسطے بیان و نشاندہی سارق و مال مسروقہ کے حصول کے لئے یہ عمل بھی نہایت درست ثابت ہوا ہے۔ ایک موٹی چار گوشوں والی ایسی آہنی میخ بنوائیں۔ جس کا سر چار گوشے کا (چورس) ہو۔

☆ ایک گوشے پر یہ لکھیں۔ **یٰس ۔ والقرآن الحکیمo** ☆ دوسرے گوشے پر یہ لکھیں۔ **صٓ والقرآن ذی الذکرo** ☆ تیسرے گوشے پر یہ لکھیں۔ **قٓ والقرآن المجیدo**

☆ چوتھے گوشے پر یہ لکھیں۔ **حٰمٓ عٓسٓقٓ .ھذا یوم لا ینطقون o ولا یؤذن لھم فیعتذرون o** (سورہ مرسلات۔ آیت نمبر 35-36) اِس عمل کے بعد مشتبہ و متہم بسرقہ افراد کو حکم دیں۔ کہ اِس آہنی میخ کے اردگرد دائرہ بنا کر مؤدب بیٹھ جائیں۔ اب صاحب عمل کو چاہیئے کہ! ایک مرتبہ سورہ ملک پڑھے۔ پھر میخ پر ایک ضرب لگائے۔ پھر ایک مرتبہ سورہ ملک پڑھے۔ پھر میخ پر ایک ضرب لگائے۔ اِسی طرح آٹھ مرتبہ سورہ پڑھنی ہے۔ اور آٹھ ضربات لگانے کے بعد اُن مشتبہ و متہم بسرقہ افراد کو کھڑا ہونے کا حکم دیں۔ جو سارق (چور) ہوگا۔ وہ قطعاً کھڑا نہیں ہو سکے گا۔ باذن اللہ تعالیٰ۔ یاد رہے۔ کہ پہلے سورہ پڑھنی ہے پھر ضرب لگانی ہے۔ جب چور کا پتا چل جائے۔ تو میخ کو زمین سے با احتیاط اُکھاڑ لیں۔ کیونکہ جب تک میخ زمین میں پیوست رہے گی۔ چور اُٹھ نہیں سکے گا۔ اِس عمل کو حضرت علامہ السیوطی الشافعیؒ نے اپنی کتاب **الطب والحکمۃ** میں بھی ذکر کیا ہے۔

عمل نمبر14: صاحب **الطب والحکمۃ** المعروف بہ **مجربات سیوطیؒ** فرماتے ہیں کہ! جس کسی کی کوئی چیز چوری ہوگئی ہو اور اِس کو معلوم نہ ہو کہ کس نے چرائی ہے؟ تو اِن حروف واعداد کو لکھ کر اپنے بالیں پر زیرِ گوش رکھ کر سو جائیں۔ انشاءاللہ سارق کو اپنے خواب میں ضرور دیکھیں گے۔ یہ عمل بارہا تجربے میں سو فیصدی درست ثابت ہوا ہے۔ وہ حروف واعداد یہ ہیں۔

ء ۔ا ۔ح ۔ح ۔ح ۔ا ۔ا ۔ا ۔ح ۔ھ ۔ھ ۔ا ۔۲ ۔۲ ۔۲ ۔ا ۔۲ ۔ا ۔ا ۔ا ۔۷ ۔۸ ۔ا ۔ا ۔ط ۔ح ۔ا ۔ھ ۔

عمل نمبر15: صاحب **الفتح الکبیر** المعروف بہ **مجربات دیربیؒ** فرماتے ہیں کہ! جس کسی کی کوئی چیز چوری ہوگئی ہو اور اِس کو معلوم نہ ہو کہ کس نے چرائی ہے؟ تو اِن حروف واعداد کو لکھ کر اپنے بالیں پر زیرِ گوش رکھ کر سو جائیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ سارق کو اپنے خواب میں ضرور دیکھیں گے۔ یہ عمل بارہا تجربے میں سو فیصدی درست ثابت ہوا ہے۔ وہ حروف واعداد یہ ہیں۔

ھ ۔ ح ۔ھ ۔ ٦ ۔ھ ۔ عد ۔ ٤ ۔

عمل نمبر16: صاحب **الطب والحکمۃ** المعروف بہ **مجربات سیوطیؒ** فرماتے ہیں کہ! مرغی کے انڈے پر سورہ ملک کی یہ آیات لکھیں۔ **بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o تَبٰرَکَ الَّذِیۡ بِیَدِہِ الۡمُلۡکُ ز وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ نِ oا لَّذِی خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ط وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡغَفُوۡرُ o الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ط مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ط فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ لا ھَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ o ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ کَرَّتَیۡنِ یَنۡقَلِبۡ اِلَیۡکَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّھُوَ حَسِیۡرٌ" o** پھر اِس انڈے پر روغن لگا کر کسی نابالغ لڑکے کو دے کر اُسے کہیں۔ کہ انڈے میں بغور دیکھے۔ صاحب عمل سورہ یٰسین پڑھتا رہے۔ وہ بچہ چور کا تمام حال بیان کر دے گا۔ باذن اللہ تعالیٰ۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

عمل نمبر17: کئی کتب میں لکھا ہوا دیکھا گیا ہے۔ کہ اگر کسی کی کوئی چیز گم یا چوری ہوگئی ہو۔ تو ایسے شخص کو یا اِس کے جملہ گھر والوں کو چاہیئے۔ کہ دن میں پانچ مرتبہ **سورہ یٰسین** کو تعوذ (اعوذ باللہ۔۔۔) کے ساتھ پڑھیں۔ مگر یاد رہے کہ سورہ سے پہلے تسمیہ (بسم اللہ۔۔۔) نہیں پڑھنی۔ بلکہ تعوذ کے بعد سورہ یٰسین مکمل پڑھ کر دوبارہ تعوذ و سورہ یٰسین پڑھنا شروع کر دیں۔ اور گھر کے تمام افراد ایک دائرہ بنا کر انفرادی طور پر پانچ مرتبہ سورہ یٰسین مع تعوذ پڑھ کر یہ دُعا سو مرتبہ پڑھیں۔ **یا جامع الناس لیوم لا ریب فیه۔ یا جامع یا جامع یا جامع۔** اِس عمل کی برکت سے اُسی دن ورنہ تین یوم میں مالِ مسروقہ کی اطلاع بہرصورت مل جائے گی۔ انشاءاللہ۔ اگر تین ایام میں اطلاع نہ ملی تو سمجھیں۔ کہ پڑھائی صحیح طریقے سے نہیں کی گئی۔ اگر گھر کے افراد قرآنِ پاک پڑھے ہوئے نہ ہوں۔ تو ایک دائرہ بنا کر فقط اسم الٰہی **(یَا جَامِعُ)** کو مسلسل و بلا تکرار پڑھتے رہیں۔ کیونکہ اس اسم کے پڑھنے سے بھی اُسی دن ورنہ تین یوم میں مالِ مسروقہ کی اطلاع بہرصورت مل جائے گی۔ انشاءاللہ۔ یہ عمل بارہا کا مجرب المجرب اور مستند عمل ہے۔

علم النفس (علمِ سر و دھا)

عجیب وغریب علم ''علمِ نفس'' (سر و د ھا):

ویسے تو اس علم پر تمام مذاہب وملت کے لوگوں نے کام کیا ہے۔ اس علم کو جس طریقے سے پاک و ہند کے بزرگ اور کامل ولی اللہ جناب حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ اور نامور عالم اور استاد العاملین جناب علامہ شفق رامپوری صاحب نے بیان فرمایا ہے۔ اتنی باریک بینی سے اس علم کی تحقیق باقی لوگ نہ کر سکے۔ اور علامہ شفق رامپوری صاحب ہی کی تحقیق کو موجودہ دور کے علماء اور عاملین سند قرار دیتے ہیں۔

میں کسی بات کا خوگر نہیں   صرف عادت ہے سانس لینے کی

عربی میں اس علم کو علم النفس اور ہندی میں علم سرودھا کہتے ہیں۔ اس علم میں ناک کے ذریعے سانس یعنی تنفس کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔ سانس ناک کے دونوں نتھنوں سے کم وبیش ہر وقت جاری رہتا ہے۔ اصطلاحِ علم روحانیت اور علم النفس میں سانس کو نتھنوں کے ذریعے لینے کے عمل کو **سُر** کہتے ہیں۔

اقسام نفس :

اقسام علم النفس میں سر کی تین اقسام پائی جاتی ہیں۔ **شمسی** (پنگلا) **قمری** (ایڑا) **متساویہ** (سکھمنا)

شمسی سر (یعنی پنگلا): جب دائیں نتھنے سے سر جاری ہو۔ تو اس سر کو شمسی سر یا پنگلا کہیں گے۔

قمری سر (یعنی ایڑا) : جب بائیں نتھنے سے سر جاری ہو۔ تو اس سر کو قمری یا ایڑا کہیں گے۔

متساویہ سُر (یعنی سکھمنا): جب دونوں نتھنوں سے سانس جاری ہو۔ تو اس مجموعی سر کو متساویہ یا سکھ منا کہتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رہے۔ کہ جس نتھنے سے سانس زیادہ آ رہی ہے۔ اسے نفس جاری یا چلتا ہوا سر کہتے ہیں۔ اور جس نتھنے سے سانس کم آ رہی ہو اس کو بند سر کہیں گے۔

علم نفس کا سیکھنے والا شخص اگر نتائج پر توجہ رکھے۔ تو وہ قدرت کے بہت سارے سربستہ رازوں سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ مختلف امور کے نتائج اور آئندہ وقوع پذیر ہونے والے واقعات سے قبل از وقوع بآسانی آگاہ ہوا جا سکتا ہے۔ یہ علم ایک بدیہی علم ہے۔ اس علم میں بقیہ علوم کی طرح وہم گمان یا شکوک وشبہات کا شائبہ تک نہیں۔ بلکہ اس علم کے واضح قوانین ونتائج **اظہر من الشمس** عیاں ہیں۔ معائنہ کر کے مشاہدے کے ساتھ دیکھے جا سکتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا واقعی ہماری زندگی کا دارومدار سانس پر ہی موقوف ومنتہی ہے۔ کہ ہم اپنے دنیاوی امور ومعمولات کی اچھائی یا برائی کی جانچ پڑتال کرنے کے محتاج ہوں۔ اور کیا علم النفس کو قدرت الٰہیہ نے اس قدر مایہ حیات بنایا ہے۔ کہ مختلف امور کی سعادت ونحوست کو سانس پر ہی موقوف رکھا جائے۔ کہ اگر ہمارا کام بنا یا بگڑا۔ تو اس میں سانس ہی کی کارستانی ہے۔ یعنی کہ سانس کو دنیاوی امور پر منضبط کرنا ایک علم یا زینت کلام کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ یعنی کہ ایک بے بنیاد حقیقت پر ریت کی عمارت کھڑی کر دی گئی۔ اس ضمن میں علامہ شفق رامپوری صاحب رقمطراز ہیں۔ کہ میں ان تمام امور، سوالات وخدشات کے تناظر میں صرف تین انتہائی مضبوط ومستحکم دلائل پیش کرتا ہوں۔ جس کے بعد یہ بات روز روشن کی طرح واضح ودرخشاں ہو جائے گی۔ کہ سانس علاوہ مایہ حیات ہونے کے سر قدرت کا ایک معمور وواضح خزانہ بھی ہے۔ اور اپنے اندر ایسی ایسی حقیقت کے راز سموئے ہوئے پنہاں ہے۔ کہ جن کو دیکھ کر، محسوس کر کے یا مشاہدہ کر کے صنعت الٰہیہ پر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے۔

ہر قدم کہتا ہے تو آیا ہے جانے کے لئے   منزل ہستی نہیں ہے دل لگانے کے لئے
سانس کی ترکیب پر مٹی کو پیار آ ہی گیا   خود ہوئی قید اس کو سینے سے لگانے کے لئے

1۔ اول دلیل تو یہ ہے۔ کہ کائنات کا ذرہ ذرہ وابستہ گردش سیارگان ہے۔ جیسے کہ یہ بات واضح ہے۔ کہ سیارگان کی نقل وحرکت، گردش ورفتار زمین پر منعکس ہونے سے رات ودن کا تغیر وتبدل، گرمی وجاڑا یعنی موسمی تبدیلیاں، پھلوں وپھولوں کا رنگ وروپ، زمین پر مختلف انواع واقسام کے فصلات کا اگنا وپکنا اور خشکی وغیرہم یہ سب انقلابات وحرکات اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ لاتعداد سیارگان کی حرکت وگردش ہی سے منسوب ہیں۔ اس پر زیادہ دلیل کی ضرورت نہیں۔ کہ اجرام فلکی مخفی واعلانیہ طریق پر کرۂ ارضی کے ذرہ ذرہ کو بذریعہ کشش مادی اپنے عمل واثر کی آماجگاہ بنا چکے ہیں۔ جس طرح کائنات ارضی کے تمام اجزاء اثرات سیارگان سے اثر پذیر ہیں۔ اسی طرح نفس بھی اجرام فلکی کے اثرات سے قطعاً خالی نہیں۔

2۔ دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ ناک کے سوراخوں کی دو ہونے کی تقسیم بھی قدرت الٰہیہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ ورنہ سانس تو ایک نتھنے سے بھی لیا جا سکتا ہے۔ اور ناک کے ماسواء منہ سے بھی سانس لیا جا سکتا ہے۔ یعنی کہ نتھنوں کا دو۔ دو ہونا، سانسوں کا باری باری ایک یا دونوں نتھنوں سے لیا جانا بھی علم النفس یعنی سانس ہی کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ سانس ہے۔ تو زندگی کا چانس ہے۔

3۔ تیسری دلیل جو کہ بہت قوی و مستحکم ہے۔ وہ یہ کہ اگر کوئی مشاہدہ کرے۔ کہ سانس بھی ایک نتھنے سے کبھی دوسرے نتھنے سے آتی اور جاتی ہے۔ یعنی اسی طرح شمس و قمر کی رفتار و گردش کی طرح نتھنوں سے سانس کا عمل بھی تبدیل ہوتا رہتا ہے۔

جا کی پونجی سانس ہے جھٹ آئے جھٹ جائے
واہ کو ایسا چاہیے کہ رہے نام لو لگائے

بہر حال اِسی ضمن میں چند مشاہدات زیرِ تحریر ہیں۔ جن سے علم النفس کی سچائی بالکل واضح ہو جائیگی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

مثلاً قمری سر قمر سے اور شمسی سر سورج سے مشتق و منسوب ہے۔ جب سر شمسی سے قمری کی طرف منتقل ہو رہا ہوتا ہے۔ انسانی جسم ٹھنڈا اور سرد ہو رہا ہوتا ہے۔ چونکہ قمری سر سرد ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے اثر سے جسم میں بھی ٹھنڈک پیدا ہو جاتی ہے۔

اور جب سر قمری سے شمسی سر کی جانب منتقل ہو رہا ہوتا ہے۔ تو جسم میں گرمی ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ چونکہ شمس گرم ہے۔ اور حرارت اس کی طبیعت اور فطرت کا لازمی جزو ہے۔ اس طرح آپ آزمائیں۔ کہ بخار کی شدت میں شمسی سر چلتا ہے۔ جبکہ مالیخولیا، دیوانہ پن، ہذیان، اور جنون یہ تمام حالیتں جب بھی زوروں پر ہوں گی۔ تو اُس وقت قمری سر چل رہا ہوگا۔

یہ بھی قانون ہے۔ کہ سانس دو گھنٹے سے زیادہ ایک سر میں نہیں چلتی۔ البتہ جب کوئی حادثہ ہونے والا ہوگا۔ تو سانس 3، 4 گھنٹے تک تبدیل نہ ہو گی۔ لہذا یہ بات بھی یاد رہے۔ کہ اگر مسلسل کئی گھنٹوں تک سانس ایک ہی سر میں چلتی رہے۔ تو یہ ایک واضح علامت و دلیل ہے۔ کہ! یقیناً کچھ نہ کچھ ہونے ہی والا ہے۔

علم النفس کے ذریعے اسلامی تاریخ کا معلوم ہونا:

علم النفس کے ذریعے اسلامی تاریخ کو بھی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ سانس کی رفتار کا منضبط قانونِ قدرت یہ ہے۔ کہ قمری ماہ کی پہلی تاریخ کو آفتاب نکلتے وقت بایاں سر چلتا ہوگا۔ اور یہ تین دن تک برابر طلوع آفتاب کے وقت رہے گا۔ لہذا اگر کوئی بھی شخص رویت ہلال کے سلسلے میں شائبہ کا شکار ہو۔ تو اسے چاہیے۔ کہ وہ صبح سورج نکلتے وقت بغور مشاہدہ کرے۔ کہ کون سا سر جاری ہے۔ اگر تو دایاں سر جاری ہے۔ تو اس کا مطلب ہے۔ کہ چاند ہو گیا۔ اگر داہنا سر جاری نہ ہو۔ تو یقیناً چاند نہ ہوا۔ بہر حال علم النفس کے قاعدے کے مطابق ہر تین دن کے بعد طلوع آفتاب کے وقت شمسی سر، قمری سر میں تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ اس حساب سے قمری و شمسی تاریخیں حسب ذیل ہوں گی۔

قمری سر کی تاریخیں	1	2	3	7	8	9	13	14	15	19	20	21	25	26	27
شمسی سر کی تاریخیں	4	5	6	10	11	12	16	17	18	22	23	24	28	29	30

اوقات نفس:

علم النفس کی بنیاد قمری تاریخوں (یعنی کہ چاند کی تاریخوں) میں دو اقسام پر منقسم ہے۔ عروج ماہ اور زوال ماہ۔ عروج ماہ یعنی چاندنی راتیں، کہ جن کو ہندی میں شکل پکش کہتے ہیں۔ اور زوال ماہ یعنی جن راتوں میں چاند گھٹتا ہے۔ کو ہندی میں کرشن پکش کہتے ہیں۔ یکم سے شب چودہ تک عروج ماہ اور پندرہ سے اٹھائیس تک زوال ماہ کا زمانہ ہوتا ہے۔ اور سانس ہر گھنٹے میں کم و بیش دو۔ دو گھنٹے تک ہر ایک نتھنے میں رہتا ہے۔ لہذا!

اب چاند کی تاریخوں کا حساب رکھیں۔ اور روزانہ طلوع آفتاب کے وقت دیکھ لیا کریں۔ کہ موافق یا مخالف سر چل رہا ہے۔ یعنی اگر معینہ و مذکورہ سر کے مطابق سر چل رہا ہے۔ تو سمجھ لیں۔ کہ آج کا دن بے غل و غش گزرے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ اور کوئی بھی ایسا واقعہ یا حادثہ وقوع پذیر نہ ہوگا۔ جس سے طبیعت میں اضمحلال و بے چینی ہو۔

گرفت بر علم النفس :

اگر کوئی شخص علم النفس میں ماہر ہونا چاہتا ہو۔ تو اسے زیادہ سے زیادہ پینتیس سے چالیس ایام تک روزانہ (ہر) دو۔ دو گھنٹے بعد وقتاً فوقتاً محنت کرنا پڑے گی۔ پہلے تو تواریخ از بر کر لی جائیں۔ تو بعد ازاں طلوع آفتاب کا وقت روزانہ تحقیق کر لیا جائے۔ پھر آپ کو کسی کتاب یا امتحان کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اور آپ ماہر (علم النفس) ہو چکے ہوں گے انشاءاللہ۔

اپنی منشاء سے سروں کی تبدیلی :

کچھ طریقے ایسے بھی ہیں ۔ کہ ہم چلتے ہوئے سر کو قاعدے اور نظام کے تحت اپنی مرضی سے ڈھال سکیں ۔ قاعدے بالکل آسان ہیں ۔ کوئی بھی شخص جب چاہے اپنا سر تبدیل کر سکتا ہے ۔

1 ۔ جس سمت کا سر چلانا مقصود و منظور ہو ۔ اس کے مخالف سمت لیٹ جائے ۔ مثلاً اگر داہنا سر چل رہا ہے ۔ اور چاہت و خواہش بائیں سر چلانے کی ہو ۔ تو داہنے پہلو پر لیٹ کر دائیں کان کو انگلی سے بند کر دو ۔ اور داہنی بغل کو سکیڑ لو اور داہنے نتھنے کو بھی روئی سے بند کر دو ۔ اور بائیں نتھنے سے خوب زور سے ہوا خارج کر کے چار پانچ منٹ تک یہ مشق کرنے کے بعد کھلا نتھنا یعنی داہنا والا بند ہو جائے گا ۔ اور بند نتھنا یعنی بایاں نتھنا جاری ہو جائے گا ۔ انشاء اللہ ۔

2 ۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے ۔ کہ بیت الخلاء (Toilet) میں جا کر بیٹھ جائیں ۔ اب آپ جس نتھنے کو بند کرنا چاہیں ۔ اس طرف کے پاؤں پر زور دے کر بیٹھیں ۔ اور جس طرف کا سر تبدیل کرنا مقصود ہو ۔ اس طرف کا پاؤں کھڑا کر لیں ۔ یعنی کہ صرف پاؤں کی انگلیاں ہی قدمچہ پر ٹکی رہیں ۔ پاؤں کا باقی حصہ زمین سے اٹھا کر اجابت کریں ۔ تو فوراً وہ نتھنا بند ہو جائیگا ۔ جس پر زور دیا گیا تھا ۔ اور جس طرف کے پاؤں کو کھڑا کیا گیا تھا ۔ اس طرف کا نتھنا فوراً کھل جائیگا ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

سروں کی اچانک تبدیلی اور اِس کے اثرات :

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے ۔ کہ سانس تبدیل ہو کر سابقہ سر کی طرف عود کر جاتی ہے ۔ جہاں سے اسے پلٹا یا گیا تھا ۔ اسی لئے احتیاط کرنی چاہئے ۔ کہ سانس پلٹ نہ جائے ۔ اس کے واسطے 10 سے 15 منٹ تک کا وقفہ کافی ہے ۔ اب ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے ۔ کہ کیا سر کی تبدیلی سے حادثہ رونما ہی نہیں ہوگا ۔ تو اسکا جواب یہ ہے ۔ کہ صبح اٹھ کر ہمیں معلوم ہوا ۔ کہ آج طلوع آفتاب کے وقت جس سر کو قاعدہ کے مطابق چلنا چاہیئے تھا ۔ وہ نہیں چل رہا ۔ تو یہ علامت کسی مصیبت یا حادثے کی خبر ہو سکتی ہے ۔ اب ہم نے قاعدہ کے مطابق سانس کو تبدیل کر لیا ۔ یعنی کہ موافق سر چلا دیا ۔ تو اس سے آنے والے واقعہ مصیبت یا حادثے اگر رونما ہو بھی گیا ۔ تو اس کی شدت میں 90% تک کمی آ جائے گی ۔ اور اس حادثہ کی اہمیت انتہائی کم ہو جائیگی ۔ بہر حال علم النفس پر کچھ دن کی محنت شاقہ کے بعد نِت نئی باتوں کا بھی انکشاف ہونے لگتا ہے ۔ کہ کیا بہتر ہے اور کیا غلط ؟ کب کب ، کیا کیا جائے ؟ کسی سے ملیں یا نہ ملیں ؟ وغیرہ ۔ ۔ ۔ سر کے اوقات میں کیا کیا کام کرنے چاہیے ۔ اِس کی تفصیل یہ ہے ۔

شمسی سُر کے اوقات کے اُمور :

جب شمسی سر چل رہا ہو ۔ تو یہ کام کرنا مفید ہوں گے ۔ حجامت بنوانا ۔ مکان کا توڑنا ۔ درختوں کا کاٹنا یا درخت کی شاخوں کا توڑنا ۔ عمل عداوت کرنا ۔ باہمی تفرقہ ڈلوانا ۔ سفلی عمل کرنا یا پڑھنا ۔ کسی کو دھوکا یا فریب دینا ۔ کسی کو مرتبہ سے گرانا ۔ جوا کھیلنا ۔ شکار کھیلنا ۔ شراب پینا ۔ کشتی لڑنا ۔ کسی کام کو روکنے کی کوشش کرنا ۔ کسی کو برے کام کی رغبت دلانا ۔ بیوی کو طلاق دینا ۔ کسی کو نقصان دینے کی خاطر مقدمہ کرنا ۔ یہ تمام امور زوال ماہ کی اندھیری راتوں میں کرنے چاہئیں ۔ کیونکہ زوال ماہ میں ہفتہ ، اتوار یا منگل کو ان کے اثرات میں اور بھی زیادہ تیزی آتی ہے ۔ (دنیائے عملیات میں بھی منفی اُمور زوال ماہ میں کئے جاتے ہیں)

تجربات سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے ۔ کہ زوال کا تیسرا وقت یعنی غروب آفتاب سے 15 سے 20 منٹ پہلے سے غروب آفتاب تک مسمریزم ، ہپناٹزم ، تصور و یکسوئی کی مشقیں بہت جلد پختہ ہوتی ہیں ۔ اور اگر اس وقت مطلوب کی تسخیر کا تصور کیا جائے ۔ تو چند یوم میں یقینی کامیابی نصیب ہوتی ہے ۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے ۔ کہ جب خوشی ، دولت ، فارغ البالی اور نفع کی بات ہوگی ۔ تو اس وقت قمری سر چل رہا ہوگا ۔

اور جب رنج ، ملال ، دکھ ، بیماری وغیرہ کی بات ہوگی ۔ تو شمسی یا متساویہ سر چل رہا ہوگا ۔ علم النفس کے ماہرین نے یہ وطیرہ بنایا ہوا ہے ۔ کہ جب وہ صبح جاگتے ہیں ۔ تو وہ لیٹے لیٹے نتھنوں پر ہاتھ رکھ کر معلوم کر لیتے ہیں ۔ کہ جس طرف کا سر چل رہا ہو ۔ اس طرف کی ہتھیلی چوم کر چہرے پر خوب پھیرتے ہیں ۔ اور پھر اسی ہتھیلی کو چوم کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں ۔ اور جب گھر سے وہ والا قدم نکالو ۔ جس طرف کا نتھنا بند ہو ۔ اِس لئے وہ دن ان کا نہایت خوشی اور سعادت میں گزرتا ہے ۔ یہ بھی مجربات میں سے ہے ۔

قمری سُر کے اوقات کے امور :

قمری سر چلتے وقت یہ کام مفید کرنا ہوں گے۔ کنواں کھدوانے۔ باغ لگانے۔ دوکان کا افتتاح کرنے۔ بچے کو سکول مدرسہ وغیرہ داخل کروانے۔ کوئی نیا ہنر یا کام سیکھنے یا سیکھانے۔ ملازمت کرنے۔ بچوں کا نام رکھنے۔ روپیہ بینک میں جمع کرانے۔ یا حفاظت کے لئے صندوق یا بٹوا میں رکھنا۔ جائیداد خریدنا۔ جانور خریدنے۔ کھیت میں بیج ڈالنا۔ اور اگر یہ تمام امور عروج ماہ کی چاندنی راتوں میں اور پیر جمعرات و جمعہ کے ایام میں سرانجام دیئے جائیں۔ تو اثر بہت زیادہ ہوگا۔ (دنیائے عملیات میں بھی مثبت اُمور عروجِ ماہ میں کئے جاتے ہیں)

مُتساویہ سُر کے اوقات کے امور :

متساویہ سر چلتے وقت یہ امور سرانجام دینا مفید ثابت ہوگا۔ افسروں اور حاکموں سے ملاقات کرنا۔ کوئی مکان سکول ہنر یا عبادت گاہ بنانا۔ شادی بیاہ کرنا، ۔ نئے کپڑے پہننا۔ متبرک ومقدس مقامات کی سیر کرنا وغیرہ۔ دن منگل کا بہتر ہوتا تھا۔ یہ بھی یاد رہے۔ کہ بوقت ضحوائے کبرٰے یعنی زوال کے تین اوقات میں جب سجدہ جائزہ نہیں۔ ان اوقات میں کسی بھی نیک و بد کام کا آغاز نہ کیا جائے۔ ورنہ بجائے فائدے کے عظیم نقصان ہونے کا احتمال ہے۔

کسی سے کوئی کام نکلوانا :

اسی طرح سے اگر کوئی شخص کسی حاکم یا کسی بندے سے کوئی حاجت یا غرض رکھتا ہو۔ تو ایسے شخص کو چاہیئے۔ کہ وہ اس شخص کو اپنے بند نتھنے والی طرف رکھے۔ اور دو تین منٹ کے توقف کے بعد اس سے ہم کلام ہو۔ تو وہ شخص یقینی طور پر آپ کا نہ صرف ہم خیال اور طرف دار ہوگا۔ بلکہ آپ اس سے جو بھی بات کریں گے۔ وہ لازمی طور پہ مان لے گا۔ اور آپکی حاجت و غرض کو بھی حسب منشاء پورا کرے گا۔ انشاء اللہ۔

اور اگر صورت حال ایسی ہو۔ کہ آپ اس شخص کو اپنے بند نتھنے کی طرف نہ بٹھا سکتے ہوں۔ یعنی کہ صورت حال کچھ اس قسم کی بن گئی ہے۔ کہ عامل کا سر دایاں چل رہا ہے۔ اور وہ شخص بھی داہنی طرف بیٹھا ہوا ہے۔ اور عامل اس شخص کو بند سر کی طرف منتقل بھی نہیں کرسکتا۔ تو ایسی صورت میں تم اپنا داہنا سر کسی بھی طرح بند کر دو۔ ظاہر ہے۔ کہ سانس روکنے کی کچھ تکلیف تو ضرور ہو گی۔ اور سانس منہ سے لینا پڑے گا۔ تو اس وقت عامل اپنی بات اس شخص سے منوا لے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

زوجہ کو قابو میں لانا:

اکثر اوقات یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ کچھ لوگ اس بات کا رونا روتے ہیں۔ کہ انکو اپنی بیوی پر قدرت حاصل نہیں۔ بیوی قابو میں نہیں۔ بات نہیں سنتی مانتی۔ اور اس پر فتح و قدرت حاصل نہیں۔ تو اس پر فتح حاصل کرنا علم لنفس کا یہ عمل بہت زبردست اور بارہا کا مجرب و تیر بہدف عمل ہے۔ ترکیب عمل اس کی یہ ہے۔

جب بیوی ایام ماہواری سے فارغ ہو۔ اور وہ غسل کرے۔ تو مرد اس بات کا بغور مشاہدہ کرے۔ جب رات میں مرد کا شمسی اور عورت کا قمری سر چل رہا ہو۔ اگر اس وقت مباشرت کی جائے۔ تو مرد یقینی طور پر نہ صرف عورت پر فتح اور غلبہ پائے گا۔ بلکہ بیوی ہمیشہ شوہر کی تابع فرمان ہوگی۔ یہ یاد رہے۔ کہ لازمی نہیں۔ کہ جس دن عورت ایام ماہوری سے پاک ہو۔ اسی رات ہی قربت کی جائے۔ مطلوبہ نتائج حاصل ہوں گے۔ بلکہ ایام ماہواری کے ختم ہونے سے لے کر پانچ ایام تک مطلوبہ فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

پلکوں کی حد کو توڑ کے دامن پہ آ گرا
اِک آنسو میرے صبر کی توہین کر گیا

زوجہ کی توجہ حاصل کرنا :

اسی طرح سے اگر مرد اپنی بیوی پر توجہ نہ دے۔ یا اس نے کسی دوسری جگہ ناجائز تعلقات استوار کئے ہوئے ہوں۔ جسکی وجہ سے مرد نافرمان ہو۔ اور اپنی بیوی سے وابستگی اور موافقت نہ رکھتا ہو۔ تو وہ عورت اپنے مرد سے اس وقت بات کرے۔ جب عورت کا شمسی اور مرد کا قمری سر چل رہا ہو۔ اب یہ بھی ایک مشکل امر ہے۔ کہ اپنا سر تو ہر کسی کو معلوم ہے۔ مگر دوسرے کا تو نہیں۔ بہرحال جب دوسرے کا سر معلوم کرنا مقصود ہو۔ تو پیچھے دی گئی تواریخ سے حساب کر سکتے ہیں۔ یا پھر آپ کسی بھی طرح سے ہاتھ لے جا کر معلوم کرسکیں۔ تو یہ بدرجہا اولیٰ بہتر اور سو فیصد ٹھیک ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مذہبی کتابوں میں تفسیر و تحقیق سے یہ ثابت ہے۔ کہ حضرت حوّاؑ اصل میں حضرت آدمؑ کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئی تھیں۔ چونکہ جسم کے بائیں حصے کا تعلق بھی قمر سے ہے۔ اسی لیے تو مرد کو شمسی اور عورت کو قمری سروں سے منسوب کیا جاتا ہے۔ لہذا جب ایسا وقت ہو کہ مرد کا شمسی اور عورت کا قمری سر چل رہا ہو۔ تو شوہر بیوی میں محبت کے جذبات جنم لیتے ہیں۔ بلکہ اس وقت کی قربت کے اندر محبت و یکانگت کے ساتھ ساتھ اولاد نرینہ بھی پیدا ہوتی ہے۔ بشرطیکہ حمل ٹھہر جائے۔ یہ انتہائی مجرب عمل ہے۔ جو کہ ناممکن ہے۔ کہ خطا ہو۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

علم النفس کے ذریعے سوالوں کے صحیح صحیح جوابات کا حصول:

ہر اک کو یہ دعوی ہے کہ ہم بھی ہیں کچھ چیز
اور ہم کو ہے یہ ناز کہ ہم کچھ بھی نہیں ہیں

ایسے اصحاب جو بذریعہ علم رمل۔ علم نجوم۔ مستحصلہ جفر۔ علم الاعداد۔ قیافہ شناسی۔ یا دست شناسی سے سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔ اور اکثر غلط قیاس آرائی سے شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ بلکہ عزت، وقار، اور شہرت میں بھی خاطر خواہ کمی کا سبب بنتی ہے۔ لیکن اگر علم النفس کے ذریعے جوابات دیئے جائیں۔ تو 98% کامیابی ہوگی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ مگر یاد رہے۔ کہ علم النفس میں جواب کا اثر دو گھنٹے سے 20 ایام تک کا ہوتا ہے۔

لہذا علم النفس کے عامل پر لازم ہے۔ کہ عامل ایسی جگہ نشست رکھے۔ جہاں لوگ چاروں اطراف سے آیا جا سکیں۔ اگر کمرہ نشست چھوٹا ہو۔ یا جگہ کم ہو۔ تو کم از کم اس قدر ضرور ہو۔ کہ عامل اپنے داہنے اور باہنے طرف عوام کے بیٹھنے کی جگہ بنائے۔ اور عامل خود درمیان میں ہی رہے۔ یہ قاعدہ بالکل آسان ہے۔ بار بار کی مشق (practice) کرنے سے عامل مسائل کے جوابات دینے میں ماہر ہو جاتا ہے۔ اگر عامل علم النفس کا داہنا سر چل رہا ہے۔ اور سائل بھی داہنی طرف سے آ کر بیٹھ گیا۔ تو یہ اشارہ ہے۔ کہ سائل جو مقصد لے کر حاضر ہوا ہے۔ اس میں کامیاب ہوگا۔ عامل کو چاہیئے۔ کہ بے تکلف ہو کر کامیابی کی بشارت دے دے۔ لیکن اگر سائل کے سر کا پتہ ہو۔ تو عامل کو چاہیئے۔ کہ دیکھے۔ اگر عامل اور سائل دونوں کے سر موافق ہیں۔ تو کامیابی میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ ورنہ بصورت دیگر ناکامی ہوگی۔ اس طریقہ سے کامیابی اور ناکامی کا پتہ چلایا جا سکتا ہے۔

علم النفس کا ایک اور قاعدہ! جو کہ بہت موثر ہے۔ کہ جب کوئی سائل آیا۔ اس کو بٹھا کر خود کو وقتی طور پر بظاہر کسی کام یا لکھت پڑھت میں مصروف کر لیں۔ یا خود کو ایسا محسوس کرائیں۔ کہ آپ کسی گہری سوچ وِدُھن میں مستغرق ہیں۔ مگر باطن میں سائل پر بھرپور توجہ دیں۔ اور مندرجہ ذیل کیفیات کا بغور جائزہ (Observation) لیتے رہیں۔

1۔ اگر تو سائل اس دوران میں سر نیچے کیئے بیٹھا رہا۔ تو اس کا مطلب ہے۔ کہ سائل کے مقصد یا کامیابی میں دیر ہے۔ مگر ہو جائے گا۔

2۔ اگر تو سائل نے اس دوران میں ارد گرد یا داہنے باہنے دیکھتا ہے۔ تو مقصد پورا نہ ہوگا۔ اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

3۔ اور اگر سائل نے اوپر کی طرف یا چھت کی طرف دیکھا۔ تو اس کا مطلب ہے۔ کہ اس کا مقصد ضرور اور جلد پورا ہوگا۔

4۔ مگر یاد رہے۔ کہ کچھ لوگ سر بالکل نیچے ہی کی طرف بیٹھے رہتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کو کچھ زیادہ وقت دیں۔ کہ شاید وہ داہنے بائیں دیکھے۔ یا اوپر کی طرف دیکھے۔

5۔ اگر کوئی دولہا دولہن کے علاوہ شادی کے بارے میں سوال کرے۔ تو یہ شادی موافق و مبارک ہے یا نہیں؟ تو سوال کے وقت اگر شمسی سر چل رہا ہو۔ تو شادی مبارک ہے۔ یعنی سائل کا شمسی سر ہونا چاہیے۔

6۔ اگر کوئی سوال کرے۔ کہ حمل میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ تو سائل کے نفس یعنی سر کی تحقیق کرو۔ اگر سائل کا شمسی سر ہے۔ تو لڑکا ہوگا۔ اور اگر قمری سر چل رہا ہے۔ تو لڑکی ہوگی۔

7۔ اگر کوئی شخص سوال کرے۔ کہ میں فلاں کاروبار یا تجارت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ نفع ہوگا یا نقصان؟ تو اگر سائل کا قمری سر چل رہا ہو۔ تو اس کا مطلب ہے۔ کہ سائل کو کاروبار یا تجارت یا دوکان میں نفع ہوگا۔ انشاءاللہ۔ لیکن اگر خدانخواستہ شمسی سر چل رہا ہوگا۔ تو نقصان ہوگا۔ اور اگر متساویہ سر ہوگا۔ تو اس کا مطلب ہے۔ کہ کاروبار تجارت یا دوکان میں نفع نقصان برابر ہوگا۔

8۔ اگر کوئی شخص کہے۔ کہ میں فلاں سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ آیا اُس سے ملاقات ہوگی یا نہیں؟ اور بعد ملاقات حاجت روائی بھی ہوگی یا نہیں؟ اگر سائل و عامل دونوں کے شمسی سر چل رہے ہوں۔ تو نہ صرف ملاقات ہوگی۔ بلکہ حسب منشاء ہوگی۔ انشاءاللہ۔

9۔ اگر سائل کا قمری اور عامل کا شمسی سر چلتا ہے۔ تو گمان غالب ہے۔ کہ ملاقات ہوگی۔ اور اگر بفرض محال ملاقات ہو بھی گئی۔ تو صحیح طریقے

سے بات نہ ہو پائے گی۔ اور مدعا مبہم رہ جائے گا۔ جبکہ متساویہ سر چلنے کے وقت بھی اول تو ملاقات ہی نہیں ہوگی۔ اگر ہو بھی گئی۔ تو کام نہیں ہوگا۔ بلکہ الٹا نقصان ہوگا۔

10۔ اگر کوئی سائل سوال کرے۔ کہ کہ میں نے فلاں جگہ شادی کا پیام بھیجا ہے۔ وہاں مجھے کامیابی ہوگی یا نہیں؟ اس سوال یا اس قسم کے سوالات کے صحیح جوابات کے استخراج کرنے کا طریق یہ ہے۔ کہ اگر سوال کے وقت سائل کا شمسی سُر چل رہا ہے۔ تو **Proposal** مطلب منظور ہوگا۔ لیکن اگر بوقت سوال، سائل کا قمری سر چل رہا ہو۔ تو منظور ہونے کی کوئی امید نہیں۔

11۔ اگر قاصد کو اس وقت پیغام دیں۔ یا خط وغیرہ، جب قاصد کا شمسی سُر چل رہا ہو۔ اور قاصد بھی دانا ہے۔ اور اس وقت سوال پیش کرے۔ جب شمسی سر چل رہا ہو۔ تو تمام تر امید ہے۔ اگر قمری سر چلتا ہوگا۔ تو دیر میں کامیابی ہوگی۔ اور کئی ایک رُکاوٹیں بھی پیدا ہوں گی۔ علاوہ تاخیر کے، بہت سی تدبیر بھی کرنا پڑیں گی۔ تب جا کر شادی ہوگی۔ ہاں البتہ شادی ہو جائے گی ضرور۔

12۔ اگر سوال اپنی یا کسی کی بیماری کے متعلق ہو۔ کہ صحت ہوگی؟ اور اگر تو سائل خود بیمار ہو۔ اس کی طرف سے کوئی اور سوال پیش کرے۔ تو تحقیق کرو۔ کہ سائل کا کونسا سر چل رہا ہے۔ اگر شمسی سر چل رہا ہو۔ تو صحت ہوگی۔ اور اگر سائل کے ساتھ ساتھ عامل کا بھی شمسی سر چل رہا ہو۔ تو بہت جلد صحت ہوگی۔ بیماری میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے۔ اور اگر سائل کا شمسی اور عامل کا قمری سر چلتا ہو۔ تو شفاء اور صحت تو ہوگی۔ مگر کچھ دیر ضرور لگے گی۔ لیکن اگر سائل اور عامل دونوں کا قمری سر چل رہا ہو۔ تو بہت عرصے کے بعد شاید شفاء وصحت ہو۔ اور اگر سائل کا نفس متساویہ چل رہا ہو۔ تو بیماری خطرناک ہے۔ اور شفاء کی امید بھی کم ہے۔ اور اگر کسی شخص کا قمری سر چلنا شروع ہو جائے۔ اور شمسی سر قطعی بند ہو جائے۔ تو قدرت کی طرف سے یہ ایک بڑی مصیبت اور خطرناک انقلاب کی نشانی ہے۔ جس سے لطف حیات کے اختتام کا قوی امکان ہے۔ بلکہ 12 سے 15 دن تک اگر یہی کیفیت رہی۔ تو موت کا صاف اور یقینی اعلان ہے۔

13۔ اگر کوئی شخص سوال کرے۔ کہ میں فلاں علم سیکھنا چاہتا ہوں۔ یا فلاں کورس کرنا چاہتا ہوں۔ جیسے میڈیکل، انجیئرنگ وغیرہ تو کیا مجھے کامیابی ہو گی؟ یا یہ کہ میرے لئے یہ علم یا کورس مفید ہوگا؟ اگر تو سائل کا قمری سر چل رہا ہو۔ تو جواب اثبات میں دیں۔ اور اگر سائل کا شمسی سر چل رہا ہو۔ تو جواب نفی میں دیں۔ لیکن اگر ایسے وقت میں عامل کا قمری اور سائل کا شمسی سر چل رہا ہو۔ تو سائل اس علم و ہنر وغیرہم میں دستگاہ کامل اور استعداد مالا یطاق حاصل نہیں کر پائے گا۔ اگر سائل اور عامل دونوں کے قمری سر چل رہے ہو۔ تو حسب ضرورت وقوف وادراک حاصل ہوگا۔ اور اگر دونوں کے متساویہ سر چل رہے ہوں۔ تو سائل کو اس علم و ہنر یا کورس سے منع کریں۔ کیونکہ یہ ہنر، علم و کورس یا تو وہ درمیان میں چھوڑ دے گا۔ یا پھر فائدے کے بجائے الٹا نقصان اٹھائے گا۔ (امگر یاد رہے حفظ قرآن یا دینی تعلیمات کے لئے یہ سوال قطعی طور پر نہ کیا جائے) اسی طرح اگر کسی مقصد کے لئے کوئی درخواست کے لکھنے کے لئے یا کسی حاکم، افسر یا رئیس سے ملنا ہو۔ تو شمسی سر کی پابندی اختیار کریں۔ کامیابی و کامرانی قدم چومے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

میں یہ بات دوبارہ دہرا رہا ہوں۔ کہ علم النفس میں کسی بھی سوال کا جواب کم از کم 2 گھنٹے اور زیادہ سے زیادہ 20 یوم تک رہتا ہے۔ لہذا پریشان و پشیمان بالکل نہ ہوں۔ اور نہ ہی کسی بھی جواب کو مدت پر منطبق کر کے دائمی پریشان رہیں۔ بلکہ مدت ختم ہونے پر دوبارہ جواب حاصل کریں۔ اور سائل کو بھی ضرورت کے لئے سر تبدیل کر کے حسب ذیل منشاء نتائج بھی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

علم النفس کے ذریعے ایک عجیب مگر پر تاثیر وسریع الاجابت مشق :

یہ حکمتِ ملکوتی، یہ علمِ لاہوتی   حرم کے درد کا درماں نہیں، تو کچھ بھی نہیں

علم النفس، علم الروحانیہ کے عظیم معلم و مدرس جناب صوفی پرتھی سنگھ صاحب نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب کے آخر میں اپنے ایک صدری و پوشیدہ راز سے آگاہی دیتے ہوئے بیان کیا ہے کہ!

انا نیت کیا ہے؟ آؤ ہم تم کو بتلائیں۔ کہ اصلی انا نیت کیا ہے ؟ جس کو حضرت انسان ''**مَیں**'' کہتا ہے۔ اور جس کا ظہور احدت میں ہوتا ہے۔ نہ کہ شخصیت میں! یہ وہ قطرہ ہے۔ جو ہمیشہ ایک سی حالت میں رہتا ہے۔ جس کو کبھی ''**فناء**'' نہیں۔ دراصل اِسی کا نام ''**روح**'' ہے۔ سمجھے!!!

(یاد رہے۔ کہ! اس کمترین البلوشی کے نزدیک روح صرف اور صرف ''امرِ ربی'' ہی ہے)

کبھی بھول کر بھی یہ خیال نہ کرنا، کہ تمھاری روح کوئی اور چیز ہے۔ اور تم کچھ اور۔ بدن جس کا نام ہے۔ وہ ایک عارضی مقام ہے۔ جس کو ایک نہ ایک دن تمھیں چھوڑنا ہی ہوگا۔ جس طرح کہ ایک پرانے، پھٹے کپڑے کو اُتار کر پھینک دیا جاتا ہے۔ اگر تم واقعتاً چاہو۔ کہ تمھاری اپنی ہی روح کی حقیقت تم پر آشکار ہو جائے۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ! اس کا وجود، جسمِ ہستی پر منحصر ہی نہیں۔ بلکہ اِس کے فناء ہو جانے پر بھی زندہ رہے گا۔ یعنی تم زندہ رہو گے۔ یوگی لوگ اِس قوتِ عمل کو جس مشق سے تعبیر کرتے ہیں۔ درحقیقت اِس کا راز ہمارے گوش گزار کیا گیا ہے۔ بلکہ اِسی لئے اِس راز کو ''جو دراصل اِس ساری کتاب کی جان'' ہے۔ یوگی لوگ اس مشق کو مختلف طریقوں سے علم النفس کے ذریعے سے محویت واستغراق حاصل کرتے ہیں۔ طریقہ یہ ہے۔

پشت پر تکیہ لگا کر جسم کو بالکل ڈھیلا چھوڑ دو۔ نفس منظوم لینا شروع کرو۔ (نفس منظوم سے مراد یہ ہے۔ کہ! اپنے خیال میں نظم قائم ہو جائے۔ یوگی لوگ نظم کا خیال قلب کی دھڑکن سے کرتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ اپنی ہی نبض پر ہاتھ رکھ کر اسی حرکت کو ایک۔ دو۔ تین۔ ۔ ۔ شمار کرنا شروع کرو۔ اس مشق کی مسلسل تکرار سے یہ شمار رذہن میں ایسا قائم ہو جائے گا۔ کہ نبض پر بناء ہاتھ رکھے بھی قلب کی دھڑکن کے مطابق ہو۔) پران (یعنی ذاتِ محیط) سے جو تمھارا تعلق ہے۔ اِس پر غور و تصور کرو۔ کیونکہ اِسی کا ہی ایک ذرہ تم بھی ہو۔ اور یہ خیال کرو۔ ایک آنے والا کل اور تُم ایک ہی ہو۔ کل کو ایک ہی دیکھو۔ اور اپنی روح کو اِس کا ایک جز و تصور کرو۔ اور یہ محسوس کرو۔ کہ ذاتِ محیط سے تم کو حرکت پہنچ رہی ہے۔ اِس کی قوت و دانائی تمھارے حصے میں آرہی ہے۔ جس کے حصول کے لئے مندرجہ ذیل دو طریقوں سے مراقبہ کرو۔

1۔ ہر کشید نفس (یعنی سانس لیتے وقت) یہ خیال کرو۔ کہ! ذات باری تعالیٰ کی قوت لانہایت کو اپنے میں کشید کرتے رہو۔ اور ہر اخراج کے ساتھ خیال کرو۔ کہ اِسی قوت کو اوروں تک بھی پہنچاتے رہو۔ ساتھ ہی ساتھ ہر جاندار کی محبت سے دل کو پُر کرو۔ اور من میں یہ بھی چاہو۔ کہ جو فضلِ الٰہی تم پر ہے۔ اور قلوب پر بھی ہو۔ اور ساتھ میں یہ تصور بھی کرو۔ کہ نورِ ذات تم میں بھرا ہوا ہے۔

2۔ نہایت ادب وخلوص باطن سے ذاتِ باری کا تصور دل میں قائم کرو۔ اور یہ بھی خیال کرو۔ کہ ذاتِ باری تعالیٰ کا دریائے نور جوش میں آکر تمھاری کشتی قلب کو سیراب کر رہا ہے۔ یا تم اِس دریا میں داخل ہو رہے ہو۔ پھر یہ خیال کرو۔ کہ یہی نور تم سے نکل کر تمھارے ماں باپ، بہن بھائی، اہلِ خانہ، دوست واحباب اور وہ جن کی تم مدد کرنا چاہتے ہو۔ یا پھر جن سے تم محبت کرتے ہو۔ اِس مشق کے عامل کو غیر معمولی طاقت و دانائی اور سرورِ ابدی حاصل ہوتا ہے۔

اِس ضمن میں یہ ناچیز فقیر عبدالرؤف قارئین کتاب کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ! اِس مشق سے کئی گنا بدرجہا اولیٰ و بہترین مشق اِسی کتاب کے ''بابِ اذکار ضربیہ، مشاغل، مراقبہ کے ذیلی باب الاشغال میں بنامِ ''**انتہائی آسان و مفید مراقبہ**'' سے موسوم ہے۔ جو کہ فوائد کے اعتبار سے بہت اعلیٰ وارفع حیثیت کی حامل مشق اور مراقبہ ہے۔

جبس نفس اور ارتکاز توجہ کے حُب و تسخیرِ محبوب کا عجیب عمل:

یہ عمل میرا کافی عرصے تک معمول رہا ہے۔ اگر کوئی بھی شخص رات کو سونے سے پہلے اور صبح سویرے سورج نکلنے سے آدھ گھنٹہ پہلے روزانہ کی بنیاد پر بناء کسی وقفے کے جبس نفس کا عمل تین ماہ تک کرے پھر شمع بینی کی مشق کو دو ماہ تک کرے (یہ بات ضرور بالضرور ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ ارتکاز کی تمام تر مشقوں میں سب سے پہلے تصور اسم ذات اللہ پھر شمع بینی کی مشق ہے) تو اس شخص میں غیر معمولی باطنی طاقت آجائے گی جس سے ایسا شخص درج ذیل امور میں لوگوں کا معاون ثابت ہو سکتا ہے جیسے کہ!

☆ ارتکاز توجہ کا یقینی حصول۔
☆ کسی شخص کے جسم کے کسی بھی حصے کے درد کو فوراً ختم کرنا۔
☆ کسی بھی شخص کے بخار کو فوراً ختم کرنا۔
☆ جمیع الاقسام امراض سلب کرنا۔
☆ لوگوں کو بناء کسی پڑھائی لکھائی کے اپنی جانب مائل کرنا۔
☆ لوگوں کے خیالات و تفکرات کو یکسو کرنا۔
☆ پوشیدہ اسرار و رموز کا جاننا۔

ان امور کے علاوہ بھی دیگر کئی فوائد ہیں جو کہ صاحبان علم پر اس عمل کو کرنے کے بعد ہی حاصل ہوں گے۔

عملیات حب بذریعہ علم النفس

طریقہ نمبر ۱: حب وتسخیر کا سوفیصدی مجرب ونادرۂ روزگار عمل:

انداز جنوں کون سا ہم میں نہیں اے قیس
پر تیری طرح عشق کو رسوا نہیں کرتے

لاکھوں عملیات و ریاضات میں سے منتخب اس عمل جیسا مجرب المجرب، مستند اور بہترین عمل برائے حب وتسخیر شاید ہی روئے زمین پر کوئی اور ہو۔ یہ عمل ہندوستان کے مشہور عامل و جفار و ماہر علوم فلکیات جناب علامہ شفق رامپوریؒ کا مجرب ترین عمل ہے۔ اور اس عمل کو علامہ شادگیلانی شورکوٹی نے بھی اپنی کتاب ارتکاز توجہ کی زینت بنایا۔ شادگیلانی صاحب کہتے ہیں۔ کہ اُنہوں نے اپنے دوستوں کو یہ عمل پوری طرح سمجھا کر دس بارہ (10-12) جگہوں پر تجربہ کر کے بھی آزما لیا۔ اب تو میں صرف یہی کہوں گا۔ کہ اگر اکسیر ہے۔ تو یہ ہے۔ عمل ہے۔ تو یہ ہے۔ اور اگر کسی عمل میں اثر ہے۔ تو اسی عمل میں ہی اثر ہے۔

اب جو بچھڑے ہیں تو احساس ہوا ہے ہم کو
درد کیا ہوتا ہے؟ تنہائی کسے کہتے ہیں

تفصیلِ سُر :

عمل سے پہلے سُروں کی ترکیب وترتیب ملاحظہ خدمت ہے۔ ہم جو ناک سے سانس لیتے ہیں۔ اسکی تین قسمیں ہیں۔ سمشی، قمری اور متساویہ۔ جب دائیں نتھنے سے سانس جاری ہو۔ تو اسے سمشی سُر کہیں گے۔ جب بائیں نتھنے سے سانس جاری ہو۔ تو اُسے قمری سُر کہیں گے۔ جب دونوں نتھنوں سے سانس جاری ہو۔ تو اُسے متساویہ کہیں گے۔ یعنی کہ جب سانس دائیں نتھنے سے بائیں نتھنے کی طرف یا پھر بائیں نتھنے سے دائیں نتھنے کی طرف منتقل ہو رہا ہو۔ تو اس انتقال نفس کے وقت (جو تقریباً 10 سے 12 منٹ کم وبیش تک) رہتا ہے۔ یہ نفس متساویہ یا مساوی سُر کہلائے گا۔ اور جب سانس دائیں نتھنے سے بائیں نتھنے کی طرف منتقل ہو رہا ہو۔ تو نفس متساویہ چلنے سے کچھ منٹ پہلے جو صورت ہوتی ہے۔ اس کا تعلق زہرہ ستارہ سے ہے۔ اور یہی ساعت زہرہ ہمیں اپنے اِس عمل کے ل ء درکار ہوگی۔ علم النفس کے علم میں اور ساعت زہرہ محبت کے عملیات کے لئے مجرب المجرب اور تیر بہدف ہے۔ اب اسی طرح اعداد کی بھی تین قسمیں ہیں۔ سمشی، قمری اور متساویہ۔

(1) ایسے اعداد کہ جن کا نصف آسانی سے ہوتا چلا جائے۔ مثلاً 16 نصف 8 نصف 4 نصف 2 نصف۔ یعنی کہ وہ اعداد جن کا نصف تین یا اس سے زیادہ بار ہو سکے۔ یہ اعداد قمری کہلائیں گے۔

(2) ایسے اعداد جن کا نصف ایک بار ہو سکے۔ جیسے 50 کا نصف 25 اور یا پھر 22 کا نصف 11 وغیرہ۔ تو ایسے اعداد سمشی کہلائیں گے۔

(3) ایسے اعداد جنکا نصف ہی نہ ہو سکے۔ مثلاً 3، 7، 11، وغیرہ ایسے اعداد متساویہ کہلائیں گے۔

ان تشریحات کے بعد اب ہم دوبارہ اپنے مطلب پر آتے ہیں۔ اس عمل کے لئے عروج ماہ غروب آفتاب سے آدھا گھنٹہ پہلے مشرقی جانب رُخ ومنہ کر کے آلتی پالتی مار کر اطمینان سے بیٹھیں۔ اب آپ کا جس شخص کو مسخر کرنا مطلوب ہو۔ تو طالب ومطلوب معہ مادران کے اسماء کے ابجد قمری اس وقت جمع (حاصل) کریں۔ جب عامل کا یا اگر طالب خود عمل کرنا چاہتا ہے۔ تو طالب کا قمری سر (نفس قمری) جاری ہو۔ اب کل مجموعہ کا استنطاق کریں۔

استنطاق اس طرح ہوگا۔ مثلاً **6754** کا استنطاق **4+5+7+4=22 2+2=4** یا پھر **(8888)**

8+8+8+8 (32) 2+3 = 5 اب عدد **5** متساویہ ہے۔ کیونکہ 5 کا نصف نہیں ہوسکتا۔ ابجد قمری کا ٹیبل یہ ہے۔

ا	ب	ج	د	ھ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	20	30	40	50
س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
60	70	80	90	100	200	300	400	500	600	700	800	900	1000

اب دیکھنا یہ ہوگا۔ کہ اگر طالب ومطلوب معہ مادران کے اعداد بحساب ابجد بیان کردہ قاعدہ کے مطابق قمری آتے ہیں۔ تو مطلوب لازماً اس عمل کی مقناطیسی کشش سے کھینچ آئے گا۔ اور قوت عمل مطلوب کو ایک ہفتہ یا اس سے بھی کم وقت میں کھینچ لے گی۔ اور اگر سمشی اعداد آئے۔ تو وقت 3 ماہ تک کا لگ سکتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں مطلوب کا آنا مشکل امر ہے۔ اور اگر متساویہ اعداد آئے۔ تو وقت تین سے پانچ ہفتے کا ہے۔ بہر حال ہر طالب کی قسمت۔

اسی عمل کا دوسرا مرحلہ اس طور پر ہے۔ کہ طالب ومطلوب مع مادران کے ابجد قمری کے مطابق سورۃ یوسف کی کوئی ایک آیت یا کئی ایسی آیات تلاش کریں۔ کہ جسکے اعداد ان اعداد کے مساوی ہوں۔ اگر آیت نہ ملے۔ تو کسی آیت کا کچھ حصہ یا فقرہ ایسا تلاش کریں۔ جو کہ مکمل جملہ بن سکے۔ اور آیت مل جائے۔ تو اب عروج ماہ میں غروب آفتاب سے آدھ گھنٹے قبل سانس روک کر مطلوب کو تصور میں اندر کھینچیں۔ اور تصور کریں۔ کہ مطلوب قلب میں آ گیا۔ اسی دوران آیت پڑھیں۔ اس طرح بار بار کریں۔ یاد رکھیں۔ کہ اگر طالب ومطلوب معہ مادران کا کل مجموعہ اعداد بحساب ابجد قمری اگر متساویہ یا قمری تھے۔ تو مصلے پر مغرب کی طرف منہ کر کے آلتی پالتی مار کر بیٹھیں۔ اگر مجموعہ اعداد بحساب ابجد قمری، شمسی تھا۔ تو جانب مشرق منہ کر کے دوزانو بیٹھیں۔ حبس دم کریں۔ اور حبس دم ہی کی حالت میں آیت مذکورہ کو مجموعہ اعداد بحساب ابجد قمری، کے مطابق پڑھیں۔ جتنی دیر تک سانس روک کر آیت پڑھیں گے۔ اُتنا ہی اچھا ہے۔ **واللہ ایں عمل مجرب است**۔

طریقہ نمبر2:

ارسطو سے نہ پوچھ اے ہمنشیں خاصیت الفت
مجھے معلوم ہے سن لے اثر مہلک، مزہ اچھا

علم النفس کے مطابق حُب کے لئے ضروری ہے۔ کہ جب سانس الٹے نتھنے سے سیدھے نتھنے کی طرف منتقل ہو رہا ہو۔ کیونکہ یہ علم النفس کے مطابق زھرہ کا وقت ہے۔ جیسے کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ کہ عروج ماہ میں غروب آفتاب سے آدھ گھنٹے قبل بوقت ساعت مشتری یہ عمل کریں۔ عمل کا طریق اسطرح ہے۔ کہ آلتی پالتی مار کر بیٹھیں۔ اگر مطلوب کی تصویر ہو۔ تو بہت ہی اچھا ہے۔ ورنہ اس کا نام لکھ لیں۔ اگر نام بھی معلوم نہ ہو۔ تو مطلوب کی صورت کا ہی تصور کر لیں۔ منہ مشرق کی طرف کریں۔ اور لمبی سانس اندر کو کھینچیں۔ اور یہ تصور کریں۔ کہ مطلوب سانس کے ساتھ اندر کھنچا چلا آ رہا ہے۔ اور قلب میں چلا گیا۔ اب سانس کو کچھ دیر روکے رکھیں۔ پھر آہستہ آہستہ سانس کو باہر نکالیں۔ دو ایک چھوٹی سانسیں لے کر پھر لمبا سانس لیتے ہوئے وہی تصور کریں۔ اسی طرح سے غروب آفتاب تک بار بار کرتے رہیں۔ چند ہی یوم میں مطلوب لازمی طور پر طالب کی آتش عشق میں دیوانہ ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہی عمل کسی حاکم، رئیس یا افسر سے کام نکلوانے کے لئے بھی کیا جا سکتا ہے۔ چند ہی ایام میں بہرصورت میں کامیابی ملے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

ہزاروں دام سے نکلا ہوں اک جنبش سے
جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے

طریقہ نمبر3:

آرزو ہے مجھے اک شخص سے ملنے کی بہت
نام کیا لوں کوئی اللہ کا بندہ ہوگا

حُب بذریعہ علم النفس کا یہ دوسرا طریقہ دراصل پہلے والے طریقہ سے بھی زیادہ مجرب وتیر بہدف ہے۔ طریقہ نشست، وقت اور سمت پہلے طریقہ والے ہیں۔ طریقہ عمل اس طرح ہے۔ کہ طالب اپنے دونوں ہاتھ اپنے آگے سامنے کی طرف ایسے پھیلائے۔ جیسے کہ کسی کو آغوش میں لینے کے لیے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ اور ایک بہت ہی گہرا سانس اندر کی طرف لیں۔ اور یہ تصور کریں۔ کہ آپ کے دو دل ہیں۔ جب تک کہ سانس اندر لے جا کر روکنے پر قدرت حاصل ہو۔ یہ تصور قائم کئے رکھیں۔ جب دم گھٹنے لگ جائے۔ تو سانس باہر کو نکال دیں۔ اسی طرح بار بار مشق کو جاری رکھیں۔ تا کہ چار آٹھ دنوں کی مشق سے مطلوب کا مکمل نقشِ تصور جم جائے۔ جب مطلوب ومحبوب کا نقشِ تصور وتخیل مکمل طور پر جم جانے کا مطلب ہے۔ کہ مقصود حاصل ہونے کے بالکل قریب ہے۔ مزید کچھ ہی دنوں میں زیادہ سے زیادہ ہفتہ عشرہ میں نہ چاہتے ہوئے بھی مطلوب بہرصورت طالب کا معشوق، مسخر اور محبّ بن کر سخت بے چینی وبے قراری میں آن حاضر ہوگا۔ انشاء اللہ۔ یہ دوسرا دل جو آپ اپنے تصور دل میں پیدا کریں گے۔ حقیقتاً محبوب کا دل ہوگا۔ یہ قاعدہ بہت ہی زیادہ مجرب المجرب اور مستند ہے۔

چھوڑا نہ رشک نے کہ! تیرے گھر کا نام لوں
ہر اِک سے پوچھتا ہوں، کہ! جاؤں کِدھر کو میں ؟

ایک ضروری وضاحت:

علم النفس کے علمی قاعدے وقانون کے مطابق! اگر کوئی شخص چالیس منٹ یا اس سے بھی زیادہ سانس روک سکنے پر قادر ہو جائے۔ تو ایسا شخص سب کچھ حاصل کر سکتا ہے۔ جو کہ ایک کامل حکیم، کامل شخص یا ایک کامل ولی اللہ کو حاصل ہوتا ہے۔ ایسے شخص پر قدرت کے نہ صرف راز منکشف ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ دانائے حقیقت ومعرفت اور نابغہ روزگار شخص اپنی عمر کو سو سے دو سو برس تک بھی پہنچا سکتا ہے۔ اِسی لئے جوگی، یوگی، پنڈت، سماسی، سنیاسی قسم کے لوگ برسہا برس تک حبسِ نفس کی مشقوں کو سرانجام دیتے رہتے ہیں۔

خواص دس اسماء (حضرت موسیٰ علیہ السلام)

ہمارے شیخ پیر سید محبوب الٰہی شاہ بخاری قادری دہلویؒ اپنی گراں مایہ تصنیف جلیلہ معروف بہ **جواھر اولیا**ء میں رقمطراز ہیں۔ کہ ان دس اسماء کی عظمت و برکت سے حضرت موسیٰؑ کا عصاء مبارکہ فوری طور پر اژدھا بن جایا کرتا تھا۔ اور اسی عصاء کی برکت سے حضرت موسیٰؑ اپنے تمام معجزات لوگوں کو دکھاتے تھے۔ ان اسماء کے ہزاروں لاکھوں نہیں۔ بلکہ بے شمار و بے حساب اور ان گنت خواص وفوائد، خصائل اور فضائل ہیں۔ اگر وہ تمام لکھے جائیں۔ تو دفتر کے دفتر بھر جائیں گے۔ لیکن ان اسماء کے فوائد، خصائل اور فضائل تب بھی ختم نہ ہوں گے۔ فقیر سید محبوب علی شاہ بخاریؒ ان اسمائے مبارکہ کے چند خواص خاصان خاص طالب حق کے لئے یہاں درج فرماتے ہیں۔ جو احباب فیض حاصل کریں۔ تو وہ ہمارے شیخ پیر سید محبوب الٰہی شاہ بخاری قادری دہلویؒ کو بھی دعائے خیر سے ضرور یاد فرمائیں۔

1۔ اگر کوئی شخص چاہے۔ کہ میرے گھر میں خیر و برکت ہو۔ اور کبھی مفلسی وفقر نہ ہو۔ تو وہ شخص ان دس اسماء کو روزانہ بعد نماز صبح 72 بہتر بار اول آخر ۳، ۳ بار درود پڑھتا رہے۔ پس ہمیشہ خوشحال رہے گا۔ اور گھر میں ہر طرح ہر چیز میں بکثرت خیر و برکت ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ بارہا کا تجربہ شدہ عمل ہے۔ مگر یاد رکھو۔

2۔ اگر ہر کوئی شخص یہ چاہے۔ کہ اسے دنیا میں تمام نعمتیں میسر ہو جائیں۔ تو اسے چاہیے۔ کہ یہ دس اسماء چالیس روز تک روزانہ ہزار مرتبہ پڑھتا رہے۔ تمام مقاصد حاصل ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

3۔ اگر کوئی شخص چالیس روز تک پرہیز جلالی و جمالی کے ساتھ ہر نماز کے بعد 1000 (ایک ہزار بار) اور رات کو پانچ ہزار بار یہ اسماء پڑھے۔ مگر اول و آخر 100 سے 100 بار درود پاک بمع پرہیز روحانی، وضو اور صوم صلوٰۃ کے ساتھ ہمیشہ پڑھتا رہے۔ اور مکمل خلوت نشین رہے۔ تو اس شخص کو اس قدر دنیاوی نعمتیں حاصل ہوں گی۔ جو کہ اس کے وہم گمان میں بھی نہ ہوں گی۔ اور وہ شخص زمین کے اندر مدفون خزائن کو بھی بآسانی دیکھ سکے گا۔ اور اس شخص کو حد درجہ تسخیر خلائق حاصل ہوگا۔ یہ ریاضت وعمل بارہا کا مجرب المجرب ہے۔ فقیر سید محبوب علی شاہؒ فرماتے ہیں۔ جس کا دل چاہے۔ کہ اسے آزمالے کبھی بھی ناکامی کا منہ نہیں دیکھے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

4۔ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہو۔ کہ جملہ طیور و درندگان دشتی و حوشی و جن و ماہی و مور کثر دم، مار و کل حشرات الارض تابع اور فرمان رہیں۔ تو ایسا شخص مکمل خلوت نشین ہو کر آبادی سے دور رہ کر پرہیز جلالی و جمالی صوم وصلوۃ کی پابندی کے ساتھ اس ریاضت کا آغاز کرے۔ ترتیب یہ رکھے۔ یہ دس اسماء روزانہ دس ہزار (10,000) بار اسطرح سے پڑھے۔ کہ ہر نماز کے بعد 1000 (ایک ہزار بار) اور رات کو پانچ ہزار بار یہ اسماء پڑھے۔ ہر بار میں اول و آخر کوئی درود پاک سو سو بار پڑھے۔ اور اسی طرح سے تین چلوں تک مسلسل پڑھتا رہے۔ جونہی تیسرا چلہ مکمل ہوگا۔ تو تمام درندگان چرند و پرند فرمانبردار رہیں گے۔ اور اسے شیر کی سواری کے لئے سانپ کا کوڑہ بھی حاصل ہوگا۔ اور جو شخص بھی عامل کو دیکھے گا۔ دل و جان سے مطیع وفرمانبردار ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

لیکن یاد رہے۔ کہ دوران ریاضت جو بھی اسرار نظر آئیں۔ ان کو ایک علیحدہ کاپی پر لکھ لیا جائے۔ اور کسی بھی ان اسرار کو قطعی طور پر ذکر نہ کیا جائے۔ ورنہ نہ صرف یہ تمام انعامات ونعمتیں وکرامات سلب ہو جائیگی۔ بلکہ عین ممکن ہے۔ کہ عامل سخت ترین رجعت کا شکار ہو جائے۔ بلکہ اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔

5۔ اگر کوئی شخص یہ چاہے۔ کہ دیو و پری میرے مسخر ہوں۔ تو ایک سال کی خلوت اختیار کرتے۔ اور روزانہ پانچ پانچ ہزار بار ان دس اسماء کو پڑھتا رہے۔ پرہیز جلالی و جمالی صوم وصلوٰۃ کی پابندی کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی پابند رہے۔ کہ کسی سے بھی ملاقات نہ ہو۔ بالخصوص مستورات سے۔ تو تمام دیو، پری، مسخر و مطیع ہو کر دائمی فرمانبرداری اختیار کریں گے۔ انشاء اللہ العظیم۔

6۔ اور اسی ریاضت کے طریقہ سے اگر عامل کشف القلوب حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یا اپنی باطنی آنکھ کھولنا چاہتا ہو۔ یا پھر وہ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب، عرش سے فرش وتحت الثریٰ تک دیکھنا چاہتا ہو۔ یا پھر ہزار ہا نعمتیں حاصل کرنا چاہتا ہو۔ تو یہ تمام انعامات وکرامات اسی ریاضت کی بدولت حاصل ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ العظیم۔

7۔ اسی ریاضت کے طریقہ سے یعنی 5000 ہزار بار چار چلہ تک ریاضت کرنے سے کشف القبور و کشف القلوب اور کشف الارواح حاصل ہوگا۔ اور بعد اس ریاضت کے جس ولی اللہ، شہید یا فوت شدگان میں جسے چاہے۔ حاضر کر کے ملاقات کر سکے گا۔ انشاء اللہ العظیم۔

8۔ اگر بارش نہ ہوتی ہو۔ اور شہر میں قحط سالی ہو۔ تو ایسی صورت میں چار روز تک روزانہ پچیس ہزار بار یہی دس اسماء پڑھ کر آسمان کی طرف منہ کر کے یہ

پڑھے۔ **اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا و آخرنا و آیۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین** (سورہ مائدہ۔۱۱۴) پس فوراً بارش شروع ہو جائے گی۔ انشاء اللہ جب تک عامل یہ نہ کہے۔ کہ بند ہو جا۔ تب تک بارش بند نہ ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

9۔ اگر کوئی یہ چاہتا ہو۔ کہ زمین سے پانی کا ایک چشمہ جاری ہو۔ جس سے سارا عالم فیض یاب ہو۔ اور کبھی کم نہ ہو تو چاہیے۔ تو چاہیئے۔ کہ! کوئی ذی روح اور بودار چیز نہ کھائے۔ تو روزانہ یہی دس نام شریف روزانہ دس ہزار بار پڑھے۔ پس چلہ پورا ہونے پر عامل جو کچھ کہے گا۔ فوراً اجابت ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

10۔ جو شخص یہ چاہے۔ کہ حق تعالیٰ رزق اپنے غیب سے عطا کرے۔ جس میں کوئی آدم زاد درمیان میں وسیلہ نہ ہو۔ جس طرح عیسیٰ روح اللہؑ کو آسمان سے ہر نعمت آتی تھی۔ اسی طرح سے آوے۔ تو چاہیے۔ کہ ایک سال تک متواتر روزانہ روزے بھی رکھے۔ اور ان دس اسماء کو روزانہ فقط ایک ہزار بار دن میں اور ایک ہزار مرتبہ رات میں پڑھنے کا مسلسل و متواتر معمول بنا لے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ابھی سال بھی پورا نہ ہوا ہوگا۔ کہ غیب سے رزق آنا شروع ہو جائے گا۔ ان دس ناموں کا ورد بزرگان دین اپنے خاص الخاص اور سچے عاشق و صادق مرید طالب کو ہی تعلیم کرتے ہیں۔ نا اہل کو خبر تک نہیں دیتے۔ تا کہ دنیا میں فتنہ وفساد نہ پھیلے۔

11۔ اگر کوئی یہ چاہتا ہو۔ کہ ملائک معظم کو ظاہری آنکھ سے دیکھوں۔ اور ملائکہ سے گفتگو بھی کروں۔ تو اِن 10 اسماء شریف کو ہفت چلہ میں دس لاکھ بہتر ہزار (۱۰،۷۲،۰۰۰) بار بارصوم وصلوۃ کے پڑھے۔ اور کسی فاسق وفاجر مرد وعورت کو نہ دیکھے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ پہلے ہی چلہ میں ملاقات سے ملائکہ ہو جائے گی۔ بعض کو تیسرے چلہ میں ہوتی ہے۔ بعض کو پانچویں چلہ میں۔ تا آنکہ ساتویں چلہ تک تو ضرور ملائکہ اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔ جن کو ظاہری آنکھوں سے نہ صرف دیکھ سکے گا۔ بلکہ ملائکہ اِس سے گفتگو بھی کریں گے۔ حتی کہ اور کل حالات، موت وزندگی، خیر وشر سے آگاہ کریں گے۔ لیکن عامل کو چاہیے۔ کہ ڈیڑھ تولہ سے زیادہ غذا نہ کھائے۔ تا کہ دل صاف رہے۔ بسیار مجرب ہے۔ اکثر بزرگان دین کا تجربہ ہے۔

12۔ اگر کوئی چاہے۔ کہ میں جملہ جانوراں کی گفتگو بخوبی سمجھ لوں۔ تو عامل کو چاہئے۔ کہ ایک سال تک خلوت اختیار کرے۔ افطار دو تولہ سبزی کے علاوہ اور کچھ نہ کھائے۔ اور ان دس اسماء کو روزانہ فقط ایک ہزار بار دن میں اور ایک ہزار مرتبہ رات میں پڑھنے کا مسلسل و متواتر معمول بنا لے۔ اس کے علاوہ بکثرت درود شریف پڑھا کرے۔ اور ہر روز ایک ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ بھی پڑھے۔ پس اسی حال سے ایک سال بمشکل گزرے گا۔ کہ عامل ہر جانور کی بولی بخوبی سمجھنے لگ جائیگا۔ انشاء اللہ۔ بسیار مجرب ہے۔

13۔ اگر کوئی یہ چاہتا ہے۔ کہ دریا اور آب و ہوا پر اور ہر جگہ زمین مشرق تا مغرب تک پہنچنے کی طاقت حاصل ہو۔ اور پانی پر چلنے یا آگ میں نہ جلنے کی قدرت حاصل ہو۔ تو اس کو چاہیے۔ کہ دو تولہ سے زیادہ کھانا نہ کھائے۔ اور وہ دس اسمائے شریف روزانہ پانچ ہزار بار بمع بکثرت درود شریف پڑھے۔ اور رات کو پانچ ہزار مرتبہ اول و آخر سو۔ سو مرتبہ درود وسلام پڑھا کرے۔ اور اِسی ترتیب کو 55 پچپن دنوں تک رکھے۔ تو پانی پر چلنے کی قوت اور ہوا پر اڑنے کی قابلیت اور آگ پر چلنے کی توفیق حاصل ہوگی۔ اور اگر اسی حال سے پانچ چلہ کرے گا۔ تو آگ، پانی، آب و ہوا اور زمین مسخر ہوگی۔ جو عامل حکم کرے گا۔ ویسا ہی ظہور ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

14۔ اگر کوئی شخص روزانہ صرف ایک ہزار بار یہی دس اسماء پڑھ کر پھر درود وسلام بکثرت پڑھا کرے۔ تو جمال ذوالجلال کا مشاہدہ کرے گا۔ لیکن اس عمل کے لئے خلوت نہایت ضروری ہے ا۔ ور دنیا کی کوئی چیز اللہ عزوجل سے طلب نہ کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جمال الٰہی سے مشرف ہوگا۔ اور ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کا خصوصی قرب حاصل ہوگا۔

15۔ اگر کوئی شخص روزانہ صرف دو ہزار بار یہی دس اسماء باصوم وصلوۃ پڑھے۔ اور ہمیشہ روزے سے رہے۔ تو اللہ تعالیٰ اِس کو درجات عالی پر فائز کرے گا۔ اور ہمیشہ دل میں عشق الٰہی کے سوائے کوئی چیز گزر نہ کر سکے گی۔ اور سرور کائنات ﷺ کی حضوری اور ان کی خصوصی محفل میں باریابی حاصل ہوگی۔ انشاء اللہ العظیم۔ اور اس ریاضت کا حامل شخص اللہ تعالیٰ کے خصوصی بندوں میں شمار ہوگا۔ اور دین و دنیا و آخرت تینوں جہانوں میں اسکا ہمسر کوئی نہ ہوگا۔ جو بھی بات منہ سے نکالے گا۔ فوراً پوری ہوگی۔ کیونکہ اس کو **کن** کی زبان مل جائیگی۔ انشاء اللہ۔ ایسا شخص زمانہ حال کے رجال الغیب کا سردار ہوگا۔ ان دس اسماء کی دعوت اول حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ نے دی تھی۔ ان کے بعد ہزارہا بزرگان دین نے ان دس اسماء کی دعوت دے کر مدارج عالی حاصل کیے ہیں۔

16۔ اگر کوئی شخص کسی مرض میں مبتلا ہے۔ اور کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا ہو۔ تو وہ ان دس اسماء کو روزانہ ستائیس بار پڑھ کر مریض پر دم کریں۔ اور چند بار پانی پر دم کر کے پلائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جسم کے اندر جو بھی مرض ہوگا۔ دفع ہو جائے گا۔ حتی کہ

مریض تندرست وتوانا ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔ بسیار مجرب ہے۔

17۔ اگر کوئی شخص کسی ظالم وجابر حکمران، رئیس، بادشاہ کے قبضہ میں گرفتار ہو۔ یا پھر ان جیسوں سے جانی مالی خطرہ سے دوچار ہو۔ تو وہ ان دس اسماء شریف کو لکھ کر اپنے داہنے بازو پر باندھے۔ کوئی کتنا ہی ظالم کیوں نہ ہو۔ وہ نہ صرف مہربان وشفیق ہوگا۔ بلکہ ہمہ قسم کی امداد بھی کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

18۔ جسم میں خواہ کوئی بھی مرض کیوں نہ ہو۔ مثلاً دردسر، درد شقیقہ، درد چشم، درد گوش، درد دندان، درد گلو خناق وگلہڑ، وخنازیر، درد سینہ و پہلو، نمونیہ، درد ناف، درد پیٹ، درد جگر، درد گردہ، عرقُ النساء، وجع المفاصل، نقرس، بندش پیشابِ انساں ہو یا جانوراں۔ چاہے تپ محرقہ ولرزہ، سل ودق، فالج، لقوہ، رعشہ، مالیخولیہ، جنون مراق ذیابیطس ہر قسم کے زہر خوردہ و مار گزیدہ مرد یا عورت بستہ ہو۔ یا بخت بستہ ہو۔ یا کوئی جادوٹونہ ہو۔ جن دیو پری یا کوئی آسیب کیوں نہ ہو۔ مرض اٹھراہ، مسان یا کند ذہن ونسیان ہو۔ اَگرچہ جسم میں کوئی بیماری یا علت وتکلیف ہو سب کا علاج بزرگان دین ان دس اسماء سے کیا کرتے ہیں۔ جس کا طریقہ یہ ہے۔

کہ ان ہی دس اسماء کو لکھ کر گلے میں باندھ دیں۔ اور پلیٹ پر لکھ کر دھو کر پلائے بھی اور مریض پر چھڑکے بھی۔ اور پڑھ کر مریض پر دم بھی کریں۔ یا جائے ماؤف پر ہاتھ رکھ کر ایک سے لیکر ۱۳ دفعہ تک پڑھے۔ ہر طاق مرتبہ پر دم کریں۔ اس طرح چند بار ایک دوروز، اور مہلک امراض میں ہفتہ عشرہ تک عمل کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ دردیں وغیرہ تو اُسی وقت بند ہوں گی۔ بخار بھی جاتا رہے گا۔ یاد رکھیں۔ اس سے بھی کئی گنا زیادہ فوائد ان دس اسماء شریفہ میں ہیں۔ جو بھی عامل جس نیت سے پڑھے گا۔ ضرور بالضرور کامیاب وکامران ہوگا۔ یہ خاص الخاص فقراء کا خصوصی ورد دراصل گوہر نایاب، اسرار مخفی، خزانہ لاجواب اور لاثانی وبے مثال ورد و وظیفہ ہے۔ ان دس اسمائے شریفہ کی اجازت سید قاضی حمید الدین ناگوری چشتیؒ سے واسطہ بہ واسطہ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ اور واسطہ بہ واسطہ سلسلہ قادریہ غوثیہ محبوبیہ میں ہمارے مرشد ومربی شیخ سید محبوب الہی شاہ بخاری قادری دہلویؒ تک پہنچا ہے۔ اور ان سے تمام مریدین سلسلہ ہذا اور طالبان صادق کو اجازت ہے۔ لیکن جو شخص بھی ان دس اسماء مبارکہ کے فوائد سے مستفید ہونا چاہے۔ وہ لازمی طور پر ہمارے مرشد ومربی شیخ سید محبوب الہی شاہ بخاری قادری دہلویؒ کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھے۔ وہ دس اسماء مبارکہ یہ ہیں۔ جن کے اِس قدر فوائد، فضائل اور خصائل ابھی گذرے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ اِلٰھِیۡ بِحُرۡمَتِ سَزَایُوۡ. لِذَرۡعِیۡ . جُوۡسَا. مَنُوۡعَا. عَالِمَا. طَیُوۡسُوۡنَا. سَلِیۡخَا. مَلِیۡخَا. مَلۡقُوۡمَا. یَاقَیُّوۡمَا . بِحَقِّ کٓھٰیٰعٓصٓ وَبِحَقِّ حٰمٓ عٓسٓقٓ وَبِحَقِ اِھۡیَا اِشۡرَاھِیَّا . فَسَیَکۡفِیۡکَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ○

دس اسماء مبارکہ کے ضمن میں ویسے تو اُمتِ محمدیہ ﷺ کے لاتعداد وبے شمار مصنفین ومؤلفین نے اپنی اپنی قیمتی تصانیف وتالیفات کو معمور ومزین فرمایا ہے۔ جیسے کہ ایک فارسی کتاب ''**لمعاتِ رحمانی**'' میں باقاعدہ اِن اسمائے مبارکہ کا ایک باب قائم کیا ہے۔ صاحب کتابؒ فرماتے ہیں۔ کہ! یہ دس اسمائے معظّمہ دراصل حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے عصا مبارک پر لکھے ہوئے تھے۔ اِن اسماء کی عظمت سے یہ عصا اژدہا بن جاتا تھا۔ اور اِس عصا سے حضرت موسیٰؑ نے بہت سارے معجزات عوام الناس کو دکھائے۔ اِن اسماء کی تین سو سے زائد خاصیات ہیں۔ جِن میں سے چند ایک یہاں پر مسلمانوں کے احتیاج کو مدنظر رکھتے ہوئے قارئین وشائقین کتاب ہذا کی خدمتِ اقدس میں بطورِ نمشتہ پیش کئے جا رہے ہیں۔

یاد رہے۔ کہ مندرجہ ذیل میں اِن اسمائے مبارکہ کے چند فوائد دیئے گئے ہیں۔ اِن فوائد سے متنفع ومستفید ہونے کے لئے چاہیئے۔ کہ بحالتِ خلوت کوئی شخص فقط پچیس ایام کے لئے خود کو مخلوقِ خدا سے تنہا کر لے۔ اِن اسمائے مبارکہ کو ہر نماز کے بعد ایک۔ ایک ہزار مرتبہ، اور روزانہ رات کو پانچ ہزار مرتبہ پڑھتا رہے۔ پچیس ایام کے بعد وہ شخص اِن اسمائے مبارکہ کا عامل ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔ اِس ریاضت کے بعد روزانہ کسی بھی وقت اِنہیں اسمائے مبارکہ کو ہزار مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے۔ تاکہ ایسے شخص سے کلی اثرات وکرامات کا بارہا ظہور ہوتا رہے۔ انشاء اللہ۔ بشرطیکہ اپنے نفس، قلب اور آنکھوں کی حفاظت کرے۔

۱۔ جو مسلمان اِن اسمائے مبارکہ کو سو مرتبہ ہر نماز کے بعد اور رات کو سونے سے قبل تین سو مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے۔ اور اِنہیں اسماء کو بحالتِ وضو خوشخط لکھ کر اپنے پاس رکھے۔ ایسا شخص جملہ بلاؤں وآفات سے محفوظ رہے گا۔ اور ایسے شخص کی تمام حاجات پوری ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۲۔ جو مسلمان اِن اسمائے مبارکہ کو بحالتِ سفر پڑھتا رہے۔ اور قبل ابتدائے سفر اِن اسماء کو لکھ کر دائیں بازو میں باندھ لے۔ تو ایسا شخص سفر کے جملہ مصائب ومشکلات سے مامون رہے گا۔ اور اُسے تھکاوٹ بھی محسوس نہ ہوگی۔ انشاء اللہ۔

۳۔ جومسلمان اِن اسمائے مبارکہ کولکھ کرکسی دیو و پری گرفتہ پرایک تسبیح (صد مرتبہ) پڑھے۔ اور بار بار پھونکتا رہے۔ تو ایسا مریض نجات پا جائے گا۔ اور اُسے اپنا جسم بالکل ہلکا محسوس ہوگا۔ انشاءاللہ۔ **خیرالناس من ینفع الناس**۔ (حدیثِ نبوی ﷺ)

۴۔ جومسلمان اِن اسمائے مبارکہ کوکسی آسیب گرفتہ (مثل خبیث و غیر مسلم جن نے قبضہ کیا ہوا ہو) کے لئے لکھ کر اُس کے ماتھے پر لٹکا ئے۔ اور اِنہیں اسمائے مبارکہ کو 120 مرتبہ پڑھ کر آسیبی مریض کے چہرے پر بار بار پھونکے۔ خبیث جن وجود پر حاضر ہوگا۔ اور اِس سے عہد و پیاں لے کر اُسے جانے کو کہے۔ اُس کے جاتے ہی آسیبی مریض خبیث جن سے نجات پائے گا۔ انشاءاللہ۔

۵۔ جومسلمان اِن اسمائے مبارکہ کومشک وزعفران سے سفید کاغذ پرکولکھ کرکسی طرح اپنی معشوقہ کوکسی مشروب میں ڈال کر پلا دے۔ اور مطلوب کا عاشق کی محبت میں معشوق بنانے کاتصور کرتے ہوئے اِنہیں اسماء کومسلسل پڑھتا رہے۔ چندہی ایام میں معشوق خود عاشق ہوجائے گا۔ انشاءاللہ۔

۶۔ جومسلمان اِن اسمائے مبارکہ کو ہرنماز کے بعد سات مرتبہ پڑھنے کا معمول بنالے۔ تو ایسا شخص کبھی فسق و فجور میں مبتلا نہ ہوگا۔

۷۔ جومسلمان شخص حالات وزمانے کی وجہ سے درماندہ ہوگیا ہو۔ ایسا شخص اِن اسمائے مبارکہ کو بعد نمازِ فجر اور بعد نمازِ عشاء ایک۔ ایک ہزار پڑھنے کا معمول بنالے۔ تو اُس کے حالات درست ہوجائیں گے۔ اور اُس کے جملہ مقاصد پورے ہوں گے۔

۸۔ اگرکسی کی روزی تنگ ہو۔ اور کسی بھی طریقہ سے فراخ نہ ہوتی ہو۔ تو ایسے شخص کو چاہیئے۔ کہ اِن اسمائے عشرہ موسویؑ کو بعد نمازِ جمعۃ المبارک بحالت تشہد تیس مرتبہ پڑھے۔ اور روزانہ رات کو تین سو مرتبہ پڑھتا رہے۔ اِسی عمل کو پانچ جمعوں تک کرتا رہے۔ یاد رہے۔ کہ ہر جمعہ کوتیس اور روزانہ رات کی تعداد تین سو مرتبہ رہنی چاہیئے۔ حق تعالٰی تین ہی جمعوں میں رزق فراخ فرمادے گا۔ انشاءاللہ۔

۹۔ اگرکوئی شخص کند ذہن ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ اِن اسمائے مبارکہ کو بعد ہرنماز 11 مرتبہ پڑھے۔ اور روزانہ رات کوسونے سے قبل بحالت وضوقبلہ رخ بیٹھ کر 150 مرتبہ پڑھ کر پانی پر پھونک کر پیتا رہے۔ چندہی ہفتوں عشروں میں نہ صرف حافظہ قوی ہوجائے گا۔ بلکہ ذہن بھی کھل جائے گا۔ انشاءاللہ۔

۱۰۔ اگرکسی کوسانپ نے کاٹ لیا ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ اِن اسمائے مبارکہ کومکمل یقین کے ساتھ فقط تین مرتبہ پڑھ کر پانی پر پھونکے۔ تو مریض کوآرام وشِفاء حاصل ہوگی۔ انشاءاللہ۔

۱۱۔ اگرکسی کی کھیت یا باغ میں چوہے کثر تعداد میں ہوں۔ تو چاہیئے۔ کہ اِن اسمائے مبارکہ کو اُس کھیت یا باغ کے چاروں اطراف اور درمیان میں لکھ کر جھنڈا بنا دیں۔ اور کوئی شخص روزانہ کسی بھی وقت اُس کھیت یا باغ میں جا کر اِن اسماء کو لاتعداد مرتبہ پڑھتا رہے۔ چندہی ایام میں تمام چوہے وہاں سے کوچ کر جائیں گے۔ انشاءاللہ۔

۱۲۔ اگرکوئی شخص لوگوں کی نظروں میں حقیر ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ یہ اسمائے مبارکہ لکھ کر بازو پر باندھے۔ اور انہیں اسماء کو روزانہ رات کو سونے سے پہلے تین سو تیرہ مرتبہ پڑھتا رہے۔ تو جو اسے دیکھے گا۔ عظیم المرتبت جانے گا۔ انشاءاللہ تعالٰی۔

۱۳۔ اگرکسی پرسحر کردیا گیا ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ اِن اسمائے مبارکہ کوچینی کے برتن میں تین مرتبہ لکھ کر پھر پانی سے دھو کر مسحور کو اکیس ایام تک پلاتا رہے۔ وہ سحر سے یقینی نجات پائے گا۔ انشاءاللہ تعالٰی۔

۱۴۔ اگرکسی کوسر میں درد ہو۔ تو ایسے شخص کو یہی اسمائے مبارکہ لکھ کرکسی کپڑے میں لپیٹ کر سر میں باندھ لے۔ اور پھر اِنہیں اسمائے مبارکہ پندرہ مرتبہ پڑھ کر پھونکتا رہے۔ دردِ سر فوراً دفع ہوگا۔ انشاءاللہ تعالٰی۔

۱۵۔ اگرکسی کوآنکھوں میں درد ہو۔ تو ایسے شخص کو یہی اسمائے مبارکہ لکھ کرکسی کپڑے میں لپیٹ کر سر میں باندھ لے۔ اور پھر اِنہیں اسمائے مبارکہ پچیس مرتبہ پڑھ کر اپنی آنکھوں پر پھونکتا رہے۔ یا کسی اور کو کہے۔ کہ وہ پڑھ کر پھونکے۔ دردِ چشم فوراً دفع ہوگا۔ انشاءاللہ تعالٰی۔

۱۶۔ اگرکسی تپ محرقہ یا تپ لرزہ ہو۔ تو یہ اسمائے مبارکہ لکھ کر گلے میں باندھے۔ اور اِن اسماء کومسلسل مگر وقفے وقفے سے پڑھتا رہے۔ چندہی گھنٹوں میں دونوں تپ ختم ہوجائیں گے۔ انشاءاللہ۔

۱۷۔ اگرکسی کوکوئی جسمانی تکلیف ہو۔ جس کی وجہ سے وہ کمزور وناتواں ہوگیا ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ دن میں پانچ مرتبہ کسی چینی کی طشتری پر اِن اسمائے مبارکہ کوعرقِ گلاب وزعفران سے لکھ کر پلاتے رہیں۔ تو تین سے پانچ ایام میں طبیعت پہلے جیسے سنبھل جائے گی۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ بہتری ہوجائے گی۔ انشاءاللہ۔

۱۸۔ اگرکوئی مظلوم کسی ظالم کے ہاتھوں گرفتار ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ یہ اسمائے مبارکہ لکھ کر دائیں بازو پر باندھ لے۔ اور اِن اسمائے مبارکہ مسلسل پڑھتا رہے۔ تو وہ ظالم شخص چندہی روز میں اِس مظلوم شخص پر مہربان ہوجائے گا۔ انشاءاللہ تعالٰی۔

فضائل وخواص اسمائے اصحاب کہفؓ

قیوم وحی ذات ہے اللہ کی فقط زندہ ہمیشہ بات ہے اللہ کی فقط

بعض تفاسیر کے مطابق اصحاب کہفؓ دراصل سات آدمی اور ایک ان کا سگ (کتا) تھا۔ یہ اصحاب دقیانوس بادشاہ جو کہ دعویٰ خدائی کیا کرتا تھا۔ کے زمانہ میں اپنا ایمان بچا کر ایک غار میں داخل ہوگئے۔ اور ابھی تک اسی غار ہی میں ہیں۔ جب آخر زمانہ میں جناب آخرالزمان حضرت مہدیؓ اور حضرت عیسیٰؑ تشریف لائیں گے۔ تو اس وقت اصحاب کہفؓ بھی اپنے غار سے باہر تشریف لائیں گے۔ اور لوگ جوق در جوق جناب آخرالزمان حضرت مہدیؓ کے دست حق پر بیعت ہو کر امت محمد ﷺ میں داخل ہوں گے۔ انشاء اللہ۔ یہ اصحابِ ذی مقام و مرتبت بہت جلیل القدر، معزز اور انتہائے قابل احترام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف ان کے اسماء کے صدقے لوگوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔ بلکہ ہمہ اقسام کے مصائب، مشکلات اور رنج وغم سے بھی نجات عطا فرماتا ہے۔ ویسے تو ان اسمائے مبارکہ کے ہزارہا، بےشمار ولاتعداد فوائد، خصائل وخواص ہیں۔

لیکن ہمارے مرشد ومربی شیخ سید محبوب الٰہی شاہ بخاری قادری دہلویؒ نے ان اسمائے مبارکہ کے چند فوائد، خصائل وخواص جو کہ عام وخاص کے کام آنے والے ہیں۔ اپنے معمولات، مجربات، ملفوظات اور کتب میں درج فرمائے ہیں۔ یہاں پر بطور حصول برکت برائے مریدین سلسلہ ہذا، طالبان صادق اور شائقین عملیات کے لئے درج کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ضرورت مند حضرات فائدہ اٹھا کر ہمارے مرشد ومربی شیخ سید محبوب الٰہی شاہ بخاری قادری دہلویؒ کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔ اسمائے اصحاب کہفؓ یہ ہیں۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ o اِلٰھِیُ بِحُرُ مَةِ یَمُلِیُخَا . مَکسَلمِینَا . کَشفُوطَط . تبیُونس . کَشَافَطیُونَس . اَذرفَطیُونَس . یُوَانِس . بُونَس . بُوس. وَاِسمُ رَاعِی مَرطُونَس وَاِسمُ کَلبِھِم قِطمِیرٌ o وَعَلَی اللّٰہِ قَصدُ السَّبِیلِ وَمِنھَا جَائِرٌ. وَلَو شَاءَ لَھَدَالکُم اَجمَعِینَ o بِرَحمَتِکَ یَا اَرحَمَ الرَّاحِمِینَ o

طریقہ زکوۃ اسمائے اصحاب کہفؓ :

اگر کوئی شخص ایک سوبیس روز تک پرہیز روحانی (پرہیز جلالی و جمالی) کے ساتھ ہر نماز کے بعد 1000 بار (ایک ہزار بار) اور رات کو پانچ ہزار بار یہ اسماء اصحاب کہفؓ پڑھے۔ مگر اول وآخر 100 سے 100 بار درود پاک بمع پرہیز روحانی مع وضو اور صوم وصلوٰۃ کے ہمیشہ پڑھتا رہے۔ اور مکمل خلوت نشین رہے۔ تو اس شخص کو اس قدر دنیاوی اور اخروی نعمتیں اور رحمتیں حاصل ہوں گی۔ جو کہ اس کے وہم گمان میں بھی نہ ہوں گی۔ اور وہ شخص ان محترم ومقدس اسماء اصحاب کہفؓ سے مکمل طور پر مستفید ہو سکے گا۔ اور گمان غالب ہے۔ کہ ان مقتدر و پاکیزہ ہستیوں یعنی اصحاب کہفؓ کی زیارت سے بھی باریاب ہو۔ انشاء اللہ العظیم۔

۱۔ حضرت علیؓ بروایت حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ کہ جو شخص نام اصحاب کہفؓ لکھ کر اپنے پاس سفر وحضر میں رکھے گا۔ یا اپنے سامان میں رکھے گا۔ تو وہ ہر طرح کے خطرہ چور ڈاکو یا پانی میں ڈوبنا یا آگ میں جلنے سے حق تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔ کسی قسم کا اس کو نقصان نہ ہوگا۔ سلامت سفر سے گھر آئے گا۔

۲۔ اگر اصحاب کہفؓ کے نام لکھ کر اپنے مکان یا چھپر یا سامان میں رکھے گا۔ تو ایسا شخص ہر طرح کی حفاظت میں رہے گا۔ اور کبھی بھی اس جگہ کو آگ نہ لگے گی۔ انشاء اللہ۔ بسیار مجرب ہے۔

۳۔ اگر کسی جگہ آگ لگی ہوئی ہو۔ اسمائے اصحاب کہفؓ سفید کپڑے پر لکھ کر اس کپڑے میں چند سنگریزے باندھ کر آگ میں ڈال دیں۔ فوراً آگ بجھ جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۔ اگر اسمائے اصحاب کہفؓ لکھ کر لکڑی میں باندھ کر زمین کے چاروں طرف چکر دے کر پھر درمیان کھیت کے گاڑ دیں۔ تو اس کھیت میں کوئی جانور یا چوہا قطعاً نہ آئے گا۔ اور نہ ہی کسی دوسرے طریقہ سے کسی قسم کا کوئی نقصان ہوگا۔ اور تمام فصل اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہی رہے گی۔ انشاء اللہ العظیم۔

۵۔ اگر ان تمام اسمائے مبارکہ کو لکھ کر کسی کتاب یا غلہ میں رکھ دیں۔ تو ہمہ قسم کرم (کیڑوں) وغیرہ اور چوروں سے محفوظ و مامون رہے گا۔ اگر چہ وہاں پانی بھی آجائے۔ تب بھی کوئی نقصان نہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۶۔ اگر ان تمام اسمائے مبارکہ کو لکھ کر کسی دردزہ والی عورت کی بائیں ران پر باندھے۔ تو بفضل الٰہی بچہ فوراً پیدا ہوگا۔ یا مٹی کے پیالہ پر لکھ کر دردزہ والی عورت دونوں ہاتھ اس پیالہ کو زمین پر توڑے۔ تو بھی فوراً بچہ پیدا ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۷۔ اگر ان تمام اسمائے مبارکہ کو مٹی کے پیالہ پر لکھ کر جہاں دریا زمین میں ڈھالگا تا ہو۔ وہاں زمین کے اندر دفن کر دیں۔ تو دریا اس جگہ سے

ہٹ جائے گا۔ اور پھر اس جگہ کبھی نہ آئے گا۔ انشاءاللہ۔

۸۔ اگر ان تمام اسمائے مبارکہ کو لکھ کر تیر یا بندوق پر باندھ دیں۔ کبھی نشانہ خالی نہ جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

۹۔ اگر ان تمام اسمائے مبارکہ کو لکھ کر کسی مکان کے ہر کمرہ کے چاروں کونوں میں ایک ایک چسپاں کر دیں۔ اور چند بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے مکان کے اندر باہر، اوپر نیچے ہر جگہ چھڑک دیں۔ تو ہر قسم کے جن بھوت پری بدارواح اگر اس مکان میں ہوں۔ یا باہر سے اس مکان مین پتھر وغیرہ آتے ہوں۔ تو کل دفع ہو کر یہ جگہ ہر طرح سے اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان میں رہے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

۱۰۔ اگر ان تمام اسمائے مبارکہ کو لکھ کر کسی جنگجو یا مہم جو کے گلے میں ڈال دیا جائے۔ اور وہ شخص کسی جنگ، مہم یا معرکہ میں جائے۔ تو ایسا شخص ہر طرح کے صدمے سے بچا رہے گا۔ اور منصور و مظفر واپس لوٹے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

۱۱۔ اگر ان تمام اسمائے مبارکہ کو لکھ کر ہر قسم بخار، دردسر، درد سینہ کمر درد یا پیٹ درد والے مریض باندھیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان اسمائے مبارکہ کی برکت سے آرام اور شفاء عطا فرمائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

۱۲۔ اگر ان تمام اسمائے مبارکہ کو لکھ کر اپنے پاس رکھیں۔ تو ایسا شخص نظر حکام و امراء و احباب و عزیز و اقارب میں محترم و معزز ہوگا۔ اور وہ ہر رنج و غم اور چور سے محفوظ رہے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

۱۳۔ اگر کوئی حاجت مند دوگانہ قضائے حاجت پڑھ کر اسمائے اصحاب کہفؓ فقط سو بار پڑھے۔ اول و آخر چند بار (طاق تعداد میں) درود و سلام پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر ان عزت والے اسماء کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے صدق قلب و نیت سے عاجزی و انکساری کے ساتھ دعا کرے۔ تو بفضل تعالیٰ حاجت بر آئے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

نوٹ: ہمارے مرشد و مربی شیخ سید محبوب الٰہی شاہ بخاری قادری دہلویؒ فرماتے ہیں۔ کہ خواص ان اسمائے اصحاب کہفؓ کے ہزاروں ہیں۔ جس کام کے لئے کرو گے۔ وہی ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

جناب مولانا حقی نازلیؒ اپنی تصنیف جلیلہ **خزینة الاسرار** میں فرماتے ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ اصحاب کہفؓ کے ناموں کو تم اپنی اولادوں کو سکھاؤ۔ کیونکہ ان ناموں کو اگر کسی گھر کے دروازے پر لکھا جائے۔ تو آگ اسے نہیں جلائے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

اگر (اصحاب کہفؓ کے ناموں کو) کسی مال و متاع پر لکھا جائے۔ تو وہ (مال) چوری سے محفوظ رہے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ اگر کسی کشتی پر (اصحاب کہفؓ کے ناموں کو) لکھا جائے۔ تو وہ غرق نہیں ہوگی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

اس زکات کی تکمیل کے بعد صاحب زکات کو چاہیئے۔ کہ ان اسماء کو روزانہ بعد نمازِ فجر و عشاء 100۔100 مرتبہ تاحیات پڑھتا رہے۔ تاکہ ان اسماء کے کلی فوائد سے مستفید ہوتا رہے۔

اگر کوئی بچہ رات کو بہت روتا ہو۔ یا کسی بچے کو رات کو نیند نہ آتی ہو۔ تو ماں یا باپ کو چاہیئے۔ کہ اسمائے اصحابِ کہفؓ والی دُعا کو لکھ کر بچے کے گلے میں تعویذ بنا کر ڈال دیا جائے۔ تو وہ بچہ رات کو آرام و سکون سے سوئے گا۔ انشاءاللہ۔

ام الصبیان کو مریض یا مریضہ کو چاہیئے۔ کہ روزانہ رات کو سونے سے پہلے ان اسماءِ اصحابِ کہفؓ والی دعا کو 100-100 مرتبہ چند ایام تک پڑھے۔ تو اس مصیبت سے خلاصی پائے گا۔ انشاءاللہ۔

نوٹ:

جناب مولانا حقی نازلیؒ اپنی تصنیف جلیلہ **خزینة الاسرار** میں فرماتے ہیں۔ کہ ابوسعید محمد مفتی خادم نے فرمایا ہے۔ کہ میں نے بحالت رویاء اصحاب کہفؓ کو دیکھا۔ اور میں نے ان سے پوچھا۔ کہ آپؓ کے اسمائے مبارکہ کو ہم بعض امور کے لئے تبرکاً لکھتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی ہم ان میں تاثیر نہیں پاتے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ تم ہمارے ان اسمائے مبارکہ کو دائرے کی شکل میں لکھو۔ اور وسط میں **قطمیر** لکھا کرو۔ جیسا کہ نقش میں دیا گیا ہے۔

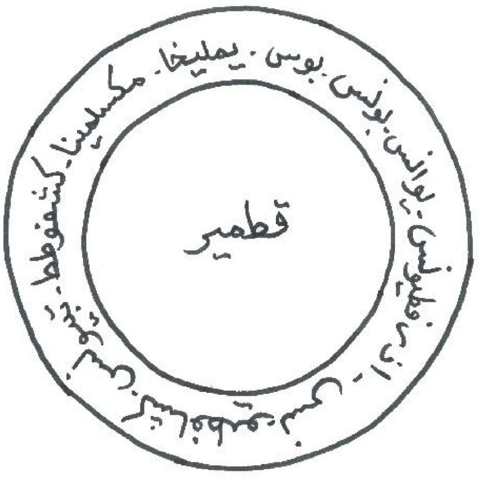

باب نمبر

17

بابُ الروحانیة

تسخیر جنات ومؤکلات۔

ارسالِ ھواتف

سواقطِ حروفِ سورہ فاتحۃ الکتاب

از

استاذ العالمین الخوارزمیؒ

علمِ روحانیات، تسخیراتِ روحانیہ

جنات وروحانیات کی تسخیر میں کامیاب ہونے کی کلید:

صاحب شموس الانوار اگر کوئی شخص جنات کی تسخیر کا ارادہ رکھتا ہو۔ یا جنات وآسیب کی لوگوں سے جان چھڑا کر مسخر کرنے کا متمنی ہو۔ تو ایسے شخص کو چاہیے۔ کہ سب سے پہلے دس روزہ یہ مختصر سی ریاضت کرلے۔ ریاضت کا طریقہ یہ ہے۔ کہ!

آبادی سے دور کہیں خلوت نشین ہو۔ ہر حیوانی چیز سے پرہیز کرے۔ اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی کے ساتھ عروج ماہ میں ہفتہ کے روز سے اس ریاضت کو شروع کیا جائے۔ ہفتہ کے دن عامل کو چاہیے۔ کہ تسبیحات، تحمیدات، تہلیلات اور درود وسلام سے اس ریاضت کا باقاعدہ آغاز کیا جائے۔ پھر اتوار کے دن ہر نماز کے بعد یہ آیت پاک 900 (نوسو) بار مگر اول وآخر 11، 11 بار درود وسلام پڑھیں ۔ آیت مبارکہ یہ ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُرِىٓ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْ قِنِيْنَ (سورۃ انعام۔ آیت نمبر **75**)

عامل نویں یا دسویں دن اپنی دائیں ہتھیلی پر ایک دینار کے برابر مہندی کے رنگ کا نشان پائے گا۔ بہرحال یہ ریاضت (۱۱) گیارہ دنوں تک کی ہے۔ یہ دراصل ملوکِ اجنہ کی طرف سے ایک واضح نشانی اور عہد نامہ ہوگا۔ کہ گویا انہوں نے عامل سے یہ عہد کرلیا۔ کہ وہ عامل کی ہر امداد وتسخیر میں دائمی طور پر معاون رہیں گے۔ اور عامل کو تسخیرات اجنہ کے بارے میں ہر مراد کے لکھنے کا حکم دے دیا۔ اور یہ نشان بھی ہتھیلی سے دور ہونا دشوار ہے۔ البتہ عامل چاہئے۔ کہ وہ اس بات کو ہر کسی سے پوشیدہ رکھے۔ بلکہ کوشش کرے۔ کہ عامل کا ہاتھ بھی کوئی نہ دیکھ سکے۔ امام غزالی نے اپنی کتاب **سر القاطع** میں، سید محمد بن محمد الحریری البیومیؒ اپنی تصنیفات میں اور ابن الحاج تلسمانی المغربیؒ نے **شموس الانوار** میں اس عمل کی بہت تعریف وتوصیف بیان کی ہے۔ عامل خود بھی اپنے روحانی تصرف سے اس نشان کو لوگوں کی نظروں سے مخفی رکھ سکتا ہے۔ تاکہ عامل کے سوا کوئی دوسرا نہ دیکھ سکے۔

عزیمت احضارِ روحانیت :

عموماً یہ دیکھا گیا ہے۔ کہ روحانیات کی تسخیر کے دن گزر جاتے ہیں۔ پھر بھی روحانیات حاضر نہیں ہوتی۔ اسی لئے روحانیات کی تسخیر کا کوئی بھی عمل کریں۔ تو عمل کے تعداد وایام پورے ہونے کے بعد والی رات کو بعد نماز عشاء کسی اگربتی یا جاوی ولوبان کی دھونی دے کر یہ عزیمت فقط (**90**) نوے مرتبہ پڑھی جائے۔ تو روحانیات حاضر ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ عزیمت برائے احضار روحانیات یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیمo رحمت علیکم ایھا القوم فلاں (روحانیات کا نام) بحق ما تلوته علیکم ان یجیبوا الی و ان تعینونی بحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ما تقصدون الا ما اسرعتم الا جابة لدعوتی والا قامة لطاعتی ما اسرعوا و احضرو و اطیعوا بحق قوله تعالی ادعونی ادعونی واستجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سید خلون جهنم داخرین ۔

اس عمل کی بدولت روحانیات حاضر ہو کر اطاعت وفرمانبرداری کریں گے۔ انشاء اللہ العظیم۔

تسخیر موکل یقینی :

یہ عمل بارہا کا مجرب المجرب اور مستند عمل ہے۔ اس کی اسناد اولیاء اللہ اور عمومی لوگوں سے تسلسل کے ساتھ آئی ہے۔ اس عمل کے لئے طہارت ظاہری وباطنی اور صوم وصیام وخلوت نشینی اور روحانی پرہیز لازمی قرار دی گئی ہے۔ روحانی پرہیز یہ ہے۔ گوشت ہر قسم، حیواناتی گھی وتیل، انڈا، دودھ، دہی، کچا لہسن، پیاز، مولی، ہینگ، سرکہ، شہد۔ بوس وکنار وجماع وغیرہ۔ اس عمل میں بہتر تو یہ ہے۔ کہ سحر وافطار میں پانی اور کھجور پر ہی اکتفا کیا جائے۔ خلوت نشینی، اکل حلال اور صدق مقال بھی بہت اہم ہے۔ اس عمل کا آغاز نوچندی جمعرات سے ہوگا۔ شب جمعہ کو بعد نماز عشاء روزانہ ایک تازہ چنبیلی یا گلاب کا پھول سامنے رکھ کر آیت مبارکہ مع تسمیہ **121** ایک سو اکیس بار صرف اکیس دنوں تک پڑھیں۔ عمل سے پہلے خوشبودار بخورات یا اگربتی کی لازمی دھونی دیں۔ آیت مبارکہ کا موکل حاضر کر اطاعت کا دم بھرے گا۔ اور عاملین کی دینی ودنیاوی حاجات کے لئے یہ موکل تاحیات کفالت کرتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ موکل کے حاضر ہونے پر عہد وپیمان لے کر طریق حاضری پوچھ کر اس دن کا پھول موکل کو نہایت ادب واحترام سے تحفۃً پیش کردیں آیت مبارکہ یہ ہے۔ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم o وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهِ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجاً ، وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۔ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ . قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَىْءٍ قَدْرًا۔** (سورۃ الطلاق۔ آیت نمبر 3-2)

استخبارہ یا امورِ غیبی کے سلسلے میں جنات سے خدمت لینا:

علامہ دمیریؒ اپنی کتاب حیات الحیوان میں علامہ قزوینیؒ کی کتاب عجائب المخلوقات سے نقل کرتے ہیں۔ کہ! اگر کوئی شخص جنات سے بلا کسی محنت وریاضت خدمت کا شائق ہو۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ! سیاہ بلی اور سیاہ مرغی کا پتہ لے کر دونوں کو انفرادی طور پر دھوپ میں سُکھا لیا جائے۔ پھر جب یہ دونوں سوکھ جائیں۔ تو اِن کو پیس کر سُرمہ میں مِلا لیا جائے (سرمہ میں کسی قسم کا کوئی کیمیاوی شئے **Chemical** شامل نہ ہو) پھر اس سرمہ کو لے کر کسی ویران وسنسان مگر میدانی علاقے کی جانب جا کر سرمہ آنکھوں میں لگایا جائے۔ تو وہاں پر موجود جنات نظر آئیں گے۔ صاحب عمل نہایت وقار ومتانت کے ساتھ ان سے گفتگو کرے۔ اوران کو اپنی اطاعت کا حکم دے۔ یہ عمل بارہا کا مجرب المجرب اور مستند عمل ہے۔

چونکہ جنات کا وجود بھی موجود ہے۔ انسانوں کی طرح یہ بھی اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ایک ناری مخلوق ہے۔ جنات ومؤکلات اور ہمزاد جیسی غیر مرئی مخلوقات کو دیکھنے، اِن کی تسخیر کرنے یا ان کے کام لینے کی غرض سے یہاں کچھ معلومات پیش خدمت ہیں۔ شاید قارئین کے لئے یہ اعمال وعملیات بھی دلچسپی کا باعث ہوں۔ انشاء اللہ۔

تسخیر اجنہ (بلا پرہیز آسان):

تسخیر اجنہ کا یہ عمل روحانی شخصیت یعنی استاذ العاملین فقیر غلام الرسول میمن ناشادؒ کے ذاتی عملیات سے منقول ہے۔ عمل کا طریقہ کار یہ ہے۔ بازار سے ایک نیا جیبی آئینہ لے لیں۔ جس طرح سے اس عمل میں شکل دی گئی ہے۔ ہو بہو یہی شکل آئینہ کے اس طرف وضع کریں۔ جس طرف سے ہم دیکھتے ہیں۔ جب آئینہ تیار ہوگیا۔

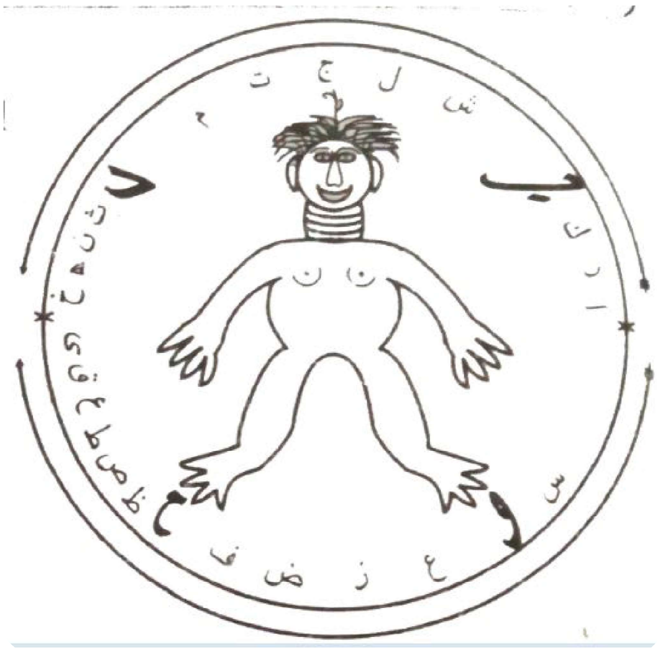

اب جس دن اس عمل کو کرنے کا ارادہ ہو۔ اس دن کو گزار کر رات کو (بعد نماز عشاء) اپنے سامنے رکھ کر 400 سو مرتبہ 20 دنوں تک مسلسل یہ عزیمت پڑھیں۔ عزیمت یہ ہے۔ **اَقْسَمْتُ عَلَیْکُمْ یَامَعْشَرَالْجِنِّ بِحَقِّ هٰذِهِ الْاَسْمَآءِ بُدُّوْحِ کَمُسَفُ رَتُخَضْ وَبِحَقِّ هَشْطَشْلَهُکُوْشٍ کَشُکَشُلِیُعُوْشٍ بِخَلُهَلُشَطُوْشٍ شَلُطُطَشُکُوْ شٍ وَ بِبَآءِ الْبِهَاءِ وَبِدَالِ الدُّخَانِ وَبِوَاوِالْوَلَایَةِ وَبِحَآءِ الْحَیَاتِ اُحْضُرُوْا بِحَقِّ اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ مُسْرِعِیْنَ طَائِعِیْنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ** ٥ اس عمل کا نقش سامنے دیا گیا ہے

عمل کے بعد آئینہ کو کسی سیاہ کاغذ میں لپیٹ کر رکھ دیں۔ تاکہ آپ کے علاوہ دوسرا کوئی اس آئینہ تک نہ پہنچ سکے۔ اس عمل میں شرائط وغیرہ کچھ نہیں۔ تیسرے دن سے عجائبات کا مشاہدہ شروع ہو جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ روزانہ کے نتائج، مشاہدات اور مکاشفات اپنی ڈائری میں لکھتے رہیں۔ اس عمل کے جنات بلا شبہ کام کرتے ہیں۔

خصوصی عمل برائے برکات اسم ذات قضائے حاجات وتسخیر مؤکلات:

برکات اسم ذات ﴿ **اللہ** ﴾ برائے قضائے حاجات وتسخیر مؤکلات رات کو اچھی خوشبو جلا کر تنہائی میں اسم ذات اللہ 4356 بار پڑھے۔ (جو مجموعہ ہے اعداد **66** ضرب **66** کا) اول 6 چھ مرتبہ اسم ذات ''اللہ'' پڑھ کر یہ دعا پڑھے۔ **سَاَلُتُکَ یَا اَللّٰهُ نَجِحَ مَقَاصِدِیْ بِتَسْخِیْرِ اَمْلَاکَ کِرَامٍ تَکَرَّمَت** . پھر ہر دس مرتبہ کے بعد ایک بار پڑھے۔ اب اسم ذات 56 بار رہوگیا۔ اب باقی **4200** رہا۔ ہر سو کے بعد ایک بار یہ دعا مذکورہ پڑھے۔ اس طرح (**5636**) بار مکمل کرے۔ اس کے بعد درج ذیل دعا 66 مرتبہ پڑھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے عام و خاص جملہ مقاصد کو پالے گا۔ اور عجیب وغریب اسرار ملاحظہ کرے گا۔ جس سے اس کی تمام اغراض پوری ہو جائیں گی۔ اگر خاص مؤکل کی تسخیر کے حصول کی نیت سے 66 چھیاسٹھ ایام تک ہر نماز کے بعد اسی ترتیب سے کرے۔ تو عجیب کشف اسرار کا ظہور ہوگا۔ اور مؤکل عامل کو خواب و

بیداری میں اموراتِ مخفیہ کے بارے میں واضح ہدایات دے گا۔ اور کسی کو خبر نہ ہونے دے قضائے حاجت کے لئے ایک روزہ عمل کی عام اجازت اس کتاب کے ہر قاری کو فقیر سید محبوب الٰہیٰ شاہ قادری علیہ الرحمہ کے فیضان سے ہے۔ لیکن روحانیت سے ملاقات وتسخیر کے لئے 66 چھیاسٹھ روز عمل کی اجازت پیرومرشد فقیر سید محبوب الٰہیٰ شاہ قادریؒ کے سلسلہ کی کسی مجاز بزرگ وخلیفہ یا صاحبزدگان سے حاصل کرے۔ تا کہ کلی فوائد حاصل ہوسکیں۔ دعا یہ ہے۔ جو 66 بار پڑھی جاتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۔ مُوْجِدُ الْاَشْیَاءِ وَ مُبْدِیْھَا اَقْسَمْتُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالْخَدِیْم قَیْطَرُوْشِ لِاَسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ الْاَعْظَمِ بِعِزِّ عِزِّ اللّٰہِ وَبِنُوْرِ وَجْہِ اللّٰہِ وَبِمَا جَرَاہُ بِہِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِاللّٰہِ اِلیٰ خَیْرِ خَلَقِ اللّٰہِ سَیِّدُنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدُللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اَنْ تَقْضِیَ لِیْ حَا جَتِیْ (فلاں بن فلاں) بِحَقِّ اِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْعَظِیْمِ اَللّٰہُ لَا اِ لٰہَ اِلَّا ھُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ .الَّذِیْ عَنَتَ لَہ‘ الْوُجُوْہ‘ بِذِلَّۃِ الْاِسْتِکَانِہٖ اِلیٰ جَلَالَۃِ لَااِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقُیُّوْمُ اِھْیَا اِشْرَاھِیَّا اَذُوْنَا ئِیْ اَصْبَأُوْتُ آلِ شَدَّا یَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اَلْوَحَا اَلْوَحَا اَلْعَجَلَ اَلْعَجَلُ اَلسَّاعَۃُ اَلسَّاعَۃُ .

اس کو ناقدریٔ عالم کا صِلہ کہتے ہیں
مر گئے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا

سید عبدالکریم مؤکل سورہ کوثر کی یقینی تسخیر :

اس عمل کو مجرب ہونے کی سند حاصل ہے۔ یہ انتہائی مختصر سی ریاضت ہے۔ اس عمل میں **سورہ کوثر** کا مؤکل تین سے سات روز میں حاضر ہو کر دائمی اطاعت وفرمانبرداری کا دم بھرتا ہے۔ اس عمل کی شرائط میں پرہیز روحانی، بوقت پڑھائی خوشبوئیات کا سلگانا، خلوت نشینی ضروری اور اہم امور ہیں۔ جن کا بجالانا صاحب عمل کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اس عمل کا طریقہ کار یہ ہے۔ نوچندی جمعرات سے ہر نماز کے بعد ہزار **(1000)** بار سورہ کوثر پڑھ کر یہ عزیمت تین بار پڑھیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم ۔ اللهم انی اسئلک بمؤجبات معرفتک و خزائن رحمتک وعزائم مغفرتک ان تسخر لی خادم هذه السورة الشريفة السيد عبدالكريم الا ما اجبت و سمعت و اطعت شرديخ شرديخ مرديخ مرديخ بمن كلم موسی تکلیما علی جبل طور سیناء الوحا الوحا العجل العجل الساعة الساعة۔

انشاءاللہ مؤکل تیسرے ہی دن آ حاضر ہوگا۔ اس کی آمد پر ہی عامل کو چاہیے۔ کہ! طریقہ حاضری پوچھ کر اس کو دائمی طور پر اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دے۔ اور اِس مؤکل سے دوبارہ حاضر ہونے کی نشانی لے۔ اور بلانے کا طریقہ پوچھ لے۔ تا کہ دوبارہ یہی ریاضت نہ کرنی پڑے۔ بعد قول و قرار اس کو جانے کو کہا جائے۔ اگر تیسرے دن نہ آئے۔ تو پانچویں، ساتویں یا حد گیارہویں روز تک لازمی آ ہی جائے گا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔

مختصر ریاضت برائے تسخیر اجنہ :۔

یہ کتابچہ جس میں چند اعمال ہیں پیش خدمت ہے
ہمارے لختِ دل ہیں آپ کا مال تجارت ہے

صاحب **شموس الانوار** فرماتے ہیں۔ کہ تسخیر جن کے سلسلے میں یہ مختصر ترین ریاضت، جو کہ صرف دس ایام پر مشتمل ہے۔ جو کوئی بھی تسخیر جن کا شائق ہو۔ اسے چاہیے۔ کہ نوچندی جمعرات سے صوم وصیام وخلوت اور پرہیز جلالی وجمالی سے اس ریاضت کا آغاز کرے۔ اور بروز جمعۃ المبارک ہر نماز کے یہ عزیمت 140 بار بوقت تہجد یا رات کو سونے سے پہلے 1000 بار پڑھے۔ اور دسویں روز بوقت تہجد یا رات کو سونے سے پہلے 1000 کی بجائے 3000 ہزار بار یہی عزیمت پڑھے۔ عزیمت یہ ہے۔ **سَرُ بُوْدٍ** (3۔ مرتبہ) **بَنُوْحٍ** (3۔ مرتبہ) **عَاجُوْلٍ** (3۔ مرتبہ) **وَطَمِیُوْلٍ** (3۔ مرتبہ) **اَقْبِلْ یَا اَبَالْکَلْبُ وَافْعَلْ وَاَمَرْتُکَ بِحَقِّ ھٰذِہِ الْاَسْمَآءِ السُّرْیَانِیَّۃِ وَ اِنَّہ‘ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ O**

دسویں رات اس ریاضت کا خادم (جن) بصورت کلب (سگ) حاضر ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ اب عامل کو چاہیے۔ کہ نہایت سکون واطمینان اور بلاخوف خطر اس سگ سے عہد و پیمان لے کر خادم (جن) کو دائمی طور پر اپنا غلام بنائے۔ حاضری کا طریقہ بھی پوچھ لیں۔ یہ جن آپ کے تمام امور میں معاون ومددگار رہے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ جیسے کہ! **جلب القبول، محبة بين الرجال والنساء، فراق بين الرجال والنساء والتمريض، جلب السحر، اخراج الكنوز والدفائن من الارض** ۔ اگر بالفرض دسویں رات خادم حاضر نہ ہو۔ تو اگلے روز سے ہر نماز کے بعد عزیمت کو (۱۴۰) ایک سو چالیس بار اور رات کو باوقت تہجد 3000 تین ہزار بار پڑھیں۔ اور یہ ترتیب 7 دنوں تک جاری رکھیں۔ اسی دوران لازمی سگ حاضر ہو کر اطاعت کا دم بھرے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

اسمِ اعظم اللہ کے مؤکل کی آسان تسخیر :

صاحب شمس المعارف ولطائف العوارف حضرت شیخ ابوالعباس احمد بن علی بونیؒ فرماتے ہیں کہ! جو شخص اسمِ ذات ’’ **اللہ** ‘‘ کی دعوت دینا چاہے۔ اس کو پہلے اخلاص قلب حاصل کرنا چاہیئے۔ (پرہیز روحانی مع صوم وصلوٰۃ، بخورات سلگا کر اور خلوت نشیں رہ کر) غسل کر کے پاک و مصفٰی ہو کر خلوت گاہ میں بیٹھے۔ دورانِ ریاضت کسی سے بھی کلام نہ کرے۔ اِس عمل کی ریاضت 14 دنوں پر مشتمل ہے۔ اِس ریاضت کا آغاز نوچندی جمعۃ المبارک سے کرنا ہے۔ مگر چاہیئے۔ کہ بروزِ جمعرات سے صوم وصیام و پرہیز کے لئے خود کو مستعد کر لیا جائے۔ اسم ذات کی ریاضتِ عظیمہ کا طریقہ یہ ہے۔ کہ ہر نماز کے بعد اسمِ اعظم ’’ **اللہ** ‘‘ کو ایک ہزار مرتبہ اور سورہ نور کی آیتِ نمبر 35 (**بسم اللہ الر حمٰن الر حیم ٥ اللہ نور السموت .. واللہ بکل شیء علیم**) کو پچاس مرتبہ پڑھنا ہے۔ اور رات کو اسمِ اعظم ’’ **اللہ** ‘‘ کو دس ہزار مرتبہ ایسے پڑھنا ہے۔ کہ ہر ہزار کے بعد مذکورہ آیتِ نور کو پچاس مرتبہ پڑھنا ہے۔ آخری روز ایسا محسوس ہوگا۔ کہ! تمام مکان نور سے معمور و مزین ہو گیا ہے۔ اور صاحب دعوت کو اپنے تیئیں ایسا لگے گا۔ کہ وہ خود نور کے دریا میں گہرائی کے ساتھ محوِ استغراق اور ڈوب رہا ہے۔ پس چاہیئے۔ کہ دل کو مضبوط کر لے۔ کیونکہ یہ احساس چند منٹ کا ہی ہوگا۔ اِس کے بعد ایک نورانی مؤکل آئے گا۔ اِس سے ہرگز نہیں ڈرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ کافی زیادہ مبارک نورانی مؤکل ہے۔ وہ صاحب دعوت سے کہے گا۔ **السلام علیکم** ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! صاحب دعوت نہایت ادب و احترام سے سلام کا جواب دے کر مؤدب بیٹھ جائے۔ اور اُس مؤکل سے ایک خادم کے لئے گزارش کرے۔ پھر صاحب دعوت خادم کی حاضری کا طریقہ پوچھ لے۔ اور پہلے والے نورانی مؤکل کو ادب کے ساتھ شکریہ کہہ کر رخصت کر دے۔

یاد رہے۔ کہ یہ خادم صرف شرعی امور میں معاون رہے گا۔ ورنہ اَز خود آزاد ہو جائے گا۔

دعوت وعزیمت آیت قلب سورہ یٰسین :

یہ عظیم ترین ریاضت شیخ سید محمد یوسف شریف الہندیؒ نے اپنی گراں مایہ تصنیف لطیف **الشجرۃ النعمانیہ** اور دیگر کتب میں نہایت تعریف وتوصیف سے بیان کی ہے۔ یہ ریاضت سورہ یسین کی آیت (**سَلَامٌ قف قَولًامِّن رَّبِّ رَّحِیم**) کی ہے۔ جو کہ سورۃ یٰسین کا قلب ہے۔ اور سورۃ یٰسین قرآن عظیم کا قلب ہے۔ شیخ سید محمد یوسف ھندیؒ فرماتے ہیں۔ کہ وہ مراکش کے عظیم حکمراں کا بیٹا ہے۔ لیکن جب اس نے اس عظیم آیت کی خدمت (یعنی عمل ریاضت) کی بابت سنا۔ تو کہا۔ کہ میں نے حکمرانی کو خیر باد کہا۔ اور اس آیت کی خدمت کا طریقہ سیکھنے کے لئے سفر پر روانہ ہو گیا۔ دوران سفر کئی مہینوں تک میں نے علم روحانیات (ماہرین جفار، نجوم ورمال وغیرہ) سے سورۃ یٰسین شریف کی اس ریاضت کے بارے میں دریافت کیا۔ تو کچھ علمائے عاملین نے مجھے بتایا کہ۔ بیت اللہ الحرام کے نزدیک ایک شخص رہتا ہے۔ وہ اس کا علم رکھتا ہے۔ میں مکہ آ گیا۔ اور اس شخص سے نہایت مودبانہ وعاجزانہ طریقے سے ملا۔ مگر میں نے اپنا مدعا بیان نہیں کیا۔ اور اس شخص کی خدمت شروع کر دی۔ کم وبیش ایک برس تک میں اس کی خدمت میں مشغول رہا۔ لیکن میں نے اس آیت مبارکہ کی خدمت (**ریاضت عمل**) کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا۔ ایک دن میں حرم شریف میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور اب بھی میں نے اس سے کچھ دریافت نہیں کیا تھا۔ کہ اس شخص نے مجھے خود مخاطب کرتے ہوئے خود ہی کہا۔ کہ تمھارے جیسے (بے لوث خادمِ صادق) کو کچھ دینا چاہتا ہوں۔ پھر اس نے مجھے ایک ورق عنایت فرمایا۔ اور خصوصی ہدایت فرمائی۔ کہ تم اسے اچھی طرح سے ذہن نشین کر لو۔ اس کے بعد خلوت نشیں ہو کر اس وظیفے پر عمل کرنا ہے۔ جب میں نے اسے اچھی طرح سے یاد کر لیا۔ تب میں خلوت نشین ہو گیا۔ تاکہ صوم وصیام اور پرہیز جلالی و جمالی کے ساتھ ریاضت کا آغاز کر سکوں۔ خلوت نشینی سے پہلے اس بزرگ نے اس عظیم المرتبت وظیفہ (یعنی ریاضت عمل) کا طریقہ اس طرح سے سکھایا تھا۔

طریق ریاضت :

ہر فرض نماز کے **818** بار **سَلَامٌ قف قَولًامِّن رَّبِّ رَّحِیم ٥** پڑھنا ہے پھر **1232** بار یہ آیت **سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوح** پڑھنا ہے پھر اس کے بعد یہ عزیمت **7** سات بار پڑھنی ہے۔ عزیمت یہ ہے۔ **اٰبِ، اَبِی تُوُقِ. جَلِیُلِ، یَادَارِحِیُلِ، غَابِ، اَغُلِیُوُبِ. عِیُلِ، اَغِیُلِ، قِیُلِ، وَاقِلِ، تَامِ، تَامُوُمِ، نَجنِیُمِ، نَحُشِ، بَرُقِیَاشِ، سَمُسَکِ، هَمُهَمَ، طَمُطَهُوُرِ، طَهُوُرِهٖ، یَاشِمَالِ، یَایَمِیُنِ، یَااَللّٰهُ، یَابَاسِطُ. سَلَامٌ قف قَولًامِّنُ رَّبِّ رَّحِیُمِ ٥**

اور رات کے وقت آیت **سَلَامٌ قف قَولًامِّن رَّبِّ رَّحِیم ٥** (1781) سترہ سو اکیاسی بار پڑھنی ہے۔ اور آیت مبارکہ

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوح (1232) بارہ سوبتّیس بار پڑھنی ہے۔ اورعزیمت مذکورہ (41) اکتالیس بار پڑھنی ہے۔ مگر یہ یادرہے۔ کہ خلوت میں دوران ریاضت کوئی بھی دوسرا شخص نہ آئے۔ اور ہرفرض نماز کے بعد اور رات کو جب یہ پڑھائی ہو۔ تو عامل نے اپنے سر پر یہ وفق (نقش) اٹھا رکھا ہو۔ اور یہی وفق (نقش) عامل سحر وافطار میں چینی کے برتن پر عرق وگلاب وزعفران کی روشنائی سے لکھ کر پانی ڈال کر لازمی پیا کرے۔ تاکہ ہمہ قسم رجعت سے محفوظ رہے۔ اور ہر مرتبہ دوران پڑھائی دھونی یا خوشبو لازمی ہو۔ تیسرا دن گزار کر رات پڑھائی کے وقت دھونی کی مانند ایک پاکیزہ اور مسحور اور خوش کن خوشبو آتی ہوئی محسوس ہوگی۔ جو کہ دراصل اس عمل کی قبولیت کی واضح علامت اور نشانی ہے۔ لیکن اس دوران کوئی روحانی مخلوق وغیرہ عامل کے سامنے نہیں آئے گی۔ اس عمل کا خاتم (نقش) یہ ہے۔

بسم الله الرحمن الرحیم

سلام	قولا	من رب	رحیم
273	257	132	136
256	270	139	133
138	134	255	271

سَلَامٌ قف قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِيۡمٍ☆

بہرحال جب عامل اپنے حجرے (خلوت کی جگہ پر) یہ پاکیزہ خوشبو محسوس کرے۔ تو چاہیے۔ کہ عمل مکمل کر کے آیت قلب (**سَلَامٌ قف قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِيۡمٍ**) کو صرف دس بار پڑھ کر عزیمت کو ایک بار پڑھے۔ تو عامل کو ایک آواز سنائی دے گی۔ مگر کوئی نظر نہیں آئے گا۔ اور آواز سنائی دے گی۔ **ما ذا ترید یافلاں** (یعنی کہ اے فلاں آپ کیا چاہتے ہیں) اس وقت عامل کو چاہئے۔ کہ اس روحانی سے عہد لے۔ کہ وہ ہمیشہ عامل کا معاون ومددگار رہے گا۔

بوقت ضرورت جب عامل کو کچھ چاہیے ہو۔ تو آیت قلب (**سَلَامٌ قف قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِيۡمٍ**) کو صرف دس بار پڑھ کر عزیمت کو تین بار پڑھے۔ تو عامل کو ایک آواز سنائی دے گی۔ اس وقت عامل نہایت ادب واحترام واطمینان سے اپنی خواہش بیان کرے۔ بہرحال عامل جو بھی خواہش کرے گا۔ تو وہ (غائب روحانی) اسی وقت عامل کی خواہش کو پورا کرے گا۔ خواہ عامل کی خواہش مال ومنال کی ہو۔ یا ماکولات و مشروبات کی ہو۔ یا کسی اور دنیاوی چیز کی۔ یادرہے۔ کہ آیت قلب کے خدام (روحانیین) انتہائی وفادار اور فرمانبردار ہوتے ہیں۔

سورہ فاتحۃ الکتاب سے تسخیرِ مؤکل :

صاحب خزینۃ الاسرار حضرت مولوی حقی نازلیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! جو بھی شخص روحانیین میں سے آشنائی کرنا چاہے۔ تو وہ کسی بھی قمری ماہ کی پہلی تاریخ کو (یادرہے کہ قمری تاریخ مغرب سے شروع ہوجاتی ہے۔ اور اگلا دن پہلا ہوتا ہے) بعد نماز عشاء آغاز کرے۔ پرہیز روحانی مع صوم وصلوٰۃ، بخورات سلگا کر اور خلوت نشیں رہ کر) غسل کرکے پاک ومصفّٰی ہو کر خلوت گاہ میں بیٹھے۔ دورانِ ریاضت کسی سے بھی کلام نہ کرے۔ اِس عمل کی ریاضت 29یا30دنوں پر مشتمل ہے۔ پہلی رات میں99 مرتبہ **سورہ فاتحہ** اور **اسماءُ الحسنٰی** 1 مرتبہ پڑھتے ہیں۔ دوسری رات میں **سورہ فاتحہ** 98 مرتبہ اور **اسماءُ الحسنٰی** 2 مرتبہ پڑھتے ہیں۔ اِسی سلسلے کو پندرہویں رات تک جاری رکھنا ہے۔ جبکہ سولہویں (16) رات سے **سورہ فاتحہ** کو زیادہ اور **اسماءُ الحسنٰی** کو کم کرکے پڑھنا ہے۔ اور آخر ماہ تک اِسی طرح سے پڑہائی کرنا ہوگی۔ اُسی ریاضت کے ماہ قمری کی آخری رات کو **روحانیین** میں سے کوئی شخص نہایت عمدہ صورت میں صاحب دعوت کے پاس آکر ساتھی بن جائے گا۔ پھر صاحب دعوت خادم کی حاضری کا طریقہ پوچھ لے۔ (یادرہے۔ کہ یہ خادم صرف شرعی امور میں معاون رہے گا۔ ورنہ آزاد۔۔۔)

تسخیرودیدنِ جنات :

صاحب قانونِ طلسمات جناب رفیق زاہد صاحب رقم طراز ہیں۔ کہ! اگر کسی شخص کو تسخیر وحاضریءجنات کے دیکھنے کی غرض ونیت دامن گیر ہو۔ تو وہ شخص آبادی سے دور کسی سنسان وویران اور دورافتادہ مقام پر طلوعِ آفتاب سے قبل چلا جائے۔ (اس عمل کا وقت کچھ کتب میں ظہروعصر کے مابین بھی بتایا گیا ہے) پہلے وہ آیت الکرسی سات مرتبہ پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کرکے ہاتھوں کو پورے جسم پر پھر دے۔ اوران اسمائے طلسمات (**یہ اسماء دراصل** رسالہء ارثماطیقی **منسوب بہ** حضرت ادریس نبیؑ سے ہیں۔ جو کہ زمین میں مدفون تھا۔ اور جس کو حکیم بلیناس نے

زمین سے نکالا تھا) کو چند ایک مرتبہ پڑھ کر ایک مٹھی بھر مٹی اُٹھائے۔ اور اس مٹی کو اپنے چاروں اطراف میں پھینک دے۔ جونہی عامل ایسا کرے گا۔ تو وہ مُلاحظہ کرے گا۔ کہ عامل کے اردگرد گردوغبار کے طوفانی بگولے پیدا شروع ہوجائیں گے۔ عامل کو چاہیئے۔ کہ وہ بلا کسی خوف وخطرے کے کسی ایک طوفانی بگولے کی طرف سرعت کے ساتھ چلا جائے۔ اور اُس کھڑا ہوجائے۔ تو اس طوفانی بگولے میں موجود جنات کا ایک صف آراء لشکر نظر آئے گا۔

یا پھر وہاں حیرت انگیز طور پر سُرخ وسیاہ آندھی کے طوفان پیدا ہونا شروع ہوجائیں گے۔ اور چشم زدن میں وہاں کا پورا ماحول گردوغبار سے سیاہ رات کی طرح تاریک ہوتا چلا جائے گا۔ اس وقت عامل کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ بلا خوف وخطر اِن اسماء کو پڑھتا رہے۔ کچھ ہی دیر میں اِسی گردوغبار کے منظر کے اندر جنات حاضر ہوں گے۔ اور عامل سے نہایت ادب واحترام کے ساتھ سلام کر کے عامل کا مطلب دریافت کریں گے۔ عامل کو چاہیئے۔ کہ اپنا مقصد دلی تفصیلاً بیان کرے۔ جنات فوراً عامل کا حکم بجالانے کے پابند ہوں گے۔ بہرحال اسمائے طلسمات یہ ہیں۔

انکا ئیل . موسوش . هطلا . کر فاش .ارمون . همیر . مرصدایا . امطاش . بیطلاش . هرقوش . عجلاش
. سطفاش . مردمرش . صغا هنغما کشح . باروق . سرطا منموش . سعصا نمود .برما بالیوس . هقعهاکیثارث .
جمعا با یا رینوس . کفا لحین . اعیارابالعذم . لبانا وبالعطرین . ارحما کا نیک تهبا . تیحبان . لغهما . بد حا لح .
عملا . سکا بالاون . سجد بالاقربون . ارینا نیوش . هبغرنار دین . مفرماروس . سلسلادین . ارفاس لغمیعون .

یہ بات یاد رہے۔ کہ کوئی بھی شخص چاہے۔ کہ! جنات کو دیکھنے یا تسخیر کا ارادہ اُس وقت تک نہ کرے۔ جب تک کہ اُس کا کوئی کامل اُستاد یا مرشد نہ ہو۔ ورنہ نہ صرف ایسا شخص بہت بڑی اور بُری رجعت کا شکار ہوگا۔ بلکہ اُس کی جان بھی جاسکتی ہے۔

دعوت ہمزاد :

یہ عمل حضرت مولانا محمد رفیق زاہد صاحب ماہر طلسمات کی کتاب **بوستانِ طلسمات** سے ماخوذ ہے۔ اِس مجرب عمل کو جناب رفیق زاہد صاحب نے پچیس برس کی عمر میں اپنے روحانی پیشوا کے زیرِ نگرانی کامیابی سے بخوبی سرانجام دیا تھا۔ کتاب میں تو اُنہوں نے دل دہلا دینے اور خوفزدہ کرنے والے چند مشاہدات بھی بیان فرمائے ہیں۔ اور اُن کے محترم پیشوا کا بیان ہے۔ کہ اگر عامل بلند عزم، مستقل مزاج اور مضبوط قوتِ ارادی کا مالک نہ ہو۔ تو ہرگز ہرگز یہ عمل نہ کرے۔ کیونکہ اگر عمل کے دوران عامل خوفزدہ ہوکر عمل کو ترک کردے گا۔ تو وہ اپنی جان گنوا بیٹھے گا۔ بہرحال اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! عروجِ ماہ میں پرہیزِ روحانی مع صوم وصیام، آبادی سے دور شب پیر سے اس عمل کا اس طرح سے آغاز کرے۔ کہ روزانہ دعوت ہمزاد برائے تسخیر کی نیت سے مقررہ جگہ پر بیٹھ کر اپنا حصار کر کے حصار کے اندر بیٹھ کر اپنے پیچھے چراغ روشن کر کے روزانہ اس عمل کو 19۔ ایام تک بلاناغہ کھڑے ہوکر اپنے سامنے کی جانب سائے پر نظر رکھے ہوئے اس عبارت عمل کو 786۔ مرتبہ پڑھے۔

عزمت علیکم یا اصحاب الجن والانس ویا اصحاب الجود والسباح اَھُو مَا سًا . مَا ھُو مًا . اَبَر ھُو مًا . اِھیًا اَشرَاھِیًّا اُحضُرُوا یَا قَومِ ھَمزَادِ وَالرُّوحِ بِحَقِّ سبوح قدوس ربنا و رب الملا ئکۃ والروح . بر حمتک یارحم الراحمینo

روزانہ عجیب وغریب وڈراؤنے مناظر دیکھنے کو ملیں گے۔ بہرحال آخری روز جب تمام مناظر ختم ہوجائیں گے۔ تو مناظر ختم ہوتے ہی ایک خوبصورت اور مضبوط وتوانا جسم وجان کا آدمی سامنے آ کھڑا ہوگا۔ اور نہایت ادب سے سلام عرض کر کے عرض گزار ہوگا۔ کہ! حضور! میں آپ کا ہمزاد ہوں۔ فرمایئے کیا حکم ہے؟ اب عامل نہایت وقار ومتانت اور تدبر وعقل مندی سے اپنے ہمزاد سے آسان شرائط طے کرلے۔ یاد رہے۔ کہ ایسی کوئی شرط نہ مانے جس کا بجالانا مشکل یا ناممکن ہو۔ اور حاضری کا مکمل طریقہ پوچھ کر ہمزاد کو جانے کا کہے۔ اس کے بعد جب کبھی ضرورت پڑے (ہمزاد کو ہر وقت نہ بلائے کہ تماشہ ہی بن جائے) تو ہمزاد ہی کے بتائے ہوئے طریقے سے اُسے بلایا کرے۔ یاد رہے۔ کہ جس دن عہد شکنی ہوئی یا ہمزاد کی تسخیر کے متعلق کسی اور کو خبر دی۔ اُسی دن ہی نہ صرف ہمزاد آزاد ہوجائے گا۔ بلکہ عامل بھی سخت رجعت کا شکار ہوجائے گا۔

تسخیرِ ہمزاد کا مشہور ومعروف عمل : (کسی مُردہ کا ہمزاد مسخر کرنا)

تسخیر ہمزاد کا یہ طریقہ بھی اعمال وعملیات کی تقریباً تمام ہی کتب میں بڑی شرح وبسط سے بیان کیا گیا ہے۔ اِس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! اِس عمل کا طریقہ بہت ہی عام فہم وسہل ہے۔ کہ! جو بھی شخص اتوار یا منگل کو مرجائے۔ تو اگر عامل مسلمان ہے۔ تو قبرستان جاتے وقت ''**یا بُعُثُ**'' پڑھتا ہوا میت کے ساتھ قبرستان جائے۔ اور اگر عامل کوئی غیر مسلم ہے۔ تو وہ شمشان گھاٹ جاتے وقت ''**ھرانگ سوانگ**'' کہتا ہوا جائے۔ غسل کے بعد جو روئی مُردے کے کانوں میں لگائی جاتی ہے۔ وہ روئی بوقت دفن کرنے کے کسی طرح سے حاصل کر کے اِس روئی کو ایک بکس میں بند کر کے اپنے پاس محفوظ کرلیں۔ روئی نکالتے وقت عامل اُس مُردے کے کانوں میں آہستہ سے کہے۔ رات کو میں **12** بجے آپ کے پاس آپ

کا توشہ لے کے حاضرِ خدمت ہوں گا۔ اور واپسی پر تمام لوگوں سے الگ تھلگ گھر آئے۔ اور گھر آنے تک کسی سے بات چیت نہ کرے۔ اور نہ ہی پیچھے مُڑ کر دیکھے۔ پھر ایک سیر آٹا لے کر اِس کی دو موٹی موٹی روٹیاں گھر پر پکوائے۔ اور روٹیوں پر گھی بھی لگائے۔ اور اوپر تھوڑا سا گُڑ رکھ کے روٹیوں کو لپیٹ کر کسی کپڑے میں رکھ لے۔ اِسی آٹے سے ایک چراغ بھی بنائے۔ جس میں گھی ڈالے۔ اور بتی اِسی روئی (جو مُردے کے کانوں سے حاصل کی تھی) کی ڈال کر قبرستان میں جا کر روشن کرے۔ رات کو 12 بجے سے کچھ دیر پہلے قبر پر پہنچ جائیں۔ اور عین 12 بجے رات کو چراغ قبر کے اوپر عین درمیان میں بتی کی لَو مغربی جانب رکھ دے۔ اور عامل خود اپنا رُخ چراغ کی جانب کر کے ’’**یا بُعث**‘‘ یا پھر ’’**ھرانگ سوانگ**‘‘ باوازِ بلند وِرد کرنا شروع کر دے۔ اگر عامل ہندو ہے۔ تو شمشان گھاٹ میں مُردے کو جلائے جانے کی جگہ پر چراغ رکھے۔ (باقی طریقہ دونوں کا ایک ہی ہے) بہر حال بعد ڈیڑھ دو گھنٹوں کے قبر شق ہو جائے گی۔ (اگر ہندو ہے۔ تو مُردے کی روح وہاں آن موجود ہو گی) بہر حال مردہ قبر میں لیٹا ہوا نظر آئے گا۔ اُس مُردے کو دونوں روٹیاں دکھاؤ۔ وہ مُردہ عاجز اور بھکاری بن کر روٹیوں کے لئے صاحب عمل سے مِنت سماجت کرے گا۔ اُس وقت عامل اِس ہمزاد سے ہم کلام ہو کر کہے۔ کہ روٹیاں تمھیں اُس وقت دوں گا۔ جب تم میری باتیں مانو گے۔ اور میرے کام آؤ گے۔ اگر وہ حامی نہ بھرے۔ یا بات نہ مانے۔ اور انکاری ہو۔ تو عامل بھی کہے۔ کہ میں تمھیں روٹیاں نہیں دوں گا۔ جب وہ کہے۔ کہ ٹھیک ہے۔ میں آپ کی باتیں مانوں گا۔ تو اُس سے کاموں کی تفاصیل طے کر لو۔ کہ وہ کون کون سے امور میں عامل کا معاون ہو سکتا ہے؟ بہر حال عامل اپنی تمام باتیں منوا کر اب نہایت وقار و متانت اور تدبر و عقل مندی سے اِس ہمزاد سے آسان شرائط طے کر لے۔ یاد رہے۔ کہ ایسی کوئی شرط نہ مانے جس کا بجا لانا مشکل یا ناممکن ہو۔ البتہ عامل اسے اپنی شرائط کا مکمل پابند کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی کا مظاہرہ نہ کرے۔ جیسا کہ وہ کہے گا۔ کہ اِتنا طعام مجھے روزانہ دو گے؟ عامل کو چاہیئے۔ کہ وہ ہمزاد کو کہے کہ 24 گھنٹے میں صِرف ایک روٹی تم کو دے سکوں گا۔ ہمزاد کہے گا۔ کہ تم مجھے کتنے وقت کے لئے مسخر رکھو گے ؟ تو عامل کو چاہیئے۔ کہ ہمزاد کو دس سال سے زیادہ کا عرصہ نہ بتائے۔ کم از کم تین ماہ ہو سکتے ہیں۔ بہر حال یہ ہمزاد مندرجہ ذیل امور میں استعانت کر سکے گا۔

☆ خبریں دینا اور واقعات کی اطلاع فراہم کرنا۔ ☆ ایک شخص جِس قدر وزن اُٹھا سکتا ہے۔ اُتنا وزن اُٹھا کر لانا۔

☆ کوئی بھی چیز یا پھل اور سبزیاں (نزدیک و دور سے موسم و بے موسم) خرید کر لا دینا (بِلا قیمت چیزیں نہیں لائے گا)

☆ عورتوں اور بچوں کے قلوب میں حب و بغض پیدا کرنا۔ یا انہیں ورغلانا وغیرہ۔ ☆ پتھر یا غلاظت کسی کے گھر یا دفتر یا جائے کاروبار پر پھینکوانا۔ یاد رہے۔ کہ! جو اصحاب کمزور دل ہوں۔ وہ ہرگز ہرگز یہ عمل نہ کریں۔ کیونکہ اِس عمل سے Heart Attack بھی ہو سکتا ہے۔

عجیب و غریب عمل ہمزاد :

یہ عمل حضرت شاد گیلانی کو اُن کے ایک مہربان دوست (قاضی زاہد حسین، نانوتہ، ضلع سہارنپوری) سے ملا تھا۔ شاد گیلانی صاحب اپنی کتاب ارتکازِ توجہ میں لکھا تھا۔ تشریح عمل کے ضمن میں حضرت رقم طراز ہیں۔ کہ!

ایک ایسا مکان یا مکان میں مخصوص کمرہ تجویز کریں۔ کہ جس میں سوائے عامل کے کوئی دوسرا نہ جائے۔ تسخیر ہمزاد غیبی کی نیت کے ساتھ پرہیز روحانی مع صوم وصیام سے عمل کا آغاز شب جمعہ سے کر دیں۔ سب سے پہلے **سورہ فاتحہ**، ہر **چہار قل شریف** اور **آیت الکرسی**، ہر ایک کو تین تین مرتبہ پڑھ کر زمین پر بطورِ حصار ایک دائرہ (Anti clock-wise) بنا لیں۔ دائرہ میں صندل، لوبان اور عود کے بخورات کو روشن کریں۔ یا پھر کوئی خوشبودار اگر بتی لگا لیں۔ پہلے گیارہ مرتبہ **درود سلام** پڑھ کر پھر ایک مرتبہ **سورہ یٰسین شریف**، ایک مرتبہ **سورہ واقعہ**، ایک مرتبہ **سورہ توبہ** پڑھ کر پانچ سو (500) مرتبہ یہ آیت پڑھیں۔ **اِن اللہ علیٰ کل شیء قدیر ٥**۔ اس کے بعد **سورہ والناس** سے **سورہ الھاکم التکاثر** ایک ایک مرتبہ پڑھیں۔ پھر آخر میں دوبارہ گیارہ مرتبہ **درود و سلام** پڑھیں۔ پس وظیفہ ختم ہوا۔ یہی وظیفہ پانچ ایام تک جاری رکھنا ہے۔ اِس کے بعد دائرہ میں ہی سو جائیں۔ دورانِ عمل یا عالم رویا میں شاید کچھ ڈراؤنی شکلیں بھی نظر آئیں۔ یا کچھ خوفناک آوازیں سنائی دیں۔ بہر حال عامل کو کسی بھی طرح خوفزدہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ دورانِ اعمال وعملیات اِس طرح کے عجائبات کچھ سیکنڈ یا دو چار منٹ کے لئے ہوتے ہیں۔ پانچویں دن ایک شخص آئے گا۔ اور ایک شربت کا پیالہ پیش کرے گا۔ اس شخص کا ظاہر ہونا عمل کے استجابت کی واضح نشانی ہے۔ اب آپ عامل ہو گئے۔ کوئی بھی کام ہو چند مرتبہ **اِن اللہ علیٰ کل شیء قدیر ٥** پڑھیں۔ کوئی نظر تو نہیں آئے گا۔ ہاں! البتہ آواز ضرور آئے گی۔ کہ! کیا چاہتے ہیں۔ جناب ؟ عامل کو چاہیئے۔ کہ اپنا مقصد مختصراً بیان کرے۔ کچھ ہی دیر میں مقصد پورا ہو جائے گا۔ لیکن مقصد و مطلب شرعی ہونا ضروری ہو۔ ورنہ جان کو ہلاکت میں قطعاً نہ ڈالیں۔

تسخیرِ جنات وروحانیات کا طریقہ مجربہ اَز حضرت امام غزالیؒ :

حضرت امام غزالیؒ اپنی کتاب ''سر العالمین وکشف مافی الدارین'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! جو شخص جنات سے ملاقات کرنا چاہے۔ یا ان سے کلام کرنا اور ان کا کلام سننا چاہے۔ تو اس کو لازم ہے۔ کہ! ایک خالی مکان میں یک شنبہ یا چہار شنبہ کے دن بیٹھ کر لوبان کی دھونی روشن کرے۔ اور عمل کے اختتام تک برابر لوبان سلگتا رہے۔ (یعنی پورے عمل کے دوران اس کی دھونی ہوتی رہے) اور ایک کنڈل کھینچ کر اس کے اندر بیٹھ جائے۔ اور چالیس مرتبہ سورہء جن پڑھے۔ تو جنات کا بہت بڑا لشکر حاضر ہوگا۔ اس لشکر میں سے عامل جس کو چاہے۔ اپنی خدمت واطاعت کے واسطے مخصوص کر لے۔ اور ان سے کچھ خوف نہ کرے۔ چاہیئے۔ کہ! اس جن سے تسخیر کرنے، طلسم بنانے یا خزانہ نکالنے یا حب وبغض کا کام لیتا رہے۔

ارسال کا مجرب عمل :

علامہ دیربیؒ اپنی تصنیف جلیلہ **کتاب فتح المجید** المعروف بہ **مجربات دیربی** میں حضرت امام غزالیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ آیت الکرسی کو فقط دوسو بار اس طرح سے پڑھیں کہ ہر صدی پر **یا اللہ . یا حی یا قیوم . یا علی یا عظیم .** کو ایک ہزار تین سوستر (۱۳۷۰) بار پڑھ کر اس دعا و عزیمت کو تین بار پڑھیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم . اللھم انی اسئلک بنور وجھک الذی وملاء ارکان عرشک بروح سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وبارک وسلم ان ترسل خادم ھذہ الآیۃ الشریفۃ لفلان بن فلان (دشمن کا نام۔ یا اس شخص کا نام جس سے کام لینا مقصود ہو) **فی صفتی وحلیتی باسمھم من سموم وحراب من نار واطعنہ بالحراب واضربہ بالدبابیش حتی اذا اصبح یاتی الی خاضعا ذلیلا ویقضی حاجتی اجب وافعل ما امرتک بہ الوحا ۲. العجل ۲. الساعۃ۲۔**

صاحب فتح المجید المعروف بہ **مجربات دیربی** آگے چل کر فرماتے ہیں کہ بعد اس پڑھائی کے عامل کو چاہیئے کہ بطرف اس شخص کے (یعنی کہ دشمن۔ یا وہ شخص جس سے کام لینا مقصود ہو) کسی حربے کے ساتھ یا کسی چیز سے اشارہ کرے۔ پھر تین سو بار درود وسلام پڑھ کر عامل اسی جگہ پر اکیلا سو جائے۔ یاد رہے کہ اس پورے عمل کے دوران کوئی خوشبودار دخنہ یا کوئی اگربتی کی دھونی لازمی ہونی چاہیئے اس عمل کو شب جمعہ سے شروع کرنا چاہیئے یہ عمل سات سے گیارہ ایام تک کرنا چاہیے عامل ضرور بالضرور اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا۔ انشاء اللہ۔ صاحب مجربات دیربی میں اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ اگر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک عمل میں کامیابی نہ ہو تو مایوس نہ ہونا چاہیئے تا آنکہ سات جمعوں تک یہ عمل ضرور مستجاب ہوگا۔ انشاء اللہ العظیم۔ اس عمل کو پیرومرشدؒ نے معدن کرامت میں بھی تحریر فرمایا ہے۔

تسمیہ کے ذریعے ارسالِ ھواتف :

امام ابوالعباس بونیؒ نے اپنی کتاب **منبع اصول الحکمۃ** میں ارسال ہواتف کے اس عمل مبارک کو تحریر فرمایا ہے۔ اگر کسی کا مقصد حب وتسخیر یا حاضری مطلوب کے لئے عمل کرنا مقصود ہو تو کسی نوچندی جمعرات، جمعہ یا سوموار کے دن اس عمل کو بجا لائے اگر بغض، عداوت یا جدائی ونا چاقی کرانے کا مقصد ہو تو زوال ماہ میں سنیچر یا منگل کے دن عمل کرے۔ بہرحال شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے عمل کیا جائے ورنہ بجائے فائدے کے الٹا نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آبادی سے دور جہاں مکمل سکون ہو یا کسی خالی مکان میں یا پھر اپنے ہی گھر کے کسی خالی کمرہ میں یہ عمل مکمل خلوت اور پرہیز روحانی کے ساتھ بجا لائیں۔ ارسال ہواتف کا عظیم طریقہ یہ ہے کہ!

امام بونی اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ مشک وزعفران اور ماء الورد سے تیار کردہ سیاہی سے اس عمل کا خصوصی نقش اور اس نقش کے نیچے عزیمت ایک سفید کاغذ (بغیر لائن) پر نہایت احتیاط سے تحریر کریں پھر اس کاغذ میں ایک ریشم کا دھاگا اندر سے اس طرح رکھیں کہ یہ دھاگہ باہر تک نکلا ہوا ہو۔ پھر اس کاغذ کو احتیاط سے لپیٹ کر اس جنگلی قلم کے کانے (سرکنڈے) میں رکھ دیں اور اس نکلے ہوئے دھاگے سے اس کانے کو کسی کھٹے انار یا کسی درخت کے درمیان میں معلق کر کے لٹکا دیں۔ یاد رہے کہ!

کانے کی ایک طرف بند ہو۔ اور دوسری طرف کاغذ کو گول لپیٹ کر کانے میں ڈال کر شمع اسکندرانی سے احتیاط کے ساتھ بند کر دیں۔ لکھنے سے پہلے ہی خوشبودار بخور یا کوئی اگربتی کی دھونی لازمی لگا دیں۔ پھر اس سرکنڈے کو عامل اپنے سامنے رکھ کر فقط 786 بار تسمیہ (**بسم اللہ الرحمن الرحیم**) پڑھ کر تین بار عزیمت پھر ایک بار سورہ اذا زلزلت الارض اور ایک بار سورہ جمعہ کا آخری رکوع پڑھنا ہے۔ صاحبِ عمل ہذا یہ دیکھ کر ششدر رہ جائے گا، کہ! کہ سرکنڈا گھومنے لگا ہے۔ پس جب سرکنڈا گھومنے لگے۔ عمل مکمل کر کے بند کر

دیں۔ سرکنڈے کا گھومنا ہی اس عمل کے استجابت کی واضح علامت اور کھلی نشانی ہے۔ اگر خدانخواستہ پہلی بار میں سرکنڈا نہ گھومے۔ تو دوبارہ سے وہی پڑھائی کریں۔ تیسری، پانچویں یا زیادہ سے زیادہ گیارہویں بار تک سرکنڈا لازمی گھومے گا۔ عزیمت (اور توکیل) اس عمل کی یہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ۔ توَکَّلُوۡا یَا خُدَّا مُ ھٰذِہِ الۡاِسۡمِ الۡمُبَارکِ بِحَقِّہٖ عَلَیۡکُمۡ وَ طَاعَتِہٖ لَدَیۡکُمۡ وَ اِذۡھَبُوۡا اِلٰی فلان (جس شخص سے کام لینا مقصود ہو۔ اس کا نام مع والدہ یا عہدہ) **فِیۡ ھَیۡئَتِیۡ وَ مِثَالِیۡ وَ خوّفُوۡہُ وَارۡعِبُوۡہُ وَاۡمُرُوۡہُ بِقَضَاءِ حَاجَتِیۡ وَ ھِیَ کذا و کذا** (جو کام لینا مقصود ہو) **اَلۡوَحَا اَلۡعَجَلُ اَلسَّاعَۃُ۔** اس عمل ارسال ہواتف کا نقش عظیم یہ ہے۔

ب	س	م	ا	ل	ل	ه	ا	ل	ر	ح	م	ن	ا	ل	ر	ح	ی	م
س	م	ا	ل	ل	ه	ا	ل	ر	ح	م	ن	ا	ل	ر	ح	ی	م	ب
م	ا	ل	ل	ه	ا	ل	ر	ح	م	ن	ا	ل	ر	ح	ی	م	ب	س
ا	ل	ل	ه	ا	ل	ر	ح	م	ن	ا	ل	ر	ح	ی	م	ب	س	م
ل	ل	ه	ا	ل	ر	ح	م	ن	ا	ل	ر	ح	ی	م	ب	س	م	ا
ل	ه	ا	ل	ر	ح	م	ن	ا	ل	ر	ح	ی	م	ب	س	م	ا	ل
ه	ا	ل	ر	ح	م	ن	ا	ل	ر	ح	ی	م	ب	س	م	ا	ل	ل
ا	ل	ر	ح	م	ن	ا	ل	ر	ح	ی	م	ب	س	م	ا	ل	ل	ه
ل	ر	ح	م	ن	ا	ل	ر	ح	ی	م	ب	س	م	ا	ل	ل	ه	ا
ر	ح	م	ن	ا	ل	ر	ح	ی	م	ب	س	م	ا	ل	ل	ه	ا	ل
ح	م	ن	ا	ل	ر	ح	ی	م	ب	س	م	ا	ل	ل	ه	ا	ل	ر
م	ن	ا	ل	ر	ح	ی	م	ب	س	م	ا	ل	ل	ه	ا	ل	ر	ح
ن	ا	ل	ر	ح	ی	م	ب	س	م	ا	ل	ل	ه	ا	ل	ر	ح	م
ا	ل	ر	ح	ی	م	ب	س	م	ا	ل	ل	ه	ا	ل	ر	ح	م	ن
ل	ر	ح	ی	م	ب	س	م	ا	ل	ل	ه	ا	ل	ر	ح	م	ن	ا
ر	ح	ی	م	ب	س	م	ا	ل	ل	ه	ا	ل	ر	ح	م	ن	ا	ل
ح	ی	م	ب	س	م	ا	ل	ل	ه	ا	ل	ر	ح	م	ن	ا	ل	ر
ی	م	ب	س	م	ا	ل	ل	ه	ا	ل	ر	ح	م	ن	ا	ل	ر	ح
م	ب	س	م	ا	ل	ل	ه	ا	ل	ر	ح	م	ن	ا	ل	ر	ح	ی

عمل ارسال ہواتف بنام مخاطبۃ الظل:

یہ عمل بدھ کی شب لوگوں کے سو جانے کے بعد تنہا و مصفا کمرے میں لوبان اور جاوی یا کسی اگربتی کی دھونی سلگا کر کمرے کے اندر مغربی جانب رکھیں لوبان دان کے ساتھ کوئی چراغ یا موم بتی بھی ایسی جگہ رکھیں کہ عامل کا سایہ مشرقی جانب کی دیوار پر پورا پورا صاف اور واضح نظر آئے۔ پھر یکدم آنکھیں بند کر کے عامل مشرق کی جانب منہ کر لے تا کہ مشرقی جانب اپنے ہی سایہ کو عامل بخوبی دیکھ سکے اس کے بعد عامل عمل ہذا انتہائی وقار و متانت، نرمی وسکون اور گریہ وسوز کے ساتھ اس سایہ کو دیکھتے ہوئے درج ذیل عزیمت عمل کو فقط **(100)** سو بار کی تعداد کے مطابق اس طرح سے پڑھے جیسے وہ سایہ نہیں بلکہ ایک جیتا جاگتا انسان کو سامنے بٹھا کر مخاطب ہوں انشاء اللہ تعالیٰ تین سے سات ورنہ زیادہ سے زیادہ گیارہ راتوں میں تو بہرصورت کام ہو ہی جائے گا۔ جس شخص کے لئے کام کیا جا رہا ہے اس شخص کی نیند میں وہی چیز آ کر اسے آپ کا کام کرنے کے لئے ڈرائے گی جس کا عامل عزیمت میں نام لے گا اور اس عمل کی بدولت انتہائی وحشت، دہشت اور ڈر و خوف کا شکار ہو گا یا پھر عامل اپنی صوابدید کے مطابق اس جگہ پر کسی بزرگ شخصیت مع والدہ کا نام بھی لے کر اس شخص سے کام لیا جا سکتا ہے کہ عامل عمل ہذا کے کام کئے بناء اس کے پاس کو دوسری راہ نہ ہوگی بہرصورت اسے عامل کی خواہش کو لازمی لازمی طور پر بجا لانا ہی ہوگا عزیمت عمل ہذا یہ ہے۔

اَلسلام علیک یا من ھو و انا ھو ۔ السلام علیک یا من ولد حین ولدت و برز حین برزت و قام حین قمت و رقد حین رقدت و حل حین حللت و ناغی حین ناغیت و بکی حین بکیت و ضحک حین

ضحکت و جا ء حین جئت و مشی حین مشیت و اکل حین اکلت و شر ب حین شربت و تکلم حین تکلمت و فھم حین فھمت ا ما تری ما نز ل لی من فلا ن بن فلا ن (اس شخص کا نام مع والدہ جس سے کام لینا یا نکلوانا مقصود ہو) حط قدری و تسلط علی واذ ا نی وا نا استنصر بک علیه عطیة و سلطتک علیه فلا تد عنی و ا یا ہ و ا شغله عنی و حط قو ا ہ و کن علیه مسلطا کذا و کذ ا (کسی خوفناک درندہ یا وحشی یا کسی خوفناک جانور کا نام لیں ۔ یا پھر کسی روحانی شخصیت، کسی بزرگ ہستی کا نام مع والدہ لیں) و اکفنی ا یذ ا ئه و شر ہ با لذی قا ل للسمو ت و الا ر ض طو عا او کر ھا قا لتا اتینا طا ئعین ☆

علامہ تلسمانیؒ کا ارسال ھواتف کا مجرب عمل :

صاحب **شموس الانوار** فرماتے ہیں کہ **ارسال ھواتف** کے سلسلے میں یہ مختصر ترین ریاضت جو کہ صرف پانچ ایام پر مشتمل ہے حضرت علامہ شیخ الکبیر ابن الحاج التلسمانی اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ سورہ کافرون کو سیسے کے پترے پر الگ الگ حروف سے (یعنی کہ سورہ کافرون کے بسط حرفی) نہایت احتیاط کے ساتھ لکھو۔ پھر اس تختی کو سامنے رکھ کر عزیمت دھروشیه کو ہزار بار اس طرح سے پڑھیں کہ ہر سینکڑہ کے اخیر میں کلمات عبارت کو تین بار پڑھنا ہے۔ عزیمت **دھروشیه** یہ ہے۔

بسم ا لله الر حمن الر حیم o بسم ا لله شر ا ھیا د ھمو تا عا لی متعا لی فی علو ہ ا ین ا لا جنا د ا لقو یة ا ین ا لشمھا زیة ا ین کر د و ن ا ین د ر د م ا ین عصا ب ا ین صا حب جبل ا لد خا ن ا ین ا لر ا کب علی ا لفیل ا لمتعمم با لثعبا ن ا جیبو ا بحق ا لا سما ء ا لعبر ا نیة بر ھو تا و شیمو تا ا جیبو ا طا ئعین لله ر ب ا لعا لمین o

اور کلمات عبارت یہ ہیں۔

بسم اللہ الر حمن الر حیم . یا ملا ئکة ا لصعق و ا لعذ ا ب ا بعثوا ا لی رو حا نیة ا لنکا ل یھلکو ن لفلا ن بن فلا نة (دشمن کا نام مع والدہ ۔ یا اس شخص کا نام جس سے کام لینا مقصود ہو) **فی صفتی و حیلتی با سمھم من سمو م و حرا ب من نا ر و ا طعنه با لحر ا ب و ا ضر به با لد با بیس و یستثنو نة و یخر بو ن دا ر ہ و یمر ضو ن جسمه و یبطلو ن عضوا من ا عضا ئه حتی اذا ا صبح یا تی الی خا ضعا ذلیلا و یقضی حا جتی ا جب و ا فعل ما ا مر تک به** (حاجت کا نام) **الو حا الو حا ا لعجل ا لعجل ا لسا عة ا لسا عة بحق ا لشد ید ا لمھلک ا لممیت ا لقادر ا لمقتدر ا لقھا ر ا لمنتقم القوی o**

پھر اس تختی کو آگ کے پاس دفن کر دیں پھر اگلی رات اس سیسے کے پترے کو نکال کر یہ مکمل عمل کر کے پھر اس تختی کو آگ کے پاس دفن کر دیں عمل سے فارغ ہو کر پھر تین سو بار درود وسلام پڑھ کر عامل روزانہ اسی جگہ پر اکیلا سو جایا کرے ۔ پس مطلوب شخص پر وہی شئے نازل ہو گی جس کا عامل ارادہ کر کے عبارت کلمات میں پڑھتا رہا ہو گا ۔ یاد رہے کہ اس پورے عمل کے دوران کوئی خوشبودار دخنہ یا کوئی اگربتی کی دھونی لازمی ہونی چاہیئے اس عمل کو شب جمعہ سے شروع کرنا چاہیئے عامل ضرور بالضرور اپنے مقصد میں کامیاب ہو گا ۔ انشاء اللہ ۔ عمل میں کامیابی نہ ہو تو مایوس نہ ہونا چاہیئے یہ عمل ضرور مستجاب ہو گا ۔ انشاء اللہ العظیم ۔ اللہ تعالی سے ڈرتے رہو کیونکہ بروز قیامت ہر صغیر و کبیر عمل کا محاسبہ ومحاکمہ ضرور ہو گا ۔ صرف جائز اعمال میں ایسے عملیات کو کریں ۔ عملیات ارسال ہواتف یہاں پر اختتام پذیر ہوتے ہیں ۔

دعوت استاذ الخوارزمیؒ :

اسمآئے سواقط حروفِ سورہ فاتحہ یہ ہیں ۔

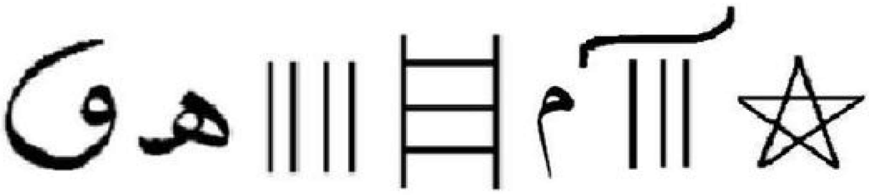

استاذ الخوارزمی سے یہ دعوت ان اسماء کی بہت عظیم الشان جلیل القدر ترتیب سے دی گئی ہے جو نہایت سریع الاثر ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الۡحَیَّ الۡقَیُّوۡمِ الدَّآئِمِ الۡقَاھِرِ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَشۡیَاءِ کُلَّھَا کَیۡفَ شَآءَ بَقُدۡرَتِہٖ وَ خَلَقَ آدم بِعَظۡمَۃِ وَنَفَخَ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِہٖ فَسَجَدَتۡ لَہٗ الۡمَلَائِکَۃِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاَمَرَھَا بِاَرَادَتِہٖ

فَاستَمسَکَتْ بِجَلَالِہٖ فَسُبحَانَہٗ لَااِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْمَلِکُ الْمَعبُوْدُ فَنَخرُجَ الْاَشیَاءُ مِنَ الْعَدَمِ اِلیَ الْوُجُوْدِ اَعْزِمُ عَلَیْکُمْ اَیُّھَاالْاَرْوَاحُ الرُّوْحَانِیَّۃُ الْاَبْرَارِ السَّاکِنُوْن تَحتَ عَرْشِ الْمُلْکِ الْجَبَّارِ بِالذِّ لَّۃِ وَالْوَقَارِ لَآ اِلٰہَ اِلَّاھُوَ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ اَلْجَائِلُوْن فِیْ فَلَکِ الْقَمَرِ السَّیَّارِ اَلسَّائِرُوْن بِسِیْرَانِہٖ الْمُتَصَرِّفُوْنَ فِیْ اَفْعَالِہٖ اَقْسَمْتُ عَلَیْکُمْ بِاللّٰہُ وَعَظْمَتِہٖ وَالْعَرْشِ وَرِفْعَتِہٖ وَالْکُرْسِیْ وَوُ سْعَتِہٖ وَجِبْرِیْلِ وَوَجْھَتِہٖ وَمِیْکَائِیْلِ وَ اَمَانَتِہٖ وَاِسْرَافِیْلَ وَ نَفْحَتِہٖ وَعِزْرَائِیْلَ وَقَبْضَتِہٖ وَبِالْاِسْمِہٖ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ الْاَعْظَمِ الدَّائِمِ الْقَائِمِ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ وَالشَّاھِدِ عَلَیْھَا بِمَا عَمِلَتْ فَبِحَقِّہٖ عَلَیْکُمْ اَدْعُوْکُمْ مَعَاشَرَ الْاَرْوَاحِ الرُّوحَانِیَۃِ الظَّاھِرِیْنَ اُجِیْبُوْا دَعْوَتِیْ وَاقْضُوْ ا حَاجَتِیْ وَاحْضَرُوْ ا مَقَامِیْ وَ شَمُّوْ دُخْنٰی بِحَقِّ مَااَقْسَمْتُ بِہٖ عَلَیْکُمْ اَلْوَحَا اَلْوَحَا الْعَجَلِ الْعَجَلِ اَلسَّاعَۃَ اَلسَّاعَۃَ بِحَقِّ لِیَا لَغُوْ لِیَافُوْرُ لِیَارُوْثِ لِیَارُوْغِ لِیَا رُوْشَ لِیَاشَلْشَ اَجِبْ یَا رُوْفِیَائِیْلِ وَاَنْتَ یَامَذْھَبَ بِحَقِ لِیَاخِیْمِ اَجِبْ یَاجِبْرَئِیل وَاَنْتَ یَا مَرَّۃِ بِحَقِّ لِیَالَغُوْا اَجِبْ یَاسَمْسَائِیْلُ وَاَنْتَ یَااَحْمَرُ بِحَقِّ لِیَا فُوْر اَجِبْ یَامِیْکَائِیْلِ وَاَنْتَ یَا بَرْقَانَ بِحَقِّ لِیَارُوْغ . اَجِبْ یَاعِیْنَائِیْلُ وَاَنْتُ یَا ذُوْبَعَۃ بِحَقِّ لِیَارُوْش اَجِب یَا کَسْفِیَائِیْلُ وَ اَنْتَ یَا مَیْمُوْنَ بِحَقِّ لِیَاشَلْش بَحَقِّ نُوْرُالْاَنْوَارِ وَ سِرِّ الْاِسْرَارِ وَ مَالِکِ الْمُلْکِ ذِیْ الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ اَجِیْبُوْا بِحَقِّ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ بِمَھْمَھُوْبٍ مَھْمَھُوْبِ ذِیْ اللُّطْفِ الْخَفِیِّ بِصَعْصَعِ ذِی النُّوْرِ وَالْبَھَاءِ وَالْکَمَالِ وَالْجَمَالِ یَااَللّٰہُ بِسَھْسَھُوْبٍ سَھْسَھُوْبِ ذِیْ الْعِزِّ الشَّامِخِ الَّذِیْ لَہٗ الْعَظْمَۃُ وَالْکِبْرِیَاءُ یَااَللّٰہُ یَااَللّٰہُ یَااَللّٰہُ بِمَھْلَھُوْبِ ھَلْھُبُوْبِ ھِیْبَرُوْشِ ھِیْبَدُوْشِ الْاَرْکِیَاظُ الَّذِیْ لَہٗ نُوْرٌفَوْقَ نُوْر اَجِیْبُوْا بِحَقِّ مَعْمَلْخَشِ فُوْدَمٍ قُدُّوْسِ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِمُوْسٰی بِنْ عِمْرٰنَ ذِی النُّوْرِ عَالِمِ الْاَسْرَارِ وَمَا فِیْ ظُلُمَاتِ الْبِحَارِ تَوَکَّلُوْا بِحَقِّ مَااَقْسَمْتُ بِہٖ عَلَیْکُمْ بِقَضَآءِ حَاجَتِیْ (فلاں کام) تَوَکَّلْ یَابُرْھَانُ وَالْقَدْ بُرُوحاً نِیَّتِکَ فِیْ (فلاں بن فلاں)تَوَکَّلُوْ یَا مَعَاشَرَ الْاَ مْلَاکَ الْعَلْوِیَّۃِ وَالسِّفْلِیَّۃِ فِیْمَا اَمَرْتُکُمْ بِہٖ مِنْ قَضَآءِ حَاجَتِیْ (فلاں کام)بِحَقِّ مَا اَقْسَمْتُ بِہٖ عَلَیْکُمْ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ الْاَعْظَمُ الَّذِیْ حُکْمَۃ نَافِذُفِیْکُمْ وَبِعَصِیْہٖ مِنْکُمْ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکُمْ وَعَلَیْکُمْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہُ وَبَرَکَاتُہٗ

اس کا بخور یہ ہے کہ عمل خیر کے لیئے عود جاوی تناصری مصطگی، کندرمیعہ سائلہ اور اعمال شر کے بخور یہ ہیں حیثیت تنکار مرصبر اور لادن اسود ہے۔ اور اس کا نقوشہفت درہفت (7x7 خانوں) کا ہے۔

ف	ج	ش	ث	ظ	خ	ز
ج	ش	ث	ظ	خ	ز	ف
ش	ث	ظ	خ	ز	ف	ج
ث	ظ	خ	ز	ف	ج	ش
ظ	خ	ز	ف	ج	ش	ث
خ	ز	ف	ج	ش	ث	ظ
ز	ف	ج	ش	ث	ظ	خ

اور اس کا زجر یہ ہے ان اسماء کو تین مرتبہ پڑھنے سے زیادہ سرعت سے یہ عمل ہوتا ہے وہ اسماء یہ ہیں۔ **عِیْدُوش ۲ مِھْرَاشٍ ۲ بَطْشی ۲ طَرَشٍ ۲ ھَطَشٍ ۲ اَرْشٍ ۲ وَبِحَقِّ الرَّبِّ الْمَعْبُوْدِ الَّذِیْ قَالَ لِلسَّمٰوٰتِ وَالْاَرضِ اَتِیْنَا طَوْعاًاَوْ کَرْ ھاوَّ قَالَتَ تِیْنَا طَائِعِیْنَ ٥**

دعوت ہذا کے فوائد:

اس دعوت کے بے شمار اور لا تعداد فوائد ہیں ان **اسماء سبعہ** کے ساتھ ہر امر جیسے کہ جلب خیر اور رفع شر ہو سکتے ہیں۔ جب کسی کو بلانے کی نیت کرے تو اسماء سبعہ سات کھجوروں پر لکھے یا کسی بھی پھل پر لکھے اور اسپر دعوۃ اکیس (۲۱) بار پڑھے اور مطلوب کو کھلا دے پس اس کی حاضری اور اطاعت میں سرعت اور آسانی ہوگی اسی طرح اگر اسمائے سبعہ برتن میں لکھ کر میٹھے پانی میں دھو کر اس پر اکیس (۲۱) بار پڑھ کر دم مطلوب

کو پلا دے تو بہت زیادہ محبت کرنے لگ جائے گا اس طرح اگر یہ اسماء لکھے مطلوب کے کپڑے پر اور اس کی بتی بنا کر چنبیلی یا زیتون کے تیل میں جلائے اور دعوت کے دوران نہایت سات مرتبہ پڑھے اور اس دوران نیک بخور کرتا رہے۔ مطلوب بہت جلد حاضر ہوگا۔ اگر ایک بادام ایسا لے جس میں دو گریاں ہوں اور ان گریوں کو پانی میں ڈالے جو گری اوپر آئے اس پر لیا لکھ اور جو بعد آئے یا نیچے ہو اس پر خیم (اسی پر اسماء سبعہ سات سو اکہتر (۷۷۱) مرتبہ پڑھے اس دوران اچھا بخور جلاتا رہے پھر پہلا بادام مطلوب کو کھلا دے اور دوسرا طالب کو کھلا دے ان دونوں کے درمیان جذب و محبت شدید پیدا ہو جائے گی۔ اگر اپنے دائیں کان کی میل لے کر انجیر میں ملا کر اس پر سات مرتبہ دعوت پڑھے اور کسی کو کھلا دے وہ مطیع ہو کر تمہاری سچی محبت میں مبتلا ہو جائے گی۔ اگر اپنی داڑھی (ٹھوڑی) کے بال اور اپنے ناخن لے کر جلا کر عرق گلاب وزعفران میں ملا کر ان سے اسماء سبعہ سات مرتبہ اپنی ہتھیلی میں لکھ کر کسی انسان کو مس کر لے تو وہ دائمی طور پر مطیع و فرمانبردار ہو جائے گا۔

حاضری مطلوب:

اگر کسی آدمی یا عورت کو حاضر کرنا ہو تو ایک سکے کا پترا لے کر اس پر نوچندی اتوار کے دن پہلی ساعت میں اثر المطلوب یا کسی کاغذ پر ایک شکل بنا کر اس کے جسم کے مختلف حصوں پر اس طرح سے لکھے۔

سر پر **لیاخیم روقیائیل مذهب اجیبوا واجلبوا** (مطلوب مع والدہ) **الی ا لمحبة** (طالب مع والدہ)۔

سینے پر **لیا لغو جبرائیل مرة اجیبوا واجلبوا** (مطلوب مع والدہ) **الی ا لمحبة** (طالب مع والدہ)۔

دائیں بازو پر **لیافور سمسائیل الاحمراجیبوا واجلبوا** (مطلوب مع والدہ) **الی ا لمحبة** (طالب مع والدہ)۔

بائیں بازو پر **لیا روث میکائیل بر قا ن اجیبوا واجلبوا** (مطلوب مع والدہ) **الی ا لمحبة** (طالب مع والدہ)۔

ظهرہ پر **لیا روغ صر فیائیل شمهورش اجیبوا واجلبوا** (مطلوب مع والدہ) **الی ا لمحبة** (طالب مع والدہ)

دائیں ٹانگ پر **لیاروش عنیائیل ذوبعة اجیبوا واجلبوا** (مطلوب مع والدہ) **الی ا لمحبة** (طالب مع والدہ)۔

بائیں ٹانگ پر **لیاشلش کسفائیل میمون اجیبوا واجلبوا** (مطلوب مع والدہ) **الی ا لمحبة** (طالب مع والدہ)۔

پھر اس کو انار کے درخت میں لٹکا دے پھر سات ٹکڑے کپڑے پر اسماء **یاو کیل** لکھے اور ہر ٹکڑے کو الگ الگ نئے چراغ میں پاک تیل ڈال کر اپنے اردگرد جلائے ایک کا منہ قبلہ کی طرف دوسرا اپنے پیچھے۔ تیسرا دائیں طرف چوتھا بائیں طرف پانچواں مشرق کی طرف چھٹا مغرب کی طرف ساتوں مطلوب کے گھر کی طرف اگر معلوم ہو تو اگر معلوم نہ ہو تو شمال اور غروب کے درمیان رکھے اور بخور جلائے اور چراغ جلائے اور عزیمت مذکورہ استاذ الخوارزمی والی اکیس ۲۱ مرتبہ پڑھے۔ پس مطلوب بے شک حاضر ہوگا چاہے وہ زنجیروں سے باندھا ہوا ہی کیوں نہ ہو۔

عمل برائے تفرقہ:

اگر کسی کے دوران تفرقہ چاہتا ہو تو کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر جمع ہوئے ہوں اور فسق و فجور پر جمع ہوں تو کوری ٹھیکری پر ۷ X ۷ خانے کا نقش ان اسماء کا لکھ کر اس پر دعوت اکیس پڑھے اور شر کا بخور کرے اور پھر اس کو پیس کر ان کے مکان میں بکھیرے وہ سب متفرق ہو جائیں گے۔ اگر اپنے ناخن اور ٹھوری کے بال جلا کر اس میں نوشادر رکھ دیں۔ اس پر اسماء لکھیے اور ٹھیکری پر دعوت سات بار پڑھ کہ پیس کر ان لوگوں کے مکان میں چھڑکے تو ان کے درمیاں تفرقہ پیدا ہو جائے گا۔

آسیب زدہ کا علاج:

جب تمہارے پاس کوئی آسیب زدہ آئے تو اس کی آنکھوں کے درمیان لیا خیم لکھو اور اس کی شہادت کی انگلی پر لیا لغو اور انگوٹھے پر لیا فور اور اس پر دعوت مذکورہ پڑھو اگر حاضر ہو جائے تو اس سے بات کرو۔ اگر وہ بات نہ کرے تو اس کے ہاتھ پر 7x7 کا نقش لکھو۔ اور ایک پاک لکڑی لیکر اس پر لیا لغو لکھو اور اس کی درمیانی اور ساتھ والی انگلی کے درمیان زور دے کر پکڑو اور دعوت الخوارزمی کو بار بار پڑھتے رہو۔ پس وہ بولے گا اور اپنے نام اور مقصد اور قبیلے کے بارے میں بتائے گا اس کو خارج ہونے کا حکم دو اور اس سے حلف لو۔ جب آسیب چلا جائے تو **اسمائے سبعہ قمریہ** ، **آیت الکرسی** ، آخری **سورة حشر** لکھ کر اس کے گلے میں ڈالے یا سر پر رکھا جائے۔ پس وہ کبھی بھی واپس نہ لوٹے گا۔ اور مریض ہمیشہ کے لئے ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر آسیب اکڑے اور نہ بولے یا نہ نکلے تو اس کے ماتھے کے درمیان یہ طلسم لکھے اور اس پر اکیس مرتبہ دعوت پڑھے پس وہ اطاعت کریگا اور بولے گا اور جو کچھ کہو گے کرے گا۔ اور اگر نہایت گستاخ آسیب ہو اور اسکو جلانا مقصود ہو تو یہ **اسمائے سبعہ قمریہ** نیلے کپڑے پر لکھو اور اس کے ساتھ یہ طلسم لکھو **حم حیما اللہ یینم له بابا کن احرق یا سمسا ئیل من عصا**

لسهاء الله من الجن والشیاطین بحق هذا الاسماء اس کا دھواں مریض کو پہنچائے۔ اور جلانے کے لئے یہ بھی ہے کہ یہ اسمائے لکھے **املج ۳ قبلج توکل یا احمر وانت یا عبدالقادر بحبرق هذا العون کفی** اگر آسیب کو جس کا اندر ہی قید کرنا ہو تو!

مریض کے ماتھے پر لکھے **وقفوهم انهم مسئولون۔** اس کے دائیں کلائی پر **لیاخیم روقیائیل مذهب۔**
بائیں کلائی پر **لیا لغو جبرائیل مرة۔** دائیں ہنڈی پر **لیا فور سمسائیل احمر۔**
بائیں ہنڈی پر **لیا لوث صر فیائیل شمهورش۔**
پیٹ پر **لیاروغ صر فیائیل شمهورش۔**
کمر پر **لیاشلش کسفیائیل میمون۔**

اس کے بعد دعوت خوارزمیؒ کو اکیس بار پورے یقین کامل کے ساتھ پڑھ کر دم کر دے تو آسیب یقینی طور پر قید ہو جائیگا۔

آسیب کو قید کرنا :

اگر آسیب کو بوتل میں قید کرنا چاہے تو بوتل پر ایک کاغذ لگائے اور اس کاغذ کے درمیان میں دائرہ میں اسماء لکھے۔ اور دعوت پڑھ کر خدام کو آسیب اس کے اندر داخل کرنے کا حکم دے اور سات مرتبہ بوتل کو مریض پر گھمائے اور پھر اسے رکھ دے۔ اور پڑھتا رہے۔ جب بوتل خود بخود ہلنے لگے تو تو اس کا منہ بند کر کے موم لاکھ وغیرہ لگائے۔ اور اس پر لیا لغو لکھ دے اور اس کو زمین میں گہرا دفن کر دے جہاں پر پاؤں نہ آئے جب تک دفن رہے گا وہ آسیب قید ہی رہے گا۔ یا جب تک وہ بوتل ٹوٹ نہ جائے۔

سورہ قدر کی عظیم دُعا مبارکہ : (عزیمتِ حضرۃ شمس الاصفہانیؒ)

شمس الاصفھانی نے ان اسماء کے کام لینے کا ایک بہت ہی جلیل القدر طریقہ لکھا ہے جو کہ یہ ہے۔

اَجَبْ یَامُذْ هَبُ بِحَقِّ اِنَّا اَنْزَلْنَا ہ فی الیلة القدر لیاخیم فَرْدٌ وَبِحَقِّ رُوْفِیَائِیْلَ اَجَبْ یَا مُرةُ ا بِحَقِّ وَمَا اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ لِیَا لَغُوْ جَبَّارٌ وَبحقّ جِبْرَئِیْلُ اَجَبْ یَااَحْمَرُ بِحَقِّ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرَ لِیَافُوْرِ شَکُوْرٌ وَبِحَقِّ سَمْسَائِیْلُ اَجَبْ یَا بُرْقَانَ بِحَقِّ تَنَزَلَ الْـمَلاَئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیهَا لِیَارُوثِ ثَابِتٌ وَبِحَقِّ مِیْکَائِیْل اَجَبْ یَاشَمْهُوْرَشُ بِحَقِّ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ کُلِّ اَمْرِ لِیَارُوْغِ شَهِیْدٌ وَبِحَقِّ صَرْ فِیَـا ئِیْل اَجَبْ یَا ذُوبَعَةُ بِحَقِّ سَلاَمٌهِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجر لِیَارُوْشِ خَبِیْرٌ وَبِحَقِّ عِینیَائِیْلُ اَجَبْ یَامَیْمُوْنَ بَحَقِّ شِفَیَائِیْلُ اَجِیْبُوْ ا اَیُّهَا الْـمُـلُـوکَ السَّبْعَةِ وَتَـوَکَّـلُـوْا فـلان بـن فـلان (مطلو ب کا نام معه والده) بِحَقِّ مَا اَقْسَمْتُ بِهٖ عَلَیْکُمْ وَبِحَقِّ فَجَشُ ثَظخزٍ رَبُّ الْاَرْبَابِ اَلْوَحَا اَلْوَحَا اَلْعَجَلُ اَلْعَجَلُ اَلسَّاعَةُ بَارَکَ اللّٰهُ فِیْکُمْ وَعَلَیْکُمْ .

اس عزیمت سے عامل جملہ امورِ خیر وشر میں کام لے سکتا ہے۔ اعمال خیر میں اس کا بخور جاوی ہے اور اعمال شر میں لوبان الذکر ہے جب کہ جملہ امورِ خیر وشر میں اس کا خاتم یہ ہے۔

ف	ج	ش	ث	ظ	خ	ز
ج	ش	ث	ظ	خ	ز	ف
ش	ث	ظ	خ	ز	ف	ج
ث	ظ	خ	ز	ف	ج	ش
ظ	خ	ز	ف	ج	ش	ث
خ	ز	ف	ج	ش	ث	ظ
ز	ف	ج	ش	ث	ظ	خ

ہر عمل میں نقش (خاتم) استعمال کرنا ضروری ہے۔ اس کے کئی فوائد ہیں جن میں سے چند ایک یہاں پر درج کئے جا رہے ہیں۔

1۔ اگر تم ان اسماء کے خدام کو دیکھنا چاہو تو ایک روغنی پلیٹ میں یہ خاتم لکھو اور اس پر بارش کا پانی ڈال کر سات مرتبہ دعوت مذکورہ بالا شمس اصفہانی والی پڑھو پس وہ تم کو نظر آئیں گے اور تم سے بات کریں گے۔

2۔ اگر تم کسی کو محبت میں حاضر کرنا چاہو تو یہ خاتم مشک وزعفران وگلاب سے کاغذ پر لکھ کر ایسے درخت پر لٹکاؤ جس میں کوئی پتہ نہ ہو۔ اور عزیمت سات بار کہ یہ دعا سات مرتبہ پڑھو۔ **اَللّٰهمَّ کَمَا طَیَّرَتُ وَطَیَّشتَ اَوْرَاقَ هٰذِهِ الشَّجرَةَ طَیِّشْ عَقلَ فلاں بِمُحَبَّةِ فلاں اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔**

آسیب اور نظر بد وغیرہ کا علاج:

آسیب وسحر، عارضہ نظر بد یا کسی بھی قسم کی بیماری و تکلیف ہو تو کاغذ پر خاتم لکھ کر اردگرد **آیت الکرسی** لکھے اور یہ آیت لکھے **وَاِنْ یَکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْ لِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِھِمْ** ۔ پھر اس کو بخور جاوی لوبان ذکر اور دھنیا دیکر اس پر دعوۃ سات مرتبہ پڑھے اور گلے میں ڈلوائے انشاءاللہ تمام تکالیف فی الفور اور دائمی طور پر دور ہو جائیں گے۔ اسماء سبعہ قمریہ کا نقش ہفت در ہفت یہ ہے جو کثیر فوائد میں مشتمل ہے۔

لیا خیم	لیا لغو	لیافو	لیا روث	لیا روغ	لی اروش	لیا شلش
لیا لغو	لیافو	لیاروث	لیاروغ	لیاروش	لیاشلش	لیا خیم
لیا فو	لیاروث	لیا روغ	لیاروث	لیا شلش	لیا خیم	لیا لغو
لیا روث	لیاروغ	لیا روث	لیا شلش	لیا خم	لیا خیم	لیالغو
لیا روث	لیا روغ	لیاروث	لیا شلش	لیا خیم	لیا لغو	لیا فور
لیا روغ	لیاروث	لیا شلش	لیاخیم	لیا لغو	لیا فور	لیا روث
لیا روث	لیا شلش	لیا خیم	لیا لغو	لیا فور	لیا روث	لیا روغ
لیا شلش	لیا خیم	لیا لغو	لیا فور	لیا روث	لیا روغ	لیا روش

خاتمہ بندش: اگر کسی پر کسی قسم کی بندش ہو یا اس پر جادو ہو تو خاتم کو برتن میں لکھے اور میٹھے پانی سے دھو کر سات مرتبہ عزیمت پڑھ کر پلائے۔ نہلائے اور چھینٹے مارے تو فوراً اثر دور ہو جائے گا اور مریض کو نہایت سکون محسوس ہوگا۔

عمل ارسال ہواتف از شیخ ابوالعباس احمد بن علی بونیؒ :

صاحب منبع اصول الحکمۃ شیخ بونیؒ فرماتے ہیں کہ درج ذیل خاتم مبارک ایک عدد کسی کاغذ (سفید کاغذ بغیر لائن و ڈیزائن) پر لکھیں اور ایک عدد رات کو دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر لکھیں۔

ک ح	ح م	ی ع	ع س	ص ق
ح م	ی ع	ع س	ص ق	ک ح
ی ع	ع س	ص ق	ک ح	ح م
ع س	ص ق	ک ح	ح م	ی ع
ص ق	ک ح	ح م	ی ع	ع س

اب رات کو پرہیز عمومی کے ساتھ ایک ہزار مرتبہ (1000) **اللھم یاکھیعص یا حم عسق** اس طرح سے آپ ہیں کہ ہر سینکڑہ پر دس مرتبہ یہ عبارت عمل پڑھیں۔ **بسم اللہ الرحمن الرحیم o تو کلوا یا خدام ہذہ الآیات و اذھبوا الی** (اس شخص کا نام مع والدہ جس سے کام لینا مقصود ہو) **فی صورتی و سموا لہ اسمی و خوفوہ و ازعجوہ و اقلقوہ الموت حتی اذا اصبح یأتی الی خاضعا ذلیلا و یقضی حاجتی بحق ہذہ الأسماء علیکم و طاعتھا لدیکم الوحا الوحا العجل العجل الساعۃ الساعۃ بارک اللہ فیکم و علیکم ۔**

اس عمل سے ایک دن پہلے سے صاحب عمل کو صوم وصیام بھی کرنا پڑے گا۔ یہ عمل پانچ سے سات دن کا ہے۔ اس دوران پرہیز عمومی اور صوم وصیام نہایت ضروری ہے۔

تسخیر مؤکل برائے حصول معلومات امر مخفی :

صاحب **شموس الانوار** ، صاحب **التحفۃ الجوھریہ** اور صاحب **السرالقاطع** کے علاوہ دیگر کئی کتب میں یہ عظیم عمل کثرت سے بڑی شرح وبسط سے آیا ہے۔ یہ صاحبان ذی شان فرماتے ہیں کہ اطراف کی خبریں منگوانے کے لئے درج ذیل عزیمت کو اس عزیمت کے عددوں (یعنی ۳۵۹۷ تین ہزار پانچ سو ستانوے) کے برابر سات دن تک پرہیز روحانی کے ساتھ کوئی خوشبودار دخنہ سلگا کر یا کوئی اگربتی کی دھونی کے ساتھ عمل کو سرانجام دیں ساتویں یا گیارہویں دن عامل کے سامنے مختلف امور کی خبروں یا واقعات کی اطلاع دینے کے لئے ایک مؤکل حاضر خدمت ہوگا انشاءاللہ تعالیٰ۔ لیکن خداوند قدوس سے ڈرنا ضروری ہے۔ اس عظیم عمل کی عزیمت یہ ہے۔ **اَلْخَبِیْرُ الْمُبِیْنَ ۔ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۔ شَرَاھِیًا بَرْھُوْتًا۔**

حاضری مؤکل (**لمخلش**) :

جہاں بنی میری فطرت ہے لیکن کسی جمشید کا ساغر نہیں ہوں میں

صاحب منبع اصول الحکمۃ جناب امام احمد بن علی البونیؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص روحانیت **لمخلش** سے خدمات لینا چاہے اور وہ یہ چاہے کہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو، ہوا میں اڑے یا پانی پر چل سکے۔ یہ عمل ایسے ہی اسرار میں سے ایک ہے اس عمل پر ہر کوئی واقف نہیں ہوسکتا۔ سوائے ان کے جو اس عمل حکمت لاثانی سے واقف ہوں۔

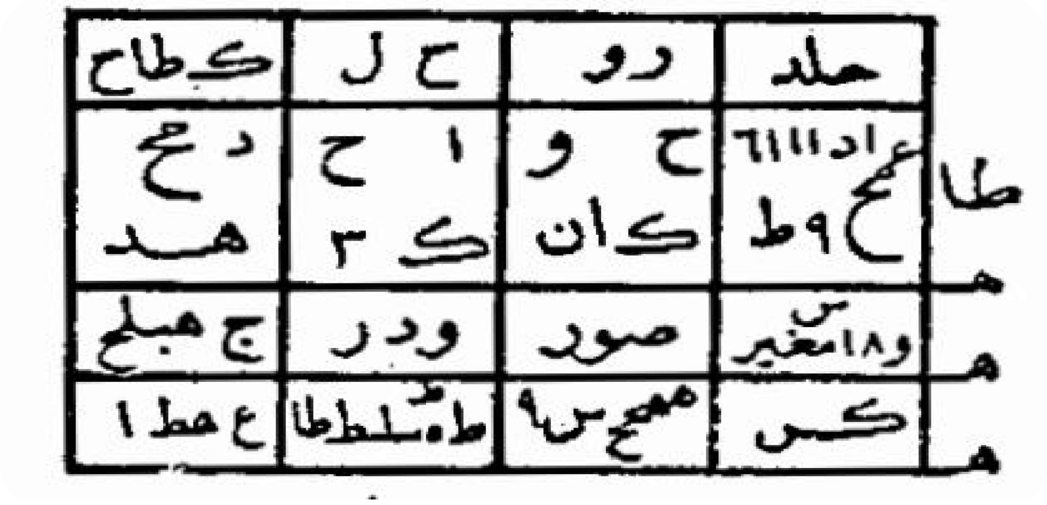

	حلد	دو	ح ل	کطاح
طا	ع ا د ١١١ ٦ مح ٩ ط	ح و کان	ا ح ک ٣	د مح ھـد
ھ	و١٨ امغیر س	صوىر	ودر	ج مبلح
ھ	کس	ممح س٩	ط٥سلطا	ع حط ١
ھ				

اس طلسم کو ورق پر مشک وزعفران اور عرق گلاب سے لکھے اور ایک چوکی پر لٹکائے جو چار لکڑیوں کی ہو زیتون کی یا انار کی ہو یا چاروں کو ملا کر بنائی گئی ہو پاک بدن اور پاک لباس پاک مکان میں روزہ و ریاضت کے ساتھ ہے ہر نماز کے بعد عزیمت چالیس مرتبہ پڑھے اور رات میں سو مرتبہ پڑھے سات دن تک۔ عزیمت یہ ہے۔ **ھَلْھَیُوْبِ ۔ مَھْلَطَشِ ۔ مَھْلَشَطِ ۔ شَکْھَلِیْلِ ۔ کَشْمَخْ ۔ طَخَلْشَفِ ۔ ھَیْمَاہِ** ۔ ساتویں روز ایک نور رات کو ظاہر ہوگا۔ اس وقت عامل کو چاہئے کہ بلا خوف وخطر یہ کہے کہ مجھ پر ظاہر ہو جاؤ میری استطاعت کے مطابق۔ پس چار ملائکہ ظاہر ہوں گے۔ اور اشارہ سے پوچھیں گے تو کیا چاہتا ہے۔ پس کہے کہ میں آپ سے علوم اور حکمت سیکھنا چاہتا ہوں۔ پھر انہیں کے ساتھ اور چار لوگ ظاہر ہوں گے اور یہ کل آٹھ ہو جائیں گے۔ اس وقت ان آخری چار فرشتوں کے ہاتھ میں ایک ایک کتاب ظاہر ہوں گے پس ان سے کہے مجھے کچھ حصہ عطا کر دیں وہ اشارہ سے پوچھیں گے کہ تم کیا چاہتے ہوں پس ان سے کہے کہ میری ساتھ کلام کرو جیسے میں آپ سے کلام کر رہا ہوں پھر وہ کلام کریں گے پس ان سے طلب کرلو جو تم چاہتے ہو۔ وہ تم کو اسماء اور حکمت سکھائیں گے اور جو کچھ تم چاہو گے تم کو سکھائیں گے۔ اور ہوا میں اڑو گے پانی پر چلو گے لوگوں سے پوشیدہ ہوسکو گے اور جو کچھ تم چاہو گے تم کو سکھائیں گے اور تمہیں چھوڑ کر نہیں جائیں گے جب تک تم اپنے مطلوب تک نہ پہنچ جاؤ۔ (یہ عمل محتاج تجربہ ہے)

حاضرات بر طفل (مجرب المجرب عمل) :

تنہائی میں بھی فکر جماعت کی جی میں ہے دنیا میں میں نہیں ہوں یہ دنیا مجھی میں ہے

حاضرات کا یہ عمل مبارک جواہر خمسہ، شمع شبستان رضا، عامل کامل (حصہ اول)، تاج خوش خیال، بوستان طلسمات اور دیگر کئی کتب میں یہ عمل نہایت شرح وبسط سے مصنفین ومؤلفین نے درج فرمایا ہے۔ اس کا طریقہ بہت آسان ہے۔

کسی بھی نابالغ لڑکا یا لڑکی کو نہلا کر صاف ستھرے کپڑے پہنا کر اپنے سامنے بٹھائیں کوئی خوشبودار دخنہ یا اگربتی بھی سلگا لیں تاکہ وہ جگہ خوشبودار ہو جائے۔ اب اس نابالغ لڑکا یا لڑکی کے ہر دو ہاتھوں پر سیاہ روشنائی لگائیں اور درج ذیل عزیمت کلمات کو ماش کے دانوں پر دم کر کر کے ماش کے دانے نابالغ لڑکا یا لڑکی کو مارتے رہیں زیادہ سے زیادہ اکیس (21) مرتبہ پڑھنے سے ہتھیلی پر ایک عجیب سی صورت اس نابالغ لڑکا یا لڑکی کو نظر آئے گی اس سے اپنے حل طلب مسئلے کا حل پوچھیں یا کسی گمشدہ انسان یا چیز کا پوچھیں صحیح جواب مل جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ عزیمت یہ ہے۔ **عزمت علیکم**

فتحون (3 مرتبہ)، **جنتک** (3 مرتبہ)، **عافیثا** (3 مرتبہ)، **شفیعا** (3 مرتبہ)، **عطیشا** (3 مرتبہ)، **سرورا** (3 مرتبہ)، **قدورا** (3 مرتبہ)، **سھلا** (3 مرتبہ)، **نھلا** (3 مرتبہ)، **احضروا من جانب المشارق و المغارب بحق سلیمان بن داؤد علیہ الصلوۃ و السلام الوحا** (3 مرتبہ)، **العجل** (3 مرتبہ)، **الساعۃ** (3 مرتبہ)، **بارک اللہ فیکم و علیکم۔**

تھوڑی سی تحسین بھی اہل نظر کی ہے بہت بے بصیرت نے اگر استاد بھی مانا تو کیا

باب نمبر

18

بابُ الطب (جسمانی وروحانی)

دفیعہء و نجات

اَز

سحر۔ جادو۔ آسیب۔ نظرِ بد

مع

خواصُ الانسان طبعیہ

اَز

علامہ کمال الدین الدمیریؒ

بابُ الطب (جسمانی وروحانی)

تنگ دستی اگرچہ ہو غالب !   تندرستی ہزار نعمت ہے

تلبینہ (ایک منفرد طریقہ علاجِ نبوی ﷺ) :

تلبینہ کے متعلق احادیث کی مشہور کتب جیسے صحیح مسلم **2216**، مسند احمد، السنن الکبریٰ للنسائی **7531**، سنن ابن ماجہ **3445 ,** **3446, 3444** میں موجود ہے۔

تلبینہ دراصل تین چیزوں کا مرکب ہے۔ ۱۔ **جو** (جو ثابت ہو اُس کا آٹا یا دلیہ) ۲۔ **دودھ** ۳۔ **شھد**

طریقہ : جو کا آٹا دو بڑے چمچ بھرے ہوئے ایک ایک کپ تازہ پانی میں گھولیں۔ ایک اور برتن میں دو کپ پانی تیز گرم کریں۔ اس گرم پانی میں جو کے آٹے کا گھولا ہوا کپ ڈال کر صرف پانچ منٹ ہلکی آنچ پر پکائیں۔ اور لکڑی کے کسی چمچ یا ڈوئی سے مسلسل ہلاتے رہیں۔ پھر اُتار کر اس کو ٹھنڈا کر لیں۔ اس میں حسبِ ذائقہ شہد مِلا لیں۔ اور پھر اس میں دو کپ نیم گرم دودھ مِلا کر خوب مِکس کریں۔ پس تلبینہ تیار ہے۔

دیہاتی طریقہ یہ ہے۔ کہ! جَو کو خوب کوٹ کر اِس میں دودھ ملا کر پکائیں۔ پھر مٹھاس کے لئے تھوڑی سی شہد مِلا لیں۔ بس تلبینہ تیار ہے۔ مگر بحالتِ بیماری اِسی طریقہ سے تلبینہ (دلیہ) بنا کر مریض کو گرم گرم دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ تندرست وتوانا ہو جائے۔

تلبینہ کے لاتعداد فوائد :

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کے اہل خانہ میں جب کسی کو بُخار یا کوئی اور تکلیف ہو۔ تو آپ ﷺ حُکم فرماتے۔ کہ اس کے لئے تلبینہ تیار کیا جائے۔ پھر فرماتے۔ کہ تلبینہ بیمار کے قلب سے غم کو اُتار دیتا ہے۔ اور اس کی کمزوری کو یوں اُتار دیتا ہے۔ جیسے تم میں سے کوئی اپنے چہرے کو پانی سے دھو کر غلاظت اتار دیتا ہے۔ (یاد رہے۔ کہ) حضرت عائشہ صدیقہ ؓ۔ رسول اکرم ﷺ کا یہ قول نقل کرتی ہیں۔ کہ تم لوگ طبیعت کے ناپسند کرنے کے باوجود نفع مند چیز یعنی تلبینہ کو اپنے اوپر لازم کر لو۔

بعض حُکماء اور اطباء تلبینہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ خاص کر جسم کی ہر قسم کی کمزوری، تھکاوٹ، اُکتاہٹ وغیرہ کے لئے تلبینہ بہت بہتر ہے۔ جو لوگ چلہ کشی کرتے ہیں۔ یا مسلسل مجاہدے وعبادات کرتے ہیں۔ تلبینہ اُن کو تقویت فراہم کرتا ہے۔

حکمت کے نور کا آسان حصول بطریقِ نبوی ﷺ :

رسولِ مکرم نبی آخر الزماں ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ! جو شخص صبح کے وقت ہر روز ایک مثقال حرمل استعمال کرے۔ (تو) اِس کے دل سے حکمت کا نور روشن ہوتا ہے۔ اور بہتر (**72**) امراض سے امن میں رہتا ہے۔

سِم ساعت کا علاج بذریعہ دُعا نبوی ﷺ :

سِم ساعت یعنی کہ ایک ایسا زہر جو اس (زہر) کے کھانے والے کو ایک ہی ساعت میں (یعنی کہ اُسی لمحہ) ہلاک کر دیتا ہے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ سپہ سالار اسلامی فوج نے عیسائیوں کے بہت بڑے سردار عبدالمسیح ابن عمرو بن قیس بن حیان العسانی سے سم ساعت لے کر یہ دُعا پڑھ کر پوری شیشی پی لی۔ (تارخ گواہ ہے۔ کہ! اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے سپہ سالار کو معمولی سا گزند بھی نہ پہنچا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ο بسم اللہ و باللہ . بسم اللہ رب الارض والسماء . بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم ο مؤرخین لکھتے ہیں کہ! اس زہر کو پینے کے بعد آپ ؓ نے تھوڑا سا پانی لے کر اپنی ٹھوڑی اور سینہ پر مارا۔ اس سے آپ ؓ کو بہت پسینہ آیا۔ اور زہر کا اثر باطل ہو گیا۔

حدیثِ نبوی ﷺ اور طب :

صاحب مقدمہ ابنِ خلدون اور صاحب کتاب **الطب و الحکمہ** (جناب علامہ سیوطی ؒ) نے کہا ہے۔ کہ! رحمت اللعالمین ﷺ نے ایک حدیثِ مبارکہ میں، جو کہ! طب کی جامع ہے، میں فرمایا ہے۔ کہ ”معدہ بیماریوں کا گھر ہے۔ پرہیز دوا کا سر ہے۔ اور ہر بیماری کی جڑ برودت (یعنی بھرے پیٹ پر کھانا) ہے“۔ لہذا ہر جسم کا علاج اُس چیز سے کرو۔ جس کا وہ عادی وخواہش مند ہو۔

بدن کو توانا رکھنے والی تین چیزیں :

تین چیزیں انسان کو تندرست وتوانا اور صحت مند جسم کو بیمار اور جلد ہلاک کرنے والی ہیں۔

ہمیشہ شراب پینا۔   کثرت جماع یعنی ہمیشہ مباشرت کرنا۔   طعام پر طعام داخل کرنا۔

معدے کی صحت کی تدبیر میں ہے۔ کہ! دو ہفتوں میں ایک مرتبہ گرم ونمکین پانی سے قے کی جائے۔ یا صرف پانی سے ہی یہ سفوف استعمال کی جائے۔ مصطگی، لونگ، فلفل، زنجبیل، سماق ہر ایک مساوی الوزن لے کر پیس لیں۔ پھر اِن سب کے مساوی شکرتری ملا کر سفوف بنا کر رکھ چھوڑیں۔ اب ہر مرتبہ کھانا کھانے سے آدھ گھنٹہ پہلے اور کھانے کے آدھ گھنٹے بعد ایک درہم جتنی مقدار کا یہ سفوف کھا لیا کریں۔ کیونکہ! یہ سفوف صحتِ معدہ کے لئے بہت مجرب ہے۔

معدے کی صحت کی ایک تدبیر یہ بھی ہے۔ کہ ہر شخص کو چاہیئے۔ کہ صبح جب آنکھ کھلے۔ تو بیت الخلاء (Toilet) جا کر بول و براز کے لئے جا بیٹھنا چاہیئے۔ چاہے بول و براز خارج ہو یا نہ ہو۔ پھر بھی پانچ سے دس منٹ یا اِس سے بھی زیادہ بحالتِ بول و براز بیٹھنے سے صحت درست اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔ یاد رہے۔ کہ بول و براز اور ریح (Gas) کو ہرگز ہرگز روکنا نہیں چاہیئے۔ اگرچہ سواری ہی کی حالت میں کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اِن کے روکنے سے اعضائے بدن کو ناکافی تلافی نقصان پہنچتا ہے۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ! کچھ لوگ دن میں تین سے چار مرتبہ یا اِس سے بھی زیادہ بیت الخلاء (Toilet) کی طرف جاتے ہیں۔ اور بیٹھے رہتے ہیں۔ اِسی وجہ سے اُن کی یادداشت کافی حد تک کمزور ہوتی ہے۔ کیونکہ حکماء و اطباء کا قول صرف صبح بعد از نیند تک محدود ہے۔

عقل، فھم اور حافظه کی کمزوریوں کے مجرب روحانی علاجات :

1۔ صاحب کتاب **الطب و الحکمة** ایک مشہور ایک کتاب **مجربات سیوطی**ؒ میں حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ جس شخص کا حافظہ کمزور ہو۔ اسے چاہیے۔ کہ شب جمعہ کسی برتن میں بارش کا پانی ڈال کر اس پر اگلے صفحہ پر آنے والی سورتیں وغیرہ پڑھیں۔ اور پڑھتے وقت قبلہ رخ بیٹھے ہوئے باوضو جائے نماز پر آب باراں سامنے کسی نئے برتن میں ہو اور انگشت شہادت پانی میں ڈبوئے ہوئے یہ پڑھیں۔

درود و سلام	مع تسمیہ 70 بار
سورۃ فاتحه	مع تسمیہ 70 بار
آیت الکرسی	مع تسمیہ 70 بار
سورۃ حشر (لوانزلنا ہذا القرآن۔۔۔تا آخر)	مع تسمیہ 70 بار
سورۃ اخلاص	مع تسمیہ 70 بار
سورۃ فلق	مع تسمیہ 70 بار
سورۃ والناس	مع تسمیہ 70 بار
کلمه توحید	مع تسمیہ 70 بار
درود سلام	مع تسمیہ 70 بار

ہر ایک کو ستر بار پڑھ کر پانی پر پھونکتے رہیں۔ لیکن انگشت شہادت پانی سے آخر تک نہیں نکالنی۔ جب تک کہ عمل تمام نہ ہو جائے۔

طریقہ استعمال:

بارش کے اس دم شدہ پانی میں سے روزانہ صبح دو چار گھونٹ نہار منہ پیئیں۔ اور یہ پانی ہفتہ عشرہ تک استعمال کریں۔ مجرب المجرب تیر بہدف اور سریع الاثر عمل ہے۔ جو کہ میرے علاوہ کئی دوستوں کے مجربات ومعمولات میں ہمیشہ رہتا ہے۔

2۔ حدیث نبوی ﷺ کی کتب میں آیا ہے۔ کہ! حضرت علی المرتضٰیؓ سے مروی ہے۔ کہ! انہوں نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے قلتِ حفظ کی شکایت کی۔ تو آنحضور نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا۔ حضرت جبرائیلِ امینؑ میرے پاس یہ کلمات لائے تھے۔ اور کہا۔ یا محمد ﷺ جس شخص پر حفظ (کرنا) دشوار ہو۔ تو وہ اِس دعا کو ایک ظرفِ نَو میں آبِ زعفران سے لکھ کر تمام شب تاروں کے سائے میں رکھے۔ جب صبح ہو تو اِس کو آبِ باراں سے نہار منہ پی لے۔ تو جو کچھ وہ سنے گا۔ سب اِس کو یاد رہے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) چنانچہ وہ (حضرت علی المرتضٰیؓ) کہتے تھے۔ کہ! جب مَیں نے اِس کو تین روز پیا۔ تو (فرماتے ہیں۔ کہ!) قسم ہے۔ اس اللہ تعالیٰ کی۔ جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو بشیر و نذیر مبعوث فرمایا۔ مَیں نے اِس کے بعد جو بھی بات سنی۔ وہ مجھے یاد رہی۔ وہ (عظیم الشان) دعا یہ ہے۔

بسم الله الرحمن الرحیمo اللھم انک تعلم سری و علانیتی فاقبل معذرتی و تعلم حاجتی فاعطنی سؤوالی وتعلم ما فی نفسی فاغفرلی ذنبی یا من یعلم خائنة الأعین وما تخفی الصدور. والله یقضی بالحق ط والذین یدعون من دونه لا یقضون بشیء ط ان الله هو السمیع العلیمo (سورہ مومن۔ آیت نمبر 20)

3۔ اِسی ضمن میں حضرت علی المرتضیٰؓ کا قولِ مبارک ہے۔ کہ! جو شخص آیاتِ ذیل کو (کسی ظرف جدید بغیر لائن مثل طشتری پر) لکھ کر تین روز تک شہد و پانی سے دھو کر پیتا رہے۔ تو اُس کا حافظہ و فہم تیز ہو جائے۔ اور نسیان دور ہو جائے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) آیات و سورہ یہ ہیں۔

افمن شرح اللـه صدره للاسلام۔۔۔ ضلل المبين o (سورہ الزمر۔ آیت نمبر 22) **اللـه نور السمٰوٰتِ والارض۔۔۔ بـكـل شـيء عليم** o تک۔ (سورہ نور۔ آیت نمبر 35) **رب اشــرح صدري ۔۔۔ بـصـيـرا** o تک (سورہ طٰہٰ۔ آیت نمبر 25-35) **قل الحمد لله الذی ۔۔۔** (سورہ بنی اسرائیل۔ آیت نمبر 111) **والله من ورا ئهم محيط** ۔ سورہ والشّمس معہ تسمیہ۔ سورہ فاتحہ معہ تسمیہ۔ آمن الرسول ۔۔۔ آخر تک (سورہ بقرہ)۔ معوذتین معہ تسمیہ۔

4۔ حدیث نبوی ﷺ کی کتب میں آیا ہے۔ کہ! حضرت ابنِ مسعودؓ سے مروی ہے۔ کہ! سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جس شخص کو قرآنِ مجید کے نسیان کا خوف کا شبہ ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ یہ دعا پڑھے۔

بسم الله الر حمن الر حيم o اللـهم نور بالكتاب بصري واشرح به صدري واستعمل به جسدي و بدني واطلق به لساني وقوى به جناني واسرع به فهمي وقوى به عزميبحولك و قوتك فانه لا حول ولا قوة الا بك يارحم الراحمين۔

5۔ یہ طریقہ بھی مجربات میں سے ہے۔ بعض صالحین سے منقول و مرفوع ہے۔ کہ! سورہ یٰسین شریف میں ایک اسم (یعنی آیت) ایسی ہے۔ کہ! جو شخص اِس کو جان لے۔ تو وپ پانچ روز تک روزانہ اِس اسم کو بحالتِ وضو دن رات پڑھتا رہے۔ اور لکھ لکھ کر پیتا بھی رہے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر حکمت و دانائی کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور وہ عوالم کے رموز و اسرار پر وقوف و ادراک حاصل کر لیتا ہے۔ وہ اسم سورہ یٰسین کے وسط میں پوشیدہ ہے۔ اِس اسم کے پانچ کلمے ہیں۔ سولہ حروف ہیں۔ چار حروف سقوط ہیں۔ اس اسم کا ایک حرف بے نقط ہے۔ دو حروف کے اوپر نقطے ہیں۔ جبکہ دو حروف کے نیچے نقطے ہیں۔ دریافت کر لیں۔

6۔ صاحب خزینۃ الاسرار جناب علامہ حقی نازلیؒ فرماتے ہیں۔ کہ امام غزالیؒ خواص القرآن میں رقم طراز ہیں۔ کہ جو شخص تمام علوم کے حفظ کا خواہش مند ہو۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ ایک نہایت پاکیزہ برتن (مثل طشتری مگر بغیر لائن و ڈیزائن) پر درج ذیل آیات لکھ کر صبح سویرے نہار منہ آب زم زم سے دھو کر پیا کرے۔ تو ایسا شخص جو بھی چیز سنے گا یا پڑھے گا۔ تو ان آیات کی برکات سے یاد کر لے گا۔ (یاد رہے کہ یہ آیات روزانہ لکھ کر خشک ہونے کے بعد آب زم زم یا عرق گلاب سے دھو کر پیتا رہے) یہ عمل نہایت مجرب المجرب اور مستند ہے۔ آیات شریفہ یہ ہیں۔

ا لرحمن ۔ علم القرآن ۔۔ والشجر يسجدا ن ۔ (سورہ رحمٰن) **لا تحرك به لسانك ۔۔۔ ان علينا بيانه** (سورہ القیمۃ آیت نمبر ۱۶ سے ۱۹ تک) **بل هو قرآن مجيد ۔ في لوح محفوظ** ۔ (سورہ بروج آیت نمبر ۲۱۔ ۲۲) **سنقرئك فلا تنسى** ۔ (سورہ اعلیٰ آیت نمبر ۶) **اقراء وربك ۔۔ ما لم يعلم** ۔ (سورہ علق آیت نمبر ۳ سے ۵ تک)

7۔ یہ طریقہ بھی بہت پر تاثیر ہے۔ ہشام بن قاضی بن حارث بن عباس کی زبانی روایت کرتا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابنِ عباسؓ سے فرمایا۔ کیا مَیں تجھ کو وہ بات بتلاؤں؟ جو حضرت جبرائیل امین؈ نے مجھے بطورِ ہدیہ دی ہے۔ جس سے حافظہ بڑھتا ہے۔ اور نسیان دور ہوتا ہے۔ حضرت ابنِ عباسؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ! ضرور بتلائیے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کسی تھال یا کٹورے میں زعفران و عرقِ گلاب سے سورہ فاتحہ، سورہ حشر اور سورہ واقعہ لکھو۔ پھر آبِ زم زم یا آبِ باراں یا کسی صاف پانی سے (اِس لکھے ہوئے کو) دھو کر تین مثقال لوبان اور دس مثقال شہد اور دس مثقال شکر ملا کر پی جاؤ۔ اِس کے بعد دو رکعت پڑھو۔ ہر رکعت میں 50 مرتبہ سورہ اخلاص اور 50 مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھو۔ حضرت ابنِ عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ! اسلام (لانے) کے بعد جیسا کہ مَیں اِس روز خوش ہوا۔ (زندگی میں ایسا) کبھی نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ اِس کا نفع چالیس روز کے بعد ہی شروع ہوا۔

حضرت شہاب الزہری اِس کو لکھ کر اپنی اولاد کو پلایا کرتا تھا۔ عاصم کا قول ہے۔ کہ مَیں نے 55 سال کی عمر میں اِس کا استعمال شروع کیا۔ پس ہر ایک مہینہ میں میرا حافظہ بڑھتا (قوی ہوتا) گیا۔

8۔ جب نیند آ رہی ہو۔ جمائیاں (اُباسیاں) بھی آنا شروع ہو جائیں۔ اور سونے کا دل چاہ رہا ہو۔ طبیعت سست ہو چکی ہو۔ آنکھوں میں نیند کا خمار آ چکا ہو۔ تو یہی قیمتی وقت ہے۔ جب طالب اس وقت سے فائدہ اُٹھا کر اپنا مقصد کو حاصل کر سکتا ہے۔ اس وقت کتاب سرہانے موجود ہو۔ جو سبق مہینہ بھر کی مشقت سے یاد نہ ہو سکا۔ اسے چند ایک بار (پانچ سے نو بار کم اَز کم) پڑھ لینے کے بعد طالب کو حق ہے۔ کہ وہ گہری نیند سو جائے۔ مگر کتاب سرہانے کے پاس ہی رہے۔ اور پھر جب صبح کے وقت آنکھ کھلے۔ فوراً ہی یہ کام کریں۔ کہ کتاب اُٹھا کر اُسی سبق کو چند ایک بار پڑھ لیں۔ اگر دیکھا جائے۔ تو دیکھنے میں یہ ایک چھوٹی سی تکنیکی مشق (Technical Practice) ہے۔ جس سے غبی سے غبی طالب علم کو سبق یوں حفظ ہو جاتا ہے۔ کہ وہ کبھی بھول ہی نہیں سکتا۔ جو طالب علم بھی اس تکنیک کی مسلسل مشق کرتا رہے گا۔ وہ ضرور بالضرور اعلیٰ نمبروں سے

کامیاب ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ صاحب ارتکاز توجہ نے اپنے وسیع تجربات کی بنا پر اس مجرب مشق کی بہت تعریف وتوصیف بیان کی ہے۔

9۔ یہ جو عوام الناس میں مشہور ہے۔ کہ اگر حافظہ کمزور ہے یا بھولنے کی عادت ہے۔ تو بادام کھائیں۔ یاد رہے۔ کہ! بادام تو واقعی کھانے سے حافظہ قوی ہوتا ہے۔ مگر بادام کھانے کا طریقہ ہر کسی کو معلوم نہیں۔ کہ جس سے واقعتاً حافظہ قوی ہو جائے۔ اِس کا سہل طریقہ یہ ہے۔ رات کو تین بادامِ مغز چھیل کر اُنہیں دودھ میں ڈال کر رکھ لیں۔ صبح نہار منہ یہ بادام کھا کر اوپر دودھ پی لیں۔ اگلی رات پانچ بادامِ مغز چھیل کر اُنہیں دودھ میں ڈال کر رکھ لیں۔ صبح نہار منہ یہ بادام کھا کر اوپر دودھ پی لیں۔ پھر اگلی رات سات بادامِ مغز چھیل کر اُنہیں دودھ میں ڈال کر رکھ لیں۔ صبح نہار منہ یہ بادام کھا کر اوپر دودھ پی لیں۔ اِس طرح جب بادام کی تعداد 19 تک پہنچ جائے۔ تو روزانہ دو۔ دو بادام گھٹاتے جائیں۔ یاد رہے کہ دودھ کی مقدار آدھے گلاس سے قدرے زیادہ ہو۔ مگر گلاس لبالب بھرا ہوا نہ ہو۔ پہلے ہی عشرے میں فرق بالکل واضح طور پر معلوم ہو جائے گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

پُرحکمت اقوالِ زریں :

کھانے کے واسطے علمائے طب نے اوقات مقرر فرمائے ہوئے ہیں۔

☆ بعضوں نے کہا ہے۔ کہ دو رات و دن میں تین سے زائد مرتبہ کھانا نہیں کھانا چاہیئے۔ ☆ بعضوں نے کہا ہے۔ کہ! ایک رات و دن میں فقط ایک ہی مرتبہ کھانا کھانا چاہیئے۔ ☆ بعضوں نے کہا ہے۔ کہ! ایک رات و دن میں دو ہی مرتبہ کھانا کھانا چاہیئے۔ اور یہی سنتِ نبوی ﷺ بھی ہے۔ ☆ بعضوں نے کہا ہے۔ کہ! مندرجہ بالا اوقاتِ مقررہ کے علاوہ صبح و شام اور چاشت کے وقت کچھ کھا پی لیا جائے۔ تو اِس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن یاد رہے۔ کہ رات کو کھانے کے بعد کچھ چلنا بھی چاہیئے۔ تاکہ خوراک ہضم ہو سکے۔ اور گہری نیند بھی میسر ہو سکے۔ کیونکہ رات کی نیند جتنی اچھی اور گہری ہوگی۔ اُتنا ہی جسم کی تھکاوٹ دور ہوگی۔ جسم بھی پرسکون رہے گا۔

امام شافعیؒ کے چار کامیاب ترین آزمودہ نُسخہ جات :

علامہ دمیریؒ اپنی کتاب خواص الحیوانات میں حضرت امام شافعیؒ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ! امام شافعیؒ نے فرمایا ہے۔

چار چیزیں عقل کو بڑھاتی ہیں۔

1۔ اولیاء کی محفل میں بیٹھنا۔ 2۔ مسواک کا استعمال۔ 3۔ صُلحاء کی مجلس۔ 4۔ اپنے علم پر عمل کرنا۔ 5۔ لا یعنی باتوں سے پرہیز

چھ چیزیں قوتِ جماع میں اضافہ کرتی ہیں۔

۱۔ چڑیوں کا گوشت ۲۔ اطریفل ۳۔ بادام ۴۔ پستہ ۵۔ دیسی ان دے کی زردی۔ ۶۔ کھجور

چار اعمال بدن کو مضبوط بناتے ہیں۔

۱۔ گوشت کھانا ۲۔ خوشبو کا سونگھنا ۳۔ کثرت سے نہانا (چاہے روزانہ تین بار) ۴۔ کتان کا لباس پہننا

پانچ اعمال بدن کو کمزور و لاغر کرتے ہیں۔ اور بڑھاپا بہت جلدی آتا ہے۔

۱۔ کثرتِ جماع ۲۔ نہار منہ کثرت سے پانی پینا ۳۔ تُرش اور تیکھی چیزوں کا کثرت سے استعمال کرنا ۴۔ وہم و فکر ۵۔ مبتلائے عشق در محبوب۔ (یاد رہے۔ کہ پہلی اور پانچویں بات بہت حد تک نقصان دہ ہے)

تما م امراض کا علاج :

1۔ کلمات ذیل کو سات مرتبہ پڑھنے اور ایک مرتبہ لکھ کر پاس رکھنے سے انسان بفضلِ خدا تمام آفاتِ ارضی و سماوی اور امراضِ جسمانی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ و صلی اللہ علٰی سیدنا و مولانا محمد و علٰی اٰلہ و صحبہ وسلم. اقسمت علیکم یا جمیع العلل والامراض والارياح والاوجاع بعز عز اللہ و بعظمت عظمة اللہ وبجلال جلال اللہ وبنور نوراللہ وبسلطٰن سلطٰن اللہ ولا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم. و صلی اللہ تعالیٰ علٰی سیدنا محمد وعلٰی اٰلہ و صحبہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا ابدا ابدا.**

عمدہ ترین روغن زیتون کو مٹی کے کسی صاف برتن میں میں ڈالیں۔ کلمات (سورہ و آیات) ذیل کو سات۔ سات مرتبہ پڑھتے جائیں۔ اور لکڑی سے زیتون کو ہلاتے جائیں۔ پھر اِس روغن سے مریض کے بدن پر مالش کریں۔ کلمات یہ ہیں۔ سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص، معوذتین، آخر آیات سورہ توبہ (**لقد جآء کم** ۔۔۔ تا آخر)، آیت کریمہ (**و ننزل من القرآن ما ھو... للمؤمنین** ۔ تک) اور آخری آیات سورہ حشر (**لو انزلنا ھذا القرآن** ۔۔۔ آخر تک)۔

2۔ صاحب کتاب **الطب و الحکمه** (علامہ سیوطی)، صاحب مجربات دیربی ؒ اور صاحب خزینۃ الاسرار فرماتے ہیں۔ کہ حدیث مبارکہ میں تمام امراض سے بچاؤ کے لیے ایک انتہائی تیر بہدف اور سریع الاثر عمل مبارک آیا ہے۔ جس کی برکت سے نہ صرف تمام تکالیف، امراض اور دردوں سے کامل شفاء ہو جائے گی۔ بلکہ اس دم شدہ پانی کو پینے والے شخص سے جتنے آزار اس کے بدن میں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام آزارو بیماریوں کو دور کر کے دائمی تندرستی و شفاء عطا فرمائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ حتی کہ تمام بیماریوں کو اس دم شدہ پانی پینے والے کی رگوں، گوشت اور استخوان بلکہ تمام اعضاء سے نکال دے گا۔ انشاء اللہ العظیم۔

طریقہ عمل یہ ہے۔ کہ شب جمعہ میں بعد نماز عشاء یا بروز جمعہ (مگر مغرب سے پہلے تک) بارش کا پانی لے کر اس پر درج ذیل سورتیں وغیرہ پڑھنی ہیں

سورة فاتحه		مع تسمیہ	70 بار
آیت الکرسی		مع تسمیہ	70 بار
سورة حشر	(لوانزلنا ہٰذا القرآن۔۔۔ تا آخر)	مع تسمیہ	70 بار
سورة اعلٰی		مع تسمیہ	70 بار
سورة الم نشرح		مع تسمیہ	70 بار
سورة قدر		مع تسمیہ	70 بار
سورة کافرون		مع تسمیہ	70 بار
سورة اخلاص		مع تسمیہ	70 بار
سوره فلق		مع تسمیہ	70 بار
سورة والناس		مع تسمیہ	70 بار
کلمه توحید	(جو تسبیح فاطمۃ الزہرہ ؓ کے بعد پڑھا جاتا ہے)	شروع میں ایک بار تسمیہ	70 بار
کلمه تمجید	(تیسرا کلمہ)	شروع میں ایک بار تسمیہ	70 بار
استغفرالله العظیم		شروع میں ایک بار تسمیہ	70 بار
کوئی بھی **درود و سلام**		شروع میں ایک بار تسمیہ	70 بار

ہر ایک سورۃ کو ستر۔ ستر بار پڑھ کر پانی پر دم کریں (یعنی پانی پر پھونکیں) پھر دوسری سورۃ وغیرہ ستر بار پڑھ کر پانی پر دم کریں (علی ھذا القیاس۔۔) یہ تمام عمل باوضو مصلّٰے پر قبلہ رخ بیٹھ کر ایک ہی نشست میں کریں۔ یہ بارہا کا مجرب المجرب اور مستند عمل ہے۔

طریقه اِستعمال :

بارش کے اس دم شدہ پانی میں سے روزانہ صبح دو چار گھونٹ نہار منہ نوش فرمائیں۔ اور کم از کم یہ پانی عشرہ تک استعمال کریں۔ اور فائدہ اٹھائیں۔ یہ عمل مبارک ہمارے پیرو مرشد نے معدن کرامت میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ (اس ضمن میں ناچیز **عبدالرؤف بلوچ** عرض گزار ہے۔ کہ! اگر اسی عمل کے ساتھ ساتھ یہ نقش بھی باندھنے کے لئے دے دیا جائے۔ تو دائمی فائدہ رہے گا۔ انشاء اللہ العظیم)

عجیب وغریب ڈبیہ برائے حکماء واطباء :

اِس عمل میں علم مسمریزم کے اثرات پوشیدہ ہیں۔ یہ خواص الحیوانی کا بہترین سفلی عمل ہے۔ اِس عمل کی انجام دہی سے قبل ایک چاندی کی ڈبیہ بنوا کر رکھیں۔ بعد ازاں موسم کنوار میں جب سرکنڈوں کے اوپر شگوفے نکل آتے ہیں۔ تو اِن شگوفوں پر بے شمار کیڑے نمودار ہو جاتے ہیں۔ عمل کا آسان طریقہ یہ ہے۔ کہ! اتوار کے دن قبل طلوعِ آفتاب سرکنڈوں کی جگہ پر پہنچ جائیں۔ اور لباس اُتار کر بالکل برہنہ ہو جائیں۔ اور اِسی برہنہ حالت میں مقامِ مذکور جہاں سرکنڈے ہوں۔ وہاں جا کر ایک صاف ستھرا سفید رنگ کا رومال لے کر اِس سے سرکنڈوں کے شگوفوں کے اوپر موجود کیڑے احتیاط سے رومال کے ساتھ پکڑتے جائیں۔ اور اسی چاندی کی ڈبیہ میں ڈالتے جائیں۔ کیڑوں کو رومال ہی سے پکڑنا ہے۔ ہاتھ وغیرہ مَس (Touch) نہیں ہونا چاہیئے۔ 10 سے 15 کیڑے کافی ہیں۔ بس عمل تمام ہوا۔ اَب اپنے کپڑے پہن کر واپس گھر چلے آئیں۔ مگر گھر آتے یا جاتے وقت کسی سے قطعًا کوئی بات چیت نہیں کرنی۔ حتی کہ سلام کا جواب بھی دل میں ہی دینا ہے۔ اَب آپ کے پاس ایک نایاب، قیمتی کرامت ہاتھ لگ چکی ہے۔ اِس ڈبیہ کے فوائد وثمرات یہ ہیں۔ کہ!

کسی بھی مریض و مریضہ کی نبض دیکھنے سے قبل چاندی کی کیڑوں والی ڈبیہ کو داہنے پاؤں کے نیچے دبالیں۔ آپ پر مریض و مریضہ کے طبعی حالات و کیفیات اَز پردہ غیب آشکار ہونے لگ جائیں گے۔ جس قدر خطرات، وسوسے، اور خیالات مریض و مریضہ کے دل میں آتے جائیں گے۔ عامل کو پتا چلتے جائیں گے۔ اَب وہ عامل (حاملِ ڈبی ہذا) مریض و مریضہ کو بتا کر ورطہء حیرت میں مسلسل ڈالتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ! عامل اُس مریض و مریضہ کو وہ باتیں بھی بتا دے گا۔ جنہیں اُس مریض و مریضہ نے کسی کے سامنے بیان تک نہ کیا ہوگا۔

نقش قمقمۃ الکبریٰ برائے شفاء از جمیع امراض: (اَز امام بونیؒ صاحبِ کتاب شمس المعارف و لطائف العوارف)

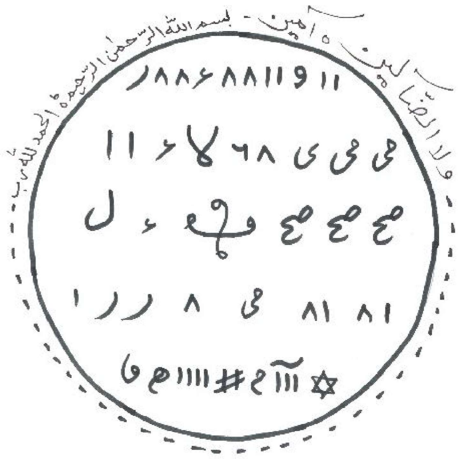

یہ عظیم ترین نقش ہمارے مربی و مرشد جناب پیر سید محبوب علی شاہ بخاریؒ کے روزانہ کے معمولات میں رہا ہے۔ آپ حضرات فرماتے ہیں۔ کہ یہ عظیم دائرہ، کہ جس کے اردگرد سورہ فاتحہ بھی لکھی ہوئی ہو۔ ہر مرض و ہر درد کے لئے تیر بہدف اور اکسیر ہے۔

علمائے عاملین، حکماء واطباء اور بزرگان دین اس دائرۂ یعنی **نقش قُمقمَۃُ الکُبریٰ** کو لکھ لکھ کر پیتے اور پلاتے رہے ہیں۔ اور اس سے غسل کرتے اور کراتے رہے ہیں۔ جب بھی ضرورت ہوتی ہے۔ تو یہی دائرہ لکھ کر کسی تیل میں رکھ کر جسم کے درد کے مقام پر مالش کرنے سے کافی وشافی آرام مل جاتا ہے۔

جیسے درد سر، شقیقہ، شقیقۃ العین، درد سینہ، درد پہلو، درد پیٹ، وجع المفاصل، صداع قدیم، عرق النساء، اور جسم کے تمام اقسام کے دردوں کو دور کرنے میں یہ دائرہ لاثانی اور بے مثال ہونے کے ساتھ ساتھ مجرب المجرب ہے۔ کیونکہ اس دائرہ میں اسم اعظم ہے۔

غم و رنج کا علاج نبوی ﷺ :

عبدالسلامؒ کا قول ہے۔ کہ! اگر ابیات ذیل کو چاندی کی انگشتری میں چاندنی راتوں (قمری ماہ کی 3 سے 14 تک) کے زمانہ میں نقش کریں۔ تو امراضِ سر سے لے کر امراضِ ناخن تک دور ہوتے ہیں۔ اور اگر ابیاتِ ذیل کو لوہے کی انگشتری میں چاندنی راتوں کے زمانہ میں نقش کریں۔ تو ناف سے لے کر قدموں تک کے تمام امراض دفع و دور ہوتے ہیں۔ لیکن یاد رہے۔ کہ! چاندی والی انگشتری کو سر پر باندھنا چاہیئے۔ اور لوہے والی انگشتری کو ناف پر باندھنا چاہیئے۔ اشعارِ حسبِ ذیل ہیں۔

حاشاہ أن یحرم الراجی مکارمہ　　او یرجع الجار منہ غیر محترمٍ
و منذألزمت أفکاری مدائحہ　　و جدتہ لخلاصی خیر ملتزم
و لن یفوت الغنیٰ منہ یدًا تربت　　ان الحیاء ینبت الازہار فی الاکم
ولم أرد زہرۃ الدنیا التی و اقتطفت　　یدا زہیر بما أثنیٰ علیٰ ہرم

کثیر بیماریوں کا مجرب و صحیح علاج :

5. **تمام بیماریوں سے حفاظت :** ایک سوڈانی حکیم کا قول ہے۔ کہ اگر کوئی یہ چاہے۔ کہ وہ کبھی بیمار نہ ہو۔ اور نہ کبھی معدہ کے کسی چھوٹے یا بڑے مرض میں مبتلا ہو۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ! جب تک بھوک نہ لگے۔ کچھ نہ کھایا جائے۔ کھانا کھاتے ہوئے یاد رکھے۔ کہ ابھی کچھ بھوک باقی ہو۔ تو ہاتھ کھینچ لئے جائیں۔ اس طرح کرنے سے موت کے سوا کوئی بیماری نہیں آسکتی۔

ایک قسم کے دو طعاموں کو یکجا نہ کریں۔ اور نہ ہی دو گرم چیزوں کو ایک ساتھ جمع کریں۔ مثلاً انڈا اور گوشت۔ اور نہ ہی دو سرد چیزوں کو ایک ساتھ جمع کریں۔ جیسے مچھلی اور دودھ کو۔ اور نہ ہی دو خشک چیزوں کو ایک ساتھ جمع کریں۔ مثلاً کنگنی اور مسور۔ اور سخت ولیس دار چیزوں کو بھی نہ کھایا جائے۔ کیونکہ اِن کا ہضم کرنا معدے کے واسطے انتہائی دشوار ومشکل ہے۔ تمام علمائے حکمت اور اطباء کا اِس بات پر بھی قوی اتفاق واتحاد ہے۔ کہ! جسم کے اندر تمام امراض چھ چیزوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اول اور خطرناک ترین یہ کہ! کثرت جماع۔ دوئم رات کے وقت زیادہ کھانا پینا۔ سوئم رات کے وقت کم سونا۔ چہارم دن کے وقت زیادہ سونا۔ پنجم یہ کہ بھرے ہوئے معدے پر کھانا کھانا۔ ششم یہ کہ بول وبراز اور ریح (Gas) کا روکنا۔

6. شیخ فقیہ سلیمانؒ کہتے ہیں۔ کہ حضرت سعید بن مسیّبؒ سے ایک صالح مومن جن ملا۔ اور کہا۔ کہ! اے سعیدؒ! کیا آپؒ چاہتے ہیں۔ کہ آپؒ کو ایک ایسا لباس پہنا دوں۔ کہ وہ لباس جس بھی انسان کے پاس رکھا جائے۔ اِس کو کوئی بیماری و برائی ہاتھ نہ لگائے۔

اگر چارپائی پر لٹکایا جائے۔ تو اُس کو کوئی بیماری نہ ستائے۔ اور اگر کوئی اِس کو پاس رکھ کر کسی بادشاہ یا حکمران کے پاس چلا جائے۔ تو اُس بادشاہ یا حکمران پر اِس کی ہیبت طاری ہو جائے۔ اور اگر اِس کو کوئی مسافر اپنے پاس رکھے۔ تو اُس کو سفری تکالیف و مشکلات سے امان حاصل ہو۔ اگر کوئی اِس کو اپنے پاس رکھ کر کشتی یا جہاز میں بیٹھے تو ڈوبنے سے مامون رہے۔ حضرت سعید بن مسیّبؓ نے فرمایا۔ ایسی چیز مجھے کون سکھائے گا؟ اِس جن نے کہا۔ کاغذ و روشنائی لائیں۔ اور لکھیں۔ (اور یہ دُعا لکھوائی)

بسم الله الرحمٰن الرحيم o كل ذى ملک مملوک لله و كل ذى عزة فغلبة الله و كل ذى قوة فضعيف عندالله وكل جبار فصغير عندالله وكل ظالم لا محيص له من الله يا أعداء حامل كتابى هذا أو يا حاسد من الجن والانس والشياطين والعفاريت والعمالقة المتمردين خاتم سليمٰن بن داؤد عليهما السلام علىٰ افواههم وعصا موسٰى عليه السلام علىٰ أكافهم وخير كم بين أعينكم وشر كم تحت أقداكم ولا غالب الا الله يا حامل كتابى هذا فى عزالله المانع الذى لا يذل من اعتز به ولا يكشف من استتر به سبحٰن من ألجم البحر بكلماته سبحٰن من أطفانارا ابراهيم بحكمته سبحٰن من تواضع كل شىء لعظمته اقبل ولا تخف نجوت من القوم الظالمين. لا تخاف دركا ولا تخشٰى لا تخف انک أنت الاعلىٰ لا تخافا اننى معكما أسمع وأرى. اللهم ارحم حامل كتابى هذا واستره بسترک الباقى الحصين فى ليلة ونهاره و ظعنه وقراره الذى سترت به أوليائک المتقين من أعدائک الكافرين. اللهم من عاداه فعاده امن كاده فكده ومن نصب له فخاه فخذه واطف عنه نار من أراد به عداوة وشرا و فرج عنه كل هم و ضيق ولا تحمله ما لا يطيق أنت الله لا اله الا أنت الحق الحقيق. وصلى الله تعالىٰ علىٰ سيدنا ومولانا محمد وآله وصحبه وبارک وسلم تسليما كثيرا ابدا۔

خُشک کھانسی کا مُجرب علاج :

اگر کسی کو خُشک کھانسی ہو۔ تو ایسا شخص روزانہ رات کو سونے سے قبل (کھانا کھانے کے کم از کم ڈھائی گھنٹے بعد) ایک چمچ شہد لے کر اس پر ایک چٹکی کالی مِرچ کی ڈال کر چاٹ لے۔ دو سے تین دن میں خشک کھانسی سے دائمی جان چھوٹ جائے گی۔ اور خُشک کھانسی سے آرام آنا تو پہلے ہی دن سے شروع ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔ یہ طریقہ انتہائی مجرب ہے۔

بُری عادات وخصائل کے لوگوں کے لئے اصلاحی عمل :

1۔ اگر کوئی شخص شراب نوشی، جوئے، سودخوری، زناکاری اور جھوٹ وچغلی وغیرہ جیسے معاصی میں مبتلا ہو۔ تو بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ کسی پیالے یا طشتری (جو کہ سفید رنگ کی ہوا۔ اور اس پر کوئی ڈیزائن، لائینیں، یا پھول نہ ہو) پر ان آیتوں کو لکھے۔ پھر جب یہ آیتیں خشک ہو جائیں۔ تو پیالے یا طشتری میں آب باراں (بارش کا پانی) ڈال کر پھر اس پانی پر ستر مرتبہ ان آیتوں کو پڑھ کر پانی پر پھونک ماریں۔ پھر بحالت وضو ہی میں اس پانی کے ساتھ گیہوں کا آٹا گوندھ کر روٹی پکائیں۔ پھر جس شخص کی اصلاح کا ارادہ ہو۔ اُسے ہفتے کے دن صبح نہار منہ (خالی پیٹ) روٹی کھلائیں۔ اور اسی طرح سے اتوار اور پیر کی صبح بھی۔ متواتر تین، پانچ یا زیادہ سے زیادہ نو دن تک روٹی کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور اس معاصی شخص سے برائیوں کو ختم فرما دے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ اور اس طرح گناہوں میں پھنسے ہوئے آدمی کی حالت تبدیل ہو کر کچھ یوں ہو جائے گی۔

پردہ دامان اکابر ہیں نگاہیں   دل علم کا گنجینہ انوار ہے گویا
آزادی کامل کے لئے رزم عمل میں   اخلاص کی چلتی ہوئی تلوار ہے گویا

اور اگر ہر جمعۃ المبارک کو یہ عمل کیا جائے۔ اور ہفتہ سے جمعہ تک یہ روٹی اس معاصی کو کھلائیں۔ پھر دوسرے جمعہ اور تیسرے جمعہ تک بھی یہ عمل کیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے۔ کہ وہ شخص تاحیات ہمہ قسم برائیوں سے دور رہے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ جو بھی شخص یہ عمل کسی معاصی کے لئے کرے۔ وہ نمازی متقی اور دیندار ہو۔ تاکہ عمل میں سرعت وتاثیر یقینی ہو۔ آیات ہیں۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم . **یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ . اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِاللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ.فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ. وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا.فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ o** (سورہ مائدہ ۔۹۰۔۹۱)

صاحب **خزینة الاسرار** (حقی نازلیؒ) نے اس عمل کو (کافی تعریف وتوصیف کے ساتھ) اپنے مجربات میں لکھا ہے۔

2۔ جوشخص سورہ اخلاص ایک ہزار مرتبہ، آیت الکرسی تین سوتیرہ مرتبہ، صلوٰۃ منجیہ (درودِ تنجینا) ایک ہزار مرتبہ ہر ایک انفرادی طور پر پڑھ پڑھ کر اُس شخص (شراب نوشی، جوئے، سود خوری، زنا کاری اور جھوٹ وچغلی وغیرہ جیسے معاصی میں مبتلا ہو) کی قمیص (یا بنیان) پر پھونکتے رہیں۔ تو جو شخص شراب نوشی، جوئے، سود خوری، زنا کاری اور جھوٹ وچغلی وغیرہ جیسے معاصی میں مبتلا ہو۔ جب وہ شخص اُس قمیص (بنیان) کو پہنے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل وکرم سے اُس شخص کی اصلاح فرمادے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ علامہ حقی نازلیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ہم نے بارہا اِس عمل کو آزمایا۔ اور تیر بہدف اور مجرب پایا۔

طلسمات واعمال برائے دفع عارضہء تپ: (بخار دور کرنے کے مُجرب علاجات)

1. اگر کسی بخار والے مریض یا مریضہ کی پشت پر یقین کامل کے ساتھ دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت رکھ کر اذان اور اقامت تحریر کی جائے۔ تو اسی لحہ شفاء ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ طریقہ اولیائے کاملین سے منسوب ومنقول ہے۔

2. اگر کسی کو سردی کا بُخار ہو۔ تو ایسے مریض کے لئے کاغذوں کے تین ٹکڑوں پر حروفِ ناریہ کے ساتھ مُفردات لکھ کر ان کاغذوں کی مریض کو دھونی دی جائے۔ تو اس عمل سے بُخار کی شدت میں کمی ہو جائے گی۔ اور چند لمحات بعد وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔ اور اگر کسی کو گرمی کا بُخار ہو۔ تو حروفِ مائیہ کے ساتھ مُفردات لکھ کر اسی طرح سے عمل بجالاؤ۔ بے شک گرمی کا بُخار بھی ختم ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔

مفردات یہ ہیں۔ (ا۔ج۔ھ۔ز۔ط) حروف ناریہ۔ (ا۔ھ۔ط۔م۔ف۔ش۔ذ) حروف مائیہ۔ (ج۔ز۔ک۔س۔ق۔ث۔ظ)

3. علامہ کمال الدین الدمیریؒ نے اپنی کتاب خواص الحیوانات میں فرمایا ہے۔ کہ! مجھے بعض مشائخین سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص چھوٹے چھوٹے تین کاغذوں پر یہ عبارت لکھے۔ **قلنا یا نار کونی برداو سلام سلاما سلاما**۔ پھر دن میں تین مرتبہ (صبح۔ دوپہر، رات) پانی میں یہ لکھے ہوئے کاغذ حل کر کے بُخار وتپ کے مریض کو پلاتے رہیں۔ تو پہلے یا تیسرے دن تک ہر صورت میں مریض صحت وشفاء پا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ یہ عمل بہت عجیب وغریب مگر انتہائی مجرب المجرب اور آزمودہ ہے۔

4۔ اگر کسی کو بخار ہو جائے۔ چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو۔ اس کے لئے اگر یہ نقشِ عظیم لکھ کر دیا جائے۔ تو اُس شخص کو اُسی لمحے بخار سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ نقش انتہائی مجرب المجرب اور مستند ہے۔ کیونکہ بارہا کا آزمودہ ہے۔

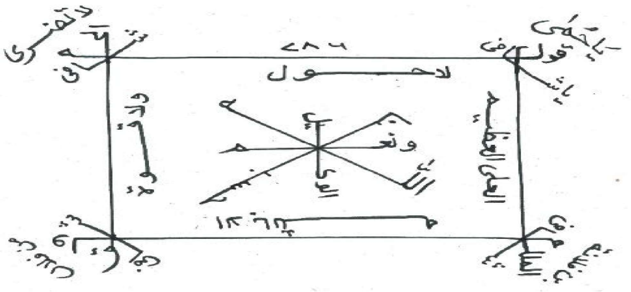

5۔ حضرت مولوی حقی نازلیؒ ''خزینۃ الاسرار'' میں اور علامہ دیربیؒ ''الفتح المجید المعروف بہ مجرباتِ دیربیؒ'' میں فرماتے ہیں۔ کہ! کتان کے دھاگے کو لے کر اِس پر ایک مرتبہ سورہ الم نشرح معہ تسمیہ اِس طرح پڑھو۔ کہ اِس سورہ کے ہر ''**ک**'' پر ایک ایک گرہ لگاتے جاؤ۔ یاد رہے۔ کہ! اِس سورہ مبارکہ میں 9 کاف ہیں۔ لہذا ایک دھاگے پر 9 گرہیں لگیں گیں۔ اور یہی عمل تین مرتبہ تین مختلف دھاگوں پر کرو۔ پھر اِن دھاگوں کو بخار گرفتہ شخص کے دائیں ہاتھ پر باندھ دو۔ اگر اُسی دن چند گھنٹوں میں اگر بخار زائل ہوگیا۔ تو ٹھیک۔ بصورتِ دیگر! دوسرے دِن دوبارہ یہی عمل کرو۔ اگر دوسرے دن بھی بخار نہ ٹوٹا۔ تو ٹھیک۔ ورنہ تیسرے دن بھی یہی عمل کرو۔ اب چاہے، کتنا ہی سخت بخار کیوں نہ ہو۔ اِس مرتبہ تو لازمی آرام آ ہی جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

6. اگر کسی کو سخت بُخار ہو۔ اور مختلف الاقسام دوؤں سے بھی آرام نہ ہو رہا ہو۔ تو ایسے مریض کے لئے یہ عمل شافی وکافی ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اِس کا آسان سا طریقہ یہ ہے۔ کہ! کوئی شخص یا مریض خود دفیعہ بخار کی نیت سے ایک سیاہ قدرے موٹا دھاگہ لے لے۔ پھر بحالتِ وضو جائے نماز پر قبلہ رخ بیٹھ کر یقینِ کامل سے سورہ یٰسین شریف ایسے پڑھے۔ کہ! سورہ یٰسین کی ہر مبین پر تین مرتبہ سورہ الم نشرح پڑھ کر دھاگے کو ایک ایک گرہ باندھتا جائے۔ اِس طرح دھاگے کی سات گرہیں ہو جائیں گیں۔ اِس عمل کو صبح اور رات (دن میں دو مرتبہ) سرانجام دیں۔ دوا وقات میں دھاگے جدید لیتے جائیں۔ اور دائیں ہاتھ پر باندھتے جائیں۔ یہ عمل تین دن سے کبھی زیادہ نہیں کرنا پڑتا۔ بشرطیکہ بخار ہو۔ دیگر کوئی بیماری نہ ہو۔ لازمًا آرام آ ہی جائے گا۔ اِس عمل کو بارہا مجرب ہونے کی لاتعداد اسناد حاصل ہیں۔

ہر درد کے دفیعہ کے مجرب المجرب اعمال وعملیات:

1۔ یہ عمل مبارک نہ صرف دردِ سر اور تمام اقسام کے درد دفع کرنے، بلکہ بھڑ وبچھو یا کسی زہریلے کیڑے (حشرات الارض) کے زہر اتارنے میں بھی بےنظیر وبےمثل، سریع الاثر اور عجیب تر ہے۔ ترکیب خاص اس عمل کی یہ ہے۔ کہ سانس روک کر مقام ماؤف پر انگشت شہادت سے تین مرتبہ

لِیُعَذِّ بَھُم لکھ کردم کریں۔ پھر دریافت کریں۔ کہ درد کا اثر باقی ہے یا نہیں؟ اگر درد ہوا۔ تو دوبارہ یہی عمل کرو۔ بعض اوقات درد مقامِ ماؤف سے کسی اور جگہ منتقل ہو جاتا ہے۔ اور بھاگا بھاگا پھرتا ہے۔ بہر حال جہاں درد ہو۔ وہاں وہاں پر یہی عمل کرتے چلے جائیں۔ چند بار لکھنے کے بعد درد سے دائمی نجات حاصل ہو جائے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ یہ عمل بارہا کا مجرب المجرب عمل ہے۔

2۔ اگر کسی شخص کو جسم کے کسی بھی حصے پر درد ہو تو وہ خود یا کسی دوسرے شخص سے بحالتِ وضو سورہ فاتحہ کو اِس دعا کے ساتھ فقط سات مرتبہ پڑھ کر درد والی جگہ پر پھونکے، تو اللہ تعالیٰ اُسے درد سے شفاء عطا فرمائے گا۔ انشاءاللہ۔ اِس کا تجربہ کیا گیا۔ سورہ فاتحہ کے ساتھ پڑھی جانے والی دُعا یہ ہے۔

بسم اللہ الر حمٰن الر حیمo اللهم اذهب عنی سوء ما أجد و فخسه بد عوة نبیک محمد المبارک المکین الامین عندک ۔

3۔ بعض صالحین نے بیان کیا ہے۔ کہ! کوئی درد کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر سورہ فاتحہ تلاوت کر کے سات مرتبہ یہ دعا پڑھے۔ **اللهم اذهب عنی سوء ما اجد و فحشه بد عوة نبیک المبارک الامین المکین عندک** ۔ تو درد مکمل طور پر ختم ہو جائے گا۔ مریض کو سکون و آرام ہو گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

دمہ کا مجرب علاج :

1۔ سداب کا پانی شہد خالص میں ملا کر استعمال کرنے سے دمہ کی تکلیف ختم ہوتی ہے۔

2۔ اور اگر کسی کو دمہ اور کھانسی دونوں کی تکلیف ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ! تخم السی، اصل السوس دونوں کو باریک پیس کر گائے کے گھی یا شہدِ خالص میں ملا کر بقدر **6** ماشہ صبح، دوپہر اور رات کو استعمال کریں۔ امید ہے۔ تین سے پانچ ایام میں ہی کلی آرام و شفاء حاصل ہوگی۔ انشاءاللہ۔ یہ طریقہ بارہا کا مجرب طریقہ ہے۔

3۔ اگر کوئی شخص (بالخصوص ضعیف العمر) کو دمہ کی تکلیف ہو۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ! روزانہ رات کو سونے سے قبل نیم گرم دودھ میں ایک چٹکی خالص زعفران کی ڈال کر اسے حل کر کے پیا کرے۔ پہلی ہی رات سے آفاقہ ہونا شروع ہو جائے گا۔ (انشاءاللہ)

سر کے درد کا علاجاتِ مجربہ :

1۔ حضرت عمرِ فاروق ؓ کے زمانہ میں جب نوشیرواں مارا گیا۔ تو اُس کی ٹوپی حضرت امر المؤمنین ؓ کی خدمت اقدس میں پیش کی گئی۔ اور کہا گیا۔ کہ! اے امیر المؤمنین ؓ! یہ نوشیرواں کی (وہ عظیم الشان اور شفاء بخش) ٹوپی ہے۔ کہ جب وہ بیمار ہوا کرتا تھا۔ تو اِس ٹوپی کو سر پر رکھ لیتا تھا۔ جس کو پہن کر وہ اچھا ہو جایا کرتا تھا۔ جنابِ امیر المؤمنین حضرت عمرِ فاروق ؓ نے فرمایا۔ (کہ) نوشیرواں کی ٹوپی کو سر پر رکھنے سے شفاء ہو جائے۔ یہ عجب ہے۔ اِس کو پھاڑ دو۔ جب (یہ ٹوپی) پھاڑی گئی۔ تو اِس (ٹوپی) میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

بسم اللہ الر حمٰن الر حیمo شهدالله انه لا اله الا هو (سورہ آل عمران۔ آیت نمبر 18) **نور و قدرة و برهان و حکمة و سلطٰن یا هادی من اهتدٰی یا من لا ینام ابدًا. لا اله الا الله عیسٰی روح الله و کلمة. لا اله الا الله محمد رسول الله و حبیبه . اُسکن ایها الصداع با لذی سکن له ما فی اللیل و النهار وهو السمیع العلیمo**

2۔ جس وقت کسی کے سر میں درد ہو۔ تو آنے والے ان حروف کو کسی لکڑی کی تختی یا کسی پاک صاف جگہ پر لکھ لے۔ **ا۔ ح۔ ا۔ ك۔ ك۔ ح۔ ع۔ ح۔ ا۔ م۔ ح۔** پھر جس کسی کو سر کے درد کی شکایت ہو۔ اسے یہ کہا جائے۔ کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت مقامِ درد پر رکھ لے۔ پھر ایک کیل لے کر (جو کہ کسی روشنائی میں رکھے ہوئے ہوں) پہلے حرف پر رکھ کر دبایا جائے۔ یا ٹھونکا جائے۔ کیل دباتے وقت یہ دعا بھی تین مرتبہ پڑھی جائے۔ **بسم اللہ الر حمٰن الر حیم o الم ترالی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعله ساکنا.** (سورہ فرقان. آیت نمبر . 45) **وَلَه ماسکن فی اللیل واللنهار وهو السمیع العلیمo** (سورہ انعام۔ آیت نمبر۔ 13)

پھر درد زدہ سے پوچھے۔ کہ درد ختم ہوا یا نہیں؟ اگر ٹھیک نہ ہوا۔ تو اگلے حرف پر کیل دبا کر اسی عمل کو دہرائے (**علٰی هذا القیاس**) کسی نہ کسی حرف پر لازمی طور پر درد ختم ہو ہی جائے گا۔ یہ یاد رہے۔ کہ ہر حرف پر نیا کیل ٹھونکنا یا لگانا ہے۔ اور حا۔ عین اور میم میں کیل کو حرف کے درمیان میں رکھیں گے۔ بقیہ تمام حروف میں کیل کو حرف کے نیچے رکھ کر دبایا جائے گا۔ یہ طریقہ انتہائی سہل ہونے کے ساتھ ساتھ بارہا کا مجرب و آزمودہ طبی چٹکلہ ہے

3۔ اگر کسی کے سر میں درد ہو۔ تو دم کرنے والا شخص اپنا دایاں ہاتھ مریض کے سر پر رکھ کر یہ دُعا سات، نو یا گیارہ مرتبہ پڑھے۔

بسم اللہ الر حمٰن الر حیمo بسم الله خیر الاسمآء بسم الله رب الارض والسمآء بسم الله اسمه بر کته و شفآء بسم الله الذی لا یضر مع اسمه شیء فی الارض ولا فی السمآء و هو السمیع العلیمo

4۔ علامہ کمال الدین الدمیریؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب حیات الحیوان میں رقم طراز ہیں۔ کہ ! مذکورہ حروف کو ایک سفید کاغذ پر لکھ کر درد کی جگہ پر چپکا لیا جائے۔ تو درد سر جاتا رہے گا۔ انشاءاللہ۔ مذکورہ حروف یہ ہیں۔ **د۔م۔ہ۔ م۔ل۔ہ ۔**

5۔ امام شافعیؒ نے فرمایا۔ کہ بنواُمیہ کے بعض خاندانوں میں چاندی کا ایک مقفل ڈبہ (یا صندوق) پایا گیا۔ جس کے اوپر یہ لکھا ہوا تھا۔ **شفاء من کل داء** (یعنی ہر مرض سے شفاء کے لئے)۔ لیکن اس کے اندرون یہ لکھا پایا گیا۔ کہ اگر کسی کے سر میں شدید درد ہو رہا ہو۔ تو اسے کسی طبیب کے پاس جانے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ بلکہ یہ کلمات پڑھ کر دم کر لے۔ تو انشاءاللہ اس کے سر کا درد جاتا رہے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o بسم اللہ و باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم o اسکن ایھا الوجع سکنتک بالذی یمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ ان اللہ بالناس لرؤف الرحیم oبسم اللہ الرحمٰن الرحیمoبسم اللہ الرحمٰن بسم اللہ و باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم oاسکن ایھا الوجع سکنتک بالذی یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا ولئن ان امسکھا من احد من بعدہ انہ کان حلیما غفورا رحیماo

دانت محفوظ و مضبوط رکھنے کے مجرب اعمال وعملیات :

نعمتِ دنیا زن و دندان بود
بے زن و دندان دنیا زندان بود

1۔ عشاء کے وتر میں پہلی رکعت میں **سورہ فاتحہ** کے بعد **سورہ اذا جاء نصر اللہ**، دوسری رکعت میں **سورہ فاتحہ** کے **سورہ تبت یدا ابی لھب** اور تیسری رکعت میں **سورہ فاتحہ** کے بعد **سورہ اخلاص** روزانہ پڑھنے سے دانت دائمی طور پر مضبوط اور ہر تکلیف سے محفوظ رہتے ہیں۔ یہ عمل مجربات میں سے ہے۔ ایک شخص جس کی عمر سو سال سے زیادہ تھی وہ دانتوں سے گنے چھیل کر کھایا کرتا تھا۔ اس نے بتایا۔ کہ یہ اسی عمل کی برکت ہے۔

2۔ جس وقت کسی کے داڑھ میں درد ہو۔ تو ان حروف کو دیوار پر لکھ لو۔ **ح۔ب۔ر۔ص۔لا۔و۔ع۔م۔لا**۔ پھر جس کسی کو داڑھ کے درد کی شکایت ہو۔ اُسے یہ کہا جائے۔ کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت مقامِ درد پر رکھ لے۔ پھر ایک کیل لے کر پہلے حرف پر رکھ کر دبا یا جائے۔ یا ٹھونکا جائے۔ کیل دباتے وقت یہ دعا بھی تین مرتبہ پڑھی جائے۔ **بسم اللہ الر حمٰن الر حیم o الم ترالی ربک کیف مد الظل ولوشاء لجعلہ ساکنا** ۔(سورہ فرقان۔ آیت نمبر۔45) **وَلَہ ماسکن فی اللیل واللنھار وھو السمیع العلیمo**(سورہ انعام۔ آیت نمبر۔13) پھر درد زدہ سے پوچھے۔ کہ درد ختم ہوا یا نہیں؟ اگر ٹھیک نہ ہوا۔ تو اگلے حرف پر کیل دبا کر اسی عمل کو دہرائے (**علٰی ھذا القیاس**) کسی نہ کسی حرف پر لازمی طور پر درد ختم ہو ہی جائے گا۔ یہ یاد رہے۔ کہ ہر حرف پر نیا کیل ٹھونکنا یا لگانا ہے۔ اور حا۔ عین اور میم وغیرہ میں کیل کو حرف کے درمیان میں رکھیں گے۔ بقیہ تمام حروف میں کیل کو حرف کے نیچے رکھ کر دبایا جائے گا۔ یہ طریقہ انتہائی سہل ہونے کے ساتھ ساتھ بارہا کا مجرب و آزمودہ طبی چٹکلہ ہے۔ (اِس عمل سے ملتا جلتا ایک عمل پیچھے گذر چکا ہے)

3۔ اگر کوئی شخص ہمیشہ اپنے دانتوں کی مضبوطی کو برقرار رکھنا چاہے۔ تو اس کو چاہیئے۔ کہ صبح سویرے جس وقت آنکھ کھلے۔ تو وہ شخص اپنے اوپر کے دانتوں سے نیچے کے دانتوں کو خوب دبائے۔ لیکن اس دوران اپنا منہ بھی بند رکھے۔ تا کہ منہ سے جھاگ، بھاپ اور سانس نہ نکلے۔ دو یا تین منٹ کے بعد جب منہ لعاب (تھوک) سے بھر جائے۔ تو اس تھوک کو نکال دے۔ پھر مسواک خوب کیا کرے۔ مسواک کے بعد وضو کر لے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چند ہی ایام یا ہفتوں میں یہ حکمت اس قدر موثر اور فائدہ مند و منتفع ثابت ہوگی۔ کہ نہ صرف دانت مضبوط ہو جائیں گے۔ بلکہ منہ سے نہ خون آئے گا۔ اور بد بو کا آنا تو قطعاً ختم ہو جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

یہ عمل اور اِس طرح کے دیگر کئی اعمال وعملیات سنیاسی، سادھو، یوگی اور جوگی حضرات کے پاس ہوتے ہیں۔ اُن کی کتب سے دیکھے جا سکتے ہیں۔ اگر ان میں کمال حاصل ہو جائے۔ تو دواء یا طبیب وحکماء سے علاج کرانے یا اُن کے پاس جانے کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔

دردزہ میں کمی کا مجرب عمل :

عورت کے لئے مرحلہ ولمحہ زچگی قیامت سے کم نہیں۔ کہ عورت اس وقت آدھی قبر میں ہوتی ہے اور آدھی باہر۔ بہر حال اس نقش کو ایک ورق پر لکھ کر عورت کے گلے میں ڈال دیں۔ اور عورت کے پاس کوئی دوسری عورت یا کوئی شخص بیٹھ کر یہ کلمات مسلسل پڑھتے رہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم اور اس نقش وکلمات کی برکت سے نہ صرف درد میں خاطر خواہ کمی ہوگا۔ بلکہ وضع حمل جلدی اور بآسانی ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ وہ کلمات یہ ہیں۔

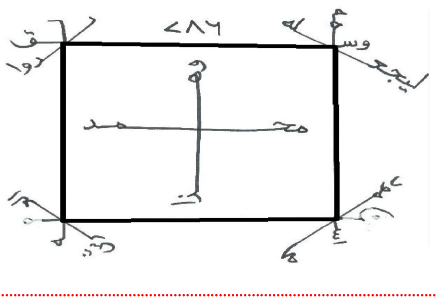

بسم اللہ الرحمن الرحیم O جَنَّةٌ وَلَدَتْ يَحْيٰ. وَمَرْيَمُ وَلَدَتْ عِيسٰى O اُخْرُجْ اَيُّهَاالْمَوْلُوْدُ بِقُدْرَةِ الْمَلِكِ الْمَعْبُوْدِ O بسم اللہ الرحمن الرحیمO اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عِدَّتِيْ فِيْ كُرْبَتِيْ وَ اَنْتَ صَاحِبِيْ فِيْ غُرْبَتِيْ وَ اَنْتَ حَفِيْظِيْ عِنْدَ شِدَّتِيْ وَ اَنْتَ وَلِيْ نِعْمَتِيْ.

سلب شدہ عقل کے مریض کی شفایابی کا مجرب عمل :

اُن کے دیکھے سے جو آ جاتی ہے چہرے پہ رونق
وہ سمجھتے ہیں، بیمار کا حال اچھا ہے

اگر ہم اپنے گردونواح میں موجود لوگوں کا جائزہ لیں۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ کچھ لوگ بظاہر تو ٹھیک ٹھاک نظر آتے ہیں۔ مگر وہ ہمیشہ بہکی بہکی اور بے ڈھنگی باتیں کرتے ہیں۔ ان کو پتہ ہی نہیں چلتا۔ کہ وہ کیا کچھ کہہ رہے ہیں۔ کہنا کچھ ہوتا ہے۔ کہتے کچھ ہیں۔ یہ وہ اچھے بھلے لوگ ہوتے ہیں۔ جن کی عقل سلب ہوچکی ہوتی ہے۔ ایسے مریضوں یا ان کے عزیز واقارب کے لئے یہ عمل انتہائی مستند و مجرب ہے۔ طریقہ عمل یہ ہے۔ کہ ایسے مریض پر سورۃ **اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ ....اَصْلُهَا ثَابِتٌ" وَفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ** (سورہ ابراہیم۔ آیت نمبر 24) اور اسمائے قمریہ **(لِيَاخِيْمِ، لِيَاغُوْ، لِيَافُوْرِ، لِيَارُوْثْ، لِيَارُوْغِ، لِيَارُوْشِ، لِيَاشَلَشِ)** اور اسمائے رؤوس اربعہ (یعنی **مَارِزُ، كَمْطَمِ، قَسْوَرَةِ، طِيْكَلُ**) ایسے مریض پر بلا تعداد معینہ پڑھتے جائیں۔ تاکہ وہ ہوش میں آجائے۔ اس کے بعد مذکورہ آیت، اسمائے قمریہ، اسمائے رؤوس اربعہ اور **سورۃ عادیات** لکھ کر مریض کے گلے میں تعویز بنا کر ڈالا جائے۔ بعدہ سورۃ الرحمٰن چینی کے برتن میں لکھ کر پانی سے دھو کر اس پانی میں عرق لہسن وروغن کنجد ملا کر مریض کے سر میں مالش کرائی جائے۔ یہ مالش اس وقت تک کرتے رہنا ضروری ہے۔ جب تک عقل مکمل طور پر واپس نہیں آجاتی۔ اور یہ وقت زیادہ سے زیادہ تیس سے پینتیس دنوں تک کا ہے۔ (اگر **41** روز کرے۔ تو بہتر ہے)

ملہوف (جس کی عقل زائل ہوچکی ہو) کا مجرب علاج :

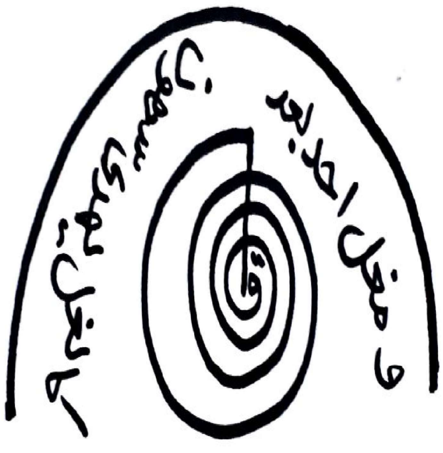

صاحبِ **كتاب الرحمة فی الطب والحكمة** جناب علامہ عبدالرحمٰن جلال الدین السیوطی الشافعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! ملہوف کے واسطے مندرجہ ذیل نقش (نصف دائرہ) بارہا کا مجرب و مستند مانا گیا ہے۔ اِس کو لکھ کر مریض کے سر پر یا دائیں بازو پر باندھا جائے۔ اور مریض پر آیت تین سو مرتبہ پانچ ایام تک روزانہ وقتِ مقررہ پر پڑھتا رہے۔ حرف ''قاف'' کا دائرہ درج ذیل ہے۔ حرف ''ق'' کے علاوہ دیگر آٹھ دائرے ہونگے۔ آیت یہ ہے۔ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیمO و نفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوٰت ومن فی الارض الا من شآء اللہ** ۔ (سورہ زمر۔ آیت نمبر 68) یہی ملہوف کا بہترین و مجرب علاج ہے۔

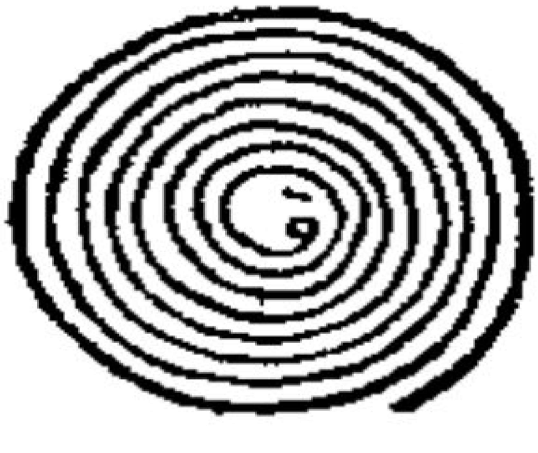

اسی طرح سے شیخِ طریقت حضرت ابوبکر شبلیؒ کے سامنے ایک ایسے شخص کو لایا گیا۔ کہ جس کی عقل گم ہوگئی تھی۔ اور حواس بھی جاتے رہے تھے۔ حضرت جنابؒ نے حرف قاف اس کے اردگرد آٹھ دائرے ایک طشتری پر لکھ کر دیئے۔ اور اُس پر شہد ڈال کر چٹایا گیا۔ بیمار تندرست ہوگیا۔ اگر مریض کو پہلے ہی دن افاقہ نہ ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ! ایک کاغذ پر حرف قاف اس کے اردگرد آٹھ دائرے لکھ کر مریض کو بار بار اُسے دیکھنے کو کہا جائے۔ اور دن میں تین مرتبہ لکھ کر اُسے چٹایا بھی جائے۔ تین دن میں وہ شفاء یاب ہوجائے گا۔

ان شاءاللہ۔ مجرب ہے۔

کلونجی کے فوائد بزبانِ نبوی ﷺ :

صاحبِ **كتاب الرحمة فی الطب والحكمة** جناب علامہ سیوطی الشافعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! رسولِ مکرم نبی آخر الزماں ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ! کلونجی کو لازم پکڑو۔ کیوں کہ وہ (کلونجی) موت کے سوا ہر بیماری کی دواء ہے۔

حکماء و اطباء کے نزدیک کلونجی کے چند مزید فوائد و خواص یہ ہیں ۔

☆ نیز نفخ کو تحلیل کرتی ہے۔ ☆ کیڑوں کو قتل کرتی ہے۔ ☆ اگر (کلونجی کو) کسی کپڑے میں باندھ کر سونگھا جائے تو زکام کو فائدہ دیتی ہے۔ ☆ مسوں کو قطع کرتی ہے۔ ☆ پیشانی پر لیپ کرنے سے سر درد کو دور کرتی ہے۔ ☆ ام بلغمیہ کو دفع کرتی ہے۔ ☆ اگر دردِ دندان کا مریض (کلونجی کو) سِرکہ میں پیس کر غرارے کرے۔ تو دردِ دندان سے آرام ہوگا۔ ☆ پیشاب کو جاری کرتی ہے۔

لاغر جسم کو فربہ (موٹا) کرنے کے مجرب المجرب طریقے :

1۔ صاحبِ **کتاب الرحمۃ فی الطب والحکمۃ** جناب علامہ عبدالرحمٰن جلال الدین السیوطی الشافعیؒ فرماتے ہیں ۔ کہ! بدن کو فربہ کرنے کا یہ نسخہ بہت مفید و منتفع ہے ۔ اِس نسخہ سے رنگ جسمانی بھی صاف ہوتا ہے ۔ قوت باہ بھی بڑھ جاتی ہے ۔ جسم میں غذا جدید پیدا ہوتی ہے ۔ نسخہ یہ ہے ۔ (کہ) حلبہ یعنی میتھی بقدر ضرورت لے کر پانی ڈال کر پکائیں ۔ اسی طرح چار پانچ مرتبہ کریں ۔ لیکن ہر ایک مرتبہ میں تازہ پانی ڈالا کریں ۔ تو یہ ایک گاڑھا قوام بن جائے گا ۔ پھر اس قوام کو خشک کر کے باریک پیس کر اس کے مساوی آرد گندم اور گائے کا تازہ دودھ ڈال کر پھر سے پکائیں ۔ یہاں تک کہ دوبارہ حلوے کا قوام تیار ہو جائے ۔ اَب اسے ہلکی آنچ پر رکھ کر اِس پر شہد ، شکر اور روغن زرد ڈال کر ہلاتے رہیں ۔ اب یہ قوام بالکل تیار ہے ۔ اِس کے تیار ہونے کے بعد دن میں چار مرتبہ بقدر طبع برداشت تناول فرماتے رہیں ۔ لیکن یاد رہے ۔ کہ اس قوام کو کھانے کے بعد یا پہلے کم از کم ایک گھنٹے تک کچھ نہ کھائیں پیئیں ۔ تاکہ اِس قوام کا اثر ہو سکے ۔ ہفتے عشرے میں جسم پر فربہی کے آثار نمودار ہونا شروع ہو جائیں گے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

2۔ صاحبِ **کتاب الطب والرحمۃ** جناب علامہ سیوطی الشافعیؒ فرماتے ہیں ۔ کہ! اگر کوئی لاغر عورت یا لڑکی فربہی کی خواہشمند ہو ۔ تو اُسے چاہیئے ۔ کہ! ہالیوں کو کوفتہ کر کے اس میں سے بقدر ضرورت نہار منہ گائے کے تازہ دودھ اور گائے ہی کے گھی کے ساتھ استعمال کرے ۔ اور اِسی طرح سے کئی روز تک یہی خوراک کھاتی رہیں ۔ بہت فائدہ ہوگا ۔ اور ہفتے عشرے میں جسم پر فربہی کے آثار نمودار ہونا شروع ہو جائیں گے ۔ انشاءاللہ تعالیٰ ۔

3۔ صاحبِ **کتاب الرحمۃ فی الطب والحکمۃ** جناب علامہ جلال الدین السیوطی الشافعیؒ فرماتے ہیں ۔ اگر کوئی فربہی کا خواہاں ہو ۔ تو چاہیئے ۔ کہ دانہ حرمل کو گندم کے ساتھ خوب پکائیں ۔ اور کسی دیسی چھوٹے چوزے کو کھلاتے رہیں ۔ تاکہ وہ مرغی موٹی تازی ہو جائے ۔ پھر اس کو ذبح کر کے بھون کر کھا جائیں ۔ اگر کوئی شخص اسی طرح سے تین سے پانچ مرغیاں کھا لے گا ۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُس شخص کا جسم فربہ ہو جائے گا ۔ اور ساتھ ہی اُس شخص کے صحت و کمال میں بھی خاطر خواں ترقی ہونا شروع ہو جائے گی ۔ یہ طریقہ نہایت مجرب اور مستند ہے ۔ ہفتے عشرے میں جسم پر فربہی کے آثار نمودار ہونا شروع ہو جائیں گے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

4۔ جناب سید ابوسعید گلشن شاہ صاحب نے ایک محفل کے دوران اِس رازِ عظیمہ سے پردہ اُٹھایا ۔ کہ! اگر کسی کو موٹا ہونے کی خواہش ہو ۔ تو اُسے چاہیئے ۔ کہ دن میں تین مرتبہ یہ طریقہ کرے ۔ کہ! ایک درجن کیلے کے ساتھ مشروب کی ڈیڑھ لیٹر والی بوتل (Coca Cola یا Pepsi) پیئے ۔ ہفتے عشرے ہی میں جسم فربہ ہونا شروع ہو جائے گا ۔ ہو سکتا ہے ۔ کہ شروع ایام میں اتنا ہضم نہ ہو سکے ۔ تو اُسے چاہیئے ۔ کہ! شروع میں چار چھ کیلے کھا کر دو تین گلاس پیئے ۔ آہستہ آہستہ اپنی اِس خوراک کو بڑھاتے جائیں ۔ بہر حال ! یہ خوراک ایک ہفتے یا عشرے ہی میں جسم کو موٹا کر دے گی ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

تمام حروف تہجی کی جامع آیات :

علامہ کمال الدین الدمیریؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب حیات الحیوان میں رقم طراز ہیں ۔ کہ! بعض محققین نے لکھا ہے ۔ کہ!

١۔ اگر کسی شخص کو خوف یا رنج و غم کی بیماری ہو ۔ تو ذیل کی آیات کو لکھ کر پہن لے ۔ تو خوف ، رنج و غم اُس شخص کا جاتا رہے گا ۔ انشاءاللہ تعالیٰ ۔

٢۔ دُشمن پر غلبہ اور کاموں میں خیر و برکت ، نیز امراض ظاہریہ و باطنیہ سے حفاظت بلکہ تمام جسمانی و روحانی تکالیف سے ازالے کے لئے مفید ہے ۔ انشاء اللہ ۔

٣۔ کسی پاک و صاف برتن میں یہ آیات لکھ کر عرقِ گلاب ، زیتون یا تِل کے تیل سے دھو کر کسی بھی جسمانی تکلیف مِثل پھوڑا ، پھنسی ، مسہ ، اُپھارا ، طلوع ، برص کے نشانات اور جسم کے تمام داغ دھبوں والے اشخاص کو دے دیں ۔ اُن کے لئے یہ بہت مفید و نافع ہے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔ یاد رہے ۔ کہ! اِن دونوں آیات میں حروفِ تہجی کے تمام حروف مجتمع ہیں ۔

ثُمَّ اَنۡزَلَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ الۡغَمِّ اَمَنَۃً نُّعَاسًا یَّغۡشٰی طَآئِفَۃً مِّنۡکُمۡ ۙ وَطَآئِفَۃٌ’’ قَدۡ اَہَمَّتۡہُمۡ اَنۡفُسُہُمۡ

یَظُنُّونَ بِاللّٰهِ غَیۡرَ الۡحَقِّ ظَنَّ الۡجَاهِلِیَّةِ ؕ یَقُوۡلُوۡنَ هَلۡ لَّنَا مِنَ الۡاَمۡرِ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ قُلۡ اِنَّ الۡاَمۡرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ یُخۡفُوۡنَ فِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ مَّا لَا یُبۡدُوۡنَ لَكَ ؕ یَقُوۡلُوۡنَ لَوۡ كَانَ لَنَا مِنَ الۡاَمۡرِ شَیۡءٌ مَّا قُتِلۡنَا هٰهُنَا ؕ قُلۡ لَّوۡ كُنۡتُمۡ فِیۡ بُیُوۡتِكُمۡ لَبَرَزَ الَّذِیۡنَ كُتِبَ عَلَیۡهِمُ الۡقَتۡلُ اِلٰی مَضَاجِعِهِمۡ ۚ وَلِیَبۡتَلِیَ اللّٰهُ مَا فِیۡ صُدُوۡرِكُمۡ وَ لِیُمَحِّصَ مَا فِیۡ قُلُوۡبِكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ○ (سورہ آل عمران)

مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیۡنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَهُمۡ تَرٰىهُمۡ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانًا ۫ سِیۡمَاهُمۡ فِیۡ وُجُوۡهِهِمۡ مِّنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمۡ فِی التَّوۡرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمۡ فِی الۡاِنۡجِیۡلِ ۚ كَزَرۡعٍ اَخۡرَجَ شَطۡـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسۡتَغۡلَظَ فَاسۡتَوٰی عَلٰی سُوۡقِهٖ یُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیۡظَ بِهِمُ الۡكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنۡهُمۡ مَّغۡفِرَةً وَّاَجۡرًا عَظِیۡمًا ○ (سورہ فتح)

آنکھوں کی بصارت کو تیز کرنے اور اِن کی جملہ بیماریوں کے مجرب علاجات :

1۔ یہ میرا ذاتی اور چند احباب کا تجربہ ہے۔ کہ اگر کسی کی بینائی کمزور ہو۔ یا آنکھوں کے سامنے کسی سفید چیز کو دیکھنے سے کالے سیاہ دھبے نظر آتے ہوں۔ یا آنکھوں کے اندرونی طرف درد رہتا ہو۔ اِن تمام مسائل کا ایک ہی انتہائی مجرب حل یہ ہے۔ کہ روزانہ رات کو اول و آخر سات۔ سات مرتبہ درودِ نورا اور آیتِ کریمہ کو ایک سو ایک مرتبہ آبِ زم زم پر پڑھ کر دم کر کے روزانہ آنکھوں میں ڈالا جائے۔ آنکھوں کے تمام عوارضات دور ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

درودِ نور یہ ہے۔ **بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمۡ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نُوۡرٍ مِّنۡ نُوۡرُ اللّٰهِ ۔**

آیتِ کریمہ یہ ہے۔ **بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِهٖ كَمِشۡكٰوةٍ فِیۡهَا مِصۡبَاحٌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ فِیۡ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوۡكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیۡتُوۡنَةٍ لَّا شَرۡقِیَّةٍ وَّلَا غَرۡبِیَّةٍ ۙ یَّكَادُ زَیۡتُهَا یُضِیۡٓءُ وَلَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡهُ نَارٌ ؕ نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ ؕ یَهۡدِی اللّٰهُ لِنُوۡرِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَیَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ○** (سورہ نور۔ آیت نمبر 35)

2۔ اسی طرح سے ایک پیتل کے برتن میں یہ درودِ پاک اور آیتِ کریمہ لکھ کر اِس میں شہد ڈال کر پھر اِس شہد کو رات کو سوتے وقت آنکھوں میں ڈالتے رہیں۔ لیکن یاد رہے۔ کہ شہد بالکل اصلی، دیسی اور چھوٹی مکھی کا ہو۔ جس میں کسی اور چیز کی قطعاً آمیزش نہ ہو۔ کیونکہ آنکھ بہت نازک ہوتی ہے۔ یہ طریقہ بھی بہت ہی زیادہ مجرب ہے۔

3۔ جو شخص اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کے ناخنوں پر سات مرتبہ یہ آیت (**فَكَشَفۡنَا عَنۡكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الۡیَوۡمَ حَدِیۡدٌ**۔ سورہ ق۔ آیت نمبر 22) پڑھے۔ اور ہر مرتبہ (اسی آیت کے ساتھ) درودِ پاک بھی پڑھے۔ پھر انہیں انگوٹھوں کو چومتے ہوئے اپنی دونوں آنکھوں پر رکھے۔ تو اُس کی آنکھوں کے نور میں اضافہ ہوگا۔ (ان شاء اللہ)

4۔ بعضے صالحین نے بتایا۔ کہ! ہم نے حضرت خضرؑ سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ اُنہوںؑ نے فرمایا۔ کہ! جو شخص اذان و اقامت سنتے ہوئے (کلمہ مبارکہ) **اَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰهِ**۔ (پر) **مَرۡحَبًا بِكَ یَا حَبِیۡبِیۡ وَ قُرَّةُ عَیۡنِیۡ بِكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ**۔ کہہ کر اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر (حبِّ رسول ﷺ کے سچے جذبے کے ساتھ) اپنی دونوں آنکھوں پر رکھے گا۔ تو اُس کی آنکھیں کبھی نہیں دُکھیں گی۔

اسی طرح بعض صالحین نے اسی عمل کو کرنے کے بعد اپنے تجربے کی بنیاد پر کہا۔ کہ! اُن کی نظروں کی بینائی بھی اس عمل سے تیز ہوگئی ہے۔

5۔ جو شخص اِن دو بیتوں کو زبانی یاد کر کے روزانہ سو (100) مرتبہ یا اِس سے کچھ زیادہ مرتبہ آنکھوں کی بینائی تیز رہنے کی نیت سے پڑھا کرے۔ شروع میں ایک مرتبہ تسمیہ ضرور پڑھیں۔ تو ایسے شخص کی آنکھیں کبھی نہیں دکھیں گیں۔ اور نہ ہی بینائی کم ہوگی۔ انشاء اللہ۔ دونوں بیت یہ ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

یا ناظری بیعقوبؑ أعیذ کما مما استعاذ به اذ مسه الکمد
قمیص یوسفؑ اذ جآء البشیر به بحق یعقوب اذهب أیها الرمد

شب کوری، روز کوری، و دیگر عوارضِ چشم کے لئے :

شیشے یا چینی کی پلیٹ پر خوشخط و واضح کر کے یہ آیت کریمہ الله نور السموت والارض ... بکل شیء علیم ○ (سورہ نور آیت نمبر 35)

لکھ کر یا کُندہ کرا کے رکھیں۔ پھر اس لکھے ہوئے پر عرقِ گلاب لگا کر دھوئیں۔ اور کسی شیشی میں محفوظ کر لیں۔ اب ایک سلائی بادام یا چلغوزہ کی لکڑی کی بنائیں۔ اس لکڑی کی ایک طرف باریک خطاطی میں ''**ب ج ز ی ن ف ق**'' لکھیں ا۔ ور سلائی کے درمیان میں ''**ش**'' لکھیں۔ ا۔ ور لکڑی کی دوسری طرف ''**ت ث خ ذ ض ظ غ** '' لکھیں۔ یاد رہے۔ کہ یہ تمام حروف سلائی کے اُتنے ہی حصہ پر لکھے جائیں گے۔ کہ جب سلائی آنکھ میں پھیری جائے۔ تو وہ تمام حروف آنکھ کے اندرونی حصہ کو مس ہوسکیں۔ اب روزانہ سونے سے پیشتر اور صبح ہاتھ منہ دھونے کے بعد دواء کی دو۔ دو سلائیں لگانے کا معمول بنالیں۔ ہفتہ عشرہ میں ہی افاقہ شروع ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

نزلہ و زکام کے علاجاتِ :

نزلہ وزکام کی دراصل حقیقت یہ ہے۔ کہ! ناک اور خیاشیم کے منہ میں وغدغہ پیدا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے دماغ اور چہرے پر خشکی کے سے آثار ظہور پذیر ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ سبب اس کا ایک قسم کا خشک مادہ ہوتا ہے۔ جو دماغ سے اُترتا ہے۔ اور حلق سے نیچے جاتا ہوا محسوس بھی ہوتا ہے۔ اور اِسی مادہ سے سر کی رطوبتوں کے مجاری میں ایک قسم کا سدہ واقع ہو جاتا ہے۔ پھر جب گرمی یا دھوپ کی حرارت وغیرہ دماغ میں اثر کرتی ہے۔ تو وہ رطوبت تحلیل کرتی ہے۔ نتیجے کے طور پر ایک رقیق و نمکین پانی حلق سے اُترتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اور ناک میں پانی آتا جاتا ہے۔ ناک سے بہنا شروع ہو جاتا ہے۔ نزلہ وزکام کے لئے مندرجہ ذیل علاجات تجویز کئے جاتے ہیں۔ (اگر نزلہ وزکام کو 10 گھنٹوں سے زیادہ وقت گذر جائے۔ تو نزلہ وزکام کو بہنے دیں۔ ورنہ وہ نزلہ وزکام جم کر سر میں شدید درد اور بھاری پن کر دیتا ہے)

1۔ کانوں کے سوراخ میں روئی کا پھویہ رکھیں۔ اور کپڑے سے سر ڈھانپ کر میعہ کا دھواں ناک میں لیں۔ آرام ہو جائیگا۔

2۔ ایک بڑا پیاز قطع کر کے روغن میں ملا کر گندم کی روٹی کے ساتھ کھائے۔ تاکہ زکام پختہ ہو جائے۔ جب پختہ ہو جائے تب گندم کی روٹی
یک سالہ دنبہ کے گوشت کے ساتھ کھائے۔ چند ایام میں ہی آرام ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔ 3۔ کلونجی کو بریاں کروا کر کسی کپڑے میں
باندھ کر سونگھنے سے زکام کو آرام ہوگا۔ انشاء اللہ۔ 4۔ حرمل کے دانے آگ پر ڈالیں۔ اور اِس کا دھواں ناک میں پہنچائیں۔ زکام کو
آرام ہوگا۔ انشاء اللہ۔ 5۔ تھوم کے چھلکے آگ پر ڈالیں۔ اور اِس کا دھواں ناک میں پہنچائیں۔ زکام کو آرام ہوگا۔ انشاء اللہ۔

6۔ جب نزلہ وزکام شروع ہو۔ تو عین اُسی وقت دو عدد دیسی انڈے لے کر اُن کو اُبال لیں۔ پھر اُن کا چھلکا اُتار کر صاف کر کے ہر انڈے کے چار حصے کر دیں۔ اَب اُن پر شہد، نمکِ خوردنی اور چیاہ پسی ہوئی مرچیں ڈال کر یہ انڈے کھالیں۔ نزلہ وزکام کو فورًا آرام ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

گھر کے افراد میں نا اتفاقی، ناچاقی اور لڑائی جھگڑوں کو ختم کرنا:

کس نے کہا ہے تجھ کو کہ یزداں تلاش کر   میرا یہ مشورہ ہے کہ انساں تلاش کر

کہاں گئی ملنساری ؟ کہاں گئے خون کے رشتے ؟ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ ایک گھر کے اہل خانہ کا ایک دوسرے سے خدا واسطے کا بیر رکھنا۔ بچوں کا نافرمان، بڑوں کی شفقت میں کمی، غرضیکہ گھر نہیں۔ بلکہ میدان جنگ۔ بہرحال اللہ تعالیٰ آپس میں اتفاق و اتحاد نصیب فرمائے۔ یہ عمل آپس میں صلح و اتفاق کروانے کے لئے بے نظیر ولا جواب عمل ہے۔

سورہ نساء مکمل لکھ کر پھر آیت کریمہ۔ **قال موسیٰ ما جئتم به السحر ان الله سیبطله ان اللّٰه لا یصلح عمل المفسدین O و یحق الله الحق بکلماته ولو کره المجرمین O** (سورہ یونس۔ آیت نمبر 83-86) لکھ کر سائل یا سائلہ کو دیں۔ اور تاکید کر دیں۔ کہ اس کاغذ کو پانی میں ڈال کر گھر کے تمام افراد چھوٹے بڑوں کو یہ پانی پلا دیں۔ عمل کے پانی کا ایک ایک قطرہ بھی جس جس کے پیٹ میں جائے گا۔ تو ان لکھے ہوئے کاغذوں کی برکت سے تمام اہل خانہ باہم شیر وشکر ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

میں دیکھتا ہوں صلح و محبت ہے اٹھ گئی   ہر دل سے ہر گروہ سے ہر خاندان سے
اس کا سبب نہیں ہے اس کے سوا کچھ اور   یعنی کہ اٹھ گیا ہے خدا درمیان سے

یاد رہے۔ کہ یہی عمل کم از کم پانچ سے نو بار تک کریں۔ (علاوہ اَزیں) **سورۃ نساء** مکمل اور **سورۃ یونس** کی دونوں آیات گھر کی چوکھٹ اور تمام کمروں کی چوکھٹوں پر لگا دیں۔ تو یہ اتفاق و اتحاد دائمی رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مستقل مزاجی اور طبیعت میں ٹھہراؤ پن اور سکون کا حصول:

اگر کوئی شخص بے چینی و بے سکونی کی وجہ سے ادھر ادھر مارا مارا پھرتا ہو۔ یا پھر سدا نقل مکانی کرتا رہتا ہو۔ یا پھر حالات سے بے حد دل برداشتہ ہو

کر مستقل مزاجی اور طبیعت میں ٹھہراؤ اور سکون کا خواہاں ہو تو یہ عمل ایسے لوگوں کے لئے ایک لاثانی تحفہ ہے۔ کہ جن کے ساتھ خدانخواستہ ایسے حالات ہوں۔ کہ کسی بھی کام میں دل نہ لگے۔ یا کسی بھی عمل کے لئے مستقل مزاجی اور طبیعت میں ٹھہراؤ، سکون اور استقامت نہ ہو۔ عمل کا طریقہ یہ ہے۔

عروج ماہ میں جمعرات، جمعہ یا سوموار کے دن کسی طشتری (جو کہ بغیر لائن و ڈیزائن کی ہو) پر عرق گلاب و زعفران کی روشنائی سے سورہ فاتحہ، سورہ قریش، سورہ اخلاص، معوذتین اور یہ آیت لکھ کر اِن کو سُکھا لیں۔ پھر اس طشتری کو عرق گلاب سے دھو کر مریض کو پلا دیں۔ ساتھ میں انہی سورتوں کے ذوالکتابہ نقوش درج ذیل نقش کے ساتھ بنا کر مریض موم جامہ کر کے مریض کے گلے میں پہنا دیں۔ آیت یہ ہے۔ **مثلا کلمة طيبة كشجرة طيبة اصلها ثابت و فرعها فی السماء** (سورہ ابراہیم آیت نمبر ۲۴) اور ذوالکتابہ نقوش کے ساتھ کا نقش یہ ہے۔

پہلے نقوش کی چال ہے۔ پھر نقوش ہیں۔

8	11	14	1
13	2	7	12
3	16	9	6
10	5	4	15

پہلا نقش

۷۸۶

6124	2233	2842	203
2639	406	1421	3436
609	3248	1827	1218
2030	1015	816	3045

دوسرا نقش

۷۸۶

2552	3509	4466	319
4147	638	2233	3828
957	5104	2871	1914
3190	1595	1276	4785

تیسرا نقش

۷۸۶

864	1188	1512	108
1404	216	756	1296
324	1228	972	648
1080	540	432	1620

حفاظت حمل اور بچے زندہ رہنے کا مجرب عمل:

ایسی خواتین جنکے حمل ساقط ہو جاتے ہیں۔ یا ان کی اولاد زندہ نہیں رہتی۔ اس عمل کی برکت سے بفضلِ خدائے ذوالجلال نہ صرف اولاد سالہا سال زندہ رہے گی۔ بلکہ حمل بھی ساقط نہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ طریقہ عمل اس طرح ہے۔ کہ یہ چھ آیات شفاء لکھیں۔

ویشف صدور قوم مومنین ۔ (سورہ توبہ نمبر 14) **واذا مرضت فهو یشفین** ۔ (سورہ شعراء نمبر 8)

یا ایهاالناس قد جاء تکم موعظة من ربکم وسناء تمافی الصدم و هدی و رحمة المومنین (سورۃ یونس 57)

تعد کلی من کل الثمرات فاسلکی سیل ریك ذالا میخرج من بطونها شراب فیه شفا الناس ان فی ذلك لا یة لقوم یتفکرون (النحل :29)

وننزل من القرآن ماهو شفاء و رحمة المومنین ولا یزید الظالمین الاخسارا (الاسراء :86)

قل هو للذین امنوا اهدی و شفاء (فصلت :44)

99 **اسماء الحسنٰی** (جو کہ **ترمذی شریف** اور احادیث کی دیگر کتب میں درج شدہ ہیں)

یہ آیات **قال موسیٰ ما جئتم به السحر ان الله سیبطله ان الله لا یصلح عمل المفسدین ○ و یحق الله الحق بکلماته ولو کره المجرمین ○** (سورہ یونس۔ آیت نمبر 83-86)

اِس کتاب میں موجود تمام آیات کو مع اعراب قرآن کریم سے ملاحظہ کر لیں۔ تاکہ غلطی کا امکان نہ رہے۔

ان تمام کو سفید کاغذ پر لکھ کر عورت کے گلے میں تعویز کی طرح بنا کر ڈال لیں۔ اور بطلان جادو کی آیت درمیان میں لکھ کر اردگرد دائرہ میں 99 اسمائے الحسنٰی سات عدد چینی کی پلیٹوں یا طشتریوں میں لکھ کر دیں۔ تا کہ مریضہ روزانہ طلوع آفتاب سے قبل پلیٹ یا طشتری میں پانی ڈال کر پیتی رہے۔ اور بھی آیت بطلان والی دونوں آیات **قال موسیٰ ما جئتم به السحر ان الله سیبطله ان اللّٰه لا یصلح عمل المفسدین O و یحق الله الحق بکلماته ولو کره المجرمین** O (سورہ یونس۔ آیت نمبر 83-86) کسی بھی وقت صرف 70 مرتبہ دم کرتے رہیں۔

قدیم ولا علاج امراض کا علم الحروف کے ذریعے شافی علاج :

صاحب **مکاشفات اسرار** اور صاحب **فیضان القرآن** نے اس عمل کی بہت تعریف کی ہے۔ اس طریقہ علاج میں سات حروف ’’**ف۔ ج۔ ش۔ ث۔ ظ۔ خ۔ ذ۔**‘‘ جن کو سواقط سورہ فاتحہ بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ سات حروف پوری سورۃ فاتحہ میں نہیں ہیں۔ **جناب فقیر غلام الرسول میمن ناشاد**ؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایک عورت میرے پاس آئی جو دردِ سر کہنہ کی مریضہ تھی۔ اس کے لئے (یہی) عمل تیار کیا گیا۔ اس عورت نے نویں دن آکر اپنی صحت یابی کی اطلاع دی۔ آگے چل کر حضرت ناشاد صاحبؒ مزید فرماتے ہیں۔ کہ شفاء امراض کے لئے یہ ایک بیش بہا قیمتی نعمت ہے۔ جو میرے سینے میں مستور تھی۔

اس سلسلے میں ایک مثال پیش خدمت ہے۔ تا کہ ہر خاص و عام اس مجرب عمل سے کما حقہ مستفید ہو سکے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مثلاً احمد بن نسابہ عرق النساء کے عارضے میں کافی عرصہ سے مبتلا ہے۔ تو احمد کے لئے اس طرح سے عمل تیار ہوگا۔

احمد	بن	نسابہ	عرق النساء قدیمی	طرد
53		**118**	**667**	**213**

نام مع والدہ، بیماری اور مقصد کل مجموعہ **1051**۔ **ف ج ش ث ظ خ ز** (ان حروف کا کل مجموعہ **2390**)۔ + 1051 2390=**3441**۔ کل مجموعہ 3441 مفرد (1+4+4+3=12) 1+2=**3**۔ مفرد 3 ہوا۔ اسکا مطلب ہے۔ 3 سطور کا تعویز (نقش) بنے گا۔ اور 3 نقوش ہی بنیں گے۔ اب کل مجموعہ یعنی 3441 کو 7 پر تقسیم کریں گے۔ باقی 4 بچا۔ اب اس نقشہ کو غور سے دیکھیں۔

اعداد	1	2	3	4	5	6	7
ستارہ	شمس	قمر	مریخ	عطارد	مشتری	زہرہ	زحل
ایام	اتوار	سوموار	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ
اسمائے سریانی	**یاہ** **یاہ**	**سام** **سام**	**دملیخ** **دملیخ**	**اھیاش** **اھیاش**	**درمیش** **درمیش**	**سبوح** **سبوح**	**اوزا** **اوزا**

کل مجموعہ 3441 کو چار پر تقسیم کریں۔ باقی 1 بچا۔ اب اس 1 کا مطلب ہے۔ کہ ان طلاسم یعنی نقوش کا بخور مریض کو دیا جائے۔ 2۔ بچنے کا مطلب ہے۔ کہ روزانہ تعویز (نقش) باندھ کر ۲۴ گھنٹوں کے بعد اتار کر دوسرا نقش پہنا جائے۔ اور پہلا اتار کر کسی درخت پر باندھ دیا جائے۔ 3۔ بچنے کا مطلب ہے۔ کہ روزانہ ایک تعویز (نقش) عرق یا پانی میں گھول کر پی لیا جائے۔ اگر 0 (صفر) باقی رہے۔ یعنی کچھ بھی نہ بچے۔ یعنی کہ 4 پورا پورا تقسیم ہو جائے۔ تو روزانہ ایک تعویز (نقش) مریض کے ننگے سر پر جبکہ مریض ننگے پاؤں زمین پر کھڑا ہو نقش سر پر کچھ منٹ (تقریباً 5 سے 10 منٹ) تک رکھ کر زمین میں دفن کر دیں۔

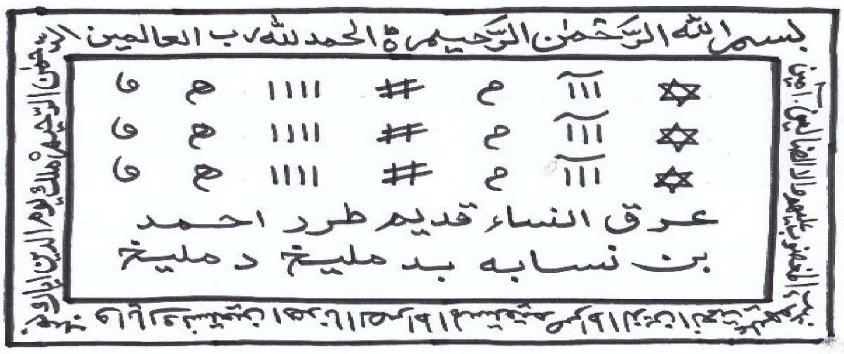

یاد رہے۔ کہ جو بھی صورت بنے۔ وہ اعداد مفردہ (جیسے کہ اس عمل میں ۳ بار ہے) اتنے ہی دنوں تک عمل لازمی کریں۔

ردسحر کے لئے عظیم عمل :

علامہ سنوسی نے اپنے مجربات میں اس عمل کو لکھا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں۔ کہ اگر کسی شخص کو یہ شک ہو۔ کہ اس پر کسی نے سحر کیا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی طبیعت میں ہمہ وقت اضمحلالی کیفیت رہتی ہے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص، سورہ معوذتین اور مندرجہ ذیل عمل کو شب جمعہ یا بروز جمعہ لکھ کر مریض پہن لے۔ اور دن میں دو مرتبہ صبح و رات (سونے سے قبل) سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص، معوذتین اور مندرجہ ذیل عمل کو تین۔ تین پڑھ کر اپنے اوپر دَم کر لیا کرے۔ انشاءاللہ چند ہی دنوں میں سحر سے دائمی جان چھوٹ جائے گی۔ عمل یہ ہے۔

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم ○ و یحق اللہ الحق بکلمتہ ولو کرہ المجرمون من المفسدین والمفسدات والساحرین والساحرات ☆ رب احکم بالحق وربنا الرحمٰن المستعان علیٰ ما تصفون ☆ اذا الشمس کورت☆ و اذا الاسحار بطلت ☆ واذا النجوم النکدرت☆ و اذا الاسحار بطلت ☆ واذا الجبال سیرت☆ و اذا الاسحار بطلت ☆واذا العشار عطلت☆ و اذا الاسحار بطلت ☆ واذا الوحوش حشرت ☆ و اذا الاسحار بطلت ☆ واذا البحار سجرت☆ و اذا الاسحار بطلت ☆ واذا النفوس زوجت☆ و اذا الاسحار بطلت ☆ واذا الموئدۃ سئلت☆ و اذا الاسحار بطلت ☆ فَلَمَّا اَلْقَوْ قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِہِ السِّحْرُ ط اِنَّ اللّٰہَ سَیُبْطِلُہٗ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ ☆ فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین☆ فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم☆قولہ الحق ولہ الملک☆ حسبنا اللہ و نعم الوکیل. ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم☆و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد و الہ وصحبہ وبارک وسلم☆

نظر بد کا مجرب المجرب طریقہ علاج :

1۔ اگر کسی شخص یا بچے / بچی کو نظر بد لگی ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ بحالتِ وضو پہلے 7 مرتبہ سورہ فاتحہ، پھر 7 مرتبہ آیت الکرسی، پھر 7۔ 7 مرتبہ معوذتین پڑھیں۔ پھر مندرجہ ذیل دعا کو 7 مرتبہ پڑھ کر نظر گرفتہ پر دم کر دے۔ فوراً نظرِ بد ختم ہو جائے گی۔ انشاءاللہ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَآءِ ۔بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ اسْمِہٖ بَرَکَۃِ وَ شِفَآءِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ عَظِیْمِ الشَّانِ شَدِیْدِ الْبُرْھَانِ مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ حَبَسَ حَابِسٌ مِنْ حِجْرٍ یَابِسٍ وَ شَھَابٍ قَابِسٍ ۔ اَللّٰھُمَّ اَذْھَبْ حَرَّھَا وَ بَرَّدَھَا وَ حَسْبَھَا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ رَدَدْتُّ عَیْنَ الْعَآئِنَ عَلَیْہِ وَ فِیْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیْہِ وَ فِیْ کَبِدِہٖ وَکُلْیَتِہٖ لَھُمْ رَقِیْقٌ فِیْمَا لَہٗ یَلِیْقُ ۔ فَارْجِعِ الْبَصَرَ لا ھَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ○ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ کَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْکَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّھُوَ حَسِیْرٌ ○ فَلَمَّا اَلْقَوْ قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِہِ السِّحْرُ ط اِنَّ اللّٰہَ سَیُبْطِلُہٗ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ ۔ فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔ فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔قَوْلَہُ الْحَقُّ وَلَہُ الْمُلْکُ۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ کَثِیْرًا دَآئِمًا اَبَدًا۔

اس دعا کے پڑھنے کے چند ہی ساعت بعد حامل نظرِ بد معجزاتی طور پر بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ انشاءاللہ۔ یہ میرا مجرب المجرب اور روزانہ کے معمولات کا عظیم الشان اور وافی و شافی عمل ہے۔ مجرب واللہ مجرب۔

2۔ نظرِ بد کا اثر معلوم کرنے کا ایک سو فیصدی کامیاب طریقہ درج کیا جاتا ہے۔ جسے کر کے عجائبات خداوندی کا از خود نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ طریقہ یہ ہے۔ کہ ایک عدد بیضہ مرغ لے کر اُس پر یہ عبارت تحریر کریں۔ (اعراب لگانے کی ضرورت نہیں)

لَمُشَلَخٍ ۔ مَھُعَلَشٍ ۔ مَعَلُشَلَخٍ ۔ بَجَمُیَلَمُشٍ ۔ مُعَلُشَلَخٍ ۔ بَجَمُتَمُلِشٍ ۔ مُجَصُلَمَشٍ ۔ مُلَکُثَخٍ ۔ مُصَطُثَبُلَخٍ ۔ مُصُطَھُلَیُصَخٍ ۔ مُعَلُعَصُلَصٍ ۔ مُعَلُصَطٍ ۔ سَطَتُوَا ۔ اِیُتَھُوَا ۔ ھَیَالٍ ۔ اَلُعَجَلُ ۔ یَکُعُ لَھُوُ نِیُثَا ۔ اَلُخَیُرُ ۔ ھَبَالٍ ۔ اَلُعَجَلُ اَلُوَحَا اَلسَّاعَۃُ ۔ اَللَّعُنَۃُ الشَّیُطٰنِ الرَّجِیُمِ ۔ بِمَا یَکُدُ النَّظَرِ وَالُعَیُنِ الُعَامِلِ۔

اس کے بعد بیضہ مرغ کو خشک دھنیا کی دھونی دیں۔ اور سات مرتبہ بحالت وضو سورہ اخلاص مع تسمیہ پڑھ کر انڈے پر پھونک کر انڈے کو توڑ ڈالیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ انڈے میں زردی و سفیدی کے بجائے تازہ خون دیکھنے میں آئے گا۔ اِسی خون سے مریض یا مریضہ کی پیشانی پر نشان

لگاتے ہی نظر بد اُسی لمحہ ختم ہوجائے گی۔ انشاءاللہ۔

3۔ اگر کوئی نظر گرفتہ شخص مرد یا عورت تمھارے سامنے آئے۔ تو اُس شخص سے مرغی کے ایک انڈہ لانے کا تقاضا کریں۔ جب وہ مریض انڈہ لے آئے۔ تو صاحب عمل وہ بیضہ مرغ لے کر مریض کے سر پر رکھے۔ پھر صاحب عمل یہ دُعائے عظیمہ سات مرتبہ پڑھے۔ اسی دوران یہ بیضہ مریض کے سر، دونوں کندھوں پر پھیرتے جاؤ۔ دُعائے عظیمہ یہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ o بِسۡمِ اللّٰهِ خَيۡرِ الۡاَسۡمَآءِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ رَبِّ الۡاَرۡضِ وَالسَّمَآءِ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ اسۡمِهٖ بَرَكَةٍ وَ شِفَآءٍ ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الَّذِیۡ لَا یَضُرُّ مَعَ اسۡمِهٖ شَیۡءٌ" فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ"۔

پھر اس انڈے کو نظر گرفتہ کے دائیں طرف (کے کف دست) پر رکھ کر اُس نظر گرفتہ سے کہیں۔ کہ وہ اِس پر پھونک مارے۔ مریض کے پھونک مارنے کے دوران صاحب عمل سات مرتبہ اللہ تعالیٰ کے اِن اسماء کو پڑھ لے۔ **یا اللہ یا رب یا حفیظ یا مانع** ۔ بعد ازاں اس انڈے کو مریض کے بالوں میں تھوڑا سا پانی ڈال کر توڑ ڈالیں۔ آپ یہ دیکھیں گے۔ کہ انڈے کے اندر ایک سیاہ یا گاڑھے سُرخ رنگ کا نقطہ سا نظر آئے گا۔ جان لو۔ کہ یہی نظر بد ہے۔ بعدہ بیضہ کو زمین میں دفن کردیں۔

4۔ اگر کسی نظر گرفتہ کو دیکھیں۔ تو اس پر لگی نظر کو دفع کرنے کی غایت سے ایک عدد بیضہء مرغ لے کر اس پر ایک بار یہ درود پاک لکھیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم . و صلی اللہ علی سیدنا محمد و علی اله و صحبه و سلم تسلیما کثیرا.ثم ینظرون من افشاء العین صلت بها العین الشرور والحسود۔

اس کے بعد سات بار یہ دو الفاظ بھی انڈے پر لکھیں۔ **هلكع فوع** ۔ پھر اس بیضہ اور مریض کو خشک دھنیا کی دھونی دیں۔ پھر اس انڈے کو نظر گرفتہ کے دائیں طرف کے کف دست پر رکھ کر **سورہ اخلاص مع تسمیه** سات سے اکیس بار پڑھیں۔ تو آپ حیران ہونگے۔ کہ انڈا ہتھیلی پر از خود کھڑا ہو جائے گا۔ بعد ازاں اس انڈے کو توڑ ڈالیں۔ آپ یہ دیکھیں گے۔ کہ انڈے کے اندر سرخ خون کا ایک نقطہ (نقطہ یعنی دھبہ سا) نظر آئے گا۔ جان لو۔ کہ یہی نظر بد ہے۔ اس سرخ دھبے کو مصاب (نظر گرفتہ) کے ماتھے پر مالش کریں۔ نظر گرفتہ اسی وقت یقینی طور پر ٹھیک ٹھاک ہوجائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

5۔ جس شخص، بچے یا چوپائے کے بارے میں یہ معلوم کرنا ہو کہ اسے نظر لگی ہوئی ہے یا نہیں؟ ذیل کی عزیمت کو پانی پر سات مرتبہ پڑھ کر دم کر کے مریض کے منہ میں اسی دم شدہ پانی سے کلی کروائیں۔ پھر مریض اس پانی میں بغور دیکھے۔ اگر مریض پر کسی نظر بد کا اثر ہوگا۔ تو اسے پانی میں کوئی خوفناک شکل وصورت نظر آئے گی۔ اگر مریض کو کچھ نظر نہ آئے۔ تو عامل مریض کو تسلی دے۔ کہ کوئی نظر وغیرہ کا اثر نہیں ہے۔ بلکہ ایک طبی مسئلہ ہے۔ لہذا ایسا شخص اپنا علاج کروائے۔ عزیمت یہ ہے۔ **عزمت علیک ان اردت یا عین الغابنة بحق نو حتفک جئتک و اخرجت من حجر یابس او شهاب ثاقب حبس حابس فیما لک ملیق بها فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ هَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ o ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ کَرَّتَیۡنِ یَنۡقَلِبۡ اِلَیۡکَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیۡرٌ" o**

زبان کی ہکلاہٹ دور کرنے کا عمل :

یہ مجرب المجرب مفید عمل میرے روحانی استاد جناب غلام الرسولؒ ناشاد سے منقول ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں۔ کہ اگر کسی بچے کی زبان میں ہکلاہٹ ہو۔ تو وہ نہار منہ کلی وغیرہ کر کے یہ حروف زعفران وشہد سے اس بچہ کی زبان پر پندرہ روز تک مسلسل لکھیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ فرق ظاہر ہوگا۔ میرا تجربہ بحکم ایزادی اس میں یہ تھا۔ کہ جو کہ بعد مشاہدہ معمول میں رہا ہے۔ کہ ملفوظی طور پر یہی حروف پندرہ مرتبہ لکنت زدہ پڑھے۔ اس کے باوجود کہ پڑھنے کی کوئی تعداد معین نہیں۔ جتنا پڑھ سکے۔ حروفِ ناطقہ یہ ہیں۔

ب ج ز ی ن ف ق ش ت ث خ ذ ض ظ غ ۔ ان حروف کی تعداد 15 پندرہ ہے اور اعداد 5452 ہے۔

مُستند و مُجرب اعمال برائے دفیعہ رجعت و آسیب وجنون ومرگی وغیرہم :

1۔ اگر کوئی شخص کسی بھی قسم کے جنون و مرگی یا آسیب و مسان، جن و بھوت و پری وغیرہم کی گرفتگی کی تکلیف دہ اور مہلک عارضے میں گرفتار ہو۔ تو ایسے شخص کو چاہیے۔ کہ درج ذیل انتہائی مجرب و مستند عمل کو روزانہ صبح و شام پڑھتا رہے۔ ہفتے عشرے میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہو جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ طریقہ عمل یہ ہے کہ!

ایک ایسے کمرے کا انتخاب کریں۔ جس میں کوئی سامان نہ ہو۔ یا بہت ہی کم سامان پڑا ہوا ہو۔ مریض یا مریضہ کو کمرے کے عین وسط میں

بٹھا دیں۔ یا لٹا دیں۔ اور مریض یا مریضہ کے ایک بندہ آگے ،ایک بندہ پیچھے، ایک بندہ دائیں اور ایک بندہ بائیں کھڑا کر دیں۔ (مگر دائیں اور بائیں والے دونوں بندوں کو قدرے پیچھے کی جانب کھڑا کریں) اور اُن چاروں بندوں کو ایک ہی ساتھ یک آواز میں سات مرتبہ اذان دینے کی تاکید کریں۔ تاکہ یہ چاروں اور مریض یا مریضہ ایک دوسرے کی اذانوں کی آواز کو بخوبی سُن سکیں۔ اِس دوران اگر مریض بے ہوش ہونے لگے۔ یا اُسے دورہ وغیرہ چڑھنے لگے۔ تو مریض یا مریضہ کو اُس کی حالت پر چھوڑ دیں۔ مگر خیال رہے۔ کہ مریض یا مریضہ خود کو کہیں نقصان نہ پہنچائے۔ سات مرتبہ اذان دینے کے بعد مربع شکل میں کھڑے معاونین کو چاہیئے۔ کہ **آیت الکرسی**، سورہ مومنون کی آخری آیات (**افحسبتم انما خلقنکم** ۔۔۔ آخر تک)، **معوذ تین** اور درج ذیل عزیمتِ اصحابِ کہف ؓ کو سات سات مرتبہ زور زور سے پڑھ کر مریض یا مریضہ پر پڑھ پڑھ کر پھونکتے رہیں۔ اس عمل کے بعد مریض کو اُس کے حال پر چھوڑ دیں۔ اس عمل کو دن میں دو سے تین مرتبہ دہرائیں۔ اللہ تعالٰی کے خصوصی فضل و کرم اور اس عمل کی برکت و بدولت سے وہ مریض یا مریضہ پہلے، تیسرے یا حد سے حد ساتویں روز تک لازمی طور پر مکمل شفاء یاب و صحت مند ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔ اِس عمل میں استعمال ہونے والی عزیمتِ اصحابِ کہف ؓ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم o اَللّٰھُمَّ اَبطَلَت وادفع عن (فلاں بن فلانۃ ۔ مریض یا مریضہ کا نام معہ والدہ لیں**) جمیع الاعمال والاسحار والدعوۃ والعزائم والعقد والعین. ان کانت فی ورقۃ او عروق او خیوط او طیوراو نار او تراب او مآء او ھواء او شجر او حجر با طل با طل ما عملوا وما کا نو یعملون. بِحُرُ مَۃِ یَمْلِیُخَا ۔ مَکْسَلْمِیْنَا . کَشْفُوْطَطُ . تبیُوْنَسُ . کَشَافَطِیُوْنَسُ . اَذَرْفَطِیُوْنَسُ . یُوَانَسُ . بُوْنَسُ . بُوْسَ. وَاِسْمُ رَاعِیُ مَرْطُوْنَسُ وَاِسْمُ کَلْبِھِمْ قِطْمِیْرٌo وَعَلَی اللّٰہِ قَصْدُ السَّبِیْلِ وَمِنْھَا جَائِرٌ. وَلَوْ شَاءَ لَھَدَالکُمْ اَجْمَعِیْنَo بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْ حَمَ الرَّا حِمِیْنَo**

2۔ اگر دوران چلہ کشی، یا دعوت اسم الٰہیہ یا سورہ یا تسخیر جن و پری و ہمزاد یا روحانیہ کوئی شخص کسی بھی قسم کی رجعت کا شکار ہو جائے۔ یا پھر کوئی شخص کسی بھی قسم کے جنون و مرگی یا جادو ٹونہ سحر و آسیب و مسان کے تکلیف دہ اور مہلک عارضے میں گرفتار ہو۔ تو ایسے اشخاص کو چاہیئے۔ کہ درج ذیل دعائے مبارکہ کو روزانہ ہر نماز کے بعد **21-21** بار یا پھر دن میں فقط **25-25** بار روزانہ صبح و شام پڑھتا رہے۔ ہفتے عشرے میں بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالٰی۔ دعا رُجعت یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o عَلِیُقًا . مَلِیُقًا . طَلِیُقًا . خَالِقًا . مَخْلُوْقًا . کَافِیًا . شَافِیًا . اِرتَضٰی . مُرْتَضٰی . بِحَقِّ یَا بُدُّوْ حُ . وَ نُنَزِّلُ مِنَ القُرآن مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحمَۃ اللمؤ منین . ولا یزید الظالمین الا خسارًا . بِحَقِّ آسًا . تَاسًا . لَاسًا . وَلُوْسًا. اِرْجِعُوْا بِحَقِّ کٓھٰیٰعٓصٓ وَ بِحَقِّ حٰمٓ عٓسٓقٓ . ولا حول ولا قوۃ الا با للہ العلی العظیم . اَللّٰھُمَّ اُدْفَعْ عَنَّا السِّحْرَ وَالدَّعْوَۃَ وَالْعَیْنَ فَارْجِعْ اِلٰی عَامِلِھَا .

3۔ علامہ دیربیؒ فرماتے ہیں۔ کہ بعض خواص آیت الکرسی سے حرق عارض ہے۔ یعنی جلانا اس شئے کا (جیسے آسیب جن و پری یا ان جیسی کوئی مخلوق) جو کسی پر واقع ہو۔ چنانچہ جب کوئی اس جیسی مصیبت کو جلانے کا ارادہ کرے۔ یا کسی انسانی جان کی اس ذلیل و رزیل مخلوق سے جان چھڑانا چاہے۔ تو اس کو چاہیے۔ کہ پہلے تو مریض یا مریضہ کے داہنے کان میں سات مرتبہ اذان دے۔ تا کہ مریض یا مریضہ اس آذان کو سنیں۔ آذان کے بعد **سورۃ فاتحہ**، **معوز تین**، **آیت الکرسی**، **سورۃ صافات** مکمل، آخر سورۃ حشر (**لو انزلنا ھذا القرآن** ۔۔۔) تا آخر اور **سورۃ طارق** مکمل پڑھ پڑھ کر اُس متاثرہ مریض و مریضہ پر دَم کرتا رہے۔ تو بے شک و شبہ (وہ آسیب جن و پری یا ان جیسی کوئی مخلوق) جل جاوے گا۔ جب وہ آگ میں جلا یا جائے گا۔ تو وہ مریض بے ہوش ہو جائے گا۔ چند منٹ بعد مریض یا مریضہ کو ہوش آئے گا۔ تو وہ بالکل ھیک ہوگا۔ انشاء اللہ تعالٰی۔ یہ عمل مجرب اور صحیح ہے۔ اور بارہا عمل میں آیا ہے۔ اور حق تعالٰی ہر شئے پر حاضر و ناظر ہے۔ یہ عمل نہایت عجیب اور سریع لاثر ہے۔ اسکو ہمیشہ یاد رکھیں۔ اور ہمیشہ اپنا معمول بنا لیں۔

سُخن کسے دے ہیرے موتی کوئی جواہر لعلاں اک دیوے اک شمع محمد اک چمکن وانگ مثالاں

آسیبی و جناتی اثرات سے نجات کا مجرب عمل:

آپ اپنی مدد کو جو اٹھے ہے وہ ہاتھ خوب چھوڑ و غم اے رفیق! خدا ہی کا ہے ساتھ خوب

یہ مجرب المجرب عمل ایسا سریع التاثیر اور مستند عمل ہے۔ جسے صاحب **شموس لانوار**، صاحب **کتاب الروح وماھتیھا**

(الحریری البیومی) صاحب **غایۃ الحکیم** کے مرتب (استاذ محمود نصار) اور صاحب **آسیبی قوتوں سے نجات** جناب غلام سرور شباب حویلی لکھا نے اپنی اپنی تصانیف میں انتہائی تفصیل وتوضیح اور شرح وبسط سے پیش کیا ہے۔ یہ تمام اصحاب علم وفن اس ضمن میں اپنے اپنے تجربات بیان فرماتے ہیں۔ اگر کوئی بھی مرد وعورت یا بچہ بچی بوجہ آسیبی وجناتی گرفتگی سے بے ہوش ہو جاتا ہو۔ یا بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے۔ یا خود کو نقصان پہنچاتا ہو۔ یا پھر خود پر قابو نہ رکھتے ہوئے دوسروں کو نقصان پہنچاتا ہو۔ یا اس مریض ومریضہ پر ایسی یا اس سے ملتی کوئی کیفیت ہو۔ تو ایسی صورت میں پہلے تو مریض کے ماتھے پر یہ آیت تحریر کریں۔ **اَفَمَنۡ كَانَ مُؤۡمِناً كَمَنۡ كَانَ فَاسِقاً لَا يَسۡتَوٗنَ اَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمۡ جَنّٰتُ الۡمَاۡوٰى نُزُلًا نُزُلًا نُزُلًا** (سجدہ نمبر 18) اس آیت کو پیشانی پر تحریر کرنے کے بعد اس مریض کے دائیں ہاتھ میں خاتم سلیمانیؑ تھما دیں۔ یاد رہے۔ کہ یہ خاتم سلیمانیؑ سے پہلے سے ہی نے لکھی ہوئی ہو پھر نیلے رنگ کے فتیلے پر یہ آیت مبارکہ لکھیں۔ **اِنَّا اَعۡتَدۡنَا لِلظّٰلِمِيۡنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمۡ سُرَادِقُهَا وَاِنۡ يَّسۡتَغِيۡثُوۡا يُغَاثُوۡا بِمَآءٍ كَالۡمُهۡلِ يَشۡوِى الۡوُجُوۡهَ يَشۡوِى الۡوُجُوۡهَ يَشۡوِى الۡوُجُوۡهَ** (سورہ کہف 29) پھر اس فتیلہ کو قطران (نباتاتی تیل) میں ڈبو دیں۔ اور قطران سے نکال کر اس مریض یا مریضہ کے ناک کے قریب جب یہ فتیلہ عامل لے جائے گا۔ تو مریض خود بخود نہ چاہتے ہوئے بے ہوش ہو کر گر جائے گا۔ جب مریض گر جائے۔ تو عامل کو چاہیے۔ کہ مریض کے کان کے قریب جا کر **سورۃ جن** پڑھنا شروع کر دے۔ بس کچھ ہی دیر بعد وہ مریض یا مریضہ جو کہ آسیب یا جن گرفتہ ہے پر آسیب یا جن حاضر ہو کر اپنا حال بیان کر دے گا۔

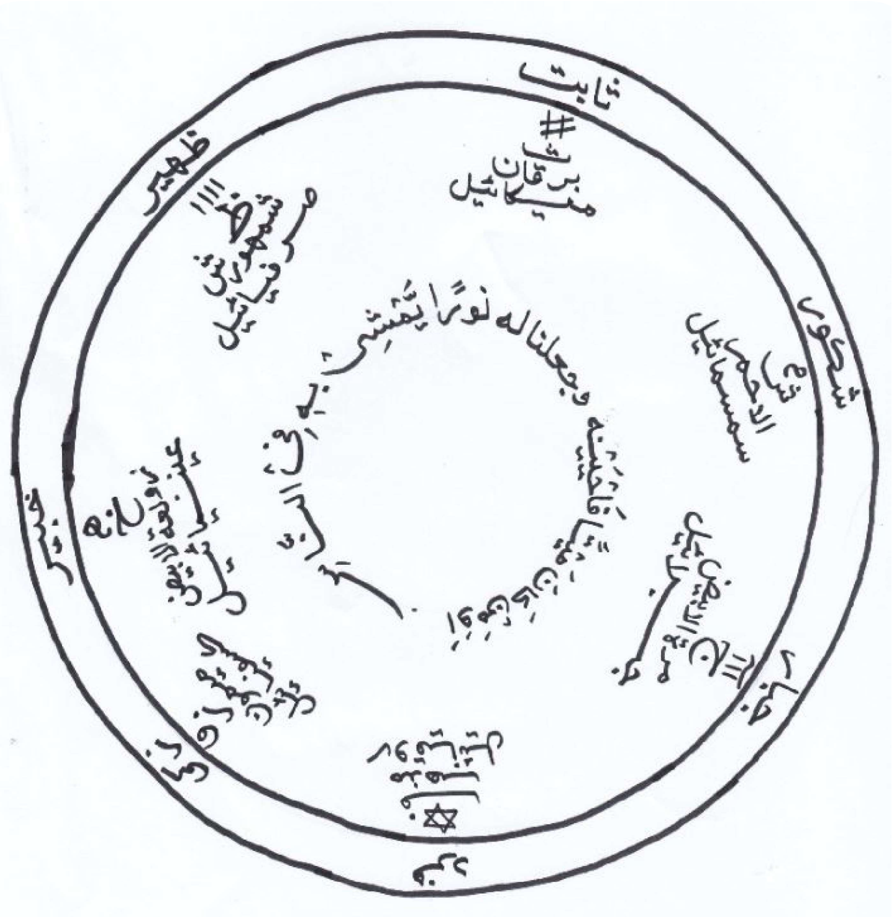

اگر مریض یا مریضہ پر موجود جن و آسیب مسلمان ہو گا۔ تو مریض یا مریضہ درود پاک پڑھنا شروع کر دے گا۔ اور اگر خدانخواستہ مریض یا مریضہ پر موجود جن و آسیب غیر مسلم ہو گا۔ تو وہ اول فول بکنا شروع کر دے گا۔ شاید گالی گلوچ بھی کرے۔ بہر حال اس آسیب کو اس عمل کی وجہ سے اتنی شدید تکلیف پہنچے گی۔ کہ وہ آسیب و جن مریض یا مریضہ کے جسم سے دائمی طور پر بھاگ جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَبِاسۡمِ جِبۡرَآئِيۡلِ وَمِيۡكَائِيۡلِ كَازِمٍ كَازِمٍ دُبۡزًا رَامِىَ مُزۡنٍ وَشَتِى سَتَامَرًا هُوۡدًا هُوۡدًا هِىَ وَالۡمَطَا اَنَا الرَّاقِىُ وَاللّٰهُ الشَّافِىُ وَاللّٰهُ الۡكَافِى۔

خاتم سلیمانی کا نقش عظیم یہ ہے۔

خلل دماغ یا آسیب وجنات کا علاجِ نبوی ﷺ :

علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی الشافعیؒ اپنی یگانہ روزگار تصنیف مبارکہ ''**الاتقان فی علوم القرآن**'' میں فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں اُبی بن کعبؓ سے سند حسن کے ساتھ روایت کی ہے۔ کہ اس نے کہا۔ کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا۔ کہ ایک اعرابی آیا۔ اور اُس نے عرض کی! میرا ایک بھائی ہے۔ اور اس کو ایک دُکھ ہے۔ آپ ﷺ نے (استفسار) فرمایا۔ اس کا دکھ کیا ہے؟ اعرابی نے کہا۔ اس کے دماغ میں خلل ہے۔ (یا اُسے آسیب ہے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اچھا! اُس کو میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ وہ اعرابی اپنے بھائی کو (بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں) لے آیا۔ اور اُسے (اپنے بیمار و آسیبی بھائی) کو رسول اللہ ﷺ کے روبرو بٹھا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے **فاتحۃ الکتاب**، سورہ بقرہ کی پہلی چار آیات، ایک آیت سورہ آلِ عمران کی (**شهد الله انه لا اله الا هو**) اور یہ دونوں آیات (**والهكم اله واحد**، **آیت الکرسی**) ایک آیت سورہ اعراف کی (**ان ربکم الله**) سورہ مومنون کا آخر (**افحسبتم انما خلقنکم** ---- آخر تک)

ایک آیت سورہ جن کی (**وانہ تعالٰی جد ربنا**) پہلی دس آیات سورہ الصافات کی، سورہ اخلاص اور معوذتین (**سورہ فلق، سورہ والناس**) پڑھ کر اُس (بیمار و آسیبی شخص) پر دَم کیا۔ اور وہ شخص صحیح سالم ہو کر اُٹھ کھڑا ہو۔ اکہ گویا اسے کبھی کوئی شکایت ہی نہیں ہوئی تھی۔

مُستند و مُجرب وظیفہ برائے دفیعہ سحر و رجعت و آسیب و جنون جادو وٹونہ وغیرہم:

اگر کوئی شخص کسی بھی قسم کے جنون و مرگی یا جادو ٹونہ سحر و آسیب و مسان، جن و بھوت و پری وغیرہم کی گرفتگی کی تکلیف دہ اور مہلک عارضے میں گرفتار ہو۔ تو ایسے شخص کو چاہیئے۔ کہ درج ذیل انتہائی مجرب و مستند وظیفہ کو روزانہ صبح و شام پڑھتا رہے۔ ہفتے عشرے میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالٰی۔ طریقہ عمل یہ ہے۔ کہ!

نیم گرم پانی لے کر اس میں مصیبت زدہ شخص اپنا دایاں ہاتھ رکھ کر ان اوراد و وظائف اور سورتوں کو مکمل یقین و توجہ سے **03-03** مرتبہ پڑھ کر پانی پر پھونکتا رہے۔ تمام بُرے اثرات پانی میں آجائیں گے۔ انشاء اللہ تعالٰی۔ پڑھائی مکمل کرنے کے بعد اس دم شُدہ پانی کو کسی ایسی جگہ پر بہا دیں۔ جہاں پر گندگی نہ ہو۔ اور نہ ہی کسی شخص کے پاؤں اِس دَم شدہ پانی پر پڑیں۔ بہتر تو یہ ہے۔ کہ! اِس دَم شُدہ پانی کو کسی درخت و پودے کی کیاری میں اُنڈیل دیں۔ یا پھر اپنی چھت پر ہی گرا دیں۔

بہر حال! اگر اسی عمل کو ہمیشہ اختیار کیا جائے۔ تو تا حیات اُس پورے گھر پر کسی کے جادو ٹونہ، یا کسی جِن و آسیب، پری و دیو کے اثرات نہیں ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالٰی۔

سورۃ فاتحہ	مع تسمیہ	03 مرتبہ
آیت الکرسی	مع تسمیہ	03 مرتبہ
سورۃ حشر (لوانزلنا ہٰذا القرآن۔۔۔تا آخر)	مع تسمیہ	03 مرتبہ
سورۃ بقرہ (آمن الرسول۔۔۔تا آخر)	مع تسمیہ	03 مرتبہ
سورۃ اخلاص	مع تسمیہ	03 مرتبہ
سورہ فلق	مع تسمیہ	03 مرتبہ
سورۃ والناس	مع تسمیہ	03 مرتبہ
سورہ مؤمنون (افحسبتم انما خلقنکم سے آخر تک)	مع تسمیہ	03 مرتبہ
دعائے رجعت	مع تسمیہ	03 مرتبہ
اسمائے عشرہ موسوی	مع تسمیہ	03 مرتبہ
اسمائے اصحابِ کہف رضؓ	مع تسمیہ	03 مرتبہ

پہلے ایک سورۃ کو 03 مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کریں۔ (یعنی پانی پر پھونکیں) پھر دوسری سورۃ وغیرہ 03 مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کریں۔ (**علی ہذا القیاس**) پھر تیسری سورہ 03 مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کریں یہ تمام عمل باوضو مصلّے پر قبلہ رخ بیٹھ کر کریں۔ یہ بارہا کا مجرب المرجب اور مستند عمل ہے۔ انشاء اللہ العظیم۔ اور کئی سالوں سے میرے معمولات میں ہے۔

دس اسمائے موسویؑ یہ ہیں۔ **بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم o اِلٰهِیۡ بِحُرۡمَتِ سَزَایُوا. لِذَرۡعِیۡ. جُوۡسَا. مَنُوۡعًا. عَالِمًا. طَیُوۡسُوۡنَا. سَلِیۡخَا oمَلِیۡخَا. مَلقُوۡمًا. یَاقَیُّوۡمًا بِحَقِّ کٓهٰیٰعٓصٓ وَبِحَقِّ حٰمٓ عٓسٓقٓ وَبِحَق اِهۡیًا اَشۡرَاهِیًا. فَسَیَکۡفِیۡکَهُمُ اللّٰهُ و هُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡم o**

اسمائے اصحابِ کہفؓ یہ ہیں۔ **بسم اللہ الرحمن الرحیم o اِلٰهِیۡ بِحُرۡمَةِ یَمۡلِیۡخَا. مَکۡسَلۡمِیۡنَا. کَشۡفُوۡطَطۡ. تَبۡیُوۡنَسۡ. کَشَافَطِیُوۡنَسۡ. اَذۡرَفَطِیُوۡنَسۡ. یُوَانَسۡ. بُوۡنَسۡ. بُوۡسَ. وَاِسۡمُ رَاعِیۡ مَرۡطُوۡنَسۡ وَاِسۡمُ کَلۡبِهِمۡ قِطۡمِیۡرٌ oوَعَلَی اللّٰهِ قَصۡدُ السَّبِیۡلِ وَمِنۡهَا جَائِرٌ. وَلَوۡ شَاءَ لَهَدَاکُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ o بِرَحۡمَتِکَ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ o**

دُعائے رجعت یہ ہے۔ **بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم o عَلِیۡقًا. مَلِیۡقًا. طَلِیۡقًا. خَالِقًا. مَخۡلُوۡقًا. کَافِیًا. شَافِیًا. اِرۡتَضٰی. مُرۡتَضٰی. بِحَقِّ یَا بُدُّوۡحُ. وَ نُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡآنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحۡمَةُ اللّمؤ منین. ولا**

یزید الظالمین الا خسارا . بِحَقِّ آ سًا . تَاسًا . لَاسًا . وَلُوسًا . اِرجِعُوا بِحَقِّ کٓهٰیٰعٓصٓ وَ بِحَقِّ حٰمٓ عٓسٓقٓ . ولا حول ولا قوۃ الا با للہ العلی العظیم . اَللّٰھُمَّ ادْفَعْ عَنَّا السِّحْرَ وَالدَّعْوَۃَ وَالْعَیْنَ فَارْجِعْ اِلٰی عَامِلِھَا .

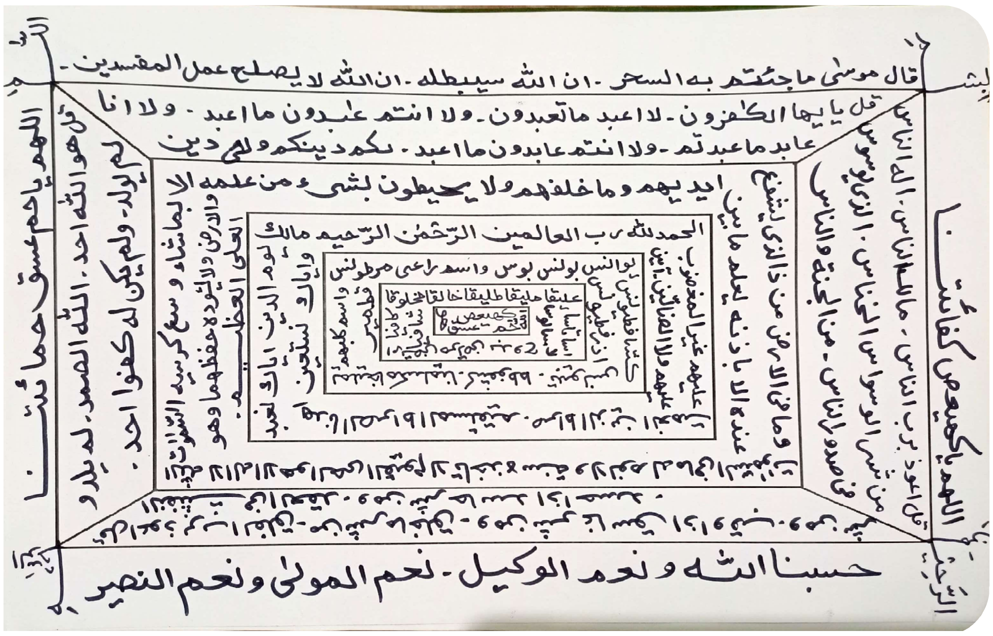
قال موسیٰ ما جئتم به السحر۔ ان اللہ سیبطله۔ ان اللہ لا یصلح عمل المفسدین
حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔ نعم المولیٰ ونعم النصیر

اگر اس نقش کو بھی لکھ لیا جائے۔ اور روزانہ کسی بھی وقت میں اسی نقش کو سامنے رکھ کر مندر جہ بالا سورتیں، آیتیں وغیرہا پڑھ پڑھ کر پھونکیں جائیں۔ اور یہی عمل گیارہ دنوں تک کیا جائے۔ بعدہ اسی نقش کو موم جامہ کر کے تعویذ بنا کر گلے میں ڈالا جائے۔ تو ہر قسم کے امراض سے یقینی حفاظت رہے گی۔ ان شاء اللہ۔

مصیبت اور بلا کو ٹالنے کا عجیب وغریب ومجرب المجرب طریقہ (کبش والا مجرب عمل):

حضرت امام بونیؒ اپنی کتاب **اللمعة النورا نیة** میں ایک عجیب وغریب راز سے پردہ اُٹھاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ! اگر کسی کو قتل ہو جانے، عذاب دیئے جانے کا اندیشہ ہو۔ یا گھر میں کوئی ایسی مصیبت ہو۔ کہ جس کا تدارک نہ ہو پا رہا ہو۔ تو ایسے شخص کو چاہیئے۔ کہ ایک فربہ مینڈھا جو کہ قربانی کے جانور کی طرح جملہ عیوب ونقائص سے پاک ومبراء ہو۔ اپنی حلال کی کمائی سے خرید کر آبادی سے دور کسی ویران وسنسان جگہ پر لے کر جائے۔ پہلے وہاں پر ایک کھڈا کھودلے۔ تا کہ مینڈھے کا تمام خون بناء ایک قطرہ ضائع کئے اُسی کھڈے میں ڈالا جا سکے۔ اب خود قبلہ رُخ منہ کر کے مینڈھے کو زمین پر لٹا کر یہ دعا پڑھتے ہوئے ذبح کرے۔ **بسم اللہ. اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللھم ھذا لک و منک. اللھم ا نہ فدائی فتقبلہ منی. ان اللہ علٰی کل شئی قدیر** ○ پھر اس خون والے گڑھے کو مٹی سے اچھی طرح بھر دیا جائے۔ اس کے بعد اِس گوشت کے تمام اعضاء کے اِسی ترتیب سے ساٹھ **60** (تقریباً برابر) حصے کرنے ہیں۔ کہ! **سِری** ایک حصہ، چاروں **پائے** دوسرا حصہ، مکمل **کھال** تیسرا حصہ، اور باقی **57** حصوں میں کلیجی، پھیپھڑے، اور گوشت وغیرہ کے کرنا ضروری ہیں۔ مگر یاد رہے۔ کہ اس گوشت میں سے نہ خود اپنے لئے کچھ رکھے۔ اور نہ ہی اپنے کسی رشتہ دار کو کھلائے۔ اس تمام گوشت کو ساٹھ مساکین وغُرباء میں تقسیم کردے۔ اس عمل کے کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کو اُس مصیبت، بلا وغیرہ سے نجات عطا فرمائے گا۔ انشاء اللہ۔ گوشت تقسیم کرتے وقت مسلسل یہ دعا بھی پڑھتا رہے۔ **اللھم انی استکفی الامر الذی اخافه بھم ھئولآء واسئلک بانفسھم وارواحھم وعزائمھم ان تخلصنی بما اخاف واحذر** ۔ یہ تمام عمل مصیبت زدہ اور حالات کا مارا ہوا شخص خود اپنے ہاتھوں سے کرے۔ تو بہت ہی بہتر ہے۔ بصورتِ دیگر اپنے کسی بھائی یا والدین یا عزیز واقارب سے کرالے۔ یہ عمل بار ہا کا انتہائی **مجرب المجرب** اور **متفق علیه من العاملین** عمل ہے۔ بڑے بڑوں کی دائمی نحوست اِس عمل سے ختم ہو جاتی ہے۔

غم و رنج کا علاج نبوی ﷺ :

حضرت علی شیر خداؓ کا قول مبارک ہے۔ کہ! مخلوقات میں سے انسان سب سے قوی ہے۔ اور انسان سے قوی مستی ہے۔ جو عقل کو زائل کر دیتی ہے۔ اور سب سے قوی نیند ہے۔ اور نیند سے قوی غم ہے۔ اور رنج وغم کے بارے میں حضرت رسالت مآب نبی آخر الزمان ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ! جو شخص فکر یا غم میں مبتلا ہو گیا ہو۔ اگر یہ دعا پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کو رنج وغم سے نجات عطا فرما کر خوشی وخرمی نصیب کرتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ اللھم انی عبدک وابن عبدک وابن ا متک نا صیتی بیدک ما ض فی حکمک عدل فی قضاءک اسئلک بکل اسم ھو لک سمیت به نفسک او انز لته فی کتا بک او عمته احدا من خلقک او استا ثرت به فی علم الغیب عندک ان تجعل القرآن العظیم ر بیع قلبی و نور بصری و شفآء صدری و جلآء حز نی و ذھاب ھمی و غمی۔

اچھی چیز کو نظرِ بد سے بچانا:

جو کسی اچھی چیز کو دیکھ کر کہے۔ **ماشاء اللہ لا حول ولاقوۃ الا باللہ** ۔ تو اسے نظرِ بد نہیں لگے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایضًا: علامہ دیلمی نے مسند الفردوس میں عمران بن حصینؓ سے روایت کی ہے۔ کہ! قُرآنِ کریم میں نظرِ بد سے بچاؤ کی آٹھ آیتیں ہیں۔ سات **سورہ فاتحہ** کی اور ایک **آیت الکرسی** کی۔

آسیبی و جناتی اثرات سے نجات کا مجرب عمل :

یہ مجرب المجرب عمل انتہائی سریع التاثیر اور مستند عمل ہے۔ جسے میرے مرشد و مربی کے صاحبزادے (**محترم و مکرم جناب صاحبزادہ سید ابو سعید المعروف گلشن شاہ صاحب**) نے مع اِذن تحفۃً اور ہدیۃً مجھے عطا فرمایا ہے۔ اِس کا طریقہ یہ ہے۔

یاد رہے۔ اگر مریضہ ہے۔ تو مریضہ کے لئے ایک معاون عورت کو مقرر (**Depute / Nominate**) کریں۔ لیکن اگر مریض ہے۔ تو کسی معاون بندے کو مقرر کر دیں۔ بہر حال یہ مریض و مریضہ پر منحصر ہے۔ اِس عمل کا طریقہ یہ ہے۔ کہ! پہلے تو سات عدد کبوتروں کا بند و بست کیا جائے۔ مریض یا مریضہ کو آرام سے لِٹا لیں۔ صاحبِ عمل سب سے پہلے ایک کبوتر پر ایک مرتبہ سورہ جن پڑھ کر پھونک دے۔ پھر کبوتر کے مقعد کو مریض یا مریضہ کی ناف پر اُن کا معاون رکھے۔ اور صاحب عمل تین مرتبہ سورہ مزمل پڑھ کر مریض و مریضہ اور کبوتر پر پھونک دے۔ اور اِس کبوتر کو انفرادی طور پر قفس میں بند کر دے۔ اِسی طرح ساتوں کبوتروں پر پڑھائی کرتے جائیں۔ ہوسکتا ہے۔ کچھ کبوتر مر جائیں۔ بہر حال جو کبوتر بچ جائیں۔ اُن کو کسی نزدیکی قبرستان میں جا کر اُڑا دیں۔ مردہ کبوتروں کو قبرستان میں ویسے ہی پھینک دیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم اور اِس عمل کی بدولت مریض و مریضہ کو کلی شفاء حاصل ہوگی۔ انشاء اللہ۔ یہ عمل بار ہا کا مجرب ترین عمل ہے۔

شیطانِ لعین اور قومِ اجنہ سے محفوظ رہنے کا عظیم وظیفہ:

1. جو بھی شخص اِس وظیفہ عظیمہ کو تین۔ تین مرتبہ بلا ناغہ پڑھتا ہے گا۔ تو ابلیسِ لعین اس پر قابو نہیں پا سکے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اگر کسی کو جنات ستاتے ہوں۔ تو بھی ایسے مریض کو چاہیئے۔ کہ اس وظیفہ مُختصر کو صبح و شام روزانہ **100-100** مرتبہ پڑھنے کا معمول بنا لے۔ قومِ اجنہ سے دائمی نجات حاصل ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اِس وظیفے کے دیگر بھی کئی فوائد ہیں۔ جو کہ دائمی پڑھنے والے پر خود بخود ظاہر ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بسم اللہ الر حمن الر حیم o امنت با للہ العظیم و اعتصمت بہ و کفرت باالجبت و الطاغوت . فقدا ستمسک بالعروۃ الوثقی ق لاانفصام لھا ط و اللہ سمیع العلیم o (سورہ بقرہ۔ آیت نمبر **256**)

2. صاحب لقط المرجان فی احکام الجان جناب امامِ سیوطیؒ دو کتب (کتاب الاشرف از ابن ابی دنیا اور کتاب العجائب از ابو عبد الرحمٰن ہروی) سے نقل فرماتے ہوئے واقعات بیان فرماتے ہیں۔ مُختصرًا یہ کہ! جو کوئی شخص دِن اور رات میں یہ دُعائے مبارکہ مسلسل پڑھتا رہے۔ تو ایسے شخص کے گھر میں اس کے بچوں بالخصوص بچیوں اور ازواج کے پاس شیاطین جنات نہیں آ سکتے۔

بسم اللہ الر حمن الر حیم o لا حول و لا قوۃ الا باللہ ماشاء اللہ کان و ما لم یشأ لم یکن o

انتقال آسیب کا عجیب و غریب طلسماتی عمل :

انتقال آسیب کے عمل سے مراد یہ ہے۔ کہ! جس میں آسیب زدہ مریض کے آسیب و جن کو کسی دوسرے تندرست شخص کی طرف منتقل کر کے مریض کا شافی علاج کیا جاتا ہے۔ ترکیب اس عمل کی یہ ہے کہ!

مریض کا کوئی ایک ایسا قریبی عزیز، رشتہ دار یا قابل بھروسہ اور با اعتماد دوست، جو کہ عارضی طور پر مریض کے آسیبی و جناتی اثرات کو اپنے جسم پر برداشت کر لینے کی ہمت و قوت رکھتا ہو۔ اور اس سلسلے میں اس آسیبی و جناتی اثرات کے حامل مریض کی مصیبت و مشکل کو اور تکلیف کو بخوشی مقابلہ کرنے کا عزم رکھتے ہوئے اپنے جسم کو آسیب و جنات کو لانے پر رضا مند ہو جائے۔ تو عامل بنام الہیٰ آغاز عمل اس طرح کرے۔ کہ مریض کے جس با اعتمادی شخص پر اس عمل کو بجالانا چاہے۔ اس کا جسم اور کپڑے پاک صاف و معطر ہوں۔ عامل اس با اعتماد شخص کو حکم دے۔ کہ وہ مریض کے مرض کو اپنی طرف منتقل کرنیکا مصمم ارادہ کرتے ہوئے مریض کے چاروں اطراف مسلسل 7 چکر لگائے۔ اس بعد مریض اپنی چار پائی سے اٹھ کر کھڑا ہو۔ اور اس کا مددگار شخص مریض کی جگہ پر یعنی اس کی چار پائی پر لیٹ جائے۔ اور مریض بھی اس ارادہ سے کہ میں اپنا مرض اس مددگار شخص کے سپرد کرتا ہوں۔ اس چار پائی کے چاروں طرف 7 چکر لگائے۔ اس عمل کے بعد مریض کا مددگار شخص اپنے مضبوط ارادہ کو برقرار رکھتے ہوئے مریض کے بستر پر آنکھیں بند کے لیٹا رہے۔ اور مریض اپنے ارادہ پر قائم اس کے سرہانے آنکھیں بند کئے کھڑا رہے۔ اس وقت عامل کو چاہیے۔ کہ کہ وہ طلسماتی عبارت حاضری کا مسلسل ورد شروع کر دے۔ اور ہر بار اختتام عبارت پر مریض اور اس کے مددگار شخص پر پھونکتا رہے۔ عمل کی قوت سے مریض کا اعتمادی شخص اس بستر پر لیٹ ہوئے اچانک خوفزدہ ہو کر زور زور سے خوفناک چیخ و پکار کرتے ہوئے چار پائی سے نیچے کودنے کی کوشش کریگا۔ مگر اس عمل کے زور اور اس شخص کی جسمانی قوتیں معطل ہونے کی

وجہ سے وہ ایسا کرنے سے قاصر رہے گا۔ کچھ دیر چیخنے چلانے کے بعد بے ہوش ہو جائے گا۔ یہ چیخ و پکار اس بات کی علامتی دلیل اور واضح نشانی ہے۔ کہ مریض کا آسیب و جن اس مریض کا جسم چھوڑ کر با اعتمادی و قابل بھروسہ شخص پر مسلط ہو چکا ہے۔ اور اسی دوران مریض (جو کہ سرہانے اپنی آنکھیں بند کے لئے کھڑا تھا) اپنی آنکھیں کھول دے گا۔ اور خود کو بالکل توانا و تندرست خیال کرے گا۔ جیسے اس پر کبھی کسی جن و آسیب کا سایہ ہی نہ پڑا تھا۔ عامل کو چاہیے۔ کہ وہ مریض کے اس با اعتمادی شخص کے گرد حصار باندھ کر طلسماتی عبارت کلامی پڑھنا شروع کر دے۔

طلسماتی عبارت کلامی:

اَنْطِقُ وَتُکَلِّمُ بِالَّذِیْ اَنْطِقُ النَّمْلَۃَ لِسُلَیْمٰنِ ابْنِ دَاؤد عَلَیْهِمَا الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامُ . فَقَالَتْ یٰاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ ج لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنِ وَجُنُوْدہ. وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْن. اَنْطِقُ وَتُکَلِّمُ بِا لَّذِیْ اَنْطِقُ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمِ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا .اَنْطِقُ وَتُکَلِّمُ بِاَشْمَخٍ شَمَاخٍ الْعَالِیْ عَلٰی کُلِّ بِرَاخٍ هَیًّا تُکَلِّمُ یَاهَیَاشٍ هِیُشٍ هِیُطوْا شَلَشٍ اَرْبُوْشٍ شَلْمَشٍ شَمَلَهَا طَهُشَاهُ .

اس عبارت کی وجہ سے وہ آسیب و جن عامل سے بات کرنے پر مجبور ہو جائیگا۔ اس وقت عامل کو چاہیے۔ کہ انتہائی با وقار اور بارعب انداز سے اس جن و آسیب کو اس با اعتمادی شخص کے جسم کو آزاد کرنے کا حکم صادر کرے۔ اگر وہ چلا جائے۔ تو ٹھیک ہے۔ ورنہ بصورت دیگر عامل اس طلسماتی عبارت حاضری کو کاغذ پر تحریر کر کے اس کی بتی بنائے۔

طلسماتی عبارتِ حاضراتی:

اُجِیْبُوْا اَیُّهَاالْمَلَکَانَ الْمُوَکِّلُوْنَ بِیَمِیْنِ هٰذَا الشَّخْصِ وَشِمَالِهٖ اَنْتُمَا اَعْلَمُ بِحَالِهٖ اِنْ کَانَ طَاهِرً اَوْ نَظِیْفًا اِرْمُوْ ہُ مِنْ غَیْرِ اَذِیَّۃٍ وَلَا اِنْزِعَاجِ بِحَقِّ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْقَدِیْمِ اِلٰی اِبْرَاهِیْمَ الْخَلِیْلِ وَمُوْسٰی الْکَلِیْمِ وَسَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتِمُ النَّبِیِّنَ ﷺ بَیِّنُوْا طَهَارَتِهٖ وَارْمُوْهُ بِحَقِّ رَبَّ جَلَّ جَلَالَہٗ اُجِبْ اَیُّهَاالْخَادِمُ وَارْمِهٖ مِنْ غَیْرَ اَذِیَّۃِ وَلَا اِنْزِعَاجٍ شِیْهُوْبِ شِیْهُوْبِ طَا طُوْبِ طَا طُوْبِ مَااَعْظَمُ سُلْطَانُ اللّٰهِ . اِحْتَرَقَ مَنْ عَصَا اَسْمَاءُ اللّٰهِ بِالنَّارِ الْمُوْقَدہِ. وَتَجْبُرُ عَلٰی اَسَاءَ ۃِ مَنْ لَّاَیُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهَ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَلَیْسَ لَہٗ مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِیَآءَ اُوْلٰئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ. عَجِّلْ بَارَکَ اللّٰهُ فِیْکَ اِرْمِهٖ اِلٰی خَلْفِهٖ بَاشٍ . تَرْشٍ شَمْلِیْخٍ اَبْلَخِ اَمْلِیْخِ هَیًّا هَیًّا عَجِّل عَجِّلْ اَسْرِعْ اَسْرِعْ وَارْمِهٖ اِلٰی خَلْفِهٖ مِنْ غَیْرِ اَذِیَّہِ وَلَا اِنْزِعَاجِ الْوَحَا الْوَحَابِشَقْشَقٍ شَقْشَقٍ بَلْ قَبِیْلٍ یُعْنِیْ الْاَنْفُسَ اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمٰنِ وَاِنَّہٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنِ مُسْرِعِیْنَ طَآئِعِیْنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ . اِرْ مِهٖ مِنْ غَیْرِ اَذِیَّۃِ وَلَا اِنْزِ عَاجِ السَّاعَۃِ .

اور اس آسیب زدہ با اعتماد شخص کے ناک میں اس طلسماتی عبارت حاضری کو لکھے۔ اب اِس جدید مریض کو کاغذ کی دھونی بھی پہنچائے۔ بفضلہ تعالیٰ ناک میں دھونی کا دھواں پہنچتے ہی وہ آسیب و جن جلنا شروع ہو جائیگا۔ اور پکار کر کہے گا۔ میں جل گیا۔ بھسم ہو گیا۔ چنانچہ عامل اس آسیب و جن کو اللہ تعالیٰ اور حضرت سلیمانؑ کی قسم دے کر قول و قرار و عہد و پیمان لینے کے بعد آزاد کر دے۔ اور اپنا عمل ترک کر دے۔ اور اس آسیب و جن سے اس کے چلے جانے کی کوئی واضح نشانی طلب کرے۔ چنانچہ اس وقت عامل جو بھی نشانی طلب کرے گا۔ آسیب و جن اس نشانی کے ظاہر کرنے کا بہر صورت پابند ہو گا۔ نشانی کا مطلب ہے۔ اسے کہا جائے۔ کہ فلاں چیز کو اٹھاؤ۔ یا رکھو ۔ یا پھر اس با اعتمادی شخص کے جسم کے کسی حصے جیسے کسی ہاتھ کی یا پاؤں کی کوئی انگلی ہلا کر دکھا دے۔ تو وہ ایسے ہی کرے گا۔ اس کے بعد اسے جانے کا کہو۔ جونہی وہ آسیب و جن اس با اعتماد شخص جس پر فرضی طور پر آسیب و جن کو مسلط کیا گیا تھا۔ اس شخص کو چھوڑ دے گا اس کے چھوڑتے ہی وہ شخص آنکھیں کھول دے گا۔ اس وقت اس با اعتمادی شخص کو کچھ بھی معلوم نہ ہو گا۔ کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔

اور وہ شخص اسی وقت ہی چار پائی سے ایسا اٹھ کھڑا ہو گا۔ جو کہ کچھ دیر پہلے لاغر، مصیبت زدہ کمزور بے بس و لاچار اور خوفناک قسم کی صورت حال سے دوچار تھا۔ اب وہ بالکل ہشاش بشاش ہو گا۔ آگے چل کر موصوف (ماہر طلسمات جناب رفیق زاہد صاحب) رقم طراز ہیں۔ کہ عمل ہذا میرا (جناب رفیق زاہد صاحب) ذاتی طور رآزمودہ مجرب عمل ہے۔

عجا ئبات و غرا ئبات در علمِ رو حا نیة :

☆ **برائے حفاظت :** ایک حکایت ہے۔ کہ! سلطان سکندر ذوالقرنین نے، جوکہ سارے جہاں پر حاکم تھا۔ اس نے تمام دنیا سے عالم فاضل اکٹھے کئے۔ اور فرمایا۔ کہ! میرے واسطے کوئی ایسی چیز پیدا کرو یا بتاؤ۔ کہ مجھے احتیاجِ قلعہ یا کثیر مسلح فوج کی ضرورت پیش نہ آئے۔ اُن علماء نے اس بات پر مکمل اتفاق کیا۔ کہ! جو اِن اسمائے عجیبہ کو سات یا اکیس مرتبہ روزانہ پڑھا کرے۔ اس کو مضبوط قلعہ یا کثیر التعداد مسلح فوج کی احتیاج نہیں رہے گی۔ وہ اسماء یہ ہیں۔ **صبر صا۔ ابر صا ۔ صعر صا ۔**

☆ **برائے غلبہ بَر دشمنان :** حضرت شیخ سعید الملت والدین مجدہ' الھموی ؒ سے منقول ومنسوب ہے۔ کہ! جو شخص ہر صبح اِن چار لفظی کلمات (حالانکہ! یہ سبھی تو چار لفظی کلمات نہیں ہیں۔ بہرحال) پر بغیر پڑھے نظر ڈالے۔ تو وہ اپنے جملہ دشمنوں پر مظفر و غالب رہے گا۔ اور جو شخص ہر صبح چالیس روز تک اسی طرح کرتا رہے۔ تو وہ عجیب وغریب باتوں کا مشاہدہ کرے گا۔ کیونکہ! اِن کلمات کے ہت سے رموز و اسرار ہیں۔ وہ کلمات یہ ہیں۔ **اھطمفوش ینتروا ما ینفوس قر مطو طیش شرورا عماسط۔** (لطائفِ اشرفی)

☆ **برائے حفاظت اَز نظر و جادو :** امام غزالی ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! یہ اسم جس کے پاس ہوگا۔ اس کو نظر و جادو سے کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ (اسم یہ ہے) **مَھَثیُثَلُجلَجِ ۔**

☆ **برائے حفاظت اَز شدتِ گرمی و سردی :** امام غزالی ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اگر یہ اسم شدید شردی یا شدید گرمی میں مسلسل پکارا جائے۔ تو جسم پر سردی یا گرمی کی شدت کا اثر نہیں ہوتا۔ (اسم یہ ہے) **یَا شَفِیُخُوُ ثَا ۔**

☆ **خواب آور اسماء :** امام غزالی ؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اگر کسی شخص کو نیند نہ آئے۔ تو وہ اِن اسماء کو کسی کاغذ پر لکھ کر تکیہ کے نیچے رکھ کر سونے کی کوشش کرے۔ انشاءاللہ جلد ہی نیند آجائے گی۔ (اسماء یہ ہیں) **سلخا ملخا أرخا أروخا ألفوا النوم علی فلاں بن فلانة۔**

(اور ایک جگہ یہ اسماء بھی ہیں) **سعکعک یا طاش سعکفریا طاش ۔**

☆ سی طرح سے اگر کسی بچے یا بڑے کو سُلانا مقصود ہو۔ اور اسے نیند نہ آرہی ہو۔ تو یہ حروف لکھ کر اس کے سرہانے رکھ دو۔ اس شخص کو چند ہی لمحات میں نیند آجائے گی۔ اور جب تک اِن حروف کو نہیں ہٹاؤ گے وہ شخص بیدار نہیں ہوگا۔ حروف یہ ہیں۔ **ع ۔ حح ۔**

☆ اگر کوئی شخص یہ الفاظ لکھ کر سرہانے تلے رکھ دے۔ تو اُسے فوراً نیند آجائے گی (ان شاءاللہ)۔ **بطا ماش. شاش. کلیوش. مراش. ۱۵.**

سرش آسن :

جب کسی عمل کے لئے چلے وغیرہ میں کافی مدت تک بیٹھا جاتا ہے۔ تو جنسی جذبات وشہوانی خیالات ضرور اپنی یاددہانی کراتے ہیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ یہی کر سکتے ہیں۔ کہ ان جذبات کو کچل دیں۔ لیکن ہم احتلام کو تو نہیں روک سکتے۔ کیونکہ یہ تو ایک فطری عمل ہے۔ ان تمام مسائل کا حل سرش آشن ہے۔ فقیر غلام الرسول ناشاد ؒ اس ضمن میں فرماتے ہیں۔ کہ اپنے چلوں کے دوران سرش آسن کو اپنے معمولات میں رکھا۔ کتنی ہی عجب سی بات ہے۔ کہ مہینوں کے مہینے گذر جاتے تھے۔ نہ ہی کبھی احتلام ہوا۔ اور نہ ہی کسی جنسی یا شہوانی جذبے نے سر اٹھایا۔ دراصل فقیر غلام الرسول ناشاد ؒ کو یہ بات سندربن کے جنگلات کی شمالی ترائی میں ایک سادھو سے ملاقات کے دوران پتا چلی تھی۔

حیرت انگیز مالا برائے دفیعہ یرقان :

اِٹ سِٹ کی جڑ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بنا کر ہر ایک ٹکڑے کو ایک خام رشتہ کی ڈور میں جو کم از کم آٹھ یا نو دھاگوں کو جوڑ کر بنایا گیا ہو۔ گرہ دیتے جائیں۔ یہاں تک کہ کم از کم اکیس عدد ٹکڑے بندھ جائیں۔ بس یرقان کے دائمی دفیعہ کی حیرت انگیز مالا تیار ہے۔ اب اس مالا کو مریض کے گلے میں پہنا دیں۔ مالا روز بروز بڑھتی جائے گی۔ اور بیماری (یرقان) گھٹتا جائے گا۔

حالاتِ حمل کے دریافت کرنے کا مجرب عمل :

یہ طریقِ عمل صاحب قانونِ طلسمات کا مجرب عمل ہے۔ جسے اُنھوں نے صاحب الخواص سے لیا ہے۔ طریقہ اِس عمل کا یہ ہے۔ کہ! اگر یہ معلوم کرنا مقصود ہو۔ کہ فلاں عورت حاملہ ہے کہ نہیں؟ تو عامل کو چاہیئے۔ کہ اُس عورت کو اپنے سامنے کھڑا کر کے اِس کے سر پر اپنا دایاں ہاتھ رکھے اور ذیل کی عبارتِ عمل کو پچیس مرتبہ پڑھ کر سر سے پاؤں تک پھونکے۔ اگر یہ عورت حاملہ ہوگی۔ تو اِس کو فوراً پیشاب آجائے گا۔ بصورتِ دیگر اُسے کچھ محسوس نہیں ہوگا۔ (یعنی اُسے پیشاب نہیں آئے گا)۔ عبارتِ عمل یہ ہے۔

اَکَا دِیًا مَسَا حَا حَطَانٍ نَو خَا خَیُومًا سَیا مًا شَرَا ھَا یُرَا ھِیًّا ۔

شناختِ حمل کے بعد نر و مادہ کا معلوم کرنا :

شناخت حمل کے بعد اگر یہ بھی دریافت کرنا مقصود ہو۔ کہ حمل نر ہے یا مادہ؟ تو اِسی عبارتِ عمل کو پہلے دائیں کان میں بارہ مرتبہ اور پھر بائیں کان میں بارہ مرتبہ پڑھ کر پھونکیں۔ اِس عمل کے نتیجے میں اگر حاملہ کے دونوں ٹخنوں میں درد پیدا ہو۔ تو سمجھ لیں۔ کہ حمل نر ہے۔ اور اگر سر میں درد پیدا ہو۔ تو حمل مادہ ہوگا۔ یہ عمل بارہا کا مجرب عمل ہے۔ عبارتِ عمل یہ ہے۔ **اَکَا دِیًا مَسَا حًا حَطَا نٍ نَو خًا خَیُو مًا سَیَا مًا شَرَا ھًا یُرَا ھِیًّا** ۔

چھلا سے بواسیر کا مکمل و شافی مجرب علاج :

یہ طریقِ عمل صاحب قانونِ طلسمات کا مجرب عمل ہے۔ طریقہ اِس عمل کا یہ ہے۔ کہ! اگر کوئی شخص برو زِ عید الاضحٰی طلوعِ آفتاب سے لے کر عصر تک کے درمیان مندرجہ ذیل کلمات طلسمات کو ایک ہی نشست میں کسی تنہا کمرہ یا جگہ پر فقط **700** (ہفت صد) مرتبہ پڑھ لے۔ تو اگلی آنے والی عید الاضحٰی تک ایسا شخص عامل رہے گا۔ کلماتِ طلسمات یہ ہیں۔

مَا وَا دَو . ھَدو مَدوَ . کَدمَدوَا حًا . ھَر ھَدًا . ھَر وَا قِدًا . وَر مَوسٍ . دَر م.و سٍ ۔

صاحب قانونِ طلسمات فرماتے ہیں۔ کہ ادائیگی زکات کے بعد جب بھی کوئی خونی و بادی، نئی و پرانی بواسیر و مسوں والا مریض سامنے آئے۔ تو مریض کے بائیں ہاتھ میں اُس کے صحیح ناپ والی ایک سادہ سی چاندی کی انگشتری پر یہی کلماتِ طلسمات فقط 101 مرتبہ پڑھ کر انگوٹھی پر پھونک کر مریض کو پہننے کے لئے دے دیں۔ اور اُسے سختی سے تاکید کریں۔ کہ اِس انگوٹھی کو کبھی بھی خود سے جُدا نہ کرے۔ بفضلہٖ تعالٰی اُسی لمحے سے اثرات شروع ہو جائیں گے۔ اور ہفتے عشرے میں بواسیر کا مرض بالکل ختم ہو جائے گا۔ بہرحال اِس انگوٹھی کو کم از کم نو ماہ تک پہنے رکھیں۔ بواسیر جیسے پریشان کن مرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے متذکرۃ الصدر چھلا اپنی مثال آپ ہے۔

آواز کو بہتر بنانا:

اگر کسی لڑکی یا بچی کی آواز موٹی یا مردانہ ہو۔ یا پھر کسی لڑکے یا بچے کی آواز نسوانی ہو۔ یا پھر کوئی واعظ، قوال اور مقرر یا پھر اس قسم کے لوگ جن کا شغل آواز کے بھدے پن کی وجہ سے متاثر ہو رہا ہو۔ تو وہ حضرات یہ نسخہ استعمال کریں۔ انشاء اللہ تعالٰی ایسے لوگوں کی آواز خوبصورت، دلکش اور اچھی ہو جائیگی۔ اِس کا طریقہ بہت سہل الحصول ہے۔ صبح نہار منہ ایک دانہ کشمش اور ایک مرچ سیاہ چبا چبا کر نگل جائیں۔ دوسرے دن دو دانہ کشمش اور دو دانہ مرچ سیاہ چبا چبا کر نگل جائیں۔ اسی طرح روزانہ دونوں میں ایک ایک دانے کا اضافہ کرتے چلے جائیں۔ اور یہ سلسلہ پچیس دنوں تک جاری رکھیں۔ یاد رہے۔ جب تعداد زیادہ ہو جائے۔ جیسے پچیسویں دن 25-25 دانے منہ میں نہ آئیں۔ تو 13-13 دانے پہلے چبالیں۔ اور بقیہ بعد میں چبالیں۔ پھر چھبیسویں دن سے روزانہ ایک ایک دانہ گھٹاتے جائیں۔ تاکہ تعداد 1-1 پر آجائے۔ 50 دنوں کے اندر ایسا بندہ ورطۂ حیرت میں رہ جائے گا۔ کہ آواز بہت خوبصورت، پختہ، سریلی اور اچھی ہوگئی ہے۔ یاد رہے۔ کہ یہ دانے چبانے سے اول و آخر کم از کم دو دو گھنٹے تک نہ کچھ کھائیں۔ اور نہ ہی کچھ پیئیں۔ مجرب چٹکلہ ہے۔ بارہا آزمایا جا چکا ہے۔

خوبصورتی کے حصول کا مُجرب نُسخہ قدیم :

اگر کوئی شخص چھوارے کی گٹھلی سرکہ میں پیس کر منہ پر لیپ کر کے روزانہ سویا کرے۔ تو چند ہی دنوں میں وہ واضح طور پر محسوس کرے گے۔ کہ چہرے کی کیل، چھائیاں، داغ، دھبے اور مُہاسے سب ختم ہو گئے۔ اور اگر اسی نُسخہ کو چند ہفتوں تک روزانہ رات کو سونے سے قبل کرتے رہیں۔ تو اُمید ہے۔ کہ سانولا سا انسان گوراچِٹا ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالٰی۔ کیونکہ یہ حکماء کا مجرب المجرب نُسخہ ہے۔

کیل و مسّوں کو ختم کرنا :

صاحبِ **کتاب الرحمۃ** جناب علامہ عبدالرحمٰن جلال الدین السیوطی الشافعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! یہ ایک قسم کی روئیدگی ہے۔ جو انسان کے جسم پر میخ (کیل) کی طرح اُگ پڑتی ہے۔ اس کا سبب خلط سوداوی اور بلغمی کیفیت کی کثرت ہے۔ علاج اِس کا یہ ہے۔ کہ پہلے مسہل سوداء لیا جائے۔ اور یہ سفوف بنایا جائے۔ جو ہڑتال، چونہ اور نوشادر سب مساوی الوزن لے کر پیس کر باریک سفوف بنالیں۔ پھر اِس مسے یا اگر زیادہ ہوں۔ تو اِن مسوں میں سے سب سے بڑے مسے (کیل) کو کسی ریشمی کپڑے کے دھاگے سے باندھ دیں۔ اور کسی صاف (Steralized) اُسترے یا بلیڈ سے اِس کا سِرا کاٹ دیں۔ پھر اِس پر سفوف چھڑک دیں۔ تاکہ یہ سفوف دانے کے اندر گھس جائے۔ اور اِس کی جڑ کا کھا جائے۔ اگر درد ہو تو گھی گرم کر کے اِس پر بالکل تھوڑا سا ٹپکائیں۔ اور اِسی گرم گھی سے ٹکور بھی کریں۔ تاکہ درد ٹھہر جائے۔ بہرحال کچھ ہی دیر میں وہ مسہ یا سب سے بڑا مسہ مر جائے گا۔ تو باقی مسے خود بخود مر جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ یہ عمل نہایت مجرب اور صحیح ہے۔

اِسی مقصد کے حصول کے لئے اگر کوئی شخص زرگروں سے وہ پانی حاصل کریں۔ جس میں زرگر حضرات سونا اور چاندی بجھایا کرتے ہیں۔ اگر اِس پانی کو دن میں تین مرتبہ مسوں پر لگایا جائے۔ تو کافی شافی آرام ہوگا۔ اور مسے بھی چند ایام ہی میں گر جائیں گے۔ انشاءاللہ۔

سانپ، بچھو کے ڈسے یا باؤلے کُتے کے کاٹے ہوئے مریض کا مجرب المجرب علاج :

علامہ دمیری ؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے بعض علمائے محققین کے قلم سے لکھا ہوا یہ عجیب و غریب اور انتہائی مجرب المجرب منتر دیکھا ہے۔ کہ ! اگر سانپ و بچھو کے کاٹے ہوئے، یا ان کا زہر چوس لینے والے یا پھر باؤلے کتے کے کاٹے ہوئے اور یا پھر اُس شخص کو، جو جھاڑ پھونک والے کو بُلانے آئے۔ اُس کو سیدھا کھڑا کیا جائے۔ اور اِس کے دونوں قدموں کے گرد ایک دائرہ اس طرح سے کھینچا جائے۔ کہ داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے خط (یعنی دائرہ) شروع ہو کر پھر اُسی جگہ لوٹ آئے۔ پھر فولاد کے ایک جدید چاقو (چُھری) سے دونوں قدموں کے درمیان ایک دوسرا خط کھینچا جائے۔ اِس کے بعد داہنے پاؤں کے تلوے اور بائیں پاؤں کے ٹخنے کے نیچے سے مٹی اُٹھا کر ایک پاک برتن میں ڈال دی جائے۔ اور پھر اس مٹی پر پانی چھڑک دیا جائے۔ پھر چاقو لے کر اس کو ایک دوسرے برتن میں کھڑا کیا جائے۔ اسی طریقہ پر کہ ! چاقو کی نوک اوپر کی جانب ہو۔ اس کے بعد وہ پانی جو پہلے برتن میں ہے (جس میں قدموں کی مٹی بھی ہے) اس چاقو پر جو کہ دوسرے برتن پر کھڑا ہے۔ بہایا جائے۔ اور بہاتے وقت یہ رُقیہ (منتر) پڑھا جائے۔

سارا سارا فی سارا عاتی نور نور نور انا وار میاہ یاطوا کاطوا برملس اوزانا وصنا نیما کاما یوقا بنیا ساتیا کا طوط اصبا وتا ابریلس توتی تنا اوس ۔

اور پھر اس طرح پانی بہایا جائے۔ کہ اِدھر آپ کا منتر ختم ہو۔ اور اُدھر آپ کا پانی بھی ختم ہو جائے۔ (یعنی کہ ! منتر کے ساتھ ساتھ آپ کا پانی بھی ختم ہو جائے) پھر چاقو کو اُٹھا کر پہلے برتن میں جو خالی ہوا تھا۔ اس طرح کھڑا کیا جائے۔ کہ پھر سے وہی عمل دوہرایا جائے۔ اس عمل کو تین مرتبہ ایک ہی طریقہ سے سرانجام دینا ہے۔ اس کے بعد اس پانی کو سانپ، بچھو یا باؤلے کتے کے کاٹے ہوئے یا زہر پینے والے کو پلا دیا جائے۔ انشاءاللہ اس عمل سے چند ہی لمحات میں مکمل شفاء اور صحت حاصل ہو گی۔ علامہ دمیری ؒ فرماتے ہیں۔ کہ یہ طریقہ انتہائی مجرب المجرب ہے۔ اور بار بار آزمایا جا چُکا ہے۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں۔

سانپ و بچھو کے زہر کا اثر زائل کرنے کا کراماتی ہاتھ :

یہ طریقہ عُلمائے عاملین اور قدیم حُکماء و اطباء کا صدری، مُستند و مجرب المجرب طریقہ ہے۔ آم کے درخت کا پھول (جس کے آم بنتے ہیں) جب کہ کچا ہو۔ مگر پکا ہونے لگ گیا ہو۔ اور اس میں خوشبو بھی پیدا ہو گئی ہو۔ چار چھ مُختلف درختوں سے تھوڑا تھوڑا توڑ کر کسی صاف رومال میں ڈال لیں۔ اور اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر دو یا تین گھنٹوں تک ان پھولوں کو ہاتھوں میں رکھ کر مسلسل آہستہ آہستہ مَلتے رہیں۔ تا کہ ان کا عرق ہاتھوں میں جذب ہوتا رہے۔ آم کے اِن پھولوں کے سی خوشبو ہاتھوں سے بھی آتی رہے۔ جب بُور جیسی خوشبو ہاتھوں سے آنے لگ جائے۔ تو بُور کا مَیل ہاتھوں پر جم جائے گا۔ اس کے بعد کم از کم پانچ یا چھ گھنٹوں تک ہاتھوں سے کچھ نہ کریں۔ (یہ تمام عمل سونے سے بیشتر کیا جائے۔ تو بہتر ہوگا) بعد سات آٹھ گھنٹوں کے ہاتھوں کو سادہ پانی سے بناء صابن کے دھولیں۔ بعد ازاں جو چاہے کریں۔ اب آپ کے یہ ہاتھ ایک سال تک کراماتی بن چکے ہیں۔ جس کسی کو جہاں پر کوئی بچھو، بھڑ، ڈیموں (بھڑ) یا سانپ وغیرہ کاٹے۔ یا ڈس لے۔ تو جائے مخصوصہ پر محض یہی کراماتی ہاتھ چار یا چھ منٹ تک رکھنے سے زہر کا اثر یقینی طور پر زائل ہو جائے گا۔ اور مریض کو آرام و سکون آ جائے گا۔ انشاءاللہ۔ لیکن یہ بات ضرور یاد رہے۔ کہ ہاتھوں میں یہ اثر فقط ایک سال تک ہی قائم رہے گا۔ اگلے سال دوبارہ تجدید کرنا ہوگی۔ حکماء و اطباء اِس عمل کو ہر سال سرانجام دیتے ہیں۔

سانپ سے حفاظت کا عجیب عمل :

1 ۔ اس عمل کو ہمارے پیر و مرشدؒ اور صاحب تذکرہ غوثیہ کے علاوہ دیگر کئی عاملین نے بڑی شرح و بسط سے پیش کیا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی چاہے۔ کہ اسے زندگی بھر کوئی سانپ نہ کاٹے۔ تو وہ شخص پچاس دنوں تک روزانہ رات کو سونے سے پہلے ہزار مرتبہ اور صبح اٹھنے کے بعد ہزار مرتبہ ان کلمات مجہولہ کو پرہیز عمومی کے ساتھ پڑھتا رہے۔ پچاس ایام کے بعد وہ تاحیات سانپ کے ضرر سے محفوظ و مامون رہے گا۔ کیونکہ ایسے شخص کو اگر ہزارہا سانپ بھی ڈس لیں۔ تو اُن کے ڈسنے کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ دوران پڑھائی کسی سے قطعًا بات چیت نہ کرے۔ کلمات یہ ہیں ۔

اَربَع حَبًّا مُعطَّلا هِندِی قَطَعَ صُعًا ۔ (کچھ کتب میں **صُنُعًا** اور **ضُعًا** بھی آیا ہے)

2 ۔ صاحب **مجرباتِ دیربی** ؒ اور صاحب **حیات الحیوان** جناب علامہ کمال الدین الدمیری ؒ (م۔ 808ھ) نے ایک رقیہ کا ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے۔ ہر آئینہ انسان کو چاہیے۔ کہ ! اگر کوئی اس افسوں سے فائدہ کا متمنی ہو تو چاہیے۔ کہ یہ رقیہ پڑھ کر ہاتھوں پر دم کر

یں۔ تو بچھو اس کو ڈنک نہیں مار سکے گا۔ اور اگر وہ ڈنگ مارے گا بھی۔ تو کچھ اثر نہ ہوگا۔ بے شک بچھو کو ہاتھ پر رکھ لیں۔ بہر حال رقیہ یہ ہے۔

بسم الله الرحمٰن الرحیم o بسْـمِ اللّٰهِ وَباللّٰهِ وَبِاسْمِ جبْرَآییْلِ وَمِیْکَائِیْلِ کَازِم کَازِمٍ دُبْزا رم فتاد رَامِیَ مُزْنٍ وَشَتِیُ سَتَامَرَا دودا هُوْداهِیَ وَالْمَطَا اَنَا الرَّاقِیُ وَاللّٰهُ الشَّافِیُ الله کافی والمطافی۔

3۔ استاذ الکبیر شیخ علی ابوحی اللہ المرزوقیؒ اپنی کتاب **جواهر العملیات** اور حضرت جبر خلاوی اپنی کتاب **قاهر الارواح** میں فرماتے ہیں۔ کہ جب تم میں سے کوئی شخص بچھو کو دیکھے۔ تو وہ طاق مرتبہ (**5۔7۔9**) یہ دو الفاظ کہہ کر بچھو کی جانب پھونکے۔ وہ دو الفاظ یہ ہیں۔

اَکْرِ یکْمَة۔اُ کَلِّکُمَة۔

بچھو اپنی جگہ سے نہیں ہٹے گا۔ یہاں تک کہ تم اسے مار دو۔ یا ہمت کر کے اپنی ہتھیلی پر رکھ لو۔ اگر ہاتھ پر رکھو گے۔ تو وہ ڈنگ نہیں مار سکے گا۔ اگر ڈنگ مارا بھی۔ تو بچھو کے ڈنگ کا مطلق کوئی اثر نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مارگزیدہ کا شافی علاج :

صاحب قانونِ طلسمات جناب محمد رفیق زاہد صاحب اِس ضمن میں فرماتے ہیں۔ کہ! اپنے اور مخلوقاتِ خُدا کی خدمت کے لئے مندرجہ ذیل کلمات کو محرم الحرام کا چاند دیکھ کر فقط ایک ہزار (1000) مرتبہ کسی تنہا جگہ پر بحالت وضو پڑھ کر زکات ادا کریں۔ تو یہ عمل ایک برس تک قابو میں آجائے گا۔ اِسی طرح ہر سال محرم الحرام کی پہلی شب کو اِسی عمل کی تجدید کرنا پڑے گی۔ اور تجدید عمل سے اِس عمل کی تاثیر میں بھی مسلسل اضافہ ہوتا رہے گا۔ لیکن اِس عمل کی تاثیر کو دائماً برقرار رکھنے کے لئے عامل کو تاحیات ترک حیوانات کا پابند رہنا ہوگا۔ جس دن پابندی ٹوٹی۔ اُسی لمحہ اثر ختم ہو جائے گا۔ کلمات یہ ہیں۔ **سَمُوعٍ . هَمُوعٍ . سَمُوعٍ . سَوسَم . سَوثُون.**

اگر کسی کو سانپ یا بچھو نے کاٹ لیا ہو۔ اور زہر کی وجہ سے زندہ بچنے کی کوئی اُمید بھی نظر نہ آتی ہو۔ یا زہر لگنے کی وجہ سے شدید درد ہو۔ تو اس عالم میں دم توڑتے مریض پر ذیل کے کلمات کو بحالتِ وضو رو بقبلہ سات مرتبہ پانی پر پڑھ کر یہی دَم شدہ پانی مریض یا پھر مریضہ کو پلایا جائے۔ تو مارگزیدہ کو یقینی طور پر شفاء حاصل ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

گنجے پن کا مجرب المجرب عمل :۔

صاحب شموس الانوار فرماتے ہیں۔ کہ! گنجے پن کی مختلف وجوہات ہیں۔ جیسے کہ سب سے بڑی وجہ تو یہ ہے۔ کہ موروثی طور پر کم عمری میں لوگ گنجے پن کا شکار ہو جاتے ہیں کچھ پریشانی کی وجہ سے تو کچھ دماغی کمزوری کی وجہ سے جبکہ کچھ لوگ آب و ہوا یا پھر پانی کی ناموافقت کی وجہ سے اور کچھ لوگ سحر و جادو کی وجہ سے بھی گنجے پن میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ بہر حال سب کے لئے یہ علاج نہایت مفید و نافع ہے۔ بہر حال گنجے پن کے علاج کا مجرب المجرب اور آسان طریقہ یہ ہے۔ کہ!

کسی برتن میں **سورہ بروج** مکمل، **فَلَمَّا اَلْقَوْ قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ط اِنَّ اللّٰهَ سَیُبْطِلُه‘ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ ۔** (**سورۃ یونس نمبر 81**) اور ہفت اسمائے قمر (**لیاخیم ، لیالغو ، لیافور ، لیاروث ، لیاروغ ، لیاروش ، لیاشلش**) اور اسمائے رؤس اربعہ (**مار ز۔ کمطم۔قسورۃ۔ طیکل**) لکھ کر پھر اس برتن میں تھوڑا سا پانی اور روغن زیتون ڈال کر اس برتن میں مہندی بنا کر سات روز تک مسلسل روزانہ لگاتے رہیں۔ اور روزانہ نئی مہندی بنائیں۔ مہندی بن جانے کے بعد یہی سورۃ و آیت اور اسمائے قمر اور رؤسائے اربعہ بھی پڑھیں۔ پھر یہ مہندی لگائیں۔ یہ عمل بروز ہفتہ شروع کریں۔ اور جمعہ کو ختم کریں۔ یہ عمل بارہا کا آزمودہ اور مجرب المجرب عمل ہے۔ صاحب **شموس الانوار** نے اس عمل کی بہت تعریف و توصیف بیان کی ہے۔

منہ کی بدبو کو ختم کرنا :

منہ سے جو بدبو نکلتی ہے۔ یہ بدبو عموماً کلام کرنے اور سانس باہر نکالتے وقت منہ سے نکلتی ہے۔ تو سامنے والے شخص کو بھی محسوس ہوتی ہے۔ اِس بدبو کا سبب دراصل ایک رطوبتِ فاسدہ متعفنہ ہوتی ہے۔ جو پیٹ کے اندر فم معدہ میں پوشیدہ رہتی ہے۔ اِس کا علاج یہ ہے۔

1۔ قرنفل اور ثوم دونوں کو ملا کر پیس کر خالی معدے اور سونے کے وقت روزانہ کھانے سے منہ کی بدبو چند ایام میں ختم ہو گی۔

2۔ برگ گندنا اور حب رند ہر دو کو بارک پیس کر روزانہ دانت، زبان اور تالو پر ملا کریں۔ چند ایام میں بدبو ختم ہو گی۔

کمر اور جوڑوں کے درد کو ختم کرنا :

1۔ کمر و جوڑوں کے درد کے دفیعے کے لئے ہینگ ایک حصہ اور کلونجی ایک حصہ دونوں کو باریک کر کے شہد خردو خالص میں معجون بنا کر صبح، دوپہر

اور رات کو بقدر **4-4** رتی کام میں لائیں۔ مگر کھانے سے کم ازکم دو گھنٹے قبل یا بعد۔ انشاءاللہ آرام ہو جائے گا۔ مجرب ہے۔

2۔ اِسی طرح سے اگر حرمل کو باریک پیس کر روغن زیتون میں مِلا کر آگ پر مثل حلوا بنا دیں۔ اور اِس میں سے تھوڑا تھوڑا ہر روز بوقتِ نہار استعمال کریں۔ ہفتے عشرے ہی میں کمر اور جوڑوں کے درد سے کلی شفاء حاصل ہو گی انشاءاللہ۔

احتلام روکنے کا مجرب طریقہ :

جس مسلمان کو احتلام کی شکایت رہتی ہو۔ تو ایسا شخص سونے سے قبل اپنی ناف پر **عمر** اس طرح سے لکھے۔ کہ اس اسمِ مقدس ومبارک کے ''م '' کا دائرہ ناف کو محیط کر لے۔ پھر اپنے ماتھے پر بھی یہی اسم مبارک لکھے۔ اور آخر میں اپنی دائیں ران پر بیرونی طرف **آدم** اور بائیں ران پر بیرونی طرف **حوا** لکھ لیں۔ انشاءاللہ احتلام سے جان چھوٹ جائے گی۔ یہ عمل اُن مسلمانوں کے لئے ہے۔ جن کو روزانہ احتلام ہو جایا کرتا ہو۔ اور ایسے اشخاص رات کے کھانے میں کمی کر لیں۔

خراٹے بند : خراٹوں کی وجہ سے بعض اوقات بے عزتی اور ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا جس کسی کو خراٹوں کی عادت ہو۔ وہ اپنے تکیہ کے نیچے پھٹکڑی رکھ کر سویا کرے۔ چند ہی راتوں میں خراٹوں کی آواز مدھم ہو جائے گی۔ انشاءاللہ۔ (اسی طرح سے) اگر خراٹے لینے والے کے سرہانے کی جانب یا اُس کے دائیں یا بائیں طرف اُسی کے اپنے جوتے اُلٹے رکھ دیئے جائیں۔ تو رات کو اُس شخص کے خراٹوں کی شدت میں کافی حد تک خراٹے کم ہو جائیں گے۔ ان شاءاللہ۔

اور اگر کسی کو وحشت ناک یا ڈراؤنے خواب آتے ہوں۔ تو پھٹکڑی کو تکیہ کے نیچے رکھنے سے شکایت کا ازالہ ہو جائے گا۔ اور اس قسم کے خواب آنا بند ہو جائیں گے۔ انشاءاللہ۔

رات کو بچوں کا رونا:

علامہ شفق رامپوری صاحب کے متعدد معتقدین کا مجرب طبی نسخہ ہے۔ جو کہ کبھی فیل نہیں ہوا۔ جو بچے رات کو بے دچین و بے آرام رہتے ہیں۔ اور پوری پوری رات روتے رہتے ہیں۔ اذانوں کے بعد سوتے ہیں۔ ایسے بچے دراصل ایک انجانے خوف کی وجہ سے نہیں سو پاتے۔ ان کے لئے ایک بہت ہی آسان علاج حاضر خدمت ہے۔ طاق اعداد میں (**5** یا **7** یا **9**) بکری کے بچوں کی مینگنیاں لے لیں۔ پھر اِن کو دھوپ میں خشک کر کے ایسے بچوں کے سرہانے رکھ دیں۔ بچہ رات کو پرسکون سو جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ نہ کچھ پڑھنا پڑھانا، نہ کوئی خاص دن وقت اور پرہیز۔ بس مینگنیاں رکھ دیں۔ ماں اور بچے آرام کی نیند پائیں۔ انشاءاللہ۔

موھکے یعنی مسے ختم کرنا :

حضرت کاش البرنیؒ اپنے ماہنامہ روحانی دنیا میں بعنوان چہرے، پشت یا جسم کے کسی بھی حصے وغیرہ کے تحت اپنا مجرب المجرب طریقہ بیان فرماتے ہیں۔ علاج کے طور پر بعض لوگ گھوڑے کا بال باندھ کر یا صراحی سے مسوں یا موہوں کو کاٹتے ہیں۔ جس سے نہ صرف سخت تکلیف ہوتی ہے۔ بلکہ خون بھی نکلتا ہے۔ اور خطرہ ضعف وغیرہ ہوتا ہے۔ ہمارے اس عمل سے بلا تکلیف ہمہ اقسام موہکے یا مسے جھڑ جاتے ہیں۔ اعمال کے منکر اس عمل آزما کر دیکھ لیں۔ ترکیب عمل یہ ہے۔ کہ! نئے مونجھ کی غیر مستعمل نئی رسی لے کر صاف کر لیں۔ مونجھ یعنی وہ رسی جس سے چار پائی بُنی جاتی ہے۔ بان فروش سے یہ رسی بآسانی مل جائیگی۔ اس رسی پر اس طرح عمل کریں۔ کہ جتنی تعداد میں مسے ہوں۔ جن کو دور کرنا مطلوب ہو۔ اس رسی پر اتنی ہی گانٹھیں (گرہیں) دینی ہیں۔ گانٹھ یا گرہ دیتے وقت مریض مسے پر انگشت شہادت رکھے۔ اور عامل یہ آیت پڑھے۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۔ (سورۃ انعام آیت نمبر ۴۵)

صرف اتنا کلمہ (یعنی آیت) اور او پر دم کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ پھر دوسرے مسے پر انگشت شہادت رکھے۔ اور عامل مذکورہ آیت کا یہی حصہ دوبارہ پڑھے۔ اسی طرح جتنے مسے یا موہکے ختم کرنے کی ضرورت ہو عمل کرتے جائیں۔ بعدہٗ عمل کر کے اس رسی کو لپیٹ لیں۔ اور کسی اروڑی یعنی گندے سے ملبے کے ذخیرے کے اندر دبا دیں۔ جہاں کم ازکم یہ (مونجھ) دو ہفتے تک دبی رہے۔ اس سے پہلے ہرگز رسی نہ نکالیں۔ تین چار روز کے بعد مسے ازخود گرنے شروع ہو جائیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ اور جلد بھی صاف ہو جائی گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

خارش، دُنبل وورم سے نجات کا دیسی طریقہ:

اگر کسی کے دُنبل، ورم، خارش یا سوزش ہو۔ تو ایسے شخص کو چاہیئے۔ کہ علی الصُباح نہار منہ اپنے منہ کا لعاب متاثرہ جگہ پر لگائے۔ اس چھوٹے عمل سے وہ شخص دُنبل، ورم، خارش یا سوزش سے آرام وسکون حاصل کرے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

دمل اور پھوڑوں سے حفاظت :

شمس المعارف میں ہے۔ کہ شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے اپنی کتاب **عوارف المعارف** میں فرمایا۔ کہ جو شخص نماز عصر کے بعد **سورۃ بروج** کو ہمیشہ پڑھتا رہے۔ تو وہ دمل اور پھوڑوں کی بیماری سے دائمی محفوظ رہے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

نکسیر سے حفاظت کا عجیب عمل :

جس شخص کو نکسیر کثرت سے آتی ہو۔ تو ایسے اشخاص کے لئے چند مفید چٹکلے پیشِ خدمت ہیں۔

- ☆ وہ شخص خود یا کوئی دوسرا بندہ ءخدا نکسیر کے مریض کے خون سے اس کے ہاتھ پر اس کا نام لکھ کر آنکھوں پر رکھے۔ تو نکسیر فوراً رُک جائے گی۔
- ☆ اور اگر وہی مریض اسی لکھے ہاتھ کی مٹھی بنا کر بند کر دے۔ پھر دونوں ہاتھوں کی چھنگلی اور ساتھ والی انگلی کھول دے۔ تو بھی نکسیر بند ہو جائے گی ا۔ نشاءاللہ تعالیٰ۔
- ☆ وہ شخص خود یا کوئی دوسرا بندہ ءخدا نکسیر کے مریض کے خون سے اس کے ماتھے پر اس کا نام لکھ لے۔ تو نکسیر فوراً رُک جائے گی۔

عُسر بول کا مجرب علاج :

علامہ دمیریؒ عسرِ بول کے مرض کے علاج کے ضمن میں اس طریقہ کو بہت ہی زیادہ مجرب اور آزمودہ گردانتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ کسی پاک وصاف بغیر لائن وڈیزائن کی طشتری پر مندجہ ذیل آیات لکھ کر اور پانی سے دھو کر عسر بول کے مریض کو پلائیں۔ اور اس عمل کی تین سے پانچ روز تک مسلسل تکرار کریں۔ تو عسر بول کا مریض دائمی صحت وشفاء پائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ **اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ط o وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ م بِیَمِیْنِہٖ ط سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ o رمص نفح و شفوا بفضل اللہ عز و جل.**

سدر کا علاج :

صاحبِ **کتاب الرحمة فی الطب والحکمة** جناب علامہ عبدالرحمٰن جلال الدین السیوطی الشافعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! اگر کسی انسان کی حالت اُٹھتے وقت ایسی ہو جائے۔ کہ آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا جائے۔ اور سر چکرا کر گرنے کی سی کیفیت ہو جائے۔ بلکہ بعض اوقات تو گر پڑے۔ تو ایسی بیماری کو "**سدر**" کہتے ہیں۔ اور اِس کا سبب خلط صفراوی ہے۔ جو کہ دراصل معدہ میں بند ہوتی ہے۔ علاج اِس مرض کا یہ ہے۔ کہ! سدر کے مریض کو صبح کے وقت نہار منہ لیموں کا تازہ رَس نکال کر اُس میں حسبِ ضرورت میٹھا ملا کر پلائیں۔ اور روزانہ قے کرائیں۔ تا کہ خلط صفراوی باہر نکل آئے۔ یاد رہے۔ کہ اِس مرض کے دوران گرم وتیز (**Spicy**) چیزوں سے پرہیز کریں۔ خوراک میں گندم کی روٹی کے ساتھ تازہ گائے کا دودھ پلایا کریں۔ چند ہی ایام میں بہتری ہو جائے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

کان کے بہرے پن اور درد کا علاج :

عموماً کان میں سردی پہنچنے سے کان کے اندرون ایک قسم کا سدہ پڑ جاتا ہے۔ جس سے کان کے درد یا بہرے پن کا عارضہ واقع ہو جاتا ہے۔ اِس کا علاج یہ ہے۔ کہ! روغن زیتون لے کر اس میں تھوم، فلفل، مصطگی اور قرنفل تھوڑا تھوڑا مگر مساوی الوزن ڈال کر نرم آگ پر پکائیں۔ یہاں تک کہ سفید سی جھاگ آنے لگے۔ پھر آگ پر سے اُتار لیں۔ اب دن میں وقفے وقفے سے چار مرتبہ اِس کے پانچ قطرے کان میں ٹپکائیں۔ اور رات کے وقت اِسی دواء کے تین قطرے متاثرہ کان میں ٹپکائیں۔ اور ساتھ ہی روئی کے ایک پھویہ پر یہی دواء لگا کر سو جائیں۔ یاد رہے۔ کہ اگر متاثرہ کان دایاں ہے۔ تو بائیں کان کو نیچے رکھ کر سوئیں۔ یا بصورتِ دیگر۔۔۔ اور صبح کے وقت پھویہ نکال دیا کریں۔ اُمید ہے۔ کہ تین ایام ہی میں آرام وسکون ہو جائے گا۔ ورنہ ہفتے عشرے تک تو لازمی بہرہ پن اور کان کا درد بہر صورت دفع ہو ہی جائے گا۔ انشاءاللہ۔ یہ طریقہ بارہا کا مجرب طریقہ ہے۔

لقوہ کا شافی علاج :

لقوے کے مریض کو حکم دیں۔ کہ وہ اپنے پاؤں کے بل بیٹھ جائے۔ تو دیکھیں۔ کہ لقوے کے اثرات چہرے کے دائیں طرف ہیں یا بائیں طرف؟ اگر تو مریض کا دایاں جبڑا متاثر ہوا ہے۔ تو ذیل کے اسمائے طلسمات کو بائیں گال کی طرف گیارہ مرتبہ پھونکیں۔ اور اگر بایاں جبڑا ہو۔ تو اسمائے طلسمات کو مریض کے دائیں طرف کے جبڑے پر گیارہ مرتبہ پھونکیں۔ بفضلِ خُدا اِس عمل کی برکت سے فوراً ہی متاثرہ طرف کے مخالف جبڑے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر نہایت ہی احتیاط سے مریض کے تالو یعنی اوپری جانب منہ کے اندر یں دبائیں۔ ایسا کرنے کی وجہ سے اپنے مقام سے ٹل جانے والے جبڑے کی ہڈی تالو کے ساتھ اپنے مقام پر جا بیٹھتی ہے۔ اسمائے طلسمات یہ ہیں۔

شا اردالغ شارذ هالغ فلنعا فس جلنعا فس غا فف شها نف مم از قا لغ و ظهلقا قس ملعلفا قس یا سقفلعا لم سققلها ظوا غلقا زا مم ففا هش ففا غش فا عنلا جس فا عنلا فغ لها ذرا شغ لا درا شا ۔

عمل حفاظت از بدشگونی وناقص وہم :

۱ ۔ آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! جس کو بدشگونی اس کو کسی کام سے روک دے۔ تو اس شخص نے شرک اختیار کیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ! یارسول اللہ ﷺ! بدشگونی کے تدارک کی کیا تدبیر ہے؟ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ اس کی تدبیر ہے۔ کہ یہ کلمات کہہ لے۔ **اللهم لا طیر الا طیرک ولا خیر الا خیرک ولا اله غیرک** ۔ اس کے بعد اپنے روزمرہ کے کاموں میں مصروف ہو جائے۔

۲ ۔ علامہ کمال الدین الدمیریؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب حیات الحیوان میں رقم طراز ہیں کہ ! مفتاح السعادۃ میں مذکور ہے کہ! طیرہ یعنی بدشگونی اُسی کو نقصان پہنچاتی ہے۔ جو اِس سے ڈرتا ہے اور خائف رہتا ہو۔ اور جو اِس کی پرواہ نہیں کرتا۔ اِس کا کچھ نہیں بگڑتا۔ بالخصوص جب اِس کو دیکھ کر یہ دعا پڑھ لی جائے۔ تو نقصان کا کچھ بھی اندیشہ نہیں رہتا۔ **اللهم لا طیر الا طیرک ولا خیر الا خیرک ولا اله غیرک. اللهم لا یأتی بالحسنات الا انت ولا یذهب بالسیئآت الا انت ولا حول ولا قوة الا بالله**۔

جو شخص طیرہ کا اہتمام و خیال کرتا ہے۔ تو یہ اس شخص کی جانب تیزی کے ساتھ بڑھتا ہے۔ جس تیزی سے سیلاب کا پانی کسی ڈھلان کی جانب بڑھتا ہے۔ اور ایسے شخص کے قلب میں وساوس کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور شیطان اُس کے ذہن میں ایسی قریب و بعید مناسبتیں اور اوہام لا کھڑی کرتا ہے۔ جس سے انسان کا عقیدہ دینی بگڑ جاتا ہے اور زندگی خراب ہو جاتی ہے۔

مجرب عمل برائے حصول اولاد:

ویسے تو اولاد نہ ہونے کی کافی وجوہات ہیں۔ لیکن اگر مرد یا عوت ہر دو میں نقص کی ظاہری طور پر نشاندہی نہ ہو سکے۔ تو پھر ایسے ضرورت مندوں کو چاہیے۔ کہ اس یقینی عمل سے کام لیں۔ کیونکہ اس عمل کی کی ایک بڑی خاصیت وافادیت یہ بھی ہے۔ کہ جس بھی عورت کو عقم کا مرض ہو۔ تو اس عمل کی برکت سے بفضلِ تعالیٰ اس کا عقم دفع ہو ہی جاتا ہے۔ عروج ماہ میں اتوار یا جمعرات کے دن پہلی ساعت میں دو کاغذ لیں۔ ایک کاغذ پر 1 لکھیں اور اطراف میں دائرے کے طور پر کے طور پر سورۃ فجر لکھیں۔ اس عمل میں ناطقہ حروف کام کرتے ہیں۔ یعنی ابجد میں جن حروف پر نقطے ہوں۔ حروف ناطقہ یہ ہیں۔ ب. ج. ز. ی. ن. ف. ق. ش. ت. ث. خ. ذ. ض. ظ. غ. ان کی تعداد 15 اور اعداد 5452 بنتے ہیں۔ سورۃ فجر لکھنے کے بعد ان حروف ناطقہ کو اس انداز میں کشادہ کر کے لکھیں۔ کہ سورۃ فجر کے بنے ہوئے دائرے کو احاطے میں لے لیں۔ اب اس کے بعد ایک گول لکیر ان کے گرد کھینچیں۔ اس کے بعد دوسرے نقش پر ’’2‘‘ لکھ طریقہ مذکورہ کے مطابق لکھیں۔ ہر دو نقوش کے دائرے وار ترتیب ایسی ہو۔ کہ یہ اوپر نیچے دونوں کاغذ ملنے پر ٹھیک ٹھیک فٹ اور فکس ہو سکیں۔

نقشِ اول

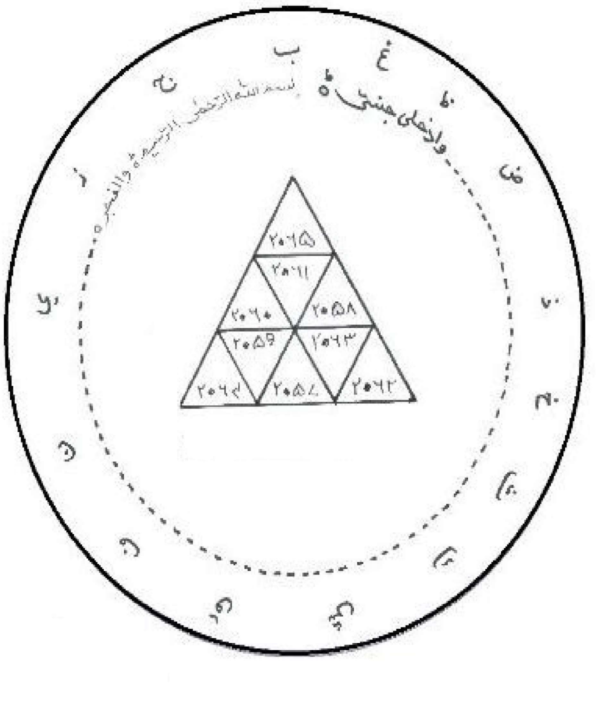

نقشِ دوئم

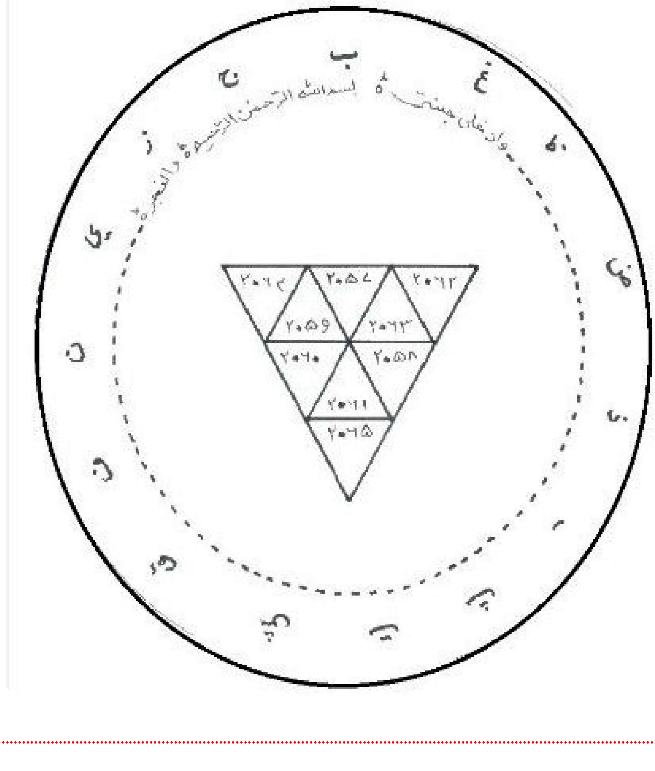

اب ان دونوں نقوش کرواو پر تلے والی پوزیشن میں ہی سورۃ آل عمران میں کسی جگہ رکھیں۔ بوقت قربت ومجامعت نقش ’’اول‘‘ عورت کو مرد کمر میں اور نقش ’’دوئم‘‘ کو اپنی کمر میں باندھے اسی طرح سے بوقت قربت اپنے اپنے تعویزات (نقوش) پہنیں بعد فراغت یہ نقوش اتار کر کسی محفوظ جگہ پر رکھ دیا کریں چند ہی عشروں میں حمل ضرور بالضرور قرار پائے گا انشاء اللہ تعالیٰ جب حمل قرار پا جائے تب بھی یہ نقوش محفوظ رکھیں بعد وضع حمل ان نقوش کو پانی میں دھوکر بہا دیں۔ چونکہ حمل کا قرار پانا دنیا و مافیہا کے خزانہ ملنے سے کم نہیں۔

عشق مٹانے یا محبوب کو بھلانے کا عمل وعلاج :

کسی شیشے کی تشتری (بغیر لائن وڈیزائن وغیرہ) میں آیت الکرسی (شروع میں تسمیہ اور آخر میں معشوق کا نام) مشک، زعفران اور عرقِ گلاب سے لکھ کر کھلے آسمان کے نیچے ستاروں کی روشنی میں رکھنا ہے۔ اور صبح کے وقت عرقِ گلاب سے اس تحریر کو دھوکر عاشق کو پلانا ہے۔ اسی عمل کی کم از کم پانچ سے سات یا نو ایام تک تکرار کرنی ہے۔ عاشق چاہے۔ کتنا ہی اپنے عشق میں مستغرق ہو۔ وہ اپنے معشوقِ مجازی کو لازمی بھلا ہی بیٹھے گا۔ (ان شاءاللہ) جس کے بعد اسے نہ صرف تسلی ہو جائے گی۔ بلکہ اُس کے قلب کو قرار وسکون میسر ہو جائے گا۔ ان شاءاللہ۔

مجرب عمل برائے حفاظت جان :

ابو محمد عبداللہ بن یحیٰی ابن ابی الہیشم المصعبی ؒ۔ جو کہ امام شافعی ؒ کے اصحاب میں سے بہت بڑے عالم و صالح بزرگ تھے۔ اُن کا بیان ہے۔ کہ! ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے (قتل کی نیت سے) مجھ پر زوردار حملہ کیا۔ اور تلواروں سے بہت سارے وار کئے۔ مگر مجھ پر تلواروں کا ذرہ بھر بھی کوئی اثر نہیں ہوا۔ جب اُس بزرگ سے وجہ دریافت کی گئی۔ تو اُنہوں نے فرمایا۔ کہ اُن کے حملے کے وقت میں یہ آیتیں پڑھ رہا تھا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o ولا یئوده حفظهما وهو العلی العظیمo (سورہ بقرہ۔آیت نمبر255)و یر سل علیکم حفظة۔ (سورہ انعام۔آیت نمبر61)ان ربی علی کل شیء حفیظ۔ (سورہ ھود۔آیت نمبر57)فا للـه خیر حافظا وهو ارحم الراحمین۔ (سورہ یوسف۔آیت نمبر64)له معقبٰت من بین یدیه ومن خلفه یحفظونه من امر الله۔ (سورہ رعد۔آیت نمبر11)انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحا فظون۔ (سورہ حجر۔آیت نمبر9)و حفظنا ها من کل شیطٰن الر جیم۔ (سورہ حجر۔آیت نمبر 17)وجعلنا السماء سقفا محفوظا۔ (سورہ انبیاء۔آیت نمبر32)وربك علی کل شیء حفیظ۔ (سورہ سباء۔آیت نمبر 21)و حفظا من کل شیطٰن مارد۔ (سورہ الصافات۔آیت نمبر17)و حفظا ذالك تقدیر العزیز العلیم۔ (سورہ فصلت۔آیت نمبر12)الله حفیظ علیهم وما انت علیهم بو کیل۔ (سورہ شورٰی۔آیت نمبر6)وان علیکم لحا فظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون۔ (سورہ انفطار۔آیت نمبر10 تا12)ان بطش ربك لشدید۔ انه هو یبدیء و یعید وهو الغفور الودود ذوالعرش المجید۔ فعال لما یرید۔ هل اتاك حدیث الجنود فرعون وثمود بل الذین کفروا فی تکذیب۔ والله من ورآئهم محیط م بل هو قرآن مجید فی لوح محفوظ۔ (سورہ بروج۔آیت نمبر12 تا22)ان کل نفس لما علیها حافظ۔ (سورہ طارق۔آیت نمبر4)

ایک روز ابو محمد عبداللہ بن یحیٰی ابن ابی الہیشم المصعبی ؒ ایک جماعت کے ہمراہ نکلے۔ وہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے ایک بھیڑیئے کو ایک دُبلی پتلی بکری کے ساتھ کھلنڈریاں کرتے ہوئے دیکھا۔ جو اُس بکری کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا رہا۔ جب ہم قریب پہنچے تو بھیڑیا بھاگ گیا۔ بکری کے پاس جا کر دیکھا۔ تو اس کی گردن میں ایک تعویذ بندھا ہوا تھا۔ جب اس تعویذ کو کھول کر دیکھا۔ تو اس میں بھی یہی آیات لکھی ہوئی تھیں۔

حفاظتِ جان کا عظیم الشان عمل :

حافظ ابوزراعہ رازیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! شہر جرجان میں ایک مرتبہ شدید آگ لگ گئی۔ اس حادثہ میں نو ہزار گھر جل کر خاکستر ہو گئے۔ اور ان گھروں میں موجود قُرآنِ کریم کے بھی نو ہزار نسخے آگ کی نذر ہو گئے۔ مگر حیرت کی بات یہ ہے۔ کہ قرآنِ پاک کے تمام نسخوں میں موجود مندرجہ ذیل آیات نہیں جلیں۔ بلکہ بالکل محفوظ رہیں۔ وہ آیات یہ ہیں۔ (شروع میں ایک مرتبہ تسمیہ ضرر لکھیں)

ذالك تقدیر العزیز العلیم۔ (سورہ انعام ۔ آیت نمبر 96) ولا تحسبن الله غافلا عما یعمل الظالمون۔ (سورہ ابراھیم ۔ آیت نمبر 42) وان تعدا نعمت الله لا تحصوها۔ (سورہ نحل ۔ آیت نمبر 18) و قضٰی ربك ولا تعبدو الا ایاہ۔ (سورہ اسراء ۔ آیت نمبر 23) تنزیلا ممن خلق الارض والسمٰوات العُلٰی۔ الرحمٰن علی العرش استوٰی۔ له ما فی السمٰوات وما فی الارض وما بینهما وما تحت الثرٰی۔ (سورہ طٰہٰ۔ آیت

نمبر 4تا6) **یوم لا ینفع مال و لا بنون ۔ الا من اتی اللہ بقلب سلیم ۔** (سورہ شعراء۔ آیت نمبر 88 تا89) **ا ئتیا طوعا او کرھا قالتا اتینا طائعین ۔** (سورہ فصلت ۔ آیت نمبر11) **الا الی اللہ تصیر الامور ۔** (سورہ شوریٰ ۔ آیت نمبر53) **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ۔ ما ارید منھم من رزق وما ارید ان یطعمون ۔ ان اللہ ھوالرزاق ذوالقوۃ المتین ۔** (سورہ زاریات ۔ آیت نمبر 56 تا58) **وفی السماء رزقکم وما توعدون۔ فو رب السماء والارض۔ انہ لحق مثل ما انکم تنطقون۔** (سورہ زاریات ۔ آیت نمبر 22 تا23) **و علی اللہ فلیتوکل المؤمنون ۔** (سورہ مجادلہ۔ آیت نمبر 10)

آ گے فرماتے ہیں ۔ کہ! اگر یہ آیتیں کسی سامان، دوکان، مکان وغیرہ میں حفاظت کی غایت ونیت سے رکھی جائیں ۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل وکرم اور اِن آیات کی برکات سے حفاظت فرماتا ہے ۔ اور یہ آیات مفید و منتفع ہونے کے ساتھ ساتھ بارہا کی آزمودہ ہیں ۔

مصائب سے خلاصی اور قید سے رہائی کی مجرب دُعا :

1 ۔ جب حضرت امام موسیٰ کاظمؒ مقید تھے ۔ تو ایک دن کوتوال اُن کی رہائی کا پروانہ لے کر حاضر ہوا ۔ تو حضرت امام موسیٰ کاظمؒ نے کہا ۔ کہ دیکھو! میں تمھیں ایک راز بتاتا ہوں ۔ ایک رات میں سو رہا تھا ۔ کہ حضرت نبی مُکرم رحمۃ اللعالمین ﷺ (میرے خواب میں) تشریف لائے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اے موسیٰ! تمھیں ظُلماً قید کر دیا گیا ہے ۔ (اگر) تم یہ دعا پڑھا کرو ۔ تو تم یہ رات بھی قید خانے میں نہیں گزار سکو گے ۔ کہ رِہا کر دیئے جاؤ گے ۔ (انشاءاللہ) ۔ اور وہ دعا یہ ہے ۔

یا سامع کل صوت یا سابق کل فوت ویا کاسی العظام لحما و منشرھا بعد الموت . اسئالک باسمآئک العظام و باسمک الا عظم الاکبر المخزون المکنون الذی لم یطلع علیہ احد من المخلوقین . یا حلیما اذا ناۃ لا یقدر علیٰ اناتہ . یا ذالمعروف الذی لا ینقطع معروفہ ابدا ولا یحصی لہ عددا فرج عنی .

پھر اس کے بعد وہی ہوا ۔ جس حالت میں کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو ۔ یعنی تم میری رہائی کا پروانہ لے کر آئے ۔ یہی دعائے مبارکہ کتاب حیات الحیوانات اور کتاب عامل کامل (پیر سید وارث علی شاہ لائلپوریؒ) میں مذکور ہے ۔

2 ۔ ایک شخص کو قید ہوگئی ۔ اور وہ بیس سال تک قید میں رہا ۔ کہ ایک رات وہ اپنے اہل وعیال کو یاد کر کے بیٹھا ہوا رو رہا تھا ۔ کہ دفعتًا ایک پرندہ قید خانہ کی دیوار پر آ کر بیٹھ گیا اور ایک دعا پڑھنے لگا ۔ وہ قیدی اُس دعا کو غور سے سُنتا رہا ۔ اور اسے یاد کر لیا ۔ اِس کے بعد وہ شخص تین ایام تک اُسی دعا کو پڑھتا رہا ۔ وہ قیدی کہتا ہے ۔ کہ جب تیسرے دن ورات کو وہ دعا پڑھتے پڑھتے سوگیا ۔ جب صبح وہ اُٹھا ۔ تو اُس نے خود کو سینکڑوں میل دور اپنے گھر کی چھت پر پایا ۔ نیچے اُترا تو اُس کی بیوی اپنے شوہر کی بدلی ہوئی ہیئت اور بدحالی کو دیکھ کر گھبرا گئی ۔ لیکن جب اس نے غور سے دیکھا ۔ تو اپنے گم شُدہ شوہر کو پہچان لیا ۔

وہ شخص کچھ عرصہ تک گھر میں رہا ۔ پھر ادائیگی حج کے لئے حجاز چلا گیا ۔ جب وہ شخص دورانِ طواف اس دعا کو پڑھ رہا تھا ۔ تو اچانک ایک ضعیف العمر بزرگ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا ۔ اور دریافت کیا ۔ کہ تم کو یہ دعا کہاں سے مِلی؟ کیونکہ یہ دعا تو بلادِ روم میں ایک پرندہ آڑتے ہوئے پڑھا کرتا ہے ۔ اس شخص نے اُن بزرگ ہستی کو اپنے قید و بند کی تمام صورتِ حال اور اِس دعا کو پرندے کے ذریعے سیکھنے کا پورا واقعہ تفصیل سے بتایا ۔ یہ سُن کر اِس بزرگ نے فرمایا ۔ کہ اس دعا کی یہی تاثیر ہے ۔ پھر میں نے اس بزرگ سے نام دریافت کیا تو اِنہوں نے فرمایا کہ میں خضرؑ (بنی اسرائیل کا نبیؑ) ہوں ۔ وہ پرتاثیر وسریع الاثر دعا یہ ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo اللھم انی اسئلک یا من لا تراہ العیون ولا تخالطہ الظنون ولا یصفہ الواصلون ولا تغیرہ الحوادث ولا یخشی الدوائر یعلم مثاقیل الجبال ومکاییل البحار وعدد قطر الامطار وعدد ورق الاشجار وعدد ما اظلم علیہ اللیل واشرق علیہ النھار ولا تواری منہ سماء ولا ارض ارضا ولا بحر الا یعلم مافی قعرہ و لا جبل ولا سھلہ ولا بحر الا یعلم ما فی قعرہ وساحلہ . اللھم انی اسئلک ان تجعل خیر عملی آخرہ وخیر عمری آخرہ وخیر عملی خواتمہ و خیر ایامی یوما القاک فیہ انک علی کل شئی قدیر o اللھم من عادانی فعادہ ومن کادنی فکدہ وو من بغی علی بھلکۃ فاھلکہ ومن ارادنی بسوء فخذہ واطفی عنی نار من اشب لی نارھوا کفنی ھم من ادخل علی ھمہ وادخلنی فی درعک الحصینۃ واسترنی بسترک الوافی یا من کفانی کل شئی اکفنی ما اھمنی من امر الدنیا والآخرۃ و فعلی بالتحقیق یا شفیق یا رفیق فرج عنی کل ضیق ولا تحملنی مالا اطیق انت الٰھی الحق الحقیق یا مشرق البرھان یا قوی

الارکان یامن رحمته فی کل مکان وفی هذا المکان یا من لا یخلوامنه مکان احرسنی بعینک التی لا تنام واکنفنی فی کنفک الذی لا یرام انه قد تیقن قلبی ان لا اله الا انت وانی لا اهلک وانت محی یا رجائی فبقدرتک علی یا عظیما یرجٰی لکل عظیم یا علیم یا حلیم انت بحاجتی علیم وعلٰی خلاصی قدیر وهو علیک یسیر فامنن علی بقضآئها یا اکرم الاکرمین ٥ویا اجود الاجودین ویا اسرع الحاسبین ویا رب العالمین. ویارحم الراحمین. یا ارحم الراحمین. یا ارحم الراحمین . ارحمنی وارحم علٰی جمیع المذنبین من کل امة سیدنا محمد رسول الله صلی الله علیه واله واصحابه وسلم.انک علی کل شئی قدیر ٥اللهم استجب لنا کما کما استجبت لهم برحمتک عجل علینا بفرج من عندک بجودک وکرمک وارتفاعک فی علو سمآئک یا ارحم الراحمین. یا ارحم الراحمین. یا ارحم الراحمین .یا ارحم الراحمین. انک علی ما تشآء قدیر ٥ وصلی الله تعالٰی علی خیر خلقه سیدنا محمد خاتم النبیین وعلی اله و صحبه اجمعین٥

3۔ حضرت مولانا مولوی حقی نازلیؒ اپنی یگانہء روزگار تصنیف بنام ”خزینۃ الاسرار“ میں فرماتے ہیں کہ! جو شخص الحمد شریف کو 121 ایک سو اکیس مرتبہ پڑھے۔ اگر وہ قید میں ہے۔ (تو وہ سورہ فاتحہ کی برکت سے آزاد ہو جائے گا۔ انشاءاللہ) اور اگر اُس کے پاؤں میں بیڑیاں لگی ہوئی ہوں۔ اور وہ شخص دس 10 مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر بیڑیوں پر تھوکے۔ تو بیڑیاں کھل جائیں گیں۔ انشاءاللہ۔ اور اِس کا تجربہ کیا گیا۔ تو اِس عمل کو صحیح پایا۔

4۔ جامع راحت القلوب جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ اپنے پیر و مرشد حضرت بابا فرید گنج شکرؒ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص کسی ظالم کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا ہو۔ وہ یہ آیت پڑھے۔

ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمین ٥ ونجنا برحمتک من القوم الکٰفرین ٥

تشخیصِ سحر کے مجرب طلسماتی اعمال :

1۔ سمائے ذیل کو صاف شفاف پانی پر پھونک کر سحر زدہ مریض کو پلائیں۔ پانی پینے کے فوراً ہی بعد مسحور کو ایک جدید آئینہ دے دیں۔ جس میں صرف وہ خود دیکھے۔ اور اُسے تاکید کریں۔ کہ بغور وخوض آئینہ میں اپنا چہرہ ملاحظہ کرے۔ اگر تو اِس مریض پر سحر و جادو ہوا ہوگا۔ تو اِس شخص کو اپنا ہی چہرہ نہایت مُہیب نظر آئے گا۔ بلکہ ظاہری شکل وصورت کے بجائے ایک خوفناک حبشی انسان کی طرح کا مسخ ومکروہ اور سیاہ رنگ کا چہرہ نظر آئے گا۔ جس سے کہ مریض خوفزدہ ہو جائے گا۔ اور ممکن ہے۔ کہ ایک دفعہ آئینے میں اِس شکل وصورت کو دیکھ کر دوبارہ دیکھنے کی ہمت ہی نہ کر سکے۔ بار ہا اِس عمل کا میں (ماہر طلسمات رفیق زاہد صاحب) نے تجربہ کیا ہے۔ اسماء یہ ہیں۔

کَمَا صَو صَیًا عَو طَلِ طَلا عَطًا عفطًا صَا طًا طَاغطًا عَثُو ثًا حُرِّ متًا مُکِبًّا صَیرًا هَیَا مَرُوالِٰی رَبِّهَا نَا ظِرَةً وَ وَجُو ُهٌ یَو ُ مَـئِذٍ غَا بِرَةً وَار ُقِدُو ُا تَا مَةً حَصَا صَیحَنًا رَیَا شِیفًا عَقبًا خَر جًا اَملِیخَثًا تَملِیخَثًا ا َمَا لُه ُ بِحَقِّ هٰذِه الاَسمَآءِ مِنَ السِحرِ اَتوَ کَّلُ یَا عَبدَالنَّا رِ حَرِّق وُجُو هِکَ وَالنَوَاصِیکَ وَالاَقدَا مِ مُحَا رِقًا صَطَا صُو صِیًّا صُو صَرِیًّا بِمَا عِمًا خَوَا طِفقًا شَا لِهًا .

2۔ جس شخص یا مریض کو اِس بات کا شبہ ہو۔ کہ اُس پر سحر و جادو کا اثر ہے۔ تو تشخیص کے لئے عامل ایسے شخص کو اپنے رُوبرو بٹھائے۔ اور ذیل کے اسمائے طلسمات کو سات مرتبہ پڑھ کر پہلے اُس سحر زدہ کے چہرے پر دم کرے۔ پھر دونوں کانوں پر سات سات مرتبہ، پھر ناک کے دونوں نتھنوں پر، پھر دونوں آنکھوں پر، پھر دونوں بازوؤں پر اور پھر دونوں ٹانگوں پر، پھر سات مرتبہ سر پر اور آخر میں سحر زدہ کے سینہ پر دل کے مقام پر سات مرتبہ تلاوت کر کے پھونکتا جائے۔ اور اِس کے بعد 7 ہی مرتبہ صاف شفاف پانی پر 7 مرتبہ تلاوت کر کے سحر زدہ کو یہ پانی پلائیں۔ اگر تو اِس مریض پر سحر و جادو کا اثر ہوا۔ تو اس پانی کے حلق سے اُترتے ہی وہ مریض غش کھا کر زمین پر گر کر لوٹ پوٹ ہونا شروع کر دے گا۔ عامل کو چاہیئے۔ کہ مریض کی اِس حالت پر فکر و اندیشہ یا کسی قسم کی تشویش کو قلب میں جگہ نہ دے۔ بلکہ مریض کے سامنے انہیں اسمائے طلسمات کو بلند آواز سے پڑھتے پڑھتے اُس کے جسم پر بھی پھونکتا جائے۔ کچھ ہی لمحات کے بعد مریض پر سے یہ کیفیت ختم ہو کر اُس کی طبیعت متلانے لگے گی۔ اور نتیجے میں مریض کو قے آنا شروع ہو جائے گی۔ یاد رہے۔ کہ قے آنے سے پہلے عامل ایک صاف سُتھرا اور بڑا سا تھال وہاں رکھ لے۔ جس میں مریض کی قے کو جمع کیا جا سکے۔ اب عامل جب دیکھے کہ قے آنا بند ہو گئی ہے۔ تو عامل قے کے پانی میں بغور دیکھتے ہی ورطہ حیرت میں گم ہو جائے گا۔ کہ قے کے پانی کے اندر خون کے منجمد ٹکڑے، جلی ہوئی راکھ کے ذرات، پرانے کاغذات کی صورت میں تعویذات اور غلیظ ومکروہ قسم کا عجیب وغریب مواد نظر آئے گا۔ اور قے کا پانی گرم اور جھاگ دار ہوگا۔ جس میں آگ اور دھوئیں کا دبیز سا غُبار نمایاں طور پر دیکھنے میں آئے گا۔ اور مسحور اُس وقت تک مسلسل قے کرتا رہے گا۔ جب تک کہ سحر و جادو کا

تمام اثر مکمل طور پر باطل ہوکر مسحور کے جسم وجاں سے خارج نہ ہوجائے۔ اِس عمل کے بعد واقعتاً مسحور کو ایک نئی زندگی مِل جاتی ہے۔ کیونکہ وہ مکمل طور پر ہرقسم کے سحر وجادو سے آزاد ہو چکا ہوتا ہے۔ اسمائے طلسمات حسبِ ذیل ہیں۔ **اَیَا تَعَا لُوا کَلِمَۃً ھَیًّا نُوا مَجَا نُوا عَظِیمَۃً وَ یَنُوا بِھَا السِّحرُ الکُلِیّۃِ وَالجز ئِیَّۃِ وَ اَمَدَّ فِی مِنَ العَینِ وَالبَلَآءِ ترُوسًا تکرًّا بِمَا یلوَو قٌ اَعُو ذُ مِسمِینًا مُھَیمِنًا فِی الاَرضِ وَالسَّمَآ ءِ بِحَقّ انه من سلیمٰن ا نه بسم الله الر حمٰن الر حیمo العجل. الوحا. الساعة۔**

انسان کے طبی فوائد (علامہ کمال الدین الدمیریؒ ۔شہرہ آفاق کتاب حیات الحیوان)

۱۔ انسانی بالوں کو جلا کر عرق گلاب میں مِلا کر عورت اپنے سر میں رکھ لے۔ تو اُس عورت کو دردزہ کے وقت ولادت میں آسانی ہوگی۔ انشاءاللہ۔

۲۔ انساں کا تھوک (صبح نہار منہ) سانپ کے منہ میں تھوکنے سے سانپ اُسی وقت مرجائے گا۔ انشاءاللہ۔

۳۔ اگر کوئی عورت پہلے سال کے بچے کے دانت کو باندھ کر اپنے جسم کے ساتھ لٹکا لے۔ تو وہ عورت حاملہ نہ ہوگی۔ انشاءاللہ۔

۴۔ اگر کسی کی آنکھ میں پھولا ہو جائے۔ تو انسانی پیٹ سے اخراج شدہ کیڑوں کو سکھا کر باریک پیس کر بطور سرمہ استعمال کر لے۔ تو یہ شکایت رفع ہو جائے گی۔ انشاءاللہ۔

۵۔ اگر کسی کو کتے نے کاٹ لیا ہو۔ تو وہ بالوں کو سِرکہ میں تر کر کے جائے سگ گزیدہ پر لگالے۔ تو سگ گزیدہ شفاءیاب ہوجائے گا۔ انشاءاللہ۔

۶۔ انسانی خون میتھی کے آٹے اور عرقِ سنداب میں گوندھ کر خون پیپ، ساقین بلکہ جملہ اقسام کے زخموں کے لئے نہایت مفید و متنفع ہے۔

۷۔ اگر کوئی شخص کسی پر مرتا ہو۔ اور مطلوب متوجہ نہ ہوتا ہو۔ تو وہ شخص اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے ناخن کاٹ کر اپنے بال اس میں شامل کر کے ان تمام کو جلا کر راکھ پیس کر مطلوب کو کھانے میں دیا جائے۔ اور طالب مکمل وضو کر کے وہ پانی بھی مطلوب کو پلاتا رہے۔ تو مطلوب یقینی طور پر طالب کی محبت میں شیفتہ وفریفتہ ہوجائے گا۔ اور اس قدر طالب کے پیار میں مبتلا گرفتار ہوجائے گا۔ کہ جدائی وفراق کا تصور بھی گوارا نہیں کر سکے گا۔ انشاءاللہ۔ **یہ عمل بارہا کا مجرب و مستند عمل ہے۔ جو کبھی بھی فیل نہیں ہوتا۔**

۸۔ اگر کوئی عورت یہ چاہے۔ کہ اُس کے پِستانوں کی اُٹھان برقرار رہے۔ اور وہ بہت بڑے ہوکر بھدے نظر نہ آئیں۔ تو وہ کسی نوبالغہ لڑکی کا سب سے پہلا حیض لے کر وہ اپنے پستانوں کی گھنڈی میں لگادے۔ تو وہ برابر کھڑے رہیں گے۔ انشاءاللہ۔ یہ طریقہ مجرب اور آزمودہ ہے۔

۹۔ اگر کوئی بھی شخص یہ چاہے۔ کہ اس کی کمر میں تاحیات کبھی بھی درد پیدا نہ ہو۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ جب بھی پیشاب کرے۔ وہ اپنے ہی پیشاب کی دھار پر ہمیشہ تھوکنے کا التزام رکھے۔ ایسا شخص سو سال یا اس سے بھی بڑھ کر عمر کے حصے تک کبھی بھی کمر کے درد کے عارضے سے دائمی محفوظ رہے گا۔ انشاء اللہ۔ یہ طریقہ انتہائی سہل ہونے کے ساتھ ساتھ بارہا کا مجرب وآزمودہ طبی چُٹکلہ ہے۔

۱۰۔ اگر کوئی بھی عورت اپنے دودھ کا سلسلہ ختم کرنا چاہتی ہو۔ تو وہ تھوڑی سی پیتھی کو پیس کر صاف پانی سے گوندھ لے۔ اور پھر اِس کو اپنے پِستانوں پر لگالے۔ تو پستانوں سے دودھ منقطع ہوجائے گا۔ انشاءاللہ۔ یہ طریقہ انتہائی سہل ہونے کے ساتھ ساتھ بارہا کا مجرب وآزمودہ طبی چُٹکلہ ہے۔

۱۱۔ اگر کوئی بھی عورت اپنے بچے کو دودھ پِلانے کا سلسلہ ختم کرنا چاہتی ہو۔ تو وہ تھوڑی سا مُصبر پیس کر صاف پانی سے گوندھ لے۔ اور پھر کو اپنے پِستانوں پر لگالے۔ تو جب بچہ پستانوں کو منہ لگائے گا۔ تو وہ ماں کے پستانوں کا دودھ پینے سے نفرین کرے گا۔ اور دودھ پینا قطع کر لے گا۔ انشاءاللہ۔ یہ طریقہ انتہائی سہل ہونے کے ساتھ ساتھ بارہا کا مجرب وآزمودہ طبی چُٹکلہ ہے۔

۱۲۔ اگر کوئی عورت اپنے دودھ میں کمی پائے۔ اور دودھ کی زیادتی کی خواہشمند ہو۔ تو اسے چاہیئے کہ حنظل کو پیس کر اِسے زیتون کے تیل میں ملا دے۔ پھر کسی اون کے نیلے رنگ کے کپڑے کو ایک لکڑی میں لپیٹ کر پھر زیتون میں ڈبو کر اور حنظل لگا کر عورت اپنے پستانوں میں لگالے۔ تو انشاءاللہ دودہی دودھ ہوجائے گا۔ یہ طریقہ انتہائی سہل ہونے کے ساتھ ساتھ بارہا کا مجرب وآزمودہ طبی چُٹکلہ ہے۔

۱۳۔ اگر کوئی عورت اپنے دودھ میں کمی پائے۔ اور دودھ کی زیادتی کی خواہشمند ہو۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ پھیپھڑے اور اُوجھڑی کو اُبال کر وہ عورت کھاتی رہے۔ تو دودھ زیادہ ہوجائے گا۔ انشاءاللہ۔

۱۴۔ اگر کوئی شخص یہ چاہے۔ کہ اس کے ہاں ایک خوبصورت بچہ یا بچی پیدا ہو۔ تو عورت کو چاہیئے۔ کہ ایک خوبصورت بچے یا بچی کی تصویر اپنے سونے والے کمرے میں ایسی جگہ پر آویزاں کرے۔ کہ بوقت شب فراشی (جماع)، سونے اور اٹھنے کے وقت اُس عورت کی نظر تصویر پر پڑتی رہے۔ اور وہ عورت اس بات کا یقین رکھتے ہوئے ہمیشہ یہی تصور رکھے۔ کہ اسی طرح کی بچی یا بچہ پیدا ہوگا۔ تو یقیناً اس عورت کے ہاں ایک خوبصورت بچہ یا بچی پیدا ہوگی۔ جو شکل وشباہت اور اعضاء میں اس تصویر سے بہت مشابہت رکھتا ہوگا۔ انشاءاللہ۔

۱۵۔ صبح نہار منہ اگر کوئی انسان اپنا تھوک کیڑے، مکوڑے کے کاٹنے یا ڈسنے یا پھر داغ اور مسوں کی جگہ پر لگا لے۔ تو یہ تھوک بہت مفید و منتفع ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ۔

۱۶۔ عورت کا دودھ شہد میں ملا کر مسلسل پینے سے مثانے کی پتھری ٹوٹ جائے گی۔ بشرطیکہ وہ عورت اپنی بیوی یا رشتہ دار نہ ہو۔

۱۷۔ اگر کوئی سگ گزیدہ کسی تندرست آدمی (ایسا آدمی جو کہ کسی قسم کا شراب، چرس، ہیروئن وغیرہ کا نشئی نہ ہو) کا خون نوش کر لے۔ تو سگ گزیدہ اسی لمحہ شفایاب ہوجائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

۱۸۔ اگر کسی کے ناخن میں شدید قسم کا درد (نقرس) ہورہا ہو۔ تو اس ناخن پر اپنا پیشاب لگانے سے درد کو فوراً آرام آجائے گا۔ انشاءاللہ۔

۱۹۔ انسانی جسم کے تمام زخموں پر پیشاب لگایا جائے۔ تو یہ اس زخمی کے لئے تریاق اکسیر ہوگا۔ انشاءاللہ۔

۲۰۔ اگر کسی کا خون رس رہا ہو۔ تو وہ زخمی شخص اپنا پیشاب لگا لے۔ خون فوراً بند ہوجائے گا۔ انشاءاللہ۔

۲۱۔ انسانی منی گرم ہوتی ہے۔ اگر اسے برص کے داغ پر لگایا جائے۔ تو داغ کی شکایت رفع ہوگی۔ انشاءاللہ۔

۲۲۔ اگر کسی کو آشوبِ چشم (یعنی آنکھ میں سرخی) یا آنکھ میں ورم کی شکایت ہو۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ کسی نابالغ لڑکے کے پیشاب کو ایک برتن میں رکھ کر خوب گرم کرلیں۔ پھر اسے تھوڑا ٹھنڈا کر کے روئی کے پھایہ میں تر کر کے آنکھ پر رکھ لیں۔ تو آنکھ ٹھیک ہوجائیگی۔ انشاءاللہ

۲۳۔ اگر کسی کی آنکھ میں سفیدی چھا گئی ہو۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ تانبے کی دیگچی میں پیشاب ڈال کر اسے اس قدر پکایا جائے۔ کہ وہ گاڑھا ہو جائے۔ پھر اسے خشک کر کے اس میں خوردنی نمک ڈال کر باریک کر کے عرقِ زعفران میں گوندھ کر بوداقہ رکھ کر آگ جلادی جائے۔ جس سے کہ وہ برتن میں چاندی کی طرح گھومنے لگے۔ پھر اس کا ڈلا بنا کر قدرے آب و مشک ڈال کر پتھر پر رگڑا جائے۔ آخر میں اس کا سُرمہ بنا کر آنکھ میں لگایا جائے۔ تو آنکھ کی سفیدی ختم ہوجائے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ قدیم حُکماے واطباء اسی نسخہ عظیمہ کو **جوھرِ نفیس** کہتے تھے۔ یہ طریقہ انتہائی سہل ہونے کے ساتھ ساتھ بارہا کا مجرب و آزمودہ طبی چٹکلہ ہے۔

۲۴۔ اگر کسی کی آنکھ میں کوئی سیاہ نقطہ پیدا ہوگیا ہو۔ یا پھر درد یا پیپ جیسا زخم پیدا ہوگیا ہو۔ تو وہ شخص کسی سیاہ رنگت والی عورت کا دودھ لے کر اس میں عرق زعفران اور سفر جل مِلا کر تین۔ تین قطرے صبح اور شام ٹپکاتا رہے۔ تو تین سے پانچ دنوں میں جملہ شکایات کا یقینی ازالہ ہوجائے گا۔ اور آنکھ کو مکمل آرام آجائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ یہ طریقہ انتہائی سہل ہونے کے ساتھ ساتھ بارہا کا مجرب و آزمودہ طبی چُٹکلہ ہے۔

۲۵۔ اگر کسی شخص کے کان میں کوئی کیڑا داخل ہوگیا ہو۔ تو کسی روزہ دار کا لعابِ دہن قطرہ قطرہ کان میں ٹپکانے سے وہ کیڑا با آسانی باہر آجائے گا۔ انشاءاللہ۔

۲۶۔ اگر کسی کو قولنج کی شکایت ہو۔ تو ایسا شخص کسی بچے (جس کی عمر سال سے زیادہ مگر پانچ سال سے کم ہو) کی تھوڑی سی ناف کاٹ کر انگوٹھی کے نگ کے نیچے رکھ کر پہننے لگ جائے۔ تو چند ہی ایام میں قولنج کی شکایت رفع ہوجائے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ یہ طریقہ انتہائی سہل ہونے کے ساتھ ساتھ بارہا کا مجرب و آزمودہ طبی چٹکلہ ہے۔

۲۷۔ اگر کوئی عورت انسانی بالوں کی دھونی لیتی رہا کرے۔ تو ایسی عورت رحم کی جملہ بیماریوں سے محفوظ رہے گی۔ انشاءاللہ۔

۲۸۔ عورت کا پسینہ یقینی طور پر خارش اور کھجلی کے لئے بہت مفید و منتفع ہے۔ یہ طریقہ انتہائی سہل ہونے کے ساتھ ساتھ بارہا کا مجرب و آزمودہ طبی چٹکلہ ہے۔

۲۹۔ اگر کسی کو برص یا کوئی ظاہری داغوں کی شکایت ہو۔ یا پھر کسی باؤلے کتے نے کاٹ لیا ہو۔ تو ایسا شخص جائے مخصوصہ پر نسوانی حیض لگا لے۔ تو یقینی طور پر ان تینوں شکایات کا ازالہ ہوجائے گا۔ انشاءاللہ۔ یہ طریقہ انتہائی سہل ہونے کے ساتھ ساتھ بارہا کا مجرب و آزمودہ طبی چُٹکلہ ہے۔

۳۰۔ اگر کسی کی نکسیر پھوٹ گئی ہو۔ تو اس شخص کا خون لے کر اس کے ماتھے پر دونوں آنکھوں کے مابین اسی شخص کا نام لکھ لے۔ تو نکسیر بند ہو جائے گی۔ انشاءاللہ۔ یا ایک کپڑے کے ٹکڑے میں اس کا خون لگا کر اس کے سامنے رکھ دیا جائے۔ تو بھی نکسیر کا خون بند ہو جائے گا۔ انشاءاللہ۔ یہ طریقہ انتہائی سہل ہونے کے ساتھ ساتھ بارہا کا مجرب و آزمودہ طبی چُٹکلہ ہے۔

۳۱۔ قدیم حُکماء واطباء اپنے تجربات کی بنیاد پر کہتے ہیں۔ کہ عورت کے بانجھ پن معلوم کرنے کا یہ طریقہ ہے۔ کہ لہسن کو ایک روئی کے ٹکڑے میں رکھ کر عورت اپنی احلیل (شرم گاہ) میں سات گھنٹے تک رکھ لے۔ اتنے میں اگر عورت کے منہ سے لہسن کی بو آنے لگے۔ تو اس عورت کو دواؤں سے علاج کرا کے علاج کیا سکتا ہے۔ علاج کے بعد وہ عورت حمل کے قابل ہوجائے گی۔ انشاءاللہ۔ اگر بو نہ آئے۔ تو اس عورت کو لاعلاج سمجھا جائے۔ یہ طریقہ انتہائی سہل ہونے کے ساتھ ساتھ بارہا کا مجرب و آزمودہ طبی چٹکلہ ہے۔

۳۲۔ اگر خدانخواستہ کوئی عورت زنا کاری جیسے عذاب و گناہ میں مبتلا ہو۔ تو اس کے شوہر کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے اور اس عورت کے وہ بال جو کنگھی میں آ جاتے ہیں۔ ان کو حاصل کر کے جلا کر راکھ کر لے۔ پھر قبل شب فراشی (صحبتِ جماع) اس راکھ کو اپنی بیوی کی احلیل میں لگا کر مرد صحبت کرے۔ اور اسی عمل کو کئی ایام تک کرتا رہے۔ اس عمل کے کرنے سے عورت اس قدر اپنے ہی شوہر سے لذت و فرحت محسوس کرے گی۔ کہ پھر کبھی کسی کے ساتھ منہ کالا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکے گی۔ یہ طریقہ انتہائی سہل ہونے کے ساتھ ساتھ بارہا کا مجرب و آزمودہ طبی چٹکلہ ہے۔

۳۳۔ اگر کوئی عورت خرگوش کی مینگنی یا گوبر کو خشک کر کے اپنے تیئیں باندھ کر لٹکا لے۔ تو وہ حاملہ نہیں ہوگی۔

۳۴۔ اگر کوئی عورت خرگوش کا خون نوش کر لے۔ تو وہ کبھی بھی حاملہ نہ ہوگی۔

۳۵۔ اگر کوئی بستر پر پیشاب کرتا ہو۔ تو اُسے مسلسل خرگوش کا گوشت کھلانے سے یہ شکایت ختم ہو جائے گی۔

۳۶۔ اگر کوئی شخص جسم کے کسی حصے کے بالوں کو ہمیشہ کیلئے ختم کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ پہلے جائے مخصوصہ کو بلیڈ یا بال صفا پاؤڈر سے خوب صاف کر کے بالوں کو ختم کر لے۔ یا مکمل کُھرچ ڈالے۔ پھر مینڈک یا سانپ کو ذبح کر کے اس کی چربی کو اس جگہ لگا لے۔ تو وہاں کبھی بھی دوبارہ بال نہیں اُگے گیں۔ یہ عمل کافی دفعہ کا تجربہ شدہ عمل ہے۔

۳۷۔ اگر کوئی شخص اپنی دکان یا کاروبار میں ترقی اور کشائش گاہک کا خواہش مند ہو۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ اپنی دکان یا کاروبار کی جگہ پر سورہ، قصص اور سورہ شعراء لکھ کر لٹکا لے۔ اور وہیں پر سورہ قریش اور سورہ کافرون کا مسلسل ورد رکھے۔

۳۹۔ اگر کسی شخص کے دائیں کان میں پسو گھس جائے۔ تو وہ اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے بائیں خصیہ کو دبائے۔ اور اگر بائیں کان میں پسو گھس جائے۔ تو وہ اپنے بائیں ہاتھ سے دائیں خصیے کو دبائے۔ تو کان سے لازمی پسو نکل آئے گا۔ انشاءاللہ۔

۴۰۔ اگر اُونٹ کے بال کسی سلسل البول کے مریض کی ران پر باندھ دیئے جائیں۔ تو یہ اُس کے لئے بہت مفید و منتفع ہوگا۔

۴۱۔ اگر کوئی گنجا آدمی خچر کے کُھروں کی راکھ کو باریک کر کے اس کو تیل میں ملا کر لگاتا رہے۔ یا اس کو کسی ایسی جگہ پر لگاتا رہے۔ جہاں بال نہ آئے ہوں۔ تو دونوں صورتوں میں بال اُگ آئیں گے۔ انشاءاللہ۔

۴۲۔ اگر کوئی شخص کسی پر عاشق ہو۔ اور مطلوب کو حاصل بھی نہ کر سکتا ہو۔ اور یہ چاہتا ہو۔ کہ اس شخص سے اس کی محبت و عشق ختم ہو جائے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ وہ خچر کے لوٹنے کی جگہ پر لوٹا کرے۔ یہ عمل 5 سے 9 مرتبہ کرنے سے اس کا عشق جاتا رہے گا۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ اگر مطلوب عورت ہے۔ تو خچری کی جگہ اور اگر مطلوب مرد ہے۔ تو خچر کی جگہ لوٹا کرے۔

۴۳۔ اگر سوتے میں کسی کو پیشاب نکل جانے کا عارضہ لاحق ہو۔ تو اس کو چند ایام تک روزانہ بیل کا مثانہ خشک کر کے پیس کر سِر کے کے ساتھ ملا کر پلانے سے انشاءاللہ بہت جلد یہ بیماری ختم ہو جائے گی۔ اور اس شخص کا بستر پر پیشاب نکلنا بند ہو جائے گا۔

۴۴۔ اسی طرح اگر کوئی رات کو سونے سے پہلے روزانہ ٹھنڈا یخ پانی پیا کرے۔ تو وہ بھی بستر پر پیشاب نہیں کرے گا۔

۴۵۔ جس وقت گدھا جفتی کرتا ہے۔ اس وقت اگر کوئی شخص اس کی دُم کا بال اُکھاڑ کر اپنی ران میں باندھ لے۔ تو اس شخص کی قوت باہ تیز تر ہو جائے گی۔

۴۶۔ اگر کوئی شخص گدھے کے کُھر کی انگوٹھی بنا کر مصروع کو پہنا دی جائے۔ تو اس کو مِرگی کا مرض ختم ہو جائے گا۔

۴۷۔ علامہ دمیریؒ، صاحب **فلاحة النبطیه** سے نقل کرتے ہیں۔ کہ! بچھو کے ڈسے ہوئے شخص کو گدھے پر سوار کرا کے دُم کی جانب اس کا چہرہ کیا جائے۔ تو اس شخص کی تکلیف گدھے میں منتقل ہو جائے گی۔ اور سوار ٹھیک ہو جائے گا۔ مجرب عمل ہے۔

۴۸۔ بچھو کے ڈسے ہوئے شخص کو چاہیئے۔ کہ گدھے کے پاس آ کر اس کے کان کو پکڑ کر کان میں کہہ دے۔ کہ! مجھے بچھو نے فلاں جگہ پر ڈس لیا ہے۔ تو عقرب گزیدہ کا درد گدھے کی جانب منتقل ہو جائے گا۔

۴۹۔ گدھے کی ہڈی کا گودا تیل میں مِلا کر سر پر مَلنے سے بال لمبے اور کالے ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص گدھی کے دودھ کو آلہ تناسل پر لیپ کیا کرے۔ تو اس کی قوت باہ میں اضافہ ہوگا۔

۵۰۔ اگر کسی شخص کے اعضاء شل ہو گئے ہوں۔ یا کسی پر فالج ولقوہ کا حملہ ہوا ہو۔ تو ایسے شخص کو چاہیئے۔ کہ ایسی جگہ پر جا کر رہے۔ جہاں بہت سے کبوتر رہتے ہوں۔ اور ایسے شخص کو زیادہ سے زیادہ کبوتر کے تازہ خون سے بار بار مسلسل لیپ کرنا چاہیئے۔ اور کبوتر کا گوشت تناول کرانا چاہیئے۔ تو ایسا مریض چند ہی ایام میں بھلا چنگا ہو جائے گا۔ انشاءاللہ۔ یہ عمل بارہا کا مستند و مجرب عمل ہے۔

۵۱۔ اگر کوئی شخص کبوتر کے خون کو خشک کر کے باریک کر کے سُرمے کے طور پر استعمال کرے۔ تو اس سرمہ سے آنکھوں میں پائے جانے والے

زخم، سُرخی اور دُھندلکے کو دور کرتا ہے۔

۵۲۔ آنحضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کہ! کھجور کو نہار منہ کھایا کرو۔ اس لئے کہ یہ پیٹ کے کیڑوں کو مارتی ہے۔

۵۳۔ بعض قول ہے۔ کہ! حشیرق پینے سے پیٹ کے کیڑے خارج ہو جاتے ہیں۔

۵۴۔ خوخ (شفتالو) کے پتوں کا ناف پر لیپ کرنے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔

۵۵۔ اگر مکھیوں کو جلا کر اس کی راکھ کو شہد میں ملا کر سر گنجا کر کے سر پر مَلا جائے۔ تو تو گنج دور ہو کر عمدہ بال نکل آئیں گے۔ انشاء اللہ۔

۵۶۔ انسانی صحت کے لئے مُرغا اور مُرغی دونوں یکساں طور پر مفید و منتفع ہونے کے ساتھ ساتھ عُمدہ غذائیت پیدا کرتے ہیں۔ بشرط کہ مرغ کا گوشت مرغ کی اذان دینے کی عمر سے پہلے کھایا جائے۔ اور مرغی کا گوشت مرغی کے انڈے دینے کی عمر سے پہلے کھایا جائے۔

۵۷۔ بعض علماء سے منقول ہے۔ کہ! جس شخص نے بہت زیادہ کھانا کھا لیا ہو۔ اور اُس کو ہیضہ ہونے کا خوف لاحق ہو۔ تو ایسے شخص کو چاہیئے۔ کہ! اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے یہ کلمات 7 مرتبہ پڑھے۔ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o اللیلۃ لیلۃ عبدی یا کرشی و رضی اللہ عن سیدی ابی عبداللہ القرشی۔** ان کلمات کے پڑھنے کے دوران ہی افاقہ ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔

۵۸۔ بواسیر کے مریض اگر کسی سمندری کیکڑے کو پکڑ کر پھر اس کو جلا کر اس راکھ کو بواسیر کے مسوں یا دانوں پر لیپ کیا کریں۔ تو اِس سہل عمل سے بواسیر کے خونی و بادی مریض کو آرام آ ہی جائے گا۔ اور اگر اس عمل کو مسلسل چند مرتبہ کیا جائے۔ تو تمام مسے، دانے جھڑ جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

۵۹۔ اگر کسی کو سانپ یا بچھو ڈس لے۔ تو مریض کو چاہیئے۔ کہ کسی سمندری کیکڑے کو پکڑ کر پھر اس کو جلا کر اس راکھ کو ڈنگ والی جگہ پر لیپ کر لے۔ اِس سے بہت فائدہ ہو گا۔ انشاء اللہ۔

۶۰۔ اگر کسی بچے کو، کہ جس کی عمر چار برس سے کم ہو۔ اور اسے کسی وجہ سے ایک دم سے اسہال **Motion** اور قے **Womit** آئیں۔ تو ایسے بچے کے لئے قدرتی سرخ یا کسی رنگ کے گلاب (آج کل مصنوعی گلاب میں دستیاب ہیں۔ جن سے خوشبو نہیں آتی۔ مصنوعی گلاب کا کوئی فائدہ نہیں) کو حاصل کریں۔ اس کی پتیاں لے کر ان کو آدھے گلاس پانی میں ہلکی آنچ پر اُبال لیں۔ جب پانی کی مقدار 1/3 رہ جائے۔ تو اس بچے کو اِس پانی سے چار سے پانچ چمچ دے دیں۔ اور ایک گھنٹے کے بعد دوبارہ دے دیں۔ انشاء اللہ تیسری مرتبہ دینے تک بچے کے جسم کا پانی اور خوراک کی کافی حد تک کمی پوری ہو جائے گی۔

۶۱۔ اگر کسی کو جس کی عمر چار برس سے زیادہ ہو۔ اور اسے کسی وجہ سے ایک دم سے اسہال **Motion** اور قے **Womit** آئیں۔ تو ایسے چاہیئے۔ کہ ایک سفید پیاز لے کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اُس کا عرق نکال کر تین چمچ لے لے۔ اور دہی لے کر اُس میں ایک کھانے کا چمچ ڈال کر کھائیں۔ تو اس شخص کو بہت زیادہ آفاقہ ہو گا۔ انشاء اللہ۔

۶۲۔ اگر کوئی حاملہ عورت انڈے کے چھلکے کو باریک پیس کر پانی میں مِکس کر کے پی لے۔ تو بچے کی ولادت میں آسانی ہو گی۔ انشاء اللہ۔ یہ عمل متعدد بار کا آزمودہ ہے۔

۶۳۔ اگر کوئی گوہ کسی مرد کی دونوں ٹانگوں کے درمیان میں سے گزر جائے۔ تو وہ شخص جماع کے قابل نہیں رہے گا۔

۶۴۔ اگر گرمی کے موسم میں گرم ہوا یا لو کان میں جائے۔ تو کان میں شدید درد شروع ہو جاتا ہے۔ اس درد کو دور کرنے کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے۔ کہ کسی عورت کا دودھ لے کر تین یا پانچ قطرے کان میں ڈالے جائیں۔ تو چند لمحوں بعد آرام اور سکون آ جائے گا۔ انشاء اللہ۔ یہ طریقہ بارہا کا مجرب المجرب اور آزمودہ طریقہ ہے۔

۶۵۔ اگر کسی کی بصارت کم ہو گئی ہو۔ تو ایسا شخص بچشم بند اپنی آنکھوں کو ہشت یا شش جہت آہستگی سے پھیر کر تصور پردہ بینی پر کرے۔ اور اس مشق کو روزانہ بوقت صبح کیا کرے۔ چند ایام میں ہی آنکھوں کی روشنی زیادہ ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۶۶۔ اگر کسی کی آنکھیں دُکھتی ہوں۔ تو ایسے شخص کو چاہیئے۔ کہ ایک سبز تختی پر سکے کے برابر سیاہ نُقطہ لگا کر ایسے مکان میں بیٹھ کر عمل کرے۔ جس میں روشنی برابر ہو۔ اور اندھیرا نہ ہو۔ اور پھر وہ شخص اُس نقطہ پر اپنی نگاہ مرکوز کرے۔ اس دوران اپنی پلک نہ جھپکائے۔ یاد رہے۔ کہ آنکھ کا رُخ ہوا کی جانب ہو۔ پہلے بہت سا سرد پانی آنکھوں سے برآمد ہو گا۔ پھر گرم پانی، پھر آخر میں گرم و گدلا پانی آنکھوں سے نکلے گا۔ پس اُس وقت وہ شخص یہ سمجھ لے۔ کہ اب آرام ہو گیا ہے۔ لیکن ایسے شخص کو چاہیئے۔ کہ اس عمل کو سال میں دو یا تین مرتبہ کیا کرے۔ تاکہ آنکھ نہ دُکھے۔ سال میں دو مرتبہ اس مشق کی تجدید لازمی ہے۔

۶۷۔ اسی طرح علی الصُباح نِہار منہ اپنے منہ کا لعاب کان کے میل میں ملا کر آنکھوں میں لگانا بھی آنکھ کی جُملہ بیماریوں سے نجات کا باعث ہو گا۔

۶۸۔ اگر کسی کے سر میں جوئیں ہوں۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ اپنے سر کو آبِ سلق (چقندر کے عرق) سے دھوئے۔ تو اس کے سر سے جوئیں ختم ہو جائیں گی۔ اور کافی ہفتوں تک دوبارہ پیدا نہ ہوں گی۔

۶۹۔ اگر کوئی شخص اپنے بدن کو سمندر کے پانی میں تھوڑا سا سرکہ ملا کر دھوئے۔ تو سر کی جوئیں اور بدن کی بدبو ختم ہو جائے گی۔ اس عمل کے تین گھنٹے بعد نہا لیا جائے۔ تا کہ جسم کی اکڑاہٹ بھی ختم ہو جائے۔

غم ورنج کی کیفیات و وجوہات اور تدابیر:

صاحبِ **کتاب الرحمة فی الطب والحکمة** جناب علامہ عبدالرحمٰن جلال الدین السیوطی الشافعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ! عوارض نفسانیہ میں سے یہ بھی ہے۔ کہ غم وہم دل کی بہت بڑی اور سخت آفات ہیں۔ جبکہ خوشی وخرمی دل کی راحتیں ہیں۔ یاد رہے کہ ''ہم'' کے یہ معنٰی ہیں۔ کہ امور مہتم بالشان کے اہتمام کے وقت ظاہر بدن میں حرارتِ عزیزی کا ظہور ہوتا ہے۔ اِس وقت اگر غرضِ مطلوب ومقصود حاصل نہ ہو۔ تو اِس سے ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جس کو ''ہم'' کہا جاتا ہے۔ اِس وقت حرارتِ عزیزی طبیعت کے اندر داخل ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے طبیعت پر سوداء غالب ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات تو یہاں تک غلبہ کرتا ہے۔ کہ ناگہانی طور پر موت تک واقع ہو جاتی ہے۔ اور اِسی طرح سے جب انسانی جسم ہم وغم کا شکار رہتا ہے۔ تو جسم لاغر و ناتواں ہوتا جاتا ہے۔

پس انسان کو چاہیئے۔ کہ ایسی چیز کے لئے کوشش کرے۔ جس کا حصول ممکن ہو۔ اور کثرت خواہشات سے پرہیز کرے۔ تا کہ ہم و غم میں مبتلا نہ ہو۔ اور جب بفضل خدا کوئی تمنا یا غرض حاصل ہو جائے۔ تو حد سے زیادہ خوش نہ ہو۔ یاد رہے۔ کہ! حد سے زیادہ ہم وغم یا رنج اور حد سے زیادہ خوشی وخُرمی بھی باعث ہلاکت ہیں۔ لہٰذا انسان کو ہمیشہ معتدل المزاج ومیانہ رو ہونا چاہیئے۔

غیض وغضب بھی عوارض نفسانیہ سے ہیں۔ اور یہ دونوں شیطان کی طرف سے ہیں۔ شیطان آگ سے تخلیق کیا گیا ہے۔ یاد رہے۔ کہ غصہ آگ ہے۔ پس اس آگ یعنی غصے کو پانی سے بجھانا چاہیئے۔ جیسا کہ حدیثِ نبوی ﷺ میں وارد ہے۔ کہ! غصے کی حالت میں یا تو پانی سے نہا لیا جائے۔ یا پھر کامل وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ لی جائے۔ اور بعد سلام یہ دُعا پڑھے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○ اَللّٰھم اغفر لی ذنبی واذھب عنی غیظ قلبی واعذنی من الشیطٰن الرجیم.

بقول امیرالمؤمنین حضرت عمر بن خطاب! جب مجھے کوئی مصیبت پیش آتی ہے۔ تو میں اِس میں تین نعمتیں خیال کرتا ہوں۔

☆ اول تو یہ کہ! اللہ تعالیٰ نے مجھ پر آسان مصیبت بھیجی ہے۔ نہ کہ مشکل۔ حالانکہ وہ اِس پر قادر تھا۔

☆ دوئم یہ کہ! وہ مصیبت دنیاوی ہے نہ دینی۔ حالانکہ وہ اِس پر قادر تھا۔ ☆ سوئم یہ کہ قیامت کے دن مجھے اجر ملے گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

صحیح بدن کے اعضاء کے ضمن میں ہے۔ کہ! بدن ہمیشہ ایک ہی حالت پر قائم نہیں رہتا۔ بلکہ اِس کو کچھ موسمیاتی ودیگر ایسی حالتیں پیش آتی رہتی ہیں۔ جن کی وجہ سے بدن کو درست رکھنے کا اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ اِن میں اول یہ کہ روزانہ غسل کیا جائے۔ تا کہ بدن سے سستی اور میل کچیل دور کی جا سکے۔ مگر یاد رہے۔ کہ جب کوئی مرض لاحق ہو۔ تو روزانہ غسل نہ کیا جائے۔ ایسی صورت میں ہفتے میں دو۔ تین مرتبہ غسل کیا جائے۔ نہانے سے پہلے زیادہ اور نہانے کے بعد تھوڑا سا تیل سر وریش پر لگانا لازمی ہے۔ مگر یاد رہے۔ کہ غسل کے بعد زیادہ گرم یا زیادہ ٹھنڈی جگہ پر جانے سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ یاد رہے۔ کہ اگر غسل کے پانی میں بیری کے پتے شامل کر کے صابن سے نہایا جائے۔ تو یہ بہت ہی بہتر ہوگا۔ نہا کر سر میں کنگھی کرنا اور مانگ نکالنا سنت نبوی ﷺ ہے۔ کیونکہ اِس سے غم ورنج دور ہو جاتا ہے۔ سردی کے موسم میں گرم پانی سے اور گرمی کے موسم میں معتدل پانی (نہ زیادہ ٹھنڈا نہ زیادہ گرم پانی) سے نہانا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص جسمانی مشقت، کثرت کاروبار مزاولت اشغال سے تھکن وسستی کا شکار ہو۔ تو اُسے چاہیئے کہ! غسل کرے۔ تا کہ اُس کے جملہ بدن سے تھکان وسستی دفع ہو جائے۔

آنکھ کی تیزی بصارت، سفیدی وخرابی یا آنکھوں میں میل کچیل یا کچرہ سے بچاؤ کے لئے رات کو سونے سے قبل تین یا پانچ یا سات سلائیاں دونوں آنکھوں میں اثمد سرمہ کی سلائیاں لازمی ڈالنا چاہیئیں۔ سلائی ڈالنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ پہلے دائیں آنکھ میں پھر بائیں آنکھ میں، دوبارہ سے دائیں آنکھ میں اور پھر بائیں آنکھ میں۔۔۔۔۔۔ (**علیٰ ھذا القیاس**) اِسی طرح سے سرمہ اثمد ڈالنا چاہیئے۔ یاد رہے۔ کہ سب سے عمدہ سرمہ اثمد (سرمہ اصفہانی) ہی ہے۔ آنحضرت نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اثمد کو آنکھ میں ڈالا کرو۔ کہ وہ آنکھ کو روشن کرتا ہے۔ اور بالوں کو اگاتا ہے۔

دانتوں کی صفائی کی تدبیر میں ہے۔ کہ صبح بیدار ہونے کے وقت اور ہر نماز کے وقت (یعنی قبل از وضو) اور منہ میں بدبو پیدا ہونے سے

بچاؤ کے لئے مسواک لازمی کیا جائے۔ مسواک کرنے کے مندرجہ ذیل دس فوائد ہیں۔

ا۔ منہ پاک وصاف ہوجاتا ہے۔ ۲۔ رب ذوالجلال راضی ہوتا ہے۔ ۳۔ منہ سے خوشبو آتی ہے۔ ۴۔ دانت صاف ومضبوط ہوتے ہیں۔ ۵۔ فصاحت مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے۔ ۶۔ معدے کو تقویت ملتی ہے۔ ۷۔ بلغم قطع ہوجاتا ہے۔ ۸۔ چہرے پر رونق نمودار ہوتی ہے۔ ۹۔ فرشتے خوش ہوتے ہیں۔ ۱۰۔ تسخیرِ خلق ہوتا ہے۔

(بعض علمائے کرام ؒ کا فرمان ہے۔ کہ **مسواک** سے خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔ بینائی تیز ہوتی ہے)

یاد رہے کہ **مسواک درخت اراک** (دن) یا پھر کسی ایسی لکڑی کا ہونا چاہیئے۔ کہ جس کا ذائقہ زبان کو قبض کرنے والا ہو۔ مسواکِ جدید کے سِرے کو پہلے پانی سے تر کر کے اپنے ہی دانتوں سے نرم کر لیں۔ پھر **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ٥ پڑھ کر مسواک کی ابتداء کریں۔ اور مسواک سے فراغت کے بعد مسواک کے سِرے کو صاف پانی سے دھو کر رکھ لیں۔ پھر وضو کر کے داڑھی میں کنگھی کر لیں۔ کیونکہ داڑھی کو کنگھی کرنا بھی سنتِ نبوی ﷺ ہے۔ ہر روز صبح کی نماز کے بعد ایک مرتبہ داڑھی کو صاف کریں۔ صاف کرتے وقت ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک مرتبہ سورہ اخلاص پڑھیں۔ اِس عمل سے غم ورنج دور ہوتا ہے۔ اور دل خوش ہوتا ہے۔ اِسی طرح ناخن کو ہر ہفتے کٹوائیں۔ اور بغل وزہاد کے بالوں کو دو ہفتوں میں ایک مرتبہ کاٹیں۔

داڑھی، ہاتھ، پاؤں اور سر میں مہندی لگانا سنت نبوی ﷺ ہے۔ نیز مہندی لگانے سے قوت باہ کو کافی تقویت ملتی ہے۔ اور آنکھوں کی بینائی تیز رہتی ہے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ اگر سر پر مہندی لائی جائے۔ تو پاؤں پر اُس وقت نہ لگائی جائے۔ اور اگر پاؤں پر مہندی لگائی جائے۔ تو سر پر نہ لگائی جائے۔ کیونکہ سر پر لگانے سے پاؤں کے راستے اندرونی گرمائش کا اخراج ہوتا ہے۔ اور پاؤں پر مہندی لگانے سے سر کی جانب سے اندرونی گرمائش کا اخراج ہوتا ہے۔

سخت سردی وسخت گرمی کے وقت سر کو سر کو کسی سفید باریک سوتی کپڑے سے ڈھانپنا چاہیئے۔ اور بناء کپڑا ڈھانپے باہر قطعاً نہیں جانا چاہیئے۔ جبکہ معتدل موسم میں (جبکہ سردی وگرمی نہ ہو۔ اور چلنے پھرنے کے باوجود دھوپ کی جلن چہرے پر محسوس نہ ہوتی ہو) سر کو تیل لگا کر کھول کر رکھنا بہتر ہے۔ تاکہ ذہن کھلے۔ اور حافظہ بھی قوی ہو۔

دماغی خشکی کے معنیٰ یہ ہیں۔ کہ! انسان کو اپنے دماغ، چہرے اور آنکھوں میں ایک بوجھ سا معلوم ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات تو ہذیان اور بیہودہ گوئی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اور اِس کو معلوم بھی نہیں ہوتا۔ اگر یہی حالت مستحکم رہے۔ تو عقل اور قوتِ بصارت زائل ہونا شروع ہوجاتی ہے۔ جس کے سبب سے دماغ کی خشکی پیدا ہونا شروع ہوجاتی ہے۔ اِس کا علاج یہ ہے۔ کہ! صاف چھنا ہوا شہد کہ جس سے جھاگ دور کی گئی ہو۔ میں روغن زرد، خالص عرقِ گلاب ہر ایک مساوی الوزن لے کر نرم آگ پر پکا کر حلوے کا قوام بنا لیں۔ اور ہر رات کو سونے سے قبل مگر کھانا کھانے کے دو۔ تین گھنٹے بعد تناول کر کے سویا جائے۔ یہ دواء دماغ کو نرم کرتا ہے۔ اور اُس کے جوہر کو بڑھاتا ہے۔ اور قوتِ بصارت کو تیز کرتا ہے۔ قوتِ باہ کو تقویت بخشتا ہے۔ اور اعضاء کو مظبوط کرتا ہے۔ اور یہ نسخہ انتہائی صحیح ومجرب ہے۔ اِسی طرح دیسی انڈے کی زردی، روغن زرد اور شکرتری، تینوں مساوی الوزن لے کر حلوے کا قوام بنا کر استعمال کیا جائے۔ تو یہ بھی وہی فائدہ دے گا۔ جس طرح پہلے والی دواء۔

امراضِ سر کے بیان میں ہے۔ کہ! پہلے تو یہ جاننا چاہیئے۔ کہ سر کے درد کو ''**صداع**'' کہا جاتا ہے۔ اب اگر انسان کے سر میں دائیں طرف درد ہو۔ تو یہ **صفراء** ہوگا۔ سر درد صفراوی کا علاج یہ ہے۔ کہ شربتِ انار پی کر سر اور داڑھی میں فوراً کنگھی کریں۔ آرام ہوجائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ جبکہ اگر سر کا درد بائیں جانب ہو۔ تو یہ **سوداء** سے تعبیر کیا جائے گا۔ اور اگر آدھا سر درد کرے۔ تو اِس درد کو درد شقیقہ کہیں گے۔ اور اگر سارے سر میں درد ہو۔ تو یہ خون کے باعث ہوگا۔ اِس حالت میں دونوں کنپٹیوں یا ایک کنپٹی پر ضرب کی سی ٹھوکر لگنا محسوس ہوتی ہے۔ سارے درد کا علاج یہ ہے۔ کہ لیموں، افیون اور زعفران کو سرکہ وعرقِ گلاب میں گھس کر دونوں صدغین (کنپٹیوں) پر طلاء کریں۔ اور کچھ منٹ تک مَلتے رہیں۔ اِس طریقہ سے فی الفور آرام وآفاقہ ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ یہ طریقہ علاج بارہا کا مجرب اور مستند طریقہ ہے۔ اِس ضمن میں حکمائے عظام ؒ فرماتے ہیں۔ کہ اگر سردی کی وجہ سے سر میں درد ہو۔ تو گرم روغنوں سے سر پر مالش کریں۔ اور اگر گرمی کی وجہ سے سر میں درد ہو۔ تو سرد روغنوں کی سر پر مالش کریں۔ اگر سفر میں حرارتِ آفتاب کی وجہ سے سر میں شدید درد پیدا ہوگیا ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ انڈے کی سفیدی کو روغن گل میں ملا کر سر پر پتلا سا لیپ کریں۔ فی الفور سر درد سے مکمل آرام حاصل ہوگا۔ انشاءاللہ۔

میرے پاس سے گزر کر میرا حال تک نہ پوچھا
مَیں کیسے مان جاؤں وہ دور جا کے روئے

پُر حِکمت طبی نظم

یہ عجیب وغریب نظم راقم الحروف نے کسی رسالہ، اخبار یا کسی دوست کی قلمی ڈائری میں دیکھی تھی۔ بہر حال یہ تو یاد نہیں۔ ہاں البتہ راقم کو بہت پسند آئی۔ تو سوچا کیوں نہ اس نظم سے اپنی کتاب (اَسرارِ محبوب) کو معمور ومزین کیا جائے۔

تندرستی کیلئے مفید مشورے

جہاں تک کام چلتا ہو غِذا سے　وہاں تک چاہیئے بچنا دوا سے

اگر تجھ کو لگے جاڑے میں سردی　تو کر استعمال انڈے کی زردی

جو ہو محسوس معدے میں گِرانی　تو پی لے سونف یا ادرک کا پانی

اگر خوں کم بنے اور بلغم زیادہ　تو کھا گاجر، چنے، شلغم بھی زیادہ

جگر کے بل پہ ہے انسان جیتا　اور ضُعفِ جگر بھی ہے تو کھا پپیتا

جگر میں ہو، اگر گرمی، دہی کھا　اگر آنتوں میں خشکی ہو تو گھی کھا

تھکن سے ہوں اگر عُضلات ڈھیلے　تو فورًا، دودھ گرما گرم پی لے

جو طاقت میں کمی ہوتی ہو محسوس　تو مِصری کی ڈلی مُلتان کی چُوس

زیادہ گر، دِماغی ہے تیرا کام　تو کھا لے شہد کے ہمراہ بادام

اگر ہو قلب کی گرمی کا احساس　مُربہ آملہ کا کھا اور ساتھ اناس

جو دُکھتا ہو گلہ نزلے کے مارے　تو کر نمکین پانی کے غرارے

اگر ہے درد سے دانتوں کے بیکل　تو اُنگلی سے مسوڑھوں پر نمک مَل

جو بدہضمی میں چاہے افاقہ
تو وہ اِک وقت کا کر لے فاقہ

اللّٰہ

اسمِ ذات

تصور و تخیل

ارتکازِ توجہ اور حصولِ تصور و تخیل اسمِ ذات ''اَللّٰہ'' کا عظیم نقش مبارکہ

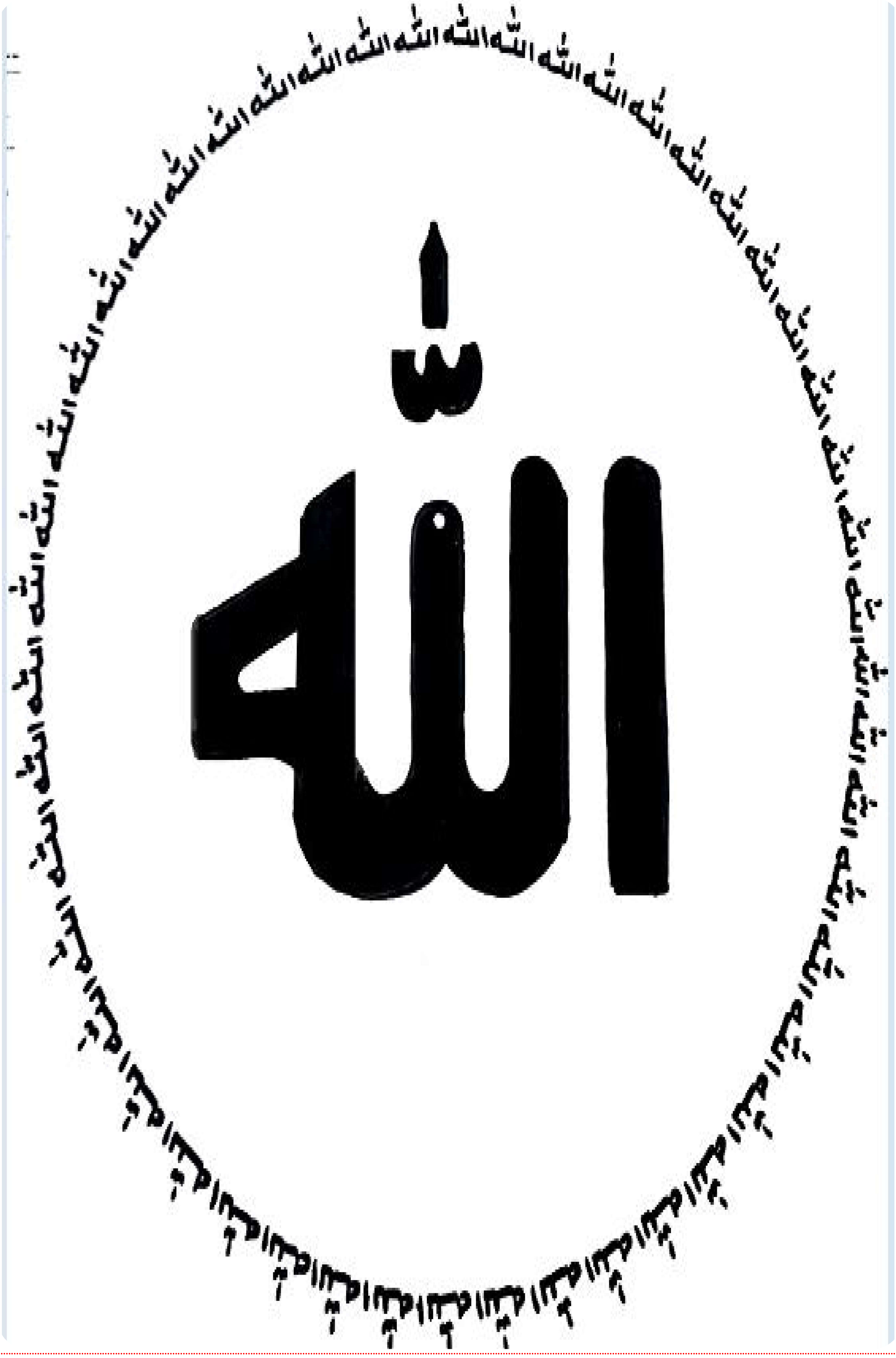

باب نمبر

19

باب

سورۃ قرآنیۃ

و

آیاتِ قرآنیۃ

سورۃ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ وَّ هِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَمَانُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

طٰهٰ ۝۱ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝۲ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝۳ تَنْزِيْلًا
مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝۴ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝۵ لَهٗ مَا
فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝۶ وَاِنْ تَجْهَرْ
بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝۷ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۝۸
وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝۹ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا
لَّعَلِّىْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝۱۰ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِىَ يٰمُوْسٰى ۝۱۱
اِنِّىْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝۱۲ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ
فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝۱۳ اِنَّنِىْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِىْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ
۝۱۴ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ۝۱۵ فَلَا يَصُدَّنَّكَ
عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ۝۱۶ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ۝۱۷
قَالَ هِىَ عَصَاىَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِىْ وَلِىَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ۝۱۸
قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ۝۱۹ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِىَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ۝۲۰ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ وقفه
سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ۝۲۱ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ
غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ۝۲۲ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ۝۲۳ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى
۝۲۴ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِىْ صَدْرِىْ ۝۲۵ وَيَسِّرْ لِىْٓ اَمْرِىْ ۝۲۶ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِىْ
۝۲۷ يَفْقَهُوْا قَوْلِىْ ۝۲۸ وَاجْعَلْ لِّىْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِىْ ۝۲۹ هٰرُوْنَ اَخِى ۝۳۰ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِىْ
۝۳۱ وَاَشْرِكْهُ فِىْٓ اَمْرِىْ ۝۳۲ كَىْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ۝۳۳ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ۝۳۴ اِنَّكَ
كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ۝۳۵ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ۝۳۶ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً
اُخْرٰٓى ۝۳۷ اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ۝۳۸ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِى التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ

فِی الۡیَمِّ فَلۡیُلۡقِهِ الۡیَمُّ بِالسَّاحِلِ یَاۡخُذۡهُ عَدُوٌّ لِّیۡ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَاَلۡقَیۡتُ عَلَیۡکَ
مَحَبَّةً مِّنِّیۡ ۬ۚ وَلِتُصۡنَعَ عَلٰی عَیۡنِیۡ ۝۳۹ اِذۡ تَمۡشِیۡۤ اُخۡتُکَ فَتَقُوۡلُ هَلۡ اَدُلُّکُمۡ
عَلٰی مَنۡ یَّکۡفُلُهٗ ؕ فَرَجَعۡنٰکَ اِلٰۤی اُمِّکَ کَیۡ تَقَرَّ عَیۡنُهَا وَلَا تَحۡزَنَ ۬ؕ وَقَتَلۡتَ
نَفۡسًا فَنَجَّیۡنٰکَ مِنَ الۡغَمِّ وَفَتَنّٰکَ فُتُوۡنًا ۬ قف فَلَبِثۡتَ سِنِیۡنَ فِیۡۤ اَهۡلِ مَدۡیَنَ ۬ۙ ثُمَّ
جِئۡتَ عَلٰی قَدَرٍ یّٰمُوۡسٰی ۝۴۰ وَاصۡطَنَعۡتُکَ لِنَفۡسِیۡ ۝۴۱ۚ اِذۡهَبۡ اَنۡتَ وَاَخُوۡکَ
بِاٰیٰتِیۡ وَلَا تَنِیَا فِیۡ ذِکۡرِیۡ ۝۴۲ۚ اِذۡهَبَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰی ۝۴۳ۖۚ فَقُوۡلَا لَهٗ قَوۡلًا لَّیِّنًا
لَّعَلَّهٗ یَتَذَکَّرُ اَوۡ یَخۡشٰی ۝۴۴ قَالَا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنۡ یَّفۡرُطَ عَلَیۡنَاۤ اَوۡ اَنۡ یَّطۡغٰی ۝۴۵
قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِیۡ مَعَکُمَاۤ اَسۡمَعُ وَاَرٰی ۝۴۶ فَاۡتِیٰهُ فَقُوۡلَاۤ اِنَّا رَسُوۡلَا رَبِّکَ
فَاَرۡسِلۡ مَعَنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ۬ۙ وَلَا تُعَذِّبۡهُمۡ ؕ قَدۡ جِئۡنٰکَ بِاٰیَةٍ مِّنۡ رَّبِّکَ ؕ
وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الۡهُدٰی ۝۴۷ اِنَّا قَدۡ اُوۡحِیَ اِلَیۡنَاۤ اَنَّ الۡعَذَابَ عَلٰی مَنۡ
کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ۝۴۸ قَالَ فَمَنۡ رَّبُّکُمَا یٰمُوۡسٰی ۝۴۹ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیۡۤ اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ
خَلۡقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ۝۵۰ قَالَ فَمَا بَالُ الۡقُرُوۡنِ الۡاُوۡلٰی ۝۵۱ قَالَ عِلۡمُهَا عِنۡدَ رَبِّیۡ فِیۡ
کِتٰبٍ ۚ لَا یَضِلُّ رَبِّیۡ وَلَا یَنۡسَی ۝۵۲ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ مَهۡدًا وَّسَلَکَ
لَکُمۡ فِیۡهَا سُبُلًا وَّاَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡ نَّبَاتٍ شَتّٰی ۝۵۳
کُلُوۡا وَارۡعَوۡا اَنۡعَامَکُمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ۝۵۴ۧ مِنۡهَا خَلَقۡنٰکُمۡ
وَفِیۡهَا نُعِیۡدُکُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُکُمۡ تَارَةً اُخۡرٰی ۝۵۵ وَلَقَدۡ اَرَیۡنٰهُ اٰیٰتِنَا کُلَّهَا
فَکَذَّبَ وَاَبٰی ۝۵۶ قَالَ اَجِئۡتَنَا لِتُخۡرِجَنَا مِنۡ اَرۡضِنَا بِسِحۡرِکَ یٰمُوۡسٰی ۝۵۷ فَلَنَاۡ
تِیَنَّکَ بِسِحۡرٍ مِّثۡلِهٖ فَاجۡعَلۡ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَکَ مَوۡعِدًا لَّا نُخۡلِفُهٗ نَحۡنُ وَلَاۤ
اَنۡتَ مَکَانًا سُوًی ۝۵۸ قَالَ مَوۡعِدُکُمۡ یَوۡمُ الزِّیۡنَةِ وَاَنۡ یُّحۡشَرَ النَّاسُ ضُحًی ۝۵۹
فَتَوَلّٰی فِرۡعَوۡنُ فَجَمَعَ کَیۡدَهٗ ثُمَّ اَتٰی ۝۶۰ قَالَ لَهُمۡ مُّوۡسٰی وَیۡلَکُمۡ لَا تَفۡتَرُوۡا عَلَی
اللّٰهِ کَذِبًا فَیُسۡحِتَکُمۡ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدۡ خَابَ مَنِ افۡتَرٰی ۝۶۱ فَتَنَازَعُوۡۤا اَمۡرَهُمۡ بَیۡنَهُمۡ
وَاَسَرُّوا النَّجۡوٰی ۝۶۲ قَالُوۡۤا اِنۡ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ یُرِیۡدٰنِ اَنۡ یُّخۡرِجٰکُمۡ مِّنۡ
اَرۡضِکُمۡ بِسِحۡرِهِمَا وَیَذۡهَبَا بِطَرِیۡقَتِکُمُ الۡمُثۡلٰی ۝۶۳ فَاَجۡمِعُوۡا کَیۡدَکُمۡ ثُمَّ ائۡتُوۡا

صَفًّا ج وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ۝٦٤ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ
اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝٦٥ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ج فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ
اَنَّهَا تَسْعٰى ۝٦٦ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝٦٧ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ
الْاَعْلٰى ۝٦٨ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ط اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ
ط وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ۝٦٩ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ
هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ۝٧٠ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ط اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ
عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ج فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ
فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ز وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ۝٧١ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا
جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ط اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا ۝٧٢ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ط
وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝٧٣ الثلثة اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ط لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا
يَحْيٰى ۝٧٤ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۝٧٥
جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ۝٧٦
وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى لا اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا
لا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ۝٧٧ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا
غَشِيَهُمْ ۝٧٨ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ۝٧٩ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ
مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى
۝٨٠ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ج وَمَنْ
يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۝٨١ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صٰلِحًا
ثُمَّ اهْتَدٰى ۝٨٢ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۝٨٣ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى
اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝٨٤ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ
وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝٨٥ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ج قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ
يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ط اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ

غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِیْ ۝۸۶ قَالُوْا مَاۤ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَکَ بِمَلْکِنَا وَ لٰکِنَّا
حُمِّلْنَاۤ اَوْزَارًا مِّنْ زِیْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَکَذٰلِکَ اَلْقَی السَّامِرِیُّ ۝۸۷ فَاَخْرَجَ لَهُمْ
عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَاۤ اِلٰهُکُمْ وَ اِلٰهُ مُوْسٰی ۵ فَنَسِیَ ۝۸۸ اَفَلَا یَرَوْنَ
اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْهِمْ قَوْلًا ۵ وَّ لَا یَمْلِکُ لَهُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا ۝۸۹ وَ لَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ
مِنْ قَبْلُ یٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَ اِنَّ رَبَّکُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِیْ وَ اَطِیْعُوْۤا اَمْرِیْ ۝۹۰
قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَیْهِ عٰکِفِیْنَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْنَا مُوْسٰی ۝۹۱ قَالَ یٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَکَ
اِذْ رَاَیْتَهُمْ ضَلُّوْۤا ۝۹۲ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَیْتَ اَمْرِیْ ۝۹۳ قَالَ یَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ
وَ لَا بِرَاْسِیْ ۚ اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَ لَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ
۝۹۴ قَالَ فَمَا خَطْبُکَ یٰسَامِرِیُّ ۝۹۵ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ یَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ
قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَ کَذٰلِکَ سَوَّلَتْ لِیْ نَفْسِیْ ۝۹۶ قَالَ
فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَکَ فِی الْحَیٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۪ وَ اِنَّ لَکَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ
ۚ وَ انْظُرْ اِلٰۤی اِلٰهِکَ الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْهِ عَاکِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ
نَسْفًا ۝۹۷ اِنَّمَاۤ اِلٰهُکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ۝۹۸
کَذٰلِکَ نَقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَ قَدْ اٰتَیْنٰکَ مِنْ لَّدُنَّا ذِکْرًا
۝۹۹ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ یَحْمِلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وِزْرًا ۝۱۰۰ خٰلِدِیْنَ فِیْهِ ؕ وَ سَآءَ لَهُمْ
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حِمْلًا ۝۱۰۱ یَّوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ۝۱۰۲
یَّتَخَافَتُوْنَ بَیْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۝۱۰۳ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ اِذْ یَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ
طَرِیْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا یَوْمًا ۝۱۰۴ وَ یَسْـَٔلُوْنَکَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُهَا رَبِّیْ نَسْفًا ۝۱۰۵
فَیَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝۱۰۶ لَّا تَرٰی فِیْهَا عِوَجًا وَّ لَاۤ اَمْتًا ۝۱۰۷ یَوْمَىِٕذٍ یَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِیَ لَا
عِوَجَ لَهٗ ۚ وَ خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝۱۰۸ یَوْمَىِٕذٍ لَّا تَنْفَعُ
الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِیَ لَهٗ قَوْلًا ۝۱۰۹ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا
خَلْفَهُمْ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ۝۱۱۰ وَ عَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ ؕ وَ قَدْ خَابَ
مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝۱۱۱ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا یَخٰفُ

ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ۝١١٢ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ
لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝١١٣ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ج وَلَا تَعْجَلْ
بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ز وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝١١٤ وَلَقَدْ
عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝١١٥ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ
اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط اَبٰى ۝١١٦ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ
وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝١١٧ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا
وَلَا تَعْرٰى ۝١١٨ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝١١٩ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ
يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝١٢٠ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ
لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ز وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى
۝١٢١ صلے ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ۝١٢٢ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا م بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
عَدُوٌّ ج فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ە لا فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ۝١٢٣
وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى
۝١٢٤ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝١٢٥ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰ
يٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ج وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝١٢٦ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ
يُؤْمِنْ م بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ط وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝١٢٧ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا
قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۝١٢٨ ع
وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ۝١٢٩ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا
يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ج وَمِنْ اٰنَآئِ
الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝١٣٠ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا
مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ە لا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ط وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ
وَّاَبْقٰى ۝١٣١ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ط لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ط نَحْنُ
نَرْزُقُكَ ط وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝١٣٢ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ط اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ
مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝١٣٣ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ

اَرۡسَلۡتَ اِلَیۡنَا رَسُوۡلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِکَ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّذِلَّ وَنَخۡزٰی ۝۱۳۴ قُلۡ کُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ
فَتَرَبَّصُوۡا ۚ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ اَصۡحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِیِّ وَمَنِ اھۡتَدٰی ۝۱۳۵

سُوۡرَۃُ یٰسٓ مَکِّیَّۃٌ وَّ ھِیَ ثَلٰثٌ وَّثَمَانُوۡنَ اٰیَۃً وَّ خَمۡسُ رُکُوۡعَاتٍ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

یٰسٓ ۝۱ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ ۝۲ اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ۝۳ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۝۴
تَنۡزِیۡلَ الۡعَزِیۡزِ الرَّحِیۡمِ ۝۵ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اُنۡذِرَ اٰبَآؤُھُمۡ فَھُمۡ غٰفِلُوۡنَ ۝۶ لَقَدۡ حَقَّ
الۡقَوۡلُ عَلٰۤی اَکۡثَرِھِمۡ فَھُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۝۷ اِنَّا جَعَلۡنَا فِیۡۤ اَعۡنَاقِھِمۡ اَغۡلٰلًا فَھِیَ
اِلَی الۡاَذۡقَانِ فَھُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ ۝۸ وَجَعَلۡنَا مِنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡھِمۡ سَدًّا وَّمِنۡ خَلۡفِھِمۡ سَدًّا
فَاَغۡشَیۡنٰھُمۡ فَھُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ ۝۹ وَسَوَآءٌ عَلَیۡھِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَھُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡھُمۡ لَا
یُؤۡمِنُوۡنَ ۝۱۰ اِنَّمَا تُنۡذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکۡرَ وَخَشِیَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَیۡبِ ۚ فَبَشِّرۡهُ
بِمَغۡفِرَۃٍ وَّاَجۡرٍ کَرِیۡمٍ ۝۱۱ اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَنَکۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا وَاٰثَارَھُمۡ ؕ وَکُلَّ
شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰهُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ ۝۱۲ وَاضۡرِبۡ لَھُمۡ مَّثَلًا اَصۡحٰبَ الۡقَرۡیَۃِ ۘ اِذۡ جَآءَھَا
الۡمُرۡسَلُوۡنَ ۝۱۳ اِذۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡھِمُ اثۡنَیۡنِ فَکَذَّبُوۡھُمَا فَعَزَّزۡنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوۡۤا اِنَّاۤ اِلَیۡکُمۡ
مُّرۡسَلُوۡنَ ۝۱۴ قَالُوۡا مَاۤ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ۙ وَمَاۤ اَنۡزَلَ الرَّحۡمٰنُ مِنۡ شَیۡءٍ ۙ اِنۡ اَنۡتُمۡ
اِلَّا تَکۡذِبُوۡنَ ۝۱۵ قَالُوۡا رَبُّنَا یَعۡلَمُ اِنَّاۤ اِلَیۡکُمۡ لَمُرۡسَلُوۡنَ ۝۱۶ وَمَا عَلَیۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ
۝۱۷ قَالُوۡۤا اِنَّا تَطَیَّرۡنَا بِکُمۡ ۚ لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَھُوۡا لَنَرۡجُمَنَّکُمۡ وَلَیَمَسَّنَّکُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ
اَلِیۡمٌ ۝۱۸ قَالُوۡا طَآئِرُکُمۡ مَّعَکُمۡ ؕ اَئِنۡ ذُکِّرۡتُمۡ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ ۝۱۹ وَجَآءَ
مِنۡ اَقۡصَا الۡمَدِیۡنَۃِ رَجُلٌ یَّسۡعٰی ز قَالَ یٰقَوۡمِ اتَّبِعُوا الۡمُرۡسَلِیۡنَ ۝۲۰ اتَّبِعُوۡا مَنۡ لَّا
یَسۡئَلُکُمۡ اَجۡرًا وَّھُمۡ مُّھۡتَدُوۡنَ ۝۲۱ وَمَالِیَ لَاۤ اَعۡبُدُ الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ وَاِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ۝۲۲
ءَاَتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِھَۃً اِنۡ یُّرِدۡنِ الرَّحۡمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغۡنِ عَنِّیۡ شَفَاعَتُھُمۡ شَیۡئًا
وَّلَا یُنۡقِذُوۡنِ ۝۲۳ اِنِّیۡۤ اِذًا لَّفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۝۲۴ اِنِّیۡۤ اٰمَنۡتُ بِرَبِّکُمۡ فَاسۡمَعُوۡنِ ۝۲۵ قِیۡلَ
ادۡخُلِ الۡجَنَّۃَ ؕ قَالَ یٰلَیۡتَ قَوۡمِیۡ یَعۡلَمُوۡنَ ۝۲۶ بِمَا غَفَرَ لِیۡ رَبِّیۡ وَجَعَلَنِیۡ مِنَ
الۡمُکۡرَمِیۡنَ ۝۲۷ وَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰی قَوۡمِهٖ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ مِنۡ جُنۡدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا کُنَّا
مُنۡزِلِیۡنَ ۝۲۸ اِنۡ کَانَتۡ اِلَّا صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ھُمۡ خٰمِدُوۡنَ ۝۲۹ یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ
ۚ مَا یَاۡتِیۡھِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِهٖ یَسۡتَھۡزِءُوۡنَ ۝۳۰ اَلَمۡ یَرَوۡا کَمۡ اَھۡلَکۡنَا قَبۡلَھُمۡ
مِّنَ الۡقُرُوۡنِ اَنَّھُمۡ اِلَیۡھِمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ ۝۳۱ وَاِنۡ کُلٌّ لَّمَّا جَمِیۡعٌ لَّدَیۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ ۝۳۲

وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ ج اَحْیَیْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ یَاْكُلُوْنَ ۝۳۳
وَجَعَلْنَا فِیْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِیْهَا مِنَ الْعُیُوْنِ ۝۳۴ لِیَاْكُلُوْا مِنْ
ثَمَرِهٖ لا وَمَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ ط اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ۝۳۵ سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ
كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۳۶ وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ صلے
نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝۳۷ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ط ذٰلِكَ
تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝۳۸ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ۝۳۹ لَا
الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ط وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ
یَّسْبَحُوْنَ ۝۴۰ وَاٰیَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَهُمْ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝۴۱ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ
مِّثْلِهٖ مَا یَرْكَبُوْنَ ۝۴۲ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِیْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ یُنْقَذُوْنَ ۝۴۳ اِلَّا رَحْمَةً
مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ ۝۴۴ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَیْنَ اَیْدِیْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ ۝۴۵ وَمَا تَاْتِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ۝۴۶ وَاِذَا
قِیْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ لا قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنُطْعِمُ مَنْ
لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗۤ صلے اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝۴۷ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝۴۸ مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ یَخِصِّمُوْنَ ۝۴۹ فَلَا
یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّلَاۤ اِلٰۤی اَهْلِهِمْ یَرْجِعُوْنَ ۝۵۰ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ
الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ ۝۵۱ قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا سكتة هٰذَا مَا وَعَدَ
الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝۵۲ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِیْعٌ
لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝۵۳ فَالْیَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ۝۵۴ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْیَوْمَ فِیْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝۵۵ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِیْ
ظِلٰلٍ عَلَی الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ۝۵۶ لَهُمْ فِیْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا یَدَّعُوْنَ ۝۵۷ ج سَلٰمٌ قف قَوْلًا
مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ۝۵۸ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝۵۹ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ
لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ج اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝۶۰ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ ط هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ
۝۶۱ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِیْرًا ط اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝۶۲ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ
تُوْعَدُوْنَ ۝۶۳ اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝۶۴ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ
وَتُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝۶۵ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا
عَلٰۤی اَعْیُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰی یُبْصِرُوْنَ ۝۶۶ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ

عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ۝۶۷ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی
الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ ۝۶۸ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ
مُّبِیْنٌ ۝۶۹ لِّیُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَیًّا وَّیَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ۝۷۰ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا
لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَاۤ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝۷۱ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ
وَمِنْهَا یَاْكُلُوْنَ ۝۷۲ وَلَهُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ۝۷۳ وَاتَّخَذُوْا مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ یُنْصَرُوْنَ ۝۷۴ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ
مُّحْضَرُوْنَ ۝۷۵ فَلَا یَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۝۷۶ اَوَلَمْ
یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ۝۷۷ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا
وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ ۝۷۸ قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ
مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمُ ۙ ۝۷۹ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَاۤ
اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ۝۸۰ اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ
یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؔ بَلٰی ۗ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ۝۸۱ اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ
كُنْ فَیَكُوْنُ ۝۸۲ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۸۳

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّیَّةٌ وَّ هِیَ سِتٌّ وَّتِسْعُوْنَ اٰیَةً وَّ ثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝۱ لَیْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝۲ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝۳ اِذَا رُجَّتِ
الْاَرْضُ رَجًّا ۝۴ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝۵ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝۶ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا
ثَلٰثَةً ۝۷ فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۝۸ وَاَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ
مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۝۹ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝۱۰ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝۱۱ فِیْ جَنّٰتِ
النَّعِیْمِ ۝۱۲ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ۝۱۳ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ۝۱۴ عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۝۱۵
مُّتَّكِـِٕیْنَ عَلَیْهَا مُتَقٰبِلِیْنَ ۝۱۶ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۝۱۷ بِاَكْوَابٍ
وَّاَبَارِیْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ۝۱۸ لَّا یُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا یُنْزِفُوْنَ ۝۱۹ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا
یَتَخَیَّرُوْنَ ۝۲۰ وَلَحْمِ طَیْرٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ ۝۲۱ وَحُوْرٌ عِیْنٌ ۝۲۲ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۝۲۳
جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۲۴ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِیْمًا ۝۲۵ اِلَّا قِیْلًا
سَلٰمًا سَلٰمًا ۝۲۶ وَاَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ ۝۲۷ فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۝۲۸
وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۝۲۹ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۝۳۰ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ۝۳۱ وَّفَاكِهَةٍ كَثِیْرَةٍ ۝۳۲ لَّا مَقْطُوْعَةٍ

وَلَا مَمْنُوْعَةٍ ۙ۝۳۳ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ۭ۝۳۴ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۙ۝۳۵ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۙ۝۳۶
عُرُبًا اَتْرَابًا ۙ۝۳۷ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝۳۸ۭ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ۝۳۹ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۭ۝۴۰
وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۥ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۭ۝۴۱ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ۙ۝۴۲ وَّظِلٍّ مِّنْ
يَّحْمُوْمٍ ۙ۝۴۳ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ۝۴۴ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ۝۴۵ۚۖ وَكَانُوْا
يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ۝۴۶ۚ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۥ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا
ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۙ۝۴۷ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝۴۸ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ۙ۝۴۹ لَمَجْمُوْعُوْنَ
ۥ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝۵۰ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ۙ۝۵۱ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ
شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۙ۝۵۲ فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝۵۳ۚ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ۝۵۴ۚ
فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ۭ۝۵۵ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝۵۶ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ
فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ۝۵۷ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۝۵۸ۭ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ۝۵۹ نَحْنُ
قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۙ۝۶۰ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ
فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۶۱ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۶۲ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا
تَحْرُثُوْنَ ۝۶۳ۭ ءَ اَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝۶۴ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ
تَفَكَّهُوْنَ ۝۶۵ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ۙ۝۶۶ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝۶۷ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ
تَشْرَبُوْنَ ۝۶۸ۭ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ۝۶۹ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ
اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ۝۷۰ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ۝۷۱ۭ ءَ اَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ
اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ ۝۷۲ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ۝۷۳ۚ فَسَبِّحْ بِاسْمِ
رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝۷۴ۧ الثلثة فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝۷۵ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ
۝۷۶ۙ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝۷۷ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝۷۸ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝۷۹ۭ تَنْزِيْلٌ
مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۸۰ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ۙ۝۸۱ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ
اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۝۸۲ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ۙ۝۸۳ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ۝۸۴
وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۝۸۵ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ۝۸۶
تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۸۷ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝۸۸ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۥ
وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ۝۸۹ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۙ۝۹۰ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ
اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝۹۱ۭ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ۙ۝۹۲ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ۝۹۳

وَّتَصۡلِیَةُ جَحِیۡمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الۡیَقِیۡنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الۡعَظِیۡمِ ﴿۹۶﴾ ع

سُوۡرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِیَّةٌ وَّ هِیَ ثَمَانَ عَشۡرَةَ اٰیَةً وَّ فِیۡهَا رُکُوۡعَانِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ۚ لَهُ الۡمُلۡکُ وَلَهُ الۡحَمۡدُ ۫ وَهُوَ
عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ فَمِنۡکُمۡ کَافِرٌ وَّمِنۡکُمۡ مُّؤۡمِنٌ ؕ وَاللّٰهُ
بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۲﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ وَصَوَّرَکُمۡ
فَاَحۡسَنَ صُوَرَکُمۡ ۚ وَاِلَیۡهِ الۡمَصِیۡرُ ﴿۳﴾ یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَیَعۡلَمُ مَا
تُسِرُّوۡنَ وَمَا تُعۡلِنُوۡنَ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیۡمٌ ۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۴﴾ اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ نَبَؤُا الَّذِیۡنَ
کَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ ۫ فَذَاقُوۡا وَبَالَ اَمۡرِهِمۡ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۵﴾ ذٰلِکَ بِاَنَّهٗ کَانَتۡ
تَّاۡتِیۡهِمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَقَالُوۡۤا اَبَشَرٌ یَّهۡدُوۡنَنَا ۫ فَکَفَرُوۡا وَتَوَلَّوۡا وَّاسۡتَغۡنَی اللّٰهُ ؕ
وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ ﴿۶﴾ زَعَمَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنۡ لَّنۡ یُّبۡعَثُوۡا ؕ قُلۡ بَلٰی وَرَبِّیۡ لَتُبۡعَثُنَّ ثُمَّ
لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلۡتُمۡ ؕ وَذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیۡرٌ ﴿۷﴾ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ
وَالنُّوۡرِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلۡنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ﴿۸﴾ یَوۡمَ یَجۡمَعُکُمۡ لِیَوۡمِ الۡجَمۡعِ
ذٰلِکَ یَوۡمُ التَّغَابُنِ ؕ وَمَنۡ یُّؤۡمِنۡ ۢ بِاللّٰهِ وَیَعۡمَلۡ صَالِحًا یُّکَفِّرۡ عَنۡهُ سَیِّاٰتِهٖ وَیُدۡخِلۡهُ
جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۹﴾ وَالَّذِیۡنَ
الثلثة
کَفَرُوۡا وَکَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ ﴿۱۰﴾ ع
مَاۤ اَصَابَ مِنۡ مُّصِیۡبَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ یُّؤۡمِنۡ ۢ بِاللّٰهِ یَهۡدِ قَلۡبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِکُلِّ شَیۡءٍ
عَلِیۡمٌ ﴿۱۱﴾ وَاَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّیۡتُمۡ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوۡلِنَا الۡبَلٰغُ
الۡمُبِیۡنُ ﴿۱۲﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَی اللّٰهِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۳﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ
اٰمَنُوۡۤا اِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجِکُمۡ وَاَوۡلَادِکُمۡ عَدُوًّا لَّکُمۡ فَاحۡذَرُوۡهُمۡ ۚ وَاِنۡ تَعۡفُوۡا
وَتَصۡفَحُوۡا وَتَغۡفِرُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُکُمۡ وَاَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَةٌ ؕ
وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ وَاسۡمَعُوۡا وَاَطِیۡعُوۡا وَاَنۡفِقُوۡا
خَیۡرًا لِّاَنۡفُسِکُمۡ ؕ وَمَنۡ یُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِهٖ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۶﴾ اِنۡ تُقۡرِضُوا

اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۙ ۝١٧ عٰلِمُ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝١٨ ع

سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ وَّ هِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّ فِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۝١ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ
وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝٢ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ
سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى
مِنْ فُطُوْرٍ ۝٣ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ
۝٤ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا
لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝٥ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝٦ اِذَآ
اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۝٧ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ
فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝٨ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ۬
فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝٩ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا
نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝١٠ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا
لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝١١ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ
كَبِيْرٌ ۝١٢ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ ۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝١٣ اَلَا يَعْلَمُ
مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝١٤ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا
فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝١٥ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ
يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ۝١٦ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ
حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ۝١٧ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ
كَانَ نَكِيْرِ ۝١٨ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ؕۘ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا
الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ ۭ بَصِيْرٌ ۝١٩ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ
دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ۝٢٠ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ
اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ۝٢١ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ
اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝٢٢ قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۲۳ قُلْ هُوَ الَّذِیْ
ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۲۴ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِیْنَ ۝۲۵ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۲۶ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً
سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَقِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ۝۲۷ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ
اَهْلَكَنِیَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِیَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ یُّجِیْرُ الْكٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝۲۸ قُلْ
هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَیْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝۲۹ قُلْ اَرَءَ
یْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ ۝۳۰

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ وَّ هِيَ عِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّ فِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝۱ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝۲ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ۝۳ اَوْ زِدْ
عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۝۴ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ۝۵ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ
هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِیْلًا ۝۶ اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا ۝۷ وَاذْكُرِ اسْمَ
رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ۝۸ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ
وَكِیْلًا ۝۹ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا ۝۱۰ وَذَرْنِیْ
وَالْمُكَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِیْلًا ۝۱۱ اِنَّ لَدَیْنَاۤ اَنْكَالًا وَّجَحِیْمًا ۝۱۲ وَّطَعَامًا
ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِیْمًا ۝۱۳ یَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِیْبًا
مَّهِیْلًا ۝۱۴ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَیْكُمْ كَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰی فِرْعَوْنَ
رَسُوْلًا ۝۱۵ فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِیْلًا ۝۱۶ فَكَیْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ
كَفَرْتُمْ یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبَا ۝۱۷ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا
۝۱۸ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا ۝۱۹ اِنَّ رَبَّكَ یَعْلَمُ اَنَّكَ
تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ یُقَدِّرُ
الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَیْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ
عَلِمَ اَنْ سَیَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰی ۙ وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ
فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِیْمُوا

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَیْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۲۰

سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَکِّیَّةٌ '' وَّهِیَ خَمْسَ عَشْرَةَ اٰیَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝۱ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۝۲ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ۝۳ وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰىهَا ۝۴ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ۝۵ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ۝۶ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝۷ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝۸ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰىهَا ۝۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۰ کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ۝۱۱ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝۱۲ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْیٰهَا ۝۱۳ فَکَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۵ فَدَمْدَمَ عَلَیْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝۱۴ وَلَا یَخَافُ عُقْبٰهَا ۝۱۵

سُوْرَةُ الَّیْلِ مَکِّیَّةٌ '' وَّهِیَ اِحْدٰی وَعِشْرُوْنَ اٰیَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ۝۱ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۝۲ وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰٓی ۝۳ اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی ۝۴ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ۝۵ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۝۶ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی ۝۷ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ۝۸ وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ۝۹ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی ۝۱۰ وَمَا یُغْنِیْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰی ۝۱۱ اِنَّ عَلَیْنَا لَلْهُدٰی ۝۱۲ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰی ۝۱۳ فَاَنْذَرْتُکُمْ نَارًا تَلَظّٰی ۝۱۴ لَا یَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَی ۝۱۵ الَّذِیْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ۝۱۶ وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی ۝۱۷ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی ۝۱۸ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓی ۝۱۹ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی ۝۲۰ وَلَسَوْفَ یَرْضٰی ۝۲۱

سُوْرَةُ الضُّحٰی مَکِّیَّةٌ '' وَّهِیَ اِحْدٰی عَشْرَةَ اٰیَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَالضُّحٰی ۝۱ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۝۲ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ۝۳ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی ۝۴ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ۝۵ اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ۝۶ وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰی ۝۷ وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی ۝۸ فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝۹ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝۱۰ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ۝۱۱

سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ مَکِّیَّةٌ '' وَّهِیَ ثَمَانُ اٰیَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ۝۱ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ۝۲ الَّذِیْۤ اَنْقَضَ

ظَهۡرَکَ ۝۳ وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ۝۴ فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ۝۵ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا
۝۶ فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۝۷ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ ۝۸

سُوۡرَةُ الزِّلۡزَالِ مَدَنِیَّةٌ وَّهِیَ ثَمَانُ اٰیَاتٍ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا ۝۱ وَاَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا ۝۲ وَقَالَ الۡاِنۡسَانُ مَالَهَا
۝۳ یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَهَا ۝۴ بِاَنَّ رَبَّکَ اَوۡحٰی لَهَا ۝۵ یَوۡمَئِذٍ یَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا ۙ لِّیُرَوۡا
اَعۡمَالَهُمۡ ۝۶ فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَیۡرًا یَّرَهٗ ۝۷ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۝۸

سُوۡرَةُ الۡعٰدِیٰتِ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ اِحۡدٰی عَشۡرَةَ اٰیَةً

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

وَالۡعٰدِیٰتِ ضَبۡحًا ۝۱ فَالۡمُوۡرِیٰتِ قَدۡحًا ۝۲ فَالۡمُغِیۡرٰتِ صُبۡحًا ۝۳ فَاَثَرۡنَ بِهٖ نَقۡعًا ۝۴
فَوَسَطۡنَ بِهٖ جَمۡعًا ۝۵ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّهٖ لَکَنُوۡدٌ ۝۶ وَاِنَّهٗ عَلٰی ذٰلِکَ لَشَهِیۡدٌ ۝۷ وَاِنَّهٗ
لِحُبِّ الۡخَیۡرِ لَشَدِیۡدٌ ۝۸ اَفَلَا یَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِی الۡقُبُوۡرِ ۝۹ وَحُصِّلَ مَا فِی
الصُّدُوۡرِ ۝۱۰ اِنَّ رَبَّهُمۡ بِهِمۡ یَوۡمَئِذٍ لَّخَبِیۡرٌ ۝۱۱

سُوۡرَةُ الۡقَارِعَةِ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ اِحۡدٰے عَشۡرَةَ اٰیَةً

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

اَلۡقَارِعَةُ ۝۱ مَا الۡقَارِعَةُ ۝۲ وَمَا اَدۡرٰىکَ مَا الۡقَارِعَةُ ۝۳ یَوۡمَ یَکُوۡنُ النَّاسُ
کَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ ۝۴ وَتَکُوۡنُ الۡجِبَالُ کَالۡعِهۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ ۝۵ فَاَمَّا مَنۡ ثَقُلَتۡ
مَوَازِیۡنُهٗ ۝۶ فَهُوَ فِیۡ عِیۡشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۝۷ وَاَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِیۡنُهٗ ۝۸ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ ۝۹
وَمَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا هِیَهۡ ۝۱۰ نَارٌ حَامِیَةٌ ۝۱۱

سُوۡرَةُ التَّکَاثُرِ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ ثَمَانُ اٰیَاتٍ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

اَلۡهٰىکُمُ التَّکَاثُرُ ۝۱ حَتّٰی زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ۝۲ کَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۝۳ ثُمَّ کَلَّا
سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۝۴ کَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡیَقِیۡنِ ۝۵ لَتَرَوُنَّ الۡجَحِیۡمَ ۝۶ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا
عَیۡنَ الۡیَقِیۡنِ ۝۷ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ یَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِیۡمِ ۝۸

سُوۡرَةُ الۡعَصۡرِ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ ثَلٰثُ اٰیَاتٍ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۵ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

سُوْرَۃُ الْھُمَزَۃِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ تِسْعُ اٰیَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِ ۝ الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَہٗ o یَحْسَبُ اَنَّ مَالَہٗۤ اَخْلَدَہٗ ۝ کَلَّا لَیُنْبَذَنَّ فِی الْحُطَمَۃِ o وَمَآ اَدْرٰئکَ مَا الْحُطَمَۃُ o نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَۃُ o الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ o اِنَّھَا عَلَیْھِمْ مُّؤْصَدَۃٌ o فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ o

سُوْرَۃُ الْفِیْلِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ خَمْسُ اٰیَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ۝ اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ ۝ وَّاَرْسَلَ عَلَیْھِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ ۝ تَرْمِیْھِمْ بِحِجَارَۃٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ ۝ فَجَعَلَھُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ ۝

سُوْرَۃُ قُرَیْشٍ مَّکِّیَّۃٌ وَّھِیَ اَرْبَعُ اٰیَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ o اِلٰفِھِمْ رِحْلَۃَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ o فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ ھٰذَا الْبَیْتِ o الَّذِیْ اَطْعَمَھُمْ مِّنْ جُوْعٍ o وَّاٰمَنَھُمْ مِّنْ خَوْفٍ o

سُوْرَۃُ الْمَاعُوْنِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ سَبْعُ اٰیَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ ۝ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ۝ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ۝ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۝ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ ھُمْ یُرَآءُوْنَ ۝ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝

سُوْرَۃُ الْکَوْثَرِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ ثَلٰثُ اٰیَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ o فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ o اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ o

سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْنَ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ سِتُّ اٰیَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

قُلْ يَاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ o لَآاَعْبُدُمَا تَعْبُدُوْنَ o وَلَ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ o وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ o وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ o لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِىَ دِيْنِ o

سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِىَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ه

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ط اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝

سُوْرَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ وَّهِىَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ه

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ o مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَا لُهٗ وَمَا كَسَبَ o سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ o وَّامْرَاَتُهٗ ط حَمَّا لَةَ الْحَطَبِ o فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ o

سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ وَّهِىَ اَرْبَعُ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ه

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِىَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ه

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

سُوْرَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ وَّهِىَ سِتُّ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ه

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ o مَلِكِ النَّاسِ o اِلٰهِ النَّاسِ o مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۵ لا الْخَنَّاسِ o الَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِ o مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ o

آ یتُ الکرسی شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْحَىُّ الْقَيُّوْمُ ۵ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِىْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ج وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَىْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَاشَآءَ ج وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ

وَالۡاَرۡضَ ۚ وَلَا یَئُوۡدُهٗ حِفۡظُهُمَا ۚ وَهُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ۝۲۵۵ لَاۤ اِکۡرَاهَ فِی الدِّیۡنِ ۟ۙ قَدۡ تَّبَیَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَیِّ ۚ فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَیُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ بِالۡعُرۡوَةِ الۡوُثۡقٰی ٭ لَا انۡفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ۝۲۵۶ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ؕ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَوۡلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوۡتُ ۙ یُخۡرِجُوۡنَهُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۝۲۵۷

آ خری آیا ت سوره بقره شریف

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم ہ

اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡهِ مِنۡ رَّبِّهٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ٭ غُفۡرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ ۝۲۸۵ لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا ؕ لَهَا مَا کَسَبَتۡ وَعَلَیۡهَا مَا اکۡتَسَبَتۡ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَهٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعۡفُ عَنَّا ۟ وَاغۡفِرۡ لَنَا ۟ وَارۡحَمۡنَا ۟ اَنۡتَ مَوۡلٰنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ۝۲۸۶

آ یات سوره آل عمران

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم ہ

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الۡمُلۡکِ تُؤۡتِی الۡمُلۡکَ مَنۡ تَشَآءُ وَتَنۡزِعُ الۡمُلۡکَ مِمَّنۡ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ ؕ بِیَدِکَ الۡخَیۡرُ ؕ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝۲۶ تُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّهَارِ وَتُوۡلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیۡلِ ۫ وَتُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَتُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ ۫ وَتَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ۝۲۷

آ یات سوره آل عمران

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم ہ

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالۡبَنِیۡنَ وَالۡقَنَاطِیۡرِ الۡمُقَنۡطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالۡفِضَّةِ وَالۡخَیۡلِ الۡمُسَوَّمَةِ وَالۡاَنۡعَامِ وَالۡحَرۡثِ ؕ ذٰلِکَ مَتَاعُ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ۚ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الۡمَاٰبِ ۝

آ یات سورہ آل عمران

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم ○

ثُمَّ اَنۡزَلَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ الۡغَمِّ اَمَنَۃً نُّعَاسًا یَّغۡشٰی طَآئِفَۃً مِّنۡکُمۡ ۙ وَطَآئِفَۃٌ قَدۡ اَهَمَّتۡهُمۡ اَنۡفُسُهُمۡ یَظُنُّوۡنَ بِاللّٰهِ غَیۡرَ الۡحَقِّ ظَنَّ الۡجَاهِلِیَّۃِ ؕ یَقُوۡلُوۡنَ هَلۡ لَّنَا مِنَ الۡاَمۡرِ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ قُلۡ اِنَّ الۡاَمۡرَ کُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ یُخۡفُوۡنَ فِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ مَّا لَا یُبۡدُوۡنَ لَکَ ؕ یَقُوۡلُوۡنَ لَوۡ کَانَ لَنَا مِنَ الۡاَمۡرِ شَیۡءٌ مَّا قُتِلۡنَا هٰهُنَا ؕ قُلۡ لَّوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ لَبَرَزَ الَّذِیۡنَ کُتِبَ عَلَیۡهِمُ الۡقَتۡلُ اِلٰی مَضَاجِعِهِمۡ ۚ وَلِیَبۡتَلِیَ اللّٰهُ مَا فِیۡ صُدُوۡرِکُمۡ وَ لِیُمَحِّصَ مَا فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۝

آ یات سورہ توبة

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم ○

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ۝۱۲۸ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰهُ ۖ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَیۡهِ تَوَکَّلۡتُ وَهُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ ۝۱۲۹

آ یات سورہ کهف

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِهِ الۡکِتٰبَ وَلَمۡ یَجۡعَلۡ لَّهٗ عِوَجًا ۝۱ ؕ سکتة قَیِّمًا لِّیُنۡذِرَ بَاۡسًا شَدِیۡدًا مِّنۡ لَّدُنۡهُ وَیُبَشِّرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ اَجۡرًا حَسَنًا ۝۲ ۙ مَّاکِثِیۡنَ فِیۡهِ اَبَدًا ۝۳ وَّیُنۡذِرَ الَّذِیۡنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝۴ ۖ مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمۡ ؕ کَبُرَتۡ کَلِمَۃً تَخۡرُجُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ ؕ اِنۡ یَّقُوۡلُوۡنَ اِلَّا کَذِبًا ۝۵ فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ عَلٰۤی اٰثَارِهِمۡ اِنۡ لَّمۡ یُؤۡمِنُوۡا بِهٰذَا الۡحَدِیۡثِ اَسَفًا ۝۶ اِنَّا جَعَلۡنَا مَا عَلَی الۡاَرۡضِ زِیۡنَۃً لَّهَا لِنَبۡلُوَهُمۡ اَیُّهُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ۝۷ وَاِنَّا لَجَاعِلُوۡنَ

مَا عَلَيۡهَا صَعِيۡدًا جُرُزًا ۝٨ؕ اَمۡ حَسِبۡتَ اَنَّ اَصۡحٰبَ الۡكَهۡفِ وَالرَّقِيۡمِ ۙ كَانُوۡا
مِنۡ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝٩ اِذۡ اَوَى الۡفِتۡيَةُ اِلَى الۡكَهۡفِ فَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً
وَّهَيِّئۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا ۝١٠

آ یات سورہ کھف

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم ٥

اَلَّذِيۡنَ كَانَتۡ اَعۡيُنُهُمۡ فِىۡ غِطَآءٍ عَنۡ ذِكۡرِىۡ وَكَانُوۡا لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ سَمۡعًا ۝١٠١ؒ اَفَحَسِبَ
الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنۡ يَّتَّخِذُوۡا عِبَادِىۡ مِنۡ دُوۡنِىۡۤ اَوۡلِيَآءَ ؕ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا جَهَنَّمَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ
نُزُلًا ۝١٠٢ قُلۡ هَلۡ نُنَبِّئُكُمۡ بِالۡاَخۡسَرِيۡنَ اَعۡمَالًا ۝١٠٣ؕ اَلَّذِيۡنَ ضَلَّ سَعۡيُهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ
الدُّنۡيَا وَهُمۡ يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ يُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا ۝١٠٤ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمۡ
وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فَلَا نُقِيۡمُ لَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وَزۡنًا ۝١٠٥ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمۡ
جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوۡا وَاتَّخَذُوۡۤا اٰيٰتِىۡ وَرُسُلِىۡ هُزُوًا ۝١٠٦ اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ كَانَتۡ لَهُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا ۝١٠٧ۙ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا لَا يَبۡغُوۡنَ عَنۡهَا حِوَلًا
۝١٠٨ قُلۡ لَّوۡ كَانَ الۡبَحۡرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّىۡ لَنَفِدَ الۡبَحۡرُ قَبۡلَ اَنۡ تَنۡفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّىۡ وَلَوۡ
جِئۡنَا بِمِثۡلِهٖ مَدَدًا ۝١٠٩ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ يُوۡحٰٓى اِلَىَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ
فَمَنۡ كَانَ يَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلۡيَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشۡرِكۡ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ۝١١٠ؒ

آ یات سورہ طٰہٰ

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم ٥

رَبِّ اشۡرَحۡ لِىۡ صَدۡرِىۡ ☆ وَيَسِّرۡ لِىۡۤ اَمۡرِىۡ ☆ وَاحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِىۡ ☆ يَفۡقَهُوۡا قَوۡلِىۡ ☆

آ یات سورہ مؤمنون

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم ٥

اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰكُمۡ عَبَثًا وَّاَنَّكُمۡ اِلَيۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ ۝١١٥ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الۡمَلِكُ

الْحَقُّ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝۱۱۶ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لا
لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ لا فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ط اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝۱۱۷ وَ قُلْ رَّبِّ
اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝۱۱۸

آ یات سورہ نور

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم ○

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط
اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ ط اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ
مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ لا يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْلَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ط
نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ط يَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط
وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۝۳۵

آ یات سورہ حدید

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم ○

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج وَهُوَالْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ج يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ج وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۝ هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ
وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ج وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۝ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَى الْعَرْشِ ط يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ
مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ط وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ط وَاللّٰهُ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ
۝ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِی النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّيْلِ ط وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

آ یات سورہ حشر

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم ○

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَاالْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًامِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ط وَتِلْكَ
الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۱ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج عٰلِمُ

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ج هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْمَلِكُ
الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ط سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا
يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ط يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

آ یات سورہ طلاق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ
عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ط قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَىْءٍ قَدْرًا ۝

☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆
☆☆☆
☆☆
☆

دُعائے ختم القرآن مجید فُرقانِ حمید

بسم اللہ الر حمٰن الر حیم O

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِىْ فِىْ قَبْرِىْ ه اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِىْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ
وَاجْعَلْهُ لِىْٓ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى وَّرَحْمَةً ه اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِىْ مِنْهُ مَا

نَسِیتُ وَعَلِّمنِیُ مِنہُ مَا جَہِلتُ وَارزُقنِیُ تِلاوَتَہٗ اٰنَآءَ الَّیلِ وَاٰنَآئَالنَّہَارِ وَاجعَلہُ لِیُ حُجَّۃً یَّارَبَّ العٰلَمِینَ ہ

مُقدمہ

خاتمۃ الکتاب

مُقدمہ خاتمۃ الکتاب

یہ فیضانِ نظر تھا یا مکتب کی کرامت
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

الحمدللہ یہ کتاب بنام **اسرارِ محبوب** آپ کے سامنے ہے۔ اس میں جو جو اچھا ہے۔ وہ **اللہ** رحیم وکریم کا خصوصی فضل وکرم اور نبی کریم ﷺ کا بے حدو بے شمار فیضان و برکت ہے۔ مرشد پاک کی اعلی توجہ و تربیت کا اثر ہے۔ اور والدین کی اَن گنت دُعاؤں کا عظیم ثمر ہے۔

گفتہء او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اور جہاں آپ کچھ کمی کوتاہی پائیں۔ وہ مجھ خطا کار کی طرف سے ہے۔ (انسان دراصل مرکب من **الخطاء** و**النسیان** کوملاحظہ کرتے ہوئے) لہذا درگزر فرمائیں۔

کہہ رہی ہے یہ نرگس شہلا
کس کو دعوٰی ہے پارسائی کا

اگر کتاب میں کسی قسم کی حرفی ،لفظی یا اعرابی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں۔ تاکہ آنے والے ایڈیشن میں تصحیح کر کے اشاعت کی جائے۔ اور شائقین عملیات اور قارئین کتاب ہذا سے خصوصی طور پر دست بستہ گزارش ہے۔ کہ میری اور تمامی امت کی اصلاح اور صراط مستقیم پر دائما چلنے کی اللہ تعالی سے خصوصی دُعا فرمائیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے ہم سب پر خصوصی فضل وکرم فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

کیا دَم کرنے یا تعویذ لکھنے کا معاوضہ لینا جائز ہے؟

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسولِ معظم ﷺ کے بعض اصحابِ کرامؓ سفر کر رہے تھے۔ اس (سفر) کے دوران اِن کا گزر ایک عرب قبیلے کے پاس سے ہوا۔ انہوں نے اس قبیلے کا مہمان بننا چاہا۔ لیکن قبیلے والوں نے انہیں مہمان نہیں بنایا۔ قبیلے والوں نے اِن حضرات سے دریافت کیا۔ کیا آپؓ میں سے کوئی شخص دَم کرنا جانتا ہے؟ کیونکہ قبیلے کے سردار کو بچھو نے ڈس لیا ہے۔ (یا پھر شاید یہ کہا کہ!) وہ تکلیف میں مبتلا ہے۔ اِن اصحابِ کرامؓ میں سے ایک صاحب (صحابیؓ رسولؐ) بولے۔ ہاں! پھر وہ صحابیؓ اُس سردار کے پاس آئے۔ اور سورہ فاتحہ شریف پڑھ کر اِس (سردار) پر دَم کر دیا۔ وہ شخص ٹھیک ٹھاک ہوگیا۔ اس صحابیؓ کو (سورہ فاتحہ کے دَم کے عوض اُس قبیلے کی طرف سے) بکریوں کا ایک ریوڑ (نذرانے اور معاوضے کے طور پر) دیا گیا۔ اِس نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور بولا! (کہ) میں اسے اس وقت تک قبول نہیں کروں گا۔ جب تک اس بات کا ذکر نبی اکرم ﷺ سے نہ کروں۔ پھر وہ صحابیؓ نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور اس بات کا تذکرہ آپ ﷺ سے کیا۔ اور عرض کی!

یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالی کی قسم! میں نے صرف سورہ فاتحہ پڑھ کر دَم کیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ مسکرائے۔ اور آپ ﷺ نے دریافت کیا۔ تمھیں اس دَم کا کیسا پتا چلا؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ بکریاں حاصل کرلو۔ اور ان میں سے میرا حصہ بھی نکال دینا۔

یہ حدیثِ مبارکہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، بیہقی، دارِ قطنی مسند احمد کے علاوہ اور بہت سی احادیث کی کتب میں موجود ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص دَم وتعویز یا جھاڑ پھونک کا (مناسب) معاوضہ لینا چاہے۔ یا طلب کرے۔ تو یہ جائز ہوگا۔ مگر یاد رہے۔ کہ دَم وتعویز یا جھاڑ پھونک میں کوئی شرکیہ الفاظ نہ ہوں۔ اور کسی کی مجبوری سے ناجائز فائدہ نہ اُٹھایا جائے۔

التجائے دُعا از قارئینِ کتاب ہذا:

ایک خصوصی عرض یہ بھی ہے۔ کہ آپ اور میں جب بھی اِس کتاب سے فائدہ حاصل کریں۔ تو ہمیں چاہیئے۔ ہم دُعا کریں۔ کہ!

اے اللہ کریم! اس کتاب کو میرے پیر و مرشد، والدین، اہلِ خانہ، پیرو مرشد کے اولاد و خلفاء اور اُن حضرات کے

لئے، کہ! جنہوں نے اِس کتاب کے سلسلے میں اپنی قیمتی آراء سے نوازا۔ اور اُن مخیّر حضرات کے لئے بھی، کہ جنہوں نے کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں جانی و مالی تعاون کیا۔ اِن سب کے لئے آخرت کا ذخیرہ اور عوام الناس کے لئے فائدے کی ایک مضبوط دلیل وسبیل بنائے۔ اور صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین! بحرمت سید المرسلین ﷺ۔

میری آنے والی مزید دو کُتب (جن پر کام جاری ہے)، اگر اللہ تعالیٰ کی منشاء ہوئی تو۔ یہ ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

1۔ محبوبی اوراد و ظائف 2۔ انما المؤمنون اِخوۃ

مُحَمَّدُ عَبدُ الرَّؤُفُ قَادِرِیُ 7844556 333 92+

E.mail ID raufzaibbaloch@gmail.com

مآخذ و مراجع

قرآنِ حکیم۔ الاتقان فی علوم القرآن للسیوطیؒ۔ الدرالمنثور۔ تفسیر روح البیان۔

صحاحِ ستہ۔ (بالخصوص صحیحین)

تصانیفِ حضرت قطب المشائخ پیر سید محبوب علی شاہ بخاری دہلوی قادری۔ جواہر الاولیاء۔ راہِ طریقت۔ سلوک و معرفت۔

فتوحاتِ مکیہ۔ رسائلِ شیخ اکبر ابنِ عربیؒ۔ فصوص الحکم۔

کشف المحجوب۔ کتاب اللمع۔ نزھۃ المجالس۔ الرسالۃ القشیریہ۔ الابریز۔ قوت القلوب۔ تعرف۔

غنیۃ الطالبی طریق الحق۔ الفتح الربانی۔ سرالاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار۔ بہجۃ الاسرار۔

عرفان (جلد اول۔ دوئم)۔ حق نمائے اردو ترجمہ نور الہدیٰ۔ کنز الانوار ترجمہ عقلِ بیدار۔ تذکرہ قادریہ۔

تعلیمِ غوثیہ (مراۃُ الوحدت)۔ تذکرہ غوثیہ۔ کلیاتِ امدادیہ۔ امداد السلوک۔

کشکولِ کلیمی۔ ہشت بہشت۔ اقتباس الانوار۔ مراۃ الاسرار۔ سیر الاولیاء۔ نزھۃ المجالس۔

منہاج العابدین۔ مکاشفۃ القلوب۔ احیاء العلوم الدین۔ کیمیائے سعادت۔

رسائلِ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔ حجۃ اللہ البالغہ۔ الفوز الکبیر۔ القول الجلی ذکر فی آثار الولی۔ انفاس العارفین۔ القول الجمیل۔

مکتوبات امامِ ربانی۔ البینات شرح مکتوبات۔ رسائل حضرت مجدد الف ثانیؒ۔

سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین ﷺ۔ شواہد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق۔

مراقبہ۔ الفتح المجید امعروف مجرباتِ دیربیؒ۔ کتاب الرحمۃ فی الطب والحکمۃ للسیوطیؒ۔ خزینۃ الاسرار للحقی نازلیؒ۔ الدر النظیم۔

الیواقیت والجواہر۔ طبقات امام شعرانی۔ لطائف المنن۔ انوار القدسیہ فی معرفۃ قواعد الصوفیہ۔

ذکرِ خیر المعروف بہ صحیفہء محبوب۔ ذکر کثیر معروف بہ محبوب السلوک۔

آپ کے مسائل اور اُن کا حل۔ اختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم۔ بہارِ شریعت۔ فتاوٰی حدیثیہ۔

مثنوی مولوی معنوی۔ فیہ مافیہ۔ کلیاتِ اقبال۔ دیوانِ غالب۔ کلامِ بابا بلھے شاہ قادریؒ۔

شمس المعارف ولطائف العوارف۔ منبع اصول الحکمۃ۔ شموس الانوار۔ حیاۃ الحیوان (الدمیریؒ)

جواہر خمسہ۔ اورادِ غوثیہ۔ بحر الحیات۔ قانونِ طلسمات۔ بوستانِ طلسمات۔ شمع شبستانِ رضا۔ نافع الخلائق۔

خطباتِ کمال۔ حالِ سفر۔

التکشف۔ تربیت السالک۔ شریعت وطریقت۔ بوادر النوادر۔ سکونِ قلب۔ راحت القلوب۔ ملفوظات حکیم الامت۔